ataunnabi.blogsp

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حجۃ اللہ علی العالمین
فی
معجزات سید المرسلین ﷺ

حضرت علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی رحمۃ اللہ علیہ

ضیاء القرآن پبلی کیشنز
لاہور - کراچی - پاکستان

http://t.me/Tehqiqat
Click
org/details/@zoh

https://ataunnabi.blogspot.com/

بسم الله الرحمن الرحيم

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

یا صاحب الجمال و یا سید البشر
من وجهک المنیر لقد نور القمر
لا یمکن الثناء کما کان حقہ
بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

http://t.me/Tehqiqat

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

قَدْ جَاءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَاَنْزَلْنَا اِلَيْكُمْ نُوْرًا مُّبِيْنًا

حُجَّةُ اللّٰہِ عَلَی الْعَالَمِیْنَ

فِیْ

مُعْجِزَاتِ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْن صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

جلد اول

تصنیف: حضرت علامہ محمد یوسف بن اسمٰعیل نبہانی رحمۃ اللہ علیہ

زیرِ نگرانی: اِدارہ ضیاء المصنفین ○ بھیرہ شریف

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

لاہور – کراچی – پاکستان

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مضامین

پیش لفظ	13
المقدمہ	21
پہلی بحث	
معجزہ اور دیگر خلاف عادت واقعات میں فرق	21
دوسری بحث	
سرور انبیاء ﷺ کی فضیلت اور آپ کے معجزات کی فوقیت	29
تاجدار ختم نبوت ﷺ کا نبی الانبیاء ہونا	47
آپ ﷺ کے فضائل میں چالیس احادیث	51
بداية السؤل فی تفضيل الرسول	67
محبوب مکرم ﷺ کی فضیلت کے اسباب	67
آپ ﷺ کے متعلق ابن عربی کا قول	77
ایک اعتراض اور اس کا جواب	78
تمام انبیاء علیہم السلام اور اولیائے کرام کا حضور ﷺ سے مدد طلب کرنا	82
ابوالفتیان احمد بدوی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''صلوٰت'' پر عبدالرحمٰن العیدروس کی شرح	85
آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وہ فضائل اور معجزات جن کی مثال دیگر انبیاء میں بھی موجود ہے	100
وہ فضائل اور معجزات جو حضرت آدم علیہ السلام کو عطا کئے گئے	100
وہ فضائل جو اللہ تعالیٰ نے حضرت ادریس علیہ السلام کو عطا کئے	101
وہ معجزات اور فضائل جو حضرت نوح علیہ السلام کو عطا کئے گئے	101
وہ فضائل جو اللہ تعالیٰ نے حضرت ہود علیہ السلام کو عطا کئے	101
وہ فضائل جو حضرت صالح علیہ السلام کو عطا کئے گئے	101
وہ فضائل جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کو عطا کئے گئے	102
وہ فضائل جو حضرت اسماعیل علیہ السلام کو عطا کئے گئے	104

http://t.me/Tehqiqat

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب	حجۃ اللہ علی العالمین فی معجزات سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم (جلد اول)
مصنف	حضرت علامہ محمد یوسف بن اسمٰعیل نبہانی رحمۃ اللہ علیہ
مترجم	علامہ ذوالفقار علی، فاضل دارالعلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ شریف
ناشر	ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور
تاریخ اشاعت	مارچ 2002ء
تعداد	ایک ہزار
کمپیوٹر کوڈ	1Z318
قیمت	-/500 روپے کامل سیٹ

ملنے کے پتے

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

داتا دربار روڈ، لاہور۔7221953

9۔الکریم مارکیٹ، اردو بازار، لاہور۔7225085-7247350

فیکس:۔042-7238010

14۔انفال سنٹر، اردو بازار، کراچی

فون:۔021-2210212-2212011-2630411

e-mail:- zquran@brain.net.pk

Website:- www.ziaulquran.com

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

چوتھا باب

کاہنوں کی زبانی آپ ﷺ کے متعلق سنی گئی بشارات 269

پانچواں باب

نبی مکرم ﷺ کے متعلق جنات سے سنی گئی بشارات 290

چھٹا باب

حضور ﷺ کے بارے میں وہ بشارات جو بتوں سے سنی گئیں 312

ساتواں باب

حضور ﷺ کی نبوت کے متعلق متفرق بشارات 323

آٹھواں باب

قلم قدرت کے ذریعے سید مرسلاں ﷺ کی رسالت اور عظمت و رفعت کے اعلانات 342

دوسری قسم

پہلا باب

آپ ﷺ کے نور مبارک کی تخلیق اور اس کا پاک پشتوں سے پاک رحموں میں منتقل ہونا 352

فصل

حضور مکرم ﷺ کے نسبت کی طہارت 359

دوسرا باب

آپ ﷺ کے حمل مبارک اور آپ ﷺ کی ولادت کے وقت رونما ہونے والے واقعات 363

فصل

میلاد النبی ﷺ کے جواز پر لوگوں کا اجماع 378

اَلنَّظْمُ الْبَدِيْعُ فِيْ مَوْلِدِ الشَّفِيْعِ (میلاد نامہ) 387

تیسرا باب

آپ ﷺ کی رضاعت کے دوران رونما ہونے والے واقعات 401

چوتھا باب

آپ ﷺ کی بعثت سے قبل ظہور پذیر ہونے والے واقعات اور آپ کا عہد شباب 403

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وہ فضائل جو حضرت یعقوب علیہ السلام کو عطا ہوئے تھے 104
وہ فضائل جو حضرت یوسف علیہ السلام کو عطا کئے گئے 105
وہ فضائل اور معجزات جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو عطا ہوئے تھے 105
وہ فضائل جو حضرت یوشع علیہ السلام کو دیئے گئے 106
وہ فضائل جو اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کو عطا کئے 106
وہ فضائل جو حضرت سلیمان علیہ السلام کو عطا کئے گئے 107
وہ فضائل جو حضرت یحییٰ علیہ السلام کو عطا کئے گئے 107
وہ فضائل جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو عطا کئے گئے 107
ان فضائل کا تذکرہ جو حضور ﷺ کے ساتھ مختص ہیں 109

تیسری بحث

آپ ﷺ کے معجزات دیگر انبیاء علیہم اسلام کے معجزات سے کثیر بھی ہیں اور عیاں بھی 121
اعجاز القرآن کی وجوہات 125

چوتھی بحث

حضور ﷺ کے معجزات علم یقینی کا فائدہ دیتے ہیں 133

پہلی قسم

بشارات 141

پہلا باب

الہامی کتب میں آپ ﷺ کے متعلق بشارات 147
تتمہ 176
آسمانی کتب میں آپ ﷺ، آپ کے صحابہ کرام، آپ کی امت اور آپ کے مبارک شہر کے محاسن اور اوصاف 187

دوسرا باب

آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق علمائے یہود کی بیان کردہ بشارات 216

تیسرا باب

تاجدار مدینہ ﷺ کے متعلق ان بشارات کا تذکرہ جن کو عیسائیوں کے راہبوں نے بیان کیا ہے 233

http://t.me/Tehqiqat

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضرت صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کردہ احادیث 554

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کردہ حدیث 555

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کردہ حدیث 559

حضرت ابن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کردہ حدیث 559

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کردہ حدیث 559

حضرت عبداللہ بن اسعد بن زرارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کردہ حدیث 563

حضرت عبدالرحمان ابن قرطان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کردہ حدیث 563

حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ الکریم کی روایت کردہ احادیث 563

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کردہ احادیث 564

حضرت مالک بن صعصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کردہ حدیث 565

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کردہ حدیث 568

حضرت ابودحیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کردہ حدیث 568

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کردہ حدیث 568

حضرت ابولیلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کردہ حدیث 576

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کردہ حدیث 577

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کردہ حدیث 587

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کردہ حدیث 587

حضرت ام ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کردہ احادیث 587

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کردہ احادیث 591

آپ ﷺ کا یہ دیکھنا جسمانی آنکھ سے دیکھنا تھا 592

دوسری فصل

افضل الخلائق ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام کا ملائکہ کو دیکھنا 596

حضور ﷺ کا حضرت جبرائیل علیہ السلام کو اصلی شکل میں دیکھنا 605

نزول وحی کی کیفیت 606

غزوۂ بدر میں ملائکہ کا جہاد کرنا 609

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تیسری قسم

آپ ﷺ کی بعثت اور آپ کے وصال کے درمیان رونما ہونے والے معجزات 427

پہلا باب

قرآن پاک بحیثیت معجزہ 440

پہلی فصل

قرآن مجید بحیثیت ایک دائمی معجزہ 440

دوسری فصل

اعجاز القرآن کی وجوہات 457

تیسری فصل

قرآن پاک میں بیان کردہ بعض امور غیبیہ 518

چوتھی فصل

قرآن پاک کی فضیلت، اس کی تلاوت کا ثواب اور آداب 532

دوسرا باب

حضور ﷺ کے وہ معجزات جن کا تعلق عالم علوی سے ہے 541

پہلی فصل

معراج اور اسراء 541

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کردہ حدیث 542

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ احادیث 551

حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کردہ احادیث 552

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کردہ احادیث 552

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کردہ احادیث 552

حضرت سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کردہ احادیث 552

حضرت سہل ابن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کردہ احادیث 553

حضرت شداد بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کردہ احادیث 553

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پیش لفظ

تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے حضرت محمد مصطفیٰ علیه التحیة و الثناء کی عمدہ معجزات اور نفیس دلائل سے تائید کی اور درخشاں علامات اور تاباں آیات سے آپ ﷺ کی مدد فرمائی پھر ان تمام معجزات، دلائل اور آیات کو صحیح اسناد اور متواتر احادیث کے ذریعے ہم تک پہنچایا حتیٰ کہ ان کا آفتاب ضیاء بار اور ماہتاب چہاردہم ہر دوسرا میں ضوفشاں ہو گیا میں اس ذات کریمانہ کے لئے سراپا سپاس ہوں جس نے اس نبی کریم کو تمام انبیاء علیہم السلام سے کامل ترین بنایا آپ ﷺ کو تمام انبیاء اور رسل سے زیادہ معجزات عطا فرمائے آپ ﷺ کو عظیم دلائل و براہین سے نوازا خَلق اور خُلق میں آپ ﷺ کو حسن کامل عطا فرمایا ذات، صفات اور اسماء کے لحاظ سے بھی آپ ﷺ کو فوقیت بخشی۔ آپ ﷺ کو تمام انبیاء علیہم السلام سے بلند مرتبہ عطا فرمایا آپ ﷺ کے درجات کو دنیا اور آخرت میں رفعت نصیب فرمائی۔ تمام انبیاء علیہم السلام کی امم کی نسبت ان کی طرف اسی طرح جس طرح عوام کی نسبت ان کے امیر کی طرف یا قبیلہ کی نسبت اس کے سردار کی طرف ہوتی ہے۔ درحقیقت تمام انبیاء اور رسل علیہم السلام اور ان کی امتیں اس رسول کریم کی امت ہیں اور اس سلطان اعظم کی رعیت ہیں۔

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں وہ واحد اور یکتا ہے وہ فرد ہے وہ بے نیاز ہے وہ نہ ہی کسی کا باپ اور نہ ہی کسی کا بیٹا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں میں یہ بھی شہادت دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اس کے برگزیدہ بندے ہیں اور اس کے رسول مرتضیٰ اور حبیب مجتبیٰ ہیں وہ زمین و آسمان کے مختار ہیں۔

اے میرے مولا! آپ ﷺ کی ذات پر ایسا درود بھیج جو افضل اور اتم ہو جو ہمیشہ رہنے والا اور ان گنت ہو اے بارالہ! آپ ﷺ کی ذات اقدس پر ایسا درود بھیج جو اس درود پاک کا ہم وزن ہو جو تو نے آپ ﷺ کی ذات پر بھیجا ہے اور ازل، ابد اور ان کے درمیان بھیجے گا آپ ﷺ کی ذات والا صفات پر ایسا درود شریف بھیج جو آپ ﷺ پر ماضی میں بھیجے گئے درود شریف یا مستقبل میں جو تیری ساری مخلوق (جن و انس اور ملائکہ) آپ ﷺ پر درود بھیجے گی، کے مشابہ ہو۔ ایسا درود شریف جو حد و شمار سے ماوراء ہو تمام الفاظ اور اعداد اس درود شریف کی حد و شمار تک نہ پہنچ سکیں۔ اس درود شریف کے صدقے مجھے ان مومنین میں سے سب سے زیادہ سعادت مند بنا جنھوں نے تیری اور تیرے آقائے دو جہاں ﷺ کی رضا حاصل کر کے دارین میں فلاح پائی۔ آپ ﷺ کی اولاد پر آپ ﷺ کی ازواج مطہرات پر اور آپ ﷺ کے مومنین اقرباء پر تمام اطراف سے باران رحمت نازل فرما آپ ﷺ کے ان پاک طینت صحابہ پر بھی رحمت نازل فرما جو آپ ﷺ کی ذات اقدس کے دیدار اور آپ ﷺ کے معجزات کو دیکھنے کی سعادت سے بہرہ اندوز ہوئے آپ ﷺ کے آل و اصحاب علیہم الرضوان پر ان گنت سلام بھیج۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

غزوۂ احد میں ملائکہ کا حاضر ہونا 615

غزوۂ خندق میں ملائکہ کا حاضر ہونا 618

غزوۂ مریسیع میں ملائکہ کا حاضر ہونا 621

غزوۂ حنین میں ملائکہ کا حاضر ہونا 621

صحابہ کرام کا ملائکہ کو دیکھنا 623

تیسری فصل

چاند کا شق ہونا، سورج کا پلٹ آنا، جنات کو شہاب مارے جانا اور جنات کا اسلام قبول کرنا 631

جنات کا اسلام قبول کرنا اور صحابہ کرام کا جنات کو دیکھنا 635

صحابہ کرام کا جنات کو دیکھنا اور ان کا کلام سننا 645

تیسرا باب

پہلی فصل

حضور ﷺ کے والدین کریمین کا زندہ ہونا اور آپ ﷺ پر ایمان لانا 657

دوسری فصل

بعض مردوں کا حضور ﷺ کے لئے زندہ کیا جانا 672

چوتھا باب

پہلی فصل

آپ ﷺ کا بیماروں کو شفاء عطا فرمانا 675

دوسری فصل

آپ ﷺ کی برکت سے اجسام، اخلاق اور صفات کا تبدیل ہو جانا 690

فائدہ 694

http://t.me/Tehqiqat

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بخشتا رہے گا۔آپ ﷺ کواس نیر تاباں کو کبھی زوال نہیں۔آپ ﷺ کے ان معجزات میں سے غیب کی وہ خبریں بھی شامل ہیں جو آپ ﷺ نے ان گنت اشیاء کے متعلق دی تھیں۔ مثلاً قیامت کی علامات اور نشانیاں وغیرہ۔جن اشیاء کے متعلق آپ ﷺ نے خبر دی تھی وہ بالکل آپ کی خبر کے مطابق ہی واقع ہوئیں اور وہ خبریں جو ابھی تک رونما نہیں ہوئیں وہ بھی یقیناً آپ کی دی ہوئی خبر کے مطابق ہی رونما ہوں گی۔ یہ اسی طرح ہے جس طرح ایک انسان ایک ہزار اشیاء کے متعلق خبر دے جن میں سے نوسو ننانوے سچ ہے ظاہر ہو جائیں تو باقی ایک خبر کی سچائی میں بھی کسی قسم کا شک نہیں رہے گا یہ مثال تو صرف سمجھنے کے لئے ہے ورنہ آپ ﷺ کا معاملہ تو اس متصور انسان سے کہیں بالاتر ہے اور آپ ﷺ کی سچائی اس سے کہیں زیادہ پایہ ثبوت کو پہنچی ہوئی ہے۔اس شخص کو آپ ﷺ کی شان صداقت اس سے کہیں عظیم ہے آپ ﷺ کی خبر میں کسی قسم کے کذب کا کوئی بھی قطعی احتمال نہیں ہوسکتا کیونکہ آپ ﷺ کے متعلق دنیا میں تشریف لانے سے پہلے ہی آسمانی کتابوں میں آپ کے متعلق بشارات موجود تھیں، احبار، کاہن، جن اور راہب آپ ﷺ کے متعلق خوشخبریاں سنایا کرتے تھے۔آپ ﷺ نے جو بھی غیب کی خبر دی وہ یا تو آپ ﷺ کی ظاہری زندگی ہی میں سچ ثابت ہوگئی یا پھر آپ ﷺ کے وصال کے بعد اس کی صداقت ظاہر ہوگئی۔آپ اپنی قوم میں نبوت سے پہلے اور بعد میں اپنے صدق اور امانت کی وجہ سے مشہور تھے حتیٰ کہ آپ کی قوم آپ کو الامین کے نام سے پکارتی تھی بعثت سے پہلے یا بعد میں کبھی بھی آپ نے جھوٹ نہیں بولا تھا۔اس لئے کسی احمق اور بے وقوف کو ہی آپ کی صداقت وسچائی میں شک ہوسکتا ہے۔یا پھر ان لوگوں کو شک ہوسکتا ہے جن کے پاس آپ ﷺ کے معجزات اور بشارات نہ پہنچی ہوں۔

انہی علامات میں سے آپ ﷺ کی امت کے اولیاء کی کرامات بھی ہیں۔وہ بھی آپ ﷺ کے ہی معجزات ہیں۔یہ کرامات ہر وقت ہر ملک میں رونما ہو رہی ہیں۔اگر ایک شہر میں رونما ہونے والی کرامات کو گنا جائے تو وہ کئی ہزار تک پہنچ جائیں گی۔یہ کرامات جہانِ رنگ و بو میں پھیلی ہوئی ہیں۔کتابیں اور دیوان ان سے بھرے پڑے ہیں یہ کتب اور دیوان اس بحرِ بے کراں کا ایک قطرہ ہیں جسے احاطہ تحریر میں نہیں لایا جاسکا وہ اسی طرح پوشیدہ رہیں گویا کہ وہ ظہور پذیر نہیں ہوئیں۔کوئی مسلمان ہی ایسا ہوگا جو ان اولیاء کی کرامات کو دیکھ کر اولیاء کا معتقد نہ ہوا ہو۔کتنے ہی ایسے لوگ ہیں جو اولیاء کی کرامات کو دیکھتے بھی ہیں لیکن پھر بھی ان کی ولایت کو تسلیم نہیں کرتے جیسا کہ بہت سے مشرکین حضور ﷺ کے معجزات کا مشاہدہ کرتے تھے لیکن وہ آپ ﷺ پر ایمان نہیں لاتے تھے۔تمام کرامات حضور ﷺ کے معجزات کی فروع (شاخیں) ہیں جس طرح آپ کی امت کے اولیاء سے کرامت کا ظہور ہونا ضروری ہے ہر زمانہ کے باغی اور سرکش لوگ آپ کے معجزات کا انکار کرتے رہے۔علمائے کرام ہر زمان ومکان میں ان معجزات کو نقل کرتے رہے۔ایک نسل دوسری نسل سے روایت کرتی رہی۔بعد میں آنے والے لوگ پہلے لوگوں سے سنتے رہے تابعین نے صحابہ کرام سے روایت کیا پھر تابعین سے علمائے کرام اور صلحائے عظام نے روایت کیا۔انہوں نے آپ ﷺ کے معجزات کے متعلق بہت سی کتابیں لکھیں۔پھر ان کتابوں کو تمام شہروں میں پھیلا دیا ان میں سے کچھ کتابیں دلائل النبوۃ کے نام سے جانی جاتی ہیں مثلاً حافظ ابوبکر البیہقی، ابونعیم الاصبہانی، ابوشیخ اصبہانی،

http://t.me/Tehqiqat

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

امابعد! جس شخص کو انبیاء اور رسل علیہم السلام کے حالات پر تھوڑی سی بھی آگاہی حاصل ہے اس پر یہ امر مخفی نہیں کہ تمام انبیاء کے سردار اور اللہ تعالیٰ کی تمام مخلوق کے پیشوا ﷺ کے معجزات اور دلائل جملہ انبیاء علیہم السلام کے معجزات اور دلائل سے زیادہ ہیں۔ آپ ﷺ کے فضائل، محاسن اور شمائل عیاں ہیں آپ ﷺ علامات اور بشارات کی رو سے تمام آسمانی کتابوں میں زیادہ شہرت کے حامل ہیں آپ ﷺ کے دلائل تمام انبیاء کے دلائل سے قوی اور آپ ﷺ کی آیات تمام انبیاء کی آیات سے روشن ہیں آپ ﷺ مقامات و مراتب میں سب سے رفیع ہیں آپ ﷺ کی ذات تمام صفات میں ہر جہت سے بالاترین ہے آپ ﷺ اس لئے ان تمام عظیم مقامات کے مالک ہے کیونکہ آپ کی امت تمام انبیاء علیہم السلام کی امم سے زیادہ ہے آپ ﷺ کی دعوت ان کی دعوت سے اور آپ ﷺ کی شریعت ان کی شریعت سے کامل ترین ہے آپ ﷺ خاتم الانبیاء والرسل ہیں اہل دنیا کو آپ ﷺ کی نبوت اور رسالت پر ایمان لانے کی احتیاج دیگر انبیاء کے پیغامات پر ایمان لانے کی ضرورت سے زیادہ تھی کیونکہ ہر رسول کے بعد ایسا رسول تشریف لاتا رہا جو پہلے رسول کے پیغام کو یا تو مستحکم کرتا تھا یا اسے پایہ تکمیل تک پہنچاتا تھا یا پھر وہ نئی شریعت کے ساتھ مبعوث ہوتا تھا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے سید الکونین محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کو مبعوث فرمایا آپ ﷺ پر انبیاء کی نبوت اور رسل کی رسالت کو ختم فرمایا آپ ﷺ کی شریعت نے ان تمام کی شریعتوں کو منسوخ کر دیا آپ ﷺ کے بحر محیط نے تمام ندیوں کو اپنے دامن میں سمیٹ لیا۔ آپ ﷺ کے خورشید جہاں تاب نے ان ستاروں کو پوشیدہ کر دیا پس آپ ﷺ انبیاء و مرسلین کے نبی اور مخلوق کے رسول ہیں۔

آپ ﷺ کی شریعت مطہرہ وہ بحر بیکراں ہے جس نے اپنے علاوہ سابقہ تمام شریعتوں کو منسوخ کر دیا ہے پھر آپ ﷺ کی شریعت مطہرہ میں احکام، انوار اور اسرار کا اتنا اضافہ ہوا جن کا شمار نا ممکن ہے ان کو اللہ کے علاوہ اور کوئی نہیں جانتا یا وہ سعادت مند انسان جانتا ہے جس کو اللہ نے علم دیا ہے اسی وجہ سے آپ ﷺ کے معجزات اور آپ ﷺ کی نبوت کے دلائل کثیر اور عظیم الشان ہیں۔ وہ تمام انبیاء کرام کے معجزات اور ان کی نبوت کے دلائل سے زیادہ عیاں اور دائمی ہیں بلکہ دیگر انبیاء علیہم السلام سے جو معجزات رونما ہوئے ہیں اگر ان کو دوگنا اور چارگنا کیا جائے پھر بھی وہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک معجزۂ قرآن کے برابر بھی نہیں ہو سکتے اگر انبیاء اور رسل علیہم السلام کے فضائل کو جمع کیا جائے تو وہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صرف ایک فضیلت کے مساوی بھی نہیں ہو سکتے آپ ﷺ کی وہ فضیلت معراج اور جو کچھ اس رات آپ ﷺ کو انوار، اسرار، محبت اور قرب الٰہی نصیب ہوا تھا۔ آپ ﷺ کے فضائل اور معجزات ان گنت ہیں جو نہ تو آپ ﷺ کی حیات مطہرہ میں منقطع ہوئے تھے اور نہ ہی بعد از وصال ختم ہوئے ہیں اور کوئی بھی معجزہ کسی نبی یا رسول کو عطا نہیں کیا گیا مگر آپ ﷺ کو یا تو اس سے عظیم معجزہ یا اس جیسا معجزہ عطا کیا گیا دیگر انبیاء علیہم السلام کے معجزات ان کے انتقال کے بعد ختم ہو گئے لیکن آپ ﷺ کے اب بھی اتنے معجزات ہیں جو حد شمار سے ماوراء ہیں ان تمام معجزات سے عظیم ترین معجزہ اللہ کا کلام قرآن مجید ہے یہ ہزاروں معجزات اور دلائل پر مشتمل ہے اس میں بہت سے کمالات اور فضائل ہیں اس میں کئی واضح نشانیاں اور روشن براہین ہیں۔

آپ ﷺ کی آیات کا سورج آفاق پر ہمیشہ نور فشاں رہے گا وہ جہاں میں اپنے انوار پھیلاتا رہے گا وہ آنکھوں کو تازگی

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

المقدمہ

مقدمہ درج ذیل چار بحثوں پر مشتمل ہوگا۔

پہلی بحث:۔ اس بحث میں وہ فرق بیان کیا جائے گا جو معجزہ اور دیگر خلاف عادات واقعات میں ہے۔

دوسری بحث:۔ اس بحث میں بیان کیا جائے گا کہ جو بھی فضیلت یا معجزہ دیگر انبیاء یا مرسلین کو عطا کیا گیا ہے۔ حضور ﷺ کو یا تو اس جیسا معجزہ یا فضیلت عطا کی گئی یا اس سے عمدہ معجزہ اور فضیلت سے آپ کو نوازا گیا۔ آپ ﷺ نبی الانبیاء ہیں آپ تخلیق کے لحاظ سے سب سے اول لیکن بعثت کے لحاظ سے سب سے آخر ہیں اور دیگر انبیائے کے معجزات بھی حضور ﷺ کے نور مبارک سے مدد طلب کرتے تھے۔

تیسری بحث:۔ اس بحث میں یہ بیان کیا جائے گا کہ آپ ﷺ کے معجزات دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کے معجزات سے زیادہ بھی ہیں اور واضح بھی۔ سابقہ انبیاء کے معجزات اب ختم ہو چکے ہیں جب کہ آپ ﷺ کے بعض معجزات اب بھی جاری ہیں۔

چوتھی بحث:۔ اس بحث میں یہ بیان کیا جائے گا کہ حضور ﷺ کے معجزات کی احادیث علم یقینی کا فائدہ دیتی ہیں جس سے آپ ﷺ کی نبوت کی تصدیق ہوتی ہے۔

1۔ **پہلی قسم:۔** اس قسم میں حضور ﷺ کے متعلق ان بشارات کا ذکر کیا جائے گا جو آسمانی کتب میں ذکر کی گئی تھیں، یا راہبوں، علمائے یہود اور جنوں سے جو ذکر سنا گیا تھا۔ یہ قسم آٹھ ابواب پر مشتمل ہے۔

پہلا باب:۔ اس باب میں آپ ﷺ کے متعلق ان بشارات کا ذکر کیا جائے گا جو آسمانی کتب میں موجود ہیں۔

دوسرا باب:۔ اس باب میں آپ ﷺ کے متعلق ان بشارات کا ذکر کیا جائے گا جو احبار (علمائے یہود) سے سنی گئیں۔

تیسرا باب:۔ اس باب میں آپ ﷺ کے متعلق ان بشارات کا تذکرہ کیا جائے گا جو راہبوں کی زبانوں سے سنی گئیں۔

چوتھا باب:۔ اس باب میں آپ علیہ الصلوۃ والسلام کے متعلق ان بشارات کا ذکر ہوگا جو کاہنوں سے سنی گئیں۔

پانچواں باب:۔ وہ بشارات جو جنوں کی زبانوں سے سنی گئیں ان کا تذکرہ اس باب میں ہوگا۔

چھٹا باب:۔ اس باب میں ان بشارات کا ذکر کیا جائے گا جو آپ کے متعلق بتوں وغیرہ سے سنی گئیں۔

ساتواں باب:۔ اس باب میں آپ ﷺ کے متعلق وہ بشارات ذکر کی گئیں ہیں جو مختلف اشیاء سے سنی گئیں۔

آٹھواں باب:۔ اس باب میں قلم قدرت کے ذریعے آپ ﷺ کے اسماء مبارک جو مختلف اشیاء پر رقم ہوئے ان کا تذکرہ ہوگا۔

2۔ **دوسری قسم:۔** اس قسم میں حضور ﷺ کے نور مبارک کی تخلیق اور آپ کے نور مبارک کا پاک پشتوں سے مبارک رحموں تک منتقل ہونا، حتیٰ کہ یہ نور مبارک آپ ﷺ کے والد امجد اور والدہ محترمہ تک پہنچ گیا۔ نیز اس قسم میں وہ خلاف عادت واقعات بھی بیان کئے جائیں گے جو آپ ﷺ کے وجود سے پہلے، حمل کے دوران، وقت ولادت اور رضاعت کے وقت

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ابوالقاسم الطبرانی، ابوزرعہ الرازی، ابوبکر ابن الدنیا، ابواسحٰق الحربی، ابوجعفر الفریانی اور ابوعبداللہ المقدسی کی کتابیں اسی نام سے معروف ہیں۔ حافظ ابوالفرج ابن جوزی کی تصنیف ''کتاب الوفاء'' بھی اسی زمرہ میں آتی ہے یہ علماء جو بات بھی ذکر کرتے ہیں اسے مشہور اسناد اور کئی طرق سے ذکر کرتے ہیں یہ تمام کتابیں بڑی بڑی ہیں اور کئی جلدوں پر مشتمل ہیں حافظ ابوسعد نیشاپوری کی کتاب ''شرف المصطفیٰ'' آٹھ جلدوں میں ہے۔ ابوالحسن الماوردی کی کتاب ''اعلام النبوۃ'' اور علامہ جلال الدین سیوطی کی کتاب ''خصائص کبریٰ'' بھی اس فن کی بلند پایہ کتب ہیں اسی طرح حضرت علامہ قاضی عیاض علیہ الرحمۃ کی کتاب ''الشفاء بتصریف حقوق المصطفیٰ'' امام شہاب الدین القسطلانی کی کتاب ''المواھب الدنیہ'' سید احمد دحلان کی کتاب ''السیرۃ النبویہ'' بھی لاثانی کتب ہیں یہ تمام مصنفین حضور ﷺ کے معجزات کو بغیر سند کے ذکر کرتے ہیں اور اکثر روایات کو ''الشفا'' کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ کتابوں کی پہلی قسم کثرت اسناد اور کثیر روایات کی وجہ سے نایاب ہے۔ اب لوگوں کی صلاحیتیں ایسی کتب تصنیف کرنے سے عاجز آ چکی ہیں۔ لوگوں نے دوسری قسم کی تصانیف کی طرف زیادہ توجہ دی ہے۔ کیونکہ اگرچہ وہ مختصر ہیں لیکن ان کے فوائد زیادہ ہیں۔ میں نے ان پانچ کتابوں کو ہی اپنی کتاب کی بنیاد بنائی ہے کیونکہ آپ ﷺ کے جو خصائص اور فضائل ان کتابوں میں پائے جاتے ہیں وہ دوسری کتب میں بہت کم پائے جاتے ہیں میں نے ان کتب میں سے بہت سے معجزات، دلائل اور علامات نقل کیں ہیں، دیگر آئمہ کرام کی کتب میں سے بہت سی چیزیں حاصل کی ہیں۔ اور تمام اقوال کو ان کے کہنے والوں کی طرف ہی منسوب کیا ہے۔ میں نے ان کے الفاظ اور معانی میں بہت کم تصرف کیا ہے۔ اور مندرجہ بالا پانچ کتب سے لئے ہوئے اقوال کو کبھی ان کی طرف منسوب کیا ہے اور کبھی منسوب نہیں کیا کیونکہ وہ کتابیں اصول (بنیاد) ہیں۔ جب میں کسی قول کو کسی کتاب کی طرف منسوب نہیں کروں گا تو اس کا مطلب یہی ہوگا کہ وہ انہی کتب میں سے لیا گیا ہے اور بھی بہت سی کتب ہیں جو حضور ﷺ کے مخصوص معجزات پر مشتمل ہیں جیسا کہ ابن ظفر کی کتاب ''کتاب البشر'' ابوعبداللہ بن النعمان کی کتاب ''مصباح الظلام فی المستغیثن بخیر الانام'' اور سید محمد البرزنجی کی کتاب ''الاشاعۃِ لَا شرَاطِ الساعۃ'' وغیرہ۔ میں نے ان تمام کتب سے کوئی نہ کوئی چیز حاصل کی ہے اور میں نے ہر چیز کو اس کے متعلق باب میں شامل کیا ہے۔ الحمدللہ! اس طرح یہ کتاب ایک جامع مجموعہ بن گیا ہے۔ یہ ایک نفع بخش تالیف ہے میں کسی اور کتاب کو نہیں جانتا جو حجم میں یا فوائد میں اس کتاب کے ہم پایہ ہو۔ اگرچہ اس کتاب میں بیان کردہ معجزات اور دلائل کو وہی نسبت ہے جو ایک کلی کو معتبر باغ سے ہے یا ایک قطرہ کو بحر زخار سے ہے میں اللہ رب العزت کی بارگاہ میں دعا گو ہوں کہ وہ حضور ﷺ کے طفیل میری اس کتاب کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے۔ لوگوں کو اس سے نفع حاصل کرنے کی توفیق دے اور اسی کے ذریعے انہیں صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق ارزانی فرمائے اور میرے لئے دونوں جہانوں میں اسے فلاح اور کامرانی کا وسیلہ بنائے۔

میں نے اس کتاب کا نام ''حُجَّةُ اللهِ عَلَى الْعَالَمِينَ فِيْ مُعْجِزَاتِ سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ'' رکھا ہے۔

یہ کتاب ایک مقدمہ، چار اقسام اور ایک خاتمہ پر مشتمل ہے۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ساتھ ہے یہ باب بھی دو فصلوں پر مشتمل ہے۔

پہلی فصل: پہلی فصل آپ ﷺ کے والدین کو زندہ کرنے اور ان کے ایمان کے بارے میں ہے۔

دوسری فصل: دوسری فصل میں بعض ان افراد کا ذکر کیا جائے گا۔ جن کو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے لئے زندہ فرمایا۔

چوتھا باب:۔ اس باب میں وہ معجزات بیان کئے جائیں گے۔ جن میں آپ ﷺ کی برکت سے بیماروں اور مریضوں کو شفاء مل گئی یا لوگوں کے اخلاق، صفات اور اعیان تبدیل ہو گئے۔ اس باب میں بھی دو فصلیں ہیں۔

پہلی فصل: پہلی فصل میں آپ ﷺ کے ان معجزات کو بیان کیا جائے گا۔ جن میں آپ ﷺ کی برکت سے بیماروں اور مریضوں کو شفا حاصل ہوئی۔

دوسری فصل: دوسری فصل میں ان معجزات کو بیان کیا جائے گا۔ جن میں آپ ﷺ کی برکت سے لوگوں کو اخلاق، اعیان اور صفات تبدیل ہو گئیں۔

پانچواں باب:۔ اس باب میں آپ ﷺ کے ساتھ جمادات کا گفتگو کرنا بیان کیا جائے گا۔ جمادات نے کس طرح آپ ﷺ کی رسالت کی گواہی دی آپ کی دعوت پر لبیک کہا اور آپ کی اطاعت کی۔

چھٹا باب:۔ اس باب میں حضور اکرم ﷺ کے وہ معجزات بیان کئے جائیں گے۔ جن میں حیوانوں نے آپ ﷺ کے ساتھ ہم کلام ہونے کا شرف حاصل کیا، انہوں نے آپ ﷺ کی رسالت کی گواہی دی، آپ ﷺ کی دعوت پر لبیک کہا اور آپ ﷺ کے اطاعت گزار ہوئے۔

ساتواں باب:۔ اس باب میں آپ ﷺ کے وہ معجزات بیان کئے جائیں گے۔ جن میں آپ ﷺ نے غیب کی خبریں دی تھیں۔ اس باب کی دو فصلیں ہیں۔

پہلی فصل: اس میں آپ ﷺ کی بیان کی ہوئی وہ غیب کی خبریں بھی بیان کی جائیں گی۔ جن کا تعلق ماضی یا مستقبل کے ساتھ ہے۔

دوسری فصل: اس میں آپ ﷺ کے کچھ خواب بیان کئے جائیں گے اور کچھ وہ تعبیریں بھی بیان کی جائیں گی۔ جو آپ ﷺ نے دوسرے لوگوں کے خوابوں کی بیان کیں۔

آٹھواں باب:۔ اس باب میں وہ معجزات بیان کئے جائیں گے۔ جن کا تعلق آپ ﷺ کی دعا کی قبولیت کے ساتھ ہے۔

نواں باب:۔ اس باب میں آپ ﷺ کے وہ معجزات بیان کئے جائیں گے۔ جن میں آپ ﷺ کے دست اقدس کی برکت سے کھانے اور پانی میں برکت ہوئی۔ اس باب میں بھی دو فصلیں ہیں۔

پہلی فصل: اس میں وہ معجزات بیان کئے جائیں گے۔ جن میں آپ ﷺ کی برکت سے کم کھانا زیادہ ہو گیا۔

دوسری فصل: اس میں وہ معجزات بیان کئے جائیں گے جن میں آپ ﷺ کی برکت سے کم پانی (یا دودھ) زیادہ مقدار میں ہو گیا۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

رونما ہوئے۔ یہ قسم چار ابواب پر مشتمل ہے۔

پہلا باب:۔ اس باب میں آپ ﷺ کے نور مبارک کی تخلیق اور اس کا پاک پشتوں سے پاک رحموں تک منتقل ہونا، بیان کیا جائے گا۔

دوسرا باب:۔ اس باب میں آپ ﷺ کے حمل کے دوران اور ولادت کے وقت رونما ہونے والے واقعات کو بیان کیا جائے گا۔

تیسرا باب:۔ اس باب میں ان واقعات کو بیان کیا جائے گا جو آپ ﷺ کی رضاعت کے دوران رونما ہوئے۔

چوتھا باب:۔ اس باب میں آپ ﷺ کی بعثت سے پہلے رونما ہونے والے واقعات کا تذکرہ کیا جائے گا۔

3۔ تیسری قسم:۔ اس قسم میں آپ ﷺ کے وہ عظیم معجزات بیان کئے جائیں گے جو آپ ﷺ کی بعثت اور آپ کے وصال کے درمیان ظہور پذیر ہوئے۔ یہی وہ قسم ہے جس پر لفظ ''معجزہ'' کا اطلاق کرنا درست ہے۔ یہ قسم بارہ ابواب پر مشتمل ہے۔

پہلا باب:۔ اس باب میں یہ بیان کیا جائے گا کہ قرآن پاک آپ ﷺ کا ایک عظیم معجزہ ہے یہ کتاب کثیر معجزات پر مشتمل ہے اس باب میں چار فصلیں ہیں:

پہلی فصل: اس فصل میں یہ بیان کیا جائے گا کہ قرآن پاک نہ صرف حضور ﷺ کا معجزہ ہے بلکہ یہ تمام معجزات سے افضل و اعلیٰ ہے اکمل اور دائمی ہے۔

دوسری فصل: اس فصل میں قرآن پاک کے اعجاز کی بعض وجوہات بیان کی جائیں گی۔

تیسری فصل: اس فصل میں غیب کی ان خبروں کو بیان کیا جائے گا جو قرآن پاک میں مذکور ہیں اور یہ خبریں اسی طرح سچی ثابت ہوئیں جس طرح اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا تھا۔ پھر وہ خبریں یا تو ماضی کے متعلق ہوں گی یا ان کا تعلق زمانہ مستقبل کے ساتھ ہوگا۔

چوتھی فصل: اس فصل میں قرآن پاک کی فضیلت، اس کی تلاوت کا ثواب اور اس کے آداب بیان کئے جائیں گے۔ اس فصل میں میں نے امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''البیان'' کا خلاصہ بیان کیا ہے اور تقدیم اور تاخیر کے علاوہ اس میں کوئی تصرف نہیں کیا۔

دوسرا باب:۔ اس باب میں آپ ﷺ کے ان معجزات کا ذکر کیا جائے گا جن کا تعلق عالم بالا کے ساتھ ہے اس میں قصہ معراج، ملائکہ کا دیدار، چاند کا پھٹنا، سورج کا لوٹنا اور شیاطین کو شہاب کا مارا جانا بیان کیا جائے گا۔ اس باب میں تین فصلیں ہیں:

پہلی فصل: اس فصل میں حضور ﷺ کی معراج اور اسراء بیان کی جائے گی۔

دوسری فصل: اس باب میں آپ ﷺ کے ان معجزات کو بیان کیا جائے گا۔ جن کا تعلق ملائکہ کو دیکھنے کے ساتھ ہے۔

تیسری فصل: اس فصل میں انشقاق قمر، سورج کا لوٹنا اور شہاب کا مارا جانا بیان کیا جائے گا۔

تیسرا باب:۔ اس باب میں حضور نبی کریم ﷺ کے ان معجزات کو بیان کیا جائے گا۔ جن کا تعلق مردوں کو زندہ کرنے کے

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

المقدمہ

مقدمہ چار بحثوں پر مشتمل ہے۔

پہلی بحث

اس بحث میں وہ فرق بیان کیا جائے گا جو معجزہ اور دیگر خلاف عادت واقعات میں ہے

امام قاضی ابوالحسن علی بن محمد الماوردی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''اعلام النبوۃ'' میں لکھا ہے:

''جب انبیائے کرام کے وہ دلائل جو وہ اپنی امتوں کے خلاف دیتے ہیں، معجزات ہوتے ہیں اور انبیاء کی صداقت پر دلالت کرتے ہیں تو معجزہ سے مراد وہ واقعہ ہوگا جو انسانی عادت کے خلاف ہو اور اس کا ظہور قدرت الٰہیہ کی وجہ سے ہی ہوسکتا ہو۔ معجزہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس نبی کو اس معجزہ کے ساتھ مخصوص کیا ہے تاکہ وہ معجزہ اس نبی کی صداقت کی گواہی دے لہٰذا وہ معجزہ نبوت کا دعویٰ کرنے میں اس نبی کی صداقت کی دلیل ہوتا ہے لیکن شرط یہ ہے کہ وہ واقعہ ''زمانہ تکلیف'' (1) میں رونما ہوا ہو۔ لہٰذا وہ واقعات جو قیامت کے نزدیک رونما ہوں گے جبکہ انسانوں پر تکلیف کے احوال ساقط ہو جائیں گے وہ معجزات نہیں ہوں گے بلکہ وہ قیامت کی علامات ہوں گی معجزہ میں واقعہ کی خلاف عادت ہونے کی شرط اس لئے لگائی گئی ہے کیونکہ وہ واقعہ جو عادت کے موافق ہوتا ہے وہ جھوٹے اور سچے دونوں سے ظہور پذیر ہوسکتا ہے جبکہ خلاف عادت واقعہ صرف سچے انسان کے ساتھ مختص ہے جھوٹے سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ خلاف عادت واقعات کی دس اقسام ہیں:۔

1۔ وہ واقعہ جس کی جنس ہی انسانی قدرت سے خارج ہو مثلاً اجسام اختراع کر لینا، اجسام کو تبدیل کرنا اور مردہ کو زندہ کرنا وغیرہ۔ یہ قسم خواہ قلیل ہو یا کثیر، معجزہ میں ہی شمار ہوگی کیونکہ انسان اس کی قلیل مقدار سے بھی اسی طرح عاجز ہے جس طرح وہ اس کی کثیر مقدار سے عاجز ہے۔

2۔ وہ واقعہ جس کی جنس تو انسانی قدرت میں داخل ہو لیکن اس کی مقدار طاقت انسانی سے ماوراء ہو مثلاً طویل فاصلوں کو کم مدت میں طے کر لینا وغیرہ یہ قسم بھی خلاف عادت ہونے کی وجہ سے معجزہ ہوگی۔ متکلمین نے اس قسم کے معجزہ ہونے میں اختلاف کیا ہے بعض کے نزدیک معجزہ اس کی وہ مقدار ہوگی جو انسانی قدرت سے خارج ہو کیونکہ اس کے ساتھ عجز مخصوص ہے جبکہ بعض کے نزدیک یہ تمام قسم ہی معجزہ ہے کیونکہ یہ ایسی چیز کے ساتھ متصل ہے جس کو اس سے جدا نہیں کیا جاسکتا۔

3۔ ایسی اشیاء کا علم دینا جو انسانی معلومات سے خارج ہوں مثلاً غیب کے واقعات کی خبر دینا، اس قسم کے معجزہ ہونے کے لئے

1۔ انسان کے احکام الٰہیہ کا مکلف ہونے کا وقت۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دسواں باب:۔اس باب میں آپ ﷺ کی مبارک انگلیوں سے پانی کا جاری ہونا بیان کیا جائے گا۔نیز آپ ﷺ کی دعا سے بارانِ رحمت کا نازل ہونا بھی بیان کیا جائے گا۔اس میں تین فصلیں ہیں۔

پہلی فصل:اس فصل میں وہ معجزات بیان کئے جائیں گے۔جن میں آپ ﷺ کی مبارک انگلیوں سے پانی جاری ہوا۔

دوسری فصل:اس فصل میں وہ معجزات بیان کئے جائیں گے۔جن میں قلیل پانی آپ کی برکت سے کثیر ہوگیا۔

تیسری فصل:اس فصل میں ان معجزات کو بیان کیا جائے گا۔جن میں آپ کی برکت اور دعا سے بارانِ رحمت نازل ہوئی۔

گیارہواں باب:۔اس باب میں ان معجزات کوذکر کیا جائے گا جن کا تذکرہ پہلے نہیں ہوا۔

بارہواں باب:۔اس باب میں آپ ﷺ کے فضائل اور محاسن کے معنوی دلائل بیان کئے جائیں گے۔

چوتھی قسم:۔اس قسم میں وہ خلاف عادت واقعات بیان کئے جائیں گے جو آپ ﷺ کے وصال کے بعد رونما ہوئے۔وہ واقعات آپ ﷺ کی نبوت کی صحت اور رسالت کی صداقت پر دلالت کرتے ہیں۔اس قسم میں تین ابواب ہیں۔

پہلا باب:۔اس باب میں وہ خلاف عادات واقعات بیان کئے جائیں گے جو آپ ﷺ کے وصال کے بعد رونما ہوئے۔

دوسرا باب:۔اس باب میں یہ بیان کیا جائے گا کہ آپ ﷺ نے اپنے وصال کے بعد فریاد کرنے والوں کی کس طرح مدد کی۔آپ ﷺ نے یہ استعانت کبھی عالم رویاء میں فرمائی اور کبھی حالت بیداری میں۔اس باب میں تین فصلیں ہیں۔

پہلی فصل:اس فصل میں ان لوگوں کے واقعات بیان کئے جائیں گے جنہوں نے آپ ﷺ سے اپنی مغفرت وغیرہ کیلئے مدد طلب کی۔

دوسری فصل:اس فصل میں ان لوگوں کے واقعات بیان کئے جائیں گے جو جنگلات،صحراء یا سمندر وغیرہ میں پھنس گئے پھر وہ آپ ﷺ کی برکت سے اپنے مصائب سے نجات پا گئے۔

تیسری فصل:اس فصل میں ان لوگوں کے واقعات ذکر کئے جائیں گے جنہوں نے آپ ﷺ کی بارگاہ میں بھوک اور پیاس کی فریاد کی۔

تیسرا باب:۔اس میں قیامت کی نشانیوں کو بیان کیا جائے گا۔

چوتھا باب:۔اس باب میں اولیاء کی کرامات کو ثابت کیا جائے گا نیز یہ بھی ثابت کیا جائے گا کہ جو چیز کسی نبی کے لئے معجزہ بن سکتی ہے وہ کسی ولی کے لئے کرامت بھی بن سکتی ہے۔آپ ﷺ کی امت کے اولیاء کی کرامات درحقیقت آپ ﷺ کے بقیہ معجزات میں سے ہیں۔اسی وجہ سے آپ ﷺ کے معجزات ان گنت ہیں۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سے عاجز بھی ہوں تو پھر بھی وہ واقعہ معجزہ نہیں ہوگا کیونکہ اس انسان کی یہ مہارت اس کے تجربہ کی وجہ سے ہے مثلاً اگر لوگ ایک صنعت میں کام کرتے ہوں تو ان میں سے جو زیادہ ماہر ہوگا اس کا کام اس کے لئے معجزہ نہیں ہوگا نہ ہی اس کے ساتھ نبوت کا دعویٰ کرنا درست ہوگا۔

امام، عارف شیخ عبدالوہاب شعرانی اپنی کتاب ''الیواقیت والجواہر'' کی انتیسویں بحث میں لکھتے ہیں:

''جان لو اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء اور رسولوں کو اس لئے مبعوث فرمایا تاکہ وہ لوگوں کو اس کے حکم سے کفر کی تاریکیوں سے نکال کر ایمان کے نور کی طرف لے جائیں۔ اللہ رب العزت نے ہر نبی اور رسول کو اس وقت مبعوث کیا جس وقت لوگوں کے ذہنوں میں حیرت اور تشبیہ اور تنزیہ کے درمیان تردد تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں پر احسان فرمایا اور ان کے درمیان ایسے شخص کو مبعوث کیا گیا جس نے ان کی حیرت کو دور کیا۔ جب لوگوں نے غور وفکر کیا تو انہیں معلوم ہوا کہ یہ معاملہ جائز بھی ہے اور ممکن بھی انہوں نے نہ ہی اس نبی کو جھٹلایا اور نہ ہی انہوں نے اس میں کسی ایسی علامت کو دیکھا جو اس کی صداقت پر دلالت کرتی انہوں نے توقف اختیار کیا انہوں نے اس نبی سے سوال کیا کیا آپ اللہ کی طرف سے کوئی ایسی نشانی لے کر آئے ہیں جس سے ہم کو معلوم ہو کہ اس نے آپ کو رسول بنا کر بھیجا ہے کیونکہ ظاہراً تو ہم میں اور آپ میں کوئی فرق نہیں ہے اس وقت وہ نبی ان لوگوں کے پاس معجزہ لے کر آیا۔ ان میں سے کچھ لوگ ایمان لے آئے اور کچھ کفر پر ڈٹے رہے۔ اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء علیہم السلام کی معجزات کے ساتھ تائید فرمائی تاکہ ان کی قومیں ان کے سامنے جھک جائیں کیونکہ انسان کو دوسرے انسان کے سامنے جھکانے کے لئے کسی نہ کسی دلیل کی ضرورت ہوتی ہے۔''

جمہور اصولیین نے معجزہ کی تعریف یہ کی ہے کہ معجزہ سے مراد وہ امر (واقعہ) ہوتا ہے جو خلاف عادت ہو چیلنج کے ساتھ متصل ہو اور جن لوگوں کی طرف اس نبی یا رسول کو بھیجا جائے ان سے اس واقعہ کا مقابلہ نہ ہو سکے اس طرح کہ وہ خلاف عادت واقعہ ان سے رونما نہ ہو سکے چیلنج سے مراد دعویٰ رسالت ہے ہم نے جو یہ کہا ہے کہ معجزہ کا چیلنج کے ساتھ متصل ہونا ضروری ہے یہ اس بات کے خلاف تنبیہ ہے کہ معجزہ کا چیلنج کے ساتھ متصل ہونا ضروری نہیں ہے۔ چیلنج سے مراد اس جیسے واقعہ کو پیش کرنے کا مطالبہ ہے یہاں اس سے مراد یہ ہے کہ وہ اس کے دعویٰ رسالت کے لئے کافی ہو ہر وہ ذات جس سے کہا جائے کہ اگر آپ رسول ہیں تو پھر ہمیں معجزہ دکھائیں اس وقت اللہ تعالیٰ اپنے رسول کے دست اقدس سے معجزہ کا اظہار فرماتا ہے معجزہ کا ظہور اس رسول کی صداقت کی دلیل ہوتا ہے یہ صراحتاً چیلنج کے قائم مقام ہوتا ہے۔

علامہ شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابو طاہر القزوینی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب میں پڑھا ہے وہ فرماتے ہیں:

''معجزات سے مراد وہ دلیل قاطع ہے جو انبیاء کی نبوت کے ثبوت کے لئے پیش کی جاتی ہے۔ معجزہ سے مراد وہ فعل ہے جس کو اللہ تعالیٰ مدعی نبوت کے ہاتھ سے صادر فرماتا ہے اس فعل میں اس رسول کے دعویٰ کا اعتراف ہوتا ہے اس کا یہ فعل اللہ تعالیٰ کے اس قول کے قائم مقام ہوتا ہے ''اَنتَ رَسُولِیْ'' تو میرا رسول ہے گویا کہ یہ اس نبی کے دعویٰ کی تصدیق ہوتی ہے۔ اس کی مثال یہ ہے کہ ایک شخص ایک عظیم بادشاہ کے دربار میں کھڑا ہو جائے اور کہے اے حاضرین! میں اس بادشاہ کا قاصد

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دو شرائط ہیں: اول: یہ اتنی بار رونما ہوا ہو کہ یہ حد اتفاق سے خارج ہو جائے۔ دوم: اس میں کوئی ایسا سبب بھی نہ پایا جائے جس کی وجہ سے اس کے خلاف دلیل دی جاسکے۔

4۔ وہ واقعہ ایسا ہو کہ اس کی جنس قدرت انسانی میں داخل ہو لیکن اس کی نوع انسانی طاقت سے باہر ہو مثلاً قرآن پاک۔ اگرچہ یہ اپنے اسلوب کے لحاظ سے کلام کی اقسام میں سے ہے۔ لیکن اپنی نوع کے لحاظ سے انسانی قدرت سے باہر ہے تو یہ ایک ایسی جنس بن گئی جو انسانی قدرت سے باہر ہے۔ اس طرح قرآن پاک ایک معجزہ ہے کیونکہ لوگ اگرچہ کلام کرنے پر تو قادر ہیں لیکن ایسا کلام پیش کرنے سے عاجز ہیں۔

5۔ وہ واقعہ جو انسانی افعال میں تو داخل ہو لیکن وہ انسانی قدرت سے خارج ہو جائے۔ مثلاً مریض کا وقت سے پہلے شفایاب ہو جانا یا کھیتی کا وقت سے پہلے پک جانا بلاشبہ مرض سے شفایاب ہونے کے لئے ایک وقت مقرر تھا یا کھیتی کا پک جانا ایک وقت میں مقرر تھا۔ لیکن مریض کا قبل از وقت شفایاب ہونا اور کھیتی کا قبل از وقت پک جانا یہ خلاف عادت ہے اور انسانی قدرت سے خارج ہونے کی وجہ سے معجزہ ہوگا۔

6۔ وہ واقعہ ایسا ہو جس پر انسان کو قدرت نہ ہو جبکہ وہ واقعہ ایسا ہو جو قدرت انسانی کے تحت داخل ہو مثلاً گفتگو کرنے والے کو کلام کرنے سے عاجز آ جانے سے ڈرانا اور کتابت سے عاجز آ جانے کی خبر دینا ایسا واقعہ معجزہ ہوگا اور اس عاجز کے ساتھ خاص ہوگا۔ کسی دوسرے کے لئے یہ معجزہ نہیں کیونکہ اسے اپنے عجز پر یقین ہے جبکہ دوسرے انسان کو اس کے عجز پر یقین نہیں ہے۔

7۔ وہ واقعہ جس میں کوئی حیوان گفتگو کرے یا کوئی جمادات حرکت کرے اگر یہ حرکت یا گفتگو اس مدعی نبوت کے اشارے یا پکارنے کی وجہ سے ہو تو یہ معجزہ ہوگا اور اگر یہ حرکت یا گفتگو اس کے پکارنے یا اشارے کے بغیر ہی ہو تو یہ اس کے لئے معجزہ نہیں ہوگا کیونکہ ایسا ہونا حادثات زمانہ میں سے ہے اور یہ اس مدعی نبوت کے ساتھ مخصوص نہیں۔

8۔ وہ واقعہ جس میں کسی چیز کا اظہار اس چیز کے ظہور کے زمانہ کے علاوہ ہو مثلاً سردیوں کے پھلوں کا گرمیوں میں ظاہر ہونا اور گرمیوں کے پھلوں کا سردیوں میں ظاہر ہونا۔ اگر ان پھلوں کا کافی عرصہ باقی رکھنا ممکن ہو تو یہ معجزہ نہیں ہوگا اور اگر ان پھلوں کا باقی رکھنا ممکن نہ ہو تو پھر یہ معجزہ ہوگا خواہ اس سے اس معجزہ کے اظہار کا مطالبہ کیا گیا ہو یا اس نے خود ہی اس کا اظہار کر دیا ہو۔

9۔ پانی کا جاری ہونا، یا جاری پانی کا رک جانا وغیرہ اگر ان کا کوئی ظاہری سبب اس کے علاوہ اور کوئی نہ ہو تو یہ معجزہ ہوگا کیونکہ یہ واقعہ بھی خلاف عادت ہے۔

10۔ تھوڑے سے کھانے سے بہت سے لوگوں کا سیر ہونا یا تھوڑے پانی سے بہت سے لوگوں کا سیراب ہونا ان لوگوں کے لئے تو یہ معجزہ ہوگا۔ لیکن ان کے علاوہ دوسرے لوگوں کے لئے معجزہ نہیں ہوگا۔

معجزہ کی یہ تمام اقسام اعجاز کو ثابت کرنے میں برابر ہیں اسی طرح یہ مدعی نبوت کی تصدیق کرنے میں بھی برابر ہیں۔ اگرچہ ان تمام اقسام کے اعجاز میں فرق بھی ہو۔ جس طرح کہ دلائل توحید میں فرق ہوتا ہے۔ لیکن پھر بھی تمام دلائل برابر ہوتے ہیں۔ اگر وہ واقعہ ایسا ہو جس پر لوگ قدرت رکھتے ہوں۔ لیکن ان کی قدرت میں فرق ہو اگر لوگ اس جیسا واقعہ لانے

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

المواھب اللدنیہ میں ہے" معجزہ وہ فعل ہے جو خلاف عادت ہو، چیلنج کے ساتھ متصل ہو اور انبیائے کرام علیہم السلام کی صداقت پر دلالت کرتا ہو۔ اس فعل کو معجزہ اس لئے کہتے ہیں کہ انسان اس جیسا فعل سرانجام دینے سے عاجز ہوتا ہے معجزہ کے لئے شرط یہ ہے کہ وہ خلاف عادت ہو جیسا کہ حضور ﷺ کے لئے چاند کا پھٹ جانا اور آپ ﷺ کی مبارک انگلیوں سے پانی رواں ہو جانا۔ معجزہ کے لئے دوسری شرط یہ ہے کہ وہ چیلنج کے ساتھ متصل ہو اس سے مراد مقابلہ کرنے کی دعوت دینا ہے۔ محقق علماء کہتے ہیں کہ چیلنج سے مراد رسالت کا دعویٰ کرنا ہے یعنی جو چیز وہ چیلنج کرنے والا لے کر آیا ہے اس جیسی چیز کوئی انسان پیش نہیں کر سکتا۔ چیلنج کی قید لگانے سے وہ واقعہ خارج ہو گیا جو بغیر چیلنج کے ہو۔ مثلاً کرامت۔ اس کے ساتھ چیلنج متصل نہیں ہوتا۔ معجزہ کے لئے ایک شرط یہ بھی ہے کہ وہ واقعہ چیلنج (دعویٰ رسالت) سے پہلے کا نہ ہو۔ مثلاً ہمارے نبی کریم ﷺ کی بعثت سے قبل آپ ﷺ کے سر اقدس پر بادل کا سایہ کناں ہونا یا آپ ﷺ کا سینہ چاک ہونا یہ آپ ﷺ کے معجزات میں شامل نہیں ہیں بلکہ یہ کرامات ہیں اور ان کا ظہور اولیاء کرام کے دست اقدس سے ہونا جائز ہے کیونکہ انبیائے کرام علیہم السلام دعویٰ نبوت سے پہلے اولیاء کے درجہ سے کم نہیں ہوتے اس لئے ان کی نبوت کی نبیاد کے لئے ایسی کرامات کا ظاہر ہونا جائز ہے اسی طرح معجزہ کے لئے یہ بھی شرط ہے کہ وہ واقعہ مدعی نبوت کے وصال کے بعد ظہور پذیر نہ ہوا ہو مثلاً یہ روایت کیا گیا ہے کہ آپ ﷺ کے وصال کے بعد کئی مردوں نے کلمہ طیبہ پڑھا۔ اس طرح معجزہ کے لئے یہ شرط بھی لگائی جاتی ہے کہ اس کا مقابلہ کرنا ناممکن ہو اس شرط سے جادو معجزہ کی تعریف سے نکل گیا کیونکہ اگرچہ وہ بھی چیلنج کے ساتھ متصل ہوتا ہے لیکن کسی نبی یا رسول کے لئے اس کا مقابلہ کرنا ممکن ہوتا ہے۔

علماء کا اختلاف ہے کہ کیا جادو سے اشیاء کو تبدیل اور طبیعتوں کو متغیر کیا جا سکتا ہے یا نہیں۔ بعض علماء کہتے ہیں جادو سے اشیاء اور طبیعتوں کو تبدیل کیا جا سکتا ہے حتیٰ کہ وہ کہتے ہیں کہ ایک جادوگر انسان کو گدھے میں تبدیل کر سکتا ہے۔ جبکہ دوسرے علماء کہتے ہیں کہ کوئی انسان بھی جسم کو بدلنے اور طبیعت کو متغیر کرنے پر قدرت نہیں رکھتا۔ اللہ تعالیٰ صرف اپنے انبیاء کرام کے لئے اجسام اور طبیعتوں کو تبدیل کرتا ہے جادوگر اور صالح یہ کسی جسم کو تبدیل نہیں کر سکتے وہ دلیل دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ اگر ہم جادوگر کے لئے بھی وہی بات درست مان لیں جو ایک نبی کے لئے مسلمہ ہے تو پھر تمہارے نزدیک ایک جادوگر اور نبی میں کیا فرق باقی رہے گا اگر تم علامہ قاضی ابوبکر الباقلانی کے اس قول سے دلیل پکڑو کہ ان میں فرق چیلنج کے ساتھ ہوگا تو تم سے کہا جائے گا کہ تمہاری یہ دلیل باطل ہے اور اس کی کئی وجوہات ہیں:

1۔ چیلنج کی شرط لگانا ایسا قول ہے جس کی دلیل قرآن، سنت اور اجماع میں کہیں نہیں ملتی اور ہر وہ چیز جو دلیل سے عاری ہوتی ہے وہ باطل ہوتی ہے۔

2۔ آپ ﷺ کے اکثر عظیم الشان اور بلند مرتبہ معجزات چیلنج کے بغیر ہی ہیں مثلاً سنگریزوں کا تسبیح پڑھنا، پانی کا جاری ہونا، تنے کا کلام کرنا، ایک صاع سے کئی افراد کو کھلانا، آنکھ میں لعاب دہن لگانا، ہاتھ کا ہم کلام ہونا، اونٹ کا آپ ﷺ کی بارگاہ میں شکوہ کرنا وغیرہ شائد قرآن پاک کے علاوہ کسی اور معجزہ سے آپ نے کسی کو چیلنج نہیں کیا۔ علماء فرماتے ہیں کہ اس قول پر

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہوں میری صداقت کی نشانی یہ ہے کہ یہ بادشاہ ابھی کھڑا ہو جائے گا اور اپنے سر سے اپنا تاج اتار دے گا۔ بادشاہ فوراً کھڑا ہو جاتا ہے اور اپنے سر سے تاج اتار دیتا ہے بادشاہ کا فعل اس کے اس قول کے قائم مقام ہے کہ اے میرے قاصد! تو واقعی ہی میرا پیغام بر ہے۔

پھر انہوں نے فرمایا کرامت اور معجزہ میں فرق یہ ہے کہ معجزہ چیلنج یعنی دعویٰ رسالت کے ساتھ متصل ہوتا ہے کرامت وہ واقعہ ہوتا ہے جس کے ساتھ ولی کسی کو چیلنج نہیں کرتا۔ اس کی حقیقت یہ ہے کہ ولی جب اپنے خلاف عادت واقعہ کے ساتھ یہ دعویٰ کرتا ہے کہ وہ ولی ہے تو اس کی وجہ سے کسی نبی کے معجزہ میں عیب نہیں نکالا جا سکتا لیکن جب وہ اسی واقعہ کے ساتھ یہ دعویٰ کرتا ہے کہ وہ نبی ہے تو وہ اپنے دعویٰ میں جھوٹ بولتا ہے اور جھوٹا اللہ کا ولی نہیں ہو سکتا اس لئے یہ درست نہیں کہ اس ہاتھ پر بھی ایسے ہی واقعات کا ظہور کیا جائے جیسے واقعات کا ظہور انبیاء اور اولیاء کے ہاتھوں پر کیا جاتا ہے۔

معجزہ، جادو اور شعبدہ بازی میں فرق یہ ہے کہ معجزہ وہ ہوتا ہے جو یا تو خود باقی رہتا ہے یا پھر اس کا اثر کافی دیر تک رہتا ہے جبکہ جادو کا اثر بہت جلد زائل ہو جاتا ہے۔ ایک نبی معجزہ کا اظہار عظیم لوگوں اور سرداروں کے سامنے کرتا ہے جبکہ شعبدہ بازی بچوں، ضعیف العقل اور کمزور لوگوں کے سامنے کی جاتی ہے۔ معجزہ اور کہانت میں فرق یہ ہے کہ معجزہ وہ فعل ہوتا ہے جو خلاف عادت ہو، چیلنج کے ساتھ متصل ہو اور اللہ تعالیٰ کے اس قول ''اَنْتَ رَسُوْلِیْ'' کے قائم مقام ہو جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے جبکہ کہانت سے مراد وہ کلمات ہیں جو کاہن کی زبان سے جاری ہوتے ہیں کبھی یہ کلمات واقعہ کے موافق ہو جاتے ہیں اور کبھی مخالف۔ نبی ہمیشہ خَلق اور خُلق میں کامل ہوتا ہے جبکہ کاہن مخبوط الحواس اور ناقص عقل کا مالک ہوتا ہے۔ اگر کوئی کاہن اپنی کہانت کی وجہ سے نبوت کا دعویٰ کرے تو اکثر دوسرا کاہن اس کی کہانت کا مقابلہ کر سکتا ہے لیکن اگر کوئی نبی کسی معجزہ کے ساتھ کسی کو چیلنج کرتا ہے اور جھوٹا مدعی النبوت اس کا مقابلہ کرے تو پھر یہ جائز نہیں کہ اس جھوٹے مدعی النبوت کے ہاتھ سے بھی اسی طرح معجزہ کا ظہور کیا جائے جس طرح سچے نبی کے ہاتھ سے معجزہ کا ظہور ہوتا ہے۔ لوگوں کا اس بات پر اجماع ہے کہ جھوٹے انسان کے ہاتھ سے معجزہ صادر نہیں ہو سکتا ان کے کلام کا خلاصہ یہ ہے کہ معجزہ کے لئے شرط یہ ہے کہ اس کا فعل عادت کے خلاف ہو کیونکہ عادی فعل تو جھوٹے اور سچے دونوں سے رونما ہو سکتا ہے

دوسری شرط یہ ہے کہ وہ فعل تکلیف (مکلف ہونا) کے دنوں میں ہو کیونکہ قیامت میں آسمان کا پھٹ جانا اور سورج کی روشنی کا ختم ہونا بھی اگرچہ خلاف عادت ہیں لیکن یہ معجزہ نہیں ہیں کیونکہ ان کا تعلق ایام تکلیف سے نہیں ہے معجزہ کے لئے تیسری شرط یہ ہے کہ وہ چیلنج سے ملحق ہو چیلنج سے مراد رسالت کا دعویٰ ہے کیونکہ کبھی کبھی خلاف عادت واقعات رونما ہوتے ہیں۔ مثلاً زلزلہ اور بجلی کا گرنا وغیرہ لیکن یہ معجزہ نہیں کیونکہ یہ چیلنج کے ساتھ متصل نہیں ہیں چوتھی شرط یہ ہے کہ وہ واقعہ ابتداءً یعنی نئے سرے سے ظہور پذیر ہو۔ مثلاً کوئی انسان قرآن پاک کی سورۃ کو یاد کر لے پھر وہ ایک دور دراز کے قبیلے کے پاس جائے جن کے پاس ابھی تک اسلام کی دعوت نہ پہنچی ہو وہاں جا کر وہ نبوت کا دعویٰ کر دے تو پھر اس کی پیش کردہ قرآن پاک کی سورت اس کے لئے معجزہ نہیں ہوگی۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے "شرح الھمزیہ" میں فرمایا ہے "حق یہ ہے کہ معجزہ کی تعریف میں چیلنج اپنے اصل معنی "مقابلہ کی دعوت" میں نہیں ہے بلکہ یہاں اس سے مراد رسالت کا دعویٰ کرنا ہے حضور ﷺ کے تمام معجزات دعویٰ رسالت کے ساتھ متصل ہیں۔ دجال کے ہاتھوں رونما ہونے والے عظیم واقعات اس قول کو منافی نہیں ہیں کیونکہ وہ رسالت کا دعویٰ نہیں کرے گا بلکہ وہ الوہیت (خدا ہونے) کا دعویٰ کرے گا۔ اس کے اس دعویٰ کے خلاف بہت سے دلائل ہوں گے اور ان واقعات کا اس کے ہاتھوں سے ظہور ہونا صرف فتنہ کے لئے ہوگا۔"

علامہ فاسی نے شرح دلائل میں لکھا ہے کسی نبی یا رسول کے دست اقدس سے رونما ہونے والے خلاف عادت ایسے واقعہ کو معجزہ کہنا جس کے ساتھ چیلنج متصل ہو متکلمین کی اصطلاح میں ہے۔ متکلمین کہتے ہیں کہ ایسا واقعہ جس کے ساتھ چیلنج متصل نہ ہو اس کو آیت یا دلیل کہتے ہیں لیکن انبیاء کرام کے لئے ان کی تمام آیات معجزہ ہیں۔

حضور ﷺ نے اپنے اس فرمان میں اسی کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔

مَا مِنْ نَّبِيٍّ مِّنَ الْاَنْبِيَاءِ اِلَّا اُعْطِيَ مِنَ الْاٰيَاتِ مَا اٰمَنَ عَلٰى مِثْلِهِ الْبَشَرُ وَكَانَ الَّذِيْ اُوْتِيْتُهٗ وَحْيًا يُّوْحٰى اِلَيَّ۔

"کوئی نبی ایسا نہیں گزرا مگر اسے ایسے معجزات عطا کئے گئے جن پر انسان زیادہ ایمان لاتا ہے اور جو مجھے عطا کیا گیا وہ وحی ہے جو مجھ پر کی گئی۔"

متکلمین کے علاوہ بڑے آئمہ کرام ان معجزات کو دلائل النبوۃ اور آیات النبوۃ کے نام سے موسوم کرتے ہیں اسی وجہ سے انہوں نے اپنی کتابوں کے نام دلائل الاعجاز اور دلائل النبوۃ رکھے ہیں۔ علامہ الامیر نے لکھا ہے "وہ واقعات جو خلاف عادت ہوں ان کی سات اقسام ہیں:۔

(1) معجزہ:۔ وہ واقعہ جو چیلنج کے ساتھ متصل ہو۔

(2) ارہاص:۔ نبوت سے قبل مدعی نبوت سے صادر ہونے والے واقعات یہ رَهَصُ الْجِدَارِ سے نکلا ہے اس کا معنی ہے دیوار کی بنیاد۔

(3) کرامت:۔ یہ اولیاء کے ساتھ مختص ہے۔

(4) المعونہ:۔ وہ واقعہ جو عام انسان کے ہاتھ سے رونما ہو۔

(5) استدراج:۔ وہ واقعہ جو گناہ گار کے ہاتھ سے سرزد ہو اور اس کے دعویٰ کے موافق ہو۔ استدراج الوہیت کا دعویٰ کرنے والے کے ہاتھ سے سرزد ہونے والا واقعہ ہے مثلاً دجال جھوٹے مدعی نبوت کے واقعات کو استدراج نہیں کہتے کیونکہ اس میں حادث ہونے کی علامات اتنی زیادہ ہوتی ہے کہ التباس کا کوئی خطرہ نہیں ہوتا۔

(6) اہانۃ:۔ وہ واقعہ جو گناہ گار کے ہاتھوں پر رونما ہو اور اس کے دعویٰ کے مخالف ہو۔

(7) جادو اور شعبدہ بازی:۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ شعبدہ بازی خلاف عادت واقعات میں سے نہیں ہے کیونکہ اس کے

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

افسوس ہے جس کی وجہ سے حضور ﷺ کے ہاتھ مبارک سے سرزد ہونے والے واقعات میں سے صرف دو کو ہی معجزہ کے نام سے موسوم کیا جا سکے اور باقی تمام معجزات لغو ہو جائیں اور جس شخص نے یہ کہا کہ حضور ﷺ کے دست اقدس سے رونما ہونے والے واقعات معجزات نہیں ہیں وہ بدعت تو در کنار کفر کے زیادہ قریب ہو جائے گا حضور ﷺ ان معجزات میں سے ہر معجزہ کے ظہور کے وقت فرمایا کرتے تھے "اَشْهَدُ اَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ"۔

3۔تیسری وجہ یہ ہے کہ انہیں لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے دلیل پکڑی ہے۔

وَ اَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَیْمَانِهِمْ لَىٕنْ جَآءَتْهُمْ اٰیَةٌ لَّیُؤْمِنُنَّ بِهَاؕ قُلْ اِنَّمَا الْاٰیٰتُ عِنْدَ اللّٰهِ وَ مَا یُشْعِرُكُمْۙ اَنَّهَاۤ اِذَا جَآءَتْ لَا یُؤْمِنُوْنَ (۱۰۹) (الانعام:109)

"اور وہ قسمیں کھاتے ہیں اللہ کی پوری کوشش سے کہ اگر آ گئی ان کے پاس کوئی نشانی تو ضرور ایمان لائیں گے اس کے ساتھ آپ فرمائیے کہ نشانیاں تو صرف اللہ ہی کے پاس ہیں اور (اے مسلمانو!) تمہیں کیا خبر کہ جب یہ نشانی آ جائے تو (تب بھی) یہ ایمان نہیں لائیں گے"

وَ مَا مَنَعَنَاۤ اَنْ نُّرْسِلَ بِالْاٰیٰتِ اِلَّاۤ اَنْ كَذَّبَ بِهَا الْاَوَّلُوْنَؕ (بنی اسرائیل:59)

"اور نہیں روکا ہمیں اس امر سے کہ ہم بھیجیں (کفار کی تجویز کردہ) نشانیاں مگر اس بات نے کہ جھٹلایا تھا اس نشانیوں کو پہلوں نے۔"

مذکورہ بالا آیات میں اللہ تعالیٰ نے انبیاء کے معجزات کو آیات کے نام سے تعبیر فرمایا ہے۔لیکن ان آیات میں کسی کو کوئی چیلنج نہیں کیا گیا اس سے بھی یہی واضح ہوتا ہے کہ "چیلنج" کی شرط لگانا درست نہیں ہے۔

اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ یہاں چیلنج سے مراد مقابلہ کی دعوت دینا نہیں بلکہ دعویٰ رسالت ہے۔

معجزہ کے لئے چوتھی شرط یہ ہے کہ وہ چیلنج کرنے والے کے دعویٰ کے موافق ہو۔جب مذکورہ بالا شرائط میں سے کوئی ایک شرط بھی مفقود ہوگی تو ہم اس واقعہ کو معجزہ نہیں کہیں گے۔

اگر کوئی یہ سوال کرے کہ جن واقعات کا ظہور انبیاء کرام کے ہاتھوں سے ہوتا ہے کیا ہم ان واقعات کو لفظ معجزہ، آیت یا دلیل سے تعبیر کر سکتے ہیں۔اس کا جواب یہ ہے کہ علماء کرام نے انبیاء کرام کے معجزات کو دلائل النبوۃ اور آیات النبوۃ کے نام سے ہی موسوم کیا ہے قرآن وحدیث میں معجزہ کا لفظ نہیں آیا بلکہ ان میں آیت، بینہ اور برہان کا لفظ استعمال ہوا ہے۔اکثر اہل کلام معجزہ صرف اس واقعہ کو کہتے ہیں جو انبیائے کرام علیہم السلام کے ساتھ خاص ہو جو اولیائے کرام کے لئے خلاف عادت واقعات رونما ہوتے ہیں ان کو کرامت کا نام دیا جاتا ہے۔بعض علماء مثلاً امام احمد رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ معجزہ اور کرامت دونوں کو لفظ معجزہ سے تعبیر کرتے تھے جبکہ آیت اور برہان کا لفظ نبی کی نبوت کے لئے خاص کرتے تھے کبھی کرامات کو بھی آیات کے نام سے تعبیر کیا جا سکتا ہے کیونکہ وہ کرامت اس نبی کی نبوت پر دلالت کرتی ہیں جس کی اتباع وہ ولی کر رہا ہوتا ہے۔(المواھب اللدنیہ کی عبارت اختتام پذیر ہوئی)۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کیونکہ جمادات کو گفتگو کرنے کا کوئی اختیار نہیں ہے اس لئے اس کی تکذیب کا اعتبار کیا جائے گا جمادات کی گفتگو اللہ تعالیٰ کا امر ہے جبکہ انسان گفتگو کرنے پر قادر ہے اس لئے اس کو تکذیب کا کوئی اختیار نہیں ہوگا کبھی وہ کفر کو ایمان پر ترجیح دیتا ہے۔

7۔اس واقعہ کا مقابلہ کرنا ناممکن ہو یہ قید لگانے سے سحر معجزہ سے خارج ہو گیا۔شعبدہ بازی بھی جادو کا ہی ایک حصہ ہوتی ہے یہ ہاتھ کی صفائی ہوتی ہے جس میں ایک حقیقت نظر آتی ہے حالانکہ وہاں کسی حقیقت کا کوئی وجود نہیں ہوتا۔جیسا کہ حوات کے لئے رونما ہوا تھا۔

بعض علماء نے آٹھویں قید کی بھی شرط لگائی ہے کہ وہ واقعہ عادت کے ختم ہونے کے زمانہ میں نہ ہو مثلاً سورج کا مغرب سے طلوع ہونے کا وقت۔ یہ قید لگانے سے دجال کے لئے رونما ہونے والے واقعات معجزہ سے خارج ہو جائیں گے مثلاً جب وہ آسمان کو بارش برسانے کے لئے کہے گا تو فوراً بارش نازل ہوگی اور اگر وہ زمین کو نباتات اگانے کے لئے کہے گا تو فوراً نباتات اگ آئے گی۔

حضور ﷺ کے معجزات کثیر اور عظیم الشان ہیں۔آپ ﷺ کے وہ معجزات جو علم قطعی سے ثابت ہوں اور متواتر منقول ہوں ان معجزات کے منکر کے کفر میں کوئی شک نہیں ہے اور اگر معجزہ علم قطعی اور تواتر سے ثابت نہ ہوا گر وہ معجزہ مشہور ہو مثلاً آپ ﷺ کی انگلیوں سے پانی جاری ہونا تو اس کا منکر فاسق ہوگا۔اگر وہ معجزہ مشہور نہ ہو لیکن وہ صحیح سند یا حسن سند سے ثابت ہو تو اس کا منکر قابل تعزیر (سزا) ہوگا۔

دوسری بحث

اس بحث میں یہ بیان کیا جائے گا کہ جو بھی فضیلت یا معجزہ دیگر انبیاء اور مرسلین علیہم السلام کو عطا کیا گیا سرور دو جہاں کو بھی یا تو ایسی ہی فضیلت اور معجزہ عطا کیا گیا یا آپ ﷺ کو ایسا معجزہ اور فضیلت عطا کی گئی جو دیگر انبیاء و مرسلین علیہم السلام سے ہر لحاظ سے فوقیت رکھتی تھی اس بحث میں یہ بھی بیان کیا جائے گا کہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام اپنے معجزات کے ظہور کے لئے آپ ﷺ کے نور مبارک سے مدد طلب کیا کرتے تھے۔جس طرح کہ حضرت امام بوصیری نے فرمایا ہے:

وَكُلُّ آيٍ اَتَى الرُّسُلُ الْكِرَامُ بِهَا   فَاِنَّمَا اتَّصَلَتْ مِنْ نُّوْرِهٖ بِهِمِ

"جس قدر معجزات انبیائے کرام علی نبینا وعلیهم الصلوٰۃ والسلام دنیا میں لائے فی الحقیقت وہ تمام معجزات انہیں آپ ہی کے نور سے حاصل ہوئے۔"

فَاِنَّهٗ شَمْسُ فَضْلٍ هُمْ كَوَاكِبُهَا   يُظْهِرْنَ اَنْوَارَهَا لِلنَّاسِ فِي الظُّلَمِ

"حضور ﷺ فضل وکرم کا آفتاب ہیں اور باقی انبیاء آپ ﷺ کے مقابلہ میں بمنزلہ ستاروں کے ہیں جو علم اور ہدایت کی روشنی کی ضلالت اور جہالت کی ظلمت میں اہل دنیا پر ظاہر کرتے رہے۔"

المواهب الدنیه میں حضرت امام شہاب الدین القسطلانی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ حضرت علامہ ابن مرزوق رحمۃ اللہ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اسباب اتنے عیاں ہوتے ہیں کہ عادی افعال میں ان کا شمار ہوتا ہے۔

شیخ المشائخ علامہ ابراہیم الباجوری رحمۃ اللہ علیہ ''جوہرہ'' کے حاشیہ میں لکھتے ہیں ''معجزہ لغت کے لحاظ سے عجز سے ماخوذ ہے یہ قدرت کی ضد ہے اور عرف میں معجزہ سے مراد وہ امر ہے جو خلاف عادت ہو اور چیلنج کے ساتھ ہو۔ چیلنج سے مراد رسالت یا نبوت کا دعویٰ کرنا ہے اس کے ساتھ ساتھ لوگ اس واقعہ کا مقابلہ کرنے سے بھی قاصر ہوں۔

علامہ سعد فرماتے ہیں ''معجزہ سے مراد وہ امر ہوتا ہے جو مدعی النبوت کے ہاتھ پر خلاف عادت ظاہر ہوتا ہے۔ یہ واقعہ اس وقت رونما ہوتا ہے جب منکرین چیلنج کرتے ہیں لیکن منکرین اس جیسا واقعہ پیش کرنے سے عاجز ہوتے ہیں۔''

محقق علماء کے نزدیک معجزہ میں سات قیود کا ہونا ضروری ہے:۔

1۔ وہ معجزہ از روئے قول، فعل یا ترک ہو مثلاً قرآن پاک (قول کی مثال)، آپ ﷺ کے ہاتھوں سے پانی کا جاری ہونا (فعل کی مثال) اور آگ کا حضرت ابراہیم علیہ السلام کو نہ جلانا (ترک کی مثال)

2۔ وہ واقعہ خلاف عادت ہو یہ قید لگانے سے عادی واقعہ اس سے خارج ہو گیا مثلاً ایک انسان یہ کہے کہ میری صداقت کی علامت یہ ہے کہ سورج اسی جگہ سے طلوع ہوگا جہاں سے روزانہ طلوع ہوتا ہے اور اسی جگہ غروب ہوگا جہاں روزانہ غروب ہوتا ہے۔

3۔ وہ واقعہ نبوت یا رسالت کے مدعی کے ہاتھوں سے ظہور پذیر ہو یہ قید لگانے سے کرامت معجزہ کی تعریف سے خارج ہو گئی کیونکہ کرامت وہ واقعہ ہوتا ہے جو نیک انسان کے ہاتھ سے رونما ہوتا ہے اور معونت وہ واقعہ ہوتا ہے جو عوام کے ہاتھوں ظاہر ہوتا ہے استدراج وہ واقعہ ہوتا ہے جو فاسق و فاجر انسان کے ہاتھوں سے سرزد ہوتا ہے۔ اہانت، وہ واقعہ ہوتا ہے جو فاسق و فاجر کے ہاتھوں رونما ہوتا ہے اور اس کا مقصد اس کی تکذیب کرنا ہوتا ہے۔ جیسا کہ مسیلمہ کذاب نے اندھی آنکھ پر اپنا تھوک لگایا تا کہ وہ ٹھیک ہو جائے لیکن اس کی تھوک کی وجہ سے دوسری آنکھ بھی اندھی ہو گئی۔

4۔ وہ واقعہ حقیقتاً یا حکماً دعویٰ نبوت یا دعویٰ رسالت کے ساتھ متصل ہو یہ قید لگانے سے ارہاص معجزہ کی تعریف سے خارج ہو گیا کیونکہ اس سے رسالت یا نبوت سے قبل کا واقعہ مراد ہوتا ہے یہ نبوت یا رسالت کی بنیاد ہوتا ہے مثلاً حضور نبی کریم ﷺ پر بعثت سے قبل بادل کا سایہ فگن ہونا۔

5۔ وہ واقعہ اس ذات کے دعویٰ کے موافق ہو اس کی قید لگانے سے دعویٰ کے مخالف رونما ہونے والا واقعہ معجزہ کی تعریف سے خارج ہو گیا۔ مثلاً ایک انسان یہ کہے کہ میری صداقت کی علامت یہ ہے کہ یہ سمندر پھٹ جائے گا لیکن اس کے اس قول کے بعد سمندر کی بجائے پہاڑ پھٹ جائے۔

6۔ وہ واقعہ اس ذات کی تکذیب کرنے والا نہ ہو جب وہ اس کی تکذیب کرنے والا ہوگا تو وہ معجزہ کی تعریف سے نکل جائے گا۔ جیسا کہ ایک شخص یہ کہے کہ میری صداقت کی نشانی یہ ہے کہ یہ جمادات محو کلام ہوگی۔ وہ جمادات گفتگو تو کرے لیکن یہ کہے کہ وہ جھوٹا اور افتراء کرنے والا ہے لیکن اگر اس انسان نے یہ کہا کہ میری صداقت کی علامت یہ ہے کہ وہ مردہ ابھی زندہ ہو جائے گا اور کلام کرے گا۔ اس کے اس قول کے بعد وہ مردہ زندہ ہو گیا اور کہنے لگا کہ وہ جھوٹا اور مفتر ہے۔ یہ واقعہ پہلے واقعہ کے خلاف ہے

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فرمایا۔ حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق کا مقصد یہ تھا کہ آپ ﷺ کی تخلیق آپ علیہ السلام کی پشت مبارک سے کی جائے۔ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ تاجدار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام مقصود ہیں جبکہ حضرت آدم علیہ السلام وسیلہ ہیں۔ یہ امر طے ہے کہ مقصود وسیلے سے پہلے ہوتا ہے۔ ملائکہ کا حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے کے بارے میں حضرت امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ ملائکہ کو حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے کا حکم اس لئے دیا گیا تھا کیونکہ نور محمدی ﷺ حضرت آدم علیہ السلام کی پیشانی میں چمک رہا تھا۔

حضرت علامہ فاکہانی رحمۃ اللہ علیہ نے جو حکایت بیان کی ہے اس میں حضرت ابو عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ واعظ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت امام سہل بن محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا ہے وہ فرماتے ہیں کہ اللہ رب العزت نے اس آیت مبارکہ: إِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ؕ (الاحزاب:56) ''بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے سارے فرشتے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود شریف بھیجتے ہیں'' میں جو شرف بخشا ہے وہ حضرت آدم علیہ السلامؑ کے اس شرف سے افضل واعلیٰ ہے جو اللہ رب العزت نے انہیں مسجود ملائک بنا کر بخشا تھا کیونکہ حضرت آدم علیہ السلام کے اس شرف میں صرف فرشتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات ان میں شامل نہ تھی یعنی آپ علیہ السلام کو سجدہ صرف ملائکہ نے ہی کیا تھا۔ جبکہ آپ ﷺ کو جو یہ صلوٰۃ وسلام کا شرف حاصل ہوا اس میں ذات خداوندی، ملائکہ اور مؤمنین بھی شامل ہیں۔ یقیناً یہ شرف اس شرف اور فضیلت سے برتر ہے جس میں صرف ملائکہ شامل ہوں پھر یہ کہ اللہ رب العزت نے حضرت آدم علیہ السلام کو تمام اسماء کی تعلیم دی تھی۔ اس کے بارے میں دیلمی نے مسند الفردوس میں حضرت ابو رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک حدیث نقل کی ہے حضرت ابو رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ تاجدار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

مجھے بھی تمام اسماء کی تعلیم دی گئی جس طرح کہ حضرت آدم علیہ السلام کو تمام اسماء کی تعلیم دی گئی تھی پس جس طرح حضرت آدم علیہ السلام کو تمام علوم کے اسماء کی تعلیم دی گئی تھی اسی طرح آپ ﷺ کو بھی تمام علوم کے اسماء کی تعلیم دی گئی تھی۔ اس کے علاوہ بھی اللہ رب العزت نے بہت سا علم آپ ﷺ کو عطا فرمایا تھا۔

حضرت ادریس علیہ السلام کی فضیلت اور بزرگی یہ ہے کہ اللہ رب العزت نے انہیں بلند مقام کی طرف اٹھایا تھا۔ جبکہ ہمارے نبی محترم ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے معراج کرائی۔ آپ ﷺ کو اللہ رب العزت نے اس ارفع مقام تک سیر کروائی جہاں تک کسی اور نبی یا پیغمبر کی رسائی ناممکن تھی۔

حضرت نوح علیہ السلام کو اللہ رب العزت نے یہ بزرگی اور شرف بخشا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کو اور آپ کے مؤمنین کو طوفان میں غرق ہونے سے نجات عطا فرمائی۔ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ رب العزت نے یہ فضیلت عطا فرمائی کہ اللہ رب العزت نے آپ ﷺ سے یہ وعدہ کیا ہے کہ وہ آپ ﷺ کی امت کو آسمان سے عذاب نازل کر کے تباہ نہیں کرے گا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ ؕ (الانفال:33) ''اور نہیں ہے اللہ تعالیٰ کہ عذاب دے انہیں حالانکہ آپ تشریف فرما ہیں ان میں''۔ حضرت امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

علیہ فرماتے ہیں "جو بھی معجزہ کسی بھی رسول یا نبی کے دست اقدس سے ظہور پذیر ہوا وہ مالک کون ومکان ﷺ کے نور مبارک سے منسوب ہے اور اس کی تکمیل آپ ﷺ کے نور کی وجہ سے ہوئی۔ یہ قول "فَاِنَّمَا اتَّصَلَتْ مِنْ نُوْرِہٖ بِھِمْ" کتنا حسین ترین ہے۔ وہ تمام معجزات ان کو آپ ﷺ کے نور سے حاصل ہوئے۔ آپ ﷺ ان کو معجزات عطا فرمایا کرتے تھے آپ ﷺ کا نور ہمیشہ آپ کے ساتھ رہا۔ کبھی بھی جدا نہ ہوا۔ انبیاء علیہم السلام میں سے ہر نبی کے معجزات آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نور کی وجہ سے ہیں کیونکہ آپ ﷺ فضل وکرم کے خورشید تاباں ہیں۔ دیگر تمام انبیاء علیہم السلام ستارے ہیں۔ ستارے اس سورج کے انوار لوگوں کے لئے اس وقت ظاہر کرتے ہیں جب ہر طرف اندھیرا ہوتا ہے۔ وہ ستارے بذات خود منور نہیں ہوتے وہ سورج سے نور طلب کرتے ہیں۔ وہ سورج کی عدم موجودگی میں اس کے نور کو ظاہر کرتے ہیں آپ ﷺ کے وجود مسعود سے قبل انبیاء علیہم السلام کی بھی یہی کیفیت تھی وہ آپ ﷺ کے فضل وکرم کا اظہار کرتے تھے وہ تمام معجزات جو انبیاء ورسل کے دست اقدس سے ظاہر ہوئے وہ آپ ﷺ کے مبارک نور کی وجہ سے رونما ہوئے۔ آپ ﷺ کے مبارک نور نے ان کی بہت زیادہ مدد فرمائی لیکن آپ کے نور میں کسی قسم کی کمی واقع نہ ہوئی۔

اللہ رب العزت کے پہلے نبی ابو البشر حضرت آدم علیہ السلام ہیں۔ اللہ رب العزت نے آپ علیہ السلام کو زمین میں اپنا خلیفہ بنا کر بھیجا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کو تمام اسماء کی تعلیم دے کر آپ کی مدد فرمائی لیکن وہ تمام اسماء ان جوامع الکلم میں سے ہی تھے جو سرور کائنات ﷺ کو دیئے گئے۔ تمام اسماء کی تعلیم دے کر حضرت آدم علیہ السلام کو ملائکہ کے سامنے لایا گیا جنہوں نے یہ کہا تھا۔

اَتَجْعَلُ فِيْهَا مَنْ يُّفْسِدُ فِيْهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَآءَ (البقرہ:30) "کیا تو مقرر کرتا ہے زمین میں جو فساد برپا کرے گا اور خونریزیاں کرے گا۔"

پھر رب العزت کے خلفاء یکے بعد دیگرے زمین پر تشریف لاتے رہے حتیٰ کہ حضور ﷺ کے وجود مسعود کے ظہور کا وقت آ گیا تا کہ آپ ﷺ کی عظمت ورفعت کا اظہار کیا جائے۔ جب آپ ﷺ کے وجود اطہر کا ظہور اس کائنات میں ہوا تو آپ ﷺ کا جسم مبارک وہ مہر منیر تھا جس نے ہر نور کو اپنے اندر شامل کر لیا۔ جس نے اپنے معجزات کی کثرت میں دیگر انبیائے کے معجزات کو چھپا دیا تمام رسل کی رسالت آپ ﷺ کی نبوت کے ضمن میں داخل ہو گئی اور تمام انبیاء کی نبوت آپ ﷺ کی رسالت کے جھنڈے نیچے آ گئی کسی بھی نبی یا رسول کو کوئی معجزہ، کرامت یا فضیلت نہیں دی گئی مگر آپ ﷺ کو بھی اسی کی مثل معجزہ، کرامت یا فضیلت بخشی گئی۔

حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ رب العزت نے یہ فضیلت عطا فرمائی کہ انہیں اپنے دست قدرت سے پیدا فرمایا۔ اللہ رب العزت نے اپنے محبوب کریم ﷺ کو شرح صدر کی نعمت سے نوازا اللہ تعالیٰ نے بذات خود آپ ﷺ کے سینہ اقدس کو کشادہ فرمایا۔ اس میں ایمان اور حکمت بھر دیا۔ اسی کو خُلق نبوی کہتے ہیں جب کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو خلقِ وجودی عطا کیا یعنی آپ علیہ السلام کے وجود کو اپنے دست قدرت سے بنایا اور ہمارے حبیب لبیب ﷺ کو خُلقِ عظیم عطا

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر آئے۔ انہوں نے اپنی لونڈی سے کہا کہ دستر خوان لے کر آؤ تا کہ ہم کھانا کھائیں وہ لونڈی دستر خوان لے کر آئی۔ پھر حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا وہ رومال بھی لے کر آؤ۔ آپ کی لونڈی ایک غبار آلود سا رومال لے کر آئی۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی لونڈی کو تنور جلانے کے لئے کہا۔ اس نے تنور جلایا آپ وہ رومال لے کر آئے۔ اس کو اس آگ میں پھینک دیا جب اس کو باہر نکالا گیا تو وہ دودھ کی طرح سفید تھا۔ ہم نے پوچھا یہ کیا ہے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواباً ارشاد فرمایا کہ یہ وہ رومال ہے جس سے ہمارے محبوب ﷺ اپنے چہرے کو صاف کیا کرتے تھے۔ جب یہ رومال میل آلود ہو جاتا ہے۔ ہم اس کو صاف کرنے کے لئے اس کو اسی طرح آگ میں پھینک دیتے ہیں کیونکہ آگ ان اشیاء کو نہیں جلاتی جنہوں نے انبیاء کے چہروں کو مس کیا ہو۔ آپ ﷺ کی امت میں سے آپ کے کئی غلاموں کو آگ میں پھینکا گیا لیکن آگ نے ان پر کوئی اثر نہ کیا۔

حضرت ابن وہب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا گیا ہے وہ حضرت ابن لہیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب اسود عنسی نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ اس نے صنعاء پر قبضہ کر لیا۔ اس نے حضرت ذویب بن کلیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پکڑ لیا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس نے آگ میں پھینک دیا کیونکہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سرور دو عالم کو نبی برحق تسلیم کرتے تھے۔ آگ نے آپ کو کوئی نقصان نہ دیا۔ حضور اکرم ﷺ نے یہ واقعہ اپنے اصحاب رضوان اللہ علیہم اجمعین کے سامنے بیان کیا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ جَعَلَ فِیْ اُمَّتِنَا مِثْلَ اِبْرٰھِیْمَ عَلَیْہِ السَّلَامُ۔

"تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے ہماری امت میں حضرت خلیل علیہ السلام کی طرح کے لوگ پیدا کئے۔"

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے کہ اسود بن قیس نے حضرت ابو مسلم خولانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلا بھیجا جب وہ اس کے پاس آئے تو اسود بن قیس نے کہا کہ کیا تو گواہی دیتا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں حضرت ابو مسلم خولانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میں نے یہ نہیں سنا، اس نے کہا کہ کیا تو گواہی دیتا ہے کہ محمد (فداہ روحی و ابی وامی) ﷺ اللہ کے رسول ہیں آپ نے فرمایا ہاں میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد مصطفیٰ ﷺ اللہ کے رسول برحق ہیں۔ اس نے بہت بڑی آگ کو بھڑکایا اور حضرت ابو مسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس میں پھینک دیا لیکن اس آگ نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کوئی نقصان نہ دیا۔ لوگوں نے اسود بن قیس سے کہا کہ اگر تو نے اس شخص کو اپنے آپ سے جدا نہ کیا تو یہ تیری اتباع کرنے والوں کو خراب کر دے گا۔ اس نے حضرت ابو مسلم خولانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو وہاں سے چلے جانے کا حکم دیا وہ مدینہ منورہ تشریف لائے حضور اکرم ﷺ پیک اجل کو لبیک کہہ چکے تھے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ بن چکے تھے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَلْبَثَنِیْ حَتّٰی اَرَانِیْ فِیْ اُمَّۃِ مُحَمَّدٍ مَنْ صُنِعَ بِہٖ کَمَا صُنِعَ بِاِبْرَاھِیْمَ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کہ اللہ رب العزت نے حضرت نوح علیہ السلام کو اس عزت سے نوازا کہ ان کی کشتی پانی کی سطح پر کھڑی رہی۔ جبکہ حضور ﷺ کو اللہ رب العزت نے اس سے بڑی فضیلت عطا فرمائی۔ روایت کیا گیا ہے کہ نبی الثقلین ﷺ پانی کے کنارے پر تشریف فرما تھے۔ عکرمہ بن ابو جہل بھی وہاں بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے آپ ﷺ سے کہا کہ اگر آپ سچے ہیں تو پھر آپ اس پتھر کو بلائیں جو دوسرے کنارے پر ہے۔ وہ پانی کی سطح پر تیرتا ہوا آئے اس میں ڈوبنے نہ پائے۔ آپ ﷺ نے اشارہ کیا پتھر نے اپنے مقام سے حرکت کی وہ پانی میں تیرتا ہوا نبی الحرمین ﷺ کے سامنے آ کر رک گیا اور آپ کی رسالت کی گواہی دی۔

حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ رب العزت نے یہ شرف بخشا تھا کہ آتش نمرود آپ پر ٹھنڈی اور سلامتی والی ہو گئی تھی۔ اللہ رب العزت نے ہمارے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اسی کی مثل معجزات عطا کئے تھے۔ اللہ رب العزت نے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے جنگ کی آگ کو بجھا دیا وہ ایسی شعلہ زن آگ تھی جس کا ایندھن تلواریں ہوتی تھیں۔ جن کے آلا و نیزے ہوتے تھے جو حسد کی وجہ سے شعلہ بار ہوتی تھی جس کا مقصد روح اور جسم دونوں کو جلانا ہوتا تھا جیسا کہ اللہ رب العزت کا ارشاد ہے: كُلَّمَآ اَوْقَدُوْا نَارًا لِّلْحَرْبِ اَطْفَاَهَا اللّٰهُ (المائدہ:64) ”جب کبھی وہ بھڑکاتے ہیں آگ لڑائی کی بجھا دیتا ہے اسے اللہ تعالیٰ“۔

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ آپ ﷺ معراج کی رات آگ کے سمندر پر سے گزرے آپ ﷺ وہاں سے سلامتی کے ساتھ گزر گئے۔

حضرت امام النسائی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے کہ حضرت محمد بن خاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ابھی بچہ تھا مجھ پر ہنڈیا گر پڑی میری ساری جلد جل گئی میرے والد محترم مجھے اٹھا کر حضور ﷺ کی بارگاہ میں لے آئے۔ آپ ﷺ نے میری جلد پر لعاب دہن لگایا۔ جلی ہوئی جگہ پر اپنا دست اقدس پھیرا آپ ﷺ نے فرمایا: اَذْهِبِ الْبَاسَ رَبَّ النَّاسِ۔ ”اے لوگوں کے پروردگار! اس تکلیف کو دور فرما۔“ اس کے بعد میں اس طرح تندرست ہو گیا کہ گویا کہ مجھے پہلے کوئی تکلیف نہ تھی۔ اس معجزہ کی تشریح کرتے ہوئے حضرت علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ ہمارے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے لئے ایران کے آتش کدے کی آگ بھی بجھ گئی تھی جو کہ ایک ہزار سال سے مسلسل جل رہی تھی۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عمرو بن میمون رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ مشرکین حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آگ میں جلا رہے تھے حضور نبی کریم ﷺ ان کے قریب سے گزرے آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ ان کے سر پر پھیرا آپ ﷺ نے فرمایا۔

يَا نَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَسَلَامًا عَلٰى عَمَّارٍ كَمَا كُنْتِ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ۔

”اے آگ! حضرت عمار پر اسی طرح ٹھنڈی اور سراپا سلامتی ہو جا جس طرح تو حضرت ابراہیم پر ہو گئی تھی۔“

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عباد بن عبد الصمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم حضرت انس

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

آپ ﷺ کی جدائی میں رونے لگا۔ یہ واقعہ اتنے کثیر صحابہ کرام علیہم الرضوان نے روایت کیا ہے۔ جس سے اس کے وقوع کا قطعی علم ہوتا ہے۔ حضرت امام رازی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے علاوہ دیگر مفسرین نے یہ حکایت نقل فرمائی ہے کہ جب ابوجہل نے آپ ﷺ پر پتھر پھینکنے کا ارادہ کیا تو اس نے آپ ﷺ کے دونوں کندھوں پر دو سانپ دیکھے وہ ڈر کر واپس لوٹ آیا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے ید بیضاء کا معجزہ عطا کیا تھا جس کی چمک آنکھوں کو خیرہ کرتی تھی۔ سرور دو عالم ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے یہ معجزہ عطا فرمایا تھا کہ آپ ﷺ کا نور مبارک حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر آپ کے والد محترم حضرت عبداللہ تک ہمیشہ پاک پشتوں اور پاک رحموں میں منتقل ہوتا رہا۔ آپ ﷺ کو یہ معجزہ بھی عنایت کیا گیا کہ حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ آپ ﷺ کی معیت میں انہوں نے عشاء کی نماز پڑھی۔ وہ رات بہت زیادہ تاریک اور بارش والی تھی آپ ﷺ نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کھجور کی ایک شاخ عطا فرمائی۔ آپ ﷺ نے فرمایا ”اس کو ساتھ لے کر جاؤ یہ تیرے لئے دس ہاتھ تیرے سامنے اور دس ہاتھ تیرے پیچھے روشنی کرے گی جب تو اپنے گھر میں داخل ہو جائے تمہیں کوئی کالی چیز نظر آئے تو اسے مارنا حتیٰ کہ وہ گھر سے نکل جائے کیونکہ وہ شیطان ہو گا۔“ حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ چل پڑے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے وہ کھجور کی شاخ منور ہو گئی حتیٰ کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے گھر میں داخل ہو گئے انہوں نے وہاں ایک سیاہ چیز کو دیکھا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کو مارا یہاں تک کہ وہ گھر سے نکل گئی اس حدیث کو ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے۔

حضرت امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا اور اس حدیث کو صحیح کہا ہے اور حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے اسے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا حضرت عباد بن بشیر اور حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کسی حاجت روائی کے لئے بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے۔ وہ کافی دیر بارگاہ بے کس پناہ میں حاضر رہے حتیٰ کہ رات کا کافی حصہ گزر گیا۔ وہ رات بہت زیادہ تاریک تھی پھر وہ دونوں بارگاہ رسالت سے نکلے ان دونوں کے ہاتھ میں ایک ایک عصا تھا۔ ان دونوں عصا میں سے ایک عصا روشن ہو گیا وہ دونوں اس کی روشنی میں چلتے رہے۔ جب دونوں کی راہیں جدا ہو گئیں تو پھر دوسرا عصا بھی ان کے لئے روشن ہو گیا۔ وہ دونوں اپنے اپنے عصا کی روشنی میں چلتے رہے حتیٰ کہ وہ اپنے اپنے گھر پہنچ گئے۔ اس حدیث کو حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔

حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تاریخ میں حضرت امام بیہقی اور ابونعیم رحمہما اللہ تعالیٰ نے حضرت حمزہ اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم نبی مختار ﷺ کے ساتھ کسی سفر میں تھے۔ تاریک رات میں ہم ایک دوسرے سے جدا ہو گئے میری انگلیاں روشن ہو گئیں حتیٰ کہ ان کے اجالے میں لوگوں نے اپنے سامان کو اکٹھا کیا۔ انہوں نے اپنی ان اشیاء کو بھی جمع کیا جو گر چکی تھیں جبکہ میری انگلیاں نور فشاں ہی رہیں۔

اللہ رب العزت نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جو معجزات عطا کئے تھے ان میں سے ایک آپ علیہ السلام کے لئے سمندر کا پھٹ جانا تھا۔ اللہ رب العزت نے ہمارے پیارے مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کے لئے چاند کو دو ٹکڑے کر دیا تھا۔ حضرت موسیٰ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

"سب تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے مجھے مہلت دے حتیٰ کہ میں نے امت محمدیہ میں ایک ایسے شخص کی زیارت کی جس کے ساتھ ایسا واقعہ پیش آیا جس طرح کا واقعہ حضرت خلیل علیہ السلام کے ساتھ پیش آیا تھا۔"

حضرت علامہ القسطلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جو مقام خلت دیا گیا تھا وہ ہمارے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی عطا کیا گیا اس کے ساتھ ساتھ آپ ﷺ کو مقام محبت سے بھی نوازا گیا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو یہ شرف بخشا کہ آپ اہل زمین میں سے اس وقت تنہا انسان تھے جو اللہ کی عبادت کرنے والے تھے نیز آپ علیہ السلام کو یہ بھی فضیلت ملی کہ آپ علیہ السلام نے بتوں کو توڑا تھا۔ ہمارے آقا و مولا علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی فتح مکہ کے دن چھڑی سے بتوں کو توڑنے کا شرف ملا۔ جب آپ ﷺ بتوں کو توڑ رہے تھے اس وقت آپ بلند آواز سے قرآن پاک کی یہ آیت تلاوت کر رہے تھے۔

وَ قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَ زَهَقَ الْبَاطِلُ ؕ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا (بنی اسرائیل:81)

"اور آپ (اعلان) فرما دیجئے آ گیا ہے حق اور مٹ گیا ہے باطل اور بیشک باطل تھا ہی مٹنے والا"

بیت اللہ شریف کے اردگرد تین سو ساٹھ بت تھے آپ ﷺ ہاتھ میں چھڑی لے کر ان بتوں کو مارتے جاتے تھے اور مذکورہ بالا آیت کی تلاوت فرماتے جاتے تھے حتیٰ کہ تمام بت منہ کے بل زمین پر گر پڑے (رواہ الشیخان)۔

اللہ رب العزت نے حضرت خلیل علیہ السلام کو اس شرف سے بھی نوازا کہ آپ نے اللہ کا پاکیزہ گھر تعمیر کیا اس میں کوئی خفاء نہیں کہ اللہ کا محترم گھر جسم ہے اس کی روح حجر اسود ہے بلکہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا دایاں ہاتھ ہے۔ اس سے مراد حجر اسود کو چھونا یا چومنا ہے۔ استسلام کا معنی پختہ کرنا بھی ہے جس طرح کہ کوئی عہد لیتے وقت اس کی قسموں سے پختہ اور مستحکم کیا جاتا ہے۔ تاجدار نبوت ﷺ کو بھی یہ فضیلت عطا کی گئی۔ قریش مکہ نے جب بیت اللہ کو گرانے کے بعد از سر نو اس کی تعمیر شروع کی۔ حجر اسود کو رکھنے کے علاوہ اور کوئی کام باقی نہ رہا تو انہوں نے آپس میں جھگڑنا شروع کر دیا۔ پھر انہوں نے اس بات پر اتفاق کیا کہ کل جو سب سے پہلے بیت اللہ میں داخل ہوگا وہ ہمارا فیصلہ کرے گا۔ دوسرے دن سب سے پہلے حضور ﷺ بیت اللہ میں داخل ہوئے۔ اس وقت قریش مکہ پکار اٹھے۔ "محمد الامین ﷺ تشریف لائے ہیں" اس مسئلہ میں وہ ہی ہمارے درمیان فیصلہ فرمائیں گے آپ ﷺ نے ایک کپڑے کو پھیلانے کا حکم دیا۔ آپ ﷺ نے اس کپڑے میں حجر اسود کو رکھا پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہر قبیلے کا سردار کپڑے کو ایک جانب سے اٹھالے۔ اس طرح انہوں نے مل کر حجر اسود کو اٹھالیا پھر حضور ﷺ نے حجر اسود کو پکڑا اور اس کو اس کی جگہ پر رکھ دیا اللہ رب العزت نے آپ ﷺ کو یہ مقام اس لئے عطا فرمایا تاکہ وقت گزرنے کے باوجود آپ ﷺ کی یہ فضیلت باقی رہے۔

وہ شرف اور فضیلت جو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو عطا کی وہ آپ علیہ السلام کے عصا مبارک کا سانپ میں تبدیل ہو جانا تھا جبکہ یہ سانپ گفتگو کرنے سے عاری تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب لبیب ﷺ کو یہ معجزہ عطا کیا کہ کھجور کا تنا

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضرت داؤد علیہ السلام کو اللہ رب العزت نے یہ معجزہ عطا کیا تھا کہ لوہا آپ علیہ السلام کے ہاتھوں میں نرم ہو جاتا تھا۔ جب آپ علیہ السلام لوہے کو چھوتے تھے وہ ملائم ہو جایا تھا ہمارے رسول محترم ﷺ کو یہ معجزہ عطا کیا گیا کہ آپ ﷺ کے دست اقدس میں سوکھی شاخ سر سبز و شاداب ہو جاتی تھی۔ اس شاخ کے پتے بھی نکل آتے تھے۔ آپ ﷺ نے ام معبد کی بیمار بکری کو ہاتھ لگایا وہ نہ صرف شفایاب ہوگئی بلکہ اس نے دودھ دینا بھی شروع کر دیا۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کو اللہ رب العزت نے یہ معجزہ عطا فرمایا تھا کہ آپ علیہ السلام سے پرندے گفتگو کرتے تھے شیاطین اور ہوا آپ کے لئے مسخر تھے۔ آپ علیہ السلام کو وہ سلطنت عطا کی گئی جو آپ کے بعد کسی اور شخص کو عطا نہ کی گئی۔ سرور کائنات علیہ السلام والتحیات کو بھی نہ صرف اس جیسے معجزات عطا کئے گئے بلکہ ان سے بہت کچھ زیادہ بھی عنایت کیا گیا جہاں تک پرندوں اور درندوں کے ساتھ گفتگو کا تعلق ہے تو ہمارے پیارے نبی ﷺ وہ عظیم رسول ہیں جن کے ساتھ پتھروں نے گفتگو کی آپ ﷺ کے دست اقدس میں سنگریزوں نے تسبیح بیان کی۔ بکری کے زہر آلود بازو نے آپ ﷺ سے گفتگو کی۔ آپ ﷺ سے ہرن ہم کلام ہوا۔ آپ ﷺ کے پاس اونٹ شکایت کناں ہوا۔ روایت کیا گیا ہے کہ ایک پرندے کو اس کے بچے کی وجہ سے تکلیف پہنچی۔ اس پرندے نے آپ ﷺ کے سر اقدس پر منڈلانا شروع کر دیا وہ آپ ﷺ سے ہم کلام ہوا آپ ﷺ نے فرمایا ''تم میں سے کس نے اس کا بچہ چھین کر اس کو تکلیف دی ہے۔ ایک شخص نے عرض کی یا رسول! اللہ صلی اللہ علیک وسلم میں نے اس کا بچہ لیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس کا بچہ واپس لوٹا دو۔'' اس حدیث کو حضرت امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے۔

ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے اس واقعہ کو ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے کہ ہم ایک سفر میں حضور ﷺ کے ساتھ تھے۔ آپ ﷺ حاجت کرنے کے لئے تشریف لے گئے۔ ہم نے ایک چڑیا دیکھی۔ اس کے ساتھ اس کے دو بچے تھے ہم نے اس نے دونوں بچوں کو اٹھا لیا وہ چڑیا آئی وہ زمین کے قریب تر ہوگئی جب حضور ﷺ تشریف لائے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ کس شخص نے اس چڑیا کو اس کے بچے اٹھا کر تکلیف دی ہے اس کے بچے اس کو واپس کر دو۔ آپ ﷺ کے ساتھ بھیڑیا کے ہم کلام ہونے کا قصہ معروف ہے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کو جو ہوا کا معجزہ عنایت ہوا تھا وہ ہوا تھی جس کی صبح کی منزل ایک ماہ کی مسافت تھی اور رات کی منزل بھی اتنی ہی تھی آپ علیہ السلام زمین میں کہیں بھی دور دراز کا سفر کرنا چاہتے تھے وہ آپ کو اس مقام تک اٹھا کر لے جاتی تھی ہمارے نبی محترم ﷺ کو براق عطا کیا گیا جو نہ صرف ہوا سے تیز رفتار ہے بلکہ وہ بجلی سے بھی تیز تر ہے وہ آپ ﷺ کو ایک ساعت میں فرش سے اٹھا کر عرش تک لے گیا زمین سے آسمان کی مسافت کم از کم سات ہزار سال کی ہے جبکہ مستوی سے لے کر رف رف تک کی مسافت کو اللہ کے علاوہ اور کوئی نہیں جانتا۔ ہوا حضرت سلیمان علیہ السلام کے لئے اس لئے مسخر کی گئی تھی تا کہ وہ آپ علیہ السلام کو اٹھا کر زمین کے دور دراز گوشوں تک پہنچا دے جبکہ شہریار مدینہ ﷺ کے لئے زمین کو سمیٹ دیا گیا حتیٰ کہ آپ ﷺ نے زمین کے مشارق اور مغارب کو دیکھ لیا ان دونوں معجزات کے درمیان وہی فرق ہے جو ان

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

علیہ السلام کا یہ تصرف اس جہان رنگ و بو میں تھا جبکہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تصرف عالم بالا میں تھا ان دونوں کے درمیان فرق واضح ہے۔ حضرت ابن المنیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ابن حبیب رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا ہے کہ زمین اور آسمان کے درمیان ایک سمندر ہے جس کا نام مکفوف ہے زمین کے تمام سمندروں کو اس کے ساتھ اس طرح نسبت ہے جس طرح کہ قطرہ کو بحر بے کراں کے ساتھ نسبت ہے انہوں نے فرمایا کہ وہ سمندر معراج کی رات ہمارے آقا و مولا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے پھٹ گیا حتیٰ کہ آپ ﷺ نے اس سمندر کو عبور کر لیا آپ ﷺ کا یہ معجزہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے سمندر کے پھٹ جانے سے عظیم تر ہے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جو معجزات عطا فرمائے تھے ان میں سے ایک آپ علیہ السلام کی دعاؤں کی قبولیت تھی۔ اس کے بارے میں حضور نبی مکرم ﷺ کو اتنے زیادہ معجزات عطا کئے گئے جو حد شمار سے ماوراء ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ایک معجزہ یہ بھی عطا ہوا تھا کہ آپ علیہ السلام کے لئے پتھر سے پانی رواں ہو گیا۔ جبکہ آپ ﷺ کو یہ معجزہ عطا کیا گیا کہ آپ ﷺ کی مبارک انگلیوں سے پانی رواں ہو گیا۔ آپ ﷺ کا یہ معجزہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اس معجزہ سے عظیم تر ہے کیونکہ پتھر زمین کی جنس سے ہے اس سے پانی جاری ہوتا رہتا ہے جبکہ گوشت سے پانی کا جاری ہونا یہ عادت نہیں ہے آپ ﷺ کا یہ معجزہ اتنا عظیم الشان ہے کہ کسی اور نبی کو یہ معجزہ عطا نہیں کیا گیا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے جو فضیلت عطا کی اس میں سے ایک کوہ طور پر آپ کا اللہ سے ہم کلام ہونا ہے۔ ہمارے آقا و مولا ﷺ کو بھی شب معراج اللہ کے ساتھ نہ صرف ہم کلام ہونے کا شرف حاصل ہوا بلکہ آپ ﷺ دَنٰی فَتَدَلّٰی یعنی انتہائی قرب کے مقام پر فائز ہوئے۔ آپ ﷺ نے اس رات اللہ کا دیدار بھی کیا۔ حضور ﷺ کا اللہ سے ہم کلام ہونے کا مقام آسمانوں سے بلند تر ہے۔ آپ کا ہم کلام ہونے کا مقام سدرۃ المنتہٰی اور مستویٰ سے بھی بلند تر ہے حتیٰ کہ نور اور رفرف بھی آپ ﷺ کے مقام سے پیچھے رہ گئے جبکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اللہ سے مناجات کرنے کا مقام طور سیناء ہے۔

حضرت ہارون علیہ السلام کو اللہ رب العزت نے زبان کی فصاحت کا معجزہ عطا کیا ہمارے پیارے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام فصاحت اور بلاغت میں افضل تھے۔ آپ ﷺ اس مقام پر فصیح و بلیغ تھے جہاں لوگ فصاحت و بلاغت سے نا آشنا تھے۔ ہمارے نبی مکرم ﷺ کے علاوہ کسی اور نبی نے فصاحت کے ساتھ کسی کو چیلنج نہیں کیا کیونکہ یہ فصاحت و بلاغت کی خصوصیت قرآن پاک کے علاوہ کسی اور کتاب میں نہیں پائی جاتی۔

حضرت یوسف علیہ السلام کو اللہ رب العزت نے جو معجزہ بخشا وہ آپ علیہ السلام کو حسن و جمال عطا فرمانا تھا۔ جبکہ ہمارے نبی مکرم ﷺ کو حسن کامل عطا کیا گیا۔ حضرت یوسف علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے خواب کی تعبیر کا ملکہ بھی عطا فرمایا تھا۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے تین خوابوں کی تعبیر منقول ہے۔ ان میں سے پہلی خواب یہ ہے کہ آپ علیہ السلام نے گیارہ ستاروں، سورج اور چاند کو سجدہ کناں دیکھا۔ دوسری خواب آپ کے دو جیل کے قیدی ساتھیوں کی تھی جبکہ تیسری خواب مصر کے بادشاہ کی تھی۔ رحمۃ للعالمین ﷺ کو اتنی زیادہ خوابوں کی تعبیر سکھائی گئی جو حد شمار سے ماوراء ہے۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سلام کرتے تھے، کھجور کا تنا آپ ﷺ کے فراق میں رویا۔ آپ ﷺ کے یہ معجزات مردوں کے کلام کرنے سے زیادہ عظیم ہیں کیونکہ یہ اشیاء ان چیزوں سے تعلق رکھتی ہیں جو محوِ کلام نہیں ہوتیں اللہ رب العزت نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یہ معجزہ عطا فرمایا تھا کہ آپ علیہ السلام ان اشیاء کا علم رکھتے تھے جن کو لوگ اپنے گھروں میں چھپا کر رکھتے تھے۔ پوشیدہ اشیاء کے علم کے بارے میں نبی دوجہاں ﷺ کے اتنے معجزات ہیں جو حدِ شمار سے ماوراء ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے آسمان پر اٹھالینے کا معجزہ عطا کیا۔ شبِ معراج نبی اکرم ﷺ کو نہ صرف آسمان پر لے جانے کا معجزہ عطا کیا بلکہ اس رفعت میں آپ ﷺ کے لئے مزید درجات کا اضافہ فرمایا۔ آپ ﷺ نے بارگاہِ ربوبیت میں خصوصی مناجات کیں حریم قدس میں داخل ہوئے۔ اللہ کا دیدار کیا۔

المواهب الدنیه کے شارح کہتے ہیں کہ مصنف نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی امت پر جو مائدہ (دسترخوان) اترا کرتا تھا اس کو چھوڑ دیا ہے۔ آپ علیہ السلام کے معجزات میں اس کا ذکر نہیں کیا۔ اس کی وجہ ابن منیر رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول ہے کہ مائدہ کی مثل ہمارے نبی کریم ﷺ کے لئے ہونا ضروری نہیں کیونکہ مائدہ بنی اسرائیل کے لئے ایک آزمائش تھی۔ ان کے لئے مائدہ نعمت نہ تھا جس طرح کہ اس آیۂ مبارکہ: لُعِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْۢ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ عَلٰي لِسَانِ دَاوٗدَ وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ (المائدہ:78) ''لعنت کئے گئے وہ جنہوں نے کفر کیا بنی اسرائیل سے داؤد کی زبان پر اور عیسیٰ پسر مریم کی زبان پر'' کی تفسیر میں ذکر کیا گیا کہ بنی اسرائیل نے مائدہ کے بعد کفر کیا۔ ان پر لعنت کی گئی اور ان کی توبہ کبھی بھی قبول نہ ہوئی۔

اللہ رب العزت نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یہ عزت بھی بخشی کہ آپ کی دعائیں قبول ہو جاتیں تھیں نبی مکرم ﷺ کو یہ معجزہ بطریق احسن عطا فرمایا گیا۔ ایک دفعہ دوران سفر لوگوں کا زادِ راہ کم ہو گیا۔ وہ قلیل مقدار کھانا جو صرف دس آدمیوں کے لئے تھا اس کو جمع کیا گیا۔ آپ ﷺ نے اس میں برکت کی دعا فرمائی وہ دس انسانوں کا کھانا ایک ہزار آدمیوں نے خوب سیر ہو کر کھایا۔ انہوں نے اپنے برتنوں کو بھی بھر لیا جبکہ کھانا اپنی پہلی ہی مقدار میں موجود تھا اس میں ذرا سی بھی کمی نہیں ہوئی تھی۔ یہ وہ مبارک کھانا تھا جو آسمان سے نازل ہوا تھا اللہ تعالیٰ نے اس کو کُنْ کہا تو یہ کھانا پیدا ہو گیا۔ لیکن اس مبارک کھانے میں نہ شدت تھی نہ خوف اور ڈر تھا نہ ہی آزمائش اور فتنے کا اندیشہ تھا اور نہ ہی کفرانِ نعمت کی وجہ سے توبہ کا دروازہ بند ہونے کا خدشہ تھا۔

شامیہ میں ذکر کیا گیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اس معجزہ کی مثال ہمارے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی حیاتِ مبارکہ میں موجود تھی۔ آپ ﷺ کے طفیل کئی مرتبہ آسمان سے کھانا اترا۔

حضرت امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک آدمی اپنے گھر میں آیا۔ اس نے دیکھا کہ اس کے اہل خانہ نے کچھ نہیں کھایا وہ بھوکے ہیں۔ وہ لوگوں کے پاس کچھ مانگنے کے لئے گیا اس کی عورت نے بارگاہِ ربوبیت میں دعا کی: اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا مَا نَعْجِنُ وَنَخْبِزُ۔ ''اے مولا! ہم کو وہ رزق عطا فرما جس کو ہم گوندھیں اور اس سے روٹیاں پکائیں۔ جب وہ عورت بارگاہِ لم یزل میں یوں گویا ہوئی تو اس کی مٹھی فوراً خمیر سے بھر گئی۔ اس کی چکی نے آٹا

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دوانسانوں کے درمیان فرق ہے جن میں سے ایک زمین کو گھوم کر دیکھتا ہے جبکہ دوسرے کے لئے زمین خود سمٹ جاتی ہے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کو جو یہ معجزہ عطا کیا گیا کہ اللہ رب العزت نے آپ علیہ السلام کے لئے شیاطین کو مسخر کر دیا اللہ رب العزت نے سیدِ مرسلان ﷺ کو اس سے عظیم تر معجزہ عطا کیا روایت کیا گیا ہے کہ تمام شیطانوں کا سردار ابلیس سرور کائنات ﷺ کے اس وقت بالمقابل آیا جب آپ ﷺ نماز میں مصروف تھے۔آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے شیطان پر غلبہ عطا فرمایا آپ ﷺ نے اس لعین کو مسجد کے ستون کے ساتھ باندھ دیا۔آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے اس سے بہتر یہ معجزہ عطا کیا آپ پر جن ایمان لے کر آئے۔اس آیۃ مبارکہ: وَحُشِرَ لِسُلَيْمٰنَ جُنُوْدُهٗ مِنَ الْجِنِّ (النمل:17) میں جو جنات کی تعداد بیان کی گئی ہے شافع روز جزاء ﷺ کے لشکر کی تعداد اس سے کہیں زیادہ بھی ہے اور افضل بھی ہے کیونکہ آپ ﷺ کے لشکر میں تمام ملائکہ بھی شامل ہیں۔جبرئیل آپ ﷺ کے خادم ہیں۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کو یہ معجزہ بھی بخشا گیا کہ آپ علیہ السلام کے لشکر میں پرندے بھی شامل تھے اس سے زیادہ تعجب انگیز غار کی کبوتری کا واقعہ ہے جس نے ایک لمحہ میں غار کے دہانے گھونسلا بنادیا تھا اور دشمن کے خلاف آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حمایت کی تھی۔لشکر کی کثرت کا مقصد حمایت حاصل کرنا ہے ہمارے نبی محترم ﷺ کو وہ حمایت ایک آسان ترین چیز سے حاصل ہوگئی تھی۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کا ایک معجزہ یہ بھی تھا کہ آپ کو سلطنت و ملک عطا کیا گیا سرور دو جہاں ﷺ کو اختیار دیا گیا کہ کیا آپ عبد نبی بننا چاہتے ہیں یا کہ بادشاہ نبی بننا چاہتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں عبد نبی بننا پسند کرتا ہوں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے یہ معجزہ عطا کیا تھا کہ آپ علیہ السلام مادرزاد اندھوں اور کوڑھیوں کو شفا عطا فرماتے تھے۔آپ علیہ السلام مردوں کو زندہ کیا کرتے تھے۔رحمۃ للعالمین ﷺ کو بھی یہ سعادت عطا کی گئی کہ آپ ﷺ نے اپنی جگہ سے گری ہوئی آنکھ کو دوبارہ لگادیا آپ ﷺ کے دست اقدس کی برکت سے وہ پہلے سے کہیں زیادہ بینا ہوگئی۔امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے دلائل نبوت میں ایک قصہ ذکر کیا ہے کہ ایک شخص بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا۔اس نے آپ ﷺ سے عرض کی کہ میں آپ پر اس وقت تک ایمان نہیں لاؤں گا حتیٰ کہ آپ ﷺ میری بیٹی کو زندہ کریں آپ ﷺ اس لڑکی کی قبر پر آئے۔صدائے دلنواز لگائی۔

يَا فُلَانَةُ فَقَالَتْ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللهِ

''آپ نے کہا اے فلاں عورت! اس نے جواب میں کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میں حاضر ہوں۔''

روایت کیا گیا ہے کہ حضرت معاذ بن عفراء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زوجہ محترمہ کو برص کی بیماری تھی اس نے اس بیماری کی شکایت بارگاہ رسالت میں کی آپ ﷺ نے اس کے جسم پر اپنا عصا مبارک پھیرا۔اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے صدقہ اس خاتون کو شفاء کاملہ عطا فرمائی۔اسی طرح آپ ﷺ کے دست اقدس میں سنگریزے تسبیح خواں ہوئے۔آپ ﷺ کو پتھر

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فقراء اور اولیاء سے ان کے حالات دریافت فرمایا کرتے تھے۔ ان پر دست شفقت رکھا کرتے تھے۔ ایک دن انہوں نے اولیائے کاملین میں سے ایک ایسے شخص کو دیکھا جو بہت زیادہ عبادت کیا کرتا تھا۔ اس کے نیک اعمال بہت زیادہ تھے لوگ اس سے بہت زیادہ عقیدت رکھتے تھے آپ نے اس جوان کو دیکھ کر فرمایا اے میرے بچے! میں تیری عجیب کیفیت دیکھتا ہوں کہ تیری عبادات تو بہت زیادہ ہیں لیکن درجہ بہت کم ہے شاید کہ تیرے والد محترم تجھ سے ناراض ہیں۔ اس جوان نے کہا۔ جی ہاں معاملہ ایسا ہی ہے شیخ محترم نے فرمایا کہ کیا تو اپنے والد مکرم کی قبر کو جانتا ہے۔ اس جوان نے جواب دیا۔ جی ہاں میں ان کی قبر کو جانتا ہوں۔ شیخ مکرم نے جواب ارشاد فرمایا ہمارے ساتھ ان کی قبر تک چلو شاید کہ وہ تجھ پر راضی ہو جائیں۔ شیخ یوسف الکردی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اللہ کی قسم میں نے دیکھا کہ جب اس ولی کامل نے اس کے باپ کو پکارا تو وہ اپنی قبر سے اس حالت میں باہر آیا کہ وہ اپنے سر سے مٹی صاف کر رہا تھا جب وہ سیدھا کھڑا ہو گیا تمام فقراء نے کہا کہ ہم آپ کے پاس اس لئے آئے ہیں تاکہ آپ اپنے بیٹے سے راضی ہو جائیں اس شخص نے جواب دیا کہ میں تم سب کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میں اپنے بیٹے سے راضی ہو گیا ہوں پھر اس شیخ محترم علیہ الرحمہ نے اس شخص کو واپس اپنی قبر میں جانے کے لئے کہا وہ اپنی قبر میں چلا گیا اس کی قبر راس الحسینیہ میں جامع شرف الدین کے پاس موجود ہے۔

مردوں کو زندہ کرنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے عظیم معجزات میں سے ہے ہمارے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے لئے بھی کئی مردے زندہ ہوئے جس طرح کہ ہم ان شاء اللہ آگے ذکر کریں گے۔

جس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام بیماروں کو شفا عطا فرماتے تھے۔ غیب چیزوں کی خبریں دیا کرتے تھے۔ اسی طرح اولیائے کاملین بھی بیماریوں کو شفاء بخشتے ہیں اور غیب کی خبریں دیا کرتے ہیں۔ ایسی کرامات ہر جگہ اور ہر وقت کثیر تعداد میں وقوع پذیر ہو رہی ہیں۔ ان اولیاء کرام میں سے کچھ ایسے بھی تھے جن کے ہاتھ میں لوہا نرم ہو جایا کرتا تھا۔ وہ ان سے جو چیز چاہتے وہ بنا لیتے تھے جس طرح کہ اس زمانہ میں میں نے عصر حاضر کے عظیم ولی، مشہور شیخ حضرت علی العمری الشامی رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا ہے کہ ان کے ہاتھ میں لوہے کی چابی تھی وہ ان کے ہاتھ میں نرم ہو گئی تھی وہ اس کو اپنی انگلیوں سے جس طرح چاہتے بنا لیتے تھے۔ اسی طرح لوگوں نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ عمل مبارک بھی دیکھا ہے کہ چاندی بھی ان کے ہاتھ میں لوہے کی طرح نرم ہو جایا کرتی تھی آپ ریال مجیدی (سکے کا نام) کی طرف کو انسان کی پیشانی کے ساتھ لگاتے جبکہ دوسری طرف کو اپنے انگوٹھے اور انگلی کے ساتھ پکڑ لیتے اپنے انگوٹھے اور انگلی کو تھوڑی سی حرکت دیتے تو وہ ریال مجیدی اس طرح مڑ جاتا تھا گویا کہ وہ آٹے کا ٹکڑا ہے۔ پھر وہ ریال اسی طرح نرم ہی رہا کرتا تھا وہ انسان اس کو تبرک سمجھ کر اپنے پاس رکھ لیتا تھا اسی طرح کی اور بھی بہت سی کرامات سنی گئی ہیں اگر ان کو جمع کیا جائے تو ان کی تعداد کئی ہزار ہو جائے گی بلاشبہ لوہے کو نرم کرنا حضرت داؤد علیہ السلام کا مشہور ترین معجزہ ہے۔

کچھ اولیائے کرام کی شان یہ بھی ہے کہ وہ مشرق و مغرب کی مسافت کو تھوڑی دیر میں طے کر لیتے ہیں ان میں سے کچھ ہوا میں محو پرواز ہوتے ہیں کئی اولیائے کاملین کی جن اطاعت کرتے ہیں۔ ایسی کرامات سے کتابیں بھری ہوئی ہیں اور اس طرح

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پیسنا شروع کر دیا اور تنور میں آگ جلنے لگ گئی۔ اس کا خاوند آیا اس نے چکی کے چلنے کی آواز سنی۔ اس عورت نے دروازہ کھولا۔ خاوند نے پوچھا کہ یہ چکی کس لئے گھوم رہی ہے اس عورت نے تمام واقعہ اپنے خاوند کو سنایا ان کی چکی چلتی رہی۔ وہ آٹا پیستی رہی حتیٰ کہ ان کے گھر کے تمام برتن آٹے سے بھر گئے۔ اس کے بعد انہوں نے چکی کو اس جگہ سے اٹھا دیا اور اس جگہ پر جھاڑو پھیر دیا انہوں نے یہ واقعہ حضور ﷺ کی بارگاہ میں سنایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم نے اس چکی کے ساتھ کیا کیا انہوں نے عرض کی ہم نے چکی کو وہاں سے اٹھا کر اس جگہ کو جھاڑو سے صاف کر دیا ہے آپ ﷺ نے فرمایا:

لَوْ تَرَكْتُمُوْهَا مَازَالَتْ كَمَا هِيَ لَكُمْ حَيَاتَكُمْ۔

''اگر تم چکی کو اس کی حالت پر یونہی چلنے دیتے تو یہ تمہیں ساری زندگی کے لئے کافی ہو جاتی۔''

ایک اور روایت میں ہے کہ یہ چکی روز قیامت تک اسی طرح چلتی رہتی۔ حضرت امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے خصائص کبریٰ میں اس سے بھی عظیم اور جامع روایات نقل کیں ہیں۔

حضرت امام یوسف بن اسماعیل النبہانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ''اس لئے میں کہتا ہوں کہ جس شخص نے آپ ﷺ کی امت کے اولیاء کی کرامات کی جستجو کی اس نے ان کرامات کو ان معجزات کی ہم جنس پایا جو دیگر انبیاء علیہم السلام سے سرزد ہوا کرتے تھے۔'' کرامات اولیاء ان گنت ہیں ان میں بہت سی کتب تصنیف کی گئی ہیں۔ ان کتب کی نسبت ان معجزات کے ساتھ جن کو احاطہ تحریر میں نہیں لایا گیا وہی ہے جو ایک قطرہ کو بحر زخار کے ساتھ ہو۔ اولیائے کرام کی یہ کرامات ہر مکان و زمان میں وقوع پذیر ہوتی ہیں درحقیقت یہ تمام کرامات سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کے معجزات ہیں۔ ان اولیاء کاملین میں سے کچھ تو وہ تھے جو آگ میں داخل ہو گئے لیکن آگ نے ان پر کوئی اثر نہ کیا جیسا کہ حضرت ابو مسلم خولانی رحمۃ اللہ علیہ جو تابعی تھے وغیرہ آگ کا اثر نہ کرنا یہ حضرت ابراہیم خلیل علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کا مشہور ترین معجزہ ہے۔ ان میں سے کئی بزرگ ایسے بھی تھے جنہوں نے سمندر کو بغیر کسی نقصان کے عبور کیا جس طرح حضرت علاء بن الحضرمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب بحرین پر حملہ آور ہوئے انہوں نے اپنے لشکر کے ساتھ سمندر کو عبور کیا۔ لیکن نہ تو سمندر میں کوئی آدمی غرق ہوا نہ ہی ان کی کوئی چیز ضائع ہوئی۔ اسی طرح حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب مدائن کو فتح کیا تو دریائے دجلہ کو اپنے عظیم لشکر سمیت عبور کیا۔ اگرچہ اس وقت دریا میں سیلاب بھی تھا لیکن ان کی کوئی چیز بھی دریا میں ضائع نہ ہوئی لوگوں نے ان کو جن سمجھا۔ انہوں نے کہا ہم ایسے عظیم لوگوں کے ساتھ جنگ لڑنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ وہ میدان جنگ سے بھاگ گئے حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مدائن پر قبضہ کر لیا۔ سمندر کو فوج کے ساتھ عبور کرنا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مشہور ترین معجزات میں سے ہے اسی طرح اولیاء کرام کا پانی پر چلنے کا تعلق بھی انہیں معجزات کے ساتھ ہے۔ بہت سے اولیائے عظام نے مردوں کو بھی زندہ کیا جس طرح کہ حضرت امام قشیری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے رسالے میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ ان میں سے کچھ کرامات کا تذکرہ ہم اس کتاب کے خاتمہ میں بھی ذکر کریں گے۔ حضرت امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ''طبقات کبریٰ'' میں ''شیخ ابراہیم المتبولی'' کے عنوان کے تحت یہ واقعہ نقل کیا ہے۔ حضرت شیخ ابراہیم المتبولی رحمۃ اللہ علیہ کی یہ عادت مبارکہ تھی کہ وہ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہے جب آپ علیہ السلام کے دشمنوں نے آپ علیہ السلام کو آگ میں ڈالا تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ معجزہ اس بات کا بھی تقاضا کرتا ہے کہ اگر ایسا ہی واقعہ آقائے دوجہاں علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے رونما ہوتا تو یقیناً آپ ﷺ پر بھی آگ گلزار بن جاتی۔ آپ ﷺ کی امت کے اولیاء کی کئی کرامات اسی طرح کی ہیں۔

اسی طرح حضرت موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ رب العزت نے یہ معجزہ عطا فرمایا کہ جب فرعون اور اس کے لشکر نے آپ علیہ السلام اور آپ کی امت کا تعاقب کیا تو سمندر پھٹ گیا تاکہ آپ اور آپ کی قوم فرعون اور اس کے لشکر سے نجات حاصل کرے اور وہ ہلاک ہو جائیں اگر حضور اکرم ﷺ کے لئے بھی کوئی اسی طرح کا واقعہ رونما ہوتا تو یقیناً آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہی معجزہ یا اسی قسم کا کوئی اور وہ معجزہ عطا کیا جاتا جس سے اللہ تعالیٰ اپنے دوستوں کی اپنے دشمنوں کے خلاف مدد کی ہے۔ **المواھب الدنیہ** میں اس قول کو نقل کرنے کی کوئی ضرورت نہیں رہتی کہ رسول اللہ ﷺ نے شب معراج زمین اور آسمان کے درمیان ایک سمندر کو عبور کیا تھا جس کا نام مکفوف ہے اور پھر اس واقعہ کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے واقعہ سے تشبیہ دی جائے جبکہ پہلے گزر چکا ہے کہ حضرت علاء بن الحضرمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لشکر سمیت سمندر کو عبور کیا تھا اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی فوج سمیت دریائے دجلہ کو بغیر کسی نقصان کے پار کیا یہ کرامات سمندر کے پھٹنے کی طرح ہی ہیں۔

انہیں واقعات اور معجزات میں سے حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ معجزہ بھی ہے کہ جب آپ کی قوم کو پانی کی ضرورت پڑی۔ آپ علیہ السلام نے اپنا عصا مبارک پتھر پر مارا جس سے بارہ چشمے جاری ہو گئے۔ اسی طرح کے کئی معجزات بلکہ اس سے عظیم الشان واقعات مختلف اوقات میں مختلف مقامات پر تاجدار مدینہ ﷺ کے لئے بھی ظہور پذیر ہوئے۔ مثلاً مقام حدیبیہ اور مقام تبوک وغیرہ پر اس طرح کے معجزات رونما ہوئے۔ ان کی تفصیل آگے آئے گی۔

کبھی تو سیدِ مرسلاں ﷺ تھوڑے سے پانی میں اپنا لعاب دہن پھینک دیتے اللہ رب العزت اس پانی میں اتنی برکت فرماتے کہ لشکر جرار کے لئے وہ کافی ہو جاتا۔ کبھی آپ ﷺ انہیں تیر عطا فرماتے جو اس چشمہ میں گاڑھ دیتے جس کا پانی خشک ہو گیا ہوتا یا ان کا پانی ختم ہونے کے قریب ہوتا اسی کی برکت سے اس چشمہ سے اتنا زیادہ پانی رواں ہوتا کہ وہ کئی ہزار افراد کے لئے کافی ہوتا۔ کبھی آپ ﷺ اپنا دست مبارک پیالے میں رکھتے تو آپ ﷺ کی مبارک انگلیوں سے پانی کی نہریں جاری ہو جاتیں حتیٰ کہ تمام لوگوں کے لئے وہ پانی کافی ہوتا۔ بلاشبہ سرور کائنات علیہ التسلیم والتحیات کا یہ معجزہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجزات سے عظیم الشان ہے کیونکہ پتھر سے پانی عادتاً جاری ہوتا رہتا ہے جبکہ انگلیوں سے پانی کا رواں ہونا عادت نہیں ہے یہ خلاف فطرت ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک معجزہ یہ بھی ہے کہ جب آپ علیہ السلام کے دشمن آپ کو قتل کرنے کے ارادہ سے پکڑنے کے لئے آئے تو وہ آپ علیہ السلام کو نہ دیکھ سکے اللہ رب العزت نے اس شخص کو جس نے آپ کے دشمنوں کی راہ نمائی کی تھی آپ علیہ السلام کا ہم شکل کر دیا۔ آپ علیہ السلام کے دشمنوں نے اس آدمی کو پکڑ لیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کے شر سے نجات پا گئے اللہ رب العزت نے آپ علیہ السلام کو اپنی طرف اٹھا لیا۔ اسی طرح کا معجزہ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیہ والثناء کے لئے بھی رونما

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کے تمام معجزات حضرت سلیمان علیہ السلام کو عطا کئے گئے۔ اسی طرح اگر تمام انبیاء اور مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام کے معجزات کی جستجو کی جائے اور پھر اولیاء کاملین کی کرامات کو بھی تلاش کیا جائے تو ان کی آپس میں بہت زیادہ مطابقت پائی جائے گی۔ جس طرح کہ تمام انبیاء اور مرسلین علیہم السلام کے معجزات کی آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے معجزات کے ساتھ مطابقت پائی جاتی ہے۔ جب یہ حقیقت عیاں ہوگئی تو پھر آقائے دوجہاں ﷺ کے معجزات کو دیگر انبیاء ورسل علیہم السلام کے ساتھ تطبیق دینے کی کوئی ضرورت نہیں رہتی مثلاً جس طرح کہ حضرت امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ نے یوں تطبیق دی ہے کہ جس طرح حضرت ابراہیم خلیل اللہ کو آگ میں پھینکا گیا لیکن آگ نے آپ کو نہ جلایا اسی طرح آپ ﷺ کو بھی جنگ کی آگ میں پھینکا گیا لیکن اس آگ نے آپ ﷺ کا کوئی نقصان نہ کیا۔ اس طرح تطبیق کرنے کی کوئی ضرورت نہیں رہتی کیونکہ اس طرح کی کرامات آپ ﷺ کی امت کے اولیاء سے بھی رونما ہوتی ہیں حتیٰ کہ وہ جو لوگ حضرت سیدنا احمد رفاعی رحمۃ اللہ علیہ کے سلسلہ سے منسلک ہیں ان سے بھی ایسی کرامات وقوع پذیر ہوتی ہیں۔

یہ قول کرکے کہ آپ ﷺ کو بھی وہی معجزات عطا کئے گئے جو دیگر انبیاء کو عطا کئے گئے تھے آپ ﷺ کو دیگر انبیاء سے فضیلت دینے کی بھی کوئی ضرورت نہیں کیونکہ آپ ﷺ کی تمام انبیاء و مرسلین علیہم السلام اور ساری مخلوق پر فضیلت ایسے دلائل سے واضح ہیں جو روز روشن کی طرح ظاہر ہیں۔ اہل بصیرت میں سے کوئی بھی اس کا انکار نہیں کرتا۔ حتیٰ کہ آپ ﷺ کی فضیلت ان واضح احکام کی طرح ہوگئی ہے جن سے کوئی اہل اسلام بھی لاعلم نہیں ہے ان لوگوں کو بھی آپ ﷺ کی اس فضیلت کے بارے میں کوئی شبہ نہیں جو تمام انبیاء ورسل علیہم السلام اور ان کی شریعتوں کے بارے میں تھوڑا سا علم بھی رکھتے ہیں۔ اس کی تشریح عنقریب آئے گی۔ دیگر انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے تمام معجزات ان لوگوں کے حالات کے مطابق رونما ہوتے تھے جن کی طرف انہیں مبعوث کیا گیا تھا اور اس سبب کی وجہ معجزہ رونما ہوتا تھا جس کا ان لوگوں میں غلبہ ہوتا تھا۔ حضرت موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں جادو کا غلبہ تھا تو اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو وہ معجزۂ جلیل عطا فرمایا جس کی وجہ سے آپ علیہ السلام نے ان جادوگروں کو شکست دی جو جادو میں اپنے آپ کو دیگر لوگوں سے ممتاز سمجھتے تھے آپ علیہ السلام کا عصا مبارک اژدھا میں تبدیل ہوگیا وہ جادو کی ان رسیوں کو نگل گیا جو رواں دواں سانپ محسوس ہوتیں تھیں۔ جب حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں علم طب کا غلبہ ہوا تو اللہ رب العزت نے آپ علیہ السلام کو وہ اجل معجزات عطا فرمائے جو دنیا کے مشہور ترین اطبّاء سے بھی وقوع پذیر نہ ہوسکتے تھے۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وہ معجزات مردوں کو زندہ کرنا، مادرزاد اندھوں اور کوڑھیوں کو تندرست کرنا تھا۔ جب کہ حضرت محمد مجتبیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں فصاحت کا غلبہ تھا جس کی وجہ سے وہ لوگ اپنے آپ کو ممتاز سمجھتے تھے تو آپ ﷺ کا وہ معجزہ جن کی وجہ سے آپ ﷺ نے ان کو مغلوب کیا وہ قرآن پاک ہے۔ دیگر انبیاء علیہم السلام سے جو معجزات رونما ہوئے وہ اس سبب کے بھی مناسب ہیں جس کی وجہ سے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے معجزات ظہور پذیر ہوئے۔ ان معجزات میں سے ایک معجزہ حضرت خلیل علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے وقوع پذیر ہوا وہ آپ علیہ السلام کا آگ میں پھینکا جانا اور آگ کا آپ علیہ السلام پر گلزار بن جانا

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

شافع روز جزا ﷺ کے وہ معجزات جو موقع کی مناسبت اور وقت کے تقاضا کے مطابق رونما ہوئے وہ کثیر تعداد میں ہیں۔ ان میں سے آپ ﷺ کا ایک معجزہ یہ بھی ہے کہ جب آپ ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ہجرت فرمائی اور غار ثور میں تشریف لے گئے تو فوراً غار کے دہانے پر مکڑی نے جالا تن دیا اور کبوتری نے انڈے دے دیئے۔ جب نوجوانان قریش وہاں پہنچے تو وہ اس غار میں داخل نہ ہوئے۔ ان میں سے ایک نے کہا کہ غار کے دہانے پر جو جالا ہے وہ محمد (فداہ روحی و ابی و امی) کی پیدائش سے بھی قبل کا ہے وہ بے نیل مرام واپس لوٹ آئے۔ جب آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ وہاں سے روانہ ہوئے تو سراقہ نے آپ ﷺ کا پیچھا کیا تا کہ آپ کو پکڑ کر قریش کے حوالے کرے اور سو سرخ اونٹنیوں کا انعام حاصل کرے جب سراقہ آپ ﷺ کے قریب ہوا تو اس کے گھوڑے کے سم زمین میں دھنس گئے اس نے آپ ﷺ اور سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مدد طلب کی حضور مکرم ﷺ نے اس کے لئے دعا فرمائی۔ زمین نے اس کے گھوڑے کو چھوڑ دیا وہ آپ ﷺ کو چھوڑ کر واپس آ گیا پھر حضرت سید الکونین ﷺ اور آپ کے یار غار حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ام معبد کے خیمہ میں تشریف لائے۔ اس کے پاس کوئی ایسی چیز نہ تھی جس سے وہ آپ ﷺ کی ضیافت کرتی ام معبد کے پاس ایک ناتواں سی بکری تھی جو کمزوری کی وجہ سے ریوڑ کے ساتھ بھی نہ جا سکی تھی شہنشاہ دو عالم ﷺ نے اس بکری کا دودھ دوہا۔ آپ ﷺ نے بھی نوش فرمایا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی دودھ پیا اور آپ ﷺ کے رفقاء نے بھی دودھ پیا آپ ﷺ نے ایک دوسرے برتن میں دودھ نکالا دودھ کا وہ پیالہ اُم معبد کو عطا فرمایا۔

کئی غزوات میں آپ ﷺ نے مٹھی بھر مٹی یا سنگریزے دشمن پر پھینکے جس کی وجہ سے دشمن نے میدان جنگ سے راہ فرار اختیار کی۔ آپ ﷺ کے صحابہ کرام علیہم الرضوان کی ضرورت کے مطابق پانی اور کھانے میں برکت عطا فرمائی گئی وہی کھانا جس کو بمشکل صرف چند افراد ہی کھا سکتے تھے آپ ﷺ کی برکت سے کئی ہزار افراد نے تناول کیا آپ ﷺ نے اپنا دست اقدس کسی زخم پر پھیرا، شکستہ ٹانگ پر پھیرا یا کسی بیمار آنکھ پر پھیرا تو انہیں فوراً شفا مل گئی۔ موقعہ اور وقت کے تقاضا کے مطابق آپ ﷺ کی غیب کی خبریں ان گنت ہیں ان تمام کی تفصیل عنقریب آئے گی۔ جب تو (اے مخاطب) نے یہ حقیقت جان لی تو پھر اس حقیقت سے آگاہی حاصل کر لے کہ دیگر انبیاء علیہم السلام سے بعض معجزات کا ظہور پذیر ہونا اور ہمارے نبی کریم ﷺ کے دست اقدس سے ان معجزات کا رونما نہ ہونا یہ اس بات کا تقاضا نہیں کرتا کہ دیگر انبیاء علیہم السلام کو ہمارے نبی ﷺ پر فضیلت حاصل ہے۔ یا یہ چیز آپ ﷺ کو سید مرسلاں ہونے اور تمام انبیاء سے افضل و اکمل ہونے میں رکاوٹ ہے بلکہ وہ موقعہ اور مناسبت جو اس نبی کے لئے اس معجزہ کے ظہور کا تقاضا کرتا تھا ایسا موقعہ ہمارے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے لئے پیدا نہ ہوا تا کہ بعینہ وہ معجزہ بھی آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ظہور پذیر ہوتا جس طرح کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصا مبارک کا اژدھا میں تبدیل ہونا، ان کے لئے سمندر کا پھٹ جانا۔ حضرت سیدنا صالح علیہ السلام کے لئے اونٹنی کا پتھر سے نکلنا۔ ہمارے آقا و مولا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے وہ معجزات ظاہر ہوئے جو ان معجزات سے عظیم الشان ہیں مثلاً کفار کے

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہوا۔ جب قبیلہ قریش کا ایک گروہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پکڑنے کے لئے آیا تاکہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قتل کریں تو آپ ﷺ ان کفار مکہ کے سامنے اپنے گھر سے باہر تشریف لائے ان تمام کے سروں پر مٹی پھینکی اللہ رب العزت نے ان تمام کو اندھا کر دیا ان میں سے کوئی ایک بھی آپ ﷺ کو نہ دیکھ سکا آپ ﷺ بھی ان کے شر سے نجات پا گئے۔

حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک عظیم الشان معجزہ یہ بھی ہے کہ آپ علیہ السلام سے بیماروں کو شفا ملتی تھی۔ یہ معجزہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دست اقدس سے اتنا زیادہ مرتبہ رونما ہوا جس کا گننا ناممکن ہے عنقریب اس کی تفصیل آرہی ہے۔ آپ ﷺ کے امت کے اولیاء کاملین سے ایسی کئی کرامات ہر جگہ اور ہر وقت رونما ہو رہی ہیں شیخ الشیوخ حضرت علی العمری رحمۃ اللہ علیہ جن کا ذکر پہلے گزر چکا ہے۔ اگر اس کے بارے میں صرف ان کی کرامات کو ہی جمع کیا جائے کہ انہوں نے کتنے مریضوں کو شفا بخشی تھی تو وہ کئی ہزار تک پہنچ جائیں گی۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کا ایک مشہور ترین معجزہ یہ بھی ہے کہ جنات آپ علیہ السلام کی اطاعت کرتے تھے۔ جنات کا آپ علیہ السلام کی اطاعت کرنا اس عظیم سلطنت کی وجہ سے تھا جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو عنایت فرمائی تھی۔ حضور مکرم ﷺ کے لئے بھی جنات کی اطاعت کا معجزہ رونما ہوا تھا بہت سے جنات آپ ﷺ پر ایمان لائے تھے۔ وہ آپ ﷺ کی اطاعت کیا کرتے تھے۔ بہت سے جنات آپ ﷺ کی امت کے اولیاء کاملین کی خدمت ان کی منشاء کے مطابق کرتے ہیں بلکہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خادم تو فرشتے بھی ہیں ملائکہ یقیناً جنات سے افضل ہیں اللہ رب العزت نے غزوہ بدر میں ملائکہ کے ذریعے آپ ﷺ کی مدد فرمائی تھی ان ملائکہ میں حضرت جبرئیل امین بھی موجود تھے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کو اللہ رب العزت نے ایک معجزہ یہ بھی عطا کیا تھا کہ آپ علیہ السلام کے لئے ہوا کو مسخر کر دیا گیا تھا یہ معجزہ بھی اس عظیم مملکت کی وجہ سے تھا جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمائی تھی۔ ہمارے سردار اور مولا ﷺ کے لئے اس معجزہ سے عظیم تر معجزہ رونما ہوا تھا جس کا کوئی ظاہری سبب بھی نظر نہیں آتا۔ شب معراج اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو مکہ سے بیت المقدس تک پھر وہاں سے لامکاں تک سیر کروائی۔ آپ ﷺ کی اس رفعت کو کوئی نہیں سمجھ سکتا پھر آپ ﷺ رات کے تھوڑے سے حصے میں وہاں سے واپس تشریف لائے۔ آپ ﷺ نے بیت المقدس کے اوصاف کفار مکہ کے لئے بیان کئے۔ نیز آپ ﷺ نے ان کے لئے اونٹوں کے قافلوں کی حالت کو بھی بیان کیا جو آپ ﷺ کو راستہ میں ملے تھے نبی غیب داں ﷺ نے جس طرح ان کے بارے میں خبر دی تھی ان کی حالت بعینہ وہی تھی حالانکہ کفار مکہ جانتے تھے آپ ﷺ نے پہلے بیت المقدس کا سفر نہیں کیا تھا۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کا ایک معجزہ یہ بھی تھا کہ اللہ رب العزت نے آپ علیہ السلام کو عظیم الشان سلطنت عطا فرمائی تھی۔ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ رب العزت نے اختیار دیا کہ کیا آپ بادشاہ نبی بننا چاہتے ہیں یا کہ عبد نبی بننا پسند فرماتے ہیں آپ ﷺ نے عبد نبی بننا پسند کیا۔ آپ ﷺ کی بارگاہ میں ایک فرشتے نے حاضر ہو کر کہا کہ اگر آپ ﷺ خواہش کریں تو تہامہ کے پہاڑ سونے کے بن جائیں لیکن آپ ﷺ نے انکار کر دیا۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

باوجوداس کے کہ اگر دیگر تمام انبیاء ورسل کے معجزات کو جمع کیا جائے تو وہ شفیع المذنبین ﷺ کے ایک معجزۂ قرآن کے ہم پایہ نہیں ہو سکتے کیونکہ آپ ﷺ کا یہ معجزہ، ہزار ہا معجزات، روشن آیات، نفع بخش علوم اور کئی انوار پر مشتمل ہے۔ اس میں ہر اس چیز کا عرفان ہے جو بندے کو اللہ کا قرب عطا کرتی ہے اور اس میں ہر اس چیز کی پہچان ہے جو اللہ سے دوری کا سبب بنتی ہے۔ آپ ﷺ کا یہ معجزہ تاحشر موجود رہے گا تمام مسلمان اس سے فوائد حاصل کرتے رہیں گے۔ اس کی تلاوت ایسی عبادت ہے جو ہر لمحے بندہ کو اللہ کا قرب عطا کرتی ہے۔ وقت کے گزرنے کے ساتھ انسان کو اللہ کی رضا کا مستحق بنا دیتی ہے۔

مذکورہ بالا بحث لکھنے کے دو ماہ بعد میں نے کتاب ''الابریز'' کو دیکھا۔ میں نے اس میں حضرت شیخ عبدالعزیز دباغ رحمۃ اللہ علیہ کا ایک ایسا قول دیکھا جو میری اس تمام سابقہ گفتگو کی تائید کرتا ہے حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد حضرت علامہ احمد بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں ایک دن آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ محو کلام تھا۔ میں آپ کے سامنے حضرت سلیمان علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کا تذکرہ کیا کہ اللہ رب العزت نے ان کے لئے کس طرح جن وانس، شیاطین اور ہوا کو مسخر کر دیا تھا۔ میں نے یہ بھی ذکر کیا کہ حضرت داؤد علیہ السلام کو یہ معجزہ عطا کیا گیا تھا کہ لوہا ان کے ہاتھ میں آکر آٹے کی ٹکیہ کی طرح نرم ہو جاتا تھا۔ حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے کوڑھیوں کو تندرست کرنے، مادرزاد اندھوں کو بینا کرنے اور مردوں کو زندہ کرنے کا معجزہ عطا فرمایا تھا۔ میری اس گفتگو سے آپ نے سمجھا کہ شاید میں یہ کہہ رہا ہوں کہ جب حضور نبی محترم سید الخلق ہیں تمام انبیاء سے افضل ہیں تو پھر آپ ﷺ سے اس طرح کے معجزات کیوں رونما نہیں ہوئے اور جو معجزات آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے رونما ہوئے ہیں ان کا انداز جداگانہ ہے۔

اس کے بعد میرے استاذ محترم نے فرمایا کہ وہ تمام ملک و بادشاہی جو اللہ رب العزت نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو عطا فرمائی تھی۔ حضرت داؤد علیہ السلام کے دست اقدس میں لوہے کو نرم کر دیا تھا اور جن عنایات سے اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نوازا تھا اللہ رب العزت نے یہ سب کچھ بلکہ اس سے بہت زیادہ آپ ﷺ کی امت کے اولیاء کاملین کو عطا کیا ہے۔ اللہ رب العزت نے ان اولیاء کے لئے جن وانس، شیاطین، ہوا اور ملائکہ بلکہ تمام عالم کو مسخر کر دیا ہے اللہ نے ان کو قدرت بخشی ہے وہ مادرزاد اندھوں کو بینا کر دیتے ہیں اپاہجوں کو صحت عطا کرتے ہیں مردوں کو زندہ کرتے ہیں لیکن یہ وہ پوشیدہ امر ہے جو مخلوق کے لئے ظاہر نہیں کیا جاتا تاکہ لوگ ان کی طرف ہمہ تن مائل ہو کر اپنے اللہ کو بھول نہ جائیں اولیاء کرام کو یہ تمام قدرت وتوانائی تاجدار مدینہ ﷺ کی برکت سے حاصل ہوئی ہے۔ یہ سب آپ ﷺ کے معجزات ہی ہیں۔

تاجدار ختم نبوت ﷺ کا نبی الانبیاء ہونا

آپ ﷺ تمام انبیاء ومرسلین علیہم السلام سے افضل ہیں۔ تمام مخلوق سے اعلیٰ ہیں آپ ﷺ انبیاء ورسل کے بھی نبی ہیں۔ حضرت علامہ امام الشہاب احمد بن حجر الہیتمی رحمۃ اللہ علیہ نے ''الھمزیہ'' کی شرح میں مصنف کے اس قول ''کَیْفَ تَرْقٰی رُقِیَّکَ الْاَنْبِیَاءُ'' کی تشریح میں لکھا ہے:

''مفسرین کرام اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد: وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ (البقرہ:253) ''اللہ تعالیٰ نے ان انبیاء علیہم

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مطالبہ پر آسمان کے درمیان سے چاند کا دو ٹکڑے ہو جانا آپ ﷺ کا یہ وہ معجزہ ہے جس کی تمام انبیاء علیہم السلام کے معجزات میں کوئی مثال نہیں ہے دیگر انبیاء کے معجزات کو مرورِ وقت کے ساتھ ختم ہو گئے لیکن آپ ﷺ کا ایک معجزہ ''قرآن پاک'' ایسا ہے جو آخر تک موجود رہے گا نیز آپ ﷺ کے دست اقدس سے وہ معجزات رونما ہوئے جو کسی دیگر نبی یا رسول سے رونما نہیں ہوئے تھے بلکہ آپ ﷺ کی امت کے اولیائے کاملین سے بھی کئی ایسی کرامات کا ظہور ہوا جس کی مثال انبیاء کے معجزات میں سننے میں نہیں آئی اب اس کا مطلب یہ نہیں کہ وہ ولی جس سے ایسی کرامت کا ظہور ہو رہا ہے وہ اس نبی یا رسول سے فضیلت والا ہے جس سے ایسے کسی معجزہ کا ظہور نہیں ہوا ہے اس کی کئی وجوہات ہیں:۔

پہلی وجہ

بعض اوقات مفضول (جس پر فضیلت دی گئی ہو) میں وہ خصوصیت پائی جاتی ہے جو فاضل (فضیلت والے) میں نہیں پائی جاتی۔

دوسری وجہ

اس امت کے اولیائے کاملین کی تمام کرامات درحقیقت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے معجزات ہیں اس لئے یہ فضیلت حقیقت میں آپ ﷺ کی فضیلت ہے اور اس ولی کی فضیلت آپ ﷺ کی تبعیت میں ہے۔

تیسری وجہ

وہ مناسبت جو اس ولی کے لئے کرامت کا تقاضا کرتی تھی وہ اس نبی کے لئے نہیں پائی گئی۔ اگر اسی نبی کے لئے بھی وہ مناسبت پائی جاتی تو یقیناً اس کے ہاتھ سے اسی قسم کا معجزہ رونما ہوتا یا اس سے عظیم الشان معجزہ ظہور پذیر ہوتا۔

چوتھی وجہ

تمام دلائل اور فضائل سے یہ ثابت ہے کہ تمام انبیاء علیہم السلام تمام اولیاء کرام سے افضل ہیں۔ ایک نبی کی فضیلت صرف اسی واقعہ میں مقید نہیں جو ایک ولی کے ہاتھ سے تو رونما ہوا لیکن اس نبی کے دست اقدس سے رونما نہ ہوا۔

اسی طرح ان معجزات کے بارے میں بھی کہا جا سکتا ہے جو دیگر انبیاء علیہم السلام سے تو ظہور پذیر ہوئے لیکن آپ ﷺ کے دست اقدس سے ان کا اظہار نہ ہوا۔ جب بھی ایسی مناسبت اور وجوہات پائی جاتی ہیں جو ان معجزات کا تقاضا کرتیں تو پھر یقیناً آپ ﷺ کے دست اقدس سے بھی یا تو ایسے ہی معجزات کا اظہار ہوتا یا ان سے عظیم الشان معجزات کا اظہار ہوتا۔ جس طرح کہ آپ ﷺ کے بہت سے عظیم الشان معجزات ایسے بھی ہیں جن کا صدور دیگر انبیاء علیہم السلام سے نہیں ہوا کیونکہ ان کے لئے بھی ایسی مناسبات اور وجوہات نہ پائی گئیں جو ایسے ہی معجزات کا تقاضا کرتیں۔

اس تفصیل سے یہ بات پایہ تکمیل کو پہنچ گئی کہ سید الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دست اقدس سے بعض ان معجزات کا ظہور نہ ہونا جو دیگر انبیاء سے رونما ہوئے تھے اس بات کا تقاضا نہیں کرتا کہ آپ ﷺ دیگر انبیاء علیہم السلام سے افضل نہیں ہیں۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اسی طرح آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: اَنَا سَیِّدُ النَّاسِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ "میں قیامت کے دن لوگوں کا سردار ہوں گا۔" ایک حدیث میں یہ بھی موجود ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اَنَا سَیِّدُ الْعَالَمِیْنَ۔ "میں تمام جہانوں کا سردار ہوں۔" ان احادیث سے آپ ﷺ کی ملائکہ پر بھی فضیلت ثابت ہوتی ہے کیونکہ قرآن پاک کی آیت سے یہ ثابت ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام ملائکہ سے افضل ہیں۔ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ فرمان: اَنَا اَکْرَمُ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ۔ "میں اولین اور آخرین سے معزز ہوں" بھی اسی بات کی وضاحت کرتا ہے کہ آپ ﷺ تمام ملائکہ سے افضل ہیں کیونکہ اولین اور آخرین میں تمام انبیاء اور ملائکہ شامل ہیں۔

حدیث شریف میں ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے اللہ کی بارگاہ بے کس پناہ میں عرض کی مولا! میں تجھے محمد مصطفیٰ ﷺ کا واسطہ دیتا ہوں کہ میری لغزش سے درگزر فرما۔ اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا اے آدم! میں نے ابھی تک محمد (فداہ روحی و ابی و امی) ﷺ کو پیدا نہیں کیا تو نے ان کو کیسے جان لیا۔ حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کی اے میرے کریم رب! جب تو نے مجھے اپنے دست قدرت سے تخلیق فرمایا مجھ میں اپنی روح پھونکی تو میں نے اپنا سر اوپر اٹھایا میں نے عرش کے پایوں پر یہ لکھا ہوا دیکھا: لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ میں نے سمجھ لیا کہ محمد ﷺ کی ذات تجھے سب سے محبوب ترین ہے کیونکہ تو اپنے نام کے ساتھ صرف اس ذات کا نام لکھتا ہے تو تجھے سب مخلوق سے زیادہ پیاری ہو اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا اے آدم تو نے سچ کہا ہے بے شک آپ ﷺ کی ذات مجھے تمام مخلوق سے محبوب ہے تو نے محمد (فداہ روحی و ابی وامی) کے طفیل معافی طلب کی ہے میں نے تجھے معاف کر دیا ہے۔ اے آدم! اگر آپ ﷺ کی ذات نہ ہوتی تو میں تجھے پیدا نہ کرتا۔ حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے لیکن اس کی صحت پر اعتراض ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ اللہ نے فرمایا ہے کہ اگر محمد ﷺ نہ ہوتے تو میں آدم کو پیدا نہ کرتا۔ اگر محمد (فداہ روحی) کی ذات نہ ہوتی تو میں جنت اور دوزخ کو پیدا نہ کرتا میں نے عرش کو پانی پر بنایا اس میں اضطراب پیدا ہوا میں نے اس پر لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ لکھا تو اس کا اضطراب ختم ہو گیا وہ پرسکون ہو گیا۔

دوسری روایات میں ہے کہ اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا ہے کہ اگر آپ ﷺ نہ ہوتے تو میں زمین و آسمان کو پیدا نہ کرتا میں طول و عرض کی تخلیق نہ کرتا میں کسی کو سزا اور جزاء نہ دیتا میں جنت و دوزخ کو پیدا نہ کرتا آپ ﷺ نہ ہوتے تو میں سورج اور چاند کو پیدا نہ کرتا۔

آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں وہ پہلا شخص ہوں گا جس کے لئے زمین شق کی جائے گی میں جنت کا لباس زیب تن کروں گا پھر میں عرش کے دائیں جانب کھڑا ہو جاؤں گا ملائکہ میں سے کسی کو بھی یہ عظمت و رفعت نصیب نہ ہوگی کہ وہ اس مقام پر کھڑا ہو۔ سراج بلقینی نے اپنے فتاویٰ میں اس روایت کو ذکر کیا ہے کہ اللہ رب العزت نے آپ ﷺ سے فرمایا "میں نے سات چیزوں کے ساتھ آپ ﷺ پر احسان کیا ہے ان میں سے پہلی یہ ہے کہ میں نے آسمانوں اور زمین میں کوئی ایسی چیز پیدا نہیں جو مجھے آپ سے زیادہ معزز ہو۔" ایک اور روایت میں سراج بلقینی نے ذکر کیا ہے کہ حضرت جبرائیل امین علیہ السلام نے

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

السلام میں سے بعض کے درجات کو بلند فرمایا ہے۔'' کے بارے میں فرماتے ہیں کہ اس آیت میں جس ذات کے درجات بلند ہوئے وہ حضور اکرم ﷺ کی ذات والا صفات ہے۔ علامہ زمخشری نے کہا ہے کہ اس آیت میں آپ ﷺ کی عظمت اور علو مرتبت کی وجہ سے آپ ﷺ کے نام مبارک کو ذکر نہیں کیا گیا کیونکہ یہ روز روشن کی طرح واضح ہے کہ اس ابہام میں وہ علم ہے جو کسی انسان پر مشتبہ نہیں ہے ان درجات میں آپ ﷺ کے وہ معجزات اور آیات بھی شامل ہیں جو تمام انبیاء علیہم السلام کے معجزات سے عظیم الشان اور عیاں ہیں کیونکہ کوئی بھی معجزہ کسی بھی نبی کو عطا نہیں ہوا مگر آپ ﷺ کو یا تو اس کی مثل معجزہ عطا کیا گیا یا اس سے عظیم الشان معجزہ عطا کیا گیا پھر دیگر انبیاء علیہم السلام پر آپ ﷺ کو یہ فضیلت بھی بخشی کہ آپ ﷺ کو وہ معجزات بھی عطا کئے گئے جن کا ظہور دیگر انبیاء سے نہ ہوا۔''

اے مخاطب! تیرے لئے آپ ﷺ کا صرف ایک معجزہ قرآن ہی کافی ہے یہ لا ریب کتاب ان گنت معجزات اور بے شمار علامات پر مشتمل ہے۔ آپ ﷺ کی امت جملہ انبیاء کی امتوں سے زیادہ پاکباز اور بہتر ہے۔ آپ ﷺ کی امت تمام انبیاء کی امتوں سے تعداد میں بھی زیادہ ہے جیسا کہ قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ (آل عمران:110) ''ہو تم بہترین امت جو ظاہر کی گئی ہے لوگوں (کی ہدایت و بھلائی) کے لئے۔''

بلا شبہ امت کی افضلیت سے اس امت کے نبی علیہ السلام کا افضل ہونا ثابت ہوتا ہے اسی طرح امت کی افضلیت سے اس کے دین کی افضلیت ثابت ہوتی ہے۔ بلا شبہ اس امت کو دین کی فضیلت کی وجہ سے جو عظمت و رفعت نصیب ہوئی وہ اس کے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بلند مرتبہ اور افضلیت کا ثبوت ہے۔ آپ ﷺ بلند صفات کے حامل ہیں آپ ﷺ کی ذات افضل و اکمل ہے جس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے اس قول سے اس بات کی وضاحت فرمائی ہے: فَبِهُدٰهُمُ اقْتَدِهْ۔ ''تم انہیں کے طریقہ کی پیروی کرو۔'' کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء علیہم السلام کا ذکر اچھے اوصاف کے ساتھ کیا پھر آپ ﷺ کو ان تمام کی پیروی کرنے کا حکم فرمایا۔ یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ وہ تمام اچھے اوصاف اور خصائل جو دیگر انبیاء میں متفرق پائے جاتے تھے وہ آپ ﷺ کی ذات میں جمع ہو گئے۔ جس طرح کہ حدیث شفاعت میں یہ وضاحت موجود ہے کہ لوگ شفاعت کے لئے ہر نبی کے پاس حاضر ہوں گے وہ تمام اعتراف کریں گے کہ ہم شفاعت کرنے کے اہل نہیں ہیں حتیٰ کہ لوگ آپ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوں گے۔

اسی صحیح حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اَنَا سَيِّدُ وُلْدِ آدَمَ ''میں اولاد آدم کا سردار ہوں۔'' ایک روایت میں یہ بھی موجود ہے۔ اَنَا اَكْرَمُهُمْ عَلٰى رَبِّىْ ''میں اپنے اللہ کی بارگاہ میں تمام لوگوں سے زیادہ معزز ہوں۔'' اسی طرح ترمذی شریف میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں بروز حشر اولاد آدم کا سردار ہوں گا لیکن میں یہ فخریہ نہیں کہہ رہا بلکہ حقیقت کا اظہار کر رہا ہوں حمد کا جھنڈا میرے ہاتھ میں ہوگا میں یہ بات فخریہ نہیں کر رہا۔ حضرت آدم علیہ السلام اور آپ کی تمام اولاد میرے جھنڈے کے نیچے ہوگی۔ میں یہ فخریہ نہیں کہہ رہا۔'' اس حدیث میں اس بات کی وضاحت موجود ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام بھی قیامت کے دن آپ ﷺ کے جھنڈے کے نیچے ہوں گے۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضور اکرم ﷺ کے فضائل میں چالیس احادیث

میں نے سرور کائنات، افضل الرسل ﷺ کی فضیلت میں چالیس احادیث جمع کی ہیں اس کا نام میں نے ''اَلْاَحَادِیْثُ الْاَرْبَعِیْنَ فِیْ فَضَائِلِ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ'' رکھا ہے۔ان احادیث میں صرف ان فضائل کا ذکر کیا ہے جو صرف آپ ﷺ کو عطا کئے گئے ہیں۔اس لئے مناسب یہی ہے کہ ان احادیث کو اس مقام پر ذکر کیا جائے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ

امابعد!

مندرجہ ذیل چالیس احادیث حضور ﷺ کے فضائل میں سے ہیں ان میں سے اکثر یا تو صحیح احادیث ہیں یا حسن ہیں میں نے ان کو عمدہ ترتیب دی ہے۔معراج اور شفاعت عظمیٰ کی دونوں احادیث کو ان کی طوالت کی وجہ سے آخر میں ذکر کیا ہے۔

مقدمہ

یہ بات سمجھ لینی چاہئے کہ رسول مکرم ﷺ عاجزی کرنے والوں کے سردار ہیں۔عاجزی کے بارے میں آپ ﷺ سے بہت سی احادیث روایت ہیں۔مندرجہ ذیل احادیث یا وہ ہیں جن میں آپ ﷺ کے فضائل کا ذکر ہے یا دین کے ان بنیادی اصولوں میں سے ہیں جن کی تبلیغ آپ ﷺ پر واجب تھی۔آپ ﷺ کے لئے ان کو چھپانا جائز نہ تھا تا کہ آپ ﷺ کی امت آپ ﷺ کی شان رفیع سے آگاہ ہو جائے وہ آپ ﷺ کی محبت اور عزت میں اضافہ کرے۔ آپ ﷺ کی عزت وتوقیر دین کے اہم امور میں سے ہے۔

یہ تمام احادیث اللہ رب العزت کی طرف سے آپ ﷺ پر وحی کی گئی تھیں جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی ﴿۳﴾ اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی ﴿۴﴾ (النجم:4-3) ''اور وہ تو بولتا ہی نہیں اپنی خواہش سے نہیں ہے یہ مگر وحی جو ان کی طرف کی جاتی ہے۔''

حضرت امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''الیواقیت والجواھر'' میں ذکر کیا ہے کہ شیخ محترم حضرت محی الدین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ سرور کائنات ﷺ نے یہ جو ارشاد فرمایا ہے اَنَا اَوَّلُ شَافِعٍ وَّ اَوَّلُ مُشَفَّعٍ۔ ''میں سب سے پہلا شفاعت کرنے والا ہوں اور میری شفاعت سب سے پہلے قبول ہوگی'' اس کا مقصد آپ ﷺ کا ہم پر شفقت فرمانا تھا تا کہ ہم روز قیامت پرسکون رہیں۔اس دن شفاعت کے لئے ہم کو ایک نبی سے دوسرے نبی کے پاس جانے کی زحمت نہ ہو اس دن ہر آدمی نفسی نفسی پکار رہا ہوگا۔حضور اکرم ﷺ نے ہم کو اپنا مقام اعلیٰ اس لئے بتا دیا تا کہ ہم اپنی اپنی جگہ پر آرام سے بیٹھے رہیں حتیٰ کہ مخلوق تمام انبیاء کے در سے پلٹ کر بارگاہ مصطفویہ میں لوٹ آئے۔آپ ﷺ یہ صدائے دلنواز لگا

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

آپ ﷺ سے کہا کہ آپ ﷺ کو بشارت ہو کیونکہ آپ ﷺ تمام مخلوق سے بہترین اور تمام انسانوں سے برگزیدہ ہیں۔ اللہ رب العزت آپ ﷺ سے اتنی زیادہ محبت کرتا ہے کہ اتنی محبت وہ نہ کسی نبی سے کرتا ہے نہ ہی کسی فرشتے سے۔

بحیرا راہب جو اہل کتاب کے محقق علماء میں سے تھے انہوں نے آپ ﷺ کے بارے میں کہا تھا: **هٰذَا سَيِّدُ الْعَالَمِيْنَ** ''یہ عالمین کے سردار ہیں۔'' حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو اہل کتاب کے امام تھے۔ جنہوں نے حضور ﷺ کی رسالت کی گواہی دی تھی۔ انہوں نے بروز جمعہ حضور اکرم ﷺ کی فضلیت کے بارے میں بہت سی باتیں کہیں تھیں ان میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک قول یہ بھی تھا:

اِنَّ اَكْرَمَ خَلِيْفَةِ اللّٰهِ عَلَى اللّٰهِ اَبُو الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

''اللہ کے خلفاء میں سے اس کو سب سے معزز ابو القاسم حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء ہیں۔''

ایک شخص نے اٹھ کر کہا اے ابن سلام! پھر ملائکہ کا درجہ کیا ہے؟ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تبسم فرمایا اور اس سائل نے کہا اے بھائی! کیا تو جانتا ہے کہ ملائکہ کیا ہیں؟ ملائکہ اللہ کی مخلوق ہیں جس طرح کہ دیگر اشیاء مثلاً آسمان، زمین، ہوا، بادل، پہاڑ اور دوسری بے شمار چیزیں اللہ کی مخلوق ہیں اور تمام مخلوق سے افضل اللہ کے نبی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں حضرت سراج بلقینی نے اس حدیث کو مرفوع کہا ہے درحقیقت یہ حدیث مرفوع ہے کیونکہ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ جلیل صحابہ کرام میں سے ہیں انہوں نے یہ روایت یقیناً حضور اکرم ﷺ ہی سے سنی ہوگی یا پھر اس روایت کو توراۃ سے نقل کیا ہوگا۔ حضرت سراج البلقینی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے ''میں گمان نہیں کرتا علماء مسلمین میں سے کسی ایک نے بھی اس مسئلہ میں توقف کیا ہو کہ حضور ﷺ تمام انبیاء اور ملائکہ سے افضل ہیں'' جس شخص نے اس مسئلہ کے بارے میں توقف کیا ہے حضرت امام سراج البلقینی نے بڑی تفصیل کے ساتھ اس کا رد کیا ہے اور جس آدمی نے یہ گمان کیا ہے کہ افضلیت مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء ایسا مسئلہ نہیں جس کا ہم کو مکلف بنایا گیا ہو اس کا بھی آپ نے بڑی تفصیل سے رد کیا ہے آپ نے لکھا ہے کہ اس آدمی کا یہ گمان سراسر غلط ہے یہ دین کے ان بنیادی مسائل میں سے ہے جن پر اعتقاد رکھنا ہر مکلف پر واجب ہے۔ اسی طرح وہ انسان جو علم و ادب کا حامل ہو اس کے لئے اس کے دلائل بیان کرنا اور اس کی وضاحت کرنا بھی واجب ہے صحیح حدیث شریف میں ہے کہ جس آدمی میں تین خصوصیات ہوں گی وہ ایمان کی حلاوت کو پا لے گا۔ ان میں سے ایک یہ ہے اللہ اور اس کا رسول اس آدمی کو دنیا کی ہر چیز سے پیارے ہوں۔ اس حدیث شریف میں جو کچھ ہم نے ذکر کیا ہے وہ سب کچھ بڑی وضاحت کے ساتھ موجود ہے۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کرسی کو تخلیق کیا اور تیسرے جزء سے باقی تمام ملائکہ کو بنایا چوتھے جزء کو پھر چار اجزاء میں تقسیم کیا پہلے جزء سے آسمانوں کی تخلیق کی دوسرے جزء سے زمینوں کو بنایا، تیسرے جزء سے جنت اور دوزخ کو بنایا پھر چوتھے جزء کے چار حصے بنائے پہلے جزء سے مؤمنین کی نگاہوں کے نور کو بنایا دوسرے جزء سے ان کے دلوں کے نور کو تخلیق کیا اس سے مراد اللہ تعالیٰ کی معرفت ہے اور تیسرے جزء سے ان کے انس کو پیدا کیا اس سے مراد توحید، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ہے (اس کو عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے)۔

تیسری حدیث

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حضور اکرم ﷺ سے روایت کیا ہے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ رب العزت نے مخلوق کی تقادیر کو آسمانوں اور زمین کی تخلیق سے پچاس ہزار سال پہلے تحریر فرما دیا تھا۔ اس کا عرش پانی پر تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ذکر کے زمرہ میں جو کچھ لکھا اور وہ کتاب کی بنیاد تھا وہ یہ قول تھا کہ بلاشبہ محمد ﷺ خاتم النبیین ہیں (اس حدیث کو امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے)۔ امام بغوی علیہ الرحمہ نے اس حدیث کو شرح السنۃ میں حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ حضور ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں اللہ کے ہاں اس وقت بھی خاتم النبیین لکھا تھا جبکہ حضرت آدم علیہ السلام مٹی میں گندھے ہوئے تھے۔

چوتھی حدیث

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جب حضرت آدم علیہ السلام سے لغزش سرزد ہوئی تو انہوں نے عرض کی اے میرے مولا! مجھے محمد (فداہ روحی) ﷺ کے طفیل معاف فرما دے۔ اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا اے آدم! (علیہ السلام) تو نے محمد (فداہ روحی و ابی و امی) ﷺ کو کیسے پہچانا حالانکہ میں نے ابھی انہیں پیدا نہیں کیا۔ حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کی اے میرے رب! جب تو نے مجھے اپنے دست قدرت سے پیدا فرمایا۔ مجھ میں اپنی روح پھونکی تو میں نے اپنا سر بلند کیا میں نے عرش کے پایوں پر دیکھا وہاں لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ لکھا ہوا تھا میں سمجھ گیا کہ تو نے اپنے نام کے ساتھ صرف اسی کا نام ملایا ہے جو تجھے ساری مخلوق سے محبوب ہے۔ اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا اے آدم! میرے نزدیک محمد (مصطفیٰ ﷺ) کی ذات تمام مخلوق سے محبوب ہے تو نے ان کے طفیل مجھ سے معافی طلب کی ہے تو میں تجھے معاف کرتا ہوں اگر محمد ﷺ نہ ہوتے تو میں تجھے پیدا نہ کرتا۔ (اس حدیث کو امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے دلائل نبوت میں اور امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس کو روایت کیا ہے اور اس کو صحیح حدیث کہا ہے)۔

پانچویں حدیث

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ ﷺ سے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بنی نوع انسان کے بہترین خاندان میں پیدا فرمایا ہے میں نسل در نسل چلتا رہا حتیٰ کہ میری پیدائش اس خاندان میں ہوئی جس میں

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

رہے ہوں اَنَا لَھَا اَنَا لَھَا کہ میں شفاعت کے لئے ہوں میں ہی شفاعت کے لئے ہوں۔ جس آدمی نے یہ حدیث نہ سنی ہو یا جس نے یہ سنی تو ہو لیکن وہ اسے بھول گیا ہو۔ وہ ضرور ایک نبی علیہ السلام کے بعد دوسرے نبی علیہ السلام کے پاس جاتے ہوئے تھکے گا لیکن جس سعادت مند انسان نے یہ حدیث سنی ہوگی وہ کسی دوسرے نبی کے پاس نہیں جائے گا وہ صرف دامن مصطفیٰ ﷺ سے ہی وابستہ رہے گا۔ حضور اکرم ﷺ اپنی امت پر کس قدر شفیق ہیں حضور ﷺ نے حدیث شریف کے آخر میں فرمایا ہے وَلَا فَخْرَ۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ میں آدم اور اولاد آدم کا سردار ہونے پر فخر نہیں کرتا بلکہ میں نے یہ حدیث اس لئے بیان کی ہے تاکہ بروز حشر اللہ تعالیٰ کا تم کو یہ وعدہ یاد آ جائے جو اس نے میرے ساتھ کیا ہے کہ اَنَا اَوَّلُ شَافِعٍ وَاَوَّلُ مُشَفَّعٍ ''میں پہلا شافع ہوں اور میری شفاعت کو سب سے پہلے درجہ قبولیت ملے گا'' اور تاکہ تم اس دن کی تھکاوٹ سے بچ کر آرام اور سکون حاصل کرسکو۔ آپ ﷺ نے اس حدیث میں اپنی خوبی بیان کی ہے۔ اس کا ایک عظیم مقصد ہے۔

اب میں ان چالیس احادیث کو ذکر کرنا شروع کرتا ہوں:۔

پہلی حدیث

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن سعد بن عدنان ہوں۔ اللہ رب العزت نے انسانوں کو جب بھی دو گروہوں میں تقسیم کیا مجھے اس گروہ میں رکھا جو ان دونوں میں سے بہتر تھا میری پیدائش اپنے والدین ہی سے ہوئی ہے جاہلیت کی بدکاری میں سے کوئی چیز بھی مجھ تک نہیں پہنچی۔ میرا ظہور ہمیشہ نکاح ہی سے ہوا میں حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر اپنے والدین تک بدکاری کی وجہ سے ظاہر نہیں ہوا۔ میں نسب کی رو سے تم سب سے بہتر ہوں اور آباء واجداد کے لحاظ سے تم سب سے بہتر ہوں (اس حدیث کو بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے دلائل النبوۃ میں ذکر کیا ہے)۔

دوسری حدیث

حضرت جابر بن عبداللہ الانصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے عرض کی یارسول اللہ! (فداک ابی وامی) صلی اللہ علیک وسلم آپ مجھے اس چیز کے بارے آگاہ فرمایئے جس کو اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء سے پہلے پیدا فرمایا آپ ﷺ نے فرمایا اے جابر! اللہ رب العزت نے تمام اشیاء سے پہلے تیرے نبی (ﷺ) کے نور مبارک کو اپنے نور سے پیدا کیا وہ نور قدرت الٰہیہ کی وجہ سے جہاں چاہتا سیر کرتا رہا۔ اس وقت نہ لوح وقلم موجود تھی اور نہ ہی جنت، آگ، فرشتے، آسمان، زمین، سورج، چاند، جن اور انسان کا وجود تھا جب اللہ رب العزت نے مخلوق کو تخلیق کرنے کا ارادہ فرمایا تو اس نے اس نور کو چار اجزاء میں تقسیم کیا پہلے جزء سے قلم کو تخلیق کیا دوسرے جزء سے لوح محفوظ کی تخلیق کی اور تیسرے جزء سے عرش کو پیدا فرمایا پھر چوتھے جزء کو اللہ تعالیٰ نے چار اجزاء میں تقسیم فرمایا پہلے جزء سے عرش کو اٹھانے والے ملائکہ کو پیدا کیا دوسرے جزء سے

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نے عرض کی کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب میرا ذکر کیا جائے گا میرے ساتھ تیرا ذکر بھی کیا جائے گا (اس کو طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو صحیح حدیث کہا ہے)۔

حضرت علامہ قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ نے مواہب میں فرمایا ہے کہ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ: وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ (الانشراح:4) کا معنی یہ ہے کہ میرا ذکر نہیں کیا جائے گا مگر میرے ساتھ تیرا ذکر بھی کیا جائے گا مثلاً اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ میں اللہ کا ذکر ہے اور اس کے ساتھ محبوب کریم ﷺ کا بھی ذکر ہے۔

نویں حدیث

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم آپ کو کیسے علم ہوا کہ آپ اللہ کے نبی ہیں حتیٰ کہ آپ کو یقین ہو گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے ابوذر! میرے پاس دو فرشتے آئے میں اس وقت وادی بطحاء میں تھا۔ ان میں سے ایک زمین پر آیا جبکہ دوسرا آسمان اور زمین کے درمیان تھا۔ ایک فرشتے سے دوسرے نے کہا کہ کیا یہ وہی عظیم الشان انسان ہیں۔ اس نے کہا "ہاں" پہلے فرشتے نے کہا کہ ان کا ایک آدمی کے ساتھ وزن کرو۔ میرا ایک آدمی کے ساتھ وزن کیا گیا تو میرا وزن اس آدمی سے زیادہ تھا۔ پھر پہلے فرشتے نے کہا ان کا دس آدمیوں سے وزن کرو میرا دس آدمیوں کے ساتھ وزن کیا گیا لیکن میرا وزن ان دس آدمیوں سے بھی زیادہ تھا پھر اس فرشتے نے کہا کہ ان کا سو آدمیوں کے ساتھ وزن کرو۔ میرا سو آدمیوں سے وزن کیا گیا میں ان سے بھی بھاری تھا۔ پھر اس فرشتے نے کہا کہ اب ان کا وزن ایک ہزار انسانوں کے ساتھ کرو۔ ایک ہزار انسانوں کے ساتھ میرا وزن کیا گیا لیکن میرا وزن ان سے بھی زیادہ تھا ان دونوں فرشتوں میں سے ایک نے دوسرے سے کہا کہ تم پوری امت سے بھی ان کا وزن کرو گے یہ پھر بھی اس سے بھاری ہوں گے۔

دسویں حدیث

حضرت عبدالرحمٰن بن حبلہ الکلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول مکرم ﷺ نے فرمایا کہ میں امی، سچا اور پاکباز نبی ہوں ہلاکت ہو اس شخص کے لئے جس نے مجھے جھٹلایا، مجھ سے پیٹھ پھیری اور میرے خلاف جنگ کی۔ اس آدمی کے لئے بھلائی ہو جس نے مجھے پناہ دی، مجھ پر ایمان لایا میری بات کی تصدیق کی اور میرے ساتھ مل کر جہاد کیا (اس حدیث کو ابن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کیا ہے)۔

گیارہویں حدیث

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں محمد (فداہ روحی) کی جان ہے کہ اس امت میں سے جو یہودی یا عیسائی میرے پیغام کو سنے گا وہ میری رسالت پر ایمان لائے بغیر مر جائے گا وہ ضرور دوزخی ہو گا (اس حدیث کو امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے)۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اب میں موجود ہوں (اس حدیث کو حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے) حضرت امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے واثلہ بن الاسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ رب العزت نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے کنانہ کو منتخب فرمایا اور کنانہ سے قبیلہ قریش کو منتخب فرمایا پھر قریش میں سے بنو ہاشم کو منتخب کیا اور بنو ہاشم میں سے مجھے منتخب کر لیا۔

ابونعیم اور طبرانی رحمہما اللہ تعالیٰ نے ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا ہے۔ ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور اکرم ﷺ سے روایت کیا ہے آپ ﷺ نے حضرت جبرائیل سے روایت فرمایا ہے حضرت جبرائیل امین نے فرمایا کہ میں نے زمین کے مشارق و مغارب میں جستجو کی لیکن میں نے کوئی آدمی بھی محمد (فداہ روحی) ﷺ سے افضل نہ پایا اور کوئی قبیلہ بنو ہاشم سے افضل نہ پایا (حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ صحت کی علامات اس متن کے صفحات پر ظاہر ہیں)۔

چھٹی حدیث

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ اے مصطفیٰ! صلی اللہ علیک وسلم آپ ﷺ کا رب فرماتا ہے کہ اگر میں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنا خلیل بنایا ہے تو میں نے آپ کو اپنا حبیب بنایا ہے میں نے کوئی ایسی شی تخلیق نہیں کی جو میرے نزدیک آپ سے زیادہ معزز ہو میں نے دنیا اور اہل دنیا کو اس لئے تخلیق کیا ہے تاکہ انہیں آپ کی اس رفعت و عظمت کی پہچان کرواؤں جو میری بارگاہ میں ہے۔ اگر میں آپ کو پیدا نہ کرتا تو میں دنیا کو ہی پیدا نہ کرتا (اس حدیث کو ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے)۔

ساتویں حدیث

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے سرور کائنات ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ بے شک میرے بہت سے اسماء ہیں میں محمد (فداہ روحی و ابی و امی) ہوں، میں احمد ہوں، میں ماحی ہو جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کفر کو نیست و نابود کرے گا۔ میں حاشر ہوں لوگ میرے قدموں میں اٹھیں گے میں عاقب بھی ہوں جس کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا (اس حدیث کو امام مسلم اور امام بخاری رحمہما اللہ تعالیٰ نے روایت کیا ہے)۔

آٹھویں حدیث

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آقائے دو جہاں ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میرے پاس جبرائیل امین آئے اور عرض کی کہ آپ ﷺ کا رب فرماتا ہے کہ اے محبوب کریم! صلی اللہ علیک وسلم کیا آپ جانتے ہیں کہ میں نے آپ کا ذکر کیسے بلند کیا ہے میں نے کہا اللہ اعلم کہ اللہ ہی سب سے زیادہ جاننے والا ہے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سے کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک میں اس کے نزدیک اس کے والد، اس کی اولاد اور تمام لوگوں سے محبوب نہ ہو جاؤں (اس کو امام بخاری اور مسلم رحمہما اللہ تعالیٰ نے روایت کیا ہے)۔

پندرہویں حدیث

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے پانچ ایسی چیزیں عطا کی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو عطا نہیں کی گئی تھیں: (1) ایک مہینے کی مسافت سے رعب کے ساتھ میری مدد کی گئی ہے۔ (2) میرے لئے تمام زمین کو مسجد اور پاکیزگی بنا دیا گیا ہے۔ جس جگہ بھی میرے امتی کے لئے نماز کا وقت ہو جائے وہ وہاں ہی اس نماز کو ادا کر سکتا ہے۔ (3) میرے لئے مال غنیمت حلال کیا گیا ہے حالانکہ مجھ سے پہلے کسی نبی کے لئے مال غنیمت حلال نہ تھا۔ (4) مجھے شفاعت عطا کی گئی ہے۔ (5) ہر نبی صرف اپنی قوم کے لئے ہی مبعوث ہوتا تھا مجھے تمام بنی نوع انسان کے لئے نبی بنا کر بھیجا گیا ہے (اس حدیث کو امام بخاری اور مسلم رحمہما اللہ تعالیٰ سے روایت کیا ہے)۔

حضرت امام القسطلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ سے مرعوب ہو جانے کا زیادہ سے زیادہ فاصلہ ایک ماہ کی مسافت اس لئے ہے کیونکہ آپ ﷺ کے شہر (مدینہ طیبہ) اور آپ کے دشمنوں کے درمیان فاصلہ ایک ماہ کی مسافت سے زیادہ نہ تھا)۔

سولہویں حدیث

https://t.me/Tehqiqat

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا میں محمد (فداہ روحی و ابی و امی) ہوں نبی امی ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے اور مجھے جوامع الکلم عطا کئے گئے ہیں (امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو حسن سند کے ساتھ روایت کیا ہے)۔

سترہویں حدیث

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول مکرم ﷺ نے فرمایا کہ حضرت جبرائیل امین میرے پاس دنیا کی چابیاں چتکبرے گھوڑے پر لے کر آئے وہ چابیاں ریشم کے کپڑے میں لپیٹی ہوئی تھیں اس حدیث کو احمد، ابن حبان رحمہما اللہ تعالیٰ اور ضیاء مقدسی نے صحیح راویوں کے ساتھ ذکر کیا ہے)۔

اٹھارہویں حدیث

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی مکرم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ رب العزت نے مجھے اس لئے مبعوث کیا ہے تاکہ میں عمدہ اخلاق اور اچھے افعال کو پایہ تکمیل تک پہنچاؤں۔

انیسویں حدیث

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میرے رب نے مجھے ادب سکھایا

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بارہویں حدیث

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ رب العزت نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر یہ وحی فرمائی کہ بنی اسرائیل میں جو شخص مجھے اس حالت میں ملے گا کہ وہ احمد (ﷺ) کا انکار کرنے والا ہو گا میں اس کو آگ میں داخل کروں گا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی مولا! احمد ﷺ کون ہیں؟ اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا کہ میں نے اپنی مخلوق میں کسی ایسی چیز کو پیدا نہیں کیا جو مجھے ان (احمد ﷺ) سے معزز ہو (1) میں نے عرش پر اپنے نام کے ساتھ ان کا نام لکھا آپ ﷺ اور آپ کی امت کے جنت میں داخل ہونے سے پہلے جنت تمام مخلوق پر حرام ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی کہ کون سے لوگ ان کی امت ہیں؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ لوگ آپ ﷺ کی امت ہیں جو ہر وقت میری حمد بیان کرنے والے ہیں وہ ہر بلند مقام پر چڑھتے ہوئے اور وہاں سے اترتے ہوئے میری تعریف کریں گے۔ وہ ہر حال میں اپنی کمر کو باندھ کر رکھتے ہیں اور اپنی اطراف کو پاک رکھیں گے (بدکاری کا ارتکاب نہیں کریں گے) دن کے وقت وہ روزہ رکھیں گے اور رات کو راہب نظر آئیں گے میں ان سے تھوڑا عمل بھی قبول کرلوں گا۔ صرف لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی گواہی پر میں ان کو جنت میں داخل کروں گا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی مولا! مجھے اس امت کا نبی بنا دے اللہ تعالیٰ نے فرمایا اس امت کا نبی انہیں میں سے ہوگا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی پھر مجھے اس نبی (علیہ السلام) کی امت میں سے کر دے اللہ رب العزت نے فرمایا موسیٰ! تو اس دنیا میں پہلے آ گیا ہے جبکہ وہ نبی مکرم ﷺ تیرے بعد جلوہ نما ہوگا لیکن میں تمہیں عنقریب حریم ناز میں جمع کروں گا (اس حدیث کو ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے)۔

تیرہویں حدیث

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اہل کتاب سے ایک کتاب ملی وہ اس کتاب کو حضور ﷺ کے پاس لے کر آئے اور آپ ﷺ کو سنانا شروع کر دیا۔ آپ ﷺ نے ناراضگی کا اظہار فرمایا آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں تمہارے پاس واضح شریعت لے کر آیا ہوں تم اہل کتاب سے کسی چیز کے بارے میں سوال نہ کیا کرو کہ وہ تو تم کو حق بات بتائیں لیکن تم اس کی تکذیب کر دو یا وہ تمہیں کوئی ناحق بات بتائیں اور تم اس کی تصدیق کر دو۔ اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی اس وقت زندہ ہوتے تو انہیں بھی میری اتباع کے علاوہ اور کوئی چارہ کار نہ ہوتا (اس حدیث کو حضرت امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر آئمہ نے نقل کیا ہے)۔

خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول مکرم ﷺ نے فرمایا کہ میں ایک واضح شریعت کے ساتھ بھیجا گیا ہوں جس نے میری سنت کی مخالفت کی وہ مجھ سے نہیں ہے۔

چودہویں حدیث

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے سرور دو عالم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا "کہ تم میں

1۔ زمین آسمان کی تخلیق سے پہلے۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول مکرم ﷺ نے فرمایا کہ جب تم موذن کو اذان دیتے ہوئے سنو تو تم بھی اسی طرح کہو جس طرح وہ کہہ رہا ہے پھر جب موذن اذان ختم کرلے تو مجھ پر درود بھیجو کیونکہ جس نے مجھ پر ایک مرتبہ درود شریف بھیجا اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرمائے گا۔ پھر اللہ سے میرے لئے وسیلے کا سوال کرو وسیلہ جنت میں ایک بلند مقام ہے یہ اللہ کے بندوں میں سے کسی بندے کو عطا ہوگا میں امید کرتا ہوں کہ میں ہی وہ آدمی ہوں گا جس کو اس مقام سے نوازا جائے گا جس آدمی نے اللہ سے میرے لئے وسیلہ کا سوال کیا اس کے لئے میری شفاعت حلال ہوگئی۔

تئیسویں حدیث

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ تاجدار مدینہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب شب معراج میرے لئے براق پیش کی گئی تو اس نے بوجھ محسوس کیا حضرت جبرائیل نے براق سے کہا کہ کیا تو محمد (فداہ روحی) کے لئے اس طرح کی حرکات کرتا ہے۔ تیری پیٹھ پر کبھی بھی کوئی ایسا آدمی سوار نہ ہوسکا جو اللہ کے نزدیک حضور ﷺ سے زیادہ معزز ہو (اس حدیث کو قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے شفاء میں ذکر کیا ہے)۔

چوبیسویں حدیث

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہم سب سے آخر میں مبعوث ہوئے ہیں اور سب سے پہلے جنت میں جانے والے ہیں جبکہ کتاب انہیں ہم سے پہلے دی گئی اور ہم کو قرآن ان کے بعد عطا کیا گیا وہ دن جو ان کے لئے مقرر کیا گیا تھا اس میں انہوں نے اختلاف کیا لیکن اللہ رب العزت نے ہم کو اس دن (جمعہ) کے بارے میں ہدایت دی لوگ اس دن میں ہمارے تابع ہیں یہودیوں کا وہ دن (ہفتہ) ہمارے دن سے ایک یوم بعد میں ہے جبکہ عیسائیوں کا وہ دن (اتوار) ہمارے دن کے دو یوم بعد میں ہے (اس حدیث کو امام مسلم اور بخاری رحمہما اللہ تعالیٰ نے روایت کیا ہے)۔

پچیسویں حدیث

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ بروز حشر تمام تعلقات اور رشتہ داریاں منقطع ہو جائیں گی لیکن میرا تعلق اور میرا نسب اس روز بھی قائم رہے گا (اس حدیث کو حاکم اور بیہقی رحمہما اللہ تعالیٰ نے روایت کیا ہے)۔

چھبیسویں حدیث

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ کے کچھ صحابہ کرام علیہم الرضوان گفتگو کر رہے تھے۔ حضور اکرم ﷺ حجرہ مبارکہ سے باہر تشریف لائے۔ آپ ﷺ نے ان کی گفتگو کو سنا۔ ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اپنا خلیل بنایا ہے دوسرے نے کہا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ اللہ تعالیٰ ہم کلام ہوا ایک اور صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ کا کلمہ اور اس کی روح ہیں ایک

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہے اور مجھے کتنا عمدہ ادب سکھایا ہے۔

بیسویں حدیث

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سرور کائنات ﷺ نے فرمایا کہ میں مجسم رحمت ہوں جو اللہ تعالیٰ نے تمہیں بطور ہدیہ عطا فرمائی ہے (اس حدیث کو حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے) یہ اللہ تعالیٰ کے اس قول کی طرح ہے: وَمَآ اَرۡسَلۡنٰكَ اِلَّا رَحۡمَةً لِّلۡعٰلَمِيۡنَ﴿۱۰۷﴾ (الانبیاء:107) ''اے نبی مکرم! ہم نے آپ کو تمام جہانوں کے لئے سراپا رحمت بنا کر بھیجا ہے۔''

اکیسویں حدیث

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے جب رسول کریم ﷺ نے حضرت خلیل علیہ السلام کی اس التجا کو تلاوت فرمایا:

رَبِّ اِنَّهُنَّ اَضۡلَلۡنَ كَثِيۡرًا مِّنَ النَّاسِ‌ۚ فَمَنۡ تَبِعَنِىۡ فَاِنَّهٗ مِنِّىۡ‌ۚ وَمَنۡ عَصَانِىۡ فَاِنَّكَ غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ‏﴿۳۶﴾ (ابراہیم:36)

''اے میرے پروردگار ان بتوں نے تو گمراہ کر دیا ہے بہت سے لوگوں کو پس جو کوئی میرے پیچھے چلا تو وہ میرا ہوگا اور جس نے میری نافرمانی کی (تو اس کا معاملہ تیرے سپرد ہے) بیشک تو غفور رحیم ہے۔''

اور جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بارگاہ ربوبیت میں التجا کی تھی۔

اِنۡ تُعَذِّبۡهُمۡ فَاِنَّهُمۡ عِبَادُكَ‌ۚ وَاِنۡ تَغۡفِرۡ لَهُمۡ فَاِنَّكَ اَنۡتَ الۡعَزِيۡزُ الۡحَكِيۡمُ‏﴿۱۱۸﴾

(المائدہ:118)

''اگر تو عذاب دے انہیں تو وہ بندے ہیں تیرے اور اگر تو بخش دے ان کو تو بلاشبہ تو ہی سب پر غالب ہے (اور) بڑا دانا ہے۔''

اس کو تلاوت فرمایا تو آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ مبارک بلند فرمائے اور عرض کی: اَللّٰهُمَّ اُمَّتِیۡ اُمَّتِیۡ۔ ''اے میرے مولا! میری امت میری امت۔'' آپ ﷺ رونے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو حکم فرمایا اے جبرائیل! حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے پاس جاؤ اور آپ ﷺ سے کہو کہ ہم عنقریب آپ کو آپ ﷺ کی امت کے بارے میں راضی کر دیں گے ہم آپ ﷺ کو غمگین نہیں کریں گے (اس حدیث کو حضرت امام مسلم رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے)۔

بائیسویں حدیث

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے مجھ پر ایک مرتبہ درود شریف بھیجا اللہ تعالیٰ اس پر اس کے بدلے دس رحمتیں نازل فرمائے گا (اس حدیث کو امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے)۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو میں تمام انبیاء کا امام ہوں گا میں ان کا خطیب اور ان کی شفاعت کرنے والا ہوں گا یہ بات میں فخر یہ نہیں کر رہا۔

انتیسویں حدیث

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سید مرسلاں ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں تمام رُسل کا قائد ہوں میں یہ بات فخر سے نہیں کر رہا میں خاتم النبیین ہوں یہ بات میں فخر یہ نہیں کر رہا میں سب سے پہلے شفاعت کرنے والا اور سب سے پہلے میری شفاعت کو شرف قبولیت حاصل ہوگا میں یہ بات فخراً نہیں کر رہا (اس حدیث کو دارمی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے)۔

تیسویں حدیث

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا میں بروز حشر اولاد آدم کا سردار ہوں گا یہ فخر یہ بات نہیں کر رہا بلکہ اظہار حقیقت ہے۔ میرے دست اقدس میں حمد کا جھنڈا ہوگا میں یہ بھی فخراً نہیں کہہ رہا بلکہ حقیقت کا اظہار کر رہا ہوں۔ اس دن تمام انبیاء اور ان کے علاوہ تمام مخلوق میرے جھنڈے کے نیچے ہوگی میں ہی وہ ذات ہوں جس کے لئے سب سے پہلے زمین شق ہوگی اور یہ بات میں فخر سے نہیں کر رہا (اس حدیث کو امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے)۔

اکتیسویں حدیث

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا سب سے پہلے میری قبر شریف کھلے گی مجھے جنت کے لباسوں میں سے ایک لباس پہنایا جائے گا پھر میں عرش الٰہی کے دائیں طرف کھڑا ہوں گا میرے علاوہ کسی کو اس مقام پر کھڑا ہونے کا شرف نصیب نہ ہوگا۔

بتیسویں حدیث

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی رحمت ﷺ نے فرمایا اے میرے امتیو! میں تمہارا پیش رو ہوں۔ میں تم پر گواہی دینے والا ہوں۔ اللہ کی قسم! میں یہاں بیٹھ کر اپنے حوض کوثر کو دیکھ رہا ہوں بلا شبہ زمین کے خزانوں کی کنجیاں مجھے عطا فرما دی گئی ہیں۔ اللہ کی قسم! مجھے اس بات کا ذرا خوف نہیں کہ تم میرے بعد شرک کرنے لگو گے البتہ مجھے یہ خوف ہے کہ تم دنیا کی دولت جمع کرنے میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرو گے۔

تینتیسویں حدیث

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرا حوض ایک ماہ کی مسافت پر ہے اس کے دونوں کنارے برابر ہیں اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید ہے اس کی خوشبو کستوری سے عمدہ ہے اس کے پیالے

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دوسرے صحابی نے کہا حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے برگزیدہ بنالیا تھا۔حضور اکرم ﷺ ان صحابہ کے قریب گئے آپ نے فرمایا'' میں نے تمہاری گفتگو کو سن لیا ہے تم لوگ اس پر تعجب کر رہے ہو کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اللہ کے خلیل ہیں یہ بالکل حقیقت ہے، حضرت موسیٰ علیہ السلام نجی اللہ ہے یہ بھی حقیقت ہے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام روح اللہ ہیں یہ بھی حقیقت ہے، حضرت آدم علیہ السلام اللہ کے برگزیدہ ہیں یہ بھی حقیقت ہے اوراب کان کھول کر سن لو میں اللہ کا حبیب ہوں میں یہ بات فخر یہ نہیں کہہ رہا بلکہ یہ اظہار حقیقت ہے میں بروز قیامت حمد کے جھنڈے کو اٹھانے والا ہوں جس کے نیچے حضرت آدم علیہ السلام اور آپ کی تمام اولاد ہوگی میں یہ فخر یہ نہیں کہہ رہا میں بروز حشر سب سے پہلے شفاعت کرنے والا ہوں اور سب سے پہلے میری شفاعت قبول کی جائے گی یہ بات میں فخر یہ نہیں کر رہا میں سب سے پہلا انسان ہوں جو جنت کے دروازے پر دستک دوں گا اللہ تعالیٰ اس دروازے کو میرے لئے کھول دے گا مجھے اور میرے ساتھ فقیر مؤمنین کو جنت میں داخل فرمائے گا۔ یہ بات فخر یہ نہیں کر رہا میں اللہ کے ہاں اولین وآخرین سے معزز ہوں میں یہ بات فخر یہ نہیں کر رہا بلکہ یہ اظہار حقیقت ہے''(اس حدیث کو ترمذی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے روایت کیا ہے)۔

ستائیسویں حدیث

حضرت عمرو بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہم سب کے بعد آنے والے ہیں بروز حشر ہم سب سے پہلے اٹھنے والے ہیں میں یہ قول بغیر فخر کے کہتا ہوں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اللہ کے خلیل ہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام صفی اللہ ہیں جبکہ میں حبیب اللہ ہوں قیامت کے دن حمد کا جھنڈا میرے پاس ہوگا۔اللہ تعالیٰ نے میری امت کے بارے مجھ سے وعدہ کیا ہے اللہ تعالیٰ نے میری امت کو تین چیزوں سے محفوظ کیا ہے(1)ان کو عام قحط سالی نہ ہوگی (2)ان کا دشمن ان کو تباہ و برباد نہ کر سکے گا(3)وہ کبھی بھی گمراہی پر جمع نہ ہو سکیں گے(اس حدیث کو دارمی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے)۔

اٹھائیسویں حدیث

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب لوگ قبروں سے نکلیں گے تو میں اپنے روضہ انور سے سب سے پہلے باہر آنے والا ہوں گا۔ جب لوگ وفد بن کر آئیں گے تو میں ان کا قائد ہوں گا جب لوگ خاموش ہوں گے تو میں ان کا خطیب ہوں گا جب لوگ مصیبت زدہ ہوں گے میں ان کا شفاعت کرنے والا ہوں گا۔ جب لوگ مایوس ہو جائیں گے تو میں ان کو خوشخبری سنانے والا ہوں گا۔تمام شرف و بزرگی اور چابیاں اس دن میرے دست اقدس میں ہوں گی۔اس دن حمد کا جھنڈا میرے ہاتھ میں ہوگا۔میں اپنے اللہ کے دربار میں تمام مخلوق سے زیادہ معزز ہوں۔میرے لئے ایک ہزار خدام گردش کر رہے ہوں گے وہ اتنے حسین ہوں گے گویا کہ وہ پوشیدہ موتی یا بکھرے ہوئے گوہر ہیں(اس حدیث کو امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے)۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پھر سجدہ ریز ہو گیا کچھ دیر کے بعد میں نے سر اٹھایا پھر اپنی امت کی بخشش کے لئے دعا کی اللہ تعالیٰ نے آخری تہائی بھی مجھے عطا فرمائی میں اپنے اللہ کے حضور سجدہ ریز ہو گیا۔

اڑتیسویں حدیث

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا'' میں جنت کے دروازے پر آؤں گا میں دروازے پر دستک دوں گا خازن جنت کہے گا آپ کون ہیں؟ میں کہوں گا محمد (فداہ روحی و ابی و امی) ﷺ وہ خازن کہے گا کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں آپ ﷺ سے پہلے کسی کے لئے دروازہ نہ کھولوں (اس حدیث کو امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے)۔

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے کہ خازن کھڑا ہو جائے گا اور کہے گا کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں آپ ﷺ سے پہلے کسی کے لئے جنت کا دروازہ نہ کھولوں اور نہ ہی آپ ﷺ کے بعد کسی اور شخص کے لئے قیام کروں۔

انتالیسویں حدیث

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کیا ہے کہ رسول مکرم ﷺ نے فرمایا کہ میرے پاس ایک ایسا جانور لایا گیا جو گدھے سے بڑا اور خچر سے چھوٹا تھا۔ وہ وہاں تک قدم اٹھاتا تھا جہاں تک نظر جاتی تھی۔ میں اس جانور پر سوار ہوا میرے ساتھ حضرت جبرائیل امین تھے۔ ہمارا سفر شروع ہو گیا تھوڑی دیر کے بعد حضرت جبرائیل امین نے مجھ سے کہا کہ آپ اس جانور سے نیچے تشریف لے آئیں اور نماز ادا فرمائیں میں نے اس جانور سے نیچے اتر کر نماز ادا فرمائی۔ حضرت جبرائیل امین علیہ السلام نے مجھ سے کہا کہ کیا آپ ﷺ جانتے ہیں کہ آپ نے نماز کہاں ادا فرمائی ہے۔ آپ ﷺ نے ''طیبہ'' (مدینہ منورہ) کے مقام پر نماز ادا کی ہے یہ وہ احترام والی جگہ ہے جہاں آپ ﷺ ہجرت فرمائیں گے۔ پھر ہم سفر پر روانہ ہو گئے تھوڑا سا سفر کرنے کے بعد حضرت جبرائیل علیہ السلام نے مجھ سے کہا آپ ﷺ نیچے تشریف لے آئیں اور نماز ادا فرمائیں میں براق سے نیچے اترا نماز ادا کی حضرت جبرائیل امین علیہ السلام نے پوچھا کہ کیا آپ ﷺ کو علم ہے کہ آپ ﷺ نے اب کہاں نماز ادا فرمائی ہے اب آپ ﷺ نے ''طور سیناء'' میں نماز ادا کی ہے یہ وہ ذیشان جگہ ہے جہاں اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ کلام فرمایا تھا پھر ہم سفر پر روانہ ہوئے۔ کچھ دیر کے بعد حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا آپ براق سے نیچے تشریف لائیں اور نماز ادا فرمائیں میں نے نماز ادا کی حضرت جبرائیل نے پوچھا کیا آپ ﷺ کو علم ہے کہ آپ نے اب کہاں نماز ادا کی ہے اب آپ ﷺ نے ''بیت لحم'' میں نماز ادا کی ہے یہ وہ مقام ہے جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش ہوئی تھی پھر میں بیت المقدس میں داخل ہوا۔ وہاں میرے لئے تمام انبیاء کو جمع کیا گیا تھا حضرت جبرائیل علیہ السلام نے مجھے سب کے آگے کر دیا حتیٰ کہ میں نے ان کی امامت کی۔ پھر حضرت جبرائیل امین مجھے پہلے آسمان پر لے گئے وہاں حضرت آدم علیہ السلام تشریف فرما تھے پھر وہ مجھے دوسرے آسمان پر لے گئے وہاں دو خالہ زاد بھائی حضرت عیسیٰ اور

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تعداد میں آسمان کے ستاروں کے برابر ہیں۔ جو آدمی ایک دفعہ اس حوض سے پانی پی لے گا وہ پھر کبھی پیاسا نہ ہوگا۔

چونتیسویں حدیث

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول مکرم ﷺ نے فرمایا کہ اس اثناء میں کہ میں جنت کی سیر کر رہا تھا میرے سامنے ایک نہر پیش کی گئی۔ جس کے دونوں کناروں پر موتیوں کے خیمے لگے ہوئے تھے میں نے جبرائیل سے پوچھا یہ کیا ہے حضرت جبرائیل نے کہا کہ یہ وہ کوثر ہے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمائی ہے اس کی زمین کستوری کی طرح خوشبودار ہے۔

پینتیسویں حدیث

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول مکرم ﷺ نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کے درمیان فیصلہ کرنے کا ارادہ فرمائے گا تو ندا کرنے والا ندا کرے گا'' محمد (فداہ روحی) ﷺ اور آپ کی امت کہاں ہے۔ میں کھڑا ہو جاؤں گا۔ میری امت میری پیروی کرے گی۔ وضو کے اثر کی وجہ سے میری امت کے لوگوں کے اعضاء روشن ہوں گے۔'' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا'' ہم سب کے آخر میں آنے والے ہیں سب سے پہلے جنت میں جانے والے ہیں۔ ہمارا سب سے پہلے حساب ہوگا دیگر امتوں کو حکم ہوگا کہ وہ ہمارا راستہ خالی کر دیں۔ دوسری امتیں کہیں گی کہ یوں محسوس ہوتا ہے کہ یہ سارے انبیاء ہیں۔''

چھتیسویں حدیث

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جہنم کے اوپر پل بچھا دیا جائے گا۔ تمام رسولوں سے پہلے میں ہی وہ رسول (مکرم ﷺ) ہوں جو اپنی امت کے ساتھ اس پل کو عبور کروں گا۔ اس دن رسل کے علاوہ اور کوئی آدمی کلام نہ کر رہا ہوگا رسولوں کی کلام اس دن یہ ہوگی اَللّٰھُمَّ سَلِّمْ سَلِّمْ۔ اے مولا! سلامتی عطا فرما۔ سلامتی عطا فرما (اس حدیث کو امام بخاری اور امام مسلم رحمہما اللہ تعالیٰ نے روایت کیا ہے)۔

سینتیسویں حدیث

حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی رحمت ﷺ نے ارشاد فرمایا'' میں امید کرتا ہوں کہ قیامت کے دن اتنی تعداد میں لوگوں کی شفاعت کروں گا جتنی تعداد میں زمین پر درخت اور مٹی کے ڈھیلے ہیں (اس حدیث کو امام احمد رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے روایت کیا ہے)۔

ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول مکرم ﷺ نے فرمایا ہے میں نے اپنے رب کریم سے اپنی امت کی شفاعت کا سوال کیا اللہ تعالیٰ نے میری امت کا تیسرا حصہ مجھے عطا فرمایا میں اس احسان عظیم کا شکریہ ادا کرنے کے لئے سربسجود ہو گیا پھر کچھ دیر کے بعد میں نے سجدہ سے سر اٹھایا پھر اللہ کریم کی بارگاہ میں اپنی امت کی بخشش کے لئے التجا کی اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنی امت کا دوسرا تہائی حصہ عطا فرمایا۔ میں اپنے رب کریم کا شکر ادا کرنے کے لئے

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پکارنے والا انہیں سن سکے گا۔سورج ان کے سروں کے بالکل قریب ہوگا لوگ نا قابل برداشت غم اور تکلیف میں مبتلا ہوں گے وہ اس تکلیف کو برداشت نہیں کرسکیں گے۔لوگ کہیں گے کہ کیا تم نہیں دیکھتے کہ تم کس دکھ میں مبتلا ہو کیا تم نہیں دیکھتے کہ تمہیں کیا تکلیف پہنچی ہے کیا تم کسی ایسی ہستی کے پاس نہیں جاتے جو تمہارے لئے اللہ کی بارگاہ میں شفاعت کرے لوگ ایک دوسرے کو حضرت آدم علیہ السلام کے پاس جانے کا مشورہ دیں گے وہ حضرت آدم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوں گے آپ سے یوں عرض گزار ہوں گے" آپ آدم علیہ السلام ہیں ساری نوع انسانی کے باپ ہیں اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے دست قدرت سے تخلیق فرمایا آپ میں اپنی روح پھونکی پھر آپ کو جنت میں بسایا تمام ملائکہ کو حکم دیا کہ وہ آپ کو سجدہ کریں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمام اشیاء کے نام سکھائے۔مہربانی فرما کر ہمارے لئے بارگاہ رب العزت میں شفاعت کیجئے تا کہ ہم کو اس تکلیف دہ صورت حال سے رہائی ملے کیا آپ ملاحظہ نہیں فرمارہے ہم کس غم میں مبتلا ہیں۔"

آدم علیہ السلام فرمائیں گے میرا رب آج بہت غضب میں ہے وہ اس سے پہلے اتنے غضب میں کبھی نہیں ہوا تھا اور نہ آج کے بعد وہ اتنا ناراض ہوگا۔اللہ تعالیٰ نے مجھے درخت کا پھل کھانے سے منع کیا تھا میں نافرمانی کر بیٹھا نَفْسِی نَفْسِی اِذْهَبُوْا اِلٰی غَیْرِیْ. مجھے تو آج اپنی فکر ہے شفاعت کی التجا کرنے کے لئے کسی اور کے پاس جاؤ۔تم سب حضرت نوح علیہ السلام کے پاس جاؤ۔پھر ساری مخلوق حضرت نوح علیہ السلام کے پاس حاضر ہوگی اور عرض کرے گی" اے نوح علیک السلام آپ اہل زمین کی طرف سب سے پہلے رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں اللہ تعالیٰ نے آپ کو عَبْدًا شَكُوْرًا کا لقب عطا فرمایا ہے کیا آپ ملاحظہ نہیں فرمارہے کہ ہم کس مصیبت میں مبتلا ہیں کیا آپ اپنے رب کی بارگاہ میں ہمارے لئے شفاعت نہیں کریں گے۔"

حضرت نوح علیہ السلام جواب دیں گے" آج میرا پروردگار بہت زیادہ غصے میں ہے اتنے غضب میں نہ وہ پہلے کبھی ہوا تھا اور نہ کبھی آئندہ ہوگا نَفْسِی نَفْسِی مجھے تو آج اپنی ہے۔اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک دعا مانگنے کا حق دیا تھا جو وہ ضرور قبول فرمائے گا میں نے اپنا یہ حق استعمال کرلیا ہے اور اپنی قوم کی بربادی کے لئے دعا مانگی ہے۔اب میں اللہ کی بارگاہ میں شفاعت کرنے کی جرأت نہیں کرسکتا کسی اور کے پاس جاؤ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس جاؤ۔"

پھر ساری مخلوق حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوگی اور بڑے ادب سے عرض کرے گی" آپ اللہ کے نبی ہیں تمام اہل زمین میں سے اللہ کے خلیل ہیں مہربانی فرما کر اپنے مولا کی بارگاہ میں ہمارے لئے شفاعت کریں کیا آپ نہیں دیکھ رہے کہ ہم کس مصیبت میں مبتلا ہیں" حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام بھی وہی جواب دیں گے کہ میرا رب آج از حد غصہ میں ہے نہ اس سے پہلے اتنا غصے میں تھا نہ اس کے بعد اتنا ناراض ہوگا۔میں نے تو تین کذبات کہے تھے آپ انہیں یاد کریں گے۔نَفْسِی نَفْسِی آج کسی اور کے پاس چلے جاؤ مجھے تو آج اپنی جان کی فکر ہے تم حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ۔

ساری مخلوق حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس حاضر ہو کر عرض کناں ہوگی" اے موسیٰ! آپ اللہ کے رسول ہیں اللہ تعالیٰ نے آپ کو لوگوں پر رسالت اور ہم کلامی سے فضیلت بخشی ہے کیا آپ نہیں دیکھ رہے کہ ہم کس مصیبت میں مبتلا ہیں آپ اپنے رب کی بارگاہ میں ہماری شفاعت فرمائیں" وہ بھی یہی فرمائیں گے کہ آج میرا رب اتنا غصہ میں ہے کہ پہلے کبھی اتنا غصہ ہوا تھا

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضرت یحییٰ علیہما السلام تشریف فرما تھے۔ پھر وہ مجھے تیسرے آسمان پر لے گئے اس میں حضرت یوسف علیہ السلام تشریف فرما تھے۔ پھر وہ مجھے چوتھے آسمان پر لے گئے وہاں حضرت ہارون علیہ السلام تشریف فرما تھے پھر حضرت جبرائیل مجھے پانچویں آسمان پر لے گئے وہاں حضرت ادریس علیہ السلام تشریف فرما تھے پھر وہ مجھے چھٹے آسمان پر لے گئے وہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام تشریف فرما تھے پھر وہ مجھے ساتویں آسمان پر لے گئے وہاں حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف فرما تھے پھر حضرت جبرائیل مجھے ساتوں آسمانوں کے اوپر لے گئے۔ ہم سدرۃ المنتہیٰ پر آئے۔ میں سجدہ میں گر پڑا اللہ رب العزت نے مجھ سے فرمایا کہ جس دن میں نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا تھا اس دن میں نے آپ ﷺ پر اور آپ کی امت پر پچاس نمازیں فرض کیں تھیں آپ ﷺ بھی ان پچاس نمازوں کو ادا کریں اور آپ کی امت بھی ان کو ادا کرے۔

میں وہاں سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آیا انہوں نے مجھ سے کسی بھی چیز کے بارے میں سوال نہ کیا پھر میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا انہوں نے فرمایا کہ اللہ رب العزت نے آپ ﷺ پر اور آپ کی امت پر کیا فرض کیا ہے میں نے کہا کہ اللہ نے ہم پر پچاس نمازیں فرض کیں ہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ بلاشبہ آپ اور آپ کی امت پچاس نمازیں ادا نہیں کر سکو گے۔ آپ ﷺ اپنے رب کے پاس واپس جائیں اور اس سے کچھ کمی کرنے کی درخواست کریں میں اپنے رب کے پاس واپس آیا۔ اللہ تعالیٰ نے دس نمازیں کم کر دیں۔ پھر میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا۔ انہوں نے پھر مجھے واپس جانے کا مشورہ دیا۔ میں پھر اپنے رب کے پاس واپس آیا میرے مولا نے پھر دس نمازیں کم کر دیں پھر میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا انہوں نے پھر مجھے واپس جانے کا مشورہ دیا میں پھر بارگاہ ربوبیت میں واپس آیا اللہ تعالیٰ نے دس نمازیں اور کم کر دیں۔ حتیٰ کہ صرف پانچ نمازیں باقی رہ گئیں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ آپ اپنے رب کے پاس واپس جائیں اور مزید کمی کا سوال کریں بنی اسرائیل پر صرف دو نمازیں فرض ہوئی تھیں لیکن ان دو نمازوں کو بھی ادا نہ کر سکے پھر میں بارگاہ الٰہیہ میں گیا اللہ سے تخفیف کا سوال کیا اللہ رب العزت نے فرمایا کہ جس دن میں نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا تھا اس دن میں نے آپ ﷺ پر اور آپ کی امت پر پچاس نمازیں فرض کیں تھیں اب یہ نمازیں تو پانچ ہیں لیکن ان کا ثواب پچاس نمازوں کے برابر ہے۔ آپ ﷺ خود بھی ان نمازوں کو ادا فرمائیں اور آپ کی امت بھی انہیں ادا کرے میں نے جان لیا کہ یہ اللہ کی جانب سے میری آزمائش ہے میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا انہوں نے پھر واپس جانے کا مشورہ دیا میں نے کہا کہ میں نے سمجھ لیا کہ یہ اللہ کی طرف سے میری آزمائش ہے۔

اس حدیث کو امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے امام بخاری اور امام مسلم رحمہما اللہ تعالیٰ نے اس کو تفصیل سے روایت کیا ہے۔

چالیسویں حدیث

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کیا ہے کہ شفیع المذنبین ﷺ نے فرمایا کہ میں قیامت کے دن لوگوں کا سردار ہوں گا۔ کیا تم جانتے ہو کہ اللہ تعالیٰ تمام لوگوں کو ایک میدان میں کیسے جمع کرے گا۔ دیکھنے والا ان تمام کو دیکھ سکے گا۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بدایة السئول فی تفضیل الرسول

سلطان العلماء عزالدین بن عبدالسلام رحمۃ اللہ علیہ نے سرور کائنات ﷺ کی فضیلت میں ایک رسالہ تصنیف فرمایا۔ انہوں نے اس کا نام بدایۃ السؤل فی تفضیل الرسول رکھا۔ وہ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کے بعد لکھتے ہیں:

''اللہ رب العزت نے ہمارے نبی مکرم ﷺ کے بارے میں فرمایا ہے۔

وَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ؕ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا ﴿۱۱۳﴾ (النساء:113) وَلَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِيّٖنَ عَلٰى بَعْضٍ (الاسراء:55)

تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ۘ مِنْهُمْ مَّنْ كَلَّمَ اللّٰهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ ؕ (البقرہ:253)

''اور سکھا دیا آپ کو جو کچھ بھی آپ نہیں جانتے تھے اور اللہ تعالیٰ کا آپ پر فضل عظیم ہے اور بیشک ہم نے بزرگی دی ہے بعض انبیاء کو بعض پر۔ یہ سب رسول ہم نے فضیلت دی ہے (ان میں سے) بعض کو بعض پر ان میں سے کسی سے کلام فرمایا اللہ نے اور بلند کئے ان میں سے بعض کے درجے۔''

ان آیات میں پہلی فضیلت تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اصل شرف و بزرگی میں اپنے محبوب کریم ﷺ کی تعریف بیان کی ہے اور دوسری فضیلت یہ کہ اس نے آپ ﷺ کے درجات کو بلند فرما کر آپ کی فضیلت میں کئی گنا اضافہ کر دیا ہے۔ پھر اس آیت میں دَرَجٰتٍ کو نکرہ ذکر کیا اور تنوین عظمت کا اظہار کرنے کے لئے ہے یعنی اے محبوب مکرم! صلی اللہ علیک وسلم میں نے ہر درجہ میں آپ کو رفعت عطا فرمائی۔

محبوب مکرم ﷺ کی فضیلت کے اسباب

اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی محترم ﷺ کو کئی اسباب سے فضیلت عطا فرمائی ہے:۔

پہلا سبب

آپ ﷺ تمام بنی نوع انسان کے سردار ہیں حضور مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ''میں اولاد آدم کا سردار ہوں میں یہ بات فخر یہ نہیں کر رہا۔''

سردار وہ ہوتا ہے جو بلند اخلاق اور عمدہ اوصاف سے متصف ہو۔ اس سے اس بات کا علم حاصل ہوتا ہے کہ آپ ﷺ دونوں جہاں میں تمام مخلوق سے افضل ہیں دنیا میں تو آپ ﷺ اس لئے افضل ہیں کہ آپ عمدہ اوصاف اور اچھے اخلاق سے متصف ہیں اور آخرت میں آپ ﷺ اس لئے صاحب شرف ہیں کیونکہ آخرت کا ثواب اچھے اوصاف اور بلند اخلاق

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نہ ہی بعد میں اتنا غصہ میں ہوگا۔ میں نے ایک ایسے آدمی کو قتل کیا تھا جس کو قتل کرنے کا مجھے حکم نہیں دیا گیا تھا نَفْسِیْ نَفْسِیْ میرے علاوہ کسی اور کے پاس جاؤ۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ تمام مخلوق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہوگی اور عرض کرے گی اے عیسیٰ! آپ اللہ کے رسول ہیں آپ اللہ کا کلمہ اور اس کی روح ہیں آپ نے پنگھوڑے میں لوگوں سے گفتگو کی تھی کیا آپ ملاحظہ نہیں فرما رہے کہ ہم کس مصیبت میں مبتلا ہیں آپ ہمارے لئے اپنے اللہ کی بارگاہ میں شفاعت کریں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی یہی فرمائیں گے کہ آج میرا رب اتنے غصہ میں ہے کہ نہ وہ اس سے پہلے اتنے غصہ ہوا تھا اور نہ ہی اس کے بعد اتنے غصہ میں ہوگا وہ اپنی کسی خطا کی وجہ سے یہ نہیں کہیں گے بلکہ وہ صرف نَفْسِیْ نَفْسِیْ کہیں گے۔ مجھے تو آج اپنی جان کی فکر پڑی ہے تم کسی اور کے پاس جاؤ۔ تم محمد عربی (فداہ روحی) ﷺ کی بارگاہ میں جاؤ۔

تمام لوگ بارگاہ مصطفویہ میں حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے ''اے محمد مصطفیٰ! صلی اللہ علیک وسلم'' آپ اللہ کے رسول ہیں خاتم الانبیاء ہیں اللہ تعالیٰ نے آپ کے پہلے اور پچھلے تمام الزامات کو مٹا دیا ہے کیا آپ ملاحظہ نہیں فرما رہے کہ ہم کس مصیبت میں مبتلا ہیں آپ اپنے اللہ کے دربار میں ہمارے لئے شفاعت فرمائیں۔

پھر آپ ﷺ نے فرمایا ''میں وہاں سے چل کر عرش الٰہی کے پاس حاضر ہوں گا میں اپنے اللہ کے حضور سجدہ ریز ہو جاؤں گا۔ میں اس کی ایسی تعریف کروں گا اور ایسی ثنا کروں گا کہ آج تک میں اس طرح اس کی حمد وثنا نہ کر سکا تھا کافی دیر کے بعد اللہ کی طرف سے ندا آئے گی اے میرے محبوب! صلی اللہ علیک وسلم اپنا سر مبارک اٹھاؤ اور مانگو جو کچھ تم مانگو گے عطا کیا جائے گا آپ شفاعت کریں آپ کی شفاعت کو شرف قبولیت سے نوازا جائے گا۔'' یہ سن کر میں سجدہ سے سر اٹھاؤں گا اور عرض کروں گا یَارَبِّ اُمَّتِیْ یَا رَبِّ اُمَّتِیْ۔ اے میرے پروردگار! میری امت پر رحم فرما اور اس کو نجات دے۔ اے مولا! میری امت پر رحم فرما اور اس کو نجات دے۔

میرا پروردگار مجھے فرمائے گا جنت کے دروازوں میں سے دائیں جانب کے دروازے سے اپنے ان امتیوں کو داخل کرو جن سے کوئی حساب نہیں لیا جائے گا۔ اس دروازے کے علاوہ دوسرے دروازوں میں بھی یہ لوگ شریک ہوں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا مجھے اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے جنت کے دروازوں میں سے دو دروازوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا کہ مکہ اور ہجر کے درمیان ہے یا جتنا فاصلہ مکہ اور بُصْرٰی کے درمیان ہے (اس حدیث کو امام بخاری اور امام مسلم رحمہما اللہ تعالیٰ نے روایت کیا ہے)۔

حضور اکرم ﷺ کے فضائل میں چالیس احادیث اختتام پذیر ہوئیں۔

صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہی میں اپنی یہ دعا مانگ لی تھی لیکن آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی اس دعا کو اپنی امت کی شفاعت کے لئے باقی رکھا ہے بروز حشر آپ ﷺ یہ دعا کر کے اپنی امت کی شفاعت فرمائیں گے۔

ساتواں سبب

آپ ﷺ کی فضیلت کا ساتواں سبب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی زندگی مبارک کی قسم اٹھائی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لَعَمْرُكَ اِنَّهُمْ لَفِيْ سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُوْنَ۝ (الحجر:72) ''(اے محبوب!) آپ کی زندگی کی قسم یہ (اپنی طاقت کے نشہ میں) مست ہیں (اور) بہکے بہکے پھر رہے ہیں۔''

آپ ﷺ کی زندگی کی قسم آپ ﷺ کی زندگی کی عزت اور فضیلت پر دلالت کر رہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک آپ ﷺ کی حیات مبارک کی بہت زیادہ قدر و منزلت ہے بلاشبہ آپ ﷺ کی زندگی اس قابل ہے کہ اس کی قسم اٹھائی جائے کیونکہ اس میں ہر خاص و عام کے لئے برکتیں پائی جاتی ہیں۔ کسی اور نبی یا رسول کی زندگی کی قسم اللہ تعالیٰ نے نہیں اٹھائی۔

آٹھواں سبب

اللہ رب العزت نے جب آپ ﷺ کو مخاطب فرمایا تو آپ ﷺ کو اچھے اسماء اور عمدہ القاب سے مخاطب فرمایا مثلاً: يٰۤاَيُّهَا الرَّسُوْلُ، يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ وغیرہ۔ یہ فضیلت بھی آپ ﷺ کے علاوہ کسی اور نبی کے لئے مخصوص نہیں۔ دیگر انبیاء کو اللہ تعالیٰ نے ان کے نام لے کر مخاطب فرمایا ارشاد ربانی ہے:

يٰۤاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ (البقرہ:35) ''اے آدم! رہو تم اور تمہاری بیوی اس جنت میں۔''

يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ اذْكُرْ نِعْمَتِيْ عَلَيْكَ (المائدہ:110) يٰمُوْسٰۤى اِنِّيْۤ اَنَا اللّٰهُ (القصص:30) يٰنُوْحُ اهْبِطْ بِسَلٰمٍ (ہود:48) يٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِيْفَةً فِي الْاَرْضِ (ص:26) يٰيَحْيٰى خُذِ الْكِتٰبَ (مریم:12)

''اے عیسیٰ بن مریم! اس نعمت کو یاد کرو جو تجھ پر میں نے کی اے موسیٰ! میں ہی اللہ ہوں اے نوح! (کشتی سے) اتریئے امن اور سلامتی کے ساتھ۔ اے داؤد! ہم نے مقرر کیا ہے آپ کو (اپنا) نائب زمین میں۔ اے یحییٰ! پکڑلو اس کتاب کو۔''

یہ بات کسی سے پوشیدہ نہیں کہ اگر ایک غلام کو جب آواز دی جائے تو اسے اس کے اچھے نام اور عمدہ اوصاف سے پکارا جائے جبکہ دوسرے غلاموں کو جب ندا کی جائے تو انہیں ان کے ناموں کے ساتھ پکارا جائے۔ جو نہ ان کے کسی وصف کا اظہار کرتے ہوں اور نہ ہی ان کے کسی خلق کو ظاہر کرتے ہوں تو یقیناً وہ غلام جس کو اچھے نام اور عمدہ وصف سے پکارا جا رہا ہے وہ دیگر غلاموں سے معزز بھی ہوگا اور مقرب بھی۔

اور عرف (معاشرہ) میں بھی یہ بات مشہور ہے کہ اگر کسی انسان کو اس کے اچھے ناموں اچھے اخلاق اور عمدہ اوصاف سے

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پر ہوگا۔آپ ﷺ نے یہ فرمان "میں اولادِ آدم کا سردار ہوں میں یہ فخریہ نہیں کہہ رہا" اس لئے فرمایا تا کہ آپ ﷺ کی امت آپ کی اس قدر و منزلت کو پہچان لے جو آپ ﷺ کو اللہ کے دربار سے حاصل ہوئی۔آپ ﷺ نے جس مقام پر بھی اپنے فضائل بیان کئے ہیں وہاں وَلَا فَخرَ ضرور کہا ہے تا کہ جاہل آدمی کا یہ وہم ختم ہو جائے کہ آپ ﷺ اپنے فضائل فخر کرتے ہوئے بیان فرما رہے ہیں۔

دوسرا سبب

تمام مخلوق پر آپ ﷺ کی فضیلت کا دوسرا سبب یہ ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا "روزِ قیامت حمد کا جھنڈا میرے ہاتھ میں ہوگا اور میں یہ فضیلت فخر کرتے ہوئے بیان نہیں کر رہا۔

تیسرا سبب

آپ ﷺ کی فضیلت کا تیسرا سبب آپ ﷺ کا یہ فرمان ہے "روزِ قیامت آدم (علیہ السلام) اور ان کے علاوہ تمام مخلوق میرے جھنڈے تلے ہوگی اور میں یہ قول فخریہ نہیں کہہ رہا" آپ ﷺ کا یہ فرمان اس بات پر دلالت کر رہا ہے کہ آپ ﷺ کا مرتبہ حضرت آدم علیہ السلام اور دیگر تمام مخلوق سے ارفع و اعلیٰ ہے کیونکہ فضیلت کا معنی یہ ہے کہ کسی انسان کو بلند مراتب سے مخصوص کر دیا جائے۔

چوتھا سبب

آپ ﷺ کی فضیلت کا چوتھا سبب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو یہ بشارت دی ہے "اللہ نے آپ ﷺ کے پہلے اور پچھلے الزامات مٹا دیئے ہیں" کسی اور نبی کے بارے میں منقول نہیں کہ اللہ رب العزت نے انہیں اس طرح کی بشارت دی ہو۔یقیناً اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے علاوہ کسی اور نبی کو ایسا مژدۂ جانفزا نہیں سنایا کیونکہ بروزِ حشر جس کسی پیغمبر علیہ السلام سے لوگ شفاعت کی التجا کریں گے تو وہ اپنی لغزش کو یاد کریں گے وہ نَفسِی نَفسِی کی صدا بلند کر رہے ہوں گے وہ کہیں گے کہ مجھے تو آج اپنی جان کی فکر ہے اگر دیگر انبیاء علیہم السلام کو اپنی لغزش کی معافی کا علم ہوتا تو وہ بروزِ حشر اس کی وجہ سے اس طرح لرزاں نہ ہوتے۔جب شافعِ روزِ جزاء ﷺ سے مخلوق شفاعت کی التجا کرے گی آپ ﷺ فرمائیں گے: اَنَا لَهَا اَنَا لَهَا میں ہی شفاعت کے لئے ہوں میں ہی شفاعت کے لئے ہوں۔

پانچواں سبب

آپ ﷺ کی فضیلت کا پانچواں سبب آپ ﷺ کا یہ فرمان عالیشان ہے: اَنَا اَوَّلُ شَافِعٍ وَّاَوَّلُ مُشَفَّعٍ "میں سب سے پہلے شفاعت کرنے والا ہوں اور سب سے پہلے میری شفاعت کو درجہ قبولیت ملے گا۔" آپ ﷺ کا یہ فرمان بھی آپ کی فضیلت اور آپ کی تخصیص پر دلالت کر رہا ہے۔

چھٹا سبب

اللہ رب العزت نے ہر نبی کو ایک ایسی دعا عطا فرمائی جو شرفِ قبولیت سے نوازی جائے گی۔ہر نبی (علیہ السلام) نے دنیا

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سے بہترین ہے۔امت کی اس فضیلت کی وجہ یہ ہے کیونکہ وہ اچھے اوصاف،عمدہ افعال اور بہترین احوال سے متصف ہے۔
آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جس بھی معرفت، حالت، عبادت یا کسی عمدہ قول کی طرف راہ نمائی فرمائی ہے یا کسی بھی ایسی چیز کی طرف راہبری کی جس سے اللہ کا قرب حاصل ہوتا ہو تو آپ ﷺ کی امت کے اس پر عمل پیرا ہونے کی وجہ سے آپ ﷺ کو بھی اجر ملے گا کیونکہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''جس آدمی نے کسی شخص کی ہدایت کی طرف راہ نمائی کی تو اس میں اس پر عمل کرنے والے کے لئے بھی اجر ہوگا اور اس آدمی کے لئے بھی اجر ہوگا جس نے بھلائی کی طرف راہ نمائی کی ہوگی۔''
اس لحاظ سے بھی آپ ﷺ کو وہ عظیم مرتبہ ملے گا جو کسی اور نبی کے نصیب میں نہیں ہوگا۔حدیث شریف میں ہے:
''مخلوق اللہ کی عیال ہے اللہ کے نزدیک ان میں سے زیادہ محبوب وہ ہے جو اس کی مخلوق کے لئے زیادہ نافع ہے۔''
جب آپ ﷺ نے جنتیوں کی کثیر تعداد کو فائدہ پہنچایا ہوگا جبکہ آپ ﷺ کے علاوہ دیگر انبیاء علیہم السلام نے جنتیوں میں سے بہت کم تعداد کو نفع بخشا ہوگا تو قرب میں آپ ﷺ کا مرتبہ اتنا زیادہ ہوگا جتنا لوگوں کو نفع دینے میں آپ کا مرتبہ زیادہ ہے۔آپ ﷺ کی امت کے ہر ولی کے عرفان کے مطابق آپ ﷺ کو اجر ملے گا کیونکہ اس ولی کو معرفت آپ ﷺ کی راہبری کی وجہ سے حاصل ہوئی ہے آپ ﷺ کا جو بھی صاحب حال بزرگ ہوگا اس کا اجر آپ کو بھی ملے گا کیونکہ اس کو یہ منزل آپ ﷺ کی راہبری کی وجہ سے نصیب ہوئی۔کسی شخص کو بھی اگر عمدہ گفتگو کرنے کی وجہ سے جنت ملے گی تو اس کا اجر آپ کو بھی ملے گا کیونکہ اس کا وہ قول آپ ہی کے اقوال سے اخذ کیا گیا ہوگا۔اسی طرح ہر وہ عمل جو اللہ کے قرب کا سبب بنتا ہے مثلاً نماز، زکوٰۃ، غلام کو آزاد کرنا، جہاد، ذکر، صبر، عفو، درگزر الغرض جو بھی نیک عمل ہوگا آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی اتنا ہی اجر ملے گا جتنا اجر اس اچھے کام پر عمل پیرا ہونے کو ملے گا۔
المختصر ہر وہ بلند درجہ یا عظیم مرتبہ جو آپ ﷺ کے فرمان یا راہ نمائی کی وجہ سے آپ ﷺ کے کسی امتی کو ملے گا وہ آپ ﷺ کو بھی ضرور عطا کیا جائے گا۔پھر سرور دو جہاں ﷺ کا یہ مرتبہ اور درجہ کئی گنا زیادہ ہو جائے گا کیونکہ آپ ﷺ کی امت میں سے جس شخص نے بھی ہدایت کی طرف دعوت دی ہوگی یا اچھی سنت قائم کی ہوگی تو اس شخص کو اس ہدایت پر یا سنت حسنہ پر عمل پیرا ہونے والے تمام لوگوں کے برابر اجر ملے گا اس طرح یہ اجر ہمارے نبی محترم ﷺ کے لئے کئی گنا زیادہ ہو جائے گا کیونکہ اس نیکی اور بھلائی پر آپ ﷺ نے ضرور راہ نمائی فرمائی ہوگی اسی رشک کی وجہ سے شب معراج حضرت موسیٰ علیہ السلام رو پڑے کیونکہ حضور اکرم ﷺ کی امت حضرت موسیٰ علیہ السلام کی امت سے زیادہ جنت میں جائے گی۔
اس وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام کا گریہ حضور ﷺ پر حسد کی وجہ سے نہ تھا۔جیسا کہ بعض جاہل لوگ کہتے ہیں بلکہ آپ کا رونا اس افسوس کی وجہ سے تھا کہ آپ علیہ السلام حضور اکرم ﷺ کی طرح عظیم مرتبہ حاصل نہ کر سکے۔

پندرہواں سبب

آپ ﷺ کی فضیلت کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ کو تمام جن وانس کا نبی بنا کر بھیجا گیا ہے۔جبکہ دیگر انبیاء علیہم السلام ایک خاص قوم کے لئے مبعوث ہوتے تھے۔ہر نبی کو صرف اپنی ہی امت کو تبلیغ کرنے کا ثواب ملے گا جبکہ ہمارے

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پکارا جائے تو یہ اس انسان کی تعظیم اور احترام میں زیادتی کی وجہ سے ہوتا ہے۔ جیسا کہ کسی شاعر نے کہا ہے:۔

لَا تَدْعُنِی اِلَّا بِیَا عَبْدَهَا لِاَنَّهٗ اَشْرَفُ اَسْمَائِیْ

"تو مجھے صرف یا عَبْدَهَا (اے اس کے غلام) ہی کہہ کر پکار کیونکہ یہ نام میرے تمام ناموں سے زیادہ معزز ہے۔"

نواں سبب

تمام انبیاء علیہم السلام کے معجزات ان کے وصال کے بعد ختم ہو گئے لیکن سید الاولین والآخرین ﷺ کا ایک معجزہ قیامت تک باقی رہے گا آپ کا وہ معجزہ قرآن پاک ہے۔

دسواں سبب

آپ ﷺ کی فضیلت کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ کو پتھر سلام کیا کرتے تھے۔ کھجور کا تنا آپ ﷺ کے فراق میں رویا تھا۔ اس طرح کے معجزات آپ کے علاوہ کسی اور نبی کے لئے رونما نہیں ہوئے تھے۔

گیارہواں سبب

آپ ﷺ کے معجزات دیگر انبیاء کے معجزات سے زیادہ عظیم الشان ہیں جیسا کہ آپ ﷺ کی مبارک انگلیوں سے پانی کا جاری ہونا یہ پتھر سے پانی کے نکلنے سے زیادہ عظیم الشان ہے کیونکہ پتھر زمین کی جنس میں سے ہے جس سے پانی نکلتا رہتا ہے۔ آپ ﷺ کی مبارک انگلیوں سے پانی کا نکلنا یہ آپ ﷺ کا معجزہ ہے پتھر سے پانی جاری ہو جانا حضرت موسیٰ علیہ السلام کا معجزہ ہے۔ آپ ﷺ کا معجزہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجزہ سے زیادہ عظیم الشان ہے۔

بارہواں سبب

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ایک معجزہ یہ بھی تھا کہ آپ علیہ السلام مادرزاد اندھوں کو بینا فرما دیا کرتے تھے۔ اس نابینے کی آنکھ اپنی جگہ پر موجود ہوتی تھی آپ علیہ السلام اس کو صرف بصارت عطا فرماتے ہیں لیکن سید مرسلاں ﷺ نے آنکھ کو اس وقت درست فرمایا جبکہ وہ اپنی جگہ سے بہہ کر رخسار پر آ چکی تھی۔ یہ واقعہ دو لحاظ سے معجزہ ہے:۔ (1) آنکھ کا اپنے مقام سے بہہ جانے کے بعد اس کو اسی جگہ پر فٹ کرنا (2) اس آنکھ کی بصارت کے ختم ہونے کے بعد اس کو نئی بصارت عطا کرنا۔

تیرہواں سبب

وہ مردے جن پر کفر کی وجہ سے موت طاری ہو چکی تھی پھر حضور مکرم ﷺ نے انہیں نور ایمان سے حیات نو عطا کی۔ ان کی تعداد ان مردوں سے کہیں زیادہ ہیں جن کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے نئی زندگی دی تھی پھر ایمان کی زندگی دینے اور اجسام کی زندگی دینے میں بہت بڑا فرق ہے۔

چودہواں سبب

اللہ رب العزت انبیاء میں سے ہر نبی کو اس کی امت کے اعمال، اقوال اور احوال کے مطابق اجر عطا فرماتا ہے۔ آپ ﷺ کی امت جنت میں سب سے زیادہ ہوگی۔ اللہ رب العزت نے یہ بھی ارشاد فرمایا ہے کہ آپ ﷺ کی امت تمام امم

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نصیب ہوگا میں خواہش کرتا ہوں کہ میں ہی وہ بندہ ہوں جس کو وہ رفیع منصب ملے جس نے میرے لئے وسیلہ کی دعا مانگی اس کے لئے میری شفاعت حلال ہوگئی۔

اکیسواں سبب

آپ ﷺ نے فرمایا کہ میرے ستر ہزار امتی بغیر حساب کے جنت میں جائیں گے۔ یہ فضیلت کسی اور مرسل یا نبی کے لئے ثابت نہیں ہے۔

بائیسواں سبب

اللہ رب العزت آپ ﷺ کو جنت میں کوثر عطا فرمائے گا اور قیامت کے دن آپ ﷺ کو "حوض" عطا فرمایا جائے گا۔

تئیسواں سبب

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: نَحْنُ الْآخِرُوْنَ السَّابِقُوْنَ اگرچہ ہم سب کے بعد میں مبعوث ہوئے ہیں لیکن ہم فضائل اور محاسن میں سب سے سبقت لے جائیں گے۔

چوبیسواں سبب

آپ ﷺ کے لئے مال غنیمت حلال کر دیا گیا تھا جبکہ آپ ﷺ کے علاوہ اور کسی بھی نبی کے لئے مال غنیمت حلال نہ تھا۔ آپ ﷺ کی امت کی صفیں اسی طرح بنائی گئیں جس طرح ملائکہ صفیں بناتے ہیں آپ ﷺ کے لئے تمام روئے زمین کو مسجد اور اس کی مٹی کو پاکیزہ بنایا گیا یہ تمام خصائص آپ ﷺ کے عظیم الشان مرتبہ پر دلالت کرتے ہیں۔

پچیسواں سبب

آپ کی فضیلت کا پچیسواں سبب یہ ہے کہ اللہ رب العزت نے اخلاق حسنہ پر آپ ﷺ کی تعریف بیان کی ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَ اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِیْمٍ (القلم:4) "اور بے شک آپ عظیم الشان خلق کے مالک ہیں" کسی عظیم ہستی کا کسی شخص کے لئے تعظیمی کلمات کہنا اس کی انتہائی عظمت کی دلیل ہے تو وہ ذات جو سب بڑوں سے بڑی ہے جب وہ کسی چیز کی عظمت کو بیان کرے گی تو اس شے کی عظمت کا کیا کہنا۔

چھبیسواں سبب

اللہ رب العزت نے وحی کی تمام اقسام کے ساتھ آپ ﷺ سے ہم کلامی فرمائی ہے۔ وحی کی تین اقسام ہیں:۔ (1) سچے خواب (2) بغیر کسی واسطہ کے شرف ہم کلامی (3) حضرت جبرائیل کے واسطہ سے پیغام رسانی۔

ستائیسواں سبب

آپ ﷺ کی کتاب "قرآن مجید" میں وہ تمام اشیاء موجود ہیں جو تورات اور انجیل میں پائی جاتی تھیں لیکن طوال مفصل (1)

1۔ "طوال مفصل سے مراد سورۃ حجرات سے لے کر سورۃ بروج تک ہے۔"

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نبی کریم ﷺ کو ہر اس شخص کو تبلیغ کرنے کا ثواب ملے گا جس کی طرف آپ ﷺ نبی بنا کر مبعوث کیے گئے ہیں۔ کبھی آپ ﷺ کو یہ ثواب براہ راست تبلیغ کرنے کی وجہ سے ملے گا اور کبھی کسی اور سبب کی وجہ سے آپ کو یہ ثواب ملے گا۔

اسی وجہ سے اللہ رب العزت نے آپ ﷺ پر احسان فرماتے ہوئے فرمایا:۔

وَلَوْشِئْنَا لَبَعَثْنَا فِيْ كُلِّ قَرْيَةٍ نَّذِيْرًا (الفرقان:51) ''اور اگر ہم چاہتے تو بھیجتے ہر گاؤں میں ایک ڈرانے والا۔''

اس آیت مبارکہ میں آپ ﷺ پر احسان کی وجہ یہ ہے کہ اللہ رب العزت ہر شہر میں ایک ڈرانے والا بھیج دیتا تو پھر آپ ﷺ کو صرف اپنے شہر کے لوگوں کو ہی ڈرانے کا ثواب ملتا۔

سولہواں سبب

اللہ رب العزت نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے وادیٔ مقدس میں کوہ طور پر گفتگو کی۔ جبکہ ہمارے نبی مکرم ﷺ کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے سدرۃ المنتہیٰ اور مقام اعلیٰ پر گفتگو کی۔

سترہواں سبب

آپ ﷺ کی فضیلت کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہم دنیا میں سب کے بعد آنے والے ہیں۔ قیامت کے دن سب سے پہلے اٹھنے والے ہیں سب سے پہلے ہمارا حساب و کتاب ہوگا اور ہم ہی وہ لوگ ہیں جو سب سے پہلے جنت میں جانے والے ہیں۔

اٹھارہواں سبب

آپ ﷺ نے جس طرح مطلق سیادت کا ذکر کیا ہے اس طرح کبھی اسے یوم قیام کے ساتھ مقید کر کے بھی ذکر فرمایا ہے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

أَنَا سَيِّدُ وُلْدِ آدَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَاَوَّلُ مَنْ يَنْشَقُّ عَنْهُ الْقَبْرُ وَاَوَّلُ شَافِعٍ وَاَوَّلُ مُشَفَّعٍ

''میں بروز حشر بنی نوع انسان کا سردار ہوں گا۔ سب سے پہلے میرے لئے قبر شق ہو گی۔ میں ہی سب سے پہلا شفاعت کرنے والا ہوں اور سب سے پہلے میری ہی شفاعت قبول کی جائے گی۔''

انیسواں سبب

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ روز قیامت تمام مخلوق میری طرف ہی رغبت رکھے گی حتیٰ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا میلان بھی میری طرف ہی ہوگا۔

بیسواں سبب

آپ ﷺ نے فرمایا ''وسیلہ جنت میں ایک بلند و بالا مرتبہ ہے یہ عظیم منصب اللہ کے بندوں میں سے کسی بندے کو

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

الَّذِيْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ (الفتح:29) ’’(جان عالم) محمد اللہ کے رسول ہیں اور وہ (سعادت مند) جو آپ کے ساتھی ہیں کفار کے مقابلہ میں بہادر اور طاقتور ہیں آپس میں بڑے رحم دل ہیں۔‘‘ آپ ﷺ اپنی امت کے ایمان کے بارے میں کتنے حریص تھے۔اس آیت سے اس کا اظہار ہوتا ہے۔

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۲۸﴾ (التوبہ:128)

’’بیشک تشریف لایا ہے تمہارے پاس ایک برگزیدہ رسول تم میں سے گراں گزرتا ہے اس پر تمہارا مشقت میں پڑنا بہت ہی خواہش مند ہے تمہاری بھلائی کا۔‘‘

آپ کی رسالت کی ادائیگی کے بارے میں ارشاد ربانی ہے: فَتَوَلَّ عَنْهُمْ فَمَآ اَنْتَ بِمَلُوْمٍ ﴿۵۴﴾ ’’پس آپ ان سے رخ انور پھیر لیجئے آپ پر کوئی الزام نہیں۔‘‘

اکتیسواں سبب

اللہ رب العزت نے آپ ﷺ کی امت کو ’’مرتبہ عدالت‘‘ عطا فرمایا ہے جب اللہ تعالیٰ بروز حشر اپنے بندوں کے درمیان فیصلہ فرمائے گا تو دیگر امتیں انبیاء کی تبلیغ کا انکار کر دیں گی۔ امت مصطفویہ کو حاضر ہونے کا حکم ہوگا۔ یہ امت ان لوگوں کے خلاف گواہی دے گی۔ وہ اس بات کا اقرار کرے گی کہ بلاشبہ ان کے انبیاء نے اللہ کے احکام کو ان تک پہنچایا تھا۔ یہ خصوصیت کسی اور نبی کی امت کو حاصل نہیں ہے۔

بتیسواں سبب

آپ ﷺ کی امت کو یہ عظیم شرف حاصل ہے کہ وہ کبھی بھی کسی گمراہی پر جمع نہ ہوگی۔ یہ امت نہ ہی کسی فروعی مسئلہ میں اور نہ ہی کسی اصول میں گمراہی پر اجماع کرے گی۔

تینتیسواں سبب

اللہ رب العزت نے آپ ﷺ کی کتاب ’’قرآن پاک‘‘ کی حفاظت اپنے ذمہ کرم پر لی ہے۔ اگر تمام لوگ مل کر اس کتاب میں ایک کلمہ کا اضافہ کرنا چاہیں یا کسی ایک حرف کی کمی کرنا چاہیں تو وہ ایسا نہ کر سکیں گے جبکہ سابقہ انبیاء کی کتب تورات اور انجیل وغیرہ میں تحریف ہو چکی ہے۔

چونتیسواں سبب

اللہ رب العزت آپ ﷺ کی امت کے ان اعمال کی پردہ پوشی فرماتا ہے جن کو وہ اپنی بارگاہ میں قبول نہیں کرتا۔ جبکہ سابقہ امتیں قربانیاں کرتی تھیں ان قربانیوں میں سے جو قبول ہو جاتی تھیں انہیں آگ جلا جاتی تھی اور جو قربانیاں بارگاہ ربوبیت میں قبول نہ ہوتی تھیں انہیں آگ چھوڑ دیتی تھی۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

صرف آپ ﷺ کو عطا کی گئی ہیں۔

اٹھائیسواں سبب

آپ ﷺ کی امت سابقہ امتوں سے عمل میں تو کم ہوگی لیکن اجر کے لحاظ سے زیادہ ہوگی یعنی ان کے اعمال تو کم ہوں گے لیکن ان کا اجر زیادہ ہوگا جس طرح کہ حدیث شریف میں مذکور ہے۔

انتیسواں سبب

اللہ رب العزت نے آپ ﷺ کو زمین کے خزانوں کی چابیاں عطا کیں آپ ﷺ کو بادشاہ نبی اور عبد نبی بننے میں اختیار دیا۔ آپ ﷺ نے حضرت جبرائیل سے مشورہ کیا۔ انہوں نے آپ ﷺ کو عاجزی اختیار کرنے کا مشورہ دیا آپ ﷺ نے عرض کی اے بار الٰہ! میں عبد نبی بننا چاہتا ہوں۔ آپ ﷺ نے عرض کی مولا! ''میں ایک دن بھوکا رہنا چاہتا ہوں اور ایک دن کھانا چاہتا ہوں تاکہ میں جس دن بھوکا رہوں اللہ تعالیٰ سے مانگا کروں اور جس دن کھانا کھاؤں اس دن اللہ کا شکر ادا کیا کروں۔'' آپ ﷺ نے اختیار فرمایا کہ آپ شدت اور نرمی، نعمت اور مصیبت ہر حالت میں اللہ کے ساتھ مشغول رہیں۔

تیسواں سبب

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو تمام جہاں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی امت کے گناہ گاروں کو مہلت عطا فرمائی ان پر عذاب نازل کرنے میں جلدی نہ کی جبکہ سابقہ امتوں کے لوگ جب اپنے انبیاء کی تکذیب کرتے تھے تو اسی وقت ان پر عذاب نازل ہو جاتا تھا۔ حلم و عفو میں، صبر و درگزر میں، شکر اور نرمی میں آپ ﷺ اخلاق حسنہ کے اعلیٰ مقام پر فائز ہیں۔ آپ ﷺ کی بعثت کا مقصد ہی اخلاق حسنہ کی تکمیل ہے۔ آپ ﷺ خشوع اور خضوع کے پیکر تھے۔ آپ ﷺ اپنے کھانے، پینے اور لباس پہننے میں ہمیشہ عاجزی کیا کرتے تھے۔ آپ ﷺ حسن معاشرت کے عادی اور عمدہ اوصاف سے متصف تھے۔ آپ ﷺ اپنی امت کے لئے سراپا خلوص تھے۔ آپ ﷺ اپنے قبیلہ کے ایمان لانے پر بہت زیادہ حریص تھے۔ آپ ﷺ مومنین کے لئے مجسمہ رحمت و رافت تھے کافروں کے لئے آپ ﷺ سخت دل تھے۔ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے دین کے لئے ہمہ وقت کوشاں رہتے تھے اللہ کے دین کی سربلندی آپ ﷺ کا مقصد حیات تھا اس کے لئے آپ ﷺ نے اپنی قوم کی اذیتوں کو برداشت کیا اپنے وطن کو خیر آباد کہا۔

ان فضائل میں سے بعض تو قرآن مجید میں موجود ہیں اور بعض فضائل دوسری سیرت اور شمائل کی کتابوں میں پائے جاتے ہیں۔

آپ ﷺ کی نرمی کے بارے میں اللہ رب العزت کا ارشاد ہے: **فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ** (آل عمران:159) ''پس (صرف) اللہ کی رحمت سے آپ نرم ہو گئے ہیں ان کے لئے مومنوں کے ساتھ۔'' مومنین کے لئے آپ ﷺ کی رحمت اور کفار کے لئے آپ ﷺ کی شدت کے بارے ارشاد باری تعالیٰ ہے: **مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۭ وَ**

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جہانوں پر فضیلت عطا کی ہے۔" یہ آیت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ انبیاء تمام بنی نوع انسان سے افضل ہیں اور وہ تمام ملائکہ سے بھی افضل ہیں کیونکہ ملائکہ بھی 'عٰلَمِیۡن' میں شامل ہیں۔ خواہ 'عٰلَمِیۡن' 'عالَم' سے مشتق ہو یا علامت سے۔

جب تمام انبیاء ملائکہ سے افضل ہیں تو رسول اللہ ﷺ تمام انبیاء سے افضل ہیں تو گویا کہ آپ ﷺ ملائکہ کے سرداروں کے آقا ہیں۔ حضور مکرم ﷺ دو وجہ سے ملائکہ سے افضل ہیں اور دو رتبوں کی وجہ سے آپ ﷺ کو ان پر فضیلت حاصل ہے۔ ان دونوں رتبوں کی قدر اور ان دونوں درجوں کا شرف وہی شخص جانتا ہے جو خاتم الانبیاء، سید المرسلین ﷺ کو تمام عالمین پر فضیلت دیتا ہو۔ دانشمند اور عاقل آدمی کے لئے یہی اشارہ کافی ہے۔

ہم اللہ کے کرم اور فضل سے یہ دعا مانگتے ہیں کہ وہ ہمیں آپ ﷺ کی سنت پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آپ ﷺ کے اخلاق حسنہ پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے ہم کو آپ ﷺ کے گروہ اور انصار میں سے کرے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهٗ وَصَلٰوتُهٗ عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَحَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ۔

سلطان العلماء عزالدین بن عبدالسلام کا رسالہ اختتام پذیر ہوا میں نے اس کو حرف بحرف نقل کیا ہے۔

آپ ﷺ کے نبی الانبیاء ہونے کے متعلق ابن عربی کا قول

سلطان العارفین، شیخ اکبر حضرت محی الدین ابن عربی نے "الفتوحات المکیۃ" میں یہ وضاحت کی ہے کہ آپ ﷺ نبی الانبیاء ہیں پھر اس کتاب سے عبدالوہاب شعرانی نے نقل کیا ہے۔ انہوں نے اس وضاحت کو اپنی کتاب "الیواقیت والجواھر" میں لکھا ہے۔ حضرت امام تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مخصوص رسالہ رقم کیا ہے جس میں انہوں نے مندرجہ ذیل آیت کی تفسیر کی ہے:

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّ حِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ؕ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِيْ ؕ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا ؕ قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿۸۱﴾ (آل عمران:81)

"اور یاد کرو جب لیا اللہ تعالیٰ نے انبیاء سے پختہ وعدہ کہ قسم ہے تمہیں اس کی دوں میں تم کو کتاب اور حکمت سے پھر تشریف لائے تمہارے پاس وہ رسول جو تصدیق کرنے والا ہو ان (کتابوں) کی جو تمہارے پاس ہیں تو تم ضرور ضرور ایمان لانا اس پر اور ضرور ضرور مدد کرنا اس کی (اس کے بعد) فرمایا کیا تم نے اقرار کرلیا اور اٹھالیا تم نے اس پر میرا بھاری ذمہ؟ سب نے عرض کی ہم نے اقرار کیا فرمایا تو گواہ رہنا اور میں (بھی) تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں۔"

حضرت امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے اس رسالے کا نام "اَلتَّعْظِيْمُ وَالْمِنَّةُ فِيْ تَفْسِيْرِ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ" رکھا ہے اس رسالہ سے اکابر علماء نے حوالہ جات نقل کئے ہیں۔ حضرت امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ نے "المواھب الدنیہ" میں اور

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اسی وجہ سے اللہ رب العزت نے فرمایا: وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ۝ (الانبیاء:107) ''اور ہم نے آپ ﷺ کو تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔''

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: اَنَا رَحْمَةٌ مُّهْدَاةٌ اَنَا نَبِيُّ الرَّحْمَةِ۔ ''میں ایسی رحمت ہوں جو تمہیں بطور ہدیہ ملی ہو اور میں رحمت کا نبی ہوں۔''

پینتیسواں سبب

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو ''جوامع الکلم'' عطا فرمائے ہیں آپ ﷺ بہت مختصر بات کرتے تھے۔ اس کے باوجود آپ ﷺ کو فصاحت اور بلاغت میں تمام عرب پر فوقیت حاصل ہے۔ جس طرح اللہ رب العزت نے آپ ﷺ کو تمام انبیاء اور رسل علیہم السلام پر فضیلت عطا کی ہے اسی طرح اللہ رب العزت نے آپ ﷺ کو تمام ملائکہ پر فضیلت عطا کی ہے کیونکہ جو انسان تمام بنی نوع انسان سے افضل ہوگا وہ ملائکہ سے بھی یقیناً افضل ہوگا۔ ارشاد ربانی ہے: اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ اُولٰٓئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ۝ (البینۃ:7) ''(اور) یقیناً جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے وہی ساری مخلوق سے بہتر ہیں۔''

ملائکہ مخلوق میں شامل ہیں کیونکہ ''اَلْبَرِيَّةُ'' کا معنی مخلوق ہے یہ بَرَأَ اللّٰهُ الْخَلْقَ۔ (اللہ نے مخلوق کو پیدا فرمایا) سے مشتق ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے اس فرمان ''اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ'' (بے شک وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک اعمال کئے) میں ملائکہ شامل نہیں ہیں کیونکہ یہ لفظ عُرفاً لغت میں اس ذات کے ایمان لانے کے ساتھ مختص ہے جس کا تعلق بنی نوع انسان سے ہو کیونکہ جب یہ لفظ مطلق بولا جائے گا تو اس سے مراد وہ ذات ہوگی جو ذہنوں کے قریب ہو۔

اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ ''اَلْبَرِيَّةُ'' البرا سے مشتق ہے اس کا معنی مٹی ہے اللہ تعالیٰ کے مذکورہ بالا فرمان کا ترجمہ یہ ہوگا ''بے شک وہ لوگ جو ایمان لائے اور جنہوں نے نیک اعمال کئے وہ تمام انسانوں سے افضل ہیں تو اس کے دو جواب ہیں۔''

پہلا جواب

لغت کے امام ''اَلْبَرِيَّةُ'' کو ان الفاظ میں شمار کرتے ہیں جن کے ہمزہ کو اہل عرب نے ترک کر دیا ہے اس لئے یہ اعتراض وارد نہیں ہو سکتا۔

دوسرا جواب

دوسرا جواب یہ ہے کہ نافع رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو ہمزہ کے ساتھ پڑھا ہے یہ دونوں قرآتیں اللہ کا کلام ہیں۔ ان دونوں قرآتوں میں سے ایک قرآت ایمان لانے والوں اور نیک اعمال کرنے والوں کو تمام انسانوں پر فضیلت دیتی ہے جبکہ دوسری قرآت انہیں تمام مخلوق پر فضیلت دیتی ہے۔ جب یہ بات ثابت ہوگئی کہ جو تمام انسانوں سے افضل ہوگا تو وہ ملائکہ سے بھی افضل ہوگا تمام انبیاء علیہم السلام تمام ایمان والوں اور نیک اعمال کرنے والوں سے افضل ہیں۔ اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے انبیاء علیہم کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا گیا: وَكُلًّا فَضَّلْنَا عَلَى الْعٰلَمِيْنَ۝ (الانعام:86) ''ہم نے تمام انبیاء کو تمام

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جواب

یہ ایک حقیقت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اجسام سے پہلے ارواح کو پیدا کیا۔ ''کُنتُ نبیًا...... الخ ''میں آپ ﷺ کا اشارہ یا تو آپ کی روح مبارک کی طرف ہے یا پھر حقیقت محمدیہ (ﷺ) کی طرف اشارہ ہے۔ ان حقائق کو ہم عقل و دانش سے نہیں جان سکتے ان کو وہی جان سکتا ہے جس نے ان کو پیدا کیا۔ جس نے آپ ﷺ کی تائید اپنے خاص نور سے فرمائی۔ پھر ان حقائق میں سے ہر حقیقت اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے عطا کرتا ہے اور جس وقت چاہتا ہے اس وقت عطا کرتا ہے۔ یقیناً حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق سے قبل حقیقت محمدیہ موجود تھی اللہ تعالیٰ نے اس کو وصف نبوت عطا فرمایا بلکہ حقیقت محمدیہ کی تخلیق کا مقصد ہی یہ تھا کہ آپ ﷺ کو وصف نبوت سے متصف کیا جائے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی حقیقت میں ہی وصف نبوت پیدا فرمایا آپ ﷺ منصب نبوت پر فائز ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کا نام مبارک عرش پر لکھا۔ آپ ﷺ کی رسالت کی خبر دی تاکہ ملائکہ اور دوسری مخلوق آپ ﷺ کی عزت و تکریم سے آشنا ہو جائے۔ اس وقت آپ ﷺ کی حقیقت موجود تھی اگرچہ آپ ﷺ کا وہ جسد اطہر جو وصف نبوت سے متصف تھا بعد میں تخلیق کیا گیا۔ آپ ﷺ کی حقیقت کو بارگاہ ربوبیت سے اعلیٰ اوصاف پہلے عطا ہوئے تھے جبکہ آپ ﷺ کی بعثت بعد میں ہوئی تھی۔ ہر وہ وصف جو اللہ کی طرف سے آپ ﷺ کو عطا ہوا اور وہ ہر عظمت جس کی آپ ﷺ کی ذات مبارک مستحق تھی آپ ﷺ کو پہلے ہی عطا کر دیا گیا تھا اس میں کوئی تاخیر نہ ہوئی۔ اسی طرح آپ ﷺ کو نبوت کی نعمت عطا فرمانا، کتاب اور حکمت بخشنا ہے لیکن ان کا وجود اور منقول آپ ﷺ کے ظہور تک متاخر کر دیا گیا۔ آپ ﷺ کے علاوہ جتنے بھی صاحب شرف لوگ ہیں۔ یہ شرف اور بزرگی انہیں ان کے وجود کے بعد عطا کی گئی۔ ان کے وجود اور اس کی عطا میں اتنی ہی تاخیر ہوئی جتنی کہ اللہ تعالیٰ کی خواہش تھی۔ بلاشبہ جو واقعہ بھی ظہور پذیر ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کو اس کا ازل سے علم ہوتا ہے لیکن بعض لوگ علم، عقلی اور شرعی دلائل سے حاصل کرتے ہیں بعض لوگوں کو اس واقعہ کا علم اس کے ظہور کے وقت ہوتا ہے جیسا کہ بعض لوگوں کو حضور ﷺ کی نبوت کا علم اس وقت ہوا جب حضرت جبرائیل اللہ کا پہلا پیغام لے کر آپ ﷺ کے پاس آئے۔ یہ اللہ تعالیٰ کے افعال میں سے ایک فعل ہے جس کا تعلق اس کی معلومات، اس کی قدرت کے آثار اور اس کے ارادہ و اختیار سے ہے اللہ تعالیٰ کے اس ارادہ، قدرت اور اختیار کا اظہار اس خاص مقام پر ہوتا ہے جو کہ اس وصف سے متصف ہوتا ہے۔ یہاں دو مراتب ہیں:۔

پہلا مرتبہ

پہلا مرتبہ وہ ہے جس کا علم دلائل سے حاصل ہوتا ہے۔

دوسرا مرتبہ

دوسرا مرتبہ وہ ہے جو ہر آنکھ کے لئے عیاں اور واضح ہوتا ہے اس کے لئے کسی دلیل کی ضرورت نہیں ہوتی۔ ان دونوں مرتبوں کے درمیان اللہ تعالیٰ کے افعال وسیلے ہیں۔ اس حیثیت سے کہ یہ افعال اللہ تعالیٰ کے اختیار کے مطابق وقوع پذیر ہوتے ہیں۔ کچھ افعال ایسے ہیں جو ان کی تخلیق کے بعد ظاہر ہوتے ہیں اور بعض افعال ایسے ہوتے ہیں جن کی وجہ سے ان

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے ''خصائص کبریٰ'' میں اس کے حوالے نقل کیے ہیں حضرت امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ اپنے رسالے میں یوں رقمطراز ہیں:

''مذکورہ بالا آیت میں حضور ﷺ کی رسالت کی عظمت کا تذکرہ ہے آپ ﷺ کی اس تعظیم کا ذکر ہے جو کسی پر مخفی نہیں ہے۔اس آیت میں یہ بھی وضاحت ہے کہ اگر آپ ان انبیاء کے زمانہ میں مبعوث ہوتے تو آپ ﷺ ان کے بھی رسول ہوتے۔آپ ﷺ کی نبوت حضرت آدم علیہ السلام کے وقت سے لے کر قیامت تک تمام مخلوق کو محیط ہے۔تمام انبیاء اور ان کی امتیں درحقیقت آپ ﷺ کی امت ہیں آپ ﷺ کا یہ قول بُعِثْتُ اِلَی النَّاسِ کَآفَّةً۔ ''میں تمام لوگوں کے لئے رسول مبعوث کیا گیا ہوں'' صرف آپ ﷺ کے زمانہ سے لے کر قیامت تک کے لوگوں کو شامل نہیں بلکہ وہ امتیں جو آپ ﷺ سے پہلے گزر چکی تھیں وہ بھی اس میں شامل ہیں۔اس تمام تفصیل سے آپ ﷺ کے اس فرمان کا مفہوم واضح ہو گیا: کُنْتُ نَبِيًّا وَّ آدَمُ بَيْنَ الرُّوْحِ وَالْجَسَدِ۔ ''میں اس وقت بھی نبی تھا جب حضرت آدم علیہ السلام روح اور جسم کے درمیان تھے۔''

جس شخص نے آپ ﷺ کے اس فرمان کی یہ تشریح کی ہے کہ اللہ کے علم میں تھا کہ آپ ﷺ عنقریب نبی بن جائیں گے اس کی رسائی مذکورہ بالا مفہوم تک نہیں ہو سکی کیونکہ اللہ تعالیٰ کا علم تو تمام اشیاء کو محیط ہے۔اس وقت آپ ﷺ کو نبوت کی صفت کے ساتھ متصف کرنا اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ اس فرمان عالی شان سے یہ معنی مراد لیا جائے کہ اس وقت آپ ﷺ کی نبوت ایک مستحکم امر تھی۔اسی وجہ سے حضرت آدم علیہ السلام نے عرش پر دیکھا تو وہاں ''مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ'' لکھا تھا۔آپ علیہ السلام کا یہ دیکھنا بھی اسی بات کا متقاضی ہے کہ آپ ﷺ کی نبوت اس وقت بھی موجود ہو۔اگر اس قول سے مراد یہ ہو کہ اللہ تعالیٰ کے علم میں تھا کہ آپ عنقریب نبی ہوں گے تو پھر آپ ﷺ کی یہ خصوصیت باقی نہیں رہتی کہ آپ ﷺ اس وقت بھی نبی تھے جب حضرت آدم علیہ السلام روح اور جسم کے درمیان تھے کیونکہ اس وقت اللہ تعالیٰ تمام انبیاء کی نبوت کو جانتا تھا بلکہ اس سے پہلے بھی اس کو اس کا علم تھا۔جبکہ یہ صرف آپ ﷺ کی خصوصیت ہے کہ آپ ﷺ اس وقت بھی نبی تھے جب حضرت آدم علیہ السلام روح اور جسم کے درمیان تھے۔اسی وجہ سے آپ ﷺ نے اپنی امت کو اپنی یہ عظمت بیان کی تاکہ انہیں آپ ﷺ کی وہ قدر و منزلت معلوم ہو جائے جو آپ ﷺ کو اللہ کی بارگاہ سے ملی ہے اور آپ ﷺ کی امت اس سے خیر و برکت حاصل کرے۔

اعتراض

کوئی شخص یہ اعتراض کر سکتا ہے کہ نبوت ایک صفت ہے اس کے لئے موصوف کا ہونا ضروری ہے جبکہ آپ ﷺ پر آپ کی ولادت کے چالیس سال بعد وحی نازل ہوئی تو پھر آپ ﷺ کے وجود اور بعثت سے قبل آپ کو وصف نبوت سے کیسے متصف کیا جا سکتا ہے اور اگر آپ ﷺ کو اس طرح وصف نبوت سے متصف کیا جا سکتا ہے تو پھر دیگر انبیاء کو اس وصف سے متصف کیوں نہیں کیا جا سکتا؟

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اسی طرح اگر محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں، یا حضرت موسیٰ یا حضرت نوح یا حضرت ابراہیم علیہم السلام کے زمانہ میں تشریف لاتے تو وہ انبیاء اپنی نبوت اور رسالت پر برقرار رہتے یعنی وہ اپنی اپنی امتوں کے نبی اور رسول ہوتے اور رسول مکرم ﷺ ان انبیاء کے بھی نبی ہوتے اور ان کی امتوں کے بھی نبی ہوتے۔ آپ ﷺ کی نبوت تمام انبیاء کی نبوت سے عظیم الشان اور زیادہ ہے آپ ﷺ دیگر انبیاء کے ساتھ شریعت کے اصول میں متفق ہے کیونکہ ان اصول میں کوئی اختلاف نہیں آپ ﷺ کی شریعت کو اولیت حاصل ہے۔ اختلاف صرف فروع میں ہے یہ اختلاف یا تو تخصیص کی رو سے ہوگا یا نسخ کی رو سے۔ لیکن در حقیقت نہ ہی کوئی نسخ ہوگا اور نہ ہی کوئی تخصیص ہوگی بلکہ اس وقت شریعت محمدیہ ﷺ ان امتوں کی طرف منسوب ہوگی جن کی طرف وہ انبیاء مبعوث ہوئے اور اس وقت اس امت کی نسبت کی وجہ سے یہی شریعت تھی لوگوں کے تبدیل ہونے اور اوقات کے مختلف ہونے کی وجہ سے احکام بدلتے رہتے ہیں۔ مذکورہ بالا وضاحت ان دونوں احادیث کے معنی ہمارے لئے ظاہر ہو گئے۔ جن کے مفہوم پہلے ہم سے پوشیدہ تھے:۔

1۔ آپ ﷺ کا یہ فرمان ہے: بُعِثْتُ لِلنَّاسِ كَافَّةً۔ ''میں تمام لوگوں کے لئے نبی بنا کر بھیجا گیا ہوں'' پہلے ہم یہی سمجھتے تھے کہ آپ ﷺ اپنے زمانہ سے لیکر قیامت کے لوگوں کے نبی ہیں لیکن اب یہ حقیقت عیاں ہوئی ہے کہ آپ ﷺ اپنے سے پہلے لوگوں کے بھی اسی طرح نبی ہیں جس طرح کہ ظہور کے بعد والے لوگوں کے نبی ہیں۔

2۔ آپ ﷺ کے اس ارشاد: كُنْتُ نَبِيًّا وَّ آدَمُ بَيْنَ الرُّوْحِ وَالْجَسَدِ ''میں اس وقت بھی نبی تھا جب حضرت آدم علیہ السلام ابھی روح اور جسم کے درمیان تھے۔'' کے بارے میں ہم یہی سمجھتے تھے کہ آپ ﷺ علم الٰہی میں اس وقت نبی تھے لیکن اس وضاحت سے یہ معلوم ہوا کہ آپ اس وقت حقیقت میں نبی تھے۔ آپ ﷺ کے وجود مسعود کے ظہور اور چالیس سال تک پہنچنے اور اس سے پہلے کی حالت میں فرق ہے۔

احکام کا شروط کے ساتھ معلق ہونا کبھی اس محل (وجود) کی وجہ سے ہوتا ہے جو احکام کو قبول کرتا ہے اور کبھی اس فاعل کی وجہ سے ہوتا جو ان احکام میں تصرف کر رہا ہوتا ہے۔ یہاں احکام کا شروط سے معلق ہونا اس محل (وجود) کی وجہ سے ہے جو احکام کو قبول کرتا ہے۔ اس محل سے مراد وہ لوگ ہیں جس کی طرف آپ کو مبعوث کیا گیا۔ جنہوں نے آپ ﷺ کے کلام کو سنا اور آپ ﷺ کے جسد اطہر نے اپنی زبان سے ان کو مخاطب کیا۔ مزید وضاحت کے لئے ایک مثال بیان کی جاتی ہے۔

ایک باپ اپنی بیٹی کی شادی کے لئے ایک شخص کو وکیل بناتا ہے جب کفو (ہم مرتبہ خاندان) پایا جائے تو یہ وکالت درست ہوگی اور وہ آدمی وکالت کا اہل ہوگا اور وکالت ثابت ہو جائے گی۔ کبھی اس کفو کے ملنے میں دیر ہو جاتی ہے کافی عرصہ کے بعد وہ کفو ملتا ہے۔ اس تاخیر کی وجہ سے نہ ہی وکالت کے درست ہونے پر اعتراض کیا جاسکتا ہے اور نہ ہی وکیل کی قابلیت میں عیب نکالا جاسکتا ہے۔

علامہ سبکی رحمۃ اللہ علیہ کی گفتگو پایہ تکمیل کو پہنچی اور خصائص کبریٰ کی عبارت بھی ختم ہو گئی۔

حضرت امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ نے ''المواهب الدنیه'' میں لکھا ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وجود کو کمال حاصل ہوتا اگرچہ مخلوق میں سے کسی پر بھی اس کا اظہار نہ ہو۔ اس طرح اس کمال کی دو قسمیں ہیں:

(1) وہ کمال جو کسی وجود کی تخلیق کے وقت سے ہی اس کے ساتھ ملا ہوا ہوتا ہے۔

(2) وہ کمال جو اس ذات کو تخلیق کے بعد حاصل ہوتا ہے۔ یہ علم ہم کو صرف آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ سے ہی حاصل ہو سکتا ہے۔ مخلوق میں سے کسی کا کمال بھی آپ ﷺ کے کمال سے عظیم نہیں ہو سکتا نہ ہی کوئی وجود آپ ﷺ کے وجود مسعود سے افضل ہو سکتا ہے۔ ہم کو صحیح حدیث کے ذریعے علم حاصل ہوا ہے کہ حضور ﷺ کو وہ کمال اپنے رب کی طرف سے تخلیق آدم سے قبل عطا کیا گیا تھا اس وقت اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو نبوت عطا فرمائی پھر آپ ﷺ کے بارے میں انبیائے کرام سے وعدے لئے تاکہ انہیں معلوم ہو جائے کہ آپ ﷺ ان سے مقدم ہیں اور آپ ﷺ ان تمام کے نبی اور رسول ہیں۔

وعدے لینے کا انداز اس طرح ہے کہ اس میں قسم کا بھی اظہار ہوتا ہے اسی وجہ سے: لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ[1] میں لام داخل کیا گیا۔ شاید یہاں ایمان سے مراد اس طرح بیعت لینا ہی ہے جس طرح خلفاء کے لئے بیعت لی جاتی ہے۔

ذرا غور تو کرو کہ اللہ رب العزت کی طرف سے آپ ﷺ کو کتنی عظمت اور رفعت عطا کی گئی ہے جب یہ حقیقت عیاں ہو گئی تو معلوم ہوا کہ حضور ﷺ انبیاء کے بھی نبی ہیں اسی وجہ سے آخرت میں تمام انبیاء علیہم السلام آپ ﷺ کے جھنڈے کے نیچے ہوں گے اور اسی لئے شب معراج آپ ﷺ نے تمام انبیاء کی امامت کی۔ اگر آپ ﷺ حضرت آدم، حضرت نوح، حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام کے زمانہ میں مبعوث ہوتے تو ان تمام انبیاء کے لئے اور ان کی امتوں کے لئے آپ ﷺ پر ایمان لانا واجب ہوتا۔ ان تمام پر آپ ﷺ کی مدد کرنا بھی واجب ہوتا۔ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان سے وعدہ لیا۔ ان تمام کو آپ ﷺ کی نبوت اور رسالت معناً حاصل ہو گئی لیکن آپ ﷺ کا یہ معاملہ ان لوگوں کا آپ ﷺ کے ساتھ جمع ہونے پر موقوف ہے۔ یہ معاملہ ان لوگوں کے وجود کے نہ ہونے کی وجہ سے متاخر ہوا۔ اس معاملہ میں اس وجہ سے تاخیر نہ ہوئی کہ آپ ﷺ وصف نبوت سے متصف نہ تھے۔ محل (وجود) کے قبول کر لینے کی وجہ سے فعل کے توقف اور فاعل کے اہلیت کی وجہ سے فعل کے توقف میں فرق ہے یہاں فاعل کی طرف سے کوئی توقف نہیں ہے یعنی تاجدار نبوت ﷺ کی طرف سے یہاں کوئی توقف نہیں ہے بلکہ یہ توقف اس زمانے کی وجہ سے ہے جس میں وہ لوگ موجود تھے اگر آپ ﷺ ان کے زمانہ میں تشریف لے آتے تو یقیناً ان پر آپ ﷺ کی پیروی کرنا لازم ہوتی اسی وجہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام آخری زمانہ میں آپ ﷺ کی شریعت میں ہی تشریف لائیں گے۔ وہ اپنی حالت پر نبی ہی رہیں گے اس طرح نہیں جس طرح کہ بعض لوگوں نے گمان کیا ہے کہ وہ اس امت کے ایک فرد بن کر تشریف لائیں گے۔ وہ یقیناً اس امت کے ایک فرد بن کر تشریف لائیں گے لیکن ان کی نبوت بھی برقرار رہے گی وہ حضور اکرم ﷺ کے احکام کی پیروی کرنے والے ہوں گے وہ قرآن وسنت کے مطابق ہمارے نبی مکرم ﷺ کی شریعت سے فیصلہ فرمائیں گے۔ قرآن اور سنت میں جو امر نہی ہوگا آپ علیہ السلام اس کا حکم فرمائیں گے۔ حضور ﷺ کے ساتھ آپ علیہ السلام کا تعلق وہی ہوگا جو دیگر امتیوں کا آپ کے ساتھ ہے۔ آپ علیہ السلام وصف نبوت سے متصف ہی رہیں گے۔ اس میں کسی قسم کی کوئی کمی نہیں ہوگی۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہدایت کا مفہوم ہمارے بیان کردہ مفہوم کے علاوہ ہوتا تو ذات باری تعالیٰ کا ارشاد یوں ہوتا: فَبِهُدٰهُمُ اقْتَدِهْ ”آپ ان کی اقتداء کیجئے۔“ یہ حدیث مبارک پہلے گزر چکی ہے: کُنْتُ نَبِیًّا وَّ آدَمُ بَیْنَ الْمَاءِ وَالطِّیْنِ ”میں اس وقت بھی نبی تھا جس وقت حضرت آدم علیہ السلام پانی اور مٹی کے درمیان تھے۔“ ہر وہ نبی علیہ السلام جو آپ ﷺ کے ظہور کے زمانے سے قبل گزر چکا ہے وہ اپنی شریعت کے ساتھ اپنی بعثت میں حضور ﷺ کا نائب ہے۔ حضرت امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے پھر خود ہی ایک نکتہ اٹھایا ہے وہ یہ ہے کہ اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ اگر حقیقت حال اسی طرح ہو جس طرح آپ نے وضاحت کی ہے تو پھر روح محمد ﷺ ہی تمام عالم خیر کی روح ہوگی اور تمام عالم کی روح رواں آپ ﷺ کی ذات ہی ہوگی۔

جواب

اس کا جواب ہوگا جی ہاں۔ معاملہ اسی طرح ہے جس طرح شیخ ابن عربی علیہ الرحمۃ نے اپنی کتاب کے تین سو چھیالیسویں باب میں ذکر کیا ہے ”آپ ﷺ کے ظہور سے پہلے مذکورہ عالم ایک معتدل جسم کی طرح تھا۔“ آپ ﷺ کے وصال کے بعد یہ عالم ایک خوابیدہ چیز کی طرح ہے اور اس وقت جب بروز حشر آپ ﷺ اپنے روضہ اطہر سے اٹھیں گے یہ عالم اس طرح ہوگا کہ گویا ابھی نیند سے بیدار ہوا ہو آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال سے لے کر آپ ﷺ کے اٹھنے تک یہ پورا عالم خوابیدہ ہی رہے گا۔

پھر حضرت امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ حضرت ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب کے تین سو سینتیسویں باب میں فرمایا ہے۔ آپ نے حضور اکرم ﷺ کی اس حدیث: وَکَانَ مُوْسٰی حَیًّا مَا وَسِعَهٗ اِلَّا اَنْ یَّتَّبِعَنِیْ۔ ”اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی زندہ ہوتے تو انہیں میری اتباع کے علاوہ اور کوئی چارہ کار نہ ہوتا۔“ کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا ہے:

”معلوم ہوا کہ حضور ﷺ نبی الانبیاء ہیں اور اس کی وجہ وہ عہد ہے جو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی سیادت اور نبوت پر تمام انبیاء سے لیا تھا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اس فرمان میں ذکر ہے: وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ...... الخ (آل عمران: 81) لہٰذا آپ ﷺ کی رسالت بھی عام ہے اور آپ ﷺ کی شریعت بھی عام ہے۔ جس چیز کے ساتھ بھی کوئی نبی مختص کیا گیا ہے وہ چیز دراصل حضور ﷺ کے لئے ہی ہے۔“

ہر وہ نبی علیہ السلام جو آپ ﷺ کے ظہور سے پہلے گزرا ہے وہ اپنی بعثت میں اس شریعت کے ساتھ آپ کا نائب ہے۔ اسی قول کو حضرت امام سبکی اور حضرت جلال الدین سیوطی رحمہما اللہ تعالیٰ نے بھی ذکر کیا ہے۔ حضرت شیخ ابن عربی علیہ الرحمۃ نے مذکورہ کتاب کے خاتمہ کے پینتیسویں باب میں لکھا ہے کہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سارے انبیاء و رسل سے افضل ہیں آپ ﷺ خاتم الانبیاء والرسل ہیں تمام انبیاء علیہم السلام آپ ﷺ کی ذات ہی سے مدد طلب کیا کرتے تھے۔ اس سے ہمارے اس قول کی تائید ہوتی ہے۔

شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب کے چار سو کانویں باب میں لکھا ہے کہ مخلوق کو دنیا اور آخرت میں جو علم بھی حاصل ہوگا وہ حضور مکرم ﷺ کے باطن کا فیض ہی ہوگا۔ خواہ وہ اہل علم انبیاء اور علماء ہوں جو آپ ﷺ کی بعثت سے پہلے

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم سے لے کر آپ ﷺ تک جتنے بھی انبیاء بھیجے ہیں ان تمام سے اللہ نے یہ وعدہ لیا تھا کہ اگر ان کے زمانہ میں محمد عربی (فداہ روحی) ﷺ مبعوث ہوئے۔ تو ان پر لازم ہے کہ وہ ضرور آپ ﷺ پر ایمان لائیں اور آپ ﷺ کی ضرور مدد کریں پھر ہر نبی نے اپنی امت سے یہ وعدہ لیا۔

تمام انبیاء اور اولیاء کا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مدد طلب کرنا

حضرت امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''الیواقیت والجواھر'' کے تینتیسویں باب میں لکھا ہے۔ اسی طرح ابن عربی کے فتوحات میں ذکر کیا ہے کہ تمام انبیاء اور مرسلین روح محمد ﷺ سے مدد طلب کیا کرتے تھے کیونکہ آپ ﷺ قطب الاقطاب ہیں اس کی تشریح عنقریب خاتم النبیین کی بحث میں آئے گی۔ حضور اکرم ﷺ اولین و آخرین کی مدد فرمانے والے ہیں آپ ﷺ ہر اس نبی اور ولی کی مدد کیا کرتے تھے جو آپ ﷺ کے ظہور سے قبل دنیا میں آئے تھے اور آپ ﷺ ہر اس ولی کی مدد فرمائیں گے جو آپ ﷺ کے وصال کے بعد دنیا میں آئے گا۔ وہ ولی آپ ﷺ کی مدد کی وجہ سے مرتبہ کمال تک پہنچے گا۔ آپ ﷺ عالم شہادت میں موجود ہوتے ہوئے بھی مدد فرماتے ہیں اسی طرح عالم برزخ سے بھی مدد فرماتے ہیں۔ آپ ﷺ کی رسالت کے انوار ہمہ وقت برس رہے ہیں اولین و آخرین اس نور سے مستفیض ہو رہے ہیں۔

اعتراض

اگر کوئی شخص یہ اعتراض کرے کہ ایک حدیث شریف میں ہے: اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ نُوْرِیْ ''سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرے نور کی تخلیق فرمائی'' جبکہ دوسری حدیث شریف میں ہے: اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ الْعَقْلَ ''اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے عقل کی تخلیق فرمائی'' ان دونوں احادیث میں تطبیق کیسے ہو گی۔

جواب

اس کا جواب یہ ہے کہ ان دونوں احادیث کا معنی ایک ہے کیونکہ حقیقت محمدیہ ﷺ کو کبھی عقل کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے اور کبھی نور کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔

اعتراض

آپ ﷺ انبیائے سابقین کی مدد فرماتے تھے۔ قرآن پاک میں اس کی کیا دلیل ہے۔

جواب

اس کا جواب اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے: اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ (الانعام:90) ''یہی وہ لوگ ہیں جنہیں ہدایت دی تھی اللہ نے تم انہیں کے طریقہ کی پیروی کرو۔''

یعنی انبیاء علیہم السلام کی ہدایت وہی ہے جو آپ ﷺ کے باطن مبارک سے انہیں حاصل ہوئی پس جب آپ ﷺ ان کی ہدایت سے ہدایت پائیں گے تو گویا کہ وہ ہدایت آپ ﷺ کی اپنی ہی ہدایت ہے۔ جو آپ ﷺ حاصل کر رہے ہیں کیونکہ باطن میں آپ ﷺ کو اولیت حاصل ہے جبکہ ظاہراً آپ ﷺ سب سے آخر میں مبعوث ہوئے ہیں۔ اگر اس

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ابوالفتیان احمد بدوی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "صلوات" پر عبدالرحمٰن العیدروس کی شرح

شیخ یوسف بن اسماعیل النبہانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں "میں نے عارف باللہ شیخ عبدالرحمٰن العیدروس کی کتاب "صلوات" پر لکھی ہوئی شرح دیکھی ہے اس کتاب کے مصنف غوث زمان، بحر عرفان شیخ ابوالفتیان احمد بدوی ہیں۔" اس کتاب میں حضور مکرم ﷺ کے فضائل کے متعلق کئی عجیب نکات اور کئی خوبصورت عبارات ہیں۔ اب میں اس کتاب اور اس کی شرح کو بعینہٖ نقل کر رہا ہوں۔

مصنف کے قول "اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا" کی شرح میں لکھا ہے کہ آپ ﷺ تمام مخلوق کے سردار ہیں کیونکہ آپ ﷺ کی فضیلت تمام مخلوق سے زیادہ ہے آپ ﷺ کے لئے یہ تمام فضیلت اللہ کی جانب سے ہے۔ آپ ﷺ کی یہ فضیلت آپ کی عظمت اور قدر و منزلت کے مطابق ہے۔ آپ ﷺ کی عظمت اور رفعت کو کما حقہ اللہ کے علاوہ اور کوئی نہیں جان سکتا۔ وہ اللہ جو جلیل اور عظیم ہے اس نے اس ذات پر احسان کیا ہے جو جلیل اور عظیم ہے یقیناً وہ احسان بھی جلیل اور عظیم ہی ہوگا۔

"صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ" کا معنی یہ ہے کہ اے مولا! تو آپ ﷺ کی ذات پر بغیر کسی واسطہ کے ذاتی رحمت نازل فرما۔ آفات سے سلامتی عطا فرما برکت کا معنی زیادہ کرنا ہے یہ لفظ کسی مزید تشریح کا محتاج نہیں ہے۔ آپ ﷺ کی ذات پر درود شریف پڑھنے کی بے شمار فضیلت ہے یہ فضیلت کئی کتب میں موجود ہے اس کے ذکر سے یہ کتاب طویل ہو جائے گی۔

بعض اولیائے کاملین نے فرمایا ہے کہ آخری زمانہ میں جب نیک لوگ ختم ہو جائیں گے تو اللہ کی بارگاہ میں ان کے اعمال اس درود شریف کے وسیلہ سے مقبول ہوں گے جو انہوں نے اپنے نبی مکرم ﷺ کی بارگاہ میں حالت نیند یا بیداری کی حالت میں عرض کیا ہوگا۔

تیرے لئے یہی دلیل کافی ہے کہ علماء نے فرمایا ہے کہ اعمال میں سے کچھ وہ عمل ہیں جو اللہ کی بارگاہ میں مقبول ہوتے ہیں اور کچھ اعمال اس کی بارگاہ میں مقبول نہیں ہوتے لیکن درود شریف ایسا عمل ہے جو ہر حالت میں اللہ کی بارگاہ میں مقبول ہوتا ہے۔ درود شریف کی یہ قبولیت آپ ﷺ کے عزت و احترام کی وجہ سے ہے۔

آپ ﷺ تمام مخلوق سے افضل ہیں اس کی دلیل قرآن پاک کی مندرجہ ذیل آیت ہے:

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَآ اٰتَیْتُکُمْ مِّنْ کِتٰبٍ وَّ حِکْمَۃٍ ثُمَّ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَکُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِہٖ وَلَتَنْصُرُنَّہٗ ط (آل عمران:81)

"اور یاد کرو جب اللہ تعالیٰ نے لیا انبیاء سے پختہ وعدہ کہ قسم ہے تمہیں اس کی دوں میں تم کو کتاب اور

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

گزر چکے تھے یا وہ علماء ہوں جو اس جہان رنگ و بو میں آپ ﷺ کے وصال کے بعد آئے ہوں۔ سید المرسلین ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے "مجھے اولین و آخرین کا علم عطا فرمادیا گیا ہے" آپ ﷺ کو جو علم عطا کیا گیا تھا آپ ﷺ نے اس کا عام حکم فرمایا آپ ﷺ کا یہ علم ہر قسم کے علوم پر مشتمل ہے خواہ وہ علم معقول ہو یا منقول ہو یا وہ ایسا علم ہو جو حاصل کیا جاتا ہے یا وہ علم ہو جو ہبہ کیا جاتا ہے۔ اے برادر محترم! تو بھی کوشش کرتا کہ تو بھی ان لوگوں میں سے ہو جائے جو اللہ تعالیٰ کے علوم کو اس کے نبی ﷺ کے وسیلہ سے حاصل کرتے ہیں کیونکہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے علوم کو تمام مخلوق سے زیادہ جاننے والے ہیں۔

http://t.me/Tehqiqat

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

یہ علم تھا کہ سید المرسلین ﷺ دیگر انبیاء علیہم السلام کے ساتھ جمع نہیں ہوں گے تو اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام سے اتنا پختہ وعدہ کیوں لیا۔ حضرت امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ کی بیان کردہ وجہ کے بعد کسی اور چیز کی ضرورت اور احتیاج باقی نہیں رہتی اور اگر مفہوم وہ ہوتا جو اس مخالف نے بیان کیا ہے تو پھر آپ ﷺ کا دعویٰ مکمل نہ ہوتا اور وہ دعویٰ یہ ہے کہ آپ ﷺ دیگر انبیاء اور ان کی امتوں کی طرف رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں اگرچہ ان کے لئے آپ ﷺ کی تبلیغ ثابت نہیں ہوتی۔ ان کو تبلیغ نہ ہونا یہ دیگر انبیاء اور امتوں کی طرف سے مانع کی وجہ سے ہے۔ تبلیغ کے نہ ہونے کا کوئی مانع آپ کی طرف سے نہ تھا کیونکہ ان لوگوں کے زمانہ میں آپ ﷺ صورت بشریہ میں تشریف نہ لائے تھے۔ جس طرح کہ آپ ﷺ ان لوگوں کے بھی رسول ہیں جو پہاڑوں کی چوٹیوں پر رہتے ہیں لیکن ان کو آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تبلیغ نہیں پہنچی لیکن تبلیغ کے نہ پہنچنے کا مانع ان لوگوں کی طرف سے ہے نہ کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف سے۔ جس طرح کہ سیدی القطب محمد وفا علیہ الرحمۃ نے کہا ہے:

فَاَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ اَعْظَمُ كَائِنٍ وَاَنْتَ لِكُلِّ الْخَلْقِ بِالْحَقِّ مُرْسَلٗ

”آپ اللہ تعالیٰ کے رسول مکرم ﷺ ہیں اور آپ تمام کائنات سے عظیم الشان ہیں آپ ﷺ تمام کائنات کی طرف حق کے ساتھ مبعوث کئے گئے ہیں۔“

یہ تمام وضاحت آپ ﷺ کی بشری صورت کی حیثیت سے تھی ورنہ تمام انبیاء علیہم السلام ازل سے ہی آپ ﷺ پر ایمان لے آئے تھے۔ اسی وجہ سے آپ تمام انبیاء کے نبی اور ان کے سردار ہیں کیونکہ آپ ﷺ کی ذات اللہ تعالیٰ کی ذات کی مظہر اتم اور وسیلہ عظمیٰ ہے۔ آپ ان تمام اسماء کے جامع ہیں جن کے ذریعے عمدہ، خوبصورت اور قابل ستائش مقام حاصل ہوتا ہے آپ برزخ کبریٰ کے مالک ہیں اس سے مراد مشاہدۂ حق میں مستغرق رہنا ہے اسی کا نام آیۃ کبریٰ ہے انبیاء اور ان کے ورثا کے لئے تو قاب قوسین کا مقام مقرر ہے جبکہ آپ کا مقام او ادنیٰ ہے آپ ﷺ کی طرح کسی اور شخص کو اللہ کا عرفان حاصل نہ ہوا نہ آپ کی طرح کسی نے اللہ تعالیٰ سے محبت کی اور نہ ہی اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی طرح کسی اور ذات سے محبت کی ہر مقام میں آپ ﷺ کو انفرادیت حاصل ہے اسی وجہ سے آپ ﷺ کی ذات ہر خاص و عام کی مددگار ہے آپ ﷺ انبیاء کا وسیلہ اور ان کے مددگار ہیں جبکہ تمام انبیاء آپ ﷺ کے نائب اور خلفاء ہیں جس طرح حضرت شیخ علوی رحمۃ اللہ علیہ نے بارگاہ رسالت میں ہدیہ عقیدت پیش کیا ہے:

لَکَ ذَاتُ الْعُلُوِیْ وَالْاَسْمَآءُ یَا نَبِیًّا نَوَّابُهُ الْاَنْبِیَاءُ

”آپ ﷺ کی ذات اور اسماء بلند و بالا ہیں اے وہ عظیم الشان نبی جس کے نائب انبیاء ہیں۔“

امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ سے شیخ ابن عربی کی عبارت نقل کرنے کے بعد عبدالرحمٰن العیدروسی فرماتے ہیں کہ جو وضاحت پہلے گزر چکی ہے اور جو تشریح بعد میں بیان کی جائے گی اس سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا مفہوم واضح ہو گیا: وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۰۷﴾ (الانبیاء:107) ”اور نہیں بھیجا ہم نے آپ کو مگر سراپا رحمت بنا کر سارے جہانوں کے لئے۔“ اسی طرح اس آیت کا مفہوم بھی واضح ہوگا: وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا (سبا:28) ”اور نہیں بھیجا ہم نے

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حکمت سے پھر تشریف لائے تمہارے پاس وہ رسول جو تصدیق کرنے والا ہو ان (کتابوں) کی جو تمہارے پاس ہیں تو تم ضرور ضرور ایمان لانا اس پر اور ضرور ضرور مدد کرنا اس کی۔"

کوئی بھی نبی اللہ تعالیٰ نے مبعوث نہیں کیا مگر اس نے اس سے یہ عہد لیا ہے کہ اگر اس کی زندگی میں محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء مبعوث ہوئے تو وہ ضرور آپ ﷺ پر ایمان بھی لائے گا اور آپ ﷺ کی مدد بھی کرے گا۔ اللہ تعالیٰ نے ہر نبی سے یہ عہد اس لئے لیا تھا تا کہ حضور اکرم ﷺ ان تمام انبیاء کے امام اور پیشوا بن جائیں تمام انبیاء آپ ﷺ کی اتباع کرنے والے ہوں نہ یہ کہ آپ ﷺ ان کی اتباع کرنے والے ہوں۔ اگر چہ اللہ رب العزت کو یہ علم تھا کہ حضور ﷺ "خاتم النَّبِیّٖنَ وَالْمُرْسَلِیْنَ" ہیں پھر اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء علیہم السلام سے یہ وعدہ اس لئے لیا تھا تا کہ تمام انبیاء آپ ﷺ کی فضیلت اور رفعت شان کو پہچان جائیں۔ وہ یہ بھی جان لیں کہ آپ ﷺ ان کے پیشوا ہیں آپ ﷺ ان تمام کے نبی اور رسول ہیں صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلَیْھِمْ اَجْمَعِیْنَ۔

یہ بھی ممکن ہے کہ اس آیت میں ایک دوسرے حکم کی طرف اشارہ ہو ہم پر اس کا جاننا بھی لازم ہے۔ جب آپ ﷺ نے شب معراج مسجد اقصیٰ میں تمام انبیاء کی امامت کی تو یہ ثابت ہو گیا کہ آپ ﷺ تمام انبیاء علیہم السلام کے امام ہیں آخرت میں جب تمام انبیاء آپ ﷺ کے جھنڈے کے نیچے ہوں گے تو بھی یہ ثابت ہو گا کہ آپ ﷺ تمام انبیاء کے سردار ہیں۔ آخری زمانہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے وہ آپ ﷺ کی شریعت کے حاکم بن کر تشریف لائیں گے۔

اسی طرح شب معراج آپ ﷺ نے تمام انبیاء کو تبلیغ بھی فرمائی تھی۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے...... پھر آپ ﷺ نے انبیاء کی ارواح سے ملاقات کی تمام انبیاء نے اپنے رب کی حمد و ثنا بیان کی پھر حضور اکرم ﷺ اپنے مولا کی تعریف میں یوں گویا ہوئے:

"تم میں سے ہر ایک نے اپنے رب کی تعریف کی ہے میں بھی اپنے پروردگار کی تعریف کرتا ہوں آپ ﷺ نے فرمایا: تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے مجھے رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجا، تمام دنیا کے لئے مجھے بشیر اور نذیر بنایا مجھ پر وہ فرقان نازل کیا جس میں ہر چیز کا بیان ہے اللہ تعالیٰ نے مجھے فاتح اور خاتم بنایا۔"

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا انہیں خصوصیات کی وجہ سے حضرت محمد ﷺ تم سب پر فضیلت رکھتے ہیں۔ آپ ﷺ نے جو اپنے رب کی حمد و ثنا بیان کی تمام انبیاء علیہم السلام نے اس کا اقرار کیا جس کی وجہ سے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے آپ ﷺ کی فضیلت بیان کی۔ حمد و ثناء بیان کرنا ہی آپ ﷺ کی دیگر انبیاء علیہم السلام کے لئے تبلیغ تھا یہی آپ ﷺ کی ذات پر ان کا ایمان لانا تھا آپ ﷺ کے فرمان کی تصدیق ہی آپ کی نصرت تھی۔ تمام انبیاء علیہم السلام کی طرف آپ ﷺ کی بعثت پایہ ثبوت کو پہنچ گئی اسی سے انبیاء علیہم السلام کی اس پختہ عہد کے ساتھ وفا بھی ثابت ہو گئی جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں کیا ہے: وَاِذْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ...... الخ

اس وقت اس اعتراض کرنے والے کی بات کی طرف توجہ نہیں دی جائے گی جو یہ کہتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کو ازل ہی سے

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

7۔ترمذی شریف کی روایت میں ہے: اَنَا سَیِّدُ وُلْدِ آدَمَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ وَلَا فَخْرَ وَمَا مِنْ نَّبِیٍّ آدَمُ فَمَنْ دُوْنَہٗ اِلَّا تَحْتَ لِوَائِیْ۔ ''میں یوم قیامت کو نوع انسانی کا سردار ہوں گا حضرت آدم اور ان کے علاوہ جتنے بھی انبیاء ہیں وہ میرے جھنڈے کے نیچے ہوں گے۔''

آپ ﷺ نے جو بعض انبیاء کو بعض پر فضیلت دینے سے منع فرمایا ہے اس کے کئی جواب دیئے گئے ہیں۔ ان میں سے ایک جواب یہ ہے کہ آپ ﷺ نے ایسی فضیلت دینے سے منع فرمایا جس کی وجہ سے کسی نبی علیہ السلام کی شان میں کمی ہوتی ہو یا مرتبہ کم ہوتا ہو۔ حضرت استاذی المکرّم علی وفا رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ آپ ﷺ نے عام صحابہ کے لئے تو یہی فرمایا کہ مجھے یونس بن متی علیہ السلام پر فضیلت نہ دو۔ لیکن آپ ﷺ نے اپنے بعض صحابہ کو جو بشری صفات میں کامل تھے فرمایا کہ میں تمام انبیاء اور مرسلین اور مقربین ملائکہ سے افضل ہوں۔ انہوں نے آپ ﷺ کی اس فضیلت کو مسرت اور خالص تصدیق سے قبول کیا اگر آپ ﷺ یہی بات اس شخص کے لئے کہتے جو صفات بشری میں کامل نہ ہوتا تو وہ یقیناً آپ ﷺ کی اس فضیلت میں شک کرتا۔

حضرت ابوالمواہب الشاذلی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ میرے اور جامع ازہر کے ایک آدمی کے درمیان قصیدہ بردہ شریف کے اس شعر پر مجادلہ ہوا:

فَمَبْلَغُ الْعِلْمِ فِیْهِ اَنَّهٗ بَشَرٌ وَاَنَّهٗ خَیْرُ خَلْقِ اللّٰهِ كُلِّهِمِ

''پس ہمارے علم کا منتہی حضور ﷺ کی حقیقت کی نسبت صرف یہی کافی ہے کہ آپ انسان ہیں اور تمام مخلوقات سے افضل ہیں۔''

اس شخص نے کہا کہ آپ ﷺ تمام مخلوق میں سے بہترین ہیں اس پر کوئی دلیل نہیں میں نے کہا کہ اس بات پر امت کا اجماع ہے کہ آپ ﷺ تمام مخلوق سے افضل ہیں لیکن اس شخص نے اپنے قول سے رجوع نہ کیا میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ جامع ازہر کے منبر کے پاس تشریف فرما ہیں۔ آپ ﷺ نے میری طرف رخ انور کر کے فرمایا: مَرْحَبًا بِحَبِیْبِنَا۔ ''ہم اپنے اس پیارے کو خوش آمدید کہتے ہیں۔'' پھر آپ ﷺ نے اپنے صحابہ کو مخاطب کر کے فرمایا: ''کیا تم جانتے ہو کہ آج کیا واقعہ رونما ہوا'' انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم نہیں آپ ﷺ نے فرمایا: فُلَانٌ اَلتَّعِیْسُ یَعْتَقِدُ اَنَّ الْاِجْمَاعَ لَمْ یَقَعْ عَلٰی تَفْضِیْلِیْ ''فلاں بدبخت یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ میری فضیلت پر اجماع نہیں ہے۔''

یہ بھی جان لینا چاہئے کہ معتزلہ اور اہل السنۃ کے درمیان جو اختلاف ہے وہ اس اجماع کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا ابوالمواہب الشاذلی علیہ الرحمۃ نے یہ بھی فرمایا:

''میں نے پھر ایک دفعہ سرور کائنات ﷺ کی زیارت کی میں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول 'فَمَبْلَغُ الْعِلْمِ فِیْهِ اَنَّهٗ بَشَرٌ'' کا معنی یہ ہے کہ آپ ﷺ کی ذات کے بارے میں علم کی انتہا یہ ہے کہ آپ ﷺ بشر ہیں یہ اس شخص کے نزدیک ہے جس کو آپ ﷺ کی حقیقت کا علم نہیں ہے۔ ورنہ آپ ﷺ کا مقام

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

آپ کو مگر تمام انسانوں کی طرف بشیر اور نذیر بنا کر۔"

کیونکہ ان آیات میں حصر اور عموم پایا جاتا ہے جو اس بات کو ثابت کرتا ہے کہ آپ ﷺ تمام مخلوق کے نبی ہیں۔ اسی طرح شیخ محی الدین رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے رسالہ "انوار" میں جو کچھ لکھا ہے وہ بھی ہمارے اسی قول کی تائید کرتا ہے۔ حضرت شیخ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں "محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء وہ ذات اقدس ہے جو عالم ارواح میں تمام انبیاء اور رسل کو ان کے مقامات عطا کرتی تھی حتیٰ کہ اللہ رب العزت نے آپ ﷺ کو آپ کے جسد اطہر کے ساتھ مبعوث کیا سابقہ انبیاء کی امتوں کے اولیاء اپنے انبیاء سے فیض حاصل کرتے ہیں جبکہ وہ انبیاء علیہم السلام آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام سے فیض لیتے ہیں۔

اس کے بارے میں استاذ محترم "حاتم الاھدل" اور آپ کے شاگرد حضرت عبدالقادر العیدروس کا نقطہ نظر بھی حضرت شیخ کے کلام کی تائید کرتا ہے۔

"الھیمون" ملائکہ کا ایک گروہ ہے جو حریم ناز میں اللہ کی ذات کے مشاہدے میں اس طرح مستغرق رہتے ہیں گویا کہ وہ اللہ کی ذات کے علاوہ کسی اور کو جانتے ہی نہیں۔ اس کمال استغراق نے انہیں بارگاہ محمدیہ میں داخل کر دیا ہے اس سے آپ کے ان کے لئے واسطہ ہونے کی نفی لازم نہیں آتی جس طرح کہ آپ ﷺ ان کے علاوہ دیگر مخلوق کا واسطہ ہیں "الْاَبْیَاتِ الْعِیْدُرُوْسِیَه" کی شرح میں بھی ہم نے بھی یہی بات لکھی ہے۔ جس کو ذکر کرنے سے یہ گفتگو بہت طویل ہو جائے گی اس لئے ہم دوبارہ اسی موضوع کی طرف واپس آتے ہیں۔

اسی طرح حضور اکرم ﷺ کے مندرجہ ذیل ارشادات سے بھی اسی بات کی تاکید ہوتی ہے:

1۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اَنَا یَعْسُوْبُ الْاَرْوَاحِ "میں ارواح کا سردار ہوں۔"

2۔ نَحْنُ الْاَوَّلُوْنَ وَالْآخِرُوْنَ۔ "ہم بعثت میں سب سے آخر میں ہیں لیکن جنت میں سب سے پہلے جائیں گے۔"

3۔ بُعِثْتُ اِلَی الْاَحْمَرِ وَالْاَسْوَدِ۔ "میں ہر سرخ اور کالے کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں۔"

4۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کردہ حدیث میں ہے: اُعْطِیْتُ خَمْسًا لَمْ یُعْطَھُنَّ نَبِیٌّ قَبْلِیْ "مجھے پانچ ایسی چیزیں عطا کی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو عطا نہیں کی گئی تھیں ہر نبی ایک خاص قوم کی طرف مبعوث ہوتا رہا لیکن مجھے اللہ تعالیٰ نے پوری نوع انسانی کے لئے نبی بنا کر بھیجا ہے۔

5۔ حضرت ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے: کُنْتُ نَبِیًّا وَّآدَمُ بَیْنَ الرُّوْحِ وَالْجَسَدِ۔ "میں اس وقت بھی نبی تھا جب حضرت آدم علیہ السلام روح اور جسم کے درمیان تھے۔" ایک روایت میں ہے بَیْنَ الْمَاءِ وَالطِّیْنِ "میں اس وقت بھی نبی تھا جب حضرت آدم علیہ السلام پانی اور مٹی کے درمیان تھے۔" یعنی اس وقت نہ روح تھی نہ جسم تھا نہ پانی تھا نہ مٹی تھی مثلاً جب تو یہ کہتا ہے کہ میرا گھر بصرہ اور کوفہ کے درمیان ہے تو اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ تیرا گھر نہ بصرہ میں ہے نہ ہی کوفہ میں۔

6۔ صحیح حدیث میں ہے: اَنَا سَیِّدُ وُلْدِ آدَمَ "میں اولاد آدم کا سردار ہوں۔" ایک اور روایت میں ہے: اَنَا اَکْرَمُھُمْ عَلٰی رَبِّیْ۔ "میں اپنے اللہ کے دربار میں ان سب سے معزز ہوں۔"

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اِلَّا وطٰہٰ الْمُصْطَفٰی عَبْدُہٗ نَبِیُّہٗ مُخْتَارُہٗ الْمُرْسَلُ
ہر اس رحمت میں نبی مصطفیٰ، طٰہٰ مختارِ کل اور نبی مکرم ﷺ
وَاسِطَۃٌ فِیْھَا وَ اَصْلٌ لَّھَا یَفْھَمُ ھٰذَا کُلُّ مَنْ یَّعْقِلُ
واسطہ اور اصل ہیں یہ بات ہر وہ انسان سمجھتا ہے جو عقلمند ہے''

پھر السید احمد بدوی کے قول اَفْضَلُ الْخَلِیْقَۃِ الْاِنْسَانِیَّۃِ ''خلق کی رو سے تمام مخلوق سے افضل ہیں۔'' کی وضاحت میں علامہ العیدروسی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے'' اس سے مراد آپ ﷺ کے وجود مبارک کا معتدل، متحکم، مضبوط، سراپا حسن اور تخلیق میں مکمل ہونا ہے۔'' علماء کرام نے جو آپ ﷺ کا حلیہ مبارک ذکر کیا ہے اس سے بھی یہی بات ثابت ہوتی ہے۔ آپ ﷺ کا حلیہ مبارک مشہور و معروف ہے اور کتب سیرت میں موجود ہے۔

شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''فتوحات مکیہ'' کے ایک سو اڑتالیسویں باب میں ذکر کیا ہے۔ یہ وہ باب ہے جس میں انہوں نے اہل کشف کی فراست اور حکماء کی بصیرت کو بیان کیا ہے اہل کشف کی فراست میں کبھی غلطی کا امکان نہیں ہوتا جبکہ حکماء کی فراست میں غلطی ہوسکتی ہے۔

شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ حکماء کہتے ہیں کہ تخلیق کے لحاظ سے حسین ترین اور خوبصورت جسم وہ ہوتا ہے جو معتدل ہو نہ بہت زیادہ لمبا ہو اور نہ زیادہ چھوٹا ہو۔ اس کا جسم اتنا نرم ہو کہ وہ رقت اور سختی کے درمیان ہو۔ اس کا رنگ گندم گوں ہو۔ اس کے بال نہ لمبے ہوں نہ ہی زیادہ چھوٹے ہوں۔ نہ ہی زیادہ سیدھے ہوں نہ ہی زیادہ گھنگریالے ہوں۔ اس کے رخسار گلگوں ہوں اس کی آنکھ کی تاریکی اور گہرائی معتدل ہو۔ اس کا سر بڑا ہو۔ اس کے کندھے متوسط ہوں اس کا سینہ بھی معتدل ہو اس کی پیٹھ یا سرین پر زیادہ گوشت نہ ہو اس کی آواز پست ہو ہر عضو معتدل ہو۔ اس کی انگلیوں کے پورے لمبے ہوں کم گو اور کم ہنسنے والا ہو۔ صرف بوقت ضرورت بولتا اور ہنستا ہو، اس کی طبیعت کا میلان زرد اور سیاہ رنگ کی طرف ہو اس کی نظر میں فرح و شادمانی ہو مال میں کم لالچ کرنے والا ہو غلبہ اور سلطنت کا خواہاں نہ ہو نہ ہی وہ جلد باز ہو نہ ہی سست ہو۔

حضرت شیخ ابن العربی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ایسی ہی حسین شکل میں ہمارے نبی محترم ﷺ کی تخلیق ہوئی۔ آپ تخلیق میں اسی طرح اکمل ہیں جس طرح آپ ﷺ رتبہ میں اکمل ہیں۔ الغرض ظاہری اور باطنی ہر سمت سے آپ ﷺ لوگوں سے کامل ترین تھے پھر شارح نے مصنف کے قول ''اَشْرَفُ الصُّوْرَۃِ الْجِسْمَانِیَّۃِ'' کی شرح میں لکھا ہے'' اس سے مراد آپ ﷺ کے جسم مقدس کا حسن و جمال ہے آپ ﷺ کو حسن کامل عطا کیا گیا تھا۔'' جبکہ حضرت یوسف علیہ السلام کو حسن کا بعض حصہ ملا تھا اسی وجہ سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تھا: لَمْ اَرَ قَبْلَہٗ وَلَا بَعْدَہٗ مِثْلَہٗ ''میں نے آپ ﷺ جیسا حسین نہ آپ سے پہلے دیکھا تھا نہ ہی آپ ﷺ کے بعد دیکھا'' آپ ﷺ کا حسن مبارک ہیبت اور وقار کی وجہ سے پوشیدہ رکھا گیا تھا تاکہ نگاہیں آپ ﷺ کا دیدار کرسکیں۔ اس کے باوجود حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب میں نے آپ ﷺ کے انوار کو دیکھا تو اس خوف سے کہ کہیں میری نظر ہی ختم نہ ہوجائے میں نے اپنے

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اس سے کہیں زیادہ ارفع واعلیٰ ہے کیونکہ آپ ﷺ کی روح قدسی ہے اور جسم وصف نبوت سے متصف ہے آپ ﷺ نے فرمایا ''تو نے سچ کہا ہے میں تیری مراد کو سمجھ گیا ہوں۔''

حدیث مبارک میں ہے ''میں اولاد آدم کا سردار ہوں میں یہ بات فخریہ نہیں کہہ رہا۔'''' حضرت آدم علیہ السلام اور آپ کے علاوہ تمام مخلوق بروز حشر میرے جھنڈے کے نیچے ہوگی۔'''' میں تمہارے پاس واضح شریعت لے کر آیا ہوں اگر موسیٰ بن عمران علیہ السلام بھی زندہ ہوتے تو انہیں بھی میری اتباع کے علاوہ اور کوئی چارۂ کار نہ ہوتا۔'' بخاری شریف میں یہ حدیث موجود ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اَنَا سَیِّدُ النَّاسِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ۔ ''میں بروز حشر لوگوں کا سردار ہوں گا۔'' اسی طرح آپ ﷺ کا فرمان ہے: اَنَا سَیِّدُ الْعَالَمِیْنَ۔ ''میں عالمین کا سردار ہوں۔'' حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ اس تمام وضاحت سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ آپ ﷺ ملائکہ سے افضل ہیں کیونکہ حضرت آدم علیہ السلام ملائکہ سے افضل ہیں اور آپ ﷺ حضرت آدم علیہ السلام سے افضل ہیں۔

پھر حضرت احمد البدوی رحمۃ اللہ علیہ کا قول لَمْعَةُ الْقَبْضَةِ الرَّحْمَانِیَّةِ'' کی وضاحت میں عبدالرحمٰن العیدروسی نے لکھا ہے کہ جاننا چاہئے کہ رحمت کی دو قسمیں ہیں:۔ (1) خاص رحمت: اللہ تعالیٰ مخصوص اوقات میں اس رحمت سے اپنے بندوں کو نوازتا ہے۔ (2) عام رحمت: اس سے مراد حقیقت محمدیہ ﷺ ہے اسی کے طفیل اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء کے حقائق پر رحم فرمایا ہے۔ ہر چیز وجود میں اپنے مرتبہ کے مطابق ظہور پذیر ہوئی۔ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے ''روح محمد'' ﷺ کو پیدا فرمایا اور اسی کے وسیلہ سے تمام موجودات پر رحم فرمایا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَحِيْمًا (احزاب:43) ''اور وہ مومنوں پر ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔''

اس آیت میں اس خاص رحمت کی طرف اشارہ ہے جو مؤمنین کو حاصل ہے وہ اس رحمت میں منفرد ہیں اور اگر مطلق رحمت کا ذکر ہو تو اس سے مراد وہ عام رحمت ہے جس سے مومنین اور کفار وغیرہ دنیا میں فوائد حاصل کرتے ہیں۔ کفار کے لئے آپ ﷺ کی رحمت یہ ہے کہ ان پر اللہ تعالیٰ کا عذاب جلدی نازل نہ ہوگا۔

المختصر دو نعمتیں ایسی ہیں جن کے بغیر کوئی چارۂ کار نہیں ہے۔ ہر چیز کو ان دونوں کی ضرورت ہے: 1۔ تخلیق کی نعمت، 2۔ مدد کرنے کی نعمت۔ آپ ﷺ کی ذات ان دونوں نعمتوں کے حصول کا وسیلہ ہے کیونکہ اگر آپ ﷺ کا وجود نہ ہوتا تو کائنات میں کوئی بھی چیز موجود نہ ہوتی کیونکہ آپ اللہ تعالیٰ اور اس کی مخلوق کے مابین وسیلہ اور رابطہ ہیں اس لئے کوئی چیز بھی آپ ﷺ سے مستغنی نہیں ہے۔ جیسا کہ کسی شاعر نے کہا ہے:

مَا اَرْسَلَ الرَّحْمٰنُ اَوْ يُرْسِلُ　　　مِنْ رَّحْمَةٍ تَصْعَدُ اَوْ تَنْزِلُ

''اللہ تعالیٰ کی جو بھی رحمت آئی ہے یا آئے گی جو بھی رحمت آسمان سے نازل ہوتی ہے یا آسمان کی طرف بلند ہوتی ہے۔

فِيْ مَلَكُوْتِ اللّٰهِ اَوْ مُلْكِهٖ　　　مِنْ كُلِّ مَا يُخْتَصُّ اَوْ يُشْمَلُ

اللہ تعالیٰ کی سلطنت میں جو بھی اس رحمت کے ساتھ مختص ہوتا ہے یا جس کو بھی یہ رحمت شامل ہوتی ہے۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پھر عبدالرحمٰن العیدروسی نے ابوالفتیان رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول ''وَمَعْدَنُ الْاَسْرَارِ الرَّبَّانِیَّۃِ'' کی تشریح میں فرمایا۔

''آپ ﷺ کی ذات اللہ تعالیٰ کے اسرار کی تجلیات کا آئینہ ہے اور عمدہ اوصاف کے انوار کی جلوہ گاہ ہے۔ اللہ رب العزت نے آپ ﷺ کو اسرار کے اتنے خزانے عطا فرمائے جو آپ کے علاوہ کسی اور ذات کے لئے ظاہر نہیں ہوئے حسن معنی کی دلہنوں نے صرف آپ کے لئے جلوہ نمائی کی۔'' آپ ﷺ نے فرمایا ''اللہ رب العزت نے مجھے کئی علوم عطا فرمائے ہیں۔ ان میں سے کچھ علوم کو چھپانے کا عہد لیا گیا ہے کچھ علوم کے بارے میں مجھے اختیار دیا گیا ہے اور کچھ علوم کی مجھے خاص و عام کو تبلیغ کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔''

حضرت علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے خصائص کبریٰ میں لکھا ہے'' آپ ﷺ کو ہر چیز کا علم عطا کیا گیا تھا سوائے ان پانچ چیزوں کے جن کا ذکر سورۃ لقمان کے آخر میں کیا گیا ہے ان کا علم حضور کو عطا نہیں فرمایا گیا یہ بھی کہا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان چیزوں کا بھی آپ ﷺ کو علم عطا فرما دیا لیکن ان کو پوشیدہ رکھنے کا حکم دیا گیا۔'' حضرت علامہ عبدالرحمٰن العیدروسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہی قول درست ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان تمام چیزوں کا علم آپ کو عطا فرمایا تھا اس کے باوجود آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اَحْمَدُ رَبِّیْ بِمَحَامِدَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ لَا اَعْلَمُھَا آلْاٰنَ۔ ''میں بروز حشر اللہ تعالیٰ کی ایسی حمد و ثناء بیان کروں گا جو میں اس وقت نہیں جانتا۔'' پھر بھی اللہ رب العزت نے آپ ﷺ کو اپنے دربار میں یوں التجا کرنے کا حکم فرمایا: وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا ﴿۱۱۴﴾ (طٰہٰ:114) ''اور دعا مانگا کیجئے میرے رب (اور) زیادہ کر میرے علم کو۔ اس سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ ان علوم و کمالات میں ہر لحظہ ترقی فرما رہے ہیں جو ان گنت ہیں۔

پھر عبدالرحمٰن العیدروس رحمۃ اللہ علیہ نے مصنف کے قول ''وَخَزَائِنِ الْعُلُوْمِ الْاِصْطِفَائِیَّۃِ'' کی شرح میں لکھا ہے:

''جب آپ ﷺ کی روح اللہ تعالیٰ کی نائب ہے پھر زمین و آسمان کا کوئی ذرہ بھی آپ ﷺ کے علم سے پوشیدہ نہیں رہ سکتا۔'' کیونکہ یہ مرتبہ اللہ کا عطا کردہ ہے اگرچہ آپ ﷺ بشر ہونے کی حیثیت سے فرماتے ہیں: اَنْتُمْ اَعْلَمُ بِاُمُوْرِ دُنْیَاکُمْ۔ ''تم اپنے دنیاوی معاملات میں مجھ سے زیادہ جاننے والے ہو۔'' آپ ﷺ باطن کی رو سے ملکوتی ہیں اور ظاہری لحاظ سے بشر ہیں پھر مصنف کے قول ''صَاحِبُ الْقَبْضَۃِ الْاَصْلِیَّۃِ'' کی شرح میں ابوالفتیان علیہ الرحمۃ نے لکھا ہے'' یہ حضور مکرم ﷺ کے اس مقام کی طرف اشارہ ہے جو آپ ﷺ کے ساتھ مختص ہے اسی کو ''مقام قاب قوسین'' کہا گیا ہے اس سے آپ ﷺ کی عام ولایت مراد ہے جس کے وسیلہ سے تمام انبیاء، مرسلین، ملائکہ اور اولیاء کو آپ ﷺ سے فیض ملتا ہے آپ ﷺ کا یہ فیض ہر چیز کو اس کے مرتبہ اور قابلیت کے مطابق ملتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان: وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ ﴿۱۰۷﴾ (الانبیاء:107) میں اسی طرف اشارہ ہے۔ آپ ﷺ تمام مخلوق کے رسول ہیں اس بات کا ہر ذات کو علم ہے۔ آپ ﷺ اپنی حقیقت کے لحاظ سے تمام حقائق کی بھی حقیقت ہیں

وَکُلُّھُمْ مِّنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ مُلْتَمِسٌ   غَرْفًا مِّنَ الْبَحْرِ اَوْ رَشْفًا مِّنَ الدِّیَمِ

''تمام انبیاء علیہم السلام آپ کے دریائے معرفت اور باران رحمت سے پانی کے چلو یا قطرۂ آب کی درخواست کرتے ہیں۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہاتھ اپنی نگاہوں پر رکھ لئے۔ پھر آپ ﷺ کی لطافت اور نورانیت کا یہ عالم تھا کہ آپ کا سایہ بھی نہ تھا۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے: ؎

دَخَلَ الْعَالَمُ فِیْ ظِلِّ الَّذِیْ مَا لَهٗ ظِلٌّ وَّلِلْاَغْیَارِ یَمْحُوْ

''پورا عالم اس ذات کے سایہ میں داخل ہو گیا جس کا اپنا سایہ تک نہ تھا۔ آپ کا سایہ اغیار کو نیست و نابود کرنے والا ہے۔''

اگر اللہ تعالیٰ ہیبت اور وقار کی وجہ سے آپ ﷺ کے حسن و جمال کو پوشیدہ نہ فرماتا تو لوگ آپ ﷺ کے حسن و جمال کی تاب نہ لا کر اندھے ہو جاتے۔ ان دنیاوی کمزور آنکھوں سے آپ ﷺ کے دیدار کی کوئی بھی طاقت نہ رکھتا۔ اسی وجہ سے بعض علماء نے فرمایا ہے کہ لوگوں نے آپ ﷺ کے خصائل اور اوصاف سے اپنی بشری عقلوں کی طاقت کے مطابق ادراک حاصل کیا ہے آپ ﷺ کے اوصاف میں سے جو بھی ان کے لئے ظاہر ہو گیا وہی ان کے لئے نعمت ہے تاکہ وہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قدر و منزلت کو پہچان سکیں اور آپ ﷺ کی تعظیم و توقیر میں اضافہ کریں۔ آپ ﷺ کے اوصاف اور شمائل میں سے جو کچھ لوگوں کے لئے پوشیدہ رہا وہ بھی ان کے لئے اللہ کی رحمت ہے کیونکہ اگر ان کے لئے سرور کائنات علیہ التسلیم والتحیات کے وہ اوصاف ظاہر ہو جاتے تو پھر لوگ ان کے حقوق کو پوری طرح ادا نہ کر سکتے تو یہی چیز ان کے لئے فتنہ کا سبب بنتی اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو تمام جہانوں کیلئے رحمت بنا کر بھیجا ہے آپ کا وہ وصف جو لوگوں کے لئے ظاہر ہوا وہ ان کے لئے نعمت ہے اور جس کا اظہار لوگوں کے لئے نہ ہوا وہ بھی ان کے لئے رحمت ہے۔ حضور اکرم ﷺ کے بارے میں یہ کتنا عمدہ قول کیا گیا ہے۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کیا خوب فرمایا ہے: ؎

وَاَجْمَلُ مِنْکَ لَمْ تَرَ قَطُّ عَیْنِیْ وَاَکْمَلُ مِنْکَ لَمْ تَلِدِ النِّسَآءُ

''آپ ﷺ سے زیادہ جمیل میری آنکھوں نے کبھی نہیں دیکھا اور آپ ﷺ سے کامل شخص کو عورتوں نے جنم نہیں دیا۔

خُلِقْتَ مُبَرَّاً مِّنْ کُلِّ عَیْبٍ کَاَنَّکَ قَدْ خُلِقْتَ کَمَا تَشَاءُ

آپ ﷺ کو ہر عیب سے پاک پیدا کیا گیا ہے گویا کہ آپ ﷺ کو اپنی منشاء کے مطابق پیدا کیا گیا ہے۔''

آپ ﷺ کا یہ تمام حسن و جمال ظاہری شکل کے لحاظ سے ہے لیکن آپ ﷺ کی حقیقت کو اللہ کے علاوہ اور کوئی نہیں جان سکتا۔ جیسا کہ آپ ﷺ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا تھا: وَالَّذِیْ بَعَثَنِیْ بِالْحَقِّ لَمْ یَعْلَمْنِیْ حَقِیْقَةً غَیْرُ رَبِّیْ ''اس ذات پاک کی قسم جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث کیا میری حقیقت میرے اللہ کے علاوہ اور کوئی نہیں جانتا۔'' اسی وجہ سے سید التابعین حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ حضور مکرم ﷺ کے صحابہ کرام نے آپ ﷺ کی ذات میں سے صرف آپ کے سایہ کا ہی دیدار کیا ہے۔ سایہ کے علاوہ آپ ﷺ کے باقی جسد اطہر کا کسی بھی صحابی سے دیدار نہ ہو سکا۔ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ سے پوچھا گیا کہ کیا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی آپ کا پوری طرح دیدار نہ کیا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ ﷺ کا پورا دیدار نہ کیا۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

توصیف مکمل نہ ہو سکے گی۔"

پھر وہ مصنف کے اس قول "مَنِ انْدَرَجَتِ النَّبِیُّوْنَ تَحْتَ لِوَائِهٖ فَهُمْ مِنْهُ وَاِلَيْهِ" کی شرح میں لکھتے ہیں "تمام انبیاء علیہم السلام حضور ﷺ کے جھنڈے کے نیچے اس لئے جمع ہوں گے کیونکہ کوئی شخص بھی آپ ﷺ کے وسیلہ سے مستغنی نہیں ہو سکتا۔" جس طرح کہ قطب صدیقی قدس سرہ نے کہا ہے:

اَنْتَ بَابُ اللّٰهِ اَیُّ امْرِئٍ   اَتَاهُ مِنْ غَیْرِکَ لَا یَدْخُلُ

"آپ ﷺ اللہ کے دروازہ ہیں جو شخص بھی آپ کے علاوہ کسی اور دروازے سے اللہ تک رسائی حاصل کرنے کی کوشش کرے گا وہ اس تک نہیں پہنچ سکے گا۔"

کیونکہ حقیقت میں تمام انبیاء آپ ﷺ کی اولاد اور نائب ہیں۔ آپ ﷺ کی بعض شریعت کا حکم دینے والے ہیں۔ درحقیقت آپ ﷺ آدم اکبر ہیں اسی وجہ سے جب حضرت آدم علیہ السلام آپ ﷺ سے ملیں گے تو کہیں گے اے وہ ذات مقدس! جو وجود کے لحاظ سے تو میرا بیٹا ہے لیکن حقیقت میں میرا باپ ہے۔" اس حقیقت کی طرف عمر ابن الفارض نے اپنے اس شعر سے اشارہ کیا ہے:

وَاِنِّیْ وَاِنْ کُنْتُ ابْنَ آدَمَ صُوْرَةً   فَلِیْ فِیْهِ مَعْنًی شَاهِدٌ بِاُبُوَّتِیْ

"صورت کی رو سے میں اگرچہ ابن آدم ہوں لیکن اس میں میرے لئے ایسے معانی بھی ہیں جو میرے باپ ہونے کی گواہی دیتے ہیں۔"

http://t.me/Tehqiqat

اسی طرح شیخ محترم سالم العلوی الحسینی قدس سرہ نے کہا ہے:

فَاِلَی الْمُرْسَلِیْنَ اَنْتَ رَسُوْلٌ   مِنْکَ حَقًّا غَشَّتْهُمُ الْاَضْوَاءُ

آپ ﷺ تمام مرسلین کے بھی رسول ہیں آپ ہی کی وجہ سے انوار نے ان کا احاطہ کر لیا تھا۔

اَنْتَ اَصْلٌ لِّکُلِّ اَصْلٍ فَکُلٌّ   عَنْکَ فَرْعٌ وَاَنَّهُمْ آبَاءٌ

"آپ ﷺ تمام اصل کی اصل ہیں   وہ تمام آپ کی فروع ہیں حالانکہ وہ باپ ہیں"

پھر ہم یہ ذکر بھی کرتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام کو تمام اسماء کا علم نور محمدی سے ہی عطا ہوا تھا کیونکہ آپ ﷺ درحقیقت اَوَّلُ الانبیاء ہیں۔ ابن مرزوق رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب کہا ہے:

لَئِنْ جَآءَ بَعْدَ الْاَنْبِیَاءِ مُؤَخَّرًا   فَقَدْ کَانَ قَبْلَ الْاَنْبِیَاءِ مُقَدَّمَا

وَکَانُوْا لَهُ الْحِجَابَ فِیْ مُوْکَبِ الْهُدٰی   وَلَا غُرْوَ لِلْحِجَابِ اَنْ تَتَقَدَّمَا

اَقَامَ قَنَاةَ الدِّیْنِ بَعْدَ اعْوِجَاجِهَا   فَمِنْ بَعْدِهٖ مَا اَعْوَجَ مَا کَانَ قَوَّمَا

"اگرچہ آپ ﷺ دنیا میں تمام انبیاء کے بعد تشریف لائے حالانکہ آپ تمام انبیاء سے پہلے موجود تھے ہدایت کے قافلہ میں وہ انبیاء آپ کے لئے حجاب تھے اور کوئی تعجب نہیں کہ حجاب مقدم ہو آپ ﷺ نے دین کے نیزے کو اس کے

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فَانَّہٗ شَمۡسُ فَضۡلٍ ھُمۡ کَوَاکِبُھَا   یُظۡھِرۡنَ اَنۡوَارَھَا لِلنَّاسِ فِی الظُّلَمِ

آپ ﷺ فضل وکرم کا آفتاب ہیں اور باقی تمام انبیاء آپ کے مقابلہ میں بمنزلہ ستاروں کے ہیں جو علم اور ہدایت کی روشنی کو ضلالت اور جہالت کی ظلمت میں ظاہر کرتے ہیں۔''

''وَالۡبَھۡجَۃِ السَّنِیَّۃِ'' کی وضاحت میں حضرت ابوالفتیان علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

''اس سے مراد یہ ہے کہ آپ ﷺ اپنی ذات میں، صفات میں اور اپنے افعال میں سراپا رحمت ہیں ایسا کیوں نہ ہو جب کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجا ہے۔'' استاذ ابوالعباس المرسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں'' تمام انبیاء کی تخلیق رحمت سے ہوئی ہے جبکہ ہمارے نبی ﷺ مجسمہ رحمت ہیں۔''

جب آپ ﷺ مجسم رحمت ہیں تو پھر گویا آپ تمام رحمتوں کی بنیاد ہیں، تمام رحمتوں کا سرچشمہ ہیں۔ کوئی رحمت بھی آپ ﷺ سے خارج نہیں ہے ہر وہ شخص جس پر حکم کیا جاتا ہے اس پر یہ رحم آپ ﷺ کے وسیلہ سے ہوتا ہے۔

بعض علماء نے یہ لکھا ہے کہ ''بَھۡجَۃ'' سے مراد آپ ﷺ کی سراپا حسن شکل مبارک ہے کیونکہ تاریک مکان آپ ﷺ کے نور کی وجہ سے جگمگا اٹھتا تھا۔ جب آپ ﷺ تبسم فرماتے تو آپ کے دانتوں سے نور نکلتا تھا جس سے دیواریں روشن ہو جاتی تھیں۔ حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کا رخ انور چاند کے ہالے کی طرح تھا۔ حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں'' مجھے حیات مصطفیٰ ﷺ کی قسم! میں نے آپ ﷺ کے چہرۂ انور کو دیکھا وہ چودھویں کے چاند سے بھی زیادہ خوب صورت تھا۔'' حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی سوئی گم ہوگئی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور ﷺ کے چہرے مبارک کے نور میں اسے تلاش کر لیا۔ آپ ﷺ کا جسد اطہر اتنا نورانی اور شفاف تھا کہ اس کا سایہ تک بھی نہ تھا۔ آپ ﷺ میٹھی گفتگو والے اور شیریں کلام والے تھے۔ آپ ﷺ کی آواز صاف اور عمدہ تھی آپ ﷺ کی آواز نہ صرف نرم تھی بلکہ نغمگی کے لحاظ سے تمام لوگوں سے خوبصورت بھی تھی۔ آپ ﷺ کا یہ معجزہ تھا کہ آپ ﷺ کی آواز مبارک اس مقام تک پہنچ جاتی تھی جہاں تک کسی دوسرے آدمی کی آواز نہ پہنچتی تھی۔

ترمذی شریف کی روایت میں ہے کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جو بھی نبی بھیجا وہ خوبصورت آواز اور حسین چہرہ والا تھا لیکن تمہارے نبی مکرم ﷺ چہرہ کے لحاظ سے بھی تمام انبیاء سے خوبصورت تھے اور آواز کے لحاظ سے بھی تمام انبیاء سے حسین تھے۔ اس کے علاوہ بھی آپ ﷺ کے جسم مطہر کے بہت سے کمالات ہیں۔ انسان ان اعضاء میں سے صرف ایک عضو کے پوری طرح اوصاف بیان نہیں کرسکتا۔

حضرت عمر بن الفارض قدس سرہ نے اپنے اس شعر میں اسی طرف اشارہ کیا ہے:

وَعَلٰی تَفَنُّنِ وَاصِفِیۡہِ بِوَصۡفِ   یَفۡنَی الزَّمَانُ وَفِیۡہِ مَا لَمۡ یُوۡصَفِ

''لوگ آپ ﷺ کی توصیف میں ہر طرح رطب اللسان ہوں گے اس کے باوجود زمانہ ختم ہو جائے گا اور آپ کی

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تذکرہ ہو چکا ہے اسی طرح مشاہدہ کرتے ہیں جس طرح محسوس اشیاء کا مشاہدہ کیا جاتا ہے بلکہ ان اشیاء کو دیکھنے سے ان کا مشاہدہ قوی ہوتا ہے کیونکہ بصیرت سے دیکھنا آنکھ کی نظر سے زیادہ قویٰ ہوتا ہے اس وقت وہ حضرت سیدنا زکریا علیہ السلام کا مشاہدہ کرتے ہیں اور ہر اس چیز کو دیکھتے ہیں جس کا تذکرہ سورۃ مریم میں ہوا ہے۔ وہ حضرت سیدنا یحیٰی علیہ السلام، ان کے احوال اور مقامات کا بھی مشاہدہ کرتے ہیں وہ حضرت سیدہ مریم علیہا السلام کی بھی زیارت کرتے ہیں آپ کے حالات اور مقام کو دیکھتے ہیں اسی طرح وہ سیدنا عیسیٰ، سیدنا ابراہیم، سیدنا اسماعیل، سیدنا موسیٰ، سیدنا ہارون، سیدنا ادریس، سیدنا آدم علیہم السلام اور دیگر تمام انبیاء کی زیارت کرتے ہیں۔

حضرت علامہ دباغ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک اور مقام پر فرمایا ہے" بروز حشر آپ ﷺ کے دست اقدس میں لواءِ حمد ہوگا۔ اس سے مراد ایمان کا نور ہے تمام مخلوق آپ ﷺ کے پیچھے ہوگی۔ ہر امت اپنے نبی کے جھنڈے کے نیچے ہوگی۔ ہر نبی کا جھنڈا حضور مکرم ﷺ کے جھنڈے سے فیض لے رہا ہوگا تمام انبیاء اور ان کی امتیں آپ ﷺ کے ایک جانب ہوں گی جب کہ آپ ﷺ کی تمام امت آپ ﷺ کے دوسری طرف ہوگی۔ اس امت میں انبیاء کی تعداد کے مطابق اولیاء ہوں گے۔ اولیاء کرام کے پاس بھی انبیاء کی طرح جھنڈے ہوں گے۔ انبیاء علیہم السلام کی طرح ان کے بھی پیروکار ہوں گے تمام اولیاء حضور اکرم ﷺ سے فیض حاصل کر رہے ہوں گے اور ان کے مریدین اپنے اپنے مرشد کامل سے فیض لے رہے ہوں گے۔"

حضرت علامہ دباغ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک اور جگہ ارشاد فرمایا" اگر اجسام، گوشت اور رگوں میں وہ خون نہ ہوتا جو تمام معاملات کی حقیقت جاننے کے مانع ہے تو تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام ہمارے آقا و مولا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق ہی گفتگو کرتے کیونکہ انہیں آپ ﷺ کے تشریف لانے کے متعلق علم تھا۔ ان کے تمام اشارات حضور ﷺ کے لئے ہی ہوتے۔ ان کی راہ نمائی آپ ﷺ ہی کی طرف ہوتی حتیٰ کہ وہ اپنے ہر امتی کو بتا دیتے کہ انہوں نے حضور ﷺ سے ہی فائدہ حاصل کیا ہے اور آپ ﷺ ہی نے تمام کی مدد فرمائی ہے، تمام انبیاء علیہم السلام درحقیقت آپ ﷺ کے نائب ہیں اور نائب کی مستقل کیا حیثیت ہو سکتی ہے؟ تمام انبیاء علیہم السلام آپ ﷺ کی اولاد کی طرح ہیں اور آپ ﷺ ان تمام کے لئے والد کی حیثیت رکھتے ہیں۔ حتیٰ کہ تمام مخلوق کی یہی کیفیت ہے۔ تمام انبیاء کا اپنی اپنی امتوں کو آپ ﷺ کی طرف دعوت دینا ایک جیسا ہی ہوتا۔ یہ حقیقت ہے۔ گزشتہ امتیں صرف موت کے وقت اور اس جہان فانی کو الوداع کہتے ہی آپ ﷺ کی عظمت کا اعتراف کرنے لگیں۔ ہر چیز ان کے لئے عیاں اور ظاہر ہوگئی۔ جنت میں دخول کے وقت جنت اور ان لوگوں میں بہت فاصلہ ہو جائے گا۔ وہ جنت ان لوگوں سے جدا ہو جائے گی اور انہیں چھوڑ دے گی۔ وہ ان سے کہے گی۔ میں تمہیں نہیں جانتی کیونکہ تم نور محمدی ﷺ سے فیض یاب نہیں ہو۔ اس لئے ان کے درمیان فاصلہ ہو جائے گا کیونکہ وہ امتیں اگرچہ آپ ﷺ سے پہلے گزر چکی ہیں لیکن وہ اپنے اپنے انبیاء سے فیض لیتی تھیں اور ان کے انبیاء علیہم السلام حضور ﷺ سے فیض حاصل کرتے تھے۔ تو پھر گویا کہ تمام امتیں آپ ﷺ ہی سے فیض یاب ہوتی تھیں حضرت دباغ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا" اگر ارادۂ ازلی میں اس طرح نہ ہوتا تو یقیناً مندرجہ بالا حقیقت اس دنیا ہی میں منکشف ہو جاتی" آپ رحمۃ اللہ علیہ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ٹیڑھے ہونے کے بعد سیدھا کیا۔ جس کو آپ نے سیدھا کیا ہو وہ بعد میں کیسے ٹیڑھا ہو سکتا ہے۔"

حضرت علامہ عبدالرحمٰن عیدروسی کی "صلوات" کی شرح اختتام پذیر ہوئی۔ جو اس کی مزید وضاحت کا خواہش مند ہو وہ میری کتاب "اَفْضَلُ الصَّلَوَاتِ عَلٰی سَیِّدِ السَّادَاتِ" کا مطالعہ کرے۔

غوث زمان حضرت عبدالعزیز الدباغ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "اَلْاِبْرِیْز" میں بیان فرمایا ہے" بے شک اہل کشف حضور اکرم ﷺ کا مشاہدہ کرتے ہیں وہ ان نعمتوں کا بھی مشاہدہ کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو عطا کیں۔ وہ آپ ﷺ کی ان عزتوں اور رفعتوں کا بھی مشاہدہ کرتے ہیں جن سے اللہ تعالیٰ نے صرف آپ ﷺ کو نوازا ہے وہ نعمتیں کسی اور شخص کو عطا نہیں کی گئی۔ وہ سعادت مند لوگ دیگر انبیاء اور ملائکہ کی بھی زیارت کرتے ہیں وہ ان نوازشات کا بھی مشاہدہ کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے انہیں عطا کی ہیں اہل کشف مشاہدہ کرتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ کے وجود مسعود سے ایک مادہ نکل رہا ہے جو تمام مخلوق تک پہنچ رہا ہے وہ مادہ ان نورانی دھاگوں میں رواں دواں ہے جو آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نور سے بنے ہیں پھر وہ دھاگے انبیاء اور ملائکہ علیہم السلام کی ذاتوں تک پہنچے ہوئے ہیں پھر وہ ان دھاگوں کا مشاہدہ انبیاء اور ملائکہ کے علاوہ دیگر مخلوقات میں بھی کرتے ہیں وہ حضور ﷺ کے اس فیضان میں عجیب وغریب اشیاء کا مشاہدہ کرتے ہیں حضرت علامہ الدباغ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک صالح شخص نے کھانے کے لئے روٹی کا ایک ٹکڑا لیا اس آدمی نے اس ٹکڑے میں دیکھا تو اسے اس میں نور کا ایک دھاگہ نظر آیا۔ اس نے اس دھاگے میں مزید جستجو کی تو اسے یہ نورانی دھاگہ ایک اور نور کے دھاگے سے ملا ہوا دکھائی دیا اور یہ نورانی دھاگہ حضور مکرم ﷺ کے نور سے متصل تھا۔ پہلے اس نے دیکھا کہ اس نور مبارک کے ساتھ صرف ایک نورانی دھاگہ متصل ہے پھر جب یہ نورانی دھاگہ تھوڑا سا طویل ہوا تو پھر اس سے کئی نورانی دھاگے نکلنا شروع ہوئے۔ ہر دھاگہ کسی نہ کسی اس نعمت کے ساتھ متصل تھا جو لوگوں کو عطا کی گئی۔ حضرت دباغ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد احمد بن مبارک فرماتے ہیں" اس حکایت کا مشاہدہ میرے استاذ محترم نے خود کیا ہے۔"

حضرت احمد بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرے استاذ محترم حضرت عبدالعزیز دباغ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک گستاخ نے کہا کہ مجھے حضور اکرم ﷺ سے صرف ایمان لانے کے لئے ہدایت ملی ہے نور ایمانی مجھے آپ ﷺ سے نہیں ملا وہ تو مجھے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے عطا ہوا ہے۔ اولیاء کرام نے اس سیاہ بخت سے کہا کہ کیا تو اس پر راضی ہے کہ ہم اس رابطے اور تعلق کو ختم کر دیں جو تیرے نور ایمان اور حضور ﷺ کے نور کے درمیان ہے اور ہم صرف اس ہدایت کو باقی رکھیں جس کا تو ابھی تذکرہ کر رہا تھا۔ اس تیرہ بخت نے کہا ہاں اگر تم ایسا کر دو تو میں راضی ہوں۔ حضرت عبدالعزیز دباغ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں" جونہی اس نے اپنی بات ختم کی اس نے صلیب کو سجدہ کیا اللہ اور اس کے رسول مکرم ﷺ کا انکار کر دیا اور کفر پر اس کی موت ہوئی ہم اللہ تعالیٰ سے حضور اکرم ﷺ کا گستاخ ہونے سے پناہ مانگتے ہیں اور اس سے اس کے فضل کا سوال کرتے ہیں۔"

اولیاء کرام اللہ تعالیٰ کا بھی عرفان رکھتے ہیں اور حضور مکرم ﷺ کی عظمت سے بھی آشنا ہیں وہ ہر اس چیز کا جس کا پہلے

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہیں اور برزخ ان مبارک روحوں سے نور حاصل کر رہا ہے جو ارواح اس میں موجود ہیں اور وہ ارواح آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نور سے مستفیض ہو رہی ہیں۔

حضرت علامہ دباغ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جان لینا چاہئے کہ عرش، فرش، آسمان، زمین، جنتیں، حجابات اور تمام کائنات کے انوار کو اگر جمع کیا جائے تو وہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نور مبارک کا کچھ حصہ ہوگا کیونکہ اگر آپ ﷺ کے نور مبارک کو عرش پر رکھا جائے تو وہ بھی پگھل جائے گا اور اگر آپ ﷺ کے نور مبارک کو ان ستر حجابات پر رکھا جائے جو عرش کے اوپر ہیں تو وہ حجابات ختم ہو جائیں اور اگر تمام مخلوقات کو جمع کیا جائے اور پھر اس پر وہ نور عظیم رکھا جائے تو تمام مخلوقات اس نور کو برداشت نہ کر سکے اور گر پڑے۔ حضرت علامہ الدباغ علیہ الرحمۃ کا کلام ختم ہوا جو ان کی کتاب ''الابریز'' کے مختلف سے نقل کیا گیا تھا۔

http://t.me/Tehqiqat

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کے ایک شاگرد نے پوچھا" یہ خون حق کی معرفت میں کیوں مانع ہے؟ آپ نے فرمایا خون حقیقت کے عرفان سے اس لئے مانع ہے کیونکہ یہ کسی بھی ذات کو اس کی اصل (مٹی) کی طرف کھینچتا ہے۔ یہ فانی اشیاء کی طرف میلان رکھتا ہے۔ یہ انسان کو عمارات، باغات اور مال کو جمع کرنے کا شوق دلاتا ہے اس لئے یہ نہ صرف عین غفلت ہے بلکہ اللہ تعالیٰ سے حجاب کا سبب ہے۔ اگر خون نہ ہوتا تو انسان ان فانی اشیاء کی طرف کبھی بھی مائل نہ ہوتا۔"

حضرت عبدالعزیز دباغ رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء کی تخلیق حضور اکرم ﷺ کے نور مبارک سے کی۔ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے آپ ﷺ کے نور مبارک کو پیدا کیا۔ اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوقات، انبیاء، اولیاء اور تمام مؤمنین کو آپ ﷺ کے نور سے ہی فیض یاب کیا۔ ہر ایک کو اس کی طاقت اور استطاعت کے مطابق فیصلہ ملا۔ اگر آپ ﷺ کا نور مبارک نہ ہوتا تو ان اشیاء میں سے کوئی بھی فائدہ حاصل نہ کر سکتی۔ اگر آپ ﷺ کا نور مبارک کافروں میں نہ ہوتا اور وہ ماں کے پیٹ میں، وقت پیدائش اور رضاعت کے وقت آپ ﷺ کے نور مبارک سے فیض یاب نہ ہوتے تو جہنم انہیں اسی وقت اچک لیتی اور انہیں کھا لیتی۔ روز حشر جہنم اس وقت تک انہیں نہ پکڑے گی اور نہ ہی انہیں کھائے گی حتیٰ کہ نور محمدی ﷺ ان کے اجسام سے نکل جائے گا۔

انبیاء کرام علیہم السلام نے اگرچہ آپ ﷺ کے نور مبارک سے فیضان حاصل کیا لیکن پھر بھی وہ آپ ﷺ کے تمام فیض کو حاصل نہ کر سکے بلکہ ہر نبی نے اپنی استطاعت کے مطابق فیض پایا۔ آپ ﷺ کے نور مبارک کے بہت سے رنگ ہیں اس کے کئی احوال ہیں۔ اس کی کئی اقسام ہیں۔ ہر نبی ایک مخصوص رنگ سے مستفیض ہوا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب اس نور مبارک سے فیض یاب ہوئے تو انہیں " مقام غربت" ملا یہ وہ مقام ہے جس میں انسان ہر وقت سیر و سیاحت میں مشغول رہتا ہے وہ ایک جگہ پر قرار پذیر نہیں ہو سکتا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب اس نور سے فیضان حاصل کیا تو وہ مقام معرفت پر فائز ہوئے۔ آپ علیہ السلام کو مشاہدۂ کامل اور تواضع کا مقام بھی عنایت ہوا جب آپ علیہ السلام کسی شخص سے گفتگو کیا کرتے تھے تو نرمی سے کرتے تھے۔ آپ علیہ السلام بہت تواضع کے ساتھ گفتگو کرتے تھے۔ آپ علیہ السلام سے کلام کرنے والا یہ سمجھتا کہ آپ اس کے لئے عاجزی کر رہے ہیں جبکہ آپ علیہ السلام کی عاجزی اللہ کے مشاہدہ میں انہماک کی وجہ سے ہوتی تھی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام جب اس فیض سے مستفیض ہوئے تو انہیں " مقام مشاہدہ" عطا ہوا آپ علیہ السلام کو اس مقام میں وہ عنایات، نعمتیں اور عطیات ملے جن کی عظمت کا اندازہ نہیں لگایا جا سکتا۔ اسی طرح تمام انبیاء اور ملائکہ آپ ﷺ کے نور سے مستفیض ہوئے۔

اہل خیر کو تمام بھلائی آپ ﷺ کی برکت کی وجہ سے ملی۔ اہل خیر سے مراد انبیاء عظام، اولیاء کرام اور عام مؤمنین مراد ہیں۔ آپ کے نور مبارک سے تمام عالم ستفیض ہو رہے ہیں لیکن اس میں کسی قسم کی کوئی کمی واقع نہیں ہوئی بلکہ اللہ تعالیٰ ہر لمحہ اس میں زیادتی فرما رہا ہے لیکن اس میں اتنی وسعتیں ہیں کہ وہاں نور کی زیادتی کا بھی کوئی اظہار نہیں ہوتا۔ یہ وہ نور مکرم ہے جس سے انبیاء، اولیاء اور مؤمنین فیض پا رہے ہیں۔ اس فیضان کی کئی اقسام ہیں۔ سورج، چاند اور ستارے برزخ سے نور حاصل کر رہے

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

آدم علیہ السلام کے مسجود ملائک ہونے کے شرف سے عظیم الشان ہے اس کی دو وجوہات ہیں:۔

1۔ ملائکہ کا سجدہ صرف ایک دفعہ یہ ظہور پذیر ہوا پھر ختم ہو گیا جبکہ سید المرسلین ﷺ پر صلوٰۃ وسلام کا سلسلہ ہمہ وقت جاری ہے۔

2۔ حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ صرف ملائکہ نے کیا تھا۔ اس فعل میں ان کے علاوہ اور کوئی مخلوق شامل نہ تھی جبکہ اللہ تعالیٰ، اس کے فرشتے اور مومنین ہر وقت آپ کی ذات پر درود شریف بھیج رہے ہیں۔

وہ فضائل جو اللہ تعالیٰ نے حضرت ادریس علیہ السلام کو عطا کئے

اللہ تعالیٰ نے حضرت ادریس علیہ السلام کے بارے میں ارشاد فرمایا: وَّ رَفَعْنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا (مریم:57) ''اور ہم نے بلند کیا تھا انہیں بڑے اونچے مقام تک'' جبکہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو: قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى ۟ (النجم:9) تک بلند فرمایا۔

وہ معجزات وفضائل جو حضرت نوح علیہ السلام کو عطا کئے گئے

حضرت ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ وہ معجزہ جو حضرت نوح علیہ السلام کو دیا گیا وہ آپ علیہ السلام کی دعا کا قبول ہونا اور آپ کی امت کا طوفان میں غرق ہونا ہے۔ حضور مکرم ﷺ کی کتنی ہی ایسی دعائیں ہیں جو درِ اجابت پر قبول ہوئیں۔ ان میں سے آپ ﷺ کی ایک وہ بددعا بھی ہے جو آپ ﷺ نے ان لوگوں کے لئے کی تھی جنہوں نے آپ ﷺ کی پشت پر اوجھری رکھی تھی۔ آپ ﷺ نے قحط کے وقت بارانِ رحمت کی دعا مانگی تو آسمان سے موسلا دھار بارش ہونے لگی۔ حضرت ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں'' ہمارے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو حضرت نوح علیہ السلام سے زائد معجزات اور فضائل عطا کئے گئے۔ بیس سال کی قلیل مدت میں کئی ہزار لوگ آپ ﷺ پر ایمان لائے آپ ﷺ کے دین میں لوگ گروہ در گروہ داخل ہوئے جبکہ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو ساڑھے نو سو سال تبلیغ کی لیکن ان میں سے ایک سو افراد بھی حلقہ اسلام میں داخل نہ ہوئے۔ حضرت امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت نوح علیہ السلام کی ایک فضیلت یہ بھی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کی کشتی میں موجود تمام حیوانات کو آپ کے لئے مسخر کر دیا تھا۔ جبکہ سرور کائنات ﷺ کے لئے حیوانات کی تمام اقسام اور انواع کو مسخر کر دیا گیا تھا حضرت نوح علیہ السلام زمین پر بخار کے نازل ہونے کا سبب بنے جبکہ حضور اکرم ﷺ نے بخار کو مدینہ طیبہ سے جحفہ کی طرف منتقل فرما دیا تھا۔

وہ فضائل جو اللہ تعالیٰ نے حضرت ہود علیہ السلام کو عطا کئے

حضرت ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کو ہوا کی نعمت سے نوازا تھا اسی طرح ہمارے آقا ومولا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی مدد بھی ہوا کے ذریعہ کی گئی۔ جس طرح کہ آپ ﷺ کی مدد غزوۂ خندق اور غزوۂ بدر میں کی گئی۔

وہ فضائل جو حضرت صالح علیہ السلام کو عطا کئے گئے

حضرت ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت صالح علیہ السلام کو اونٹنی عطا کی گئی۔ نبی مکرم ﷺ کی حیات مبارکہ میں اس کی مثال اونٹ کا آپ ﷺ سے کلام کرنا اور پھر آپ ﷺ کی اطاعت کرنا ہے۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وہ فضائل اور معجزات جن کی مثال دیگر انبیاء علیہم السلام میں بھی موجود ہے

حضرت علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے خصائص کبریٰ میں ان فضائل اور معجزات کو بڑی تشریح کے ساتھ لکھا ہے جن کی مثال دیگر انبیاء علیہم السلام میں موجود ہے اور ان معجزات کا بھی ذکر کیا ہے جو آپ ﷺ کے ساتھ مختص ہیں میں چاہتا ہوں کہ آپ ﷺ کے وہ فضائل اور معجزات جن کی مثال دیگر انبیاء میں موجود ہے ان کو بعینہ اسی طرح ذکر کروں جس طرح کہ انہیں حضرت علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا ہے اور آپ ﷺ کے وہ فضائل اور معجزات جو آپ ﷺ کے ساتھ مختص ہیں ان کا میں خلاصہ بیان کروں گا اگرچہ ان میں سے بعض فضائل اور معجزات پہلے گزر چکے ہیں لیکن بہت زیادہ اچھی اور عمدہ چیز جتنی بار بیان کی جائے وہ اتنی ہی شیریں لگتی ہے۔

حضرت امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ جو بھی معجزہ یا فضیلت دیگر انبیاء کو عطا کی گئی ہمارے آقا و مولا ﷺ کو یا تو اس جیسا معجزہ اور فضیلت عطا ہوئی یا پھر آپ ﷺ کو اس سے عظیم تر معجزہ اور فضیلت سے نوازا گیا۔

وہ معجزات اور فضائل جو حضرت آدم علیہ السلام کو عطا کیے گئے

اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو اپنے دست قدرت سے تخلیق فرمایا۔ ملائکہ سے انہیں سجدہ کروایا اور آپ علیہ السلام کو تمام اسماء کا علم عطا فرمایا۔ بعض علماء نے کہا کہ حضرت آدم علیہ السلام اس وقت بھی نبی تھے آپ علیہ السلام کو ملائکہ کی طرف مبعوث کیا گیا تھا اور آپ علیہ السلام کا معجزہ تمام اسماء کا علم تھا۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: فَلَمَّآ اَنۡۢبَاَهُمۡ بِاَسۡمَآئِهِمۡ ''پھر جب آدم نے بتا دیئے فرشتوں کو ان کے نام۔'' اللہ تعالیٰ آپ علیہ السلام سے محو کلام بھی ہوئے۔ جس طرح طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم کیا حضرت آدم علیہ السلام نبی تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ''ہاں'' وہ اللہ کے رسول اور نبی تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کلام کیا اور آپ علیہ السلام کو آزمائش میں ڈالا یہ تمام فضائل اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو بھی عنایت فرمائے۔ اللہ رب العزت لامکاں میں آپ ﷺ کے ساتھ ہم کلام ہوا اور جہاں تک تمام اسماء کا علم عطا کرنے کی بات ہے تو دیلمی رحمۃ اللہ علیہ نے ''مسند فردوس'' میں حضرت ابورافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا ''میرے سامنے میری امت اس وقت پیش کی گئی جبکہ ابھی وہ پانی اور مٹی کے درمیان تھی اور مجھے تمام اسماء کا علم عطا کیا گیا جس طرح حضرت آدم علیہ السلام کو تمام اسماء کا سکھایا گیا تھا۔''

جہاں تک حضرت آدم علیہ السلام کا مسجود ملائک ہونے کا تعلق ہے تو اس کے بارے میں علماء نے فرمایا ہے: اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوۡنَ عَلَى النَّبِىِّ ؕ ...... الخ (الاحزاب:56) میں آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کو وہ عزت و شرف عطا کیا ہے جو حضرت

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ایک واضح دلیل ہے۔

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے غصہ میں آکر اپنی قوم کے بتوں کو توڑ دیا تھا اور ہمارے آقا و مولا ﷺ کفار مکہ نے ان بتوں کی طرف صرف اشارہ کیا تھا جن کی تعداد تین سو ساٹھ تھی وہ منہ کے بل گر پڑے تھے۔

حضرت امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ حضرت خلیل علیہ السلام کا ایک اہم ترین معجزہ یہ بھی ہے کہ آپ علیہ السلام کے ساتھ مینڈھے نے گفتگو کی تھی۔ ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے علی ابن احمر سے روایت کیا ہے کہ ذوالقرنین جب مکہ میں آیا اس نے حضرت ابراہیم اور اسماعیل علیہما السلام کو تعمیر کعبہ میں مصروف دیکھا تو کہنے لگا آپ اس تعمیر میں کیوں لگے ہوئے ہیں حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما السلام نے فرمایا'' ہم وہ بندے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اس کعبہ کو تعمیر کرنے کا حکم فرمایا ہے ذوالقرنین نے کہا کہ اس کی مجھے کوئی دلیل دو۔ اسی وقت پانچ مینڈھے کھڑے ہو جاتے ہیں اور کہتے ہیں'' ہم سب گواہی دیتے ہیں کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما السلام کو تعمیر کعبہ کا حکم دیا ہے۔'' ذوالقرنین نے کہا '' اب میں راضی ہو گیا ہوں اور میں اسلام قبول کرتا ہوں۔'' حضور ﷺ کی بارگاہ عالیہ میں کئی حیوانات نے گفتگو کی۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے معجزات میں سے یہ بھی ایک عظیم معجزہ ہے جس کو حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے روایت کیا ہے'' جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے آگ سے نجات حاصل کی اور کوثی سے ہجرت کی تو اس وقت آپ علیہ السلام کی زبان سریانی تھی۔ لیکن جب آپ علیہ السلام نے دریائے فرات کو عبور کیا تو اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کی زبان کو تبدیل کر دیا بعض علماء نے فرمایا ہے کہ دریائے فرات کو عبور کرنے کے بعد آپ کی زبان عبرانی ہو گئی تھی۔ نمرود نے آپ علیہ السلام کے تعاقب میں اپنے سپاہی روانہ کئے اور انہیں دیا'' تم جس شخص کو بھی دیکھو کہ وہ سریانی میں گفتگو کر رہا ہے اسے فوراً میرے پاس لے آؤ'' وہ سپاہی حضرت خلیل علیہ السلام سے ملے آپ علیہ السلام نے ان کے ساتھ عبرانی میں گفتگو کی وہ سپاہی یہ دیکھ کر آپ علیہ السلام کو چھوڑ گئے وہ آپ علیہ السلام کی زبان نہ جان سکے۔''

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی مبارک میں بھی اس قسم کا معجزہ ملتا ہے آپ ﷺ نے اپنے قاصدوں کو اسلام کا پیغام دے کر مختلف ممالک میں بھیجا ان میں سے ہر قاصد اسی قوم کی زبان میں گفتگو کرنے لگا جس قوم کی طرف اسے بھیجا گیا تھا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے معجزات میں سے ایک عظیم معجزہ یہ بھی ہے جس کو ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابوصالح رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام خوراک کی تلاش میں گئے آپ علیہ السلام کو غلہ نہ مل سکا۔ آپ علیہ السلام سرخ مٹی کے پاس سے گزرے۔ آپ علیہ السلام نے اس مٹی سے تھیلے کو بھرا اور اہل خانہ کے پاس واپس تشریف لے آئے انہوں نے پوچھا یہ کیا ہے؟ آپ علیہ السلام نے جواب دیا کہ یہ سرخ گندم ہے۔ جب آپ علیہ السلام کے اہل خانہ نے اس تھیلے کو کھولا تو اس میں سرخ گندم ہی تھی۔ جب اس گندم میں کچھ زمین میں بوئی گئی تو اس میں سے ایسے خوشے نکلے جو تمام کے تمام دانوں سے بھرے ہوئے تھے۔ تاجدار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے بھی اسی طرح کا معجزہ ظہور پذیر ہوا تھا۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صحابہ کرام کو زادراہ کے لئے ایک مشک عطا فرمائی جو کہ پانی سے بھرپور تھی۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وہ فضائل جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کو عطا کئے گئے

آپ علیہ السلام کا ایک عظیم الشان معجزہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو آگ سے نجات عطا فرمائی۔ ہمارے نبی کریم ﷺ کے لئے بھی اسی طرح کا معجزہ رونما ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت خلیل کو مقام خلت عطا فرمایا۔ ابن ماجہ اور ابونعیم رحمہما اللہ تعالیٰ نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا'' اللہ تعالیٰ نے مجھے بھی اسی طرح خلیل بنایا ہے جس طرح اس نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنایا تھا جنت میں میرا اور حضرت خلیل علیہ السلام کا مقام آمنے سامنے ہوگا اور حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمارے درمیان ایسے ہوں گے جیسے دو خلیلوں کے درمیان ایک مؤمن ہو۔'' ابونعیم نے حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا۔ آپ ﷺ نے اپنی وفات کے پانچ دن پہلے فرمایا'' اللہ تعالیٰ نے تمہارے صاحب ﷺ کو اپنا خلیل بنالیا ہے۔'' ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ حضور مکرم ﷺ نے فرمایا'' اگر میں اپنے اللہ کے علاوہ کسی کو خلیل بناتا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بناتا لیکن تمہارا یہ ساتھی ﷺ اللہ تعالیٰ کا خلیل ہے۔ ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے ہی کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت خلیل علیہ السلام کو نمرود سے تین حجابات سے پوشیدہ کر دیا تھا اسی طرح حضور ﷺ بھی ہر اس آدمی سے پوشیدہ ہو گئے جس نے آپ ﷺ کو شہید کرنے کا ارادہ کیا جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِنَّا جَعَلْنَا فِیْۤ اَعْنَاقِهِمْ اَغْلٰلًا فَهِیَ اِلَى الْاَذْقَانِ فَهُمْ مُّقْمَحُوْنَ۝ وَ جَعَلْنَا مِنْۢ بَیْنِ اَیْدِیْهِمْ سَدًّا وَّ مِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَاَغْشَیْنٰهُمْ فَهُمْ لَا یُبْصِرُوْنَ۝ (یٰسٓ:9-8)

''ہم نے ڈال دیئے ہیں ان کی گردنوں میں طوق پس وہ ان کی ٹھوڑیوں تک پہنچے ہوئے ہیں اس لئے ان کے سر اوپر کو اٹھے ہوئے ہیں اور ہم نے بنا دی ہے ان کے سامنے ایک دیوار اور ان کے پیچھے ایک دیوار اور ان کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا ہے۔ پس وہ کچھ نہیں دیکھ سکتے۔''

اور ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَ اِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ جَعَلْنَا بَیْنَكَ وَ بَیْنَ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ حِجَابًا مَّسْتُوْرًا۝ (الاسراء:45)'' اور (اے محبوب)! جب آپ پڑھتے ہیں قرآن کو تو ہم (حائل) کر دیتے ہیں آپ کے درمیان اور ان کے درمیان جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ایک پوشیدہ پردہ جو آنکھوں سے نہاں ہوتا ہے۔''

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے نمرود کے ساتھ مناظرہ کیا آپ علیہ السلام نے اسے دلائل اور براہین کے ساتھ لاجواب کر دیا جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: فَبُهِتَ الَّذِیْ كَفَرَ (البقرہ:258)'' (یہ سن کر) ہوش اڑ گئے اس کافر کے۔'' اسی طرح حضور نبی کریم ﷺ کے پاس ابی بن خلف آیا۔ وہ قیامت کا منکر تھا۔ اس کے پاس ایک کمزور سی ہڈی تھی اور کہنے لگا کون ہے وہ ذات جو ان بوسیدہ ہڈیوں کو زندہ کرے گی۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے جواب میں ارشاد فرمایا: قُلْ یُحْیِیْهَا الَّذِیْۤ اَنْشَاَهَاۤ اَوَّلَ مَرَّةٍ (یٰسٓ:79)'' آپ فرمایئے (اے گستاخ سن) زندہ فرمائے گا انہیں وہی جس نے انہیں پہلی بار پیدا کیا تھا۔'' یہ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دیا'' میں انہیں اس لئے حدیث نہیں سناتا کیونکہ وہ گناہ گار ہیں۔''

ہمارے رسول مکرم ﷺ کے لئے بھی بھیڑیئے نے گفتگو کی تھی۔ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کی ایک فضیلت یہ بھی ہے کہ انہیں ان کے بیٹے کے فراق میں مبتلا کیا گیا تو انہوں نے صبر کیا حتیٰ کہ قریب تھا کہ دکھ کی وجہ سے آپ علیہ السلام کسی مرض میں مبتلا ہو جاتے۔اسی طرح رسول مکرم ﷺ کے فرزند ارجمند نے بھی وصال فرمایا آپ ﷺ کے بیٹے نہ تھے پھر بھی آپ ﷺ راضی برضا رہے۔آپ ﷺ نے سر تسلیم خم کر دیا۔لہٰذا آپ ﷺ کا صبر حضرت یعقوب علیہ السلام کے صبر سے فوقیت رکھتا ہے۔

حضرت یوسف علیہ السلام کو جو فضائل عطا کئے گئے

حضرت ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام کو حسن عطا کیا تھا۔حسن کی رو سے آپ تمام انبیاء اور مرسلین بلکہ تمام مخلوق سے فوقیت رکھتے تھے۔ہمارے نبی محترم ﷺ کو ایسا حسن و جمال عطا ہوا جو حضرت یوسف علیہ السلام کو بھی عطا نہیں ہوا تھا۔حضرت یوسف علیہ السلام کو حسن کا کچھ حصہ ملا تھا جبکہ ہمارے نبی کریم رؤف رحیم ﷺ کو حسن کامل عطا کیا گیا تھا۔اسی طرح حضرت یوسف علیہ السلام کو والدین کی جدائی اور وطن چھوڑنے کی آزمائش میں مبتلا کیا گیا۔ ہمارے رسول مکرم ﷺ نے بھی اپنے اہل خانہ، خاندان، دوست اور وطن کو چھوڑ کر راہ خدا میں ہجرت کی تھی۔

وہ معجزات جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو عطا کئے گئے تھے

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو یہ معجزہ عطا فرمایا تھا کہ آپ کے لئے پتھر سے پانی جاری ہوا۔اسی طرح کا معجزہ حضور ﷺ کے لئے بھی رونما ہوا آپ ﷺ کی مبارک انگلیوں سے پانی جاری ہوا۔ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کا یہ معجزہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجزہ سے عظیم الشان ہے کیونکہ پتھر سے پانی جاری ہوتا رہتا ہے جبکہ گوشت اور خون سے پانی کبھی جاری نہیں ہوا۔حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سر مبارک پر بادل سایہ کرتا تھا۔اسی طرح آپ ﷺ پر بھی بادل سایہ فگن ہوتا تھا۔حضرت موسیٰ علیہ السلام کو عصا مبارک عطا ہوا تھا آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے معجزات میں اس کی مثال کھجور کے تنے کا رونا ہے۔حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا مبارک سانپ میں تبدیل ہو جاتا تھا اسی طرح کا ایک معجزہ حضور مکرم ﷺ کے لئے بھی ہے کہ جب ابوجہل آپ ﷺ کو مارنے کے لئے آیا تو اس نے آپ ﷺ کے قریب ایک عظیم الشان سانپ کو دیکھا حضرت علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ید بیضاء عطا فرمایا تھا جبکہ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت طفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چہرہ میں نور پیدا کر دیا تھا پھر جب انہوں نے کہا کہ لوگ اس نور کو دیکھ کر مجھ سے خوف کھانا نہ شروع کر دیں؟ تو وہ نور مبارک ان کے عصا میں منتقل ہو گیا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے ایک معجزہ یہ بھی تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے سمندر کو پھاڑ دیا تھا۔اسی طرح کا ایک معجزہ آپ ﷺ کے لئے بھی رونما ہوا شب معراج وہ سمندر جو آسمانوں اور زمین کے درمیان ہے آپ کے لئے اس کو چیرا گیا۔حتیٰ کہ آپ ﷺ نے اس کو عبور کر لیا۔ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں حضور ﷺ کا اسی طرح کا ایک معجزہ العلاء بن الحضرمی کے قصہ میں بھی ہے۔حضرت

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جب انہوں نے اس مشک کو کھولا تو اس میں دودھ اور مکھن تھا۔

وہ فضائل جو حضرت اسماعیل علیہ السلام کو عطا کئے گئے

اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کو ذبح ہونے پر بھی صبر کی نعمت عطا فرمائی تھی حضور مکرم ﷺ کا بھی کئی بار شق صدر ہوا۔ یہ معجزہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کے معجزہ سے زیادہ عظیم الشان ہے کیونکہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا شق صدر حقیقت میں واقع ہوا تھا جبکہ حضرت اسماعیل علیہ السلام ذبح نہ ہو سکے تھے۔ آپ علیہ السلام کی جگہ اللہ تعالیٰ نے مینڈھا بھیج دیا تھا۔ اسی طرح حضور اکرم ﷺ کے والد محترم کو بھی قربان ہونے کے لئے پیش کر دیا گیا تھا۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام کا ایک عظیم معجزہ یہ بھی تھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو زمزم کا پانی عطا فرمایا تھا یہی آب زمزم حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کے جد امجد حضرت عبدالمطلب کے لئے بھی جاری ہوا تھا۔

حضرت اسماعیل کا ایک معجزہ یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں عربی زبان سکھا دی یہ معجزہ بھی حضرت سید المرسلین ﷺ کو عطا کیا گیا۔ حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول مکرم ﷺ نے فرمایا ''یہ عربی زبان اللہ تعالیٰ نے حضرت اسماعیل علیہ السلام پر الہام کی تھی۔''

اسی طرح حضرت ابونعیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم آپ ہم سے زیادہ فصیح اور بلیغ کیوں ہیں حالانکہ آپ ﷺ نے بھی یہاں ہی نشو ونما پائی ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''حضرت اسماعیل علیہ السلام کی زبان مٹ چکی تھی۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام میرے پاس آئے انہوں نے مجھے یہ زبان سکھائی۔''

وہ فضائل جو حضرت یعقوب علیہ السلام کو عطا ہوئے تھے

علامہ جرجانی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ حضرت ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت یعقوب علیہ السلام کے بیٹے آپ کے پاس آئے انہوں نے عرض کی کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو بھیڑیا کھا گیا ہے حضرت یعقوب علیہ السلام نے بھیڑیئے کو بلایا اور فرمایا: ''کیا تو نے میری آنکھوں کی ٹھنڈک اور لخت جگر کو کھایا ہے۔'' بھیڑیئے نے کہا میں نے انہیں نہیں کھایا۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے پوچھا ''تو کہاں سے آ رہا ہے اور کہاں جانے کا ارادہ رکھتا ہے۔'' بھیڑیئے نے جواب دیا ''میں مصر کی سرزمین سے آ رہا ہوں اور میں جرجان کی سرزمین میں جانے کا ارادہ رکھتا ہوں۔'' حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا ''اس سفر سے تیرا مقصد کیا ہے۔'' اس بھیڑیئے نے جواب دیا: ''میں نے آپ سے پہلے انبیاء علیہم السلام کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ جس نے کسی دوست یا رشتہ دار سے ملاقات کی اللہ تعالیٰ اس کے ہر قدم پر ایک ہزار نیکیاں لکھتا ہے اس کی ایک ہزار برائیوں کو مٹا دیتا ہے اور اس کے ایک ہزار درجات بلند کرتا ہے۔''

حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں کو بلایا اور فرمایا ''اس حدیث کو لکھ لو'' بھیڑیئے نے انہیں حدیث روایت کرنے سے انکار کر دیا۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے پوچھا کہ تو ان کو حدیث کیوں نہیں روایت کرتا۔ بھیڑیئے نے جواب

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

لئے غار کے دہانے پر مکڑی نے جالا تن دیا۔ اسی طرح نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے لئے بھی ہجرت کی رات غار ثور کے منہ پر مکڑی نے جالا بنایا تھا۔

وہ فضائل جو حضرت سلیمان علیہ السلام کو عطا کئے گئے

حضرت ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو ملک عظیم عطا فرمایا جبکہ اللہ تعالیٰ نے سید مرسلاں ﷺ کو زمین کے خزانوں کی چابیاں عطا فرمائیں۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کے لئے اللہ تعالیٰ نے ہوا کو مسخر کر دیا تھا آقائے دو عالم ﷺ کے لئے براق مسخر کر دی گئی تھی جس نے پچاس ہزار کا سفر رات کے تہائی حصے سے بھی کم مدت میں طے کیا تھا حضور ﷺ نے ہر آسمان کی سیر کی اور اس کے عجائبات کو دیکھا جنت اور دوزخ کا مشاہدہ کیا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کے لئے اللہ تعالیٰ نے جنات کو مسخر کر دیا تھا۔

حضور مکرم ﷺ کے پاس جن مطیع اور مؤمن بن کر آتے تھے آپ ﷺ کے لئے شیاطین کو مسخر کر دیا تھا دیگر تمام سرکش مخلوق کو بھی مسخر کر دیا تھا ایک دفعہ سرور کائنات نے شیطان کو پکڑا اور اسے مسجد کے ستون کے ساتھ باندھ دیا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے پرندے کی گفتگو کو سمجھنے کا علم عطا فرمایا تھا جبکہ شافع محشر ﷺ تمام حیوانات کی گفتگو سمجھ لیتے تھے۔ درخت و پتھر اور اعضاء مبارک کی زبان کو سمجھ لینا آپ کے لئے فزوں تر تھا۔

وہ فضائل جو حضرت یحییٰ بن زکریا علیہما السلام کو عطا کئے گئے

حضرت ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے بچپن میں ہی حکمت عطا فرمائی تھی وہ بغیر کسی گناہ کے ہمہ وقت گریہ زاری کرتے رہتے تھے وہ دائمی روزہ رکھتے تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے حضور مکرم ﷺ کو اس سے زیادہ فضیلت عطا فرمائی۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام جب پیدا ہوئے تھے تو وہ بتوں، اصنام اور جاہلیت کا زمانہ نہ تھا جب کہ حضور ﷺ جاہلیت اور بتوں کے زمانہ میں پیدا ہوئے۔ اس کے باوجود آپ ﷺ کو بھی حکمت و دانائی بچپن میں ہی عطا کر دی گئی تھی لوگ شیطان کے مرید اور بتوں کی عبادت کرتے تھے آپ ﷺ کبھی بھی کسی بت کی طرف مائل نہیں ہوئے نہ ہی کسی عید کے دن لوگوں کے ساتھ کسی صنم خانے میں گئے نہ آپ ﷺ نے کبھی جھوٹ بولا نہ کسی قسم کی جاہلیت کا اظہار کیا آپ ﷺ کئی کئی ہفتے لگاتار روزے رکھتے تھے آپ ﷺ فرماتے تھے "میں اپنے رب کی بارگاہ میں رات بسر کرتا ہوں وہی مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے۔" جب آپ ﷺ روتے تو آپ ﷺ کے سینہ اقدس سے اس طرح جوش نکلتا تھا جس طرح ہنڈیا میں سے جوش نکلتا ہے۔

اگر یہ کہا جائے کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام حصور تھے اور حصور وہ ہوتا ہے جو عورتوں کے پاس نہیں جاتا۔ تو ہم جواباً کہیں گے کہ حضور مکرم ﷺ کو تمام بنی نوع انسان کے لئے رسول بنا کر بھیجا گیا تھا۔ نکاح کے ساتھ آپ ﷺ کی تائید کی تاکہ مخلوق اس میں آپ ﷺ کی پیروی کرے کیونکہ مخلوق کی یہ فطرت ہے کہ وہ شہوت کے وقت نکاح کی طرف میلان رکھتی ہے۔

وہ فضائل جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو عطا کئے گئے

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

موسیٰ علیہ السلام کا ایک عظیم الشان معجزہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی قوم کو من وسلویٰ عطا کیا جبکہ حضور اکرم ﷺ کی دعا کو قبول کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے آپ کی قوم کو قحط سالی سے نجات عطا فرمائی تھی۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ کی بارگاہ میں عرض کی: وَعَجِلْتُ اِلَيْكَ رَبِّ لِتَرْضٰى (طہ:84) ''اور میں جلدی جلدی تیری بارگاہ میں اس لئے حاضر ہو گیا ہوں میرے رب کہ تو راضی ہو جائے۔''

اللہ تعالیٰ نے حضرت مکرم ﷺ کے لئے ارشاد فرمایا: وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى (الضحیٰ:5) ''اور عنقریب آپ کا رب آپ کو اتنا دے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے۔'' فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰىهَا (البقرہ:144) ''تو ہم ضرور پھیر دیں گے آپ کو اس قبلہ کی طرف جسے آپ پسند کرتے ہیں۔''

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے ارشاد فرمایا: وَاَلْقَيْتُ عَلَيْكَ مَحَبَّةً مِّنِّيْ (طہ:39) ''اور (اے موسیٰ) میں نے ہر تو ڈالا تجھ پر محبت کا اپنی جناب سے۔'' اور اللہ تعالیٰ نے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں فرمایا: اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ (آل عمران:31) ''اگر تم (واقعی) محبت کرتے ہو اللہ سے تو میری پیروی کرو (تب) محبت فرمانے لگے گا تم سے اللہ تعالیٰ۔''

وہ فضائل جو اللہ تعالیٰ نے حضرت یوشع علیہ السلام کو عطا کئے

جب حضرت یوشع علیہ السلام کفار کے ساتھ جہاد کر رہے تھے اس وقت اللہ تعالیٰ نے سورج کو روک دیا تھا۔ نبی کریم، رؤف رحیم ﷺ کے لئے بھی شب معراج سورج روک دیا گیا تھا۔

وہ فضائل جو اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کو عطا کئے

حضرت ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کو یہ معجزہ عطا کیا تھا کہ ان کے ساتھ پہاڑ بھی تسبیح بیان کرتے تھے جبکہ حضور ﷺ کے دست اقدس میں سنگریزوں اور کھانے نے اللہ کی حمد بیان کی۔ حضرت داؤد علیہ السلام کا یہ معجزہ بھی تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے پرندوں کو مسخر کر دیا تھا۔ جبکہ حضور نبی کریم ﷺ کے لئے اللہ تعالیٰ نے تمام حیوانات کو مسخر کر دیا تھا۔ حضرت داؤد علیہ السلام کا ایک عظیم معجزہ یہ بھی تھا کہ لوہا آپ کے دست اقدس میں نرم ہو جاتا تھا۔ ہمارے نبی کریم ﷺ کے لئے بھی پتھر نرم ہو جایا کرتا تھا۔ غزوہ احد کے دن حضور اکرم ﷺ دشمن سے چھپنے کے لئے ایک چٹان کے نیچے آئے آپ ﷺ نے اپنے سر مبارک کو پہاڑ کی طرف جھکا دیا تا کہ آپ ﷺ کا جسم اطہر دشمنوں سے چھپ جائے۔ وہ چٹان نرم ہو گئی آپ کا سر مبارک اس میں داخل ہو گیا۔ وہ پتھر جس میں آپ ﷺ کے سر مبارک کے نشان ہیں اب بھی باقی ہے لوگ اب بھی اس کی زیارت کرنے کے لئے جاتے ہیں۔ اسی طرح کسی گھاٹی میں ایک پتھر تھا حضور ﷺ نے نماز کے بعد اس پر آرام فرمایا وہ پتھر نرم ہو گیا اس پر آپ ﷺ کے ہاتھوں اور کہنیوں کے نشانات پڑ گئے۔ یہ پتھر بھی اب تک موجود ہے لوگ اس کی زیارت کرتے ہیں پتھر کا نرم ہونا، لوہے کے نرم ہونے سے عجیب تر ہے کیونکہ لوہا تو آگ سے بھی نرم ہو جاتا ہے لیکن ابھی تک کوئی ایسی آگ نہیں دیکھی جو پتھر کو نرم کر دے۔ حضرت داود علیہ السلام کے

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مثلاً حضرات عامر بن فہیرہ، خبیب اور العلاء بن الحضرمی رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

ان خصائص کا ذکر جو صرف حضور ﷺ کو عطا ہوئے ہیں آپ ﷺ سے پہلے کسی اور نبی کو وہ فضائل عطا نہیں ہوئے

حضرت ابو سعید نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''شرف المصطفیٰ'' میں لکھا ہے کہ ان فضائل کی تعداد جن کو صرف حضور ﷺ کے ساتھ مختص فرمایا گیا ستر ہے وہ فضائل دیگر انبیاء کو عطا نہیں کئے گئے لیکن علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''میں اس تعداد پر توقف نہیں کرتا۔ میں نے احادیث اور آثار میں جستجو کی ہے میں نے آپ ﷺ کے فضائل کو مذکورہ بالا تعداد کے علاوہ تین گنا زیادہ پایا ہے میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ کے خصائص کی چار اقسام ہیں:۔

1۔ آپ ﷺ کے خصائص کی ایک قسم دنیا میں آپ ﷺ کے ساتھ مختص ہے۔

2۔ آپ ﷺ کے کچھ خصائص آخرت میں آپ ﷺ کے ساتھ مخصوص ہیں۔

3۔ کچھ خصائص آپ ﷺ کی امت کے ساتھ دنیا میں مخصوص ہیں۔

4۔ کچھ خصائص آپ ﷺ کی امت کے ساتھ آخرت میں مخصوص ہیں۔

حضرت علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا'' میں ابھی ان خصائص کو تفصیل کے ساتھ مختلف ابواب میں بیان کرتا ہوں لیکن میں کتاب وسنت میں سے ان کے دلائل بیان نہیں کروں گا کیونکہ ان میں سے بہت سے دلائل پہلے ذکر ہو چکے ہیں اور اختصار کو بھی مدنظر رکھوں گا البتہ قرآن وحدیث میں سے جس کو میں ضروری سمجھوں گا اسے ضرور لکھوں گا۔''

'' آپ ﷺ کے خصائص میں سے ہے کہ آپ ﷺ تخلیق اور نبوت میں تمام انبیاء اور مرسلین سے مقدم ہیں آپ ﷺ اس وقت بھی نبی تھے جب حضرت آدم علیہ السلام مٹی میں گندھے ہوئے تھے۔ آپ ہی وہ پہلے نبی ہیں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام سے وعدہ لیا۔ اس دن جب اللہ رب العزت نے کہا اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ '' کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں۔'' اس دن سب سے پہلے آپ ﷺ نے ہی '' بَلٰی '' کہا تھا۔ حضرت آدم علیہ السلام اور تمام مخلوق کو آپ کے لئے ہی پیدا کیا گیا آپ ﷺ کا نام مبارک عرش، آسمانوں، جنتوں اور تمام ملکوت پر لکھا ہوا ہے ملائکہ ہر لحہ آپ ﷺ کو یاد کر رہے ہیں حضرت آدم علیہ السلام کے زمانہ مبارک ہی سے آپ کا نام اذان میں مذکور ہے۔ ملکوت اعلیٰ میں آپ ﷺ کو یاد کیا جاتا ہے اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم اور دیگر تمام انبیاء سے عہد لیا کہ وہ آپ ﷺ پر ایمان لائیں گے اور آپ ﷺ کی مدد فرمائیں گے تمام سابقہ کتابوں میں آپ ﷺ کی بشارت دی گئی ہے۔ ان میں آپ ﷺ کی نعت بیان کی گئی ہے۔ آپ ﷺ کے صحابہ کرام، آپ ﷺ کے خلفاء اور آپ ﷺ کی امت کی تعریف کی گئی ہے۔ آپ ﷺ کی ولادت کے وقت شیطان کو آسمان پر جانے سے روک دیا گیا۔ آپ ﷺ کا شق صدر ہوا۔ آپ ﷺ کے دل کے بالمقابل آپ ﷺ کی پشت مبارک پر مہر نبوت لگائی گئی تا کہ شیطان داخل نہ ہو سکے۔ آپ ﷺ کے ایک ہزار نام ہیں جو اللہ تعالیٰ کے

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وَرَسُوْلًا اِلٰى بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ ۙ۬ اَنِّیْ قَدْ جِئْتُكُمْ بِاٰیَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ۙ اَنِّیْۤ اَخْلُقُ لَكُمْ مِّنَ الطِّیْنِ كَهَیْـٴَـةِ الطَّیْرِ فَاَنْفُخُ فِیْهِ فَیَكُوْنُ طَیْرًۢا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَ اُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَ الْاَبْرَصَ وَ اُحْیِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَ اُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَاْكُلُوْنَ وَ مَا تَدَّخِرُوْنَ ۙ فِیْ بُیُوْتِكُمْ ؕ

(آل عمران:49)

''اور (بھیجے گا اسے) رسول بنا کر بنی اسرائیل کی طرف (وہ انہیں آ کر کہے گا کہ) میں آ گیا ہوں تمہارے پاس ایک معجزہ لے کر تمہارے رب کی طرف سے (معجزہ یہ ہے کہ) میں بنا دیتا ہوں تمہارے لئے کیچڑ سے پرندے کی سی صورت پھر پھونکتا ہوں اس (بے جان صورت) میں تو وہ فوراً ہو جاتی ہے کہ پرندہ اللہ کے حکم سے اور میں تندرست کر دیتا ہوں مادرزاد اندھے کو اور (لاعلاج) کوڑھی کو اور میں زندہ کر دیتا ہوں مردے کو اللہ کے حکم سے اور بتلاتا ہوں تمہیں جو کچھ تم کھاتے ہو اور جو کچھ تم جمع کرتے ہو اپنے گھروں میں۔''

اسی قسم کے معجزات حضور ﷺ کے لئے بھی رونما ہوئے تھے۔ مُردوں کو زندہ کرنا، مریضوں کو شفاء بخشنا، وباؤں کا ختم کرنا، غزوۂ بدر میں حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنکھ ٹھیک کرنا، غزوۂ خیبر میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی آنکھوں میں لعاب دہن لگانا اور اسی طرح کے کئی اور معجزات مشہور و معروف ہیں۔ ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ غزوۂ بدر میں شاخ کا لوہے کی تلوار بن جانا اسی طرح ہے جس طرح کہ مٹی سے پرندہ کا پیدا کرنا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِذْ قَالَ الْحَوَارِیُّوْنَ یٰعِیْسَى ابْنَ مَرْیَمَ هَلْ یَسْتَطِیْعُ رَبُّكَ اَنْ یُّنَزِّلَ عَلَیْنَا مَآىِٕدَةً مِّنَ السَّمَآءِ ؕ (المائدہ:112)

''اور جب حواریوں نے کہا اے ابن مریم! کیا یہ کر سکتا ہے تیرا رب کہ اتارے ہم پر ایک خوان آسمان سے۔''

سیاح لامکان ﷺ کے لئے بھی اس قسم کے کئی معجزات ظہور پذیر ہوئے تھے۔ احادیث میں مذکور ہے کہ کئی مرتبہ حضور ﷺ کے لئے آسمان سے کھانا نازل ہوا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: **وَیُكَلِّمُ النَّاسَ فِی الْمَهْدِ** (آل عمران:46) ''اور گفتگو کرے گا لوگوں کے ساتھ گہوارے میں بھی۔''

اسی طرح آپ ﷺ بھی ولادت کے بعد محو کلام ہوئے تھے۔ حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے ابن مسعود رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت ہوئی تو روئے زمین کے تمام پتھر منہ کے بل گر پڑے۔ حضرت مکرم ﷺ کی ولادت کے وقت بھی تمام پتھر منہ کے بل گر پڑے تھے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ایک عظیم معجزہ یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو آسمان کی طرف اٹھا لیا تھا حضرت ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ شفیع المذنبین ﷺ کے کئی امتیوں کو بھی شرف حاصل ہوا کہ انہیں بھی آسمان کی طرف اٹھا لیا گیا

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

خزانے میں سے عطا ہوئیں وہ آیات آپ ﷺ کے علاوہ کسی اور نبی کو عطا نہیں ہوئیں۔ آپ ﷺ کی دعوت تمام لوگوں کے لئے عام ہے آپ ﷺ کی امت دیگر انبیاء کی امتوں سے زیادہ ہے آپ ﷺ جنات کے بھی رسول ہیں آپ ﷺ ملائکہ کے بھی رسول ہیں آپ ﷺ اُمی تھے پڑھ اور لکھ نہ سکتے تھے پھر بھی آپ ﷺ ایک عظیم الشان کتاب لے کر آئے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجا ہے آپ ﷺ کفار کے لئے بھی رحمت ہیں کیونکہ آپ ﷺ کے طفیل ان سے بھی عذاب مؤخر ہو گیا دیگر انبیاء کو جھٹلانے والی قوموں کی طرح ان پر جلدی عذاب نازل نہ ہوا۔

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی زندگی کی قسم اٹھائی۔ اسلام آپ ﷺ کا ساتھی تھا آپ ﷺ کی ازواج مطہرات آپ ﷺ کی مددگار تھیں اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو مخاطب کرنے میں بھی دیگر انبیاء پر فضیلت دی ہے وہ اس طرح کہ دیگر امتیں اپنے انبیاء علیہم السلام کو یوں مخاطب کرتی تھیں: رَاعِنَا سَمْعُکَ "ہماری طرف توجہ کیجئے ہم آپ کی بات سنیں گے"، لیکن امت مسلمہ کو اللہ تعالیٰ نے اس طرح مخاطب کرنے سے منع فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں آپ ﷺ کا نام لے کر نہیں پکارا بلکہ یٰاَیُّھَا النَّبِیُّ اور یٰاَیُّھَا الرَّسُوْلُ جیسے دلنشین القابات سے پکارا جبکہ دیگر انبیائے کرام کو اللہ تعالیٰ نے ان کے نام لے کر مخاطب کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو آپ کا نام لے کر پکارنے کو حرام فرمایا ہے جب کہ دیگر انبیاء کی امتیں ان کے نام لے کر انہیں مخاطب کرتیں تھیں جیسا کہ قرآن پاک میں یہ سب کچھ مذکور ہے۔

مردہ سے قبر میں آپ ﷺ کے بارے میں سوال کیا جاتا ہے۔ ملک الموت نے صرف آپ ﷺ ہی سے اجازت طلب کی تھی۔ آپ ﷺ کے وصال کے بعد آپ کی ازواج مطہرات سے نکاح کرنا حرام ہے۔ دیگر انبیاء لوگوں سے اپنا دفاع خود کرتے تھے اور اپنے دشمنوں کو جواب دیتے تھے۔ جیسا کہ حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا تھا: یٰقَوْمِ لَیْسَ بِیْ ضَلٰلَۃٌ (الاعراف: 61) "اے میری قوم! میں گمراہ نہیں ہوں۔" اس طرح حضرت ہود علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا تھا: یٰقَوْمِ لَیْسَ بِیْ سَفَاھَۃٌ (الاعراف: 67) "اے میری قوم! میں بے وقوف نہیں ہوں۔" لیکن نبی مکرم ﷺ کے لئے اللہ تعالیٰ نے خود جواب دیا اور ہر اس عمل سے آپ کی برأت کا اظہار کیا جس کی طرف دشمن آپ ﷺ کو منسوب کرتے تھے ارشاد باری تعالیٰ ہے: مَآ اَنْتَ بِنِعْمَۃِ رَبِّکَ بِمَجْنُوْنٍ (القلم: 2) "آپ اپنے رب کے فضل سے مجنون نہیں ہیں۔" مَاضَلَّ صَاحِبُکُمْ وَمَاغَوٰی وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی (النجم: 3-2) "تمہارا (زندگی بھر کا) ساتھی نہ راہ حق سے بھٹکا اور نہ بہکا اور وہ تو بولتا ہی نہیں اپنی خواہش سے۔" وَمَا عَلَّمْنٰہُ الشِّعْرَ (یٰسین: 69) "نہ ہی ہم نے اس کو شعر کی تعلیم دی۔"

ان کے علاوہ اور بھی کئی اسی طرح کی آیات ہیں۔ آپ ﷺ کے لئے اللہ تعالیٰ نے دو ہجرتیں اور دو قبلے جمع کئے۔ آپ ﷺ کے لئے شریعت اور حقیقت کو جمع کیا گیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ الرحمۃ کے قصہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کے علاوہ کسی اور نبی کے لئے شریعت اور حقیقت کو جمع نہیں کیا گیا اللہ تعالیٰ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ کوہ طور اور وادیٔ مقدس میں ہم کلام ہوا جبکہ آپ ﷺ کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے سدرۃ المنتہیٰ سے فوق پر کلام فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے لئے ہم کلامی، دیدار، محبت اور خلت جیسی عظیم نعمتیں جمع فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اسماء سے مشتق ہیں۔آپ ﷺ کے ستر نام اللہ تعالیٰ کے اسماء کی طرح ہیں۔ملائکہ سفر میں آپ ﷺ پر سایہ کرتے تھے۔ آپ ﷺ عقل کی رو سے تمام انسانوں سے کامل ترین ہیں۔آپ ﷺ کو حسن کامل عطا کیا گیا تھا جب کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو حسن کا کچھ حصہ عطا کیا گیا۔وحی کی ابتداء میں آپ ﷺ نے اپنے آپ کو ڈھانپ لیا تھا آپ ﷺ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو اپنی اصل شکل میں دیکھا تھا۔آپ ﷺ کی بعثت کے بعد کہانت ختم ہوگئی شہاب ثاقب برسا کر اور جنات کو پوشیدہ گفتگو سننے سے روک کر آسمان کو محفوظ کر دیا گیا۔آپ ﷺ کے والدین کریمین کو زندہ کیا گیا حتیٰ کہ وہ آپ ﷺ پر ایمان لائے۔کفار کے لئے آپ ﷺ کی شفاعت کو قبول کر کے ان کے عذاب میں تخفیف کی گئی اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو لوگوں سے محفوظ رکھنے کا وعدہ کیا۔آپ ﷺ کو لامکاں کی سیر کروائی۔آپ ﷺ سات آسمانوں کو چیر کر قاب قوسین کے مقام پر فائز ہوئے وہاں آپ ﷺ اس مقام پر تشریف فرما ہوئے جہاں تک کسی نبی مرسل یا مقرب فرشتے کی رسائی نہ ہوسکی۔آپ ﷺ کے لئے تمام انبیاء کو حیات نو سے نوازا گیا۔آپ ﷺ نے ان کو امامت کروائی۔پھر آپ ﷺ تمام ملائکہ کے بھی امام بنے۔آپ ﷺ کو جنت اور دوزخ سے آگاہی ہوئی۔آپ ﷺ نے اپنے رب کی عظیم الشان آیات کو دیکھا اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی اس قدر حفاظت کی کہ آپ ﷺ کی آنکھ مبارک نہ ہی چندھیائی اور نہ ہی اس نے حد سے زیادہ تجاوز کیا۔آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کا دومرتبہ دیدار کیا ملائکہ نے آپ ﷺ کے ساتھ جہاد کیا آپ ﷺ کی کتاب سراپا معجزہ ہے جو ہر زمانہ میں تبدیل اور تحریف سے محفوظ ہے۔وہ ہر چیز کی جامع ہے وہ دیگر کتابوں سے مستغنی ہے یہ کتاب ان تمام امور پر مشتمل ہے جن پر دیگر انبیاء علیہم السلام کی کتابیں مشتمل تھیں بلکہ اس میں ان کے علاوہ بھی اور بہت کچھ ہے یہ حفظ کرنے میں آسان ہے یہ کتاب آپ ﷺ پر آہستہ آہستہ نازل ہوئی۔یہ سات حروف اور سات ابواب میں نازل ہوئی تا قیامت آپ ﷺ کا یہ معجزہ برقرار رہے گا۔آپ ﷺ کی یہ کتاب ''القرآن'' ہے۔دیگر انبیاء کے معجزات مرور وقت کے ساتھ ختم ہو گئے۔آپ ﷺ کے معجزات تمام انبیاء سے زیادہ ہیں بعض نے ان کی تعداد ایک ہزار بتائی ہے بعض نے ان کی تعداد تین ہزار بتائی ہے۔کثرت کے باوجود ان معجزات میں کئی اور بھی اسباق ہیں۔آپ ﷺ کے بعض معجزات کی مثال دیگر انبیاء کے معجزات میں نہیں ہے یہ حضور ﷺ کے معجزات کی خصوصیت ہے آپ ﷺ کو وہ تمام معجزات اور فضائل عطا کئے گئے جو دیگر انبیاء کو علیحدہ علیحدہ دیئے گئے تھے۔آپ ﷺ کے علاوہ کسی اور نبی کے لئے اتنے معجزات جمع نہیں کئے گئے۔پتھر کا آپ ﷺ کی بارگاہ میں سلام پیش کرنا، کھجور کے تنے کا آپ ﷺ کے فراق میں آہ و زاری کرنا، آپ ﷺ کی مبارک انگلیوں سے پانی رواں ہونا اور چاند کا شق ہونا یہ ایسے معجزات ہیں جو اور کسی نبی کے لئے ثابت نہیں ہیں۔

آپ ﷺ خاتم النبیین ہیں۔آپ ﷺ تمام انبیاء کے بعد مبعوث ہوئے۔آپ ﷺ کی شریعت تا قیامت باقی رہے گی۔یہ اپنے سے پہلے کی تمام شریعتوں کو فسخ کرنے والی ہے۔اگر دیگر انبیاء آپ ﷺ کے زمانہ کو پا لیتے تو ان پر آپ ﷺ کی اتباع واجب ہوتی۔آپ ﷺ کی کتاب میں ناسخ اور منسوخ آیات ہیں۔آپ ﷺ کو کچھ آیات عرش کے نیچے

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تمہارے ہاں سے جبکہ میں تم سے ڈرا" اور نبی کریم ﷺ کے لئے ارشاد فرمایا: وَ اِذْ یَمْکُرُ بِکَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا (انفال:30) "اور یاد کرو جب خفیہ تدبیریں کر رہے تھے آپ کے بارے میں وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا۔" اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کے مکہ سے خروج اور آپ ﷺ کی ہجرت کو کتنے اچھے انداز میں بیان فرمایا ہے اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے اس خروج کو دشمن کی طرف منسوب کیا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے: اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا (التوبہ:40) "جب نکالا تھا ان کو کفار نے۔" ایک اور جگہ پر ارشاد فرمایا: مِّنْ قَرْیَتِکَ الَّتِیْٓ اَخْرَجَتْکَ ۚ (محمد:13) "تمہاری اس بستی سے کہیں زیادہ تھیں جس (کے باشندوں) نے آپ کو نکال دیا۔"

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے خروج کو فرار سے تعبیر نہیں کیا کیونکہ اس میں تنقیص شان ہے اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے ساتھ سرگوشی کرنے والے پر فرض کیا ہے کہ وہ سرگوشی کرنے سے پہلے کوئی چیز صدقہ کرے۔ یہ شرف آپ ﷺ کے علاوہ کسی اور نبی کو عطا نہیں ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی اطاعت کو بغیر کسی شرط اور بغیر کسی استثناء کے پوری دنیا پر فرض کیا۔ ارشاد ربانی ہے: وَمَآ اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۚ وَمَا نَهٰکُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ (الحشر:7) "اور رسول (کریم) جو تمہیں عطا فرما دیں وہ لے لو اور جس سے تمہیں روکیں تو رک جاؤ۔"

اللہ تعالیٰ نے ایک اور جگہ پر ارشاد فرمایا: مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۚ (النساء:80) "جس نے اطاعت کی رسول کی تو یقیناً اس نے اطاعت کی اللہ کی۔"

اللہ تعالیٰ نے ہر قول اور فعل میں لوگوں پر آپ ﷺ کی اطاعت کو واجب فرمایا ہے اس میں کسی چیز کی بھی استثنیٰ نہیں کی۔ ارشاد فرمایا: لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (احزاب:21) "بیشک تمہاری رہنمائی کے لئے اللہ کے رسول (کی زندگی) میں خوبصورت نمونہ ہے۔" حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ایک قول کی اطاعت کو مستثنیٰ کیا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے: قَدْ کَانَتْ لَکُمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِیْٓ اِبْرٰهِیْمَ ...... اِلَّا قَوْلَ اِبْرٰهِیْمَ لِاَبِیْهِ (الممتحنہ:4)

حضرت ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اطاعت، معصیت، فرائض، احکام، وعدہ اور وعید ہر مقام میں اپنے نام کے ساتھ اپنے محبوب ﷺ کا ذکر فرمایا ہے اس کا مقصد فقط آپ ﷺ کو عزت و شرف عطا فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ارشادات ہیں:۔

اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ (النساء:59) "اطاعت کرو اللہ تعالیٰ کی اور اطاعت کرو رسول (مکرم) کی۔"

وَاَطِیْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗٓ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ۝ (الانفال:1) "اور اطاعت کرو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اگر تم ایماندار ہو۔"

وَیُطِیْعُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۭ (التوبہ:71) "اور اطاعت کرتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کی۔"

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ (الحجرات:15) "پس سچے مومن تو وہ ہیں جو ایمان لائے ہیں اللہ تعالیٰ پر اور اس کے رسول پر۔"

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ﷺ کو وہاں ہم کلامی کا شرف بخشا جہاں تک کسی بھی مقرب فرشتے یا نبی مرسل کی رسائی نہ ہو سکی اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کے ساتھ وحی کی تمام اقسام میں ہم کلام ہوا۔ وحی کی تین قسمیں ہیں:۔ (1) سچے خواب (2) بغیر کسی واسطہ کے کلام کرنا (3) حضرت جبرائیل امین کے ذریعہ سے کلام کرنا۔

ایک ماہ کی مسافت آپ ﷺ کے آگے سے اور ایک ماہ کی مسافت پیچھے سے دشمن آپ ﷺ سے مرعوب ہو جاتا تھا۔ آپ ﷺ کو جوامع الکلم عطا کئے گئے۔ آپ ﷺ کو زمین کے خزانوں کی چابیاں عنایت کی گئیں۔ پانچ اشیاء کے علاوہ تمام اشیاء کا آپ ﷺ کو علم عطا فرمایا گیا بعض علماء نے کہا ہے کہ ان پانچ چیزوں کا علم بھی آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا کیا گیا تھا۔ قیامت کے وقت کا علم اور روح کا علم بھی آپ ﷺ کو عطا کیا گیا تھا لیکن ان علوم کو چھپانے کا آپ ﷺ کو حکم دیا گیا۔ آپ ﷺ کو دجال کا معاملہ بھی بتا دیا گیا حالانکہ آپ ﷺ سے قبل کسی نبی کو بھی دجال کے بارے میں نہیں بتایا گیا تھا۔ احمد صرف آپ ﷺ کا نام ہے حضرت اسرافیل علیہ السلام صرف آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس تشریف لائے۔ آپ ﷺ کے لئے نبوت اور سلطنت کو جمع کیا گیا ''الاحیاء'' میں مذکور ہے کہ حضور اکرم ﷺ نبوت، ملک اور سلطنت کے جمع ہو جانے کی وجہ سے تمام انبیاء سے افضل ہیں۔ آپ ﷺ کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے دنیا اور دین کی اصلاح کی۔ تلوار اور سلطنت آپ ﷺ کے علاوہ کسی اور نبی کو عطا نہیں ہوئیں تھیں۔ آپ ﷺ رات کو بھوکے سوتے تھے لیکن جب آپ صبح بیدار ہوتے تھے تو آپ ﷺ خوب سیر ہوتے تھے۔ کوئی شخص آپ ﷺ سے زیادہ طاقتور نہ تھا۔

جب آپ ﷺ وضو فرمانے کا ارادہ فرماتے اور آپ ﷺ پانی نہ پاتے تو اپنی انگلیوں کو تھوڑا سا کھینچتے تو ان سے پانی نکلنا شروع ہو جاتا۔ آپ ﷺ کے لئے زمین سمٹ جاتی تھی شرح صدر، بوجھ کا اٹھا لینا اور ذکر کا بلند ہونا صرف آپ ﷺ کو ہی عطا ہوا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کا نام اپنے نام کے ساتھ ملایا۔ آپ ﷺ کو بخشش کا مژدہ سنایا۔ جبکہ آپ ﷺ ابھی ظاہری زندگی میں تھے اور صحیح وسالم تھے۔ آپ ﷺ حبیب الرحمان ہیں۔ آپ ﷺ اولاد آدم کے سردار ہیں بارگاہ ربوبیت میں آپ ﷺ سب سے زیادہ معزز ہیں۔ آپ ﷺ تمام مرسلین اور ملائکہ سے افضل ہیں آپ ﷺ پر آپ کی تمام امت پیش کی گئی حتیٰ کہ آپ ﷺ نے تمام امت کو دیکھ لیا قیامت تک آپ کی امت میں جو کچھ ہونے والا تھا وہ سب کچھ آپ کے سامنے پیش کر دیا گیا۔ اللہ رب العزت نے صرف آپ ﷺ کو بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ عطا فرمائی۔ آپ ﷺ کو سورۃ فاتحہ، آیت الکرسی، سورۃ بقرہ کا آخر، مفصل اور سبع طوال عطا فرمایا۔

حضرت ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ اور دیگر انبیاء کو خطاب کرنے میں بھی فرق کیا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کے لئے ارشاد فرمایا: وَلَا تَتَّبِعِ الۡھَوٰی فَیُضِلَّکَ عَنۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ ط (ص:26) ''اور نہ پیروی کیا کرو ہوائے نفس کی وہ بہکا دے گی تمہیں راہ خدا سے۔''

اور اپنے محبوب کریم ﷺ کے لئے فرمایا: وَمَا یَنۡطِقُ عَنِ الۡھَوٰی ۝ (النجم:3) ''اور وہ تو بولتا ہی نہیں اپنی خواہش سے۔'' حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں فرمایا: فَفَرَرۡتُ مِنۡکُمۡ لَمَّا خِفۡتُکُمۡ (الشعراء:21) ''تو میں بھاگ گیا تھا

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

آپ ﷺ کے سینہ اقدس اور پشت مبارک کی تعریف میں فرمایا:

اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ﴿۱﴾ وَوَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ ﴿۲﴾ الَّذِيْٓ اَنْقَضَ ظَهْرَكَ ﴿۳﴾ (الانشراح:3-1) ''کیا ہم نے آپ کی خاطر آپ کا سینہ کشادہ نہیں کیا اور ہم نے اتار دیا ہے آپ سے آپ کا بوجھ جس نے بوجھل کر دیا تھا آپ کی پیٹھ کو۔''

آپ ﷺ کے قلب اطہر کی تعریف میں کہا:

عَلٰی قَلْبِكَ (الشعراء:194) کہ اس نے اتارا قرآن آپ کے دل پر۔ آپ کے خلق کے بارے میں فرمایا:

وَاِنَّكَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِيْمٍ ﴿۴﴾ (القلم:4) ''بے شک آپ عظیم الشان خلق کے مالک ہیں۔''

البزار اور الطبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے چار وزراء کے ساتھ میری تائید فرمائی ہے میرے دو وزیر آسمانوں پر ہیں وہ حضرت جرائیل اور حضرت میکائیل علیہما السلام ہیں اور دو وزیر زمین پر موجود ہیں وہ حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہیں۔

ابن ماجہ اور ابو نعیم رحمہما اللہ تعالیٰ نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور مکرم ﷺ جب چلتے تھے تو صحابہ کرام آپ ﷺ کے آگے آگے چلتے تھے اور آپ ﷺ کے پیچھے ملائکہ کے لئے جگہ چھوڑ دیتے تھے۔

حاکم، ابن عساکر رحمہما اللہ تعالیٰ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کو سات رفیق عطا فرمائے ہیں مجھے اللہ تعالیٰ نے چودہ رفقاء عطا فرمائے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا گیا کہ آپ ﷺ کے چودہ رفیق کون ہیں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا ''میں، حضرت حمزہ، میرے دونوں بیٹے، حضرت جعفر، حضرت عقیل، حضرت ابو بکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت مقداد، حضرت سلمان، حضرت عمار، حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

آپ ﷺ کے خصائص میں سے یہ بھی ہے۔

الدارقطنی رحمۃ اللہ علیہ نے ''المؤتلف'' میں حضرت جعفر بن محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا ہر نبی کے اہل بیت کے لئے اللہ تعالیٰ نے ایک دعا مخصوص کی جب کہ ہمارے لئے رسول اللہ ﷺ نے دو دعائیں چھوڑی ہیں۔ ایک دعا ہمارے مصائب کے لئے ہے جب کہ دوسری دعا ہماری ضرورت کے لئے ہے وہ دعا جو ہمارے مصائب کے لئے ہے وہ یہ ہے۔

يَا دَائِمًا لَّمْ يَزَلْ يَا اِلٰهِيْ وَاِلٰهَ آبَائِيْ يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ

''اے وہ ذات والا جو ہمیشہ رہنے والی ہے اے میرے معبود اور میرے آباء کے معبود اے حی اے قیوم۔''

وہ دعا جو ہماری ضروریات کے لئے ہے وہ یہ ہے:

يَامَنْ يَّكْفِيْ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ وَّلَا يَكْفِيْ مِنْهُ شَيْءٌ يَا اَللّٰهُ يَا رَبَّ مُحَمَّدٍ اِقْضِ عَنِّيْ دَيْنِيْ

''اے وہ ذات جو ہر چیز کے لئے کافی ہے اور کوئی چیز بھی جس سے مستغنی نہیں کر سکتی اے اللہ اے رب

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بَرَآءَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ (التوبہ:1) ''یہ قطع تعلق (کا اعلان) ہے اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے۔''

اسْتَجِیْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ (الانفال:24) ''لبیک کہو اللہ اور (اس کے) رسول کی پکار پر۔''

وَمَنْ یَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ (النساء:14) ''اور جو نافرمانی کرے گا اللہ کی اور اس کے رسول کی۔''

شَآقُّوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ (الحشر:4) ''مخالفت کی انہوں نے اللہ کی اور اس کے رسول کی۔''

وَمَنْ یُّشَاقِقِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ (الانفال:13) ''اور جو مخالفت کرتا ہے اللہ اور اس کے رسول کی۔''

مَنْ یُّحَادِدِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ (التوبہ:63) ''جو کوئی مخالفت کرتا ہے اللہ اور اس کے رسول کی۔''

وَلَمْ یَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلَا رَسُوْلِهٖ (التوبہ:16) ''اور جنہوں نے نہیں بنایا بغیر اللہ اور اس کے رسول کے۔''

یُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ (المائدہ:33) ''جو جنگ کرتے ہیں اللہ سے اور اس کے رسول سے۔''

مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ (التوبہ:29) ''جسے حرام کیا ہے اللہ نے اور اس کے رسول نے۔''

قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ (انفال:1) ''آپ فرمائیے غنیمتوں کے مالک اللہ اور رسول ہیں۔''

فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ (الانفال:41) ''تو اللہ کے لئے ہے اس کا پانچواں حصہ اور رسول کے لئے۔''

فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ (النساء:59) ''تو لوٹا دو اسے اللہ اور (اپنے) رسول (کے فرمان) کی طرف۔''

مَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ (التوبہ:59) ''جو کچھ انہیں عطا کیا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے۔''

سَیُؤْتِیْنَا اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَرَسُوْلُهٗ (التوبہ:59) ''عطا فرمائے گا ہمیں اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اور اس کا رسول۔''

اَغْنٰىهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ (التوبہ:74) ''مگر اس پر کہ غنی کر دیا انہیں اللہ تعالیٰ نے اور اس کے رسول نے اپنے فضل و کرم سے۔''

اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاَنْعَمْتَ عَلَیْهِ (الاحزاب:37) ''جس پر اللہ نے بھی احسان فرمایا اور آپ نے بھی۔''

حضرت ابن سبع رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں آپ ﷺ کے ایک ایک عضو کی تعریف بیان کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے چہرۂ مبارک کی توصیف میں فرمایا:

قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِی السَّمَآءِ (البقرہ:143) ''ہم دیکھ رہے ہیں بار بار آپ کا منہ کرنا آسمان کی طرف''

آپ ﷺ کی آنکھ مبارک کی تعریف میں فرمایا۔

وَلَا تَمُدَّنَّ عَیْنَیْكَ (الحجر:88) ''اور آپ اپنی مشتاق نگاہوں سے نہ دیکھئے ان چیزوں کی طرف۔''

آپ ﷺ کی زبان مبارک کی مدح خوانی یوں فرمائی ہے:

فَاِنَّمَا یَسَّرْنٰهُ بِلِسَانِكَ (مریم:97) ''صرف اس لئے ہم نے آسان کر دیا ہے قرآن کو آپ کی زبان میں اتار کر۔''

آپ ﷺ کے دست مبارک اور گردن مبارک کی یوں ثناء کی ہے:

وَلَا تَجْعَلْ یَدَكَ مَغْلُوْلَةً اِلٰى عُنُقِكَ (الاسراء:29) ''اور نہ بنالو اپنے ہاتھ کو بندھا ہوا اپنی گردن کے اردگرد۔''

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دوگنا ہے اور عذاب بھی۔ حضرت علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کی بیٹیاں آپ کی ازواج مطہرات سے افضل ہیں۔ اس کی دلیل درج ذیل حدیث ہے۔

ابویعلی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے مجھے فرمایا ''حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شادی اس ذات سے کرو جو حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بہتر ہے اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شادی اس خاتون محترمہ سے کرو جو حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بہتر ہے۔''

آپ ﷺ کے خصائص میں سے یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ کے صحابہ کرام انبیاء کے علاوہ تمام مخلوق سے افضل ہیں۔ ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ نے ''کتاب السنۃ'' میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول مکرم ﷺ نے روایت فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میرے صحابہ کو انبیاء علیہم السلام کے علاوہ تمام مخلوق سے افضل بنایا ہے اور میرے چار صحابہ کرام کو باقی صحابہ سے افضیلت عطا کی ہے وہ چار صحابہ یہ ہیں حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ میرے تمام صحابہ سراپا بھلائی ہیں۔ میری امت کو تمام امتوں پر فضیلت دی ہے ارو میری امت میں سے چار صدیوں کو فضیلت دی ہے: 1۔ پہلی صدی، 2۔ دوسری صدی، 3۔ تیسری صدی یہ لگاتار ہیں جبکہ چوتھی صدی تنہا ہے۔

حضرت علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اکثر علماء نے فرمایا ہے کہ تمام صحابہ اپنے سے بعد کے تمام لوگوں سے افضل ہیں خواہ وہ لوگ علم اور عمل میں کتنی ہی فوقیت حاصل کرلیں۔

آپ ﷺ کے خصائص میں سے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کو تمام شہروں پر فضیلت دی ہے۔ دجال اور طاعون ان دونوں شہروں میں داخل نہیں ہوسکتے۔ آپ ﷺ کی مسجد تمام مساجد سے افضل ہے وہ زمین کا ٹکڑا جس میں آپ دفن ہیں وہ تمام روئے زمین سے افضل ہے بلکہ وہ کعبہ اور عرش عظیم سے بھی افضل ہے۔ آپ ﷺ کے خصائص میں سے ہے کہ آپ ﷺ کی شریعت مطہرہ میں مال غنیمت حلال ہے آپ ﷺ کے لئے تمام روئے زمین کو مسجد بنادیا گیا ہے مٹی آپ ﷺ کے لئے پاکیزگی ہے اور ایک قول کے مطابق وضو کے قائم مقام ہے۔ آپ ﷺ پر اللہ تعالیٰ نے پانچ نمازیں فرض کیں ہیں آپ ﷺ سے قبل کسی نبی کے لئے بھی پانچ نمازیں فرض نہ تھیں سب سے پہلے آپ ﷺ نے عشاء کی نماز پڑھی۔ آپ ﷺ سے پہلے کسی شخص نے بھی عشاء کی نماز نہیں پڑھی تھی جمعہ، آمین، قبلہ کی طرف منہ کرنا، نماز میں ملائکہ کی صفوں کی طرح صفیں بنانا، سلام، اذان، اقامت، نماز میں رکوع، جماعت کرانا، نماز میں اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ کہنا، نعلین (جوتے) پہن کر نماز پڑھ لینا، محراب میں نماز کا مکروہ ہونا، لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ پڑھنا، مصیبت کے وقت: اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ﴿۱۵۶﴾ پڑھنا اور نماز کی ابتداء تکبیر سے کرنا یہ آپ ﷺ کے ہی خصائص ہیں۔

آپ ﷺ کے خصائص میں سے یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ کی امت کے گناہ استغفار سے معاف ہوجاتے ہیں۔ نیند

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

محمد (فداہ روحی) میرا قرض ادا فرما۔"

آپ ﷺ کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ کی کنیت پر کنیت رکھنا حرام ہے یہ خصوصیت کسی اور نبی کے لئے ثابت نہیں ہے حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کسی شخص کے لئے ابوالقاسم کنیت رکھنا جائز نہیں خواہ اس کا نام محمد ہو یا نہ ہو حضرت رافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ بعض علماء نے کہا کہ آپ ﷺ کے نام اور کنیت کو جمع کرنا مکروہ ہے اور انہوں نے دونوں میں سے ایک یعنی کنیت کے نام رکھنے کو جائز سمجھا ہے۔ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے آپ ﷺ کے وصال کے بعد آپ ﷺ کی کنیت کے جواز کا فتوی دیا ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ آپ ﷺ پر کنیت نہ رکھنے کا حکم آپ کی حیات مبارکہ تک مختص تھا کیونکہ اب اس کی علت ختم ہوگئی ہے۔ اس کی علت یہ تھی کہ جب کسی اور شخص کو اس کیفیت سے مخاطب کیا جائے تو آپ ﷺ کو اس شخص کی طرف توجہ کرنے کی تکلیف نہ ہو۔

جیسا کہ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور مکرم ﷺ جنت البقیع میں تشریف فرما تھے۔ ایک شخص نے آواز دی اے ابوالقاسم! آپ ﷺ نے اس آدمی کی طرف توجہ فرمائی اس نے کہا میں نے آپ کو نہیں بلایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا میرے نام پر نام تو رکھ لیا کرو لیکن میری کنیت پر کنیت نہ رکھا کرو۔

آپ ﷺ کے نام مبارک پر نام رکھنے کی بھی بہت بڑی فضیلت ہے۔ آپ ﷺ کے نام مبارک کی تعظیم، توقیر اور احترام واجب ہے۔ ابن حاکم، بزار اور ابویعلی نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا "جب اپنی اولاد کا نام محمد رکھو تو اس پر لعنت نہ کیا کرو۔" بزار رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابورافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: "جب تم اپنے بچے کا نام محمد رکھو تو پھر نہ اسے مارو اور نہ ہی اس کی بے عزتی کرو۔" الطبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول مکرم ﷺ نے فرمایا "جس شخص کے تین بیٹے ہوئے اس نے ان میں سے کسی ایک کا نام بھی محمد نہ رکھا تو اس نے جاہلوں جیسا کام کیا۔"

ابن ابی عاصم رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص نے میرے نام پر نام رکھا۔ اس سے اس کی نیت میری برکت کو حاصل کرنا تھا تو دنیا میں اس پر ایسی برکت کا نزول ہوگا جو قیامت تک برقرار رہے گی۔ جس شخص نے آپ ﷺ کے نام مبارک کے مزید فضائل دیکھنے ہوں وہ میری کتاب "سَعَادَۃُ الدَّارَیْنِ فِی الصَّلٰوۃِ عَلٰی سَیِّدِ الْکَوْنَیْنِ" میں دیکھ لے اس میں میں نے اتنے فضائل جمع کئے ہیں جو اسے دوسری کتاب میں نہیں مل سکیں گے۔

آپ ﷺ کے خصائص میں سے یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ کو آپ ﷺ کا وسیلہ پیش کرنا جائز ہے جیسا کہ دعا مانگنے والا اللہ کی بارگاہ میں یوں عرض کرے: اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَتَوَجَّہُ اِلَیْکَ بِنَبِیِّکَ مُحَمَّدٍ۔ "اے اللہ! میں تیرے دربار میں تیرے نبی محمد (فداہ روحی)" ﷺ کا وسیلہ لے کر پیش ہوتا ہوں" آپ ﷺ کے خصائص میں سے یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ کی بیٹیاں اور ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن پوری دنیا کی عورتوں سے افضل ہیں۔ آپ ﷺ کی ازواج مطہرات کا ثواب بھی

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سے کچھ سعادت مند لوگ وہ بھی ہوں گے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ نماز ادا کریں گے۔ ان میں سے کچھ ملائکہ کی طرح ہوں گے جو اتنا ذکر کریں گے کہ انہیں کھانا کھانے کی ضرورت نہیں ہوگی آپ ﷺ کی امت دجال کو قتل کرے گی قرآن پاک میں آپ ﷺ کی امت کو ”یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا“ کے دلنشین نام سے یاد کیا گیا ہے جبکہ سابقہ تمام امتیں اپنی اپنی کتب میں ”یٰۤاَیُّهَا الْمَسَاکِیْنُ“ کے نام سے یاد کی جاتی تھیں۔ حضرت امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ”کسی نبی کا معجزہ جتنا واضح ہوگا اس میں اس کی قوم کے لئے اتنا ہی کم ثواب ہوگا۔“ امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ”اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ معجزہ اتنا زیادہ واضح ہوتا ہے کہ اس کی تصدیق کرنا آسان ہوتی ہے اس کے اسباب ظاہر ہوتے ہیں اس میں غور و فکر کی ضرورت بہت کم ہوتی ہے لیکن ہمارے نبی کریم ﷺ کے معجزات اگرچہ واضح اور عیاں ہیں لیکن ہمارے لئے اس میں ثواب زیادہ ہے آپ ﷺ کے خصائص مبارک میں سے یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی امت کے بارے میں فرمایا: وَمِنْ قَوْمِ مُوْسٰۤى اُمَّةٌ یَّهْدُوْنَ بِالْحَقِّ وَبِهٖ یَعْدِلُوْنَ (۱۵۹) (اعراف:159) ”اور موسیٰ کی قوم سے ایک گروہ ہے جو راہ بتاتا ہے حق کے ساتھ اور اسی حق کے ساتھ عدل کرتا ہے۔“

اور اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کی امت کے بارے میں فرمایا: وَمِمَّنْ خَلَقْنَاۤ اُمَّةٌ یَّهْدُوْنَ بِالْحَقِّ وَبِهٖ یَعْدِلُوْنَ (۱۸۱) (الاعراف:181) ”اور ان میں سے جنہیں ہم نے پیدا فرمایا ہے ایک امت ہے جو راہ دکھاتی ہے حق کے ساتھ اور حق کے ساتھ ہی عدل انصاف کرتی ہے۔“

حضور ﷺ کے خصائص میں سے یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ کی امت کو اول و آخر کا علم عطا فرمایا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے علم کے خزائن کھول دیئے۔ ان کو اسناد، انساب اور اعراب کا علم عطا کیا۔ انہیں کتابیں تصنیف کرنے کی قوت بخشی۔ اس امت کے علماء بنی اسرائیل کے انبیاء کی طرح ہیں۔

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے خصائص میں سے یہ بھی ہے کہ سب سے پہلے آپ ﷺ کے لئے ہی قبر شق ہو گی۔ سب سے پہلے ”صعقہ“ سے آپ ﷺ کو ہی سکون ملے گا آپ ﷺ کے ستر ہزار امتیوں کو براق پیش کی جائے گی۔ حشر میں آپ ﷺ کا نام پکارنے کی اجازت ہوگی۔ آپ ﷺ کو جنت میں ایسے دو لباس عطا کئے جائیں گے جو تمام لباسوں سے عظیم ترین ہوں گے۔ آپ ﷺ عرش کی دائیں جانب کھڑے ہوں گے۔ آپ ﷺ مقام محمود پر فائز ہوں گے آپ ﷺ کے دست اقدس میں حمد کا جھنڈا ہوگا حضرت آدم علیہ السلام اور تمام نوع انسانی آپ ﷺ کے جھنڈے کے نیچے ہوگی۔ اس دن آپ ﷺ انبیاء کے امام ہوں گے ان کے خطیب اور قائد ہوں گے سب سے پہلے آپ ﷺ ہی شفاعت کرنے والے ہوں گے اور سب سے پہلے آپ ہی کی شفاعت قبول کی جائے گی۔ سب سے پہلے آپ ﷺ ہی اللہ کا دیدار کریں گے سب سے پہلے آپ ﷺ کو ہی بارگاہ ربوبیت میں سجدہ ریز ہونے کی اجازت ملے گی۔ سب سے پہلے آپ ﷺ ہی سجدہ سے سر اٹھائیں گے آپ ﷺ سے تبلیغ پر کوئی گواہ طلب نہیں کیا جائے گا جبکہ دیگر تمام انبیاء سے تبلیغ پر گواہی کا مطالبہ کیا جائے گا۔ فیصلے کی گھڑی میں شفاعت عظمیٰ آپ ﷺ ہی کے دست اقدس میں ہوگی۔ آپ ﷺ کی

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اس کے لئے توبہ ہے جو صدقات وہ کھاتے ہیں انہیں دنیا اور آخرت میں ان کا ثواب ملتا ہے جب وہ دعائیں کرتے ہیں تو ان کی دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ آپ کے خصائص میں سے یہ بھی ہے کہ آپ کو ایک ایسی ساعت عطا ہوئی جس میں ہر دعا قبول ہوتی ہے لیلۃ القدر، ماہ رمضان، اس میں پانچ عادات، عید الاضحیٰ، لحد (اہل کتاب کے لئے قبر کا شق ہونا ضروری تھا)، سحری کھانا، افطاری میں جلدی کرنا، شام سے لے کر فجر تک کھانا، پینا اور جماع کا حلال ہونا، یوم عرفہ کے روزہ کا دو سال کا کفارہ ہونا، نماز میں گفتگو کا حرام ہونا اور روزہ میں کلام کا جائز ہونا، جبکہ ہم سے پہلی امتوں کے لئے نماز میں گفتگو کرنا جائز تھی اور روزہ میں گفتگو کرنا حرام تھی۔

آپ ﷺ کے خصائص میں سے ہے کہ آپ ﷺ کی امت تمام امتوں سے بہترین ہے اور تمام امتوں سے آخری امت ہے۔ ان کے لئے قرآن پاک حفظ کرنا آسان کر دیا گیا ہے اس کے دو نام اَلْمُسْلِمُوْنَ، اَلْمُؤْمِنُوْنَ اللہ کے دو ناموں سے مشتق ہیں ان کے مذہب کا نام اسلام رکھا گیا ہے جبکہ سابقہ انبیاء کے تو مندرجہ بالا اوصاف ہوتے تھے لیکن ان کی امتیں ان خوبیوں سے متصف نہ ہوتیں تھیں۔ آپ ﷺ کے یہ خصائص بھی ہیں کہ آپ کی امت کا عمامہ باندھنا، عمامہ کی ایک جانب لٹکانا اور کمر کے ساتھ ازار باندھنا یہ انہیں کے ساتھ مختص ہے یہ ملائکہ کی علامات میں سے ہیں۔

آپ ﷺ کے خصائص مبارک میں یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر سے اس بوجھ کو اتار لیا جو دوسری امتوں پر تھا۔ وہ احکامات جو اس امت سے پہلے دیگر امتوں پر بڑے شدید تھے انہیں ختم کر دیا ان کے لئے دین میں کوئی حرج نہیں اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے خطا اور بھول جانے پر محاسبہ ختم کر دیا۔ حدیث نفس ان کے لئے معاف ہے۔ ان میں سے اگر کسی نے برائی کا صرف ارادہ کیا تو وہ برائی اس کے نامہ اعمال میں نہیں لکھی جائے گی بلکہ اگر اس نے اس برائی کو ترک کر دیا تو یہ اس کے لئے ایک نیکی لکھی جائے گی۔ اگر کسی نے بھلائی کا ارادہ کیا تو اس کے لئے ایک نیکی لکھ دی جاتی ہے اور اگر اس بھلائی کو مکمل کر دیا تو اس کے لئے دس نیکیوں کا ثواب لکھا جاتا ہے۔ توبہ کرنے کے لئے اپنی جان کو تلف کرنا، کپڑے میں سے ناپاک جگہ کو کاٹنا اور مال میں سے چوتھا حصہ زکوٰۃ نکالنے جیسے سخت احکامات اس امت کے لئے نرم کر دیئے ہیں۔ ان کی تمام دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ انہیں قصاص اور دیت میں اختیار دیا۔ انہیں چار نکاح کرنے کی اجازت دی۔ اپنی امت کے علاوہ اہل کتاب کی عورتوں سے نکاح کرنے کی اجازت دی لونڈی کے ساتھ نکاح کرنے کی بھی اجازت دی، حائضہ کے ساتھ جماع کے علاوہ ہر قسم کی ملاعبت کو جائز کیا انہیں اپنی بیوی کے ساتھ ہر طریقہ سے جماع کرنے کی اجازت دی۔ ان کے لئے شرم گاہ کو عریاں کرنا، تصویر اور ہر نشہ آور چیز کو حرام کیا۔ آپ ﷺ کی امت بھوک یا ڈوبنے کی وجہ سے ہلاک نہ ہوگی۔ انہیں سابقہ امتوں کی طرح کے عذاب میں مبتلا نہیں کیا جائے گا نہ ہی ان پر کوئی ایسا دشمن مسلط کیا جائے گا جو ان کی اکثریت کو ہلاک کر دے آپ ﷺ کی امت کبھی بھی گمراہی پر جمع نہیں ہوگی۔ ان کا اجماع حجت ہے اور ان کا اختلاف رحمت ہے جبکہ سابقہ امتوں کا اختلاف عذاب ہوتا تھا طاعون ان کے لئے رحمت اور اس کی وجہ سے مرنا شہادت ہے جبکہ سابقہ امتوں پر یہ بیماری عذاب ہوتی تھی۔ آپ ﷺ کی امت کا ایک گروہ ہمیشہ حق پر برقرار رہے گا اس امت میں اقطاب، اوتاد اور ابدال ہوتے رہیں گے۔ ان میں

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تیسری بحث

اس بحث میں اس حقیقت کا بیان ہے کہ حضور مکرم ﷺ کے معجزات تمام انبیاء علیہم السلام کے معجزات سے زیادہ بھی ہیں اور عیاں بھی۔ دیگر انبیاء علیہم السلام کے معجزات مرورِ وقت کے ساتھ ختم ہو گئے لیکن تاجدار ختم نبوت ﷺ کے بعض معجزات کو قیام قیامت تک دوام حاصل ہے ان معجزات میں سے عظیم ترین معجزہ ''قرآن مجید'' ہے

حضرت علامہ ماوری رحمۃ اللہ علیہ جن کے اقوال ہم نے پہلے بیان کئے ہیں فرماتے ہیں ہم نے پہلے معجزات کی اقسام بیان کی ہیں۔ جب ان میں سے کوئی معجزہ بھی ظہور پذیر ہوگا وہ دلیل بھی ہوگا اور نبوت کی صحت کے لئے حجت بھی ہوگا۔ حضور اکرم ﷺ کے زمانہ رسالت و نبوت میں بہت سے معجزات کا اظہار ہوا حالانکہ ان معجزات سے پہلے بھی کئی دفعہ کفار کو ڈرایا گیا تھا۔ ان معجزات سے آپ ﷺ کی نبوت کی کئی علامات ظاہر ہوئیں۔ آپ ﷺ کے متعلق کئی خبریں پایہ ثبوت کو پہنچ گئیں ان معجزات نے حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی نبوت کو دیگر انبیاء کی نبوت سے زیادہ عیاں اور واضح کر دیا ان معجزات کی وجہ سے آپ ﷺ کو زیادہ تائید الٰہی حاصل ہوئی۔ یہ معجزات شریعت کے مطابق بندگی کرنے کے لئے معاون بن گئے۔ ان کے دلائل نے ہر نفرت کرنے والے اور سرکش کو مغلوب کر دیا۔ ہر شقی اور باغی کے لئے یہ معجزات حجت بن گئے کیونکہ جس چیز کو کسی کام کے لئے تیار کیا جاتا ہے تو وہ اپنے آلے پر فٹ آتی ہے اور اپنے اصل کی طرف لوٹتی ہے حتیٰ کہ وہ چیز اس آلہ میں بغیر تکلیف کے داخل ہو جاتی ہے اور اس میں قرار پذیر ہو جاتی ہے جس آدمی کو اس کا تجربہ ہوتا ہے اس پر یہ امر مخفی نہیں رہتا کہ اسے جس مقصد کے لئے بنایا گیا ہے وہ اس سے پورا ہو رہا ہے۔

حضور ﷺ کی نبوت کی علامات آپ ﷺ میں واضح تھیں حتیٰ کہ جب آپ ﷺ میں یہ علامات پائی گئیں تو آپ ﷺ ان سے بالکل بے خبر تھے۔ آپ ﷺ کو ان کی اطلاع نہ تھی۔ جب یہ علامات نبوت ظاہر ہوئیں تو آپ ﷺ نے انہیں حتی الامکان پورا کیا۔ ان کے تمام حقوق کو ادا کیا آپ ﷺ نے اس میں کسی عجز یا کمزوری کا اظہار نہ کیا۔ حتیٰ کہ آپ ﷺ کی شریعت مطہرہ مکمل ہو گئی وہ اصل جگہ اور مقام کے مطابق پوری ہوئی اور اندازہ کے مطابق درست ثابت ہو گئی۔ اس شریعت کا نہ ہی کسی عقل نے رد کیا اور نہ کسی دل نے اس کا انکار کیا۔ نہ ہی کسی انسان نے اس سے نفرت کی جبکہ حضور نبی کریم ﷺ امی تھے نہ کسی کتاب کو پڑھے تھے اور نہ ہی اکتساب علم کیا تھا آپ ﷺ نے ہر مشکل کی وضاحت کی اور ہر مشتبہ چیز کو ظاہر کیا حتیٰ کہ دیگر امتیں آپ ﷺ کی طرف لوٹ آئیں تمام حقوق کی آپ نے وضاحت فرمائی اور احکامات الٰہیہ کو کھول کر بیان کیا کیونکہ وہ لوگ پہلے ان سے نا آشنا تھے۔ اتنا عظیم کام صرف تائید الٰہی اور مدد لاہوتی کی وجہ سے ہی پایہ تکمیل کو پہنچتا ہے۔ اگر ہم صرف اسی پر اکتفا کریں تو تیرے لئے یہی دلیل کافی ہے لیکن اس کے باوجود حضور اکرم ﷺ کے ان گنت معجزات ہیں جو ہر منکر کا رد کرتے ہیں ہر باغی کے راستہ کو روکتے ہیں۔ ان معجزات کی کئی اقسام ہیں۔ وہ متواتر احادیث سے

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ایک شفاعت امت کو بغیر حساب جنت میں لے جانے کے لئے ہوگی۔ایک شفاعت ان لوگوں کے لئے ہوگی جو آپ ﷺ کی امت میں سے ہوں گے لیکن وہ آگ کے مستحق ہو چکے ہوں گے آپ ﷺ کی ایک شفاعت لوگوں کے درجات کی بلندی کے لئے ہوگی۔آپ ﷺ کفار کے لئے تخفیف عذاب کے لئے شفاعت کریں گے آپ ﷺ کفار کے بچوں کی شفاعت کریں گے کہ انہیں عذاب میں مبتلا نہ کیا جائے۔آپ ﷺ کے نسب اور رشتہ داری کے علاوہ تمام نسب اور رشتہ داری ختم ہو جائے گی سب سے پہلے آپ ﷺ پل صراط کو عبور کریں گے سب سے پہلے آپ ﷺ ہی جنت کے دروازے کو کھٹکھٹائیں گے۔سب سے پہلے آپ ﷺ جنت میں داخل ہوں گے آپ ﷺ کے بعد آپ ﷺ کی لخت جگر رضی اللہ عنہا جنت میں داخل ہوگی آپ ﷺ کے سر مبارک اور چہرہ مبارک کے ہر بال میں ایک ایک نور ہوگا۔تمام مجمع کو حکم ہوگا کہ اپنی نگاہیں نیچی کرلیں حتیٰ کہ آپ ﷺ کی نور نظر پل صراط کو عبور کرلیں گی۔

آپ ﷺ کے خصائص میں سے یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کوثر اور وسیلہ عطا فرمایا۔آپ کے منبر کے پائے جنت کے مراتب ہیں اور آپ کا منبر جنت کی نہروں میں سے ایک نہر پر ہے آپ ﷺ کی قبر اطہر اور منبر شریف کے درمیان جنت کے باغات میں سے ایک باغ ہے آپ ﷺ کی امت دنیا میں سب کے بعد میں آنے والی ہے لیکن بروز حشر سب سے پہلے اس امت کا ہی فیصلہ ہوگا۔آپ کی امت ایک بلند ٹیلے پر کھڑی ہوگی۔آپ ﷺ کی امت اس شان سے حشر میں آئے گی کہ اس کے اعضاء وضو کے اثر سے روشن و تاباں ہوں گے۔انہیں دنیا میں تکالیف میں مبتلا کر دیا جاتا ہے عالم برزخ میں انہیں عذاب دے دیا جاتا ہے تاکہ وقت قیامت وہ ہر قسم کی آلائش سے پاک اور صاف ہو کر آئیں۔یہ امت جب قبر میں داخل ہوتی ہے تو گناہ گار ہوتی ہے لیکن جب قبر سے باہر آئے گی تو مومنین کے استغفار کی وجہ سے اس کے گناہ مٹ چکے ہوں گے۔ان کے نامہ اعمال ان کے دائیں ہاتھ میں دیئے جائیں گے۔ان کے بچے ان کے لئے کوشاں ہوں گے۔ان کے سامنے ان کا نور درخشاں ہوگا ان کی پیشانیوں پر سجدوں کے اثرات ہوں گے ان کے لئے انبیاء کی طرح دو نور ہوں گے۔میزان میں ان کے اعمال تمام لوگوں سے بھاری ہوں گے ان کی ہر کوشش کی قدر دانی کی جائے گی جبکہ باقی امتوں کے ہر عمل کی قدر دانی نہیں ہوگی۔یہ امت سب سے پہلے جنت میں داخل ہوگی سب سے پہلے زمین اسی امت کے لئے شق ہوگی۔علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اور بھی واجبات،محرمات اور مباحات میں سے خصائص بیان کئے ہیں جن کو نقل کرنا طوالت کا سبب ہوگا اگر کوئی ان کا مطالعہ کرنا چاہے تو اسے ان کی کتاب ''خصائص کبریٰ'' کی طرف رجوع کرنا چاہئے۔

وَاللّٰہُ وَلِیُّ التَّوْفِیْقِ وَالْھِدَایَۃ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

2۔آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے معجزات بہت واضح ہیں سابقہ انبیاء علیہم السلام کے معجزات ان لوگوں کی قوت اور صحت کے مطابق ہوتے تھے اور وہ معجزات اسی فن میں ہوتے تھے جس میں ان لوگوں کو مکمل مہارت ہوتی تھی۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں لوگوں کے علوم میں جادو غالب تھا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ایسا معجزہ دے کر بھیجا جو اس سحر کے مشابہ تھا جس پر وہ قدرت کاملہ کا دعویٰ کرتے تھے حضرت موسیٰ علیہ السلام وہ معجزہ لے کر آئے جو ان کے لئے خلاف عادت تھا اور ان کی طاقت سے بعید تھا۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کے جادو کو باطل کر دیا۔

اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں طب کا غلبہ تھا آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام ان کے پاس وہ معجزہ لے کر آئے جس پر انہیں قدرت نہ تھی۔ آپ علیہ السلام ان کے پاس وہ معجزات لے کر آئے جو ان کے گمان سے بھی بالاتر تھے۔ مثلاً مردوں کو زندہ کرنا اور مادر زاد اندھوں اور کوڑھیوں کو بغیر کسی علاج کے تندرست فرما دینا۔ اسی طرح تمام انبیاء کو معجزات عطا ہوتے رہے۔

جب حضور مکرم ﷺ دنیا میں تشریف لائے تو اس وقت عرب میں چار علوم پائے جاتے تھے:۔(1) بلاغت، (2) شعر، (3) غیب کے متعلق خبر دینا، (4) کہانت۔ قرآن پاک نازل کیا گیا اس کا اسلوب ان چاروں طریقوں سے جدا ہے۔ اس میں فصاحت اور ایجاز ہے۔

جہاں تک فصاحت و بلاغت کا تعلق ہے تو قرآن پاک میں ایسی بلاغت، فصاعت اور اعجاز پایا جاتا ہے جو ان کے کلام کی فصاحت و بلاغت سے کہیں بالاتر ہے۔ اس کی آیات میں وہ عجیب ترکیب اور اسلوب ہے کہ وہ لوگ اپنی شاعری میں بھی اس تک رسائی حاصل نہ کر سکے وہ قرآن کے اسلوب کے اوزان کو ہی نہ سمجھ سکے۔ کائنات کے بارے میں خبریں، حادثات، اسرار اور زراہائے پنہاں اتنے زیادہ بیان کئے گئے ہیں۔ جن کو شمار نہیں کیا جا سکتا جن کے بارے میں قرآن نے خبر دی انہوں نے اس کی خبر کی تصدیق کی خواہ وہ کتنے ہی اسلام کے شدید دشمن تھے۔ قرآن پاک نے اس کہانت کو باطل کر دیا جو ایک مرتبہ تو سچی ہوتی لیکن دس مرتبہ دروغ گوئی سے کام لیتی تھی پھر شہاب ثاقب اور ستارے کی حفاظت سے اس کا بالکل ہی قلع قمع کر دیا۔ قرآن پاک میں سابقہ انبیاء علیہم السلام، سابقہ امتوں اور سابقہ حادثات کی خبریں ہیں جنہوں نے اس علم کے دعویٰ کرنے والے کو خاموش کر دیا پھر قرآن پاک ایسا معجزہ ہے جو تا قیام قیامت زندۂ جاوید رہے گا اس کے دلائل ہر آنے والی قوم کے لئے عیاں رہیں گے جو بھی قرآن کے معجزہ ہونے کی وجوہات پر غور و فکر کرتا رہے گا اس پر یہ وجوہات روز روشن کی طرح ظاہر ہوتی رہیں گی۔

قرآن پاک میں جو بھی غیب کی خبریں دی گئیں ہیں جوں جوں وقت گزرتا جائے گا توں توں اس کی صداقت واضح ہوتی جائے گی ایمان کو نئی جولانیاں نصیب ہوتی رہیں گی اس سے دلائل ظاہر ہوتے رہیں گے لیکن صرف خبر مشاہدہ کی طرح نہیں ہے مشاہدہ میں یقین کی زیادتی نصیب ہوتی ہے عین الیقین میں نفس کے لئے علم الیقین سے زیادہ اطمینان اور تسلی ہوتی ہے اگر چہ سب کچھ حق ہوتا ہے۔

تمام انبیاء اور رسل علیہم السلام کے معجزات ان کے وصال کے بعد ختم ہو گئے اور ان کے پردہ فرما جانے کے بعد معدوم ہو

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ثابت ہیں ان کے آثار ظاہر ہیں وہ معجزات ایک دوسرے کی تصدیق کرتے ہیں وہ معجزات مختلف اس لئے ہیں تا کہ ان میں ہر قسم کی دلیل شامل ہو اور وہ ایک دوسرے کے معاون اس لئے ہیں تا کہ ہر قسم کے بہتان کو ختم کر دیں ان میں سے کچھ معجزات تو وہ ہیں جو سابقہ انبیاء علیہم السلام سے ظہور پذیر ہو چکے تھے اور کچھ وہ ہیں جو آپ کے وصال کے بعد بھی جاری رہیں گے۔

آپ ﷺ کے کچھ معجزات وہ ہیں جو ان افعال اور اقوال کے قریب تر ہیں جو آپ ﷺ سے صادر ہوتے تھے پس معجزات میں سے کوئی بھی معجزہ نہ رہا جس کی وجہ سے آپ ﷺ کی ذات اقدس میں نقص ثابت ہو اور نہ ہی کوئی ایسی علامت رہی ہو جس کی وجہ سے آپ ﷺ پر اعتراض کرنے کی گنجائش ہو۔

حضرت امام قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے ''شفا'' میں فرمایا ہے کہ دو وجہ سے نبی کریم ﷺ کے معجزات تمام انبیاء کے معجزات سے زیادہ ظاہر ہیں:۔

1۔ یہ معجزات کثیر تعداد میں ہیں۔ ہر نبی علیہ السلام کو جو بھی معجزہ عطا ہوا نبی کریم ﷺ کو یا تو اس کی طرح کا معجزہ عطا ہوا یا اس سے عظیم تر معجزہ عنایت ہوا لوگ اس حقیقت سے آشنا ہیں اگر تو بھی اس حقیقت سے آگاہی چاہتا ہے تو پھر آپ ﷺ کے معجزات اور دیگر انبیاء علیہم السلام کے معجزات میں غور و فکر کر لے۔ تمہیں ان شاء اللہ اس حقیقت کا ضرور اقرار کرنا پڑے گا۔

قرآن پاک سراپا معجزہ ہے۔ اس کی کم سے کم وہ مقدار جس میں اعجاز پایا جاتا ہے سورۃ ''اِنَّآ اَعۡطَیۡنٰکَ الۡکَوۡثَرَ'' ہے یا وہ آیت جو اس سورۃ جتنی ہو۔ لیکن بعض آئمہ نے کہا ہے کہ اس کی ہر آیت خواہ وہ کیسی ہی کیوں نہ ہو وہ معجزہ ہے دیگر علماء نے فرمایا ہے کہ اس کا ہر جملہ معجزہ ہے خواہ وہ ایک کلمہ یا دو کلموں سے مرکب ہو لیکن سچا قول وہی ہے جو ہم نے پہلے ذکر کر دیا ہے کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: فَاۡتُوۡا بِسُوۡرَۃٍ مِّنۡ مِّثۡلِہٖ (بقرہ:23) ''تم اس جیسی ایک سورۃ لے کر آؤ''۔ یہ کم سے کم مقدار ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے مخالفین کو چیلنج کیا ہے اور اس کے ساتھ مخالفین کے مددگار اور معاونین کو بھی چیلنج کیا ہے۔ یہ مقدار غور و فکر کے ساتھ مقرر کی گئی ہے اس کی شرح بہت طویل ہے۔

اگر حقیقت یہ ہے تو پھر قرآن پاک میں ستتر ہزار اور کچھ کلمات ہیں (یہ تعداد بعض افراد کی بیان کردہ ہے) سورۃ الکوثر کے دس کلمات ہیں۔ اگر قرآن پاک کے اس سورۃ کی مقدار کے مطابق جزء بنائے جائیں تو ان کی تعداد سات ہزار ہو جائے گی ان میں سے ہر جزء بذات خود ایک معجزہ ہوگا۔

پھر قرآن پاک کا اعجاز دو وجوہات سے ہوگا (1) طریقہ بلاغت سے، (2) طریقہ نظم سے۔ اسی طرح قرآن پاک کے ہر جزء میں دو معجزات ہیں اور پورے قرآن پاک میں معجزات کی تعداد دوگنا ہو جائے گی۔ پھر قرآن مجید میں اعجاز کی اور بھی بہت سی وجوہات ہیں مثلاً اس میں غیب کی خبریں دی گئی ہیں پھر ایک سورۃ میں کتنی ہی غیب کی خبریں دی گئیں ہیں جو بذات خود ایک معجزہ ہیں اسی طرح معجزات کی تعداد اور بھی زیادہ ہو جائے گی اسی طرح اعجاز قرآن کی دیگر وجوہات بھی ان معجزات کو دوگنا چارگنا کرتی رہیں گی حتیٰ کہ اس میں معجزات کی تعداد حد شمار سے ماوراء ہو جائے گی پھر مذکورہ ابواب میں حضور ﷺ سے روایت کردہ احادیث بذات خود معجزہ ہیں اس طرح یہ تعداد اور زیادہ ہو جائے گی۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

میں کرتے۔ حضور ﷺ اپنے وہ خصائص دیکھتے جن سے اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو نوازا تھا تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حیاء آجاتی۔ حضرت علامہ دباغ رحمۃ اللہ علیہ نے اسی چیز کی وضاحت ایک مثال سے کی ہے کہ ایک شخص ہو جسے بادشاہ نے اپنی تمام سلطنت میں تصرف کرنے کا اختیار دیا ہو۔ وہ اس بادشاہت میں مختار کل ہو اپنی منشاء کے مطابق تصرف کرتا ہو پھر اس کے ساتھی اس کے لئے ایک گاؤں کی خواہش کریں جس میں وہ تصرف کرے (اس کے ساتھیوں کی یہ تمنا کتنی عجیب تر ہے)۔

حضرت علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے ''خصائص کبریٰ'' میں فرمایا ہے کہ لوگوں نے اختلاف کیا ہے کہ قرآن کا اعجاز کس وجہ سے ہے۔ ان کے کئی اقوال ہیں جن کو ''اتقان'' میں بڑی تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا اس کا خلاصہ یہ ہے کہ قرآن کا اعجاز کئی وجوہات کی بناء پر ہے۔

اعجاز القرآن کی وجوہات

1۔ اعجاز القرآن کی پہلی وجہ یہ ہے کہ اس میں حسن تالیف اور کلمات آپس میں جڑواں ہیں اس کی تمام فصاحت اور بلاغت عرب کے لوگوں سے فائق اور بلند ہے جبکہ وہ لوگ گفتگو کے شاہسوار اور ادب کے شناور تھے۔

2۔ قرآن پاک کی آیات عجیب طریقہ سے ایک دوسرے سے ملی ہوئی ہے اور قرآن پاک کا اسلوب کلام عرب کے تمام اسلوب کے مخالف ہے۔ اس کی نظم اور نثر کا وہ طریقہ جس پر اس کا نزول ہوا ہے اور آیات کے آخر کس طرح آپس میں ملے ہوئے ہیں ان کی مثال نہ قرآن پاک سے پہلے پائی گئی اور نہ ہی بعد میں پائی جائے گی۔

3۔ اس میں بہت سی غیب کی ایسی خبریں بھی پائی جاتی ہیں جن کو پہلے اور کوئی نہیں جانتا تھا وہ غیب کی خبریں اسی طرح رونما ہوئیں جس طرح قرآن پاک نے ان کی خبر دی تھی۔

4۔ قرآن پاک نے گزشتہ امتوں اور ان کی شریعتوں کے بہت سے حالات بیان کئے ہیں ان میں سے کوئی ایک داستان بھی کسی شخص کو معلوم نہ تھی اور اگر کوئی واقعہ اہل کتاب کے کسی اس عالم کو معلوم تھا جس نے ساری زندگی حصول علم میں گزاری تھی تو پھر آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر اس واقعہ کا نزول بعینہ اسی طرح ہوا جس طرح کہ وہ عالم اس واقعہ کی خبر رکھتا تھا جبکہ حضور اکرم ﷺ اُمی تھے پڑھنا لکھنا نہیں جانتے تھے۔

5۔ وہ خبریں جو انسان کے دل میں پوشیدہ تھیں قرآن پاک نے ان کا بھی اظہار کر دیا جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: اِذْ هَمَّتْ طَّآىِٕفَتٰنِ مِنْكُمْ اَنْ تَفْشَلَا ۙ (آل عمران:122) ''جب ارادہ کیا تم میں سے دو جماعتوں نے کہ ہمت ہار دیں۔'' اور ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ وَ یَقُوْلُوْنَ فِیْۤ اَنْفُسِهِمْ لَوْ لَا یُعَذِّبُنَا اللّٰهُ بِمَا نَقُوْلُ ؕ (المجادلہ:8) ''اور وہ کہا کرتے ہیں آپس میں کہ (اگر یہ سچے رسول ہیں) تو اللہ تعالیٰ ہماری ان باتوں پر ہمیں عذاب کیوں نہیں دیتا۔''

6۔ بہت سی آیات ایسی قوم کے بارے میں آئیں جو کوئی فیصلہ کرنے سے عاجز آجائے پھر قرآن پاک نے یہ واضح اعلان کر دیا کہ وہ یہ فیصلہ نہیں کریں گے پھر وہ یقیناً ایسا فیصلہ کرنے پر قادر نہ ہوئے جیسا کہ یہودیوں کے بارے میں اللہ رب العزت کا ارشاد ہے: وَ لَنْ یَّتَمَنَّوْهُ اَبَدًا (البقرہ:95) ''اور وہ ہرگز کبھی بھی اس کی تمنا نہ کریں گے۔''

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

گئے لیکن ہمارے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے معجزات ہمیشہ برقرار رہیں گے وہ کبھی بھی اختتام پذیر نہیں ہوں گے۔ آپ ﷺ کی نشانیاں لحہ بہ لحہ تازہ رہیں گی ان میں کبھی بھی پژمردگی نہیں آئے گی اسی کی طرف حضور ﷺ نے اشارہ فرمایا ہے۔

حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

مَا مِنَ الْاَنْبِیَاءِ نَبِیٌّ اِلَّا اُعْطِیَ مِنَ الْآیَاتِ مَا مِثْلُهٗ آمَنَ عَلَیْهِ الْبَشَرُ وَاِنَّمَا کَانَ الَّذِیْ اُوْتِیْتُ وَحْیًا اَوْحَاهُ اللّٰهُ اِلَیَّ فَاَرْجُوْ اِنِّیْ اَکْثَرُهُمْ یَوْمَ الْقِیَامَةِ

''کتاب الابریز'' میں حضرت علامہ عبدالعزیز الدباغ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس حدیث ''مَا مِنْ نَّبِیٍّ اِلَّا وَقَدْ اُعْطِیَ مَا مِثْلُهٗ آمَنَ عَلَیْهِ الْبَشَرُ وَمَا کَانَ الَّذِیْ اُوْتِیْتُهٗ اِلَّا وَحْیًا یُّتْلٰی'' سے مراد یہ ہے کہ سابقہ تمام انبیاء کے معجزات ان کی ذاتوں اور ان کے متعلقہ اشیاء کی جنس سے ہوتے تھے۔ بعض معجزات ان انبیاء علیہم السلام کو بڑھاپے میں عطا ہوتے تھے اور کچھ معجزات بچپن سے لے کر بڑھاپے تک ان کے ساتھ رہتے تھے لیکن حضور ﷺ کے معجزہ کا تعلق اللہ کے ساتھ ہے اس کے نور کے مشاہدہ اور اس کے ساتھ ہم کلامی سے ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ ﷺ کی ذات، عقل، روح، نفس اور سر اتنے زیادہ قوی تھے کہ اگر آپ ﷺ کے مشاہدۂ ذات خداوندی کو تمام انبیاء پر تقسیم کر دیا جائے تو پھر بھی وہ اسے برداشت نہیں کر سکیں گے۔ اسی وجہ سے حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: وَمَا کَانَ الَّذِیْ اُوْتِیْتُهٗ اِلَّا وَحْیًا یُّتْلٰی'' مجھے جو معجزہ عطا کیا گیا وہ ایک وحی ہے جس کی تلاوت کی جاتی ہے''یعنی حضور ﷺ اور انبیائے کرام کے معجزات کی جنس ایک نہیں ہے خواہ وہ معجزات کتنے ہی عظیم الشان اور رفیع القدر ہوں۔ ان معجزات پر اور ان کے اسباب پر تمام بنی نوع انسان ایمان بھی لے آئیں پھر بھی آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے معجزات کو تمام انبیاء علیہم السلام کے معجزات پر فوقیت حاصل ہوگی کیونکہ آپ ﷺ کے معجزات آپ کی طرف سے نہیں بلکہ حق تعالیٰ کی طرف سے ہیں۔

پھر حضرت عبدالعزیز دباغ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مثال سے اس کی وضاحت کی ہے کہ ایک بادشاہ ہو۔ جب بھی اس کے ہاں کسی بچے کی ولادت ہو وہ اس بچے کو کسی ایسی جگہ بھیج دے جہاں وہ نشو ونما پائے ہر بچے کے ساتھ وہ بادشاہ ایک چیز بھیج دے تاکہ اس سے اس کی ضروریات پوری ہوں (وہ اہم چیز یاقوت یا جواہرات وغیرہ ہو سکتے ہیں) اور اس کے ذریعے سے اسے یہ بھی معلوم ہو کہ وہ ایک بادشاہ کا لخت جگر ہے حتیٰ کہ اس بادشاہ کے ہاں ایک اور بچہ جنم لیتا ہے وہ اسے اپنے پاس ہی رکھ لیتا ہے بذات خود اس کی تربیت کرتا ہے اسے تمام امور کا والی بنا دیتا ہے یقیناً اس بچے کو جو کمال معرفت حاصل ہوگی اس کا اندازہ نہیں لگایا جا سکتا وہ اپنے والد کے رازوں کو اپنے دیگر بھائیوں سے زیادہ جان لے گا۔ بادشاہ کے وہ راز جو اس بچے کو حاصل ہوئے ان کا ان رازوں سے کیا مقابلہ کیا جا سکتا ہے جو اس کے بھائیوں کو حاصل ہوئے؟ یہ بچہ اپنے باپ کا یقیناً زیادہ راز داں ہوگا۔

پھر حضرت علامہ دباغ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا بعض صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم خواہش کرتے تھے کہ حضور اکرم ﷺ کے دست اقدس سے بھی ان ہی معجزات کا اظہار ہو جن معجزات کا اظہار دیگر انبیاء نے کیا وہ یہی عرض بارگاہ رسالت

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اس پوری سورت میں کئی معجزات ہیں جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے۔

حضرت علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے جب سورۃ الکوثر کے کلمات کو گنا تو وہ دس تھے اسی طرح ایک قوم نے قرآن پاک میں کلمات کو شمار کیا ہے ان کی تعداد ستتر ہزار نو سو چونتیس بنتی ہے۔ آیات کی وہ تعداد جو بذات علیحدہ معجزہ بنتی ہے وہ تقریباً سات ہزار ہے پھر اسے آٹھ وجوہات سے ضرب دو۔ پہلی دونوں وجوہات، ساتوں، آٹھویں، نویں، دسویں، گیارہویں اور بارہویں وجہ سے اسے ضرب دینے سے معجزات کی تعداد چھپن ہزار تک پہنچ جاتی ہے پھر اس کے ساتھ پہلی، دوسری، تیسری اور چوتھی وجہ شامل کرنے سے معجزات کی تعداد ساٹھ ہزار ہو جاتی ہے جو آدمی ان وجوہات کی وجہ سے قرآن پاک کا اعجاز دیکھنا چاہتا ہو وہ ہماری کتاب ''اسرار التنزیل'' کا مطالعہ کرے ان شاء اللہ وہاں اس کی تسلی ہو جائے گی میں نے وہاں صرف ایک آیت: اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا (البقرہ:257) میں بلاغت کے ایک سو بیس اسباب جمع کئے ہیں۔

ابن تیمیہ نے اپنی کتاب ''اَلْجَوَابُ الصَّحِیْحُ فِی الرَّدِّ عَلٰی مَنْ بَدَّلَ دِیْنَ الْمَسِیْحِ'' میں لکھا ہے حضور ﷺ کی نبوت کے بے شمار دلائل ہیں لیکن معجزات کی دو اقسام ہیں:۔

1۔ وہ معجزات جن کا تعلق ماضی کے ساتھ ہے اور جید علماء ان سے آشنا ہیں جس طرح حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کے معجزات۔

2۔ بعض معجزات ایسے ہے جو قیامت تک باقی رہیں گے۔ جیسا کہ قرآن جو کہ حضور اکرم ﷺ کی نبوت کی علامت ہے اسی طرح وہ ایمان اور علم جو آپ ﷺ کے پیروکاروں میں موجود رہے گا وہ بھی آپ ﷺ کی نبوت کی علامت ہے اسی طرح آپ ﷺ کی شریعت بھی آپ ﷺ کی نبوت کی نشانی ہے۔ اسی طرح وہ کرامات جو آپ ﷺ کے وصال کے بعد آپ کی امت کے اولیائے کاملین سے ظہور پذیر ہوں گی وہ بھی آپ کی نبوت کی علامات میں سے ہیں اسی طرح وہ واقعات اور حادثات بھی آپ ﷺ کی نبوت کی نشانیاں ہیں جن کے رونما ہونے کی خبر آپ ﷺ نے دی تھی۔ مثلاً آپ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جس وقت تک حجاز کی سرزمین سے ایسی آگ نہ نکلے جس میں بصریٰ کے اونٹوں کی گردنیں نظر آئیں۔ 655ھ میں یہ آگ نکلی تھی لوگوں نے اس آگ میں بصریٰ کے اونٹوں کی گردنوں کو دیکھا تھا۔ لوگوں نے آپ ﷺ کے دین اور امت کو دلیل، حجت، ہاتھ اور زبان کے ذریعہ سے پھیلتے ہوئے دیکھا اسی طرح لوگوں نے ان واقعات اور سزاؤں کو بھی ملاحظہ کیا جنہوں نے آپ ﷺ کے دشمنوں کا گھیراؤ کیا ہوا تھا۔ اسی طرح آپ ﷺ کے اوصاف بھی سابقہ انبیاء کی کتب میں موجود تھے۔

پھر علامہ ابن تیمیہ نے ایک اور مقام پر معجزات کی اقسام اور ان تمام احادیث کو جمع کیا ہے جو مختلف معانی کے ساتھ متواتر ہیں۔ ان احادیث کو جمع کرنے کے بعد انہوں نے لکھا ہے'' ان معجزات میں احادیث متواترہ کی تعداد ان احادیث متواترہ سے کہیں زیادہ ہے جو اس جیسے امور میں روایت کی جاتی ہیں اسی وجہ سے اس امت کی شہرت بھی زیادہ ہے اہل علم میں حضور اکرم ﷺ کے احوال بہت زیادہ شہرت کے حامل ہیں مقصد یہ ہے کہ حضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ان معجزات کی تعداد جو

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

7۔قرآن پاک کا مقابلہ کوئی بھی شخص نہ کر سکا حالانکہ کفار کو اس کے مقابلہ کی بہت ضرورت بھی تھی اور بہت سی اشیاء انہیں اس پر مجبور بھی کرتی تھیں۔

8۔قرآن پاک کا ایسا حسن و جمال ہے جس کی وجہ سے یہ سامع کو فوراً اپنا فریفتہ بنا لیتا ہے اور اس میں ایسی ہیبت ہے جو اس کی تلاوت کے وقت دلوں پر چھا جاتی ہے۔جس طرح کہ حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے ہوا تھا۔انہوں نے مغرب کی نماز میں حضور ﷺ کو سورۃ ''الطور'' کی تلاوت فرماتے ہوئے سنا وہ کہتے ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ اس آیت پر پہنچے: اَمْ خُلِقُوْا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ اَمْ هُمُ الْخٰلِقُوْنَ ﴿۳۵﴾ (الطور:35) تو قریب تھا کہ میرا دل پرواز کر جاتا۔وہ پہلا دن تھا جب میرے دل میں اسلام کا احترام پیدا ہوا۔

9۔قرآن پاک کے اعجاز کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اس کو پڑھنے والا اس سے اکتاتا نہیں ہے نہ ہی سننے والا اس کو ناپسند کرتا ہے بلکہ اس کی تلاوت کو جتنا زیادہ کیا جائے دل میں اتنی ہی حلاوت پیدا ہوتی ہے اور جتنی بار اس کو دہرایا جائے دل میں اتنی ہی زیادہ اس کی محبت پیدا ہوتی ہے۔جبکہ اس کے علاوہ جتنے بھی کلام ہیں انہیں دہرانے سے انسان اکتا جاتا ہے یہ صرف قرآن پاک کا وصف ہے کہ یہ زیادہ پڑھنے سے بھی پرانا نہیں ہوتا۔

10۔اس کی آیات اس وقت تک باقی رہیں گی جب تک دنیا باقی ہے کیونکہ اس کی حفاظت کا ذمہ خود اللہ تعالیٰ نے اٹھایا ہے۔

11۔اس میں اتنے زیادہ علوم اور معارف پائے جاتے ہیں کہ کسی اور کتاب میں اتنے زیادہ علوم نہیں پائے جاتے۔نہ ہی کوئی شخص اتنے کم کلمات اور اتنے قلیل حروف کے ساتھ ایسے علوم کا احاطہ کر سکتا ہے۔

12۔اس میں دو صفات عظمت اور مٹھاس، ایسی پائی جاتیں ہیں جو متضاد ہیں اور عموماً انسان کے کلام میں یہ دونوں صفات اکٹھی نہیں پائی جا سکتیں۔

13۔یہ اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب ہے جو دیگر تمام کتابوں سے مستغنی ہے جبکہ دیگر سابقہ تمام کتابیں اس کی محتاج ہیں جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَقُصُّ عَلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اَكْثَرَ الَّذِيْ هُمْ فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿۷۶﴾

(النمل:76)

''بلاشبہ یہ قرآن پاک بیان کرتا ہے بنی اسرائیل کے سامنے اکثر ان امور (کی حقیقت) کو جن میں وہ جھگڑتے رہتے ہیں۔''

حضرت قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا'' جب تو نے اعجاز القرآن کی وجوہات کو جان لیا تو تجھے یہ بھی سمجھ لینا چاہئے کہ قرآن پاک کے معجزات کو ایک ہزار دو ہزار یا اس سے زیادہ میں شمار نہیں کیا جا سکتا کیونکہ حضور ﷺ نے کفار کو صرف ایک سورۃ سے چیلنج کیا تھا لیکن وہ اس کا مقابلہ کرنے سے عاجز آ گئے۔

اہل علم فرماتے ہیں کہ قرآن پاک کی سب سے چھوٹی سورت ''الکوثر'' ہے اس کی ہر آیت بذات خود ایک معجزہ ہے پھر

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہے اور بہت سے لوگوں کو ان سے فائدہ حاصل ہوا ہے اہل علم کے نزدیک یہ یقینی علم کا فائدہ دیتے ہیں کیونکہ لوگوں نے ان کی خبر دی ہے اور سیرت نگاروں نے انہیں اپنی توجہ کا مرکز بنایا ہے۔ اگرچہ اہل علم کے علاوہ دیگر لوگوں کے نزدیک ان کا یہ رتبہ نہ بھی ہو۔ بلکہ یہ بھی کوئی عجیب بات نہیں اگر یہ دعویٰ کیا جائے کہ ان معجزات کی اکثریت میں غوروفکر کرنے کی وجہ سے علم یقینی حاصل ہو جاتا ہے۔ بلاشبہ بہت سے راویوں نے ان معجزات کو روایت کیا ہے نہ ہی صحابہ کرام میں سے کسی آدمی نے اور نہ ہی ان کے بعد کسی شخص نے روایت کردہ معجزات میں راوی کی مخالفت کی ہے اور نہ ہی اس کا انکار کیا ہے۔ ان میں سے خاموش رہنے والا گویا کہ بولنے والا ہے کیونکہ وہ لوگ باطل پر خاموش نہیں رہ سکتے تھے۔

حضرت علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح صحیح مسلم میں لکھا ہے ''حضور ﷺ کے معجزات ایک ہزار دو سو سے زائد ہیں۔'' حضرت امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ''مدخل'' میں کہا ہے کہ آپ ﷺ کے معجزات کی تعداد ایک ہزار ہے۔ حضرت امام زاہدی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کے دست اقدس سے ایک ہزار معجزات رونما ہوئے ہیں اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ آپ ﷺ کے دست اقدس سے تین ہزار معجزات رونما ہوئے ہیں بہت سے علماء مثلاً ابونعیم اور بیہقی رحمہما اللہ تعالیٰ نے ان معجزات کو جمع کرنے کی سعادت حاصل کی ہے۔

حضرت علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ نے ''شرح المواہب'' میں ''الفتح'' کی عبارت نقل کرنے کے بعد لکھا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی یہ خصوصیت ہے کہ آپ ﷺ کے معجزات دیگر انبیاء کرام کے معجزات سے زیادہ ہیں۔ کہا گیا ہے کہ قرآن پاک کے علاوہ ان کی تعداد ایک ہزار ہے اور بعض علماء نے ان کی تعداد تین ہزار بتائی ہے صرف قرآن پاک میں ایک ہزار معجزات ہیں۔ حضرت علامہ حلیمی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ ان معجزات میں کثرت کے علاوہ اور بھی کئی خصوصیات ہیں۔ ان معجزات میں سے بعض معجزات ایسے بھی ہیں جن کی مثال دیگر انبیاء کے معجزات میں نہیں ملتی یہ صرف ہمارے آقا و مولا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ خاص ہیں اسی طرح کم کھانے کا زیادہ ہونا، گوشت، کھجور اور پانی کا زیادہ ہونا وغیرہ ''مواہب'' میں لکھا گیا ہے کہ جب تو حضور اکرم ﷺ کے معجزات میں غوروفکر کرے گا تو پائے گا کہ آپ ﷺ کے معجزات عالم بالا اور عالم سفلی، خاموش اور ناطق، ساکن اور متحرک، مائع اور جامد، غائب اور حاضر، باطن اور ظاہر، سبقت اختیار کرنے والے اور بعد میں آنے والے اور جلدی آنے والے اور دیر سے آنے والے سب کو شامل ہیں۔ ان کے علاوہ اگر ان معجزات کو بیان کیا جائے تو یہ تفصیل بہت طویل ہو جائے گی مثلاً شیاطین کو شہاب ثاقب مارے جانا، پتھر کا سلام کرنا، درخت کا آپ ﷺ کو سلام کرنا۔ ان کی آپ ﷺ کی رسالت کی گواہی دینا حضور ﷺ کو ''سَیِّدَنَا'' کہہ کر عرض کرنا۔ کھجور کے تنے کا آپ ﷺ کے فراق میں رونا، آپ ﷺ کے دست اقدس سے پانی کا رواں ہونا، چاند کا شق ہونا، آنکھ کو اپنی جگہ پر لوٹا دینا، اونٹ، بھیڑیے اور ہرنی کا ہم کلام ہونا، آپ ﷺ کے نور مبارک کا حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر آپ کے والد محترم کی پیشانی تک منتقل ہونا اور ان کے علاوہ بھی آپ ﷺ کے بہت سے معجزات ہیں جن کو راویوں نے روایت کیا ہے اور علماء نے اپنی کتابوں میں لکھا ہے اگر ہم اپنے آپ کو ان معجزات کو شمار کرنے میں مشغول کریں تو یقیناً سیاہی تو ختم ہو جائے گی لیکن یہ معجزات نہیں گنے جا

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

احادیث میں مذکور ہے اور متواتر ہے وہ دیگر ان امور سے کہیں زیادہ ہے جو تواتر سے ثابت ہیں یہ معجزات یا تو امت کے نزدیک متواتر ہیں یا پھر علماء کے نزدیک متواتر ہیں۔ مذکورہ بالا معجزات ان معجزات اور آیات کے علاوہ ہیں جو قرآن پاک میں بیان ہوئے ہیں۔ قرآن پاک میں بیان کردہ معجزات کو علماء نے علیحدہ کتابوں میں جمع کیا ہے حتیٰ کہ انہوں نے قرآن پاک کے معجزات کو دس ہزار سے زیادہ شمار کیا ہے اور یہ معجزات ان بشارات کے علاوہ ہیں جو اہل کتاب کی کتب میں مکتوب ہیں۔ معجزات کی یہ تینوں اقسام حضور ﷺ کی شریعت مطہرہ کے علاوہ ہیں ان میں آپ ﷺ کی امت کے خصائص واوصاف بھی شامل نہیں ہیں اور نہ ہی ان میں آپ ﷺ کی سیرت، اخلاق، اوصاف اور احوال شامل ہیں۔

آپ ﷺ کی نبوت کے دلائل اور معجزات اتنے زیادہ ہیں کہ کوئی انسان ان کا احاطہ نہیں کرسکتا جبکہ ان معجزات و دلائل میں سے ہر ایک پر ایمان لانا واجب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہر قوم کے لئے معجزات اور دلائل بیان کئے بلکہ ہر شخص کے لئے انہیں بیان کیا ہے۔ حضور ﷺ کے دلائل اور علامات اسی طرح عظیم الشان اور کثیر ہیں جس طرح اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کے دلائل عظیم الشان اور کثیر ہیں۔

ایک اور جگہ پر علامہ ابن تیمیہ نے لکھا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی بعثت سے قبل ہی آپ ﷺ کی علامات بیان کردی گئی تھیں وقت بعثت اور آپ کی زندگی میں ہر لمحہ معجزات رونما ہوتے رہے حتیٰ کہ آپ ﷺ کے وصال کے بعد تا قیامت آپ ﷺ کے معجزات ظہور پذیر ہوتے رہیں گے آپ ﷺ کا ذکر اور آپ کی کتاب قرآن مجید کا ذکر قیامت تک جاری رہے گا۔ آپ ﷺ کے متعلق بشارتیں سابقہ کتب میں بھی موجود تھیں جب آپ ﷺ کی ولادت ہوئی تو بہت سے معجزات کا ظہور ہوا۔ اسی سال اصحاب فیل کا واقعہ ہوا پھر وقت رضاعت اور بچپن میں بہت سے معجزات ظاہر ہوئے۔ اللہ رب العزت نے ہر لمحہ آپ ﷺ کی مدد فرمائی۔ آپ ﷺ کے غلاموں کی اعانت کی آپ ﷺ کے ذکر کو بلند فرمایا، آپ ﷺ کے دشمنوں کو ہلاک کیا، آپ ﷺ کے مخالفین کو ذلیل کیا۔ آپ ﷺ کے دین کو ہر دین پر غلبہ عطا فرمایا اس دین کی ہاتھ، زبان، دلیل اور حجت سے مدد فرمائی۔

شیخ الاسلام حضرت علامہ الحافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے:۔

''قرآن پاک کے علاوہ بھی حضور ﷺ کے بہت سے معجزات ہیں مثلاً آپ ﷺ کی مبارک انگلیوں سے پانی کا جاری ہونا، قلیل کھانے کا کثیر ہو جانا، چاند کا کلیجہ چر جانا اور جمادات کا کلام کرنا۔ ان میں سے بعض معجزات کے ساتھ چیلنج متصل ہے جبکہ بعض معجزات کے ساتھ چیلنج متصل نہیں وہ صرف آپ ﷺ کی صداقت پر دلالت کرنے کے لئے رونما ہوئے ہیں یہ تمام معجزات علم یقینی کا فائدہ دیتے ہیں کیونکہ آپ ﷺ کے دست اقدس پر رونما ہونے والے معجزات بہت زیادہ ہیں۔ جس طرح حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شجاعت اور حاتم طائی کی سخاوت سے یقینی علم حاصل ہوتا ہے اگرچہ یہ شجاعت اور سخاوت بیان کرنے والے افراد ظنی ہی کیوں نہ ہوں اور حقیقت میں ان کا وجود نہ ہو اور صرف ایک راوی سے ایک راوی نے ہی روایت کیا ہو جبکہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بہت سے معجزات مشہور و معروف ہیں ان کو بہت زیادہ لوگوں نے روایت کیا

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

آگ کی پوجا کرتے تھے ایک ہزار سال سے اس میں مسلسل آگ جل رہی تھی، ایوان کسریٰ کے چودہ کنگروں کا گر جانا، بحیرہ ساوہ کا پانی خشک ہو جانا، موبذان کے خواب، جنات کا آپ ﷺ کے اوصاف بیان کرنا، بتوں کا منہ کے بل گر جانا حالانکہ انہیں کوئی بھی دھکا دینے والا نہ تھا۔ اسی طرح وہ واقعات جو آپ ﷺ کی ولادت مبارکہ کے وقت کے مشہور ہیں رضاعت میں رونما ہونے والے واقعات اور آپ ﷺ کی بعثت تک کے تمام معجزات مشہور و معروف ہیں جو شخص بھی آپ ﷺ کے تمام معجزات، عمدہ سیرت، آپ ﷺ کے علم کی وسعت، عقل کا کمال اور حلم کی انتہا اور دیگر تمام خصائل میں غور و فکر کرتا ہے اس آدمی کو حضور ﷺ کی نبوت کی صداقت میں ذرا بھر بھی شبہ نہیں رہتا۔ آپ ﷺ کے زمانہ اقدس کے بہت سے لوگوں نے انہی اشیاء پر اکتفاء کیا اور وہ مسلمان ہو گئے۔ انہوں نے آپ ﷺ کی غلامی کا پٹہ اپنے گلے میں ڈال لیا انہیں یہ معلوم ہو گیا کہ نبی کے علاوہ کوئی اور آدمی ان صفات سے متصف نہیں ہو سکتا۔"

بعض علماء نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں لکھا ہے: يَكَادُ زَيْتُهَا يُضِيْٓءُ وَ لَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ ؕ (النور:35) "قریب ہے اس کا تیل روشن ہو جائے اگرچہ اسے آگ نہ چھوئے۔"

کہ یہ ضرب المثل ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی مکرم ﷺ کے لئے بیان کی ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ صرف آپ ﷺ کا دیدار ہی آپ ﷺ کی نبوت پر دلالت کرتا ہے اگرچہ آپ ﷺ پر قرآن پاک نازل نہ بھی ہوتا۔ حضرت ابن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیا خوب فرمایا ہے:

لَوْ لَمْ يَكُنْ فِيْهِ آيَاتٌ مُبَيِّنَةٌ   لَكَانَ مَنْظَرُهُ يُنْبِيْكَ بِالْخَبَرِ

"اگر حضور اکرم ﷺ میں دیگر واضح نشانیاں نہ بھی ہوتیں پھر بھی آپ ﷺ کا حسن و جمال ہی تجھے بتا دیتا کہ آپ ﷺ اللہ کے سچے رسول ہیں۔"

اس کے باوجود کہ مالک کون و مکان ﷺ کے پاس مال و دولت کے انبار نہ تھے جن کی طرف لوگوں کے دل مائل ہوتے نہ ہی آپ ﷺ کے پاس وہ قوت تھی جس کی وجہ سے لوگوں پر غلبہ پایا جا سکتا۔ نہ ہی آپ ﷺ کے معاونین تھے جو آپ ﷺ کے دین کی طرف دعوت دیتے اور اس کو غلبہ عطا کرتے۔ کفار مکہ بتوں کی عبادت میں مستغرق رہتے تھے جاہلیت میں منہمک تھے بغاوت و سرکشی ان کی فطرت میں داخل تھی۔ جنگوں میں زندگیاں گزارنا ان کی عادت بن چکی تھی لیکن حضور ﷺ نے ان کے دلوں میں محبت ڈال دی۔ ان کے خیالات کو یکجا کر دیا حتیٰ کہ ان کی آراء آپس میں متفق ہو گئیں ان کے دلوں نے ایک دوسرے کی تصدیق کی حتیٰ کہ وہ لوگ حضور مکرم ﷺ کی مدد کرنے میں یکجا ہو گئے۔ ان کی نظریں ہمیشہ حضور ﷺ کی طلعت زیبا پر رہتی تھیں تا کہ آپ ﷺ سے ہر اس چیز کا دفاع کریں جس کو آپ ﷺ ناپسند کریں اور ہر اس کام پر آپ ﷺ کی اعانت کریں جس کا آپ ﷺ ارادہ فرمائیں انہوں نے اپنے وطن اور شہروں کو خیر باد کہا آپ ﷺ کی محبت میں اپنی قوم اور اپنے قبیلے سے جنگ لڑی۔ اپنی ارواح کو حضور اکرم ﷺ کی مدد کے لئے صرف کیا تیروں، تلواروں اور نیزوں کے لئے اپنے چہرے پیش کر دیئے تا کہ آپ ﷺ کے دین کو غلبہ نصیب ہو اور آپ ﷺ کا کلمہ حق بلند ہو ان تمام تر

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سکیں گے اور اگر اول و آخر تمام لوگ آپ ﷺ کے شمائل اور محاسن کو شمار کرنے کی از حد کوشش کریں تو وہ ان محامد اور اوصاف کو شمار کرنے سے عاجز آ جائیں گے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو عطا فرمائے ہیں لوگ آپ ﷺ کے معجزات کے بحرِ بے کراں کے ساحل پر ہی تھک کر رہ جائیں گے۔

حضرت علامہ القسطلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ کے معجزات کی تین اقسام ہیں:۔

1۔ وہ معجزات جن کا تعلق ماضی کے ساتھ ہے۔ جس طرح حضور اکرم ﷺ کی تشریف آوری سے قبل ہی آپ ﷺ کی فضیلت کا ڈنکا ہر سو بج چکا تھا۔

2۔ وہ معجزات جن کا تعلق مستقبل کے ساتھ ہے جس طرح وہ معجزات جو حضور اکرم ﷺ کے وصال کے بعد رونما ہوئے۔

3۔ وہ معجزات جو حضور اکرم ﷺ کی ولادت سے لے کر آپ ﷺ کے وصال تک رونما ہوئے۔

حضرت سید محمد مرتضیٰ رحمۃ اللہ علیہ ”شرح الاحیاء“ میں لکھتے ہیں” آپ ﷺ کے معجزات بے شمار ہیں۔ یہ آپ ﷺ کے باقی فضائل سے زیادہ عام، اکمل اور بزرگی والے ہیں۔ آپ ﷺ کا سب سے اہم ترین معجزہ قرآن پاک ہے۔ بعض معجزات کے ساتھ چیلنج متصل ہے چیلنج سے مراد مقابلہ کرنے کا تقاضا کرنا ہے اور بعض معجزات کے ساتھ چیلنج متصل نہیں ہے لیکن ہم ان کو بھی معجزہ ہی کہیں گے کیونکہ ان کے لئے چیلنج کی شرط اس کی مجموعی حیثیت سے ہے۔ ان معجزات کی جزئیات میں یہ شرط نہیں ہے۔ پھر یا تو معجزات کا ظہور آپ ﷺ کی بعثت سے پہلے ہوا ہوگا جیسا کہ اصحاب فیل کا قصہ، آپ ﷺ کی ولادت کے وقت ایسے نور کا نکلنا جس میں شام کے محلات نظر آئے حتیٰ کہ نور سے بصریٰ میں اونٹوں کی گردنیں نظر آئیں۔ آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ کے قلب مبارک کو پرندے کا چھونا تا کہ آپ ﷺ کی ولادت کی وجہ سے انہیں درد نہ ہو، آفاق میں آپ ﷺ کو سیر کرانا، ایران کے آتشکدے کی آگ کا بجھ جانا، ایوان کسریٰ کے کنگروں کا گر جانا، بحیرہ ساوہ کا پانی خشک ہو جانا، موبذان کا خواب دیکھنا، غیب کی آواز کا آپ ﷺ کی تعریف بیان کرنا، تمام بتوں کا منہ کے بل گر پڑنا حالانکہ انہیں کوئی دھکا دینے والا موجود نہ تھا اسی طرح آپ ﷺ کی ولادت کے ایام کے معجزات، رضاعت اور اس کے بعد کے معجزات حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ پر نبوت کا تاج سجایا۔ اسی طرح سفر میں آپ ﷺ پر بادلوں کا سایہ فگن ہونا اور آپ کا شق صدر ہونا۔ یا پھر وہ معجزات جو آپ ﷺ کے وصال کے بعد ظہور پذیر ہوں گے اللہ رب العزت نے جو آپ ﷺ کی امت کے اولیاء کاملین کو کرامات عطا فرمائیں ہیں وہ درحقیقت آپ ﷺ کے معجزات ہی ہیں کیونکہ ان کرامات کا سبب آپ ﷺ کی ذات ہی ہے اور وہ معجزات جن کا تعلق آپ ﷺ کی بعثت سے لے کر آپ کے وصال تک ہے ان کی تعداد بے شمار ہے۔“

حضرت علامہ السید احمد دحلان نے ”سیرۃ نبویہ“ میں لکھا ہے:

”حضور مکرم ﷺ کی رسالت کے دلائل بے شمار ہیں۔ آپ ﷺ کی شان اقدس کے متعلق روایات مشہور ہیں آپ ﷺ کے اوصاف اور محاسن تورات، انجیل اور دیگر الہامی کتب میں موجود ہیں اسی طرح آپ ﷺ کی ولادت اور بعثت کے وقت عجیب وغریب واقعات رونما ہوئے مثلاً اصحاب فیل کا قصہ، آتش کدۂ ایران کا بجھ جانا وہ آتشکدہ جس میں لوگ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

چوتھی بحث

اس بحث میں حضور اکرم ﷺ کے معجزات اور آیات اتنے زیادہ راویوں سے مروی ہیں کہ وہ یقینی علم دیتے ہیں کہ حضور ﷺ اللہ کے سچے رسول اور برحق نبی ہیں

ابوالعباس ابن تیمیہ نے اپنی کتاب ''الجواب الصحیح'' میں حضور اکرم ﷺ کے معجزات کی بہت سی احادیث ذکر کرنے کے بعد لکھا ہے۔'' یہ تمام احادیث ان معجزات کے واقعہ ہونے کا یقینی علم عطا کرتی ہیں یہ تمام احادیث جن میں قرآن پاک بھی شامل ہے یہ متواتر ہیں یعنی انہیں ہر خاص و عام جانتا ہے جیسا کہ حضور ﷺ کی مبارک انگلیوں سے پانی رواں ہونا، کھانے کا زیادہ ہو جانا اور کھجور کے تنے کا رونا وغیرہ ان میں سے ہر ایک معجزہ کے بارے میں متواتر احادیث ہیں یہ معجزات مشہور ہیں امت مسلمہ کی ایک نسل دوسری نسل سے روایت کرتی رہی نئے آنے والے گزشتہ لوگوں سے روایت کرتے رہے امت کے ہر طبقہ میں یہ معجزات مشہور اور معروف ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ کے اکثر معجزات اس جگہ رونما ہوتے تھے جہاں انہیں بہت سی مخلوق دیکھتی تھی۔ جیسا کہ جب اہل حدیبیہ نے آپ ﷺ کی مبارک انگلیوں سے پانی کا نکلنا دیکھا تو ان کی تعداد پندرہ سو تھی۔ اسی طرح جب صحابہ کرام نے حدیبیہ کے کنواں کا تمام پانی نکال لیا ایک قطرہ بھی اس میں نہ چھوڑا تو وہاں اتنا زیادہ پانی ہو گیا کہ پورا لشکر سیراب ہو گیا اسی طرح غزوۂ تبوک سے واپسی پر پورے لشکر نے آپ ﷺ کے اس معجزہ کا مشاہدہ کیا کہ ایک عورت کے پاس ایک مشکیزہ تھا۔ جس میں انہوں نے پانی خود بھی پیا اور اپنے تمام برتنوں کو بھی بھر لیا لیکن وہ مشکیزہ اسی طرح بھرا ہوا تھا جس طرح پہلے تھا۔ اسی طرح پندرہ سو صحابہ کرام نے دیکھا کہ اس کھانے سے جو بکری کے پیٹ کے برابر تھا، تمام لشکر نے بھوک مٹائی۔ اسی طرح صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ایک لشکر جرار جس کی تعداد تیس ہزار تھی نے غزوۂ تبوک میں دیکھا کہ ایک چشمہ جس میں بہت کم پانی تھا اس کا پانی زیادہ ہو گیا حتیٰ کہ تمام لشکر اس سے سیراب ہو گیا اسی طرح بہت سے صحابہ کرام نے اس کھانے کو بھی دیکھا جو انہوں نے ایک دستر خوان پر جمع کیا تھا تمام صحابہ نے اسی دستر خوان سے کھانا شروع کر دیا حتیٰ کہ اسی سے تمام صحابہ سیر ہو گئے اسی طرح اہل خندق نے دیکھا اس وقت ان کی تعداد ایک ہزار سے زائد تھی کہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر وہ کھانا جو صرف کچھ جو اور ایک میمنہ (بکری کا بچہ) پر مشتمل تھا کیسے کثیر ہو گیا صحابہ کرام نے تین دن کی بھوک کے بعد اس کھانے کو خوب سیر ہو کر کھایا لیکن اس کے باوجود کھانا باقی تھا۔ اسی طرح جب حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر کھانا کھایا گیا تو اس وقت صحابہ کرام کی تعداد اسّی تھی انہوں نے بھی قلیل طعام کو کثیر ہوتے دیکھا۔ اسی طرح تین سو صحابہ کرام نے پانی کی کو کثیر ہوتے ہوئے اس وقت دیکھا جب تمام نے ایک پیالے سے وضو کر لیا اور پانی آپ ﷺ کی مبارک انگلیوں سے رواں دواں تھا اسی طرح حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ولیمہ کے وقت بھی تین سو صحابہ کرام موجود تھے انہوں نے پتھر کے ایک برتن سے کھانا کھایا وہ تمام تو سیر ہو چکے تھے لیکن کھانا ابھی تک باقی تھا۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ وہ کھانا پہلے سے کم نہ ہوا تھا بلکہ کچھ زائد ہی تھا۔ حضرت سمرہ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

قربانیوں کا مقصد نہ وہ دنیا تھی جو اپنی تمام تر آسائشوں کے ساتھ ان کے سامنے حاضر تھی اور نہ ہی وہ مال تھا جو ان کے لئے کثیر تعداد میں جمع تھا نہ ہی ان کا مقصد کوئی جلدی ملنے والی نعمت تھی جس کے حصول میں وہ لالچ کرتے اور اسی وجہ سے حضور مکرم ﷺ کی ذات میں رغبت رکھتے نہ ہی کوئی سلطنت اور دنیاوی شرف تھا جس کے حصول کے لئے وہ کوشش کرتے بلکہ یہ آپ ﷺ کی شان اقدس تھی کہ آپ ﷺ نے غنی کو فقیر بنا دیا کیونکہ آپ ﷺ اسے اپنے مال کو جہاد کے لئے خرچ کرنے کی ترغیب دلاتے رہتے تھے اور اسی طرح زکوٰۃ وصدقات دینے کا حکم دیتے رہتے تھے۔ آپ ﷺ نے صاحب شرف انسان کو عاجز بنا دیا کیونکہ اس کا نفس مہذب ہو گیا تھا وہ اپنے کسی شرف پر فخر نہیں کرتا تھا۔

کیا اتنے عظیم اوصاف ایک شخص میں پائے جا سکتے ہیں یا غور و فکر اور اپنی منشاء سے اتنی عظیم صفات ایک انسان میں جمع ہو سکتی ہیں؟ نہیں، اس اللہ تعالیٰ کی قسم جس نے حضور مکرم ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا اور پھر ان تمام امور کو آپ ﷺ کے لئے مسخر کیا ایسا کبھی نہیں ہو سکتا کوئی دانشمند اس میں ذرہ برابر بھی شک نہیں کر سکتا۔ بلاشبہ یہ اللہ کا امر ہے۔ یہ آسمانی نعمت ہے یہ انسانی عادات کے بالکل خلاف ہے انسانی اعضاء اس وقت تک رسائی کرنے سے قاصر ہیں اس پر صرف وہی انسان قادر ہو سکتا ہے جس کے لئے خلق اور امر ہو (یعنی اس کی تخلیق ہی اسی مقصد کے لئے ہو اور اسے عظیم کا سرانجام دینے کا حکم ہو) تَبٰرَکَ اللّٰہُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ

علاوہ ازیں خاتم النبیین ﷺ کے اکثر معجزات متواتر روایت ہیں انہیں بہت سے لوگوں نے بہت سے لوگوں سے روایت کیا ہے۔ آپ ﷺ کے معجزات اس وقت ظاہر ہوتے تھے جب بہت سے لوگ جمع ہوتے تھے۔ جس طرح کہ غزوۂ خندق اور دیگر غزوات وغیرہ کے معجزات ان معجزات کا کسی صحابی نے نہ ہی انکار کیا ہے اور نہ ہی مخالفت کی ہے جبکہ تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اس معاملہ میں بہت کوشش کرتے تھے۔ ان میں سے خاموش رہنے والے کی خاموشی گفتگو کرنے والے کی گفتگو کی طرح ہے کیونکہ باطل پر خاموش رہنا ان کی فطرت میں شامل نہ تھا نہ ہی وہ جھوٹ میں چاپلوسی سے کام لیتے تھے۔ تمام صحابہ سراپا عدل تھے اللہ کی رضا کے حصول میں وہ کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈرتے تھے۔ اگر ان کے سامنے کوئی برا کام کیا جاتا یا کوئی برائی بیان کی جاتی تو وہ اس کا ضرور انکار کرتے جس طرح کہ انہوں نے ان بعض اشیاء کا انکار کر دیا تھا جو آپ ﷺ کی سیرت اور احادیث میں سے روایت کی گئی تھیں۔ پھر یہ معجزات صحابہ کرام کے بعد ایک نسل سے دوسری نسل روایت کرتی رہی ایک گروہ سے دوسرا گروہ اور ایک جماعت سے دوسری جماعت روایت کرتی رہی۔"

السید احمد دحلان کا کلام ختم ہو گیا۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہوتی۔اس کی وجہ اس قوم کے مخصوص تقاضے ہوتے ہیں نیز وہ لوگ ان اشیاء کی خبر دینے والوں کو خوب جانتے ہیں وہ ان کی صفات اور صداقت سے واقف ہوتے ہیں۔اسی طرح وہ علماء جو رسول اللہ ﷺ کی احادیث سے واقف ہوتے ہیں۔آپ ﷺ کے افعال، اقوال اور سیرت سے آشنا ہوتے ہیں قرآن پاک کے معانی اور اس کی آیات کے شان نزول کو جانتے ہیں ان کے مقلدین اپنے آئمہ پر اس قدر یقین رکھتے ہیں کہ ان کے علاوہ اور کوئی آدمی ان پر اس طرح یقین نہیں رکھتا مثلاً حضرت امام ابوحنیفہ، حضرت امام مالک، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ کے مقلدین کے ہر گروہ کے پاس اپنے امام کے ایسے اقوال اور نصوص ہوتیں ہیں جن کے مطابق ان کے علماء فیصلے کرتے ہیں جبکہ ان کے علاوہ دیگر گروہ ان اقوال اور نصوص سے بالکل ناآشنا ہوتے ہیں۔اہل کتاب کے پاس اپنے بزرگوں کی بہت سی ایسی روایات ہیں جن کے مطابق ان کے علماء فیصلہ کرتے ہیں حالانکہ ان کے علاوہ ان روایات کو اور کوئی نہیں جانتا۔

جب دیگر علوم مثلاً فقہ، طب، حساب، نحو اور قرآن پاک حتیٰ کہ بادشاہوں کی حکایات وغیرہ جن کو صرف خاص لوگ ہی جانتے ہیں عوام ان سے واقف نہیں ہوتے سے یقینی علم حاصل ہوتا ہے تو پھر تاجدار مدینہ ﷺ کے معجزات کے متعلق یقینی علم کیوں نہیں حاصل ہوسکتا۔جبکہ آپ ﷺ اپنے غلاموں کے نزدیک تمام مخلوق سے زیادہ معزز ہیں ہر بادشاہ اور فرمانروا سے زیادہ رفیع الشان ہیں۔آپ ﷺ کے حالات کو جاننے کے لئے آپ ﷺ کے غلام بہت زیادہ مشتاق ہیں۔وہ آپ ﷺ کے حالات میں سچائی کی جستجو کرتے ہیں۔ان میں بیان کردہ جھوٹ کو رد کر دیتے ہیں حتیٰ کہ آپ ﷺ کے غلاموں نے آپ ﷺ سے روایت کردہ تمام احادیث کو جمع کیا ہے۔انہوں نے احادیث کی کئی کتابیں تصنیف کی ہیں ان کتب میں انہوں نے راویوں کے حالات کا بھی جائزہ لیا ہے۔ان راویوں پر انہوں نے جرح اور تعدیل کی ہے۔آپ ﷺ کی امت نے آپ ﷺ کی احادیث میں اتنی محنت کی ہے جس کی مثال دیگر انبیاء کی امتوں میں ملنا محال ہے۔ان کی اس سعی بلیغ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور ﷺ کے امتی آپ ﷺ کے حالات دیگر امتوں سے زیادہ جانتے ہیں۔یہ راوی کے صدق اور کذب کو سب سے زیادہ جاننے والے ہیں۔ان کا یہ علم ہر امت کے لوگوں سے زیادہ ہے جو اپنے انبیاء سے احادیث روایت کرتے ہیں۔جب سابقہ امتیں جو احادیث اپنے انبیاء سے نقل کرتی تھیں ان پر ان کا اتفاق ہوتا تھا اور ان کی تصدیق پختگی سے کرتے تھے۔ان کا سچا ہونا ضروری ہے تو پھر امت مسلمہ جن کا ان احادیث کی سچائی پر یقین اور تصدیق پر اتفاق ان سے کہیں زیادہ ہے، کے لئے بھی ضروری ہے کہ وہ سچی ہوں صحیحین (1) میں عام احادیث وہ ہیں جن کی صداقت کے بارے میں علماء کا اتفاق ہے اور اس صداقت پر انہیں یقین ہے ان دونوں کتابوں میں بہت تھوڑی احادیث ایسی ہیں جن کے بارے میں جھگڑا ہوا اور وہ معجزات جن کا ہم نے ذکر کیا ہے وہ صحاح ستہ میں موجود ہیں یہ وہ احادیث ہیں جن پر علماء کا اجماع مشہور ہے ان کی صداقت کا انہیں یقین ہے یہ احادیث وہ نہیں جن کے بارے میں علماء کا اختلاف ہے۔ان معجزات کی تصدیق کے لئے یہ دو طریقے ہیں:۔(1) تواتر عام، (2) تواتر خاص۔

1۔صحیح مسلم و صحیح بخاری۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کردہ حدیث کے مطابق دس آدمی ولیمہ کھانے بیٹھ جاتے تھے اور پہلے دس کھڑے ہو جاتے تھے لیکن وہ پتھر کے ایک ہی پیالے کو جو کھانے سے لبریز تھا صبح سے شام تک گھماتے رہے۔ اسی طرح بہت سے صحابہ کرام نے تھوڑے سے دودھ کو پی لیا۔ وہ آپ ﷺ کی برکت سے انہیں کافی ہو گیا بلکہ اس میں سے کچھ دودھ بچا بھی رہا۔

اسی طرح یہ معجزات مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء لوگوں میں گردش کرتے رہتے مشاہدہ کرنے والا غائب کو بتاتا رہا۔ اسی وجہ سے حضور مکرم ﷺ کے بہت سے معجزات ہر مسلمان جانتا ہے اور انہیں دیگر افراد تک منتقل کرتا رہتا ہے لیکن وہ احکام جو آپ ﷺ سے متواتر روایت ہیں ان کی کیفیت یہ نہیں ہے علماء کے نزدیک تو وہ متواتر ہیں لیکن بہت سے مسلمان ان سے ناآشنا ہیں وہ عزائم اور اسباب جو آپ ﷺ کے معجزات کو نقل کرنے کا تقاضا کرتے ہیں وہ دیگر انبیاء کے مقابلہ میں کہیں زیادہ ہیں۔ اسی طرح وہ عزائم اور اسباب بادشاہوں کی زندگیوں کے عجیب واقعات کو نقل کرنے کا تقاضا کرنے والے ارادے اور اسباب سے بھی کثیر ہیں بلاشبہ جو شخص ان معجزات کے روایت کرنے میں ہی غور و فکر کرے گا اس کو معلوم ہو گا کہ ان معجزات کی شہرت ہر زمانہ میں رہی دیگر انبیاء کے معجزات اور بادشاہوں کی حکایات کی بنسبت سرور عالم ﷺ کے معجزات زیادہ روایت کئے جاتے ہیں۔

ہر انسان کے لئے ان معجزات کا متواتر ہونا ضروری نہیں سابقہ لوگوں کے حالات جو ایک قوم کے نزدیک متواتر ہیں لیکن دیگر اقوام کے بہت سے لوگ ان کے حالات سے بالکل ناآشنا ہوتے ہیں ان کے حالات کا متواتر ہونا تو دور کی بات ہے دیگر اقوام نے ان کے نام تک نہیں سنے ہوتے۔ بہت سی اقوام ایسی بھی ہیں جو انبیاء علیہم السلام کے نام تک نہیں جانتیں ان کے ہاں ان انبیاء کے حالات تواتر سے کیسے ثابت ہو سکتے ہیں۔ اسی طرح انبیاء کرام کی اتباع کرنے والوں میں سے بہت سے لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جو شہنشاہوں کی حکایات سے ناآشنا ہوتے ہیں حالانکہ وہ واقعات ان کے علاوہ کسی دوسری قوم میں تواتر سے ثابت ہوتے ہیں لیکن آپ ﷺ کے یہ معجزات ہر خاص و عام میں مشہور ہیں وہ ان تاریخی واقعات سے بھی زیادہ مشہور ہیں۔ اس لئے ان معجزات کو متواتر کہنے میں کوئی حرج نہیں ہے پھر وہ کتابیں جن میں یہ واقعات منقول ہیں وہ دیگر تاریخی کتب سے زیادہ صحیح ہیں کیونکہ ان تاریخی کتب کے واقعات میں سے اکثر کی سند درست نہیں ہوتی بلکہ منقطع ہوتی ہے ان میں ان گنت جھوٹ شامل کر دیئے جاتے ہیں لیکن سرور کائنات کے معجزات ہر خاص و عام میں مشہور ہیں کچھ معجزات عوام کے نزدیک متواتر ہیں اور کچھ معجزات اہل علم کے نزدیک متواتر ہیں۔

آپ ﷺ کے تمام معجزات صحاح ستہ میں موجود نہیں ہیں بلکہ ان میں سے اکثر بخاری شریف اور مسلم شریف میں بھی نہیں ہیں یہ ان معجزات کی شہرت ہی ہے جس کی وجہ سے اہل علم ان کے صحیح ہونے کا فیصلہ کرتے ہیں اور انہیں یہ یقین اسی شہرت کی وجہ سے حاصل ہوتا ہے۔ گویا کہ یہ معجزات ان کے نزدیک اپنی شہرت کی وجہ سے متواتر ہیں۔

اور اگر وہ معجزات ایک قوم کے نزدیک تو متواتر ہوں لیکن دوسری قوم کے نزدیک متواتر نہ ہوں تو پھر بھی کوئی حرج نہیں کیونکہ ایسا ہوتا رہتا ہے کہ بعض اشیاء ایک قوم کے ہاں تو مشہور ہوتیں ہیں لیکن دوسری قوم کے ہاں انہیں شہرت حاصل نہیں

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مرد اور عورتیں تھیں اسی طرح آپ ﷺ کی مبارک انگلیوں سے پانی کا جاری ہونا، یوم حدیبیہ کو کنویں سے پانی کا نکلنا اس دن آپ ﷺ کے پاس پندرہ سو آدمی موجود تھے۔ تمام کے تمام صالح اور اہل جنت میں سے تھے ان میں سے کسی ایک کے بارے میں بھی یہ گمان نہیں کیا جا سکتا کہ وہ حضور اکرم ﷺ کی طرف ایک چھوٹا سا جھوٹ بھی منسوب کرے۔ اسی طرح غزوۂ خیبر میں پانی اور کھانے کا کثیر ہو جانا وہاں بھی پندرہ سو صحابہ کرام موجود تھے۔ اسی طرح غزوۂ تبوک میں رونما ہونے والے معجزات بھی ہیں کیونکہ وہاں بھی کئی ہزار آدمی موجود تھے۔ وہ لوگ جوان مواقع پر موجود تھے۔ انہوں نے یہ معجزات ان لوگوں تک پہنچائے جو وہاں موجود نہ تھے۔ جو لوگ وہاں موجود نہ تھے وہ یہ خبر لے کر ان کے پاس گئے جن کے سامنے یہ معجزات ظہور پذیر ہوئے تھے اس طرح انہوں نے ایک دوسرے کی تصدیق کی اور بغیر کسی اتفاق کے یہ شخص بھی اسی طرح اس معجزہ کو بیان کرتا تھا جس طرح اس نے پہلے سن رکھا تھا۔ اس آدمی کی کم از کم کیفیت یہ ضرور ہوتی تھی کہ وہ اس معجزہ کا اقرار ضرور کرتا تھا اس کا انکار نہ کرتا تھا اور اس فطرت سلیمہ کی وجہ سے جس پر اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو پیدا کیا ہے اور صدق و امانت کا وہ وصف جو ہمارے اسلاف میں پایا جاتا تھا اس کی وجہ سے اور اس صدق و امانت پر ان کے اعتقاد کی وجہ سے ہم یہ جان سکتے ہیں کہ اس معجزہ کا اقرار کرنا ان کے لئے ضروری تھا۔ وہ حضور اکرم ﷺ کی طرف جھوٹ منسوب کرنے سے بہت زیادہ اجتناب کرتے تھے اور آپ ﷺ کی بہت زیادہ تعظیم کرتے تھے کیونکہ وہ تمام حضور اکرم ﷺ کی اس حدیث کو جانتے تھے "جن کے جان بوجھ کر میری طرف جھوٹ منسوب کیا اسے چاہئے کہ وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنا لے۔"

ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس آدمی کی کبھی بھی تصدیق نہ کرتے تھے جن کے بارے میں وہ جان لیتے کہ یہ حضور اکرم ﷺ کی طرف جھوٹ منسوب کر رہا ہے۔ جب اس پر ان کی تصدیق کا اتفاق ہو گیا کہ ان کے درمیان یہ معجزات بغیر کسی انکار کے روایت ہوتے رہے تو اس بات کا یقینی علم حاصل ہو گیا کہ صحابہ کرام ان معجزات کو روایت کرنے میں متفق تھے جس طرح وہ قرآن اور شریعت متواترہ کو روایت کرنے میں متفق تھے۔ ان میں سے جمہور صحابہ کرام قرآن پاک کو روایت کرنے کے لئے اپنے آپ کو متعین نہیں کرتے تھے بلکہ ایک صحابی قرآن سناتا تھا جبکہ دوسرا اس سے سن لیتا تھا وہ ایک دوسرے پر قرآن شریف کے پڑھنے کا انکار نہ کرتے تھے۔ ایک صحابی دوسرے کو یہ کہتے کہ (حضر میں) ظہر کی چار رکعتیں ہیں مغرب کی تین اور فجر کی دو رکعتیں ہیں اس طرح وہ ایک دوسرے کی روایت کی تصدیق کرتے تھے۔ جب تمام صحابہ کرام معجزات کو روایت کرنے میں ایک دوسرے کی تصدیق کرتے تھے تو معلوم ہوا کہ ان کا ان معجزات پر اتفاق ہے یہ تواتر کی انتہا ہے اسی طرح تمام صحابہ کرام نے حضور اکرم ﷺ کی شریعت، معجزات اور دلائل کو روایت کیا۔

اس بحث سے یہ واضح ہوا کہ جس روایت کا بعض علماء انکار کرتے تو دوسرے بھی اسے رد کر دیتے وہ اس روایت میں اس راوی کے ساتھ اتفاق نہ کرتے۔ جب صحابہ کرام کے بعد کے علماء ان خصوصیات کے حامل تھے تو صحابہ کرام کے بارے میں تیرا کیا خیال ہے جس نے اس طریقہ میں غور و فکر کیا اس کو معلوم ہوا کہ حضور مکرم ﷺ کے معجزات علم یقینی کا فائدہ دیتے ہیں پہلے دونوں طریقوں سے بھی یہی ثابت ہوا۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

معجزات کی تصدیق کے لئے ایک تیسرا طریقہ بھی ہے اس کا نام ''تواتر معنوی'' ہے یہ وہ طریقہ ہے جس کو عام لوگ بھی جانتے ہیں۔لوگوں نے ایسی مختلف حکایات سن رکھی ہوتی ہیں جن تمام میں ایک وصف مشترک ہوتا ہے مثلاً لوگوں نے مختلف ایسی داستانیں سنی ہیں جن میں عنترہ کی شجاعت، حاتم کی سخاوت، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عدل اور احنف کے حلم کا ذکر ہے ان حکایات کے مجموعہ سے یہ یقینی علم حاصل ہوتا ہے کہ وہ شخص اس صفت سے متصف ہے اگر وہ تمام حکایات جدا جدا ہو جائیں تو وہ یقینی علم کا فائدہ نہیں دیتیں کیونکہ ان میں سے ہر حکایت تواتر سے ثابت نہیں ہے۔ جب یہ ثابت ہو گیا کہ ایسی حکایات یقینی علم کا فائدہ دیتی ہیں تو پھر وہ احادیث جن کا تعلق حضور اکرم ﷺ کے معجزات کے ساتھ ہے یہ ان لوگوں کی حکایات سے کئی گنا زیادہ بار روایت کی گئی ہیں ان کے راوی ان حکایات کے راویوں سے زیادہ اجل اور افضل ہیں یہ تمام روایات اس بات کو بیان کر رہی ہیں کہ محمد بن عبداللہ (فداہ روحی، ابی، امی) ﷺ کے دست اقدس پر بہت سے معجزات رونما ہوتے تھے۔ یہ معجزات اتنے عظیم تھے کہ ان جیسے معجزات کسی اور انسان کے ہاتھ سے ظہور پذیر نہیں ہوئے تھے۔ مسلمانوں کا علم ان اہل کتاب کے علم یقیناً زیادہ ہے جو حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کے معجزات کو روایت کرتے تھے حضور ﷺ سے قرآن اور دیگر معجزات کو روایت کرنے والے راویوں کی تعداد توراۃ اور انجیل کے راویوں سے کئی گنا زیادہ ہے توراۃ عام بنی اسرائیل کے لئے محفوظ نہ تھی جس طرح کہ قرآن عام مسلمانوں کے لئے بھی محفوظ ہے جب بیت المقدس میں فسادات ہوئے تو توراۃ کو حفظ کرنے والوں کی تعداد بہت کم رہ گئی حتیٰ کہ لوگوں نے اس کے متواتر منقول ہونے میں بھی بحث و مباحثہ شروع کر دیا یہی حال انجیل کا ہے کہ اس کو روایت کرنے والے حضور ﷺ کے معجزات کو روایت کرنے والوں سے کم ہیں۔

جب نصاریٰ یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ راوی نیک خو تھے ان میں صاحب کرامات تھے جس طرح کہ وہ حواریوں کی کرامات بیان کرتے ہیں تو صحابہ کرام علیہم الرضوان اور آپ ﷺ کے سچے پیروکاروں کی کرامات ان حواریوں کی کرامات سے زیادہ ہیں بلکہ ان کی کرامات دیگر امم کے تمام اولیاء کی کرامات سے زیادہ ہیں۔ امت کے کچھ ایسے صاحب کرامات لوگ ہیں جو پورے لشکر کو پانی پر تیرا سکتے تھے۔ کچھ لوگ زہر قاتل کو پی جاتے تھے بعض کی دعا سے اللہ تعالیٰ مردوں کو حیات نو عطا فرماتا تھا۔ ان کی دعاؤں سے کھانا اور پانی کثیر ہو جاتے تھے یقیناً اس امت کے صالحین کی کرامات اہل کتاب کے حواریوں سے زیادہ ہیں۔ اہل کتاب بھی اپنے اولیاء کی کرامات کو اسی طرح لکھا کرتے تھے جس طرح امت مسلمہ اپنے اولیائے کرام کی کرامات کو لکھتی ہے اہل کتاب کے پاس ان کرامات سے بھرپور کئی کتابیں تھیں مثلاً اخبار الحوارییین، سفر الملوک وغیرہ اہل کتاب ان کرامات کی صحت کے لئے جو دلائل دیتے ہیں وہ ان دلائل سے کمزور اور ضعیف ہیں جو مسلمان اپنے نبی کریم ﷺ کے معجزات اور اولیاء کرام کی کرامات کی صحت اور صداقت کے لئے دیتے ہیں۔ مسلمانوں کے دلائل ان سے کہیں قوی اور عیاں ہیں۔

ان معجزات کی تصدیق کے لئے چوتھا طریقہ یہ ہے کہ وہ معجزات جن کا ہم نے ذکر کیا ہے ان میں سے کچھ ایسے ہیں جو مجمع عام کے سامنے رونما ہوئے۔ جیسا کہ خندق کے دن طعام کا کثیر ہو جانا اس معجزہ کے ظہور کے وقت وہاں ہزاروں کی تعداد میں

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

''وہ (اللہ) ہی ہے جس نے بھیجا ہے اپنے رسول کو (کتاب) ہدایت اور دین حق دے کرتا کہ غالب کر دے اسے تمام دینوں پر اور (رسول کی صداقت پر) اللہ کی گواہی کافی ہے۔''

تمام ادیان پر دین اسلام کا غلبہ یقیناً علم، حجت اور دلیل کی وجہ سے ہوگا اور یقیناً یہ علم اور حجت اس علم میں شامل ہوں گے جو آپ ﷺ سے روایت کیا گیا ہوگا اور ان دلائل اور براہین سے مراد حضور اکرم ﷺ کی شریعت اور دلائل ہیں۔ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے علم، دلیل اور حجت کے لحاظ سے دین اسلام کو غلبہ عطا فرمایا ہے۔ جس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے اسے قوت، نصرت اور تائید کی وجہ سے غلبہ عطا فرمایا ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

معجزات یقینی علم کا فائدہ دیتے ہیں۔ یہ معلوم کرنے کا چھٹا طریقہ یہ ہے کہ علماء کرام نے حضور ﷺ کے معجزات میں کئی ضخیم کتب تصنیف کی ہیں مثلاً ''دلائل النبوۃ'' جس کے مصنف شیخ علامہ ابوبکر بیہقی رحمۃ اللہ علیہ ہیں ''دلائل النبوۃ'' اس کے مصنف ابوشیخ الاصبہانی اور ابوالقاسم الطبرانی رحمہما اللہ تعالیٰ ہیں۔ اسی طرح ''دلائل النبوۃ'' جس کے مصنف حافظ ابوزرع الرازی ہیں اسی طرح شیخ ابوبکر عبداللہ بن ابی الدنیا، امام ابواسحق حربی اور حافظ ابوجعفر فریابی کی تصانیف بھی اسی صنف میں ہیں ''الوفافی فضائل المصطفیٰ'' جس کے مصنف علامہ ابوالفرج ابن جوزی ہیں ''دلائل النبوۃ'' جس کے مصنف علامہ ابوعبداللہ المقدسی ہیں یہ تمام کتابیں حضور ﷺ کے معجزات پر ہی مشتمل ہیں۔ ان علماء نے اپنی کتابوں میں ان معجزات وغیرہ کا مشہور اسناد کے ساتھ ذکر کیا ہے اور دیگر علماء نے تمام سند کا تذکرہ نہیں کیا صرف اس شخص کا ذکر کیا ہے جس سے انہوں نے وہ حدیث روایت کی۔ جیسا کہ حضرت علامہ قاضی عیاض السبتی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''الشفا بتعریف الحقوق المصطفیٰ'' میں کہا ہے کچھ مصنفین ایسے ہیں جو ایک سند کو کئی بار ذکر کرتے ہیں اور ان اسناد سے اس حدیث کی صحت اور زیادہ واضح ہو جاتی ہے۔ اس طرز پر کتابیں تصنیف کرنے والے علماء مندرجہ ذیل ہیں: علامہ قاضی عبدالجبار، علامہ جاحظ، علامہ ماوردی اور علامہ فقیہ سلیم الرازی رحمۃ اللہ علیہم۔ ان کتب میں وہ احادیث جن میں آپ ﷺ کی نبوت اور رسالت کے دلائل ہیں وہ کئی گنا ہوگئی ہیں اور وہ احادیث ان احادیث کی طرح متواتر ہوگئی ہیں جن میں احکام شریعت مذکور ہیں۔ آپ ﷺ کے وہ معجزات جو قرآن پاک میں مذکور ہیں احکام شریعت والی احادیث سے زیادہ متواتر ہیں اور وہ کتابیں جو ان معجزات اور دلائل پر مشتمل ہیں جو قرآن مجید میں مذکور نہیں ہیں ان میں معجزات کی احادیث، احکام کی احادیث سے بھی کئی گنا زیادہ ہیں بلکہ آپ ﷺ کے معجزات کی اقسام میں سے ہر قسم کے بارے میں روایت کردہ احادیث احکام کی احادیث سے کئی گنا زیادہ ہیں مثلاً وہ احادیث جن میں آپ ﷺ نے غیب کی خبریں دی ہیں اور قلیل طعام یا پانی کا کثیر ہو جانا مذکور ہے ان کا تواتر کئی بار ثابت ہے بلکہ وہ احادیث جن میں آپ ﷺ کی مبارک انگلیوں سے پانی کا رواں ہونا مذکور ہے۔ یا خشک چشمہ سے پانی کا جاری ہونا مذکور ہے وہ بھی تواتر کی حد سے کم نہیں ہیں پس وہ احادیث جو آپ ﷺ کے معجزات کے بارے میں وارد ہیں وہ دیگر تمام احادیث سے کئی گنا متواتر ہیں۔ اسی وجہ سے امت مسلمہ میں اور علماء کرام میں حضور ﷺ کے حالات زندگی کی شہرت دیگر تمام امور سے زیادہ ہے۔ یہ تمام بحث ان معجزات کے بارے میں ہے جن کا ذکر قرآن مجید میں

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

لوگ جس چیز کو جاننے کے جتنے محتاج ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ اس کے دلائل اتنے ہی آسان فرما دیتا ہے مخلوق کو رسول مکرم ﷺ کی تصدیق کی ضرورت تمام اشیاء سے زیادہ ہے کیونکہ اس سے انہیں سعادت ابدی حاصل ہوتی ہے عذاب سے نجات کا دارومدار اسی پر ہے اور اسی سے ان کی دنیا و آخرت کی بہتری ہے۔ اسی وجہ سے آپ ﷺ کی نبوت کے دلائل بھی واضح اور آسان ہیں۔

پانچواں طریقہ یہ ہے کہ تمام علماء کے نزدیک بھی آپ ﷺ کے معجزات تواتر سے ثابت ہیں تفاسیر کی تمام کتابیں آپ ﷺ کے معجزات سے بھری ہوئی ہیں ان میں یہ معجزات متواتر روایت ہیں احادیث کی تمام کتب بھی ان معجزات سے بھرپور ہیں ان میں بھی یہ معجزات تواتر سے ثابت ہیں۔ اسی طرح فقہ کی کتب بھی انہیں معجزات سے لبریز ہیں ان میں بھی یہ معجزات تواتر سے ثابت ہیں۔ فقہ کی کتب میں اگرچہ یہ معجزات مقصود نہیں ہوتے۔ ان کا مقصود تو احکام شریعت ہی ہوتے ہیں لیکن احکام کے ضمن میں فقہاء کو آپ ﷺ کے معجزات کو ذکر کرنا پڑتا ہے اصول اور علم کلام کی کتابیں بھی ان معجزات سے لبریز ہیں۔ ان میں بھی ان معجزات کا تواتر ثابت ہے جب علماء کے ان طبقات سے ہر طبقہ کا روایت کرنا ہی یقینی علم کا فائدہ دیتا ہے تو پھر ان معجزات کی کیفیت کیا ہوگی جن کو علماء کے تمام طبقات نے روایت کیا ہو۔

مذکورہ بالا تمام طریقوں سے کبھی معجزات کی جنس عام کے تواتر پر دلیل حاصل کی جاتی ہے اور کبھی ان کی جنس الجنس پر استدلال کیا جاتا ہے جس طرح کہ کم کھانے اور کم پانی کا زیادہ ہو جانے کی روایات تواتر سے ثابت ہیں اور کبھی اس کی نوع النوع پر دلیل پکڑی جاتی ہے جس طرح کہ آپ ﷺ کی مبارک انگلیوں سے پانی جاری ہونا اور تھوڑے سے کھانے سے بہت سے لوگوں کا سیر ہو جانا تواتر سے ثابت ہے اور کبھی ان معجزات سے تواتر شخصی پر استدلال کیا جاتا ہے جس طرح حضور اکرم ﷺ کے فراق میں کھجور کے تنے کا رونا یہ بھی تواتر سے ثابت ہے جب انسان ان تمام میں غور و فکر کرتا ہے تو اس کو معلوم ہو جاتا ہے کہ ان معجزات سے علم یقینی ہی حاصل ہوتا ہے وہ یہ بھی جان لے گا کہ ان معجزات سے حاصل ہونے والا علم دیگر احادیث متواترہ سے حاصل ہونے والے علم سے زیادہ واضح اور عیاں ہوتا ہے ہمارے نبی کریم ﷺ کے معجزات کا علم اور آپ کی شریعت کا علم ان تمام علوم سے زیادہ واضح اور عیاں ہے جو علوم اخبار متواترہ سے مقصود ہوتے ہیں اسی طرح حضور ﷺ کے حالات زندگی، آپ کے اقوال و افعال اور آپ کی سیرت تمام سابقہ انبیاء، بادشاہ، مشائخ اور علماء کے حالات زندگی اور افعال سے زیادہ عیاں اور اکمل ہیں اسی طرح موجودہ تمام اشیاء مثلاً دور دراز کے شہر اور ممالک وغیرہ جن کا علم بھی تواتر سے ہوسکتا ہے۔ ان تمام سے حضور مکرم ﷺ کی شریعت اور معجزات کا علم زیادہ واضح اور عیاں ہے المختصر جس چیز کا علم بھی تواتر سے ہوسکتا ہے اس سے نبی کریم ﷺ کے حالات زندگی اور معجزات کا علم زیادہ بین اور واضح ہوگا۔ اسی وجہ سے اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا:

هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ۝۲۸ (الفتح:28)

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

قسم اول

اس قسم میں وہ عظیم الشان واقعات بیان کیے جائیں گے جو آپ ﷺ کی نبوت کی عظمت کو عیاں کرتے ہیں نیز اس میں آپ ﷺ کے متعلق بشارت کا ذکر جمیل بھی ہو گا۔ یہ قسم آٹھ ابواب پر مشتمل ہے

حضرت امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ نے ''مواہب لدنیہ'' میں اللہ تعالیٰ کے اس فرمان:

اَلَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ الَّذِیْ یَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ وَ الْاِنْجِیْلِ٘ (الاعراف:157)

''یہ وہ ہیں جو پیروی کرتے ہیں اس رسول کی جو نبی امی ہے جس کے (ذکر) کو وہ پاتے ہیں لکھا ہوا اپنے پاس تورات میں اور انجیل میں۔''

کے متعلق لکھا ہے ''یہ آیت مبارکہ اس بات کا اظہار کر رہی ہے کہ آپ ﷺ کا ذکر مبارک توراۃ اور انجیل میں ہے اگر آپ ﷺ کا ذکر ان میں نہ ہوتا تو پھر آپ ﷺ کا یہ فرمان یہود و نصاریٰ کی نفرت کا سب سے بڑا سبب ہوتا۔ کیونکہ جھوٹ اور بہتان پر اصرار کرنا بہت زیادہ نفرت کا سبب ہوتا ہے۔ عقلمند انسان اس چیز کے لئے کوشش نہیں کرتا جس میں اس کا نقصان ہو اور لوگ اس کے قول کو قبول کرنے سے اعراض کریں۔ جب تاجدار نبوت ﷺ نے انہیں یہ بتا دیا تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ آپ ﷺ کا ذکر مبارک تورات اور انجیل میں موجود ہے یہ دلیل حضور اکرم ﷺ کی نبوت کی صداقت کے عظیم دلائل میں سے ہے لیکن اہل کتاب کی کیفیت وہی ہے جس طرح اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے: لَیَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَ هُمْ یَعْلَمُوْنَ (البقرہ:146) یُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ (المائدہ:13)

ورنہ وہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات کو اسی طرح جانتے تھے جس طرح وہ اپنے بیٹوں کو جانتے تھے۔ وہ آپ ﷺ کا ذکر توراۃ اور انجیل میں پاتے تھے لیکن انہوں نے ان کتابوں میں تحریف کر دی اور انہیں بدل ڈالا۔ ان کا مقصد یہ تھا۔

اَنْ یُّطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَ یَاْبَى اللّٰهُ اِلَّاۤ اَنْ یُّتِمَّ نُوْرَهٗ وَ لَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ (التوبہ:32) ''کہ بجھا دیں اللہ کے نور کو اپنی پھونکوں سے اور انکار فرماتا ہے اللہ مگر یہ کہ کمال تک پہنچا دے اپنے نور کو اگرچہ ناپسند کریں (اس کو) کافر۔''

ان کی کتابوں میں تحریف و تبدل کے بعد بھی نبی کریم ﷺ کی نبوت کے بے شمار دلائل ہیں۔ ان میں آپ ﷺ کی رسالت اور شریعت کی علامات اب بھی ظاہر ہیں۔ وہ ان دلائل سے کیسے انکار کر سکتے ہیں مثلاً سریانی زبان میں حضور ﷺ کا اسم مبارک ''مشقح'' ہے بلاشبہ اس کا معنیٰ محمد (فداہ روحی) ہے کیونکہ جب وہ الحمد للہ کہنا چاہتے ہیں تو کہتے ہیں

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نہیں ہے وہ معجزات جو قرآن پاک میں مذکور ہیں ان کے لئے علماء نے کئی علیحدہ کتب تصنیف کی ہیں حتیٰ کہ انہوں نے یہ فرمایا ہے کہ قرآن پاک میں دس ہزار سے زیادہ معجزات ہیں اور معجزات کی یہ دونوں اقسام ان معجزات کے علاوہ ہیں جو سابقہ کتب میں موجود ہیں اور یہ تینوں اقسام ان معجزات کے علاوہ ہے جو آپ ﷺ کی لائی ہوئی شریعت مطہرہ میں ہیں۔ ان معجزات کی تمام اقسام میں نہ تو آپ ﷺ کی امت کے خصائص شامل ہیں اور نہ ہی آپ ﷺ کی سیرت، اخلاق، اوصاف اور حالات شامل ہیں۔

آپ ﷺ کے معجزات کی تعداد اتنی زیادہ ہے کہ انسان ان کا احاطہ نہیں کر سکتا اس کے باوجود ان تمام پر ایمان لانا واجب ہے اللہ تعالیٰ نے اس قوم کے لئے بلکہ ہر شخص کے لئے اتنے زیادہ دلائل بیان فرمائے ہیں کہ کسی اور امت کے لئے اتنے زیادہ دلائل ذکر نہیں فرمائے۔ جس طرح اللہ تعالیٰ نے اس قوم کے لئے بلکہ ہر شخص کے لئے اس کے نفس اور آفاق میں اپنی ربوبیت کے اتنے زیادہ دلائل دکھائے ہیں اتنے دلائل کسی اور امت کو نہیں دکھائے۔

http://t.me/Tehqiqat

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تکذیب کی۔ حضور ﷺ انہیں اپنی اتباع اور تصدیق کی دعوت دیتے تھے۔ آپ ﷺ کے لئے یہ کیسے مناسب تھا کہ آپ ﷺ اہل کتاب کو جھوٹے دلائل دیتے اور آپ ﷺ یہ فرماتے کہ میری نبوت اور صداقت کی علامت میرا وہ ذکر ہے جو تم اپنی کتابوں میں پاتے ہو وہ آپ ﷺ کا ذکر اس طرح نہ پاتے جس طرح آپ ﷺ نے بیان فرمایا تھا۔ تو کیا یہ جھوٹے دلائل آپ ﷺ کے اور اہل کتاب کے درمیان مزید دوری کا سبب نہیں بن سکتے؟ حالانکہ آپ ﷺ اس سے مستغنی تھے کہ اہل کتاب کو ان دلائل سے دعوت دیں جو ان میں نفرت پیدا کر دے اور انہیں ان دلائل سے جمع ہونے کے لئے کہتے جو ان کی وحشت میں اور زیادہ اضافہ کر دے اور اہل کتاب کے کتنے ہی ایسے علماء تھے جو آپ ﷺ پر ایمان لے کر آئے۔ مثلاً عبداللہ بن سلام، تمیم داری اور کعب الاحبار رضی اللہ تعالیٰ عنہم وغیرہ۔

علامہ ابن تیمیہ نے ذکر کیا ہے ”آپ ﷺ کا قرآن پاک میں کئی مرتبہ ذکر، اہل کتاب سے آپ ﷺ کی گواہی طلب کرنا اور آپ ﷺ کے متعلق یہ خبر دینا کہ آپ ﷺ کا ذکر مبارک سابقہ کتب میں موجود ہے یہ تمام باتیں ایک عقلمند کی ضرور راہ نمائی کرتی ہیں کہ آپ ﷺ کا ذکر مبارک سابقہ کتب میں موجود ہے حضور اکرم ﷺ کی اس خصوصیت کے بارے میں کسی مؤمن یا کافر کو شک نہیں کہ آپ تمام زمین سے زیادہ دانا تھے۔ آپ ﷺ کو جھٹلانے والوں کو بھی یہ شبہ نہیں کہ آپ ﷺ کو جو دانائی، عقلمندی اور معرفت حاصل ہوئی وہ نہ کسی شخص کو آپ ﷺ سے پہلے عطا ہوئی اور نہ ہی بعد میں ملے گی اور اسی عقل اور دانائی کی وجہ سے آپ ﷺ کو اس عظیم منصب پر فائز ہونے کی سعادت حاصل ہوئی۔ ثابت ہوا کہ حضور اکرم ﷺ نہ ہی کوئی نازیبا فعل سرانجام دے سکتے تھے اور نہ ہی ایسی خبر دے سکتے تھے جس میں جھوٹ کی آمیزش ہو کیونکہ آپ ﷺ اس بات پر بہت حریص تھے کہ لوگ آپ ﷺ کی تصدیق کریں آپ ﷺ لوگوں کو بہت زیادہ آسان انداز سے تبلیغ فرماتے تھے تاکہ وہ آپ کی تصدیق کریں۔ آپ ﷺ کی شان اقدس اس سے کہیں بالاتر ہے کہ آپ ﷺ ایسا کام کریں جس میں لوگوں کو یہ شبہ ہو کہ آپ ﷺ (خاکم بدہن) جھوٹ بول رہے ہیں۔ اس تمام بحث سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ کا ذکر اہل کتاب کی کتب میں موجود تھا اور اگر یہ تسلیم کیا جائے کہ آپ ﷺ کا ذکر مبارک ان کتب میں موجود نہیں تھا تو یقیناً آپ ﷺ کو روک دیا جاتا کہ آپ ﷺ بار بار اس چیز کی خبر نہ دیں نہ اس کے لئے اہل کتاب سے کوئی گواہی طلب کریں اور نہ ہی اس کا اظہار اپنے احباب، مخالفین، دوست اور دشمنوں کے سامنے کریں کیونکہ ایسا کام صرف وہی انسان کر سکتا ہے جو عقل و دانش سے بالکل بے بہرہ ہو، اس میں اس پر ایمان لانے والے لوگوں کے سامنے بھی کذب کا اظہار ہے اور ان لوگوں کے سامنے بھی جھوٹ کا اظہار ہے جو اس کی خبر دینے والے ہیں یہ اس کے مقصود کے خلاف ہے یہ اس آدمی کی طرح ہے جو اپنے خلاف ہی گواہیاں قائم کرتا ہے۔ وہ شخص کسی ایسے آدمی کے پاس جاتا ہے جس کے بارے میں اسے یقین ہے کہ وہ جھوٹ نہیں بولتا اور اسے یہ بھی معلوم ہے کہ وہ اس کے واقعہ کا نہ شاہد ہے اور نہ ہی اس وقت حاضر تھا۔ وہ آدمی اس شخص کے بارے میں یہ کہتا ہے ”یہ میری گواہی دے گا، یہ میری گواہی دے گا“ یہ تمام لوگ اس واقعہ کے وقت حاضر تھے لیکن وہ شخص اس آدمی کو جواب دیتا ہے ”ہم تیرے لئے گواہی نہیں دیں گے اور نہ ہی ہم اس واقعہ کے وقت موجود تھے۔“ اس طرح کا فعل کوئی

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

"شقحا لاھا" جب محمد کو سریانی میں "شقح" کہتے ہیں تو "مشقح" کا معنی یقیناً محمد ہے۔ کیونکہ وہ صفات جن کا انہوں نے اقرار کیا ہے وہ حضور مکرم ﷺ کے احوال، زمانہ، ہجرت گاہ، بعثت اور شریعت کے زیادہ موافق ہیں اب چاہئے کہ یہ لوگ ہماری راہ نمائی اس شخص کی طرف کریں جس میں یہ صفات موجود ہیں جس کے لئے تمام امتوں کو پیدا کیا گیا۔ انہیں اس کے سامنے جھکایا گیا۔ اس کی دعاؤں کو قبول کیا گیا اور وہ اونٹ والی کون سی ہستی ہے جس نے اونٹوں اور ان لوگوں کے بتوں کو ہلاک کیا اور اگر ہم یہود و نصاریٰ کی کتب سے یہ دلائل نہ بھی پیش کریں تو کیا اللہ رب العزت نے جو کچھ قرآن پاک میں ذکر فرمایا ہے وہ اس کے کافی نہیں ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اَلَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ الَّذِیْ یَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ وَ الْاِنْجِیْلِ ۡ (الاعراف:157)

"(یہ وہ ہیں) جو پیروی کرتے ہیں اس رسول کی جو نبی امی ہے۔ جس کے (ذکر) کو وہ پاتے ہیں لکھا ہوا اپنے پاس تورات میں اور انجیل میں۔"

اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زبان مبارک سے اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کی یوں بشارت دی ہے:

اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَ مُبَشِّرًۢا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْۢ بَعْدِی اسْمُهٗۤ اَحْمَدُ ؕ (الصف:6)

"میں تمہاری طرف اللہ کا (بھیجا ہوا) رسول ہوں میں تصدیق کرنے والا ہوں تورات کی جو مجھ سے پہلے آئی ہے اور مژدہ دینے والا ہوں ایک رسول کا جو تشریف لائے گا میرے بعد اس کا نام (نامی) احمد ہوگا۔"

نیز اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: یٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَلْبِسُوْنَ الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَ تَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ۠ (آل عمران:71) "اے اہل کتاب! کیوں ملاتے ہو حق کو باطل کے ساتھ اور (کیوں) چھپاتے ہو حق کو حالانکہ تم جانتے ہو۔"

ارشاد باری تعالیٰ ہے: اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْكِتٰبَ یَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا یَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ ؕ (البقرہ:146) "جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے وہ پہچانتے ہیں انہیں جیسے پہچانتے ہیں اپنے بیٹوں کو۔" فَلَمَّا جَآءَهُمْ مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ ؗ فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰفِرِیْنَ۠ (البقرہ:89) "تو جب تشریف فرما ہوا ان کے پاس وہ نبی جسے وہ جانتے تھے تو انکار کر دیا اس کے ماننے سے سو پھٹکار ہو اللہ کی (دانستہ) کفر کرنے والوں پر۔"

وہ اہل کتاب وقت جہاد اپنے مخالفین سے کہا کرتے تھے کہ اس نبی مکرم ﷺ کی ولادت کا وقت قریب ہے وہ آپ ﷺ کے ان اوصاف کا تذکرہ کیا کرتے تھے جن کو وہ اپنی کتب میں پاتے تھے لیکن جب تاجدار مدینہ ﷺ ان جہان رنگ و بو میں تشریف لائے تو انہوں نے آپ ﷺ کا انکار کر دیا کیونکہ انہیں یہ خوف تھا کہ اگر ہم آپ ﷺ پر ایمان لے آئیں گے تو ہماری یہ بادشاہت اور سلطنت ختم ہو جائے گی۔ ان کا یہ بھی گمان تھا کہ وہ نبی مکرم (ﷺ) بنی اسرائیل سے ہوگا لیکن جب اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو بنی اسماعیل سے مبعوث فرمایا ان کو یہ بات اچھی نہ لگی انہوں نے آپ ﷺ کی

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اس نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے انتظار میں ضرور چھوڑ دیا تھا جنہوں نے اولاد اسماعیل میں سے مبعوث ہونا تھا۔ اہل کتاب میں سے کسی ایک نے بھی نہیں بتایا کہ ان کتب میں آپ ﷺ کا تذکرہ مذمت کے ساتھ کیا گیا ہو یا اہل کتاب کو آپ ﷺ کے بارے میں ڈرایا گیا ہو اور انہیں آپ ﷺ کو جھٹلانے کے لئے کہا گیا ہو جیسا کہ وہاں دجال کا تذکرہ ملتا ہے۔

اہل کتاب کے نزدیک تو آپ ﷺ کے بعض صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا تذکرہ بھی ان کی کتب میں موجود ہے جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سیرت اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عدل اہل کتاب میں بہت مشہور تھا۔ جب وہ تمام لوگ جنہوں نے آپ ﷺ کا ذکر اہل کتاب کی کتب میں پڑھا اور وہ لوگ جنہوں نے آپ ﷺ کا ذکر اہل کتاب سے سنا وہ سب یہی کہتے ہیں کہ وہاں آپ ﷺ کا ذکر عمدہ اوصاف اور اچھے محاسن سے کیا گیا ہے وہاں آپ ﷺ کے کئی اوصاف اور خوبیاں بیان کی گئی ہیں تو اس سے یہی ثابت ہوا کہ سابقہ انبیاء علیہم السلام نے آپ ﷺ کا تذکرہ تعریف اور ستائش کے ساتھ کیا ہے اور آپ ﷺ کا ذکر مذمت اور عیب کے ساتھ نہیں کیا ہر وہ ذات جس نے نبوت کا دعویٰ کیا ہو انبیاء کرام اس کی تعریف و ثناء کریں تو وہ ضرور اپنی نبوت میں سچا ہوگا کیونکہ انبیاء جھوٹا دعویٰ نبوت کرنے والے کی تعریف نہیں کر سکتے: وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ قَالَ اُوْحِیَ اِلَیَّ وَلَمْ یُوْحَ اِلَیْهِ شَیْءٌ (الانعام: 93) ''اور کون زیادہ ظالم ہے اس سے جو بہتان باندھے اللہ پر جھوٹا یا کہے وحی کی گئی ہے میری طرف حالانکہ نہیں وحی کی گئی اس کی طرف۔''

اس سے معلوم ہوا کہ انبیاء علیہم السلام کے لئے ضروری تھا کہ وہ آپ ﷺ کا ذکر کرتے اور آپ ﷺ کے متعلق خبر دیتے۔ انہوں نے حضور مکرم ﷺ کا تذکرہ ہمیشہ تعریف اور ستائش کے ساتھ کیا کبھی بھی مذمت یا عیب سے آپ ﷺ کو یاد نہیں کیا علاوہ ازیں آپ ﷺ نے نبوت کا دعویٰ بھی کیا اور آپ ﷺ اس دعویٰ میں سچے بھی تھے اس بحث کا حاصل کلام یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام نے آپ ﷺ کی نبوت کی بشارت دی تھی۔

بلاشبہ انبیاء کرام نے اہل کتاب کو عنقریب ہونے والے واقعات کی خبر دی تھی اور انہیں یہ بھی خبر دی تھی کہ فلاں بادشاہ انہیں مغلوب کر کے انہیں قتل کرے گا، ان کے شہروں کو تباہ و برباد کرے گا۔ انہیں دشنام طرازی کرے گا جیسا کہ بخت نصر وغیرہ لیکن ان بادشاہوں میں سے کسی نے بھی نبوت کا دعویٰ نہیں کیا اور نہ ہی لوگوں کو اپنے دین کی طرف دعوت دی انبیاء کرام کو اپنے پیروکاروں کو ان سے ڈرانے کی کوئی ضرورت نہ تھی انہیں تو اپنے پیروکاروں کو اس شخص سے ڈرانے کی ضرورت تھی جو نبوت کا دعویٰ کرے اور اس دعویٰ نبوت میں جھوٹا ہو محمد (فداہ روحی) ﷺ نے کئی بار اہل کتاب کو مغلوب کیا۔ ان کا قتل عام کیا ان کو ان کے شہروں سے نکالا۔ انبیائے کرام کے لئے ضروری تھا کہ وہ آپ ﷺ کا ضرور ذکر کرتے اور ان حادثات و واقعات کا بھی ضرور ذکر کرتے جو آپ ﷺ کے زمانہ میں رونما ہونے تھے اور اگر (نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْهُ) آپ جھوٹے مدعی نبوت ہوتے تو انبیاء کے لئے اپنی اقوام کو ان سے ڈرانا ضروری تھا۔

اہل کتاب نے حضور اکرم ﷺ کے بارے میں دو ہی قول کئے ہیں یا تو انہوں نے یہ کہا ہے کہ آپ ﷺ کا ذکر ہماری کتب میں موجود نہیں ہے یا انہوں نے یہ تصدیق کی ہے کہ آپ ﷺ کا ذکر تعریف و ستائش کے ساتھ ہماری کتب میں موجود

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دانشمند نہیں کر سکتا۔ حضور اکرم ﷺ کے دین کا دنیا کے مشارق اور مغارب پر غلبہ زمین کے اہم ترین واقعات میں سے ہے آپ ﷺ کے دین کی طرح نہ ہی کوئی دین پھیلا اور نہ ہی اس کی طرح کسی اور دین کو دوام حاصل ہوا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت کو اگرچہ کچھ دوام ملا لیکن وہ دین اسلام کی طرح وسعت اختیار نہ کر سکی۔ شام کے کچھ شہروں میں ہی اس کا غلبہ ہے جہاں تک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شریعت کا تعلق ہے تو اس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ صرف قسطنطنیہ میں ہی غالب ہوا در حقیقت آپ علیہ السلام کی شریعت کسی ملک میں بھی قوت اختیار نہ کر سکی۔ آپ علیہ السلام کے امتی کمزور اور ضعیف تھے اکثر اوقات ان کو تہ تیغ کر دیا جاتا تھا اور باقی ماندہ لوگ مختلف جگہوں پر منتشر ہو جاتے تھے وہاں وہ ایک دوسرے پر کفر کے فتوے لگاتے۔ جبکہ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کی شریعت مطہرہ زمین کے مشارق و مغارب اور وسط میں غلبہ پا گئی اقلیم اول، اقلیم ثانی اور اقلیم ثالث میں اس کو وسعتیں نصیب ہوئیں۔ اہل کتاب کے نزدیک زمین کے جو مقدس ترین حصے تھے مثلاً شام اور مصر وغیرہ ان پر مسلمانوں کا قبضہ ہو گیا آپ ﷺ کی شریعت مطہرہ کو دوام نصیب ہوا۔ معلوم ہوا کہ یہ مدعی نبوت (ﷺ) خواہ جھوٹے تھے یا سچے، سابقہ انبیاء علیہم السلام کو ان کے متعلق صرف خبر دینا چاہئے تھی کیونکہ ان انبیاء علیہم السلام نے لوگوں کو دجال کے فتنے سے بچانے کے لئے انہیں اس کی خبر دی کہ وہ کذاب ہو گا اس کے ہاتھ پر کئی ایسے واقعات رونما ہوں گے جو لوگوں کو فتنے میں ڈال دیں گے۔ اس کے باوجود کہ اس نے تھوڑی سی مدت دنیا میں رہنا ہے انبیاء علیہم السلام نے اس کے متعلق خبر دی ہے اور جو کچھ آپ ﷺ کو جھٹلانے والا کہتا ہے اگر یہ سچ ہوتا (نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْهُ) کہ آپ ﷺ جھوٹے ہیں آپ ﷺ منصب رسالت پر فائز نہیں ہیں تو کئی وجوہات سے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فتنہ دجال کے فتنے سے عظیم ہے کیونکہ آپ ﷺ کے پیروکار دجال کے پیروکاروں سے کئی گنا زیادہ ہیں۔ نیز حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر آج تک کوئی بھی ایسا انسان نہیں گزرا جس کو آپ ﷺ کی طرح دوام اور غلبہ نصیب ہوا ہو۔ اس لئے انبیاء علیہم السلام کا آپ ﷺ سے ڈرانا دجال کے ڈرانے سے زیادہ اہم تھا۔

اور اگر آپ ﷺ اللہ کے سچے رسول ہیں (یقیناً ہیں) تو انبیاء علیہم السلام کے لئے آپ ﷺ کے متعلق بشارات دینا مستقبل کی دیگر خبریں دینے سے زیادہ اہم تھا انہوں نے یقیناً آپ ﷺ کے متعلق خبر دی ہو گی۔ اس تمام بحث سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کا ذکر مبارک سابقہ کتب میں یقیناً موجود ہو گا۔ سابقہ کتب میں آپ ﷺ کا ذکر ایک سو سے زیادہ بار آیا ہے۔ اس سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کا ذکر سابقہ کتب میں موجود بھی تھا اور اہل کتاب میں سے بہت سے لوگ آپ ﷺ کو جانتے بھی تھے۔ اسی طرح وہ بہت سے اہل کتاب جنہیں آپ ﷺ پر ایمان لانے کی سعادت نصیب ہوتی وہ بھی اسی بات کا اقرار کرتے تھے کہ آپ ﷺ کا تذکرہ ہماری کتب میں موجود ہے اسی طرح انصار مدینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے اسلام لانے کا بھی سب سے بڑا سبب یہی ہے کہ وہ اپنے پڑوسیوں سے جو اہل کتاب تھے حضور ﷺ کا تذکرہ سنا کرتے تھے آپ ﷺ کی نعتیں سنا کرتے تھے اور وہ آپ ﷺ کا انتظار بڑی شدت سے کیا کرتے تھے اہل کتاب کے بہت سے علماء ایسے بھی تھے جو سرزمین یثرب (مدینہ) میں اس کی آب و ہوا کی شدت کی وجہ سے سکونت اختیار نہ کر سکے لیکن انہوں نے سرزمین شام کو

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پہلا باب

اس باب میں حضور اکرم ﷺ کے متعلق ان بشارتوں کا ذکر کروں گا جو اب بھی آسمانی کتب میں موجود ہیں جبکہ ان میں کئی بار تحریف ہو چکی ہے اور انہیں کئی بار بدلا جا چکا ہے علماء نے ان کتب سے یہ بشارات نقل کی ہیں یہ باب چوالیس بشارات پر مشتمل ہے

ان بشارتوں میں سے اٹھارہ بشارات حضرت علامہ محقق شیخ الہندی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''اظہار الحق'' میں نقل کی ہیں۔ انہوں نے یہ بیان کیا ہے کہ ان بشارات کو اہل کتاب کی ان کتب سے لیا گیا ہے جو اب بھی ان کے پاس موجود ہیں حضرت العلام رحمۃ اللہ علیہ نے ان بشارات پر تفصیل سے گفتگو کی ہے اور اس پر بہت سے دلائل دیئے ہیں کہ ان بشارتوں سے مراد حضور اکرم ﷺ کے ذات والا صفات ہے اب میں بھی انہیں بشارات کو ذکر کرتا ہوں اور حضرت العلام رحمۃ اللہ علیہ نے جو ان پر گفتگو کی ہے اس کا خلاصہ ذکر کروں گا۔ اس کے بعد میں قابل اعتماد کتب میں سے ان بشارات کو ذکر کروں گا جن کا ذکر شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ نے کیا۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''حضور اکرم ﷺ کے متعلق بشارات اب بھی سابقہ کتب میں کثیر تعداد میں پائی جاتی ہیں اگرچہ اس وقت تک ان میں بہت زیادہ تحریف ہو چکی ہے۔ وہ شخص جو سابقہ انبیاء کا بعد میں آنے والے نبی کے بارے میں بشارتیں دینے کا طریقہ جانتا ہے وہ اگر انصاف کی نظر سے ان بشارات کو دیکھے اور پھر ان بشارتوں کا مقابلہ ان خوشخبریوں کے ساتھ کرے جن کو عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں نقل کیا تو اسے یہ یقین ہو جائے گا کہ وہ بشارات جو حضور ﷺ کے بارے میں دی گئی ہیں وہ بہت زیادہ قوی ہیں۔''

اب میں ان چوالیس بشارات کو ذکر کرتا ہوں:۔

نوٹ:۔ ان بشارات کی عبارت کو بعینہٖ نقل کیا جائے گا اور جن مقامات سے آنحضور ﷺ کی ذات اقدس کے متعلق بشارت کا اظہار ہوتا ہے ان کی وضاحت کی جائے گی۔

پہلی بشارت

تورات شریف میں ہے:

فَقَالَ الرَّبُّ لِیْ نَعَمْ جَمِیْعُ مَا قَالُوْا وَسَوْفَ اُقِیْمُ لَهُمْ نَبِیًّا مِّثْلَکَ مِنْ بَیْنِ اِخْوَتِهِمْ وَاَجْعَلُ کَلَامِیْ فِیْ فَمِهٖ وَیُکَلِّمُهُمْ بِکُلِّ شَیْءٍ اٰمُرُهٗ بِهٖ وَمَنْ لَّمْ یُطِعْ کَلَامَهُ الَّذِیْ یَتَکَلَّمُ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہے کسی شخص نے بھی یہ نہیں کہا کہ آپ ﷺ کا ذکر مذمت اور عیب کے ساتھ ہے اور اگر آپ ﷺ کا ذکر اہل کتاب کی کتب میں مذمت اور عیوب کے ساتھ ہوتا تو یہ ان کے لئے آپ ﷺ کے خلاف سب سے بڑی دلیل ہوتی اور آپ ﷺ کے وصال کے بعد آپ کی امت کے لئے بھی یہی دلیل استعمال کرتے۔ ان کے وہ لوگ جو اسلام قبول نہ کرتے اس دلیل کو اس شخص کے خلاف استعمال کرتے جو اسلام قبول کر لیتا۔ یہ مشہور ہے کہ بہت سے اہل کتاب تاجدار نبوت سے بغض و عناد رکھتے تھے۔ آپ ﷺ کی تکذیب میں ہمیشہ کوشاں رہتے تھے۔ وہ آپ ﷺ کی نبوت کو جھوٹا ثابت کرنے کے لئے ہمیشہ سے حریص تھے۔ اس لئے انہوں نے آپ ﷺ کے بارے میں ایسی چیزیں گھڑ لیں جو آپ ﷺ کی ذات میں نہیں پائی جاتی تھیں اور آپ ﷺ کی طرف ان اشیاء کو منسوب کیا جن کا کذب ہر اس شخص کے لئے واضح تھا جو آپ ﷺ کی ذات کو جانتا تھا اگر ان کے پاس آپ ﷺ کے بارے میں ان کے انبیاء کی طرف سے ایسی معلومات ہوتیں جن میں آپ ﷺ کی مذمت کی ہوتی تو آپ ﷺ کی تکذیب کرنے اور آپ کی اتباع کرنے سے روکا گیا ہوتا تو اس وقت اہل کتاب ان کا اظہار ضرور کرتے اور اس سے ضرور دلیل پکڑتے۔ اگر اس انداز سے آپ ﷺ کا ذکر ان کی کتب میں ہوتا تو اہل کتاب کے خاص و عام ضرور اس سے آگاہ ہوتے اور ان میں یہ خبر دجال کے ظہور کی خبر سے بھی زیادہ مشہور ہوتی حتیٰ کہ مسلمانوں میں بھی یہ خبر مشہور ہوتی کیونکہ آپ ﷺ کی ایسی خبر ان امور میں سے ہے جن کو نقل کرنے اور مشہور کرنے کے لئے عزائم اور ارادے زیادہ ترغیب دلاتے ہیں جب صورت حال ایسی نہیں ہے تو معلوم ہوا کہ سابقہ انبیاء کرام علیہم السلام کی کتب میں آپ ﷺ کا ذکر اس طرح نہیں جس سے آپ ﷺ کی تکذیب اور مذمت مقصود ہو جب سابقہ انبیاء کرام نے آپ ﷺ کے جھوٹا مدعی نبوت ہونے کی خبر نہیں دی تو اس سے یہ ثابت ہوا کہ انبیاء کرام علیہم السلام کے لئے ضروری تھا کہ وہ آپ ﷺ کا ذکر کرتے اور آپ ﷺ کے حالات سے لوگوں کو آگاہ فرماتے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ان انبیاء نے یہی خبر دی تھی کہ حضور مکرم، خاتم النبیین اور نبی صادق ہیں۔ جیسا کہ دنیا میں یہی معروف اور مشہور رہا اور اس کی اس شہرت کی کئی وجوہات ہیں۔

وہ کتاب مقدس جو آپ ﷺ پر نازل ہوئی ہے اس میں بھی یہی مذکور ہے کہ سابقہ کتب میں آپ ﷺ کا ذکر مبارک موجود ہے۔ ان سابقہ کتب میں بھی کئی جگہ آپ ﷺ کا ذکر مبارک موجود ہے اور متواتر احادیث سے بھی یہی بات پایہ ثبوت کو پہنچی ہوئی ہے کہ آپ ﷺ کا ذکر سابقہ کتب میں موجود ہے ان تمام دلائل سے یہی بات ثابت ہوتی ہے کہ ان کتب میں آپ ﷺ کا ذکر ایسے اوصاف اور محاسن سے کیا گیا ہے جن سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ دعویٰ نبوت میں سچے ہیں۔ ان کتب میں ایک خبر بھی ایسی نہیں جس سے آپ ﷺ کا کذب ثابت ہو یا آپ ﷺ سے اجتناب کرنے کے لئے کہا گیا ہو یہی ثابت کرنا مطلوب تھا۔ المختصر آپ ﷺ کا یہ معاملہ دنیا میں بنی نوع انسان کے لئے ظاہر ہونے والے تمام معاملات سے زیادہ عیاں، مشہور، تعجب خیز اور رونق افزاء ہے۔'' ابن تیمیہ کا کلام ختم ہوا۔

اب میں ان مختلف بشارتوں کا تذکرہ کر رہا ہوں جو حضور مکرم، شفیع معظم ﷺ کے بارے میں دی گئی ہیں یہ خوشخبریاں کئی کتب سے لی گئی ہیں انہیں میں آٹھ ابواب میں منقسم کرتا ہوں۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ﷺ کے پاس آئے اور غروب آفتاب کے بعد واپس گئے جب وہ واپس گھر گئے تو وہ ست، کاہل اور لڑکھڑاتے ہوئے چل رہے تھے۔ میں ڈرتی ہوئی ان کے پاس آئی لیکن وہ اتنے غمگین تھے کہ ان میں سے کوئی بھی میری طرف متوجہ نہ ہوا۔ میں نے اپنے چچا ابو یاسر کو سنا کہ وہ میرے والد سے کہہ رہا تھا کیا وہ وہی ذات ہے جس کی تورات میں بشارت دی گئی ہے میرے والد نے کہا ہاں اللہ کی قسم! میں نے خوب پہچان لیا ہے وہ وہی ذات ہے جو کہ تورات میں مذکور ہے چچا نے کہا یہ حقیقت روز روشن کی طرح عیاں ہے تیرے دل میں اس کے بارے میں کیسے جذبات ہیں میرے والد نے کہا اللہ کی قسم! جب تک میں زندہ رہوں گا میرا دل اس کی عداوت سے لبریز رہے گا۔"

میں مناسب سمجھتا ہوں کہ میں حضور اکرم ﷺ کی اس بشارت کے ساتھ وہ مناظرہ ذکر کروں جو حضرت علامہ ابن قیم اور اہل کتاب کے علماء کے مابین ہوا تھا علامہ ابن قیم نے اپنی کتاب "زاد المعاد" میں لکھا ہے کہ میرے اور اہل کتاب کے علماء کے مابین سرور دو جہاں کے بارے میں مناظرہ ہوا میں نے اپنی گفتگو میں کہا:

"حضور اکرم شفیع معظم ﷺ کی نبوت پر تمہارا اعتراض اس وقت تک مکمل نہیں ہو سکتا جب تک تم اللہ کی ذات پر اعتراض نہ کرو جب کہ اللہ کی ذات پر اعتراض کرنا سب سے بڑا ظلم اور فساد ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کی ہستی اس سے بہت بلند و برتر ہے ایک عالم نے کہا اللہ تعالیٰ کی ذات پر اعتراض کرنا ہم پر کیسے لازم آ سکتا ہے میں نے کہا تمہارا یہ اعتراض پہلے اعتراض سے بھی بڑا ہے جو اللہ تعالیٰ کے وجود کے انکار پر ہی مکمل ہو سکتا ہے۔ اس کی تفصیل یہ ہے:

تمہارے نزدیک محمد (فداہ روحی) ﷺ اللہ کے سچے نبی نہیں ہیں تمہارے گمان کے مطابق وہ ایک ظالم بادشاہ ہیں (**نَعُوذُ بِاللّٰہِ**) تو پھر ان کے لئے ضروری تھا کہ وہ اللہ کی ذات پر بہتان لگاتے۔ اس ذات کے بارے میں وہ ایسی باتیں گھڑ لیتے جو اس نے آپ ﷺ سے نہ کہی ہوتیں حتیٰ کہ خود ہی کسی چیز کو حلال اور کسی کو حرام کر دیتے۔ فرائض کو فرض کرتے، شریعت کا نفاذ کرتے، تمام امتوں کو ختم کرتے، تمام رسولوں کے پیروکاروں کو تہہ تیغ کرتے جبکہ وہ اہل حق تھے ان کے بچوں اور عورتوں کو اسیر بنا لیتے ان کی اولاد کو مال غنیمت سمجھتے حتیٰ کہ وہ ساری زمین پر قبضہ جما لیتے پھر ان تمام امور کو اللہ کی طرف منسوب کرتے کہ مجھے ان تمام معاملات کا حکم اللہ نے دیا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو دیکھ رہا ہوتا آپ ﷺ جو سلوک اہل حق اور رسل کے غلاموں سے کرتے انہیں بھی ملاحظہ کر رہا ہوتا آپ ﷺ پورے تیئس سال اللہ کی ذات کی طرف جھوٹ منسوب کرتے رہے اس کے باوجود اللہ تعالیٰ آپ کی تائید اور نصرت فرماتا رہا آپ ﷺ کے امر کو بلندی عطا فرماتا رہا اور آپ ﷺ کی اعانت کے وہ اسباب پیدا فرماتا رہا جو انسانی قوت سے بلند و بالا ہیں۔ اس کے علاوہ آپ کی تمام دعاؤں کو بھی قبول فرماتا رہا اور کبھی کبھی آپ ﷺ کی دعا کے بغیر ہی انہیں نیست و نابود کرتا رہا۔ آپ ﷺ کی تمام ضروریات کو وہ پورا فرماتا رہا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے ساتھ کئے ہوئے تمام وعدے پورے فرمائے جبکہ تمہارے نزدیک اس وقت محمد (**فداہ ابی و امی و روحی**) ﷺ (خاکم بدہن) انتہائی جھوٹے اور ظالم تھے بلاشبہ اس شخص سے زیادہ کوئی جھوٹا نہیں جس نے اللہ کی طرف جھوٹ منسوب کیا پھر اسی جھوٹ پر ڈٹا رہا اس انسان سے ظالم کوئی انسان نہیں جس نے تمام انبیاء کی

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کی جبکہ عیسائیوں کے گمان کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کر دیا گیا اور انہیں صلیب پر لٹکا دیا گیا۔

نویں وجہ

اللہ تعالیٰ نے اس جھوٹے نبی کی یہ علامت بیان کی ہے کہ اس کی مستقبل کے بارے میں غیب کی خبریں درست نہیں ہوں گی جبکہ حضور نبی مکرم ﷺ نے مستقبل کے متعلق بہت سی غیب کی خبریں دیں اور ان تمام کی صداقت ظاہر ہوئی۔ اس سے یہی ثابت ہوا کہ حضور ﷺ نبی صادق ہیں۔

دسویں وجہ

علمائے یہود نے بھی اس بات کو تسلیم کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کی بشارت تورات میں دی گئی ہے لیکن ان میں سے کچھ تو ایمان لے آئے اور کچھ بغض کی وجہ سے انکار ہی کرتے رہے۔

نبی دو جہان ﷺ کے زمانہ میں مخیریق نامی ایک آدمی تھا وہ ایک جید عالم تھا۔ اس کے کھجوروں کے کئی باغات تھے وہ حضور ﷺ کے اوصاف دیکھ کر آپ ﷺ کو نبی برحق تسلیم کرتا تھا وہ دین اسلام کی الفت سے مغلوب ہو گیا حتیٰ کہ غزوۂ احد جو ہفتہ کے دن ہوا تھا کے موقع پر اس نے اپنی قوم سے کہا اے قوم یہود! تم یہ اچھی طرح جانتے ہو کہ سید مرسلاں ﷺ کی مدد کرنا تم پر واجب ہے قوم یہود نے کہا آج ہفتہ ہے اس نے کہا اب میں ہفتے کے دن کو کوئی اہمیت نہیں دیتا اس نے ہتھیار زیب تن کئے اور حضور ﷺ کے پاس میدان احد میں آ گیا اس نے اپنی قوم سے یہ عہد لیا تھا کہ اگر آج میں قتل ہو جاؤں تو میرے بارے میں محمد (فداہ روحی) ﷺ کو اختیار ہے کہ وہ اللہ کے حکم کے مطابق جو کچھ چاہئیں کریں اس نے جہاد کیا حتیٰ کہ وہ راہ مولا میں شہادت کے درجہ پر فائز ہو گیا حضور ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ بے شک مخیریق تمام یہود میں سے بہترین آدمی تھا آپ ﷺ نے اس کے مال کو لیا اور مدینہ طیبہ میں لے جا کر اسے صدقہ کر دیا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی الحرمین ﷺ بیت المدراس میں تشریف لائے آپ ﷺ نے فرمایا جو تم میں سے سب سے زیادہ علم والا ہے وہ میرے پاس آئے لوگوں نے کہا عبداللہ بن صوریا ہم سب سے زیادہ اہل علم ہے۔ آقائے دو جہاں ﷺ اس کو تنہائی میں لے گئے اور اسے اپنے دین متین کی تبلیغ کی اللہ تعالیٰ نے یہود پر جو انعام فرمایا تھا اس کا تذکرہ کیا۔ من و سلویٰ کا بھی ذکر کیا جو بادل ان پر سایہ فگن رہتے تھے ان کا بھی تذکرہ کیا پھر عبداللہ سے کہا: اَتَعْلَمُ اَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ۔ ''کیا تو جانتا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔'' عبداللہ بن صوریا نے کہا قسم بخدا! ہاں میں بھی جانتا ہوں کہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور میری قوم کو بھی علم ہے بلاشبہ آپ ﷺ کے محاسن اور فضائل تورات میں بڑے واضح بیان کئے گئے ہیں لیکن میری قوم آپ ﷺ سے حسد کرتی ہے آپ ﷺ نے فرمایا کون سی چیز مانع ہے کہ تو اسلام قبول کر لے۔ اس نے کہا میں اپنی قوم کی مخالفت نہیں کرنا چاہتا عنقریب میری قوم آپ ﷺ کی اتباع کرے گی اور اسلام قبول کر لے گی اس وقت میں بھی اسلام کو قبول کرنے کا شرف حاصل کر لوں گا۔ ام المومنین حضرت صفیہ بنت حی رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں ''جب سرور کائنات مدینہ منورہ میں تشریف لائے اور قباء میں قیام فرمایا تو میرا والد حی بن اخطب اور چچا صبح سویرے آپ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مبعوث نہیں کیا گیا۔ میں نے ان سے کہا تمہیں سرور کائنات علیہ الصلوٰت والتحیات کی تصدیق ضرور کرنا چاہئے کیونکہ یہ متواتر احادیث سے ثابت ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کے وہ رسول مکرم ہیں جنہیں تمام لوگوں کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہے خواہ وہ لوگ اہل کتاب میں سے ہوں یا اُمّی ہوں۔ آپ ﷺ نے اہل کتاب کو بھی اپنے دین کی دعوت دی اور جنہوں نے آپ ﷺ کے دین کو قبول نہ کیا ان کے ساتھ جہاد کیا حتیٰ کہ وہ ذلیل ہو کر جزیہ دینے پر مجبور ہو گئے میری یہ بات سن کر تمام اہل کتاب لاجواب ہو گئے اور اٹھ کر چلے گئے۔

دوسری بشارت

تورات شریف میں ہے:

هُمْ اَغَارُوْنِیْ بِغَیْرِ اِلٰهٍ وَّاَغْضَبُوْنِیْ بِمَعْبُوْدَاتِهِمُ الْبَاطِلَةِ وَاَنَا اَیْضًا اَغِیْرُهُمْ بِغَیْرِ شَعْبٍ وَبِشَعْبٍ جَاهِلٍ اَغْضَبُهُمْ۔

شعب جاھل سے مراد عرب کے لوگ ہیں کیونکہ وہ گمراہی اور جہالت کے انتہا کو پہنچے ہوئے تھے وہ بتوں کی پوجا کے علاوہ اور کوئی کام نہیں جانتے تھے اللہ تعالیٰ نے اپنا وعدہ پورا فرمایا اور اپنے نبی کریم ﷺ کو عرب میں مبعوث کیا انہوں نے اس قوم کو صراط مستقیم پر گامزن کر دیا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ الجمعہ میں ارشاد فرمایا ہے:

هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَیُزَكِّیْهِمْ وَیُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ۔

"وہی (اللہ) جس نے مبعوث فرمایا اُمیوں میں ایک رسول انہیں میں سے جو پڑھ کر سناتا ہے انہیں اس کی آیات اور پاک کرتا ہے اور سکھاتا ہے انہیں کتاب اور حکمت اور اگر چہ وہ اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے۔"

تیسری بشارت

وَقَالَ جَآءَ الرَّبُّ مِنْ سِیْنَا وَاَشْرَقَ لَنَا مِنْ سَاعِیْرَ وَاسْتَعْلَنَ مِنْ جَبَلِ فَارَانَ وَمَعَهٗ اُلُوْفُ الْاَطْهَارِ فِیْ یَمِیْنِهٖ سِنَةٌ مِّنْ نَّارٍ۔

اللہ تعالیٰ کا وادیٔ سینا میں آنے سے مراد یہ ہے کہ اس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تورات عطا فرمائی اور شعلوں کے نور فشاں ہونے سے مراد یہ ہے کہ اس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو انجیل عطا فرمائی اور فاران کی پہاڑی سے اعلان کرنے سے مراد اللہ تعالیٰ کا محمد عربی کو قرآن پاک عطا کرنا ہے کیونکہ فاران مکہ کے پہاڑوں میں سے ایک پہاڑ کا نام ہے جیسا کہ سفر تکوین کے اکیسویں باب میں حضرت اسماعیل علیہ السلام کے بارے میں مذکور ہے "وَسَكَنَ بَرِیَّةَ فَارَانَ" اس نے فاران کی چوٹی پر سکونت اختیار کی بلاشبہ حضرت اسماعیل علیہ السلام نے مکہ میں ہی رہائش اختیار کی تھی۔

چوتھی بشارت

سفر تکوین سترہویں باب کی بیسویں آیت میں ہے:۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

شریعتوں کو باطل کر دیا پھر اپنی شریعت کو زمین میں وسعت دینے کی کوشش کی۔اس نے اس شریعت میں اپنی منشاء کے مطابق تبدیلیاں کیں اللہ تعالیٰ کے دوستوں اور اس کے گروہ کو قتل کیا اس کے رسولوں کے غلاموں کو ہلاک کیا لیکن اس کی ہمیشہ نصرت اور اعانت ہی ہوتی رہی ہمہ وقت اللہ تعالیٰ اس کی تائید ہی کرتا رہا لیکن اسے اپنے دست قدرت کے ساتھ نہ پکڑا اس کی شاہ رگ کو نہ کاٹا جبکہ وہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں یہ خبر دیتا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر وحی کی ہے کہ اس شخص سے ظالم کوئی شخص نہیں جس نے اللہ کی ذات پر جھوٹ باندھا۔اس شخص نے کہا کہ مجھ پر وحی کی گئی ہے حالانکہ اس پر کسی قسم کی کوئی وحی نہیں ہوئی تھی اور اس نے یہ بھی کہا کہ عنقریب مجھ پر ایسا ہی کلام نازل ہوگا جس طرح کا کلام اللہ تعالیٰ نے مجھ سے پہلے نازل کیا۔

اے قوم یہود! اب تم جو اس نبی مکرم ﷺ کی تکذیب کر رہے ہو تو تم پر دو امور میں سے ایک امر لازمی ہے اس کے بغیر کوئی چارہ کار نہیں۔

1۔ یا تو تم یہ کہو کہ عالم کو بنانے والی کوئی ذات موجود نہیں اور نہ ہی کوئی اس انتظام کو چلانے والا ہے اگر اس عالم کو کوئی ایسی ذات تخلیق کرنے والی ہوتی جو مدبّر، حکیم اور قدیر ہوتی تو وہ ضرور اس کے ہاتھوں کو پکڑ لیتی اس کا شدت سے مقابلہ کرتی اور اسے تمام نیکو کاروں کے لئے عبرت کا نشان بنا دیتی کیونکہ عام دنیاوی بادشاہ یہ برداشت نہیں کر سکتے کہ ان کی مملکت میں ایسا کیا جائے تو پھر وہ کیسے برداشت کر سکتا ہے جو زمین و آسمان کا مالک اور احکم الحاکمین ہے۔

2۔ یا پھر اللہ تعالیٰ کی طرف وہ کام منسوب کرنا لازم آتا ہے جو اس کے شان شایان نہیں ہیں مثلاً یہ کہ وہ ظلم و ستم کرتا ہے، مخلوق کو ہمیشہ گمراہ کرتا رہتا ہے جھوٹے کی نصرت کرتا ہے اسے زمین پر قوت عطا فرماتا ہے اس کی دعاؤں کو قبول فرماتا ہے اس کے وصال کے بعد بھی اس کے معاملہ کو دوام عطا فرماتا ہے، ہمیشہ اس کے کلمہ کو بلند کرتا ہے اس کی دعوت کو غلبہ دیتا ہے ہر مجلس اور ہر محفل میں عظیم لوگوں کے سامنے اس کی نبوت کی گواہی دیتا ہے یہ تمام افعال اس بادشاہوں کے بادشاہ سے کیسے سرزد ہو سکتے ہیں یہ تمام امور احکم الحاکمین سے کیسے ظہور پذیر ہو سکتے ہیں تم نے ذات خداوندی پر بہت بڑا اعتراض کیا ہے تم نے حضور نبی کریم ﷺ کا پوری طرح انکار کر دیا ہے۔ہم بھی اس بات سے انکار نہیں کرتے کہ دنیا میں بہت سے جھوٹے پیدا ہوئے ان کو شوکت و سطوت ملی لیکن انہیں تا دیر مہلت نہ ملی بلکہ انبیائے کرام اور ان کے غلاموں نے اس پر قبضہ جما لیا انہوں نے اس کے اثر کو مٹا دیا بلکہ ایسے آدمی کی نسلوں کو بھی ختم کر کے رکھ دیا جب سے دنیا قائم ہوئی ہے اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں میں یہی طریقہ ہے اور تا قیامت اسی سنت پر ہی عمل ہوتا رہے گا۔''

علامہ ابن قیم نے فرمایا جب اس قوم نے میری گفتگو سنی تو انہوں نے کہا معاذ اللہ! ہم یہ نہیں کہتے کہ محمد ﷺ جھوٹے تھے یا ظالم تھے بلکہ اہل کتاب کے ہر انصاف پسند شخص نے یہ اقرار کیا ہے کہ جو آپ ﷺ کے طریقہ پر چلا اور آپ ﷺ کی سنت مطہرہ پر عمل پیرا ہوا وہ نجات بھی پا گیا اور اخروی سعادت کا مستحق بھی ہو گیا۔میں نے کہا تمہارے گمان کے مطابق جھوٹے انسان کی پیروی کرنے والا اور اس کی سنت پر عمل پیرا ہونے والا کس طرح نجات پا سکتا ہے اور سعادت اخروی کا مستحق ہو سکتا ہے انہوں نے آپ ﷺ کی رسالت کا اعتراف تو کر لیا لیکن یہ کہا کہ محمد عربی ﷺ کو ان کی طرف رسول بنا کر

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مُشْتَمِلَةً بِثَوْبِ مُذْهَبٍ مُوشَى اِسْمَعِي يَابِنْتُ وَانْظُرِيْ وَانْصُتِيْ بِاُذُنَيْكِ وَآنْسِيْ شَعْبَكِ وَبِنْتَ اَبِيْكِ فَيَشْتَهِي الْمَلِكُ حُسْنَكِ لِاَنَّهُ هُوَ الرَّبُّ اِلٰهُكِ وَلَهُ تَسْجُدِيْنَ بَنَاتُ صُوَرٍ يَاْتِيْنَكِ بِالْهَدَايَا لِوَجْهِكِ يُصَلِّيْ كُلُّ اَغْنِيَاءِ الشَّعْبِ كُلُّ مَجْدِ ابْنَةِ الْمَلِكِ مِنْ دَاخِلٍ مُشْتَمِلَةٍ بِلِبَاسِ الذَّهَبِ الْمُوْشٰى يُبْلُغْنَ اِلَى الْمَلِكِ عَذَارِيْ فِيْ اَثَرِهَا قَرِيْبَاتُهَا اِلَيْكَ يَقْدُمْنَ يُبْلُغْنَ بِفَرْحٍ وَ ابْتِهَاجٍ يَدْخُلْنَ اِلٰى هَيْكَلِ الْمَلِكِ وَيَكُوْنُ بُنُوْكِ عِوَضًا مِنْ آبَائِكِ وَتُقِيْمُهُمْ رُؤُسًا عَلٰى سَائِرِالْاَرْضِ وَسَاَذْكُرُ اِسْمَكِ فِيْ كُلِّ جِيْلٍ وَجِيْلٍ مِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ تَعْتَرِفُ لَكِ الشُّعُوْبُ اِلَى الدَّهْرِ وَاِلٰى دَهْرِ الدَّاهِرِيْنَ۔

اہل کتاب کے نزدیک یہ بات مسلمہ ہے کہ زبور شریف میں اس نبی کی بشارت دی گئی ہے جن کا ظہور حضرت داؤد علیہ السلام زمانہ کے بعد میں ہوگا۔ یہودیوں کے نزدیک ابھی تک کوئی ایسا نبی ظہور پذیر نہیں ہوا۔ عیسائیوں کے علماء نے دعویٰ کیا ہے کہ اس نبی سے مراد حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں اہل اسلام فرماتے ہیں کہ اس بشارت سے مراد حضور نبی کریم ﷺ کی ذات ہے زبور میں جس نبی کی بشارت دی گئی ہے اس کی مندرجہ ذیل صفات بیان کی گئی ہیں:۔

1۔ وہ سراپا حسن و جمال ہوگا، 2۔ وہ تمام بنی نوع انسان سے افضل ہوگا، 3۔ اس پر اللہ کی نعمتیں پیہم نازل ہوں گی، 4۔ وہ سراپا برکت ہوگا، 5۔ اس کے دست اقدس میں تلوار ہوگی، 6۔ وہ قوی ہوگا، 7۔ وہ حق وصداقت کے ساتھ مبعوث ہوگا، 8۔ وہ عجیب طریقہ سے قوم کی راہ نمائی کرے گا، 9۔ اس کا نیزہ سنت کے مطابق ہوگا، 10۔ تمام اقوام اس کے قدموں کے نیچے ہوں گی، 11۔ وہ نیکی سے محبت کرنے والا ہوگا، 12۔ گناہوں سے نفرت کرے گا، 13۔ بادشاہوں کی لڑکیاں اس کی خدمت گزار ہوں گی، 14۔ لوگ اسے تحائف پیش کریں گے، 15۔ قوم کے تمام اغنیاء اس کے لئے سر تسلیم خم کریں گے، 16۔ اس کے بیٹے ساری دنیا کے سردار ہوں گے وہ اپنے آباء کا بدل ہوگا، 17۔ ان کا ذکر نسل در نسل ہوتا رہے گا، 18۔ تمام قبائل ہمیشہ اس کی مدح خوانی کریں گے۔

یہ تمام اوصاف محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کی ذات میں مکمل پائے جاتے ہیں اس سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ آپ ﷺ ہی وہ نبی ہیں جن کی زبور میں بشارت دی گئی ہے یہ بشارت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں نہیں۔

ساتویں بشارت

زبور کے ایک سو اونچاسویں باب میں اس طرح مذکور ہے:۔

سَبِّحُوا الرَّبَّ تَسْبِيْحًا جَدِيْدًا سَبِّحُوْهُ فِيْ مَجْمَعِ الْاَبْرَارِ فَلْيَفْرَحْ اِسْرَائِيْلُ بِخَالِقِهٖ وَبَنُوْ صَهْيُوْنَ يَبْتَهِجُوْنَ بِمَلِكِهِمْ فَلْيُسَبِّحُوْا اِسْمَهٗ بِالْمَصَافِ بِالطَّبْلِ وَالْمِزْمَارِ يَرْتَلُوْلَهٗ لِاَنَّ الرَّبَّ يُسَرُّ بِشَعْبِهٖ وَيُشَرِّفُ الْمُتَوَاضِعِيْنَ بِالْخَلَاصِ تَفْتَخِرُ الْاَبْرَارُ بِالْمَجْدِ وَيَبْتَهِجُوْنَ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وَعَلٰی اِسمَاعِیلَ اَستَجِیبُ لَکَ ھُوَ ذَا اُبَارِکُہٗ وَاُکَبِرُہٗ وَاُکَثِرُہٗ جِدًّا فَسَیَلِدُ اِثنَیْ عَشَرَ رَئِیسًا وَاَجعَلُہٗ لِشَعبٍ کَبِیرٍ۔

اس بشارت میں اَجعَلُہٗ لِشَعبٍ کَبِیرٍ میں حضور نبی کریم ﷺ کی طرف اشارہ ہے کیونکہ اولاد اسماعیل میں آپ ﷺ سے بڑا سردار کون ہوسکتا ہے قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما السلام کی حضور ﷺ کے بارے میں دعا کو اس طرح نقل فرمایا ہے:

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيْهِمْ ۭ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۱۲۹﴾ (البقرہ:29)

''اے ہمارے رب بھیج ان میں ایک برگزیدہ رسول انہیں میں سے تا کہ پڑھ کر سنائے انہیں تیری آیتیں سکھائے انہیں یہ کتاب اور دانائی کی باتیں اور پاک صاف کردے انہیں بے شک تو ہی بہت زبردست اور حکمت والا ہے۔''

پانچویں بشارت

سفر تکوین کے انچاسویں باب کی دسویں آیت میں ہے:

فَلَا یَزُولُ القَضِیبُ مِن یَھُوذَا وَالمُدَبِرُ مِن فَخذِہٖ حَتّٰی یَجِیئَ الَّذِی لَہُ الکُلُّ وَاِیَّاہُ تَنتَظِرُ الاُمَمُ۔

اس آیت سے مراد بھی حضور ﷺ ہیں کیونکہ آپ ﷺ کے پاس ہی تمام قبائل جمع ہوئے تھے۔

چھٹی بشارت

زبور کے پینتالیسویں باب میں ہے:

فَاضَ قَلبِی کَلِمَۃً صَالِحَۃً اَنَا اَقُولُ اَعمَالِی لِلمَلِکِ لِسَانِی قَلَمٌ کَاتِبٌ سَرِیعُ الکِتَابَۃِ بَہِیٌّ فِی الحُسنِ اَفضَلُ مِن بَنِی البَشَرِ اُنسُکِبَتِ النِّعمَۃُ عَلٰی شَفَتَیکَ لِذَالِکَ بَارَکَکَ اللّٰہُ اِلَی الدَّھرِ تُقَلِّدُ سَیفُکَ عَلٰی فَخذِکَ اَیُّھَا القَوِیُّ بِحُسنِکَ وَجَمَالِکَ اِستَلِہٖ وَانجَح وَاملِکَ مِن اَجلِ الحَقِّ وَالدَّعَۃِ وَالصِّدقِ وَتَھدِیکَ بِالعَجَبِ یَمِینُکَ نَبلُکَ مَسنُونَۃٌ اَیُّھَا القَوِیُّ فِی قَلبِ اَعدَاءِ المَلِکِ اَلشُّعُوبُ تَحتَکَ یَسقُطُونَ کُرسِیُّکَ یَا اللّٰہُ اِلٰی دَھرِ الدَّاھِرِینَ عَصَا الاِستِقَامَۃِ وَعَصَا مُلکِکَ اَحبَبتَ البِرَّ وَاَبغَضتَ الاِثمَ لِذَالِکَ مَسَحَکَ اللّٰہُ اِلٰھُکَ بِدُھنِ الفَرحِ اَفضَلُ مِن اَصحَابِکَ اَلمَرءُ وَالمَیعَۃُ وَالسَّلِیخَۃُ مِن ثِیَابِکَ مِن مَنَازِلِکَ الشَّرِیفَۃِ العَاجِ الَّتِی اَبھَجَتکَ بَنَاتُ المُلُوکِ فِی کَرَامَتِکَ قَامَتِ المُلکَۃُ مِن عَن یَمِینِکَ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

لاکھوں کی تعداد میں لوگ لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْک کی صدا لگاتے ہیں۔

وَحَمْدُہٗ یُخْبِرُوْنَ بِہٖ فِی الْجَزَائِرِ میں اذان کی طرف اشارہ ہے کیونکہ پوری دنیا میں ہزاروں کی تعداد میں لوگ پانچ وقت اذان کی دلنواز پکار سنتے ہیں اَلرَّبُّ کَجَبَّارٍ میں جہاد کی طرف اشارہ ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ آپ ﷺ اور آپ کے تابعین کا جہاد صرف اور صرف اللہ کی رضا کے لئے ہوگا اس میں خواہشات نفسانیہ کا کوئی عمل دخل نہیں ہوگا۔ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ اور آپ کی امت کے خروج کو اپنی ذات کے خروج سے تعبیر کیا ہے چودھویں آیت میں جہاد کے فرض ہونے کا سبب بیان کیا ہے سولہویں آیت میں اہل عرب کی حالت کی طرف اشارہ کیا ہے کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے احکام سے ناواقف تھے وہ بت پرست تھے اور طرح طرح کی بری عادات میں منہمک تھے جس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے متعلق فرمایا ہے:

وَاِنْ کَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ﴿۱۶۴﴾ (آل عمران:164) ”اور اس سے پہلے وہ کھلی گمراہی میں تھے۔“

اللہ تعالیٰ نے جو وعدہ فرمایا تھا اس کو پورا کیا مشرکین مکہ، ہرقل روم اور کسریٰ فارس نے نور احمدی کو بجھانے میں کوئی کسر نہ چھوڑی لیکن انہیں غم اور دکھ کے علاوہ کچھ حاصل نہ ہوا بالآخر اقلیم عرب میں کہیں بھی شرک کا نام ونشان نہ رہا جبکہ بعض سلطنتوں میں شرک بالکل ختم ہوگیا مثلاً بخاری اور کابل اور بعض حصوں میں شرک جزوی طور پر ختم ہوگیا مثلاً ہند اور سندھ وغیرہ اور شرق و غرب میں توحید کا بول بالا ہوا۔

http://t.me/Tehqiqat

نویں بشارت

اشعیاء کے باب نمبر 54 میں ہے:

سَبِّحِیْ اَیَّتُھَا الْعَاقِرُ الَّتِیْ لَسْتِ تَلِدِیْنَ اَنْشِدِیْ بِالْحَمْدِ وَھَلِّلِی الَّتِیْ لَمْ تَلِدِیْ مِنْ اَجَلِ اَنَّ الْکَثِیْرِیْنَ مِنْ بَنِی الْوَحْشَۃِ مِنْ بَنِیْ ذَاتِ رَجُلٍ یَقُوْلُ الرَّبُّ اَوْسِعِیْ مَوْضَعَ خَیْمَتِکِ وَسُرَادِقَ مُضَارِبِکِ اُبْسُطِیْ لَا تَشْفَقِیْ طُوْلِیْ حِبَالَکِ وَثَبِّتِیْ اَوْتَادَکِ لِاَنَّکِ تَنْفُذِیْنَ یُمْنَۃً وَیُسْرَۃً وَزَرْعُکِ یَرِثُ الْاُمَمَ وَیَعْمُرُ الْمُدُنُ الْخَرِبَۃُ لَا تَخَافِیْ لِاَنَّکِ لَا تَخْزِیْنَ وَلَا تَخْجَلِیْنَ فَاِنَّکِ لَا تَسْتَحِیْنَ مِنْ اَجَلِ اَنَّکِ خُذِیْ صِبَاکِ تَنْسِیْنَ وَعَارَتَرَمُّلِکِ لَا تَذْکُرِیْنَ اَیْضًا فَاِنَّہٗ یَتَوَلّٰی عَلَیْکِ الَّذِیْ صَنَعَکِ رَبُّ الْجُنُوْدِ اِسْمُہٗ وَفَادِیْکِ قُدُّوْسُ اِسْرَائِیْلَ اِلٰہُ جَمِیْعِ الْاَرْضِ یُدْعٰی اِنَّمَا الرَّبُّ دَعَاکِ مِثْلَ الْاِمْرَاۃِ الْمُطَلَّقَۃِ وَالْحَزِیْنَۃِ الرُّوْحِ وَزَوْجَتُہٗ مُنْذُ الصِّبَا مَرْذُوْلَۃً قَالَ اِلٰھُکِ لِسَاعَۃٍ فِیْ قَلِیْلٍ تَرَکْتُکِ وَبِرَحْمَاتٍ عَظِیْمَۃٍ اَجْمَعُکِ فِیْ سَاعَۃِ الْغَضَبِ اَخْفَیْتُ قَلِیْلًا وَجْھِیْ عَنْکِ وَبِالرَّحْمَۃِ الْاَبَدِیَّۃِ رَحِمْتُکِ قَالَ فَادِیْکَ الرَّبُّ مِثْلَمَا فِیْ اَیَّامِ نُوْحٍ لِیْ ھٰذَا الَّذِیْ حَلَفْتُ لَہٗ اَنْ لَا اَصُبَّ مِیَاہَ نُوْحٍ عَلَی الْاَرْضِ ھٰکَذَا حَلَفْتُ اَنْ لَا اَغْضَبَ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

عَلٰی مَضَاجِعِهِمْ تَرْفِیْعُ اللّٰهِ فِیْ حُلُوْقِهِمْ وَسُیُوْفُ ذَاتِ فَمِیْنَ فِیْ اَیَادِیْهِمْ لِیَصْنَعُوْا اِنْتِقَامًا فِی الْاُمَمِ وَتَوْبِیْخَاتٍ فِی الشُّعُوْبِ لِیُقَیِّدُوْا مُلُوْکَهُمْ بِالْقُیُوْدِ وَاَشْرَافَهُمْ بِاَغْلَالٍ مِّنْ حَدِیْدٍ لِیَصْعُوْابِهِمْ حُکْمًا مَکْتُوْمًا هٰذَا الْمَجْدُ یَکُوْنُ لِجَمِیْعِ الْاَبْرَارِ۔

اس بشارت میں جس ذات کی خوشخبری دی گئی ہے اس کو بادشاہ کے نام سے تعبیر کیا گیا ہے اور اس کے فرمانبرداروں کو صالحین کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ ان کے اوصاف یہ ذکر کئے گئے ہیں کہ وہ فضیلت پر فخر کریں گے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے خلق کو بلند شان عطا کی ہے ان کے ہاتھوں میں دو دھاری تلوار ہوگی وہ دیگر اقوام سے انتقام لیں گے وہ قبائل کو شکست دیں گے بادشاہوں اور ان کے وزراء کو قیدی بنالیں گے یہ تمام بشارت حضور نبی کریم ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام کے متعلق ہی ہے کیونکہ مذکورہ بالا تمام اوصاف حضور نبی مکرم ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام علیہم الرضوان کے ہی ہیں۔

آٹھویں بشارت

''کتاب الاشعیاء'' کے بیالیسویں باب میں ہے:

اَلَّتِیْ قَدْ کَانَتْ اَوَّلَاهَا قَدْ اَتَتْ وَاَنَا مُخْبِرٌ اَیْضًا بِاَحْدَاثٍ قَبْلَ اَنْ تُحْدِثَ وَاَسْمَعُکُمْ اِیَّاهَا سَبِّحُوْا لِلرَّبِّ تَسْبِیْحَةً جَدِیْدَةً حَمْدَهٗ مِنْ اَقَاصِی الْاَرْضِ رَاکِبِیْنَ فِی الْبَحْرِ وَمَلُوْهُ الْجَزَائِرِ وَسُکَّانُهُنَّ یَرْتَفِعُ الْبَرِیَّةَ وَمُدُنُهَا فِی الْبُیُوْتِ تَحُلُّ قِیْدَارَ سَبِّحُوْا یَا سُکَّانَ الْکَهْفِ مِنْ رُءُوْسِ الْجِبَالِ یَصِیْحُوْنَ یَجْعَلُوْنَ لِلرَّبِّ کَرَامَةً وَحَمْدَهٗ یُخْبِرُوْنَ بِهٖ فِی الْجَزَائِرِ اَلرَّبُّ کَجَبَّارٍ یَخْرُجُ مِثْلَ رَجُلٍ مُقَاتِلٍ یَهُوْشُ الْغَیْرَةَ یَصُوْتُ وَیَصِیْحُ عَلٰی اَعْدَائِهٖ بِتَقْوٰی سُکُتُ دَائِماً وَصُمْتُ صَبَرْتُ صَبْراً فَاَتَکَلَّمُ مِثْلَ الطَّالِقَةِ اَبْدَوُ وَاَبْتَلِعُ مَعًا اُخْرِبُ الْجِبَالَ وَالْاٰکَامَ وَکُلَّ نَبَاتِهِنَّ اُجَفِّفُ وَاَجْعَلُ اَنْهَا رَ جَزَائِرَ وَالْبُحَیْرَاتُ اُجَفِّفُهُنَّ وَاُقِیْدُ الْعَمٰی فِیْ طَرِیْقٍ لَمْ یَعْرِفُوْهَا وَالسُّبُلُ لَمْ یَعْلَمُوْهَا اُسِیْرُهُمْ فِیْهَا اُصِیْرُ اَمَامَهُمُ الظُّلْمَةَ نُوْرًا وَالصَّعْبَ سَهْلاً هٰذَا الْکَلَامُ صَنَعْتُهٗ لَهُمْ وَلَا اَخْذُلُهُمْ اِنْدَبِرُوْا اِلٰی وَرَائِهِمْ وَالْمُنُوْکَلُوْنَ عَلَی الْمَنْحُوْتَةِ اَلْقَائِلُوْنَ لِلْمَسْبُوْکَةِ اِنَّکُمْ اٰلِهَتُنَا لَیَخْزُوْنَ خَزِیاً۔

تسبیحه جدیده سے مراد وہ عبادت ہے جو شریعت محمدیہ میں نئے طریقہ پر رائج ہوئی۔ اس تسبیح کا اہل زمین کے مکاں، اہل جزائر، صحراؤں اور شہروں میں عام ہونے سے حضور ﷺ کی نبوت کی عمومیت کی طرف اشارہ ہے۔ قیدار کے لفظ سے اس بات کی طرف قوی اشارہ ملتا ہے کہ یہ بشارت حضور ﷺ کے متعلق ہی ہے کیونکہ آپ ﷺ قیدار بن اسماعیل کی اولاد میں سے ہی ہیں۔

رؤس الجبال یصیحون کا اشارہ اس مخصوص عبادت کی طرف ہے جو حج کے ایام میں ادا کی جاتی ہے ہزاروں

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

"زَرَعَکِ یَرِثُ الْاُمَمُ" سے یہی مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدہ کو پورا کیا کُلُّ اِنَاءٍ مَجْبُوْلٌ بِضِدِکِ لَا یَنْجَحُ سے مراد یہ ہے کہ جو شخص بھی مکہ معظمہ کی مخالفت کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو ذلیل کرے گا جیسا کہ اصحاب فیل کا واقعہ رونما ہوا اور اسی وجہ سے دجال بھی مکہ معظمہ میں داخل نہیں ہو سکے گا اور وہ خائب و خاسر ہو کر واپس لوٹ آئے گا۔

دسویں بشارت

"کتاب اشعیاء" کے پینسٹھویں باب میں ہے:

طَلَبَنِی الَّذِیْنَ لَمْ یَسْاَلُوْنِی قَبْلُ وَ وَجَدَنِی الَّذِیْنَ لَمْ یَطْلُبُوْنِی قُلْتُ هَا اَنَاذَا اِلَی الْاُمَّةِ الَّذِیْنَ لَمْ یَدْعُوْا بِاِسْمِی بَسَطْتُ یَدَیَّ طُوْلَ النَّهَارِ اِلٰی شَعْبٍ غَیْرِ مُوْمِنِ الَّذِی یَسْلُکُ بِطَرِیْقٍ غَیْرِ صَالِحٍ وَرَاءَ اَفْکَارِهِمُ الشَّعْبُ الَّذِیْنَ یُغْضِبُنِی اَمَامَ وَجْهِی دَائِمًا اَلَّذِیْنَ یُذَبِّحُوْنَ فِی الْبَسَاتِیْنِ وَیُذَبِّحُوْنَ عَلَی اللَّبَنِ الَّذِیْنَ یَسْکُنُوْنَ فِی الْقُبُوْرِ وَفِی مَسَاجِدِ الْاَوْثَانِ یَرْقُدُوْنَ الَّذِیْنَ یَاْکُلُوْنَ لَحْمَ الْخِنْزِیْرِ وَالْمَرَقِ الْمُنَجَّسِ فِی آنِیَتِهِمُ الَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ اَبْعُدْ عَنِّی لَا تَقْتَرِبْ مِنِّی لِاَنَّکَ نَجِسٌ هٰؤُلَاءِ یَکُوْنُوْنَ دُخَانًا فِی رِجْزِی نَارًا مُتَّقِدَةً طُوْلَ النَّهَارِ هَا مَکْتُوْبٌ قُدَّامِی لَا اَسْکُتُ بَلْ اَرُدُّ وَ اُکَافِی جَزَاءً فِی حِضْنِهِمْ۔

وَالَّذِیْنَ لَمْ یَسْاَلُوْنِی...... الخ سے مراد اہل عرب ہیں کیونکہ وہ حق تعالیٰ کی معرفت، اس کی صفات اور اس کی شریعت سے بالکل نا آشنا تھے۔ نہ ہی وہ حق تعالیٰ سے واقف اور نہ ہی وہ اس کے متعلق پوچھتے تھے جیسا کہ ارشاد ربانی ہے:

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ بَعَثَ فِیْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَ یُزَكِّیْهِمْ وَیُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۚ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ﴿۱۶۴﴾

(آل عمران:164)

"یقیناً بڑا احسان فرمایا اللہ تعالیٰ نے مومنوں پر جب اس نے بھیجا ان میں ایک رسول انہی میں سے پڑھتا ہے ان پر اللہ کی آیتیں اور پاک کرتا ہے انہیں اور سکھاتا ہے انہیں قرآن اور سنت اگرچہ وہ اس سے پہلے یقیناً کھلی گمراہی میں تھے۔"

دوسری اور تیسری آیت میں جو وصف مذکور ہے وہ یہود و نصاریٰ کے ہر فرد پر صادق آتا ہے۔ چوتھی آیت میں مذکور وصف نصاریٰ کی حالت پر صادق آتا ہے جبکہ پانچویں آیت میں مذکور وصف یہود کے حالات پر صادق آتا ہے اللہ تعالیٰ نے ان سب کو رد فرما کر امت محمدیہ کو اختیار فرمایا ہے۔

گیارہویں بشارت

"کتاب دانیال' میں اس خواب کا تذکرہ موجود ہے جسے بخت نصر نے دیکھا تھا پھر وہ اپنی خواب بھول گیا حضرت دانیال علیہ السلام نے وحی کے مطابق اس خواب کو بھی اور اس کی تعبیر بھی بیان کی:۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

عَلَيْکِ وَاَنْ لَا اُوَبخکِ فَاِنَّ الْجِبَالَ تَرْتَجِفُ وَالتِلاَلَ تَتزلْزَلُ وَرَحْمَتِیْ لَا تَزُوْلُ عَنکِ وَعَھْدُ سَلَامِیْ لَا یَتَحَرَّکُ قَالَ رَحِیْمُکِ الرَّبُّ فَقِیْرَۃٌ مُسْتَاصِلَۃٌ بِعَاصِفٍ بِلَا تَعْزِیَۃٍ ھَا اَنَا ذَا اَبْلَطُ بِالرُّتْبَۃِ حِجَارَتُکِ وَاُوَسِّسُکِ بِالسَّفِیْرِ وَاَجْعَلُ یُشْبًا مَحَاضِکِ وَاَبْوَابُکِ حِجَارَۃٌ مَنْقُوْشَۃٌ وَجَمِیْعُ حُدُوْدِکِ لَا حِجَارَ مُشْتَھِیَہٖ جَمِیْعُ مُتَعَلِّمِیْنَ مِنَ الرَّبِّ وَ کَثْرَۃُ السَّلَامِ لِبَنِیْکِ وَبِالْبِرِّ تُؤَسِّسِیْنَ فَابْتَعِدِیْ مِنَ الظُّلْمِ لِاَنَّکِ لَا تَخَافِیْنَ وَمِنَ الْھَیْبَۃِ لِاَنَّھَا لَا تَقْرُبُ مِنْکِ ھَا یَاتِی الْجَارُ الَّذِیْ لَمْ یَکُنْ مَعِیْ وَالَّذِیْ قَدْ کَانَ قَرِیْباً یَقْتَرِفُ اِلَیْکِ ھَا اَنَا ذَا خَلَقْتُ صَائِغًا اَلَّذِیْ یَنْفُخُ فِی النَّارِ جَمْرًا وَیُخْرُجُ اِنَاءً لِعَمَدِہٖ وَاَنَا خَلَقْتُ قَتُوْلًا لِلْاِھْلَاکِ کُلَّ اِنَاءٍ مَجْبُوْلٌ بِضِدِّکِ لَا یَنْجَحُ وَکُلَّ لِسَانٍ یُخَالِفُکِ فِی الْقَضَاءِ تَحْکُمِیْنَ عَلَیْہِ ھٰذَا ھُوَ مِیْرَاثُ عَبِیْدِ الرَّبِّ وَعَدْلَھُمْ عِنْدِیْ یَقُوْلُ الرَّبُّ۔

پہلی آیت میں عاقر سے مراد مکہ معظمہ ہے کیونکہ اس سرزمین پر حضرت اسماعیل علیہ السلام کے بعد کسی اور نبی کا ظہور نہیں ہوا۔ نہ ہی اس زمین پر وحی نازل ہوئی جبکہ یروشلم میں بہت سے انبیاء کرام تشریف لائے ہیں اور وہاں کثرت سے وحی کا نزول ہوا ہے۔ بنو وحشہ سے مراد حضرت ہاجرہ علیہا السلام کی اولاد ہے کیونکہ وہ مطلقہ ہی کی طرح تھیں جسے گھر سے نکال دیا گیا ہو اور وہ صحرا میں سکونت پذیر ہو۔ بنو ذات رجل سے مراد حضرت سارہ علیہا السلام کی اولاد ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مکہ معظمہ کو مخاطب کر کے اسے تسبیح تہلیل اور شکر کرنے کا حکم فرمایا ہے کیونکہ حضرت ہاجرہ علیہا السلام کی اکثر اولاد حضرت سارہ علیہا السلام کی اولاد سے افضل ہوگی یہ فضیلت اس فضیلت کی وجہ سے ہوگی جو انہیں حاصل ہوگی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدہ کو پورا فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے محمد عربی کو رسول بنا کر مبعوث کیا۔ انہیں تمام انسانوں سے افضل فرمایا اور انہیں خاتم النبیین فرمایا اور آپ ﷺ کو حضرت ہاجرہ علیہا السلام کی اولاد میں سے مبعوث کیا۔ الصائغ الذی ینفخ فی النار جمرا سے بھی یہی مراد ہے۔ اس سے مراد وہ قتول ہے جس کو اللہ تعالیٰ مشرکین کی تباہی کے لئے پیدا فرمائے گا اور اس نبی کریم ﷺ کے طفیل اس کو وسعت نصیب ہو گی دنیا میں جو شرف اور بزرگی بیت اللہ کو حاصل ہوئی وہ کسی اور عبادت گاہ کو حاصل نہ ہو سکی۔ اسے یہ سعادت اس لئے ہوئی کیونکہ اس مقام پر محمد مصطفیٰ ﷺ کا ظہور ہوا۔ خانہ کعبہ کو یہ بھی سعادت حاصل ہے کہ یہاں ہر سال لاکھوں لوگ حج ادا کرنے کے لئے آتے ہیں لیکن بیت المقدس کو صرف دو مرتبہ یہ سعادت حاصل ہوئی۔ ایک مرتبہ جب حضرت سلیمان علیہ السلام اس کی تعمیر سے فارغ ہوئے اور دوسری مرتبہ یوشیا کی سلطنت کے اٹھارویں سال اسے یہ سعادت حاصل ہوئی کہ لوگ اس کی طرف آئے لیکن مکہ معظمہ کو یہ سعادت تا ابد حاصل رہے گی۔ جیسا کہ تورات کی اس عبارت سے عیاں ہوتا ہے لَا تَخَافِیْ لِاَنَّکِ لَاتَخْزِیْنَ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر نبی آخر الزماں ﷺ تک کسی شخص کے بارے میں یہ نہیں سنا گیا کہ اس نے اتنی قلیل مدت میں غلبہ اور تسلط حاصل کیا ہو جتنی قلیل مدت میں حضور اکرم ﷺ کو غلبہ حاصل ہوا اللہ تعالیٰ کے اس فرمان

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

چوتھی سلطنت سے مراد اسکندر رومی کی حکومت ہے۔ وہ قوت میں لوہے کی طرح تھی پھر فارس کی سلطنت کئی حصوں میں منقسم ہو گئی ساسان کے ظہور تک یہ حکومت کمزور ہی رہی پھر اسے قوت نصیب ہوئی پھر یہ ضعیف ہوگئی حتیٰ کہ نوشیروان کے عہد حکومت میں سیدنا محمد ابن عبداللہ ﷺ اس جہان میں تشریف لائے اللہ تعالیٰ نے آپ کو ظاہری اور باطنی سلطنت عطا فرمائی اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے پیروکاروں کو قلیل مدت میں مشرق و مغرب میں غلبہ عطا فرمایا۔ ایران کے تمام شہروں پر قبضہ کرلیا۔ یہی بادشاہ کا خواب تھا اور یہی اس کی تعبیر تھی حضور ﷺ کی سلطنت کو اللہ تعالیٰ نے ابدیت عطا فرمائی ہے۔ نہ تو آپ ﷺ کی مملکت کبھی ختم ہوگی اور نہ ہی یہ حکومت کسی اور فرد کو عطا کی جائے گی یہ پتھر جس نے لا بیدین کی حکومت کو ختم کیا تھا۔ جس نے خزف، لوہے، تانبے، سونے اور چاندی کو پیس کر رکھ دیا تھا اور پھر وہ ایک عظیم پہاڑ بن گیا تھا اور تمام زمین کو بھر دیا تھا حضور اکرم ﷺ کی ذات تھی۔

بارہویں بشارت

یہوذا جو کہ ایک حواری تھے انہوں نے اپنے ایک رسالہ میں اس طرح لکھا تھا:

اَلرَّبُّ قَدْ جَاءَ فِیْ رَبْوَاتِهِ الْمُقَدَّسَةِ لِیُدَایِنَ الْجَمِیْعَ وَیُبَكِّتُ جَمِیْعَ الْمُنَافِقِیْنَ عَلٰى كُلِّ اَعْمَالِ نِفَاقِهِمُ الَّتِیْ نَافَقُوْا فِیْهَا وَعَلٰى كُلِّ الْكَلَامِ الصَّعْبِ الَّذِیْ تَكَلَّمَ بِهٖ ضِدُّ اللّٰهِ الْخُطَاةُ الْمُنَافِقُوْنَ۔

یہاں رب کا لفظ مخدوم اور معلم کے معنی میں ہے مقدس اور تقدیس کا اطلاق ہر اس مومن پر ہو سکتا ہے جو اس زمین پر موجود ہو یہاں رب سے مراد "محمد" ﷺ ہیں ربوات مقدسہ سے مراد آپ ﷺ کے صحابہ کرام ہیں۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ اس جہان رنگ و بو میں سرکار دو عالم کی تشریف آوری یقینی ہے۔ آپ ﷺ کفار کو ذلیل فرمائیں گے۔ منافقین کو سرزنش فرمائیں گے غلط کاروں کو ان کے برے اعمال کی سزا دیں گے مشرکین کو توحید اور رسالت قبول نہ کرنے کی وجہ سے ذلیل و رسوا کریں گے۔ یہود کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مریم علیہا السلام کی ذات میں تفریط کرنے کی وجہ سے سزا دیں گے عیسائیوں کو تثلیث، توحید میں تفریط اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں افراط کی وجہ سے سزا دیں گے اکثر لوگوں کو صلیب، بت پرستی اور غلط عقائد کی وجہ سے رسوا فرمائیں گے۔

تیرہویں بشارت

انجیل متی کے تیسرے باب میں ہے:

وَفِیْ تِلْكَ الْاَیَّامِ جَاءَ یُوْحَنَّا الْمُعْدَانِ یَكْرُزُ فِیْ بَرِیَّةِ الْیَهُوْدِیَّةِ قَائِلًا تُوْبُوْا لِاَنَّهٗ قَدِ اقْتَرَبَ مَلَكُوْتُ السَّمٰوٰتِ۔

انجیل متی کے چوتھے باب میں ہے:

وَلَمَّا سَمِعَ یَسُوْ[illegible] یُوْحَنَّا اُسْلِمَ اِنْصَرَفَ اِلَى الْجَلِیْلِ مِنْ ذَالِكَ الزَّمَانِ اِبْتَدَاَ یَسُوْعُ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فَكُنْتَ اَنْتَ الْمِلكُ تَرٰى وَاِذْ تِمْثَالٌ وَاحِدٌ جَسِيْمٌ وَكَانَ التِّمْثَالُ عَظِيْمًا وَرَفِيْعُ الْقَامَةِ وَاقِفًا قُبَالَكَ وَمَنْظَرُهُ مُخَوَّفًا رَاْسُ هٰذَا التِّمْثَالِ هُوَ مِنْ ذَهَبٍ اِبْرِيْزٍ وَالصَّدْرُ وَالذِّرَاعَانِ مِنْ فِضَّةٍ وَالْبَطْنُ وَالْفَخِذَانِ مِنْ نُحَاسٍ وَالسَّاقَانِ مِنْ حَدِيْدٍ وَالْقَدَمَانِ قِسْمٌ مِّنْهُمَا مِنْ حَدِيْدٍ وَقِسْمٌ مِّنْهُمَا مِنْ خَزَفٍ فَكُنْتَ تَرٰى هٰكَذَا حَتّٰى انْقَطَعَ حَجَرٌ مِنْ جَبَلٍ لَا بِيَدَيْنِ وَضَرَبَ التِّمْثَالَ فِيْ قَدَمَيْهِ مِنْ حَدِيْدٍ وَمِنْ خَزَفٍ فَسَحَقَهُمَا فَانْسَحَقَ حِيْنَئِذٍ مَعًا اَلْحَدِيْدُ وَالْخَزَفُ وَالنُّحَاسُ وَالْفِضَّةُ وَالذَّهَبُ وَصَارَتْ كَغُبَارِ الْبَيْدَرِ فِي الصَّيْفِ فَذَرَتْهَا الرِّيْحُ وَلَمْ يُوْجَدْ لَهَا مَكَانٌ وَالْحَجَرُ الَّذِيْ قَدْ ضَرَبَ التِّمْثَالَ صَارَ جَبَلًا عَظِيْمًا مَلَأَ الْاَرْضَ بِاَمْرِهَا فَهٰذَا هُوَ الْحُلْمُ وَنُنَبِّئُ اَيْضًا قُدَّامَكَ يٰاَيُّهَا الْمَلِكُ بِتَفْسِيْرِهٖ اَنْتَ هُوَ مَلِكُ الْمُلُوْكِ وَاِلٰهُ السَّمَاءِ اَعْطَاكَ الْمُلْكَ وَالْقُوَّةَ وَالسُّلْطَانَ وَالْمَجْدَ وَجَمِيْعَ مَا يَسْكُنُ فِيْهِ بَنُو النَّاسِ وَوُحُوْشُ الْحَقْلِ وَاَعْطٰى بِيَدِكَ طَيْرَ السَّمَاءِ اَيْضًا وَجَعَلَ جَمِيْعَ الْاَشْيَاءِ تَحْتَ سُلْطَانِكَ اَنْتَ هُوَ الرَّاْسُ مِنَ الذَّهَبِ وَبَعْدَكَ تَقُوْمُ مَمْلِكَةٌ اُخْرٰى اَصْغَرُ مِنْكَ مِنْ فِضَّةٍ وَمَمْلِكَةٌ ثَالِثَةٌ اُخْرٰى مِنْ نُحَاسٍ وَتَتَسَلَّطُ عَلٰى جَمِيْعِ الْاَرْضِ وَالْمَمْلِكَةُ الرَّابِعَةُ تَكُوْنُ مِثْلَ الْحَدِيْدِ كَمَا اَنَّ الْحَدِيْدَ يَسْحَقُ وَيَغْلِبُ الْجَمِيْعَ هٰكَذَا هِيَ تَسْحَقُ وَتَكْثُرُ جَمِيْعَ هٰذِهٖ فَاَمَّا فِيْمَا رَاَيْتَ قِسْمَ الْقَدَمَيْنِ وَاَصَابِعِهِمَا مِنَ الْخَزَفِ الْفَاخُوْرِيِّ وَقِسْمًا مِّنْ حَدِيْدٍ تَكُوْنُ الْمَمْلِكَةُ مُفْتَرِقَةً اِنْ كَانَ يَخْرُجُ مِنْ نَصْبَةِ الْحَدِيْدِ حَسْبَمَا رَاَيْتَ الْحَدِيْدَ مُخْتَلِطًا بِالْخَزَفِ مِنْ طِيْنٍ وَاَصَابِعُ الْقَدَمَيْنِ قِسْمٌ مِّنْ حَدِيْدٍ وَقِسْمٌ مِنْ خَزَفٍ فَتَكُوْنُ الْمَمْلِكَةُ بِقِسْمٍ صُلْبَةٍ وَبِقِسْمٍ مَسْحُوْقَةٍ فِيْهَا رَاَيْتَ الْحَدِيْدَ مُخْتَلِطًا بِالْخَزَفِ مِنْ طِيْنٍ اِنَّهُمْ يَخْتَلِطُوْنَ بِزَرْعٍ بُشْرٰى بَلْ لَا يَتَلَاصَقُوْنَ مِثْلَ مَا لَيْسَ يُمْكِنُ اَنْ يَّمْتَزِجَ الْحَدِيْدَ بِالْخَزَفِ فَاَمَّا فِيْ اَيَّامِ تِلْكَ الْمَمَالِكِ يَبْعَثُ اِلٰهُ السَّمَاءِ مَمْلِكَةً وَهِيَ لَا تَنْقَضِيْ قَطُّ مُلْكُهَا لَا يُعْطٰى لِشَعْبٍ آخَرَ وَهِيَ تَسْحَقُ وَتَفْنِيْ جَمِيْعَ هٰذِهِ الْمَمَالِكِ اَجْمَعِيْنَ وَهِيَ تَثْبُتُ اِلَى الْاَبَدِ وَكَمَا رَاَيْتَ اَنَّ مِنْ جَبَلٍ اِنْقَطَعَ حَجَرٌ لَابِيَدِيْنَ وَسَحَقَ الْخَزَفَ وَالْحَدِيْدَ وَالنُّحَاسَ وَالْفِضَّةَ وَالذَّهَبَ فَالْاِلٰهُ الْعَظِيْمُ اَظْهَرَ لِلْمُلْكِ مَا سَيَاْتِيْ مِنْ بَعْدُ وَالْحُلْمُ هُوَ حَقِيْقِيٌّ وَتَفْسِيْرُهٗ صَحِيْحٌ۔

پہلی مملکت سے مراد بخت نصر کی حکومت اور سلطنت ہے۔ دوسری مملکت سے مراد مادئین کی سلطنت ہے۔ جنہوں بلشاصر بن کو قتل کرنے کے بعد اس کی سلطنت پر قبضہ جمالیا تھا کلدانین کی بنسبت ان کی سلطنت کمزور تھی تیسری مملکت سے مراد کیانین کا عہد حکومت ہے۔ ان کی حکومت بہت قوی تھی ایسے محسوس ہوتا تھا کہ انہوں نے تمام روئے زمین پر قبضہ جمالیا ہے

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

قوانین آسمانی کتاب میں بیان کئے گئے ہوں یہ تمام امور شریعت محمدی پر ہی صادق آتے ہیں۔ انجیل متی کے اکیسویں باب میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قول بھی اسی بات کی تائید کرتا ہے انہوں نے فرمایا: "لِذَالِکَ اَقُوْلُ اِنَّ مَلَکُوْتَ اللّٰهِ یَنْزِعُ مِنْکُمْ وَیُعْطٰی لِاُمَّةٍ تَعْمَلُ اَثْمَارَهٗ۔"

سچ بات تو یہ ہے کہ ان ملکوت سے وہی مملکت مراد ہو جس کی خبر ہمیں حضرت دانیال علیہ السلام نے دی تھی اور وہ مملکت نبوت محمدی ﷺ ہے۔

چودھویں بشارت

انجیل متی کے تیرہویں باب میں ہے:

قَدِمَ لَهُمْ مَثَلًا آخَرَ قَائِلًا یَشْبَهُ مَلَکُوْتَ السَّمٰوٰتِ حَبَّةَ خَرْدَلٍ اَخَذَهَا اِنْسَانٌ وَزَرَعَهَا فِیْ حَقْلِهٖ هِیَ اَصْغَرُ جَمِیْعِ الْبُذُوْرِ وَلٰکِنْ مَتٰی نَمَتْ فَهِیَ اَکْبَرُ الْبُقُوْلِ وَتَصِیْرُ شَجَرَةً حَتّٰی اَنَّ طُیُوْرَ السَّمَاءِ تَاْتِیْ وَتَاْوِیْ فِیْ اَغْصَانِهَا۔

اس بشارت میں بھی مَلَکُوْتُ السَّمٰوٰت سے مراد وہی نجات کا راستہ ہے جو شریعت محمدی سے ظاہر ہوا کیونکہ آپ ﷺ نے ایک ایسی قوم میں نشوونما پائی جو کہ صحرائی اور دیہاتی ہونے کی وجہ سے دنیا والوں کے نزدیک حقیر شمار کئے جاتے تھے وہ کسی صنعت یا علم سے واقف نہ تھے نہ ہی جسمانی لذتوں اور دنیا کی تکالیف سے آشنا تھے۔ خصوصاً حضرت ہاجرہ علیہا السلام کی اولاد میں سے ہونے کی وجہ سے یہودی انہیں اپنے سے کم تر سمجھتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان میں محمد مصطفیٰ ﷺ کو مبعوث کیا ابتداء میں آپ ﷺ کی شریعت ظاہری لحاظ سے رائی کے دانے کی طرح تھی یعنی تمام شریعتوں سے چھوٹی تھی لیکن اپنے عموم کی وجہ سے تھوڑی سی مدت میں ترقی کر گئی اور تمام شریعتوں سے فوقیت حاصل کر گئی اور مشرق تا مغرب پھیل گئی حتیٰ کہ وہ لوگ جو کسی بھی شریعت کے پیروکار نہ تھے انہوں نے بھی شریعت محمدی کے دامن کو تھام لیا۔

پندرہویں بشارت

انجیل متی کے بیسویں باب میں ہے:

فَاِنَّ مَلَکُوْتَ السَّمٰوٰتِ یَشْبَهُ رَجُلًا رَبَّ بَیْتٍ خَرَجَ مَعَ الصُّبْحِ لِیَسْتَاْجِرَ فَعَلَةً لِکَرْمِهٖ فَاتَّفَقَ مَعَ الْعَمَلَةِ عَلٰی دِیْنَارٍ فِی الْیَوْمِ وَاَرْسَلَهُمْ اِلٰی کَرْمِهٖ ثُمَّ خَرَجَ نَحْوَ السَّاعَةِ الثَّالِثَةِ وَرَاٰی آخَرِیْنَ قِیَامًا فِی السُّوْقِ بَطَالِیْنَ فَقَالَ لَهُمْ اذْهَبُوْا اَیْضًا اِلَی الْکَرْمِ فَاُعْطِیْکُمْ مَا یَحِقُّ لَکُمْ فَمَضَوْا وَخَرَجَ اَیْضًا نَحْوَ السَّاعَةِ السَّادِسَةِ وَالتَّاسِعَةِ وَفَعَلَ کَذَالِکَ ثُمَّ نَحْوَ الْحَادِیَةِ عَشْرَةَ خَرَجَ وَوَجَدَ آخَرِیْنَ قِیَامًا بَطَالِیْنَ فَقَالَ لَهُمْ لِمَاذَا وَقَفْتُمْ هٰهُنَا کُلَّ النَّهَارِ بَطَالِیْنَ قَالُوْا لَهٗ لِاَنَّهٗ لَمْ یَسْتَاْجِرْنَا اَحَدٌ قَالَ لَهُمْ اذْهَبُوْا اَنْتُمْ اَیْضًا اِلَی الْکَرْمِ فَتَاْخُذُوْا مَا یَحِقُّ لَکُمْ فَلَمَّا کَانَ الْمَسَاءُ قَالَ صَاحِبُ الْکَرْمِ لِوَکِیْلِهٖ اُدْعُ الْفَعَلَةَ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

يَكْرُزُ وَيَقُوْلُ تُوْبُوْا لِاَنَّهٗ قَدِ اقْتَرَبَ مَلَكُوْتُ السَّمٰوٰتِ وَكَانَ يَسُوْعُ يَطُوْفُ كُلَّ الْجَلِيْلِ يُعَلِّمُ فِيْ مَجَامِعِهِمْ وَيَكْرُزُ بِبِشَارَةِ الْمَلَكُوْتِ۔

انجیل متی کے چھٹے باب میں ہے۔ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے شاگردوں کو نماز سکھائی تو انہوں نے فرمایا:

''لِيَاْتِ مَلَكُوْتُكَ۔''

جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے حواریوں کو اسرائیلی شہروں کی طرف تبلیغ اور دعوت کے لئے بھیجا تو انہوں نے فرمایا:

وَفِيْمَا اَنْتُمْ ذَاهِبُوْنَ اَكْرِزُوْا قَائِلِيْنَ اَنَّهٗ قَدِ اقْتَرَبَ مَلَكُوْتُ السَّمٰوٰتِ۔

اسی طرح انجیل متی کے دسویں باب میں اور انجیل لوقا کے نویں باب میں ہے:

وَدَعَا تَلَامِيْذَهُ الْاِثْنَيْ عَشَرَ وَاَعْطَاهُمْ قُوَّةً وَسُلْطَانًا عَلٰى جَمِيْعِ الشَّيَاطِيْنِ وَشِفَاءَ اَمْرَاضٍ وَاَرْسَلَهُمْ لِيَكْرِزُوْا بِمَلَكُوْتِ اللّٰهِ يَشْفُوا الْمَرْضٰى۔

انجیل لوقا کے دسویں باب میں ہے:

وَبَعْدَ ذٰلِكَ عَيَّنَ الرَّبُّ سَبْعِيْنَ آخَرِيْنَ اَيْضًا وَاَرْسَلَهُمْ فَقَالَ لَهُمْ وَاَيَّةُ مَدِيْنَةٍ دَخَلْتُمُوْهَا وَقَبِلُوْكُمْ فَكُلُوْا مِمَّا يُقَدَّمُ لَكُمْ وَاشْفُوا الْمَرْضَى الَّذِيْنَ فِيْهَا وَقُوْلُوْا لَهُمْ قَدِ اقْتَرَبَ مِنْكُمْ مَلَكُوْتُ اللّٰهِ وَاَيَّةُ مَدِيْنَةٍ دَخَلْتُمُوْهَا وَلَمْ يَقْبَلُوْكُمْ فَاخْرُجُوْا اِلٰى شَوَارِعِهَا وَقُوْلُوْا حَتَّى الْغُبَارُ الَّذِيْ لَصِقَ بِنَا مِنْ مَدِيْنَتِكُمْ نَنْفُضُهٗ لَكُمْ وَلٰكِنِ اعْلَمُوْا هٰذَا قَدِ اقْتَرَبَ مِنْكُمْ مَلَكُوْتُ اللّٰهِ۔

اوپر مذکور تمام عبارات سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ اور حضرت یحییٰ علیہما السلام آپ کے حواریوں اور آپ کے شاگردوں نے ''ملکوت السمٰوٰت'' کی بشارت دی تھی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بھی بالکل انہی الفاظ میں بشارت دی جن الفاظ میں حضرت یحییٰ علیہ السلام نے خوشخبری سنائی۔ اس سے یہ بھی عیاں ہوتا ہے کہ یہ ملکوت جس طرح حضرت یحییٰ علیہ السلام کے زمانہ میں ظاہر نہیں ہوئے تھے اسی طرح یہ ملکوت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں بھی ظاہر نہیں ہوئے تھے نہ ہی ان کے حواریوں اور شاگردوں کے زمانہ میں ظاہر ہوئے بلکہ تمام نے ان کے ظہور کی بشارت دی۔ ان کے آنے کی خبر دی اور ان کے فضل کی آرزو کی۔ اس ملکوت السمٰوٰت سے مراد وہ نجات کا طریقہ ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شریعت سے ظاہر ہوا اور نہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور آپ کے شاگرد یہ نہ کہتے: اَنَّ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ قَدِ اقْتَرَبَ۔ جب شاگردوں کو یہ علم ہوا کہ وہ اپنی نماز میں کہیں ''وَلْيَاْتِ مَلَكُوْتُكَ'' کیونکہ نجات کا یہ راستہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دعویٰ نبوت کے بعد ظاہر ہوگا تو یقیناً اس سے مراد نجات کا وہ راستہ ہے جو شریعت محمدیہ ﷺ سے ظاہر ہوگا۔ وہ لوگ اسی عظیم راستہ کی بشارت دیتے رہے۔ ملکوت السمٰوٰت کے الفاظ ظاہراً بھی اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ یہ ملکوت سلطنت کی صورت میں ہوں نہ کہ غربت کی شکل میں۔ دشمن کے ساتھ جنگ وجدل بھی اسی وجہ سے ہوگا اور یہ بھی ضروری ہے کہ اس کے

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

يَتَرَضَّضَ وَسَقَطَ هُوَ عَلَيْهِ يَسْحَقُهُ وَلَمَّا سَمِعَ رُؤَسَاءُ الْكَهَنَةِ وَالفرِيسِيُّونَ اَمْثَالَهُ عَرَفُوْا اَنَّهُ تَكَلَّمَ عَلَيْهِمْ۔

رَبُّ البیت سے مراد اللہ تعالیٰ کی ذات ہے الکرم سے مراد شریعت ہے وَاَحَاطَهُ بِسَيَاجٍ...... الخ سے مراد محرمات، مباحات، اوامر اور نواہی کو بیان کرنا ہے کرامین طاغین سے مراد یہود ہیں عبیدا سے مراد انبیائے کرام ہے ابن سے مراد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ذات ہے۔ ان پر اس لفظ کا اطلاق کرنا درست ہے کیونکہ اس کا معنی صالح اور پاک باز ہے جیسا کہ انجیل متی میں ہے: طُوْبٰی لِصَانِعِی الْاِسْلَامِ لِاَنَّهُمْ اَبْنَاءُ اللّٰهِ۔ یہود نے اپنے گمان کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو شہید کر دیا تھا وَالْحَجَرُ الَّذِیْ رَفَضَهُ الْبَنَّاءُوْنَ اس سے مراد حضور اکرم ﷺ کی ذات اقدس ہے اَلْاُمَّةُ الَّتِیْ تَعْمَلُ اَثْمَارَهُ سے مراد حضور اکرم ﷺ کی امت ہے وَهُوَ الْحَجَرُ الَّذِیْ کُلُّ مَنْ سَقَطَ ...... الخ سے مراد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ذات نہیں بلکہ اس سے مراد حضور ﷺ کی ذات ہے کیونکہ یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اوصاف پر صادق نہیں آتے۔

سترہویں بشارت

"مشاہدات" کے دوسرے باب میں ہے:۔

وَمَنْ يَّغْلِبْ وَيَحْفَظُ أَعْمَالِيْ إِلَى النِّهَايَةِ فَسَأُعْطِيْهِ سُلْطَانًا عَلَى الْاُمَمِ فَيَرْعَاهُمْ بِقَضِيْبٍ مِنْ حَدِيْدٍ كَمَا تُكْسَرُ آنِيَةٌ مِّنْ خَزْفٍ كَمَا اَخَذَ اَيْضًا مِنْ عِنْدِ اَبِيْ وَاُعْطِيْهِ كَوْكَبَ الصُّبْحِ مَنْ لَهُ اُذُنٌ فَيَسْمَعُ مَايَقُوْلُهُ الرُّوْحُ بِالْكَنَائِسِ۔

وہ ہستی جس کو اللہ تعالیٰ اقوام پر سلطنت عطا فرمائے گا اور وہ لوہے کی چھڑی سے حفاظت فرمائے گی وہ محمد مصطفیٰ ﷺ کی ذات ہے۔

اٹھارہویں بشارت

انجیل یوحنا کے چودہویں باب میں ہے:۔

اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَنِيْ فَاحْفَظُوْا وَصَايَايَ وَاَنَا اَطْلُبُ مِنَ الْاٰبِ فَيُعْطِيْكُمْ فَارْقَلِيْطَ آخَرَ لِيَثْبُتَ مَعَكُمْ اِلَى الْاَبَدِ رُوْحُ الْحَقِّ الَّذِيْ لَنْ يُطِيْقَ الْعَالَمُ اَنْ يَقْبَلَهُ لِاَنَّهُ لَيْسَ يَرَاهُ وَلَا يَعْرِفُهُ وَاَنْتُمْ تَعْرِفُوْنَهُ لِاَنَّهُ مُقِيْمٌ عِنْدَكُمْ وَهُوَ ثَابِتٌ فِيْكُمْ وَالْفَارْقَلِيْطُ رُوْحُ الْقُدُسِ الَّذِيْ يُرْسِلُهُ الْاٰبُ بِاسْمِيْ هُوَ يُعَلِّمُكُمْ كُلَّ شَيْءٍ وَهُوَ يُذَكِّرُكُمْ كُلَّ مَا قُلْتُهُ لَكُمْ وَالْآنَ قَدْ قُلْتُ لَكُمْ قَبْلَ اَنْ يَّكُوْنَ حَتّٰى اِذَا كَانَ تُؤْمِنُوْنَ۔

انجیل یوحنا کے پندرہویں باب میں ہے:

فَاَمَّا اِذَا جَاءَ الْفَارْقَلِيْطُ الَّذِيْ اُرْسِلُهُ اَنَا اِلَيْكُمْ مِّنَ الْاٰبِ رُوْحُ الْحَقِّ الَّذِيْ مِنَ الْاٰبِ يَنْبَثِقُ هُوَ يَشْهَدُ لِاَجْلِيْ وَاَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ لِاَنَّكُمْ مَعِيْ مِنَ الْاِبْتِدَاءِ۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وَاَعطِهِمُ الْاُجرَةَ مُبتَدِئًا مِّنَ الْآخِرِينَ اِلَى الْاَوَّلِينَ فَجَاءَ اَصحَابُ الْحَادِيَهِ عَشرَةَ وَاَخذُوا دِينَارًا دِينَارًا فَلَمَّا جَاءَ الْاَوَّلُونَ ظَنُّوا اَنَّهُم يَاْخُذُونَ اَكثَرَ فَاَخَذُوهُم اَيضًا دِينَارًا دِينَارًا وَفِيمَا هُم يَاْخُذُونَ تَذَمَّرُوا عَلٰى رَبِّ الْبَيتِ قَائِلِينَ هٰؤُلَاءِ الْآخِرُونَ عَمِلُوا سَاعَةً وَاحِدَةً وَقَد سَاوَيتَهُم بِنَا نَحنُ الَّذِينَ احتَمَلنَا ثِقلَ النَّهَارِ وَالْحَرِّ فَاَجَابَ وَقَالَ لِوَاحِدٍ مِّنهُم يَا صَاحِبُ مَا ظَلَمتُکَ اَمَا اِتَّفَقتَ مَعِیَ عَلٰى دِينَارٍ فَخُذِ الَّذِی لَکَ فَاذهَب فَاِنِّی اُرِيدُ اَن اُعطِیَ هٰذَا الْآخِيرَ مِثلَکَ اَو مَا يَحِلُّ لِی اَن اَفعَلَ مَا اُرِيدُ بِمَا لِی اَم عَينُکَ شَرِيرَةٌ لِاَنِّی اَنَا صَالِحٌ هٰکَذَا يَکُونُ الْآخِرُونَ اَوَّلِينَ وَالْاَوَّلُونَ آخِرِينَ لِاَنَّ کَثِيرِينَ يُدعَونَ وَقَلِيلِينَ يَنتَخِبُونَ۔

بعد میں آنے والے امت محمدیہ کے لوگ ہیں جبکہ وہ اجر میں سب سے مقدم ہوں گے وہی آخرون اور اولون ہوں گے جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا نَحنُ الآخِرُونَ السَّابِقُونَ۔ ہم اس دنیا میں سب سے آخر میں آنے والے اور جنت میں سب سے پہلے داخل ہونے والے ہیں۔

آپ ﷺ نے مزید فرمایا اللہ تعالیٰ نے جنت کو تمام انبیاء پر حرام فرمایا ہے حتیٰ کہ میں اس میں داخل ہو جاؤں اور تمام امتوں کو جنت حرام فرمائی ہے حتیٰ کہ میری امت اس میں داخل ہو جائے۔

سولہویں بشارت

انجیل متی کے اکیسویں باب میں ہے:۔

اِسمَعُوا مَثَلًا آخَرَ کَانَ اِنسَانُ رَبِّ بَيتٍ غَرَسَ کَرمًا وَاَحَاطَهُ بِسِيَاجٍ وَحَفَرَ فِيهِ مَعصَرَةً وَبَنٰى بُرجًا وَسَلَّمَهُ اِلٰى کَرَّامِينَ وَسَافَرَ وَلَمَّا قَرُبَ وَقتُ الْاِثمَارِ اَرسَلَ عَبِيدَهُ اِلَى الْکَرَّامِينَ وَسَافَرَ لِيَاْخُذُوا اَثمَارَهُ وَاَخَذَ الْکَرَّامُونَ عَبِيدَهُ وَجَلَدُوا بَعضًا وَقَتَلُوا بَعضًا وَرَجَمُوا بَعضًا ثُمَّ اَرسَلَ اَيضًا عَبِيدًا آخَرِينَ اَکثَرَ مِنَ الْاَوَّلِينَ فَفَعَلُوا بِهِم کَذٰلِکَ فَاَخِيرًا اَرسَلَ اِلَيهِم اِبنَهُ قَائِلًا يَهَابُونَ اِبنِی وَاَمَّا الْکَرَّامُونَ لَمَّا رَاَوُا الْاِبنَ قَالُوا فِيمَا بَينَهُم هٰذَا هُوَ الْوَارِثُ هَلُمُّوا نَقتُلُهُ وَنَاْخُذُ مِيرَاثَهُ فَاَخَذُوهُ فَاَخرَجُوهُ خَارِجَ الْکَرمِ وَقَتَلُوهُ مَتٰى جَاءَ صَاحِبُ الْکَرمِ مَاذَا يَفعَلُ بِاُولٰئِکَ الْکَرَّامِينَ قَالُوا لَهُ اُولٰئِکَ الْاَردِيَاءُ يُهلِکُهُم هَلَاکًا رَدِيًّا وَيُسَلِّمُ الْکَرمَ اِلٰى کَرَّامِينَ آخَرِينَ يُعطُونَهُ الْاَثمَارَ فِی اَوقَاتِهَا قَالَ لَهُم يَسُوعُ اَمَا قَرَاْتُم قَطُّ فِی الْکُتُبِ الْحَجَرَ الَّذِی رَفَضَهُ الْبَنَّاءُ وَنَ هُوَ قَد صَارَ رَاْسَ الزَّاوِيَةِ مِن قِبَلِ الرَّبِّ کَانَ هٰذَا هُوَ عَجِيبٌ فِی اَعيُنِنَا لِذٰلِکَ اَقُولُ لَکُم اِنَّ مَلَکُوتَ اللّٰهِ يُنزَعُ مِنکُم وَيُعطٰى لِاُمَّةٍ تَعمَلُ اَثمَارَهُ وَمَن سَقَطَ عَلٰى هٰذَا الْحَجَرِ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

”بے شک آپ ہدایت نہیں دے سکتے جس کو آپ پسند کریں البتہ اللہ تعالیٰ ہدایت دیتا ہے جسے چاہتا ہے۔“

اب میں ان بشارات کو ذکر کروں گا جن کو اظہار الحق کے مصنف نے بیان نہیں کیا کیونکہ وہ بشارات بھی اہل کتاب کے خلاف دلیل ہیں میں ان بشارات کو امام الماوردی کی کتاب اعلام النبوت سے نقل کر رہا ہوں۔

انیسویں بشارت

حضرت شعیا علیہ السلام نے اپنی کتاب کی بائیسویں فصل میں فرمایا ہے:

قُوْمِی فَازْهِرِیْ مِصْبَاحَکِ یَعْنِی مَلَّةَ فَقَدْ دَنَا وَقْتُکِ وَکَرَامَةُ اللّٰہِ طَالِعَةٌ عَلَیْکِ وَقَدْ جَلَّلَ الْاَرْضَ الظُّلَامَ وَغَطّٰی عَلَی الْاُمَمِ الضَّبَابَ وَالرَّبُّ یُشْرِقُ عَلَیْکِ اِشْرَاقًا وَیَظْهَرُ کَرَامَتَهٗ عَلَیْکِ تَسِیْرُ الْاُمَمُ اِلٰی نُوْرِکِ وَالْمُلُوْکُ اِلٰی ضَوْءِ طُلُوْعِکِ اِرْفَعِیْ بَصَرَکِ اِلٰی مَا حَوْلَکِ وَتَاَمَّلِیْ فَاِنَّهُمْ یَجْتَمِعُوْنَ عِنْدَکِ وَیَحُجُّوْنَکِ وَیَاْتِیْکِ وَلَدُکِ مِنْ بَلَدٍ بَعِیْدٍ وَتَسُرِّیْنَ وَتَبْتَهِجِیْنَ مِنْ اَجَلٍ اَنَّهٗ یَمِیْلُ اِلَیْکِ ذَخَائِرُ الْبَحْرِ وَ یَحُجُّ اِلَیْکِ عَسَاکِرُ الْاُمَمِ حَتّٰی تَعْمُرَکِ الْاِبِلُ الْمُؤَبَّلَةُ وَتَضِیْقُ اَرْضُکِ عَنِ الْقِطَارَاتِ الَّتِیْ تَجْتَمِعُ اِلَیْکِ تُسَاقُ اِلَیْکِ کُبَاشُ مَدْیَنَ وَیَاْتِیْکِ اَهْلُ سَبَا یُحَدِّثُوْنَ بِنِعَمِ اللّٰہِ وَیُمَجِّدُوْنَهٗ وَتَسِیْرُ اِلَیْکِ اَغْنَامُ قِیْدَارَ وَیَرْتَفِعُ اِلٰی مَذْبَحِیْ مَا یُرْضِیْنِیْ وَاُحْدِثُ حِیْنَئِذٍ لِبَیْتِ مَحْمَدَتِیْ حَمْدًا۔

یہ تمام کی تمام صفات مکہ معظمہ میں موجود ہیں جو اس کی خوبیاں بیان کی گئی ہیں وہ حق ہیں۔ اغنام قیدار سے مراد اہل عرب ہیں کیونکہ تمام اہل عرب قیدار بن اسماعیل کی اولاد میں سے ہیں۔

بیسویں بشارت

حضرت شعیا علیہ السلام نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے:

قَالَ لِیَ الرَّبُّ اِمْضِ فَقُمْ عَلَی الْمَنْظَرَةِ نُخْبِرُکَ بِمَا تَرٰی فَرَاٰی رَاکِبَیْنِ اَحَدُهُمَا رَاکِبُ حِمَارٍ وَالْاٰخَرُ رَاکِبُ جَمَلٍ فَبَیْنَا هُوَ کَذٰلِکَ اِذْ اَقْبَلَ اَحَدُ الرَّاکِبَیْنِ وَهُوَ یَقُوْلُ هَوَتْ بَابِلُ وَتَکَسَّرَتْ اٰلِهَتُهَا الْمَنْجُوْرَةُ عَلَی الْاَرْضِ فَهٰذَا الَّذِیْ سَمِعْتُ الرَّبَّ اِلٰهَ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ قَدْ اَنْبَاْتُکُمْ۔

اس بشارت میں گدھے سوار سے مراد حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور اونٹ سوار سے مراد حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں۔

اکیسویں بشارت

حضرت شعیا علیہ السلام نے اپنی کتاب کی سولہویں فصل میں فرمایا ہے:

لِتَفْرَحْ لَهُ الْبَادِیَةُ الْعَطْشٰی وَلْتَبْتَهِجِ الْبَرَارِیْ وَالْفَلَوَاتُ وَلْتَسُرْ وَلْتَزْهُ فَاِنَّهَا سَتُعْطٰی

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

انجیل یوحنا کے سولہویں باب میں ہے:

لٰکِنِّی اَقُوْلُ لَکُمُ الْحَقَّ اِنَّہٗ خَیْرٌ لَّکُمْ اَنْ اَنْطَلِقَ لِاَنِّیْ اِنْ لَّمْ اَنْطَلِقْ لَمْ یَاْتِکُمُ الْفَارْقَلِیْطُ فَاَمَّا اِنِ انْطَلَقْتُ اَرْسَلْتُہٗ اِلَیْکُمْ فَاِذَا جَاءَ ذَالِکَ فَھُوَ یُوَبِّخُ الْعَالَمَ عَلٰی خَطِیْئَۃٍ وَعَلٰی بِرٍّ وَعَلٰی حُکْمٍ اَمَّا عَلَی الْخَطِیْئَۃِ فَلِاَنَّھُمْ لَمْ یُؤْمِنُوْا بِیْ وَاَمَّا عَلَی الْبِرِّ فَلِاَنِّیْ مُنْطَلِقٌ اِلَی الْاٰبِ وَلَسْتُمْ تَرَوْنَنِیْ بَعْدُ وَاَمَّا عَلَی الْحُکْمِ فَاِنَّ اَرْکُوْنَ ھٰذَا الْعَالَمِ قَدْ دِیْنَ وَاِنَّ لِیْ کَلَامًا کَثِیْرًا اَقُوْلُہٗ لَکُمْ وَلٰکِنَّکُمْ لَسْتُمْ تُطِیْقُوْنَ حَمْلَہُ الْاٰنَ وَاِذَا جَاءَ رُوْحُ الْحَقِّ ذَاکَ فَھُوَ یُعَلِّمُکُمْ جَمِیْعَ الْحَقِّ لِاَنَّہٗ لَیْسَ یَنْطِقُ مِنْ عِنْدِہٖ بَلْ یَتَکَلَّمُ بِکُلِّ مَا یَسْمَعُ وَیُخْبِرُکُمْ بِمَا سَیَاْتِیْ وَھُوَ یُمَجِّدُنِیْ لِاَنَّہٗ یَاْخُذُ مِمَّا ھُوَ لِیْ وَھُوَ یُخْبِرُکُمْ جَمِیْعَ مَا ھُوَ لِلْاٰبِ فَھُوَ لِیْ فَمِنْ اَجَلِ ھٰذَا قُلْتُ اِنَّ مِمَّا لِیْ یَاْخُذُ وَیُخْبِرُکُمْ۔

لفظ فارقلیط یونانی لفظ ہے اور یہ اس عبرانی لفظ کا ترجمہ ہے جس کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے استعمال فرمایا تھا حضرت علامہ الشیخ الاکبر علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ میں اس لفظ کی اصلیت کو ترک کرتا ہوں اور اب یونانی لفظ پر ہی گفتگو کرتا ہوں میں کہتا ہوں کہ اگر اس یونانی لفظ کی اصل بیرقلوطوس ہے تو پھر تو یہ معاملہ ظاہر ہے اس وقت حضرت مسیح علیہ السلام کی یہ بشارت حضرت محمد ﷺ کے متعلق ہی ہوگی کیونکہ یہ لفظ محمد اور احمد کے قریب ہے۔ اگر یہ یونانی لفظ ہو اور اس کی اصل بار اکلیطوس ہو تو یہ بھی ہمارے اس استدلال کے منافی نہیں ہے کیونکہ اس کا معنی بھی معین، معزی، وکیل اور شافع ہے یہ تمام معانی محمد مصطفیٰ ﷺ کی ذات پر صادق آتے ہیں۔ پھر حضرت العلام رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ یہ تمام اوصاف جن کا تذکرہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کیا ہے کہ فارقلیط ان اوصاف سے متصف ہوگا وہ تمام حضور ﷺ کی ذات میں بدرجہ اتم پائے جاتے ہیں۔

ان بشارات کو ''اظہار الحق'' کے مصنف کے علاوہ دیگر علمائے کرام نے بھی مختلف کتب میں نقل کیا ہے۔ ان کی عبارات میں تھوڑا بہت اختلاف ہے اور بعض اوقات عبرانی اور یونانی زبان سے عربی میں ترجمہ کرتے وقت کچھ الفاظ کا اختلاف واقع ہوا ہے میں نے ان بشارات کو اظہار الحق سے اس لئے نقل کیا ہے کیونکہ اس کتاب کے مصنف نے ان بشارات کو ان کتابوں سے نقل کیا ہے جو اس وقت اہل کتاب کے پاس موجود ہیں حتیٰ کہ اس میں اس شہر کا نام بھی لکھا ہوا ہے جہاں سے وہ کتب چھپی ہیں اور تاریخ طباعت بھی منقول ہے تاکہ جو شخص تحقیق کرنا چاہئے اس کے لئے آسانی ہو۔ ان بشارات میں ہدایت کی دلیل اتنی عیاں ہے کہ وہ کسی صاحب بصر آدمی سے مخفی نہیں۔ اس وجہ سے مصنف نے ان عبارات کا ترجمہ سادہ سا کیا ہے حالانکہ ان کے لئے ممکن تھا کہ وہ ان بشارات کا ترجمہ ایسی عبارات میں کرتے جس کو ہر کوئی سمجھ سکتا لیکن انہوں نے الفاظ کی حفاظت کرتے ہوئے اس طرح ترجمہ کیا ہے تاکہ اہل کتاب کے خلاف یہ بشارات دلیل بن سکیں لیکن اگر اللہ کی طرف سے ہدایت کی توفیق نہ ہو تو پھر ہدایت نہیں مل سکتی جیسا کہ ارشاد ربانی ہے:

اِنَّکَ لَا تَھْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ یَھْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پچیسویں بشارت

یوبال بن یوثال علیہ السلام جو بنی اسرائیل کے انبیاء میں سے ایک نبی تھے انہوں نے اپنی کتاب میں فرمایا:

مِثْلُ الصُّبْحِ الْمُتَسَلِّطِ عَلَى الْجِبَالِ شَعْبٌ عَظِيمٌ عَزِيزٌ لَمْ يَكُنْ مِثْلُهُ اِلَى اَبَدِ الْاَبَدِ اَمَامَهُ نَارٌ تَاجِجُ وَخَلْفَهُ لَهِيبٌ يَلْتَهِبُ وَالْاَرْضُ بَيْنَ يَدَيْهِ مِثْلُ فِرْدُوْسِ عَدْنٍ فَاِذَا جَازَ فِيهَا وَعَبَرَهَا تَرَكَهَا خَاوِيَةً رُؤْيَتُهُ كَرُؤْيَةِ الْجَبَلِ وَرِجَالَتُهُ سُرَاعٌ مِثْلُ الْفُرْسَانِ اَصْوَاتُهُمْ كَصَوْتِ لَهَبِ النَّارِ الَّتِي تُحَرِّقُ الْهَشِيمَ رَجُفَتِ الْاَرْضُ اَمَامَهُمْ وَتَزَعْزَعَتِ السَّمَاءُ وَاَظْلَمَتِ الشَّمْسُ وَغَابَ نُورُ النُّجُومِ وَالرَّبُّ اَسْمَعَ صَوْتاً بَيْنَ يَدَىْ اَجْنَادِهِ لِاَنَّ عَسْكَرَهُ كَثِيرًا جِدًّا وَعَمَلُ قَوْلِهِ عَزِيزٌ لِاَنَّ نُورَ الرَّبِّ عَظِيمٌ مَرْهُوبٌ جِدًّا۔

اس تمام بشارت میں حضور ﷺ کی نعت اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام کے اوصاف بیان کئے گئے ہیں۔

چھبیسویں بشارت

حضرت عویدیامن علیہ السلام جو بنی اسرائیل کے انبیائے کرام علیہم السلام میں سے ایک نبی تھے انہوں نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے:

قَدْ سَمِعْنَا خَبَرًا مِنْ قِبَلِ الرَّبِّ وَاَرْسَلَ رَسُوْلًا اِلَى الشُّعُوبِ قُمْ فَيَقُوْمُ اِلَيْهِ بِالْحَرْبِ اَيُّهَا السَّاكِنُ فِي مَجْرَى الْكَهْفِ وَمَحَلُّهُ فِي الْمَوْضِعِ الْاَعْلٰى لِاَنَّ يَوْمَ الرَّبِّ قَرِيبٌ مِنْ جَمِيعِ الشُّعُوبِ كَمَا صَنَعْتَ كَذٰلِكَ يُصْنَعُ بِكَ۔

اس تمام بشارت میں بھی حضور نبی کریم ﷺ کی نبوت کی طرف ہی اشارہ ہے۔

ستائیسویں بشارت

حضرت میخا علیہ السلام جو کہ بنی اسرائیل کے انبیاء علیہم السلام میں سے ایک نبی تھے نے اپنی کتاب میں لکھا ہے:

فَاَمَّا الْآنَ فَيُسَلِّمُهُمْ اِلَى الْوَقْتِ الَّذِى تَلِدُ فِيهِ الْوَالِدَةُ وَيَقُوْمُ فَيَرْعَاهُمْ بِعَيْنِ الرَّبِّ وَبِكَرَامَةِ اسْمِ اللّٰهِ رَبِّهٖ وَيَقْبَلُوْنَ بِهِمْ اِلٰى مَنْ سَيُعَظَّمُ سُلْطَانُهُ اِلٰى اَقْطَارِ الْاَرْضِ وَيَكُوْنُ عَلٰى عَمَدَةِ الْاِسْلَامِ۔

اس بشارت میں معظم سلطان کا تذکرہ ہے حضور نبی کریم ﷺ کے علاوہ اللہ کے نزدیک اور کون معظم ہو سکتا ہے اور آفاق عالم میں کس کی سلطنت کا ڈنکا آپ کی سلطنت سے زیادہ بجے گا۔

اٹھائیسویں بشارت

حضرت حبقوق علیہ السلام جو بنی اسرائیل کے انبیاء میں سے ایک نبی تھے اپنی کتاب میں فرماتے ہیں:

جَاءَ اللّٰهُ مِنْ طُوْرِ سَيْنَاءَ وَاسْتَعْلَنَ الْقُدُّوْسُ مِنْ جِبَالِ فَارَانَ وَانْكَشَفَتْ اِلٰى بَهَاءِ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بَاحْمَدَ مَحَاسِنِ النَّبَاتِ وَتَحْمِلُ حُسْنَ الدَّسَاكِرِ وَالرِّيَاضِ وَسَيَرُوْنَ جَلَالَ اللّٰهِ بِهَا الْاَنْبِيَاءَ قَالَ شَعْيَا وَسُلْطَانُهٗ عَلٰی كَتِفِهٖ۔

سُلْطَانُهٗ عَلٰی كَتِفِهٖ سے مراد حضور نبی کریم ﷺ کی مہر نبوت ہے جو کہ آپ ﷺ کے کندھوں کے مابین تھی بادیہ سے مراد سرزمین حجاز ہے اور احمد حضور ﷺ کا اسم گرامی ہے۔

بائیسویں بشارت

حضرت شعیا علیہ السلام نے اپنی کتاب کی سترہویں فصل میں فرمایا ہے:

هَتَفَ هَاتِفٌ مِنَ الْبَدْوِ فَقَالَ خَلُّوا الطَّرِيْقَ لِلرَّبِّ سَهِّلُوا الطَّرِيْقَ لِاِلٰهِنَا فَسَتَمْتَلِئُ الْاَوْدِيَةُ مِيَاهًا وَتَفِيْضُ فَيْضًا وَتَنْخَفِضُ الْجِبَالُ اِنْخِفَاضًا وَتَصِيْرُ الْآكَامُ دَكًّا دَكًّا وَالْاَرْضُ الْوَعِرَةُ مُذَلَّلَةٌ مَلْسَاءُ وَتَظْهَرُ كَرَامَاتُ الرَّبِّ وَيَرَاهَا كُلُّ اَحَدٍ۔

سَهِّلُوا الطَّرِيْقَ سے مراد مخصوص عبادت حج ہے اور باقی تمام صفات جہاد کی ہیں جو آپ ﷺ کی ظاہری حیات میں اور بعد از وصال جاری رہا۔

تیئیسویں بشارت

حضرت شعیا علیہ السلام نے اپنی کتاب کی بیسویں فصل میں فرمایا ہے:

لِتَسْتَرِحِ الْبَوَادِيْ وَقُرَاهَا وَلْتَصِرْ اَرْضُ قِيْدَارَ مُرُوْجًا وَلْتُسَبِّحْ سُكَّانُ الْكُهُوْفِ وَلْيَهْتِفُوْا مِنْ قُلَلِ الْجِبَالِ بِحَمْدِ الرَّبِّ وَلْيَرْفَعُوْا تَسَابِيْحَهٗ فَاِنَّ الرَّبَّ يَاْتِيْ كَالْجَبَلِ الْمُلْتَطِيْ لِلتَّكَبُّرِ فَهُوَ يَزْجُرُ وَيَقْتُلُ اَعْدَاءَهٗ۔

اَرْضُ قِيْدَار سے مراد عرب کی زمین ہے کیونکہ وہاں حضرت قیدار کی اولاد ہی سکونت پذیر تھی مروج سے مراد مکہ کے ماحول کا کھجوروں، درختوں اور چشموں کی وجہ سے دلکش ہونا ہے۔

چوبیسویں بشارت

حضرت شعیا علیہ السلام نے اپنی کتاب کی بیسویں فصل میں فرمایا ہے:

اِنَّ الضُّعَفَاءَ وَالْمَسَاكِيْنَ يَسْتَسْقُوْنَ مَآءً وَلَامَآءَ لَهُمْ فَقَدْ جَفَّتْ اَلْسِنَتُهُمْ مِنَ الظَّمَأِ وَاَنَا الرَّبُّ اُجِيْبُ يَوْمَئِذٍ دَعْوَتَهُمْ وَلَنْ اُهْمِلَهُمْ بَلْ اُفَجِّرُ لَهُمْ فِي الْجِبَالِ الْاَنْهَارَ وَاُجْرِيْ بَيْنَ الْقِفَارِ الْعُيُوْنَ وَاُحْدِثُ فِي الْبَدْوِ آجَامًا وَاُجْرِيْ فِي الْاَرْضِ الْعَطْشٰى مَآءً مَعِيْنًا وَاُنْبِتُ فِي الْبَلَاقِعِ الْقِفَارِ الصَّنَوْبَرَ وَالْآسَ وَالزَّيْتُوْنَ وَاَغْرِسُ فِي الْقَاعِ الصَّفْصَفِ لِيَرَوْهَا جَمِيْعًا ثُمَّ يَتَدَبَّرُوْا وَيَعْلَمُوْا اَنَّ يَدَ اللّٰهِ وَضَعَتْ ذٰلِكَ وَقُدُّوْسُ اِسْرَائِيْلَ اِبْتَدَعَهٗ۔

یہ تمام صفات عرب کے شہروں کی ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے اسلام کا بول بالا فرمایا۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہیں اور ایک ہی وقت میں تمام لوگ ایک ہی عبادت میں مصروف ہوتے ہیں۔

اکتیسویں بشارت

حضرت زکریا بن یوحنا علیہ السلام نے اپنی کتاب میں لکھا ہے:

رَجَعَ الْمَلِکُ الَّذِی یَنطِقُ عَلٰی لِسَانِیْ وَاَیْقَظَنِیْ کَالرَّجُلِ الَّذِیْ یَسْتَیْقِظُ مِنْ نَّوْمِہٖ وَقَالَ لِیْ مَا الَّذِیْ رَاَیْتَ فَقُلْتُ رَاَیْتُ مَنَارَۃً مِّنْ ذَھَبٍ وَکِفَّۃً عَلٰی رَاْسِھَا وَرَاَیْتُ عَلَی الْکِفَّۃِ سَبْعَۃُ سُرُجٍ لِّکُلِّ سِرَاجٍ مِّنْھَا سَبْعَۃُ اَفْوَاہٍ فَوْقَ الْکِفَّۃِ شَجَرَتَا زَیْتُوْنٍ اِحْدَاھُمَا عَنْ یَّمِیْنِ الْکِفَّۃِ وَالْاُخْرٰی عَنْ یَسَارِھَا فَقُلْتُ لِلْمَلِکِ الَّذِیْ یَنطِقُ عَلٰی لِسَانِیْ مَا ھٰذَا یَا سَیِّدِیْ فَرَدَّ الْمَلِکُ عَلَیَّ وَقَالَ لِیْ اَمَا تَعْلَمُ مَا ھٰذِہٖ فَقُلْتُ مَا اَعْلَمُ فَقَالَ ھٰذَا قَوْلُ الرَّبِّ فِیْ زِرْبَابَالَ یَعْنِیْ مُحَمَّدًا (ﷺ) وَھُوَ یُدْعٰی بِاِسْمِیْ وَاَنَا اَسْتَجِیْبُ لَہٗ لِلنُّصْحِ وَالتَّطْھِیْرِ وَاُصَرِّفُ عَنِ الْاَرْضِ اَنْبِیَاءَ الزُّوْرِ وَالْاَرْوَاحِ النَّجِسَۃِ لَا بِقُوَّۃٍ وَلَا بِعِزٍّ وَلٰکِنْ بِرُوْحِیْ یَقُوْلُ الرَّبُّ الْقَوِیُّ۔

شَجَرَتَا زَیْتُوْنٍ سے مراد دین اور ملک ہے اور زربابال سے مراد حضور نبی کریم ﷺ کی ذات اقدس ہے۔

بتیسویں بشارت

حضرت دانیال علیہ السلام نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے:

رَاَیْتُ عَلٰی سَحَابِ السَّمَاءِ کَھَیْئَۃِ اِنْسَانٍ جَاءَ فَانْتَھٰی اِلٰی عَتِیْقِ الْاَنَامِ وَقَدَّمُوْہُ بَیْنَ یَدَیْہِ فَخَوَّلَ الْمَلِکَ وَالسُّلْطَانَ وَالْکَرَامَۃَ اَنْ تَتَعَبَّدَ لَہٗ جَمِیْعُ الشُّعُوْبِ وَالْاُمَمِ وَاللُّغَاتِ سُلْطَانُہٗ دَائِمٌ اِلَی الْاَبَدِ لَہٗ یَتَعَبَّدُ کُلُّ سُلْطَانٍ یَّمْضِیْ اَلْفَانِ وَثَلَاثُ مِائَۃٍ تَنْقَضِیْ عُقَابُ الدَّیُوْنِ عَقَبُھَا یَقُوْمُ مَلِکٌ مُنِیْعُ الْوَجْہِ فِیْ سُلْطَانِہٖ عَزِیْزُ الْقُوَّۃِ لَا تَکُوْنُ عِزَّتُہٗ تِلْکَ بِقُوَّۃِ نَفْسِہٖ وَیَنْجَحُ فِیْمَا یُرِیْدُ وَیَجُوْدُ فِیْ شَعْبِ الْاِضْطِھَادِ وَیُھْلِکُ الْاَعِزَّاءُ وَیَاْتِیْ بِالْحَقِّ الَّذِیْ لَمْ یَزَلْ قَبْلَ الْعَالَمِیْنَ۔

یہ بشارت دو چیزوں پر دلیل ہے:۔(1) اس بشارت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضور ﷺ اس دنیا میں تشریف لائیں گے۔(2) حضور ﷺ کی نبوت کی بھی تصدیق ہوتی ہے کیونکہ مذکورہ بالا تمام وصف آپ میں بدرجہ اتم پائے جاتے تھے۔

تینتیسویں بشارات

یہ بشارت حضرت ارمیا بن برخیا علیہ السلام نے دی ہے آپ بنی اسرائیل کے انبیاء میں سے تھے۔ بخت نصر کے زمانہ میں اہل الرس نے اپنے نبی کو قتل کر دیا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ارمیا علیہ السلام کو حکم دیا کہ وہ بخت نصر کو حکم فرمائیں کہ وہ عرب پر لشکر کشی کرے وہ اہل عرب جن کے دروازوں پر تالے نہیں ہیں اور ان کے

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مُحَمَّدِ وَانْخَسَفَتْ مِنْ شُعَاعِ الْمَحْمُوْدِ وَامْتَلَأَتِ الْاَرْضُ مِنْ مَحَامِدِهٖ لِاَنَّ شُعَاعَ مَنْظَرِهٖ مِثْلُ النُّوْرِ يَحْفَظُ بَلَدَهٗ بَعْدَهٗ تَسِيْرُ الْمَنَايَا اَمَامَهٗ وَتَصْحَبُ سِبَاعُ الطَّيْرِ اَجْنَادَهٗ قَامَ فَمَسَحَ الْاَرْضَ وَ تَاَمَّلَ الْاُمَمَ بَحَثَ عَنْهَا فَتَضَعْضَعَتِ الْجِبَالُ الْقَدِيْمَةُ وَاتَّضَعَتِ الرَّوَابِيُّ الدَّهْرِيَّةُ وَتَزَعْزَعَ صُوَرُ اَرْضِ مَدْيَنَ وَلَقَدْ جَازَ الْمَسَاعِي الْقَدِيْمَةَ قَطَعَ الرَّاْسَ مِنْ بَيْتِ الْاَثِيْمِ وَدَمَعَتْ رُءُوْسُ سَلَاطِيْنِهٖ بِغَضَبِهٖ۔

اس بشارت میں محمد ﷺ اور محمود آپ کے اسماء گرامی کا تذکرہ صراحتاً موجود ہے۔ سریانی زبان میں مشیخ کا معنی بھی محمد یا محمود ہی ہے۔

انتیسویں بشارت

حضرت حزقیال علیہ السلام جو بنی اسرائیل کے انبیاء میں سے ایک نبی تھے اپنی کتاب میں فرماتے ہیں:

اِنَّ الَّذِیْ یَظْهَرُ مِنَ الْبَادِیَةِ فَیَکُوْنُ فِیْهِ حَتْفُ الْیَهُوْدِ کَالْکَرَمَةِ اَخْرَجَتْ ثِمَارُهَا وَاَغْصَانُهَا عَنْ مِیَاهٍ کَثِیْرَةٍ وَتَفَرَّعَتْ مِنْهَا اَغْصَانٌ مُشْرِقَةٌ عَلٰی اَغْصَانِ الْاَکَابِرِ وَالسَّادَاتِ وَبَسَقَتْ فَلَمْ تَثْبُتْ تِلْکَ الْکَرَمَةُ اَنْ قَلَعَتْ بِالسَّخْطَةِ وَضَرَبَ بِهَا عَلَی الْاَرْضِ فَاَحْرَقَتِ السَّمَاءُ ثِمَارَهَا وَاَتَتْ نَارٌ فَاَکَلَتْهَا وَلِذَالِکَ غُرِسَ غَرْسٌ فِی الْبَدْوِ وَفِی الْاَرْضِ الْمُهْمِلَةِ الْمُعَطَّلَةِ الْعَطْشٰی وَخَرَجَ مِنْ اَغْصَانِهَا الْفَاضِلَةِ نَارٌ فَاَکَلَتْ ثِمَارَ تِلْکَ الْکَرَمَةِ حَتّٰی لَمْ یَبْقَ مِنْهَا غُصْنٌ قَوِیٌّ وَلَا قَضِیْبٌ یَنْهَضُ بِاَمْرِ السُّلْطَانِ۔

یہ بشارت بھی ہمارے نبی کریم ﷺ کے متعلق ہے۔ بادیة سے مراد عرب ہے۔ آپ ﷺ کا ظہور عرب میں ہوا۔ آپ ہی کے دست اقدس سے یہودی ہلاک ہوئے۔ ان پر اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا اظہار ہوا اور اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی مکرم ﷺ کے ذریعے ان سے انتقام لیا۔

تیسویں بشارت

حضرت شعیا علیہ السلام نے اپنی کتاب میں فرمایا:

اَیُّهَا النَّاسُ اَرْجُوا الْیَوْمَ الَّذِیْ اَقُوْمُ فِیْهِ لِلشَّهَادَةِ فَقَدْ حَانَ اَنْ اُظْهِرَ حُکْمِیْ بِحَشْرِ الْاُمَمِ وَجَمْعِ الْمُلُوْکِ لِاُ صَبَّ عَلَیْهِمْ سَخَطِیْ وَنَکِیْرِیْ هُنَاکَ اُجَدِّدُ لِلْاُمَمِ اللُّغَةَ الْمُخْتَارَةَ لِیَرْفَعُوْا اِسْمَ الرَّبِّ جَمِیْعًا وَلِیَعْبُدُوْا فِیْ رِبْقَةٍ وَاحِدَةٍ مَعًا وَلِیَاْتُوْا مِنْ مَغَارَاتِهَا کُوْسًا"

اس بشارت سے معلوم ہوا کہ عربی ایک پسندیدہ زبان ہے کیونکہ اس نے تمام زمین کو گھیر لیا ہے اور اس نے تمام زبانوں کو اپنے اندر جذب کر لیا ہے حتیٰ کہ اس کے علاوہ باقی زبانیں نایاب ہو گئی ہیں۔

وَلِیَعْبُدُوْا فِیْ رِبْقَةٍ وَاحِدَةٍ سے مراد حج ہے کیونکہ لوگ اطراف عالم میں حج کے زمانہ میں مکہ معظمہ میں جمع ہو جاتے

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

علیہ السلام کو علم تھا کہ حضرت مسیح علیہ السلام کی قوم آپ کے متعلق کیا عقیدہ بنا لے گی اور نبی مکرم ﷺ اس عقیدہ کو باطل فرمائیں گے (علامہ الماوردی کا کلام ختم ہو گیا)۔

سینتیسویں بشارت

"شفا" میں حضرت عطاء ابن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا گیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ملاقات کی میں نے ان سے کہا مجھے وہ اوصاف بتائیں جو حضور ﷺ کے تورات میں بیان ہوئے ہیں انہوں نے کہا اللہ کی قسم! تورات میں آپ ﷺ کے بہت سے اوصاف بیان ہوئے ہیں ان میں سے کچھ اوصاف قرآن پاک میں بھی بیان ہوئے ہیں۔ تورات میں ہے:

"اے نبی مکرم! صلی اللہ علیک وسلم ہم نے آپ کو شاہد، مبشر اور نذیر بنا کر بھیجا ہے آپ ان پڑھوں کی پناہ گاہ ہیں۔ آپ میرے بندے اور رسول ہیں۔ میں نے ان کا نام متوکل رکھا ہے وہ تند خو اور غضبناک نہیں ہوں گے وہ بازاروں میں شور نہیں مچائیں گے وہ برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دیں گے بلکہ درگزر فرمائیں گے اور معاف فرمائیں گے اللہ تعالیٰ ان کا اس وقت تک وصال نہیں فرمائے گا حتیٰ کہ ان کے ذریعے ٹیڑھی ملت سیدھی نہ ہو جائے یعنی وہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی گواہی نہ دیں اللہ تعالیٰ ان کے ذریعے اندھی آنکھوں کو بصارت عطا فرمائے گا۔ بہرے کانوں کو قوت سماعت دے گا اور بند دلوں کو ان کے ذریعے کھول دے گا"۔

حضرت عبداللہ بن سلام اور حضرت کعب الاحبار رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بھی اسی طرح کی روایت منقول ہے۔ ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کی روایت میں یوں ہے وہ بازار میں شور نہیں کریں گے وہ بدکلامی اور فحش کلامی نہیں کریں گے میں انہیں ہر قسم کی خوبی عطا فرماؤں گا۔ میں انہیں خلق عظیم سے نوازوں گا میں وقار کو ان کا لباس نیکی کو ان کا شعار تقویٰ، کو ان کا ضمیر، حکمت کو ان کی بات، صدق اور وفا کو ان کی طبیعت، عفو و درگزر کو ان کا خلق، عدل کو ان کی سیرت، حق کو ان کی شریعت، ہدایت کو ان کا امام اور اسلام کو ان کی ملت بناؤں گا ان کا اسم مبارک احمد ﷺ ہو گا میں ان کے وسیلہ سے گمراہی کے بعد ہدایت عطا کروں گا۔ جہالت کے بعد علم دوں گا گمنامی کے بعد رفعت عطا کروں گا، قلت کو کثرت میں تبدیل کروں گا اور غربت کے بعد مال و دولت عطا کروں گا میں انتشار کو ان کے طفیل وحدت میں تبدیل کر دوں گا میں ان کے وسیلہ سے متفرق قلوب کو جوڑ دوں گا میں متفرق اقدام اور مختلف مقاصد کو جمع کر دوں گا میں ان کی امت کو بہترین امت بناؤں گا۔

اڑتیسویں بشارت

دارمی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے اور ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ تورات میں میری توصیف اس طرح ہوئی ہے "احمد مختار ﷺ میرے بندے ہیں ان کی ولادت گاہ مکہ معظمہ اور ان کی ہجرت گاہ مدینہ منورہ ہے ان کی امت ہر حالت میں اپنے رب کی حمد بیان کرنے والی ہے۔"

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اس برے سلوک کی وجہ سے انہیں قتل کرے جوانہوں نے اپنے نبی کے ساتھ کیا ہے بخت نصر کے شہروں میں داخل ہو گیا اس نے بہت سے لوگوں کو قتل کیا اور بہت سے لوگوں کو قید کیا حتی کہ وہ تہامہ تک پہنچ آیا۔ اس پاس عرب سے معد بن عدنان کو لایا گیا اس نے انہیں بھی قتل کرنے کا حکم دیا اس وقت اس کے نبی نے اسے کہا کہ ان کو قتل نہ کر وان کی پشت میں نبی آخر الزمان ﷺ کا نور مبارک ہے۔ اللہ تعالیٰ ان پر سلسلہ نبوت کو ختم فرمائے گا۔ اس نے معد کو چھوڑ دیا اور انہیں اپنے ساتھ یمن لے آیا وہاں اس نے قلعوں کا محاصرہ کیا اور انہیں گرا کر لوگوں کو قتل کیا اور ان کی خوبصورت ترین عورت سے معد کی شادی کی اور انہیں واپس تہامہ بھیج دیا پھر معد سے آگے نسل بڑھی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان اسی کے بارے میں ہے: وَكَمْ قَصَمْنَا مِنْ قَرْيَةٍ كَانَتْ ظَالِمَةً وَّ اَنْشَاْنَا بَعْدَهَا قَوْمًا اٰخَرِيْنَ﴿۱۱﴾ (الانبیاء:11) ''اور کتنی بستیاں ہم نے برباد کر دیں (کیونکہ) وہ ظالم تھیں اور ہم نے پیدا فرما دی ان کی (بربادی) کے بعد ایک دوسری قوم''

چونتیسویں بشارت

حضرت داؤد علیہ السلام نے زبور میں فرمایا ہے:

اِنَّ اللّٰهَ اَظْهَرَ مِنْ صَيفُوْنَ اِكْلِيْلًا مَحْمُوْدًا۔

صیفون سے مراد عرب اکلیل سے مراد نبوت اور محمود سے مراد محمد ﷺ ہیں۔

http://t.me/Tehqiqat

پینتیسویں بشارت

حضرت داؤد علیہ السلام نے ہی فرمایا ہے:

اَنَّهٗ يَجُوْزُ مِنَ الْبَحْرِ اِلَى الْبَحْرِ وَمِنْ لَّدُنِ الْاَنْهَارِ اِلَى الْاَنْهَارِ اِلٰى مُنْقَطِعِ الْاَرْضِ وَاَنَّهٗ يَخِرُّ اَهْلَ الْجَزَائِرِ بَيْنَ يَدَيْهِ عَلٰى رُكَبِهِمْ وَتَلْحَسُ اَعْدَاءُهُ التُّرَابَ وَ تَاْتِيْهِ الْمُلُوْكُ بِالْقَرَابِيْنَ وَتَسْجُدُ لَهٗ وَتَدِيْنُ لَهُ الْاُمَمُ بِالطَّاعَةِ وَالْاِنْقِيَادِ لِاَنَّهٗ يَخْلُصُ الْمُضْطَهِدَ الْبَائِسَ مِمَّنْ هُوَ اَقْوٰى مِنْهُ وَيَنْقُذُ الضَّعِيْفَ الَّذِىْ لَا نَاصِرَ لَهٗ وَيَرْاَفُ بِالضُّعَفَاءِ وَاَنَّهٗ يُعْطٰى مِنْ ذَهَبِ بِلَادِ سَبَا وَيُصَلّٰى عَلَيْهِ فِىْ كُلِّ وَقْتٍ وَيُبَارَكُ عَلَيْهِ فِىْ كُلِّ يَوْمٍ وَيَدُوْمُ ذِكْرُهٗ اِلَى الْاَبَدِ۔

اس بشارت میں مذکورہ تمام اوصاف حضور نبی کریم ﷺ کے ہی ہیں۔ آپ ﷺ کی امت ہر لحظہ آپ پر درود شریف پڑھتی ہے۔ دنیا کے کونے کونے سے آپ پر سلام پیش کیا جاتا ہے۔ اس درود اور سلام کو اللہ کے علاوہ اور کوئی نہیں جان سکتا اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ، فرشتے اور مؤمن جنات بھی آپ پر صلوٰۃ وسلام پڑھتے ہیں۔

چھتیسویں بشارت

حضرت داؤد علیہ السلام نے دعا مانگی: اَللّٰهُمَّ ابْعَثْ جَاعِلَ السُّنَّةِ حَتّٰى يُعَلِّمَ النَّاسَ اَنَّهٗ بَشَرٌ۔

''اے میرے مولا! ایک ایسے نبی مکرم ﷺ کو مبعوث فرما جو لوگوں کو بتائیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بشر ہیں'' حضرت داؤد

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

لئے جھکی ہو نبوت اور سلطنت ہمیشہ حضرت اسحاق علیہ السلام کی اولاد میں رہی حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو مبعوث کیا آپ ﷺ کے سامنے بنو اسحاق نے اپنے آپ کو جھکا لیا۔ آپ کے ہاتھ اور بنو اسماعیل کے ہاتھ تمام ہاتھوں پر غالب آ گئے اگرچہ یہاں حضرت اسماعیل علیہ السلام کا ذکر کیا ہے لیکن مقصود آپ کی اولاد ہی ہے جس طرح کہ تورات میں بہت سے مقامات پر حضرت یعقوب علیہ السلام کا ذکر کیا گیا لیکن مقصود آپ کی اولاد ہے۔

چالیسویں بشارت

بعض علماء نے حضرت شمعون علیہ السلام کے کلام کا اس طرح ترجمہ کیا ہے:

جَاءَ اللّٰهُ بِالْبَيَانِ مِنْ جِبَالِ فَارَانَ وَامْتَلَأَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ مِنْ تَسْبِيْحِهٖ وَتَسْبِيْحِ اُمَّتِهٖ۔

اکتالیسویں بشارت

حضرت حقوق علیہ السلام نے فرمایا:

اِذَا جَآءَتِ الْاُمَّةُ الْآخِرَةُ يُسَبِّحُ بِهِمْ رَاكِبُ الْجَمَلِ تَسْبِيْحًا جَدِيْدًا فِي الْكَنَائِسِ الْجُدَدِ فَافْرَحُوْا وَسِيْرُوْا اِلٰى صَهْيُوْنَ بِقُلُوْبٍ آمِنَةٍ وَاَصْوَاتٍ عَالِيَةٍ بِالتَّسْبِيْحَةِ الْجَدِيْدَةِ الَّتِيْ اَعْطَاكُمُ اللّٰهُ فِي الْاَيَّامِ الْآخِرَةِ اُمَّةً جَدِيْدَةً بِاَيْدِيْهِمْ سُيُوْفٌ ذَوَاتُ شَفْرَتَيْنِ مِنَ الْاُمَمِ الْكَافِرَةِ فِيْ جَمِيْعِ الْاَقْطَارِ۔

رَاكِبُ الْجَمَل سے مراد اونٹ پر سواری کرنے والا ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ انبیائے کرام میں سے آپ ﷺ نے ہی اونٹ پر سواری کی۔ اُمَّةٌ جَدِيْدَةٌ نئی امت سے مراد اہل عرب ہیں تورات میں انہی الفاظ کے ساتھ ان کا تذکرہ ہوا ہے وَالْكَنَائِسُ الْجُدُدُ سے مراد مساجد ہیں صهيون سے مراد مکہ ہے علمائے یہود بھی کہتے ہیں کہ اس سے مراد یہی ہے۔ اگر وہ کہیں کہ اس سے مراد بیت المقدس ہے تو ان سے کہا جائے گا کہ (1) بیت المقدس کی طرف تم کیوں سفر کرتے رہے؟ (2) بنی اسرائیل کے انبیاء میں سے کسی نبی نے اونٹ کی سواری کی؟ (3) اس نئی امت سے مراد کون سے لوگ ہیں جن کے ہاتھوں میں تلواریں ہوں گی اور وہ نئی تسبیح کے ساتھ اپنی آواز کو بلند کریں گے اور اس نئی تسبیح سے مراد کیا ہے؟ جبکہ ہم کہتے ہیں کہ نئی تسبیح سے مراد لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ ہے۔

حضرت حقوق علیہ السلام سے ہی روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: جَاءَ اللّٰهُ مِنَ الْيَمَنِ وَظَهَرَ الْقُدْسُ عَلٰى جِبَالِ فَارَانَ وَامْتَلَأَتِ الْاَرْضُ مِنْ تَحْمِيْدِ اَحْمَدَ وَمَلَكَ بِيَمِيْنِهٖ رِقَابَ الْاُمَمِ وَاَضَاءَتْ بِنُوْرِهٖ وَحَمَلَتْ خَيْلُهٗ فِي الْبَحْرِ۔

بتالیسویں بشارت

حضرت شعیا علیہ السلام نے اپنی کتاب میں فرمایا:

لَاَدْفَعَنَّ عَلَمًا بِجَمِيْعِ اَهْلِ الْاَرْضِ فَيَصْفُرُ بِهِمْ فِيْ اَقَاصِي الْبِلَادِ فَاِذَا هُمْ سِرَاعٌ يَاْتُوْنَ۔

اس بشارت میں صراحۃً بیت اللہ الحرام کے حج کی دعوت ہے کیونکہ بیت المقدس تو اس وقت موجود تھا اور لوگ اس کی

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اب میں باقی بشارات ''المواھب'' سے نقل کرر ہا ہوں:۔

انتالیسویں بشارت

فَطَافَ اِبْرَاهِيْمُ بِهَاجَرَ فَحَمَلَتْ فَلَمَّا رَاَتْ اَنَّهَا حَامِلٌ خَفَّتْ رَبَّتُهَا فِيْ عَيْنِهَا فَقَالَتْ سَارَةُ لِاِبْرَاهِيْمَ اِنِّيْ عَاتِبَةٌ عَلَيْكَ لِاَنِّيْ رَفَعْتُ اَمَتِيْ اِلَيْكَ فَلَمَّا رَاَتْ اَنَّهَا حَامِلٌ اِسْتَخَفَّتْ بِيْ فِيْ عَيْنِهَا فَتَدَيَّنَ اللّٰهُ بَيْنِيْ وَبَيْنَكَ فَقَالَ اِبْرَاهِيْمُ لِسَارَةَ هٰذِهٖ اَمَتُكِ قَدْ دَفَعْتُهَا فِيْ يَدِكِ فَافْعَلِيْ بِهَا مَا شِئْتِ فَاَذَنَتْهَا سَارَةُ رَبَّتُهَا فَاَبَقَتْ مِنْهَا فَوَجَدَهَا مَلَكُ اللّٰهِ عَلٰى عَيْنِ مَاءٍ فِي الْبَرِّيَّةِ عَلٰى طَرِيْقِ حَادِرٍ فَقَالَ يَا هَاجَرُ اَمَةَ سَارَةَ مِنْ اَيْنَ جِئْتِ وَاِلٰى اَيْنَ تَذْهَبِيْنَ فَقَالَتْ لَهٗ تَنَحَّيْتُ عَنْ سَارَةَ فَقَالَ لَهَا ارْجِعِيْ اِلٰى رَبَّتِكِ فَتَعَبَّدِيْ لَهَا فَاِنِّيْ اُكَثِّرُ وَلَدَكِ حَتّٰى لَا يُحْصٰى عَدَدُهُمْ مِنْ كَثْرَتِهِمْ وَقَالَ لَهَا الْمَلَكُ اِنَّكِ حَامِلٌ وَسَتَلِدِيْنَ غُلَامًا وَتَدْعِيْنَ اِسْمَهٗ اِسْمَاعِيْلَ فَاِنَّ اللّٰهَ قَدْ سَمِعَ تَعَبُّدَكِ وَيَكُوْنُ هُوَ وَحْشَ النَّاسِ يَدُهٗ عَلٰى كُلِّ يَدٍ وَ يَدُ كُلٍّ بِهٖ يَحْكُمُ عَلٰى مُنْتَهٰى اِخْوَتِهٖ كُلِّهِمْ۔

ابن ظفر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے ایک دوسری کتاب میں پڑھا ہے: وَتَكُوْنُ يَدُهٗ فَوْقَ الْجَمِيْعِ مَبْسُوْطَةً اِلَيْهِ بِالْخُضُوْعِ۔

ان تمام بشارات سے مراد حضور ﷺ کی ذات ہی ہے کیونکہ حضرت اسماعیل علیہ السلام نہ ہی اپنے بھائیوں میں سے سب سے آخر میں تشریف لائے۔ نہ ہی ان کے بھائیوں نے اپنے ہاتھوں کو ان کے لئے جھکایا نہ ہی حضرت اسماعیل کا ہاتھ ان کے بھائیوں کے ہاتھوں کے اوپر تھا حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت ہاجرہ علیہا السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کو بے آب و گیاہ علاقے میں چھوڑ آئے تھے اس لئے حضرت اسماعیل علیہ السلام حضرت اسحٰق علیہ السلام کے ساتھ وراثت میں شریک نہ ہو سکے۔

تورات میں یہ عبارت بھی میں نے پڑھی ہے:

وَرَاَتْ سَارَةُ مِنْ هَاجَرَ الْمِصْرِيَّةِ اَنَّهَا تَسْتَهْزِئُ بِاِسْحٰقَ فَقَالَتْ لِاِبْرَاهِيْمَ اَخْرِجْ عَنِّيْ هَاجَرَ وَابْنَهَا اِنَّ ابْنَ الْاَمَةِ لَا يَرِثُ مَعَ ابْنِيْ اِسْحٰقَ شَيْئًا فَسَاءَ اِبْرَاهِيْمَ مَا قَالَتْ سَارَةُ فَقَالَ اللّٰهُ لِاِبْرَاهِيْمَ لَا يُهِمُّكَ وَلَا يُحْزِنُكَ اَمْرُ الْغُلَامِ وَامْتَثِلْ مَا قَدْ اَمَرَتْكَ سَارَةُ مِنْ اَجْلِ اَنَّهٗ بِاِسْحٰقَ يُدْعٰى لَكَ الْخَلَفُ وَسَاَجْعَلُ ابْنَ الْاَمَةِ لِشَعْبٍ عَظِيْمٍ مِّنْ اَجْلِ اَنَّهٗ خَلَفُكَ وَعَدَا اِبْرَاهِيْمُ فَاَخَذَ الْغُلَامَ وَاَخَذَ خُبْزًا وَسِقَاءً وَمَاءً وَدَفَعَهٗ اِلٰى هَاجَرَ وَحَمَلَهٗ عَلَيْهَا وَقَالَ لَهَا اذْهَبِيْ۔

کسی شخص نے بھی یہ نہیں کہا کہ حضرت اسحٰق علیہ السلام اور ان کی اولاد حضرت اسماعیل علیہ السلام اور ان کی اولاد کے

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اَلْحَامِدِیْنَ لِرَبِّہٖ (اپنے رب کی تعریف کرنے والوں میں سے سب سے زیادہ تعریف کرنے والا)۔

محمّد کا معنی محمود ہے یعنی وہ ذات مخلوق جس کی تعریف کی جائے یقیناً یہ اسم آپ کے وجود اور ظہور کے بعد ہی مترتب ہوسکتا ہے کیونکہ آپ ﷺ کے وجود کے بعد ہی اہل زمین اور اہل آسمان آپ کی تعریف کرسکیں گے۔ جب آپ اس دنیا میں تشریف لائے اور آپ کا ظہور ہوا تو لوگ آپ کی تعریف میں رطب اللسان ہوئے اس سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ محمد نام بعد میں ہے جبکہ احمد نام پہلے سے مشہور تھا۔

یہ کلام کئی لحاظ سے قابل اعتراض ہے:۔

1۔ انجیل کے نزول سے پہلے بھی آپ ﷺ کو ''محمد'' سے یاد کیا جاتا رہا تورات میں بھی آپ ﷺ کا یہ اسم مبارک موجود ہے اہل کتاب کے تمام مؤمن علماء اس کا اقرار کرتے ہیں اب ہم وہ آیت پیش کرتے ہیں جس میں ان علماء کے نزدیک آپ کا یہ اسم گرامی مذکور ہے۔ تورات شریف میں حضرت اسماعیل علیہ السلام کے تذکرے میں ہے: **شَعْبُکَ ھا انا بَارَکْتُہٗ وَاَنْتُمَنْتُہٗ مَمَاذُبَاذُ**۔ اسی آیت کے بعد ہے: **اَنَّہٗ سَیَلِدُ اِثْنَیْ عَشَرَ عَظِیْمًا مِّنْھُمْ عَظِیْمٌ یَکُوْنُ اِسْمُہٗ مَمَاذُبَاذُ**۔ اہل کتاب کے نزدیک ان دونوں آیات میں **مماذباد** یہ نبی کریم ﷺ کا نام مبارک ہے میں نے تورات شریف کی ایک تفسیر میں اس متن کے بعد یہ لکھا ہوا دیکھا ہے شارح لکھتا ہے ''ان دونوں جگہوں پر حضور ﷺ کا اسم مبارک مذکور ہے کیونکہ جب تو اسم ''محمد'' کے حروف میں غور و فکر کرے گا تو تو پائے گا کہ وہ تمام حروف ان دونوں الفاظ میں شامل ہیں کیونکہ محمد کی دو میمیں اور اس کی دال **مماذ باذ** کی دو میموں اور ایک ذال کے قائم مقام ہوگی۔ ''محمد'' میں ح رہ جائے گی جو دو الف، ب اور ذال کے قائم مقام ہوگی کیونکہ حساب کے لحاظ سے ''ح'' کے اعداد آٹھ بنتے ہیں جبکہ ''ب'' کے عدد دو ہر ایک الف کا عدد ایک ایک اور ذال کے اعداد چار بنتے ہیں اس طرح اس کے کل اعداد آٹھ ہوگئے جو ''ح'' کے آٹھ اعداد کے قائم مقام ہوں گے۔

شارح کہتے ہیں کہ اگر کوئی ہم پر یہ اعتراض کرے کہ ہم نے یہ اعداد کی تاویل کیوں کی ہے تو ہم اس کو جواب دیں گے کہ علمائے یہود بھی اپنی کتاب میں اسی طرح کی تاویل کرتے ہیں مثلاً وہ تورات میں اللہ تعالیٰ کے اس قول کی تاویل کرتے ہیں: **یَا مُوْسٰی قُلْ لِبَنِیْ اِسْرَائِیْلَ اَنْ یَّجْعَلَ کُلُّ وَاحِدٍ مِّنْھُمْ فِیْ طَرْفِ ثَوْبِہٖ خَیْطًا اَزْرَقَ لَہٗ ثَمَانِیَۃُ رُؤُسٍ وَّیَعْقِدُ فِیْہِ خَمْسَ عِقْدٍ وَّیُسَمِّیْہِ صِیْصِیَّۃً**۔

علمائے یہود کہتے ہیں کہ اس آیت کی تاویل اور حکمت یہ ہے کہ جس شخص نے وہ دھاگا اور اس کی آٹھ اطراف کو اور اس کی پانچ گرہوں کو دیکھا تو اس کو اللہ تعالیٰ کا نام اور اس کی شریعت کے فرائض یاد آجائیں گے اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل پر چھ سو تیرہ شریعتیں نافذ کی تھیں کیونکہ دو ''ص'' اور دو ''ی'' کے اعداد دو سو بنتے ہیں اور ''ت'' کے اعداد چار سو بنتے ہیں۔ اس طرح یہ چھ سو بن گئے۔ اطراف اور گرہیں تیرہ ہیں اس طرح ان اعداد کی مجموعی تعداد چھ سو تیرہ بن گئی گویا کہ اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے کہ اللہ کے فرائض کو یاد کرو۔ شارح کہتے ہیں کہ اکثر مفسرین کا یہ قول کہ:

''**مماذباذ**'' سے مراد ''جدًا جدًا'' ہے کیونکہ یہ اصل لفظ ''ماذ'' ہے جو کہ تورات میں ''جدًا'' کے معنی میں استعمال

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

زیارت کرتے تھے۔ حضرت شعیا علیہ السلام کی کتاب میں مکہ معظمہ، عرب اور ان کی عظمت کا اکثر تذکرہ ملتا ہے۔

تینتالیسویں بشارت

حضرت شعیا علیہ السلام نے اپنی کتاب میں امت محمدی کی فتح کا یوں تذکرہ کیا ہے:

يَدُوْسُوْنَ الْاُمَمَ كَدِنَاسِ الْبَيَادِرِ بَعْدَ اَنْ يَنْهَزِمُوْا بَيْنَ يَدَیْ سُيُوْفٍ مَسْلُوْلَةٍ وَقَسِيٍ مُوْتِرَةٍ مِنْ شِدَّةِ الْمَلْحَمَةِ۔

ان اقوام سے مراد قریش اور دیگر اہل عرب ہیں حضور ﷺ نے انہیں شکست سے دوچار کیا اور انہیں رسوائی کا سامنا کرنا پڑا۔ اللہ تعالیٰ نے امت مصطفویہ کو اپنی زمین کا مالک بنا دیا۔

چوالیسویں بشارت

حضرت شعیا علیہ السلام نے اپنی کتاب میں فرمایا:

بِحَقِّ اَقُوْلُ لَكُمْ لَاُعْطِيَنَّ كَرَامَةَ لُبْنَانَ وَبَيْتِ الْمَقْدَسِ اَرْضَ الْفَلَاةِ وَتَشُقُّهَا مِيَاهٌ وَقُصُوْرٌ وَاَسْوَاقٌ اَجْعَلُ هُنَاكَ طَرِيْقًا حَرَامًا لَا تَمُرُّ بِهٖ اَنْجَاسُ الْاُمَمِ بَلْ تَكُوْنُ هُنَاكَ طَرِيْقُ الْمُخْلَصِيْنَ

اس بشارت میں صراحۃً سرزمین عرب کا ہی ذکر ہے اور اس چٹیل میدان میں کارخانے اور محلات اور پانی کے چشمے کے ذکر سے مقصود حج کا ذکر کرنا ہے۔

http://t.me/Tehqiqat

تتمہ

علامہ شمس الدین بن القیم نے اپنی کتاب جلاء الافہام میں لکھا ہے "ایک گروہ جن میں ابوالقاسم السہیلی بھی شامل ہیں یہ کہتا ہے کہ حضور ﷺ کا اسم گرامی "احمد" محمد سے پہلے تھا۔ اسی وجہ سے حضرت مسیح علیہ السلام نے جب آپ ﷺ کے متعلق بشارت دی تو انہوں نے وہاں آپ کا اسم مبارک "احمد ﷺ" استعمال کیا۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب سے عرض کی مولا! میں نے تورات میں ایک امت دیکھی ہے جو ان صفات سے متصف ہے اس کو میری امت بنا دے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ تو احمد (ﷺ) کی امت ہے۔ یہ جواب سن کر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی مولا! مجھے احمد ﷺ کی امت میں سے بنا دے۔ یہ گروہ مزید یہ کہتا ہے کہ حضور ﷺ کا اسم گرامی "محمد" صرف قرآن پاک میں آیا ہے۔ اس سے پہلے الہامی کتب میں آپ کا یہ نام مذکور نہیں ہے۔" اللہ تعالیٰ نے آپ کا اسم ذکر فرماتے ہوئے فرمایا: وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاٰمَنُوْا بِمَا نُزِّلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ (محمد:2) "اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے اور ایمان لے آئے جو اتارا گیا (اس رسول معظم) محمد ﷺ پر۔"

اسی طرح ارشاد ربانی ہے: مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ (الفتح:29) "(جان عالم) محمد اللہ کے رسول ہیں۔"

اپنے نقطہ نظر کو ثابت کرنے کے لئے وہ مزید یہ کہتے ہیں کہ "احمد" اسم تفضیل کا صیغہ ہے اس کا مطلب ہے اَحْمَدُ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ان مثالوں سے سمجھا جا سکتا ہے کہ ان دونوں زبانوں میں کتنا قرب ہے اور اس قرب میں یہ راز ہے کہ ان دونوں کتابوں، دونوں امتوں اور دونوں شریعتوں میں بھی اسی طرح قدر قرب ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

أَوَلَمْ يَكْفُرُوا بِمَا أُوتِيَ مُوسَىٰ مِن قَبْلُ ۖ قَالُوا سِحْرَانِ تَظَاهَرَا وَقَالُوا إِنَّا بِكُلٍّ كَافِرُونَ ﴿٤٨﴾ قُلْ فَأْتُوا بِكِتَابٍ مِّنْ عِندِ اللَّهِ هُوَ أَهْدَىٰ مِنْهُمَا أَتَّبِعْهُ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ﴿٤٩﴾ (القصص:49-48)

"(ان نابکاروں سے پوچھو) کیا انہوں نے انکار نہیں کیا تھا ان معجزات کا جو موسیٰ کو دیئے گئے تھے انہی نے کہا (موسیٰ اور ہارون) دو جادوگر ہیں جو ایک دوسرے کی مدد کر رہے ہیں نیز انہوں نے کہا تھا ہم ان تمام کا انکار کرتے ہیں آپ فرمائیے تم لے آؤ کوئی کتاب اللہ کے پاس سے جو زیادہ ہدایت بخش ہو ان دونوں (قرآن وتورات) سے تو میں اس کی پیروی کروں گا اگر تم سچے ہو۔"

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے اس شخص کا جواب ارشاد فرماتے ہوئے فرمایا جو یہ کہتا تھا:

مَا أَنزَلَ اللَّهُ عَلَىٰ بَشَرٍ مِّن شَيْءٍ ۗ قُلْ مَنْ أَنزَلَ الْكِتَابَ الَّذِي جَاءَ بِهِ مُوسَىٰ نُورًا وَهُدًى لِّلنَّاسِ (الانعام:91)

"نہیں اتاری اللہ نے کسی آدمی پر کوئی چیز (یعنی وحی) آپ پوچھئے کس نے اتاری تھی وہ کتاب جسے لے آئے تھے موسیٰ جو (سراسر) نور تھی اور سراپا ہدایت تھی لوگوں کے لئے۔"

اس طرح ارشاد ربانی ہے: وَهَٰذَا كِتَابٌ أَنزَلْنَاهُ مُبَارَكٌ مُّصَدِّقُ الَّذِي بَيْنَ يَدَيْهِ (الانعام:92) "یہ (قرآن) کتاب ہے۔ ہم نے اتارا ہے اس کو بابرکت ہے تصدیق کرنے والی ہے اس (وحی) کی جو اس سے پہلے (نازل ہوئی)"

پھر فرمایا:

آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ تَمَامًا عَلَى الَّذِي أَحْسَنَ وَتَفْصِيلًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَهُدًى وَرَحْمَةً لَّعَلَّهُم بِلِقَاءِ رَبِّهِمْ يُؤْمِنُونَ ﴿١٥٤﴾ وَهَٰذَا كِتَابٌ أَنزَلْنَاهُ مُبَارَكٌ فَاتَّبِعُوهُ وَاتَّقُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ﴿١٥٥﴾ (الانعام:55-154)

"پھر عطا فرمائی ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کو کتاب تاکہ پوری کر دیں نعمت ان پر جو نیک عمل کرتے ہیں اور تاکہ تفصیل ہو جائے ہر چیز کی اور (یہ کتاب) باعث ہدایت ورحمت ہے تاکہ وہ اپنے رب سے ملاقات کرنے پر ایمان لائیں اور یہ (قرآن) کتاب ہے۔ ہم نے اتارا ہے اسے بابرکت ہے سو پیروی کرو اس کی اور ڈرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔"

اللہ تعالیٰ نے سورۃ آل عمران کے آغاز میں فرمایا:

الم ﴿١﴾ اللَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ ﴿٢﴾ نَزَّلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہوا ہے درست نہیں ہے کیونکہ "مماذ باذ" کے ساتھ "ب" بھی ہے اسی طرح کسی کہنے والے کا یہ قول اَنَا بَارَکْتُہُ بِجَدّ بھی درست نہیں ہے جبکہ یہ لفظ اس تورات ازلی سے لیا گیا ہے جو الواح الجوھر میں خط کینونی میں نازل ہوئی اور وہاں بھی اس لفظ میں "ب" موجود ہے۔ اس سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ جو شخص یہ کہتا ہے یہ لفظ جدا کے معنی میں ہے اس کا یہ قول درست نہیں ہے کیونکہ تورات میں ایک اور جگہ پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: لِإِبْرَاهِيمَ عَنْ وَلَدِهِ إِسْمَاعِيلَ أَنَّهُ يَلِدُ اثْنَى عَشَرَ شَرِيفًا وَمِنْ شَرِيفٍ مِنْهُمْ يَكُونُ شَخْصٌ اِسْمُهٗ مَمَاذبَاذ۔

"معاذ باذ" تورات میں یہ بھی بات وضاحت سے ہے کہ یہ دونوں الفاظ اس شخص کے علم (نام) ہیں جو اولاد اسماعیل سے ہوگا۔ جو علماء یہ قول کرتے ہیں یہ یہاں مصدر تو کید کے لئے ہے ان کا یہ قول بھی درست نہیں ہے کیونکہ اسم عین کے ہوتے ہوئے اسم معنی کا دعویٰ کرنا غلط ہے (علامہ ابن قیم کا کلام اختتام پذیر ہوا)۔

دیگر علماء فرماتے ہیں کہ اس تعسف (1) کی کوئی ضرورت نہیں۔ تورات شریف میں آپ ﷺ کا نام مبارک اس سے کہیں ظاہر اور عیاں ہے۔ اس کی وضاحت یہ ہے کہ تورات "لغت عبریہ" میں ہے اور یہ زبان عربی زبان کے بالکل قریب ہے بلکہ تمام زبانوں سے عربی کے قریب تر یہی زبان ہے۔ ان دونوں زبانوں میں حروف کی ادائیگی، حرف کی تفخیم اور ترقیق (2) اور فتحہ یا ضمہ کا اختلاف ہے۔ مثلاً اہل عرب "لَا" کہتے ہیں جبکہ عبرانی اسے "لُوْ" کہتے ہیں۔ وہ لام کو ضمہ دیتے ہیں اور واؤ اور الف کے مابین ایک الف کا اضافہ کرتے ہیں اہل عرب قدس کہتے ہیں جبکہ عبرانی قدشی کہتے ہیں عربی "أَنْتَ" کہتے ہیں اور عبرانی "أنا" کہتے ہیں۔ عرب بانی کہتے ہیں جبکہ عبرانی بونی کہتے ہیں۔ عرب "قدسک" کہتے ہیں جبکہ عبرانی "قدسحا" کہتے ہیں۔ اہل عرب "منه" کہتے ہیں اور عبرانی ممنو کہتے ہیں۔ عرب من یھودا کہتے ہیں جبکہ عبرانی میھوذا کہتے ہیں اہل عرب "سَمِعْتُکَ" کہتے ہیں جبکہ عبرانی "سمعتما" کہتے ہیں اہل عرب "مِنْ" اور عبرانی "می" کہتے ہیں اہل عرب "یمینه" کہتے ہیں جبکہ عبرانی "مینوا" کہتے ہیں۔ اہل عرب لَهٗ کہتے ہیں جبکہ عبرانی لو کہتے ہیں۔ اہل عرب "امة" کہتے ہیں جبکہ عبرانی اسے "اَمو" کہتے ہیں اہل عرب "ارض" اور عبرانی "أیرض" کہتے ہیں اہل عرب واحد اور عبرانی اسے ایحاد کہتے ہیں اہل عرب "عالم" اور عبرانی "عولام" کہتے ہیں اہل عرب "کیس" اور عبرانی "کییس" کہتے ہیں اہل عرب "ناکل" کہتے ہیں جبکہ عبرانی اس کو نوخل کہتے ہیں۔ اہل عرب بَیْن اور عبرانی اسے بیین کہتے ہیں اہل عرب اِلٰہ کہتے ہیں جبکہ عبرانی "ألو" کہتے ہیں۔ اہل عرب اِلٰھُنَا کہتے ہیں جبکہ عبرانی اسے "الوھینو" کہتے ہیں اہل عرب "اَتانَا" کہتے ہیں جبکہ عبرانی اس کو "أتو بینا" کہتے ہیں وہ اصباع الوھیم کہتے ہیں اس سے وہ مراد اِصْبَعُ الْاِلٰہ لیتے ہیں وہ انیم کا لفظ بول کر ابن مراد لیتے ہیں "حالوب" کے لفظ سے وہ حلیب مراد لیتے ہیں جب وہ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ لَا نَاكُلُ الْجَدْیَ فِیْ خَلِیْبِ اُمِّهٖ تو وہ کہتے ہیں لُوْ نَوْخَلْ كَدٰی بَاحَالُوْبَ اُمُّوْ اسی طرح لُوْ تَوْخَلُوْا کہتے ہیں تو اس مطلب ہے "لاتاکلوا"۔

1۔ الفاظ کو ایسے معانی پر محمول کرنا جن پر ان کی دلالت ظاہر نہ ہو۔ 2۔ موٹا یا پتلا۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہیں اُقِیمُ کو وہ اُوقیم پڑھتے ہیں اور میقارب کو منْ قارب پڑھتے ہیں اور اہل کتاب کے تمام مؤمن علماء اس بات کا اعتراف کرتے ہیں۔ مذکورہ بالا بحث کا مقصد یہ تھا کہ تورات میں بھی آپ ﷺ کا نام نامی ''محمد'' اسی طرح موجود ہے جس طرح یہ قرآن پاک میں موجود ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے آپ ﷺ کی بشارت آپ کے اسم گرامی ''احمد'' سے دی تھی جبکہ آپ ﷺ کا نام نامی ''محمد'' اس سے قبل تورات میں موجود تھا اس سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ آپ کا اسم گرامی ''محمد'' آپ کے نام نامی احمد سے پہلے متعارف تھا جبکہ قرآن پاک میں آپ کا اسم گرامی ''محمد'' ذکر کرنے سے پہلے انجیل میں آپ کا نام ''احمد'' مذکور تھا۔ نیز یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ان دونوں کتب میں آپ ﷺ کا نام مبارک تھا۔ نیز یہ دونوں نام حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصف ہیں ہر امت نے آپ ﷺ کو اسی اسم مبارک سے جانا جس وصف میں آپ ان کے ہاں زیادہ معروف تھے اسم ''محمد'' حمد سے مُفَعَّل کے وزن پر ہے اس سے مراد اتنی زیادہ عمدہ صفات کا ہونا ہے جن پر انسان کی بار بار تعریف کی جائے۔ یقیناً یہ وصف عمدہ اخلاق، علوم کی مختلف اقسام اور عمدہ خوبیوں کے جان لینے کے بعد ہی معلوم ہو سکتا ہے یعنی اس کے لئے ان صفات اور محاسن کا علم ہونا ضروری ہے جن پر کسی انسان کی بار بار حمد کی جائے اس میں کوئی شبہ نہیں کہ بنی اسرائیل اہل علم تھے اور ان پر وہ عظیم کتاب نازل ہوئی تھی جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: وَكَتَبْنَا لَهٗ فِي الْاَلْوَاحِ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ مَّوْعِظَةً وَّتَفْصِيلًا لِّكُلِّ شَيْءٍ (اعراف:145) ''اور ہم نے لکھ دی موسیٰ کے لئے تختیوں میں ہر چیز نصیحت پذیری کے لئے اور (لکھ دی) تفصیل ہر چیز کی۔''

http://t.me/Tehqiqat

اسی وجہ سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی امت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی امت سے زیادہ عالم اور عارف تھی اسی وجہ سے حضرت مسیح علیہ السلام کی شریعت تورات اور اس کے احکام کے ساتھ ہی مکمل ہوئی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور آپ کی امت احکام میں اسی پر اعتماد کرتی تھی اور انجیل گویا کہ ان کی شریعت کو مکمل کرنے والی تھی اور قرآن پاک میں دونوں کتابوں کے محاسن اور خوبیاں موجود ہیں۔ اسی وجہ سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی امت کے ہاں حضور ﷺ لفظ ''محمد'' سے زیادہ معروف ہوئے یعنی وہ ذات جس کے عمدہ خصال پر اس کی بار بار تعریف کی جائے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی امت کے ہاں آپ ﷺ اپنے نام مبارک ''احمد'' سے زیادہ مشہور ہوئے یعنی کہ وہ ذات جو اپنے رب کی وہ حمد کرے کہ ایسی حمد کوئی اور شخص نہ کر سکتا ہو وہ اپنے رب کی سب سے زیادہ ستائش کرے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی امت کے لئے ایسی ریاضت اخلاق اور عبادت مقرر تھی جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی امت کے لئے نہ تھی اسی وجہ سے ان کی کتاب میں پند و نصیحت، زہد، اخلاق، احسان، درگزر اور عفو وغیرہ کا زیادہ تذکرہ تھا۔ کہا جاتا ہے کہ شریعت کی تین اقسام ہیں:

1۔ شریعت عدل

اس سے مراد تورات کی شریعت ہے اس میں حکم اور قصاص کا ذکر تھا۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

يَدَيۡهِ وَاَنۡزَلَ التَّوۡرٰىةَ وَالۡاِنۡجِيۡلَ ۙ۝ مِنۡ قَبۡلُ هُدًى لِّلنَّاسِ (آل عمران:4-1)

''الف، لام، میم اللہ (وہ ہے کہ) کوئی عبادت کے لائق نہیں بغیر اس کے زندہ ہے سب کو زندہ رکھنے والا ہے۔ نازل فرمائی اس نے آپ پر یہ کتاب حق کے ساتھ۔ تصدیق کرنے والی ہے ان (کتابوں) کی جو اس سے پہلے (اتری) ہیں اور اتاری اس نے توراۃ اور انجیل اس سے پہلے لوگوں کی ہدایت کے لئے۔''

اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا:

وَلَقَدۡ اٰتَيۡنَا مُوۡسٰى وَهٰرُوۡنَ الۡفُرۡقَانَ وَضِيَآءً وَّذِكۡرًا لِّلۡمُتَّقِيۡنَ ۙ۝ الَّذِيۡنَ يَخۡشَوۡنَ رَبَّهُمۡ بِالۡغَيۡبِ وَهُمۡ مِّنَ السَّاعَةِ مُشۡفِقُوۡنَ ۝ وَهٰذَا ذِكۡرٌ مُّبٰرَكٌ اَنۡزَلۡنٰهُ ؕ اَفَاَنۡتُمۡ لَهٗ مُنۡكِرُوۡنَ ۝ (الانبیاء:50-48)

''اور یقیناً ہم نے عطا فرمایا موسیٰ اور ہارون (علیہما السلام) کو فرقان اور روشنی اور ذکر پرہیزگاروں کے لئے جو ڈرتے رہتے ہیں اپنے رب سے بن دیکھے۔ نیز وہ قیامت سے بھی ترساں رہتے ہیں اور یہ قرآن نصیحت ہے بڑی بابرکت ہم نے (ہی) اسے اتارا ہے تو کیا تم اس کو ماننے سے انکار کرتے ہو۔''

اسی طرح اللہ رب العزت نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قصہ کو قرآن میں بار بار ذکر فرمایا اور اپنے محبوب مکرم ﷺ کو تسلی دی جب حضور ﷺ کو لوگ اذیتیں دیتے تو آپ ﷺ فرماتے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اس سے بھی زیادہ ستایا گیا مگر آپ نے صبر کا مظاہرہ کیا اسی وجہ سے حضور ﷺ نے فرمایا کہ اس امت میں بھی وہی کچھ ہوگا جو کچھ بنی اسرائیل میں ہوا حتیٰ کہ اگر اس امت میں کسی نے اپنی ماں کے ساتھ علانیہ بدفعلی کی ہوگی تو اس امت میں بھی ایسا ہی ہوگا۔ ذرا دیکھو تو سہی کہ دونوں رسولوں علیہما الصلوٰۃ والسلام، دونوں کتابوں، دونوں شریعتوں، دونوں امتوں اور دونوں زبانوں میں کتنا تناسب ہے۔ اسی طرح اگر نام مبارک ''محمد'' اور مماذ باذ میں غور وفکر کیا جائے تو یہ دونوں کلمات ایک ہی طرح کے نظر آئیں گے بلاشبہ دونوں میم، ہمزہ اور حا ایک ہی مخرج سے ادا ہوتے ہیں اور اسی طرح ان کی زبان میں دال کی جگہ ذال بھی مستعمل ہے مثلاً وہ واحد کو ایحاذ اور قدس کو قوذوس کہتے ہیں۔

جس شخص نے دونوں زبانوں اور ان دونوں ناموں میں غور وفکر کیا تو اسے یقین ہو جائے گا کہ یہ دونوں نام ایک ہی ہیں اسی طرح عبرانی زبان کو موسیٰ کو موشی کہا جاتا ہے اس کا اصل ماء اور شجر (1) ہے۔ وہ ماء کو مو اور شجر کو شا کہتے ہیں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کیونکہ آل فرعون نے پانی اور درخت کے درمیان پایا تھا اس لئے وہ آپ کو ''موسیٰ'' کہتے تھے جتنا قریبی تعلق موسیٰ اور موشی کا ہے اتنا ہی قریبی تعلق لفظ محمد اور مماذ باذ کا ہے۔ اسی طرح وہ اسماعیل کو اپنی زبان میں یشماعیل کہتے ہیں انہوں نے الف کو ی اور سین کو شین میں تبدیل کر دیا۔ ان میں بھی اتنا ہی فرق ہے جتنا فرق لفظ محمد اور مماذ باذ میں ہے اسی طرح العیص (حضرت یعقوب علیہ السلام کے بھائی کا نام) وہ عیصی کہتے ہیں۔ یَسۡمَعُوۡنَ کو یَشۡمَاعُوۡنَ کہتے

1۔ پانی اور درخت۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

(3) **موذ موذ**:۔ علامہ العزفی رحمۃ اللہ علیہ نے اس نام کو لکھا ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے صحف میں آپ ﷺ کو اس نام سے یاد کیا گیا تھا۔

(4) **میذ میذ**:۔ علامہ العزفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تورات میں آپ ﷺ کا یہی نام مبارک مذکور تھا۔

(5) **طاب طاب**:۔ علامہ العزفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کا یہ نام بھی تورات میں موجود تھا اس کا معنی بھی طیب ہے اور بعض علماء فرماتے ہیں کہ اس کا معنی یہ ہے کہ جس آدمی کو جہاں بھی ذکر کیا جائے اس کو عمدہ طریقہ سے ہی یاد کیا جائے۔

(6) **حاط حاط**:۔ اس کے متعلق بھی علامہ العزفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کا یہ نام زبور میں تھا۔

(7) **البارقلیط**:۔ یہ نام مبارک فارقلیط کی طرح ہے اور انجیل میں آپ کا یہ نام تھا۔ یا تو اس کا معنی "رُوحُ الْحَقِ" ہے اور یا پھر اس سے مراد وہ ذات ہے جو حق اور باطل میں فرق کر دے۔ بعض علماء کے نزدیک اس کا معنی اَلْحَمَّادُ بعض کے نزدیک **الحمد** اور بعض کے نزدیک اس کا معنی **الحامد** ہے لیکن اکثر اہل انجیل کے نزدیک اس کا معنی مخلص ہے۔ علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے "شفا" سے نقل کیا ہے کہ علامہ الکرمانی رحمۃ اللہ علیہ نے غریب التفسیر میں لکھا ہے کہ اس سے مراد وہ وصف ہے جو مذموم نہ ہو۔

(8) **البرقلیطس**:۔ ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے کہا ہے رومی زبان میں محمد کو **البرقلیطس** کہتے ہیں۔

(9) **السرخلیطس**:۔ علامہ العزفی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ سریانی زبان میں یہ آپ کا اسم مبارک ہے۔ ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ انجیل میں آپ کا یہ نام مبارک تھا یہ لفظ سریانی زبان کا ہے اور اس کا معنی ہے "محمد"۔

(10) **المشفح**:۔ اس کو "**المشقح**" بھی پڑھا گیا ہے۔ یہ بھی سریانی زبان کا لفظ ہے اس کا معنی بھی "محمد" ہے علامہ ابن ظفر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت شعیا علیہ السلام کی کتاب میں آپ کا یہ نام مبارک موجود تھا۔

(11) **حُبَیْطِیَ**:۔ علامہ العزفی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ آپ ﷺ کا یہ اسم مبارک بھی انجیل میں موجود تھا۔ اس کا مطلب ہے حق اور باطل کے مابین فرق کرنے والا ہے۔

(12) **حمطایا یا حمیاطا**:۔ علامہ زرقانی اور علامہ القسطلانی رحمہما اللہ تعالیٰ نے اس نام مبارک کو ذکر کیا ہے اس کا معنی ہے حرم کی حفاظت کرنے والا اور حرم سے مراد خانہ کعبہ ہے یا پھر حرم سے مراد عورتیں ہیں یعنی عورتوں کی حفاظت کرنے والا ہے۔

(13) **کندیدہ**:۔ ابن دحیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آپ کا یہ اسم مبارک تورات میں موجود تھا۔

(14) **اَخُونَاخ**:۔ علامہ العزفی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ آپ کا یہ نام مبارک حضرت شیث علیہ السلام کے صحف میں تھا اور اس کا معنی ہے صَحِیْحُ الْاِسْلَامِ (صحیح سلام والے)۔

(15) **قِذْمَایَا**:۔ یہ اسم مبارک بھی تورات میں موجود تھا اس کا معنی ہے "اَلسَّابِقُ الْاَوَّلُ۔"

(16) **آخرَایَا**:۔ آپ ﷺ کا یہ اسم مبارک بھی انجیل میں ہے اور اس کا مطلب ہے آخر الانبیاء ﷺ۔

دوسری قسم ان اسماء کی ہے جو عربی زبان میں ہیں۔ یہ اسماء کثیر تعداد میں ہیں۔ ان اسماء میں سے **محمد، احمد، الماحی،**

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

2۔شریعت فضل

یہ انجیل کی شریعت تھی جو عفو، مکارم اخلاق، درگزر اور احسان وغیرہ پر مشتمل تھی مثلاً اس شریعت میں تھا کہ جو شخص تجھ سے چادر لے اس کو اپنا کپڑا بھی دے دو جو تمہارے دائیں رخسار پر طمانچہ مارے اس کے آگے بایاں رخسار بھی کر دو اور جو تمہیں ایک میل تک اپنے ساتھ لے جائے اس کے ساتھ دو میل تک جاؤ۔

3۔ہمارے نبی کریم ﷺ کی شریعت مطہرہ

یہ شریعت دونوں اشیاء کی جامع ہے یہ عدل کا ذکر بھی کرتی ہے اور اس کو ضروری قرار دیتی ہے اسی طرح یہ فضل کا بھی تذکرہ کرتی ہے اور اس کی طرف دعوت دیتی ہے جیسا کہ ارشاد ربانی ہے:

وَ جَزٰٓؤُا سَیِّئَةٍ سَیِّئَةٌ مِّثْلُهَا ۚ فَمَنْ عَفَا وَ اَصْلَحَ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الظّٰلِمِیْنَ۝ (الشوریٰ:40)

”اور برائی کا بدلہ ویسی ہی برائی ہے۔پس جو معاف کر دے اور اصلاح کر دے تو اس کا اجر اللہ تعالیٰ پر ہے بیشک وہ ظالموں سے محبت نہیں کرتا۔“

اس سے اس امت کے نزدیک آپ ﷺ کا اسم گرامی اسم تفصیل کے صیغہ کے ساتھ ”یعنی احمد“ معروف ہوا جو آپ ﷺ کے فضل اور کمال پر دلالت کرتا ہے۔اس سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کے دونوں اسماء مبارک سابقہ کتب میں مذکور تھے (علامہ ابن قیم کی عبارت اختتام پذیر ہوئی)۔

میں نے حضرت علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ”اَلرِّیَاضُ الْاَنِیْقَةُ فِیْ اَسْمَآءِ خَیْرِ الْخَلِیْفَةِ“ میں پڑھا ہے کہ حضور ﷺ کا اسم مبارک ”بِمُوْذ مَاذ“ بھی ہے ابن دحیہ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی فرمایا ہے تورات کے پہلے سفر میں آپ ﷺ کا یہ اسم مبارک موجود ہے اس نام مبارک میں ”با“ کے دو اعداد ”میم“ کے چالیس ”الف“ کا ایک عدد جبکہ ذال کے چار اعداد ہیں اسی طرح دوسری میم کے چالیس الف کے ایک عدد اور ذال کے چار اعداد ہیں اس طرح یہ کل اعداد بانوے بنتے ہیں اور یہ تعداد لفظ ”محمد“ کی تعداد کے برابر ہے۔

میں نے اپنی کتاب ”سَعَادَةُ الدَّارَیْنِ فِی الصَّلَاةِ عَلٰی سَیِّدِ الْکَوْنَیْنِ“ میں آپ ﷺ کے اسماء مبارک کا بھی ذکر کیا ہے آپ ﷺ کے اسماء مبارک میں سے کچھ اسماء تو وہ ہیں جو آسمانی کتابوں میں مذکور ہیں پھر ان اسماء کی بھی دو قسمیں ہیں:

(1) ایک قسم کے اسماء تو سریانی، عبرانی یا رومی زبان میں ہیں اور اسماء کی ایک قسم عربی الفاظ میں ہے۔

پہلی قسم کے آپ ﷺ کے اسماء میں سے ایک بِمُوْذ مَاذ ہے علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا ذکر کیا ہے اور ابن دحیہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ آپ کا یہ نام تورات کے پہلے سفر میں مذکور ہے۔

(2) ماذ ماذ:۔اس نام مبارک کو قاضی عیاض علیہ الرحمۃ نے ذکر کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کا یہ اسم گرامی سابقہ کتب میں موجود تھا۔اس کا معنی ہے طیب طیب۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہیں جبکہ دوسرے اونٹ پر سوار ہیں۔ جو گدھے پر سوار ہیں وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور جو اونٹ پر سوار ہیں وہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں۔ علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اسی وجہ سے جب نجاشی کے پاس حضور ﷺ کا خط مبارک پہنچا تو اس نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں جن کے بارے میں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بشارت دی تھی کہ وہ گدھے پر سوار ہوں گے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بشارت دی تھی کہ وہ اونٹ پر سواری فرمائیں گے۔

آپ ﷺ کے اسماء میں سے ایک نام النبی الامی العربی صاحب الجمل وصاحب المدرعہ وصاحب التاج وصاحب النعلین وصاحب الھراوۃ بھی ہے۔ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے دلائل میں حضرت مقاتل بن حیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی۔

"اے ابن الطاهرۃ البکر البتول! میرے معاملہ میں کوشش کرو اور سستی نہ کرو غور سے سنو اور اطاعت کرو میں نے تجھے بن باپ کے پیدا کیا ہے اور عالمین کے لئے تجھے نشانی بنایا ہے۔ میری ہی عبادت کرو اور مجھ پر ہی توکل کرو جو لوگ تمہارے سامنے ہیں انہیں تبلیغ کرو کہ اللہ تعالیٰ ہی معبود برحق ہے وہ حیّ اور قیوّم ہے۔ اسے زوال نہیں ہے وہ نبی امی عربی کی تصدیق کریں وہ صاحب جمل (اونٹ والے) ہوں گے۔"

آپ ﷺ تاج الانبیاء ہیں اور نعلین مبارک پہننے والے ہیں۔ آپ عصا مبارک والے اور گھنگھریالے بالوں والے ہیں۔ آپ کشادہ پیشانی والے اور ملی ہوئی ابروؤں والے ہیں۔ آپ حسین آنکھوں والے اور لمبی پلکوں والے ہیں۔ آپ کی آنکھیں سیاہ اور خوبصورت ہیں۔ آپ کی بینی مبارک اونچی اور رخسار مبارک سفید ہیں آپ کی ڈاڑھی مبارک گھنی ہے۔ آپ کے چہرے پر پسینے کے قطرات موتیوں کی طرح چمکتے ہیں آپ کے جسم سے کستوری سے عمدہ مہک آتی ہے۔

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو "اونٹ کی سواری" کے ساتھ ذکر کیوں کیا گیا ہے حالانکہ آپ گھوڑے اور گدھے پر بھی سوار ہوئے ہیں اور عصا مبارک بھی آپ کے علاوہ دیگر انبیائے کرام نے بھی پکڑا تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ دونوں علامات اس بات کی عکاسی کرتی ہیں کہ آپ ﷺ کا تعلق عرب سے ہوگا۔ آپ ﷺ کسی اور ملک میں تشریف نہیں لائیں گے کیونکہ اونٹ کی سواری اہل عرب کے ساتھ مختص ہے اور ڈنڈا اونٹوں کو مارنے کے لئے استعمال ہوتا ہے اس لئے یہ دونوں علامات اس بات کی طرف اشارہ کر رہی ہیں کہ حضور ﷺ عربی ہوں گے۔

ان اسماء میں سے آپ ﷺ کا نام مبارک "صاحب السیف" بھی ہے جیسا کہ تورات شریف کی عبارت پہلے گزر چکی ہے۔ آپ ﷺ کا اسم مبارک "صاحب السلطان" بھی ہے۔ "شفا" میں ہے کہ آپ ﷺ کا یہ اسم مبارک سابقہ کتب میں موجود ہے۔ جیسا کہ ابن ظفر رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے "اَثَرُ سُلْطَانِهٖ عَلٰی کَتِفِهٖ" آپ ﷺ کی سلطنت کی علامت آپ کے کندھے پر ہوگی۔ سلطنت سے مراد آپ کی نبوت ہے اور "اثر سلطان" سے مراد مہر نبوت ہے۔

آپ کا نام مبارک صاحب الخاتم بھی ہے علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس سے مراد مہر نبوت ہے آپ ﷺ کی اس علامت کو اہل کتاب بھی جانتے تھے۔ آپ ﷺ کا نام مبارک "صَاحِبُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" بھی ہے جیسا کہ تورات میں

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

المقضی اور نبی الملاحم (ﷺ) ہیں۔ علامہ السیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی سند سے روایت کیا ہے کہ سابقہ کتب میں آپ کا نام احمد، محمد، المقضی، نبی الملاحم، حمطایا، فارقلیطا اور ماذ ماذ تھا۔ انہی اسماء میں سے آپ ﷺ کا ایک اسم مبارک ''اکلیل'' بھی ہے علامہ العزفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ زبور میں ہے ''اِنَّ اللّٰهَ اَظْهَرَ نَبِیًّا مِّنْ مَّکَّةَ اِکْلِیْلًا مَّحْمُوْدًا'' اکلیل کا معنی تاج ہے تو اس معنی یہ ہوا کہ آپ ﷺ تاج الانبیاء اور راس الاصفیاء ﷺ ہیں۔ انہی اسماء میں سے آپ ﷺ کا ایک نام مبارک حامد بھی ہے۔ ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ نے خواب میں دیکھا کہ ایک کہنے والا کہہ رہا تھا کہ بلاشبہ تو خیر البریہ اور سید العالمین کے حمل سے حاملہ ہے جب اس مبارک بچے کی پیدائش ہو تو اس کا نام محمد رکھنا تورات میں ان کا نام حامد ہے اور انجیل میں ان کا نام احمد ہے محمود بھی آپ ﷺ کے اسمائے گرامی میں سے ایک نام ہے۔ علامہ ابن دحیہ رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے کہا ہے کہ آپ ﷺ کا یہ اسم مبارک زبور میں موجود ہے۔ اجیر بھی آپ ﷺ کا ہی اسم مبارک ہے۔ علامہ العزفی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ اس کا معنی ہے بچانے والا کیونکہ آپ اپنی امت کو جہنم کی آگ سے بچائیں گے اس لئے آپ ﷺ کو اس نام سے بھی موسوم کیا گیا لیکن علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے کہیں بھی آپ ﷺ کا یہ نام مبارک نہیں دیکھا ممکن ہے کہ اصل نام مبارک ''احید'' ہو لیکن غلطی کی وجہ سے اجیر لکھا گیا ہو۔ آپ ﷺ کا ایک نام احید بھی ہے علامہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب الشفاء میں فرماتے ہیں کہ تورات میں آپ کا نام احید ہے یعنی اپنی امت کو جہنم کی آگ سے جدا کرنے والے۔ آپ کا نام مبارک ''حرز الامیین'' بھی ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما وغیرہ سے روایت کیا ہے کہ تورات میں ہے ''یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰکَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا وَّحِرْزًا لِّلْاُمِّیِّیْنَ۔ ابن دحیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حرز کا معنی ہے روکنا اور اِمیِّیون سے مراد اہل عرب ہیں۔ یعنی اہل عرب کو عذاب اور ذلالت سے روکنے والے۔ آپ ﷺ کا نام جبار بھی ہے اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کا یہ اسم مبارک حضرت داؤد علیہ السلام کی کتاب میں ذکر فرمایا ارشاد فرمایا: تَقَلَّدْ اَیُّهَا الْجَبَّارُ سَیْفَکَ فَاِنَّ نَامُوْسَکَ وَشَرَائِعَکَ مَقْرُوْنَةٌ بِهَیْبَةِ یَمِیْنِکَ۔ ''اے جبار! آپ اپنی تلوار کو حائل کرلیں بلاشبہ آپ کی عزت وناموس اور آپ کی شریعت آپ کے دائیں ہاتھ کی ہیبت کے ساتھ متصل ہے۔''

آپ ﷺ کا نام مبارک روح الحق اور روح القدس بھی ہے۔ ابن دحیہ رحمۃ اللہ علیہ نے ان اسماء کو ذکر کیا ہے اور فرمایا ہے کہ آپ ﷺ کے یہ دونوں نام مبارک انجیل میں موجود ہیں۔ آپ ﷺ کا نام رُکْنُ الْمُتَوَاضِعِیْنَ بھی ہے اور اسی طرح آپ کا نام ''نُوْرُ اللّٰهِ الَّذِیْ لَا یُطْفَاُ'' بھی ہے۔ حضرت شعیا علیہ السلام کی کتاب میں آپ ﷺ کا ذکر اس طرح موجود ہے: وَهُوَ رُکْنُ الْمُتَوَاضِعِیْنَ وَهُوَ نُوْرُ اللّٰهِ الَّذِیْ لَا یُطْفَاُ اَثَرُ سُلْطَانِهٖ عَلٰی کَتِفِهٖ ''وہ عاجزی کرنے والوں کے سردار ہیں اور آپ اللہ کے وہ نور ہیں جسے بجھایا نہیں جاسکتا آپ کی سلطنت کی علامت آپ کے کندھے پر ہے۔'' آپ ﷺ کا نام ''راکب الجمل'' بھی ہے۔ ابن دحیہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت شعیا (حضرت ذوالکفل) علیہ السلام کی کتاب میں ہے وہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے کہا گیا ''ادھر دیکھ کر مجھے بتاؤ کہ تم کیا دیکھ رہے ہو۔'' میں نے کہا میں دوسواروں کو دیکھ رہا ہوں۔ ایک گدھے پر سوار

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وہ روایات اور احادیث جن کو محدثین نے آسمانی کتابوں سے نقل کیا ہے آپ ﷺ کی نبوت کی علامات آپ کی امت کے اوصاف اور آپ کے صحابہ کرام اور شہر مبارک کے محاسن

ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے ''سدی'' سے اللہ کے اس فرمان کی تفسیر میں ذکر کیا ہے:

لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ؕ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِيْ ؕ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا ؕ قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿۸۱﴾ (آل عمران:81)

''اور یاد کرو جب لیا اللہ تعالیٰ نے انبیاء سے پختہ وعدہ کہ قسم ہے تمہیں اس کی جو دوں میں تم کو کتاب اور حکمت سے پھر تشریف لائے تمہارے پاس وہ رسول جو تصدیق کرنے والا ہو ان (کتابوں) کی جو تمہارے پاس ہیں تو تم ضرور ضرور ایمان لانا اس پر اور ضرور ضرور مدد کرنا اس کی (اس کے بعد) فرمایا کیا تم نے اقرار کر لیا اور اٹھا لیا تم نے اس پر میرا بھاری ذمہ؟ سب نے عرض کی ہم نے اقرار کیا (اللہ نے) فرمایا تو گواہ رہنا اور میں (بھی) تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں۔''

کہ اللہ تعالیٰ نے جو بھی نبی مبعوث کیا اس سے یہ عہد لیا کہ وہ ضرور ان پر ایمان لائے اور اگر اس کی زندگی میں ان کا ظہور ہو تو وہ ضرور ان کی مدد کرے ورنہ وہ اپنی قوم کو یہ وصیت کرے کہ وہ آپ پر ایمان لائیں اور اگر آپ کا ظہور ان کی زندگیوں میں ہو تو آپ کی مدد بھی کریں۔

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے کہ اللہ نے حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک تمام انبیاء سے آپ ﷺ کے متعلق عہد لیا تھا۔ ہر نبی کی امت کو آپ ﷺ کے متعلق خوشخبری سنائی گئی سابقہ امتیں آپ ﷺ کے وسیلہ سے دعائیں مانگ کر فتح یاب ہوتی تھیں حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو بہترین امت میں، بہترین زمانہ میں، بہترین اصحاب میں اور بہترین شہر میں مبعوث فرمایا پھر آپ اس مقدس شہر میں اس وقت تک اقامت گزیں رہے جب تک اللہ نے چاہا وہ شہر حضرت ابراہیم علیہ السلام کا حرم ہے پھر آپ ﷺ نے وہاں سے مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت فرمائی اور یہ شہر حضور ﷺ کا حرم ہے۔ آپ ﷺ کی بعثت بھی حرم میں اور ہجرت بھی حرم میں ہوئی۔

ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر میں ابو العالیہ سے روایت کیا ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی: رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ ...... الخ (البقرہ:129) تو ان سے کہا گیا کہ آپ کی دعا بارگاہ بے کس پناہ میں

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

موجود ہے: وَلَنْ یَقْبِضَهُ اللّٰهُ حَتّٰی یُقِیْمَ بِهِ الْمِلَّةَ الْعَوْجَاءَ بِاَنْ یُّقَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ''اللہ تعالیٰ ان کا انتقال نہیں فرمائے گا حتیٰ کہ وہ ان کے ذریعے ٹیڑھی ملت کو سیدھا نہ کر دے یعنی وہ یہ گواہی دینا شروع کر دیں لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔''

الضحوک، القتال اور راکب البعیر بھی آپ ﷺ کے اسماء مبارکہ ہیں۔ ابن فارس رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے۔ ابن فارس رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ تورات میں آپ ﷺ کا نام احمد الضحوک مذکور ہے۔

تورات شریف میں ہے: اَحْمَدُ الضَّحُوْکُ قَتَّالٌ یَرْکَبُ الْبَعِیْرَ وَیَلْبَسُ الشَّمْلَةَ وَیَجْزِیْ سَیْفَهُ عَلٰی عَاتِقِهِ۔ ''آپ ﷺ کا نام احمد، الضحوک اور قتال ہوگا آپ اونٹ پر سوار ہوں گے۔ آپ چادر زیب تن فرمائیں گے اور اپنے کندھے پر تلوار حمائل کریں گے۔''

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابو الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ جب بھی گفتگو فرماتے تو آپ تبسم فرماتے ہیں۔ انہی اسماء میں سے آپ کا نام مبارک ''العظیم'' بھی ہے۔ قاضی عیاض اور ابن دحیہ رحمہما اللہ تعالیٰ نے بیان کیا ہے کہ تورات کے پہلے سفر میں ہے: سَتَلِدُ عَظِیْمًا لِاُمَّةٍ عَظِیْمَةٍ ''وہ عنقریب ایک عظیم کو عظیم امت کے لئے جنم دیں گی'' اس ''عظیم'' سے مراد آپ ﷺ کی ذات ہی ہے۔

آپ ﷺ کا نام مبارک ''العفو'' بھی ہے علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تورات میں ہے وَلٰکِنْ یَّعْفُوْ وَیَصْفَحُ۔ آپ ﷺ کا نام ''الغفور'' بھی ہے تورات شریف میں ہے: ''وَلٰکِنْ یَعْفُوْ وَ یَغْفِرُ'' آپ ﷺ کا نام ''الفارق'' بھی ہے علامہ العزفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کا یہ نام مبارک زبور میں موجود ہے اس کا معنی ہے ''حق اور باطل میں فرق کرنے والا'' انہی اسماء میں سے آپ کا نام مبارک ''الفلاح'' بھی ہے علامہ العزفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آپ کا یہ نام مبارک زبور میں ہے۔ آپ ﷺ کا نام ''القیم'' بھی ہے علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کتب الانبیاء میں ہے کہ داؤد علیہ السلام نے دعا مانگی: ''اَللّٰھُمَّ ابْعَثْ لَنَا مُحَمَّدًا یُقِیْمُ السُّنَّةَ بَعْدَ الْفَتْرَةِ'' اے مولا! ہم میں محمد (ﷺ) کو مبعوث فرما جو فترت کے بعد سنت کو حیات نو عطا فرمائیں'' تورات میں ہے: لَنْ یَّقْبِضَهُ اللّٰهُ حَتّٰی یُقِیْمَ بِهِ الْمِلَّةَ الْعَوْجَاءَ بِاَنْ یَّقُوْلُوْا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ''اللہ تعالیٰ ان کا اس وقت تک انتقال نہیں فرمائے گا جب تک ان کے ذریعے ٹیڑھی ملت سیدھی نہ ہو جائے کہ کلمہ اسلام پڑھ لیں۔ آپ ﷺ کا نام ''الموسل'' بھی ہے۔ علامہ العزفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تورات میں آپ کا یہ اسم مبارک مذکور ہے۔ الصادق، الامین اور الیتیم بھی آپ ہی کے اسماء مبارک ہیں علامہ العزفی رحمۃ اللہ علیہ نے ''مولد'' میں لکھا ہے کہ سابقہ کتب میں آپ کے اسماء محمد، امین، صادق اور یتیم مذکور ہیں اسی طرح حضرت علامہ قاضی عیاض رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ سابقہ کتب میں آپ کا اسم مبارک ''یتیم'' مذکور ہے۔ میں (حضرت علامہ یوسف بن اسماعیل النبہانی علیہ الرحمۃ) کہتا ہوں کہ آپ ﷺ کا اسم مبارک ''زریال'' (محمد) بھی ہے جیسا کہ اکتیسویں بشارت میں موجود ہے میں نے آپ ﷺ کا یہ نام مبارک علماء کرام کی کسی کتاب میں نہیں دیکھا۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

میں داخل فرمادے گا ان کے نبی ﷺ کا نام محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب ہوگا وہ انتہائی عاجزی کرنے والے۔ حکمت و دانائی سے گفتگو کرنے والے اور حلم اور بردباری والے ہوں گے میں دنیا کے بہترین قبیلے قریش سے انہیں پیدا کروں گا اور قریش کے بہترین افراد سے ان کا ظہور ہوگا وہ بھلائی کی طرف سے ہیں سراپا خیر ہیں اور بھلائی ہی کی طرف مبعوث ہوں گے وہ اور ان کی امت بھلائی کی طرف ہی جانے والے ہوں گے۔

زبیر بن بکار نے اخبار مدینہ میں اور ابونعیم نے ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ سابقہ کتب میں میرے اوصاف اس طرح بیان ہوئے ہیں ''ان کا نام نامی احمد ہوگا وہ متوکل ہوں گے وہ مکہ معظمہ میں پیدا ہوں گے مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت فرمائیں گے وہ سخت اور تندخو نہیں ہوں گے وہ بھلائی کا بدلہ بھلائی سے دیں گے وہ برائی کا بدلہ نہیں لیں گے ان کی امت اپنے رب کی بہت زیادہ ثنا خواں ہوگی وہ اپنی کمر میں تہہ بند باندھیں گے وہ اپنے پہلوؤں کو پاک رکھیں گے ان کے سینوں میں ان کی کتاب محفوظ ہوگی وہ نماز کے لئے اس طرح صفیں باندھیں گے جس طرح جہاد کے لئے صفیں باندھی جاتی ہیں وہ قربانیوں کے ذریعے میرا قرب حاصل کریں گے وہ رات کے راہب اور دن کے شیر ہوں گے۔''

حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عوف بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں حضور ﷺ کے ساتھ تھا آپ ﷺ یہودیوں کے ایک کنیسہ میں تشریف لے گئے اور یہودیوں کو مخاطب کر کے فرمایا اے قوم یہود! مجھے بارہ ایسے آدمی دکھاؤ جو یہ گواہی دیتے ہوں اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ اللہ تعالیٰ کے غضب نے اس آسمان کے نیچے ہر یہودی کو گھیر رکھا ہے۔ یہ سن کر وہ تمام خاموش رہے کسی ایک نے بھی جواب نہ دیا۔ آپ ﷺ نے یہودیوں سے پھر وہی بات کی لیکن پھر بھی کسی ایک نے بھی جواب نہ دیا آپ ﷺ نے فرمایا تم نے انکار کر دیا ہے اللہ کی قسم! میں حاشر ہوں میں عاقب ہوں میں نبی مصطفیٰ ﷺ ہوں خواہ تم ایمان لاؤ یا جھٹلا دو۔ پھر آپ ﷺ وہاں سے واپس تشریف لے آئے میں بھی آپ کے ساتھ ہی تھا۔ ہم کنیسہ سے باہر نکلنے ہی والے تھے کہ اچانک ایک شخص نے ہمیں پیچھے سے آواز دی وہ کہہ رہا تھا اے محمد! صلی اللہ علیک وسلم آپ انہی محاسن اور خوبیوں سے متصف ہیں جس طرح آپ فرما رہے ہیں۔ اس شخص نے یہودیوں کو مخاطب کر کے کہا اے معشر یہود! تم میں سے کون سا شخص ہے جس نے مجھے علم سکھایا ہے انہوں نے کہا اللہ کی قسم! ہم کسی ایسے شخص کو نہیں جانتے جو آپ سے زیادہ کتاب اللہ کا عالم ہو یا آپ سے زیادہ فقہ کو جاننے والا ہو آپ سے پہلے آپ کے باپ اور دادا بھی علم میں لاثانی تھے اس شخص نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ اللہ کے نبی ﷺ ہیں یہ وہی ہیں جن کا ذکر تم تورات میں پاتے ہو۔ یہودیوں نے اس کے قول کو رد کر دیا اور اس سے کہنے لگے تو نے جھوٹ بولا ہے اور تو سراپا شر ہے حضور ﷺ نے فرمایا جھوٹ تو تم نے بولا ہے تمہاری بات کو قبول نہیں کیا جائے گا یہ آیت مبارکہ اللہ تعالیٰ نے انہی کے بارے میں نازل کی ہے: قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كَانَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَكَفَرْتُمْ بِهٖ (الاحقاف:10) ''فرمائیے کیا تم نے کبھی اس پر غور کیا کہ اگر یہ اللہ کی طرف سے ہو اور تم اس کا انکار کر دو (اس کا انجام کیا ہوگا)''۔

امام احمد، امام البیہقی، الطبرانی اور ابونعیم رحمہم اللہ تعالیٰ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے کہ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

قبول ہوگئی ہے وہ نبی ﷺ آخری زمانہ میں تشریف لائیں گے۔

امام احمد، البیہقی اور الحاکم رحمہم اللہ تعالیٰ نے حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا میں اپنے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت ہوں۔

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے عبادۃ بن الصامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ سے عرض کی گئی کہ یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم ہمیں اپنی ذات کے بارے میں بتائیں آپ ﷺ نے فرمایا میں اپنے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت ہوں۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حضرت ہاجرہ علیہا السلام کو نکالنے کا حکم دیا گیا تو انہیں براق پر سوار کر دیا گیا وہ جب کسی سبز و شاداب اور نرم زمین سے گزرتے تو حضرت جبرائیل علیہ السلام سے کہتے اے جبرائیل! یہاں اتر جائیں؟ حضرت جبرائیل کہتے نہیں حتیٰ کہ جب مکہ مکرمہ آیا تو حضرت جبرائیل نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے عرض کی اور اب نیچے تشریف لائیں اور اس زمین میں اتریں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا اس زمین میں نہ تو کوئی کھیتی باڑی نظر آتی ہے اور نہ ہی کوئی جانور دکھائی دیتا ہے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا یہ وہی جگہ ہے جہاں سے آپ کی اولاد میں سے ایک نبی کا ظہور ہوگا اس نبی کے ذریعہ سے ہی ''کلمہ علیا'' کی تکمیل ہوگی۔

امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا گیا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کہا گیا کہ آپ کی نسل میں کئی قبائل پیدا ہوتے رہیں گے حتیٰ کہ ان میں نبی اُمی خاتم الانبیاء ﷺ کا ظہور ہوگا۔

محمد بن کعب القرظی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا گیا ہے کہ جب حضرت ہاجرہ علیہا السلام اپنے بیٹے کے ساتھ سرزمین مکہ میں سکونت پذیر ہوئیں تو ایک ملاقات کرنے والے نے آپ سے ملاقات کی اور کہا اے ہاجرہ! بلاشبہ آپ کا یہ فرزند دل پسند کئی قبائل کا باپ ہوگا اور نبی اُمی ﷺ کا ظہور انہی کی قوم میں سے ہوگا اور نبی کریم ﷺ حرم شریف میں رہنے والے ہوں گے۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے محمد بن کعب القرظی رحمۃ اللہ علیہ ہی سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت یعقوب علیہ السلام پر وحی کی کہ میں تیری نسل میں انبیاء اور بادشاہ بھیجتا رہوں گا حتیٰ کہ میں نبی حرمی ﷺ کو مبعوث کروں گا۔ ان کی امت بیت المقدس کی عمارت کو تعمیر کرے گی وہ خاتم الانبیاء ہوں گے اور ان کا نام احمد ہوگا۔ الطبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے ابوامامہ الباہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جب معد بن عدنان چالیس افراد لے کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لشکر میں گئے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان کے لئے بددعا کی اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰ! ان لوگوں کے لئے بددعا نہ کرو انہی لوگوں میں سے نبی اُمی، بشیر اور نذیر کا ظہور ہوگا انہی میں سے وہ امت مرحومہ پیدا ہوگی جنہیں امت محمدی ہونے کا شرف حاصل ہوگا وہ اللہ کی طرف سے تھوڑے سے رزق پر بھی راضی ہو جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کے تھوڑے سے عمل پر راضی ہو جائے گا۔ جن میں سے جو لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہہ دے گا اللہ تعالیٰ اس کو جنت

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ابن اسحاق اور امام بیہقی رحمہما اللہ تعالیٰ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سوال کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ابن صوریا سے کہا میں تجھے اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کیا تو جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تورات میں فرمایا ہے کہ جو آدمی شادی کے بعد بدکاری کرے گا اس کی سزا رجم ہوگی۔ ابن صوریا نے کہا اللہ کی قسم! ہاں میں جانتا ہوں اے ابوالقاسم! صلی اللہ علیک وسلم یہودی جانتے ہیں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں لیکن وہ آپ سے حسد کرتے ہیں۔

امام ترمذی، امام النسائی، ابن ماجہ، حاکم، البیہقی اور ابونعیم رحمہم اللہ تعالیٰ نے حضرت صفوان بن عساد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کیا ہے کہ ایک یہودی نے اپنے ایک ساتھی سے کہا آؤ ہم اس نبی (ﷺ) کے پاس چلتے ہیں اور اس سے: وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسٰى تِسْعَ اٰيٰتٍۭ بَيِّنٰتٍ (الاسراء: 101) ''ہم نے حضرت موسیٰ کو نو روشن نشانیاں دیں۔'' کے متعلق سوال کرتے ہیں وہ دونوں بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور انہوں نے اس کے متعلق سوال کیا آپ ﷺ نے فرمایا وہ نو آیات (علامات) درج ذیل ہیں:۔ (1) اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہراؤ، (2) چوری نہ کرو، (3) بدکاری نہ کرو، (4) اس نفس کو قتل نہ کرو جسے اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے سوائے حق کے، (5) جادو نہ کرو، (6) سود نہ کھاؤ، (7) بے گناہ کو بادشاہ کے پاس نہ لے کر جاؤ تاکہ وہ اسے قتل کر دے، (8) کسی پاکباز عورت پر تہمت نہ لگاؤ، (9) تمہارے لئے یہ خاص ہدایت تھی کہ ''السبت'' (ہفتے کے دن) میں سرکشی نہ کرو یہ جواب سن کر انہوں نے حضور ﷺ کے پاؤں مبارک اور دست اقدس کو بوسہ دیا اور کہنے لگے ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ اللہ کے سچے نبی ہیں حضور ﷺ نے فرمایا تم اسلام قبول کیوں نہیں کرتے انہوں نے کہا داؤد علیہ السلام نے دعا مانگی تھی کہ نبوت ان کی اولاد ہی میں رہے اور ہمیں خوف ہے کہ اگر ہم نے اسلام قبول کر لیا تو یہودی ہم کو قتل کر دیں گے۔

سعید بن منصور، ابویعلی اور ابن جریر رحمہم اللہ تعالیٰ وغیرہ نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ کے پاس ایک یہودی آیا اور اس نے پوچھا اے محمد! صلی اللہ علیک وسلم مجھے ان ستاروں کے نام بتائیں جنہیں حضرت یوسف علیہ السلام نے سجدہ کرتے ہوئے دیکھا تھا۔ اس وقت آپ ﷺ نے کوئی جواب ارشاد نہ فرمایا۔ حضرت جبرائیل امین وحی لے کر حاضر ہوئے اور آپ ﷺ کو ان ستاروں کے متعلق بتایا جنہوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو سجدہ کیا تھا۔ آپ ﷺ نے یہودی کو بلا بھیجا جب وہ حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا اگر میں تمہیں ان ستاروں کے نام بتا دوں تو کیا تو اسلام قبول کر لے گا اس نے کہا ہاں آپ نے فرمایا وہ یہ ستارے تھے: (1) خرثان، (2) طارق، (3) الذیال، (4) الکتفان، (5) الفرع، (6) وثاب، (7) عمودان، (8) قابس، (9) الضروح، (10) المصبح، (11) الفیلق، (12) الضیاء، (13) النور۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے انہیں دیکھا کہ یہ تمام ستارے افق آسمان میں ان کے لئے سجدہ ریز ہیں۔ یہ سن کر یہودی نے کہا اللہ کی قسم! ان ستاروں کے یہی نام ہیں۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ایک یہودی بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اتفاقاً اس وقت حضور ﷺ ''سورۃ یوسف'' کی تلاوت فرما رہے تھے اس نے پوچھا اے محمد! صلی اللہ علیک وسلم۔ یہ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

یہودیوں کا ایک گروہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے کہا ہم آپ سے چند سوالات کرتے ہیں ان کے جواب صرف انبیاء ہی جانتے ہیں اگر آپ نبی ہیں تو آپ ہمیں ان جوابات ارشاد فرمائیں:۔

1۔ ہم اس کھانے کے متعلق بتائیے جس کو حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے اوپر حرام قرار دیا تھا۔

2۔ انسان کے پانی (مادۂ منویہ) سے مرد اور عورت کیسے پیدا ہوتے ہیں۔

3۔ نبی کی اپنی قوم میں کیا حیثیت ہوتی ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا میں تمہیں اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کیا تم جانتے ہو کہ ایک دفعہ حضرت یعقوب علیہ السلام سخت بیمار ہو گئے جب ان کی مرض شدت اختیار کر گئی تو انہوں نے نذر مانی کہ اگر اللہ تعالیٰ نے انہیں بیماری سے شفا عطا فرمادی تو وہ اپنا پسندیدہ ترین مشروب اور محبوب ترین گوشت اپنے اوپر حرام کر دیں گے۔ جب انہیں شفا ملی تو انہوں نے اونٹنیوں کا دودھ اور گوشت اپنے اوپر حرام کر دیا تھا۔ یہ سن کر ان یہودیوں نے کہا اللہ کی قسم حقیقت یہی ہے۔

پھر آپ ﷺ نے فرمایا میں تمہیں اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ آدمی کا مادۂ منویہ گاڑھا اور سفید ہوتا ہے جبکہ عورت کا مادۂ منویہ رقیق اور زرد ہوتا ہے جس کا پانی غالب ہو جاتا ہے۔ بچہ اسی کے مشابہ اور اسی کی خصوصیات کا حامل ہوتا ہے۔ انہوں نے کہا اللہ کی قسم یہ بھی سچ ہے۔

پھر حضور ﷺ نے پوچھا میں تمہیں اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا تم جانتے ہو کہ نبی کی آنکھیں سوتی ہیں لیکن اس کا دل بیدار ہوتا ہے۔ انہوں نے کہا قسم بخدا یہ بھی سچ ہے۔

حضرت امام مسلم اور حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہما نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں مدینہ کی پتھریلی زمین پر حضور ﷺ کی معیت میں چل رہا تھا آپ کے دست اقدس میں کھجور کی شاخ تھی ہم یہودیوں کے ایک گروہ کے پاس سے گزرے۔ ان میں کچھ لوگوں نے کہا ان سے روح کے بارے میں سوال کرو اور بعض نے کہا ان سے روح کے متعلق سوال نہ کرو ممکن ہے وہ کوئی ایسا جواب دیں جو تم سب کے لئے ناپسندیدہ ہو۔ انہوں نے آپ ﷺ سے روح کے متعلق سوال کیا۔ حضور ﷺ خاموش ہو گئے مجھے یوں محسوس ہوا کہ آپ پر وحی نازل ہو رہی ہے۔ جب آپ ﷺ سے وہ کیفیت ختم ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا: وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ ؕ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ (الاسراء:85)

"یہ دریافت کرتے ہیں آپ سے روح کی حقیقت کے متعلق (انہیں) بتائیے روح میرے رب کے حکم سے ہے۔"

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ بعض علماء فرماتے ہیں کہ سابقہ کتب میں حضور ﷺ کی نبوت کی ایک علامت یہ بھی تھی کہ جب ان سے روح کے متعلق سوال کیا جائے گا تو وہ اس کے علم کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیں گے اور فلاسفہ اور منطقیوں نے جو روح کے بارے میں ظن وتخمین سے گفتگو کی ہے وہ اس سے اجتناب کریں گے یہودیوں نے حضور ﷺ کی اس صفت سے آگاہ ہونے کے لئے آپ ﷺ سے روح کے متعلق سوال کیا۔ انہوں نے اسی طرح کا جواب پایا جس طرح ان کی کتب میں مذکور تھا۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جو اگر برائی کا ارادہ کرے گی تو اس کے نامہ اعمال میں وہ برائی نہیں لکھی جائے گی اور اگر وہ برائی کر دے گی تو اس کے نامہ اعمال میں صرف ایک برائی لکھی جائے گی۔ اس امت کو میری امت بنا دے اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ احمد ﷺ کی امت ہے۔ اے مولا! میں نے الواح میں ایک ایسی امت کے بارے میں پڑھا جسے اولین و آخرین کا علم دیا جائے گا وہ گمراہ لوگوں اور مسیح دجال کو قتل کرے گی۔ اس امت کو میری امت بنا دے اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ احمد مجتبیٰ ﷺ کی امت ہے۔ حضرت کلیم علیہ السلام نے عرض کی مولا! پھر مجھے ان کی امت میں سے کر دے اس وقت اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دو خصلتیں عطا فرمائیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: يٰمُوْسٰٓى اِنِّي اصْطَفَيْتُكَ عَلَى النَّاسِ بِرِسٰلٰتِيْ وَ بِكَلَامِيْ ۖ فَخُذْ مَآ اٰتَيْتُكَ وَ كُنْ مِّنَ الشّٰكِرِيْنَ﴿۱۴۴﴾ (اعراف:144) ''اے موسیٰ! میں نے سرفراز کیا ہے تجھے تمام لوگوں پر اپنی پیغمبری سے اور اپنے کلام سے اور لے لو جو میں نے دیا ہے اور ہو جاؤ شکر گزار بندوں سے۔''

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی مولا! میں راضی ہوں۔

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے حلیہ میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی کی کہ جس نے میرے ساتھ اس حالت میں ملاقات کی کہ وہ احمد ﷺ کا انکار کرنے والا ہو میں اسے آگ میں داخل کروں گا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی مولا! احمد ﷺ کون ہیں؟ اللہ نے فرمایا میں نے ان سے زیادہ معزز مخلوق میں سے کسی کو پیدا نہیں کیا میں نے زمین و آسمان کی تخلیق سے پہلے ان کا نام اپنے نام کے ساتھ عرش پر لکھا جنت اس وقت تک تمام مخلوق پر حرام ہوگی جب تک وہ اور ان کی امت جنت میں داخل نہیں ہو جائیں گے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی ان کی امت میں کون سے لوگ ہوں گے اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ ہر لحہ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کرنے والے ہوں گے وہ بلندی پر چڑھتے ہوئے اور نشیب میں اترتے ہوئے ہر وقت میری تعریف کریں گے۔ وہ اپنے درمیان میں تہہ بند باندھیں گے اور اپنی اطراف کو پاک رکھیں گے وہ دن کے وقت روزہ سے ہوں گے رات کو راہب نظر آئیں گے میں ان سے تھوڑے سے عمل کو بھی قبول کرلوں گا اور لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی گواہی دینے پر میں انہیں جنت میں داخل کر دوں گا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی مولا! مجھے اس امت کا نبی بنا دے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ان کا نبی انہی میں سے ہوگا۔ تیرا زمانہ پہلے ہے وہ تجھ سے بعد میں آئیں گے لیکن میں عنقریب تجھے اور انہیں جنت میں جمع کروں گا۔

دارمی رحمۃ اللہ علیہ نے مسند میں اور ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ تورات کے ''پہلے سفر'' میں ہے کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں وہ میرے برگزیدہ بندے ہیں۔ وہ سخت اور تند خو نہیں ہوں گے نہ ہی وہ بازار میں شور کرنے والے ہوں گے وہ برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دیں گے بلکہ وہ معاف کر دیں گے اور درگزر فرمائیں گے وہ مکہ مکرمہ میں پیدا ہوں گے اور مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرمائیں گے اور شام ان کا ملک ہوگا۔

اور دوسرے سفر میں ہے کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں ان کی امت ہر وقت اللہ کی حمد کرنے والی ہوگی وہ تنگی اور خوش حالی میں اللہ کی حمد کریں گے وہ ہر مقام پر اللہ کی حمد کریں گے۔ وہ سورج کی رعایت کریں گے یعنی وہ نماز کو اس کے وقت پر ادا

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سورت آپ کو کس نے سکھائی ہے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا مجھے یہ سورۃ اللہ تعالیٰ نے سکھائی ہے۔ یہ سورۃ سن کر وہ یہودی بڑا متعجب ہوا وہ یہودیوں کے پاس آیا اس نے کہا بے شک محمد ﷺ قرآن پاک میں اسی طرح کا واقعہ تلاوت کر رہے تھے جس طرح کا واقعہ تورات میں نازل ہوا ہے۔ یہودیوں کا ایک گروہ آپ ﷺ کے پاس آیا انہوں نے حضور ﷺ کو آپ کے اوصاف اور محاسن سے پہچان لیا انہوں نے آپ ﷺ کے کندھوں کے درمیان مہر نبوت کو دیکھا اور آپ سے سورۃ یوسف کی تلاوت سننے لگے۔ اس سورت کی تلاوت نے انہیں تعجب میں ڈال دیا وہ اسی وقت ایمان لے آیا۔

عبداللہ بن احمد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک جرموقانی صحابہ کرام علیہم الرضوان کے پاس آیا اور کہنے لگا تمہارے وہ ساتھی کہاں ہیں جو یہ گمان کرتے ہیں کہ وہ اللہ کے نبی ہیں۔ اگر میں ان سے سوال کروں گا تو مجھے معلوم ہو جائے گا کہ وہ نبی ہیں یا کہ نبی نہیں ہیں وہ بارگاہ رسالت میں آیا اور آپ ﷺ سے عرض کی مجھے قرآن پاک پڑھ کر سنائیں آپ ﷺ نے قرآن پاک کی چند آیات اسے پڑھ کر سنائیں اس نے کہا اللہ کی قسم! یہ کلام بالکل اسی طرح کا ہے جس طرح کا کلام حضرت موسیٰ علیہ السلام لے کر تشریف لائے تھے۔

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر جب تورات نازل ہوئی اور انہوں نے تورات کو پڑھا اور اس میں اس امت کا ذکر دیکھا تو انہوں نے عرض کی اے مولا! میں نے الواح میں ایسی امت کا ذکر پایا ہے جو دنیا میں سب کے بعد آئے گی لیکن جنت میں سب سے پہلے چلی جائے گی اے مولا! اس امت کو میری امت بنا دے اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ تو احمد (ﷺ) کی امت ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی اے میرے پروردگار! میں نے اس میں ایسی امت کا تذکرہ دیکھا ہے جو دعا مانگے گی اس کی وہ دعا قبول ہوگی۔ باری تعالیٰ اس امت کو میری امت بنا دے اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ تو احمد ﷺ کی امت ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی مولا! میں نے تورات میں ایک ایسی امت کے متعلق پڑھا ہے جن کی انجیل (قرآن) ان کے سینوں میں ہوگی اور وہ ہر وقت اس کی تلاوت کرتے رہیں گے۔ اس امت کو میری امت بنا دے اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ احمد مجتبیٰ ﷺ کی امت ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی مولا! میں نے توراۃ میں ایسی امت کے بارے میں پڑھا ہے جو مال غنیمت کھائے گی اے میرے رب! اس کو میری امت بنا دے اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ احمد مختار ﷺ کی امت ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی مولا! میں نے تورات میں ایسی امت کا تذکرہ دیکھا ہے کہ جو کچھ وہ اپنے پیٹ میں ڈالیں گے اس پر بھی انہیں اجر دیا جائے گا اس کو میری امت بنا دے اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ احمد ﷺ کی امت ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی اے میرے رب! جو رب العالمین ہے میں نے تورات میں ایک ایسی امت کا ذکر پڑھا ہے جو جب نیکی کا ارادہ کرے گی تو اس کے لئے اسی وقت ایک نیکی کا اجر لکھ دیا جائے گا اگرچہ اس نے ابھی تک وہ نیک کام سرانجام نہ بھی دیا ہو اور اگر وہ نیکی کر لے تو اس کے لئے دس نیکیوں کا اجر لکھا جائے گا اس امت کو میری امت بنا دے اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ احمد ﷺ کی امت ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی اے مولا! میں نے تورات میں ایک ایسی امت کے متعلق پڑھا ہے

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میں تجھے اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا تو نے اللہ کی کتاب میں پڑھا ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے تورات پڑھی تو انہوں نے اپنے رب سے عرض کی اے میرے رب! میں نے تورات میں ایک ایسی امت کے متعلق پڑھا ہے جو ہر وقت تیری حمد وثناء کرے گی وہ جب کسی کام کو پختہ کرنے کا ارادہ کریں گے تو وہ کہیں گے: نَفْعَلُهٗ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ تَعَالٰی۔ (اگر اللہ نے چاہا تو ہم اسے ضرور کریں گے) مولا! اس امت کو میری امت بنا دے اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ احمد ﷺ کی امت ہے یہ سن کر اس یہودی نے کہا ہاں یہ بالکل صحیح ہے۔

حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میں تجھے اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا تو نے اللہ کی کتاب میں پڑھا ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے تورات پڑھی تو انہوں نے اپنے پروردگار سے عرض کی اے میرے پروردگار! میں نے ایسی امت کے متعلق پڑھا ہے کہ جب وہ کسی بلندی پر چڑھیں گے تو اللہ کی تکبیر کہیں گے اور جب وہ وادی میں اتریں گے تو وہ اللہ کی حمد بیان کریں گے مٹی ان کے لئے پاکیزہ ہے اور تمام روئے زمین ان کے لئے مسجد ہے وہ جہاں کہیں بھی ہوں گے جنابت سے پاکیزہ ہو جائیں گے۔ اگر انہیں پانی نہ ملے گا تو ان کے لئے مٹی بھی اسی طرح پاک کرنے والی ہوگی جس طرح کہ پانی پاک کرنے والا ہوتا ہے ان کے وہ اعضاء جن پر وضو کریں گے وہ ضوفشان ہوں گے۔ باری تعالیٰ اسے میری امت بنا دے اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ احمد ﷺ کی امت ہے یہ سن کر اس یہودی نے کہا یہ بھی بالکل درست ہے۔

حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میں تمہیں اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا تو نے اللہ کی کتاب میں نہیں پڑھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے مولا سے عرض کی مولا! میں نے تورات میں ایک ایسی امت کا ذکر پڑھا ہے جو بہت ناتواں ہوگی اس پر رحم کیا جائے گا وہ کتاب کی وارث ہوگی۔ تو اس نے اس امت کو منتخب کر لیا ہے۔ ان میں سے کچھ اپنی جان پر ظلم کرنے والے ہوں گے کچھ میانہ روی اختیار کریں گے اور کچھ بھلائی کے امور میں سبقت لے جانے والے ہوں گے۔ میں نے ہر ایک کو اس حالت میں دیکھا ہے کہ اس پر رحم کیا جائے گا مولا اس امت کو میری امت بنا دے اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ تو احمد مجتبیٰ ﷺ کی امت ہے۔ اس یہودی نے کہا یہ بھی سچ ہے۔

حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میں تجھے اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا تو نے اللہ کی کتاب میں یہ پڑھا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب تورات پڑھی تو انہوں نے اپنے رب سے عرض کی اے میرے رب! میں نے تورات میں ایک ایسی امت کا ذکر پڑھا ہے جن کی کتاب ان کے سینوں میں ہوگی ان کے کپڑوں کے رنگ اور اہل جنت کے کپڑوں کے رنگ ایک جیسے ہوں گے وہ نماز کے لئے اس طرح صفیں بنائیں گے جس طرح ملائکہ کی صفیں ہوتی ہیں مساجد میں ان کی آواز مکھیوں کی بھنبھناہٹ کی طرح کی ہوگی ان میں سے کوئی ایک بھی آگ میں نہیں جائے گا سوائے اس شخص کے جو نیکیوں سے اس طرح دور ہوگا جس طرح پتھر درخت کے پتوں سے دور ہوتا ہے مولا! اس امت کو میری امت بنا دے یہودی نے کہا یہ بھی بالکل درست ہے جب حضرت موسیٰ علیہ السلام ان شان و شوکت اور عظمت سے آگاہ ہوئے جو اللہ تعالیٰ نے محمد مصطفیٰ ﷺ اور ان کی امت کو عطا فرمائی ہے تو انہوں نے کہا کاش میں امت محمدیہ میں سے ہوتا اس وقت اللہ تعالیٰ نے ان

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کریں گے۔ خواہ اسوقت وہ کھجور کی چوٹی پر بھی ہوں وہ اپنے وسط میں ازار باندھیں گے وہ اپنی اطراف کو پاک رکھیں گے۔ رات کے وقت فضا میں ان کی آواز مکھیوں کی بھنبھناہٹ کی طرح ہوگی۔

ابن سعد، دارمی اور ابن عساکر رحمہم اللہ تعالیٰ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے حضرت کعب الاحبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سوال کیا کہ آپ تورات میں رسول اللہ ﷺ کی توصیف کیسے پاتے ہیں۔ حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہم آپ ﷺ کی تعریف اس طرح پاتے ہیں کہ ان کا نام محمد بن عبداللہ ہوگا وہ مکہ مکرمہ میں پیدا ہوں گے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرمائیں گے شام ان کا ملک ہوگا نہ وہ فحش کلام ہوں گے نہ ہی بازاروں میں شوروغوغا کرنے والے ہوں گے وہ برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دیں گے بلکہ وہ معاف فرمائیں گے ان کی امت ہر لمحہ اللہ کی حمد وثناء بیان کرے گی وہ ہر حال میں اللہ کی مدح سرائی کریں گے وہ ہر ٹیلے پر اللہ کی تعریف کریں گے وہ اپنی جوانب کو پاک رکھیں گے اور وسط میں ازار باندھیں گے۔ نماز میں ان کی صفیں اس طرح ہوں گی جس طرح جہاد کے لئے صفیں بنائی جاتی ہیں۔ شہد کی مکھیوں کی طرح ان کی مساجد سے ان کو آوازیں آئیں گی۔

امام البیہقی اور ابونعیم رحمہما اللہ تعالیٰ نے حضرت ام درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سوال کیا'' آپ رسول کریم ﷺ کے کیسے اوصاف تورات میں پاتے ہیں'' انہوں نے فرمایا آپ ﷺ کی صفت تورات میں اس طرح بیان ہوئی ہے'' محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں ان کا نام متوکل ہے وہ نہ ہی سخت اور نہ ہی تندخو ہوں گے۔ وہ بازار میں شور نہیں کریں گے۔ انہیں تمام خزانوں کی چابیاں عطا کردی جائیں گی۔ اللہ تعالیٰ ان کے ذریعے اندھی آنکھوں کو بصارت اور بہرے کانوں کو قوت سماعت عطا فرمائے گا۔ اللہ تعالیٰ ان کے ذریعہ زبان کی لکنت کو ختم فرمائے گا حتیٰ کہ وہ زبان یہ شہادت دے گی؛ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ۔ وہ مظلوم کی مدد کریں گے اور اسے منع فرمائیں گے کہ وہ اپنے آپ کو کمزور سمجھے ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے عبدالرحمٰن المعافری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت کعب الاحبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک یہودی کو روتے ہوئے دیکھا آپ نے اس سے پوچھا تو کیوں رو رہا ہے اس نے کہا مجھے ایک بات یاد آ گئی تھی۔ حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میں تجھے اللہ کا واسطہ دیتا ہوں کہ اگر میں تجھے یہ بتا دوں کہ کس چیز نے تجھے رلایا ہے تو تو میری تصدیق کرے گا۔ اس نے کہا میں ضرور آپ کی تصدیق کروں گا۔ حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا میں تجھے اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا تو نے اللہ کی کتاب میں یہ پڑھا ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے تورات دیکھی تو انہوں نے عرض کی مولا! میں نے تورات میں ایک ایسی امت کا ذکر پڑھا ہے جو تمام امم سے بہترین ہے انہیں لوگوں کے لئے نکالا گیا ہے وہ نیکی کا حکم کرتی ہے اور برائی سے روکتی ہے وہ پہلی کتب اور آخری کتاب پر ایمان لائے گی وہ گمراہوں سے جنگ کرے گی حتیٰ کہ وہ امت کانے دجال کو بھی قتل کرے گی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی مولا! اس امت کو میری امت بنا دے اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ احمد مجتبیٰ ﷺ کی امت ہے۔ اس یہودیت کے عالم نے کہا یہ بالکل درست ہے۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جمع کروں گا میں ان کی امت کو بہترین امت بناؤں گا میں انہیں لوگوں کے لئے نکالوں گا وہ بھلائی کا حکم کریں گے اور برائی سے روکیں گے وہ مجھ پر ایمان لائیں گے اور میری توحید کا اقرار کریں گے۔ وہ میرے لئے خلوص کا اظہار کریں گے اور تمام رسل جو کچھ لے کر آئے وہ ان کی تصدیق کریں گے۔ خوشخبری ہے ان قلوب، چہروں اور ارواح کے لئے جنہوں نے میرے لئے خلوص کا اظہار کیا میں ان پر تسبیح، تکبیر، تحمید اور توحید القاء کروں گا وہ اپنی مساجد اور مجالس میں مجھے یاد کریں گے وہ اپنے بستروں پر اور پہلوؤں کے بل لیٹے ہوئے میری مدح خوانی کریں گے وہ اٹھتے بیٹھتے میری ثناء کریں گے وہ اپنی مساجد میں اس طرح صفیں بنائیں گے جس طرح ملائکہ میرے عرش کے اردگرد صفیں بناتے ہیں۔ وہ میرے دوست اور میرے مددگار ہیں میں ان کے ذریعے اپنے دشمن یعنی بتوں کے پجاریوں سے انتقام لوں گا وہ رکوع، ہجود، قیام اور قعدہ کر کے میرے لئے نماز پڑھیں گے وہ میری رضا کے لئے اپنے اموال اور اپنے شہروں کو چھوڑ دیں گے وہ صف باندھ کر میرے راستہ میں جہاد کریں گے اور ان کی کتاب پر کتب کو ختم کروں گا اور ان کی شریعت پر شریعتوں کو ختم کروں گا ان کے دین پر ادیان کو ختم کروں گا جس شخص نے ان کے زمانہ کو پالیا لیکن وہ ان کی کتاب پر ایمان نہ لایا اور ان کے دین اور شریعت میں داخل نہ ہوا وہ مجھ سے نہیں ہے وہ مجھ سے بری ہے میں انہیں تمام امتوں سے افضل بناؤں گا میں انہیں بہترین امت بناؤں گا وہ لوگوں پر گواہ ہوں گے جب انہیں غصہ آئے گا تو وہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہیں گے جب وہ کہیں فتح حاصل کریں گے تو وہ میری تکبیر بلند کریں گے جب ان میں کوئی جھگڑا پیدا ہوگا تو وہ میری تسبیح بیان کریں گے وہ اپنے چہروں اور اطراف کو صاف رکھیں گے وہ اپنے وسط میں چادر باندھیں گے وہ بلند جگہ اور ٹیلوں پر میری تسبیح بیان کریں گے۔ ان کی قربانیاں ان کے خون اور ان کے سینے ان کی اناجیل ہیں وہ رات کے راہب اور دن کے شیر ہوں گے ان کی گنگناہٹ مکھی کی بھنبھناہٹ کی طرح ہوگی خوشخبری ہے اس شخص کے لئے جو ان کے ساتھ، ان کے دین پر، ان کے طریقہ پر اور ان کی شریعت پر ہوگا یہ میرا فضل ہے جسے چاہتا ہوں عطا کرتا ہوں اور میں بہت بڑے فضل والا ہوں۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے کہ جارود ابن عبداللہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اور اسلام قبول کیا اس نے آپ ﷺ سے عرض کی مجھے قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے کہ میں نے آپ کے اوصاف کو انجیل میں پڑھا ہے اور ابن البتول (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) نے آپکی بشارت دی ہے۔ ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے شہر بن حوشب کی سند سے حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میرا والد لوگوں میں سے سب سے زیادہ اس کتاب کا عالم تھا جس کو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل کیا وہ اپنے علم میں سے مجھ سے کوئی چیز نہیں چھپاتا تھا جب اس کی وفات کا وقت قریب آیا تو اس نے مجھے بلایا اور مجھ سے کہا اے میرے بیٹے! تو جانتا ہے کہ میں نے کبھی کوئی چیز تجھ سے نہیں چھپائی لیکن میں نے تجھ سے وہ دو ورق پوشیدہ رکھے تھے جن میں یہ ذکر تھا کہ ایک نبی ﷺ کو مبعوث کیا جائے گا۔ اس کی بعثت کا وقت قریب ہے۔ میں نے تجھے ان کے متعلق بتانا مناسب نہ سمجھا کیونکہ میں تیری طرف سے مطمئن نہ تھا ممکن تھا کہ کوئی جھوٹا دعویٰ نبوت کرتا اور تو اس کی اتباع کرنا شروع کر دیتا میں نے ان

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

پر تین آیات نازل کیں جن کی وجہ سے وہ راضی ہو گئے۔ وہ آیات یہ ہیں:
یٰمُوْسٰٓى اِنِّی اصْطَفَیْتُكَ عَلَى النَّاسِ بِرِسٰلٰتِیْ وَ بِكَلَامِیْ ...... الخ۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی یہ نعمتیں دیکھ کر پوری طرح راضی ہو گئے۔

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے سعید بن ابو ہلال سے روایت کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا آپ مجھے محمد ﷺ اور ان کی امت کے متعلق خبر دیں۔ انہوں نے فرمایا میں نے اللہ کی کتاب میں پڑھا ہے کہ حضرت احمد مجتبیٰ ﷺ اور ان کی امت ہر وقت اللہ کی حمد و ثنا بیان کریں گے وہ ہر خیر و شر پر اللہ کی تعریف کریں گے وہ ہر بلندی پر اللہ کی تکبیر کہیں گے اور ہر وادی میں اللہ کی تسبیح بیان کریں گے نماز میں ان کی گنگناہٹ شہد کی مکھیوں کی بھنبھناہٹ کی طرح ہو گی۔ وہ نماز میں اس طرح صفیں بنائیں گے جس طرح ملائکہ صفیں بناتے ہیں وہ جہاد کرتے وقت بھی اس طرح صف آراء ہوں گے جس طرح وہ نماز میں صفیں بنائیں گے۔ جب وہ اللہ کے راستہ میں جہاد کے لئے نکلیں گے تو ان کے آگے اور پیچھے ملائکہ ہوں گے ان کے ہاتھوں میں سخت نیزے ہوں گے جب وہ صف باندھے اللہ کی راہ میں جہاد کے لئے تیار ہوں گے تو اللہ تعالیٰ ان پر اس طرح سایہ فرمائے گا انہوں نے اپنے ہاتھ سے اس طرح اشارہ کیا جس طرح گدھ اپنے آشیانہ پر سایہ کرتی ہے۔ وہ دشمن کی طرف پیش قدمی کرتے رہیں گے حتیٰ کہ حضرت جبرائیل امین وہاں آئیں گے۔

ابن ابی حاتم اور ابونعیم رحمہما اللہ تعالیٰ نے حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت شعیا علیہ السلام کی طرف وحی کی کہ میں ایک نبی اُمی ﷺ کو مبعوث کرنے والا ہوں ان کے ذریعے میں بہرے کانوں کو کھول دوں گا غفلت کے پردہ میں چھپے ہوئے دلوں کو کھول دوں گا اور اندھی آنکھوں کو قوت بصارت عطا کروں گا۔ وہ مکہ معظمہ میں پیدا ہوں گے۔ مدینہ طیبہ ان کی ہجرت گاہ ہو گی اس کا ملک شام ہو گا وہ میرے بندے ہوں گے متوکل، مصطفیٰ، مرفوع، حبیب، منتخب اور مختار ان کے نام ہوں گے وہ برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دیں گے بلکہ وہ درگزر اور معاف فرمائیں گے وہ مومنین کے لئے سراپا رحمت ہوں گے وہ زیادہ بوجھ والے جانور کو دیکھ کر رونے لگیں گے۔ وہ بیواؤں کی گود میں یتامیٰ کو دیکھ کر گریہ فرمائیں گے وہ سخت اور غضبناک نہیں ہوں گے وہ بازاروں میں شور نہیں کریں گے وہ فحش گوئی اور بدکلامی سے اجتناب فرمائیں گے۔ اگر وہ چراغ کے پاس سے بھی گزریں گے تو ان کے وقار اور سکون کی وجہ سے چراغ بھی نہیں بجھے گا۔ اگر وہ خشک بانس پر بھی چلیں گے پھر بھی ان کے قدموں کی آواز سنائی نہیں دے گی۔ میں انہیں مبشر اور نذیر بنا کر مبعوث کروں گا میں انہیں تمام نیکیاں عطا کروں گا اور خلق کریم سے انہیں نوازوں گا میں وقار کو ان کا لباس، نیکی کو ان کا شعار، تقویٰ کو ان کا ضمیر، حکمت کو ان کی گفتگو، صدق و وفا کو ان کی طبیعت، عفو اور نیکی کو ان کا خلق، حق کو ان کی شریعت، عدل کو ان کی سیرت اور اسلام کو ان کی ملت بناؤں گا اور ہدایت کو ان کا امام بناؤں گا ان کا اسم مبارک احمد ﷺ ہو گا میں ان کے ذریعے گمراہی کے بعد ہدایت اور جہالت کے بعد علم عطا کروں گا ان کے ذریعے میں گمنامی کے بعد بلندی، قلت کے بعد کثرت اور غربت کے بعد غناء عطا کروں گا۔ ان کے ذریعے میں تفرقہ کے بعد شیرازہ بندی کروں گا مختلف دلوں، مختلف خواہشات اور مختلف اقوام کو

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

امت، امت مرحومہ ہے۔ میں انہیں نوافل کا اتنا ثواب دوں گا جتنا ثواب میں نے سابقہ انبیاء کو دیا تھا میں ان پر وہ فرائض فرض کروں گا جو میں نے سابقہ انبیاء اور رسل پر فرض کئے تھے قیامت کے دن ان کا نور انبیاء کے نور کی طرح ہوگا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ میں نے ان پر فرض کیا ہے کہ وہ ہر نماز کے وقت طہارت حاصل کریں جس طرح میں نے انبیاء پر یہ فرض کیا تھا میں نے انہیں حکم دیا ہے کہ وہ جنابت سے غسل کریں جس طرح میں نے سابقہ انبیاء کو حکم دیا تھا۔ میں نے انہیں حج کرنے اور جہاد کرنے کا حکم دیا ہے جس طرح کہ سابقہ انبیاء کو حکم دیا تھا۔ اے داؤد! میں نے محمد مصطفیٰ ﷺ کو اور ان کی امت کو تمام امتوں پر فضیلت دی ہے میں نے انہیں چھ خصوصیات ایسی عطا کی ہیں جو میں نے سابقہ کسی امت کو عطا نہیں کیں میں خطاء اور نسیان پر ان کا مؤاخذہ نہیں کروں گا۔

امام بیہقی، ابونعیم اور ابن عساکر رحمہم اللہ تعالیٰ نے الفلتان بن عاصم سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول مکرم ﷺ کے ساتھ تھے آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں ایک شخص حاضر ہوا آپ ﷺ نے اس سے فرمایا کیا تو نے تورات پڑھی ہے اس نے عرض کی ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیا تو نے انجیل پڑھی ہے اس نے عرض کی ہاں میں نے انجیل بھی پڑھی ہے آپ ﷺ نے فرمایا میں تجھے اللہ کا واسطہ دیتا ہوں مجھے بتا۔ کیا تو نے میرے اوصاف اور محامد تورات اور انجیل میں پائے تھے اس نے کہا ہم نے ایسے ہی اوصاف پائے جن اوصاف سے آپ متصف ہیں ہم نے ایسا حلیہ پایا جس طرح آپ کا حلیہ مبارک ہے اور ظہور بھی اس طرح پایا ہے جس طرح آپ کا ظہور ہوا ہے ہم امید کرتے تھے کہ وہ نبی ہم میں سے ہوگا جب آپ کا ظہور ہوا تو ہم ڈر گئے کہ شاید وہ نبی آپ ہی ہوں لیکن جب ہم نے غور وفکر کیا تو ہمیں معلوم ہوا کہ آپ بھی وہ نبی نہیں ہیں آپ ﷺ نے فرمایا اس کی کیا وجہ ہے؟ اس نے کہا ہم نے پڑھا ہے کہ اس نبی کے ساتھ ستر ہزار ایسے افراد ہوں گے جو حساب اور عذاب کے بغیر جنت میں جائیں گے لیکن آپ کے پاس تو بالکل تھوڑے سے صحابہ ہیں آپ ﷺ نے فرمایا مجھے اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے میں ہی وہ نبی ہوں اور وہ میری ہی امت ہوگی میری امت ستر ہزار، ستر ہزار سے زیادہ ہوگی۔

الطبرانی، ابن حبان، حاکم، البیہقی اور ابونعیم رحمہم اللہ تعالیٰ نے حضرت عبداللہ ابن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے زید بن سعنہ کو ہدایت دینے کا ارادہ فرمایا تو وہ کہتے ہیں جب میں نے حضور اکرم ﷺ کے چہرۂ انور کی طرف دیکھا تو میں نے ان میں دو علامات کے علاوہ باقی تمام علامات پہچان لیں ان میں سے ایک علامت یہ تھی آپ ﷺ کا حلم آپ کے غضب پر غالب ہوگا اور دوسری علامت یہ تھی کہ ان سے جتنا جاہلانہ رویہ اختیار کیا جائے وہ اتنے ہی حلیم ہوں گے میں کسی حیلے اور بہانے کی تلاش میں تھا تاکہ میں آپ سے ملاقات کروں اور آپ ﷺ کے حلم اور عفو و درگزر سے آشنائی حاصل کروں۔ یہ موقعہ مجھے اس طرح ملا کہ میں نے آپ ﷺ کو اس شرط پر قیمت ادا کر دی کہ آپ وقت مقررہ پر مجھے کھجوریں دیں گے لیکن مقررہ وقت سے دو یا تین دن پہلے ہی میں آپ ﷺ کے پاس آیا۔ میں نے آپ ﷺ کی قمیص اور چادر کو پکڑا اور غصیلی نظر سے آپ کی طرف دیکھا اور کہا اے محمد! (صلی اللہ علیک وسلم) کیا آپ میرا حق ادا نہیں کریں گے اے

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دونوں اوراق کو اس روشن دان میں رکھا ہوا ہے میں نے ان پر مٹی کا لیپ کر دیا ہے۔ اب ان اوراق کے نہ پاس جانا اور نہ ہی دیکھنا اگر اللہ تعالیٰ نے تیرے ساتھ بھلائی کا ارادہ کیا ہے اور اس نبی مکرم ﷺ کا ظہور ہوا تو تو ضرور ان کی پیروی کرے گا۔

کچھ دنوں کے بعد میرا باپ مر گیا ہم نے اس کو دفن کر دیا اب مجھے اس سے کوئی بات زیادہ پسندیدہ نہ تھی کہ میں ان اوراق کو دیکھوں میں نے روشندان کو کھولا اور ان اوراق کو نکال لیا۔ میں نے دیکھا ان اوراق پر لکھا ہوا تھا۔

''محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ وہ خاتم النبیین ہیں ان کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ وہ مکہ میں پیدا ہوں گے مدینہ منورہ ان کی ہجرت گاہ ہوگا وہ نہ تند خو ہوں گے نہ ہی غضب ناک وہ بازار میں شور نہیں کریں گے وہ برائی کا بدلہ بھلائی سے دیں گے وہ درگزر کریں گے اور معاف فرمائیں گے ان کی امت حماد ہوگی یعنی وہ ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کرے گی۔ ان کی زبان پر ہمیشہ تکبیر جاری ہوگی۔ وہ ہر دشمن کے خلاف اپنے نبی مکرم ﷺ کی مدد کریں گے۔ وہ اپنی شرمگاہوں کو دھویا کریں گے وہ اپنے وسط میں ازار باندھیں گے ان کی اناجیل (قرآن پاک) ان کے سینوں میں ہوں گی۔ وہ آپس میں ایک دوسرے پر اس طرح رحم کریں گے جس طرح ایک ماں کے بچے ایک دوسرے پر رحم کرتے ہیں۔ تمام امم سے پہلے وہ ہی امت جنت میں جائے گی''

میں انتظار کرتا رہا مجھے یہ خبر ملی کہ حضور ﷺ مکہ مکرمہ میں مبعوث ہو چکے ہیں۔ لیکن میں تاخیر کرتا رہا۔ پھر مجھے یہ خبر ملی کہ آپ ﷺ کا وصال ہو گیا ہے اور ان کا خلیفہ ان کے قائم مقام ہے ان کے مجاہدین ہمارے پاس آئے میں نے کہا میں اس وقت تک ان کے دین میں داخل نہیں ہوں گا جب تک مجھے ان کی سیرت اور اعمال کا پتہ نہ چل جائے۔ میں تاخیر کرتا رہا تا کہ اچھی طرح تحقیق کر لی جائے حتیٰ کہ ایک دن حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عمال ہمارے پاس آئے جب میں نے ان کے ایفائے عہد کو دیکھا دشمنوں کے ساتھ ان کا حسن سلوک دیکھا تو مجھے یقین ہو گیا یہ وہی لوگ ہیں جن کا میں منتظر تھا اللہ کی قسم! ایک دن میں اپنے گھر کی چھت پر تھا کہ کسی مسلمان نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی تلاوت کی۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اٰمِنُوْا بِمَا نَزَّلْنَا مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّطْمِسَ وُجُوْهًا (النساء:47) ''اے وہ لوگوں جنہیں دی گئی کتاب ایمان لاؤ اس کتاب پر جو نازل فرمائی ہم نے تا کہ تصدیق کرے اس کتاب کی جو تمہارے پاس ہے (ایمان لاؤ) اس سے پہلے کہ ہم مسخ کر دیں چہرے۔''

جب میں نے یہ آیت سنی تو میں خوفزدہ ہو گیا کہ کہیں صبح ہونے سے پہلے ہی میرا چہرہ میرے پیچھے منتقل نہ ہو جائے۔ اس وقت صبح سے زیادہ مجھے کوئی چیز محبوب نہ تھی۔ میں نے صبح مسلمانوں کے پاس جا کر کی۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے زبور شریف میں فرمایا اے داؤد! تیرے بعد ایک نبی آئے گا احمد، محمد، صادق اور نبی ﷺ ان کے اسماء ہوں گے میں ان سے کبھی بھی ناراض نہ ہوں گا نہ ہی وہ میری نافرمانی کریں گے میں نے ان کے اگلے پچھلے گناہوں (1) کو معاف فرما دیا ہے۔ ان کی

1۔ اس سے مراد آپ سے آپ پر لگائے گئے جھوٹے الزامات کو مٹانا ہے۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ اس ورقہ میں لکھا تھا: ''بسم اللہ! اس کا قول حق ہے اور ظالموں کا قول ہلاکت ہے۔

یہ ذکر اس امت کا ہے آخری زمانہ میں آئے گی وہ اپنے اطراف کو دھویا کریں گے اپنے وسط میں تہہ بند باندھیں گے وہ اپنے دشمن کے تعاقب میں سمندروں میں کود پڑیں گے ان میں ایک ایسی نماز ہوگی کہ اگر وہ نماز حضرت نوح علیہ السلام کی قوم میں ہوتی تو وہ کبھی بھی طوفان سے ہلاک نہ ہوتی۔ اگر وہ نماز قوم عاد میں ہوتی تو وہ کبھی بھی تیز ہوا سے تباہ نہ ہوتی اور اگر وہ نماز قوم ثمود میں ہوتی تو وہ کبھی چیخ سے تباہ نہ ہوتی'' جب میں نے حضور ﷺ کو آپ کی امت کے یہ اوصاف پڑھ کر سنائے تو آپ ﷺ نے تعجب کا اظہار کیا۔

ابن مندہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے سراپا ہدایت اور رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجا ہے اور اللہ تعالیٰ نے مجھے اس لئے مبعوث کیا ہے تا کہ میں مزامیر (1) اور معازف کو ختم کردوں۔ آپ ﷺ کی یہ بات سن کر حضرت اوس بن سمعان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم مجھے اس ذات کی قسم! جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے میں نے تورات میں آپ کے یہی اوصاف پڑھے ہیں۔

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے پانچ انبیاء کرام کی بشارت ان کے ظہور سے پہلے دی:۔

1۔ حضرت اسحاق اور حضرت یعقوب علیہما السلام کی بشارت کی۔ ارشاد فرمایا: فَبَشَّرْنٰهَا بِاِسْحٰقَ ۙ وَ مِنْ وَّرَآءِ اِسْحٰقَ یَعْقُوْبَ۝ (ہود:71) ''تو ہم نے خوشخبری دی سارہ کو اسحٰق کی اور اسحٰق کے بعد یعقوب کی''۔

اور حضرت یحیٰی علیہ السلام کی بشارت دی ارشاد فرمایا: اَنَّ اللّٰهَ یُبَشِّرُکَ بِیَحْیٰی ''بے شک اللہ خوشخبری دیتا ہے آپ کو یحیٰی کی''۔ اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت دی ارشاد ربانی ہے: اِنَّ اللّٰهَ یُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ (آل عمران:45) ''اللہ تعالیٰ بشارت دیتا ہے تجھے ایک حکم کی اپنے پاس سے''۔

اور حضور ﷺ کی بشارت دی ارشاد ہوا: وَ مُبَشِّرًۢا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْۢ بَعْدِی اسْمُهٗۤ اَحْمَدُ ؕ (الصف:6) ''اور مژدہ دینے والا ہوں ایک رسول کا جو تشریف لائے گا میرے بعد اس کا نام نامی احمد ہوگا''

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے حلیہ میں حضرت وہب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ بنی اسرائیل میں ایک ایسا آدمی تھا جس نے دوسو سال تک اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی پھر وہ مرگیا۔ لوگوں نے اس کو گندگی کے ڈھیر پر پھینک دیا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر وحی کی کہ جاؤ اور اس کی نماز جنازہ ادا کرو انہوں نے عرض کی مولا! بنی اسرائیل کہتے ہیں کہ اس شخص نے دوسو سال تک تیری نافرمانی کی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ سچ ہے لیکن اس شخص کی یہ عادت تھی کہ وہ جب بھی تورات کو کھولتا اس میں اسم محمد ﷺ دیکھتا تو وہ نام نامی کو چوم لیتا اور آنکھوں سے لگاتا اور آپ ﷺ پر درود شریف پڑھتا۔ اس وجہ سے میں نے اس کے تمام گناہوں کو معاف کر دیا ہے اور ستر حوروں کے ساتھ اس کی شادی کی ہے۔

1۔ آلات موسیقی۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

.https://ataunnabi.blogspot.com/

بنی عبدالمطلب! اللہ کی قسم! تم قرض کی ادائیگی میں ٹال مٹول سے کام لیتے ہو۔ مجھے آپ سے یہ سودا کر کے علم ہوا ہے۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا اے اللہ کے دشمن! کیا تو رسول اللہ ﷺ سے ایسی گستاخانہ باتیں کر رہا ہے اللہ کی قسم! اگر مجھے آپ ﷺ سے تجاوز کرنے کا خوف نہ ہوتا تو میں تیرا سر تلوار سے اڑا دیتا۔ حضور ﷺ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بڑے سکون اور آرام سے دیکھ رہے تھے۔ آپ ﷺ کے لبوں پر تبسم تھا آپ نے فرمایا اے عمر! مجھے اور اس کو تمہاری ایک اور بات کی ضرورت ہے وہ یہ ہے کہ تو مجھے حسن ادائیگی کے متعلق کہتا اور اس کو عمدہ طریقہ سے تقاضا کرنے کے لئے کہتا اے عمر اسے لے جاؤ اس کا حق ادا کرو اور جو تم نے اس کو ڈرایا ہے اس کے بدلے اس کے حق سے بیس صاع زیادہ دے دینا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایسا ہی کیا۔ میں نے کہا اے عمر! میں نے حضور ﷺ کے چہرے کو دیکھ کر تمام علامات نبوت کا مشاہدہ کر چکا تھا میں صرف دو علامات دیکھنا چاہتا تھا: (1) ان کا حلم ان کے غصہ پر غالب رہے گا، (2) جہالت کی شدت سے ان کے حلم میں اضافہ ہوگا۔ اب میں نے آپ ﷺ کے یہ بھی دونوں اوصاف دیکھ لئے ہیں اب میں گواہی دیتا ہوں کہ میں اللہ تعالیٰ کو اپنا رب مان کر، اسلام کو اپنا دین مان کر اور محمد عربی ﷺ کو اپنا نبی مان کر راضی ہوں۔

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے یوسف بن عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اور وہ اپنے باپ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ میں نے کتابوں میں پڑھا ہے کہ مکہ معظمہ سے ایک جھنڈا بلند ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اس جھنڈے والی ذات کے ساتھ ہوگا اور وہ جھنڈے والی ذات اللہ کے ساتھ ہوگی اللہ تعالیٰ اسے تمام شہروں پر غلبہ عطا فرمائے گا۔

ابن سعد اور ابن عساکر رحمہما اللہ تعالیٰ نے موسیٰ بن یعقوب کی سند سے حضرت سہل رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو غیشمہ کے غلام تھے سے روایت کیا ہے کہ وہ پہلے عیسائی تھے اور تریس کے رہنے والے تھے۔ وہ یتیم تھے اور اپنے چچا کی سرپرستی میں تھے وہ کہتے ہیں کہ میں نے انجیل کو پکڑا اور اسے پڑھنے لگا۔ میں نے ایک ورقہ دیکھا جو گوند سے جوڑا گیا تھا میں نے اسے کھولا اس میں محمد عربی ﷺ کے اوصاف لکھے ہوئے تھے کہ وہ نہ دراز قد ہوں گے اور نہ ہی کوتاہ قد ان کی رنگت سفید ہوگی۔ ان کے بالوں کی دو مینڈھیاں ہوں گی ان کے کندھوں کے درمیان مہر نبوت ہوگی وہ اکثر احتباء فرمائیں گے وہ صدقہ کو قبول نہیں کریں گے وہ گدھے اور اونٹ پر سواری کریں گے وہ بکری کا دودھ نکالیں گے۔ وہ قمیص کو پیوند لگا کر زیب تن فرمائیں گے اسی وجہ سے وہ تکبر سے مبراء ہوں گے وہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے ہوں گے ان کا اسم مبارک احمد ہوگا۔ حضرت سہل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ جب میں نے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہاں تک توصیف پڑھی تو میرا چچا آ گیا۔ جب اس نے میرے ہاتھ میں وہ ورقہ دیکھا تو وہ مجھے مارنے لگا اس نے مجھ سے کہا تو نے یہ ورقہ کیوں کھول کر پڑھا ہے میں نے کہا اس میں نبی کریم، احمد مجتبیٰ ﷺ کی تعریف ہے۔ اس نے کہا وہ نبی جس کی یہ صفتیں ہیں وہ ابھی تک نہیں آیا۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے عمر بن حکم سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ میرے آباء نے مجھے بتایا کہ زمانہ جاہلیت میں ان کے پاس ایک ورقہ ہوتا تھا۔ جو نسل در نسل ان میں منتقل ہو رہا۔ جب حضور ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو ہم نے وہ ورقہ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بازاروں میں شور نہیں مچائیں گے وہ فحش کلامی اور بدزبانی نہیں کریں گے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ تورات میں حضور ﷺ کی توصیف بیان کی گئی ہے وہاں یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام آپ ﷺ کے ساتھ مدفون ہوں گے۔ ابوالشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر میں حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ نجاشی کے وہ ساتھی جنہوں نے اسلام قبول کیا تھا اس نے نجاشی سے کہا آپ ہمیں اجازت دیں تا کہ ہم اس نبی مکرم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوں جن کے اوصاف ہم تورات میں پاتے ہیں وہ تمام آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہوں نے غزوۂ احد میں شرکت کی۔

زبیر بن بکار نے اخبار مدینہ میں حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جو کتاب حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل کی اس میں مدینہ سے فرمایا" یا طیبه، یا طابه!، یا مسکینه! خزانوں کو ہرگز قبول نہ کرنا۔ میں تیرے پتھروں کو دوسرے شہروں کے پتھروں پر رفعت اور عظمت عطا کروں گا۔ اسی لئے بعثت محمدی سے قبل مدینہ کے یہودی مثلاً بنی قریظہ اور بنی نضیر وغیرہ جب وہ مشرکین عرب مثلاً اسد اور غطفان کے قبائل وغیرہ سے جنگ کرتے تو وہ کہتے اے ہمارے رب! ہم اس نبی اُمی ﷺ کے وسیلہ جلیلہ سے تجھ سے مدد طلب کرتے ہیں جنہیں تو نے آخری زمانہ میں مبعوث کرنے کا وعدہ کیا ہے۔" دوسری روایت کے مطابق وہ یہ کہتے تھے اے مولا! اس نبی کریم ﷺ کے طفیل ہماری مدد فرما جن کو تو آخری زمانہ میں مبعوث کرے گا اور جن کی صفات ہم نے تورات میں پڑھی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے نبی ﷺ کے طفیل ان کی مدد فرماتا۔

ایک اور روایت کے مطابق وہ یہ کہتے" اے مولا! اس نبی ﷺ کو مبعوث فرما جن کی توصیف ہم تورات میں پاتے ہیں تا کہ وہ انہیں عذاب دیں اور انہیں قتل کریں۔" ایک اور روایت کے مطابق خیبر کے یہودیوں کی غطفان کے ساتھ عداوت تھی وہ جب بھی آپس میں برسرپیکار ہوتے تو یہودیوں کو شکست ہوتی ایک دن یہودیوں نے دعا مانگی اے مولا! ہم ان نبی مکرم ﷺ کے وسیلہ سے تجھ سے دعا مانگتے ہیں جن کے بارے میں تو نے وعدہ کیا ہے کہ تو انہیں آخری زمانہ میں مبعوث فرمائے گا۔ یونہی انہوں نے یہ دعا مانگی ان کی شکست فتح میں تبدیل ہوگئی۔

امام واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ثعلبہ بن ابی مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابو مالک جو یہودیت کے متبحر عالم تھے سے سوال کیا کہ آپ مجھے حضور ﷺ کی وہ صفات بتائیں جو تورات میں موجود ہیں انہوں نے کہا بنی ہارون کی وہ تورات جس میں کوئی تغیر و تبدل نہیں ہوا اس میں حضور ﷺ کی اوصاف اس طرح بیان ہیں، ان کا اسم گرامی احمد ہوگا، وہ حضرت اسماعیل بن حضرت ابراہیم علیہما السلام کی نسل سے ہوں گے وہ اپنے وسط میں تہہ بند باندھیں گے وہ اپنی اطراف کو دھویا کریں گے ان کی آنکھوں میں سرخی ہوگی ان کے کندھوں کے مابین مہر نبوت ہوگی وہ نہ طویل القامت ہوں گے نہ ہی کوتاہ قد ہوں گے وہ چادر زیب تن فرمائیں گے اور خچر پر سوار ہو کر جہاد کریں گے وہ اونٹ پر

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

امام احمد اور ابن سعد رحمہما اللہ تعالیٰ نے ابوصخر العقیلی سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ مجھے ایک اعرابی نے یہ بتایا ہے کہ ایک دفعہ حضور ﷺ ایک یہودی کے پاس سے گزرے اس یہودی کے ہاتھ میں تورات شریف کا کچھ حصہ تھا اور وہ اپنے بیمار بیٹے پر اس کی تلاوت کر رہا تھا۔ حضور ﷺ نے فرمایا اے یہودی! میں تجھے اللہ کا واسطہ دیتا ہوں جس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر تورات نازل کی کیا تو نے دیکھا ہے کہ میرے اوصاف، میرے محاسن اور میری ہجرت گاہ کا ذکر تورات میں موجود ہے؟ اس یہودی نے نفی کے انداز میں اپنے سر کو ہلایا۔ اس کے بیٹے نے کہا مجھے قسم ہے اس ذات کی جس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر تورات نازل کی میں نے آپ کے اوصاف آپ کے محاسن، آپ کا زمانہ اور آپ کی ہجرت گاہ کا ذکر تورات شریف میں دیکھا ہے میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپ ﷺ اللہ کے سچے رسول ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا یہودی سے اپنے ساتھی کو چھڑالو۔ کچھ دیر کے بعد وہ نوجوان وفات پا گیا آپ ﷺ نے اس کی نماز جنازہ ادا فرمائی۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ قریش مکہ نے نضر بن حارث اور عقبہ بن ابی معیط وغیرہ کو یثرب کے یہودیوں کے پاس بھیجا اور ان سے کہا کہ یہودیوں سے حضور ﷺ کے متعلق پوچھو وہ مدینہ طیبہ آئے انہوں نے یہودیوں سے کہا ہم تم سے ایک مسئلے کے بارے میں پوچھنے آئے ہیں وہ یہ ہے کہ ہم میں سے ایک یتیم لڑکا بہت بڑی بات کرتا ہے وہ یہ کہتا ہے کہ وہ اللہ کا رسول ہے یہودی نے کہا ہمیں اس کی کچھ صفات بتاؤ۔ قریش مکہ کے نمائندوں نے آپ ﷺ کے کچھ اوصاف بیان کئے یہودیوں نے پوچھا تم میں سے کون ان کی اتباع کر رہا ہے قریش کے لوگوں نے کہا ہم میں سے غرباء اور غلام اس کی اتباع کر رہے ہیں یہودیوں کا ایک عالم مسکرایا اور کہنے لگا یہ وہی نبی کریم ﷺ ہیں جن کا تذکرہ ہم تورات میں پاتے ہیں وہاں ہم نے یہ بھی پڑھا ہے کہ آپ کی قوم آپ کے ساتھ شدید عداوت کرے گی۔

امام حاکم، امام بیہقی اور ابن عساکر رحمہم اللہ تعالیٰ نے حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے ایک یہودی کے کچھ دینار دینے تھے اس نے آپ سے اپنی رقم کا تقاضا کیا آپ ﷺ نے فرمایا میرے پاس تو کوئی ایسی چیز نہیں جو میں تجھے دوں۔ یہودی نے کہا میں اس وقت تک آپ کو نہیں چھوڑوں گا جب تک آپ مجھے میرا قرض واپس نہیں کر دیتے میں آپ کے ساتھ بیٹھ جاؤں گا۔ وہ آپ ﷺ کے ساتھ بیٹھ گیا حضور نبی کریم ﷺ نے ظہر، عصر، مغرب، عشاء اور صبح کی نماز ادا فرمائی صحابہ کرام علیہم الرضوان اس یہودی کو دھمکیاں دیتے رہے اور اسے ڈراتے رہے انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم ایک یہودی نے آپ کو محبوس کر دیا ہے آپ نے فرمایا میرے رب نے مجھے منع فرمایا ہے کہ میں کسی معاہد (جس کے ساتھ عہد کیا جائے) پر یا کسی اور پر ظلم کروں۔ جب سارا دن گزر گیا تو یہودی نے اسلام قبول کر لیا اس نے کہا میں اپنے مال کا کچھ حصہ اللہ کے راستہ میں صدقہ کرتا ہوں۔ اللہ کی قسم! میں نے یہ پورا عمل آپ کی اس صفت کو معلوم کرنے کے لئے کیا ہے جو تورات میں بیان ہوئی ہے تورات میں آپ ﷺ کے محامد اس طرح بیان کئے گئے ہیں۔ وہ محمد بن عبداللہ ہیں اس کی جائے ولادت مکہ معظمہ اور ہجرت گاہ مدینہ طیبہ ہوگا اس کا ملک شام ہوگا وہ سخت اور تندخو نہیں ہوں گے وہ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اسرائیل کے ایک نبی پر نازل ہوتی تھی" اپنی قوم میں کھڑے ہو جاؤ اور کہو اے آسمان خاموش ہو جا۔ اے زمین غور سے سنو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کی شان بیان کرنے کا ارادہ فرمایا ہے میں نے انہیں مزین کیا انہیں اپنی عزت و کرامت کے لئے منتخب کیا۔ اپنی ذات کے لئے انہیں چنا میں نے بنی اسرائیل کو دیکھا جوان بدکی ہوئی بھیڑوں کی طرح تھے جن کا کوئی چرواہا نہ ہو میں نے بھاگنے والی بھیڑ کو واپس کیا، گمشدہ کو جمع کیا، مریض کا علاج کیا، ٹوٹی ہوئی ہڈی کو جوڑا اور ان میں سے موٹی بھیڑ کی حفاظت کی میں نے ان پر یہ رحم کیا مگر وہ تکبر کی وجہ سے اترانے لگیں انہوں نے آپس میں ایک دوسرے کو سینگ مارے ایک دوسرے کو قتل کیا اس گناہ گارامت کے لئے ہلاکت ہے اس گناہ گارامت کے لئے تباہی ہے۔ ظلم کرنے والی قوم کے لئے ہلاکت ہے۔

میں نے جب زمین و آسمان کو تخلیق کیا تھا تو میں نے اٹل فیصلے کر دیئے تھے پھر میں نے ان فیصلوں کے لئے ایک مدت مقرر کردی تھی۔ ان فیصلوں کا ظہور ہر حالت میں ہوگا اگر وہ علم غیب جانتے ہیں تو بتائیں وہ (نبی ﷺ) کس زمانہ میں ظہور فرمائیں گے میں انہیں تمام دینوں پر غلبہ عطا کروں گا اگر علم غیب کے جاننے کا دعویٰ کرتے ہیں تو تمہیں بتائیں کہ وہ کون ہوں گے۔ ان کے ساتھی، معاون اور مددگار کون ہوں گے۔ میں ان پڑھوں میں اس رسول مکرم ﷺ کو مبعوث کروں گا وہ سخت اور ترش رو نہیں ہوں گے وہ بازاروں میں شور و غوغا نہیں کریں گے۔ وہ فحش کلامی یا بدکلامی نہیں کریں گے۔ میں ہر قسم کی خوبیاں انہیں عطا فرماؤں گا۔ میں انہیں خلق کریم سے نوازوں گا، میں ان کی زبان پر وقار جاری کروں گا، تقویٰ ان کا ضمیر اور حکمت ان کی گفتگو ہوگی۔ سچ اور وفا ان کی طبیعت ہوگی۔ نیکی اور درگزران کا خلق ہوگا، حق ان کی شریعت اور عدل ان کی سیرت ہوگا۔ اسلام ان کی ملت ہوگا ان کے ذریعے میں کئی خاکساروں کو رفعت عطا کروں گا، ان کے وسیلہ سے میں کئی غریبوں کو غنی کروں گا ان کے ذریعے میں کئی گمراہوں کو ہدایت دوں گا ان کے ذریعے میں کئی جدا جدا دلوں کو اکٹھا کروں گا مختلف خواہشات کو جمع کروں گا۔ میں ان کی امت کو بہترین امت بناؤں گا وہ مجھ پر ایمان لائیں گے میری توحید کا اقرار کریں گے جو چیز میرے رسول مکرم ﷺ لے کر جائیں گے وہ اس کے ساتھ اخلاص کا اظہار کریں گے میں ان پر تسبیح، تحمید اور تمجید کروں گا الہام وہ اپنی نمازوں میں، مساجد میں، اپنے گھروں اور بستروں پر میری تسبیح بیان کریں گے وہ میری رضا کے لئے اپنے گھروں اور اموال کو خیر آباد کہیں گے، وہ میرے راستے میں صفیں بنا کر جہاد کریں گے وہ قیام، رکوع اور سجود کر کے میرے لئے نماز ادا کریں گے وہ ہر بلندی پر میرے لئے تکبیر کہیں گے وہ رات کے راہب اور دن کے شیر ہوں گے یہ میرا فضل ہے میں جسے چاہتا ہوں اپنا فضل عطا کرتا ہوں میں عظیم فضل والا ہوں۔

حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا گیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک قدیم کتاب میں پڑھا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے مجھے عزت و جلال کی قسم! میں عرب کے پہاڑوں پر ایسا نور نازل کروں گا جو مشرق اور مغرب کو بھر دے گا میں اولاد اسماعیل سے ایک نبی عربی اُمی مبعوث کروں گا آسمان کے ستاروں اور زمین کی نباتات جتنے لوگ ان پر ایمان لائیں گے۔ وہ مجھے اپنا رب اور انہیں اپنا رسول تسلیم کریں گے وہ اپنے آباء واجداد کے دین کا انکار کریں گے اور اس سے راہ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سواری کریں گے وہ بازار میں چلیں گے اپنے کندھے پر تلوار حمائل کریں گے تمام لوگ ان سے ملاقات کر سکیں گے کسی کی انہیں کوئی پرواہ نہیں ہوگی۔ ان پر ایک ایسی نماز فرض ہوگی کہ اگر وہ نماز حضرت نوح علیہ السلام کی قوم پر فرض ہوتی تو انہیں کبھی بھی طوفان کے ذریعہ ہلاک نہ کیا جاتا۔ اگر وہ نماز قوم عاد پر فرض ہوتی تو انہیں ہوا کے ذریعہ سے ہلاک نہ کیا جاتا اور اگر وہ نماز قوم ثمود پر فرض ہوتی تو انہیں چیخ کے ذریعہ تباہ نہ کیا جاتا وہ مکہ مکرمہ میں پیدا ہوں گے وہیں وہ نشو ونما پائیں گے اور وہیں انہیں نبوت سے سرفراز کیا جائے گا مدینہ منورہ ان کی ہجرت گاہ ہوگا وہ اُمی ہوں گے پڑھ اور لکھ نہیں سکیں گے وہ حماد ہوں گے ہر تنگی اور فراخی میں اللہ کی حمد کریں گے شام ان کا ملک ہوگا حضرت جبرائیل علیہ السلام ان کے ساتھی ہوں گے وہ اپنی قوم سے بہت سی تکالیف برداشت کریں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ انہیں فتح عطا فرمائے گا وہ ان لوگوں کو اپنا قیدی بنالیں گے۔ یثرب میں ان کے لئے بہت سے واقعات کا ظہور ہوگا بعض واقعات ان کے حق میں ہوں گے اور کچھ ان کے مخالف ہوں گے لیکن بالآخر انہیں کامیابی حاصل ہوگی ان کی امت موت کی طرف اتنی تیزی سے آئے گی جتنی تیزی سے پانی پہاڑ کی چوٹی سے نیچے آتا ہے ان کی اناجیل ان کے سینوں میں ہوں گی ان کی قربانیاں ان کے خون ہوں گی وہ دن کے شیر اور رات کے راہب ہوں گے ایک ماہ کی مسافت سے دشمن انُ سے مرعوب ہو جائے گا وہ اپنے ہاتھ سے جہاد فرمائیں گے وہ زخمی بھی ہوں گے۔ ان کے ساتھ ان کا کوئی چوکیدار نہیں ہوگا اللہ تعالیٰ خود ہی ان کی حفاظت فرمائے گا۔

اسی طرح انہوں نے البشر میں ذکر کیا ہے کہ محمد بن الذبال نے بعض ان علماء سے روایت کیا ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائے انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی کی اے ابن الطاہرۃ البکر العبول میری بات غور سے سنو اور میری اطاعت کرو میں نے آپ کو بغیر باپ کے پیدا کیا ہے اور آپ کو دنیا کے لئے نشانی بنایا ہے میری ہی عبادت کرو اور مجھ پر ہی توکل کرو۔ کتاب کو مضبوطی سے تھام لو۔ اہل سوریا کے لئے اس کی تفسیر بیان کرو۔ لوگوں میں اس کی تبلیغ کرو انہیں بتادو کہ میں اللہ ہوں میں بدیع ہوں اور ہمیشہ قائم رہنے والا ہوں انہیں یہ بھی بتادو کہ وہ اس نبی اُمی ﷺ کی تصدیق کریں جنہیں میں آخری زمانہ میں مبعوث کروں گا وہ اونٹ والے ہوں گے ان کی بہت سی ازواج مطہرات ہوں گی ان کی نسل کثیر ہوگی۔ ان کی ازواج سے ان کی اولاد بہت کم ہوگی ان کی نسل اس مبارکہ (حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا) سے چلے گی جو جنت میں تمہاری والدہ کے ساتھ ہوں گی۔ ان کی نسل سے دو جوان ہوں گے جو دین حنیف کے لئے شہید کر دیئے جائیں گے۔ یمانیہ ان کا قبلہ ہوگا وہ رحمۃ للعالمین ہوں گے ان کے لئے ایک حوض مختص ہے جو مکہ سے لے کر مطلع الشمس (1) تک لمبا ہوگا آسمان کے ستاروں جتنے اس پر برتن ہوں گے۔ جنت کے ہر مشروب کا رنگ اس میں شامل ہوگا جنت کے ہر پھل کا ذائقہ اس میں ہوگا جو ایک مرتبہ اس حوض سے پانی پی لے گا پھر وہ پیاسا نہیں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ان کے قدموں کے اوصاف بھی بیان کرے گا۔

حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس کتاب میں پڑھا ہے جو

1۔ سورج کے طلوع ہونے کی جگہ۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

صفات سے متصف ہوتا لیکن اب اس کی عمر چالیس سال سے تجاوز کر چکی ہے اور اس پر ابھی تک وحی نہیں آئی۔ مجھے یقین ہو گیا کہ وہ نبی نہیں۔ حضرت ابو سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں جب محمد مصطفیٰ ﷺ مبعوث ہوئے تو میں نے ان کے متعلق امیہ کو بتایا امیہ نے مجھ سے کہا اگر وہ حق پر ہیں تو ان کی اتباع کرو میں نے ان سے پوچھا کیا تو ان کی اتباع نہیں کرے گا اس نے کہا اب مجھے ان کی پیروی کرتے ہوئے شرم آتی ہے کیونکہ میں ثقیف کی عورتوں کو کہا کرتا تھا کہ میں ہی وہ نبی ہوں اب میں بنی عبد مناف کے ایک نوجوان کی اتباع کیسے کروں؟

سیرۃ میں ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے جب بنی قریظہ کا محاصرہ کیا تو اس دن ہفتہ تھا کعب بن عمرو نے بنی قریظہ سے کہا۔ تین چیزوں سے ایک چیز منتخب کر لو۔ یہودیوں نے کہا وہ تین اشیاء کون سی ہیں۔ کعب بن عمرو نے کہا:۔

(1) ہم اس آدمی کی اتباع کرتے ہیں اور اس پر ایمان لے آتے ہیں کیونکہ ہم کو علم ہے کہ وہ وہی نبی ہیں جن کے بارے میں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بشارت دی تھی ہم اپنی کتاب میں ان کے اوصاف بھی پاتے ہیں۔ بنی قریظہ نے کہا ہم سے یہ ممکن نہیں ہے۔

(2) کعب نے کہا پھر آؤ ہم اپنے بیٹوں اور عورتوں کو قتل کر دیتے ہیں پھر محمد (ﷺ) سے جنگ کرتے ہیں کیونکہ اس طرح ہمارے پیچھے کوئی ایسی چیز نہیں رہے گی جس کا ہمیں افسوس ہوگا۔ اگر ہم کامیاب ہو گئے تو ہمیں اور عورتیں اور بیٹے مل جائیں گے اور اگر ہم ہلاک ہو گئے تو پیچھے ہماری کوئی عورت نہیں ہوگی یہ سن کر بنی قریظہ نے کہا ان مساکین کو ظلماً قتل نہ کرو۔

(3) پھر کعب نے کہا آج ''ہفتہ'' کی رات ہے۔ اس وجہ سے محمد (ﷺ) ہماری طرف سے مطمئن ہوں گے۔ ہم آج شب ہی ان پر حملہ آور ہو کر انہیں نیست و نابود کر دیتے ہیں۔ بنی قریظہ نے کہا ہفتہ کے روز فساد کرنا بہتر نہیں کعب نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ تم میں سے کسی ایک شخص نے بھی محتاط انداز میں رات بسر نہیں کی۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے روایت کیا ہے کہ ایک شخص یمن سے حضرت کعب الاحبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس نے کہا کہ یہودیوں کے فلاں عالم نے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے۔ میرے پاس اس کا ایک خط ہے حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا وہ خط لاؤ۔ اس شخص نے کہا اس یہودیت کے عالم نے آپ سے پوچھا ہے کیا آپ ہمارے راہبر و سردار نہیں تھے۔ ہر شخص آپ کی پیروی کرتا تھا پھر کس چیز نے آپ کو مجبور کیا ہے کہ آپ دین مصطفیٰ ﷺ کو اختیار کریں۔ حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس شخص سے پوچھا۔ کیا اب تو اس شخص کے پاس واپس جائے گا۔ اس نے کہا ہاں میں واپس جاؤں گا حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا جب تم اس کے پاس جاؤ تو اس کے کپڑے کے دامن کو مضبوطی سے تھام لینا تاکہ وہ بھاگنے نہ پائے پھر اس سے کہنا کہ کعب تجھ سے اس ذات کا واسطہ دے کر پوچھتا ہے جس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ان کی والدہ کی طرف واپس لوٹایا تھا وہ تجھ سے اس ہستی کا واسطہ دے کر سوال کرتا ہے جس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے سمندر کو پھاڑ دیا تھا وہ تجھ سے اس ہستی کا واسطہ دے کر سوال کرتا ہے جس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے سمندر کو پھاڑ دیا تھا وہ تجھ سے اس ذات کا واسطہ دے کر استفسار کرتا ہے جس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فرار اختیار کریں گے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی اے میرے مولا! تو پاک ہے، تیرے اسماء پاکیزہ ہیں تو نے اس نبی کریم ﷺ کو کتنی کرامت، رفعت اور عظمت عطا فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اے موسیٰ! میں دنیا اور آخرت میں ان کے دشمن سے انتقام لوں گا۔ میں ان کی دعوت کو ہر دعوت پر غلبہ دوں گا بحر و بر کی بادشاہی ان کے لئے اور ان کے غلاموں کے لئے ہوگی میں زمین کے خزانے ان کے لئے نکال دوں گا۔ جو ان کی شریعت کی مخالفت کرے گا میں اسے ذلیل کر دوں گا اے موسیٰ (علیہ السلام)! میں عدل کے ساتھ ان کی تربیت کروں گا۔ انصاف کے ساتھ ان کا ظہور کروں گا مجھے اپنی عزت کی قسم! میں ان کے ذریعے کئی اقوام کو آگ سے بچالوں گا۔ میں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ دنیا کو کھولا تھا اور اس کو حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر ختم کروں گا۔ اے بنی اسرائیل! جو کتاب وہ لے کر تشریف لائیں گے اس کی مثال ایک بھرا ہوا مشکیزہ ہے۔ جو جب حرکت کرتا ہے تو اس وقت اس سے مکھن نکلتا ہے میں ان کی کتاب پر کتب کو اور ان کی شریعت پر شریعتوں کو ختم کروں گا جس نے ان کے عہد ہمایوں کو پالیا لیکن ان پر ایمان نہ لایا نہ ہی ان کی شریعت میں داخل ہوا وہ اللہ تعالیٰ کے ذمہ کرم سے آزاد ہے میں ان کی امت کو توفیق دوں گا کہ وہ زمین کے مشارق و مغارب میں مساجد بنائیں گے جب ان مساجد میں میرا ذکر کیا جائے گا تو میرے ساتھ میرے نبی ﷺ کا بھی ذکر ہوگا اور ان کا ذکر دنیا میں ہمیشہ باقی رہے گا۔

ابن ہشام رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بہت سے علمائے یہود نے حضور ﷺ کے ایسے اوصاف بیان کئے ہیں جو تورات میں موجود نہیں تھے کیونکہ اس سے انہیں اپنے نان ونفقہ اور رزق کے ختم ہو جانے کا خطرہ تھا۔ علمائے تورات ہونے کی وجہ سے عوام ان کی خدمت کرتی تھی ان کو یہ خطرہ تھا کہ اگر ان کے عوام اس نبی مکرم ﷺ پر ایمان لے آئیں گے تو ان کی آمدن ختم ہو جائے گی جو شخص اسلام قبول کرتا تھا یہ علماء اس سے کہتے تھے ان مہاجرین پر اپنے اموال خرچ نہ کرو ہمیں ڈر ہے کہ کہیں تم غریب نہ ہو جاؤ۔ اللہ رب العزت نے یہ آیت انہیں کے بارے میں نازل کی ہے: الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ وَ يَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ وَ يَكْتُمُوْنَ مَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ؕ (النساء:37) ”جو خود بھی بخل کرتے ہیں اور حکم دیتے ہیں لوگوں کو بھی بخل کرنے کا اور چھپاتے ہیں جو عطا فرمایا ہے انہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے۔“ یعنی انہیں جو حضور ﷺ کی صفات کے متعلق علم تھا وہ اسے چھپاتے تھے ان کی کتاب میں تھا کہ ”حضور ﷺ سرمگین آنکھوں والے، درمیانے قد والے، گھنگریالے بالوں والے اور حسین چہرے والے ہوں گے لیکن ان علماء نے آپ ﷺ کی ان صفات کو وہاں سے محو کر دیا وہ کہتے ہم اپنی کتاب میں ان کی صفات یہ پاتے ہیں کہ وہ طویل قد والے، نیلگوں آنکھوں والے اور سیدھے بالوں والے ہوں گے۔“ وہ علماء یہ صفات اپنی عوام کو دکھاتے اور کہتے یہ نبی آخری زمانہ میں مبعوث ہوگا۔ اس وقت اللہ رب العزت نے یہ آیت نازل کی: اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ (البقرہ:174) ”بے شک وہ لوگ چھپاتے ہیں اس کو جو اللہ نے نازل کیا۔“

امیہ بن ابی الصلت ابوسفیان سے کہا کرتا تھا کہ میں نے سابقہ کتب میں ایک ایسے نبی کے اوصاف دیکھے ہیں جو ہمارے شہروں میں مبعوث ہوگا۔ میں گمان کرتا تھا کہ شاید میں ہی وہ نبی ہوں۔ میں یہ بات لوگوں کو بتاتا بھی تھا۔ پھر مجھے معلوم ہوا کہ وہ نبی بنی عبد مناف سے ہوگا میں نے بنی عبد مناف کے افراد میں غور کیا تو مجھے عتبہ بن ربیعہ کے علاوہ کوئی اور ایسا شخص نظر نہ آیا جوان

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فرمایا پھر وہ بھی رتبہ شہادت پر فائز ہوں گے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا پھر وہاں کیا لکھا تھا پھر حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا پھر تمام معاملہ (امور سلطنت) ملک شام کی طرف منتقل ہو جائیں گے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اے کعب! اتنا ہی کافی ہے۔

حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حضرت کعب الاحبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا مجھے اس شخص کے پاس لے چلیں جو اس کتاب کا سب سے بڑا عالم ہو جسے اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل کیا تا کہ میں آپ کی اور اس عالم کی گفتگو سن سکوں۔ حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ یمن میں ایک جید عالم رہتا ہے وہ تورات کا سب سے بڑا عالم ہے حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لے کر یمن تشریف لے گئے۔ جب آپ نے حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اس عالم یہودیت کو ایک دوسرے کے سامنے بٹھایا تو حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس یہودیت کے سب سے بڑے عالم سے کہا میں تجھے اس ذات کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں جس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے سمندر کو پھاڑ دیا تھا کیا تو نے کتاب اللہ میں یہ پڑھا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب تورات دیکھی تو انہوں نے عرض کی اے میرے مولا! میں نے تورات میں ایک ایسی امت مرحومہ کا ذکر پڑھا ہے جو تمام امم سے بہترین ہوگی انہیں لوگوں کے لئے ظاہر کیا جائے گا وہ لوگوں کو نیکی کا حکم دیں گے برائی سے منع فرمائیں گے وہ پہلی کتاب پر بھی ایمان لائیں گے اور آخری کتاب پر بھی ایمان لائیں گے وہ تمام گمراہوں سے جہاد کریں گے حتیٰ کہ وہ کانے دجال کو قتل کریں گے۔ اے مولا! اس امت کو میری امت بنا دے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ احمد مجتبیٰ ﷺ کی امت ہے۔ یہ سن کر اس عالم نے کہا ہاں میں نے یہ پڑھا ہے۔ پھر حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میں تجھے اس ہستی کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں جس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے سمندر چیرا تھا کیا تو کتاب اللہ میں یہ نہیں پاتا کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے تورات پڑھی تو آپ نے عرض کی میرے رب! میں نے اس کتاب میں ایک ایسی امت کا ذکر پڑھا ہے جو بلندی پر چڑھتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی تکبیر کہیں گے اور بلندی سے اترتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کریں گے مٹی ان کے لئے پاکیزہ ہوگی وہ حالت جنابت میں جب پانی نہیں پائیں گے تو مٹی سے اسی طرح پاک ہو جائیں گے جس طرح وہ پانی سے پاک ہوں گے۔ تمام روئے زمین ان کیلئے مسجد ہوگی۔ وضو کی وجہ سے ان کے چہرے، ہاتھ اور پاؤں روشن ہوں گے مولا! اس امت کو میری امت بنا دے اللہ رب العزت نے فرمایا وہ احمد مجتبیٰ ﷺ کی امت ہے یہ تمام گفتگو سن کر اس جید عالم نے کہا ہاں میں نے یہ تمام باتیں پڑھی ہیں۔ حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میں تجھے اس ذات کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں جس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے سمندر کو پھاڑا تھا کہ کیا تو کتاب اللہ میں یہ پاتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے تورات پڑھی تو اپنے رب سے عرض کی مولا! میں نے تورات میں ایک ایسی امت کا تذکرہ پڑھا ہے جس کا کوئی فرد اگر نیکی کا ارادہ کرے گا تو صرف ارادہ کرنے کی وجہ سے اس کے نامہ اعمال میں ایک نیکی کا ثواب لکھا جائے گا اور اگر اس نے وہ نیکی کر دی تو پھر اس کی اس نیکی کا ثواب دس گنا سے لے کر سات سو گنا تک دیا جائے گا لیکن اگر کسی آدمی نے برائی کا ارادہ کیا تو اس کے نامہ اعمال میں برائی

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کی جانب ایسی الواح پھینکی تھیں جن میں ہر چیز کا علم تھا۔ کیا تو نے تورات میں نہیں پڑھا کہ امت مصطفوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے تین طبقات ہوں گے۔ ایک طبقہ حساب کے بغیر جنت میں جائے گا دوسرا طبقہ اللہ کی رحمت کی وجہ سے جنت میں داخل ہوگا اور تیسرے طبقے کا بڑی آسانی سے حساب لیا جائے گا پھر انہیں بھی جنت میں داخل کر دیا جائے گا۔ جب تو اس سے یہ سوال کرے گا تو وہ ضرور تجھ سے کہے کہ ہاں میں نے یہ تمام باتیں پڑھی ہیں اس وقت اس نے کہا کہ کعب تجھ سے کہتا ہے کہ مجھے ان طبقات میں سے جس طبقہ میں چاہو شمار کر لو۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت کعب الاحبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا اے کعب! آپ نے نبی کریم ﷺ کے زمانہ اقدس کو پایا لیکن آپ نے اسلام قبول نہ کیا حالانکہ آپ جانتے تھے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بھی یہ خواہش کی تھی کہ کاش میں نبی آخر الزمان ﷺ کے زمانہ اقدس کو پا لیتا۔ پھر آپ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ کو پایا۔ لیکن آپ نے ان کے دست اقدس پر بھی اسلام قبول نہ کیا حالانکہ وہ مجھ سے افضل تھے۔ لیکن آپ نے میرے زمانہ میں اسلام قبول کر لیا اس کی کیا وجہ ہے؟ حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اے امیر المومنین! جلدی نہ فرمائیں میں اتنی طویل مدت تمام صورت حال کا جائزہ لیتا رہا۔ میں نے تورات میں پڑھا ہے کہ تمام مخلوق کے سردار اور اولاد آدم میں سے برگزیدہ کوہ فاران سے ظہور فرمائیں گے اس کا ظہور اس وادیٔ مقدس میں ہوگا جو ''درخت سلم'' کے اگنے کی جگہ ہے وہ وہاں توحید اور حق کی تبلیغ فرماتے رہیں گے پھر وہ ''طیبہ'' (مدینہ طیبہ) ہجرت فرما جائیں گے۔ وہاں وہ اپنے دشمنوں کے ساتھ جہاد فرمائیں گے وہاں ہی ان کا وصال ہوگا اور وہاں ہی انہیں دفن کیا جائے گا۔ یہ تمام باتیں سن کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اس کے بعد تورات میں کیا لکھا تھا۔

حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا پھر وہاں لکھا تھا کہ ان کے وصال کے بعد ایک صالح بزرگ مسلمانوں کے خلیفہ ہوں گے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سوال کیا پھر کیا لکھا ہوا تھا حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا پھر وہ صالح بزرگ اس نبی کریم ﷺ کی اتباع کرتے ہوئے اس جہاں سے رخصت ہو جائیں گے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا پھر؟۔ حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ''پھر لوہے کے سینگ'' ہوں گے یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا وادفراہ۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا پھر کیا لکھا تھا حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا انہیں شہادت کی موت نصیب ہوگی۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا پھر کیا لکھا تھا حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا پھر ایک باحیا اور سخی انسان مسلمانوں کے خلیفہ ہوں گے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا وہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں آپ نے فرمایا پھر کیا لکھا تھا حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا انہیں بھی ظلماً قتل کر دیا جائے گا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا پھر وہاں کیا مرقوم تھا حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا پھر لکھا تھا کہ ان کے بعد ایک سفید چہرے والے، عدل و انصاف فرمانے والے، بلند شرف اور عظیم نسب اور وسیع علم والے خلیفہ ہوں گے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا وہ ابوالحسن (حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہیں حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

میں نے ملاحظہ کیا کہ ان کے لئے صرف ایک ایک نور ہے پھر میں نے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی زیارت کی میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ کے جسم اور سر کے ہر بال سے ایک ایک نور نکل رہا ہے میں نے آپ ﷺ کی اتباع کرنے والوں کو دیکھا ان میں سے ہر ایک کے پاس دو دو نور ہیں۔ حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اے عبداللہ! اللہ سے ڈرو اور غور کرو تم کیا بیان کر رہے ہو۔ اس شخص نے کہا میں تو وہی خواب بیان کر رہا ہوں جو میں نے دیکھا ہے۔ حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا مجھے اس ذات کی قسم! جس نے محمد ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے اور حضرت موسیٰ بن عمران علیہ السلام پر کتاب نازل کی ہے کہ یہ بات جو تو نے ابھی بیان کی ہے تورات میں یہ بالکل اسی طرح مذکور ہے۔

مکحول رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت کعب الاحبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بارگاہ ربوبیت میں عرض کی اے میرے مولا! میں نے الواح میں ایک قوم کی یہ صفت پڑھی ہے کہ اس کے دل انبیاء علیہم السلام کے قلوب کی طرح ہوں گے۔ ان کے نور بلند و بالا پہاڑوں کی طرح بلند ہوں گے قریب ہے ان کے اس نور کی وجہ سے تمام کیڑے اور درخت ان کے لئے سجدہ ریز ہو جائیں۔ مولا! اس قوم کو میری امت بنا دے اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ تو میرے پیارے محبوب ﷺ کی امت ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی مولا! انہوں نے یہ مرتبہ کن اعمال کی وجہ سے حاصل کیا ہے تاکہ میں بھی بنی اسرائیل کو حکم دوں کہ وہ بھی ایسے ہی اعمال سرانجام دیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰ! جو کچھ میں نے انہیں عطا کیا ہے قریب ہے کہ انبیاء بھی اس کے حصول سے عاجز آ جائیں وہ یہ مرتبہ فقط اس لئے حاصل کریں گے کہ انہوں نے میری رضا کے لئے دنیا کو ترک کر دیا ہوگا۔ کھردری روٹی اور چادر کے علاوہ ان کے پاس کوئی اور سامان دنیا نہیں ہوگا۔

واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے کہ ہرقل اپنے کچھ پادریوں کو نجاشی کے پاس بھیجا کرتا تھا تاکہ وہ اس سے انجیل وغیرہ کی تعلیم حاصل کریں۔ نجاشی اپنے زمانے کا سب سے بڑا عالم تھا۔ جب پادری اپنا مطلوبہ علم حاصل کر لیتے تو وہ ہرقل کے پاس واپس چلے جاتے۔ ہرقل مزید پادریوں کو حصول تعلیم کے لئے بھیج دیتا۔ ایک دن اس نے اپنے علماء سے پوچھا کیا یہاں ان علماء میں سے کوئی وہ عالم بھی موجود ہے جس نے نجاشی کے پاس علم حاصل کیا ہو۔ علماء نے اسے جواب دیا ہاں ہمارے پاس دس ایسے پادری ہیں جنہوں نے نجاشی سے علم حاصل کیا ہے۔ بادشاہ نے ان پادریوں کو اپنے دربار میں حاضر ہونے کے لئے کہا پھر ان سے پوچھا تم میں سے سب سے بڑا عالم کون ہے؟ پادریوں نے ایک شخص کی طرف اشارہ کر کے کہا یہ ہم سب سے بڑا عالم ہے۔ بادشاہ نے اس کو تنہائی میں لے جا کر پوچھا کیا تو مجھے نجاشی کے متعلق بتائے گا اس پادری نے جواب دیا اے شاہ ذی مرتبت! میں نے چار سال اس کے پاس رہ کر علم حاصل کیا ہے۔ میں اس کے تمام معاملات سے آگاہ ہوں آپ مجھ سے اس کے کس معاملہ کے متعلق پوچھنا چاہتے ہیں قیصر نے کہا کیا نجاشی یہ بھی بیان کرتا ہے کہ عرب کا وہ شخص جو نبی ہونے کا گمان کرتا ہے وہ واقعی ہی نبی ہے پادری نے کہا ہاں۔ ایک دن میرے علاوہ اس کے پاس کوئی اور آدمی موجود نہیں تھا۔ اس نے انجیل کو اپنے سامنے رکھا اور پڑھنا شروع کیا" احمد ﷺ نبی عربی ہوں گے وہ اونٹ پر سواری کریں گے وہ ٹوٹی

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کو نہیں لکھا جائے گا اور اگر اس نے وہ برائی کر دی تو پھر اس کے نامہ اعمال میں صرف ایک برائی ہی لکھی جائے گی۔ اے بار الٰہ! اس کو میری امت بنا دے اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰ! وہ تو میرے محبوب کی امت ہے۔ اس عالم نے کہا ہاں میں نے یہ بھی پڑھا ہے۔ حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میں تجھے اس ذات کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں جس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے سمندر پھاڑ دیا تھا کیا تو نے کتاب اللہ میں پڑھا ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے تورات پڑھی تو انہوں نے اپنے رب سے عرض کی اے مولا! میں نے ایک ایسی امت کا ذکر پڑھا ہے جو کفارات اور صدقات خود کھائیں گے لیکن انہیں اس پر بھی اجر عطا کیا جائے گا بار الٰہ اس امت کو میری امت بنا دے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ تو احمد مجتبیٰ ﷺ کی امت ہے۔ اس عالم نے کہا ہاں میں نے یہ بھی پڑھا ہے۔

کفارات اور صدقات خود کھا جانے کا مفہوم یہ ہے کہ وہ اپنے کفارات اور صدقات اپنے مساکین کو دیں گے وہ انہیں سابقہ امتوں کی طرح نذر آتش نہیں کریں گے۔ اسی طرح دوسری الہامی کتب میں بھی ہے کہ وہ اپنی قربانیوں کو خود کھایا کریں گے۔

حضرت کعب الاحبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا گیا۔ یہ وہ فرماتے ہیں کہ میرے والد کے پاس تورات شریف کا کچھ حصہ تھا اس نے اس کو ایک تابوت میں بند کر کے اس پر مہر لگا رکھی تھی جب میرا باپ مرگیا تو میں نے اس تابوت کو کھولا میں نے دیکھا کہ اس میں لکھا ہوا تھا'' آخری زمانہ میں ایک نبی مبعوث ہوں گے وہ تمام انبیاء سے بہترین ہوں گے۔ ان کی امت تمام امتوں سے بہترین ہوگی وہ گواہی دیں گے کہ اللہ کے علاوہ کوئی اور معبود نہیں ہے وہ ہر بلندی پر چڑھتے ہوئے اللہ کی تکبیر بیان کریں گے وہ نماز میں اسی طرح صفیں باندھیں گے جس طرح وہ جہاد کے لئے میدان جنگ میں صفیں بنائیں گے ان کے دل ان کے مصحف ہوں گے وہ بروز حشر اس طرح آئیں گے کہ ان کے اعضاء روشن ہوں گے۔ ان کا نام مبارک احمد ہوگا، ان کی امت ہر وقت اپنے رب کی حمد بیان کرنے والی ہوگی وہ ہر تنگی اور وسعت میں اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کریں گے۔ وہ نبی مکرم ﷺ مکہ میں پیدا ہوں گے طابہ (مدینہ منورہ) ان کی ہجرت گاہ ہوگا۔ وہ جب اپنے دشمنوں سے جہاد کریں گے تو فرشتے نیزے لے کر ان کے ساتھ مصروف قتال ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ان پر اس طرح سایہ فگن ہوگا جس طرح پرندہ اپنے جوزے پر سایہ کناں ہوتا ہے۔ وہ تمام جنت میں داخل ہوں گے ان میں سے ایک گروہ حساب کے بغیر جنت میں داخل ہوگا پھر دوسرا گروہ بارگاہ ربوبیت میں پیش کیا جائے گا انہوں نے بڑے بڑے گناہ کئے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا انہیں لے جاؤ اور ان کے اعمال کا وزن کرو۔ فرشتے کہیں گے مولا! ہم نے ان کو اس حالت میں پایا ہے کہ یہ اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے ہیں۔ ان کے گناہ پہاڑوں کی طرح ہیں لیکن یہ گواہی دیتے ہیں لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اللہ تعالیٰ فرمائے گا مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم! میں اپنی وحدانیت کی گواہی دینے والے اور کافر کے ساتھ ایک جیسا سلوک نہیں کروں گا۔

اسی طرح روایت کیا گیا ہے کہ دو آدمی بیٹھے ہوئے تھے۔ حضرت کعب الاحبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے قریب ہوئے ان میں سے ایک شخص نے دوسرے سے کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ قیامت کا دن ہے اور لوگ ایک میدان میں جمع ہیں۔ میں نے انبیائے کرام کی زیارت کی میں نے دیکھا کہ ان کے لئے دو دو نور ہیں میں نے انبیاء کے پیروکاروں کو دیکھا

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہوں میرے علاوہ کوئی اور معبود نہیں ہے میں یکتا ہوں میرا کوئی شریک نہیں ہے'' دوسری سطر میں لکھا ہوا تھا'' محمد مختار ﷺ میرے بندے اور میرے رسول ہیں'' تیسری سطر میں لکھا ہوا تھا'' ان کی امت ہر لحہ اپنے رب کی تعریف کرنے والی ہے ان کی امت ہر آن اپنے مولا کی ثناء کرنے والی ہے۔'' چوتھی سطر پر لکھا ہوا تھا'' وہ سورج کی رعایت کرنے والے ہوں گے وہ سورج کی رعایت کرنے والے ہوں گے۔''

سیرت نگاروں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت کیا ہے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک گرجا گھر کے پاس فروکش ہوئے آپ کی خدمت اقدس میں گرجا کا پادری حاضر ہوا اس نے عرض کی اے امیر المومنین! میں نے اپنے آباء کی وراثت میں ایک قدیم کتاب پائی ہے اس کتاب کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھیوں نے لکھا تھا۔ اگر آپ پسند فرمائیں تو میں آپ کو وہ پڑھ کر سناؤں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا وہ کتاب میرے پاس لے کر آؤ۔ پادری وہ کتاب لے کر آیا اس میں لکھا ہوا تھا'' تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے جو فیصلہ کرنا تھا کر دیا اور جو کچھ لکھنا تھا لکھ دیا وہ ان پڑھوں میں ایک رسول مقبول ﷺ مبعوث فرمائے گا وہ رسول مکرم ﷺ انہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دیں گے وہ انہیں جنت کے راستے پر چلائیں گے وہ سخت اور تند خو نہیں ہوں گے نہ ہی وہ بازاروں میں شور کریں گے وہ برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دیں گے بلکہ وہ درگزر کریں گے اور معاف فرمائیں گے ان کی امت ہر لحظہ اپنے رب کی ثناء بیان کرے گی وہ ہر چڑھائی اور اترائی پر اپنے مولا کی تعریف کرے گی۔ ان کی زبان پر ہمہ وقت تکبیر وتہلیل رہے گی۔ وہ اپنے دین کو ہر دشمن سے محفوظ رکھیں گے۔

سابقہ کتب میں حضور نبی کریم ﷺ کے صحابہ کرام علیہم الرضوان کا ذکر بھی موجود ہے اور وہاں یہ بھی لکھا ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں اپنی زمین کا وارث بنا دے گا جیسا کہ ارشاد ربانی ہے: وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ أَنَّ الْأَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصّٰلِحُونَ ﴿۱۰۵﴾ (الانبیاء:105) ''اور بے شک ہم نے لکھ دیا ہے زبور میں پند وموعظت کے (بیان کے) بعد کہ بلاشبہ زمین کے وارث تو میرے نیک بندے ہوں گے۔''

اسی آیت کی تفسیر میں ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے زبور اور تورات میں ذکر فرمایا ہے کہ امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام زمین کی وارث بنے گی۔

ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان پڑھا: أَنَّ الْأَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصّٰلِحُونَ ﴿۱۰۵﴾ (الانبیاء:105)۔ پھر فرمایا ہم ہی صالح ہیں۔

حضرت علامہ حافظ السیوطی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب الخصائص الکبریٰ میں فرماتے ہیں کہ مجھے زبور شریف کے ایک نسخہ کے متعلق علم ہوا ہے۔ اس میں ایک سو پچاس سورتیں ہیں میں نے چوتھی سورت میں دیکھا وہاں لکھا ہوا تھا:'' اے داؤد! جو کچھ میں کہہ رہا ہوں اسے سنو، اور سلیمان کو بتاؤ کہ وہ تمہارے بعد لوگوں کو بتا دیں کہ بلاشبہ زمین میری ہے لیکن میں نے محمد ﷺ اور ان کی امت کو اس کا وارث بنا دیا ہے۔''

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے ربیع بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ پہلی ایک کتاب میں لکھا

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہوئی ہڈی کو درست فرمائیں گے وہ مکہ سے ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لے جائیں گے وہ تمام انبیاء سے بہترین ہوں گے وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور قیامت کے درمیان تشریف لائیں گے جس نے آپ ﷺ کے زمانہ اقدس کو پالیا اور آپ کی اتباع کی وہ کامیاب ہوگیا جس نے آپ کی مخالفت کی وہ ہلاک ہوگیا'' میں نے دیکھا کہ وہ یہی عبارت اپنے بیٹے کو بھی سکھا رہا تھا محمد مصطفیٰ ﷺ کے صحابہ کرام بات چیت کے لئے اس کے دربار میں گئے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے چچازاد بھائی نے اسے ایسی باتیں بتائیں جن کی وجہ سے نجاشی رونے لگا حتیٰ کہ اس کی داڑھی آنسوؤں سے تر ہوگئی پھر اس نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ وہی نبی عربی ﷺ ہیں جن کی بشارت حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دی تھی وہ تمام انبیاء سے بہترین ہیں۔ قیصر نے یہ تمام گفتگو سن کر کہا نجاشی نے سچ کہا ہے اگر مجھ پر اپنی سلطنت کا بوجھ نہ ہوتا اور مجھ کو یہ ڈر نہ ہوتا کہ اس معاملہ میں اہل روم میری اتباع نہیں کریں گے تو میں ضرور ان کی تصدیق کرتا۔ عنقریب ان کا دین مشرق و مغرب میں پھیل جائے گا قیصر نے اس پادری سے پوچھا تو کس دین پر ہے پادری نے کہا اگر مجھے بادشاہ کے اختلاف کا خطرہ نہ ہوتا تو میں محمد ﷺ کے دین کو اپنا لیتا بادشاہ نے کہا مجھ سے ڈرنے کی کوئی ضرورت نہیں لیکن اہل روم سے اپنے مذہب کو چھپا کر رکھو تم جدھر چاہو جا سکتے ہو اور اگر تمہاری خواہش ہو تو تم یہاں بھی قیام کر سکتے ہو۔ پادری نے کہا میں اس نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہونا چاہتا ہوں۔ بادشاہ نے اسے مدینہ طیبہ جانے کی اجازت دے دی۔ وہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہونے کے لئے اپنے سفر پر رواں ہوا جب وہ ''البلقاء'' کے مقام پر پہنچا تو اہل روم نے اس کو پکڑ کر قتل کر دیا۔ جب بادشاہ کو اس کے قتل کی خبر پہنچی تو اس نے البلقاء کے گورنر کو لکھا جن لوگوں نے میرے پادری کو قتل کیا ہے انہیں تلاش کرو اور انہیں قتل کر دو۔ گورنر نے تمام قاتلوں کو تلاش کر کے انہیں قتل کر دیا۔

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے کہ نجران کے رؤساء کے پاس کچھ کتب تھیں۔ جن پر مہریں لگی ہوئیں تھیں جب ان میں سے کوئی رئیس مر جاتا اور حکومت دوسرے رئیس کے پاس جاتی تو وہ بھی ان مہروں پر ایک اور مہر کا اضافہ کر دیتا۔ وہ رئیس جو حضور ﷺ کے زمانہ اقدس میں سلطنت کا والی بنا، ایک دن کہیں جا رہا تھا کہ اس کا پاؤں پھسلا اور وہ گر گیا اس نے اپنے بیٹے سے کہا تَعِسَ الْاَبْعَدُ (وہ دور والا ہلاک ہو) اس سے مراد حضور ﷺ کی ذات تھی۔ بیٹے نے اپنے باپ سے کہا۔ ایسا نہ کہو وہ اللہ تعالیٰ کے سچے نبی ہیں ان کا اسم مبارک کتب میں موجود ہے۔ جب وہ رئیس مر گیا تو اس کے بیٹے نے ان تمام مہروں کو توڑ دیا۔ اس نے ان کتب میں حضور ﷺ کا ذکر دیکھا اور دولت اسلام سے مالا مال ہوگیا۔ وہ حج کی سعادت سے بھی بہرہ اندوز ہوا۔

ابن ظفر رحمۃ اللہ علیہ نے ''البشر'' میں ابو دریب الزاہد سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ میں اپنی سیاحت کے دوران ایک گرجا گھر میں داخل ہوا۔ وہاں ایک پادری موجود تھا میں نے اس سے کہا کیا تیرے پاس کوئی مفید چیز ہے۔ اس نے کہا ہاں! اے اعرابی میرے پاس ایک فائدہ مند چیز ہے۔ میں نے کہا اسے نکالو۔ اس نے ایک کاغذ نکالا اس پر چار سطروں میں کچھ لکھا ہوا تھا اس نے کہا کہ یہ کاغذ الہامی کتب سے تعلق رکھتا ہے پہلی سطر میں لکھا ہوا تھا ''اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے میں اللہ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

گھوڑے پر سوار ہوئے جس کی وجہ سے آپ کی ران مبارک سے کپڑا اٹھ گیا۔ اہل نجران نے آپ کی ران مبارک پر سیاہ تل دیکھا انہوں نے کہا یہ وہی شخص ہے جس کے متعلق ہم نے اپنی کتابوں میں پڑھا ہے کہ وہ ہمیں ہماری زمین سے نکال دے گا۔

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے شہر بن حوشب کی سند سے حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے شام میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا ان کتابوں میں لکھا ہوا ہے کہ یہ شہر ایک نیک آدمی کے ہاتھوں فتح ہوں گے جو مؤمنین پر بڑا رحیم اور کافروں پر بڑا شدید ہوگا اس کا باطن اس کے ظاہر کی طرح ہوگا اس کا قول اس کے فعل کی مخالفت نہیں کرے گا رشتہ دار اور دور کے لوگ اس کے نزدیک برابر ہوں گے اس کے پیروکار رات کے رہاب اور دن کے شیر ہوں گے وہ صلہ رحمی کرنے والے اور پاکباز ہوں گے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا اے کعب! جو کچھ آپ کہہ رہے ہیں کیا یہ سچ ہے انہوں نے کہا اللہ کی قسم! یہ سب سچ ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے ہم کو عزت بخشی ہمیں شرافت اور بزرگی عطا کی اور ہمارے نبی کریم ﷺ کے طفیل ہم پر رحم فرمایا۔

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے عبید بن آدم، ابن ابی مریم اور ابن شعیب سے اور یہ تمام حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق ''الجابیہ'' کے مقام پر تھے اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیت المقدس کی طرف آئے لوگوں نے آپ سے پوچھا آپ کا نام کیا ہے آپ نے فرمایا میرا نام خالد بن ولید ہے لوگوں نے پوچھا آپ کے امیر کا کیا نام ہے انہوں نے کہا ان کا نام عمر بن خطاب ہے۔ انہوں نے کہا ذرا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حلیہ بیان کریں آپ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حلیہ مبارک بیان کیا انہوں نے کہا اس شہر کو آپ فتح نہیں کر سکیں گے بلکہ اس شہر کو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فتح کریں گے۔ ہماری کتابوں میں تمام تفصیل موجود ہے کہ شہر یکے بعد دیگرے کیسے فتح ہوں گے وہاں اس شہر کو فتح کرنے والے لوگوں کے حلیے بھی بیان ہوئے ہیں ہم نے اپنی کتاب میں پڑھا ہے کہ قیساریہ بیت المقدس سے پہلے فتح ہوگا جاؤ پہلے قیساریہ کو فتح کرو پھر اپنے امیر کو لے کر بیت المقدس کو فتح کرنے کے لئے آؤ۔

ابوالقاسم البغوی رحمۃ اللہ علیہ نے سعید بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب حضور ﷺ کا وصال ہوا تو ذوالقربات الحمیری جو یہود کا سب سے بڑا عالم تھا سے کہا گیا اے ذوالقربات! ان کے بعد ان کا خلیفہ کون ہوگا اس نے کہا ان کے بعد ''الامین'' ان کا خلیفہ ہوگا اس سے مراد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے پھر اس سے پوچھا گیا کہ ان کے بعد کون خلیفہ ہوگا اس نے کہا قَرْنٌ مِّنْ حَدِيْدٍ یعنی حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ بنیں گے۔ پھر اس سے پوچھا گیا کہ ان کے بعد کون خلیفہ ہوں گیا اس نے کہا الازھر یعنی حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوں گے پھر اس سے پوچھا گیا کہ ان کے بعد خلافت کس کو ملے گی اس نے کہا ''الوضاح المنصور'' یعنی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ ہوں گے۔ ذوالقربات نے جس شخص کا نام لیا وہی خلیفہ بنا، رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہوا تھا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مثال بارش کی سی ہے جو جہاں برستی ہے نفع دیتی ہے۔

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے ابوبکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے ایک قوم بیٹھی ہوئی تھی اور وہ کوئی چیز کھانے میں مصروف تھی آپ نے اس قوم کے آخری شخص کو دیکھا اور پوچھا تو نے اس سے پہلے کتب میں کیا پڑھا ہے۔ اس نے کہا میں نے پڑھا ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول کریم ﷺ کے پہلے خلیفہ ہوں گے۔

دینوری نے ''مجالسہ'' میں اور ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے زید بن اسلم سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں زمانے جاہلیت میں تجارت کی غرض سے ایک قافلہ میں ملک شام کی طرف گیا۔ جب ہم وہاں سے مکہ کے لئے روانہ ہوئے تو راستہ میں مجھے ایک ضروری کام یاد آ گیا میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا تم اپنے سفر پر رواں دواں رہو مجھے ایک ضروری کام یاد آ گیا ہے میں وہ کام کر کے تمہارے ساتھ مل جاؤں گا۔ اللہ کی قسم! جب میں شام کے ایک بازار میں تھا تو مجھے اچانک ایک بطریق (پادری) نے آ لیا۔ اس نے مجھے گردن سے دبوچ لیا۔ میں اس کے ساتھ جھگڑنے لگا۔ اس نے مجھے اپنے کنیسہ میں داخل کیا میں نے وہاں مٹی دیکھی جو تہہ در تہہ چڑھی ہوئی تھی اس نے مجھے بیلچہ، کلہاڑا اور زنبیل دی اور کہا اس مٹی کو منتقل کرو۔ میں وہاں بیٹھ کر غور کرنے لگا کہ میں اس مصیبت سے کیسے نجات حاصل کر سکتا ہوں وہ دوپہر کے وقت میرے پاس آیا اور مجھ سے کہنے لگا اب تک تو نے تھوڑا سا کام بھی نہیں کیا۔ پھر اس نے اپنی انگلیوں کو جوڑ کر زور سے میرے سر پر مکا مارا۔ میں بیلچہ لے کر اٹھا اور اس کے سر پر مار دیا جس سے اس کا سر پھٹ گیا۔ پھر میں وہاں سے نکل آیا میں نہیں جانتا تھا کہ میں نے کہاں جانا ہے پھر میں سارا دن اور ساری رات چلتا رہا حتیٰ کہ میں ایک دوسرے گرجا گھر کے پاس پہنچا میں اس کے سایہ کے نیچے بیٹھ گیا گرجا سے ایک آدمی نکلا اس نے مجھ سے کہا اے عبداللہ! تو یہاں کیوں بیٹھا ہوا ہے۔ میں نے کہا میں اپنے کارواں سے بچھڑ گیا ہوں اس نے مجھے پانی اور کھانا دیا۔ اس نے مجھے غور سے دیکھا پھر اپنی نگاہوں کو جھکاتے ہوئے مجھ سے کہنے لگا۔ اہل کتاب جانتے ہیں کہ اس وقت میں ان کا سب سے بڑا عالم ہوں میں تجھ میں اس شخص کی خوبیاں اور اوصاف دیکھ رہا ہوں جو ہمیں اس گرجا سے نکالے گا اور ہمارے اس شہر پر قبضہ کرلے گا میں نے کہا اے آدمی! تو نے بہت دور کی بات کی ہے اس نے مجھ سے پوچھا تمہارا نام کیا ہے۔ میں نے کہا میرا نام عمر ابن الخطاب ہے اس نے کہا اللہ کی قسم! اب مجھے کوئی شک نہیں کہ تو ہی وہ شخص ہے۔ اب اس گرجا کے متعلق مجھے ایک خط لکھ کر دو کہ اگر تو نے مستقبل میں اس گرجا پر قبضہ کر لیا تو تو اسے کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا اور اگر وہ شخص تیرے علاوہ کوئی اور ہوا تو پھر بھی تجھے اس خط سے کوئی نقصان نہیں ہوگا میں نے اس سے کہا قلم اور دوات لے کر آؤ میں نے اس کو خط لکھ دیا اور اس پر مہر لگا دی۔

جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے زمانہ خلافت میں شام تشریف لے گئے ان کے پاس وہی راہب آپ کا خط لے کر حاضر ہوا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تعجب کا اظہار فرمایا اور ہمیں یہ واقعہ سنایا۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کو جان گیا ہم آپ ﷺ کے ظہور کی امید رکھتے تھے۔ میں اس چیز کو چھپاتا رہا اور خاموش رہا حتیٰ کہ حضور ﷺ مدینہ منورہ تشریف لے آئے جب آپ ﷺ نے قبا میں نزول اجلال فرمایا تو میرے پاس ایک آدمی آیا۔ اس نے مجھے آپ ﷺ کی تشریف آوری کے متعلق بتایا میں اس وقت اپنے باغ میں کام کر رہا تھا۔ میری چچی خالدہ بنت حارث بھی اسی باغ میں بیٹھی ہوئی تھی جب میں نے حضور ﷺ کی تشریف آوری کی خبر سنی تو میں نے بلند آواز سے تکبیر کہی جب میری چچی نے میری تکبیر سنی تو اس نے مجھ سے کہا اللہ تجھے ہلاک کرے اگر تو حضرت موسیٰ بن عمران علیہ السلام کے متعلق سنتا کہ وہ تشریف لائے تھے تو تو اتنی بلند آواز سے تکبیر نہ کہتا۔ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے کہا اے میری چچی! اللہ کی قسم! وہ حضرت موسیٰ بن عمران علیہ السلام کے بھائی ہیں۔ وہ انہی کے دین پر ہیں۔ اسی چیز کے ساتھ مبعوث ہوئے ہیں جس کے ساتھ حضرت موسیٰ علیہ السلام مبعوث ہوئے تھے۔ میری چچی نے مجھ سے کہا اے میرے بھتیجے! کیا یہ وہی نبی ہیں جن کے متعلق ہم بتایا کرتے تھے کہ وہ قریب قیامت تشریف لائیں گے۔ میں نے کہا ہاں یہ وہی رسول مکرم ﷺ ہیں جن کے بارے ہم بتایا کرتے تھے۔ پھر میں بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اور دولت اسلام سے مالا مال ہوا پھر میں نے اپنے اہل خانہ کے پاس آیا اور انہیں بھی اسلام قبول کرنے کا حکم دیا۔ میرے تمام اہل خانہ بھی دامن اسلام میں آ گئے۔ میں یہودیوں سے اپنا اسلام چھپایا کرتا تھا میں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم یہود ایک جھوٹی قوم ہے میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھے کسی کمرہ میں چھپا دیں مجھے ان سے پوشیدہ کر کے ان سے میرے متعلق پوچھ لیں وہ آپ ﷺ کو بتائیں گے کہ میرا ان میں کیا مقام ہے لیکن اگر انہوں نے میرے اسلام کو جان لیا تو مجھ پر بہتان طرازی کریں گے اور مجھ پر عیب لگائیں گے۔ حضرت نبی کریم ﷺ نے مجھے ایک کمرہ میں داخل کیا مدینہ کے یہودی آپ کے پاس آئے۔ انہوں نے آپ ﷺ سے گفتگو کی۔ آپ ﷺ سے مختلف سوالات کئے۔ پھر حضور نبی مکرم ﷺ نے ان سے پوچھا حصین بن سلام کیسا آدمی ہے۔ یہودیوں نے کہا وہ ہمارے سردار اور ہمارے سردار کے بیٹے ہیں وہ ہمارے بہت بڑے عالم اور ہم سب سے زیادہ علم سے آشنا ہیں جب انہوں نے اپنی بات کو مکمل کیا تو میں کمرہ سے نکل کر ان کے سامنے آ گیا میں نے ان سے کہا اے قوم یہود! اللہ سے ڈرو، اس چیز کو قبول کرو جس کو لے کر محمد عربی ﷺ تمہارے پاس تشریف لائے ہیں۔ اللہ کی قسم! تم جانتے ہو کہ وہ اللہ کے رسول ہیں ان کا نام نامی اور ان کی صفات تمہاری کتاب ''تورات'' میں موجود ہیں میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ کے سچے رسول ہیں میں ان پر ایمان لاتا ہوں اور ان کی تصدیق کرتا ہوں یہ سن کر یہودیوں نے کہا۔ تو نے جھوٹ بولا ہے۔ پھر انہوں نے مجھ پر الزام لگایا۔ میں نے حضور ﷺ سے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم کیا میں نے آپ سے عرض نہیں کی تھی کہ یہودی ایک جھوٹی، فاجر اور حیلہ باز قوم ہے، اس کے بعد میں نے اپنے اسلام کو ظاہر کر دیا میرے اہل خانہ نے بھی اپنے اسلام کا اظہار کر دیا میری چچی خالدہ بنت حارث نے بھی اسلام قبول کیا اور انہوں نے بڑی عمدہ زندگی بسر کی۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كَانَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَكَفَرْتُمْ بِهٖ وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْۢ بَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ عَلٰى

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دوسرا باب

اس باب میں ان بشارات کا ذکر کیا جائے گا جو علمائے یہود نے حضور ﷺ کے متعلق دی تھیں

ابن ہشام رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ابن اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ احبار (علماء) کا تعلق یہود سے، راہبوں کا تعلق عیسائیوں سے اور کاہنوں کا تعلق عربوں سے تھا۔ ان تمام نے حضور ﷺ کی بعثت سے قبل آپ ﷺ کے متعلق بشارات دی تھیں علمائے یہود اور راہب تو آپ ﷺ کے اوصاف اور آپ ﷺ کے زمانے کی خصوصیات اپنی کتابوں میں پاتے تھے اور ان کے انبیائے کرام نے بھی آپ کے متعلق ان سے عہد لئے تھے۔ جہاں تک عرب کے کاہنوں کا تعلق ہے ان کے پاس جنات میں سے وہ شیاطین آتے تھے جو خفیہ گفتگو سننے کے لئے آسمان پر جاتے تھے۔ اس وقت انہیں آسمان پر جانے سے نہیں روکا جاتا تھا جب حضور اکرم ﷺ کی ولادت اور بعثت ہوئی تو انہیں آسمانوں پر جانے سے روک دیا گیا۔ پھر اگر کوئی آسمانوں کا رخ کرتا تو اسے ستارے مارے جاتے، کاہن اور کاہنہ انہی سے علوم حاصل کرتے تھے۔ وہ شیاطین آ کر انہیں بعض علوم بتا دیتے تھے۔ علامہ حلبی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ کی ولادت سے قبل آسمان پر فرشتے آپ ﷺ کا تذکرہ کرتے تھے۔

عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ علمائے یہود میں سے سب سے بڑے عالم تھے وہ حضرت یوسف علیہ السلام کی اولاد میں سے تھے ان کا نام "الحصین" تھا حضور اکرم ﷺ نے ان کا نام عبداللہ رکھا۔ علمائے حدیث اور سیرت نگاروں نے ان سے بہت کچھ روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب حضور ﷺ مدینہ طیبہ تشریف لائے تو لوگ جوق در جوق آپ ﷺ کی زیارت کے لئے آئے میں بھی دیدار کی نیت سے آپ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ جب میں نے آپ ﷺ کے رخ انور کو دیکھا تو میں بول اٹھا "یہ کسی جھوٹے شخص کا چہرہ نہیں ہوسکتا" میں نے آپ کو سنا آپ لوگوں کو فرما رہے تھے اے لوگو! سلام کو پھیلاؤ۔ صلہ رحمی کرو، لوگوں کو کھانا کھلاؤ رات کو جب لوگ سو رہے ہوں اس وقت نماز پڑھو۔ تو امن وسلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ گے میں نے اسی وقت کہا "میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے سچے رسول ہیں آپ ﷺ حق کے ساتھ مبعوث ہوئے ہیں" پھر میں اپنے اہل خانہ کے پاس آیا میرے تمام اہل وعیال نے اسلام قبول کرلیا۔ میں یہود سے اپنے اسلام کو چھپایا کرتا تھا۔

ابن ہشام رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعض اہل نے مجھے اسی طرح بیان کیا ہے اور ان کے اسلام لانے کا واقعہ بھی اسی طرح ہے وہ ایک جید عالم دین تھے وہ فرماتے ہیں کہ جب میں نے حضور ﷺ کے متعلق سنا میں نے آپ ﷺ کی صفات، اسم گرامی اور آپ کے زمانے

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو تسلط عطا فرمائے گا اور آپ ﷺ کے دین کو تمام ادیان پر غالب کرے گا میں نے کتاب اللہ میں دیکھا ہے وہاں آپ ﷺ کی یوں مدح سرائی کی گئی ہے۔" اے نبی مکرم! صلی اللہ علیک وسلم ہم نے آپ کو گواہی دینے والا، خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے آپ میرے بندہ اور رسول ہیں میں نے آپ کا نام "المتوکل" رکھا ہے وہ تند خو اور سخت مزاج نہیں ہیں۔ نہ ہی وہ بازار میں شور کرنے والے ہیں۔ وہ برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دیں گے بلکہ وہ معاف فرمائیں گے اور درگزر کریں گے۔ اللہ تعالیٰ اس وقت تک ان کا وصال نہیں فرمائے گا جب تک کہ ٹیڑھی امت سیدھی نہیں ہو جائے گی حتیٰ کہ وہ تمام امت لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی گواہی دے گی۔ اللہ تعالیٰ ان کے ذریعے اندھی آنکھوں کو بصارت عطا فرمائے گا۔ بہرے کانوں کو قوت سماعت دے گا اور بند دلوں کو کھول دے گا۔"

حضرت علامہ القسطلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تورات شریف کی یہ عبارت "وہ تند خو اور سخت مزاج نہیں ہوں گے" کیا قرآن پاک کی اس عبارت کے موافق نہیں: فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ ۚ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ ۪ (آل عمران: 159) "پس (صرف) اللہ کی رحمت سے آپ نرم ہو گئے ہیں ان کے لئے اور اگر ہوتے آپ تند مزاج، سخت دل تو یہ لوگ منتشر ہو جاتے آپ کے آس پاس سے۔"

یہ روایت اس بات کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مکہ مکرمہ میں اسلام قبول کیا اور اپنے اسلام کو پوشیدہ رکھا۔ "السیرۃ النبویہ" میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے تو عرض کی میں آپ ﷺ سے ان تین اشیاء کے بارے میں پوچھوں گا جنہیں نبی کے علاوہ اور کوئی نہیں جان سکتا:

(1) قیامت کی ابتداء کیسے ہوگی، (2) اہل جنت کو سب سے پہلے کون سا کھانا دیا جائے گا، (3) بچہ اپنے والدین میں سے کس کے مشابہ ہوتا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا حضرت جبرائیل علیہ السلام نے مجھے ان باتوں کے متعلق ابھی بتایا ہے۔ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا وہ حضرت جبرائیل تو یہود کے دشمن ہیں کیونکہ یہود کے لئے ہلاکت اور زمین میں دھنس جانے کی سزا وہی لے کر آئے تھے دوسری روایت کے مطابق وہ حضور ﷺ کو ان کے رازوں سے آگاہ کرتے ہیں۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا قیامت کی ابتداء آگ سے ہوگی وہ آگ مشرق سے لے کر مغرب تک پھیل جائے گی وہ پہلا کھانا جو اہل جنت کو دیا جائے گا وہ مچھلی کے جگر کا ایک چھوٹا سا ٹکڑا ہوگا اور اگر آدمی کا پانی عورت کے پانی پر سبقت لے جائے تو بچہ آدمی کے مشابہ ہوگا اور اگر عورت کا پانی مرد کے پانی پر سبقت لے جائے تو بچہ عورت کے مشابہ ہوگا۔

حضرت میمون بن بنیامین رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہودیوں کے سردار تھے ان کے ساتھ بھی اسی طرح کا واقعہ پیش آیا جس طرح کا واقعہ حضرت عبداللہ بن سلام کے ساتھ پیش آیا تھا۔ وہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم آپ یہودیوں کو بلائیں اور مجھے ثالث مقرر فرمائیں وہ ضرور میری طرف رجوع کریں گے۔ آپ ﷺ نے میمون بن بنیامین کو ایک کمرہ میں چھپا دیا اور یہودیوں کی طرف پیغام بھیجا جب یہودی آئے تو آپ ﷺ نے فرمایا۔ میرے اور اپنے درمیان ایک شخص کو ثالث مقرر کر لو۔ انہوں نے کہا ہم آپ کے اور اپنے مابین میمون بن بنیامین کو ثالث مقرر

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مِّثْلِهٖ فَاٰمَنَ وَاسْتَكْبَرْتُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ ۝ (الاحقاف:10)

''فرمائیے کیا تم نے کبھی اس پر غور کیا کہ اگر یہ اللہ کی طرف سے ہو اور تم اس کا انکار کردو (اس کا انجام کیا ہوگا) حالانکہ گواہی دے چکا ہے ایک گواہ بنی اسرائیل سے اس کی مثل پر وہ ایمان بھی لے آیا اور تم نے تکبر کیا بے شک اللہ تعالیٰ نہیں ہدایت دیتا ظالم لوگوں کو۔''

اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں بہت سی آیات نازل کیں ہیں انہیں میں سے یہ ارشاد باری تعالیٰ بھی ہے: قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِیْدًۢا بَیْنِیْ وَ بَیْنَكُمْ ۙ وَ مَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتٰبِ ۝ (الرعد:43) ''اللہ تعالیٰ بطور گواہ کافی ہے میرے اور تمہارے درمیان اور وہ لوگ (بطور گواہ کافی ہیں) جن کے پاس کتاب کا علم ہے۔''

اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِهٖ هُمْ بِهٖ یُؤْمِنُوْنَ ۝ وَ اِذَا یُتْلٰى عَلَیْهِمْ قَالُوْۤا اٰمَنَّا بِهٖۤ اِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّنَاۤ اِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلِهٖ مُسْلِمِیْنَ ۝ اُولٰٓىٕكَ یُؤْتَوْنَ اَجْرَهُمْ مَّرَّتَیْنِ

(القصص:52-54)

''جن کو ہم نے عطا فرمائی کتاب (نزول) قرآن سے پہلے وہ اس پر ایمان لائے ہیں اور جب یہ ان کے سامنے پڑھی جاتی ہے تو کہتے ہیں ہم ایمان لے آئے اس کے ساتھ بے شک یہ حق ہے ہمارے رب کی طرف سے ہم اس سے پہلے ہی سر تسلیم خم کر چکے تھے یہ لوگ ہیں جنہیں دیا جائے ان کا اجر دو مرتبہ۔''

http://t.me/Tehqiqat

اَوَ لَمْ یَكُنْ لَّهُمْ اٰیَةً اَنْ یَّعْلَمَهٗ عُلَمٰٓؤُا بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ ۝ (الشعراء:197)۔ ''کیا نہیں تھی ان (مشرکین مکہ) کے لئے آپ کی سچائی کی یہ دلیل کہ جانتے ہیں آپ کو بنی اسرائیل کے علماء۔''

المواهب الدنیه میں ہے کہ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے تاریخ دمشق میں محمد بن حمزہ کی سند سے عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب انہوں نے یہ سنا کہ حضور ﷺ کا مکہ معظمہ میں ظہور ہوگیا ہے تو وہ مکہ معظمہ میں بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور حضور نبی مکرم ﷺ سے ملاقات کی حضور نبی کریم ﷺ نے ان سے کہا کیا تو ابن سلام اہل یثرب کا جید عالم ہے۔ انہوں نے عرض کی ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں تجھے اس اللہ کا واسطہ دیتا ہوں جس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر کتاب نازل کی کیا تو کتاب اللہ (تورات) میں میرے اوصاف پاتا ہے۔ اس وقت حضرت عبداللہ بن سلام نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم اپنے رب کا نسب بیان فرمائیں اسی وقت حضرت جبرائیل علیہ السلام اللہ کی طرف سے یہ وحی لے کر آئے۔ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝ لَمْ یَلِدْ ۙ وَ لَمْ یُوْلَدْ ۝ وَ لَمْ یَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۝ (الاخلاص) ''(اے حبیب!) فرما دیجئے وہ اللہ ہے یکتا اللہ صمد ہے نہ اس نے کسی کو جنا اور نہ وہ جنا گیا اور نہ ہی اس کا کوئی ہمسر ہے۔''

یہ سن کر حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ مجھے حضرت عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ مجھے ام المؤمنین حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بیان فرمایا وہ فرماتی ہیں کہ میں اپنے والد اور اپنے چچا کو تمام اولاد سے پیاری تھی جب بھی وہ اپنی اولاد کو دیکھتے تو وہ تمام اولاد کو چھوڑ کر مجھے اٹھا لیتے وہ فرماتی ہیں کہ جب حضور ﷺ ہجرت فرما کر مدینہ طیبہ تشریف لائے اور آپ نے قبا میں قیام فرمایا میرا باپ حی ابن اخطب اور میرا چچا یاسر بن اخطب صبح سویرے ہی حضور ﷺ سے ملاقات کرنے کے لئے چلے گئے۔ غروب آفتاب کے وقت وہ واپس آئے۔ اس وقت وہ بڑے تھکے ماندے سست اور کاہل تھے میں حسب عادت دوڑ کر ان کے پاس گئی لیکن اللہ کی قسم! انہوں نے میری طرف کوئی توجہ نہ دی میں نے اپنے چچا کو سنا وہ میرے باپ حی ابن اخطب سے کہہ رہا تھا کیا وہ وہی ہے۔ میرے باپ نے کہا ہاں اللہ کی قسم وہ وہی ہے میرے چچا نے پوچھا کیا تو نے اس کو پہچان لیا ہے اور تجھے یقین ہو گیا ہے۔ میرے والد نے کہا ہاں میں نے اس کو پہچان بھی لیا ہے اور مجھے یقین بھی ہے۔ پھر میرے چچا نے کہا اب اس کے بارے میں تیرے دل میں کیسے جذبات ہیں۔ میرے باپ نے کہا اللہ کی قسم! میں جب تک زندہ رہوں گا اس سے عداوت ہی کرتا رہوں گا۔

ایک روایت میں ہے حضرت ام المؤمنین صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب سرور کائنات ﷺ مدینہ طیبہ تشریف لائے تو میرا چچا ابو یاسر ان کی خدمت میں حاضر ہوا اس سے کلام سنا اور گفتگو کی پھر وہ اپنی قوم کے پاس آیا اور کہنے لگا۔ اے میری قوم! میری اطاعت کرو اللہ تعالیٰ نے تمہارے ہاں اسی شخص کو بھیج دیا جس کے تم منتظر تھے۔ تم اس کی اتباع کرو اس کی مخالفت نہ کرو۔ پھر میرا باپ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں گیا اور آپ ﷺ سے کلام سنا پھر اپنی قوم کے پاس آ کر کہنے لگا۔ اللہ کی قسم! میں اس شخص سے مل کر آیا ہوں میں ہمیشہ اس سے دشمنی کا اظہار کرتا رہوں گا اس کے بھائی ابو یاسر نے کہا اس معاملہ میں میری اطاعت کر لو اور اس کے بعد جس امر میں تو چاہے میری نافرمانی کر لینا تو ہلاکت سے بچ جائے گا میرے باپ نے کہا اللہ کی قسم! میں تیری اطاعت نہیں کروں گا۔ پھر ابو یاسر بھی اپنے بھائی کے ساتھ متفق ہو گیا وہ یہودیوں میں سے سب سے سخت اسلام کے دشمن تھے وہ لوگوں کو اسلام سے روکنے کی ہر ممکن کوشش کرتے تھے اللہ تعالیٰ نے انہیں کے بارے میں فرمایا ہے: وَدَّ كَثِيرٌ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ لَوْ يَرُدُّونَكُم مِّن بَعْدِ إِيمَانِكُمْ كُفَّارًا حَسَدًا مِّنْ عِندِ أَنفُسِهِم مِّن بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ (البقرہ:109) ''دل سے چاہتے ہیں بہت سے اہل کتاب کہ کسی طرح پھر بنا لیں تمہیں ایمان لانے کے بعد کافر (ان کی یہ آرزو) بوجہ اس حسد کے ہے جو ان کے دلوں میں ہے (یہ سب کچھ) اس کے بعد جبکہ خوب واضح ہو چکا ہے ان پر حق۔''

بشر رحمۃ اللہ علیہ کی روایت میں ہے کہ ام المؤمنین حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں جب میرے باپ نے کہا اللہ کی قسم میں ہمیشہ رسول اللہ ﷺ سے دشمنی کرتا رہوں گا تو میرے چچا نے کہا تو نے پھر ہمیں بھی ہلاک کر دیا اور اپنے آپ کو بھی تباہ کر دیا کیونکہ وہ نبی ﷺ صاحب تلوار ہیں پھر میرا چچا میرے باپ کو دلائل دیتا رہا لیکن میرا باپ اپنی پہلی ہی بات پر اڑا رہا۔ حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں رات کو میں نے دیکھا کہ بنو نضیر کی عورتیں ایک جگہ بیٹھی ہوئی ہیں اور وہ یہ کہہ رہی تھیں کہ حی بن اخطب نے اپنے بھائی کی مخالفت کر کے اچھا نہیں کیا کیونکہ ہم سب یہ جانتی ہیں کہ وہ اللہ کے سچے نبی

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کرتے ہیں۔ حضور ﷺ نے حضرت میمون رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا باہر نکل آؤ۔ وہ کمرہ سے باہر آئے اور کہا "میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ اللہ کے سچے رسول ہیں لیکن یہودیوں نے آپ کی تصدیق کرنے سے انکار کر دیا۔"

ابن ہشام رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے مخیریق یہودیت کا ایک متبحر عالم تھا۔ اس کے پاس بہت زیادہ مال و دولت تھا۔ اس کے کھجوروں کے کئی باغات تھے وہ اپنے علم کے ذریعے حضور ﷺ کے اوصاف کو پہچانتا تھا لیکن اس پر اپنے دین کی محبت غالب رہی اور وہ اپنے ہی دین پر برقرار رہا جب غزوۂ احد رونما ہوا تو یہ ہفتہ کا دن تھا اس نے اپنی قوم سے کہا اے گروہ یہود! اللہ کی قسم! تم سب جانتے ہو کہ محمد ﷺ کی اعانت اور مدد تم سب پر واجب ہے۔ انہوں نے کہا آج ہفتہ ہے۔ مخیریق نے جواب دیا آج سبت (ہفتہ) کی کوئی حیثیت باقی نہیں رہی پھر ہتھیار سجا کر اپنے گھر سے نکل آیا اور احد کے مقام پر حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے اپنی قوم سے کہا تھا اگر میں آج قتل ہو جاؤں تو مجھے محمد ﷺ کے حوالے کر دینا وہ اللہ کی وحی کے مطابق میرا فیصلہ کریں گے اس نے اسلام قبول کیا۔ جب جنگ کا آغاز ہوا تو اس نے بھی جہاد میں شرکت کی اور شہید ہو گیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا مخیریق بہترین یہودیوں میں سے تھا۔ آپ ﷺ نے اس کے تمام مال پر قبضہ کر کے غرباء میں تقسیم کر دیا مدینہ منورہ میں حضور ﷺ کے صدقات اکثر اس کی جائیداد میں سے تھے۔

السیرۃ النبویہ میں ہے کہ سرزمین شام کے دو جید علماء جنہیں ابھی تک بعثت محمدی ﷺ کے متعلق علم نہ تھا مدینہ منورہ میں آئے ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا یہ شہر اس شہر سے کتنی مشابہت رکھتا ہے جس کو نبی آخر الزمان ﷺ کی ہجرت گاہ بننے کا شرف حاصل ہوگا انہیں حضور ﷺ کی ہجرت اور مدینہ منورہ میں تشریف آوری کے متعلق بتایا گیا وہ دونوں بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے جب انہوں نے حضور اکرم ﷺ کی زیارت کی تو انہوں نے کہا کیا آپ محمد ﷺ ہیں آپ ﷺ نے فرمایا ہاں میں محمد ہوں۔ انہوں نے کہا ہم آپ سے ایک سوال کرتے ہیں اگر آپ ﷺ نے اس کا جواب دے دیا تو ہم آپ پر ایمان لے آئیں گے۔ آپ نے فرمایا مجھ سے جو چاہو پوچھ لو انہوں نے عرض کی کہ آپ ہمیں بتائیں کہ کتاب اللہ میں سب سے بڑی شہادت کیا ہے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت مبارکہ نازل کی: شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۙ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًۢا بِالْقِسْطِ ؕ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۱۸﴾ اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ ۗ (آل عمران: 18-19)

"شہادت دی اللہ تعالیٰ نے (اس بات کی کہ) بے شک نہیں کوئی خدا سوائے اس کے اور (یہی گواہی دی) فرشتوں نے اور اہل علم نے (ان سب نے یہ بھی گواہی دی کہ وہ) قائم فرمانے والا ہے عدل و انصاف کو نہیں کوئی معبود سوائے اس کے (جو) عزت والا، حکمت والا ہے۔ بے شک دین اللہ تعالیٰ کے نزدیک صرف اسلام ہی ہے۔"

حضور نبی کریم ﷺ نے یہ آیت مبارکہ ان کے سامنے تلاوت کی وہ دونوں دولت اسلام سے مالا مال ہو گئے۔

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے کہ ابن صوریا یہودیت کا ایک بڑا عالم تھا اس نے حضور ﷺ سے ان اشیاء کے بارے میں سوال کیا جنہیں وہ نبوت کی علامات سے سمجھتا تھا جب نبی کریم ﷺ نے ان تمام کا جواب دے دیا تو اس نے کہا گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی اور معبود نہیں اور میں یہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ آپ ﷺ اللہ کے رسول نبی اُمی ہیں۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اتباع کروں گا اب تمہیں وہ زمانہ میسر ہے۔ اے قوم یہود! اس نبی مکرم ﷺ کے آگے کبھی نہ بڑھنا بلاشبہ انہیں جہاد کرنے پر مفتوح قوم کے بچوں اور عورتوں کو قیدی بنانے کی اجازت ہوگی۔ جب اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو مبعوث فرمایا اور آپ ﷺ نے بنی قریظہ کا محاصرہ کیا تو بنی قریظہ کے کچھ جوانوں نے کہا اے بنی قریظہ! اللہ کی قسم! یہ وہ نبی مکرم ﷺ ہیں۔ بلاشبہ یہ انہی صفات سے متصف ہیں پھر وہ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہوں نے اسلام قبول کرلیا۔ ان تمام کے اموال، اولاد اور خون محفوظ ہو گئے۔

حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں تجارت کی غرض سے یمن کی طرف گیا اس قافلہ میں ابوسفیان بھی موجود تھا اس نے اپنے بیٹے حنظلہ کا خط وصول کیا جس میں لکھا ہوا تھا کہ محمد ﷺ نے وادیٔ بطحا میں یہ اعلان کیا ہے ''میں اللہ کا رسول ہوں میں تمہیں اس کی طرف بلاتا ہوں۔ اہل یمن کی مجالس میں یہ بات پھیل گئی ہمارے پاس یہودیوں کا ایک جید عالم آیا اس نے کہا مجھے یہ خبر ملی ہے کہ تم میں اس شخص کا چچا موجود ہے جو یہ گمان کرتا ہے کہ وہ اللہ کا نبی ہے۔ میں نے کہا ہاں میں ان کا چچا ہوں۔ اس نے مجھ سے کہا میں تمہیں اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کیا تمہارے بھتیجے پر جوانی کا خمار تو نہیں ہے میں نے کہا نہیں اللہ کی قسم! نہ انہوں نے کبھی جھوٹ بولا ہے اور نہ ہی کبھی انہوں نے خیانت کی ہے قریش تو انہیں ''امین'' کے دلنواز لقب سے پکارتے ہیں۔ یہودی نے مجھ سے پوچھا کیا وہ اپنے ہاتھ سے لکھ سکتے ہیں۔ میں ''ہاں'' کہنا ہی چاہتا تھا لیکن میں ابوسفیان سے ڈر گیا کہ وہ مجھ پر جھوٹ کی تہمت لگائے گا اور میری اس بات کا رد کرے گا میں نے کہا نہیں وہ نہیں لکھ سکتے یہ سن کر یہودی فوراً دوڑ پڑا اس نے اپنی چادر بھی وہاں ہی چھوڑ دی وہ یہ کہتا جا رہا تھا۔ یہودی ہلاک ہو گئے یہودی برباد ہو گئے۔ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جب ہم گھر واپس آئے تو ابوسفیان نے کہا اے ابوالفضل! یہودی آپ کے بھتیجے سے خوفزدہ ہیں میں نے اس سے کہا لگتا ہے کہ تو نے اسلام قبول کرلیا ہے ابوسفیان نے کہا میں اس وقت تک ایمان نہیں لاؤں گا جب تک کداء میں گھوڑے نہیں دیکھ لوں گا میں نے کہا اے ابوسفیان! تو کیا کہہ رہا ہے۔ حضرت ابوسفیان نے کہا یہ بات تو ویسے ہی میرے منہ سے نکل گئی تھی لیکن مجھے یقین ہے کہ ان کے گھوڑے میدان کداء میں ضرور آئیں گے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جب حضور ﷺ نے مکہ فتح کیا تو اس وقت ابوسفیان نے کداء میں گھوڑے دیکھے میں نے کہا اے ابوسفیان! اپنی اس بات کو یاد کرو جو تم نے اس وقت کی تھی انہوں نے کہا میں اس وقت اپنی اسی بات کو یاد کر رہا ہوں۔

انصار کے آباء واجداد نے تبع الحمیری سے یہودیوں کی تکالیف اور اذیتوں کی شکایت کی تبع الحمیری یمن کا بادشاہ تھا اس نے یہودیوں کو ہلاک کرنے اور یثرب کو برباد کرنے کا فیصلہ کیا وہ بادشاہ یمن سے یثرب آیا یہودیوں کا عمر رسیدہ عالم اس کے پاس تھا اس نے کہا اے وہ شاہ ذی مرتبت! جسے کوئی خوفزدہ نہیں کرسکتا جسے کوئی غصہ اور غضب راہ ہدایت سے منحرف نہیں کر سکتا۔ نہ ہی اس کا حلم کم ہوسکتا ہے اور نہ ہی اس کو اور نہ ہی اس کو تلوار کو توڑا جا سکتا ہے۔ یہ مبارک شہر اس نبی مکرم ﷺ کا ہے دین ابراہیمی کے ساتھ مبعوث ہوں گے۔ تبع حضور ﷺ پر ایمان لے آیا وہ واپس گیا اور کعبہ پر غلاف چڑھایا اور اپنے

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ﷺ ہیں اور ان کا ذکر کتب میں موجود ہے ان میں سے ایک بڑھیا نے کہا میں نے اپنے باپ کو سنا وہ اپنے بیٹوں سے کہہ رہا تھا ''عرب میں سے ایک نبی ﷺ کا ظہور ہوگا ان کا نام مبارک احمد ہوگا اس کی جائے پیدائش مکہ معظمہ اور جائے ہجرت یثرب ہوگی وہ تمام انبیائے کرام سے بہتر ہیں اگر تمہاری زندگی میں ان کا ظہور ہو تو ان کی ضرور اتباع کرنا۔''

حضرت سلمہ بن سلامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو اصحاب بدر میں سے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ ہمارا پڑوسی ایک یہودی تھا۔ ان کا تعلق قبیلہ بنو عبدالاشہل سے تھا وہ قیامت، موت کے بعد اٹھنا، حساب، میزان، جنت اور دوزخ کا ذکر کرتا تھا لوگ اس سے کہا کرتے تھے اے فلاں! تیرے لئے ہلاکت ہو کیا یہ ممکن ہے کہ لوگوں کی وفات کے بعد انہیں اٹھا کر ایسے دار کی طرف لے جایا جائے جس میں باغات ہوں یا جس میں آگ ہو تا کہ انہیں ان کے اعمال کی سزا یا جزا دی جائے۔ اس نے کہا ہاں۔

لوگوں نے اس سے پوچھا اس بات کی علامت کیا ہے اس نے کہا اس کی سب سے بڑی علامت وہ نبی مکرم ہیں جو ان شہروں کی طرف سے مبعوث ہوں گے اس نے اپنے ہاتھ سے مکہ اور یمن کی طرف اشارہ کیا لوگوں نے پوچھا ان نبی مکرم ﷺ کی زیارت کون کرے گا۔ اس نے میری طرف دیکھا میں اس وقت اس گروہ میں سے سب سے چھوٹا تھا اس نے کہا اگر اس بچے کو زندگی ملی تو یہ ان کے عہد ہمایوں کو پالے گا۔ حضرت سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں شب و روز اسی طرح گزرتے گئے۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو مبعوث فرمایا وہ یہودی ابھی تک زندہ تھا ہم آپ ﷺ پر ایمان لے آئے جبکہ اس یہودی نے بغاوت اور حسد کی وجہ سے آپ ﷺ کا انکار کر دیا۔ ہم نے اس سے کہا اے یہودی! تیرے لئے ہلاکت ہو کیا تو ہی ہمیں ایک نبی ﷺ کے بارے میں نہیں بتایا کرتا تھا؟ اس نے کہا میں تمہیں بتایا تو کرتا تھا لیکن یہ نبی وہ نہیں ہیں جن کے متعلق میں تمہیں بتایا کرتا تھا۔

بنی قریظہ کا ایک بزرگ کہتا ہے سرزمین شام کا ایک یہودی جس کا نام ابن الھیبان تھا وہ اسلام کے ظہور سے دو سال قبل ہمارے پاس آیا۔ وہ ہمارے ہاں اقامت گزیں ہو گیا اللہ کی قسم! میں نے ابھی تک کسی ایسے شخص کو نہیں دیکھا جو پانچ وقت کی نماز اتنی عاجزی اور انکساری سے پڑھتا ہو جتنی عاجزی اور انکساری سے وہ پڑھا کرتا تھا۔ جب بارش رک جاتی تو ہم اس سے کہتے اے ابن الھیبان! ہمارے لئے بارش کی دعا کرو۔ وہ کہتا نہیں اللہ کی قسم! میں اس وقت تک تمہارے لئے بارش کی دعا نہیں کروں گا جب تک تم میرے سامنے صدقہ نہ دو گے۔ ہمیں اس سے پوچھتے ہم کتنا صدقہ دیں وہ کہتا ایک صاع کھجور یا دو مد جو صدقہ کرو۔ ہم صدقہ کرتے پھر وہ ہمارے ساتھ ہماری پتھروں والی سرزمین کی طرف نکلتا اور ہمارے لئے بارش کی دعا کرتا۔ اللہ کی قسم! وہ ابھی تک اپنی جگہ پر ہی ہوتا کہ بادل آ جاتے اور خوب بارش ہوتی یہ واقعہ کئی مرتبہ رونما ہوا۔ پھر اس کی وفات کا وقت قریب آ گیا جب اس کو معلوم ہوا کہ اس کا وقت مرگ اب قریب ہے اس نے کہا اے گروہ یہود! کیا تمہیں معلوم ہے کہ میں سرسبز و شاداب درختوں والی زمین سے نکل کر بھوک اور تنگی کی زمین کی طرف کیوں آیا ہوں ہم نے کہا تو ہی اس کا سبب جانتا ہے۔ اس نے کہا میں اس زمین پر اس لئے آیا ہوں کہ مجھے ایک نبی کریم ﷺ کے ظہور کی امید ہے ان کے ظہور کا زمانہ قریب آ گیا ہے یہ شہر ان کی ہجرت گاہ ہوگا۔ میں امید کرتا تھا کہ میری زندگی ہی میں وہ مبعوث ہوں گے اور میں ان کی

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کی سعادت حاصل ہو۔ بادشاہ نے ان علماء میں سے ہر ایک کو بہت سی رقم اور ایک ایک لونڈی دی۔ وہ مدینہ طیبہ میں بھی سکونت پذیر ہو گئے۔ بادشاہ نے حضور ﷺ کے لئے ایک گھر تعمیر کروایا۔ کہا جاتا ہے کہ وہ گھر حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تھا جہاں حضور ﷺ نے ہجرت کے وقت قیام فرمایا تھا تو گویا آپ ﷺ نے اسوقت اپنے ہی گھر میں قیام فرمایا تھا۔ بادشاہ نے حضور ﷺ کے لئے ایک خط لکھا اسے اپنے علماء کو دیا وہ نسل در نسل اس خط کو اپنی حفاظت میں رکھتے رہے حتیٰ کہ حضور اکرم ﷺ مبعوث ہوئے آپ ﷺ نے ہجرت فرمائی لوگوں نے وہ خط آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں پیش کر دیا۔

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ بادشاہ تبع مکہ مشرفہ میں آیا اس نے خانہ کعبہ پر غلاف چڑھایا پھر وہ مدینہ طیبہ کی طرف عازم سفر ہوا اس کے ساتھ ایک لاکھ تیس ہزار سوار اور ایک لاکھ تیرہ ہزار پیادہ افراد تھے۔ جب بادشاہ مدینہ طیبہ پہنچا تو اس کے پاس چار سو علماء اور حکماء جمع ہوئے اور انہوں نے عہد کیا کہ وہ شہر سے کبھی نہیں نکلیں گے۔ جب بادشاہ نے ان سے وہاں اقامت گزیں ہونے کی حکمت پوچھی تو انہوں نے کہا بیت اللہ کی تمام قدر و منزلت اور اس شہر کی فضیلت و بزرگی اس شخص کی وجہ سے ہے جن کا ظہور ہوگا ان کا نام نامی محمد ﷺ ہوگا۔ بادشاہ نے بھی وہاں ہی ٹھہرنے کا ارادہ کیا اس نے نبی کریم ﷺ کے لئے ایک گھر کی تعمیر کی اور ان علماء اور حکماء میں سے ہر آدمی کے لئے علیحدہ علیحدہ گھر تعمیر کئے۔ ان میں سے ہر شخص کو ایک ایک لونڈی دی اور اس کو آزاد کر کے اس کے ساتھ شادی کرا دی۔ ان تمام علماء اور حکماء کو زر کثیر دیا گیا بادشاہ نے انہیں سرور کائنات ﷺ کے ظہور تک وہاں ہی ٹھہرنے کا حکم دیا اس نے حضور ﷺ کے لئے ایک خط لکھا اس خط میں ہی مذکورہ بالا اشعار تھے۔ بادشاہ نے اس خط پر سونے کی مہر لگائی اور علماء کے سردار کو وہ خط دیا۔ اسے حکم دیا کہ اگر اسے حضور ﷺ سے شرف ملاقات حاصل ہو تو وہ خود یہ خط آپ کی خدمت میں پیش کر دے ورنہ اپنی اولاد کو یہ وصیت کرے کہ جسے بھی نبی کریم ﷺ سے ملاقات کا شرف حاصل ہو وہ یہ خط آپ کی خدمت میں پیش کر دے اس خط میں مکتوب تھا کہ وہ حضور اکرم ﷺ پر ایمان لایا ہے اور آپ ﷺ کے دین حنیف پر ہے۔ اس کے بعد تبع یثرب سے چلا آیا اور سرزمین ہند میں اس کی وفات ہوئی۔ اس کی وفات اور حضور ﷺ کی ولادت باسعادت کے مابین ایک ہزار سال کا عرصہ ہے۔

علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ وہ گھر جو تبع نے حضور ﷺ کے لئے بنایا تھا وہ اس عالم کی اولاد میں رہا جس کے پاس تبع کا خط تھا۔ پھر وہ گھر نسل در نسل منتقل ہوتا ہوا حضرت ابوایوب الانصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا۔ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعلق بھی اس عالم کی اولاد سے تھا۔ جب حضور ﷺ مدینہ منورہ میں تشریف لے گئے تو اس وقت ابولیلیٰ وہ خط لے کر بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے جب حضور نبی کریم ﷺ نے ابولیلیٰ کو دیکھا تو آپ ﷺ نے فرمایا تو ابولیلیٰ ہے تیرے پاس تبع کا خط ہے یہ سن کر ابولیلیٰ ششدر رہ گیا وہ اس سے پہلے آپ ﷺ کو نہیں جانتا تھا ابولیلیٰ نے کہا۔ آپ کون ہیں۔ آپ کے چہرے پر جادو کے اثرات نہیں ہیں جنہیں دیکھ کر یہ گمان ہو کہ آپ ساحر ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں محمد ﷺ ہوں وہ خط مجھے دو جب حضور اکرم ﷺ نے وہ خط پڑھا تو آپ نے تین مرتبہ فرمایا: ''مَرحَبًا بِتُبَّعٍ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ایمان اور جذبات کا اظہار ان اشعار میں کیا:

شَهِدْتُ عَلٰی اَحْمَدَ اَنَّهٗ رَسُوْلٌ مِّنَ اللّٰهِ بَارِئِ النَّسَمِ

''میں گواہی دیتا ہوں کہ احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام اس اللہ کے رسول ہیں جو تمام روحوں کو پیدا کرنے والا ہے۔''

وَلَوْ مُدَّ عُمْرِیْ اِلٰی عُمْرِهٖ لَکُنْتُ وَزِیْرًا لَّهٗ وَابْنَ عَمِّ

''اگر میری زندگی نے وفا کی اور میں نے حضور ﷺ کا زمانہ پالیا تو میں آپ کا وزیر بنوں گا اور چچازاد بھائی کی طرح ہر موقع پر امداد کروں گا۔''

وَجَاهَدْتُ بِالسَّیْفِ اَعْدَآئَهٗ وَفَرَّجْتُ عَنْ صَدْرِهٖ کُلَّ هَمّ

''میں تلوار کے ساتھ آپ کے دشمنوں سے جہاد کروں گا اور حضور کے سینہ میں جو فکر واندیشہ ہوگا اس کو دور کروں گا۔''

لَهٗ اُمَّةٌ سُمِّیَتْ فِی الزَّبُوْرِ وَاُمَّتُهٗ فِیْهِ خَیْرُ الْاُمَمِ

''آپ ﷺ کی امت کا تذکرہ زبور میں کیا گیا ہے اور اس میں یہ مرقوم ہے کہ آپ کی امت خیر الامم ہے۔''

وَیَاْتِیْ بَعْدَهُمْ رَجُلٌ عَظِیْمٌ نَبِیٌّ لَا یُرَخِّصُ فِی الْحَرَامِ

''ان کے بعد ایک عظیم شخص یعنی نبی کریم ﷺ تشریف لائیں گے انہیں حرم کعبہ میں داخل ہونے کی اجازت نہیں دی جائے گی۔''

یُسَمّٰی اَحْمَدًا یَا لَیْتَ اَنِّیْ اُعَمَّرُ بَعْدَ مَبْعَثِهٖ بِعَامٍ

http://t.me/Tehqiqat

''ان کا نام نامی احمد ﷺ ہوگا کاش میں ان کی بعثت کے ایک سال بعد تک زندہ رہ سکوں۔''

وہ جید عالم جس نے تبع کو مدینہ طیبہ پر حملہ کرنے سے روکا تھا اس کا نام شامول تھا۔ ایک روایت کے مطابق اس نے تبع سے کہا اے بادشاہ! یہ مبارک شہر ایک نبی کریم ﷺ کی ہجرت گاہ ہوگا ان کی جائے ولادت مکہ معظمہ ہوگا۔ ان کا نام نامی احمد ہوگا۔ اے شاہ ذی مرتبت! جس مقام پر آج آپ اقامت گزیں ہیں اسی مقام پر ان کے ساتھیوں اور ان کے دشمنوں کے مابین جنگ ہوگی جس میں بہت سے لوگ قتل ہوں گے۔ تبع نے پوچھا۔ ان کے ساتھ جنگ کون کرے گا حالانکہ وہ نبی ہوں گے شامول نے کہا ان کی قوم ہی ان کے ساتھ جنگ کرے گی بادشاہ نے پوچھا ان کی مرقد انور کہاں ہوگی اس عالم نے جواب دیا ان کا روضہ اطہر اسی شہر میں ہوگا۔ بادشاہ نے پوچھا جب ان کے اور ان کے دشمنوں کے درمیان جنگ ہوگی تو فتح کس کو حاصل ہوگی اس عالم یہودیت نے جواب دیا کبھی ان کو فتح ہوگی اور کبھی وہ مفتوح ہوں گے لیکن بالآخر انہیں اللہ تعالیٰ اتنا غلبہ عطا فرمائے گا کہ پھر ان کے ساتھ جنگ کرنے کی کوئی جرأت نہیں کرسکے گا پھر بادشاہ نے آپ ﷺ کے اوصاف حمیدہ پوچھے اس عالم نے حضور ﷺ کے تمام اوصاف، خوبیاں اور محاسن اس بادشاہ کو بتائے۔

جس شامول نے بادشاہ کو تمام گفتگو سنائی تو اس وقت بادشاہ کے دربار میں اس کے علماء بھی بیٹھے ہوئے تھے انہوں نے کہا ہم اس شہر کو ہرگز نہیں چھوڑیں گے شاید ہم ان نبی مکرم ﷺ کے عہد سعید کو پالیں یا ہماری اولاد کو ان کے زریں عہد کو پالینے

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فَكُنْ شَفِيعِىْ اِلٰى مَلِيْكٍ بِدَعْوِ الْبَرَايَا اِلَى الْفَلَاحِ

''بارگاہ لم یزل میں میری شفاعت فرمائیں اس دعوت کے طفیل جس میں لوگوں کے لئے فلاح کا پیغام ہے۔''

حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے ان اشعار کو یاد کرلیا اور واپس آ گیا جب میں مکہ معظمہ میں پہنچا تو میں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات کی میں نے انہیں تمام واقعہ سنایا انہوں نے کہا اس سے مراد حضرت محمد ﷺ ہیں ان کی بارگاہ میں جاؤ میں حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر آیا جب حضور ﷺ نے مجھے دیکھا تو آپ ﷺ مسکرانے لگے۔ آپ نے فرمایا تمہارا چہرہ مجھے بڑا خوبصورت لگ رہا ہے میں تمہارے لئے بھلائی کی امید کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا تمہارے پیچھے کیا ہے میں نے کہا یہ امانت ہے۔ آپ نے فرمایا تجھے بھیجنے والے نے ایک خط کے ساتھ بھیجا ہے لاؤ وہ خط مجھے دو۔ میں نے آپ ﷺ کو تمام واقعہ کی خبر دی اور آپ ﷺ کے دست اقدس پر اسلام قبول کرلیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا حمیر کا بھائی مومن ہے اور میری تصدیق کرنے والا ہے۔ اس نے میری جو صفات بیان کیں ہیں وہ تمام سچ ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ کی بعثت سے قبل میں تجارت کی غرض سے یمن کی طرف گیا میں نے وہاں ایک بزرگ کے پاس قیام کیا وہ ایک متبحر عالم تھا اس نے بہت سی کتابیں پڑھی تھیں اس وقت اس کی عمر ترانوے سال تھی جب اس نے مجھے دیکھا تو اس نے کہا میں خیال کرتا ہوں کہ تو اہل حرم میں سے ہے۔ میں نے کہا ہاں میں اہل حرم سے ہوں اور تیم بن مرہ سے میرا تعلق ہے میں عبداللہ بن عثمان بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعید بن تیم بن مرہ ہوں۔ اس نے کہا اب میں تجھ میں صرف ایک اور نشانی دیکھنا چاہتا ہوں ذرا اپنے پیٹ سے کپڑا ہٹاؤ۔ میں نے کہا میں اس وقت تک ہرگز اپنے پیٹ کو ننگا نہیں کروں گا جب تک مجھے یہ معلوم نہ ہو جائے کہ تو کیا کرنا چاہتا ہے۔ اس نے کہا مجھے صحیح اور سچے علم کے ذریعے معلوم ہوا ہے کہ حرم میں سے ایک نبی مبعوث ہوگا ایک نوجوان اور ایک بوڑھا اس کے معاملہ میں اس کی مدد کریں گے۔ نوجوان تکالیف اور مصائب میں کود جانے والا ہوگا اور وہ سختیوں کو دور کرنے والا ہوگا جبکہ بوڑھے کا رنگ سفید اور وہ ناتواں ہوگا اس کے پیٹ پر تل ہوگا اور اس کی بائیں ران پر بھی علامت ہوگی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے اپنے پیٹ سے کپڑا ہٹایا اس نے میری ناف کے اوپر سیاہ تل دیکھا اس نے کہا اللہ کی قسم! تو وہی ہے۔ اب میں تجھے چند باتوں کا حکم دیتا ہوں: (1) خواہشات نفسانی سے اجتناب کرنا، (2) صراط مستقیم پر چلنا، (3) اللہ تعالیٰ جو کچھ تجھے عطا کرے اس کو کافی سمجھنا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے یمن میں ہی اپنے سامان کو فروخت کیا اور آخری ملاقات کرنے کے لئے اس بزرگ کے پاس آیا۔ اس نے کہا کیا تو میرے چند اشعار نبی مکرم ﷺ تک پہنچا دے گا۔ میں نے کہا ہاں اس نے چند شعر کہے جس میں اس نے یہ خبر دی کہ تمام علماء یہود، راہبوں اور کاہنوں نے یہ خبر دی ہے کہ مکہ مکرمہ میں حضور ﷺ کا ظہور ہوگا وہ بتوں کو توڑ دیں گے وہ خفیہ اور اعلانیہ لوگوں کو اپنی اتباع کی طرف بلائیں گے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ان

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

الْاَخِ الصَّالِحِ۔"

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ مدینہ طیبہ کے وہ لوگ جنہوں نے حضور ﷺ کی تائید اور نصرت کی تھی وہ ان چار سو علماء اور حکماء کی اولاد میں سے تھے جنہوں نے مدینہ طیبہ کو اپنا مسکن بنایا تھا۔ قبیلہ اوس اور خزرج انہی کی اولاد میں سے تھے۔

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ کی بعثت سے پہلے میں نے یمن کی طرف سفر کیا میں عسکلان الحمیری کے ہاں بطور مہمان ٹھہرا وہ ایک عظیم بزرگ تھا میں جب بھی یمن آتا تھا اس کے ہاں ضرور قیام کرتا تھا اس نے مجھ سے ایک مرتبہ مکہ مکرمہ، کعبہ مشرفہ اور آبِ زمزم کے متعلق سوال کیا اس نے مجھ سے پوچھا کیا کسی ایسے شخص کا ظہور ہوا ہے جس نے تمہارے دین کی مخالفت کی ہو۔ پھر میں حضور ﷺ کی بعثت کے بعد اس کے ہاں بطور مہمان ٹھہرا اب وہ ضعیف ہو چکا تھا اس کی قوت بصارت بھی جواب دے چکی تھی۔ اس کے بیٹوں اور پوتوں نے میرے متعلق اسے بتایا۔ اس نے اپنی پگڑی کو پہنا اور ٹیک لگا کر بیٹھ گیا۔ اس نے مجھ سے کہا اے قبیلہ قریش کے فرد! اپنا نسب نامہ بیان کرو۔ میں نے کہا میں عبدالرحمٰن بن عوف بن حارث بن زہرہ ہوں اس نے کہا اے زہرہ کے بھائی! اتنا ہی کافی ہے کیا میں تجھے وہ بشارت نہ دوں جو تیرے لئے تجارت سے بہتر ہو۔ میں نے کہا آپ مجھے ایسی خوشخبری ضرور دیں۔ اس نے کہا میں تمہیں بتاتا ہوں اور تمہیں خوشخبری دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے پہلے ماہ میں تیری قوم میں سے ایک نبی (ﷺ) مبعوث کیا ہے اسے اس نے منتخب اور برگزیدہ فرمالیا ہے اس پر اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب نازل کی ہے اور اس کے لئے ان گنت ثواب مقرر فرمایا ہے وہ بت پرستی سے روکے گا اور اسلام کی طرف دعوت دے گا۔ وہ خود بھی حق پر عمل پیرا ہوگا اور حق کا ہی حکم دے گا وہ باطل سے خود بھی کنارہ کش ہوگا اور باطل سے روگردانی کا حکم دے گا۔ میں نے پوچھا ایسے عظیم الشان نبی ﷺ کا تعلق کس سے ہوگا۔ وہ کہنے لگا وہ غلطی اور خطا نہیں کریں گے اور نہ ہی ان کے لئے ہلاکت ہوگی ان کا تعلق بنو ہاشم سے ہوگا اے عبدالرحمٰن! تم ان کے ماموں سے ہوگے۔ اس واقعہ کو مخفی رکھو۔ جلدی جلدی واپس جاؤ۔ جا کر ان کے معاون اور مددگار بن جاؤ اور مندرجہ ذیل اشعار ان کی بارگاہ میں پیش کرنا:

اَشْهَدُ بِاللّٰهِ ذُوالْمَعَالِیْ ۔۔۔ وَفَالِقِ اللَّیْلِ وَالصَّبَاحِ

"میں خدائے بزرگ و برتر کی قسم اٹھاتا ہوں وہ معبود برحق جو رات کو اجالے میں اور دن کو ظلمت میں تبدیل کرنے والا ہے۔"

اَنَّکَ ذُوالسِّرِ مِنْ قُرَیْشٍ ۔۔۔ یَا ابْنَ الْمُفْدٰی مِنَ الذِّبَاحِ

"اے اس شخص کے لخت جگر جس کے ذبح ہونے کا فدیہ ادا کیا گیا تھا آپ قریش میں سے صاحب اسرار شخص ہیں۔"

اُرْسِلْتَ تَدْعُوْ اِلٰی یَقِیْنٍ ۔۔۔ یَرْشُدُ لِلْحَقِّ وَالْفَلَاحِ

"آپ کو رسول بنا کر بھیجا گیا ہے آپ اس یقین کی طرف دعوت دیتے ہیں جو حق اور کامرانی کی طرف راہ نمائی کرتا ہے۔"

اَشْهَدُ بِاللّٰهِ رَبِّ مُوْسٰی ۔۔۔ اَنَّکَ اُرْسِلْتَ بِالْبَطَاحِ

"میں گواہی دیتا ہوں اس معبود کی جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کا پروردگار ہے کہ آپ وادی بطحاء میں مبعوث ہوئے ہیں۔"

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نے کہا یہ یہودی سچ کہہ رہا تھا احمد مجتبیٰ ﷺ کے انتظار نے میری وہ حالت کر دی ہے جو بیان سے باہر ہے شاید میں ان کا زمانہ پا لوں اور ان پر ایمان لے آؤں جب اسے حضور ﷺ کے متعلق خبر ملی تو وہ ایمان لے آیا۔

امام بیہقی اور ابو نعیم رحمہما اللہ تعالیٰ نے حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں اس وقت سات یا آٹھ سال کا بچہ تھا جو کچھ میں دیکھتا یا سنتا اسے میں یاد رکھتا تھا میں نے ایک دن صبح کے وقت ایک یہودی کو چیختے ہوئے سنا اس نے بلند آواز سے کہا اے قوم یہود! تمام لوگ اس کے پاس آئے میں ان کی گفتگو سن رہا تھا وہ کہہ رہے تھے تجھے ہلاکت ہو تو نے ہم کو کیوں بلایا ہے اس نے کہا آج احمد (ﷺ) کا ستارہ طلوع ہو گیا ہے وہ آج کی رات پیدا ہو گئے ہیں۔

حضرت کعب الاحبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے تورات میں دیکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وہ وقت بھی بتا دیا تھا جس وقت حضور ﷺ نے شکم مادر سے اس دنیا میں تشریف لانا تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا تھا کہ فلاں مشہور ستارہ جب حرکت کرنے لگے اور اپنی جگہ چھوڑ دے تو وہ حضور ﷺ کی ولادت کا وقت ہو گا علمائے بنی اسرائیل اس بات کو نسل در نسل منتقل کرتے رہے۔

ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے اور وہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتی ہیں کہ ایک یہودی مکہ مکرمہ میں رہا کرتا تھا جس رات حضور ﷺ اس جہان رنگ و بو میں تشریف لائے اس رات وہ قریش کی مجلس میں آیا اور پوچھنے لگا اے قوم قریش! کیا آج رات تمہارے ہاں کسی بچے کی ولادت ہوئی ہے۔ انہوں نے کہا ہمیں معلوم نہیں ہے اس نے کہا اللہ اکبر غور سے سنو اور جو کچھ میں کہہ رہا ہوں اسے یاد رکھو آج رات ایک نبی (ﷺ) کی ولادت ہوئی ہے ان کے دونوں کندھوں کے درمیان ایک علامت ہو گی وہاں بال ہوں گے جو گھوڑے کے ایال کی طرح دکھائی دیں گے لوگ اس یہودی کی بات پر تعجب کرتے ہوئے اپنی مجالس سے اٹھ کر چلے گئے۔ جب وہ اپنے اپنے گھر گئے تو انہیں بتایا گیا کہ آج عبداللہ بن عبدالمطلب کے ہاں ایک بچہ پیدا ہوا ہے انہوں نے اس کا نام محمد (ﷺ) رکھا ہے۔ قوم قریش اس یہودی کے پاس گئی اور کہنے لگی کہ فلاں گھر آج ایک بچہ پیدا ہوا ہے یہودی نے کہا مجھے اس بچے کے پاس لے چلو تمام لوگ اس یہودی کو لے کر حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس آئے۔ قوم قریش نے کہا اے آمنہ! ہمیں اپنا بچہ دکھاؤ۔ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے انہیں اپنا لخت جگر دکھایا جب انہوں نے آپ ﷺ کی پشت مبارک سے کپڑا اٹھایا اور یہودی نے آپ ﷺ کی مہر نبوت کو دیکھا تو وہ بے ہوش کر گر پڑا۔ جب وہ ہوش میں آیا تو لوگوں نے پوچھا تجھے کیا ہوا ہے اس نے کہا اللہ کی قسم! آج بنی اسرائیل سے نبوت ختم ہو گئی ہے اے قوم قریش! اللہ کی قسم! وہ لوگ تم پر اس طرح حملہ آور ہوں گے کہ اس کی خبر شرق تا غرب پھیل جائے گی۔ جن لوگوں کو یہودی نے یہ بشارت دی تھی ان میں ہشام بن المغیرہ، عتبہ بن ربیعہ اور ولید بن مغیرہ بھی تھا اللہ تعالیٰ نے ان تمام سے اپنے نبی مکرم ﷺ کو بچا لیا۔ ان لوگوں میں عبیدہ بن الحارث بن المطلب بھی تھا۔

امام واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے کہ مکہ معظمہ میں ایک یہودی تھا اس کا نام یوسف تھا۔ جب حضور ﷺ کی ولادت ہوئی آپ کی ولادت کی خبر عام ہونے سے پہلے وہ قریش مکہ کے پاس سے گزرا اس نے کہا اے گروہ قریش! آج

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کی وصیت اور اشعار کو اچھی طرح یاد کر لیا اور میں مکہ واپس آ گیا میرے پاس شیبہ ابن ربیعہ، ابوجہل ابن ہشام، ابوالبختری اور عقبہ بن ابی معیط وغیرہ آئے۔ میں نے کہا کیا کوئی نیا واقعہ رونما ہوا ہے۔ انہوں نے کہا ایک بہت بڑا واقعہ ظہور پذیر ہوا ہے محمد بن عبداللہ (ﷺ) کہتے ہیں کہ وہ اللہ کے سچے نبی ہیں۔ اگر آپ نہ ہوتے تو ہم ان کا انتظار نہ کرتے۔ آپ آ گئے ہیں تمام معاملہ آپ کے سپرد ہے میں نے تعجب کا اظہار کیا۔ میں نے انہیں چھوڑا اور حضور ﷺ کے بارے میں پوچھنے لگا۔ مجھے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر میں تشریف فرما ہیں میں نے کہا اے محمد! صلی اللہ علیک وسلم آپ اپنی قوم کی محفل میں نہیں تھے۔ آپ کی قوم کہہ رہی ہے کہ آپ ﷺ نے اپنے آباء کے دین کو چھوڑ دیا ہے آپ ﷺ نے فرمایا اے ابوبکر! میں تیری طرف اور تمام لوگوں کی طرف اللہ کا رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں اللہ پر ایمان لے آؤ۔ میں نے کہا آپ کے پاس اپنی رسالت کی کیا علامت ہے آپ ﷺ نے فرمایا وہ بزرگ جو تجھے یمن میں ملا تھا وہی میری علامت ہے۔ میں نے کہا مجھے کتنے ہی بوڑھے یمن میں ملے ہیں میں نے ان کے ساتھ خرید و فروخت کی اور لین دین کیا۔ آپ نے فرمایا میں اس بزرگ کے متعلق بات کر رہا ہوں جس نے تجھے میرے بارے میں خبر دی تھی اور تجھے اشعار سنائے تھے میں نے کہا اے میرے محبوب مکرم! صلی اللہ علیک وسلم آپ کو اس کے متعلق کس نے بتایا ہے۔ آپ نے فرمایا مجھے اسی فرشتے نے بتایا ہے جو مجھ سے پہلے انبیاء کرام کے پاس وحی لے کر آتا تھا۔ میں نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی اور معبود نہیں اور آپ اللہ کے سچے رسول ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ پھر میں آپ کی بارگاہ سے واپس آ گیا آج میں دولت اسلام سے مالا مال ہونے کی وجہ سے بڑا خوش تھا۔

http://t.me/Tehqiqat

ایک یہودی نے حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا اے سید بطحا! جس بچے کے متعلق میں آپ سے گفتگو کرتا تھا آج وہ پیدا ہو گیا ہے حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا آج میرے ہاں ایک بچہ پیدا ہوا ہے۔ یہودی نے پوچھا آپ نے اس کا نام کیا رکھا ہے؟ انہوں نے کہا میں نے اس کا نام ''محمد'' رکھا ہے یہودی نے کہا یہی تین نشانیاں ان کی نبوت کی علامت ہیں: (1) آج رات اس نبی ﷺ کا ستارہ طلوع ہو گیا ہے، (2) اس کا نام گرامی ''محمد'' ہوگا، (3) وہ قوم کے بہترین خاندان میں پیدا ہوگا اور آپ اپنی قوم کے بہترین خاندان میں سے ہیں۔

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں اللہ کی قسم! میں ایک قلعے پر چڑھا ہوا تھا کہ میں نے ایک بلند آواز سنی۔ میں نے دیکھا تو مجھے یہودیوں کے قلعہ پر ایک یہودی نظر آیا۔ اس کے پاس آگ کی مشعل تھی اور وہ لوگوں کو اپنی طرف بلا رہا تھا۔ لوگ اس کے پاس جمع ہوتے انہوں نے اس کی یہ چیخ و پکار ناپسند کی انہوں نے اس سے پوچھا تیرے لئے ہلاکت ہو تو اس طرح کیوں چیخ رہا ہے؟ حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے سنا وہ کہہ رہا تھا سرخ ستارہ طلوع ہو گیا ہے یہ ستارہ صرف اسی وقت طلوع ہوتا ہے جب کسی نبی کی ولادت کا وقت ہوتا ہے اور انبیاء میں سے صرف احمد (مجتبیٰ ﷺ) ہی باقی رہ گئے ہیں یہ سن کر لوگوں نے بڑے تعجب کا اظہار کیا اور وہ ہنستے ہوئے واپس چلے گئے۔ ابوقیس جو بنی عدی بن النجار کے قبیلہ کا ایک فرد تھا اس نے رہبانیت اختیار کر رکھی تھی اور وہ کھدر کا لباس پہنتا تھا۔ اس سے کہا گیا اے ابوقیس! دیکھو یہ یہودی کیا کہہ رہا ہے۔ ابوقیس

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اس نے حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو علیحدگی میں بلایا اور جب آپ اس کے پاس تشریف لے گئے تو اس نے آپ کو خاص مقام عطا کیا اور خلوت میں کچھ باتیں کیں اس نے کہا میں اپنا ایک راز تمہارے سامنے بیان کرنا چاہتا ہوں اور میں امید کرتا ہوں کہ تم اسے پوشیدہ رکھو گے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اسے ظاہر کرنے کی اجازت دے۔ ہمارے پاس ایک کتاب ہے جس کو ہم تمام لوگوں سے چھپاتے ہیں ہم نے اس کو اپنے لئے مخصوص کر رکھا ہے کسی غیر کو اس پر آگاہ نہیں ہونے دیتے اس میں آپ کے لئے ایک خصوصی فضیلت لکھی ہوئی ہے۔ عبدالمطلب نے کہا خدا تمہیں خوش رکھے اور نیکی کی توفیق دے وہ کیا ہے۔ بادشاہ نے کہا جب تہامہ میں ایک بچہ پیدا ہوگا جس کے کندھوں کے درمیان ایک نشان ہوگا وہ سارے عرب کا سردار ہو گا اور اس کے ذریعے تمہیں بھی روزِ قیامت تک سارے عرب کی قیادت نصیب ہوگی۔ حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا اگر بادشاہ سلامت اجازت دیں تو میں درخواست کروں گا کہ وہ اس بشارت کی تفصیل بیان کریں تا کہ میری خوشی میں اضافہ ہو۔ بادشاہ نے کہا اس بچے کی پیدائش کا زمانہ آ گیا ہے یا وہ پیدا ہو چکا ہے اس کا نام نامی محمد ہے اس کے دونوں کندھوں کے درمیان نشان ہے ان کا والد اور ماں فوت ہوں گے اس کا دادا اور چچا اس کی کفالت کریں گے وہ خداوند رحمٰن کی عبادت کرے گا اور شیطان کو ٹھکرا دے گا آگ کو بجھا دے گا بتوں کو توڑ دے گا اس کی بات فیصلہ کن ہوگی اس کا حکم سراپا انصاف ہوگا وہ نیکی کا حکم دے گا اور برے کاموں سے روکے گا۔

حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا اے بادشاہ! تیرا ہمسایہ ہمیشہ باعزت رہے، تو ہمیشہ سعادت مند رہے، تیری عمر دراز ہو اور تیری حکومت ہمیشہ رہے کیا تو مزید وضاحت کی زحمت گوارا کرے گا۔ سیف بن ذی یزن نے کہا اس غلافوں والے گھر کی قسم! اے عبدالمطلب! تو اس کا دادا ہے اس میں ذرا جھوٹ نہیں۔ حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سجدہ میں گر پڑے۔ بادشاہ نے کہا سر اٹھائیے۔ تیرا سینہ ٹھنڈا ہو کیا تو نے اس چیز کو محسوس کیا ہے جس کا میں نے تیرے سامنے ذکر کیا۔ حضرت عبدالمطلب نے کہا بے شک اے بادشاہ! میرا ایک بیٹا تھا جس پر میں فریفتہ تھا میں نے اس کی شادی ایک عفت مآب خاتون سے کی جس کا نام آمنہ بنت وہب ہے اس کے ہاں ایک بیٹا پیدا ہوا ہے جس کا میں نے محمد نام رکھا ہے۔ اس کا باپ اور والدہ فوت ہو چکے ہیں میں اور اس کا چچا اس کی کفالت کرتے ہیں اس کے کندھوں کے درمیان ایک نشان ہے اس میں وہ تمام علامتیں موجود ہیں جن کا تو نے ذکر کیا۔ سیف نے کہا پھر اپنے بچے کی حفاظت کیا کرو اور یہود سے محتاط رہا کرو کیونکہ وہ اس کے دشمن ہیں اور اللہ تعالیٰ انہیں کبھی اس پر غالب نہیں ہونے دے گا اور جو باتیں میں نے تمہارے ساتھ کیں ہیں ان سے اپنے ساتھیوں کو مت آگاہ کرنا کیونکہ مجھے اندیشہ ہے کہ وہ حسد نہ کرنا شروع کر دیں اور اگر مجھے یہ علم نہ ہوتا کہ عنقریب اس کی بعثت سے قبل میں اس دارِ فانی سے رخصت ہو جاؤں گا تو میں اپنے گھڑ سوار دستوں اور پیدل سپاہیوں کے ساتھ یہاں سے ترک سکونت کر کے یثرب کو اپنا دارالسلطنت بناتا کیونکہ میری کتاب میں لکھا ہے کہ یثرب میں اس کا دین مستحکم ہوگا وہاں کے لوگ آپ کے انصار ہوں گے۔ اس کے بعد سیف بن ذی یزن نے قریش کے وفد کو اپنے دربار میں طلب کیا ہر ایک کو سو سو اونٹ، دس دس غلام، دس دس کنیزیں، دس رطل چاندی، دس رطل سونا اور عنبر کا بھرا ایک ظرف دیا لیکن

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

رات تمہارے محلہ میں اس امت کا نبی پیدا ہو گیا ہے۔ وہ اس خبر کی تصدیق کے لئے تمام مجالس میں گھوما لیکن اسے کہیں سے بھی اپنی اس خبر کی تصدیق نہ ہوئی۔ آخر میں وہ حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجلس میں آیا اور یہی سوال کیا۔ اس سے کہا گیا کہ عبداللہ بن عبدالمطلب کے ہاں ایک بچہ پیدا ہوا ہے اس یہودی نے کہا مجھے تورات کی قسم! وہ نبی (ﷺ) ہے۔

شیخ اکبر "مسامرات" میں فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا گیا ہے کہ جب سیف بن ذی یزن کو اللہ تعالیٰ نے یمن پر غلبہ عطا کیا اور اس نے اہل حبش پر فتح حاصل کی تو اس نے اہل حبش کو یمن سے جلاوطن کر دیا۔ یہ واقعہ حضور ﷺ کی ولادت باسعادت کے دو سال بعد رو پذیر ہوا عرب کے قبائل کے شعراء اور سرداروں کے کئی وفد سیف کو اس کامیابی پر مبارک پیش کرنے کے لئے یمن حاضر ہوئے ان میں مکہ کے قریش کا بھی ایک وفد تھا جس میں عبدالمطلب بن ہاشم، امیہ بن عبدشمس، عبداللہ بن جدعان، خویلد بن عبدالعزیٰ اور وہب بن مناف بن زہرہ وغیرہ اکابر قریش شامل تھے یہ وفد صنعاء پہنچا معلوم ہوا کہ سیف غمدان نامی محل میں سکونت پذیر ہے انہوں نے حاضر ہونے کی اجازت طلب کی انہیں باریابی کی اجازت ملی جب یہ سیف کے دربار میں حاضر ہوئے تو انہوں نے دیکھا کہ وہاں ایک جشن کا سا سماں تھا عنبر و مشک کی خوشبو فضا کو معطر کر رہی تھی۔ صفائی کا خاص اہتمام کیا گیا تھا بادشاہ کے دائیں بائیں مختلف ممالک کے بادشاہ، شہزادے اور رؤساء کا ایک جمگھٹا تھا عبدالمطلب اس کے قریب پہنچے اور گفتگو کرنے کی اجازت طلب کی۔ سیف نے کہا: اگر تمہیں بادشاہوں کے دربار میں لب کشائی کا سلیقہ آتا ہے تو ہم تمہیں اجازت دیتے ہیں۔ حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا اے بادشاہ! اللہ تعالیٰ نے تمہیں عمدہ منصب پر فائز کیا ہے تو حسب اور نسب کے اعتبار سے قابل رشک ہے تو سارے عرب کا سردار ہے تو اس کی وہ بہار ہے جس سے سارا عرب سرسبز و شاداب ہوتا ہے تیرے بزرگ ہمارے لئے بہترین سلف تھے اور تو ان کا بہترین خلف ہے جس کا جانشین تیرے جیسا ہو وہ فنا نہیں ہو گا اور جس کے آباء و اجداد تیرے آباء و اجداد کی طرح ہوں وہ کبھی گمنام نہیں ہوتا۔ اے بادشاہ! ہم اللہ تعالیٰ کے حرم کے رہنے والے ہیں اور اس گھر کے خادم ہیں ہم تیری خدمت میں ہدیہ تہنیت پیش کرنے کے لئے آئے ہیں۔

سیف نے کہا اے گفتگو کرنے والے! تم اپنا تعارف کراؤ آپ نے کہا میں عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف ہوں۔ بادشاہ نے کہا پھر تو تم ہمارے بھانجے ہو۔ آپ نے فرمایا بے شک۔ بادشاہ نے انہیں اپنے قریب بٹھایا پھر آپ کی طرف اور قوم قریش کی طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا مرحبا! خوش آمدید! تمہارے لئے یہاں اونٹنی بھی ہے اور کجاوہ بھی۔ خیمہ زن ہونے کے لئے کشادہ میدان بھی ہے اور ایسا بادشاہ بھی ہے جو عظیم الشان ہے اور اس کی سخاوت کی کوئی حد نہیں۔ میں نے تمہاری گفتگو سنی ہے اور تمہاری قریبی رشتہ داری کو پہچانا ہے۔ جب تک تم یہاں اقامت گزیں رہو گے تمہاری ہر طرح عزت و تکریم کی جائے گی اور جب تم سفر کرو گے تو تمہیں انعامات سے نوازا جائے گا اب تم مہمان خانے میں تشریف لے جاؤ وہاں تمہاری ہر طرح مہمان نوازی کی جائے گی۔

وہ ایک مہینہ وہاں ٹھہرے نہ انہیں واپس جانے کی اجازت دیتا اور نہ ہی انہیں ملاقات کا موقع دیتا پھر اچانک ایک روز

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تیسرا باب

اس باب میں حضور تاجدار مدینہ ﷺ کے متعلق ان بشارات کا ذکر کیا جائے گا جو عیسائیوں کے راہبوں نے دی تھیں

ابن سعد، امام بیہقی اور ابونعیم رحمہم اللہ تعالیٰ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں ایران کے ایک شہر اصفہان کا رہنے والا تھا میرا باپ ایک کسان تھا وہ مجھ سے بہت شدید محبت کرتا تھا حتیٰ کہ وہ مجھے گھر میں اس طرح قید کر دیتا جس طرح کہ دوشیزہ کو گھر میں محبوس کر دیا جاتا ہے میں مجوسیت میں کمال حاصل کرتا رہا۔ حتیٰ کہ میری یہ ڈیوٹی لگ گئی کہ میں آگ کو جلایا کروں۔ میں اس کام میں اس طرح منہمک تھا کہ مجھے لوگوں کے کسی معاملہ کا کوئی علم نہ تھا۔ میرے باپ کی ایک جاگیر تھی اس میں کچھ مزدور کام کرتے تھے ایک دن میرے باپ نے مجھے بلایا اور کہا اے میرے نور نظر! میرے پاس اتنا وقت نہیں کہ میں اپنی جائیداد کی طرف توجہ دے سکوں لیکن میں اپنے ڈیرے کے متعلق تازہ حالات سے آگاہی حاصل کرنا چاہتا ہوں تم ڈیرے پر جاؤ اور مزدوروں کو احکامات جاری کرو۔ لیکن یاد رکھو وہاں سے جلدی واپس آجانا دیر نہ کرنا اگر تم نے دیر کر دی تو تم مجھے تمام معاملات سے روک دو گے میں اپنے گھر نکلا اور اپنی جاگیر کی طرف جانے لگا میرا گزر نصاریٰ کے گرجا کے پاس سے ہوا میں نے ان کی آوازوں کو سنا میں نے لوگوں سے پوچھا یہ کیسی آوازیں ہیں؟ لوگوں نے مجھے بتایا کہ اس گرجا میں عیسائی نماز ادا کر رہے ہیں۔ میں ان کو دیکھنے کے لئے گرجا گھر میں داخل ہو گیا ان کی حرکات وسکنات دیکھ کر میں متعجب ہوا اللہ کی قسم! میں غروب آفتاب تک ان کے پاس بیٹھا رہا۔ میرے باپ نے میری تلاش میں آدمیوں کو ادھر ادھر دوڑایا۔ میں شام کے وقت گھر واپس آیا میں اپنی مصروفیت کی وجہ سے اپنے ڈیرے پر بھی نہ جا سکا تھا میرے باپ نے مجھ سے پوچھا تو کہاں تھا کیا میں نے تمہیں نہیں کہا کہ دیر مت کرنا میں نے کہا اے میرے باپ! میں ایک قوم کے پاس سے گزرا ان کو نصاریٰ کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے مجھے ان کی نماز اور دعاؤں نے تعجب میں ڈال دیا۔ میں یہ دیکھنے کے لئے ان کے پاس بیٹھ گیا کہ وہ کیا کرتے ہیں میرے باپ نے مجھ سے کہا میرے بیٹے! تیرا اور تیرے آباء کا دین ان کے دین سے کہیں بہتر ہے میں نے کہا نہیں اللہ کی قسم! ان کا دین ہمارے دین سے بہتر ہے وہ صرف اللہ کی عبادت کرتے ہیں اور اسی سے دعا مانگتے ہیں اور اسی کے لئے نماز ادا کرتے ہیں لیکن ہم اس آگ کی پوجا کرتے ہیں جس کو ہم اپنے ہاتھ سے روشن کرتے ہیں جب ہم اس آگ کو چھوڑ دیتے ہیں تو وہ بجھ جاتی ہے۔ میرا باپ مجھ سے خوفزدہ ہو گیا اس نے میرے پاؤں میں بیڑیاں ڈال دیں اور اپنے

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہر چیز دس گنا زیادہ دی اور رخصت کرتے وقت کہا کہ آئندہ سال آنا اور مجھے اس سعید بچے کے حالات سے آگاہ کرنا لیکن سال ختم ہونے سے پہلے ہی سیف بن ذی یزن وفات پا گیا۔

حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب روانہ ہوئے تو انہوں نے اپنے ساتھیوں سے کہا اے گروہ قریش! بادشاہ نے تم سے دس گنا زیادہ جو انعامات مجھے دیئے ہیں تم اس پر رشک نہ کرنا کیونکہ بہر حال یہ ساری چیزیں ختم ہونے والی ہیں لیکن اگر رشک کرنا ہے تو اس چیز پر کرو جو ہمیشہ رہنے والی ہے انہوں نے پوچھا وہ کیا ہے آپ نے فرمایا کچھ عرصہ بعد اس کا اعلان کیا جائے گا۔

یہ واقعہ ذکر کرنے کے بعد محی الدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ایک جید عالم نے حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ کے ایک ہاتھ میں بادشاہی اور دوسرے ہاتھ میں نبوت ہے اس عالم نے یہ بات حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شادی سے پہلے کی تھی اور اس سے مراد نبوت مصطفویہ اور خلافت عباسیہ ہے۔ علامہ الماوردی رحمۃ اللہ علیہ نے اعلام النبوۃ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے کہ جب سیف بن ذی یزن حبشہ پر قابض ہوا تو اس وقت حضور ﷺ کی عمر دو سال تھی۔

حاکم، امام البیہقی، الطبرانی اور ابو نعیم رحمہما اللہ تعالیٰ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور وہ اپنے والد محترم حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور وہ اپنے والد حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ بیان کرتے ہیں کہ موسم سرما میں ہم یمن گئے۔ میں وہاں یہودیت کے ایک عالم کے ہاں ٹھہرا۔ اس نے مجھ سے پوچھا تیرا تعلق کس قبیلہ سے ہے میں نے کہا میرا تعلق قبیلہ قریش سے ہے۔ اس نے کہا قبیلہ قریش کی کس شاخ سے؟ میں نے کہا بنی ہاشم سے میرا تعلق ہے اس نے کہا کیا تو مجھے اجازت دیتا ہے کہ میں تیرے جسم کے کچھ اعضاء دیکھوں۔ میں نے کہا ہاں میری شرم گاہ کو چھوڑ کر تو میرے جسم کے تمام اعضاء کو دیکھ سکتا ہے۔ اس نے پہلے میرے ایک نتھنے کو کھولا اس میں دیکھا پھر دوسرے کو بھی کھولا اور اس میں دیکھا اس نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے ایک ہاتھ میں نبوت اور دوسرے ہاتھ میں بادشاہی ہے۔

ایک روایت کے مطابق اس عالم نے کہا کہ یہ سب کچھ تجھے بنی زہرہ سے حاصل ہوگا کیا تجھے معلوم ہے کہ یہ سعادت تجھے کیسے حاصل ہوگی میں نے کہا نہیں میں نہیں جانتا اس نے کہا کیا تمہاری ''شاعۃ'' ہے میں نے کہا ''شاعۃ'' سے کیا مراد ہے اس نے کہا بیوی میں نے کہا نہیں آج کل میں بیوی کے بغیر ہی ہوں اس نے کہا جب تو واپس جائے تو بنی زہرہ میں شادی کر لینا۔ حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ مکہ معظمہ میں تشریف لائے اور ہالہ بنت وہب سے شادی کر لی۔ ان کے بطن سے حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پیدا ہوئے اور اپنے بیٹے حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شادی حضرت آمنہ بنت وہب رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کی ان کے بطن اطہر سے حضور ﷺ پیدا ہوئے۔ یہ دیکھ کر قریش نے کہا عبداللہ اپنے باپ پر فوقیت لے گئے ہیں۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

یا تو میں موصل چلا آیا میں اس کے بتائے ہوئے پادری کے پاس آیا وہ صفات میں پہلے پادری کا ہم مثل تھا۔

وہ بھی تارک الدنیا اور عجز وانکساری کا پیکر تھا۔ میں نے اس سے کہا فلاں پادری نے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے تاکہ میں پ کے پاس رہوں! اس پادری نے کہا اے میرے بیٹے! تم میرے پاس ٹھہر سکتے ہو۔ اس کے بعد میں اس کے ساتھ مت گزیں رہا حتیٰ کہ اس کی وفات کا وقت قریب آ گیا میں نے اس سے کہا فلاں پادری نے مجھے آپ کے پاس آنے کے ے کہا تھا۔ اب آپ بھی داعی اجل کو لبیک کہہ رہے ہیں اب آپ مجھے کس شخص کے پاس جانے کی وصیت کریں گے؟ اس ری نے بوقت مرگ کہا اللہ کی قسم میں صرف ایک شخص کو جانتا ہوں جو ہماری طرح عمدہ صفات سے متصف ہے وہ نصیبین کا ہنے والا ہے تم اس کے پاس چلے جاؤ۔ جب ہم نے اس پادری کو دفن کر دیا تو نصیبین میں اس پادری کے پاس چلا گیا میں نے سے کہا کہ فلاں پادری نے مجھے فلاں کے پاس جانے کی وصیت کی تھی اور اب اس نے مجھے تمہارے پاس حاضر ہونے کی یت کی ہے۔ اس نے بھی مجھے اپنے پاس ٹھہرنے کی اجازت دے دی وہ بھی عمدہ اوصاف اور اچھے اخلاق کا مالک تھا۔ میں کے پاس ہی سکونت پذیر رہا حتیٰ کہ اس کی وفات کا وقت قریب آ گیا۔ میں نے اس سے کہا کہ فلاں پادری نے مجھے فلاں دری کی طرف جانے کی وصیت کی اور فلاں پادری نے مجھے آپ کے پاس آنے کی وصیت کی اب آپ مجھے کس شخص کے س جانے کا حکم فرماتے ہیں۔ اس پادری نے کہا اے میرے بیٹے! صرف ایک ہی آدمی ان عمدہ صفات سے متصف ہے وہ رزمین روم میں عموریہ کے مقام پر اقامت گزیں ہے اس کو دفنانے کے بعد میں عموریہ کے پادری کے پاس آ گیا۔ میں نے ے بھی عمدہ اخلاق سے متصف دیکھا میں بھی اس کے پاس ٹھہر گیا اور کچھ کام بھی کرنے لگا حتیٰ کہ میرے پاس کچھ گائیں اور کریاں جمع ہو گئیں پھر اس کی وفات کا وقت بھی قریب ہو گیا وقت مرگ میں نے اس سے کہا اے فلاں! فلاں پادری نے مجھے لاں کے پاس اور فلاں نے مجھے فلاں کے پاس اور فلاں پادری نے مجھے آپ کے پاس آنے کا حکم دیا تھا اب آپ کی موت کا قت قریب ہے اب آپ مجھے کس کے پاس جانے کا حکم دیتے ہیں۔ اس پادری نے کہا اے میرے بیٹے! اللہ کی قسم! اب میں سی بھی ایسے شخص کو نہیں جانتا جو ان عمدہ صفات سے متصف ہو جن سے ہم متصف تھے جس کی طرف میں تمہیں جانے کا حکم وں لیکن ایک نبی مکرم ﷺ کے ظہور کا وقت قریب آ گیا ہے۔ وہ سرزمین حرم سے مبعوث ہو گا دو پہاڑوں کے درمیان کھجوروں والی زمین اس کی ہجرت گاہ ہو گی اس میں واضح علامات ہوں گی اس کے کندھوں کے درمیان نبوت کی مہر ہو گی وہ ریہ کھائے گا لیکن صدقے کا مال نہیں کھائے گا۔ اس کے ظہور کا وقت بالکل قریب ہے اگر تم اس مقدس سرزمین تک جا سکتے ہو ضرور جاؤ۔ ہم نے اس کو دفن کر دیا۔

وہاں سے بنو کلب کا قافلہ گزرا میں نے ان سے کہا اگر تم مجھے عرب تک لے چلو تو میں اس کے بدلے یہ بکریاں اور گائیں ہیں دے دوں گا۔ انہوں نے رضامندی کا اظہار کیا میں نے اپنی تمام بکریاں اور گائیں ان کے حوالے کیں۔ انہوں نے ے اپنے ساتھ سوار کر لیا جب وہ وادی القریٰ میں پہنچے تو انہوں نے مجھ پر ظلم کیا۔ انہوں نے ایک یہودی کے ہاتھ مجھے وخت کر دیا اللہ کی قسم! جب میں نے کھجوروں والی سرزمین کو دیکھا تو میں نے کہا کاش! یہ وہی زمین ہو جسے نبی آخر

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

گھر میں مجھے قید کر دیا۔

میں نے نصاریٰ کی طرف پیغام بھیجا کہ جس دین پر تم عمل پیرا ہو اس کی اصل کہاں ہے انہوں نے جواب دیا کہ اس کی اصل شام میں ہے میں نے انہیں یہ پیغام بھیجا کہ جب شام سے کوئی قافلہ آئے تو مجھے آگاہ کر دینا انہوں نے کہا جب کوئی قافلہ شام سے آئے گا تو ہم آپ کو آگاہ کر دیں گے۔ کچھ وقت گزرنے کے بعد شام کا ایک تجارتی قافلہ ہمارے شہر میں آیا۔ عیسائیوں نے میری طرف پیغام بھیجا کہ ہمارے پاس ایک تجارتی قافلہ آیا ہے۔ میں نے انہیں پیغام بھیجا کہ جب تمہارا قافلہ اپنے تمام امور سرانجام دے لے اور یہاں سے جانے کا ارادہ کرے تو مجھے بتا دینا۔ انہوں نے وعدہ کیا کہ ہم آپ کو اس وقت بتا دیں گے۔

جب اس قافلہ نے اپنے تمام امور سرانجام دے لئے اور انہوں نے واپس جانے کا ارادہ کیا تو انہوں نے میری طرف پیغام بھیجا۔ میں نے اپنی بیڑیاں توڑ ڈالیں اور اس قافلہ کے ساتھ مل گیا میں ان کے ساتھ سفر پر رواں دواں رہا حتیٰ کہ ملک شام آ گیا۔ میں نے ان سے پوچھا عیسائیت کے علماء میں سے سب سے افضل کون ہے۔ انہوں نے کہا ''الاسقف'' تمام علماء سے افضل ہے اور وہ اس گرجا گھر کا امام ہے میں الاسقف کے پاس آ گیا میں نے اس سے کہا میں چاہتا ہوں کہ میں آپ کے ساتھ اس گرجا گھر میں رہوں اور آپ کے ساتھ اس میں اللہ کی عبادت کروں اور آپ سے بھلائی اور نیکی کے امور سیکھوں اس نے مجھے اپنے ساتھ رہنے کی اجازت دے دی لیکن اسقف برا انسان تھا وہ لوگوں کو صدقہ کا حکم دیتا تھا لیکن وہ خود ان کے صدقات میں دلچسپی رکھتا تھا جب لوگ اپنے صدقات اس کے پاس جمع کراتے تو وہ ان تمام کو خزانہ بنا کر ایک جگہ رکھ دیتا اور مساکین کو کوئی بھی چیز نہ دیتا۔ اس کی یہ حالت دیکھ کر مجھے بہت غصہ آتا۔ بالآخر وہ مر گیا جب لوگ اس کو دفن کرنے کے لئے آئے تو میں نے ان سے کہا یہ پادری بہت برا آدمی تھا۔ وہ تمہیں صدقات کا حکم دیتا تھا لیکن وہ ان صدقات میں خود دلچسپی لیتا تھا۔ جب تم اپنے صدقات اس کے پاس جمع کروا دیتے تھے تو وہ انہیں ایک جگہ پر رکھ دیتا تھا اور انہیں مساکین وغرباء میں تقسیم نہیں کرتا تھا انہوں نے مجھ سے پوچھا تیرے پاس اس الزام کی کیا نشانی ہے میں نے کہا میں تمہارے سامنے اس کے تمام خزانے رکھ دیتا ہوں میں نے سونے اور چاندی کے بھرے ہوئے سات گھڑے ان کے سامنے رکھ دیئے جب انہوں نے اتنی کثیر دولت دیکھی تو انہوں نے کہا اللہ کی قسم! ہم اس کو کبھی بھی دفن نہیں کریں گے انہوں نے اس پادری کی لاش کو ایک لکڑی پر لٹکا دیا اور اسے پتھر مارنے لگے انہوں نے اس کی جگہ ایک اور شخص کو نامزد کر دیا۔ اللہ کی قسم! نیا پادری ایک عظیم انسان تھا وہ نہایت عاجزی کے ساتھ پانچ نمازیں ادا کرتا تھا۔ وہ انتہائی خشوع اور خضوع کے ساتھ اللہ کے حضور حاضر ہوتا۔ دنیا سے وہ بالکل کنارہ کش تھا وہ لیل ونہار اللہ کی عبادت میں کوشاں رہتا تھا میں اس کے ساتھ اس طرح زندگی گزارتا رہا حتیٰ کہ اس کی وفات کا وقت بھی قریب آ گیا میں نے اس سے کہا جناب محترم! آپ کی وفات کا وقت قریب آ گیا ہے اب آپ مجھے کس چیز کا حکم دیتے ہیں اور کس آدمی کی طرف راہنمائی کرتے ہیں اس پادری نے مجھ سے کہا اے میرے بچے! میں صرف ایک شخص کو جانتا ہوں جو عمدہ صفات سے متصف ہے وہ موصل میں رہتا ہے میری وفات کے بعد اس کے پاس چلے جانا۔ جب وہ پادری

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پنے مالک سے مکاتبت کرلو۔ میں نے اپنے مالک کے ساتھ اس شرط پر مکاتبت کرلی کہ میں اسے کھجور کے تین سو پودے لگا دوں گا اور ان کے علاوہ چالیس اوقیہ چاندی دوں گا۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے اس سلسلہ میں میری مدد کی کسی نے مجھے کھجور کے تیس پودے دیئے کسی نے بیس اور کسی نے پندرہ اور کسی نے دس پودے دیئے یہاں تک کہ وہ تین سو پورے ہو گئے حضور ﷺ نے فرمایا اے سلمان جاؤ ان پودوں کے لئے گڑھے کھودو جب اس کام سے فارغ ہو جاؤ تو میرے پاس آ جاؤ میں خود ان پودوں کو اپنے ہاتھ سے لگاؤں گا۔ میں نے جا کر تین سو گڑھے کھودے جس میں میرے دینی بھائیوں نے بھی میرا ہاتھ بٹایا پھر میں نے حاضر ہو کر عرض کی۔ رسول کریم ﷺ مجھے ہمراہ لے کر اس جگہ کی طرف گئے ہم وہ پودے اٹھا کر آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کرتے تھے اور حضور ﷺ اپنے دست اقدس سے ان کو گڑھوں میں لگاتے جاتے تھے۔ مجھے اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں سلمان کی جان ہے ان میں سے ایک پودا بھی نہیں مرا سب کے سب ہرے ہو گئے۔ لیکن ابھی چالیس اوقیہ چاندی کی ادائیگی میرے ذمہ تھی ایک روز فاختہ کے انڈے کے برابر سونا کسی کان سے بارگاہ رسالت میں پیش کیا گیا آپ ﷺ نے فرمایا اے سلمان! یہ سونا لو اور اپنا زر مکاتبت ادا کرو میں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم اتنی کثیر رقم چھوٹے سے انڈے سے کیسے ادا ہوگی۔ آپ ﷺ نے فرمایا اسے لے لو یہ قلیل نہیں۔ اللہ تعالیٰ تمہاری تمام مکاتبت کی رقم اسی سے ادا فرمائے گا۔ حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں اللہ کی قسم! میں نے اپنی تمام ادائیگی اسی سونے کے انڈے کے ساتھ کی اور ابھی میرے پاس اتنی ہی مقدار میں زر باقی بھی تھا۔

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے ابوسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سند سے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں بچپن میں اپنے گاؤں کے بچوں کے ساتھ کھیلا کرتا تھا ہمارے گاؤں میں ایک پہاڑ تھا جس میں ایک غار تھا۔ ایک دن میں اس غار کے پاس سے اکیلا گزرا۔ میں نے وہاں ایک طویل القامت انسان دیکھا اس کے کپڑے بھی بالوں کے تھے اور اس کے جوتے بھی بالوں ہی کے بنے ہوئے تھے۔ اس نے مجھے اپنی طرف بلایا میں اس کے قریب ہوا تو اس نے مجھ سے کہا اے لڑکے! کیا تو حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کو جانتا ہے میں نے کہا میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نہیں جانتا اور نہ ہی میں نے ان کے متعلق سنا ہے۔ اس بزرگ نے کہا حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام اللہ کے رسول ہیں جو آدمی یہ ایمان لائے گا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے رسول ہیں اور ان کے بعد بھی ایک رسول مکرم ﷺ تشریف لائیں گے جن کا نام نامی ''احمد'' ﷺ ہوگا تو اللہ تعالیٰ اس کو دنیا کے غموں سے نکال کر آخرت کے سکون اور نعمتوں کی طرف لے جائے گا۔ میں نے دیکھا کہ نور اور حلاوت اس کے ہونٹوں سے خارج ہو رہے ہیں۔ ایسا ہی نور میرے دل میں بھی جاگزیں ہو گیا اس بزرگ نے مجھے سکھایا کہ میں یہ گواہی دوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے رسول ہیں اور ان کے بعد محمد عربی ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ موت کے بعد دوبارہ زندگی عطا ہوگی۔ اس نے مجھے نماز میں قیام کرنے کا طریقہ سکھایا اس نے مجھ سے کہا جب تو نماز کے لئے کھڑا ہونے لگے تو قبلہ کی طرف منہ کر لے اگر اس حالت میں آگ بھی تیرا احاطہ کرے پھر بھی اس کی طرف توجہ نہ دینا اور اگر نماز کی کیفیت میں تجھے والدین بھی پکاریں تو ان کی طرف بھی توجہ نہ کرنا۔ البتہ اگر نماز

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

الزماں ﷺ کی ہجرت گاہ ہونے کا شرف حاصل ہوگا۔ تھوڑا ہی وقت گزرا تھا کہ اس شخص نے مجھے آگے بنی قریظہ کے ایک یہودی کے ہاتھ فروخت کر دیا وہ یہودی مجھے مدینہ لے آیا مدینہ طیبہ کی سرزمین کو دیکھتے ہی مجھے یقین ہوگیا کہ یہ وہی سرزمی ہے جس کے متعلق مجھے پادری نے بتایا تھا میں اپنے مالک کا غلام بن کر وہاں حضور ﷺ کا انتظار کرنے لگا۔ اللہ تعالیٰ نے م معظمہ میں نبی کریم ﷺ کو مبعوث کیا کیونکہ میں غلامی کی زنجیروں میں جکڑا ہوا تھا اس لئے مجھے آپ ﷺ کے بارے میں کسی نے کچھ نہ بتایا حتیٰ کہ حضور ﷺ ہجرت فرما کر قبا تشریف لائے اس وقت میں اپنے مالک کے باغ میں کام کر رہا تھا الل کی قسم! میں اس کے باغ میں کام کر رہا تھا جب میرے مالک کا چچازاد بھائی آیا اور کہنے لگا اے فلاں! اللہ تعالیٰ بنی قیلہ کو تب کرے اب وہ قبا میں اس شخص کے اردگرد جمع ہیں جو مکہ سے آیا ہے اور وہ گمان کرتا ہے کہ وہ اللہ کا نبی ہے اللہ کی قسم! جونہی میں نے یہ بات سنی مجھ پر کپکپی طاری ہوگئی۔ مجھے یہ گمان ہوا کہ میں کہیں اپنے مالک کے اوپر ہی نہ گر جاؤں میں کھجور کے درخت سے یہ کہتا ہوا اترا "تم کیا بات کر رہے ہو میرے مالک نے مجھے ایک زوردار مکا رسید کیا اور کہنے لگا تجھے اس بات سے کی واسطہ تم اپنا کام کرو" میں نے کہا میرا اس خبر سے تو کوئی واسطہ نہیں لیکن میں نے ایک بات سنی ہے میں نے چاہا کہ اس کے بارے میں تصدیق کرلوں۔

جب شام ہوئی میرے پاس کھانے کی کوئی چیز تھی میں قبا میں حضور کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے کہا مجھے خبر ملی ہے کہ آپ نیک شخص ہیں آپ کے ساتھ آپ کے غریب ساتھی ہیں میرے پاس صدقہ کا کچھ کھانا ہے میں سمجھتا ہوں کہ آپ لوگ سب سے زیادہ اس کے مستحق ہیں لیجئے اسے تناول فرمایئے۔ حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے تو اپنا دست اقدس اس کھانے سے روک لیا اور اپنے ساتھیوں سے کہا کھاؤ لیکن آپ نے خود تناول نہ فرمایا۔ میں نے دل میں کہا کہ آپ ﷺ کے متعلق مجھے جو نشانیاں بتائی گئیں تھیں ان میں سے ایک نشانی پوری ہوگئی کہ آپ صدقہ نہیں کھاتے۔

کچھ روز بعد حضور ﷺ مدینہ منورہ تشریف لے گئے چند روز بعد میں کوئی چیز لے کر خدمت میں اقدس میں حاضر ہوا میں نے عرض کی میں نے دیکھا ہے کہ آپ صدقہ نہیں کھاتے یہ چیز بطور ہدیہ لے کر آیا ہوں صدقہ نہیں ہے۔ حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے اور آپ کے صحابہ نے اسے تناول فرمایا میں نے دل میں کہا دو نشانیاں پوری ہوگئیں ہیں۔

پھر میں آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں اس وقت حاضر ہوا جب آپ ایک جنازہ میں شرکت فرما رہے تھے۔ میں پیچھے مڑا تا کہ پشت مبارک پر ختم نبوت کا مشاہدہ کروں جب حضور ﷺ نے مجھے دیکھا کہ میں پیچھے سے گھوم کر آیا ہوں تو آپ ﷺ نے اپنی پشت مبارک سے چادر اٹھالی۔ آپ ﷺ کے دونوں کندھوں کے درمیان ختم نبوت کو میں نے دیکھ لیا یہ بالکل اسی طرح تھی جس طرح مجھے راہب نے بتایا تھا میں جذبات سے بے قابو ہوکر گر پڑا میں وارفتگی میں آپ ﷺ کو بوسے دے رہا تھا اور رو رہا تھا۔ حضور ﷺ نے مجھے فرمایا اے سلمان! آگے آؤ۔ میں حضور ﷺ کے سامنے آکر بیٹھ گیا۔ آپ ﷺ نے پسند فرمایا کہ میں اپنی داستان صحابہ کرام کو سناؤں۔ میں نے اپنی داستان سنائی آپ ﷺ نے فرمایا اے سلمان!

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

باغ حضور ﷺ کو مل گیا تھا۔

حلبی رحمۃ اللہ علیہ نے ''شواہد النبوۃ'' سے نقل کیا ہے کہ جب حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے تو حضور ﷺ آپ کی زبان (فارسی) کو نہیں جانتے تھے۔ ایک یہودی تاجر کو بطور ترجمان لایا گیا وہ فارسی اور عربی دونوں سے آشنا تھا۔ حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فارسی زبان میں حضور ﷺ کی تعریف کی اور یہودیوں کی مذمت کی جس کی وجہ سے ترجمان کو غصہ آیا اس نے حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گفتگو کا غلط ترجمہ کر کے حضور ﷺ سے کہا سلمان آپ کے ساتھ دشنام طرازی کر رہا ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا یہ فارسی ہمارے پاس اس لئے آیا ہے تا کہ ہم کو تکلیف دے۔ اسی وقت جبرائیل امین نازل ہوئے انہوں نے حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گفتگو کا صحیح ترجمہ کیا۔ حضور ﷺ نے وہ ترجمہ یہودی کو بتا دیا۔ یہودی نے کہا اے محمد! (صلی اللہ علیک وسلم) اگر آپ پہلے ہی فارسی جانتے تھے تو مجھے بلانے کی کیا ضرورت تھی آپ ﷺ نے فرمایا میں پہلے فارسی نہیں جانتا تھا۔ مجھے تو یہ زبان ابھی ابھی جبرائیل نے سکھائی ہے آپ ﷺ کا یہ معجزہ دیکھ کر یہودی نے کہا اے محمد! (صلی اللہ علیک وسلم) اس سے قبل تو میں آپ پر تہمت لگایا کرتا تھا لیکن اب مجھے یقین ہو گیا ہے کہ آپ اللہ کے سچے رسول ہیں اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّکَ رَسُوْلُ اللّٰهِ۔ پھر حضور ﷺ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے فرمایا۔ سلمان کو عربی سکھا دو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم آپ ﷺ سلمان کو حکم فرمائیں کہ وہ اپنی آنکھوں کو بند کر لیں اور اپنا منہ کھول لیں۔ حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایسا ہی کیا حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اپنا لعاب حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے منہ میں ڈالا انہوں نے اسی وقت فصیح عربی میں گفتگو کرنا شروع کر دی۔

پھر ''حلبی رحمۃ اللہ علیہ'' نے حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے جب سابقہ داستان بارگاہ رسالت میں پیش کی تو انہوں نے عرض کی کہ عموریہ کے پادری ''ذاذان'' نے ان سے کہا کہ ملک شام کی فلاں سرزمین پر چلے جاؤ وہاں دو جھاڑیاں کے درمیان ایک آدمی رہتا ہے وہ ہر سال ایک جھاڑی سے نکل کر دوسری جھاڑی کی طرف جاتا ہے بہت سے بیمار لوگ اس کے پاس آتے ہیں وہ جس بیمار کے لئے دعا مانگتا ہے اللہ تعالیٰ اسے شفا عطا فرما دیتا ہے اس دین کے متعلق اس سے سوال کرنا وہی تجھے صحیح جواب دے سکے گا۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں عموریہ سے نکل کر اس علاقہ میں آیا جس کے متعلق مجھے راہب نے بتایا تھا میں نے دیکھا کہ لوگ اپنے مریضوں کو لے کر وہاں جمع ہیں۔ حتیٰ کہ وہ اس رات ایک جھاڑی سے دوسری جھاڑی کی طرف جانے کے لئے نکلا لوگوں نے اسے گھیر لیا وہ جس مریض کے لئے بھی دعا کرتا اس کو شفا مل جاتی۔ مجھے اس کے پاس جانے کا موقع نہ مل سکا۔ وہ دوسری جھاڑی میں داخل ہونا ہی چاہتے تھے کہ میں نے اس کو کندھے سے پکڑ لیا اس نے کہا یہ کون ہے؟ جب اس نے میری طرف توجہ کی تو میں نے کہا اللہ آپ پر رحم کرے مجھے دین ابراہیمی کے متعلق بتائیں۔ اس نے کہا تو نے مجھ سے وہ سوال کیا ہے جس کو آج تک کسی نے نہیں کیا۔ ایک نبی مکرم ﷺ اس دین کے ساتھ مبعوث ہوں گے سرزمین حرم سے ان کا ظہور ہوگا وہی تجھے اسی دین کی تبلیغ کریں گے پھر وہ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

میں تجھے اللہ کے رسول پکاریں تو پھر نماز کو چھوڑ دینا پہلے ان کی بات سننا کیونکہ وہ اپنی طرف سے تمہیں نہیں بلائیں گے بلکہ اللہ کی طرف سے وحی کی وجہ سے تمہیں پکاریں گے۔ اگر تو محمد مصطفیٰ ﷺ کے عہد ہمایوں کو پائے تو ان پر ضرور ایمان لانا۔ تہامہ کے پہاڑوں سے ان کا ظہور ہوگا۔ میری طرف سے آپ کی بارگاہ میں سلام عرض کرنا۔ میں نے کہا مجھے محمد عربی ﷺ کی مزید علامات بتائیں اس بزرگ نے کہا ان کا نام مبارک محمد بن عبداللہ (ﷺ) ہوگا۔ ان کا ظہور تہامہ کے پہاڑوں سے ہوگا وہ اونٹ، گدھے، گھوڑے اور خچر پر سواری کریں گے ان کے نزدیک آزاد اور غلام برابر ہوں گے۔ ان کا قلب اطہر رحمت سے لبریز ہوگا ان کے کندھوں کے مابین کبوتری کے انڈے کے برابر ایک نشان ہوگا۔ اس کے باطن میں اَللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ لکھا ہوا ہوگا اور ظاہر پر یہ لکھا ہوگا ''تَوَجَّهْ حَيْثُ شِئْتَ فَاِنَّكَ مَنْصُوْرٌ كُلَّ الْهِدَايَةِ'' وہ صدقہ کا مال نہیں کھائیں گے نہ ہی وہ کینہ پرور اور نہ ہی حاسد ہوں گے وہ کسی مسلمان یا معاہد کے ساتھ ظلم بھی نہیں کریں گے۔

الطبرانی اور ابونعیم رحمہما اللہ تعالیٰ نے شرجیل بن الصمت کی سند سے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں دین کی تلاش میں اپنے گھر سے نکلا میں نے اہل کتاب کے راہبوں سے ملاقات کی وہ کہا کرتے تھے کہ یہ ایک نبی محترم ﷺ کے ظہور کا زمانہ ہے عرب سے ان کا ظہور ہوگا ان کے کندھوں کے درمیان نبوت کی مہر ہوگی۔ ان کی یہ گفتگو سن کر میں عرب کی زمین پر آ گیا آپ ﷺ کا ظہور ہوا میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ میں وہ علامات موجود ہیں جو انہوں نے بیان کیں تھیں میں نے مہر نبوت کو بھی دیکھا میں نے گواہی دی: اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔

سیرۃ حلبیہ اور خصائص کبریٰ میں حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا گیا ہے کہ جب حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہودی کے ساتھ مکاتبت کی کہ میں تجھے آزادی کے بدلے اتنے کھجور کے پودے اور اتنے اوقیہ چاندی دوں گا تو سرور کائنات ﷺ نے اپنے دست اقدس سے تمام پودوں کو لگایا صرف ایک پودا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ہاتھ سے لگایا تھا تمام پودے سبز ہو گئے لیکن وہ پودا سبز نہ ہوا۔ حضور اکرم ﷺ نے پوچھا اس پودے کو کس نے لگایا ہے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کی اس کو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لگایا ہے۔ آپ ﷺ نے اس پودے کو اکھیڑ کر دوبارہ اپنے ہاتھ سے لگایا تو وہ اسی سال ثمر آور ہو گیا۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے کہ تمام پودے تاجدار مدینہ ﷺ نے اپنے دست اقدس سے لگائے تھے صرف ایک پودا حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ہاتھ سے لگایا تھا۔ تمام پودے سبز ہو گئے لیکن جس پودے کو حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لگایا تھا وہ سبز نہ ہوا۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ممکن ہے کہ اس پودے کو باری باری حضرت عمر اور حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما دونوں نے ہی لگایا ہو۔ مزید فرماتے ہیں کہ وہ باغ جس میں حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے پودے لگائے گئے تھے وہ بنی نضیر کے باغات میں سے تھا اس کو المنبت کے نام سے تعبیر کیا جاتا تھا۔ وہ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

آباءواجداد میں کوئی بادشاہ تھا تم نے کہا نہیں اگر اس کے آباء میں کوئی بادشاہ ہوتا تو میں کہتا کہ یہ شخص اپنے باپ کا ملک حاصل کرنا چاہتا ہے میں نے تم سے پوچھا کہ کیا اس شخص نے کبھی جھوٹ بولا ہے تم نے کہا نہیں۔ میں یہ کہتا ہوں کہ جو شخص لوگوں کے ساتھ جھوٹ نہیں بولتا وہ ذات خداوندی کے بارے میں کیسے جھوٹ بول سکتا ہے۔ پھر میں نے تم سے سوال کیا کہ کیا رؤساء اس کی اتباع کر رہے ہیں یا کمزور لوگ۔ تم نے کہا کمزور لوگ اس کی پیروی کر رہے ہیں انبیاء ورسل کی اتباع کرنے والے ہمیشہ کمزور لوگ ہی ہوتے ہیں۔ میں نے تم سے سوال کیا کہ کیا اس کے پیروکار بڑھ رہے ہیں یا کم ہو رہے ہیں تم نے جواب دیا کہ وہ بڑھ رہے ہیں۔ ایمان کا معاملہ اسی طرح ہوتا ہے حتیٰ کہ وہ مکمل ہو جائے۔ میں نے تم سے سوال کیا کہ کیا دین میں داخل ہونے کے بعد کوئی شخص مرتد بھی ہوا ہے تم نے جواب میں کہا نہیں۔ ایمان اسی طرح ہوتا ہے حتیٰ کہ وہ دل کی گہرائیوں میں جاگزیں ہو جاتا ہے۔ میں نے تم سے پوچھا کیا اس نے کبھی کسی سے فریب کیا ہے تم نے کہا نہیں انبیاء اور رسل کی یہی عظیم شان ہوتی ہے کہ وہ کسی سے فریب نہیں کرتے میں نے تم سے پوچھا کہ وہ تمہیں کس چیز کا حکم دیتا ہے تم نے کہا کہ وہ حکم دیتا ہے کہ صرف اللہ کی عبادت کرو اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ وہ تمہیں بت پرستی سے منع کرتا ہے تمہیں نماز ادا کرنے، سچ بولنے اور پاکدامنی کا حکم دیتا ہے اگر جو کچھ تم کہہ رہے ہو وہ سچ ہے تو میں یقین سے کہتا ہوں کہ عنقریب وہ میرے ان قدموں والی زمین کا مالک بن جائے گا۔ میں جانتا تھا کہ ایک نبی کا ظہور ہونے والا ہے لیکن مجھے یہ گمان نہیں تھا کہ وہ تم میں سے ہوگا اگر میں یہ جانتا کہ میں اس کے لئے مخلص ہو سکتا ہوں تو میں اس کی ملاقات کے لئے سفر کی زحمتیں برداشت کرتا اور اگر میں اس کے پاس حاضر ہونے کی سعادت حاصل کر سکتا تو میں اس کے قدموں کو دھو کر پیتا۔

اس کے بعد ہرقل نے وہ خط منگوایا جو سرور کائنات ﷺ نے ''عظیم بصریٰ'' کی طرف لکھا تھا اور حضرت دحیہ الکلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس خط کو لے کر گئے تھے۔ اس نے وہ خط پڑھا اس میں لکھا تھا:

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

محمد جو اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں کی طرف سے ہرقل عظیم الروم کی جانب۔

سلام ہو اس پر جس نے ہدایت کی اتباع کی۔

امابعد!

میں تمہیں اسلام کی طرف دعوت دیتا ہوں اسلام قبول کر لو اللہ تعالیٰ تجھے دگنا اجر عطا فرمائے گا اور تو جہنم سے بچ جائے گا اور اگر تو نے اعراض کیا تو تجھ پر رعایا کا بھی گناہ ہوگا:

قُلۡ یٰۤاَهۡلَ الۡكِتٰبِ تَعَالَوۡا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۢ بَيۡنَنَا وَبَيۡنَكُمۡ اَلَّا نَعۡبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشۡرِكَ بِهٖ شَيۡــًٔا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعۡضُنَا بَعۡضًا اَرۡبَابًا مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ ؕ فَاِنۡ تَوَلَّوۡا فَقُوۡلُوا اشۡهَدُوۡا بِاَنَّا مُسۡلِمُوۡنَ ۞ (آل عمران:64)

ابوسفیان کہتے ہیں کہ جب بادشاہ وہ تمام باتیں کر چکا جو اس نے کرنا تھیں اور گرامی نامہ کے پڑھنے سے فارغ ہوا تو اس

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اس جھاڑی میں داخل ہو گیا۔

صحیح بخاری کے آغاز میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ابوسفیان نے انہیں بتایا کہ یہ اس وقت کی داستان ہے جب حضور ﷺ اور قریش مکہ کے مابین شدید عداوت تھی وہ تجارت کی غرض سے ملک شام گئے تو ہرقل نے انہیں دربار میں بلایا اس وقت ہرقل ایلیاء میں تھا۔ اس کے اردگرد روم کے عظماء بیٹھے ہوئے تھے اس نے قریش مکہ کے تاجروں اور اپنے ترجمان کو سامنے بٹھالیا۔ ہرقل نے پوچھا کہ تم میں سے رشتہ میں کون اس شخص کے قریب ہے جو یہ دعویٰ کرتا ہے کہ وہ نبی ہے حضرت ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا نسب کے لحاظ سے میں اس کا قریبی رشتہ دار ہوں۔ ہرقل نے کہا میرے قریب ہو جاؤ اس نے ابوسفیان کو اپنے پاس کھڑا کر لیا اور ان کے ساتھیوں کو ان کی پیٹھ پیچھے کھڑا کر لیا پھر اس نے اپنے ترجمان سے کہا ''ان لوگوں کو بتا دے کہ میں ابوسفیان سے چند سوالات کرنا چاہتا ہوں۔ اگر یہ جھوٹ بولے تو فوراً مجھے بتا دینا۔ ابوسفیان کہتے ہیں کہ اللہ کی قسم! اگر مجھے جھوٹ کے الزام کا ڈر نہ ہوتا تو میں ضرور آپ ﷺ کے متعلق جھوٹ بولتا۔ اس نے مجھ سے پہلا سوال یہ کیا کہ اس شخص کا نسب کیسا ہے میں نے کہا وہ ہم میں سے عمدہ اور اعلیٰ نسب والے ہیں۔ پھر ہرقل نے پوچھا کیا اس شخص سے قبل بھی تم میں سے کسی نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ میں نے جواب دیا نہیں' پھر ہرقل نے سوال کیا کیا اس شخص کے آباء میں کوئی بادشاہ ہو گزرا ہے میں نے کہا ''نہیں۔''

ہرقل نے سوال کیا کیا تمہاری قوم کے رؤسا اس کی پیروی کرتے ہیں یا ضعیف لوگ میں نے کہا ضعیف لوگ اس کی پیروی کرتے ہیں ہرقل نے پوچھا! کیا وہ لوگ بڑھ رہے ہیں یا گھٹ رہے ہیں میں نے جواب دیا ان میں اضافہ ہو رہا ہے ہرقل نے پوچھا'' کیا کوئی شخص اس کے دین سے ناراض ہو کر اس سے مرتد بھی ہوا ہے۔'' میں نے کہا نہیں۔ ہرقل نے سوال کیا کیا ان کے اس دعویٰ سے پہلے تم ان پر جھوٹ کی تہمت لگاتے تھے۔ میں نے کہا نہیں۔ ہرقل نے کہا کیا انہوں نے کبھی دھوکا کیا ہے میں نے کہا نہیں۔ ابھی ہمارے اور ان کے مابین ایک معاہدہ ہوا ہے معلوم نہیں اس کو وہ پورا کرتے ہیں یا نہیں۔ ابوسفیان کہتے ہیں کہ میں نے جھوٹ بولنا چاہا لیکن مجھے جرأت نہ ہوئی۔

ہرقل نے پوچھا کیا تم نے کبھی اس سے لڑائی بھی کی ہے۔ میں نے کہا ہمارے درمیان کئی دفعہ لڑائی ہوئی ہے ہرقل نے پوچھا اس لڑائی کا نتیجہ کیا رہا میں نے کہا کبھی ہم جیتے کبھی وہ۔ ہرقل نے کہا وہ تمہیں کس چیز کا حکم دیتا ہے۔ حضرت ابوسفیان کہتے ہیں میں نے کہا وہ کہتا ہے صرف ایک خدا کی عبادت کرو۔ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ جو کچھ تمہارے آباء کہا کرتے تھے اس کو ترک کر دو وہ ہمیں نماز پڑھنے، سچ بولنے، پاکدامنی اختیار کرنے اور صلہ رحمی کرنے کا حکم دیتا ہے۔

ہرقل نے اپنے ترجمان سے کہا اسے کہو کہ میں نے پہلے تم سے اس نے نسب کے بارے میں سوال کیا تم نے کہا کہ اس کا نسب سب سے اعلیٰ اور بلند ہے۔ اسی طرح انبیائے ورسل کو ان کی قوم کے اعلیٰ نسب میں بھیجا جاتا ہے۔ میں نے تم سے سوال کیا کہ کیا اس سے قبل بھی کسی شخص نے ایسا دعویٰ کیا ہے تم نے جواب دیا نہیں۔ اگر تم میں سے کسی نے اس سے قبل دعویٰ نبوت کیا ہوتا تو میں کہتا کہ یہ شخص اس قول (دعویٰ نبوت) کی پیروی کر رہا ہے جو اس سے قبل کہا گیا میں نے سوال کیا کہ کیا اس کے

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اس صندوق میں سے سونے کا قلمدان نکالا پھر اس میں سے اس نے ایک خط نکالا اس کے اکثر حروف مٹ چکے تھے اس پر ریشم کا کپڑا چپکایا گیا تھا اس نے کہا یہ تمہارے نبی کریم ﷺ کا وہ خط ہے جو انہوں نے میرے دادا قیصر کو لکھا تھا یہ خط ابھی تک ہمارے پاس ہے ہمارے آباء نے ہم کو وصیت کی تھی کہ یہ خط جب تک ہمارے پاس رہے گا اس وقت تک یہ ملک بھی ہمارے پاس رہے گا۔ اس کی ہم بہت حفاظت کرتے ہیں اور حد درجہ تعظیم کرتے ہیں اور عیسائیوں سے اسے بچاتے ہیں تا کہ یہ سلطنت ہمارے ہی پاس رہے۔

اسی طرح حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے روایت کیا گیا ہے وہ کہتے ہیں کہ اسلام قبول کرنے سے پہلے میں ملک شام میں گیا اس وقت حضور ﷺ مکہ معظمہ میں ہی تشریف فرما تھے قیصر روم نے ہماری طرف پیغام بھیجا۔ ہم اس کے دربار میں گئے ہمارے ساتھ امیہ بن ابی الصلت ثقفی بھی تھا قیصر نے ہم سے پوچھا تمہارا تعلق عرب کے کس قبیلہ سے ہے اور وہ شخص جو نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اس کے ساتھ تمہارا کیا رشتہ ہے میں نے کہا وہ شخص میرا چچازاد ہے پانچویں پشت میں ہمارا نسب مل جاتا ہے۔ قیصر نے کہا جو کچھ میں تمہیں دکھاؤں اور اس کے بارے میں سوال کروں تو کیا تم مجھے سچ سچ جواب دو گے ہم نے کہا اے شاہ ذیشان! ہم آپ سے سچ بولیں گے اور جھوٹ نہیں بولیں گے۔ بادشاہ نے پوچھا کیا تم نے اس کے پیام کو رد کر دیا ہے یا قبول کر لیا ہے ہم نے کہا ہم نے اس کے پیغام کو رد کر دیا ہے اور اس کے ساتھ عداوت کی ہے لیکن ہم آپ سے سچ بیان کریں گے بادشاہ نے کہا مجھے اپنے معبودوں کی قسم دو کہ میں جو کچھ تم سے سوال کروں گا تم اس کا صحیح جواب دو گے اور جو کچھ میں تمہارے سامنے پیش کروں گا تم اس کے متعلق بھی مجھے صحیح بتاؤ گے۔ ہم نے بادشاہ کے لئے قسمیں اٹھائیں اور وعدے کئے۔ اس نے ہم سے رسول اللہ ﷺ کے متعلق اور آپ کی دعوت کے متعلق بہت سے سوالات کئے۔ پھر وہ اپنی جگہ سے اٹھا ہم بھی اپنی جگہ پر کھڑے ہو گئے بادشاہ اپنے محل کے کنیسہ میں آیا اور اس کو کھولنے کا حکم دیا وہ اپنے محل کے کنیسہ میں داخل ہو گیا ہم بھی اس کے ساتھ داخل ہو گئے وہ ایک پردے کے پاس آیا اور اس کو اٹھانے کا حکم دیا وہاں ایک شخص کی تصویر موجود تھی۔ قیصر روم نے ہم سے پوچھا کہ کیا تم اس شخص کو جانتے ہو۔ ہم نے کہا نہیں ہم اس تصویر کو نہیں جانتے۔ اس نے کہا یہ حضرت آدم علیہ السلام کی تصویر ہے پھر وہ مختلف کمروں میں جاتا رہا اور ہم کو مختلف انبیاء کی تصاویر دکھاتا رہا ہر تصویر کے پاس جا کر وہ یہ کہتا کہ کیا یہ تمہارے صاحب کی تصویر ہے ہم کہتے نہیں یہ ان کی تصویر نہیں ہے حتیٰ کہ اس نے ایک کمرہ کے دروازہ کھولا اور محمد (ﷺ) کی تصویر سے پردہ اٹھا دیا اور ہم نے پوچھا کیا تم اس ذات کو جانتے ہو۔ ہم نے کہا جی ہاں! یہ تو ہمارے صاحب کی تصویر ہے۔ اس نے کہا کیا تم جانتے ہو کہ یہ تصویر ادھر کب سے ہے؟ ہم نے کہا نہیں۔ اس نے کہا ایک ہزار سال سے زیادہ عرصہ گزر چکا ہے کہ یہ تصویر ہمارے گرجا میں موجود ہے بلاشبہ تمہارا وہ صاحب نبی مرسل (ﷺ) ہے تم اس کی پیروی کرو کاش میں اس کے پاس ہوتا تو اس کے پاؤں کا دھون پیتا۔

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب حضور ﷺ مبعوث ہوئے تو میں ملک شام تجارت کے لئے گیا۔ وہاں کے راہبوں کے سردار نے مجھے اپنے پاس بلایا جب میں اس کے پاس آیا تو اس نے کہا کیا تم

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کے پاس بہت زیادہ شوروغوغا بلند ہوا۔ ہم وہاں سے نکل آئے۔ جب ہم محل سے باہر آئے تو میں نے کہا ابن ابی کبشہ (ﷺ) کا معاملہ اتنا عظیم ہوگیا کہ بنی الاصفر کا بادشاہ بھی اس سے خوف کھانے لگا ہے مجھے ہمیشہ یہ یقین رہا کہ عنقریب حضور ﷺ غالب آجائیں گے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اسلام قبول کرنے کی توفیق دی۔

ابن الناطور جو ہرقل کی طرف سے ایلیاء کا گورنر تھا اور شام کے عیسائیوں کا پادری تھا وہ بیان کرتا ہے کہ جب ہرقل ایلیاء میں آیا ایک دن وہ صبح بیدار ہوا تو اس پر مایوسی کے آثار نمایاں تھے اس کے ایک پادری نے کہا آج آپ کی طبیعت درست معلوم نہیں ہوتی۔ ابن الناطور نے کہا ہے کہ ہرقل ستارہ شناس تھا وہ ستاروں میں دیکھتا رہتا تھا۔ جب لوگوں نے اس سے سوال کیا تو اس نے کہا کہ آج رات میں نے جب ستاروں میں دیکھا تو مجھے معلوم ہوا کہ اس قوم کا بادشاہ ظاہر ہو چکا ہے جس کا شعار ختنہ کرانا ہے۔ اس قوم میں سے ختنہ کون کراتا ہے۔ لوگوں نے اس کو بتایا کہ یہودیوں کے علاوہ اور کوئی آدمی ختنہ نہیں کرواتا لیکن آپ ان کو اتنی اہمیت نہ دیں آپ اپنے مدائن کے گورنر کو حکم دیں کہ وہ وہاں کے تمام یہودیوں کو قتل کردے وہ لوگ ابھی اسی پر بحث کر رہے تھے کہ ہرقل کے سامنے ایک ایسا شخص پیش کیا گیا جس کو غسان کے بادشاہ نے بھیجا تھا وہ حضور ﷺ کے بارے میں جانتا تھا۔ جب بادشاہ نے اس سے خبر دریافت کی تو اس نے کہا اسے لے جاؤ اور دیکھو یہ مختون ہے یا کہ نہیں۔ انہوں نے دیکھا اور بتایا کہ یہ ختنہ شدہ ہے۔ ہرقل نے اس سے اہل عرب کے بارے میں سوال کیا اس نے کہا ختنہ کروانا اہل عرب کا شعار ہے یہ سن کر ہرقل نے کہا اس امت کا بادشاہ ظاہر ہوا ہے پھر ہرقل نے روم کے ایک جید عالم کو خط لکھا اور خود حمص چلا آیا۔ پھر اس نے حمص سے اس وقت تک کوچ نہ کیا جب تک اسے اس عالم کا خط نہ ملا اس کی رائے ہرقل کی رائے کے موافق تھی کہ ایک نبی (ﷺ) کا ظہور ہوا ہے۔

ہرقل نے اپنی قوم کے وزراء، رؤساء اور علماء کو حمص میں اپنے ایک محل میں جمع ہونے کا حکم دیا جب وہ تمام آگئے تو بادشاہ نے تمام دروازوں کو بند کرنے کا حکم دیا۔ پھر اس نے کہا اے گروہ روم! کیا تم ہدایت اور کامیابی کے متلاشی ہو؟ کیا تمہاری خواہش ہے کہ تمہارا ملک سلامت رہے؟ تو پھر اس نبی کی بیعت کرلو۔ ہرقل کے منہ سے جونہی یہ جملہ نکلا وہ لوگ وحشی گدھوں کی طرح دولتیاں جھاڑنے لگے اور دروازوں کی طرف بھاگے لیکن جب انہوں نے دروازوں کو بند پایا تو رک گئے جب ہرقل نے اسلام سے ان کی نفرت کی یہ کیفیت دیکھی اور ان کے ایمان لانے سے مایوس ہوگیا تو کہنے لگا میرے پاس آؤ جب وہ تمام آگئے تو بادشاہ نے کہا میں نے یہ بات صرف تمہارے ایمان کی پختگی کو پرکھنے کے لئے کی تھی۔ میں نے وہ استحکام دیکھ لیا ہے انہوں نے بادشاہ کو سجدہ کیا اور اس سے راضی ہوگئے۔

الحافظ ابن حجر العسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے ''فتح الباری'' میں سیف الدین قلج المنصوری سے روایت کیا ہے سیف الدین سلطنت قلاونیہ کا ایک امیر تھا وہ قلاون کے بادشاہ کی طرف سے ایک تحفہ لے کر ''ملک المغرب'' کے پاس گیا۔ اسے ملک المغرب نے ''ملک الفرنج'' کے پاس بھیجا۔ اس بادشاہ نے اس تحفہ کو قبول کیا اور قاصد کی بڑی عزت افزائی کی اس نے قاصد سے کہا میں تمہیں ایک عظیم الشان تحفہ پیش کرتا ہوں۔ اس نے قاصد کے لئے ایک ایسا صندوق نکالا جس پر سونا چڑھا ہوا تھا پھر

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نے ہم سے پوچھا کیا تم اس تصویر کو جانتے ہو ہم نے کہا ہاں یہ تصویر محمد ﷺ کی ہے ہرقل نے کہا اللہ کی قسم! یہ تصویر واقعی ہی ان کی ہے وہ کھڑا ہو گیا پھر بیٹھ گیا پھر کھڑے ہو کر کہنے لگا قسم بخدا! یہ تصویر اس صندوق کے آخری خانہ میں پڑی ہوئی تھی۔ میں نے یہ تصویر اس لئے جلدی نکالی ہے تا کہ تمہارے مدعا اور مقصد میں غور وفکر کر سکوں۔ اس صندوق میں دیگر کئی انبیائے کرام مثلاً حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ، حضرت عیسیٰ اور حضرت سلیمان علیہم السلام وغیرہم کی تصاویر ہیں ہم نے اس سے پوچھا آپ نے یہ تصاویر کہاں سے حاصل کیں ہیں ہرقل نے جواب دیا'' حضرت آدم علیہ السلام نے اپنے رب سے سوال کیا کہ وہ اسے ان کی اولاد میں سے انبیاء کرام کا دیدار کرائے۔ اللہ تعالیٰ نے اس وقت ان پر ان تصاویر کو نازل کیا یہ حضرت آدم علیہ السلام کے خزانہ میں تھیں وہاں سے ذوالقرنین نے حاصل کیں اور انہوں نے حضرت دانیال علیہ السلام کو دیں۔''

اسی طرح حضرت دحیہ بن خلیفہ الکلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، جو حضور ﷺ کی طرف سے قیصر روم کی طرف قاصد تھے، سے روایت کیا گیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں جب قیصر روم کے پاس گیا تو وہ دمشق میں تھا۔ میں نے اسے حضور نبی کریم ﷺ کا نامہ مبارک دیا اس نے نامہ مبارک کی مہر اور چاندی کو بوسہ دیا۔ خط کو پڑھا اور اپنے سامنے ایک تکیے پر اسے رکھ دیا۔ اس نے اپنے پادریوں اور زعمائے دین کو بلایا ان کے سامنے وہ وسائد پر کھڑا ہو گیا فارس اور روم کے شہنشاہ جب اپنی قوم سے خطاب کرنا چاہتے تو وہ ایسے ہی وسائد (سٹیج) پر کھڑے ہو جاتے تھے ان کے ہاں منبروں کا رواج نہیں تھا۔ بادشاہ نے انہیں مخاطب کرتے ہوئے کہا'' یہ اس نبی محترم ﷺ کا خط ہے۔ جس کی بشارت حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دی تھی انہوں نے ہمیں بتایا تھا کہ ان کا تعلق حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے ہوگا'' بادشاہ کی یہ بات سن کر انہوں نے بہت زیادہ شور مچایا۔ یہ عجیب صورت حال دیکھ کر بادشاہ نے انہیں خاموش ہو جانے کا اشارہ کیا اور کہا میں نے تو صرف تمہاری مذہبی پختگی دیکھی ہے کہ تم میں اپنے مذہب کی محبت کس قدر ہے پھر بادشاہ نے انہیں جانے کا حکم دے دیا۔

اگلے دن بادشاہ نے مجھے خلوت میں بلایا اور میرے ساتھ اظہار ہمدردی کیا وہ مجھے ایک بڑے کمرے میں لے گیا اس میں تین سو تیرہ تصاویر تھیں جب میں نے غور سے دیکھا تو وہ تمام تصاویر انبیائے کرام اور مرسلین علیہم السلام کی تھیں۔ بادشاہ نے مجھے کہا ان تصاویر میں سے دیکھو تمہارے نبی ﷺ کی کون سی تصویر ہے۔ میں نے غور سے دیکھا تو مجھے تاجدار مدینہ ﷺ کی تصویر دکھائی دی آپ ﷺ تصویر میں ایسے معلوم ہوتے تھے کہ گویا کسی سے محو کلام ہیں۔ میں نے بادشاہ سے کہا وہ ہمارے نبی کریم ﷺ کی تصویر ہے۔ اس نے کہا تم نے سچ کہا ہے۔ اس نے مجھے آپ ﷺ کے دائیں طرف ایک تصویر دکھائی۔ بادشاہ نے مجھ سے پوچھا یہ کس کی تصویر ہے میں نے کہا یہ نبی مکرم ﷺ کی قوم میں سے ایک شخص کی تصویر ہے۔ ان کا نام ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے۔ پھر اس نے مجھے ایک اور تصویر کی طرف اشارہ کیا وہ تصور حضور ﷺ کے بائیں طرف تھی مجھ سے پوچھنے لگا یہ کس کی تصویر ہے۔ میں نے کہا یہ بھی آپ ﷺ کی قوم کے ایک آدمی کی تصویر ہے۔ ان کا نام حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے بادشاہ نے کہا'' ہم نے اپنی کتابوں میں پڑھا ہے کہ نبی کریم ﷺ ان دو آدمیوں کے ساتھ مصاحبت اختیار فرمائیں گے اور انہی کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ ان کے کام کو مکمل کرے گا۔''

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اس شخص کو جانتے ہو جو مکہ میں ظاہر ہوا ہے اور یہ گمان کرتا ہے کہ وہ اللہ کا نبی (ﷺ) ہے۔ میں نے کہا ہاں میں ان کو خوب جانتا ہوں وہ میرے چچا زاد بھائی ہیں اس پادری نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے ایک ایسے کمرہ میں لے گیا جہاں مختلف تصاویر تھیں۔ پادری نے مجھ سے کہا ان تصاویر کو دیکھو کیا ان میں اس شخص کی تصویر موجود ہے میں نے تمام تصاویر کو دیکھا لیکن مجھے وہاں آپ ﷺ کی تصویر نظر نہ آئی۔ پھر اس نے مجھے اس کمرہ سے نکال کر دوسرے کمرے میں داخل کیا اس میں بھی مختلف تصاویر تھیں۔ اس نے مجھ سے کہا ان تصاویر کو دیکھو کیا ان میں ان کی تصویر موجود ہے میں نے وہاں حضور ﷺ کی تصویر کو دیکھا پھر میں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تصویر کو دیکھا انہوں نے حضور ﷺ کے دامن کو پکڑا ہوا تھا پھر میں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تصویر کو دیکھا انہوں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دامن کو تھاما ہوا تھا۔ پادری نے مجھ سے پوچھا کیا تو نے اس شخص کی تصویر دیکھ لی ہے میں نے کہا ہاں۔ پھر اس نے سوال کیا کیا تو اس شخص کو جانتا ہے جس نے اس نبی کریم ﷺ کے دامن کو پکڑا ہوا تھا میں نے کہا ہاں وہ ابن ابی قحافہ (ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہمارے چچا زاد بھائی ہیں پھر پادری نے استفسار کیا کیا تو اس شخص کو جانتا ہے جس نے ابن ابی قحافہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دامن کو تھاما ہوا تھا میں نے کہا ہاں وہ عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ میری تمام گفتگو سن کر اس پادری نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ آدمی اللہ کے سچے رسول ہیں اور وہ شخص جو اس عظیم الشان نبی کے دامن کو پکڑے ہوئے ہیں وہ ان کے خلیفہ ہیں اور وہ آدمی جنہوں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دامن کو پکڑا ہوا ہے وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد خلیفہ منتخب ہوں گے۔

http://t.me/Tehqiqat

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ''المواہب'' میں اور حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابوامامہ الباہلی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے وہ حضرت ہشام بن العاص الاموی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ مجھے اور ایک شخص کو ہرقل صاحب الروم کی طرف بھیجا گیا تاکہ ہم اس کو اسلام کی دعوت دیں۔ ہم رات کے وقت اس کے پاس گئے۔ اس نے ایک بڑا سا صندوق منگوایا جس پر سونے کا کام ہوا تھا۔ اس کے اندر چھوٹے چھوٹے کمرے بنائے گئے تھے اور ان کمروں کے دروازوں پر قفل لگائے گئے تھے اس نے ایک کمرے کو کھولا اور اس میں سے کالے رنگ کے ریشم کا ایک ٹکڑا نکالا۔ اس نے اس کپڑے کو پھیلایا تو ہم نے اس میں ایک سرخ تصویر دیکھی۔ وہ تصویر انتہائی دلکش تھی۔ اس صاحب تصویر انسان کی خوبصورت آنکھیں اور لمبی گردن تھی۔ اس کے بالوں کی عمدہ انداز میں دو مینڈھیاں بنائی گئی تھیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کی حسن تخلیق کا شاہکار تھا۔ ہرقل نے ہم سے پوچھا کیا تم اس انسان کو جانتے ہو ہم نے کہا نہیں ہم اس تصویر سے آشنا نہیں ہیں اس نے کہا یہ حضرت آدم علیہ السلام کی تصویر ہے۔ پھر ہرقل نے دوسرا دروازہ کھولا اس میں سے بھی اس نے ریشم کا کالا ٹکڑا نکالا اس میں ایک سفید رنگ کی تصویر تھی اس انسان کی آنکھیں سرخ، سر بڑا اور داڑھی خوب صورت تھی۔ ہرقل نے ہم سے پوچھا کیا تم اس انسان کو جانتے ہو۔ ہم نے کہا نہیں اس نے کہا یہ حضرت نوح علیہ السلام کی تصویر ہے پھر اس نے تیسرا دروازہ کھولا اس سے ایک اور ریشم کا ٹکڑا نکالا گیا اس ٹکڑے پر بھی سفید تصویر بنی ہوئی تھی اللہ کی قسم! ہم نے فوراً اس تصویر کو پہچان لیا وہ محمد مصطفیٰ ﷺ کی تصویر تھی ہرقل

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فرمائیں'' نجاشی نے پوچھا وہ لوگ کہاں ہیں۔ انہوں نے جواب دیا انہوں نے حبشہ کی سرزمین میں ہی پناہ لی ہے۔ بادشاہ نے مسلمان مہاجرین کو بلانے کے لئے اپنا نمائندہ بھیجا۔ حبشہ کے رؤساء نے بادشاہ سے کہا آپ ان لوگوں کو ان کے آدمی واپس کر دیں کیونکہ وہ ان کے حالات بہتر جانتے ہیں بادشاہ نے ان سے کہا نہیں اللہ کی قسم! میں انہیں اس وقت تک واپس نہیں کروں گا جب تک مجھے یہ معلوم نہ ہو جائے کہ انہوں نے کیا مذہب اختیار کیا ہے۔

عمرو بن العاص نے بادشاہ سے کہا وہ لوگ آپ کے دین کو بھی ناپسند کرتے ہیں اسی وجہ سے جب وہ آپ کے پاس آئیں گے تو وہ آپ کو بھی سجدہ نہیں کریں گے۔ جب مسلمان مہاجرین نجاشی کے دربار میں آئے تو حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا'' آج میں تمہارا خطیب ہوں'' ایک اور روایت کے مطابق جب مسلمانوں کے پاس نجاشی کا قاصد آیا تو مسلمان ایک جگہ پر جمع ہو گئے انہوں نے مشورہ کیا کہ جب ہم نجاشی کے دربار میں جائیں تو وہاں ہمیں کیا کہنا چاہئے اس وقت حضرت جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا آج میں تمہارا خطیب ہوں۔ جو چاہے ہو جائے ہم وہی کہیں گے جو کچھ ہم جانتے ہیں اور جس کا ہمیں رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا ہے۔ نجاشی نے اپنے پادریوں کو بھی بلا لیا تھا اور انہیں یہ حکم دیا تھا کہ وہ اس کے پاس اپنے صحائف کھول لیں۔

جب حضرت جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے ساتھی آئے تو وہ دروازے کے پاس آ کر رک گئے حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا میں اندر آنے کا اذن طلب کرتا ہوں اور میرے ساتھ حزب اللہ (اللہ کا گروہ) بھی ہے نجاشی نے کہا خوش آمدید! اللہ کی امان اور اس کے ذمہ پر اندر داخل ہو جاؤ۔ حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دیگر مہاجرین نجاشی کے دربار میں داخل ہو گئے۔ حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بادشاہ کو سلام کیا۔ عمرو بن العاص نے نجاشی سے کہا اے شاہ والا! یہ لوگ بہت متکبر ہیں اسی وجہ سے انہوں نے آپ کو سجدہ بھی نہیں کیا نجاشی نے مسلمانوں سے پوچھا تمہیں کس نے مجھے سجدہ کرنے اور مجھے اس انداز سے سلام کرنے سے روکا جس طرح مجھے سلام کیا جاتا ہے حضرت جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہم صرف اللہ رب العزت کے لئے ہی سجدہ ریز ہوتے ہیں۔ نجاشی نے پوچھا اس کی وجہ کیا ہے؟ حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہم میں ایک رسول مبعوث فرمایا ہے اور ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم صرف اور صرف اللہ کے سامنے سجدہ ریز ہوں ہمارے نبی محترم ﷺ نے ہمیں فرمایا ہے کہ اہل جنت اسی انداز سے ایک دوسرے کو سلام کرتے ہیں۔ ہم نے آپ کو اسی طرح سلام کیا ہے جس طرح ہم آپس میں ایک دوسرے کو سلام کرتے ہیں انہوں نے ہمیں نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیا ہے۔

عمرو بن العاص نے کہا اے شاہ ذیشان! یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مسئلہ میں بھی آپ کی مخالفت کرتے ہیں یہ اس بات کا انکار کرتے ہیں کہ وہ اللہ کے بیٹے ہیں نجاشی نے مسلمانوں کو مخاطب کر کے کہا تم حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدۂ محترمہ کے متعلق کیا کہتے ہو حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ہم ان کے بارے میں وہی کہتے ہیں جو کچھ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے یعنی وہ اللہ کی روح اور اس کا وہ کلمہ ہیں جو اس نے حضرت مریم علیہا السلام کی طرف القاء کیا تھا۔ مسلمانوں کی یہ گفتگو سن کر نجاشی نے کہا اے قوم حبشہ! اے پادریو! مسلمانوں نے جو کچھ تم سے کہا ہے اس پر کوئی اضافہ نہیں کیا میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ کا رسول

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضرت دحیہ الکلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب میں وہاں سے لوٹا اور بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا تو میں نے آپ ﷺ کو تمام واقعہ سنایا آپ نے فرمایا اس بادشاہ نے سچ کہا ہے اللہ تعالیٰ میرے بعد ابوبکر اور عمر کے ساتھ ہی میرے اس امر کو مکمل فرمائے گا۔

اسی طرح ضغاطر روم کا ایک بہت بڑا پادری تھا اس نے حضرت دحیہ الکلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا حضرت دحیہ الکلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب روم کے رؤساء اور عظماء ہرقل کے پاس سے چلے گئے تو اس نے مجھے اپنی خلوت میں بلایا اور اپنے ایک عظیم پادری کے پاس پیغام بھیج کر حضور ﷺ کے بارے میں پوچھا اس پادری نے جواب میں کہا یہ وہی عظیم الشان نبی ہیں جن کا ہم انتظار کررہے تھے انہیں کے متعلق حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بشارت دی تھی میں ان کی تصدیق کرتا ہوں اور ان کی اتباع کرنے میں فخر محسوس کرتا ہوں۔ قیصر نے کہا اگر میں ایسا کروں گا تو یہ ملک مجھ سے چھین لیا جائے گا۔ حضرت دحیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اس پادری نے مجھ سے کہا میرا یہ خط اس نبی مکرم ﷺ کے پاس لے کر جاؤ۔ میری طرف سے ان کو سلام عرض کرنا اور عرض کرنا کہ میں یہ گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی اور معبود نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں۔ میں ان پر ایمان لاتا ہوں اور ان کی تصدیق کرتا ہوں۔ پھر اس نے اپنے کپڑے اتار کر سفید کپڑے پہن لئے وہ اپنے گرجے سے باہر نکلا اور اہل روم کو اسلام کی طرف دعوت دی اور حق کی شہادت دی لوگوں نے اس پر اتنے تیر برسائے کہ وہ شہید ہو گیا۔ جب حضرت دحیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہرقل کے پاس واپس آئے تو اس نے آپ سے کہا میں آپ سے نہ کہتا تھا کہ ہم اپنی جانوں کے بارے میں ان لوگوں سے کتنا ڈرتے ہیں انہوں نے ضغاطر کو بھی قتل کر دیا ہے حالانکہ وہ مجھ سے زیادہ اس کی عزت کرتے تھے۔

حبشہ کے بادشاہ نجاشی کے اسلام لانے کا قصہ بھی حضور ﷺ کے متعلق بشارات میں سے ایک بشارت ہے۔ سیرت نگاروں نے روایت کیا ہے ابتدائے اسلام میں بہت سے مسلمان کفار مکہ کی تکالیف اور اذیتوں سے تنگ آ کر حبشہ کی طرف ہجرت کر گئے۔ وہ وہاں کے بادشاہ نجاشی کے پاس مقیم ہو گئے نجاشی نے انہیں باعزت رہائش دی اور ان کے ساتھ عمدہ سلوک کا اظہار کیا۔ قریش مکہ نے ان مہاجرین کے تعاقب میں عمرو بن العاص اور عمارۃ ابن الولید کو بھیجا۔ یہ نمائندگان مکہ نجاشی کے لئے بہت سے تحائف مثلاً گھوڑا، ریشم کا جبہ اور دیگر گراں قدر اشیائے لے کر گئے۔ حبشہ کے دیگر رؤساء اور عظماء کے لئے بھی وہ بہت سے عطیات لے کر گئے تاکہ وہ اس مسئلہ میں ان کی اعانت کریں اور مسلمانوں کو ان کے ظلم وستم سہنے کے لئے واپس مکہ میں بھیج دیا جائے۔ جب یہ دونوں نجاشی کے دربار میں داخل ہوئے تو انہوں نے نہایت ادب سے سجدہ کیا ایک شخص بادشاہ کے دائیں طرف اور دوسرا اس کے بائیں طرف بیٹھ گیا بڑے خلوص سے اپنے تحائف پیش کئے اور اپنا مدعا یوں بیان کیا:۔

''ہمارے چند چچازاد بھائی ہم سے اور ہمارے معبودان سے فرار ہو کر آپ کی سرزمین پر پناہ گزیں ہو گئے ہیں انہوں نے آپ کے دین کو بھی اختیار نہیں کیا بلکہ وہ ایک نیا دین لے کر آئے ہیں۔ اس نئے دین سے نہ ہم آشنا ہیں نہ ہی آپ واقف ہیں ہم رؤسائے قریش کے نمائندہ کی حیثیت سے آپ کے پاس حاضر ہوئے ہیں تاکہ آپ انہیں واپس اپنے وطن جانے کا حکم

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کا اقرار کریں صرف اسی کی پوجا کریں اور وہ پتھر اور بت جن کی عبادت ہمارے آباء کرتے تھے ان کو چھوڑ دیں۔ انہوں نے ہمیں صرف اللہ کی عبادت کرنے کا حکم دیا ہمیں نماز، روزہ اور زکوٰۃ کا حکم دیا۔ ہمیں سچ بولنے، امانت کو ادا کرنے اور صلہ رحمی کرنے کا حکم دیا۔ پڑوسی کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنے کا حکم دیا انہوں نے ہم کو حرام اشیاء اور خونریزی سے منع فرمایا۔ ہم کو بدفعلی کرنے، جھوٹ بولنے، یتیم کا مال کھانے اور پاک خاتون پر تہمت لگانے سے روکا۔ ہم نے ان کی تصدیق کی۔ ان پر ایمان لے آئے اور ہم نے اس کلام کی اتباع کی جو وہ لے کر تشریف لائے۔ ہماری قوم نے چاہا کہ ہم دوبارہ بت پرستی کی طرف لوٹ جائیں اور برے افعال کو حلال سمجھنے لگیں۔ جب انہوں نے ہم پر ظلم کیا اور ہم پر زندگی تنگ کر دی اور ہمارے اور ہمارے دین کے درمیان حائل ہونے کی کوشش کی تو ہم نے آپ کے ملک کی طرف ہجرت کی۔ آپ کو دوسرے بادشاہوں پر ترجیح دی ہم امید کرتے ہیں کہ تمہارے ہاں ہم پر ظلم نہیں ہوگا۔ نجاشی نے پوچھا کیا تمہارے پاس ان پر نازل ہونے والے کلام میں سے کچھ ہے میں نے کہا ہاں۔ اس نے کہا مجھے اس میں سے کچھ پڑھ کر سناؤ میں نے اس کو ''کھیٰعص'' کی ابتدائی آیات پڑھ کر سنائیں ان میں حضرت مریم علیہا السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قصہ موجود تھا اللہ کی قسم! جب نجاشی نے لاریب کتاب کا کلام سنا تو اس نے رونا شروع کر دیا حتیٰ کہ اس کی داڑھی آنسو سے تر ہوگئی۔ اس کے پادریوں نے بھی رونا شروع کر دیا۔

امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کے سامنے سورۃ العنکبوت اور سورۃ الروم کی تلاوت کی تھی۔ جب انہوں نے مزید کلام الٰہی سننے کا مطالبہ کیا تو پھر انہوں نے ان کو سورۃ الکھف سنائی۔ نجاشی نے کہا یہ کلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا کلام ایک ہی چراغ کا نور ہیں۔ ایک روایت میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی جگہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر ہے۔ نجاشی کے ہاتھ میں ایک تنکا تھا اس نے کہا اس کلام اور انجیل میں اس تنکے کے برابر بھی فرق نہیں ہے اللہ تعالیٰ نے نجاشی اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں یہ آیت نازل کی: وَاِذَا سَمِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَى الرَّسُوْلِ تَرٰٓى اَعْيُنَهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوْا مِنَ الْحَقِّ ۚ (المائدہ:83) ''اور جب سنتے ہیں (قرآن) جو اتارا گیا رسول کی طرف تو دیکھے گا ان کی آنکھوں کو کہ چھلک رہی ہوتی ہیں آنسوؤں سے اس لئے کہ پہچان لیا انہوں نے حق کو۔''

حضور علیہ السلام نے نجاشی کے لئے ایک گرامی نامہ ارسال فرمایا تھا:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

محمد رسول اللہ کی جانب سے نجاشی کی طرف!

''میں تیرے سامنے اللہ تعالیٰ کی حمد کرتا ہوں جس کے بغیر اور کوئی معبود نہیں وہ بادشاہ حقیقی ہے ہر عیب سے پاک ہے، سلامت رکھنے والا ہے، امان دینے والا ہے اور نگہبان ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ عیسیٰ بن مریم روح اللہ ہیں اور اس کا کلمہ ہیں جو اس نے مریم کو القاء کیا اور وہ مریم جو اللہ تعالیٰ سے لو لگائے تھی پاک ہے، مطہر ہے، خوشبودار ہے اور پاک دامن ہے جو عیسیٰ سے حاملہ ہوئی۔ اللہ نے پیدا کیا اسے اپنی روح سے اور پھونکا اس روح کو مریم میں جس طرح آدم کو اپنے دست قدرت

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے انجیل میں انہی کی بشارت دی تھی روح اللہ کا معنی یہ ہے کہ وہ حضرت جبرائیل علیہ السلام کی پھونک سے پیدا ہوئے تھے اور کَلِمَۃُ اللّٰہِ کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں کُنْ (ہوجا) کہا تو وہ ہوگئے۔

ایک روایت میں ہے کہ نجاشی نے اپنے راہبوں اور پادریوں سے کہا میں تمہیں اس معبود برحق کی قسم دے کر پوچھتا ہوں جس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر انجیل نازل کی کہ کیا تم حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور قیامت کے مابین کسی ایسے نبی کو پاتے ہو جو ان صفات سے متصف ہو جن کا تذکرہ مسلمان کر رہے ہیں تمام راہبوں اور پادریوں نے بیک آواز کہا اللہ کی قسم ہاں ہم ایسے ایک نبی کا تذکرہ پاتے ہیں جن کی بشارت حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دی تھی انہوں نے فرمایا تھا جو ان پر ایمان لائے گا گویا وہ مجھ پر ایمان لایا اور جس نے ان کا انکار کیا اس نے میرا بھی انکار کر دیا۔ اس وقت نجاشی نے کہا اللہ کی قسم! اگر مجھ پر اس سلطنت کا بوجھ نہ ہوتا تو میں ضرور اس نبی مکرم ﷺ کی اتباع کرتا میں ان کے نعلین مبارک اٹھانے کی سعادت حاصل کرتا۔ ان کے ہاتھوں کو دھونے کی سعادت حاصل کرتا۔ نجاشی نے مسلمانوں سے کہا میری زمین پر تم جہاں چاہو رہ سکتے ہو۔ تمہیں یہاں ہر طرح کا امن ملے گا۔ بادشاہ نے مسلمانوں کے لئے خوراک کا بندوبست کرنے کا حکم دیا اور اپنی عوام سے مخاطب ہو کر کہا جس شخص نے ان لوگوں کی طرف نظر بد سے دیکھا اس نے میری نافرمانی کی۔

دوسری روایت کے مطابق بادشاہ نے مسلمانوں سے کہا جاؤ اور امن سے رہو جو تمہیں اذیت دے گا اس کو جرمانہ ادا کرنا پڑے گا۔ بادشاہ نے یہی الفاظ تین مرتبہ دہرائے۔ بادشاہ نے مزید تاکید کرتے ہوئے کہا میں یہ بھی نہیں چاہتا کہ مجھے سونے کا محل دیا جائے اور اس کے عوض تم میں سے کسی شخص کو اذیت دی جائے۔ قریش مکہ کے تحائف انہیں واپس کر دو مجھے ان کی کوئی ضرورت نہیں ہے اللہ کی قسم! جب اللہ تعالیٰ نے مجھے ملک عطا فرمایا تھا تو اس نے مجھ سے کوئی رشوت نہیں لی تھی۔

نجاشی عیسائیت کا سب سے بڑا عالم تھا وہ اس کلام سے خوب آگاہ تھا جو اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل کیا تھا۔ قیصر روم علمائے نصاریٰ کو نجاشی کے پاس بھیجا کرتا تھا تاکہ وہ اس سے علم سیکھیں۔

ایک اور روایت کے مطابق حضرت جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں پھر بادشاہ نے ہمارے پاس اپنا قاصد بھیجا اور ہمیں اپنے دربار میں آنے کے لئے کہا۔ جب ہم نجاشی کے دربار میں داخل ہوئے تو ہم نے اس کو سلام کیا۔ اس کے پاس ایک آدمی تھا اس نے ہم سے کہا تم لوگ بادشاہ کو سجدہ کیوں نہیں کرتے۔ ہم نے کہا ہم اللہ کے علاوہ کسی اور کو سجدہ نہیں کرتے۔ نجاشی نے ہم سے پوچھا وہ کون سا جداگانہ دین ہے جو تم لوگوں نے اختیار کر رکھا ہے۔ نہ تو تمہارا دین تمہاری اپنی قوم سے ملتا ہے نہ ہی یہ دین میرے دین کے ساتھ مطابقت رکھتا ہے اور نہ ہی تمہارا دین کسی اور بادشاہ کے دین کی طرح ہے ہم نے کہا اے شاہِ والا! زمانہ جاہلیت میں ہم بتوں کی پوجا کرتے تھے۔ مردار کھاتے تھے، بدکاری کرتے تھے، قطع رحمی کرتے تھے۔ پڑوسیوں کے حقوق ضبط کر جاتے تھے۔ قوی، ضعیف کا حق کھا لیتا تھا ہم اسی کیفیت میں تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ہم میں ایک رسول مبعوث کیا جس طرح اس نے ہم سے قبل رسل مبعوث کئے تھے۔ یہ رسول مکرم ﷺ ہم میں سے ہی ہیں ہم ان کا نسب، ان کا صدق، ان کی امانت اور ان کی عفت کو جانتے ہیں۔ انہوں نے ہم کو اللہ کی طرف بلایا انہوں نے ہم کو حکم دیا کہ ہم اللہ کی توحید

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضرت جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کچھ صحابہ کرام اور نجاشی کے کچھ لوگ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے۔ ان کی تعداد ستر تھی اور انہوں نے اون کے کپڑے پہنے ہوئے تھے ان میں سے باسٹھ کا تعلق حبشہ سے اور آٹھ کا تعلق شام سے تھا۔ حضور ﷺ نے ان کو سورۃ یٰسین پڑھ کر سنائی۔ جب انہوں نے قرآن پاک کو سنا تو وہ زار زار رونے لگے۔ وہ تمام حلقہ اسلام میں داخل ہو گئے انہوں نے کہا اس کلام میں اور اس کلام میں جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوا ہے کتنی مشابہت ہے انہی کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی ہے: وَلَتَجِدَنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الْيَهُوْدَ وَالَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا ۚ وَلَتَجِدَنَّ اَقْرَبَهُمْ مَّوَدَّةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰى ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّ مِنْهُمْ قِسِّيْسِيْنَ وَرُهْبَانًا وَّاَنَّهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۸۲﴾ (المائدہ:82)'' اور پائیں کہ آپ سب سے زیادہ قریب دوستی میں ایمان والوں سے انہیں جنہوں نے کہا کہ ہم نصاریٰ ہیں یہ اس لئے کہ ان میں عالم اور درویش ہیں اور وہ غرور نہیں کرتے۔''

کیونکہ وہ لوگ ''اَصْحَابُ الصَّوَامِعِ'' میں سے تھے نجاشی ''اصحمہ'' نے نو ہجری ماہ رجب میں وفات پائی۔ حضور ﷺ نے مدینہ منورہ میں اس کی نماز جنازہ ادا فرمائی۔

آپ ﷺ کا سفرِ شام بھی انہی بشارات میں سے ایک بشارت ہے۔ راجح قول کے مطابق اس وقت آپ ﷺ کی عمر مبارک نو سال تھی۔ حضرت ابوطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ ﷺ کو اپنے پیچھے بٹھایا۔ سفر کے دوران وہ ایک پادری کے ہاں ٹھہرے اس پادری نے پوچھا اس بچے کا آپ کے ساتھ کیا رشتہ ہے؟ حضرت ابوطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا یہ میرا بیٹا ہے اس پادری نے کہا اس بچے کے باپ کو زندہ نہیں ہونا چاہئے یہ اللہ کے نبی ہیں۔ حضرت ابوطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس پادری سے پوچھا نبی کیا ہوتا ہے؟ اس پادری نے کہا وہ عظیم ذات ہوتی ہے جس کی طرف آسمان سے خبریں آتی ہیں وہ اہل زمین کا نبی ہوتا ہے۔ حضرت ابوطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا قسم بخدا! تو کتنی عظیم بات کر رہا ہے۔ اس پادری نے کہا اس بچے کو یہودیوں سے بچانا۔ حضرت ابوطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہاں سے کوچ کیا۔ کچھ دنوں کے بعد ایک اور پادری کے ہاں قیام کیا۔ اس پادری نے بھی یہی سوال کیا کہ اس بچے کا آپ سے کیا تعلق ہے؟ حضرت ابوطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا یہ میرا بچہ ہے اس پادری نے کہا اس بچے کے باپ کو زندہ نہیں ہونا چاہئے۔ حضرت ابوطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا اس کی کیا وجہ ہے؟ اس پادری نے کہا کیونکہ اس کا چہرہ انبیاء کے چہروں کی طرح اور اس کی آنکھیں انبیاء کی آنکھوں کی طرح ہیں یہ سن کر حضرت ابوطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا سبحان اللہ آپ کتنی عظیم بات کر رہے ہیں پھر حضرت ابوطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور ﷺ کو مخاطب کر کے کہا اے میرے بھتیجے! کیا آپ نہیں سن رہے کہ یہ لوگ کیا کہہ رہے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا اے چچا محترم! اللہ تعالیٰ کی قدرت کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔

جب وہ قافلہ بصریٰ کے مقام پر فروکش ہوا تو وہاں ان سے ایک راہب ملا اس کو بحیرا کہا جاتا تھا اس کے گرجا گھر میں اس کا نام جرجیس تھا۔ وہ عیسائیت کا جید عالم تھا۔ قریش مکہ کئی بار اپنے قافلے لے کر اس کے پاس سے گزرتے تھے لیکن وہ ان سے کوئی گفتگو نہیں کرتا تھا جبکہ اس سال اس نے پورے قافلے کو دعوت دی تھی۔ جب یہ قافلہ آ رہا تھا تو اس نے اپنے گرجا کی

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سے تخلیق کیا۔

اے نجاشی میں تمہیں دعوت دیتا ہوں کہ ایمان لاؤ اللہ پر جو وحدہ لاشریک ہے اور ہمیشہ اس کی اطاعت کرو پس اگر تو میری پیروی کرے گا اور ایمان لائے گا اس پر جو میں لے کر آیا ہوں تو بے شک میں اللہ کا رسول ہوں۔ میں تجھے اور تیرے سارے لشکر کو اللہ پر ایمان لانے کی دعوت دیتا ہوں میں نے پیغام حق تمہیں پہنچا دیا ہے اور نصیحت کا فرض ادا کر دیا ہے میری نصیحت کو قبول کر لو میں نے تمہاری طرف اپنے چچازاد بھائی جعفر کو اور اس کے ساتھ چند مسلمانوں کو بھیجا ہے پس اس شخص پر سلامتی ہو جو ہدایت کی اتباع کرے۔"

آپ ﷺ نے یہ گرامی نامہ حضرت عمرو بن امیہ الضمری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دے کر نجاشی کی طرف بھیجا جب نجاشی نے آپ ﷺ کا خط مبارک پڑھا تو اس نے کہا" میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ ہی وہ نبی امّی ہیں جن کا اہل کتاب انتظار کر رہے ہیں۔ آپ ﷺ کے بارے میں موسیٰ علیہ السلام نے بشارت دی تھی کہ آپ گدھے پر سواری فرمائیں گے۔ آپ ﷺ ہی وہ بلند ہستی ہیں جن کے بارے میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بشارت دی تھی کہ آپ اونٹ پر سواری فرمائیں گے اگر میرے بس میں ہوتا تو میں خود حاضر خدمت ہوتا لیکن لشکر میں میرے مددگار ابھی بہت کم ہیں حتیٰ کہ میرے معاونین کثیر ہو جائیں اور دل نرمی اختیار کر لیں پھر میں آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوں گا پھر اس نے حضور ﷺ کی بارگاہ میں ایک عریضہ لکھا:

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

یہ عریضہ نجاشی اصحمہ کی طرف سے ہے

یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم آپ پر اللہ تعالیٰ کے سلام، رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں وہ اللہ جس کے بغیر اور کوئی معبود نہیں جس نے مجھے اسلام قبول کرنے کی ہدایت دی۔

امابعد! یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم حضور ﷺ کا گرامی نامہ مجھے موصول ہوا ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں حضور ﷺ نے جو ذکر کیا ہے زمین وآسمان کے پروردگار کی قسم! حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس سے ذرہ بھر بھی کم وبیش نہیں ہم نے اس ہدایت کو پہچان لیا ہے جو آپ نے ہماری طرف بھیجی ہے میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ہیں میں نے حضور ﷺ کی بیعت کے لئے آپ کے چچازاد کی بیعت کی ہے اور ان کے دست اقدس پر اللہ رب العالمین پر ایمان لے آیا ہوں میں اپنے بیٹے کو حضور کی خدمت میں بھیج رہا ہوں اور اگر حکم ہو تو خود بھی حاضر ہونے کے لئے تیار ہوں میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ کا ہر فرمان حق ہے:

وَالسَّلَامُ عَلَیۡکَ یَا رَسُوۡلَ اللّٰہِ وَرَحۡمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ۔

اس نے قافلہ کے پیچھے ہی اپنے بیٹے کو روانہ کیا جس میں حضرت جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ موجود تھے۔ جب اس کا بیٹا اور اس کے ساتھی وسط سمندر میں گئے تو وہ بھی اور اس کے ساتھی سمندر میں غرق ہو گئے۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پوچھیں بخدا جتنی مجھے ان سے نفرت ہے اتنی اور کسی چیز سے نہیں تو پھر میں اللہ کے واسطہ سے عرض کرتا ہوں کہ جو میں آپ سے پوچھوں اس کا جواب آپ مجھے مرحمت فرمائیں۔حضور ﷺ نے فرمایا اب جو تمہارا جی چاہے پوچھو میں اس کا صحیح صحیح جواب دوں گا وہ حضور ﷺ سے آپ کی نیند اور بیداری وغیرہ کی کیفیات کے بارے میں دریافت کرتا رہا۔آپ ﷺ اس کو جواب ارشاد فرماتے رہے۔حضور ﷺ جو حالات اسے بتاتے اس سے ان صفات کی تصدیق ہو جاتی تھی جو نبی آخر الزمان کے بارے میں اس کے پاس تھیں آخر میں اس نے پشت مبارک سے کپڑا اٹھایا وہاں اس نے مہر نبوت کو بعینہ اس صورت میں دیکھا جو اس کے پاس تھی بے ساختہ اس نے جھک کر ختم نبوۃ کو چوم لیا جب قافلہ والوں نے یہ منظر دیکھا تو وہ کہنے لگے کہ اس راہب کے دل میں محمد (ﷺ) کی بڑی قدر و منزلت ہے جب بحیرا اس سے فارغ ہوا تو وہ حضرت ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف متوجہ ہوا اور پوچھا اس بچے کا آپ سے کیا رشتہ ہے آپ نے کہا یہ میرا بیٹا ہے بحیرا نے کہا یہ آپ کا بیٹا نہیں اور نہ ہی اس کا باپ زندہ ہوسکتا ہے۔حضرت ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا یہ میرا بھتیجا ہے اس نے پوچھا۔اس کا باپ کہاں ہے؟ آپ نے فرمایا ابھی یہ شکم مادر میں تھے کہ ان کا انتقال ہو گیا۔اس نے کہا آپ نے سچ فرمایا ہے پھر اس نے پوچھا ان کی ماں کہاں ہے۔آپ نے فرمایا تھوڑی مدت گزری ہے وہ بھی انتقال کر گئیں ہیں۔پھر اس نے حضرت ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا آپ اپنے بھتیجے کو لے کر وطن واپس لوٹ جائیں اور یہودیوں سے ہر وقت ہوشیار رہیں کیونکہ اگر انہوں نے دیکھ لیا اور ان کو ان حالات کا علم ہو گیا جن کا مجھے ہوا ہے تو وہ انہیں نقصان پہنچانے سے باز نہیں آئیں گے آپ کے بھتیجے کی بڑی شان ہوگی۔یہ چیز ہماری کتابوں میں لکھی ہوئی ہے اور ہمیں آباء و اجداد نے یہی بتایا ہے۔میں نے آپ کو حقیقت حال سے آگاہ کرنے کا فرض ادا کر دیا ہے انہیں جلدی وطن واپس لے جاؤ حضرت ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ جلدی جلدی تجارت سے فارغ ہو کر آپ ﷺ کو واپس مکہ لے آئے۔

ایک روایت کے مطابق اہل کتاب کے چند لوگوں نے آپ ﷺ میں انہیں علامات کو دیکھ لیا تھا جن کو بحیرا نے دیکھا تھا۔انہوں نے حضور ﷺ کو تکلیف پہنچانے کی کوشش کی لیکن بحیرا نے انہیں روک دیا۔اس نے ان کو اللہ تعالیٰ کا ذکر یاد دلایا انہیں آپ ﷺ کی وہ صفات یاد دلائیں جو وہ اپنی کتاب میں پایا کرتے تھے۔انہیں بتایا کہ اگر وہ سب مل کر بھی اپنے اس ارادہ کو پورا کرنا چاہیں تو وہ پھر بھی اسے پایہ تکمیل تک نہیں پہنچا سکیں گے۔یہ سن کر وہ اپنے ارادہ سے باز آ گئے اور اپنے وطن واپس چلے گئے۔

ایک اور روایت کے مطابق حضرت ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سفر شام کی نیت سے نکلے۔حضور ﷺ بھی آپ کے ساتھ تھے۔قریش کے کچھ لوگ بھی اس قافلہ میں موجود تھے۔اس سے قبل بھی وہ بحیرا راہب کے پاس سے گزرتے تھے لیکن وہ ان کی طرف کوئی توجہ نہیں دیتا تھا لیکن اس دفعہ جب اس کارواں نے وہاں قیام کیا تو بحیرا راہب اس قافلہ کے پاس آیا وہ ان میں گھل مل گیا حتیٰ کہ اس نے تاجدار مدینہ ﷺ کے دست اقدس کو پکڑا اور کہنے لگا۔یہ پوری دنیا کے سردار ہیں، یہ رب العالمین کے رسول ہیں اللہ تعالیٰ نے انہیں رحمۃ للعالمین بنا کر مبعوث کیا ہے۔سرداران قریش نے راہب سے پوچھا آپ کو

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

چھت پر چڑھ کر رسول اللہ ﷺ کو دیکھا تھا۔ اس وقت آپ ﷺ کے سر اقدس پر بادل سایہ فگن تھا جب یہ قافلہ درخت کے نیچے ٹھہر گیا تو اس راہب نے بادل کو دیکھا تھا جب حضور ﷺ درخت کے نیچے تشریف فرما ہوئے تھے تو درخت نے اپنی شاخوں کو آپ پر جھکا دیا تھا تمام لوگ آپ ﷺ سے پہلے ہی درخت کے نیچے پہنچ چکے تھے جب حضور ﷺ وہاں تشریف فرما ہوئے تو درخت حضور ﷺ پر سایہ فگن ہو گیا۔

بحیرا نے اس قافلہ کی طرف پیام بھیجا اے قوم قریش! میں نے تمہارے لئے کھانا تیار کیا ہے میری خواہش ہے کہ تمہارا ہر فرد چھوٹا، بڑا، آزاد اور غلام اس کھانے میں شرکت کرے۔ اس قافلہ میں سے ایک شخص نے بحیرا سے کہا اے بحیرا! ہم تمہارے پاس سے اکثر گزرتے رہے آج آپ ہمیں کھانے کی دعوت دے رہے ہیں اس کی کیا وجہ ہے؟ بحیرا نے اس شخص سے کہا تو نے سچ کہا ہے۔ حقیقت وہی ہے جو تم بیان کر رہے ہو لیکن تم لوگ مہمان ہو میں چاہتا ہوں کہ میں تمہاری عزت کروں اور تمہارے لئے کھانا تیار کروں جسے تم سب لوگ کھاؤ۔ تمام اہل قافلہ بحیرا کے پاس جمع ہوئے لیکن حضور ﷺ صغر سنی کی وجہ سے سامان کی حفاظت کے لئے درخت کے نیچے ہی ٹھہر گئے جب بحیرا نے تمام اہل قافلہ کو دیکھا تو اسے بادل کسی کے سر پر بھی سایہ کناں نظر نہ آیا۔ اس نے دیکھا کہ وہ بادل کا ٹکڑا حضور ﷺ کے سر پر سایہ کر رہا تھا اس نے قافلہ والوں سے پوچھا اے گروہ قریش! تمہارا کوئی آدمی پیچھے تو نہیں رہ گیا۔ انہوں نے کہا اے بحیرا! آپ کی اس دعوت سے ہمارا کوئی شخص بھی پیچھے نہیں رہا۔ ہر آدمی آپ کی دعوت میں شرکت کے لئے آ گیا ہے البتہ ایک چھوٹا لڑکا پیچھے رہ گیا ہے وہ عمر میں ہم سب سے چھوٹا ہے اور وہ سامان قافلہ کی حفاظت کے لئے پیچھے رہ گیا ہے۔ بحیرا نے کہا اس کو بلاؤ وہ بچہ بھی تمہارے ساتھ اس دعوت میں شرکت کرے۔ یہ کتنی بری بات ہے کہ تم خود تو کھانے کے لئے آ گئے ہو لیکن تمہارا ہی ایک شخص پیچھے رہ گیا ہے اور میرے خیال کے مطابق اس کا تمہارے ساتھ گہرا تعلق ہے۔ یہ سن کر قافلہ والوں نے کہا اللہ کی قسم! وہ نسب میں ہم سب سے بہترین ہے وہ اس شخص (ابوطالب) کا بھتیجا ہے وہ عبدالمطلب کی اولاد میں سے ہے۔ ایک آدمی کھڑا ہو گیا اس نے کہا لات وعزیٰ کی قسم! یہ کتنے شرم کی بات ہے کہ عبداللہ بن عبدالمطلب کا بیٹا ہمارے ساتھ کھانے میں شرکت نہ کرے پھر وہ شخص حضور ﷺ کے پاس آیا اور آپ کو ساتھ لا کر اپنی قوم کے درمیان بٹھایا وہ شخص آپ کا چچا حارث بن عبدالمطلب تھا۔ جب وہ حضور ﷺ کے ساتھ چل رہا تھا تو اس پر بادل سایہ نہیں کر رہا تھا جبکہ حضور اکرم ﷺ پر بادل سایہ کناں تھا۔ جب بحیرا نے یہ عجیب کیفیت دیکھی تو اس نے آپ ﷺ کی طرف بڑے غور سے دیکھنا شروع کیا آپ ﷺ کے جسد اطہر کے مختلف اعضاء دیکھے اس نے آپ کو تمام انہی صفات سے متصف دیکھا جو اس کے پاس اپنی کتاب میں موجود تھیں۔ جب تمام قوم کھانے سے فارغ ہوئی اور وہ کھانا کھا کر بکھر گئے تو بحیرا حضور ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا میں آپ کو **اللات و العزّی** کا واسطہ دیتا ہوں آپ مجھے ان سوالات کے جوابات ارشاد فرمائیں جو میں آپ سے کروں گا۔ بحیرا نے آپ کو لات وعزیٰ کی قسم اس لئے دی تھی کیونکہ اس نے سنا تھا کہ آپ ﷺ کی قوم ان کی قسمیں اٹھاتی ہے۔ "**الشفاء**" میں ہے کہ اس نے حضور ﷺ کو آزمانے کے لئے لات وعزیٰ کی قسم اٹھائی تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا مجھ سے لات وعزیٰ کے واسطے سے کوئی چیز مت

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

علامہ الحافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں احتمال یہی ہے یہ واقعہ کسی اور سفر میں پیش آیا ہوگا جو آپ ﷺ نے مذکورہ بالا سفر کے بعد کیا تھا۔ علامہ حلبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ واقعہ اس سفر میں پیش آیا تھا جو آپ ﷺ نے میسرہ کے ساتھ کیا تھا کیونکہ حضور ﷺ نے صرف دو دفعہ شام کا سفر کیا تھا ایک مرتبہ حضرت ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ اور ایک دفعہ میسرہ کے ساتھ۔

حضرت طلحہ بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ''سوقِ بصریٰ'' میں موجود تھا وہاں کے ایک گرجا گھر کے راہب نے کہا ان لوگوں سے پوچھو کہ کیا ان میں سے کسی کا تعلق مکہ معظّمہ سے ہے۔ میں نے کہا ہاں میں مکہ معظّمہ کا ہی رہنے والا ہوں اس راہب نے مجھ سے پوچھا کیا وہاں احمد (ﷺ) کا ظہور ہو گیا ہے۔ میں نے کہا کون احمد؟ اس نے کہا ابن عبداللہ بن عبدالمطلب۔ اسی ماہ میں ان کا ظہور ہوگا وہ آخر الانبیاء ہوں گے۔ ان کا ظہور مکہ مکرمہ سے ہوگا کھجوروں والی سرزمین ان کی ہجرت گاہ ہوگی اے طلحہ! اس کی دعوت پر لبیک کہنے میں سبقت لے جانا حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ راہب کی بات میرے دل میں بیٹھ گئی جب میں مکہ معظّمہ واپس آیا تو میں نے یہ واقعہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کیا۔ وہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور یہ واقعہ حضور ﷺ کو بھی سنایا آپ نے اس کو سن کر مسرت کا اظہار فرمایا۔ حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلام قبول کر لیا نوفل بن العدویہ نے حضرت ابو بکر اور حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو پکڑا اور انہیں ایک ہی رسی میں جکڑ دیا اسی وجہ سے انہیں ''قرینین'' کہا جاتا ہے۔

امام الحلبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ممکن ہے کہ یہ راہب بحیرا ہو اور یہ بھی احتمال ہے کہ یہ نسطورا ہو کیونکہ دونوں بصریٰ کے رہنے والے تھے یہ بھی احتمال ہے کہ ان دونوں کے علاوہ کوئی تیسرا راہب ہو کیونکہ وہ بعثت سے قبل ہی وفات پا گئے تھے۔

حضرت سعید بن العاص بن سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب میرے والد غزوۂ بدر کے دن قتل ہوئے تو میں اس وقت اپنے چچا کے پاس تھا اس کا نام ابان بن سعید تھا وہ ہمیشہ حضور ﷺ کو برے الفاظ سے یاد کرتا تھا۔ ایک دفعہ وہ تجارت کی غرض سے شام کی طرف گیا۔ ایک سال وہ وہیں ٹھہرا رہا۔ اس کے بعد وہ وہاں سے واپس آیا اس کا سب سے پہلا سوال یہ تھا کہ مجھے محمد (ﷺ) کے متعلق بتاؤ میرے چچا عبداللہ بن سعید نے کہا اللہ کی قسم! وہ پہلے سے زیادہ معزز ہیں وہ پہلے سے زیادہ بلند مرتبہ ہیں یہ سن کر میرا چچا خاموش رہا اس نے حضور ﷺ کو برے الفاظ سے یاد نہ کیا۔ پھر اس نے کھانا تیار کروایا اور اسے بنو امیہ کے رؤساء کے پاس بھیج دیا اس نے ان سرداروں کو بتایا میں فلاں قریہ میں تھا میں نے وہاں ایک راہب دیکھا اس کا نام بکاء تھا چالیس سال گزر گئے لیکن وہ اپنے گرجا گھر سے باہر نہیں آیا پھر ایک دن وہ اپنے گرجا سے باہر نکلا لوگ اسے دیکھنے کے لئے اس کے پاس جمع ہو گئے میں بھی اس کے پاس گیا میں نے اس سے کہا مجھے آپ سے ایک ضروری کام ہے۔ اس نے مجھ سے پوچھا تیرا تعلق کس قبیلہ سے ہے میں نے کہا میں قبیلہ قریش سے تعلق رکھتا ہوں وہاں ایک شخص کا ظہور ہوا ہے وہ یہ گمان کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے مبعوث کیا ہے راہب نے پوچھا اس کا اسم مبارک کیا ہے میں نے کہا اس کا نام مبارک محمد (ﷺ) ہے اس نے سوال کیا اس کے ظہور کو کتنا عرصہ گزر گیا ہے۔ میں نے کہا بیس سال۔ اس راہب نے کہا کیا میں

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

یہ کیسے علم ہوا۔ اس نے جواب دیا اے رؤساء قریش! جب تم اس گھاٹی سے اتر رہے تھے تو میں نے دیکھا کہ تمام پتھر اور درخت سجدہ ریز تھے یہ اشیاء صرف نبی کو سجدہ کرتی ہیں بادل کا ٹکڑا صرف ان پر ہی سایہ فگن تھا۔ میں نے ''غضروف'' (1) کے نیچے مہر نبوت سے بھی انہیں پہچان لیا ہے۔ پھر بحیرا راہب وہاں سے واپس آیا اور اہل کارواں کے لئے کھانے کا بندوبست کرنے لگا۔ حضور ﷺ اونٹوں کی نگرانی کے لئے اس درخت کے نیچے ہی رہ گئے تھے۔ بعد میں آپ کو بھی دعوت میں بلا لیا گیا۔ جب آپ ﷺ اس دعوت پر تشریف لے جا رہے تھے تو بادل کا ٹکڑا آپ پر سایہ فگن تھا جب آپ اپنی قوم کے پاس پہنچے تو آپ کو معلوم ہوا کہ تمام قوم پہلے ہی اس درخت کے سایہ کے نیچے بیٹھ چکی ہے۔ جب آپ ﷺ وہاں تشریف فرما ہوئے تو درخت کی شاخیں آگے بڑھ کر آپ پر سایہ کناں ہو گئیں۔ راہب نے کہا اس درخت کے سایہ کی طرف دیکھو وہ خود بخود حضور ﷺ کی طرف جھک رہا ہے۔ بحیرا نے قریش مکہ سے وعدہ لیا کہ وہ آپ ﷺ کو سرزمین روم کی طرف نہیں لے کر جائیں گے کیونکہ اگر انہوں نے آپ ﷺ کو پہچان لیا تو وہ آپ کو شہید کر دیں گے۔

اسی دوران روم سے سات افراد بحیرا کے پاس آئے بحیرا نے ان کا استقبال کیا اور ان سے پوچھا تم لوگ کس مقصد کے لئے یہاں آئے ہو۔ انہوں نے کہا ہم اس نبی (ﷺ) کے لئے آئے ہیں جو اس مہینے میں سفر کرے گا ہم نے ہر راستے پر اپنے لوگوں کو بھیجا ہے ہمیں یہ خبر ملی ہے کہ وہ نبی اس راستے سے سفر کر رہا ہے۔ بحیرا نے ان سے کہا تمہیں معلوم ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی امر کا فیصلہ فرما دیتا ہے تو کیا کوئی آدمی اس فیصلہ کو لوٹا سکتا ہے۔ انہوں نے کہا نہیں۔ انہوں نے بحیرا راہب کے ہاتھ پر بیعت کی کہ وہ حضور ﷺ کو نقصان نہیں پہنچائیں گے۔ انہوں نے اپنے اس ارادہ سے توبہ کی۔ وہ اس خوف سے بحیرا کے پاس ہی اقامت گزیں ہو گئے کہ کہیں وہ شخص انہیں کوئی نقصان نہ دے جس نے ان کو اس مذموم مقصد کے لئے بھیجا تھا پھر بحیرا نے قریش سے مخاطب ہو کر کہا! میں تمہیں اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ مجھے بتاؤ کہ تم میں سے حضور ﷺ کا ولی کون ہے۔ قریش نے بتایا کہ ان کے ولی حضرت ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں وہ حضرت ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے برابر اصرار کرتا رہا کہ آپ انہیں روم کی طرف نہ لے جائیں حتیٰ کہ حضرت ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ ﷺ کو لے کر واپس مکہ آ گئے۔ بحیرا راہب نے کیکر اور زیتون کا تیل بطور ہدیہ پیش کیا۔ /

ابن مندہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب حضور ﷺ تجارت کے لئے شام گئے تو وہ بھی آپ ﷺ کے ساتھ تھے۔ یہ کارواں ''سوق بصریٰ'' کے مقام پر فروکش ہوا وہاں ایک بیری کا درخت تھا۔ حضور ﷺ اس کے سائے کے نیچے بیٹھ گئے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ راہب کے پاس کوئی چیز مانگنے کے لئے گئے راہب نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا وہ شخص جو بیری کے سائے کے نیچے بیٹھا ہوا ہے وہ کون ہے۔ آپ نے کہا وہ محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب ہیں اس راہب نے آپ سے کہا اللہ کی قسم! یہ اس امت کے نبی (ﷺ) ہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد حضور ﷺ ہی اس درخت کے سایہ کے نیچے تشریف فرما ہوئے ہیں۔

1۔ کندھے کی لوح کا سرا۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تعالیٰ عنہ نے پوچھا ان کی عمر کتنی ہوگی اس نے کہا کہ ان کی عمر خواہ لمبی ہو یا چھوٹی وہ ستر سال تک نہیں پہنچ سکیں گے۔ ان کی عمر اکسٹھ سال یا تریسٹھ سال ہوگی اور ان کی اکثر امت کی بھی یہی عمر ہوگی۔

اسی طرح عمرو بن عتبہ السلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں زمانہ جاہلیت میں اپنی قوم کے بتوں سے کنارہ کش رہتا تھا میں اہل کتاب کے ایک آدمی سے ملا اس کا تعلق "تیما" (1) سے تھا میں نے کہا میں ان لوگوں میں سے ہوں جو بتوں کو پوجتے ہیں ایک قبیلہ کسی جگہ پر فروکش ہوتا ہے اس وقت اس کے پاس کوئی معبود نہیں ہوتا۔ ان میں سے ایک شخص باہر جاتا ہے وہ چار پتھر لے کر آتا ہے وہ ان میں سے تین پتھروں کو اپنے استنجاء کے لئے مختص کر لیتا ہے اور ان میں سے خوبصورت پتھر کو اپنا معبود بنا لیتا ہے جس کی وہ عبادت کرتا ہے یہ بھی ممکن ہے کہ وہ اپنی روانگی سے قبل ایک ایسے پتھر کو پالے جو اس پہلے پتھر سے زیادہ خوبصورت ہو۔ تو وہ پہلے پتھر کو چھوڑ کر دوسرے پتھر کو اپنا معبود بنا لے پھر اگر وہ کسی اور جگہ پر اترے اور اسے ان دونوں سے اچھا پتھر مل جائے تو وہ اسے چھوڑ کر نئے پتھر کو اپنا خدا بنا لیتا ہے مجھے یقین ہے یہ معبودان باطل ہیں یہ نہ نفع دے سکتے ہیں اور نہ ہی نقصان۔ مہربانی کر کے میری کسی بھلائی کی طرف راہنمائی کریں۔ اس نے کہا مکہ معظمہ سے ایک شخص کا ظہور ہوگا وہ اپنی قوم کے معبودان باطلہ سے نفرت کرے گا وہ ان کو معبود برحق کی طرف دعوت دے گا جب تم اس شخص کو دیکھو تو اس کی اتباع کرنا وہ افضل دین لے کر اس دنیا میں مبعوث ہوگا۔

جب اس شخص نے مجھ سے یہ گفتگو کی تو اس وقت مکہ معظمہ جانے کے لئے میرے پاس وسائل نہ تھے البتہ جو بھی شخص مکہ سے آتا تو میں اس سے یہ ضرور پوچھتا کیا وہاں کوئی نیا واقعہ رونما ہوا ہے ہر مرتبہ مجھے یہی جواب دیا جاتا کہ وہاں کوئی نیا واقعہ ظہور پذیر نہیں ہوا ایک مرتبہ میں نے کسی شخص سے یہی سوال کیا اس نے کہا ہاں مکہ معظمہ میں ایک نیا واقعہ رونما ہوا ہے وہاں ایک ایسے شخص کا ظہور ہوا ہے جو اپنی قوم کے بتوں سے نفرت کرتا ہے اور خدائے وحدہ لاشریک کی طرف دعوت دیتا ہے۔ میں نے اپنی سواری لی اور مکہ کی طرف عازم سفر ہوا میں اسی گھر میں آیا جہاں میں قیام کرتا تھا۔ میں نے حضور ﷺ کے متعلق پوچھا۔ میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ لوگوں سے پوشیدہ ہیں اور قریش مکہ آپ پر بڑی سختیاں کر رہے ہیں۔ میں کسی حیلہ کے ساتھ آپ کے پاس پہنچا۔ میں نے آپ ﷺ سے سوال کیا آپ کون ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا میں نبی (ﷺ) ہوں میں نے عرض کی آپ ﷺ کو نبی کس نے بنایا ہے آپ ﷺ نے جواب دیا مجھے اللہ نے نبی بنایا ہے۔ میں نے سوال کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو کس چیز کے ساتھ مبعوث کیا ہے آپ ﷺ نے فرمایا مجھے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ میں خدائے وحدہ لاشریک کی عبادت کرنے کا حکم دوں۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے خون ریزی سے روکنے اور بتوں کو توڑنے کا حکم دیا ہے اس نے مجھے صلہ رحمی اور راستہ کی سلامتی کا حکم دیا ہے۔ میں نے یہ تمام باتیں سن کر کہا آپ کتنے عمدہ احکام لے کر تشریف لائے ہیں میں آپ ﷺ پر ایمان لاتا ہوں اور آپ کی تصدیق کرتا ہوں آپ مجھے اپنے پاس رکھنے یا واپس چلے جانے کا حکم دیتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کیا تو نے لوگوں کی نفرت کو نہیں دیکھا جو وہ مجھ سے کرتے ہیں تو ہمارے پاس قیام نہیں کر سکتا۔ اب

1۔ مکہ اور شام کے درمیان ایک بستی کا نام۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تجھے اس شخص کا حلیہ نہ بتاؤں پھر اس نے حضور ﷺ کا حلیہ بیان کیا حلیہ بیان کرنے میں اس نے ذرہ بھر بھی غلطی نہیں کی پھر اس نے مجھ سے مخاطب ہو کر کہا اللہ کی قسم! وہ اس امت کا نبی ہے اللہ کی قسم! اس کا غلبہ اور تسلط ضرور ہوگا پھر وہ اپنے گرجا میں داخل ہو گیا اس نے مجھ سے کہا "حضور اکرم ﷺ کو میرا اسلام پیش کرنا" اس وقت حدیبیہ کا زمانہ تھا۔

زید بن عمر بن نفیل کہتے ہیں کہ انہوں نے جزیرہ میں ایک راہب سے ملاقات کی اور اس سے دین ابراہیمی کے بارے میں سوال کیا اس راہب نے ان سے کہا آج تجھے جو بھی احبار راہب نظر آرہے ہیں وہ تمام کے تمام گمراہ ہیں تو نے اللہ کے دین کے بارے میں سوال کیا ہے اس دین کا ظہور تیری زمین سے ہی ہوگا یا اس نے یہ کہا ایک نبی ﷺ کا ظہور ہونے والا ہے وہ اس دین متین کی دعوت دیں گے۔ تم بھی اسی کی طرف چلے جاؤ اور جا کر اس کی تصدیق کرو۔ زید بن عمر نے بعثت سے قبل حضور ﷺ سے ملاقات کی اور عرض کی اے عم محترم! میں دیکھتا ہوں کہ آپ کی قوم آپ کے ساتھ بغض رکھتی ہے اس کی کیا وجہ ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ کی قسم! میں نے ان سے کسی خون کا بدلہ لینے کا مطالبہ نہیں کیا جس کی وجہ سے وہ مجھ سے بغض رکھتے ہیں دراصل بات یہ ہے کہ میں ان کو گمراہی اور ضلالت پر دیکھتا ہوں زید بن عمر کہتے ہیں کہ میں پھر وہاں سے دین ابراہیمی کی تلاش میں نکل گیا۔ کچھ وقت کے بعد میں مکہ میں آیا تو میں نے آپ ﷺ کو راہب کی تمام باتیں بتائیں جو اس نے آپ کے متعلق مجھے کہی تھیں۔

ابونعیم اور ابن عساکر رحمہما اللہ تعالیٰ نے مسیب بن شریک کی سند سے محمد ابن شریک سے روایت کیا ہے کہ شام کا ایک راہب ظہر کے مقام پر رہتا تھا اسے "عیصی" کے نام سے موسوم کیا جاتا تھا اللہ تعالیٰ نے اس کو علم کی دولت کثیر مقدار میں عطا فرمائی تھی وہ ہمہ وقت اپنے گرجا گھر میں ہی رہتا تھا۔ کبھی کبھی وہ مکہ معظمہ میں آتا لوگوں سے ملاقات کرتا اور انہیں بتاتا کہ اے اہل مکہ! عنقریب تم میں سے ایک عظیم الشان بچہ پیدا ہوگا تمام عرب اس کے زیر نگیں ہوگا تمام عجم کا وہ مالک بن جائے گا۔ اس کی ولادت کا یہی زمانہ ہے جس نے اس کو پالیا اور اس کی اتباع کی تو وہ کامیاب و کامران ہوگا جس نے اس کی مخالفت کی وہ دونوں جہانوں میں خائب و خاسر ہوگا اللہ کی قسم! میں نے شراب، خمیر اور امن والی سرزمین کو صرف اسی کے لئے چھوڑا ہے اور تنگی، بھوک اور خوف والی زمین میں صرف اسی کے لئے آیا ہوں جو بھی بچہ پیدا ہوتا وہ راہب اس کے متعلق سوال کرتا اور کہتا ابھی تک وہ مولود مسعود پیدا نہیں ہوا جس کا میں منتظر ہوں جب سرور کائنات ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی تو حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے گھر سے نکلے "عیصی" کے گرجا کے نیچے کھڑے ہو کر اس کو آواز دی اس نے کہا کون ہے؟ آپ نے کہا میں عبدالمطلب ہوں اس نے اپنے گرجا سے نیچے دیکھا اور کہا تو ہی اس سعادت مند بچے کا دادا ہے آج وہ بلند قسمت بچہ پیدا ہو گیا ہے۔ جس کے متعلق میں تمہیں بتایا کرتا تھا۔ سوموار کے دن ہی وہ پیدا ہوا ہے سوموار کے دن ہی وہ مبعوث ہوگا اور سوموار کے دن ہی وہ انتقال فرمائے گا آج اس کا ستارہ طلوع ہو گیا ہے۔ اس کی علامت یہ ہے کہ ابھی اسے درد ہوگا وہ تین دن تک درد کی شکایت کرے گا پھر وہ صحت یاب ہوگا۔ تم اپنی زبان کی حفاظت کرو اور کسی پر اتنا حسد نہیں کیا جائے گا جتنا اس پر ہوگا اور نہ ہی کسی کے خلاف اتنی بغاوت ہوگی جتنی بغاوت اس کے خلاف کی جائے گی۔ حضرت عبدالمطلب رضی اللہ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وبرکاتہ۔ آپ کون ہیں؟ اس نے کہا میں رزیب بن برتملہ ہوں میں عبد صالح حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کا وصی ہوں انہوں نے ہی مجھے اس پہاڑ میں سکونت اختیار کرنے کا حکم دیا تھا اور اس وقت تک میرے لئے لمبی زندگی کی دعا مانگی جس وقت وہ آسمان سے نازل ہوں گے خنزیر کو قتل کریں گے صلیب کو توڑ دیں گے اور نصاریٰ نے جو کچھ ان سے منسوب کیا تھا وہ اس سے برآءت کا اظہار کریں گے پھر اس نے ہم سے پوچھا حضور ﷺ کا کیا حال ہے؟ ہم نے کہا وہ تو انتقال فرما گئے ہیں یہ سن کر وہ زارزار رونے لگا۔ حتیٰ کہ اس کی ریش آنسوؤں سے تر ہوگئی پھر اس نے ہم سے پوچھا آپ ﷺ کے بعد خلیفہ کون بنا ہے، ہم نے کہا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس نے پوچھا ان کا کیا حال ہے ہم نے کہا ان کا بھی وصال ہو گیا ہے۔ اس نے استفسار کیا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد خلافت کی ذمہ داری کس پر پڑی ہم نے کہا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمارے خلیفہ ہیں۔ انہوں نے کہا حضور ﷺ سے تو ملاقات کا شرف حاصل نہ ہو سکا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو میری طرف سے سلام کہنا۔ ان سے کہنا اے عمر! صراطِ مستقیم اور میانہ روی اختیار کرنا امر (قیامت) قریب آچکا ہے۔ آپ کو بتادینا کہ امت مصطفویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے یہی خصائل ہیں۔ اس وقت ہر سمت بھاگ دوڑ ہوگی، آدمی آدمی سے مستغنی ہوگا، عورت عورت سے بے پرواہ، لوگ اپنے آپ کو دوسروں کے نسب کے ساتھ منسوب کریں گے، وہ اپنے رشتہ داروں کو چھوڑ کر دوسروں کے ساتھ منسلک ہوں گے، ان کے بڑے چھوٹے پر رحم نہیں کریں گے نہ ہی ان کے چھوٹے بڑوں کی عزت کریں گے، امر بالمعروف کو ترک کر دیا جائے گا، نہی عن المنکر کو بھی چھوڑ دیا جائے گا، ان کا عالم درہم و دینار اکٹھا کرنے کے لئے علم حاصل کرے گا، بارش موسم گرما کی شدت میں ہوگی، اولاد سراپا غصہ وغضب ہوگی، مصاحف پر چاندی کی ملمع سازی کی جائے گی، لوگ مساجد کو آراستہ کریں گے، سرعام رشوت دی جائے گی، لوگ عمارات کو پختہ بنائیں گے، وہ خواہشات نفسانی کی پیروی کریں گے، دین کو دنیا کے عوض فروخت کریں گے، خونریزی عام ہوگی، قطع رحمی کی جائے گی، حکمت ودانائی کو فروخت کیا جائے گا، سود کھایا جائے گا، غلبہ اور تسلط کو فخر اور قتل وغارت کو عزت تصور کیا جائے گا اور عورتیں زینوں پر سوار ہوں گی یہ کہہ کر وہ بزرگ غائب ہو گئے۔

یہ تمام واقعہ حضرت نضلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لکھا اور انہوں نے یہ واقعہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لکھ کر بھیج دیا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواباً حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لکھا:

"آپ تمام مہاجرین اور انصار کو لے کر اس پہاڑ پر جائیں جب آپ اس بزرگ سے ملاقات کریں تو میری طرف سے انہیں سلام کہنا۔ حضور ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے کچھ وصی عراق کے گرد ونواح میں اس پہاڑ پر اقامت گزین ہیں۔" حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ چالیس ہزار مجاہدین کو لے کر اس پہاڑ پر گئے چالیس دن تک وہاں رہے ہر نماز کے وقت اذان دی جاتی تھی لیکن اب انہوں نے کسی ایسے بزرگ کو نہ دیکھا اور نہ ہی کسی نے انہیں کوئی جواب دیا۔

محی الدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "مساجد کی آرائش اور قرآن پاک پر چاندی کی ملمع سازی" بزرگ نے مذمت کرتے ہوئے بیان نہیں کی بلکہ اس کا مقصد یہ تھا کہ یہ بھی قیامت کی علامات اور زمانے کے فساد کی نشانیاں ہیں جیسا کہ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اپنے اہل خانہ میں چلا جا۔ جب تجھے یہ معلوم ہو جائے کہ میں ہجرت کر کے کسی اور جگہ چلا گیا ہوں تو پھر میرے پاس واپس آ جانا میں اپنے اہل خانہ کے پاس واپس آ گیا جب حضور ﷺ ہجرت فرما کر مدینہ طیبہ تشریف لے گئے تو میں بھی مدینہ طیبہ میں آپ کے پاس حاضر ہو گیا میں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم کیا آپ نے مجھے پہچان لیا ہے۔ آپ نے فرمایا ہاں تو وہی السلمی ہے جو مکہ مکرمہ میں میرے پاس آیا تھا۔

انہیں بشارات میں سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وصی کی بھی بشارت ہے شیخ اکبر نے اپنی ''مسامرات'' میں سند متصل کے ساتھ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے کہ جب حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ قادسیہ میں تھے تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کی طرف لکھا آپ نے لکھا کہ نضلہ بن معاویہ الانصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ''حلوان العراق'' کی طرف بھیجو تا کہ وہ اس کے گردونواح میں جا کر جہاد کریں حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے حضرت نضلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تین سو مجاہدین دے کر بھیجا۔ وہ حلوان العراق آئے اور اس کے گردونواح میں انہوں نے لشکر کشی کی۔ انہوں نے بہت سے لوگوں کو اپنا قیدی بنا لیا اور انہیں بہت سا مال غنیمت ملا۔

حضرت نضلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ کے ساتھی مال غنیمت اور قیدیوں کو لے کر واپس آ رہے تھے کہ راستہ میں عصر کی نماز کا وقت ہو گیا اور قریب تھا کہ سورج غروب ہو جائے۔ حضرت نضلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قیدیوں اور مال غنیمت کو ایک پہاڑ کے دامن میں جمع کیا اور خود اذان دینے کے لئے کھڑے ہو گئے جب انہوں نے اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہا تو پہاڑ میں سے ایک جواب دینے والے نے کہا اے نضلہ آپ نے عظیم الشان تکبیر کہی ہے پھر آپ نے کہا: اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ۔ اس جواب دینے والے نے کہا اے نضلہ! اخلاص کا کلمہ یہی ہے جب حضرت نضلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ تو اس نے کہا یہی دین ہے۔ حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام نے ہم کو انہی کی بشارت دی ہے انہی کی امت پر قیامت قائم ہو گی پھر جب حضرت نضلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ تو اس نے کہا خوشخبری ہے اس شخص کے لئے جس نے نماز ادا کی اور اس پر مداومت اختیار کی جب حضرت نضلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ تو اس نے کہا جس نے محمد ﷺ کی دعوت پر لبیک کہا وہ کامیاب ہو گیا آپ کی امت کی بقاء کا راز اسی میں مضمر ہے۔ حضرت نضلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اس جواب دینے والے نے کہا تو نے عظیم تکبیر بیان کی ہے پھر جب انہوں نے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہا تو اس نے جواب دیا اے نضلہ! آپ نے خلوص سے بھرپور کلمہ ادا کیا ہے اللہ تعالیٰ نے آپ کے جسم کو آگ پر حرام کر دیا ہے۔ حضرت نضلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب میں اذان سے فارغ ہوا تو ہم سب کھڑے ہو گئے ہم نے کہا اللہ تجھ پر رحم فرمائے تو کون ہے کیا تو کوئی فرشتہ ہے یا جن ہے یا تیرا تعلق انسانوں کے ساتھ ہے ہم نے تیری آواز سن لی ہے اور تیرے وجود کو دیکھنا چاہتے ہیں ہم اللہ تعالیٰ، اس کے رسول مکرم ﷺ اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وفد ہیں۔ وہ پہاڑ چکی کی طرح پھٹ گیا۔ اس میں سے ایک شخص نکلا اس کے سر اور داڑھی کے بال سفید تھے۔ اس کے اوپر اون کی چادر تھی اس نے کہا السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ہم نے اس کو جواب دیا وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وہاں ایک سوار دیکھا ہم نے اس سے پوچھا تو کہاں سے آیا ہے۔ اس نے کہا میں ملک شام سے آیا ہوں۔ ہم نے اس سے پوچھا کیا وہاں کوئی نیا واقعہ رونما ہوا ہے اس نے کہا وہاں ایک خطرناک زلزلہ آیا ہے جس کی وجہ سے وہاں بہت سی تباہی اور مصیبت آئی ہے۔

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے عیسیٰ بن داب سے روایت کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں حرم کعبہ میں بیٹھا ہوا تھا وہاں زید بن عمرو بن نفیل بھی تھا امیہ بن ابی الصلت کا اس کے پاس سے گزر ہوا اس نے کہا وہ نبی (ﷺ) جس کا انتظار کیا جا رہا ہے کیا وہ تم سے ہوگا یا ہم سے یا اہل فلسطین میں سے ہوگا۔ میں اس سے قبل کسی بھی نبی منتظر کے بارے میں یا ان کی بعثت کے بارے میں نہیں جانتا تھا میں ورقہ بن نوفل کے پاس گیا اور اس کو تمام گفتگو سنائی انہوں نے مجھ سے کہا اے میرے بھتیجے ہمیں اہل کتاب اور علماء نے بتایا ہے کہ جس نبی کا انتظار کیا جا رہا ہے وہ نسب کے لحاظ سے اوسط العرب میں سے ہوگا۔ مجھے نسب کے بارے میں علم ہے وہ نسب کے لحاظ سے اوسط العرب ہی سے ہے۔ میں نے کہا اے عم محترم! مجھے بتائیں ایک نبی کیا کہتا ہے۔ انہوں نے کہا وہ وہی کچھ کہتا ہے جو اس سے کہا جاتا ہے لیکن وہ کسی پر ظلم نہیں کرے گا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضور ﷺ مبعوث ہوئے تو میں آپ پر ایمان لے آیا اور آپ کی تصدیق کی۔

ابن سعد اور ابونعیم رحمہما اللہ تعالیٰ نے عامر بن ربیعہ سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں زید بن عمرو بن نفیل سے ملا اس وقت وہ مکہ سے باہر نکل رہے تھے اور غار حراء کی طرف جا رہے تھے اس وقت ان کا اپنی قوم کے ساتھ اختلاف تھا۔ انہوں نے اپنی قوم کے بتوں سے بھی کنارہ کشی اختیار کر لی تھی اور ہر اس چیز سے برآءت کا اظہار کیا تھا جس کی عبادت ان کے آباءواجداد کرتے تھے زید بن عمرو نے کہا اے عامر! میں نے اپنی قوم کی مخالفت کی ہے میں نے ملت ابراہیمی کی پیروی کی ہے۔ میں اسی خدا کی عبادت کرتا ہوں جس کی اس نے عبادت کی ہے میں ایک نبی ﷺ کے ظہور کا منتظر ہوں وہ اولاد اسماعیل میں سے ہوں گے۔ ان کا تعلق بنی عبدالمطلب سے ہوگا۔ ان کا اسم گرامی "احمد" ﷺ ہوگا۔ میں نہیں سمجھتا کہ میری اتنی زیادہ عمر ہو کہ میں ان کا سنہری دور پا سکوں لیکن میں ابھی ان پر ایمان لاتا ہوں۔ ان کی تصدیق کرتا ہوں اور گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ کے نبی ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ تمہیں لمبی عمر عطا فرمائے اور تم ان کا دیدار کر لو تو میری طرف سے ان کو سلام عرض کرنا میں تمہیں ان کے اوصاف بتاتا ہوں تاکہ تم آسانی سے ان کو پہچان سکو۔ ان کا قد میانہ ہوگا نہ ہی زیادہ طویل اور نہ ہی پست قد ہوں گے۔ ان کے بال نہ ہی کثیر ہوں گے نہ ہی قلیل۔ ان کی آنکھوں میں ہر وقت سرخی نظر آئے گی ان کے کندھوں کے مابین مہر نبوت ہوگی ان کا اسم مبارک احمد ہوگا یہ شہر (مکہ) ان کی جائے ولادت ہوگی ان کی بعثت بھی یہاں سے ہی ہوگی پھر ان کی قوم ان کو اس شہر سے نکال دے گی وہ ان کے پیغام کو ناپسند کرے گی پھر وہ یثرب کی طرف ہجرت فرما جائیں گے وہاں ان کے دین کو غلبہ عطا ہوگا۔ ان کو ہرگز دھوکا نہ دینا میں دین ابراہیمی کی تلاش میں تمام شہروں میں گھوما ہوں میں نے جس یہودی، عیسائی اور مجوسی

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول، حضرت امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ظہور اور سورج کا مغرب سے طلوع ہونا قیامت کی علامات میں سے ہے۔ آخری تینوں علامات قیامت کبریٰ کی نشانیاں ہیں اور مساجد کی آرائش، قرآن پر چاندی کی ملمع سازی اور دیگر وہ تمام اشیاء جن کا تذکرہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وصی نے کیا ہے وہ قیامت صغریٰ کی علامات ہیں۔ جن کا تذکرہ عنقریب کتاب کے آخر میں آئے گا۔

انہیں بشارات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ عیسائیوں کی ایک جماعت تجارت کی غرض سے مکہ معظمہ میں آئی۔ انہوں نے صفا اور مروہ کے درمیان قیام کیا اس وقت حضور ﷺ کی عمر مبارک سات سال تھی انہوں نے آپ ﷺ کو دیکھا اور آپ کی نبوت کی ان علامات کو پہچان لیا جو ان کی کتابوں میں لکھی ہوئیں تھیں۔ ان میں سے ایک شخص نے آپ ﷺ پوچھا آپ کون ہیں اور آپ کے والد کا کیا نام ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا میں محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب ہوں۔ اس شخص نے پہاڑوں کی طرف اشارہ کر کے پوچھا ان کا رب کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا خدائے وحدہٗ لاشریک ان کا رب ہے۔ اس شخص نے زمین کی طرف اشارہ کیا اور پوچھا اس کا رب کون ہے؟ آپ نے جواب ارشاد کیا اس کا رب بھی اللہ ہے جس کا کوئی شریک نہیں اس شخص نے آسمان کی طرف اشارہ کیا اور پوچھا اس کا پروردگار کون ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا اس کا رب بھی اللہ تعالیٰ ہی ہے جو وحدہٗ لاشریک ہے آپ ﷺ سے اس عیسائی نے پوچھا کیا آپ کا اللہ کے علاوہ کوئی اور بھی رب ہے آپ ﷺ نے فرمایا کیا تو مجھے اللہ تعالیٰ کے بارے میں شک میں ڈالتا ہے جس کا نہ کوئی ہمسر ہے اور نہ ہی کوئی شریک ہے۔ آپ ﷺ نے اپنے بچپن ہی میں اپنے پروردگار کی وحدانیت کی گواہی دی۔

خصائص کبریٰ میں امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ سے مروان بن حکم کی سند سے حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا گیا ہے حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے حضرت ابوسفیان بن حرب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں اور امیہ بن ابی الصلت ملک شام کی طرف عازم سفر ہوئے ہم ایک گاؤں کے پاس سے گزرے وہاں عیسائی رہتے تھے جب انہوں نے امیہ کو دیکھا تو انہوں نے اس کی بڑی عزت و توقیر کی اور اسے اپنے ساتھ لے جانے کی خواہش کا اظہار کیا مجھ سے امیہ نے کہا ابوسفیان! میرے ساتھ چلو۔ آج ہم ایسے شخص کے پاس جائیں گے جو عیسائیت کا عالم متبحر ہے میں نے امیہ سے کہا میں تمہارے ساتھ نہیں جاؤں گا۔ وہ اکیلا ہی چلا گیا جب وہ واپس آیا تو اس نے مجھ سے کہا ابوسفیان وعدہ کرو کہ جو کچھ میں تمہیں بتاؤں گا تم اس کو پوشیدہ رکھو گے۔ میں نے کہا ہاں میں تیری ہر بات کو صیغہ راز میں رکھوں گا وہ شخص جو اہل کتاب کا ایک جید عالم ہے وہ کہتا ہے کہ ایک نبی عنقریب مبعوث ہونے والا ہے میں نے گمان کیا شاید میں ہی وہ نبی ہوں۔ اس شخص نے کہا وہ نبی تم میں سے نہیں ہوگا وہ اہل مکہ میں سے ہوگا میں نے کہا اس کا نسب کیسا ہے؟ اس نے کہا وہ اپنی قوم کے عمدہ ترین نسب میں تشریف لائے گا۔ میں نے کہا اس نبی کی بعثت کی کیا علامت ہوگی اس نے کہا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بعد شام میں آٹھ مرتبہ زلزلہ آچکا ہے۔ اب صرف وہاں ایک مرتبہ اور زلزلہ آئے گا جس کی وجہ سے شام میں بہت سی تباہی اور مصیبت پھیلے گی یہی ان کی بعثت کی علامت ہے جب ہم گھاٹی کے پاس پہنچے تو ہم نے

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ابو عامر نے کہا ایک مرتبہ مجھے معلوم ہوا کہ یمن میں ایک کاہن پیدا ہوا ہے۔ فن کہانت میں اس کی کوئی مثال نہیں۔ میں اشہر حرام میں اس کی طرف عازم سفر ہوا۔ ایک چاندنی رات میں میں اپنے سفر پر رواں دواں تھا کہ مجھ پر نیند کا غلبہ ہو گیا۔ جب میں بیدار ہوا تو میں نے دیکھا کہ میری اونٹنی مجھے نامعلوم راستے پر لے جا رہی ہے۔ اسے دیکھ کر میں خوفزدہ ہو گیا۔ جب میں نے وہاں غور سے دیکھا تو مجھے وہاں ستاروں کی طرف آگ نظر آئی۔ میں اپنی اونٹنی کو اسی طرف لے گیا۔ جب میں آگ کے قریب پہنچا تو مجھے وہاں عجیب مخلوق دکھائی دی۔ وہ آگ کے ارد گرد بیٹھی ہوئی تھی۔ اس کے منہ سے غرغوں کی طرح کی آوازیں آرہی تھیں میں نے نہ ہی وہاں کوئی گھر دیکھا اور نہ ہی مجھے وہاں کوئی جانور نظر آیا یہ ہیبت ناک منظر دیکھ کر میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے میری اونٹنی نے خوف کی وجہ سے بھاگنا شروع کر دیا۔ میں نے خود کو اونٹنی سے نیچے گرا دیا۔ ان میں سے کچھ لوگ بھاگ کر میری طرف آئے۔ میں نے بلند آواز سے کہا میں ان افراد سے اس وادی کے سردار کی پناہ مانگتا ہوں۔ ان میں سے ہی ایک جماعت ان کو روکنے کے لئے آگئی۔ وہ پہلے گروہ کو واپس لے گئی ان میں سے چار افراد میرے پاس آئے۔ انہوں نے مجھے سلام کیا اور میرے پاس بیٹھ گئے۔ وہ بڑے بدشکل اور قبیح تھے ان میں سے ایک نے مجھ سے پوچھا تو کس قبیلے سے ہے۔ میں نے کہا میں غسان قبیلہ کی شاخ بنو قیلہ سے ہوں۔ انہوں نے مجھ سے پوچھا تو کہاں جا رہا ہے۔ میں نے ان سے کہا کیا میں تمہاری پناہ میں نہیں ہوں۔ انہوں نے کہا تو ہماری پناہ میں ہے تجھے خوفزدہ ہونے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ میں نے انہیں بتایا کہ میں ایک کاہن کے پاس جا رہا ہوں میں نے انہیں بتایا کہ ہم انسان کاہنوں کے اس علم پر بھروسہ کرتے ہیں جو وہ تم سے حاصل کرتے ہیں اب میں چاہتا ہوں کہ میں بلاواسطہ تم سے خبریں سنوں اب میں تمہیں قسم دیتا ہوں کہ مجھے آئندہ کے واقعات کی خبر دو۔ تینوں نے چوتھے کی طرف اشارہ کیا اور کہا وہ ہم سب سے زیادہ عالم ہے میں نے اسی کی طرف توجہ کی اور اپنے سوال کے لئے اس کو مخصوص کر لیا۔ اس نے مجھ سے پوچھا تو کس کا باپ ہے میں نے کہا میں عامر کا والد ہوں۔ پھر اس جن نے بڑی آراستہ و پیراستہ گفتگو کی جس میں حضور ﷺ کے متعلق بشارت تھی ابو عامر نے کہا کیا تو ان کا حلیہ بیان کر سکتا ہے اس نے کہاں ہاں ان کا چہرہ روشن اور ضوفشاں ہو گا نہ ہی وہ اتنے طویل قد کے ہوں گے کہ برے لگیں اور نہ ان کا قد اتنا چھوٹا ہو گا کہ کوتاہ قد نظر آئیں جب ان کی طرف دیکھا جائے گا تو وہ حسین و جمیل نظر آئیں گے۔ اگر انہیں تکلیف دی جائے گی تو وہ صبر کریں گے۔ ان کی آنکھوں میں کشادگی ہو گی ان کی آنکھوں میں سرخ سرخ ڈورے ہوں گے ان کے کندھوں کے مابین مہر نبوت ہو گی۔ وہ پناہ دینے والے ہوں گے جھڑکنے والے نہیں ہوں گے۔ وہ دین حنیف کے ساتھ مبعوث ہوں گے۔ جس نے ان کی پیروی کی وہ سعادت مند ہو گا میں نے یہ خبریں فرشتوں سے سنی ہیں۔ پھر وہ گروہ اپنی جگہ سے غائب ہو گیا۔ میں ساری رات اسی جگہ پر کھڑا رہا۔ جب صبح ہوئی تو میں نے یمن جانے کا ارادہ ملتوی کر دیا اور اپنے وطن واپس لوٹ آیا۔

حضرت خزیمہ بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں پھر میں حجر (1) کی مجلس میں چلا گیا۔ اس مجلس میں موجود ایک شخص

1۔ یمامہ کے ایک قصبہ کا نام۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سے سوال کیا ہے اس نے یہی کہا ہے کہ یہ دین تیرے پیچھے ہے وہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وہی اوصاف بیان کرتے ہیں جو میں نے تمہیں بتائے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ان کے علاوہ اور کوئی نبی باقی نہیں رہا۔ حضرت عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جب حضور ﷺ مبعوث ہوئے میں نے آپ ﷺ کو زید بن عمر کے بارے میں بتایا۔ آپ نے اس پر رحم کا اظہار فرمایا اور آپ نے فرمایا میں نے اس کو جنت میں دیکھا ہے کہ وہ اپنے دامن کو گھسیٹ کر چل رہا تھا۔

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے واقدی رحمۃ اللہ علیہ سے اور وہ اپنے شیوخ سے روایت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ ایک دن حضرت عبدالمطلب ''الحجر'' میں تشریف فرما تھے۔ نجران کا ایک پادری ان کے پاس بیٹھا ہوا تھا وہ آپ کا دوست تھا وہ آپ سے یوں محو گفتگو تھا: ''ہم ایک نے اپنی کتاب میں پایا ہے کہ ایک نبی باقی رہ گیا ہے وہ اولاد اسماعیل سے ہوگا۔ یہ شہر اس کی جائے ولادت ہوگا۔ وہ فلاں فلاں صفت سے متصف ہوگا۔'' اتنے میں حضور ﷺ وہاں تشریف لے آئے اس پادری نے آپ کو بڑے غور سے دیکھا۔ اس نے آپ ﷺ کی آنکھوں کی طرف دیکھا۔ آپ ﷺ کی پشت مبارک اور آپ کے قدموں کو دیکھا۔ آپ کے تمام اعضاء کو دیکھ کر اس نے کہا وہ نبی جس کا ذکر سابقہ کتب میں ہے وہ یہی ہے پھر اس پادری نے حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا اس لڑکے کا آپ سے کیا تعلق ہے انہوں نے کہا یہ میرا بیٹا ہے۔ اس نے کہا یہ آپ کا بیٹا نہیں ہوسکتا کیونکہ ہم نے پڑھا ہے کہ اس کے والد اس کی پیدائش سے قبل وفات پاچکے ہوں گے۔ پھر حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا یہ میرا پوتا ہے ابھی یہ شکم مادر میں ہی تھے کہ ان کے والد محترم کا انتقال ہو گیا یہ سن کر اس پادری نے کہا آپ نے سچ کہا ہے حضرت عبدالمطلب نے اپنے بیٹوں سے کہا ''اپنے اس بھتیجے کی ہر ممکن حفاظت کرو کیا تم سن نہیں رہے کہ اس کے بارے میں کیا کہا جارہا ہے۔''

خزیمہ بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ کی بعثت سے قبل ابو عامر ہمیشہ آپ کی تعریف میں رطب اللسان رہتا تھا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ ابو عامر نے شرک سے کنارہ کشی اختیار کرکے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اقرار کرلیا تھا۔ وہ دین حنیف کی جستجو کر رہا تھا۔ اسی مقصد کے لئے اس نے بہت سا سفر کیا تھا وہ یہود و نصاریٰ سے دین ابراہیمی کے بارے میں پوچھتا علماء اس کو بتاتے کہ محمد عربی ﷺ دین ابراہیمی لے کر مبعوث ہوں گے وہ علماء اس کے لئے حضور اکرم ﷺ کے اوصاف بیان کرتے۔ حضرت خزیمہ بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں۔ ایک دفعہ ابو عامر اوس اور خزرج کی مجلس میں گیا اور وہاں اس نے حضور ﷺ کا تذکرہ کیا اس نے آپ ﷺ کے ظہور فرمانے اور ہجرت کرنے کا ذکر بھی کیا پھر آپ کے اوصاف حمیدہ بیان کئے ابو الہیثم بن التیہان القضاعی جو بنو عبدالاشہل کا حلیف تھا یہ بھی موحد تھا اور دین حنیف کی تلاش میں تھا اس نے ابو عامر سے کہا اے ابو عامر! کیا تم ان کو پالو تو ان کی صفت اس سے زیادہ کرو گے۔ ابو عامر نے کہا اگر میں نے ان کو پالیا تو ان کی توصیف اس سے بھی زیادہ کروں گا اللہ کی قسم! میں نے جن وانس سے ان کی بہت سی صفات سنی ہیں۔ ابو الہیثم نے کہا یہ تو ممکن ہے کہ انسانوں نے ان کی صفات کو کتابوں میں پڑھا ہو پھر بیان کر دیا ہو لیکن جنات سے خبر ملنا عجیب بات ہے۔ اس سلسلہ میں اگر تم کوئی خبر جانتے ہو تو ہمیں بھی آگاہ کرو۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہوں کہ ثقیف میں تیری زبان سے ایسا قول نکلے۔ اگر چہ تو سردار ہے لیکن پھر بھی مجھے تیرے متعلق خطرہ ضرور ہے عروہ نے کہا اللہ کی قسم! میری اس بات کی صداقت کو جھٹلایا نہیں جا سکتا اور محمد مصطفیٰ ﷺ اللہ کے سچے رسول ہیں۔ میں دامن اسلام سے وابستہ ہونے لگا ہوں اور ان کی اتباع کرنے لگا ہوں میں تمہیں وہ واقعہ بیان کرنے لگا ہوں جس کو میں نے پہلے کسی کو نہیں بتایا۔ غیلان نے کہا وہ کیا واقعہ ہے۔ عروہ نے کہا محمد مصطفیٰ ﷺ کے دین کے غلبہ سے قبل میں تجارت کی غرض سے نجران جا رہا تھا راستہ میں میں اپنے ساتھیوں سے جدا ہو کر ایک درخت کے نیچے لیٹ گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد میں نے دیکھا کہ دو لڑکیاں اس درخت کے سائے کے نیچے آ گئی ہیں۔ وہ دونوں سائے میں بیٹھ گئیں۔ میں نے اس طرح ظاہر کیا کہ گویا کہ میں سو رہا ہوں ان میں سے ایک نے دوسری سے کہا اے معزز لوگوں کی بیٹی! یہ کون ہے اور اس کے بارے میں تو کیا کہتی ہے دوسری لڑکی نے کہا یہ عروہ بن مسعود ہے۔ یہ سردار تو ہے لیکن اس کو سردار بنایا نہیں گیا۔ وہ فیاض اور سخی ہے۔

اے معززین کی نور نظر تو نے سچ کہا ہے یہ کہاں سے آیا ہے اور کہاں جا رہا ہے؟ دوسری نے کہا یہ بلند و بالا محفوظ پناہ گاہ یعنی طائف سے آ رہا ہے اور یہ نجران جا رہا ہے جہاں بہت سے وعدہ خلاف لوگ رہتے ہیں دوسری نے کہا اے معززین کی لخت جگر! تو نے سچ کہا ہے ذرا یہ تو بتاؤ کہ اس سفر میں اس کو کیا حاصل ہوگا دوسری نے جواب دیا اس کا راستہ آسان ہوگا۔ اس کا بازار خوب گرم ہوگا اور اس کی عزت و توقیر میں اضافہ ہوگا۔ دوسری دوشیزہ نے پہلی سے کہا تو نے سچ کہا ہے اے معززین کی لخت جگر! ذرا یہ تو بتا کہ اس کا انجام کیسا ہوگا اس نے کہا یہ سردار بن کر زندگی بسر کرے گا، نبی کریم ﷺ کی پیروی کرے گا۔ یہ بہت بڑے امر کا مالک ہوگا اور زخمی کو اپنے آپ سے دور کرے گا۔ پہلی لڑکی نے دوسری سے کہا اے معززین کی آنکھوں کے تارے! مجھے بتا کہ نبی کیا ہوتا ہے اس نے کہا نبی (ﷺ) ایک ایسے دعوت دینے والے ہیں جن دعوت کو قبول کیا جائے گا۔ ان کا معاملہ بڑا عجیب ہے آسمان سے ان پر ایسی کتاب نازل ہوگی جو عقل پر غالب آ جائے گی اور بڑے بڑے فصحاء کو عاجز کر دے گی۔

عروہ کہتا ہے کہ اس کے بعد وہ دونوں گفتگو کرنے سے رک گئیں مجھ پر نیند طاری ہو گئی۔ اونٹوں کے شور کی وجہ سے میری آنکھ کھل گئی میں نے دیکھا کہ میرے ساتھی اونٹوں پر سوار ہو رہے تھے۔ اب وہ دونوں لڑکیاں جا چکی تھیں جب میں نجران پہنچا تو میں نے وہاں کے ایک پادری سے ملاقات کی وہ میرا دوست تھا اس نے مجھ سے کہا اے ابو یعقوب! یہ وہ زمانہ ہے جب تمہارے حرم سے ایک نبی (ﷺ) کا ظہور ہوگا۔ وہ حق کی طرف راہنمائی کریں گے۔ میں نے اس سے کہا یہ تو کیا کہہ رہا ہے اس نے کہا مجھے عیسیٰ علیہ السلام کی قسم! وہ نبی (ﷺ) تمام انبیاء سے بہتر ہیں اور وہ تمام انبیاء کے آخر میں تشریف لانے والے ہیں۔ اے عروہ! اگر وہ تیری زندگی ہی میں ظہور فرمائیں تو پھر ان پر سب سے پہلے ایمان لانے والا بن جا۔ عروہ نے واقعہ مکمل کرنے کے بعد کہا یہی وہ داستان تھی جو میں بنو ثقیف سے چھپایا کرتا تھا کیونکہ میں نے ان کی اسلام دشمنی کو دیکھ لیا تھا اور میں بھی انہی میں سے ایک شخص تھا اب میں ان پر ایمان لانے والا اور ان کی اتباع کرنے والا ہوں۔ میں ان کی طرف بہت زیادہ رغبت پاتا ہوں۔ میرے یہاں سے چلے جانے کو کسی پر ظاہر نہ کرنا غیلان نے کہا میں تمہاری اس روانگی کو پوشیدہ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نے کہا میں ایک دن ''ہوذہ'' کے پاس موجود تھا۔ ہوذہ کا دربان اس کے پاس آیا اور کہنے لگا دمشق کا راہب آپ سے اجازت طلب کرتا ہے ہوذہ نے اس کو اندر آنے کی اجازت دی جب وہ اندر آیا تو ہوذہ نے گرم جوشی سے اس کا استقبال کیا۔ پھر وہ دونوں ایک دوسرے سے گفتگو کرنے لگے راہب نے کہا اس ملک کے شہر کتنے خوبصورت ہیں ہوذہ نے کہا ہاں یہ شہر پورے عرب کی زیب وزینت اور اس کے حسین وجمیل شہروں میں سے ہیں راہب نے کہا محمد عربی ﷺ کہاں سکونت پذیر ہیں جو پورے عرب کو اپنے دین کی طرف دعوت دے رہے ہیں۔ ہوذہ نے کہا ان کی اقامت گاہ ہمارے قریب ہی ہے وہ یثرب میں رہائش پذیر ہیں ان کا خط میرے پاس بھی آیا تھا اور مجھے بھی اپنے دین کی دعوت دی تھی لیکن میں نے ان کی دعوت کو قبول نہیں کیا راہب نے پوچھا تم نے ان کی دعوت کو کیوں قبول نہیں کیا ہوذہ نے جواب دیا مجھے اپنی سلطنت کا خطرہ تھا مجھے ڈر تھا کہ جب میں ان کا تابع ہو جاؤں گا تو میری یہ بادشاہی میرے ہاتھ سے چلی جائے گی۔ راہب نے اس سے کہا اگر تو اپنی بادشاہی ہاتھ سے دے کر بھی ان کی اتباع کرتا تو یہ بھی تیرے لئے بہتر تھا وہ وہی نبی کریم ﷺ ہیں جن کی بشارت حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دی تھی۔ انجیل میں انہی کے اوصاف بیان ہوئے ہیں ہوذہ نے راہب سے پوچھا تو ان کی پیروی کیوں نہیں کرتا راہب نے کہا میں ان سے حسد کرتا ہوں میں شراب کو پسند کرتا ہوں جبکہ انہوں نے شراب کو حرام قرار دیا ہے ہوذہ نے راہب سے کہا میں نے تو یہ مشورہ کیا ہے کہ میں ان کی اتباع کروں گا اور ان سے درخواست کروں گا کہ میری سلطنت میرے پاس ہی رہے۔ ان کے قاصد نے میرے ساتھ یہ وعدہ بھی کیا تھا پھر ہوذہ نے اپنے کاتب کو خط لکھنے کا حکم دیا اس نے حضور ﷺ کی طرف خط لکھا اور قاصد کو ہدیہ دے کر رسول مکرم ﷺ کے پاس بھیجا۔ ہوذہ کی قوم کو اس خط کا علم ہو گیا وہ ہوذہ کے پاس آئی اور کہنے لگی اگر تو نے اس کی اتباع کی تو ہم تجھے چھوڑ دیں گے۔ اس نے اپنے قاصد کو واپس بلوایا اور آپ ﷺ کی اتباع کرنے سے انکار کر دیا۔ راہب بڑی شان وشوکت کے ساتھ کافی عرصہ اسی کے ہاں ٹھہرا رہا وہ ہر سال ہوذہ کے پاس آیا کرتا تھا پھر وہ ملک شام کی طرف عازم سفر ہوا وہ (شخص) کہتا ہے کہ میں نے راستہ میں اسی راہب سے ملاقات کی میں نے اس سے پوچھا حضرت محمد ﷺ کے بارے میں جو کچھ تو نے ہوذہ کو بتایا ہے کیا یہ سچ ہے اس راہب نے جواب دیا ہاں وہ سب کچھ سچ ہے۔ یہ سن کر میں اپنے گھر گیا تیاری کی اور بارگاہ رسالت میں حاضر ہو گیا۔ میں نے تمام واقعہ حضور ﷺ کو سنایا اور آپ پر ایمان لے آیا۔

روایت کیا گیا ہے کہ جب حضور نبی کریم ﷺ نے طائف کا محاصرہ کیا تو اس وقت عروہ بن مسعود الثقفی طائف میں موجود نہ تھا جب آپ ﷺ نے طائف سے محاصرہ اٹھایا اس وقت عروہ آیا اور اس نے غیلان بن سلمہ سے ملاقات کی عروہ نے غیلان سے کہا کیا تو محمد مصطفیٰ ﷺ کے معاملہ کی رفعت کو نہیں دیکھتا اور یہ بھی نہیں دیکھتا کہ لوگ کس طرح ان کی اتباع کر رہے ہیں۔ غیلان نے کہا میں آپ ﷺ کے دین کی سربلندی اور لوگوں کی پیروی کو دیکھ رہا ہوں کیا ان کے بارے میں تیری بھی کوئی رائے ہے۔ عروہ نے کہا پورا عرب جانتا ہے کہ ہم دانائی اور دانشمندی میں لاثانی ہیں لیکن اگر ہم نے محمد عربی ﷺ کی اتباع نہ کی اور ان پر ایمان نہ لائے تو پھر ہم عقل ودانش سے بالکل نا آشنا ہیں۔ غیلان نے کہا میں اس بات کو ناپسند کرتا

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

آپ شہروں میں نور کی اس روشنی کا اظہار فرمائیں گے جس سے گمراہ مخلوق راہ راست پر آجائے گی۔

فَيَالَيْتِي اِذَا مَا كَانَ ذَا كُم شَهِدْتُ وَكُنْتُ اَوَّلَهُم وُلُوْجًا

کاش جب اس کیفیت پر ہوں تو میں بھی وہاں موجود ہوں اور سب سے پہلے ان کے پیغام پر لبیک کہوں۔

وُلُوْجًا فِي الَّذِي كَرِهَتْ قُرَيْشٌ وَلَوْ عَجَّتْ بِمَكَّتِهَا عَجِيْجًا

میں دین اسلام کو ضرور قبول کر لیتا اگرچہ قریش اسے ناپسند کرتے اور وہ مکہ میں چیختے چلاتے رہتے۔

حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کی سند سے عبدالملک بن عبداللہ بن ابی سفیان الثقفی سے روایت کیا ہے کہ جب حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ورقہ بن نوفل کے سامنے حضور ﷺ کا معاملہ پیش کیا تو اس نے کہا:

يَا لَلرِّجَالِ وَصَرْفِ الدَّهْرِ وَالْقَدَرِ وَمَا لِشَيْءٍ قَضَاهُ اللّٰهُ مِنْ غَيَرِ

ہائے انسان، زمانے اور تقدیر کا بدلنا اللہ اللہ تعالیٰ کے فیصلے کو کوئی بھی چیز تبدیل کرنے والی نہیں

حَتّٰى خَدِيْجَةَ تَدْعُوْنِي لِاُخْبِرَهَا وَمَا لَهَا بِخَفِيِّ الْغَيْبِ مِنْ خَبَرِ

حضرت خدیجہ نے مجھے بلایا تا کہ میں اس کو بتاؤں انہیں غیب کی خبر کے متعلق کوئی آگاہی نہیں تھی

جَائَتْ لِتَسْئَلَنِي عَنْهُ لِاُخْبِرَهَا اَمْرًا اَرَاهُ سَيَاْتِي النَّاسَ مِنْ اُخَرِ

وہ مجھ سے پوچھنے آئیں تا کہ میں انہیں بتاؤں اس معاملہ کے متعلق جو لوگوں کے پاس عنقریب آئے گا

وَخَبَّرَتْنِي بِاَمْرٍ قَدْ سَمِعْتُ بِهٖ فِيْمَا مَضٰى مِنْ قَدِيْمِ الدَّهْرِ وَالْعَصَرِ

انہوں نے مجھے اس معاملہ کی خبر دی جس کے متعلق میں نے پرانے اور قدیم زمانے سے سن رکھا تھا۔

بِاَنَّ اَحْمَدَ يَاْتِيهِ فَيُخْبِرُهٗ جِبْرِيْلُ اَنَّكَ مَبْعُوْثٌ اِلَى الْبَشَرِ

کہ احمد مجتبیٰ ﷺ تشریف لائیں گے حضرت جبرائیل نے آپ کو خبر دی کہ آپ تمام بنی نوع انسان کی طرف مبعوث کئے گئے ہیں۔

فَقُلْتُ عَلَى الَّذِي تُرَجِّيْنَ يُنْجِزُهٗ لَكِ الْاِلٰهُ فَرَجِّي الْخَيْرَ وَانْتَظِرِي

میں نے حضرت خدیجہ سے کہا کہ جس چیز کی آپ امید کرتی ہیں عنقریب اللہ تعالیٰ اس کو پورا فرمائے گا آپ بھلائی کی امید رکھیں اور انتظار کریں۔

وَاَرْسِلِيْهِ اِلَيْنَا كَيْ نُسَئِلَهٗ عَنْ اَمْرِهٖ مَا يَرٰى فِي النَّوْمِ وَالسَّهَرِ

آپ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو ہمارے پاس بھیجیں تا کہ ہم آپ کی نیند اور بیداری کی کیفیت کے متعلق سوال کر سکیں۔

فَقَالَ حِيْنَ اَتَانَا الْمُصْطَفٰى عَجَبًا يَقِفُّ مِنْهُ اَعَالِي الْجِلْدِ وَالشَّعَرِ

آپ ﷺ نے فرمایا جب ہمارے پاس وہ برگزیدہ عجیب انداز سے آیا تو اس کی وجہ سے میرے بال اور رونگٹے کھڑے ہو گئے۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

رکھوں گا۔ آپ جائیں اور ہدایت حاصل کر کے آئیں حضرت عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوتے ہیں اور اسلام قبول کرتے ہیں۔

ورقہ بن نوفل بن عبدالعزی ایک ایسے شخص تھے جنہوں نے زمانہ جاہلیت میں نصرانیت قبول کر لی تھی وہ انجیل کا عربی میں ترجمہ کر رہے تھے جب ابتدائے وحی میں حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ان کو حضور ﷺ کے متعلق بتایا تو انہوں نے کہا یہ وہی ناموس ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر وحی لے کر آیا کرتا تھا کاش میں اس وقت جوان ہوتا جب آپ ﷺ کی قوم آپ کو نکال دے گی۔ حضور ﷺ نے فرمایا کیا میری قوم مجھے نکال دے گی۔ ورقہ نے جواب دیا جو شخص بھی آپ کی طرح کا پیغام لے کر آیا اسی کے ساتھ عداوت کی گئی اگر میں نے آپ کا وہ دن پالیا تو میں آپ کی بھرپور مدد کروں گا۔

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عروہ رضی اللہ تعالیٰ کی سند سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا ہے وہ فرماتی ہیں جب حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ورقہ کے پاس یہ ذکر کیا کہ حضرت جبرائیل امین اللہ کا پیغام لے کر حضور ﷺ کے پاس آئے تھے تو ورقہ نے کہا "سبوح سبوح" اس سرزمین میں جہاں بتوں کو پوجا جاتا ہے حضرت جبرائیل علیہ السلام کا ذکر کیوں کیا جاتا ہے وہ تو اللہ اور اس کے رسولوں کے مابین اللہ کے امین ہیں ورقہ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہا اسی مقام پر چلی جائیں جہاں آپ ﷺ نے اس کو دیکھا ہے جب حضور ﷺ انہیں دیکھیں تو اپنے سر سے دوپٹہ اتار دینا اگر وہ اللہ کی طرف سے ہوں گے تو وہ انہیں نہیں دیکھ سکیں گے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایسے ہی کیا۔ جب انہوں نے اپنے سر مبارک سے دوپٹہ اتارا تو اسی وقت حضرت جبرائیل علیہ السلام غائب ہو گئے اور حضور ﷺ نے ان کو نہ دیکھا۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا واپس آئیں اور ورقہ کو اس واقعہ کے متعلق بتایا انہوں نے کہا ان کے پاس ناموس اکبر آیا تھا پھر ورقہ آپ ﷺ کی تبلیغ کا انتظار کرنے لگا۔ اسی کے بارے میں اس کے مندرجہ ذیل اشعار ہیں:

لَجِجْتُ وَكُنْتُ فِي الذِّكْرٰى لُجُوْجًا ۔۔۔ لِهَمٍّ طَالَمَا بَعَثَ النَّشِيْجَا

میں ایک خیال میں منہمک تھا ان کے لئے ایک تصور میں مستغرق تھا اور اکثر اوقات اسی تصور نے مجھے رونے پر مجبور کر دیا۔

وَوَصْفٍ مِنْ خَدِيْجَةَ بَعْدَ وَصْفٍ ۔۔۔ فَقَدْ طَالَ انْتِظَارِيْ يَا خَدِيْجَا

"حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یکے بعد دیگرے آپ کے کئی اوصاف بیان کئے اے خدیجہ! آپ ﷺ کے لئے میرا انتظار طویل ہو گیا۔"

بِبَطْنِ الْمَكَّتَيْنِ عَلٰى رَجَائِيْ ۔۔۔ حَدِيْثُكِ اَنْ اَرٰى مِنْهُ خُرُوْجًا

میرے نزدیک مکہ کی وادی میں آپ کا ظہور ہو گا اور میں دیکھ رہا ہوں کہ آپ کو اس شہر سے نکال دیا جائے گا۔

بِاَنَّ مُحَمَّدًا سَيَسُوْدُ قَوْمًا ۔۔۔ وَيَخْصِمُ مَنْ يَّكُوْنُ لَهٗ حَجِيْجَا

عنقریب محمد ﷺ پوری قوم کے سردار ہوں گے اور آپ اپنے دشمن پر غلبہ پالیں گے۔

وَيَظْهَرُ فِي الْبِلَادِ ضِيَاءَ نُوْرٍ ۔۔۔ تُقَامُ بِهِ الْبَرِيَّةُ اَنْ تَعَوَّجَا

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

چوتھا باب

اس باب میں ان بشارات کا ذکر کیا جائے گا جو کاہنوں کی زبانوں سے سنی گئیں

حضور نبی کریم، روف رحیم ﷺ کی بعثت مبارکہ سے قبل جنات آسمان پر چلے جاتے تھے اور ملائکہ کی گفتگو سن لیتے تھے پھر وہ باتیں کاہنوں کو بتا دیتے تھے۔ امام ماوردی علیہ الرحمۃ نے اپنی کتاب "اعلام النبوۃ" میں فرمایا ہے: "زمانہ جاہلیت میں جن آسمان پر جاتے تھے اور فرشتوں کی گفتگو سن لیتے تھے پھر وہ گفتگو انسانوں کو بتاتے۔ جن انسانوں کو وہ باتیں بتاتے تھے انہیں کاہنوں کے نام سے تعبیر کرتے تھے۔ جنوں نے اپنے بیٹھنے کے لئے مخصوص مقامات بنا رکھے تھے جن کی وجہ سے وہ آسمان کے قریب ہو جاتے تھے" جیسا کہ ارشاد ربانی ہے: وَّاَنَّا كُنَّا نَقْعُدُ مِنْهَا مَقَاعِدَ لِلسَّمْعِ ؕ (الجن:9) "پہلے تو ہم بیٹھ جایا کرتے تھے اس کے بعض مقامات پر سننے کے لئے۔" تا کہ وہ ملائکہ سے آسمانی خبریں سنیں پھر وہ خبریں کاہنوں کو بتا دیں فَمَنْ يَّسْتَمِعِ الْاٰنَ يَجِدْ لَهٗ شِهَابًا رَّصَدًا ۙ (الجن:9) "لیکن اب جو (جن) سننے کی کوشش کرے گا تو وہ پائے اپنے لئے کسی شہاب کو انتظار میں۔"

t.me/Tehqiqat

شہاب سے مراد ایسے ستارے ہیں جو انہیں جلا کر خاکستر بنا دیتے ہیں اور رصد سے مراد ملائکہ ہے۔

حضور ﷺ کی بعثت کے بعد جنوں کا پوشیدہ گفتگو سننے میں علماء کا اختلاف ہے۔ اس میں علماء کے دو قول ہیں:

1۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ جنوں کا گفتگو سننا اب ختم ہو گیا ہے اسی وجہ سے کہانت بھی ختم ہو گئی ہے۔

2۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ بعثت مصطفیٰ ﷺ کے بعد بھی جنوں کا آسمانی باتیں سننا باقی ہے لیکن آپ ﷺ کی بعثت سے پہلے انہیں شہاب نہیں مارے جاتے تھے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے: فَمَنْ يَّسْتَمِعِ الْاٰنَ يَجِدْ لَهٗ شِهَابًا رَّصَدًا ۙ (الجن:9) "لیکن اب جو جن سننے کی کوشش کرے گا تو وہ پائے گا اپنے لئے کسی شہاب کو اپنے انتظار میں۔"

اب وہ جو کچھ سنتے ہیں وہ وحی نہیں بلکہ زمین کی باتیں ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے وحی کو ان سے محفوظ فرما دیا ہے جیسا کہ ارشاد ربانی ہے: اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ۞ (الحجر:9) "بے شک ہم ہی نے اتارا ہے اس ذکر (قرآن مجید) کو اور یقیناً ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔"

پھر علماء کا ان کو شہاب کے مارے جانے میں بھی اختلاف ہے کہ کیا یہ شہاب انہیں خفیہ گفتگو سننے سے پہلے مارے جاتے ہیں یا بعد میں۔ بعض اہل علم فرماتے ہیں کہ شہاب گفتگو سننے سے پہلے ہی انہیں مار دیئے جاتے ہیں تا کہ وہ گفتگو سن ہی نہ سکیں کیونکہ کہانت اب ختم ہو چکی ہے یہ شہاب انہیں گفتگو سننے سے روک دیتے ہیں۔ جبکہ بعض علماء فرماتے ہیں کہ شہاب گفتگو سننے کے بعد مارے جاتے ہیں تا کہ اس پوشیدہ گفتگو سننے کی انہیں سزا مل جائے۔ ان دونوں اقوال میں سے ایک قول کے مطابق

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اِنِّیْ رَاَیْتُ اَمِیْنَ اللّٰهِ وَاجَهَنِیْ   فِیْ صُوْرَةٍ اُکْمِلَتْ مِنْ وَاهِبِ الصُّوَرِ

میرے پاس اللہ کا امین آیا۔ وہ میرے سامنے وہ حسین صورت لے کر آیا جسے اللہ تعالیٰ نے حسن عطا فرمایا تھا۔

ثُمَّ اسْتَمَرَّ فَکَانَ الْخَوْفُ یَذْعُرُنِیْ   مِمَّا یُسَلِّمُ مِنْ حَوْلِیْ مِنَ الشَّجَرِ

وہ فرشتہ میرے پاس ٹھہرا میرے اردگرد کے درخت مجھے سلام کرنے لگے جس کی وجہ سے مجھ پر خوف طاری ہو گیا۔

فَقُلْتُ ظَنِّیْ وَمَا اَدْرِیْ اَیُصَدِّقُنِیْ   اَنْ سَوْفَ تُبْعَثُ تَتْلُوْ مُنَزَّلَ السُّوَرِ

میں نے کہا میرا گمان ہے اور میں نہیں جانتا کہ کیا وہ میری تصدیق کرے گا عنقریب آپ مبعوث ہوں اور سورتوں کی تلاوت کریں گے۔

وَسَوْفَ آتِیْکَ اَنْ اَعْلَنْتَ دَعْوَتَهُمْ   مِنَ الْجِهَادِ بِلَا مَنٍّ وَلَا کَدَرِ

اگر آپ نے کفار کو اعلانیہ دعوت دی تو عنقریب آپ کو کسی پریشانی اور احسان کے بغیر فتح اور کامرانی سے سرفراز کر دیا جائے گا۔

.........................O.........................

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حاصل کریں گے۔ انہوں نے کہا اے سطیح! ہمیں یہ تو بتاؤ ایسے باہمت لوگ کون ہوں گے۔

سطیح نے کہا قسم ہے ارکان والے گھر کی، امن کی اور سلطان کی قسم۔ وہ لوگ تمہاری ہی نسل سے ہوں جو بت شکنی کریں گے۔ شیطان کی پوجا کو چھوڑ دیں گے رحمٰن کی وحدانیت کے گیت گائیں گے دین خداوندی کو سربلند کریں گے وہ اپنے مکانات کے کنگرے بنائیں گے عام لوگوں سے سبقت لے جائیں گے انہوں نے پھر سوال کیا اے سطیح! ایسے عظیم لوگ کس نسل سے ہوں گے۔ سطیح نے کہا قسم ہے اس ذات کی جو سب سے زیادہ عظمت وقدر والی ہے۔ جو کیڑوں کو شمار کرنے والی ہے جو ٹیلوں کو حرکت دینے والی ہے اور ضعیف اور ناتواں کو قوت بخشنے والی ہے یہ لوگ ہزاروں کی تعداد میں ہوں گے ان کا تعلق عبد شمس اور عبد مناف سے ہوگا اور ان میں اختلاف بھی رونما ہوگا۔ تو قریش کے سردار بولے اے سطیح! ہم کو ان کے امیر کے متعلق بتاؤ وہ کس شہر سے ظہور کریں گے۔ سطیح نے کہا قسم ہے اس ذات کی جو ہمیشہ رہنے والی ہے اور ہر چیز کو وقت مقرر تک پہنچانے والی ہے کہ اس نبی مہتد ﷺ کا ظہور اسی شہر سے ہوگا وہ ہدایت کی طرف راہنمائی کریں گے وہ یغوث اور الفند کا انکار کریں گے وہ الصلد کی عبادت سے برآءت کا اظہار فرمائیں گے وہ خدائے وحدہ لاشریک کی عبادت کریں گے پھر اللہ تعالیٰ انہیں دنیا سے اس حالت میں اٹھائے گا کہ وہ قابل ستائش ہوں گے وہ دنیا سے تشریف لے جائیں گے آسمانوں پر ان کی گواہی دی جائے گی پھر سطیح نے انہیں خلفائے راشدین کے بارے میں بتایا جو اس تفصیل کو جاننا چاہتا ہے اسے اصل ماخذ کی طرف رجوع کرنا چاہئے ہم سطیح کی باقی باتوں کا تذکرہ نہیں کریں گے کیونکہ یہاں ہمارا مقصد حضور ﷺ کے متعلق بشارات کا ذکر کرنا ہے۔

اسی طرح امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''الخصائص الکبریٰ'' میں بیان کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ابوموسیٰ المدینی نے ''الدلائل'' میں لکھا ہے وہ ابن الکلبی عدانہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دن حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اہل مجلس سے پوچھا کیا تم میں سے کوئی ایسا شخص ہے جس کے پاس جاہلیت کے زمانہ کی حضور ﷺ کے متعلق کوئی خبر ہو۔ طفیل بن زید الحارثی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن کی عمر اس وقت ایک سو ساٹھ سے متجاوز ہو چکی تھی انہوں نے کہا اے امیر المؤمنین! مامون بن معاویہ کی کہانت سے تو آپ آشنا ہیں پھر انہوں نے وہ تمام باتیں جن میں وہ حضور ﷺ کے متعلق بشارت دیا کرتے تھے اور اس کا یہ قول بھی سنایا'' ہائے کاش میں انہیں پالیتا اور ان سے پہلے دنیا میں نہ آتا حضرت طفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا جب ہم کو نبی مکرم ﷺ کے متعلق خبر ملی اس وقت ہم تہامہ میں موجود تھے میں نے اپنے نفس سے کہا اے میرے نفس! یہ وہی نبی مکرم ﷺ ہیں جن کی پیش گوئی مامون نے کی تھی اس کے بعد دن گزرتے رہتے حتیٰ کہ وہ دن بھی آگیا جب ہم وفد کی صورت میں آپ کی بارگاہ میں آئے اور اسلام قبول کرلیا۔

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت یعقوب بن یزید بن طلحہ التیمی سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس سے ایک شخص گزرا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سے پوچھا کیا تو کاہن ہے اور اس جنی کے ساتھ کب سے تیرا تعلق ہے۔ اس شخص نے کہا وہ اسلام کے ظہور سے قبل میرے پاس آئی وہ زور سے چلائی یا سلام! یا سلام حق واضح ہے بھلائی کو ہمیشگی حاصل ہے یہ آرزوئیں جھوٹی نہیں ہیں اللہ اکبر۔ پھر اس قوم کے ایک شخص نے کہا اے امیر المومنین! میں بھی آپ کو

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

شہاب ان جنات کو قتل کر دیتے ہیں اسی وجہ سے کہانت ختم ہو گئی ہے اور دوسرے قول کے مطابق یہ انہیں صرف زخمی کرتے ہیں اور جلا دیتے ہیں لیکن انہیں ہلاک نہیں کرتے اسی وجہ سے وہ دوبارہ گفتگو سننے کی کوشش کرتے ہیں اگر وہ باقی ہی نہ رہتے تو پھر جل جانے کے بعد خفیہ کلام کا سننا ختم ہو جاتا۔ وہ شہاب جو جنات کو مارے جاتے ہیں اس کے بارے میں بھی دو قول ہیں: (1) وہ شہاب سراپا نور ہوتے ہیں اور شدت نور کی وجہ سے پھیل جاتے ہیں پھر واپس لوٹ جاتے ہیں۔ (2) وہ آگ ہوتی ہے جو جنات کو جلا دیتی ہے پھر آسمانوں پر لوٹ کر نہیں جاتی۔

علامہ السیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''الخصائص الکبریٰ'' میں انہیں بشارات کا ذکر فرمایا ہے ابونعیم اور ابن کسا کر رحمہما اللہ تعالیٰ نے اسماعیل ابن عیاش کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ایک آدمی ان کے پاس آیا انہوں نے پوچھا ہمیں معلوم ہوا ہے کہ تو سطیح الکاہن کا تذکرہ کرتا ہے اور تو یہ گمان کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے مشابہ کسی شخص کو پیدا نہیں کیا۔ اس شخص نے جواب دیا ہاں میں یہ کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے سطیح کو اس طرح پیدا کیا ہے کہ گویا وہ دستر خوان پر گوشت ہے۔ وہ جہاں چاہتا اس کو اٹھا کر لے جایا جاتا نہ ہی اس میں کوئی ہڈی تھی اور نہ ہی اس میں کوئی پٹھا تھا صرف اس کی کھوپڑی، گردن اور ہتھیلیوں میں ہڈی تھی وہ اپنی ہنسلی کی ہڈی تک اپنی ٹانگوں کو اس طرح لپیٹ لیتا تھا جس طرح کپڑا لپیٹ لیا جاتا ہے زبان کے علاوہ اس کی کوئی چیز حرکت نہ کرتی تھی جب اس نے مکہ معظمہ آنے کا ارادہ کیا اس کو ایک تختہ پر بٹھایا گیا اور مکہ لایا گیا قریش مکہ کے چار آدمی اس کے پاس گئے عبد شمس، عبد مناف، الاحوص بن فہر اور عقیل بن ابی وقاص۔ انہوں نے اپنا نسب غلط بیان کیا اور کہا ہمارا تعلق ''جمح'' سے ہے ہم زیارت کی غرض سے تمہارے پاس آئے ہیں جب ہمیں یہ خبر پہنچی کہ آپ یہاں تشریف لائے ہیں تو ہم نے سوچا کہ ہمیں آپ کے پاس ضرور آنا چاہئے۔ عقیل سطیح کے لئے دو تحفے لے کر آیا: (1) ہندی تلوار، (2) ردینی نیزہ۔ اس نے یہ دونوں اشیاء بیت اللہ کے دروازے پر رکھ دیں تاکہ انہیں معلوم ہو کہ سطیح ان اشیاء کو دیکھ سکتا ہے یا نہیں۔ سطیح نے کہا اے عقیل مجھے اپنا ہاتھ پکڑاؤ جب اس نے اپنا ہاتھ سطیح کے ہاتھ میں دیا تو اس نے کہا خفیہ باتوں کو جاننے والے کی قسم! گناہ کو بخشنے والے کی قسم، قسم ہے اس ذمہ کی جس کو پورا کیا جائے، عمارت کعبہ کی قسم! تم میرے پاس دو چیزیں بطور تحفہ لے کر آئے ہو ہندی تلوار اور ردینی نیزہ۔ انہوں نے کہا اے سطیح! تم نے سچ کہا ہے پھر سطیح یوں محو کلام ہوا قسم ہے مدت کی، قوس قزح کی قسم، آگے بڑھنے والے گھوڑے کی قسم، اس گھوڑے کی قسم جس کی پیشانی پر سفید داغ ہو کچی اور تر کھجور کی قسم! کوا جو یہاں سے دائیں طرف گیا ہے اس نے بتایا ہے کہ یہ قوم قبیلہ جمح سے نہیں بلکہ یہ وادیٔ بطحاء کے رہنے والے قریشی ہیں۔ انہوں نے کہا اے سطیح تم نے سچ کہا ہے ہم مکہ معظمہ کے مکین ہیں ہم تمہاری زیارت کی غرض سے آئے ہیں ہم کو یہ بتاؤ کہ ہمارے زمانے میں کیا ہو گا اور ہمارے بعد کیسے واقعات ظہور پذیر ہوں گے۔ ان کی یہ گفتگو سن کر سطیح نے کہا اب تم نے سچ بولا ہے اب مجھ سے وہ علم حاصل کر لو جو اللہ تعالیٰ نے مجھ پر الہام کیا ہے۔ اے معشر عرب! تم اب بڑھاپے تک پہنچ چکے ہو اب تمہاری بصیرت اور عجمیوں کی بصیرت میں کوئی فرق نہیں رہا نہ ہی تمہارے پاس کوئی علم و فہم ہے تمہارے بعد ایک ایسی جماعت پیدا ہو گی جو مختلف علوم کی متلاشی ہو گی وہ بت کو توڑ ڈالیں گے وہ روم تک پہنچ جائیں گے عجمیوں کو تہ تیغ کریں گے وہ مال غنیمت کو

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

عنقریب مجھ سے آگ شعلہ بار ہوگی جب تم دیکھو کہ مجھ سے آگ نکل رہی ہے تو مجھ پر تین پتھر پھینک دینا ہر پتھر کے ساتھ "بِاسْمِکَ اللّٰھُمَّ" کہنا اس کے بعد میری تمام آگ بجھ جائے گی ہم نے ایسے ہی کیا۔ اس کی آگ بجھ گئی پھر ہم وہاں ہی سکونت پذیر رہے حتیٰ کہ حاجی بیت اللہ کا حج کر کے واپس گئے تو انہوں نے ہم کو آپ ﷺ کی بعثت کے متعلق بتایا۔

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں عورتوں کا بڑا دلدادہ تھا ایک رات میں کعبہ مشرفہ کے صحن میں قریش مکہ کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ ایک شخص ہمارے پاس آیا اس نے کہا محمد (ﷺ) نے اپنی لخت جگر حضرت رقیہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کی شادی عتبہ بن ابی لہب سے کر دی ہے حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حسن و جمال میں لاثانی تھیں یہ سن کر میرے دل میں حسرت پیدا ہوئی کہ عتبہ سے پہلے میں نے شادی کا پیغام کیوں نہ بھیجا پھر میں جلد ہی اپنے گھر واپس آ گیا میں نے دیکھا کہ میری خالہ وہاں بیٹھی ہوئی ہے وہ کہانت کرتی تھی جب اس نے مجھے دیکھا تو کہا اے عثمان! تجھے بشارت ہو۔

پھر تین اس کے بعد تین اور پھر اس کے بعد ایک تا کہ دس کا عدد مکمل ہو جائے تیرے پاس بھلائی آئی ہے تجھے برائی سے بچا لیا گیا ہے اللہ کی قسم تو ایک ایسی خوبصورت خاتون سے شادی کرے گا جس کی پہلے بھی شادی ہو چکی ہوگی۔ تیری بھی پہلے ایک شادی ہو چکی ہوگی تو اس کے ساتھ وفا کرے گا وہ ایک عظیم باپ کی نور نظر ہوگی۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس کے اس قول پر تعجب کا اظہار کیا میں نے کہا اے میری خالہ! یہ تو کیا کہہ رہی ہے۔ میری یہ بات سن کر اس نے کہا اے عثمان! تیرے لئے حسن و جمال بھی ہے اور زبان بھی ہے۔ یہ نبی مکرم ﷺ ہیں ان کے ساتھ دلیل بھی ہے اللہ تعالیٰ نے انہیں حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے ان کے پاس تنزیل اور فرقان آیا ہے تو ان کی پیروی کر کہیں یہ بت تجھے ہلاک ہی نہ کر دیں۔

میں نے کہا اے میری خالہ! تو تو اس واقعہ کا ذکر کر رہی ہے جو ہمارے شہر میں رونما ہو چکا ہے اس واقعہ کو ذرا کھول کر بیان کرو۔

اس نے کہا ان کا نام محمد بن عبداللہ (ﷺ) ہے وہ اللہ کی طرف سے رسول بن کر تشریف لائے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی لاریب کتاب لے کر آئے ہیں وہ اس کتاب کے ساتھ لوگوں کو اللہ کی طرف دعوت دیں گے۔ پھر اس نے کہا چراغ انہیں کا ہی چراغ ہے ان کا دین سراپا فلاح ہے اس کا معاملہ مکمل کامیابی ہے۔ قربانیاں ہوں گی شمشیر زنی ہوگی اور نیزہ بازی ہوگی۔

پھر میں وہاں سے واپس آیا اس کی باتیں میرے دل میں گھر کر چکی تھیں میں نے انہیں یاد کرنا شروع کیا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ میرے دوست تھے میں ان کے پاس آیا اور اپنی خالہ سے سنی ہوئی تمام باتیں ان کو سنائیں تمام باتیں سن کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اے عثمان! تیرے لئے ہلاکت ہو۔ تو ایک محتاط انسان ہے حق اور باطل تجھ سے مخفی نہیں ہے یہ بت جن کی عبادت ہماری قوم کرتی ہے وہ کیا چیز ہیں کیا وہ ہمارے سامنے پتھروں سے نہیں بنائے جاتے وہ بہرے ہیں نہ کچھ سن سکتے ہیں نہ ہی کچھ دیکھ سکتے ہیں نہ نفع دے سکتے ہیں نہ ہی نقصان پہنچا سکتے ہیں میں نے کہا ہاں اللہ کی قسم! یہ بت ایسے ہی ہیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اللہ کی قسم تیری خالہ نے سچ کہا ہے محمد بن عبداللہ ﷺ اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ہیں اللہ تعالیٰ نے انہیں رسول بنا کر اپنی مخلوق کی طرف مبعوث کیا ہے کیا آپ ان کی بارگاہ میں جانا اور کچھ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اسی طرح کا ایک واقعہ عرض کرتا ہوں قسم بخدا! ہم "دویۃ ملساء" میں سفر کر رہے تھے وہاں ہمیں صرف گونج ہی سنائی دیتی تھی۔ جب ہم نے وہاں غور سے دیکھا تو ہمیں ایک سوار آتا ہوا دکھائی دیا اس نے کہا اے احمد اے احمد! (صلی اللہ علیک وسلم) اللہ تعالیٰ بزرگ و برتر ہے اللہ تعالیٰ نے جس بھلائی کا آپ کے ساتھ وعدہ کیا ہے وہ آپ تک ضرور پہنچے گی اے احمد! (صلی اللہ علیک وسلم) پھر وہ شخص چلا گیا۔

اس کے بعد انصار کے ایک شخص نے کہا میں بھی آپ کو اسی قسم کا واقعہ سناتا ہوں ہم شام کی طرف سفر پر روانہ ہوئے جب ہم چٹیل میدان میں پہنچے تو ہم نے اپنے پیچھے ایک صدا لگانے والے کی صدا کو سنا وہ یوں کہہ رہا تھا "ستارہ طلوع ہو چکا ہے اس نے مشرق کو روشن کر دیا ہے وہ تباہ کن تاریکیوں سے لوگوں کو نکال لے گا۔" اس سے مراد رسول مکرم ﷺ ہیں اور جو آپ ﷺ پر ایمان لائے گا اللہ تعالیٰ اس کو بلند مرتبہ عطا فرمائے گا اور اس کی سچائی کو تسلیم کر لیا جائے گا۔

الخرائطی نے "الہواتف" اور ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مرداس بن قیس الاوسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا۔ میں نے آپ ﷺ کو کہانت کے بارے میں عرض کی نیز وہ تبدیلیاں بھی عرض کی جو آپ ﷺ کے ظہور کے وقت رونما ہوئی تھیں میں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میرے پاس اسی کے متعلقہ ایک واقعہ ہے میں آپ سے وہ عرض کرتا ہوں ہماری ایک لونڈی تھی اس کا نام خلصہ تھا ہم نے اس سے ہمیشہ بھلائی ہی دیکھی تھی ایک دن وہ ہمارے پاس آئی اور کہنے لگی اے قبیلہ دوس! کیا تم جانتے ہو؟ ہم نے اس سے پوچھا تو کس کے بارے میں کہہ رہی ہے۔ اس نے جواب دیا میں اپنی بھیڑوں میں تھی مجھ پر تاریکی سی چھا گئی میں نے اس طرح محسوس کیا جس طرح وہ عورت محسوس کرتی ہے جس کے ساتھ اس کا خاوند عمل زوجیت کر رہا ہو۔ اب مجھے یہ خوف ہے کہ میں شاید حاملہ ہو گئی ہوں۔ وقت گزرتا گیا حتیٰ کہ اس کا وقت ولادت قریب آ گیا اس نے ایک بچے کو جنم دیا۔ اس بچے کے کان کتے کی طرح تھے وہ ہم میں ہی نشوونما پاتا رہا وہ ہمارے بچوں کے ساتھ ہی کھیلتا رہا جب وہ کوئی چھلانگ لگاتا یا اپنے ازار کو پھینکتا تو وہ بلند آواز سے یا ولیہ یا ولیہ! اللہ کی قسم! اس گھاٹی کے عقب میں دو ایسے نوجوان ہیں جو بڑے خوبصورت ہیں، ہم اپنے گھوڑوں پر سوار ہو کر اس گھاٹی کے پیچھے گئے تو ہم نے وہاں ان سواروں کو پایا ہم نے ان کے ساتھ لڑائی کی ان کو شکست سے دوچار کیا اور مال غنیمت حاصل کر لیا وہ بچہ جو بات بھی کرتا وہ ہمیشہ سچ ہوتی حتیٰ کہ جب آپ صلی اللہ علیک وسلم کی بعثت مبارکہ ہوئی تو اس وقت سے ہم سے وہ جو بھی بات کرتا وہ جھوٹی ہوتی ہم نے اس سے کہا تیرے لئے ہلاکت ہو تجھے کیا ہو گیا ہے اس نے کہا میں اس معاملہ کی حقیقت سے آشنا نہیں ہوں وہی جو مجھے پہلے سچ بتاتا تھا اب وہ مجھے جھوٹ بتاتا ہے۔ تم لوگ مجھے اپنے گھر میں تین دن تک قید کر دو تین دن کے بعد میرے پاس آنا ہم نے ایک کمرہ میں اس کو قید کر دیا جب تین دن کے بعد ہم نے اس کا دروازہ کھولا تو ہم یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ اب وہ صرف آگ کا ایک انگارہ تھا اس نے کہا اے قبیلہ دوس کے لوگو! آسمان کی حفاظت کر دی گئی ہے اور خیر الانبیاء ﷺ کا ظہور ہو چکا ہے ہم نے اس سے پوچھا آپ ﷺ کا ظہور کس شہر میں ہوا ہے اس نے جواب میں کہا مکہ میں ان کا ظہور ہوا ہے اب میں مر چکا ہوں مجھے پہاڑی کے دامن میں دفن کر دو۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وہ ہدایت اور افضل دین کے ساتھ تشریف لائے ہیں اور آپ ﷺ کی وجہ سے بتوں کی پوجا ختم ہو جائے گی۔''
ہم نے کہا اے خطر! تو نے عجیب واقعہ کا ذکر کیا ہے۔ تو اس کے بارے میں اپنی قوم کو کیا مشورہ دیتا ہے۔ اس نے کہا:

اَرٰی لِقَوْمِیْ مَا اَرٰی لِنَفْسِیْ   اَنْ یَّتَّبِعُوْا خَیْرَ نَبِیِّ الْاِنْسِ

''میں اپنی قوم کے لئے بھی وہی پسند کرتا ہوں جو میں اپنے لئے پسند کرتا ہوں وہ یہ کہ وہ تمام لوگوں سے بہترین نبی کی پیروی کریں۔

بُرْھَانُہٗ مِثْلُ شُعَاعِ الشَّمْسِ   یُبْعَثُ فِیْ مَکَّۃَ دَارِالْحَمْسِ
بِمُحْکَمِ التَّنْزِیْلِ غَیْرِ اللُّبْسِ

اس کی دلیل سورج کی شعاع کی طرح روشن ہوگی وہ مکہ (دارحمس) میں مبعوث ہوں گے۔ وہ ایسی عظیم الشان کتاب کے ساتھ تشریف لائیں گے جس میں التباس کا کوئی اندیشہ نہیں۔''

ہم نے کہا اے خطر! اتنے عظیم الشان نبی کا تعلق کس قبیلہ سے ہوگا۔ اس نے کہا زندگی اور حیاتی کی قسم! ان کا تعلق قبیلہ قریش سے ہوگا۔ ان کے حلم میں کوئی طیش نہیں ہوگا ان کے خلفاء عیش وعشرت کی زندگی بسر نہیں کریں گے ان کے پاس آل قحطان اور آل قریش کا ایک لشکر جرار جمع ہو جائے گا ہم نے خطر سے پوچھا قبیلہ قریش کی کس شاخ سے ان کا ظہور ہوگا اس نے کہا مجھے قسم ہے ارکان والے بیت اللہ کی مجھے رکن اور احاتم کی قسم ان کا تعلق بنو ہاشم سے ہوگا۔ وہ کریم لوگوں کا قبیلہ ہے۔ انہیں جہاد کرنے کی اجازت ہوگی وہ ہر ظالم کو مٹا دیں گے۔ یہی وہ بات ہے جس کے متعلق مجھے جنات کے سردار نے بتایا ہے پھر اس نے کہا اللہ اکبر حق آ گیا اور غالب ہو گیا۔ جنات کا پوشیدہ گفتگو سننا ختم ہو گیا پھر وہ خاموش ہو گیا اس پر بے ہوشی طاری ہو گئی تین دن کے بعد وہ ہوش میں آیا اس نے کہا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے بھی لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہا آپ ﷺ نے فرمایا اس نے نبوت کی طرح کی باتیں کی ہیں جب وہ قیامت کے روز اٹھایا جائے گا تو وہ تنہا ایک امت ہوگا۔

مغیرہ بن الاخنس سے روایت کیا گیا ہے کہ ستاروں سے جو قبیلہ سب سے پہلے خوفزدہ ہوا وہ قبیلہ ثقیف تھا وہ لوگ اپنے کاہن اور عالم امیہ بن ابی الصلت کے پاس جمع ہوئے اور اس سے کہنے لگے تجھے معلوم تو ہوگا کہ آج کل آسمان سے ستارے ٹوٹ رہے ہیں ہمیں تو یہ خدشہ ہے کہ شاید یہ قیامت کی نشانی ہو اس نے اپنی قوم سے کہا مجھے آج رات تک مہلت دو۔ وہ لوگ چلے گئے اور رات کے وقت پھر اس کے پاس آئے اس نے کہا دیکھو کیا ''البروج'' کے ستارے گر رہے ہیں انہوں نے آسمان کی طرف دیکھا اور کہا جن ستاروں کو ہم جانتے ہیں ان میں سے کوئی بھی نہیں گر رہا امیہ ابن ابی الصلت نے کہا اگر یہ قیامت کی نشانی ہوتی تو بروج کے ستارے گرتے۔ انہوں نے پوچھا پھر یہ کیا معاملہ ہے۔ امیہ نے کہا اس امت کے نبی کی ولادت کا وقت قریب آ چکا ہے جس کا ذکر میں تم سے کرتا تھا۔

ان خوشخبریوں میں شق اور سطیح کی بشارات بھی ہیں شیخ اکبر نے ''المسامرات'' میں اور علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے ''الخائص'' میں ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرتے ہوئے ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کی سند سے لکھا ہے یمن کا ایک بادشاہ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کلام سننا پسند کریں گے میں نے کہا ہاں۔ میں بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے عثمان! اللہ کی دعوت پر لبیک کہو اس کا اجر جنت ہے میں تمہاری طرف اور اللہ کی مخلوق کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔ اللہ کی قسم! آپ کا فرمان سننے کے بعد میرے پاس اس کے علاوہ اور کوئی چارہ نہ تھا کہ میں اسلام قبول کرلوں پھر جلد ہی حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے میری شادی ہوگئی کہا جاتا تھا ''حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کتنی عمدہ جوڑی ہے۔''

حضرت لہیب بن مالک اللہبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا میں نے کہانت کا ذکر کیا اور عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم آپ پر میرے والدین قربان ہوں ہم وہ پہلے لوگ ہیں جنہوں نے معلوم کرلیا تھا کہ آسمان کی حفاظت کردی گئی ہے شیطانوں کو ڈانٹا جاتا ہے اور چوری چھپے باتیں سننے سے جنات کو روک دیا گیا ہے اور اگر وہ پوشیدہ باتیں سننے کی کوشش کرتے ہیں تو انہیں انگاروں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم اپنے ایک کاہن کے پاس گئے اس کا نام خطر بن مالک تھا اس کی عمر ایک سو اسی سال تھی وہ ہمارے کاہنوں میں سے سب سے زیادہ عالم تھا۔ ہم نے اس سے پوچھا اے خطر! کیا تمہیں معلوم ہے کہ ہم پر یہ انگارے کیوں مارے جاتے ہیں ہم تو ان کی وجہ سے خوفزدہ ہیں اور اپنے انجام سے ہراساں ہیں اس نے ہم سے کہا تم میرے پاس سحری کے وقت آنا پھر میں تمہیں بتاؤں گا کہ کیا اس سے بھلائی کا ارادہ کیا گیا ہے یا برائی کا۔ اس دن ہم واپس آگئے دوسرے دن ہم سحری کے وقت اس کے پاس گئے ہم نے اسے دیکھا کہ وہ اپنے پاؤں پر کھڑا ہے اس کی آنکھیں آسمان کی طرف اٹھی ہوئی ہیں ہم نے اس کو آواز دی اے خطر! لیکن اس نے ہمیں خاموش رہنے کا اشارہ کیا ہم خاموش ہوگئے اسی دوران آسمان سے ایک عظیم ستارہ ٹوٹا اچانک خطر بلند آواز سے چلانے لگا۔ ہائے نشانے پر لگ گیا نشانے پر لگ گیا۔ اس کی سزا نے اس کو ڈھانپ دیا۔ عذاب نے اسے جلدی آلیا، شہاب نے اسے جلا دیا سزا نے اس کو ختم کردیا ہائے اس کی حالت کتنی خراب ہوگئی ہے غم نے اس کو نڈھال کردیا ہے اس کا پھندا ٹوٹ چکا ہے اور اس کی حالت تبدیل ہوچکی ہے پھر وہ کافی عرصہ خاموش رہا پھر اس نے کہا اے بنو قحطان! میں تمہیں سچ سچ بتاتا ہوں:

اُقْسِمُ بِالْكَعْبَةِ وَالْاَرْكَانِ — وَالْبَلَدِ الْمُؤْتَمِنِ السُّكَّانِ

''میں کعبہ اور اس کے ارکان کی قسم اٹھاتا ہوں اور اس مقدس شہر کی قسم اٹھاتا ہوں جو اپنے رہائشیوں کو امن دینے والا ہے۔

قَدْ مُنِعَ السَّمْعُ عُتَاةُ الْجَانِّ — بِثَاقِبٍ مِّنْ كَفِّ ذِیْ سُلْطَانِ

سرکش جنات کو باتیں سننے سے روک دیا گیا ہے۔ اب اگر وہ باتیں سننے کی کوشش کریں تو انہیں اللہ کی طرف سے شہاب ثاقب کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

مِنْ اَجَلِ مَبْعُوْثٍ عَظِیْمِ الشَّانِ — یُبْعَثُ بِالتَّنْزِیْلِ وَالْقُرْآنِ

یہ پابندی اس لئے لگائی گئی ہے کیونکہ ایک عظیم الشان رسول مبعوث ہوئے ہیں وہ تنزیل (قرآن) لے کر تشریف لائے ہیں۔

بِالْهُدٰی وَفَاضِلِ الْاَدْیَانِ — تُنْفٰی بِهٖ عِبَادَةُ الْاَوْثَانِ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پھر اس کے بعد شق بن صعب بن یشکر بن رھم بن افرک بن نصر بن عبقر بن انمار بن نزار بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ بادشاہ نے اس سے بھی وہی بات کی جو وہ سطیح سے کر چکا تھا اور جو سطیح نے بادشاہ کو بتایا تھا وہ اس نے شق سے پوشیدہ رکھا تا کہ وہ دیکھے کہ کیا اس خواب اور اس کی تعبیر میں دونوں کاہن متفق ہوتے ہیں یا ان میں اختلاف رونما ہوتا ہے شق نے کہا اے شاہ یمن! آپ کا خواب یہ ہے آپ نے دیکھا ہے کہ ایک سر کی کھوپڑی تاریکی سے ظاہر ہوئی ہے وہ روضہ اور اکمہ کے درمیان آکر ٹھہر گئی ہے۔ وہ ہر زندہ چیز کو ہڑپ کر گئی ہے یہ سن کر بادشاہ نے کہا اے شق! تو نے اس خواب کو بیان کرنے میں ذرا غلطی نہیں کی جو میں نے دیکھا تھا۔ مجھے اب اس کی تعبیر بھی بتاؤ۔ شق نے کہا میں مدینہ اور یمن کے مابین پتھر یلے پہاڑوں کی قسم اٹھاتا ہوں تمہاری اس سرزمین پر سوڈانی آئیں گے۔ وہ تمام نرم و نازک پورے والوں پر تسلط جمالیں گے۔ نجران تک کا تمام علاقہ ان کے زیر نگیں ہوگا۔ بادشاہ نے یہ خوفناک تعبیر سن کر کہا یہ بات تو ہمارے لئے بڑی تکلیف دہ اور تعجب خیز ہے۔ یہ حادثہ کب رونما ہوگا۔ میرے عہد حکومت میں یا اس کے بعد۔ شق نے کہا یہ واقعہ آپ کے عہد کے بعد ہوگا پھر ایک عظیم الشان شخص تمہیں ان سے نجات دلائے گا اور انہیں سخت عذاب میں مبتلا کر دے گا بادشاہ نے پوچھا وہ عظیم الشان شخص کون ہوگا شق نے کہا ان کا تعلق ذویزن کی نسل سے ہوگا۔ بادشاہ نے پھر سوال کیا کیا اس کی سلطنت کو دوام حاصل ہوگا یا وہ بھی رو بہ زوال ہو گی۔ شق نے کہا اس کی حکومت بھی ملیامیٹ ہو جائے گی ایک رسول مقبول ﷺ اس کی حکومت کو ختم کریں گے وہ حق اور عدل کے ساتھ مبعوث ہوں گے ان کی امت کی بڑی فضیلت ہوگی ان کی بادشاہی تا قیامت قائم رہے گی۔ بادشاہ نے پوچھا قیامت کیا ہے؟ شق نے کہا وہ ایک ایسا دن ہوگا جس میں لوگوں کو سزا یا جزا دی جائے گی آسمان سے لوگوں کو صدا دی جائے گی اس صدا کو زندہ اور مردہ تمام سن لیں گے اس دن لوگ میقات میں جمع ہو جائیں گے اور جو شخص تقویٰ شعار ہوگا اس کو فوز و فلاح سے ہمکنار کر دیا جائے گا بادشاہ نے کہا اے شق جو کچھ تو نے بیان کیا ہے کیا یہ سچ ہے۔ شق نے کہا زمین و آسمان کے رب کی قسم! میری بیان کردہ تمام باتیں درست ہیں زمین و آسمان کے مابین ہر قسم کے نشیب و فراز کی قسم میں نے آپ کے ساتھ تمام باتیں سچی کیں ہیں۔ ان میں سے کوئی بات غلط نہیں ہے بادشاہ کے دل میں ان کاہنوں کی باتیں بیٹھ گئیں۔ اس نے مصلحت اسی میں دیکھی کہ تمام اہل و عیال کو اس ملک سے نکال کر کہیں اور بھیج دیا جائے چنانچہ اس نے اپنے اہل و عیال کو عراق کی جانب بھیج دیا اور ''سابور'' (بادشاہ کا نام) کو ایک خط لکھا کہ ان کا خاص خیال رکھا جائے۔ اس بادشاہ نے انہیں ''الحیرہ'' کے مقام پر جگہ دی جہاں انہوں نے سکونت اختیار کی نعمان بن منذر، ربیعہ بن نصر اس کی اولاد سے ہی تھے جو دوبارہ سلطنت کے والی بنے۔

مرثد بن عبد کلال نے ایک بہت بڑی جنگ لڑی جس میں اس کو شاندار فتح ہوئی عرب کے قائدین، شعراء اور خطباء اس کو مبارک باد دینے کے لئے اس کے دربار میں گئے جب یہ لوگ دربار شاہ میں پہنچے تو بادشاہ نے ان کے لئے حجابات اٹھوا دیئے۔ انہیں دیکھ کر خوشی و مسرت کا اظہار کیا۔ شعراء اور خطباء کی شعلہ بیانیاں سن کر اس کی فرحت و انبساط کی کوئی حد نہ رہی۔ اس نے شعراء اور خطباء کو انعامات سے نوازا۔ اسی دوران اس نے ایک خواب دیکھا جس نے بادشاہ کو خوفزدہ کر دیا جب بادشاہ اپنی نیند سے بیدار ہوا تو وہ اپنے خواب کو بھول چکا تھا۔ جس کی وجہ سے وہ اور زیادہ ہراساں ہو گیا اس کی تمام خوشی اور شادمانی غم

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تھا ربیعہ بن نصر اس کا نام تھا۔ اس نے ایک خوفناک خواب دیکھا۔ وہ اس خواب سے ہراساں ہو گیا اس نے اپنے دربار میں تمام نجومی، کاہن، جادوگر اور قیافہ شناسوں کو جمع کیا اور ان سے کہنے لگا میں نے ایک ہولناک خواب دیکھا ہے مجھے وہ خواب بھی بتاؤ اور اس کی تعبیر بھی بتاؤ۔ انہوں نے کہا اے بادشاہ ذی مرتبت! آپ ہمیں خواب بتائیں پھر ہم اس کی تعبیر بیان کریں گے شاہ یمن نے کہا "اگر میں تمہیں خواب بتادوں گا تو پھر میں تمہاری تعبیر پر مطمئن نہیں ہوسکوں گا کیونکہ اس خواب کی تعبیر وہی کر سکتا ہے جو میرے بیان کرنے سے قبل ہی میرے خواب کو معلوم کر لے ایک شخص نے کہا اگر آپ اس طرح تعبیر جاننا چاہتے ہیں تو پھر شق اور سطیح کو اپنے دربار میں طلب کرلیں۔ ربیعہ بن نصر نے شق اور سطیح کو اپنے دربار میں طلب کیا۔ سطیح پہلے اس کے دربار میں پہنچ گیا اس کا پورا نام ربیع ابن ربیعہ بن مسعود بن مازن بن ذیب بن عدی بن مازن بن عسان تھا بادشاہ نے اس سے کہا میں نے ایک خواب دیکھا ہے مجھے وہ خواب بھی بتاؤ اور اس کی تعبیر سے بھی آگاہ کرو۔ اس نے کہا میں آپ کو وہ خواب بھی بتاتا ہوں اور اس کی تعبیر بھی۔ سطیح نے کہا اے بادشاہ ذی شان! آپ نے ایک کھوپڑی دیکھی ہے جو تاریکی میں سے ظاہر ہوئی اور تہامہ کی زمین میں گر گئی اس نے ہر چیز کو کھا لیا یہ خواب سن کر بادشاہ نے کہا اے سطیح! تو نے بعینہ وہی خواب بیان کیا ہے جو میں نے دیکھا تھا اب اس کی تعبیر بھی بیان کرو۔ سطیح نے کہا مجھے قسم ہے ان پہاڑوں کی جو یمن اور مدینہ کے درمیان ہیں۔ تمہاری اس سرزمین پر حبشہ کے لوگ آئیں گے اور یمن کی حکومت پر قبضہ کرلیں گے۔ بادشاہ یمن نے کہا اے سطیح! یہ بات تو ہمارے لئے بڑی تکلیف دہ اور تشویش ناک ہے وہ لوگ ہمارے وطن میں کب آئیں گے کیا میرے عہد حکومت میں یا اس کے بعد وہ یہاں آئیں گے سطیح نے کہا وہ آپ کے عہد حکومت کے ساٹھ یا ستر سال بعد آئیں گے۔ بادشاہ نے سوال کیا کہ کیا ان کی حکومت دائمی ہوگی یا اسے بھی زوال آجائے گا سطیح نے کہا ان کی حکومت کو چند سالوں میں ختم کر دیا جائے گا۔ ان کے کچھ لوگوں کو تہہ تیغ کر دیا جائے گا اور کچھ یہاں سے بھاگ کر اپنی جان بچائیں گے۔ بادشاہ یمن نے پوچھا۔ ان کو قتل کون کرے گا۔ سطیح نے جواب دیا ان کو ابن ذی یزن قتل کرے گا۔ عدن سے ان کا ظہور ہوگا اور ان میں سے کسی کو بھی یمن میں نہیں رہنے دیں گے بادشاہ نے پوچھا کیا اس کی سلطنت کو دوام حاصل ہوگا۔ یا وہ بھی روبہ زوال ہوگی۔ سطیح نے کہا ان کی حکومت بھی ختم ہو جائے گی۔ بادشاہ نے سوال کیا ان کی حکومت کو کون ختم کرے گا سطیح نے کہا نَبِیٌّ زَکِیٌّ یَاْتِیهِ الْوَحْیُ مِنْ قِبَلِ الْعَلِیِّ۔ ان کی حکومت کو ایک مکرم نبی ﷺ ختم کریں گے وہ نبی سراپا پاکیزگی ہوں گے اور اللہ رب العزت کی طرف سے ان پر وحی کا نزول ہوگا۔

بادشاہ نے پوچھا یہ نبی مکرم ﷺ کس نسل میں سے ہوں گے۔ سطیح نے کہا ان کا تعلق غالب بن فہر بن مالک بن النضر سے ہوگا۔ پھر یہ ملک تاقیامت ان کی قوم کے پاس رہے گا بادشاہ نے پوچھا کیا اس زمانے کا بھی کوئی آخر ہے سطیح نے کہا ہاں! اس زمانے کا بھی اختتام ہے اس سے مراد وہ دن ہے جس میں حضرت آدم علیہ السلام کی اگلی پچھلی اولاد کو جمع کیا جائے گا جس میں نیکوکار سعادت مند ہوں گے اور بدکاروں کو شقاوت کا سامنا کرنا پڑے گا بادشاہ نے کہا اے سطیح! جو کچھ تو نے بیان کیا ہے کیا یہ سچ ہے۔ سطیح نے کہا شفق کی سرخی، رات کی سیاہی اور ان کی سپیدی کی قسم جو کچھ میں نے آپ سے بیان کیا ہے وہ حق اور سچ ہے۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بادشاہ نے کہا اے عفیراء! کیا تو اس خواب کو اور اس کی تعبیر کو جانتی ہے عفیراء نے کہا اے سلطان ذی شان! آپ نے ایک خواب دیکھا ہے وہ خواب پریشان کن تھا یہ سن کر بادشاہ کھل اٹھا اس نے کہا اے عفیراء! وہ خواب کیا تھا۔ عفیراء نے کہا آپ نے یہ خواب دیکھا ہے کہ بگولوں پر بگولے اٹھ رہے ہیں۔ ان میں آگ ہے اور ان کا دھواں چاروں سمت پھیل رہا ہے اس کے شعلے آسمان کی طرف اٹھ رہے ہیں۔ اس کے بعد آپ نے ایک نہر دیکھی جو آفتاب سے زیادہ روشن تھی آپ نے اس نہر پر ہاتفان غیبی کی آواز کو سنا وہ لوگوں کو پانی پینے کی دعوت دے رہے ہیں وہ کہہ رہے تھے کہ جو شخص بطور عدل وانصاف شفاف پانی سے ایک چلو پانی پی لے گا وہ سیراب ہو جائے گا اور جو آدمی از راہ ظلم اس کو پیئے گا وہ حرص کا شکار ہوگا اور محرومی اور نقصان میں مبتلا ہوگا۔

یہ خواب سن کر بادشاہ کی خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی اور کہنے لگا مجھے جو خواب نظر آیا تھا وہ بعینہ یہی تھا اب اس کی تعبیر بھی بتا۔ عفیراء نے اس خواب کی تعبیر بتانا شروع کی۔ جو آگ کے بگولے اٹھ رہے تھے وہ ملوک اور سلاطین تھے۔ نہر سے مراد نافع علم ہے اور اس کی طرف دعوت دینے والے نبی شافع ﷺ ہیں جس شخص نے اس نہر سے پانی پی لیا وہ دوست اور تابع ہو گیا اور جس نے اس سے پانی نہ پیا وہ سرکش اور دشمن بن گیا۔ مرثد نے سوال کیا کیا یہ نبی امن وآشتی کے ساتھ مبعوث ہوں گے یا جنگ وجدل کے ساتھ تشریف لائیں گے۔ عفیراء نے کہا مجھے قسم ہے اس ذات کی جس نے آسمان کو بلند کیا اور آسمان سے باران رحمت نازل کیا یہ نبی مکرم ﷺ مخالفین کی خونریزی کو ختم کر دیں گے وہ شاہوں کی اولاد کو کنیز اور غلام بنالیں گے بادشاہ نے پوچھا اے عفیراء! یہ پیغمبر کس چیز کی طرف دعوت دیں گے۔ عفیراء نے کہا وہ نماز، روزہ، صلہ رحمی، بت شکنی کا حکم دیں گے وہ فال گیری اور گناہوں سے بچنے کی دعوت دیں گے۔ بادشاہ نے پوچھا ان کا تعلق کس قبیلہ سے ہوگا۔ عفیراء نے کہا ان کا تعلق مضر بن نزار کے قبیلہ سے ہوگا۔ ان کے اپنے ہی قبیلے کے ساتھ زبردست جنگیں ہوں گی اور ان کا بے دریغ خون جاری ہوگا۔ بادشاہ نے کہا جب وہ اپنے قبیلے کے ساتھ ہی برسر پیکار ہوں گے تو پھر ان کی معاونت کون کرے گا۔ عفیراء نے جواب دیا مختلف سمتوں کے معزز لوگ ان کی مدد کریں گے۔ ان لوگوں کی نگاہ بصیرت نور ایمان سے منور ہو جائے گی وہ آنحضرت ﷺ کے احکام کو غور سے سنیں گے اور آپ ﷺ جس چیز کی طرف راہ نمائی کریں گے وہ اسے دل وجان سے تسلیم کریں گے۔

بادشاہ نے اپنے سر کو جھکا لیا وہ اپنے دل میں عفیراء کے ساتھ شادی کرنے کی ترکیب سوچنے لگا عفیراء نے یہ سب کچھ سمجھ کر کہا اے شاہ والا تبار! اللہ تعالیٰ آپ کو سلامت رکھے میں ایک غیور اور بے باک مرد کی منگیتر ہوں۔ اگر آپ نے اصرار کیا تو وہ آپ کے لئے تباہی اور ہلاکت کا موجب بن سکتا ہے یہ سن کر بادشاہ فوراً اپنے گھوڑے پر سوار ہو گیا اور اپنے لشکر سے جاملا اس نے ایک اصیل اونٹ بطور ہدیہ عفیراء کے لئے بھیجا۔

انہیں بشارات میں سے یہ بھی ہے کہ فارس کے آتشکدوں کی آگ بجھ گئی تھی بحیرۂ ساوہ کا پانی کم ہو گیا تھا۔ کسریٰ کا ایوان لرز گیا تھا۔ سطیح اور دیگر کاہنوں نے آپ کے متعلق بہت سی بشارات دی تھیں۔ شیخ اکبر نے ''مسامرات'' میں لکھا ہے کہ احمد بن عبداللہ نے روایت کیا ہے کہ جس شب سرور کائنات اس دنیا میں تشریف لائے اس رات کسریٰ کا ایوان لرز گیا تھا اس کے

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

میں تبدیل ہوگئی وہ اپنے زائرین میں سے اٹھ کر حجاب میں چلا گیا جس کی وجہ سے تمام وفود اس پر بدگمانی کرنے لگے۔ اس نے تمام کاہنوں کو جمع کیا وہ ہر کاہن سے علیحدہ علیحدہ ملاقات کرتا اور اسے کہتا مجھے اس چیز کے بارے میں بتاؤ جس کے متعلق میں تم سے سوال کرنا چاہتا ہوں لیکن ہر کاہن اسے یہی جواب دیا کہ وہ اس شے کے متعلق بتانے سے قاصر ہے اس نے ہر کاہن سے ملاقات کی لیکن کوئی بھی اس کو جواب نہ دے سکا جس کی وجہ سے اس کے قلق واضطراب میں اور زیادہ اضافہ ہو گیا اس کی ماں بھی کاہنہ تھی۔ وہ مرثد کے پاس آئی اور کہنے لگی اے شاہِ وقت! اللہ آپ کو سلامت رکھے آپ نے مرد کاہنوں سے تو اپنی خواب کے متعلق پوچھ لیا ہے لیکن آپ کو کامیابی نہ ہوئی اب تمہیں کاہنہ عورتوں سے بھی پوچھ لینا چاہئے ممکن ہے وہ آپ کے اس مسئلہ کو حل کر دیں کیونکہ کاہنہ عورتوں کے جنات مرد کاہنوں کے جنات سے زیادہ لطیف اور ظریف ہوتے ہیں۔ بادشاہ نے تمام کاہنات کو اپنے دربار میں حاضر ہونے کا حکم دیا اور ان سے وہی سوال کیا جو وہ پہلے کاہنوں سے پوچھ چکا تھا۔ لیکن ان میں سے کسی ایک سے بھی نہ تو اسے اپنا خواب معلوم ہو سکا اور نہ ہی اس کی تعبیر سے آشنا ہوا۔ جب وہ کاہن عورتوں سے بھی مایوس ہوا تو اسے اپنے خواب کے متعلق قدر اطمینان ہو چکا تھا۔

کچھ عرصہ بعد بادشاہ شکار کھیلنے کے لئے نکلا۔ وہ شکار کی تلاش میں کہیں دور نکل گیا وہ اپنے ساتھیوں سے بھی بچھڑ گیا۔ اس نے دور پہاڑی کے دامن میں چند گھر دیکھے گرمی کی شدت نے اس کو جھلسا دیا تھا۔ اس نے ان گھروں کا رخ کیا۔ ایک گھر ان گھروں میں سے کچھ فاصلے پر تھا وہ ان گھروں میں سے جدا اور منفرد تھا بادشاہ نے اس گھر کا رخ کیا۔ اس گھر میں سے ایک بوڑھی عورت باہر نکلی اس نے بادشاہ کو خوش آمدید کہا۔ جب آفتاب غروب ہو گیا اور بادشاہ پر نیند کا غلبہ ہو گیا تو بادشاہ وہیں سو گیا۔ صبح جب آفتاب کافی بلند ہو چکا تھا بادشاہ نیند سے بیدار ہوا جب اس نے اپنی آنکھیں کھولیں تو اس نے دیکھا کہ ایک خوبصورت دوشیزہ اس کے سامنے کھڑی ہے وہ حسن و جمال کا مرقع ہے اس نے بادشاہ کو مخاطب کر کے کہا اے بادشاہِ وقت! اللہ تعالیٰ آپ کو سلامت رکھے کیا آپ کھانا کھائیں گے۔ اس انداز گفتگو سے بادشاہ کے خوف میں اضافہ ہو گیا جب اسے یہ معلوم ہوا کہ یہ حسینہ اس سے پہلے ہی آشنا ہے تو اس نے اس کی گفتگو سے اعراض کیا۔ جب اس دوشیزہ نے بادشاہ کے حزن و ملال اور خوف کو دیکھا تو اس نے کہا اے سلطانِ وقت! اللہ تعالیٰ آپ کی عظمت کو زیادہ کرے اور آپ کی سلطنت کو کوئی آنچ نہ آئے ڈرنے کی کوئی ضرورت نہیں اس دوشیزہ نے ثرید، خشک گوشت اور حیس (1) پیش کیا اور خود کچھ فاصلے پر کھڑی ہوگئی جب باشادہ نے اپنا کھانا ختم کیا تو اس نے بادشاہ کو خالص اور ٹھنڈا دودھ پیش کیا۔

بادشاہ اس دوشیزہ کو آتے جاتے دیکھتا رہا۔ اس کا حسن اس کی آنکھوں میں سما گیا وہ دوشیزہ پر فریفتہ ہو کر کہنے لگا۔ اے دوشیزہ! تیرا نام کیا ہے اس دوشیزہ نے کہا میرا نام عفیراء ہے۔ بادشاہ نے دوشیزہ کو مخاطب کر کے کہا اے عفیراء جس شخص کو تو نے **الملک الهمام** کے لقب سے یاد کیا ہے کیا اسے جانتی ہے۔ عفیراء نے کہا وہ ایک عظیم الشان بادشاہ ہے اس کا نام مرثد ہے اس نے تمام کاہنوں اور کاہنات کو جمع کیا تا کہ وہ اس کے خواب اور اس کی تعبیر بیان کر سکیں لیکن وہ تمام ناکام ہو گئے

1۔ ایک قسم کا کھانا جو گھی اور ستو کو ملا کر بنایا جاتا ہے۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہوگی اور ابھی ہماری حکومت طویل عرصہ تک برقرار رہے گی۔ ان چودہ میں سے دس کی حکومتیں چار سال کے اندر ختم ہوگئیں اور باقی چار کا عہد حکومت حضرت سیدنا عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد خلافت میں اختتام پذیر ہوا۔

امام جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''الوفاء'' میں اور علامہ شیخ محمد السفارینی نے امام الصرصری کی کتاب سیرۃ النبی کی شرح میں لکھا ہے کہ دریائے دجلہ پہلے سرزمین جوجی پر بہتا تھا اور بحر فارس میں جا گرتا تھا۔ پھر یہ دریا نشیبی علاقہ کی طرف آ گیا۔ کسریٰ کے بادشاہوں نے اس پر بند بنانے اور اسے اپنی پرانی گزرگاہ پر لے جانے کے لئے کثیر رقم خرچ کی لیکن ان کا بند کامیاب نہ ہوسکا۔ جب قباذ بن فیروز کسریٰ کا بادشاہ بنا تو دریا کے بند میں بہت بڑا شگاف پیدا ہوگیا وہ علاقہ سیلاب زدہ ہوگیا سیلاب کی وجہ سے بہت سی عمارات کو نقصان پہنچا۔ جب نوشیروان نے تاج شاہی پہنا تو اس نے ان عمارات میں سے کچھ کو تو تعمیر کروایا لیکن باقی عمارات پرویز بن ہرمز بن نوشیروان کے زمانہ تک اسی حالت میں رہیں۔ پرویز ایک جابر حکمران تھا۔ اس نے اپنے لئے وہ اشیاء بنوائیں جو دوسرے کسی حاکم کو دیکھنا نصیب نہ ہوئیں۔ اس نے کثیر زر خرچ کر کے دریائے دجلہ پر بند بنوایا اپنے دربار کا ایک محراب تعمیر کروایا۔ اس محراب میں ایک تاج کو اس طرح لٹکایا کہ جب بادشاہ وہاں بیٹھتا تو وہ زریں تاج بعینہٖ اس کے سر کے اوپر ہوتا اور ایسا محسوس ہوتا کہ بادشاہ نے تاج پہنا ہوا ہے۔ اسے اس بھاری تاج کا کوئی بوجھ بھی برداشت نہ کرنا پڑتا۔ ابن منبہ کہتے ہیں کہ پرویز کے پاس تین سو ساٹھ ایسے افراد تھے جو ستارہ شناسی، کہانت اور جادو کے ماہر تھے ان لوگوں میں ایک عرب کا باشندہ بھی تھا اس کا نام سائب تھا۔ وہ پرندے کو اڑا کر شگون لینے کا ماہر تھا اور فال لینے میں وہ بہت کم غلطی کرتا تھا۔ ابن الجوزی رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بادشاہ نے سائب کو باذان (یمن کا نائب) کے ساتھ بھیج دیا تھا۔

کسریٰ ایران کی یہ عادت تھی کہ جب اسے کوئی تکلیف دہ امر پیش آتا تو وہ کاہنوں، جادوگروں اور نجومیوں کو جمع ہونے کا حکم دیتا اور کہتا اس معاملہ میں خوب غور و فکر کرو جب اللہ رب العزت نے حضور ﷺ کو مبعوث کیا تو اس کے دربار کا محراب درمیان سے چر گیا اور دریائے دجلہ کا بند ٹوٹ گیا۔ ان واقعات کو دیکھ کر بادشاہ بہت پریشان ہوا اس نے کہا میرے دربار کا محراب درمیان سے ٹوٹ گیا ہے اور دریائے دجلہ کا بند بھی ٹوٹ گیا ہے۔ بادشاہ ان واقعات سے گھبرا گیا۔ اس نے اپنے کاہنوں، جادوگروں اور ستارہ شناسوں کو بلایا۔ ان کے ساتھ سائب کو بھی دعوت دی انہیں یہ دونوں واقعات بتائے اور ان میں غور و فکر کرنے کے لئے کہا جب انہوں نے غور و خوض شروع کیا تو ان پر دنیا تاریک ہوگئی وہ اپنے علم میں سرگرداں رہے کسی جادوگر کے جادو نے، کسی کاہن کی کہانت نے اور کسی ستارہ شناس کی نجم شناسی نے کوئی فائدہ نہ دیا سائب نے وہ تاریک رات ایک ٹیلے پر گزاری۔ اس نے ایک برق کو بڑے غور سے دیکھا وہ برق سرزمین حجاز سے چمکی اور مشرق تک چمکتی چلی گئی صبح کے وقت سائب نے اپنے قدموں کے نیچے دیکھا تو وہاں اسے سرسبز شاداب باغ نظر آیا۔ تمام صورت حال کا جائزہ لے کر اس نے کہا۔ جو کچھ میں نے دیکھا ہے اس کے مطابق اگر میرا شگون درست ہے تو پھر سرزمین حجاز سے ایک شہنشاہ (ﷺ) کا ظہور ہوگا۔ ان کی سلطنت مشرق تک پھیل جائے گی۔ ان کے عہد زریں میں زمین پہلے سے کہیں زیادہ شاداب و زرخیز ہو جائے گی۔ جب تمام کاہن، جادوگر اور نجومی جمع ہوئے تو وہ ایک دوسرے سے کہنے لگے اللہ کی قسم! تمہارے اور تمہارے علم

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

چودہ کنگرے گر گئے تھے ایران کا آتشکدہ ٹھنڈا ہو گیا تھا حالانکہ ایک ہزار سال سے وہ آگ روشن تھی اور بحیرۂ ساوہ کا پانی کم ہو گیا تھا اور موبذان نے خواب دیکھا کہ آگے آگے سرکش اونٹ ہیں اور ان کے پیچھے پیچھے عربی گھوڑے ہیں انہوں نے دریائے دجلہ کو عبور کر لیا اور ہمارے ملک میں پھیل گئے۔ جب اس نے اپنے خواب کی خبر کسریٰ کو سنائی تو وہ خوفزدہ ہو گیا۔ یہ خواب سن کر کسریٰ نے کچھ وقت تک ضبط کیا پھر اس نے سمجھا کہ اتنی اہم خواب کو اپنے وزراء اور مشیروں سے پوشیدہ نہیں رکھنا چاہئے۔ اس نے اپنا شاہی دربار لگایا اور اپنے تخت پر بیٹھ گیا اس نے موبذان کو بھی بلا بھیجا جب موبذان آیا تو بادشاہ نے کہا اے موبذان! میرے ایوان کے چودہ کنگرے گر گئے ہیں اور آتشکدۂ فارس کی آگ بجھ گئی ہے حالانکہ یہ آگ ایک ہزار سال سے روشن تھی۔ موبذان نے کہا اے بادشاہِ وقت! میں نے بھی آج ایک ڈراونا خواب دیکھا ہے۔ میں نے دیکھا کہ آگے آگے سرکش اونٹ ہیں اور ان کے پیچھے پیچھے عربی گھوڑے ہیں جنہوں نے دریائے دجلہ کو عبور کیا اور ہمارے ملک میں پھیل گئے۔ بادشاہ نے پوچھا اے موبذان! ان خبروں کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے۔ اس نے کہا یوں معلوم ہوتا ہے کہ جزیرۂ عرب میں کوئی حادثہ رونما ہوا ہے۔ چنانچہ کسریٰ کی طرف سے ایک خط نعمان بن منذر کی طرف لکھا گیا جس میں یہ ہدایت کی گئی کہ شاہی دربار میں کسی ایسے عالم اور حاذق آدمی کو بھیجے جو بادشاہ کے سوالوں کا جواب دے سکے نعمان نے عبدالمسیح بن عمرو بن حیان الغسانی کو شاہی دربار میں روانہ کیا جب عبدالمسیح کسریٰ کی خدمت میں حاضر ہوا تو کسریٰ نے پوچھا کہ جس امر کے بارے میں میں تجھ سے پوچھنا چاہتا ہوں کیا اس کا تمہیں علم ہے عبدالمسیح نے کہا یا تو آپ مجھے بتائیں یا آپ جو چاہتے ہیں وہ مجھ سے پوچھیں اگر میرے پاس اس سوال کا جواب ہوا تو میں بتا دوں گا ورنہ ایسے آدمی کی طرف آپ کی راہ نمائی کروں گا جو آپ کے سوال کا جواب جانتا ہو۔ بادشاہ نے اپنا اور موبذان کا خواب اسے بتایا۔ اس نے کہا شام کی سرحد کے پاس میرا ایک ماموں رہتا ہے جس کا نام سطیح ہے وہ اس سوال کا جواب دے سکتا ہے کسریٰ نے اس سے کہا اس کے پاس جاؤ اور جواب لے کر آؤ۔ جب عبدالمسیح سطیح کے پاس پہنچا تو وہ بستر مرگ پر اپنے وقت مقررہ کا انتظار کر رہا تھا عبدالمسیح نے اسے سلام دیا لیکن سطیح نے کوئی جواب نہ دیا پھر اس نے اشعار میں اپنے آنے کی غرض و غایت بیان کی اس وقت سطیح نے سر اٹھایا" عبدالمسیح کہتا ہے کہ جب وہ تیز رفتار اونٹ پر سوار ہو کر سطیح کے پاس آیا جبکہ وہ جان بلب تھا اور قبر کے کنارے پر پہنچ چکا تھا اس وقت سطیح نے اسے کہا تجھے بنو ساسان کے بادشاہ نے بھیجا ہے تاکہ تو قصر شاہی کے لرزنے، آگ کے بجھنے اور موبذان کے خواب کے بارے میں مجھ سے دریافت کرے موبذان نے خواب میں تند و تیز اونٹوں کو دیکھا ہے جن کا عربی النسل گھوڑے کا تعاقب کر رہے تھے وہ عربی گھوڑے دریائے دجلہ کو عبور کر کے ملک کے مختلف اطراف میں پھیل گئے تھے۔ اے عبدالمسیح جب تلاوت کثرت سے کی جائے گی اور عصا والا ظاہر ہو گا ساوہ کی وادی بہنے لگے گی اور ساوہ کا پانی خشک ہو جائے گا فارس کی آگ بجھ جائے گی تو یہ ملک شام سطیح کا نہیں رہے گا اور محل کے گرنے والے کنگروں کی تعداد کے مطابق ان کے بادشاہ تخت نشین ہوں گے۔ ہر آنے والی چیز آ کر رہتی ہے" اس کے بعد سطیح مر گیا۔ جب عبدالمسیح کسریٰ کے پاس آیا اور اسے سطیح کی تعبیر سے آگاہ کیا جب اس نے یہ سنا کہ ہمارے خاندان میں ابھی چودہ بادشاہ اور ہوں گے تو اس کا خوف و ہراس دور ہو گیا اور کہنے لگا اس کے لئے مدت درکار

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کے دربار کا محراب ٹوٹ گیا تو آپ نے ہم کو حکم دیا کہ ہم اس معاملہ میں غور وفکر کریں۔ جب ہم نے اس مسئلہ میں غور وخوض کیا تو دنیا ہم پر تاریک ہوگئی آسمان کے کنارے پر ہی ہم کو پکڑ لیا گیا کسی عالم کے علم نے اس کی راہ نمائی نہ کی یہ کیفیت دیکھ کر ہم نے سمجھ لیا کہ اس مسئلہ کا تعلق آسمان کے کسی حادثہ کے ساتھ ہے اور وہ آسمان کا عظیم الشان واقعہ یہ ہے کہ ایک نبی (ﷺ) کو یا تو معبوث کر دیا گیا ہے یا انہیں عنقریب مبعوث کر دیا جائے گا اسی وجہ سے ہمارے اور ہمارے علم کے مابین کوئی چیز حائل ہو گئی ہے۔ یہ دیکھ کر ہم خوفزدہ ہو گئے کہ اگر ہم نے یہ کہا کہ آپ کا ملک آپ سے چھین لیا جائے گا تو آپ ہم کو قتل کر دیں گے۔ اپنے بچاؤ کے لئے ہم نے ان وجوہات کو بیان کیا جو آپ نے دیکھ لی ہیں۔ بادشاہ نے ان سے اور دریائے دجلہ سے مایوس ہو کر ان تمام کو چھوڑ دیا۔

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے کہ اصحاب الرسول ﷺ نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم وہ کون سی حجت تھی جو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے بارے میں کسریٰ کو دکھائی تھی حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ بھیجا اس فرشتے نے اپنا ہاتھ اس کمرے کے دیوار میں سے نکالا جس میں کسریٰ موجود تھا۔ اس ہاتھ کے نور کی وجہ سے کمرہ جگمگا اٹھا۔ جب بادشاہ نے اسے دیکھا تو وہ خوفزدہ ہو گیا فرشتے نے کہا اے کسریٰ! ڈرنے کی کوئی ضرورت نہیں اللہ رب العزت نے ایک رسول مکرم ﷺ کو مبعوث کیا ہے ان پر اپنی لاریب کتاب نازل کی ہے تو ان کی اتباع کر دنیا و آخرت میں سلامت رہے گا یہ سن کر کسریٰ نے کہا میں عنقریب اس میں غور وفکر کروں گا۔

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے ابو سلمہ بن عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یوں روایت کیا ہے کہ کسریٰ اپنے محل کے ایک کمرہ میں موجود تھا۔ اس کمرہ میں اس کی اجازت کے بغیر کوئی داخل نہیں ہو سکتا تھا۔ وہ جب دوپہر کے وقت قیلولہ کرنے کی غرض سے اپنے کمرہ میں گیا تو وہاں اللہ تعالیٰ نے اس کے پاس ایک فرشتہ بھیجا اس وقت کسریٰ کے ہاتھ میں ایک عصا تھا۔ فرشتے نے کہا اے کسریٰ! اسلام قبول کر لو ورنہ میں اس عصا کو توڑ ڈالوں گا بادشاہ نے کہا مجھے کچھ مہلت دو۔ فرشتہ وہاں سے چلا گیا اس کے چلے جانے کے بعد بادشاہ نے اپنے چوکیداروں اور نگرانوں کو بلایا اور ان پر سخت غصے کا اظہار کیا اور ان سے پوچھا اس آدمی کو میرے کمرے میں داخل ہونے کی اجازت کس نے دی انہوں نے جواب دیا" ہم نے اس شخص کو داخل ہونے کی اجازت نہیں دی اور نہ ہی اس کو آپ کے کمرہ میں جاتے ہوئے دیکھا ہے۔ جب دوسرا سال آیا تو اسی گھڑی پھر وہی فرشتہ آ گیا۔ اس نے کسریٰ سے وہی بات کی جو وہ پہلے سال کر چکا تھا اور کسریٰ نے پھر بھی اس کو وہی جواب دیا جو اس نے پہلے دیا تھا۔ وہ فرشتہ اس کے کمرے سے چلا گیا بادشاہ نے اپنے نگرانوں اور چوکیداروں سے پھر پہلے کی طرح سوال کیا اور انہوں نے وہی جواب دیا تیسرے سال بالکل اسی لمحہ پھر وہ فرشتہ کسریٰ کے کمرے میں آیا اور اپنے سوال کو دہرایا۔ کسریٰ نے اس کو وہی جواب دیا فرشتے نے غصہ میں آ کر اس کے عصا کو توڑ دیا۔ اس کے عصا کا ٹوٹنا اس کے ملک کے ٹوٹنے کی طرف اشارہ تھا۔ امام زہری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے یہ حدیث حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بیان کی تو انہوں نے فرمایا کہ فرشتہ اس بادشاہ کے پاس دو برتن لے کر گیا پھر اس نے بادشاہ سے کہا اسلام قبول کر لو لیکن بادشاہ نے ایسا

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کے مابین وہ امر ہی حائل ہوا ہے جس کا نزول آسمان سے ہوا ہے اس سے مراد وہ عظیم الشان نبی (ﷺ) ہیں جو یا تو مبعوث ہو چکے ہیں یا مبعوث ہونے کے قریب ہیں۔ وہ کسریٰ سے بھی سلطنت چھین لیں گے اور اسے توڑ دیں گے۔ اگر تم نے کسریٰ کو اس نبی ﷺ کی سلطنت کے متعلق بتا دیا تو وہ تمہیں موت کے گھاٹ اتار دے گا۔ آپس میں کسی ایک بات پر متفق ہو جاؤ جسے تمام اس کے دربار میں جا کر بیان کریں۔ وہ تمام کسریٰ کے دربار میں آئے اور کہنے لگے اے شہنشاہ ذی مرتبت! ہم نے آپ کے ہاں رونما ہونے والے واقعات میں خوب غور وفکر کیا ہے۔ ہم نے دیکھا ہے کہ وہ لوگ جو اعداد وشمار کرنے والے تھے ان سے ہی لغزش سرزد ہوئی کیونکہ انہوں نے آپ کے محراب اور دریائے دجلہ کے بند کا آغاز منحوس دن کو کیا تھا اس لئے یہ محراب بھی ٹوٹ گیا اور وہ بند بھی ختم ہو گیا اب ہم نئے سرے سے اعداد وشمار کرتے ہیں اب اگر آپ اپنے محراب اور بند کی بنیاد اس اعداد وشمار کے مطابق رکھیں گے تو ہم آپ کو یقین دلاتے ہیں کہ وہ کبھی بھی روبہ زوال نہ ہوں گے بادشاہ نے انہیں کہا تم دوبارہ حساب لگاؤ۔ انہوں نے حساب لگایا اور کہا اب اپنے کام کی بنیاد رکھ لیں۔ بادشاہ نے دریائے دجلہ پر بند کی بنیاد رکھی۔ مسلسل آٹھ ماہ تک بند کی تعمیر ہوتی رہی بادشاہ نے اس کی تعمیر پر زرکثیر خرچ کیا جب اس کی تعمیر مکمل ہوئی تو بادشاہ نے ساحروں، نجومیوں اور کاہنوں سے پوچھا۔ کیا میں اس بند پر اپنی محفل لگا لوں۔ انہوں نے کہا اے شاہ ذیشان! آپ اس عظیم الشان بند پر اپنی مجلس سجا سکتے ہیں بادشاہ نے وہاں فرش اور قالین بچھانے کا حکم دیا اور وہاں خوشبوئیں بکھیرنے کا حکم دیا۔ جب وہاں قالین بچھائے گئے اور ہوائیں معطر ہو گئیں تو بادشاہ نے تمام رؤساء کو وہاں جمع ہونے کا حکم دیا۔ تمام بڑے بڑے کھلاڑی بھی وہاں جمع ہو گئے بادشاہ بھی اپنے محل سے نکل کر اپنی مسند پر جا کر بیٹھ گیا۔ تمام لوگ اپنے کھیل اور تماشا میں مصروف تھے کہ اسی اثناء میں بند ٹوٹ گیا۔ اس کے نیچے سے بنیادیں نکل گئیں بادشاہ کو بڑی مشکل سے غرقاب ہونے سے بچا لیا گیا۔ اس کی سزا میں بادشاہ نے تقریباً ایک سو جادوگروں، کاہنوں اور نجومیوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا بادشاہ نے انہیں کہا کیا تم میرے ساتھ اس طرح کے سنگین مذاق کرتے ہو؟ انہوں نے عرض کی اے شاہ والا! ہم سے اسی طرح خطا ہو گئی جس طرح ہم سے پہلے لوگوں سے ہوئی تھی اب ہم سہ بارہ حساب لگاتے ہیں اور پھر آپ اس بند کی بنیاد اس دن رکھیں جس میں نیک بختی اور سعادت مندی ہو گی۔ بادشاہ نے انہیں حساب لگانے کی اجازت دے دی۔ انہوں نے اپنا حساب لگایا اور بادشاہ سے عرض کی اے شاہِ سلطنت! آپ فلاں دن جو سعادت سے لبریز ہے اپنے بند کی بنیاد رکھ لیں بادشاہ نے مقررہ دن پر بند کی بنیاد رکھی اور اس کی تعمیر پر ان گنت سرمایہ خرچ کیا۔ پورے آٹھ ماہ اس کی تعمیر پر مسلسل کام ہوتا رہا تکمیل کے بعد اس نے اپنے کاہنوں، ساحروں اور نجومیوں سے پوچھا کیا اب میں اس پر اپنی محفل سجا لوں انہوں نے کہا ہاں آپ اس پر اپنا دربار لگا سکتے ہیں۔ بادشاہ اپنے ترکی گھوڑے پر سوار ہو کر اس کی سیر کرنے لگا دریائے دجلہ اپنے پانی کے ساتھ ہی اس بند کو بہا کر لے گیا۔ بادشاہ کو آخری وقت بچا لیا گیا۔ بادشاہ نے ان تمام کو بلایا اور کہا اللہ کی قسم! میں تمہیں آخری حکم دے رہا ہوں میں تمہارے کندھے اکھیڑ پھینکوں گا اور تمہیں ہاتھیوں کے سامنے ڈال دوں گا۔ ورنہ مجھے بتاؤ کہ تم نے میرے ساتھ یہ جھوٹ کیوں بولا ہے تمام کاہنوں، نجومیوں اور ساحروں نے بیک زبان ہو کر کہا اے بادشاہ! ہم آپ سے جھوٹ نہیں بولیں گے جب دریائے دجلہ منحرف ہو گیا اور آپ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

آل جفنہ کا ملک بھی ٹوٹ گیا ان کا آخری بادشاہ جبلہ بن الایہم تھا (سفارینی کی عبارت مکمل ہوئی)۔

انہیں بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ ''ذوالاکتاف'' کے نام سے مشہور تھا اس کو اس نام سے اس لئے موسوم کیا جاتا تھا کیونکہ وہ اہل عرب میں سے جس پر بھی فتح حاصل کرتا اس کے کندھے اکھیڑ دیتا۔ جب وہ بنوتمیم کے گھروں کے پاس آیا تو وہ اس کے لشکر کو دیکھ کر بھاگ گئے اور عمیر بن تمیم کو وہاں چھوڑ گئے کیونکہ وہ بیٹھنے پر قادر نہ تھا اس لئے اس کو ٹوکری میں لٹکا دیا گیا تھا اس کو پکڑ کر دربادشاہی میں پیش کیا گیا۔ جب بادشاہ نے اس کے ساتھ گفتگو کی تو اسے معلوم ہوا کہ وہ تو بہت بڑا عالم اور صاحب ادب انسان ہے۔ اس نے بادشاہ سے کہا اے بادشاہ! تو اہل عرب پر ظلم کیوں کرتا ہے۔ بادشاہ نے جواب دیا کہ اہل عرب یہ گمان کرتے ہیں کہ ہمارا ملک عنقریب نبی آخر الزمان ﷺ کے ہاتھ میں چلا جائے گا یہ سن کر عمیر نے کہا بادشاہ کی عقل و دانش کہاں گئی ہے۔ اگر یہ خبر جھوٹی ہے تو پھر تجھے اس سے کسی نقصان کا اندیشہ نہیں اگر یہ خبر سچی ہے تو پھر ان کے غلبہ کے وقت تیرا ان پر کوئی احسان نہ ہوگا جس کا وہ تجھے بدلہ دیں گے۔ یہ سن کر بادشاہ واپس آ گیا۔

اسی طرح روایت کیا گیا ہے کہ جب عمر بن معدیکرب کو اس کے اسلام میں تردد کی وجہ سے عتاب کیا گیا تو اس نے کہا اللہ کی قسم! مجھے معلوم ہوا ہے کہ میرا یہ تردد میرے لئے بدبختی ہے کیونکہ میں محمد ﷺ کی بعثت سے قبل ہی یہ جانتا تھا کہ آپ اللہ کے سچے رسول ہیں۔ لوگوں نے پوچھا اے ابوثور! تو نے یہ کیسے جانا۔ اس نے کہا بنوزبید کے درمیان لڑائی اور جھگڑا پھوٹ پڑا حتیٰ کہ ان میں بہت زیادہ خون ریزی ہوئی۔ یہ صورت حال دیکھ کر ان کے دانشمند ایک کاہن کے پاس گئے انہیں امید تھی کہ وہ کاہن انہیں کوئی ایسی تدبیر ضرور بتائے گا جس کی وجہ سے انہیں اس مصیبت سے نجات مل جائے گی۔ کاہن نے کہا مجھے برجوں والے آسمان کی قسم! مجھے راستوں والی زمین کی قسم! گرد و غبار والی ہوا کی قسم! موجزن سمندروں کی قسم! راستوں والے پہاڑوں کی قسم، یہ شور اور یہ غوغا ایک اہم کام کی وجہ سے ہے لوگوں نے پوچھا وہ اہم معاملہ کیا ہے۔ اس نے کہا اس سے مراد کتاب ناطق اور پھاڑنے والی تلوار کے ساتھ نبی صادق ﷺ کا ظہور ہے لوگوں نے اس سے پوچھا ایسے نبی صادق ﷺ کا ظہور کہاں ہوگا اور وہ کس چیز کی طرف دعوت دیں گے اس نے کہا۔ امن و آشتی کے ساتھ ان کا ظہور ہوگا وہ فلاح و کامیابی کی طرف دعوت دیں گے وہ جوئے کے تیروں کو باطل قرار دیں گے وہ شراب نوشی، خونریزی اور دوسرے قبیح امور سے منع فرمائیں گے لوگوں نے پوچھا ایسے عظیم الشان نبی ﷺ کس کی نسل میں سے ہوں گے؟ کاہن نے جواب دیا وہ ایک معزز بزرگ کی نسل میں سے ہوں گے وہ عظیم بزرگ زمزم کے کنویں کی کھدائی کریں گے۔ وہ منڈلانے والے پرندوں اور بھوکے درندوں کو کھلانے والے ہیں۔

لوگوں نے سوال کیا اس جلیل القدر نبی ﷺ کا اسم گرامی کیا ہوگا اس نے جواب دیا ان کا اسم گرامی محمد ﷺ ہے ان کو دائمی عزت عطا ہوئی ہے۔ ان کا دشمن ہمیشہ ذلیل و رسوا ہوگا۔

اس واقعہ کو ذکر کرنے کے بعد عمر بن معدیکرب نے کہا ہے کہ ایک مرتبہ وہ ایک یہودی کی مجلس میں گیا اس کے پاس ایک راہب بیٹھا ہوا تھا اس راہب نے اس یہودی کو بتایا کہ محمد عربی ﷺ ہی وہ ذیشان نبی ہیں جن کی خبر حضرت مسیح علیہ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نہ کیا جس کی وجہ سے فرشتے نے اس دونوں برتنوں کو آپس میں ٹکرا کر توڑ دیا۔ پھر وہ بادشاہ کمرے سے باہر نکل گیا یہ بھی بادشاہ کی ہلاکت کی طرف اشارہ تھا۔

ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے ''الوفاء'' میں خالد بن وبزہ سے روایت کیا ہے یہ خالد بن وبزہ پہلے مجوسیوں کے سردار تھے پھر دولت اسلام سے مالا مال ہوئے وہ کہتے ہیں کہ جب کسریٰ سواری کرتا تھا تو اس کے ساتھ دو سوار ہوتے تھے وہ کہتے تھے: سَاعَةً فَسَاعَةً اَنْتَ عَبْدٌ وَلَسْتَ بِرَبٍّ ''قیامت، قیامت تو بندہ ہے رب نہیں ہے'' وہ اپنے سر سے اشارہ کرتا کہ ہاں ایسا ہی ہے۔

ایک دن کسریٰ اپنی سواری پر سوار ہوا ان دونوں آدمیوں نے کسریٰ کو ایسے ہی کہا لیکن اس نے کوئی جواب نہ دیا۔ ان دونوں نے یہ بات کوتوال کو بتائی۔ جب کوتوال اس کے متعلق پوچھنے کے لئے اس کے پاس گیا تو اس نے دیکھا کہ کسریٰ سو چکا ہے جب کسریٰ نے اس کے جانور کے پاؤں کی آواز کو سنا تو وہ بیدار ہو گیا کوتوال اس کے پاس گیا تو بادشاہ نے اس سے کہا تم نے مجھے بیدار کر دیا اور مجھے سونے نہیں دیا میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ مجھے سات آسمانوں کے اوپر لے جایا گیا میں بارگاہ لم یزل میں کھڑا ہو گیا۔ وہاں ایک شخص اور بھی موجود تھے انہوں نے ازار باندھ رکھا تھا ان کے پاس چادر بھی تھی اللہ تعالیٰ نے مجھ سے کہا ''میری زمین کے خزانوں کی چابیاں اسے دے دو کیا تجھے اس طرح حکمرانی کرنے کا حکم نہیں دیا گیا تھا پھر تو نے ان احکام کو کیوں تبدیل کیا میں نے کھڑا ہونے کا ارادہ کیا اور چابیاں واپس لینے کے لئے درخواست کرنا چاہی لیکن تم نے مجھے جگا دیا اور خالد بن وبزہ نے کہا ہے کہ ازار اور رداء والی شخصیت سے مراد حضور ﷺ ہیں۔''

ابن قتیبہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ کسریٰ نے کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ مجھ سے کہا جا رہا ہے کہ تم نے احکام الٰہیہ سے اپنی ہر چیز کو تبدیل کر دیا ہے اس لئے ملک کو احمد (ﷺ) کی طرف منتقل کر دیا گیا ہے وہ لوگ کسی حادثہ کے رونما ہونے کی امید رکھتے تھے حتیٰ کہ نعمان نے ان کی طرف لکھا ''تہامہ کی سرزمین پر ستارے کا طلوع ہونا خبر دیتا ہے کہ وہ زمین و آسمان کے اللہ کے نبی ﷺ ہیں۔ یہ پڑھ کر بادشاہ مضطرب ہو گیا۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا آپ ﷺ کی ذات کے ظہور کی وہ توقع رکھتے تھے۔ ابن قتیبہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ بعثت مصطفیٰ ﷺ کے وقت کئی ممالک ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہوئے لیکن روم میں کوئی شکست و ریخت نہ ہوئی اس کی وجہ یہ ہے کہ حضرت اسحٰق بن ابراہیم علیہما السلام نے ان کے لئے دعا کی تھی اور حضرت یعقوب علیہ السلام اپنے والد محترم حضرت اسحاق علیہ السلام کی دعا کی طرف آئے تو نبوت ان کی اولاد میں سے ہو گئی حضرت اسحاق علیہ السلام نے عیص کے لئے کثرت اور اضافہ کی دعا مانگی تھی۔ سارا روم آپ کی اولاد میں سے ہے فارس کی مملکت بھی ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو گئی۔ اس میں پہلی شکست و ریخت یہ ہوئی کہ شیرویہ نے اپنے باپ کو قتل کر دیا پھر اس کے ملک میں طاعون پھیل گئی جس میں بادشاہ خود بھی ہلاک ہو گیا پھر اس ملک کے بادشاہ تبدیل ہوتے رہے اور انہیں قرار نصیب نہ ہوا۔

اسی طرح یمن کا ملک بھی ٹوٹ گیا سب سے پہلے حبشہ نے سیف بن ذی یزن کو قتل کر دیا پھر ان کا معاملہ منتشر ہو گیا ہر عقالے نے اپنا بادشاہ علیحدہ بنا لیا حتیٰ کہ اسلام کا ظہور ہو گیا۔ نعمان بن منذر کے بعد مملکت حیرہ بھی ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو گئی

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تو آفتابوں کو سدھانے والا اور تنگی کو مٹانے والا ہے اور ہر ہلاک ہونے والے کو بچانے والا ہے۔ سفیان نے پوچھا اے کاہنہ تجھے اللہ کی قسم بتاؤ وہ کون ہے؟ اس نے جواب دیا وہ نبی مؤید علیہ السلام ہیں ان کے مبعوث ہونے کا وقت قریب ہے وہ سرخ اور کالے تمام لوگوں کی طرف بھیجے جائیں گے وہ ایسی کتاب کے ساتھ تشریف لائیں گے جس کو جھٹلایا نہیں جا سکے گا۔ ان کا نام نامی "محمد" علیہ السلام ہو گا۔ پھر سفیان نے پوچھا مجھے بتا کیا وہ عربی ہوں گے یا عجمی۔ کاہنہ نے کہا رفعتوں والے آسمان کی قسم! گونا گوں درختوں کی قسم! وہ معد بن عدنان کے قبیلہ سے ہوں گے۔ اے سفیان! اب تجھے مزید سوال کرنے کی ضرورت نہیں اب تیرے لئے یہی کافی ہے۔ اس کے بعد سفیان نے کاہنہ سے کوئی سوال نہ کیا۔ اس کے ہاں ایک بچے کی ولادت ہوئی اس نے اس امید پر اس کا نام محمد رکھا کہ شاید یہی وہ نبی ہو جس کا تذکرہ اس کاہنہ نے کیا تھا۔

قباث بن اشیم مشرک تھا اور غزوۂ بدر میں مسلمانوں کے خلاف معرکہ آزما ہوا پھر شکست سے دوچار ہو کر راہ فرار اختیار کی وہ کہتا ہے کہ میں غزوۂ بدر کے بعد دو دن اور دو راتیں لگا تار چلتا رہا جب تیسری رات میں نے کچھ توقف کیا تو مجھے معلوم ہوا کہ میں راہ راست سے بھٹک گیا ہوں۔ اپنی اس گمراہی کی وجہ سے میں خوفزدہ ہو کر وہیں لیٹ گیا چند لمحات مجھ پر نیند طاری ہوئی پھر میں گھبرا کر کھڑا ہو گیا میں نے حیران و پریشان ہو کر رات کو بھی سفر کرنا شروع کر دیا جب رات کا کافی حصہ گزر گیا تو میں نے دور سے ایک آگ دیکھی میں اسی آگ کی سمت چل پڑا جب میں اس آگ کے پاس آیا تو میں نے دیکھا کہ وہاں ایک خیمہ ہے جو اندر سے بالکل خالی ہے نہ ہی مجھے وہاں کوئی انسان نظر آیا اور نہ ہی آگ کو جلانے والی کسی اور ذات کو دیکھا نہ وہاں میں نے کوئی آواز سنی میرا دل دھڑکنے لگا میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے میری آنکھیں پتھرا گئیں اور میں مرعوب ہو کر وہیں کھڑا ہو گیا میں نے اچانک ایک صدائے غیبی سنی اے قباث اے قباث! مریض، تیز رفتار، راہ گم کردہ، ٹیڑھے راستے پر چلنے والے، گھٹا ٹوپ تاریکیوں کو طے کرنے والے امر متاخر کے نگہبان! میں نے کہا اے آواز دینے والے میں تیری پناہ حاصل کرتا ہوں۔ اس نے مجھے جواب دیتے ہوئے کہا آگ کے قریب ہو جا میں نے تجھے پناہ دی ہے میں آگ کے قریب ہو گیا اور اسے تاپنے لگا۔ جب میں نے خیمہ کو اندر سے دیکھا تو مجھے اس میں ایک بزرگ نظر آیا اس نے اپنا سر اپنے گھٹنوں پر رکھا ہوا تھا میں نے اس سے کہا اے چچا! تاریکی کتنی زیادہ ہو گئی ہے اس نے مجھ سے کہا میں تجھے خوش آمدید کہتا ہوں یہاں تجھے بہترین مہمان نوازی اور فارغ البالی نصیب ہو گی مجھے ذرا یہ تو بتا کہ تو قریش کے لشکر کو پیچھے کس حالت میں چھوڑ آیا ہے میں نے کہا وہ مسلمانوں کو شکست دے کر اس پر غلبہ پا چکے ہوں گے۔ اس نے کہا ہرگز نہیں اچک لینے والی بجلیوں کی قسم! گرجنے والے بادلوں کی قسم! تند و تیز آندھیوں کی قسم! سیدھے کئے ہوئے نیزوں نے ان سے خوب پیاس بجھائی ہے۔ کاٹنے والی تلواروں نے ان کو خوب کاٹا ہے جو نے ان کی لاشوں کی جستجو کی ہے۔ انہوں نے ان کی گردنوں اور ہاتھوں پر غلبہ پا لیا ہے۔ تحقیق کہنے والے نے کوئی نصیحت کر دی کاش سننے والے اس کو قبول بھی کر لیتے لیکن اللہ کے معاملہ کو رد کرنے والا کوئی نہیں پھر اس نے آہ آہ کی آواز نکالی پھر کہنے لگا "بت ٹوٹ گئے ہیں کاہن بے کار ہو گئے ہیں جنات کو تصرف سے روک دیا گیا ہے کیونکہ ایک ایسے دین کا ظہور ہو چکا ہے جو کفار کے لئے اذیت ناک ہے اے قباث! میں تینوں حجرات کی قسم اٹھاتا ہوں بلاشبہ یہ واقعات

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

السلام نے دی تھی۔

انہی بشارات میں سے ایک بشارت یہ بھی ہے کہ زہرہ بن کلاب کے ہاں ایک بچی پیدا ہوئی اس کی رنگت حد درجہ سفید تھی اس کے رخسار پر سیاہ تل تھا زہرہ بن کلاب نے اس کی رنگت کو ناپسند کیا اور اس کے تل سے بدشگونی پکڑی اس نے ایک شخص کو حکم دیا ''اسے زندہ دفن کردو'' وہ آدمی جس کو زہرہ نے یہ حکم دیا تھا وہ اس بچی کو دفنانے کے لئے چل پڑا جب وہ حجون (جگہ کا نام) کے مقام پر پہنچا تو اس نے وہاں ایک گڑھا کھودا۔ وہ اس بچی کو گڑھے میں دفن کرنا ہی چاہتا تھا کہ اس نے ایک غیبی صدا سنی جب اس شخص نے اس ہاتف غیبی کو سنا تو اس نے بچی کو گڑھے سے باہر نکال لیا اور اسے لے کر اس کے والد کے پاس چلا گیا اور اس کو تمام واقعہ کی خبر دی۔ تمام واقعہ سن کر زہرہ نے کہا اس بچی کو چھوڑ دو یہ عظیم شان کی مالک ہوگی زہرہ نے اس کا نام ''السوداء'' رکھا۔ جب وہ جوان ہوئی تو کعب بن عمرو بن تیم نے اس کے ساتھ شادی کی۔ اس میں سے اس کی اولاد ہوئی پھر السوداء نے ایک اور مرد سے شادی کر لی جس سے اس کے بہت سے لڑکے اور لڑکیاں پیدا ہوئیں۔ وہ بہت دانا، پاکباز اور محتاط تھی وہ کہانت بھی جانتی تھی۔ جب اس کے مرنے کا وقت قریب آیا تو اس نے حکم دیا کہ اس کی اولاد میں سے مردوں کو اس کے سامنے پیش کیا جائے عبداللہ بن جدعان اور ہشام بن مغیرہ وغیرہ کو اس کے سامنے پیش کیا گیا۔ اس نے اپنے ہر بچے کی خصوصیات کا ذکر کیا اور ان فضائل کا ذکر کیا جو مستقبل میں اسے حاصل ہونے والے تھے پھر اس نے حکم دیا کہ میری مؤنث اولاد کو میرے پاس حاضر کیا جائے۔ اس نے کہا کیا میری اس اولاد میں کوئی نذیرہ ہے یا عنقریب ''نذیر'' کو جنم دے گی پہلے ہالہ بنت اہیب کو اس کے سامنے پیش کیا گیا تو اس نے کہا یہ وہ نہیں ہے ان کے بطن سے حضرت حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدا ہوئے پھر اس کے سامنے ''الشفاء'' کو پیش کیا گیا اسے دیکھ کر السوداء نے کہا یہ بھی وہ نہیں انہوں نے عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جنم دیا۔ پھر حضرت آمنہ بنت وہب رضی اللہ تعالیٰ عنہا سوداء کے پاس تشریف لائیں۔ آپ کو دیکھ کر اس نے کہا لات والعزیٰ کی قسم! میری یہ بیٹی ''نذیرہ'' ہے یا یہ عنقریب ایک ایسے ''نذیر'' کو جنم دے گی۔ جو عظیم شان اور بین برھان کا مالک ہوگا اس کے بعد سوداء بن زہرہ مرگئی اس کے جنازے میں اس کی بیٹیوں، پوتیوں اور نواسیوں نے شرکت کی۔ ان میں صرف کنواری لڑکیوں کی تعداد ایک سو تھی اور شادی شدہ ان کے علاوہ تھیں۔

اسی طرح سفیان بن مجاشع التمیمی سے روایت ہے کہ اس نے اپنی قوم کے مقتولین کی دیتوں کو اپنے ذمے لے رکھا تھا۔ ایک دن وہ اس سلسلہ میں تعاون حاصل کرنے کے لئے اپنی قوم کے پاس آیا جب وہ تمیم کے ایک قبیلے کے پاس سے گزرا تو اس قبیلے کے لوگ ایک کاہنہ کے اردگرد جمع تھے وہ کہہ رہی تھی:

''جس نے اس سے پیار کیا وہ معزز ہے، جس نے اس کے ساتھ دشمنی کی وہ ذلیل ہے۔ جس نے اس سے محبت کی وہ محفوظ ہو گیا اور جس نے اس سے عداوت کی وہ رسواء ہوا۔''

سفیان نے کہا اے کاہنہ! تو کس کا تذکرہ کر رہی ہے کاہنہ نے جواب دیا میں اس ذات مقدس کا ذکر خیر کر رہی ہوں جو حل وحرم کا مالک ہے صاحب علم اور ہدایت ہے۔ حلیم اور سخت پکڑ والا ہے۔ جنگ اور سلامتی والا ہے۔ جو سرداروں کا سردار ہے۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

قبیلہ جرش کے لوگ اپنے کاہن کے پاس آئے۔ پہاڑ کے دامن میں وہ لوگ اپنے کاہن کا انتظار کرنے لگے جب آفتاب طلوع ہوا تو وہ کاہن ان لوگوں کے سامنے آیا اور اپنی کمان پر ٹیک لگا کر کھڑا ہو گیا کافی دیر تک وہ آسمان کی طرف دیکھتا رہا پھر اس نے کہا اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو عزت و اکرام سے نوازا ہے۔ انہیں منتخب فرما لیا ہے۔ ان کے قلب اطہر کو منور فرما دیا ہے۔ اے لوگو! وہ تمہارے درمیان تھوڑے عرصے کے لئے قیام فرمائیں گے۔

علامہ البرزنجی اپنی کتاب ''اَلْاِشَاعَةُ لِاَشْرَاطِ السَّاعَةِ'' میں لکھتے ہیں کہ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ میں نے ابن ہشام کی کتاب ''التیجان'' میں یہ واقعہ پڑھا ہے کہ عمر بن عامر ایک بادشاہ بھی تھا اور ایک عمر رسیدہ کاہن بھی تھا جب اس کی وفات کا وقت قریب آیا تو اس نے اپنے بھائی عمرو بن عامر سے کہا عنقریب تمہارے ان شہروں کو ہلاک کر دیا جائے گا اللہ تعالیٰ اہل یمن پر دو دفعہ ناراض ہو گا اور دو ہی مرتبہ ان پر اپنی رحمت نازل فرمائے گا پہلی ناراضگی تو یہ ہو گی کہ مأرد کا ڈیم ٹوٹ جائے گا اور اس کی وجہ سے کئی شہر برباد ہو جائیں گے اور دوسری ناراضگی یہ ہو گی کہ حبشہ کا یمن پر قبضہ ہو جائے گا۔ پہلی رحمت یہ ہو گی کہ اللہ تعالیٰ تہامہ سے ایک نبی محترم ﷺ کو مبعوث فرمائے گا ان کا اسم گرامی احمد ہو گا وہ رحمت کے ساتھ مبعوث ہوں گے اور اہل شرک پر ان کو تسلط حاصل ہو گا۔ دوسری رحمت یہ ہو گی کہ جب بیت اللہ کو خراب کر دیا جائے گا تو اللہ تعالیٰ ایک آدمی کو بھیجے گا جس کا نام شعیب بن صالح ہو گا وہ اس آدمی کو ہلاک کر دے گا جس نے بیت اللہ میں فساد بپا کیا ہو گا اس وقت یمن اور حجاز کی سرزمین کے علاوہ اور کہیں ایمان نہ ہو گا۔

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ بعثت مصطفیٰ ﷺ سے قبل ہم ایک قافلہ کے ساتھ ملک شام کی طرف جا رہے تھے۔ جب ہم ملک شام کے قریب پہنچے تو ہم نے وہاں ایک کاہنہ دیکھی اس نے ہم سے کہا ''میرا ساتھی'' میرے پاس آیا وہ آ کر میرے دروازے پر رک گیا میں نے اس سے پوچھا کیا تو آج میرے گھر نہیں آئے گا اس نے کہا اب تیرے پاس آنے کا کوئی چارہ نہیں ہے کیونکہ احمد مجتبیٰ ﷺ ایسے امر کے ساتھ مبعوث ہوئے ہیں جس کو برداشت کرنے کی کسی میں ہمت نہیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب میں شام سے واپس آیا تو مجھے معلوم ہوا کہ حضور نبی ﷺ کا ظہور ہو چکا ہے اور وہ اللہ کی طرف دعوت دے رہے ہیں۔

ابن شاہین رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے ابو خیثمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ذباب ابن الحارث نے مجھے بیان کیا ہے کہ ان کے بیٹے کے پاس ایک جن تھا جو اس کو مستقبل کی خبریں دیا کرتا تھا ایک دن وہ میرے بیٹے کے پاس آیا اور اس کو کسی چیز کی خبر دی اس نے میری طرف دیکھا اور کہنے لگا اے ذباب! تعجب خیز بات سنو محمد مصطفیٰ ﷺ لاریب کتاب کے ساتھ مبعوث ہو چکے ہیں وہ مکہ معظمہ میں لوگوں کو اللہ کی طرف دعوت دے رہے ہیں لیکن ان کی دعوت پر کوئی لبیک نہیں کہہ رہا۔ تھوڑے ہی عرصہ کے بعد میں نے سنا کہ حضور ﷺ کا ظہور مبارک ہو چکا ہے میں آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور اسلام قبول کر لیا۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تیزی سے رونما ہونے والے ہیں پھر اس نے ایک بڑی اور خوفناک چیخ ماری اور منہ کے بل گر پڑا اور اس نے آواز دی قباث! میں اس کی طرف گیا میں نے دیکھا کہ اس کی روح اس کے جسم سے پرواز کر چکی ہے میں وہاں سے جلدی جلدی نکلا اور اپنے سفر پر روانہ ہو گیا۔"

ابن درید رحمۃ اللہ علیہ نے ابن الکلبی رحمۃ اللہ علیہ سے اور وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں خنافر بن التوأم الحمیری کاہن تھا جب یمن کا وفد بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اور اسلام کا غلبہ ہوا تو اس نے چراگاہ کے اونٹوں پر غارت گری کی پھر اپنے اہل و عیال اور مال و اسباب کے ساتھ "شحر" چلا گیا زمانہ جاہلیت میں اس کے پاس ایک جن آتا تھا۔ لیکن جب سے اسلام کا ظہور ہوا تھا اس وقت سے وہ جن اس کے پاس نہیں آیا تھا۔ یہ الحمیری کاہن کہتا ہے کہ میں ایک وادی میں تھا کہ وہ جن عقاب کی طرح میرے پاس آیا اور مجھے کہنے لگا خنافر! میں نے کہا شصار! اس نے کہا میں تم سے کچھ کہنے لگا ہوں غور سے سنو میں نے کہا تم کہو میں غور سے سن رہا ہوں اس نے کہا ہر آغاز کا انجام اور ہر ابتداء کی انتہا ہے میں نے کہا ہاں۔

اس نے کہا کہ میں ابھی شام کے چند ایسے افراد کے پاس سے آیا ہوں جو حکام پر حاکم ہیں وہ ایسے کلام کو لکھ رہے تھے جو نہ تو شعر مؤلف تھا نہ ہی سجع مکلف تھا میں نے وہ کلام کان لگا کر سنا۔ پھر میں نے انہیں ڈانٹا۔ میں نے دوبارہ وہ کلام سنا میں نے ان سے پوچھا تم کیا لکھ رہے ہو اور کس چیز کی طرف تمہاری راہ نمائی کی گئی ہے انہوں نے کہا یہ ایک عظیم کلام ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوا ہے۔ اے شصار! اس کلام کو سنو اس کی تصدیق کرو صراط مستقیم پر چلو آتش جہنم سے نجات پا جاؤ گے میں نے پوچھا یہ کیسا کلام ہے انہوں نے کہا یہ کلام کفر اور ایمان کے مابین فرق کرنے والا ہے ایک رسول مکرم ﷺ اس کلام کو لے کر تشریف لائے ہیں ان کا تعلق قبیلہ مضر سے ہے۔ اہل حرم میں سے وہ مبعوث ہوئے ہیں وہ فضیلت والا کلام لے کر آئے ہیں ان کا راستہ بڑا واضح اور بین ہے ان کی کتاب میں عبرت حاصل کرنے والے کے لئے بڑی نصیحت ہے۔ میں نے پوچھا اتنا عظیم الشان کلام لے کر کون آیا ہے۔ انہوں نے کہا احمد مجتبیٰ ﷺ ان آیات بینات کے ساتھ مبعوث ہوئے ہیں اگر تو ان کی مخالفت کرے گا تو تجھے جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔ میں ایسے عظیم نبی ﷺ پر ایمان لے آیا ہوں اور تیرے پاس آیا ہوں۔

میں نے ان اونٹوں کو واپس کیا اور گھر والوں کو لے کر صنعاء میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور ان کے دست اقدس پر اسلام قبول کر لیا۔ اسی کے بارے میں میں نے کہا ہے:

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ عَادَ بِفَضْلِهٖ   وَاَنْقَذَ مِنْ لَفْحِ الْجَحِيْمِ خَنَافِرَا

"کیا تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے فضل و کرم فرمایا اور حنافر کو جہنم کی آگ کے شعلوں سے بچا لیا۔"

دَعَانِيْ شَصَارُ لِلَّتِيْ لَوْ رَفَضْتُهَا   لَاُصْلِيْتُ جَمْرًا مِنْ لَظَى الْهُوْنِ جَائِرَا

"شصار نے مجھے اس چیز کی دعوت دی کہ اگر اس سے میں انکار کرتا تو میں ضرور رسوائی کی آگ میں جل جاتا اور ظلم کرتا۔"

اسی طرح نافع جرشی کا واقعہ بھی ہے جس میں آپ ﷺ کی آمد کی بشارت دی گئی ہے۔ نافع کا تعلق قبیلہ جرش سے تھا زمانہ جاہلیت میں ان کا ایک کاہن تھا جب حضور ﷺ مبعوث ہوئے اور پورے عرب میں آپ ﷺ کی شہرت ہو گئی تو

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تعالیٰ نے ہم کو رسول کریم ﷺ اور اسلام جیسی نعمتوں سے سرفراز فرمایا پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سواد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا اے سواد اپنے اسلام لانے کا واقعہ تو بیان کرو کہ آپ کس طرح اسلام لائے۔ حضرت ابن قارب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی داستان شروع کی اے امیر المومنین! ایک رات جب میں نیند اور بیداری کے درمیان تھا تو میرے پاس میرا جن آیا اس نے مجھے اپنی ٹانگ ماری اور کہا اے سواد بن قارب! اٹھو، میری گفتگو غور سے سنو اور اگر تم عقل و دانش کے مالک ہو تو اس کو سمجھنے کی کوشش کرو بلا شبہ قبیلہ لوئ بن غالب میں رسول مکرم ﷺ مبعوث ہو چکے ہیں وہ اللہ کی طرف اور اس کی عبادت کی طرف دعوت دیتے ہیں۔ پھر اس نے یہ اشعار پڑھے: ؎

عَجِبْتُ لِلْجِنِّ وَتَطْلَابِهَا وَشَدِّهَا الْعِيسَ بِاَقْتَابِهَا

"مجھے جنات اور ان کی جستجو پر تعجب ہوا اور ان کا اونٹنیوں کو پالانوں کے ساتھ باندھنے پر تعجب ہوا۔"

تَهْوِیْ اِلٰی مَكَّةَ تَبْغِی الْهُدٰی مَا صَادِقُ الْجِنِّ كَكَذَّابِهَا

وہ مکہ میں فروکش ہوتے ہیں اور ہدایت کی جستجو کرتے ہیں جنات میں سے سچا ان میں سے جھوٹے کی طرح نہیں ہے۔"

فَارْحَلْ اِلَی الصَّفْوَةِ مِنْ هَاشِمٍ لَيْسَ قُدَّامَاهَا كَاَذْنَابِهَا

خاندان ہاشم کے برگزیدہ شخص کی طرف چلو اس کے عظیم لوگ اس کے معمولی لوگوں کی طرح نہیں ہیں۔"

میں نے اس جن کو کہا مجھے سونے دو۔ میں نے وہ ساری شب اونگھتے ہوئے گزار دی میں اپنی چارپائی سے نہ اٹھا دوسری شب وہ جن پھر میرے پاس آیا اس نے مجھے اپنی ٹانگ ماری اور کہا اے سواد بن قارب! اٹھو، میری بات کو غور سے سنو اور اگر عقل و دانش رکھتے ہو تو اس کو سمجھو قبیلہ لوئ بن غالب میں رسول کریم ﷺ کا ظہور ہو چکا ہے۔ وہ اللہ کی طرف اور اس کی عبادت کی طرف دعوت دیتے ہیں۔ پھر اس نے یہ اشعار پڑھے: ؎

عَجِبْتُ لِلْجِنِّ وَتَخْبَارِهَا وَشَدِّهَا الْعِيسَ بِاَكْوَارِهَا

"مجھے جنات اور ان کے ایک دوسرے کو خبردار کرنے پر تعجب ہوا اور اونٹوں کو ان کے کجاووں کے ساتھ باندھنے پر تعجب ہوا۔"

تَهْوِیْ اِلٰی مَكَّةَ تَبْغِی الْهُدٰی مَا مُؤْمِنُ الْجِنِّ كَكُفَّارِهَا

وہ مکہ کی جانب جاتے ہیں اور ہدایت کے خواہاں ہیں اور مومن جنات کافر جنات کی طرح نہیں ہیں۔

فَارْحَلْ اِلَی الصَّفْوَةِ مِنْ هَاشِمٍ بَيْنَ رَوَابِيْهَا وَاَحْجَارِهَا

بنو ہاشم کے پاکباز شخص کی طرف سفر کرو جو اس کے پتھروں اور اس کی چٹانوں کے درمیان سکونت پذیر ہے۔"

میں نے جن سے کہا مجھے چھوڑ دو میں سونا چاہتا ہوں دوسری رات بھی میں نے اسی طرح اونگھتے ہوئے گزار دی اور میں جن کی اس بشارت کی وجہ سے عازم سفر نہ ہوا۔ تیسری رات وہ جن پھر میرے پاس آیا اس نے مجھے اپنی ٹانگ ماری اور کہا اے سواد بن قارب! اٹھو میری گفتگو دھیان سے سنو اگر تم عقلمند ہو تو میری بات کو سمجھو بلا شبہ رسول اکرم ﷺ کا ظہور قبیلہ لوئ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پانچواں باب

اس باب میں حضور ﷺ کے متعلق ان بشارات کا تذکرہ کیا جائے گا جو جنات کی زبانوں سے سنی گئیں

حضرت سواد بن قارب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعلق حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قوم سے تھا زمانہ جاہلیت میں کاہن بھی تھے اور شاعر بھی پھر آپ نے اسلام قبول کر لیا۔ محمد بن کعب القرظی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ ایک دن حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہم میں تشریف فرما تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس سے ایک شخص کا گزر ہوا آپ سے عرض کی گئی اے امیر المؤمنین کیا آپ اس شخص کو جانتے ہیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے استفسار فرمایا یہ آدمی کون ہے؟ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بتایا گیا کہ یہ حضرت سواد بن قارب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں یہ وہ شخص ہیں جن کے پاس ان کا ایک تابع جن آیا تھا اور اس نے حضرت سواد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور ﷺ کے ظہور اقدس کی بشارت دی تھی۔

اس سے قبل ایک دن حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ منبر پر تشریف لے گئے آپ نے لوگوں کو مخاطب کر کے کہا اے لوگو! کیا تم میں سواد ابن قارب موجود ہیں کسی نے بھی جواب نہ دیا۔ جب دوسرے سال حج کا مہینہ آیا اور لوگ دور دراز سے بیت اللہ کی زیارت کے لئے مکہ معظمہ حاضر ہوئے تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پھر فرمایا اے لوگو! کیا تم میں سواد ابن قارب موجود ہیں؟ ان کے اسلام قبول کرنے کا واقعہ بہت عجیب ہے حضرت البراء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ہم اسی کیفیت میں تھے کہ حضرت سواد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بارگاہ فاروقی میں حاضر ہوئے لوگوں نے عرض کی اے امیر المومنین! یہ حضرت سواد بن قارب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے پوچھا کیا آپ سواد بن قارب ہیں انہوں نے جواب دیا ہاں! سواد بن قارب میں ہی ہوں حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا کیا جن حضور ﷺ کے ظہور کی بشارت لے کر تمہارے پاس آیا تھا؟ حضرت سواد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا ہاں میرے پاس ایک جن یہ خوش خبری لے کر آیا تھا کہ حضور ﷺ کا ظہور ہو چکا ہے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مزید سوال کیا کہ کیا آپ کاہن بھی تھے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ سوال سن کر حضرت سواد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غصہ آیا انہوں نے کہا اے امیر المومنین! جب سے میں نے اسلام قبول کیا ہے کسی شخص نے بھی اس طرح میرا استقبال نہیں کیا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا سبحان اللہ! ہم تو اس سے بھی عظیم گناہ یعنی شرک میں مبتلا تھے ایک روایت میں ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی اے مولا! ہم کو معاف فرما ہم زمانہ جاہلیت میں اس سے بھی عظیم گناہ میں مبتلا تھے ہم بتوں اور پتھروں کی پوجا کرتے تھے حتیٰ کہ اللہ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سفید کرنے والا ہو۔

وَكُنْ لِيْ شَفِيْعًا يَّوْمَ لَا ذُوْشَفَاعَةٍ   سِوَاكَ بِمُغْنٍ عَنْ سَوَادِ ابْنِ قَارِبِ

اس دن میری شفاعت فرمائیں جس دن آپ کے علاوہ اور کوئی شفاعت کرنے والا نہ ہوگا آپ ﷺ کے علاوہ سواد کی کفایت کرنے والا کوئی نہیں۔"

میرا یہ کلام سن کر حضور ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام علیہم الرضوان بہت زیادہ خوش ہوئے ان کے چہروں پر فرح و سرور کے آثار نمایاں تھے۔ اس دن حضور اکرم ﷺ کھلکھلا کر ہنس دیئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے سواد! تو دنیا و آخرت میں کامیابی پا گیا ہے۔

حضرت ابراء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ وہ حضرت سواد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جدا نہ ہوتے تھے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اے سواد! میں آپ سے یہ حدیث سننے کا بہت زیادہ خواہش مند تھا۔ کیا اب بھی آپ کے پاس وہ جن آتا ہے۔ انہوں نے کہا جب سے میں نے قرآن پاک کو پڑھنا شروع کیا ہے اس وقت سے جن میرے پاس نہیں آتا۔ قرآن پاک جنات کا بہترین عوض ہے۔ یہ واقعہ اس بات پر بھی دلالت کرتا ہے کہ جب حضرت سواد بن قارب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اس وقت حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہاں موجود نہیں تھے۔

ابن ابی الدنیا نے "ھواتف" میں اور ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت واثلہ بن الاسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ حضرت الحجاج بن علاط رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسلام لانے کا سبب یہ ہے کہ وہ اپنی قوم کے ایک قافلہ کے ساتھ مکہ کی طرف عازم سفر ہوئے۔ جب ان پر رات کی تاریکی چھائی تو انہوں نے وحشت محسوس کی حضرت الحجاج کھڑے ہو گئے اور اپنے ساتھیوں کی حفاظت کرنے لگے۔ وہ اپنی زبان سے یوں کہہ رہے تھے میں اپنے نفس کو پناہ میں دیتا ہوں میں اپنے ساتھیوں کو پناہ میں دیتا ہوں۔ اس وادی کے تمام جنات سے میں پناہ لیتا ہوں حتیٰ کہ میں اور میرا قافلہ صحیح واپس لوٹ آئے۔ اسی اثناء میں انہوں نے سنا کہ کوئی شخص بلند آواز سے قرآن پاک کی یہ آیت مبارکہ تلاوت کر رہا تھا: يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ تَنْفُذُوْا مِنْ اَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (الرحمٰن:33) "اے گروہ جن وانس اگر تم میں طاقت ہے کہ تم نکل بھاگو آسمانوں اور زمین کی سرحدوں سے۔"

جب وہ مکہ معظمہ میں پہنچے تو انہوں نے اس واقعہ کی خبر قریش مکہ کو دی انہوں نے کہا کہ یہ آیت تو اس کلام کا ایک حصہ ہے جس کے بارے میں محمد (ﷺ) یہ گمان کرتے ہیں کہ یہ کلام ان پر اترا ہے انہوں نے آپ ﷺ کے بارے میں سوال کیا تو انہیں بتایا گیا کہ آپ تو مدینہ طیبہ تشریف فرما ہیں انہوں نے مدینہ طیبہ میں حاضر ہو کر اسلام قبول کر لیا۔ احتمال یہ ہے کہ وہ ذات جس سے انہوں نے کلام مقدس کی تلاوت سنی تھی وہ جنات میں سے نہیں تھی بلکہ اس کا تعلق ملائکہ سے تھا۔

اسی طرح مدینہ طیبہ میں ایک کاہنہ تھی اس کا نام حطیمہ تھا ایک جن اس کا تابع تھا ایک دن وہ جن اس کے پاس آیا اور اس

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ابن غالب میں ہو چکا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دے رہے ہیں اور اس کی عبادت کی طرف بلا رہے ہیں پھر اس نے یہ اشعار پڑھے:۔

عَجِبْتُ لِلْجِنِّ وَتَجَسَّاسِهَا ۔ وَشَدِّهَا الْعِيسَ بِاَحْلَاسِهَا

"مجھے جنات اور ان کی جستجو پر تعجب ہوا اور اونٹوں کو کجاووں کے ساتھ باندھنے پر تعجب ہوا۔

تَهْوِیْ اِلٰی مَكَّةَ تَبْغِی الْهُدٰی ۔ مَا خَيْرُ الْجِنِّ كَاَنْجَاسِهَا

وہ مکہ کی طرف جاتے ہیں اور ہدایت طلب کرتے ہیں اچھے جن بروں کی طرح نہیں ہیں۔

فَارْحَلْ اِلَی الصَّفْوَةِ مِنْ هَاشِمٍ ۔ وَاسْمُ بِعَيْنَيْكَ اِلٰی رَاْسِهَا

تو بنو ہاشم کے برگزیدہ شخص کی طرف سفر کرو اور اپنی آنکھوں کو ان کے سردار کی طرف بلند کرو۔"

میں اپنے جن کا یہ پیغام سن کر کھڑا ہو گیا میں نے سوچا کہ اللہ تعالیٰ نے میرے دل کو تقویٰ کے لئے چن لیا ہے میں اپنی اونٹنی پر سوار ہو کر مکہ مکرمہ میں آ گیا میں نے دیکھا کہ حضور نبی کریم ﷺ تشریف فرما ہیں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ ﷺ کے ارد گرد حلقہ بنائے بیٹھے ہوئے ہیں۔ جب سرور دو جہاں ﷺ کی نظر مبارک مجھ پر پڑی تو آپ نے فرمایا اے سواد بن قارب! میں تجھے خوش آمدید کہتا ہوں ہمیں یہ بھی معلوم ہے کہ تمہیں کون یہاں لے کر آیا ہے میں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میں نے آپ ﷺ کی توصیف میں چند اشعار لکھے ہیں اگر اجازت ہو تو عرض کروں آپ ﷺ نے مجھے اجازت مرحمت فرمائی میں نے یہ اشعار بطور ہدیہ عقیدت پیش کئے:۔

اَتَانِیْ رَئِیِّیْ بَعْدَ لَيْلٍ وَ هَجْعَةٍ ۔ وَلَمْ يَكُ فِيْمَا قَدْ بَلَوْتُ بِكَاذِبٍ

"رات کے وقت نیند کے بعد میرے پاس میرا جن آیا میں نے اس جن کو کئی بار آزمایا تھا وہ جھوٹا نہیں تھا۔

ثَلَاثَ لَيَالٍ قَوْلُهٗ كُلَّ لَيْلَةٍ ۔ اَتَاكَ رَسُوْلٌ مِّنْ لُؤَیِّ بْنِ غَالِبٍ

تین رات برابر وہ جن میرے پاس آتا رہا اور کہتا رہا کہ قبیلہ لوئ بن غالب میں رسول کریم تشریف لا چکے ہیں۔

فَشَمَّرْتُ عَنْ ذَيْلِ الْاِزَارِ وَوَسَّطَتْ ۔ بِیَ الذِّعْلَبُ الْوَجْنَاءُ بَيْنَ السَّبَاسِبِ

میں نے اپنے ازار کا پہلو اٹھا لیا اور مجھے تیز رفتار اونٹنی بیابان کے درمیان لے گئی۔

فَاَشْهَدُ اَنَّ اللّٰهَ لَا رَبَّ غَيْرُهٗ ۔ وَاَنَّكَ مَاْمُوْنٌ عَلٰی كُلِّ غَائِبٍ

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے اور آپ ہر قسم کے علم غیب کے امین ہیں۔

وَاَنَّكَ اَدْنَی الْمُرْسَلِيْنَ وَسِيْلَةً ۔ اِلَی اللّٰهِ يَابْنَ الْاَكْرَمِيْنَ الْاَ طَايِبِ

آپ ﷺ اللہ کی بارگاہ میں وسیلہ کی رو سے تمام مرسلین سے بالاتر ہیں اے معزز ترین اور پاکیزہ ترین افراد کے نور نظر۔

فَمُرْ بِمَا يَاْتِيْكَ يَا خَيْرَ مُرْسَلٍ ۔ وَاِنْ كَانَ فِيْمَا جَاءَ شَيْبُ الذَّوَائِبِ

اے خیر الانبیاء! اس پیغام کا ہمیں حکم دیجئے جو آپ کے پاس آیا ہے۔ اگر چہ وہ پیغام اپنی شدت کے لحاظ سے بالوں کو

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

میں جاہلوں میں سے ہو جاؤں۔

میں نے حضرت ہود علیہ السلام سے بھی ملاقات کا شرف حاصل کیا ہے۔ میں انہیں بھی وہ بددعا یاد کرواتا رہا جو انہوں نے اپنی قوم کے لئے کی تھی حتیٰ کہ وہ بھی رو پڑتے اور مجھے بھی رلا دیتے وہ بھی یہی فرماتے کہ اللہ کی قسم میں نادم ہوں اور میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں کہ میں جاہلوں میں سے ہو جاؤں۔ میں نے حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام سے بھی ملاقات کا شرف حاصل کیا ہے جب انہیں منجنیق میں بٹھا کر آگ میں پھینکا گیا تو میں ان کے اور زمین کے درمیان تھا۔ جب وہ آگ میں تشریف فرما تھے تو میں اس وقت بھی ان کے ساتھ تھا۔ جب حضرت یوسف علیہ السلام کو کنویں میں پھینکا گیا تو میں ان کے ساتھ بھی تھا میں ان سے قبل کنویں کی گہرائی میں چلا گیا تھا میں نے حضرت موسیٰ بن عمران علیہ السلام سے بھی شرف لقاء حاصل کیا ہے میں حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کی معیت میں بھی رہا ہوں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا تھا کہ اگر تم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سے ملاقات کا شرف حاصل کرو تو میری طرف سے انہیں سلام عرض کرنا۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا ان پر بھی سلام ہو اور تجھ پر بھی! اب بتاؤ تجھے مجھ سے کیا حاجت ہے۔ اس بوڑھے جن نے کہا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے مجھ کو تورات کی تعلیم دی تھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے مجھ کو انجیل سکھائی تھی آپ ﷺ مجھے قرآن پاک کی تعلیم دیں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے اس جن کو قرآن پاک کی تعلیم دی پھر آقائے دو جہاں ﷺ کا وصال ہو گیا اس کے بعد وہ جن ہمارے پاس نہ آیا نہ ہی ہم نے اس کو کہیں دیکھا اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ آیا وہ مر چکا ہے یا زندہ ہے۔ روایت میں ہے کہ نبی آخر الزمان ﷺ نے اس کو سورۃ الواقعہ، سورۃ عم یتساء لون، اِذَا الشمس کوّرت، سورۃ الکافرون، سورۃ اخلاص اور معوذتین کی تعلیم دی تھی۔

انہیں بشارات میں سے ایک بشارت یہ بھی ہے کہ حضرت تمیم داری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب تاجدار مدینہ ﷺ مبعوث ہوئے اس وقت میں شام میں تھا میں کسی ضرورت کے لئے اس شہر سے باہر نکلا شہر سے باہر ہی رات کی تاریکی چھا گئی میں نے کہا "میں اس وادی کے عظیم جن کی پناہ میں ہوں" جب میں نے وہاں لیٹ کر سونے کا ارادہ کیا تو ایک ندا دینے والے نے یوں ندا دی "اللہ رب العزت سے پناہ حاصل کرو جن اللہ کے خلاف کسی کو کوئی پناہ نہیں دے سکتے۔" میں نے اس ہاتف غیبی سے کہا تیرا اس قول سے مقصد کیا ہے۔ اس نے کہا حضور ﷺ کا ظہور ہو چکا ہے ہم نے مقام "الحجون" میں آپ کی اقتداء میں نماز ادا کی ہے ہم نے اسلام قبول کیا ہے اور آپ ﷺ کی اتباع کی ہے۔ اب جنات کا مکر و فریب ختم ہو گیا ہے اب انہیں آگ کے انگاروں کا سامنا کرنا پڑتا ہے محمد مصطفیٰ ﷺ کی بارگاہ میں جاؤ اور مشرف باسلام ہو جاؤ۔ صبح کے وقت میں نے راہب کو تمام صورت حال بتائی۔ تمام واقعہ سن کر راہب نے کہا انہوں نے تیرے ساتھ سچ بولا ہے۔ ہم اپنی کتب میں بھی ان کا تذکرہ پاتے ہیں ایک حرم (مکہ معظمہ) سے ان کا ظہور ہو گا اور دوسرا حرم (مدینہ طیبہ) ان کی ہجرت گاہ ہو گا۔ وہ تمام انبیاء سے بہترین ہیں۔ ان سے آگے کبھی نہ بڑھنا، حضرت تمیم انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں مکہ معظمہ میں آیا اس وقت آپ ﷺ پوشیدہ تبلیغ فرماتے تھے میں بھی آپ کی ذات پر ایمان لے آیا۔ ایک قول کے مطابق حضرت تمیم رضی اللہ تعالیٰ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کے گھر کی دیوار پر بیٹھ گیا اس عورت نے اس جن سے کہا تجھے آج کیا ہوا ہے کہ تو آج میرے گھر میں داخل ہی نہیں ہو رہا تا کہ ہم گفتگو کریں اس جن نے عورت سے کہا مکہ مکرمہ میں نبی کریم ﷺ کا ظہور ہو چکا ہے وہ بدکاری کو حرام قرار دیں گے۔ اس عورت نے یہ خبر اہل مدینہ کو سنائی۔ یہ وہ پہلی خبر تھی جو اہل مدینہ نے حضور ﷺ کے متعلق سنی تھی۔

ابن سعد، امام احمد، امام الطبرانی، امام البیہقی اور ابو نعیم رحمہم اللہ تعالیٰ نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ کے متعلق پہلی خبر جو مدینہ طیبہ میں پہنچی وہ یہ تھی کہ مدینہ طیبہ کی ایک عورت تھی ایک جن اس کا تابع تھا ایک دن وہ جن ایک پرندے کی شکل میں متشکل ہو کر آیا اور اس عورت کے گھر کی دیوار پر بیٹھ گیا اس عورت نے اس جن سے کہا ''نیچے آ جاؤ'' اس جن نے جواب دیا نہیں اب میں نیچے نہیں آؤں گا مکہ معظمہ میں نبی کریم ﷺ مبعوث ہو چکے ہیں۔ انہوں نے ہم کو شہر میں قیام کرنے سے منع فرما دیا اور ہم پر بدکاری کو حرام قرار دیا ہے۔

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے ارطاۃ بن المنذر سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ضمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا ہے وہ فرماتے تھے کہ مدینہ طیبہ میں ایک عورت تھی۔ اس کے پاس ایک جن آیا کرتا تھا۔ پھر کچھ مدت گزر گئی وہ جن اس کے پاس نہ آیا۔ ایک دن وہ جن اس عورت کے مکان پر آیا اور روشندان میں سے جھانکنے لگا اس عورت نے اس سے پوچھا اس سے پہلے تو کبھی بھی روشن دان میں سے نہیں جھانکتا تھا اس جن نے جواب دیا مکہ معظمہ میں نبی کریم ﷺ کا ظہور ہو چکا ہے میں نے اس کلام مقدس کو سنا ہے جو وہ لے کر آئے ہیں۔ انہوں نے ہم پر زنا کو حرام کر دیا ہے فَعَلَيْكِ السَّلَامُ'' تجھ پر سلامتی ہو۔''

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ مدینہ طیبہ کی بلند جگہ پر تشریف فرما تھے میں بھی آپ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر تھا ہم نے دیکھا کہ ایک بوڑھا اپنے عصا پر ٹیک لگاتا ہوا آپ ﷺ کی سمت بڑھ رہا ہے۔ اسے دیکھ کر حضور ﷺ نے فرمایا اس کی چال کو دیکھ کر یہ جنات میں سے محسوس ہوتا ہے کچھ دیر کے بعد وہ بوڑھا بارگاہ رسالت میں حاضر ہو گیا اور آپ کو سلام عرض کیا آپ ﷺ نے اس کی آواز کو سن کر فرمایا کہ اس کی آواز بھی جنوں جیسی ہے۔ اس بوڑھے نے کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم آپ نے سچ فرمایا ہے میرا تعلق جنات سے ہی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا تو کون سے جنات میں سے ہے؟ اس نے عرض کی میرا نام ہامہ بن لاقیس بن ابلیس ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تیرے درمیان اور شیطان کے درمیان صرف دو باپوں کا فرق ہے۔ اس نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم آپ نے سچ فرمایا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا'' تیری عمر کتنی ہے؟'' اس نے عرض کی میری عمر اس دنیا سے تھوڑی ہی کم ہے۔ جس رات قابیل نے ہابیل کو قتل کیا اس رات میں چند سال کا بچہ تھا میں ٹیلوں پر سے جھانکتا تھا۔ میں اس وقت اُلو کا شکار کرتا تھا اور لوگوں کے درمیان چغل خوری کرتا تھا۔ حضور اکرم ﷺ نے یہ سن کر فرمایا'' تیرے اعمال کتنے برے تھے'' اس جن نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم مجھ پر عتاب نہ فرمائیں میں ان خوش قسمت لوگوں میں سے ہوں جو حضرت نوح علیہ السلام پر ایمان لے آئے تھے میں انہیں ہمیشہ وہ بددعا یاد کرواتا رہا جو انہوں نے اپنی قوم کے لئے مانگی تھی حتیٰ کہ وہ بھی گریہ بار ہو جاتے اور مجھے بھی رلا دیتے۔ پھر حضرت نوح علیہ السلام فرماتے اللہ کی قسم! اب میں شرمسار ہوں میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں کہ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

عُذْ یَا فَتٰی بِاللّٰهِ ذِی الْجَلَالِ وَالْمَجْدِ وَالنَّعْمَاءِ وَالْاَفْضَالِ

"اے نوجوان اللہ رب العزت سے پناہ حاصل کر وہ اللہ تعالیٰ جو بزرگی والا اور فضل و کرم کرنے والا ہے۔

وَمُنَزِّلِ الْحَرَامِ وَالْحَلَالِ وَاقْرَأْ آيَاتٍ مِّنَ الْاَنْفَالِ

وہی حلال اور حرام کو نازل کرنے والا ہے اور سورۃ الانفال کی آیات کی تلاوت کرو۔

وَوَحِّدِ اللّٰهَ وَلَا تُبَالِ قَدْ صَارَ كَيْدُ الْجِنِّ فِي سَفَالِ

اللہ تعالیٰ کی توحید کا اقرار کرلے اور کسی کی پرواہ نہ کر جنوں کی تدبیر ناکام ہو چکی ہے۔

میں نے اس صدا دینے والے سے کہا:

يَا اَيُّهَا الْهَاتِفُ مَا تَقُوْلُ اَ رُشْدٌ عِنْدَكَ اَمْ تَضْلِيْلُ

وَبَيِّنْ لَنَا هُدِيْتَ مَا السَّبِيْلُ

اے غیبی صدا لگانے والے تو کیا کہتا ہے کیا تیرے پاس ہدایت ہے یا گمراہی ہے اور ہمارے لئے بیان کر کہ ہدایت کا راستہ کیا ہے۔"

اس نے جواب میں کہا:

جَآءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ذُوالْخَيْرَاتِ بِيَثْرَبَ يَدْعُوْ اِلَى النَّجَاةِ

"خیرات و بھلائی والے رسول مکرم ﷺ یثرب میں تشریف لا چکے ہیں وہ نجات کی طرف دعوت دے رہے ہیں۔

جَآءَ بِيٰسٓ وَ حَامِيْمَاتٍ وَسُوَرٍ بَعْدَ مُفَصَّلَاتٍ

وہ سورہ یٰسین اور حم والی سورتیں لے کر آئے ہیں اور مفصلات کے بعد اور بھی کئی سورتیں آپ کے پاس ہیں۔

مُحَرِّمَاتٍ وَ مُحَلِّلَاتٍ يَاْمُرُنَا بِالصَّوْمِ وَالصَّلَاةِ

وہ سورتیں حلال اور حرام کرنے والی ہیں وہ ہمیں نماز اور روزے کا حکم دیتے ہیں۔

وَيَزَعُ النَّاسَ عَنِ الْهِنَاتِ قَدْ كُنَّ فِي الْاِسْلَامِ مُنْكَرَاتٍ

وہ لوگوں کو بدکاریوں سے دور فرمائیں گے تمام بدکاری اسلام میں برائیاں ہیں۔"

میں نے کہا اگر کوئی ایسا آدمی ہو جو میرے یہ اونٹ میرے اہل خانہ تک پہنچا دے تو میں ابھی ان کی بارگاہ میں جا کر اسلام قبول کر لیتا ہوں اس آواز دینے والے نے کہا یہ ذمہ داری میں اٹھاتا ہوں آپ کے اونٹ آپ کے گھر تک پہنچ جائیں گے۔

میں اپنے ایک اونٹ پر سوار ہوا اور مدینہ طیبہ حاضر ہو گیا میں نے لوگوں کو دیکھا وہ نماز جمعہ ادا کرنے میں مصروف تھے۔ جب میں اپنی اونٹنی کو بٹھا رہا تھا تو حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میرے پاس تشریف لائے اور مجھے فرمایا: "رسول کریم ﷺ کا تیرے لئے حکم یہ ہے کہ تو جلدی مسجد میں داخل ہو جا" جب میں مسجد نبوی میں داخل ہوا تو آپ ﷺ نے مجھے دیکھ کر فرمایا "جس بوڑھے نے تیرے اونٹوں کو تیرے گھر تک پہنچانے کی ذمہ داری اٹھائی ہے اس نے تیرے ساتھ کیا کیا ہے" پھر آپ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

عنہ ہجرت کے بعد مدینہ طیبہ میں حاضر ہوئے کیونکہ آپ نے 9ھ میں اسلام قبول کیا تھا۔

اسی طرح حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ بنو تمیم کے ایک شخص نے اپنے اسلام لانے کا واقعہ اس طرح بیان کیا ہے کہ ایک رات میں ریت کے ایک ٹیلے کے پاس سے گزر رہا تھا کہ مجھ پر نیند غالب آ گئی میں اپنی سواری سے اترا۔ اپنی سواری کو ایک طرف باندھا اور سونے کا ارادہ کیا سونے سے پہلے میں نے کہا "میں اس وادی کے عظیم جن کی پناہ حاصل کرتا ہوں۔" میں نے خواب میں ایک شخص کو دیکھا جس کے ہاتھ میں نیزہ تھا۔ وہ اس نیزے کو میری اونٹنی کے حلق میں مارنا چاہتا تھا۔ میں گھبرا کر نیند سے بیدار ہو گیا میں نے دائیں بائیں دیکھا لیکن مجھے کوئی چیز نظر نہ آئی۔ میں نے کہا "یہ میرا خواب ہے" میں پھر سو گیا خواب میں پھر میں نے سابقہ منظر ہی دیکھا میں خوفزدہ ہو کر بیدار ہو گیا۔ اس وقت میں نے دیکھا کہ میری اونٹنی پر لرزہ طاری ہے لیکن میں نے کوئی پرواہ نہ کی میں پھر سو گیا میں نے پھر خواب میں وہی ہیبت ناک منظر دیکھا۔ میں اس عجیب خواب کو دیکھ کر بیدار ہو گیا میں نے دیکھا کہ میری اونٹنی کانپ رہی ہے۔ جب میں نے ذرا غور سے دیکھا تو مجھے اسی طرح کا ایک نوجوان نظر آیا جس طرح کا نوجوان میں نے خواب میں دیکھا تھا۔ اس کے ہاتھ میں بھی نیزہ تھا ایک بوڑھے شخص نے اس جوان کے ہاتھوں کو پکڑ رکھا تھا۔ وہ اسے میری اونٹنی سے دور ہٹا رہا تھا۔ وہ دونوں اسی بات پر جھگڑا کر رہے تھے۔ اسی اثناء میں وہاں تین جنگلی بیل آ گئے۔ اس بزرگ نے جوان سے کہا جاؤ اور جا کر ان بیلوں میں سے جس کو چاہو اس اونٹنی کا عوض لے لو۔ یہ سن کر وہ جوان کھڑا ہو گیا اور ان بیلوں میں سے ایک بیل کو پکڑ کر وہاں سے چلا گیا پھر وہ بزرگ میری طرف متوجہ ہوا اور اس نے کہا اے نوجوان! جس کسی وادی میں تمہارا قیام ہو اور تمہیں اس وادی میں سے کچھ خطرہ ہو تو یہ کہا کرو: اَعُوْذُ بِاللّٰہِ رَبِّ مُحَمَّدٍ مِنْ ھَوْلِ ھٰذَا الْوَادِیْ "" میں اس وادی کے خطرات سے رب محمد ﷺ کی پناہ حاصل کرتا ہوں۔"

کسی بھی جن سے پناہ حاصل نہ کیا کرو۔ اب جنات کے معاملات باطل ہو چکے ہیں میں نے اس بزرگ سے پوچھا یہ محمد (ﷺ) کون ہیں اس نے کہا وہ نبی کریم ﷺ ہیں وہ نہ شرقی ہیں نہ ہی غربی ہیں میں نے کہا ان کا مسکن کہاں ہے۔ اس بزرگ نے کہا وہ کھجوروں والی سرزمین یثرب میں تشریف فرما ہیں میں اپنی اونٹنی پر سوار ہو کر مدینہ طیبہ کی طرف عازم سفر ہوا حتیٰ کہ میں مدینہ طیبہ پہنچ گیا میں نے رسول کریم ﷺ کی زیارت کی آپ نے میرے ساتھ رونما ہونے والا تمام واقعہ مجھ سے پہلے ہی سنا دیا آپ ﷺ نے مجھے اسلام کی دعوت دی میں نے آپ کی اس دعوت پر لبیک کہا۔

امام الطبرانی، ابونعیم اور ابن عساکر رحمہم اللہ تعالیٰ نے بیان کیا ہے کہ حضرت خریم بن فاتک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اپنے ایک اونٹ کو تلاش کرنے کے لئے اپنے گھر سے نکلا۔ جب میں نے اس اونٹ کو تلاش کر لیا تو میں نے سونے کا ارادہ کیا۔ ہمارا یہ دستور تھا کہ ہم جب بھی کسی وادی میں قیام کرتے تو کہتے "ہم اس وادی کے عظیم جن کی پناہ حاصل کرتے ہیں" میں نے اپنی اونٹنی کے ساتھ ٹیک لگائی اور کہا "میں اس وادی کے عظیم جن کی پناہ لیتا ہوں۔" جب میں نے یہ کہا تو مجھے غیبی آواز سنائی دی:

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کوئی پرواہ نہ تھی۔ جب میں ایک وادی میں پہنچا تو وہاں میں نے ایک لومڑی کو دیکھا۔ جس پر ایک زہریلا سانپ لپٹا ہوا تھا اور وہ لومڑی تیزی سے دوڑ رہی تھی میں نے پتھر اٹھایا اور سانپ کی طرف پھینک دیا میرا پتھر نشانے پر لگا اور سانپ کئی ٹکڑوں میں منقسم ہو کر تڑپنے لگا میں نے کھڑے ہو کر اس سانپ کو دیکھا۔ اسی دوران میں نے ایک غیبی آواز کو سنا وہ آواز اتنی قبیح تھی کہ اس سے قبل میں نے اتنی قبیح آواز نہیں سنی تھی، کوئی کہنے والا کہہ رہا تھا " تیرے لئے ہلاکت ہو تو نے ایک سردار کو قتل کر دیا ہے اور ایک قوی کو تکلیف دی ہے" پھر اس صدا لگانے والے نے کہا اے داثر! اے داثر! اس وادی کے دوسرے کنارے سے ایک جواب دینے والے نے جواب دیا لبیک لبیک " میں حاضر ہوں" اس ہاتف غیبی نے کہا۔ بنو غدافر کے پاس جاؤ اور انہیں اطلاع دو کہ ایک کافر نے کیا کر دیا ہے۔ میرے خالو نے جواب دیا " مجھے اس کا علم نہ تھا میں تیری پناہ حاصل کرتا ہوں تو مجھے پناہ دے دے اس نے کہا ہرگز نہیں حرم امین کی قسم! میں اس شخص کو پناہ نہیں دے سکتا جس نے مسلمانوں کو قتل کیا ہو اور جس نے اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کی عبادت کی ہو۔" میرے خالو کہتے ہیں کہ میں نے بلند آواز سے کہا " میں اسلام قبول کرتا ہوں" ہاتف غیبی آئی اگر تو نے اسلام قبول کر لیا ہے تو تجھ سے قصاص ساقط ہو گیا میں تمہیں چھوڑ دوں گا ورنہ چھٹکارا حاصل کرنے کی کوئی سبیل نہیں ہے۔ میں نے کہا اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ. اس نے کہا تو ہدایت پا گیا ہے اور نجات حاصل کر گیا ہے اگر تو ایسا نہ کرتا تو میں تجھے ہلاک کر دیتا۔ تو جس طرف سے آیا ہے اسی طرف چلا جا میں انہیں پاؤں پر واپس پلٹ آیا جب میں واپس پلٹا تو ہاتف غیبی سے آواز آ رہی تھی " تیز رفتار بھیڑیئے پر سوار ہو جا۔ وہ تجھے بلند ٹیلے پر پہنچا دے گا۔ وہاں ابو عامر ہو گا جو شکست خوردہ قوم کا تعاقب کر رہا ہو گا۔" میرے خالو کہتے ہیں کہ جب میں نے ذرا غور سے دیکھا تو وہاں ایک بھیڑیا کھڑا تھا جو شیر کی طرح قوی اور بہادر تھا میں اس پر سوار ہو گیا۔ وہ مجھے اٹھا کر تیزی سے دوڑنے لگا حتیٰ کہ وہ ایک عظیم ٹیلے کے پاس پہنچ گیا۔ جب وہ ٹیلے کی چوٹی پر پہنچا تو وہاں سے میں مسلمانوں کے گھوڑوں کو دیکھ سکتا تھا میں اس بھیڑیئے سے نیچے اترا اور گھاٹی میں سے ہوتا ہوا مسلمانوں کی جانب بڑھنے لگا۔ جب میں لشکر اسلام کے قریب پہنچا تو اس میں سے ایک سوار نکلا جو تیر کی طرح تیز تھا اس نے مجھ سے کہا اپنے ہتھیار پھینک دو ورنہ میں تجھے واصل جہنم کر دوں گا۔ میں نے اپنے ہتھیار پھینک دیئے اس مجاہد نے کہا تو کون ہے میں نے کہا " میں مسلمان ہوں" اس مجاہد نے کہا اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ میں نے کہا وَعَلَیْکَ السَّلَامُ وَالرَّحْمَةُ وَالْبَرَکَةُ. تم میں سے ابو عامر کون ہے۔ اس نے جواب دیا ابو عامر تو میں ہی ہوں میں نے کہا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ. اس مجاہد نے جواب دیا تجھے کسی قسم کے نقصان کا کوئی اندیشہ نہیں کرنا چاہئے یہ تمام مجاہدین تیرے مسلمان بھائی ہیں۔ میں نے ٹیلے کی چوٹی پر تجھے دیکھا تو تیرے پاس سواری تھی اب تیری سواری کہاں ہے۔ میں نے اس کو اپنی تمام داستان سنا دی جس کو سن کر اس نے بڑے تعجب کا اظہار کیا۔ میں بھی مسلمانوں کے ساتھ چلنے لگا وہ قبیلہ ہوازن کا تعاقب کر رہے تھے حتیٰ کہ انہوں نے اپنے مقصد کو حاصل کر لیا۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابو محمد الکوفی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا ہے کہ جب حضور سرور کائنات ﷺ نے ہجرت کرنے کا ارادہ فرمایا تو لوگوں نے مکہ معظمہ میں ایک آواز کو سنا کوئی صدا لگانے والا یوں صدا لگا رہا تھا:

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ﷺ نے خود ہی ارشاد فرمایا ''اس بزرگ نے اپنی امانت صحیح طریقہ سے ادا کر دی ہے۔''

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے قیس بن ربیع سے روایت کرتے ہوئے اشعار کے بعد حضرت خریم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس قول کا اضافہ کیا ہے'' میں نے اس صدا لگانے والے سے پوچھا خدا تم پر رحم کرے تم کون ہو۔'' اس نے جواب دیا میں عمرو بن اثال ہوں۔ میں حضور ﷺ کی طرف سے نجد کے مسلمان جنوں پر عامل ہوں میں آپ کے واپس آنے تک آپ کے اونٹوں کی کفایت کروں گا۔

اللہ رب العزت نے نبی کریم ﷺ کو لوگوں کی اس عادت سے بھی آگاہ فرمایا جس کو آپ ﷺ کی بعثت سے قبل انہوں نے اپنا رکھا تھا۔ لوگوں کی عادت یہ تھی کہ جب وہ کسی ہولناک جگہ پر قیام کرتے تو وہ یہ کہتے ہم اس وادی کے بے وقوفوں کے شر سے اس وادی کے سردار کی پناہ حاصل کرتے ہیں۔ ارشاد ربانی ہے:

وَاَنَّهٗ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْاِنْسِ يَعُوْذُوْنَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ

''اور یہ کہ انسانوں میں سے چند مرد پناہ لینے لگے جنات میں سے چند مردوں کی۔''

تو حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میرے پاس تشریف لائے اور مجھے فرمایا: ''رسول کریم ﷺ کا تیرے لئے حکم یہ ہے کہ تو جلدی مسجد میں داخل ہو جا'' جب میں مسجد نبوی میں داخل ہوا تو آپ ﷺ نے مجھے دیکھ کر فرمایا ''جس بوڑھے نے تیرے اونٹوں کو تیرے گھر تک پہنچانے کی ذمہ داری اٹھائی ہے اس نے تیرے ساتھ کیا کیا ہے'' پھر آپ ﷺ نے خود ہی ارشاد فرمایا ''اس بزرگ نے اپنی امانت صحیح طریقہ سے ادا کر دی ہے۔''

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے قیس بن ربیع سے روایت کرتے ہوئے اشعار کے بعد حضرت خریم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس قول کا اضافہ کیا ہے'' میں نے اس صدا لگانے والے سے پوچھا خدا تم پر رحم کرے تم کون ہو۔'' اس نے جواب دیا میں عمرو بن اثال ہوں۔ میں حضور ﷺ کی طرف سے نجد کے مسلمان جنوں پر عامل ہوں میں آپ کے واپس آنے تک آپ کے اونٹوں کی کفایت کروں گا۔

اللہ رب العزت نے نبی کریم ﷺ کو لوگوں کی اس عادت سے بھی آگاہ فرمایا جس کو آپ ﷺ کی بعثت سے قبل انہوں نے اپنا رکھا تھا۔ لوگوں کی عادت یہ تھی کہ جب وہ کسی ہولناک جگہ پر قیام کرتے تو وہ یہ کہتے ہم اس وادی کے بے وقوفوں کے شر سے اس وادی کے سردار کی پناہ حاصل کرتے ہیں۔ ارشاد ربانی ہے: وَاَنَّهٗ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْاِنْسِ يَعُوْذُوْنَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ۔ ''اور یہ کہ انسانوں میں سے چند مرد پناہ لینے لگے جنات میں سے چند مردوں کی۔''

یعنی جب وہ لوگ دوران سفر کسی خوفناک جگہ پر قیام کرتے تو ہر شخص یہ کہتا میں اس وادی کے شریر لوگوں سے اس وادی کے سردار کی پناہ حاصل کرتا ہوں۔ اسی چیز نے جنات کے غرور اور تکبر میں اضافہ کیا اور وہ کہتے تھے ہم جن وانس کے سردار ہیں۔

حضرت ربیعہ بن ابی براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میرے خالو نے مجھے بتایا ہے کہ جب غزوۂ حنین کے دن اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو ہم پر غلبہ عطا فرمایا تو ہم تمام وادیوں میں بکھر گئے۔ اس کیفیت میں کسی دوست کو اپنے کسی جگری یار کی

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

"اللہ تعالیٰ جولوگوں کا پروردگار ہے وہ ان دوساتھیوں کو بہترین جزاء دے جنہوں نے ام معبد کے خیمہ میں نزول اجلال فرمایا ہے۔"

هُمَا نَزَلَاهَا بِالْهُدٰى وَاهْتَدَتْ بِهٖ فَقَدْ فَازَ مَنْ اَمْسٰى رَفِيْقَ مُحَمَّدٖ

ان دونوں نے وہاں ہدایت کے ساتھ قیام فرمایا ہے اور ام معبد نے بھی ہدایت پالی ہے جو بھی محمد ﷺ کا ساتھی بن گیا وہ کامیاب ہو گیا۔

فَيَا لِقُصَيٍّ مَا زَوَى اللّٰهُ عَنْكُمْ بِهٖ مِنْ فَعَالٍ لَا تُجَازٰى وَسُؤْدَدٖ

اے قصی! اللہ تعالیٰ نے تم سے کوئی ایسا کام چھپا کر نہیں رکھا جس کی جزا نہ دی جاتی ہو اور نہ ہی سرداری کو چھپا کر رکھا۔

لِيَهْنِ بَنِىْ كَعْبٍ مَقَامُ فَتَاتِهِمْ وَمَقْعَدُهَا لِلْمُؤْمِنِيْنَ بِمَرْصَدٖ

بنوکعب کو مبارک ہو کہ ان کی خواتین کی نشست و برخاست کے مومنین پناہ گاہ ہیں۔

سَلُوْا اُخْتَكُمْ عَنْ شَاتِهَا وَاِنَائِهَا فَاِنَّكُمْ اِنْ تَسْأَلُوْا الشَّاةَ تَشْهَدٖ

اپنی بہن سے اس کے برتن اور اس کی بکری کے متعلق سوال کرو اگر تم اس کی بکری سے سوال کرو گے تو وہ بھی گواہی دے گی۔

دَعَاهَا بِشَاةٍ حَائِلٍ فَتَحَلَّبَتْ لَهٗ بِصَرِيْحٍ صَرَّةَ الشَّاةِ مُزْبَدٖ

آپ نے اس کی بکری بلائی پھر آپ کے لئے اس بکری کی کھیری سے مکھن آمیز دودھ نکالا گیا۔

فَغَادَرَهَا رِهْنًا لَدَيْهَا بِحَالِبٍ يُرَدِّدُهَا فِىْ مَصْدَرٍ ثُمَّ مَوْرِدٖ

آپ نے اس بکری کو اس کے مالک کے لئے باقی رکھا۔ وہ شخص بکریوں کو کبھی چراگاہ پر اور کبھی گھر سے کر جاتا تھا۔"

حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ اہل مکہ کو بدر کے واقعہ کے متعلق اس وقت تک علم نہ ہوا جب تک ایک صدا دینے والے نے مکہ کی پہاڑیوں پر کھڑے ہو کر صدا نہ دی۔

اس نے کہا:

اَدَالَ الْحَنِيْفِيُّوْنَ بَدْرًا بِوَقْعَةٍ سَيَنْقُضُ مِنْهَا مُلْكُ كِسْرٰى وَقَيْصَرَا

"مقام بدر میں ایک واقعہ کی وجہ سے مسلمانوں کو فتح حاصل ہوئی عنقریب اس سے کسریٰ و قیصر کے ملک ٹوٹ جائیں گے۔

اَصَابُوْا رِجَالًا مِّنْ لُؤَىٍّ وَجَرَّدَتْ حَرَائِرُ يَضْرِبْنَ التَّرَائِبَ حُسَّرَا

قبیلہ لوی کے لوگوں کو بہت تکلیف پہنچی اور آزاد عورتوں نے حسرت کی وجہ سے اپنے سینوں کو پیٹا۔

اَيَا وَيْحَ مَنْ اَمْسٰى عَدُوَّ مُحَمَّدٍ لَقَدْ ذَاقَ حُزْنًا فِى الْحَيَاةِ وَخُسَّرَا

افسوس ہے اس آدمی کے لئے جو محمد ﷺ کا دشمن بن گیا۔ اس نے اس زندگی میں ہی نقصان اور غم کا مزہ چکھ لیا۔

وَاَصْبَحَ فِىْ هَامِ الْعَجَاجِ مُجَنْدَلًا تُنَادِبُهُ الطَّيْرُ الْجِيَاعُ مُعَفَّرَا

وہ عجاج کے الوؤں میں پچھاڑا ہوا ہو گیا بھوکے پرندے اس کا ماتم کر رہے تھے جبکہ وہ مٹی میں لپٹا ہوا تھا۔"

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اِنْ يُسْلِمِ سَعْدَانِ يُصْبِحُ مُحَمَّدٌ مِنَ الْاَمْنِ لَا يَخْشٰى خِلَافَ الْمُخَالِفِ

''اگر دوسعدوں نے اسلام قبول کر لیا تو پھر محمد ﷺ امن سے رہیں گے اور انہیں کسی مخالف کی مخالفت کا کوئی اندیشہ نہیں رہے گا۔''

قریش مکہ نے یہ آواز سن کر کہا اگر ہم کو معلوم ہو جاتا کہ سعدان (دوسعد) کون ہیں تو ہم ضرور ان کا تدارک کرتے دوسری رات انہوں نے پھر ایسی ہی آواز کو سنا ندا آرہی تھی:

اَيَا سَعْدُ سَعْدُ الْاَوْسِ كُنْ اَنْتَ مَانِعًا وَيَا سَعْدُ سَعْدُ الْخَزْرِجِيْنَ الْغَطَارِفِ

''اے سعد یعنی وہ سعد جس کا تعلق قبیلہ اوس سے ہے۔ تو روکنے والا بن جا۔ اے سعد جس کا قبیلہ خزرج سے ہے وہ خود بدو ہے۔''

اَجِيْبَا اِلٰى دَاعِي الْهُدٰى وَتَمَنَّيَا عَلَى اللّٰهِ فِي الْفِرْدَوْسِ زُلْفَةَ عَارِفِ

''تم دونوں ہدایت کی دعوت دینے والے کی دعوت پر لبیک کہو اور اللہ سے خواہش کرو کہ وہ تمہیں جنت میں مقام قرب عطا کرے۔''

انہوں نے کہا سعد الاوس سے مراد سعد بن معاذ ہیں اور سعد الخزرجین سے مراد سعد بن عبادہ ہیں۔

ابن ابی الدنیا نے روایت کیا ہے کہ قریش مکہ نے کوہ ابوقبیس پر ایک چیخنے والے کی آواز کو سنا پھر انہوں نے پہلے کا تذکرہ کیا قریش مکہ نے یہ شعر سن کر کہا کہ شاید ان سے مراد سعد بن بکر، سعد بن زید اور سعد ہذیم ہیں۔ دوسری شب انہوں نے کوہ ابوقبیس کی چوٹی پر ایک اور بلند آواز سنی اس ہاتف غیبی نے مذکورہ بالا دونوں اشعار بھی ذکر کئے اور ساتھ اس شعر کا اضافہ بھی کیا:

فَاِنَّ ثَوَابَ اللّٰهِ لِطَالِبِ الْهُدٰى جِنَانٌ مِنَ الْفِرْدَوْسِ ذَاتُ زَخَارِفِ

''ہدایت طلب کرنے والے کے لئے اللہ تعالیٰ کے پاس ثواب فردوس اعلیٰ کے باغات ہیں وہ باغات جو سرسبز و شاداب ہیں۔''

یہ سن کر قریش مکہ نے کہا ان سے مراد تو سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور سعد بن عبادہ ہیں امام البیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے مزید اضافہ کیا ہے کہ جب صبح ہوئی تو ابوسفیان نے کہا اللہ کی قسم! وہ سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتی ہیں کہ جب حضور ﷺ نے ہجرت فرمائی ہم تین رات تک اپنے گھر میں ہی ٹھہرے رہے ہم نہیں جانتے تھے کہ حضور ﷺ اس وقت کہاں ہیں حتیٰ کہ مکہ کی ایک وادی میں ایک جن آیا اس نے چند اشعار پڑھے لوگوں نے اس کا تعاقب کیا۔ لوگ اس کی آواز کو سنتے تھے لیکن اس کو دیکھ نہیں سکتے تھے کچھ دیر کے بعد وہ جن مکہ کی بلند ترین چوٹی پر چلا گیا اور یہ اشعار پڑھنے لگا:

جَزَى اللّٰهُ رَبُّ النَّاسِ خَيْرَ جَزَائِهِ رَفِيْقَيْنِ حَلَّا خَيْمَتَيْ اُمِّ مَعْبَدِ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پر لیٹ گیا جب مجھ پر نیند کا غلبہ ہوا تو میں نے ایک آواز سنی کوئی کہہ رہا تھا اے مالک! اے مالک اگر تو اس جگہ کو کرید ے جہاں تیرا اونٹ بیٹھا ہوا ہے تو تجھے وہاں سے ایک ایسی چیز ملے گی جو تجھے خوش کر دے گی۔ میں نے اس جگہ کو کھودا جہاں میرا اونٹ بیٹھا ہوا تھا۔ کچھ مٹی کھودنے کے بعد وہاں سے ایک بت برآمد ہوا۔ اس کی شکل عورت کی طرح تھی وہ زرد رنگ کے پتھر سے بنایا گیا تھا وہ آئینہ کی طرح صاف تھا۔ میں نے کپڑے سے اس کو پکڑا اور مٹی سے باہر نکال لیا میں نے اس کو کھڑا کیا اور اس کے سامنے سجدہ ریز ہو گیا پھر میں کھڑا ہو گیا میں نے اس کے لئے اپنا اونٹ ذبح کیا اور اس کے خون کے چھینٹے اس بت پر مارے۔ اس کا نام ''غلاب'' رکھا۔ پھر میں نے اس کو اپنی گدھی پر لادا اور گھر لے آیا۔ اس بت کی وجہ سے میری قوم نے مجھ پر حسد کیا انہوں نے مجھ سے مطالبہ کیا کہ میں یہ بت ان کے لئے نصب کر دوں تا کہ وہ بھی اس کی پوجا کر سکیں لیکن میں نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا میں نے اکیلے ہی اس کی عبادت کی۔ میں نے نذر مانی کہ میں ہر روز اس بت کے لئے قربانی کیا کروں گا میرے پاس بھیڑوں کا ریوڑ تھا میں نے ایک ایک کر کے وہ تمام ریوڑ قربان کر دیا ایک دن ایسا آیا کہ میرے پاس ذبح کرنے کے لئے کوئی بھی جانور نہ تھا۔ مجھے اپنی نذر کو ترک کرنا سخت ناپسند تھا میں اس بت کے پاس آیا اور اپنے حالات کا شکوہ کیا۔ اچانک میں نے اس بت کے پیٹ میں سے آواز سنی وہاں سے صدا آ رہی تھی اے مالک! اپنے مال پر افسوس نہ کر وطوی الارقم کی طرف جاؤ۔ تم وہاں ایک ایسے کالے کتے کو پاؤ گے جو خون پی رہا ہو گا۔ تم اس کو پکڑ کر شکار کیا کرو۔ میں فوراً طوی الارقم کی طرف گیا وہاں میں نے خوفناک کالا کتا دیکھا اس نے جنگلی بیل پر حملہ کیا اور اس کو پچھاڑ دیا اس نے اس بیل کے پیٹ کو چیر کر اس کا خون پینا شروع کیا میں آہستہ آہستہ اس کتے کی طرف گیا وہ اپنے شکار کی طرف متوجہ تھا میں نے اس کی غفلت سے فائدہ اٹھا کر اس کی گردن میں رسی باندھ دی۔ وہ میرے پیچھے پیچھے آنے لگا میں اپنی اونٹنی کے پاس آیا۔ اس کو اس زخمی بیل کے پاس لے گیا۔ میں نے اس بیل کو ذبح کیا۔ اس کا گوشت اونٹنی پر رکھا اور اپنے قبیلے کی طرف چلا گیا۔ کتا بھی میرے پیچھے پیچھے تھا راستے میں میں نے ایک ہرن دیکھا کتے نے اس کو دیکھ کر جھپٹنا شروع کیا۔ اس کی یہ مہارت دیکھ کر میں متردد ہو گیا کہ کیا اس کو شکار پر چھوڑوں یا نہ چھوڑوں بالآخر میں نے کتے کو شکار پر چھوڑ دیا وہ تیر کی طرح میرے ہاتھ سے نکلا اور جلد ہی ہرن کو پکڑ لیا۔ میں اسی کشمکش میں کتے کے پاس پہنچا کہ شاید کتا شکار مجھے دے یا نہ دے لیکن اس وقت میری خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی جب کتے نے شکار مجھے دے دیا میں شکار لے کر اپنے اہل خانہ کے پاس آیا میں نے ہرن کو ''غلاب'' کے لئے ذبح کر دیا اور جنگلی بیل کے گوشت کو تقسیم کر دیا۔ میری وہ رات بڑی پرسکون گزری صبح کے وقت میں کتے کو لے کر شکار پر روانہ ہو گیا وہ کتا اتنا دلیر تھا کہ کوئی اونٹ یا بیل اس کو مغلوب نہ کر سکتا تھا نہ ہی کوئی بکرا یا ہرن اس سے اپنے آپ کو چھڑا سکتا تھا اس کا یہ حوصلہ اور ہمت دیکھ کر مجھے اور مسرت ہوئی میں اس کی مزید عزت کرنے لگا اس کا نام ''سحام'' رکھا گیا جتنا عرصہ اللہ نے چاہا وہ کتا میرے پاس رہا ایک دن میں اس کو لے کر شکار پر آیا۔ میں نے ایک شتر مرغ دیکھا میں نے کتے کو اس پر چھوڑ دیا شتر مرغ نے کتے کے آگے بھاگنا شروع کیا میں نے بھی اپنے تیز رفتار گھوڑے پر اس کا تعاقب کیا جب کتا اس شتر مرغ پر جھپٹنے ہی لگا تھا کہ ایک شاہین نے اس پر حملہ کر دیا کتا میرے پاس واپس آ گیا میں نے اپنے گھوڑے کو کھڑا کر لیا کتا اس کے پاؤں میں بیٹھ گیا۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

یہ اشعار سن کر انہیں تمام واقعہ کا علم ہوا۔ ایک انصاری بیان کرتے ہیں کہ میرا اونٹ گم ہو گیا میں اس کی تلاش کرنے کے لئے اپنے گھر سے نکلا حتیٰ کہ اس کی تلاش میں مجھے ساری رات گزر گئی اور صبح طلوع ہونے کے قریب ہو گئی مجھے ایک ندا دینے والے نے ندا دی:

يَآ اَيُّهَا الرَّاقِدُ فِي اللَّيلِ الْاَحَم قَدْ بَعَثَ اللّٰهُ نَبِيًّا بِالْحَرَم

''اے تاریک رات میں جاگنے والے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی مکرم ﷺ کو حرم میں مبعوث کر دیا ہے۔

مِنْ هَاشِمٍ اَهْلِ الْوَفَاءِ وَالْكَرَم يَجْلُوْ دُجْنَاتِ اللَّيَالِي وَالْبُهَم

ان کا تعلق قبیلہ ہاشم سے ہے وہ ہاشم جو اہل وفا اور اہل کرم ہے۔ وہ ظلمتوں اور راتوں کی تاریکیوں کو نور عطا کریں گے۔''

یہ اشعار سن کر میں نے اپنی نظر کو دائیں بائیں گھمایا لیکن مجھے کوئی آدمی نظر نہ آیا میں نے بھی یہ اشعار پڑھنا شروع کر دیئے:

يَآ اَيُّهَا الْهَاتِفُ فِي دَاجِي الظُّلَم اَهْلًا وَسَهْلًا بِكَ مِنْ طَيْفٍ اَلَم

''اے رات کی تاریکی میں آواز لگانے والے تجھ کو خوش آمدید ہو۔

بَيِّنْ هَدَاكَ اللّٰهُ فِي لَحْنِ الْكَلِم مَنْ ذَا الَّذِيْ تَدْعُوْ اِلَيْهِ يُغْتَنَم

اللہ تجھے ہدایت دے تو واضح الفاظ میں بتا کہ وہ کون ہے جس کی طرف تو دعوت دیتا ہے اور جسے غنیمت سمجھا جاتا ہے۔''

جب میں نے یہ اشعار پڑھے تو پھر اس نے گلا صاف کیا اور وہ یوں کہنے لگا ''نور کا ظہور ہو چکا ہے جھوٹ باطل ہو چکا ہے اللہ تعالیٰ نے محمد مصطفیٰ ﷺ کو مبعوث کیا ہے۔ وہ درخشاں تاج والے اور خوبصورت آنکھوں والے ہیں وہ یہ شہادت دیتے ہیں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں۔ وہ محمد ﷺ کی ذات والا صفات ہے جو ہر کالے اور سرخ کے نبی ہیں وہ ہر شہری اور دیہاتی کی طرف مبعوث کئے گئے ہیں۔ پھر اس نے ذیل کے اشعار کو گنگنانا شروع کیا:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَمْ يَخْلُقِ الْخَلْقَ عَبَث

''تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے مخلوق کو بے کار پیدا نہیں کیا۔

اَرْسَلَ فِيْنَا اَحْمَدًا خَيْرَ نَبِيٍّ قَدْ بَعَث

اللہ تعالیٰ نے ہم میں احمد مجتبیٰ کو مبعوث کیا آپ ﷺ تمام انبیاء علیہم السلام سے بہترین ہیں۔

عَلَيْهِ صَلَّى اللّٰهُ مَا حَجَّ لَهُ رَكْبٌ وَحَثَّ

اللہ تعالیٰ آپ پر اس وقت تک درود و سلام بھیجے جب تک قافلے حج کرتے رہیں اور حج کی ادائیگی پر برانگیختہ کیا جاتا رہے گا۔''

مالک بن نفیع سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ میرا ایک اونٹ بھاگ گیا میں اپنی گدھی پر سوار ہو کر اس کی تلاش میں نکلا۔ کافی جستجو کے بعد میں نے اس کو تلاش کر لیا میں نے اس کو پکڑا اور واپس گھر کی جانب سفر شروع کیا۔ میں ساری رات سفر کرتا رہا۔ جب صبح طلوع ہونے کے قریب ہوئی تو میں نے اپنی گدھی اور اونٹ کو بٹھایا اور آرام کرنے کے لئے ریت کے ٹیلے

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

میرے پاس آیا میرے کتے نے اس مہمان کو دیکھا اور اس سے قرآن کی تلاوت بھی سنی۔ اس مہمان نے مجھ سے اس کتے کے بارے میں گفتگو کی میں نے حیاض کو دیکھا مجھے محسوس ہوا کہ وہ مہمان کی گفتگو میں پوری دلچسپی لے رہا ہے جب صبح میں اپنے کتے کو لے کر شکار پر جانے لگا تو کتے نے مجھے متردد کر دیا اس نے میرے پیچھے آنے سے انکار کر دیا۔ میں اس کو کھینچ کر جنگل میں لے گیا مجھے ایک جنگلی گدھا نظر آیا میں نے اس پر کتے کو چھوڑا وہ مردہ دلی سے اس کی طرف گیا جب میں نے سوچا کہ اب میرے کتے نے شکار کو پکڑ لیا ہو گا بعینہٖ اسی وقت اس نے اپنے شکار سے اعراض کر لیا۔ پھر میں نے اس کو شترمرغ کے بچے پر چھوڑا۔ اس وقت بھی اس نے اسی قسم کے رویئے کا اظہار کیا۔ اس کو گائے اور ہرن کے بچے پر بھی چھوڑا گیا لیکن وہ ناکام ہی واپس آیا میں نے اس سے کہا: ؎

اَلَا مَا لِحِيَاضٍ يَحِيدُ كَأَنَّهُ رَأى الصَّيدَ مَمْنُوعًا بِرُوقِ الْهَازِمِ

''حیاض کو کیا ہو گیا ہے وہ شکار کرنے سے پہلو تہی کرتا ہے گویا کہ وہ سمجھتا ہے کہ دانتوں کے ساتھ شکار کرنا منع ہے۔''

مجھے ہاتف غیبی نے جواب دیا: ؎

يَحِيدُ لِاَمْرٍ لَوْ بَدَا لَكَ غَيبُهُ لَكُنْتَ صَفُوحًا عَاذِرًا غَيرَ لَائِمٍ

حیاض نے ایک ایسے امر کے لئے شکار سے کنارہ کشی اختیار کی ہے جو تیرے لئے ظاہر ہو جاتا تو تو بھی معاف کرنے والا اور بغیر ملامت کے عذر قبول کرتا۔''

میں نے اپنے کتے کو پکڑ لیا جب میں اپنے گھر کی طرف لوٹ رہا تھا تو میں نے سرراہ ایک عظیم انسان کو دیکھا وہ جنگلی گدھے پر سوار تھا۔ وہ اس پر چار زانو ہو کر بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے ساتھ بھی ایک ایسا ہی انسان تھا جو جنگلی بیل پر سوار تھا۔ ان کے پیچھے ایک سیاہ فام غلام تھا جو ایک کالے کتے کو اس کے گلے کی رسی سے پکڑ کر کھینچ رہا تھا۔ ایک سوار نے حیاض کی طرف اشارہ کیا اور یہ اشعار پڑھے: ؎

وَيلَكَ يَا حِيَاضُ لِمَ لَا تَصِيدُ اِخْنِسْ وَحِدْ عَمَّا حَوَتْهُ الْبِيدُ

''اے حیاض تیرے لئے ہلاکت ہو تو شکار کیوں نہیں کرتا۔ تو پیچھے ہٹ اور جدا ہو جا اس سے جس کو جنگلات نے گھیرے ہوئے ہے۔

اَللّٰهُ اَعْلٰی وَلَهُ التَّوحِيدُ وَعَبْدُهُ مُحَمَّدُ السَّدِيدُ

اللہ تعالیٰ بزرگ و برتر ہے اور اسی کے لئے توحید ہے محمد سیدھے راستے والے اللہ کے بندے ہیں۔

سُحْقًا لِقَرَاضٍ وَمَا يَكِيدُ قَدْ ظَلَّ لَا يُبْدِئُ وَلَا يُعِيدُ

اللہ تعالیٰ قراض کو اور جو کچھ اس نے مکر کیا ہے اس کو اپنی رحمت سے دور کرے اب نہ وہ ظاہر ہو گا اور نہ ہی واپس آئے گا۔''

یہ اشعار سن کر میں مرعوب ہو گیا۔ کتے نے عاجزی اور فروتنی کا اظہار کیا اور اپنے سر کو نہ اٹھا سکا میں مغموم اور پریشان ہو کر اپنے گھر آ گیا۔ میرا دل ٹوٹ چکا تھا میں نے کروٹیں بدلتے ہوئے ساری رات بسر کی۔ جب رات کے آخری حصہ میں میں

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

میرے سامنے ایک چٹان تھی شاہین اس پر آیا اور اس نے کتے کو مخاطب کر کے کہا اے سحام! کتے نے کہا لبیک اس عقاب نے کہا بت ہلاک ہو گئے ہیں اور اسلام کا غلبہ ہو چکا ہے اسلام قبول کر لے تو نجات پا لے گا ورنہ تیرا کوئی ٹھکانہ نہ ہو گا یہ کہہ کر شاہین محو پرواز ہو گیا۔ وہ آخری وقت تھا جب میں نے اپنے کتے کو دیکھا اس کے بعد میں نے اس کو کہیں نہ دیکھا۔

اسی طرح عبداللہ بن ذباب اپنے والد سے روایت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ میں شکار کا بہت دلدادہ تھا ہمارا ایک بت تھا اس کا نام قراض تھا میں اس کے لئے بہت سے جانور ذبح کرتا تھا میں اپنے شکار کو زخمی نہیں کرنا چاہتا تھا اس لئے میں شکار کے منہ پر تیر مارتا تھا لیکن اس احتیاط کے باوجود میں کبھی بھی زندہ شکار لے کر گھر نہیں آیا تھا۔ میں جب بھی شکار کے پاس جاتا وہ قریب المرگ ہی ہوتا۔ جب یہ کیفیت طوالت اختیار کرتی گئی تو میں ''قراض'' کے پاس آیا اور اس کے لئے قربانی کی۔ جانور کا خون اس پر پھینکا پھر میں نے کہا:

قَرَاضُ اَشْكُوْ نَكَدَ الْجَوَارِحِ مِنْ طَائِرِ ذِیْ مُخْلَبِ وَنَابِح

''اے قراض! میں تجھ سے پنجوں والے پرندے اور کتے کے شکار کی کمی کا شکوہ کرتا ہوں۔''

وَاَنْتَ لِلْاَمْرِ الشَّدِيْدِ الْفَادِحُ فَافْتَحْ فَقَدْ اُسْهِلَتْ لِلْمَفَاتِحِ

''تو شدید معاملہ کو کھولنے والا ہے پس اس مشکل کو بھی حل کر دے کیونکہ تیرے لئے یہ معاملات آسان کر دیئے گئے ہیں۔''

اس بت کے پیٹ سے مجھے جواب آیا:

دُوْنَکَ كَلْبًا جَارِحًا مُبَارَكًا اُعِدُّ لِلْوَحْشِ سَلَاحًا شَائِكًا
يَغْزُوْ حَزُوْنَ الْاَرْضِ وَالدَّكَادَكَا

''اس کتے کو حاصل کر لو جو زخمی کرنے والا اور مبارک ہے۔ اسے ہر خوبی عطا کر کے وحشی جانور کے لئے تیار کیا گیا ہے وہ ہر قسم کی سخت اور بلند زمین کا قصد کرنے والا ہے۔''

یہ پیغام سن کر میں اپنے خیمے میں آ گیا میں نے وہاں ایک عظیم الشان، بہادر، نڈر، اور بے باک کتا دیکھا اس کے جبڑے بڑے بڑے اور دانت تیز تھے۔ اس کی انگلیاں موٹی تھیں۔ اس کے بال طویل تھے وہ بڑا ہیبت ناک کتا تھا میں نے سیٹی بجائی وہ میرے پاس آ گیا۔ وہ بڑے پیار سے دم ہلا رہا تھا میں نے اس کا نام حیاض رکھ دیا میں نے اس کی جگہ اپنے بستر کے پاس ہی بنائی اور اس کی خوب عزت افزائی کی۔ میں اسے لے کر شکار پر نکلا وہ مجھ سے بھی زیادہ دوربین تھا اس کے سامنے کوئی شکار نہیں ٹھہر سکتا تھا میں اس کو کہتا:

حِيَاضُ اَنَّکَ مَامُوْلٌ مَنَافِعَهُ وَقَدْ جَعَلْتُکَ مَوْقُوْفًا لِقَرَاضِ

''حیاض! تجھ سے بہت زیادہ فوائد کی توقع کی جا سکتی ہے میں نے تجھے قراض کے لئے وقف کر دیا ہے۔''

میں اس کتے کے شکار میں سے قراض کے لئے بھی ذبح کرتا تھا اور اسی شکار سے لوگوں کی مہمان نوازی بھی کرتا تھا میں تمام اہل عرب سے زیادہ عیال والا اور زیادہ مہمانوں والا ہی رہا حتیٰ کہ رسول کریم ﷺ کا ظہور ہوا۔ ایک دن ایک مہمان

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

رَاَيْتُ لَهٗ كَلْبًا يَقُوْمُ بِاَمْرِهٖ يُهَدِّدُ بِالتَّنْكِيْلِ وَالرَّجْفَانِ

میں نے اس کے لئے ایک کتے کو دیکھا جو اس کے لئے امور سر انجام دیتا تھا وہ لوگوں کو زلزلے اور عبرت ناک سزا سے ڈراتا ہے۔

وَلَمَّا رَاَيْتُ اللّٰهَ اَظْهَرَ دِيْنَهٗ اَجَبْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ حِيْنَ دَعَانِىْ

جب میں نے اللہ کو دیکھا کہ اس نے اپنے دین کو غالب کر دیا ہے تو میں نے دعوت مصطفیٰ پر لبیک کہا۔ جب انہوں نے مجھے بلایا۔

وَاَصْبَحْتُ لِلْاِسْلَامِ مَا عِشْتُ نَاصِرًا وَاَلْقَيْتُ فِيْهِ كَلْكَلِىْ وَجِرَانِىْ

میں تاحیات اسلام کا معاون و مددگار بن گیا میں نے اپنا سینہ اور اپنا نظر اسلام کے لئے مخصوص کر لی۔

فَمَنْ مُبَلِّغٌ سَعْدِ الْعَشِيْرَةِ اَنَّنِىْ شَرَيْتُ الَّذِىْ يَبْقٰى بِمَا هُوَ فَانِىْ

کون ہے جو سعد العشیرہ تک میرا یہ پیغام پہنچا دے کہ میں نے فانی کے بدلے باقی کو حاصل کر لیا ہے۔''

خرائطی رحمۃ اللہ علیہ نے ''ہواتف'' میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ''عام الحدیبیہ'' کو جس رات حضور ﷺ نے اپنے صحابہ کو مکہ معظمہ کے لئے تیاری کرنے کا حکم فرمایا اس رات کو وہ ابوقبیس پر کھڑے ہو کر ایک ندا کرنے والے نے ندا کی اس نے یہ صدا اتنی بلند آواز سے لگائی کہ اس کی آواز کو تمام اہل مکہ نے سنا وہ کہہ رہا تھا:۔

هُبُّوْا فَسَاحِرُكُمْ مَعَهٗ صَحَابَتُهٗ مِيْرُوْا اِلَيْهِ وَكُوْنُوْا مَعْشَرًا كِرَامًا

''جلدی چلو تمہارا جادوگر اپنے ساتھیوں سمیت آ گیا ہے اس کی طرف جاؤ اور معزز قبیلہ بن جاؤ۔

شَاهَتْ وُجُوْهُهُمْ مِنْ مَعْشَرٍ نُكُلٍ . لَا يُنْصَرُوْنَ اِذَا مَا حَارَبُوْا صَنَمًا

مضبوط بیڑیوں والوں کے چہرے بدل گئے جب وہ بت سے جنگ کریں گے تو ان کی مدد نہیں کی جائے گی۔''

یہ سن کر تمام مشرکین مکہ جمع ہوئے گئے اور انہوں نے عہد کیا کہ اس سال محمد (ﷺ) مکہ معظمہ میں داخل نہیں ہوں گے جب حضور ﷺ کو یہ خبر پہنچی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ صدا دینے والا شیطان ہے اس کا نام ''سلفع'' ہے اللہ تعالیٰ عنقریب اسے پورا کر دے گا۔ اسی دوران اہل مکہ نے مکہ کی بلند چوٹی سے یہ آواز سنی۔

شَاهَتْ وُجُوْهُ رِجَالٍ حَنَفُوْا صَنَمًا وَخَابَ سَعْيُهُمْ مَا اَقْصَرَ الْهِمَمَا

ان لوگوں کے چہرے بدل گئے جو بت کے آگے جھکتے تھے اور کوشش رائیگاں گئی اور ہمتیں کتنی کم ہو گئیں۔

اِنِّىْ قَتَلْتُ عَدُوَّ اللّٰهِ سَلْفَعَةَ شَيْطَانَ اَوْثَانِكُمْ سُحْقًا لِمَنْ ظَلَمَا

میں نے اللہ کے دشمن ''سلفعہ'' کو قتل کر دیا ہے وہ سلفعہ جو تمہارے بتوں کا شیطان تھا اور ظالم پر اللہ کی لعنت ہو۔

وَقَدْ اَتَاكُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ فِىْ نَفَرٍ وَكُلُّهُمْ مُحْرِمٌ . لَا يَسْفِكُوْنَ دَمًا

تمہارے پاس حضور ﷺ اپنے صحابہ کے ساتھ تشریف لا رہے ہیں انہوں نے احرام باندھ رکھا ہے وہ خون نہیں

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نے آنکھیں کھولیں تو مجھے عجیب آواز سنائی دی میں نے غور سے دیکھا تو مجھے معلوم ہوا کہ کالا کتا حیاض کو کھینچ رہا تھا۔ حیاض اس سے کہہ رہا تھا ابھی صبر کر میرا مالک جاگ رہا ہے۔ اس کالے کتے نے جواب دیا نہیں تمہارا مالک سو چکا ہے میں ابھی جا کر اسے دیکھتا ہوں وہ میرے پاس آیا اور مجھے غور سے دیکھا پھر حیاض کے پاس گیا اور اس سے کہنے لگا۔ تیرا مالک سو چکا ہے اب نہ ہمیں کوئی دیکھ رہا ہے اور نہ ہی ہماری گفتگو کو کوئی سن رہا ہے۔ پھر اس کالے کتے نے کہا کیا تو نے ''عفریتین'' کو دیکھا ہے اور ان کی گفتگو کو سنا ہے حیاض نے کہا ہاں میں نے ان کو دیکھا بھی ہے اور ان کی گفتگو کو بھی سنا ہے اس کتے نے کہا ان دونوں نے اسلام قبول کر لیا ہے اور انہوں نے محمد مصطفیٰ ﷺ کی پیروی کی ہے۔ انہیں بتوں کے شیاطین پر مسلط کر دیا گیا ہے انہوں نے کسی بت کے شیطان کو بھی نہیں چھوڑا۔ انہوں نے مجھے بھی شدید تکلیف دی اور مجھ سے وعدہ لیا کہ اس کے بعد میں کسی بھی بت کے قریب تک نہ جاؤں۔ اب میں ہند کے جزیروں کی طرف جا رہا ہوں۔ تیری کیا رائے ہے؟ حیاض نے کہا ہمارا معاملہ ایک جیسا ہے وہ بھی اسی کے ساتھ چلا گیا۔ اس کے بعد میں اپنے بستر سے اٹھا او دیکھا تو وہاں نہ تو کوئی وجود تھا اور نہ ہی کسی وجود کے اثرات تھے صبح کے وقت میں نے اپنی قوم کو تمام واقعہ سنایا اور اس سے کہا میں اس نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں جا رہا ہوں تمہارے حکماء اور خطباء میں سے کون ہے جو میرے ساتھ جائے گا۔ میری قوم نے مجھ سے کہا ''کیا تو اپنے اپنے آباء و اجداد کے دین سے روگردانی کر رہا ہے'' میں نے ان سے کہا ''میرا تعلق تمہارے ساتھ ہی ہے جس چیز کو تم ناپسند کرتے ہو میں بھی اسے ناپسند کرتا ہوں۔'' میں نے اپنے بت کو توڑا اور چپکے سے کھسک آیا میں مدینہ طیبہ کی طرف عازم سفر ہوا جب میں وہاں پہنچا تو سرور کائنات ﷺ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے میں منبر شریف کے سامنے بیٹھ گیا۔ آپ ﷺ نے خطبہ کے بعد فرمایا ''میرے منبر کے سامنے'' سعد العشیرہ'' کا ایک آدمی بیٹھا ہوا ہے۔ وہ اسلام قبول کرنے کا خواہاں ہے اس سے قبل نہ ہی میں نے اس کو دیکھا اور نہ ہی اس نے مجھے دیکھا نہ ہی میں نے اس سے گفتگو کی نہ ہی وہ مجھ سے ہم کلام ہوا وہ عنقریب تمہیں ایک عجیب و غریب خبر سنائے گا۔ آپ ﷺ منبر شریف سے نیچے تشریف لائے اور نماز ادا فرمائی پھر آپ ﷺ نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا سعد العشیرہ کے بھائی! قریب ہو جاؤ اور ہم کو حیاض اور قراض کے متعلق بتاؤ۔ جو کچھ تم نے سنا ہے یا دیکھا ہے اس کی ہمیں خبر دو میں نے کھڑے ہو کر اپنا تمام قصہ سنا دیا میری داستان کو تمام مسلمان سن رہے تھے میری عجیب حکایت کو سن کر تاجدار مدینہ ﷺ نے مسرت کا اظہار فرمایا اور مجھے اسلام کی طرف دعوت دی اور قرآن پاک کی تلاوت سنائی میں نے اسلام قبول کر لیا۔ میں نے یہ اشعار اسی مناسبت سے کہے ہیں:

تَبِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ اِذْ جَآءَ بِالْهُدٰی وَخَلَفْتُ قَرَاضًا بِدَارِ هُوَانِ

''جب حضور نبی کریم ﷺ ہدایت کے ساتھ تشریف لائے تو میں نے آپ کی اتباع کی اور قراض کو میں ذلت کے گھر میں چھوڑ آیا ہوں۔

شَدَدْتُ عَلَيْهِ شِدَّةً فَتَرَكْتُهٗ كَاَنْ لَّمْ يَكُنْ وَالدَّهْرُ ذُوْحَدَثَانِ

میں نے اس پر شدت اختیار کی اور میں نے اس کو اس طرح چھوڑ دیا گویا وہ تھا ہی نہیں اور زمانہ حادثات والا ہے۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

یہ شیطان ہے جس شیطان نے بھی لوگوں کو کسی نبی کے خلاف ابھارا اللہ تعالیٰ نے اس کو ہلاک کر دیا۔ ابھی کچھ دن ہی گزرے تھے کہ رسول کریم ﷺ نے ہمیں فرمایا اللہ تعالیٰ نے اس شیطان کو ایک جن کے ہاتھوں ہلاک کر دیا ہے پہلے اس جن کا نام سمج تھا میں نے اس کا نام عبداللہ رکھا رات کے وقت ہم نے اسی جگہ سے یہ صدا سنی ہم نے مسعر کو قتل کر دیا ہے۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے جندل ابن نضلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ ایک جن میرا دوست تھا وہ میرے پاس آیا اور کہنے لگا:

هَبَّ فَقَدْ لَاحَ سِرَاجُ الدِّيْنِ بِصَادِقٍ مُهَذَّبٍ اَمِيْنٍ

"دین کا سورج ضوفشاں ہو چکا ہے اور اس کو یہ اجالا نبی صادق مہذب امین کی وجہ سے نصیب ہوا ہے۔

اَدْلَجَ عَنْ نَاحِيَةِ اُمُوْنَ تَمَشّٰى عَلَى الصَّحْصَحِ وَالْحَزُوْنِ

وہ امون کی طرف سے داخل ہوا وہ چٹیل میدان اور پہاڑوں پر چلا۔"

میں نے گھبرا کر پوچھا اس سے تیرا مطلب کیا ہے اس نے کہا زمین کو بچھانے والے کی قسم! فرض کو مقرر کرنے والے کی قسم! محمد عربی ﷺ مبعوث ہو چکے ہیں وہ مقدس حرم میں پروان چڑھے ہیں اور وہ ہجرت کر کے مدینہ طیبہ تشریف لے گئے ہیں یہ سن کر میں مدینۃ النبی کی طرف عازم سفر ہوا اس وقت میں نے ہاتف غیبی سے یہ آواز سنی:

يَا اَيُّهَا الرَّاكِبُ الْمُزْجِيْ مَطِيَّتَهٗ نَحْوَ الرَّسُوْلِ لَقَدْ وُفِّقْتَ لِلرُّشْدِ

"اے وہ سعادت مند انسان جو اپنی سواری کو رسول اللہ ﷺ کی طرف ہانک کرلے جا رہا ہے تجھے ہدایت کی توفیق دی۔"

ابن الکلبی رحمۃ اللہ علیہ نے عدی بن حاتم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ میرا ایک خادم تھا اس کا نام حابس بن دغنہ تھا۔ ایک دن میں اپنے گھر کے صحن میں بیٹھا ہوا تھا کہ وہ گھبرا کر میرے پاس آیا اور کہنے لگا اپنے اونٹ لے لو۔ میں نے کہا تجھے کیا ہوا ہے اس نے کہا کہ میں فلاں وادی میں تھا وہاں ایک شخص بلند ہوا اس کا سر چکی کی طرح تھا پھر وہ عقاب کی طرح نیچے آیا وہ آہستہ آہستہ نیچے آ رہا تھا حتیٰ کہ اس کے قدم زمین پر لگ گئے۔ میں نے آج تک اتنی بڑی چیز نہیں دیکھی اس نے کہا:

يَا حَابِسَ بْنَ دَغْنَةَ يَا حَابِسُ لَا يَعْرِضَنَّ اِلَيْكَ ذُو الْوَسَاوِسِ

اے حابس بن دغنہ اے حابس شیطان تیری سمت نہ آئے

هٰذَا سَنَا النُّوْرِ بِكَفِّ الْقَابِسِ فَاجْنَحْ اِلَى الْحَقِّ وَلَا تُوَالِسِ

"یہ آگ والے کے ہاتھ میں نور کی روشنی ہے حق کی طرف مائل ہو جا اور دھوکا نہ دے۔"

یہ کہنے کے بعد وہ غائب ہو گیا میں اپنے اونٹوں کو لے کر دوسری وادی میں چلا گیا۔ میں وہاں سو گیا اسی اثناء میں مجھے کسی سوار نے اپنی ٹانگ ماری جب میں بیدار ہوا تو میں نے دیکھا کہ میرے ساتھ وہی شخص کھڑا ہے اور وہ کہہ رہا ہے:

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بہائیں گے۔"

ابونعیم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ایک غیبی صدا نے کوہِ ابوقبیس پر کھڑے ہو کر یوں صدا دی:

قَبَّحَ اللّٰهُ رَأْىَ كَعْبِ ابْنِ فِهْرٍ فِي رَقِيقِ الْعُقُولِ وَالْاَحْلَامِ

اللہ رب العزت کعب بن فہر کی اس رائے کو قبیح فرمائے جو عقل و دانش سے عاری ہے۔

دِيْنُهَا اِنَّهَا يُعَنِّفُ فِيهَا دِيْنَ آبَائِهَا الْعُمَاةِ الْكِرَامِ

ان کا دین یہ ہے کہ وہ اپنے معزز و محترم آباء کے دین پر عیب لگاتا ہے۔

حَالَفَ الْجِنَّ جِنَّ بُصْرَى عَلَيْكُمْ وَرِجَالَ النَّخِيلِ وَالْآطَامِ

اس نے تمہارے خلاف بصری کے جنات نخلستانوں اور ٹیلوں کے لوگوں سے عہد لیا ہے۔

يُوْشِكُ الْخَيْلَ اَنْ تَرَوْهَا تَهَادِىٰ تُقْتَلُ الْقَوْمُ فِي الْبِلَادِ الْعِظَامِ

قریب ہے کہ وہ دیکھیں کہ اسلام کا لشکر یہاں آ گیا ہے اور با عظمت شہروں میں قوم کو قتل کیا جا رہا ہے۔

هَلْ كَرِيْمٌ مِّنْكُمْ لَهُ نَفْسُ حُرٍّ مَاجِدُ الْوَالِدَيْنِ وَالْاَعْمَامِ

کیا تم میں سے ایک ایسا معزز شخص ہے جو آزاد بھی ہو اور جس کے والدین اور چچا محترم بھی ہوں۔

ضَارِبَ ضَرْبَةً تَكُوْنُ نِكَالًا وَرَوَاحًا مِنْ كُرْبَةٍ وَاغْتِمَامٍ

اور وہ ایک ایسی ضرب لگائے جو عبرت کا باعث بھی ہو اور رنج و غم سے نجات بھی عطا کرے۔

صبح کے وقت یہ اشعار مکہ معظمہ میں پھیل گئے مشرکین مکہ ایک دوسرے کو سنانے لگے انہوں نے مسلمانوں کے ساتھ جنگ کرنے کا ارادہ کر لیا اس وقت نبی مکرم ﷺ نے فرمایا یہ شیطان ہے اس کا نام مسعر ہے۔ یہ بتوں کے متعلق لوگوں سے گفتگو کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے رسوا فرمائے گا ابھی تین دن ہی گزرے تھے کہ لوگوں نے ایک پہاڑ پر یہ غیبی ندا سنی:

نَحْنُ قَتَلْنَا مِسْعَرًا لَمَّا طَغٰى وَاسْتَكْبَرَا

وَسَفِهَ الْحَقَّ وَسَنَّ الْمُنْكَرَا بِشَتْمِهِ نَبِيَّنَا الْمُطَهَّرَا

ہم نے مسعر کو ہلاک کر دیا جب اس نے سرکشی کی اور تکبر کیا اس نے حق کا مذاق اڑایا برائی کا رواج عام کیا۔ ہمارے نبی مکرم ﷺ کو برے الفاظ سے یاد کر کے؟

حضور ﷺ نے فرمایا کہ یہ ایک بہت بڑا جن ہے اس کا نام سمج ہے یہ مجھ پر ایمان لایا میں نے اس کا نام عبداللہ رکھا ہے اس نے مجھے بتایا ہے کہ وہ کئی دنوں سے مسعر کی تلاش میں تھا۔

فاکہی رحمۃ اللہ علیہ نے "اخبار مکہ" میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اور وہ حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ ہم مکہ معظمہ میں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے ابھی دین اسلام کا آغاز ہی تھا ہم نے مکہ کی پہاڑیوں پر سے ایک صدا سنی وہ لوگوں کو مسلمانوں کے خلاف برانگیختہ کر رہا تھا حضور ﷺ نے فرمایا

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ابوسعد اور ابونعیم رحمہما اللہ تعالیٰ نے امام زہری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے کہ اسلام کے ظہور سے قبل جنات آسمان کی پوشیدہ گفتگو سن لیا کرتے تھے جب اسلام کا ظہور ہوا تو انہیں ایسا کرنے سے روک دیا گیا بنو اسد میں ایک عورت تھی اس کا نام ''شعیرہ'' تھا ایک جن اس کے تابع تھا جب اس جن نے محسوس کیا کہ اب آسمان کی باتیں نہیں سنی جا سکتیں وہ اس عورت کے پاس آیا اس کے سینے میں داخل ہو گیا اور یوں چیخنے لگا: ''گردن پر مار دیا گیا ہے اور ایک ایسا معاملہ آ گیا جس کو برداشت کرنے کی طاقت نہیں احمد مجتبیٰ ﷺ نے زنا کو حرام قرار دیا ہے۔''

زبیر بن بکار رحمۃ اللہ علیہ نے ''الموفقیات'' میں اور ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے شہر بن حوشب کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے وہ حضرت سعد بن عبادۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں جب ہم نے رسول کریم ﷺ کی بیعت کی تو میں کسی کام کے لئے حضر موت گیا۔ جب میں اپنا کام مکمل کر کے واپس آ رہا تھا تو راستہ میں سو گیا رات کے وقت کوئی کہنے والا کہہ رہا تھا:

اَبَا عَمْرٍو تَاَوَّبَنِی الشُّهُوْدُ وَلَاحَ النَّوْمُ وَانْقَطَعَ الْهُجُوْدُ

''اے ابو عمرو مجھے بیداری نے آ لیا ہے نیند ختم ہو گئی اور رات کو سونا ختم ہو گیا۔''

پھر ایک چیخنے والا چلایا اے خرعب کھیل کود ختم ہو چکا ہے زہرہ اور یثرب کے درمیان ایک عجیب واقعہ رونما ہو چکا ہے اس نے پوچھا اے شاصب! وہ کون سا واقعہ ہے اس نے جواب میں کہا نبی السلام ﷺ مبعوث ہو چکے ہیں۔ ان پر خیر الکلام اترتا ہے وہ تمام بنی نوع انسان کے نبی ہیں وہ بلد حرام سے ہجرت فرما کر کھجوروں اور ٹیلوں والی سرزمین میں تشریف لا چکے ہیں جب صبح ہوئی تو میں صورت حال کا جائزہ لینے کے لئے اس سمت گیا جہاں سے آواز آ رہی تھی وہاں میں نے دیکھا کہ عظایہ (1) اور سانپ مرے ہوئے ہیں اس واقعہ سے قبل مجھے معلوم نہیں تھا کہ حضور ﷺ ہجرت فرما کر مدینہ طیبہ تشریف لا چکے ہیں۔

.........................O........................

1۔ چھپکلی کی مانند ایک جانور۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

يَا حَابِسُ اِسْمَعْ مَا اَقُوْلُ تَرْشُدٖ لَيْسَ ضَلُوْلٌ جَائِرٌ كَمُهْتَدٖ

''اے حابس! جو کچھ میں کہہ رہا ہوں اس کو سنو تم ہدایت پا جاؤ گے گمراہ اور ظالم ہدایت یافتہ کی طرح نہیں ہوتا۔

لَا تَتْرُكَنْ لَهْجَ الطَّرِيْقِ الْاَقْصَدٖ قَدْ نَسَخَ الدِّيْنُ بِدِيْنِ اَحْمَدَ

تو سیدھے راستے کو نہ چھوڑ۔ حضور نبی کریم ﷺ کے دین کی وجہ سے سابقہ دین ناسخ ہو چکا ہے۔''

یہ اشعار سن کر مجھ پر بے ہوشی چھا گئی جب مجھے افاقہ ہوا تو اللہ تعالیٰ نے میرے دل کو اسلام کے لئے چن لیا تھا۔

ابوسعد رحمۃ اللہ علیہ نے ''شرف المصطفیٰ'' میں جد بن قیس المرادی سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم چار افراد نے زمانہ جاہلیت میں حج کا ارادہ کیا جب ہم یمن کی ایک وادی میں سے گزرے تو وہاں رات کی تاریکی چھا گئی ہم نے اس وادی کے عظیم جن سے پناہ طلب کی اور اپنی سواریوں کو باندھ دیا جب رات کے پرسکون لمحات گزرنے لگے اور میرے ساتھی سو گئے تو وادی کے ایک کنارے سے ہاتف غیبی نے یوں صدا دی:

اَلَا اَيُّهَا الرَّكْبُ الْمُعَرِّسُ بَلِّغُوْا اِذَا مَا وَقَفْتُمْ بِالْحَطِيْمِ وَزَمْزَمَا

''اے رات کے وقت آرام کرنے والے قافلے! جب تم حطیم اور زمزم کے پاس ٹھہرو تو''

مُحَمَّدًا اَلْمَبْعُوْثَ مِنَّا تَحِيَّةً تُشَيِّعُهٗ مِنْ حَيْثُ سَارَ وَ يَمَّمَا

ہماری طرف سے محمد ﷺ کو سلام عرض کرنا اور ان کے ہمراہ ہو جاؤ وہ جہاں کہیں بھی تشریف لے جائیں یا جانے کا ارادہ فرمائیں۔

وَقُوْلُوْا لَهٗ اِنَّا لِدِيْنِكَ شِيْعَةٌ بِذَالِكَ اَوْصَانَا الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَا

آپ ﷺ سے عرض کرو کہ ہم آپ کے دین کے معاون ہیں اور اسی چیز کی وصیت ہم کو حضرت مسیح ابن مریم علیہ السلام نے کی تھی۔''

ابوسعد رحمۃ اللہ علیہ نے ''شرف المصطفیٰ'' میں ضعیف سند سے روایت کیا ہے کہ جندع بن الصمید کے پاس ایک آنے والا آیا اور اس سے کہنے لگا اے جندع بن صمید!

اَسْلِمْ تَفُزْ وَ تَسْلَمْ مِنْ حَرِّ نَارٍ تَضْرِمُ

''تو اسلام قبول کر لے کامیاب ہو جائے گا اور بھڑکتی ہوئی آگ کی تپش سے بچ جائے گا۔''

اس نے کہا اسلام کیا ہے ہاتف غیبی نے کہا بتوں سے بیزاری اور ملک عدم کے لئے اخلاص کا اظہار اسلام ہے اس نے کہا ایسے دین تک رسائی کیسے ممکن ہے اس نے جواب دیا عرب سے ایک مکرم نبی ﷺ کے ظہور کا وقت قریب آ گیا ہے وہ کریم النسب اور اعلیٰ حسب کے مالک ہوں گے وہ حرم پاک سے ظہور فرمائیں گے عرب و عجم ان کے دین کو اختیار کرے گا ابن الصمید نے یہ واقعہ اپنے چچا زاد بھائی رافع بن خداش کو سنایا جب حضور نبی کریم ﷺ ہجرت فرما کر مدینہ طیبہ تشریف لائے تو یہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اور دولت اسلام سے مالا مال ہوا۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جاگیر عطا فرمائی۔ آپ ﷺ نے پانی سے بھرا ہوا ایک برتن منگوایا اور اس میں اپنا لعاب ڈالا اور حضرت راشد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم فرمایا اس پانی کو اپنی جاگیر کی بلند زمین پر گرادینا اور اپنی ضرورت سے زیادہ مال سے لوگوں کو نہ روکنا۔ انہوں نے ایسے ہی کیا۔ جب انہوں نے اس پانی کو اپنی جاگیر کی اونچی زمین پر گرایا تو وہاں سے ایک بڑا چشمہ بہہ نکلا۔ حضرت راشد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی زمین میں کھجور کے باغات لگائے کہا جاتا ہے کہ تمام ''رہاط'' اسی چشمہ کے پانی سے سیراب ہوتا تھا لوگ اس پانی کو ''مَاءُ الرَّسُوْلِ'' (رسول مکرم ﷺ کا پانی) کے دلنواز نام سے یاد کرتے تھے جب وہاں کے مریض اس چشمے پر آکر غسل کرتے تو اللہ تعالیٰ انہیں شفاء عطا فرمادیتا۔

عباس بن مرداس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میرے باپ کے پاس ایک بت تھا اس کا نام ضمار تھا وہ اس کی پوجا کیا کرتا تھا جب اس کی وفات کا وقت قریب ہوا تو اس نے اپنے بیٹے عباس سے کہا اے میرے فرزند دلبند! ضمار کی پرستش کیا کرو یہ تمہیں نفع دے گا اس کی وجہ سے تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔ اس کی وفات کے بعد عباس اس بت کی عبادت میں مصروف ہو گئے ایک دن انہوں نے سنا کہ بت کے پیٹ سے آواز آرہی تھی کوئی کہنے والا کہہ رہا تھا:

قُلْ لِّلْقَبَائِلِ مِنْ سُلَيْمٍ كُلِّهَا ۞ أُوْدِيَ ضِمَارٌ وَعَاشَ اَهْلُ الْمَسْجِدِ

اِنَّ الَّذِيْ وَرِثَ النُّبُوَّةَ وَالْهُدٰى ۞ بَعْدَ ابْنِ مَرْيَمَ مِنْ قُرَيْشٍ مُهْتَدٰى

أُوْدِيَ ضِمَارٌ وَكَانَ يُعْبَدُ مُدَّةً ۞ قَبْلَ الْكِتَابِ اِلَى النَّبِيِّ مُحَمَّدٖ

''ان تمام قبائل سے کہو جن کا تعلق سلیم سے ہے کہ ضمار ہلاک ہو گیا اور اہل مسجد نے زندگی پالی بے شک وہ ذات جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد نبوت اور ہدایت کا وارث بنی اس کا تعلق قریش سے ہے وہ ہدایت یافتہ ہے۔ ضمار ہلاک ہو گیا حالانکہ محمد ﷺ پر کتاب کے نازل ہونے سے پہلے طویل مدت اس کی عبادت کی جاتی رہی۔''

یہ سن کر حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ضمار نامی بت کو نذر آتش کر دیا اور بارگاہ رسالت میں حاضر ہو گئے۔ ایک روایت میں ہے کہ دوپہر کے وقت حضرت عباس بن مرداس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے اونٹوں میں تھے آپ کے پاس ایک شخص آیا وہ سفید شتر مرغ پر سوار تھا اور اس نے سفید لباس ہی پہنا ہوا تھا اس نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا ''اے عباس! کیا تو نے آسمان کی طرف نہیں دیکھا کہ اس کے چوکیدار تھک گئے ہیں جنگ نے اپنے لوگوں کو جلا کر خاکستر بنا دیا ہے اور گھوڑوں نے اپنے سواروں کو گرا دیا ہے بے شک وہ ذات کریمانہ جن پر نیکی اور تقویٰ کا نزول ہوا ہے۔ قصویٰ نامی اونٹنی پر تشریف فرما ہے۔''

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں اس شخص کی یہ گفتگو سن کر گھبرا گیا میں اپنے بت کے پاس آیا اس کو ہم ضمار کہتے تھے۔ ہم اس کی پوجا کیا کرتے تھے ہم اس کے پیٹ سے گفتگو کرتے تھے میں نے اس بت کے ارد گرد جھاڑو دیا اور اس پر ہاتھ پھیرا اچانک مجھے اس کے پیٹ میں سے کسی شخص کے چیخنے کی آواز سنائی دی (پھر انہوں نے مذکورہ بالا اشعار سنائے) حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اس واقعہ کے بعد میں اپنی قوم بنو حارثہ کے ساتھ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

چھٹا باب

اس باب میں حضور ﷺ کے متعلق وہ بشارات بیان کی جائیں گی جو بتوں سے سنی گئیں

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے حکیم بن عطاء السلمی سے وہ اپنے باپ اور وہ اپنے باپ حضرت راشد بن عبد ربہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک مشہور بت تھا جو سواع کے نام سے مشہور تھا۔ بنوظفر نے مجھے اس بت کی طرف کچھ تحائف دے کر بھیجا۔ میں صبح کے وقت ''سواع'' کے علاوہ ایک اور بت کے پاس آیا میں نے اچانک سنا کہ کوئی چیخنے والا اس بت کے پیٹ میں چیخ رہا تھا۔ مجھے اس آواز پر بڑا تعجب ہوا اس بت کے پیٹ سے آواز آ رہی تھی ''بنوعبدالمطلب سے ایک نبی محترم ﷺ کا ظہور ہونے والا ہے وہ زنا اور سود کو حرام کر دیں گے۔ وہ بتوں کے لئے جانوروں کو ذبح کرنا بھی حرام قرار دیں گے، آسمان کی حفاظت کر دی گئی ہے اور اب شیاطین کو آگ کے انگارے مارے جاتے ہیں۔'' اس کے بعد دوسرے بت کے پیٹ میں سے آواز آئی ''ضمار'' (بت کا نام) کی پوجا کو ترک کر دیا گیا ہے حالانکہ اس سے قبل اس کی پوجا کی جاتی تھی۔ حضرت احمد مجتبیٰ ﷺ کا ظہور ہو گیا ہے وہ نماز ادا فرماتے ہیں زکوٰۃ ادا کرنے، روزہ رکھنے، نیکی کرنے اور صلہ رحمی کرنے کا حکم فرماتے ہیں۔

پھر تیسرے بت کے پیٹ میں سے آواز آئی:

اِنَّ الَّذِی وَرِثَ النُّبُوَّۃَ وَالْھُدٰی   بَعْدَ ابْنِ مَرْیَمَ مِنْ قُرَیْشٍ مُّھْتَدٰی

''وہ ہستی والا جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد نبوت اور ہدایت کے وارث ہوئے ہیں ان کا تعلق قریش سے ہے اور ہدایت یافتہ ہیں۔''

وہ ایسے نبی محترم ﷺ ہیں جو ماضی اور مستقبل کی خبریں بیان فرماتے ہیں حضرت راشد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ''میں صبح کے وقت ''سواع'' کے پاس گیا میں نے وہاں دیکھا کہ دو سانپ اس کو چاٹ رہے ہیں وہ ان تحائف کو نگل رہے تھے جو اس بت کے سامنے رکھے ہوئے تھے پھر وہ بت کے جسم پر چڑھ کر پیشاب کرنے لگے'' میں نے اس وقت کہا:

اَرَبٌّ یَبُوْلُ الثُّعْلَبَانِ بِرَاْسِہٖ   لَقَدْ ذَلَّ مَنْ بَالَتْ عَلَیْہِ الثَّعَالِبُ

''کیا وہ رب ہو سکتا ہے جس کے سر پر دو سانپ پیشاب کر رہے ہوں۔ جس پر سانپوں نے پیشاب کر دیا وہ تو ذلیل ہو گیا۔''

یہ اس زمانہ کا واقعہ ہے جب تاجدار مدینہ ﷺ ہجرت فرما کر مدینہ طیبہ تشریف لے گئے تھے حضرت راشد رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ طیبہ میں بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کیا حضور اکرم ﷺ کے دست اقدس پر بیعت کی۔ انہوں نے شہریار مدینہ ﷺ سے ''رہاط'' کے مقام پر ایک جاگیر طلب کی آپ ﷺ نے حضرت راشد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو وہ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اے سوار! یہ بات عمرو اور اس کے بھائیوں تک پہنچا دے کہ اس نے جب کہا کہ میرا رب با در ہے تو میں اس سے ناراض ہوں۔"

حضرت مازن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں میں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میں گانے کا شوقین ہوں، شراب نوشی میری عادت ہے اور بدکارہ عورتوں کا دلدادہ ہوں یعنی وہی عورتیں جو ناز وادا سے چلتی ہیں۔ جب ہم پر کچھ سال قحط سالی کا دور دورہ رہا تو وہ عورتیں تمام مال لے کر بھاگ گئیں اور اہل وعیال کو کمزور کر گئیں۔ یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میرا کوئی بچہ نہیں آپ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ان برائیوں کو مجھ سے دور فرمائے مجھے حیاء عطا فرمائے اور مجھے اولاد نرینہ سے نوازے آپ ﷺ نے دعا مانگی اے میرے مولا! اس کے گانے کے شوق کو قرآن پاک پڑھنے کے شوق میں تبدیل فرما۔ اس کے حرام کو حلال میں تبدیل فرما۔ شراب کے بدلے اس کو ایسی سیرابی عطا فرما جس میں کوئی گناہ نہ ہو۔ اس کی بدکاری کو عفت میں تبدیل فرما۔ اسے شرم وحیا عطا فرما اور اسے لخت جگر عطا فرما حضرت مازن رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کی دعا کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے میری تمام بری عادات کو ختم کر دیا میں نے قرآن پاک کا کچھ حصہ یاد کر لیا میں نے کئی حج کئے۔ میرا گاؤں اور اس کا ارد گرد سرسبز شاداب ہو گیا میں نے چار آزاد اور نیک خواتین سے شادی کی اللہ تعالیٰ نے مجھے اولاد عطا کی پھر آپ یہ اشعار پڑھتے:

اِلَيْکَ رَسُوْلَ اللّٰهِ حَنَّتْ مَطِيَّتِیْ　　تَجُوْبُ الْفَيَافِیْ مِنْ عُمَّانَ اِلَی الْعَرَجِ

"یا رسول اللہ! آپ ہی کی جانب میری اونٹنی شوق سے سفر طے کرتی ہے وہ عمان سے لے کر عرج تک کے جنگلات کو عبور کرتی ہے۔

لِتَشْفَعَ لِیْ يَا خَيْرَ مَنْ وَطِیَ الْحَصٰی　　فَيُغْفَرُ لِیْ ذَنْبِیْ وَ اَرْجِعُ بِالْفَلَجِ

تاکہ آپ میرے لئے شفاعت فرمائیں اے کائنات کے بہترین انسان! اور میرے گناہ معاف ہو جائیں اور میں

اِلٰی مَعْشَرٍ خَالَفْتُ فِی اللّٰهِ دِيْنَهُمْ　　وَلَا رَأْيُهُمْ رَأْيِیْ وَلَا نَهْجُهُمْ نَهْجِیْ

معشر کی طرف کامیابی سے لوٹوں میں نے اللہ کے لئے ان کے دین کی مخالفت کی نہ ان کی رائے میری رائے ہے اور نہ ہی ان کا طریقہ میرا طریقہ ہے۔

وَكُنْتُ امْرَأً بِالْعَهْرِ وَالْخَمْرِ مُوْلِعًا　　شَبَابِیْ حَتّٰی آذَنَ الْجِسْمَ بِالنَّهْجِ

میں وہ شخص تھا جو بدکاری اور شراب کا دلدادہ تھا لیکن انہوں نے میرے جسم کو راہ راست سے آگاہ کر دیا۔

فَبَدَّلَنِیْ بِالْخَمْرِ خَوْفًا وَّ خَشْيَةً　　وَبِالْعَهْرِ اِحْصَانًا فَحَصَّنَ لِیْ فَرْجِیْ

اللہ تعالیٰ نے میری شراب نوشی کو خوف اور ڈر میں تبدیل کر دیا اور مجھے بدکاری سے محفوظ کر دیا اور میری شرم گاہ کی حفاظت کر دی۔

فَاَصْبَحَتْ هَمِّیْ فِی الْجِهَادِ وَنِيَّتِیْ　　فَلِلّٰهِ مَا صَوْمِیْ وَلِلّٰهِ مَا حَجِّیْ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

میں مسجد نبوی میں داخل ہوا جب مجھے سرور دو جہاں ﷺ نے دیکھا تو آپ نے تبسم فرمایا آپ ﷺ نے فرمایا اے عباس! تیرے اسلام قبول کرنے کی داستان کیا ہے میں نے آپ ﷺ کو تمام واقعہ عرض کیا آپ ﷺ نے فرمایا تو نے سچ کہا ہے اس کے بعد میں نے اور میری تمام قوم نے اسلام قبول کر لیا۔

اسی طرح حضرت مازن بن القصر یہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ''عمان'' کے قریب ایک بت کی خدمت کیا کرتا تھا اس کا نام بادر تھا۔ ہم نے ایک دن اس کے سامنے ایک ''ذبیحہ'' رکھا ہم نے سنا کہ اس کے پیٹ سے آواز آ رہی تھی:

يَا مَازِنُ اِسْمَعْ تَسُرْ ظُهُوْرَ خَيْرِ بَشَرْ

''اے مازن سنو تم خوش ہو جاؤ خیر البشر ﷺ کا ظہور ہو چکا ہے۔

بُعِثَ نَبِيٌّ مِّنْ مُضَرْ يُدَيِّنُ دِيْنَ اللهِ بِرْ

قبیلہ مضر سے نبی ﷺ کا ظہور ہو چکا ہے۔ وہ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے پاکیزہ دین کی تبلیغ فرمائیں گے۔

فَدَعْ نَحِيْتًا مِّنْ حَجَرْ تَسْلَمْ مِنْ حَرِّ سَقَرْ

پتھر کے بت کو چھوڑ و تم جہنم کی گرمی سے محفوظ رہو گے۔

حضرت مازن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں یہ سن کر میں اس بت سے ڈر گیا لیکن اس میں سے ابھی تک مزید صدا آ رہی تھی:

اَقْبِلْ اِلَيَّ اَقْبِلْ مُسْتَمِعًا لَا تَجْهَلْ هٰذَا نَبِيٌّ مُرْسَلٌ جَآءَ بِحَقٍّ مُنْزَلْ

میری طرف آؤ، آؤ میری بات سنو اور جاہل نہ بنو یہ نبی ﷺ ہیں جو سچا کلام لے کر تشریف لائے ہیں۔''

میں نے کہا یہ بڑا تعجب خیز واقعہ ہے یقیناً اس سے میری ہی بھلائی مقصود ہے۔ حضرت مازن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ہم ابھی اسی کیفیت میں تھے کہ حجاز مقدس کی طرف سے ایک شخص ہمارے پاس آیا ہم نے اس سے کہا اپنے علاقہ کی کوئی نئی خبر سناؤ۔ اس نے کہا حجاز مقدس میں ایک ایسے شخص کا ظہور ہوا ہے جن کا نام مبارک احمد ہے ان کے پاس جو بھی جاتا ہے وہ اسے یہ کہتے ہیں کہ اللہ کی طرف بلانے والے کی دعوت پر لبیک کہو میں نے کہا یہی خبر میں نے پہلے بھی سنی ہے میں اپنے بت کے پاس گیا اور اس کو توڑ دیا اپنی سواری پر سوار ہو کر بارگاہ رسالت میں آیا اللہ تعالیٰ نے اسلام کے لئے میرے سینے کو کھول دیا میں نے اسلام قبول کر لیا اس وقت میں نے یہ اشعار کہے:

كَسَرْتُ بَادِرًا جُذَاذًا وَّكَانَ لَنَا رَبًّا نُّطِيْفُ بِهٖ حِيْنًا بِتَضْلَالِ

''میں نے بادر کو پارہ پارہ کر دیا وہ ہمارا رب تھا اور اس کا گمراہی کے ساتھ طواف کیا کرتے تھے۔

بِالْهَاشِمِيِّ هُدِيْنَا مِنْ ضَلَالَتِنَا وَلَمْ يَكُنْ دِيْنُهٗ شَيْئًا عَلٰى بَالِيْ

اللہ تعالیٰ نے ہم کو ہماری گمراہی سے نبی کریم ﷺ کے ذریعے ہدایت دی حالانکہ پہلے آپ کے دین کی میرے دل میں کوئی اہمیت نہ تھی۔

يَا رَاكِبًا بَلِّغَنْ عَمْرًا وَّاِخْوَتَهَا اَنِّيْ لَمَّا قَالَ رَبِّيْ بَادِرٌ قَالِيْ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

قبول کرلیا۔

واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسی مسند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔

اسی طرح حضرت زمیل بن عمرو العذری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ بنوعذرہ (1) کا ایک بت تھا اس کا نام ضمام تھا بنوعذرہ اس کی بہت تعظیم کرتے تھے وہ بت قبیلہ بنی ہند بن حرام میں موجود تھا اس کی خدمت پر ایک آدمی مقرر تھا اس کا نام طارق تھا لوگ اس کے پاس اپنے جانور ذبح کرتے تھے جب حضور ﷺ کا ظہور ہوا ہم نے اس میں سے ایک آواز سنی کوئی کہنے والا کہہ رہا تھا اے بنو ہند بن حرام! حق ظاہر ہو گیا ہے۔ ضمام ہلاک ہو گیا ہے اسلام نے ہمارے شرک کا خاتمہ کر دیا ہے۔ حضرت زمیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ہم اس صدا سے گھبرا گئے۔ کچھ دن گزر گئے تو پھر اس میں سے دوبارہ آواز آئی کوئی پکار رہا تھا اے طارق! اے طارق! نبی صادق ﷺ مبعوث ہو گئے ہیں ان پر وحی ناطق کا نزول ہوا ہے۔ تہامہ کی سرزمین پر ان کا ظہور ہوا ہے۔ ان کے مددگاروں کے لئے سلامتی ہے اور ان کے دشمنوں کے لئے شرمندگی اور ندامت ہے اب میں تمہیں روز حشر تک الوداع کہتا ہوں اس کے بعد وہ بت منہ کے بل گر پڑا۔ حضرت زمیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں میں نے ایک سواری خریدی اور اپنی قوم کے چند افراد لے کر بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا میں نے آپ ﷺ کی بارگاہ میں پہنچ کر عرض کی:

اِلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَعْمَلْتُ نَصَّهَا   اُکَلِّفُهَا حُزْنًا وَّغُوْرًا مِّنَ الرَّقْلِ

لِاَنْصُرَ خَیْرَ النَّاسِ نَصْرًا مُّؤَزَّرًا   وَاَعْقِدُ حَبْلًا مِّنْ حِبَالِکَ فِیْ حَبْلِیْ

وَاَشْهَدُ اَنَّ اللّٰهَ لَاشَیْئَ غَیْرُهٗ   اُدِیْنُ لَهٗ مَا اَثْقَلَتْ قَدَمِیْ نَعْلِیْ

"یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم میں آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوا ہوں میں نے آپ کے لئے ہی اپنی اونٹنی کو تکلیف دی ہے اور اسے ریت کے ٹیلوں پر چلایا ہے تاکہ میں تمام لوگوں میں سے بہترین شخص کی مدد کروں اور آپ کی رسیوں میں سے ایک رسی کو اپنی رسی سے باندھ لوں میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی چیز (باقی) نہیں اور میں آپ کے دین کو اس وقت تک اختیار کرتا ہوں جب میرا پاؤں میرے جوتوں سے بوجھل رہے۔"

حضرت وائل بن حجر الحضرمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی داستان بھی اسی طرح ہے ان کی کنیت ابو ہنیدہ تھی۔ ان کا باپ وقت کا بادشاہ تھا۔ وہ فرماتے ہیں کہ ہم وفد کی صورت میں بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے۔ آپ ﷺ نے اپنے صحابہ کرام علیہم الرضوان کو میرے آنے سے پہلے ہی میری آمد کی خبر سنا دی تھی۔ آپ ﷺ نے اپنے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے فرمایا: "تمہارے پاس وائل بن حجر دور دراز کے علاقے یعنی حضر موت سے آ رہا ہے اس کا مقصد صرف اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی رضا کا حصول ہے وہ بادشاہ کے بیٹوں میں سے ہے۔" حضرت وائل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے جس شخص سے بھی ملتا وہ مجھے یہی کہتا کہ تمہاری آمد سے تین دن پہلے ہی ہمارے آقا ﷺ نے ہم کو تمہارے متعلق بتا دیا تھا۔ جب میں حضور ﷺ کے پاس حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے مجھے خوش آمدید کہا مجھے اپنے قریب کیا

1۔ یمن کے ایک قبیلے کا نام۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اب میرا ارادہ اور میری نیت صرف جہاد کرنے کی تھی۔ میرا روزہ اور میرا حج بھی اللہ کی رضا کے لئے ہی تھا۔"

حضرت مازن رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جب میں اپنی قوم کے پاس آیا تو اس نے مجھ پر بڑی سختی کی مجھے گالیاں دیں اور مجھے ملامت کی انہوں نے اپنے شاعر کو میری ہجو کرنے کا حکم دیا۔ اس نے میری ہجو کی میں نے اس شاعر سے کہا اگر تو نے میری ہجو کی ہے تو اس کا مجھ پر کوئی اثر نہیں کیونکہ میں بذات خود اپنے نفس کی ہجو کرتا ہوں میں نے اپنی قوم سے کنارہ کشی اختیار کر لی میں نے اپنے لئے ایک مسجد تعمیر کر لی جس میں میں عبادت کیا کرتا تھا جو مظلوم بھی اس مسجد میں آتا اور اس میں تین دن نماز ادا کرتا پھر اپنے پر ظلم کرنے والے کے لئے دعا کرتا تو اس کی دعا ضرور قبول ہوتی۔ اگر کوئی مصیبت زدہ اور آفت رسیدہ اس میں کھڑے ہو کر دعا مانگتا تو اللہ تعالیٰ اسے شفا عطا فرماتا۔ پھر میری قوم میرے پاس آئی اور مجھے اپنے قبیلے میں جانے کے لئے کہا اس طرح میری تمام قوم دولت اسلام سے مالا مال ہو گئی۔

اسی طرح اسماعیل بن زیاد رحمۃ اللہ علیہ نے ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ اور انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما "خثعم" کے ایک شخص سے روایت کرتے تھے اس نے بتایا کہ خثعم ایک ایسا قبیلہ تھا جو حلال اور حرام میں کوئی تمیز نہیں کرتا تھا وہ کئی بتوں کو پوجتا تھا ایک رات ہم ایک بت کے سامنے بیٹھے ہوئے تھے۔ ہم اس کے پاس ایک جھگڑے کا فیصلہ کروانے کے لئے گئے تھے اچانک اس بت کے پیٹ سے آواز آنے لگی کوئی کہنے والا یہ کہہ رہا تھا:

يَـاَيُّهَا الرَّكْبُ ذُوْو الْاَحْكَام مَا اَنْتُمْ وَطَائِشُو الْاَحْلَام

"اے قافلہ والو! جو فیصلہ کروانے جاتے ہو تمہیں کیا ہے کہ تمہیں عقل زائل ہو گئی ہے۔"

وَمُسْنِدُو الْحُكْمِ اِلَى الْاَصْنَام اَمَا تَرَوْنَ مَا اَرٰى اَمَامِیْ

اور جو فیصلہ کو بتوں کی طرف منسوب کرتی ہے کیا تم اس چیز کا مشاہدہ نہیں کرتے جس کو میں اپنے سامنے دیکھ رہا ہوں۔

مِنْ سَاطِعٍ يَجْلُوْ دُجَى الظَّلَام هٰذَا نَبِیٌّ سَيِّدُ الْاَنَام

اس پھیلنے والی چیز کو جس نے ظلمتوں کو کافور کر دیا ہے۔ یہ نبی کریم ﷺ ہیں جو تمام لوگوں کے سردار ہیں۔

مِنْ هَاشِمٍ فِیْ ذِرْوَةِ السَّنَام يَصْدَعُ بِالْحَقِّ وَبِالْاِسْلَام

وہ قبیلہ ہاشم کے ایک عظیم الشان انسان ہیں۔ وہ حق اور اسلام کو کھول کر بیان کرتے ہیں۔

اَعْدَلُ ذِیْ حُكْمٍ مِنَ الْاَحْكَام مُسْتَعْلِنٌ بِالْبَلَدِ الْحَرَام

وہ احکام کا فیصلہ کرنے والوں میں سے سب سے زیادہ عادل ہے۔ وہ مکہ معظمہ میں اسلام کو ظاہر فرمائیں گے۔

قَدْ طَهَّرَ النَّاسَ مِنَ الْآثَام جَآءَ بِهَدْمِ الْكُفْرِ بِالْاِسْلَام

انہوں نے لوگوں کو گناہوں سے پاک کر دیا ہے اور وہ اسلام کے ساتھ کفر کو مٹانے کے لئے تشریف لائے ہیں۔"

وہ خثعمی کہتا ہے کہ ہم اس آواز سے خوفزدہ ہو گئے۔ میں مکہ معظمہ میں حاضر ہوا اور بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر اسلام

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

،عبداللہ بن جحش اور عثمان بن الحویرث جیسے لوگ موجود تھے ان کا ایک بت تھا، وہ لوگ اپنے بت کے پاس جمع ہوتے اور اس کی عبادت کرتے تھے۔ایک دن وہ اپنے بت کے پاس گئے انہوں نے دیکھا کہ ان کا بت منہ کے بل گرا ہوا ہے۔ان کے لئے یہ بات بڑی تعجب خیز تھی انہوں نے اپنے بت کو پھر پہلی کیفیت میں نصب کر دیا۔تھوڑی دیر کے بعد وہ بت پھر گر پڑا۔ان لوگوں نے پھر اس کو پہلی حالت میں کھڑا کر دیا۔پھر تیسری مرتبہ بھی ایسا ہی ہوا۔عثمان بن الحویرث کہتا ہے کہ ہمارے بت کے ساتھ یہ معاملہ اس رات پیش آیا تھا جس کی جانفزا سحر کو سرورِ دو عالم ﷺ اس جہاں میں تشریف لائے تھے۔ان لوگوں نے اپنے پتھر کے بت میں سے ایک پکارنے والے کی آواز کو سنا وہ اس طرح صدا لگا رہا تھا:

نُرْدِیْ لِمَوْلُوْدٍ اَنَارَتْ بِنُوْرِہٖ جَمِیْعَ فِجَاجِ الْاَرْضِ بِالشَّرْقِ وَالْغَرْبِ

''ہم اس مبارک بچے کی وجہ سے ہلاک ہو گئے ہیں جس کے نور سے زمین کے تمام کونے از مشرق تا مغرب روشن ہو گئے ہیں۔

وَخَرَّتْ لَہُ الْاَوْثَانُ طَرًّا وَاُرْعِدَتْ قُلُوْبُ مُلُوْکِ الْاَرْضِ طَرًّا مِنَ الرُّعْبِ

تمام بت اس کے لئے گر پڑے اور زمین کے بادشاہوں کے دل رعب سے کانپنے لگے۔

وَنَارُ جَمِیْعِ الْفُرْسِ بَاخَتْ وَاَظْلَمَتْ وَقَدْ بَاتَ شَاہُ الْفُرْسِ فِیْ اَعْظَمِ الْکُرَبِ

تمام فارس کی آگ بجھ گئی اور تاریکی چھا گئی اور شاہ ایران نے بڑی تکلیف میں رات بسر کی۔

وَصُدَّتْ عَنِ الْکُھَّانِ بِالْغَیْبِ جِنُّھَا فَلَا مُخْبِرَ مِنْھُمْ بِحَقٍّ وَّلَا کَذِبِ

کاہنوں کے جنات کو غیب کی خبریں بتانے سے روک دیا گیا ہے۔اب انہیں جھوٹی یا سچی خبر کوئی نہیں دے سکے گا۔

فَیَا لِقُصَیٍّ اِرْجِعُوْا عَنْ ضَلَالِکُمْ وَھُبُّوْا اِلَی الْاِسْلَامِ وَالْمَنْزِلِ الرَّحْبِ

اے قصی کے لوگو! اپنی گمراہی سے پلٹ آؤ اسلام اور کشادہ منزل کی طرف جلدی کرو۔''

ابن سعد، البزار اور ابو نعیم رحمہم اللہ تعالیٰ نے جابر بن مطعم سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ کی بعثت سے پہلے ہم ایک بت کے سامنے بیٹھے ہوئے تھے ہم نے اس بت کے لئے اونٹ ذبح کیا تھا اچانک اس بت کے پیٹ سے ایک چیخنے والے کی صدا آئی وہ یہ کہہ رہا تھا ارے لوگو! غور سے سنو آسمان پر چوری باتیں سننا ختم ہو گیا ہے۔اب آسمان کی طرف جانے والے کو شہاب کا سامنا کرنا پڑتا ہے یہ تمام انتظامات اس نبی کریم ﷺ کے لئے ہیں جن کا نام نامی ''احمد'' مجتبیٰ ﷺ ہے اور جن کی ہجرت گاہ مدینہ طیبہ ہو گا۔حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم اپنے کام سے اسی وقت رک گئے اور بت کی اس صدا پر ہم نے تعجب کا اظہار کیا اس کے ایک ماہ بعد سرورِ کائنات ﷺ کا ظہور ہوا۔

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے خویلد الضمری سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم ایک پتھر کے بت کے سامنے بیٹھے ہوئے تھے اچانک ہم نے اس کے اندر سے ایک چیخنے والے کی آواز کو سنا وہ یوں کہہ رہا تھا۔آسمان پر جا کر پوشیدہ گفتگو سننا ختم ہو گیا ہے اور جو ایسا کرتا ہے اس کو آگ کے انگاروں کا سامنا کرنا پڑتا ہے یہ تمام انتظامات اس نبی مکرم ﷺ کے لئے ہوئے ہیں

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

میرے لئے اپنی چادر مبارک کو بچھایا مجھے اس چادر پر بٹھایا پھر آپ ﷺ نے دعا مانگی اے مولا! وائل بن حجر کی اولاد اور ان کی اولاد کی اولاد میں برکت فرما پھر آپ ﷺ منبر پر تشریف فرما ہوئے۔ مجھے اپنے سامنے بٹھایا پھر آپ ﷺ نے فرمایا: اے لوگو! یہ وائل بن حجر ہیں یہ تمہارے پاس دور دراز سے آئے ہیں ان کا تعلق حضر موت سے ہے یہ اسلام کی طرف بہت زیادہ راغب ہیں میں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم جب میں اپنی عظیم سلطنت میں موجود تھا تو مجھے آپ ﷺ کے ظہور کی خبر ملی اللہ تعالیٰ نے مجھ پر احسان فرمایا ہے کہ میں نے اس سلطنت و بادشاہی کو خیر آباد کہا اور اللہ کے دین کو ترجیح دی۔ آپ ﷺ نے فرمایا تو نے سچ کہا ہے۔ آپ ﷺ نے دوبارہ دعا فرمائی اے میرے مولا! وائل بن حجر کی اولاد اور اولاد کی اولاد میں برکت فرما۔ حضرت وائل ابن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ بارگاہ رسالت میں ہمارے وفد کی صورت میں حاضر ہونے کی وجہ یہ ہے کہ عقیق کے مقام پر ایک بت تھا۔ اسی اثناء میں کہ میں دوپہر کے وقت وہاں سویا ہوا تھا کہ میں نے اس کمرہ میں سے عجیب آواز سنی جہاں بت نصب کیا ہوا تھا۔ میں اس بت کے پاس آیا اور اس کے سامنے سجدہ ریز ہوگیا۔ میں نے کسی صدا لگانے والے کی آواز کو سنا کوئی صدا لگا رہا تھا:

وَاعَجبًا لِوَائِلِ بْنِ حَجَرٍ   يَخَالُ يَدْرِىْ وَهُوَ لَيْسَ يَدْرِىْ

وائل بن حجر پر تعجب ہے وہ خیال کرتا ہے کہ وہ جانتا ہے حالانکہ وہ جانتا نہیں ہے۔

مَاذَا يُرْجِىْ مِنْ نُحِيْتُ صَخْرٍ   لَيْسَ بِذِىْ نَفْعٍ وَلَا ذِىْ ضَرٍّ

اسے کیا ہے وہ ایک گھڑے ہوئے بت سے امید کرتا ہے وہ نہ نفع دینے والا ہے اور نہ نقصان پہنچانے والا ہے۔

لَوْ كَانَ ذَاحِجْرٍ اَطَاعَ اَمْرِىْ

اگر وہ عقل والا ہوتا تو میرے حکم کی اطاعت کرتا۔"

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں میں نے کہا اے صدا لگانے والے! میں تیری بات کو بڑے غور سے سن رہا ہوں تو مجھے کس چیز کا حکم دیتا ہے۔ ہاتف غیبی نے پھر آواز دی:

اِرْحَلْ اِلٰى يَثْرِبَ ذَاتَ نَخْلٍ   تَدَيَّنْ دِيْنَ الصَّائِمِ الْمُصَلِّىْ

"تو یثرب کی طرف جا۔ وہ کھجور والی زمین ہے اور نماز پڑھنے والے اور روزہ رکھنے والے کا دین اختیار کر۔

مُحَمَّدِ النَّبِيِّ خَيْرِ الرُّسُلِ

محمد ﷺ کا دین جو تمام رسول سے بہترین ہیں۔"

پھر وہ بت منہ کے بل گر پڑا۔ اس کی گردن ٹوٹ گئی۔ میں اس کے پاس گیا اور اس کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا پھر میں جلدی جلدی سفر طے کر کے مدینہ طیبہ حاضر ہوگیا۔

حضرت علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے "خصائص" میں خرائطی رحمۃ اللہ علیہ نے "ھواتف" میں اور ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ قریش مکہ کی ایک جماعت جس میں ورقہ بن نوفل، زید بن عمرو

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کے لئے قربانیاں کرتے تھے" میں نے اس کے پیٹ سے ایک دن یہ آواز سنی اے بکر بن جبلہ! تم محمد ﷺ کو جان لو گے۔"

اسی طرح ابراہیم بن سلامہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کے وصال کے بعد ایک دن حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ذکر فرما رہے تھے کہ ہم حضور ﷺ کے ظہور سے دو ماہ قبل مکہ کی ایک وادی کی طرف گئے۔ ہم تعداد میں کافی تھے ہم ایک مینڈھے کو ذبح کرنا چاہتے تھے جب ہم نے اس کو ذبح کیا اور اس کا خون نکل گیا تو اس کے پیٹ سے ہم کو یہ آواز آنے لگی اے اہل ذریح! ایک چیخنے والا بلند آواز سے یہ صدا لگاتا ہے: اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه وہ یہ گواہی دیتا ہے کہ اللہ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے۔ اس کے پیٹ سے ہم کو تین مرتبہ یہی آواز آئی پھر اس کے بعد وہ مینڈھا پرسکون ہو گیا۔ اس مینڈھے کی اس کیفیت نے ہم کو خوفزدہ کر دیا اور ہم اس سے گھبرا گئے۔ اس واقعہ سے تھوڑی ہی مدت کے بعد سرور دو عالم ﷺ کا ظہور ہو گیا۔ ایک آدمی نے یہ تمام واقعہ سن کر کہا اے امیر المومنین! ہماری داستان اس سے بھی زیادہ تعجب خیز ہے۔ ہم چار ساتھی تجارت کے لئے شام کی طرف روانہ ہوئے۔ جب ہم شام کی ایک وادی میں پہنچے تو ہمارے دل میں گوشت کھانے کی شدید خواہش پیدا ہوئی۔ یہ واقعہ حضور اکرم ﷺ کی بعثت مبارکہ سے پہلے کا ہے۔ ہم نے گوشت کے لئے کسی جانور کی تلاش شروع کی اچانک ہم نے ایک ہرن دیکھا جن کا سینگ ٹوٹا ہوا تھا۔ ہم نے اس ہرن کو پکڑ لیا۔ اللہ کی قسم! ہم ابھی اس ہرن کو ذبح کرنے کا مشورہ ہی کر رہے تھے کہ ہاتف غیبی سے ہم کو یہ صدا آئی:

یَاَیُّهَا الرَّکْبُ السَّرَاعُ الْاَرْبَعَهْ   خَلُّوْا سَبِیْلَ الظَّبِیَّهِ الْمَرُوْعَهْ

"اے وہ قافلہ! جو چار افراد پر مشتمل ہے اور جلدی جلدی سفر طے کر رہا ہے۔ اس گھبرائے ہوئے ہرن کا راستہ چھوڑ دو۔

اَنَّهَا لِطِفْلَةٍ ذَاتَ دَعَهْ   خَلُّوْا عَنِ الْعَضْبَا فَذَالِکُمْ سَعَهْ

وہ ایک بچے کی ماں ہے اس کا راستہ چھوڑ دو تمہارے لئے یہی وسعت ہے"

پھر اس نے کہا اس ہرن کو چھوڑ دو۔ ہم نے اس ہرن کو آزاد کر دیا جب رات کا وقت ہوا تو اس نے ہماری سواریوں کی لگاموں کو پکڑا اور ہمیں ایک ایسے شہری آدمی کے پاس لایا جس کی کثیر اولاد تھی اس نے ہمیں ثرید کھلائی جس کی وجہ سے ہماری گوشت کھانے کی آرزو ختم ہو گئی۔ پھر ہم اس شہر سے نکلے اور اپنے سفر پر روانہ ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے ہم کو تجارت میں نفع عطا کیا ایک یہودی شخص ہمارا رفیق راہ بن گیا جب ہم پھر اسی وادی میں پہنچے تو ہاتف غیبی نے پھر آواز دی:

اِیَّاکَ لَا تَعْجَلْ وَخُذْهَا مُوْنِقَهْ   فَاِنَّ شَرَّ السَّیْرِ سَیْرُ الْحَقْحَقَهْ

"تو جلدی نہ کر اور اس کو پکڑ لے وہ رونق افزا ہے بلاشبہ بری سیر تھقہ ہے۔

قَدْ لَاحَ نَجْمٌ فَاَضَاءَ مَشْرِقَهْ   یَکْشِفُ عَنْ ظُلْمِ عَبُوْسٍ مُوْبِقَهْ

ستارہ ظاہر ہو گیا اس نے مشرق کو روشن کر دیا۔ اس نے ظلمت کو کافور کر دیا ہے۔

یہودی نے ہم سے کہا" کیا تم جانتے ہو کہ یہ چیخنے والا کیا کہہ رہا ہے۔ ہم نے اس سے کہا ہمیں تو کچھ معلوم نہیں تو ہی ہم کو بتا دے کہ یہ کیا کہہ رہا ہے اس یہودی نے ہم کو بتایا کہ یہ کہہ رہا ہے کہ تمہارے بعد مکہ معظمہ میں ایک نبی ﷺ کا ظہور ہوا ہے

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جن کا ظہور مکہ مکرمہ میں ہوا ہے ان کا اسم گرامی ''احمد'' ﷺ ہے یثرب ان کی ہجرت گاہ ہے۔ وہ نماز، روزے، نیکی اور صلہ رحمی کا حکم دیتے ہیں ہم اس بت کے پاس سے اٹھ کر چلے آئے۔ ہم نے اس کے بارے میں لوگوں سے سوال کیا انہوں نے جواب دیا کہ مکہ مکرمہ میں ایک نبی مکرم ﷺ کا ظہور اہوا ہے۔ ان کا اسم مبارک ''احمد'' ہے۔

اسی طرح عبداللہ بن ساعدہ الہذلی سے روایت کیا گیا ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم ''سواع'' نامی ایک بت کی پوجا کرتے تھے میرے پاس ایک بھیڑتھی میں اس بھیڑکواس بت کے پاس لے کر آیا تا کہ وہ پانی پی لے اور اس سے اس کو برکت بھی حاصل ہو۔ جب میں اس بت کے قریب ہوا تو میں نے اس بت کے پیٹ سے آواز سنی کوئی کہنے والا کہہ رہا تھا: ''تعجب ہے کتنا ہی تعجب ہے کہ عرب کے بہترین شخص کی آنکھوں کے سامنے پردے حائل ہو گئے ہیں۔'' حضرت عبداللہ بن ساعدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنی بھیڑ کو پانی پلایا اور اپنے گھر والوں کے پاس آ گیا۔ اب میرے لئے یہ بت اور اوثان قابل نفرت ہو چکے تھے۔ پھر میں کچھ دیر حوادثات زمانہ سے غائب رہا حتیٰ کہ مجھے حضور ﷺ کے ظہور اقدس کی خبر ملی۔ میں نے آپ ﷺ سے ملاقات کا شرف حاصل کیا اور اسلام کی دولت سے مالا مال ہوا۔

ابن سعد اور ابونعیم رحمہما اللہ تعالیٰ نے حضرت سعید بن عمرو الہذلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے بت کے لئے ایک جانور ذبح کیا میں نے اس بت کے پیٹ سے سنا وہاں سے یہ صدا آ رہی تھی ''تعجب ہے کتنا زیادہ تعجب ہے کہ عبدالمطلب کے قبیلہ سے ایک نبی محترم ﷺ کا ظہور ہوا ہے وہ بدکاری کو حرام قرار دیں گے وہ بتوں کے لئے جانوروں کی قربانیوں کو بھی حرام قرار دیں گے۔ اب آسمان کا تحفظ کیا گیا ہے اور اوپر کی جانب جانے والے کو شہاب کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔'' ہم وہاں سے روانہ ہو کر مکہ مکرمہ آئے ہم نے وہاں کوئی ایسا شخص نہ دیکھا جو ہمیں آپ ﷺ کے ظہور کے متعلق آگاہ کرتا حتیٰ کہ ہماری ملاقات حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوئی ہم نے کہا اے ابوبکر صدیق! رضی اللہ تعالیٰ عنک کیا مکہ معظمہ سے کسی ایسے شخص کا ظہور ہوا ہے جو اللہ کی طرف دعوت دیتا ہو اور اس کا نام نامی احمد (ﷺ) ہو۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہم سے پوچھا تمہیں آپ ﷺ کے متعلق کیسے علم ہوا۔ میں نے تمام واقعہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سنایا آپ نے کہا ہاں نبی مکرم ﷺ کا ظہور ہو چکا ہے وہ محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب ﷺ ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ہیں۔

ابوسعد اور ابونعیم رحمہما اللہ تعالیٰ نے اسی روایت کو ایک اور سند سے اس طرح روایت کیا ہے کہ عبداللہ بن ساعدہ الہذلی اپنے والد گرامی قدر سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ میں اپنے بت کے پاس بیٹھا ہوا تھا میں نے اس کے پیٹ سے آواز سنی وہ اس طرح صدا لگا رہا تھا ''جنات کے مکر وفریب ختم ہو گئے اور آسمان کا تحفظ کر دیا گیا ہے۔ اس نبی مکرم ﷺ کا ظہور ہو گیا ہے جن کا اسم مبارک احمد (ﷺ) ہے میں اس بت کے سامنے سے اٹھ کر چلا آیا۔ راستے میں مجھے ایک شخص ملا جس نے مجھے حضور ﷺ کی نبوت کی بشارت دی۔''

ابن مندہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت بکر بن جبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ ہمارا ایک بت تھا ہم اس

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ساتواں باب

حضور ﷺ کی نبوت کے متعلق متفرق بشارات

آپ ﷺ کے جدامجد الیاس ایام حج میں اپنی پشت مبارک میں حضور ﷺ کا ''تلبیہ'' سنا کرتے تھے۔اہل عرب کے نزدیک ان کا ایک عظیم مقام تھا وہ انہیں سید العشیرہ (قبیلے کا سردار) کے نام سے یاد کرتے تھے اوران کے کسی حکم کی خلاف ورزی نہیں کرتے تھے یہی وہ عظیم شخصیت تھے جو بیت اللہ کی طرف سب سے پہلے قربانی کا جانور لے کر گئے۔حدیث شریف میں ہے کہ آقائے دوجہاں ﷺ نے فرمایا ''الیاس کو برے الفاظ سے یاد نہ کیا کرو وہ مومن تھے۔''

انہیں بشارات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ کے اجداد میں سے ایک بزرگ کنانہ بن خزیمہ بھی گزرے ہیں۔ یہ ایک بلند مرتبت شخصیت تھے اہل عرب ان کے علم اور فضل کی وجہ سے ان کے پاس آتے تھے یہ فرمایا کرتے تھے کہ اب وہ وقت قریب ہے جب مکہ معظّمہ سے ایک عظیم نبی ﷺ کا ظہور ہوگا ان کا اسم مبارک ''احمد'' ہوگا۔وہ توحید کی طرف دعوت دیں گے۔نیکی،احسان اور مکارم اخلاق کی طرف بلائیں گے (اے میری قوم) اگر تم ان کی اتباع کرو گے تو تمہاری عزت و تکریم میں اضافہ ہوگا۔جو کچھ وہ تمہارے پاس لے کر آئیں اس کی ہرگز تکذیب نہ کرنا کیونکہ ان کا پیام سراپا حق ہوگا۔

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ نبی کریم ﷺ کے جدامجد کعب بن لوی جمعہ کے دن لوگوں کو خطبہ دیا کرتے تھے وہ اپنے خطبہ میں حضور ﷺ کا تذکرہ کرتے اور آپ ﷺ کی تشریف آوری کی بشارت دیتے تھے۔اسی میں سے ان کا ایک قول یہ بھی ہے۔

اَمابعد!لوگو!غور سے سنو،خوب جان لو اور سمجھ لو رات کی ظلمت کافور ہونے والی ہے دن کا اجالا پھیلنے والا ہے۔زمین ایک گہوارہ ہے آسمان عمارت ہے پہاڑ میخیں ہیں ستارے علامات ہیں۔پہلے بعد میں آنے والوں کی طرح ہیں۔مذکر مؤنث کی طرح ہے ہر چیز نے بوسیدہ ہو جانا ہے تم صلہ رحمی کرو اپنی قرابت کی حفاظت کرو۔اپنے اموال کو زیادہ کرو کیا تم نے کسی ایسے ہلاک ہونے والے کو دیکھا ہے جو واپس آیا ہو یا کسی ایسی میت کا مشاہدہ کیا ہے جس نے تمہارے سامنے گھر کو وسیع کیا ہو اپنے حرم کی عزت و تکریم میں اضافہ کرو عنقریب ایک عظیم خبر آئے گی اور اسی سرزمین حرم سے ایک نبی ﷺ کا ظہور ہوگا پھر وہ یہ اشعار پڑھتے تھے:

نَهَارٌ وَ لَيلٌ كُلَّ يَومٍ بِحَادِثٍ   سَوَاءٌ عَلَينَا لَيلُهَا وَ نَهَارُهَا

''ہر روز شب و روز ہمارے پاس ایک نیا واقعہ لے کر آتے ہیں اب اس کے دن اور رات ہمارے لئے برابر ہو چکے ہیں۔

مَنُوبَانِ بِالاَحدَاثِ حِينَ تَنَاوَبَا   وَبِالنِّعَمِ الضَّافِي عَلَينَا سُرُورُهَا

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جب ہم مکہ معظمہ پہنچے تو ہم نے دیکھا کہ نبی مکرم ﷺ وہاں تشریف فرما تھے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا گیا ہے کہ ان سے سوال کیا گیا کہ کیا آپ نے اسلام سے پہلے نبوت محمدیہ ﷺ کے متعلق کوئی علامت یا نشانی ملاحظہ کی تھی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا ہاں زمانہ جاہلیت میں میں ایک دن ایک درخت کے سائے کے نیچے بیٹھا ہوا تھا۔ اس درخت کی ایک شاخ میرے سر کے اتنی قریب ہوگئی کہ وہ میرے سر کو چھونے لگی۔ میں نے اس شاخ کی طرف دیکھا اور کہا یہ کیا ہے میں نے سنا اس درخت سے یہ آواز آرہی تھی:

''یہ نبی مکرم ﷺ ہیں ان کا ظہور فلاں وقت میں ہوگا آپ تمام لوگوں میں سے زیادہ سعادت مند بن جائیں یعنی آپ اسلام کو قبول کرنے میں تمام لوگوں سے سبقت لے جائیں۔''

.................O.................

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

خصائص میں ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے ابوبکر بن عبداللہ بن ابی الجہم سے انہوں نے اپنے باپ اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سنا وہ عبدالمطلب سے روایت کر رہے تھے وہ کہتے ہیں کہ اسی اثناء میں کہ میں ''الحجر'' میں سویا ہوا تھا میں نے ایک پریشان کن خواب دیکھا جس کی وجہ سے مجھ پر گھبراہٹ طاری ہوگئی میں قریش کی کاہنہ کے پاس آیا میں نے اس سے کہا کہ آج رات میں نے خواب دیکھا ہے کہ ایک درخت اگا ہے جو آسمان تک بلند ہے اس کی شاخیں مشرق اور مغرب تک پھیلی ہوئی ہیں۔ اس کا نور سورج کے نور سے ستر گنا زیادہ درخشاں تھا میں نے تمام عرب اور عجم کے لوگوں کو سجدہ ریز دیکھا ہر لحظہ اس درخت کے نور، عظمت اور رفعت میں اضافہ ہو رہا تھا۔ کبھی وہ درخت میری انگاہوں سے اوجھل ہو جاتا اور کبھی میرے سامنے آ جاتا میں نے دیکھا کہ قریش کے کچھ لوگ اس درخت کی شاخوں کو پکڑے ہوئے ہیں اور کچھ اس درخت کو کاٹنا چاہتے ہیں جب وہ لوگ درخت کو کاٹنے کے ارادہ سے اس کے قریب جاتے ہیں تو ایک نوجوان آگے بڑھ کر انہیں روک لیتا ہے وہ نوجوان اپنے حسن و جمال میں لاثانی ہے میں نے آج تک اس کے چہرے سے زیادہ خوبرو چہرہ نہیں دیکھا اور نہ ہی اتنی عمدہ خوشبو سونگھی ہے جتنی عمدہ خوشبو اس کے پیکر دلنواز سے آ رہی تھی۔ وہ جوان ان کی پشتوں کو توڑ دیتا ہے ان کی آنکھوں کو نکال لیتا ہے۔ میں نے اس درخت سے کچھ حصہ لینے کے لئے اس کی طرف بڑھا۔ میں نے پوچھا کہ اس بابرکت درخت سے کسی کو کچھ ملے گا۔ مجھ سے کہا گیا کہ حصہ لینے والے وہ خوش قسمت لوگ ہیں جو اس درخت کے ساتھ لٹکے ہوئے ہیں اور جنہوں نے اسے تھام لینے میں سبقت حاصل کی۔ میں مضطرب ہو کر نیند سے بیدار ہو گیا۔ جب میں نے کاہنہ کو یہ خواب سنایا تو کاہنہ کا رنگ متغیر ہو گیا پھر اس نے کہا اگر تمہارا خواب اسی طرح ہے جس طرح تم نے بیان کیا ہے تو پھر آپ کی پشت سے ایسے آدمی کا ظہور ہو گا جو مشرق و مغرب کا مالک ہو گا اور لوگ اس کے دین کو اختیار کریں گے پھر انہوں نے حضرت ابوطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ شاید تو ہی وہ بابرکت بچہ ہو۔ حضرت ابوطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود ہی یہ روایت بیان کرتے تھے پھر نبی کریم ﷺ کا ظہور ہوا اور حضرت ابوطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہا کرتے تھے اللہ کی قسم! وہ بابرکت درخت حضرت ابوالقاسم الامین ﷺ ہی ہیں۔

امام بیہقی، ابوسعد رضی اللہ تعالیٰ نے ''شرف المصطفیٰ'' میں اور علامہ المرزبانی نے معجم الشعراء میں نقل کیا ہے کہ خفاف بن نضیلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب وفد کی صورت میں بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے یہ اشعار پڑھے:

اِنّی اَتَانِی فِی الْمَنَامِ مُخْبِرٌ   مِن خَیرٍ وَجَرَّۃٍ فِی الْاُمُورِ مَوَاتِی

میرے خواب میں بھلائی اور مستقبل میں رونما ہونے والے واقعات کی خبر دینے والا۔

یَدْعُو اِلَیکَ لَیَالِیَا وَ لَیَالِیَا   ثُمَّ اِخزَأَلَّ وَقَالَ لَستَ بِآتِی

''وہ مجھے کئی راتیں آپ کی طرف دعوت دیتا رہا پھر وہ علیحدہ ہو گیا اور اس نے مجھ سے کہا تو آنے والا نہیں ہے۔

فَرَکِبتُ نَاجِیَۃً اَضَرَّ بِنَفسِہَا   جَمزٌ تَخُبُّ بِہٖ عَلَی الْاَکْمَاتِ

میں ایک اونٹنی پر سوار ہوا وہ اونٹنی بڑی تیز رفتار تھی اور اسی رفتار سے وہ ٹیلوں پر چڑھتی رہی۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جب دن اور رات ہمارے پاس یکے بعد دیگرے آتے ہیں تو حادثات کو بھی ساتھ لئے ہوتے ہیں اور ایسی نعمتیں ہوتی ہیں جن کی خوشی ہم کو بے شمار ہوتی ہے۔

عَلٰی غَفْلَةٍ یَّاْتِی النَّبِیُّ مُحَمَّدٌ فَیُخْبِرُ اَخْبَارًا صَدُوْقٌ خَبِیْرُھَا

زمانہ غفلت میں تھا جب نبی کریم ﷺ تشریف لائے اور ایسی خبروں کے متعلق بتایا جن کو جاننے والا سچا تھا۔"

اللہ کی قسم! اگر تو ہاتھ، پاؤں، آنکھوں اور ٹانگوں والا ہوتا تو ضرور ان کے لئے اونٹ کی طرح کھڑا ہو جاتا اور ایک فحل (نر اونٹ) کی طرح فاصلے طے کرتا۔ پھر وہ شعر پڑھتے:

یَا لَیْتَنِیْ شَاھِدٌ فَحْوَاءِ دَعْوَتِهٖ حِیْنَ الْعَشِیْرَةُ تَبْتَغِی الْحَقَّ خُذْلَانَا

کاش آپ کی دعوت کے واضح ہونے کی اس وقت کوئی گواہی دینے والا ہوتا جس وقت معاشرہ حق کو رسوا کرے۔

حضرت علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کعب بن لوئی کی وفات اور حضور اکرم ﷺ کی بعثت کے مابین 650 سال کا عرصہ ہے۔

اسی طرح حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ مقام حجر میں سو رہے تھے کچھ دیر کے بعد وہ گھبرا کر بیدار ہو گئے۔ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ان کے پیچھے پیچھے گیا میری عمر اس وقت اتنی تھی کہ میں ہر اس بات کو سمجھ لیتا تھا جو مجھ کو بتائی جاتی تھی عبدالمطلب اپنی چادر کو کھینچتے ہوئے کاہنوں کے پاس آئے۔ کاہنوں نے ان کی حالت کو دیکھ کر کہا اے ابوالحارث! آپ کو کیا ہوا ہے آپ آج خوفزدہ دکھائی دیتے ہیں۔ آپ نے کہا میں نے آج ایک عجیب خواب دیکھا ہے کاہنوں نے پوچھا آپ نے کیا خواب دیکھا ہے حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ ایک سفید رنگ کی زنجیر میری پشت سے خارج ہوئی ہے اس کے چار کونے ہیں۔ ایک مشرق تک طویل ہو گیا جبکہ دوسرے کونے نے زمین کے مغرب کو گھیر لیا ہے اس زنجیر کے ایک کونے نے آسمان کی رفعتوں کو چھو لیا ہے اور چوتھا کونہ زمین کی گہرائیوں تک چلا گیا ہے میں اسی زنجیر کو دیکھ رہا تھا۔ کچھ دیر کے بعد وہ زنجیر ایک سرسبز و شاداب درخت میں متشکل ہو گئی اس درخت سے نور نکل رہا تھا میں اسی کیفیت میں تھا کہ میرے سر پر دو بزرگ کھڑے ہو گئے میں نے ان میں سے ایک بزرگ سے پوچھا کہ آپ کون ہیں؟ انہوں نے کہا میں نوح ہوں اور اللہ تعالیٰ کا نبی ہوں۔ پھر میں نے دوسرے بزرگ سے پوچھا کہ آپ کون ہیں؟ انہوں نے فرمایا میں حضرت ابراہیم خلیل الرحمٰن ہوں اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی یہ خواب سن کر کاہنوں نے کہا کہ اگر آپ کی خواب اسی طرح ہے تو پھر آپ کی پشت مبارک سے ایک عظیم نبی کا ظہور ہو گا۔ ان پر تمام اہل آسمان اور اہل زمین ایمان لائیں گے زنجیر اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ ان کے پیروکار اور مددگار بہت زیادہ ہوں گے اور انہیں استحکام نصیب ہو گا پھر اس زنجیر کا درخت میں متشکل ہو جانے کا مطلب یہ ہے کہ ان کے معاملہ کو ثبات اور ان کے ذکر کو رفعت نصیب ہو گی۔ ان پر ایمان نہ لانے والے اسی طرح ہلاک ہوں گے جس طرح حضرت نوح علیہ السلام کے مخالفین ہلاک ہوئے تھے اور ان کے وجود مسعود سے ملت ابراہیمی کو تقویت نصیب ہو گی۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ایک نور نکلا جس سے تہامہ جگمگا اٹھا اس نے کہا زمین پاکیزہ ہوگئی، اس کی بہار آگئی۔ اس نے کعبہ میں موجود پتھروں کی طرف اشارہ کیا۔ تمام بت منہ کے بل گر پڑے۔ نجاشی نے کہا اب میں تم دونوں کو بتاتا ہوں کہ میں نے اس رات کیا دیکھا تھا۔ میں اس رات اپنے محل میں اکیلا سویا ہوا تھا، اچانک زمین میں سے ایک سر اور گردن ظاہر ہوئی۔ اس نے کہا اصحاب فیل کے لئے ہلاکت اتر آئی۔ ان پر ابابیل نے کنکریاں برسائیں حد سے متجاوز، گناہگار اور کٹی ہوئی ناک والا ہلاک ہوا النبی الامی المکی الحرمی کی ولادت ہوئی جس شخص نے ان کی آواز پر لبیک کہا وہ سعادت مند ہوا جس نے ان کی دعوت سے انکار کیا وہ سرکش اور باغی بن گیا پھر وہ زمین میں داخل ہو کر غائب ہو گیا میں نے یہ خوفناک منظر دیکھ کر چیخنا شروع کر دیا۔ مجھ میں گفتگو کرنے کی قوت نہ تھی میں نے کھڑا ہونے کی کوشش کی لیکن میں کھڑا بھی نہ ہو سکا۔ میری یہ حالت دیکھ کر میرے گھر والے میرے پاس آئے۔ میں نے انہیں کہا مجھے حبشہ سے دور لے چلو تاکہ میں اسے نہ دیکھوں۔ وہ مجھے حبشہ سے دور کسی مقام پر لے گئے پھر کہیں جا کر مجھ میں گفتگو کرنے کی قوت پیدا ہوئی۔

اسی طرح عروہ بن مفرس نے مخرمہ بن نوفل سے اور وہ اپنی والدہ رقیقہ بنت ابی صیفی بن ہشام سے روایت کرتے ہیں وہ بیان کرتی ہیں کہ قریش پر کئی سال لگاتار قحط سالی رہی۔ قحط کی وجہ سے دودھ ختم ہو گیا، جانوروں کی ہڈیاں ٹوٹ گئیں۔ اسی اثناء میں کہ میں سو رہی تھی کہ ایک صدا لگانے والا صدا لگا رہا تھا وہ بلند آواز سے یہ کہہ رہا تھا اے قوم قریش! بلاشبہ یہ نبی کریم ﷺ تم میں مبعوث ہوئے ہیں ان کی وجہ سے تمہارے حالات پھر گئے ہیں اب تمہیں بارش اور شادابی سے نوازا جائے گا۔ تم اپنے آپ میں سے ایک شخص کو تلاش کرو جو حسین و جمیل اور جسیم ہو ان کا رنگ قدرے سفید ہو وہ گھنی آبروؤں والا ہو اس کے رخسار نرم و نازک ہوں، ستواں ناک والا ہو۔ اس کے لئے ایسا فخر ہو جو اسی کے ساتھ مختص ہو اور اس کے لئے ایسا نور ہو جس کی طرف اس کی راہ نمائی کی گئی ہو وہ شخص بھی اور اس کا بچہ باہر نکلیں۔ وادی کا ہر شخص ان کے ساتھ آئے۔ تمام لوگ غسل کریں عمدہ خوشبو لگائیں پھر رکن کو بوسہ دیں پھر کوہ ابی قبیس پر چڑھ کر وہ آدمی بارش کی دعا مانگے اور اس کی قوم اس کی دعا پر آمین کہے۔ پھر تم پر باران رحمت نازل ہوگی جس سے تمہارا قحط اختتام پذیر ہو جائے گا۔ ام مخرمہ کہتی ہیں کہ اس خواب کے بعد میں گھبرا کر بیدار ہوئی۔ میری جلد کانپ رہی تھی میری عقل ششدر تھی میں نے اپنا خواب لوگوں کو بتایا۔ میرا بیان کردہ حلیہ سن کر تمام لوگوں نے متفق ہو کر کہا کہ اس سے مراد حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ قریش کے تمام لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے پھر ہر وادی کے لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے غسل کیا عمدہ خوشبو لگائی پھر رکن کو بوسہ دیا پھر تمام لوگوں نے کوہ ابو قبیس پر چڑھنے کی کوشش کی۔ کچھ دیر کے بعد تمام لوگ پہاڑ کی چوٹی تک پہنچ گئے۔ حضرت عبدالمطلب کھڑے ہو گئے ان کے ساتھ حضور ﷺ بھی تھے اس وقت آپ ﷺ کم سن تھے۔ حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی اے میرے مولا! ہمیں اس محتاجی سے نجات عطا فرما۔ ہماری اس مصیبت کو دور فرما تو مُعَلِّم ہے مُعَلَّم نہیں ہے۔ تجھ سے ہی مانگا جاتا ہے تو ذرا بھی بخیل نہیں ہے یہ تیرے وہ بندے اور لونڈیاں ہیں جو حرم کعبہ میں سکونت پذیر ہیں وہ تیری بارگاہ میں قحط سالی کا شکوہ کر رہے ہیں ان سے خشک سالی اور تنگ دستی دور فرما۔ ہم پر موسلا دھار اور تیز رفتار بارش نازل

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حَتّٰی وَرَدْتُ عَلَی الْمَدِیْنَةِ جَاهِدًا کَیْمَا اَرَاکَ فَتُفَرِّجَ الْکُرُبَاتِ

حتیٰ کہ میں کوشش کرتے ہوئے مدینہ طیبہ پہنچ گیا تاکہ میں آپ کی زیارت کروں اور آپ ہمارے غموں کو دور فرما دیں۔''

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب میرے سب سے چھوٹے بھائی حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدا ہوئے تو ان کا چہرہ سورج کی طرح درخشاں تھا ان کے والد محترم نے کہا کہ اس بچے کی بڑی شان ہوگی میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ اس کے نتھنے سے ایک سفید پرندہ ظاہر ہوا پھر وہ محو پرواز ہو گیا۔ وہ پرندہ مشرق و مغرب میں گیا پھر وہاں سے واپس لوٹ کر بیت اللہ پر گر پڑا۔ تمام قریش نے اس کو سجدہ کیا پھر وہ آسمان اور زمین کے مابین پرواز کرنے لگا۔ قبیلہ بنی مخزوم کی کاہنہ میرے پاس آئی اس نے کہا کہ اگر آپ کا خواب یہی ہے تو پھر آپ کی پشت مبارک سے ایسا عظیم الشان انسان پیدا ہوگا مشرق اور مغرب جس کے پیروکار ہوں گے۔

الخرائطی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ہشام بن عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سند سے روایت کیا ہے وہ اپنے باپ اور وہ اپنی جدہ محترمہ حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتی ہیں کہ زید بن عمرو بن نفیل اور ورقہ بن نوفل بیان کرتے ہیں کہ جب ابرہہ شکست خوردہ ہو کر مکہ سے واپس آیا تو ہم نجاشی کے دربار میں آئے۔ وہ دونوں بیان کرتے ہیں کہ جب ہم دونوں اس کے پاس گئے تو اس نے کہا اے قریشیو! مجھے بتاؤ کیا تم میں ایک ایسا بچہ پیدا ہوا ہے جس کے والد نے اس کو ذبح کرنے کا ارادہ کیا لیکن قرعہ اندازی کی گئی تو اس بچے کی جان بچ گئی پھر اس کی طرف سے بہت زیادہ اونٹوں کو ذبح کیا گیا۔ ہم نے کہا ہاں ہمارے ہاں ایک ایسا بچہ پیدا ہوا ہے پھر نجاشی نے ہم سے پوچھا کیا تمہیں معلوم ہے کہ اس کے بعد کیا ہوا ہم نے کہا پھر وہ بچہ جوان ہوا اس نے آمنہ نامی ایک پاکیزہ خاتون سے شادی کر لی وہ انہیں حاملہ چھوڑ کر سفر پر روانہ ہو گیا اس نجاشی نے پھر سوال کیا کیا تم جانتے ہو کہ ابھی تک ان کے ہاں بچے کی ولادت ہوئی ہے یا کہ نہیں۔ ورقہ بن نوفل نے کہا اے بادشاہ وقت! میں آپ کو اس کے متعلق خبر دیتا ہوں ایک رات میں اپنے بت کے پاس سو رہا تھا میں نے اچانک اس کے پیٹ سے آواز سنی کوئی بلند آواز سے یوں کہہ رہا تھا:

وُلِدَ النَّبِیُّ فَذَلَّتِ الْاَمْلَاکُ وَنَأَی الضَّلَالُ وَاَدْبَرَ الْاِشْرَاکُ

''نبی کریم ﷺ کی ولادت ہوئی اور بادشاہ ذلیل ہو گئے گمراہی دور ہو گئی اور شرک پیٹھ پھیر گیا۔''

پھر وہ بت منہ کے بل گر پڑا۔ زید بن عمرو نے کہا اے بادشاہ! میرے پاس بھی اسی طرح کی ایک تعجب خیز خبر ہے میں اس رات اپنے گھر سے نکل کر کوہ ابی قبیس پر آیا میں نے ایک ایسے آدمی کو آسمان سے نازل ہوتے ہوئے دیکھا جس کے دو سبز پر تھے۔ اس نے ابو قبیس کے پہاڑ پر کھڑے ہو کر مکہ معظمہ کی طرف دیکھا اور کہا ''شیطان ذلیل ہو گیا، بت جھٹلا دیئے گئے اور امین (ﷺ) پیدا ہوئے۔'' اس کے پاس ایک کپڑا بھی تھا اس نے مشرق تا مغرب اس کپڑے کو پھیلا دیا میں نے دیکھا کہ آسمان کے نیچے ہر چیز روشن ہو گئی کائنات میں اتنا زیادہ نور پھیل گیا جس کی وجہ سے قریب تھا کہ میری بصارت ختم ہو جاتی اس منظر نے مجھے خوفزدہ کر دیا۔ اس ہاتف غیبی نے اپنے دونوں پروں کو پھڑ پھڑایا حتیٰ کہ وہ بیت اللہ کی چھت پر گر پڑا اس سے

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اس بچے سے غافل نہ ہو جایا کرو کیونکہ اہل کتاب یہ گمان کرتے ہیں کہ میرا یہ بیٹا اس امت کا نبی ہوگا (ﷺ) مقام ابراہیم میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قدم مبارک کا نشان ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد محترم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ حضرت عبدالمطلب کے لئے الحجر میں ایک قالین بچھادی جاتی تھی اس قالین پر صرف حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی تشریف فرما ہوتے تھے ان کے علاوہ اور کوئی شخص اس پر اپنا قدم بھی نہیں رکھ سکتا تھا حرب بن امیہ دوسرے سرداران قریش اس قالین کے اردگرد بغیر کسی قالین کے بیٹھتے تھے۔ ایک دفعہ حضور ﷺ وہاں تشریف لائے آپ ﷺ ابھی کم سن ہی تھے آپ ﷺ اس قالین پر بیٹھ گئے۔ ایک شخص نے آپ ﷺ کو وہاں سے اتارنے کی کوشش کی آپ ﷺ نے رونا شروع کر دیا۔ عبدالمطلب نے پوچھا کہ میرا یہ بیٹا کیوں رو رہا ہے لوگوں نے بتایا کہ یہ آپ کی جگہ (قالین) پر بیٹھنا چاہتا ہے اور لوگوں نے اس کو منع کیا ہے اسی وجہ سے یہ رونے لگ گیا حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا میرے بیٹے کو ادھر بیٹھنے دو یہ اپنی ذات کے بارے میں عزت وقدر محسوس کرتا ہے۔ مجھے امید ہے کہ میرا یہ بیٹا عزت، شرافت، قدر، منزلت اور عظمت کی ان بلندیوں تک پہنچے گا کہ اس سے پہلے وہاں تک کوئی شخص نہ پہنچ سکا ہوگا اور نہ ہی اس کے بعد وہاں تک کوئی شخص رسائی حاصل کر سکے گا۔ اس کے بعد کوئی شخص بھی آپ ﷺ کو وہاں بیٹھنے سے منع نہیں کرتا تھا خواہ حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ وہاں موجود ہوں یا نہ ہوں۔

آپ ﷺ کے چچا حضرت ابوطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ بھی اسی قسم کا واقعہ رونما ہوا تھا انہوں نے کہا میرا یہ بھتیجا اپنے لئے عزت وکرامت محسوس کرتا ہے۔ جس طرح کہ الطبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے ابن القطبۃ سے روایت کیا ہے۔ ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے امام زہری رحمۃ اللہ علیہ کی سند سے ام ساعہ بنت ابی رہم سے اور وہ اپنی والدہ محترمہ سے روایت کرتی ہیں وہ فرماتی ہیں کہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنی اس بیماری میں جس میں آپ نے انتقال فرمایا جاگ رہی تھیں محمد مصطفیٰ ﷺ کی عمر مبارک اس وقت پانچ سال تھی انہوں نے آپ ﷺ کے چہرۂ اقدس کی طرف دیکھا اور یہ اشعار پڑھے:

بَارَکَ فِیکَ اللّٰہُ مِنْ غُلَامٍ ‏ ‏ ‏ یَابْنَ الَّذِیْ مِنْ حَوْمَۃِ الْحِمَامِ

"اللہ تعالیٰ بچوں میں سے تجھ میں برکت عطا فرمائے اے اس شخص کے نور نظر جس نے موت سے

نَجَا بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْعَلَّامِ ‏ ‏ ‏ فُوْدِیَ غَدَاۃَ الْغَرْبِ بِالسِّھَامِ

ملک علام کی مدد سے نجات حاصل کی۔ کئی بار تیروں سے قرعہ اندازی کر کے جن کا ایک سو

بِمِائَۃٍ مِنْ اِبِلٍ سُوَامٍ ‏ ‏ ‏ اِنْ صَحَّ مَا اَبْصَرْتُ فِی الْمَنَامِ

جوان اونٹوں کا فدیہ عطا کیا گیا۔ جو کچھ میں نے خواب میں دیکھا ہے اگر وہ صحیح ہے تو پھر

فَاَنْتَ مَبْعُوْثٌ اِلَی الْاَنْسَامِ ‏ ‏ ‏ مِنْ عِنْدِ ذِی الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فرما۔ ام مخرمہ کہتی ہیں کہ کعبہ کی قسم! ابھی قریش مکہ اپنی ہی جگہ پر تھے کہ موسلادھار بارش شروع ہوگئی حتیٰ کہ زبردست سیلاب کی وجہ سے وادی تنگ ہوگئی۔ میں نے قریش کے رؤساء مثلاً عبداللہ بن جدعان، حرب بن امیہ اور ہشام بن مغیرہ کو سنا وہ عبدالمطلب سے یوں مخاطب تھے اے ابوالبطحاء! آپ کو مبارک ہو آپ کی وجہ سے اہل بطحاء کو حیات نومل گئی رقیقہ اسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہتی ہے:

بِشَيْبَةِ الْحَمْدِ اَسْقَى اللّٰهُ بَلْدَتَنَا   لَمَّا فَقَدْنَا الْحَيَاءَ وَاجْلَوَّذَ الْمَطَرُ

شیبۃ الحمد کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے ہمارے شہر کو سیراب کیا جبکہ بارش رک گئی تھی اور باران رحمت منقطع ہو چکی تھی۔

فَجَادَ بِالْمَاءِ جَوْنِيٌّ لَهُ سُبُلٌ   سَحًا فَعَاشَتْ بِهِ الْاَنْعَامُ وَالشَّجَرُ

سیاہ بادل نے پانی کے ساتھ سخاوت کی جس سے کئی وادیاں بہہ نکلیں اس سے جانوروں اور درختوں کو حیات نو ملی۔

مُبَارَكُ الْاَمْرِ يُسْتَسْقَى الْغَمَامُ بِهِ   مَا فِي الْاَنَامِ لَهُ عَدْلٌ وَلَا خَطَرُ

وہ کتنے مبارک امر والا ہے جس کے صدقہ سے بادل طلب کیا جاتا ہے لوگوں میں اس کا مثیل اور نظیر نہیں ہے۔''

حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور ﷺ کی صغرسنی میں ہی بہت زیادہ تکریم کرتے ہیں وہ فرمایا کرتے تھے کہ میرا یہ بیٹا عظیم شان کا مالک ہوگا۔ اس عزت و توقیر کا سبب وہ بشارتیں اور خوشخبریاں تھیں جو حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ ﷺ کی ولادت سے قبل اور بعد میں کاہنوں اور راہبوں سے سنا کرتے تھے۔

عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ قبیلہ قریش کے ایک عظیم الشان سردار تھے۔ قریش مکہ ان کے لئے کعبہ کے اردگرد ایک قالین بچھاتے تھے۔ حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس پر تشریف رکھتے تھے اور قریش کے رؤساء اور سردار آپ کے اردگرد بیٹھتے تھے آپ کے لئے بچھائے ہوئے قالین پر کسی شخص کو بھی بیٹھنے کی جرأت نہیں ہوتی تھی نہ ہی اس پر وہ اپنے قدم رکھ سکتے تھے۔ حضور ﷺ اپنی کم سنی ہی میں لوگوں سے مزاحمت کرتے ہوئے ان میں سے گزر کر حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پہلو میں بیٹھ جاتے کئی مرتبہ آپ ﷺ اپنے دادا جان سے پہلے ہی حرم کعبہ میں تشریف لے آتے اور حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بچھائے ہوئے قالین پر بیٹھ جاتے۔ جب آپ ﷺ کے چچاؤں میں سے کوئی آپ ﷺ کو منع کرنے کی کوشش کرتا تو حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسے جھڑک دیتے اور کہتے میرے اس بیٹے کو چھوڑ دو یہ عظیم شان کا مالک ہے پھر وہ آپ ﷺ کو اپنے ساتھ بٹھا لیتے وہ آپ کی پشت مبارک پر ہاتھ پھیرتے۔

ابن سعد، ابن عساکر رحمہما اللہ تعالیٰ نے حضرت امام زہری، مجاہد، نافع اور ابن جبیر رحمۃ اللہ علیہم سے روایت کیا ہے وہ کہتے تھے کہ حضور نبی مکرم ﷺ اپنے جد امجد کے قالین پر تشریف فرما ہوتے تھے۔ حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے میرے اس بیٹے کو چھوڑ دو یہ فرشتے سے انس کرتا ہے۔ بنو مدلج کے لوگ حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کرتے تھے اے عبدالمطلب! اس بچے کی حفاظت کیا کریں ہم اس کے قدم مبارک کے علاوہ اور کوئی قدم نہیں دیکھتے جو مقام ابراہیم میں موجود نشان کے زیادہ مشابہ ہو۔ حضرت عبدالمطلب حضرت ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرماتے اے ام ایمن!

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اپنے بیٹے کے دین اسلام کے ساتھ مبعوث ہونے کا تذکرہ کر رہی ہیں اور آپ ﷺ کو بت پرستی سے منع فرما رہی ہے کیا توحید ان امور کے علاوہ کسی اور چیز کا نام ہے۔ علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ مزید فرماتے ہیں کہ زمانہ جاہلیت میں ایک قوم نے دین حنیف اختیار کر رکھا تھا یہ بعید از قیاس بات نہیں آپ بھی دین ابراہیمی پر ہی ہوں۔ اکثر لوگوں کا دین حنیف کے اختیار کا سبب وہ بشارات اور خوشخبریاں تھیں جو وہ کاہنوں اور اہل کتاب سے سنا کرتے تھے کہ عنقریب حرم شریف سے ایک نبی مبعوث ہوں گے جن میں فلاں فلاں صفات پائی جائیں گی۔ آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ نے تو دیگر افراد سے زیادہ آپ کے متعلق بشارات سن رکھی تھیں اور آپ ﷺ کے حمل مبارک اور ولادت کے دوران بہت سی واضح علامات کا مشاہدہ کیا تھا یقیناً واضح نشانیوں اور علامات کی وجہ سے بھی آپ نے دین ابراہیمی کو ہی اختیار کیا ہو گا۔ آپ نے ایک نور دیکھا جس سے شام کے محلات چمک اٹھے جب حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور اکرم ﷺ کو واپس آپ کے پاس لے کر آئیں اور آپ ﷺ کے شق صدر کا تذکرہ کیا تو آپ نے فرمایا کیا تمہیں میرے بچے کے بارے میں شیطان سے کوئی خوف ہے اللہ کی قسم! ہرگز نہیں میرے اس بچے پر شیطان کو کوئی اختیار نہیں۔ میرے اس بچے کی نرالی شان ہے۔ جب آپ حضور ﷺ کو مدینہ طیبہ لے کر گئیں اور آپ ﷺ کے بارے میں یہودیوں کی گفتگو سنی اور ان کی یہ گواہی بھی سنی کہ یہ اس امت کے نبی ہیں۔ پھر آپ اپنے لخت جگر کو لے کر مکہ معظمہ کی طرف عازم سفر ہوئیں۔ یہ تمام دلائل اسی بات کی طرف راہ نمائی کرتے ہیں کہ آپ نے اپنی زندگی میں دین ابراہیمی کو ہی اختیار کر رکھا تھا۔

حضرت ابوطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی آپ ﷺ کی بعثت کے بعد اپنی وفات کے وقت قریش کو وصیت کی تھی اور مستقبل کے متعلق پیش گوئی کی تھی آپ کی پیش گوئی درست ثابت ہوئی۔

''السیرۃ النبویہ'' میں ہے کہ قریش حضرت ابوطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس جمع ہوئے آپ نے تمام قریش کو وصیت کی آپ نے کہا اے قوم قریش! تم اللہ کی تمام مخلوق سے برگزیدہ ہو تم عرب کا دل ہو تم میں ایک ایسا شخص ہے جو سید ہے اور جس کی پیروی کی جاتی ہے وہ تم میں راہ نما اور بہادر ہے وہ تم میں سے سب سے زیادہ سخی اور فیاض ہے تم نے اہل عرب کی تمام عزتوں اور کرامتوں کو حاصل کر لیا ہے ہر قسم کی فضیلت اور شرافت کو تم نے جمع کر لیا ہے اسی وجہ سے تم لوگوں میں سے افضل ہو یہی لوگوں کا تمہاری طرف وسیلہ ہے۔ میں تمہیں اس مکان (بیت اللہ) کی تعظیم کی وصیت کرتا ہوں کیونکہ اسی میں اللہ تعالیٰ کی خوشنودی ہے اور اسی پر تمہاری معاش کا دارومدار ہے اسی سے تمہارا دبدبہ قائم ہے قریبی رشتہ داروں کی صلہ رحمی کرنا قطع رحمی سے باز رہنا کیونکہ صلہ رحمی سے زندگی طویل ہوتی ہے اور دوستوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا ہے بغاوت اور سرکشی کو ترک کر دینا کیونکہ اسی وجہ سے پہلی اقوام ہلاک ہوئیں جو دعوت دے اس کی دعوت کو قبول کرنا۔ سائل کو خالی نہ لوٹانا کیونکہ اس میں زندگی اور موت کی عزت ہے۔ سچ بولنا امانت میں خیانت نہ کرنا کیونکہ ان خوبیوں کی وجہ سے خواص کے دلوں میں محبت پیدا ہوتی ہے اور عوام کے دل میں عزت۔ میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ محمد (ﷺ) کے ساتھ بھلائی کرنا کیونکہ سارے قبیلہ قریش میں وہ الامین کے لقب سے ملقب ہیں اور سارے اہل عرب انہیں صدیق کہتے ہیں۔ جن خصائل حمیدہ کی میں نے تمہیں وصیت کی

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تو تمام ارواح کی طرف مبعوث کیا گیا ہے۔ تو اللہ رب العزت کی طرف سے مبعوث ہوا ہے

تُبْعَثُ فِی الْحِلِّ وَفِی الْحَرَام   تُبْعَثُ فِی التَّحْقِیْقِ وَالْاِسْلَام

تو حل اور حرم میں مبعوث ہوا ہے تو حق اور اسلام کے ساتھ مبعوث ہوا ہے۔

دِیْنُ اَبِیْکَ الْبَرُّ اِبْرَاهَام   تَاللّٰهِ اَنْهَاکَ عَنِ الْاَصْنَام

اللہ کی قسم حضرت ابراہیم علیہ السلام کا دین متین تجھے بتوں کو پوجنے سے روکے گا

اَنْ لَّا تُوَالِیْهَا مَعَ الْاَقْوَام

کہ تو دیگر اقوام کے ساتھ ان بتوں سے محبت نہ کرے"

پھر انہوں نے فرمایا ہر زندہ نے مرنا ہے ہر نئی چیز نے بوسیدہ ہونا ہے ہر کثرت نے فنا ہونا ہے اب میرا وصال ہونے والا ہے لیکن میرا ذکر باقی رہے گا میں بھلائی کو چھوڑ کر جا رہی ہوں میں نے ایک پاک بچے کو جنم دیا ہے پھر آپ کا وصال ہو گیا ہم نے سنا کہ جنات آپ پر نوحہ کر رہے تھے ان کے کچھ اشعار ہمیں بھی یاد ہیں: ؎

تَبْکِی الْفَتَاةُ الْبَرَّةُ الْاَمِیْنَهْ   ذَاتُ الْجَمَالِ الْعِفَّةِ الرَّزِیْنَهْ

"ایک پاکباز، امینہ، پیکر حسن و جمال، عفت مآب اور باوقار خاتون روتی ہے

زَوْجَةُ عَبْدِاللّٰهِ وَ الْقَرِیْنَهْ   اُمُّ نَبِیِّ اللّٰهِ ذِی السَّکِیْنَهْ

وہ حضرت عبداللہ کی زوجہ محترمہ ہے۔ وہ اللہ کے نبی ﷺ کی باوقار والدہ ہے۔

صَاحِبُ الْمِنْبَرِ بِالْمَدِیْنَهْ   صَارَتْ لَدٰی حُضْرَتِهَا رَهِیْنَهْ

وہ مدینہ طیبہ میں تشریف لائیں گے اور منبر والے ہوں گے، آج آپ کی والدہ ماجدہ اپنی مرقد انور میں چلی گئیں ہیں

لَوْ فُوْدِیَتْ لَفُوْدِیَتْ ثَمِیْنَهْ   وَلِلْمَنَایَا شَفْرَةٌ مَتِیْنَهْ

اگر آپ کا فدیہ دیا جاتا تو پھر آپ کا فدیہ بہت بڑا ہوتا اموات کے لئے ایک مضبوط چھری ہے

لَمْ تَبْقَ ظَعَّانًا وَلَا ظَعِیْنَهْ   اِلَّا اَتَتْ وَقَطَعَتْ وَتِیْنَهْ

موت نے کسی مسافر یا مسافرہ کو نہیں چھوڑا مگر وہ اس کے پاس آئی اور اس کی شاہ رگ کو کاٹ کر رکھ دیا

أَمَا وَلَدْتِ اَیُّهَا الْحَزِیْنَهْ   هٰذَا الَّذِیْ ذُوالْعَرْشِ یُعْلِیْ دِیْنَهْ

کیا آپ وہ غمگین شخصیت نہیں ہیں جنہوں نے اس عظیم نبی ﷺ کو جنم دیا جس کے دین کو اللہ تعالیٰ بلند فرمائے گا

فَکُلُّنَا وَالِهَةٌ حَزِیْنَهْ   نَبْکِیْکِ لِلْعُطْلَةِ اَوْ لِلزِّیْنَهْ

ہم سب سوگوار اور غمگین ہیں ہم آپ کے معدوم ہونے اور آپ کی زیب و زینت کی وجہ سے آپ پر روتے ہیں"

علامہ زرقانی "شرح المواہب" میں علامہ جلال الدین السیوطی رحمۃ اللہ علیہ سے یہ اشعار نقل فرمانے کے بعد فرماتے ہیں کہ یہ اشعار واضح دلالت کرتے ہیں کہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا موحدہ تھیں کیونکہ وہ دین ابراہیمی کا ذکر کر رہی ہیں

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کا مکہ معظّمہ سے ظہور ہوگا۔اے ابوامامہ! تم ضرور اس کی اتباع کرنا۔اس کی علامت یہ ہے کہ جب تم فلاں مقام پر فروکش ہو گے تو تمہارے تمام ساتھیوں کو ایک مرض لاحق ہو جائے گا لیکن تم اس سے بچ جاؤ گے اور فلاں شخص تیری آنکھ میں نیزہ مارے گا۔ابوامامہ اور ان کے ساتھی ایک جگہ خیمہ زن ہوئے تو ان کے تمام ساتھیوں کو طاعون کا مرض لاحق ہو گیا لیکن ابوامامہ اس بیماری سے بچ گئے۔ان کے ایک ساتھی نے ان کی آنکھ میں نیزہ مارا۔

ابن ابی الدنیا، امام بیہقی اور ابونعیم امام شعبی سے روایت کرتے ہیں کہ مجھے بنو جہینہ کے ایک شخص نے بتایا کہ زمانہ جاہلیت میں ہمارے قبیلے کا ایک شخص تھا۔وہ ایک دفعہ بیمار ہو گیا اس پر بے ہوشی طاری ہوگئی ہم نے گمان کیا کہ شاید وہ مر چکا ہے ہم نے اس کے لئے قبر کھودنے کا بھی حکم دے دیا۔اسی اثناء میں کہ ہم اس کے پاس بیٹھے تھے کہ وہ اچانک بیٹھ گیا اور کہنے لگا مجھ پر جو کیفیت طاری ہوئی تھی اس کا تم نے مشاہدہ کیا جب مجھ پر بے ہوشی طاری ہوگی تو مجھ سے کہا گیا کہ ہبل تجھے ملامت کرے کیا تو اپنے گھڑے کی طرف نہیں دیکھتا جو تیرے لئے کھودا جا رہا ہے قریب تھا کہ تیری ماں تجھ پر نوحہ کناں ہوتی لیکن ہم نے تجھ سے موت کو ٹال دیا ہے اور اس گھڑے میں فضل نامی شخص کو رکھ دیا ہے کیا تو نبی کریم ﷺ پر ایمان لائے گا اپنے رب کا شکر ادا کرے گا، نماز پڑھے گا، مشرکین کے رستے کو ترک کردے گا۔میں نے کہا ہاں مجھے چھوڑ دیا گیا پس دیکھ کہ فضل کے ساتھ کیا ہوا ہے وہ لوگ فضل کو دیکھنے کے لئے گئے انہوں نے دیکھا کہ وہ مر چکا تھا اس کو اسی گھڑے میں دفن کر دیا گیا بیہوش ہونے والا شخص تادیر زندہ رہا اس نے اسلام کا زمانہ پایا اور دولتِ ایمان سے مالا مال ہوا۔

عمر بن شبہ، جموح بن عثمان غفاری سے روایت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ زمانہ جاہلیت میں ہم ایک جگہ خیمہ زن تھے رات کے وقت کسی پکارنے والے نے صدا دی اس نے اپنی صدا میں حضور ﷺ کا ذکر کیا پھر اس نے دوسری رات اور تیسری رات بھی اسی طرح صدا دی اس واقعہ سے کچھ ہی مدت بعد نبی اکرم ﷺ کا ظہور ہو گیا۔

ابن سعد اور ابن عساکر نے یزید بن رومان سے روایت کیا ہے کہ حضرت عثمان بن عفان اور حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کیا۔حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ! میں ابھی شام سے آیا ہوں، راستے میں ہم معان اور زرقاء کے مقام کے مابین تھے کہ ہم پر نیند کی کیفیت طاری ہو گئی۔اچانک ہم نے صدا دینے والے کو سنا وہ کہہ رہا تھا۔اے سونے والو اٹھو جلدی کرو مکہ معظمہ میں احمد مجتبیٰ ﷺ کا ظہور ہو گیا ہے۔جب ہم مکہ معظمہ میں پہنچے تو ہم نے آپ کے متعلق سن لیا۔

ابن سعد، ابونعیم اور ابن عساکر نے سفیان، ہظلی سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم ایک قافلہ میں شام کی طرف رواں دواں تھے جب ہم زرقاء اور معان کے درمیان پہنچے تو وہاں رات بسر کرنے کے لئے خیمہ زن ہو گئے۔رات کے وقت ایک شہسوار یوں پکارنے لگا اے سونے والو اٹھو یہ سونے کا وقت نہیں ہے۔

ابن ابی الدنیا، امام بیہقی اور ابونعیم رحمہما اللہ تعالیٰ نے امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ مجھے جہینہ کے ایک بزرگ نے بتایا ہے کہ زمانہ جاہلیت میں ہمارا ایک شخص بیمار ہو گیا۔اس کا نام عمیر بن حبیب تھا اس پر بے ہوشی طاری

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہے وہ ان تمام کا جامع ہیں اللہ کی قسم! میں دیکھ رہا ہوں کہ عرب کے مفلس اور ناداروں نے، دور دراز علاقوں میں رہنے والوں نے اور کمزور اور ضعیف لوگوں نے اس کی دعوت کو قبول کر لیا ہے اس کے کلمہ کی تصدیق کی ہے اور اس کے دین کی تعظیم کی ہے میں دیکھ رہا ہوں کہ اس کی برکت سے وہ لوگ قریش کے سردار بن گئے ہیں اور قریش کے سردار پیچھے رہ گئے ہیں ان کے محلات غیر آباد ہو گئے ہیں عرب کے سارے باشندے ان کے ساتھ دل سے محبت کرنے لگے ہیں۔ اپنے دلوں کو اس کی محبت اور عقیدت کے لئے انہوں نے مخصوص کر دیا ہے اور اپنی زمام قیادت اس کے ہاتھ میں دے دی ہے۔

اے گروہ قریش! اپنے باپ کے بیٹے کے مددگار اور دوست بن جاؤ جنگوں میں ان کے حامی اور ناصر بن جاؤ۔ خدا کی قسم! جو شخص اس کی راہ پر چلے گا وہ ہدایت پا جائے گا جو اس کے دین ہدایت کو قبول کرلے گا وہ نیک بخت اور بلند اقبال بن جائے گا اگر میری زندگی میں کچھ گنجائش ہوتی اور میری موت میں کچھ تاخیر ہوتی تو میں ساری جنگوں میں اس کی کفایت کرتا اور تمام مصائب سے ان کا دفاع کرتا اس وصیت کے بعد آپ کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔

حضرت علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کتنی عظیم اور سچی فراست کے مالک تھے کہ جو کچھ انہوں نے کہا بعینہٖ اسی طرح رونما ہوا۔

ابن عساکر اور الخرائطی رحمہما اللہ تعالیٰ نے ''کتاب الہواتف'' میں روایت کیا ہے کہ اوس بن حارثہ کی وفات کا وقت جب قریب ہوا تو اس نے اپنے بیٹے کو کچھ وصیتیں کیں اور اس کے بعد یہ اشعار پڑھے:

شَهِدْتُ السَّبَايَا يَوْمَ آلِ مُحَرِّقٍ وَاَدْرَکَ عُمْرِیْ صَيْحَةَ اللّٰهِ فِی الْحَجَرِ

میں نے آل محرق کے دن جنگی قیدیوں کو دیکھا ہے اور میں نے وہ زمانہ بھی پایا ہے جب حجر میں اللہ کا عذاب چنگاڑ کی صورت میں آیا۔

فَلَمْ اَرَ ذَا مَلِکٍ مِّنَ النَّاسِ وَاحِدًا وَلَا سُوْقَهٖ اِلَّا اِلَی الْمَوْتِ وَالْقَبْرِ

میں نے شاہ و گدا کو دیکھا وہ تمام موت اور قبر کی طرف ہی رواں دواں تھے۔

اَلَمْ يَاْتِ قَوْمِیْ اَنَّ لِلّٰهِ دَعْوَةً يَفُوْزُ بِهَا اَهْلُ السَّعَادَةِ وَالْبِرِّ

''کیا میری قوم کے پاس یہ پیغام نہیں آیا کہ اللہ کی ایک دعوت ہے جس سے اہل سعادت اور صالح لوگ کامیاب ہوں گے۔

اِذَا بُعِثَ الْمَبْعُوْثُ مِنْ آلِ غَالِبٍ بِمَکَّةَ فِيْمَا بَيْنَ زَمْزَمَ وَالْحَجَرِ

جب مبعوث ہونے والے آل غالب میں تشریف لائیں گے۔ ان کی بعثت کا مقام مکہ میں زمزم اور حجر کے درمیان ہے۔

هُنَالِکَ فَابْغُوْا نُصْرَةً بِبِلَادِکُمْ بَنِیْ عَامِرٍ اَنَّ السَّعَادَةَ فِی النَّصْرِ

اے بنی عامر وہاں اپنے شہروں کے لئے مدد طلب کرو بے شک سعادت نصرت میں ہی ہے۔''

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے حرام بن عثمان الانصاری سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں اسعد بن زرارہ اپنی قوم کے چالیس افراد کے ساتھ آیا۔ اس نے خواب میں دیکھا کہ ایک آنے والا اس کے پاس آیا اور اس سے کہا کہ بے شک اللہ کے نبی ﷺ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ﷺ مبعوث ہوئے ہیں۔ دوسری مرتبہ پھر نور ظاہر ہوا اس میں مجھے مدائن اور الحیرہ کے پہاڑ نظر آئے میں نے نور میں ایک آواز سنی کوئی کہہ رہا تھا اسلام کا ظہور ہو گیا، بت ٹوٹ گئے، صلہ رحمی ہوگئی۔ میں گھبرا کر بیدار ہو گیا میں نے اپنی قوم سے کہا اللہ کی قسم! اس قبیلہ قریش میں کوئی نہ کوئی واقعہ ضرور رونما ہوا ہے۔ میں نے انہیں اپنا خواب سنایا جب ہم اپنے شہر پہنچے تو ہمیں یہ خبر موصول ہوئی کہ ایک شخص جن کا نام ''احمد'' ﷺ ہے ان کو رسول بنا کر مبعوث کیا گیا ہے میں حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور میں نے اپنا خواب آپ ﷺ کو سنایا میں نے اسلام قبول کر لیا۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم مجھے میری قوم کے پاس بھیجئے۔ آپ ﷺ نے مجھے اپنی قوم کے پاس دعوت اسلام دے کر بھیجا میری تمام قوم نے اسلام قبول کر لیا صرف ایک شخص اس سعادت سے محروم رہا وہ تیرہ بخت کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا اے عمرو بن مرہ! اللہ تیری زندگی کو تلخ کرے کیا تو ہمیں یہ حکم دیتا ہے کہ ہم اپنے معبودوں کا انکار کر دیں اور اپنے آباء کے دین کی مخالفت کریں۔

إِنَّ ابْنَ مُرَّةٍ قَدْ أَتَى بِمَقَالَةٍ لَيْسَتْ مَقَالَةُ مَنْ يُرِيدُ صَلَاحَا

ابن مرہ وہ بات لے کر آیا جو ایسے شخص کی گفتگو نہیں ہو سکتی جو اصلاح پسند ہو۔

إِنِّي لَأَحْسِبُ قَوْلَهُ وَفِعَالَهُ يَوْمًا وَإِنْ طَالَ الزَّمَانُ رِيَاحَا

میں گمان کرتا ہوں کہ ایک دن اس کا قول اور اس کا فعل غلط ہو جائے گا خواہ اس میں کچھ وقت ہی لگے۔

أَيُسَفِّهُ الْأَشْيَاخَ مِمَّنْ قَدْ مَضَى مَنْ رَامَ ذٰلِكَ لَا أَصَابَ فَلَاحَا

وہ ہمارے گزرے ہوئے بزرگوں کو بے وقوف سمجھتا کیا ایسا شخص جو اس طرح کا ارادہ کرے کامیاب ہو سکتا ہے۔

حضرت عمرو بن مرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ ہم دونوں میں سے جو جھوٹا ہے اللہ تعالیٰ اس کی زندگی کو تلخ کرے اللہ تعالیٰ اس سے قوت گویائی اور قوت بصارت چھین لے۔ اللہ کی قسم! وہ بد بخت شخص اس وقت تک نہ مرا جب تک کہ اس کی تمام قوت ختم نہ ہوگئی اس کو کھانے کا ذائقہ بھی محسوس نہیں ہوتا تھا وہ اندھا اور گونگا ہو گیا۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ماہ رجب میں اہل مکہ کی عید ہوتی تھی اہل مکہ کی خواتین عید کے دن اپنے بت کے پاس بیٹھی ہوئی تھیں کہ ان کے پاس ایک شخص آیا۔ جب وہ شخص خواتین کے قریب تر ہو گیا تو اس نے بلند آواز سے کہا اے خواتین تیماء! عنقریب تمہارے شہر میں ایک نبی مکرم ﷺ کا ظہور ہوگا۔ ان کا اسم گرامی احمد ﷺ ہوگا وہ اللہ تعالیٰ کے رسول مکرم ﷺ بن کر مبعوث ہوں گے تم میں سے کون عورت ان کی زوجہ بننے کی سعادت حاصل کرے گی۔ جو خاتون یہ سعادت حاصل کرنا چاہتی ہے اسے ضرور ایسا کرنا چاہئے۔ اس شخص کے اس قول کی وجہ سے اہل مکہ کی خواتین نے اس پر غصے کا اظہار کیا اور اسے قبیح سمجھا حتیٰ کہ اس شخص کو انہوں نے پتھر مارے لیکن حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اس شخص کی بات کو کان لگا کر سنا اور اس سے کوئی بھی بدسلوکی نہ کی۔ الطبرانی اور ابونعیم رحمہما اللہ تعالیٰ نے حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سند سے حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ ہم غزہ یا ایلیاء کے مقام

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہوگئی ہم نے اس کو کپڑے سے ڈھانپ دیا۔ ہم نے گمان کیا کہ شاید وہ مرگیا ہے ہم نے اس کی قبر کھودنے کا حکم دیا۔ ہم ابھی اس کے پاس ہی بیٹھے ہوئے تھے کہ وہ فوراً اٹھ کھڑا ہوا اور ہم سے مخاطب ہو کر کہنے لگا کہ میری کیفیت تم نے دیکھی ہے۔ مجھ پر بے ہوشی طاری تھی اسی اثناء میں مجھ سے کہا گیا تیری ماں تجھے گم کرے کیا تو نہیں دیکھتا کہ تیری قبر کی مٹی کھود دی گئی ہے قریب تھا کہ تیری ماں تجھ پر روتی پھر ہم نے تیری جگہ ایک اور شخص کو اس گڑھے میں منتقل کر دیا ہے ہم نے اس میں القصل (1) کو پھینک دیا پھر ہم نے اس قبر کو مٹی سے بھر دیا کیا تو نبی مرسل ﷺ پر ایمان لائے گا اپنے رب کا شکر ادا کرے گا اور صلہ رحمی کرے گا؟ مشرکین اور گمراہوں کے راستہ کو چھوڑ دے گا؟ میں نے کہا ہاں میں ایسا ہی کروں گا اس کے بعد مجھے آزاد کر دیا گیا اب تم دیکھو کہ قصل کے ساتھ کیا کیا گیا ہے؟ وہ لوگ اسے دیکھنے کے لئے گئے انہوں نے دیکھا کہ وہ مرگیا ہے اور اس کو گڑھے میں دفن کر دیا گیا ہے۔ اس شخص نے ایک طویل زندگی بسر کی حتیٰ کہ دولت اسلام سے مالا مال ہوا۔

عمر بن شیبہ نے جموح بن عثمان الغفاری سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ زمانہ جاہلیت میں ہم اپنے اپنے گھروں میں موجود تھے کہ اچانک رات کے وقت کوئی چیخنے والا بلند آواز سے چیخنے لگا۔ اس نے ایسے اشعار پڑھے جن میں نبی کریم ﷺ کا تذکرہ تھا۔ پھر دوسری اور تیسری رات اس نے ایسے ہی نعت خوانی کی۔ اس کے بعد جلد ہی حضور اکرم ﷺ کا ظہور ہو گیا۔

ابن سعد اور ابن عساکر رحمہما اللہ تعالیٰ نے یزید بن رومان سے روایت کیا ہے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور مشرف باسلام ہوئے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میں ابھی شام سے واپس آیا ہوں جب ہم معان اور الزرقاء کے مابین خیمہ زن ہوئے تو وہاں ہم سونے کی تیاری کر رہے تھے کہ ایک آواز دینے والے نے آواز دی اے سونے والو! جلدی کرو بلاشبہ احمد مجتبیٰ ﷺ کا مکہ معظمہ میں ظہور ہو گیا ہے جب ہم مکہ میں آئے تو ہم نے آپ کے بارے میں سنا۔

ابن سعد، ابونعیم اور ابن عساکر رحمہما اللہ تعالیٰ نے سفیان الہزلی سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں ہم اپنے کارواں کے ساتھ ملک شام کی طرف روانہ ہوئے جب ہم معان اور الزرقاء کے درمیان پہنچے تو ہم نے وہاں رات گزارنے کا فیصلہ کیا۔ رات کے وقت صدا لگانے والے نے بلند آواز سے صدا لگائی۔ اے سونے والو! جاگو یہ سونے کا وقت نہیں حضرت احمد مجتبیٰ ﷺ کا مکہ معظمہ میں ظہور ہو گیا ہے ہم ایک قافلہ کی شکل میں تھے۔ ہم سب نے یہ صدا سنی جب ہم اپنے گھروں میں واپس آئے تو ہمارے اہل خانہ نے ہمیں اس اختلاف کے بارے میں بتایا جو قریش مکہ اور اس نبی کریم ﷺ کے مابین ہوا تھا جن کا تعلق بنو عبد المطلب سے تھا اور ان کا نام نامی احمد (ﷺ) تھا۔

الطبرانی اور ابونعیم رحمہما اللہ تعالیٰ نے عمرو بن مرہ الجہنی سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ میں حج کی ادائیگی کی نیت سے گھر سے روانہ ہوا مکہ معظمہ میں میں نے خواب میں دیکھا کہ کعبہ شریف پر ایک نور پھیل رہا ہے حتیٰ کہ مجھے اس نور میں یثرب کے پہاڑ نظر آئے۔ میں نے اس نور میں ایک آواز کو سنا کوئی کہہ رہا تھا ظلمتیں چھٹ گئیں ہیں اجالا پھیل گیا ہے اور خاتم الانبیاء

1۔ ایک آدمی کا نام۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وہ اپنے سفر میں لگاتار کوشش کرتے ہوئے اپنے معاملات میں احتیاط کرتے ہوئے تمام لوگ محبت والفت کے ساتھ سفر میں رواں دواں تھے وہ مسلسل سفر کرتے رہے حتیٰ کہ وہ قافلہ مسجد نبوی کے سامنے آکر رک گیا جارود اپنی قوم اور اپنے چچا زاد بھائیوں میں سے عالی مرتبت لوگوں کی طرف متوجہ ہوا اس نے کہا اے میری قوم! یہ محمد ﷺ ہیں یہ بڑے فیاض اور معزز ہیں یہ عرب کے سردار عبدالمطلب کی نسل میں سے بہترین ہیں جب تم ان کے پاس حاضر ہونے لگو تو آپ کے سامنے نہایت ادب واحترام سے کھڑے ہو جانا۔ آپ (ﷺ) کو عمدہ طریقے سے سلام عرض کرنا۔ آپ ﷺ کے ادب کو پیش نظر رکھتے ہوئے آپ کے پاس گفتگو کم کرنا۔

تمام قوم نے کہا اے شاہِ بلند عزم اور توانا قوی شیر! جب آپ بارگاہ نبوت میں حاضر ہوں گے تو ہم کلام نہیں کریں گے جو آپ حکم کریں گے ہم اس کی خلاف ورزی نہیں کریں گے آپ اپنی منشاء کے مطابق کہیے ہم سن رہے ہیں آپ اپنی مرضی کے مطابق عمل کیجیے ہم پیروی کریں گے۔ اپنی رائے کے مطابق حکم دیجیے ہم سرتسلیم خم کر دیں گے۔ زرہ پوش اور ہتھیار بند نوجوانوں کے درمیان جارود کھڑا ہو گیا۔ باقی قافلہ والے بھی اپنے عماموں کو لٹکائے ہوئے، تلواروں کو سجائے ہوئے، اپنے پہلوؤں کو زمین پر گھسیٹے ہوئے، اشعار گنگناتے ہوئے اور نیک لوگوں کے مناقب بیان کرتے ہوئے اس کے پیچھے پیچھے چل پڑے۔ نہ ہی وہ زیادہ باتیں کر رہے تھے نہ ہی مکمل طور پر خاموش تھے۔ اگر جارود انہیں کوئی حکم کرتا وہ اس پر عمل پیرا ہوتے اگر وہ انہیں روکتا تو وہ فوراً رک جاتے ایسے محسوس ہوتا تھا کہ وہ وادی کے شیر تھے ایک بہادر اور ہولناک شیر جن کا قائد تھا۔ حتیٰ کہ وہ تمام اہل قافلہ حضور اکرم شفیع معظم ﷺ کے سامنے جا کر کھڑے ہو گئے۔ جب وہ مسجد میں داخل ہوئے تو تمام لوگوں نے انہیں دیکھا جارود آقائے دوجہاں ﷺ کے سامنے جا کر کھڑا ہو گیا۔ اس نے اپنا نقاب اتارا اور حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں عمدہ انداز میں سلام کیا پھر آپ ﷺ کی بارگاہ میں نعت پیش کی۔

یَانَبِیَّ الْھُدٰی اَتَتکَ رِجَالٌ قَطَعَتْ فَدْفَدًا وَآلًا فَآلَا

اے پیغمبر ہدایت لوگ صحراؤں اور سیرابوں کو طے کر کے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں۔

وَطَوَتْ نَحْوَکَ الصِحَاصِحَ طَرًّا لِاِتَّخَالِ الْکَلَالِ فِیْکَ کَلَالَا

انہوں نے آپ کی بارگاہ میں پہنچنے کے لئے کئی چٹیل میدانوں کو طے کیا ہے وہ آپ کے راستے میں پہنچنے والی تھکاوٹ کو تھکاوٹ نہیں سمجھتے۔

کُلُّ دَھْمَاءَ یَقْصِیْرُ الطَّرفَ عَنھَا اَرْقَلَتْھَا قِلَاصُنَا اَرْقَالَا

تمام جانوروں نے تھکاوٹ کی وجہ سے صحراؤں سے منہ موڑ لیا ہے لیکن ہماری سواریوں نے انہیں تیز رفتاری سے طے کیا ہے۔

وَطَوَتْھَا الْجِیَادُ تَجْمَعُ فِیْھَا بِکُمَاةٍ کَاَنْجُمٍ تَلَالَا

ان صحراؤں کو عمدہ گھوڑوں نے ستاروں جیسے درخشاں مسلح بہادروں کے ساتھ طے کیا۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پڑھتے مجھے امیہ بن ابی الصلت نے کہا اے ابوسفیان! عتبہ بن ربیعہ کے بارے میں مجھے بتاؤ وہ کریم الطرفین ہے وہ ظلم کرنے سے اجتناب کرتا ہے اور حرام اشیاء سے بچتا ہے میں نے کہا ہاں وہ شریف اور عمر رسیدہ ہے عتبہ نے کہا عمر رسیدہ ہونا ہی اس کے لئے باعث عیب ہے میں نے کہا تو جھوٹ بولتا ہے وہ جوں جوں عمر رسیدہ ہوتا جارہا ہے اس کے شرف وقدر میں اضافہ ہوتا جارہا ہے۔ اس نے مجھ سے کہا تم مجھے جھوٹا ہونے کا الزام جلدی لگا رہے ہو پہلے میری بات تو سن لو۔ میں نے اپنی کتاب میں پڑھا ہے کہ عنقریب ہماری اس سرزمین پر ایک نبی مبعوث ہوگا مجھے گمان تھا کہ میں ہی وہ نبی ہوں گا لیکن مجھے اہل علم نے بتایا کہ وہ نبی بنوعبد مناف میں سے مبعوث ہوگا میں نے بنوعبد مناف میں دیکھا تو مجھے عتبہ کے علاوہ کوئی ایسا شخص نظر نہ آیا جو نبوت کا اہل ہو جب تم نے مجھے اس کی عمر کے بارے میں بتایا تو مجھے علم ہوگیا کہ وہ بھی نبی نہیں کیونکہ اس کی عمر چالیس سال سے زیادہ ہو چکی ہے لیکن ابھی تک اس پر وحی نازل نہیں ہوئی۔ حضرت ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں جب میں اس سفر سے واپس آیا تو حضور نبی کریم ﷺ پر وحی نازل ہو چکی تھی میں دوبارہ سفر تجارت پر روانہ ہوا جب میں امیہ کے پاس سے گزرا تو میں نے اسے مذاقاً کہا اس نبی کا ظہور ہو چکا ہے تو جس کی صفات بیان کیا کرتا تھا امیہ نے مجھ سے کہا وہ یقیناً سچے نبی ہیں تم اس کی پیروی کرو۔ اے ابوسفیان! اگر تم نے ان کی مخالفت کی تو میں تجھے اس طرح باندھ لوں گا جس طرح بکری کے بچے کو باندھا جاتا ہے۔ میں تمہیں ان کی بارگاہ میں پیش کروں گا پھر وہ اپنی منشاء کے مطابق تیرے بارے میں فیصلہ کریں گے۔ حارث بن ابی اسامہ نے اپنی ''مسند'' میں عکرمہ بن خالد سے روایت کی ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی بعثت کے وقت قریش مکہ کے کچھ لوگ بحری سفر پر روانہ ہوئے۔ ہوا نے انہیں ایک جزیرہ پر پھینک دیا انہوں نے اس جزیرہ میں ایک شخص کو دیکھا۔ اس شخص نے ان لوگوں سے پوچھا تم کون ہو؟ انہوں نے جواب دیا ہمارا تعلق قبیلہ قریش سے ہے اس نے پھر پوچھا کہ قبیلہ قریش کیسا ہے۔ انہوں نے بتایا وہ اہل حرم ہیں اور یہ یہ ان کی صفات ہیں۔ جب اس نے خوب جان لیا تو اس نے کہا اس صفات کے اہل تو ہم ہیں تم نہیں ہو جب ان لوگوں نے غور سے دیکھا تو وہ قبیلہ جرہم کا ایک شخص تھا اس نے کہا کیا تمہیں معلوم ہے کس چیز کو جیاد کا نام دیا گیا ہے بلاشبہ ہمارے گھوڑوں کو ہی جیاد (عمدہ اور طویل گردن والے) کہا گیا ہے۔ اس پر مہربانی کی گئی ہے ان لوگوں نے کہا کہ ہم میں سے ایک شخص کا ظہور ہوا ہے جو یہ گمان کرتا ہے کہ وہ نبی ہے انہوں نے آپ ﷺ کے تمام معاملات کو بیان کیا۔ اس شخص نے کہا تم ان کی ضرور اتباع کرو اگر میں موجودہ حالت میں نہ ہوتا تو میں ضرور ان کی بارگاہ میں حاضری دیتا۔

اسی طرح قس بن ساعدہ نے بھی حضور نبی کریم ﷺ کے متعلق بشارت دی تھی شیخ اکبر نے اپنی کتاب ''مسامرات'' میں لکھا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے کہ جارود بن عبداللہ مدینہ طیبہ میں آیا وہ اپنی قوم کا سردار تھا اپنے قبیلے میں عظمت ورفعت کا مالک تھا۔ اس کے ہر حکم کی تعمیل کی جاتی تھی وہ ایک بلند قدر انسان تھا۔ تمام لوگ اس کا ادب کرتے تھے وہ وسیع فضل اور بلند حسب والا تھا حسن و جمال میں لاثانی تھا اس کے افعال بھی عمدہ تھے۔ وافر دولت اور کثیر مال کا مالک تھا وفد بنی قیس میں عالی مرتبت اور صاحب قدر و فضل تھا۔ فصاحت و بلاغت اور احسان مندی اس کی نمایاں خصوصیات تھیں اس وفد میں سے ہر شخص ایک بلند و بالا کھجور کی طرح تھا۔ وہ تمام عظیم الشان اور خوبصورت اونٹنیوں پر سوار تھے

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

هَاجَ بِالْقَلْبِ مَنْ هَوَاهُ اَدْكَارُ وَلَيَالٍ خِلَالُهُنَّ نَهَارُ

دل اس کی محبت میں شعلہ زن ہے جس کا عشق سراپا آتش ہے اور وہ ایسا ہے کہ گویا تاریک راتوں میں دن نکل آیا ہے۔

وَنُجُومٌ يَحُثُّهَا قَمَرُ اللَّيْ لِ وَشَمْسٌ فِي كُلِّ يَوْمٍ تَدَارُ

"اور ستارے جنہیں رات کا چاند ابھارتا ہے اور سورج ہر روز محو گردش ہے۔

ضَوْؤُهَا يَطْمِسُ الْعُيُوْنَ وَارْعَا دُ شَدَادٍ فِي الْخَافِقَيْنَ مَطَارُ

اس کی روشنی آنکھوں کو بے نور کر دے گی اور لوگوں میں بہادروں کی قوت وتوانائی کا ذریعہ ختم ہو جائے گا۔

وَغُلَامٌ وَاَشْمَطُ وَرَضِيعٌ كُلُّهُمْ فِي التُّرَابِ يَوْمًا يُزَارُ

خواہ وہ لڑکا ہو، بوڑھا ہو یا شیر خوار ہو تمام کو ایک دن دیکھا جائے گا کہ وہ مٹی میں لت پت ہیں۔

وَقُصُوْرٌ مُشَيَّدَةٌ حَوَتِ الْخَيْرَ وَاُخْرٰى خَلَتْ فَهُنَّ قِفَارُ

وہ بلند و بالا محلات جنہوں نے بھلائی کو گھیرے رکھا اور دیگر عمارات جن میں کچھ کمی تھی وہ تمام میدان میں تبدیل ہو جائیں گی۔

وَكَثِيْرٌ مِمَّا يَقْصُرُ عَنْهُ حَوْشَةُ النَّاظِرِ الَّذِي قَدْ يُحَارُ

اسی طرح بہت سی ایسی اشیاء بھی ختم ہو جائیں گی جن کا احاطہ دیکھنے والے کی آنکھ نہ کر سکتی تھی اور وہ حیران ہو جاتا تھا۔

وَالَّذِي قَدْ ذَكَرْتُ دَلَّ عَلَى اللّٰهِ نُفُوْسًا لَهَا هُدًى وَاعْتِبَارُ

اور جو کچھ میں نے ذکر کیا ہے وہ راہ نمائی کرتے ہیں اللہ کی طرف ان نفوس کی جن کے لئے ہدایت اور عبرت ہے۔"

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے جارود! ذرا توقف کرو میں اسے بھولا تو نہیں۔ وہ عکاظ کے بازار میں اپنے خاکستری اونٹ پر سوار تھا۔ وہ خوبصورت کلام میں محو گفتگو تھا۔ شاید ہی مجھے اس کے کلام میں سے کچھ یاد ہو۔ اے مہاجرین وانصار! کیا تم میں سے کوئی ایسا شخص ہے جو اس کے کلام میں سے ہمیں کچھ سنائے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فوراً کھڑے ہو گئے اور عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم مجھے اس کا کلام یاد ہے میں بھی اس دن عکاظ کے بازار موجود تھا۔ اس دن اس نے لاجواب تقریر کی تھی لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی عبادت کی طرف رغبت دلائی اور اس کے عذاب سے ڈرایا اس دن اس نے اپنے خطبہ میں کہا تھا:

" اے لوگو! غور سے سنو اور یاد رکھو اور اگر اس میں سے کوئی چیز یاد کر لو تو اس سے نفع اٹھاؤ بلاشبہ ہر ذی روح نے مرنا ہے۔ بلاشبہ آسمان پر خبر ہے، زمین پر عبرت ہے، رات تاریک ہے، آسمان برجوں والا ہے اور زمین راستوں والی ہے، سمندر موجزن ہیں میں لوگوں کو دیکھتا ہوں کہ وہ جاتے ہیں لیکن واپس نہیں آتے کیا انہوں نے اس جگہ کو پسند کر لیا ہے اور انہوں نے وہیں اقامت کر لی ہے یا وہ وہاں ہی سو گئے ہیں قس ایسی قسم اٹھاتا ہے جس میں نہ وہ گناہ گار ہونے والا ہے نہ ہی اس کو توڑنے والا ہے کہ اللہ کا ایک ایسا دین بھی ہے جو اس کو اس دین سے زیادہ محبوب ہے جو تم نے اختیار کر رکھا ہے اس کے

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تَبْتَغِی دَفْعَ یَوْمٍ بُؤْسٍ عُبُوْسٍ   اَوْجَلَ الْقَلْبَ ذِکْرُہٗ ثُمَّ ھَالَا

وہ لوگ خوفناک دن سے نجات کے طلبگار ہیں جس نے دلوں کو پریشان اور مضطرب کر رکھا ہے۔

جب سرور کائنات ﷺ نے اس کی نعت کو سنا تو بہت زیادہ خوش ہوئے۔ آپ ﷺ نے جارود کو اپنے قریب کیا۔ اس کی عزت و تکریم کی، اس کا احترام کیا۔ اپنی محفل میں عمدہ جگہ پر بٹھایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے جارود! تو نے اور تیری قوم نے اپنے وعدے سے بہت تاخیر کی ہے تم پر کتنا عرصہ گزر گیا ہے۔ جارود نے کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم جس نے آپ ﷺ کو غلطی میں ڈالا اس نے بہت بڑی خطا کی اور راہ راست سے بھٹک گیا ہے اللہ کی قسم! آپ سے دروغ گوئی کرنا بہت بڑا گناہ اور عظیم نقصان ہے جاسوس کبھی بھی اپنے اہل سے جھوٹ نہیں بولتا نہ ہی وہ اپنی ذات کے ساتھ دھوکا کرتا ہے بخدا آپ حق کے ساتھ تشریف لائے ہیں آپ نے سچ کے ساتھ گفتگو فرمائی ہے قسم اس ذات کی جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے میں نے آپ کی تعریف کو انجیل میں پایا ہے ابن البتول نے بھی آپ ﷺ کی بشارت دی ہے اور آپ کی خدمت اقدس میں سلام بھیجا ہے میں سراپا سپاس ہوں اس ذات کے لئے جس نے آپ کو عزتیں عطا فرمائیں ہیں اور آپ کو رسول بنا کر بھیجا ہے۔ مشاہدہ کے بعد کسی اثر یا مشاہدہ کو تلاش نہیں کیا جاتا اور یقین کے بعد کوئی شک نہیں ہوتا۔ یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم اپنا دست اقدس بڑھایئے میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی اور معبود نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں جارود نے بھی اسلام قبول کیا اور اس کی تمام قوم بھی دولت اسلام سے مالا مال ہوئی۔ اس کے اسلام قبول کرنے کی وجہ سے آپ ﷺ نے بہت زیادہ خوشی اور مسرت کا اظہار کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے جارود! کیا عبد القیس کے وفد میں کوئی ایسا آدمی ہے جو ہم کو قس کے متعلق بتائے۔ حضرت جارود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم ہم میں سے ہر ایک قس کو جانتا ہے۔ اپنی قوم میں سے میں ہی وہ شخص ہوں جو اس کے پیچھے جاتا ہوں اس کی خبر لے کر آتا ہوں قس عرب کے بیٹوں میں سے ایک بہترین بیٹا ہے وہ صحیح النسب ہے۔ اس کے خطبہ سے فصاحت و بلاغت عیاں ہوتی ہے اس کے لئے بڑھاپا خوبصورتی ہے اس کی عمر سات سو سال ہے۔ وہ ہمیشہ صحراؤں میں زندگی بسر کرتا ہے۔ کوئی گھر اس سے آشنا نہیں ہے۔ اس کو کوئی قرار اور چین نہیں ہے وہ اپنی صحرا نوردی میں شتر مرغ کے انڈے پیتا ہے۔ درندوں اور وحشی جانوروں سے محبت کرتا ہے وہ کھردرے کپڑے پہنتا ہے۔ وہ حضرت مسیح علیہ السلام کے طریقہ پر سیاحت کرتا ہے، وہ ضرب الامثال بیان کرتا ہے جس سے تمام خوف اور احوال عیاں ہو جاتے ہیں ابدال اس کی پیروی کرتے ہیں۔ انہوں نے ہی حوارین کے سردار سمعان کو پالیا وہ عرب میں سے پہلے ہیں جنہوں نے بندگی کی اور بڑھاپے میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کی۔ انہوں نے موت، مر کر اٹھنے اور حساب و کتاب کا یقین کیا موت کا ذکر کر کے لوگوں کو نصیحت کی اور مرنے سے پہلے اچھے اعمال کرنے کا حکم دیا انہوں نے عکاظ کے بازار میں عمدہ خطبہ دیا مجھے ایسے محسوس ہو رہا ہے کہ میں اب بھی ان کی طرف دیکھ رہا ہوں اہل عرب ان کے سامنے ہیں وہ اپنے رب کی قسم اٹھا رہے ہیں کہ کتاب اپنی مدت تک ضرور پہنچے گی اور ہر عمل کرنے والے کو اس کے عمل کا پورا پورا اجر دیا جائے گا پھر انہوں نے یہ اشعار پڑھنے شروع کئے:

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تمہیں بلائیں تو تم ان کی دعوت پر لبیک کہنا اگر مجھے یہ یقین ہوتا کہ میں ان کی بعثت تک زندہ رہوں گا تو میں ان لوگوں میں سے سب سے پہلا ہوتا جو بھاگ کر ان کی طرف جاتا ''السیرۃ النبویۃ'' میں لکھا گیا ہے کہ یہ قصہ مختلف اسناد سے روایت کیا گیا ہے جو ایک دوسرے کو تقویت دیتی ہیں۔

انہیں بشارات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ زہیر بن ابی سلمی جو کعب بن زہیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا والد تھا وہی حضرت کعب بن زہیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنہوں نے اپنا مشہور قصیدہ ''بانت سعاد'' بارگاہ رسالت میں پیش کیا تھا وہ اہل کتاب کے ساتھ بیٹھتے تھے۔ انہوں نے اہل کتاب سے سنا کہ نبی مکرم ﷺ کی بعثت کا وقت قریب ہے اس نے خواب میں دیکھا کہ آسمان سے ایک رسی نیچے لٹکائی گئی ہے اس نے اس رسی کو پکڑنے کی کوشش کی لیکن اسے نہ پکڑ سکا اس نے اس خواب کی یہی تعبیر کی کہ اس سے مراد وہ نبی کریم ﷺ ہیں جو آخر الزمان میں مبعوث ہوں گے اور وہ ان کی زیارت نہیں کر سکے گا۔ اس نے اپنے دونوں بیٹوں کو اس خواب کے متعلق بتایا اور انہیں وہ معلومات بھی بتائیں جو اس کو اہل کتاب سے حاصل ہوئیں تھیں۔ اس نے اپنے بیٹوں کو حکم دیا کہ اگر وہ اس نبی مکرم ﷺ کے زمانہ اقدس کو پالیں تو ان پر ضرور ایمان لائیں اس کے بیٹوں نے نبی کریم ﷺ کے زمانہ اقدس کو پایا پہلے اس کا بیٹا بجیر ایمان لایا پھر حضرت کعب نے اسلام قبول کیا (رضی اللہ تعالیٰ عنہما)۔ حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بارگاہ نبوت میں وہ مشہور قصیدہ پیش کیا انہوں نے اپنا قصیدہ مسجد میں پیش کیا وہاں تمام صحابہ کرام بھی موجود تھے آقائے دوجہاں ﷺ نے انہیں اپنی چادر مبارک عطا فرمائی پھر حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہ چادر ان کے ورثاء سے کثیر رقم دے کر حاصل کر لی۔ یہ وہی چادر تھی جس کو خلفاء اور سلاطین اپنے اوپر اوڑھا کرتے تھے۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نبی ﷺ کے ظہور کا وقت قریب آ گیا ہے۔ اس کے ظہور کی بابرکت گھڑیاں تم پر سایہ فگن ہونے والی ہیں۔ اس کا مقدس زمانہ تم کو مالا مال کرنے والا ہے جو اس عہد ہمایوں کو پالے اس کو بشارت ہو۔ خوشخبری ہے اس آدمی کے لئے جو آپ ﷺ پر ایمان لائے گا اور ہدایت پا لے گا۔ ہلاکت ہے اس شخص کے لئے جس نے آپ ﷺ کی نافرمانی اور مخالفت کی تباہی ہے غافل لوگوں کے لئے ہلاکت ہے گزشتہ نافرمان امتوں اور اقوام کے لئے اے گروہ ایاد! کہاں ہیں باپ اور دادے؟ کہاں ہیں مریض اور عیادت کرنے والے کہاں ہیں فرعون اور شداد؟ وہ لوگ کہاں ہیں جنہوں نے بلند و بالا عمارات تعمیر کی تھیں۔ جنہوں نے خوبصورت اشیاء اور زیست کی آسائش کے لئے ہر چیز بنائی تھی۔ مال کہاں ہے اولاد کہاں ہے وہ لوگ کہاں ہیں جنہوں نے بغاوت اور سرکشی کی تھی۔ جنہوں نے مال کو جمع کیا اور گنا اور کہا تھا میں تمہارا بلند مرتبہ رب ہوں کیا ان کے پاس تم سے زیادہ مال و دولت نہ تھا۔ کیا ان کی عمریں تم سے لمبی نہ تھیں کیا ان کی آرزوئیں تم سے طویل نہ تھیں زمین نے انہیں اپنے سینے سے پیس دیا ہے مصائب کی کثرت نے انہیں چیر دیا ہے وہ ہیں ان کی بوسیدہ ہڈیاں وہ دیکھو وہ ان کے خالی گھر ہیں۔ اب بھیڑیوں نے ان کے گھر کو آباد کر رکھا ہے وہ اللہ ہی ہے جو یکتا اور معبود برحق ہے۔ نہ ہی اس کا کوئی باپ ہے اور نہ ہی اس کی کوئی اولاد ہے۔"

پھر قس کے درج ذیل اشعار پڑھنے شروع کر دیئے:

فِي الذَّاهِبِينَ الْاَوَّلِيْـ ـنَ مِنَ الْقُرُوْنِ لَنَا بَصَائِرُ

"ہم سے پہلے جانے والوں میں ہمارے لئے کئی بصیرت افروز باتیں ہیں۔

لَمَّا رَاَيْتُ مَوَارِدًا لِلْمَوْتِ لَيْسَ لَهَا مَصَادِرُ

جب میں دیکھتا ہوں کہ موت کے داخل ہونے کے تو راستے ہیں لیکن اس سے نکلنے کے لئے کوئی راستہ نہیں۔

وَرَاَيْتُ قَوْمِي نَحْوَهَا يَمْضِي الْاَصَاغِرُ وَالْاَكَابِرُ

میں دیکھتا ہوں کہ میری قوم کے چھوٹے اور بڑے اسی کی طرف رواں دواں ہیں۔

لَمْ يَرْجِعِ الْمَاضِي اِلَيَّ وَلَا مِنَ الْبَاقِيْنَ غَابِرُ

نہ ہی گزرنے والا میری طرف آنے والا ہے اور نہ ہی باقی لوگوں میں سے کوئی واپس آنے والا ہے۔

اَيْقَنْتُ اَنِّي لَا مَحَا لَةَ حَيْثُ صَارَ الْقَوْمُ صَائِرُ

میں نے یقین کر لیا کہ مجھے بھی یقیناً اسی طرف جانا ہے جس طرف میری قوم گئی ہے۔"

ایک اور روایت میں ہے کہ اس نے اپنے خطبہ میں کہا: "حق اس جانب سے آئے گا" اس نے اپنے ہاتھ سے مکہ کی جانب اشارہ کیا۔ لوگوں نے پوچھا۔ اس سے آپ کی کیا مراد ہے۔ اس نے کہا وہ دعوت لے کر آنے والے ایسے ہوں گے جن کی ابروئیں آپس میں ملی ہوئی نہ ہوں گی۔ ان کی آنکھیں بہت زیادہ سفید اور بہت زیادہ سیاہ ہوں گی۔ ان کا تعلق قبیلہ لوئ بن غالب سے ہوگا۔ وہ تمہیں اخلاص کے کلمہ کی طرف دعوت دیں گے ہمیشہ کی زندگی اور دائمی نعمتوں کی طرف بلائیں گے جب وہ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اَلْقِیَامَۃِ مَعَ الصِّدِّیْقِیْن

''میں معبود برحق ہوں میرے علاوہ کوئی معبود نہیں۔ جس نے میری تقدیر پر سر تسلیم خم کیا، میرے مصائب پر صبر کیا، میری نعمت پر شکر ادا کیا۔ میری حکم پر رضامندی ظاہر کی میں اس کو ''صدیق'' لکھوں گا اور بروز حشر اسے صدیقین کے ساتھ اٹھاؤں گا۔''

ایک روایت میں ہے کہ لوح محفوظ کے سینے میں یہ لکھا ہوا ہے:

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ دِیْنُهُ الْاِسْلَامُ مُحَمَّدٌ عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ فَمَنْ آمَنَ بِهٰذَا اَدْخُلُهُ الْجَنَّةَ

''میرے علاوہ اور کوئی معبود نہیں اسلام میرا دین ہے محمد میرے بندے اور رسول ہیں جو شخص آپ ﷺ پر ایمان لائے گا میں اسے جنت میں داخل کروں گا۔''

ایک روایت میں ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے قلم کو ''جو کچھ ہوا اور جو ہونے والا ہے'' لکھنے کا حکم دیا تو اس نے عرش کے پائے پر سب سے پہلے کلمہ طیبہ لکھا: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ ''خصائص کبریٰ'' میں لکھتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ کی خصوصیات میں سے یہ بھی ہے کہ آپ کا اسم مبارک اللہ تعالیٰ کے نام مبارک کے ساتھ عرش عظیم پر لکھا ہوا ہے اسی کتاب میں لکھا ہوا ہے کہ اللہ رب العزت نے فرمایا ہے کہ میں نے عرش کو پانی پر پیدا کیا اس میں ارتعاش اور اضطراب پیدا ہوا میں نے اس پر لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ لکھا تو وہ حالت سکون میں ہو گیا آپ ﷺ کا اسم مبارک تمام ملکوت آسمان پر مکتوب ہے یعنی آپ ﷺ کا نام تمام آسمانوں پر، تمام جنتوں پر اور عالم بالا کی ہر شئ پر مرقوم ہے۔

ابن عساکر اور ابن عدی رحمہما اللہ تعالیٰ نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جب مجھے معراج کرائی گئی تو میں نے عرش کے پائے کو دیکھا وہاں لکھا ہوا تھا: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ اَیَّدْتُهٗ بِعَلِیٍّ۔

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حبیب لبیب ﷺ نے فرمایا جب مجھے سیر کروائی گئی تو میں نے عرش کو دیکھا وہاں لکھا ہوا تھا: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ابوبکر الصدیق عمر الفاروق عثمان ذوالنورین۔

ابویعلی، الطبرانی، ابن عساکر اور حسن بن عرفہ رحمہم اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب مجھے معراج کرائی گئی تو میں جس آسمان پر سے بھی گزرا وہاں میرا نام لکھا ہوا تھا اور میرے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام لکھا ہوا تھا۔

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول مکرم ﷺ نے فرمایا جنت کے دروازے پر لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ لکھا ہوا ہے۔

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے ''الحلیۃ'' میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

آٹھواں باب

قلم قدرت کے ذریعے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظمت و رفعت اور رسالت کا اعلان

عالم علوی اور سفلی کی بہت سی اشیاء پر آپ ﷺ کا نام نامی اسم گرامی اور آپ کی رسالت کے تذکرے موجود ہیں۔ اس باب میں ان اشیاء کو بیان کیا جائے گا جن پر آپ کا اسم مبارک اور رسالت و نبوت کی شہادت مکتوب ہے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا کہ جب حضرت آدم علیہ السلام سے لغزش ہوئی تو انہوں نے بارگاہ ربوبیت میں عرض کی اے مولا! میں تیری بارگاہ میں محمد مصطفیٰ ﷺ کا وسیلہ پیش کرتا ہوں کہ تو مجھے معاف فرما دے۔ اللہ رب العزت نے فرمایا اے آدم تو نے محمد ﷺ کو کیسے پہچانا۔ حالانکہ میں نے انہیں ابھی تک پیدا نہیں کیا حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کی اے مالک الملک! جب تو نے مجھے اپنے ہاتھ سے بنایا اور مجھ میں اپنی روح پھونکی تو میں نے اپنے سر کو بلند کیا میں نے عرش کے پائے پر یہ لکھا ہوا دیکھا: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ. مجھے یقین ہو گیا کہ تو نے اپنے نام کے ساتھ صرف اسی ہستی کا نام لکھا ہے جو تجھے تمام مخلوق سے محبوب ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے آدم! تو نے سچ کہا ہے مجھے وہ ہستی تمام مخلوق سے محبوب ہے کیونکہ تو نے ان کے وسیلہ جلیلہ کے ذریعے مجھ سے التجا کی ہے اس لئے میں نے تیری لغزش کو معاف کیا ہے۔ اگر محمد ﷺ نہ ہوتے تو میں تجھے پیدا نہ کرتا۔

حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسی حدیث کو روایت کیا ہے اور اس کو صحیح کہا ہے۔ الطبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسی حدیث کو روایت کیا ہے اور اس میں یہ اضافہ کیا ہے "وہ تیری اولاد میں سے آخری نبی ہیں۔"

روایت ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے کہا کہ میں نے تمام آسمانوں کا طواف کیا میں نے کوئی ایسی جگہ نہ دیکھی جہاں "محمد" ﷺ نہ لکھا ہو۔ آسمانوں کی تمام اشیاء پر آپ ﷺ کا نام مکتوب تھا۔ جنت کے تمام محلات اور کمروں پر آپ کا نام لکھا ہوا تھا۔ میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ کا اسم گرامی حورعین کے سینوں پر، جنت کے درختوں کے پتوں پر، طوبیٰ کے درخت پر، سدرۃ المنتہیٰ پر، حجابات پر اور ملائکہ کی آنکھوں کے درمیان لکھا ہوا تھا۔ روایت ہے کہ وہ پہلی عبارت جس کو قلم نے لوح محفوظ پر رقم کیا وہ یہ تھی:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَنَا اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنَا مُحَمَّدٌ رَّسُوْلِيْ مَنِ اسْتَسْلَمَ لِقَضَائِيْ وَصَبَرَ عَلٰى بَلَائِيْ وَشَكَرَ عَلٰى نَعْمَائِيْ وَرَضِيَ بِحُكْمِيْ كَتَبْتُهٗ صِدِّيْقًا وَبَعَثْتُهٗ يَوْمَ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اور روایت کے مطابق سنگ مرمر کی ایک تختی تھی اس پر یہ عبارت کندہ تھی، ''تعجب ہے اس شخص پر جو موت کا یقین کرتا ہے پھر بھی خوش ہوتا ہے۔ تعجب ہے اس شخص پر جو حساب وکتاب کا یقین رکھتا ہے پھر بھی غافل رہتا ہے تعجب ہے اس شخص پر جو قضاو قدر کا یقین رکھتا ہے پھر بھی غمگین ہوتا ہے تعجب ہے اس شخص پر جو دنیا کو اور اہل دنیا کے انقلاب کو دیکھتا ہے پھر بھی اس پر مطمئن ہوجاتا ہے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ'' امام حلبی رحمۃ اللہ علیہ نے ''السیرۃ'' میں لکھا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم بارگاہ رسالت میں حاضر تھے کہ اچانک ایک پرندہ آیا جس کی چونچ میں سبز رنگ کا موتی تھی اس پرندے نے وہ موتی پھینک دیا سرور کائنات ﷺ نے اس موتی کو اٹھایا اور دیکھا کہ اس میں ایک سبز رنگ کا کیڑا ہے جس پر زرد رنگ سے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ لکھا ہے۔

''السیرۃ النبویہ'' میں ہے کہ ایک پرانا پتھر ملا جس پر محمد، تقی، مصلح، سید، امین لکھا ہوا تھا بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم ہندوستان کا سفر کر رہے تھے کہ اچانک ہم ایک جزیرے پر پہنچ گئے اس جزیرے میں ایک ایسا درخت تھا جس کے پتے سرخ تھے اور ان میں سفید رنگ میں لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ لکھا تھا۔ ایک آدمی روایت کرتا ہے کہ میں نے جزیرے میں ایک بہت بڑا درخت دیکھا۔ اس درخت کے بڑے بڑے پتے تھے۔ ان پتوں سے عمدہ مہک آرہی تھی ان سبز پتوں میں سرخ اور سفید رنگ میں تین سطریں لکھی ہوئیں تھیں پہلی سطر میں لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ دوسری میں مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ اور تیسری سطر میں اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ لکھا تھا۔

ایک اور راوی کہتے ہیں کہ میں نے ہندوستان کی ایک بستی میں زعفران کا درخت دیکھا جس کے پھول دلکش کالے اور خوشبودار تھے۔ میں نے ایک پھول دیکھا اس پر لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ابوبکر الصدیق عمر الفاروق لکھا تھا۔ میں نے دل میں سوچا کہ اتفاقاً ہی لکھا گیا ہو میں دل کی تسلی کے لئے دوسرے پھول کی طرف گیا اس پر بھی یہی عبارت لکھی ہوئی تھی۔ اس شہر میں بہت سے ایسے درخت تھے ہر درخت کے پھول پر یہی مکتوب تھا حالانکہ اس شہر کے لوگ بت پرست تھے۔

ابن مرزوق رحمۃ اللہ علیہ نے قصیدہ بردہ شریف کی شرح میں ایک راوی سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم دوران سفر بحر الہند کے گہرے پانی میں تھے کہ ہمیں شدید آندھی نے آلیا۔ ہم کچھ دیر کے لئے ایک جزیرے میں ٹھہرے ہم نے وہاں ایک سرخ پھول دیکھا۔ اس کی خوشبو بڑی عمدہ تھی اس پر زرد رنگ میں لکھا تھا: بَرَآءَةٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اِلٰی جَنّٰتِ النَّعِیْمِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔

ایک اور راوی کہتے ہیں کہ میں نے ہندوستان میں ایک درخت دیکھا جس کا پھل اخروٹ کی طرح کا تھا اس پر دو چھلکے تھے۔ جب ان چھلکوں کو توڑا جاتا تو ان میں سے سبز رنگ کا ایک لپٹا ہوا پتا نکلتا جس پر سبز رنگ کے واضح خط میں لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ لکھا ہوا ہوتا۔ وہ لوگ اس درخت سے تبرک حاصل کرتے تھے اور جب باران رحمت رک جاتی تو اس کے وسیلے سے بارگاہ ایزدی میں دعا مانگتے تو اللہ ان پر اپنی رحمت کی بارش نازل کر دیتا۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جنت کے درختوں کے ہر پتے پر لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ لکھا ہوا ہے۔

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے ابوالزبیر کی سند سے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کے دونوں کندھوں کے مابین مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ لکھا ہوا تھا اور حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی سے روایت ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ سیدالمرسلین ﷺ نے فرمایا کہ حضرت سلیمان بن داؤد علیہما السلام کی انگوٹھی پر لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ منقوش تھا۔ حضرت عبادہ بن الصامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت سلیمان بن داؤد علیہما السلام کی انگوٹھی کا نگینہ آسمان سے بھیجا گیا تھا انہوں نے اس نگینہ کو اپنی انگوٹھی میں لگا لیا اور ان کی عظیم سلطنت کے معاملات اسی نگینہ کی وجہ سے درست ہوتے تھے اس نگینے پر یہ عبارت منقوش تھی: اَنَا اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ عَبْدِيْ وَ رَسُوْلِيْ جب حضرت سلیمان علیہ السلام بیت الخلاء میں تشریف لے جاتے تو اس انگوٹھی کو اتار لیتے تھے۔ اسی طرح مجامعت کے وقت بھی اس انگوٹھی کو اتار لیا کرتے تھے۔ اگر آپ انگوٹھی کو اتارتے تو آپ کی سلطنت کی عوام بدحال ہو جاتی اور آپ کی کیفیت بھی وہ نہ رہتی جو پہلے ہوتی۔

علامہ الحلبی رحمۃ اللہ علیہ نے ''السیرۃ'' میں لکھا ہے کہ 454ھ میں خراسان کے علاقہ میں شدید ہوا چلی اس ہوا کی شدت کو دیکھ کر قوم عاد پر چلنے والی ہوا یاد آ جاتی تھی۔ ہوا کی شدت کی وجہ سے پہاڑ ہلنے لگے جانور اپنے مسکنوں سے نکل آئے لوگوں نے خیال کیا کہ شاید قیامت آ گئی ہے۔ لوگوں نے بارگاہ ایزدی میں گڑگڑا کر دعائیں مانگیں۔ اچانک انہوں نے دیکھا کہ وہاں کے پہاڑوں میں سے ایک پہاڑ پر آسمان سے نور ظاہر ہوا ہے پھر لوگوں نے درندوں کو دیکھا وہ اسی پہاڑ کی جانب دوڑتے ہوئے جا رہے تھے جہاں نور نازل ہوا تھا۔ لوگ بھی ان جانوروں کے ساتھ اسی پہاڑ پر گئے۔ لوگوں نے مشاہدہ کیا کہ وہاں ایک پتھر پڑا ہوا ہے جس کی لمبائی ایک ذراع اور چوڑائی تین انگلیوں جتنی ہے اس میں تین سطریں بنی ہوئی ہیں پہلے سطر میں لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَاعْبُدُوْنِ لکھا ہے دوسری سطر میں مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ الْقَرَشِيُّ مکتوب ہے اور تیسری سطر میں لکھا ہے کہ مغرب کے واقعہ سے ڈرو یہ سات یا نو کو ہوگا اور قیامت قریب آ گئی ہے۔

بعض روای روایت کرتے ہیں کہ طبرستان میں ایک قوم تھی جو یہ تو پڑھتی تھی لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لیکن وہ رسالت محمدی کا اقرار نہ کرتی تھی۔

ایک دن شدید گرمی تھی آسمان پر انتہائی سفید رنگ کا بادل ظاہر ہوا وہ بادل پھیلتا رہا حتیٰ کہ اس نے تمام آفاق کو گھیر لیا وہ بادل آسمان اور ان شہر کے درمیان حائل ہو گیا۔ جب زوال کا وقت ہوا تو آسمان پر واضح خط میں لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ظاہر ہوا۔ عصر تک یہ کلمہ طیبہ آسمان پر لکھا رہا۔ یہ معجزہ دیکھ کر ہر فتنہ باز نے توبہ کی اور شہر کے اکثر یہود و نصاریٰ نے اسلام قبول کر لیا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے فرمان: كَانَ تَحْتَهٗ كَنْزٌ لَّهُمَا (الکھف:82) ''اس کے نیچے ان دونوں کے لئے خزانہ تھا'' کی تفسیر میں مجھے علم ہوا ہے کہ وہ خزانہ سونے کی ایک تختی تھی ایک

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جس کے وسط میں عمدہ خط کے ساتھ "محمد" لکھا ہوا تھا۔

اسی طرح ایک اور آدمی نے کہا ہے کہ میں نے افریقہ کے ایک شہر میں ایک شخص کو دیکھا جس کی دائیں آنکھ کی سفیدی میں سرخ رگوں کے ساتھ محمد رسول اللہ لکھا ہوا تھا۔

علامہ شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب میں اپنی کتاب کا یہی باب رقم کر رہا تھا تو میں نے نبوت مصطفوی کی علامات میں سے ایک عجیب علامت کو ملاحظہ کیا وہ یہ ہے کہ ایک شخص نے اپنے بکرے کو ذبح کیا اور اس کو بھون کر کھا لیا۔ وہ اس کا سر لے کر میرے پاس آیا میں نے اس کے سر کو دیکھا تو اس پر لکھا ہوا تھا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُهٗ اَرْسَلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ يَهْدِىْ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مَنْ يَّشَآءُ علامہ شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس تکرار کا مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کبھی بھی کسی چیز سے غافل نہیں ہوتا۔

علامہ السید احمد دحلان اپنی کتاب "السیرۃ النبوۃ" میں اسی واقعہ کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ شاید اس تکرار سے ہدایت کی بلند و بالا شان سے انسان کو آشنا کروانا ہے کہ ہدایت کا رتبہ کتنا ارفع ہے نیز یہ بتانا بھی مقصود ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی گمراہی اور ضلالت سے بچانے والا ہے۔

ابوعبداللہ محمد بن ابی الفضل رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب "تُحْفَةُ الْاَخْيَارِ فِىْ فَضْلِ الصَّلٰوةِ عَلَى النَّبِيِّ الْمُخْتَارِ" میں لکھتے ہیں کہ میں نے دوران سفر محلہ مظفرہ میں ایک ہرنی دیکھی اس کے دونوں کانوں پر اسم "محمد" ﷺ اتنے واضح خط میں لکھا ہوا تھا کہ اس میں کسی قسم کا کوئی شک نہیں ہو سکتا تھا۔ مجھے بتایا گیا کہ وہ ہرنی کہیں سے شہنشاہ وقت کی چراگاہ میں آ گئی تھی۔ میں تو یہی سمجھا کہ وہ ہرنی اس بادشاہ پر اور اس کی عوام پر اللہ کی طرف سے ایک احسان ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس ہرنی کو اس کی سلطنت میں اس لئے بھیجا کہ اس کی وجہ سے اس بادشاہ کی مملکت میں برکت نازل ہو۔ وہ بادشاہ وقت اور اس کی رعایا نبی کریم ﷺ کی تصدیق کی تجدید کر سکیں اور ان میں حضور ﷺ کی محبت زیادہ ہو وہاں حضور ﷺ کا نام نامی اسم گرامی اتنے واضح اور بین خط میں لکھا گیا تھا جس سے آپ ﷺ کی فضیلت قدر و منزلت اور عظمت کا اظہار ہوتا تھا میں نے وہاں کے لوگوں کو دیکھا وہ آپ ﷺ کے نام مبارک کو اس طرح چوم رہے تھے جس طرح طواف کرنے والے حجر اسود کو چومتے ہیں۔

علامہ ابن ابی الفضل رحمۃ اللہ علیہ اس واقعہ کو ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ صاحب کتاب الجدی نے جو حضور نبی کریم ﷺ کا نایاب قصیدہ لکھا ہے اس کا سبب بھی یہی تھا کہ ان کے زمانہ میں ایک بکرے کا ظہور ہوا جس کی پیشانی پر "محمد" لکھا ہوا تھا۔ حضور ﷺ کی اسی عظمت و رفعت کو آشکارہ کرتے ہوئے وہ لکھتے ہیں:

جَدِىْ غَدَا كَالْجَدِىْ اَشْرَقَ نُوْرُهٗ وَمَحَلُّهٗ فَوْقَ السَّمَاكِ الْاَعْزَلِ

"کل میری بکری نے ایک ایسے بچے کو جنم دیا جس کا نور "الجدی" ستارے کی طرح ضوفشاں تھا اور اس کا مقام السماک الاعزل (ایک ستارہ) سے بلند تر تھا۔

رَقَمَتْ يَدُ الْاَقْدَارِ غُرَّةَ وَجْهِهٖ رَقْمًا بَدِيْعًا بِاسْمِ اَكْرَمِ مُرْسَلٖ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

الحافظ السّلفی نے بعض راویوں سے روایت کیا ہے کہ ہندوستان کے ایک شہر میں ایک درخت ہے اس کے پتے سبز ہیں۔ اس کے ہر پتے پر گہرے سبز رنگ میں کلمہ طیبہ لکھا ہوا ہے۔ اس شہر کے ساکنین صنم پرست تھے۔ وہ اس درخت کو کاٹتے اور اس کے آثار کو مٹانے کی کوشش کرتے لیکن وہ درخت تھوڑے ہی وقت میں پہلے کی طرح ہو جاتا۔ وہ مشرک اس درخت کی جڑوں میں پگھلا ہوا سیسہ ڈالتے پھر اس پگھلے سیسے کے اطراف سے اس درخت کی چار شاخیں نکل آتیں ہر شاخ پر لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ لکھا ہوتا وہ لوگ اس درخت سے تبرک حاصل کرنے لگے جب ان کے مریض لاعلاج ہو جاتے تو انہیں اسی درخت کے وسیلہ سے شفا ملتی اور وہ اس درخت کے پتوں کو زعفران کے ساتھ ملا کر عمدہ خوشبو حاصل کرتے۔

807ھ یا 809ھ میں انگور کا ایک ایسا دانہ پایا گیا جس پر کالے رنگ میں خوبصورت خط کے ساتھ "محمد" ﷺ لکھا ہوا تھا۔ ایک راوی کہتے ہیں کہ انہوں نے ایک مچھلی شکار کی جس کے دائیں پہلو پر لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اور بائیں پہلو پر مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ لکھا تھا وہ راوی کہتے ہیں کہ جب میں نے اس مچھلی کی یہ کیفیت دیکھی تو اس کا احترام کرتے ہوئے میں نے اسے واپس پھینک دیا۔

ایک اور راوی کہتے ہیں کہ میں "بحر الغرب" میں سفر کر رہا تھا۔ میرے ساتھ ایک بچہ تھا۔ اس کے ہاتھ میں مچھلی پکڑنے کا کانٹا تھا اس نے وہ کانٹا سمندر میں پھینک دیا۔ بچے نے اس کانٹے کے ذریعے چھوٹی سی ایک سفید مچھلی پکڑ لی جب ہم نے اس مچھلی کو دیکھا تو اس کے ایک کان کے نیچے کالے رنگ میں لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اور دوسرے کان کے نیچے اسی رنگ میں مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ لکھا تھا۔ ہم نے اس مچھلی کو دوبارہ سمندر میں پھینک دیا۔

علامہ الدمیری رحمۃ اللہ علیہ نے "حیاۃ الحیوان" میں لکھا ہے کہ علامہ قزوینی رحمۃ اللہ علیہ نے "عجائب المخوقات" میں عبدالرحمٰن بن ہارون المغربی سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں "بحر المغرب" میں محو سفر ہوا میں ایک جگہ پہنچا اس کا نام "البرطوم" تھا ہمارے ساتھ ایک "صقلی" (1) بچہ تھا۔ اس کے پاس ایک کانٹا تھا۔ اس بچے نے اسے سمندر میں پھینک دیا اور اس کے ذریعے ایک مچھلی کو شکار کیا جس کی لمبائی ایک ہاتھ کے برابر تھی۔ جب ہم نے غور سے اس کا مشاہدہ کیا تو اس کے دائیں کان کے پیچھے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اس کی گدی پر مُحَمَّدٌ (ﷺ) اور اس کے بائیں کان کے پیچھے رَّسُوْلُ اللّٰهِ لکھا ہوا تھا۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کے دونوں کندھوں کے مابین مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ لکھا ہوا تھا۔

ایک راوی فرماتے ہیں کہ انہوں نے خراسان میں ایسے بچے کا مشاہدہ کیا جس کے ایک پہلو پر لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اور دوسرے پر مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ لکھا ہوا تھا۔

ایک اور شخص کہتا ہے 974ھ میں میری بکری نے بچہ دیا اس کا رنگ کالا تھا لیکن اس کی پیشانی پر ایک گول سفید داغ تھا

1۔ جزیرہ سسلی کا رہنے والا۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وہ اسم مبارک رجب کے مبارک مہینے میں ظاہر ہوا جبکہ لوگ تسبیح و تہلیل میں مگن تھے۔

عَجَبٌ اَتٰی رَجَبٌ بِہٖ فَتَأَکَّدَتْ بَرَکَاتُہٗ فِیْ قَلْبِ کُلِّ مُؤَمِّلٖ

عجیب بات یہ ہے کہ اس کا ظہور رجب کے ماہ مبارک میں ہو پس اس کی برکات ہر امید والے شخص کے دل میں پختہ ہو گئیں۔

فَکَأَنَّ مَنْ قَدْ قَالَ عِشْ رَجَباً تَرٰی عَجَبًا عَنَاہُ بِالزَّمَانِ الْمُجَمَّلٖ

گویا کہ جس نے یہ کہا کہ تو رجب میں زندگی بسر کر تو عجیب چیزیں دیکھے گا اس کی اس سے مراد خوبصورت زمانہ ہے۔

یَا غُرَّۃً کَالصُّبْحِ تَمَّمَ حُسْنُھَا خَطٌّ مِنَ اللَّیْلِ الْبَھِیْمِ الْاَلْیَلٖ

اے وہ صبح کی طرح روشن پیشانی جس کا حسن مکمل ہے اور جس نے تیرہ و تاریک رات سے حصہ حاصل کیا ہے۔

اَشْھٰی وَاَحْلٰی فِی النُّفُوْسِ مِنَ الْکَرٰی وَاَلَذُّ مِنْ عَذْبِ الزُّلَالِ السَّلْسَلٖ

وہ نفوس میں میٹھی نیند سے بھی زیادہ پسندیدہ اور میٹھا ہے اور وہ میٹھے اور خوشگوار پانی سے بھی زیادہ لذت آفریں ہے۔

ھِیَ خَطُّ اِنْعَامٍ عَلٰی لَوْحِ الْھُدٰی بِمُؤَمِّلٍ نُعْمَاہُ اَوْ مُتَأَمِّلٖ

ہدایت کی لوح پر یہ راحت و سکون کا خط ہے اس شخص کے لئے جس نے اس کی نعمتوں کی امید کی یا ان میں غور کیا۔

ھِیَ تَاجُ اِحْسَانٍ عَلٰی رَاْسِ الْعُلَا اَحْسَنَ بِتَاجٍ بِالسَّنَاءِ مُکَلَّلٖ

یہ بلندی کے سر پر احسان کا تاج ہے۔ وہ احسان جو اس نے سناء کے مقام پر تاج پہنا کر کیا تھا۔

صُبْحٌ بَدَا فِیْ لُؤْلُؤٍ مُتَلَالِیءٍ طَرَّزَ عَلٰی ثَوْبِ الْجَمَالِ الْاَکْمَلٖ

یہ ایک صبح ہے جو چمکدار موتی میں ظاہر ہوئی جس نے مکمل اور حسین کپڑے پر نقش و نگار کئے۔

طُرِّزَ بِہٖ اِزْدَانُ الزَّمَانِ بِاَسْرِہٖ فِی الْحَالِ وَالْمَاضِیْ وَفِی الْمُسْتَقْبَلٖ

تمام زمانہ یعنی مستقبل، حال اور ماضی کو اس سے سنوارا گیا۔

جَرِیْ ذُیُوْلَ الزَّھْوِ مِنْ فَرَحٍ بِھَا جَرَّ الْفَتَاۃِ ذُیُوْلَ بَرْدٍ مُسْبَلٖ

تو چل اس کی مسرت کی وجہ سے دامن گھسیٹتے ہوئے جس طرح دوشیزہ چادر کے دامن کو گھسیٹتی ہے۔

اُعْطِیْتَ مَا لَمْ یُعْطَ غَیْرُکَ مِثْلَہٗ شُکْرًا لِمَوْلَاکَ الْعُلٰی الْمُفْضَلٖ

تجھے وہ عزت دی گئی جو تیرے علاوہ کسی اور کو نہیں دی گئی۔ اس پر اپنے بلند و برتر اور فضیلت والے آقا کا شکر ادا کر۔

شَرَفٌ خُصِصْتَ بِہٖ وَفَضْلٌ بَاھِرٌ یَبْقٰی عَلٰی مَرِّ الزَّمَانِ الْاَطْوَلٖ

یہ وہ فضل ہے جس کے لئے تو خاص کیا گیا ہے یہ وہ واضح فضل ہے جو تا ابد برقرار رہے گا۔

ھٰذَا طِرَازُ الْحُسْنِ لَا مَا قَالَہٗ حَسَّانُ فِیْ حُسْنِ الطَّرَازِ الْاَوَّلٖ

یہ حسن و جمال کا وہ نقش ہے جس کو حسان نے پہلے نقش و نگار کے حسن میں بیان نہیں کیا۔"

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

قدرت کے ہاتھوں نے اس کی پیشانی پر خوبصورت اور خوش نما انداز سے سید المرسلین ﷺ کا نام لکھا تھا۔

بِشْرٌ اَتَتْ بِاسْمِ النَّبِيِّ مُحَمَّدٍ ۔۔۔ كَالْغَيْثِ اَقْبَلَ فِي الزَّمَانِ الْمُعْجَلِ

یہ ایک مژدۂ جانفزاء تھا جو حضور ﷺ کے نام مبارک کے ساتھ آیا تھا گویا کہ قحط سالی کے زمانہ میں باران رحمت کا نزول ہوا۔

نَشَرَتْ لِوَاءَ الْاُنْسِ وَانْفَرَجَتْ بِهَا ۔۔۔ كُرَبُ النُّفُوْسِ مِنَ السِّقَامِ الْمُعْضَلِ

انس ومحبت کے جھنڈے پھیل گئے اور اس بشارت کے ساتھ نفوس کو دائمی امراض سے شفاء مل گئی۔

اَضْحَتْ بِهَا الْآمَالُ صَدَقًا وَاغْتَدٰى ۔۔۔ فَتْحًا بِهَا بَابُ الرِّجَاءِ الْمُقْفَلِ

اسی بشارت کی وجہ سے لوگوں نے اپنے اموال کو صدقہ کیا اور امید ورجاء کے مقفل دروازے کھل گئے۔''

علامہ احمد مقری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''فتح المتعال فِي مَدحِ النعال'' میں لکھا ہے کہ امام ابو عبداللہ محمد التوزری نے ''مخمس القصيدة الشقرا طسية فى مدح خير البرية'' کی شرح میں لکھا ہے کہ ہمارے ہاں 674ھ ماہ رجب کی ایک روشن رات میں ایک بکری کا بچہ پیدا ہوا اس کا رنگ کالا تھا لیکن اس کی پیشانی پر ایک سفید داغ تھا جس کے وسط میں واضح حروف کے ساتھ ''محمد'' ﷺ لکھا ہوا تھا۔ یہ نام نامی اتنا عیاں اور ظاہر تھا کہ ہر شخص اس کو آسانی سے پڑھ سکتا تھا اس کی وجہ سے میں نے ایک کتاب تالیف کی۔ اس کا نام ''كتاب الغرة الائحة والمسكة الفاتحة فى الخطوط الصمدية والمفاخرة المحمدية'' رکھا گیا۔ ان میں سے کچھ اشعار درج ذیل ہیں:

جَدْیٌ غَدًا كَالْجَدْیِ اَشْرَقَ نُوْرُهٗ ۔۔۔ فَمَحَلُّهٗ فَوْقَ السِّمَاكِ الْاَعْزَلِ

کل پیدا ہونے والا بکری کا بچہ ''الجدی'' ستارے کی طرح تھا۔ اس کا نور جگمگا رہا تھا۔ اس کا مقام ''سماک اعزل'' سے بلند تر ہے۔

رَقَمَتْ يَدُ الْاَقْدَارِ غُرَّةَ وَجْهِهٖ ۔۔۔ رَقْمًا بَدِيْعًا بِاسْمِ اَكْرَمِ مُرْسَلِ

دست فطرت نے اس کی پیشانی پر بڑے عمدہ اور خوشنما انداز سے نبی معظم ﷺ کا اسم مبارک رقم کیا تھا۔

فَتَلَاْلَاَتْ اَنْوَارُهٗ فَشُعَاعُهَا ۔۔۔ كَالشَّمْسِ قَدْ حَلَّتْ بِاَشْرَفِ مَنْزِلِ

اس کے انوار جگمگا اٹھے اس کی شعاع اس سورج کی طرح تھی جو بلند مرتبہ مقام پر درخشاں ہو۔

مَا اَبْصَرَ الْاِسْمَ الشَّرِيْفَ مُوَحِّدٌ ۔۔۔ اِلَّا وَقَبَّلَ مِنْهُ خَيْرَ مُقَبَّلِ

جس مؤمن نے بھی اس کی پیشانی پر اسم شریف لکھا ہوا دیکھا اس نے اس کو ادب واحترام سے بوسہ دیا۔

رُوِيَتْ بِهِ اَلْبَابُنَا فَكَاَنَّمَا ۔۔۔ وَرَدَتْ بِهِ الْاَفْوَاهُ وَاَعْذَبَ مَنْهَلِ

اس سے ہماری عقول سیراب ہو گئیں گویا کہ ہمارے منہ اس پر وارد ہوئے اور وہ کتنا میٹھا گھاٹ تھا۔

فِيْ غُرَّةِ الشَّهْرِ الْمُبَارَكِ اَشْرَقَتْ ۔۔۔ فَالنَّاسُ بَيْنَ مُكَبِّرٍ وَمُهَلِّلِ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

''منتخب، متوکل، منیب اور مختار میرے بندۂ خاص ﷺ کے اسماء ہیں ان کی جائے ولادت مکہ معظّمہ ہے ان کی ہجرت گاہ طیبہ ہے وہ اس وقت تک انتقال نہیں کریں گے حتیٰ کہ ٹیڑھا راستہ سیدھا ہو جائے۔ وہ یہ گواہی دیں گے کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ان کی امت اپنے رب کی ہمہ وقت ثناء خواں رہے گی۔ وہ اپنے وسط میں تہہ بند باندھا کریں گے اور اپنی اطراف کو خوب صاف رکھیں گے۔''

........................O........................

http://t.me/Tehqiqat

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے ''شفاء'' میں اور ابن مرزوق نے قصیدہ بردہ شریف کی شرح میں وہ تمام واقعات ذکر کئے ہیں۔ جن میں یہ ذکر ہے کہ حضور اکرم ﷺ کا نام نامی پتھروں وغیرہ پر کیسے مکتوب ہے۔ علامہ المقری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے 1062ھ میں شہرِ فاس میں ایک پتھر دیکھا جس کی لمبائی ہتھیلی بھر تھی جس کے ایک کونے پر قلم قدرت کے ساتھ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اور دوسرے کونے پر مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ لکھا ہوا تھا۔ بعض لوگوں نے آزمانے کے لئے کلمہ طیبہ میں سے ایک حروف کسی آلے سے کھرچ دیا لیکن اس کے فوراً بعد وہ حرف دوسرے کنارے پر ظاہر ہو گیا۔ اس کی مالکہ ایک عورت تھی میں نے اسے اس پتھر کے وزن سے دوگنا سونا دے کر وہ پتھر لینے کی ہر ممکن کوشش کی لیکن اس عورت نے انکار کر دیا۔ میں نے کچھ عرصہ وہ پتھر اپنے پاس رکھا پھر اس عورت کو واپس کر دیا۔ شہرِ فاس میں یہ بات مشہور تھی کہ جو خاتون عسر ولادت کے وقت اس پتھر کو ہاتھ میں پکڑ لیتی اس کا بچہ بڑی آسانی سے پیدا ہو جاتا۔ اس پتھر کی مالکہ نے یہ بھی وضاحت کی کہ تھوڑی ہی دیر ہوئی کہ میں نے اس پتھر کو بحر محیط کے ساحل پر پایا تھا پاک ہے وہ ذات جس نے حضور ﷺ کی نبوت و رسالت کو ہر طرح سے ظاہر کیا۔

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے حسن بن سلمان کی سند سے روایت کیا ہے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ آپ ہمیں حضور نبی کریم ﷺ کی ولادت سے قبل آپ ﷺ کے فضائل سے آگاہ کریں حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا اے امیر المومنین! میں نے پڑھا ہے کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کو ایک پتھر ملا اس پر چار سطروں میں کچھ لکھا ہوا تھا۔ پہلی سطر میں اَنَا اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنَا فَاعْبُدْنِیْ لکھا ہوا تھا۔ دوسری سطر میں اِنِّیْ اَنَا لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنَا مُحَمَّدٌ رَّسُوْلِیْ طُوْبٰی لِمَنْ اٰمَنَ بِهٖ وَاتَّبَعَهٗ تیسری سطر پر اِنِّیْ اَنَا اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنَا مَنِ اعْتَصَمَ بِیْ نَجَا اور چوتھی سطر پر اِنِّیْ اَنَا اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنَا الْحَرَمُ لِیْ وَالْکَعْبَةُ بَیْتِیْ مَنْ دَخَلَ بَیْتِیْ اٰمِنَ مِنْ عَذَابِیْ۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے تاریخ میں اور امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے محمد بن الاسود کی سند سے روایت کیا ہے وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ انہیں نشیبی جگہ سے ایک کتاب ملی۔ قریش نے قبیلہ حمیر کے ایک شخص کو بلا کر وہ کتاب دکھائی۔ اس آدمی نے کتاب پڑھی اور کہا کہ اس کتاب میں ایک حرف ایسا ہے جسے اگر میں تمہیں بتاؤں تو تم مجھے قتل کر دو گے۔ ہمارا یہی گمان تھا کہ اس کتاب میں محمد مصطفیٰ ﷺ کا ہی ذکر ہو گا۔ اس لئے ہم نے اسے چھپا دیا۔

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے حریش بن ابی حریش کی سند سے حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب پہلی مرتبہ بیت اللہ کو تعمیر کرنے کے لئے گرایا گیا تو وہاں سے ایک ایسا پتھر ملا جس پر کچھ لکھا ہوا تھا۔ ایک آدمی کو بلایا گیا تا کہ وہ اس تحریر کو پڑھے جب اس نے پڑھا تو وہاں یہ عبارت مکتوب تھی:

عَبْدِی الْمُنْتَخَبُ الْمُتَوَکِّلُ الْمُنِیْبُ الْمُخْتَارُ مَوْلِدُهٗ بِمَکَّةَ وَمُهَاجِرُهٗ طَیْبَةُ لَا یَذْهَبُ حَتّٰی السُّنَّةَ الْعَوْجَاءَ وَیَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اُمَّتُهُ الْحَمَّادُوْنَ یَحْمَدُوْنَ اللّٰهَ بِکُلِّ اَکَمَةٍ یَأْتَزِرُوْنَ عَلٰی اَوْسَاطِهِمْ وَیُطَهِّرُوْنَ اَطْرَافَهُم

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مٹی کو تسنیم کے پانی میں گوندھا گیا۔ وہ سفید موتی کی طرح ہو گئی جنت کی نہروں میں اسے دھویا گیا پھر زمین اور آسمان کے اردگرد اسے گھمایا گیا، سمندروں میں اسے پھرایا گیا حتیٰ کہ تمام ملائکہ محمد عربی ﷺ اور آپ کی فضیلت کو جان گئے۔ اس وقت ملائکہ حضرت آدم علیہ السلام کو بھی نہیں جانتے تھے۔ نہ ہی حضرت آدم علیہ السلام کی فضیلت سے آشنا تھے۔ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو حضرت آدم علیہ السلام نے اپنی پیشانی کے بلوں کے نیچے پرندے کے پھڑ پھڑانے کی طرح کی آواز سنی، آپ علیہ السلام نے عرض کی مولا! یہ کیا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے آدم! یہ سید المرسلین اور خاتم النبیین کی تسبیح ہے۔ اس وقت آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نور حضرت آدم علیہ السلام کی پیشانی کے وسط میں نظر آتا تھا۔ وہ اس طرح درخشاں تھا جس طرح سورج آسمان کے درمیان چمکتا ہے یا چاند تاریک رات میں نور فشاں ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو فرمایا'' میں تمہیں نور نبوی عطا فرماتا ہوں اور میں تم سے یہ پختہ وعدہ بھی لیتا ہوں کہ تو اسے صرف پاک پشتوں اور پاک رحموں میں ہی منتقل کرے گا۔'' حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کی مولا! میں وعدہ کرتا ہوں کہ میں اسے پاک طینت مردوں اور پاکباز خواتین کے حوالے ہی کروں گا۔ اس وقت ملائکہ حضرت آدم علیہ السلام کی پشت کے پیچھے صفیں باندھ کر کھڑے ہو جاتے تھے حضرت آدم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی جناب میں عرض کی مولا! یہ ملائکہ میرے پیچھے صفیں باندھ کر کیوں کھڑے ہو جاتے ہیں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا'' یہ ملائکہ خاتم النبیین ﷺ کے نور مبارک کو دیکھتے ہیں جن کو میں تیری پشت سے پیدا کروں گا۔ حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کی مولا! مجھے بھی وہ نور دکھا دے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو اس نور کی زیارت کروائی۔ انہوں نے اس نور مبارک کی زیارت کی اور اپنی انگلیوں سے اشارہ کرتے ہوئے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود شریف پڑھا۔ حضرت آدم علیہ السلام جب بھی حضرت حواء علیہا السلام سے حقوق زوجیت ادا فرمانا چاہتے آپ علیہ السلام پہلے غسل فرماتے، خوشبو لگاتے اور حضرت حواء علیہا السلام کو بھی غسل کرنے اور خوشبو لگانے کا حکم فرماتے آپ علیہ السلام حضرت حواء علیہا السلام کو مخاطب کر کے فرمایا کرتے اے حواء! خوب پاک اور صاف رہا کرو عنقریب وہ نور مبارک جو میری پیٹھ اور چہرے میں رکھا گیا ہے اللہ تعالیٰ اسے تیرے بطن میں منتقل کر دے گا۔ حضرت حواء علیہا السلام خوب پاک، صاف اور معطر رہا کرتیں تھیں حتیٰ کہ وہ نور مبارک آپ علیہ السلام کے چہرۂ اقدس سے منتقل ہو گیا حضرت آدم علیہ السلام کو معلوم ہو گیا کہ حضرت حواء علیہا السلام کے بطن مبارک میں وہ نور منتقل ہو گیا ہے اور حضرت شیث علیہ السلام ان کے پیٹ مبارک میں پرورش پا رہے ہیں اور وہ نور مبارک اب ان کے چہرے سے غائب ہے حضرت حواء علیہا السلام کا چہرہ جگمگانے لگا۔ ان کا حسن ہر لحظہ زیادہ تر ہوتا گیا۔ اس کے بعد حضرت آدم علیہ السلام اس نور مبارک کی طہارت اور حضرت حواء علیہا السلام کی پاکیزگی کی وجہ سے حضرت حواء علیہا السلام کے پاس نہ جاتے تھے فرشتے ہر روز اللہ تعالیٰ کی طرف سے رحمتیں لے کر حضرت حواء علیہا السلام کے پاس آتے تھے۔

حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے حضرت شیث علیہ السلام کو ان کی والدہ کے بطن مبارک میں تنہا پیدا کیا۔ یہ صرف اور صرف نبی کریم ﷺ کے احترام کی وجہ سے تھا حالانکہ بعد میں آپ علیہا السلام کے بطن مبارک سے

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

قسم ثانی

اس قسم میں تخلیق نور محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بیان کیا جائے گا۔اس نور کا پاک پشتوں سے پاک ارحام میں منتقل ہونا بیان کیا جائے گا حتیٰ کہ وہ نور مبارک آپ ﷺ کے والدین کریمین تک پہنچ گیا نیز اس قسم میں وہ معجزات، علامات بھی بیان کی جائیں گی جو آپ ﷺ کے وجود سے قبل، مدت حمل، آپ ﷺ کی ولادت اور رضاعت میں رونما ہوئیں کہ وہ کیسے آپ ﷺ کی نبوت کی صداقت پر دلالت کرتی ہیں اور اس قسم میں آپ ﷺ کے بعثت تک کے حالات بیان کئے جائیں گے یہ قسم بھی چار ابواب پر مشتمل ہے۔

پہلا باب

http://t.me/tehqiqat

اس باب میں آپ ﷺ کے مبارک نور کی تخلیق، اس کا پاک پشتوں سے پاک رحموں میں منتقل ہونا حتیٰ کہ وہ نور مطہر آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تک پہنچ گیا، بیان کیا جائے گا

حافظ ابوعلی الحسن بن علی جو کہ ابن القطان کے نام سے مشہور ہیں نے اپنی کتاب ''البشائر والاعلام'' میں لکھا ہے۔

''حضور مکرم ﷺ کی پیدائش سے پہلے جن معجزات کا ظہور ہوا ان کو حضرت علی ابن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اپنے دادا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یوں روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق سے چودہ ہزار سال پہلے اپنے رب کے پاس نور تھا۔''

حضرت کعب الاحبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا گیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کو تخلیق کرنے کا ارادہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرئیل امین کو حکم دیا کہ وہ اس سفید مٹی کو لے کر آئے جو کہ زمین کا دل ہے، اس کی رونق ہے اور اس کا نور ہے۔ حضرت جبرائیل امین علیہ السلام ''فردوس کے ملائکہ'' اور رفیع اعلیٰ کے ملائکہ کی معیت میں نیچے اترے۔ حضور مکرم ﷺ کی قبر انور کی جگہ سے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے مٹی اٹھائی اس وقت یہ مٹی سفید تھی پھر اس

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بچے کو جنم دیا۔ایک دن حضرت قیذار علیہ السلام شکار سے واپس آ رہے تھے تمام حیوانات، وحشی جانوروں اور پرندوں سے ہر جگہ سے انسان کی زبان میں یہی آواز دی ''اے قیذار تجھ پر افسوس ہے تیری عمر ختم ہونے والی ہے تو دنیا کے لعب ولہو میں مشغول ہے اب وقت آ گیا ہے کہ تو نور مصطفیٰ ﷺ جس جگہ رکھنا چاہتا ہے اس جگہ رکھ دے۔'' حضرت قیذار علیہ السلام نے اس کا انتظام کیا انہوں نے نذر مانی کہ میں اس وقت تک کچھ نہیں کھاؤں پیوں گا حتیٰ کہ جو کچھ میں نے سنا ہے وہ واضح ہو کر میرے سامنے آ جائے۔ایک دن جنگل میں انہیں ایک فرشتہ ملا وہ انسانی شکل میں متشکل تھا۔اس نے حضرت قیذار علیہ السلام کو کہا کہ یہ نور مبارک حضرت اسحٰق علیہ السلام کی بیٹیوں کے علاوہ کسی اور جگہ رکھواور اللہ تعالیٰ کے حضور قربانی بھی پیش کرو انہوں نے بہت بڑی قربانی دی حتیٰ کہ انہوں نے ایک آواز کو سنا کہ اے قیذار! اللہ تعالیٰ نے تیری قربانی کو قبول کر لیا ہے اور تیری دعا کو قبول کر لیا ہے۔فوراً اسی درخت کے نیچے سو جاؤ اور خواب میں تمہیں جس بات کا حکم دیا جائے اسی پر عمل پیرا ہو جاؤ۔وہ اس درخت کے نیچے سو گئے ان کے خواب میں ایک آدمی آیا اس نے کہا اے قیذار! یہ نور مبارک جو تیری پشت میں ہے اسی کی برکت سے اللہ تعالیٰ تمام امور کو کھولے گا۔اللہ تعالیٰ نے تمام دنیا اور مخلوق کو اسی وجہ سے پیدا کیا ہے۔اللہ تعالیٰ اب اس نور کو عرب کی خواتین میں ہی جاری فرمائے گا۔اپنے لئے عرب کی پاکیزہ عورت کو تلاش کرو اس کا نام ''عاضرہ'' ہونا چاہئے حضرت قیذار علیہ السلام خوشی خوشی بیدار ہوئے اور ایسی عورت کی جستجو شروع کر دی حتیٰ کہ انہوں نے مالک الجرہمی کی بیٹی ''عاضرہ'' سے شادی کر لی۔انہوں نے اس خاتون محترمہ سے تعلق زوجیت قائم کئے تو انہیں حمل ہو گیا اب وہ نور مبارک حضرت قیذار علیہ السلام کی پیشانی سے غائب ہو گیا۔انہوں نے وہ نور عاضرہ کی پیشانی میں دیکھا وہ اس کو دیکھ کر بہت زیادہ مسرور ہوئے پھر وہ نور حضرت قیذار علیہ السلام کے بیٹے میں منتقل ہو گیا حتیٰ کہ وہ نور مبارک ''اُد'' تک آیا ''اُد'' کے ہاں حضرت عدنان پیدا ہوئے۔جب یہ نور مبارک نزار تک آیا تو انہوں نے یہ نور مبارک اپنے چہرے میں دیکھا۔اس کے لئے ایک عظیم قربانی دی۔پھر یہ نور مبارک مضر کے پاس آیا۔ہر آدمی اپنے بیٹے سے یہ پختہ عہد لیتا تھا کہ وہ صرف دنیا کی پاکیزہ ترین عورتوں سے ہی شادی کرے گا وہ عہد نامہ بیت اللہ میں لٹکا دیا جاتا تھا اولاد اسماعیل کے تمام عہد نامے واقعہ فیل سے پہلے تک خانہ کعبہ میں معلق رہے پھر یہ نور مبارک نضر بن کنانہ کے پاس آیا انہوں نے ایک خواب دیکھا پھر کاہن کے پاس اس خواب کی تعبیر کے لئے گئے۔کاہن نے کہا ''اگر تیرا یہ خواب سچا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ نے تجھے عزت واکرام عطا فرمایا ہے تیرے ساتھ نیک نامی اور سرداری مختص کر دی گئی ہے ایسی سرداری پوری کائنات میں کسی کو بھی نصیب نہیں ہو گی'' اس وقت اللہ تعالیٰ نے زمین کی طرف دیکھا اپنے ملائکہ کو حکم دیا کہ دیکھو آج کے دن تمہیں میرے نزدیک سب سے معزز کون نظر آتا ہے ملائکہ نے کہا اے مولا! اے ہمارے رب! آج ہمیں ایک نور کے علاوہ اور کوئی فرد ایسا نظر نہیں آتا جو تیری توحید میں مخلص ہو یا اولاد اسماعیل میں صرف ایک شخص نظر آتا ہے جو تیری وحدانیت میں مخلص ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''گواہ رہو! میں نے اسی شخص کو نور محمدی کے لئے منتخب فرما لیا ہے'' جب وہ نور حضرت ہاشم کے پاس آیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے ملائکہ! گواہ رہنا میں نے اپنے اس بندے کو دنیا کی تمام گندگیوں سے پاک کر دیا ہے علمائے یہود اپنی لڑکیاں ان کے پاس لے کر آتے۔ان کے ساتھ شادی کرنے کی پیشکش کرتے لیکن حضرت ہاشم انکار کر دیتے حتیٰ کہ روم کے بادشاہ نے ان کے

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ایک بچہ اور ایک بچی پیدا ہوتی رہی۔ جب حضرت حواء علیہا السلام نے حضرت شیث علیہ السلام کو جنم دیا تو حضرت آدم علیہ السلام نے نبی مکرم ﷺ کے نور مبارک کو ان کی آنکھوں کے درمیان دیکھا جب حضرت آدم علیہ السلام کو اپنی موت کا یقین ہو گیا تو آپ نے حضرت شیث علیہ السلام کو کہا اے میرے فرزند ارجمند! وہ نور مطہر جو تیری پیٹھ اور تیرے چہرے میں ضوفشاں ہے اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے تجھ سے یہ عہد لیا ہے کہ تو اس کو ہمیشہ دنیا کی پاکیزہ ترین عورتوں کے رحموں میں منتقل کرے گا۔

حضرت شیث علیہ السلام کی زوجہ محترمہ کا نام ''بیضاء'' تھا۔ ان کا قد اور حسن و جمال حضرت حواء علیہا السلام کی طرح تھا۔ جب ان کے بطن مبارک میں حضرت انوش علیہ السلام کا حمل ہوا تو ہر طرف سے یہی آوازیں آنے لگیں اے بیضاء! تجھے مبارک ہو۔ اللہ تعالیٰ نے تجھے محمد مصطفیٰ ﷺ کا نور مبارک عطا فرمایا ہے جب حضرت بیضاء نے حضرت انوش علیہ السلام کو جنم دیا تو وہ نور مبارک ان کی پیشانی میں منتقل ہو گیا۔ جب وہ عنفوان شباب کو پہنچے تو ان کے والد محترم نے انہیں بلایا اور فرمایا اے میرے لخت جگر! میرے والد محترم نے مجھے یہ حکم دیا تھا کہ میں تجھ سے یہ وعدہ لوں کہ تو دنیا کی پاک اور صاف ترین عورت سے شادی کرے گا۔ حضرت انوش علیہ السلام نے اپنے والد محترم کی وصیت کو قبول کیا۔ حضرت انوش علیہ السلام نے یہ وعدہ حضرت قینان سے لیا انہوں نے یہ عہد حضرت مہلائیل سے لیا حضرت مہلائیل نے یہ وعدہ ''برد'' سے لیا حضرت برد نے ایک عورت سے شادی کی جس کا نام ''مرہ'' تھا انہوں نے حضرت ادریس علیہ السلام کو جنم دیا پھر یہ نور حضرت ادریس علیہ السلام کی طرف منتقل ہو گیا۔

حضرت ابن القطان فرماتے ہیں:

''اسی طرح ہر والد اپنے بیٹے سے یہی عہد لیتا رہا حتیٰ کہ یہ نور مبارک حضرت سام بن نوح علیہ السلام تک پہنچ گیا پھر یہ نور مبارک ارفخشد تک پہنچ گیا انہوں نے ایک عورت سے شادی کی جس کا نام مرجانہ تھا۔'' ان سے حضرت یہود علیہ السلام پیدا ہوئے جب آپ علیہ السلام کی پیدائش ہوئی تو ہر جگہ سے یہی صدائے دلنواز آنے لگی ''یہ محمد النبی ﷺ کا نور مبارک ہے۔ اس کی وجہ سے وہ ہر پتھر کو توڑ دیں گے۔ ہر سرکش اور کافر کو ہلاک کر دیں گے۔''

حضرت یہود علیہ السلام اپنی قوم میں سے سب سے زیادہ طویل، حسین اور زاہد تھے۔ پھر یہ نور مبارک ایک پیشانی سے دوسری پیشانی اور ایک عہد سے دوسرے عہد کی طرف منتقل ہوتا رہا حتیٰ کہ وہ نور مبارک حضرت ابراہیم علیہ السلام تک پہنچ گیا جب ملائکہ نے دیکھا تو پوچھا مولا! یہ کیا ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''یہ محمد مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نور مبارک ہے'' پھر یہ نور مبارک حضرت اسماعیل علیہ السلام کے پاس آیا وہاں سے وہ نور حضرت قیذار علیہ السلام کی پیشانی میں منتقل ہو گیا۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام نے اپنے بیٹے حضرت قیذار علیہ السلام کو اللہ کے دین اور اپنی سنت پر عمل کرنے کا حکم فرمایا اور انہیں دنیا کی پاکباز عورت سے شادی کرنے کا حکم فرمایا۔ حضرت قیذار علیہ السلام نے یہ سمجھا کہ شاید حضرت اسماعیل علیہ السلام نے مجھے حضرت اسحٰق علیہ السلام کی اولاد میں سے پاکیزہ عورت سے شادی کرنے کا حکم دیا ہے انہوں نے حضرت اسحاق علیہ السلام کی اولاد میں سے اسّی عورتوں سے شادی کی۔ ان کے ساتھ دو سو سال تک سکونت پذیر رہے لیکن انہیں نہ حمل ہوا نہ ہی انہوں نے کسی

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حرم پاک میں جو بھی شخص آیا وہ حضرت عبداللہ کے بارے میں ضرور سوال کرتا۔ لوگ زائرین حرم سے سوال کرتے کہ تم نے عبداللہ کو کس حال میں چھوڑا ہے وہ جواب دیتے کہ ہم نے انہیں جب دیکھا تھا وہ پیکر حسن و جمال اور مجسمہ کمال تھے علماء یہود کہتے ہیں اے قبیلہ قریش! یہ نور مبارک حضرت عبداللہ بن عبدالمطلب کے لئے نہیں ہے یہ نور مبارک تو حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا ہے۔ وہ نبی آخر الزماں ہیں وہ بتوں کی عبادت کو ختم کر دیں گے لات و عزیٰ کی عبادت کو باطل قرار دیں گے۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمام قریش سے زیادہ حسین تھے قریش کی ہر عورت ان سے محبت کرتی تھی۔ حتیٰ کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ بھی ایسا ہی واقعہ پیش آیا جس طرح کا واقعہ حضرت یوسف علیہ السلام کے ساتھ پیش آیا تھا۔ حضرت عبدالمطلب نے نذر مانی تھی کہ اگر اللہ نے مجھے دس بیٹے عطا کئے اور وہ تمام عالم شباب کو پہنچ گئے تو میں ان میں سے ایک کو اللہ کی راہ میں قربان کروں گا۔ جب حضرت عبداللہ پیدا ہوئے تو حضرت عبدالمطلب پر نذر کو پورا کرنا لازم ہو گیا جب قرعہ اندازی کی گئی تو ان کے تمام بیٹوں میں سے قرعہ حضرت عبداللہ کے نام نکل آیا جبکہ حضرت عبداللہ عبدالمطلب کو تمام بیٹوں سے زیادہ پیارے تھے۔ حضرت عبدالمطلب حضرت عبداللہ کو ذبح کرنے کے لئے لائے۔ لوگوں نے حضرت عبدالمطلب کو کاہنہ کے پاس جانے کے لئے کہا اور یہ کہا کہ اس سے جا کر اپنا مسئلہ بیان کریں ممکن ہے کہ کوئی اور راہ نکل آئے۔ کاہنہ نے حضرت عبداللہ اور ان کی دیت کے درمیان قرعہ اندازی کرنے کے لئے کہا۔ اس وقت ایک انسان کی دیت دس اونٹ تھے لیکن قرعہ میں نام پھر حضرت عبداللہ کا ہی نکلا۔ دیت میں دس اونٹوں کا اضافہ کر کے پھر قرعہ اندازی کی گئی لیکن پھر بھی حضرت عبداللہ کے نام کا ہی قرعہ نکلا اسی طرح دس دس اونٹوں کا اضافہ ہوتا رہا لیکن قرعہ میں نام حضرت عبداللہ کا ہی نکلتا حتیٰ کہ جب اونٹوں کی تعداد ایک سو ہو گئی تو پھر قرعہ ان اونٹوں کے نام نکل آیا حضرت عبدالمطلب نے ان اونٹوں کو ذبح کر کے اپنی نذر کو پورا کیا۔ حضرت عبداللہ ذبح ہونے سے بچ گئے۔ حضرت عبدالمطلب ان کا ہاتھ پکڑ کر گھر واپس لا رہے تھے کہ بنی اسد کی خواتین میں سے ایک عورت ان کے پاس سے گزری وہ ورقہ بن نوفل کی بہن تھی وہ کعبہ مشرفہ کے پاس کھڑی تھی جب اس نے حضرت عبداللہ کے چہرے کی طرف دیکھا تو کہا اے عبداللہ! آپ کہاں گئے تھے؟ حضرت عبداللہ نے کہا کہ میرے ساتھ میرے والد گرامی ہیں میں نہ ان کے حکم کی خلاف ورزی کر سکتا ہوں اور نہ ہی ان سے جدا ہو سکتا ہوں اس عورت نے حضرت عبداللہ کو اپنا آپ پیش کیا لیکن آپ نے انکار کر دیا اور حضرت عبدالمطلب کے ساتھ وہاں سے چلے آئے۔ جب وہ قبیلہ بنی زہرہ کے سردار وہب بن عبدالمناف کے پاس آئے تو اس نے اپنی پیاری لخت جگر حضرت آمنہ بنت وہب کی شادی حضرت عبداللہ سے کر دی حضرت آمنہ تمام قریش کی عورتوں سے زیادہ مقام و مرتبہ والی تھیں۔ حضرت عبداللہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو لے کر اپنے گھر آئے ان کے ساتھ حقوق زوجیت ادا کئے۔ حضور نبی کریم ﷺ کا نور مبارک حضرت آمنہ کے بطن مبارک میں منتقل ہو گیا۔ پھر آپ وہاں سے اس عورت کے پاس آئے جس نے کعبہ میں آپ کو اپنا آپ پیش کیا تھا آپ نے کہا کہ تو آج اپنا آپ مجھ کو کیوں نہیں پیش کرتی جس طرح کل تو نے کیا تھا اس عورت نے جواب دیا کہ ''کل جو نور تیری پیشانی میں درخشاں تھا آج وہ وہاں موجود نہیں ہے آج مجھے تیری کوئی ضرورت نہیں ہے۔''

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پاس اپنا قاصد بھیجا اور یہ پیغام بھیجا:

اے ہاشم! میرے پاس تشریف لے آؤ میں اپنی بیٹی کی شادی تیرے ساتھ کرنا چاہتا ہوں میری ایک ایسی بیٹی ہے کہ آج تک کسی عورت نے اس جیسی دوشیزہ کو جنم نہیں دیا وہ حسن و جمال میں لاثانی ہے تمام لوگ نور محمدی ﷺ کی سعادت کے حصول کے لئے ایسی کوششیں کر رہے تھے کیونکہ ان کے پاس اس نور مبارک کے تمام حالات لکھے ہوئے تھے لیکن حضرت ہاشم انکار کرتے تھے آپ فرماتے مجھے اس ذات کی قسم جس نے مجھے اپنے زمانہ کے لوگوں پر فضیلت دی ہے میں صرف دنیا کی پاکیزہ ترین عورت سے شادی کروں گا جب اللہ تعالیٰ نے حضرت ہاشم کو اس نور مبارک کے لئے مختص کر لیا تو انہیں تمام عرب پر فضیلت عطا کی آپ جس چیز کے پاس سے بھی گزرتے وہ چیز آپ کے لئے جھک جاتی جو بھی آپ کو دیکھتا وہ آپ کی طرف ضرور متوجہ ہوتا۔ پھر جب وہ نور مبارک حضرت عبدالمطلب کی طرف منتقل ہو گیا تو ان کے والد محترم حضرت ہاشم نے عزت و اکرام کے ساتھ وفات پائی۔ ان کی وفات کے بعد سقایہ اور رفادہ کا کام آپ کے بھائی حضرت مطلب بن عبدالمناف کے سپرد ہوا جب مطلب کی وفات کا وقت قریب آیا تو انہوں نے عبدالمطلب کو اپنے پاس بلایا اس وقت ان کی عمر پچیس سال تھی وہ قریش کے تمام جوانوں سے دراز قد اور سب سے توانا تھے ان کے منہ سے کستوری کی طرح خوشبو آتی تھی اس کی پیشانی میں نور محمدی ﷺ چمکتا تھا جب حضرت مطلب ان کے اس نور کی طرف دیکھتے تو کہتے اے قبیلہ قریش! تم اولاد اسماعیل کا خلاصہ ہو۔ تم وہ سعید لوگ ہو جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے منتخب فرما لیا ہے۔ تمہیں حرم پاک کا رہائشی بنایا آج میں تمہارا سردار اور رئیس ہوں یہ نزار کا جھنڈا، حضرت اسماعیل کی قوس اور حاجیوں کو پانی پلانے کا کام ہے۔ میں ان تمام اشیاء کو حضرت عبدالمطلب کے سپرد کرتا ہوں تم ان کے احکامات غور سے سنو اور ان کی اطاعت بجا لاؤ۔ قبیلہ قریش نے حضرت عبدالمطلب کی سرداری کو قبول کر لیا ان پر دینار اور درہم نچھاور کئے۔ انہوں نے کہا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ہم نے سن لیا اور اطاعت بجا لائے۔ تمام شاہان وقت حضرت عبدالمطلب کی فضیلت کو جانتے تھے جب انہیں کوئی ضرورت پیش آتی تو وہ عظیم الشان تحائف لے کر آپ کے پاس آتے جب قریش پر کوئی قحط سالی آ جاتی تو وہ حضرت عبدالمطلب کے ہاتھ کو پکڑ لیتے "جبل ثبیر" پر آ جاتے وہاں قربانیاں کرتے اللہ تعالیٰ سے باران رحمت کی دعائیں مانگتے اللہ تعالیٰ نور محمدی کے طفیل ان پر رحمت کی بارش نازل فرماتا۔ حضرت عبدالمطلب نے مکہ کی ایک عورت سے شادی کی لیکن وہ وفات پا گئی پھر ایک اور عورت سے شادی کی وہ بھی وفات پا گئی پھر انہوں نے اپنے آپ کو خواب میں فاطمہ بنت عمرو سے شادی کرتے ہوئے دیکھا پھر حضرت ابو طالب پیدا ہوئے۔ حضرت عبدالمطلب عرصہ دراز تک زندہ رہے لیکن وہ نور مبارک آپ کی پیشانی سے فاطمہ کے بطن مبارک میں منتقل نہ ہوا۔ ایک دفعہ آپ شکار سے واپس لوٹ رہے تھے۔ دوپہر کا وقت تھا آپ پیاسے تھے انہوں نے پتھر میں ایک بہتے ہوئے چشمے کو دیکھا۔ انہوں نے اس چشمہ سے اپنی پیاس بجھائی۔ انہوں نے اپنے پیٹ میں اس پانی کی ٹھنڈک محسوس کی پھر آپ گھر تشریف لے گئے حضرت فاطمہ سے حقوق زوجیت ادا کئے اس وقت حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حمل ان کے پیٹ میں پرورش پانے لگا جب حضرت فاطمہ کے ہاں سیدنا عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت ہوئی تو اس وقت حضرت عبدالمطلب بہت زیادہ خوش ہوئے۔ علمائے شام کے ہر عالم کو ان کی ولادت کا علم ہو گیا

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فصل

حضور مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نسب کی طہارت

حضرت امام الماوردی علیہ الرحمۃ نے سابقہ کلام کے بعد فرمایا ہے کہ جب تو نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نسب کی حالت کو سمجھ لیا اور آپ کی ولادت کی طہارت کو جان لیا تو پھر یہ بھی جان لے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام آباء اور اجداد سردار اور رؤساء ہوتے تھے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نسب نامہ یہ ہے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوئ بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نسب نامہ میں کوئی شخص بھی رذیل، کم عقل اور گھٹیا نہیں ہے بلکہ تمام کے تمام سردار اور قائد ہیں یہ تمام پاکیزہ ترین خواتین سے نکاح کرنے کی وجہ سے مشہور ہیں اور یہ تمام نکاح ہی کی وجہ سے پیدا ہوئے اگرچہ اس وقت بدکاری عام تھی۔

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے اوسط میں ابونعیم اور ابن عساکر رحمہما اللہ تعالیٰ سے روایت کیا ہے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا کہ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء نے فرمایا میرا ظہور ہمیشہ نکاح سے ہوتا تھا بدکاری کی وجہ سے میرا ظہور نہیں ہوتا تھا۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر میرے والدین کریمین تک مجھے جاہلیت کی برائیوں میں سے کوئی برائی نہیں پہنچی۔

ابن سعد اور ابن عساکر رحمہما اللہ تعالیٰ نے روایت کیا ہے کہ محمد بن السائب الکلبی اپنے والد محترم سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پانچ سو جدات مطہرات کے نام لکھے لیکن میں نے نہ ہی ان میں کوئی بدکاری کی صفت بد دیکھی اور نہ ہی جاہلیت کی کوئی برائی دیکھی۔

حضرت علامہ آجری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جاہلیت میں نکاح کرنے کی کئی صورتیں تھیں وہ تمام کی تمام ناجائز تھیں ان صورتوں میں سے صرف ایک صورت درست تھی جس کو اللہ تعالیٰ نے شریعت اسلامیہ میں برقرار رکھا۔ رسول مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نکاح کو ولی، حق مہر اور گواہوں کے ساتھ برقرار رکھا۔ اللہ تعالیٰ نے ہمارے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قدر و منزلت نکاح کی اسی صورت میں بلند کی۔ اس کے علاوہ نکاح کی تمام صورتوں سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تحفظ فرمایا۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والدین کریمین تک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیشہ صحیح نکاح سے ہی جدات مطہرات کی رحموں میں منتقل ہوتے رہے۔ ان میں سے کوئی بھی کسی برائی میں مبتلا نہ ہوا۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا یہی معنی ہے: وَ تَقَلُّبَكَ فِي السّٰجِدِيْنَ ۝ (الشعراء:219) ''اور (دیکھتا رہتا ہے) جب آپ چکر لگاتے ہیں سجدہ کرنے والوں (کے گھروں) کا۔''

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ابو علی ابن القطان فرماتے ہیں حضور ﷺ کے پچاس آباء کرام جن کا ذکر نسب نبوی میں موجود ہے اور اسی تعداد میں امہات محترمات کی کیفیت یہی تھی کہ نور نبوی ان کی پیشانیوں میں جگمگاتا تھا۔ نور مبارک کا صرف ایک ہی شخص کی پیشانی میں ظاہر ہونا ایک عجیب اور عظیم امر ہے اور ایک سو افراد میں اس کا ظہور ہونا کتنا عظیم ترین کام ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے تمام آباء و اجداد کو ایک عظیم کام کے لئے منتخب فرمایا تھا اسی لئے گناہوں سے بچا کر پاکیزگی پر ان کی حفاظت کی جاتی تھی۔

حضرت علامہ ماوردی علیہ الرحمۃ نے ''اعلام النبوۃ'' میں ذکر کیا ہے کاہنہ کا اپنے آپ کو حضرت عبداللہ کے لئے پیش کرنا پہلے حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انکار کرنا پھر نور محمدی ﷺ کے منتقل ہونے کے بعد دوبارہ اس عورت کے پاس جانا یہ تمام علامات اس بات کی غمازی کر رہی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے والد محترم کو جب کہ آپ کا نور ان کی پیٹھ مبارک میں تھا، جاہلیت کی تمام برائیوں سے بچا لیا تھا۔ پھر جب آپ ﷺ کا نور مبارک حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن مبارک میں چلا گیا تو آپ کے والد محترم کی یہ عصمت زائل ہوگئی حتیٰ کہ وہ دوبارہ اسی عورت کے پاس گئے جس نے اپنا آپ آپ کو خود پیش کیا تھا لیکن اس نے اب نکاح کرنے سے انکار کر دیا پھر آپ ﷺ کی ولادت میں اللہ تعالیٰ نے کسی اور بھائی یا بہن کو شریک نہ کیا تا کہ ان کا نسب نامہ اور صفت حضور ﷺ کی ذات پر ہی ختم ہو جائے تا کہ آپ ﷺ اس نسب کے ساتھ مختص ہو جائیں جس کو اللہ تعالیٰ نے نبوت کی انتہا اور نشانی بنایا ہے اسی وجہ سے آپ ﷺ کی ولادت میں کسی اور بھائی یا بہن کو شریک نہیں کیا گیا۔

http://t.me/Tehqiqat

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

''اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوق کو پیدا کیا تو بنی آدم کو تمام مخلوق سے چن لیا پھر بنی آدم میں سے عرب کو منتخب کر لیا پھر عرب میں سے مضر کو چنا پھر مضر سے قریش کو چن لیا قریش میں سے بنی ہاشم کو چن لیا پھر بنی ہاشم میں سے مجھے منتخب فرما لیا میں ہمیشہ بہترین لوگوں سے بہترین لوگوں کی طرف ہی آتا رہا۔''

امام الطبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے یہ حدیث ان الفاظ سے روایت کی ہے:

''اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوق کو پیدا کیا تو ان میں سے بنی آدم کو چن لیا پھر بنی آدم میں سے اہل عرب کو چن لیا اور اہل عرب میں سے مجھے منتخب کر لیا میں ہمیشہ بہترین لوگوں کی طرف سے بہترین لوگوں میں ہی آتا رہا سن لو جس نے اہل عرب سے محبت کی اس نے ان سے میری محبت کی وجہ سے ہی محبت کی اور جس نے اہل عرب سے بغض رکھا اس نے ان سے میرے ساتھ بغض ہونے کی وجہ سے ہی بغض رکھا۔''

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''مجھے کبھی کسی باغی عورت نے جنم نہیں دیا۔ اقوام میرے بارے میں جھگڑا کرتی رہیں۔ حتیٰ کہ عرب کے افضل قبائل ہاشم اور زہرة میں میرا ظہور ہوا۔''

ابن عمرو رحمۃ اللہ علیہ سے ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے العدنی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اپنی مسند میں روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

''میں تخلیق آدم سے دو ہزار سال پہلے اپنے اللہ کے ہاں ایک نور تھا وہ نور اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا رہا اور اس کے ذکر کی وجہ سے ملائکہ بھی ذکر میں مشغول رہتے جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو وہ نور حضرت آدم علیہ السلام کی پشت میں رکھا اللہ تعالیٰ نے مجھے حضرت آدم علیہ السلام کی پشت میں رکھ کر زمین پر اتارا پھر مجھے حضرت نوح علیہ السلام کی پشت میں منتقل کیا پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پشت میں مجھے منتقل کیا پھر اللہ تعالیٰ مجھے پاک پشتوں سے پاکیزہ ارحام کی طرف منتقل کرتا رہا حتیٰ کہ میرے والدین کریمین کے ذریعے میرا ظہور ہوا۔ ان میں سے کسی نے بھی بدکاری کا ارتکاب کبھی نہ کیا۔''

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اسی بات کی تائید وہ روایت بھی کرتی ہے جس کو حاکم اور الطبرانی رحمہما اللہ تعالیٰ نے خریم بن اوس سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس اس وقت گیا جب آپ غزوۂ تبوک سے واپس آئے تھے میں نے سنا کہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بارگاہ نبوت میں عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میں ارادہ کرتا ہوں کہ میں آپ ﷺ کی نعت بیان کروں رسول مکرم ﷺ نے فرمایا'' اللہ تعالیٰ تمہارے منہ کو ہمیشہ سلامت رکھے'' اس پر حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ قصیدہ پیش کیا:

حَتّٰی اِحتَوٰی بَیْتُکَ الْمُہَیْمِنُ مِن   خِنْدَفِ عُلْیَا تَحْتَہَا النُّطُقُ

یہاں تک کہ آپ کا کاشانہ اقدس رفعتوں اور عظمتوں کی بلندیوں پر آشیان بند ہو گیا اور قوتِ گویائی اس سے عاجز ہے۔

مِنْ قَبْلِہَا طِبْتَ فِی الظِّلَالِ وَفِیْ   مُسْتَوْدَعٍ حَیْثُ یَخْصِفُ الْوَرَقُ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول مکرم ﷺ نے فرمایا ''میں نوع انسان کے بہترین زمانہ میں پیدا ہوا میرا انور مبارک نسل در نسل منتقل ہوتا رہا حتیٰ کہ میری پیدائش اس زمانہ میں ہوئی۔

حضرت امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت واثلہ بن الاسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول مکرم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اولاد اسماعیل میں سے کنانہ کو چنا پھر کنانہ سے قریش کو چنا پھر قریش میں سے بنی ہاشم کو چنا اور بنی ہاشم میں سے مجھے چن لیا۔

امام ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میرے والدین میں سے کسی نے کبھی بھی بدکاری کا ارتکاب نہیں کیا میں ہمیشہ پاک پشتوں سے پاک رحموں میں منتقل ہوتا رہا۔ میں ہمیشہ پاک اور صاف رہا جب بھی کوئی قبیلہ دو شاخوں میں تقسیم ہوتا تھا میں ہمیشہ اس شاخ میں ہوتا جو ان دونوں میں سے بہتر ہوتی۔

ابن مردویہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے لَقَدْ جَآءَ کُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ ''بیشک تشریف لایا ہے ایک برگزیدہ رسول تم میں سے'' کی آیت کو ف کے فتحہ کے ساتھ تلاوت فرمایا اور فرمایا میں نسب، حسب اور سسرال کے لحاظ سے تم سب سے افضل ہوں۔ میرے آباء و اجداد میں کوئی بھی بدکاری کی وجہ سے پیدا نہیں ہوا حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر میرے والدین کریمین تک تمام آباء ہمیشہ نکاح سے پیدا ہوتے رہے۔

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے ''دلائل النبوۃ'' میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا ہے وہ فرماتی ہے کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجھے فرمایا کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے مجھے بتایا ہے ''میں نے زمین کے مشارق اور مغارب کو چھان مارا میں نے کوئی شخص حضرت محمد ﷺ سے افضل نہیں دیکھا اور نہ ہی قبیلہ بنی ہاشم سے افضل کوئی قبیلہ دیکھا ہے۔''

شیخ الاسلام ابن حجر فرماتے ہیں ''اس حدیث پاک کے صحیح ہونے کی علامات ظاہر ہیں'' حضرت امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے اور اس حدیث کو حسن کہا ہے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول مکرم حبیب لبیب ﷺ نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوق کو پیدا فرمایا تو مجھے بہترین گروہ میں رکھا پھر اللہ تعالیٰ نے قبائل کو پیدا فرمایا تو مجھے بہترین قبیلہ میں رکھا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے گھر بنائے تو مجھے بہترین گھر میں رکھا میں نفس کے لحاظ سے اور گھر کے لحاظ سے تمام لوگوں سے افضل ہوں۔''

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے کہ سید مرسلاں ﷺ نے فرمایا:

''عرب میں سے بہترین ''مضر'' ہے اور مضر میں سے بہترین ''بنو عبد مناف'' ہے بنو عبد مناف میں سے بہترین ''بنو ہاشم'' اور بنو ہاشم میں سے بہترین بنو عبد المطلب ہے اللہ تعالیٰ نے جب بھی انسانیت کو دو گروہوں میں تقسیم کیا مجھے اس گروہ میں رکھا جو سب سے بہترین تھا۔''

ابونعیم اور امام بیہقی رحمہما اللہ تعالیٰ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے کہ شفیع المذنبین ﷺ نے فرمایا:

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دوسرا باب

وہ بعض معجزات اور واقعات جو آپ ﷺ کے حمل شریف کی مدت کے دوران یا آپ ﷺ کی ولادت کے وقت رونما ہوئے

حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کعب الاحبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے کہ حضور اکرم ﷺ کے حمل مبارک کی علامات میں سے ایک علامت یہ بھی تھی کہ اس رات قریش کے تمام جانوروں نے گفتگو کی اور انہوں نے کہا رب کعبہ کی قسم! یہ سرور کائنات ﷺ کا حمل مبارک ہے وہ دنیا کے لئے سراپا امن اور اہل دنیا کا آفتاب ہیں۔ قبیلہ قریش اور دیگر قبائل عرب میں سے تمام کاہن ایک دوسرے سے چھپ گئے۔ ان سے کہانت کا علم چھین لیا گیا اس وقت شاہان دنیا کے تخت زمین کی طرف جھک گئے اور تمام بادشاہ خاموش ہو گئے وہ سارا دن گفتگو نہ کر سکے۔ مشرق کے تمام وحشی درندے ایک دوسرے کو مبارکباد دیتے ہوئے مغرب کی طرف چلے گئے اسی طرح تمام سمندری مخلوق نے ایک دوسرے کو مبارکباد دی زمین و آسمان میں صرف ایک ہی آواز آ رہی تھی: ''تمہیں مبارک ہو تم خوش ہو جاؤ کیونکہ ابوالقاسم ﷺ کی ولادت کا وقت قریب آ گیا ہے۔ وہ سراپا یمن و برکت ذات زمین پر ظہور فرمانے والی ہے۔''

آپ ﷺ اپنی والدہ ماجدہ کے بطن مبارک میں پورے نو ماہ رہے۔ پورے اس دورانیہ میں انہیں نہ کبھی درد ہوا اور نہ ہی ہوا کی شکایت ہوئی نہ ہی کبھی پیٹ کا درد ہوا اور نہ ہی اور کوئی ایسی تکلیف ہوئی جو عموماً حاملہ خواتین کو ہوتی ہے آپ ﷺ اپنی والدہ ماجدہ کے بطن مبارک میں ہی تھے کہ آپ ﷺ کے والد امجد نے اس دار فانی کو الوداع کہا ملائکہ پکار اٹھے: اے ہمارے مولا! اے ہمارے پروردگار! ہمارے یہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم یتیم ہو گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ملائکہ سے کہا'' میں خود آپ ﷺ کا ولی و محافظ اور مددگار ہوں تم آپ ﷺ کے میلاد شریف سے برکت حاصل کرو۔'' آپ ﷺ کی ولادت کے وقت اللہ تعالیٰ نے تمام آسمانوں اور جنتوں کے دروازوں کو کھول دیا آپ ﷺ کی والدہ محترمہ خود بیان فرماتی ہیں'' جب آپ ﷺ کے حمل مبارک کے چھ ماہ گزر گئے تو ایک شخص میری خواب میں آیا اس نے مجھے پاؤں مارا اور کہا اے آمنہ! تو تمام جہانوں کے بہترین انسان کے ساتھ حاملہ ہے۔ جب ان کی ولادت ہو تو اس کا نام ''محمد'' (فداہ روحی) رکھنا اور اپنی عظمت و شان کو پوشیدہ رکھنا۔''

پھر حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے واقعات بیان کرتے ہوئے فرماتی ہیں'' مجھے بھی انہیں امور نے آلیا جو وقت ولادت عورتیں کے ہاں ظہور پذیر ہوتے ہیں میری اس کیفیت کے بارے میں کسی مرد یا عورت کو خبر نہ تھی میں گھر میں بالکل

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

''اس سے پہلے آپ سایہ دار جگہوں اور اس مقام پر رہے جہاں پتے ایک دوسرے سے ملے ہوئے تھے۔

ثُمَّ هَبَطْتَّ الْبِلَادَ لَا بَشَرٌ اَنْتَ وَلَا مُضْغَةٌ وَلَا عَلَقٌ

پھر آپ شہروں میں تشریف لائے اس وقت آپ نہ بشر تھے نہ مضغہ اور نہ ہی علق تھے۔

بَلْ نُطْفَةٌ تَرْكَبُ السَّفِيْنَ وَقَدْ اَلْجَمَ نَسْرًا وَاَهْلَهُ الْغَرَقُ

بلکہ آپ نطفہ تھے جو کشتی پر سوار ہوا اور جس نے ''نسر'' کا منہ بند کر دیا اور اس کے پجاری غرق ہو گئے۔

تَنَقَّلُ مِنْ صَالِبٍ اِلٰى رَحِمٍ اِذَا مَضٰى عَالَمٌ بَدَا طَبَقٌ

وہ نور ایک پشت سے دوسری رحم میں منتقل ہوتا رہا جب ایک عالم گزر جاتا تو دوسری جماعت ظاہر ہو جاتی۔

اَنْتَ لَمَّا وُلِدْتَّ اَشْرَقَتِ الْاَرْضُ وَضَاءَتْ بِنُوْرِكَ الْاُفُقُ

جب آپ ﷺ کی ولادت ہوئی تو زمین جگمگا اٹھی اور آپ کے نور سے آفاق روشن ہو گئے۔

فَنَحْنُ فِيْ ذٰلِكَ الضِّيَاءِ وَفِي النُّوْرِ سُبُلَ الرَّشَادِ نَخْتَرِقُ

ہم اس نور اور اس روشنی میں اور ہدایت کے راستوں پر چلتے رہے۔

امام بیہقی اور ابن عساکر رحمہما اللہ تعالیٰ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو اللہ تعالیٰ نے انہیں ان کے بیٹے دکھائے انہوں نے دیکھا کہ ان میں سے کچھ فضائل میں زیادہ ہیں اور کچھ کم فضیلت والے ہیں انہوں نے اپنی اولاد کے نیچے ایک چھلیے ہوئے نور کو دیکھا عرض کی مولا! یہ کون ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ تیرا بیٹا احمد (فداہ روحی) ہے یہی اول ہے اور یہی آخر ہے اور یہ سب سے پہلے شفاعت کرنے والا ہے۔

امام ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ نسب کی فضیلت ہی حضور مکرم ﷺ کی نبوت پر دلالت کرتی ہے کیونکہ نبوت بادشاہی اور عام سیاست کی طرح ہے بادشاہ ہمیشہ عمدہ نسب والے اور معزز ہوتے ہیں کیونکہ نسب کی عمدگی کی وجہ سے عوام الناس ان کی اطاعت کرتے ہیں اور ان کا حکم بجالانے میں جلدی کرتے ہیں اسی وجہ سے ہرقل نے ابوسفیان سے سوال کیا تھا کہ محمد مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تم میں سے نسب کیسا ہے ابوسفیان نے جواب دیا وہ ہم میں سے سب سے اچھے نسب والے ہیں ہرقل نے جواب دیا انبیاء اسی طرح اپنی قوم کے عمدہ نسب میں مبعوث ہوتے ہیں۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اور بادل آیا جو پہلے بادل سے بھی زیادہ عظیم تھا اس میں ایسا نور تھا جس میں گھوڑوں کی ہنہناہٹ اور پرندوں کے پروں کے پھڑ پھڑانے کی طرح کی آواز آتی تھی۔ اس میں سے آدمیوں کی گفتگو کی آواز بھی سنائی دیتی تھی حتیٰ کہ اس بادل نے آپ ﷺ کو ڈھانپ لیا اور میری نگاہوں سے آپ ﷺ غائب ہو گئے آپ پہلے سے زیادہ عرصہ میری نگاہوں سے اوجھل رہے میں نے صدا لگانے والے کی صدا کو سنا وہ کہہ رہا تھا کہ محمد ﷺ کو مشرق و مغرب میں گھماؤ۔ انہیں انبیائے کرام علیہم السلام کی جائے پیدائش میں لے جاؤ تمام روحانی مخلوق، جن وانس، پرندوں اور درندوں سے ان کا تعارف کراؤ۔ انہیں حضرت آدم علیہ السلام کا خلق، حضرت شیث علیہ السلام کی معرفت، حضرت نوح علیہ السلام کی شجاعت، حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خلت، حضرت اسماعیل علیہ السلام کی زبان، حضرت اسحاق علیہ السلام کی رضا، حضرت صالح علیہ السلام کی فصاحت، حضرت لوط علیہ السلام کی حکمت، حضرت یعقوب علیہ السلام کی بشارت، حضرت یوسف علیہ السلام کا جمال، حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شدت، حضرت ایوب علیہ السلام کا صبر، حضرت یونس علیہ السلام کی اطاعت، حضرت یوشع علیہ السلام کا جہاد، حضرت داؤد علیہ السلام کی آواز، حضرت دانیال علیہ السلام کی محبت، حضرت الیاس علیہ السلام کا وقار، حضرت یحییٰ علیہ السلام کی عصمت اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا زہد عطا کرو (علیہم الصلوٰۃ والسلام) انہیں انبیاء کے دریائے اخلاق میں غوطہ دو۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد بادل چھٹ گئے تو آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سبز رنگ کی ریشم کو ہاتھ میں تھاما ہوا تھا جس سے پانی کے قطرات بہہ رہے تھے کوئی صدا لگانے والے صدا لگا رہا تھا واہ، واہ حضرت محمد ﷺ نے ساری دنیا پر قبضہ کر لیا ہے وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ۔ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ اس کے بعد میں نے تین افراد دیکھے جن کے چہرے آفتاب کی طرح چمک رہے تھے ان میں سے ایک کے ہاتھ میں چاندی کا لوٹا تھا ان کے لوٹے میں سے کستوری کی خوشبو آ رہی تھی دوسرے کے ہاتھ میں ایک طشت تھا جو زمرد کا بنا ہوا تھا اس کا رنگ سبز تھا۔ اس کے چار کونے تھے۔ ہر کونے میں ایک سفید موتی تھا ندا کرنے والا ندا کر رہا تھا کہ یہ دنیا کا مشرق و مغرب ہے یہ سمندر اور خشکی ہے اے اللہ کے حبیب! جس کونے پر آپ ﷺ خواہش فرماتے اسی کونے پر قبضہ فرمالیجئے۔ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں قریب ہوئی تاکہ دیکھوں آپ ﷺ کس کونے پر قبضہ جماتے ہیں حضور مکرم ﷺ نے اس طشت کے وسط میں قبضہ جمالیا میں نے صدا کرنے والے کی صدا کو سنا رب کعبہ کی قسم! محمد مصطفیٰ ﷺ نے کعبہ پر قبضہ کر لیا ہے بے شک اللہ تعالیٰ کعبہ کو آپ ﷺ کا قبلہ اور رہائش گاہ بنائے گا۔ تیسرے شخص کے ہاتھ میں لپٹا ہوا کپڑا تھا اس نے اس کو کھولا اس میں سے ایک اتنی خوبصورت انگوٹھی نکالی جو لوگوں کی نگاہوں کو خیرہ کر دینے والی تھی پھر طشت اٹھانے والے شخص نے میرے لخت جگر کو طشت میں بٹھا دیا آپ ﷺ کو اس لوٹے کے ساتھ سات مرتبہ غسل دیا گیا پھر اس انگوٹھی کے ساتھ آپ ﷺ کے کندھوں کے درمیان مہر لگائی آپ ﷺ کو پھر ریشم میں لپیٹ دیا۔ پھر اس پر مسک اذفر جیسا خوشبو دار دھاگا باندھ دیا پھر اس طشت والے نے آپ ﷺ کو تھوڑی دیر کے لئے اپنے پروں کے نیچے رکھا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ وہ دونوں رضوان جنت اور خازن جنت تھے۔

پھر حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا "اس شخص نے آپ ﷺ کے کانوں میں بہت سی ایسی باتیں کیں جن کو

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اکیلی تھی۔ حضرت عبدالمطلب کعبہ معظمہ کا طواف کرنے کے لئے گئے ہوئے تھے میں نے بہت بڑی آواز کو سنا، اس نے مجھے خوف زدہ کر دیا سوموار کا دن تھا میں نے دیکھا کہ گویا سفید پرندے کے پروں نے میرے دل کو چھوا ہے میرا ہر قسم کا خوف اور ڈر جاتا رہا میرا وہ درد بھی ختم ہو گیا جو میں محسوس کر رہی تھی۔ مجھے ایک سفید رنگ کا شربت پیش کیا گیا میں نے سمجھا کہ شاید یہ دودھ ہے مجھے پیاس لگی تھی میں نے وہ شربت پی لیا مجھ سے ایک عظیم الشان نور نکلا پھر میں نے کھجور کی طرح لمبی عورتوں کو دیکھا گویا کہ وہ عبد مناف کے قبیلہ کی خواتین ہیں انہوں نے میری دیکھ بھال کی مجھے اس پر بڑا تعجب ہوا میں نے کہا مولا! یہ خواتین کہاں سے تشریف لائیں۔ انہوں نے جواب دیا کہ ہم آسیہ فرعون کی بیوی، مریم بنت عمران ہیں اور ہمارے ساتھ حوران جنت بھی ہیں۔ میرا معاملہ بڑی شدت اختیار کر گیا میں ہر لحظہ وہ ہی آواز سن رہی تھی وہ پہلے سے زیادہ عظیم اور ہولناک ہوتی گئی میں نے ریشم کا ایک سفید سا انتہائی لمبا ٹکڑا دیکھا کوئی کہنے والا کہہ رہا تھا "اسے لوگوں کی نگاہوں سے پوشیدہ کرلو" آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے ہوا میں کھڑے ہوئے آدمیوں کو دیکھا ان کے ہاتھ میں چاندی کے لوٹے تھے انتہائی خوف زدہ ہونے کی وجہ سے میں پسینے سے شرابور تھی میرے پسینے کے ہر قطرہ سے کستوری کی طرح کی مہک آ رہی تھی۔ میں خواہش کر رہی تھی کہ کاش عبدالمطلب گھر میں موجود ہوتے لیکن وہ گھر میں موجود نہ تھے۔ میں نے پرندوں کی ایک جماعت کو دیکھا نجانے وہ کہاں سے آئی تھی اس نے میرے کمرے کو ڈھانپ لیا۔ ان تمام کی چونچیں زمرد کی تھیں ان کے پر یاقوت کے تھے اس وقت اللہ تعالیٰ نے میری نگاہوں کے سامنے سے پردہ ہٹا دیا میں نے اس وقت زمین کے مشارق اور مغارب کو دیکھ لیا میں نے تین جھنڈوں کو دیکھا ایک جھنڈا مشرق میں، ایک مغرب میں اور ایک جھنڈا بیت اللہ الحرام کی چھت پر لگایا گیا۔ میرا معاملہ شدت اختیار کرتا گیا مجھے ایسا محسوس ہوا گویا کہ میں ان خواتین کے اعضاء کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھی ہوں۔ میرے اردگرد بہت سی عورتیں جمع ہو گئیں گویا کہ وہ میرے ہی گھر میں تھیں مجھے کوئی چیز دکھائی نہیں دے رہی تھی اسی حالت میں محمد مصطفیٰ علیہ اکرم الصلوٰات واجمل الثناء کی ولادت ہوئی۔ جب آپ ﷺ کی ولادت ہوئی تو میں نے آپ ﷺ کو دیکھا کہ آپ سجدہ ریز ہیں اپنی انگلیوں کو اٹھائے ہوئے ہیں جیسا کہ کوئی شخص انتہائی عاجزی اور انکساری سے اپنے رب سے دعائیں کر رہا ہے پھر میں نے دیکھا کہ سفید رنگ کا بادل آسمان کی طرف سے آیا۔ اس نے حضور مکرم ﷺ کو ڈھانپ لیا۔ آپ ﷺ مجھ سے غائب ہو گئے میں نے ایک ندا کرنے والے کی ندا کو سنا وہ یہ صدا لگا رہا تھا کہ محمد (فداہ روحی و ابی و امی) ﷺ کو زمین کے مشرق اور مغرب میں لے جاؤ انہیں سمندروں کی بھی سیر کراؤ تاکہ وہ بھی آپ ﷺ کے اسم مبارک، نعت اور شکل مبارک سے آشنا ہو جائیں اور یہ بھی انہیں معلوم ہو جائے کہ سمندروں میں آپ ﷺ کا نام مبارک "ماحی" ہے یعنی تمام کا تمام شرک آپ ﷺ کی وجہ سے مٹ جائے گا۔"

پھر تھوڑی دیر کے بعد وہ بادل چھٹ گیا اور محمد مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو میں نے سفید صوف میں لپٹا ہوا دیکھا۔ جو دودھ سے زیادہ صاف اور ریشم سے زیادہ نرم تھا۔ آپ ﷺ کے نیچے سبز رنگ کا ریشم تھا۔ حضور ﷺ نے سفید رنگ کی تین چابیوں کو پکڑ لیا منادی کرنے والے نے ندا کی محمد عربی ﷺ نے نصرت، منافع اور نبوت کی چابیوں پر قبضہ کر لیا ہے پھر ایک

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ولادت سے جو نقصان ہوا اس نے شعیرہ کو ہلاک کر دیا ہے بت پرستی کے لئے ہلاکت ہو پھر دوبارہ بت پرستی کے لئے ہلاکت ہو۔'' میں نے ایک نوجوان کو دیکھا جو لوگوں میں سے سب سے زیادہ لمبا تھا اور سب سے زیادہ سفید تھا اس نے مجھ سے میرے لخت جگر کو پکڑ لیا اس کے منہ مبارک میں لعاب دہن لگایا اس کے پاس سونے کا ایک طشت تھا۔ اس نے آپ ﷺ کے بطن مبارک کو شق کیا پھر آپ ﷺ کے قلب مبارک کو نکالا پھر قلب کو شق کیا اس میں سے کالے رنگ کا نکتہ نکالا اس کو پھینک دیا۔ پھر اس نے سرخ رنگ کی تھیلی نکالی اسے کھولا اس میں سفید موتی کی طرح کوئی چیز تھی۔ اس نے اس کے ساتھ آپ ﷺ کے قلب مبارک کو بھر دیا پھر اس نے آپ ﷺ کو اپنی جگہ پر لوٹا دیا۔ اس نے آپ ﷺ کے پیٹ مبارک پر ہاتھ پھیرا۔ حضور مکرم ﷺ نیند سے بیدار ہوئے آپ محو کلام ہوئے لیکن میں آپ کے کلام کو نہ سمجھ سکی۔ اس شخص نے آپ ﷺ سے کہا ''اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو اپنے حفظ و امان میں رکھے میں نے آپ ﷺ کے دل مبارک کو علم، حلم، یقین، ایمان، عقل اور شجاعت سے لبریز کر دیا ہے آپ ﷺ تمام انسانوں سے بہترین ہیں خوشخبری ہو اس شخص کے لئے جس نے آپ ﷺ کی پیروی کی، آپ پر ایمان لایا اور آپ ﷺ کا عرفان حاصل کیا پھر ہلاکت ہو ہلاکت ہو اس نے یہ سات مرتبہ کہا اس شخص کے لئے جس نے آپ کی مخالفت کی اور آپ ﷺ کو نہ پہچانا۔ پھر اس نوجوان نے آپ ﷺ پر اپنا لعاب دہن لگایا۔ زمین پر ایک شدید چوٹ لگائی۔ زمین میں سے دودھ کی طرح سفید پانی نکل آیا اس نے آپ ﷺ کو اس پانی میں تین دفعہ غوطہ دیا۔ میں نے یہی گمان کیا کہ آپ ﷺ ڈوب گئے ہیں لیکن وہ نوجوان جب بھی آپ کو غوطہ دے کر نکالتا میں دیکھتی کہ آپ ﷺ کے چہرے کی نورانیت درخشاں آفتاب کی طرح ہوگئی ہے میں نے آپ ﷺ کے چہرۂ اقدس میں ایک روشنی دیکھی جو شام کے محلات پر اس طرح پڑ رہی تھی جس طرح سورج کی روشنی پڑتی ہے پھر اس نوجوان نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں آپ ﷺ میں ''روح القدس'' پھونک دوں اس نے آپ ﷺ میں روح القدس کو پھونکا۔ ایک قمیص آپ ﷺ کو پہنائی اور کہا کہ یہ دنیا کی آفات سے آپ ﷺ کے لئے امان ہے۔''

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد محترم حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو یوں کہتے ہوئے سنا پھر انہوں نے مذکورہ بالا حدیث روایت کی شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت ختم ہوئی۔ میں نے اس کو حرف بحرف نقل کیا ہے لیکن پہلی حدیث میں جو انبیائے کرام کی صفات لکھی ہیں وہ ان کی عبارت سے منقول نہ تھیں اس کو میں نے ابوعلی ابن القطان کی کتاب ''البشائر والأعلام'' سے نقل کیا ہے کیونکہ ان کی روایت ابن عربی کی روایت سے زیادہ مکمل تھی اور میں نے حضرت آسیہ اور حضرت مریم اور حوران بہشتی کی وضاحت ''مواہب'' سے نقل کی ہے۔

''مواہب'' میں ہے کہ الحافظ الخطیب البغدادی نے روایت کیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے ماہ رجب کی مبارک رات کو حضرت محمد مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن مبارک میں پیدا کرنے کا ارادہ فرمایا وہ جمعہ کی رات تھی۔ اس رات اللہ تعالیٰ نے رضوان جنت کو حکم دیا کہ آج جنت الفردوس کو کھول دو۔ ایک اعلان کرنے والے نے یہ اعلان کیا خبردار! وہ نور مستور جس سے نبی ہادی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تخلیق ہونا تھی آج کی رات اپنی والدہ ماجدہ کے بطن

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

میں نہ سمجھ سکی۔'' اس نے آپ ﷺ کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا اور کہا'' اے محمد! صلی اللہ علیک وسلم تجھے بشارت ہو، ہر نبی علیہ السلام کا علم آپ ﷺ کو عطا کر دیا گیا ہے آپ ﷺ تمام انبیاء علیہم السلام سے زیادہ عالم ہیں۔ آپ ﷺ کا قلب مبارک تمام انبیاء کے قلوب سے قوی ہے آپ ﷺ ہی کے پاس نصرت کی چابیاں ہیں لوگوں کے دلوں میں آپ ﷺ کی ہیبت اور رعب ڈال دیا گیا ہے جو شخص بھی آپ ﷺ کا ذکر سنے گا اس کا دل خوفزدہ ہو جائے گا وہ لرزاں و ترساں ہو جائے گا اگر چہ اس نے یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم آپ کی زیارت نہ بھی کی ہو پھر ایک اور شخص آیا وہ حضور اکرم ﷺ کی طرف متوجہ ہوا اس نے اپنا منہ آپ ﷺ کے منہ پر رکھ دیا وہ آپ ﷺ کو اس طرح خوراک دے رہا تھا جس طرح وہ کبوتر اپنے بچے کو خوراک دیتا ہے میں نے اپنے نور نظر کی طرف دیکھ رہی تھی وہ اپنی مبارک انگلیوں سے اشارہ کر رہے تھے کہ مجھے اور خوراک دو۔ پھر کچھ دیر تک وہ شخص آپ ﷺ کو خوراک دیتا رہا پھر اس نے کہا یا حبیب اللہ! صلی اللہ علیک وسلم آپ ﷺ کو مژدۂ جانفزاء ہو کیونکہ ہر نبی مکرم علیہ السلام کا حلم آپ کو عطا کر دیا گیا ہے۔ پھر کچھ دیر کے لئے حضور اکرم ﷺ مجھ سے غائب کر دیئے گئے میرا قلب گھبرا گیا میرا دل لرز گیا۔ میں نے کہا'' قریش کے لئے ہلاکت ہو کہ میں اس رات اپنے بچے کی ولادت میں کیا کچھ دیکھ رہی ہوں اور میرے فرزند ارجمند کے ساتھ کیا واقعات رونما ہو رہے ہیں لیکن میری اس قوم سے کوئی شخص بھی میرے قریب تک نہیں آیا کیا یہ تمام باتیں تعجب انگیز نہیں ہیں؟!! میں اسی کیفیت میں تھی کہ مجھے ایسا محسوس ہوا کہ میرے نور نظر کو واپس کر دیا گیا ہے وہ چودھویں کے چاند کی طرح نور بکھیر رہے ہیں۔ آپ ﷺ کی خوشبو کستوری کی طرح ہر جگہ پھیل رہی ہے۔ کوئی کہنے والا کہہ رہا تھا'' ان کو مشرق و مغرب میں لے جاؤ انہیں انبیاء کرام علیہم السلام کی جائے پیدائش پر لے جاؤ'' اسی لمحہ آپ ﷺ کو حضرت آدم علیہ السلام کے پاس لے جایا گیا۔ انہوں نے فرمایا اے میرے محبوب! تجھے بشارت ہو۔ آپ اولین و آخرین کے سردار ہیں۔ اس کے بعد حضرت آدم علیہ السلام تشریف لے گئے۔ پھر وہ شخص آپ ﷺ کی طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا! اے دنیا کی عزت، اے آخرت کا شرف، تجھے بشارت ہو آپ نے العروۃ الوثقی کو پکڑ لیا ہے۔ جس شخص نے آپ ﷺ کی بات کو تسلیم کیا آپ ﷺ کی رسالت کی گواہی دی وہ بروز حشر آپ ﷺ کے جھنڈے کے نیچے ہوگا وہ آپ ﷺ کے گروہ میں ہوگا۔ اس کے بعد اس شخص نے آپ ﷺ کو میرے سپرد کر دیا اور خود چلا گیا اس کے بعد میں نے وہ شخص نہ دیکھا۔

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسی حدیث کو کچھ اضافہ کے ساتھ روایت کیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں میں نے حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا اے آمنہ! اس مبارک بچے کی ولادت کے وقت تو نے کیا دیکھا؟ آپ نے فرمایا اے عباس! میں نے سندس کا ایک جھنڈا دیکھا جو یاقوت کے بانس پر لہرا رہا تھا وہ زمین اور آسمان کے درمیان معلق تھا میں نے آپ ﷺ کے سر مبارک پر نور کو پھیلتے ہوئے دیکھا حتیٰ کہ وہ نور مبارک آسمان تک پہنچ گیا۔ میں نے اس نور میں شام کو دیکھا وہ تمام کے تمام شعلہ زن تھے پھر میں نے کونجوں کے ایک ڈار کو دیکھا انہوں نے آپ ﷺ کو سجدہ کیا اور اپنے پروں کو پھڑ پھڑایا اس کے بعد میں'' سعیرۃ الاسدیۃ'' کو دیکھا وہ یہ کہتی ہوئی جا رہی تھی'' کہانت اور بت پرستی کو آپ کے بچے کی

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

یوسف، موسیٰ، سلیمان، شعیب، یحییٰ، ھود، صالح علیہم السلام تھے اور نبی آخر الزمان بھی مختون ہی پیدا ہوں گے خصائص کبریٰ میں بھی اسی طرح مذکور ہے۔

''مواھب'' میں ہے کہ نبی اکرم ﷺ سوموار کے دن طلوع فجر کے وقت پیدا ہوئے۔ حضرت ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے شرح ہمزیہ میں حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ محترمہ حضرت الشفاء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا ہے کہ جب حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے محمد عربی ﷺ کو جنم دیا۔ میں نے آپ ﷺ کو اپنے ہاتھ پر اٹھالیا ایک کہنے والے نے کہا ''اللہ تعالیٰ تجھ پر رحم فرمائے اور تیرے صدقے رحم فرمائے۔'' میرے لئے مشرق اور مغرب روشن ہو گیا میں نے شام کے کچھ محلات کو دیکھا پھر حضرت شفاء فرماتی ہے کہ میں نے آپ ﷺ کو لپیٹ دیا اور بستر پر لٹا دیا کچھ دیر کے بعد مجھ پر تاریکی چھا گئی مجھ پر خوف طاری ہو گیا اور آقائے دو عالم ﷺ مجھ سے غائب ہو گئے۔ ایک کہنے والا کہہ رہا تھا کہ تو انہیں کہاں لے جا رہا ہے اس نے جواب دیا میں انہیں مشرق کی جانب لے جا رہا ہوں۔ یہ گفتگو میرے دل پر منقش رہی حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو مبعوث کیا تو میں نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا۔

حضرت امام الماوردی ''اعلام النبوۃ'' میں فرماتے ہیں ''جب حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور اکرم ﷺ کے حمل مبارک سے حاملہ ہوئیں تو وہ بیان فرماتی ہیں کہ میرے خواب میں ایک شخص آیا اور اس نے مجھ سے کہا کہ آپ کے بطن مبارک میں اس امت کے سردار ہیں جب یہ زمین پر تشریف لائیں تو اس طرح کہنا:

أُعِيذُهُ بِالْوَاحِدِ مِنْ شَرِّ كُلِّ حَاسِدٍ

''میں اسے ہر حسد کرنے والے کے شر سے اللہ کی پناہ میں دیتی ہوں۔''

پھر اس بے مثل بچے کا نام محمد رکھنا جب حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا نور مبارک ان کے بطن میں قرار پذیر ہوا تو انہوں نے ایک نور کو نکلتے ہوئے ملاحظہ کیا جس میں انہوں نے سرزمین شام میں بصری کے محلات دیکھے حضرت عثمان ابن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ محترمہ فرماتی ہیں کہ جب حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی ولادت باسعادت کی ساعت ہمایوں قریب آئی تو میں حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس تھی۔ اس رات مجھے گھر کی ہر چیز میں نور کی جلوہ گری نظر آتی میں نے کواکب آسمانی کو دیکھا تو وہ اتنے قریب تر آ گئے مجھے یہ گمان ہوا کہ یہ ابھی مجھ پر گر پڑیں گے۔ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت عبدالمطلب کے پاس پیام بھیجا کہ آپ کے ہاں بچے کی ولادت ہوئی تشریف لائیے اور اس کو دیکھئے۔ حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے سعید بچے کی زیارت کی حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے رونما ہونے والے تمام واقعات گوش گزار کئے۔ آپ کو تمام بشارات سنائیں اور یہ بھی بتایا کہ مجھے اس سعادت مند بچے کا نام ''محمد ﷺ'' رکھنے کے لئے کہا گیا ہے۔ حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میں نے اس بلند قسمت بچے میں بزرگی کی علامات ملاحظہ کی ہیں بلاشبہ اس میں سیادت کی علامتیں پائی جاتی ہیں۔

یہ بچہ (محمد ﷺ) اس وقت تک وصال نہیں پائے گا حتیٰ کہ یہ تمام عرب و عجم کا سردار بن جائے پھر حضرت عبدالمطلب

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مبارک میں قرار پذیر ہو گیا ہے وہاں ان کی تخلیق مکمل ہو گئی وہاں سے وہ لوگوں کے لئے بشیر اور نذیر بن کر ظہور فرمائیں گے۔

اور حضرت کعب الاحبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اس رات آسمان اور اس کی وسعتوں میں زمین اور اس کی پنہائیوں میں یہ اعلان کیا گیا کہ وہ پوشیدہ نور جن سے رسول مکرم ﷺ کی تخلیق ہو گی آج اپنی والدہ ماجدہ کے بطن مبارک میں قرار پذیر ہو گیا ہے انہیں بشارت ہو انہیں مژدۂ جانفزاء ہو آج دنیا کے تمام بت سرنگوں ہو جائیں گے، اس وقت قریش سخت تنگ دستی اور قحط سالی میں تھے اس رات کے بعد زمین سرسبز و شاداب ہو گئی، درخت ثمر آور ہو گئے۔ ان کے پاس ہر طرف سے عطیات آنے لگے۔ وہ سال جس میں آپ ﷺ کا حمل مبارک قرار پذیر ہوا اس کو "سَنَةُ الْفَتحِ وَالْاِبْتِهَاج" کا نام دیا گیا۔

امام احمد، البزار، الطبرانی، حاکم اور البیہقی رحمہم اللہ تعالیٰ نے حضرت عرباض بن ساریہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا بلاشبہ میں عبداللہ اور خاتم النبیین ہوں اس وقت حضرت آدم علیہ السلام پانی میں گوندھے ہوئے تھے۔ میں تمہیں اور کچھ بھی بتانے لگا ہوں۔ میں اپنے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت اور اپنی والدہ محترمہ کا وہ خواب ہوں جو انہوں نے دیکھا تھا۔ دیگر انبیائے کرام علیہم السلام کی امہات مطہرات بھی اسی قسم کے خواب دیکھتی تھیں۔ والدہ ماجدۂ رسول ﷺ نے آپ کی ولادت کے وقت ایک نور دیکھا جس میں ان کو شام کے محلات نظر آئے۔ حضرات ابن حجر، ابن حبان اور حاکم رحمہم اللہ تعالیٰ نے حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے اور اس روایت کو صحیح کہا ہے کہ حضور ﷺ کی امی جان نے فرمایا کہ جب آپ ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی تو مجھ سے ایک نور نکلا جس سے شام کے محلات جگمگا اٹھے۔ جب آپ ﷺ کی ولادت ہوئی تو آپ پاک اور صاف تھے آپ پر کوئی گندگی وغیرہ نہ تھی۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ جب پیدا ہوئے تو آپ مسرور (ناف کٹی ہوئی) اور مختون تھے طبرانی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کی بارگاہ میں جو میری عزت ہے اس کی وجہ سے میں مختون (ختنہ کیا ہوا) پیدا ہوا کسی شخص نے بھی میری شرمگاہ کو نہیں دیکھا۔ اس حدیث کو "الضیاء" نے "مختارہ" میں صحیح کہا ہے۔ ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ ابن عباس نے اپنے والد محترم حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ مسرور اور مختون پیدا ہوئے جب حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ دیکھا تو بہت متعجب ہوئے اور کہا "میرے اس بیٹے کی شان بڑی بلند ہو گی۔"

بیہقی، ابن عساکر اور ابو نعیم رحمہم اللہ تعالیٰ نے روایت کیا ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی مکرم ﷺ مختون و مسرور پیدا ہوئے۔ حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے مستدرک میں فرمایا ہے کہ اس کے بارے میں احادیث تواتر تک پہنچ چکی ہیں کہ حضور اکرم رسول معظم ﷺ مختون پیدا ہوئے تھے۔

حضرت کعب بن الاحبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہماری کچھ کتابوں میں مذکور ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام مختون پیدا ہوئے تھے اور آپ کی اولاد میں سے بارہ انبیائے کرام بھی مختون پیدا ہوئے وہ حضرات شیث، ادریس، نوح، سام، لوط،

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ﷺ کی نبوت کی علامات متواتر ظاہر ہونا شروع ہوگئیں آپ ﷺ کی برکت کی نشانیاں بھی واضح ہونے لگیں ان علامات اورنشانیوں میں سے سب سے عظیم اور مشہور اصحاب فیل کا قصہ ہے۔ نجاشی نے سرزمین حبشہ سے مکہ کی طرف لشکرکشی کی تاکہ مکہ کے لوگوں کو قتل کرے ان کی اولاد کو اپنا قیدی بنالے اور کعبہ مشرفہ کو گرادے اس قصہ کے اسباب میں علماء کا اختلاف ہے۔ بعض علماء کہتے ہیں کہا ابرہہ بن الصباح نے نجاشی کو یمن کا گورنر مقرر کیا اس نے ''صنعاء'' کے مقام پر عیسائیوں کے لئے ایک ''کنیسہ'' بنایا قیصر روم اور نجاشی نے اس گرجا گھر کی تعمیر میں ابرہہ کی مدد کی۔ اس نے اس گرجا گھر کو بہت زیادہ حسین و جمیل اور عمدہ بنایا تاکہ لوگ حج کرنے کے لئے مکہ جانے کی بجائے صنعاء آیا کریں۔ اہل عرب کو یہ بات بہت بری لگی قریش کے ایک قبیلہ بنی کنانہ کا ایک شخص اس گرجا میں آیا اور وہاں قضائے حاجت کردی۔ ابرہہ نے نجاشی کو خط لکھا اور حبشہ کے ہاتھیوں اور فوج کو مدد کے لئے بلایا تاکہ قریش کو مغلوب کیا جاسکے اور کعبہ کو گرایا جاسکے ابرہہ ان تمام کو لے کر مکہ مکرمہ کی طرف روانہ ہوا ابورغال کو طائف کے مقام سے بطور اپنا راہ نما ساتھ لیا۔ جب یہ لشکر جرار ''مغمس'' کے مقام پر پہنچا تو ابورغال وہاں مرگیا اہل عرب اس کی قبر پر سنگباری کرتے تھے۔

بعض علماء نے لکھا ہے کہ قریش کے کچھ تاجر عیسائیوں کے گرجا کے قریب سے گزرے وہ گرجا سمندر کے کنارے پر موجود تھا ان تاجروں نے اس کے صحن میں قیام کیا وہاں کھانا پکانے کے لئے آگ جلائی جس کی وجہ سے اس گرجا کو آگ لگ گئی اور وہ جل کر راکھ ہوگیا نجاشی نے قسم اٹھائی کہ وہ مکہ کو ضرور تباہ کرے گا کعبہ کو گرادے گا اس نے عظیم ہاتھیوں اور لشکر کے ساتھ مکہ معظمہ کی طرف لشکر کشی کی اس کے ساتھ ابرہہ بن الصباح، ابن مکسوم، حجر بن شراحیل اور اسود بن مقصود تھے نجاشی بادشاہ تھا اور ابرہہ اس کی طرف سے یمن کی فوج کا سپہ سالار تھا ابومکسوم اس کا وزیر تھا اور حجر اور اسود اس کے قائدین میں سے تھے یہ لوگ ایک لشکر جرار اور ہاتھیوں کے ساتھ روانہ ہوئے۔ حتیٰ کہ انہوں نے ذوالمجاز کی وادی میں قیام کیا ان سب کے آگے اسود بن مقصود تھا وہ مکہ کی چراگاہ میں آیا اس چراگاہ میں حضرت عبدالمطلب کے دوسو اونٹ چر رہے تھے اس نے کچھ اونٹوں کو ہانکا اور اپنی فوج کے پاس لے گیا۔ حضرت عبدالمطلب بڑے وجیہ اور حسن و جمال کے مالک تھے آپ ابرہہ کے پاس کے تشریف لے گئے اور اپنے اونٹوں کا مطالبہ کیا۔ ابرہہ نے کہا کہ پہلی نظر میں میرے دل میں آپ کی جو وقعت پیدا ہوئی تھی اب وہ کم ہوگئی ہے حضرت عبدالمطلب نے پوچھا وہ کیسے؟ اس نے جواب دیا میں اس لئے آیا ہوں تاکہ بیت اللہ جو تیرا اور تیرے آباء کا قبلہ ہے اس کو گرادوں اس کے بارے میں تو مجھ سے کوئی مطالبہ نہیں کرتا اور اونٹوں کے بارے میں سوال کرتا ہے حضرت عبدالمطلب نے جواب دیا کہ میں صرف اونٹوں کا مالک ہوں اس مقدس گھر کی میرے علاوہ اور ایک ذات مالک ہے وہ عنقریب تجھ کو روک لے گی۔ ابرہہ نے جواب دیا وہ کون سی ہستی ہے جو مجھے روک سکتی ہے اس نے حضرت عبدالمطلب کے اونٹ واپس کئے۔ آپ نے اونٹوں کو لیا۔ انہیں مکہ کی پہاڑیوں میں چھوڑا۔ بیت اللہ الحرام میں آئے اس دہلیز کو تھام کر عرض کی:۔

یَا رَبِّ اِنَّ الْمَرْءَ یَمْ ۔۔۔ نَعُ حِلَّهُ فَامْنَعْ حِلَالَکَ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے درج ذیل اشعار پڑھے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَعْطَانِیْ   هٰذَا الْغُلَامَ الطَّیِّبَ الْاَرْدَانِ

''سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے مجھے پاک آستینوں والا یہ بچہ عطا فرمایا۔

اُعِیْذُهٗ بِالْوَاحِدِ الْمَنَّانِ   مِنْ کُلِّ ذِیْ عَیْبٍ وَّذِیْ شَنَآنِ

میں اس کو خدائے یکتا جو پیہم احسان فرمانے والا ہے کی پناہ میں دیتا ہوں ہر دشمن اور ہر حاسد سے۔

حَتّٰی اَرَاهُ شَامِخَ الْبُنْیَانِ

یہاں تک کہ میں اس کو طاقتور اور توانا دیکھوں''

''مواہب'' میں لکھا گیا ہے حضور ﷺ کی ولادت کے وقت اس نور کا ظہور ہونا اس نور کی طرف اشارہ تھا جس سے عنقریب پوری دنیا کو ہدایت نصیب ہوگی جس سے کفر کی ظلمت کافور ہو جائے گی۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا یُبَیِّنُ لَكُمْ كَثِیْرًا مِّمَّا كُنْتُمْ تُخْفُوْنَ مِنَ الْكِتٰبِ وَ یَعْفُوْا عَنْ كَثِیْرٍ ۬ؕ قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتٰبٌ مُّبِیْنٌ ﴿۱۵﴾ یَّهْدِیْ بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهٗ سُبُلَ السَّلٰمِ وَ یُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ بِاِذْنِهٖ وَ یَهْدِیْهِمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ﴿۱۶﴾ (المائدہ:15-16)

''بیشک تشریف لایا ہے تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور اور ایک کتاب ظاہر کرنے والی دکھاتا ہے اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ انہیں جو پیروی کرتے ہیں اس کی خوشنودی کی سلامتی کی راہیں اور نکالتا ہے انہیں تاریکیوں سے اجالے کی طرف اپنی توفیق سے اور دکھاتا ہے انہیں راہ راست۔''

اس نور مبارک سے بصریٰ کے محلات کا جگمگا اٹھنا یہ اشارہ ہے کہ آپ ﷺ کا نور نبوت شام تک ضرور جائے گا کیونکہ وہ آپ ﷺ کی ملکیت میں شامل ہے۔ جس طرح حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کیا ہے کہ سابقہ کتب میں موجود ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ کی جائے پیدائش مکہ معظمہ ہے، ہجرت گاہ مدینہ طیبہ ہے اور ان کا ملک شام ہے مکہ مکرمہ سے آپ ﷺ کی نبوت کی ابتداء ہوئی اور تمام ممالک سے پہلے شام مفتوح ہوا اسی وجہ سے حضور ﷺ شب معراج پہلے شام کی طرف گئے پھر وہاں سے بیت المقدس کی طرف تشریف لے گئے جیسا کہ آپ ﷺ سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے شام کی طرف ہجرت کی۔ شام ہی میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہوگا۔ یہ ''محشر'' اور ''منشر'' کی سرزمین ہے۔

حضرت امام السہیلی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے جب حضور ﷺ کی ولادت ہوئی تو آپ نے یہ تسبیح بیان کی جَلَالُ رَبِّیْ رَفِیْعٌ ''میرے پروردگار کا جلال بڑا رفیع ہے۔'' اسی طرح یہ بھی روایت کیا گیا ہے کہ آپ ﷺ نے وقت ولادت یہ ذکر کیا اَللّٰهُ اَکْبَرُ کَبِیْرًا وَّالْحَمْدُ لِلّٰهِ کَثِیْرًا وَّسُبْحَانَ اللّٰهِ بُکْرَةً وَّاَصِیْلًا۔

حضرت علامہ الماوردی علیہ الرحمۃ نے لکھا ہے ''جب رسول مکرم ﷺ کی ولادت مبارک کا وقت قریب آیا تو آپ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

''اے مولا! ہم ان کے لئے تیرے علاوہ کسی اور سے امید نہیں رکھتے اے مولا! ان سے اپنے گھر کو بچا لے۔

اِنَّ عَدُوَّ الْبَيْتِ مَنْ عَادَاكَا　　اِمْنَعْهُمْ اَنْ يُّخَرِّبُوْا قُرَاكَ

جس نے تیرے گھر سے دشمنی کی وہ تیرا دشمن ہے انہیں روک دے کہ وہ تیری بستیوں کو تباہ کریں۔''

حضرت عبدالمطلب نے اپنے بیٹے حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو صورت حال کا جائزہ لینے کے لئے بھیجا انہوں نے دیکھا کہ تمام لشکر کو پتھروں نے کچل ڈالا ہے وہ سب کے سب ختم ہو چکے ہیں وہ دوڑتے ہوئے عبدالمطلب کے پاس آئے اور تمام قصہ بیان کر دیا حضرت عبدالمطلب اور آپ کے ساتھی جلدی جلدی وہاں گئے اور ان کے اموال کو جمع کرنا شروع کر دیا وہ پہلا مال غنیمت تھا جو بنو عبدالمطلب کو ملا۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں شکر ادا کرتے ہوئے حضرت عبدالمطلب نے کہا:

اَنْتَ مَنَعْتَ الْجَيْشَ وَالْاَفْيَالَا　　وَقَدْ رَعَوْا بِمَكَّةَ الْاَجْبَالَا

''اے پروردگار! تو نے روک دیا لشکر کو اور ہاتھیوں کو حالانکہ انہوں نے تمام پہاڑوں (کے گھاس) کو چر لیا تھا۔

وَقَدْ خَشِيْنَا مِنْهُمُ الْقِتَالَا　　وَكُلُّ اَمْرٍ لَّهُمْ مُفْضَالَا

ہمیں ان سے جنگ و جدل کا خوف تھا ان کے لئے ہر معاملہ جدا جدا تھا۔''

اس پوری حکایت میں رسول مکرم ﷺ کی نبوت اور رسالت کی علامت یہ ہے کہ آپ ﷺ اس وقت اپنی والدۂ ماجدہ کے بطن مبارک میں تھے۔ آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ مکہ مکرمہ میں ہی سکونت پذیر تھیں اس واقعہ کے پچاس دن بعد آپ ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی اس وقت آپ ﷺ کے والد ماجد انتقال فرما چکے تھے آپ ﷺ 12 ربیع الاول بروز سوموار کو اس جہان رنگ و بو میں تشریف لائے۔ اس وقت ''روم'' کے مہینوں میں بیسواں مہینہ ''شباط'' تھا اور ہرمز بن انور کی حکومت کا بارہواں سال تھا۔ ابو جعفر طبری نے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی ولادت ملک انوشیروان کے بیالیسویں سال میں ہوئی۔ اس واقعہ میں دو وجہ سے حضور اکرم ﷺ کی نبوت کی علامات ہیں:

1۔ اگر ابرہہ اور اس کا لشکر کامیاب ہو جاتے تو وہ یقیناً تمام لوگوں کو قیدی بنا لیتے لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کا تحفظ فرماتے ہوئے ان تمام کو ہلاک کر دیا تاکہ آپ ﷺ کو حمل کی حالت اور بچپن میں ہی قید و بند کی مصیبتیں نہ برداشت کرنا پڑیں۔

2۔ قریش اس قابل نہ تھے کہ لشکر جرار اور ہاتھیوں سے ان کا دفاع کیا جاتا وہ اہل کتاب میں سے نہ تھے بلکہ ان میں سے کچھ بت پرستی کرتے تھے کچھ زندیق تھے اور کچھ قیامت کے منکر تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کا دفاع اس لئے کیا کیونکہ اس نے اس مقام سے دین اسلام کے ظہور کا ارادہ کیا ہوا تھا۔ اس واقعہ کو نبوت کی علامت بنانا تھا نیز اس میں کعبہ معظمہ کی عظمت کا بھی اظہار ہوتا ہے تاکہ اس کو مسلمانوں کا قبلہ اور حج کی ادائیگی کے لئے منسک بنایا جائے۔

جب یہ واقعہ پورے عرب میں مشہور ہوا تو ان کے دل میں بیت اللہ کی دھاک بیٹھ گئی۔ انہوں نے اس کی عظمت کا اعتراف کر لیا ان کے دلوں میں اس کی حرمت زیادہ ہوئی وہ قریش کی اطاعت کرنے لگے لوگ کہا کرتے تھے ''یہ اللہ والے لوگ ہیں وہ ان کے ساتھ مل کر جنگ کرتے اور دشمن کی ہر تدبیر کو خاک میں ملا دیتے۔ ان کے دلوں میں قریش کا احترام زیادہ ہو گیا۔''

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

''اے مولا! بے شک ہر انسان اپنے گھر کی حفاظت کرتا ہے تو بھی اپنے گھر کی حفاظت فرما۔

لَا يَغْلِبَنَّ صَلِيْبُهُمْ وَمَحَالُهُمْ اَبَدًا مَحَالَكَ

ان کی صلیب غالب نہ آجائے اور نہ ہی ان کی قدرت تیری قدرت پر غالب آئے۔

اِنْ كُنْتَ تَارِكَهُمْ وَكَعْبَتَنَا فَاَمْرٌ مَا بَدَا لَكَ

اگر تو نے انہیں چھوڑ دیا اور ہمارے کعبہ کو چھوڑ دیا تو پھر امر وہی ہے جو تیری طرف سے ظاہر ہو۔

اِسْمَعْ بَاَرْجَسِ مَنْ اَرَا دُوا الْغَزْوَ وَانْتَهَكُوْا حِلَالَكَ

ان لوگوں کے چلنے کی آواز کو سن جو جنگ کا ارادہ رکھتے ہیں اور تیرے گھر کو تباہ کرنا چاہتے ہیں۔

فَلَئِنْ فَعَلْتَ فَاِنَّهٗ اَمْرٌ تَتِمُّ بِهٖ فِعَالُكَ

اللہ کی قسم! اگر تو نے یہ کام کر دیا تو پھر یہ ایسا امر ہوگا جس سے تیرے افعال مکمل ہوں گے۔

جَرُّوْا جَمِيْعَ بِلَادِهِمْ وَالْفِيْلَ كَيْ يَسْبُوْا عِيَالَكَ

وہ اپنے تمام شہروں سے آئے ہیں ان کے ساتھ ان کے ہاتھی بھی ہیں تا کہ وہ تیرے بندوں کو قیدی بنائیں۔''

لشکر جرار منیٰ کے راستہ سے مکہ کی طرف آیا ہاتھی ان کے ساتھ تھے جبکہ انہیں کعبہ مشرفہ کی طرف لے جایا جاتا تو وہ انکار کر دیتے اس سمت نہ جاتے جب انہیں دوسری سمت لے جاتے تو وہ چل پڑتے۔ ابوطیب ابن مسعود نے اسی کے بارے میں کہا ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ حضرت عبدالمطلب کے اشعار ہیں:

اِنَّ آيَاتِ رَبِّنَا سَاطِعَاتٌ مَا يُمَارِيْ بِهِنَّ اِلَّا الْكَفُوْرُ

''ہمارے رب کی نشانیاں بہت وسیع ہیں اور کافر کے علاوہ ان میں کوئی بھی شک کرنے والا نہیں۔

حُبِسَ الْفِيْلُ بِالْمُغَمَّسِ حَتّٰى مَرَّ يَعْوِيْ كَاَنَّهٗ مَعْقُوْرٌ

ہاتھی کو قید کر دیا گیا۔ وہ یوں کانپتے ہوئے گزر رہا تھا گویا کہ اس کی کونچیں کاٹی گئی تھیں۔''

اہل مکہ نے چھوٹے چھوٹے پرندوں کو دیکھا جو سمندر کی طرف سے آئے تھے حضرت عبدالمطلب نے فرمایا کہ یہ پرندے ہماری زمین میں پہلی مرتبہ آئے ہیں نہ ہی یہ نجد کے پرندے ہیں اور نہ ہی تہامہ اور حجاز کے پرندے ہیں۔ وہ پرندے ''یَعَاسِیْب'' کے مشابہ تھے ان کی چونچوں میں اور ان کے پاؤں میں سنگریزے تھے۔ جب وہ ابرہہ کی قوم کے عین سروں پر آئے تو انہوں نے وہ سنگریزے برسانا شروع کر دیئے حتیٰ کہ وہ تمام ہلاک ہو گئے۔ ابرہہ اپنی قوم کو چھوڑ کر بھاگ گیا وہ یمن لوٹ آیا راستہ میں اس کو موت نے آلیا اس کے جسم سے ایک ایک عضو کٹ کٹ کر گرنے لگا حتیٰ کہ وہ ہلاک ہو گیا۔ جب قوم ابرہہ ہلاک ہوگئی اور لوگوں نے ان کے حالات سے آگاہی حاصل کرنا چاہی تو حضرت عبدالمطلب نے درج ذیل اشعار پڑھے:

يَا رَبِّ لَا نَرْجُوْ لَهُمْ سِوَاكَا يَا رَبِّ فَامْنَعْ مِنْهُمْ حِمَاكَا

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اقدس میں تھیں لیکن رحمۃ للعالمین ﷺ نے ان تمام کو معاف کر دیا ان شہر مبارک میں حضور ﷺ کا قبضہ ہونا پھر آپ ﷺ کے وصال کے بعد اس شہر پر آپ کی امت کا قبضہ ہونا آپ ﷺ کی نبوت کی ایک عظیم نشانی ہے بلا شبہ اللہ تعالیٰ نے ہر اس شخص سے مکہ معظمہ کا دفاع کیا جس نے مکہ کی بے حرمتی اور اہل مکہ کی ہلاکت کا ارادہ کیا پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول مکرم ﷺ اور آپ کی امت کو اس پر تسلط عطا فرمایا جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے مکہ سے ہاتھیوں کو تو روکا لیکن اپنے رسول مکرم ﷺ اور مؤمنین کو اس پر تسلط عطا فرمایا۔''

بلا شبہ آپ ﷺ نے اور آپ کی امت نے اس مقدس گھر کی تعظیم، تکریم اور احترام کا ارادہ فرمایا تھا۔ اسی وجہ سے فتح مکہ کے دن جس شخص نے یہ کہا کہ'' آج کعبہ حلال ہو گیا ہے آپ ﷺ نے اسے ایسا کہنے سے روک دیا اور فرمایا آج کعبہ کو عظمت نصیب ہوئی ہے۔'' عہد جاہلیت میں لوگوں نے حضرات ابراہیم اور اسماعیل علیہما السلام کے دین کو تبدیل کر دیا تھا۔ انہوں نے وہاں شرک کی ابتداء کی اور حج کے کچھ مناسک کو تبدیل کر دیا اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ اور آپ کی امت کو مکہ پر تسلط عطا فرمایا انہوں نے ان تمام نجاستوں سے کعبہ کو پاک کیا اور حج کو دین ابراہیمی کے مطابق ادا کیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہی تھے جنہوں نے اپنے بیٹے کے ہمراہ بیت اللہ کو تعمیر کرتے ہوئے آپ ﷺ کے لئے دعا کی تھی کہ اللہ تعالیٰ ان اہل عرب میں ایسا رسول بھیجے جو انہیں میں سے ہو، ان پر اللہ کی آیات کو تلاوت کرے، ان کے نفوس کو پاک کرے اور انہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دے۔ اللہ تعالیٰ نے اہل عرب میں اولاد اسماعیل میں سے حضرت محمد ﷺ کو مبعوث کیا جو مذکورہ بالا تمام اوصاف سے متصف تھے انہوں نے بیت اللہ اور اس کے ماحول کو شرک کی آلودگیوں سے پاک کیا اور تمام معاملات کو توحید اور دین ابراہیمی کی طرف لوٹا دیا جس کے لئے بیت اللہ کی تعمیر ہوئی تھی جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَ اِذْ بَوَّاْنَا لِاِبْرٰهِیْمَ مَكَانَ الْبَیْتِ اَنْ لَّا تُشْرِكْ بِیْ شَیْــٴًـا وَّ طَهِّرْ بَیْتِیَ لِلطَّآىٕفِیْنَ وَ الْقَآىٕمِیْنَ وَ الرُّكَّعِ السُّجُوْدِ﴿۲۶﴾ (الحج:26) ''اور یاد کرو جب ہم نے مقرر کر دی ابراہیم کے لئے اس گھر کے (تعمیر کرنے) کی جگہ اور حکم دیا کہ شریک نہ ٹھہرانا میرے ساتھ کسی چیز کو اور صاف ستھرا رکھنا میرے گھر کو طواف کرنے والوں، قیام کرنے والوں اور رکوع وسجود کرنے والوں کے لئے۔''

پھر اس کے بعد قرامطہ کا بیت اللہ پر تسلط ہونا یہ لوگوں کو ان کے گناہوں کی سزا تھی اور قرامطہ نے نہ ہی اس کو گرانے کا قصد کیا اور نہ ہی لوگوں کو حج کرنے سے روکا۔ جیسا کہ اصحاب فیل کا ارادہ تھا۔ اگرچہ قرامطہ حجر اسود کو اپنے ساتھ لے گئے تھے اور دروازہ کو بھی اپنے ہمراہ لے گئے تھے انہوں نے حجاج کرام کو قتل کیا اور ان کا مال ان سے چھین لیا لیکن وہ بھی لوگوں کو مکمل طور پر حج کرنے سے منع نہ کر سکے نہ ہی تمام بیت اللہ کو گرانے پر قادر ہوئے۔ جس طرح کہ اصحاب فیل نے ارادہ کیا تھا پھر اللہ تعالیٰ نے انہیں ذلیل کر دیا انہیں ہلاکت اور تباہی کے گڑھے میں پھینک دیا لیکن بیت اللہ اپنی حالت پر باقی رہا۔ لوگ اس کی تعظیم اور زیارت کرتے رہے حج اور عمرہ کی ادائیگی ہوتی رہی۔ اس کی طرف منہ کر کے نماز ادا ہوتی رہی اور الحمد للہ ان میں سے کسی چیز میں بھی کمی واقع نہ ہوئی قرامطہ کا زیادہ سے زیادہ عمل یہ تھا کہ انہوں نے عراق کے حجاج کرام کو خوف زدہ کیا اور کچھ سالوں کے لئے وہ حج ادا نہ کر سکے لیکن پھر انہوں نے حج ادا کرنا شروع کر دیا۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اس ہاتھی کی کیفیت یہ تھی کہ وہ ہر باغی سے جنگ کرتا اور ہر سرکش کو سزا دیتا وہ حضور اکرم ﷺ کے نبوت کے زمانہ میں بھی زندہ رہا۔ آپ ﷺ کی ہجرت کے بعد بہت سے لوگ ہاتھی اور ابابیل کو دیکھا کرتے تھے۔ ان میں سے حکیم بن حزام، حویطب بن عبدالعزی اور نوفل بن معاویہ وغیرہ ہیں۔ اصحاب فیل کی داستان اختتام پذیر ہوئی تمام تفاسیر اور سیرت کی کتب میں یہ واقعہ مذکور ہے لیکن ان کے الفاظ اور عبارات میں تھوڑا بہت فرق ہے اور میں نے یہ واقعہ اس لئے نقل کیا ہے کیونکہ اس میں رسالت مصطفیٰ ﷺ کی بہت سی علامات ہیں۔

علامہ حافظ ابن رجب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''لطائف المعارف'' میں بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ 12 ربیع الاول سوموار کے دن پیدا ہوئے اور ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کا بھی یہی قول ہے آپ ﷺ کی ولادت کس سال میں ہوئی؟ اکثر علماء کا قول ہے کہ آپ ﷺ کی ولادت ''عام الفیل'' میں ہوئی اور مشہور یہی ہے کہ سرور کائنات ﷺ اس واقعہ کے پچاس دن بعد اس دنیا میں تشریف لائے اور یہ واقعہ آپ ﷺ کی نبوت، رسالت اور بعثت کی ایک بہت بڑی نشانی ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصْحٰبِ الْفِيْلِ ۝ اَلَمْ يَجْعَلْ كَيْدَهُمْ فِيْ تَضْلِيْلٍ ۝ وَّ اَرْسَلَ عَلَيْهِمْ طَيْرًا اَبَابِيْلَ ۝ تَرْمِيْهِمْ بِحِجَارَةٍ مِّنْ سِجِّيْلٍ ۝ فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ مَّاْكُوْلٍ ۝ (الفیل: 1-5)

''کیا آپ نے ملاحظہ نہیں کیا کہ آپ کے رب نے ہاتھی والوں کے ساتھ کیسا سلوک کیا کیا اللہ تعالیٰ نے ان کے مکروفریب کو ناکام نہیں بنا دیا اور (وہ یوں کہ) بھیجا ان پر ہر سمت سے پرندے ڈاروں کے ڈار جو برساتے تھے ان پر کنکر کی پتھریاں پس بنا ڈالا ان کو جیسے کھایا ہوا بھوسہ۔''

اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصْحٰبِ الْفِيْلِ یہ جملہ سوالیہ ہے اس کا مطلب مخاطب کو یہ واقعہ یاد کروانا ہے۔ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ واقعہ ان کے درمیان مشہور تھا وہ اسے جانتے تھے۔ بالخصوص قریش اس سے ضرور آگاہ تھے۔ لوگوں کو اس واقعہ کی خبر تھی وہ اس کے بارے میں عمدہ اشعار کہا کرتے تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے ان فیل بانوں کو مکہ میں دیکھا تھا وہ اندھے ہو گئے تھے اور گداگری کیا کرتے تھے۔ یہ واقعہ مکہ اور بیت اللہ کی عظمت اور احترام پر دلالت کرتا ہے حضور اکرم ﷺ کی ولادت باسعادت اس واقعہ کے فوراً بعد ہوئی اس لئے یہ آپ ﷺ کی نبوت اور رسالت کی بھی دلیل ہے۔ حضور اکرم ﷺ کو بیت اللہ کی تعظیم کے لئے مبعوث کیا گیا یہ آپ ﷺ کا اور آپ کی امت کا قبلہ اور حج کا منسک ہے یہ شہر مبارک آپ ﷺ کا وطن اور جائے پیدائش ہے جب آپ ﷺ نے اپنی قوم کو اسلام کی دعوت دی تو انہوں نے اس دعوت کو رد کر دیا آپ ﷺ کو مجبوراً مکہ معظمہ چھوڑنا پڑا کیونکہ مکہ میں آپ ﷺ کو اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام کو بہت سی اذیتیں برداشت کرنا پڑتی تھیں۔ پھر اللہ کی مدد سے مکہ فتح ہوا۔ حضور اکرم ﷺ فاتحانہ شان سے مکہ میں داخل ہوئے آپ ﷺ اس وقت نہ صرف اس بلد امین کے مالک تھے بلکہ لوگوں کی گردنیں بھی آپ ﷺ کے دست

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

''ہم اس بچے کی وجہ سے ہلاک ہو گئے ہیں جن کے نور سے زمین کے تمام کونے شرق و غرب منور ہو گئے۔''

کعبہ شریف حضور ﷺ کی ولادت کی خوشی میں جھومنے لگا۔ تین دن اور تین رات تک وہ پرسکون حالت میں نہ ہوا یہ پہلی علامت تھی جس کو قریش نے حضور ﷺ کی ولادت کے وقت دیکھا تھا۔ ایوان کسریٰ میں اضطراب پیدا ہوا اور اس میں دراڑیں پڑ گئیں۔ حالانکہ یہ عمارت انتہائی مستحکم بنیادوں پر تعمیر کی گئی تھی اس میں ہتھوڑوں سے کوئی بھی کام نہیں کیا گیا تھا۔ اس میں ایک بلند آواز پیدا ہوئی اس کے چودہ کنگرے گر پڑے۔ یہ واقعہ اس وجہ سے رونما نہ ہوا تھا کہ اس عمارت میں کوئی خلل تھا بلکہ اللہ تعالیٰ نے ارادہ فرمایا کہ یہ میرے نبی مکرم ﷺ کی نبوت کی نشانی ہو جائے جو سطح زمین پر برقرار رہے۔ روایت کیا جاتا ہے کہ جب ہارون الرشید نے ایوان کسریٰ کو گرانے کا ارادہ کیا تو اس کو یحییٰ بن خالد برمکی نے کہا اے امیر المومنین! اس عمارت کو نہ گراؤ یہ اسلام کی نشانی ہے اسی رات فارس کے آتش کدے کی آگ بجھ گئی حالانکہ اس کو جلانے والے خدام ہمہ وقت وہاں موجود تھے۔ فارس سے ایک آدمی نے کسریٰ کو لکھا'' اس رات آتش کدے بجھ گئے تھے جبکہ اس سے پہلے ایک ہزار سال سے یہ آتش کدے مسلسل شعلہ زن تھے۔'' اس رات جب محمد ﷺ اس کائنات میں تشریف لائے بحیرہ ساوہ خشک ہو گیا اس کی وسعتوں کے باوجود اس کی کیفیت یہ تھی کہ اس میں پانی کا نشان تک نہ تھا اس سے پہلے باب میں موبذان کے خواب کو نقل کیا جا چکا ہے۔

مواہب میں امام بیہقی، صابونی، خطیب اور ابن عساکر رحمہم اللہ تعالیٰ نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور اکرم ﷺ سے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم جس چیز نے مجھے اسلام لانے کی طرف ترغیب دی اور آپ ﷺ کی نبوت کی صداقت کی طرف اشارہ کیا وہ یہ واقعہ ہے کہ میں نے دیکھا کہ آپ پنگھوڑے میں لیٹے ہوئے ہیں اور چاند سے سرگوشیاں کر رہے ہیں جس طرف آپ ﷺ چاند کو اشارہ فرماتے ہیں چاند اسی طرف مائل ہو جاتا ہے حضور ﷺ نے فرمایا میں چاند سے گفتگو کیا کرتا تھا وہ مجھ سے محو کلام ہوتا تھا وہ مجھے رونے سے روکتا تھا اور جب وہ عرش کے نیچے سجدہ کرتا تھا تو میں اس کی پیشانی کی آواز کو سنتا تھا۔

فتح الباری میں ہے کہ جب آپ ﷺ پیدا ہوئے تو آپ نے گفتگو کی۔ ابن سبع رحمۃ اللہ علیہ کے خصائص میں ذکر کیا ہے کہ آپ ﷺ کے پنگھوڑے کو ملائکہ حرکت دیتے تھے۔ جب آپ ﷺ کے دادا جان نے آپ ﷺ کا نام محمد (فداہ روحی) ﷺ رکھا۔ تو لوگوں نے کہا کہ اس بچے کا نام ''محمد'' آپ نے کیوں رکھا ہے حالانکہ یہ نام آپ ﷺ کے آباء و اجداد میں کسی آدمی کا نہیں ہے اور نہ ہی آپ کی قوم میں سے کسی فرد کا یہ نام ہے حضرت عبدالمطلب نے کہا'' میں امید کرتا ہوں کہ زمین و آسمان میں اس بچے کی تعریف کی جائے گی۔''

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اللہ تعالیٰ جس طرح چاہتا ہے اپنے بندوں کے امتحان لیتا رہتا ہے ان کو ابتلاء اور مصائب میں مبتلا کرتا رہتا ہے لیکن اس کا دین ہمیشہ قائم اور محفوظ رہتا ہے امت محمدیہ کو ذلیل کرنے والا اپنے مقاصد میں کامیابی حاصل نہیں کر سکے گا حتیٰ کہ اللہ کا امر آجائے گا جیسا کہ ارشاد ربانی ہے:

يُرِيدُونَ أَنْ يُطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَيَأْبَى اللَّهُ إِلَّا أَنْ يُتِمَّ نُورَهُ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ ۝٣٢ هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ ۝٣٣ (التوبہ:33-32)

"یہ (نادان) چاہتے ہیں کہ بجھا دیں اللہ کے نور کو اپنی پھونکوں سے لیکن اللہ اپنے نور کو کمال تک پہنچا کر رہے گا خواہ سخت ناپسند کریں اس کو کافر وہی تو ہے جس نے بھیجا ہے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ تاکہ وہ غالب کر دے اسے سب دینوں پر خواہ سخت ناپسند کریں اس کو مشرک۔"

حضور مکرم ﷺ نے خبر دی ہے کہ "یاجوج اور ماجوج کے خروج کے بعد بھی اس مقدس گھر کا حج اور عمرہ ہوتا رہے گا۔ اس کی کیفیت یہی رہے گی حتیٰ کہ حبشہ کے لوگ اس میں فساد بپا کریں گے۔ حجر اسود کو سمندر میں پھینک دیں گے اس کے بعد اللہ تعالیٰ ایک خوشگوار ہوا بھیجے گا جو تمام مومنین کی روحوں کو قبض کرے گی زمین پر کوئی مومن نہیں رہے گا قرآن اور دیگر صحائف سینوں سے نکال لئے جائیں گے۔ زمین پر نہ قرآن رہے گا نہ ہی ایمان، اور نہ ہی کوئی اور بھلائی کی چیز زمین پر رہے گی۔ اس کے بعد قیامت قائم ہوگی۔ قیامت ان لوگوں پر قائم ہوگی جو تمام لوگوں سے برے ہوں گے۔" ابن رجب رحمۃ اللہ علیہ کا کلام ختم ہو گیا۔

سیرۃ نبویہ میں موجود ہے کہ حضور ﷺ کے حمل اور آپ کی ولادت کے وقت تمام بت منہ کے بل گر پڑے تھے حضرت عبدالمطلب سے روایت ہے "میں اس وقت کعبہ میں موجود تھا میں نے بتوں کو اپنی اپنی جگہوں سے گرے ہوئے دیکھا وہ سجدہ ریز تھے میں نے کعبہ کی دیواروں سے سنا کوئی کہنے والا کہہ رہا تھا "مصطفیٰ مختار ﷺ کی ولادت ہوگئی ہے جن کے دست اقدس سے کفار ہلاک ہوں گے وہ بیت اللہ کو بتوں سے پاک کر دیں گے اور "**الملک العلّام**" (اللہ تعالیٰ) کی عبادت کا حکم دیں گے۔

قریش کے کچھ لوگ جن میں ورقہ بن نوفل، زید بن عمرو اور عبداللہ بن جحش شامل تھے ایک بت کے پاس جمع ہوئے۔ جس رات سرور کائنات کی ولادت باسعادت ہوئی انہوں نے اس بت کو منہ کے بل گرے ہوئے دیکھا۔ انہوں نے اس بت کو پکڑ کر پہلی حالت پر کھڑا کر دیا لیکن وہ پھر منہ کے بل گر پڑا انہوں نے تیسری مرتبہ کھڑا کیا تو پھر اس بت کی یہی کیفیت ہوئی انہوں نے اس واقعہ کو بڑا عجیب سمجھا ایک شخص نے بت کو مخاطب کر کے کچھ اشعار پڑھے جن میں اس کی اس کیفیت پر تعجب کا اظہار کیا گیا تھا اور اس سے اس کے گرنے کا سبب معلوم کیا گیا تھا انہوں نے اس بت کے پیٹ سے بلند آواز سے یہ شعر سنا:

نُرْدِي لِمَوْلُودٍ أَنَارَتْ بِنُورِهِ جَمِيعُ فِجَاجِ الْأَرْضِ بِالشَّرْقِ وَالْغَرْبِ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ابتدائی دنوں تک وہاں پہنچ جاتے بادشاہ وہاں بہت سے لکڑی کے قبے بنواتا ہر قبہ کی تین یا چار منزلیں ہوتیں وہ اسی قسم کے تقریباً بیس قبے تعمیر کرواتا ایک قبہ (گنبد) بادشاہ کے لئے ہوتا اور باقی تمام امراء اور وزراء کے لئے ایک ایک قبہ ہوتا یکم صفر کو یہ قبے مختلف اشیاء سے سجا دیئے جاتے اور ہر قبہ میں مختلف طبقوں کے لوگوں کو بٹھا دیا جاتا۔ ان ایام میں لوگوں کی معاشی تنگ ودو ختم ہو جاتی۔ ان کی تنگدستی اور غربت مٹ جاتی۔ یہ گنبد ''باب قلعہ'' سے لے کر ''باب خانقاہ'' تک ایک میدان میں نصب کئے جاتے۔ شاہ مظفر الدین ہر روز عصر کی نماز کے بعد وہاں آتا وہ ہر ایک قبہ میں جاتا وہ ہر ایک کے خیالات کو سنتا اور ان کے وہ اعمال دیکھتا جو وہ اپنے اپنے گنبدوں میں کرتے پھر وہ ''خانقاہ'' میں رات بسر کرتا اور وہاں سماع سنتا پھر فجر کی نماز کے بعد وہ شکار کے لئے نکل جاتا اور ظہر کی نماز سے پہلے وہ اس قلعہ میں واپس آجاتا۔ 12/ربیع الاول تک ہر روز اس کا یہی معمول ہوتا تھا کیونکہ میلاد شریف کی تاریخ میں اختلاف ہے اس لئے وہ ایک سال مہینے کی آٹھ تاریخ کو میلاد مناتا تھا اور دوسرے سال مہینے کی 12/تاریخ کو میلاد مناتا تھا۔ میلاد شریف سے دو دن قبل وہ لاتعداد اونٹ، گائیں اور بھیڑیں باہر لے جاتے اور اس کے ساتھ ڈھول وغیرہ بھی لے جاتے۔ حتیٰ کہ وہ ایک میدان میں پہنچ آتے وہ اونٹ، گائیں اور بھیڑوں کو ذبح کرنا شروع کر دیتے۔ پھر مختلف قسم کے کھانے پکاتے۔ بادشاہ میلاد شریف کی رات کو سماع سنتا وہ مغرب کی نماز قلعہ میں ادا کرتا۔ پھر وہ قلعہ سے واپس آتا تو اس کے سامنے بہت سی روشن مشعلیں ہوتی تھیں اور ان میں دو یا چار شمعیں بہت بڑی ہوتی تھیں (تعداد میں مصنف کو شک ہے) جن کا نام ''الشموع المؤکبیہ'' ہوتا ہر شمع کو علیحدہ علیحدہ خچر پر اٹھایا جاتا اس کے پیچھے ایک آدمی سوار ہوتا جو اس شمع کو سہارا دیتا۔ یہ خچر کی کمر کے ساتھ بندھی ہوئی ہوتی حتیٰ کہ یہ جلوس خانقاہ تک پہنچ کر ختم ہو جاتا۔ جب میلاد شریف کے مبارک دن کی صبح ہوتی تو بادشاہ قلعہ سے لے کر خانقاہ تک صوفیاء کو تحائف پیش کرتا صوفیاء میں سے ہر شخص کے ہاتھ میں ایک کپڑے کا تھیلا ہوتا۔ وہ قطار میں ہوتے تھے بادشاہ ان صوفیاء کو اتنے زیادہ تحائف اور عطیات دیتا جن کو میں شمار نہیں کر سکتا۔ خانقاہ کے پاس آکر بادشاہ سواری سے اترتا وہاں امراء، رؤساء اور بہت سے لوگ جمع ہوتے۔ مقررین کے لئے ایک سٹیج بنا دیا جاتا۔ بادشاہ مظفر الدین کے لئے وہاں لکڑی کا ایک محل نصب کر دیا جاتا۔ اس کی بہت سی کھڑکیاں ہوتی تھیں کچھ کھڑکیاں اس جانب ہوتیں جہاں عوام الناس اور مقررین کے لئے سٹیج ہوتا اور کچھ کھڑکیاں میدان کی طرف ہوتی تھیں وہاں ایک بہت وسیع میدان تھا وہاں اس کا لشکر جمع ہوتا۔ سارا دن وہ لشکر بادشاہ کے سامنے سے گزرتا رہتا کبھی وہ بادشاہ اپنی فوج کی پریڈ کو دیکھتا اور کبھی مقررین اور لوگوں کی طرف نظر کرتا حتیٰ کہ فوج پریڈ ختم کر دیتی۔ پھر فقراء کیلئے دسترخوان بچھائے جاتے۔ ایک عام دسترخوان بچھایا جاتا جس پر بہت سا کھانا رکھا جاتا۔ دوسرا دسترخوان خانقاہ میں بچھایا جاتا یہ ان لوگوں کے لئے ہوتا تھا جو سٹیج کے پاس جمع ہوتے۔ جب تک فوج پریڈ کرتی رہتی اور مقررین تقریریں کرتے رہتے بادشاہ فقہاء، مقررین، قراء اور شعراء میں ایک ایک آدمی کو بلاتا اور ہر ایک کو لباس فاخرہ عطا کرتا حتیٰ کہ بادشاہ دوبارہ اپنی جگہ پر آجاتا جب یہ تقریب ختم ہو جاتی تمام لوگ دسترخوان پر آجاتے جتنا کھانا کسی کے لئے اٹھانا ممکن ہوتا وہ اسے اٹھا کر گھر لے جاتا نماز عصر تک کھانا کھاتے رہتے بادشاہ یہ رات وہاں ہی گزارتا وہ صبح تک سماع سنتا رہتا۔ اس شہنشاہ مظفر الدین کا ہر سال میلاد منانے کا یہی

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فصل

میلاد النبی ﷺ کے منانے میں لوگوں کا اجماع

حضرت علامہ امام ابوشامہ رحمۃ اللہ علیہ جو امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کے استاذ ہیں وہ فرماتے ہیں "ہمارے زمانے کی اچھی ایجادوں میں وہ افعال ہیں جو ہر سال میلاد النبی ﷺ کے موقع پر کیے جاتے ہیں یعنی صدقات، بھلائی کے کام، خوشی اور زینت کا اظہار۔" اس میں فقراء پر احسان کرنے کے علاوہ اس بات کا بھی شعور ملتا ہے کہ میلاد کرنے والے کے دل میں نبی کریم ﷺ کی محبت اور تعظیم موجود ہے وہ اللہ تعالیٰ کے اس شکریہ کو ادا کر رہا ہے جو اس نے رحمۃ للعالمین کو پیدا فرما کر ہم پر احسان فرمایا ہے۔ حضرت علامہ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "قرون ثلاثہ کے بعد دنیا کے کونے کونے اور مختلف ممالک میں بسنے والے تمام اہل اسلام ہمیشہ سے ربیع الاول کے مہینے میں میلاد کی یاد مناتے ہیں اس موقعہ پر وہ تمام نیک کام کرتے ہیں جو نیکی، خوشی اور محبت کا مظہر ہوتے ہیں وہ صدقات وخیرات کی تمام ممکنہ صورتیں بروئے کار لاتے ہیں میلاد کے چرچے کرتے ہیں جن کی برکات بہر حال ان پر ظاہر ہوتی رہتی ہیں۔

حضرت امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ہمیشہ سے اہل اسلام حضور ﷺ کی ولادت باسعادت کے مہینے میں محافل میلاد کا اہتمام کرتے آئے ہیں کھانا کھلاتے ہیں اور ربیع الاول کی راتوں میں صدقات وخیرات کی تمام ممکنہ صورتوں کو بروئے کار لاتے ہیں اظہار مسرت اور نیکیوں میں کثرت کرتے ہیں میلاد شریف کے چرچے کیے جاتے ہیں ہر مسلمان میلاد شریف کی برکات سے بہر حال فیض یاب ہوتا ہے۔ میلاد النبی ﷺ کی مجرب چیزوں میں سے یہ بھی ہے کہ جس سال میلاد منایا جائے وہ سال امن سے گزرتا ہے نیز یہ عمل نیک مقاصد اور دلی خواہشات کی فوری تکمیل میں بشارت ہے اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم فرمائے جس نے ماہ میلاد النبی کی راتوں کو بھی بطور عید منا کر اس کی شدت مرض میں اضافہ کیا جس کے دل میں بیماری ہے۔ اگر ہم یہاں شمس الدین بن خلکان رحمۃ اللہ علیہ کا بیان کردہ واقعہ لکھ دیں تو کوئی حرج نہیں ہوگا وہ اپنی کتاب میں اربل کے بادشاہ ابوسعید مظفر الدین کے جلسہ میلاد النبی ﷺ کے بارے میں لکھتے ہیں۔ حضرت العلام اس بادشاہ کی عمدہ سیرت اور صدقات وخیرات کرنے کی خوبی ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں "بادشاہ کا میلاد النبی ﷺ کا جلسہ اتنا عظیم الشان ہوتا تھا کہ اس کی کماحقہ تعریف نہیں کی جا سکتی۔ لیکن ہم اس کا کچھ نہ کچھ ذکر ضرور کرتے ہیں لوگوں نے اس بادشاہ کے عمدہ عقائد کے بارے میں سن رکھا تھا۔ ہر سال اربل کے قریبی شہر مثلاً بغداد، موصل، الجزیرہ نجار، نصیبین اور بلاد عجم کے لوگ اس کے پاس آتے۔ ان قریبی علاقوں کے بہت سے لوگ مثلاً فقہاء، صوفیاء، مقررین، قراء اور شعراء ماہ محرم سے لے کر ربیع الاول کے

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اس میں کسی قسم کی زیادتی نہ کی جائے یہ بدعت حسنہ ہے اس کے کرنے والے کو ثواب ملتا ہے کیونکہ اس میں حضور ﷺ کی قدر ومنزلت کی عظمت آشکارا ہوتی ہے میلاد مصطفیٰ ﷺ پر خوشی و مسرت کا اظہار ہوتا ہے سب سے پہلے جس نے اس فعل کو سر انجام دیا تھا وہ اربل کے بادشاہ مظفر ابو سعید کوکبری بن زین الدین علی تھے وہ ایک عظیم اور سخی بادشاہ تھے۔ اس کے آثار عمدہ تھے۔ انہوں نے ہی ''سفح قاسیون'' میں ''جامع مظفری'' کو آباد کیا تھا۔ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ وہ بادشاہ ربیع الاول میں میلاد شریف منایا کرتے تھے اور بہت بڑے جلسے کا اہتمام کرتے تھے۔ وہ زیرک، دانا، بہادر اور مرد میدان تھے ان کا عہد حکومت کافی طویل تھا انہوں نے 630ھ میں اس وقت وفات پائی جب انہوں نے ''عکہ'' کا محاصرہ کر رکھا تھا عکہ پر پہلے صلیبیوں کا قبضہ تھا۔ اس کا ظاہر اور باطن بڑا پسندیدہ تھا۔

سبط ابن الجوزی نے اس شخص کی بات کو ذکر کیا ہے جو بادشاہ مظفر کی میلاد النبی کی ایک محفل میں شریک تھا وہ کہتا ہے کہ میں نے بھیڑ اور بکریوں کے پانچ ہزار سر، دس ہزار مرغیاں، فرنی کے ایک لاکھ سکورے اور حلوے کے تیس ہزار طشت خود دیکھے جو علماء اور صوفیاء اس ضیافت میں شرکت کرتے بادشاہ مظفر انہیں خلعتیں پہناتے۔ ان کو انعامات سے نوازتے ظہر سے لے کر عصر تک محفل سماع منعقد کرواتے صوفیاء کے ساتھ بذات خود محو رقص ہو جاتے وہ ہر سال میلاد شریف پر تین لاکھ دینار صرف کرتے۔ مہمانوں کے لئے انہوں نے ''دار ضیافت'' بنا رکھا تھا مہمان جس سمت سے بھی آتے۔ ان کی مہمان نوازی کی جاتی شاہ مظفر ابو سعید اس دار ضیافت پر سالانہ ایک لاکھ دینار خرچ کرتے تھے۔ وہ فرنج سے ہر سال دو لاکھ دینار دے کر قیدیوں کو آزاد کراتے تھے۔ وہ حرمین شریفین پر اور حجاز کے راستہ میں پانی پر تیس ہزار دینار خرچ کرتے تھے۔ یہ تمام اخراجات ان کے باقی صدقات کے علاوہ تھے۔ ان کی زوجہ ربیعہ خاتون بنت ایوب جو کہ شاہ ناصر صلاح الدین کی بہن تھی وہ بیان کرتی ہے کہ شاہ ابو سعید کی قمیص موٹے کرداس کی ہوتی تھی جس کی قیمت پانچ دراہم سے زیادہ نہ ہوتی تھی۔ ان کی بیوی کہتی ہے کہ اس کے بارے میں میں ان سے ناراض ہوئی تو انہوں نے کہا کہ میں پانچ دراہم کا کپڑا پہن کر باقی صدقہ کر دوں اس سے کہیں بہتر ہے کہ میں قیمتی لباس پہن کر محتاج فقیر کو خالی ہاتھ واپس بھیج دوں۔

ابن خلکان حافظ ابو الخطاب ابن دحیہ رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب کے ترجمہ میں لکھتے ہیں کہ بہت سے علماء اور فضلاء مغرب سے آئے شام اور عراق سے ہوتے ہوئے اربل کے مقام تک پہنچے ان کا یہ سفر 604ھ میں تھا انہوں نے دیکھا کہ بادشاہ ابو سعید مظفر الدین بن زین الدین علی محفل میلاد کا اہتمام کر رہے تھے۔ ابن دحیہ علیہ الرحمۃ نے اس بادشاہ کے لئے ایک کتاب ''التَّنوِيرُ فِي مَوْلِدِ الْبَشِيرِ وَ النَّذِيرِ'' لکھی۔ بذات خود اسے بادشاہ کو پڑھ کر سنائی اور پھر بادشاہ نے انہیں ایک ہزار دینار انعام دیا۔ ہم سے سلطان نے وہ کتاب 625ھ میں چھ مجالس میں سنی۔ علامہ سیوطی کا کلام اختتام پذیر ہوا۔

پھر انہوں نے اس شخص کا رد کیا ہے جو یہ گمان کرتا ہے کہ میلاد منانا ''بدعت سیئہ'' ہے۔ انہوں نے کہا کہ شیخ الاسلام حافظ ابو الفضل ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ سے یہی سوال کیا گیا انہوں نے جواب دیا ''کہ اصل میں میلاد منانا بدعت ہے قرون ثلاثہ (پہلے تین ادوار) میں کسی بھی شخص سے یہ عمل منقول نہیں ہے لیکن اس بدعت میں بہت سے عمدہ اوصاف پائے جاتے ہیں۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

طریقہ تھا جب لوگ کھانے سے فارغ ہو جاتے اور ہر انسان جب گھر واپس آنے لگتا تو بادشاہ اسے درہم عطا کرتا۔ میں نے اس میلاد شریف کی تقریب کا خلاصہ بیان کیا ہے اگر تفصیل سے بیان کروں تو یہ طوالت کا سبب بن جائے گی۔ ابن خاکان رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت ختم ہوگئی۔

علامہ الشہاب احمد مقری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''نفح الطیب'' میں لکھا ہے:

''سلطان ابوحموموسیٰ جو تلمسان کا بادشاہ تھا وہ بھی عید میلاد النبی ﷺ کا عظیم الشان جشن منایا کرتے تھے جیسا کہ ان کے زمانہ میں اور ان سے قبل مغرب اقصیٰ اور اندلس کے سلاطین بھی میلاد منایا کرتے تھے سلطان کے اس جشن کی تفصیل حافظ سید ابوعبداللہ تونسی نے اپنی کتاب ''راح الارواح'' اور ''نظم الدرو العقیان'' میں بیان کی ہے حافظ صاحب نے لکھا ہے کہ شاہ تلمسان صاحب الرائے معززین کے مشورہ سے میلاد النبی ﷺ کی ایک عظیم الشان دعوت کا انتظام کرتے تھے جس میں ہر خاص و عام کو شرکت کی دعوت دی جاتی تھی۔ اس محفل میں اعلیٰ قسم کے قالینوں کا فرش اور خوب صورت پھولوں والی چادریں بچھائی جاتی تھیں۔ سنہرے غلافوں والے گاؤ تکیے لگائے جاتے تھے ستونوں کے برابر بڑے بڑے شمع دان روشن کئے جاتے تھے بڑے بڑے دستر خوان بچھائے جاتے تھے بڑے بڑے گول اور خوش نما نصب شدہ بخور دانوں میں بخور سلگایا جاتا تھا جو دیکھنے والوں کو پگھلایا ہوا سونا معلوم ہوتا تھا۔ پھر تمام سامعین کے سامنے انواع و اقسام کے کھانے چنے جاتے تھے ایسا معلوم ہوتا تھا گویا کہ موسم بہار میں مختلف رنگوں کے پھول کھلے ہوئے ہیں وہ کھانے ایسے ہوتے تھے جن کو دیکھ کر دل میں رغبت پیدا ہوتی تھی اور آنکھوں کو لذت ملتی تھی ان محفلوں میں اعلیٰ قسم کی خوشبوئیں بسائی جاتی تھیں۔ جن کی مہک سے فضا معطر ہو جاتی تھی مہمانوں کو حسب مراتب ترتیب وار بٹھایا جاتا تھا یہ ترتیب جشن کی مناسب سے دی جاتی تھی حاضرین پر عظمت نبوت کا جلال و وقار چھایا رہتا تھا۔ انعقاد محفل کے بعد سامعین آنحضرت ﷺ کے فضائل اور مناقب سنتے تھے پاکیزہ خیالات اور نصائح سنتے تھے جو انہیں گناہوں سے توبہ کی طرف راغب کرتے خطباء اپنے خطابات سے سامعین کے قلوب کو گرماتے اور انہیں لذت اندوز کرتے۔ اسی طرح تمام رات گزر جاتی بادشاہ تمام رات اسی محفل میں بیٹھا رہتا حتیٰ کہ نماز صبح کا وقت ہو جاتا بادشاہ کی سلطنت کے تمام شہروں میں اسی طرح میلاد مصطفیٰ ﷺ کی محفل کا انعقاد کیا جاتا۔ ہر محفل میں نعت پاک پڑھی جاتی۔

حضرت علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک رسالہ لکھا جس کا نام ''حسن المقصد فی عمل المولد'' رکھا گیا اسی رسالہ کو میں نے ان کی کتاب ''حاوی الفتاویٰ'' میں بھی دیکھا ہے۔ حضرت علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ لوگوں نے مجھ سے سوال کیا کہ ربیع الاول میں میلاد شریف کے منانے کی حیثیت کیا ہے؟ شرعی لحاظ سے اس کا کیا حکم ہے؟ کیا یہ فعل قابل ستائش ہے یا قابل مذمت ہے کیا اس کے کرنے والے کو ثواب ملے گا یا نہیں؟ میں نے اس کا جواب یہ دیا کہ میرے نزدیک میلاد شریف کا اصل عمل یہ ہے کہ لوگوں کیلئے ایک محفل کا انعقاد کیا جائے۔ اس میں حسب توفیق قرآن پاک کی تلاوت کی جائے۔ اس میں رسول اللہ ﷺ کی ولادت کے واقعات اور آپ ﷺ کے ابتدائی حالات بیان کئے جائیں پھر لوگوں کے لئے دستر خوان بچھایا جائے پھر کھانا کھانے کے بعد لوگ واپس آ جائیں

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

طرح حضور اکرم ﷺ اپنی ذات پر خود صلوٰۃ وسلام پڑھا کرتے تھے۔اس لئے ہمارے لئے بھی مستحب ہے کہ ہم بھی آپ ﷺ کے میلاد مبارک پر شکر کا اظہار کریں۔مجالس کا انعقاد کریں۔فقراء کو کھانا کھلائیں اور مسرت و شادمانی کا اظہار کریں۔

میں نے حضرت امام القراء حافظ شمس الدین ابن الجزری کی کتاب ''**عرف التعریف بالمولد الشریف**'' میں پڑھا ہے کہ ابولہب کو اس کی وفات کے بعد خواب میں دیکھا گیا اس سے پوچھا گیا کہ تیرا کیا حال ہے؟ اس نے جواب دیا کہ میں آگ میں جل رہا ہوں لیکن ہر سوموار کی رات کو میرے عذاب میں تخفیف کی جاتی ہے۔میری ان دو انگلیوں کے درمیان سے پانی جاری ہو جاتا ہے۔اس کی وجہ یہ ہے کہ میں نے ثویبہ کو اس وقت آزاد کر دیا تھا جب اس نے مجھے نبی مکرم ﷺ کی ولادت کی بشارت دی تھی اس نے آپ ﷺ کو دودھ بھی پلایا تھا۔پس وہ ابولہب جو کافر تھا جس کی مذمت میں قرآن پاک کی ایک پوری سورۃ نازل ہوئی جب اس کو حضور ﷺ کی ولادت پر خوشی منانے کی جزاء دی جاتی ہے تو پھر اس توحید پرست مسلمان کے متعلق تیرا کیا خیال ہے جس کا تعلق امت مسلمہ سے ہے وہ میلاد مصطفیٰ ﷺ کی محفل کا انعقاد کرتا ہے آپ ﷺ کی محبت میں حسب استطاعت مال خرچ کرتا ہے مجھے میری عمر کی قسم! اللہ کی طرف سے اس کو یہ جزاء ملے گی کہ وہ اس کو اپنے فضل سے جنات النعیم میں داخل فرمائے گا۔حضرت حافظ شمس الدین بن ناصر دمشقی نے اپنی کتاب ''**مورد الصادی فی مولد الھادی**'' میں لکھا ہے:

''یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ ابولہب نے جب حضور ﷺ کی ولادت کی خوشی میں ثویبہ کو آزاد کیا تھا تو سوموار کے دن اب بھی اس کے عذاب میں تخفیف ہوتی ہے'' پھر انہوں نے یہ اشعار لکھے:

اِذَا كَانَ هٰذَا كَافِرًا جَاءَ ذَمُّهٗ وَتَبَّتْ يَدَاهُ فِي الْجَحِيْمِ مُخَلَّدَا

''جب ابولہب جیسا کافر جس کا دائمی ٹھکانہ جہنم ہے اور جس کی مذمت میں قرآن مجید کی سورت ''تبت یدا'' نازل ہوئی۔

اَتٰى اَنَّهٗ فِيْ يَوْمِ الْاِثْنَيْنِ دَائِمًا يُخَفَّفُ عَنْهُ بِالسُّرُوْرِ بِاَحْمَدَا

باوجود اس کے جب سوموار کا دن آتا ہے تو حضور ﷺ کی ولادت کی خوشی کی وجہ سے ہمیشہ سے اس کے عذاب میں تخفیف کر دی جاتی ہے۔

فَمَا الظَّنُّ بِالْعَبْدِ الَّذِىْ طُوْلُ عُمْرِهٖ بِاَحْمَدَ مَسْرُوْرًا وَمَاتَ مُوَحِّدَا

پس کیا خیال ہے اس بندے کے بارے میں جس نے تمام عمر حضور ﷺ کی ولادت کی خوشی میں جشن منانے میں گزاری اور توحید کی حالت میں اسے موت آئی۔''

علامہ **الکمال الأدفوی** اپنی کتاب ''**الطائع السعید**'' میں ہمارے ایک دوست ناصر الدین محمود بن العماد کی حکایت بیان کرتے ہیں کہ ابوطیب محمد بن ابراہیم السبتی المالکی قوس کے رہنے والے تھے اور باعمل علماء سے تھے وہ اپنے دارالعلوم میں حضور ﷺ کی ولادت کے دن محفل منعقد کرتے اور مدرسہ میں چھٹی کرتے استاذ سے کہتے اے فقیہ! آج خوشی و مسرت کا دن ہے بچوں کو چھوڑ دو پس ہمیں چھوڑ دیا جاتا۔ان کا یہ عمل ان کے نزدیک میلاد کے اثبات اور اس کے جواز پر دلیل ہے یہ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جس آدمی نے میلاد شریف میں صرف اچھے اعمال کا ارتکاب کیا برے اعمال سے کنارہ کش رہا تو اس کی یہ بدعت "بدعت حسنہ" ہے اور جو آدمی ان برے افعال سے دامن نہ بچا سکا اس کے لئے یہ بدعت حسنہ نہیں ہے مجھے میلاد شریف کے بارے میں جو اصل دلیل کا علم ہوا ہے وہ حدیث ہے جس کو امام مسلم اور امام بخاری نے روایت کیا ہے کہ جب تاجدار مدینہ ﷺ مدینہ طیبہ میں تشریف لائے تو انہوں نے یہود کو عاشورہ کا روزہ رکھتے ہوئے دیکھا آپ ﷺ نے ان سے پوچھا: تم ایسا کیوں کرتے ہو؟ اس پر وہ عرض کناں ہوئے کہ اس دن اللہ تعالیٰ نے فرعون کو غرق کیا تھا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نجات عطا فرمائی ہم اللہ کی بارگاہ میں شکر ادا کرنے کے لئے اس دن کا روزہ رکھتے ہیں حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ہم تم سے زیادہ اس بات کے حق دار ہیں کہ ہم اس دن روزہ رکھیں جس دن حضرت موسیٰ کو نجات عطا ہوئی۔

اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ کسی معین دن میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے انعام ہونے پر یا کسی مصیبت کے ٹل جانے پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہئے اور ہر سال اس دن کی یاد تازہ کرنا بہتر ہے اللہ تعالیٰ کا شکر نماز، سجدہ، روزہ، صدقہ اور تلاوت قرآن پاک اور دیگر عبادات کے ذریعے سے بجالایا جا سکتا ہے۔ حضور ﷺ کی ولادت سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کی کون سی نعمت ہے اس لئے اس دن ضرور شکر ادا کرنا چاہئے۔ اس لئے چاہئے کہ ایک مسلمان اس معین دن کی جستجو کرے جس میں حضور ﷺ اس دنیا میں جلوہ افروز ہوئے تا کہ عاشورہ کے دن رونما ہونے والے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے واقعہ کے ساتھ مکمل مطابقت ہو جائے اگر کسی کو اس معین دن کا پتہ نہ چل سکے وہ میلاد مصطفیٰ ﷺ ربیع الاول کے مہینے کے کسی دن میں بھی منا سکتا ہے بلکہ علماء نے اس کو اور وسعت دی ہے وہ فرماتے ہیں کہ میلاد النبی ﷺ سال کے کسی بھی دن میں منایا جا سکتا ہے۔

یہ حدیث مبارک اس مبارک عمل کی اصل ہے جہاں تک اس میں کئے جانے والے اعمال کا تعلق ہے تو انسان کو چاہئے کہ ایسے اعمال کا ارتکاب کرے جن سے اللہ تعالیٰ کے شکر کی عکاسی ہو۔ اس دن تلاوت قرآن پاک، مساکین کو کھانا کھلانا اور وہ اعمال جن کا اوپر ذکر کیا جا چکا ہے سرانجام دینے چاہئیں اور اچھی نعتیں اور عمدہ تقاریر کی جانی چاہئیں جن سے دل اچھے اور آخرت کے اعمال کی طرف راغب ہوں جہاں تک سماع اور لعب ولہو کا تعلق ہے یہ اتنی مقدار میں ہوں کہ وہ مباح کی حد سے تجاوز نہ کریں تا کہ اس مبارک دن کے لئے خوشی اور سرور کا اظہار ہو۔ اتنی مقدار میں سماع اور کھیل وکود مانع نہیں لیکن اگر وہ سماع اور کھیل وکود حد مباح سے تجاوز کر کے مکروہ یا حرام کی حد میں شامل ہو جائیں یا وہ کام خلاف اولی ہو تو اس سے اجتناب کرنا چاہئے۔

حضرت امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے اس عمل مبارک کی ایک اور اصل بھی معلوم ہوئی ہے یہ وہ حدیث ہے جس کو امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے نبوت کے بعد اپنی طرف سے خود عقیقہ کیا تھا حالانکہ آپ کے جد امجد حضرت عبد المطلب نے آپ کی ولادت کے ساتویں دن آپ ﷺ کا عقیقہ کیا تھا عقیقہ ایک ایسا عمل ہے جس کو بار بار نہیں کیا جا سکتا ہم آپ ﷺ کے اس عمل مبارک کو اس پر محمول کریں گے کہ آپ ﷺ نے یہ عمل مبارک اللہ تعالیٰ کا شکر بجالانے کے لئے کیا تھا جس ذات نے آپ ﷺ کو نبوت کی نعمت سے نوازا۔ آپ ﷺ کو تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا اور آپ ﷺ کی امت کو ایک عظیم شریعت عطا فرمائی۔ جس

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

(آل عمران:164) ''یقیناً بڑا احسان فرمایا اللہ تعالیٰ نے مومنوں پر جب اس نے بھیجا ان میں ایک رسول انہیں میں سے۔''

اس میں ذرہ برابر بھی شک نہیں کہ اس امت مرحومہ میں حضور ﷺ کو مبعوث کرنے کی نعمت زمین، آسمان، سورج، چاند، ہوا اور لیل ونہار جیسی نعمتوں سے عظیم الشان ہے۔ یہ نعمتیں تو تمام بنی نوع انسان کے لئے ہیں۔ ان میں کافر بھی شامل ہیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسل کا انکار کیا اللہ کی نعمت کی ناشکری کی لیکن بعثت محمدی ﷺ وہ نعمت کبریٰ ہے جس سے دنیا اور آخرت کی مصلحتیں مکمل ہوگئیں۔ اسی کی وجہ سے اللہ کا وہ دین بھی مکمل ہوا جس کو اس نے اپنے بندوں کے لئے منتخب فرمایا۔ اس کی قبولیت ان کے لئے دنیا اور آخرت کی سعادت کا سبب ہے۔ اس دن، جس دن بندوں پر اللہ تعالیٰ عظیم احسان فرمائے، روزہ رکھنا اچھا عمل ہے گویا کہ یہ اچھا عمل اس دن ہونے والی نعمت کا شکر ادا کرنا ہے۔

عاشوراء کے دن کا روزہ بھی اسی وجہ سے رکھا جاتا ہے۔ اس دن حضرت نوح علیہ السلام کو غرق ہونے سے نجات ملی۔ اسی دن حضرت موسیٰ علیہ السلام اور آپ کی قوم نے فرعون سے نجات پائی اور فرعون کو سمندر میں ہلاک کیا گیا حضرت موسیٰ اور حضرت نوح علیہما السلام نے اس دن اللہ کا شکر یہ ادا کرتے ہوئے روزہ رکھا اور آپ ﷺ نے انبیاء کرام کی اتباع کرتے ہوئے اس دن روزہ رکھا اور آپ ﷺ نے یہودیوں سے فرمایا ہم تم سے زیادہ اس بات کے حق دار ہیں کہ ہم اس دن روزہ رکھیں جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے روزہ رکھا تھا۔ حضور اکرم ﷺ نے خود بھی روزہ رکھا اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کو بھی روزہ رکھنے کا حکم دیا۔

حضرت علامہ سید احمد دحلان رحمۃ اللہ علیہ ''السیرۃ النبویہ'' میں لکھتے ہیں ''لوگوں میں یہ اچھی عادت ہے کہ جب وہ حضور اکرم ﷺ کی ولادت کا ذکر سنتے ہیں تو وہ آپ ﷺ کی تعظیم کے لئے کھڑے ہو جاتے یہ قیام مستحب ہے کیونکہ اس میں نبی محترم ﷺ کی تعظیم ہے اور یہ عمل ان کثیر علمائے کرام نے کیا ہے جن کی لوگ پیروی کرتے ہیں۔''

امام حلبی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سیرت میں لکھا ہے ''بعض علماء فرماتے ہیں حضرت امام سبکی علیہ الرحمۃ وہ بلند پایہ ہستی ہیں جن کے پاس اس وقت کے علماء جمع ہوتے'' اور حضرت امام علامہ الصرصری کی نعت شریف کے مندرجہ ذیل اشعار پڑھتے:

قَلِيْلٌ لِمَدْحِ الْمُصْطَفٰى الْخَطُّ بِالذَّهَبِ   عَلٰى وَرَقٍ مَنْ خَطَّ اَحْسَنَ مِنْ كَتَبِ

''اس شخص کے کاغذ پر جو عمدہ کتابت کرتا ہے سونے کے ساتھ حضور ﷺ کی تعریف لکھنا بھی کم ہے۔

وَاَنْ تَنْهَضَ الْاَشْرَافُ عِنْدَ سِمَاعِهٖ   قِيَامًا صُفُوْفًا اَوْ جِثِيًّا عَلَى الرُّكَبِ

آپ ﷺ کی تعریف کو سن کر سرداروں کو صفوں میں کھڑا ہونا چاہئے یا گھٹنوں کے بل جھکنا چاہئے۔''

جب حضرت امام یہ اشعار پڑھتے تو آپ خود بھی قیام کرتے اور تمام اہل محفل بھی کھڑے ہو جاتے۔ بہت سے علماء نے حضور اکرم ﷺ کے میلاد شریف کے قصہ کو لکھا ہے۔ ان میں پرانے علماء بھی شامل ہیں اور نئے بھی۔ انہوں نے یہ قصہ مبارک نثر کی صورت میں بھی لکھا ہے اور نظم کی صورت میں بھی رقم کیا ہے ان علماء میں سے وقت کے مشہور قطب سید شیخ احمد الدردیر المالکی المصری ہیں۔ میں نے بھی ان کے قصیدہ کے جامع، مختصر اور اس کی رفعت شان کی وجہ سے اسی طرح کا ایک

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

شخص مالکیوں کے بہت بڑے فقیہ اور اپنے فن کے ماہر تھے وہ بڑے تقویٰ شعار اور زاہد تھے علامہ ابوحیان اور دیگر علماء نے ان سے ہی فیض حاصل کیا آپ نے 695ھ میں وفات پائی۔

علامہ ابن الحاج رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر یہ کہا جائے کہ اس میں کیا حکمت ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی ولادت باسعادت کو ربیع الاول اور سوموار کے ساتھ مختص کیا گیا آپ ﷺ کو رمضان المبارک میں کیوں پیدا نہ کیا گیا یہ وہ عظیم الشان ماہ مبارک ہے جس میں قرآن پاک کا نزول ہوا اور اس میں لیلۃ القدر ہے اور نہ ہی آپ ﷺ کی ولادت باسعادت اشہر حرام میں ہوئی اور نہ ہی شعبان کی پندرہ تاریخ یا جمعہ کے دن یا اس کی رات کو ہوئی۔

جواب

حضور اکرم ﷺ کی ربیع الاول کے مہینے اور سوموار کے دن ولادت باسعادت ہونے کی چار وجوہات ہیں:

1۔ حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام درختوں کو سوموار کے دن پیدا کیا اس میں ایک عظیم تنبیہ ہے وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام رزق، روزی، پھل اور وہ تمام بھلائی کے امور جن سے انسان مدد لیتا ہے ان کی وجہ سے زندہ ہے اور اس کے نفس کو خوشی ملتی ہے سوموار کے دن ہی پیدا کیا۔

2۔ لفظ ''ربیع'' (بہار) اس حسن کی طرف اشارہ ہے جو اس کے مادہ اشتقاق میں پایا جاتا ہے۔ ابوعبدالرحمٰن الصقلی فرماتے ہیں کہ تمام انسانوں کو ان کے اسماء سے حصہ ملتا ہے۔ اس کا مفہوم یہ ہے کہ کس طرح بہار کے لفظ میں دلکشی اور دلفریبی ہے اس طرح ولادت مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء میں بھی حسن اور دلربائی ہے۔

3۔ موسم بہار تمام موسموں سے زیادہ حسن و جمال والا اور با کمال ہے اسی طرح آپ ﷺ کی شریعت مطہرہ بھی تمام شریعتوں سے زیادہ معتدل اور وسیع ہے۔

4۔ اللہ رب العزت جو حکیم ہے اس نے یہ ارادہ فرمایا کہ آپ ﷺ کی ولادت سے اس دن کو شرف اور بزرگی والا بنا دیا جائے جس میں آپ ﷺ کی ولادت ہو اور اگر آپ ﷺ کی ولادت باسعادت ان دنوں میں ہوتی جن کا اوپر ذکر کیا گیا ہے تو یہ گمان ہو سکتا تھا کہ حضور اکرم ﷺ کو ان مقدس ایام اور اوقات کی وجہ سے شرف ملا ہے۔

علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ سے جو سوال کیا گیا تھا اس کا ایک جواب علامہ ابن رجب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''لطائف المعارف'' میں بھی دیا ہے وہ لکھتے ہیں:

''حضور پرنور ﷺ ہر سوموار کو روزہ رکھتے تھے جب اس کے بارے میں آپ ﷺ سے پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے جواب ارشاد فرمایا کہ اس دن میری ولادت ہوئی اور اسی دن مجھ پر وحی کا نزول ہوا۔'' اس حدیث میں اشارہ ہے کہ ان ایام کو جن میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو خاص نعمت سے نوازا ہو روزہ رکھنا مستحب ہے بلاشبہ اس امت کے لئے اللہ کی سب سے بڑی نعمت آپ ﷺ کی ذات ہے۔ حضور اکرم ﷺ کی بعثت اور اس امت مرحومہ میں آپ کو نبی بنا کر مبعوث کرنا بلاشبہ ایک عظیم الشان نعمت ہے جیسا کہ ارشاد ربانی ہے: لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اَلنَّظْمُ الْبَدِيْعُ فِیْ مَوْلِدِ الشَّفِيْعِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۲۸﴾ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ﴿۱۲۹﴾ (التوبہ:129-128)

"بیشک تشریف لایا ہے تمہارے پاس ایک برگزیدہ رسول تم میں سے گراں گزرتا ہے اس پر تمہارا مشقت میں پڑنا بہت ہی خواہش مند ہے تمہاری بھلائی کا مومنوں کے ساتھ بڑی مہربانی فرمانے والا بہت رحم فرمانے والا ہے۔ (اے حبیب) پھر اگر منہ موڑلیں تو آپ فرمادیں کافی ہے مجھے اللہ نہیں کوئی معبود بجز اس کے اسی پر میں نے بھروسہ کیا اور وہی عرش عظیم کا مالک ہے۔"

(1) تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے ہم پر ان گنت نعمتیں فرمائیں۔ یہ حمد اس آدمی کی حمد کی مانند ہے جو اپنی حمد کی ادائیگی میں خلوص کا اظہار کرتا ہے میں اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرتا ہوں اور اس کی تمام نعمتوں پر سراپا سپاس ہو جس نے ہم کو سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم جو تمام انبیاء سے بہترین ہے کی بعثت کے لئے مخصوص کیا وہ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم جو تمام مخلوق کے سردار ہیں۔

(2) میں یہ گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ یکتا ہے وہ ہی اس قابل ہے کہ اس کی عبادت کی جائے اور میں یہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تمام مخلوق سے بہترین ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے وہ رسول مکرم ہیں جنہوں نے دین اسلام کو مکمل کیا اور آپ مجدد ہیں جس شخص نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کی وہ بلاشبہ جنت میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے رہے گا۔

(3) اللہ رب العزت نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس پر درود اور سلام بھیجے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آل پر درود وسلام ہو اور ہر اس شخص پر درود وسلام ہو جو ان کی طرف منسوب ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سراپا ہدایت صحابہ کرام جو کہ آسمان کے درخشندہ ستارے ہیں ہر درود اور سلام ہو تمام تابعین پر اور تمام علماء پر رحمتیں نازل ہوں اور کائنات میں ہر اس شخص پر جو ہدایت دینے والا ہو یا ہدایت حاصل کرنے والا ہو اس پر رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں۔

(4) حمد وصلوٰۃ کے بعد اے سعادت مند انسان سن! اور ہر اس شخص کو سننا چاہئے جس کا دل توحید نے منور کردیا ہے یہ قصیدہ ایک مضبوط اور مستحکم ہار کی مانند ہے اس میں موتیوں کے پرونے کا انداز بڑا یگانہ ہے اس قصیدہ میں اس ماہتاب جہاں تاب صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ ہے جو دنیا میں بہترین دین لائے۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

قصیدہ لکھا ہے اور اس میں میں نے ''المواہب الدنیہ'' حضرت امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب سے کچھ اضافہ بھی کیا ہے میں نے اس قصیدہ میں حضور اکرم ﷺ کے فضائل، محامد، شمائل اور محاسن کا تذکرہ کیا ہے اس کے بعد آپ ﷺ کے والدین کریمین، آپ ﷺ کی آل واصحاب کا ذکر کیا ہے اور پھر ایک جامع دعا کے ساتھ اس کو اختتام پذیر کیا ہے انشاء اللہ وہ دعا اس قصیدہ کو پڑھنے والے کے لئے نافع ثابت ہوگی۔ الحمد للہ یہ اپنی نوعیت کا منفرد قصیدہ ہے میرے علم میں نہیں کہ اس سے قبل بھی کسی نے ایسا قصیدہ لکھا ہو میں نے اس قصیدہ کو چھ اقسام میں منقسم کیا ہے: (1) اس میں حضور ﷺ کا میلاد مبارک منانے کی ترغیب ہے، (2) اس میں نور محمدی ﷺ کی تخلیق کا بیان ہے نیز اس نور مبارک کا پاک پشتوں سے پاک رحموں کی طرف منتقل ہونے کا بیان ہے، (3) اس میں آپ ﷺ کا نسب شریف اور حمل مبارک کا ذکر ہے، (4) اس قسم میں مدت حمل کے دوران رونما ہونے والے واقعات کا تذکرہ ہے، (5) آپ ﷺ کی ولادت اور اس میں رونما ہونے والے واقعات کا تذکرہ اس قسم میں کیا گیا ہے، (6) اس میں آپ ﷺ کی رضاعت مبارکہ کا ذکر ہے۔

میں نے اس کا نام ''اَلنَّظْمُ الْبَدِیْعُ فِیْ مَوْلِدِ الشَّفِیْعِ'' رکھا ہے اور وہ قصیدہ اگلے صفحے پر مذکور ہے:

http://t.me/Tehqiqat

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

(13) انسان کو چاہئے کہ وہ اپنے حلال مال کو محفل میلاد پر خرچ کرے۔ مال کا حلال ہونا نیک اعمال کی بنیادی شرط ہے اور اگر محفل میلاد پر خرچ کیا جانے والا مال حرام ہو تو اس محفل کا اجر اس آدمی کو ملے گا جس کا یہ مال ہوگا اور اس آدمی کو جہنم کی آگ میں پھینک دیا جائے گا اور یہ سب سے بری قید ہے۔

(14) عورتوں کا مردوں کے ساتھ ملنا یہ ہماری شریعت میں سب سے برا فعل ہے یہ ہمہ وقت اور ہر حال میں یہ جہالت اور گناہ کی علامت ہے اس لئے اس فعل سے کنارہ کشی اختیار کرنا چاہئے۔

(15) محفل میلاد میں ہر قسم کی برائیوں سے اجتناب کرنا چاہئے۔ ہاتھ سے یا زبان سے کسی آدمی کو ایذا انہیں دینی چاہئے اور ہر حسین اور روشن جبین سے ''سماع'' سننے سے انکار کرنا چاہئے خواہ وہ گانے والی کوئی حسینہ ہو یا ایسا خوبصورت لڑکا ہو جس کی ابھی داڑھی نہ آئی ہو۔ تو اگر ایسے ضعیف العقل (حسینہ یا امرد) لوگوں سے راہ فرار اختیار کرے گا تو کامیاب ہو جائے گا۔

(16) اگر کوئی شخص ایسی محافل اور مجالس میں کچھ پڑھنے کا ارادہ کرے تو اسے چاہئے کہ وہ وہاں رشد و ہدایت کی باتیں اختیار کرے اور انہیں سنائے۔ مثلاً وہاں بھلائی، عمدہ اخلاق، جنت اور دوزخ کی گفتگو کرے حضور نبی کریم ﷺ کی نعت مبارک پیش کرے آپ ﷺ کی آل کی مدح خوانی کرے۔ آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور دیگر اولیاء کرام کی تعریف و ستائش کرے۔

(17) انسان کو ایسی محافل میں نبی مصطفیٰ تہامی ﷺ پر زیادہ سے زیادہ صلوٰۃ وسلام پیش کرنا چاہئے وہ نبی کریم جو تمام بنی نوع انسان سے بہترین اور نسل انسانی کے سردار ہیں جنھوں نے اپنی شریعت مطہرہ میں حرام و حلال کا امتیاز بتایا جو ہر شرف اور بزرگی کی اصل ہیں۔

(18) جس شخص نے آپ ﷺ کی ذات پر ایک مرتبہ درود شریف پڑھا اللہ تعالیٰ اسے دس مرتبہ اپنی رحمتوں سے نوازے گا۔ یقیناً یہ حدیث صحیح ہے۔ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو روایت کیا ہے اور اس نے شہرت حاصل کر لی ہے۔ یہ ایسا حق ہے جو صحیح وسالم ہے اور نقد ملتا ہے۔

(19) اگر میرا رب صرف ایک مرتبہ ہی درود بھیج دے تو وہ درود شریف ہزار ہا درود شریف سے زیادہ ہوگا تو دیکھ اس صلوٰۃ وسلام کے کتنے فائدے ہیں اور اس کے اجر کے انوار کتنے رفیع ہیں۔ اس لئے اگر تجھ میں رشد و ہدایت ہے تو درود شریف پڑھنے کا حریص ہو جا۔

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ؕ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ﴿۵۶﴾ (الاحزاب:56) ''بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس نبی مکرم پر اے ایمان والو تم بھی آپ پر درود بھیجا کرو اور (بڑے ادب ومحبت) سلام عرض کیا کرو۔''

(20) سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے نور کو پیدا کیا آپ ﷺ کائنات کی اصل اور ہر سردار کے بھی سردار ہیں۔ آپ ﷺ کو جسم کی مٹی سے پہلے نبوت ملی آپ ﷺ ہر والد اور تمام اولاد کے بھی باپ ہیں آپ ﷺ تخلیق آدم سے پہلی

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

(5) میں نے اس قصیدہ کو بحر مصطفیٰ ﷺ کے نفیس جواہر یعنی عمدہ افکار سے ترتیب دیا ہے وہ محمد مصطفیٰ ﷺ جو تمام نوع انسان سے بہترین ہیں جو پاکیزہ لوگوں کا خلاصہ ہیں جو غلاموں اور آزاد لوگوں کے سردار ہیں۔ کائنات میں موجود ہر چیز کے سردار ہیں اور آپ ﷺ کی شان یگانہ ہے۔

(6) میں نے اس قصیدہ میں ''مولد الدردیر'' کا خلاصہ بیان کیا ہے اور اس میں ''المواھب الدنیہ'' میں سے کچھ اضافہ بھی کیا ہے میں اس قصیدہ کے لکھنے سے اللہ تعالیٰ کے قرب کی امید کرتا ہوں اور میں یہ تمنا کرتا ہوں کہ حضور اکرم ﷺ میرے معاون و مددگار رہوں اور اس قصیدہ کے اختتام پر میں نے ایک عمدہ دعا بھی لکھی ہے۔

اے عزیز! تو جان لے کہ جس نے بھی پیارے احمد مجتبیٰ ﷺ کی محبت کا دم بھرا یقیناً اس کا نام رفعت آشنا ہو گیا۔ اسی وجہ سے اہل علم آپ ﷺ کے وصال کے بعد آپ ﷺ کے میلاد مبارک کا انعقاد کرتے ہیں اور یہ عمل ہدایت یافتہ ہے نجد کے گمراہوں کے علاوہ تمام کائنات اس فعل پر مسرت کا اظہار کرتی ہے۔

(7) حضور اکرم ﷺ کے وصال مبارک کے پانچ سو سال بعد آپ ﷺ کی امت نے اس مبارک عمل کو مستحسن سمجھا ہے۔ محفل میلاد کا انعقاد ہر شہر میں ہوتا ہے اور اس محفل میں ہر صاحب علم اور صاحب حیثیت انسان شریک ہوتا ہے اور ہر آدمی جو راہ ہدایت پر گامزن ہوتا ہے۔ اس میں شرکت کرتا ہے۔

(8) آپ ﷺ کی محبت میں کتنے ہی عظیم الشان اجتماع ہوئے اور آپ ﷺ کی محبت میں کتنے ہی لوگ بکھر گئے۔ لوگوں نے شہروں اور ٹیلوں کو سنوارا۔ انہوں نے روشنیوں اور شمعوں کو زیادہ کیا اور اچھی خوشبو کے ساتھ اپنے آپ کو معطر کیا۔

(9) انہوں نے اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ کے ذکر سے خوشی حاصل کی وہ مسرور ہوئے۔ انہوں نے آپ ﷺ کے اسم مبارک کے طفیل کھایا اور پیا۔ انہوں نے اپنے رب سے دعائیں مانگیں اور مناجات کیں انہوں نے اللہ تعالیٰ سے سرور کونین ﷺ کی شفاعت طلب کی اور اپنے آپ کو حضور ﷺ کی طرف منسوب کیا۔ ان کا یہ عقیدہ تھا کہ محفل میلاد کے صدقے انسان ہر مقصد میں کامیاب ہو جاتا ہے۔

(10) جب لوگوں نے اپنے درہم اور دینار محفل میلاد پر خرچ کئے، اس محفل میں اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا ذکر کیا۔ ان میں اللہ تعالیٰ کی حمد، اس کے محبوب ﷺ پر درود شریف اور دعا مانگی تو اللہ تعالیٰ نے کتنے ہی شہروں کو آباد کر دیا اور لوگوں کو کتنی ہی آسانیوں سے نوازا اور انہیں خوشیاں اور مسرتیں عطا کیں۔

(11) اے سعید انسان! کیا تو یہ سمجھتا ہے کہ تیرے اس عمل سے حضور ﷺ ناراض ہوں گے یا تو یہ سمجھتا ہے کہ تیرا یہ مبارک عمل اللہ تعالیٰ کو راضی نہیں کرے گا میرا نفس تجھ پر نثار! یہ عمل مبارک کرتا رہ اور ہلاکت اور تباہی سے خوفزدہ نہ ہو بار بار محفل میلاد کا انعقاد کرتا رہ۔ تو سعادت مندی کی زندگی بسر کرے گا اور سعادت مندی کی حالت میں ہی تجھ کو موت آئے گی۔

(12) لیکن اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے اور نجات کے لئے اخلاص شرط ہے بلاشبہ وہ حالات کو تبدیل کر دیتی ہے اور اطاعت کو برائی میں بدل دیتی ہے اور قرب کو بعد میں تبدیل کر دیتی ہے۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

شرف اور بزرگی میں اس کا مثیل کوئی نہ تھا وہ یقیناً موحد تھا آپ ﷺ کے تمام آباء واجداد جنت الخلد میں جاگزیں ہیں۔

(31) حتیٰ کہ حضور اکرم ﷺ پاکیزہ اور مطہر تشریف لائے آپ ﷺ حسب اور نسب کے لحاظ سے تمام لوگوں سے بلند ہیں۔ ہر بھلائی میں آپ ﷺ تمام اقوام سے آگے ہیں آباء اجداد اور والدین کے لحاظ سے بھی آپ ﷺ سب سے اعلیٰ و ارفع ہیں آپ ﷺ کی ذات کا شرف و وقار تمام حدود سے تجاوز کر گیا ہے۔

(32) نبی اکمل ﷺ کا نور مبارک ایک سردار سے دوسرے سردار کی طرف منتقل ہوتا رہا۔ ان کی جبینوں پر یہ نور اس طرح ضوفشاں ہوتا تھا گویا کہ وہاں مشعل رکھی ہوئی ہے ہر دانشمند اور عقل سے عاری انسان اس کو دیکھتا تھا وہ نور مبارک اس طرح تھا گویا کہ برج سعد کا کوئی ستارہ ہو۔

(33) حتیٰ کہ یہ نور مبارک آپ کے والد ماجد کی پیشانی میں قرار پذیر ہو گیا۔ حضور اکرم ﷺ کے والد محترم سے کس کا باپ بہتر ہوسکتا ہے آپ ﷺ کے والد محترم میرے آقا حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں آپ بہت سی خوبیوں کے مالک تھے لوگوں نے کبھی بھی آپ میں کوئی برا عیب نہ دیکھا آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی ہر برائی سے پاکیزہ تھیں۔

(34) کیا آپ ﷺ کے والدین کریمین اہل ایمان نہ تھے جبکہ پوری دنیا کو ہدایت دینے والی شخصیت انہیں سے ہی پیدا ہوئی یہ کیسے ہوسکتا ہے وہ ذات جس کو اللہ تعالیٰ نے سب جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہو وہ اپنے ہی والدین کے لئے راحم نہ ہو؟ ہر وہ انسان جو آپ ﷺ کے والدین کے ایمان کا منکر ہو اس کی زبان کاٹ دے۔

(35) میرے دل نے یہ جان لیا اور میری زبان نے یہ روایت کیا ہے کہ وہ دونوں جنت میں ہمیشہ رہیں گے ان دونوں کو اللہ کی قدرت سے زندہ کیا گیا وہ دونوں اپنے پیارے لخت جگر ''عدنانی'' ﷺ پر ایمان لائے ان کا وہ پیارا نور نظر جو معد اور بنو معد کے لئے قابل فخر ہیں۔

(36) ہائے افسوس کہ آپ ﷺ کے والدین کریمین بچپن ہی میں وصال فرما گئے۔ آپ ﷺ کے والد ماجد آپ کی والدہ ماجدہ سے بھی پہلے انتقال کر گئے۔ آسمان کے ملائکہ آپ ﷺ کے غم میں غمگین ہو گئے۔ انہوں نے اپنے رب سے اس فیصلہ کے بارے میں آہ وزاری کی رب تعالیٰ نے فرمایا میرے بندے اور میرے برگزیدہ انسان کو میرے لئے ہی چھوڑ دو۔

(37) آپ ﷺ کے والدین کریمین کی عمر مبارک بیس سال سے بھی متجاوز نہ تھی کہ وہ اللہ کو پیارے ہو گئے انہوں نے آپ ﷺ کے علاوہ اور کوئی اولاد نہ چھوڑی اگر وہ زندہ ہوتے تو آپ ﷺ کو دیکھ کر ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہو جاتیں وہ دین و دنیا میں آپ سے راضی ہو جاتے وہ ہر قسم کی سعادت حاصل کر لیتے۔

(38) لیکن اللہ تعالیٰ نے یہ ارادہ فرمایا کہ آپ ﷺ اکیلے ہی رہیں آپ ﷺ کی محبت کی وجہ سے آپ ﷺ کی اولاد کو بھی زندگی عطا نہ کی نہ ہی آپ ﷺ کے والدین کریمین کو اور اولاد عطا فرمائی اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کی ہدایت کا اکیلا ہی والی بنا تا کہ آپ ﷺ پر کسی انسان کا احسان نہ ہو۔

(39) اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے لئے تمام مخلوق کو مسخر کر دیا کائنات کی ہر چیز آپ ﷺ کے لئے مطیع تھی۔ حضور ﷺ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مخلوق اور بعد والی مخلوق کے بھی اصل ہیں۔

(21) سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے نور کو پیدا فرمایا پھر اسی نور سے کائنات کے ظاہر اور باطن کی تخلیق کی اور آپ ﷺ کی تخلیق کے بعد ہی قلم سے لکھا گیا۔ پھر اس قلم نے کائنات کی ہر چیز کے بارے میں لکھا۔

(22) تمام کائنات کی تخلیق نور مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء ہی سے ہوئی تمام علوی اور سفلی مخلوق کو آپ ہی کے نور سے پیدا کیا گیا تمام کائنات فرع ہے اور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم اصل ہیں تمام جہانوں میں آپ ﷺ کی مثل نہیں ہے۔ اگر آپ ﷺ کی ذات نہ ہوتی تو تمام کائنات قید سے رہائی نہ پاتی یعنی تمام کائنات کو پیدا ہی نہ کیا جاتا۔

(23) پھر خلاق اعظم (اللہ تعالیٰ) نے حضرت آدم علیہ السلام کی مٹی سے تخلیق فرمائی اور آپ علیہ السلام کی تخلیق کے بعد سارے عالم کو پیدا کیا گیا پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو اس نور کے لئے مخصوص کیا جو محمد مصطفیٰ، رسول ہاشمی اور تمام کائنات کے سردار ﷺ کا نور تھا۔ باپ کی طرف سے دادا کے لئے کتنی خوشی ہے۔

(24) اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کے لئے حضرت حواء علیہا السلام کو پیدا فرمایا حضرت آدم علیہ السلام بڑی محبت اور اشتیاق کے ساتھ ان کی طرف آئے لیکن حضرت حواء علیہا السلام نے قرب سے انکار کر دیا حضرت آدم علیہ السلام کو کہا گیا کہ پہلے حضرت حواء علیہا السلام کا حق مہر ادا کرو۔ اس کا حق مہر یہ ہے کہ تم محمد ﷺ جو بڑی شان والے ہیں ان پر درود بھیجو۔

(25) وہ دونوں اللہ تعالیٰ کی جنت میں سکونت پذیر ہو گئے انہیں وہاں پر عمدہ اور اچھی نعمت سے نوازا گیا حتیٰ کہ ابلیس ان کے ساتھ بہتان لے کر آیا انہوں نے وہ دانا کھالیا دونوں اس جنت سے نیچے اتر آئے اور ہندوستان کی سرزمین میں انہیں اتارا گیا۔

(26) حضرت آدم علیہ السلام کے لئے حضرت حواء علیہا السلام نے بہت سے بچوں کو جنم دیا ان تمام میں سے حضرت شیث علیہ السلام یقیناً بہترین تھے اسی وجہ سے انہیں حضور ﷺ کے نور کا امین بنایا گیا اور انہیں کہا گیا کہ آپ اس نور مبارک کے محافظ اور امین بن جائیں اور بعد میں آنے والی نسلوں کو بھی اسی طرح امانت کی حفاظت کی وصیت کرنا۔

(27) حضرت شیث علیہ السلام نے یہ وصیت اپنے تمام بیٹوں کو کی کہ وہ حضور اکرم ﷺ کے نور مبارک کے لئے بہترین عورتوں کا انتخاب کریں وہ بلند نسب والی شریف عورتوں سے نکاح کریں جو نجیب الطرفین (باپ اور ماں کی طرف سے اعلیٰ نسب والی) ہوں اور شرف و بزرگی کی حامل ہوں۔

(28) اسی طرح حضرت شیث علیہ السلام کے بعد آپ کی اولاد نے اپنے بیٹوں کو بھی یہ ہی وصیت کی ان کے بعد جو بھی آتا رہا آپ ﷺ کا ذکر خیر کرتا رہا جو شخص بھی گزرتا وہ اپنی اولاد کو یہی وصیت کرتا اور یقیناً انہوں نے نور مصطفیٰ ﷺ کو ظلم و تعدی سے بچایا۔

(29) انہوں نے بلند اور واضح نسب والی عورتوں سے صحیح نکاح کیا ان میں سے کسی نے بھی بدکاری کا ارتکاب نہ کیا ان میں سے بڑے بڑے عظیم الشان سردار تھے وہ میدان جنگ کے شیر تھے اور شیروں سے زیادہ معزز تھے۔

(30) ان تمام میں سے ہر شخص آپ ﷺ کی ذات پر فخر کرتا رہا وہ یگانہ حیثیت کا مالک بن گیا اور اپنے زمانے کا سردار ہو گیا

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

لاثانی اور آپ کی والدہ ماجدہ بھی بے عدیل ہیں۔ انہوں نے ہر قسم کی سرداری اور سیادت کو اپنے اندر جمع کرلیا ہے اس ذات کی بھلائی کی وجہ سے جو پنگھوڑے میں ہی کائنات کی سردار بن گئی۔

(49) دونوں عمدہ خصائل کے جمال سے حسین تھے کواکب آسمانی کی رونق سے وہ دونوں ظاہر ہوئے اور انہوں نے پیارے لوگوں کی صحبت اختیار کی اور وہ دونوں شعب ابی طالب میں آکر مل گئے یہ سعادت سے لبریز جوڑا کتنا ہی سعادت مند تھا۔

(50) حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا محمد الامین ﷺ کے حمل سے حاملہ ہوئیں وہ محمد مصطفیٰ ﷺ جو پوشیدہ گوہر یک دانہ تھے۔ قیمت اور حسن و جمال میں تمام موتیوں سے بالاتر تھے اور حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی اسی موتی کی محبت میں مبتلا تھیں انہوں نے اس گوہر تابدار کی ہر تباہ کن چیز سے حفاظت کی۔

(51) حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مصطفیٰ ﷺ کے حمل سے حاملہ ہوئیں وہ نبی کریم ﷺ جو پوری کائنات کا فخر ہیں۔ آپ ﷺ ساری کائنات سے بہترین ہیں آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے احکام سننے والے بھی ہیں اور پھر انہیں بندوں تک پہنچانے والے بھی ہیں آپ ﷺ کا ذکر کرنے سے مسک اذفر کی خوشبوئیں آتی ہیں۔ آپ ﷺ کے جسم کی خوشبو عنبر کی خوشبو سے بھی بہترین ہے اس سے ہر گلاب اور اس کی خوشبو شرمندہ ہے۔

(52) حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس ذات کے حمل مبارک سے حاملہ ہوئیں جو اللہ کی تمام مخلوق سے بہترین ہیں۔ آپ ﷺ اللہ کے حبیب، خلیل اور اس کے محب ہیں بہترین مراتب کو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے ساتھ مخصوص کیا اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو دیگر انبیاء سے فضیلت میں بھی امتیاز بخشا۔ آپ ﷺ تمام بنی نوع انسان سے بہترین ہیں۔

(53) حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس ذات کریمانہ ﷺ کے حمل مبارک سے حاملہ ہوئیں جو کامل بھی ہیں مکمل بھی ہیں تمام انبیاء کرام علیہم السلام سے بہترین بھی ہیں اور خاتم النبیین بھی ہیں آپ ﷺ ہدایت کے خورشید جہاں تاب ہیں ہر افضل سے افضل ہیں تمام انبیاء اور مرسلین علیہم السلام آپ ﷺ کی فوج میں سے ہیں اللہ کی قسم وہ فوج سب سے بہترین ہے۔

(54) حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس ہستی والا ﷺ کے حمل سے حاملہ ہوئیں۔ جس کو تمام انبیاء علیہم السلام اپنے مولا کے دربار میں وسیلہ بنا کر دعائیں مانگتے تھے اور وہ اپنی مراد کو پہنچ جاتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے تمام سابقہ انبیاء علیہم السلام سے یہ عہد لیا تھا کہ وہ آپ پر ایمان لائیں آپ کی مدد کریں اور آپ ﷺ کو قبول کریں۔ اس عہد کی شرائط سے کوئی نبی یا رسول علیہ السلام بری نہ تھا۔

(55) اگر حضور اکرم ﷺ کے زمانہ اقدس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہوتے تو آپ ﷺ یقیناً ان کے بھی رئیس ہوتے۔ انہوں نے ابواق (ایک آلہ) اور ناقوس کو توڑا آپ ﷺ کے احکامات کو مکمل پاک کیا بلاشبہ آپ ﷺ دیگر انبیاء کے بھی نبی ہیں۔

(56) حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس نبی مکرم ﷺ کے حمل سے حاملہ ہوئیں جن کی نبوت کی بہت سی علامات تھیں اللہ تعالیٰ کے تمام رسولوں سے آپ ﷺ کے معجزات زیادہ ہیں تمام حالات میں آپ ﷺ ہی جملہ انبیاء سے افضل ہیں آپ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کے لئے ہلاکت کا کوئی خطرہ نہ تھا۔ ایک دن بھی آپ ﷺ پیاسے یا بھوکے نہ رہے آپ ﷺ کی ذات پر میری روح، میرا باپ اور میرا دادا قربان ہو جائے۔

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ؕ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ﴿۵۶﴾ (الاحزاب:56)

(40) سیدنا محمد ﷺ تمام انبیاء سے بہترین ہیں آپ ﷺ کو حسب اور نسب میں تمام مخلوق سے فوقیت حاصل ہے وہ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لخت جگر ہیں وہ کریم النسل ہیں آپ ﷺ کی ولادت سے پہلے عرب میں آپ کے بیس آباء واجداد گزرے ہیں اور یہ تعداد صحیح ہے۔

(41) وہ وادی بطحاء کے سردار حضرت عبدالمطلب' ہاشم' عبد مناف صاحب بصیرت ہیں قصی، کلاب، مرہ، کعب، لوئ، غالب، قریش جس کو فہر بن مالک جو شرف و بزرگی والے ہیں، کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔

(42) نضر، کنانہ، خزیمہ جو ہر کام کو پوشیدگی سے کرتے تھے مدرکہ، الیاس، ابن مضر، نذار معد جو ایک بہادر شیر تھے۔ ان کے والد عدنان جن کا ذکر حدیث شریف میں آیا ہے۔ عدنان پر آکر آپ ﷺ کا نسب نامہ موقوف ہو جاتا ہے۔

(43) اسی نسب معظم کی وجہ سے آپ ﷺ محترم ہیں اور اس عظیم حسب کی وجہ سے آپ قابل صد تکریم ہیں۔ آپ اسی جوہر منظم کی وجہ سے معزز ہیں۔ آپ ﷺ اسی آفتاب اور انہی ستاروں کی وجہ سے محتشم ہیں۔ یہ سعادت کے سورج اور سعادت کے ستارے ہیں۔

(44) آپ ﷺ کے نزدیک آپ کے تمام اجداد شرف وقدر والے ہیں۔ ان کے زمانہ میں اتنی زیادہ عزت والا آدمی اور کوئی نہ تھا ان تمام کی یہ عزت وتوقیر حضور اکرم ﷺ کے نور مبارک کی وجہ سے تھی۔ گویا کہ آپ ﷺ گوہر آبدار ہیں اور آپ ﷺ کے اجداد صدف ہیں یا آپ ﷺ کے تمام اجداد نحل ہیں اور آپ ﷺ عین شہد ہیں۔

(45) جب آپ ﷺ کا نور مبارک آپ کے والد محترم کے پاس آیا آپ ﷺ کے والد محترم وہ عظیم الشان ہستی ہیں جو مکرم، صاحب شرف اور شریف لوگوں سے بھی بہترین تھے۔ اگر ان کو ماہ تمام کہا جائے تو یہ ان کے لئے کامل تشبیہ ہوگئی۔ نور مصطفیٰ ﷺ کا آفتاب انہیں عطا فرمایا گیا ان کے پاس بھی اس نور کے رہنے کی ایک مدت تھی۔

(46) جب لوگوں نے دیکھا کہ آپ (حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہر لحاظ سے کامل اور مہذب ہیں قریش میں حسب اور نسب کے لحاظ سے سب سے بلند تر ہیں حسن و جمال کے لحاظ سے تمام لوگوں سے فائق ہیں اور نور نبی ﷺ ان کی پیشانی میں ضوفشاں ہے تو تمام لوگوں نے آپ ہی کی طرف رغبت کی اور آپ ہی کا مطالبہ کیا۔

(47) حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد محترم نے آپ کی شادی حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کر دی جو تمام عورتوں سے پاکیزہ تھیں اور حسن و جمال میں یکتا تھیں وہ وہب کی آنکھ کی ٹھنڈک تھیں عبد مناف ابن زہرہ ان کا دادا تھا۔ کلاب جو کہ دادا کا دادا تھا ان کا نسب حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مل جاتا تھا۔

(48) وہ بزرگ اور پردہ نشین خاتون کتنی معزز ہے وہ بہادر اور بطل قوی کتنا محترم اور مکرم ہے آپ ﷺ کے والد محترم بھی

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

(64) جب حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حاملہ ہوئیں تو انہوں نے حمل مبارک کے بوجھ کو بالکل محسوس نہ کیا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حاملہ ہونے کی صرف یہ نشانی تھی کہ آپ کا حیض آنا بند ہو گیا آپ کو حمل مبارک کا شک ہوا آپ نے پھر بغیر کسی محنت کے یہ یقین کر لیا کہ میں حاملہ ہوں۔

(65) ایک دن آنے والا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس بہترین نعمت کے ساتھ آیا اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس عظیم ذات کے حمل کی بشارت دی جو تمام امتوں میں سے بہترین امت کے نبی ہیں تمام عرب وعجم کے سردار اور اس ہدایت یافتہ امت کے رسول ہیں۔

(66) اس کے بعد ایک اور آنے والا آیا اس وقت حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جاگنے اور سونے کے درمیان تھیں آپ نے محسوس کیا اور ایک عقلمند نے بتایا کہ بلا شبہ تو سید الانام، خیر العباد ﷺ سے حاملہ ہے۔ تیرے لئے بشارتیں ہیں۔

(67) پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس وہ آیا جو سب سے نیکو کار تھا اور اس نے کہا کہ جب آپ کا وہ صاحب شرف بچہ پیدا ہو تو یہ کہنا: ''اُعِیْذُہٗ بِالْوَاحِدِ مِنْ شَرِّ کُلِّ طَارِقٍ وَّ حَاسِدٍ'' میں اسے ہر حاسد اور رات کو آنے والے کے شر سے اللہ کی پناہ میں دیتی ہوں'' اس کا نام نامی ''محمد'' رکھنا یہ حمد وستائش کے ساتھ کامیاب ہو جائے گا۔

(68) حضور اکرم ﷺ کے حمل سے پہلے قریش تلخ اور تنگ زندگی میں تھے۔ اگر وہ کاشت کرتے تو ان کی زمین ثمر آور نہ ہوتی اگر وہ تجارت کرتے تو انہیں نفع حاصل نہ ہوتا وہ رحمت وعطا سے بالکل مایوس ہو چکے تھے۔

(69) آپ ﷺ کے حمل مبارک کے صدقے ان پر باران رحمت ہوئی تمام کھیتیاں اور درخت سرسبز وشاداب ہو گئے۔ غلہ اور پھل کثرت سے پیدا ہوئے۔ تاجران کے پاس تجارت کے لئے آئے ان کے صاع اور مد (پیمانوں کے نام) کی قیمتیں کم ہو گئیں۔

(70) قریش نے اس سال کا نام ''عام الابتھاج والفرح'' (خوشی ومسرت کا سال) رکھا۔ وہ بہت زیادہ خوش ہوئے۔ ان کا غم ان سے دور ہو گیا'' اللہ تعالیٰ نے جو انہیں برکات عطا کیں وہ اسی حمل کی برکت سے عطا کیں۔ اسی کی برکت سے کائنات کو وسعتیں ملیں ان کی نحوست کی بدبختی سعادت میں تبدیل ہو گئی۔

(71) اس وقت ہر پتھر منہ کے بل گر پڑا ہر بادشاہ کا تخت الٹا ہو گیا، اس سے اللہ رب العزت خوش ہو گیا کفر کا شیخ ''ابلیس'' غمگین ہو گیا اور اس سے مراد ''الشیخ اللعین النجدی'' ہے۔

(72) چوپائے اس رات اللہ کے فضل سے گفتگو کرنے لگے انہوں نے ایک دوسرے کو بشارت دی وہ ہماری دنیا کے امام ہیں وہ بے مثال ہیں وہ تمام دنیا والوں اور اپنے گھر والوں کے آفتاب ہیں اللہ تعالیٰ جو معید اور مبدی ہے نے انہیں قوت گویائی عطا فرمائی۔

(73) مشرق کے جانور جو اس عظیم نعمت سے آگاہ تھے انہوں نے مغرب کے جانوروں کو بشارت دی۔ اسی طرح صحراؤں میں جانوروں نے ایک دوسرے کو مبارکباد دی سمندروں میں مچھلیوں نے ایک دوسرے کو خوش خبریاں سنائیں کیونکہ آپ ﷺ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ﷺ ہر گزرے ہوئے اور آنے والے انسان سے افضل ہیں تمام مخلوق آپ ﷺ کے حمد کے جھنڈے کے نیچے ہوگی۔

(57) آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس ذات والا صفات کے حمل مبارک سے حاملہ ہوئیں جو بارگاہ ربوبیت میں شفاعت کرنے والے ہیں اور آپ کی شفاعت درجہ قبولیت حاصل کرنے والی ہے قیامت کے دن جب تمام لوگ ایک عظیم خطرے سے دوچار ہوں گے جب آنسوؤں کے سمندر لوگوں کو غرق کر رہے ہوں گے تمام لوگ دیگر انبیاء و رسل سے شفاعت کا مطالبہ کریں گے لیکن وہ شفاعت نہ کر سکیں گے حضور ﷺ مخلوق سے فرمائیں گے کہ تمہاری پسندیدہ چیز میرے ہی پاس ہے شفاعت کے لئے میں ہی ہوں۔

(58) تمام ساجدین سے بہترین عرش کے نیچے سجدہ ریز ہو جائیں گے اللہ تعالیٰ کی بہترین حمد و ثناء آپ ﷺ کی زبان پر جاری ہوگی۔ آپ ﷺ ہر قریبی اور دوری کے لئے شفاعت فرمائیں گے یہ بلند شان آپ ﷺ کے لئے ہی ہوگی جو صاحب کرم اور معزز و محترم ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ سے فرمائے گا اے میرے بندے! میں تیری شفاعت قبول کرتا ہوں۔

(59) حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس ذات کے حمل مبارک سے حاملہ ہوئیں جو سید، مسعود، حامد، محمد اور محمود ہیں۔ آپ ﷺ اللہ کی تمام مخلوق سے زیادہ اس کی حمد و ثناء کرنے والے ہیں آپ ﷺ بغیر کسی قید کے تمام مخلوق سے بہترین ہیں۔ آپ ﷺ اپنے عہد ہمایوں کے اور ہر زمانے کے لوگوں سے افضل ہیں۔

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ؕ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ﴿۵۶﴾

(الاحزاب:56)

(60) نبی مکرم، مصطفیٰ، بشیر ﷺ جو تمام کائنات کی زیب و زینت اور ہر زمانے کا شرف ہیں جو اپنے دین متین کی طرف ساری دنیا کو دعوت دینے والے ہیں آپ ایسی شریعت کے حامل ہیں جو ہمیشہ لوگوں کو نور ہدایت سے منور کرتی رہے گی جب حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ کے حمل مبارک سے حاملہ ہوئیں تو پھر ان کے لئے کیسی کیفیات کا ظہور ہوا ذرا سنو۔

(61) آپ ﷺ کے حمل مبارک میں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے آپ کی والدہ ماجدہ کے لئے بہت سے عجائب کا اظہار کیا جو آپ ﷺ کے عظیم شرف پر دلالت کرتے ہیں جو اس بات پر بھی دلالت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ تمام رسل سے بہترین ہیں اور معد کے قبیلہ کے برگزیدہ افراد سے بھی برگزیدہ ہیں۔

(62) جس رات آپ ﷺ اپنی والدہ ماجدہ کے بطن میں تشریف لائے اس دن ایک آواز آئی۔ اس آواز کو زمین و آسمان نے سنا وہ آواز یہ تھی کہ نور مصطفیٰ ﷺ اپنی والدہ ماجدہ کے بطن اطہر میں قرار پذیر ہو گیا ہے آپ کا بطن مبارک ہی اس نور مبارک کا قرار گاہ ہے۔ دوشیزاؤں کی طرف سے حضرت آمنہ کو مبارک ہو مبارک ہو۔

(63) اللہ تعالیٰ نے حضور مکرم ﷺ پر رحم مادر میں بھی لطف فرمایا جبکہ آپ ﷺ کا نوران تاریکیوں کے درمیان تھا اس وقت آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ نے تھوڑے سے درد کی بھی شکایت نہ کی حاملہ خواتین جن اشیاء کے کھانے کی طرف میلان رکھتی ہیں نہ ہی ان کی کوئی آرزو کی۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

(82) اللہ تعالیٰ نے اس رات ایمان کو تابندگی بخشی اس رات خلیج فارس کا پانی خشک ہو گیا اور آتشکدۂ ایران کی آگ بجھ گئی۔ ایوان کسریٰ میں شق ہو گیا موبذان نے خواب میں دیکھا کہ ان کا ملک ان سے چھین لیا گیا ہے۔

(83) جنات سننے کے لئے بیٹھا کرتے تھے۔ اب انہیں ایسا کرنے سے روک دیا گیا اب جو سنے گا اس کو شہاب ثاقب کا سامنا کرنا پڑے گا وہ شہاب تیر کی طرح سیدھا اس کی طرف آئے گا۔ اس کے لئے اس میں جل جانے کی سزا ہو گی۔

(84) غیب سے کتنی ہی خبریں آئیں کاہنوں اور علمائے یہود نے ان کی تصدیق کی ہر ایک یہی صدا لگاتا تھا مختار کل ﷺ کی ولادت کا وقت قریب آ گیا۔ توحید اور انوار کے ظہور کا وقت قریب آ گیا ہے۔

(85) حضور ﷺ کی ولادت کا وقت قریب آ گیا۔ پورا عالم انوار سے جگمگا اٹھا افق سے ستارے نازل ہوئے۔ وہ چراغ کی طرح تھے جنہیں زیب و زینت کے لئے ستونوں سے معلق کیا گیا تھا۔ وہ ستارے نظروں کے بالکل قریب تر معلوم ہوتے تھے۔

(86) اللہ تعالیٰ کے حکم سے ملائکہ نے جنت کے دروازوں کو کھول دیا انہوں نے جہنم کے دروازوں کو بند کر دیا تمام حور و ولدان اور ملائکہ نے مسرت کا اظہار کیا کیونکہ ان کی اصل حضور ﷺ کا نور ہی ہے۔

(87) حضور اکرم ﷺ کی ولادت کی خبر سن کر ان کی خوشی و مسرت تمام اطراف میں پھیل گئی انہوں نے آسمان کے دروازے کھول دیئے۔ اسی مسرت و شادمانی میں سورج کو عمدہ لباس اور خوبصورت حلہ زیب تن کرایا گیا۔

(88) حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا وہ سعادت مند خاتون ہیں جن کی ہر معاملہ میں راہ نمائی کی گئی آپ فرماتی ہیں کہ جب حضور اکرم ﷺ کی ولادت کا وقت قریب آیا تو میں اپنے گھر میں تنہا تھی میں اپنے ہر غم خوار سے دور تھی۔

(89) میرے کسی پڑوسی اور کسی رشتہ دار کو میرے بارے میں علم نہ تھا تاکہ وہ میرے قریب ہوتا حضرت عبدالمطلب طواف کعبہ میں مصروف تھے۔ میرا دل مرعوب ہو گیا لیکن میری حفاظت کی گئی اور مجھے راہنمائی مسلسل ملتی رہی۔

(90) اسی کیفیت میں میں اپنے گھر میں تھی۔ میں نے ایک زوردار چیخ سنی۔ ایسا امر دیکھا جو حواس کو مخبوط کرنے والا تھا پھر مجھے یہ محسوس ہوا کہ ایک پرندے نے نرم و نازک پروں سے میرے دل کو چھوا ہے جس سے میرا تمام ڈر، خوف اور درد ختم ہو گیا۔

(91) پھر میں نے ایک معروف شربت دیکھا اس کا رنگ سفید تھا اس میں دودھ اور شہد تھا وہ عظیم الشان شربت آسمان سے لایا گیا تھا۔ جب شربت مجھے پلایا گیا تو وحشت و رعب میں مجھے سکون اور چین نصیب ہوا۔ دودھ اور شہد کا شربت کتنا بہترین تھا۔

(92) پھر میں نے اپنی طرف چند خواتین کو آتے ہوئے دیکھا وہ قد و قامت میں بلند کھجوروں کی طرح تھیں وہ عبد مناف کے قبیلے کی خواتین کی طرح لگتی تھیں۔ وہ عبد مناف جو بلند پایہ بیٹوں کے والد تھے اور ہر باپ اور ہر بچے سے زیادہ معزز تھے۔

(93) ان خواتین نے مجھے گھیر لیا۔ مجھے ان سے بڑا تعجب ہوا۔ میں نے انہیں کہا کہ تم اتنی سرعت کے ساتھ کہاں سے میرے پاس آئی ہو۔ انہوں نے مجھے کہا کہ آپ ہم پر تعجب کا اظہار نہ کریں یہ حضرت آسیہ ہیں یہ حضرت مریم ہیں اور یہ حوران بہشت ہیں رضی اللہ عنہن۔

(94) زمین و آسمان کے درمیان ریشم کی حسین چادر کو تن دیا گیا۔ ایک کہنے والے نے یہ اعلان کیا کہ انہیں ہر دیکھنے والے کی

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہر فرد کے لئے رحمت ہیں۔

(74) آپ ﷺ کی شہرت کی وجہ سے ایک صدا زمین پر سنی گئی اور اسی طرح کی ایک آواز آسمان پر سنی گئی وہ ندا یہ تھی کہ خوش ہو جاؤ فرحت وسرور کا وقت قریب آ گیا ہے ابھی وہ کریم قاسم اور عطا کرنے والے تشریف لانے والا ہے۔ ہر نیک کام کرنے والے کے لئے مبارک ہو۔

(75) میرے پروردگار نے خواتین پر اور زیادہ کرم فرمایا کہ اس سال تمام عورتوں کے ہاں صرف بیٹے ہی پیدا ہوئے۔ یہ اس ذات کی عزت کے لئے تھا جو ہر ہدایت یافتہ کے لئے بشیر اور ہر سرکش کے لئے نذیر بن کر آئی یہ سال بہت زیادہ خوشی اور شادمانی کا سال تھا۔

(76) جس رات آپ ﷺ کا حمل قرار پذیر ہوا اس رات کوئی گھر ایسا نہ تھا جو انوار وتجلیات سے جگمگا نہ اٹھا ہو اور اس پر انوار کی بہتات نہ ہوئی ہو اور اسی طرح سورج کی آب وتاب میں بھی اضافہ ہو گیا۔ اس وقت آشوب چشم نے آنکھوں میں کوئی اثر نہ کیا۔

(77) علماء فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کا حمل مبارک جو تمام عرب کے لئے سراپا فخر تھا رجب کے مہینہ میں جمعہ کے دن قرار پذیر ہوا اللہ رب العزت نے رضوان جنت سے کہا اے رضوان جنت! جلدی کرو، میری آواز پر لبیک کہو اٹھو اور نبی کریم ﷺ کی محبت میں جنت الفردوس کے دروازے کھول دو کیونکہ میرے پیارے بندے مصطفیٰ ﷺ کا نور مبارک قرار پذیر ہو گیا ہے۔

(78) آپ ﷺ کے حمل مبارک کا تمام زمانہ فضیلت والا تھا۔ آپ ﷺ کے حمل کی مدت پوری نو ماہ تھی کتنا ہی عمدہ اور مبارک حمل تھا اور کتنی ذیشان وہ حاملہ خاتون تھی۔ اس خاتون محترم نے دوران حمل کوئی ایسی تکلیف، دکھ یا درد محسوس نہ کیا جو دکھ یا درد دیگر حاملہ خواتین دوران حمل محسوس کرتی ہیں۔

(79) آپ ﷺ کے حمل مبارک کے دوران سب سے بڑی یہ نشانی رونما ہوئی کہ ہاتھی نے اپنے مالک کی نافرمانی کی۔ ابرہہ، اس کا لشکر اور اس کا تمام ساز وسامان تباہ ہو گیا۔ ان کو قتل کرنے کے لئے ابابیل آئے۔ ان پرندوں نے ان کو قتل کر دیا انہیں ہلاکت وتباہی کے گڑھے میں پھینک دیا

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ۭ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ﴿56﴾

(الاحزاب:56)

(80) میلاد کی رات کی عمدہ تعریف کرو ہمارے نزدیک لیلۃ القدر بھی اس رات کے برابر نہیں ہو سکتی۔ اس رات دنیا پر نور ہو گئی وہ شاداں وفرحاں ہو گئی۔ اس رات کو نہ سردی تھی نہ گرمی بلکہ موسم معتدل رہا اور اس رات کسی کو کوئی بھی تکلیف نہ ہوئی۔

(81) اس رات کو ہم لیلۃ القدر سے بھی بہتر خیال کرتے ہیں اس رات نے ہمارے لئے محبت اور خوشیاں جمع کر دیں اس رات ہم پر نعمتوں اور احسانات نے وسعت اختیار کی اس رات ہمارا ہر ارادہ اور ہر قصد پایہ تکمیل کو پہنچا اور ہمیں تمام مقاصد حاصل ہوئے۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

(104) وہ بادل جلدی ہی چھٹ گیا پھر آپ ﷺ ظہور پذیر ہوئے اور اسی طرح واپس تشریف لائے جس طرح آپ تشریف لے گئے تھے آپ کے ساتھ دیگر افراد بھی موجود تھے۔ جب میں نے آپ ﷺ کو جنم دیا تو آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ زمین پر لگا رکھے تھے پھر اپنے ہاتھوں کو مٹی سے بھر لیا گویا کہ آپ ﷺ یہ اشارہ فرما رہے تھے کہ آج کے بعد یہ زمین میری ملکیت میں ہے۔

(105) آپ ﷺ نے اپنا سر مبارک آسمان کی طرف اٹھایا پھر تمام عالم کی طرف نگاہ اٹھائی کیونکہ سارے عالم کی تخلیق آپ ﷺ کے نور مبارک سے ہی ہوئی تھی آپ اصل الاصول اور اب الآباء ہیں تمام کائنات کی حیثیت آپ ﷺ کی اولاد کی طرح ہے۔

(106) آپ ﷺ سوموار کو اس جہان رنگ و بو میں تشریف لائے۔ ربیع الاول کا ماہ مبارک تھا۔ فجر سے تھوڑا سا پہلے آپ ﷺ کی ولادت ہوئی۔ آپ ﷺ کی جبین اطہر سے پورا عالم منور ہو گیا۔ شمس و قمر شرمندہ ہو گئے۔ حسن و جمال میں آپ ﷺ ان سے فوقیت حاصل کر گئے۔ آپ ﷺ پنگھوڑے میں ماہِ تمام سے گفتگو فرمایا کرتے تھے۔

(107) آپ ﷺ کو حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے دودھ پلایا جو کئی سفید اونٹنیوں کی مالک بن گئیں۔ اس وقت ان کے پاس بہت کم رزق تھا لیکن حضور اکرم ﷺ کی برکت سے اپنے زمانے کے تمام لوگوں سے خوش حال ہو گئیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بہت زیادہ سعادت مند تھیں کیونکہ آپ کی آغوش میں دنیا کی سب سے بڑی سعادت آ گئی تھی۔

(108) اے بار الٰہ! تجھے واسطہ اس جاہ و منصب کا جو تیرے نزدیک تیرے محبوب مکرم ﷺ کا ہے۔ ہم تیری بارگاہ بے کس پناہ میں آپ ﷺ کا وسیلہ جلیلہ پیش کرتے ہیں۔ اے مولا! ہم تیری ہی ذات پر بھروسہ کرتے ہیں۔ ہم تجھ سے بھلائی کا مطالبہ کرتے ہیں پس ہمیں ہر قسم کی رشد و ہدایت عطا فرما۔

(109) اے مولا کریم! حضور ﷺ کے طفیل ہماری دعاؤں کو شرف قبولیت عطا فرما اور ہمارے سوالوں کو پورا فرما۔ اے بار الٰہ! ہمارے قول و فعل کو قبول فرما۔ ہمارے نفوس اور اہل و عیال کی اصلاح فرما اور ہر تباہ کن چیز سے ان کی حفاظت فرما۔

(110) اے مولائے کائنات! ہمارے گناہوں کو معاف فرما۔ اے رب جہان! ہمارے عیوب کی پردہ پوشی فرما۔ اے مولا! ہمارے لئے ہماری پسندیدہ اشیاء کو آسان فرما اور نازیبا چیزوں کو ہمارے لئے مشکل بنا دے اور ہر بری چیز کو ہم سے بہت زیادہ دور فرما۔

(111) اے پروردگار! ہمارے والدین کو معاف فرما۔ ہمارے مشائخ، بھائی اور اولاد کو معاف فرما۔ ان کے دین اور دنیا کی اصلاح فرما۔ انہیں اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرما اور ہمیں بھی ان کی معیت میں جنت الخلد میں جگہ عطا فرما۔

(112) اے رب غفور! ہمارے سلطان کی حفاظت فرما ہمارے لئے اور اس کے لئے احسان کو دوگنا فرما۔ ہمارے دشمنوں پر ہماری اعانت فرما اے مولا! ہمارے دین اور دنیا کی اسی بادشاہ کی وجہ سے حفاظت فرما۔ اس کے لشکر اور اس کے کارکنان مملکت کی حفاظت فرما۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

آنکھ سے پنہاں کرلو۔ میں نے اس آواز کو سنا اور میں نے اس کو بھلایا نہیں۔

(95) میں نے فضا میں کچھ آدمیوں کو دیکھا۔ وہ ہوا میں کھڑے تھے۔ ان کی تعداد بہت زیادہ تھی میں نے ان کے ہاتھوں میں چمکتے ہوئے حسین وجمیل آفتاب دیکھے۔ وہ چاندی کے تھے اور انہیں بڑے عمدہ انداز سے بنایا گیا تھا۔

(96) میں نے پرندوں کے ایک غول کو دیکھا جنہوں نے کمرے اور تمام مکان کو ڈھانپ لیا ان کی چونچیں حسین وجمیل زمرد کی بنائی گئی تھیں ان کے پر یاقوت کے تھے وہ پرندے حسن و جمال میں حد بیان سے ماوراء تھے۔

(97) اللہ تعالیٰ نے میری نگاہوں سے حجابات زائل کر دیئے میں نے اپنی آنکھوں سے عجیب اشیاء کو ملاحظہ کیا میں نے مشرق و مغرب کو دیکھا۔ میں نے کسی ایسی چیز کو نہ دیکھا جو تکلیف دہ اور تھکا دینے والی ہو میرا قرب زیادہ ہوا میری دوریاں ختم ہوگئیں۔

(98) میں نے تین جھنڈوں کو دیکھا۔ دو جھنڈے مشرق اور مغرب میں لگائے گئے تھے گویا کہ آپ ﷺ کی ولادت باسعادت کی لوگوں کو خوشخبری دی گئی تھی۔ ایک جھنڈا کعبہ شریف کے چھت پر لگایا گیا تھا۔ وہ آپ ﷺ کی نصرت اور عزت و وقار کی علامت تھا۔

(99) میں اسی طرح رشد وہدایت پر ہی تھی مجھے درد زہ ہوا اور ایک نور ظاہر ہوا۔ یہ درد بڑا ہلکا پھلکا تھا حتیٰ کہ میں نے اپنے بیٹے حضرت محمد ﷺ کو جنم دیا۔ وہ بچہ جو تمام بچوں سے زیادہ سعادت مند ہے اور سعادت اسی پر آکر مکمل ہوئی۔

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ؕ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ﴿۵۶﴾

(الاحزاب:56)

(100) جب آپ ﷺ اپنی والدہ کے ہاں پیدا ہوئے تو آپ روشن جبیں تھے۔ پاک، معطر اور معنبر تھے۔ آپ ﷺ کے جسد اطہر پر کوئی میل اور گندگی نہ تھی بلکہ آپ ﷺ ہر لحاظ سے مکمل تھے۔ آپ ﷺ کا ختنہ بھی کیا گیا تھا اور آپ کی ناف بھی کاٹی ہوئی تھی۔

(101) آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ نے اس وقت ایک نور دیکھا وہ نور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے شکم مبارک سے نکلا اور پوری کائنات میں ضوفشاں ہو گیا حتیٰ کہ مشرق و مغرب روشن ہو گیا انہوں نے دور سے اپنے سر کی آنکھوں سے شام کے محلات اور اس کے ٹیلوں کو دیکھا۔

(102) آپ ﷺ کی امی جان فرماتی ہیں کہ جب آپ ﷺ پیدا ہوئے تو آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سجدہ ریز تھے۔ خشوع وخضوع اور آہ وزاری کر رہے تھے پھر آسمان سے میری طرف ایک بادل آیا۔ آپ ﷺ کو اس میں لپیٹ دیا گیا۔ کہنے والے نے کہا ''تمام مخلوق سے بہترین ذات کو ساری دنیا کے ارد گرد گھماؤ۔''

(103) انہیں پوری دنیا کی سیر کراؤ تا کہ مشرق و مغرب اور سمندروں کو آپ ﷺ کی ولادت کا علم ہو جائے اور انہیں یہ بھی علم ہو جائے کہ آپ ﷺ اسماء، صفات اور شکل وصورت کے لحاظ سے تمام کائنات کے سردار اور مختار ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کے ذریعے شرک اور تمام باغیوں کو مٹا دے گا۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تیسرا باب

اس باب میں حضور اکرم ﷺ کے وہ معجزات اور خلاف عادت واقعات بیان کئے جائیں گے جو وقتِ رضاعت حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاں ظہور پذیر ہوئے حتیٰ کہ آپ ﷺ اپنی والدہ ماجدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس واپس تشریف لے آئے

سیرت کی کتب میں موجود ہے کہ اہل عرب کی یہ عادت تھی کہ جب ان کے ہاں کسی بچے کی ولادت ہوتی تو وہ کسی ایسی عورت کو تلاش کرتے جس کا تعلق کسی اور قبیلے سے ہوتا تاکہ وہ ان کے بچے کو دودھ پلائے۔ اس طرح ان کے کئی مقاصد پورے ہو جاتے تھے۔ ان کے بچے کی نشو و نما بہتر ہوتی اور وہ فصاحت و بلاغت کا خوگر ہو جاتا۔

قبیلہ بنو سعد کی عورتیں مکہ معظمہ آئیں۔ وہ ایسے ہی بچے کی تلاش کر رہی تھیں ان کے ساتھ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی تھیں۔ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے علاوہ ہر عورت نے کوئی نہ کوئی بچہ حاصل کر لیا آپ خود ہی فرماتی ہیں ''ہم میں سے ہر ایک کو حضور ﷺ دکھائے گئے لیکن جب یہ بتایا جاتا کہ آپ ﷺ یتیم ہیں تو ہر عورت آپ ﷺ کو لینے سے انکار کر دیتی۔ آپ ﷺ کو حاصل کرنے کا کسی نے بھی ارادہ نہ کیا'' میں نے اپنے خاوند سے کہا اللہ کی قسم! میں اپنی ساتھی عورتوں کے ساتھ بغیر کسی بچے کو لئے واپس جانا ناپسند کرتی ہوں اللہ کی قسم! میں اسی یتیم کے پاس جاؤں گی اور اسے ضرور حاصل کروں گی۔ میرے خاوند نے کہا اس یتیم بچے کو لینے میں کوئی حرج نہیں۔ ممکن ہے اللہ تعالیٰ اسی میں ہمارے لئے برکت پیدا کر دے۔ میں حضور ﷺ کے پاس گئی اور انہیں حاصل کر لیا۔

ایک اور روایت میں ہے کہ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں ''میرا استقبال حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیا انہوں نے مجھ سے کہا تو کون ہے؟ میں نے کہا میں قبیلہ بنو سعد کی ایک عورت ہوں۔ انہوں نے فرمایا تیرا نام کیا ہے؟ میں نے جواب دیا حلیمہ انہوں نے فرمایا واہ واہ! سعد اور حلم یہ دونوں ایسی خصلتیں ہیں جن میں زمانے کی بھلائی اور ابدی عزت ہے۔

اے حلیمہ! میرے پاس ایک یتیم بچہ ہے میں نے اسے بنو سعد کی تمام عورتوں کو دکھایا لیکن انہوں نے اسے قبول کرنے سے انکار کر دیا انہوں نے کہا ''ایک یتیم کے پاس کیا خیر ہو سکتی ہے ہم تو بچے کے والدوں سے عزت و کرامت کی خواہاں ہوتی ہیں۔'' کیا تو اسے دودھ پلائے گی مجھے یقین ہے کہ تو اس کو دودھ پلا کر سعادت حاصل کرے گی میں نے کہا اے عبدالمطلب!

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

(113) اے ہمارے مولا! اس کے لئے اس کے اعمال کی اصلاح فرما۔ اس کی رعایا کی اصلاح فرما اس کے حالات کو تندرست فرما۔ اس کے اعمال کو اپنی رضا کے تابع بنا۔ ہمارے لئے اس کے افعال اور اقوال کو قابل ستائش بنا جو ہم کو مجبور کریں کہ ہم اس کو ہمیشہ اچھی تعریف کے ساتھ یاد کریں۔

(114) اے مولائے کائنات! نبی مختار ﷺ کی امت پر رحم فرما۔ ہر زمان اور ہر مکان میں اس پر ترس فرما۔ اغیار کے تسلط سے ان کی حفاظت فرما تمام شہروں، قصبوں اور ہر نشیب و فراز کی حفاظت فرما۔

(115) اے بار الٰہ! آپ ﷺ کے طفیل ہماری دعاؤں کو قبول فرما اور تمام خطرات سے امن عطا فرما اور آپ ﷺ ہی کے طفیل ہمارے حالات کو اچھا فرما۔ ہماری برائیوں کو نیکیوں میں تبدیل فرما۔ ہمیں حسد اور کینہ سے نجات عطا فرما۔

(116) اے مولائے کائنات! آپ ﷺ کی ذات پر ازل تا ابد ان گنت درود شریف بھیج۔ آپ ﷺ کی اولاد پر بے شمار سلام بھیج۔ آپ کے اصحاب جو ہدایت کے کواکب نورانی ہیں ان پر بھی بے حد و بے حساب سلام اور رحمتیں نازل فرما۔

(117) اے بار الٰہ! خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر راضی ہو جا جو حضور اکرم ﷺ کے ساتھی اور صدیق اعظم ہیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا مال اور اپنی لخت جگر رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ ﷺ کو پیش کی پھر روم اور عجم کی زمین پر جہاد کیا اور ہر باغی اور مرتد کو واصل جہنم کیا۔

(118) حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد دنیا سے افضل ہیں سے بھی راضی ہو جا جنہوں نے کسریٰ کو ہلاک کیا قیصر کو تباہ کیا جو میدان جنگ کے شیر تھے۔ کچھار کے شیروں کے سردار تھے۔ اس سے میری مراد وہ ابوحفص ہیں جو حضرت زید کے بھائی ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

(119) حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر بھی راضی ہو جا جو حضور ﷺ کے کریم اور افضل داماد ہیں۔ جو حضور ﷺ کی دو صاحبزادیوں کے خاوند مکرم ہیں۔ جنہوں نے حضور اکرم ﷺ کے ایک لشکر جرار میں اونٹ اور نقد مال دے کر مدد کی۔

(120) حضرت مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ سے بھی راضی ہو جا جو کائنات کے امام اور شیر خدا ہیں جو حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے خاوند محترم ہیں جو حضور اکرم ﷺ کے دروازے ہیں۔ باب خیبر پر حملہ کرنے والے ہیں پھر پورے لشکر کو مغلوب کر کے اس کو فتح کرنے والے ہیں آپ ہی نے مرحب اور عبدِ وُد کو قتل کیا تھا۔

(121) اللہ تعالیٰ تمام عشرہ مبشرہ سے راضی ہو جا۔ تمام بدری صحابہ پر اور ان صحابہ پر جنہوں نے درخت کے نیچے آپ ﷺ کی بیعت کی تھی ان تمام سے راضی ہو جا۔ جس شخص نے بھی آپ ﷺ کی زیارت کی اس پر راضی ہو جا۔ وہ ایک ایسی قوم تھی جو سراپا عدل اور پاکباز تھی۔ انہیں کے طفیل ہمارا خاتمہ بھی ہدایت پر فرما۔

(122) الحمد للہ حضور اکرم ﷺ کے میلاد مبارک کا قصیدہ شریف مکمل ہوا یہ 1312ھ میں رقم کیا گیا۔ یہ قصیدہ حضور اکرم ﷺ کے شہر اقدس ''مدینہ طیبہ'' میں ہی مکمل ہوا۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

لبریز ہوتی تھیں ہم ان کا دودھ دوہتے اور حسب ضرورت اس سے پی لیتے۔ جب کہ دیگر لوگوں کی بھیڑوں میں دودھ کا قطرہ تک نہ تھا۔ وہ اپنے چرواہوں سے ناراض ہوتے اور کہتے کہ تم بھیڑیں وہاں چرایا کرو جہاں بنت ابی ذوئیب کی بھیڑیں چرتی ہیں۔ ہر روز ہمارے گھر میں برکات کا اضافہ ہی ہوتا رہا حتیٰ کہ دو سال گزر گئے اور میں نے آپ ﷺ کا دودھ چھڑا دیا۔ اس عرصہ میں آپ ﷺ کی نشوونما کی کیفیت بڑی نرالی تھی آپ اتنی تیزی سے نشوونما پا رہے تھے کہ کسی اور بچے نے اتنی سرعت سے نشوونما نہ پائی۔ دو سال میں آپ قوی اور توانا بچوں کی طرح ہو گئے۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت زید بن اسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جب حضور نبی کریم ﷺ کو حاصل کیا تو حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہا اے حلیمہ! کیا تجھے معلوم ہے کہ تو نے کتنی عظیم شان والے بچے کو حاصل کیا ہے۔ اللہ کی قسم جب میں اس مولود مسعود سے حاملہ ہوئی تو میں نے کوئی بھی درد وغیرہ محسوس نہ کیا جو کہ حاملہ خواتین محسوس کرتی ہیں جب اس کی ولادت کا وقت قریب آیا تو مجھ سے کہا گیا کہ عنقریب تو ایک بچے کو جنم دے گی اس کا نام ''احمد'' رکھنا وہ سید العالمین ہیں ولادت کیوقت انہوں نے اپنے دونوں ہاتھ زمین پر ٹیکے ہوئے تھے سر مبارک آسمان کی طرف اٹھایا ہوا تھا۔ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے خاوند کے پاس آئیں اس کو تمام صورت حال سے آگاہ کیا تو وہ بہت خوش ہوا۔ وہ اپنے گدھے اور اونٹنی پر چلنے کے لئے رواں ہوئے تو ان کی اونٹنی کی کھیری دودھ سے لبریز ہو گئی وہ انہیں صبح و شام دوہتے تھے حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میرے دودھ کی کیفیت یہ تھی کہ میں اپنے بیٹے کو بھی سیراب نہ کر سکتی تھی وہ بھوک کی وجہ سے ہمیں بھی سونے نہیں دیتا تھا۔ اب نبی مکرم ﷺ اور آپ کے رضائی بھائی جی بھر کر دودھ پیتے تھے اور آرام سے سو جاتے تھے اور اگر کوئی تیسرا بچہ بھی ان کے ساتھ ہوتا تو وہ بھی یقیناً جی بھر کر دودھ پی لیتا۔

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب آپ ﷺ کی عمر مبارک دو ماہ ہوئی تو آپ ہر سمت لڑھک لیتے تھے۔ جب آپ ﷺ کی عمر مبارک تین ماہ ہوئی تو آپ اپنے قدموں پر کھڑے ہو سکتے تھے۔ جب چار ماہ کے ہوئے تو دیوار کی پکڑ لیتے تھے اور چل سکتے تھے۔ پانچ ماہ کی عمر میں آپ ﷺ میں پوری طرح چلنے کی قدرت پیدا ہو گئی جب آپ ﷺ کی عمر مبارک آٹھ ماہ ہوئی تو آپ ﷺ اس طرح گفتگو کر لیتے تھے جو سننے والا سمجھ لیتا تھا جب آپ ﷺ نو ماہ کے ہوئے تو آپ نے فصیح زبان میں گفتگو کرنا شروع کر دی جب آپ ﷺ دس ماہ کے ہوئے تو آپ بچوں کے ساتھ تیر اندازی کیا کرتے تھے۔

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ہر روز سورج کے نور کی طرح کا ایک نور آپ ﷺ پر نازل ہوتا تھا پھر وہ نور ختم ہو جاتا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ جب آپ ﷺ کا دودھ چھڑایا گیا تو سب سے پہلے آپ نے یہ کلام فرمائی: اَللّٰهُ اَكْبَرُ كَبِيْرًا وَّالْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيْرًا وَّسُبْحَانَ اللّٰهِ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا اور آپ ﷺ نے وقت ولادت

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

آپ ٹھہریئے میں اپنے خاوند سے مشورہ کر لیتی ہوں۔ انہوں نے فرمایا ضرور مشورہ کرو میں اپنے خاوند کے پاس گئی۔ اسے تمام صورت حال سے آگاہ کیا اس کے دل کو اللہ تعالیٰ نے خوشی اور مسرت سے لبریز کر دیا اس نے مجھ سے کہا اے حلیمہ! جلدی سے وہ بچہ حاصل کر لو۔ میں پھر حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس واپس آئی وہ وہیں بیٹھ کر میرا انتظار کر رہے تھے۔ میں نے کہا بچہ لے آیئے۔ ان کا چہرہ فرحت و سرور سے کھل اٹھا انہوں نے مجھے اپنے ساتھ لیا اور حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر لے گئے۔ انہوں نے مجھے خوش آمدید کہا انہوں نے مجھے اس کمرہ میں داخل کیا جہاں والی دو جہاں حضرت محمد ﷺ تشریف فرما تھے۔ آپ ﷺ دودھ سے زیادہ سفید کپڑے میں لپیٹے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ کے نیچے سبز رنگ کی ریشم تھی آپ ﷺ اسی کپڑے پر محو استراحت تھے۔ آپ ﷺ سے کستوری کی طرح کی خوشبو آ رہی تھی میں نے آپ ﷺ کے حسن و جمال کی وجہ سے آپ کو بیدار کرنے سے ڈر گئی۔ میں نے اپنے ہاتھ کو حضور ﷺ کے سینہ اقدس پر رکھا۔ آپ ﷺ مسکرائے آپ ﷺ نے دونوں آنکھوں کو کھول کر میری طرف دیکھا آپ ﷺ کی دونوں آنکھوں سے نور نکلا۔ وہ نور آسمان کی وسعتوں میں گم ہو گیا میں ان کے نور کا دیدار کرتی رہی۔ میں نے آپ ﷺ کی آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا آپ کو اٹھایا۔ میں نے آپ ﷺ کو صرف اس لئے لیا تھا کیونکہ آپ کے علاوہ مجھے کوئی اور بچہ مل نہ سکا۔

حضرتؓ حلیمہ سعدیہ فرماتی ہیں "میں نے اپنا دایاں پستان آپ کو پیش کیا آپ ﷺ نے حسب منشاء اس میں سے دودھ پیا پھر میں نے اپنا بایاں پستان پیش کیا لیکن آپ ﷺ نے دودھ پینے سے انکار کر دیا۔ بعد میں بھی آپ ﷺ کی یہی کیفیت تھی۔" اہل علم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو الہام کیا تھا کہ دودھ پینے میں ایک اور بچہ بھی شریک ہے اس لئے آپ عدل فرمائیں۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پستانوں میں دودھ نہ تھا جب انہوں نے ان کو حضور اکرم ﷺ کے منہ مبارک میں رکھا تو وہ دودھ سے بھر گئے۔ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ کے رضاعی بھائی نے بھی آپ کے ساتھ دودھ پیا۔ اس نے بھی خوب سیر ہو کر دودھ پیا اور وہ سو گیا حالانکہ ہم اس سے پہلے بھوک کی وجہ سے سو بھی نہیں سکتے تھے۔ میرا خاوند اونٹنی کے پاس گیا اس کی کھیری بھی دودھ سے لبریز تھی۔ میرے خاوند اور میں نے ضرورت کے مطابق دودھ پیا۔ ہم نے وہ رات بڑی پرسکون گزاری صبح میرے خاوند نے مجھ سے کہا "اے حلیمہ! ہم نے بہت ہی بابرکت بچہ حاصل کیا ہے میں نے کہا اللہ کی قسم! مجھے بھی یقین ہے کہ یہ بچہ بہت یمن و برکت والا ہے۔" میں اپنے گدھے پر سوار ہو گئی۔ اپنے ساتھ حضور مکرم ﷺ کو بھی بٹھا لیا۔ میرا گدھا اتنی تیز رفتاری سے چلا کہ کوئی بھی گدھا اسے نہ مل سکا حتیٰ کہ میرے ساتھیوں نے کہا اے بنت ابی ذوئیب! اپنے چلنے میں کچھ سست روی اختیار کرو کیا یہ گدھا جس پر تم اب سوار ہو ہی نہیں ہے جو کمزوری کی وجہ سے کبھی تجھے بلند کر دیتا تھا اور کبھی پستی میں گرا دیتا تھا۔ میں نے کہا ہاں اللہ کی قسم! یہ وہی گدھا ہے انہوں نے کہا قسم بخدا اب اس کی شان بڑی عجیب ہے۔ پھر ہم قبیلہ بنو سعد میں آ گئے۔ میں اللہ کی زمین میں سے کسی ایسی زمین کو نہیں جانتی جو ہماری زمین سے زیادہ خشک ہو۔ ہماری بھیڑیں جب چر کر واپس آتی تھیں تو ان کی کھیریاں دودھ سے

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اپنے گھر آ گئے۔ میرے خاوند نے مجھ سے کہا ''مجھے خوف ہے کہ اس بچے کو کوئی تکلیف ہوئی ہے اس سے قبل کہ اس کی وہ تکلیف ظاہر ہو اس کو اس کی والدہ کے پاس واپس لوٹا آؤ اور اس امانت سے سبکدوش ہو جاؤ۔''

ایک اور روایت میں ہے کہ میرے خاوند نے مجھ سے کہا ''میں یہ بہتر سمجھتا ہوں کہ تم اسے اس کی والدہ کے پاس لے جاؤ تا کہ وہ اس کا علاج وغیرہ کرائیں اللہ کی قسم انہیں جو تکلیف پہنچی ہے وہ فلاں کی اولاد کی طرف سے پہنچی ہے کیونکہ وہ جب اس بچے کی عظیم برکات دیکھتے ہیں تو حسد کرتے ہیں۔ ہم آپ ﷺ کو حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس واپس لے کر گئے۔ اس وقت آپ کی عمر مبارک چار سال تھی بعض علماء نے پانچ سال کہا ہے اور بعض فرماتے ہیں کہ اس وقت آپ کی عمر دو سال اور کچھ ماہ تھی۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب آپ ﷺ کچھ بڑے ہوئے۔ آپ ﷺ گھر سے باہر نکل آتے بچوں کو کھیل وکود میں مصروف دیکھتے لیکن آپ ہمیشہ کھیل و کود سے کنارہ کش رہتے ایک دن آپ ﷺ نے مجھ سے کہا امی جان! میں اپنے بہن بھائیوں کو دن کے وقت نہیں دیکھتا (آپ ﷺ کے ایک رضاعی بھائی اور دو رضاعی بہنیں تھیں ان کے نام عبداللہ، انیسہ اور شیماء تھے) حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا میری جان آپ ﷺ پر فدا! وہ سارا دن ہماری بھیڑوں کو چراتے ہیں شام کو گھر واپس آ جاتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا! آپ مجھے بھی ان کے ساتھ بھیجا کریں۔ حضور اکرم ﷺ صبح خوشی کے ساتھ جاتے اور شام کو مسرور واپس آتے۔ ایک دن آپ ﷺ اپنے بھائی اور بہنوں کے ساتھ بھیڑیں چرانے گئے دوپہر کے وقت آپ ﷺ کا رضاعی بھائی دوڑتا ہوا آیا۔ اس کے چہرے سے پسینے کے قطرات بہہ رہے تھے ہم خوفزدہ ہو گئے۔ اس نے کہا اے میری امی جان! اے میرے والد محترم! میرے بھائی محمد (فداہ روحی و امی و ابی) کو ڈھونڈو۔ جب تم انہیں تلاش کر لو گے تو وہ یقیناً عالم بالا کو کوچ کر چکے ہوں گے میں نے کہا معاملہ کیا ہے؟ اس نے جواب دیا کہ ہم وہاں کھڑے تھے اچانک ایک آدمی آیا اس نے ہمارے وسط سے ہمارے بھائی محمد ﷺ کو اٹھایا اور پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ گیا ہم آپ کو دیکھ رہے تھے۔ انہوں نے آپ ﷺ کے شکم مبارک کو ناف تک شق کیا اس کے بعد مجھے معلوم نہیں ان کے ساتھ کیا کیا گیا۔ حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں پھر میں اور میرا خاوند دوڑتے آپ ﷺ کے پاس آئے ہم نے دیکھا کہ آپ ﷺ پہاڑ کی چوٹی پر تشریف فرما ہیں آپ آسمان کی دیکھ رہے ہیں اور مسکرا رہے ہیں میں آپ ﷺ پر جھکی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا میں نے کہا میری جان آپ پر نثار! کس چیز نے آپ کو خوفزدہ کیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا امی جان! میں بالکل خیریت سے ہوں۔ میں کھڑا تھا میرے پاس تین آدمی آئے ایک کے ہاتھ میں چاندی کا آفتابہ تھا دوسرے ہاتھ میں سبز زمرد کا طشت تھا۔ انہوں نے مجھے پکڑا اور پہاڑ کی چوٹی پر لے آئے۔ ان کی کوشش بڑی تعجب خیز تھی انہوں نے مجھے زمین پر لٹایا میرے پیٹ کو ناف تک شق کیا میں ان کی طرف دیکھتا رہا مجھے نہ تکلیف محسوس ہوئی اور نہ ہی درد ہوا۔ پھر آپ ﷺ نے شق صدر کا تمام قصہ بیان کر دیا۔ یہ واقعہ بہت سی سیرت اور احادیث کی کتب میں موجود ہے۔ بعض کتب میں ہے کہ آپ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بھی یہی گفتگو فرمائی تھی جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ بعض اوقات جب آپ ﷺ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس ہوتے تھے تو اس طرح کہا کرتے تھے: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ قُدُّوْسًا قُدُّوْسًا نَامَتِ الْعُيُوْنُ وَالرَّحْمٰنُ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ۔ آپ ﷺ جب بھی کسی چیز کو چھوتے تو بِسْمِ اللّٰهِ ضرور پڑھتے۔

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ جب حضور اکرم ﷺ میرے گھر میں داخل ہوئے تو قبیلہ بنی سعد کا ہر گھر معنبر ہو گیا۔ حضور اکرم ﷺ کی محبت اور حسن اعتقاد اس کے دلوں میں اتنا جاگزیں ہو گیا کہ جب ان کے جسم پر کوئی تکلیف آتی تو وہ آپ ﷺ کا دست اقدس پکڑتے اور اپنی تکلیف والی جگہ پر لگاتے تو وہ تکلیف اللہ کے حکم سے بڑی جلدی ٹھیک ہو جاتی۔ اسی طرح جب ان کی کوئی بکری یا اونٹ بیمار ہو جاتا تو پھر بھی وہ لوگ آپ ﷺ کا دست اقدس ان کے اجسام پر پھیرتے تو اللہ تعالیٰ انہیں شفاء عنایت کر دیتا۔

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب آپ ﷺ کی عمر دو سال ہوئی تو ہم آپ ﷺ کو مکہ مکرمہ آپ ﷺ کی والدہ کے پاس لے کر آئے لیکن ہماری یہ خواہش تھی کہ حضور اکرم ﷺ کچھ دیر اور ہمارے پاس قیام فرمائیں کیونکہ ہم نے آپ کی بے شمار برکات کو دیکھا تھا۔ ہم نے آپ ﷺ کی والدہ محترمہ کو عرض کی کہ آپ انہیں کچھ دیر اور ہمارے پاس رہنے دیں تاکہ یہ زیادہ توانا و تندرست ہو جائیں۔ ایک روایت میں ہے ہم نے کہا کہ ہم ایک سال کے لئے انہیں اپنے ساتھ لے جاتے ہیں کیونکہ مکہ میں وباء پھیلی ہوئی ہے۔ ہم آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اصرار کرتے رہے حتیٰ کہ انہوں نے اپنے لخت جگر کو پھر کچھ عرصہ کے لئے ہمارے حوالے کر دیا۔ کہا جاتا ہے کہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہا ''میرے نور نظر کو لے کر فوراً واپس چلی جاؤ مجھے مکہ کی وباء سے خوف آ رہا ہے۔'' ہم آپ ﷺ کو واپس لے آئے۔

جب ہم آپ ﷺ کو دوبارہ اپنے گھر لے کر آئے۔ دو یا تین ماہ گزر چکے تھے تو ایک دن آپ ﷺ کا رضاعی بھائی دوڑتا ہوا آیا۔ مجھے اور میرے خاوند سے کہنے لگا میرے اس قریشی بھائی کو دو آدمیوں نے پکڑ لیا ہے۔ انہوں نے سفید کپڑے پہن رکھے ہیں انہوں نے اس میرے اخ کریم کو لٹایا۔ اس کے پیٹ کو چاک کیا اور شکم مبارک میں اپنے ہاتھوں کو داخل کر دیا۔ حضرت حلیمہ سعدیہ فرماتی ہیں کہ میں اور اس کا باپ دونوں آپ ﷺ کے پاس آئے ہم نے دیکھا کہ آپ ﷺ کھڑے ہیں آپ ﷺ کا رنگ متغیر ہے۔ یہ رنگ کا متغیر ہونا پیٹ مبارک کے چاک ہونے کی وجہ سے نہ تھا بلکہ ملائکہ کو دیکھنے کی وجہ سے تھا کیونکہ آپ ﷺ کا شکم مبارک بغیر درد کے چاک کیا گیا تھا میں نے اور میرے خاوند نے آپ ﷺ کو مضبوطی سے پکڑ لیا۔ ہم نے پوچھا اے نور نظر! آپ کو کیا ہوا؟ آپ ﷺ نے فرمایا دو ایسے آدمی آئے جنہوں نے سفید لباس پہن رکھے تھے ایک نے دوسرے سے کہا کہ کیا یہ وہی ہیں اس نے کہا ہاں۔ وہ دونوں میری طرف جلدی جلدی آئے۔ انہوں نے مجھے پکڑ لیا۔ زمین پر لٹایا میرے شکم کو چاک کیا۔ اس میں انہوں نے کسی چیز کو تلاش کیا پھر انہوں نے اس مطلوبہ چیز کو ڈھونڈ لیا انہوں نے اس چیز کو پکڑ کر پیٹ مبارک سے باہر نکال کر اسے پھینک دیا۔ میں نہیں جانتا کہ وہ کیا چیز تھی۔ ہم آپ ﷺ کو لے کر

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کبھی بھی تیرے پاس نہ لے کر آتی۔ کسی اور شخص کو ڈھونڈو جو تجھے قتل کرے میں اس دریتیم کو قتل نہیں ہونے دوں گی۔ یہ کہہ کر حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ ﷺ کو وہاں سے اٹھایا اور گھر واپس لے آئیں۔ آپ فرماتی ہیں کہ جب میں آپ ﷺ کو قبیلہ بنوسعد میں لے کر آئی تو وہاں کا ہر گھر آپ کی خوشبو سے معطر ہو گیا۔ آپ ﷺ پر ہر روز دو سفید آدمی نازل ہوتے تھے وہ آپ ﷺ کے کپڑوں میں غائب ہو جاتے تھے اور پھر ظاہر نہ ہوتے تھے۔ لوگ کہتے اے حلیمہ! اس بچے کو اس کے دادا کے پاس واپس بھیج دو اور اپنی امانت سے سبکدوش ہو جاؤ آپ کہتی ہیں جب میں نے آپ ﷺ کو واپس مکہ لانے کا فیصلہ کیا تو میں نے ایک صدا دینے والے کی صدا کو سنا وہ کہہ رہا تھا اے وادی بطحاء! تجھے مبارک ہو۔ تیرا مبارک آج تجھے واپس مل رہا ہے۔ تیرا دین، رونق اور کمال واپس آ رہا ہے اے متبرک وادی! آج کے بعد تو امن میں ہو گئی۔ آج کے بعد نہ ہی تجھے ذلیل کیا جائے گا اور نہ ہی تجھے غمگین کیا جائے گا اور تجھے یہ سعادت ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ملی ہے۔ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے یہ تمام واقعہ حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گوش گزار کیا انہوں نے فرمایا اے حلیمہ! میرا یہ بیٹا عظیم شان والا ہے۔ میں خواہش کرتا ہوں کہ میں اس کے زمانہ کو پاؤں۔

ایک روایت میں ہے کہ اس واقعہ کے بعد حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ ﷺ کو واپس لائیں تو آپ مکہ کی وادیوں میں گم ہو گئے۔ حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا ”میں اس رات حضرت محمد ﷺ کو لے کر آئی لیکن جب میں وادیٔ مکہ میں آئی تو وہ گم ہو گئے اللہ کی قسم میں نہیں جانتی تھی کہ وہ کہاں ہیں حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہو گئے انہوں نے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی کہ وہ ان کا بیٹا انہیں لوٹا دے اس وقت آپ نے یہ شعر پڑھا:

يَا رَبِّ رُدَّ وَلَدِی مُحَمَّدًا ۔۔۔ اُرْدُدْهُ رَبِّی وَاصْطَنِعْ عِنْدِی يَدًا

”اے میرے مولا! میرے نور نظر حضرت محمد ﷺ کو واپس لوٹا دے۔ میرے پروردگار انہیں واپس لوٹا کر مجھ پر احسان فرما۔“

آسمان سے صدائے غیبی آئی اے لوگو! نہ چلاؤ بلاشبہ محمد (ﷺ) کا بھی ایک پروردگار ہے وہ نہ اسے رسوا کرے گا اور نہ ہی اسے ضائع کرے گا۔ حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا وہ کہاں ہوں گے؟ صدا آئی وہ وادیٔ تہامہ میں دائیں طرف درخت کے پاس ہیں۔ حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس جانب تشریف لے گئے۔ ان کے پیچھے پیچھے ورقہ بن نوفل بھی گئے انہوں نے حضور ﷺ کو ایک درخت کے نیچے دیکھا آپ ﷺ درخت کی ایک شاخ کو کھینچ رہے تھے۔ آپ ﷺ کے جد امجد نے آپ سے پوچھا آپ کون ہیں؟ آپ نے فرمایا میں محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب ہوں۔ حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا میں آپ کا دادا عبدالمطلب ہوں میری جان آپ پر فدا ہو۔ آپ نے حضور اکرم ﷺ کو اپنی آغوش میں لے لیا اور زار و قطار رونے لگے حضور اکرم ﷺ کو اپنے گھوڑے کے آگے سوار کیا اور مکہ لے آئے۔ حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسی خوشی میں بکریوں اور بھیڑوں کو ذبح کیا اور اہل مکہ کی دعوت کی۔

بعض مفسرین نے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد ”وَوَجَدَکَ ضَآلًّا فَهَدٰی“ کو اسی واقعہ پر محمول کیا ہے۔ بعض علماء فرماتے

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ﷺ نے فرمایا میں اسی کیفیت میں تھا جبکہ بنو سعد کا قبیلہ دوڑتا ہوا میرے پاس آ رہا تھا میں ان تمام کو دیکھ رہا تھا میری امی محترمہ ان لوگوں میں سے تمام کے آگے تھیں وہ آواز لگا رہی تھیں واضعیفاہ (اے کمزور!) یہ سن کر فرشتے میرے اوپر جھک گئے انہوں نے مجھے اپنے سینے سے لگا لیا انہوں نے میرے سر پر اور میری آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا اور کہا "آپ ضعیفوں میں سے کتنے اچھے ضعیف ہیں۔" پھر میری امی جان نے کہا واوحیداہ (ہائے میرے نور نظر تو اکیلا تھا) ملائکہ پھر مجھ پر جھک گئے۔ انہوں نے مجھے اپنے سینوں سے لگایا میری آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا میرے سر کو چوما انہوں نے کہا آپ اکیلے انسانوں میں سے کتنے بہترین انسان ہیں۔ اس وقت آپ ﷺ اکیلے نہیں ہیں آپ کے ساتھ اللہ تعالیٰ، اس کے فرشتے، مؤمنین اور تمام اہل زمین ہیں پھر میری رضاعی امی نے کہا وا یتیماہ ہائے اے یتیم! تو اپنے دوستوں میں کمزور ہو گیا اور اسی کمزوری کی وجہ سے قتل ہو گیا۔ اس قول کے بعد پھر ملائکہ مجھ پر جھک گئے۔ انہوں نے مجھے اپنے سینوں سے لگایا انہوں نے میرے سر کو چوما۔ میری آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا اور کہا آپ کتنے اچھے یتیم ہیں اللہ کے ہاں آپ ﷺ کتنے معزز ہیں۔ اگر آپ ﷺ جانتے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کس بھلائی کا ارادہ فرمایا ہے تو آپ ﷺ کی آنکھیں ٹھنڈی ہو جاتیں۔ اتنی دیر میں وہ لوگ بلند وادی کے کنارے پر آ گئے جب میری امی جان نے مجھے دیکھا تو کہا "اللہ تعالیٰ آپ کو لمبی عمر عطا فرمائے" وہ میرے قریب آ گئیں۔ وہ مجھ پر جھکیں مجھے اپنے سینے سے لگایا۔ اس ذات کی قسم جس کے دست اقدس میں میری جان ہے جب میں اپنی امی کی گود میں تھا انہوں نے مجھے اپنے ساتھ لگا رکھا تھا اس وقت میرے ہاتھ ملائکہ کے ہاتھ میں تھے لیکن باقی لوگوں کو فرشتے نظر نہیں آ رہے تھے۔

http://t.me/Tehqiqat

کچھ لوگ کہہ رہے تھے کہ اس بچے کو جنوں کا مرض لاحق ہو گیا ہے۔ یا کسی جن کا سایہ ہو گیا ہے وہ لوگ آپ کو ایک کاہن کے پاس لے گئے تاکہ وہ آپ ﷺ کو دیکھے اور آپ کا علاج کرے۔ میں نے کہا اے لوگو! جن امراض کا تم نے ذکر کیا ہے ان میں سے کوئی مرض بھی مجھے لاحق نہیں ہے۔ بلاشبہ میرے تمام اعضاء درست اور میرا دل صحیح ہے مجھے کوئی بیماری نہیں ہے۔ میرے رضاعی باپ نے کہا "تم نہیں دیکھتے کہ آپ ﷺ ٹھیک باتیں کر رہے ہیں۔ میں پر امید ہوں کہ میرے بیٹے کو کوئی تکلیف نہیں ہے انہوں نے اتفاق کیا کہ وہ مجھے ایک کاہن کے پاس لے جائیں جب لوگ مجھے کاہن کے پاس لے گئے تو انہوں نے عام حالات بیان کئے اس نے کہا تم سب لوگ خاموش ہو جاؤ میں اس بچے کی گفتگو سننا چاہتا ہوں کیونکہ یہ اس معاملہ کو تم سے زیادہ جانتا ہے۔ اس نے مجھ سے سوال کیا میں نے اسے اول تا آخر تمام داستان اس کو سنا دی تمام داستان کو سن کر اس نے مجھے پکڑ لیا اپنے سینے سے لگا لیا پھر بلند آواز سے صدا لگائی۔ اے ساکنین عرب! اس شہر سے پناہ مانگو جو قریب آ گیا ہے۔ اس بچے کو قتل کر دو اور اس کے ساتھ مجھے بھی قتل کر دو۔ لات و عزیٰ کی قسم! اگر تم نے اس کو چھوڑ دیا تو یہ بڑا ہو کر تمہارے دین کو بدل دے گا۔ تمہاری اور تمہارے آباء کی عقلوں کو خراب کر دے گا تمہارے ہر معاملہ کی مخالفت کرے گا تمہارے پاس وہ دین لے کر آئے گا جس کی مثل تم نے پہلے سنا بھی نہ ہوگا۔ میری امی جان جلدی سے میری طرف آئیں اور کاہن کی گود سے مجھے چھین لیا انہوں نے کاہن سے کہا تو احمق اور بے وقوف ہے۔ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ تو حضور ﷺ کے بارے میں اس طرح بکواس کرے گا تو میں انہیں

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں آپ ﷺ کو "بازارِ عکاظ" میں لے گئی۔ وہاں ایک کاہن نے آپ کی زیارت کی اس نے بلند آواز سے صدا لگائی اے اہل عکاظ! اس بچے کو قتل کر دو۔ اس کے لئے ایک عظیم الشان مملکت ہوگی۔ میں آپ ﷺ کو اسی وقت واپس لے آئی اللہ تعالیٰ نے آپ کو نجات عطا فرمائی۔

"وفا" میں سید السمہودی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ جب عکاظ کا میلہ لگا تو حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور مکرم ﷺ کو ایک عراف (نجومی) کے پاس لے گئیں۔ جس کا تعلق بنو ہذیل کے ساتھ تھا لوگ اسے اپنے بچے دکھا رہے تھے جب اس نے سرورِ دو جہاں ﷺ کے چہرۂ اقدس کی طرف دیکھا تو وہ چیخ کر کہنے لگا اے قبیلہ ہذیل! اے قوم قریش! اس کی یہ چیخ و پکار سن کر لوگ اس کے پاس جمع ہو گئے اس تیرہ بخت عراف نے کہا اس بچے کو قتل کر دو حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ ﷺ کو وہاں سے خاموشی سے لے کر واپس چلی آئیں۔ لوگوں نے پوچھنا شروع کیا کہ وہ کون سا بچہ ہے جس کو تہ تیغ کرنا ہے اس عراف نے کہا کہ یہ بچہ ہے لیکن انہوں نے وہاں کسی بچے کو نہ دیکھا لوگوں نے پھر عراف سے پوچھا کہاں ہے وہ بچہ؟ اس نے کہا "میں نے ابھی جو بچہ دیکھا ہے اس میں میں نے ایسی علامات کو دیکھا ہے جن کی وجہ سے وہ تمہارے دین کے لوگوں کو ضرور قتل کر دے گا۔ وہ تمہارے معبودانِ باطلہ کو ضرور لخت لخت کر دے گا۔ اس کا تم پر ضرور غلبہ ہو جائے گا۔" لوگوں نے آپ ﷺ کو بہت تلاش کیا لیکن وہ آپ ﷺ کو ڈھونڈ نہ سکے۔

ابن سعد، ابن الطراح رحمہما اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ بن عبداللہ بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ عراف اسی طرح چیخنے لگا "ہائے افسوس قبیلہ ہذیل کے لئے ہائے افسوس اس کے معبودانِ باطلہ کے لئے یہ بچہ تو صرف آسمان کے ایک حکم کا منتظر ہے۔ آپ ﷺ کے لئے اس کی آتش انتقام بھڑک اٹھی۔ تھوڑی ہی دیر کے بعد اس کی عقل زائل ہو گئی اور وہ کفر کی حالت میں مر گیا۔ ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے بنو سعد کے قبیلہ میں دودھ پیا۔ آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ نے حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہا "میرے اس نورِ نظر کو دیکھو اور اس کے بارے میں مجھ سے سوال کرو۔ اس کی ولادت کے وقت مجھ سے ایک نور کا ظہور ہوا جس سے تمام زمین منور ہو گئی حتیٰ کہ میں نے شام کے محلات دیکھے۔ ایک دن حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ایک کاہن کے پاس سے گزریں لوگ اس سے سوال کر رہے تھے حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور اکرم ﷺ کو بھی اس کاہن کے پاس لے آئیں جب اس نے آپ ﷺ کو دیکھا تو اس نے آپ کو کلائیوں سے پکڑ لیا اور کہنے لگا اے میری قوم! اس بچے کو قتل کر دو، اس بچے کو قتل کر دو۔ حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں میں نے جھپٹ کر حضور ﷺ کو اس کاہن سے چھین لیا کئی لوگ بھی میرے ساتھ تھے ہم حضور ﷺ کو حفاظت کے ساتھ اپنے گھر لے گئے۔

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ اس کے بعد میں آپ ﷺ کو ذوالمجاز (یہ جاہلیت کے دور کا ایک بازار تھا اور عرفہ سے ایک فرسخ دور تھا) کے میلہ میں لے آئی اس میلہ میں ایک نجومی تھا لوگ اس کو اپنے بچے دکھاتے تھے جب اس نے حضور اکرم ﷺ کو دیکھا اس نے مہر نبوت کو دیکھا، آپ ﷺ کی آنکھوں میں سرخی کو دیکھا تو وہ چیخ اٹھا۔ اس نے کہا

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہیں کہ آپ ﷺ کے ساتھ اسی طرح کا واقعہ دو دفعہ پیش آیا۔ آپ ﷺ دوسری بار گم ہو گئے۔ ایک آدمی نے آپ ﷺ کو دیکھ لیا۔ اونٹ پر اپنے آگے سوار کیا اور آپ ﷺ کو آپ کے جد امجد کے پاس لے آیا۔ اس شخص نے حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ کیا آپ کو معلوم ہے کہ آپ کے بیٹے کے ساتھ کیا واقعہ پیش آیا حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے استفسار پر اس شخص نے کہا ''جب میں نے اپنی اونٹنی کو بٹھایا اور حضور اکرم ﷺ کو اپنے پیچھے سوار کیا تو اونٹنی سے اٹھنے سے انکار کر دیا۔ جب میں نے حضور مکرم ﷺ کو اپنے آگے سوار کیا تو وہ اونٹنی فوراً اٹھ کھڑی ہوئی۔''

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب میں حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو لے کر مکہ میں ان کی امی کے پاس آئی تو حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے مجھ سے پوچھا۔ اے حلیمہ! تو میرے لخت جگر کو اتنی جلدی واپس کیوں لے آئی ہے۔ جبکہ تو انہیں اپنے ساتھ لے جانے پر بڑی حریص تھی تو انہیں اپنے پاس زیادہ سے زیادہ دیر رکھنا چاہتی تھی۔ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی ''اللہ تعالیٰ نے مدت مقررہ کو پورا فرمایا میرے ذمہ جو حق تھا وہ میں نے اس کو ادا کر دیا۔ اب مجھ کو مختلف خدشات کا اندیشہ ہے اس لئے اب میں اس امانت کو واپس کرنے آئی ہوں آپ بھی حقیقت میں یہی پسند کرتی ہیں۔''

حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا سچ سچ بتاؤ تیرے ساتھ کیا مسئلہ پیش آیا ہے۔ وہ مجھ سے اصرار کرتی رہیں حتیٰ کہ میں نے انہیں تمام صورت حال بتا دی حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کیا تمہیں حضور اکرم ﷺ پر شیطان کا خوف ہے میں نے کہا ہاں۔ انہوں نے فرمایا ہرگز نہیں اللہ کی قسم! شیطان اس کے قریب بھی نہیں بھٹک سکتا۔ میرے اس بچے کی شان نرالی ہے حلیمہ! کیا میں اپنے بیٹے کے بارے میں تجھے کچھ بتاؤں؟ حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا ضرور بتائیں حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا جب مجھے حضور ﷺ کا حمل مبارک ہوا تو میرے اندر سے ایک نور خارج ہوا جس کے اجالے میں مجھے شام کے محلات نظر آئے۔ جب مجھے حمل قرار پایا تو عام عورتوں کی طرح نہ مجھے اس کا کچھ بوجھ محسوس ہوا اور نہ ہی کسی اور تکلیف کا احساس ہوا۔ وقت ولادت انہوں نے اپنے دونوں ہاتھ زمین پر ٹیکے ہوئے تھے اور سر آسمان کی طرف اٹھایا ہوا تھا اب اسے میرے ہی پاس رہنے دو میں خود اس کی خبر گیری کروں گی۔

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میرے پاس سے یہودیوں کی ایک جماعت کا گزر ہوا۔ میں نے ان سے کہا کہ کیا میں تمہیں اپنے اس بیٹے کی نرالی شان کے بارے میں نہ بتاؤں اس کی والدہ ماجدہ کو حمل کیسے قرار پایا اور ان کی ولادت کس شان سے ہوئی۔ ان کی والدہ معظمہ نے ولادت کے وقت اس طرح عجیب مناظر دیکھے۔ میں نے وہ تمام باتیں ان یہودیوں کو سنا دیں جو میں نے آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ سے سنی تھیں اور جو میں نے خود اپنی نگاہ سے دیکھی تھیں۔

وہ یہودی ایک دوسرے کو دیکھ کر کہنے لگے ''اس بچے کو قتل کر دو''۔ پھر انہوں نے مجھ سے پوچھا ''کیا یہ یتیم ہے''میں نے کہا نہیں میں اس کی ماں اور یہ اس کے باپ ہیں انہوں نے کہا کہ اگر یہ یتیم ہوتا تو ہم اس کو ضرور قتل کر دیتے کیونکہ ہمارے نزدیک مذکورہ بالا تمام علامات نبوت کی نشانیاں ہیں۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

چڑھے کہ عموماً اتنی جلدی بچے نشو ونما نہیں پاتے۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت امام زہری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے کہ بنو ہوازن کا ایک وفد حضور ﷺ کے پاس حاضر ہوا اس میں آپ ﷺ کا ایک رضاعی چچا بھی تھا جس کا نام ابوثروان تھا اس نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میں نے آپ ﷺ کا بچپن دیکھا لیکن کسی بچے کو آپ سے بہتر نہ دیکھا میں نے آپ ﷺ کا لڑکپن دیکھا کسی لڑکے کو آپ سے بہتر نہ دیکھا میں نے آپ ﷺ کا عالم شباب دیکھا کسی نوجوان کو آپ ﷺ سے بہتر نہ دیکھا آپ ﷺ میں بھلائی کی تمام خصلتیں بدرجہ اتم پائی جاتی ہیں۔ علامہ ازدی کی کتاب "الترقیص" میں ہے کہ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور اکرم ﷺ کو اس شعر سے لوری دیا کرتی تھی:

يَا رَبِّ اِذْ اَعْطَيْتَهٗ فَابْقِهٖ وَاَعْلِهٖ اِلَى الْعُلَا وَارْقِهٖ

وَادْحَضْ اَبَاطِيْلَ الْعِدَا بِحَقِّهٖ

"اے مولا! جب تو نے ہم کو ہماری آنکھوں کا چین عطا فرمایا ہے تو اس کی حفاظت بھی فرما۔ اسے بلندیاں اور رفعتیں عطا فرما۔ آپ ﷺ کے حق کی وجہ سے باطل دلائل کا رد فرما۔"

آپ ﷺ کی رضاعی بہن شیماء آپ کو اس طرح لوریاں دیا کرتی تھیں:

هٰذَا اَخٌ لِّيْ لَمْ تَلِدْهُ اُمِّيْ وَلَيْسَ مِنْ نَّسْلِ اَبِيْ وَعَمِّيْ

فَدَيْتُهٗ مِنْ مَّخْوَلٍ مُّعَمِّ فَاَنْمِهِ اللّٰهُمَّ فِيْمَنْ تَنْمِيْ

"یہ میرے وہ بھائی ہیں جن کو میری ماں نے جنم دیا نہ ہی وہ میرے باپ اور چچا کی نسل سے ہیں۔ میں ان پر اپنے ماموں اور چچا کو فداء کرتی ہوں اے مولا! ان بچوں کے مابین جن کو تو پروان چڑھائے ان کو بھی پروان چڑھا۔"

حضرت شیماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا یہ شعر گنگنا کر لوریاں دیا کرتی تھیں:

يَا رَبَّنَا اَبْقِ لَنَا مُحَمَّدًا حَتّٰى نَرَاهُ يَافِعًا وَّ اَمْرَدَا

ثُمَّ نَرَاهُ سَيِّدًا وَّ مُسَوَّدًا وَاَكْبِتْ اَعَادِيَهٖ مَعًا وَالْحُسَّدَا

وَاَعْطِهٖ عِزًّا يَّدُوْمُ اَبَدًا

"اے میرے رب! میرے بھائی محمد ﷺ کو ہمارے لئے سلامت رکھ حتیٰ کہ ہم آپ کو جوان اور گبھرو دیکھیں۔ یہاں تک کہ ہم آپ کو اپنی قوم کا ایسا سردار دیکھیں جس کی اطاعت تمام کر رہے ہوں۔ اے میرے مولا! اس کے دشمنوں اور حاسدوں کو ذلیل اور رسوا فرما اور انہیں وہ عزت عطا فرما جو تا ابد باقی رہے۔"

حضرت علامہ ازدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ یہ دعا کتنی عمدہ تھی جو درِ اجابت پر قبول ہوئی۔ میں کہتا ہوں آپ صرف ایک قوم کے سردار نہ بنے بلکہ اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء پر بھی آپ ﷺ کو سیادت اور سرداری عطا فرمائی۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: (آل عمران:) وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ...... الخ۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اے اہل عرب! اس بچے کو قتل کر دو یہ تمہارے، ہم مذہبوں کو قتل کر دے گا یہ تمہارے بتوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دے گا اس کا معاملہ تم پر غالب ہو کر رہے گا یہ صرف آسمان سے ایک حکم کا منتظر ہے اس نے آپ ﷺ پر غصے کا اظہار کیا تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ اس کی عقل زائل ہو گئی اور وہ مر گیا۔

سیرت ابن ہشام میں ہے کہ ایک آدمی قیافہ شناسی کرتا تھا جب وہ مکہ آتا تو لوگ اپنے بچے اس کے پاس لے جاتے تاکہ وہ ان کے بارے میں قیافہ شناسی کرے حضرت ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی حضور اکرم ﷺ کو اس کے پاس لے گئے اس وقت حضور ﷺ کا معصوم بچپن تھا اس نے کچھ دیر آپ کو دیکھا پھر نظر ہٹا کر دوسرے بچوں کو دیکھنے میں مشغول ہو گیا۔ جب وہ فارغ ہوا تو اس نے کہا" میرے پاس وہ بچہ لے کر آؤ" میرے پاس وہ بچہ لے کر آؤ جو میں نے ابھی ابھی دیکھا ہے اللہ کی قسم اس بچے کی شان بڑی نرالی ہے جب حضرت ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس قیافہ شناس کا آپ ﷺ کے بارے میں اتنا زیادہ اشتیاق دیکھا تو انہوں نے آپ کو اس سے چھپا لیا اور گھر لوٹ آئے۔

سیرت شامیہ میں ہے کہ جب حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور ﷺ کو لے کر آپ کی والدہ ماجدہ کے پاس آ رہی تھیں تو اس وقت حبشہ کے کچھ عیسائیوں نے آپ کو دیکھا انہوں نے آپ ﷺ کو چومنا شروع کر دیا۔ جب انہوں نے آپ کے کندھوں کے درمیان مہر نبوت دیکھی اور آپ ﷺ کی آنکھوں میں سرخی کو دیکھا تو انہوں نے حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا کیا اس بچے کی آنکھوں میں کچھ تکلیف ہے؟ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جواب دیا نہیں کوئی تکلیف نہیں ہے یہ سرخی ہمیشہ ہی آپ کی آنکھوں میں رہتی ہے پھر انہوں نے کہا ہم اس کے معاملہ سے آشنا ہیں لیکن حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے انکار کر دیا وہ آپ کو لے کر حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس مکہ آ گئیں۔

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب میں نبی آخر الزمان ﷺ کو مکہ سے واپس لے کر گئی تو میں ہمیشہ حضور اکرم ﷺ کے ساتھ رہتی تھی آپ جہاں بھی جاتے میں آپ ﷺ کی معیت میں ہوتی ایک دن میں آپ ﷺ سے غافل ہو گئی دوپہر کا وقت تھا میں نے آپ کو تلاش کیا میں نے دیکھا کہ آپ اپنی رضاعی بہن الشیماء کے ہمراہ ہیں۔ (یہ خاتون محترمہ بھی اپنی امی کے ساتھ حضور اکرم ﷺ کی حفاظت کرتی تھیں اس لئے انہیں بھی اُم النبی کے نام سے یاد کیا جاتا ہے) میں نے کہا تم اتنی گرمی میں باہر گھوم رہے ہو الشیماء نے جواب دیا" میرے بھائی نے کبھی گرمی محسوس نہیں کی میں دیکھتی ہوں کہ بادل کا ایک ٹکڑا ان پر سایہ فگن رہتا ہے جس وقت آپ چلتے ہیں وہ بادل بھی ساتھ ہی چل پڑتا ہے اور جب آپ کھڑے ہوتے ہیں تو بادل بھی کھڑا ہو جاتا ہے" حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنی بیٹی سے کہا" اے میری بیٹی! کیا یہ سچ ہے" انہوں نے جواب دیا امی جان! اللہ کی قسم یہ حقیقت ہے۔ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا" ہم جس چیز سے بھی اپنے بیٹے کے بارے میں خوف زدہ ہیں ہم اس سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔"

بعض علماء فرماتے ہیں کہ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بعض اوقات دیکھا کہ بادل آپ ﷺ پر سایہ کناں ہے جب آپ رکتے ہیں بادل بھی رک جاتا ہے اور جب آپ چلتے ہیں بادل بھی چل پڑتا ہے۔ حضور ﷺ اتنی جلدی پروان

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

چوتھا باب

اس باب میں وہ واقعات بیان کئے جائیں گے جو آپ ﷺ کی بعثت سے پہلے رونما ہوئے، نیز یہ بھی بیان کیا جائے گا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کریم ﷺ کے شباب کو کس طرح جاہلیت کی برائیوں سے بے عیب رکھا

سیرت کی کتب میں موجود ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جاہلیت کے تمام عیوب اور برائیوں سے اپنے محبوب ﷺ کی حفاظت فرمائی۔ آپ ﷺ کا ہر کام اس شریعت کے مطابق ہوتا تھا جو آپ ﷺ کو عطا ہونے والی تھی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمام لوگوں سے زیادہ مکرم اور معزز بنایا تھا اس لئے آپ ان عیوب سے کنارہ کش رہے جن میں عرب معاشرہ مستغرق تھا حتیٰ کہ آپ ﷺ حسین ترین خُلق کے مالک بن گئے۔ آپ تمام برائیوں اور برے اخلاق سے تمام لوگوں سے زیادہ پاکیزہ اور مطہر تھے۔ آپ ﷺ مروت میں اپنی قوم سے بلند تھے۔ آپ ﷺ حسن معاشرت میں سب سے بہترین تھے آپ ﷺ سب سے عمدہ پڑوسی تھے آپ سب سے زیادہ حلم اور سب سے زیادہ امین اور صادق تھے اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ میں حلم، صبر، شکر، عدل، زہد، تواضع، عفت، سخاوت، شجاعت اور حیاء جیسی بلند پایہ صفات پیدا کی تھیں۔

سیرت حلبیہ میں ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا گیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک دفعہ میں نے دیکھا کہ قریش کے کچھ بچے پتھر اٹھا کر ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جا رہے تھے وہ تمام کے تمام عریاں تھے۔ میں نے بھی اپنا تہبند اتار کر کندھے پر رکھ لیا اور اس پر پتھر رکھ کر ڈھونے لگا۔ کچھ دیر کے بعد مجھے کسی غیر مرئی ہستی (ملائکہ) نے طمانچہ رسید کیا پھر آواز آئی جلدی کرو اپنا تہبند باندھ لو چنانچہ میں نے اپنا تہبند باندھ لیا اور بچوں کے ساتھ پتھر اٹھانے میں مشغول ہو گیا حالانکہ اس وقت تمام بچوں نے اپنی چادریں اتاری ہوئیں تھیں۔

اسی طرح کا دوسرا واقعہ آپ کے ساتھ اس وقت پیش آیا جب حضرت ابوطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ زمزم کے کنویں کو درست فرما رہے تھے۔ ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے اور ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ حضرت ابوطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بئر زمزم کو درست کر رہے تھے حضور مکرم ﷺ کا معصوم بچپن تھا آپ ﷺ اپنے چچا کو پتھر لا کر دے رہے تھے آپ ﷺ نے اپنا تہبند اتارا اور اس پر پتھر ڈھونا شروع کر دیئے جب آپ عریاں ہوئے تو آپ فوراً بے ہوش ہو گئے۔ جب آپ ﷺ کو افاقہ ہوا تو حضرت ابوطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سوال کیا کہ بیٹے ابھی آپ کو کیا ہو گیا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا چچا جان! میرے پاس ایک آنے والا آیا اس نے سفید کپڑے

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے دشمنوں کو نیست و نابود کیا جس طرح کہ آپ ﷺ کی ولادت سے قبل اصحاب فیل کو تباہ کیا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو ایسی دائمی اور ابدی سرداری، عزت اور تکریم عطا فرمائی جو مخلوق میں سے کسی فرد کو بھی حاصل نہ ہوئی اللہ رب العزت نے حضرت شیماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر ایسی ہی دعا کو الہام کیا جس کا ثمر یا تو آپ ﷺ کو مل چکا تھا یا پھر آپ ﷺ کے مقدر میں تھا۔

.................O.................

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اللہ علیک وسلم کو کیا ہے آپ صلی اللہ علیک وسلم ہمارے بتوں کی عید میں شرکت نہیں کرتے۔ وہ لوگ اصرار کرتے رہے حتیٰ کہ آپ ﷺ ان کے ساتھ وہاں چلے گئے پھر آپ ﷺ مرعوب ہو کر اور گھبرا کر واپس آگئے۔ آپ ﷺ کی پھوپھیوں نے پوچھا "آپ کو کس چیز نے مرعوب کیا؟" آپ ﷺ نے فرمایا "میں ڈرتا ہوں کہ شیطان نے مجھے چھو نہ دیا ہو" انہوں نے کہا "اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو شیطان کی وجہ سے کسی آزمائش میں مبتلا نہیں کرے گا کیونکہ آپ ﷺ میں بہت سی عمدہ خوبیاں اور اچھے اوصاف پائے جاتے ہیں۔" انہوں نے پوچھا! آپ نے وہاں کیا دیکھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا "جب میں اس بڑے بت بوانہ کے پاس گیا تو میرے لئے ایک سفید اور طویل شخص ظاہر ہوا۔ اس نے مجھے پیچھے سے آواز دی یا محمد! صلی اللہ علیک وسلم اس بت کو ہرگز نہ چھونا۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے اس عید میں کبھی بھی شرکت نہ کی۔

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میں نے زید بن عمرو ابن نفیل کو دیکھا کہ وہ ہر اس چیز پر عیب لگا رہا تھا جو اللہ کے علاوہ کسی اور کے نام پر ذبح کی گئی تھی۔ وہ قریش سے کہا کرتا تھا "بکری کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا آسمان سے اس کے لئے پانی اتارا زمین سے اس کے لئے چارہ پیدا کیا پھر تم اللہ کو چھوڑ کر بتوں کے نام پر اسے ذبح کرتے ہو" آپ ﷺ نے فرمایا "میں نے کبھی بھی اس چیز کو نہیں چکھا جو بتوں کے نام پر ذبح کی گئی ہو حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے رسالت عطا کر کے معزز کر دیا۔ گویا کہ جو کچھ آپ ﷺ نے زید بن عمرو سے سنا تھا۔ وہ اس چیز کو ترک کرنے کا سبب تھا جو بتوں کے نام پر ذبح کی گئی ہو گویا کہ پہلے جو چیز آپ کے پاس تھی یہ اس کی تاکید تھی ورنہ اس سے بچنے کا اصلی سبب یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی جاہلیت کی ہر برائی سے حفاظت کی تھی۔

ابو نعیم اور ابن عساکر رحمہما اللہ تعالیٰ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ سے عرض کیا گیا کہ کیا آپ ﷺ نے کبھی کسی بت کی عبادت کی ہے آپ ﷺ نے فرمایا نہیں میں نے کبھی ان کی پوجا نہیں کی۔ پھر سوال کیا گیا کہ کیا آپ ﷺ نے کبھی شراب پی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں میں نے کبھی شراب کو ہاتھ نہیں لگایا میں ہمیشہ یہ سمجھتا رہا کہ اہل عرب کا یہ مذہب کفر ہے لیکن میں کتاب اور ایمان کو نہیں جانتا تھا یعنی مجھے ان کی طرف دعوت دینے کی کیفیت معلوم نہ تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا "جب سے میں پروان چڑھا ہوں میں نے ہمیشہ بتوں اور شعروں سے نفرت کی ہے۔"

ابو نعیم، امام بیہقی اور حاکم رحمہم اللہ تعالیٰ نے روایت کیا ہے اور اسے صحیح حدیث کہا ہے۔

حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک تانبے کا بت تھا جس کا نام اساف یا نائلہ تھا مشرکین مکہ جب خانہ کعبہ کا طواف کرتے تھے تو اس کو چھوتے تھے میں نے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے ساتھ خانہ کعبہ کا طواف کیا جب میں اس بت کے پاس سے گزرا تو میں نے اس کو چھوا رسول مکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا "اس کو مت چھوؤ" حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں ہم نے پھر طواف کیا میں نے دل میں کہا "اب میں اس پتھر کو ضرور چھوؤں گا پھر دیکھوں گا کہ کیا رونما ہوتا ہے" رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "کیا میں نے تجھے اس کو چھونے سے منع نہیں کیا" حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں اس ذات کی قسم جس نے آپ ﷺ کو عزت و توقیر عطا فرمائی اور آپ ﷺ پر کتاب نازل فرمائی اس کے بعد

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

زیب تن کر رکھے تھے اس نے مجھ سے کہا اپنے جسم کو ڈھانپ لو پہلی چیز جو حضور ﷺ نے خواب میں دیکھی وہ یہی تھی کہ آپ ﷺ اپنی شرمگاہ کو چھپالیں۔ اس وقت آپ ﷺ ابھی بچے ہی تھے اس کے بعد ساری زندگی کسی شخص نے آپ ﷺ کی شرمِ گاہ کو نہیں دیکھا۔

آپ ﷺ سے اسی طرح کا ایک اور واقعہ اس وقت رونما ہوا جب قریش کعبہ مشرفہ کو تعمیر فرمارہے تھے۔ حضرت امام بخاری اور حضرت امام مسلم رحمۃ اللہ علیہما نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور مکرم ﷺ کعبہ مکرمہ کے لئے پتھر لارہے تھے آپ ﷺ نے تہبند باندھ رکھا تھا آپ کے چچا محترم حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اے میرے مبارک بھتیجے! اگر آپ اپنے تہبند کو اتار کر اپنے کندھے پر رکھ لیں تو آپ کو پتھر ڈھونے میں آسانی ہوگی آپ ﷺ نے اپنا تہبند اتارا اور اسے اپنے کندھوں پر رکھ لیا آپ ﷺ اسی وقت بے ہوش ہوگئے۔ اس کے بعد کسی وقت بھی آپ ﷺ کو عریاں نہیں دیکھا گیا ایک دوسری روایت میں یہ بھی ہے کہ اس وقت آپ ﷺ زمین پر گر پڑے آپ کی نگاہیں آسمان پر مرتکز تھیں۔ پھر آپ کھڑے ہوگئے آپ نے پوچھا میرا تہبند کہاں ہے۔ آپ نے تہبند لے کر فوراً باندھ لیا۔

امام بیہقی اور ابونعیم رحمہما اللہ تعالیٰ نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ میں اور میرا بھتیجا حضرت محمد ﷺ پتھر اٹھا رہے تھے ہمارے تہبند ایک پتھر کے نیچے تھے۔ جب وہاں بہت سے لوگ جمع ہوگئے میں بھی پتھر اٹھانے میں مشغول تھا میرا پیارا بھتیجا (ﷺ) میرے آگے آگے تھا آپ ﷺ فوراً نیچے گر پڑے۔ میں دوڑتا ہوا آپ ﷺ کے پاس آیا آپ ﷺ آسمان کی طرف دیکھ رہے تھے میں نے پوچھا بیٹا آپ ﷺ کو کیا ہوا ہے آپ ﷺ کھڑے ہوگئے اپنا تہبند باندھا اور کہا مجھے عریاں چلنے سے روک دیا گیا ہے میں لوگوں سے یہ واقعہ چھپایا کرتا تھا تاکہ لوگ انہیں مجنون نہ کہیں۔

امام بیہقی اور ابونعیم رحمۃ اللہ علیہما نے ابوالطفیل سے روایت کیا ہے کہ جب کعبہ معظمہ کی تعمیر کی گئی تو لوگ پتھروں کو اٹھا کر لا رہے تھے۔ ان لوگوں میں رسول اللہ ﷺ بھی موجود تھے آپ بھی پتھر اٹھا کر لا رہے تھے آپ ﷺ کی شرم گاہ سے کپڑا اتر جاتا ہے صدائے غیبی آتی ہے اے محمد! صلی اللہ علیک وسلم اپنی شرمگاہ کو ڈھانپ لو یہ پہلی آواز تھی جو آپ کو غیب سے سنائی دی اس سے پہلے یا بعد کبھی بھی آپ ﷺ کی شرم گاہ عریاں نہ ہوئی۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے مجھے بتایا کہ زمانہ جاہلیت میں لوگ "بوانہ" کے پاس عید مناتے تھے بوانہ ایک پتھر تھا قریش اس کی پوجا کرتے تھے۔ اس کی تعظیم کرتے اور اس کے لئے قربانیاں کرتے تھے وہ سال میں ایک دن کے لئے اس پتھر کے سامنے اعتکاف میں بیٹھتے تھے حضرت ابوطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی قوم کے ساتھ وہاں جاتے تھے قریش نے آپ ﷺ کو وہاں جانے کے لئے مجبور کیا لیکن آپ ﷺ نے انکار کر دیا حتیٰ کہ میں نے ابوطالب کو دیکھا وہ بھی آپ ﷺ پر شدید ناراض تھے اور آپ کی پھوپھیاں بھی آپ پر بہت ناراض تھیں۔ ان خواتین نے آپ ﷺ سے یہ کہنا شروع کر دیا کہ اے محمد! صلی اللہ علیک وسلم آپ جو ہمارے بتوں کی پوجا سے اجتناب کرتے ہیں ہمیں اس سے خوف ہے کہ آپ صلی اللہ علیک وسلم کو کوئی نقصان نہ ہو۔ آپ صلی

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

واپس آ جاؤں۔ جب میں مکہ آیا تو اس رات کی طرح میں نے دف، باجے اور مزامیر کی آواز کو سنا میں اس محفل میں بیٹھ گیا اسی وقت میری آنکھوں میں نیند کا غلبہ ہو گیا اللہ کی قسم مجھے سورج کی شعاعوں نے جگایا میں اپنے ساتھی کے پاس آیا اس نے مجھ سے کہا رات بھر تو نے کیا کیا میں نے اپنے ساتھ رونما ہونے والا واقعہ اس کو سنا دیا۔ قسم بخدا! اس کے بعد میں نے نہ ہی ایسی جگہ جانے کا ارادہ کیا اور نہ ہی ایسی جگہ پر گیا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے تاج نبوت میرے سر پر سجا دیا۔ امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کی اسناد حسن اور متصل ہے اور اس کے راوی ثقہ ہیں۔

حضرت امام مسلم اور حضرت امام بخاری رحمہما اللہ تعالیٰ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان نازل ہوا: وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ ﴿۲۱۴﴾ (الشعراء: 214)'' اور آپ ڈرایا کریں اپنے قریبی رشتہ داروں کو'' تو رسول مکرم ﷺ نے تمام قریش کو بلایا اور ان سے فرمایا کہ اگر میں تم سے کہوں کہ اس پہاڑ کے پیچھے میدان میں ایک لشکر جرار ہے تو کیا تم میرے اس قول کی تصدیق کرو گے۔ قریش کے لوگ کہنے لگے ہم ضرور آپ کی تصدیق کریں گے کیونکہ آپ ﷺ نے کبھی بھی جھوٹ نہیں بولا۔ آپ ﷺ نے فرمایا'' میں تمہیں شدید عذاب سے ڈرانے والا ہوں'' آپ ﷺ کی جو بھی ضرورت ہوتی آپ ﷺ ان میں ضرور کامیاب ہوتے۔

حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے اور اس حدیث کو صحیح کہا ہے کندیر بن سعید نے اپنے باپ سے روایت کیا ہے کہ میں زمانہ جاہلیت میں حج کر رہا تھا میں نے ایک شخص کو دیکھا جو بیت اللہ کا طواف کر رہا تھا اور اپنی زبان سے یوں عرض کناں تھا:

رَدِّ اِلَیَّ رَاكِبِیْ مُحَمَّدًا يَا رَبِّ رَدِّ وَاصْطَنِعْ عِنْدِیْ يَدًا

http://t.me/Tehqiqat

''اے مولا! میرے شاہ سوار محمد عربی ﷺ کو واپس لوٹا اے پروردگار انہیں واپس کر اور مجھ پر احسان فرما۔''

میں نے لوگوں سے پوچھا کہ یہ کون ہے لوگوں نے مجھے کہا کہ یہ عبدالمطلب ہیں انہوں نے اپنے بیٹے کو اونٹ کی تلاش میں بھیجا ہے ان کے بیٹے کی شان یہ ہے کہ وہ جس ضرورت کے لئے بھی جاتے ہیں اس میں ضرور کامیاب ہوتے ہیں لیکن اب انہیں کچھ دیر ہو گئی ہے تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ حضور ﷺ اونٹ کو لے کر وہاں پہنچ گئے۔

آپ ﷺ کے جد امجد حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کے بعد آپ ﷺ کی کفالت حضرت ابوطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کی۔ ان کے پاس مال و دولت کی بہتات نہ تھی ان کے اہل خانہ جب آپ ﷺ کی معیت میں کھانا نہ کھاتے تو وہ جی بھر کر نہ کھا سکتے تھے اور جب وہ حضور مکرم ﷺ کے ساتھ کھانا کھاتے تو وہ خوب سیر ہو کر کھانا کھاتے۔ جب حضرت ابوطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے اہل خانہ کو کھانا کھلانا چاہتے تو انہیں کہتے'' اس وقت تک کھانا نہ کھانا جب تک میرا بیٹا بھی کھانے میں شریک نہ ہو جائے۔ سید المرسلین ﷺ تشریف لاتے آپ ان کے ساتھ کھانا کھاتے تو وہ خوب جی بھر کر کھانا کھا لیتے حتیٰ کہ کھانا بچ جاتا جب نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم پہلے دودھ نوش فرما لیتے اور پھر حضرت ابوطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر والے اس برتن سے دودھ پیتے تو تمام اہل خانہ ایک ہی برتن سے سیراب ہو جاتے اور اگر آپ ﷺ سے پہلے کوئی آدمی اس برتن سے دودھ پی لیتا تو وہ آدمی بھی اس سے سیراب نہیں ہو سکتا تھا حضرت ابوطالب رضی

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

میں کسی بھی پتھر کے لئے نہیں جھکا حتیٰ کہ اللہ رب العزت نے آپ ﷺ کے سر پر رسالت کا تاج سجایا اور قرآن پاک کو آپ پر نازل فرمایا۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے عروہ بن زبیر سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ مجھے حضرت خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ایک پڑوسی نے بتایا کہ میں نے رسول مکرم ﷺ کو حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے یہ فرماتے ہوئے سنا اے خدیجہ! اللہ کی قسم! میں نہ کبھی لات کی عبادت کروں گا اور نہ کبھی عزیٰ کی عبادت کروں گا۔

ابو یعلی، ابن عدی، امام بیہقی اور ابن عساکر رحمہم اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے مشرکین کے ساتھ ان کے اجتماع میں جانے کا ارادہ فرمایا تو آپ ﷺ نے اپنے پیچھے سے دو فرشتوں کی آواز سنی۔ ایک فرشتہ اپنے ساتھی سے کہہ رہا تھا ''آؤ ہم رسول اللہ ﷺ کے پیچھے کھڑے ہوتے ہیں'' دوسرے نے کہا ہم آپ ﷺ کے پیچھے کیسے کھڑے ہو سکتے ہیں حالانکہ آپ ﷺ بتوں کے سامنے جھکنے والوں کے ساتھ جا رہے ہیں۔ یہ سن کر حضور اکرم ﷺ نے مشرکین کے ساتھ آئندہ نہ جانے کا عہد کیا۔

الطبرانی اور بیہقی رحمہما اللہ تعالیٰ نے ''اِنَّمَا عَهِدَ بِاسْتِلَامِ الْاَصْنَامِ'' کا مفہوم لکھا ہے کہ آپ ﷺ ان لوگوں کے ساتھ وہاں گئے تھے جو بتوں کے لئے جھکتے تھے نہ کہ آپ وہاں بتوں کو سلام کرنے گئے۔ علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ لوگوں نے عثمان ابن شیبہ پر اس حدیث کا انکار کیا انکار کی بڑی وجہ فرشتے کا یہ قول تھا ''عَهِدَهُ بِاسْتِلَامِ الْاَصْنَامِ'' اس کا ظاہری معنی تو یہی ہے کہ آپ نے وہاں جانے کا عہد کیا لیکن اس کا حقیقی مفہوم یہ ہے کہ آپ ﷺ نے مشرکین کے ساتھ وہاں جانے کا ارادہ فرمایا تھا۔ بتوں کو سلام کرنے یا ان کے لئے جھکنے کا ارادہ نہیں فرمایا تھا ابن راھویہ وغیرہ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت کیا ہے آپ نے فرمایا کہ میں نے حضور ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میں نے بچپن میں صرف دو مرتبہ ایسے کام کرنے کا ارادہ کیا جو زمانہ جاہلیت کے لوگ عموماً کرتے تھے لیکن دونوں مرتبہ میرے رب کریم نے مجھے بچا لیا جب میں اہل مکہ کی بکریاں چرایا کرتا تھا تو میں بھی دوسرے چرواہوں کے ساتھ مکہ سے باہر ہی رات بسر کرتا تھا ایک رات میں نے اپنے ساتھی چرواہے سے کہا آج تم میری بکریوں کا خیال رکھنا میں مکہ جاتا ہوں اور جہاں قصے، کہانیوں کی محفلیں جمی ہیں میں ان میں شرکت کرنا چاہتا ہوں میرے ساتھی نے میری بکریوں کی حفاظت کی حامی بھر لی اور میں مکہ میں آیا جب میں مکہ کے قریب پہنچا تو مجھے گانوں، دف کے بجانے اور مزامیر کی آوازیں سنائی دیں میں نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں جو دف بجا رہے ہیں اور گا رہے ہیں مجھے بتایا گیا کہ فلاں مرد کی فلاں عورت کے ساتھ شادی ہے اس لئے یہ راگ رنگ کا سماں ہے میں وہاں سننے کے لئے بیٹھا ہی تھا کہ مجھے نیند نے آلیا میری آنکھ لگ گئی میں رات بھر سویا رہا جب سورج چڑھا اور اس کی گرم کرنیں میرے جسم کو جلانے لگیں تو میری آنکھیں کھلیں میں اٹھا اور اپنے ساتھی کے پاس لوٹ آیا۔ اس نے مجھ سے پوچھا بتاؤ رات کیسی گزری مجھ پر جو بیتی تھی وہ میں نے اسے سنا دی۔

پھر ایک شب میں نے اس ساتھی سے کہا کہ تم میری بکریوں کی حفاظت کرو حتیٰ کہ میں مکہ میں جا کر قصے اور کہانیاں سن کر

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

لبالب بھر گئے کچھ عرصہ بعد ہر طرف سبز گھاس لہلہانے لگی مرجھائے ہوئے درخت سرسبز وشاداب ہو گئے۔

بعثت کے بعد جب کفار مکہ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اذیت دینا شروع کی تو حضرت نے اپنی قوم کو حضور ﷺ کا وہ احسان یاد دلایا اور آپ ﷺ کی اس عظیم برکت کا ذکر کیا:

وَاَبْیَضَ یُسْتَسْقَی الْغَمَامُ بِوَجْھِہٖ ثِمَالُ الْیَتَامٰی وَعِصْمَۃٌ لِّلْاَرَامِلِ

''ان کی سفید رنگت ہے ان کے رخ انور کا واسطہ دے کر بارش کی بھیک مانگی جاتی ہے وہ یتیموں کی پناہ ہیں اور بیواؤں کی عصمت کے محافظ ہیں۔

یَلُوْذُ بِہِ الْھُلَّاکُ مِنْ اٰلِ ھَاشِمٍ فَھُمْ عِنْدَہٗ فِیْ نِعْمَۃٍ وَّفَوَاضِلٖ

خاندان ہاشم کے مسکین ہلاک ہونے سے اس کے دامن کرم میں پناہ لیتے ہیں پس وہ لوگ آپ کے پاس ہر قسم کے انعامات اور احسانات سے مالا مال کر دیئے جاتے ہیں۔''

سیرت نبویہ میں ہے کہ اس بارش کی دعا کا مشاہدہ حضرت ابوطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیا تھا۔ اسی قسم کا واقعہ حضرت ابوطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پہلے بھی رونما ہو چکا تھا خطابی نے روایت کیا ہے کہ حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں بھی اسی طرح شدید قحط پڑا تھا۔ آپ اپنی قوم کے ساتھ کوہ ابوقبیس پر چلے گئے۔ حضور اکرم ﷺ بھی حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ تھے۔ انہوں نے آپ ﷺ کو اپنے کندھوں پر اٹھایا ہوا تھا اس وقت آپ بالکل کمسن تھے آپ نے اپنے رب سے بارش کی دعا مانگی تو اسی وقت فوراً باران رحمت کا نزول شروع ہو گیا۔

حضرت امام زہری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے کہ جب آپ ﷺ کی عمر مبارک چھ سال ہوئی تو آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ ﷺ کو لے کر حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ننھیال تشریف لے گئیں۔ ان کے ننھیال قبیلہ عدی بن النجار میں تھے جو مدینہ میں سکونت پذیر تھا۔ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ ان کی ایک کنیز ام ایمن تھیں۔ ان کا نام برکت تھا اور ان کا تعلق حبشہ سے تھا آپ ﷺ کی والدہ محترمہ نے وہاں ایک ماہ قیام کیا حضور ﷺ ہجرت کے بعد کبھی کبھی ان یادوں کو تازہ فرمایا کرتے تھے۔ آپ ﷺ نے ایک گھر کو دیکھا تو فرمایا اس جگہ میری امی جان مجھے لے کر تشریف فرما ہوئی تھیں میں (ﷺ) نے عدی بن نجار کے تالاب میں تیرا کی سیکھی تھی اور قوم یہود مجھے دیکھا کرتی تھی حضرت ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے ایک یہودی کو یہ کہتے ہوئے سنا ''یہ بلند بخت بچہ اس امت کا نبی ہوگا اور یہ شہر اس کی ہجرت گاہ ہوگا'' پھر آپ کی والدہ معظمہ ان کو لے کر مکہ واپس آ گئیں۔

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے کہ حضور مکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ مجھے یہودیوں کے ایک آدمی نے دیکھا اس نے مجھ سے سوال کیا اے بچے! تیرا نام کیا ہے۔ میں نے کہا میرا نام احمد ہے اس نے میری پشت مبارک کو دیکھا۔ میں نے سنا وہ کہہ رہا تھا ''یہ اس امت کا نبی ہوگا'' پھر وہ اپنے دیگر یہودی بھائیوں کی طرف بھاگ کر گیا اور انہیں اس کی خبر دی۔ ان یہودیوں نے یہ بات میری امی جان کو بتائی۔ انہیں میرے بارے میں خوف لاحق ہوا۔ ہم مدینہ طیبہ سے چلے آئے جب ہم مقام ''ابواء'' پر

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے "اِنَّکَ لَمُبَارَکٌ" اے میرے بیٹے! تو سراپا برکت و یمن ہے۔ حضرت ابوطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی اولاد کو صبح سویرے کوئی چیز دیا کرتے تھے جس کو کھا کر وہ نیند سے بیدار ہو جاتے تھے لیکن حضور اکرم ﷺ اس چیز کو ان بچوں کے ساتھ نہ کھایا کرتے تھے اور آپ ﷺ کا اس وقت نہ کھانا حیاء، نفس کی طہارت اور دل کی قناعت کی وجہ سے تھا اور یہ کھانا جو حضرت ابوطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی اولاد کو دیا کرتے تھے یہ صبح اور شام کے کھانے کے علاوہ تھا جب حضرت ابوطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ دیکھتے کہ آپ ان بچوں کے ساتھ کھانا تناول نہیں فرما رہے ہے تو وہ آپ کو علیحدہ کھانا پیش کر دیتے۔ عام بچے جب بیدار ہوتے تو ان کے بال بکھرے ہوئے آنکھیں چپکی ہوئیں چہرے زردی مائل اور کملائے ہوئے ہوتے لیکن جب حضور ﷺ بیدار ہوتے تو آپ کا ہشاش بشاش چہرہ آئینے کی طرح صاف ہوتا آنکھیں سرگیں اور موئے مبارک ایسے ہوتے جیسے ابھی کسی نے تیل لگا کر کنگھی کر دی ہو۔ گویا کہ اللہ تعالیٰ کی مہربانی کی وجہ سے آپ بہت عمدہ زندگی گزار رہے تھے۔

حضرت ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے کبھی بھی حضور اکرم ﷺ کو بھوک کی شکایت کرتے ہوئے نہیں سنا اور نہ ہی کبھی ساری زندگی پیاس کا شکوہ کیا آپ ﷺ صبح کے وقت آبِ زمزم پیتے تھے اکثر ہم آپ ﷺ کو صبح کا ناشتہ پیش کرتے تو آپ فرماتے مجھے بھوک نہیں۔ بعض اوقات آپ گھر والوں کے ساتھ ناشتہ کرتے تھے حضرت ابوطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ ﷺ کو اپنی اولاد سے زیادہ پیار کرتے تھے آپ ﷺ ہمیشہ اپنے چچا کے پہلو میں سوتے تھے۔ جب آپ ﷺ بیدار ہوتے تو آپ کے چچا بھی بیدار ہو جاتے تھے۔

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے جلہمہ بن عرفطہ سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں مکہ گیا وہاں شدید قحط سالی تھی عرصہ دراز سے پانی کی ایک بوند بھی نہیں ٹپکی تھی ایک شخص نے اہل مکہ سے کہا چلو لات و عزیٰ کے پاس چلتے ہیں وہاں جا کر فریاد کرتے ہیں ایک اور شخص بولا منات کے پاس بھی چلتے ہیں اس وقت ایک بزرگ نمودار ہوئے وہ بہت حسین و جمیل تھے ان کی رائے بھی بہت صائب تھی انہوں نے کہا تم کہاں کہاں مارے مارے بھٹکتے پھر رہے ہو جبکہ تمہارے پاس حضرت ابراہیم و اسماعیل علیہما السلام کی ایک یادگار موجود ہے لوگوں نے پوچھا تمہارا مطلب یہ ہے کہ ہم ابوطالب کے پاس چلیں اس بزرگ نے کہا بے شک۔ میرا یہی مطلب ہے سب لوگ کھڑے ہو گئے میں بھی ان کے ساتھ کھڑا ہو گیا ہم نے جا کر ابوطالب کا دروازہ کھٹکھٹایا آپ باہر نکلے سب لوگ آپ کی طرف دوڑے۔ عرض کی اے ابوطالب! قحط سالی نے ساری وادی کو جلا کر رکھ دیا ہے بال بچے بھوک سے بلک رہے ہیں تشریف لائیے اور بارش کے لئے دعا مانگیے۔ حضرت ابوطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سب کے ہمراہ روانہ ہوئے ان کے ساتھ ایک نوخیز نوجوان (حضور ﷺ) بھی تھا یوں معلوم ہوتا تھا کہ مہر درخشاں ابھی بادلوں کی اوٹ سے نکلا ہے۔ حضور اکرم ﷺ کے اردگرد کئی اور بھی آپ کے ہم عمر تھے۔ حضرا ابوطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو پکڑا اور آپ ﷺ کی پشت خانہ کعبہ کے ساتھ لگا دی اس نوجوان نے سراپا عجز و نیاز بن کر دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اس وقت آسمان پر بادل کا نام و نشان تک نہ تھا آپ کے مبارک ہاتھ اٹھتے ہی جگہ جگہ سے بادل کی ٹکڑیاں نمودار ہونے لگیں چند ہی لمحوں میں بادل اُمڈ کر آئے اور بارش برسنے لگی ایسی موسلا دھار بارش برسی کہ ساری وادیاں پانی سے لبریز ہو گئیں سارے میدان

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

لگے۔ ہر قبیلہ یہی تمنا کرتا تھا کہ یہ شرف اسے نصیب ہو۔ فریب تھا کہ خونریز جنگ شروع ہو جاتی۔ پھر انہوں نے کہا کہ ہمارا فیصلہ وہ شخص کرے گا جو سب سے پہلے خانہ کعبہ میں داخل ہوگا۔ حضور مکرم ﷺ سب سے پہلے خانہ کعبہ میں داخل ہوئے حضور مکرم ﷺ نے ان کا فیصلہ اس طرح کیا کہ انہیں ایک کپڑا لانے کا حکم دیا حجر اسود کو اس کپڑے کے وسط میں رکھا پھر ہر قبیلہ کے سردار کو بلایا اور اسے چادر کے ایک کونے کو پکڑنے کے لئے کہا جب پتھر کو اس کے مقام تک اٹھا لیا گیا تو سید المرسلین ﷺ نے اپنے دست اقدس سے پتھر کو اس جگہ پر نصب کر دیا۔ اسی طرح آپ ﷺ نشو ونما پاتے رہے لوگ آپ ﷺ سے اتنے خوش تھے کہ وہ نزول وحی سے قبل ہی آپ ﷺ کو ''امین'' کے لقب سے یاد کرتے تھے وہ اپنے اونٹوں کو اس وقت تک ذبح نہ کرتے جب تک وہ آپ کو تلاش نہ کر لیتے تھے اور آپ ﷺ ان کے لئے دعا نہ فرما لیتے تھے۔ ابن سعد اور ابونعیم رحمہما اللہ تعالیٰ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور حضرت محمد ابن جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے کہ جب حضور اکرم ﷺ نے حجر اسود کو اپنے مقام پر رکھا تو نجد کا ایک آدمی اٹھا تا کہ آپ ﷺ کو ایک پتھر پکڑائے جو حجر اسود کے لئے وہاں سہارا بنے لیکن حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کو روک دیا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خود وہ پتھر حضور ﷺ کو پکڑایا تا کہ اس سے حجر اسود کو سہارا دیا جا سکے اس وجہ سے وہ نجدی ناراض ہو گیا اس نے بلند آواز سے کہا ہائے اس قوم پر افسوس! جو عزو شرف کی مالک ہے جو عقل و دانش کی امین ہے جن کے پاس مال و دولت کی کثرت ہے۔ جس میں بڑے بڑے بزرگ بیٹھے ہوئے ہیں انہوں نے اس آدمی پر اعتماد کیا ہے جو عمر میں ان تمام سے چھوٹا ہے۔ اس کے پاس مال کی بھی قلت ہے۔ انہوں نے اس غریب آدمی کی عزت وتوقیر میں اضافہ کرتے ہوئے اسے اس شرف کے لئے منتخب کیا ہے پھر وہ آدمی ان لوگوں کے سامنے زمین پر گر پڑا گویا کہ وہ ان تمام کا خادم ہے۔ اللہ کی قسم یہ ان کی پیشوائی کو ختم کر دے گا اور ان کے مابین حصے اور ٹکڑے تقسیم کرے گا۔ کہا جاتا ہے کہ وہ نجدی ''ابلیس'' تھا لَعَنَهُ اللّٰهُ۔

ابن سعد اور ابن عساکر رحمہما اللہ تعالیٰ نے داؤد ابن الحصین سے روایت کیا ہے کہ لوگ کہتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ اس حالت میں عالم شباب کو پہنچے کہ آپ مروت میں تمام قوم سے افضل تھے۔ خلق میں سب سے اعلیٰ تھے۔ حسن معاشرت میں سب سے معزز تھے۔ آپ ﷺ ایک عمدہ بہترین پڑوسی تھے آپ ﷺ سب سے زیادہ حلیم اور سب سے زیادہ امین تھے آپ ﷺ سب سے زیادہ سچ گو تھے فحش اور بے حیائی سے بہت دور تھے۔ آپ ﷺ نے کبھی بھی لڑائی جھگڑا نہیں کیا تھا حتیٰ کہ قوم عرب آپ کو ''امین'' کے دلنواز لقب سے یاد کرتی تھی۔ ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ مجھے میرے غلام عبداللہ بن سائب نے بیان کیا کہ میں زمانہ جاہلیت میں حضور ﷺ کے ساتھ شریک تھا جب میں مدینہ طیبہ آیا تو حضور اکرم ﷺ نے مجھ سے پوچھا ''کیا تو مجھے جانتا ہے'' میں نے کہا ہاں آپ صلی اللہ علیک وسلم میرے شریک تھے یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم آپ کتنے اچھے شریک تھے جو نہ الزام لگاتے تھے اور نہ ہی شک کرتے تھے۔

ابوداؤد، ابویعلی، ابن مندہ اور خرائطی رحمہم اللہ تعالیٰ نے حضرت عبداللہ بن ابی الحمساء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ میں نے بعثت سے قبل رسول کریم ﷺ سے ایک مرتبہ کوئی بیع کی آپ ﷺ کی میرے ذمہ کچھ رقم تھی میں نے وعدہ کیا کہ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پہنچے تو میری والدہ ماجدہ انتقال کر گئیں اور اسی مقام پر ہی آپ کو دفن کر دیا گیا۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو مقام ''حجون'' میں دفن کیا گیا۔ بعض علماء نے ان دونوں روایات کو اس طرح جمع کیا ہے کہ پہلے آپ کو ابواء کے مقام پر دفن کیا گیا پھر وہاں سے مکہ مکرمہ میں منتقل کر کے مقام ''حجون'' میں دفن کیا گیا۔ ابواء مکہ اور مدینہ کے درمیان ایک جگہ کا نام ہے۔ وفات کے وقت حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عمر تقریباً بیس سال تھی۔

حضور مکرم ﷺ نے ایک مرتبہ یمن کا سفر کیا اس وقت آپ ﷺ کی عمر مبارک تقریباً دس سال تھی۔ آپ ﷺ کے اس سفر میں آپ کے چچا زبیر آپ کے ہمراہ تھے۔ وہ ایک وادی میں سے گزرے اس وادی میں ایک نر اونٹ تھا جو ہر گزرنے والے کو تنگ کرتا تھا جب اس اونٹ نے حضور اکرم ﷺ کی زیارت کی تو وہ فوراً زمین پر بیٹھ کر اپنا سینہ زمین پر رگڑنے لگا۔ حضور اکرم ﷺ اپنے اونٹ سے نیچے اترے اس اونٹ پر سوار ہو کر پوری وادی کو عبور کیا۔ اس کے بعد اس اونٹ کو چھوڑ دیا جب سفر سے واپس لوٹے تو وہ ایک ایسی وادی سے گزرے جو پانی سے لبریز تھی وہاں پانی موجزن تھا حضور ﷺ نے اہل قافلہ سے کہا تم میری پیروی کرو آپ ﷺ اس وادی میں داخل ہو گئے تمام لوگ آپ کے پیچھے پیچھے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی برکت سے اس وادی کے تمام پانی کو خشک کر دیا۔ جب وہ کاروان مکہ پہنچا تو لوگوں نے حضور اکرم ﷺ کے دست اقدس سے رونما ہونے والے واقعات سنائے۔ لوگوں نے کہا یہ بچہ نرالی شان والا ہے۔

جب قریش خانہ کعبہ کی تعمیر کر رہے تھے تو اس وقت بھی حضور مکرم ﷺ وہاں موجود تھے اس وقت آپ ﷺ کی عمر مبارک پینتیس سال تھی۔ کعبہ کی تعمیر کی ضرورت اس لئے پیش آئی کیونکہ سیلاب آیا اس کا پانی خانہ کعبہ میں داخل ہو گیا جس کی وجہ سے ان کی دیواروں کو نقصان پہنچا اس کا ایک اور سبب بھی بیان کیا جاتا ہے کہ ایک عورت نے آگ جلائی اس کا ایک شرارہ خانہ کعبہ کے دروازے پر آ کر گرا جس کی وجہ سے خانہ کعبہ کی دیواریں جل گئیں جب قریش مکہ نے اس کو تعمیر کیا اور حجر اسود رکھنے کا ارادہ کیا تو وہ آپس میں جھگڑنے لگے انہوں نے کہا ہمارے درمیان وہ شخص فیصلہ کرے گا جو سب سے پہلے باب بنی شیبہ سے داخل ہو گا اس دروازے سے سب سے پہلے داخل ہونے والی حضور اکرم ﷺ کی ذات تھی۔ لوگوں نے آپ ﷺ کو تمام حالات بتائے۔ آپ ﷺ نے ایک کپڑا لانے کا حکم دیا حجر اسود کو اس کپڑے کے درمیان رکھا اور قریش کے قبائل کے ہر سردار کو کپڑے کا ایک ایک کونہ پکڑنے کا حکم دیا انہوں نے اس طرح پتھر کو اٹھایا پھر حضور اکرم ﷺ نے اس پتھر کو پکڑا اور اپنے دست اقدس سے اس مقام پر نصب کر دیا۔

امام سہیلی رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا ہے کہ ابلیس شیخ نجدی کی شکل میں ان کے پاس موجود تھا وہ بلند آواز میں چیخ اٹھا اے قوم قریش! کیا تم راضی ہو گئے ہو کہ اس حجر اسود کو جو تمہارے لئے سراپا شرف ہے ایک یتیم بچہ اپنی جگہ پر رکھے لیکن تمہارے اکابرین اس شرف سے محروم رہیں قریب تھا کہ اس شرارت کی آگ پھر ان میں بھڑک اٹھتی لیکن تمام لوگ خاموش ہو گئے۔

یعقوب بن سفیان اور امام بیہقی رحمہما اللہ تعالیٰ نے ابن شہاب رحمۃ اللہ علیہ سے اس روایت کو ان الفاظ کے ساتھ بیان کیا ہے ''جب قریش مکہ نے کعبہ کو تعمیر کیا وہ حجر اسود کے مقام تک پہنچے تو تمام قبائل حجر اسود کو اپنی جگہ پر رکھنے کے لئے جھگڑنے

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اجرت دوں گی۔" حضور ﷺ نے یہ پیغام حضرت ابوطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سنایا تو حضرت ابوطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا "یہ وہ رزق ہے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف بھیجا ہے۔" حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سامان تجارت لے کر گئے۔ آپ ﷺ کے ساتھ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا غلام میسرہ بھی تھا۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے غلام سے فرمایا "ان کے کسی حکم سے سرتابی نہ کرنا اور نہ ہی ان کی کسی رائے کی مخالفت کرنا۔" آپ کے تمام چچاؤں نے اس قافلہ کو الوداع کہا آپ ﷺ کے اس تمام سفر میں بادل آپ پر سایہ فگن رہا حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بڑی شرف وقدر والی تاجرہ تھیں وہ بہت زیادہ مالدار تھیں وہ بہت سا سامان شام کی طرف بھیجا کرتی تھیں ان کے سامان کی تعداد قریش کے تمام سامان کے برابر ہوتی تھی۔ وہ لوگوں کو اجرت دے کر تجارت کے لئے بھیجا کرتی تھیں۔ قریش ایک تاجر پیشہ قوم تھی ان میں سے جو تاجر نہ ہوتا وہ ان کے نزدیک ایک بے حیثیت انسان ہوتا تھا۔ حضور اکرم ﷺ سامان تجارت لے کر روانہ ہوئے۔ حتیٰ کہ آپ ﷺ بصریٰ کے بازار تک پہنچے آپ ﷺ نے ایک درخت کے نیچے نزول اجلال فرمایا اس درخت کے قریب ہی نسطورا راہب کا کنیسہ تھا نسطورا میسرہ کا واقف تھا اس نے پوچھا اے میسرہ! یہ ہستی جو اس درخت کے نیچے آرام فرما ہے وہ کون ہے؟ میسرہ نے جواب دیا ان کا تعلق قبیلہ قریش کے ساتھ ہے جو حرم کے رہائشی ہیں۔ اس راہب نے کہا اس درخت کے نیچے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد کسی نبی نے ہی کھڑا ہونا تھا ایک روایت میں ہے کہ وہ راہب آپ ﷺ کے قریب ہوا ان علامات کو جو کہ ان کی کتابوں میں مذکور تھیں کو پہچان لینے کے بعد اس نے آپ ﷺ کے سر مبارک اور قدمین شریفین کو بوسہ دیا اور کہا: اٰمَنْتُ بِکَ وَاَشْهَدُ اَنَّکَ الَّذِیْ ذَکَرَهُ اللّٰهُ فِی التَّوْرَاةِ۔ "میں آپ ﷺ پر ایمان لاتا ہوں اور گواہی دیتا ہوں کہ آپ ﷺ ہی وہ ذات ہیں جن کا ذکر مبارک اللہ تعالیٰ نے تورات میں کیا ہے۔" جب اس راہب نے آپ ﷺ کی مہر نبوت کو دیکھا تو اس نے اسے بھی بوسہ دیا۔ ایک روایت میں آتا ہے کہ اس نے کہا اے محمد! صلی اللہ علیک وسلم میں نے وہ تمام علامات آپ صلی اللہ علیک وسلم میں دیکھ لی ہیں جو آپ صلی اللہ علیک وسلم کی نبوت پر دلالت کرتی ہیں اور یہ علامات سابقہ کتب میں بھی موجود ہیں صرف ایک علامت میں نے نہیں دیکھی میرے لئے اپنا شانہ مبارک کو عریاں کیجئے۔ آپ ﷺ نے اپنے شانہ اقدس سے کپڑا ہٹایا وہاں اس نے مہر نبوت کو درخشاں دیکھا۔ وہ فوراً جھکا اور مہر نبوت کے بوسے لینے لگا اور کہنے لگا "میں گواہی دیتا ہوں کہ کہ آپ ﷺ ہی اللہ کے رسول، نبی اور امی ہیں جن کی بشارت حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دی تھی۔" انہوں نے فرمایا تھا کہ میرے بعد اس درخت کے نیچے صرف رسول ہاشمی، عربی، مکی ہی تشریف فرما ہوں گے جو حوض کوثر، شفاعت اور لواء الحمد کے مالک ہیں۔ اس مبارک درخت کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ سے لے کر حضور اکرم ﷺ کے زمانہ تک باقی رہنا ایک معجزہ تھا۔ وہ زیتون کا درخت تھا کیونکہ اس درخت کی عمر تین ہزار سال ہوتی ہے۔ اس میں بھی کوئی مانع نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس درخت کو دوبارہ تخلیق کیا ہو تا کہ حضور نبی کریم ﷺ اس کے نیچے تشریف فرما ہوں۔ اس درخت کا مقصد ہی یہ تھا کہ اس کے نیچے حضور ﷺ تشریف فرما ہوں اور وہ آپ ﷺ پر سایہ کناں ہو جائے اسی وجہ سے آپ ﷺ کے علاوہ کسی اور شخص نے اس کے نیچے قیام نہ کیا۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

میں ابھی ابھی اسی جگہ آپ کے پاس رقم لے کر آجاتا ہوں میں گھر گیا لیکن میں واپس آنا بھول گیا مجھے تیسرے دن اپنا وعدہ یاد آیا جب میں رقم لے کر اسی جگہ پر آیا تو میں نے دیکھا کہ اللہ کے رسول ﷺ اسی جگہ پر ہی تشریف فرما ہیں آپ ﷺ نے مجھے صرف یہ فرمایا ''تو نے مجھے بہت تکلیف دی ہے میں تین دن سے یہاں تیرا انتظار کر رہا ہوں'' ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ربیع بن خیثم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ زمانہ جاہلیت میں حضور ﷺ سے فیصلے کروائے جاتے تھے۔

ایک دفعہ حضور ﷺ اپنے چچا کے ساتھ ذوالمجاز کے مقام پر گئے یہ مقام عرفہ سے ایک فرسخ دور تھا زمانہ جاہلیت میں یہاں میلہ لگتا تھا آپ کے چچا محترم کو پیاس لگی انہوں نے آپ ﷺ سے پیاس کی شکایت کی انہوں نے کہا اے میرے بھتیجے! میں پیاسا ہوں۔ حضور اکرم ﷺ نے اپنی ایڑی مبارک زمین پر ماری ایک روایت میں ہے چٹان پر ماری آپ ﷺ نے اپنی زبان مبارک سے فرمایا ''کوئی چیز'' حضرت ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ کا یہ فرمانا ہی تھا کہ اس زمین سے پانی کا چشمہ رواں ہو گیا جبکہ میں نے دیکھا کہ وہاں پہلے پانی کا نام ونشان تک نہ تھا۔ آپ ﷺ نے اپنے عم محترم سے کہا پانی پی لیجئے انہوں نے خوب سیر ہو کر پانی پیا پھر آپ ﷺ نے ایڑی مبارک ماری تو وہ چشمہ فوراً بند ہو گیا اور زمین پہلے کی سی کیفیت میں ہو گئیں۔

اس طرح جب حضور اکرم ﷺ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا سامان تجارت لے کر شام کی طرف سفر کیا آپ ﷺ کے ساتھ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا غلام میسرہ بھی تھا تو وہاں ایک راہب نسطورا نے آپ ﷺ کو بشارت دی تھی۔ اس واقعہ کی تفصیل یہ ہے کہ جب آپ ﷺ کی عمر مبارک پچیس برس ہوئی تو آپ ﷺ کے محترم چچا نے کہا ''میں ایک ایسا آدمی ہوں جس کے پاس مال نہیں ہے، زمانے کی تکالیف ہم پر بہت شدید ہیں ہم پر بہت سے مصائب نازل ہوئے ہیں نہ ہی ہمارے پاس مال و دولت ہے نہ ہی ہم تجارت کر سکتے ہیں۔ آپ ﷺ کی قوم کا یہ قافلہ شام کی طرف جا رہا ہے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ کی قوم کے آدمیوں کو اجرت پر مال دے کر بھیجتی ہیں وہ لوگ بہت زیادہ منافع حاصل کرتے ہیں اگر آپ ﷺ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس جائیں تو وہ یقیناً آپ کی پاکیزگی کی وجہ سے آپ کو دیگر افراد پر ترجیح دے گی اگرچہ میں یہ ناپسند کرتا ہوں کہ آپ ﷺ شام کا سفر کریں میں آپ ﷺ کے بارے میں یہودیوں سے خوفزدہ ہوں لیکن اس کے علاوہ اور کوئی چارۂ کار نہیں ہے آپ ﷺ نے فرمایا شاید اس کے بارے میں وہ خود مجھ سے رابطہ کریں۔ حضرت ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا مجھے خوف ہے کہ وہ یہ مال آپ ﷺ کے علاوہ کسی اور آدمی کے سپرد نہ کر دیں پھر آپ ﷺ کو افسوس ہو۔ اتنی گفتگو کرنے کے بعد چچا اور بھتیجا جدا ہو گئے۔ آپ ﷺ کے اور آپ کے چچا کے درمیان ہونے والی گفتگو حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تک پہنچ گئی اس سے قبل حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ ﷺ کی صداقت کی رفعت، امانت کی عظمت اور کریمانہ اخلاق سے آشنا تھیں۔ انہوں نے کہا میں نہیں جانتی تھی کہ حضور اکرم ﷺ میرا مال لے جانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ آپ نے حضور اکرم ﷺ کے پاس پیغام بھیجا آپ نے اس پیام میں کہا ''میں آپ ﷺ کی سچائی، امانت اور حسن خلق سے واقف ہوں اگر آپ ﷺ میرا مال لے جائیں تو میں آپ ﷺ کو عام آدمی سے دوگنا

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اس تجارت کے نفع سے آگاہ کرے اور ان کو یہ عظیم خوشخبری سنائے۔ جب حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ ﷺ کے نبی ہونے کی بشارت سنی تو وہ آپ ﷺ کے رشتہ ازدواج میں منسلک ہوگئیں۔

نفیسہ بنت منبہ کہتی ہیں حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ایک عقلمند، بہادر اور شریف خاتون تھیں اس کے باوجود اللہ رب العزت نے ان کے لئے مزید عزت و کرامت کا ارادہ فرمایا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قریش میں سے نسب میں اعلیٰ تھیں۔ شرف و بزرگی میں سب سے بلند تر تھیں آپ کے پاس مال و دولت کی فراوانی تھی قوم کے رؤسا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح کرنے کے خواہاں تھے اگر ان کے مقدور میں ہوتا تو وہ آپ کا مطالبہ کرتے اور آپ کے لئے اپنا مال صرف کر دیتے۔ جب حضور اکرم ﷺ شام کے سفر سے ایک کامیاب تاجر کی حیثیت سے واپس آئے تو حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے مجھے پیغام دے کر حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کے پاس بھیجا میں نے کہا اے محمد عربی! صلی اللہ علیک وسلم آپ ﷺ شادی کیوں نہیں کر لیتے۔ آپ ﷺ نے جواب دیا میرے پاس کچھ بھی نہیں جس سے میں اپنی شادی کرسکوں۔ میں نے کہا اسے میری ذمہ داری پر چھوڑ دیں میں اگر آپ ﷺ کو جمال، مال اور شرف کی طرف دعوت دوں تو کیا آپ ﷺ قبول فرمالیں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا وہ کون ہے؟ میں نے کہا وہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ذات ہے آپ ﷺ نے فرمایا یہ میرے لئے کیسے ہوسکتا ہے؟ میں حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس گئی انہیں تمام حالات سے آگاہ کیا۔ انہوں نے مجھے آپ ﷺ کے پاس یہ پیغام دے کر بھیجا کہ آپ ﷺ فلاں وقت تشریف لائیے۔ انہوں نے مجھے اپنے چچا عمرو بن اسد کے پاس بھیجا تا کہ وہ ان کی شادی کرے حضور ﷺ نے تمام صورت حال اپنے چچاؤں کو بتائی۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شادی کی پیشکش کو بھی بیان کیا نیز سفر شام میں رونما ہونے والے واقعات بھی سنائے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جو واقعات اپنی آنکھوں سے دیکھے تھے اور جو واقعات آپ کے غلام میسرہ نے آپ کو بتائے تھے تمام اپنے چچا زاد بھائی ورقہ بن نوفل کو بتائے اس وقت وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شریعت پر تھے انہوں نے کہا اے خدیجہ! اگر یہ سب کچھ سچ ہے تو بلاشبہ محمد ﷺ اس امت کے نبی ہیں مجھے معلوم ہوا ہے کہ اس امت کے نبی کے ظہور کا وقت آگیا ہے۔

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا ہے کہ قریش کی خواتین عید کے موقع پر جمع ہوئیں۔ ان میں ایک یہودی آیا اس نے بلند آواز سے صدا لگائی اے قبیلہ قریش کی خواتین! عنقریب تمہارے قبیلہ سے ایک عظیم نبی کا ظہور ہوگا۔ تم میں سے کون وہ سعادت مند خاتون ہے جو اس کے ساتھ عقد نکاح کرنے کی طاقت رکھتی ہو۔ اگر کوئی عورت یہ استطاعت رکھتی ہے تو اسے ان سے ضرور رشتہ ازدواج میں منسلک ہونا چاہئے ان عورتوں نے اس یہودی کو پتھر مارے اس پر غصے اور رنج کا اظہار کیا لیکن حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اس یہودی کی بات کو بڑے غور سے سنا اور دیگر عورتوں کی طرح اس سے کوئی بدسلوکی نہ کی۔ انہوں نے اپنے دل میں اس بات کو بٹھالیا۔ جب آپ کے غلام میسرہ نے دوران سفر رونما ہونے والے واقعات سنائے اور آپ نے بھی اپنی نگاہوں سے کچھ واقعات کا مشاہدہ کیا تو آپ نے کہا اگر وہ بات جو یہودی نے کہی تھی اگر وہ سچ ہے تو یہ ضرور اس امت کے نبی ہوں گے۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ایک روایت میں ہے راہب نے میسرہ نے پوچھا کیا آپ ﷺ کے چشمان مبارک میں سرخی ہے میسرہ نے کہا "ہاں" یہ سرخی کبھی بھی آپ کی چشمان مبارک سے جدا نہیں ہوتی۔ نسطورا نے کہا یقیناً یہ وہی ہیں یہ نبی آخرالزمان ﷺ ہیں کاش میں اس زمانہ کو پاتا جب آپ ﷺ کی قوم آپ کو اپنے شہر سے نکال دے گی۔ یہ سن کر میسرہ ڈر گیا۔ پھر حضور ﷺ بصریٰ کے بازار میں تشریف لے گئے۔ آپ ﷺ نے سامان تجارت کو فروخت کیا۔ ایک سودے میں آپ ﷺ اور ایک آدمی کے مابین اختلاف ہو گیا اس آدمی نے آپ ﷺ سے کہا لات وعزیٰ کی قسم اٹھایئے آپ ﷺ نے فرمایا میں نے کبھی بھی ان کی قسم نہیں اٹھائی۔ اس آدمی نے یہ سن کر کہا آپ ﷺ کی بات ہی مبنی برصداقت ہے پھر اس شخص نے میسرہ کو ایک جانب لے جا کر کہا یہ شخص نبی ہے ﷺ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے یہ وہی ذات ہے جس کی تعریف ہمارے علماء اپنے کتابوں میں پاتے ہیں۔ میسرہ اس سے بھی خوفزدہ ہو گیا پھر تمام کاروان واپس آ گیا۔ میسرہ نے راستے میں دیکھا کہ دو فرشتے سورج کی دھوپ میں حضور ﷺ پر سایہ فگن ہیں۔ جب دوپہر کے وقت یہ قافلہ مکہ پہنچا تو حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنی چھت پر سے دیکھا کہ رسول کریم ﷺ اپنے اونٹ پر سوار ہیں اور دو فرشتے آپ کو سایہ کر رہے ہیں۔

اس روایت کو ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے کہ دیگر علماء نے اس پر یہ اضافہ کیا ہے کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے یہ واقعہ دیگر عورتوں کو دکھایا۔ انہوں نے بھی اس پر تعجب کا اظہار کیا حضور مکرم ﷺ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر تشریف لائے انہیں منافع کی تمام صورت حال سے آگاہ کیا جس کی وجہ سے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بہت زیادہ مسرت کا اظہار کیا۔ جب میسرہ آیا تو حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اس کو بادل کے سایہ فگن ہونے کے بارے میں بتایا۔ میسرہ نے جواب دیا کہ میں نے بادل کا سایہ فگن اس وقت سے دیکھا تھا جب ہم مکہ سے نکلے تھے اس نے نسطورا اور دیگر واقعات حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گوش گزار کیے جس حسن انداز سے آپ ﷺ نے تجارت کی تھی اس کی وجہ سے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو پہلے سے دوگنا منافع ہوا۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ ﷺ کو حسب وعدہ عام آدمی سے دوگنی اجرت دی۔ ایک روایت میں ہے جب آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اشیائے تجارت کو فروخت کیا تو انہیں اتنا منافع ہوا کہ پہلے اتنا منافع کبھی بھی نہ ہوا تھا میسرہ نے عرض کی: اے محمد! صلی اللہ علیک وسلم ہم نے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لئے چالیس سفر کیے ہیں لیکن اتنا منافع کسی بھی سفر میں نہ ہوا یہ تمام منافع آپ ﷺ کی برکت کی وجہ سے ہے۔ بصریٰ پہنچنے سے پہلے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے دو اونٹ تھک گئے اور غلام میسرہ بھی ان کے ساتھ پیچھے رہ گیا جبکہ حضور ﷺ کارواں کے آگے تھے میسرہ کو اپنی اور اونٹوں کی جان کا خوف لاحق ہوا وہ دوڑتا ہوا حضور اکرم ﷺ کے پاس گیا اور تمام صورت حال سے آگاہ کیا حضور اکرم ﷺ ان دونوں اونٹوں کے پاس آئے ان کے کھروں پر دست مبارک رکھا وہ دونوں دوڑتے ہوئے قافلہ سے آگے نکل گئے۔ وہ دونوں اونٹ مسرت سے آوازیں نکالتے جا رہے تھے اللہ تعالیٰ نے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی محبت میسرہ کے دل میں ڈال دی۔ اس نے آپ ﷺ کی غلامانہ خدمت سرانجام دینا شروع کی۔ جب کاروان مرالظہر ان کے مقام پر پہنچا تو حضور اکرم ﷺ نے میسرہ کو آگے جانے کا حکم دیا تاکہ وہ حضرت خدیجہ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

قسم ثالث

اس قسم میں حضور مکرم شفیع معظم ﷺ کے وہ معجزات ذکر کئے جائیں گے جو
آپ ﷺ کی بعثت اور آپ کے وصال درمیان رونما ہوئے یہ وہ عظیم الشان
معجزات ہیں جو آپ ﷺ کی نبوت پر دلالت کرتے ہیں

یہ قسم بارہ ابواب پر مشتمل ہے۔

جان لینا چاہئے کہ وہ واقعات جو اس باب میں ذکر کئے جائیں گے وہ زیادہ اس بات کے مناسب ہیں کہ ان پر لفظ معجزہ کا اطلاق کیا جائے کیونکہ یہ تمام واقعات آپ ﷺ کی نبوت کے زمانہ میں رونما ہوئے اور آپ ﷺ کے دست اقدس سے ظہور پذیر ہوئے اگرچہ چیلنج صرف بعض معجزات کے ساتھ ہی متصل ہے جیسا کہ قرآن پاک، لیکن نبوت کا دعویٰ ہر معجزہ کے ساتھ متصل ہے خواہ اس کے ساتھ چیلنج ملحق ہو یا نہ ہو کیونکہ جو بھی معجزہ آپ ﷺ کے دست اقدس سے ظہور پذیر ہوتا آپ ﷺ اس وقت مدعی النبوت ہوتے۔ بعض معجزات صحابہ کرام الرضوان وغیرہ کی خواہش پر رونما ہوئے اور بعض بغیر کسی تقاضا اور تمنا کے رونما ہوئے۔ بعض لوگ ان معجزات کی وجہ سے آپ پر اسلام لائے بعض معجزات کا ظہور آپ ﷺ کے ارادہ کے بغیر ہوا جیسا کہ بعض حیوانات اور جمادات کے معجزات۔

میں نے علامہ ماوردی کی کتاب ''أعلام النبوة'' کو دیکھا انہوں نے اپنی کتاب کو بعثت کے آغاز اور وحی کے آغاز کے ذکر پر ختم کیا ہے۔ انہوں نے یہ بحث اتنے دلنشین پیرائے میں کی ہے کہ اس کا علم ہونا ضروری ہے۔ اس کے کثیر فوائد اور ان گنت منافع کی وجہ سے میں اس قسم کے شروع میں بطور مقدمہ اس کو ذکر کر رہا ہوں۔ انہوں نے لکھا ہے'' جب بھی کسی کام کے ظہور کا وقت قریب آتا ہے تو اللہ تعالیٰ بعض اوقات کسی بشارت کو ظاہر کرتا ہے اور بعض اوقات کسی خوفزدہ کرنے والے واقعہ کا اظہار ہوتا ہے تاکہ ان واقعات سے یہ ظاہر ہو کہ وہ پوشیدہ امر اب ظہور پذیر ہونے والا ہے اور جس چیز کا فیصلہ ہو چکا ہے وہ پردۂ اخفاء سے ظہور پذیر ہونے والی ہے اس کا مقصد دانشمندوں کو خواب غفلت سے جگانا اور جاہلوں کو خبردار کرنا ہوتا ہے۔''

جب حضور ﷺ کی بعثت کا وقت قریب آیا۔ اللہ تعالیٰ نے جب تاج نبوت و رسالت آپ ﷺ کے سر پر سجانا چاہا اور تمام مخلوق کے لئے آپ ﷺ کو بشیر اور نذیر بنانا چاہا تو دنیا کی اقوام میں یہ بات مشہور ہوگئی کہ اللہ تعالیٰ عنقریب اسی زمانہ میں ایک عظیم الشان نبی مبعوث کرے گا اس کے ظہور کا وقت قریب تر ہے ہر وہ قوم جس کے پاس کوئی کتاب تھی وہ اپنی کتاب سے اس حقیقت کو جانتی تھی اور جس قوم کے پاس کوئی کتاب نہ تھی تو وہ اتنی واضح علامات جانتی تھی جس کی وجہ سے ان کی عقل و دانش

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جب حضور ﷺ نے یہ خبر اپنے چچاؤں کو سنائی تو انہوں نے بہت زیادہ فرحت و انبساط کا اظہار کیا۔ آپ ﷺ کے ساتھ آپ کے چچا حضرت ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے۔ وہ دونوں عمرو بن اسد کے گھر گئے۔ حضرت ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عمرو سے حضور ﷺ کے لئے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا رشتہ طلب کیا عمرو نے رضامندی کا اظہار کیا اور نکاح کے لئے بیس ''بکرہ'' حق مہر مقرر کیا۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ ساڑھے بارہ اوقیہ چاندی حق مہر مقرر کیا گیا اور بعض علماء کے نزدیک حق مہر چار سو دینار تھا۔ قبیلہ مضر کے رؤساء وہاں موجود تھے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی اس عقد نکاح کے وقت وہاں موجود تھے اس وقت حضرت ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے درج ذیل خطبہ دیا:

''سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے ہمیں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد، حضرت اسماعیل علیہ السلام کی کھیتی، معد کی نسل اور مضر کی اصل سے پیدا کیا۔ ہمیں اپنے گھر کا پاسبان اور اپنے حرم کا منتظم مقرر کیا ہمیں ایک ایسا گھر دیا جس کا حج کیا جاتا ہے اور ایسا حرم بخشا جہاں امن میسر آتا ہے نیز ہمیں لوگوں کا حکمران مقرر فرمایا۔

حمد کے بعد میرا یہ بھتیجا جس کا نام محمد بن عبداللہ (ﷺ) ہے اس کا دنیا کے جس بڑے سے بڑے آدمی کے ساتھ موازنہ کیا جائے اس کا پلڑا بھاری ہوگا اگر یہ مالدار نہیں تو کیا ہوا مال تو ایک ڈھلنے والا سایہ اور بدل جانے والی چیز ہے اور محمد (ﷺ) جس کی قرابت کو تم خوب جانتے ہو اس نے خدیجہ بنت خویلد کا رشتہ طلب کیا ہے اور ساڑھے بارہ اوقیہ سونا مہر مقرر کیا ہے اور بخدا مستقبل میں اس کی شان بہت بلند ہوگی اس کی قدر و منزلت بہت جلیل ہوگی۔''

حضرت ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس خطبہ کے بعد ورقہ بن نوفل کھڑے ہوئے اور انہوں نے جوابی خطبہ دیا:

''سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے ہمیں ان عزتوں اور انعامات سے نوازا جن کا آپ نے ذکر فرمایا ہے اور ہمیں وہ فضیلتیں بخشیں جن کو آپ نے گنا ہے پس ہم سارے عرب کے سردار اور راہبر ہیں اور تم بھی ان صفات سے متصف ہو قبیلہ کا کوئی فرد ان کا انکار نہیں کرتا اور کوئی شخص تمہاری فضیلت کو رد نہیں کرتا۔ ہم اپنا تعلق تم سے استوار کرنے میں بڑا اشتیاق رکھتے ہیں اے خاندان قریش کے سردارو! گواہ رہو۔ میں نے خدیجہ بنت خویلد کا نکاح محمد بن عبداللہ کے ساتھ کر دیا ہے۔''

حضور اکرم شفیع معظم ﷺ نے اس نکاح کو قبول فرمایا اور قریش کے سرداروں کو اس پر گواہ بنایا۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ شادی سے قبل ایک دن حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس تشریف لائے تو حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا کہ میں امید کرتی ہوں کہ آپ ہی وہ سعید انسان ہوں گے جس کو اللہ تعالیٰ عنقریب نبی بنا کر مبعوث فرمائے گا۔ اگر آپ ﷺ کو یہ عظیم منصب نصیب ہوا تو میری قدر و منزلت کو ضرور پہچاننا اور میرے لئے اس خدا سے دعا مانگنا جو تمہیں عنقریب مبعوث کرے گا آپ ﷺ نے فرمایا اللہ کی قسم! اگر میں ہی وہ خوش نصیب شخص ہوا جس کو اللہ تعالیٰ نبی بنائے گا تو میں آپ کے احسان کو کبھی بھی فراموش نہیں کروں گا اور اگر وہ سعادت مند آدمی میرے علاوہ کوئی اور ہوا تو اللہ جس کے لئے تو نے احسان کیا ہے وہ تیرے اس احسان کو کبھی ضائع نہیں کرے گا۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جب آپ ﷺ کی بعثت کا وقت قریب آیا تو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو خلوت پسند بنا دیا۔ اس وقت آپ ﷺ کی عمر مبارک چالیس سال تھی۔ عقل و دانش کی صلاحیتیں پورے جوبن پر تھیں تمام اعضاء قوی اور مضبوط تھے تا کہ آپ ﷺ اپنی ذمہ داریوں کو احسن انداز سے پورا کر سکیں۔ آپ ﷺ غار حراء میں کئی کئی راتیں خلوت گزیں رہتے۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ آپ ﷺ سال بھر میں صرف ایک ماہ غار حرا میں گزارتے تھے جیسا کہ قریش کی یہ عادت تھی کہ وہ سال بھر میں گناہ سے طہارت حاصل کرنے کے لئے ایک ماہ غار حرا میں گزارتے تھے اور ایک ماہ وہاں گزارنے کے بعد آپ ﷺ گھر واپس تشریف لے آتے تھے حتیٰ کہ جب بعثت کا وقت قریب آیا تو آپ ﷺ نے وہاں ہی خلوت گزین ہونے کی خواہش کی۔ آپ ﷺ اپنا کھانا اور پانی وہیں لے جاتے تھے اسی میں سے کچھ خود کھا لیتے اور کچھ مساکین کو کھلا دیتے۔ اگرچہ لوگوں کو آپ ﷺ کی نبوت کا شک تھا۔ جب کہ اہل کتاب کو آپ ﷺ کی نبوت کا علم تھا لیکن آپ ﷺ اپنی نبوت سے واقف نہ تھے۔ یہ عدم واقفیت اس لئے تھی تا کہ جب آپ ﷺ کو فوراً نبوت عطا کی جائے تو یہ آپ ﷺ کی طرف سے کسی تکلف کے مانع ہو جائے اور نہ ہی آپ ﷺ کو کسی اختراع کی طرف منسوب کیا جائے اور اگر آپ ﷺ تکلیف اور بناوٹ کا اظہار کرتے تو اس کے اسباب واضح ہو جاتے اور اس کے شواہد عیاں ہو جاتے۔ آپ ﷺ کا دشمن بلا خوف اس تکلف اور اختراع کو لوگوں میں مشہور کرتا اور آپ ﷺ کا محب اس تکلف کی مختلف تاویلیں کرتا۔ تیرے لئے اتنی ہی وضاحت کافی ہے۔ اس عدم واقفیت کی وجہ سے آپ ﷺ پر نہ ہی کوئی تہمت لگائی جا سکتی ہے اور نہ ہی سوء ظن کا اظہار کیا جا سکتا ہے کہ آپ ﷺ نے کسی تکلف یا اختراع کا اظہار کیا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ خلوت گزین ہی رہے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے لئے نبوت کی علامات کو ظاہر کیا۔ جس چیز سے آپ ﷺ واقف نہ تھے اللہ تعالیٰ نے اس کا آپ کو علم عطا فرمایا۔ آپ ﷺ کو نبوت اور رسالت کی بشارت دی لیکن یہ رسالت اور نبوت کی بشارت استدراجاً دی گئی تا کہ آپ ﷺ نبوت کے بوجھ کو برداشت کر سکیں۔ اس کے حقوق کو ادا کر سکیں۔ یہ بشارت فوراً اور یکبارگی نہ دی گئی کہ کہیں آپ ﷺ بھول نہ جائیں اور حقوق نبوت کی ادائیگی میں کوتاہی نہ ہو جائے اور اس وجہ سے آپ ﷺ کسی تکلیف میں مبتلا نہ ہو جائیں گویا کہ آپ ﷺ کو استدراجاً نبوت عطا فرمانا اللہ کی طرف سے آپ پر مہربانی اور لطف و عنایت تھا اور آپ ﷺ کی امت کو یہ دعوت دینا ہے کہ وہ آپ ﷺ کے لئے سر تسلیم خم کر دے۔ اللہ رب العزت اپنے بندوں پر بہت مہربان ہے اور اپنی مخلوق پر رحم فرمانے والا ہے۔ آپ ﷺ کے وہ احوال جن میں آپ ﷺ نے تدریجاً ترقی کی حتیٰ کہ آپ ﷺ کو علم ہوا کہ میں نبی اور رسول ہوں وہ چھ ہیں۔ گویا کہ یہ وہ چھ مراتب ہیں جن پر آپ یکے بعد دیگرے گامزن ہوتے رہے وہ چھ مراتب مندرجہ ذیل ہیں:

پہلا مرتبہ

پہلا مرتبہ وہ سچے خواب ہیں آپ ﷺ کو عالم نیند میں دکھائی دیتے تھے خواب میں آپ ﷺ کو وہ اشیاء دکھائی جاتی تھیں جنھوں نے عنقریب آپ کے لئے وقوع پذیر ہونا تھا گویا کہ یہ صرف آپ ﷺ کو یاد دلانا تھا تا کہ آپ ﷺ کا نفس ان پر راضی ہو جائے اور آپ ﷺ کے حواس کا اس میں امتحان ہوتا کہ بعثت کے بعد آپ ان امور کو قائم رکھیں۔ حضور اکرم ﷺ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نے بھی یہی فیصلہ کیا تھا۔ وہ فطرت کے احساسات کی وجہ سے یہی سمجھی۔ ان کے ذہن رسا نے بھی ان کی اسی میں مدد کی جب کہ محتاط اور مشکوک اس سے خوفزدہ ہو گیا لیکن رسول مکرم ﷺ اس سے نا آشنا تھے کہ ان تمام واقعات سے مقصد و مدعا آپ ﷺ ہی کی ذات ہے اور آپ ہی اس کے اہل ہیں حتیٰ کہ آپ ﷺ کی نبوت کا اعلان ہو گیا۔ یہ عدم واقفیت بھی آپ ﷺ کے لئے ایک نعمت تھی تا کہ آپ ﷺ پر کوئی تہمت نہ لگائی جا سکے اور آپ سوء ظن سے محفوظ رہیں اور آپ ﷺ کے دلائل و براہین زیادہ واضح اور ظاہر ہو جائیں۔ آپ ﷺ نے کبھی بھی کسی بت کی عبادت نہ کی تھی اور نہ ہی کسی بت کی تعظیم کی تھی۔ تمام فقہاء اور متکلمین کے نزدیک آپ ﷺ بنیادی عقائد پر پہلے ہی عمل پیراء تھے مثلاً اللہ تعالیٰ کی وحدانیت، اس کا قدیم ہونا، عالم کا حادث اور فناء ہونا، منعم کا شکر ادا کرنا، ظلم کا حرام ہونا، انصاف کا واجب اور امانت کو واپس کرنا وغیرہ علماء کا اس میں اختلاف ہے کہ کیا حضور ﷺ بعثت سے قبل سابقہ انبیاء کرام کی شریعتوں میں سے کسی شریعت کے مکلف تھے یا نہ تھے؟ اکثر فقہاء اور متکلمین کے نزدیک آپ ﷺ کسی کی بھی شریعت کے مکلف نہ تھے کیونکہ اگر آپ ﷺ کسی شریعت کے مکلف ہوتے تو پہلے اس شریعت کا علم حاصل کرتے اور اس پر عمل پیرا ہوتے اور اگر آپ اس شریعت پر عمل پیرا ہوتے تو وہ شریعت اس زمانہ میں ظاہر ہوتی اور اگر اس شریعت کا ظہور ہوتا تو اس کا موافق اس کی اتباع کرتا اور اس کا مخاف اس کی مخالفت کرتا۔

کچھ متکلمین اور امام ابوحنیفہ اور امام شافعی رحمہم اللہ تعالیٰ کے کچھ ساتھی یہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ سابقہ انبیاء علیہم السلام کی شریعتوں کے مکلف تھے۔ ان انبیاء علیہم السلام نے ان لوگوں کو بھی دعوت دی جو ان کے ہم عصر تھے اور اس دعوت میں وہ لوگ بھی شامل تھے جو ان کے بعد آنے والے تھے حتیٰ کہ کوئی حادثہ ان کی نبوت کو منسوخ نہ کر دے حضور ﷺ اپنی بعثت سے پہلے ان انبیاء کی دعوت عامہ میں داخل تھے کیونکہ کوئی زمانہ ایسا نہیں جو اللہ تعالیٰ کی کسی شریعت سے خالی ہو یا جس میں اللہ کی شریعت پر عمل پیرا ہونے والا کوئی آدمی نہ ہو ہر زمانہ میں کوئی نہ کوئی شریعت بھی تھی اور اس پر عمل پیرا ہونے والے لوگ بھی تھے۔ جن علماء نے یہ کہا ہے کہ آپ ﷺ کسی شریعت کے مکلف تھے انہوں نے پھر اختلاف کیا ہے کہ آپ ﷺ کس شریعت کے مکلف تھے۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ اپنے جد امجد حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی شریعت پر عمل پیرا تھے۔ کچھ علماء فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ حضرت موسیٰ کی شریعت پر عمل پیرا تھے اور آپ ان احکام پر عمل کرتے تھے جن کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شریعت نے منسوخ نہیں کیا تھا کیونکہ آپ علیہ السلام کی شریعت تورات میں موجود تھی جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: إِنَّآ أَنزَلْنَا ٱلتَّوْرَىٰةَ فِيهَا هُدًى وَنُورٌ ۚ (المائدہ: 44) ''بے شک اتاری ہم نے تورات اس میں ہدایت اور نور ہے۔''

بعض علماء فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شریعت کے مکلف تھے کیونکہ اس سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت منسوخ ہو چکی تھی پس حضور ﷺ اس سے محفوظ ہو گئے کہ بعثت سے قبل آپ کے دین پر اعتراض کیا جائے یا آپ ﷺ کی ذات اقدس پر کوئی جرح وقدح کی جائے۔ انسان کے برگزیدہ ہونے کی یہی علامات اور اس کے چنے جانے کی یہی نشانیاں ہیں۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کے بطن مبارک کو غسل دو اس نے میرے شکم مبارک کو دھویا۔ پھر اس نے کہا کہ ان کے دل مبارک کو غسل دو۔ اس نے میرے دل کو دھویا پھر سکون کو بلایا گیا وہ میرے دل مبارک میں داخل ہو گیا۔ پھر اس فرشتے نے کہا ان کا بطن مبارک سی دو تو اس نے میرے بطن کو سی دیا۔ پہلا فرشتہ گویا کہ اس کا ایک معاون ہی تھا جس نے اس کی اس مسئلہ میں مدد کی۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کیا ہے کہ جب حضور ﷺ کی بعثت کا وقت آیا تو حضور ﷺ کعبہ کے پاس سو رہے تھے قریش کعبہ کے اردگرد ہی سوئے تھے حضرت جبرائیل و میکائیل علیہما السلام آپ ﷺ کے پاس آئے۔ حضرت میکائیل نے کہا ان تمام لوگوں میں سے کس کے بارے میں ہمیں حکم دیا گیا ہے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا ہمیں ان کے سردار کے بارے میں حکم دیا گیا ہے۔ وہ دونوں سامنے آئے اب ان کی تعداد تین تھی۔ انہوں نے حضور ﷺ کو نیند کی حالت میں پایا۔ انہوں نے آپ ﷺ کو پشت کے بل لٹایا آپ کے پیٹ مبارک کو چاک کیا پھر وہ آب زمزم لے کر آئے اور آپ ﷺ کے پیٹ مبارک کو دھویا۔ پھر وہ سونے کا طشت لے کر آئے جو ایمان اور حکمت سے بھرپور تھا حضور ﷺ کا بطن مبارک حکمت اور ایمان سے بھر دیا گیا۔

تیسرا مرتبہ

تیسرا مرتبہ آپ ﷺ کو نبوت کی بشارت دینا ہے ایک فرشتے نے آپ کو اپنے رب کی طرف سے یہ بشارت دی اس بشارت کا مقصد صرف آپ ﷺ کو نبوت کا احساس دلانا تھا۔ یہ مکلّف ہونے یا لوگوں کو ڈرانے کے حکم سے خالی تھی۔ اس بشارت کے موقع پر حضور ﷺ نے نہ ہی وحی کو سنا اور نہ ہی کسی شخص کو دیکھا آپ ﷺ کو صرف فرشتے کا احساس ہوا تھا۔ اس فرشتے کے پاس واضح علامت اور نشانی موجود تھی لیکن آپ ﷺ نے اس فرشتے کو نہ دیکھا اور نہ ہی اس سے ہمکلام ہوئے۔ اس کا مقصد صرف یہ تھا آپ ﷺ کو علم ہو جائے کہ میں اللہ کا نبی ہوں اور آپ ﷺ وحی کے لئے تیار ہو جائیں۔ اس صورت میں آپ ﷺ کو کچھ مہلت دے کر آپ ﷺ کی مدد کی گئی تاکہ آپ ﷺ مصائب پر زیادہ سے زیادہ صبر کریں اور نعمت پر زیادہ سے زیادہ شکر کریں۔

داؤد بن عامر اور شعبی رحمہما اللہ تعالیٰ نے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت اسرافیل علیہ السلام کو تین سال تک آپ ﷺ کے ساتھ متصل رکھا آپ ﷺ حضرت اسرافیل علیہ السلام کو محسوس تو کرتے تھے لیکن ان کا وجود آپ ﷺ کو نظر نہیں آتا تھا۔ حضرت اسرافیل علیہ السلام آپ ﷺ کو کوئی نہ کوئی چیز سکھا دیتے تھے لیکن ابھی تک آپ ﷺ پر قرآن کا نزول شروع نہیں ہوا تھا۔ اس دورانیے میں آپ کو نبوت کی بشارت دی گئی لیکن آپ ﷺ کو امت کی طرف مبعوث نہیں کیا گیا۔ اس مہلت میں دو احتمال ہیں:۔ (1) یہ بھی احتمال ہے کہ یہ مہلت حضور ﷺ کی معاونت کے لئے ہو، (2) یہ بھی احتمال ہے کہ یہ مہلت آپ ﷺ کی امت کو دیکھتے ہوئے دی گئی ہو اور یہ بھی احتمال ہے کہ یہ مہلت کسی مناسب اور موزوں وقت کے لئے ہو اور اس وقت وحی کے نہ آنے میں کوئی مصلحت ہو۔ یہ بھی ممکن ہے کہ اس تاخیر میں یہ تینوں احتمالات ہوں کیونکہ اللہ تعالیٰ کو ہر مخفی اور عیاں چیز کا علم ہے۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ان امور میں بہت زیادہ قوی تھے اور آپ ﷺ کا سینہ اقدس ایسے امور سے لبریز تھا۔ امام زہری رحمۃ اللہ علیہ نے عروہ سے اور انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا ہے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ پر وحی کا آغاز سچے خوابوں سے ہوا جو خواب حضور ﷺ رات کو دیکھتے اس کی تعبیر ہو بہو صبح کے اجالے کی مانند سامنے آجاتی۔

ان خوابوں میں علماء کا اختلاف ہے کہ کیا یہ خواب غار حراء میں خلوت گزین ہونے سے پہلے آپ ﷺ کو آتے تھے یا خلوت گزینی کے بعد آتے تھے حضرت عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ میں خلوت گزینی کی محبت خوابوں کے بعد پیدا ہوئی۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کو سچے خواب خلوت گزیں ہونے کے بعد آنے شروع ہوئے کیونکہ جب آپ ﷺ نے خلوت اختیار کی تو آپ ﷺ اس اپنے معاملہ (نبوت) سے واقف نہ تھے برہ بنت ابی عزہ سے روایت ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو نبوت کی عزت سے معزز کرنے کا ارادہ فرمایا تو آپ ﷺ جس درخت یا پتھر کے پاس سے بھی گزرتے تو وہ کہتا: **اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ**۔ آپ ﷺ اپنے دائیں بائیں توجہ فرماتے لیکن کوئی شخص آپ کو نظر نہ آتا ممکن ہے کہ یہ تمام اشیاء سچے خوابوں سے پہلے ہوں اس وقت یہ ان غیب کی خبروں کی طرح ہوں گی جن میں نبوت کا اعلان نہیں ہے صرف نبوت کا اعجاز مقصود ہے یہ بھی احتمال ہے کہ یہ تمام اشیاء سچے خوابوں کے بعد ظہور پذیر ہوئی ہوں اور یہ ان خوابوں کی تصدیق کے لئے ہوں۔

دوسرا مرتبہ

دوسرا مرتبہ وہ ہے جس کی وجہ سے آپ ﷺ تقدیس و تنزیہ میں ساری دنیا سے ممتاز ہو گئے۔ اس مرتبہ کا مقصد آپ ﷺ کو پاک صاف کرنا اور مخلص کرنا تھا۔ اس مرتبہ پر پہنچ کر آپ صاف، پاکیزہ اور سراپا خلوص بن گئے۔ آپ ﷺ کی پاکیزگی اور خلوص لوگوں کے لئے آپ ﷺ کی نبوت اور صداقت کی دلیل بن گئی اور لوگوں کو یقین ہو گیا کہ آپ ﷺ کی عاقبت بہترین ہوگی۔ آپ ﷺ کا یہ مرتبہ اس حدیث سے ظاہر ہوتا ہے جس کو حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا ہے۔ حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے نبوت کی ابتداء کے بارے میں سوال کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے ابوذر! جب میں وادی بطحاء میں تھا تو میرے پاس دو فرشتے آئے۔ ان میں سے ایک زمین پر تھا جب کہ دوسرا زمین اور آسمان کے درمیان تھا۔ ایک فرشتے نے دوسرے سے کہا کہ کیا یہ وہی ہیں؟ دوسرے نے جواب دیا ہاں وہی ہیں۔ اس نے کہا آپ کا آپ کی امت کے ایک آدمی کے ساتھ وزن کرو۔ میرا ایک آدمی کے ساتھ وزن کیا گیا۔ میرا وزن اس سے زیادہ نکلا پھر اس فرشتے نے کہا کہ اب ان کا وزن دس آدمیوں کے ساتھ کرو پھر بھی وزن میں میں ہی زیادہ تھا پھر اس فرشتے نے کہا کہ اب ان کا وزن سو آدمیوں کے ساتھ کرو اس نے میرا وزن سو آدمیوں کے ساتھ کیا پھر بھی وزن میں میں ہی زیادہ تھا۔ اس فرشتے نے کہا کہ تم ساری امت سے بھی اس کا وزن کرو گے پھر بھی یہی وزن میں زیادہ ہوں گے۔ اس فرشتے نے کہا ان کا شکم مبارک شق کرو۔ اس نے میرے بطن مبارک کو شق کیا۔ پھر اس فرشتے نے کہا ان کا قلب مبارک شق کرو اس نے میرا دل مبارک شق کیا۔ اس سے شیطان کے حصہ کو نکال دیا وہ گوشت کا ایک لوتھڑا تھا پھر اس نے کہا ان

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کے لئے ایسا اجر ہے جو کبھی ختم نہ ہوگا اور بے شک آپ عظیم الشان خلق کے مالک ہیں عنقریب آپ بھی دیکھیں گے اور وہ بھی دیکھ لیں گے۔''

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے رسول کریم ﷺ سے عرض کی کہ کیا جب جبرائیل امین آئیں تو آپ ﷺ مجھے بتا سکتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی جب وہ آئیں تو مجھے ضرور بتانا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام آئے آپ ﷺ نے فرمایا اے خدیجہ! جبرائیل آ گئے ہیں۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی آپ اٹھئے اور میری بائیں ران پر تشریف رکھئے۔ حضور ﷺ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بائیں ران پر تشریف لے آئے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی کیا آپ حضرت جبرائیل کو ملاحظہ فرما رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی اب آپ میری دائیں ران پر تشریف لے آئیں حضور اکرم ﷺ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی دائیں ران پر تشریف لے آئے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا کیا آپ اب بھی حضرت جبرائیل کو ملاحظہ کر رہے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا ہاں۔ پھر حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی اب آپ میری آغوش میں تشریف لے آئیں۔ حضور اکرم ﷺ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی گود میں تشریف لے گئے انہوں نے پوچھا کیا اب بھی آپ ﷺ حضرت جبرائیل کو دیکھ رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں۔ اب حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے بالوں کو بکھیرا اور اپنا دوپٹہ نیچے پھینک دیا۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پوچھا کیا اب آپ انہیں دیکھ رہے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا نہیں اب مجھے حضرت جبرائیل نظر نہیں آ رہے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی اے میرے چچا زاد! آپ ﷺ کو بشارت ہو۔ اللہ کی قسم! یہ بات ثابت ہوگئی کہ بلاشبہ آپ کے پاس آنے والا فرشتہ ہی ہے وہ شیطان نہیں ہے۔ میں اسی پر ایمان لاتی ہوں تمام لوگوں میں سے سب سے پہلے جس ہستی نے اسلام قبول کیا وہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہی کی ذات تھی۔ اوپر بیان کردہ واقعہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے صرف اپنے اطمینان کے لئے کیا تھا کہ انہیں تسلی ہو جائے کہ حضور ﷺ پر پیغام لے کر آنے والا فرشتہ ہی ہے شیطان نہیں ہے۔ یہ حضور اکرم ﷺ کے اطمینان اور تسلی کے لئے نہ تھا کیونکہ حضور اکرم ﷺ کی تصدیق کے لئے وہ معجزات اور علامات ہی کافی تھے جو پیہم رونما ہو رہے تھے۔ اس حالت میں جبرائیل امین علیہ السلام کے نازل ہونے کا مقصد آپ ﷺ کو صرف نبوت کی خبر دینا تھا تا کہ آپ ﷺ کو معلوم ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو چن لیا ہے آپ ﷺ تمام کائنات سے کٹ کر صرف اسی سے لو لگائیں اس کے ہر حکم پر عمل پیرا ہوں۔ ہر نازل ہونے والے امر کی اتباع کریں۔ اللہ تعالیٰ کے ذکر کا حکم دیا لیکن ابھی تک لوگوں کو ڈرانے کا حکم نہیں دیا جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَ اَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ﴿١١﴾ (الضحیٰ:11) ''اور اپنے رب (کریم) کی نعمتوں کا ذکر فرمایا کیجئے'' یعنی جو نعمت نبوت آپ ﷺ کو عطا ہوئی ہے اس کا شکر ادا کیا کریں حضور اکرم ﷺ لوگوں کو اس نعمت کے بارے میں خوشی سے بتایا کرتے تھے۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

چوتھا مرتبہ

حضرت جبرائیل امین علیہ السلام آپ ﷺ پر وحی لے کر آئے حتیٰ کہ آپ ﷺ نے ان کے وجود کو بھی دیکھا ان کی گفتگو بھی سنی۔ انہوں نے آپ ﷺ کو یہ خبر دی کہ آپ ﷺ اللہ کے نبی اور رسول ہیں۔ اور صرف آپ ﷺ کو نبوت کی ہی خبر دی مزید آگے لوگوں کو ڈرانے کا حکم اس میں شامل نہ تھا تا کہ اس بشارت کے بعد آپ ﷺ کو اپنی نبوت کا یقینی اور قطعی علم ہو جائے۔ آپ ﷺ کے نفس کو اس بشارت پر پورا یقین اور وثوق ہو جائے اور آپ ﷺ کو اس میں کسی قسم کا شک وشبہ نہ رہے۔

امام زہری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کے پاس حق آیا تو اس وقت حضرت جبرائیل امین علیہ السلام آپ کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کی یا محمد! صلی اللہ علیک وسلم آپ اللہ کے رسول ہیں حضور ﷺ نے فرمایا پہلے میں کھڑا تھا پھر میں گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا۔ پھر میں واپس آ گیا میرے اعضاء پر کپکپاہٹ طاری تھی میں حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس آیا میں نے کہا مجھ پر کپڑا اوڑھ دو مجھ پر کپڑا اوڑھ دو حتیٰ کہ میری گھبراہٹ ختم ہوگئی پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام میرے پاس آئے انہوں نے کہا میں جبرائیل ہوں اور آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں پھر انہوں نے کہا: اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ۚ﴿۱﴾ (العلق:1) ''آپ پڑھئے اپنے رب کے نام کے ساتھ جس نے پیدا کیا۔'' میں پھر حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس گیا میں نے کہا مجھے اپنے بارے میں ڈر لگ رہا ہے میں نے انہیں اپنے تمام حالات سے آگاہ کیا۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا آپ کو بشارت ہو اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو کبھی بھی رسوا نہیں کرے گا۔ آپ ﷺ قریبی رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کرتے ہیں۔ غریبوں کا بوجھ اٹھاتے ہیں، مہمان کی مہمان نوازی کرتے ہیں اور حق کی وجہ سے اگر کسی پر کوئی مصیبت آجائے تو آپ ﷺ اس کی مدد فرماتے ہیں حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پھر مجھے ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں وہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا چچازاد بھائی تھا۔ وہ سچے دین کے لئے سرگرداں تھا کہا جاتا ہے کہ اس نے تورات اور انجیل کو پڑھ کر عیسائیت اختیار کر لی تھی۔ آپ نے کہا اپنے چچازاد بھائی کی گفتگو کو سنو۔ انہوں نے مجھ سے سوال کیا میں نے انہیں اپنے ساتھ رونما ہونے والا تمام واقعہ سنا دیا انہوں نے کہا یہ تو وہی ناموس (جبرئیل) ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوا تھا کاش میں اس وقت زندہ ہوتا جب آپ ﷺ کی قوم آپ کو نکال دے گی۔ میں نے کہا کیا میری قوم مجھے نکال دے گی؟ انہوں نے کہا جو شخص بھی آپ ﷺ کے پیغام جیسا پیغام لے کر آیا اسی کے ساتھ عداوت کی گئی اگر میں اس وقت تک زندہ رہا تو میں آپ کی پرزور مدد کروں گا۔ اِقرأ کے بعد آپ ﷺ پر جو وحی نازل ہوئی وہ یہ تھی:

نٓ وَ الْقَلَمِ وَ مَا یَسْطُرُوْنَ ۙ﴿۱﴾ مَاۤ اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُوْنٍ ۚ﴿۲﴾ وَ اِنَّ لَكَ لَاَجْرًا غَیْرَ مَمْنُوْنٍ ۚ﴿۳﴾ وَ اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِیْمٍ ﴿۴﴾ فَسَتُبْصِرُ وَ یُبْصِرُوْنَ ۙ﴿۵﴾ (القلم:5-1)

''ن، قسم ہے قلم کی اور جو کچھ وہ لکھتے ہیں آپ اپنے رب کے فضل سے مجنون نہیں ہیں اور یقیناً آپ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پاس آئے آپ ﷺ نے انہیں بھی وضو کرنا سکھایا اور اسی طرح نماز ادا کرنا سکھائی۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا وہ پہلی ہستی ہیں جنہوں نے آپ ﷺ کے بعد وضو کیا اور نماز ادا کی۔ اس مرتبہ میں انذار صرف ان لوگوں تک محدود تھا جو آپ ﷺ پر ایمان لے آئے۔

علماء کا اس میں اختلاف ہے کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بعد کس شخصیت نے اسلام قبول کیا اس میں علماء کے تین اقوال ہیں:۔

پہلا قول

مردوں میں سے سب سے پہلے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلام قبول کیا اور نماز ادا کی اس وقت آپ کی عمر مبارک 9 سال تھی ایک قول کے مطابق اس وقت آپ کی عمر دس سال تھی یہ زید بن اسلم اور جابر بن عبداللہ کا قول ہے۔ یحیٰ بن عفیف نے اپنے باپ عفیف سے روایت کیا ہے'' میں زمانہ جاہلیت میں مکہ آیا میں حضرت عباس ابن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاں ٹھہرا جب سورج طلوع ہوا اور اس نے آسمان پر حلقہ سا بنا لیا تو ایک نوجوان آیا اس نے اپنی نگاہ آسمان کی طرف اٹھائی وہ کعبہ کی طرف منہ کر کے کھڑا ہو گیا تھوڑی دیر کے بعد ایک لڑکا آیا اور اس نوجوان کے دائیں پہلو کے ساتھ کھڑا ہو گیا پھر کچھ دیر کے بعد ایک خاتون آئی وہ ان دونوں کے پیچھے کھڑی ہو گئی۔ اس نوجوان نے رکوع کیا اس کے بعد اس لڑکے اور خاتون نے بھی رکوع کیا۔ پھر اس نے رکوع سے سر اٹھایا تو اس کے بعد اس لڑکے اور خاتون نے بھی رکوع سے سر اٹھا لیا پھر اس نوجوان نے سجدہ کیا تو ان دونوں نے اس کے ساتھ سجدہ کیا۔ میں نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا اے عباس! کیا آپ جانتے ہیں کہ یہ کون ہے۔ انہوں نے کہا ہاں یہ محمد بن عبداللہ (ﷺ) میرے بھتیجے ہیں اور یہ میرے بھتیجے علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں یہ حضرت خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں جو حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی زوجہ معظمہ ہیں۔

یہ فرماتے ہیں کہ آسمان کے رب نے انہیں اس طرح عبادت کرنے کا حکم فرمایا ہے اللہ کی قسم! میں ان تینوں کے علاوہ پوری روئے زمین پر کسی ایک شخص کو بھی اس دین پر نہیں جانتا۔

دوسرا قول

دوسرا قول یہ ہے کہ سب سے پہلے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلام قبول کیا اور آپ ﷺ کے ساتھ نماز ادا کی ہے یہ حضرت ابن عباس اور ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہم کا قول ہے ابوامامہ نے عمرو بن عبسہ السلمی سے روایت کیا ہے کہ میں حضور اکرم ﷺ کے پاس اس وقت آیا جب آپ عکاظ کے میلے میں تبلیغ فرما رہے تھے۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم اس معاملہ میں کسی شخص نے آپ کی پیروی کی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا'' میری اتباع دو آدمیوں نے کی ہے ان میں سے ایک غلام ہے اور ایک آزاد یعنی حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت بلال رضی اللہ عنہما۔ میں نے بھی اس وقت اسلام قبول کر لیا۔ اس وقت آپ ﷺ نے مجھے اسلام کے چوتھائی حصہ کی خبر دی۔ امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے سوال کیا کہ سب سے پہلے اسلام کس نے قبول کیا انہوں نے فرمایا کیا تم نے

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پانچواں مرتبہ

اللہ تعالیٰ نے نبوت کے بعد آپ ﷺ کو حکم دیا کہ آپ لوگوں کو ڈرائیں۔ اسی کے ساتھ آپ ﷺ منصب رسالت پر فائز ہوئے۔ آپ ﷺ پر قرآن پاک نازل ہوا جو امر اور نہی پر مشتمل ہے۔ اسی کے ساتھ آپ مبعوث ہوئے لیکن آپ ﷺ کو ابھی بلند آواز سے اعلان کرنے کا حکم نہیں دیا گیا تھا۔ نہ ہی عام لوگوں کو ڈرانے کا حکم دیا گیا بلکہ آپ ﷺ کا نذیر ہونا صرف ان لوگوں کے لئے تھا جو آپ ﷺ پر ایمان لائیں اور آپ ﷺ کی آواز پر لبیک کہیں اللہ رب العزت ارشاد فرمایا:

یٰۤاَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ ﴿۱﴾ قُمْ فَاَنْذِرْ ﴿۲﴾ وَ رَبَّكَ فَكَبِّرْ ﴿۳﴾ وَ ثِیَابَكَ فَطَهِّرْ ﴿۴﴾ وَ الرُّجْزَ فَاهْجُرْ ﴿۵﴾
وَ لَا تَمْنُنْ تَسْتَكْثِرُ ﴿۶﴾ وَ لِرَبِّكَ فَاصْبِرْ ﴿۷﴾ (المدثر:7-1)

”اے چادر لپیٹنے والے اٹھئے اور (لوگوں کو) ڈرائیے اور اپنے پروردگار کی بڑائی بیان کیجئے اور اپنے لباس کو پاک رکھئے اور بتوں سے (حسب سابق) دور رہئے اور کسی پر احسان نہ کیجئے زیادہ لینے کی نیت سے اور اپنے رب کی رضا کے لئے صبر کیجئے۔“

نبوت اور انذار کے ساتھ آپ ﷺ کی نبوت مکمل ہوگئی۔ اگرچہ ابھی تک تبلیغ میں پوشیدگی تھی۔ جب آپ ﷺ پر پہلی وحی آئی وہ رمضان المبارک کا مہینہ تھا سوموار کا دن تھا۔ ہشام بن محمد کہتے ہیں کہ جب جبرائیل امین پہلی وحی لے کر آئے وہ ہفتہ کی رات تھی پھر جب آپ پر رسالت کا اظہار ہوا اس دن سوموار تھا ابوقتادہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم آپ سوموار کے دن کا روزہ کیوں رکھتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا اسی دن ہی میں پیدا ہوا اور اسی دن مجھ پر وحی نازل ہوئی۔ علماء کا اس میں اختلاف ہے کہ رمضان شریف کی کونسی تاریخ میں آپ ﷺ پر وحی کا آغاز ہوا۔ ابوقلابہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس دن رمضان المبارک کی اٹھارہ تاریخ تھی ابوالخلد فرماتے ہیں کہ اس دن رمضان المبارک کی چوبیس تاریخ تھی۔ اکثر علماء کے نزدیک اس وقت آپ ﷺ کی عمر مبارک چالیس سال تھی اور عام الفیل کو بھی چالیس سال گزر چکے تھے بعض علماء فرماتے ہیں کہ اس وقت آپ ﷺ کی عمر مبارک تینتالیس سال تھی ہشام بن محمد نے کہا ہے کہ اس وقت شہنشاہ کسریٰ پرویز کی سلطنت کا بیسواں سال تھا بعض علماء فرماتے ہیں کہ اس وقت اس کی بادشاہی کے دس سال بھی نہیں گزر رہے تھے۔

روایت کیا گیا ہے کہ جبرئیل امین دوسری مرتبہ سوموار کے دن نازل ہوئے اس وقت حضور اکرم ﷺ مکہ کی پہاڑی پر موجود تھے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے وادی کی ایک جانب پاؤں مارا تو وہاں سے پانی کا چشمہ جاری ہو گیا حضرت جبرائیل علیہ السلام نے وضو کیا تاکہ حضور ﷺ کو معلوم ہو جائے کہ طہارت کیسے کی جاتی ہے۔ آپ ﷺ نے بھی حضرت جبرائیل کی طرح وضو کیا پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام کھڑے ہوگئے اور نماز ادا کی حضور اکرم ﷺ نے بھی اسی طرح نماز ادا کی۔ یہ پہلی عبادت تھی جو فرض ہوئی۔ پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام چلے گئے حضور ﷺ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اس کا جس کا آپ کو حکم دیا گیا اور منہ پھیر لیجئے مشرکوں سے۔"

اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بعد آپ ﷺ نے اعلانیہ تبلیغ کا آغاز کیا ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اعلانیہ تبلیغ بعثت کے تیسرے سال شروع ہوئی۔ آپ ﷺ کو قریبی رشتہ داروں سے تبلیغ کا آغاز کرنے کا حکم دیا گیا ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَ اَنْذِرْ عَشِیْرَتَكَ الْاَقْرَبِیْنَ ﴿۲۱۴﴾ وَ اخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۲۱۵﴾ (الشعراء:15-214)

"اور آپ ڈرایا کریں اپنے قریبی رشتہ داروں کو اور آپ نیچے کیا کیجئے اپنے پروں کو ان لوگوں کے لئے جو آپ کی پیروی کرتے ہیں اہل ایمان سے۔"

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول مکرم ﷺ کوہ صفا پر چڑھے اور بلند آواز سے صدا لگائی اے بنوعبدالمطلب، اے بنوعبد مناف اسی طرح آپ ﷺ نے قریش کے تمام قبائل کو بلایا۔ وہ تمام لوگ آپ ﷺ کے پاس جمع ہو گئے انہوں نے کہا آپ نے ہمیں کیوں بلایا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا" اگر میں تمہیں یہ خبر دوں کہ اس پہاڑی کے دامن میں ایک بہت بڑا لشکر ہے جو تم پر حملہ آور ہونے والا ہے تو کیا تم میری تصدیق کرو گے۔ انہوں نے جواب دیا ہم آپ کی ضرور تصدیق کریں گے کیونکہ آج تک آپ نے ہمارے ساتھ کبھی جھوٹ نہیں بولا۔ آپ ﷺ نے فرمایا تو پھر میں تمہیں عنقریب نازل ہونے والے شدید عذاب سے ڈرانے والا ہوں۔ اس وقت ابولہب نے کہا تیرے لئے ہلاکت ہو کیا تو نے ہمیں اسی لئے جمع کیا تھا پھر حضور ﷺ نے اس گستاخی کا کوئی جواب نہ دیا اور وہاں سے تشریف لے آئے۔ اللہ تعالیٰ نے ابولہب کی اس گستاخی کی جو سزا اسے دی ہے وہ اس سورۃ میں مذکور ہے: تَبَّتْ یَدَاۤ اَبِیْ لَهَبٍ وَّ تَبَّ ﴿۱﴾ ...... الخ۔ (لہب:1)

"ٹوٹ جائیں ابولہب کے دونوں ہاتھ اور وہ تباہ برباد ہو گیا۔"

علامہ ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں جب حضور ﷺ نے قریش کو اسلام کی طرف دعوت دی تو اس وقت آپ ﷺ کے لئے قریش کی طرف سے کسی عداوت یا دوری کا اظہار نہ ہوا صرف لوگوں نے آپ ﷺ کی گفتگو کو رد کر دیا جب آپ ﷺ نے ان معبودان باطلہ کا ذکر کیا اور ان کے عیوب نکالے ان کی عبادت کرنے میں انہیں احمق اور سفیہ کہا تو تمام لوگ آپ ﷺ کے خلاف جمع ہو گئے انہوں نے اپنی عداوت کا اظہار کیا لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی حفاظت کی۔ اس وقت مسلمانوں کی تعداد بالکل کم تھی اور وہ چھپ کر عبادت کرتے تھے۔ جب حضور ﷺ نے عوام کو عذاب شدید سے ڈرانا شروع کیا اور اسلام کی اعلانیہ تبلیغ شروع کی تو تمام امت کی طرف آپ ﷺ کی بعثت مکمل ہو گئی اللہ تعالیٰ نے اس کے ساتھ ہی آپ کی رسالت اور نبوت کو مکمل کر دیا آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے حکم پر عمل پیرا ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ کے حقوق کو کماحقہ ادا کیا۔ لوگوں کو بلند آواز سے اسلام کی دعوت دی انہیں اللہ کے عذاب سے ڈرایا۔ اللہ کے راستہ میں اس طرح جہاد کیا جس طرح جہاد کرنے کا حق ہے حتیٰ کہ جب قریش نے آپ ﷺ کے ساتھ دشمنی کی تو آپ نے ڈٹ کر ان کا مقابلہ کیا آپ ﷺ نے ان کی ہر تکلیف پر صبر کیا حتیٰ کہ مسلمانوں کی تعداد بہت زیادہ ہو گئی اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعوت کو غلبہ عطا فرمایا آپ ﷺ کے کلمہ کو رفعت عطا فرمائی آپ ﷺ پر اتنے زیادہ مصائب کے پہاڑ ٹوٹے جن سے وہی بچ سکتا ہے جس کو تائید الٰہی حاصل

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اشعار نہیں سنے:

اِذَا تَذَکَّرْتَ شَجْوًا مِنْ اَخِیْ ثِقَةٍ فَاذْکُرْ اَخَاکَ اَبَابَکْرٍ بِمَا فَعَلَا

"جب تم اپنے قابل اعتماد بھائی کے حزن وملال کو یاد کرنا چاہو تو اپنے بھائی ابو بکر کو یاد کرو ان تکالیف کی وجہ سے جو انہوں نے برداشت کیں۔"

خَیْرَ الْبَرِیَّةِ اَتْقَاهَا وَاَفْضَلَهَا بَعْدَ النَّبِیِّ وَ اَوْفَاهَا بِمَا حَمَلَا

"نبی کریم ﷺ کے بعد وہ ساری مخلوق سے بہتر، سب سے زیادہ متقی اور سب سے افضل تھے انہوں نے جو ذمہ داری اٹھائی اس کو پورا کرنے میں سب سے زیادہ وفادار تھے۔

وَالثَّانِی التَّالِیَ الْمَحْمُوْدَ مَشْهَدُهٗ وَاَوَّلُ النَّاسِ مِنْهُمْ صَدَّقَ الرُّسُلَا

حضور ﷺ کے بعد آنے والے دوسرے آپ تھے آپ کا مشہد قابل تعریف تھا اور ان لوگوں میں سے سب سے پہلے تھے جو رسولوں پر ایمان لائے۔"

تیسرا قول

تیسرا قول یہ ہے کہ سب سے پہلے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلام قبول کیا یہ عروہ بن زبیر اور سلیمان بن یسار کا قول ہے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قابل اعتماد دوستوں کو اسلام کی دعوت دینا شروع کی۔ آپ کے اخلاق کریمانہ مشہور تھے آپ قریش میں سے اعلیٰ نسب تھے۔ آپ کو خیر اور شر کی بہت زیادہ تمیز تھی۔ لوگوں کی بہت زیادہ دلجوئی کرتے تھے۔ لوگ اکثر آپ سے ملنے کے لئے آتے تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کوششوں سے مندرجہ ذیل صحابہ نے اسلام قبول کیا:۔

(1) حضرت عثمان بن عفان، (2) حضرت طلحہ بن عبید اللہ، (3) حضرت زبیر بن عوام، (4) حضرت سعد بن ابی وقاص، (5) حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

جب ان تمام حضرات نے آپ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا تو انہیں بارگاہ رسالت میں لے کر حاضر ہوئے اور سب نے مل کر نماز ادا کی اس طرح مسلمانوں کی کل تعداد آٹھ ہو گئی ایک روایت کے مطابق ان مذکورہ بالا صحابہ کے علاوہ حضرت سعید بن العاص اور حضرت ابوذر رضی اللہ عنہما نے بھی آپ ہی کی کوششوں سے اسلام قبول کیا پھر اس کے بعد کئی لوگ دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔ اگرچہ اب آپ ﷺ کی دعوت پورے قریش میں پھیل چکی تھی لیکن ابھی تک آپ ﷺ پوشیدگی سے ہی تبلیغ فرما رہے تھے۔

چھٹا مرتبہ

اس مرتبہ میں آپ ﷺ کو یہ حکم دیا گیا کہ آپ عوام الناس کو عذاب الٰہی سے ڈرائیں۔ آپ اعلانیہ اسلام کی تبلیغ فرمائیں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ (الحجر: 94) "سو آپ اعلان کر دیجئے

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سے آپ ﷺ مکہ مکرمہ میں صلح کرنے والے کی حیثیت میں تھے اور مدینہ طیبہ میں آپ ﷺ کی حیثیت ایک جہاد کرنے والے کی طرح تھی حکمت بھی آپ ﷺ کے افعال کے موافق تھی اور توفیق نے بھی آپ ﷺ کے اقوال کی تائید کی اللہ تعالیٰ نے ہی ان اقوال اور افعال کا آپ ﷺ کو حکم دیا تھا ارشاد باری ہے: وَمَا یَنۡطِقُ عَنِ الۡهَوٰی ؕ﴿۳﴾ اِنۡ هُوَ اِلَّا وَحۡیٌ یُّوۡحٰی ﴿۴﴾ (النجم:3-4) ''اور وہ تو بولتا ہی نہیں ہے اپنی خواہش سے نہیں یہ مگر وحی جو ان کی طرف کی جاتی ہے۔''

کلام ماوردی رحمۃ اللہ علیہ ختم ہوا۔

http://t.me/Tehqiqat

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہواوران مشکلات میں سے وہی سلامتی سے نکل سکتا ہے جس کو اللہ کی نصرت حاصل ہو یہ تمام علامات حق کے ساتھ ڈرانے والی ہیں اور سچ کے ساتھ ملنے والی ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ خیانت کرنے والے کے منصوبہ کو پایہ تکمیل تک نہیں پہنچا تا اور فساد کرنے والوں کے اعمال کی اصلاح نہیں کرتا۔

توحید کے بعد شریعت ہے آپ ﷺ کی شریعت کی دو قسمیں ہیں: (1) عبادات، (2) احکام

(1) عبادات

آپ ﷺ مکہ مکرمہ میں جتنی دیر رہے نماز اور طہارت کے علاوہ کسی اور عبادت میں مشغول نہ ہوئے جیسا کہ پیچھے ذکر ہوا ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آپ ﷺ کو وضو اور نماز کا طریقہ سکھایا وہ نماز آپ ﷺ پر فرض تھی اور آپ کی امت کے لئے سنت تھی ارشاد باری تعالیٰ ہے: یٰۤاَیُّهَا الْمُزَّمِّلُ ۙ﴿۱﴾ قُمِ الَّیْلَ اِلَّا قَلِیْلًا ۙ﴿۲﴾ نِّصْفَهٗۤ اَوِ انْقُصْ مِنْهُ قَلِیْلًا ۙ﴿۳﴾ اَوْ زِدْ عَلَیْهِ وَ رَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِیْلًا ؕ﴿۴﴾ (المزمل: 4-1) ''اے چادر لپیٹنے والے! رات کو (نماز کے لئے) قیام فرمایا کیجئے مگر تھوڑا یعنی نصف رات یا کم کرلیا کریں اس سے بھی تھوڑا سا یا بڑھا دیا کریں اس پر۔''

آپ ﷺ اور آپ کی امت کے لئے یہی حکم تھا حتیٰ کہ شب معراج پانچ نمازیں فرض ہوئیں یہ معراج آپ ﷺ کو بعثت کے نویں سال ہوئی۔ اس طرح یہ پانچ نمازیں آپ ﷺ پر اور آپ کی امت پر فرض تھیں پھر ہجرت مدینہ تک کوئی اور عبادت فرض نہ ہوئی جب مدینہ طیبہ میں آپ ﷺ نے ہجرت فرمائی تو وہ آپ ﷺ کے لئے دارالاسلام بن گیا اور وہاں کے باشندے آپ ﷺ کے معاون اور مددگار ہو گئے تو مدینہ طیبہ میں سب سے پہلے رمضان المبارک کے روزے فرض ہوئے۔ یہ روزے ماہ شعبان دو ہجری کو فرض ہوئے اسی سال ہی قبلہ شریف تبدیل ہوا اسی سال ہی صدقہ فطر اور عید کی نماز فرض ہوئی ہجرت کے سفر کے دوران مقام قبا پر جمعہ فرض ہوا پھر جب مسلمانوں میں امارت اور ثروت کے آثار پیدا ہوئے تو زکوٰۃ فرض ہوئی پھر حج اور عمرہ فرض ہوا۔

(2) احکام کی دو اقسام ہیں

(1) وہ احکام جن کی حرمت کو عقل تسلیم کرتی ہے مثلاً قتل اور بدفعلی کی حرمت۔ ایسے احکام مکہ مکرمہ میں آپ ﷺ کی نبوت کے اظہار کے ساتھ ہی مشروع ہو گئے۔ (2) وہ احکام جن کے کرنے یا نہ کرنے میں عقل کو تردد ہوتا ہے ایسے احکام میں حضور ﷺ ان کے حلال یا حرام ہونے، مباح یا ممنوع ہونے اور مستحب یا مکروہ ہونے کا حکم لگانے سے رکے رہے آپ ﷺ نے مکہ میں حلال کو حلال نہ کیا اور حرام کو حرام نہ کیا حتیٰ کہ آپ ﷺ وہاں سے ہجرت فرما کر مدینہ تشریف لے آئے۔ ہجرت کے بعد آپ ﷺ نے حلال، حرام، مباح اور ممنوع کا حکم لگایا کیونکہ مکہ مکرمہ میں حضور ﷺ قریش کے تسلط کی وجہ سے مغلوب تھے وہ آپ ﷺ کے لئے ''دار شرک'' تھا آپ ﷺ کے احکام وہاں نافذ نہیں ہو سکتے تھے آپ وہاں نہ ہی کسی چیز کو حرام کر سکتے تھے اور نہ ہی حلال۔ حتیٰ کہ مدینہ طیبہ آپ ﷺ کے لئے ''دار اسلام'' بن گیا وہاں آپ ﷺ کے احکام نافذ ہو سکتے تھے وہاں آپ ﷺ نے حلال اور حرام کو بیان کیا مباح اور ممنوع کے درمیان فرق کیا۔ صحیح اور فاسد کے مابین امتیاز کیا اسی وجہ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دیتے۔ قبیح کو حسین اور حسین کو قبیح کر دیتے بزدلوں کو جرأت مند بنا دیتے۔ بخیل کو سخی بنا دیتے۔ ناقص کو کامل بنا دیتے معزز کو ذلیل کر دیتے۔

ان فصحاء اور بلغاء میں سے کچھ صحرا نشین تھے۔ جو عظیم الشان الفاظ، بہترین اقوال اور عمدہ کلام کے مالک تھے نثر اور نظم دونوں پر ان کی گرفت مضبوط تھی اور کچھ شہروں کے ساکنین تھے وہ بھی فصاحت و بلاغت کے دلدادہ تھے۔ عمدہ الفاظ اور جامع کلمات استعمال کرتے تھے۔ وہ سہل پسند تھے وہ الفاظ کم استعمال کرتے لیکن ان کا مفہوم بڑا وسیع ہوتا تھا شہری اور بدوی دونوں قسم کے لوگوں کے پاس نفیس دلائل اور عمدہ براہین ہوتی تھیں کسی شخص کو کوئی شبہ نہیں کہ فصاحت ان کے سامنے سرافگندہ تھی اور بلاغت ان کے گھر کی لونڈی تھی۔ وہ اس کے تمام طریقوں سے آشنا تھے وہ فصاحت و بلاغت کے چشمے رواں کر دیتے وہ اس کے ہر دروازے سے داخل ہوتے۔ ان اہل عرب کو صرف رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے ہی خوفزدہ کیا جو ایک کتاب عزیز لے کر تشریف فرما ہوئے جس میں باطل کو نہ آگے سے داخل ہونے کی جرأت نہ پیچھے سے آنے کی ہمت ہے ایک حکیم اور حمید ذات نے اسے نازل کیا ہے۔ اس کی آیات بڑی مستحکم اور اس کے کلمات بڑے مفصل ہیں۔ اس کی بلاغت نے عقل پر تسلط جما لیا اور اس کی فصاحت نے ہر قول پر غلبہ حاصل کیا۔ اس کے ایجاز اور اعجاز نے ایک دوسرے سے تعاون کیا اور حقیقت اور مجاز نے ایک دوسرے کی مدد کی۔ اس کی آیات بینات مطالعہ کے لحاظ سے پختہ دلیل کے لحاظ سے سبقت لے گئیں۔ قرآن میں فصاحت و بلاغت کی ہر نوع کے جملے شامل ہیں۔ قرآن ان کے پاس اس وقت آیا جب وہ فصاحت و بلاغت میں بڑے طاق تھے۔ خطابت میں یکتا تھے۔ خوبصورت اشعار فوراً کہہ لیتے تھے قرآن پاک اسی زبان میں آیا جس میں وہ روزمرہ گفتگو کرتے تھے۔ قرآن پاک پورے اکیس سال انہیں مقابلہ کی دعوت دیتا رہا اور ان کے اجتماعات میں فصحاء و بلغاء کے سامنے چیلنج کرتا رہا۔ انہیں زجر و توبیخ کرتا رہا۔ انہیں بے وقوف اور احمق کہتا رہا ان کے نظام پر طعنہ زنی کرتا رہا ان کے معبودان باطلہ اور ان کے آباء و اجداد کی مذمت کرتا رہا ان کی زمین، شہر اور اموال کو مباح قرار دیتا رہا لیکن وہ اس جیسا کلام پیش کرنے سے عاجز ہی رہے۔ یہ چیلنج اور دعوت صرف اسی لئے تھی کیونکہ آپ ﷺ کو علم تھا کہ قرآن میری رسالت کی صداقت اور نبوت کی صحت پر حجت قاطعہ ہے واضح دلیل ہے۔ حضور ﷺ کا یہ معجزہ اب تک باقی ہے اور تا قیامت باقی رہے گا۔ اس سے احکام شرعیہ نکالے جاتے ہیں۔ علوم عقلیہ بھی اسی سے ہی مستنبط کئے جاتے ہیں اتنے زیادہ احکام اور علوم کسی اور معجزہ سے نہیں اخذ کئے جا سکتے دیگر انبیاء کے معجزات ان کے وقت کے گزرنے کے ساتھ ختم ہو گئے۔ ان معجزات کا صرف ان لوگوں نے مشاہدہ کیا جو وہاں حاضر تھے لیکن قرآن مجید وہ معجزہ ہے جو قیامت تک باقی رہے گا۔ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ بات قطعی طور پر جانتے تھے کہ قرآن کے بار بار چیلنج کرنے کے باوجود وہ لوگ اس کا مقابلہ کرنے سے عاجز ہیں جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ ۪ وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ﴿۲۳﴾ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ (البقرہ:24-23) ''تو لے آؤ ایک سورۃ اس جیسی اور بلا لو اپنے حمائتیوں کو اللہ کے سوا اگر تم سچے ہو پھر اگر ایسا نہ کر سکو اور ہرگز نہ کر سکو گے تو ڈرو اس آگ سے۔''

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پہلا باب

اس باب میں یہ بیان کیا جائے گا کہ قرآن پاک سراپا معجزہ ہے اس کتاب لاریب میں اتنے زیادہ معجزات ہیں کہ ان کو شمار نہیں کیا جا سکتا یہ معجزات ازل سے لے کر ابد تک موجود رہیں گے

اس باب میں چار فصلیں ہیں۔

پہلی فصل

اس فصل میں یہ بیان کیا جائے گا کہ قرآن مجید نہ صرف سراپا معجزہ ہے بلکہ یہ آپ ﷺ کے تمام معجزات سے عظیم ترین ہے اور اسے تمام معجزات سے زیادہ دوام حاصل ہے۔

علماء فرماتے ہیں قرآن کریم حضور ﷺ کے معجزات میں سے سب سے بڑا معجزہ ہے اور دلائل نبوت میں سے سب سے عظیم دلیل ہے۔ اس میں اتنا زیادہ اعجاز ہے کہ اس نے لوگوں کو چیلنج کیا، انہیں اپنے ساتھ مقابلہ کرنے کی دعوت دی انہیں اپنے جیسی ایک ہی سورت پیش کرنے کے لئے کہا لیکن مخالفین ایک چھوٹی سی سورت بھی پیش نہ کر سکے یہ قرآن کریم ہی تھا جس نے ان لوگوں کو عاجز کر دیا۔ یہ حضور اکرم ﷺ کی رسالت اور نبوت کی مُردوں کو زندہ کرنے، کوڑھیوں کو تندرست کرنے اور مادر زاد اندھوں کو بینا کرنے سے بھی بڑی دلیل ہے کیونکہ قرآن پاک ان لوگوں کے پاس جو فصاحت و بلاغت کے میدان کے شہسوار تھے۔ جو زبان اور بیان کے رئیس تھے قرآن پاک کا ان لوگوں کو عاجز کر دینا یہ ان لوگوں کے عجز سے بھی زیادہ تعجب خیز تھا جو حضرت مسیح علیہ السلام کے مردوں کو زندہ کرتے وقت آپ کے پاس تھے کیونکہ وہ لوگ مردوں کو زندہ کرنے، کوڑھیوں کو تندرست کرنے اور مادر زاد اندھوں کو بینا کرنے میں کوئی رغبت نہیں رکھتے تھے جبکہ عرب بالخصوص قریش فصاحت و بلاغت کی بلندیوں پر فائز تھے۔ وہ محافل میں فوراً فصیح اور بلیغ کلام کرنے پر قادر تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فصاحت اور بلاغت ان کی فطرت اور طبیعت میں رکھی ہوئی تھی وہ فوراً ایسا کلام کرتے تھے جو فصاحت و بلاغت سے مرقع ہوتا تھا وہ ہر مجلس میں ایسی تقاریر کرتے تھے جو فصاحت و بلاغت سے لبریز ہوتی تھیں۔ وہ شمشیر کی دھار اور نیزے کی نوک کے سامنے بھی رجزیہ اشعار پڑھا کرتے تھے۔ اس کی وجہ سے وہ میدان جنگ میں کامیاب ہو جاتے تھے جس کی مدح خوانی کرتے تو اس تعریف کی بنا پر اسے رفعتوں پر آشیاں بند کر دیتے اور جس کی مذمت کرتے اسے ذلالت کے گڑھے میں پھینک دیتے۔ وہ اپنی بلاغت سے محفل پر سحر طاری کر دیتے لوگوں کی عقل و دانش کو چھین لیتے شیر دل بہادروں کو ذلت کے گڑھوں میں پھینک دیتے۔ دشمن کو ہوا کر

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جیسا کلام پیش کرنے سے عاجز نہ ہوتے تو وہ جنگ و جدل کرنے کی بجائے صرف کلام پیش کر دیتے لیکن وہ ایسا کلام پیش نہ کر سکے۔ یہ ان کی عاجزی کی بہت بڑی دلیل ہے۔ جو کہ ان کے اس قول: لَوْ نَشَآءُ لَقُلْنَا مِثْلَ هٰذَآ (انفال: 31) کا رد ہے۔ یہ ان کے عجز کی قطعی دلیل ہے۔ اس لئے ان کے قول کا کوئی اعتبار نہیں کیا جائے گا۔

قریش کے سرداروں میں سے جنہوں نے قرآن کی فصاحت و بلاغت کا اقرار کیا ان میں سے ایک عتبہ بن ربیعہ بھی ہے اس کی تفصیل یہ ہے:

ایک دن قریش کے کچھ لوگ جمع تھے انہوں نے مشورہ کیا کہ تم اس آدمی کی تلاش کرو جو جادو، کہانت اور شعر کو تم سے زیادہ جاننے والا ہو وہ آدمی اس شخص (ﷺ) کے پاس جائے جس نے ہماری جماعت میں تفریق ڈال دی ہے اور ہمارے دین میں عیب نکالتا ہے وہ آدمی جا کر اس شخص سے گفتگو کرے پھر وہ دیکھے کہ وہ کیا جواب دیتا ہے انہوں نے کہا عتبہ بن ربیعہ ہم سب سے زیادہ عالم ہے اس کام کے لئے وہی موزوں شخص ہے۔ دوسری روایت میں ہے کہ ایک دن یہ قریش کی مجلس میں بیٹھا ہوا تھا۔ حضور ﷺ حرم پاک میں اکیلے تشریف فرما تھے۔ عتبہ نے اپنی قوم سے کہا اے میری قوم! کیا میں محمد ﷺ کے پاس نہ جاؤں میں ان سے گفتگو کروں اور انہیں چند چیزیں پیش کروں شاید کہ وہ کسی چیز کو پسند کریں ہم وہ چیز انہیں دے کر اسلام کی تبلیغ سے انہیں روک سکیں۔ انہوں نے کہا تم ضرور یہ فعل سرانجام دو۔ عتبہ بن ربیعہ کھڑا ہو گیا وہ حضور ﷺ کے پاس جا کر بیٹھ گیا اس نے اپنے کلام کا یوں آغاز کیا اے میرے بھتیجے! آپ کا تعلق ہمارے ہی خاندان کے ساتھ ہے لیکن آپ مقام و مرتبہ میں تمام خاندان سے بالاتر اور نسب و حسب میں بہتر ہیں آپ نے اپنی قوم کو ایک عظیم مشکل سے دوچار کر دیا ہے۔ آپ نے ان کی جماعت کی شیرازہ بندی کو ختم کر دیا ہے۔ انہیں آپ احمق اور بے وقوف کہتے ہیں۔ ان کے معبودوں اور ان کے دین میں آپ عیب نکالتے ہیں۔ ان کے آباء کو کافر کہتے ہیں۔ کیا آپ یہ ارادہ کرتے ہیں کہ ہم تلواریں لے کر ایک دوسرے کے بالمقابل کھڑے ہو جائیں اور یوں نیست و نابود ہو جائیں غور سے سنیے میں آپ کے سامنے چند چیزیں پیش کرتا ہوں۔ آپ ان میں غور و فکر کریں شاید آپ ان میں سے کسی چیز کو قبول کرنے کے لئے رضامند ہو جائیں۔ حضور ﷺ نے اسے کہا اے ابو ولید کہیے میں سن رہا ہوں۔ عتبہ بن ربیعہ نے کہا اے میرے پیارے بھتیجے! اگر آپ اپنی اس تمام تگ و دو سے مال کے متمنی ہیں ہم آپ کے لئے اتنا مال جمع کر دیتے ہیں کہ آپ ہم سب میں سے امیر ترین ہو جائیں گے۔ اگر آپ عزو شرف کے حصول کے خواہاں ہیں تو ہم آپ کو اپنا سردار بنا دیتے ہیں حتیٰ کہ کوئی معاملہ بھی آپ کی خواہش کے خلاف رونما نہ ہوگا۔ اگر آپ کی خواہش بادشاہی حاصل کرنے کی ہے تو ہم آپ کو اپنا بادشاہ بنا لیتے ہیں۔ اگر آپ پر کسی جن کا سایہ ہے تو ہم آپ کا علاج کراتے ہیں اور اس میں ہم ہر قسم کا مال خرچ کرنے کے لئے تیار ہیں۔ جب عتبہ نے اپنی گفتگو کو مکمل کر لیا اور آپ ﷺ نے اس کی گفتگو کو سنا آپ ﷺ نے اس سے کہا اے عتبہ کیا تو اپنی گفتگو سے فارغ ہو گیا ہے اس نے کہا ہاں آپ ﷺ نے فرمایا اب میری بات سنو:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

حٰمٓ ۚ﴿۱﴾ تَنْزِيْلٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۚ﴿۲﴾ كِتٰبٌ فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّقَوْمٍ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ابوسلیمان خطابی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ اپنے زمانہ کے دانشمند افراد میں سے تھے بلکہ آپ ﷺ تمام مخلوق سے زیادہ عقلمند تھے آپ ﷺ نے اپنے پروردگار کی طرف سے یہ قطعی فیصلہ سنادیا کہ وہ لوگ اس قرآن جیسا کلام چیلنج کے باوجود پیش نہیں کرسکیں گے فرمایا: فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا (البقرہ:24) ''پھر اگر ایسا نہ کرسکو اور ہرگز نہ کرسکو گے۔''

اگر آپ ﷺ کو علم نہ ہوتا کہ یہ کتاب علام الغیوب کی طرف سے ہے اور جو کچھ اس میں بیان کردیا جائے اس خلاف کام نہیں ہوسکتا تو پھر آپ ﷺ کی عقل آپ کو کبھی اجازت نہ دیتی کہ آپ ﷺ کسی ایسی شئی کے رونما نہ ہونے کا قطعی قول کریں جو عنقریب رونما ہوجائے۔

اسی طرح امام القسطلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ قرآن پاک حضور ﷺ کی سب سے بین، واضح اور مکمل دلیل ہے کیونکہ آپ ﷺ نے مقابلے سے پہلے ہی ان کی عاجزی کا اعلان کردیا تھا اور انہیں بتادیا تھا کہ تم اس جیسا کلام پیش کرنے سے عاجز ہو اتنی بار چیلنج اور دعوت دینے کے باوجود ان کے فصحاء و بلغاء اس جیسا کلام پیش نہ کرسکے۔ یہ بالکل اسی طرح ہوا جس طرح پہلے ہی اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی زبان سے سنادیا تھا ارشاد ہوا: قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰۤى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا ۝۸۸ (الاسراء:88) ''(بطور چیلنج) کہہ دو کہ اگر اکٹھے ہوجائیں سارے انسان اور سارے جن اس بات پر کہ لے آئیں اس قرآن کی مثل تو ہرگز نہیں لاسکیں گے اس کی مثل اگرچہ وہ ہوجائیں ایک دوسرے کے مددگار۔''

تمام جن وانس اس جیسا کلام پیش کرنے سے عاجز آگئے۔ انہوں نے صرف یہ دعویٰ ہی کیا تھا لیکن ان کی عاجزی عیاں ہوگئی جیسا کہ اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا: لَوْ نَشَآءُ لَقُلْنَا مِثْلَ هٰذَاۤ (الانفال:31) ''اگر ہم چاہیں تو کہہ لیں ایسی آیتیں۔''

یہ صرف ان کا بکواس تھا عداوت کی زیادتی کی وجہ سے ان کی صرف بڑھتی اگر وہ ایسا کلام لانے کی استطاعت رکھتے تو پھر انہیں ایسا کرنے سے کس چیز نے روکا قرآن پاک تو انہیں چیلنج کرتا رہا تقریباً اکیس سال انہیں مقابلہ کی دعوت دیتا رہا پھر انہیں تلواروں کے ذریعے شکست دی گئی لیکن فصاحت و بلاغت میں متکبر اور مغرور ہونے کے باوجود وہ ایسا کلام پیش نہ کرسکے اللہ تعالیٰ نے ان کے اس عجز کا اظہار کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ...... الخ۔ (الاسراء:88) یہ آیت مبارکہ کفار مکہ کے اس قول کا رد ہے جو انہوں نے یہ کہا تھا: لَوْ نَشَآءُ لَقُلْنَا مِثْلَ هٰذَاۤ (انفال:31) یہ قول نضر بن حارث نے کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے مذکورہ بالا آیت میں جن کا تذکرہ اعجاز قرآن کی عظمت کے لئے کیا ہے ورنہ چیلنج صرف انسانوں کو تھا اس میں جن شامل نہیں ہیں کیونکہ جنات کی زبان یہ نہیں ہے اور نہ ہی ان کی زبان کا وہ اسلوب ہے جو کہ قرآن پاک کا اسلوب ہے لیکن جب اللہ تعالیٰ نے دونوں فریقوں کو اس جیسا کلام لانے کے لئے چیلنج کیا۔ اس چیلنج میں جن وانس شامل تھے انہیں ایک دوسرے کی مدد کرنے کی بھی اجازت تھی لیکن اس کے باوجود وہ اس چیلنج کا مقابلہ نہ کرسکے تو اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جب فریقین یعنی جن وانس اس جیسا کلام لانے سے عاجز ہیں تو صرف ایک فریق یعنی انسان اس جیسا کلام لانے سے زیادہ عاجز ہے۔ اسلام کے خلاف انہوں نے کتنی ہی شمشیریں بے نیام کیں اور کتنی ہی غارت گری کی۔ اگر وہ اس

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضور مکرم ﷺ سے عرض کی کہ آپ مجھ کو کچھ پڑھ کر سنائیے تاکہ میں اس میں غور و فکر کروں حضور ﷺ نے اس کو یہ آیت مبارکہ پڑھ کر سنائی:

اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَ الْاِحْسَانِ وَ اِیْتَآئِ ذِی الْقُرْبٰی وَ یَنْهٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَ الْمُنْكَرِ وَ الْبَغْیِ ۚ یَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ۝۹۰ (النحل:90)

"بیشک اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے کہ ہر معاملہ میں انصاف کرو اور (ہر ایک کے ساتھ) بھلائی کرو اور اچھا سلوک کرو رشتہ داروں کے ساتھ اور منع فرماتا ہے بے حیائی سے اور برے کاموں سے اور سرکشی سے اللہ تعالیٰ نصیحت کرتا ہے تمہیں تاکہ تم نصیحت قبول کرو۔"

ولید بن مغیرہ نے عرض کی مجھے دوبارہ پڑھ کر سنائیے حضور ﷺ نے یہی آیت مبارکہ دوبارہ پڑھی اس نے کہا اللہ کی قسم! اس میں بہت زیادہ مٹھاس ہے۔ اس کے ظاہر پر چمک ہے اس کا اوپر والا حصہ پھلوں سے لدا ہوا ہے اور اس کا نیچے والا حصہ سرسبز و شاداب ہے اس جیسا کلام کوئی انسان نہیں کہہ سکتا پھر ابن مغیرہ نے اپنی قوم سے کہا اللہ کی قسم! تم میں سے کوئی اشعار کو مجھ سے زیادہ جاننے والا نہیں ہے اور نہ کوئی مجھ سے زیادہ جنات کے اقوال کو جانتا ہے۔ قسم بخدا جو کچھ آپ ﷺ فرماتے ہیں اس کلام کو ان میں سے کسی کے ساتھ کوئی بھی مناسبت نہیں ہے بلاشبہ ان کے کلام میں حلاوت ہے۔ اس کے اوپر چمک ہے۔ اس کا اوپر والا حصہ پھلدار ہے اور اس کا نیچے والا حصہ سرسبز و شاداب ہے وہ کلام غالب تو آ سکتا ہے لیکن اس پر غلبہ نہیں پایا جا سکتا۔ جو اس کے نیچے آئے وہ اس کو پیس کے رکھ دیتا ہے۔

ابن اسحاق، حاکم اور امام بیہقی رحمہم اللہ تعالیٰ نے عمدہ اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے کہ جب حج کا مہینہ آیا تو رؤسائے قریش ولید بن مغیرہ کے پاس جمع ہوئے وہ قریش کے عظیم سرداروں میں سے تھا۔ اس کی عمران تمام سے زیادہ تھی اور وضاحت و بلاغت میں بھی ان سب سے فزوں تر تھا ولید بن مغیرہ نے کہا اے سرداران قریش! حج کا موسم آ گیا ہے عنقریب عرب کے لوگ تمہارے ہاں آئیں گے وہ تمہارے اس ساتھی (ﷺ) کے بارے میں سنیں گے ان کے بارے میں ہماری رائے ایک ہونی چاہئے ان میں اختلاف نہیں ہونا چاہئے کہ ہم ایک دوسرے کی تکذیب کرنا شروع کر دیں۔ انہوں نے کہا تمہاری رائے ہم سب سے صائب ہوتی ہے تم ہی کچھ کہو اس نے کہا تم اپنی اپنی رائے دو میں اسے سنتا ہوں۔ انہوں نے کہا ہم لوگوں سے کہیں گے کہ یہ کاہن ہیں۔ ولید نے کہا قسم بخدا! وہ کاہن نہیں ہیں نہ ان کے کلام میں کاہنوں جیسی گنگناہٹ ہے اور نہ ہی سجع ہے پھر انہوں نے کہا ہم کہیں گے کہ یہ مجنون ہیں ولید نے کہا اللہ کی قسم! وہ مجنون نہیں ہیں ہم نے مجنون لوگوں کو دیکھا ہے ہم انہیں جانتے ہیں نہ ہی ان کے اعضاء مجنونوں کی طرح کپکپاتے ہیں اور نہ ہی وہ کوئی بے معنی بات کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا پھر ہم انہیں شاعر کہیں گے۔ ولید نے کہا وہ شاعر بھی نہیں ہیں۔ ہم شعر سے خوب واقف ہیں ہم اس کی تمام اصناف کو جانتے ہیں۔ ان کا کلام شعر کی کسی صنف سے بھی مناسبت نہیں رکھتا انہوں نے کہا ہم کہیں گے کہ یہ جادوگر ہیں۔ ولید بن مغیرہ نے کہا ہم جادوگروں سے بھی واقف ہیں اور ان کے جادو سے بھی آشنا ہیں۔ وہ نہ کسی پر کوئی پھونکیں مارتے ہیں اور نہ گرہیں لگاتے

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

يَعْلَمُوْنَ ۙ﴿۳﴾ (حم سجدہ:1-3)

حضور ﷺ قرآن پاک کی تلاوت فرما رہے تھے عتبہ اپنے ہاتھ پیٹھ پیچھے باندھ کر خاموشی سے سن رہا تھا حتیٰ کہ حضور ﷺ نے سجدہ کی آیت کو تلاوت کیا اور سجدہ کیا پھر آپ ﷺ نے فرمایا اے ابو ولید کیا تو نے سن لیا ہے۔ اس نے کہا میں نے سن لیا ہے۔ میں آپ کو اپنی حالت پر ہی چھوڑتا ہوں۔ عتبہ وہاں سے اٹھ کر اپنے ساتھیوں کے پاس آیا۔ انہوں نے ایک دوسرے سے کہا اللہ کی قسم! ابوالولید اس چہرے کے ساتھ واپس نہیں آیا جس چہرے کے ساتھ یہاں سے گیا تھا۔ جب عتبہ ان کے درمیان بیٹھ گیا تو انہوں نے کہا اے ابوالولید! انہوں نے تجھے کیا سنایا ہے عتبہ نے کہا میں نے وہ بات سنی ہے جو میں نے آج تک نہیں سنی اور ایسا کلام سنا ہے کہ آج تک میں نے ایسا کلام نہیں سنا۔ اللہ کی قسم! وہ کلام نہ شعر ہے نہ جادو اور کہانت ہے اے قوم قریش! میری بات مانو تو اس شخص کو اپنی حالت پر چھوڑ دو۔

ایک روایت میں ہے کہ عتبہ نے کہا مجھے انہوں نے ایسے کلام کے ساتھ جواب دیا جو نہ جادو ہے نہ ہی شعر اور کہانت ہے۔ انہوں نے مجھے یہ کلام پڑھ کر سنایا:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ حٰمٓ ﴿۱﴾ تَنْزِيْلٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۲﴾ (حم سجدہ:1-2)

حتیٰ کہ جب وہ اس آیت تک پہنچے: فَاِنْ اَعْرَضُوْا فَقُلْ اَنْذَرْتُكُمْ صٰعِقَةً مِّثْلَ صٰعِقَةِ عَادٍ وَّثَمُوْدَ ﴿۱۳﴾ (حم سجدہ:13) تو میں نے ان کے منہ مبارک پر انگلی رکھ لی اور رحم کی التجا کی اور کہا کہ آپ اس طرح کی بات نہ کریں کیونکہ تم لوگ خوب جانتے ہو کہ جب محمد (فداہ روحی) ﷺ اس طرح کی بات کرتے ہیں تو وہ کبھی جھوٹی نہیں ہوئی اس لئے میں ڈر گیا کہ کہیں تم پر عذاب نہ نازل ہو جائے۔ اس واقعہ کو امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔

حضرت امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسلام لانے کے واقعہ کے بارے میں درج ذیل روایت بیان کی ہے " حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب یہ معلوم ہوا کہ مکہ مکرمہ میں ایک نبی مبعوث ہوئے ہیں انہوں نے اپنے بھائی انیس کو مکہ مکرمہ روانہ کیا تا کہ وہ آپ ﷺ کے معاملہ کے بارے میں علم حاصل کرے۔ حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی بھائی کی توصیف اس طرح کرتے ہیں اللہ کی قسم! میں نے اپنے بھائی انیس سے عمدہ شاعر نہیں دیکھا۔ اس نے جاہلیت میں بارہ شعراء کے ساتھ مقابلہ کیا اور ان تمام سے سبقت لے گیا۔ یہی شاعری میں اس کی فصاحت و بلاغت کی سب سے بڑی دلیل ہے۔ وہ میرا بھائی انیس مکہ گیا پھر وہ جب میرے پاس واپس آیا تو آپ ﷺ کے بارے میں یہ خبر لے کر آیا اس نے کہا میں نے مکہ میں ایک شخص کو دیکھا ہے جو یہ دعویٰ کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے رسول بنا کر بھیجا ہے میں نے کہا کہ لوگ اس کے بارے میں کیا کہتے ہیں اس نے کہا کہ لوگ انہیں شاعر، کاہن اور جادوگر کہتے ہیں میں نے کاہنوں کے اقوال سنے ہیں لیکن ان کے کلام کو کاہنوں کے کلام سے کوئی مناسبت نہیں میں ان کے کلام کو شعر کی تمام اصناف پر رکھ کر دیکھا ہے لیکن ان کے کلام کو کسی شعری صنف کے ساتھ کوئی مطابقت نہیں ہے یقیناً وہ سچے ہیں اور ان کے مخالفین جھوٹے ہیں۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ولید بن مغیرہ کے بارے میں لکھا ہے کہ وہ فصاحت و بلاغت میں قریش کا سردار تھا۔ اس نے

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پناہ طلب کرے آپ سے تو پناہ دیجئے اسے تا کہ وہ سنے اللہ تعالیٰ کا کلام۔''

اگر کلام الٰہی کا سننا حضور ﷺ کے لئے دلیل نہ ہوتا تو آپ ﷺ کا معاملہ اس کے سماع پر موقوف نہ ہوتا اور نہ ہی یہ آپ ﷺ کے لئے دلیل ہوتا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَقَالُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيٰتٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ قُلْ اِنَّمَا الْاٰيٰتُ عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَ اِنَّمَآ اَنَا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ۝ اَوَلَمْ يَكْفِهِمْ اَنَّآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ يُتْلٰى عَلَيْهِمْ ؕ (العنکبوت: 51-50)

''اور انہوں نے کہا کیوں نہ اتاری گئیں اس پر نشانیاں ان کے رب کی طرف سے آپ فرمائیے نشانیاں تو اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہیں میں تو صرف صاف صاف ڈرانے والا ہوں کیا انہیں کافی نہیں کہ ہم نے آپ پر اتاری ہے کتاب جو انہیں پڑھ کر سنائی جاتی ہے۔''

مذکورہ بالا آیت میں اللہ رب العزت نے بیان فرمایا ہے کہ قرآن پاک اللہ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔ یہ دلالت کرنے میں کافی وشافی ہے یہ آپ ﷺ کے علاوہ دیگر انبیاء کرام کے معجزات کے قائم مقام ہے حضور ﷺ یہ کتاب لاریب ان لوگوں کے پاس لے کر آئے جو فصاحت و بلاغت کے ماہر تھے جو خطابت و بیان کے میدان کے شاہ سوار تھے قرآن پاک نے انہیں چیلنج کیا کہ اس جیسا کلام بنا کر پیش کرو کئی سال انہیں مہلت دی لیکن وہ لوگ اس جیسا کلام پیش نہ کر سکے حالانکہ وہ اس نور کو گل کرنے کے بڑے حریص تھے اور اس معاملہ کو چھپا دینے کے بڑے دلدادہ تھے۔ اگر کلام الٰہی کا مقابلہ کرنا ان کے بس میں ہوتا تو وہ ضرور اس کا مقابلہ کرتے تا کہ انہیں اس کو جھٹلانے کی ایک قطعی دلیل مل جاتی لیکن ان میں سے کسی ایک بھی شخص کے بارے میں یہ نہیں ملتا کہ اس نے اس قسم کی بات اپنے دل میں سوچی ہو یا اس جیسا کلام پیش کرنے کا ارادہ کیا ہو بلکہ انہوں نے حضور ﷺ سے دشمنی کا اظہار کرنے کے لئے دوسرے طریقے ہی اپنائے۔ کبھی انہوں نے آپ ﷺ کا مذاق اڑایا اور کبھی آپ ﷺ کے لئے بغض وعناد کا اظہار کیا۔ کبھی انہوں نے کہا کہ یہ جادو ہے کبھی کہا یہ شعر ہے۔ کبھی کہا کہ یہ اگلے لوگوں کے افسانے ہیں حتیٰ کہ انہوں نے مسلمانوں کے ساتھ جنگ وجدل کا ارادہ کیا۔ ان کے بیٹوں اور بیویوں کو قیدی بنانے کا عزم کیا ان کے اموال کو چھیننے کا قصد کیا۔ وہ اپنے آپ کو بڑی عزت وحمیت والے سمجھتے تھے اگر انہیں علم ہوتا کہ اس جیسا کلام پیش کرنا ہماری قدرت میں ہے تو وہ اس طرح کا کلام پیش کرنے میں جلدی کرتے کیونکہ ایسا کرنا ان کے لئے بہت آسان تھا۔

جاحظ کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کو مبعوث کیا تو عرب میں کتنے ہی عمدہ شعراء تھے۔ کتنے ہی شعلہ فشاں خطیب تھے ان کی زبان کتنی محکم تھی آپ ﷺ نے ان کے ہر ادنیٰ واعلیٰ کو اس کلام کا مقابلہ کرنے کے لئے کہا لیکن وہ اپنی تمام تر زبان دانی، فصاحت و بلاغت، شاعری اور خطابت کے باوجود اس چیلنج کا مقابلہ نہ کر سکے بلکہ انہوں نے اسلام کو مٹانے کے لئے جنگ وجدل کا میدان گرم کیا اپنے شہروں کو خیر آباد کہا اپنے اموال کو خرچ کیا اگر وہ اس جیسا کلام لانے پر قادر

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہیں انہوں نے عاجز آ کر ولید بن مغیرہ سے کہا تم ہی ہمیں بتاؤ کہ پھر ہم کیا کہیں۔ اس نے کہا اللہ کی قسم! اس کے کلام میں شیرینی ہے اس کے اوپر چمک ہے یہ ایک ایسا سرسبز وشاداب تنا ہے جس سے بے شمار شاخیں پھوٹتی ہیں اس کی ٹہنیاں پھلوں سے لدی ہوئی ہیں۔ ان باتوں میں سے ہم جو بھی بات کہیں گے لوگ فوراً کہیں گے کہ تم جھوٹ بول رہے ہو۔ بہتر یہ ہے کہ تم پوچھنے والے سے کہہ دو کہ یہ جادوگر ہیں۔ یہ ایسا ساحرانہ کلام لے کر آئے ہیں جس سے انسان اور اس کے باپ میں تفریق ہو جاتی ہے بھائی اور بھائی میں جدائی ہو جاتی ہے خاوند اور بیوی میں علیحدگی ہو جاتی ہے۔ انسان اور اس کا قبیلہ الگ لگ ہو جاتے ہیں۔

جب حج کا زمانہ آیا تو قریش مکہ لوگوں کے راستوں میں بیٹھ گئے جو شخص بھی ان کے پاس سے گزرتا اسے حضور اکرم ﷺ سے ڈراتے۔ اسے آپ ﷺ کے معاملہ کے بارے میں بتاتے۔ حج کے موسم میں وہ اسی طرح حضور اکرم ﷺ کا تذکرہ کرتے رہے حتیٰ آپ ﷺ کا ذکر مبارک نہ صرف عرب کے شہروں میں پھیل گیا بلکہ تمام آفاق میں آپ ﷺ کی شہرت ہوگئی ان کی اس چال کا نتیجہ ان کے ہی خلاف نکلا اسی طرح انصار مدینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو اسلام قبول کرنے کا شرف حاصل ہوا اور حضور ﷺ مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت فرما گئے۔

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کی سند سے بنوسلمہ کے ایک آدمی سے روایت کیا ہے۔ اس آدمی نے کہا جب بنوسلمہ کے جوانوں نے اسلام قبول کیا تو عمرو بن جموح نے اپنے بیٹے معاذ سے کہا'' اس آدمی (ﷺ) کے کلام میں سے جو کچھ تو نے سنا ہے وہ مجھے بھی سناؤ۔ حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے والد سے پہلے اسلام قبول کرلیا تھا انہوں نے اپنے والد کو سورۃ فاتحہ کی ابتدائی آیات: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۙ﴿۲﴾ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ سے لیکر اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ تک سنائیں۔ عمرو نے اپنے بیٹے سے کہا یہ کلام کتنا عمدہ ہے کتنا حسین اور جمیل ہے کیا ان کا تمام کلام اسی طرح ہے؟ انہوں نے کہا اے میرے والد گرامی! ان کا دوسرا کلام اس سے بھی زیادہ حسین وجمیل ہے۔

''المواہب الدنیہ'' میں کسی بزرگ کا یہ قول منقول ہے کہ اگر قرآن کریم کا کوئی نسخہ جنگل میں پڑا ہوا کسی کو مل جائے اس کو پتہ نہ ہو کہ یہ کس نے رکھا ہے تو صاحب عقل سلیم اسے پڑھ کر گواہی دے گا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کیا گیا ہے۔ کسی انسان کی یہ طاقت نہیں کہ وہ اس جیسا کلام بنا سکے۔

جب یہ کلام ایک ایسی ہستی لے کر آئی جو تمام مخلوق سے زیادہ سچی ہے جو تمام مخلوق سے متقی اور تقوی شعار ہے۔ اس وقت اس انسان کی کیفیت کیا ہوگی وہ یہی کہے گا کہ یہ اللہ کا کلام ہے اللہ تعالیٰ نے پوری مخلوق کو چیلنج کیا کہ وہ اس جیسی ایک ہی سورت بنا کر پیش کردیں لیکن وہ عاجز آ گئی پھر اس کے کلام الٰہی ہونے میں کسی کو شک ہوسکتا ہے؟

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے ''خصائص کبریٰ'' میں لکھا ہے'' تمام دانشمندوں کا اس پر اجماع ہے کہ اللہ کی کتاب معجز ہے۔ کوئی شخص بھی اس جیسا کلام پیش نہیں کرسکتا جبکہ اللہ رب العزت نے لوگوں کو اس کے ساتھ چیلنج بھی کیا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَاِنْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِیْنَ اسْتَجَارَكَ فَاَجِرْهُ حَتّٰى یَسْمَعَ كَلٰمَ اللّٰهِ (التوبہ:6)'' اور اگر کوئی شخص مشرکوں میں سے

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

"بلکہ یہ تو تصدیق کرنے والا ہے اس وحی کی جو اس سے پہلے نازل ہو چکی ہے اور الکتاب کی تفصیل ہے ذرا شک نہیں اس میں کہ رب العالمین کی طرف سے (اتری) ہے کیا یہ (کافر) کہتے ہیں کہ اس نے خود گھڑ لیا ہے اسے آپ فرمایئے پھر تم بھی لے آؤ ایک سورت اس جیسی اور (امداد کے لئے) بلا لو جن کو تم بلا سکتے ہو اللہ کے علاوہ اگر تم (اپنے الزام میں) سچے ہو۔"

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے اہل عرب کو اور تمام اہل استطاعت کو قرآن پاک جیسی صرف ایک سورۃ لانے کا چیلنج کیا:

فَاِلَّمْ یَسْتَجِیْبُوْا لَكُمْ فَاعْلَمُوْۤا اَنَّمَاۤ اُنْزِلَ بِعِلْمِ اللّٰهِ وَ اَنْ لَّاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ (ہود:14) "پس اگر وہ قبول نہ کر سکیں تمہاری دعوت تو پھر جان لو کہ یہ قرآن محض علم الٰہی سے اتارا گیا ہے اور (یہ بھی جان لو کہ) نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے پس کیا (اب) تم اسلام لے آؤ گے۔"

یہی حضور ﷺ کی دعوت کی بنیاد تھی یعنی یہ گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔

اسی طرح ارشاد ربانی ہے: لٰكِنِ اللّٰهُ یَشْهَدُ بِمَاۤ اَنْزَلَ اِلَیْكَ اَنْزَلَهٗ بِعِلْمِهٖ ۚ وَ الْمَلٰٓىِٕكَةُ یَشْهَدُوْنَ ؕ وَ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِیْدًا ؕ﴿۱۶۶﴾ (النساء:166) "لیکن اللہ تعالیٰ گواہی دیتا ہے اس کتاب کے ذریعہ جو اس نے آپ کی طرف اتاری کہ اس نے اسے اتارا ہے اپنے علم سے اور فرشتے بھی گواہی دیتے ہیں اور کافی ہے اللہ بطور گواہ۔"

یعنی اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ کتاب اس کی طرف سے نازل کردہ ہے یہ گھڑی ہوئی نہیں ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَ مَا كَانَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ اَنْ یُّفْتَرٰى مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ (یونس:37) "اور نہیں ہے یہ قرآن کہ گھڑ لیا گیا ہو اللہ تعالیٰ (کی وحی آئے بغیر) بلکہ یہ تو تصدیق کرنے والا ہے۔"

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے یُفْتَرٰی کا لفظ فرمایا ہے یُفْعَلُ نہیں فرمایا۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے صرف فعل کی نفی نہیں کی بلکہ اس فعل کے احتمال کی نفی کی ہے اور یہ خبر دی ہے کہ اس طرح کا فعل وقوع پذیر نہیں ہو سکتا بلکہ اس کا وقوع ہونا ممتنع ہے اس کا معنی یہ ہے کہ یہ ممکن بھی نہیں، اس کا احتمال بھی نہیں اور نہ ہی یہ جائز ہے کہ اس قرآن کو اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی اور بنائے کیونکہ اللہ کے علاوہ جو بھی اس قرآن کو بنائے گا وہ مخلوق میں سے ہوگا اور مخلوق اس جیسا قرآن لانے پر قادر نہیں ہے۔ قرآن پاک کا یہ چیلنج مکہ میں تھا کیونکہ سورۃ یونس، سورۃ ہود اور سورۃ طور مکی سورتیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہجرت کے بعد مدینہ طیبہ میں بھی اسی چیلنج کا اعادہ کیا جیسا سورۃ بقرہ میں فرمایا:

وَ اِنْ كُنْتُمْ فِیْ رَیْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ ۪ وَ ادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ﴿۲۳﴾ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَ لَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِیْ وَ قُوْدُهَا النَّاسُ وَ الْحِجَارَةُ ۚۖ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِیْنَ ﴿۲۴﴾ (البقرہ:24-23)

"اور اگر تمہیں شک ہو اس میں جو ہم نے نازل کیا اپنے (برگزیدہ) بندے پر تو لے آؤ ایک سورۃ اس جیسی اور بلا لو اپنے حمائتیوں کو اللہ کے سوا اگر تم سچے ہو پھر اگر ایسا نہ کر سکو اور ہرگز نہ کر سکو گے تو ڈرو اس

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہوتے صرف چھوٹی سی سورۃ بنا کر وہ بڑی آسانی سے اس چیلنج کا جواب دے سکتے تھے لیکن وہ ایسا کرنے سے عاجز آ گئے۔

ابن تیمیہ نے اپنی کتاب "الجواب الصحیح" میں لکھا ہے:

قرآن پاک حضور ﷺ کے لئے ایک دلیل اور علامت ہے۔ اس بات کا ثبوت کئی اسباب کے ذریعہ ہو سکتا ہے۔ ان میں سے کچھ اسباب مختصر ہیں اور کچھ بہت تفصیل طلب ہیں۔ وہ اسباب جو مختصر ہیں وہ مندرجہ ذیل ہیں۔ ہر قوم کے خاص اور عام لوگ یہ جانتے ہیں کہ یہ قرآن پاک جس ہستی پر اترا ہے اس کا نام نامی محمد ﷺ ہے اقوام میں جتنے تواتر کے ساتھ یہ بات منقول ہے کسی نبی، بادشاہ اور فلسفی کی کوئی بات اتنے تواتر کے ساتھ منقول نہیں۔ پھر قرآن پاک نے بذات خود تمام اقوام کو چیلنج بھی کیا اور چیلنج یہ تھا کہ اگر تم میں قدرت ہے تو پھر اس جیسا کلام پیش کرو۔ بعض لوگوں نے دعویٰ نبوت کو چیلنج کرنے کا ارادہ کیا جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: اَمْ يَقُولُونَ تَقَوَّلَهٗ ۚ بَلْ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ۝ فَلْيَاْتُوْا بِحَدِيْثٍ مِّثْلِهٖٓ اِنْ كَانُوْا صٰدِقِيْنَ ۝ (الطور:34-33) "کیا وہ لوگ کہتے ہیں کہ انہوں نے خود ہی (قرآن) گھڑ لیا ہے درحقیقت یہ بے ایمان ہیں پس (گھڑ کر) لے آئیں وہ بھی اس جیسی کوئی (روح پرور) بات اگر وہ سچے ہیں"۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اگر وہ اس دعویٰ میں سچے ہیں کہ یہ نبی مکرم ﷺ اپنے پاس سے قرآن کو گھڑ لیتے ہیں تو پھر اس جیسا کلام پیش کریں کیونکہ جب تمہارے بقول محمد عربی ﷺ اس طرح کا کلام بنا سکتے ہیں تو پھر تمہارے لئے بھی ممکن ہے کہ اس طرح کا کلام پیش کرو کیونکہ اگر ایک انسان طاقت اور قدرت رکھتا ہے کہ وہ نظم یا نثر میں اس طرح گفتگو کرے جس طرح کہ اس کا ہم جنس انسان گفتگو کر رہا ہے تو پھر تمہارے لئے بھی ممکن ہے کہ اس طرح کا کلام لاؤ۔

پھر اللہ تعالیٰ نے انہیں قرآن پاک جیسی صرف دس سورتیں پیش کرنے کا چیلنج دیا ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ؕ قُلْ فَاْتُوْا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهٖ مُفْتَرَيٰتٍ وَّادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ (ہود:13)

"کیا کفار کہتے ہیں کہ اس نے (یہ قرآن خود) گھڑ لیا ہے آپ فرمائیے (اگر ایسا ہے) تو تم بھی لے آؤ دس سورتیں اس جیسی گھڑی ہوئی اور بلا لو (یعنی اپنی مدد کے لئے) جن کو بلا سکتے ہو اللہ تعالیٰ کے سوا اگر تم (اس الزام تراشی میں) سچے ہو۔"

اس آیت میں اللہ رب العزت نے ان سے مطالبہ کیا کہ وہ اور تمام لوگ جو اس کی استطاعت رکھتے ہیں مل کر قرآن پاک جیسی دس سورتیں بنا کر پیش کرو۔ پھر اللہ تعالیٰ نے انہیں صرف ایک سورۃ کے ساتھ چیلنج کیا۔ ارشاد ربانی ہے:

وَمَا كَانَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ اَنْ يُّفْتَرٰى مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ تَصْدِيْقَ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيْلَ الْكِتٰبِ لَا رَيْبَ فِيْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ؕ قُلْ فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝

(یونس:38-37)

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جیسا کلام پیش کرنے کا چیلنج دیا یہ چیلنج آپ ﷺ کے دعویٰ کو باطل کرسکتا تھا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر وہ لوگ اس جیسا کلام پیش کرنے پر قادر ہوتے تو وہ ضرور پیش کر دیتے۔

پھر یہ چیلنج تمام اہل زمین کو تھا اس سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ تمام اہل زمین اس جیسا کلام پیش کرنے سے عاجز آ گئے۔ وہ نہ ہی تنہا اس طرح کا کلام بنا سکتے ہیں اور نہ ایک دوسرے کے ساتھ مل کر اور تعاون کر کے اس طرح کا کلام پیش کر سکتے ہیں۔

حضور ﷺ کا یہ معجزہ (القرآن) دیگر انبیاء کرام کے معجزات مثلاً مُردوں کو زندہ کرنے سے زیادہ عظیم الشان ہے کیونکہ اس طرح کا معجزہ کسی اور نبی سے رونما نہیں ہوا۔ قرآن صرف فصاحت، بلاغت، نظم اور اپنے منفرد اسلوب کی وجہ سے معجزہ نہیں ہے اور نہ ہی یہ صرف اس وجہ سے معجزہ ہے کہ اس میں غیب کی خبریں ہیں اور نہ اس وجہ سے کہ مخالفین کو مقابلے کی دعوت دی گئی ہے اور نہ ہی صرف اس پہلو سے معجزہ ہے کہ وہ لوگ اس کا مقابلہ نہ کر سکے بلکہ یہ الفاظ کے لحاظ سے بھی معجزہ ہے اس کی کئی وجوہات ہیں یہ نظم، فصاحت و بلاغت اور لفظ کی اپنے معنی پر دلالت کے لحاظ سے بھی معجزہ ہے۔ یہ اپنے ان معانی کے لحاظ سے بھی معجزہ ہے جن کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے کوئی حکم دیا ہے اور ان معانی کے لحاظ سے بھی معجزہ ہے جن کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات مقدس، اپنے اسماء و صفات اور ملائکہ کے بارے میں خبر دی ہے۔ یہ قرآن ان معانی کے لحاظ سے بھی معجزہ ہے جن کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے غیب کی خبر دی ہے خواہ اس خبر کا تعلق ماضی کے ساتھ ہو یا مستقبل کے ساتھ۔ اس میں جو قیامت کی خبر دی گئی ہے اس میں جو یقینی دلائل اور عقلی قیاس بیان کئے گئے ہیں یہ ان کے لحاظ سے بھی معجزہ ہے (عقلی قیاس سے مراد ضرب الامثال ہیں) جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لِلنَّاسِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ؕ وَكَانَ الْاِنْسَانُ اَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا ﴿۵۴﴾ (الکہف:54) ''اور بیشک ہم نے طرح طرح سے بار بار بیان کی ہیں اس قرآن میں لوگوں کے لئے ہر قسم کی مثالیں اور انسان ہر چیز سے بڑھ کر جھگڑالو ہے۔''

نیز ارشاد فرمایا:

وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ لَّعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۷﴾ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا غَيْرَ ذِيْ عِوَجٍ لَّعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ﴿۲۸﴾ (الزمر:28-27) ''اور ہم نے بیان کی ہیں لوگوں کے لئے اس قرآن (حکیم) میں ہر قسم کی مثالیں تا کہ وہ نصیحت قبول کریں اور ہم نے دیا ہے (انہیں) قرآن جو عربی زبان میں ہے۔ جس میں ذرا کجی نہیں تا کہ وہ اللہ تعالیٰ سے ڈریں۔''

علماء نے جو بھی اعجاز قرآن کی وجوہات بیان کی ہیں وہ قرآن پاک کے اعجاز پر دلیل ہیں ان وجوہات میں کوئی بھی تناقض نہیں ہے بلکہ ہر عالم اعجاز القرآن کی جن وجوہات سے آگاہ ہوتا رہا انہیں بیان کرتا رہا ان تمام دلائل سے جو بات قطعی طور پر ثابت ہوتی ہے وہ یہی ہے کہ تمام مخلوق اس جیسا کلام لانے پر قادر نہیں ہے وہ اس جیسا کلام لانے سے عاجز ہے حتیٰ کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم بھی اپنی جانب سے قرآن کی کسی سورت کو تبدیل نہیں کر سکتے تھے بلکہ قرآن پاک اور آپ ﷺ کی احادیث میں اتنا فرق ہے جو ہر اس آدمی کے لئے ظاہر ہو جاتا ہے جس میں غور و فکر کرنے کی تھوڑی سی بھی صلاحیت ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے: قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سے جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں اور جو تیار کی گئی ہے کافروں کے لئے۔"

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے دو چیزیں ذکر فرمائی ہیں:

1۔ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ: "پھر اگر ایسا نہ کرسکو اور ہرگز نہ کرسکو گے تو ڈرو اس آگ سے۔"

اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں ذکر ہے کہ اگر تم اس جیسا کلام پیش نہ کرسکو اور تمہیں علم ہو جائے کہ یہ کلام سچا ہے تو پھر اللہ سے ڈرنا کہ تم اسے جھٹلا دو اور اللہ تعالیٰ تمہیں اس عذاب کا مستحق قرار دے جس کا اس نے جھٹلانے والوں کے ساتھ وعدہ کیا ہے۔ گویا کہ یہ حکمت کے ساتھ دعوت دینے کے بعد اچھی نصیحت اور عمدہ وعظ کے ساتھ دعوت ہے اور اس سے مراد ان کے ساتھ احسن طریقہ سے جھگڑا کرنا ہے۔

2۔ وَلَنْ تَفْعَلُوْا "اور ہرگز نہ کرسکو گے۔"

لَنْ مستقبل میں کسی چیز کی نفی کے لئے آتا ہے اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ زمانہ مستقبل میں وہ اس کتاب لاریب جیسی ایک سورۃ بھی پیش نہیں کرسکیں گے۔

جیسا کہ اس سے قبل بھی اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو یوں اعلان فرمانے کا حکم فرمایا ہے: ارشاد ربانی ہے:

قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا ﴿۸۸﴾ (الاسراء:88)

"(بطور چیلنج) فرمائیے کہ اگر اکٹھے ہو جائیں سارے انسان اور سارے جن اس بات پر کہ لے آئیں اس قرآن کی مثل تو ہرگز نہیں لاسکیں گے اس کی مثل اگرچہ وہ ہو جائیں ایک دوسرے کے مددگار۔"

اللہ تعالیٰ نے حضور مکرم ﷺ کو حکم فرمایا کہ تمام مخلوق کو یہ بتا دیں کہ یہ قرآن پاک ان تمام کو قطعی طور پر عاجز کر دینے والا ہے۔ اگر وہ تمام جمع بھی ہو جائیں اور ایک دوسرے کے ساتھ تعاون اور مدد بھی کریں تو پھر بھی اس جیسا کلام نہیں لاسکیں گے۔ یہ ایک واضح چیلنج ہے اور اس کی دعوت میں تمام مخلوق شامل ہے۔ جس شخص نے بھی قرآن کو سنا اس نے اس چیلنج کو بھی سنا ہر خاص وعام کو اس چیلنج کے بارے میں علم ہوا لیکن وہ اس کتاب مقدس کا مقابلہ نہ کرسکے نہ ہی وہ اس کی مثل ایک سورۃ بھی پیش کرسکے یہ چیلنج آپ ﷺ کی بعثت سے لے کر قیامت تک اسی طرح برقرار رہے گا۔ یہ بھی ہم جانتے ہیں کہ بعثت سے قبل تمام لوگ کافر تھے جب اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو مبعوث کیا تو بہت کم لوگ حلقہ اسلام میں داخل ہوئے۔ کفار آپ ﷺ کے ہر قول کو جھٹلانے پر بڑے حریص تھے۔ وہ ہر ممکن طریقے سے آپ ﷺ کو جھٹلانے کی کوشش کرتے کبھی وہ اہل کتاب کے پاس جاتے ان سے امور غیبیہ کے متعلق سوال کرتے پھر وہی سوال حضور ﷺ سے آ کر پوچھتے جس طرح انہوں نے حضرت یوسف علیہ السلام، اصحاب کہف اور ذوالقرنین کے متعلق سوال کیا تھا پھر وہ مختلف اجتماعات میں جاتے کبھی حضور ﷺ کو مجنون کہتے، کبھی ساحر اور کبھی کاہن کہتے اور کبھی شاعر کہتے۔ وہ خود بھی جانتے تھے اور ہر عقلمند جو اس جھوٹ کو سنتا وہ بھی جانتا تھا کہ یہ حضور ﷺ کی ذات اقدس پر بہتان طرازی ہے۔ جب آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یکے بعد دیگرے کئی بار قرآن پاک

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بھی علماء کی تصنیف کردہ کتب (علوم الہیہ، تخلیق، سیاست وغیرہ) اور الہامی کتب (قرآن پاک، تورات اور انجیل وغیرہ) میں غور وفکر کرے گا تو ان کے درمیان بہت زیادہ فرق پائے گا۔ اگر یہ تفاوت الفاظ اور نظم کے لحاظ سے دیکھا جائے تو قرآن پاک کے الفاظ اور ترکیب الفاظ پورے عرب کے الفاظ اور ان کی تراکیب سے جداگانہ نظر آئے گی جبکہ قرآن پاک کے معنی کا اعجاز اس کے الفاظ کے اعجاز سے کہیں زیادہ ہے۔ تمام نوع انسانی کے عقلاء اس کے معانی جیسے معانی لانے سے اس سے کہیں زیادہ عاجز ہیں جتنے کہ عرب اس جیسے الفاظ لانے سے عاجز تھے۔ اگر یہ بھی تسلیم کیا جائے کہ تورات اور انجیل قرآن کی طرح ہیں تو پھر بھی ہمارے اس مدعا پر کوئی اعتراض نہیں کیا جاسکتا کیونکہ وہ بھی اللہ تعالیٰ ہی کی کتب ہیں۔ ایک نبی جو چیز اللہ کی بارگاہ سے لے کر آئے دوسرا نبی بھی اس طرح کی چیز اس کی بارگاہ سے لاسکتا ہے مثلاً حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اگر بارگاہ ربوبیت سے مردوں کو زندہ کرنے کا معجزہ ملا بعینہ یہی معجزہ نبی کریم ﷺ کو بھی عطا ہوا۔ اسی طرح ایک نبی پر نازل ہونے والی کتاب دوسرے نبی کی کتاب کی مثل ہو سکتی ہے لیکن تورات اور انجیل میں بھی ایسے معانی نہیں پائے جاسکتے جو حقیقت، کیفیت اور کمیت میں قرآن پاک کے معانی کے ہم مثل ہوں بلکہ جس نے بھی قرآن پاک اور ان کتب میں غور وفکر کیا اس کے لئے تفاوت ظاہر ہو گیا۔ علماء میں سے جس نے بھی مذکورہ بالا امور میں غور وفکر کیا اس کے لئے قرآن پاک کا اعجاز ضرور ثابت ہو گیا۔ جس شخص کے لئے مذکورہ بالا امور میں غور وفکر کرنا ممکن نہ ہو اس کے لئے قرآن پاک کی ظاہری خصوصیات پر ہی غور وفکر کرنا کافی ہے مثلاً یہ کہ حضور ﷺ نے تمام مخلوق کو اس جیسا کلام پیش کرنے کے لئے چیلنج کیا لیکن وہ اس جیسا کلام پیش کرنے سے عاجز آ گئے۔ قرآن پاک نے پہلے ہی یہ خبر دے دی تھی لوگ اس جیسا کلام پیش کرنے سے عاجز آ جائیں گے۔ یہ ایسی دلیل ہے جس کی وجہ سے ہر ایک آسانی سے مدعا تک پہنچ سکتا ہے۔ ابن تیمیہ کا کلام اختصاراً ختم ہوا۔

امام بوصیری نے اپنے قصیدہ ''ام القری فی مدح خیر الوریٰ'' کیا عمدہ مدح سرائی کی ہے:

اَوَلَمْ یَکْفِھِمْ مِنَ اللّٰہِ ذِکْرٌ   فِیْہِ لِلنَّاسِ رَحْمَۃً وَشِفَاءُ

کیا ان کے لئے وہ ذکر (قرآن پاک) کافی نہیں ہے جو اللہ کی طرف سے آیا ہے اور جس میں لوگوں کے لئے رحمت اور شفاء ہے۔

اَعْجَزَ الْاِنْسَ آیَۃً مِنْہُ وَالْجِنَّ   فَھَلَّا تَاْتِی بِہِ الْبُلَغَاءُ

اس کی ایک آیت نے جن وانس کو عاجز کر دیا اور تمام بلغاء بھی اس جیسا کلام لانے سے عاجز رہے۔

کُلَّ یَوْمٍ تُھْدِی اِلٰی سَامِعِیْہِ   مُعْجِزَاتِ مِنْ لَفْظِہِ الْقُرَّاء

ہر روز قراء حضرات اس کے الفاظ کے معجزات اس کے سامعین کے گوش گزار کرتے ہیں۔

تَتَحَلّٰی بِہِ الْمَسَامِعُ وَالْاَفْوَاہُ   فَھُوَ الْحَلْیُ وَالْحُلْوَاءُ

اس سے کان اور منہ آراستہ ہوتے ہیں اور یہ بذات خود بھی میٹھا اور شیریں ہے۔

رَقَّ لَفْظاً وَرَاقَ مَعْنًی فَجَاءَ تْ   فِی حُلَاھَا وَحَلْیِھَا الْخَنْسَاءُ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا (الاسراء:88)'' (بطور چیلنج) فرمادو کہ اگر اکٹھے ہو جائیں سارے انسان اور سارے جن اس بات پر کہ لے آئیں اس قرآن کی مثل تو ہرگز نہیں لاسکیں گے اس کی مثل اگر چہ وہ ہو جائیں گے ایک دوسرے کے مددگار۔''

تمام لوگ اس امر سے آشنا ہیں کہ قرآن پاک کے مقابلہ کے چیلنج کو قبول کرنے کے لئے بہت سے تقاضے انہیں حاصل ہیں لیکن وہ اس کلام لاریب کا مقابلہ کرنے کے لئے اپنے آپ کو عاجز پاتے ہیں۔ اگر وہ مقابلہ پر قادر ہوتے تو وہ میدان میں آجاتے کیونکہ قرآن پاک نے انہیں کئی مرتبہ چیلنج کیا ہے۔ قرآن پاک نے نہ صرف اپنی عظمت اور شان کو ظاہر کیا بلکہ اس نے اس بات کو بھی ثابت کر دیا ہے کہ مخلوق اس جیسا کلام پیش کرنے سے عاجز ہے۔

دنیا کے دانشمند لوگ خواہ ان کا تعلق مومنین سے ہو یا مکذبین سے، اس بات پر متفق ہیں کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا مقصد یہ تھا کہ لوگ آپ ﷺ کی تصدیق کریں آپ ﷺ کی تکذیب نہ کریں۔ آپ ﷺ اس چیز سے تمام لوگوں سے زیادہ آگاہ اور واقف تھے جس کے ذریعہ سے آپ ﷺ اپنے مقصد میں کامیاب ہو سکتے تھے۔ اگر کوئی انسان لوگوں کو ایک عظیم مقصد کی طرف دعوت دیتا ہے لوگ اس کی دعوت پر چاروناچار لبیک کہتے ہیں۔ اس کے اس پیغام کو غلبہ نصیب ہوتا ہے اس کی امت میں اضافہ ہوتا ہے اگر وہ اس طرح دعویٰ کرے گا کہ میری کتاب کی طرح کتاب لاکر دکھاؤ۔ میرے کلام جیسا کلام پیش کرو اگر وہ اپنے دعویٰ میں جھوٹا ہوگا تو بیگانے تو بیگانے رہے اپنے بھی اس کا دامن چھوڑ کر چلے جائیں گے۔ اس کی کامیابی کے امکانات ختم ہو جائیں گے جب آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دنیا کو یہ چیلنج کیا کہ اس لاریب کتاب جیسا کلام لاؤ تو اس وقت آپ ﷺ کی غلامی کا دم بھرنے والے بہت کم لوگ تھے اور آپ ﷺ ابھی مکہ ہی میں تشریف فرما تھے۔ اس سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کو یہ یقین تھا کہ لوگ نہ ہی اس زمانہ میں اور نہ ہی مستقبل میں اس جیسا کلام پیش کر سکیں گے۔ اگر آپ کو اس دعویٰ کی صداقت پر شک ہوتا تو پھر آپ ﷺ کبھی بھی اتنا عظیم دعویٰ نہ کرتے کیونکہ اس وقت آپ کو یہ خوف ضرور دامن گیر ہونا تھا کہ اگر میرے اس دعوے کا جھوٹ ظاہر ہو گیا تو لوگ نہ صرف میری تصدیق کرنا چھوڑ دیں گے بلکہ مجھے جھٹلانا بھی شروع کر دیں گے۔

اور اس کی تفصیل یہ ہے کہ قرآن پاک کا انداز بیان اور اسلوب عجیب و غریب اور انوکھا ہے یہ اسلوب کلام کے مشہور اسالیب میں سے نہیں ہے نہ ہی کوئی انسان اس طریقہ پر اپنے کلام کو پیش کر سکا یہ کلام پاک شعر، نظم، خطابت، مدح خوانی، مرثیہ اور قصیدہ گوئی الغرض کلام کرنے کے جتنے بھی اسلوب ہیں ان میں سے کسی کے ساتھ بھی کوئی مناسبت نہیں رکھتا۔ لوگ خواہ عربی ہوں یا عجمی اس کا انداز ان تمام سے نرالا ہے۔ قرآن پاک کی فصاحت و بلاغت عجیب و غریب اور خلاف عادت ہے۔ مخلوق کے کلام میں اس کی کوئی مثال نہیں ہے مثلاً قرآن پاک نے توحید باری تعالیٰ، اس کے اسماء اور صفات کے بارے میں جو کچھ بتایا ہے۔ اس کا انداز اتنا عجیب و غریب ہے کہ کسی انسان کے کلام میں ہمیں وہ انداز نہیں ملتا۔ اسی طرح جس طریقہ سے اس کتاب سے ملائکہ، عرش، کرسی، جن اور تخلیق آدم کی خبر دی ہے وہ جداگانہ ہے۔ اسی طرح دین اور شریعت کے احکام بیان کرنے کا انداز بھی انوکھا ہے اسی طرح ضرب الامثال دینے اور دلائل بیان کرنے کا انداز بھی عجیب و غریب ہے۔ جو آدمی

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وَهُمُ الْقَوْمُ اَفْصَحُ النَّاسِ طَبْعًا   شُعَرَاءٌ بَيْنَ الْوَرٰى خُطَبَاءُ

وہ قوم طبعاً لوگوں میں سے سب سے فصیح تھی لوگوں کے مابین ان کے شعراء خطباء تھے۔

عَدَلُوْا عَنْهُ لِلشَّتَائِمِ وَالْحَرْبِ   اِفْتِرَاقِ جَوَابِهِمْ وَافْتِرَاءُ

انہوں نے قرآن پاک کا جواب دینے کی بجائے جنگ وجدل کا راستہ اختیار کیا اور اس کا چیلنج قبول نہ کیا۔

اَتَرَاهُمْ لَوِ اسْتَطَاعُوْا نَظِيْرًا   رَاقَهُمْ عَنْهُ اَنْ تَرَاقَ دِمَاءُ

کیا تیرا خیال ہے کہ اگر وہ اس جیسا کلام لا سکتے تو پھر کیا وہ اس کو چھوڑ کر خون بہانے کی طرف جا سکتے تھے۔

فِيْهِ اِعْجَازُهُمْ وَفِيْهِ هُدَاهُمْ   فَهُوَ سُقْمٌ لَهُمْ وَفِيْهِ شِفَاءُ

اس کلام میں ہی ان کا اعجاز تھا اسی میں ہی ان کے لئے ہدایت تھی۔ لیکن انہوں نے اسی کو ہی بیماری سمجھا حالانکہ اسی میں ان کے لئے شفاء بھی تھی۔

فِيْهِ اِخْبَارُهُمْ بِمَا كَانَ فِي   الدَّهْرِ وَيَاْتِيْ تَسَاوَتِ الْآنَاءُ

جو کچھ دھر میں ہونا تھا اس میں اس کی بھی خبر دینا تھا پھر زمانے نے ثابت کر دکھایا کہ قرآن کی خبریں سچی تھیں۔

وَالنَّبِيِّ الْاُمِيِّ قَدْ عَلِمُوْاهُ   مَالَهٗ فِيْ كَمَالِهٖ نُظَرَاءُ

نبی امی ﷺ سے وہ خوب آشنا تھے اور وہ جانتے تھے کہ حضور ﷺ اپنے کمال میں بے مثل ہیں۔

اَصْدَقُ النَّاسِ لَهْجَةً مَا اَتَاهُ   قَطُّ مِنْ قَوْمِهٖ بِكِذْبِ هِجَاءُ

آپ ﷺ اپنی زبان کے اعتبار سے بھی سب لوگوں میں سے سچے تھے۔ آپ ﷺ کی قوم نے جھوٹ کی وجہ سے آپ ﷺ کی کبھی ہجو نہیں کی۔

لَقَّبُوْهُ الْاَمِيْنَ مِنْ قَبْلِ هٰذَا   وَقَلِيْلٌ بَيْنَ الْوَرٰى الْاُمَنَاءُ

لوگوں نے آپ ﷺ کو اس سے پہلے بھی امین کا لقب دے رکھا تھا۔ حالانکہ اس وقت دنیا میں امین بہت کم تھے۔

لَا كِتَابَ وَلَا حِسَابَ وَلَا   غُرْبَةَ طَالَتْ لَهٗ وَلَا اِسْتِخْفَاءُ

آپ ﷺ نے نہ تو کتاب پڑھی نہ حساب سیکھا اور نہ ہی طویل مدت تک محو سفر رہے اور نہ ہی حصول علم کے لئے لوگوں سے مخفی رہے۔

بِكِتَابٍ مِّنَ الْمَلِيْكِ اَتَاهُمْ   كُلُّ لَفْظٍ بِصِدْقِهٖ طُغْرَاءُ

آپ ﷺ نے لوگوں کو بارگاہ ربوبیت سے ایک کتاب دی جس کا ہر لفظ اس کی صداقت کی علامت ہے۔

حُجَّةُ اللهِ فَوْقَ كُلِّ الْبَرَايَا   فِيْهِ عَنْ كُلِّ حُجَّةٍ اِغْنَاءُ

یہ کلام تمام مخلوق پر اللہ تعالیٰ کی دلیل ہے اور اس میں ہر طرح کی دلیل سے استغناء ہے۔

كُلُّ عِلْمٍ فِي الْعَالَمِيْنَ فَمِنْهُ   عِنْهُ فِيْهِ لَهٗ عَلَيْهِ اِرْتِقَاءُ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

یہ کلام لفظاً اور معنیً عمدہ صفات سے مزین ہے اور حضرت خنساء نے بھی اسی کی زیبائش و آرائش سے حصہ لیا ہے۔

وَاَرَتْنَا فِيهِ غَوَامِضَ فَضْلٍ رِقَّةٌ مِنْ زَلَالِهِ وَصَفَاءُ

اس کی صفائی اور شستگی نے ہم کو فضل و کرم کی پوشیدہ راہیں دکھا دیں۔

اِنَّمَا تَجْتَلِي الْوُجُوهُ اِذَا مَا جُلِيَتْ عَنْ مِرَآتِهَا الْاَصْدَاءُ

بلاشبہ چہرے نور فشاں ہو جاتے ہیں جب ان کے شیشے جیسے آئینوں سے زنگ دور کر دیا جاتا ہے۔

سُوَرٌ مِنْهُ اَشْبَهَتْ صُوَرًا مِنَّا وَمِثْلُ النَّظَائِرِ النُّظَرَاءُ

اس کی سورتیں ہمارے صور کے مشابہ ہیں اور ہماری مثالوں کے مطابق ہی اس کی مثالیں ہیں اس کی ہر چیز فطرت کے مطابق ہے۔

وَالْاَقَاوِيلُ عِنْدَهُمْ كَالتَّمَاثِيلِ فَلَا يُوهِمَنَّكَ الْخُطَبَاءُ

اقاویل (باتیں) ان کے نزدیک تماثیل کی مانند ہی ہیں اور تجھے خطباء وہم میں نہ ڈال دیں۔

كَمْ اَبَانَتْ آيَاتُهُ مِنْ عُلُومٍ عَنْ حُرُوفٍ اَبَانَ عَنْهَا الْهِجَاءُ

اس کی آیات کتنے علوم کو ظاہر کرتی ہیں۔ حالانکہ یہ آیات بھی حروف تہجی سے بنائی گئیں ہیں۔

فَهِيَ كَالْحَبِّ وَالنَّوَى اَعْجَبَ الزُّرَّاعَ مِنْهُ سَنَابِلُ وَزَكَاءُ

اور یہ آیات مثلاً دانے اور گٹھلی اور اس سے کسان کا تعجب کرنا ہے پھر اس سے خوشوں کا نکلنا اور اس کی نمو ہے۔

فَاَطَالُوْا فِيهِ التَّرَدُّدَ وَالرَّيْبَ فَقَالُوْا سِحْرٌ وَقَالُوْا اِفْتِرَاءُ

لوگوں نے اس میں شک و شبہ میں اضافہ کیا اور بعض نے کہا کہ یہ جادو اور بعض نے کہا کہ یہ گھڑا ہوا کلام ہے۔

وَاِذَا الْبَيِّنَاتُ لَمْ تُغْنِ شَيْئًا فَالْتِمَاسُ الْهُدٰى بِهِنَّ عَنَاءُ

جب یہ واضح دلائل کسی چیز کا فائدہ نہ دے سکیں تو پھر ان سے ہدایت طلب کرنا صرف مشقت میں پڑنا ہی ہے۔

وَاِذَا ضَلَّتِ الْعُقُوْلُ عَلٰى عِلْمٍ فَمَاذَا نَقُوْلُهُ النُّصَحَاءُ

جب علم کے باوجود عقل گمراہ ہو جائیں تو پھر نصیحت کرنے والے اسے کیسے راہ راست پر لا سکتے ہیں۔

(علامہ نبہانی فرماتے ہیں) میں نے بھی ایک قصیدہ لکھا ہے جس کا نام میں "طيبة الغراء فِي مَدْحِ سَيِّدِ الْاَنْبِيَاءِ" رکھا ہے۔ وہ یہ ہے:

جَاءَهُمْ هَادِيًا بِاَفْصَحِ قَوْلٍ عَجَزَتْ عَنْ اَقَلِّهِ الْفُصَحَاءُ

آپ ﷺ لوگوں کے پاس ایسا فصیح کلام لے کر آئے جس کی تھوڑی سی مقدار لانے سے بھی فصحاء عاجز آ گئے۔

طَالَ تَقْرِيعُهُمْ بِهِ وَالتَّحَدِّي اَيْنَ اَيْنَ الْمَصَاقِعُ الْبُلَغَاءُ

قرآن کے ذریعے ان کو چیلنج کرنے اور ڈانٹنے کی انتہا کر دی۔ انہیں کہا گیا کہ کہاں ہے تمہارے فصیح ادیب اور بلیغ خطیب۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دوسری فصل

اعجاز قرآن کی وجوہات

اعجاز القرآن کے بارے میں بہت سے علماء نے لکھا ہے لیکن تین علماء نے جو کچھ اعجاز القرآن کے بارے میں لکھا ہے وہ سب سے جامع اور نافع ہے: (1) علامہ ماوردی نے اپنی کتاب اعلام النبوۃ میں، (2) علامہ سیوطی نے ''اتقان'' میں، (3) سید احمد دحلان نے سیرت نبویہ میں۔

میں اس فصل میں انہیں کی عبارات کو نقل کرنے پر اکتفا کروں گا۔ اگرچہ ان میں تھوڑا بہت تکرار ہوگا لیکن ہر عبارت میں وہ اضافی چیزیں پائی جاتی ہیں جو دوسری میں نہیں پائی جاتیں۔

علامہ ماوردی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مذکورہ کتاب کے ساتویں باب میں لکھا ہے'' قرآن پاک وہ پہلا معجزہ ہے جس سے حضور ﷺ نے لوگوں کو اپنی نبوت اور رسالت کی طرف دعوت دی اللہ تعالیٰ نے یہ معجزہ صرف آپ ﷺ کو عطا کیا دیگر انبیائے کرام علیہم السلام کو اس قسم کا کوئی معجزہ عطا نہیں کیا گیا۔ حضور ﷺ کے تمام معجزات سے یہ زیادہ عیاں اور تمام آیات سے زیادہ واضح ہے۔ یہ معجزہ اگرچہ کلام ملفوظ اور قول محفوظ پر مشتمل ہے لیکن یہ آپ ﷺ کے تمام معجزات سے زیادہ عظیم معجزہ ہے۔ اس کے اعجاز کے تین اسباب ہیں:۔

1۔ اللہ رب العزت نے ہر رسول کو اس کے زمانے کے حالات اور اس کے زمانے کے لوگوں کے رجحان کے موافق معجزہ عطا فرمایا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جب جادو کے زمانہ میں مبعوث کیا گیا تو انہیں سمندر کے خشک ہو جانے اور عصا کے سانپ میں تبدیل ہو جانے کا معجزہ عطا کیا گیا جس نے ہر جادوگر کو مبہوت اور ہر کافر کو ذلیل کر دیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو طب کے زمانہ مبعوث کیا گیا تو انہیں مادرزاد اندھوں کو بینا کرنے اور مردوں کو زندہ کرنے کا معجزہ عطا کیا گیا جس نے ہر طبیب کو مرعوب اور ہر عاقل کو مضطرب کر دیا۔

جب آقائے دو عالم نور مجسم ﷺ کو مبعوث کیا گیا تو اس وقت فصاحت و بلاغت کا دور دورہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو ایجاز اور اعجاز سے مزین کر کے لاریب کتاب عطا فرمائی۔ جس نے تمام فصحاء کو عاجز کر دیا۔ جس کے سامنے بلغاء نے سر تسلیم خم کر دیا شعراء اس سے عاجز آ کر کف افسوس ملنے لگے۔ ان تمام کا اس جیسا کلام پیش کرنے سے عاجز آ جانا ہی اس کی صداقت کی سب سے بڑی دلیل ہے۔ تمام انبیاء کے معجزات اگرچہ مختلف ہیں لیکن وہ مقاصد اور اسباب میں متفق ہیں۔

2۔ ہر قوم میں جو معجزہ آیا وہ اس قوم کے عقل اور ذہن کے مطابق تھا بنی اسرائیل میں کج فہمی اور جہالت تھی۔ ان میں سے کسی ایک سے بھی عمدہ کلام یا اچھی بات منقول نہیں ہے جب اس قوم کا گزر ایک ایسی قوم کے پاس سے ہوا جو اپنے بتوں کے سامنے سرافگندہ تھی انہوں نے اپنے نبی سے کہا: اجْعَلْ لَّنَآ اِلٰهًا كَمَا لَهُمْ اٰلِهَةٌ ؕ (اعراف: 138) '' ہمارے لئے بھی ایک

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دنیا میں تمام علوم اسی سے ہیں۔ اس میں ہیں بلکہ اسے تمام علوم پر برتری حاصل ہے۔

غَلَبَ الْکُلَّ بِالْبَرَاهِیْنِ لٰکِنَّ　　بَعْضُهُمْ غَالِبٌ عَلَیْهِ الشِّقَاءُ

یہ دلائل سے تمام پر غالب آ گیا لیکن پھر بھی ان میں سے بعض پر بدبختی ہی غالب رہی۔

حَارَبَ الْعُرْبَ وَالْاَعَاجِمَ مِنْهُ　　بِسَلَاحٍ لَهُ السَّلَاحُ فِدَاءُ

آپ ﷺ نے عرب وعجم سے اسی قرآن پاک کے ساتھ جنگ کی یہ ایک ایسا عمدہ ہتھیار ہے جس پر تمام ہتھیار قربان کئے جا سکتے ہیں۔

کُلُّ حَرْفٍ سَیْفٌ وَرُمْعٌ وَسَهْمٌ　　وَمِجَنٌّ وَنَثْرَةٌ حَصْدَاءُ

اس کا ہر لفظ تلوار، نیزہ اور تیر ہے۔ وہ ڈھال اور ایسی ذرہ ہے جس کے حلقہ بہت تنگ ہیں۔

لَیْسَ یَهْدِی الْقُرْآنَ مِنْهُمْ قُلُوْبًا　　مَا اَتَاهَا مِنْ رَبِّهَا الْاِهْتِدَاءُ

یہ قرآن ان میں سے ان دلوں کو ہدایت نہیں دیتا جنہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہدایت کی توفیق نہ دی گئی ہو۔

لَا یُطِیْقُ الْاِفْصَاحَ بِالْحَقِّ عَبْدٌ　　رُوْحُهُ مِنْ ضَلَالِهِ خَرْسَاءُ

یہ فصاحت اس شخص کو کوئی فائدہ نہیں دے سکتی جس کی روح گمراہی کی وجہ سے گونگی ہو چکی ہو۔

اِنَّ قُرْآنَهُ الْکَرِیْمَ لِکُلِّ　　الْکُتُبِ مِنْ فَیْضِ فَضْلِهِ اسْتِجْدَاءُ

قرآن پاک کی شان یہ ہے کہ تمام کتابیں اس کے فضل سے فیض کی خواہاں ہیں۔

کُلُّ فَرْدٍ قَدْ جَازَ اَقْسَامَ فَضْلٍ　　دُوْنَ فَضْلٍ وَقَدْ یَکُوْنُ وَطَاءُ

ہر انسان کے لئے فضل کی بعض اقسام کا حصول ہی ممکن ہے لیکن بعض اوقات یہ تمام اقسام بھی حاصل ہو سکتی ہیں۔

جَمَعَ الْکُلَّ وَحْدَهُ فَلَدَیْهِ　　لِجَمِیْعِ الْفَضَائِلِ اسْتِیْفَاءُ

لیکن اس کتاب نے تمام فضائل کو گھیر رکھا ہے اور اس نے تمام فضائل سے پورا پورا حق لیا ہے۔

زَادَ عَنْهَا اَضْعَافَهَا فَهُوَ فَرْدٌ　　ضَمِنَهُ الْعَالَمُوْنَ وَالْعُلَمَاءُ

بلکہ اس نے یہ فضائل کئی گنا زائد حاصل کئے ہیں حالانکہ یہ ایک ہے۔ تمام دنیا اور علماء نے اس کی ضمانت دی ہے۔

وَانْقَضَتْ مُعْجِزَاتُ کُلِّ نَبِیٍّ　　بِانْقِضَاهِ وَمَا لِهٰذَا انْقِضَاءُ

ہر نبی کے وصال کے بعد ہی اس کے معجزات ختم ہو گئے لیکن یہ معجزہ ختم ہونے والا نہیں۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

میں غور وفکر کرے گا تو تو ان میں لفظ اور معنی کے لحاظ سے بہت فرق پائے گا۔

دوسری وجہ

اللہ تعالیٰ کے اس کلام میں الفاظ کم ہیں لیکن معانی کثیر ہیں مثلاً ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَقِيلَ يَآأَرْضُ ابْلَعِي مَآءَكِ وَيَسَمَآءُ أَقْلِعِي وَغِيضَ الْمَآءُ وَقُضِيَ الْأَمْرُ وَاسْتَوَتْ عَلَى الْجُودِيِّ وَقِيلَ بُعْدًا لِّلْقَوْمِ الظَّلِمِينَ ﴿۴۴﴾ (ہود:44)

"اور حکم دیا گیا اے زمین نگل لے اپنے پانی کو اور اے آسمان تھم جا اور اتر گیا پانی اور حکم الٰہی نافذ ہو گیا اور ٹھہر گئی کشتی جودی (پہاڑ) پر اور کہا گیا ہلاکت و بربادی ہو ظالم قوم کے لئے۔"

اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ تمام کلام الٰہی مختصر نہیں ہے بعض اوقات اس میں تفصیل ہے۔ کئی واقعات کو بار بار بیان کیا گیا ہے۔ بعض اشیاء کے بیان میں بعض سے زیادہ فصاحت پائی جاتی ہے۔ اگر یہ کلام اللہ کی طرف سے ہوتا تو اس میں کوئی کمی یا زیادتی نہ ہوتی بلکہ اس میں مساوات پائی جاتی کیونکہ کلام میں زیادتی دل پر ناگوار گزرتی ہے جس کی وجہ سے اس کی تاثیر میں کمی آجاتی ہے۔ اس اعتراض کے دو جوابات ہیں:۔

1۔ قرآن پاک کے اختصار اور تفصیل میں جو اختلاف ہے یہ اس وجہ سے نہیں کہ وہ ہستی نعوذ باللہ برابر بیان کرنے سے عاجز ہے لیکن یہ لوگوں کے ذہن اور تصور کے اختلاف کی وجہ سے ہے اور فصاحت میں زیادتی اس کے معانی میں زیادتی کی وجہ سے ہے نہ اس لئے کہ وہ ذات باری تعالیٰ اس کو مساوی کرنے سے عاجز آگئی تھی۔

2۔ قرآن پاک کی تفاصیل اور اختصار، اس کی فصاحت اور آسانی اسلوب میں اختلاف اس وجہ سے ہے تا کہ اس کے آسان اسلوب اور تفصیل سے بھی انسان عاجز آجائے اور یہ عاجزی اس بات کا بین ثبوت ہو گی کہ انسان قرآن پاک کے فصیح اور مختصر کلام کی طرح کا کلام پیش کرنے سے عاجز ہے۔

ابوعبیدہ بیان کرتے ہیں کہ ایک اعرابی نے ایک آدمی کو یہ آیت پڑھتے ہوئے سنا: فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ (الحجر:94) تو وہ سجدہ ریز ہو گیا اس نے کہا کہ میں اس کلام کی فصاحت کی وجہ سے سجدہ ریز ہوا ہوں۔

اس کے قصص، وعدہ اور وعید کے تکرار کے کئی فوائد ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ تکرار میں زیادہ تاکید پائی جاتی ہے۔ اور اس میں زیادہ مبالغہ پایا جاتا ہے۔ پھر اس تکرار میں مختلف الفاظ استعمال ہوتے ہیں جن کو ذہن جلدی قبول کر لیتا ہے۔ وہ اعجاز میں زیادہ بلیغ ہوتے ہیں اور ان کے تکرار کا ایک فائدہ یہ بھی ہوتا ہے کہ اگر وقف کی وجہ سے کسی جگہ خلل آجائے تو دوسری جگہ اس کی یہ کمی پوری ہو جائے اور ترغیب و ترہیب میں کسی قسم کا خلل نہ ہو۔

تیسری وجہ

قرآن پاک کے اعجاز کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اس کے اعتدال کا حسن اور ترکیب کا جمال اس کو منظوم کلام (شاعری) سے خارج کر دیتا ہے اور اسی طرح یہ منثور کلام (نثر) سے بھی یہ خارج ہو جاتا ہے۔ قرآن پاک نہ تو شعر کی صنف میں داخل

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

معبود بنادے جس طرح ان کے لئے معبود ہیں۔'' اس لئے اس قوم کے لئے وہ معجزات دیئے گئے جن تک ان کے ذہن وعقل کی رسائی تھی اور ان کے حواس میں جلد آجانے والے تھے۔ جبکہ اہل عرب عقل ودانش میں تمام قوموں سے فزوں تر تھے وہ فصاحت وبلاغت کے شہسوار تھے تمام معانی اور آداب سے شناسا تھے اس لئے قرآن پاک جیسا معجزہ ان کے لئے مختص کیا گیا جس تک ان کے ذہنوں کی رسائی اور اس کی عقل ودانش کی پہنچ تھی۔ اس لئے انہوں نے اس کتاب لاریب میں خوب غور وفکر کرکے اس کو سمجھا۔ صرف اس کتاب کی ظاہری صورت کو نہ دیکھا بلکہ اس میں باریک نکات تک ان کی رسائی ہوئی۔ ہر قوم کے لئے وہ معجزہ آیا جو اس کی طبیعت اور فہم کے مطابق تھا۔

3۔ قرآن پاک کا اعجاز ہر زمانہ میں باقی ہے اور یہ معجزہ ہر اس معجزہ سے زیادہ زمین میں پھیلنے والا ہے جب اپنے مخصوص وقت کے ساتھ خاص ہوتا ہے اور اپنے زمانے کے ختم ہوجانے کے بعد ختم ہوجاتا ہے قرآن کا اعجاز ہمیشہ حق کے ساتھ مختص رہے گا۔

قرآن پاک کسی انسان کا کلام نہیں کسی بشر میں اتنی تب وتاب نہیں کہ وہ اس جیسا کلام پیش کرسکے بلکہ یہ خدائے وحدہ لاشریک کا کلام ہے۔ اس کلام کو اللہ کی طرف منسوب کرنے کی بیس وجوہات ہیں:

پہلی وجہ

فصاحت وبلاغت ہے۔ اس کی فصاحت وبلاغت تین شرائط کی وجہ سے معتبر ہوگی:

(1) الفاظ کی بلاغت، (2) اس کے معانی مکمل، (3) اس کا حسن نظم۔

پھر اس کے الفاظ کی بلاغت کے دو اسباب ہیں: (1) وہ الفاظ کمزور نہ ہوں بلکہ عظیم ہوں، (2) وہ آپس میں اس طرح جڑواں ہوں کہ ان میں کوئی زیادتی نہ کی جاسکے۔

اس کے معانی کی تکمیل بھی دو وجہ سے ہو: (1) ان معانی کو اپنے الفاظ سے جدا نہ کیا جاسکے۔ (2) وہ معنی اپنے الفاظ کے مطابق ہوں ان میں کمی وبیشی نہ کی جاسکے۔ اگر زیادتی کی جائے تو اس کے لفظ میں اختلاف ہوجائے اور اگر کمی کی جائے تو اس کے معنی میں اختلاف ہوجائے۔

اس کا حسن نظم یہ ہے: (1) وہ کلام متناسب ہو اس میں اس قدر حسن ہو کہ اس سے نفرت نہ کی جائے۔

(2) اس کا وزن اتنا معتدل ہو اسے جدا نہ کیا جاسکے۔

اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ مذکورہ بالا شرائط تو انسان کے کلام میں بھی پائی جاسکتی ہیں۔ اس لئے اس سے تو قرآن پاک کا اعجاز باطل ہوجاتا ہے۔ اس اعتراض کا جواب دو وجوہ پر مشتمل ہے: (1) ان شرائط پر قرآن پاک کا جو اسلوب نظم ہے وہ دوسرے کلام میں نہیں پایا جاتا اس لئے ان دونوں میں فرق ہوگیا، (2) اس کے الفاظ کی تراکیب میں وہ رونق ہے جو کسی اور کے کلام میں نہیں پائی جاسکتی کیونکہ جب تو اللہ کے اس فرمان: وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ (البقرہ:179) ''اور تمہارے لئے قصاص میں زندگی ہے'' اور اہل عرب کے اس قول اَلْقَتْلُ اَنْفٰى لِلْقَتْلِ ''قتل قتل کرنے سے روکتا ہے'' کو اکٹھا کرکے ان

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

(1) اس کے الفاظ تو قلیل ہوتے ہیں لیکن ان کے معانی کثیر ہوتے ہیں۔ مثلاً اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَاَوْحَيْنَآ اِلٰۤى اُمِّ مُوْسٰۤى اَنْ اَرْضِعِيْهِ ۚ فَاِذَا خِفْتِ عَلَيْهِ فَاَلْقِيْهِ فِى الْيَمِّ وَلَا تَخَافِىْ وَلَا تَحْزَنِىْ ۚ اِنَّا رَآدُّوْهُ اِلَيْكِ وَجَاعِلُوْهُ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ○ (القصص: 7)

"اور ہم نے الہام کیا موسیٰ کی والدہ کی طرف کہ اسے (بے خطر) دودھ پلاتی رہ پھر جب اس کے متعلق تمہیں اندیشہ لاحق ہو تو ڈال دینا اسے دریا میں اور نہ ہراساں ہونا اور نہ غمگین ہونا یقیناً ہم لوٹا دیں گے اسے تمہاری طرف اور ہم بنانے والے ہیں اسے رسولوں میں سے۔"

اس ایک آیت میں اللہ تعالیٰ نے دو حکم، دو نہی، دو خبریں اور دو بشارتیں جمع کر دیں ہیں۔

(2) قرآن پاک کے الفاظ مختلف معانی کا احتمال رکھتے ہیں عقول ان میں متحیر ہیں۔ قلوب ان میں مضطرب ہیں۔ انسانی فطرت ان سے عاجز آ جاتی ہے۔ ان احتمالات کو نہ تو شمار کیا جا سکتا ہے اور نہ گنا جا سکتا ہے حتیٰ کہ قرآن پاک کے اسباب میں اختلاف ہو گیا اور اس کے بارے میں آراء میں بھی اختلاف ہو گیا۔

اعتراض

اس پر اعتراض یہ وارد ہوتا ہے کہ یہ الغاز (معنی مقصود کے علاوہ کوئی اور معنی مراد لینا) اور رمز ہیں۔ اگر یہ کلام میں موجود ہوں تو اس کی مذمت کی جانی چاہئے چہ جائیکہ اس کی تعریف کی جائے۔

اس اعتراض کے دو جواب ہیں: (1) الغاز کی مذمت کی جاتی ہے لیکن رمز کی مذمت نہیں کی جاتی قرآن پاک میں اگرچہ رمز موجود ہے لیکن اس میں لغز نہیں ہے۔

(2) اگر ایک لفظ کے مختلف معانی ہوں تو وہ لغز اور رمز سے نکل جاتا ہے کیونکہ لفظ کے اپنے معنی کے علاوہ دوسرا معنی مراد لینے کو لغز کہتے ہیں اور رمز سے مراد یہ ہے کہ لفظ کا معنی پوشیدہ ہو۔

پانچویں وجہ

اعجاز قرآن کی پانچویں وجہ یہ ہے کہ قرآن پاک میں اتنے زیادہ علوم ہیں کہ کوئی انسان ان کا احاطہ نہیں کر سکتا اور نہ ہی کسی مخلوق میں اتنے علوم جمع ہو سکتے ہیں یقیناً یہ کلام اللہ ہی کی طرف سے ہے جس کے علم نے ہر چیز کو گھیر رکھا ہے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو بھی وہ تمام علوم سکھا دیئے جو آپ ﷺ نہیں جانتے تھے۔ اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ علم کی فضیلت نبوت میں اعجاز نہیں ہو سکتی کیونکہ علماء علم میں ایک دوسرے سے افضل ہوتے ہیں ان میں سے جو علم میں افضل ہوتا ہے اسے مفضول پر کوئی اعجاز نہیں ہوتا اس کے بھی دو جواب ہیں:

(1) علم میں ایک دوسرے سے زیادہ ہونا تو موجود ہوتا رہتا ہے یعنی علماء علم میں ایک دوسرے سے فوقیت رکھتے ہیں لیکن تمام علوم کا احاطہ کر لینا مفقود ہوتا ہے یعنی علماء تمام علوم کا احاطہ نہیں کر سکتے، (2) جس انسان کے پاس علم ہو اس کے علم کا ظہور معجزہ نہیں ہے کیونکہ اس علم کا ظہور اسی کی طرف سے ہو رہا ہے جس کے پاس علم ہے لیکن اس آدمی میں علم کا ظہور جس کے پاس

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہے نہ ہی رجز، سجع اور خطبہ کی صنف میں داخل ہے بلکہ اس کا اسلوب اور انداز بیان کلام کی تمام اقسام سے بالاتر ہے۔ اس ک اسلوب کو نظم اور نثر کے کسی اسلوب سے کوئی مشابہت اور مماثلت نہیں ہے اس کی کیفیت یہ ہے کہ اگرچہ یہ کلام کے حروف سے ہی بنا ہے لیکن کلام کی اقسام سے خارج ہے حضرت انیس غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعا عنہ کے بھائی تھے اور فصاحت و بلاغت کے امام تھے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے قرآن پاک کو سجع، شعر، نظم اور نثر پر پیش کیا لیکن یہ اہل عرب کے کلام کے طریقوں میں سے کسی طریقہ کے موافق نہ ہوا۔

ولید بن مغیرہ جو اپنے قبیلے کا سردار تھا اور اپنی قوم کا فصیح ترین فرد تھا وہ کہتا ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے اصحاب ک پاس آیا اور کہا کہ قرآن پاک میں سے مجھے کچھ پڑھ کر سناؤ انہوں نے کچھ آیات قرآنی اس کو پڑھ کر سنائیں اس نے کہا "یہ کس بشر کا کلام نہیں ہے یہ شاعری بھی نہیں ہے۔" ابولہب اس کے پاس گیا اس نے کہا اے ولید بن مغیرہ تو نے اپنے اس قول کی وج سے قریش میں فساد ڈال دیا ہے اس قول سے رجوع کر لے پھر اس نے اپنے اس قول سے رجوع کر لیا اس نے کہا اب میں کہتا ہوں کہ یہ جادو ہے۔

اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ اگر نظم قرآن کا اسلوب معجزہ ہوتا تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ قرآن کو جمع کر وقت ان لوگوں سے گواہیاں طلب نہ کرتے جو ایک آیت یا دو آیتیں لے کر آتے۔ ان کے لئے اس کلام کا اسلوب ہی اس بات کی شہادت دیتا کہ وہ اللہ کا کلام ہے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ لوگوں سے شہادت طلب نہ کرتے کہ انہوں نے یہ کلا رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو معوذتین (سورہ الفلق و رسورۃ الناس) ک بارے میں تشابہ نہ لگتا حتیٰ کہ انہوں نے ان دونوں سورتوں کو قرآن پاک سے خارج کر دیا اور نہ ہی حضرت ابی بن کعب رض اللہ تعالیٰ عنہ کو دعائے قنوت میں تشابہ لگتا کہ انہوں نے اس کو قرآن میں شامل کر لیا تھا اور نہ ہی حضرت ابن رواحہ رضی اللہ تعا عنہ کی زوجہ محترمہ کو ان کے اشعار میں تشابہ لگتا جنہوں نے آپ کے شعر کو قرآن سمجھ لیا تھا۔

اس اعتراض کے دو جواب ہیں: (1) حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو گواہیاں طلب کی تھیں وہ ان آیات کے محل ک بارے میں تھیں کہ ان آیات کو کس سورۃ میں کہاں رکھنا ہے۔

(2) حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو معوذتین کے اسلوب میں کوئی مشکل پیش نہیں آئی تھی کہ یہ قرآن میں ہیں یا کہ نہیں بلکہ انہوں نے ان کو اپنے مصحف سے اس لئے نکال دیا تھا کیونکہ ان کے گمان کے مطابق ان کی تلاوت منسوخ چکی تھی اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ سمجھا تھا کہ شاید دعائے قنوت کی تلاوت ابھی باقی ہے ان کو یہ علم نہ تھا اس کی تلاوت منسوخ ہو چکی ہے۔ حضرت ابن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زوجہ محترمہ فصاحت و بلاغت سے ناآشنا تھی اسلوب قرآن اور شعر کے درمیان فرق کرنا ان کے بس کی بات نہ تھی۔

چوتھی وجہ

قرآن پاک اتنے زیادہ معانی پر مشتمل ہے کہ ان معانی کا احاطہ کسی بشر کا کلام نہیں کر سکتا۔ اس کی بھی دو وجوہات ہیں

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

قُلْ اِنْ كَانَتْ لَكُمُ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ عِنْدَ اللّٰهِ خَالِصَةً مِّنْ دُوْنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۹۴﴾ وَلَنْ يَّتَمَنَّوْهُ اَبَدًا بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ ؕ (البقرہ:95-94)

”تمام لوگوں کو چھوڑ کر تو بھلا آرزو تو کرو موت کی اگر تم سچ کہتے ہو اور وہ ہرگز کبھی بھی اس کی تمنا نہ کریں گے اپنی کارستانیوں کے خوف سے اور اللہ خوب جانتا ہے ظالموں کو۔“

قرآن پاک کی یہ خبر دینے کے باوجود ان میں سے کسی ایک نے بھی موت کی تمنا نہ کی اسی طرح اللہ تعالیٰ نے قریش کو مخاطب کر کے فرمایا: فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا (البقرہ:24) ”پھر اگر ایسا نہ کرسکو اور ہرگز نہ کرسکو گے۔“ یہ قطعی اور یقینی علم حاصل ہو گیا کہ وہ ایسا نہیں کرسکیں گے اور وہ اس جیسا کلام نہ پیش کرسکے اسی طرح اللہ رب العزت کا ارشاد ہے: سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ ﴿۴۵﴾ (القمر:45) ”عنقریب پسپا ہوگی یہ جماعت اور پیٹھ پھیر کر بھاگ جائیں گے۔“ اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد غزوہ بدر کے موقع کے لئے تھا پھر ایسا ہی ہوا جس طرح اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا تھا جب حضور ﷺ نے مکہ معظمہ سے مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کی تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اِنَّ الَّذِيْ فَرَضَ عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لَرَآدُّكَ اِلٰى مَعَادٍ ؕ (القصص:85) ”یقیناً وہ (قادر مطلق) جس نے آپ پر قرآن کی تبلیغ فرض کی ہے آپ کو واپس لے جائے گا جہاں آپ چاہتے ہیں۔“ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے مطابق حضور ﷺ فتح مکہ کے دن واپس آئے۔ اسی طرح اور بھی بہت سی مثالیں پیش کی جاسکتی ہیں۔

اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ یہ خبریں افعال کو دیکھ کر اندازہ کے ساتھ دی گئی تھیں اور ذہانت اور فراست کی وجہ سے ایسی خبریں دی جاسکتی ہیں۔

اس کا جواب یہ ہے کہ وہ خبریں جن کا اندازہ فہم اور فراست سے لگایا جاتا ہے اگر ایک بار درست بھی ہو جائیں تو دوسری مرتبہ وہ ضرور غلط ہوں گی جبکہ قرآن پاک کی بیان کردہ تمام خبریں درست ثابت ہوئیں تو یہ خبریں فہم و فراست اور اندازہ و قیاس سے نکل کر اس ہستی کے علم تک پہنچ گئیں جس پر کوئی بھی غیب کی چیز پوشیدہ نہیں ہے۔

2۔ فہم اور فراست کی وجہ سے جو خبر دی جاتی ہے وہ صرف ایک گمان اور وہم ہوتا ہے اس کے وجود پذیر ہونے سے پہلے ان کے بارے میں کوئی قطعی علم نہیں دیا جاسکتا ہے۔ جبکہ قرآن پاک کی تمام خبریں قطعی اور یقینی ہیں اور ان کے وقوع پذیر ہونے سے پہلے ہی ان کو یقینی خبر دی جاچکی تھی۔

نویں وجہ

اعجاز القرآن کی نویں وجہ یہ ہے کہ قرآن پاک نے دل میں پوشیدہ ان خیالات کو بیان کیا ہے جن تک علام الغیوب کے علاوہ اور کسی ذات کی رسائی نہیں ہو سکتی مثلاً ارشاد باری تعالیٰ ہے: اِذْ هَمَّتْ طَّآئِفَتٰنِ مِنْكُمْ اَنْ تَفْشَلَا ۙ (آل عمران:122) ”جب ارادہ کیا دو جماعتوں نے تم میں سے کہ ہمت ہار دیں۔“ قرآن پاک نے یہ خبر اس وقت دی جس وقت ان لوگوں سے نہ ہی کوئی ایسی حرکت سرزد ہوئی تھی اور نہ ہی کسی نے کوئی ایسا قول کیا تھا۔ اس طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَاِذْ يَعِدُكُمُ اللّٰهُ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

علم بالکل نہ ہو معجزہ ہے کیونکہ اس علم کا ظہور اس آدمی کی طرف سے نہیں ہو رہا کیونکہ اس کے پاس علم موجود نہیں۔ حضور ﷺ اُمی تھے نہ آپ ﷺ کوئی کتاب پڑھے ہوئے تھے اور نہ ہی علم حاصل کیا تھا اس لئے جس علم کا آپ ﷺ نے اظہار کیا وہ معجزہ ہوگا۔

چھٹی وجہ

قرآن پاک کے اعجاز کی ساتویں وجہ یہ ہے کہ اس میں توحید اور قیامت پر بے شمار دلائل اور براہین ہیں۔ اس میں صنم پرستوں اور دہریوں کے خلاف بہت سے دلائل موجود ہیں حتیٰ کہ اس کے دلائل کی وجہ سے ہر دلائل دینے والے کا منہ بند ہو گیا اور براہین کی وجہ سے ہر دشمن کو مغلوب کر دیا۔ اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ توحید کے دلائل تو عقل سے حاصل ہوتے ہیں۔ اس لئے ان میں اعجاز نہیں ہے۔ اس کی دو وجوہات ہیں: (1) کیونکہ یہ نبی ﷺ کی ذات کی طرف سے ہیں، (2) ان میں دوسرا شخص بھی شریک ہے۔ اس کے بھی دو جواب ہیں: (1) حضور ﷺ جھگڑا کرنے والوں میں سے نہیں تھے کہ ہر جھگڑنے والے کو خاموش کرا دیتے، (2) آپ نے قیامت کے لئے جو دلائل دیئے وہ عقول کے فیصلوں سے زیادہ تھے اس لئے ہر دشمن خاموش ہو گیا۔

ساتویں وجہ

اعجاز القرآن کی ساتویں وجہ یہ ہے کہ اس میں زمانہ ماضی کی کئی داستانیں موجود ہیں سابقہ امتوں کی کئی حکایتیں اس میں پائی جاتی ہیں۔ اصحاب کہف، حضرت موسیٰ اور حضرت خضر علیہما السلام کا قصہ اور ذوالقرنین کا قصہ ذکر کر کے اہل کتاب کو اس کے ساتھ چیلنج کیا گیا ہے اور یہ تمام داستانیں اور حکایتیں ان داستانوں اور حکایتوں کے بالکل موافق ہیں جو سابقہ انبیاء نے ذکر کی ہیں اور جو ان کی کتب میں موجود ہیں۔ اگر یہ کہا جائے کہ ماضی کی خبریں دینا معجزہ نہیں ہے کیونکہ ماضی کے بارے میں ان لوگوں کو بھی علم ہوتا ہے جو نبی نہیں ہوتے اس کے بھی دو جواب ہیں: (1) ماضی کی داستانوں کے متعلق علم ہونا ان لوگوں کے لئے تو ممکن ہے جو انہیں جانتے ہیں لیکن جو شخص ان حکایتوں کو جانتا ہی نہیں اس کے لئے ان کا علم ہونا ممکن نہیں کیونکہ حضور ﷺ ان حکایات اور داستانوں کو پہلے نہیں جانتے تھے۔ اس لئے یہ آپ کے لئے معجزہ ہوں گی، (2) دوسرا یہ کہ انہیں اس چیز کے ساتھ چیلنج کیا گیا تھا جس کی ابتدا آپ سے نہیں ہوئی تھی نہ ہی اس کے لئے آپ کی کوئی تیاری تھی مثلاً پراسرار اشیاء اور عجیب و غریب خبریں وغیرہ اسی چیز کو انہوں نے اپنے لئے اور حضور ﷺ کے خلاف دلیل بنایا تھا آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان اسرار کو عیاں کیا اور عجائب کو بیان کیا یہ عرف سے نکل کر اس چیز میں شامل ہو گیا جو عرف نہیں ہے۔

آٹھویں وجہ

قرآن پاک میں بہت سی خبریں علم غیب کے بارے میں تھیں کہ عنقریب ایسا ہوگا پھر ایسا ہی ہوا جس طرح کہ قرآن پاک نے خبر دی تھی۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کے بارے میں فرمایا:

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دلاتی ہیں۔ یہ ایسی خصوصیات ہیں جو کسی دوسرے کلام میں موجود نہیں ہیں وہ پانچ وصف مندرجہ ذیل ہیں:

1۔ قرآن پاک زبان سے آسانی سے ادا ہو جاتا ہے، 2۔ اس کی اپنی رونق اور دلکشی ہے، 3۔ اس کے حسن بیان کی سلامتی، 4۔ سامع اور قاری اس کو اچھے انداز سے قبول کر لیتے ہیں، 5۔ قاری اس کو پڑھتے ہوئے تھکتا نہیں اور سامع اس کو سنتے ہوئے اکتاتا نہیں۔

اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ مذکورہ بالا تمام خصوصیت لوگوں کے قلوب میں اس لئے براجمان ہیں کہ انہوں نے اس کو اپنے دین میں شامل کیا ہوا ہے اور بہت سی عظمتیں اس کے ساتھ مختص کی ہیں۔ اس اعتراض کے دو جواب ہیں:

1۔ جو دو وصف اوپر اعتراض میں بیان کئے گئے ہیں یہ دیگر کتب الٰہیہ مثلاً تورات انجیل اور زبور میں بھی جاتے ہیں لیکن ان اوصاف کے باوجود ان میں مذکورہ بالا پانچ خصوصیات نہیں پائی جاتیں اسی وجہ سے وہ اہل کتاب ان کتب کی تلاوت کے لئے عمدہ آواز کے متلاشی ہوتے اور خوش کن اور دلربا آواز کے ساتھ ان کتب کی تلاوت سنتے لیکن قرآن ایسی تمام چیزوں سے مستغنی ہے اسی وجہ سے اس کی تلاوت طبیعتوں میں ہیجان برپا کر دیتی ہے۔

2۔ کسی چیز کو دین میں شامل کر لینا عقل سے اس کی تمیز کو نہیں چھین لیتی نہ ہی اس کے خیالات کو فاسد کرتی ہے بلکہ اس سے تو انسان کی بصیرت میں کمی کی بجائے اضافہ ہوتا ہے اگر قرآن کے اعجاز کی یہ وجہ ہوتی کہ امت نے اس کو دین میں شامل کر لیا ہے تو پھر کافر اس کے اعجاز کا ضرور انکار کر دیتے جس طرح کہ اہل ایمان نے اس کے اعجاز کا اعتراف کیا ہے۔

http://t.me/Tehqiqat

بارہویں وجہ

اعجاز القرآن کی بارہویں وجہ یہ ہے کہ قرآن پاک بالکل انہیں الفاظ پر مشتمل ہے جو ذات باری تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوئے تھے اور انہیں معانی پر مشتمل ہے جو اسے ودیعت کئے گئے تھے۔ یہ اپنے اسلوب، الفاظ اور انداز بیان کے ساتھ اسی طرح نازل ہوا اور اسی طرح رسول کریم ﷺ نے اسے امت تک پہنچا دیا۔ اس کے کسی معنی یا لفظ میں کوئی کمی و بیشی نہیں ہوئی۔ نہ ہی اس کی ترتیب میں کوئی کمی بیشی ہوئی ہے حتیٰ کہ یہ کسی بھی قسم کی لغزش اور تبدیلی سے بالکل محفوظ ہو گیا۔ قرآن پاک کی موجودہ صورت میں کئی زمانے گزر چکے ہیں۔ زبان نے لغات کے اختلاف کے باوجود اس کی اسی بناوٹ اور حسن بیان کے ساتھ اسے قبول کیا ہے زمانے گزرنے کے باوجود اس میں کسی قسم کا کوئی اختلاف رونما نہیں ہوا۔ مقامات کی دوری کی وجہ سے اس میں کوئی خلل نہیں آیا زبانوں کے اختلاف کی وجہ سے اس میں کوئی تغیر رونما نہیں ہوا۔ قرآن پاک کے علاوہ جتنی بھی کتابیں ہیں ان کے صرف معانی محفوظ ہوتے تھے۔ اگرچہ ان کے الفاظ تبدیل کر دیئے جاتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے تورات کے معانی حضرت موسیٰ علیہ السلام پر القاء کئے انہوں نے اس کے الفاظ یاد کر لئے پھر اس کے معانی کو اپنے الفاظ میں بیان کر دیا۔ اسی طرح انجیل کی کتاب ہے جس کے معانی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب کی طرف سے اور اپنی طرف سے بیان کئے پھر آپ علیہ السلام کے شاگردوں نے ان معانی کو الفاظ کا روپ دے کر ایک کتاب کی شکل دے دی اسی طرح زبور جو ایسی دعاؤں، حمد و ثناء اور تسبیحات پر مشتمل ہے جن کو حضرت داؤد علیہ السلام کی طرف منسوب کیا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ زبور کے الفاظ حضرت داؤد علیہ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اِحۡدَی الطَّآئِفَتَیۡنِ اَنَّهَا لَکُمۡ وَتَوَدُّوۡنَ اَنَّ غَیۡرَ ذَاتِ الشَّوۡکَةِ تَکُوۡنُ لَکُمۡ (انفال:7) ''اور یاد کرو جب وعدہ فرمایا تم سے اللہ نے ایک ان دو گروہوں سے کہ وہ تمہارے لئے ہے اور تم پسند کرتے تھے کہ نہتہ گروہ تمہارے حصے میں آئے۔''

یہ خبر بھی اس وقت دی گئی جب انہوں نے اس کے بارے میں کوئی گفتگو نہیں کی تھی۔ اسی طرح کی اور بھی بہت سی مثالیں پیش کی جا سکتی ہیں۔

اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ اتنے عظیم الشان مجمع میں لوگوں کے خیالات مختلف ہو سکتے ہیں اگر یہ خیالات کچھ افراد کے ذہنوں میں تھے لیکن تمام لوگ تو ایسا نہیں سوچ رہے تھے۔ اگر بعض لوگ ان افعال کا قصد کرنا چاہتے تھے لیکن کچھ لوگ وہ بھی تھے جو ایسے افعال کرنے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتے تھے۔ اس طرح یہ دونوں اقوال بالمقابل آ گئے اور قرآن کا اعجاز باطل ہو گیا۔

اس اعتراض کے دو جواب ہیں:۔

1۔ قرآن پاک نے ان لوگوں کی یہ خبر عمومیت کے اعتبار سے دی ہے کہ عام لوگوں کا رجحان یہ تھا اور ان لوگوں نے خود بھی اس خبر کا انکار نہیں کیا اس لئے یہ بھی قرآن کے لئے معجزہ ہو گا۔

2۔ قرآن پاک نے ان کے اس فعل کو گناہ ثابت کیا وہ بھی اس گناہ سے خارج نہ ہوئے اسی چیز نے ثابت کر دیا کہ وہ گناہ ان تمام میں موجود تھا۔

دسویں وجہ

اعجاز القرآن کی دسویں وجہ یہ ہے کہ کبھی تو اس میں بڑے عظیم اور عجیب وغریب الفاظ استعمال کئے گئے اور کبھی آسان اور عام استعمال ہونے والے الفاظ استعمال کئے نہ ہی اس کے عظیم الشان الفاظ کی وجہ سے مشکل کا احساس ہوتا ہے اور نہ ہی آسان الفاظ کے استعمال کی وجہ سے اس کی حقارت کا احساس ہوتا ہے۔ جب دونوں قسم کے الفاظ جمع ہو جاتے ہیں تو طبیعت ان سے نفرت کرنے کی بجائے ان سے خوشی وفرحت محسوس کرتی ہے یہ وہ خصوصیت ہے جو ہم کسی بھی بشر کے کلام میں نہیں پاتے کیونکہ اس کے کلام کے عظیم الفاظ مشکل کا احساس دلاتے ہیں اور آسان الفاظ اس کی حقارت کی عکاسی کرتے ہیں اور کسی انسان کے کلام میں یہ دونوں قسم کے الفاظ جمع ہو جائیں تو یہ باعث نفرت ہوتے ہیں۔ اس وجہ سے بھی قرآن کا اعجاز ہی ثابت ہوتا ہے۔ اگر یہ سوال کیا جائے کہ قرآن پاک کی کثرت سے تلاوت کی جاتی ہے کان اس کی لذت سے اور زبانیں اس کی حلاوت سے آشنا ہیں اگر ایسا نہ ہوتا تو اس کے بھی مشکل اور آسان الفاظ کا فرق ظاہر ہوتا۔ اس سوال کے دو جواب ہیں:۔

1۔ قرآن کی جو صفت بیان کی گئی ہے کہ اسے پہلی مرتبہ سننے کے وقت اگر اس کے الفاظ کی کیفیت وہ ہوتی جو سوال میں ذکر کی گئی ہے تو پھر اس کی ابتدا کی نوعیت اور ہوتی اور اختتام کی کیفیت اور، 2۔ قرآن پاک کے علاوہ اور کوئی کلام اتنا زیادہ پڑھا ہی نہیں جاتا اس لئے اس کی یہ علت باطل ہو گئی۔

گیارہویں وجہ

اعجاز القرآن کی گیارہویں وجہ یہ ہے کہ اس میں پانچ ایسی خصوصیات ہیں جو انسان کو اس کی تلاوت کرنے کی ترغیب

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

1۔تاکہ پڑھنے والا کسی ایک ہی نوع پر اکتفانہ کرے اور دوسرے سے پہلو تہی نہ کرے۔

2۔جب قاری قرآن پاک کی کوئی ایک سورت پڑھے تو اس میں یہ تمام معانی موجود ہوں تاکہ ان کے پڑھنے سے اس کو تمام فوائد حاصل ہو جائیں اور اسے مکمل ثواب مل جائے۔

اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ بیان میں امتزاج سے تفصیل زیادہ بلیغ ہوتی ہے یعنی اگر کچھ چیز تفصیلاً بیان کی جائے اور چند اشیاء کو ایک دوسرے سے ملا کر بیان کیا جائے تو اول الذکر زیادہ بلاغت کی حامل ہوگی تو اس کا جواب وہی دو وجوہات ہیں جو پہلے گزر چکی ہیں۔

چودہویں وجہ

قرآن پاک کے اعجاز کی چودہویں وجہ یہ ہے کہ اگرچہ قرآن پاک کی کچھ آیات بڑی ہیں اور کچھ چھوٹی ہیں لیکن اس کے باوجود یہ اپنے اسلوب سے خارج نہیں ہوتا اور نہ ہی کلام کے انداز بیان میں حد اعتدال سے تجاوز کرتا ہے جبکہ قرآن پاک کے علاوہ جتنا بھی کلام ہے جب اس کے اجزاء میں فرق آتا ہے تو اس کا وزن بگڑ جاتا ہے خواہ وہ کلام نظم میں ہو یا نثر میں۔ یہ خصوصیت بھی قرآن پاک کے اعجاز میں شامل ہے۔

اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ قرآن پاک کی آیات کا لمبا ہونا بے جا طوالت ہے۔اسی کا نام ھذر ہے اور اس کی آیات کا چھوٹا ہونا باعث نقصان ہے اسی کا نام حصر ہے پھر وہ کلام جو کمی اور بیشی کے مابین متردد ہو وہ معجزہ کیسے ہو سکتا ہے۔اس کے دو جواب ہیں:۔

1۔کلام میں زیادتی اس وقت ھذر ہوتی ہے جب وہ مفید نہ ہو اور کلام میں کمی اس وقت حصر ہوتی ہے جب وہ اتنی مختصر ہو کہ اس پر اکتفانہ کیا جاسکے جبکہ قرآن پاک کی آیات کی طوالت بھی فائدہ مند ہے اور ان کا اختصار بھی مفید ہے اس لئے ان پر حصر اور ھذر کی تعریف صادق نہیں آیا۔

2۔اگر طویل کلام منفرد ہو تو وہ ھذر نہیں ہوگا اسی طرح مختصر کلام بھی اگر منفرد ہو تو اسے بھی حصر نہیں کہیں گے۔ان دونوں کا جمع ہو جانا حصر اور ھذر کا موجب نہیں بن سکتا۔جیسا کہ قرآن پاک کی سورتیں طوالت اور اختصار میں مختلف ہیں اس کی سب سے چھوٹی سورت "سورۃ الکوثر" ہے۔یہ اپنے اختصار کے باوجود چار قسم کے معانی پر مشتمل ہے:

1۔نعمت کی خبر دی گئی ہے،2۔عبادت کا حکم دیا گیا ہے،3۔ایک خوش خبری دی گئی ہے،4۔اس کا انداز بیان۔یہ مختصر سی سورۃ سراپا معجزہ ہے۔وہ سورت جو اس سے طویل ہو اور اس سے زیادہ معانی پر مشتمل ہو وہ کیسے معجزہ نہیں ہو سکتی۔

پندرہویں وجہ

کیونکہ یہ انسانی فطرت سے ماوراء ہے اس لئے زیادہ تلاوت کرنے والا اس کی فصاحت میں اضافہ نہیں کرتا جبکہ دیگر کلام کی فصاحت میں اضافہ کرتا ہے۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

السلام کی طرف سے تھے مذکورہ بالا تمام کتب کے معانی تو اللہ کی جانب سے ہوتے تھے لیکن الفاظ اور انداز بیان اللہ کی طرف سے نہیں ہوتے تھے لیکن قرآن پاک وہ مقدس کتاب ہے جس کے الفاظ، معانی اور ترتیب اللہ کی طرف سے ہے۔ اس لئے یہ شان وعظمت میں باقی تمام کتب سے یہ بالاتر ہے یہ تائید الٰہیہ ہی تھی جس نے قرآن پاک کے اعجاز کی بھی حفاظت کی اور اس کے ساتھ اپنے پیارے محبوب ﷺ کی بھی مدد کی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ۝ (الحجر:9) ''بیشک ہم ہی نے اتارا ہے اس ذکر (قرآن مجید) کو اور یقیناً ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔''

اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ کلام کو اس کے الفاظ اور معانی کے ساتھ یاد کرنا یہ معجزہ نہیں ہوسکتا مثلاً لوگ جاہلیت کے دور کے اشعار یاد کرتے اور حکماء کی ضرب الامثال یاد کر لیتے تھے اس اعتراض کے دو جواب ہیں:

1۔ ان اشعار اور ضرب الامثال کو کہنے والا کوئی اور ہوتا تھا اور وہ منسوب کسی اور کی طرف کئے جاتے تھے۔ پھر یہ تمام اشیاء متروک ہو چکی ہیں ان کی حفاظت کا کوئی اہتمام نہیں ہے۔

2۔ ان تمام کی حالت کے بارے میں کوئی یقینی بات نہیں کی جاسکتی اور نہ ہی ان تمام اشیاء کو باقاعدہ منضبط کیا گیا۔ جبکہ قرآن پاک کی حفاظت کا ذمہ خود اللہ تعالیٰ نے اٹھایا ہوا ہے۔

تیرہویں وجہ

مختلف سورتوں میں مختلف معانی بیان کئے گئے ہیں ایک ہی سورۃ میں وعدہ بھی ہے اور وعید بھی، ترغیب بھی ہے اور ترہیب بھی، کبھی ماضی کی بات ہے اور کبھی مستقبل کی پیشین گوئی، کبھی قصے اور حکایتیں ہیں اور کبھی ضرب الامثال بیان کی جا رہی ہیں۔ کہیں کوئی حکم ہے اور کہیں کوئی جدل ہے ایک ہی سورۃ میں اتنی زیادہ اشیاء بیان کی جاتی ہیں لیکن اس کے باوجود نہ ہی اس سے نفرت کی جاتی ہے اور نہ ہی اس سے کراہت کا اظہار کیا جاتا ہے۔ اگر یہی اشیاء قرآن پاک کے علاوہ کسی اور کلام میں ہوں تو وہ یقیناً نفرت کا باعث ہوں گی کیونکہ ان تمام انواع کا آپس میں کوئی تعلق نہیں اسی وجہ سے قرآن پاک کے علاوہ دیگر تمام الہامی کتب میں ان تمام اشیاء کو علیحدہ علیحدہ ذکر کیا گیا مثلاً تورات پانچ اقسام میں منقسم ہے پہلی قسم میں ابتدائے تخلیق کے بارے میں ذکر ہے۔ دوسری قسم میں بنی اسرائیل کا مصر سے نکل جانا بیان کیا گیا ہے۔ تیسری قسم میں ہر اس چیز کا ذکر ہے جس سے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہوتا ہے۔ چوتھی قسم میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا بنی اسرائیل کو جمع کرنا اور آپ کی تدبیر کرنے کا تذکرہ ہے اور پانچویں قسم میں نوامیس کا بار بار تذکرہ ہے۔ اس معانی کے اختلاف کی وجہ سے ان اقسام کی فضیلت میں اختلاف ہے۔ یہودیوں کے نزدیک تورات میں افضل ترین وہ دس کلمات ہیں جو ان وصایا پر مشتمل ہیں جن کے ساتھ اللہ تعالیٰ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ہمکلام ہوا تھا۔ وہ جب قسم اٹھاتے ہیں تو انہیں کلمات کے ساتھ اٹھاتے ہیں۔

انجیل میں سے وہ چار صحیفے افضل ہیں جن کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے چار شاگردوں کی طرف منسوب کیا جاتا ہے اور یہ ان کی نماز اور عید وغیرہ میں پڑھنے کے لئے مخصوص ہیں اور تورات میں وہ چیز افضل ہے جس کی افضلیت پر اہل کتاب متفق ہیں۔ قرآن پاک جو مختلف معانی پر مشتمل ہے ان کے بہترین ہونے کی دو وجوہات ہیں:

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

آسانی سے پہچان لئے جاتے ہیں۔ اگر اس جیسا کلام بنالینا انسانی قدرت میں ہوتا تو کلمات کی زیادتی یا الفاظ کا تغیر ضرور اس کلام کے ساتھ اس طرح مل جاتا کہ انہیں جدا نہ کیا جاسکتا۔ اگر یہ کہا جائے کہ ایک دفعہ اس میں زیادتی کی گئی وہ ملتبس اور مشتبہ بھی ہوگئی۔ ایک مرتبہ جب حضور اکرم ﷺ پر سورۃ النجم نازل ہوئی تو آپ ﷺ نے اسے مسجد حرام میں جا کر تلاوت کیا حتیٰ کہ حضور نبی مکرم ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: اَفَرَءَیْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰی ﴿۱۹﴾ وَمَنٰوةَ الثَّالِثَةَ الْاُخْرٰی ﴿۲۰﴾ (النجم:20-19) تو شیطان نے آپ ﷺ کی زبان مبارک پر یہ کلمات بھی جاری کر دیئے: ''تِلْکَ الْغَرانِیْقُ الْعُلٰی وَاِنَّ شَفَاعَتَھُنَّ لَتُرْجٰی...... '' حضور ﷺ نے سورۃ مبارک کو ختم کیا اور سجدۂ تلاوت کیا تمام مسلمانوں نے بھی آپ ﷺ کے ساتھ سجدہ کیا۔ مشرک بھی خوش ہوگئے انہوں نے بھی آپ کے ساتھ سجدہ کیا قریش کے کافر آپ ﷺ کے ساتھ راضی ہوگئے۔ حبشہ کی طرف ہجرت کرنے والوں کو جب یہ صورت حال معلوم ہوئی تو وہ مکہ واپس آ گئے۔ حتیٰ کہ جبرائیل نے اس بعد والے کلام کا انکار کیا کہ یہ قرآن پاک میں سے نہیں ہے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر یہ بات بہت گراں گزری اس وقت یہ آیت نازل ہوئی:

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِیٍّ اِلَّآ اِذَا تَمَنّٰٓی اَلْقَی الشَّیْطٰنُ فِیْٓ اُمْنِیَّتِهٖ ۚ فَیَنْسَخُ اللّٰهُ مَا یُلْقِی الشَّیْطٰنُ ثُمَّ یُحْكِمُ اللّٰهُ اٰیٰتِهٖ ؕ (الحج:52)

''اور نہیں بھیجا ہم نے آپ سے پہلے کوئی رسول اور نہ کوئی نبی مگر اس کے ساتھ یہ ہوا کہ جب اس نے کچھ پڑھا تو ڈال دیئے شیطان نے اس کے پڑھنے میں (شکوک) پس مٹا دیتا ہے اللہ تعالیٰ جو دخل اندازی شیطان کرتا ہے پھر پختہ کر دیتا ہے اللہ تعالیٰ اپنی آیتوں کو۔''

معلوم ہوا کہ یہ اضافہ سورت کے اسلوب ہی کی طرح تھا یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہ تھا جب یہ زیادتی اور اضافہ مشتبہ ہوگیا تو اس کے علاوہ قرآن پاک میں جو اضافہ کر دیا جائے وہ مشتبہ کیوں نہیں ہوسکتا۔ اس کے دو جواب ہیں:۔

1۔ اتنی سی زیادتی اس مقدار کو نہیں پہنچتی جتنی مقدار کے ساتھ قرآن پاک نے چیلنج کیا ہے اس لئے یہ اس کے حکم سے خارج ہوگیا۔

2۔ اللہ رب العزت نے جو آیت نازل کی تھی وہ تھی: اَلَّتِیْ عِنْدَھُمْ ھِیَ الْغَرَانِیْقُ الْعُلٰی وَاِنَّ شَفَاعَتَھُنَّ لَتُرْجٰی۔ قریش پر یہ آیت مشتبہ ہوگئی انہوں نے ''اَلَّتِیْ عِنْدَھُمْ'' کو اس آیت سے حذف کر دیا اللہ رب العزت نے اس اشتباہ کی وجہ سے اس آیت کی تلاوت کو ہی منسوخ کر دیا۔

انیسویں وجہ

اعجاز قرآن کی انیسویں وجہ یہ ہے کہ تمام امتیں اس کا مقابلہ کرنے سے عاجز آ گئیں۔ قرآن پاک نے چیلنج کیا کہ وہ اس کی مثل ایک ہی سورت لے آئیں لیکن اس چیلنج نے ان میں کسی قسم کی کوئی تحریک پیدا نہ کی۔ اس کے باوجود کہ انہیں قرآن کے خلاف دلائل کی بھی ضرورت تھی اور ان کی عزت نفس بھی مجروح ہوئی لیکن انہوں نے اس عاجزی کی رسوائی پر ہی صبر کیا قرآن پاک نے انہیں بے وقوف کہا ان کے بتوں کی برائی بیان کی۔ اگر ان میں قرآن پاک کا مقابلہ کرنے کی طاقت ہوتی اور اس

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سولہویں وجہ

قرآن پاک کے اعجاز کی سولہویں وجہ یہ ہے کہ یہ ہر ایک کی زبان پر آسانی سے جاری ہو جاتا ہے حتیٰ کہ اس کو عجمی اور گونگے بھی حفظ کر لیتے ہیں۔لکنت والی زبانوں پر یہ رواں دواں ہو جاتا ہے۔ جتنا اس کتاب کو حفظ کیا گیا ہے اس کے علاوہ اور کسی کتاب کو اتنا حفظ نہیں کیا گیا جس طرح یہ کتاب گونگوں کی زبانوں پر جاری ہوئی ہے اور کوئی کتاب اس طرح جاری نہیں ہو سکتی۔ یہ صرف اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ خصوصیات ہی ہیں جو اللہ تعالیٰ نے اس کو تمام کتب پر فضیلت بخشی ہے۔ اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ بعض اوقات اشعار بھی قرآن پاک کی طرح یاد ہو جاتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ اشعار موزوں وزن میں ہوتے ہیں جس کی وجہ سے لوگ انہیں آسانی سے یاد کر لیتے ہیں اس لئے یہ قرآن پاک کا معجزہ نہ رہا۔

اس کے دو جواب دیئے گئے ہیں: 1۔ اشعار کی وہ تعداد جو مٹ جاتی ہے وہ اس تعداد سے کہیں زیادہ ہوتی ہے جس کو یاد کیا جاتا ہے جبکہ قرآن پاک ہمیشہ سے محفوظ ہے اس کی کوئی آیت بھی محو ہونے والی نہیں ہے، 2۔ وہ اشعار جن کو زبانیں اچھی نہیں سمجھتیں وہ متروک ہو جاتے ہیں جبکہ قرآن تمام کا تمام حلاوت اور مٹھاس سے بھرپور ہے۔ اس لئے یہ متروک بھی نہیں۔

سترہویں وجہ

اعجاز القرآن کی سترہویں وجہ یہ ہے کہ کوئی بھی کلام تین انواع پر مرتب ہو سکتا ہے:

1۔ نثر: یہ مخلوق کے قدرت میں ہے کہ وہ کوئی کلام نثر میں بنا دے۔

2۔ شعر: یہ نثر سے اعلیٰ ہے اس لئے ایک فریق تو اس پر قادر ہوتا ہے جبکہ دوسرا فریق شعر گوئی پر قدرت نہیں رکھتا۔

3۔ قرآن پاک ان تمام مراتب سے اعلیٰ ہے اور تمام اقسام سے برتر ہے مذکورہ بالا دو اقسام سے بلند تر ہے اس لئے مخلوق اس جیسا کلام لانے سے عاجز ہے۔ اگر یہ سوال کیا جائے کہ اگر قرآن معجزہ اور برہان ہوتا تو اس کا کثیر اور قلیل دونوں انسانی استطاعت سے باہر ہوتے لیکن اس کی قلیل مقدار تو انسانی قدرت میں ہے وہ یہ کہ اس کے تین یا چار کلمات کو جمع کر لیا جائے۔ اسی طرح کثیر بھی انسان کے احاطہ قدرت میں آ گیا کیونکہ جب کسی چیز کے اوائل (ابتداء) ممکن کے تحت داخل ہوں تو اس کے اواخر بھی (آخر) ممتنع کی جنس سے خارج ہو جاتے ہیں اس سوال کے دو جواب ہیں: 1۔ جب قرآن پاک کا اعجاز ثابت ہو گیا تو پھر اس کا قلیل اور کثیر انسانی قدرت سے خارج ہو گیا۔ جس طرح کہ قرآن کی چھوٹی سے چھوٹی سورت بھی بنانے پر انسان قدرت نہیں رکھتا۔ اس طرح یہ اعتراض ختم ہو گیا۔

2۔ اگر چند کلمات پر انسان کی قدرت ہو تو اسے اتنے مکمل کلام پر قدرت شمار نہیں کریں گے جس سے چیلنج کیا جا سکے۔ جس طرح کہ کسی شعر کے ایک کلمہ پر یا دو کلمات کے بنانے پر اگر قدرت ہو تو اسے یہ نہیں کہیں گے کہ اسے پورے شعر کے کہنے پر قدرت ہے۔

اٹھارہویں وجہ

قرآن پاک میں اگر کسی وجہ سے کوئی زیادتی ہو جائے تو وہ ممتاز ہو جاتی ہے اور اگر اس کے الفاظ کو تبدیل کر دیا جائے تو وہ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مقابلہ کیا اور یہ بے ہودہ کلام پیش کیا: وَالزَّارِعَاتِ زَرْعًا وَالْحَاصِدَاتِ حَصْداً وَالطَّاحِنَاتِ طَحْنًا وَالْحَافِرَاتِ حَفْرًا وَالنَّارِدَاتِ نَرْدًا وَاللَّاقِمَاتِ لَقْمًا لَقَدْ فُضِّلْتُم عَلٰى اَهْلِ الْوَبَرِ وَمَا سَبَقَكُمْ اَهْلُ الْمَدَرِ اِلٰى غَيْرِ ذٰلِكَ مِنَ الْهَذَيَانِ۔"

ایک اور شخص نے قرآن پاک کا مقابلہ کرنے کے لئے یہ کلام پیش کیا: اَفْلَحَ مَنْ هَيَّمَ فِيْ صَلٰوتِهٖ وَاَطْعَمَ الْمَسَاكِيْنَ مِنْ مَخْلَاتِهٖ وَاَخْرَجَ الْوَاجِبَ مَنْ زَكَاتِهٖ۔

ایک اور شخص نے سوۃ النجم کا مقابلہ کرنے کے لئے اس کلام لغو کو پیش کیا: وَالنَّجْمِ اِذَا سَمَا وَالْبَحْرِ اذا طما مَازَاغَ مُنْذِرُكُمْ وَمَا طَغٰى وَمَا كَذَبَ وَمَا غَوٰى فِيْمَا نَطَقَ بِهٖ وَرَوٰى

اللہ تعالیٰ نے اسی افترا کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے: وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ قَالَ اُوْحِيَ اِلَيَّ وَلَمْ يُوْحَ اِلَيْهِ شَيْءٌ (الانعام:93) ''اور کون زیادہ ظالم ہے اس سے جو بہتان باندھے اللہ پر جھوٹا یا کہے کہ وحی کی گئی ہے میری طرف حالانکہ نہیں وحی کی گئی اس کی طرف کچھ بھی''

اوپر قرآن پاک کے مقابلہ میں جو کلام پیش کیا گیا ہے اس میں قرآن پاک کی سورتوں کے ساتھ ہی مشابہت پیدا کرنے کی کوشش کی گئی ہے اور بڑی سورتوں سے اعراض کر کے چھوٹی سورتوں کا مقابلہ کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ انہوں نے اس بے عیب کلام کے سامنے اپنے سقیم کلام کو پیش کیا اور اس مرقع حسن و جمال کے سامنے اپنے لغو اور بے ہودہ کلام کو پیش کیا اس بے معنی اور لغو کلام کے ساتھ اس عظیم ترین اور بلند ترین کلام کا مقابلہ کیسے کیا جا سکتا ہے۔ قرآن پاک کے ساتھ مذکورہ بالا بے ہودہ کلام کو ملا دینا ایسے ہی ہے جس طرح سحبان (ایک عظیم مقرر) کی فصاحت کو باقل (ایک احمق) کی حماقت کے ساتھ ملا دیا جائے یا مجنون کی خلط ملط گفتگو کو ایک دانشمند کی محتاط گفتگو سے ملا دیا جائے۔ یا جس طرح کوئی شخص درخت کو مٹی پر قیاس کرے۔ صفائی اور گندگی کو ایک جیسا سمجھے جس شخص نے اس کام کی کوشش کی جو اس کی فطرت میں نہ تھی وہ ہمیشہ اس کام میں ذلیل ہوا۔ ندامت و شرمندگی اس کا مقدر ہوگئی۔

بیسویں وجہ

اعجاز قرآن کی بیسویں وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مخالفین کو اس کا مقابلہ کرنے سے پھیر دیا۔ پھر اس میں علماء کا اختلاف ہے کیا مخالفین سے مقابلہ کرنے کی قوت ہی چھین لی گئی تھی اگر وہ اس جیسا کلام پیش کرنے کی قدرت رکھتے تھے تو وہ ضرور پیش کرتے یا انہیں مقابلہ کی قدرت تو حاصل تھی لیکن صرف اس کلام کا مقابلہ کرنے سے اللہ تعالیٰ نے ان کو پھیر لیا۔ مذکورہ بالا دونوں اقوال کے مطابق اعجاز قرآن ضرور ثابت ہوگا۔ خواہ ان میں مقابلہ کرنے کی قوت ہی نہ ہو یا قوت تو ہو لیکن مقابلہ سے اللہ تعالیٰ نے انہیں پھیر لیا ہو۔ اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ اگر وہ اس جیسا کلام لانے سے تو عاجز تھے لیکن وہ ایسا کلام لانے سے عاجز نہ تھے جو مرتبہ میں اس کے قریب تر ہو۔ اگرچہ وہ رتبہ میں اس سے کم ہو اور معجز کلام تو وہ ہوتا ہے کہ جس طرح اس جیسا کلام پیش کرنے کی قدرت نہ ہو اسی طرح اس کے مرتبہ کے قریب تر کلام پیش کرنے کی بھی قدرت نہ ہو اس کے دو جواب ہیں:

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جیسا کلام پیش کرنے کی ان میں استطاعت ہوتی تو ایسا کلام پیش کر کے اسے اپنے لئے ضرور دلیل بناتے اور حضور اکرم ﷺ کی نبوت کا رد کرتے لیکن انہوں نے ایسا کلام پیش کرنے سے اعراض کیا اور اس کلام کا مقابلہ کرنے کی بجائے انہوں نے میدان جنگ میں اپنی جانوں کو قربان کیا اور حضور اکرم ﷺ سے قتال کرنے کے لئے اپنے خون بہائے۔ اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ ممکن ہے کہ انہوں نے قرآن پاک کا مقابلہ کیا ہو اور اس جیسا کلام پیش کیا ہو لیکن وہ کلام اسی طرح چھپا دیا گیا ہو جس طرح کہ وہ اشعار چھپا دیئے گئے تھے جن میں بعض کفار نے آپ ﷺ کی ہجو بیان کی تھی اس کے دو جواب ہیں:۔

1۔ اگر کفار قرآن پاک کا مقابلہ کرتے تو وہ ظاہر ہو جاتا اور اگر وہ ظاہر ہو جاتا تو پھر چار دانگ عالم میں اس کی شہرت ہو جاتی کیونکہ مشہور چیز کو چھپایا نہیں جا سکتا کیونکہ طبیعتوں میں خود ہی ان کو معروف کرنے کی خواہش ہوتی ہے اور دل اس کی اشاعت کا تقاضا کرتے ہیں اگر یہ کہا جائے کہ قرآن پاک کا مقابلہ تو کیا گیا لیکن پھر اسے پوشیدہ کر دیا گیا جس طرح کہ حضور ﷺ کے متعلق ہجو یہ اشعار کو پوشیدہ کر دیا گیا تو اس کے جواب میں یہ کہا جائے گا کہ اگر قرآن پاک کے مقابلہ کے ساتھ ایسا ہو سکتا ہے تو پھر ہر نبی کے معجزہ میں بھی ایسا ہو سکتا ہے کہ یہ کہا جائے۔

2۔ قرآن پاک کے مقابلہ کو آپ ﷺ کی رسالت کو رد کرنے کے لئے ان کے لئے دلیل بنایا گیا تھا اگر وہ قرآن پاک کا مقابلہ کرتے تو اسے حضور ﷺ کے خلاف دلیل بناتے تو یہ ظاہر ہو جاتا لیکن انہوں نے حضور ﷺ کے ساتھ جنگ و جدل کیا اپنی جانوں کو ہلاک کیا اپنے اموال کو تباہ کیا۔ اگر ان کے لئے قرآن کا مقابلہ کر کے حضور ﷺ کی رسالت کا رد ممکن ہوتا تو وہ اس آسان چیز کو چھوڑ کر مشکل چیز سے آپ ﷺ کا مقابلہ کیوں کرتے۔ پھر جس کلام کے ساتھ کلام الٰہی کا مقابلہ کیا گیا اس میں بھی عاجزی کا ہی اظہار ہے وہ کلام اتنا ناقص ہے کہ اس کے الفاظ کے ضعف اور انداز بیان کی کمزوری نے اس میں حقارت پیدا کر دی ہے۔

ابن قتیبہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ مسیلمہ کذاب نے قرآن پاک کا مقابلہ کرنے کے لئے اس کلام کو پیش کیا: یَا ضِفْدَعُ نَقِّیْ کَمْ تَنُقِّیْنَ اَعْلَاکِ فِی الْمَآءِ وَاَسْفَلُکِ فِی الطِّیْنِ لَا الْمَآءُ تُکَدِّرِیْنَ وَلَا الشُّرْبَ تَمْنَعِیْنَ ''اے مینڈک تو کب تک ٹراتا رہے گا تیرا اوپر والا حصہ پانی میں ہے اور نچلا حصہ کیچڑ میں ہے نہ تو پانی کو گدلا کر سکتا ہے اور نہ ہی پانی پینے سے تو منع کر سکتا ہے۔''

جب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے یہ کلام سنا تو آپ نے فرمایا یہ کلام اللہ نہیں ہے۔

اسی طرح ایک اور احمق نے سورۃ الفیل کا مقابلہ کرنے کی کوشش کی مجھے گمان ہے کہ وہ العنسی تھا۔ وہ لکھتا ہے: اَلَمْ تَرَ کَیْفَ فَعَلَ رَبُّکَ بِالْحُبْلٰی۔ خَرَجَ مِنْ بَطْنِهَا نَسَمَةٌ تَسْعٰی مِنْ بَیْنِ شَرَاسِیْفَ وَاَحْشٰی۔

اسی طرح اس کے دوسرے بھائی نے سورۃ الفیل کے مقابلہ میں یہ لغو کلام پیش کیا: اَلْفِیْلُ مَا الْفِیْلُ وَمَا اَدْرٰکَ مَا الْفِیْلُ لَهٗ ذَنَبٌ وَثِیْلٌ وَمِشْفَرٌ طَوِیْلٌ وَاِنَّ ذٰلِکَ مِنْ ذٰلِکَ مِنْ خَلْقِ رَبِّنَا لَقَلِیْلٌ۔

حاکم نے عکرمہ رحمہما اللہ تعالیٰ سے روایت کیا ہے کہ نضر بن حارث فصحاء قریش میں سے تھا اس نے بھی قرآن پاک کا

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

2۔ جنات وغیرہ کے بارے میں کسی انسان کو علم نہیں ہوتا۔ ان کے بارے میں انبیاء اور رسل علیہم السلام ہی بتاتے ہیں۔ اگر وہ ان کے بارے میں نہ بتاتے تو پھر کسی انسان کو بھی ان کا علم نہیں ہو سکتا تھا اور وہ معلوم نہیں کر سکتے تھے کہ دنیا میں جن، جانّ اور شیطان بھی موجود ہیں۔ شیطان اور جنات لوگوں کو بلند آواز سے پکارتے اور انہیں انبیاء کی معصیت کی طرف بلاتے اگر یہ شیاطین اور جنات انسان کے مددگار ہوتے تو انہیں انبیاء کی اطاعت اور بندگی کی طرف بلاتے کیونکہ وہ آدمی جس کی اطاعت کی جائے اور جس سے محبت کی جائے وہ اس بات کا زیادہ مستحق ہوتا ہے کہ اس کی مدد کی جائے۔ بہ نسبت اس آدمی کے جس کی نافرمانی کی جائے اور اس سے عداوت کی جائے۔

3۔ شیاطین انسان کی مدد کرنے پر صرف اس وقت قادر ہوتے ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ ان کی مدد کرتا ہے وہ شیطان اور جنات کی اس وقت مدد نہیں کرتا جبکہ وہ اس کی بات کو جھٹلا رہے ہوں اور اگر ایسا کلام بنانے میں جنات کی مدد اللہ کے حکم سے ہو تو وہ کلام معجز ہوگی کیونکہ یہ تائید اللہ کے فضل کی وجہ سے ہے یہ اسی طرح ہے جس طرح حضرت سلیمان علیہ السلام کے لئے جنات کو مسخر کر دیا گیا تھا لیکن اللہ تعالیٰ کی ذات اس بات سے مستغنی ہے کہ شیاطین اس کے رسل کی طرف اس کے سفیر ہوں اور اس کے انبیاء علیہم السلام کے مددگار ہوں جبکہ وہ شیاطین لوگوں کو اس کی اطاعت سے منع کرتے ہیں اور اس کی نافرمانی کی طرف بلاتے ہیں قرآن پاک نے تو جنات کو بھی اس طرح چیلنج کیا تھا جس طرح اس نے انسانوں کو چیلنج کیا۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَ الْجِنُّ عَلٰۤى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَ لَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا ﴿۸۸﴾ (اسرائیل: 15) ”(بطور چیلنج) فرمائیے کہ اگر اکٹھے ہو جائیں سارے انسان اور سارے جن اس بات پر کہ لے آئیں اس قرآن کی مثل تو ہرگز نہ لا سکیں گے اس کی مثل اگرچہ وہ ہو جائیں ایک دوسرے کے مددگار۔“

اللہ تعالیٰ نے ان کی عاجزی کو یوں بیان کیا ہے: اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا ﴿۱﴾ یَّهْدِیْۤ اِلَى الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ (الجن: 2-1) ”انہوں نے (جا کر دوسرے جنات کو) بتایا کہ ہم نے ایک عجیب قرآن سنا ہے راہ دکھاتا ہے ہدایت کی پس ہم (دل سے) اس پر ایمان لے آئے۔“

علامہ ماوردی کا کلام ختم ہو گیا۔

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ”الاتقان“ میں بیان کیا ہے:

”جب یہ ثابت ہو گیا کہ قرآن پاک ہمارے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا معجزہ ہے تو پھر اعجاز کی وجوہات کو معلوم کرنا ضروری ہے تاکہ معلوم ہو جائے کہ وہ کون سی وجہ ہے جس کی وجہ سے قرآن پاک معجزہ ہے۔ اس بحر بے کراں میں بہت سے لوگوں نے شناوری کی ہے۔ بعض لوگوں نے تو عمدہ وجوہات بیان کی ہیں لیکن بعض علماء کی بیان کردہ وجوہات حسین اور عمدہ نہیں ہیں۔ بعض علماء نے یہ گمان کیا ہے کہ ہم پایہ کلام پیش کرنے کا چیلنج اس قدیم کلام کا تھا جو اللہ تعالیٰ کی صفات میں شامل ہے اور اس کے بارے میں اہل عرب کو تکلیف مالا یطاق کا مکلف بنایا گیا (3) اسی وجہ سے وہ ایسا کلام لانے سے عاجز آ گئے لیکن یہ باطل نظریہ ہے کیونکہ ہر وہ چیز جو انسان کے لئے مالا یطاق ہو اس کے ساتھ چیلنج کرنے کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

1۔قرآن پاک کے مرتبہ کے قریب تر مرتبہ کا کلام جبکہ وہ اپنے کمال سے کم درجہ کا ہوگا وہ قرآن پاک کے اسلوب کی طرح ہوگا حالانکہ اس جیسا اسلوب بھی ممتنع ہے اس لئے مقاربت باطل ہوگئی اور اعجاز ثابت ہوگیا۔

2۔مقاربت مماثلث کے مانع ہے یعنی اگر وہ کلام اس کے کلام مرتبہ کے قریب تر تو ہوگا لیکن کمال میں اس کا ہم پلہ نہیں ہوگا اور قرآن پاک کا چیلنج تو یہ ہے کہ اس کا ہم مرتبہ کلام پیش کیا جائے۔

جب مذکورہ بالا تمام وجوہات سے قرآن پاک کا اعجاز ثابت ہوگیا۔ان وجوہات میں سے ہر وجہ بذات خود معجز ہے جب یہ تمام وجوہات قرآن پاک میں پائی جاتی ہیں تو قرآن کا اعجاز کتنا عظیم ہوگا اور اس کے دلائل کتنے عیاں اور ظاہر ہوں گے۔ قرآن پاک بھی دیگر انبیائے کرام کے معجزات ،مثلاً حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے سمندر کا پھٹ جانا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے مردوں کا زندہ ہونا، کی طرح ہوگیا کیونکہ معجزہ میں حجت کا انحصار اس بات پر ہے کہ ایسی چیز پیدا کی جائے کہ مخلوق میں اس جیسی چیز لانے کی استطاعت نہ ہو۔خواہ وہ چیز جسم ہو یا عرض۔

اگر یہ سوال کیا جائے کہ کیا ہم قرآن پاک جیسا کلام پیش کرنے سے عرب العاربہ (اہل عرب) کی عاجزی کا اعتبار کریں گے اور بعد میں آنے والوں کی عاجزی کا اعتبار نہیں کریں گے یا اس میں تمام لوگوں کی عاجزی کا اعتبار کیا جائے گا۔

اس میں علماء کا اختلاف ہے بعض علماء تو یہ فرماتے ہیں کہ اس جیسا کلام لانے کے عجز میں تمام مخلوق کا اعتبار کیا جائے گا تا کہ عاجزی کی عمومیت ثابت ہو بعض علماء فرماتے ہیں کہ اس میں صرف العرب العاربہ (اصل عرب) کا اعتبار کیا جائے گا تا کہ عاجزی کا اعتبار اس آدمی کی وجہ سے کیا جائے جس کی فطرت میں ہی عرب لغت کا ملکہ تھا اسے کسی تکلف کی ضرورت تھی نہ ہی کہیں سے کچھ سیکھنے کی۔پھر علماء کا اس میں اختلاف ہے کہ کیا قرآن جیسا کلام پیش کرنے سے عاجزی صرف اس زمانہ کے لوگوں تک محدود ہے یا کہ تمام زمانے کے لوگ اس میں شامل ہیں۔بعض علماء فرماتے ہیں کہ صرف اس زمانے کے لوگوں کی عاجزی کا ہی اعتبار کیا جائے گا کیونکہ وہ تمام زمانوں کے لوگوں پر حجت ہیں۔بعض علماء فرماتے ہیں کہ اس میں ہر زمانے کے لوگوں کی عاجزی کا اعتبار کیا جائے گا کیونکہ قرآن پاک کے چیلنج میں تمام زمانوں کے لوگ شامل ہیں۔

اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ ہر وہ کلام جو انسان پیش کرے اور دیگر انسان اس جیسا کلام نہ پیش کر سکیں تو یہ بات ضروری نہیں کہ وہ کلام اللہ ہی کی طرف سے ہو بلکہ ممکن ہے کہ جنات نے اس کی مدد کی ہو حتیٰ کہ وہ کلام انسانوں کی قدرت سے مافوق ہو گیا ہو جس طرح کہ جنات حضرت سلیمان علیہ السلام کی مدد کیا کرتے تھے اور وہ امور سرانجام دیا کرتے تھے جن سے انسان عاجز تھے۔اس سوال کے تین جواب ہیں:

1۔یہ اعتراض تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے رونما ہونے والے معجزات مثلاً سمندر کے پھٹ جانے پر بھی کیا جاسکتا ہے۔اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات مثلاً مردوں کا زندہ کرنا، پر بھی یہ اعتراض ہوسکتا ہے بلکہ ہر نبی کے ہر معجزہ پر یہ اعتراض ہوسکتا ہے۔معترض کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ بعض معجزات کو تو جنات کی تائید کے ساتھ خاص کرے اور بعض کو نہ کرے بلکہ یہ تو ہر معجزہ پر اعتراض کیا جاسکتا ہے۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

(آل عمران:122) ''جب ارادہ کیا دو جماعتوں نے تم میں سے کہ ہمت ہار دیں۔''

وَيَقُوْلُوْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ لَوْلَا يُعَذِّبُنَا اللّٰهُ (المجادلہ:8) ''اور کہا کرتے ہیں آپس میں کہ (اگر یہ سچے رسول ہیں) تو اللہ تعالیٰ ہمیں عذاب کیوں نہیں دیتا۔''

قاضی ابوبکر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ قرآن پاک کے اعجاز کی وجہ اس میں نظم، تالیف اور پختگی کا ہونا ہے اس کا اسلوب عرب میں مروج تمام اسالیب سے جداگانہ ہے اس کا انداز بیان ان کے انداز بیان سے منفرد ہے اس وجہ سے وہ اس کا مقابلہ نہ کر سکے۔ قاضی ابوبکر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ وہ عجیب انداز اور اسلوب جس کی وجہ سے اہل عرب شعر کہتے ہیں اس کی وجہ سے بھی قرآن پاک کے اعجاز کو نہیں پہچانا جا سکتا کیوں کہ وہ اسلوب خلاف عادت نہیں بلکہ علم، مسلسل محنت اور جانفشانی سے اس کا حصول ممکن ہے جس طرح کہ شعر کہنا، خطابت سیکھنا اور بلاغت میں مہارت حاصل کرنا ممکن ہے یہ ایک ایسی راہ ہے جس پر ہر کوئی گامزن ہو سکتا ہے لیکن قرآن پاک کا اسلوب اور انداز بیان تو وہ ہے جس کا پہلے کوئی نمونہ نہیں کہ جس کی پیروی کی جا سکے نہ پہلے کوئی راہ نما ہے کہ جس کی اقتداء کی جائے اور نہ یہ ایسا کلام ہے جو اتفاقاً وقوع پذیر ہوا ہو۔ ہم یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ بعض قرآن پاک کا اعجاز واضح اور عیاں ہے جبکہ بعض قرآن کا اعجاز ادق اور پوشیدہ ہے۔ امام فخر الدین رازی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ قرآن پاک کے اعجاز کی وجہ اس کی فصاحت، عجیب اسلوب اور تمام عیوب سے سلامتی ہے۔

علامہ زملکانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ قرآن پاک کا اعجاز اس کے حسن تالیف میں مضمر ہے یعنی اس کے الفاظ میں ہر قسم کی ترکیب اور وزن کو پیش خاطر رکھا گیا ہے اسی طرح اس کے مرکبات معنی کے لحاظ سے بھی بلند ترین ہیں گویا کہ کلام مقدس نے معنی اور لفظ ہر دو فن کے لحاظ سے اعلیٰ ترین مرتبہ حاصل کر لیا ہے۔

ابن عطیہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اعجاز کی وجہ جس پر جمہور کا اتفاق ہے وہ اس کے اسلوب کا حسن، اس کے معانی کی صحت اور اس کے الفاظ کی فصاحت ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا علم ہر چیز کو محیط ہے اس نے تمام کلام کا احاطہ کر رکھا ہے۔ جب قرآن پاک کے الفاظ ترتیب دیئے گئے تو علم الٰہی تمام الفاظ کو محیط تھا وہ جانتا تھا کہ یہ لفظ اس لفظ کے ساتھ ملنے کی کتنی صلاحیت رکھتا ہے اور ایک معنی دوسرے معنی کے اظہار پر کتنا قادر ہے ابتداء سے لے کر انتہاء تک تمام قرآن پاک اسی طرح ترتیب دیا گیا ہے۔ جبکہ انسان پر غفلت، نسیان اور ذہول کا غلبہ ہے یقیناً ایک انسان کے پاس اتنا علم نہیں جس سے وہ ان تمام الفاظ و معانی کا احاطہ کر لے اسی وجہ سے قرآن پاک بلاغت و فصاحت کے بلند ترین درجہ پر متمکن ہو کر آیا ہے۔ اس سے اس شخص کا قول بھی باطل ہو گیا جو یہ کہتا ہے کہ اہل عرب اس جیسا کلام تو پیش کر سکتے تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے انہیں ایسا کرنے سے روک دیا۔ حقیقت یہ ہے کہ ان میں سے ایک کو بھی ایسا کلام پیش کرنے کی قدرت نہ تھی۔ تو کسی فصیح و بلیغ انسان کو دیکھتا ہے وہ اپنے قصیدے یا خطبے کی کانٹ چھانٹ کرتا ہے وہ اس پر پورا ایک سال صرف کرتا ہے لیکن جب پھر اس کو دیکھتا ہے تو اس میں ابھی اصلاح کی گنجائش ہوتی ہے۔ جب کہ کتاب الٰہی کی کیفیت یہ ہے کہ اگر اس سے ایک لفظ نکال لیا جائے پھر پوری عربی زبان میں اس سے خوبصورت لفظ تلاش کیا جائے تو ایسا لفظ ملنا ممکن نہیں۔ قرآن کے اکثر مقامات سے ہمارے

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

درست بات وہی ہے جو جمہور علماء نے فرمائی ہے کہ چیلنج اس چیز کے ساتھ ہے جو قدیم پر دلالت کرنے والی ہے اس سے مراد قرآن پاک کے الفاظ ہیں۔

پھر نظام نے یہ گمان کیا ہے کہ قرآن پاک کا اعجاز ''صرفہ'' کی وجہ سے ہے اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اہل عرب کو اس کا مقابلہ کرنے سے روک دیا تھا ان سے عقول کو چھین لیا تھا وہ قرآن پاک کا مقابلہ تو کر سکتے تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے انہیں ایسا کرنے سے روک دیا۔ اسی طرح یہ معجزہ بھی دیگر معجزات کی مانند ہو گیا۔ یہ قول بھی فاسد ہے۔ اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے: قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ...... الخ۔

یہ آیۂ مبارکہ اس بات کو ثابت کرتی ہے کہ ان میں اس کلام کا مقابلہ کرنے کی قدرت تو تھی لیکن وہ اس کا مقابلہ کرنے سے عاجز آ گئے تھے اور اگر ان سے یہ قدرت ہی چھین لی جاتی تو پھر ان کے اس عظیم اجتماع کا کوئی فائدہ نہیں رہتا کیونکہ وہ اجتماع ایسے ہی تھا جیسا کہ مردے جمع ہوں اور مردوں سے ایسے کلام سے عجز ثابت کرنا کوئی معنی ہی نہیں رکھتا۔ اس کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ اس بات پر اجماع ہے کہ اس اعجاز کی نسبت قرآن پاک کی طرف ہے یعنی معجز قرآن ہے اگر اس میں اعجاز کا وصف موجود ہی نہ ہو تو پھر یہ معجز کیسے ہو سکتا ہے اس صورت میں تو اللہ تعالیٰ معجز ہو گا جو ان سے اس جیسا کلام پیش کرنے کی قوت کو چھین رہا ہے۔ اسی طرح اگر ''صرفہ'' کا قول کیا جائے تو پھر چیلنج کا زمانہ ختم ہونے کے ساتھ ہی قرآن کا اعجاز بھی ختم ہو جائے گا اور قرآن پاک اعجاز سے خالی رہ جائے گا اور یہ بات اس امت مسلمہ کے اس اجماع کے بھی خلاف ہے کہ صرف قرآن پاک ہی وہ عظیم معجزۂ رسول ﷺ ہے جو ابھی تک باقی ہے اس کے علاوہ کوئی اور معجزہ باقی نہیں ہے۔

قاضی ابوبکر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو دلیل صرفہ کے نظریہ کا رد کرتی ہے وہ یہ ہے کہ اگر یہ کہا جائے کہ مقابلہ تو ممکن تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے ان سے ان کی صلاحیتوں کو سلب کر لیا تھا تو پھر یہ کلام معجز نہیں رہے گا بلکہ وہ اللہ تعالیٰ کا ان کو اس امر سے روکنا معجز ہو جائے گا پھر اس کلام مقدس کی دیگر کلاموں پر کوئی فضیلت باقی نہیں رہے گی۔

ایسے ہی علماء کے ایک گروہ نے کہا ہے کہ وہ تمام لوگ ایسے کلام پر قادر تھے لیکن انہیں اس ترتیب کی وجہ معلوم نہ تھی جس کی وجہ سے وہ ایسا کلام پیش نہ کر سکے اگر وہ اس ترتیب کو جان لیتے تو وہ ضرور ایسا کلام پیش کر لیتے ان علماء میں سے ایک عالم کا یہ تعجب خیز قول بھی ہے کہ ان سے تو اس جیسا کلام پیش کرنے سے عاجزی ثابت ہو گئی لیکن ان کے بعد جو قوم آئی وہ ایسا کلام پیش کرنے پر قادر تھی لیکن انہوں نے اس طرف کوئی توجہ نہیں کی۔

ایک گروہ نے یہ کہا ہے کہ قرآن پاک کے اعجاز کی وجہ وہ غیب کی خبریں ہیں جو اس نے مستقبل کے بارے میں دی ہیں کیونکہ اہل عرب ایسا کرنے پر قادر نہ تھے۔ ایک گروہ کہتا ہے کہ قرآن مجید کے اعجاز کی وجہ یہ ہے کہ اس نے زمانہ ماضی کی داستانوں اور حکایات کی خبر اس طرح دی گویا کہ کوئی انسان اس وقت وہاں موجود تھا اور انہیں دیکھ کر خبر دے رہا ہے۔

ایک گروہ کہتا ہے کہ قرآن پاک کے اعجاز کی وجہ یہ ہے کہ اس نے ان خیالات کی خبر دی ہے جو ابھی تک انسانوں کے اندر پوشیدہ تھے اور ان کا اظہار کسی نے بھی نہیں کیا تھا۔ مثلاً ارشاد باری تعالیٰ ہے: اِذْ هَمَّتْ طَّآئِفَتٰنِ مِنْكُمْ اَنْ تَفْشَلَا

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

انسان ہنسی سے لوٹ پوٹ ہو جاتا ہے۔ جبکہ قرآن پاک کی مندرجہ بالا تمام صفات تھیں جنہوں نے بلغاء کو عاجز کر دیا اور فصحاء کو گونگا بنا دیا۔ قرآن پاک کے اس اعجاز پر ایک دلیل اجمالی بھی ہے وہ یہ ہے کہ تمام اہل عرب اس جیسا کلام لانے سے عاجز آ گئے حالانکہ قرآن پاک ان کی زبان میں نازل ہوا تھا جب اہل زبان اس جیسا کلام لانے سے عاجز ہیں تو وہ لوگ جن کی زبان عربی نہیں وہ اس جیسا کلام پیش کرنے سے عاجز تر ہوں گے۔ قرآن پاک کا اعجاز جاننے کے لئے ایک تفصیلی دلیل ہے اس کی ابتداء یہ ہے کہ انسان اس کی خاص تراکیب میں غور و فکر کرلے اس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ قرآن پاک کو اس ذات نے نازل کیا ہے جس کا علم ہر چیز کو محیط ہے۔

علامہ اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر میں ذکر کیا ہے کہ قرآن پاک کے اعجاز کی دو وجوہات ہیں:

1۔ وہ اعجاز جس کا تعلق اس کی اپنی ذات کے ساتھ ہے، 2۔ لوگوں کا اس کا مقابلہ کرنے سے عاجز آ جانا وہ اعجاز جس کا تعلق قرآن پاک کی ذات کے ساتھ ہے اس کی پھر دو صورتیں ہیں:

1۔ یا تو وہ اعجاز قرآن پاک کی فصاحت اور بلاغت کی وجہ سے ہوگا، 2۔ وہ اعجاز قرآن پاک کے معنی کی وجہ سے ہوگا۔

قرآن پاک کا وہ اعجاز جس کا تعلق اس کی فصاحت اور بلاغت کے ساتھ ہے اس اعجاز کا تعلق اس کے اصل کے ساتھ نہیں اور اصل سے مراد لفظ اور معنی ہے کیونکہ قرآن پاک کے الفاظ وہی ہیں جو اہل عرب کے الفاظ تھے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: قُرْءٰنًا عَرَبِيًّا (یوسف:2)، بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِيْنٍ ﴿۱۹۵﴾ (الشعراء:195)

اور نہ ہی اس کے اعجاز کا تعلق اس کے معنی کے ساتھ ہے کیونکہ اس کے اکثر معانی سابقہ کتب میں موجود ہیں ارشاد ربانی ہے: وَاِنَّهٗ لَفِیْ زُبُرِ الْاَوَّلِیْنَ ﴿۱۹۶﴾ (الشعراء:196) قرآن پاک میں جو معارف الٰہیہ، تخلیق انسانی کی ابتداء، قیامت اور دیگر غیب کی خبریں بیان کی گئی ہیں قرآن پاک کا اعجاز قرآن پاک کی طرف راجع نہیں اس حیثیت سے کہ وہ قرآن پاک ہے بلکہ ان میں قرآن پاک کا اعجاز اس وجہ سے ہے کہ یہ چیزیں کسی تعلم اور تعلیم کے بغیر حاصل ہوئی ہیں۔ نیز غیب کی خبریں غیب کی خبریں ہی ہوتی ہیں خواہ انہیں اس اسلوب سے بیان کیا جائے یا کسی اور اسلوب سے عربی زبان میں بیان کر دیا جائے یا انہیں کسی اور عبارت یا اشارہ سے بیان کیا جائے وہ ہر صورت میں غیب کی خبریں ہی رہیں گی۔

قرآن پاک کے اعجاز کا تعلق مذکورہ بالا تمام چیزوں میں سے کسی کے ساتھ نہیں بلکہ قرآن پاک کے اعجاز کی وجہ وہ مخصوص انداز بیان (نظم) ہے جو قرآن پاک کی صورت، اس کے الفاظ اور معانی کے ساتھ مخصوص ہے صورتوں کے مختلف ہونے کی وجہ سے اشیاء کا حکم بھی مختلف ہو جاتا ہے اور اس کا نام بھی بدل جاتا ہے لیکن عنصر (اصل) کی وجہ سے اس چیز میں کسی قسم کی کوئی تبدیلی نہیں آتی۔ مثلاً انگوٹھی، بالی اور کنگن۔ یہ تمام ایسی اشیاء ہیں جس کی صورتوں میں تبدیلی کی وجہ سے ان کے نام بھی تبدیل ہو گئے یہ تبدیلی ان کے اصل کی وجہ سے نہیں ہوئی اصل سے مراد سونا، چاندی اور لوہا ہے بلاشبہ وہ انگوٹھی جو لوہے چاندی یا سونے سے بنائی گئی ہو اس کو انگوٹھی ہی کہیں گے اگرچہ ان کے عنصر مختلف ہیں اور اگر انگوٹھی، بالی اور کنگن کو سونے سے بنایا جائے تو ان کی صورت کے اختلاف کی وجہ سے ان کے نام بھی مختلف ہوں گے۔ اگرچہ ان میں اصل ایک ہی ہے۔ اس سے

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

لئے اس کا جمال و کمال ظاہر ہوتا ہے جبکہ کئی مقامات پر اس کی خوبیاں ہم سے پوشیدہ رہتی ہیں کیونکہ ہم زبان دانی میں اہل عرب سے کم ہیں کیونکہ اس وقت ان میں ذوق کی سلامتی بھی تھی اور شعر و شاعری کا ملکہ بھی موجود تھا۔ ان اہل عرب کی وجہ سے پوری دنیا کے خلاف دلیل قائم ہوگئی کیونکہ وہ فصیح و بلیغ تھے لیکن اس کلام مقدس کا مقابلہ نہ کر سکے تو دیگر افراد کیسے کر سکتے ہیں۔

جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجزہ میں جادوگروں کی وجہ سے دلیل قائم ہوئی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزہ میں اطباء کی وجہ سے دلیل قائم ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کو ایسے ہی فن میں معجزات عطا کئے ہیں جس فن کی اس کے زمانہ میں شہرت تھی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں سحر کا دور دورہ تھا اللہ تعالیٰ نے اسی فن کی طرح کا انہیں معجزہ عطا فرمایا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں طب کا شہرہ تھا تو اللہ تعالیٰ نے انہیں ایسے معجزات عطا فرمائے جنہوں نے اطباء کو مبہوت کر دیا اور آقائے نامدار، مدنی تاجدار، سیاح لامکان ﷺ کے زمانہ اقدس میں فصاحت و بلاغت کا چرچا تھا اس لئے آپ ﷺ کو وہ معجزہ عطا کیا گیا جس نے تمام فصحاء اور بلغاء کے منہ بند کر دیئے۔

حازم نے منہاج البلغاء میں لکھا ہے کہ اعجاز القرآن کی وجہ یہ ہے کہ اس میں فصاحت اور بلاغت تمام اطراف اور جوانب سے پائی جاتی ہے۔ اس فصاحت اور بلاغت میں اتنا تسلسل اور استمرار ہے کہ اس میں کوئی نقص یا کمی نہیں۔ کوئی انسان بھی ایسی گفتگو کرنے پر قادر نہیں ہے جبکہ عرب کے فصحاء اور بلغاء کے کلام میں تمام اطراف اور جوانب میں فصاحت اور بلاغت نہیں پائی جاتی بلکہ کہیں تو یہ فصاحت و بلاغت موجود ہوتی ہے اور کہیں اس میں وہ دلکشی اور جاذبیت نظر نہیں آتی۔ یعنی ان کے تمام اجزاء میں فصاحت اور بلاغت نہیں پائی جاتی بلکہ بعض اجزاء میں پائی جاتی ہے۔ علامہ مراکشی رحمۃ اللہ علیہ نے ''شرح مصباح'' میں لکھا ہے کہ اعجاز قرآن کی وجہ ''علم بیان'' میں غور و فکر کر کے بھی پہچانی جا سکتی ہے۔ وہ یہ ہے کہ جس طرح کہ ایک گروہ نے قرآن پاک کو جاننے کے لئے وہ طریقہ اختیار کیا جس کی وجہ سے معنی کو ادا کرنے اور تعقید سے بچا جا سکتا ہے اور حال کے تقاضا کے مطابق اس کی تطبیق کر کے کلام کے حسن کی وجوہات کو جانا جا سکتا ہے کیونکہ قرآن پاک کے اعجاز کی وجہ صرف اس کے الفاظ کے مفردات نہیں ورنہ یہ اپنے نزول سے قبل بھی معجزہ ہوتا۔ یہ اپنی تالیف کی وجہ سے بھی معجزہ نہیں ورنہ ہر تالیف معجزہ ہوتی نہ ہی یہ اپنے اعراب کی وجہ سے معجزہ ہے ورنہ تمام اعراب والا کلام معجزہ ہوتا نہ ہی یہ صرف اپنے اسلوب کی وجہ سے معجزہ ہے ورنہ شعر کے اسلوب پر اس کی ابتداء معجزہ ہوتی اور مسیلمہ کذاب کے بکواسات معجزہ ہوتے کیونکہ اعجاز اس اسلوب کے بغیر بھی پایا جا سکتا ہے۔ مثلاً قرآن پاک کی یہ آیات بھی معجزہ ہیں اگرچہ ان میں یہ اسلوب نہیں: فَلَمَّا اسْتَيْـَٔسُوْا مِنْهُ خَلَصُوْا نَجِيًّا (یوسف:80) ''پھر جب وہ مایوس ہو گئے یوسف سے تو الگ جا کر سرگوشی کرنے لگے۔'' فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ (الحجر:94) ''سو آپ اعلان کر دیجئے اس کا جس کا آپ کو حکم دیا گیا۔''

نہ ہی قرآن پاک اس لئے معجزہ ہے کہ انہیں اس کا مقابلہ کرنے سے روک دیا گیا تھا کیونکہ جس چیز نے انہیں تعجب میں ڈالا تھا وہ اس کلام کی فصاحت تھی اور مسیلمہ کذاب، ابن المقفع اور معری وغیرہ نے اس جیسا کلام پیش کرنے کی کوشش کی تھی لیکن ان کے کلام کو دیکھ کر طبیعتوں میں نفرت پیدا ہوتی ہے کانوں میں کراہت کا احساس ہوتا ہے اس کی تراکیب کو دیکھ کر

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نہ پیش کر سکیں قرآن پاک کا یہ اعجاز کتنا عظیم الشان ہے کہ تمام بلغاء اور فصحاء قرآن پاک کا ظاہراً مقابلہ نہ کر سکے اگرچہ اس کام سے روکنے والی اللہ تعالیٰ کی ذات تھی۔

علامہ السکا کی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب مفتاح میں فرماتے ہیں اعجاز قرآن کا ادراک تو کیا جا سکتا ہے لیکن اس کے اوصاف کو بیان کرنا ناممکن ہے۔ جس طرح کہ حسن و ملاحت کا ادراک تو کیا جا سکتا ہے لیکن اس کو بیان نہیں کیا جا سکتا اسی طرح آواز کی مٹھاس اور نغمگی کو بھی محسوس کیا جا سکتا ہے لیکن اس کو الفاظ کے پیرائے میں بیان نہیں کیا جا سکتا اس کا ادراک وہی شخص کر سکتا ہے جو علم المعانی اور علم البیان سے آشنا ہو۔ ان میں اس کا کافی تجربہ ہو اور وہ سلیم الفطرت بھی ہو۔

علامہ ابوحیان توحیدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں بندار فارسی سے سوال کیا گیا کہ قرآن پاک میں اعجاز کی کون سی جگہ ہے انہوں نے کہا کہ یہ وہ مسئلہ ہے جس کا ادراک مشکل ہے یہ سوال اس سوال کے مشابہ ہے اگر کوئی یہ پوچھے کہ انسان میں انسان کی جگہ کون سی ہے انسان میں انسان کی جگہ کہاں ہو سکتی ہے بلکہ جب کوئی شخص پورے انسانی وجود کی طرف اشارہ کرے گا تو انسان کا وجود متحقق ہوگا اور اس کی ذات پر دلالت ہوگی اسی طرح قرآن پاک کو یہ عظیم شرف حاصل ہے۔ اس میں اعجاز کے لئے کسی مخصوص مقام کی طرف اشارہ نہیں کیا جا سکتا بلکہ ہر آیت بذات خود ایک معجزہ ہے اور سراپا ہدایت ہے۔ انسانی طاقت میں اتنی استعداد نہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے کلام کی تمام اغراض کو جان لے اور اس کے کلام کے تمام اسرار کو سمجھ لے اسی وجہ سے انسانی عقول اس میں متحیر ہیں اور نگاہیں کوتاہ ہیں۔

علامہ خطابی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اکثر علماء کا نقطہ نظر یہ ہے کہ قرآن پاک میں اعجاز اس کی بلاغت کی وجہ سے ہے لیکن اس بلاغت کی تفاصیل کو بیان کرنا ان کے لئے مشکل تھا۔ ہر ایک نے اپنے ذوق کے مطابق اس سے بلاغت کی وجوہات بیان کی ہیں۔ لیکن تحقیق یہ ہے کہ کلام کی مختلف اجناس ہیں بیان کے درجات میں ان کے مراتب جدا جدا ہیں: 1۔ ایک کلام ایسا ہوتا ہے جو بلیغ اور مستحکم ہوتا ہے اور عظیم الشان الفاظ پر مشتمل ہوتا ہے، 2۔ ایک کلام وہ ہوتا ہے جو فصیح اور آسان ہوتا ہے، 3۔ وہ کلام جس میں سلاست اور روانی ہو۔ یہ تینوں اقسام فضیلت والی اور قابل ستائش ہیں۔ کلام کی پہلی قسم سب سے اعلیٰ ہے دوسری قسم درمیانی ہے اور تیسری قسم سب سے کمتر ہے۔ قرآن پاک کی بلاغت کا ان تینوں اقسام میں سے حصہ ہے اس نے ہر نوع سے کوئی نہ کوئی حصہ لیا ہے انہیں اوصاف کی وجہ سے یہ ایک لاثانی کلام بن گیا ہے یہ کلام فخامت اور عذوبت دونوں صفات کی جامع ہے اگرچہ یہ دونوں صفات آپس میں ایک دوسرے کی متضاد ہیں کیونکہ عذوبت یہ سہولت، جزالت اور متانت سے پیدا ہوتی ہے۔ قرآن پاک کے اسلوب میں کلام کی ان دو اقسام کا جمع ہو جانا (جبکہ ان میں تضاد اور دوری ہے) ہی قرآن پاک کی وہ فضیلت ہے جس نے اس کو دوسرے کلام سے جدا کر دیا ہے۔ یہ اس لئے ہے تاکہ یہ کلام آقائے دوجہاں ﷺ کے لئے ایک معجزہ ہو سکے۔ انسان اس جیسا کلام پیش کرنے سے کئی وجوہات کی بناء پر عاجز ہے:

1۔ انسانوں کا علم لغت عربی کے تمام اسماء کو محیط نہیں ہے اور نہ وہ عربی کے تمام صیغوں کو جانتے ہیں جو الفاظ کے ظروف ہیں نہ انسان ان تمام معانی کو جان سکتا ہے جن پر الفاظ محمول ہو سکتے ہیں۔ نہ انسان تمام اسالیب کلام کو جان سکتا ہے جن کی

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

یہی بات ظاہر ہوتی ہے کہ قرآن پاک کا اعجاز صرف اس کے مخصوص نظم کی وجہ سے ہے پھر قرآن پاک کا وہ انداز بیان اور اسلوب جس کی وجہ سے یہ معجز ہے اس نے تمام مخلوق کو اس جیسا کلام لانے سے عاجز کر دیا ہے۔قرآن پاک کا یہ انداز اور اسلوب باقی تمام انداز اور اسالیب سے جداگانہ ہے۔

کسی کلام کو بھی تالیف کرنے کے پانچ مراتب ہیں: 1۔حروف کو آپس میں ملایا جاتا ہے تاکہ ان حروف سے اسم، فعل اور حرف بنائے جاسکیں، 2۔ پھر ان کلمات کو ایک دوسرے سے ملا کر مفید جملے بنائے جاتے ہیں یہ وہ قسم ہے جس کو لوگ اپنی روزمرہ کی گفتگو میں استعمال کرتے ہیں اور اپنی ضروریات کو پورا کرتے ہیں اسی کا نام نثر ہے، 3۔بعض کلمات کو بعض کے ساتھ اس طرح ملایا جاتا ہے کہ ان کی ابتداء بھی ہوتی ان کا مقطع بھی ہوتا ہے ان الفاظ اور کلمات کے مخارج اور مداخل کو بھی پیش نظر رکھا جاتا ہے ایسی کلام کو کلام منظوم کہتے ہیں، 4۔مذکورہ بالا خوبیوں کے ساتھ ساتھ کلام کے آواخر میں تسجیع کا لحاظ رکھا جائے تو اس کو مسجع کلام کہتے ہیں، 5۔اور اگر تسجیع کے ساتھ ساتھ وزن کا بھی خیال رکھا جائے تو اسے شعر کا نام دیا جاتا ہے پھر منظوم کلام کسی کے جواب میں ہو تو اسے خطابت کہتے ہیں اور اگر ایک دوسرے کو خط و کتابت ہو تو اسے ''رسالہ'' کہتے ہیں۔

کلام کی یہی اقسام ہیں کوئی کلام بھی ان اقسام سے خارج نہیں ہے۔کلام کی ہر قسم کا ایک مخصوص اسلوب ہے جبکہ قرآن پاک ان تمام محاسن کا جامع ہے۔اس لئے قرآن پاک کو رسالہ، خطابت، شعر اور سجع کہنا جائز نہیں ہے لیکن اس کو کلام کے نام سے موسوم کرنا جائز ہے۔ جب یہ پہلی مرتبہ کانوں کے ساتھ ٹکراتا ہے تو اس کے درمیان اور باقی تمام کلام کی اقسام کے درمیان اسلوب کی وجہ سے ہی فرق ہوتا ہے اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: وَاِنَّهٗ لَكِتٰبٌ عَزِيْزٌ ﴿۴۱﴾ لَّا يَاْتِيْهِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ ؕ (حم السجدہ:42-41) ''اور بے شک یہ بڑی عزت (حرمت) والی کتاب ہے۔اس کے نزدیک نہیں آسکتا باطل نہ اس کے سامنے سے اور نہ پیچھے سے۔''

یہ آیت مبارکہ اس بات کی تنبیہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی یہ لاریب کتاب کسی بھی اس اسلوب پر نہیں ہے جو انسانوں میں مروج ہے اس لئے کسی کمی وبیشی کی وجہ سے اس کو تبدیل کرنا ممکن نہیں ہے۔جس طرح کہ دیگر کتب کو تبدیل کیا جاسکتا ہے۔

قرآن پاک کا وہ اعجاز جس کا تعلق لوگوں کا اس کے ساتھ مقابلہ کرنے سے اعراض کرنے سے ہے یقیناً اس کا بھی اعتبار ہوگا۔اس کی تفصیل یہ ہے کہ کوئی بھی صنعت خواہ وہ قابل ستائش ہو یا قابل مذمت ایسی نہیں جس کے درمیان اور اس کو اختیار کرنے والی قوم کے درمیان خفیہ مناسبات اور حسین اتفاقات نہ ہوں اس کی دلیل یہ ہے کہ جب کوئی آدمی پیشوں میں سے کسی پیشہ کو اختیار کرتا ہے۔اس پیشہ میں محنت کی وجہ سے اس کو مہارت حاصل ہوتی ہے اس کے اعضاء اس پیشہ میں اس کی اطاعت کرتے ہیں وہ اس پیشہ کو وسعت قلب اور انشراح صدر کے ساتھ قبول کر لیتا ہے جب اللہ تعالیٰ نے ان خطباء اور بلغاء کو قرآن پاک کے ساتھ مقابلہ کرنے کی دعوت دی جو معانی کی ہر وادی کے راہ رو تھے اور اپنی زبان کے فصحاء اور بلغاء تھے تو وہ ایسا کلام لانے سے عاجز آگئے قرآن پاک کا مقابلہ کرنے کے لئے ان کا کوئی حیلہ بھی کارگر ثابت نہ ہوا تو اہل عقل پر یہ مخفی نہ رہا کہ ایسا کلام پیش کرسکنے سے اعراض اللہ تعالیٰ کی قدرت کی وجہ سے تھا۔اللہ تعالیٰ نے ہی انہیں پھیر دیا تھا کہ وہ ایسا کلام

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

یا لکھواتا ہو یہی وہ اشیاء تھیں جن کی وجہ سے ان کا عناد، جہل اور عجز فزوں تر ہو گیا۔

پھر حضرت العلام رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ قرآن پاک کے اعجاز کی ایک اور وجہ بھی ہے جس کی طرف کم لوگ متوجہ ہوئے ہیں وہ دلوں میں اس کی تاثیر اور نفوس میں اس کی ہیبت کا جاگزیں ہونا ہے آپ نے کبھی بھی ایسا کلام نہیں سنا ہو گا خواہ وہ نثر ہو یا نظم جو سنتے وقت کبھی تو دلوں کو لذت و حلاوت سے بھر دے اور کبھی قلوب پر جلال اور ہیبت طاری کر دے یہ اوصاف صرف کلام الٰہی ہی کے ہیں اسی وجہ سے اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا: لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰی جَبَلٍ لَّرَاَیْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْیَةِ اللّٰهِ ط (الحشر: 21) ''اگر ہم نے اتارا ہوتا اس قرآن کو کسی پہاڑ پر تو آپ اس کو دیکھتے کہ وہ جھک جاتا (اور) پاش پاش ہو جاتا اللہ کے خوف سے۔''

اور ایک جگہ پر ارشاد فرمایا: اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِیْثِ كِتٰبًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِیَ تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُوْدُ الَّذِیْنَ یَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ج (الزمر: 23) ''اللہ نے نازل فرمایا ہے نہایت عمدہ کلام یعنی وہ کتاب جس کی آیتیں ایک جیسی ہیں بار بار دہرائی جاتی ہیں اور کانپنے لگتے ہیں اس کے (پڑھنے) سے بدن جو ڈرتے ہیں اپنے پروردگار سے۔''

ابن سراقہ رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ اہل علم نے اعجاز القرآن کی بہت سے وجوہات لکھی ہیں وہ تمام وجوہات درست ہیں اس کے باوجود وہ اعجاز القرآن کے عشر عشیر کو بھی بیان نہیں کر سکے۔ ایک گروہ نے کہا ہے کہ قرآن پاک کا اعجاز اس کی بلاغت ہے ایک گروہ نے کہا کہ اس کے اعجاز کی وجہ اس کا انداز بیان اور فصاحت ہے۔ ایک قوم نے کہا کہ اس کا استحکام اور اسلوب اس کے اعجاز کی وجہ ہے ایک گروہ نے کہا ہے کہ اگرچہ قرآن پاک کے حروف اہل عرب کے کلام کی طرح کے ہیں اور اس کے معانی ان کے خطابات کی طرح ہیں اور اس کے الفاظ بھی ان کے کلمات کی جنس میں سے ہیں لیکن اس کے باوجود قرآن پاک اہل عرب کے اسالیب مثلاً شعر، نثر، خطاب اور نظم کے ساتھ کوئی مطابقت نہیں رکھتا۔ اس کلام الٰہی کا اپنا ایک جداگانہ انداز ہے حتیٰ کہ جس شخص نے صرف اس کلام کے معانی پر اکتفاء کیا اور اس کے حروف کو چھوڑ دیا اس نے اس کی رونق و دلکشی کو ختم کر دیا اور جس آدمی نے صرف اس کے حروف پر اقتصار کیا اور معانی کو چھوڑ دیا اس نے بھی اس کے فائدہ کو ختم کر دیا یہی اس کے اعجاز کی سب سے بڑی وجہ ہے ایک گروہ نے کہا ہے کہ اس کے اعجاز کی وجہ یہ ہے کہ اس کو پڑھنے والا اس کو پڑھتے پڑھتے تھکاوٹ محسوس نہیں کرتا اور اس کو سننے والا اس کے سننے سے اکتاہٹ محسوس نہیں کرتا۔ اس کی تلاوت جتنی زیادہ کی جائے اس کا مزہ اس قدر فزوں تر ہوتا جاتا ہے ایک گروہ نے کہا ہے کہ اس میں اعجاز کی وجہ امور ماضیہ کے متعلق خبریں دینا ہے ایک گروہ نے کہا ہے کہ قرآن پاک کے اعجاز کی وجہ یہ ہے کہ اس میں علم غیب بیان کیا گیا ہے اور کئی امور کا قطعی فیصلہ کیا گیا ہے ایک اور قوم نے کہا ہے کہ قرآن پاک کے اعجاز کی وجہ یہ ہے کہ یہ تمام علوم کا جامع ہے جن کی تفصیل طوالت کا باعث ہے اور جن کا حصر مشکل ہے۔

علامہ الزرکشی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ''برہان'' میں لکھا ہے کہ قرآن پاک کے اعجاز کی وہ تمام کی تمام وجوہات جو پہلے بیان ہو چکی ہیں وہ تمام کی تمام درست ہیں۔ ان میں سے کسی ایک پر اکتفاء نہیں کیا جا سکتا قرآن پاک کا اعجاز ان میں سے کسی

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وجہ سے الفاظ کو باہم ملایا جاتا ہے تا کہ انسان الفاظ، معانی اور اسالیب کی عمدہ ترین صورت کو ملا کر بہترین کام بنا سکے اور قرآن پاک کا مقابلہ کر سکے کیونکہ کوئی بھی کلام انہیں تین چیزوں سے مکمل ہوتی ہے: 1۔ الفاظ، 2۔ ان الفاظ کے معانی۔ 3۔ الفاظ اور معانی کو ملانے کا اسلوب

اگر تو قرآن پاک میں غور وفکر کرے گا تو تو پائے گا کہ قرآن پاک میں یہ تینوں اشیاء اپنی تمام تر فضیلت اور شرف و بزرگی کے ساتھ موجود ہیں حتیٰ کہ تو دیکھے گا کہ کوئی الفاظ قرآن پاک کے الفاظ سے فصیح نہیں ہیں کوئی لفظ بھی عظمت و مٹھاس میں قرآن پاک کے الفاظ کے ساتھ مقابلہ نہیں کر سکتا اور نہ ہی تو کوئی ایسا اسلوب دیکھے گا جو قرآن پاک کے اسلوب سے زیادہ مکمل اور حسین وجمیل ہو جہاں تک قرآن پاک کے معانی کا تعلق ہے تو ہر شخص جو صاحب دانش ہے وہ اس بات کی گواہی دے گا کہ قرآن پاک کے معانی ہر لحاظ سے فوقیت رکھتے ہیں اور عظمت کے اعلیٰ درجات پر متمکن ہیں۔ یہ تینوں خصوصیات کلام کی مختلف انواع میں جداگانہ پائی جاتی ہیں۔ اگر یہ تینوں خصوصیات اور فضائل کسی ایک کلام میں جمع ہیں تو وہ خدائے قادر وعلیم کا کلام ہے جس کا نام قرآن پاک ہے۔ اس تمام گفتگو سے یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ قرآن اس لئے معجزہ ہے کہ یہ فصیح ترین الفاظ، عمدہ ترین اسلوب اور صحیح ترین معانی پر مشتمل ہے یعنی اس میں توحید باری تعالیٰ، اس کی صفات کی پاکیزگی اور اس کی اطاعت کی طرف دعوت کا بیان ہے اس میں اللہ تعالیٰ کی عبادات کے طریقے، حلال، حرام، ممنوع، مباح امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا ذکر ہے۔ اس میں محاسن اخلاق کو اختیار کرنے اور برائیوں سے اجتناب کرنے کا حکم ہے مذکورہ بالا تمام اشیاء میں سے ہر شی کو اس مقام اور جگہ پر رکھا گیا ہے جس سے بہتر مقام اور جگہ کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا اور نہ ہی کوئی ایسی صورت ذہن میں آ سکتی ہے تو اس صورت سے زیادہ بہتر ہو اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں گزشتہ امتوں کے حالات بیان کئے ہیں۔ نافرمان اور عصیاں شعار لوگوں کی عبرت انگیز داستانیں بیان کیں ہیں۔ مستقبل کے بارے میں کئی پیشین گوئیاں بیان کی ہیں اس میں دلیل اور مدلول علیہ کو اور حجت اور محتج لہ کو جمع کر دیا ہے تا کہ یہ علم ہو جائے کہ جس امر کی طرف قرآن پاک دعوت دے رہا ہے وہ کتنا اہم اور ضروری ہے اور اس کے امر پر عمل پیرا ہونا اور اس کی نہی سے کنارہ کشی کتنی ناگزیر ہے مذکورہ بالا تمام تفصیل سے معلوم ہوا کہ اتنی زیادہ اشیاء کو نظم ونسق سے جمع کرنا ایک ایسا امر ہے جس سے انسانی اعضاء عاجز ہیں اور اس کی طاقت وتاب سے بالاتر ہے اس لئے مخلوق اس جیسا کلام پیش کرنے سے عاجز ہے اور نہ ہی کسی کلام کو اس حسن وخوبی کے ساتھ ترتیب دیا جا سکتا ہے کیونکہ اس جیسا کلام پیش کرنا انسان کی قدرت میں نہیں ہے اس لئے مخالفین جب اس کو منظوم دیکھتے تو وہ فوراً کہہ اٹھتے کہ یہ کلام شعر کی صنف میں سے ہے جب اپنی عاجزی کی طرف نگاہ کرتے تو اس کو جادو کے نام سے موسوم کر دیتے وہ اپنے قلوب میں اس عظیم کلام کی تاثیر اور اپنے نفوس میں اس کی ہیبت وجلال ضرور محسوس کرتے تھے جو انہیں متحیر کر دیتا تھا اسی وجہ سے وہ اعتراف کرتے تھے اور کہتے تھے کہ اس کلام میں کتنی مٹھاس ہے اس میں کتنی شادابی ہے کبھی وہ اپنی جہالت کی وجہ سے یہ کہا کرتے تھے کہ یہ تو پہلے لوگوں کی داستانیں ہیں۔ جو لکھ کر آپ ﷺ پر صبح وشام پڑھی جاتی ہیں ان کی یہ کتنی نادانی تھی حالانکہ وہ جانتے تھے کہ ان کے صاحب ﷺ اُمی ہیں اور نہ ان کے پاس کوئی ایسا آدمی آتا ہے جو انہیں یہ کتاب املاء کرواتا

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مجموعہ کی وجہ سے ہے۔

3۔اعجاز کی تیسری وجہ ان واقعات کے بارے میں غیب کی خبریں دینا ہے جو پہلے رونما نہیں ہوئے تھے پھر وہ واقعات اسی طرح ظہور پذیر ہوئے جس طرح قرآن پاک نے ان کی خبر دی تھی۔

4۔قرآن پاک میں سابقہ امتوں کے حالات پہلے لوگوں کی خبریں اور سابقہ امتوں کی شریعتوں کو بیان کیا گیا ہے جن کو کوئی ایک آدمی بھی نہ جانتا تھا البتہ ان واقعات کی خبر اہل کتاب کے ان جید علماء کو تھی جنہوں نے ساری زندگی تعلیم و تعلم میں گزار دی۔ یہ تمام واقعات حضور ﷺ پر اسی طرح نازل ہوئے جس طرح ان کی حقیقت تھی حالانکہ حضور ﷺ اُمی تھے نہ پڑھ سکتے تھے نہ لکھ سکتے تھے۔

قرآن پاک کے اعجاز کی یہ چار وجوہات واضح ہیں ان میں کوئی اختلاف نہیں ان کے علاوہ بھی قرآن پاک کے اعجاز کی بہت سی وجوہات ہیں ان میں سے ایک یہ ہے: اللہ تعالیٰ نے ایک قوم کے کسی فیصلہ کرنے کی عاجزی کے بارے میں خبر دی اللہ تعالیٰ نے انہیں بتا دیا کہ وہ ایسا نہیں کر سکیں گے۔ انہوں نے نہ ہی ایسا فیصلہ کیا اور نہ ہی اس پر قادر ہوئے یہودیوں کے لئے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿٩٤﴾ وَلَنْ يَّتَمَنَّوْهُ اَبَدًا (البقرہ:95-94) ''تو بھلا آرزو تو کرو موت کی اگر تم سچ کہتے ہو اور وہ ہرگز کبھی بھی اس کی تمنا نہ کریں گے۔''

لیکن ان میں سے کسی ایک نے بھی موت کی تمنا نہ کی اعجاز قرآن کی یہ وجہ تیسری وجہ میں شامل ہے۔ ان وجوہات میں سے ایک وجہ قرآن پاک کا وہ جلال ہے جو سامعین کے دلوں پر اس کی تلاوت سنتے وقت طاری ہو جاتا ہے اور وہ ہیبت ہے جو وقت تلاوت قاری کے قلب پر غالب ہو جاتی ہے۔ بہت سے لوگ صرف اس کتاب لاریب کی تلاوت سن کر ہی اسلام لے آئے جیسا کہ حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ انہوں نے حضور ﷺ کو مغرب کی نماز میں ''سورۃ الطور'' کی تلاوت کرتے ہوئے سنا جب حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم اس آیت پر پہنچے: اَمْ خُلِقُوْا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ اَمْ هُمُ الْخٰلِقُوْنَ ﴿٣٥﴾ اَمْ خَلَقُوا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ۚ بَلْ لَّا يُوْقِنُوْنَ ﴿٣٦﴾ اَمْ عِنْدَهُمْ خَزَآئِنُ رَبِّكَ اَمْ هُمُ الْمُصَيْطِرُوْنَ ﴿٣٧﴾ (الطور:37-35) قریب تھا کہ میرا دل پرواز کر جاتا۔ حضرت جبیر بن معطم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ پہلا دن تھا جب میرے دل میں اسلام کی عزت پیدا ہوئی۔ اسی طرح بہت سے لوگ قرآن پاک کی تلاوت سن کر مر گئے۔ علماء نے ایسے لوگوں کے لئے علیحدہ تصانیف لکھی ہیں۔

قرآن پاک کے اعجاز کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ جب تک دنیا باقی ہے اللہ کا یہ کلام بھی باقی رہے گا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی حفاظت کا ذمہ اٹھایا ہے۔ اس کے اعجاز کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اس کو پڑھنے والا اس کی تلاوت سے اکتاتا نہیں اور اس کو سننے والا اس سے بیزار نہیں ہوتا بلکہ اس کی جتنی زیادہ تلاوت کی جائے اس کی حلاوت میں اتنا ہی زیادہ اضافہ ہوتا ہے اور جتنا اس کو دہرایا جائے اس کی محبت اتنی ہی زیادہ ہوتی ہے۔ جبکہ اس کے علاوہ دوسرے کلام کو بار بار دہرانے سے انسان اس سے تنگ آ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ایک وجہ سے نہیں ہے بلکہ ان تمام وجوہات کی بناء پر ہے۔ علاوہ ازیں قرآن پاک کا جلال اور وقار بھی اس کے اعجاز کی ایک وجہ ہے کہ کلام سنتے ہی قلوب پر وقار، جلال اور رعب طاری ہو جاتا ہے خواہ سننے والا اس کا انکار کرنے والا ہو یا اقرار کرنے والا۔ یہ ہمیشہ سامعین کے کانوں میں اور قاریوں کی زبانوں پر ترو تازہ اور شاداب رہے گا۔ اس کے اعجاز کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اس میں جزالت (1) اور عذوبت (2) کے وصف پائے جاتے ہیں یہ دونوں صفتیں متضاد ہیں اور کسی بشر کے کلام میں جمع نہیں ہوسکتیں۔ اس کے اعجاز کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو آخر الکتب بنایا۔ یہ کسی بھی کتاب کی محتاج نہیں جبکہ دیگر تمام کتابیں اس کی محتاج ہیں جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ یَقُصُّ عَلٰى بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ اَكْثَرَ الَّذِیْ هُمْ فِیْهِ یَخْتَلِفُوْنَ (النمل:76) ”یہ قرآن بیان کرتا ہے بنی اسرائیل کے سامنے اکثر ان امور (حقیقت) کو جن میں وہ جھگڑتے رہتے ہیں۔“

علامہ رمانی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ قرآن پاک کے اعجاز کی کئی وجوہات ہیں مثلاً کفار کا اتنی شدید ضرورت اور تقاضوں کی کثرت کے باوجود اس کا مقابلہ نہ کرسکنا، قرآن پاک کا تمام لوگوں کو اس جیسا کلام پیش کرنے کا چیلنج کرنا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں مقابلہ کرنے کی توفیق نہ دینا، اس کی بلاغت، مستقبل کے امور کے متعلق اس کی خبریں اور اس کلام کا عادت کے خلاف ہونا اور ہر معجزہ پر اس کو قیاس کر لینا وغیرہ۔

علامہ رمانی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اس کلام پاک کے عادت کے خلاف ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اہل عرب میں کلام کی چند اقسام مروج تھیں۔ ان میں سے مشہور شعر، سجع، خطاب، رسالہ اور نثر تھی لیکن قرآن پاک نے ان تمام اسالیب کا انکار کر کے اپنا ایک نیا اسلوب ایجاد کیا ہے جو حسن اور وزن میں ان تمام اقسام سے فائق ہے دیگر معجزات پر اس کو قیاس کرنے سے مراد یہ ہے کہ اس کا اعجاز بھی اس طرح ظاہر ہوتا ہے جس طرح سمندر کے پھٹ جانے، عصا کا سانپ میں بدل جانے اور دیگر معجزات کا اعجاز ظاہر ہوتا ہے کیونکہ یہ معجزہ بھی دیگر معجزات کی طرح خلاف عادت ہے اور مخلوق اس جیسا کلام پیش کرنے سے عاجز ہے۔

علامہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب شفاء میں فرماتے ہیں کہ قرآن پاک کے اعجاز کی کئی وجوہات ہیں:۔

1۔ اس کے اعجاز کی پہلی وجہ اس کی حسن تالیف، عمدہ کلمات کا استعمال اور اس کی فصاحت ہے نیز اس کی وہ بلاغت ہے جو اہل عرب میں مروج اسلوب کے خلاف ہے وہ اہل عرب جو میدان فصاحت کے شاہ سوار اور بلاغت کے ماہر تھے۔

2۔ اس کا عجیب انداز بیان اور اس کا وہ عمدہ اسلوب جو کلام عرب کے تمام اسالیب کے خلاف ہے اس کی نظم اور نثر کا طریقہ، آیات کے خاتمہ پر وقف یہ ایک ایسا انداز ہے جس کی نظیر نہ پہلے تھی اور نہ ہی بعد میں ملی یہ دونوں اقسام یعنی ایجاز و بلاغت اور اس کا جداگانہ اسلوب ہی اعجاز کی سب سے بڑی وجہ ہے۔ اہل عرب ان دونوں اقسام میں سے کسی ایک کو بھی پیش کرنے پر قادر نہ تھے کیونکہ ان میں سے ہر قسم ان کی استطاعت سے بالاتر تھی اور اس کا اسلوب ان کی فصاحت و بلاغت کے اسالیب سے جداگانہ تھا یہ قول اس آدمی کے خلاف ہے جو یہ کہتا ہے کہ قرآن پاک کا اعجاز بلاغت اور اسلوب دونوں کے

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بے مثل کلام ہے جس کی مثل لانے میں بھی عاجز ہوں اور دیگر افراد بھی عاجز ہیں۔

3۔علماء کا اس بات پر تو اتفاق ہے کہ قرآن بلاغت کے اعلیٰ مراتب پر ہے لیکن اس پر علماء کا اختلاف ہے کہ کیا قرآن پاک کی فصاحت کے مراتب میں فرق ہے یا کہ نہیں۔ علامہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس کی فصاحت کے مراتب میں کوئی فرق نہیں۔ قرآن پاک کا ہر کلمہ اپنی مناسب ترین جگہ پر ہے اگرچہ بعض لوگوں کو اس کا احساس کم ہوتا ہے اور بعض اسے زیادہ محسوس کرتے ہیں۔ ابونصر قشیری رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر علماء فرماتے ہیں کہ اس کی فصاحت کے مراتب میں فرق ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم دعویٰ نہیں کرتے کہ قرآن میں جو کچھ بھی ہے وہ فصاحت کے اعلیٰ درجات پر فائز ہے انہوں نے کہا ہے کہ قرآن پاک میں افصح اور فصیح دونوں کلام موجود ہیں شیخ عزالدین بن عبدالسلام کا بھی یہی نکتہ نظر ہے پھر وہ اپنی ہی جانب سے ایک سوال کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ تمام قرآن افصح کیوں نہیں بعض فصیح ہے اور بعض افصح ہے اس کی کیا وجہ ہے؟ اس کا جواب علامہ موہوب الجزری نے دیا ہے ان کے جواب کا خلاصہ یہ ہے۔ عربوں کی یہ عادت تھی کہ ان کا کلام افصح بھی ہوتا تھا اور فصیح بھی۔ اگر قرآن پاک صرف افصح ہی ہوتا تو پھر اس کے معجزہ ہونے کی دلیل مکمل نہیں ہو سکتی تھی قرآن پاک ان کے مروج اسلوب کے مطابق آیا تا کہ اس کی حجت پایہ تکمیل تک پہنچ جائے وہ یہ نہ کہنا شروع کر دیں کہ آپ ہمارے پاس وہ کلام لے کر آئے ہیں جس کی جنس پر ہی ہم قدرت نہیں رکھتے۔ جس طرح کہ بینا شخص کے لئے یہ درست نہیں کہ وہ نابینا سے کہے کہ میری نظر تیری نظر سے زیادہ ہے کیونکہ وہ شخص اس پر نظر کے غلبہ کا اس وقت دعویٰ کر سکتا تھا جب اسے بھی کچھ نظر آتا۔ اس وقت اس کا یہ دعویٰ درست ہوتا کہ میری نظر تیری نظر سے قوی ہے۔ اب جبکہ اس کی نظر ہی مفقود ہے تو پھر نظر کا مقابلہ کیسے کیا جا سکتا ہے۔

4۔تمام کلاموں میں سے بہترین کلام موزوں اشعار ہیں لیکن قرآن پاک کا اس صنف پر نزول نہ ہونا اور اس سے پاک ہونے میں حکمت یہ ہے کہ قرآن پاک حق کا منبع اور صداقت کا سرچشمہ ہے جبکہ اشعار کی بنیاد شاعر کے تخیل پر مبنی ہوتی ہے وہ باطل کو حق کی صورت میں پیش کرتا ہے۔ وہ کسی کی تعریف میں مبالغہ کرتا ہے کسی کی مذمت میں افراط کرتا ہے وہ نہ ہی حق کا اظہار کرتا ہے نہ ہی صداقت کا اثبات کرتا ہے۔ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم ﷺ کو شاعری سے منزہ فرمایا۔ یہ بات مشہور ہے کہ اکثر اشعار جھوٹے ہوتے ہیں۔ اسی وجہ سے اہل منطق ان قیاسیات کو جو اکثر جھوٹ اور باطل کی طرف لے جاتے ہیں "شعریہ" کہتے ہیں۔ بعض حکماء فرماتے ہیں کہ کوئی بھی اہل دین سچ کو اپنا شعار بنانے والا جھوٹے شعر نہیں کہہ سکتا ہے۔ اگر یہ سوال کیا جائے کہ قرآن پاک میں موزوں آیات کیوں پائی جاتی ہیں یعنی بہت سی ایسی آیات ہیں جو اشعار کے وزن پر ہیں۔

اس کا جواب یہ ہے کہ ان آیات کو ہم شعر نہیں کہیں گے کیوں کہ شعر کے لئے ارادہ ہونا ضروری ہے اگر ہم ان آیات کو بھی شعر کہیں گے تو پھر ہم ہر اس انسان کو جس کے کلام میں اتفاقاً کوئی موزوں شی آ جائے بھی شاعر ہی کہیں گے اس طرح تمام لوگ شاعر بن جائیں گے کیوں کہ ہر شخص کے کلام میں کوئی نہ کوئی موزوں چیز ضرور پائی جاتی ہے۔ قرآن پاک نے فصحاء کو

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جاتا ہے۔اسی وجہ سے حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ قرآن پاک کو بار بار پڑھنا اس کو بوسیدہ نہیں کرتا۔قرآن پاک کے اعجاز کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ یہ اتنے زیادہ علوم اور معارف کا خزانہ ہے کہ اتنے زیادہ علوم کسی اور کتاب میں سما نہیں سکتے اور نہ ہی اتنے تھوڑے کلمات اور معدود حروف سے اتنے زیادہ علوم کا احاطہ کیا جا سکتا ہے۔حضرت العلام رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ یہ وجہ اعجاز قرآن پاک کی بلاغت کے زمرہ میں شامل ہے قرآن کا اعجاز صرف کسی ایک وجہ سے نہیں بلکہ وہ چار وجوہات جو پہلے گزر چکی ہیں وہ اس کے اعجاز کی اصل اور حقیقت ہیں۔

تنبیہات

1:۔قرآن پاک کی وہ مقدار جو معجزہ ہے اس میں علماء کا اختلاف ہے بعض معتزلہ یہ کہتے ہیں کہ اعجاز کا تعلق تمام قرآن پاک کے ساتھ ہے لیکن وہ دو آیات جو پہلی مذکور ہو چکی ہیں ان کا رد کرتی ہیں قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ قرآن پاک کی آیت خواہ چھوٹی ہو یا بڑی وہ معجزہ ہو گی۔ان کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے: فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِّن مِّثْلِهِ (البقرہ:23) ایک اور جگہ پر قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ قرآن پاک کی وہ مقدار جو معجزہ ہے اس کا ایک سورۃ کے برابر ہونا ضروری ہے یا اس کا اتنی مقدار میں ہونا ضروری ہے جس سے فصاحت و بلاغت عیاں ہو رہی ہو اگر کوئی آیت کسی سورۃ کے برابر ہو گئی تو وہ معجز ہو گی خواہ وہ سورۃ ''سورۃ الکوثر'' ہی ہو۔مقابلہ کے لئے اس سے کم مقدار کا ہونا کسی دلیل سے بھی ثابت نہیں ہے۔

ایک گروہ نے کہا ہے کہ قرآن پاک کا اعجاز ایک آیت سے ثابت نہیں ہوتا بلکہ اس کے معجزہ ہونے کے لئے کثیر آیات کا ہونا ضروری ہے ایک گروہ کا یہ قول ہے کہ قرآن پاک کی مقدار خواہ کم ہو یا زیادہ وہ معجزہ ہو گی۔ان کی دلیل قرآن پاک کی یہ آیت ہے:

فَلْيَأْتُوا بِحَدِيثٍ مِّثْلِهِ إِن كَانُوا صَادِقِينَ (الطور:34) ''پس (گھڑ کر) لے آئیں وہ بھی اس جیسی کوئی (روح پرور) بات اگر وہ سچے ہیں۔''

لیکن علامہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ اس آیت میں اس قول کی کوئی دلیل نہیں ہے اس آیت میں حدیث سے مراد مکمل گفتگو ہے اور مکمل گفتگو ایک سورۃ کے کلمات کی مقدار سے کم کلمات سے حاصل نہیں ہو سکتی۔

2۔اس بات میں علماء کا اختلاف ہے کہ کیا اعجاز القرآن ہر انسان کو علم ضروری کی طرح حاصل ہوتا ہے یعنی اس میں تفکر اور غور و فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی بلکہ بغیر تفکر کے ہر انسان کو حاصل ہو جاتا ہے۔قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ حضور ﷺ کی ذات اقدس پر قرآن کا ظہور علم ضروری کی طرح ہے لیکن اس کا معجزہ ہونا دلائل سے معلوم ہو گا اس کی دلیل ہے کہ عجمی کے لئے ممکن نہیں کہ وہ قرآن پاک کے اعجاز کو دلائل کے بغیر معلوم کر سکے۔اسی طرح جو شخص بلیغ نہیں وہ بھی قرآن کے اعجاز کو دلائل ہی سے معلوم کر سکتا ہے لیکن وہ شخص جو اہل عرب کے تمام اسالیب سے آشنا ہے اور اس زبان کے نشیب و فراز کو جانتا ہے وہ علم ضروری کی طرح اس بات کو جان لے گا کہ قرآن پاک ایسا

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ان کو دنیا کی طرف سے روگرداں کر کے دین میں منہمک کرتا ہے جبکہ انسانوں کے کلام میں ایسے اختلافات رونما ہوتے رہتے ہیں۔شعراء اور جھوٹے مدعیان نبوت کے کلام میں جب غور وفکر کیا جائے تو ان کے انداز بیان اور نظم میں بھی اختلاف ہے پھر ان کے فصاحت کے درجات میں بھی اختلاف ہے حتیٰ کہ اصل فصاحت میں بھی اختلاف ہے وہ کلام فساد انگیز اور مہمل ہے۔ دو قصائد یا رسائل فصاحت میں برابر نہیں ہو سکتے بلکہ ایک ہی قصیدہ کے کچھ اشعار فصیح ہوتے ہیں اور کچھ ضعیف اور کمزور ہوتے ہیں۔ پھر ان کے قصائد اور اشعار کے کئی مختلف مقاصد ہوتے ہیں کیونکہ شعراء اور فصحاء ہر وادی میں سرگرداں ہوتے ہیں کبھی وہ دنیا کی تعریف کرتے ہیں اور کبھی اس کی مذمت کرتے ہیں۔ کبھی وہ بزدلی کی تعریف کرتے ہیں اور اسے احتیاط کے نام سے تعبیر کرتے ہیں اور کبھی اس کی مذمت کرتے ہیں اور اسے کمزوری اور ناتوانی کے نام سے تعبیر کرتے ہیں۔کبھی وہ شجاعت کی ستائش کرتے ہیں اور اس کو صرامہ کہتے ہیں اور کبھی اس کی مذمت کرتے ہیں اور اسے تہور کہتے ہیں۔ انسانی کلام میں یہ اختلافات ضرور ہوتے ہیں۔ یہ اختلافات انسان کی اغراض اور احوال کے مختلف ہونے کی وجہ سے مختلف ہوتے ہیں۔ انسان کے احوال مختلف ہوتے رہتے ہیں جب طبیعت میں ذوق اور سرور ہو تو کلام فصیح ہوتا ہے اور اگر طبیعت میں انقباض ہو تو پھر کلام میں فصاحت پیدا نہیں ہوتی۔ اسی طرح انسانی مقاصد بھی مختلف ہوتے رہتے ہیں۔کبھی انسان کا میلان ایک چیز کی طرف ہوتا ہے اور کبھی دوسری طرف ہو جاتا ہے اسی وجہ سے ان کے کلام میں اختلاف پیدا ہو جاتا ہے کوئی ایسا انسان نہیں ملے گا جو تیئس سال (مدت نزول قرآن) گفتگو کرتا رہا ہو اس کی گفتگو کا ایک ہی مقصد ہو اس کا ایک ہی طریقہ ہو حضور ﷺ بھی ایک بشر تھے۔ آپ ﷺ کے احوال بھی مختلف ہو رہے تھے اگر یہ کلام آپ ﷺ کی طرف سے ہوتا یا کسی اور انسان کی طرف سے ہوتا تو اس میں بہت زیادہ اختلافات پائے جاتے۔

7۔ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اگر یہ کہا جائے کہ کیا تم یہ کہتے ہو کہ قرآن پاک کے علاوہ اللہ کا کلام مثلاً تورات اور انجیل وغیرہ بھی معجزہ ہیں؟ تو ہم اس کا جواب یہ دیں گے کہ وہ کلام نظم اور تالیف کی وجہ سے معجزہ نہیں ہے اگر وہ قرآن پاک کی طرح معجزہ بھی ہے تو اس کی وجہ وہ غیب کی خبریں ہوں گی جو اس میں موجود ہیں۔ وہ کلام اس لئے بھی معجزہ نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسے ان اوصاف کے ساتھ متصف نہیں کیا جن اوصاف کے ساتھ قرآن کو متصف کیا ہے نہ ہی ہم یہ جانتے ہیں کہ اس کلام نے بھی قرآن پاک کی طرح چیلنج کیا ہو اور اس کے معجزہ نہ ہونے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اس زبان میں فصاحت کے وہ اسباب نہیں پائے جاتے تھے جن کی وجہ سے کلام میں وہ خوبیاں پیدا ہو جائیں کہ وہ حد اعجاز کو پہنچ جائے۔ ابن جنی رحمۃ اللہ علیہ نے ''خاطرات'' میں ذکر کیا ہے۔ ارشاد ربانی ہے: قَالُوْا یٰمُوْسٰۤی اِمَّاۤ اَنْ تُلْقِیَ وَ اِمَّاۤ اَنْ نَّكُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَلْقٰى ۝۶۵ (طٰہٰ:65) ''جادوگر بولے اے موسیٰ کیا پہلے آپ پھینکیں گے یا ہم ہی ہو جائیں پہلے پھینکنے والے۔''

اس فرمان میں اللہ رب العزت نے اِمَّاۤ اَنْ نُلْقِیَ سے عدول فرمایا ہے اس عدول کی دو اغراض ہیں:

1۔ لفظی: تاکہ آیات کے اختتام پر آپس میں برابر ہو جائیں۔

2۔ معنوی: معنوی غرض یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جادوگروں کی قوت کے متعلق خبر دے اور جادو میں ان کا حضرت موسیٰ علیہ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مقابلہ کی دعوت دی اگر وہ سمجھتے کہ یہ کلام شاعرانہ ہے تو وہ اس کا مقابلہ کرنے میں جلدی کرتے اور اس پر طعن وتشنیع کے تیر برساتے کیونکہ وہ تو قرآن پاک کے کسی ایسے ہی عیب کے متلاشی تھے۔ قرآن پاک میں موزوں آیات اس لئے ہیں کیونکہ یہ کلام نظم اور انداز بیان کے انتہائی درجہ پر فائز ہے بعض علماء اس کا جواب یہ بھی دیتے ہیں کہ اگر صرف ایک "بیت" وزن میں ہو تو ہم اسے شعر نہیں کہیں گے۔ کم سے کم شعر کی مقدار دو بیت یا اس سے زیادہ ہے اسی طرح رجز کو بھی شعر نہیں کہا جاسکتا کیونکہ وہ رجز جس کو شعر کے نام سے تعبیر کیا جاسکے اس میں کم از کم چار بیت کا ہونا ضروری ہے جبکہ قرآن پاک کی یہ کیفیت اور حالت نہیں ہے۔

5۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ قرآن پاک کا چیلنج صرف انسانوں کے لئے تھا جن اس میں شامل نہ تھے کیونکہ ان کی زبان عربی نہ تھی جبکہ قرآن پاک عربی کے اسلوب پر نازل ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان: قُلْ لَّىِٕنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَ الْجِنُّ ...... الخ (الاسراء:88) میں جنات کا ذکر اعجاز کی عظمت کے لئے ذکر کیا گیا ہے کیونکہ جب چند اشیاء مل جاتی ہیں تو وہ قوت میں ایک شی سے زیادہ ہو جاتی ہیں جب قرآن پاک کے چیلنج میں جن وانس کو شامل کر لیا اور انہیں ایک دوسرے کی مدد کرنے کی بھی اجازت دی لیکن پھر بھی وہ ایسا کلام پیش کرنے سے عاجز ہی ہے تو یہ اس بات کا قوی ثبوت ہے کہ صرف ایک فریق (انسان) اس جیسا کلام پیش کرنے میں کہیں زیادہ عاجز ہے۔

بعض علماء فرماتے ہیں کہ یہ چیلنج جنوں کے لئے بھی تھا اور ملائکہ بھی اس چیلنج میں شامل ہیں کیونکہ وہ بھی قرآن پاک جیسا کلام لانے سے عاجز ہیں۔ علامہ کرمانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس آیت میں صرف انسان اور جن کا ذکر اس لئے ہے کیونکہ حضور نبی کریم ﷺ صرف جن وانس کے لئے مبعوث کئے گئے تھے آپ ﷺ ملائکہ کی طرف مبعوث نہیں کئے گئے تھے۔

6۔ حضرت امام غزالی علیہ الرحمہ سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے معنی کے متعلق سوال کیا گیا: وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا ﴿۸۲﴾ (النساء:82) "اور (اتنا بھی نہیں سمجھتے کہ) اگر وہ غیر اللہ کی طرف سے (بھیجا گیا) ہوتا تو ضرور پاتے اس میں اختلاف کثیر۔"

انہوں نے جواب دیا کہ اختلاف سے مراد وہ لفظ ہے جو کئی معانی میں مشترک ہوتا ہے اس سے مراد یہ نہیں کہ لوگوں کا اس میں اختلاف نہ ہوگا بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ قرآن پاک کی طرف سے کوئی اختلاف نہ ہوگا۔ جیسے کہ کہا جاتا ہے: هٰذَا كَلَامٌ مُّخْتَلِفٌ۔ "یہ کلام مختلف ہے۔" یعنی یہ وہ کلام ہے جس کی ابتداء اور آخر کی فصاحت میں فرق ہے اور فصاحت میں ان کی آپس میں کوئی مشابہت نہیں ہے یا پھر اس اختلاف سے مراد یہ ہے کہ کلام کا کچھ حصہ تو دین کی طرف دعوت دیتا ہے جبکہ کچھ حصہ دنیا کی طرف بلاتا ہے یا پھر اس کے نظم اور انداز بیان میں اختلاف ہے کہ بعض کلام شعر کے وزن پر ہے بعض ثقیل ہے اور بعض خفیف ہے اور بعض کلام اسلوب میں بعض کی مخالفت کر رہا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ کا کلام ان تمام اختلافات سے پاکیزہ اور مطہر ہے انداز بیان اور نظم میں اس کا ایک ہی طریقہ ہے اس کی انتہا اس کی ابتداء کے ساتھ مناسبت رکھتی ہے فصاحت و بلاغت میں تمام کلام کا ایک ہی درجہ ہے یہ فساد انگیز اور تکلیف دہ کلام پر مشتمل نہیں ہے یہ تو مخلوق کو اللہ کی طرف دعوت ہے۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وَهَنَ الْعَظْمُ مِنِّیْ۔ ترجمہ: ''کمزور و بوسیدہ ہوگئی میری ہڈیاں'' وَهَنَ کا لفظ ضَعُفَ سے زیادہ بہتر ہے کیونکہ فتحہ ضمہ سے زیادہ خفیف ہوتا ہے۔

5۔ اسی طرح اٰمَنَ صَدَّقَ سے زیادہ خفیف ہے اسی وجہ سے تصدیق کی بنسبت یہ لفظ زیادہ استعمال کیا گیا ہے۔ اٰثَرَكَ اللّٰهُ ''بزرگی دی ہے اللہ تعالیٰ نے'' میں اٰثَرَ فَضَّلَ سے زیادہ خفیف ہے۔ اٰتٰی، اَعْطٰی سے زیادہ خفیف ہے اَنْذَرَ خَوَّفَ سے زیادہ خفیف ہے۔ خَیْرٌ لَّكُمْ اَفْضَلُ لَكُمْ سے زیادہ خفیف ہے اسی طرح هٰذَا خَلْقُ اللّٰهِ۔ ترجمہ: ''یہ تو ہے اللہ کی تخلیق۔'' اور یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ۔ ترجمہ:۔ ''ایمان لائے ہیں غیب پر'' میں خلق کا لفظ مخلوق سے زیادہ خفیف ہے غیب کا لفظ غائب سے زیادہ خفیف ہے اسی طرح تَنْكِحُ تَتَزَوَّجُ سے زیادہ بلیغ ہے کیونکہ فَعَلَ تَفَعَّلَ سے زیادہ خفیف ہے۔ یعنی تَنْكِحُ نَكَحَ سے ہے جو فَعَلَ کے وزن پر ہے جبکہ تَتَزَوَّجُ باب تَفَعُّلْ سے ہے۔ فَعَلَ تَفَعُّلْ سے زیادہ خفیف ہے اسی وجہ سے نکاح کا لفظ تزوّج سے زیادہ استعمال ہوا ہے۔

تخفیف اور اختصار کی وجہ سے ہی اللہ تعالیٰ کی صفات میں رحمت، غضب، رضا، محبت اور مقت (ناراضگی) کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں جب کہ حقیقت میں اللہ تعالیٰ کی ذات کو ان سے موصوف نہیں کیا جا سکتا۔ اللہ تعالیٰ کے اوصاف کو ان الفاظ سے اس لئے تعبیر کیا گیا ہے کہ اگر انہیں حقیقی الفاظ سے تعبیر کیا جاتا تو کلام طویل ہو جاتا اگر ان صفات کو حقیقی الفاظ کے ساتھ بیان کیا جائے تو پھر عبارت یوں ہوگی: یُعَامِلُهٗ مُعَامَلَةَ الْمُحِبِّ وَالْمَاقِتِ (اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ محبت کرنے والے کی طرح سلوک کرتا ہے یا اس کے ساتھ ناراض آدمی کی طرح سلوک کرتا ہے) اگر ہر بار یہی الفاظ استعمال کئے جائیں کہ کلام طویل ہو جائے گی اس لئے یہاں مجاز استعمال کرنا حقیقت کے استعمال سے بہتر ہے کیونکہ ایک تو مجاز خفیف ہے دوسرے یہ مختصر ہے اور تیسرے یہ تشبیہ بلیغ پر مبنی ہے۔ اسی طرح اللہ کا یہ کلام: فَلَمَّاۤ اٰسَفُوْنَا انْتَقَمْنَا مِنْهُمْ (الزخرف:55) ''پس جب انہوں نے ہمیں ناراض کر دیا تو ہم نے ان سے انتقام لیا۔'' یہ اس عبارت سے بہتر ہے: فَلَمَّا عَامَلُوْنَا مُعَامَلَةَ الْمُغْضِبِ اَوْ فَلَمَّا اَتَوْا اِلَیْنَا بِمَا یَاْتِیْهِ الْمُغْضِبُ۔ ''جب انہوں نے ہمارے ساتھ وہ رویہ اختیار کیا جو ناراض انسان کرتا ہے یا جب وہ ہمارے پاس وہ چیز لے کر آئے جو ایک ناراض انسان لے کر آتا ہے۔''

5۔ علامہ رمانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اگر کوئی شخص یہ اعتراض کرے کہ کیا چھوٹی سورتوں کا مقابلہ کرنا ممکن ہے؟ تو اس شخص کو یہ جواب دیا جائے گا کہ چھوٹی سورتوں سے بھی مقابلہ کرنا ممکن نہیں کیونکہ چیلنج اس چھوٹی سورتوں کے ساتھ سے ہی ہوا تھا لیکن تمام لوگ اس جیسا کلام پیش کرنے سے عاجز آ گئے جیسا کہ ارشاد ربانی ہے: فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ ...... الخ قرآن پاک کا چیلنج چھوٹی سورتوں کو چھوڑ کر بڑی سورتوں کے ساتھ مختص نہیں ہے۔

اتقان کی عبارت ختم ہوگئی۔

علامہ سید احمد دحلان رحمۃ اللہ علیہ نے سیرت نبویہ میں لکھا ہے کہ قرآن پاک کے اعجاز کی وجوہات میں سے ایک اس کا خاص وصف ہے جس کی وجہ سے یہ اہل عرب کے کلام کی تمام اجناس مثلاً نظم، نثر، خطبہ اور سجع وغیرہ سے خارج ہو گیا ہے قرآن

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

السلام پر جو غلبہ تھا اس کے بارے آگاہ کرے۔ اس لئے اللہ رب العزت نے یہاں وہ الفاظ استعمال فرمائے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے متعلق استعمال کئے گئے الفاظ سے زیادہ مکمل اور جامع ہیں۔ وہ یہ ہے وہاں جادوگروں نے فعل کی نسبت حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف کی۔ ابن جنی نے پھر خود ہی ایک سوال کیا وہ یہ ہے کہ ہم جانتے ہیں کہ جادوگر اہل عرب نہ تھے پھر ان کا کلام اتنی فصاحت و بلاغت کے ساتھ کیوں ذکر کیا گیا۔

پھر خود ہی اس کا جواب دیا ہے کہ قرآن میں جو ان سابقہ امتوں کی داستانیں بیان کی گئی ہیں جو اہل عرب نہ تھیں ان کے معانی کو عربی میں منتقل کیا گیا ہے ان کے انہیں الفاظ کو ہی نقل نہیں کر دیا گیا جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان: قَالُوْٓا اِنْ هٰذٰىنِ لَسٰحِرٰنِ يُرِيْدٰنِ اَنْ يُّخْرِجٰكُمْ مِّنْ اَرْضِكُمْ بِسِحْرِهِمَا وَ يَذْهَبَا بِطَرِيْقَتِكُمُ الْمُثْلٰى ﴿۶۳﴾ (طٰہٰ:63) ”وہ ایک دوسرے کو کہنے لگے بلاشبہ یہ جادوگر ہیں یہ چاہتے ہیں کہ نکال دیں تمہیں تمہارے ملک سے اپنے جادو کے زور سے اور مٹا دیں تمہاری تہذیب وثقافت کے مثالی طریقوں کو۔“

بلاشبہ ایسی فصاحت ان کے کلام میں موجود نہ تھی۔

علامہ البارزی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ”انوار التحصیل“ میں لکھا ہے کہ ایک معنی کو مختلف الفاظ سے تعبیر کیا جا سکتا ہے ہر لفظ دوسرے لفظ سے حسین ہوتا ہے اسی طرح جملہ کے اجزاء کو مختلف انداز سے فصیح ترین صورت میں پیش کیا جا سکتا۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ انسان کے ذہن میں تمام جملوں کے معانی بھی موجود ہوں اور ان معانی کے متعلقہ تمام الفاظ بھی موجود ہوں تا کہ انسان ان معانی کو حسین ترین اور بلیغ ترین الفاظ سے تعبیر کر سکے لیکن ایک انسان کے ذہن میں اتنے زیادہ معانی کے اتنے زیادہ الفاظ کا موجود ہونا مشکل ہے۔ اتنے کثیر معانی پھر ان کو تعبیر کرنے کے لئے اتنے کثیر الفاظ صرف اللہ تعالیٰ کے علم میں ہی ہو سکتے ہیں۔ اسی وجہ سے قرآن تمام کتابوں سے حسین اور فصیح ہے اگرچہ اس میں کچھ کلام فصیح ہے اور کچھ افصح ہے کچھ ملیح ہے اور کچھ املح ہے۔ اس کی کچھ مثالیں یہاں بیان کی جاتی ہیں:

1۔ وَجَنَا الْجَنَّتَيْنِ دَانٍ ﴿۵۴﴾ (الرحمٰن:54) ”اور دونوں باغوں کا پھل نیچے جھکا ہوگا۔“

اگر اس کی جگہ وَثَمَرُ الْجَنَّتَيْنِ قَرِيْبٌ ہوتا تو پھر جنا اور جنتین میں جناس کی صفت نہ پائی جاتی۔ نہ ہی پھل کا اس حالت اور کیفیت میں ہو جانے کا علم ہوتا جس میں اس کو چن لیا جاتا ہے اور نہ ہی آیات کے آخری الفاظ میں مناسبت پائی جاتی۔

2۔ وَمَا كُنْتَ تَتْلُوْا مِنْ قَبْلِهٖ مِنْ كِتٰبٍ (العنکبوت:48) ”اور نہ آپ پڑھ سکتے تھے اس سے پہلے کوئی کتاب۔“

اس آیۃ مبارکہ میں تقرأ کی جگہ تتلوا مناسب ترین اور بلیغ لفظ ہے کیونکہ تقرأ میں ہمزہ کی وجہ سے ثقل پایا جاتا ہے۔

3۔ لَا رَيْبَ ۛ فِيْهِ ۛ ”ذرا شک نہیں اس میں۔“

اس آیۃ مبارکہ میں لفظ ریب استعمال کرنا شک استعمال کرنے سے زیادہ بہتر اور عمدہ ہے کیونکہ شک میں ادغام ہونے کی وجہ سے ثقل ہے۔ اسی وجہ سے قرآن پاک میں شک کی بنسبت لفظ ریب زیادہ استعمال ہوا ہے۔

4۔ وَلَا تَهِنُوْا۔ ترجمہ: ”اور نہ (تم) ہمت ہارو۔“ یہ وَلَا تَضْعُفُوْا سے زیادہ بہتر ہے کیونکہ وہ اس سے خفیف ہے۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

میں گیا تو اسے دیکھا کہ وہ ٹیک لگا کر خاموش بیٹھا ہوا ہے اس کا وہ ہاتھ جس میں قلم تھا وہ خشک ہو چکا ہے۔

قرآن پاک کے مقابلہ کے لئے کئی لوگوں نے بلند بانگ دعوے کئے لیکن انہوں نے ایسا کلام پیش کیا جس کی وجہ سے انہیں ذلت ورسوائی کا سامنا کرنا پڑا جس سے قرآن پاک کی اس خبر کی تحقیق ہوگئی کہ مخلوق اس جیسا کلام لانے سے عاجز ہے۔

اسی طرح مسیلمہ کذاب نے بھی اس کلام لغو کے ساتھ لاریب کتاب کا مقابلہ کرنے کی کوشش کی تھی وہ کہتا ہے:

اَلْفِيْلُ مَا الْفِيْلُ وَمَا اَدْرٰکَ مَا الْفِيْلُ۔ لَهٗ ذَنَبٌ وَثِيْلٌ وَاِنَّ ذٰلِکَ مِنْ خَلْقِ رَبِّنَا لَقَلِيْلٌ۔

ایک اور جگہ اس نے بے ہودہ کلام سے قرآن پاک کا مقابلہ کرنے کی کوشش کی:

يَا ضِفْدَعُ نَقِّيْ کَمْ تَنَقِّيْنَ اَعْلَاکِ فِي الْمَآءِ وَاَسْفَلُکِ فِي الطِّيْنِ لَا الْمَآءَ تُکَدِّرِيْنَ وَلَا الشُّرْبَ تَمْنَعِيْنَ۔

اسی طرح اس تیرہ بخت نے قرآن پاک کا مقابلہ کرنے کے لئے یہ کلام لغو پیش کیا:

وَمِنَ الْعَجَائِبِ شَاةٌ سَوْدَاءُ تَحْلُبُ لَبَنًا اَبْيَضَ فَظَهَرَتْ فَضَائِحُهُمْ بِمِثْلِ هٰذَا وَلَوْ سَکَتُوْا کَانَ اَصْلَحَ لَهُمْ۔

اسی طرح مسیلمہ کذاب نے سورۃ الکوثر کا بھی مقابلہ کرنے کی کوشش کی ابوعبداللہ محمد بن علی التوزری جو ابن المصری کے نام سے مشہور تھے۔وہ مغرب کے مشہور عالم دین تھے انہوں نے قصیدہ ''الشقراطسی'' کی شرح میں اس عبارت کو نقل کیا ہے:

اِنَّا اَعْطَيْنَاکَ الْجَمَاهِرَ فَخُذْ لِنَفْسِکَ وَبَادِرْ وَاحْذَرْ اَنْ تَحْرِصَ اَوْ تُکَاثِرْ۔

ایک اعرابی نے مسیلمہ کذاب سے کہا کہ اس کلام کا بعض حصہ اپنے ہی بعض حصے سے نہیں ملتا پھر کچھ وقت بعد وہی اعرابی اس مقام سے گزرا تو صحابہ کرام علیہم الرضوان نے اسے قتل کر کے لٹکا دیا تھا۔اعرابی نے کہا:

اِنَّا اَعْطَيْنَاکَ الْعُوْدَ وَاَقْعَدْنَاکَ عَلَى الْعَامُوْدِ وَاَنَا ضَامِنٌ لَّکَ اَنْ لَّا تَعُوْدَ ۔

اسی طرح مسیلمہ کذاب کا اور کلام بھی نقل کیا گیا ہے:

وَاللَّيْلِ الْاَمِسِ وَالذِّئْبِ الْهَامِسِ مَا قَطَعَتْ اُسُدٌ مِّنْ مَحْرَمٍ۔

اس طرح اس کا یہ من گھڑت کلام بھی ہے:

وَاللَّيْلِ الْاَطْحَمِ وَالذِّئْبِ الْاَدْلَمِ وَالْجِذْعِ الْاَزْلَمِ مَا انْتَمَکَتْ اُسُدٌ مِّنْ مَحْرَمٍ۔

اس نے اس کلام سے بھی قرآن پاک کے ساتھ مقابلہ کرنے کی لاحاصل سعی کی:

وَالزَّارِعَاتِ زَرْعًا وَالْحَاصِدَاتِ حَصْدًا وَالذَّارِيَاتِ قَمْحًا وَالطَّاحِنَاتِ طَحْنًا وَالْحَافِرَاتِ حَفْرًا وَالثَّارِدَاتِ ثَرْدًا وَاللَّاقِمَاتِ لَقْمًا لَقَدْ فُضِّلْتُمْ عَلٰى اَهْلِ الْوَبَرِ وَمَا سَبَقَکُمْ اَهْلُ الْمَدَرِ۔

علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے وفا میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جن لوگوں کو ہدایت کی توفیق نہیں دی ان میں سے

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پاک کسی نظم، نثر، خطبہ اور کسی سجع سے کوئی مشابہت نہیں رکھتا۔ اس کے باوجود کہ یہ لاریب کتاب انہیں کے کلمات سے بنائی گئی ہے بلاغت میں انہیں کے اسالیب کے مطابق اتری ہے لیکن یہ تالیف، بلاغت اور فصاحت میں ان کے کلام سے بہترین ہے قرآن پاک کے اعجاز کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ یہ عربوں کے عجیب وغریب اسالیب جو عموماً ان میں مروج تھے کے خلاف ہے اس کا انداز بیان عجیب ہے اس کا اسلوب انوکھا ہے۔ قرآن پاک کا یہ انداز کہ اس میں آیات جدا جدا ہیں اور اس کے کلمات کے آخر آپس میں ملتے ہیں بڑا انوکھا اور منفرد ہے۔ قرآن پاک کا یہ انداز نہ ہی پہلے موجود تھا اور نہ یہ اس کے بعد مروج ہوا۔ اس وجہ سے اہل عرب کی عقلیں متحیر ہوگئیں ان کے اذہان مبہوت ہو گئے وہ قرآن پاک جیسا کلام پیش کرنے سے عاجز ہو گئے۔ قرآن پاک اللہ تعالیٰ کی واضح دلیل اور بین حجت ہے۔ جس بدبخت نے بھی اس کا مقابلہ کرنے کی کوشش کی وہ اس طرح گر پڑا جس طرح پروانے چراغ پر گرتے ہیں اور وہ اس طرح ذلیل ورسوا ہوا جس طرح کہ بھیڑ تندخو اور غضبناک شیروں میں رسوا ہوتی ہے کئی لوگوں کی داستانیں بیان کی گئیں ہیں جنہوں نے اس کلام مقدس کا مقابلہ کرنے کا قصد کیا لیکن انہیں ایسی ہیبت اور گھبراہٹ نے آلیا جس کی وجہ سے وہ ایسا نہ کر سکے۔ جس طرح کہ یحییٰ بن حکیم اندلسی کے بارے میں کہا جاتا ہے۔ وہ اپنے زمانے میں اندلس کا ایک بلیغ انسان تھا اس نے قرآن پاک کا مقابلہ کرنے کی کوشش کی اس نے سورۃ اخلاص کو دیکھا تا کہ اس جیسی سورت بنا سکے لیکن جب وہ اس جیسی سورۃ بنانے لگا تو اس کے دل پر اللہ کی خشیت اور رقت طاری ہوگئی جس نے اسے توبہ کرنے پر مجبور کردیا اس واقعہ سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ کوئی انسان یہ طاقت نہیں رکھتا کہ اس جیسا کلام پیش کر سکے۔

ابن المقفع کے بارے میں بیان کیا جاتا ہے کہ وہ اپنے زمانے کا فصیح ترین شخص تھا وہ زمانہ تابعین میں موجود تھا۔ جب اس نے قرآن پاک کا چیلنج سنا تو اس نے قرآن پاک کا مقابلہ کرنے کے لئے ایک مفصل کلام بنایا اس کے مختلف حصوں کے نام رکھے ایک دن وہ ایک بچے کے پاس سے گزرا جو کلام مقدس کی اس آیت کی تلاوت کر رہا تھا: وَقِيلَ يَا أَرْضُ ابْلَعِي مَاءَكِ وَيَا سَمَاءُ أَقْلِعِي وَغِيضَ الْمَاءُ وَقُضِيَ الْأَمْرُ وَاسْتَوَتْ عَلَى الْجُودِيِّ وَقِيلَ بُعْدًا لِلْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ﴿٤٤﴾ (ہود: 44) ''اور حکم دیا گیا اے زمین نگل اپنے پانی کو اور اے آسمان تھم جا اور اتر گیا پانی اور حکم الٰہی نافذ ہو گیا اور ٹھہر گئی کشتی جودی (پہاڑ) پر اور کہا گیا ہلاکت وبربادی ہو ظالم قوم کے لئے۔''

اتنا فصیح اور بلیغ کلام سن کر اس نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ کسی بشر کا کلام نہیں ہے اس کلام کا مقابلہ کوئی شخص نہیں کر سکتا پھر وہ گھر واپس گیا جو کچھ لکھا تھا اس کو مٹا دیا اسے یقین ہوگیا کہ اس کے ہاتھ سے لکھے ہوئے کلام اور اللہ کے کلام میں کوئی مناسبت نہیں ہے علامہ محمد السفارینی النابلسی رحمۃ اللہ علیہ اپنی شرح میں ذکر کرتے ہیں کہ امام ابن الجوزی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب وفا میں امام ابن عقیل رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ ابو محمد بن مسلم النحوی نے مجھے یہ عجیب واقعہ سنایا کہ ایک دفعہ ہم اعجاز القرآن پر بحث کر رہے تھے وہاں ایک فصیح اور بلیغ بزرگ بھی بیٹھا ہوا تھا اس نے کہا اس میں وہ کون سی چیز ہے جس نے فصحاء کو عاجز کر دیا ہے وہ ایک کمرہ میں چلا گیا اس کے پاس ایک کتاب اور سیاہی تھی۔ اس نے وعدہ کیا کہ وہ تین دن کے بعد ایسا کلام پیش کرے گا جس کا قرآن پاک سے مقابلہ کیا جا سکے گا جب تین ایام بیت گئے ایک شخص اس کے کمرہ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

یہ دعویٰ کہ قرآن حضور ﷺ خود بنا لیتے ہیں، یقیناً جھوٹا ثابت ہو جائے گا اور انسان کو علم یقینی حاصل ہوگا کہ یہ وہ کلام ہے جو آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان اقدس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے آیا ہے اور اہل عرب اس جیسا کلام پیش کرنے سے عاجز آ گئے اسی طرح انسان کو یہ بھی یقینی علم حاصل ہوگا کہ قرآن پاک نے تمام لوگوں کو چیلنج کیا لیکن وہ اس کا مقابلہ نہ کر سکے تمام منکرین اس کا مقابلہ کرنے سے عاجز آ گئے اور انہوں نے قرآن پاک کی بلاغت کے معجزہ ہونے کا اعتراف کیا۔

اسی طرح طویل داستانوں کو بیان کرنے اور سابقہ امتوں کی خبریں دینے کے لحاظ سے بھی قرآن ایک معجزہ ہے۔ فصحاء کے نزدیک کسی قصہ کے طویل ہونے کی وجہ سے اس کلام کی فصاحت اور بلاغت میں ضعف آ جاتا ہے لیکن قرآن پاک نے کئی لمبی داستانیں بیان کیں ہیں لیکن ان میں کلام کا آپس میں حسین ربط ہے الفاظ اور معانی کا حسین امتزاج ہے حضرت یوسف علیہ السلام کے قصے کو ملاحظہ کرو یہ داستان کتنی طویل ہے پھر بھی اللہ رب العزت نے اسے کتنی عجیب ترتیب اور احسن انداز سے بیان کیا ہے۔ اس کے اول اور آخر میں ربط ہے اس میں کوئی کمی اور کجی نہیں ہے۔ پھر جب قرآن مجید کی بیان کردہ داستانیں بار بار بیان کی جاتی ہیں تو ان میں عبارت مختلف ہوتی ہے ہر بار ان کا اسلوب جداگانہ ہوتا ہے ہر بار مختلف عبارات مختلف انداز بیان اور مختلف الفاظ کے ساتھ ذکر کی جاتی ہیں اگرچہ ان تمام عبارات کا معنی ایک ہی ہوتا ہے۔ ایسے محسوس ہوتا ہے کہ یہ قصہ پہلی ہی بار ذکر کیا گیا ہے اور سننے والا سمجھتا ہے کہ میں نے یہ داستان پہلی ہی بار سنی ہے اس کا ذکر پہلے نہیں گزرا۔ ان داستانوں کو بار بار دہرانا اور اعادہ کرنے کی وجہ سے دل میں کسی قسم کی نفرت یا کراہت پیدا نہیں ہوتی۔

علامہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب شفا میں لکھا ہے کہ ہر وہ آدمی جس کو بلاغت کے علوم سے آگاہی حاصل ہے اور اس کا دل اور زبان اس سے آشنا ہے قرآن پاک کو دیکھ کر اس پر یہ امر مخفی نہیں رہے گا یہ اللہ تعالیٰ کی کلام ہے۔

قرآن پاک کے اعجاز کی تمام وجوہات میں سے ہر وجہ بذات خود معجزہ ہے اور اسی طرح معجزہ ہے جس طرح مردوں کو زندہ کرنا، عصا کا سانپ بن جانا اور سنگ ریزوں کا تسبیح پڑھنا معجزات ہیں بلکہ وہ ان سے بھی عظیم الشان معجزہ ہے کیونکہ یہ معجزہ اس چیز (کلام) پر مشتمل ہے جس کے وہ عادی تھے لیکن اس کے باوجود وہ اس جیسا کلام پیش نہ کر سکے انہوں نے جلاوطن ہونے اور قتل ہونے پر صبر کیا انہوں نے ذلت و رسوائی اٹھائی۔ وہ لوگ بڑی عزت نفس کے مالک تھے انہوں نے اس ذلت و رسوائی کو جان بوجھ کر برداشت نہیں کیا اور اس شرمندگی کو مجبوراً برداشت نہیں کیا بلکہ اگر وہ ایسا کلام پیش کرنے پر قادر ہوتے تو اسے پیش کرنا ان کے لئے کتنا آسان تھا ان کے ہاتھ میں اپنی کامیابی و کامرانی کے لئے کتنی عمدہ دلیل تھی جس کی وجہ سے وہ اپنے ہر دشمن کو خاموش کرا سکتے تھے۔ وہ کلام کی ہر صنف پر قادر تھے اس کے ہر اسلوب سے آشنا تھے۔ وہ کلام کی اقسام کو تمام لوگوں سے زیادہ جانتے تھے ان میں سے کوئی ایک بھی نہ تھا جس نے اسلام کو مٹانے اور اس نور تاباں کو بجھانے کی پوری کوشش نہ کی ہو۔ اگر ان کے لئے ایسا کلام پیش کرنا ممکن ہوتا تو وہ ضرور کر دیتے لیکن ان کے لئے ایسا کرنا ممکن نہ ہوا اور وہ ذلیل و رسوا ہوئے۔

قرآن پاک کے اعجاز کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ نے کسی قوم کے کسی فیصلہ نہ کرنے پر آگاہ فرمایا ہے اور یہ بتایا ہے کہ وہ قوم ایسا فیصلہ نہیں کر سکے گی تو وہ قوم اس فیصلے کے کرنے پر قادر نہ ہوئی اور نہ ہی اس نے ایسا فیصلہ کیا مثلاً جب

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ابو العلا معری تھا اس بدبخت نے ایک کلام جمع کیا اس کا نام اس نے اَلْفُصُوْلُ وَالْغَایَاتُ رکھا اور اپنے گمان باطل کے مطابق اس نے قرآن پاک کی سورتوں اور آیات سے اس کا مقابلہ کیا۔ وہ لکھتا ہے:

وَقَدْ رَاَیْتُهٗ فَمَا رَاَیْتُ اَبْرَدَ مِنْ ذٰلِکَ الْکَلَامِ وَلَا اَسْمَجَ وَقَدْ جَعَلَهٗ عَلٰی حُرُوْفِ الْمُعْجَمِ فِیْ آخِرِ کَلِمَاتِهٖ فَمِنْ حَرْفِ الْاَلِفِ کَاَنَّ النِّعَالَ عَلٰی عَصَا الطَّلْحِ یُعَارِضُوْنَ الرَّکَائِبَ فِی الْهَجَائِرِ وَالظُّلْمَا یَسْتَغْفِرُ لَهُمْ فَخْتُ الْقَمَرِ وَ ضِیَاءُ الشَّمْسِ وَهَنِیْئاً لِتَارِکِی النُّوْقِ طَلَائِحَ فِیْ غَیْطَانِ الْفَلَا یَحُوْمُ عَلَیْهَا ابْنُ دَایَةٍ وَیَطُوْفُ بِهَا السَّرْحَانُ وَشَتَّانُ وَاَوَارُکُ مِتْرَةِ الْاَلْبَانِ لَبَنُهَا اَفْقَدُ مِنَ الْعِظَا۔"

علامہ سارفینی کی عبارت ختم ہوئی اور پھر علامہ سید احمد دحلان کی عبارت کی طرف لوٹتے ہیں۔

اگر انسان قرآن پاک میں غور وفکر کرے گا تو اس کے لئے بے شمار اور ان گنت عجائب کا اظہار ہوگا مثلا اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان: وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ (البقرہ:179) "اور تمہارے لئے قصاص میں زندگی ہے۔"

اسی طرح یہ فرمان عالی شان ہے: وَلَوْ تَرٰٓى اِذْ فَزِعُوْا فَلَا فَوْتَ (سبا:51)

(ہود:44) يٰٓاَرْضُ ابْلَعِيْ مَآءَكِ...... الخ۔ "اے زمین نگل لے اپنے پانی کو۔"

فَكُلًّا اَخَذْنَا بِذَنْۢبِهٖ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِ حَاصِبًا ۚ وَ مِنْهُمْ مَّنْ اَخَذَتْهُ الصَّيْحَةُ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ خَسَفْنَا بِهِ الْاَرْضَ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ اَغْرَقْنَا ۚ (العنكبوت:40)

"پس ان میں سے بعض پر ہم نے برسائے پتھر اور ان میں سے بعض کو آلیا شدید کڑک نے اور بعض کو ہم نے غرق کر دیا زمین میں اور بعض کو ہم نے دریا میں ڈبو دیا۔"

اسی طرح فصاحت و بلاغت سے بھرپور قرآن پاک کی بہت سی آیات ہیں بلکہ تمام قرآن مجید ہی فصاحت و بلاغت سے لبریز ہے اگر انسان اس میں غور وفکر کرے گا تو اس کے لئے ظاہر ہوگا کہ ہر لفظ کے نیچے بہت سے جملے پوشیدہ ہیں۔ وہ اس کلام میں الفاظ کے ایجاز اور معانی کی کثرت کے ساتھ ساتھ رفعت و عظمت کا بھی مشاہدہ کرے گا۔ اگر انسان قرآن پاک میں تفکر کرے گا تو اسے معلوم ہوگا کہ قرآن پاک کی عبارات کتنی لطیف ہیں۔ نیز اسے یہ بھی علم ہوگا کہ قرآن پاک نے توحید کی طرف دعوت دی ہے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کا حکم دیا ہے۔ حلال اور حرام اشیاء میں امتیاز کرنے کا حکم دیا ہے۔ وعظ و نصیحت کی ہے عمدہ اخلاق اپنانے کی تلقین کی ہے برائیوں سے کنارہ کشی کا حکم دیا ہے پھر ہر شی اپنی جگہ پر اس طرح مناسب اور موزوں ہے کہ اس سے بہتر کسی اور جگہ کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔

اگر انسان قرآن پاک میں تامل کرے گا تو اسے یہ بھی علم حاصل ہوگا کہ اس میں سابقہ امتوں کے حالات بھی بیان کئے گئے ہیں۔ مستقبل کی خبریں بھی دی گئی ہیں نفیس اور عمدہ دلائل بھی بیان کئے گئے ہیں اتنی زیادہ اشیاء کو اتنے عمدہ اور اچھے اسلوب اور انداز سے بیان کرنا اللہ کی ذات کے علاوہ کسی اور کے لئے ممکن ہی نہیں۔ قرآن میں غور وفکر کرنے سے قریش مکہ کا

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

قرآن پاک کے اعجاز کے اسباب میں سے ایک سبب اس کا وہ جلال اور وقار بھی ہے جو سامع کے دل پر اسے سنتے ہی طاری ہوجاتا ہے اور اس کی وہ ہیبت ہے جو تلاوت کے وقت دل پر غالب آجاتی ہے۔ اس کے اندر جو مواعظ اور انذار ہیں وہ قاری اور سامع کے دل پر جلال طاری کردیتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ (الحشر:21) ''اگر ہم نے اتارا ہوتا اس قرآن کو کسی پہاڑ پر تو آپ اس کو دیکھتے کہ وہ جھک جاتا (اور) پاش پاش ہوجاتا اللہ کے خوف سے۔''

جب اس کا جلال پہاڑوں پر لرزہ طاری کردیتا ہے تو انسانوں کے بارے میں تیرا کیا خیال ہے اس کا جلال کفار پر مومنین کی بنسبت زیادہ ظاہر ہوتا ہے حتیٰ کہ وہ اس کو سننا ہی پسند نہیں کرتے کیونکہ ان کے دل اس کو برداشت نہیں کرسکتے۔ قرآن کی سماعت ان کے دلوں میں حق سے نفرت پیدا کرتی ہے وہ اپنی طبیعتوں کی خباثت کی وجہ سے قرآن پاک کو سننا ناپسند کرتے ہیں ارشاد ربانی ہے: وَاِذَا ذَكَرْتَ رَبَّكَ فِي الْقُرْاٰنِ وَحْدَهٗ وَلَّوْا عَلٰۤى اَدْبَارِهِمْ نُفُوْرًا (الاسراء:46) ''اور جب آپ ذکر کرتے ہیں صرف اپنے رب کا ذکر قرآن میں تو وہ پیٹھ پھیر کر بھاگ جاتے ہیں نفرت کرتے ہوئے۔''

وَاِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَحْدَهُ اشْمَاَزَّتْ قُلُوْبُ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ (الزمر:45) ''اور جب ذکر کیا جائے اکیلے اللہ کا تو کڑھنے لگتے ہیں ان لوگوں کے دل جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے۔''

اسی وجہ سے حضور ﷺ نے فرمایا کہ وہ شخص جو قرآن کو ناپسند کرتا ہے اس پر اس کا سننا مشکل اور گراں گزرتا ہے قرآن پاک حق اور باطل، نیک اور فاسق کے درمیان فیصلہ کرنے والا ہے۔ مومن پر اس کے مواعظ، پندونصائح اور وعیدوں کی وجہ سے جلال طاری ہوجاتا ہے اس کے دل میں اس کی محبت زیادہ ہوتی ہے وہ اس کی تصدیق کی طرف مائل ہوجاتا ہے۔ اللہ رب العزت کا ارشاد ہے: تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُوْدُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ثُمَّ تَلِيْنُ جُلُوْدُهُمْ وَ قُلُوْبُهُمْ اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ (الزمر:23) ''اور کانپنے لگتے ہیں اس کے (پڑھنے) سے بدن ان کے جو ڈرتے ہیں اپنے پروردگار سے پھر نرم ہوجاتے ہیں ان کے بدن اور ان کے دل اللہ کے ذکر کی طرف۔''

یعنی وہ شخص جب اس میں غوروفکر کرتا ہے اور اللہ سے ڈرتا ہے تو قرآن پاک کی ہیبت کی وجہ سے اس پر کپکپاہٹ طاری ہوجاتی ہے کیونکہ اس کا دل اور اس کی جلد اس سے محبت کرتے ہیں اور اسے قرآن میں راحت وسکون ملتا ہے۔ اس لئے بعض اولیاء اور صالحین ایسے بھی ہیں جن پر قرآن پڑھتے ہوئے وجد طاری ہوجاتا ہے بعض اوقات ان پر بے ہوشی طاری ہوجاتی ہے اور وہ اپنے کپڑے پھاڑ دیتے ہیں لیکن جس نے قرآن پاک کی لذت کو چکھا ہی نہیں اس پر یہ کیفیت کیسے طاری ہوسکتی ہے قرآن پاک کی یہ ہیبت وجلال اس شخص پر بھی طاری ہوجاتا ہے جو اس کے معانی اور تفسیر کو نہیں سمجھ سکتا یہ صرف امر ربانی اور اس راز کی وجہ سے ہے جو اس میں پنہاں ہے۔ اسی وجہ سے اس کے سننے والے اور پڑھنے والے کو ثواب ملتا ہے اگرچہ وہ اس کو سمجھنے کی طاقت نہ بھی رکھتے ہوں جبکہ اور کسی کلام پر اس طرح ثواب نہیں ملتا۔ کتاب ''الشفاء'' میں قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ ایک عیسائی ایک قاری کے پاس سے گزرا جو بلند آواز سے قرآن پاک کی تلاوت کررہا تھا وہ تلاوت سننے کے

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

یہودیوں نے یہ باطل دعویٰ کیا کہ ان کے علاوہ کوئی اور جنت میں نہیں جائے گا تو اللہ تعالیٰ نے ان کی تکذیب کی اور ان کے خلاف دلیل دیتے ہوئے اپنے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے فرمایا: قُلْ اِنْ كَانَتْ لَكُمُ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ عِنْدَ اللّٰهِ خَالِصَةً مِّنْ دُوْنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۹۴﴾ (البقرہ:94) ''آپ فرمائیے اگر تمہارے لئے دار آخرت (کی راحتیں) اللہ کے ہاں مخصوص ہیں تمام لوگوں کو چھوڑ کر تو بھلا آرزو تو کرو موت کی اگر تم سچے ہو۔''

یعنی اگر تم سچے ہو کہ تم ہی اہل جنت ہو اور وہ تمہارے ساتھ مختص ہے تو پھر تم موت کی تمنا کرو کیوں کہ جسے یقین ہوتا ہے کہ وہ جنت میں جائے گا وہ تو موت کا بڑا مشتاق ہوتا ہے اور جنت کے حصول کا متمنی ہوتا ہے۔ اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا: وَلَنْ يَّتَمَنَّوْهُ اَبَدًا بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ ؕ (البقرہ:95) ''اور وہ ہرگز کبھی بھی اس کی تمنا نہ کریں گے اپنی کارستانیوں کے خوف سے۔''

اللہ رب العزت نے مستقبل کے تمام زمانہ میں ان کی ایسی خواہش کرنے کی نفی فرما دی اور جو کچھ ان کے برے افعال تھے وہ اللہ کے ساتھ ان کا کفر کرنا تھا اور تورات میں تحریف کرنا تھی۔ حقیقت میں وہی کچھ ہوا جس کی خبر اللہ تعالیٰ نے دی تھی انہوں نے موت کی خواہش نہ کی اگر ان میں سے ایک بھی موت کی تمنا کرتا تو وہ ضرور مر جاتا۔ اگرچہ انہوں نے اس کتاب کے بارے میں بہت کچھ کہا ہے لیکن ان میں سے کسی ایک نے بھی ایسی خواہش نہ کی اگر وہ ایسی کوئی تمنا کرتے تو ان کے ہاں بھی منقول ہوتا۔ اگر کوئی شخص یہ سوال کرے کہ تمنی کا تعلق تو دل کے خفیہ اعمال کے ساتھ ہے اس کا کیسے اظہار ہو سکتا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ ان کا اپنی زبان سے یہ تو کہنا ممکن تھا کہ ہم نے موت کی تمنا کی۔ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا وہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اگر یہودی ایسی تمنا کرتے تو مر جاتے اس ذات پاک کی قسم! جس کے قبضہ قدرت میری جان ہے ان میں سے جو بھی موت کی تمنا کرتا۔ وہ اسی وقت مر جاتا لیکن اللہ تعالیٰ نے انہیں ایسی تمنا کرنے سے پھیر دیا تا کہ اس کے رسول مکرم ﷺ کی رسالت کی صداقت ظاہر ہو اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے ان پر وحی فرمائی ہے اس کی سچائی کا اظہار ہو۔ ان میں سے کسی ایک نے بھی موت سے ڈرتے ہوئے اس کی تمنا نہ کی وہ زیادہ زندگی کے طالب تھے اس سے قرآن پاک کا معجزہ ہونا ثابت ہو گیا اسی طرح اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:

وَاِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ ۪ وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۲۳﴾ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ

(بقرہ:24-23)

''اور اگر تمہیں شک ہو اس میں جو ہم نے نازل کیا اپنے (برگزیدہ) بندے پر تو لے آؤ ایک سورۃ اس جیسی اور بلا لو اپنے حمائیتوں کو اللہ کے سوا اگر تم سچے ہو پھر اگر ایسا نہ کر سکو اور ہرگز نہ کر سکو گے تو ڈرو اس آگ سے۔''

لیکن ان میں سے کسی ایک نے بھی ایسا کلام پیش کرنے کی جسارت نہ کی۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اس کی سماعت پر گراں گزرتا ہے بلکہ اس کی تلاوت جتنی زیادہ بار کی جائے اس کی شیرینی میں اتنا ہی اضافہ ہوتا ہے۔ اس کو بار بار دہرانا اس کی محبت، رونق اور حسن کا سبب بنتا ہے۔ یہ ہمیشہ سرسبز و شاداب رہتا ہے اس کی رونق و شادابی میں کوئی فرق نہیں آتا۔ جب بھی اس کی تلاوت کی جائے ایسے محسوس ہوتا ہے کہ اس کا نزول ابھی ہوا ہے۔ قرآن پاک کے علاوہ جتنے بھی دیگر کلام ہیں خواہ کتنے ہی حسن اور بلاغت سے لبریز ہوں ان کے بار بار دہرانے سے انسان اکتا جاتا ہے خلوت میں اس کو پڑھنے سے لذت نصیب ہوتی ہے مصائب کے وقت اگر اس کو پڑھا جائے تو اس کی محبت فزوں تر ہوتی ہے جبکہ دیگر کتب میں یہ خوبیاں معدوم ہیں۔ قراء حضرات اس کی تلاوت مختلف آوازوں اور مختلف انداز سے کرتے ہیں اس کے پڑھنے سے ان کے لطف و سرور میں اضافہ ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے حضور ﷺ نے فرمایا ''قرآن پاک کو جتنی مرتبہ پڑھا جائے یہ پرانا نہیں ہوتا۔'' اس کے پند و مواعظ ختم نہیں ہوتے اس کے عجائب فنا نہیں ہوتے حق و باطل میں یہ ایک فیصلہ کرنے والی کتاب ہے یہ مذاق نہیں ہے علماء اس سے سیر نہیں ہوتے اس کی برکات سے خواہشات نفسانی میں کجی پیدا نہیں ہوتی زبان سے تلفظ ادا کرتے وقت کسی اور کلام کے ساتھ التباس پیدا نہیں ہوتا یہ وہ کتاب ہے کہ جب جنات نے اسے سنا تو وہ یہ کہنے پر مجبور ہو گئے کہ آج ہم نے عجیب و غریب قرآن سنا ہے جو ہدایت کی طرف راہ نمائی کرتا ہے۔

قرآن پاک کے اعجاز کے اسباب میں سے ایک سبب یہ بھی ہے کہ یہ تمام علوم اور معارف کا جامع ہے ایسے علوم اور معارف حضور ﷺ کی نبوت سے پہلے نہ ہی عرب میں موجود تھے اور نہ ہی دنیا کے کسی اور خطے میں پائے جاتے تھے۔ دیگر امتوں کے علماء میں سے کوئی بھی ان علوم کو نہیں جانتا تھا نہ ہی دیگر اُمم کی کتب ایسے علوم پر مشتمل تھیں۔ اس میں شریعت کا علم بھی ہے اور عقلی دلائل بھی ہیں۔ دیگر اُمم کا دلائل اور براہین سے رد بھی کیا گیا ہے یہ دلائل اور براہین بڑے آسان الفاظ میں بیان کئے گئے ہیں۔ دشمنوں نے اس جیسے دلائل بنانے کی کوشش کی لیکن وہ اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہو سکے: اَوَلَيْسَ الَّذِىْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِقٰدِرٍ عَلٰۤى اَنْ يَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ ۟ؔ بَلٰى ۗ وَهُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِيْمُ۝ (یٰسین:81) ''کیا وہ (قادر مطلق) جس نے پیدا فرمایا آسمانوں اور زمین کو قدرت نہیں رکھتا کہ پیدا کر سکے ان جیسی (چھوٹی سی) مخلوق بے شک (وہ ایسا کر سکتا ہے) اور وہی پیدا فرمانے والا سب کچھ جاننے والا ہے۔''

قُلْ يُحْيِيْهَا الَّذِيْۤ اَنْشَاَهَاۤ اَوَّلَ مَرَّةٍ ؕ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيْمُۨ۝ (یٰسین:79) ''آپ فرمائیے (اے گستاخ سن) زندہ فرمائے گا انہیں وہی جس نے انہیں پہلی بار پیدا کیا تھا۔''

لَوْ كَانَ فِيْهِمَاۤ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا ۚ (انبیاء:22) ''اگر ہوتے زمین و آسمان میں کوئی اور خدا سوائے اللہ کے تو یہ دونوں برباد ہو جاتے۔''

قرآن پاک میں علم نجوم کے بھی کئی نکات ہیں مثلاً ارشاد ربانی ہے: وَالْقَمَرَ قَدَّرْنٰهُ مَنَازِلَ حَتّٰى عَادَ كَالْعُرْجُوْنِ الْقَدِيْمِ۝ لَا الشَّمْسُ يَنْۢبَغِيْ لَهَاۤ اَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ (یٰسین:40-39) ''اور ذرا چاند کو دیکھو ہم نے مقرر کر دی ہیں اس کے لئے منزلیں آخر کار رہ جاتا ہے کھجور کی بوسیدہ شاخ کی مانند نہ سورج کی یہ مجال کہ (پیچھے سے) چاند کو آ پکڑے۔''

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

لئے رک گیا اس نے رونا شروع کر دیا جب اس سے کہا گیا کہ تو کس وجہ سے گریہ بار ہوا اس نے کہا کہ قرآن پاک میں جو حسن ادائیگی اور رونق ہے اس نے مجھے رونے پر مجبور کر دیا۔ قرآن پاک نے اس کے دل پر اتنا اثر کیا کہ اس عیسائی نے رونا شروع کر دیا حالانکہ اس نے اس کو سمجھا نہیں تھا۔ کئی لوگوں پر قرآن پاک کا وقار اور جلال طاری ہو جاتا تھا وہ اسی وقار کی وجہ سے ہی حلقہ اسلام میں داخل ہو جاتے تھے اور قرآن پاک کی تصدیق کرتے تھے۔ امام بخاری اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہما نے حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے مغرب کی نماز میں حضور ﷺ کو سورۃ طور کی تلاوت کرتے ہوئے سنا۔ اس وقت انہوں نے اسلام قبول نہیں کیا تھا اور وہ بدر کے قیدیوں کے بارے میں حضور ﷺ سے گفتگو کرنے آئے تھے۔ وہ کہتے ہیں جب نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے یہ آیۃ مبارکہ تلاوت کی: اَمْ خُلِقُوْا مِنْ غَیْرِ شَیْءٍ اَمْ هُمُ الْخٰلِقُوْنَ ۝ اَمْ خَلَقُوا السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ ۚ بَلْ لَّا یُوْقِنُوْنَ ۝ اَمْ عِنْدَهُمْ خَزَآىِٕنُ رَبِّكَ اَمْ هُمُ الْمُصَۜیْطِرُوْنَ ۝ (الطور:37-35) ”کیا وہ پیدا ہو گئے بغیر کسی (خالق) کے یا وہ خود ہی (اپنے) خالق ہیں؟ کیا انہوں نے پیدا کیا ہے زمین اور آسمانوں کو؟ (ہرگز نہیں) بلکہ وہ یقین سے محروم ہیں کیا ان کے قبضہ میں ہیں آپ کے رب کے خزانے یا انہوں نے ہر چیز پر تسلط جما لیا ہے۔“

قریب تھا کہ میرا دل سینے کو چیر کر باہر نکل جائے وہ پہلا دن تھا جب میرے دل میں اسلام کی عزت پیدا ہوئی۔ ایک اور روایت میں ہے کہ جب میں نے یہ آیتیں سنیں: وَ الطُّوْرِ ۝ وَ كِتٰبٍ مَّسْطُوْرٍ ۝ فِیْ رَقٍّ مَّنْشُوْرٍ ۝ (الطور:3-1) ”قسم ہے کوہ طور کی اور کتاب کی جو لکھی گئی ہے کھلے ورق پر“ تو مجھ پر حیرت اور دہشت طاری ہو گئی۔ جب میں نے سرور انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ آیات پڑھتے ہوئے سنا: اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ ۝ مَّا لَهٗ مِنْ دَافِعٍ ۝ (الطور:8-7) ”یقیناً آپ ﷺ کے رب کا عذاب واقع ہو کر رہے گا اور اس کو کوئی ٹالنے والا نہیں“ تو مجھ میں کھڑا رہنے کی تاب نہ رہی میں بیٹھ گیا مجھے یوں محسوس ہوا کہ ابھی عذاب الٰہی کی بجلی کوندے گی اور مجھے جلا کر خاکستر کر دے گی۔

پھر حضور ﷺ نے یہ آیات پڑھیں: یَّوْمَ تَمُوْرُ السَّمَآءُ مَوْرًا ۝ وَّ تَسِیْرُ الْجِبَالُ سَیْرًا ۝ فَوَیْلٌ یَّوْمَىِٕذٍ لِّلْمُكَذِّبِیْنَ ۝ (الطور:11-9) ”جس روز آسمان بری طرح تھرتھرا رہا ہو گا اور پہاڑ اپنی جگہ چھوڑ کر تیزی سے چلنے لگیں گے پس بربادی ہو گی اس دن جھٹلانے والوں کے لئے“ یہ سن کر مجھ پر شدید خوف اور دہشت طاری ہو گئی اور جب حضور ﷺ نے یہ آیات تلاوت کیں: اَمْ عِنْدَهُمْ خَزَآىِٕنُ رَبِّكَ اَمْ هُمُ الْمُصَۜیْطِرُوْنَ ۝ (الطور:37) ”کیا ان کے قبضے میں ہیں آپ کے رب کے خزانے یا انہوں نے ہر چیز پر تسلط جما لیا ہے۔“

تو یہ آیات سن کر مجھے یوں محسوس ہونے لگا کہ میرا دل سینے کو چیر کر باہر نکلا جاتا ہے۔ یہی ہیبت و جلال ہی حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسلام لانے کا سبب بنا۔

قرآن پاک کے اعجاز میں سے یہ بھی ہے کہ اس کا قاری اس سے تھکتا نہیں اگرچہ وہ اسے کتنی ہی مرتبہ دہرائے جبکہ دل بار بار دہرانے والی چیز سے اکتا جاتے ہیں۔ اسی طرح سامع بھی اس سے اعراض نہیں کرتا۔ نہ ہی اس کا بار بار پڑھا جانا

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضور ﷺ نے فرمایا ''اس میں کوئی اختلاف نہیں یہ ناپسندیدہ بھی نہیں اور اس میں اولین و آخرین کی خبریں ہیں۔''

ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب مکرم ﷺ کو ارشاد فرمایا ہے'' میں آپ ﷺ پر ایک جدید تورات نازل کرنے والا ہوں اس کے ذریعے آپ اندھی آنکھوں کو بینا کر دیں گے۔ بہرے کانوں کو قابل سماعت بنا دیں گے غفلت کے غلافوں میں لپٹے ہوئے دلوں کو بیدار کر دیں گے۔ اس میں علم کے چشمے ابل رہے ہیں۔ یہ حکمت کا مفہوم بتاتی ہے اس کی وجہ سے دل کی بہار ہے۔

حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے:'' قرآن پاک کی تلاوت کیا کرو یہ عقل کی روشنی اور حکمت کا نور ہے۔''

ارشاد ربانی ہے: اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ یَقُصُّ عَلٰى بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ اَكْثَرَ الَّذِیْ هُمْ فِیْهِ یَخْتَلِفُوْنَ۝(النمل:76)'' بلاشبہ یہ قرآن پاک بیان کرتا ہے بنی اسرائیل کے سامنے اکثر ان امور (کی حقیقت) کو جن میں وہ جھگڑتے رہتے ہیں۔''

اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا: هٰذَا بَیَانٌ لِّلنَّاسِ وَ هُدًى (آل عمران:139) '' یہ ایک بیان ہے لوگوں (کے سمجھانے) کے لئے اور ہدایت۔'' اگرچہ قرآن کے کلمات کم ہیں اس کے الفاظ تھوڑے ہیں لیکن اس کے باوجود اللہ تعالیٰ نے اس میں بہت سے علوم اور معارف جمع کئے ہیں۔ اس میں بیان کردہ علوم و معارف سابقہ کتب سے کئی گناہ زیادہ ہیں جبکہ ان کتب کے الفاظ قرآن پاک سے کئی گنا زیادہ تھے۔

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اقوام جو کچھ کہتی ہیں وہ حضور ﷺ کی سنت کی تشریح ہے اور آپ ﷺ کی تمام سنت قرآن پاک کی شرح ہے اسی طرح حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے جو بھی فیصلے فرمائے وہ قرآن پاک ہی سے فرمائے نیز جو بھی ابتداءً سنت مصطفیٰ علیہ التحیہ والثناء سے ثابت ہے وہ درحقیقت قرآن پاک ہی سے ماخوذ ہے۔ ایک اور جید عالم دین فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے جو کچھ بھی فرمایا، یا فیصلہ کیا یا کسی چیز کا حکم دیا اس کی اصل قرآن پاک میں کہیں نہ کہیں موجود ہے۔

ایک اور متبحر عالم دین نے فرمایا کہ اس عالم میں جو بھی چیز ہے اس کا ذکر قرآن پاک میں موجود ہے۔ ان سے پوچھا گیا کہ قرآن پاک میں سراؤں کا ذکر کہاں ہے انہوں نے فرمایا اللہ کے اس فرمان: لَیْسَ عَلَیْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَدْخُلُوْا بُیُوْتًا غَیْرَ مَسْكُوْنَةٍ (النور:29)'' کوئی حرج نہیں تم پر اگر تم داخل ہوا پنے گھروں میں جن میں کوئی آباد نہیں۔'' میں سراؤں کا ہی ذکر ہے۔ ایک اور عالم دین کا بیان ہے کہ وہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ نے فہم وفراست عطا فرمائی ہے وہ قرآن پاک میں سے ہر چیز کو تلاش کر سکتا ہے۔

ایک اور عالم کا بیان ہے قرآنی علوم کا احاطہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی نہیں کر سکتا اللہ تعالیٰ کے بعد قرآن پاک کے علوم کو سب سے زیادہ حضور ﷺ نے جانا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہی آپ ﷺ کو قرآنی علوم سکھائے۔ پھر حضور ﷺ سے ان علوم کو صحابہ کرام علیہم الرضوان نے روایت کیا ان کے مراتب میں تفاوت کی وجہ سے ان کے علوم میں بھی فرق ہے جیسا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمام صحابہ سے بڑے عالم تھے۔ اسی

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

قرآن پاک میں علم الہندسہ بھی موجود ہے مثلاً اللہ رب العزت کا ارشاد ہے: اِنْطَلِقُوْۤا اِلٰى ظِلٍّ ذِیْ ثَلٰثِ شُعَبٍ لَّا ظَلِیْلٍ وَّ لَا یُغْنِیْ مِنَ اللَّهَبِ (المرسلات:31-30) ''چلو اس سایہ کی طرف جو تین شاخوں والا ہے نہ وہ سایہ دار ہے اور نہ وہ بچاتا ہے آگ کی لپیٹ سے۔''

اس آیت میں ایک مثلث کی طرف اشارہ ہے اور اس کے بارے میں کچھ ایسی باتیں بتائی گئیں ہیں جن کو صرف وہ لوگ ہی جان سکتے ہیں جو علم الہندسہ کے ماہر ہوتے ہیں۔

قرآن میں علوم سیر، اخلاق حمیدہ، تزکیہ نفس، سابقہ اُمم کی خبریں، مواعظ، حکمت سے لبریز باتیں، جوامع الکلم، آخرت کے بارے میں معلومات، محاسن آداب، ضرب الامثال، وہ اشیاء جو قیامت پر دلالت کرتیں ہیں، ماضی اور مستقبل کی خبریں، امر بالمعروف، نہی عن المنکر، قریبی رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی اور فساد نہ کرنے کے بارے میں حکم دیا گیا ہے الغرض جس چیز کی بھی انسان کو احتیاج تھی وہ اس میں بیان کر دی گئی ہے اسی وجہ سے اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا: مَا فَرَّطْنَا فِی الْكِتٰبِ مِنْ شَیْءٍ (الانعام:38) ''نہیں نظر انداز کیا ہم نے کتاب میں کسی چیز کو۔''

وَ نَزَّلْنَا عَلَیْكَ الْكِتٰبَ تِبْیَانًا لِّكُلِّ شَیْءٍ (النحل:89) ''اور ہم نے اتاری ہے آپ ﷺ پر یہ کتاب اس میں تفصیلی بیان ہے ہر چیز کا۔''

وَ لَقَدْ صَرَّفْنَا لِلنَّاسِ فِیْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ (اسراء:89) ''بلاشبہ ہم نے طرح طرح سے (بار بار) بیان کی ہیں لوگوں کے لئے اس قرآن میں ہر قسم کی مثالیں (تاکہ وہ ہدایت پائیں)۔''

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا ''اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک کو نازل کیا جو ہر نیک کام کا حکم دینے والا ہے۔ ہر برے کام سے منع کرنے والا ہے اور سابقہ طریقوں کو بیان کرنے والا ہے اس میں بہت سی ضرب الامثال ہیں اس میں تم سے پہلے اُمم کی خبریں ہیں اور تمہارے بعد رونما ہونے والے واقعات ہیں۔ یہ تمہارے درمیان ثالث ہے زیادہ پڑھنا اس کو پرانا نہیں کرتا۔ اس کے عجائب ختم نہیں ہوتے یہ حق ہے مذاق نہیں ہے جو اس کے ساتھ گفتگو کرتا ہے وہ سچا ہے جو اس کے ساتھ فیصلہ کرتا ہے وہ عادل ہے جو اس کے ساتھ مخاصمت کرتا ہے وہ کامیاب ہے جو اس کے مطابق تقسیم کرتا ہے وہ انصاف کرتا ہے جو اس کے مطابق عمل کرتا ہے اسے اجر دیا جاتا ہے جو اس کا دامن پکڑ لیتا ہے اس کو صراط مستقیم پر چلنے کی ہدایت نصیب ہوتی ہے۔ جو شخص قرآن پاک کے علاوہ کسی اور جگہ سے ہدایت طلب کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے گمراہ کر دیتا ہے جو شخص قرآن پاک کے احکام کے علاوہ کسی اور حکم کو نافذ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی گردن توڑ دیتا ہے۔ قرآن پاک ہی ذکر حکیم ہے یہی نور مبین ہے یہی راہ راست ہے اور اللہ تعالیٰ کی مضبوط رسی ہے سراپا شفا اور نافع ہے جو اس کا دامن پکڑ لیتا ہے اسے وہ گناہوں اور غلطیوں سے بچا لیتا ہے جو اس کی پیروی کرتا ہے اس کو نجات مل جاتی ہے اس میں کجی نہیں تاکہ اس کو درست کرنے کی ضرورت محسوس ہو یہ راہ ہدایت سے بھٹکتا نہیں کہ اسے عتاب کرنے کی ضرورت محسوس ہو۔''

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی اسی قسم کی حدیث روایت ہے لیکن اس میں کچھ اضافہ بھی ہے۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

قرآن پاک کے معجز ہونے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو یاد کرنا آسان فرمادیا ہے ارشاد ربانی ہے: وَلَقَدْ یَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّکْرِ (القمر: 17) ''اور بے شک ہم نے آسان کر دیا ہے قرآن نصیحت پذیری کے لئے پس ہے کوئی نصیحت قبول کرنے کے لئے۔'' سابقہ اُمم کی عمریں اگر چہ بہت زیادہ ہوا کرتی تھیں لیکن ان کی کتابوں کو کوئی شاذ و نادر ہی یاد کر سکتا تھا حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ بنی اسرائیل میں سے کوئی شخص بھی تورات کو یاد نہیں کر سکتا تھا وہ تورات کو اوپر سے دیکھ کر پڑھتے تھے تورات شریف صرف انبیاء کرام حضرت موسیٰ، حضرت ہارون، حضرت یوشع اور حضرت عزیر علیہم السلام کو یاد تھی لیکن امت مصطفویہ پر اللہ تعالیٰ نے یہ احسان فرمایا ہے کہ قرآن پاک کا حفظ کرنا ان پر آسان فرمادیا ہے۔ اس میں ان گنت حفاظ کرام ہیں اور بچے اس کتاب کو بالکل تھوڑی مدت میں یاد کر لیتے ہیں۔

قرآن پاک کے اعجاز کی وجوہات میں سے ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اس کے اجزاء ایک دوسرے کے مشابہ ہیں اس کے تمام اجزاء میں حسن تالیف ہے ایک قصہ کا دوسرے قصہ کے ساتھ ایک خاص تعلق ہے معانی کے مختلف ہونے کے باوجود ایک قسم سے دوسری قسم کی طرف خروج کیا گیا ہے ایک ہی سورۃ میں امر، نہی، خبر، وعدہ، وعید، توحید کے دلائل، اثبات نبوت کے دلائل، ترغیب و ترہیب اور کئی شریعت کے احکام بیان کئے گئے ہیں۔ اسی طرح قرآن پاک میں کئی ضرب الامثال بیان کی گئی ہیں۔ طویل داستانیں بیان کی گئی ہیں ان کی طوالت کے باوجود ان میں کسی قسم کا کوئی ضعف نہیں ہے۔ ایک فصیح کلام میں جب اتنی زیادہ چیزیں جمع ہو جائیں تو اس کی قوت میں ضعف، اس کی عظمت میں کمی اور اس کی رونق و سرور میں قلت آ جاتی ہے لیکن قرآن پاک ہر مقام پر فصاحت و بلاغت سے لبریز ہے۔ اسی طرح اس لاریب کتاب میں کفار کی خبریں بیان کی گئی ہیں انہیں ڈرایا اور دھمکایا گیا ہے سابقہ قوموں کی ہلاکت کی لرزہ خیز داستانیں بھی اس میں موجود ہیں۔ کفار جو حضور ﷺ کو جھٹلاتے تھے، ان کا حسد اور عاجزی ان کی توہین اور دنیا اور آخرت میں ان کی رسوائی کا تذکرہ بھی ہے۔ اسی طرح اس میں سابقہ اُمم کا اپنے اپنے انبیاء کو جھٹلانا، اللہ تعالیٰ کا انہیں وادیٔ ہلاکت میں پھینکنا کفار کو عذاب دینے سے ڈرانا۔ نیز حضور ﷺ کو کفار کی ایذیتوں پر تسلی و تشفی دی گئی ہے دیگر انبیائے کرام علیہم السلام مثلاً حضرت داؤد علیہ السلام، حضرت سلیمان علیہ السلام اور حضرت ایوب علیہ السلام کے قصے قرآن پاک میں موجود ہیں ان تمام اشیاء کے باوجود قرآن کا اعجاز اور حسن تالیف اپنی جگہ برقرار ہے اس میں کسی قسم کا کوئی خلل نہیں آیا نہ ہی اس کی رونق کم ہوئی اور نہ اس کی فصاحت میں کوئی فرق پڑا ہے۔

اس کے اعجاز کے اسباب میں سے ایک سبب یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس امت پر یہ کرم فرمایا ہے کہ اسے قرآن پاک کو مشہور قرآتوں کے ساتھ پڑھنے کی وسعت بخشی ہے۔ جس قرآت سے بھی قرآن پاک کو پڑھا جائے اس کی فصاحت و بلاغت میں کوئی کمی واقع نہیں ہوتی بلکہ فصاحت و بلاغت کا معیار برقرار رہتا ہے۔ کسی بشر کے کلام میں ایسا ہونا ناممکن ہے۔ اگر کوئی شاعر کتنا ہی بلیغ ہو اور اپنے قصیدے کی فصاحت و بلاغت میں کتنی ہی کوشش کرے اگر اس کے قصیدے کے کلمات کو بدل دیا جائے تو اس کی فصاحت و بلاغت بھی ختم ہو جاتی ہے اور اگر اسے مختلف قرأتوں سے پڑھا جائے پھر بھی اس کی فصاحت و بلاغت میں خلل آ جاتا ہے۔ یہ قرآن حکیم کی شان ہے کہ اس کی فصاحت و بلاغت ہر حالت میں دائمی اور ابدی ہے

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

طرح حضرت مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں جن کے بارے میں حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: اَنَا مَدِیْنَةُ الْعِلْمِ وَعَلِیٌّ بَابُھَا
''میں علم کا شہر ہوں اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم اس کے دروازہ ہیں۔''

اسی وجہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے تھے کہ اگر میرے اونٹ کی نکیل بھی گم ہو جائے تو میں اسے قرآن پاک سے ڈھونڈ سکتا ہوں پھر ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ان علوم کو تابعین نے روایت کیا پھر ان کے بعد اتنے کثیر علوم کو اٹھانے سے لوگوں کی ہمتیں جواب دے گئیں انہوں نے ان علوم کو مختلف اقسام تقسیم کر لیا تا کہ ہر گروہ ایک علم یا فن کو حاصل کر لے۔ پھر انہوں نے ان علوم کو اپنی استطاعت کے مطابق وسعت دی پھر یہ علوم وفنون اتنے زیادہ ہو گئے جو حد شمار سے ماوراء ہیں۔ بعض علماء نے فرمایا ہے کہ قرآن پاک میں پچاس علوم ہیں بعض نے قرآن پاک میں چار سو علوم ہونے کا دعویٰ کیا ہے اور بعض علماء فرماتے ہیں کہ قرآن پاک میں سات ہزار علوم ہیں۔ بعض علماء کے نزدیک قرآن پاک میں ستر ہزار علوم ہیں وہ قرآن پاک کے کلمات کو چار سے ضرب دیتے ہیں کیونکہ ہر کلمہ کا ایک ظاہر اور ایک باطن ہے اور ایک حد اور مطلع ہے۔ پھر ان کلمات کا آپس میں تعلق اور ربط بھی ہے اس طرح قرآن پاک میں اتنے ان گنت علوم ہیں جن کو اللہ کے علاوہ اور کوئی نہیں جان سکتا۔

تمام علوم کی بنیاد تین چیزیں ہیں: 1۔توحید، 2۔مواعظ، 3۔ احکام۔ کیونکہ سورۃ فاتحہ ان تینوں اشیاء پر مشتمل ہے اس لئے اسے اُمُّ القرآن کہتے ہیں اور سورۃ اخلاص صرف توحید پر مشتمل ہے اس لئے اسے قرآن پاک کا تیسرا حصہ کہا جاتا ہے۔

ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ وہ تین بنیادی چیزیں درج ذیل ہیں: 1۔توحید، 2۔اخبار، 3۔دینی معاملات۔

بعض علماء فرماتے ہیں کہ قرآن پاک میں ہر چیز کا علم ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: مَا فَرَّطْنَا فِی الْکِتٰبِ مِنْ شَیْءٍ (الانعام: 38) ''نہیں نظر انداز کیا ہم نے کتاب میں کسی چیز کو۔''

تمام علوم کی بنیاد قرآن حکیم میں موجود ہے قرآن پاک میں مخلوقات کے عجائب ہیں آسمان وزمین کے عجائب کا ذکر ہے افق اعلیٰ اور زمین کے نیچے جو بھی اشیاء ہیں ان کا تذکرہ قرآن پاک میں موجود ہے اس میں انسانی تخلیق کی ابتداء اور مشہور انبیاء اور ملائکہ کا ذکر ہے سابقہ اُمم کی خبریں ہیں۔ حضور ﷺ کی عظمت ورفعت کے تذکرے ہیں آپ ﷺ کے غزوات کا ذکر موجود ہے آپ ﷺ کے وصال تک کا ذکر قرآن پاک میں موجود ہے آپ ﷺ کے وصال کے بعد آپ کی امت کی عظمت کا ذکر ہے انسان کا اس کی تخلیق سے لے کر موت تک کا ذکر موجود ہے قیامت کی نشانیاں بتائی گئی ہیں برزخ، حشر، جنت اور دوزخ کے تمام حالات بیان کر دیئے گئے ہیں۔

قرآن پاک کے اعجاز میں سے یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس میں دلیل اور مدلول کو جمع فرمایا ہے۔ قرآن پاک کا انوکھا انداز بیان، نرالا اسلوب، حسن ادائیگی، حسن تالیف، اس کا اعجاز اور بلاغت اس کی دلیل ہے اور اس میں موجود امر، نہی، وعدہ، وعید اور دیگر تمام بلند مقاصد اس کے مدلول ہیں قاری قرآن ایک ہی کلام سے اور ایک ہی سورۃ سے دلیل کو بھی جان لیتا ہے اور مدلول کو بھی۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

گی۔حضور اکرم ﷺ نے فرمایا تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی کتاب موجود ہے اس میں تم سے پہلے لوگوں کی داستانیں موجود ہیں اور اس میں مستقبل کی بھی خبریں پائی جاتی ہیں اور یہ تمہارے درمیان ثالث اور حکم بھی ہے۔

اس حدیث شریف کو امام ترمذی علیہ الرحمۃ وغیرہ نے روایت کیا ہے۔

حضرت سعید بن منصور رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''سنن'' میں حضرت ابو مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں'' جو شخص علم کے حصول کا ارادہ کرتا ہے اس کو قرآن پاک کی طرف رجوع کرنا چاہئے اس میں اولین و آخرین کی خبریں ہیں۔'' امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی وضاحت کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اس سے مراد علم کے اصول اور بنیادی چیزیں ہیں۔

حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ایک سو چار کتابیں نازل فرمائیں ان تمام کتب کے علوم چار کتابوں، تورات، انجیل، زبور اور قرآن پاک میں رکھ دیئے پھر ان کتب کے تمام علوم کو سورۃ فاتحہ میں رکھ دیا جس شخص نے سورۃ فاتحہ کی تفسیر کو جان لیا اس نے تمام الہامی کتب کی تفسیر کو جان لیا۔ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: '' آئمہ کے تمام اقوال سنت رسول ﷺ کی شرح ہیں اور تمام سنت مصطفیٰ ﷺ قرآن حکیم کی شرح ہے۔'' ایک اور بزرگ فرماتے ہیں کہ میں نے جو بھی حدیث مبارک سنی اس کے مطابق میں نے قرآن پاک کی آیت کو تلاش کر لیا۔

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ سے جو بھی حدیث مجھ تک پہنچی میں نے اسے قرآن پاک کی کسی نہ کسی آیت کے مطابق پایا۔ اس قول کو ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اس قرآن پاک میں ہر قسم کا علم موجود ہے۔ اس میں ہر چیز بیان کر دی گئی ہے لیکن ہمارا علم قرآن پاک کے تمام علوم کو سمجھنے سے قاصر ہے۔ اس قول کو ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ تعالیٰ نے روایت کیا ہے۔

ابو شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے ''کتاب العظمة'' میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اگر اللہ تعالیٰ کسی چیز کو ترک کرتا تو وہ ذرہ، خردلہ (رائی کا دانہ) اور بعوضه (مچھر) کو چھوڑ دیتا۔

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے جو بھی فیصلے فرمائے وہ قرآن پاک کو پڑھ کر اسی کے مطابق فرمائے۔ حضرت علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کی یہ حدیث مبارک بھی اسی قول کی تائید کرتی ہے آپ ﷺ نے فرمایا'' میں انہیں اشیاء کو حلال کرتا ہوں جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں حلال کیا ہے۔'' اس حدیث کو الطبرانی نے اوسط میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا ہے۔ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کسی کو جو بھی اس کے دین کے بارے میں مشکل پیش آتی ہے قرآن پاک میں اس کا حل موجود ہے اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ بہت سے احکام ابتداءً سنت سے ثابت ہیں تو میں اس کا جواب یہ دوں گا کہ وہ احکام بھی درحقیقت اللہ تعالیٰ کی کتاب سے ماخوذ ہیں کیونکہ اللہ رب العزت نے ہی ہم پر رسول اللہ ﷺ کی اتباع اور پیروی واجب کی ہے اور آپ ﷺ کے ہر قول کو قبول کر لینا ہم پر فرض قرار دیا ہے۔

ایک دفعہ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ مکہ معظمہ میں موجود تھے انہوں نے فرمایا مجھ سے جو چاہو سوال کرو۔ ان سے

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ارشادِ ربانی ہے: قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰۤى اَنْ یَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا یَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِیْرًا (الاسراء:88) ''(بطور چیلنج) فرما دیجئے اگر اکٹھے ہو جائیں سارے انسان اور سارے جن اس بات پر کہ لے آئیں اس قرآن کی مثل تو ہرگز نہ لاسکیں گے اس کی مثل اگرچہ وہ ہو جائیں ایک دوسرے کے مددگار۔''

نہ ہی آقائے دو جہاں ﷺ کے زمانہ اقدس میں کسی شخص کو ایسا کلام پیش کرنے کی جسارت ہوئی اور نہ ہی اس زمانہ میں کوئی ایسا کلام پیش کر سکا یقیناً قیامت تک کوئی شخص بھی ایسا کلام پیش نہیں کر سکے گا۔ جب ایسا کلام بنانے سے عرب کے فصحاء اور بلغاء عاجز آ گئے تھے تو دوسرے افراد ایسا کلام کیسے پیش کر سکتے ہیں۔

اہل عرب جانتے تھے کہ حضور ﷺ بعثت سے پہلے چالیس سال حساب و کتاب میں سے کوئی چیز نہیں سیکھی تھی ان کا خود شاعر ہونا تو دور کی بات ہے آپ تو دیگر شعراء کا کلام بھی نہیں پڑھتے تھے آپ ﷺ نے نہ ہی کسی سے کوئی فریاد کی۔ نہ ہی کسی سے کوئی اثر روایت کیا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ پر وحی نازل فرمائی اور آپ ﷺ کو لاریب کتاب سے نوازا۔

حضور ﷺ نے انہیں اسی کتاب کے ساتھ دعوت کی اور اس کی تبلیغ فرمائی۔ اللہ رب العزت کا ارشاد ہے: قُلْ لَّوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا تَلَوْتُهٗ عَلَیْكُمْ وَلَاۤ اَدْرٰىكُمْ بِهٖ ۖ فَقَدْ لَبِثْتُ فِیْكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهٖ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ (یونس:16) ''آپ فرما دیجئے اگر چاہتا اللہ تعالیٰ تو میں نہ پڑھتا اسے تم پر اور نہ ہی وہ آگاہ کرتا تمہیں اس سے میں تو گزار چکا ہوں تمہارے درمیان عمر (کا ایک حصہ) اس سے پہلے کیا تم انہیں بھی نہیں سمجھتے۔''

اللہ رب العزت نے اسی کے بارے میں یوں ارشاد فرمایا ہے: وَمَا كُنْتَ تَتْلُوْا مِنْ قَبْلِهٖ مِنْ كِتٰبٍ وَّلَا تَخُطُّهٗ بِیَمِیْنِكَ اِذًا لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُوْنَ (العنکبوت:48) ''اور نہ آپ پڑھ سکتے تھے اس سے پہلے کوئی کتاب اور نہ ہی اسے لکھ سکتے تھے اپنے دائیں ہاتھ سے (اگر آپ لکھ پڑھ سکتے) تو ضرور شک کرتے اہل باطل۔''

قرآن پاک کے اعجاز کے بے شمار اسباب ہیں اس کے عجائب بھی ان گنت ہیں۔ قرآن پاک کے معجزات کو ایک ہزار یا دو ہزار میں نہیں گنا جا سکتا کیونکہ حضور نبی کریم ﷺ نے اہل عرب کو ایک سورۃ لانے کا چیلنج کیا لیکن وہ اس سے عاجز آ گئے سب سے چھوٹی سورت ''سورۃ الکوثر'' ہے پھر اس سورۃ کی ہر آیت معجزہ ہے پھر اس سورت میں بذات خود کئی معجزات ہیں۔

سیرت نبویہ کی عبارت ختم ہوئی۔

حضرت علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''اَلْاِكْلِیْلُ فِیْ اِسْتِنْبَاطِ التَّنْزِیْلِ'' میں قرآن پاک کے علوم پر بڑی وضاحت سے روشنی ڈالی ہے انہوں نے لکھا ہے:

اللہ رب العزت کا ارشاد ہے: وَنَزَّلْنَا عَلَیْكَ الْكِتٰبَ تِبْیَانًا لِّكُلِّ شَیْءٍ (النحل:89) ''اور ہم نے اتاری ہے آپ پر یہ کتاب اس میں تفصیلی بیان ہے ہر چیز کا۔''

اسی طرح ارشادِ ربانی ہے: مَا فَرَّطْنَا فِی الْكِتٰبِ مِنْ شَیْءٍ (انعام:38) ''نہیں نظر انداز کیا ہم نے کتاب میں کسی چیز کو۔''

حضور ﷺ نے فرمایا ''عنقریب فتنے سر اٹھائیں گے۔'' آپ ﷺ سے عرض کی گئی کہ ان سے نجات کیسے حاصل ہو

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اور ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم ان علوم کے جانشین قرار پائے حتیٰ کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ اگر میرے اونٹ کی نکیل بھی گم ہو جائے تو میں اسے قرآن پاک کے ذریعے تلاش کرسکتا ہوں۔ صحابہ کرام سے پھر تابعین ان علوم کے ورثاء بنے پھر ان کے دور کے بعد ہمتیں کم ہو گئیں، عزائم کی رفعت ختم ہو گئی اور اہل علم سست ہو گئے وہ ان تمام علوم کو نہ سیکھ سکے جن کو صحابہ کرام اور تابعین نے سیکھا تھا انہوں نے ان علوم کو کئی اقسام میں منقسم کرلیا اور ہر گروہ نے اپنے فن اور علم میں مہارت حاصل کی۔

ایک گروہ نے قرآن پاک کی لغت کو ضبط کرنے، کلمات کو تحریر کرنے، حروف کے مخارج کو پہچاننے، اس کی آیات، کلمات، سورتوں اور اجزاء کو شمار کرنے، قرآن پاک کے سیپاروں کے نصف اور چوتھائی بنانے، سجدوں کی آیات گننے کی طرف توجہ دی۔ ہر دس آیات کے بعد علامات لگانے، متشابہات کلموں کو جمع کرنے اور متشابہ آیات کو جمع کرنے کی طرف دھیان دیا انہوں نے قرآن پاک کے معنی کی طرف کوئی توجہ نہ دی اس گروہ کو "قراء" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ نحویوں نے قرآن میں موجود افعال اور اسماء کے معرب اور مبنی ہونے کی طرف توجہ دی حروف عاملہ اور غیر عاملہ کو الگ الگ کیا۔ اسماء اور اس کے توابع کی طرف دھیان دیا۔ لازم اور متعدی حروف کو علیحدہ علیحدہ کیا، کلمات کے لکھنے کے انداز کو دیکھا حتیٰ کہ بعض لوگوں نے قرآن پاک کے مشکل مقامات پر اعراب لگایا اور بعض افراد نے تمام قرآن پاک پر اعراب لگا دیئے۔

مفسرین نے قرآن پاک کے معانی کی طرف توجہ کی انہوں نے قرآن پاک میں بعض الفاظ ایسے پائے جن کا صرف ایک ایک معنی ہے اور بعض الفاظ ایسے دیکھے جن کے کئی معانی تھے۔ انہوں نے پہلے معنی کو اپنے حکم پر رکھا اور اس کے خفی بیان کر دیا انہوں نے ذو معنی الفاظ کے احتمالات میں سے کسی ایک کو ترجیح دینے کے لئے بڑا غور و فکر کیا اور بڑی عرق ریزی سے لفظ کے تقاضا کے مطابق اس کا معنی نکالا۔

اصولیین نے قرآن پاک کے دلائل عقلیہ اور دلائل نظریہ میں غور و فکر کیا مثلاً اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد میں انہوں نے دلائل اخذ کرنے کے لئے بڑی جستجو کی: لَوْ كَانَ فِيهِمَآ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا ۚ (انبیاء:22) "اگر ہوتے زمین و آسمان میں کوئی اور خدا سوائے اللہ تعالیٰ کے تو یہ دونوں برباد ہو جاتے۔" انہوں نے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت، اس کے وجود اور لقاء، اس کے قدیم ہونے، اس کی قدرت اور علم ہر اس چیز پر جو اس کے لائق نہیں کے دلائل اخذ کئے ایسے علم کو اصول الدین کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔

علماء کے ایک گروہ نے قرآن پاک میں خطاب کے معانی پر غور و خوض کیا ان میں سے کچھ عمومیت کا تقاضا کرتے تھے اور کچھ مخصوص تھے انہوں نے ان کو الگ الگ کیا۔ حقیقت اور مجاز کو جدا جدا کیا تخصیص، اضمار، نص، ظاہر، مجمل، محکم، متشابہ، امر، نہی اور نسخ وغیرہ کو جدا جدا کیا۔ اس فن کو اصول فقہ کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ ایک گروہ نے قرآن پاک میں حلال و حرام میں تفکر و تدبر کیا تمام احکام میں انہوں نے غور کیا اس علم کے اصول اور فروع کا استنباط کیا۔ انہوں نے اس علم کی بہت زیادہ تفصیل بیان کی اس لئے اس علم کا نام علم الفروع یعنی فقہ رکھا گیا۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سوال کیا گیا کہ آپ محرم الحرام میں بھڑ کو مارنے کے بارے میں کیا کہتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: مَآ اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۚ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ (الحشر: 7) ''اور رسول (کریم) جو تمہیں عطا فرمادیں وہ لے لو اور جس سے تمہیں روکیں تو رک جاؤ۔''

حضرت سفیان بن عیینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے بیان کیا ہے کہ حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میرے بعد حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی اقتداء کرو اور سفیان بن مسعر نے روایت بیان کی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ نے محرم میں بھڑ کو قتل کرنے کا حکم فرمایا۔

حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نشان لگانے والی عورتوں، زیب و زینت کے لئے بالوں کو چہروں پر سجانے والی عورتوں، حسن و زیبائی کا اظہار کرنے والی عورتوں اور اللہ کی تخلیق کو تبدیل کرنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے۔ ایک عورت نے آپ پر اعتراض کیا تو آپ نے جواب دیا کہ میں ان پر لعنت کیوں نہ بھیجوں جب کہ رسول اللہ ﷺ نے ان پر لعنت فرمائی ہے اور یہ اللہ کی کتاب میں موجود ہے اس عورت نے جواب دیا میں نے تو سارا قرآن پاک پڑھا ہے میں نے تو یہ کہیں نہیں دیکھا حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا اگر تو قرآن پڑھتی تو ضرور اس میں یہ چیز پاتی۔ کیا تو نے یہ آیت نہیں پڑھی: مَآ اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۚ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ (الحشر: 7) ''اور رسول (کریم) جو تمہیں عطا فرمادیں وہ لے لو اور جس سے تمہیں روکیں تو رک جاؤ۔''

اس عورت نے جواب دیا ہے ہاں میں نے قرآن پاک میں یہ آیت پڑھی ہے ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا ان اشیاء سے اللہ کے نبی ﷺ نے منع فرمایا ہے۔ ابن برجان رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ حضور ﷺ نے جو بھی کسی چیز کے متعلق فرمایا ہے اس کی اصل قرآن پاک میں موجود ہے خواہ اس کا اظہار زمانہ قریب میں ہو یا بعید میں۔ جس نے اس کو سمجھنے کی کوشش کی اس نے سمجھ لیا اور جو اندھا بنا رہا وہ اندھا ہی رہا اسی طرح حضور ﷺ نے جو بھی فیصلہ کیا یا حکم دیا وہ بھی قرآن پاک میں موجود ہے۔

بعض علماء نے فرمایا ہے کہ جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے فہم و فراست عطا فرمائی ہے اس کے لئے قرآن پاک میں سے ہر مسئلہ کا حل ڈھونڈ لینا ممکن ہے۔ بعض افراد تو قرآن پاک میں سے مسائل استنباط کرنے کے اتنے ماہر تھے کہ انہوں نے اس کے ذریعہ سے حضور ﷺ کی عمر مبارک تریسٹھ سال معلوم کر لی تھی۔ سورۃ المنافقین میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وَلَنْ يُّؤَخِّرَ اللّٰهُ نَفْسًا اِذَا جَآءَ اَجَلُهَا ۭ (المنافقون: 11) ''اور اللہ تعالیٰ مہلت نہیں دیا کرتا کسی شخص کو جب اس کی موت کا وقت آجائے۔''

آیت مبارکہ کا یہ حصہ تریسٹھویں سورۃ مبارک کی انتہا ہے اور اس کے بعد سورۃ التغابن شروع ہو رہی ہے تاکہ آپ ﷺ کے وصال کے بعد لوگوں کا ایک دوسرے کو فریب دینے کا اظہار ہو جائے۔ علامہ المرسی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ قرآن پاک میں اولین و آخرین کے اتنے زیادہ علوم ہیں۔ ان علوم کو صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے پھر اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک کے علوم حضور ﷺ کو سکھا دیئے حضور ﷺ سے عظیم صحابہ کرام علیہم الرضوان نے ان علوم کو سیکھا مثلاً خلفاء راشدین، ابن مسعود

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وَ كَانَ بَيۡنَ ذٰلِكَ قَوَامًا ﴿۶۷﴾ (الفرقان:67) ''اور وہ لوگ جب خرچ کرتے ہیں تو نہ فضول خرچی کرتے ہیں اور نہ کنجوسی (بلکہ) ان کا خرچ کرنا اسراف اور بخل کے بین بین اعتدال سے ہوتا ہے۔''

ہم کو اس آیت میں اس علاج کا علم ہوتا ہے جو نظام صحت کو درست کر دیتا ہے جسمانی بیماریوں کا علاج اس آیت میں بیان کیا گیا ہے: شَرَابٌ مُّخۡتَلِفٌ اَلۡوَانُهٗ فِيۡهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ ؕ (النحل:69) ''ایک شربت مختلف رنگوں والا اس میں شفا ہے لوگوں کے لئے۔''

پھر اللہ رب العزت نے جسمانی بیماریوں کا علاج ذکر کرنے کے بعد دل کی بیماری کا علاج ارشاد فرمایا: وَ شِفَآءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوۡرِ ۙ (یونس:57) ''اور (آ گئی ہے) شفا ان روگوں کے لئے جو سینوں میں ہیں۔'' جہاں تک علم ہیئت کا ذکر ہے تو اللہ تعالیٰ نے کئی سورتوں میں ان آیات کو بار بار ذکر فرمایا جن میں آسمانوں، زمین، عالم بالا اور عالم سفلی کا تذکرہ ہے۔

اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں علم الہندسہ کا بھی ذکر ہے: اِنۡطَلِقُوۡۤا اِلٰى ظِلٍّ ذِىۡ ثَلٰثِ شُعَبٍ ﴿۳۰﴾ لَّا ظَلِيۡلٍ وَّ لَا يُغۡنِىۡ مِنَ اللَّهَبِ ﴿۳۱﴾ (المرسلات:31-30) ''چلو اس سایہ کی طرف جو تین شاخوں والا ہے نہ وہ سایہ دار ہے اور نہ وہ بچاتا ہے آگ کی لپیٹ سے۔''

اس آیت میں علم ہندسہ کا ایک قاعدہ بیان کیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ مثلث کا کوئی سایہ نہیں ہوتا۔ جہاں تک جدل کا تعلق ہے تو قرآن پاک میں بہت سے دلائل و براہین ذکر کئے گئے ہیں۔ مقدمات اور نتائج کا ذکر ہے مقابلہ وغیرہ کا تذکرہ ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا نمرود کے ساتھ مناظرہ جدل کی بنیاد ہے۔

مقابلہ اور الجبراء کے بارے میں کہا گیا ہے کہ سورتوں کی ابتداء میں جو حروف تہجی ہیں ان میں وہ مدتیں، سال، دن بیان کئے گئے ہیں جن کا تعلق سابقہ اُمم کی تاریخ کے ساتھ ہے۔ ان حروف میں اس امت کی بقاء کی تاریخ ہے اس دنیا کی تاریخ ہے جو کچھ گزر چکا ہے اس کا ذکر ہے اور جو کچھ ہونے والا ہے اس کا تذکرہ ہے۔ ان حروف کو ایک دوسرے سے ضرب دینے سے یہ تاریخ معلوم ہو جاتی ہے۔

علم نجامت (صنعتوں کا علم) اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں بیان فرمایا ہے:

اَثٰرَةٍ مِّنۡ عِلۡمٍ (1) ''یا کوئی (دوسرا) علمی ثبوت۔''

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اس آیت کی تفسیر یہ بیان کی ہے کہ اس میں صنعتوں کے اصول اور ان آلات کے اسماء ہیں جو ان صنعتوں میں استعمال ہوتے ہیں۔ کپڑوں کی سلائی کی صنعت کا ذکر اس آیت میں ہے: وَ طَفِقَا يَخۡصِفٰنِ (2) ''اور چپٹانے لگ گئے اپنے (بدن) پر۔'' لوہے کی صنعت کا ذکر اس آیت میں ہوا ہے: اٰتُوۡنِىۡ زُبَرَ الۡحَدِيۡدِ ؕ (3) ''تم لے آؤ میرے پاس لوہے کی چادریں۔'' وَ اَلَنَّا لَهُ الۡحَدِيۡدَ'' نیز ہم نے لوہا اس کے لئے نرم کر دیا (4)۔'' لکڑی کی صنعت کا تذکرہ اس آیت میں ہے: اَنِ اصۡنَعِ الۡفُلۡكَ۔ (5) ''کہ بناؤ ایک کشتی۔'' کپڑے کو بننے کی صنعت

1۔ احقاف:4 2۔ اعراف:22 3۔ کہف:96 4۔ سبا:10 5۔ المومنون:27

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

علماء کے ایک گروہ نے سابقہ اُمم کے قصوں اور داستانوں کی طرف توجہ مبذول کی ان کی خبروں کو نقل کیا۔ ان کے آثار کو جمع کیا حتیٰ کہ انہوں نے دنیا کی ابتداء اور اس میں ظہور پذیر ہونے والی پہلی اشیاء کا بھی ذکر کیا اس علم کو علم التاریخ یا علم القصص کے نام سے موسوم کیا گیا۔

ایک گروہ نے قرآن پاک کی حکمت آموز نصیحتوں، ضرب الامثال اور ان مواعظم کی طرف توجہ دی جن سے دلوں پر لرزہ طاری ہو جاتا ہے اور پہاڑ جن سے تھرا جاتے ہیں۔ انہوں نے قرآن پاک میں سے ایسی آیات کو جدا کیا جن میں کوئی وعدہ یا وعید تھی یا جن میں کسی کو ڈرایا گیا تھا یا خوشخبری دی گئی تھی۔ یا ان میں موت یا قیامت کا تذکرہ تھا یا حشر، نشر، حساب، سزا، جنت اور جہنم وغیرہ کا تذکرہ تھا۔ ایسے علماء کو خطباء یا واعظین کے نام سے پکارا جاتا ہے۔

ایک گروہ نے خواب کی تعبیر کی طرف توجہ دی مثلاً حضرت یوسف علیہ السلام کی داستان میں جو دو قیدیوں کے خوابوں کا ذکر ہے یا حضرت یوسف علیہ السلام کے خواب کا ذکر ہے کہ انہوں نے سورج، چاند اور ستاروں کو سجدہ کرتے ہوئے دیکھا۔ اس علم کا نام انہوں نے تعبیر الرویاء رکھا اگر وہ کسی خواب کی تعبیر قرآن پاک سے نہ نکال سکے تو انہوں نے سنت کی طرف توجہ کی جو کہ قرآن پاک کی شارح ہے اگر وہ اس سے بھی اس خواب کی تعبیر معلوم نہ کر سکے تو پھر انہوں نے حکمت لبریز باتوں اور ضرب الامثال کی طرف دھیان دیا انہوں نے لوگوں کے رسم ورواج اور عادت وعرف کو بھی ملحوظ خاطر رکھا۔ جیسا کہ اللہ رب العزت کا ارشاد ہے: وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ۔ ''اور حکم دیجئے نیک کاموں کا۔''

ایک گروہ نے وراثت کی آیات کو اپنے لئے مختص کر لیا انہوں نے وراثت میں سے ہر ایک کا حصہ نکالا۔ اس علم کو علم الفرائض کے نام سے یاد کیا جاتا ہے اس علم کے ذریعے انہوں نے وراثت میں سے نصف، تہائی، چوتھائی، چھٹا حصہ اور آٹھواں حصہ نکالا۔ اسی علم کے ذریعے وصیت کے احکام اور عائلی مسائل کا استنباط کیا گیا۔ ایک گروہ نے ان آیات کی طرف توجہ دی جو شب وروز، شمس وقمر، ستاروں اور بروج کے متعلق ہیں۔ ان آیات میں اللہ رب العزت کی ذات پر نفیس اور عمدہ دلائل ہیں۔ اس علم کا نام علم المواقیت رکھا گیا۔

کاتبین اور شعراء نے الفاظ کی عظمت، حسن تالیف، آیات کی ابتداء اور انتہاء، اطناب، ایجاز، مخالص اور تلوین وغیرہ میں غور وفکر کیا انہوں نے اس کلام لاریب سے معانی، بیان اور بدیع کے اصول مستنبط کئے۔

اسی طرح صوفیاء کرام نے ایک لفظ کے کئی معانی اور ایک آیت میں کئی حسین نکات اخذ کئے پھر انہیں اپنی اصطلاحات مثلاً فنا، ء بقاء، حضور، خوف، ہیبت، انس، وحشت، قبض، بسط وغیرہ میں تعبیر کیا ملت اسلامیہ نے مذکورہ بالا تمام فنون میں مہارت حاصل کی یہ تمام علوم وفنون قرآن پاک ہی سے حاصل کئے گئے۔

اسی طرح قرآن پاک میں اور بھی بہت سے علوم ہیں مثلاً طب، جدل، ہیئت، ہندسہ، الجبرا، مقابلہ اور علم نجوم وغیرہ۔ طب کا مقصد نظام صحت کی حفاظت کرنا اور قوت کو مستحکم کرنا ہے یہ مقصد مختلف متضاد کیفیات کو معتدل کرنے سے حاصل ہوتا ہے اللہ رب العزت نے اسی چیز کو ایک ہی آیت میں جمع کر دیا ہے فرمایا: وَالَّذِیْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ یُسْرِفُوْا وَلَمْ یَقْتُرُوْا

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جیسا کہ ارشاد ربانی ہے: مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتٰبِ مِنْ شَيْءٍ۔ علامہ المرسی کا کلام انتہا پذیر ہوا۔

علامہ سیوطی علامہ المرسی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں میں کہتا ہوں کہ یہ لاریب کتاب ہر چیز پر مشتمل ہے تمام علوم کی بنیاد اور اصل قرآن پاک میں موجود ہے قرآن پاک میں مخلوقات کے عجائب کا ذکر ہے۔ آسمان کے ملکوت اور زمین کا ذکر ہے۔ اس میں اُفُقِ اَعْلٰی اور تَحْتَ الثَّرٰی کا تذکرہ ہے انسانی تخلیق کی ابتداء کا ذکر ہے۔ مشہور رسول اور ملائکہ کا ذکر ہے سابقہ امتوں کی خبریں دی گئی ہیں مثلاً حضرت آدم علیہ السلام اور ابلیس کا ذکر، حضرت آدم علیہ السلام کا جنت سے خروج اور اس بچے کا بھی ذکر ہے جس کا نام انہوں نے عبدالحارث رکھا تھا۔ حضرت ادریس علیہ السلام کو آسمانوں کی طرف اٹھانا، قوم نوح کا غرق ہونا، عاد کی پہلی اور دوسری قوم کا ذکر، قوم تبع کا ذکر، حضرت یونس علیہ السلام کی قوم ذکر، اصحاب الرس، قوم ثمود اور ان کی اونٹنی اور قوم لوط کا ذکر ہے۔ اسی طرح قرآن پاک میں حضرت شعیب علیہ السلام کی پہلی اور دوسری قوم کا بھی ذکر ہے کیونکہ انہیں دو مرتبہ رسول بنا کر دو قوموں کی طرف بھیجا گیا حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ولادت کا ذکر، ان کو سمندر میں پھینکے جانے کا ذکر، ان کا قبطی کو قتل کرنا، مدین کی طرف تشریف لے جانا، حضرت شعیب علیہ السلام کی دختر نیک اختر سے شادی کرنا، کوہ طور پر جا کر اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہونا، فرعون کے پاس تبلیغ کے لئے آنا، فرعون کا آپ علیہ السلام کا تعاقب کرنا اور اس کا غرق سمندر ہونا، بچھڑے کو معبود بنانے کا ذکر اس قوم کا ذکر جس کو لے کر آپ علیہ السلام کوہ طور کی طرف گئے تھے۔ ان پر صاعقہ کا گرنا، قتل ہونے والے شخص اور اس کی گائے کا ذکر اور جبارین کے ساتھ آپ کے جہاد کا تذکرہ بالتفصیل مذکور ہے۔ حضرت خضر علیہ السلام کے ساتھ آپ کی حکایت کا ذکر آپ کا اپنی قوم کے ساتھ زمین کے راستے چین کی طرف سفر کرنے کا بھی قرآن پاک میں ذکر موجود ہے۔

اسی طرح حضرت طالوت علیہ السلام کا ذکر، حضرت داؤد علیہ السلام کی آزمائش اور جالوت کے ساتھ آپ کی جنگ کا ذکر بھی موجود ہے۔ حضرت سلمان علیہ السلام کا ذکر بھی اور آپ اور ملکہ سباء کے مابین وقوع پذیر ہونے والی داستان کا ذکر ہے۔ اس قوم کا بھی ذکر موجود ہے جو طاعون کے خوف سے اپنے شہر سے راہ فرار اختیار کر گئی اللہ رب العزت نے انہیں مار ڈالا اور پھر انہیں زندہ کر دیا، حضرت ابراہیم علیہ السلام کا بھی ذکر موجود ہے آپ علیہ السلام کا اپنی قوم کے ساتھ مناظرہ کرنا۔ نمرود کے ساتھ مناظرہ کرنا اپنے لخت جگر کو ان کی والدہ مکرمہ کے ساتھ مکہ معظمہ میں چھوڑ کر جانا، بیت اللہ کی تعمیر کرنا اور راہ خدا میں اپنے نور نظر کی قربانی پیش کرنے کا بھی ذکر ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے قصے کو بڑی تفصیل سے بیان کیا گیا ہے حضرت مریم علیہا السلام کا قصہ، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت کی کیفیات، آپ علیہ السلام کا رسول بنا کر مبعوث کرنا اور پھر آسمان پر اٹھائے جانے کا ذکر موجود ہے۔ حضرت زکریا علیہ السلام کا ذکر ان کے فرزند دلبند حضرت یحییٰ علیہ السلام کا ذکر، حضرت ایوب علیہ السلام اور حضرت ذوالکفل علیہ السلام کا ذکر بھی موجود ہے۔ ذوالقرنین کی عجیب داستان، ان کا سورج کے طلوع ہونے اور اس کے غروب ہونے کی جگہ پر جانا، دیوار کا تعمیر کرنا، اصحاب کہف کا قصہ، اصحاب الرقیم کا قصہ اور بخت نصر کا قصہ بھی قرآن پاک میں موجود ہے ان دو افراد کا ذکر جن میں سے ایک جنتی تھا، اہل جنت کا قصہ، آل یاسین کے مومنین کا قصہ،

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کاذکراس آیت میں ہوا: نَقَضَتْ غَزْلَهَا۔ ''جس نے توڑ ڈالا اپنے سوت کو(6)۔'' گھر بنانے کاذکراس آیت میں ہوا ہے: كَمَثَلِ الْعَنْكَبُوْتِ اِتَّخَذَتْ بَيْتًا (7) ''مثال مکڑی کی سی ہے جس نے (جالے کا) گھر بنایا۔'' ہل چلانے کاذکراس آیۃ مبارک میں ہے: اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تَحْرُثُوْنَ (8) ''کیا تم نے (غور سے) دیکھا ہے جو تم بوتے ہو''۔ شکار کاذکر کئی آیات میں ہے۔ غوطہ زنی کاذکراس آیت میں ہے: وَالشَّيٰطِيْنَ كُلَّ بَنَّآءٍ وَّغَوَّاصٍ (9) ''اور سب دیو بھی ماتحت کر دیئے کوئی معمار اور کوئی غوطہ خور''۔ وَّتَسْتَخْرِجُوْا مِنْهُ حِلْيَةً (10) ''اور نکالتے ہو اس سے زیور''۔ زیورات بنانے کی صنعت کاذکراس آیت میں ہوا: وَاتَّخَذَ قَوْمُ مُوْسٰى مِنْۢ بَعْدِهٖ مِنْ حُلِيِّهِمْ عِجْلًا جَسَدًا (11) ''اور بنایا قوم موسیٰ نے ان کے (طور پر جانے کے) بعد اپنے زیورات سے ایک بچھڑا''۔

شیشہ سازی کی صنعت کاذکراس آیت میں ہوا ہے: صَرْحٌ مُّمَرَّدٌ مِّنْ قَوَارِيْرَ ۔(12) ''یہ چمکدار محل ہے بلور کا بنا ہوا۔'' اَلْمِصْبَاحُ فِيْ زُجَاجَةٍ ۔ (13) ''وہ چراغ شیشہ (کے ایک فانوس) میں ہے۔'' معمار کے پیشے کاذکراس آیت میں موجود ہے: فَاَوْقِدْ لِيْ يٰهَامٰنُ عَلَى الطِّيْنِ (14) ''پس آگ جلا میرے لئے اے ہامان اور اس پر اینٹیں پکوا۔'' ملاح کے پیشے کاذکراس آیت میں ہے: اَمَّا السَّفِيْنَةُ۔(15) ''وہ جو کشتی تھی'' کتابت کاذکراس آیت میں ہے: عَلَّمَ بِالْقَلَمِ۔(16) ''سکھایا قلم کے واسطہ سے'' نانبائی کاذکراس آیت میں ہے: اَحْمِلُ فَوْقَ رَاْسِيْ خُبْزًا۔(17) ''اٹھائے ہوئے ہوں اپنے سر کچھ روٹیاں'' باورچی کا تذکرہ اس آیت میں موجود ہے: اَنْ جَآءَ بِعِجْلٍ حَنِيْذٍ۔(18) ''پھر آپ جلدی لے آئے (ان کی ضیافت کے لئے) ایک بچھڑا بھنا ہوا۔'' کپڑے دھونے کاذکراس آیت میں ہے: وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ (19) ''اور اپنے لباس کو پاک رکھئے۔'' قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ۔(20) ''کہا حواریوں نے۔'' حواریوں سے مراد کپڑے دھونے والے ہیں۔ قصاب کے پیشے کا تذکرہ اس آیت میں ہے: اِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ۔(21) ''سوائے اس کے جسے تم ذبح کر لو۔'' خریدنے اور بیچنے کاذکر بہت سی آیات میں ہے۔ رنگنے کاذکراس آیت میں ہے: صِبْغَةَ اللّٰهِ۔(22) ''(ہم پر) اللہ کا رنگ۔ (چڑھا ہے)۔'' جُدَدٌ بِيْضٌ وَّحُمْرٌ۔(23) ''رنگ برنگ ٹکڑے ہیں کوئی سفید کوئی سرخ۔'' پتھروں سے مکان بنانے کاذکراس آیت میں ہے: وَكَانُوْا يَنْحِتُوْنَ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا۔(24) ''اور وہ کھود کر بنایا کرتے تھے پہاڑوں کو اپنا گھر۔'' ناپنے اور تولنے کاذکر بہت سی آیات میں ہے۔ تیر پھینکنے کاذکراس آیت میں ہے: وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ۔ (25) ''نہیں پھینکی آپ نے (وہ مشت خاک) جب آپ نے پھینکی۔'' وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ (26) ''اور تیار کر رکھو ان کے لئے جتنی استطاعت رکھتے ہو۔''

اسی طرح قرآن پاک میں تمام آلات کے اسماء اور تمام کھانے اور پینے والی اشیاء کاذکر ہے۔ اسی طرح ان عورتوں کاذکر ہے جن سے نکاح کرنا جائز ہے اسی طرح کائنات میں جو کچھ ہوا ہے یا ہونے والا ہے اس کاذکر قرآن پاک میں موجود ہے۔

6۔النحل:92 7۔عنکبوت:41 8۔واقعہ:63 9۔ص:37 10۔النحل:14 11۔اعراف:148 12۔النمل:44
13۔النور:35 14۔القصص:38 15۔کہف:79 16۔العلق:4 17۔یوسف:36 18۔ہود:69 19۔مدثر:4
20۔آل عمران:52 21۔مائدہ:3 22۔البقرہ:138 23۔فاطر:27 24۔الحجر:82 25۔انفال:17 26۔انفال:60

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

معلوم کرنے کے لئے آیات میں غور وفکر کیا تو مجھے قرآن پاک کے اعجاز کی بہت سی وجوہات معلوم ہوئیں لیکن میں نے انہیں بیان کرنے کی جراٗت نہ کی میرے نزدیک اب موقع ہے کہ میں ان پر کچھ گفتگو کروں اگر اس گفتگو میں کچھ صداقت ہے تو یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجھ پر انعام ہے اور اگر اس میں کچھ خطا ہے تو وہ میری طرف سے ہے کیونکہ میں سراپا خطا ہوں میں اللہ تعالیٰ سے اس خطا پر معافی کا خواستگار ہوں۔

قرآن پاک کے مفردات، تراکیب اور اسالیب میں اگرچہ حد درجہ فصاحت وبلاغت پائی جاتی ہے اس کے باوجود اللہ تعالیٰ نے انہیں مخصوص رونق اور حسن کا لباس پہنایا ہے جس طرح کہ لباس پہننے والا لباس کے اوپر خوب صورت حلہ پہن لیتا ہے۔ اسی وجہ سے مخلوق اس جیسا کلام پیش کرنے سے عاجز آ گئی۔ اس صورت میں قرآن پاک کے اعجاز کا تعلق اس کے الفاظ کے دیباچہ کے ساتھ ہوگا۔ قرآن کے اعجاز کا تعلق معانی کے ساتھ نہیں ہوگا۔ جب تک قرآن پاک کی تلاوت منسوخ نہیں ہو گی۔ اس کی یہ رونق ودلکشی باقی رہے گی اور قرآن پاک کا اعجاز بھی باقی رہے گا۔ جب قرآن پاک کی تلاوت منسوخ ہوگی اس کی یہ شادابی اور دلربائی بھی ختم ہو جائے گی اور اس کا اعجاز بھی ختم ہو جائے۔ اگرچہ قرآن پاک کا حکم باقی ہو وہ منسوخ نہ ہوا ہو وہ آیات جن کی تلاوت منسوخ ہے لیکن ان کا حکم باقی ہے ان کی مثال یہ آیت ہے: اَلشَّیۡخُ وَالشَّیۡخَۃُ اِذَا زَنَیَا فَارۡجُمُوۡا کُلَّ وَاحِدٍ مِّنۡهُمَا اَلۡبَتَّۃَ۔ ”جب شادی شدہ مرد یا عورت بدکاری کا ارتکاب کریں تو ان دونوں میں سے ہر ایک کو ضرور رجم کرو۔“ ہم صرف اس آیت کو پڑھ کر ہی یہ ادراک کر لیتے ہیں کہ اس میں قرآن پاک جیسی دلکشی اور رونق نہیں ہے۔ اس آیت کے منسوخ ہونے کی وجہ سے اللہ رب العزت نے اس سے وہ رونق اور شادابی بھی چھین لی جو اس کے اعجاز کا سبب تھی۔ یہ آیت احادیث قدسیہ کی طرح ہوگئی جن میں اعجاز نہیں ہوتا اور نہ ہی شریعت میں ان کی تلاوت کرنا ضروری ہے اگرچہ وہ حدیث اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب ہوتی ہے اور اس کے احکام بھی برحق ہوتے ہیں۔

اسی طرح ہم یہ بھی مشاہدہ کرتے ہیں کہ وہ آیات جن کے احکام منسوخ ہیں لیکن ان کی تلاوت باقی ہے ان پر قرآن پاک جیسی دلکشی اور رونق باقی ہے اور ان کا اعجاز بھی موجود ہے جیسا کہ اللہ رب العزت کا یہ ارشاد ہے: كُتِبَ عَلَيْكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ اِنْ تَرَكَ خَيْرًا ۖ الْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ (البقرہ:180) ”فرض کیا گیا ہے تم پر جب قریب آ جائے تم میں سے کسی کے موت بشرطیکہ چھوڑے کچھ مال کہ وصیت کرے اپنے ماں باپ کے لئے۔“

حضور ﷺ کے اس فرمان لَا وَصِيَّةَ لِوَارِثٍ ”وارث کے لئے کوئی وصیت نہیں“ کی وجہ سے اس آیت کا حکم منسوخ ہے اس کی تلاوت منسوخ نہیں۔ اس لئے اس آیت کی دلکشی اور رونق بھی باقی ہے اور اس کا اعجاز بھی باقی ہے جس طرح قرآن پاک کی دیگر آیات کی رونق اور دلربائی باقی ہے۔ مذکور بالا بحث سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ قرآن پاک کا اعجاز الفاظ کے دیباچہ کی رونق کی وجہ سے ہے جب تک الفاظ کی دلکشی وزیبائی باقی رہتی ہے اس کا اعجاز بھی باقی ہوتا ہے اور ان الفاظ کو منسوخ کرنے سے ان کی دلکشی بھی ختم ہو جائے تو اس کا اعجاز بھی ختم ہو جاتا ہے۔ خواہ اس آیات کا حکم نسخ ہو یا نہ ہو۔

معانی کے اعتبار سے بھی قرآن پاک کا معجزہ ہونا ثابت ہے مثلاً ماضی کے بارے میں غیب کی خبریں دینا مستقبل کے

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اصحاب فیل کی داستان اس شخص کا قصہ جس نے آسمان پر جانے کا ارادہ کیا تھا بھی قرآن پاک میں موجود ہیں۔حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی عظمت، آپؐ کے لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آپ ﷺ کے متعلق بشارت بھی قرآن پاک میں موجود ہے آپ ﷺ کی بعثت کا ذکر اور ہجرت کا ذکر بھی موجود ہے تمام غزوات کا تذکرہ بھی قرآن پاک میں موجود ہے غزوۂ بدر کا ذکر سورۃ الانفال میں، غزوۂ احد کا ذکر سورۂ آل عمران میں اور اسی سورت میں بدر صغریٰ کا ذکر بھی موجود ہے غزوۂ خندق کا ذکر سورۃ الاحزاب میں غزوہ نضیر کا ذکر سورۃ الحشر میں حدیبیہ کا ذکر سورۃ الفتح میں غزوۂ تبوک کا ذکر سورۃ براۃ میں، حجۃ الوداع کا ذکر سورۃ المائدہ میں موجود ہے۔حضور ﷺ کا حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح فرمانا، آپ ﷺ کی ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کا امت کے لئے حرام ہونا، ازواج مطہرات کے راز کا آپ ﷺ پر منکشف ہونے کا ذکر، افک کا قصہ، اسراء اور معراج کی داستان، قمر کے شق ہو جانے کا بیان اور یہودیوں کا آپ ﷺ پر جادو کرنے کا بیان بھی قرآن پاک میں موجود ہے۔

انسان کی تخلیق سے لے کر موت تک کا ذکر، موت کی کیفیات کا ذکر، روح کے قبض کرنے کا ذکر اور جو کچھ آسمان پر لے جانے کے بعد اس کے ساتھ سلوک ہوتا ہے اس کا ذکر، مومن کے لئے دروازے کے کھل جانے اور کافر کو آتش جہنم کے حوالے کرنے کا ذکر، عذاب قبر اور قبر کے سوالات کا تذکرہ ارواح کی قرار گاہ کا ذکر بھی موجود ہے قیامت کبریٰ کی علامات کا ذکر بھی موجود ہے یہ کل دس علامات ہیں: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول، دجال کا خروج، یاجوج و ماجوج کا خروج، دھوئیں کا نکلنا، قرآن کو اٹھالینا، سورج کا مغرب سے طلوع ہونا، توبہ کے دروازے کا بند ہو جانا، چاند کو گرہن لگنا، قیامت کے حالات مثلاً صور کا پھونکا جانا جس کی ہیبت سے لوگوں کا مر جانا اور پھر زندہ ہو جانا، حشر، نشر، قیامت کے ہولناک حالات سورج کی گرمی کی شدت، عرش کا سایہ، پل صراط، میزان، حوض کوثر، ایک گروہ کا حساب کتاب ہونا ایک قوم کا حساب و کتاب کے بغیر جنت میں چلے جانا، اعضاء کی گواہی دینا، اعمال ناموں کا دائیں ہاتھ یا بائیں ہاتھ میں پکڑوانا، بعض افراد کو ان کے پیٹھ کے پیچھے سے اعمال نامے دینا، شفاعت، جنت، جنت کے دروازے، جنت کی انہار، اس کے درخت، پھل، زیورات، برتن اور لوگوں کے درجات کا ذکر بھی قرآن پاک میں موجود ہے۔اسی طرح اللہ تعالیٰ کا دیدار، آتش دوزخ کا ذکر، جہنم کی وادیوں کا ذکر، سزا کی اقسام کا ذکر، عذاب کی اقسام، زقوم اور حمیم وغیرہ کا ذکر قرآن پاک میں موجود ہے اگر ان کی تفصیلات بیان کی جائیں تو کئی جلدیں بن سکتی ہیں۔اسی طرح قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کے تمام نام ہیں جس طرح کہ حدیث شریف سے ثابت ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کے ایک ہزار نام موجود ہیں۔قرآن پاک میں حضور ﷺ کے اسماء مبارکہ موجود ہیں اس میں ایمان کے حصوں کا ذکر ہے کہ وہ ستر اور کچھ ہیں اس میں اسلامی شریعت کے تین سو پندرہ احکام ہیں اس میں بہت سے کبیرہ گناہوں اور بہت سے صغیرہ گناہوں کا ذکر ہے قرآن پاک میں ہر اس حدیث کی تصدیق موجود ہے جو حضور ﷺ سے روایت کی گئی ہے۔

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام ختم ہوا۔

حضرت علامہ یوسف بن اسماعیل النبہانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب میں نے قرآن پاک کے اعجاز کے اسباب

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اَلْحَجَرُ میرے والد محترم نے کہا ہاں ہم پڑھا کرتے تھے۔

ابو عبید رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے حضرت المسور بن مخرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ سے پوچھا کہ کیا تم قرآن پاک میں یہ آیت نہیں پاتے: اَنْ جَاهِدُوْا كَمَا جَاهَدْتُّمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ لیکن اب ہم اسے قرآن پاک میں نہیں پاتے انہوں نے کہا کہ جس طرح دیگر آیات منسوخ ہو چکی ہیں اسی طرح یہ آیت بھی منسوخ ہے حضرت امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے اور آپ پر کتاب نازل فرمائی ہے اسی قرآن پاک میں رجم کی آیت بھی موجود تھی حضور ﷺ نے بھی رجم کیا اور آپ ﷺ کے بعد ہم بھی رجم کیا کرتے تھے پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہم قرآن پاک میں یہ آیت بھی پڑھا کرتے تھے: وَلَا تَرْغَبُوْا عَنْ اٰبَآئِكُمْ فَاِنَّهٗ كُفْرٌ بِكُمْ اَنْ تَرْغَبُوْا عَنْ اٰبَآئِكُمْ اور رجم کی آیت یہ ہے: اَلشَّيْخُ وَالشَّيْخَةُ اِذَا زَنَيَا فَارْجُمُوْهُمَا الْبَتَّةَ نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۔ یہ آیت تو منسوخ ہے لیکن اس کا حکم باقی ہے اس کے علاوہ بھی آیات ہیں۔ علامہ حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے درمنثور میں ذکر کی ہیں۔

حضرت علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے الاتقان میں فرمایا ہے کہ وہ آیات جن کی تلاوت بھی منسوخ ہے اور حکم بھی منسوخ ہے وہ یہ ہے: عَشْرُ رَضَعَاتٍ مَّعْلُوْمَاتٍ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ مشہور قرآتیں دس تھیں جن میں قرآن پاک نازل کیا گیا لیکن ان میں سے پانچ مشہور قرآتوں سے دوسری پانچ قرآتیں منسوخ کر دی گئی۔ علامہ مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس میں منسوخ کی تلاوت بھی منسوخ ہے اور ناسخ کی تلاوت بھی منسوخ ہے۔ اس کی کوئی اور مثال نہیں جانتا۔

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے ''اتقان'' میں لکھا ہے کہ وہ آیات جن کا حکم منسوخ ہے لیکن تلاوت منسوخ نہیں ہے کافی ہیں اور لوگوں نے ان پر بہت زیادہ کتابیں لکھی ہیں لیکن درحقیقت ان آیات کی تعداد بہت کم ہے اور اکثر لوگوں نے انہیں بار بار ذکر کیا ہے پھر علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے ان آیات کو شمار کیا ہے ان کی تعداد صرف بیس ہے پھر انہوں نے ان آیات کو ذکر کیا ہے۔

سورۃ البقرہ سے یہ آیت منسوخ ہے: كُتِبَ عَلَيْكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ (بقرہ:180) ''فرض کیا گیا ہے تم پر جب قریب آ جائے تم میں سے کسی کے موت'' بعض علماء فرماتے ہیں کہ یہ آیت وارثت کی آیت سے منسوخ ہے اور بعض علماء فرماتے ہیں کہ یہ حضور ﷺ کی اس حدیث شریف سے منسوخ ہے: لَا وَصِيَّةَ لِوَارِثٍ ''وارث کے لئے کوئی وصیت نہیں'' بعض علماء فرماتے ہیں کہ یہ آیت مبارکہ اجماع سے منسوخ ہے۔

اسی طرح اللہ رب العزت کا یہ ارشاد بھی منسوخ ہے: وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ (بقرہ:184) ''اور جو لوگ اسے بہت مشکل سے ادا کر سکیں ان کے ذمہ فدیہ ہے۔'' بعض علماء فرماتے ہیں کہ یہ آیت اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے منسوخ ہے: فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ (بقرہ:185) ''سو جو کوئی پائے تم میں سے اس مہینہ کو تو وہ روزے رکھے'' اس آیت کے بارے میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ محکم ہے مقدر نہیں۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بارے میں غیب کی خبریں دینا۔ اولین وآخرین کے علوم کا جامع ہونا وغیرہ اس کی تفصیل پہلے گزر چکی ہے۔ وہ شیخ اور شیخہ والی آیت جو پہلے گزر چکی ہے اس کے علاوہ بھی درج ذیل آیات منسوخ ہیں۔ امام بخاری اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہما نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بئر معونہ کے بارے میں قرآن پاک نازل کیا تھا۔ ہم اسے پڑھا کرتے تھے لیکن بعد میں وہ منسوخ ہو گیا۔ اس میں سے ایک آیت یہ بھی تھی: اَنْ بَلِّغُوْا قَوْمَنَا اَنَّا قَدْ لَقِيْنَا رَبَّنَا فَرَضِيَ عَنَّا وَاَرْضَانَا۔ حضرت امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے حضرت ابوموسیٰ الاشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم ایک ایسی سورۃ پڑھا کرتے تھے جو طوالت اور شدت میں سورۃ برآءۃ کے مشابہ تھی لیکن میں اسے بھول گیا اس میں سے مجھے صرف یہ آیت یاد ہے۔ لَوْ كَانَ لِابْنِ اٰدَمَ وَادِيَانِ مِنْ مَّالٍ لَابْتَغٰى وَادِيًا ثَالِثًا وَلَا يَمْلَأُ جَوْفَهٗ اِلَّا التُّرَابُ اسی طرح ہم قرآن پاک میں ایک سورۃ پڑھا کرتے تھے جو مسبحات کے مشابہ تھی اس کی ابتداء سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ سے ہوتی تھی۔ وہ سورۃ بھی مجھے بھول گئی ہے صرف مجھے یہ آیت یاد رہ گئی ہے: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَالَا تَفْعَلُوْنَ فَتُكْتَبُ ○ شَهَادَةٌ فِيْٓ اَعْنَاقِكُمْ فَتُسْاَلُوْنَ عَنْهَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ۔ میں کہتا ہوں کہ اس آیت کی ابتداء کے نہ الفاظ منسوخ ہیں اور نہ ہی معنی کیونکہ وہ آیت سورۃ الصف میں بھی موجود ہے اسی وجہ سے ہم قرآن جیسی رونق اور دلکشی اس میں پاتے ہیں جبکہ باقی آیت اس دلربائی وزیبائی سے محروم ہے اسی طرح اَلشَّيْخُ وَالشَّيْخَةُ اِذَا زَنَيَا کا آخری حصہ منسوخ نہیں ہے وہ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے: نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ○ اسی وجہ سے ہم اس آیت کے آخری حصہ کو دیکھتے ہیں کہ اس پر قرآن پاک جیسا حسن و جمال ہے لیکن اس کی ابتداء اس سے محروم ہے۔

ابوعبید رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''فضائل'' میں اور ابن ضریس رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابوموسیٰ الاشعری سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں سورۃ برآءۃ جیسی شدید سورۃ نازل ہوئی تھی لیکن پھر وہ منسوخ ہو گئی۔ مجھے اس میں سے صرف یہ آیت یاد رہی: اِنَّ اللّٰهَ سَيُؤَيِّدُ هٰذَا الدِّيْنَ بِاَقْوَامٍ لَّا خَلَاقَ لَهُمْ۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے حضرت ابوواقد اللیثی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ جب کوئی آیت حضور ﷺ پر نازل ہوتی ہم حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوتے آپ ﷺ ہمیں وہ آیت سکھا دیتے ایک دن میں بارگاہ رسالت میں آیا حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اِنَّا اَنْزَلْنَا الْمَالَ لِاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَآءِ الزَّكٰوةِ وَلَوْ اَنَّ لِابْنِ اٰدَمَ وَادِيًا لَاَحَبَّ اَنْ يَّكُوْنَ لَهُ الثَّانِيْ وَلَوْ كَانَ لَهُ الثَّانِيْ لَاَحَبَّ اَنْ يَّكُوْنَ اِلَيْهِمَا ثَالِثٌ وَيَمْلَأُ جَوْفَ ابْنِ اٰدَمَ اِلَّا التُّرَابُ وَيَتُوْبُ اللّٰهُ عَلٰى مَنْ تَابَ۔

ابن ضریس رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا کہ ہم یہ آیت پڑھا کرتے تھے: لَا تَرْغَبُوْا عَنْ اٰبَآئِكُمْ فَاِنَّهٗ كُفْرٌ بِكُمْ وَاِنَّ كُفْرًا بِكُمْ اَنْ تَرْغَبُوْا عَنْ اٰبَآئِكُمْ ابن عبدالبر نے ''التمہید'' میں ذکر کیا ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے میرے والد محترم سے کہا کہ کیا ہم قرآن پاک میں یہ آیت نہیں پڑھا کرتے تھے: اِنَّ انْتِفَآءَ كُمْ مِنْ اٰبَآئِكُمْ كُفْرٌ بِكُمْ میرے والد صاحب نے فرمایا ہاں ہم اسے پڑھا کرتے تھے پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کیا ہم اس آیت کی تلاوت نہیں کرتے تھے: اَلْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کرنے کی اجازت دینے سے منسوخ ہے۔ اللہ رب العزت کا یہ فرمان: فَاِنْ جَآءُوْكَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ اَوْ اَعْرِضْ عَنْهُمْ (مائدہ:42) ''وہ آئیں آپ کے پاس تو چاہئے فیصلہ فرمایئے ان کے درمیان یا منہ پھیر لیجئے ان سے) آپ کو اختیار ہے)۔'' یہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے منسوخ ہے: وَاَنِ احْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ (مائدہ:49)۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان: اٰخَرٰنِ مِنْ غَيْرِكُمْ (مائدہ:106) ''اور غیروں میں سے۔'' یہ اللہ رب العزت کے اس فرمان سے منسوخ ہے: وَّ اَشْهِدُوْا ذَوَیْ عَدْلٍ مِّنْكُمْ (طلاق:2) ''گواہ مقرر کرلو دو معتبر آدمی اپنے میں سے۔''

سورۃ الانفال میں سے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان: اِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ عِشْرُوْنَ صٰبِرُوْنَ (انفال:65) ''اگر ہوں تم سے بیس آدمی صبر کرنے والے'' اس کی مابعد والی آیت سے منسوخ ہے۔

سورۃ براءۃ میں سے اللہ کا یہ فرمان: اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّثِقَالًا (توبہ:41)۔

عذر کی آیات سے منسوخ ہے وہ آیات یہ ہیں: لَيْسَ عَلَى الْاَعْمٰى حَرَجٌ (النور:61) ''نہ اندھے پر کوئی حرج ہے۔'' لَيْسَ عَلَى الضُّعَفَآءِ وَلَا عَلَى الْمَرْضٰى وَلَا عَلَى الَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ مَا يُنْفِقُوْنَ حَرَجٌ (التوبہ:91) ''اور نہیں ہے کمزوروں پر کوئی حرج۔'' وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ لِيَنْفِرُوْا كَآفَّةً (توبہ:122) ''اور یہ تو ہو نہیں سکتا کہ مومن نکل کھڑے ہوں سارے کے سارے۔''

سورۃ النور میں سے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان: اَلزَّانِيْ لَا يَنْكِحُ اِلَّا زَانِيَةً (النور:3) ''زانی شادی نہیں کرتا مگر زانیہ کے ساتھ۔'' یہ باری تعالیٰ کے اس فرمان سے منسوخ ہے: وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ (النور:32) ''اور نکاح کر دیا کرو جو بے نکاح ہیں تم میں۔''

اور اللہ رب العزت کا یہ فرمان: لِيَسْتَاْذِنْكُمُ الَّذِيْنَ مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ (النور:58) ''اذن طلب کیا کریں تم سے (گھروں میں داخل ہوتے وقت) تمہارے غلام۔'' ایک قول کے مطابق منسوخ ہے جبکہ دوسرے قول کے مطابق منسوخ نہیں ہے لیکن لوگ اس پر عمل پیرا ہونے میں ست ہیں سورۃ الاحزاب میں اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان: لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَآءُ (احزاب:52) ''حلال نہیں ہیں آپ کے لئے دوسری عورتیں۔'' اس آیت سے منسوخ ہے: اِنَّآ اَحْلَلْنَا لَكَ اَزْوَاجَكَ (احزاب:50) ''ہم نے حلال کردی ہیں آپ کے لئے آپ کی ازواج۔''

سورۃ المجادلہ میں اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان: اِذَا نَاجَيْتُمُ الرَّسُوْلَ فَقَدِّمُوْا (مجادلہ:12) ''جب تنہائی میں بات کرنا چاہو رسول (مکرم) سے۔'' اپنے سے مابعد آیت سے منسوخ ہے۔

سورۃ الممتحنہ میں اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان: فَاٰتُوا الَّذِيْنَ ذَهَبَتْ اَزْوَاجُهُمْ مِّثْلَ مَآ اَنْفَقُوْا (الممتحنہ:11) ''تو جن کی بیبیاں ان کے قبضہ سے نکل گئیں جتنا انہوں نے خرچ کیا اتنا انہیں دے دو۔'' ایک قول کے مطابق آیت سیف سے منسوخ ہے اور ایک قول کے مطابق آیت غنیمت سے منسوخ ہے اور ایک قول یہ آیت محکمہ ہے۔ سورۃ المزمل میں اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان: قُمِ الَّيْلَ اِلَّا قَلِيْلًا (مزمل:2) ''رات کو (نماز کے لئے) قیام فرمایا کیجئے مگر تھوڑا۔'' اسی سورت کے آخر سے منسوخ ہے

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اسی طرح اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان: اُحِلَّ لَکُمْ لَیْلَةَ الصِّیَامِ الرَّفَثُ (بقرہ:187) ''حلال کر دیا گیا ہے تمہارے لئے رمضان کی راتوں میں اپنی عورتوں کے پاس جانا۔'' اس آیت کی ناسخ یہ آیت ہے: کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ (بقرہ:183) ''فرض کئے گئے تھے ان لوگوں پر جو تم سے پہلے تھے۔'' کیونکہ اس آیت کا تقاضا یہ تھا کہ امت مسلمہ بھی سونے کے بعد کھانے اور جماع کے حرام ہونے میں سابقہ اُمم سے موافقت کرے۔ اس قول کو ابن عربی نے ذکر کیا ہے بعض علماء فرماتے ہیں کہ یہ آیت سنت سے منسوخ ہے۔

اسی طرح اللہ رب العزت کا یہ فرمان: یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الشَّھْرِ الْحَرَامِ (بقرہ:217) ''وہ پوچھتے ہیں آپ سے کہ ماہ حرام میں۔'' یہ رب العزت کے اس فرمان سے منسوخ ہے: وَ قَاتِلُوا الْمُشْرِکِیْنَ کَآفَّةً (توبہ:36) ''اور جنگ کرو تمام مشرکوں کے ساتھ۔''

ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ نے عطاء بن میسرہ سے روایت کیا ہے کہ اللہ رب العزت کا یہ ارشاد: وَالَّذِیْنَ یُتَوَفَّوْنَ مِنْکُمْ وَ یَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا ۚ وَّصِیَّةً لِّاَزْوَاجِھِمْ مَّتَاعًا اِلَی الْحَوْلِ (بقرہ:240) اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے منسوخ ہے: اَرْبَعَةَ اَشْھُرٍ وَّ عَشْرًا ۚ (بقرہ:234) ''چار مہینے اور دس دن'' وصیت میراث کی آیت سے منسوخ ہے جبکہ سُکنٰی ایک قوم کے نزدیک ثابت ہے اور ایک قوم کے نزدیک یہ اس حدیث سے منسوخ ہے وَلَا سُکْنٰی ...... اسی طرح اللہ رب العزت کا یہ فرمان: وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِیْٓ اَنْفُسِکُمْ اَوْ تُخْفُوْہُ یُحَاسِبْکُمْ بِهِ اللّٰهُ ؕ (بقرہ:284) ''اور اگر تم ظاہر کرو جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے یا تم اسے چھپائے رہو حساب لے گا تم سے اس کا اللہ تعالیٰ۔'' اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے منسوخ ہے: لَا یُکَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَھَا ؕ (بقرہ:286) ''ذمہ داری نہیں ڈالتا اللہ تعالیٰ کسی شخص پر مگر جتنی طاقت ہو اس کی۔''

سورۃ آل عمران میں سے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان: اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ (آل عمران:102) ''ڈرو اللہ سے جیسے اس سے ڈرنے کا حق ہے۔'' بعض علماء کے نزدیک اس آیت سے منسوخ ہے: فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ (تغابن:16) ''پس ڈرتے رہو اللہ سے جتنی تمہاری استطاعت ہے۔'' بعض علماء فرماتے ہیں کہ یہ آیت محکم ہے اس سورت میں ایک آیت کے سوا اور کوئی آیت نہیں جس کے بارے میں نسخ کا دعویٰ صحیح ہو۔

سورۃ النساء میں اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان: وَالَّذِیْنَ عَقَدَتْ اَیْمَانُکُمْ فَاٰتُوْھُمْ نَصِیْبَھُمْ ؕ (النساء:33) ''اور وہ لوگ جن سے بندھ چکا ہے تمہارا عہد و پیمان تو دو انہیں ان کا حصہ۔'' یہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے منسوخ ہے: وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُھُمْ اَوْلٰی بِبَعْضٍ فِیْ کِتٰبِ اللّٰهِ (احزاب:6) ''اور قریبی رشتہ دار ایک دوسرے کے زیادہ حقدار ہیں کتاب اللہ کی رو سے۔''

اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان: وَ اِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ (النساء:8) ''اور جب حاضر ہوں (ورثہ کی) تقسیم کے وقت۔'' بعض علماء اس کو منسوخ کہتے ہیں اور بعض منسوخ نہیں کہتے البتہ لوگ اس آیت پر عمل کرنے سے سستی کا اظہار کرتے ہیں۔ اسی طرح اللہ کا یہ فرمان: وَالّٰتِیْ یَاْتِیْنَ الْفَاحِشَةَ (النساء:15)۔ یہ سورۃ النور کی آیت سے منسوخ ہے۔

سورۃ المائدۃ میں اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان: وَلَا الشَّھْرَ الْحَرَامَ (مائدہ:2) ''اور نہ عزت والے مہینے کی (9)۔'' یہ جنگ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

باطل کر دیتا ہے انہیں قرآن کا نام بھی نہیں دیا گیا اور نہ ہی ان کے اجزاء کو سورت کہا گیا ہے۔

2۔ دوسری قسم

دیگر انبیائے علیہم السلام کی سابقہ کتب ہیں لیکن اس میں ان کا اعتبار ان میں تغیر و تبدیل سے پہلے کا ہوگا۔

3۔ احادیث قدسیہ

یہ وہ احادیث ہیں جو حضور ﷺ سے ہم تک پہنچیں ہیں وہ اخبار آحاد ہیں اور حضور ﷺ نے ان احادیث کو اپنے رب کی طرف منسوب کیا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا ہی کلام ہے اسی کی طرف منسوب کیا جائے گا اس وقت ان احادیث کی اللہ کی طرف نسبت ''انشاء'' کے لحاظ سے ہوگی کیونکہ پہلے اللہ تعالیٰ ہی نے وہ کلام فرمایا۔ کبھی کبھی ان احادیث کی نسبت حضور ﷺ کی طرف بھی کی جاتی ہے کیونکہ آپ ہی نے یہ خبر دی ہے کہ یہ احادیث اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں لیکن قرآن پاک کو صرف اللہ تعالیٰ کی طرف ہی منسوب کیا جاتا ہے اسے حضور ﷺ کی طرف منسوب نہیں کیا جا سکتا۔ قرآن کے بارے میں کہا جائے گا: قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی ''اللہ نے کہا'' اور احادیث قدسیہ میں کہا جائے گا: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْمَا رَوٰی عَنْ رَّبِّهٖ۔ ''حضور ﷺ نے ان احادیث میں فرمایا ہے جو آپ نے اپنے رب سے روایت کی ہیں۔''

باقی احادیث میں علماء کا اختلاف ہے کہ کیا وہ تمام وحی ہے یا کہ نہیں وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى (النجم:3) ''اور وہ تو بولتا ہی نہیں اپنی خواہش سے۔'' سے پہلے قول کی تائید ہوتی ہے کہ آپ ﷺ کی تمام احادیث وحی ہیں اسی وجہ سے آپ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے کتاب دی گئی ہے اور اس کے ساتھ اسی کے مثل دیا گیا، ان احادیث قدسیہ کو وحی کی کیفیات میں سے کسی کیفیت میں محدود نہیں کیا جائے گا بلکہ احادیث قدسیہ تمام کیفیات میں اتر سکتی ہیں۔ مثلاً خواب کے ذریعے، دل میں القاء کر کے اور فرشتے کی زبان کے ذریعے وغیرہ ان احادیث قدسیہ کو دو صیغوں سے روایت کیا جا سکتا ہے:

1۔ یہ کہا جائے: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْمَا يَرْوِيْ عَنْ رَّبِّهٖ اسلاف احادیث قدسیہ کو اسی عبارت سے روایت کرتے تھے۔

2۔ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی فِيْمَا رَوَاهُ عَنْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ ان دونوں کا ایک ہی معنی ہے۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اوراس سورت کا آخر پانچ نمازوں سے منسوخ ہے یہ اکیس آیات ہیں ان کے علاوہ کسی اورآیت میں نسخ کا دعویٰ کرنا درست نہیں ہے۔صحیح قول یہ ہے کہ استئذان اور تقسیم والی آیات محکم ہیں۔اس طرح ان کی تعداد انیس رہ گئی۔حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا یہ قول ہے کہ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان: فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ یہ اس آیت سے منسوخ ہے: فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ؕ (بقرہ:150) ''تو موڑ لیا کریں اپنا رخ (نماز کے وقت) مسجد حرام کی طرف۔''

اس طرح یہ کل بیس آیات ہیں جو منسوخ ہیں۔

قرآن پاک کے اعجاز کی بہت سی وجوہات ہیں۔ان میں بہت سے فوائد ہیں لیکن میں نے نہیں دیکھا کہ کسی نے ان کو صراحتاً ذکر کیا ہو۔حضرت علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب اتقان میں ذکر کیا ہے کہ بہت سے علماء نے اعجاز القرآن پر کتب تصنیف کی ہیں ان میں سے حضرت علامہ التیمی، امام غزالی اور امام یافعی قابل ذکر ہیں۔میں نے بھی اپنی کتاب ''سعادۃ الدارین فِی الصلوٰۃِ عَلٰی سَیِّد الکونَیْنِ'' میں بھی قرآن پاک کی خصوصیات کا ذکر کیا ہے اور حضور ﷺ پر صلوٰۃ وسلام عرض کرنے کے فوائد، آپ سے روایت کردہ دعائیں اور ذکر الٰہی کے فوائد ذکر کئے ہیں۔

یہ فصل بہت طویل ہوگئی ہے۔ہم اس کو ایک عظیم ''فائدہ'' پر ختم کرتے ہیں۔اس فائدہ میں اس فرق کو بیان کیا جائے گا جو قرآن پاک اور دوسری الہامی کتب میں ہے اور اس فرق کو بھی بیان کیا جائے گا جو قرآن پاک اور احادیث قدسیہ میں ہے۔

امام ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے ''الاربعین النوویہ'' کی چوبیسویں حدیث کی شرح میں لکھا ہے:

فائدہ

اس کا نفع بہت زیادہ اور اس کی شان بہت بلند ہے کہ وحی متلو (قرآن پاک) اور وہ وحی جس کو حضور ﷺ نے اپنے رب سے روایت کیا (حدیث قدسی) میں فرق کیا جائے۔احادیث قدسیہ کی تعداد ایک سو سے متجاوز ہے اور لوگوں نے انہیں علیحدہ جمع کیا ہے۔

وہ کلام جس کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کی جاتی ہے اس کی تین اقسام ہیں:

1۔پہلی قسم

یہ قسم باقی اقسام سے افضل اور زیادہ شرف وفضیلت والی ہے کیونکہ اس میں اعجاز کی بہت سی وجوہات پائی جاتی ہیں۔مرور وقت کے باوجود یہ معجزہ اپنی اصلی حالت پر موجود ہے۔یہ کسی بھی تغیر وتبدل سے محفوظ ہے، ناپاک آدمی کا اسے چھونا حرام ہے۔جنبی کے لئے اس کی تلاوت حرام ہے اس کو بالمعنی روایت کرنا حرام ہے نماز میں اس کتاب کی تلاوت کو متعین کیا گیا ہے، اسی لاریب کلام کا نام القرآن رکھا گیا ہے اس کے ایک حرف کو پڑھنے سے دس نیکیاں ملتی ہیں ایک روایت کے مطابق اس کو بیچنا منع ہے ایک روایت کے مطابق اس کو بیچنا مکروہ ہے۔اس کے اجزاء کو آیت اور سورۃ کا نام دیا گیا ہے جبکہ دیگر انبیاء کی کتب اور احادیث قدسیہ میں ان خصوصیات میں سے کوئی خصوصیت بھی نہیں پائی جاتی مذکورہ بالا افراد کا ان کو چھونا اور ان کی تلاوت کرنا بھی جائز ہے ان کو بالمعنی روایت کرنا بھی جائز ہے نماز میں ان کو پڑھنا جائز نہیں بلکہ ان کا نماز میں پڑھنا نماز کو

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

شکست فاش سے دوچار کرے گا۔ اللہ رب العزت نے ہمارے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو اس کی خبر دی ہے۔ امیہ بن خلف اور ایک روایت کے مطابق ابی بن خلف نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ آپ جھوٹ بول رہے ہیں یہ سن کر حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اے دشمن خدا! دروغ گوئی کرنا تیرا کام ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے امیہ بن خلف سے کہا کہ اس پر دس اونٹنیوں کی شرط لگا لیتے ہیں۔ ہم میں سے جس کا قول سچا ہوگا وہ دوسرے سے دس اونٹنیاں لے گا (یہ واقعہ شرط اور جوئے کے حرام ہونے سے پہلے کا ہے) انہوں نے اپنے مابین تین سال کا عرصہ مقرر کیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس شرط کی خبر سرور کائنات ﷺ کو دی آپ ﷺ نے فرمایا اس مدت میں توسیع کردو اور شرط میں اضافہ کردو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے بِضۡعِ سِنِيۡنَ کہا ہے اس کا اطلاق تین سے لے کر نو تک ہوتا ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایسا ہی کیا اونٹنیوں کی تعداد کو سو کر دیا گیا اور مدت شرط کو نو سال تک بڑھا دیا گیا۔ یہ خبر بھی اسی طرح سچی ثابت ہوئی جس طرح قرآن پاک نے فرمایا تھا حدیبیہ کے سال اہل روم، اہل ایران پر غالب آ گئے۔ ابھی نو سال کی مدت نہیں گزری تھی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے امیہ بن خلف کے ورثاء سے ایک سو اونٹنیاں وصول کرلیں کیونکہ امیہ بن خلف غزوۂ بدر میں واصل جہنم ہو چکا تھا اور اگر شرط لگانے والا ابی بن خلف ہو تو اسے بھی حضور ﷺ نے غزوۂ احد کے دن اپنے دست اقدس سے قتل کیا تھا۔ یہ پیشین گوئی ان دونوں کی موت کے بعد سچ ثابت ہوئی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کے ورثاء سے اونٹنیاں لے کر اللہ کی راہ میں صدقہ کر دیں اگرچہ یہ اونٹنیاں شرط اور جوئے کی حرمت سے پہلے حاصل ہوئیں لیکن حضور ﷺ نے اپنے قول کی تصدیق اور دشمن کے قول کی تکذیب ظاہر ہونے پر شکرانہ کے طور پر ان اونٹنیوں کو صدقہ کرنے کا حکم دیا۔

اسی طرح اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا: لِيُظۡهِرَهٗ عَلَى الدِّيۡنِ كُلِّهٖ ؕ (الفتح:28)'' تاکہ غالب کردے اسے تمام دینوں پر۔'' اس آیت میں اللہ رب العزت نے اپنے نبی کریم رؤف رحیم ﷺ سے وعدہ فرمایا کہ عنقریب آپ ﷺ کا دین دیگر تمام ادیان پر غلبہ اور تسلط حاصل کرے گا۔ آپ ﷺ کی امت دیگر اُمم کو روح فرسا شکست سے دوچار کرے گی یہ پیشین گوئی بھی اسی طرح سچ ثابت ہوئی جس طرح اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں خبر دی تھی۔

اسی طرح غیب کی خبر دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا مِنۡكُمۡ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسۡتَخۡلِفَنَّهُمۡ فِى الۡاَرۡضِ كَمَا اسۡتَخۡلَفَ الَّذِيۡنَ مِنۡ قَبۡلِهِمۡ ۖ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمۡ دِيۡنَهُمُ الَّذِى ارۡتَضٰى لَهُمۡ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ خَوۡفِهِمۡ اَمۡنًا ؕ يَعۡبُدُوۡنَنِىۡ لَا يُشۡرِكُوۡنَ بِىۡ شَيۡــًٔـا ؕ (النور:55)

''وعدہ فرمایا ہے اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں سے جو ایمان لائے تم میں سے اور نیک عمل کئے وہ ضرور خلیفہ بنائے گا انہیں زمین میں جس طرح اس نے خلیفہ بنایا ان کو جوان سے پہلے تھے اور مستحکم کردے گا ان کے لئے ان کے دین کو جسے اس نے پسند فرمایا ہے ان کے لئے وہ ضرور بدل دے گا انہیں ان کی حالت

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تیسری فصل

اس فصل میں ان امورِ غیبیہ کو بیان کیا جائے گا جن کی خبر قرآن پاک نے دی ان امور کو اللہ کے علاوہ اور کوئی نہیں جانتا تھا، وہ امور اسی طرح ظہور پذیر ہوئے جس طرح اللہ تعالیٰ نے ان کی خبر دی تھی، یہ بھی قرآن پاک کے اعجاز کے اسباب میں سے ایک اہم سبب ہے اور نبوت مصطفیٰ ﷺ کی عمدہ دلیل ہے

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ ۙ (الفتح:27) ''کہ تم ضرور داخل ہو گے مسجد حرام میں جب اللہ نے چاہا امن وامان سے۔''

عام الحدیبیہ سے قبل مدینہ منورہ میں حضور اکرم ﷺ نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کو یہ خبر دی کہ ہم مسجد حرام میں داخل ہوں گے۔ صحابہ کرام نے خیال کیا کہ شاید اس آیت میں عام الحدیبیہ کے متعلق خبر دی گئی ہے جب مشرکین مکہ نے انہیں مسجد حرام میں داخل ہونے سے روک دیا تو یہ بات ان پر بڑی شاق گزری۔ جب وہ حدیبیہ سے واپس آئے تو اللہ تعالیٰ نے سورۃ الفتح نازل فرمائی اس میں یہ آیت مبارک تھی اللہ تعالیٰ نے انہیں بتادیا کہ عنقریب ایسا ہی ہوگا جس طرح کہ تمہیں خبر دی گئی ہے جب مسلمان شوکت وسطوت کے ساتھ مسجد حرام میں داخل ہوئے تو حضور اکرم ﷺ نے فرمایا میں نے اسی واقعہ کی تمہیں خبر دی تھی۔

ارشاد ربانی ہے: غُلِبَتِ الرُّوْمُ ۙ فِيْٓ اَدْنَى الْاَرْضِ وَ هُمْ مِّنْۢ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُوْنَ ۙ فِيْ بِضْعِ سِنِيْنَ ؕ (روم:4-2) ''ہرا دیئے گئے رومی پاس کی زمین میں اور وہ ہار جانے کے بعد ضرور غالب آئیں گے چند برس کے اندر۔''

اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے غیب کے متعلق یہ خبر دی ہے کہ چند سالوں میں روم پھر ایران پر غالب آ جائے گا۔ بِضْعِ سِنِيْنَ کا لفظ تین سے لے کر نو سال تک بولا جاتا ہے کچھ ہی سال گزرے تھے کہ قرآن پاک کی یہ پیشین گوئی بھی ثابت ہوگئی اس کی تفصیل یہ ہے کہ رومی اہل کتاب تھے جبکہ ایرانی اہل کتاب نہ تھے وہ مشرکین کی طرح تھے جب ایران اور روم باہم نبرد آزما ہوتے تو مشرکین مکہ ایران کی فتح کی آرزو کرتے تھے وہ مسلمانوں کو تنگ کرنے کے لئے اہل ایران کی فتح پر خوشیاں مناتے تھے۔ کسریٰ نے روم کی جانب ایک لشکر جرار بھیجا۔ باذرعات اور بصریٰ کے مقامات پر دو لشکر جنگ آزما ہوئے ایران نے روم کو شکست دے دی۔ جس سے مشرکین مکہ نے مسرت کا اظہار کیا جبکہ مسلمانوں پر یہ بات بہت گراں گزری اللہ تعالیٰ نے یہ آیت مبارکہ نازل فرمائی: الٓمّٓ ۚ غُلِبَتِ الرُّوْمُ ۙ ...... الخ (روم:2-1) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مشرکین مکہ کو اس غیب کی خبر سے آگاہ کیا آپ نے فرمایا اتنی زیادہ مسرت وشادمانی کا اظہار نہ کرو عنقریب روم ایران کو

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دیگر کتب میں تحریف وتبدل ہو چکا ہے کیونکہ اللہ رب العزت نے ان کتب کی حفاظت ان اُمم کے سپرد کی جن پر ان کتب کا نزول ہوا تھا۔ جیسا کہ اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا: بِمَا اسْتُحْفِظُوْا مِنْ كِتٰبِ اللّٰهِ (المائدہ:44) ''اس واسطے کہ محافظ ٹھہرائے گئے تھے اللہ تعالیٰ کی کتاب کے۔'' اس لئے ان کتب میں تبدل وتغیر رونما ہو گیا حتیٰ کہ اب ان کتب کی یہ کیفیت ہو چکی ہے کہ ان میں سے منقول کسی بھی بات پر وثوق نہیں کیا جا سکتا۔ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ میں '' ذکر '' سے مراد قرآن مجید ہے۔ بے دینوں نے قرآن پاک میں تبدیلی کرنے سعی پیہم کی، اپنے ہر مکر وفریب اور تاب وطاقت سے کام لیا لیکن وہ اللہ تعالیٰ کے اس نور تاباں کو بجھانے میں ناکام رہے۔ وہ اس کے کلام لاریب میں ایک کلمہ کا بھی اضافہ نہ کر سکے۔ وہ مسلمانوں کے قلوب میں قرآن کے حروف میں سے ایک حرف کے بارے میں بھی شک پیدا نہ کر سکے۔ اس کلام کی حفاظت کا ذمہ اللہ تعالیٰ نے خود لیا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى حِفْظِهٖ لِكَلَامِهٖ وَبَقَاءِ رَوْنَقِهٖ وَنِظَامِهٖ وَخَيْبَةَ مَنْ سَعٰى فِيْ اِطْفَائِهٖ وَافْتِضَاحِ جَهَلَةِ اَعْدَائِهٖ۔

علامہ قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ نے'' المواهب الدنيه'' میں فرمایا ہے وہ خصائص اور شمائل جن کو اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ مخصوص فرمایا ہے ان میں سے ایک فضیلت یہ بھی ہے کہ آپ کو'' کتاب عزیز'' عطا فرمائی حالانکہ آپ ﷺ اُمی تھے آپ ﷺ پڑھ اور لکھ نہیں سکتے تھے آپ نے کسی مدرسہ میں زانوئے تلمذ طے نہیں کیا انہی محامد اور محاسن میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اللہ رب العزت نے آپ ﷺ کی کتاب کی حفاظت فرمائی۔ یہ کتاب تحریف وتبدل سے محفوظ ہے حتیٰ کہ بہت سے ملحدوں اور بے دینوں بالخصوص قرامطہ نے قرآن پاک کو تبدیل کرنے کی سعی لاحاصل کی لیکن وہ اس کے نور کو بجھا نہ سکے وہ اس کے کلمات میں سے ایک کلمہ کو بھی تبدیل نہ کر سکے۔ ایک حرف کے بارے میں بھی مسلمانوں کے دلوں میں شک کے کانٹے نہ بو سکے ارشاد ربانی ہے: لَّا يَأْتِيْهِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ ؕ (حم السجدہ:42) ''اس کے نزدیک نہیں آ سکتا باطل نہ اس کے سامنے سے اور نہ پیچھے سے۔''

آپ ﷺ کی کتاب'' قرآن پاک'' ان تمام علوم کی جامع ہے جن علوم کو دیگر انبیاء کرام علیہم کی کتب محیط تھیں۔ اس میں سابقہ اُمم کی خبریں بھی ہیں اور سابقہ شریعتوں کا بھی ذکر ہے اس میں ایسی داستانیں اور حکایات بھی ہیں جن کو اہل کتاب میں سے کوئی شخص بھی نہیں جانتا تھا سوائے اس عالم متبحر کے جس نے ساری زندگی تحصیل علم میں صرف کی ہو۔ اللہ تعالیٰ نے مزید کرم یہ فرمایا کہ طالب علموں پر اس کو حفظ کرنا آسان فرمایا اور اس کی تلاوت کرنے والوں کو اپنے قرب سے نوازا۔ جیسا کہ ارشاد ربانی ہے: وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ﴿۱۷﴾ (القمر:17) ''اور بے شک ہم نے آسان کر دیا ہے قرآن کو نصیحت پذیری کے لئے۔'' دیگر اُمم میں سے کوئی ایک شخص بھی اپنی کتاب کو حفظ نہیں کر سکتا تھا۔ وہ اپنی کتاب کو حفظ کرنے کے لئے کوشاں ہوتے لیکن کئی سال گزرنے کے باوجود وہ ناکام ہو جاتے لیکن قرآن پاک وہ بابرکت کتاب ہے جس کو امت مصطفویہ کے بچے بھی تھوڑی سی مدت میں حفظ کر لیتے ہیں۔

انہیں خصائص میں سے ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری آسانی کے لئے اس کو سات قرآتوں پر نازل

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

خوف کو امن سے وہ میری عبادت کرتے ہیں کسی کو میرا شریک نہیں بناتے۔"

یعنی اللہ تعالیٰ انہیں اپنی زمین پر خلفاء مقرر کرے گا۔ انہیں اس کی ملکیت عطا فرمائے گا انہیں اپنے اعداء پر فتح و کامرانی حاصل ہوگی یہ آیت مبارکہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دیگر خلفائے راشدین کے بارے میں نازل ہوئی۔

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد زریں میں صحابہ کرام علیہم الرضوان کو مرتدین پر غلبہ اور تسلط حاصل ہوا۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت میں ایران جیسا عظیم ملک فتح ہوا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام کو مختلف ممالک پر تسلط عطا فرمایا۔ ان کے خوف کو امن میں تبدیل کر دیا۔ قرآن پاک کی یہ پیشین گوئی حق ثابت ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے دین اسلام کو زمین کے مشارق و مغارب تک وسعت بخشی۔ مشرق و مغرب کو مسلمانوں نے زیر نگیں کر دیا اور وہ اس زمین پر اللہ کے خلفاء بن گئے جیسا کہ نبی آخر الزماں ﷺ نے فرمایا" میرے لئے زمین کی وسعتوں کو سمیٹ دیا گیا ہے میں نے زمین کے مشارق و مغارب کا مشاہدہ کیا۔ جہاں تک میرے لئے زمین سمیٹی گئی عنقریب میری امت ان مقامات پر قبضہ کرے گی۔"

اسی طرح مستقبل کی پیشین گوئی کرتے ہوئے قرآن پاک نے فرمایا: اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ ۝ وَرَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا ۝ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ (النصر:3-1)" جب اللہ کی مدد آ پہنچے اور فتح (نصیب ہو جائے) اور آپ دیکھ لیں لوگوں کو کہ وہ داخل ہو رہے ہیں اللہ کے دین میں فوج در فوج تو (اس وقت) اپنے رب کی حمد کرتے ہوئے اس کی پاکی بیان کیجئے اور (اپنی امت کے لئے) اس سے مغفرت طلب کیجئے۔"

اگرچہ اس آیت مبارکہ میں ہر قسم کی فتح کا مژدۂ جانفزاء سنایا گیا ہے لیکن یہ آیت اپنے دامن میں فتح مکہ کی بشارت لئے ہوئے آئی۔ جب یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی تو حضور ﷺ کے عم محترم حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ رونے لگے حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا اے میرے محترم چچا! آپ کس وجہ سے گریہ کناں ہوئے۔ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم اس آیت مبارکہ میں آپ ﷺ کے وصال کی خبر دی گئی ہے۔ حضور ﷺ نے کہا میرے چچا جان آپ نے سچ کہا ہے۔ مکہ معظمہ فتح ہوا لوگ اللہ کے دین متین میں گروہ در گروہ اور جماعت در جماعت داخل ہونے لگے جب اللہ تعالیٰ نے دین اسلام کو غلبہ عطا فرمایا اور ثقلین میں اس کو شہرت دوام حاصل ہوئی۔ جب بلاد عرب میں کوئی مقام ایسا نہ رہا جہاں اسلام داخل نہ ہوا جب تمام لوگوں نے دین اسلام قبول کر لیا تو حضور اکرم ﷺ کا وصال ہو گیا۔ قرآن پاک کی یہ خبر بھی سچ ثابت ہوئی۔

اسی طرح اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا: اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ۝ (الحجر:9)" بیشک ہم ہی نے اتارا ہے اس ذکر (قرآن مجید) کو اور یقیناً ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔"

اس آیت مبارکہ میں اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا ہے کہ قرآن پاک کا محافظ وہ خود ہے ہر زماں میں یہ کتاب لاریب تبدیل و تغیر سے پاک رہے گی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس آیت مبارکہ کو اللہ تعالیٰ نے جملہ اسمیہ میں ذکر کیا ہے پھر اس میں کئی تاکیدیں لگائیں۔ قرآن پاک کی یہ خبر بھی سچ ثابت ہوئی کسی کو بھی قرآن پاک کا ایک کلمہ تک بدلنے کی جرأت نہ ہوئی جبکہ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

قرآن پاک کو حفظ کریں اور مخلوق کو قرآن پاک کی تعلیم دیں تا قیامت اللہ تعالیٰ ایک گروہ کو اس کام پر متعین فرماتا رہے گا۔

بعض علماء فرماتے ہیں کہ حفاظت سے مراد یہ ہے کہ اگر کوئی شخص قرآن پاک کے ایک حرف یا ایک نقطہ کو بدلنے کا ارادہ کرے تو تمام دنیا پکار اٹھے گی کہ یہ جھوٹ ہے حتیٰ کہ اگر کسی پر جلال بزرگ سے بھی اتفاقاً قرآن میں کوئی تبدیلی ہو جاتی ہے تو بچے بھی اسے مخاطب کر کے کہتے ہیں اے محترم و مکرم بزرگ! آپ نے یہ غلطی کی ہے اور صحیح اس طرح ہے ان صفات کی حامل کوئی کتاب بھی نہیں ہے ہر کتاب میں تبدیلی و تحریف رونما ہوئی لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کتاب عزیز کو ہر قسم کے تغیر و تبدل سے محفوظ رکھا حالانکہ یہود و نصاریٰ اور بے دین مسلسل اس کو جھٹلانے اور بگاڑنے کے لئے کوشش کرتے رہے اب قرآن پاک کو دنیا میں آئے ہوئے نوسو اٹھانویں سال گزر چکے ہیں لیکن الحمد للہ اس کی حفاظت میں اضافہ ہی ہوا ہے۔ المواہب کی عبارت ختم ہوئی۔

قرآن پاک کے بارے میں مذکورہ مدت علامہ القسطلانی کے زمانہ کی ہے اب جبکہ قرآن پاک کو آئے ہوئے تیرہ سو سولہ سال گزر چکے ہیں لیکن الحمد للہ اس کی حفاظت کا اہتمام فزوں تر ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں جن امور غیبیہ کی خبر دی ہے ان میں سے ایک خبر یہ بھی ہے ارشاد ربانی ہے: سَیُهۡزَمُ الۡجَمۡعُ وَ یُوَلُّوۡنَ الدُّبُرَ ﴿۴۵﴾ (القمر:45) ''عنقریب پسپا ہوگی یہ جماعت اور پیٹھ پھیر کر بھاگ جائیں گے۔'' یہ آیت مکہ معظمہ میں نازل ہوئی اس وقت مسلمان ضعیف و نزار تھے وہ نہیں جانتے تھے کہ وہ کون سا اجتماع ہوگا جو شکست سے دوچار ہوگا وہ اس آیت کی مراد کو نہیں جانتے تھے۔ جب اس آیت کے نزول کے سات سال بعد غزوۂ بدر رونما ہوا تو حضور ﷺ نے اپنی زرہ زیب تن فرمائی اپنے صحابہ کے پاس تشریف لائے تو آپ ﷺ کی زبان اقدس پر اس آیت کی تلاوت جاری تھی سَیُهۡزَمُ الۡجَمۡعُ وَ یُوَلُّوۡنَ الدُّبُرَ ﴿۴۵﴾ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اس آیت کے مفہوم کا مجھے آج علم ہوا ہے یعنی کفار قریش عنقریب شکست خوردہ ہو جائیں گے اور وہ مسلمانوں سے پیٹھ پھیر کر بھاگ جائیں گے ان کی اس شکست کو بلیغ ترین عبارت سے تعبیر فرمایا گیا ہے اس میں لفظاً اور معناً دونوں طرح اعجاز پایا جاتا ہے۔ وہ امور غیبیہ جن کے متعلق قرآن پاک نے خبر دی ہے ان میں اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان بھی ہے: قَاتِلُوۡهُمۡ یُعَذِّبۡهُمُ اللّٰهُ بِاَیۡدِیۡكُمۡ وَ یُخۡزِهِمۡ وَ یَنۡصُرۡكُمۡ عَلَیۡهِمۡ وَ یَشۡفِ صُدُوۡرَ قَوۡمٍ مُّؤۡمِنِیۡنَ ﴿۱۴﴾ (توبہ:14) ''جنگ کرو ان سے عذاب دے گا انہیں اللہ تعالیٰ تمہارے ہاتھوں سے اور رسوا کرے گا انہیں اور مدد کرے گا تمہاری ان کے مقابلے میں اور (یوں) صحت مند کر دے گا اس جماعت کے سینوں کو جو اہل ایمان ہیں۔''

اس آیت میں بھی غیب کی ایک خبر دی گئی ہے۔ بنی خزاعہ اور یمن کے کچھ لوگوں نے اسلام قبول کیا اور مکہ معظمہ میں ہی قیام پذیر رہے جبکہ حضور پرنور ﷺ اور بہت سے صحابہ کرام علیہم الرضوان مکہ مکرمہ کو خیرآباد کہہ کر مدینہ منورہ تشریف لے گئے تھے۔ انہوں نے مشرکین مکہ سے بہت سی تکالیف اور اذیتیں برداشت کیں۔ انہوں نے بارگاہ رسالت میں ان تکالیف کی شکایت کی۔ حضور ﷺ نے انہیں صبر کرنے کا حکم دیا اور ساتھ ہی یہ بشارت بھی دی کہ عنقریب یہ ظلم کے بادل چھٹ جائیں

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فرمایا یہ وہ فضیلت ہے جو اللہ تعالیٰ نے محض اپنے کرم اور فضل سے صرف امت مسلمہ کو عطا فرمائی انہیں خصائص میں سے ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ قرآن پاک ایک زندہ جاوید معجزہ ہے جب تک دنیا باقی رہی گی یہ معجزہ بھی باقی رہے گا۔ انہیں خصائص میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک کی حفاظت کی ذمہ داری خود اٹھائی ہے۔ ارشاد ربانی ہے: اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ (الحجر:9) ''ہم نے ہی قرآن کو نازل کیا اور یقیناً ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔'' یعنی قرآن پاک میں کوئی کمی و بیشی نہیں ہو سکتی۔ اسی طرح اللہ رب العزت نے قرآن پاک کے اوصاف بیان کرتے ہوئے فرمایا: لَّا یَاْتِیْهِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَیْنِ یَدَیْهِ وَ لَا مِنْ خَلْفِهٖ (حم سجدہ:42)۔ وَ لَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَیْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِیْهِ اخْتِلَافًا كَثِیْرًا (نساء:82) ''(اور اتنا بھی نہیں سمجھتے کہ) اگر وہ غیر اللہ کی طرف (بھیجا گیا) ہوتا تو ضرور پاتے اس میں اختلاف کثیر۔''

اگر کوئی آدمی یہ اعتراض کرے کہ اس آیت میں اختلاف کی نفی کی گئی ہے اور حدیث شریف میں ہے کہ قرآن پاک سات قرآتوں پر نازل ہوا ہے۔

اس کا جواب علامہ جعبری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی شرح ''الشاطبیہ'' میں یہ دیا ہے کہ قرآن پاک میں جس اختلاف کی نفی ہے اس سے مراد اس کے معانی میں تناقض اور اختلاف کا ہونا ہے اور حدیث شریف میں جس اختلاف کا اثبات ہے اس سے مراد الفاظ کو تبدیل کر کے اس کی قرآت کرنا ہے۔

علامہ قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک کی حفاظت کا ذمہ اٹھایا ہے اور جس چیز کی حفاظت کی ذمہ داری اللہ نے اٹھائی ہو اسے کسی قسم کے خوف کا اندیشہ نہیں ہوتا تو پھر صحابہ کرام علیہم الرضوان نے قرآن پاک کو ایک مصحف میں جمع کیوں کیا؟

اس کے جواب میں حضرت علامہ فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ صحابہ کرام کا قرآن کا جمع کرنا بھی اللہ تعالیٰ کی حفاظت کا ارادہ فرمایا تو اللہ تعالیٰ نے انہیں قرآن پاک کو جمع کرنے کی قدرت عطا فرمائی۔

پھر علماء کا اختلاف ہے کہ قرآن پاک کی حفاظت کیسے کی جاتی ہے بعض علماء فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی حفاظت اس طرح کی ہے کہ انسانوں کے کلام کے لئے اس کو واضح معجزہ بنایا ہے۔ مخلوق اس میں کمی و بیشی کرنے سے عاجز ہے اگر لوگ اس میں کمی و بیشی کریں تو قرآن پاک کا اسلوب اور انداز بیان تبدیل ہو جائے گا ہر اہل عقل کے لئے یہ واضح ہو جائے گا کہ یہ قرآن پاک میں سے نہیں ہے۔

بعض علماء فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک کی حفاظت اس طرح کی ہے کہ اس نے مخلوق کو قرآن پاک کو جھٹلانے اور اس میں کسی قسم کا بگاڑ پیدا کرنے سے عاجز کر دیا ہے بلکہ اس مولائے کائنات نے ایک جماعت کو متعین فرمایا ہے کہ وہ قرآن پاک کو حفظ کریں اور مخلوق کو قرآن پاک کی تعلیم دیں تا قیامت اللہ تعالیٰ ایک گروہ کو اس کام پر متعین فرماتا رہے گا۔

بعض علماء فرماتے ہیں کہ حفاظت سے مراد یہ ہے کہ اگر کوئی شخص قرآن پاک کے ایک حرف یا ایک نقطہ کو بدلنے کا ارادہ کرے تو تمام دنیا پکار اٹھے گی کہ یہ جھوٹ ہے حتیٰ کہ اگر کسی پر جلال بزرگ سے بھی اتفاقاً قرآن میں کوئی تبدیلی ہو جاتی ہے تو

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

(المائدہ:41)''جاسوسی کرنے والے ہیں جھوٹ بولنے کے لئے وہ جاسوس ہیں دوسری قوم کے جو نہیں آئی آپ ﷺ کے پاس بدل دیتے ہیں اللہ کی باتوں کو اس کے صحیح موقعوں سے۔''

اسی طرح اللہ رب العزت کا ارشاد ہے: یُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ وَ یَقُوْلُوْنَ سَمِعْنَا وَ عَصَیْنَا وَ اسْمَعْ غَیْرَ مُسْمَعٍ وَّ رَاعِنَا لَیًّۢا بِاَلْسِنَتِهِمْ وَ طَعْنًا فِی الدِّیْنِ ؕ (النساء:46)''پھر دیتے ہیں (اللہ کے کلام کو) اس کی اصلی جگہوں سے اور کہتے ہیں ہم نے سنا اور ہم نے نافرمانی کی اور (کہتے ہیں) سنو تم نہ سنائے جاؤ اور (کہتے ہیں)'' راعنا' بل دیتے ہوئے اپنی زبانوں کو اور طعنہ زنی کرتے ہوئے دین میں۔''

یہودی حضور ﷺ کو جھٹلاتے تھے اور آپ ﷺ کا مذاق اڑاتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ خبر دی کہ انہوں نے اپنی کتاب میں تحریف کر دی۔ ان کے جھوٹے اقوال سے آپ ﷺ کو آگاہ کیا۔ آپ ﷺ کو یہ بھی بتایا کہ اطاعت شعاری ان یہودیوں کی عادت نہیں اور وہ اپنے قول ''رَاعِنَا'' سے آپ ﷺ کا مذاق اڑانے کا جو قصد کرتے تھے اللہ تعالیٰ نے وہ بھی نبی کریم ﷺ کو بتا دیا۔

اسی طرح اللہ رب العزت نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا: وَ اِذْ یَعِدُكُمُ اللّٰهُ اِحْدَى الطَّآىٕفَتَیْنِ اَنَّهَا لَكُمْ وَ تَوَدُّوْنَ اَنَّ غَیْرَ ذَاتِ الشَّوْكَةِ تَكُوْنُ لَكُمْ (انفال:7)''اور یاد کرو جب وعدہ فرمایا تم سے اللہ نے ایک کا ان دو گروہوں سے کہ وہ تمہارے لئے ہیں اور تم پسند کرتے تھے کہ نہتہ گروہ تمہارے حصے میں آئے۔''

اس آیت میں مومنین کے دلوں میں پیدا ہونے والی ایک ایسی خواہش کا ذکر کیا گیا ہے جس کی تکمیل کے وہ بڑے خواہشمند تھے۔ جب یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حضور ﷺ سے عرض کی کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ سے دو امر میں سے ایک کا وعدہ فرمایا ہے: 1۔ یا تو اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو اس قافلہ پر فتح عطا فرمائے گا جو شام سے آرہا ہے جس میں قریش کا بہت سامال ہے، 2۔ یا اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو ان قریش مکہ پر غلبہ عطا فرمائے گا جو مکہ معظمہ سے اس قافلہ کی حفاظت کے لئے روانہ ہوئے ہیں۔ صحابہ کرام علیہم السلام کے دل میں اس قافلہ پر حملہ کرنے کی خواہش تھی، کیونکہ ان کے پاس ہتھیار اور افرادی قوت کی کمی تھی اور قافلہ سے بہت سامال ملنے کی توقع تھی۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں یہ توفیق عطا فرمائی کہ وہ دشمن سے جنگ آزما ہوں اور کافرین کی پشتوں کو کاٹ کر رکھ دیں۔ اس غزوہ میں بہت سے سرداران قریش واصل جہنم ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے مؤمنین کی تائید فرمائی اور دین اسلام کو غلبہ عطا فرمایا۔

اسی طرح ارشاد ربانی ہے: اِنَّا كَفَیْنٰكَ الْمُسْتَهْزِءِیْنَ ۙ (الحجر:95)''ہم کافی ہیں آپ کو مذاق اڑانے والوں کے شر سے بچانے کے لئے۔'' اس آیت میں بھی اللہ تعالیٰ نے غیب کی خبر دی ہے اس کی تفصیل یہ ہے کہ پانچ کافر حضور ﷺ کو بہت زیادہ اذیت دیتے تھے وہ آپ ﷺ کا تمسخر اڑاتے تھے اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو ان کی ہلاکت کی خبر دی۔ وہ اسی طرح ہلاک ہوئے جس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کو خبر دی تھی۔ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضور ﷺ نے اپنے صحابہ کرام کو ان کی ہلاکت کی بشارت دی۔ ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے اس آیت مبارکہ میں ''اَلْمُسْتَهْزِءِیْنَ'' سے مندرجہ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

گے۔ اللہ رب العزت نے مسلمانوں کو جہاد کا اذن دیا اور جہاد کے بارے میں بہت سی آیات اتاریں۔ مذکورہ بالا آیت انہیں آیات میں سے ہے۔ اس آیت کے نزول کے بعد مشرکین کا قتل عام شروع ہوا اللہ رب العزت نے مومنین کی مدد اور نصرت فرمائی جس سے مسلمانوں کے قلوب کو چین اور سکون نصیب ہوا۔ حتیٰ کہ مشرکین کی بستیاں اجڑ گئیں انہیں قیدی بنالیا گیا بعض کو جلاوطن کر دیا گیا اور ان سے نعمتیں چھین لی گئیں۔ اسی طرح ارشاد ربانی ہے: لَنْ یَّضُرُّوْكُمْ اِلَّاۤ اَذًىؕ وَ اِنْ یُّقَاتِلُوْكُمْ یُوَلُّوْكُمُ الْاَدْبَارَ۫ ثُمَّ لَا یُنْصَرُوْنَ﴿۱۱۱﴾ (آل عمران:111) ''کچھ نہیں بگاڑ سکیں گے تمہارا سوائے ستانے کے اور لڑیں گے تمہارے ساتھ تو پھیر دیں گے تمہاری طرف پیٹھیں (اور بھاگ جائیں گے) پھر ان کی مدد نہ کی جائے گی۔''

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے یہود کے بارے خبر دی ہے کہ تمہیں صرف زبان سے ہی دھمکیاں دینے پر قادر ہیں۔ اگر کبھی وہ تم سے نبرد آزما ہوئے تو وہ میدان جنگ سے راہ فرار اختیار کر جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ صرف مومنین کی مدد کرتا ہے۔

قرآن پاک نے جو غیب کی خبریں دی ہیں ان میں سے منافقین کے ان رازوں کو بھی ظاہر کرنا ہے جنہیں وہ چھپایا کرتے تھے جنہیں اللہ کے علاوہ اور کوئی نہیں جانتا تھا اسی طرح یہودیوں کے رازوں کو بھی ظاہر کرنا، ان کے جھوٹ کا اظہار کرنا اور جو کلام وہ آپس میں کیا کرتے تھے۔ جس کو ان کے خیال کے مطابق اور کوئی نہیں جانتا تھا اس کو بیان کرنا بھی امور غیبیہ میں سے ہے۔ وہ حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں آ کر قسمیں اٹھایا کرتے تھے کہ وہ سچے مومن ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کے اس قول کی تکذیب کی ارشاد ربانی ہے: وَ اللّٰهُ یَعْلَمُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ﴿۴۲﴾ (توبہ:42)۔ وَ یَقُوْلُوْنَ فِیْۤ اَنْفُسِهِمْ لَوْ لَا یُعَذِّبُنَا اللّٰهُ بِمَا نَقُوْلُؕ (مجادلہ:8) ''اور اللہ جانتا ہے کہ وہ قطعاً جھوٹے ہیں اور کہا کرتے ہیں آپس میں کہ (اگر یہ سچے رسول ہیں) تو اللہ تعالیٰ ہماری ان باتوں پر ہمیں عذاب کیوں نہیں دیتا۔''

یہودیوں کی یہ عادت تھی کہ جب بھی وہ خلوت میں بیٹھتے تو کہتے کہ ہم جو کچھ محمد مصطفیٰ کے بارے میں کہتے ہیں اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ہم پر عذاب کیوں نہیں نازل کرتا۔ اگر یہ سچے ہوتے تو ہمارے لئے بددعا کرتے اللہ تعالیٰ ہم پر عذاب نازل کرتا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے اس پوشیدہ قول کو ظاہر فرمایا اور ان کی اس خلوت کی گفتگو کو عیاں کر دیا ارشاد فرمایا: حَسْبُهُمْ جَهَنَّمُۚ یَصْلَوْنَهَاۚ فَبِئْسَ الْمَصِیْرُ﴿۸﴾ (مجادلہ:8) ''کافی ہے انہیں جہنم اس میں داخل ہوں گے اور وہ بہت برا ٹھکانا ہے۔'' مزید ارشاد فرمایا: یُخْفُوْنَ فِیْۤ اَنْفُسِهِمْ مَّا لَا یُبْدُوْنَ لَكَؕ (آل عمران:154) ''چھپائے ہوئے ہیں اپنے دلوں میں جو آپ پر ظاہر نہیں کرتے۔'' یعنی وہ اپنے دلوں میں وہ باتیں پوشیدہ رکھتے ہیں جو آپ ﷺ کے لئے ظاہر نہیں کرتے۔

اس آیت میں منافقین کی حالت اور ان کے مکروفریب کو بیان کیا گیا ہے اور خلوت میں جو ایک دوسرے سے باتیں کرتے تھے ان کا اظہار کیا گیا۔ مثلاً انہوں نے غزوۂ احد کے دن ایک دوسرے سے کہا تھا: لَوْ كَانَ لَنَا مِنَ الْاَمْرِ شَیْءٌ مَّا قُتِلْنَا هٰهُنَاؕ (آل عمران:154) ''اگر ہوتا ہمارا اس کام میں کچھ دخل تو نہ مارے جاتے ہم یہاں (اس بے دردی سے)۔'' اللہ رب العزت نے ان کے اس قول سے اپنے حبیب لبیب ﷺ کو آگاہ فرمایا۔ ان کی خفیہ گفتگو کی خبر دینا یہ غیب کے امور میں سے ہے۔

اسی طرح ارشاد ربانی ہے: سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ سَمّٰعُوْنَ لِقَوْمٍ اٰخَرِیْنَۙ لَمْ یَاْتُوْكَؕ یُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ مِنْۢ بَعْدِ مَوَاضِعِهٖۚ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کہتے ہوئے مر گیا کہ مجھے محمد (ﷺ) کے رب نے قتل کر دیا ہے۔

فائدہ

ابن تیمیہ نے اپنی کتاب ''الجواب الصحیح'' میں ''كفاية الله لِنَبِيّه صلى الله عليه وسلم المُسْتَهْزِئِينَ'' ذکر کرنے کے بعد لکھا ہے کہ اس ضمن میں اللہ رب العزت کا وہ انتقام شامل ہے جو اللہ تعالیٰ ہر اس شخص سے لیتا ہے جو حضور ﷺ کو برے الفاظ سے یاد کرتا ہے آپ ﷺ کے بارے میں نازیبا کلمات کہتا ہے یا آپ ﷺ کے دین کی مذمت کرتا ہے۔ لوگوں نے خود دیکھا بھی ہے اور سنا بھی ہے کہ ایسے تیرہ بخت لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے مختلف قسم کے عذاب میں مبتلا کر دیا۔ اس کے بارے میں اتنے زیادہ واقعات ہیں جن کے ذکر سے کتاب طویل ہو جائے گی ہم نے دیکھا بھی ہے اور سنا بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسے نامراد شخص کو کیسے اذیت ناک عذاب میں مبتلا کر کے انتقام لیتا ہے اس سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضور ﷺ کی عزت کا خود محافظ ہے اور محمد عربی ﷺ کی خود مدد فرمانے والا ہے۔ حضور ﷺ کی قدر و منزلت کی عظمت اور ذکر کی رفعت کا محافظ اور نگہبان خود اللہ تعالیٰ ہے۔ لوگوں کے پاس حضور ﷺ کی عظمت و رفعت کے بارے میں اتنی داستانیں ہیں جو اہل دانش کے لئے سراپا عبرت ہیں انہیں میں سے ایک مشہور و معروف واقعہ یہ بھی ہے۔ لشکر اسلام نے شام میں اہل کتاب کے ایک قلعہ کا محاصرہ کیا لیکن اس قلعہ کا فتح کرنا مسلمانوں کے لئے بہت مشکل ہو گیا۔ مسلمانوں کا محاصرہ طوالت اختیار کر لیا۔ حتیٰ کہ ایک دن دشمن نے حضور ﷺ کو نازیبا کلمات کے ساتھ یاد کیا۔ اس وقت مسلمان بہت خوش ہوئے انہیں یقین تھا کہ اب اللہ تعالیٰ دشمن اسلام سے ضرور انتقام لے گا اور قلعہ فتح ہو جائے گا۔ پھر تھوڑی سی مدت کے بعد مسلمان اس قلعہ پر قابض ہو گئے۔ اسی طرح مسلمانوں نے یہ کئی بار مشاہدہ کیا ہے کہ حضور ﷺ کی بارگاہ میں گستاخی کرنے والے سے اللہ تعالیٰ ضرور انتقام لیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ۝ (کوثر:3)'' (اسی کی خاطر) یقیناً آپ کا جو دشمن ہے وہی بے نام (ونشان ہوگا)۔'' جب کسریٰ نے حضور ﷺ کے گرامی نامہ کو چاک کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے ملک کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور ہرقل نے جب آپ ﷺ کے خط مبارک کی عزت کی تو اللہ تعالیٰ نے اس کے ملک کو بھی باقی رکھا۔

حضرت علامہ یوسف بن اسماعیل النبہانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ چند سال گزرے ہیں کہ میں نے لاذقیہ (شام کے ایک شہر کا نام ہے جو ساحل سمندر پر واقع ہے) میں ''محکمہ جزاء'' میں ملازمت اختیار کی۔ میں نے وہاں بہت سے ثقہ لوگوں سے سنا کہ اس شہر کے ایک عیسائی عہدہ دار نے حضور ﷺ کو نازیبا کلمات سے یاد کیا مسلمانوں نے اس پر بڑے جوش و جذبہ کا اظہار کیا۔ اس سے وہ عہدہ لے کر اسے پابہ جولاں کر دیا گیا۔ اس کا کیس والی بیروت کے پاس پہنچا اس نے اس عیسائی گستاخ کی رائے سننے کے لئے اسے اپنے دربار میں طلب کیا حاکم لاذقیہ نے اس کو بحری جہاز میں بٹھا کر روانہ کر دیا جب جہاز سمندر کے وسط میں پہنچا تو اس نے اپنے آپ کو لوگوں کے سامنے سمندر میں پھینک دیا۔ لوگ اسے ڈوبنے سے نہ بچا سکے اس طرح وہ ہلاک ہو گیا۔ اس قصہ سے وہاں کے تمام لوگ آگاہ ہیں۔

اللہ رب العزت نے جن امور غیبیہ کی خبر دی ہے ان میں سے ایک یہ آیت بھی ہے:

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

ذیل پانچ سرداران قریش مراد ہیں: 1۔ ولید بن مغیرہ المخزومی: یہ ان کا سردار تھا، 2۔ العاص بن وائل السہمی، 3۔ حارث بن قیس السہمی، 4۔ اسود بن عبد یغوث الزہری، 5۔ اسود بن مطلب۔ ایک قول کے مطابق ان کی تعداد پانچ سے زیادہ تھی۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ مذکورہ بالا پانچ کافر ایک ہی رات کو ہلاک ہوئے۔ اللہ تعالیٰ کے اس قول: اِنَّا كَفَيْنٰكَ الْمُسْتَهْزِءِيْنَ (الحجر: 95) سے یہی پانچ کافر مراد ہیں۔ جب انہوں نے حضور ﷺ کو ستانے اور تمسخر اڑانے کی انتہا کر دی تو حضرت جبرائیل امین علیہ السلام بارگاہ رسالت میں آئے۔ اس وقت حضور ﷺ بیت اللہ کا طواف فرمارہے تھے۔ انہوں نے حضور ﷺ سے عرض کی کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں آپ ﷺ کی طرف سے انہیں کافی ہو جاؤں۔ جب ولید بن مغیرہ وہاں سے گزرا تو حضرت جبرائیل امین نے حضور پرنور ﷺ سے عرض کی کہ یہ شخص کیسا ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا یہ بہت برا شخص ہے انہوں نے ولید کی پنڈلی کی طرف اشارہ کیا اور کہا میں اسے کافی ہوں (میں نے اس کا کام تمام کر دیا ہے) ولید بن مغیرہ ایک شخص کے پاس سے گزرا جو اپنے تیر کو درست کر رہا تھا اس تیر کا بھالا ولید کے کپڑوں کے ساتھ اٹک گیا لیکن وہ اپنے تکبر اور غرور کی وجہ سے تیر کو ہٹانے کے لئے نہ جھکا اس تیر کا بھالا اس کی ایڑھی میں لگ گیا جس کی وجہ سے وہ حالت کفر میں مر گیا پھر عاص بن وائل کا وہاں سے گزر ہوا حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حضور ﷺ سے عرض کی کہ یہ کیسی خوبیوں کا مالک ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا یہ بہت برا انسان ہے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اس کے بدن کے وسط کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا میں نے اسے بھی واصل جہنم کر دیا ہے وہ سیر کرنے کے لئے نکلا ایک گھاٹی میں اترا تو وہاں اسے ایک کانٹا چبھ گیا۔ اس کی ٹانگ سوجھ کر چکی کی طرح ہوگئی ایک روایت کے مطابق اونٹ کی گردن کی طرح ہوگئی اور وہ ہلاکت کے گڑھے میں گر پڑا۔ پھر حارث بن قیس السہمی کا وہاں سے گزر ہوا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حضور ﷺ سے عرض کی کہ یہ کیسے اوصاف کا مالک ہے حضور ﷺ نے فرمایا یہ بہت گندا انسان ہے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اس کے پیٹ کی طرف اشارہ کیا اور کہا میں نے اسے بھی موت کے گھاٹ اتار دیا ہے۔ اس نے نمکین مچھلی کھائی۔ جس کی وجہ سے وہ لگاتار پانی پیتا رہا حتیٰ کہ اس کا پیٹ پھٹ گیا ایک روایت کے مطابق حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اس کے ناک کی طرف اشارہ کیا تو اس کے ناک سے پیپ بہنے لگی جس کی وجہ سے وہ مر گیا۔ پھر اسود بن عبد یغوث کا وہاں سے گزر ہوا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم یہ کیسا آدمی ہے آپ ﷺ نے فرمایا یہ بہت برا آدمی ہے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اس کے سر کی طرف اشارہ کیا اور کہا میں نے اس کا کام بھی تمام کر دیا ہے۔ اسود نے اپنے سر کو درخت کے ساتھ ٹکرانا شروع کر دیا۔ اپنا چہرہ کانٹوں پر مارنا شروع کیا۔ حتیٰ کہ وہ حالت کفر میں مر گیا ایک روایت کے مطابق حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اس کے پیٹ کی طرف اشارہ کیا۔ اسے استقاء کا مرض لاحق ہو گیا جس کی وجہ سے وہ مر گیا۔ پھر اسود بن مطلب وہاں سے گزرا حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم یہ کیسا آدمی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ بہت برا انسان ہے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اس کی آنکھوں کی طرف اشارہ فرما کر کہا میں نے اسے ہلاک کر دیا ہے اس کی آنکھیں اندھی ہوگئیں وہ اپنا سر دیوار سے ٹکراتا رہا حتیٰ کہ وہ یہ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تخلیق، حضرت آدم اور حواء علیہما السلام کی پیدائش، تورات اور انجیل میں مذکورہ احکام اور شریعتیں، توحید باری تعالیٰ اور تورات، حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے صحف کی تعلیمات بھی قرآن پاک میں موجود ہیں۔ اہل کتاب کے علماء ان کی تصدیق کیا کرتے تھے۔ وہ ان میں سے کسی ایک چیز کی تکذیب پر بھی قادر نہ تھے بلکہ ان کی تصدیق کا اعتراف کرتے تھے اور ان پر یقین کامل رکھتے تھے ان علماء میں سے بعض کو سعادت ابدی حاصل ہوئی اور انہوں نے اسلام قبول کر لیا اور بعض نے حسد و عناد کی وجہ سے آپ ﷺ کی نبوت کا انکار کر دیا۔ اگرچہ یہود و نصاریٰ حضور ﷺ سے بہت زیادہ عناد اور حسد رکھتے تھے، وہ حضور ﷺ سے عداوت میں پیش پیش تھے۔ وہ آپ ﷺ کو جھٹلانے میں بڑے حریص تھے لیکن اس کے باوجود وہ آپ ﷺ کی لائی ہوئی کسی ایک چیز کی بھی تکذیب نہ کر سکے۔ وہ آپ ﷺ سے بہت زیادہ سوال کیا کرتے تھے۔ وہ انبیائے کرام علیہم السلام کے حالات زندگی آپ ﷺ سے دریافت کیا کرتے تھے وہ ان کے علوم کے اسرار آپ سے پوچھا کرتے تھے۔ حضور ﷺ سابقہ انبیاء کرام اور ان کی کتب کے بارے میں ان علماء کو بتایا کرتے تھے۔ اسی طرح انہوں نے آپ ﷺ سے روح کے بارے میں سوال کیا ذوالقرنین، اصحاب کہف اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق سوالات کئے۔ اسی طرح انہوں نے شادی شدہ زانی کی سزا کے بارے میں سوال کیا تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ شادی شدہ زانی کی سزا رجم ہے اور ساتھ آپ ﷺ نے انہیں یہ بھی بتادیا کہ یہ سزا تورات میں موجود ہے حالانکہ یہودی انکار کیا کرتے تھے کہ رجم کی سزا ان کی شریعت میں موجود نہیں ہے۔ اسی طرح یہودیوں نے آپ ﷺ کی آزمائش کرنے کے لئے پوچھا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے اوپر کیا حرام کیا تھا؟ حضور ﷺ نے جواب دیا کہ انہوں نے اونٹ کا گوشت اور اس کا دودھ اپنے اوپر حرام کیا تھا اور انہوں نے آپ ﷺ کی تصدیق کی۔ اس واقعہ کی تفصیل یہ ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے نذر مانی کہ اگر میں تمام امراض اور آفات سے محفوظ ہو کر بیت المقدس میں داخل ہو گیا تو میں اپنا آخری بچہ اللہ کے حضور قربانی پیش کروں گا۔ جب حضرت یعقوب علیہ السلام سفر پر روانہ ہوئے اور بیت المقدس کے قریب پہنچے تو اللہ رب العزت نے ایک فرشتہ بھیجا جس نے آپ علیہ السلام کی ران کو چھوا جس کی وجہ سے آپ عرق النساء کے مرض میں مبتلا ہو گئے۔ آپ علیہ السلام کو اس مرض کی وجہ سے شدید درد ہوا۔ آپ کو اس مرض کا لاحق ہونا اللہ تعالیٰ کی طرف سے لطف و کرم کی وجہ سے تھا تاکہ آپ پر اپنے بچے کو ذبح کرنا لازم نہ آئے کیونکہ آپ نے یہ نذر مانی تھی کہ اگر میں امراض اور آفات سے بچ کر بیت المقدس میں داخل ہو گیا تو میں اپنے آخری بچے کی قربانی دوں گا لیکن آپ علیہ السلام کی یہ شرط پوری نہ ہوئی۔ آپ علیہ السلام نے اپنے اوپر اونٹوں کا گوشت اور ان کا دودھ حرام کر دیا کیونکہ یہ دونوں عرق النساء میں نقصان دہ ہوتے ہیں۔ یہ حضرت یعقوب علیہ السلام کی طرف سے اجتہاد تھا اور انبیاء کرام کے لئے اجتہاد کرنا جائز ہے۔

اسی طرح یہودیوں نے آپ ﷺ سے سوال کیا کہ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل پر وہ کون سی چیزیں حرام کر دیں جو پہلے ان کے لئے حلال تھیں؟ اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت مبارکہ نازل فرمائی: وَعَلَى الَّذِينَ هَادُوا حَرَّمْنَا كُلَّ ذِي ظُفُرٍ ۚ وَمِنَ الْبَقَرِ وَالْغَنَمِ حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ شُحُومَهُمَا إِلَّا مَا حَمَلَتْ ظُهُورُهُمَا أَوِ الْحَوَايَا أَوْ مَا اخْتَلَطَ بِعَظْمٍ ۚ ذَٰلِكَ جَزَيْنَاهُم

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ؕ (المائدہ:67)''اور اللہ تعالیٰ بچائے گا آپ ﷺ کو لوگوں (کے شر) سے۔''
صحابہ کرام سفر میں حضور ﷺ کی حفاظت کیا کرتے تھے جب یہ آیت اتری تو آپ ﷺ نے انہیں پہرہ دینے سے روک دیا۔ اس آیت سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کی اس طرح حفاظت کرے گا کہ کوئی دشمن آپ ﷺ کو شہید نہیں کر سکے گا۔ بہت سے لوگوں نے آپ کو شہید کرنے کا ارادہ کیا لیکن آپ ﷺ ہمیشہ محفوظ رہے۔ مسلم شریف میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ہم ایک دفعہ حضور ﷺ کے ساتھ کسی جہاد میں شرکت کے لئے نجد کی طرف جا رہے تھے ہم ایک ایسی وادی میں فروکش ہوئے جہاں کانٹوں والے بڑے بڑے درخت تھے۔ حضور ﷺ وہاں ایک درخت کے نیچے تشریف فرما ہوئے آپ ﷺ نے اپنی تلوار مبارک درخت کی ایک ٹہنی کے ساتھ لٹکا دی۔ لوگ سایہ کی تلاش میں اس وادی میں بکھر گئے جب حضور ﷺ استراحت فرما ہو گئے تو ایک شخص آپ ﷺ کے پاس آیا اور آپ ﷺ کی تلوار مبارک کو اتار لیا۔ جب حضور ﷺ نیند سے بیدار ہوئے تو وہ آپ ﷺ کے سر مبارک پر شمشیر بے نیام لئے کھڑا تھا۔ اس نے آقائے دو جہاں ﷺ کو مخاطب کر کے کہا آج مجھ سے آپ کو کون بچائے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ، پھر اس آدمی نے دوبارہ یہی کہا کہ آج مجھ سے آپ کو کون بچائے گا آپ نے پھر فرمایا اللہ۔ اس شخص پر لرزہ طاری ہو گیا اور تلوار اس کے ہاتھ سے گر پڑی۔ حضور ﷺ نے تلوار اٹھالی اور فرمایا تجھے مجھ سے آج کون بچائے گا۔ اس نے کہا کہ آپ تو نرم دل اور رحیم ہیں میں آپ سے رحم کی التجا کرتا ہوں آپ ﷺ نے اسے معاف کر دیا وہ شخص یہ کہتے ہوئے واپس چلا گیا کہ اللہ کی قسم میں اس قوم میں کبھی بھی شرکت نہیں کروں گا جو آپ ﷺ کے ساتھ نبرد آزما ہو گی۔

اسی طرح قرآن پاک میں گزشتہ اقوام، سابقہ اُمم اور ان کی شریعتوں کا تذکرہ کیا گیا ہے یہ تمام ایسی داستانیں ہیں جن کو اہل کتاب کے اس عالم کے علاوہ اور کوئی نہیں جانتا جس نے ساری زندگی تحصیل علم میں گزاری ہو۔ اللہ تعالیٰ نے یہ تمام حکایات اور داستانیں مکمل طور پر اور احسن انداز میں اپنے محبوب ﷺ پر نازل فرمادیں اہل کتاب عالموں نے بھی ان واقعات کی صحت کا اعتراف کیا اور ان کی تصدیق کی حالانکہ حضور ﷺ نے کوئی تعلیم حاصل نہ کی تھی آپ ﷺ اُمی تھے لکھ اور پڑھ نہ سکتے تھے نہ ہی آپ ﷺ نے کسی مدرسہ میں زانوئے تلمذ طے کیا تھا۔ نہ ہی آپ اپنی قوم سے اتنا عرصہ غائب رہے جس میں یہ احتمال ہو کہ آپ ﷺ نے علم حاصل کر لیا ہو نہ ہی آپ ﷺ کی ولادت باسعادت سے لے کر وصال تک آپ کے حالات زندگی کسی سے پوشیدہ تھے جس سے یہ گمان ہو سکے کہ آپ ﷺ اہل کتاب سے ان واقعات کی تعلیم حاصل کرتے تھے بلکہ یہود و نصاریٰ کے بہت سے علماء گزشتہ اقوام کے بارے میں آپ ﷺ سے سوال کرتے تھے۔ آپ ﷺ پر قرآن پاک نازل ہوتا جسے آپ ان علماء کو سناتے تھے مثلاً انبیائے کرام کے قصے اور ان کی اقوام کی حکایات وغیرہ حضور ﷺ ان کے لئے یہ تمام داستانیں بلیغ ترین عبارت اور لطیف اشارات میں بیان فرماتے تھے مثلاً حضرت موسیٰ اور خضر علیہما السلام کا واقعہ، حضرت یوسف علیہ السلام اور ان کے بھائیوں کی داستان، اصحاب کہف کا قصہ ذوالقرنین، حضرت لقمان علیہ السلام اور ان کے بیٹے کی حکایات اور گزشتہ اُمم کے حالات قرآن پاک میں مذکور ہیں۔ اسی طرح زمین و آسمان کی

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

صائب الرائے تھا وہ میرے باپ سے کہا کرتا تھا کیا یہ وہ وہی ذات اقدس نہیں ہے جس کے اوصاف ہم اپنی کتاب میں پاتے ہیں میرا والد کہتا ہاں ہاں بعینہٖ وہی ہیں۔ میرا چچا پوچھتا پھر تمہارا کیا ارادہ ہے میرا باپ کہتا جب تک میں زندہ ہوں میں ان سے عداوت ہی کرتا رہوں گا وہ اہل کتاب جو حضور اکرم ﷺ سے حسد کرتے تھے اللہ تعالیٰ نے انہیں ہر گام پر شرمندہ کیا اور وہ بہت سی اشیاء جنہیں وہ چھپاتے تھے ان کا اظہار کیا ارشاد ربانی ہے: یٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا یُبَیِّنُ لَكُمْ كَثِیْرًا مِّمَّا كُنْتُمْ تُخْفُوْنَ مِنَ الْكِتٰبِ وَ یَعْفُوْا عَنْ كَثِیْرٍ ۬ؕ (المائدہ:15) ''اے اہل کتاب بے شک آ گیا ہے تمہارے پاس ہمارا رسول کھول کر بیان کرتا ہے تمہارے لئے بہت سی ایسی چیزیں جنہیں تم چھپایا کرتے تھے کتاب سے اور درگزر فرماتا ہے بہت سی باتوں سے۔''

..................O..................

http://t.me/Tehqiqat

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بِبَغْيِهِمْ ۖ وَ اِنَّا لَصٰدِقُوْنَ۝ (الانعام:146)'' اور ان لوگوں پر جو یہودی بنے تھے ہم نے حرام کر دیا ہے ہر ناخن والا جانور اور گائے اور بکری ہم نے حرام کی ان پر دونوں کی (گائے، بکری) چربی مگر جو اٹھا رکھی ہو ان کی پشتوں یا آنتوں نے یا جو ملی ہوئی ہو ہڈی کے ساتھ یہ ہم نے سزا دی تھی بسبب ان کی سرکشی کے اور یقیناً ہم سچے ہیں۔''

اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل پر ہر اس چوپائے اور پرندے کو حرام کر دیا جن کی انگلیاں کھلی نہیں ہوتیں جیسا کہ اونٹ، شتر مرغ، مرغابی اور بطخ۔ ایک قول کے مطابق ہر وہ پرندہ جس کا پنجہ تھا اور ہر وہ جانور جن کا کھر تھا ان پر حرام کر دیا گیا۔ اسی طرح ان پر گائے اور بھیڑ کی چربی اور ان کے گردے ان پر حرام تھے مگر وہ چربی جو ان کی پشتوں پر یا ان کے پہلوؤں میں ہوتی تھیں وہ ان کے لئے حلال تھی جیسا کہ مفسرین نے اس کی وضاحت بیان کی ہے۔

اللہ تعالیٰ کے فرمان بِبَغْيِهِمْ سے مراد ان کی وہ سرکشی ہے جس کی وجہ سے وہ انبیاء کرام علیہم السلام کو قتل کیا کرتے تھے اور لوگوں کے اموال ناجائز طریقے سے حاصل کرتے تھے۔ وہ یہودی حضور ﷺ سے کہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ہم پر کوئی چیز حرام نہیں کی اگر اللہ تعالیٰ نے ہم پر کوئی چیز حرام کی ہے تو آپ اسے بیان کریں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی تکذیب کرتے ہوئے مندرجہ بالا آیت کو نازل فرمایا۔

یہودی حضور ﷺ کے پاس آئے اور آپ سے کہنے لگے کہ آپ ﷺ یہ گمان کرتے ہیں کہ آپ ملت ابراہیمی پر ہیں حالانکہ آپ ﷺ اونٹوں کا گوشت کھاتے ہیں اور ان کا دودھ پیتے ہیں جبکہ یہ چیزیں ان کی شریعت میں حرام تھیں اس وقت اللہ رب العزت نے یہ آیت نازل فرمائی: كُلُّ الطَّعَامِ كَانَ حِلًّا لِّبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اِلَّا مَا حَرَّمَ اِسْرَآءِيْلُ عَلٰى نَفْسِهٖ مِنْ قَبْلِ اَنْ تُنَزَّلَ التَّوْرٰىةُ ۭ قُلْ فَاْتُوْا بِالتَّوْرٰىةِ فَاتْلُوْھَآ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ۝ (آل عمران:93)'' مگر وہ جسے حرام کیا اسرائیل نے اپنے آپ پر اس سے پہلے کہ نازل کی گئی تورات آپ فرماؤ لاؤ تورات پھر پڑھو اسے اگر تم سچے ہو۔''

لیکن جب انہوں نے ان اشیاء کو اپنی کتاب میں اپنے دعویٰ کے مطابق نہ پایا تو خود اپنے ہاتھ سے انہیں لکھ لیا۔

ان امور غیبیہ میں سے ایک خبر یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اصحاب علیہم الرضوان کا ذکر تورات اور انجیل میں کیا پھر اس آیت میں اسی کی طرف اشارہ کیا: سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ۭ (الفتح:29) '' ان (کے ایمان وعبادت) کی علامت ان کے چہروں پر سجدوں کے اثر سے نمایاں ہے۔''

ان اشیاء میں سے کسی ایک شئ کو بھی یہودیوں نے جھٹلایا نہیں بلکہ ان میں سے اکثر نے حضور ﷺ کی نبوت کی تصدیق کی۔ انہوں نے اگر آپ ﷺ کی نبوت ورسالت کا انکار کیا تو اس کی وجہ صرف اور صرف ان کا حسد اور بغض تھا۔ اس لئے جب نجران کے عیسائیوں سے مباہلہ کا مطالبہ کیا گیا تو انہوں نے انکار کر دیا اور عذاب کے نازل ہونے سے ڈر گئے۔ انہوں نے آپ ﷺ کی نبوت کا تو اعتراف کر لیا لیکن سرکشی اور عناد کی وجہ سے آپ ﷺ کی اتباع کرنے سے انکار کر دیا۔ انہوں نے صلح کر لی اور واپس آ گئے۔

ام المومنین حضرت صفیہ بنت حی بن اخطب رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میرا چچا ابو یاسر میرے باپ سے کہیں زیادہ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

قرآن پاک وہ کلام ہے جو پوری دنیا میں پڑھا جاتا ہے وہ اس مصحف میں لکھا ہوا ہے جو مسلمانوں کے ہاتھ میں ہے یہ دو گتوں کے مابین اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ سے لے کر سورۃ الناس تک ہے۔ یہ اللہ کا کلام ہے اور اس کی وہ وحی ہے جو اس نے پیارے نبی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر نازل کی ہے۔ اس میں تمام کا تمام حق ہے جس شخص نے جان بوجھ کر اس میں سے ایک حرف کم کیا۔ یا ایک حرف زیادہ کیا یا کسی حرف کو ایک مقام سے دوسرے مقام میں بدل دیا وہ کافر ہے ارشاد ربانی ہے: اِنَّ الَّذِيْنَ يَتْلُوْنَ كِتٰبَ اللّٰهِ وَ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ اَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّ عَلَانِيَةً يَّرْجُوْنَ تِجَارَةً لَّنْ تَبُوْرَ ﴿۲۹﴾ لِيُوَفِّيَهُمْ اُجُوْرَهُمْ وَ يَزِيْدَهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ؕ اِنَّهٗ غَفُوْرٌ شَكُوْرٌ ﴿۳۰﴾ (فاطر:30-29) ''بے شک جو (غور و تدبر سے) تلاوت کرتے ہیں اللہ کی کتاب کی اور نماز قائم کرتے ہیں اور خرچ کرتے ہیں اس مال سے جو ہم نے دیا ان کو راز داری سے اور علانیہ، وہ ایسی تجارت کے امیدوار ہیں جو ہرگز نقصان والی نہیں تاکہ اللہ تعالیٰ انہیں پورا پورا اجر عطا فرمائے اور مزید اضافہ کرے ان کے اجر میں اپنے فضل سے بے شک وہ بہت بخشنے والا بڑا قدردان ہے۔''

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے بہترین وہ ہے جو خود قرآن پاک پڑھتا ہے اور دیگر افراد کو قرآن پاک کی تعلیم دیتا ہے'' (رواہ البخاری)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ اگر قاری قرآن نے قرآن پاک میں کمال حاصل کیا ہوگا تو وہ بروز حشر نیکوکار، معزز اور سفارت جیسے اہم فرائض سرانجام دینے والے ملائکہ کے ساتھ ہوگا اور جو قرآن پاک کو رک رک کر پڑھتا ہے اس کے لئے دوگنا اجر ہے۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا ''وہ مومن جو قرآن پاک کی تلاوت کرتا ہے اس کی مثال ترنجبین کی طرح ہے جس کی خوشبو راحت افزاء ہوتی ہے وہ مومن جو قرآن پاک کی تلاوت نہیں کرتا اس کی مثال کھجور کی طرح ہے جس کی خوشبو اگرچہ نہیں ہوتی لیکن اس کا ذائقہ لذیذ ہوتا ہے اس منافق کی مثال جو قرآن پاک پڑھتا ہے نیاز بو کی طرح ہے جس کی خوشبو اچھی ہوتی ہے لیکن ذائقہ تلخ ہوتا ہے اور وہ منافق جو قرآن نہیں پڑھتا وہ حنظلہ (1) کی طرح ہے جو سخت کڑوا ہوتا ہے اور اس کی خوشبو بھی نہیں ہوتی اس حدیث کو امام بخاری اور امام مسلم رحمہما اللہ تعالیٰ نے روایت کیا ہے۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس قرآن پاک کے ذریعے بہت سی اقوام کو رفعت و عظمت کی بلندیوں پر آشیاں بند فرماتا ہے اور بہت سی اقوام کو ضلالت و گمراہی کی عمیق وادیوں میں پھینک دیتا ہے۔

حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ قرآن پاک کی تلاوت کیا کرو یہ قیامت کے دن اپنے پڑھنے والوں کی شفاعت کرے گا۔

1۔ اندرائن کا ایک پھل جو سخت کڑوا ہوتا ہے۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

چوتھی فصل

اس فصل میں قرآن پاک کی فضیلت اور اس کی تلاوت کی فضیلت اور اس کے آداب بیان کئے جائیں گے

(میں نے اس فصل میں حضرت امام محی الدین النووی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''اَلتِّبیَانُ فِی آدَابِ حَمَلَۃِ الْقُرآن'' کو لکھا ہے اور تقدیم وتاخیر کے علاوہ اس میں اور کوئی تصرف نہیں کیا)۔حضرت علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ صحیح مسلم میں حضرت تمیم الداری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا'' دین سراپا خیر خواہی ہے'' صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا کہ دین کس کے لئے خیر خواہی ہے رسول کریم ﷺ نے فرمایا اللہ کے لئے، مسلمانوں کے آئمہ کے لئے اور عام مسلمانوں کے لئے۔

علماء کرام فرماتے ہیں کہ قرآن پاک کے لئے خلوص اور خیر خواہی یہ ہے کہ اس پر ایمان رکھا جائے کہ یہ اللہ کا کلام ہے، اللہ تعالیٰ نے ہی اسے نازل کیا ہے، مخلوق کے کلام کو اس کے ساتھ کوئی مشابہت نہیں ہو سکتی۔تمام مخلوق اس جیسا کلام پیش کرنے سے عاجز ہے۔اس کتاب لاریب کی دل وجان سے تعظیم کی جائے۔اس کی تلاوت کا حق ادا کیا جائے۔اس کو احسن انداز سے پڑھا جائے۔اس کی تلاوت کے وقت اپنے آپ پر خشوع وخضوع کی کیفیت طاری کی جائے۔تلاوت کے وقت اس کے حروف کو صحیح ادا کیا جائے۔تحریف کرنے والوں کی تاویل سے اس کا تحفظ کیا جائے اور طعن کرنے والوں کے طعن سے اسے بچایا جائے، جو کچھ اس میں بیان کیا گیا ہے اس کی تصدیق کی جائے۔اس کے بیان کردہ احکام پر عمل کیا جائے اس کے علوم اور مثالوں کو سمجھا جائے اس کے مواعظ کی طرف توجہ دی جائے اس کے عجائب میں تفکر کیا جائے۔اس کی محکم آیات پر عمل کیا جائے اور متشابہ آیات پر ایمان رکھا جائے۔اس کے عموم اور خصوص، ناسخ اور منسوخ پر بحث کی جائے اس میں بیان کردہ علوم کو پھیلایا جائے۔لوگوں کو اس کی طرف دعوت دی جائے مذکورہ بالا تمام اشیاء قرآن پاک کے لئے خلوص اور خیر خواہی ہیں۔

قرآن پاک کی تعظیم، اس کے بے عیب اور ہر ردوبدل سے محفوظ ہونے پر امت مسلمہ کا اجماع ہے۔نیز اس بات پر بھی اس امت کا اجماع ہے کہ اگر کسی نے قرآن پاک کے ایک حرف کا بھی انکار کیا، یا جان بوجھ کر ایک حرف کا بھی اس میں اضافہ کیا وہ کافر ہے امام، حافظ ابوالفضل قاضی عیاضی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس شخص نے پورے قرآن پاک کی توہین کی، یا اس کے کچھ حصے کی توہین کی، یا اس میں سے ایک حرف کا انکار کیا، یا اس کے احکام میں سے کسی صریح حکم کی تکذیب کی یا اس کی بیان کردہ کسی خبر کی تکذیب کی، یا قرآن پاک نے جس چیز کی نفی کی ہے اس کا اثبات کیا جس چیز کا اثبات کیا ہے اس کی نفی کی حالانکہ وہ شخص اس بات کو جانتا تھا تو اس کے کفر پر تمام مسلمانوں کا اجماع ہے مسلمانوں کا اس بات پر بھی اجماع ہے کہ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میری امت کو ملنے والے اجر مجھے پیش کئے گئے اس میں وہ تنکا بھی شامل تھا جس کو کوئی شخص مسجد سے اٹھاتا ہے۔ میری امت کے گناہ بھی مجھ پر پیش کئے گئے۔ میں نے اس سے عظیم کوئی گناہ نہیں دیکھا کہ آدمی قرآن پاک کی ایک سورۃ یا ایک آیت کو یاد کرے پھر اسے بھلا دے۔

حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جس نے قرآن پاک پڑھا اور پھر اس کو بھلا دیا وہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سے اس حالت میں ملے گا کہ وہ آدمی مرض جذام میں مبتلا ہوگا۔

وہ صحیح ترین قول جس پر علماء کا اتفاق ہے وہ یہ ہے کہ قرآن پاک کی تلاوت تمام تسبیح وتہلیل اور تمام اذکار سے افضل ہے۔ بہت سے دلائل اس پر دلالت کرتے ہیں، واللہ اعلم۔

تلاوت کرنے والے کے لئے ضروری ہے کہ وہ وقت تلاوت سراپا اخلاص اور پیکر ادب ہوا سے اپنے دل میں یہ تصور کرنا چاہئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ مناجات کر رہا ہے اسے اس طرح تلاوت کرنی چاہئے کہ گویا کہ وہ مشاہدہ خداوندی میں منہمک ہے۔ اگر اس پر یہ کیفیت طاری نہ ہو سکے تو اسے یہ تصور ضرور کرنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ اسے دیکھ رہا ہے۔ قاری قرآن کو کتاب مقدس کی تلاوت شروع کرنے سے پہلے اپنے منہ کو مسواک وغیرہ سے صاف کر لینا چاہئے۔ مستحب یہ ہے کہ انسان پاک صاف ہو کر اس کی تلاوت کرے وہ جس جگہ تلاوت کر رہا ہے وہ جگہ بھی پاک ہو کیونکہ مسجد نظافت و پاکیزگی اور شرف وعزت والی جگہ ہوتی ہے اس لئے مسجد میں قرآن پاک پڑھنا مستحب ہے۔ قاری قرآن کے لئے قبلہ رو ہونا بھی مستحب ہے کیونکہ سرور کائنات ﷺ نے فرمایا ''بہترین محافل اور مجالس وہ ہوتی ہیں جن میں قبلہ کی طرف منہ کیا جاتا ہے جب انسان محو تلاوت ہو تو اس پر خشوع وخضوع اور سکون ووقار کی کیفیت طاری ہونی چاہئے اس کا سر جھکا ہوا ہو۔ جب انسان تلاوت کر رہا ہو تو اس پر خشوع وخضوع کی ایسی کیفیت طاری ہونی چاہئے کہ گویا کہ وہ کسی استاذ کے سامنے بیٹھا ہوا ہے جب قرآن پاک کی تلاوت کا آغاز کرے تو ابلیس لعین سے پناہ حاصل کر لے: اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ پڑھے۔ قرآن کی آیات میں خوب غور وفکر اور تدبر کرے جیسا کہ ارشاد ربانی ہے: اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ (النساء:82) ''تو کیا غور نہیں کرتے قرآن میں۔'' اسی طرح ارشاد ربانی ہے: كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ مُبٰرَكٌ لِّيَدَّبَّرُوْٓا (ص:29) ''یہ کتاب جو ہم نے اتاری ہے آپ کی طرف بڑی بابرکت ہے تاکہ وہ تدبر کریں۔'' قرآن پاک میں غور وفکر کے بارے میں بہت سی احادیث وارد ہیں۔ اسی طرح قرآن پاک پڑھتے ہوئے انسان رونے کی کوشش کرے کیونکہ اس کے بارے میں بھی بہت سی احادیث اور اسلاف سے آثار روایت ہیں حضور نبی کریم ﷺ سے روایت ہے ''جب قرآن پاک کو پڑھو تو رویا کرو اگر رو نہ سکو تو رونے والا منہ بنا لیا کرو۔'' امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ قرآن پاک پڑھتے ہوئے رونا مستحب ہے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ انسان عذاب والی آیات، وعید، تہدید اور اللہ تعالیٰ سے کئے ہوئے وعدوں اور عہدوں میں غور وفکر کرے پھر اپنے آپ میں جو کوتاہی ہے اس کا تصور کرے اپنے اوپر حزن کی کیفیت طاری کرے اور اگر اس پر یہ بھی کیفیت طاری نہ ہو سکے تو پھر اس (اس کیفیت کے طاری نہ ہونے) پر آہ وفغاں کرنی چاہئے کیونکہ یہ عظیم مصائب میں سے ہے۔ قرآن کو ٹھہر ٹھہر کر اور ترتیل سے پڑھے

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور مکرم ﷺ نے فرمایا کہ دو آدمیوں پر رشک کرنا چاہئے: 1۔ وہ آدمی جسے اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک پڑھنے کی توفیق عطا فرمائی وہ شب و روز اس کی تلاوت میں مگن رہتا ہے، 2۔ وہ شخص جسے اللہ تعالیٰ نے دولت و ثروت عطا فرمائی وہ شب و روز اس کو راہ خدا میں لٹاتا رہتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جس نے قرآن پاک کا ایک حرف پڑھا اس کے لئے ایک نیکی لکھی جاتی ہے اور ایک نیکی کا اجر دس گنا ملتا ہے آپ ﷺ نے مزید وضاحت فرماتے ہوئے فرمایا میں یہ نہیں کہتا کہ الٓمٓ ایک حرف ہے بلکہ الف الگ حرف ہے لام علیحدہ حرف ہے اور میم علیحدہ حرف ہے۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ حضور اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں آقائے دو جہاں علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میرا رب فرماتا ہے کہ جس شخص کو قرآن پاک اور میرے ذکر نے مجھ سے دعا کرنے سے روکے رکھا تو میں اسے سوال کرنے والوں کو دی جانے والی اشیاء سے بہترین چیز عطا کروں گا۔ اللہ رب العزت کے کلام کی فضیلت مخلوق کے کلام پر اسی طرح ہے جس طرح اللہ تعالیٰ کو مخلوق پر فضیلت ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ وہ پیٹ جس میں قرآن پاک میں سے کوئی چیز نہیں وہ اجڑے ہوئے گھر کی طرح ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا کہ قاری قرآن سے کہا جائے گا کہ قرآن پڑھتا جا اور ترقی کی منازل طے کرتا جا قرآن پاک کو اسی طرح ٹھہر ٹھہر کر اور حسن قرأت سے پڑھتا جا جس طرح تو دنیا میں پڑھتا تھا بے شک تیری منزل اور مقام وہی ہو گا جہاں تو آخری آیت ختم کرے گا۔

حضرت معاذ بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے قرآن پاک کو پڑھا اور اس کے احکام پر عمل پیرا ہوا تو بروز حشر اس کے والدین کو ایسا تاج پہنایا جائے گا جس کی نورانیت اس آفتاب جہاں تاب سے زیادہ ہو گی جو تمہارے گھروں میں ضوفشانی کرتا ہے۔ تمہارا کیا گمان ہے اس شخص کے بارے میں جس نے اس پر عمل کیا ہو گا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ تاجدار مدینہ ﷺ نے فرمایا کہ قرآن مجید کی تلاوت کیا کرو اللہ تعالیٰ ایسے دل کو عذاب میں مبتلا نہیں کرے گا جو قرآن پاک کی قرار گاہ ہو گا۔ بے شک قرآن پاک اللہ تعالیٰ کی پناہ گاہ ہے جو اس میں داخل ہو گا وہ امن و سلامتی سے رہے گا جو قرآن پاک سے محبت کرتا ہے اسے بشارت دے دو۔

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا قرآن پاک کی حفاظت کیا کرو۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں محمد ﷺ کی جان ہے قرآن پاک بھاگنے میں اس اونٹ سے بھی زیادہ تیز ہے جس کے پاؤں میں رسی بندھی ہوئی ہو۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ صاحب قرآن کی مثال بندھے ہوئے اونٹ کی طرح ہے۔ اگر آدمی اس کی حفاظت کرے گا تو اسے روکے رکھے گا اور اگر اسے چھوڑ دے گا تو وہ چلا جائے گا۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

قرآن پاک کے احترام میں خلل پیدا ہوتا ہے۔ایک جماعت یا گروہ وغیرہ کا اکٹھے ہو کر قرآن پاک پڑھنا مستحب ہے۔
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا جب کوئی قوم مسجد میں بیٹھ کر تلاوت کرتی ہے یا قرآن پاک ایک دوسرے کو سناتے ہیں تو ان پر سکینت نازل ہوتی ہے اللہ کی رحمت انہیں گھیر لیتی ہے ملائکہ انہیں ڈھانپ لیتے ہیں۔اللہ تعالیٰ ملائکہ میں ان لوگوں کا ذکر کرتا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا ''جس نے قرآن پاک کی ایک آیت بھی سنی وہ قیامت میں اس کے لئے نور ہوگا۔'' وہ شخص جو لوگوں کو جمع ہو کر قرآن پاک کی تلاوت کرنے کی دعوت دیتا ہے اس کے بارے میں بہت سی آیات اور احادیث وارد ہیں ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى ؕ (المائدہ:2) ''اور ایک دوسرے کی مدد کرو نیکی اور تقویٰ (کے کاموں) میں۔''

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: اَلدَّالُ عَلَى الْخَيْرِ كَفَاعِلِهٖ بھلائی کی طرف راہ نمائی کرنے والا اسی طرح ہے جس طرح بھلائی کرنے والا ہے۔

جس شخص کو ریا کا خوف نہ ہو اسے بلند آواز سے تلاوت کرنی چاہئے اور جسے ریا کا خوف ہو اسے پست آواز سے تلاوت کرنا چاہئے۔حسن صوت سے تلاوت کرنا مستحب ہے قرآن پاک کو ترتیل سے پڑھنا بھی مستحب ہے لیکن اتنا زیادہ لمبا نہیں کرنا چاہئے جس سے قرآن پاک حد قرآت سے نکل جائے قرآن پاک کو زیادہ لمبا کرنا حتیٰ کہ کسی حرف کا اضافہ ہو جائے یا اتنا کم کرنا کہ کوئی حرف رہ جائے حرام ہے۔کسی دوسرے عمدہ آواز والے شخص سے قرآن پاک کی تلاوت سننا مستحب ہے۔
حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا مجھے قرآن پڑھ کر سناؤ۔میں نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم کیا میں آپ کو قرآن پڑھ کر سناؤں حالانکہ قرآن پاک آپ ﷺ پر نازل ہوا ہے۔آپ ﷺ نے فرمایا میں دوسرے شخص سے قرآن پاک سننا پسند کرتا ہوں میں نے حضور ﷺ کو سورۃ النساء کی تلاوت سنانا شروع کی جب میں اس آیت پر پہنچا: فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍۭ بِشَهِيْدٍ وَّ جِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰۤؤُلَآءِ شَهِيْدًا ۝ (النساء:41) ''تو کیا حال ہوگا (ان نافرمانوں کا) جب ہم لے آئیں گے ہر امت سے ایک گواہ اور (اے حبیب) ہم لے آئیں گے آپ کو ان سب پر گواہ۔'' تو آپ ﷺ نے مجھے تلاوت ختم کرنے کا حکم فرمایا میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ کی چشمان مبارک سے آنسو رواں دواں تھے۔

نماز میں قرآن پاک کی تلاوت کرنا سب سے افضل ہے نماز کے علاوہ رات کو تلاوت کرنا افضل ہے نصف آخر میں تلاوت کرنا نصف اول سے افضل ہے مغرب اور عشاء کے درمیان تلاوت کرنا بھی پسندیدہ ہے۔دن کے اوقات میں سے صبح کی نماز کے بعد تلاوت کرنا افضل ہے۔

انسان کو چاہئے کہ وہ تلاوت قرآن پر مداومت اختیار کرے۔جتنی زیادہ ممکن ہو تلاوت کرے۔قرآن پاک کو ختم کرنے میں اسلاف کرام کی مختلف عادات تھیں۔ابن ابی داؤد رحمۃ اللہ علیہ نے بعض اسلاف سے روایت کیا ہے کہ وہ دو ماہ میں قرآن

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضرت ام سلمیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور ﷺ کی تلاوت کی کیفیت کو بیان کرتے ہوئے فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ کی قرآت مفسر اور حرف حرف ہوا کرتی تھی۔ قاری قرآن کے لئے مستحب یہ ہے کہ جب وہ کسی رحمت کی آیت کو پڑھے تو وہ اللہ تعالیٰ سے اس کے فضل کے بارے میں سوال کرے اور جب ان آیات کی تلاوت کرے جن میں عذاب الٰہی کا ذکر ہے تو عذاب سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرے وہ یہ دعا کرے: اَللّٰھُمَّ اِنِّیٓ اَسْئَلُکَ الْعَافِیَۃَ وَ اَسْئَلُکَ الْمُعَافَاۃَ مِنْ کُلِّ مَکْرُوْہٍ۔ ’’اے اللہ میں تجھ سے عافیت کا مطالبہ کرتا ہوں اور اے اللہ میں تجھ سے ہر مصیبت سے عافیت کا سوال کرتا ہوں‘‘ جب وہ کسی ایسی آیت کی تلاوت کرے جس میں ذات باری تعالیٰ کی تنزیہ بیان کی گئی ہو تو وہ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَتَعَالٰی وَتَبَارَکَ اَوْ جَلَّتْ عَظْمَۃُ رَبِّنَا کہے حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک رات میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز ادا کی آپ ﷺ نے سورۃ الفاتحہ کے بعد سورۃ البقرہ کی تلاوت کی۔ میں نے خیال کیا کہ شاید آپ ﷺ ایک سو آیات پڑھ کر رکوع فرمائیں گے لیکن آپ ﷺ نے اپنی تلاوت کو جاری رکھا پھر میرے دل میں خیال پیدا ہوا کہ شاید آپ سورۃ بقرہ ایک رکعت میں مکمل کریں گے لیکن آپ ﷺ نے سورۃ آل عمران کی تلاوت شروع فرمادی۔ میں نے سوچا کہ شاید آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام آل عمران کو ختم کر کے اس رکعت کو مکمل فرمائیں گے لیکن آپ ﷺ نے سورۃ النساء کی تلاوت بھی شروع کردی۔ آپ ﷺ قرآن پاک کی تلاوت ٹھہر ٹھہر کر کرتے تھے جب آپ ﷺ اس آیت کو تلاوت فرماتے جس میں تسبیح ہوتی تو آپ ﷺ تسبیح بیان فرماتے۔ جب آپ ﷺ کسی سوال والی آیت کو تلاوت کرتے تو اللہ تعالیٰ سے دامن سوال دراز کرتے اور جب کسی تعوذ والی آیت کو تلاوت کرتے تو اللہ تعالیٰ سے پناہ طلب کرتے۔

علماء نے قرآن پاک کے احترام کی خصوصاً تاکید کی ہے بعض افراد تلاوت کرنے میں سستی کا مظاہرہ کرتے ہیں وہ کلام مقدس کی تلاوت کرتے ہوئے ہنستے، گفتگو کرتے اور مبہم آواز میں قرآن پاک کی تلاوت کرتے ہیں۔ علماء کرام نے انہیں سختی سے منع کیا ہے اور صرف ایسی گفتگو کرنے کی اجازت دی ہے جس کا کرنا از حد ناگریز ہو۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَ اِذَا قُرِیَٔ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَہٗ وَ اَنْصِتُوْا لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ۝ (اعراف:204) ’’اور جب پڑھا جائے قرآن (مجید) تو کان لگا کر سنو اسے اور چپ ہو جاؤ تاکہ تم پر رحمت کی جائے۔‘‘

اسی طرح بعض لوگ قرآن پاک کو پڑھتے ہوئے اپنے ہاتھوں سے کھیلتے ہیں انہیں بھی ایسا نہیں کرنا چاہئے انہیں ذرا تصور کرنا چاہئے کہ وہ کس ذات کے ساتھ مناجات کر رہے ہیں کیا کوئی شخص اس ذات کے حضور اپنے ہاتھوں سے کھیلنے کی جرأت کر سکتا ہے۔ اسی طرح بعض اوقات قاری قرآن تلاوت کرتے ہوئے فضول چیزوں کو دیکھنا شروع کر دیتا ہے جس کی وجہ سے اس کی ذہنی یکسوئی ختم ہو جاتی ہے۔ اسی طرح جن چیزوں کی طرف دیکھنے سے اللہ تعالیٰ اور محبوب مکرم ﷺ نے منع فرمایا ان کا دیکھنا بھی قبیح ہے۔ مثلاً غیر محرم عورت اور بے ریش لڑکا وغیرہ۔ اگر کسی مجلس قرأت میں ایسا ہو رہا ہو تو حاضرین محفل کو حتی الامکان روکنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

اسی طرح قرآن پاک پڑھتے ہوئے سگریٹ نوشی اور حقہ پینے سے بھی پرہیز کرنا چاہئے کیونکہ ان کی مکروہ بدبو کی وجہ سے

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کہ جب آپ قرآن پاک کو ختم کرتے تھے تو اپنی دعا میں عام مسلمانوں اور مومنوں کو بہت یاد کرتے تھے۔ ختم قرآن کے وقت قاریِ قرآن کو ایک جامع دعا مانگنا چاہئے مثلاً وہ یہ دعا مانگے:

"اے بارِ الٰہ! ہمارے دلوں کی اصلاح فرما، ہمارے عیوب ختم فرما، ہمیں ہر قسم کی اچھائی عنایت فرما، ہمیں تقویٰ سے مزین فرما، ہمارے لئے دنیا و آخرت کی بھلائی جمع فرما، جب تک ہمارے جسموں میں جان ہے ہمیں اپنی اطاعت اور پیروی کرنے کی توفیق عطا فرما، اے مولائے کائنات! ہر بھلائی کا حصول ہمارے لئے آسان فرما ہمیں ہر قسم کی برائی سے نجات عطا فرما ہمیں ہمارے نفسوں کے شر سے محفوظ فرما ہمیں برے اعمال سے بچا ہمیں عذاب جہنم، عذاب قبر، زندگی اور موت کی آزمائش اور دجال کے فتنہ سے نجات عطا فرما۔

اے میرے مولا! ہم تجھ سے ہدایت، تقویٰ، پاکدامنی اور غنا کا سوال کرتے ہیں اے خدائے لم یزل! ہم اپنے جمیع امور، اپنے اجسام، اپنے اعمال کے خواتیم، اپنے نفس، اپنے اہل و عیال، احباب اور تمام مسلمانوں کو تیرے سپرد کرتے ہیں اپنے دنیا اور آخرت کے تمام امور کو تیرے حوالے کرتے ہیں۔

اے معبودِ برحق! ہم تجھ سے دین، دنیا اور آخرت میں عافیت کا سوال کرتے ہیں۔ ہم کو اپنے احباء کے ساتھ دارِ رحمت و کرامت میں داخل فرما۔

اے علام الغیوب! مسلمانوں کے فرمانرواؤں کی اصلاح فرما، انہیں اپنی رعایا میں عدل کرنے کی توفیق عطا فرما انہیں اپنی عوام کے ساتھ بھلائی، شفقت اور نرمی کرنے کی توفیق عطا فرما۔ انہیں عوام کے مسائل کی طرف توجہ کرنے کی توفیق عطا فرما انہیں عوام کا خیر خواہ اور عوام کو ان کا محب بنا۔ انہیں صراط مستقیم پر چلنے اور احکام دین پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرما۔

اے اللہ! اپنے بندے یعنی ہمارے سلطان پر لطف و مہربانی فرما۔ اسے دین و دنیا میں بھلائی کرنے کی توفیق عطا فرما۔ اسے اس کی عوام میں معزز فرما اسے اپنی عوام کی عزت کرنے کی توفیق عطا فرما۔ اے مولا کائنات! اس کی ذات اور اس کے شہروں کی حفاظت فرما۔ اس کے پیروکاروں اور افواج کی حفاظت فرما۔ دین اسلام کے دشمنوں پر اسے فتح عطا فرما اور مخالفین کو ذلیل و رسوا فرما۔ اسے برائیوں کے مٹانے اور محاسن کو فزوں تر کرنے کی توفیق دے اسے ہر قسم کی بھلائی کرنے کی توفیق عطا فرما۔ اس کی وجہ سے دین کو غالب فرما اسے اور اس کی عوام کو تسلط عطا فرما۔

اے واقفِ اسرار نہاں! مسلمانوں کے احوال کی اصلاح فرما۔ ان کی قیمتوں میں کمی فرما ان کے وطنوں میں امن فرما، ان کے قرض ادا فرما، ان کے مریضوں کو شفا عطا فرما، ان کے لشکر کی اعانت فرما، ان سے غیب ہونے والوں کو سلامتی عطا فرما، ان کے قیدیوں کو رہائی عطا فرما، ان کے سینوں کو شفا دے ان کے سینوں سے غیظ و غضب نکال دے ان کے مابین رشتہ الفت و محبت مضبوط فرما، ان کے دلوں کو ایمان و حکمت سے لبریز فرما انہیں اپنے نبی کریم ﷺ کی ملت پر ثابت قدم فرما انہیں اپنے ساتھ کئے ہوئے وعدوں کو نبھانے کی توفیق فرما، اپنے اور ان کے دشمنوں پر انہیں غلبہ عطا فرما۔

اے معبود برحق! ہمیں بھی امت مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء میں سے بنا۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پاک ختم کیا کرتے تھے بعض اسلاف ہر ماہ ایک قرآن پاک ختم کرتے تھے بعض اولیائے کرام دس رات میں قرآن پاک ختم کرتے تھے بعض آٹھ راتوں میں ختم کرتے تھے۔ اکثر اولیائے کرام رحمۃ اللہ علیہم سات راتوں میں قرآن پاک ختم کرتے تھے بعض چھ راتوں میں اور بعض پانچ راتوں میں بھی قرآن پاک کو ختم کرتے تھے۔ اولیاء کرام کی ایک کثیر تعداد تین ایام میں قرآن پاک ختم کرتی تھی جبکہ بعض اولیاء کرام دو راتوں میں قرآن پاک ختم کرتے تھے۔ بعض اسلاف ایک دن اور ایک رات میں قرآن پاک کو ختم کرتے تھے بعض ایک دن اور ایک رات میں دو قرآن پاک ختم کرتے اور بعض تین ختم کر لیتے تھے بعض اولیاء کاملین چار قرآن پاک دن کے وقت اور چار رات کے وقت ختم کرتے تھے۔ ابن ابی داؤد رحمۃ اللہ علیہ نے عمر بن مرہ التابعی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے کہ بعض اسلاف دن کی ابتداء یا رات کی ابتداء میں قرآن پاک ختم کرنا پسند کرتے تھے حضرت طلحہ ابن معرف رحمۃ اللہ علیہ ایک جلیل تابعی تھے ان سے روایت ہے کہ جس شخص نے دن کے کسی حصہ میں قرآن پاک کو ختم کیا فرشتے رات تک اس کے لئے بخشش کی دعا مانگتے رہتے ہیں اور جس شخص نے رات کے کسی حصہ میں قرآن پاک کو ختم کیا تو صبح تک ملائکہ اس کے لئے مغفرت کی دعا مانگتے رہتے ہیں۔ قاری قرآن کے لئے مستحب ہے کہ وہ فجر کی دوسنتوں یا مغرب کی دوسنتوں میں قرآن پاک کو ختم کرے فجر کی دوسنتوں میں قرآن پاک کو ختم کرنا مستحب ہے۔ جس آدمی نے جس دن قرآن پاک کو ختم کرنا ہو اس دن اس کے لئے روزہ رکھنا مستحب ہے۔ اگر وہ دن ایسا ہو جس میں روزہ رکھنے سے شریعت سے منع کیا ہے تو پھر روزہ نہ رکھا جائے۔ ختم قرآن کی محفل میں حاضر ہونا مستحب ہے۔ ابن ابی داؤد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ جب قرآن پاک ختم کرتے تو اپنے تمام اہل خانہ کو جمع کر کے دعا مانگتے تھے حضرت حکم بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ ایک جلیل القدر تابعی ہیں وہ فرماتے ہیں کہ حضرات مجاہد اور عتبہ بن لبابہ رحمۃ اللہ علیہما نے میری طرف پیغام بھیجا کہ ہمارے پاس تشریف لائیں ہم قرآن پاک کو ختم کر کے دعا مانگنا چاہتے ہیں۔

حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ لوگ ختم قرآن کے وقت جمع ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس مبارک وقت میں باران رحمت نازل ہوتی ہے۔

قاری قرآن کے لئے مستحب ہے کہ جب وہ قرآن پاک کو ختم کرے تو پھر اسے دوبارہ شروع کر لے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: اَلْحِلُّ وَالرِّحْلَةُ. بہترین اعمال ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کی ان سے آپ ﷺ کی کیا مراد ہے آپ ﷺ نے فرمایا ''اس سے مراد قرآن پاک کو ختم کرنا اور پھر نئے سرے سے اس کو شروع کرنا ہے۔'' قرآن پاک ختم کرنے کے بعد دعا کرنا مستحب ہے۔ دارمی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت حمید الاعرج رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا کہ ''جس شخص نے قرآن پاک کو ختم کیا پھر دعا کی تو اس کی دعا پر چار ہزار فرشتے آمین کہتے ہیں۔'' اس دعا میں انسان کو آہ و زاری کرنا چاہئے۔ اہم امور کے بارے میں دعا مانگنا چاہئے انسان کو چاہئے کہ وہ ختم قرآن کے وقت عام مومنین کی اصلاح، سلطان وقت کی اصلاح اور تمام امور مملکت کے بارے دعا کرے۔ حاکم نے ابو عبداللہ النیشاری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کی یہ عادت مبارکہ تھی

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دوسرا باب

ان معجزات کا بیان جن کا تعلق عالم علوی کے ساتھ ہے اس باب میں معراج، الاسراء، ملائکہ کو دیکھنا، چاند کا دو ٹکڑے ہونا، سورج کا لوٹ آنا اور شیاطین کو شہاب مارے جانے کا بیان ہوگا

پہلی فصل

الاسراء والمعراج

حضور ﷺ کی اسراء میں کوئی اختلاف نہیں ہے یہ اجمالاً نص قرآنی سے ثابت ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے: سُبۡحٰنَ الَّذِیۡۤ اَسۡرٰی بِعَبۡدِہٖ لَیۡلًا مِّنَ الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ اِلَی الۡمَسۡجِدِ الۡاَقۡصَا (بنی اسرائیل:1) ''(ہر عیب سے) پاک ہے وہ ذات جس نے سیر کرائی اپنے بندے کو رات کے قلیل حصہ میں مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک۔''

تمام مفسرین کا اجماع ہے کہ اس آیت میں عبد سے مراد محمد مصطفیٰ ﷺ کی ذات ہے اس کی تمام تفاصیل اور تشریح احادیث میں مذکور ہے تیس سے زیادہ صحابہ کرام اور صحابیات رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے ان احادیث کو روایت کیا ہے۔ امام القسطلانی رحمۃ اللہ علیہ نے ''المواھب الدنیه'' میں ان میں چھبیس راویوں کا ذکر کیا ہے انہوں نے کہا کہ اسراء کی حدیث پر مسلمانوں کا اجماع ہے۔ یہ اسراء بعثت کے گیارہویں سال روح اور جسم کے ساتھ ہوئی۔ بعض علماء نے لکھا ہے کہ ہجرت کے ایک سال قبل اسراء ہوئی بعض نے ربیع الاول کے مہینہ میں اسراء کا ہونا لکھا ہے بعض نے رمضان شریف اور بعض علماء نے رجب کے مہینہ میں اسراء کا ہونا لکھا ہے۔ حضور ﷺ کی معراج کا رجب کے ماہ مبارک میں ہونا مشہور ہے اور اسی پر لوگوں کا عمل ہے وہ سوموار کی رات تھی حضور ﷺ کے باقی اطوار کے لئے بھی سوموار کا دن مختص ہے مثلاً آپ ﷺ کی ولادت، ہجرت اور وصال سوموار کو ہی ہوا بعض نے لکھا ہے کہ وہ جمعہ کی رات تھی۔ اسراء بیت المقدس تک تھی اور معراج بیت المقدس سے لے کر سمٰوٰت تک تھی اس کا مقصد آپ ﷺ کو ملکوت کے عجائب کا مشاہدہ کرانا تھا جیسا کہ ارشاد باری ہے: لِنُرِیَہٗ مِنۡ اٰیٰتِنَا (بنی اسرائیل:1) ''تاکہ ہم اسے اپنی آیات دکھائیں۔'' ورنہ اللہ تعالیٰ کی ذات زمین و آسمان میں سما جانے سے ماوراء ہے۔ میں نے معراج شریف کا قصہ بہت سی کتابوں میں لکھا ہے۔ کئی کتب میں اختصار کے ساتھ کئی میں طوالت کے ساتھ بیان کیا ہے۔ میں نے اپنی کتاب ''الانوار المحمدیه'' میں بڑی تفصیل کے ساتھ ذکر کیا ہے ''المواھب الدنیه'' میں یہ واقعہ بڑے اچھے پیرائے میں بیان کیا گیا ہے اس کی عبارت بڑی خوش کن اور اس کو پڑھنا روح و دل کے لئے

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اے مالک الملک! انہیں نیکی کا حکم دینے والے اور خود اس پر عمل کرنے والے بنا۔ انہیں برائی سے روکنے والے اور اس سے کنارہ کشی کرنے والے بنا۔ تیرے ساتھ کئے جانے والے وعدوں کو پورا کرنے کی توفیق عطا فرما۔ اپنی اطاعت پر ثابت قدم فرما۔ انہیں انصاف کرنے والے اور مجسمہ خلوص بنا۔ ان کے افعال اور ان کے اقوال میں ان کی حفاظت فرما۔ ان کے تمام احوال میں برکت نازل فرما۔ مندرجہ ذیل کلمات کے ساتھ اپنی دعا کو شروع کرے اور انہیں پر ختم کرے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ حَمْدًا يُّوَافِيْ نِعَمَهُ وَيُكَافِيْ مَزِيْدَهُ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى سَيِّدِنَا اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ سَيِّدِنَا اِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى سَيِّدِنَا اِبْرٰهِيْمَ وَعَلٰى آلِ سَيِّدِنَا اِبْرَاهِيْمَ فِي الْعَالَمِيْنَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔

........................O........................

http://t.me/Tehqiqat

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضرت یوسف علیہ السلام موجود تھے وہ وہ ذات ہیں جن کو حسن کا ایک وافر حصہ دیا گیا ہے انہوں نے مجھے اَھلاً وَسَھلاً کہا اور میرے لئے دعائے خیر کی۔ پھر ہمیں چوتھے آسمان کی طرف لے جایا گیا حضرت جبرائیل علیہ السلام نے دروازے کھولنے کے لئے کہا ان سے کہا گیا کہ آپ کون ہیں؟ انہوں نے کہا کہ میں جبرائیل امین ہوں پھر ان سے کہا گیا کہ آپ کے ساتھ کون ہیں؟ انہوں نے کہا میرے ساتھ محمد عربی ﷺ ہیں۔ پھر ان سے کہا گیا کہ کیا انہیں بلایا گیا ہے انہوں نے کہا ہاں انہیں دعوت دی گئی ہے ہمارے لئے دروازہ کھول دیا گیا۔ وہاں حضرت ادریس علیہ السلام موجود تھے انہوں نے مجھے خوش آمدید کہا اور میرے لئے دعائے خیر کی پھر ہمیں پانچویں آسمان کی طرف لے جایا گیا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے دروازہ کھولنے کے لئے کہا ان سے کہا گیا کہ آپ کون ہیں؟ انہوں نے کہا میں جبرائیل ہوں پھر ان سے کہا گیا کہ آپ کے ساتھ کون ہے انہوں نے کہا میرے ساتھ محمد ﷺ ہیں پوچھا گیا کہ کیا انہیں بلایا گیا ہے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا ہاں انہیں دعوت دی گئی ہے ہمارے لئے دروازہ کھول دیا گیا وہاں حضرت ہارون علیہ السلام تشریف فرما تھے۔ انہوں نے مجھے خوش آمدید کہا اور میرے لئے دعا کی۔ پھر ہمیں چھٹے آسمان کی طرف لے جایا گیا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے دروازہ کھولنے کے لئے کہا ان سے کہا گیا کہ آپ کون ہیں؟ انہوں نے کہا میں جبرائیل ہوں۔ پھر کہا گیا کہ آپ کے ساتھ کون ہیں انہوں نے کہا میرے ساتھ حضرت محمد ﷺ ہیں۔ ان سے کہا گیا کہ کیا انہیں بلایا گیا ہے۔ انہوں نے کہا ہاں انہیں دعوت دی گئی ہے۔ ہمارے لئے دروازہ کھول دیا گیا وہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام موجود تھے انہوں نے مجھے مرحبا کہا اور مجھے دعائے خیر دی۔ پھر ہمیں ساتویں آسمان کی طرف لے جایا گیا حضرت جبرائیل علیہ السلام سے کہا گیا کہ کون؟ انہوں نے کہا میں جبرائیل ہوں ان سے کہا گیا کہ آپ کے ساتھ کون ہیں۔ انہوں نے کہا میرے ساتھ محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں۔ پوچھا گیا کیا انہیں بلایا گیا ہے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا ہاں انہیں دعوت دے کر بلایا گیا ہے۔ ہمارے لئے دروازہ کھول دیا گیا میں نے وہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا وہ بیت المعمور کے ساتھ ٹیک لگائے ہوئے تھے۔ بیت المعمور وہ مقدس جگہ ہے جہاں ہر روز ستر ہزار ملائکہ داخل ہوتے ہیں پھر دوبارہ ان کی باری نہیں آتی پھر مجھے سدرۃ المنتہیٰ تک لے جایا گیا۔ سدرۃ المنتہیٰ کے پتے ہاتھی کے کانوں کی طرح اور اس کا پھل مٹکوں کی طرح ہے۔ وہاں اللہ کے حکم سے کوئی چیز چھا گئی۔ جس کی وجہ سے وہ سدرۃ المنتہیٰ اتنا حسین ہو گیا کہ اللہ کی کوئی مخلوق بھی اس کی تعریف نہیں کر سکتی پھر مجھ پر وحی کی گئی جو کی گئی مجھ پر دن اور رات میں پچاس نمازیں فرض کی گئیں۔ میں وہاں سے واپس حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا۔ انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ آپ ﷺ کے رب نے آپ ﷺ کی امت پر کیا فرض کیا ہے میں نے کہا اس ذات نے ہم پر پچاس نمازیں فرض کیں ہیں انہوں نے کہا اپنے رب کی بارگاہ میں واپس جائیں اور اس سے ان میں کمی کا سوال کریں آپ ﷺ کی امت اس کی طاقت نہیں رکھے گی میں نے بنی اسرائیل کو خوب آزمایا ہے۔ میں اپنے رب کے پاس واپس آیا میں نے اپنے رب سے عرض کی اے میرے مولا! میری امت کے اس بوجھ کو کم کیجئے اس وقت اللہ تعالیٰ نے پانچ نمازیں کم کر دیں پھر میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا اور کہا کہ مجھ سے پانچ نمازیں کم کر دی گئی ہیں انہوں نے فرمایا آپ ﷺ کی امت اس کی بھی طاقت

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سکون ہے۔ خصائص کبریٰ میں علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے ان تمام احادیث کو جمع کر دیا ہے۔ اتنی جامع احادیث میں نے اور کہیں نہیں دیکھیں میں انہی احادیث کو نقل کر رہا ہوں۔ اگر چہ وہ احادیث کافی طویل ہیں اور ان میں کچھ تکرار بھی ہے لیکن اس قصہ میں کچھ ایسی اشیاء بھی ہیں جن سے مکمل نفع اور یقین کامل حاصل ہوگا۔ انہوں نے لکھا ہے۔

حضور ﷺ کی معراج مندرجہ ذیل صحابہ کرام علیہم الرضوان سے روایت کی گئی ہے:

حضرت انس، ابی بن کعب، بریدہ، جابر بن عبداللہ، حذیفہ بن الیمان، سمرہ بن جندب، سہل بن سعد، شداد بن اوس صہیب، ابن عباس، ابن عمر، ابن مسعود، عبداللہ ابن سعد بن زرارہ، عبدالرحمٰن بن قرط، علی بن ابی طالب، عمر بن خطاب، مالک بن صعصعۃ، ابی امامہ، ابوایوب، ابوحیۃ، ابوالحمراء، ابوذر، ابوسعید الخدری، ابوسفیان ابن حرب، ابولیلیٰ انصاری، ابوہریرہ، عائشہ، اسماء، ام ہانی، ام سلمہ رضی اللہ عنہم وعنہن رضاً کاملاً۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کردہ حدیث

حضرت امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے کہا کہ سیاح لامکاں ﷺ نے فرمایا کہ میرے پاس براق لایا گیا براق ایک سفید رنگ کا جانور ہے وہ خچر سے چھوٹا لیکن گدھے سے بڑا تھا وہ تا حد نظر قدم رکھتا تھا میں اس پر سوار ہوا حتیٰ کہ میں بیت المقدس میں آیا میں نے اس ''حلقہ'' میں اس کو باندھا جہاں انبیائے کرام علیہم السلام اپنی سواریاں باندھا کرتے تھے پھر میں مسجد اقصیٰ میں داخل ہوا میں نے وہاں دو رکعت نماز ادا کی پھر میرے پاس حضرت جبرائیل امین علیہ السلام آئے۔ ان کے پاس دو برتن تھے ایک میں شراب تھی جبکہ دوسرے برتن میں دودھ تھا میں نے دودھ کو اختیار کیا حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا آپ نے فطرت کو اختیار کیا ہے۔ پھر مجھے آسمان دنیا تک لے جایا گیا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے دروازہ کھولنے کے لئے کہا ان سے کہا گیا کہ آپ کون ہیں؟ انہوں نے کہا میں جبرائیل ہوں۔ پھر کہا گیا کہ آپ کے ساتھ کون ہے؟ انہوں نے کہا میرے ساتھ محمد ﷺ ہیں۔ پھر کہا گیا کیا انہیں بلایا گیا ہے۔ انہوں نے کہا ہاں انہیں دعوت دے کر بلایا گیا ہے۔ ہمارے لئے دروازہ کھولا گیا وہاں حضرت آدم علیہ السلام موجود تھے۔ انہوں نے مجھے خوش آمدید کہا اور میرے لئے بھلائی کی دعا کی پھر مجھے دوسرے آسمان پر لے جایا گیا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے دروازہ کھولنے کے لئے کہا ان سے کہا گیا آپ کون ہیں؟ انہوں نے کہا میں جبرائیل ہوں۔ پھر کہا گیا آپ کے ساتھ کون ہے؟ انہوں نے کہا میرے ساتھ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں۔ پھر کہا گیا کیا انہیں دعوت دے کر بلایا گیا ہے۔ انہوں نے کہا ہاں انہیں بلایا گیا ہے۔ ہمارے لئے دروازہ کھول دیا گیا میں نے وہاں حضرت عیسیٰ بن مریم اور حضرت یحییٰ بن زکریا علیہم السلام کو دیکھا وہ دونوں خالہ زاد بھائی تھے انہوں نے مجھے مرحبا کہا! اور میرے لئے دعا کی پھر مجھے تیسرے آسمان پر لے جایا گیا حضرت جبرائیل علیہ السلام نے دروازہ کھولنے کے لئے کہا ان سے کہا گیا کہ آپ کون ہیں؟ انہوں نے کہا میں جبرائیل ہوں۔ پھر ان سے کہا گیا کہ آپ کے ساتھ کون ہے؟ انہوں نے کہا میرے ساتھ محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں۔ پھر کہا گیا کہ کیا انہیں بلایا گیا ہے انہوں نے کہا ہاں انہیں دعوت دی گئی ہے۔ پھر ہمارے لئے اس آسمان کا دروازہ کھول دیا گیا۔ وہاں

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو آسمان کی سیر کرائی گئی۔ حضور ﷺ ایک اور نہر کے پاس تشریف لے گئے اس نہر پر زمرد اور موتیوں کا محل تھا آپ ﷺ نے اس کو ہاتھ لگایا تو اس سے کستوری جیسی خوشبو آنے لگی آپ ﷺ نے فرمایا اے جبرائیل! یہ کیا ہے؟ انہوں نے عرض کی کہ یہ ''کوثر'' ہے جو آپ ﷺ کے رب نے آپ کو عطا کی ہے۔ پھر حضور نبی کریم ﷺ کو دوسرے آسمان تک لے جایا گیا کہا گیا کہ آپ کون ہیں؟ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا میں جبرائیل ہوں۔ ان سے پھر کہا گیا کہ آپ کے ساتھ کون ہے انہوں نے کہا میرے ساتھ محمد مجتبیٰ ﷺ ہیں۔ ان سے پوچھا گیا کہ کیا انہیں بلایا گیا ہے انہوں نے کہا ہاں انہیں بلایا گیا ہے۔ انہوں نے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مرحبا اور خوش آمدید کہا پھر تیسرے آسمان پر آپ ﷺ کو لے جایا گیا وہاں بھی یہی سوالات کئے گئے پھر چوتھے، پانچویں اور چھٹے آسمان پر آپ ﷺ کو لے جایا گیا وہاں بھی ایسے ہی سوالات ہوتے رہے پھر آپ ﷺ کو ساتویں آسمان تک لے جایا گیا وہاں بھی وہی کیفیت پیش آئی جو پہلے آسمانوں پر آتی رہی۔ ہر آسمان پر مختلف انبیاء کرام تشریف فرما تھے آپ ﷺ نے ان سے ملاقات کی پھر آپ ﷺ کو اس سے بھی زیادہ رفعتوں پر لے جایا گیا حتیٰ کہ سدرۃ المنتہیٰ آ گیا...... پھر وہی روایت بیان کی جو پہلے گزر چکی ہے۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے یزید بن ابی مالک کی سند سے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا میرے پاس ایک جانور لایا گیا جو گدھے سے بڑا لیکن خچر سے چھوٹا تھا وہ تا حد نظر قدم اٹھاتا تھا میں اس پر سوار ہوا میرے ساتھ حضرت جبرائیل امین تھے میں روانہ ہوا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے مجھ سے کہا نیچے تشریف لائیے اور نماز ادا کیجئے۔ میں نے وہاں دو رکعتیں ادا کیں۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کی کیا آپ جانتے ہیں کہ آپ ﷺ نے کہاں نماز ادا کی ہے۔ حضرت جبرائیل امین نے کہا کہ آپ ﷺ نے ''طیبہ'' میں نماز ادا کی ہے یہ شہر ہی آپ ﷺ کی ہجرت گاہ ہوگا۔ پھر میں سوار ہو کر روانہ ہوا۔ کچھ دیر کے بعد حضرت جبرائیل امین نے کہا آپ نیچے تشریف لائیں اور نماز ادا فرمائیں۔ میں نے نیچے اتر کر نماز ادا کی۔ انہوں نے مجھ سے کہا کہ کیا آپ ﷺ جانتے ہیں کہ آپ نے کہاں نماز ادا فرمائی ہے۔ آپ ﷺ نے بیت لحم میں نماز ادا کی ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جائے ولادت ہے پھر میں بیت المقدس میں داخل ہوا وہاں میرے لئے تمام انبیائے کرام جمع تھے۔ حضرت جبرائیل امین نے مجھے آگے کیا میں نے انہیں امامت کروائی پھر مجھے پہلے آسمان پر لے جایا گیا وہاں حضرت آدم علیہ السلام موجود تھے۔ پھر مجھے دوسرے آسمان پر لے جایا گیا وہاں دو خالہ زاد بھائی حضرت عیسیٰ اور حضرت یحییٰ علیہما السلام تشریف فرما تھے۔ پھر مجھے تیسرے آسمان تک لے جایا گیا وہاں حضرت یوسف علیہ السلام موجود تھے پھر مجھے چوتھے آسمان تک لے جایا گیا وہاں حضرت ہارون علیہ السلام موجود تھے پھر مجھے پانچویں آسمان پر لے جایا گیا وہاں حضرت ادریس علیہ السلام موجود تھے پھر مجھے چھٹے آسمان تک لے جایا گیا وہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام موجود تھے پھر مجھے ساتویں آسمان پر لے جایا گیا وہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام موجود تھے پھر مجھے ساتوں آسمانوں کے اوپر لے جایا گیا۔ میں سدرۃ المنتہیٰ کے پاس آیا۔ وہاں مجھ پر بادل سا چھا گیا میں وہاں سجدہ ریز ہو گیا۔ مجھ سے کہا گیا کہ جب سے زمین و آسمان کی تخلیق کی گئی ہے اس دن سے آپ ﷺ پر اور آپ ﷺ کی امت پر پچاس نمازیں

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نہیں رکھے گی اپنے رب کے پاس جا کر کمی کا سوال کریں۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں اسی طرح اپنے رب اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے درمیان آتا جاتا رہا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یا محمد! صلی اللہ علیک وسلم دن رات میں آپ ﷺ کی امت پر پانچ نمازیں فرض ہیں ہر نماز کا ثواب دس نمازوں کے برابر ہوگا۔ اس طرح یہ پچاس نمازیں مکمل ہو جائیں گی۔ جس شخص نے بھلائی کا ارادہ کیا لیکن اس پر عمل پیرا نہ ہوا تو میں اس کے لئے ایک نیکی لکھوں گا اگر وہ اس پر عمل پیرا ہو گیا تو میں اس کے لئے دس نیکیاں لکھوں گا۔ جس نے برائی کا ارادہ کیا لیکن برائی پر اس نے عمل نہ کیا تو میں اس کے لئے کچھ بھی نہیں لکھوں گا اور اگر اس نے وہ برائی کر دی تو میں اس کے لئے صرف ایک برائی ہی لکھوں گا۔ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس واپس آیا انہوں نے کہا واپس جائیں اور اپنے رب سے تخفیف کا سوال کریں میں نے کہا کہ میں اپنے رب کے پاس اتنی بار واپس گیا ہوں اب مجھے واپس جاتے ہوئے شرم آتی ہے۔

حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ نے شریک بن عبداللہ کی سند سے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ کی معراج کی ابتداء مسجد حرام سے ہوئی ہے۔ آپ ﷺ کی بعثت سے قبل آپ ﷺ مسجد حرام میں سوئے ہوئے تھے کہ تین فرشتے آپ ﷺ کے پاس آئے پہلے نے کہا وہ کون سی ہستی ہیں۔ درمیان والے نے جواب دیا وہ ان سب میں سے بہترین ہیں ایک نے کہا ان میں سے سب سے بہترین کو پکڑ لو۔ اس رات آپ ﷺ نے ان کو نہ دیکھا حتیٰ کہ وہ ملائکہ ایک رات آپ ﷺ کے پاس آئے حضور ﷺ سو رہے تھے لیکن آپ ﷺ کا قلب مبارک جاگ رہا تھا انبیائے کرام کی یہ خصوصیت ہوتی ہے کہ ان کی آنکھیں سو رہی ہوتی ہیں لیکن ان کا دل جاگ رہا ہوتا ہے۔ ان ملائکہ نے حضور ﷺ کے ساتھ کوئی گفتگو نہ کی انہوں نے آپ ﷺ کو اٹھا لیا اور بئر زمزم کے پاس لے آئے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام آپ ﷺ کے قریب ہوئے آپ ﷺ کے نحر مبارک سے لے کر ناف تک شکم مبارک کو شق کیا گیا آپ ﷺ کے شکم مبارک اور سینہ مبارک کو آب زمزم سے دھویا گیا۔ پھر سونے کا ایک طشت لایا گیا جو ایمان اور حکمت سے لبریز تھا وہ تمام کا تمام طشت حضور ﷺ کے سینہ اقدس میں انڈیل دیا گیا پھر آپ ﷺ کے حلق مبارک کو ایمان و حکمت سے بھر دیا گیا پھر حضور ﷺ کو بلندی کی طرف لے جایا گیا حتیٰ کہ آسمان دنیا آ گیا اس کے دروازوں میں سے ایک دروازے پر دستک دی گئی کہا گیا کہ کون ہے؟ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا میں جبرائیل ہوں۔ ان سے کہا گیا کہ آپ کے ساتھ کون ہیں؟ انہوں نے کہا میرے ساتھ محمد عربی ﷺ ہیں۔ کہا گیا کہ کیا انہیں بلایا گیا ہے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا ہاں انہیں دعوت دی گئی ہے۔ انہوں نے کہا ہم ان کو خوش آمدید اور مرحبا کہتے ہیں۔ حضور ﷺ نے پہلے آسمان پر حضرت آدم علیہ السلام کو پایا حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آپ ﷺ سے عرض کی کہ یہ آپ ﷺ کے باپ حضرت آدم علیہ السلام ہیں آپ انہیں سلام کیجئے حضور ﷺ نے حضرت آدم علیہ السلام کو سلام کیا انہوں نے سلام کا جواب دیا اور کہا اے میرے بیٹے آپ کو خوش آمدید ہو آپ کتنے اچھے بیٹے ہیں پہلے آسمان میں دو نہریں رواں دواں تھیں حضور ﷺ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا اے جبرائیل یہ نہریں کیسی ہیں۔ انہوں نے عرض کی یہ دریائے نیل اور فرات کی اصل ہیں۔ پھر

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

السلام تشریف فرما تھے۔ مجھے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا کیا آپ ﷺ اپنے پدر بزرگوار حضرت آدم علیہ السلام کو سلام نہیں کریں گے میں نے کہا میں انہیں ضرور سلام کروں گا۔ میں نے انہیں سلام کیا انہوں نے میرے سلام کا جواب دیا انہوں نے کہا اے میرے بیٹے! تجھے خوش آمدید ہو۔ اے صالح نبی! تجھے میں اھلا و سھلا کہتا ہوں پھر ہم دوسرے آسمان پر پہنچے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے دروازہ کھولنے کے لئے کہا پھر وہی گفتگو ہوئی جو پہلے مذکور ہو چکی ہے دوسرے آسمان پر حضرت عیسیٰ اور حضرت یحییٰ علیہما السلام تشریف فرما تھے۔ پھر مجھے تیسرے آسمان پر لے جایا گیا حضرت جبرائیل علیہ السلام نے دروازہ کھولنے کے لئے کہا۔ پھر پہلی سی گفتگو ہوئی۔ وہاں ہم نے حضرت یوسف علیہ السلام کو دیکھا۔ پھر مجھے چوتھے آسمان پر لے جایا گیا وہاں حضرت ادریس علیہ السلام موجود تھے۔ پانچویں آسمان پر حضرت ہارون علیہ السلام، چھٹے آسمان پر حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ساتویں آسمان پر حضرت ابراہیم علیہ السلام موجود تھے۔ پھر ہم ساتویں آسمان سے بھی بلند تر ہوتے گئے حتیٰ کہ ہم ایک ایسی نہر تک پہنچے جس پر یاقوت اور زمرد کے پیالے تھے۔ وہاں سبز رنگ کے پرندے تھے پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے مجھ سے کہا اے محمد عربی! صلی اللہ علیک وسلم کیا آپ جانتے ہیں کہ یہ نہر کون سی ہے میں نے کہا نہیں۔ انہوں نے کہا یہ نہر وہ کوثر ہے جو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو عطا فرمائی ہے۔ وہاں سونے اور چاندی کے برتن تھے جو زمرد اور یاقوت کے کناروں پر رکھے گئے تھے۔ اس کا پانی دودھ سے بھی زیادہ سفید تھا۔ میں نے وہاں سے ایک برتن لیا اور اس نہر سے پانی پیا۔ وہ پانی شہد سے زیادہ میٹھا اور کستوری سے زیادہ خوشبودار تھا۔ پھر مجھے مزید بلندی پر لے جایا گیا حتیٰ کہ ہم ایک درخت کے پاس جا کر رک گئے وہاں مجھ پر ایک بادل چھا گیا جس میں ہر رنگ موجود تھا حضرت جبرائیل علیہ السلام نے مجھ کو چھوڑ دیا میں وہاں سجدہ ریز ہو گیا۔ اللہ رب العزت نے مجھے فرمایا اے محمد! صلی اللہ علیک وسلم جس دن میں نے زمین و آسمان کو پیدا کیا اس دن سے میں نے آپ ﷺ پر اور آپ کی امت پر پچاس نمازیں فرض کی ہیں۔ آپ اور آپ ﷺ کی امت اسے ادا کرے پھر وہ بادل مجھ سے چھٹ گیا حضرت جبرائیل علیہ السلام نے میرا بازو تھاما۔ میں جلدی سے واپس پلٹ آیا۔ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آیا انہوں نے مجھے کچھ نہ کہا پھر میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا۔ انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ آپ کے رب نے آپ پر کیا فرض کیا؟ میں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر اور میری امت پر پچاس نمازیں فرض کی ہیں۔ انہوں نے کہا آپ اور آپ کی امت اتنی طاقت نہیں رکھتے کہ پچاس نمازیں ادا کر سکیں اپنے رب کے پاس واپس جائیں اور اس سے تخفیف کا سوال کریں میں جلدی سے واپس آیا حتیٰ کہ میں درخت کے پاس آ کر رک گیا وہاں مجھ پر بادل سا چھا گیا میں وہاں سجدہ ریز ہو گیا میں نے عرض کی مولا! ہم پر تخفیف فرما۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں نے تم سے دس نمازیں کم کر دی ہیں۔ پھر وہ بادل چھٹ گیا اور میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس واپس آ گیا اور ان کو بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہم سے دس نمازیں کم کر دی ہیں انہوں نے کہا اپنے رب کے پاس جائیں اور مزید تخفیف کی التجاء کریں پھر انہوں نے تمام حدیث بیان کی۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ پانچ نمازیں فرض کی گئی ہیں لیکن ان کا ثواب پچاس نمازوں جتنا ہوگا۔ پھر میں وہاں سے واپس آ گیا۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے کہا میں نے تمام اہل آسمان کو دیکھا ہے۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فرض کی گئی ہیں۔ آپ ﷺ بھی اور آپ کی امت بھی ان نمازوں کو قائم کریں۔ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ نے آپ پر اور آپ ﷺ کی امت پر کیا فرض کیا ہے میں نے کہا اللہ تعالیٰ نے ہم پر پچاس نمازیں فرض کی ہیں۔ انہوں نے کہا آپ ﷺ سے اور آپ کی امت سے پچاس نمازیں قائم نہیں ہوسکیں گی بنی اسرائیل پر صرف دو نمازیں فرض تھیں لیکن وہ انہیں قائم نہ کر سکے۔ اپنے رب کے پاس جائیں اور کمی کا سوال کریں میں اللہ تعالیٰ کے پاس آیا دس دس نمازوں کی کمی ہوتی رہی حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ پانچ نمازیں ہیں۔ لیکن ان کا ثواب پچاس نمازوں جتنا ہے میں سمجھ گیا کہ یہ اللہ کی طرف سے امتحان ہے پھر میں واپس نہ گیا۔

ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے یزید بن ابی مالک کی سند سے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس طرح روایت کیا ہے کہ جب رسول مکرم ﷺ کی معراج کی رات آئی آپ ﷺ کے پاس حضرت جبرائیل براق لے کر آئے جو گدھے سے بڑا لیکن خچر سے چھوٹا تھا حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آپ ﷺ کو براق پر سوار کیا جہاں تک اس کی نظر جاتی تھی وہ وہاں تک قدم اٹھاتا تھا جب آپ ﷺ بیت المقدس پہنچے وہاں ایک پتھر تھا حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اپنی انگلی کے ساتھ اس کو مس کیا اس میں سوراخ ہو گیا پھر جبرائیل نے براق وہاں باندھا پھر حضور اکرم ﷺ اور حضرت جبرائیل امین بلند ہوئے۔ جب مسجد اقصیٰ کے صحن کے برابر ہوئے تو حضرت جبرائیل امین علیہ السلام نے عرض کی اے مصطفیٰ! صلی اللہ علیک وسلم کیا آپ نے اپنے رب سے سوال کیا ہے کہ وہ آپ ﷺ کو حورعین دکھائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کی پھر آپ ان خواتین کی طرف تشریف لے جائیں۔ وہ مستورات صخرہ کے بائیں طرف بیٹھی ہوئی تھیں۔ میں ان کے پاس آیا اور انہیں سلام کیا انہوں نے میرے سلام کا جواب دیا۔ میں نے انہیں کہا کہ تم کون ہو انہوں نے کہا ہم اچھی سیرت والیاں اور اچھی صورت والیاں ہیں۔ ہم صالح لوگوں کو بیویاں ہیں جنہوں نے اپنے آپ کو پاک صاف کیا گندگی سے کنارہ کش ہوئے وہ ہمیشہ کے لئے زندگی پا گئے اور موت کو گلے نہ لگایا پھر میں وہاں سے واپس آیا میں تھوڑی ہی دیر ٹھہرا تھا کہ وہاں بہت سے لوگ جمع ہو گئے۔ موذن نے اذان دی۔ جماعت کا وقت ہوا۔ ہم نے صفیں باندھ لیں تمام لوگ منتظر تھے کہ آج امامت کے فرائض کون سرانجام دے گا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے میرا بازو پکڑا اور مجھے مصلیٰ امامت پر کھڑا کر دیا میں نے ان تمام لوگوں کو نماز پڑھائی۔ جب ہم واپس آئے تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے مجھ سے پوچھا۔ کیا آپ ﷺ کو علم ہے کہ آپ نے کن لوگوں کو جماعت کروائی ہے میں نے کہا نہیں۔ انہوں نے کہا آج آپ ﷺ کے پیچھے ہر اس نبی نے نماز پڑھی ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے مبعوث کیا ہے۔ پھر انہوں نے میرا ہاتھ تھاما اور مجھے لے کر آسمان کی طرف بلند ہوئے ہم ایک دروازے کے پاس جا کر رک گئے۔ انہوں نے دروازہ کھولنے کے لئے کہا آگے سے سوال کیا گیا کہ آپ کون ہیں۔ انہوں نے کہا میں جبرائیل ہوں۔ پھر پوچھا گیا آپ کے ساتھ کون ہے انہوں نے جواب دیا میرے ساتھ محمد عربی ﷺ ہیں۔ پھر پوچھا گیا کیا انہیں دعوت دی گئی ہے انہوں نے کہا ہاں انہیں بلایا گیا ہے۔ انہوں نے دروازہ کھولا انہوں نے کہا آپ کو بھی خوش آمدید جو آپ کے ساتھ ہیں انہیں بھی ہم مرحبا کہتے ہیں جب ہم پہلے آسمان پر گئے تو وہاں حضرت آدم علیہ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ایک چیز آپ ﷺ کو پکار رہی تھی وہ آپ ﷺ کو اپنی جانب بلا رہی تھی۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حضور اکرم ﷺ سے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم اس کی آواز کو نہ سنیں آگے تشریف لے چلیں۔ حضور اکرم ﷺ آگے روانہ ہوئے اللہ کی مخلوق میں کچھ مخلوق نے حضور اکرم ﷺ سے شرف ملاقات حاصل کیا اور آپ ﷺ کی بارگاہ میں یوں سلام پیش کیا:

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اَوَّلُ، اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا آخِرُ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا حَاشِرُ۔

حضرت جبرائیل علیہ السلام نے رسول مقبول ﷺ سے عرض کی کہ آپ ﷺ سلام کا جواب ارشاد فرمائیں۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے اس مخلوق کے سلام کا جواب ارشاد فرمایا پھر کچھ دیر کے بعد اسی طرح کی ایک اور مخلوق نے شرف ملاقات حاصل کیا اور آپ ﷺ کو سلام عرض کیا۔ اسی طرح کچھ وقت بعد ایک اور مخلوق حاضر خدمت ہوئی اور شرف ملاقات حاصل کر کے سلام عرض کیا حتیٰ کہ بیت المقدس آ گیا حضور اکرم ﷺ کو پانی، شراب اور دودھ پیش کیا گیا حضو ﷺ نے دودھ پسند فرمایا حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کی: یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم آپ نے فطرت کو پسند کیا ہے۔ اگر آپ ﷺ پانی کو پسند فرماتے تو آپ ﷺ کی امت غرق ہو جاتی۔ اگر آپ ﷺ شراب کو منتخب فرما لیتے تو آپ کی امت گمراہ ہو جاتی پھر وہاں حضرت آدم علیہ السلام اور دیگر تمام انبیائے کرام علیہم السلام تشریف لائے۔ اس رات حضور ﷺ نے ان تمام انبیاء کرام علیہم السلام کو جماعت کروائی۔ پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کی اے رسول مکرم! صلی اللہ علیک وسلم وہ بڑھیا جو آپ ﷺ نے سر راہ دیکھی تھی اس کی حقیقت یہ ہے کہ اب دنیا کی عمر صرف اتنی ہی باقی رہ گئی ہے جتنی کہ اس بڑھیا کی عمر باقی رہ گئی ہے وہ آدمی جس نے آپ کو آواز دی تھی وہ شیطان تھا۔ وہ اللہ کا دشمن ہے اور ارادہ کرتا تھا کہ آپ ﷺ اس کی طرف مائل ہو جائیں۔ وہ لوگ جنہوں نے آپ ﷺ کو سلام عرض کیا تھا وہ حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام تھے۔

امام احمد، عبد بن حمید، ترمذی، بیہقی، ابن مردویہ اور ابونعیم رحمہم اللہ تعالیٰ نے حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سند سے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ شب معراج حضور ﷺ کے پاس ایک براق لایا گیا۔ اس میں لگام اور رکاب ڈالی گئی تھی تاکہ رسول کریم ﷺ اس پر سواری فرمائیں۔ جب حضور ﷺ اس براق پر سوار ہونے لگے تو اس نے اچھلنا شروع کر دیا حضرت جبرائیل امین علیہ السلام نے براق سے کہا اے براق کیا تو حضور ﷺ کے ساتھ ایسا کرتا ہے اللہ کی قسم! تجھ پر کبھی بھی کوئی ایسا شخص سوار نہ ہوگا جو اللہ کے نزدیک آپ ﷺ سے زیادہ معزز ہو۔ وہ براق یہ سن کر پسینے سے شرابور ہو گیا۔

امام احمد اور ابوداؤد رحمہما اللہ تعالیٰ نے عبدالرحمٰن بن جبیر کی سند سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جب مجھے معراج پر لے جایا گیا تو میں ایک ایسی قوم کے پاس سے گزرا جس کے تانبے کے ناخن تھے جن سے وہ اپنے چہروں اور سینوں کو زخمی کر رہے تھے میں نے حضرت جبرائیل سے پوچھا اے جبرائیل! یہ کون ہیں؟ انہوں نے کہا یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کا گوشت کھایا کرتے تھے اور لوگوں کی عصمتوں سے کھیلا کرتے تھے۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تمام نے مجھے خوش آمدید کہا ہے اور مسکرائے ہیں لیکن میں نے ایک آدمی کو دیکھا میں نے اسے سلام کیا۔ اس نے مجھے سلام کا جواب دیا۔ مجھے خوش آمدید کہا لیکن وہ مجھے دیکھ کر مسکرایا نہیں۔ حضرت جرائیل علیہ السلام نے کہا وہ مالک خازن جہنم ہیں۔ جب سے ان کی تخلیق ہوئی ہے وہ نہیں ہنسے۔ اگر انہوں نے ہنسنا ہوتا تو آج آپ کو دیکھ کر ضرور مسکراتے۔ پھر حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میں واپس آ رہا تھا کہ میں نے راستہ میں قریش کے اونٹوں کا ایک قافلہ دیکھا۔ جن پر خوراک تھی۔ ان اونٹوں میں ایک اونٹ ایسا بھی تھا جس پر دو بورے تھے ایک کالا اور ایک سفید بورا۔

حضور اکرم ﷺ نے رات کے معجزہ کی خبر دی جب مشرکین نے یہ خبر سنی تو انہوں نے کہا چلو ہم ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس چلتے ہیں وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے اور پوچھا اے ابوبکر! کیا تمہیں اپنے صاحب (ﷺ) کے بارے میں خبر ہے کہ وہ کیا کہہ رہے ہیں وہ کہتے ہیں کہ میں نے ایک ہی رات میں ایک ماہ کا سفر کیا اور پھر اسی رات واپس بھی آ گیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا اگر یہ بات نبی کریم ﷺ نے کی ہے تو انہوں نے سچ فرمایا ہے میں آپ کی تصدیق کرتا ہوں ہم اس سے بھی دور کی چیزوں کی تصدیق کرتے ہیں۔ ہم آپ کی آسمان سے لائی ہوئی خبروں کی بھی تصدیق کرتے ہیں قریش مکہ نے حضور اکرم ﷺ سے پوچھا کہ جو کچھ آپ ﷺ بتا رہے ہیں اس کی علامت کیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں قریش کے اونٹوں کے پاس سے گزرا وہ فلاں مقام میں تھے ان کے اونٹ ہم سے خوف زدہ ہوئے اور بھاگ گئے۔ ان اونٹوں میں سے ایک ایسا اونٹ بھی تھا جس پر دو بورے تھے ایک کا رنگ کالا تھا اور دوسرے کا رنگ سفید۔ ایک اونٹ بھاگ گیا اس کا سوار گر پڑا جس کی وجہ سے اس کا بازو ٹوٹ گیا۔ جب قریش کا کاروان پہنچا۔ قریس نے ان سے وہی سوالات کئے انہوں نے بعینہٖ وہی بات کی جو حضور ﷺ بیان کر چکے تھے۔ واقعہ معراج کی تصدیق کرنے کی وجہ سے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو صدیق کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ کفار مکہ نے آپ ﷺ سے سوال کیا کہ وہ انبیاء کرام علیہم السلام جو آپ کے ساتھ تھے کیا ان میں حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام موجود تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا "ہاں۔" انہوں نے آپ ﷺ سے کہا کہ آپ ﷺ دونوں کے خدوخال بیان کریں۔ آپ ﷺ نے فرمایا حضرت موسیٰ علیہ السلام گندم رنگ کے تھے آپ ازدعمان کے ایک شخص کی طرح تھے حضرت عیسیٰ علیہ السلام درمیانے قد والے سیدھے بالوں والے تھے اور آپ کے چہرے پر سرخی غالب تھی۔

ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہما اللہ تعالیٰ نے اپنی اپنی تفاسیر میں اور امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے عبدالرحمٰن بن ہاشم کی سند سے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب حضرت جرائیل علیہ السلام براق لے کر حضور ﷺ کے پاس حاضر ہوئے۔ براق نے اچھلنا شروع کیا حضرت جرائیل علیہ السلام نے براق سے کہا اے براق! پرسکون ہو جا۔ اللہ کی قسم! حضور ﷺ جیسا عظیم انسان تجھ پر کبھی بھی سوار نہ ہوگا۔ حضور ﷺ براق پر بیٹھ کر سوئے منزل روانہ ہوئے آپ ﷺ نے راستہ میں ایک بڑھیا کو دیکھا اور حضرت جرائیل علیہ السلام سے پوچھا اے جرائیل یہ بڑھیا کون ہے۔ حضرت جرائیل علیہ السلام نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم آگے تشریف لے چلیں حضور اکرم ﷺ آگے روانہ ہوئے راستہ سے دور

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

البزار رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سند سے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا بلاشبہ حضور اکرم شفیع معظم ﷺ نے اپنے رب کریم کی زیارت کی۔

ابن سعد، سعید بن منصور نے سنن میں، البزار، امام بیہقی، ابن مردویہ اور ابن عساکر رحمہم اللہ تعالیٰ نے حارث بن عبید کی سند سے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول مکرم ﷺ نے فرمایا کہ میں سو رہا تھا جب حضرت جرائیل امین آئے انہوں نے میرے کندھے کو چھو کر مجھے جگایا میں ایک درخت کے پاس آیا اس میں پرندے کے گھونسلے کی طرح کی دو چیزیں تھیں۔ ایک میں حضرت جرائیل علیہ السلام بیٹھ گئے اور دوسرے میں میں بیٹھ گیا میں بہت زیادہ بلندی تک پہنچ گیا حتیٰ کہ میں دونوں عالم سے بلند ہو گیا۔ پھر میں اتنا بلند ہوا کہ اگر میں چاہتا تو میں آسمان کو چھو سکتا تھا۔ میں نے جرائیل علیہ السلام کی طرف توجہ کی میں نے ان کو اس کیفیت میں دیکھا کہ گویا ان کی روح اس کے جسم سے پرواز کر چکی ہے ان میں کوئی حرکت نہ تھی۔ میں ان کو دیکھ کر سمجھ گیا کہ ان پر خشیت الٰہی طاری ہے میرے لئے آسمان کا ایک دروازہ کھولا گیا۔ میں نے نور اعظم کی زیارت کی اور اللہ تعالیٰ نے میری طرف وہ وحی کی جو اس نے وحی کی۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے عمیر بن عطارد سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ اپنے صحابہ میں تشریف فرما تھے۔ حضرت جرائیل تشریف لائے انہوں نے آپ ﷺ کی پشت مبارک پر دست مبارک لگایا پھر وہ حضور اکرم ﷺ کو لے کر ایک درخت کی طرف گئے اس درخت پر پرندے کے گھونسلے کی مانند دو چیزیں تھیں میں ان میں سے ایک میں بیٹھ گیا دوسرے میں حضرت جرائیل علیہ السلام بیٹھ گئے۔ ہم ان میں بیٹھ کر افق سے بھی بلند ہو گئے ہم اتنی بلندی پر تھے کہ اگر میں اپنے ہاتھ کو آگے بڑھاتا تو میں آسمان کو چھو سکتا تھا۔ ایک نور اور نازل ہوا۔ جرائیل امین پر بے ہوشی طاری ہو گئی گویا کہ ان کی روح ان کے جسد اطہر سے پرواز کر چکی تھی میں نے جان لیا کہ ان کا خوف خدا میرے خوف خدا سے زیادہ ہے مجھ پر وحی کی گئی کہ کیا میں بادشاہ نبی بننا چاہتا ہوں یا عبد نبی بننا پسند کرتا ہوں جرائیل علیہ السلام نے لیٹے ہوئے ہی مجھے اشارہ کیا کہ میں عاجزی اختیار کروں۔ میں نے کہا میں عبد نبی بننا چاہتا ہوں لیکن عماد الدین ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ اس واقعہ کا معراج کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کردہ احادیث

ابن مردویہ رحمۃ اللہ علیہ نے عبید بن عمیر کی سند سے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے کہا کہ حضور ﷺ نے فرمایا جب مجھے معراج کرائی گئی تو میں نے سفید موتی سے بنی ہوئی ایک جنت کا مشاہدہ کیا میں نے حضرت جرائیل علیہ السلام سے سوال کیا اے جرائیل! میرے صحابہ اگر جنت کے بارے میں سوال کریں تو میں انہیں کیا جواب دوں حضرت جرائیل علیہ السلام نے عرض کی کہ آپ ﷺ انہیں فرمائیں کہ اس کی زمین زرخیز اور کستوری کی مانند معطر و معنبر ہے۔

ابن مردویہ رحمۃ اللہ علیہ نے قتادہ رحمۃ اللہ علیہ کی سند سے حضرت ابن عباس اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہم

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضرت امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں شب معراج حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قبر کے پاس سے گزرا میں نے انہیں دیکھا کہ وہ اپنی قبر میں کھڑے ہو کر نماز ادا فرما رہے تھے۔

ابویعلی اور امام بیہقی رحمہما اللہ تعالیٰ نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے ایک صحابی رسول رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا ہے کہ حضور ﷺ شب معراج کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قبر انور کے پاس سے گزرے آپ ﷺ نے انہیں دیکھا کہ وہ اپنی مرقد انور میں نماز ادا فرما رہے تھے۔ انہوں نے مجھے بیان فرمایا ہے کہ حضور ﷺ کو براق پر سوار کیا گیا آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے وہاں "حلقہ" کے ساتھ براق کو باندھا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میرے لئے مسجد اقصیٰ کا محل وقوع بیان فرمائیں آپ ﷺ نے مسجد اقصیٰ کا محل وقوع بیان فرمایا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پہلے بھی مسجد اقصیٰ کو دیکھا ہوا تھا۔

ابن مردویہ رحمۃ اللہ علیہ نے قتادہ، سلیمان، ثمامہ اور علی بن زید رحمہما اللہ تعالیٰ کی اسناد سے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میں شب معراج ایسے لوگوں کے پاس سے گزرا جن کے ہونٹوں کو آگ کی قینچیوں کے ساتھ کاٹا جا رہا تھا۔ جب ان کے ہونٹ کٹ جاتے تھے تو وہ پھر پہلی حالت میں آ جاتے تھے۔ میں نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا اے جبرائیل! یہ لوگ کون ہیں؟ انہوں نے کہا کہ یہ آپ ﷺ کی امت کے خطباء ہیں ان میں برائی یہ تھی کہ وہ جو کچھ لوگوں سے کہا کرتے تھے خود ان پر عمل پیرا نہ ہوتے تھے۔

ابن مردویہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سند سے روایت کیا ہے انہوں نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ شب معراج حضور ﷺ پر نماز فرض کی گئی۔

ابن ماجہ، حکیم الترمذی رحمہما اللہ تعالیٰ نے نوادر الاصول میں، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہما اللہ تعالیٰ نے یزید بن ابی مالک کی سند سے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ سے روایت کیا ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے جنت کے دروازہ پر دیکھا وہاں یہ لکھا ہوا تھا "صدقہ کا ثواب دس گنا ہے جبکہ قرض کا ثواب اٹھارہ گنا زیادہ ہے" میں نے حضرت جبرائیل سے پوچھا اے جبرائیل! کیا وجہ ہے کہ قرض صدقہ سے افضل ہے۔ انہوں نے کہا کہ قرض صدقہ سے اس لئے افضل ہے کہ سائل جب سوال کرتا ہے تو اس کے پاس کوئی نہ کوئی ایسی ضرور چیز ہوتی ہے جس سے وہ اپنی ضرورت پوری کر لے جبکہ قرض مانگنے والا جب قرض مانگتا ہے تو اس کے پاس کوئی ایسی چیز نہیں ہوتی جس سے وہ اپنی ضرروت کو پورا کرے۔

ابن مردویہ رحمۃ اللہ علیہ نے امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کی سند سے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچے تو آپ ﷺ نے سونے کا ایک بستر دیکھا جس پر آپ استراحت فرما ہوئے۔ ابن مردویہ رحمۃ اللہ علیہ نے ابو ہاشم کی سند سے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب حضور ﷺ نے معراج کی تو آپ ﷺ سے دلہنوں کی طرح کی خوشبو آ رہی تھی بلکہ آپ ﷺ کی خوشبو دلہنوں کی خوشبو سے عمدہ تھی۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فرمایا کہ میں شب معراج ایک ایسے آدمی کے پاس سے گزرا جو ایسی نہر میں تیر رہا تھا جس میں پتھر تھے میں نے حضرت جرائیل علیہ السلام سے پوچھا یہ کون ہے تو انہوں نے جواب دیا کہ یہ سود خور ہے۔

حضرت سہل ابن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کردہ حدیث

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے سہل بن سعد سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا ''جب مجھے معراج کرائی گئی تو میں نے سموٰتِ عُلیٰ میں ایک تسبیح کو سنا جس کی وجہ سے میرے دل میں خوف پیدا ہوا حضرت جرائیل علیہ السلام نے مجھ سے کہا اے محمد مصطفیٰ! صلی اللہ علیک وسلم مت گھبرائیے آپ ﷺ کا نام نامی عرش پر اس طرح مکتوب ہے:

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔

حضرت شداد بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کردہ حدیث

ابن ابی حاتم، امام بیہقی، البزار، الطبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ تعالیٰ نے حضرت شداد بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم نے حضور ﷺ کی بارگاہ میں عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو کیسے سیر کرائی۔ حضور ﷺ نے فرمایا میں نے اپنے صحابہ کے ساتھ عشاء کی نماز ادا کی جب رات کا کافی حصہ گزر گیا تو حضرت جرائیل علیہ السلام سفید رنگ کا جانور لے کر میرے پاس آئے وہ جانور خچر سے چھوٹا لیکن گدھے سے بڑا تھا۔ حضرت جرائیل علیہ السلام نے مجھ سے کہا آپ سوار ہو جائیں۔ جب میں سوار ہونے لگا تو اس جانور نے اچھلنا شروع کر دیا حضرت جرائیل علیہ السلام نے اس کے کانوں پر چوٹ لگائی پھر مجھے اس پر سوار کرایا۔ وہ جانور ہمیں لے کر بلندی کی طرف محو پرواز ہو گیا۔ جہاں تک اس کی نظر جاتی تھی وہاں تک وہ قدم اٹھاتا تھا حتیٰ کہ ہم کھجوروں والی زمین پر پہنچ گئے۔ انہوں نے مجھے اتارا اور کہا یہاں نماز ادا فرمائیں میں نے وہاں نماز ادا کی پھر ہم سوار ہو گئے۔ حضرت جرائیل علیہ السلام نے مجھ سے پوچھا کیا آپ کو معلوم ہے کہ آپ ﷺ نے نماز کہاں ادا فرمائی ہے میں نے کہا نہیں۔ انہوں نے مجھ سے کہا کہ آپ ﷺ نے یثرب (طیبہ) میں نماز ادا کی ہے پھر وہ براق ہم کو لے کر محو پرواز ہو گیا حتیٰ کہ ہم ایک زمین پر پہنچے۔ حضرت جرائیل علیہ السلام نے مجھ سے کہا نیچے تشریف لائیں اور نماز ادا فرمائیں میں نے نیچے اتر کر نماز ادا کی پھر ہم براق پر سوار ہو گئے حضرت جرائیل علیہ السلام نے مجھ سے پوچھا کیا آپ ﷺ کو علم ہے کہ آپ نے نماز کہاں ادا فرمائی ہے؟ میں نے کہا نہیں انہوں نے کہا آپ نے اس درخت کے پاس نماز ادا کی ہے جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے رب سے ہم کلام ہوتے تھے۔ پھر ہم ایک ایسی زمین پر پہنچے جہاں بہت زیادہ محلات تھے حضرت جرائیل علیہ السلام نے کہا نیچے تشریف لائیں اور نماز ادا کریں۔ میں براق سے نیچے آیا اور نماز ادا کی پھر ہم براق پر سوار ہو گئے حضرت جرائیل نے مجھ سے پوچھا کہ کیا آپ ﷺ کو معلوم ہے کہ آپ نے کہاں نماز ادا کی ہے؟ میں نے کہا نہیں مجھے معلوم نہیں۔ انہوں نے کہا آپ ﷺ نے بیت لحم میں نماز ادا کی ہے یہ وہ مبارک جگہ ہے جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش ہوئی تھی پھر براق رواں ہو گیا حتیٰ کہ ہم شہر کے دوسرے دروازے سے داخل ہوئے۔ حضرت جرائیل علیہ السلام مسجد کے محراب کی طرف آئے اور براق کو باندھ دیا ہم مسجد کے

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب مجھے معراج کرائی گئی اس وقت میں نے ایک مسحور کن خوشبو کو سونگھا میں نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا اے جبرائیل! یہ دلآویز خوشبو کہاں سے آ رہی ہے انہوں نے کہا کہ یہ کنگھی کرنے والی ایک خاتون، اس کے خاوند اور اس کی بیٹی کی خوش بو ہے جب وہ فرعون کی ایک بیٹی کو کنگھی کر رہی تھی تو اس کے ہاتھ سے کنگھی نیچے گر پڑی۔ اس کی زبان سے بے ساختہ نکل گیا: تَعِسَ فِرْعَوْنُ فرعون ہلاک ہو گیا۔ اس لڑکی نے یہ بات اپنے باپ کو بتائی اس نے اس خاتون کو قتل کر دیا۔

حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کردہ حدیث

امام ترمذی، حاکم، ابونعیم، ابن مردویہ اور بزار رحمہم اللہ تعالیٰ نے اس حدیث کو حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے کہا کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا کہ جس رات مجھے معراج کروائی گئی حضرت جبرائیل علیہ السلام ایک چٹان کے پاس آئے جہاں بیت المقدس ہے انہوں نے اپنی انگلی مبارک اس چٹان پر رکھی۔ اس میں سوراخ ہو گیا اس کے ساتھ براق باندھ دی گئی۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کردہ حدیث

حضرت امام بخاری اور حضرت امام مسلم رحمۃ اللہ علیہما نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا جب مجھے بیت المقدس کی سیر کروائی گئی تو قریش نے مجھے جھٹلایا۔ اس وقت میں ایک پتھر پر کھڑا ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے میرے اور بیت المقدس کے درمیان سے حجابات اٹھا دیئے میں نے بیت المقدس کو دیکھ کر انہیں اس کی علامات بتانا شروع کیں۔ ابن مردویہ رحمۃ اللہ علیہ نے اور الطبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے اوسط میں صحیح سند کے ساتھ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب میں شب معراج ملاء اعلیٰ پر سے گزرا تو حضرت جبرائیل علیہ السلام پر خشیت الٰہیہ کی وجہ سے بے ہوشی طاری ہو گئی۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کردہ حدیث

امام احمد، ابن ابی شیبہ، امام ترمذی، حاکم، امام نسائی، ابن جریر، ابن مردویہ اور امام بیہقی رحمہم اللہ تعالیٰ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا کہ جب سرور کائنات ﷺ کو معراج کرائی گئی تو آپ ﷺ سے براق اس وقت تک جدا نہ ہوا جب تک کہ آپ ﷺ کے لئے آسمان کے دروازے نہ کھول دیئے گئے۔ آپ ﷺ نے جنت اور دوزخ کا مشاہدہ کیا اور آخرت کی نعمتوں کا مشاہدہ کیا پھر آپ ﷺ اس سفر سے واپس آ گئے۔ ابن مردویہ رحمۃ اللہ علیہ نے ان الفاظ کے ساتھ اس حدیث کو روایت کیا ہے" آپ ﷺ نے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں تھا سب کا مشاہدہ فرمایا آپ ﷺ کو براق پیش کیا گیا براق ایک لمبا سا سفید جانور ہے جو تا حد نظر قدم رکھتا ہے۔"

حضرت سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کردہ حدیث

ابن مردویہ رحمۃ اللہ علیہ نے سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دی جاتی ہے۔ اگر آپ ﷺ شراب منتخب فرماتے تو آپ ﷺ کی امت گمراہ ہو جاتی۔ آپ ﷺ کی امت اس کی مستحق ہو جاتی۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے ایک وادی کی طرف اشارہ کیا جس میں جہنم تھی حضور اکرم ﷺ نے اس کی طرف دیکھا تو اس میں آگ شعلہ فشاں تھی۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کردہ حدیث

امام احمد، ابونعیم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ تعالیٰ نے صحیح سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے انہوں نے کہا ہے کہ جب حضور ﷺ کو معراج کروایا گیا تو آپ ﷺ جنت میں داخل ہوئے آپ ﷺ نے وہاں قدموں کی چاپ سنی آپ ﷺ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا اے جبرائیل! یہ کیسی آواز ہے انہوں نے کہا کہ یہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں جو آپ ﷺ کے مؤذن ہیں۔ جب حضور ﷺ معراج سے واپس تشریف لائے تو آپ ﷺ نے فرمایا قَدْ اَفْلَحَ بِلَالُ یقیناً حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ فلاح پا گئے۔ میں نے انہیں جنت میں دیکھا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضور ﷺ کے ساتھ ملاقات کی انہوں نے آپ ﷺ کو خوش آمدید کہا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام گندم گوں طویل انسان تھے ان کے بال ان کے کانوں تک یا اس سے تھوڑے سے چھوٹے تھے۔ حضور اکرم ﷺ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا اے جبرائیل! یہ کون ہیں؟ انہوں نے کہا یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں۔ ان کے بعد ایک پروقار اور صاحب جلال بزرگ نے حضور ﷺ سے ملاقات کی انہوں نے آپ ﷺ کو سلام کیا اور مرحبا کہا۔ سیاح لامکان ﷺ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا کہ یہ کون ہیں انہوں نے کہا کہ یہ آپ ﷺ کے جد امجد حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں۔ جو شخص بھی آپ ﷺ سے شرف ملاقات کرتا وہ آپ کو سلام ضرور عرض کرتا۔ حضور ﷺ نے جہنم کا مشاہدہ کیا۔ ایک قوم کو دیکھا جو مردار کھا رہی تھی حضور ﷺ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا اے جبرائیل! یہ کون ہیں۔ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کا گوشت کھایا کرتے تھے حضور ﷺ نے ایک آدمی کو دیکھا جو بہت زیادہ سرخ اور بہت زیادہ نیلا تھا۔ حضور ﷺ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا کہ یہ کون ہے انہوں نے عرض کی کہ یہ اونٹنی کی کونچیں کاٹنے والا ہے۔ جب حضور ﷺ مسجد اقصیٰ میں تشریف لائے تو تمام انبیائے کرام علیہم السلام نے حضور ﷺ کی امامت میں نماز ادا کی۔ اس کے بعد آپ ﷺ کو دو پیالے پیش کئے گئے ایک دائیں جانب سے اور دوسرا بائیں جانب سے پیش کیا گیا ایک میں دودھ تھا جبکہ دوسرا شہد سے لبریز تھا حضور اکرم ﷺ نے دودھ والے پیالے کو پکڑا اور دودھ نوش فرمایا پیالے لے کر آنے والے شخص نے کہا کہ آپ ﷺ نے فطرت کو منتخب فرمایا ہے۔

احمد، ابونعیم، ابویعلی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ تعالیٰ نے حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ شفیع المذنبین ﷺ کو بیت المقدس کی سیر کروائی گئی پھر آپ ﷺ ایک ہی رات میں واپس آ گئے۔ آپ ﷺ نے مشرکین کو اپنے سفر کی داستان بیان کی اور بیت المقدس کی علامات بتائیں اور ان

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دروازے سے داخل ہوئے۔

میں نے اس مسجد میں نماز ادا کی مجھے بہت شدید پیاس محسوس ہوئی مجھے دو برتن پیش کئے گئے ایک میں دودھ تھا جبکہ دوسرے میں شہد تھا۔ میں نے ان دونوں میں سے کسی ایک کو پسند کرنا تھا اللہ تعالیٰ نے مجھے توفیق بخشی میں نے دودھ لے کر پی لیا حتیٰ کہ میری پیشانی پسینے سے شرابور ہو گئی میرے سامنے منبر کے ساتھ ایک بزرگ ٹیک لگا کر بیٹھے ہوئے تھے انہوں نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو مخاطب کر کے کہا آپ کے رفیق راہ ﷺ نے فطرت کے مطابق چیز پسند کی ہے بلاشبہ یہ ہدایت یافتہ ہیں پھر براق محو پرواز ہو گیا حتیٰ کہ ہم ایک وادی میں پہنچے اس میں ایک شہر آباد تھا۔ وہاں جہنم پوری طرح واضح تھی میں نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم آپ نے جہنم کو کیسا پایا ہے آپ نے فرمایا وہ ایک گرم کوئلے کی طرح تھی۔ پھر ہم وہاں سے واپس لوٹے ہم قریش کے ایک کارواں کے پاس سے گزرے وہ اس وقت فلاں مقام پر تھا ان کا ایک اونٹ گم ہو گیا۔ فلاں شخص نے اس کو تلاش کر لیا میں نے انہیں سلام کیا ان میں سے ایک نے کہا کہ یہ محمد ﷺ کی آواز ہے پھر میں صبح سے پہلے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کے پاس مکہ واپس آ گیا حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میرے پاس آئے انہوں نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم آپ رات کو کہاں تھے میں نے آپ ﷺ کو آپ کے مقام پر تلاش کیا۔ میں نے ان سے کہا میں آج رات بیت المقدس گیا تھا انہوں نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم بیت المقدس تو یہاں سے ایک ماہ کی مسافت پر ہے آپ ﷺ مجھے بیت المقدس کا محل وقوع اور اس کے اوصاف بیان فرمائیں میرے لئے ایک راستہ بنا دیا گیا مجھے ایسے محسوس ہوا گویا کہ میں بیت المقدس کو دیکھ رہا ہوں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجھ سے جو بھی سوال کرتے میں انہیں اس کا جواب دے دیتا۔ تمام جواب سن کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: اَشْهَدُ اَنَّکَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ''میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ ﷺ اللہ کے سچے رسول ہیں۔'' مشرکین نے ایک دوسرے سے کہا دیکھو ابن ابی کبشہ کیا کہتا ہے وہ یہ گمان کرتا ہے کہ وہ آج رات بیت المقدس گیا تھا۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا میں اس سفر کی تمہیں ایک علامت بتاتا ہوں میں تمہارے ایک کارواں کے پاس سے گزرا جو فلاں مقام پر تھا ان کا ایک اونٹ گم ہو گیا فلاں شخص نے اس کو تلاش کیا اب وہ کارواں فلاں جگہ پر فروکش ہے اور فلاں دن وہ قافلہ تمہارے پاس پہنچ جائے گا۔ اس قافلہ کے آگے آگے ایک گندمی رنگ کا اونٹ ہو گا اس پر کالے رنگ کی ایک چادر اور دو کالے بورے ہیں۔ مقررہ دن کو لوگوں نے اس کارواں کا انتظار کرنا شروع کیا۔ حتیٰ کہ دوپہر کے وقت ان کا قافلہ آ گیا اس قافلہ کے آگے وہی اونٹ تھا جس کا ذکر رسول کریم ﷺ نے کیا تھا۔

حضرت صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کردہ حدیث

الطبرانی اور ابن مردویہ رحمہما اللہ تعالیٰ نے حضرت صہیب بن سنان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب شب معراج حضور ﷺ کو پہلے پانی، پھر شراب اور پھر دودھ پیش کیا گیا تو آپ ﷺ نے دودھ کو منتخب فرما لیا۔ حضرت جبرائیل امین نے رسول مکرم ﷺ سے عرض کی آپ ﷺ نے فطرت کے مطابق چیز کو منتخب فرمایا ہے ہر چوپائے کو اسی سے خوراک

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تانبے کا ایک بڑا برتن لانے کا حکم دیا۔ پھر اسے آگ پر رکھ کر خوب گرم کیا گیا پھر اس ظالم نے اس خاتون اور اس کی اولاد کو اس گرم تیل میں پھینکنے کا حکم دیا۔ اس عورت کے تمام خاندان کو ایک ایک کر کے اس گرم تیل میں پھینک دیا گیا حتیٰ کہ ایک دودھ پیتا بچہ باقی تھا اس نے اپنی ماں سے مخاطب ہو کر کہا اے والدہ محترمہ! جلدی کریں تاخیر نہ کریں بے شک آپ حق پر ہیں۔

چار بچوں نے بہت ہی چھوٹی عمر میں گفتگو کی:

1۔ اس کنگھی کرنے والی خاتون کے بچے نے　　2۔ حضرت یوسف علیہ السلام کی گواہی دینے والے بچے نے

3۔ صاحب جریج نے　　4۔ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نے

امام احمد، ابن ابی شیبہ، امام النسائی، البزار والطبرانی اور ابو نعیم رحمہم اللہ تعالیٰ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا جس رات مجھے معراج کرائی گئی میں صبح سے پہلے مکہ معظمہ میں واپس آ گیا۔ مجھے معلوم تھا کہ لوگ مجھے جھٹلائیں گے میں ایک طرف مغموم ہو کر بیٹھ گیا۔ آپ ﷺ کے پاس سے اللہ کے دشمن ابو جہل کا گزر ہوا۔ وہ حضور اکرم ﷺ کے پاس بیٹھ گیا اور از روئے مذاق کہنے لگا کہ کیا آج کوئی نئی چیز منکشف ہوئی ہے انہوں نے فرمایا ہاں۔ ابو جہل نے کہا آج کسی نئی چیز کا ظہور ہوا ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا آج رات مجھے سیر کرائی گئی ابو جہل نے پوچھا آپ ﷺ کو کہاں تک سیر کروائی گئی حضور ﷺ نے فرمایا مجھے بیت المقدس تک سیر کروائی گئی۔ ابو جہل نے پوچھا تو کیا پھر آپ ﷺ صبح تک ہمارے پاس بھی آ گئے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا ہاں۔

اس نے اپنی قوم کو بلایا اور حضور اکرم ﷺ سے کہنے لگا میں نے آپ ﷺ کی قوم کو بلایا ہے۔ کیا آپ نے جو عجیب بات مجھے سنائی ہے انہیں بھی سنائیں گے آپ ﷺ نے فرمایا ہاں۔ پھر آپ ﷺ نے اپنی قوم سے مخاطب ہو کر کہا اے بنو کعب بن لوئی! وہاں موجود تمام لوگوں نے اپنی اپنی مجالس کو برخاست کیا اور جہاں حضور اکرم ﷺ اور ابو جہل بیٹھے ہوئے تھے وہاں آ گئے ابو جہل نے حضور اکرم ﷺ سے کہا آپ انہیں بھی عجیب داستان سنائیں جو آپ نے ابھی مجھے سنائی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ میں نے آج رات سیر کی ہے لوگوں نے عرض کی کہاں تک آپ نے سیر کی ہے آپ ﷺ نے فرمایا میں نے بیت المقدس تک سیر کی ہے ان لوگوں نے عرض کی پھر آپ ﷺ صبح تک ہمارے پاس بھی تشریف لے آئے آپ ﷺ نے فرمایا ہاں۔ یہ سن کر کچھ لوگ فرط حیرت سے تالیاں بجانے لگے اور بعض افراد نے تعجب کرتے ہوئے اپنے سر پر اپنا ہاتھ رکھ لیا۔ انہوں نے حضور ﷺ سے عرض کی کہ کیا آپ مسجد اقصیٰ کی خوبیاں اور اوصاف بیان کر سکتے ہیں۔ ان میں کچھ لوگ ایسے بھی تھے جنہوں نے مسجد اقصیٰ کو دیکھا ہوا تھا آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں میں نے مسجد اقصیٰ کے اوصاف اور خوبیاں بیان کرنا شروع کیں۔ مجھے اس میں کچھ شبہ پڑا تو مسجد اقصیٰ کو میرے بالکل سامنے کھڑا کر دیا گیا حتیٰ کہ اسے دار عقیل (عقال) کے پاس رکھ دیا گیا میں اسے دیکھ دیکھ کر اسکے اوصاف بیان کرنے لگا۔ جب آپ ﷺ نے اپنی گفتگو ختم فرمائی تو قوم قریش نے کہا۔ آپ ﷺ نے جو بھی اوصاف اور خوبیاں بیان فرمائیں ہیں وہ سب سچ ہیں۔

ابن مردویہ رحمۃ اللہ علیہ نے شہر بن حوشب کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کے کارواں کے متعلق بھی خبر دی لیکن لوگوں نے کہا ہم محمد (عربی ﷺ) کی تصدیق نہیں کرتے لوگ مرتد ہو گئے اللہ تعالیٰ نے ابوجہل سمیت ان کو تہ وتیغ کر دیا۔ ابوجہل نے کہا کہ محمد (مصطفیٰ ﷺ) ہمیں شَجَرَةُ الزَّقُّوْمِ سے ڈراتا ہے تم کھجوریں اور مکھن لاؤ۔ اوراس کا زقوم بنالو۔ آپ نے فرمایا میں نے دجال کو اس کی صورت میں دیکھا اور ظاہری آنکھ سے دیکھا خواب میں نہیں دیکھا میں نے حضرت عیسیٰ، حضرت موسیٰ اور حضرت ابراہیم علیہم السلام کو بھی دیکھا لوگوں نے آپ ﷺ سے دجال کے متعلق سوال کیا تو آپ نے فرمایا وہ ایک جسیم مرد تھا اس کی ایک آنکھ روشن ستارے کی طرح چمک رہی تھی اس کے بال درخت کی شاخوں کی طرح تھے میں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھی دیکھا ان کی رنگت سفید تھی وہ گھنگھریالے بالوں والے، تیز نگاہ والے اور بڑے جسم والے تھے میں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بھی دیکھا وہ گندم گوں، زیادہ بالوں والے، قوی اور مضبوط تھے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان: وَمَا جَعَلْنَا الرُّءْيَا الَّتِيْٓ اَرَيْنٰكَ اِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ (بنی اسرائیل:60) ''اور نہیں بنایا ہم نے اس نظارہ کو جو ہم نے دکھایا تھا آپ کو آزمائش لوگوں کے لئے۔''

اس آیت میں رؤیا سے مراد آنکھ سے دیکھنا ہے۔ ان سے مراد وہ اشیاء ہیں جن کو حضور اکرم ﷺ نے شب معراج دیکھا تھا۔

حضرت امام بخاری اور حضرت امام مسلم رحمۃ اللہ علیہما نے حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے شب معراج حضرت موسیٰ بن عمران علیہ السلام سے ملاقات کی وہ ایک طویل القامت انسان تھے ان کے بال گھنگریالے تھے وہ شنوءہ کے آدمیوں کی طرح تھے میں نے حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کو بھی دیکھا وہ درمیانے قد والے ان کی رنگت میں سرخی اور سفیدی تھی وہ سیدھے بالوں والے تھے میں نے جہنم کے خازن مالک کو بھی دیکھا اور دجال کو دیکھا حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اللہ تعالیٰ کے اس فرمان: فَلَا تَكُنْ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْ لِّقَآئِهٖ (السجدہ:23) کی تفسیر میں فرمایا کرتے تھے کہ حضور ﷺ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات کی۔

امام احمد، نسائی، البزار، الطبرانی، البیہقی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ تعالیٰ نے صحیح سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا جب میں معراج پر گیا تو مجھے راحت افزاء خوشبو آئی میں نے جبرائیل سے کہا کہ یہ خوشبو کیسی ہے انہوں نے کہا کہ یہ فرعون کی بیٹی کو کنگھی کرنے والی اور اس کی اولاد کی خوشبو ہے۔ جب اس خاتون کے ہاتھ سے کنگھی گر پڑی تو اس نے بِسْمِ اللّٰهِ پڑھی۔ فرعون کی بیٹی نے پوچھا کیا اللہ سے مراد میرا باپ ہے؟ اس خاتون نے جواب دیا نہیں اس سے مراد میرا رب، تمہارا رب اور تیرے باپ کا رب ہے فرعون کی بیٹی نے کہا کیا میرے باپ کے علاوہ بھی تیرا کوئی رب ہے اس خاتون محترمہ نے جواب دیا میرا اور تیرا رب صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ فرعون نے تیل سے بھرا ہوا

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

علیہ السلام کو خُلّت کے ساتھ چن لیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کلام کے ساتھ منتخب فرمایا اور حضرت محمد عربی ﷺ کو دیدار کے ساتھ برگزیدہ بنالیا۔

یہی حدیث شریف ان الفاظ کے ساتھ بھی نقل کی گئی ہے: ''کیا تم اس بات پر متعجب ہوتے ہو کہ خُلّت حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے، کلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے اور دیدار حضرت محمد مصطفیٰ علیہ السلام کے لئے مختص ہو۔''

اللہ تعالیٰ کے اس فرمان: مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى ﴿١١﴾ اَفَتُمٰرُوْنَهٗ عَلٰى مَا يَرٰى ﴿١٢﴾ وَ لَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰى ﴿١٣﴾ (النجم: 13-11) ''نہ جھٹلایا دل نے جو دیکھا چشم (مصطفیٰ ﷺ) نے اور انہوں نے تو اس کو دوبارہ بھی دیکھا۔'' کی تفسیر میں امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا یہ قول نقل کیا ہے ''حضور ﷺ نے دل کی نگاہ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا دو مرتبہ دیدار کیا۔''

ابن مردویہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے نقل کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ شب معراج اللہ تعالیٰ نے مجھے یاجوج اور ماجوج کی طرف بھیجا میں نے انہیں اللہ کے دین اور اس کی عبادت کی طرف دعوت کی لیکن انہوں نے میری دعوت کو قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ ان کی سزا بھی جہنم کی آگ ہی ہوگی جس طرح کہ اولاد آدم میں سے عصیاں شعاروں کی اور اولاد شیطان کی سزا جہنم کی آگ ہوگی۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کردہ حدیث

الطبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے اوسط میں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے شب معراج اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ پر ''آذان'' اتاری۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام آپ ﷺ کے پاس ''اذان'' لے کر آئے اور آپ ﷺ کو سکھائی۔

ابوداؤد اور امام بیہقی رحمہما اللہ تعالیٰ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پہلے حضور ﷺ پر پچاس نمازیں فرض کیں، سات مرتبہ غسل جنابت کرنے کا حکم فرمایا اور سات ہی مرتبہ کپڑے سے پیشاب کو صاف کرنے کا حکم دیا۔ حضور نبی کریم ﷺ اللہ سے تخفیف کا سوال کرتے رہے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے پانچ نمازیں فرض کیں۔ غسل جنابت ایک مرتبہ کرنے کا حکم دیا اور پیشاب والے کپڑے کو ایک مرتبہ دھونے کا حکم دیا۔

حضرت ابن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کردہ حدیث

ابن مردویہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ کو سترہ ربیع الاول ہجرت سے ایک سال پہلے معراج کرائی گئی۔ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی اسی طرح روایت کیا ہے۔ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ ہجرت سے سولہ ماہ قبل معراج پر تشریف لے گئے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کردہ حدیث

حضرت امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے مرہ ہمدانی کی سند سے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ شب

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ﷺ نے فرمایا جب میں شب معراج حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے پاس آیا تو انہوں نے کہا اے محمد مصطفیٰ! علیک الصلوٰۃ والسلام اپنی امت کو فرما دینا کہ جنت کی زمین بڑی زرخیز ہے اور اس کے پودے سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ ہیں۔

ابن مردویہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب حضور نبی کریم ﷺ کو معراج کروائی گئی تو آپ ﷺ تمام انبیاء علیہم السلام کے پاس سے گزرے۔ ان انبیاء کرام علیہم السلام میں سے بعض انبیاء علیہم السلام کے ساتھ ان کی امتیں بھی موجود تھیں اور کچھ انبیاء ایسے بھی تھے جن کے ساتھ ایک شخص بھی موجود نہیں تھا حتیٰ کہ آپ ﷺ ایک بڑے اجتماع کے پاس سے گزرے آپ ﷺ نے کہا میں نے پوچھا یہ کس نبی کی امت ہے۔ آپ ﷺ سے عرض کی گئی کہ یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی امت ہے لیکن آپ ﷺ اپنا سر مبارک بلند فرمائیں۔ جب آپ ﷺ نے سر مبارک اٹھایا تو آپ ﷺ نے لوگوں کے بہت ہی بڑے اجتماع کو دیکھا جنہوں نے افق کو ایک طرف سے لے کر دوسری طرف تک گھیر رکھا تھا۔ آپ ﷺ کو بتایا گیا کہ یہ آپ ﷺ کی امت ہے اور اس کے علاوہ ستر ہزار وہ لوگ بھی ہیں جو بغیر حساب جنت میں جائیں گے۔

الطبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے کہ جب حضور ﷺ موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کے پاس سے گزرے تو وہ اپنی قبر میں کھڑے ہو کر نماز ادا کر رہے تھے حضرت امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام پر پچاس نمازیں فرض کیں حضور ﷺ نے تخفیف کا سوال کیا تو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ پر پانچ نمازیں فرض کر دیں۔

الطبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے تاجدار مدینہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ شب معراج میں سدرۃ المنتہیٰ تک گیا اس کے پھل مٹکوں کی طرح تھے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے سند صحیح کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے اپنے رب کا دیدار کیا ہے۔

الطبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے سند صحیح کے ساتھ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے اپنے پروردگار کا دو مرتبہ دیدار کیا ہے ایک مرتبہ ظاہری آنکھ کے ساتھ اور ایک مرتبہ دل کی آنکھ کے ساتھ۔

الطبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہی سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ محمد عربی ﷺ نے اپنے رب کا دیدار کیا ہے حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا کہ کیا آپ ﷺ نے اپنے رب کو دیکھا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا ہاں۔ اللہ تعالیٰ نے کلام کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے۔ خلّت کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے اور دیدار کو حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے لئے مختص فرمایا۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الرؤیا میں یہ حدیث ان الفاظ کے ساتھ روایت کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

السلام اپنی سواریاں باندھا کرتے تھے پھر میں مسجد میں داخل ہو گیا میں نے انبیاء کرام کو دیکھا ان میں سے کچھ حالت سجود میں اور کچھ حالت رکوع میں تھے اور کچھ کھڑے ہو کر نماز ادا کر رہے تھے پھر میرے پاس دو پیالے لائے گئے ایک میں شہد تھا جبکہ دوسرے میں دودھ تھا۔ میں نے دودھ والے پیالے کو لے لیا اور دودھ پی لیا حضرت جبرائیل علیہ السلام نے پیار سے میرے کندھے کو چھوا اور کہا آپ ﷺ نے فطرت کے مطابق انتخاب کیا ہے پھر نماز کا وقت ہوا میں نے تمام انبیائے کرام کو امامت کروائی پھر ہماری سواری وہاں سے آگے روانہ ہو گئی۔

احمد، ابن ماجہ، سعید بن منصور اور حاکم رحمہم اللہ تعالیٰ نے مؤثر بن غفارہ کی سند سے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ شب معراج میں نے حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام سے ملاقات کی انہوں نے قیامت کے بارے میں گفتگو کرنا شروع کی تمام نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے پوچھا کہ کیا آپ علیہ السلام کو قیامت کا علم ہے انہوں نے فرمایا مجھے قیامت کا علم نہیں ہے۔ پھر انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بھی یہی سوال کیا انہوں نے فرمایا مجھے بھی قیامت کا کوئی علم نہیں۔ پھر سب نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے پوچھا کہ کیا آپ کو قیامت کا علم ہے انہوں نے فرمایا قیامت کا حقیقی علم تو صرف اللہ کے پاس ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے میرے ساتھ یہ عہد کیا ہے کہ دجال رونما ہو گا میرے ہاتھ میں دو تلواریں ہوں گی جب وہ مجھے دیکھے گا تو وہ اس طرح پگھل جائے گا جس طرح تانبا پگھل جاتا ہے۔ وہ مجھے دیکھتے ہی ہلاک ہو جائے گا۔ درخت اور پتھر مسلمان کو مخاطب کر کے کہیں گے اے مسلمان! میرے پیچھے کافر چھپا ہے آؤ اور اس کو قتل کرو اللہ تعالیٰ ان تمام کو ہلاک کر دے گا۔ پھر لوگ اپنے اپنے وطنوں اور شہروں کو لوٹ آئیں گے اس وقت یاجوج و ماجوج کا ظہور ہو گا۔ وہ ہر بلند جگہ سے نیچے آئیں گے۔ وہ لوگوں کے شہروں کو روند ڈالیں گے۔ وہ ہر چیز کو تباہ کر ڈالیں گے وہ تمام پانی پی جائیں گے لوگ میرے پاس آ کر ان کی شکایت کریں گے میں اللہ تعالیٰ کے حضور ان کے لئے بددعا کروں گا اللہ ان تمام کو ہلاک کر دے گا زمین سے ان کی لاشوں کی وجہ سے بدبو آنا شروع ہو جائے گی اللہ تعالیٰ بادل نازل فرمائے گا تو پانی ان کی لاشوں کو اٹھا کر سمندر میں پھینک دے گا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے کہا ہے کہ جب ایسے حالات ظہور پذیر ہوں گے اس وقت قیامت قائم ہو گی۔

قیامت ایک ایسی حاملہ عورت کی طرح ہے جس کی مدت حمل پوری ہو چکی ہے لیکن اس کے گھر والے نہیں جانتے کہ یہ کس وقت بچے کو جنم دے۔

البزار، ابویعلی، حارث بن ابی اسامہ، الطبرانی، ابونعیم اور ابن عساکر رحمہم اللہ تعالیٰ نے حضرت علقمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سند سے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا میرے پاس براق لایا گیا۔ میں اس پر سوار ہو گیا وہ براق جب کسی پہاڑ پر آتا تو اس کی ٹانگیں بلند ہو جاتیں اور جب کسی گھاٹی میں اترتا تو اس کے ہاتھ بلند ہو جاتے۔ پہلے وہ ہمیں چھوٹی چھوٹی جھاڑیوں والی بدبودار زمین پر لے کر چلا پھر وہ سرسبز و شاداب دلربا زمین پر آ گیا میں نے ان دونوں زمینوں کے بارے میں حضرت جبرائیل علیہ السلام سے سوال کیا انہوں نے کہا وہ بدبودار زمین جہنم کی زمین تھی یہ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

معراج حضور ﷺ سدرۃ المنتہیٰ اپر جا کر رک گئے سدرۃ المنتہیٰ وہ مقام ہے جہاں جا کر ملائکہ وغیرہ رک جاتے ہیں ارواح کی رسائی وہاں تک ہی ہے احکامات وغیرہ وہاں پر ہی سب سے پہلے نازل ہوتے ہیں۔ اِذْ يَغْشَى السِّدْرَةَ مَا يَغْشٰى ﴿١٦﴾ (النجم:16) ''جب سدرہ پر چھا رہا تھا جو چھا رہا تھا۔'' حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ وہ سونے کا ایک عظیم بستر تھا جس نے سدرہ کو ڈھانپ لیا تھا حضور ﷺ پر اور آپ ﷺ کی امت پر پانچ نمازیں فرض ہوئیں۔ آپ ﷺ کو سورۃ البقرہ کا خاتمہ عطا ہوا اور اللہ تعالیٰ نے ہر اس شخص کو بخش دینے کا وعدہ کیا جس نے شرک نہ کیا ہوگا۔

ابن عرفہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے اجزاء میں، ابونعیم اور ابن عساکر رحمہما اللہ تعالیٰ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام میرے پاس ایک سواری لے کر آئے جو خچر سے چھوٹی لیکن گدھے سے بڑی تھی وہ سواری ہمیں لے کر سفر پر رواں ہوگئی۔ جب وہ کسی بلندی پر چڑھتی تو اس کی ٹانگیں اس کے ہاتھوں کے ساتھ مل جاتیں اور جب وہ نیچے اترتی تو وہ اپنے ہاتھوں کو اپنی ٹانگوں سے ملا دیتی حتیٰ کہ ہم نے ایک شخص کو دیکھا وہ ایک دراز قد، سیدھے بالوں والے اور گندم گوں تھے آپ شنوأۃ کے ایک فرد معلوم ہوتے تھے وہ کہہ رہے تھے تو نے انہیں عزت عطا فرمائی اور انہیں فضیلت بخشی۔ ہم ان کے پاس گئے اور انہیں سلام کیا انہوں نے ہمارے سلام کا جواب دیا انہوں نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا اے جبرائیل! یہ کون ہیں؟ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے جواب دیا یہ احمد مصطفیٰ ﷺ ہیں انہوں نے کہا میں النبی الامی العربی کو خوش آمدید کہتا ہوں یہ وہ عظیم ذات ہیں جنہوں نے اپنے رب کے پیغام کو پہنچایا اور اپنی امت کے ساتھ خلوص کا اظہار کیا پھر وہ سواری ہمیں لے کر محو پرواز ہوگئی میں نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا اے جبرائیل یہ کون تھے؟ انہوں نے کہا یہ حضرت موسیٰ بن عمران علیہ السلام تھے۔ میں نے کہا حضرت موسیٰ علیہ السلام کس سے بلند آواز سے گفتگو کر رہے تھے۔ انہوں نے کہا کہ وہ آپ ﷺ ہی کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے محو کلام تھے۔ میں نے کہا کہ کیا وہ بارگاہ ربوبیت میں اتنی بلند آواز سے کلام کر رہے تھے۔ انہوں نے کہا وہ بارگاہ ربوبیت میں دیگر افراد سے ممتاز ہیں۔ پھر ہمارا سفر جاری رہا حتیٰ کہ ہم ایک درخت کے پاس آ کر رک گئے اس درخت کے نیچے ایک پروقار شخصیت تشریف فرما تھی اس کے پاس بچے بیٹھے ہوئے تھے۔ مجھ سے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا اپنے محترم و مکرم باپ کے پاس تشریف لے چلیں یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں۔ ہم ان کے پاس گئے انہیں سلام کیا انہوں نے سلام کا جواب دیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا یہ کون ہیں؟ انہوں نے کہا یہ آپ کے فرزند ارجمند حضرت احمد مجتبیٰ ﷺ ہیں انہوں نے کہا میں اس نبی اُمی کو خوش آمدید کہتا ہوں جنہوں نے اللہ کے پیغام کو پہنچایا اور اپنی امت کے ساتھ خلوص کا اظہار کیا آپ علیہ السلام نے حضور ﷺ کو مخاطب کر کے کہا اے میرے نور نظر! آپ آج رات اپنے رب سے ملاقات کا شرف حاصل کرنے والے ہیں۔ آپ ﷺ کی امت آخری اور تمام امتوں سے کمزور امت ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں آپ اپنی کسی حاجت کو پیش کرنے لگیں تو اپنی اس ضعیف امت کو یاد رکھنا۔ پھر ہم سفر پر روانہ ہو گئے حتیٰ کہ مسجد اقصیٰ آ گئی۔ مسجد کے دروازے کے ساتھ ایک سوراخ میں جانور کو باندھ دیا گیا یہ وہی مقام تھا جہاں سابقہ انبیاء علیہم

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

امام بیہقی اور ابو نعیم رحمہما اللہ تعالیٰ نے حضرت زر بن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سند سے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان: وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰىۙ (النجم:13) ''اور انہوں نے تو اسے دوبارہ بھی دیکھا'' سے مراد یہ ہے کہ حضور ﷺ نے سدرۃ المنتہیٰ پر حضرت جبرائیل علیہ السلام کو دیکھا ان کے چھ سو پر تھے اور ہر پر سے موتی اور یاقوت بکھر رہے تھے۔

حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے حضرت علقمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سند سے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان: لَقَدْ رَاٰى مِنْ اٰيٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى (النجم:18) ''یقیناً انہوں نے اپنے رب کی بڑی بڑی نشانیاں دیکھیں'' سے مراد یہ ہے کہ حضور ﷺ نے سبز رنگ کے رفرف کو دیکھا جو اتنا بڑا تھا جس نے افق کو ڈھانپ لیا تھا۔

حضرت عبداللہ بن اسعد بن زرارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کردہ حدیث

البزاز، ابن قانع اور ابن عدی رحمہم اللہ تعالیٰ سے حضرت عبداللہ بن اسعد بن زرارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ شب معراج میں ایک ایسے محل کے پاس جا کر رکا جو موتی کا بنا ہوا تھا وہ اپنے اجالے اور نور کی وجہ سے ضیاء فشاں تھا اس وقت مجھے تین القاب سے نوازا گیا: 1۔ سَیِّدُ الْمُرْسَلِیْنَ، 2۔ اِمَامُ الْمُتَّقِیْنَ، 3۔ قَائِدُ الْغُرِّ الْمُحَجَّلِیْنَ۔

حضرت عبدالرحمان ابن قرطان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کردہ حدیث

سعید بن منصورہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سنن میں روایت کیا ہے طبرانی، ابو نعیم اور ابن مردویہ رحمہما اللہ تعالیٰ نے حضرت عبدالرحمٰن بن قرطان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جس رات حضور ﷺ کو مسجد اقصیٰ کی سیر کروائی گئی اس رات حضور ﷺ زمزم اور مقام ابراہیم کے درمیان استراحت فرما تھے حضرت جبرائیل علیہ السلام آپ کے دائیں پہلو کے ساتھ تھے اور حضرت میکائیل علیہ السلام آپ کے بائیں پہلو کے ساتھ تھے وہ دونوں آپ ﷺ کو لے کر آسمانوں کی بلندیوں تک پہنچ گئے جب حضور ﷺ واپس تشریف لائے تو آپ ﷺ نے فرمایا میں نے آسمانوں پر بہت سی تسبیحات کو سنا آسمان خدائے بزرگ و برتر کی ہیبت سے خوفزدہ ہو کر یوں تسبیح خواں تھے سُبْحَانَ الْعَلِیِّ الْاَعْلٰی سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰی۔

حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کی روایت کردہ احادیث

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے محمد بن الحنفیہ کی سند سے روایت کیا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ معراج پر تشریف لے گئے تو آپ آسمان کی رفعتوں میں جا کر ایک مقام پر رک گئے۔ اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ بھیجا وہ فرشتہ بھی حضور ﷺ کے ساتھ آ کر کھڑا ہو گیا۔ اس فرشتے سے کہا گیا کہ حضور ﷺ کو آذان سکھاؤ اس فرشتے نے صدا لگائی: اَللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میرے بندے نے سچ کہا ہے میں ہی فقط وہ معبود برحق ہوں جو عظیم و برتر شان کا مالک ہوں پھر فرشتے نے کہا:

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

خوش کن زمین جنت کی زمین ہے۔ ہم ایک ایسے شخص کے پاس آئے جو کھڑے ہو کر نماز ادا کر رہے تھے۔ انہوں نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا یہ کون ہیں؟ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے جواب دیا یہ آپ کے بھائی حضرت محمد عربی ﷺ ہیں انہوں نے مجھے خوش آمدید کہا اور میرے لئے برکت کی دعا کی۔ انہوں نے مجھ سے کہا کہ اپنی امت کے لئے آسانی کا سوال کرنا۔ میں نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ انہوں نے کہا یہ آپ ﷺ کے بھائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں پھر ہم آگے سفر پر روانہ ہو گئے میں نے غصیلی آواز کو سنا۔ ہم ایک اور شخص کے پاس سے گزرے۔ انہوں نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا اے جبرائیل آپ کے ساتھ کون ہیں؟ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے جواب دیا میرے ساتھ آپ کے بھائی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں، انہوں نے مجھے سلام کیا مجھے دعائیں دیں اور فرمایا اپنی امت کے بارے میں تخفیف کا سوال کرنا۔ میں نے حضرت جبرائیل سے پوچھا اے جبرائیل یہ کون ہیں؟ انہوں نے کہا کہ یہ آپ ﷺ کے بھائی حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں۔ میں نے پوچھا وہ کس سے اتنی بلند آواز سے گفتگو کر رہے تھے انہوں نے کہا کہ وہ اپنے رب کے ساتھ کلام کر رہے تھے میں نے پوچھا کیا وہ اپنے رب کے ساتھ اتنی بلند آواز سے گفتگو کر رہے تھے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا ہاں۔ ان کا اپنے رب کی بارگاہ میں ایک ممتاز مقام ہے، ہمارا سفر پھر شروع ہو گیا میں نے چراغوں اور روشنیوں کو دیکھا میں نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا کہ یہ نور اور اجالا کیسا ہے انہوں نے کہا کہ یہ آپ ﷺ کے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا درخت ہے۔ آپ ان کے پاس تشریف لے جائیں۔ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس گیا انہوں نے مجھے خوش آمدید کہا اور میرے لئے برکت کی دعا کی پھر ہم وہاں سے روانہ ہوئے حتیٰ کہ ہم بیت المقدس پہنچ گئے۔ میں نے اپنی سواری کو اس جگہ باندھا جہاں انبیائے کرام علیہم السلام اپنی سواریاں باندھا کرتے تھے۔ پھر میں مسجد میں داخل ہوا وہاں میرے لئے تمام انبیاء کرام علیہم السلام کو جمع کیا گیا تھا ان میں وہ انبیاء بھی موجود تھے جن کا تذکرہ قرآن پاک میں موجود ہے اور وہ انبیائے کرام بھی تھے جن کا ذکر قرآن پاک میں موجود نہیں ہے میں نے ان تمام کی امامت کروائی۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو روایت کیا ہے اور اس کو حسن کہا ہے اور ابن مردویہ رحمۃ اللہ علیہ نے اسے عبدالرحمٰن کی سند سے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے کہا ہے کہ رسول مکرم ﷺ نے فرمایا کہ میں نے شب معراج حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات کی انہوں نے فرمایا اے محمد مصطفیٰ! صلی اللہ علیک وسلم میری طرف سے اپنی امت کو سلام کہنا اور انہیں بتانا کہ جنت کی زمین بڑی عمدہ ہے اس کا پانی بڑا شیریں ہے۔ یہ زمین بڑی زرخیز ہے درج ذیل تسبیح پڑھنے سے وہاں پودے لگ جاتے ہیں: سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ۔

حضرت امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے زر عن کی سند سے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان: لَقَدْ رَاٰى مِنْ اٰيٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى ۞ (النجم:18) ''یقیناً انہوں نے اپنے رب کی بڑی بڑی نشانیاں دیکھیں۔'' سے مراد یہ ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو دیکھا اس وقت ان کے چھ سو پر تھے۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

لیکن انہوں نے ابھی تک اپنا پہلو بھی نہ بدلا تھا۔

حضرت مالک بن صعصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کردہ حدیث

حضرت امام بخاری، حضرت امام مسلم اور حضرت امام احمد رحمۃ اللہ علیہم نے حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سند سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث مجھے حضرت مالک بن صعصعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے انہیں شب معراج کے واقعات بیان فرماتے ہوئے فرمایا:'' میں ''حطیم'' میں موجود تھا ایک روایت میں ہے کہ میں حجر اسود کے پاس ٹیک لگا کر بیٹھا ہوا تھا۔ ایک آنے والا آیا اس نے یہاں سے لے کر یہاں تک میرا پیٹ شق کیا (راوی کا کہنا ہے کہ حضور ﷺ نے سینہ مبارک سے لے کر ناف مبارک تک اشارہ کیا) اس نے میرے دل کو باہر نکالا پھر وہ ایک طشت لے کر آیا جو ایمان سے بھرا ہوا تھا اس نے میرے دل کو دھویا اسے ایمان سے بھرا اور واپس اپنی جگہ پر رکھ کر سی دیا پھر میرے پاس ایک سواری لائی گئی جو گدھے سے چھوٹی اور خچر سے بڑی تھی اس کا رنگ سفید تھا راوی کہتے ہیں کہ یہ براق تھا جہاں تک اس کی نظر جاتی تھی وہ وہاں تک قدم اٹھاتا تھا مجھے اس پر سوار کرایا گیا۔ جبرائیل علیہ السلام مجھے لے کر روانہ ہوئے۔ حتیٰ کہ ہم پہلے آسمان پر پہنچ گئے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ ان سے پوچھا گیا کہ آپ کون ہیں؟ انہوں نے جواب دیا میں جبرائیل ہوں ان سے پوچھا گیا کہ آپ کے ساتھ کون ہیں؟ انہوں نے جواب دیا میرے ساتھ حضرت محمد عربی ﷺ ہیں۔ ان سے سوال کیا گیا کیا انہیں دعوت دی گئی ہے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا ہاں انہیں دعوت دے کر بلایا گیا ہے اس فرشتے نے کہا میں انہیں خوش آمدید کہتا ہوں آنے والے کتنی عظیم خوبیوں کے مالک ہیں۔ اس نے دروازہ کھولا جب میں داخل ہوا تو اندر حضرت آدم علیہ السلام تشریف فرما تھے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا یہ حضرت آدم علیہ السلام ہیں آپ انہیں سلام کیجئے میں نے انہیں سلام کیا انہوں نے سلام کا جواب دیا اور کہا میں صالح بیٹے اور صالح نبی کو خوش آمدید کہتا ہوں پھر مزید بلندی کی طرف ہم روانہ ہوئے حتیٰ کہ دوسرا آسمان آ گیا حضرت جبرائیل علیہ السلام نے دروازہ کھولنے کے لئے کہا جواب آیا کون؟ انہوں نے کہا میں جبرائیل ہوں۔ ان سے پوچھا گیا کہ آپ کے ساتھ کون ہیں؟ انہوں نے جواب دیا میرے ساتھ محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں۔ پھر سوال کیا گیا کیا انہیں دعوت دے کر بلایا گیا ہے؟ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا ہاں انہیں دعوت دے کر بلایا گیا ہے۔ جواب آیا ہم انہیں خوش آمدید کہتے ہیں وہ کتنے عمدہ اوصاف سے متصف ہیں انہوں نے دروازہ کو کھولا۔ جب میں اندر گیا تو وہاں حضرت یحییٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام موجود تھے۔ وہ دونوں خالہ زاد ہیں حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا یہ حضرت یحییٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام ہیں ان کو آپ ﷺ سلام کریں۔ میں نے انہیں سلام کیا انہوں نے سلام کا جواب دیا اور کہا ہم صالح بھائی اور صالح نبی کو خوش آمدید کہتے ہیں۔ پھر مجھے تیسرے آسمان پر لے جایا گیا حضرت جبرائیل علیہ السلام نے دروازہ کھولنے کے لئے کہا ان سے پوچھا گیا آپ کون ہیں؟ انہوں نے جواب دیا میں جبرائیل ہوں پھر ان سے سوال کیا گیا آپ کے ساتھ کون ہیں؟ انہوں نے کہا میرے ساتھ محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں ان سے سوال کیا گیا کہ کیا انہیں دعوت دے کر بلایا گیا ہے۔ حضرت

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں اللہ ہوں میرے علاوہ اور کوئی معبود نہیں فرشتے نے کہا: اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میرے بندے نے سچ کہا ہے میں نے ہی انہیں رسول بنا کر بھیجا ہے۔ میں نے انہیں برگزیدہ بنایا ہے یہ وہی ذات ہیں جن کو میں نے امین بنایا ہے پھر فرشتے نے کہا: حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ اللہ رب العزت نے فرمایا میرے بندے نے سچ کہا ہے اس نے میرے فریضہ کی طرف دعوت دی ہے۔ انہوں نے میرے حق کی طرف بلایا ہے جس نے اس فریضہ کو اپنے نفس کا احتساب کرتے ہوئے سرانجام دیا تو یہ اس کے تمام گناہوں کا کفارہ بن جائے گا فرشتے نے کہا: حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میرے بندے نے سچ کہا ہے میں نے ہی اس فریضہ کو، اس کی تعداد کو اور اس کے اوقات کو مقرر کیا ہے پھر حضور ﷺ سے کہا گیا آپ ﷺ آگے تشریف لائیں حضور ﷺ آگے بڑھے اور تمام اہل آسمان کی امامت کروائی اس سے آپ ﷺ کی فضیلت اور بزرگی تمام مخلوق پر ثابت ہوگئی۔ ابن مردویہ رحمۃ اللہ علیہ نے زید بن علی کی سند سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ شب معراج حضور ﷺ کو آذان سکھائی گئی اور آپ ﷺ پر نماز فرض ہوئی۔

ابن مردویہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں شب معراج جن ملائکہ کے پاس سے بھی گزرا انہوں نے مجھے یہی کہا کہ آپ ﷺ اپنی امت کو پچھنے لگوانے کا حکم دیں۔ امام احمد، حاکم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ تعالیٰ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بھی یہی حدیث روایت کی ہے۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کردہ احادیث

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے عبید بن آدم سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ''الجابیہ'' کے مقام پر تھے انہیں بیت المقدس کو فتح ہونے کی خوشخبری سنائی گئی انہوں نے حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ آپ کا کیا خیال ہے کہ میں نماز کہاں ادا کروں انہوں نے کہا ''صخرہ'' کے پیچھے نماز ادا کریں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا نہیں میں اس جگہ نماز ادا کروں گا جہاں رسول اللہ ﷺ نے نماز ادا کی تھی آپ قبر کی طرف آئے اور نماز ادا کی۔ ابن مردویہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ شب معراج حضور ﷺ نے مالک نامی فرشتے کو دیکھا وہ آگ کا نگران تھا آپ ﷺ نے فرمایا وہ ایک ترش رو آدمی کی طرح تھا اس کے چہرے سے غصے کا اظہار ہو رہا تھا۔ ابن مردویہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا میں نے شب معراج مسجد اقصیٰ کی محراب میں نماز ادا کی پھر میں ''صخرہ'' میں داخل ہوا وہاں ایک فرشتہ کھڑا تھا اس کے پاس تین برتن تھے میں نے شہد والا برتن لیا اس میں سے کچھ پی لیا۔ پھر میں نے دوسرا برتن لیا اس میں دودھ تھا میں نے خوب سیر ہو کر دودھ پیا پھر اس فرشتے نے تیسرا برتن میرے آگے کر دیا اور کہا اس سے بھی نوش فرمائیں میں نے دیکھا تو اس برتن میں شراب تھی میں نے کہا میں سیراب ہو چکا ہوں اس فرشتے نے کہا کہ اگر آپ ﷺ شراب پی لیتے تو پھر آپ ﷺ کی امت کبھی بھی فطرت پر جمع نہ ہو سکتی۔ پھر مجھے آسمانوں کی سیر کروائی گئی اور مجھ پر نماز فرض کی گئی پھر میں حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس واپس آیا

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کون ہیں؟ انہوں نے جواب دیا میرے ساتھ محمد عربی ﷺ ہیں۔ ان سے سوال کیا گیا کہ کیا انہیں دعوت دے کر بلایا گیا ہے۔ انہوں نے کہا ہاں ان کو دعوت دی گئی ہے انہوں نے دروازہ کھول دیا اور کہا ہم آنے والے کو خوش آمدید کہتے ہیں وہ کتنے عمدہ خصائل کے مالک ہیں۔ جب میں اندر داخل ہوا تو اندر حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام موجود تھے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا یہ آپ ﷺ کے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں آپ انہیں سلام کیجئے میں نے انہیں سلام کیا انہوں نے مجھے سلام کا جواب دیا انہوں نے کہا میں صالح بیٹے اور صالح نبی کو خوش آمدید کہتا ہوں پھر مجھے سدرۃ المنتہیٰ تک لے جایا گیا سدرۃ المنتہیٰ ایک ایسا درخت تھا جس کے پھل مٹکوں کی طرح تھے اور اس کے پتے ہاتھی کے کانوں کی طرح تھے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا یہ سدرۃ المنتہیٰ ہے۔ وہاں سے چار نہریں رواں تھیں دو ظاہری اور دو باطنی۔ میں نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا اے جبرائیل۔ یہ کیا ہے انہوں نے جواب دیا کہ باطنی نہریں تو جنت کی دو نہریں ہیں اور ظاہری نہریں دریائے نیل اور دریائے فرات ہیں پھر مجھے بیت المعمور تک بلند کیا گیا۔ بیت المعمور اللہ کا وہ پاکیزہ گھر ہے جہاں ہر روز ستر ہزار ملائکہ داخل ہوتے ہیں میرے پاس دو برتن لائے گئے ایک میں شراب دوسرے میں دودھ تھا میں نے دودھ والے برتن کو پکڑ لیا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے جواب دیا یہی وہ فطرت ہے جس پر آپ ﷺ اور آپ کی امت ہیں۔ پھر مجھ پر ہر روز پچاس نمازیں فرض کی گئیں میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزرا انہوں نے پوچھا آپ کو کس چیز کا حکم دیا گیا ہے میں نے کہا مجھے ہر روز پچاس نمازیں ادا کرنے کا حکم دیا گیا ہے انہوں نے کہا آپ ﷺ کی امت ہر روز پچاس نمازیں ادا نہیں کر سکے گی اللہ کی قسم! میں نے آپ ﷺ سے قبل لوگوں کا خوب تجربہ کیا ہے اور بنی اسرائیل کو خوب آزمایا ہے۔ آپ اپنے رب کے پاس واپس تشریف لے جائیں اور اس سے تخفیف کا سوال کریں۔ میں واپس بارگاہ ربوبیت میں گیا اور تخفیف کا سوال کیا مجھ سے دس نمازیں کم کر دی گئیں میں واپس حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا انہوں نے مجھے پھر واپس جانے اور تخفیف کرانے کا مشورہ دیا پھر مجھ سے دس نمازیں اور کم کر دیں گئیں۔ پھر میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا انہوں نے پھر مجھے واپس جانے کا مشورہ دیا میں بارگاہ لم یزل میں گیا اور تخفیف کا سوال کیا مجھ سے دس نمازیں اور کم کر دیں گئیں میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا انہوں نے پھر مجھے واپس جانے اور اللہ کی بارگاہ میں تخفیف کروانے کا مشورہ دیا۔ میں بارگاہ ربوبیت میں واپس آیا اور تخفیف کا سوال کیا۔ مجھ سے دس نمازیں اور کم کر دیں گئیں میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس واپس آیا انہوں نے مجھے پھر واپس جانے کا مشورہ دیا۔ میں بارگاہ صمدیت میں گیا اور تخفیف کا سوال کیا مجھ سے پانچ نمازیں اور کم کر دیں گئیں۔ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس واپس آیا انہوں نے پوچھا اب کتنی نمازیں باقی فرض ہیں میں نے کہا اللہ تعالیٰ نے مجھ پر اور میری امت پر پانچ نمازیں فرض کی ہیں۔ انہوں نے کہا واپس تشریف لے جایئے اور اللہ تعالیٰ سے اور تخفیف کا سوال کریں آپ ﷺ کی امت اتنی نمازیں ادا نہیں کر سکے گی۔ میں نے آپ ﷺ سے پہلے لوگوں کا تجربہ کیا ہے اور بنی اسرائیل کو خوب آزمایا ہے میں نے کہا میں نے اپنے رب سے اتنی بار سوال کیا ہے اب مجھے سوال کرتے ہوئے حیاء آتی ہے اب میں اس کے فیصلے پر راضی ہوں اور میرا سر تسلیم خم ہے جب میں وہاں سے آگے بڑھا تو ایک

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جبرائیل علیہ السلام نے کہا ہاں انہیں پیغام دے کر بلایا گیا ہے۔ ان سے کہا گیا ہم انہیں خوش آمدید کہتے ہیں وہ کتنے عمدہ خصائل کے مالک ہیں پھر دروازے کو کھولا گیا جب میں داخل ہوا تو وہاں حضرت یوسف علیہ السلام موجود تھے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا یہ حضرت یوسف علیہ السلام ہیں آپ ﷺ انہیں سلام کیجئے میں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو سلام کیا انہوں نے سلام کا جواب دیا اور کہا میں صالح بھائی اور صالح نبی کو خوش آمدید کہتا ہوں ہم کو بلندی کی طرف لے جایا گیا حتیٰ کہ چوتھا آسمان آ گیا حضرت جبرائیل علیہ السلام نے دروازہ کھولنے کے لئے کہا ان سے پوچھا گیا کہ آپ کون ہیں؟ انہوں نے جواب دیا میں جبرائیل ہوں۔ پھر ان سے سوال کیا گیا کہ آپ کے ساتھ کون ہیں؟ انہوں نے جواب دیا میرے ساتھ حضرت محمد عربی ﷺ ہیں۔ ان سے پوچھا گیا کہ کیا انہیں دعوت دی گئی ہے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا ہاں انہیں دعوت دے کر بلایا گیا ہے انہوں نے دروازہ کھولا مجھے مرحبا کہا اور کہا آنے والے کتنی عمدہ صفات کے مالک ہیں جب میں داخل ہوا تو وہاں ادریس علیہ السلام موجود تھے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا یہ حضرت ادریس علیہ السلام ہیں آپ ﷺ انہیں سلام کریں میں نے انہیں سلام کیا انہوں نے مجھے سلام کا جواب دیا اور کہا میں صالح نبی اور صالح بھائی کو خوش آمدید کہتا ہوں۔ پھر مجھے بلندی کی طرف لے جایا گیا حتیٰ کہ پانچواں آسمان آ گیا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے دروازہ کھولنے کے لئے کہا ان سے پوچھا گیا آپ کون ہیں؟ انہوں نے جواب دیا میں جبرائیل ہوں۔ ان سے سوال کیا گیا آپ کے ساتھ کون ہیں؟ انہوں نے جواب دیا میرے ساتھ محمد عربی ﷺ ہیں انہیں پوچھا گیا کیا انہیں دعوت دے کر بلایا گیا ہے۔ انہوں نے کہا ہاں۔ انہوں نے کہا ہم انہیں مرحبا کہتے ہیں وہ کتنی عظیم خوبیوں کے مالک ہیں انہوں نے دروازہ کھولا جب میں اندر داخل ہوا تو وہاں حضرت ہارون علیہ السلام موجود تھے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا یہ حضرت ہارون علیہ السلام ہیں آپ انہیں سلام کیجئے۔ میں نے انہیں سلام کیا انہوں نے میرے سلام کا جواب دیا پھر کہا میں صالح نبی اور صالح بھائی کو خوش آمدید کہتا ہوں پھر مجھے بلندی پر لے جایا گیا حتیٰ کہ چھٹا آسمان آ گیا حضرت جبرائیل علیہ السلام نے دروازہ کھولنے کے لئے کہا۔ ان سے پوچھا گیا آپ کون ہیں؟ انہوں نے جواب دیا میں جبرائیل ہوں۔ ان سے سوال کیا گیا آپ کے ساتھ کون ہیں؟ انہوں نے کہا میرے ساتھ محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں۔ انہوں نے سوال کیا کہ کیا انہیں دعوت دے کر بلایا گیا ہے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا ہاں انہیں دعوت دی گئی ہے انہوں نے مجھے خوش آمدید کہا اور کہا آنے والے کتنی عظیم شان کے مالک ہیں۔ انہوں نے دروازہ کھول دیا میں اندر داخل ہوا تو وہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام موجود تھے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں آپ انہیں سلام کیجئے انہوں نے مجھے سلام کا جواب دیا اور کہا میں صالح بھائی اور صالح نبی کو خوش آمدید کہتا ہوں جب ہم ان کے پاس سے گزرے تو وہ رونے لگے ان سے پوچھا گیا کہ کس چیز نے آپ کو رلایا ہے۔ انہوں نے جواب دیا میں روتا اس لئے ہوں کہ ایک جوان کو میرے بعد مبعوث کیا گیا لیکن ان کی امت میری امت سے زیادہ جنت میں جائے گی۔ پھر مجھے مزید بلندی پر لے جایا گیا حتیٰ کہ ساتواں آسمان آ گیا حضرت جبرائیل علیہ السلام نے دروازہ کھولنے کے لئے کہا ان سے پوچھا گیا کہ آپ کون ہیں؟ انہوں نے جواب دیا میں جبرائیل ہوں۔ ان سے کہا گیا کہ آپ کے ساتھ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بائیں طرف دیکھتے ہیں تو رو دیتے ہیں۔ پھر مجھے دوسرے آسمان کی طرف لے جایا گیا حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اس آسمان کے خازن سے دروازہ کھولنے کے لئے کہا۔ اس نے بھی پہلے آسمان کے خازن کی طرح گفتگو کی حضرت انس فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے آسمانوں پر حضرت آدم، حضرت ادریس، حضرت موسیٰ، حضرت عیسیٰ اور حضرت ابراہیم علیہم السلام سے ملاقات کی لیکن آپ ﷺ نے ان کے مراتب کے بارے میں کچھ نہیں فرمایا۔ امام زہری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے بتایا ہے کہ حضرت ابن عباس اور ابوحیہ الانصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہم کہا کرتے تھے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا پھر مجھے بلندی پر لے جایا گیا حتیٰ کہ میں اس بلند مقام تک گیا جہاں میں قلموں کے چلنے کی آواز سن لیتا تھا۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میری امت پر پچاس نمازیں فرض کیں میں سر تسلیم خم کر کے واپس آرہا تھا کہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزرا انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ نے آپ کی امت پر کیا فرض کیا ہے؟ میں نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے میری امت پر پچاس نمازیں فرض کی ہیں انہوں نے کہا آپ ﷺ کی امت ان نمازوں کو ادا کرنے کی طاقت نہیں رکھتی۔ اپنے رب کے پاس واپس تشریف لے جائیں اور اس سے تخفیف کا سوال کریں میں بارگاہ ربوبیت میں واپس آیا اور اپنے رب سے تخفیف کا سوال کیا اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اب نمازیں تو پانچ فرض ہیں لیکن ان کا ثواب پچاس نمازوں جتنا ہوگا کیونکہ میرا قول تبدیل نہیں ہوتا۔ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا۔ انہوں نے کہا کہ اپنے رب کے پاس جائیں اور تخفیف کا سوال کریں میں نے کہا کہ اب مجھے اپنے رب سے سوال کرتے ہوئے شرم آتی ہے۔ پھر مجھے سدرۃ المنتہیٰ تک لے جایا گیا۔ سدرۃ المنتہیٰ پر کئی رنگ چھا گئے میں نہیں جانتا کہ وہ کیا تھے پھر میں جنت میں داخل ہوا وہاں موتی کے گنبد بنے ہوئے تھے جنت کی مٹی سے کستوری کی سی خوشبو آرہی تھی۔ حضرت امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ میں نے حضور ﷺ کی بارگاہ میں عرض کی کہ کیا آپ نے اپنے رب کو دیکھا ہے آپ ﷺ نے فرمایا میں نے نور دیکھا میں نے اپنے رب کی زیارت کی ہے۔

حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کردہ حدیث

ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ، امام بیہقی، ابن عساکر رحمہم اللہ تعالیٰ نے ابو ہارون العبدی کی سند سے حضرت ابوسعید الخدری سے روایت کیا ہے وہ حضور نبی مکرم سے روایت کرتے ہیں کہ میں عشاء کے بعد مسجد حرام میں محو استراحت تھا ایک آنے والا میرے پاس آیا اس نے مجھے بیدار کیا میں بیدار ہوا تو میں نے کوئی چیز نہ دیکھی مجھے ایک شخص کی شبیہ سی مسجد سے باہر جاتی ہوئی محسوس ہوئی۔ میں بھی اس کے پیچھے پیچھے مسجد سے نکل گیا۔ میں ایک سواری کے پاس پہنچ گیا وہ سواری تمہاری خچروں کے مشابہ تھی اس کے کان لرز رہے تھے۔ اس سواری کو براق کہا جاتا ہے مجھ سے پہلے تمام انبیاء کرام علیہم السلام اسی پر سواری کیا کرتے تھے وہ وہاں تک قدم اٹھاتا تھا جہاں تک اس کی نظر جاتی تھی میں اس پر سوار ہو گیا جب میں اپنے سفر پر رواں تھا تو مجھے میرے دائیں طرف سے کسی نے آواز دی۔ یا محمد! صلی اللہ علیک وسلم میری طرف توجہ فرمائیں میں آپ سے کچھ پوچھنا چاہتا ہوں لیکن میں نے اس کی طرف کوئی توجہ نہ دی پھر بلانے والے نے مجھے بائیں طرف سے صدا دی یا محمد! صلی اللہ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

صدا لگانے والے نے صدا لگائی" میں نے اپنا فرض جاری کر دیا اور اپنے بندوں پر تخفیف کر دی۔"

حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کردہ حدیث

ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہما اللہ تعالیٰ نے حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب شب معراج حضور ﷺ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس سے گزرے تو انہوں نے کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم اپنی امت کو حکم دیں کہ وہ جنت میں پودے لگائیں بلاشبہ اس کی مٹی زرخیز اور زمین وسیع ہے۔ حضور ﷺ نے پوچھا جنت کے پودے کیا ہیں؟ انہوں نے کہا: **لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ۔**

حضرت ابو حیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کردہ حدیث

ان سے بھی حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرح ہی حدیث روایت کی گئی ہے جو عنقریب آ رہی ہے۔

حضرت ابو الحمراء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کردہ حدیث

الطبرانی، ابن مردویہ اور ابن قانع رحمہم اللہ تعالیٰ نے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا شب معراج جب میں ساتویں آسمان پر پہنچا تو وہاں میں نے دیکھا کہ عرش کے دائیں پائے پر **لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ** لکھا ہے۔

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کردہ حدیث

حضرت امام بخاری اور حضرت امام مسلم رحمۃ اللہ علیہما نے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا میرے گھر کے چھت میں سوراخ کیا گیا اس وقت میں مکہ معظمہ میں موجود تھا۔ میرے سینے کو چاک کیا گیا پھر اسے آب زمزم سے دھویا گیا پھر ایک سونے کا طشت لایا گیا جو حکمت اور ایمان سے لبریز تھا۔ اس کو میرے سینے میں انڈیل دیا گیا پھر اسے سی دیا گیا پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے میرا بازو پکڑا اور مجھے آسمان کی طرف لے گئے۔ جب ہم پہلے آسمان پر آئے تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آسمان کے خازن کو دروازہ کھولنے کے لئے کہا اس نے کہا آپ کون ہیں حضرت جبرائیل علیہ السلام نے جواب دیا میں جبرائیل ہوں۔ اس نے سوال کیا کیا آپ کے ساتھ کوئی اور آدمی بھی ہے؟ انہوں نے کہا ہاں میرے ساتھ محمد عربی ﷺ ہیں اس نے پوچھا کیا انہیں دعوت دے کر بلایا گیا ہے؟ انہوں نے کہا ہاں اس نے دروازہ کھولا ہم پہلے آسمان میں داخل ہوئے وہاں ایک آدمی بیٹھا ہوا تھا اس کے دائیں جانب بھی کثیر تعداد میں لوگ تھے اس کے بائیں جانب بھی کثیر تعداد میں لوگ تھے جب وہ اپنے دائیں پہلو کی طرف دیکھتا تو مسکرا دیتا اور جب بائیں جانب دیکھتا تو رونے لگ جاتا اس نے کہا میں صالح نبی اور صالح لخت جگر کو خوش آمدید کہتا ہوں میں نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ انہوں نے کہا یہ حضرت آدم علیہ السلام ہیں۔ ان کے دائیں طرف بھی لوگوں کی کثیر تعداد ہے ان کے بائیں طرف بھی لوگوں کی کثیر تعداد ہے جو لوگ ان کے دائیں طرف ہیں وہ اہل جنت ہیں۔ وہ لوگ جو ان کے بائیں طرف ہیں وہ اہل جہنم ہیں جب وہ اپنی دائیں طرف دیکھتے ہیں تو وہ مسکراتے ہیں اور جب اپنی

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

گاروں کی ارواح پیش کی جاتی ہیں تو وہ فرماتے ہیں: ''رُوْحٌ خَبِيْثَةٌ وَّ نَفْسٌ خَبِيْثَةٌ'' اس کو سجین میں لے جاؤ۔ تھوڑے سے وقفے کے بعد میں نے ایسے دستر خوان دیکھے جن پر بدبودار اور متعفن گوشت رکھا ہوا تھا اور کئی لوگ اسے کھا رہے تھے میں نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا یہ کون ہیں؟ انہوں نے کہا کہ یہ آپ ﷺ کی امت کے وہ لوگ ہیں جو حلال کو چھوڑ کر حرام کھاتے تھے۔

ہم نے تھوڑا سا سفر طے کیا تو ہم ایک ایسی قوم کے پاس آئے جن کے پیٹ کمروں کی طرح بڑے بڑے تھے جب ان میں سے کوئی کھڑا ہوتا تو وہ فوراً منہ کے بل گر پڑتا اور اپنی زبان سے کہتا یا اللہ! قیامت کبھی قائم نہ کرنا۔

میں نے انہیں سنا وہ اس خوف اور تکلیف کی وجہ سے اللہ کی بارگاہ میں آہ وزاری کر رہے تھے میں نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ انہوں نے کہا کہ یہ آپ ﷺ کے وہ امتی ہیں جو سود کھاتے ہیں: لَا يَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا يَقُوْمُ الَّذِيْ يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ ؕ (البقرہ:275) ''نہیں کھڑے ہوں گے مگر جس طرح کھڑا ہوتا ہے وہ جسے پاگل بنا دیا ہو شیطان نے چھو کر۔''

کچھ دیر کے بعد ہم ایک ایسی قوم کے پاس سے گزرے جن کے ہونٹ اونٹوں کے ہونٹوں کی طرح تھے وہ پتھروں کو کھا رہے تھے اور پھر وہی پتھر ان کے نیچے سے نکل رہے تھے میں نے انہیں بارگاہ ربوبیت میں چیخ وپکار کرتے ہوئے سنا میں نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے کہا اے جبرائیل! یہ کون ہیں؟ انہوں نے فرمایا کہ یہ آپ ﷺ کے وہ امتی ہیں جو یتیموں کے مال کھاتے ہیں: يَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْيَتٰمٰى ظُلْمًا اِنَّمَا يَاْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا ؕ وَ سَيَصْلَوْنَ سَعِيْرًا ۝ (النساء:10) ''جو کھاتے ہیں یتیموں کے مال ظلم سے وہ تو بس کھا رہے ہیں اپنے پیٹوں میں آگ وہ عنقریب جھونکے جائیں گے بھڑکتی آگ میں۔''

تھوڑی دیر کے بعد ہم ایسی عورتوں کے پاس سے گزرے جنہیں پستانوں کے بل لٹکایا گیا تھا اور ایسی عورتیں دیکھیں جنہیں پاؤں کے بل لٹکایا گیا تھا میں نے انہیں بھی رب کی بارگاہ میں التجائیں کرتے ہوئے سنا، میں نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا یہ کون عورتیں ہیں؟ انہوں نے کہا یہ وہ عورتیں ہیں جو بدکاری کرتی ہیں اور اپنی اولاد کو قتل کرتی ہیں۔

کچھ دیر کے بعد ہم ایسے لوگوں کے پاس سے گزرے جن کے پہلوؤں سے گوشت کاٹا جا رہا تھا اور وہ اسی گوشت کو کھا رہے تھے۔ انہیں کہا جا رہا تھا کہ اس گوشت کو کھاؤ جس طرح تم اپنے بھائی کا گوشت کھایا کرتے تھے میں نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے فرمایا یہ وہ لوگ ہیں جو چغلی کھاتے اور غیبت کرتے ہیں۔

پھر ہم دوسرے آسمان پر گئے میں نے وہاں ایک اتنی حسین وجمیل ہستی کو دیکھا جس سے حسین چیز اللہ نے پیدا نہیں کی انہیں حسن میں لوگوں پر اس طرح فضیلت دی گئی ہے جس طرح ماہتاب کو تمام ستاروں پر فضیلت ہے۔ میں نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا کہ صاحب جمال شخص کون ہیں؟ انہوں نے کہا کہ یہ آپ ﷺ کے بھائی حضرت یوسف علیہ السلام ہیں ان کے ساتھ ان کی قوم ہے میں نے انہیں سلام کیا انہوں نے میرے سلام کا جواب دیا پھر ہم تیسرے آسمان پر گئے وہاں میں نے حضرت یحییٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کو دیکھا ان کے ساتھ ان کی اقوام بھی تھیں میں نے انہیں سلام کیا انہوں

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

علیک وسلم میری طرف نظر التفات فرمائیں میں آپ سے کچھ التجاء کرنا چاہتا ہوں۔ میں نے اس کی طرف بھی کوئی توجہ نہ کی۔ میں براق پر محوِ سفر تھا کہ ایک عورت اپنی آستینوں کو عریاں کر کے میرے سامنے کھڑی ہوگئی۔ اللہ تعالیٰ نے اس عورت کو ہر قسم کا حسن و جمال عطا کیا تھا اس نے مجھے مخاطب کر کے کہا اے محمد! صلی اللہ علیک وسلم میری طرف توجہ فرمائیں میں آپ سے کچھ پوچھنا چاہتی ہوں۔ میں نے اس کی طرف بھی کوئی توجہ نہ دی حتیٰ کہ میں بیت المقدس میں آ گیا۔ میں نے ''حلقہ'' کے ساتھ اپنا جانور باندھا۔ سابقہ انبیائے کرام بھی اپنے جانور اسی کے ساتھ باندھا کرتے تھے میرے پاس حضرت جبرائیل امین آئے ان کے پاس دو برتن تھے ایک میں دودھ تھا جبکہ دوسرے برتن میں شراب تھی۔ میں نے دودھ پی لیا اور شراب کو چھوڑ دیا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے مجھ سے کہا آپ نے فطرت تک رسائی حاصل کر لی۔ میں نے کہا اللّٰہ اکبر، اللّٰہ اکبر۔ حضرت جبرائیل نے مجھ سے پوچھا'' آپ ﷺ نے راستہ میں کس کس چیز کا مشاہدہ کیا۔ میں نے کہا جب میں سفر پر روانہ ہوا تو میرے دائیں طرف سے کسی نے مجھ سے مخاطب ہو کر یوں کہا اے محمد! صلی اللہ علیک وسلم میری طرف توجہ کریں میں آپ ﷺ سے کچھ پوچھنا چاہتا ہوں لیکن میں نے اسے کوئی جواب نہ دیا حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا وہ یہودیوں کا داعی تھا اگر آپ اسے جواب ارشاد فرماتے تو آپ ﷺ کی امت یہودیت اختیار کر لیتی۔ میں نے کہا کہ میرے کچھ فاصلہ طے کرنے کے بعد مجھے پھر بائیں طرف سے آواز آئی یا محمد! صلی اللہ علیک وسلم میری طرف التفات فرمائیں میں آپ سے کچھ سوال کرنا چاہتا ہوں لیکن میں نے اسے کوئی جواب نہ دیا حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا وہ عیسائیت کا داعی تھا اگر آپ اسے جواب مرحمت فرما دیتے تو آپ ﷺ کی امت عیسائیت اختیار کر لیتی۔ میں نے کہا میں سفر پر رواں تھا کہ ایک حسین و جمیل عورت آستین کو عریاں کئے کھڑی تھی اس نے مجھے کہا اے محمد! صلی اللہ علیک وسلم میری طرف توجہ کریں میں آپ سے سوال کرنا چاہتی ہوں لیکن میں نے اسے کوئی جواب نہ دیا حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا وہ دنیا تھی اگر آپ ﷺ اسے جواب دیتے تو آپ ﷺ کی امت دنیا کو آخرت پر ترجیح دیتی پھر میں اور حضرت جبرائیل بیت المقدس میں داخل ہو گئے۔ ہم میں سے ہر ایک نے دو دو رکعت نماز ادا کی پھر میرے لئے وہ سیڑھی لائی گئی جس پر بنی آدم کی ارواح کو اوپر اٹھایا جاتا ہے مخلوق نے اس سے حسین سیڑھی نہیں دیکھی۔ کیا تو نے نہیں دیکھا کہ میت کی آنکھیں آسمان کی طرف کھلی رہ جاتی ہیں۔ وہ اس سیڑھی پر تعجب کر رہا ہوتا ہے۔ میں اور جبرائیل علیہ السلام اس سیڑھی پر چڑھ گئے۔ جلد ہی ہم ایک فرشتے کے پاس پہنچ گئے اس کا نام اسماعیل تھا وہ پہلے آسمان کا نگران تھا اس کے سامنے ستر ہزار فرشتے تھے ہر فرشتے کے ساتھ ایک لاکھ فرشتے تھے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے دروازہ کھولنے کے لئے کہا ان سے کہا گیا آپ کون ہیں انہوں نے جواب دیا میں جبرائیل ہوں۔ ان سے سوال کیا گیا کہ آپ کے ساتھ کون ہیں؟ انہوں نے کہا کہ میرے ساتھ محمد عربی ﷺ ہیں۔ ان سے پوچھا گیا کہ کیا انہیں دعوت دے کر بلایا گیا ہے انہوں نے جواب دیا ہاں انہیں دعوت دے کر بلایا گیا ہے انہوں نے دروازہ کھول دیا۔ وہاں حضرت آدم علیہ السلام موجود تھے۔ وہ اپنی اسی شکل میں تھے جس میں اللہ تعالیٰ نے انہیں پیدا فرمایا تھا جب ان پر مومنین کی ارواح پیش کی جاتی ہیں تو وہ کہتے ہیں: ''رُوْحٌ طَيِّبَةٌ وَّنَفْسٌ طَيِّبَةٌ۔'' اسے اعلیٰ علیین میں لے چلو اور جب ان پر گناہ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سے بھی کم فاصلہ رہ گیا۔ سدرۃ المنتہیٰ کے ہر پتے پر ایک فرشتہ بیٹھا ہوا تھا۔ مجھ پر پچاس نمازیں فرض کی گئیں اور اللہ تعالیٰ نے مجھے کہا آپ کے لئے ہر نیکی کا اجر دس گنا ہے اور جب آپ ﷺ نیکی کا ارادہ کریں گے اور اس کو انجام نہیں دیں گے تو آپ کے لئے ایک نیکی لکھ دی جائے گی جب آپ اس نیکی کو کرلیں گے تو اس کا اجر دس گنا لکھا جائے گا۔ جب آپ ﷺ (کی امت) برائی کا ارادہ کریں گے تو اس وقت تک نہیں لکھی جائے گی جب تک وہ اس پر عمل پیرا نہیں ہو جاتے۔ اگر وہ اس پر عمل پیرا ہوں گے تو ان کے لئے صرف ایک برائی لکھی جائے گی۔ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا۔ انہوں نے کہا آپ ﷺ کے رب نے آپ کو کس چیز کا حکم دیا ہے میں نے کہا میرے رب نے ہم پر پچاس نمازیں فرض کی ہیں۔ انہوں نے مجھ سے کہا اپنے رب کے پاس واپس جائیں اور تخفیف کے لئے عرض کریں۔ بلاشبہ آپ ﷺ کی امت اس کی طاقت نہیں رکھتی میں اپنے رب کی بارگاہ میں آیا اور عرض کی اے مولا! میری امت تمام امتوں سے ناتواں اور ضعیف ہے۔ نمازوں میں تخفیف فرما۔ اللہ تعالیٰ نے دس نمازیں کم کر دیں۔ میں اسی طرح اللہ تعالیٰ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے درمیان آتا جاتا رہا حتیٰ کہ اللہ رب العزت نے تمام کی تعداد کم کر کے صرف پانچ کر دی۔ اس وقت صدائے غیبی آئی میں نے اپنے فریضہ کو مکمل کر دیا ہے اور اپنے بندوں پر تخفیف کی ہے اور انہیں ایک نیکی کا اجر دس گنا دیا ہے پھر میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس واپس آیا انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے کس چیز کا حکم دیا ہے۔ انہوں نے کہا اپنے رب کے پاس واپس جائیں اور تخفیف کے لئے عرض کریں۔ میں نے کہا کہ میں اپنے رب کے پاس اتنی دفعہ گیا ہوں کہ اب مجھے جاتے ہوئے شرم محسوس ہوتی ہے۔ صبح کے وقت میں مکہ معظمہ میں واپس آ گیا۔ میں نے اہل مکہ کو ان عجائبات کی خبر دی جو میں نے دیکھے تھے میں نے انہیں بتایا کہ آج رات میں بیت المقدس گیا تھا پھر وہاں سے مجھے تمام آسمانوں کی سیر کرائی گئی میں نے فلاں فلاں چیز کا مشاہدہ کیا ابوجہل نے کہا کہ کیا تم اس بات پر تعجب نہیں کرتے جو محمد ﷺ بتا رہے ہیں۔ اس نے حضور اکرم ﷺ سے کہا کہ ہمیں قریش کے قافلہ کے متعلق بتائیں آپ ﷺ نے فرمایا جب میں معراج پر گیا تو میں نے ان کے کارواں کو فلاں مقام پر دیکھا۔ ان کے اونٹ مجھے دیکھ کر ڈر گئے تھے جب میں واپس آیا تو میں نے انہیں ''گھاٹی'' کے پاس دیکھا حضور ﷺ نے انہیں کارواں میں موجود ہر شخص کے بارے میں بتایا ان کے ہر اونٹ کے بارے میں خبر دی اور ان کے ساز و سامان کے متعلق بھی خبر دی وہاں موجود ایک شخص نے کہا میں ان تمام سے زیادہ بیت المقدس کو جاننے والا ہوں آپ ﷺ بیان فرمائیں اس کی عمارت کیسی ہے اس کی شکل اور ہیئت کیسی ہے اور پہاڑوں میں اس کا محل وقوع کیا ہے۔ بیت المقدس کو اٹھا کر حضور ﷺ کے سامنے رکھ دیا گیا۔ آپ ﷺ نے اسے دیکھ کر فرمایا اس کی عمارت کی خوبی یہ ہے اور شکل و صورت ایسی ہے اور پہاڑوں میں یہ فلاں مقام پر واقع ہے اس شخص نے کہا کہ آپ ﷺ نے سچ فرمایا ہے۔

ابن مردویہ رحمۃ اللہ علیہ نے ابونضرہ رحمۃ اللہ علیہ کی سند سے حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ سیاح لامکاں ﷺ نے فرمایا جب مجھے معراج پر لے جایا گیا تو میں ''کوثر'' کے پاس سے گزرا حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا یہی وہ نہر کوثر ہے جو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو عطا فرمائی ہے۔ میں نے اس کی مٹی کو اپنے ہاتھ سے چھوا تو مجھے

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نے میرے سلام کا جواب دیا پھر ہم چوتھے آسمان پر گئے وہاں حضرت ادریس علیہ السلام تھے اللہ تعالیٰ نے انہیں مقام رفیع کی طرف اٹھالیا تھا میں نے انہیں سلام کیا انہوں نے میرے سلام کا جواب دیا۔ پھر ہم پانچویں آسمان پر گئے وہاں حضرت ہارون علیہ السلام موجود تھے ان کی آدھی داڑھی مبارک سفید اور آدھی کالی تھی۔ ان کی داڑھی مبارک بہت طویل تھی میں نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ انہوں نے کہا یہ حضرت ہارون بن عمران علیہ السلام ہیں جو اپنی قوم میں بڑے محبوب ہیں ان کے ساتھ بھی ان کی قوم تھی میں نے انہیں سلام کیا انہوں نے میرے سلام کا جواب دیا۔ پھر ہم چھٹے آسمان کی طرف گئے تو وہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام موجود تھے وہ گندمی رنگ کے تھے۔ ان کے بال کثیر تھے۔

وہ یہ کہہ رہے تھے کہ لوگ یہ گمان کرتے ہیں کہ اللہ کے ہاں میں سب سے زیادہ معزز ہوں لیکن یہ وہ ہستی ہیں جو بارگاہ ربوبیت میں مجھ سے زیادہ معزز ہیں۔ میں نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ انہوں نے فرمایا یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں ان کے پاس بھی ان کی قوم موجود تھی میں نے انہیں سلام کیا انہوں نے میرے سلام کا جواب دیا پھر ہم ساتویں آسمان پر پہنچے وہاں حضرت ابراہیم خلیل اللہ تشریف فرما تھے وہ بیت المعمور کے ساتھ ٹیک لگائے ہوئے تھے۔ ان کے ساتھ بھی ان کی قوم تھی۔ میں نے انہیں سلام کیا انہوں نے میرے سلام کا جواب دیا۔ مجھ سے کہا گیا کہ یہ آپ ﷺ کا اور آپ کی امت کا مقام ہے۔ وہاں میں نے اپنی امت کو دیکھا وہ دو حصوں میں منقسم تھی ایک حصہ نے سفید کاغذوں کی طرح کے لباس پہنے ہوئے تھے اور امت کے دوسرے حصے نے خاکستری رنگ کے کپڑے پہنے ہوئے تھے۔ میں بیت المعمور میں داخل ہوا میرے ساتھ وہ لوگ بھی داخل ہو گئے جنہوں نے سفید رنگ کے لباس پہنے ہوئے تھے۔ جن لوگوں نے خاکستری رنگ کے کپڑے پہنے ہوئے تھے انہیں بیت المعمور میں داخل ہونے سے روک دیا گیا حالانکہ وہ بھی بھلائی پر تھے میں نے اور مومنین نے بیت المعمور میں نماز ادا کی۔ پھر میں اور مومنین وہاں سے نکل آئے۔ بیت المعمور اللہ تعالیٰ کا وہ پاکیزہ گھر ہے جس میں ہر روز ستر ہزار فرشتے نماز ادا کرتے ہیں۔ جو ایک دفعہ اس میں نماز ادا کر لیتے ہیں پھر قیامت تک ان کی دوبارہ باری نہیں آئے گی پھر میں سدرۃ المنتہیٰ پر گیا اس کے پتے اتنے بڑے تھے کہ ممکن ہے کہ اس کا ایک ہی پتہ اس پوری امت کو ڈھانپ لے اس میں ایک چشمہ رواں تھا اس کا نام سلسبیل تھا اس سے دو نہریں جاری ہو رہی تھیں۔ ایک نہر کا نام کوثر تھا اور دوسری نہر کو نہر رحمت کے نام سے یاد کرتے ہیں میں نے نہر رحمت میں غسل کیا تو اللہ تعالیٰ نے میرے تمام الزامات کو مٹا دیا پھر میں جنت کی طرف گیا وہاں میں نے ایک حور کو دیکھا میں نے اس سے پوچھا تو کس کے لئے ہے اس نے کہا میں حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے ہوں وہاں پانی کی ایسی نہریں تھیں جن کا رنگ اور ذائقہ متغیر ہونے والا نہیں تھا اور دودھ کی ایسی نہریں تھیں جن کا ذائقہ بدل جانے والا نہ تھا اور شراب کی ایسی نہریں تھیں جن کی شراب پینے والوں کے لئے سراپا لذت تھی اور وہاں صفاف وشفاف شہد کی نہریں تھیں وہاں میں نے پرندے دیکھے۔ پھر مجھ پر آتش جہنم کو پیش کیا اس میں اللہ تعالیٰ کا غضب، غصہ اور انتقام تھا۔ اگر اس میں پتھر یا لوہے کو پھینکا جاتا ہے تو وہ اسے بھی کھا جاتی ہے۔ پھر اسے مجھ سے دور کر دیا گیا۔ پھر مجھے سدرۃ المنتہیٰ پر لے جایا گیا وہاں مجھے کسی چیز نے ڈھانپ لیا میں اور اس کے مابین قاب قوسین (دو کمانوں جتنا) یا اس

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

انہوں نے جواب دیا آج تیرے گھر کی بادشاہت ختم ہو جائے گی اور تیری قوم کا دین تبدیل ہو جائے گا۔

قیصر روم نے کہا کہ ہم آپ ﷺ کے متعلق کس سے سوال کریں۔ انہوں نے کہا کہ شام میں بہت سے عرب تاجر آئے ہوئے ہیں۔ انہیں اپنے دربار میں بلالو تا کہ ان سے سوالات کئے جاسکیں ابوسفیان اور ان کے ساتھیوں کو قیصر روم کے دربار میں لایا گیا قیصر روم نے کہا اے ابوسفیان مجھے اس شخص کے بارے میں بتاؤ جو تمہاری قوم میں مبعوث ہوا ہے اس نے آپ ﷺ کے معاملہ کو ہر طرح سے کمتر کرنے کی کوشش کی اس نے کہا:

اے شہنشاہ وقت! آپ اس شخص (ﷺ) کے معاملہ کو اتنی اہمیت نہ دیں ہم کبھی ان کو شاعر کہتے ہیں کبھی انہیں ساحر کہتے ہیں اور کبھی انہیں کاہن کہتے ہیں۔ قیصر نے کہا اس ذات مقدس کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے پہلے انبیائے کرام کو بھی اسی طرح کہا جاتا تھا پھر قیصر روم نے ابوسفیان سے کہا مجھے ان کے اصحاب کے بارے میں بتاؤ ابوسفیان نے کہا ان پر تو صرف وہ لوگ ایمان لے کر آئے ہیں جو ہمارے غلام ہیں۔ یا ضعیف لوگ اس کے حلقہ اعتقاد میں داخل ہوئے ہیں لیکن سرداروں میں سے کسی ایک نے بھی ان کی پیروی نہیں کی۔ قیصر روم نے کہا رسل اور انبیاء کے متبعین کمزور لوگ ہی ہوا کرتے ہیں۔ سرداروں کی حمیت اور غیرت انہیں انبیاء کی پیروی سے روک دیتی ہے۔ مجھے یہ بتاؤ کہ کیا ان کے اصحاب میں سے کوئی دین اسلام کو قبول کرنے کے بعد مرتد بھی ہوا ہے ابوسفیان نے کہا ان میں سے ایک آدمی بھی مرتد نہیں ہوا۔ قیصر روم نے پوچھا کیا تم میں سے لوگ اس کے دین میں داخل ہو رہے ہیں ابوسفیان نے کہا ہاں ہماری قوم کے لوگ اس کے دین میں شامل ہو رہے ہیں۔ قیصر روم نے کہا اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے تم نے اس کے بارے میں میری بصیرت کو زیادہ کر دیا ہے۔ عنقریب وہ میرے اس تخت پر قابض ہو جائیں گے۔ قیصر روم نے اپنی قوم کو مخاطب کر کے کہا: اے قوم روم! آؤ ہم اس عظیم شخص کی دعوت پر لبیک کہتے ہیں۔ ہم ان سے شام کا مطالبہ کریں گے تا کہ وہ ہم پر کبھی بھی لشکر کشی نہ کریں جب کبھی بھی کسی نبی نے کسی بادشاہ کو خط لکھ کر اپنے پیغام کی طرف بلایا ہے اگر بادشاہ اس کی دعوت پر لبیک کہہ کر اس کے پیغام کو قبول کیا ہے پھر اس نبی سے وہ جو بھی مطالبہ کرتا ہے وہ نبی اس کے مطالبہ کو پورا کرتا ہے۔ اس کی قوم نے کہا اے قیصر روم ہم کبھی بھی تیری اتباع نہیں کریں گے۔

حضرت ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ اللہ کی قسم! مجھے کسی چیز نے نہیں روکا کہ میں قیصر روم کے سامنے ایسی بات کروں جس کی وجہ سے حضور ﷺ اس کی نظروں سے گر جائیں مگر مجھے یہ خوف دامن گیر رہتا ہے کہیں میری زبان سے کوئی جھوٹ نہ نکل جائے بادشاہ جس کی تصدیق نہ کرے اور میرا مؤاخذہ کرے۔ حتیٰ کہ میں نے حضور ﷺ کی معراج کا ذکر کیا اور کہا اے سلطان وقت! کیا میں آپ کو ایسی بات نہ بتاؤں جس کی وجہ سے اس شخص کا کذب آپ پر آشکارا ہو جائے۔ قیصر روم نے پوچھا وہ کون سی بات ہے؟ میں نے کہا وہ دعویٰ کرتا ہے کہ ایک رات میں سرزمین حرم سے نکلا مسجد اقصیٰ تک آیا پھر اسی رات صبح ہونے سے قبل ہمارے پاس واپس بھی آ گیا ایلیا کا ایک سردار جو قیصر روم کے پاس کھڑا تھا اس نے کہا میں اس رات کو جانتا ہوں۔ قیصر نے اس سے پوچھا تجھے اس کا کیسے علم ہوا۔ اس نے کہا میں اس وقت تک رات کو سوتا نہ تھا جب تک مسجد اقصیٰ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وہاں سے مشک اذفر کی خوشبو آئی۔ ابونضرہ رحمۃ اللہ علیہ کی سند سے حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا گیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جب مجھے سیر کرائی گئی تو میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قبر کے پاس سے گزرا میں نے انہیں قبر میں کھڑے ہو کر نماز ادا فرماتے ہوئے دیکھا۔ ابن مردویہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت علقمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سند سے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا میں نے شب معراج حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کو دیکھا ان کا حلیہ مبارک مجھ سے بہت زیادہ ملتا تھا۔

حضرت ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کردہ حدیث

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت محمد بن کعب القرظی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنا نامہ مبارک دے کر قیصر روم کے پاس بھیجا حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حمص کے مقام پر قیصر روم سے ملاقات کی۔ قیصر روم نے اپنے ترجمان کو بلایا خط مبارک میں لکھا تھا: مِنْ مُّحَمَّدٍ رَّسُوْلِ اللّٰهِ اِلٰى قَيْصَرَ صَاحِبِ الرُّوْمِ۔ یہ عبارت پڑھ کر اس کے بھائی کو بہت غصہ آیا۔ اس نے کہا ذرا اس شخص کے خط کو دیکھو اس نے اپنے نام کو تیرے نام سے پہلے لکھا ہے اور تمہیں ''قیصر صاحب الروم'' کے نام سے موسوم کیا ہے تجھے بادشاہ بھی نہ لکھا۔ قیصر نے اپنے بھائی سے کہا اللہ کی قسم! تو احمق، پاگل اور جھوٹا ہے کیا تو یہ چاہتا ہے کہ میں اس آدمی کے خط کو دیکھے بغیر ہی چاک کر دوں۔ اگر وہ اللہ کے رسول ہیں جس طرح کہ وہ دعویٰ کرتے ہیں تو وہ اس بات کے زیادہ مستحق ہیں کہ ان کے نام سے ابتداء کی جائے۔ اگر انہوں نے مجھے صاحب الروم کے نام سے لکھا ہے تو پھر بھی وہ اپنے قول میں سچے ہیں۔ میں ان لوگوں کا ساتھی ہی تو ہوں میں ان کا بادشاہ نہیں ہوں لیکن اللہ تعالیٰ نے انہیں میرے لئے مسخر کر دیا۔ اگر وہ چاہتا تو انہیں مجھ پر غلبہ عطا فرما دیتا پھر قیصر روم نے حضور ﷺ کا نام مبارک پڑھا اور کہا:

''اے قوم روم! میں گمان کرتا ہوں کہ یہ وہی ہیں جن کی بشارت حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دی تھی۔ اگر مجھے یقین ہو جائے کہ وہ وہی ذات والا تبار ہے تو میں خادم بن کر ان کے حضور جاؤں اور ان کے وضو کے پانی کو اپنے ہاتھ پر اٹھا لینے کو دنیا کی سب سے عظیم نعمت سمجھوں انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ ہم اہل کتاب کو چھوڑ کر ان پڑھ عربوں میں نبی مبعوث نہیں کرے گا کیا وہ ہم کو چھوڑ دے گا جبکہ ہم اہل کتاب ہیں؟ اس نے کہا ہمارے اور تمہارے مابین انجیل فیصلہ کرے گی ہم اس کتاب کو کھولیں گے اگر وہ وہی نبی (ﷺ) ہوئے تو ہم ان کی اتباع کریں گے ورنہ ہم اس پر اسی طرح مہریں لگا دیں گے جس طرح پہلے وہاں مہریں موجود ہوں گی'' اس وقت انجیل پر گیارہ مہریں تھیں ہرقل نے اس پر ایک مہر لگا دی تھی پھر اس کے بعد جو بھی بادشاہ آتا رہا اس پر ایک مہر کا اضافہ کرتا رہا حتیٰ کہ قیصر روم کا دور حکومت آ گیا۔ اس طرح انجیل پر بارہ مہریں لگ چکی تھی ان کے دین میں اس انجیل کو کھولنا جائز نہ تھا۔ ان میں یہ بات مشہور تھی کہ جب وہ انجیل کو کھولیں گے ان کا دین تبدیل ہو جائے گا اور ان کا ملک تباہ ہو جائے گا۔ انہوں نے انجیل منگوائی اس کو کھول کر دیکھا۔ اس پر گیارہ مہریں تھیں۔ اس پر صرف ایک مہر باقی رہ گئی تھی تمام راہب اور پادری کھڑے ہو گئے انہوں نے اپنے کپڑے پھاڑ دیئے۔ اپنے چہروں کو پیٹنے لگے۔ بادشاہ نے پوچھا تمہیں کیا ہو گیا ہے۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

طرف بلا رہا تھا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کی کیا آپ ﷺ اس شخص کو جانتے ہیں جس نے آپ ﷺ کو بائیں طرف سے آواز دی تھی آپ ﷺ نے فرمایا نہیں حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کی وہ عیسائیت کا داعی تھا جو آپ ﷺ کو اپنے دین کی طرف بلا رہا تھا پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کی کہ کیا آپ ﷺ جانتے ہیں کہ وہ حسین و جمیل عورت کون تھی جو آپ کو سرراہ ملی۔ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کی وہ دنیا تھی۔ پھر حضرت محمد ﷺ اور حضرت جبرائیل امین بیت المقدس میں تشریف لائے وہاں بہت سے لوگ جمع تھے انہوں نے کہا ہم اُمّی نبی ﷺ کو خوش آمدید کہتے ہیں۔ اس اجتماع میں ایک پروقار بزرگ بھی تشریف فرما تھے حضور ﷺ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا کہ وہ کون ہیں؟ انہوں نے عرض کی یہ آپ ﷺ کے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں، یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام تشریف فرما ہیں۔ پھر نماز کا وقت ہوگیا۔ تمام انبیاء کرام علیہم السلام نماز کے لئے جمع ہوگئے انہوں نے حضور ﷺ کو امامت کے لئے مصلیٰ امامت پر کھڑا کیا پھر حضور ﷺ کو مختلف شربت پیش کئے گئے آپ ﷺ نے دودھ پسند فرمایا حضرت جبرائیل امین نے کہا آپ نے فطرت کو پالیا۔ پھر آپ ﷺ سے عرض کی گئی کہ اپنے رب کے پاس تشریف لے چلیں آپ ﷺ کھڑے ہوئے اور حریم ناز میں داخل ہوگئے جب سیاح لامکاں ﷺ واپس آئے تو آپ ﷺ سے عرض کی گئی کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ پر کیا فرض کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر پچاس نمازیں فرض کی ہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے آپ ﷺ سے کہا کہ آپ اپنے رب کے پاس واپس جائیں اور نمازوں میں تخفیف کا سوال کریں آپ ﷺ کی امت اتنی زیادہ نمازیں ادا کرنے کی طاقت نہیں رکھتی۔ حضور ﷺ واپس حریم ناز میں تشریف لائے۔ جب واپس آئے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے کتنی نمازیں کم کیں ہیں آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھ پر پچیس نمازیں فرض کی ہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا اپنے رب کے حضور جایئے اور مزید تخفیف کے لئے عرض کیجئے آپ ﷺ پھر حریم قدس تشریف لائے۔ واپسی پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ پر کتنی نمازیں فرض کی ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر بارہ نمازیں فرض کی ہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی اپنے رب کے پاس جائیں اور تخفیف کا سوال کریں۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں اتنی بار بارگاہ ربوبیت میں گیا ہوں کہ اب مجھے وہاں جاتے ہوئے شرم آتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو فرمایا۔ آپ ﷺ پر اور آپ کی امت پر جو نمازیں کم کردی گئی ہیں ان کا ثواب تمہیں پورا دیا جائے گا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کردہ حدیث

ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ، البزار، ابویعلی اور امام بیہقی رحمہم اللہ تعالیٰ نے ابوعالیہ کی سند سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے کہا حضرت جبرائیل علیہ السلام بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے ان کے ساتھ حضرت میکائیل بھی تھے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حضرت میکائیل علیہ السلام سے کہا میرے پاس ایک طشت لے کر آؤ جو آب زمزم سے لبریز ہوتا کہ میں ان کے قلب مبارک کو دھوؤں اور ان کے سینہ اقدس کو کھولوں۔ انہوں نے آپ ﷺ کے

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کے تمام دروازوں کو بند نہ کر لیتا تھا۔ اس رات میں نے تمام دروازوں کو بند کر دیا لیکن ایک دروازہ مجھ سے بند نہ ہو سکا میں نے اپنے تمام مزدوروں اور وہاں موجود تمام آدمیوں کو بلایا۔ ہم سب نے مل کر اس دروازے کو بند کرنے کی کوشش کی لیکن ہم اسے ہلا بھی نہ سکے ہمیں ایسا محسوس ہو رہا تھا گویا کہ ہم ایک پہاڑ کو اپنی جگہ سے ہلانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ میں نے مستریوں کو بلوایا انہوں نے دروازے کو دیکھ کر کہا اس دروازے پر تمام عمارت کا بوجھ ہے ہم اس وقت تو اس کو حرکت بھی نہیں دے سکتے البتہ صبح کو دیکھیں گے کہ اس کو کیسے درست کرنا ہے۔ میں وہ دروازہ کھلا چھوڑ کر واپس آیا جب صبح ہوئی میں مسجد گیا تو میں نے دیکھا کہ دروازے کے ساتھ والے کونے میں موجود پتھر میں سوراخ ہوا ہے وہاں کسی سواری کے باندھنے کے بھی اثرات موجود ہیں میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا۔ آج رات ہمارا دروازہ کسی نبی کے لئے ہی کھلا چھوڑا گیا ہے انہوں نے یقیناً ہماری اس مسجد میں نماز ادا فرمائی ہے یہ سن کر قیصر روم نے کہا۔ اے قومِ روم! کیا تم نہیں جانتے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور قیامت کے درمیان ایک نبی مبعوث ہوں گے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس نبی کی بشارت دی ہے یقیناً یہ وہی نبی ہیں جن کی بشارت حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دی ہے اس کی دعوت پر لبیک کہو لیکن جب اس قیصر روم نے اپنی قوم کی نفرت اور عداوت کو دیکھا تو اس نے کہا:

"اے میری قوم! یہ تمہارا بادشاہ تو تمہیں آزما رہا تھا۔ تمہارے دین کی مضبوطی اور پختگی کو دیکھ رہا تھا تم اسے برا بھلا کہو اس سے دشنام طرازی کرو وہ تمہارے سامنے موجود ہے۔" بادشاہ کے یہ الفاظ سن کر پوری قوم نے اس کو سجدہ کیا۔

حضرت ابو لیلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کردہ حدیث

الطبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے اوسط میں اور ابن مردویہ رحمۃ اللہ علیہ نے محمد بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ کی سند سے حضرت ابو لیلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام براق لے کر بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے۔ حضور ﷺ کو براق پر سوار کیا۔ وہ براق سفر پر روانہ ہوا جب براق کسی گہرائی میں اترتا تو اپنے بازو کو لمبا کر لیتا اپنی ٹانگوں کو سمیٹ لیتا حتیٰ کہ اس کے بازو اور ٹانگیں برابر ہو جاتے تھے اور جب وہ بلند جگہ پر پہنچتا تو اپنے بازوؤں کو سمیٹ لیتا اور اپنی ٹانگوں کو لمبا کر لیتا حتیٰ کہ وہ دونوں برابر ہو جاتے۔ کچھ دیر کے بعد ایک شخص آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دائیں طرف نمودار ہوا اس نے کہا اے محمد! صلی اللہ علیک وسلم میرے پاس آئیں اے محمد! صلی اللہ علیک وسلم میرے پاس آئیں حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حضور اکرم ﷺ سے عرض کی کہ آپ ﷺ اپنے سفر کو جاری رکھیں اور کسی بھی شخص سے کلام نہ فرمائیں۔ کچھ دیر بعد آپ ﷺ کے بائیں طرف ایک شخص ظاہر ہوا۔ اس نے بھی یہی کہا اے محمد! صلی اللہ علیک وسلم میرے پاس آئیں۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عرض کی کہ آپ کسی طرف بھی التفات نہ فرمائیں اپنے سفر پر رواں دواں رہیں۔ کچھ وقت گزرنے کے بعد حضور اکرم ﷺ کے سامنے ایک حسین وجمیل عورت آئی۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حضور اکرم ﷺ سے پوچھا کہ کیا آپ ﷺ اس شخص کو جانتے ہیں جس نے آپ کو دائیں طرف سے پکارا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کی وہ یہودیوں کا داعی تھا آپ ﷺ کو اپنے دین کی

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نہیں رکھتا تھا اس کے باوجود وہ مزید لکڑیاں جمع کر رہا تھا۔ حضور اکرم شفیع معظم ﷺ نے پوچھا اے جبرائیل! یہ کون ہے؟ انہوں نے عرض کی کہ یہ آپ ﷺ کی امت کا وہ شخص ہے جس نے لوگوں کی اتنی زیادہ امانتیں لے رکھیں ہیں جن کو اٹھانے کی وہ سکت نہیں رکھتا لیکن اس کے باوجود وہ خواہش کرتا ہے کہ اس پر مزید امانات کا بوجھ لادا جائے۔

پھر آپ ﷺ کا گزر ایک ایسی قوم پر سے ہوا جن کی زبانوں اور ہونٹوں کو لوہے کی قینچیوں سے کاٹا جا رہا تھا۔ ان کے ہونٹ کٹ جانے کے بعد وہ دوبارہ اپنی پہلی حالت پر آ جاتے۔ ان کو یہ سزا مسلسل مل رہی تھی حضور اکرم ﷺ نے فرمایا یہ کون لوگ ہیں؟ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ آپ ﷺ کی امت کے فتنہ انگیز خطیب ہیں۔

پھر آپ ﷺ کا گزر ایک چھوٹے سے پتھر پر سے ہوا جس میں ایک بڑا بیل پیدا ہوتا ہے پھر وہ بیل اس پتھر کے اندر جانا چاہتا ہے لیکن وہ واپس نہیں جا سکتا آپ ﷺ نے پوچھا یہ کیا ہے؟ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے جواب دیا یہ اس شخص کی مثال ہے جو ایک بری بات منہ سے نکال لیتا ہے پھر اس پر نادم ہو کر اس بری بات کو واپس منہ میں لے جانا چاہتا ہے لیکن وہ ایسا نہیں کر سکتا۔

پھر آپ ﷺ کا گزر ایک وادی پر سے ہوا جہاں سے مسحور کن مہک آ رہی تھی، مشک اذفر کی خوشبو آ رہی تھی آپ ﷺ نے ایک آواز کو سماعت فرمایا آپ ﷺ نے فرمایا اے جبرائیل! یہ کیا ہے؟ انہوں نے عرض کی یہ جنت کی آواز ہے۔ وہ بارگاہ ربوبیت میں عرض کر رہی ہے اے میرے رب! مجھے وہ چیز عطا فرما جس کا تو نے میرے ساتھ وعدہ کیا ہے۔ اسے پورا فرما کیونکہ میرے بالا خانے کثیر ہیں میرے پاس استبرق، حریر، سندس، عبقری، موتی، سونا اور چاندی کثیر مقدار میں ہیں میرے پاس بہت زیادہ گلاس، پیالے، کوزے، اور طشتریاں ہیں۔ میرے پاس مرکب، شہد، پانی، شراب اور دودھ کی وافر مقدار موجود ہے اے مولا! تو نے جو میرے ساتھ وعدہ کیا ہے اسے پورا فرما۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے میں نے تیرے لئے ہر مؤمن اور مومنہ کو، ہر مسلم اور مسلمہ کو مختص کر دیا ہے۔ جنت نے کہا مولا! اب میں راضی ہوں۔

پھر آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک اور وادی کے پاس سے گزرے آپ ﷺ کو ایک کریہہ آواز سنائی دی آپ ﷺ نے وہاں اذیت ناک بدبو محسوس کی آپ ﷺ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے استفسار کیا کہ یہ کیا چیز ہے؟ انہوں نے عرض کی کہ یہ جہنم کی آواز ہے وہ بارگاہ صمدیت میں عرض کر رہی ہے کہ اے مولا! مجھے وہ چیز عطا فرما جس کا تو نے میرے ساتھ وعدہ کیا تھا۔ میری زنجیریں، میرے طوق، میری آگ اور میرے شعلے بہت زیادہ ہو گئے ہیں۔ میرا گرم پانی، پیپ اور عذاب کثیر ہو گئے ہیں۔ میری گہرائی بہت زیادہ ہو گئی ہے، میری گرمی سخت ہو گئی ہے، میرے ساتھ تو نے جو وعدہ کیا تھا اس کو پورا فرما۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ہر مشرک اور مشرکہ، ہر کافر اور کافرہ تیرا ایندھن ہیں ہر خبیث اور خبیثہ کو میں تجھ میں پھینکوں گا ہر اس متکبر کو میں تیرے حوالے کروں گا جو قیامت پر ایمان نہیں رکھتا جہنم نے کہا ہے مولا! میں راضی ہو گئی۔

آقائے دو عالم ﷺ کا سفر رواں دواں رہا حتیٰ کہ بیت المقدس آ گیا۔ آپ ﷺ براق سے نیچے تشریف لے آئے ایک چٹان کے ساتھ براق کو باندھا اور آپ ﷺ بیت المقدس کے اندر تشریف لے گئے اور ملائکہ کے ساتھ نماز ادا فرمائی

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بطن مبارک کو شق کیا تین مرتبہ آب زمزم سے دھویا گیا۔ آپ ﷺ کے سینہ اقدس کو پاک صاف کر دیا گیا۔ اسے کھول دیا گیا حضرت جرائیل علیہ السلام نے آپ کے سینہ مبارک میں حلم، علم، ایمان، یقین اور اسلام بھر دیا۔ آپ ﷺ کے کندھوں کے مابین خاتم نبوت سے مہر لگائی۔ آپ ﷺ کے پاس براق لایا گیا وہ تا حد نظر قدم اٹھاتا تھا حضور ﷺ سفر پر روانہ ہوئے آپ ﷺ کے ساتھ حضرت جرائیل امین تھے۔ کچھ وقت گزرنے کے بعد حضور اکرم ﷺ کا گزر ایسی قوم پر سے ہوا جو ایک دن اپنی کھیتی بوتے تھے اور اسی دن اسے کاٹ لیتے تھے جب وہ کاٹ لیتے تو پھر وہ کھیتی ایسے ہو جاتی جیسا کہ کاٹنے سے قبل تھی آپ ﷺ نے حضرت جرائیل علیہ السلام سے پوچھا یہ کیا ہے؟ حضرت جرائیل علیہ السلام نے عرض کی یہ اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے لوگ ہیں ان کی نیکی کو سات سو گنا تک زیادہ کیا جاتا ہے یہ لوگ جو کچھ خرچ کرتے ہیں اللہ انہیں اس کا نعم البدل عطا فرماتا ہے۔

پھر آپ ﷺ ایک ایسی بدنصیب قوم کے پاس سے گزرے جن کے سر پتھر سے پھوڑے جاتے تھے جب وہ کچلے جاتے تو وہ پھر اپنی پہلی حالت میں آجاتے تھے۔ اس پر یہ سزا لگاتار جاری تھی۔ حضور ﷺ نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ حضرت جرائیل علیہ السلام نے عرض کی کہ یہ وہ لوگ ہیں جو فرض نماز سے اعراض کرتے ہیں۔

پھر آپ ﷺ کا گزر ایک ایسی قوم پر ہوا جس کی شرم گاہوں پر آگے پیچھے چیتھڑے لپٹے ہوئے تھے وہ مویشیوں کی طرح چر رہے تھے۔ وہ کانٹے، زقوم اور جہنم کے پتھر کھا رہے تھے آپ ﷺ نے حضرت جرائیل علیہ السلام سے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے کہا یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے مال کی زکوۃ ادا نہیں کرتے تھے۔ ان پر اللہ تعالیٰ نے ظلم نہیں کیا اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں ہے۔

پھر آپ ﷺ کا گزر ایک ایسی قوم پر سے ہوا جن کے سامنے ایک نفیس ہنڈیا رکھی ہوئی تھی اس میں عمدہ گوشت تھا۔ ایک دوسری ہنڈیا میں کچا بدبودار گوشت رکھا ہوا تھا۔ وہ لوگ پکے ہوئے عمدہ گوشت کو چھوڑ کر کچے بدبودار گوشت کو کھا رہے تھے۔ آپ ﷺ نے پوچھا اے جرائیل! یہ کون لوگ ہیں حضرت جرائیل امین نے عرض کی کہ یہ آپ ﷺ کی امت کے وہ لوگ ہیں جن کے پاس طیب، حلال اور پاکیزہ بیویاں ہوتی ہیں پھر بھی وہ مرد خبیث اور ناپاک عورتوں کے پاس شب بسری کے لئے جاتے ہیں اور ساری رات وہاں فعل شنیع میں مشغول رہتے ہیں اسی طرح یہ وہ عورتیں ہیں جن کے پاس اپنے حلال اور پاکیزہ خاوند ہوتے ہیں لیکن وہ انہیں چھوڑ کر ناپاک اور خبیث مردوں کے پاس رات گزارتی ہیں اور صبح تک انہیں کے پاس رہتی ہیں۔

پھر آپ ﷺ کا گزر ایسی پنجہ نما لکڑی کے پاس سے ہوا جس کے ساتھ جو بھی کپڑا لگتا وہ اسے پھاڑ دیتی۔ جو بھی چیز اس کے پاس سے گزرتی وہ اسے چیر دیتی آپ ﷺ نے حضرت جرائیل علیہ السلام سے پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ انہوں نے عرض کی کہ یہ آپ ﷺ کی امت میں سے ان لوگوں کی مثال ہے جو گزرگاہوں پر بیٹھ جاتے ہیں اور راہ گیروں کا مذاق اڑاتے ہیں۔

پھر آپ ﷺ کا گزر ایک ایسے شخص پر سے ہوا جس نے اتنی زیادہ لکڑیوں کو جمع کر رکھا تھا جنہیں اٹھانے کی وہ طاقت

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہے جس نے مجھے رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجا، مجھے تمام لوگوں کے لئے بشیر اور نذیر بنایا۔ مجھ پر فرقان نازل کیا جس میں ہر چیز کا بیان ہے میری امت کو تمام اُمم سے بہترین امت بنایا۔ اسے لوگوں کے لئے پیدا کیا میری امت کو امت عادلہ بنایا۔ میری امت کو اول اور آخر بنایا میرے سینے کو کھولا۔ مجھ سے میرا بوجھ کم کیا، میرے ذکر کو بلند کیا، مجھے فاتح اور خاتم بنایا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا ''انہی بلند اوصاف اور عمدہ خصائل کی وجہ سے محمد عربی ﷺ کو تم پر فضیلت دی گئی ہے۔''

اس کے بعد حضور اکرم ﷺ کے پاس تین برتن لائے گئے ان کے منہ ڈھانپے ہوئے تھے پہلے ایک برتن آپ ﷺ کو پیش کیا گیا جس میں پانی تھا آپ ﷺ سے عرض کی گئی کہ پانی نوش فرمائیں۔ آپ ﷺ نے تھوڑا سا پانی پی لیا۔ پھر آپ ﷺ کو دوسرا برتن پیش کیا گیا جس میں دودھ تھا۔ آپ ﷺ سے اسے پینے کے لئے عرض کی گئی آپ ﷺ نے خوب سیر ہو کر دودھ کو پیا۔ پھر آپ ﷺ کو تیسرا برتن پیش کیا گیا اس میں شراب تھی۔ جب آپ ﷺ کو پینے کے لئے کہا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا میں خوب سیر ہو چکا ہوں میں شراب نہیں پینا چاہتا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کی کہ شراب عنقریب آپ ﷺ کی امت پر حرام کر دی جائے گی اگر آپ ﷺ شراب پی لیتے تو بہت کم لوگ آپ ﷺ کی اتباع کرتے۔

پھر آپ ﷺ کو آسمان کی طرف لے جایا گیا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے دروازہ کھولنے کے لئے کہا ان سے پوچھا گیا اے جبرائیل! آپ کے ساتھ یہ کون ہیں؟ انہوں نے کہا یہ محمد عربی ﷺ ہیں پھر پوچھا گیا کہ کیا انہیں دعوت دے کر بلایا گیا ہے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا ہاں انہیں دعوت دے کر بلایا گیا ہے۔ انہوں نے کہا ایک بھائی اور ایک خلیفہ کی طرف سے اللہ تعالیٰ ان پر سلام نازل فرمائے۔ یہ کتنے عمدہ بھائی اور کتنے اچھے خلیفہ ہیں۔ ہمارے لئے دروازہ کھولا گیا وہاں ایک شخص تشریف فرما تھے جو تخلیق کی رو سے بالکل مکمل تھے ان میں کوئی عیب نہیں تھا۔ ان کے دائیں طرف ایک دروازہ تھا جس سے بڑی عمدہ اور نفیس خوشبو آ رہی تھی ان کے بائیں طرف ایک دروازہ تھا جس سے گندی بدبو آ رہی تھی جب وہ اپنے دائیں طرف والے دروازے کو دیکھتے تو وہ خوش ہوتے اور مسکراتے لیکن جب وہ اپنے بائیں طرف والے دروازے کو دیکھتے تو روتے اور غمگین ہوتے میں نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا اے جبرائیل! یہ کون ہیں؟ انہوں نے کہا یہ آپ کے باپ حضرت آدم علیہ السلام ہیں یہ دروازہ جوان کی دائیں طرف ہے وہ جنت کا دروازہ ہے جب وہ اپنی جنتی اولاد کو دیکھتے ہیں تو خوش ہوتے ہیں مسکراتے ہیں وہ دروازہ جوان کے بائیں طرف ہے جہنم کا دروازہ ہے جب وہ اپنی اولاد میں سے اہل جہنم کو دیکھتے ہیں تو غمگین ہو کر رونا شروع کر دیتے ہیں۔

پھر جبرائیل علیہ السلام حضور اکرم ﷺ کو دوسرے آسمان پر لے گئے انہوں نے دروازہ کھولنے کے لئے کہا انہوں نے سوال کیا کہ آپ کے ساتھ کون ہیں؟ انہوں نے کہا میرے ساتھ محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں انہوں سے پوچھا کیا انہیں دعوت دی گئی ہے؟ انہوں نے کہا ہاں انہیں مدعو کیا گیا ہے۔ انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ ایک بھائی اور ایک خلیفہ کی طرف سے ان پر اپنی سلامتی نازل فرمائے آنے والے کتنی عظیم خوبیوں کے مالک ہیں۔ وہ کتنے عمدہ بھائی کتنے بڑے خلیفہ ہیں انہوں نے دروازہ کھولا

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نماز کے بعد ملائکہ نے کہا اے جبرائیل! یہ آپ کے ساتھ کون ہیں؟ انہوں نے کہا یہ محمد عربی ﷺ ہیں۔ انہوں نے کہا کہ کیا انہیں دعوت دی گئی ہے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا ہاں انہیں پیغام دے کر بلایا گیا ہے انہوں نے کہا بھائی کی طرف سے اور خلیفہ کی طرف سے اللہ تعالیٰ ان پر سلامتی نازل فرمائے۔ یہ کتنے اچھے بھائی ہیں، کتنے عمدہ خلیفہ ہیں اور کتنی عمدہ خصوصیات کے مالک ہیں پھر حضور ﷺ نے انبیائے کرام علیہم السلام کے ارواح مبارکہ سے ملاقات کی انہوں نے اپنے رب کی حمد وثنا بیان کی۔

حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے کہا: ''تمام حمد وستائش اسی معبود برحق کے لئے ہے جس نے مجھے اپنا خلیل بنایا مجھے عظیم ملک عطا فرمایا۔ مجھے اپنا مطیع اور کائنات کا امام بنایا۔ مجھے آگ سے بچا کر اس کو مجھ پر گلزار بنا دیا۔

پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے مولا کی یوں تعریف کی: ''تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے میرے ساتھ کلام فرمایا، آل فرعون کو ہلاک کیا، بنی اسرائیل کو میرے ہاتھ سے نجات عطا فرمائی اور میری امت کو ایسی قوم بنایا جو حق کی طرف راہ نمائی کرتے ہیں اور اس کے ساتھ عدل کرتے ہیں۔''

پھر حضرت داؤد علیہ السلام اللہ کی حمد میں یوں رطب اللسان ہوئے: ''تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں۔ جس نے مجھے عظیم ملک عطا فرمایا۔ مجھے زبور سکھائی، میرے لئے لوہے کو نرم کیا، میرے لئے پہاڑوں کو مسخر کیا، پرندے کو میرے ساتھ اپنی تعریف کے نغمے آلاپنے کی توفیق دی، مجھے حکمت عطا فرمائی اور صاف گوئی پر قدرت عطا فرمائی۔''

پھر حضرت سلیمان علیہ السلام اپنے رب کی تعریف میں یوں گویا ہوئے: ''ہر قسم کی تعریف اللہ کے لئے ہے جس نے میرے لئے ہواؤں کو مسخر کیا۔ شیاطین پر مجھے تسلط عطا فرمایا میں جو کچھ چاہتا ہوں وہ کرتے ہیں وہ میرے لئے عمارات تصاویر اور مضبوط دیگیں بناتے ہیں۔ مجھے پرندوں کی بولی کا علم سکھایا، اپنے فضل وکرم سے مجھ کو ہر چیز عطا فرمائی میرے لئے جن وانس اور شیاطین کے لشکروں کو مسخر کیا مجھے اپنے بہت سے مؤمن بندوں پر فضیلت عطا فرمائی اور مجھے اتنا عظیم ملک عطا فرمایا کہ میرے بعد کسی اور کو اتنا عظیم ملک نہ دیا گیا۔ میری سلطنت کو طیب اور مبارک فرمایا اس کے بارے میں مجھ سے کوئی حساب وکتاب نہیں ہوگا۔''

پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے رب کی تعریف میں یوں مدح خواں ہوئے: ''تمام حمد وثناء اللہ کے لئے ہے جس نے مجھے اپنا کلمہ بنایا، مجھے تخلیق میں حضرت آدم علیہ السلام کے مشابہ بنایا، اللہ تعالیٰ نے انہیں مٹی سے بنایا پھر کہا ہو جا پس وہ ہو گئے، مجھے کتاب، حکمت، تورات اور انجیل کی تعلیم دی۔ مجھے یہ توفیق دی کہ میں مٹی سے پرندوں کی صورتیں بناتا پھر میں اس میں پھونک مارتا تو وہ اللہ کے حکم سے پرندہ بن جاتا، مجھے مادر زاد اندھوں اور کوڑھیوں کو تندرست کرنے کی توفیق دی۔ میں مردوں کو زندہ کیا کرتا تھا، مجھے آسمانوں پر بلند فرمایا، مجھے پاک صاف کیا مجھے اور میری والدہ محترمہ کو شیطان مردود سے پناہ دی ہم پر شیطان کا کوئی بس نہیں چلتا۔''

پھر سرور کائنات، تاجدار مدینہ، خاتم النبیین ﷺ نے اپنے رب کی یوں مدح خوانی کی: ''تمام حمد وستائش اللہ کے لئے

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہیں۔ جب دروازہ کھولا گیا حضور ﷺ اندر تشریف لے گئے تو انہوں نے وہاں ایک شخص کو تشریف فرما دیکھا جب حضور اکرم ﷺ ان کے پاس سے گزرے تو انہوں نے رونا شروع کر دیا حضور ﷺ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ انہوں نے کہا یہ حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام ہیں۔ حضور ﷺ نے استفسار فرمایا وہ رو کیوں رہے ہیں؟ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا وہ کہتے ہیں کہ بنی اسرائیل سمجھتے ہیں کہ میں بارگاہ ربوبیت میں سب سے زیادہ معزز ہوں لیکن یہ نبی مکرم ﷺ جو میرے بعد دنیا میں تشریف لے گئے میں ان سے پہلے دنیا میں گیا تھا اللہ کے ہاں مجھ سے زیادہ معزز ہیں۔ اگر صرف یہ اکیلے ہی مجھ سے معزز ہوتے تو کوئی بات نہ تھی لیکن آپ ﷺ کی امت بھی میری امت سے زیادہ محترم ہے پھر حضور ﷺ کو ساتویں آسمان پر لے جایا گیا حضرت جبرائیل علیہ السلام نے دروازہ کھولنے کے لئے کہا ان سے سوال کیا گیا کہ آپ کے ساتھ کون ہیں؟ انہوں نے کہا میرے ساتھ محمد عربی ﷺ ہیں۔ ان سے پوچھا گیا کہ کیا انہیں مدعو کیا گیا ہے انہوں نے کہا ہاں انہیں دعوت دے کر بلایا گیا ہے۔ انہوں نے کہا ایک بھائی کی طرف سے اور ایک خلیفہ کی طرف سے اللہ تعالیٰ ان پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے۔ آنے والے کتنے عمدہ شمائل کے مالک ہیں۔ وہ کتنے اچھے بھائی اور کتنے اچھے خلیفہ ہیں۔ دروازہ کھولا گیا حضور ﷺ اندر تشریف لے گئے۔ وہاں ایک شخص تشریف فرما تھے جن کے کچھ بال کالے اور کچھ سفید تھے۔ وہ جنت کے دروازے میں کرسی پر تشریف فرما تھے ان کے پاس کچھ لوگ ایسے بیٹھے ہوئے تھے جو کاغذ کی طرح سفید تھے اور کچھ لوگ ایسے تھے جن کے رنگت کی سفیدی میں کچھ فرق تھا (وہ پوری طرح سفید نہ تھے) وہ لوگ جن کی رنگت میں کچھ فرق تھا وہ اٹھے اور ایک نہر میں داخل ہو کر غسل کرنے لگے جب وہ باہر نکلے تو ان کی رنگت میں کچھ فرق آ گیا تھا پھر انہوں نے دوسری نہر میں غسل کیا جب وہ باہر آئے تو ان کا رنگ مزید نکھر چکا تھا۔ پھر انہوں نے ایک اور نہر میں غسل کیا جب وہ باہر آئے تو ان کے رنگ بھی اپنے بھائیوں کی طرح سفید ہو چکے تھے۔ وہ واپس آ کر اپنے بھائیوں میں بیٹھ گئے۔ حضور ﷺ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا کہ وہ شخص جن کے آدھے بال سفید اور آدھے بال کالے ہیں کون ہیں؟ وہ نورانی چہروں والے لوگ ہیں وہ لوگ جن کے چہروں کی نورانیت میں کچھ نقص تھا وہ کون ہیں؟ اور جن نہروں میں جا کر انہوں نے غسل کیا ہے وہ کون سی نہریں ہیں؟ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا وہ آپ ﷺ کے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں۔ آپ علیہ السلام سب سے پہلے وہ آدمی ہیں جن کے بال زمین پر سفید ہوئے تھے۔ نورانی چہروں والے لوگ وہ ہیں جنہوں نے اپنے ایمان کو کسی ظلم کے ساتھ نہیں ملایا اور وہ لوگ جن کے چہروں کی نورایت میں فرق تھا وہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے کچھ اچھے اعمال کئے اور کچھ برے اعمال کئے لیکن انہوں نے توبہ کر لی اور اللہ نے ان کی توبہ کو قبول فرما لیا۔ ان نہروں میں سے پہلی اللہ کی رحمت کی نہر تھی دوسری اللہ کی نعمتوں کی نہر تھی اور تیسری مرتبہ اللہ تعالیٰ نے انہیں شراب طہور پلائی۔

پھر آقا دو جہاں ﷺ سدرۃ المنتہیٰ پر جا کر رک گئے۔ آپ ﷺ سے عرض کی گئی کہ یہ مقام سدرۃ ہے ہر مخلوق یہاں آ کر رک جاتی ہے سوائے آپ ﷺ کی امت کے ان لوگوں کے جو آپ ﷺ کی سنت پر عمل پیرا ہیں۔ وہ ایک درخت تھا جس کی جڑ سے کچھ نہریں جاری تھی ان نہروں میں سے کچھ پانی کی نہریں تھیں جن کا رنگ اور ذائقہ تبدیل ہونے والا نہیں۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضور اکرم ﷺ اندر تشریف لے گئے وہاں ایک شخص تشریف فرما تھے جو حسن میں لوگوں پر اتنی فوقیت رکھتے تھے جس طرح ماہ چہاردہم کواکب آسمانی پر فوقیت رکھتا ہے حضور ﷺ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا اے جبرائیل! یہ پیکر حسن و جمال کون ہیں؟ انہوں نے فرمایا یہ آپ ﷺ کے بھائی حضرت یوسف علیہ السلام ہیں پھر حضور اکرم ﷺ کو تیسرے آسمان پر لے جایا گیا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے دروازہ کھولنے کے لئے کہا ان سے کہا گیا اے جبرائیل یہ کون ہیں؟ انہوں نے کہا یہ محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں انہوں نے پوچھا کیا انہیں پیغام دے کر بھیجا گیا ہے۔ انہوں نے کہا ہاں انہیں دعوت دے کر بلایا گیا ہے۔ انہوں نے کہا ایک بھائی کی طرف سے اور ایک خلیفہ کی طرف سے اللہ تعالیٰ ان پر رحمتیں نازل فرمائے۔ وہ کتنے عمدہ بھائی کتنے اچھے خلیفہ اور کتنے بہترین آنے والے ہیں انہوں نے دروازہ کھولا جب آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام اندر تشریف لے گئے تو وہاں دو خالہ زاد بھائی حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام اور حضرت یحییٰ بن زکریا علیہما السلام تشریف فرما تھے۔ حضور ﷺ نے پوچھا اے جبرائیل! یہ کون ہیں؟ انہوں نے عرض کی یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت یحییٰ علیہ السلام ہیں۔

پھر آپ ﷺ کو چوتھے آسمان پر لے جایا گیا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے دروازہ کھولنے کے لئے کہا ان سے پوچھا گیا کہ آپ کے ساتھ کون ہیں؟ انہوں نے کہا میرے ساتھ محمد عربی ﷺ ہیں انہوں نے کہا کیا انہیں دعوت دے کر بلایا گیا ہے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے جواب دیا ہاں انہیں مدعو کیا گیا ہے انہوں نے کہا اللہ رب العزت ایک بھائی اور ایک خلیفہ کی طرف سے ان پر رحمتیں نازل فرمائے آنے والے کتنی عظیم صلاحیتوں کے مالک، کتنے اچھے بھائی اور کتنے عمدہ خلیفہ ہیں دروازہ کھولا گیا حضور اکرم ﷺ اندر تشریف لے گئے وہاں ایک شخص تشریف فرما تھے حضور مکرم ﷺ نے پوچھا اے جبرائیل! یہ کون ہیں؟ انہوں نے عرض کی یہ حضرت ادریس علیہ السلام ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے بلند مقام پر رفعت عطا فرمائی ہے۔ پھر آپ ﷺ کو پانچویں آسمان پر لے جایا گیا حضرت جبرائیل علیہ السلام نے دروازہ کھولنے کے لئے کہا ان سے پوچھا گیا کہ آپ کے ساتھ کون ہیں؟ انہوں نے کہا میرے ساتھ حضرت محمد عربی ﷺ ہیں۔ ان سے پوچھا گیا کہ کیا انہیں دعوت دی گئی ہے انہوں نے جواب دیا ہاں انہیں دعوت دی گئی ہے انہوں نے کہا ایک بھائی اور ایک خلیفہ کی طرف سے اللہ تعالیٰ ان پر سلام اور برکات نازل فرمائے وہ آنے والے کتنی عظیم خوبیوں کے مالک ہیں وہ کتنے عظیم خلیفہ اور کتنے عمدہ بھائی ہیں جب دروازہ کھولا گیا تو حضور ﷺ اندر تشریف لے گئے۔ آپ ﷺ نے دیکھا کہ اندر ایک آدمی تشریف فرما ہیں ان کے اردگرد کچھ لوگ ہیں جو ان سے محو کلام ہیں۔ حضور ﷺ نے پوچھا یہ کون ہیں؟ اور ان کے اردگرد کون لوگ ہیں؟ انہوں نے عرض کی کہ یہ حضرت ہارون علیہ السلام ہیں جو اپنی قوم میں بڑے محبوب ہیں اور یہ ان کی قوم بنی اسرائیل ہے۔ پھر آپ ﷺ کو چھٹے آسمان پر لے جایا گیا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے دروازہ کھولنے کے لئے کہا ان سے پوچھا گیا کہ آپ کے ساتھ کون ہیں انہوں نے کہا میرے ساتھ محمد رسول اللہ ﷺ ہیں انہوں نے پوچھا کیا انہیں دعوت دے کر بلایا گیا ہے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا ہاں انہیں دعوت دے کر بلایا گیا ہے۔ انہوں نے کہا ایک خلیفہ اور ایک بھائی کی طرف سے اللہ تعالیٰ ان پر رحمت نازل فرمائے۔ وہ آنے والے کتنے عمدہ خصائل کے مالک ہیں کتنے بہترین بھائی اور کتنے عمدہ خلیفہ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

میری امت پیش کی کوئی تابع (امام) اور متبوع (رعایا) مجھ سے پوشیدہ نہ رہا، میں نے اپنی قوم کو دیکھا کہ وہ ایسی قوم پر حملہ آور ہو رہی ہے جو بالوں کے جوتے پہنتے ہیں میں نے اپنی امت کو دیکھا کہ وہ ایسے لوگوں پر لشکر کشی کر رہے ہیں جن کے چہرے بہت بڑے بڑے ہیں لیکن ان کی آنکھیں بہت چھوٹی ہیں گویا کہ ان کی آنکھوں میں سوئی سے سوراخ کئے گئے تھے۔ ہر وہ قوم جس سے میری امت میرے بعد ملاقات کرے گی وہ مجھے دکھائی گئی مجھے پچاس نمازوں کا حکم دیا گیا۔

جب حضور ﷺ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزرے تو انہوں نے حضور ﷺ سے پوچھا آپ کو کس چیز کا حکم دیا گیا ہے؟ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا مجھے پچاس نمازیں پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضور اکرم ﷺ سے کہا کہ اپنے رب کے پاس جائیں اور نمازوں میں تخفیف کا سوال کریں۔ بلاشبہ آپ کی امت تمام امتوں سے کمزور ہے میں نے بنی اسرائیل کو بہت زیادہ آزمایا ہے حضور اکرم ﷺ حریم ناز میں آئے اور تخفیف کا سوال کیا۔

آپ ﷺ سے دس نمازیں کم کر دی گئیں حضور ﷺ حریم ناز اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مابین چکر لگاتے رہے حتیٰ کہ نمازوں کی تعداد صرف پانچ رہ گئی حضرت کلیم اللہ علیہ السلام نے آپ ﷺ کو کہا کہ اپنے رب کے جائیں اور مزید تخفیف کا سوال کریں آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا میں حریم قدس میں اتنی مرتبہ تخفیف کے لئے گیا ہوں اب مجھے وہاں جاتے ہوئے شرم آتی ہے اب میں دوبارہ وہاں نہیں جاؤں گا۔ ہاتف غیبی آئی آپ ﷺ نے پانچ نمازوں کے فرض ہونے پر صبر کا اظہار کیا ہے یہ نمازیں اگرچہ پانچ ہیں لیکن ان کا ثواب پچاس نمازوں جتنا ہوگا۔ ہر نیکی کا اجر دس گنا ہے۔ حضور ﷺ اپنے رب سے راضی ہو گئے۔ جب حضور ﷺ معراج پر تشریف لے گئے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سب سے زیادہ شدت کا مظاہرہ کیا اور جب آپ ﷺ معراج سے واپس تشریف لا رہے تھے تو ان کا وجود مسعود سب سے زیادہ بھلائی کا سبب بنا۔

امام بخاری اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہما نے حضرت سعید بن میتب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سند سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں نے شب معراج حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات کی وہ ایک سیماب فطرت انسان تھے۔

میں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے بھی ملاقات کی ان کا قد درمیانہ تھا ایسے محسوس ہوتا تھا گویا کہ وہ ابھی حمام سے نکل کر آئے ہیں۔ میں نے حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کو بھی دیکھا ان کا حلیہ مبارک میرے ساتھ بہت مشابہت رکھتا ہے میرے پاس دو برتن لائے گئے ایک میں دودھ تھا جبکہ دوسرے میں شراب تھی مجھے سے کہا گیا جس برتن کو آپ پسند فرمائیں آپ اختیار کر سکتے ہیں۔ میں نے دودھ والے برتن کو لیا اور دودھ پی لیا مجھ سے کہا گیا کہ آپ ﷺ نے فطرت کو حاصل کیا ہے اگر آپ ﷺ شراب کو اختیار فرماتے تو آپ ﷺ کی امت گمراہ ہو جاتی۔

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابوسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سند سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا میں نے اپنے آپ کو دیکھا کہ میں حجر اسود کے پاس تھا قریش نے مجھ سے میرے سفر کے بارے میں سوالات کئے۔ انہوں نے مجھ سے بعض ایسی چیزوں کے بارے میں سوال کئے جو مجھے فراموش ہو چکی تھیں جتنا مجھ پر یہ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کچھ دودھ کی نہریں تھیں جن کا ذائقہ متغیر ہونے والا نہیں کچھ شراب کی نہریں تھیں جو پینے والوں کے لئے سراپا لذت ہے اور کچھ ایسے شہد کی نہریں تھیں جو پاک اور صاف تھا۔

سدرۃ ایک ایسا درخت تھا جس کے سائے میں اگر ایک سوستر سال بھی چلتا رہتا تو اس کے سائے کو طے نہ کر سکتا۔ اس کا ایک پتا اتنا بڑا تھا جو ایک امت کو ڈھانپ سکتا تھا اس کو اللہ تعالیٰ کے نور نے ڈھانپ لیا ملائکہ نے بھی اسے اس طرح ڈھانپ لیا جس طرح پرندے درخت کو ڈھانپ لیتے ہیں اللہ تعالیٰ وہاں آپ ﷺ سے ہمکلام ہوئے اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ سے فرمایا مجھ سے مانگو۔ حضور ﷺ نے عرض کی اے میرے رب! تو نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنا خلیل بنایا ہے انہیں ایک ملک عظیم عطا فرمایا ہے۔ تو نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ کلام کیا ہے، حضرت داؤد علیہ السلام کو تو نے ملک عظیم عطا فرمایا ان کے لئے لوہے کو نرم کیا ان کے لئے پہاڑوں کو مسخر کیا حضرت سلیمان علیہ السلام کو عظیم سلطنت عطا فرمائی، جن وانس اور شیاطین کو ان کے تابع بنایا ان کے لئے ہوا کو مسخر کیا اور انہیں اتنی بڑی سلطنت دی کہ ان کے بعد کسی شخص کو اتنی بڑی سلطنت عطا نہیں کی جائے گی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو تو نے تورات اور انجیل سکھائی انہیں یہ قدرت عطا فرمائی کہ وہ تیرے حکم سے مادرزاد اندھوں اور کوڑھیوں کو تندرست کر دیا کرتے تھے اور مردوں کو تیرے حکم سے زندہ کر دیا کرتے تھے ان کو اور ان کی والدہ محترمہ کو شیطان مردود سے پناہ دی شیطان کو ان پر کوئی قابو نہ تھا اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم ﷺ کو فرمایا میں نے آپ کو اپنا حبیب بنایا ہے (تورات میں آپ کا نام حبیب الرحمان مکتوب تھا) میں نے آپ کو تمام بنی نوع انسان کے لئے بشیر اور نذیر بنا کر بھیجا ہے میں نے آپ کے لئے آپ کے سینہ اقدس کو کشادہ کر دیا میں نے آپ سے بوجھ کو کم کر دیا آپ کے ذکر کو آپ کے لئے بلند کیا جہاں میرا ذکر ہوگا وہاں آپ کا بھی ذکر ہوگا۔ آپ کی امت کو بہترین امت بنایا۔ انہیں اولین و آخرین بنایا۔ ہم آپ کی امت کے خطبہ کو اس وقت تک قبول نہیں کرتے جب تک وہ یہ گواہی نہ دیں کہ آپ میرے بندے اور رسول ہیں۔ میں نے آپ کی امت کو ایسے لوگ بنایا جن کے سینے انجیل کی طرح ہیں میں نے ان کو تمام انبیاء سے پہلے پیدا کیا اور سب کے بعد مبعوث کیا سب سے پہلے جس شخص کا فیصلہ ہوگا وہ آپ ہی ہیں میں نے آپ کو سورۃ فاتحہ عطا کی جو آپ سے پہلے کسی نبی کو عطا نہیں کی گئی میں نے آپ کو سورۃ البقرہ کے خواتیم عرش کے خزانے میں سے عطا کئے۔ یہ بھی آپ سے پہلے کسی نبی کو عنایت نہیں کئے گئے میں نے آپ کو کوثر عطا کی۔ میں نے آپ! صلی اللہ علیک وسلم کو آٹھ چیزیں عطا فرمائیں:

1۔ اسلام، 2۔ ہجرت، 3۔ جہاد، 4۔ نماز، 5۔ زکوۃ، 6۔ روزے، 7۔ امر بالمعروف، 8۔ نہی عن المنکر۔ میں نے آپ! صلی اللہ علیک وسلم کو فاتح اور خاتم بنایا۔

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا "اللہ تعالیٰ نے مجھے فضیلت عطا فرمائی ہے۔ مجھے رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجا ہے مجھے تمام لوگوں کے لئے بشیر اور نذیر بنا کر بھیجا ہے۔ میرا دشمن ایک ماہ کی مسافت سے مجھ سے دور ہوتا ہے لیکن اس کے دل میں میرا رعب ڈال دیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے میرے لئے مال غنیمت کو حلال کیا جبکہ مجھ سے قبل کسی نبی کے لئے بھی مال غنیمت حلال نہیں تھا۔ میرے لئے تمام روئے زمین کو مسجد اور پاکیزہ بنایا۔ مجھے فواتح الکلم، خواتیم الکلم اور جوامع الکلم عطا کئے گئے۔ مجھ پر

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کریں گے۔ اسی وجہ سے انہیں ''صدیق'' کا نام دیا گیا ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کردہ حدیث

ابن مردویہ، حاکم، امام بیہقی رحمہم اللہ تعالیٰ نے امام زہری رحمۃ اللہ علیہ کی سند سے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا ہے وہ فرماتی ہیں کہ جب سرور کائنات ﷺ کو مسجد اقصیٰ کی سیر کروائی گئی تو صبح کے وقت لوگوں نے اس عجیب واقعہ کے متعلق مختلف باتیں کرنا شروع کر دیں جس کی وجہ سے اہل ایمان میں سے کئی لوگ مرتد ہو گئے۔ لوگ دوڑ کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس گئے اور کہا آپ کے ساتھی محمد عربی ﷺ یہ گمان کرتے ہیں کہ انہیں آج رات بیت المقدس کی سیر کرائی گئی ہے اور صبح سے پہلے وہ وہاں سے واپس مکہ معظمہ میں آ گئے ہیں اس کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میں آپ ﷺ کے اس عجیب واقعہ کی تصدیق کرتا ہوں کیونکہ میں اس سے بھی زیادہ دور کی ان خبروں کی تصدیق کرتا ہوں جو صبح و شام آپ ﷺ ہمیں سناتے ہیں۔ اسی وجہ سے آپ کو ''صدیق'' کے دلنواز نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ ابن مردویہ رحمۃ اللہ علیہ نے ہشام کی سند سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا ہے وہ فرماتی ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا جب مجھے آسمانوں کی سیر کرائی گئی تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آذان دی ملائکہ نے سمجھا کہ شاید حضرت جبرائیل انہیں امامت کرائیں گے لیکن انہوں نے مجھے مصلیٰ امامت پر کھڑا کر دیا میں نے ملائکہ کو نماز پڑھائی۔

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کردہ حدیث

ابن مردویہ رحمۃ اللہ علیہ نے یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ کی سند سے حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتی ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کو سنا آپ سدرۃ المنتہیٰ کے اوصاف بیان فرما رہے تھے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا سدرۃ المنتہیٰ میں سونے کے بستر ہیں اس کے پھل مٹکوں کی طرح ہیں۔ اس کے پتے ہاتھی کے کانوں کی طرح ہیں میں نے عرض کیا یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم آپ نے وہاں کیا دیکھا آپ ﷺ نے فرمایا میں نے وہاں اپنے رب کو دیکھا۔

حضرت ام ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کردہ احادیث

ابن اسحاق اور ابن جریر رحمہما اللہ تعالیٰ نے حضرت ام ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا ہے وہ فرماتی ہیں کہ جب سیاح لامکاں ﷺ کو معراج ہوئی اس وقت آپ ﷺ میرے گھر میں تشریف فرما تھے آپ ﷺ نے عشاء کی نماز ادا کی پھر آپ استراحت فرما ہو گئے۔ ہم بھی سو گئے۔ جب آپ ﷺ نے صبح کی نماز ادا فرمائی۔ ہم نے بھی آپ کے ساتھ ہی نماز صبح ادا کی آپ ﷺ نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا۔ اے ام ہانی! میں نے تمہارے ساتھ عشاء کی نماز ادا کی جیسا کہ تو جانتی ہے۔ پھر میں بیت المقدس میں گیا وہاں میں نے نماز ادا کی اور پھر ابھی صبح کی نماز تمہارے ساتھ ادا کی ہے۔ جیسا کہ تجھے علم ہے۔

الطبرانی اور ابن مردویہ رحمہما اللہ تعالیٰ نے عبدالاعلیٰ بن ابی المساور کی سند سے حضرت ام ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا ہے وہ فرماتی ہیں کہ جس رات آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کو معراج ہوئی آپ ﷺ میرے گھر میں تشریف فرما تھے

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

معاملہ گراں گزرا اتنا کوئی اور مسئلہ مجھ پر گراں نہ گزرا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس کو اٹھا کر میرے سامنے رکھ دیا میں اس کی طرف دیکھ رہا تھا اور وہ جو مجھ سے سوالات کر رہے تھے میں ان کے جوابات دے رہا تھا۔ شب معراج کو میں نے انبیائے کرام علیہم السلام کو دیکھا۔ میں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا وہ کھڑے ہو کر نماز ادا کر رہے تھے۔ وہ ایک گھنگریالے بالوں والے شخص تھے گویا کہ وہ ''شنوأۃ'' کے تھے۔

میں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھی دیکھا وہ بھی کھڑے ہو کر نماز ادا کر رہے تھے۔ صحابہ کرام میں سے حضرت عروہ بن مسعود الثقفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان سے بہت مشابہت رکھتے ہیں۔ میں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بھی دیکھا وہ بھی کھڑے ہو کر نماز ادا کر رہے تھے ان کا حلیہ مبارک تمہارے اس صاحب (ﷺ) سے بہت ملتا جلتا ہے۔ نماز کا وقت ہوا تو میں نے تمام انبیائے کرام علیہم السلام کو امامت کروائی جب میں فارغ ہوا تو مجھے ایک کہنے والے نے کہا: یا محمد! صلی اللہ علیک وسلم یہ مالک آگ کے نگران ہیں میں نے ان کی طرف دیکھا تو انہوں نے مجھے سلام کیا۔

امام احمد اور ابن مردویہ رحمہما اللہ تعالیٰ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا شب معراج جب ہم ساتویں آسمان پر پہنچے میں نے اوپر دیکھا تو میں نے رعد، برق اور صواعق کو دیکھا۔ میرا گزر ایک ایسی قوم پر سے ہوا جن کے پیٹ کمروں کی طرح تھے ان کے اندر ایسے سانپ تھے جو باہر سے بھی نظر آتے تھے میں نے پوچھا اے جبرائیل! یہ کون ہیں؟ انہوں نے کہا یہ سود خور ہیں۔ جب میں آسمان دنیا پر آیا میں نے نیچے دیکھا تو مجھے نیچے گرد و غبار اور دھواں دکھائی دیا اور مختلف قسم کی آوازیں سنائی دیں میں نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا اے جبرائیل! یہ کیا ہے انہوں نے کہا یہ شیاطین ہیں۔ جو بنی آدم کی آنکھوں کے سامنے گردش کر رہے ہیں تا کہ وہ زمین و آسمان کے ملکوت میں غور نہ کر سکیں اگر یہ نہ ہوتے تو بنی نوع انسان مختلف عجائب کا نظارہ کرتے۔

امام احمد اور ابن مردویہ رحمہما اللہ تعالیٰ نے ابو سلمہ رحمۃ اللہ علیہ کی سند سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا شب معراج میں بیت المقدس میں وہاں ہی ٹھہرا جہاں انبیاء کرام قیام کرتے تھے۔ میں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھا لوگوں میں سے حضرت عروہ بن مسعود الثقفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے ساتھ بہت مشابہت رکھتے ہیں۔ میں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا ان کے بال گھنگریالے تھے۔ میں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بھی دیکھا۔ ان کا حلیہ مبارک تمہارے اس صاحب (محمد مصطفیٰ ﷺ) سے بہت زیادہ مشابہت رکھتا ہے۔

ابن مردویہ رحمۃ اللہ علیہ نے سلیمان التیمی رحمۃ اللہ علیہ کی سند سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا وہ کہتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا شب معراج میں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا وہ اپنی قبر میں نماز ادا کر رہے تھے۔

سعید بن منصور، الطبرانی، ابن مردویہ، ابو مسعر رحمہم اللہ تعالیٰ کی سند سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ سرور کون و مکاں ﷺ معراج سے واپس آ رہے تھے جب ذوطوی کے مقام پر پہنچے تو آپ ﷺ نے فرمایا اے جبرائیل! میری قوم واقعہ معراج میں میری تصدیق نہیں کرے گی۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا آپ ﷺ کی تصدیق

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اونٹنی کی ٹانگ ٹوٹ گئی تھی۔ انہوں نے پوچھا کیا تمہارے پاس پانی کا کوئی پیالہ بھی تھا حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا اللہ کی قسم! میں نے ہی وہ پانی کا پیالہ رکھا تھا ہم میں سے کسی نے بھی اس میں سے پانی نہ پیا اور نہ ہی اسے زمین پر انڈیلا گیا لیکن بعد میں جب دیکھا گیا تو اس میں پانی موجود نہ تھا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے واقعہ معراج کی تصدیق کی اور اس پر ایمان لے آئے اس دن سے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو صدیق کے نام سے یاد کیا جانے لگا۔

ابویعلی اور ابن عساکر رحمہما اللہ تعالیٰ نے حضرت یحییٰ بن عمرو الشیبانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سند سے حضرت ام ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا ہے وہ فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ صبح کے دھندلکے میں میرے پاس تشریف لائے جبکہ میں ابھی تک اپنے بستر پر ہی تھی آپ ﷺ نے مجھے فرمایا کہ میں آج رات مسجد حرام میں سویا ہوا تھا۔ میرے پاس حضرت جبرائیل امین آئے اور مجھے مسجد حرام کے دروازے کی طرف لے گئے وہاں ایک جانور کھڑا تھا وہ خچر سے چھوٹا لیکن گدھے سے بڑا تھا۔ اس کے کان کانپ رہے تھے میں اس پر سوار ہو گیا وہ تاحد نظر قدم اٹھاتا تھا۔ جب وہ مجھے لے کر کسی گہرائی میں اترتا تو وہ اپنے ہاتھوں کو لمبا کر لیتا اور اپنی ٹانگوں کو سمیٹ لیتا اور جب وہ کسی بلندی پر چڑھتا تو وہ اپنے بازوؤں کو سمیٹ لیتا اور اپنی ٹانگوں کو لمبا کر لیتا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام بھی میرے ہمراہ رہے حتیٰ کہ ہم بیت المقدس میں پہنچ گئے۔ میں نے براق کو اس حلقہ میں باندھ دیا جہاں انبیائے کرام اپنی سواریوں کو باندھا کرتے تھے۔ میرے استقبال کے لئے تمام انبیاء وہاں جمع تھے۔ ان میں حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی موجود تھے میں نے انہیں نماز پڑھائی اور ان کے ساتھ گفتگو کی میرے پاس دو برتن لائے گئے ایک میں دودھ تھا جبکہ دوسرے برتن میں شراب تھی میں نے دودھ پی لیا اور شراب کو چھوڑ دیا حضرت جبرائیل علیہ السلام نے مجھ سے کہا اگر آپ ﷺ شراب پی لیتے تو آپ کی امت گمراہ ہو جاتی پھر میں براق پر سوار ہو کر مسجد حرام میں واپس آ گیا وہاں میں نے صبح کی نماز ادا کی میں نے حضور ﷺ کی چادر مبارک کو پکڑ لیا اور کہا اے میرے چچا زاد! میں آپ کو اللہ کا واسطہ دیتی ہوں کہ یہ واقعہ قریش کے سامنے بیان نہ کرنا وہ آپ ﷺ کی تکذیب کریں گے۔ آپ ﷺ نے ہاتھ مار کر اپنی چادر کو مجھ سے چھین لیا۔ آپ ﷺ کے بطن مبارک سے کپڑا اٹھ گیا میں نے آپ ﷺ کے ازار کے اوپر سے پیٹ مبارک کو دیکھا وہ اتنا سفید تھا کہ ایسا محسوس ہوتا تھا کہ لپٹا ہوا سفید کاغذ ہے آپ ﷺ کے سینہ اقدس کے پاس ایک نور تاباں تھا وہ اتنا درخشاں تھا کہ قریب تھا کہ میری آنکھیں اسے دیکھ کر چندھیا جاتیں۔ میں آپ ﷺ کا یہ لازوال و بے مثال حسن دیکھ کر فوراً سجدہ ریز ہو گئی۔ جب میں نے اپنا سر سجدہ سے اٹھایا تو حضور ﷺ میرے پاس سے تشریف لے جا چکے تھے۔ میں نے اپنی خادمہ سے کہا کہ حضور ﷺ کے پیچھے پیچھے جاؤ اور دیکھو کہ آپ ﷺ قریش سے کیا فرماتے ہیں اور وہ آپ ﷺ کو کیا جواب دیتے ہیں جب خادمہ واپس آئی تو اس نے بتایا کہ آپ ﷺ قریش کی ایک جماعت میں تشریف لے گئے اس جماعت میں مطعم بن عدی، عمرو بن ہشام اور ولید بن مغیرہ جیسے سردار بیٹھے ہوئے تھے آپ ﷺ نے فرمایا میں نے عشاء کی نماز اس مسجد میں ادا کی اور صبح کی نماز بھی اسی مسجد میں ادا کی جبکہ آج کی رات میں بیت المقدس گیا تھا وہاں میرے استقبال کے لئے تمام انبیائے کرام تشریف فرما تھے ان میں حضرت ابراہیم علیہ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

رات کے وقت میں نے آپ ﷺ کو آپ کے بستر پر موجود نہ پایا لیکن میں نے رات کو آپ ﷺ کے غائب اور مفقود ہونے کے بارے میں کسی کو کچھ نہ بتایا تا کہ قریش حضور ﷺ کو کوئی اذیت یا تکلیف نہ دیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا حضرت جبرائیل علیہ السلام میرے پاس آئے میرے ہاتھ کو تھاما اور مجھے گھر سے باہر لے گئے۔ دروازہ پر ایک جانور کھڑا تھا جو خچر سے چھوٹا اور گدھے سے بڑا تھا انہوں نے مجھے اس پر سوار کیا اور مجھے لے کر سفر پر روانہ ہو گئے۔ حتیٰ کہ ہم بیت المقدس تک پہنچ گئے وہاں میں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا وہ میرے ہم شکل تھے۔ میں نے وہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بھی دیکھا وہ طویل القامت چھریرے بدن والے تھے ان کے بال گھنگریالے اور ناک اونچی تھی گویا کہ وہ بنی ازد کے ایک قبیلہ شنوأۃ کے ایک مرد تھے میں نے وہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھی دیکھا ان کا قد درمیانہ تھا ان کی رنگت سرخ و سفید تھی۔ عروہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ شکل و صورت میں ان کے مشابہ ہیں میں نے دجال کو بھی دیکھا وہ دائیں آنکھ سے کانا تھا اس کی شکل قطن بن عبدالعزیٰ سے ملتی تھی آپ ﷺ نے فرمایا میں چاہتا ہوں کہ میں قریش کے پاس جاؤں اور انہیں اپنی اس سیر کی خبر دوں میں نے آپ ﷺ کے دامن کو پکڑ لیا اور کہا میں آپ ﷺ کو اللہ کا واسطہ دیتی ہوں آپ اس قوم کو اس واقعہ کی خبر نہ دیں۔ وہ ایک ایسی قوم ہے جو آپ ﷺ کو جھٹلائے گی اور آپ ﷺ کے اس واقعہ کی تردید کرے گی یہ بھی ممکن ہے کہ وہ آپ ﷺ کو کوئی تکلیف پہنچائے۔ حضرت ام ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ نے میرے ہاتھ سے اپنے دامن کو چھڑا لیا آپ ﷺ قوم قریش کے پاس تشریف لے گئے اور انہیں واقعہ معراج کی خبر دی۔ مطعم بن عدی کھڑا ہو گیا اور آپ ﷺ کو مخاطب کر کے کہنے لگا اے محمد! صلی اللہ علیک وسلم اگر آپ پہلے کی طرح ہوتے تو پھر آپ اس طرح کی گفتگو نہ کرتے جیسی ابھی آپ نے گفتگو کی ہے۔ آپ کہہ رہے ہیں کہ میں نے بیت المقدس کی سیر کی ہے جبکہ آپ ہمارے پاس ہی موجود ہیں۔ ایک شخص نے کہا اے محمد! صلی اللہ علیک وسلم کیا آپ ہمارے اونٹوں کے قافلہ کے پاس سے گزرے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں اللہ کی قسم میں تمہارے اونٹوں کے پاس سے گزرا۔ ان لوگوں کا ایک اونٹ گم ہو گیا تھا جسے وہ تلاش کر رہے تھے۔ پھر اس شخص نے کہا کہ کیا آپ ﷺ فلاں قبیلے کے اونٹوں کے پاس سے گزرے تھے آپ ﷺ نے فرمایا ہاں میں ان کے پاس سے بھی گزرا تھا ان کی ایک سرخ اونٹنی کی ٹانگ ٹوٹ گئی تھی ان کے پاس پانی کا ایک پیالہ تھا میں نے اس میں سے پانی پیا۔ قریش مکہ نے حضور اکرم ﷺ سے کہا کہ آپ ہمیں ان کی تعداد بتائیں کہ وہ کتنے اونٹ تھے اور ان کے نگران کون کون تھے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تم نے مجھ سے فلاں قبیلہ کے اونٹوں کے بارے میں سوال کیا ہے۔ اس قبیلہ کے اونٹوں کی تعداد اتنی تھی اور فلاں شخص ان کا نگران تھا تم نے مجھ سے فلاں قبیلہ کے اونٹوں کے متعلق سوال کیا ہے وہ تعداد میں اتنے تھے اور ان کے نگران ابوبکر صدیق تھے۔ وہ کل صبح اس گھاٹی کے راستے سے تمہارے پاس آ جائیں گے۔ وہ اس گھاٹی پر بیٹھ گئے وہ انتظار کرنے لگے کہ کیا جو کچھ آپ ﷺ نے فرمایا ہے وہ سچ ہے۔ طلوع صبح کے وقت اونٹوں کے قافلے ان کے پاس آ گئے قریش مکہ نے ان سے سوال کیا کہ کیا تمہارا کوئی اونٹ گم ہوا تھا انہوں نے کہا ہاں ہمارا ایک اونٹ گم ہو گیا تھا۔ دوسرے قافلہ والوں سے انہوں نے پوچھا کہ کیا تمہاری سرخ اونٹنی کی ٹانگ ٹوٹی تھی انہوں نے کہا ہاں ہماری سرخ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مغیرہ سچ کہتا ہے اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت مبارکہ نازل کی: وَ مَا جَعَلْنَا الرُّءْيَا الَّتِيْٓ اَرَيْنٰكَ اِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ (بنی اسرائیل:60) ''اور نہیں بنایا ہم نے اس نظارہ کو جو ہم نے دکھایا تھا آپ کو مگر آزمائش لوگوں کے لئے۔''

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کردہ احادیث

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا ہے یہی حدیث حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور حضرت ام ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے۔ یہ حضرات فرماتے ہیں کہ ماہ ربیع الاول کی سترہ تاریخ کو آپ ﷺ کو معراج مبارک ہوئی جبکہ قریش کے معاشرتی بائیکاٹ کو ایک سال گزر چکا تھا۔ حضور ﷺ نے فرمایا میں ایک سفید رنگ کے جانور (براق) پر سوار ہوا۔ اس کا قد خچر سے چھوٹا اور گدھے سے بڑا تھا۔ اس کے دو پر تھے جن کے ساتھ وہ اڑتا تھا۔ جب میں اس پر سوار ہونے کے لئے اس کے قریب گیا تو وہ تھوڑا سا اچھلا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اس کی گردن پر ہاتھ رکھا اور کہا تجھے شرم نہیں آتی کہ تو کیا کر رہا ہے اللہ کی قسم! آج تک تجھ پر کوئی ایسا شخص سوار نہیں ہوا جو بارگاہ ربوبیت میں محمد عربی ﷺ سے زیادہ معزز ہو۔ اس براق کو شرم آئی حتیٰ کہ حیاء کی وجہ سے پسینے کے قطرات ٹپکنے لگے جب وہ پرسکون ہو گیا تو میں اس پر سوار ہوا۔ اس نے اپنے کان کھڑے کر دیئے اور زمین کو طے کرنا شروع کیا وہ منتہائے نظر پر قدم رکھتا تھا اور اس کے کان لمبے اور پشت طویل تھی۔ دوران سفر نہ حضرت جبرائیل مجھ سے جدا ہوئے اور نہ ہی میں ان سے جدا ہوا۔ حتیٰ کہ بیت المقدس آ گیا۔ میں نے براق کو اسی جگہ باندھا جہاں انبیاء کرام اپنی سواریاں باندھا کرتے تھے۔ بیت المقدس میں انبیائے کرام کو میرے استقبال کے لئے جمع کیا گیا تھا میں نے وہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھا مجھے یقین ہو گیا کہ میں ہی ان کا امام ہوں حضرت جبرائیل علیہ السلام نے مجھے مصلیٰ امامت پر کھڑا کر دیا۔ میں نے انہیں نماز پڑھائی میں نے ان سے سوال کیا انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ پیغام توحید دے کر بھیجا۔

بعض راویوں نے کہا ہے کہ شب معراج حضور ﷺ غائب ہو گئے۔ بنو عبدالمطلب نے انہیں مختلف مقامات پر تلاش کیا۔ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ ﷺ کو تلاش کرتے کرتے ذوطوی کے مقام تک پہنچ گئے۔ انہوں نے آپ کو پکارنا شروع کیا اے محمد! صلی اللہ علیک وسلم اے محمد! صلی اللہ علیک وسلم حضور مکرم ﷺ نے جواب میں ارشاد فرمایا اے میرے چچا جان! میں حاضر ہوں۔ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا اے میرے فرخندہ فال بھتیجے! آپ کہاں تھے آپ کی قوم نے آپ ﷺ کو ساری رات تلاش کیا ہے۔ آپ نے فرمایا اے میرے عم محترم! میں آج شب کو بیت المقدس گیا تھا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تعجب کا اظہار کرتے ہوئے کہا آج رات؟ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا میں آج رات ہی وہاں گیا تھا اور اسی رات واپس آ گیا ہوں۔ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا آپ ﷺ کو کوئی تکلیف تو نہیں ہوئی آپ خیر و عافیت سے پہنچ گئے تھے آپ ﷺ نے فرمایا۔ مجھے کوئی گزند نہیں پہنچی میں خیر و عافیت سے پہنچ گیا تھا۔ حضرت ام ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا آقائے دوجہاں ﷺ کو ہمارے گھر سے ہی معراج ہوئی۔ آپ ﷺ نے عشاء کی نماز ادا فرمائی پھر استراحت فرما ہوئے۔ فجر کی نماز سے تھوڑا سا پہلے ہم نے آپ ﷺ کو بیدار کیا۔ آپ ﷺ نے صبح کی نماز ادا فرمائی پھر ہمیں مخاطب کر کے

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

السلام، حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی موجود تھے۔ عمرو بن ہشام نے از روئے مذاق کہا: آپ ﷺ ہمارے لئے ان کے حلیہ بیان کریں آپ ﷺ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا حلیہ مبارک بیان فرماتے ہوئے کہا "حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قد درمیانہ تھا۔ آپ کا سینہ مبارک وسیع تھا۔ آپ کا رنگ مبارک سرخی مائل تھا۔ آپ کے بال مبارک گھنگریالے تھے ان پر سرخی غالب تھی۔ حضرت عروہ بن مسعود الثقفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شکل وصورت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مشابہ ہے۔" حضرت موسیٰ علیہ السلام طویل القامت، جسیم آدمی تھے ایسا محسوس ہوتا تھا کہ آپ قبیلہ شنوأۃ کے ایک آدمی ہیں۔ آپ کے بال مبارک بہت زیادہ تھے۔ آپ کی داڑھی مبارک گھنی تھی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام خَلق اور خُلق میں میرے مشابہ تھے یہ سن کر قوم قریش نے شور وغل مچایا اس واقعہ کو بہت عظیم سمجھا۔ مطعم بن عدی نے کہا کہ آج سے قبل آپ کا ہر امر قابل اقتداء تھا لیکن آپ کا یہ قول خلاف قیاس ہے میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ جھوٹے ہیں۔ ہم ایک مہینہ سفر کرتے ہوئے اپنے اونٹوں کے جگر پگھلا دیتے ہیں پھر جا کر بیت المقدس آتا ہے اور وہاں سے واپس مکہ معظمہ آنے میں بھی ایک ماہ لگ جاتا ہے لیکن آپ یہ کہتے ہیں کہ آپ نے یہ سفر ایک رات میں طے کر لیا۔ ایک رات میں ہی وہاں گئے اور پھر وہاں سے واپس آ گئے لات وعزیٰ کی قسم! میں آپ کی تصدیق نہیں کروں گا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی وہاں موجود تھے آپ نے فرمایا اے ابن عدی! تو نے اپنے بھتیجے کے ساتھ بدکلامی کی ہے اور ان کی تکذیب کی ہے لیکن میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد عربی ﷺ سچے اور صادق ہیں۔ قریش مکہ نے آپ ﷺ سے کہا ہمارے لئے بیت المقدس کی صفت بیان کریں تو آپ ﷺ نے فرمایا: میں رات کے وقت ہی وہاں داخل ہوا اور رات کے وقت ہی باہر نکل آیا۔ اتنے میں حضرت جبرائیل امین بارگاہ رسالت میں حاضر ہوتے ہیں بیت المقدس کی تصویر اپنے پروں پر بناتے ہیں حضور اکرم ﷺ اسے دیکھ کر بیت المقدس کی خوبیاں بیان کرنا شروع کرتے ہیں کہ اس کا دروازہ ایسا ہے اس کا محل وقوع ایسا ہے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم آپ نے سچ فرمایا ہے۔ اس دن حضور ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا اے ابوبکر! اللہ تعالیٰ نے آپ کا نام صدیق رکھا ہے۔ قریش مکہ نے کہا اے محمد مصطفیٰ! (صلی اللہ علیک وسلم) آپ ہمیں ہمارے قافلوں کے متعلق بتائیں۔ آپ ﷺ نے کہا میں نے فلاں قافلہ روحاء کے مقام پر دیکھا۔ ان کی ایک اونٹنی گم ہو گئی۔ وہ اسے تلاش کر رہے تھے میں ان کے پڑاؤ کے پاس آیا وہاں کوئی بھی موجود نہ تھا وہاں پانی سے بھرا ہوا ایک پیالہ موجود تھا میں نے اس پیالے سے پانی پیا۔ پھر میں فلاں قافلہ کے پاس آیا ان کے اونٹوں نے جب مجھے دیکھا تو وہ بھاگ گئے لیکن ان میں سے ایک اونٹ بیٹھا رہا اس پر سفید دھاری دار اون کی چادر تھی میں نہیں جانتا کہ کیا اس کا کوئی عضو ٹوٹ گیا تھا یا نہیں۔ پھر میں نے تنعیم کے مقام پر فلاں قافلہ دیکھا۔ ان کے آگے آگے ایک مٹیالے رنگ کا اونٹ تھا وہ قافلہ اس گھاٹی پر سے تمہارے پاس پہنچنے ہی والا ہے۔ ولید بن مغیرہ نے کہا آپ تو جادوگر ہیں جادو کی کرشمہ سازیاں دکھا رہے ہیں وہ دوڑ کر اس گھاٹی کی طرف گئے۔ انہوں نے وہاں قافلہ کو آتے ہوئے دیکھا وہ بالکل اسی طرح تھا جس طرح سرور دو جہاں، شب اسریٰ کے دولہا اور سدرۃ کے مسافر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خبر دی تھی انہوں نے آپ پر جادوگر ہونے کا الزام لگا دیا اور کہا ولید بن

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کے لئے سورج کونہیں روکا گیا: 1۔ اس دن ہمارے نبی کریم ﷺ کے لئے سورج کو روک دیا گیا تاکہ غروب آفتاب سے قبل قافلہ مکہ معظمہ میں پہنچ جائے۔

2۔ جب حضرت یوشع بن نون رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کفار کے ساتھ جنگ کی تو اس دن آپ علیہ السلام کے لئے سورج کو روک دیا گیا تھا تاکہ آپ غروب آفتاب سے قبل کفار کو واصل جہنم کرسکیں۔

ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب مصنف میں اور ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبداللہ بن شداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے کہا کہ شب معراج حضور ﷺ کے پاس ایک سواری لائی گئی جو خچر سے چھوٹی اور گدھے سے بڑی تھی وہ وہاں تک قدم اٹھاتی تھی جہاں تک اس کی نظر جاتی تھی۔ اس کو براق کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے جو حضور ﷺ مشرکین مکہ کے قافلوں کے پاس سے گزرے وہ ڈر گئے۔ مشرکین نے کہا یہ کیا چیز ہے؟ جس نے ہمارے اونٹوں کو خوفزدہ کر دیا ہے پھر انہوں نے خود ہی کہا ہمیں ہوا کے علاوہ کوئی اور چیز نظر نہیں آتی۔ پھر آپ ﷺ بیت المقدس میں تشریف لائے۔ آپ ﷺ کو دو برتن پیش کئے گئے ایک میں شراب تھی جبکہ دوسرے برتن میں دودھ تھا۔ آپ ﷺ نے دودھ والے برتن کو پکڑ لیا۔ حضرت جبرائیل امین علیہ السلام نے کہا آپ ﷺ ہدایت یافتہ ہیں اور آپ ﷺ کی امت بھی راہ ہدایت پر گامزن ہے پھر حضور ﷺ مصر کی طرف سفر پر روانہ ہو گئے۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے عبداللہ بن ابو سبرہ وغیرہ سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ اپنے رب سے سوال کیا کرتے تھے اے میرے پروردگار! مجھے جنت اور جہنم دکھا۔ سترہ رمضان المبارک، بروز ہفتہ ہجرت سے اٹھارہ ماہ قبل آپ ﷺ ظہر کے وقت اپنے گھر میں آرام فرما تھے حضرت جبرائیل اور حضرت میکائیل آپ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کی کہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ سے جن چیزوں کو دیکھنے کا سوال کیا کرتے تھے ان کو دیکھنے کے لئے تشریف لے چلئے۔ وہ دونوں حضور ﷺ کو مقام ابراہیم اور آب زمزم کے کنویں کے درمیان لے کر آئے وہاں ایک حسین اور جمیل سیڑھی تھی جو اپنے حسن و جمال میں لاثانی تھی۔ سیاح لامکان ﷺ نے تمام آسمانوں کی سیر فرمائی۔ وہاں مختلف انبیائے کرام علیہم السلام سے ملاقات کی آپ ﷺ سدرۃ المنتہیٰ پر تشریف لے گئے جنت اور دوزخ کا مشاہدہ کیا آقائے دو جہاں ﷺ نے فرمایا جب میں ساتویں آسمان پر پہنچا تو وہاں میں نے اقلام کے چلنے کی آواز کے علاوہ اور کوئی آواز نہ سنی۔ آپ ﷺ پر پانچ نمازیں فرض کی گئیں۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے پاس حاضر ہوئے اور آپ ﷺ کو پانچ نمازوں کے اوقات بتا دیئے۔

ابن عساکر، ابن حاکم اور امام بیہقی رحمہم اللہ تعالیٰ نے حضرت کعب الاحبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے کہا کہ اللہ رب العزت نے اپنے دیدار اور اپنے کلام کو حضور ﷺ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مابین تقسیم فرمایا ہے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے اپنے رب کا دو مرتبہ دیدار کیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے رب سے دو مرتبہ ہم کلام ہوئے۔ مذکورہ بالا احادیث کو لکھنے کے بعد علامہ السیوطی علیہ الرحمہ نے لکھا ہے:

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کہااے ام ہانی! میں نے تمہارے ساتھ نماز عشاء ادا کی پھر میں بیت المقدس گیا وہاں بھی میں نے نماز ادا کی پھر میں نے صبح کی نماز تمہارے ساتھ ادا کی آپ ﷺ باہر تشریف لے جانے کے لئے کھڑے ہو گئے میں نے کہا آپ ﷺ اس واقعہ کا ذکر کفار مکہ کے سامنے نہ کریں وہ آپ ﷺ کو جھٹلائیں گے اور آپ ﷺ کو اذیت دیں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ کی قسم! میں انہیں یہ واقعہ ضرور بتاؤں گا آپ ﷺ نے قریش مکہ کو واقعہ معراج بتایا۔ جسے سن کر انہوں نے بہت زیادہ تعجب کا اظہار کیا اور کہا ہم نے پہلے تو کبھی اس قسم کا واقعہ نہیں سنا۔ حضور ﷺ نے کہا اے جبرائیل! میری قوم میرے اس معجزہ کی تصدیق نہیں کرے گی۔ انہوں نے کہا حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کی تصدیق کریں گے اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان کا نام صدیق رکھا ہے۔ اس واقعہ کے بعد کافی اہل اسلام مرتد ہو گئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا میں حجر اسود کے پاس کھڑا ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے میرے اور بیت المقدس کے درمیان سے حجابات اٹھا دیئے میں بیت المقدس کو دیکھ کر لوگوں کو اس کی علامات اور نشانیاں بتا رہا تھا لوگوں نے مجھ سے پوچھا بیت المقدس کے دروازے کتنے ہیں میں نے پہلے اس کے دروازوں کو شمار نہیں کیا تھا۔ اب میں اسے دیکھ کر ایک ایک دروازہ کر کے گنتا رہا اور لوگوں کو بتاتا رہا۔ میں نے انہیں ان قافلوں کے متعلق بتایا جو میں نے راستہ میں دیکھے تھے ان کی علامات بھی بتائیں انہوں نے بعینہٖ وہی علامات اور نشانیاں اپنے قافلوں میں پائیں جو میں نے انہیں بتائی تھیں اس وقت اللہ رب العزت نے یہ آیت نازل فرمائی: وَمَا جَعَلْنَا الرُّءْيَا الَّتِيْٓ اَرَيْنٰكَ اِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ (بنی اسرائیل:60) ''اور نہیں بنایا ہم نے اس نظارہ کو جو ہم نے دکھایا تھا آپ کو مگر لوگوں کے لئے آزمائش۔''

آپ ﷺ کا یہ دیکھنا جسمانی آنکھ سے دیکھنا تھا

ابونعیم اور ابن عساکر رحمہما اللہ تعالیٰ نے حضرت عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے کہا جب حضور مکرم ﷺ نے قریش مکہ کو اپنے سفر معراج کی خبر دی تو انہوں نے کہا کہ آپ ﷺ بتائیں کہ ہماری کیا چیز گم ہوئی تھی نیز آپ ﷺ ہمیں اپنے سفر کی کوئی علامت بتائیں حضور ﷺ نے فرمایا تمہاری خاکستری رنگ کی اونٹنی گم ہوئی تھی اس پر تمہارے کپڑے موجود تھے۔ جب وہ اونٹنی ان کے پاس لائی گئی تو انہوں نے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کہا ہمیں بتائیں کہ اس پر ہمارا کیا ساز و سامان تھا اسے آپ کے لئے عیاں کر دیا گیا آپ ﷺ اسے دیکھ کر کفار مکہ کو بتاتے رہے وہ کھڑے ہو کر تعجب سے دیکھ رہے تھے۔ لیکن آپ ﷺ کے اس عظیم الشان معجزہ کے باوجود ان کے شک اور تکذیب میں اضافہ ہی ہوا۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے اسباط بن نصر کی سند سے حضرت اسماعیل بن عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے کہا کہ جب حضور اکرم ﷺ کو معراج ہوئی آپ ﷺ نے اہل مکہ کو ان کے قافلوں کے متعلق خبر دی۔ ان کے کارواں کی علامات بتائیں تو انہوں نے پوچھا آپ یہ بتائیں کہ ہمارا قافلہ کب مکہ واپس آئے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا تمہارا قافلہ بدھ کے روز مکہ معظمہ میں واپس آ جائے گا۔ بدھ کے دن قریش مکہ قافلہ کے دیکھنے کے لئے گھروں سے باہر نکلے سورج غروب ہونے کے قریب تھا لیکن ابھی تک قافلہ نہیں پہنچا تھا۔ اس دن حضور اکرم ﷺ کے لئے دن کی طوالت میں اضافہ کر دیا گیا آپ ﷺ کے لئے سورج کو غروب ہونے سے روک دیا گیا۔ دو انبیاء کرام علیہما الصلوٰۃ والسلام کے علاوہ کسی اور نبی

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

معجزہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجزے (سمندر کے چرجانے) سے زیادہ عظیم الشان ہے۔

جب حضور ﷺ معراج پر تشریف لے گئے تو تمام آسمانوں کے دروازے بند تھے حضرت جبرائیل امین نے جب دروازوں پر دستک دی تو انہیں کھولا گیا آپ ﷺ کی آمد سے قبل ان دروازوں کو نہ کھولا گیا اس کی وجہ یہ ہے کہ اگر وہ دروازے پہلے ہی کھلے ہوتے تو آپ ﷺ گمان کرتے کہ شاید یہ دروازے ہمہ وقت کھلے رہتے ہیں اللہ تعالیٰ نے ان دروازوں کو بند کرنے کا حکم دیا تا کہ آپ ﷺ کو علم ہو جائے کہ آسمان کے دروازے آج صرف آپ ﷺ کی تشریف آوری کے لئے کھولے گئے ہیں۔

دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو یہ بتانے کا ارادہ کیا کہ آپ ﷺ اہل آسمان میں مشہور و معروف ہیں کیونکہ جب حضرت جبرائیل علیہ السلام نے جواب دیا کہ میرے ساتھ محمد عربی ﷺ ہیں تو ان سے یہ نہیں سوال کیا گیا کہ محمد ﷺ کون ہیں؟ بلکہ ان سے یہ استفسار کیا گیا کہ کیا انہیں دعوت دے کر بلایا گیا ہے اور اگر معراج عالم بیداری میں نہ ہوتی تو قریش مکہ کبھی بھی اس کا انکار نہ کرتے اور نہ ہی بعض لوگ فتنہ میں مبتلا ہوتے۔

..................O..................

http://t.me/Tehqiqat

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

''اگر علماء کرام کی رائے ہے کہ حضور ﷺ کو دو مرتبہ سیر کروائی گئی اسی وجہ سے مذکورہ بالا احادیث میں اختلاف نظر آتا ہے۔'' ابونصر القشیری، ابن عربی اور امام سہیلی رحمۃ اللہ علیہ علیہ کا قول ہے۔ شیخ عزالدین بن عبدالسلام فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کو ایک مرتبہ بیداری کے عالم میں سیر کروائی گئی اور ایک مرتبہ نیند کے عالم میں سیر کروائی گئی۔ ایک مرتبہ مکہ معظمہ میں آپ ﷺ کو معراج ہوئی اور ایک مرتبہ مدینہ طیبہ میں معراج ہوئی۔ نیند میں آپ ﷺ کو معراج کروانا دراصل دوسری معراج کی تمہید اور نفس کو اس پر برانگیختہ کرنا تھا۔ یہ اسی طرح ہے جس طرح آپ ﷺ کو بعثت سے قبل سچے خواب دکھائے گئے تاکہ آپ ﷺ پر بعثت کا معاملہ گراں نہ گزرے۔

ابوشامہ رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ حضور ﷺ کو کئی مرتبہ معراج کرائی گئی انہوں نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس حدیث سے استدلال کیا ہے جس کو بزار رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ معراج کا متعدد بار ہونا بعید از عقل نہیں ہے بلکہ آپ ﷺ کا ہر نبی کے بارے میں سوال کرنا اور نمازوں کا فرض ہونے میں تعداد بعید از عقل ہے۔ اگر یہ سوال کیا جائے کہ حضور ﷺ کو کئی مرتبہ خواب میں معراج ہونا پھر اسی کے مطابق عالم بیداری میں معراج کا ہونا کیا یہ بعید از عقل نہیں ہے۔ علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ اس کا جواب دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ مدینہ شریف میں بھی آپ ﷺ کو معراج کروائی گئی اس لئے یہ تعدد بعید از عقل نہیں ہے۔

ابن المنیر رحمۃ اللہ علیہ نے معراج اور اسراء کے اسرار کے بارے میں ایک نفس کتاب رقم فرمائی ہے انہوں نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ اس کی کیا وجہ ہے کہ سب سے پہلے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بیت المقدس لے جایا گیا اور پھر آسمانوں کی سیر کروائی گئی۔ اس کا خود ہی جواب دیتے ہیں اس کی وجہ یہ تھی کہ آپ ﷺ کو دو ہجرتیں حاصل ہو جائیں اور آپ ﷺ کے فضائل اور شمائل میں اضافہ ہو جائے کیونکہ اکثر انبیائے کرام علیہم السلام نے بیت المقدس کی طرف ہجرت کی۔ اس میں دوسری حکمت یہ پنہاں ہے کہ آپ ﷺ اپنی معراج کے ثبوت کے لئے بیت المقدس کی علامات ذکر کر سکیں جس کی وجہ سے لوگ آپ کی معراج کی تصدیق کر سکیں اور یہی تصدیق عالم بالا کی سیر کی تصدیق کی تمہید بن جائے۔

اسی طرح ابن منیر رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بیان کیا ہے کہ حضور ﷺ کو معراج فوراً کروائی گئی پہلے سے طے شدہ پروگرام نہ تھا اور یہ بھی ثابت نہیں کہ اس کے لئے حضور ﷺ نے کسی قسم کی تیاری کی ہو جبکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ہمکلامی سے مشرف کرنے کے لئے پہلے ایک مدت مقرر کی گئی اور باقاعدہ انہیں تیار کیا گیا اس کی کیا وجہ ہے۔

اس کی وجہ یہ ہے تاکہ آپ ﷺ کو انتظار کی تکلیف برداشت نہ کرنا پڑے کیونکہ انتظار میں بڑی اذیت ہوتی ہے۔ آپ ﷺ کو اس اذیت سے بچانے کے لئے آپ ﷺ کو فوراً معراج کرائی گئی۔

ابن منیر رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ ابن حبیب نے ذکر کیا ہے کہ زمین اور آسمان کے مابین ایک سمندر ہے جس کو مکفوف کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے زمین کے سمندر کو اس کے ساتھ وہی نسبت ہے جو کہ ایک قطرہ کو سمندر کے ساتھ ہوتی ہے۔ آپ ﷺ کے لئے شب معراج میں اس سمندر کو چاک کیا گیا۔ حتیٰ کہ آپ ﷺ نے اس سمندر کو عبور کر لیا۔ آپ ﷺ کا یہ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پر کوئی مصیبت آ جائے تو آپ اس کی مدد کرتے ہیں اور دست گیری فرماتے ہیں جس شخص میں یہ خوبیاں ہوں اللہ تعالیٰ کی یہ سنت ہے کہ وہ اسے شخص کو بے آبرو اور ذلیل نہیں کرتا بلکہ اس کی عزت و آبرو کا خود نگہبان ہوتا ہے۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور ﷺ کو ورقہ بن نوفل کے پاس لے آئیں ورقہ نے عیسائیت اختیار کر لی تھی وہ عربی لکھنا جانتے تھے اس لئے انجیل کو عربی رسم الخط میں لکھ رہے تھے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ان سے کہا اے میرے چچا کے بیٹے! اپنے بھتیجے کی بات سنو۔ ورقہ نے حضور کو کہا فرمایئے آپ کو کیا نظر آیا ہے رسول کریم ﷺ نے سارا واقعہ ان سے بیان کیا۔ سن کر ورقہ نے کہا یہ وہی ناموس ہے۔ جس کو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر اتارا تھا کاش میں اس وقت جوان ہوتا کاش میں اس وقت زندہ ہوتا جب آپ ﷺ کی قوم آپ کو مکہ سے نکال دے گی حضور اکرم ﷺ نے پوچھا کیا وہ مجھے یہاں سے نکال دیں گے۔ ورقہ نے کہا جی ہاں! جو شخص بھی اس قسم کی دعوت لے کر آیا جو آپ لے کر آئے ہیں لوگوں نے اس سے دشمنی کی اگر مجھے آپ ﷺ کا وہ دن دیکھنا نصیب ہوا تو میں آپ کی پرزور مدد کروں گا اس کے بعد ورقہ زیادہ دیر زندہ نہیں رہے جلد ہی انتقال فرما گئے۔

امام احمد اور امام بیہقی رحمہما اللہ تعالیٰ نے بھی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اسی قسم کی حدیث روایت کی ہے لیکن انہوں نے آخر میں یہ اضافہ کیا ہے:

"کچھ عرصہ کے لئے وحی کا سلسلہ منقطع ہو گیا جس سے حضور ﷺ از حد غمگین ہوئے کئی بار پہاڑوں کی چوٹیوں پر اس لئے گئے کہ وہاں سے اپنے آپ کو نیچے پھینک دیں جب بھی اس خیال سے حضور اکرم ﷺ پہاڑی کی کسی چوٹی پر پہنچتے تو جبرائیل سامنے آ جاتے اور یہ کہتے یَا مُحَمَّدُ اِنَّکَ رَسُوْلُ اللّٰہِ حَقًّا "اے محمد! صلی اللہ علیک وسلم آپ اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ہیں۔" یہ سن کر حضور کے دل کو قرار آتا اور جبرائیل کو دیکھ کر آنکھیں ٹھنڈی ہو جاتیں اور حضور واپس چلے آتے پھر جب کچھ وقت گزر جاتا اور وحی کا سلسلہ منقطع رہتا تو حضور ﷺ پھر بے چین ہو کر پہاڑ کی کسی چوٹی کا رخ کرتے تا کہ وہاں سے اپنے آپ کو نیچے گرا دیں حضرت جبرائیل پھر نمودار ہو کر وہی تسلی آمیز جملہ دہراتے۔"

علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے شرح البخاری میں لکھا ہے کہ ابتدائے وحی میں حضرت جبرائیل علیہ السلام کا نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو بھینچنا آپ ﷺ کے خصائص میں سے ہے کیونکہ یہ کسی نبی سے بھی روایت نہیں کہ ابتدائے وحی میں ان کے ساتھ ایسی صورت حال پیش آئی۔

اس بھینچنے میں مختلف حکمتیں ہیں: 1۔ تا کہ آپ ﷺ تمام اشیاء سے توجہ ہٹا کر اپنے رب کی طرف توجہ مبذول فرمائیں، 2۔ اس بھینچنے میں اس امر کی طرف بھی اشارہ ہے کہ عنقریب آپ پر قول ثقیل (قرآن پاک) نازل کیا جائے گا، 3۔ ایک حکمت یہ بھی بیان کی گئی ہے کہ یہ بھینچنا وسوسہ اور تصور کے گمان کو دور کرنے کے لئے تھا کیونکہ یہ جسم کی صفات نہیں ہیں جب آپ کو بھینچا گیا تو آپ ﷺ کو معلوم ہو گیا کہ یہ اللہ کا امر ہے۔

حضرت امام مسلم اور حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہما نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دوسری فصل

اس فصل میں تاجدار مدینہ ﷺ اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کا فرشتوں کو دیکھنا اور ان کی آواز کو سننا بیان کیا جائے گا

حضرت امام بخاری اور حضرت امام مسلم رحمۃ اللہ علیہما نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ پر وحی کا آغاز سچے خوابوں سے ہوا جو خواب حضور اکرم ﷺ رات کو دیکھتے اس کی تعبیر دن کو ہو بہو صبح کے اجالے کی مانند سامنے آجاتی پھر حضور ﷺ کے دل میں خلوت گزینی کی محبت پیدا ہوگئی۔ خلوت نشینی کے لئے حضور ﷺ غار حراء میں تشریف لے جایا کرتے تھے وہاں عبادت میں مصروف رہتے چند راتیں عبادت الٰہی میں بسر فرماتے پھر اپنے اہل خانہ کی طرف واپس تشریف لے آتے کچھ عرصہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ گزار کر پھر خورد و نوش کا سامان لے کر غار میں واپس آتے اور عبادت الٰہی میں مشغول ہو جاتے یہ آمد و رفت کا سلسلہ جاری رہا حتیٰ کہ حق آ گیا جب حضور اکرم ﷺ غار حرا میں تھے۔ پھر آپ ﷺ کے پاس غار میں فرشتہ حاضر ہوا اور کہا پڑھئے آپ نے جواب دیا میں پڑھنے والا نہیں ہوں۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں پھر اس فرشتے نے مجھے پکڑا مجھے سینے سے لگا کر خوب بھینچا یہاں تک کہ مجھے اس کے زور سے بھینچنے کی وجہ سے تکلیف ہوئی اس نے پھر مجھے چھوڑ دیا اور دوبارہ کہا کہ پڑھئے میں نے کہا میں پڑھنے والا نہیں ہوں اس نے پھر مجھے پکڑ کر سینے سے لگا کر خوب بھینچا یہاں تک کہ اس کے زور سے بھینچنے کی وجہ سے مجھے تکلیف ہوئی پھر اس نے مجھے چھوڑ دیا اور سہ بارہ کہا پڑھئے میں نے پھر کہا میں پڑھنے والا نہیں ہوں پھر اس نے مجھے تیسری بار خوب بھینچا پھر مجھے چھوڑ دیا اور کہا:

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَۚ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍۚ اِقْرَاْ وَ رَبُّكَ الْاَكْرَمُۙ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِۙ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْؕ (العلق:5-1)۔ ”آپ پڑھئے اپنے رب کے نام کے ساتھ جس نے (سب کو) پیدا فرمایا۔ پیدا کیا انسان کو جمے ہوئے خون سے پڑھئے آپ کا رب بڑا کریم ہے جس نے علم سکھایا قلم کے واسطہ سے اسی نے سکھایا انسان کو جو وہ نہیں جانتا تھا۔“

پس ان آیات کو سن کر اور دل میں محفوظ کر کے حضور اکرم ﷺ واپس گھر میں تشریف لائے حضور ﷺ کا قلب اطہر کانپ رہا تھا آپ ﷺ ام المؤمنین خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس آئے اور فرمایا مجھے چادر اوڑھاؤ۔ مجھے چادر اوڑھاؤ پس انہوں نے حضور ﷺ پر چادر ڈال دی۔ یہاں تک کہ وہ ہراس دور ہو گیا۔ حضور ﷺ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو سارا واقعہ سنایا اور فرمایا مجھے اپنے بارے میں ڈر لگ رہا ہے آپ نے عرض کی ہر گز نہیں خدا کی قسم! اللہ تعالیٰ کبھی آپ کو بے آبرو نہیں کرے گا۔ آپ ﷺ قریبی رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کرتے ہیں کمزوروں اور ناتوانوں کا بوجھ اٹھاتے ہیں جو مفلس نادار ہو اس کو اپنی نیک کمائی سے حصہ دیتے ہیں مہمان نوازی کرتے ہیں حق کی وجہ سے اگر کسی

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اپنے رب کے پیغام کو قبول فرما لیا جب آپ ﷺ واپس تشریف لا رہے تھے تو آپ ﷺ جس درخت یا پتھر کے پاس سے گزرتے وہ آپ کے حضور سلام پیش کرتا۔ آپ ﷺ خوشی خوشی اپنے اہل خانہ کے پاس تشریف لے آئے۔ آپ ﷺ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا میں جس ذات کے متعلق تجھے بتایا کرتا تھا کہ میں اسے خواب میں ملاحظہ کرتا ہوں وہ حضرت جبرائیل علیہ السلام ہیں۔ وہ آج میرے پاس اللہ تعالیٰ کا پیغام لے کر آئے ہیں آپ ﷺ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو پہلی وحی کی آیات سنائیں انہوں نے آپ کو تسلی آمیز الفاظ میں کہا'' آپ کو بشارت ہو اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ صرف بھلائی کا ارادہ فرمائے گا اللہ کی طرف سے آپ کے پاس جو پیغام آیا ہے اس کو قبول فرمائیے وہ سراپا حق ہے آپ ﷺ کو بشارت ہو آپ ﷺ اللہ کے سچے رسول ہیں۔''

پھر حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا عتبہ بن ربیعہ کے ایک غلام کے پاس تشریف لائیں وہ نینوا کا باشندہ تھا اور عیسائیت اختیار کر چکا تھا۔ اس کا نام عداس تھا حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اس کو مخاطب کر کے کہا اے عداس! میں تجھے اللہ کا واسطہ دے کر کہتی ہوں کہ مجھے جبرائیل کے بارے میں بتاؤ۔ اس نے کہا قدوس۔ قدوس ایسے شہر میں جہاں لوگ صنم پرست ہیں جبرائیل کا نام کیوں لیا جاتا ہے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جب دوبارا استفسار فرمایا تو اس نے کہا وہ اللہ تعالیٰ کا امین ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے انبیائے کرام کے مابین پیغام رساں ہے۔ وہ حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کا ساتھی ہے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا وہاں سے واپس تشریف لائیں اور ورقہ بن نوفل کے پاس تشریف لے گئیں انہیں تمام صورتحال سے آگاہ فرمایا۔ انہوں نے کہا آپ کے یہ زندگی بھر کے ساتھی اللہ تعالیٰ کے وہ مکرم و معظم نبی ہیں اہل کتاب جن کا انتظار کر رہے ہیں۔ آپ ﷺ کا اسم گرامی تورات اور انجیل میں مکتوب ہے پھر انہوں نے خدا کی قسم اٹھا کر کہا کہ اگر میں ان کے دعویٰ نبوت تک زندہ رہا تو میں ضرور ان کی اطاعت و فرمانبرداری کروں گا اور ان کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آؤں گا لیکن ورقہ کا جلد ہی انتقال ہو گیا۔

امام بیہقی اور ابو نعیم رحمہما اللہ تعالیٰ نے حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ایک اور سند سے بھی یہی واقعہ روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ مکہ مکرمہ میں ہی تشریف فرما تھے کوئی شخص آپ کے گھر کی چھت کے اوپر آیا اس نے آہستہ آہستہ چھت کو اکھیڑنا شروع کیا۔ جب تھوڑی سی چھت اکھڑ گئی تو اس نے چاندی کی ایک سیڑھی کو اندر داخل کیا۔ اس سیڑھی کے ذریعے دو شخص حضور ﷺ کے پاس آئے حضور ﷺ نے فرمایا میں نے چاہا کہ میں لوگوں کو مدد کے لئے آواز دوں لیکن مجھے کلام کرنے سے روک دیا گیا۔ ان میں سے ایک شخص میرے پہلو کے پاس بیٹھ گیا جبکہ دوسرا شخص بھی میرے قریب ہی تھا۔ ان میں سے ایک شخص نے میرے پہلو میں اپنا ہاتھ داخل کیا اور میری دو پسلیاں نکال لیں اس نے اپنا ہاتھ میرے پیٹ میں داخل کیا۔ میں نے اس کے ہاتھ کی ٹھنڈک اپنے پیٹ میں محسوس کی۔ اس نے میرا دل باہر نکالا اور اسے اپنے ہاتھ پر رکھ کر اپنے ساتھی سے کہا اس صالح اور نیک آدمی کا قلب مبارک کتنا عمدہ اور نفیس ہے پھر اس نے دل کو اپنی جگہ پر رکھا۔ پسلیوں کو اپنی جگہ پر رکھ کر ملا دیا وہ دونوں اس سیڑھی پر چڑھ کر اوپر چلے گئے اس کے بعد انہوں نے اس سیڑھی کو بھی اوپر اٹھایا جب میں سو کر بیدار ہوا تو چھت

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کہتے ہیں کہ میں نے حضور اکرم ﷺ کو فترۃ الوحی کے متعلق فرماتے ہوئے سنا۔ آپ ﷺ نے فرمایا "دریں اثناء کہ میں چل رہا تھا کہ میں نے آسمان کی طرف سے آواز سنی میں نے اپنی نگاہیں اوپر اٹھا کر دیکھا تو اچانک مجھے وہ فرشتہ نظر آیا جو غار حراء میں میرے پاس آیا تھا وہ فرشتہ زمین و آسمان کے درمیان ایک کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس کی اس حالت کو دیکھ کر میں مرعوب سا ہو گیا پھر میں گھر لوٹ آیا میں نے کہا مجھے چادر اوڑھ دو مجھے چادر اوڑھ دو جب میں نے چادر اوڑھ لی تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیات مجھ پر نازل فرمائیں۔"

یٰۤاَیُّهَا الْمُدَّثِّرُۙ۝ قُمْ فَاَنْذِرْ۝ وَ رَبَّكَ فَكَبِّرْ۝ وَ ثِیَابَكَ فَطَهِّرْ۝ وَ الرُّجْزَ فَاهْجُرْ۝ (مدثر:5-1) "اے چادر لپیٹنے والے! اٹھئے اور لوگوں کو ڈرایئے اور اپنے پروردگار کی بڑائی بیان کیجئے اپنے لباس کو پاک رکھئے اور بتوں سے (حسب سابق) دور رہئے۔"

اس کے بعد وحی کا لگاتار نزول شروع ہوا۔

امام احمد اور یعقوب بن سفیان رحمہما اللہ تعالیٰ نے اپنی تاریخ کی کتب میں اور ابن سعد اور امام بیہقی نے شعبی رحمہم اللہ تعالیٰ سے روایت کیا ہے کہ جب حضور ﷺ کی عمر مبارک چالیس سال ہوئی تو آپ پر وحی نازل ہوئی۔ تین سال تک حضرت اسرافیل علیہ السلام آپ ﷺ کی خدمت پر مامور رہے وہ آپ ﷺ کو کلمہ اور دیگر اشیاء سکھاتے رہے لیکن ابھی تک آپ ﷺ پر قرآن کا نزول شروع نہیں ہوا تھا۔ جب تین سال گزر گئے تو حضرت جبرائیل علیہ السلام اللہ کا پیغام لے کر آئے پھر وہ مسلسل بیس سال تک اللہ کا پیغام لے کر آتے رہے دس سال مکہ معظمہ میں قرآن نازل ہوتا رہا اور دس سال مدینہ طیبہ میں قرآن پاک کا نزول ہوتا رہا۔ امام بیہقی اور ابو نعیم رحمہما اللہ تعالیٰ نے موسیٰ بن عقبہ کی سند سے ابن شہاب رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے انہوں نے کہا کہ ہم تک یہ روایت پہنچی ہے کہ سب سے پہلے حضور ﷺ پر وحی کی ابتداء سچے خوابوں سے ہوئی جب آپ ﷺ پر یہ گراں گزرا تو آپ نے اس کا ذکر حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کیا۔ انہوں نے کہا آپ کو بشارت ہو اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کے ساتھ بھلائی کا ہی ارادہ فرمائے گا۔ پھر آپ ﷺ غار حراء میں تشریف لے گئے جب آپ ﷺ واپس آئے تو آپ ﷺ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا کہ میں نے دیکھا کہ میرے پیٹ کو شق کیا گیا پھر اسے پاک صاف کیا گیا اور خوب دھویا گیا پھر اسے پہلی کیفیت پر سی دیا گیا تمام واقعات سن کر حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا آپ کو بشارت ہو۔ آپ ﷺ کے ساتھ اللہ کی طرف سے بھلائی ہو رہی ہے۔ پھر جب سرور کائنات ﷺ مکہ مکرمہ کی ایک بلند چوٹی پر تشریف فرما تھے تو حضرت جبرائیل علیہ السلام آپ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور آپ ﷺ کو ایک پروقار اور تعجب خیز جگہ پر بٹھایا حضور ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے مجھے ایک قالین نما چیز پر بٹھایا جس پر ہر سمت یاقوت اور موتی بکھرے ہوئے تھے۔ انہوں نے آپ ﷺ کو نبوت و رسالت کی بشارت دی حتیٰ کہ آپ کا قلب اطہر مطمئن ہو گیا پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آپ کی بارگاہ میں عرض کی کہ آپ پڑھئے آپ ﷺ نے فرمایا میں کیسے پڑھوں انہوں نے عرض کی: اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَۚ۝ (العلق:1) حضور مکرم ﷺ نے

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

علیک وسلم آپ اللہ کے رسول ہیں۔ میں نے اپنے ارادے کو ترک کر دیا میں وہاں ہی رک گیا میں نہ آگے جا سکتا تھا اور نہ ہی پیچھے ہٹ سکتا تھا اور نہ ہی میں نے اپنے چہرے کو آسمان کے کنارے سے پھیرا بلکہ میں حضرت جبرائیل علیہ السلام کو لگاتار دیکھتا رہا حتیٰ کہ سورج غروب ہونے کے قریب ہو گیا۔ پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام وہاں سے چلے گئے اور میں بھی اپنے اہل خانہ کے پاس حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس آ کر بیٹھ گیا انہوں نے مجھ سے پوچھا آپ کہاں تھے؟ میں نے کہا میرا نفس شاعری اور جنون سے بہت بعید ہے انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ آپ کو شاعری اور جنون سے پناہ دے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو شاعری اور جنون میں مبتلا نہیں کرے گا کیونکہ وہ ذات جانتی ہے کہ آپ کتنے صادق اور امین ہیں آپ کا اخلاق کتنا عمدہ ہے اور آپ کتنی صلہ رحمی کرنے والے ہیں۔

میں نے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو تمام واقعہ سنایا انہوں نے کہا اے میرے چچا زاد! آپ کو بشارت ہو میں امید کرتی ہوں کہ آپ اس امت کے نبی ہوں گے۔ پھر حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ورقہ کے پاس چلی گئیں اور تمام واقعہ انہیں سنایا انہوں نے کہا کہ جو کچھ آپ کہہ رہی ہیں اگر وہ سچ ہے تو وہ اس امت کے نبی ہیں اور آپ ﷺ کے پاس وہی ناموس اکبر آیا ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا کرتا تھا۔

امام بیہقی نے ابن اسحاق رحمہما اللہ تعالیٰ کی سند سے حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غلام اسماعیل بن ابی الحکیم سے روایت کیا ہے وہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور ﷺ سے عرض کی اے میرے چچا زاد! اب جب بھی آپ کے پاس وہ فرشتہ آئے تو مجھے آگاہ فرما دینا۔ جب حضور مکرم ﷺ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس تشریف فرما تھے تو حضرت جبرائیل امین آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ ﷺ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو مخاطب کر کے کہا اے خدیجہ! حضرت جبرائیل آگئے ہیں۔ انہوں نے آپ ﷺ سے عرض کی کہ کیا آپ انہیں ملاحظہ فرما رہے ہیں حضور ﷺ نے فرمایا ہاں میں انہیں دیکھ رہا ہوں۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی آپ ﷺ میری دائیں ران پر تشریف لے آئیں حضور ﷺ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی دائیں ران پر تشریف لے آئے۔ انہوں نے آپ ﷺ سے پوچھا کہ کیا اب بھی آپ حضرت جبرائیل علیہ السلام کو دیکھ رہے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا ہاں اب بھی میں انہیں دیکھ رہا ہوں حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور ﷺ سے گزارش کی کہ اب آپ ﷺ میری آغوش میں تشریف رکھئے حضور ﷺ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی گود میں آگئے انہوں نے عرض کی کہ کیا اب بھی آپ حضرت جبرائیل علیہ السلام کو ملاحظہ فرما رہے ہیں آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہاں اب بھی میں انہیں دیکھ رہا ہوں پھر حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنی اوڑھنی مبارک اپنے سر سے ہٹا کر نیچے پھینک دی جبکہ حضور ﷺ ان کی آغوش میں تشریف فرما تھے۔ انہوں نے آپ سے عرض کی کہ کیا اب بھی آپ ﷺ حضرت جبرائیل علیہ السلام کو دیکھ رہے ہیں حضور ﷺ نے فرمایا نہیں اب میں انہیں ملاحظہ نہیں کر رہا۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی اے میرے چچا زاد! آپ کے پاس آنے والا شیطان نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کا فرشتہ ہے آپ کو

https://t.me/Tehqiqat

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اپنی پہلی کیفیت پر تھی۔ آپ ﷺ نے یہ واقعہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو سنایا انہوں نے عرض کی اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرمایا ہے پھر آپ ﷺ گھر سے باہر تشریف لے گئے جب واپس تشریف لائے تو حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بتایا کہ آپ ﷺ کے بطن مبارک کو چاک کیا گیا پھر اس کو دھو کر خوب پاک اور صاف کیا گیا۔ پھر اسی طرح تمام واقعہ بیان کیا جس طرح پہلی روایت میں گزر چکا ہے۔

البتہ اس روایت میں کچھ اضافہ بھی ہے وہ یہ ہے کہ حضرت جبرائیل امین نے پانی کا ایک چشمہ جاری کیا اور وضو کیا جبکہ آقائے دو جہاں جبرائیل امین کو وضو کرتے ہوئے ملاحظہ فرما رہے تھے انہوں نے پہلے اپنے چہرے کو دھویا۔ پھر اپنے ہاتھوں کو کہنیوں تک دھویا اور اپنے سر کا مسح کیا پھر ٹخنوں تک اپنے پاؤں کو دھویا۔ پھر بیت اللہ کی طرف منہ کر کے دو سجدے کئے۔ حضور ﷺ نے بھی اسی طرح یہ افعال ادا کئے جس طرح آپ نے حضرت جبرائیل کو ادا کرتے ہوئے مشاہدہ کیا تھا۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ اس روایت میں جو شق صدر کا واقعہ بیان کیا گیا ہے ممکن ہے کہ یہ آپ ﷺ کے بچپن کا واقعہ ہو۔ یہ بھی ممکن ہے کہ اس کے بعد کسی اور موقعہ پر آپ کا بطن مبارک شق کیا گیا ہو۔ تیسری مرتبہ آپ ﷺ کا شق صدر اس وقت ہوا جب آپ ﷺ کو معراج کرائی گئی امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کی سند سے بعض اہل علم سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ ہر سال ایک ماہ کے لئے غار حراء میں تشریف لے جایا کرتے تھے اور وہاں جا کر عبادت الٰہی میں مصروف ہو جاتے تھے۔ وہ رمضان کا مبارک مہینہ تھا جب اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ پر اپنی پہلی وحی نازل کی رسول کریم ﷺ حسب معمول غار حراء میں تشریف لے گئے حتیٰ کہ وہ مبارک شب آ گئی جس شب کو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو نعمت رسالت سے نوازا اور آپ ﷺ کو اس عالم آب و خاک میں مبعوث فرما کر لوگوں پر رحم فرمایا اور حضرت جبرائیل امین آپ کے پاس اللہ کا پیغام لے کر حاضر ہوئے۔ حضور مکرم ﷺ نے فرمایا جب میں سویا ہوا تھا تو حضرت جبرائیل علیہ السلام میرے پاس آئے اور کہا پڑھئے میں نے کہا میں پڑھنے والا نہیں انہوں نے مجھے اس زور سے بھینچا کہ مجھے گمان ہوا کہ میرا وصال قریب آ گیا ہے پھر وہ مجھ سے علیحدہ ہوئے اور کہا پڑھئے میں نے کہا میں پڑھنے والا نہیں ہوں انہوں نے پھر مجھے اسی زور سے بھینچا پھر علیحدہ ہو کر کہا پڑھئے: اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ۚ (العلق: 1) انہوں نے اپنے کلام کو ختم کیا اور چلے گئے۔ میں نیند سے بیدار ہوا مجھے ایسے محسوس ہو رہا تھا کہ میرے دل پر ایک کتاب منقش ہو چکی ہے مجھے اللہ تعالیٰ کی تمام مخلوق میں سے شاعر اور مجنون سب سے زیادہ ناپسند تھے۔ میں انہیں دیکھنا بھی نہیں چاہتا تھا۔ پھر میں نے اپنے آپ سے کہا کہ میں نہ تو شاعر ہوں اور نہ ہی مجنون ہوں میں نے یہ بھی ارادہ کیا کہ میں کبھی بھی یہ واقعہ قریش کو نہیں بتاؤں گا۔ میں نے ارادہ کیا کہ میں بلند و بالا پہاڑ کی طرف جاؤں تا کہ اپنے آپ کو وہاں سے گرا کر سکون اور آرام حاصل کروں۔ جب میں نے یہ ارادہ کیا ہی تھا تو میں نے آسمان کی طرف سے ایک آواز کو سنا کوئی ندا کرنے والا کہہ رہا تھا اے محمد مصطفیٰ! صلی اللہ علیک وسلم آپ اللہ کے رسول ہیں اور میں جبرائیل ہوں میں نے اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا تو وہاں حضرت جبرائیل کو ایک حسین و جمیل آدمی کی شکل میں دیکھا۔ انہوں نے آسمان کے افق پر اپنے قدموں کو رکھا ہوا تھا اور وہ یہ کہہ رہے تھے اے محمد عربی! صلی اللہ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تعالیٰ عنہا نے ورقہ کے پاس جا کر حضرت جبرائیل علیہ السلام کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے کہا سُبُّوحٌ سُبُّوحٌ ایسے مقام پر جہاں لوگ بتوں کی پوجا کرتے ہیں حضرت جبرائیل علیہ السلام کا نام کیوں لیا جاتا ہے۔ حضرت جبرائیل اللہ تعالیٰ کے اور اس کے تمام انبیاء کے مابین امین ہیں۔ ورقہ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہا آپ اسی جگہ پر جائیں جہاں حضور ﷺ نے انہیں دیکھا ہے اب اگر آقائے دو جہاں ﷺ حضرت جبرائیل علیہ السلام کو دیکھیں تو آپ اپنے سر سے اوڑھنی اتار دیں اگر وہ اللہ کی طرف سے وحی لے کر آئے ہوں گے تو اس کے بعد حضور ﷺ انہیں نہیں دیکھ سکیں گے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں میں نے ایسے ہی کیا جب میں نے اپنے سر سے چادر اتاری تو حضرت جبرائیل علیہ السلام فوراً غائب ہو گئے۔ حضور ﷺ نے انہیں ملاحظہ نہ فرمایا میں نے اس واقعہ کی خبر ورقہ کو دی تو انہوں نے کہا کہ حضور ﷺ کے پاس ناموس اکبر آتے ہیں۔

طیالسی، حارث بن ابو اسامہ اور ابو نعیم رحمہم اللہ تعالیٰ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے غار حراء میں ایک ماہ اعتکاف بیٹھنے کی نذر مانی۔ اس وقت رمضان المبارک کا مہینہ تھا ایک رات حضور ﷺ غار سے باہر تشریف لائے تو آپ ﷺ نے یہ آواز سنی اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں نے گمان کیا کہ کوئی جن میرے پاس آیا ہے میں نے دوڑنا شروع کر دیا حتیٰ کہ میں حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس پہنچ گیا انہوں نے کہا آپ کو کیا ہوا ہے؟ میں نے تمام واقعہ انہیں سنایا۔ انہوں نے کہا آپ کو بشارت ہو سلام سراپا بھلائی ہے پھر ایک مرتبہ میں اپنے گھر سے نکلا۔ تو میں نے اچانک حضرت جبرائیل علیہ السلام کو سورج کے اوپر دیکھا ان کا ایک پر مشرق میں تھا جبکہ دوسرا پر مغرب میں تھا میں ان کے سامنے گیا پھر ان سے ڈر کر بھاگا وہ فوراً میرے اور دروازے کے درمیان آ گئے انہوں نے میرے ساتھ گفتگو کی حتیٰ کہ مجھے ان کی ساتھ الفت پیدا ہو گئی انہوں نے مجھ سے دوبارہ آنے کا وعدہ کیا میں وقت مقررہ پر وہاں گیا لیکن حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آنے میں دیر کر دی میں واپس آنا چاہتا تھا کہ میں نے اچانک حضرت جبرائیل اور میکائیل کو دیکھا انہوں نے افق کو گھیر لیا تھا حضرت جبرائیل نیچے اتر آئے جبکہ حضرت میکائیل زمین و آسمان کے درمیان ہی رہے حضرت جبرائیل نے مجھے پکڑا اور گدی کے بل زمین پر لٹایا انہوں نے میرے دل مبارک کو چیرا پھر اس میں سے اللہ نے جو کچھ چاہا نکال لیا پھر دل کو زمزم کے پانی کے ساتھ ایک سونے کے طشت میں دھویا پھر اسے اپنی جگہ پر رکھ کر سی دیا پھر انہوں نے مجھے الٹا کیا جس طرح کہ برتن کو الٹا کیا جاتا ہے۔ میری پشت پر انہوں نے مہر لگائی اس مہر کو میں نے اپنے دل میں محسوس کیا پھر انہوں نے مجھے اتنے زور سے بھینچا کہ قریب تھا کہ میں رو پڑتا۔ پھر جبرائیل علیہ السلام نے کہا۔ آپ پڑھیے میں نے نہ تو کبھی کوئی کتاب پڑھی تھی اور نہ ہی کتاب کو پڑھ سکتا تھا انہوں نے دوبارہ کہا پڑھیے میں نے کہا میں پڑھنے والا نہیں ہوں پھر انہوں نے سہ بارہ کہا: اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ۚ (العلق: 1)

پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے میرا ایک آدمی کے ساتھ وزن کیا میں وزن میں زیادہ تھا پھر دو آدمیوں کے ساتھ میرا وزن کیا گیا پھر بھی میں ہی بھاری تھا حتیٰ کہ سو آدمیوں کے ساتھ میرا وزن کیا گیا پھر بھی میرا ہی وزن زیادہ تھا۔ حضرت

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بشارت ہو آپ اللہ کے رسول ہیں۔ پھر حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ ﷺ پر ایمان لے آئیں اور یہ گواہی دی کہ جو کچھ آپ ﷺ پر نازل ہوا ہے وہ حق ہے۔ الطبر انی رحمۃ اللہ علیہ نے اوسط میں ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بھی یہی روایت کیا ہے۔

امام بیہقی اور ابونعیم رحمہما اللہ تعالیٰ نے ابومیسرہ عمرو بن شرحبیل سے روایت کیا ہے کہ حضور مکرم ﷺ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا کہ میں جب اکیلا ہوتا ہوں تو ایک عجیب آواز سنتا ہوں اللہ کی قسم! مجھے اپنے بارے میں ڈر لگ رہا ہے۔ یہ سن کر حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی معاذ اللہ! اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کے ساتھ صرف بھلائی کا ہی ارادہ فرمائے گا۔ اللہ کی قسم! آپ ﷺ امانت کو ادا فرماتے ہیں، صلہ رحمی کرتے ہیں اور ہمیشہ سچ بولتے ہیں۔ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے تو حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے تمام واقعہ انہیں سنایا اور انہیں کہا کہ آپ محمد عربی ﷺ کو ورقہ بن نوفل کے پاس لے جائیں۔ حضور ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ورقہ کے پاس تشریف لے گئے حضور ﷺ نے فرمایا جب میں تنہا ہوتا ہوں تو میں اپنے پیچھے سے آواز سنتا ہوں کوئی مجھے مخاطب کر کے یوں آواز دیتا ہے اے محمد اے محمد! صلی اللہ علیک وسلم۔ یہ صدا سن کر میں دوڑتا ہوا واپس آ جاتا ہوں ورقہ بن نوفل نے کہا کہ اگر اب آپ کو ایسی صدا آئے تو آپ اپنی جگہ پر رک جائیں اور سماعت فرمائیں کہ صدا لگانے والا کہتا کیا ہے؟ پھر میرے پاس واپس تشریف لائیں اور مجھے بتائیں کہ اس نے آپ ﷺ کو کیا کہا؟ پھر جب حضور مکرم ﷺ تنہا ہوئے تو پھر وہی صدا آئی: یَا مُحَمَّدُ یَا مُحَمَّدُ (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ وَسَلَّمَ) اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔ اس نے کہا آپ ﷺ پڑھئے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ حتیٰ کہ اس نے آپ ﷺ کو پوری سورۃ فاتحہ پڑھائی پھر کہا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔

حضور نبی کریم ﷺ ورقہ بن نوفل کے پاس تشریف لائے اور ان کو تمام صورت حال بتائی۔ تمام واقعہ سن کر ورقہ بن نوفل نے کہا آپ کو بشارت ہو۔ آپ کو بشارت ہو میں یہ گواہی دیتا ہوں کہ آپ ہی وہ نبی مکرم ﷺ ہیں جن کی بشارت حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دی تھی آپ کے پاس بھی وہی ناموس اکبر آتا ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر آیا کرتا تھا۔ آپ ﷺ اللہ کے نبی ہیں عنقریب آپ ﷺ کو جہاد کا حکم دیا جائے گا۔ اگر میں نے آپ ﷺ کے زمانہ اقدس کو پالیا تو آپ ﷺ کے ساتھ جہاد میں بھرپور شرکت کروں گا جب ورقہ بن نوفل کا انتقال ہو گیا تو حضور ﷺ نے فرمایا میں نے اس ورقہ بن نوفل کو جنت میں دیکھا انہوں نے ریشم کا لباس پہنا ہوا تھا کیونکہ وہ مجھ پر ایمان لائے تھے اور انہوں نے میری تصدیق کی تھی۔

امام بیہقی اور ابونعیم رحمہما اللہ تعالیٰ نے ایک اور سند سے حضرت ابومیسرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب حضور ﷺ اکیلے ہوتے تو آپ ﷺ ایک صدا لگانے والے کی آواز سنتے وہ اس طرح صدا لگاتا تھا یَا مُحَمَّدُ یَا مُحَمَّدُ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ وَسَلَّمَ جب بھی آپ ﷺ ایسی ندا سنتے تو آپ ﷺ بھاگ آتے۔ آپ ﷺ نے یہ بات حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بتائی وہ زمانہ جاہلیت میں حضور اکرم ﷺ کے گہرے دوست تھے۔

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا ہے وہ فرماتی ہیں کہ جب حضرت خدیجہ رضی اللہ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ﷺ جلدی جلدی حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس تشریف لائے اور تمام واقعہ انہیں سنایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے خدیجہ! اللہ کی قسم میں جتنا زیادہ ان بتوں کو اور کاہنوں کو ناپسند کرتا ہوں اتنا زیادہ کسی اور شی کو ناپسند نہیں کرتا مجھے ڈر ہے کہ میں کہیں کاہن ہی نہ بن جاؤں۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی ہرگز نہیں آپ ایسا گمان بھی نہ کریں۔ اللہ تعالیٰ کبھی بھی آپ کو کاہن نہیں بنائے گا۔ بے شک آپ صلہ رحمی فرماتے ہیں، سچ بولتے ہیں، امانت کو ادا کرتے ہیں اور آپ اخلاق کریمانہ کے مالک ہیں۔ پھر حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ورقہ بن نوفل کے پاس تشریف لے گئیں یہ پہلی بار تھی جب آپ ان کے پاس تشریف لے گئیں انہوں نے ورقہ کو وہ تمام واقعہ سنایا جو حضور ﷺ نے آپ کو بتایا تھا۔ تمام واقعہ سن کر ورقہ بن نوفل نے کہا اللہ کی قسم! وہ سچے ہیں یہ ان کی نبوت کی ابتداء ہے ان کے پاس ناموس اکبر تشریف لاتا ہے آپ محمد عربی ﷺ سے عرض کریں کہ وہ اپنے دل میں بھلائی ہی کی توقع رکھیں۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے کہ جب حضور ﷺ پر غار حراء میں پہلی وحی نازل ہوئی تو کچھ دن گزر گئے لیکن آپ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو نہ دیکھا جس کی وجہ سے آپ بہت زیادہ غمزدہ ہو گئے کبھی آپ غار حراء پر تشریف لے جاتے کبھی آپ دامن کوہ میں آجاتے۔ آپ ﷺ نے ارادہ فرمایا کہ آپ اپنے آپ کو کسی بلند و بالا چوٹی سے نیچے گرادیں۔ جب آپ ﷺ اس مقصد کے لئے پہاڑ کی چوٹی پر تشریف لے گئے تو آپ ﷺ نے آسمان کی طرف سے ایک آواز سماعت فرمائی آپ نے اپنے سر کو بلند کیا تو آپ نے حضرت جبرائیل کو زمین و آسمان کے درمیان جو ایک کرسی پر بیٹھے ہوئے دیکھا انہوں نے عرض کی اے محمد عربی! صلی اللہ علیک وسلم آپ! صلی اللہ علیک وسلم اللہ کے سچے رسول ہیں اور میں جبرائیل ہوں۔ اس کے بعد آپ گھر واپس تشریف لے آئے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی آنکھوں کو ٹھنڈا کیا۔ آپ ﷺ کے قلب مبارک کو قوت عطا فرمائی اور وحی کا سلسلہ لگاتار شروع ہوا۔

امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام میرے پاس حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شکل میں آتے ہیں۔ حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک حسین وجمیل صحابی تھے۔

حضور ﷺ کا حضرت جبرائیل علیہ السلام کو اصلی شکل میں دیکھنا

امام احمد، ابن ابی حاتم اور ابوشیخ رحمہم اللہ تعالیٰ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا ہے کہ حضور ﷺ نے دو مرتبہ حضرت جبرائیل علیہ السلام کو اپنی اصل شکل میں دیکھا ان کے چھ سو پر تھے انہوں نے پورے افق کو گھیر لیا تھا۔ ان کے پروں سے مختلف رنگ کے پھول، موتی اور یاقوت گر رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ ہی ان کے متعلق علم رکھنے والا ہے۔

حضرت امام بخاری اور حضرت امام مسلم رحمۃ اللہ علیہما نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے صرف دو مرتبہ حضرت جبرائیل علیہ السلام کو اس شکل میں دیکھا جس پر اللہ تعالیٰ نے انہیں تخلیق کیا

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

میکائیل نے کہا آپ ﷺ کی امت آپ کی اتباع کرے گی اللہ کی قسم! میں جس پتھر یا درخت کے پاس سے گزرتا وہ مجھے اس انداز سے سلام کرتا اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ۔

امام احمد، ابونعیم اور ابن سعد رحمہم اللہ تعالیٰ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہا میں ایک عجیب آواز سنتا ہوں اور ایک نور دیکھتا ہوں حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس بات کا ذکر ورقہ کے پاس کیا انہوں نے کہا یہ اسی ناموس کی طرح ہے جو حضرت موسیٰ علی السلام پر نازل ہوتا تھا۔ اگر آپ ﷺ میری زندگی میں ہی مبعوث ہوئے تو میں ضرور آپ کی تائید اور نصرت کروں گا اور ان کی اعانت کی بھرپور کوشش کروں گا۔

الطبرانی اور ابونعیم رحمہما اللہ تعالیٰ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے انہوں نے کہا کہ ورقہ نے حضور مکرم ﷺ سے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم آپ کے پاس حضرت جرائیل کے آنے کی کیفیت کیا ہے آپ ﷺ نے فرمایا حضرت جرائیل آسمان سے میرے پاس آتے ہیں ان کے دو پر ہوتے ہیں جو موتیوں سے بھرے ہوتے ہیں اور ان کے قدموں کے باطن کا رنگ سبز ہوتا ہے۔

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبداللہ بن شداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ورقہ بن نوفل نے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہا کیا آپ کے خاوند محترم ﷺ اپنے ساتھی حضرت جرائیل علیہ السلام کو سبز رنگ میں دیکھتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا ہاں ورقہ نے کہا آپ کے خاوند مکرم ﷺ اللہ کے نبی ہیں۔ عنقریب انہیں اپنی قوم کی طرف سے مصائب کا سامنا کرنا پڑے گا عمر بن شیبہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''المصاحف'' میں امام زہری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ غار حرا میں تشریف فرما تھے جب ایک فرشتہ ریشم کا ایک کپڑا لے کر آپ ﷺ کے پاس حاضر ہوا اس کپڑے پر یہ آیات مبارکہ مرقوم تھیں: اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ۝ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۝ اِقْرَاْ وَ رَبُّكَ الْاَكْرَمُ ۝ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۝ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ ۝ (العلق:5-1) ''آپ پڑھیے اپنے رب کے نام کے ساتھ جس نے سب کو پیدا فرمایا۔ پیدا کیا انسان کو جمے ہوئے خون سے پڑھیے آپ کا رب بڑا کریم ہے۔ جس نے علم سکھایا قلم کے واسطہ سے اسی نے سکھایا انسان کو جو وہ نہیں جانتا تھا۔''

عمرو بن شیبہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب میں عبید بن عمیر سے روایت کیا ہے کہ حضرت جرائیل حضور ﷺ کے پاس ریشم کا ایک کپڑا لے کر آئے اور آپ ﷺ سے کہا پڑھیے آپ ﷺ نے فرمایا میں پڑھنے والا نہیں۔ انہوں نے کہا: اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ......

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ گھاٹیوں کے درمیان تھے جب آپ ﷺ نے ایک فرشتہ کو اس حالت میں دیکھا کہ وہ ایک ٹانگ کو دوسری ٹانگ پر چڑھائے آسمان کے افق میں بیٹھا ہوا تھا۔ وہ بلند آواز سے پکار رہا تھا اے محمد! صلی اللہ علیک وسلم میں جرائیل ہوں۔ حضور ﷺ یہ دیکھ کر مرعوب ہو گئے۔ آپ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے دیکھا کہ سرور کائنات ﷺ پر شدید سردی کے دن وحی کا نزول ہورہا تھا۔ جب نزول وحی کا سلسلہ منقطع ہوتا تو آپ ﷺ کی پیشانی مبارک پسینے سے شرابور ہوتی۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابوسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ مجھ تک یہ بات پہنچی ہے کہ حضور ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ مجھ پر وحی کا نزول دو طرح سے ہوتا ہے۔ بعض اوقات حضرت جبرائیل علیہ السلام میرے پاس آتے وہ یوں القاء کرتے ہیں جیسے ایک آدمی دوسرے کو کوئی بات بتاتا ہے اور کبھی وہ کسی چیز کے پردے میں وحی پہنچاتے مثلاً گھنٹی کی آواز آتی یہاں تک کہ وہ دل نشیں ہو جاتی۔

حضرت امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب تاجدار ختم نبوت ﷺ پر وحی نازل ہوتی تو آپ ﷺ کو بہت تکلیف ہوتی جس کی وجہ سے آپ ﷺ کے چہرۂ اقدس کا رنگ متغیر ہو جاتا۔

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت زید بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ جب آپ ﷺ پر نزول وحی کی کیفیت طاری ہوتی تو آپ ﷺ کو بہت تکلیف ہوتی آپ ﷺ کی طلعت زیبا سے پسینے کے قطرات اس طرح گرتے گویا کہ وہ درخشاں موتی ہیں۔ ہر دفعہ نزول وحی کے وقت بہت کیفیت ہوتی اگرچہ وحی کا نزول موسم سرما میں ہی ہوتا۔

الطبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں حضور ﷺ کے لئے وحی لکھنے کے فرائض سرانجام دیا کرتا تھا۔ جب آپ ﷺ پر وحی کا نزول ہوتا تو آپ ﷺ کو شدید تکلیف ہوتی اور آپ ﷺ کے پیشانی مبارک سے پسینے سے قطرات گوہر آبدار کی طرح گرتے۔ میں اس وحی مبارک کو لکھا کرتا تھا اور تاجدار نبوت ﷺ مجھے لکھواتے مجھے ایسے محسوس ہوتا کہ قرآن کے بوجھ کی وجہ سے میری ٹانگیں ٹوٹنے لگی ہیں اور اب میں ان کے ذریعے کبھی نہ چل سکوں گا۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب آقائے دو جہاں پر نزول وحی کی کیفیت طاری ہوتی تو صحابہ کرام اسے آپ ﷺ کی جلد مبارک کی کپکپاہٹ سے پہچان لیتے تھے۔

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ جب آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام پر وحی کا نزول ہوتا تو اس کی وجہ سے آپ ﷺ کے جسد اطہر اور چہرۂ مبارک کا رنگ متغیر ہو جاتا۔ آپ ﷺ کے صحابہ کرام خاموشی اختیار کر لیتے اور کوئی محو گفتگو نہ ہوتا۔

امام احمد، امام الطبرانی اور ابونعیم رحمہم اللہ تعالیٰ نے حضرت ابن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اکرم ﷺ سے عرض کی کہ یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم کیا آپ وحی کو محسوس فرماتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں میں اس وقت گھنٹیوں کی آواز سنتا ہوں۔ جب بھی مجھ پر وحی کا نزول ہوتا ہے مجھے ایسے محسوس ہوتا ہے کہ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہے۔آپ ﷺ نے انہیں آسمان سے نیچے آتے ہوئے دیکھا وہ اتنے بڑے تھے کہ انہوں نے افق کو گھیر لیا تھا۔امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کی روایت کے مطابق حضرت جبرائیل علیہ السلام نے سندس کے کپڑے پہنے ہوئے تھے جن سے موتی اور یاقوت گر رہے تھے۔

ابوشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے فرمایا میں آپ کو اصلی شکل میں دیکھنا چاہتا ہوں انہوں نے اپنے پروں میں سے ایک پر کو پھیلایا جس نے آسمان کے افق کو گھیر لیا حتیٰ کہ آسمان سے کوئی بھی چیز نظر نہیں آتی تھی۔

ابوشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے انہوں نے کہا ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا میں نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو دیکھا ان کے چھ سو پر تھے تمام پر موتیوں کے بنے ہوئے تھے۔جن کو انہوں نے کتابوں کے اوراق کی طرح پھیلا دیا۔

ابوشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا میں نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو سبز رنگ کے حلہ میں دیکھا۔انہوں نے تمام افق کو گھیر لیا تھا۔ابوشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت شریح بن عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب حضور ﷺ آسمانوں پر تشریف لے گئے تو آپ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو اصلی شکل میں دیکھا ان کے پر ہیروں،موتیوں اور یاقوت سے آراستہ و پیراستہ تھے آپ ﷺ نے فرمایا مجھے ایسے محسوس ہوا کہ وہ میری نگاہوں کے سامنے ہیں انہوں نے پورے افق کو گھیر لیا تھا۔اس سے قبل میں انہیں مختلف اشکال میں دیکھا کرتا تھا۔میں اکثر انہیں حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شکل میں دیکھتا تھا اور کبھی میں انہیں اس طرح دیکھتا تھا جس طرح ایک آدمی اپنے ساتھی کو باریک پردے کے پیچھے سے دیکھتا ہے۔

نزول وحی کی کیفیت

امام احمد،ترمذی،نسائی،حاکم،بیہقی اور ابونعیم رحمہم اللہ تعالیٰ نے عمدہ سند کے ساتھ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب آقائے دوجہاں ﷺ پر نزول وحی کی کیفیت طاری ہوئی تو اس وقت شہد کی مکھی کی آواز کی طرح بھنبھناہٹ سنائی دیتی ایک روایت کے مطابق آپ ﷺ کے چہرے کے پاس شہد کی مکھی کی سی بھنبھناہٹ سنائی دیتی۔

حضرت امام بخاری اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہما نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حارث بن ہشام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور ﷺ سے سوال کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم آپ پر وحی کیسے نازل ہوتی ہے۔آپ ﷺ نے فرمایا کبھی کبھی نزول وحی کے وقت گھنٹی کی آواز سنائی دیتی ہے وحی کا یہ انداز مجھ پر بہت مشکل ہوتا ہے۔جب یہ کیفیت ختم ہوتی تو جو کچھ نازل ہوتا ہے مجھے یاد ہو چکا ہوتا ہے اور کبھی فرشتہ میرے پاس کسی انسانی شکل میں آتا وہ جو کچھ مجھ سے کلام کرتا میں اسے یاد کر لیتا ہوں۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

روایت کیا ہے کہ جب حضور اکرم ﷺ پر وحی نازل ہوتی تو آپ پر اس طرح غلبہ ہو جاتا تھا جس طرح انسان نشہ کی حالت میں ہوتا ہے۔

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب حضور اکرم ﷺ پر وحی مبارک نازل ہوتی تو ہم میں سے کوئی بھی آپ کی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھنے کی طاقت نہیں رکھتا تھا حتیٰ کہ وحی کا نزول ختم ہو جاتا۔

امام احمد اور ابن سعد رحمہما اللہ تعالیٰ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کعبہ کے پیچھے تشریف فرما تھے۔ حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر ہوئے اور آداب بجا لائے۔ آپ ﷺ نے انہیں اپنے پاس بٹھالیا اور گفتگو کرنا شروع کی۔ اچانک حضور ﷺ نے آسمان کی طرف نگاہ مبارک اٹھائی پھر زمین کی طرف دیکھا اپنے دائیں پہلو پر ہو گئے اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے منہ پھیر لیا اور اس آدمی کی طرح ہو گئے جو تعلیم میں مصروف ہو اور سر مبارک سے اشارہ فرماتے رہے تھوڑی دیر کے بعد آپ ﷺ نے آسمان کی طرف دیکھا اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف توجہ فرمائی حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میں نے جیسا آج آپ کو دیکھا ہے ایسے پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا آپ ﷺ نے دریافت فرمایا تم نے کیسے دیکھا۔ میں نے تمام حالت بیان کردی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک قاصد پیغام لے کر آیا تھا۔ میں نے عرض کی وہ پیغام کیا تھا آنحضرت ﷺ نے فرمایا وہ پیغام یہ تھا: اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَ الْاِحْسَانِ وَ اِيْتَآئِ ذِی الْقُرْبٰى وَ يَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَ الْمُنْكَرِ وَ الْبَغْيِ ۚ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ۝ (النحل:90) ”بے شک اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے کہ ہر معاملہ میں انصاف کرو اور ہر ایک کے ساتھ بھلائی کرو اور اچھا سلوک کرو رشتہ داروں کے ساتھ اور منع فرماتا ہے بے حیائی سے اور برے کاموں سے اور سرکشی سے اللہ تعالیٰ نصیحت کرتا ہے تمہیں تاکہ تم نصیحت قبول کرو۔“

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب میں نے حضور ﷺ کا یہ حال دیکھا تو اسلام کی محبت میرے دل میں جاگزیں ہو گئی اور میرے دل پر حضور ﷺ کی محبت غالب آ گئی۔

غزوہ بدر میں ملائکہ کا حضور اکرم ﷺ کے ساتھ مل کر جہاد کرنا

امام مسلم اور امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہما نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ غزوۂ بدر کے دن ایک مسلمان ایک مشرک کو قتل کرنے کے لئے اس کے پیچھے بھاگا۔ اس وقت اس نے کوڑے چلنے کی آواز کو سنا اور ایک سوار کی آواز کو سنا وہ کہہ رہا تھا اَقْدِمْ يَا حَيْزُوْمُ جب اس مسلمان نے اس مشرک کی طرف دیکھا تو اس کا منہ پھٹ چکا تھا اور اس کی ناک ٹوٹ چکی تھی۔ وہ صحابی اس مشرک کی لاش کو اٹھا کر حضور ﷺ کے پاس لایا اور آپ ﷺ کو تمام واقعہ عرض کیا آپ ﷺ نے فرمایا وہ آسمان سوم کے ملائکہ میں سے تھا۔ اس دن ستر مشرکین کو مسلمانوں نے واصل جہنم کیا اور ستر کو قیدی بنایا۔

واقدی اور ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہما نے حضرت عبدالرحمن ابن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے غزوۂ بدر کے دن دو ایسے آدمیوں کو دیکھا جنہیں پہلے میں نہیں جانتا تھا۔ ان میں سے ایک حضور اکرم ﷺ کے

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اس کی وجہ سے میری روح عالم بالا کو پرواز کر جائے گی۔

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت علتان بن عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ جب آپ ﷺ پر وحی کا نزول ہوتا تو آپ ﷺ کی چشمان مبارک کھلی رہتیں۔ آپ ﷺ کی نظر مبارک گھومتی رہتی۔ آپ ﷺ کے کان مبارک اور قلب اطہر پیغام خداوندی کے حصول کے لئے تیار رہتے۔

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت یعلی بن امیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس وقت حضور ﷺ کو دیکھا جب آپ ﷺ پر نزول وحی کی کیفیت طاری تھی۔ آپ ﷺ کے جسد اطہر سے اس طرح آواز آرہی تھی جس طرح نیند میں خراٹوں کی آواز ہوتی ہے آپ ﷺ کی آنکھیں مبارک اور چہرہ سرخ ہو گیا تھا۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے ابن اروی الدوسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کو دیکھا آپ ﷺ اپنی اونٹنی پر سوار ہیں اور وحی نازل ہو رہی ہے۔ اونٹنی وحی کی وجہ سے بلبلا رہی ہے اور اس کے پاؤں پر ناقابل برداشت بوجھ ہے۔ مجھے ایسے محسوس ہوا کہ ابھی اس کی ٹانگیں ٹوٹ جائیں گی۔ کبھی وہ اونٹنی بیٹھ جاتی اور کبھی پاؤں کو زمین دھنساتے ہوئے کھڑی ہو جاتی اور اس اونٹنی کی یہی کیفیت رہی حتیٰ کہ حضور ﷺ پر وحی کا نزول ختم ہو گیا۔ آپ ﷺ کی طلعت زیبا سے پسینے کے قطرات ایسے ٹپک رہے تھے گویا کہ وہ موتی ہیں۔

امام احمد اور بیہقی رحمۃ اللہ علیہما نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا ہے کہ جب رسول کریم ﷺ پر وحی نازل ہوتی اس وقت اگر آپ ﷺ اونٹنی پر سوار ہوتے تو وہ وحی کے بوجھ کی وجہ سے اپنی گردن کو گھمانا شروع کر دیتی اور آپ ﷺ کی پیشانی مبارک پر پسینے کے قطرات آجاتے اگرچہ یہ وحی موسم سرما میں ہی نازل ہوتی۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا ہے وہ فرماتی ہیں کہ جب حضور ﷺ پر وحی نازل ہوتی تو آپ ﷺ کے سر مبارک سے خراٹوں کی طرح کی آواز آتی آپ ﷺ کے چہرۂ اقدس کا رنگ متغیر ہو جاتا آپ ﷺ کو اپنے دانتوں میں سردی کا احساس ہوتا آپ ﷺ کی پیشانی مبارک سے موتیوں کی طرح پسینے کے قطرات گرتے۔

الطبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا ہے وہ فرماتی ہیں کہ جب حضور ﷺ پر وحی کا نزول ہوتا تو ایسے محسوس ہوتا تھا کہ آپ ﷺ ابھی بے ہوش ہو جائیں گے۔ امام احمد، امام الطبرانی، امام بیہقی اور ابونعیم رحمۃ اللہ علیہم نے حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا ہے وہ فرماتی ہیں کہ میں حضور ﷺ کی اونٹنی کی زمام پکڑے ہوئے تھی کہ آپ ﷺ پر سورۃ المائدہ نازل ہونا شروع ہوئی۔ مجھے ایسے محسوس ہوا کہ ابھی اس سورۃ مبارکہ کے بوجھ کی وجہ سے اس اونٹنی کی ٹانگیں ٹوٹ جائیں گی۔ ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب حضور اکرم ﷺ پر وحی نازل ہوتی تو آپ ﷺ کے سر مبارک میں شدید درد ہوتا جس کی وجہ سے آپ ﷺ اپنے سر مبارک پر مہندی لگا لیا کرتے تھے۔ ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تشریف فرما تھے جب تیسری دفعہ ہوا چلی تو حضرت اسرافیل علیہ السلام ایک ہزار ملائکہ کو لے کر بارگاہ رسالت میں حاضر خدمت ہوئے حضرت اسرافیل علیہ السلام حضور ﷺ کے بائیں طرف تھے اور میں بھی آپ کے بائیں طرف قتال میں مصروف تھا۔

امام احمد، امام بزار، ابویعلی، حاکم اور امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ غزوۂ بدر کے دن مجھے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہاتف غیبی سنائی دی۔ ہم میں سے ہر ایک سے کہا گیا کہ تمہارے ساتھ حضرت جبرائیل علیہ السلام ہیں جبکہ دوسرے کے ساتھ حضرت میکائیل علیہ السلام مصروف قتال ہیں اور حضرت اسرافیل علیہ السلام ایک عظیم فرشتے ہیں وہ جس صف میں مصروف جہاد ہوں وہاں جہاد کرنا ناممکن ہوتا ہے۔

حاکم، امام البیہقی اور ابونعیم رحمۃ اللہ علیہم نے حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ غزوۂ بدر کے دن میں نے مشاہدہ کیا اگر کوئی مجاہد کسی مشرک کے سر کی طرف اپنی تلوار سے اشارہ کرتا تو اس کے وہاں تک پہنچنے سے پہلے اس کا سر کٹ کر تن سے جدا ہو جاتا۔

ابن اسحاق اور امام البیہقی رحمۃ اللہ علیہما نے ابوواقد اللیثی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ غزوۂ بدر کے دن میں ایک مشرک کو قتل کرنے کے لئے اس کا تعاقب کر رہا تھا لیکن میرے وہاں تک پہنچنے سے پہلے ہی اس کا سر کٹ کر زمین پر گر چکا تھا میں نے سمجھ لیا کہ اس کو میرے علاوہ کسی اور نے واصل جہنم کیا ہے۔

ابونعیم نے ابودارہ رحمۃ اللہ علیہما سے روایت کیا ہے انہوں نے کہا کہ مجھے بنوسعد بن بکر کے ایک آدمی نے بیان کیا ہے اس نے کہا کہ غزوۂ بدر کے دن میں بھی ان لوگوں میں سے تھا جو شکست خوردہ تھے میں نے اپنے جیسا ایک اور شخص دیکھا میں نے دل میں سوچا کہ مجھے اس کے پاس جا کر اظہار ہمدردی کرنا چاہئے۔ میں ایک گڑھے میں سے گزر کر اس کے پاس گیا جب میں اس کے قریب ہوا تو اس کا سر کٹ کر فوراً نیچے گر پڑا۔ لیکن میں نے اس کے قریب اس کے کسی قاتل کو بھی نہ دیکھا۔

ابن سعد نے عکرمہ رحمۃ اللہ علیہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ غزوۂ بدر کے دن کیفیت یہ تھی کہ انسان کا سر کٹ کر گر جاتا تھا لیکن اسے معلوم نہیں ہوتا تھا کہ اس کا سر کس نے کاٹا ہے اسی طرح آدمی کا ہاتھ فوراً کٹ جاتا تھا لیکن اسے یہ بھی علم نہ ہوتا تھا کہ اس کے ہاتھ کو کس نے کاٹا ہے۔ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ربیع بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ لوگ یوم بدر کے ملائکہ کے مقتولوں کو جانتے تھے ان میں سے کچھ وہ لوگ تھے جنہیں انہوں نے ہلاک کیا تھا اور کئی مشرکین کے پوروں پر آگ کے نشانات تھے جنہوں نے بعد میں ان کے تمام جسم کو گھیر لیا اور وہ ہلاک ہو گئے۔

ابن اسحاق، امام بیہقی اور ابونعیم رحمۃ اللہ علیہم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ یوم بدر کے ملائکہ کی نشانی یہ تھی کہ انہوں نے سفید رنگ کے عمامے پہنے ہوئے تھے جبکہ غزوۂ حنین کے دن ان کے عمامے سرخ تھے ملائکہ نے جنگ بدر کے علاوہ کسی اور دن کسی کو بھی قتل نہیں کیا۔ جنگ بدر کے علاوہ دیگر جنگوں میں ملائکہ شریک ہو کر مسلمانوں کی اعانت کرتے تھے لیکن انہوں نے کسی کو بھی قتل نہیں کیا۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دائیں جانب تھا اور دوسرا بائیں جانب تھا وہ دونوں بڑے جوش وجذبہ کے ساتھ جہاد میں مصروف تھے۔ پھر میں نے تیسرے شخص کو دیکھا جو حضور ﷺ کے پیچھے جہاد میں مصروف تھا پھر میں نے چوتھے شخص کو دیکھا جو آپ ﷺ کے آگے مصروف قتال تھا۔

ابن اسحاق، ابن جریر، امام بیہقی اور ابونعیم رحمۃ اللہ علیہم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے وہ قبیلہ بنی غفار کے ایک آدمی سے روایت کرتے ہیں وہ کہتا ہے کہ میں اور میرا چچازاد بھائی میدان بدر میں موجود تھے۔ اس وقت ہم مشرک تھے ہم ایک پہاڑی پر چڑھے تاکہ دیکھیں کہ طرفین میں سے کون کامیاب وکامران ہوتا ہے تاکہ ہم مال غنیمت حاصل کرلیں۔ اسی دوران ایک بادل کا ٹکڑا آیا جب وہ اس پہاڑ کے قریب ہوا جس پر ہم کھڑے ہوکر جنگ کا منظر دیکھ رہے تھے تو اس بادل کے ٹکڑے کے اندر سے ہمیں گھوڑوں کی ہنہناہٹ اور لوہے کی کھڑکھڑاہٹ کی آواز سنائی دی۔ اس میں ہم نے ایک گھڑسوار کو سنا جو اپنے گھوڑے کو مخاطب کرکے کہہ رہا تھا اَقْدِمْ یَا حَیْزُوْمُ (اے حیزوم آگے بڑھو) یہ حیرت انگیز واقعہ دیکھ کر میرا ساتھی وہیں مرگیا میں بھی مرنے کے قریب ہی تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے مجھے زندگی عطا فرمادی۔

ابن اسحاق، ابن راہویہ، ابن جریر، امام بیہقی اور ابونعیم رحمۃ اللہ علیہم نے حضرت ابواسد الساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ نابینا ہوجانے کے بعد فرمایا کرتے تھے کہ اگر آج میں بھی بینا ہوکر تمہارے ساتھ میدان بدر میں جاؤں تو میں تمہیں بتاسکتا ہوں کہ ملائکہ کس گھاٹی سے اترے تھے اس میں کوئی شک وارتیاب نہیں ہے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے غزوۂ بدر کے دن ایک ہزار ملائکہ ایسے اتارے تھے جن پر نشان لگائے گئے تھے۔ حضور اکرم ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا اے ابوبکر آپ کو بشارت ہو۔ یہ حضرت جبرائیل امین ہیں جنہوں نے زرد رنگ کا عمامہ باندھا ہوا ہے وہ اپنے گھوڑے کی لگام کو پکڑے ہوئے زمین اور آسمان کے درمیان ہیں پھر جب ملائکہ زمین پر اترے تو وہ میری نگاہوں سے کچھ دیر کے لئے اوجھل ہوگئے پھر حضور اکرم ﷺ نے بلند آواز سے پکارا ''اللہ تعالیٰ کی مدد آن پہنچی ہے کیونکہ میں نے اس کے لئے بارگاہ ربوبیت میں عرض کی تھی۔''

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے غزوۂ بدر کے دن کہا یہ حضرت جبرائیل ہیں جنہوں نے جنگی ہتھیاروں کو اپنے جسم پر سجا رکھا ہے اور انہوں نے اپنے گھوڑے کی لگام کو تھاما ہوا ہے۔

ابویعلی، امام حاکم اور بیہقی رحمۃ اللہ علیہم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں بدر کے کنویں پر جھکا ہوا تھا کہ اتنی شدید آندھی آئی کہ اس سے قبل اتنی تیز آندھی کبھی نہیں آئی تھی۔ کچھ دیر بعد یہ تیز ہوا تھم گئی پھر اتنی تیز ہوا چلی جتنی کہ پہلے چلی تھی پھر کچھ دیر کے لئے سکون ہوا اس کے بعد پھر اتنی ہی شدید ہوا چلی۔ جب پہلی ہوا چلی تھی اس وقت حضرت جبرائیل علیہ السلام ایک ہزار ملائکہ لے کر بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے تھے جب دوسری شدید ہوا چلی تو اس وقت حضرت میکائیل علیہ السلام ایک ہزار ملائکہ لے کر حضور اکرم ﷺ کے دائیں طرف حاضر ہوئے وہاں حضرت ابوبکر

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

واقدی، حاکم اور امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہم نے حضرت حکیم بن حکم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ وادیٔ خلیص میں میں نے دیکھا کہ آسمان سے کوئی بارش کی طرح کی چیز نازل ہوئی ہے جس نے تمام افق کو ڈھانپ لیا ہے۔ وہ وادی ایسے لگ رہی تھی کہ گویا چیونٹیاں وہاں بہہ رہی ہیں میرے دل میں خیال پیدا ہوا کہ یہ کوئی آسمانی چیز ہے جس سے محمد عربی ﷺ کی اعانت کی گئی ہے۔ آج دشمن کے مقدر میں صرف شکست ہی ہے وہ نظر آنے والی چیز ملائکہ تھے۔

ابن راہویہ، امام بیہقی اور ابونعیم رحمۃ اللہ علیہم نے حسن سند کے ساتھ حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے کفار مکہ کی شکست سے قبل جبکہ لوگ باہم قتال میں مصروف تھے دیکھا کہ آسمان سے کالی چادر کی طرح کوئی چیز نیچے اتری ہے۔ حتیٰ کہ وہ زمین پر پہنچ گئی ہے میں نے اسے غور سے دیکھا تو مجھے ایسے محسوس ہوا کہ کوئی چیز کالی چیونٹیوں کی مانند زمین پر پھیل گئی ہے۔ جس نے تمام وادی کو گھیر لیا ہے مجھے اس میں کوئی شک نہ رہا کہ آسمان سے اترنے والے ملائکہ ہی تھے مجھے یہ بھی یقین ہو گیا کہ آج قریش مکہ کے مقدر میں شکست ہی ہے۔

امام بیہقی اور ابونعیم رحمۃ اللہ علیہما نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت کیا ہے کہ غزوۂ بدر کے دن ایک آدمی قیدی بن کر آیا اس کا قد بنی ہاشم کے آدمیوں سے چھوٹا تھا۔ ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ کے الفاظ یہ ہیں کہ اس کا قد حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے چھوٹا تھا اس شخص نے کہا اللہ کی قسم مجھے ان افراد میں سے کسی نے بھی قید نہیں کیا۔ مجھے اس آدمی نے اسیر بنایا ہے جو تمام لوگوں سے زیادہ حسین و جمیل تھا وہ ابلق گھوڑے پر سوار تھا حضور ﷺ نے یہ سن کر فرمایا وہ ایک کریم فرشتہ تھا۔

امام احمد، ابن سعد اور ابونعیم رحمۃ اللہ علیہم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابوالیسر کعب بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قیدی بنا لیا۔ حضرت ابوالیسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک دبلے پتلے انسان تھے جبکہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک جسیم آدمی تھے حضور اکرم ﷺ نے حضرت ابوالیسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا اے ابوالیسر! تم نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو کیسے گرفتار کر لیا۔ ابوالیسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گرفتار کرنے میں ایک ایسے شخص نے میری مدد کی جسے میں نہیں جانتا۔ اس کی صورت اور شکل اس طرح تھی۔ انہوں نے اس آدمی کا حلیہ بیان کیا تو حضور اکرم ﷺ نے فرمایا ان کو گرفتار کرنے میں ایک کریم فرشتے نے تمہاری مدد کی ہے۔ ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے محمود بن لبید سے روایت کیا ہے انہوں نے کہا کہ مجھے حضرت عبید بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان فرمایا ہے کہ غزوۂ بدر کے دن میں نے حضرت عقیل بن ابی طالب اور ایک اور شخص کو گرفتار کر لیا۔ جب ان دونوں کو رسول کریم ﷺ نے دیکھا تو فرمایا ''ان دونوں کو گرفتار کرنے میں ایک کریم فرشتے نے تیری اعانت کی ہے۔''

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے عطیہ بن قیس سے روایت کی ہے کہ جب سید ابرار ﷺ غزوۂ بدر میں مشرکین کے ساتھ جہاد کرنے سے فارغ ہوئے تو آپ ﷺ کی خدمت میں حضرت جبرائیل امین حاضر ہوئے وہ اپنے گھوڑے پر سوار تھے ان کے پاس ان کی زرہ اور نیزہ بھی موجود تھا انہوں نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ حکم دے کر

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

امام بیہقی اور ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہما نے حضرت سہیل بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے غزوۂ بدر کے دن ایسے آدمی دیکھے جن کی رنگت سفید تھی وہ ابلق گھوڑوں پر سوار تھے۔ وہ زمین اور آسمان کے درمیان تھے ان پر نشان لگائے گئے تھے وہ بعض مشرکین کو واصل جہنم کر رہے تھے اور بعض کو قیدی بنا رہے تھے۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت خویطب بن عبدالعزی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ میں غزوۂ بدر کے دن مشرکین کے ساتھ تھا میں نے ایک عبرت ناک اور حیرت انگیز چیز دیکھی وہ یہ تھی کہ زمین وآسمان کے مابین ملائکہ کچھ مشرکین کو تہ وتیغ کر رہے تھے اور بعض کو قیدی بنا رہے تھے۔

واقدی اور بیہقی رحمۃ اللہ علیہما نے خارجہ بن ابراہیم سے روایت کیا ہے وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول مکرم ﷺ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے کہا کہ غزوۂ بدر کے دن اپنے گھوڑے کو اَقْدِمْ یَا حَیْزُوْمُ کہنے والا کون تھا انہوں نے کہا میں تمام آسمان والوں کو نہیں جانتا۔

واقدی اور امام البیہقی رحمۃ اللہ علیہما نے حضرت صہیب رضی اللہ تعالیٰ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نہیں جانتا کہ غزوۂ بدر کے دن کتنے ہی ہاتھ کٹے ہوئے تھے اور کتنے ہی لوگوں کے پیٹوں میں نیزے لگے ہوئے تھے۔

واقدی اور امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہما نے حضرت ابو بردہ بن نیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ غزوۂ بدر کے دن میں نے حضور اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں تین سر پیش کئے میں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم دوسروں کو تو میں نے ان کے جسموں سے جدا کیا ہے لیکن تیسرے سر کو ایسے آدمی نے تن سے جدا کیا ہے جس کی رنگت سفید اور دراز قد تھا۔ میں نے یہ سر بھی آپ ﷺ کی بارگاہ میں پیش کر دیا ہے حضور ﷺ نے فرمایا اس کو فلاں فرشتے نے قتل کیا ہے۔

واقدی اور امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہما نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ فرشتے ان لوگوں کی صورت میں متشکل ہو جاتے جنہیں لوگ جانتے تھے اور انہیں ثابت قدم رہنے کی تلقین کرتے تھے اسی کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے: اِذْ یُوْحِیْ رَبُّكَ اِلَى الْمَلٰٓىٕكَةِ اَنِّیْ مَعَكُمْ فَثَبِّتُوا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا (انفال:12) ''یاد کرو جب وحی فرمائی آپ کے رب نے فرشتوں کی طرف کہ میں تمہارے ساتھ ہوں پس تم ثابت قدم رکھو ایمان والوں کو''۔

واقدی اور امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہما نے سائب بن ابی جیش رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ کہا کرتے تھے کہ اللہ کی قسم! کہ مجھے لوگوں میں سے کسی شخص نے قید نہیں کیا لوگوں نے پوچھا پھر آپ کو کس نے قیدی بنایا۔ انہوں نے کہا جب قریش شکست سے دوچار ہوئے میں بھی شکست خوردہ ہو کر ان کے ساتھ بھاگا لیکن مجھے ایسے آدمی نے پکڑ لیا جو طویل القامت تھا سفید گھوڑے پر سوار تھا وہ زمین وآسمان کے مابین تھا اس نے مجھے رسی سے باندھ دیا حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے۔ انہوں نے مجھے رسی سے باندھا ہوا دیکھا انہوں نے لشکر اسلام میں یہ صدا لگائی کہ اس قیدی کو کس نے باندھا ہے لیکن کسی نے بھی جواب نہ دیا۔ حتیٰ کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجھے بارگاہ رسالت میں لے گئے حضور اکرم ﷺ نے مجھ سے پوچھا کہ تجھے کس نے قیدی بنایا ہے۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ابلق گھوڑوں پر سوار تھے انہوں نے کسی بھی چیز کو باقی نہیں چھوڑا میں نے کمرہ کے پردہ کو اٹھا کر کہا اللہ کی قسم وہ ملائکہ تھے۔ ابولہب اپنی ٹانگوں کو گھسیٹتا ہوا کھڑا ہو گیا اللہ تعالیٰ نے اس کو ذلیل و رسوا کیا وہ ''عدسہ''(1) میں مبتلا کر دیا گیا۔ غزوۂ بدر کے ایک ہفتہ بعد وہ بھی جہنم کا ایندھن بن گیا۔ تین دن تک وہ اپنے گھر میں بے گور و کفن پڑا رہا حتیٰ کہ اس کا جسم متعفن اور بدبودار ہو گیا قریش عدسہ سے بھی اسی طرح اجتناب کرتے تھے جس طرح وہ طاعون سے کنارہ کش رہتے تھے حتیٰ کہ لوگوں نے ابولہب کے بیٹوں سے کہا ''تمہارے لئے بربادی ہو کیا تمہیں حیا نہیں آتی کہ تمہارے باپ کی لاش گھر میں ہی بدبودار ہو گئی ہے تم اسے دفن کرنا بھی گوارا نہیں کرتے۔ انہوں نے کہا ہم کو اس بیماری کے متعدی ہو جانے کا خطرہ ہے۔ لوگوں نے کہا تم اپنے باپ کو لے کر چلو ہم بھی اس کو دفن کرنے میں تمہاری مدد کرتے ہیں۔ اللہ کی قسم! لوگوں نے ابولہب کو غسل بھی نہیں دیا بلکہ دور سے ہی پانی پھینکا پھر اسے مکہ کی پہاڑی کی چوٹی پر لے جا کر گڑھے میں پھینک دیا گیا اور اس پر پتھر پھینک دیئے گئے۔''

غزوۂ احد میں ملائکہ کا حاضر ہونا

امام بخاری اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہما نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ غزوۂ احد کے دن میں نے دو فرشتوں کو دیکھا وہ حضور اکرم ﷺ کے دائیں اور بائیں بڑی خونریز لڑائی کر رہے تھے۔ ان دونوں نے سفید رنگ کا لباس زیب تن کیا ہوا تھا۔ وہ دونوں فرشتے حضرت جبرائیل اور حضرت میکائیل علیہما السلام تھے میں نے اس سے پہلے یا اس کے بعد ان دونوں کو نہیں دیکھا۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے کہ ملائکہ نے غزوۂ بدر کے علاوہ اور کسی غزوہ میں کسی شخص کو قتل نہیں کیا اس سے مراد یہ ہے کہ ملائکہ نے غزوۂ احد میں مسلمانوں کی طرف سے کفار کو واصل جہنم نہیں کیا کیونکہ انہوں نے اس دن حضور اکرم ﷺ کے حکم کو بجا لانے میں کوتاہی کی تھی اور آپ ﷺ کے حکم پر صبر کا اظہار نہیں کیا تھا۔ واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان: بَلٰۤی ۙ اِنۡ تَصۡبِرُوۡا وَ تَتَّقُوۡا (آل عمران:125) ''ہاں کافی ہے بشرطیکہ تم صبر کرو اور تقویٰ اختیار کرو۔'' کی تفسیر میں اپنے شیوخ سے نقل کیا ہے کہ مسلمانوں نے صبر کا مظاہرہ نہیں کیا تھا جس کی وجہ سے انہیں غم کا سامنا کرنا پڑا اور ان کی تائید نہ کی گئی۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے ساتھ وعدہ کیا تھا کہ اگر انہوں نے صبر اور تقویٰ کا اظہار کیا تو وہ ان کی پانچ ہزار ایسے ملائکہ سے تائید فرمائے گا جن پر نشان لگائے گئے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدہ کو پورا فرمایا لیکن جب انہوں نے آں حضرت ﷺ کے امر کی نافرمانی کی اور آپ کو اس جگہ چھوڑ دیا اور دنیا کے مال و اسباب کو پسند کیا تو اللہ تعالیٰ نے ملائکہ کی مدد مسلمانوں سے اٹھا لی۔

ابن سعد نے واقدی رحمۃ اللہ علیہما کی سند سے روایت کیا ہے وہ اپنے شیوخ سے بیان کرتے ہیں کہ جب مشرکین مکہ کو شکست ہوئی تو تیر اندازوں نے اپنی جگہ کو چھوڑ دیا۔ وہاں صرف چند صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہی باقی رہ گئے۔ مشرکین نے

1۔ طاعون کی طرح کی ایک بیماری۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بھیجا ہے کہ میں اس وقت تک آپ ﷺ سے جدا نہ ہوں جب وقت تک آپ ﷺ راضی نہ ہو جائیں کیا آپ راضی ہو گئے ہیں۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا ہاں میں راضی ہو گیا ہوں اس کے بعد حضرت جبرائیل علیہ السلام آسمانوں پر واپس چلے گئے۔

ابو یعلی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ غزوۂ بدر کے دن ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز ادا کر رہے تھے حضور ﷺ نے دوران نماز تبسم فرمایا نماز کے بعد ہم نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم ہم نے آج آپ کو دیکھا کہ آپ نماز میں مسکرا رہے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا میرے پاس سے حضرت میکائیل علیہ السلام گزرے ان کے پروں پر گرد و غبار کا اثر تھا وہ قریش مکہ کو تلاش کر کے واپس لوٹ رہے تھے وہ مجھے دیکھ کر مسکرائے میں نے بھی انہیں دیکھ کر فرحت وانبساط کا اظہار کیا۔

امام بیہقی اور ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہما نے حضرت عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سند سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابو جہل کو مقتولین کے درمیان دیکھا وہ لوہے میں غرق تھا اس نے اپنی تلوار اپنی رانوں پر رکھی ہوئی تھی۔ اس کے جسم پر ظاہراً کوئی زخم نظر نہیں آتا تھا نہ ہی وہ اپنے کسی اعضاء کو حرکت دے سکتا تھا وہ منہ کے بل گرا ہوا تھا زمین کی طرف دیکھ رہا تھا۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے سر پر تلوار کا وار کر کے اسے تن سے جدا کر دیا پھر اٹھا کر پھینک دیا۔ ابو جہل کے جسم پر کوئی زخم نہ تھا۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کی گردن میں بے حسی دیکھی یا اس کے ہاتھوں اور کندھوں پر کوڑے کے نشانات دیکھے۔ انہوں نے یہ تمام واقعات حضور اکرم ﷺ کو سنا دیئے تمام واقعات سن کر حضور ﷺ نے فرمایا وہ فرشتے کے مارنے کی وجہ سے نشانات پڑ گئے تھے۔

ابن اسحاق، امام بیہقی، ابن سعد، ابن جریر، حاکم اور ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت ابو رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد میں سے تھے ہم نے اسلام قبول کیا اور ہم ہی اس کے زیادہ مستحق تھے کہ ہم اسلام قبول کرتے میں حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا غلام تھا جب قریش مکہ مسلمانوں سے برسر پیکار ہونے کے لئے مکہ سے روانہ ہوئے اس دن سے ہی ہم مختلف خبروں کی توقع رکھتے تھے ہمارے پاس الجوسمان الخزاعی حضور اکرم ﷺ کی فتح کی خبر لے کر آئے جس کو سن کر ہم نے خوشی کا اظہار کیا اللہ کی قسم! میں اس وقت آب زمزم کے کنویں کے پاس بیٹھا ہوا تھا میرے پاس حضرت ام الفضل رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی تشریف فرما تھیں جب ابولہب، خبیث اپنی ٹانگوں کو کھینچتا ہوا ہمارے پاس آیا۔ وہ حجرہ کے پاس بیٹھ گیا۔ لوگوں نے اس سے کہا یہ ابوسفیان بن حرب ہے جو میدان بدر سے واپس آیا ہے لوگ اس کے ارد گرد جمع ہو گئے۔ ابولہب نے اس سے کہا میرے پاس آؤ وہ ابولہب کے پاس آ کر بیٹھ گیا۔ ابوسفیان نے کہا اللہ کی قسم! آج ہم نے ایک ایسی قوم سے جنگ کی ہے جس نے ہمارے ہاتھوں کو باندھ دیا تھا ہمارے نیزوں کو روک دیا تھا وہ جس طرح چاہتے تھے ہمیں قتل کرتے تھے۔ اللہ کی قسم! میں اپنی قوم کو اس شکست پر ملامت نہیں کرتا۔ اللہ کی قسم! آج ہم نے ایسے لوگوں سے جنگ کی ہے جو سفید رنگ کے تھے

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

آپ ﷺ سے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم کیا مصعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو قتل نہیں ہو گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں۔ ان کی جگہ ایک فرشتہ مقرر کیا گیا ہے اور اس کا نام بھی مصعب رکھا گیا ہے۔

واقدی اور ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہما نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں غزوۂ احد میں تیراندازی کر رہا تھا ایک ایسا حسین وجمیل آدمی میری اعانت کر رہا تھا جس سے میں نا آشنا تھا بعد میں مجھے گمان ہوا کہ وہ مدد کرنے والا یقیناً کوئی فرشتہ تھا۔

ابن اسحاق اور امام البیہقی رحمۃ اللہ علیہما نے عبداللہ بن عون رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب غزوۂ احد رونما ہوا اور حضور ﷺ تنہا رہ گئے تو حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اکرم ﷺ کے سامنے تیراندازی کر رہے تھے۔ ایک نوجوان آپ کو تیر چن چن کر پیش کر رہا تھا اور حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مخاطب کر کے کہتا اے ابو اسحٰق! تیر پھینکتے جاؤ۔ جب صحابہ کرام جہاد سے فارغ ہوئے تو انہوں نے اس نوجوان کی جستجو کی لیکن نہ ہی کوئی اس سے آشنا تھا اور نہ ہی اس کی جستجو کی جا سکی۔

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں مجھ سے عاصم بن عمر بن قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے روایت کی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ حنظلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ملائکہ غسل دے رہے ہیں۔ ان کے گھر والوں سے اس کے بارے میں جب پوچھا گیا تو ان کی زوجہ محترمہ نے فرمایا کہ جب جہاد کا اعلان کیا گیا تو حضرت حنظلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حالت جنابت میں تھے وہ اسی حالت میں جہاد پر روانہ ہو گئے یہ سن کر حضور ﷺ نے فرمایا اسی وجہ سے ملائکہ انہیں غسل دے رہے ہیں۔ ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے ہشام بن عروہ سے ان الفاظ میں یہ حدیث شریف روایت کی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں ملائکہ کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ انہیں زمین اور آسمان کے درمیان بادل کے پانی اور چاندی کے بڑے بڑے پیالوں کے ذریعے غسل دے رہے ہیں۔ ابو اسید الساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب ہم صورت حال کا جائزہ لینے کے لئے ان کی لاش کے پاس گئے تو ہم نے دیکھا کہ پانی کے قطرات اب بھی ان کے سر مبارک سے گر رہے ہیں۔ اسی روایت میں یہ بھی ہے کہ حضرت حنظلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زوجہ نے دیکھا کہ حضرت حنظلہ کے لئے آسمان پھٹ گیا اور آپ اس میں داخل ہو گئے پھر آسمان پہلے کی طرح مل گیا ہے یہ حضرت حنظلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف اشارہ تھا۔

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ غزوۂ خندق کے بعد جب حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال ہوا تو حضور ﷺ جلدی جلدی کاشانہ اقدس سے باہر تشریف لائے آپ ﷺ کے نعلین مبارک کا تسمہ ٹوٹ گیا لیکن اس کو درست کرنے کے لئے آپ ﷺ واپس نہ پلٹے۔ آپ ﷺ اس سرعت کے ساتھ تشریف لے جا رہے تھے کہ آپ کی رداء مبارک گر پڑی آپ ﷺ پر وہ چادر نہ رکھی جا سکی اور نہ آپ نے اس چادر کی کوئی پرواہ کی۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کی کہ آج تو آپ ﷺ ہم سے بہت زیادہ آگے آگے تشریف لے جا رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا مجھے اس بات کا خوف ہے کہ کہیں انہیں غسل دینے میں ملائکہ اسی طرح ہم سے سبقت نہ لے جائیں جس طرح انہوں نے حضرت حنظلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہم سے پہلے غسل دے دیا تھا۔ اس روایت

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ان پر حملہ کر کے انہیں شہید کر دیا مسلمانوں کی صفوں میں انتشار پیدا ہو گیا۔ انہیں مشکل حالات کا سامنا کرنا پڑا ہوا کا رخ تبدیل ہو گیا ابلیس لعین نے بلند آواز سے یہ صدا لگائی ''محمد عربی ﷺ شہید کر دیئے گئے ہیں۔'' مسلمانوں کے لشکر میں ہلچل مچ گئی۔ وہ آپس میں ہی ایک دوسرے کو قتل کرنے لگے۔ انہوں نے جلد بازی میں حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کر دیا۔ ایک فرشتے نے حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شکل میں متشکل ہو کر جھنڈے کو تھام لیا غزوۂ احد میں فرشتے حاضر تو ہوئے تھے لیکن انہوں نے قتال نہیں کیا تھا۔

الطبرانی، ابن مندہ اور ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہم نے محمود بن لبید کی سند سے حضرت حارث بن الصمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب حضور ﷺ غزوۂ احد کے دن گھاٹی میں تشریف فرما تھے تو آپ ﷺ نے مجھ سے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق سوال کیا میں نے عرض کی کہ میں نے انہیں پہاڑی کے پہلو میں دیکھا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ فرشتے اس کے ساتھ جہاد کر رہے ہیں حضرت حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا میں نے دیکھا کہ اس کے سامنے سات مقتول پڑے ہیں میں نے انہیں کہا کہ آپ نے کامیابی حاصل کر لی ہے۔ کیا ان تمام کو آپ ہی نے قتل کیا ہے۔ انہوں نے کہا ان دو کو تو میں نے قتل کیا ہے لیکن باقی پانچ کو ایسی مخلوق نے قتل کیا ہے جنہیں میں نہیں جانتا۔ میں نے کہا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مکرم ﷺ نے سچ فرمایا ہے۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے محمد بن شرحبیل العبدوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ غزوۂ احد کے دن حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلام کے جھنڈے کو اٹھا رکھا تھا جب ان کا دایاں ہاتھ کٹ گیا تو انہوں نے جھنڈے کو بائیں ہاتھ میں تھام لیا اور آپ کی زبان سے اس آیت مبارکہ کی تلاوت جاری تھی:

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ؕ (آل عمران:144) ''اور نہیں محمد مصطفیٰ مگر اللہ کے رسول گزر چکے ہیں آپ سے پہلے کئی رسول۔'' کچھ دیر کے بعد ان کا بایاں ہاتھ بھی کٹ گیا تو انہوں نے جھنڈے کو اپنے بازوؤں اور سینے کے ساتھ سہارا دیا اور مذکورہ بالا آیت کی تلاوت کی پھر آپ کو شہید کر دیا گیا تو جھنڈا نیچے گر پڑا۔ ابن شرحبیل فرماتے ہیں کہ اس وقت مذکورہ بالا آیت کریمہ نازل نہیں ہوئی تھی بلکہ اس کا نزول اس کے بعد ہوا۔

ابن سعد نے واقدی رحمۃ اللہ علیہما سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں ہمیں حضرت عبداللہ بن فضل بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے روایت کیا ہے کہ غزوۂ احد کے دن حضور ﷺ نے حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اسلام کا پرچم عطا فرمایا جب حضرت مصعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید ہو گئے تو ایک فرشتے نے حضرت مصعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شکل میں متشکل ہو کر پرچم اسلام کو تھام لیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا اے مصعب! آگے بڑھو فرشتے نے حضور اکرم ﷺ کی طرف دیکھا اور عرض کی کہ میں مصعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہیں ہوں۔ آپ ﷺ کو علم ہو گیا کہ یہ وہ فرشتہ ہے جس کے ساتھ لشکر اسلام کی تائید کی گئی ہے۔ ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''مصنف'' میں محمد بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے غزوۂ احد کے دن فرمایا اے مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آگے بڑھو۔ حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کافی ہوگیا ہے۔میں واپس آ گیا۔اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیۂ مبارکہ نازل فرمائی: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ اِذْ جَآءَتْكُمْ جُنُوْدٌ فَاَرْسَلْنَا عَلَیْهِمْ رِیْحًا وَّ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا ط (احزاب:9) ''اے ایمان والو! یاد کرو اللہ تعالیٰ کے احسان کو جو اس نے تم پر کیا جب حملہ آور ہو کر آ گئے تھے تم پر کفار کے لشکر پس ہم نے بھیج دی ان پر ہوا اور ایسی فوجیں جنہیں تم دیکھ نہیں سکے تھے۔''

حضرت امام بخاری اور حضرت امام مسلم رحمۃ اللہ علیہما نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا ہے کہ جب حضور ﷺ غزوۂ خندق سے واپس تشریف لائے ہتھیار اتار دیئے اور غسل مبارک فرمایا تو آپ کے پاس حضرت جرائیل امین حاضر ہوئے اور عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم آپ نے تو ہتھیار اتار دیئے ہیں لیکن اللہ کی قسم ہم نے ابھی تک ہتھیار نہیں اتارے حضرت جرائیل امین حضور ﷺ کو ساتھ لے کر بنی قریظہ کی طرف نکل گئے۔امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا گویا کہ میں اس گرد وغبار کا مشاہدہ کر رہا ہوں جو بنی غنم کی گلیوں میں اڑ رہا تھا جب حضور ﷺ بنی قریظہ کی طرف تشریف لے گئے تو اس وقت حضرت جرائیل بھی سوار ہو گئے۔

حاکم اور امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہما نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا ہے وہ فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ میرے پاس تشریف فرما تھے۔ایک شخص نے ہم کو سلام کیا حضور ﷺ جلدی جلدی باہر تشریف لائے میں بھی حضور ﷺ کے پیچھے پیچھے تھی۔دروازے پر حضرت دحیہ الکلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے تھے حضور اکرم ﷺ نے فرمایا یہ حضرت جرائیل امین ہیں جو مجھے بنی قریظہ کی طرف جانے کے لئے کہہ رہے ہیں انہوں نے کہا کہ آپ ﷺ نے تو اسلحہ اتار دیا ہے لیکن ہم نے ابھی تک ہتھیار نہیں اتارے ہم نے مشرکین کو ڈھونڈا ہے حتیٰ کہ ہم نے ان کا حمراء الاسد تک تعاقب کیا ہے۔حضور ﷺ ہتھیاروں کو سجا کر باہر تشریف لائے راستہ میں آپ ﷺ کو بہت سے لوگ ملے حضور ﷺ نے انہیں فرمایا کیا تمہارے پاس سے ابھی ابھی کوئی شخص گزرا ہے۔انہوں نے عرض کی ہاں ابھی ابھی ہمارے پاس سے حضرت دحیہ الکلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ گزرے ہیں وہ سفید خچر پر سوار تھے ان کے نیچے ریشم کا ایک ٹکڑا تھا۔حضور ﷺ نے فرمایا وہ دحیہ الکلبی نہیں تھے بلکہ وہ حضرت جرائیل امین تھے جو بنی قریظہ کی طرف گئے ہیں تاکہ ان کے قلعوں میں زلزلہ بپا کریں اور ان کے دلوں میں رعب ڈال دیں۔

امام بیہقی اور ابونعیم رحمۃ اللہ علیہما نے ایک اور سند سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا ہے وہ فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ نے کسی شخص کی آواز سنی جو کسی چیز پر جھپٹ رہا تھا۔حضور اکرم ﷺ گھر سے باہر تشریف لائے میں بھی آپ ﷺ کے پیچھے پیچھے باہر کی جانب آئی تاکہ میں بھی صورت حال کو دیکھ سکوں میں نے دیکھا کہ ایک شخص اپنے گھوڑے کے ایال کے ساتھ جھکا ہوا ہے جب میں نے غور سے دیکھا تو وہ حضرت دحیہ الکلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔انہوں نے اپنے کندھوں کے درمیان کالے رنگ کا عمامہ لٹکایا ہوا تھا جب حضور اکرم ﷺ گھر واپس تشریف لائے تو میں نے آپ کو بتایا آپ ﷺ نے فرمایا کیا تو نے اسے دیکھا ہے میں نے کہاں ہاں میں نے اسے دیکھا ہے حضور ﷺ نے فرمایا وہ حضرت

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

میں حضرت حنظلہ سے مراد حنظلہ بن ابو عامر الانصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔

الحاکم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حالت جنابت میں شہید کیا گیا حضور ﷺ نے فرمایا انہیں ملائکہ نے غسل دیا ہے۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں نے ملائکہ کو دیکھا وہ حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غسل دے رہے تھے۔

حضرت امام بخاری اور حضرت امام مسلم رحمۃ اللہ علیہما نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب غزوۂ احد میں میرے والد محترم شہید ہو گئے اور ان کی شہادت پر میرے چچا نے آہ وزاری شروع کی تو حضور ﷺ نے میرے چچا کو فرمایا۔ ان پر آہ وزاری نہ کرو میں نے دیکھا ہے کہ ملائکہ انہیں اپنے پروں کا سایہ کر کے آسمان پر لے جا رہے تھے۔

غزوۂ خندق میں ملائکہ کا حاضر ہونا

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ غزوۂ خندق کے دن حضرت جرائیل امین علیہ السلام تشریف لائے ان کے ساتھ ہوا بھی تھی جب حضور اکرم ﷺ نے حضرت جرائیل علیہ السلام کو دیکھا تو آپ ﷺ نے تین دفعہ فرمایا تمہیں بشارت ہو تمہیں خوشخبری ہو تمہیں مژدہ جانفزا ہو اللہ تعالیٰ نے دشمنان اسلام کو عذاب دینے کے لئے ہوا بھیجی ہے۔ اس ہوا نے ان کے خیموں کو اکھیڑ دیا ان کی دیگوں کو اوندھا کر دیا ان کے آدمی ریت میں دب گئے ان کے خیموں کی رسیاں کٹ گئیں وہ میدان جنگ سے اس طرح بھاگ گئے کہ انہیں ایک دوسرے کی کوئی پرواہ نہیں تھی اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیۂ مبارکہ نازل فرمائی: اِذْ جَآءَتْكُمْ جُنُوْدٌ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا وَّ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا (احزاب: 9) ''جب حملہ آور ہو کر آ گئے تھے تم پر کفار کے لشکر پس ہم نے بھیج دی ان پر آندھی اور ایسی فوجیں جنہیں تم نہیں دیکھ سکتے تھے۔''

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مجاہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان: فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا (احزاب: 9) میں ریح سے مراد وہ باد صبا ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے یوم خندق دشمنان اسلام کو عذاب دینے کے لئے بھیجا ہے حتیٰ کہ ان کی دیگیں اوندھی ہو گئیں ان کے خیمے اکھڑ گئے اور انہیں وہاں سے کوچ کرنے پر مجبور کر دیا۔ وَّ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا سے مراد ملائکہ ہیں جو غزوۂ خندق کے دن اترے تھے لیکن انہوں نے مسلمانوں کے ساتھ مل کر قتال نہیں کیا تھا۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب حضور ﷺ نے مجھے دشمنان خدا کے حالات معلوم کرنے کے لئے بھیجا تو میں کفار کے لشکر میں داخل ہو گیا۔ لشکر میں موجود لوگ ''کوچ کرو کوچ کرو'' کی صدائیں لگا رہے تھے۔ انہیں زبردست تیز آندھی کا سامنا کرنا پڑ رہا تھا۔ جب اس لشکر نے تھوڑا ہی فاصلہ طے کیا تھا تو مجھے ان کے کجاووں اور بستروں پر پتھروں کے گرنے کی آواز آ رہی تھی۔ جب میں نے آدھا راستہ طے کیا تو مجھے بیس سوار ملے انہوں نے مجھ سے کہا کہ اپنے ساتھی رسول کریم ﷺ کو خبر دے دینا کہ اللہ تعالیٰ آپ کی طرف سے اس قوم کے لئے

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کے قلعوں میں لرزہ طاری کرنے کے لئے میں اپنا گھوڑا وہاں داخل کرنے لگا ہوں۔ حضرت جبرائیل امین اور دیگر ملائکہ بارگاہ رسالت سے واپس آئے حتیٰ کہ بنی غنم کی گلیوں میں ان کی وجہ سے گرد وغبار اڑنے لگا۔ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بازو (رگ اکحل) پر تیر لگا ہوا تھا۔ انہوں نے بارگاہ ربوبیت میں دعا مانگی یا اللہ! مجھے اس وقت تک زندہ رکھنا جب تک کہ میرے سینے کو بنی قریظہ کی سزا سے شفا نہ مل جائے۔ بنی قریظہ نے جب لشکر اسلام دیکھا تو انہیں بہت رنج وملال ہوا انہوں نے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنا ثالث بنایا۔ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ فیصلہ کیا کہ ان کے جوانوں کو قتل کر دیا جائے اور ان کی اولاد کو قیدی بنا لیا جائے۔

غزوۂ مریسیع میں ملائکہ کا حاضر ہونا

امام بیہقی اور ابو نعیم نے واقدی رحمۃ اللہ علیہما سے روایت کیا ہے وہ ام المومنین حضرت جویریہ بنت حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتی ہیں کہ جب ہم مقام مریسیع میں تھے تو آقائے دو جہاں ﷺ نے ہم پر لشکر کشی کی میں نے اپنے باپ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ اس دفعہ عجیب وغریب فوج نے ہمارا رخ کیا ہے۔ اس سے پہلے ہم نے اس طرح کی فوج نہیں دیکھی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے اتنی تعداد میں لوگوں، اسلحہ اور گھوڑوں کا مشاہدہ کیا جسے میں بیان نہیں کر سکتی جب میں حلقہ اسلام میں داخل ہوئی اور حضور ﷺ نے میرے ساتھ عقد مبارک فرمایا تو میں نے لشکر اسلام کو دیکھا لیکن وہاں مجھے وہ لوگ نظر نہ آئے جو میں نے مقام مریسیع میں دیکھے تھے میں نے اس وقت جان لیا کہ یہ رعب اور دبدبہ تھا جو اللہ تعالیٰ نے مشرکین کے دلوں میں ڈال دیا تھا۔ ان میں سے ایک شخص نے اسلام قبول کیا وہ کہتا تھا کہ ہم نے ایسے لوگوں کو دیکھا جن کی رنگت سفید تھی اور وہ ابلق گھوڑوں پر سوار تھے ہم نے ایسے لوگوں کو نہ کبھی پہلے دیکھا تھا اور نہ ہی بعد میں دیکھا۔

غزوۂ حنین میں ملائکہ کا حاضر ہونا

مسدد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مسند میں روایت کیا ہے امام بیہقی اور ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہما نے عبدالرحمٰن سے روایت کیا ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے ایک مشرک نے بیان کیا ہے اس نے کہا کہ جب ہم اور حضور ﷺ اور آپ کے ساتھی باہم نبرد آزما ہوئے تو ہم نے جلد ہی مسلمانوں کو شکست دے دی۔ جب ہم مسلمانوں کو ہانک کر لے جا رہے تھے کہ ہمیں ایک سفید خچر سوار ملے جب ہم نے غور سے دیکھا تو وہ حضور ﷺ تھے ہم نے آپ کے پاس خوبصورت چہروں والے حسین وجمیل لوگوں کو دیکھا انہوں نے ہم سے کہا تم تباہ ہو جاؤ واپس چلو ہم واپس آ گئے۔ وہ ہمارے کندھوں پر سوار ہو گئے اور ہم کو شکست دے دی۔

امام بیہقی اور ابو نعیم نے ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہم کی سند سے امیہ بن عبداللہ بن عثمان بن عفان رضی اللہ عنہم سے روایت کیا ہے کہ مالک بن عوف نے لشکر اسلام میں کچھ جاسوس بھیجے جب وہ واپس آئے تو ان کے اوسان خطا ہو چکے تھے۔ مالک نے کہا تمہارے لئے ہلاکت ہو تمہیں کیا ہو گیا ہے انہوں نے کہا ہمارے پاس ایسے افراد آئے جن کی رنگت سفید تھی، اور وہ ابلق گھوڑوں پر سوار تھے اللہ کی قسم! اگر ایسے افراد ہم سے نبرد آزما ہوئے تو ہم کبھی بھی فتح یاب نہیں ہو سکیں گے۔ ابن سعد نے

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جبرائیل امین تھے انہوں نے مجھے بنی قریظہ کی طرف جانے کے لئے کہا ہے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت موسیٰ بن عقبہ ابن شہاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم غسل خانے میں تشریف فرما تھے۔ اپنے سر مبارک کو کنگھی کر رہے تھے۔ ابھی تک آپ نے اپنے سر مبارک کی ایک جانب ہی کنگھی کی کہ حضرت جبرائیل امین حاضر ہوئے وہ گھوڑے پر سوار تھے اپنی زرہ پہنے ہوئے تھے۔ انہوں نے بارگاہ رسالت میں عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم آپ نے تو اپنے ہتھیار اتار دیئے ہیں لیکن ہم نے ابھی تک ہتھیار نہیں اتارے ہم لگاتار دشمن کی جستجو میں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو بنی قریظہ کو قتل کرنے کا حکم دیا ہے۔ میں اور دیگر ملائکہ انہیں کی طرف جا رہے ہیں تاکہ ان کے قلعوں میں زلزلے بپا کر دیں۔ آپ ﷺ بھی لوگوں کو اپنے ساتھ لے کر بنی قریظہ کی طرف تشریف لے چلیں۔ حضور ﷺ نے ہتھیار زیب تن فرمائے اور باہر تشریف لائے آپ نے لوگوں سے استفسار فرمایا کہ کیا ابھی کوئی گھوڑا سوار ان کے پاس سے گزرا ہے۔ انہوں نے عرض کی کہ ابھی ابھی ہمارے پاس سے حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ گزرے ہیں وہ سفید گھوڑے پر سوار تھے ان کے نیچے سرخ رنگ کا ریشم کا ٹکڑا تھا وہ اپنے زرہ بھی پہنے ہوئے تھے آپ ﷺ نے فرمایا وہ حضرت جبرائیل امین تھے وہ حضرت دحیہ الکلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شکل میں متشکل ہو کر تشریف لائے تھے۔

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ام سلمیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا ہے وہ فرماتی ہیں کہ میں نے بنی قریظہ کی شکست و رسوائی کے دن حضرت جبرائیل امین علیہ السلام کو دیکھا تھا ان پر اس دن کالا عمامہ تھا۔ ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت الماجشون رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں غزوۂ خندق کے دن حضرت جبرائیل امین بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے تو وہ گھوڑے پر سوار تھے۔ ان کے سر پر کالا عمامہ تھا، جس کو انہوں نے اپنے دونوں کندھوں کے مابین لٹکایا ہوا تھا۔ ان کے چہرے پر گرد و غبار کے اثرات تھے ان کے نیچے سرخ رنگ کی ریشم کا ٹکڑا تھا انہوں نے بارگاہ رسالت میں عرض کی کہ یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم ہم نے ابھی تک ہتھیار نہیں اتارے جبکہ آپ نے ہتھیار اتار بھی دیئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بنی قریظہ کی طرف جانے کا حکم دیا ہے۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے حمید بن ہلال سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ اور بنی قریظہ کے مابین ایک معاہدہ تھا غزوۂ خندق کے دن انہوں نے اس معاہدہ کو توڑ دیا اور حضور ﷺ کے خلاف مشرکین کی مدد کی۔ اللہ رب العزت نے لشکر اور ہوا کو بھیجا دشمن نے راہ فرار اختیار کی۔ کچھ لوگ اپنے قلعوں میں بیٹھے ہوئے تھے حضور ﷺ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے اپنے ہتھیار اتار دیئے حضرت جبرائیل امین بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے۔ جب حضور ﷺ کا شانہ اقدس سے باہر تشریف لائے تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کی کہ آپ ﷺ ابھی ہتھیار نہ اتاریں بلکہ بنی قریظہ سے جنگ کرنے کے لئے تیار رہیں حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میرے صحابہ غزوۂ خندق کی جدوجہد میں کافی تھک گئے ہیں۔ بہتر تھا کہ آپ انہیں کچھ دن آرام کر لینے دیتے۔ حضرت جبرائیل امین نے عرض کی آپ ان پر حملہ آور ہونے کے لئے تیار رہیں ان

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے صحابہ کرام علیہم الرضوان کا ملائکہ کو دیکھنا

(اس باب میں وہ واقعات بیان کئے جائیں گے جو پہلے مذکور نہیں ہوئے)

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے کہ جب اہل مدینہ نے عقبہ میں حضور اکرم ﷺ کی بیعت کی تو ابلیس نے پہاڑ کی چوٹی پر کھڑے ہوکر بلند آواز سے صدا لگائی اے قوم قریش! اگر تمہیں محمد عربی ﷺ سے کوئی حاجت یا ضرورت ہے تو فلاں مقام پر آ کر ان سے مل لو کیونکہ اہل مدینہ نے ان کے ساتھ معاہدہ کرلیا ہے اس وقت حضرت جبرائیل امین نازل ہوئے۔ حضرت حارثہ بن نعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علاوہ کوئی شخص انہیں نہ دیکھ سکا بیعت سے فارغ ہونے کے بعد انہوں نے عرض کی اے اللہ کے نبی مکرم! صلی اللہ علیک وسلم میں نے ابھی ایک شخص کو دیکھا ہے جس نے سفید لباس زیب تن کیا ہوا تھا وہ آپ کے دائیں پہلو کے ساتھ کھڑا تھا لیکن میں اس کو پہچان نہ سکا حضور ﷺ نے ان سے استفسار کیا کہ کیا تم نے اسے دیکھا ہے انہوں نے کہا ہاں حضور ﷺ نے فرمایا تمہارے لئے اس میں سراپا بھلائی اور خیر ہے کیونکہ وہ حضرت جبرائیل علیہ السلام تھے۔

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے کہ جب حضور اکرم ﷺ نے انصار میں سے نقیب بنائے تو آپ ﷺ نے فرمایا میں نے اپنی مرضی سے کسی کو بھی نقیب نہیں بنایا بلکہ جس کی طرف حضرت جبرائیل علیہ السلام اشارہ کرتے تھے میں اسے نقیب بنا دیتا تھا۔

ابن سعد اور امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہما نے عمار بن ابی عمار سے روایت کیا ہے کہ حضرت حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم مجھے حضرت جبرائیل کی ان کی اپنی شکل پر زیارت کروائیں۔ حضور ﷺ نے کہا تم ان کو دیکھنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی پھر بھی میں ان کی زیارت کرنا چاہتا ہوں حضور اکرم ﷺ نے کہا بیٹھ جاؤ۔ حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیٹھ گئے۔ حضرت جبرائیل امین علیہ السلام کعبہ شریف میں اس لکڑی پر نازل ہوئے جہاں مشرکین وقت طواف اپنے کپڑے رکھا کرتے تھے حضور ﷺ نے حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا اپنی نگاہ اٹھاؤ اور دیکھو حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی نگاہ اٹھائی اور حضرت جبرائیل کے پاؤں کو دیکھا جو منبر زبرجد کی طرح تھے اسی وقت حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بے ہوش ہوکر گر پڑے۔

ابن ابی الدنیا رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''المصاحف'' میں ابوجعفر سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور ﷺ اور حضرت جبرائیل امین علیہ السلام کی گفتگو تو سن لیتے تھے لیکن انہیں دیکھ نہیں سکتے تھے۔

امام بخاری اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہما نے ابوعثمان النہدی سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ مجھے یہ حدیث شریف سنائی گئی ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام بارگاہ نبوت میں حاضر ہوئے آپ کے پاس ام المومنین حضرت ام سلمٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہا حاضر تھیں انہوں نے حضور ﷺ کے ساتھ کچھ گفتگو کی پھر اٹھ کر چلے گئے حضور ﷺ نے حضرت ام سلمٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا کہ یہ کون تھے انہوں نے عرض کی کہ یہ حضرت دحیہ الکلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ حضرت ام سلمٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ میں انہیں حضرت دحیہ الکلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی گمان کرتی رہی حتیٰ کہ حضور ﷺ نے اپنے خطبہ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

واقدی رحمۃ اللہ علیہم کی سند سے روایت کیا ہے کہ جب رسول کریم ﷺ حنین کے مقام تک پہنچے تو مالک بن عوف نے تین آدمیوں کو لشکر اسلام میں جاسوسی کے لئے بھیجا جب وہ واپس آئے تو ان پر گھبراہٹ طاری تھی۔ یہ واقعہ جنگ شروع ہونے سے ایک رات پہلے کا ہے۔

ابن اسحاق، امام بیہقی اور ابونعیم رحمۃ اللہ علیہم نے حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ غزوۂ حنین کے دن ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے لوگ مصروف قتال تھے فوراً ایسے محسوس ہوا کہ سیاہ چادر آسمان سے گر رہی ہے حتیٰ کہ وہ ہمارے اور ہمارے دشمن کے درمیان آ کر رک گئی۔ پھر ایسے محسوس ہوا کہ چیونٹیوں کی طرح کی کوئی چیز وادی میں پھیل گئی ہے جس نے تمام وادی کو بھر دیا ہے ہم کو ذرہ بھر بھی شک نہ رہا کہ یہ ملائکہ ہیں اور آج اس قوم کے مقدر میں شکست لکھی جا چکی ہے۔

امام بیہقی اور ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہما نے مصعب بن شیبہ سے اور انہوں نے اپنے والد محترم سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں غزوۂ حنین کے دن حضور ﷺ کے ساتھ نکلا۔ اللہ کی قسم جب میں آپ کے ساتھ آیا تھا تو میں مسلمان نہیں تھا میں اس ارادے سے نکلا تھا کہ ابھی قبیلہ ہوازن قریش پر غالب آ جائیں گے اور میں بھی ان سے اپنا بدلہ لے لوں گا۔ میں حضور ﷺ کے ساتھ کھڑا تھا میں نے اچانک ابلق گھوڑوں کو دیکھا۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میں ابلق گھوڑوں کا مشاہدہ کر رہا ہوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا اے شیبہ! ان گھوڑوں کو کافر کے علاوہ اور کوئی نہیں دیکھ سکتا۔ حضور اکرم ﷺ نے اپنا دست اقدس میرے سینے پر مارا اور دعا مانگی "اے بار الٰہ! شیبہ کو ہدایت نصیب فرما" آپ ﷺ نے تین دفعہ ایسا ہی کیا جب حضور ﷺ نے تیسری دفعہ میرے سینہ سے اپنا دست اقدس اٹھایا تو حضور ﷺ مجھے تمام مخلوق سے پیارے لگنے لگے اس کے بعد مسلمان نبرد آزما ہوئے بہت سے لوگ قتل ہوئے پھر حضور ﷺ تشریف لائے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رکاب تھامی ہوئی تھی۔ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بلند آواز سے پکارا۔ مہاجرین کہاں ہیں؟ سورۃ البقرہ کے اصحاب کہاں ہیں؟ یہ بلند صدا سن کر لوگ حضور ﷺ کے اردگرد جمع ہونے شروع ہو گئے حضور ﷺ اس وقت یہ الفاظ دہرا رہے تھے: اَنَا النَّبِیُّ لَا کَذِبْ اَنَا ابْنُ عَبْدِالْمُطَّلِبْ۔ میں نبی صادق ہوں اس میں ذرہ بھر بھی جھوٹ نہیں اور میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں۔ یہ سن کر لوگ مشرکین پر حملہ آور ہوئے حضور ﷺ نے فرمایا اب جنگ کی بھٹی خوب گرم ہوئی۔

الطبرانی اور ابونعیم رحمۃ اللہ علیہما نے حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم ایک غزوہ میں حضور ﷺ کی بارگاہ میں موجود تھے جب ہم دشمن سے برسر پیکار ہوئے تو حضور ﷺ نے عرض کی: یَا مَالِکَ یَوْمِ الدِّیْنِ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ۔ ترجمہ: "اے قیامت کے دن کے مالک ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ سے ہی مدد طلب کرتے ہیں۔" میں نے دیکھا کہ دشمن کے افراد لگاتار قتل ہو رہے ہیں اور ملائکہ ان کو آگے پیچھے سے واصل جہنم کر رہے ہیں۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وقت اپنی آنکھوں کو بند کرلیا تھا۔

امام احمد اور امام البیہقی رحمۃ اللہ علیہما نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں اپنے والد محترم کے ساتھ بارگاہ نبوت میں حاضر ہوا حضور ﷺ ایک شخص سے سرگوشی فرما رہے تھے۔ ایسے لگ رہا تھا گویا کہ وہ میرے والد مکرم سے اعراض فرما رہے ہیں۔ ہم وہاں سے واپس چلے آئے میرے والد محترم نے مجھ سے کہا اے میرے بیٹے! کیا تم نے اپنے چچازاد بھائی کی طرف نہیں دیکھا وہ ایسے کر رہے تھے کہ گویا کہ وہ مجھ سے اعراض کر رہے ہیں۔ میں نے عرض کی اے میرے والد محترم! ان کے پاس ایک شخص تھا اور وہ اس سے سرگوشی فرما رہے تھے۔ پھر میرے والد محترم واپس تشریف لے آئے اور عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میں نے عبداللہ سے اس طرح کہا ہے تو اس نے جواب دیا ہے کہ آپ کے پاس ایک شخص موجود تھا جس کے ساتھ آپ سرگوشی فرما رہے تھے کیا آپ ﷺ کے پاس کوئی شخص موجود تھا حضور ﷺ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو مخاطب کر کے کہا اے عبداللہ! کیا تم نے اس شخص کو دیکھا ہے انہوں نے عرض کی ہاں حضور ﷺ نے فرمایا وہ حضرت جبرائیل علیہ السلام تھے جن کی وجہ سے میں نے اپنی توجہ تمہاری طرف مبذول نہ کی۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا میں نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو دو مرتبہ دیکھا ہے اور دو مرتبہ ہی میرے لئے حضور ﷺ نے دعا فرمائی ہے۔

حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے کہ نبی کے علاوہ جس شخص نے بھی حضرت جبرائیل علیہ السلام کو دیکھا وہ اندھا ہو گیا لیکن میں نے اللہ تعالیٰ کے حضور تمہارے لئے یہ دعا کی ہے کہ تمہارا اندھاپن آخری عمر میں ظاہر ہو۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے انصار میں سے ایک شخص کو بلایا جب وہ آپ ﷺ کے کاشانہ اقدس کے قریب ہوا تو اس نے سنا کہ حضور ﷺ اپنے گھر مبارک میں کسی سے محو کلام ہیں لیکن وہ کاشانہ اقدس میں داخل ہوا تو اس نے کسی شخص کو نہ دیکھا۔ اس نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم آپ کس سے محو گفتگو تھے آپ ﷺ نے فرمایا میرے پاس ایک آنے والا آیا تھا اس شخص نے کہا یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم آپ کے بعد میں نے کسی شخص کو نہیں دیکھا تو اس داخل ہونے والے سے زیادہ شیریں کلام ہو یا اس کے بیٹھنے کا انداز عمدہ ہو آپ ﷺ نے فرمایا وہ حضرت جبرائیل تھے حضور ﷺ نے فرمایا تم میں بھی ایسے لوگ موجود ہیں کہ اگر لوگ اللہ کے حضور ان کا واسطہ دے کر دعا مانگیں تو وہ انہیں ضرور رحمت سے بہرہ مند فرمائے۔

امام الطبرانی اور امام البیہقی رحمۃ اللہ علیہما نے حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں ایک دفعہ حضور ﷺ کے پاس سے گزرا تو آپ ﷺ اپنے رخسار مبارک ایک اور آدمی کے رخساروں پر رکھے ہوئے تھے میں نے سلام نہ کیا کچھ وقت کے بعد میں پھر واپس آیا تو آپ ﷺ نے کہا ابن مسلمہ! تو سلام کیوں نہیں کرتا؟ میں نے

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

میں حضرت جبرائیل علیہ السلام کے آنے کی خبر دی۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے ابوعثمان سے پوچھا کہ آپ نے یہ حدیث کس سے سنی ہے انہوں نے کہا میں نے یہ حدیث حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنی ہے۔

حضرت امام مسلم اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہما نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک دن خاتم النبیین ﷺ لوگوں کے مابین تشریف فرما تھے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا ایمان کیا ہے؟ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ایمان یہ ہے کہ تم اللہ پر ایمان لاؤ اس کے ملائکہ، اس کی کتاب، اس کے رسولوں پر اور روز قیامت پر ایمان لاؤ۔ پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے سوال کیا کہ اسلام کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اسلام یہ ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو کسی کو اس کے ساتھ شریک نہ ٹھہراؤ نماز ادا کرو۔ زکوٰۃ دو۔ رمضان المبارک کے روزے رکھو۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کی احسان کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ احسان یہ ہے کہ تم اللہ کی عبادت اس طرح کرو گویا کہ تم اسے دیکھ رہے ہو اور اگر یہ کیفیت پیدا نہ ہو سکے تو یہ گمان کرو کہ اللہ تعالیٰ تمہیں دیکھ رہا ہے حضرت جبرائیل نے عرض کی کہ قیامت کب آئے گی حضور ﷺ نے فرمایا مسئول سائل سے زیادہ نہیں جانتا لیکن میں تمہیں قیامت کی علامات بتا دیتا ہوں جب لونڈی اپنے مالک کو جنم دے گی اور اونٹوں کے چرواہے محلات میں سکونت اختیار کریں گے۔ قیامت کا علم ان پانچ اشیاء میں سے ہے جنہیں اللہ کے علاوہ کوئی اور نہیں جانتا پھر وہ چلے گئے حضور ﷺ نے فرمایا انہیں واپس بلاؤ لیکن لوگوں نے انہیں نہ دیکھا حضور ﷺ نے فرمایا یہ حضرت جبرائیل امین تھے جو لوگوں کو ان کا دین سکھانے آئے تھے۔

ابوموسیٰ المدینی نے حضرت تمیم بن سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں بارگاہ نبوت میں حاضر تھا کہ آپ کی خدمت اقدس میں ایک شخص آیا جس نے عمامہ شریف باندھا ہوا تھا اور اس کا کچھ حصہ اپنے پیچھے لٹکایا ہوا تھا میں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم یہ کون ہیں؟ حضور ﷺ نے فرمایا یہ حضرت جبرائیل علیہ السلام ہیں۔

امام احمد، امام بیہقی اور الطبرانی رحمۃ اللہ علیہما نے صحیح سند کے ساتھ حضرت حارثہ بن نعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں حضور اکرم ﷺ کے پاس سے گزرا اس وقت آپ کی خدمت میں حضرت جبرائیل علیہ السلام حاضر تھے میں ان کو سلام کر کے آگے گزر گیا جب میں واپس آیا تو بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کیا تمہیں معلوم ہے کہ اس وقت میرے پاس کون تھا؟ میں نے کہا ہاں حضور اکرم ﷺ نے فرمایا وہ حضرت جبرائیل امین تھے اور تمہارے سلام کا جواب دے رہے تھے۔

ابن شاہین رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت قاسم بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے۔ حضور ﷺ ایک آدمی کے ساتھ سرگوشی فرما رہے تھے ابن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہاں سلام کئے بغیر ہی بیٹھ گئے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا اگر وہ ہمیں سلام کرتے تو ہم اس کے سلام کا جواب ضرور دیتے۔ ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت حارثہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت جبرائیل کو دو مرتبہ دیکھا ہے۔ ابن سعد اور الطبرانی رحمۃ اللہ علیہما نے محمد ابن عثمان سے روایت کیا ہے وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ حارثہ بن عثمان نے اس

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سلام کیا کرتے تھے لیکن جب میں نے داغ لگوائے تو ان کا سلام آنا بھی منقطع ہو گیا۔ جب میں نے داغ لگوانا ترک کیا تو پھر دوبارہ میرے پاس ان کے سلام آنے لگے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے تاریخ میں امام بیہقی اور ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہما نے حضرت غزالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا ہے وہ فرماتی ہیں کہ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہم کو حکم فرماتے تھے کہ ہم گھر میں جھاڑو دیں ہم سنا کرتے تھے **السلام علیکم** لیکن ہمیں کوئی شخص نظر نہیں آتا تھا۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ یہ ملائکہ کا سلام تھا۔

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے یحییٰ بن سعید القطان سے روایت کیا ہے کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان میں سے جو صحابہ بھی بصرہ میں تشریف لائے ان تمام میں سے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہما افضل تھے تیس سال تک گھر کے جوانب سے فرشتے انہیں سلام کرتے رہے۔ ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ساتھ ملائکہ مصافحہ کرتے تھے۔ حتیٰ کہ انہوں نے داغ لگوا لئے اس کے بعد ملائکہ کا مصافحہ کرنا ختم ہو گیا۔

حضرت امام بخاری اور حضرت امام مسلم رحمۃ اللہ علیہما نے حضرت البراء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص سورۃ الکہف کی تلاوت کر رہا تھا اس کے ساتھ اس کا گھوڑا بندھا ہوا تھا۔ اس پر بادل سا چھا گیا جو آہستہ آہستہ قریب تر ہوتا گیا اور اس کے گھوڑے نے بھاگنا شروع کر دیا جب صبح ہوئی تو وہ شخص بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اور تمام واقعہ سنایا۔ حضور اکرم ﷺ نے تمام واقعہ سن کر کہا وہ ''سکینہ'' تھا جو تلاوت قرآن سننے کے لئے نازل ہوا تھا۔

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سعد بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ ایک محفل میں تشریف فرما تھے آپ ﷺ نے اپنی نظر مبارک آسمان کی طرف اٹھائی پھر اپنی نگاہ مبارک کو نیچے کر لیا پھر اسے اوپر اٹھایا جب اس کے بارے میں آپ سے سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا یہ قوم اللہ کی یاد میں مگن تھی ان پر سکینہ کا نزول ہوا جس کو ملائکہ اٹھائے ہوئے تھے وہ ایک گنبد کی طرح تھا جب وہ ان لوگوں کے قریب تر ہوا تو ان میں سے ایک آدمی نے بری بات کر دی جس کی وجہ سے وہ دوبارہ ان سے اٹھا لیا گیا۔

امام بخاری اور امام مسلم رحمہما اللہ تعالیٰ نے حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک رات وہ سورۃ البقرہ کی تلاوت کر رہے تھے ان کا گھوڑا بھی ان کے پاس ہی تھا فوراً گھوڑے نے چکر لگانے شروع کر دیئے جب انہوں نے تلاوت کو بند کیا تو گھوڑا بھی پرسکون ہو گیا انہوں نے دوبارہ تلاوت شروع کی تو گھوڑے نے پھر گھومنا شروع کیا جب وہ خاموش ہو گئے تو گھوڑا بھی پرسکون ہو گیا یہ کیفیت دیکھ کر انہوں نے آسمان کی طرف سر اٹھایا تو دیکھا کہ آسمان کی جانب سے گنبد نما کوئی چیز ہے جس میں چراغوں کی طرح کوئی چیز ضوفشاں ہے حتیٰ کہ وہ چیز ان کی نگاہوں سے اوجھل ہو گئی صبح کے وقت انہوں نے تمام واقعہ حضور ﷺ کو سنایا آپ ﷺ نے فرمایا وہ ملائکہ تھے جو قرآن پاک کی آواز سن کر زمین پر آئے تھے اگر تم اپنی قرآت کو جاری رکھتے تو لوگ انہیں اپنی نگاہوں سے دیکھ لیتے اور وہ لوگوں سے چھپ نہ سکتے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا اے اسید! رضی اللہ عنک قرآن پاک کی تلاوت کرو بلاشبہ تجھے آل

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم آپ ایک شخص سے اس انداز سے محو کلام تھے میں نے آپ کی گفتگو کو قطع کرنا مناسب نہ سمجھا۔ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم اس وقت آپ کی بارگاہ میں کون حاضر تھا۔ آپ نے فرمایا وہ حضرت جبرائیل امین تھے۔

حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا ہے وہ فرماتی ہیں کہ میں نے اس حجرۃ پر حضرت جبرائیل علیہ السلام کو کھڑے ہوئے دیکھا ہے حضور ﷺ ان سے سرگوشی فرما رہے تھے میں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم یہ کون ہیں؟ حضور ﷺ نے مجھ سے پوچھا ان کی شکل کس کی شکل سے مشابہ ہے میں نے کہا وہ حضرت دحیہ الکلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ان کی صورت ملتی جلتی ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا اے عائشہ یہ حضرت جبرائیل ہیں میں نے وہاں تھوڑی ہی دیر توقف کیا تھا کہ حضور ﷺ نے فرمایا اے عائشہ یہ حضرت جبرائیل امین ہیں جو آپ کو سلام کر رہے ہیں میں نے کہا: وَعَلَيْهِ السَّلَامُ وَجَزَاهُ اللّٰهُ مِنْ دَخِيْلٍ خَيْرًا۔ ''ان پر بھی سلامتی ہو اور ہماری جانب سے اللہ تعالیٰ انہیں بھلائی عطا فرمائے۔''

ابن ابی الدنیا اور ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہما نے محمد بن المنکدر سے روایت کیا ہے انہوں نے کہا ہے کہ حضور ﷺ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر تشریف لے گئے۔ آپ ﷺ نے دیکھا کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کچھ علیل ہیں حضور ﷺ وہاں سے گھر واپس تشریف لائے تاکہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیماری کے متعلق بتائیں اتنی دیر میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی وہاں تشریف لے آئے اور اندر آنے کی اجازت طلب کرنے لگے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پوچھا کیا آپ میرے والد محترم ہیں حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اندر داخل ہوئے تو حضور ﷺ ان کو اتنی جلدی صحت ملنے پر تعجب کرنے لگے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم جب آپ ﷺ میرے گھر سے واپس تشریف لائے تو مجھ پر اونگھ طاری ہوگئی میرے پاس حضرت جبرائیل امین تشریف لائے اور میری ناک میں تھوڑی سی خوشبو ڈالی جب میں بیدار ہوا تو میں صحت یاب ہو چکا تھا۔

امام بیہقی اور ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہما نے حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے کہا کہ حضور ﷺ نے ہمارے ساتھ نماز ادا کی پھر باہر تشریف لے گئے میں بھی آپ ﷺ کے پیچھے پیچھے باہر نکلا۔ ایک آنے والا آپ ﷺ کے سامنے آیا حضور ﷺ نے مجھے مخاطب کر کے کہا اے حذیفہ! کیا تم نے میرے سامنے آنے والے کو دیکھا ہے میں نے کہا ہاں آپ ﷺ نے فرمایا وہ ملائکہ میں سے ایک فرشتہ تھا اس سے پہلے وہ کبھی بھی زمین پر نہیں اترا تھا اس نے مجھ سے اجازت طلب کی۔ مجھے سلام کیا اور مجھے یہ بشارت دی کہ حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں اور حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا جنت کی عورتوں کی سردار ہیں۔

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا کہ ملائکہ مجھے

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضرت جبرائیل علیہ السلام تھے۔

حضرت امام بخاری اور امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہما نے حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر بے ہوشی طاری ہوئی تو ان کی بہن نے رونا شروع کر دیا اور ساتھ یہ بھی کہتی جا رہی تھیں ''وَا جَبلَاہُ وَا جَبلَاہُ۔'' جب حضرت ابن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کچھ افاقہ ہوا تو انہوں نے اپنی بہن سے کہا تو جو کچھ بھی مجھے کہتی تھی اس بارے میں مجھ سے پوچھا جاتا'' کیا تو ایسا ہی ہے۔''

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے ابوعمران الجونی سے روایت کیا ہے کہ جب حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر بے ہوشی طاری ہوئی تو انہیں حضور اکرم ﷺ کی بارگاہ میں پیش کیا گیا حضور ﷺ نے دعا مانگی'' اے میرے پروردگار! اگر ان کی موت کا وقت قریب آ گیا ہے تو ان پر جانکنی کو آسان فرما اور اگر ان کی موت کا وقت قریب نہیں آیا تو انہیں شفا عطا فرما۔'' اس دعا کے بعد جب انہوں نے ہلکا پن محسوس کیا تو بارگاہ رسالت میں عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم جب میری والدہ کہہ رہی تھی وَا جَبلَاہُ وَا ظَھرَاہُ تو اس وقت میرے پاس ایک فرشتہ تھا جس نے لوہے کی سلاخ اٹھا رکھی تھی وہ مجھ سے کہہ رہا تھا کہ کیا تو ایسا ہی ہے اگر میں ہاں کہہ دیتا تو وہ لوہے کی سلاخ کو میرے سر پر مارتا۔

الطبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر بے ہوشی طاری ہوگئی عورتیں رونے کے لئے کھڑی ہوگئیں جب نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم تشریف لائے تو انہیں کچھ افاقہ ہوا انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم جب مجھ پر بے ہوشی طاری ہوئی اور عورتیں وَا عِزَّاہُ وَا جَبلَاہُ کہہ رہی تھیں تو اس وقت ایک فرشتہ میرے پاس کھڑا تھا اس کے ہاتھ میں لوہے کی سلاخ تھی اس نے اس سلاخ کو میری ٹانگوں کے درمیان رکھا ہوا تھا اور مجھ سے کہنے لگا کہ کیا تو اسی طرح ہے جس طرح وہ عورتیں کہہ رہی ہیں میں نے کہا نہیں اگر میں ہاں کہہ دیتا تو وہ مجھے اس سلاخ کے ساتھ مارتا۔

الطبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر بے ہوشی طاری ہوئی تو اس کی بہن نے وَا جَبلَاہُ کہنا شروع کر دیا جب انہیں کچھ افاقہ ہوا تو انہوں نے کہا کہ تو نے آج سارا دن مجھے تکلیف دی ہے ان کی بہن نے کہا کہ یہ بات تو مجھ پر بڑی گراں ہے کہ میں آپ کو تکلیف دوں انہوں نے کہا آج مجھ پر ایک غضبناک فرشتہ کھڑا رہا جب بھی تو مجھے ان الفاظ سے یاد کرتی تو وہ مجھے کہتا کیا تو ایسا ہے میں اسے کہتا نہیں میں ایسا نہیں ہوں۔

ابن ابی الدنیا، حاکم اور امام البیہقی رحمۃ اللہ علیہم نے حضرت ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ایک دفعہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ شدید بیمار ہو گئے ان پر بے ہوشی طاری ہوگئی حتیٰ کہ لوگوں نے گمان کیا کہ آپ عالم بالا کو کوچ کر گئے ہیں لوگوں نے آپ کو ڈھانپ دیا پھر کچھ دیر کے بعد آپ کو افاقہ ہو گیا انہوں نے فرمایا میرے پاس دو سخت اور غضبناک فرشتے آئے انہوں نے مجھ سے کہا ہمارے ساتھ چلو ہم تمہارا فیصلہ العزیز الامین سے

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

داؤد کے مزامیر عطا کئے گئے ہیں حضرت اسید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آواز میں بہت حسن و جمال پایا جاتا ہے۔

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سند سے حضرت زر اور حضرت ابو وائل رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ ایک دفعہ میں نماز ادا کر رہا تھا کہ کوئی چیز آ کر مجھ پر سایہ فگن ہوگئی پھر کچھ دیر کے بعد آسمانوں کی جانب چلی گئی صبح کے وقت میں نے یہ تمام واقعہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو سنایا تو آپ ﷺ نے فرمایا اس وقت ''سکینہ'' کا نزول ہوا تھا وہ تمہاری تلاوت سننے کے لئے نازل ہوا۔

ابوعبید نے ''فضائل قرآن'' میں محمد بن جریر بن یزید سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ مجھے مدینہ کے بعض شیوخ نے بیان کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ سے عرض کی گئی کہ کیا آج رات آپ نے ثابت بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر کو ملاحظہ نہیں فرمایا۔ آج رات ان کے گھر میں چراغ نور فشانی کرتے رہے حضور ﷺ نے فرمایا شاید انہوں نے سورۃ البقرہ کی تلاوت کی ہے جب حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سوال کیا گیا تو انہوں نے فرمایا واقعی میں نے سورۃ البقرۃ کی تلاوت کی تھی۔

ابن ابی شیبہ اور امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہما نے حضرت عوف بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم ایک سفر میں حضور پرنور ﷺ کے ساتھ تھے۔ ہم نے ایک رات آپ کو مفقود پایا۔ میں نے آپ کو ڈھونڈنا شروع کیا میں نے اچانک دیکھا کہ حضرت معاذ بن جبل اور حضرت عبداللہ بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کھڑے ہیں میں نے ان سے پوچھا کہ رسول کریم ﷺ کہاں ہیں انہوں نے کہا کہ ہم رسول کریم ﷺ کے بارے میں تو نہیں جانتے البتہ اس وادی کی بلندی پر ہم نے ایک آواز سنی ہے جو چکی کی آواز سے ملتی جلتی تھی اتنے میں حضور اکرم ﷺ بھی وہاں تشریف لے آئے انہوں نے فرمایا میرے رب کے پاس سے ایک پیغام لانے والا یہ پیغام لے کر آیا کہ مجھے اختیار دیا گیا ہے خواہ میں شفاعت کو اختیار کرلوں یا آدھی امت کو جنت میں داخل کرلوں میں نے شفاعت کو اختیار کرلیا ہے۔

ابن ابی الدنیا رحمۃ اللہ علیہ نے ''کتاب الذکر'' میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے کہا ہے کہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا میں ضرور مسجد میں داخل ہوں گا۔ میں ضرور نماز ادا کروں گا اور میں ضرور ایسی حمد و ثناء سے اپنے رب کی تعریف کروں گا جس کے ساتھ آج تک کسی آدمی نے بھی اپنے رب کی ستائش نہ کی ہوگی جب انہوں نے نماز ادا کی اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کرنے کے لئے بیٹھ گئے تو انہوں نے اپنے پیچھے سے یہ آواز سنی کوئی آدمی بلند آواز سے حمد و ثناء کے ترانے اس طرح آلاپ رہا تھا ''اے میرے رب! تمام حمد و ثناء تیرے لئے ہی ہے۔ تیرے ہی دست قدرت میں تمام بھلائی ہے تمام امور خواہ وہ اعلانیہ ہوں یا پوشیدہ ہوں تیری ہی طرف لوٹ کر جاتے ہیں بے شک تو ہر شی پر قادر ہے اے مولا! میرے گزشتہ گناہوں کو معاف فرما اور مستقبل میں مجھے گناہوں سے محفوظ فرما۔ اے بار الٰہ! مجھے وہ پاک اور نیک اعمال سرانجام دینے کی توفیق عطا فرما جن سے تو مجھ پر راضی ہو جائے۔ اے مالک الملک! میری توبہ کو اپنی بارگاہ بے کس پناہ میں قبول فرما۔''

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور تمام واقعہ سنا دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا وہ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تیسری فصل

اس فصل میں چاند کا شق ہونا، سورج کا واپس آنا، شیاطین کو شہاب ثاقب مارنا، جنات کا اسلام قبول کرنا اور ان کی خبریں دینا بیان کیا جائے گا

چاند کا شق ہونا حضور ﷺ کے عظیم معجزات میں سے ہے یہ آپ کی نبوت اور رسالت کی ایک عظیم دلیل ہے اور آپ ﷺ کی صداقت کی ایک اہم واضح حجت ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے: اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ○ وَاِنْ يَّرَوْا اٰيَةً يُّعْرِضُوْا وَيَقُوْلُوْا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ○ (القمر:2-1) ''قیامت قریب آگئی ہے اور چاند شق ہو گیا اور اگر وہ کوئی نشان دیکھتے ہیں تو منہ پھیر لیتے ہیں اور کہنے لگتے ہیں یہ بڑا زبردست جادوگر ہے۔''

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے شق قمر کے معجزہ کو ماضی کے صیغہ کے ساتھ بیان فرمایا ہے اور کفار کا حضور اکرم ﷺ کے معجزات سے اعراض کرنے کا ذکر بھی فرمایا ہے تمام مفسرین اور اہل السنت والجماعت کا بھی اسی پر اجماع ہے۔ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''الشفاء'' میں فرمایا ہے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ اقدس میں چاند دو حصوں میں تقسیم ہوا تھا اس کا ایک حصہ پہاڑی پر گرا جب کہ دوسرا حصہ دور جا کر گرا تھا حضور اکرم ﷺ نے فرمایا گواہ رہو!

تفسیر ''الخطیب'' میں ہے کہ ابوالضحیٰ نے مسروق بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ کے عہد ہمایوں میں چاند دو حصوں میں تقسیم ہو گیا تھا یہ دیکھ کر قریش مکہ نے کہا کہ ابن ابی کبشہ (ﷺ) نے تم پر جادو کر دیا ہے۔ انہوں نے مسافروں سے بھی اسی معجزہ کے متعلق سوال کیا تمام مسافروں نے کہا کہ ہم نے بھی دیکھا ہے کہ چاند دو حصوں میں منقسم ہو رہا تھا اس وقت اللہ رب العزت نے مذکورہ بالا آیت کو نازل فرمایا اکثر مفسرین کا بھی یہی قول ہے اور احادیث صحیحہ سے بھی یہی بات ثابت ہے کہ عہد رسالت میں چاند دو مرتبہ دو حصوں میں منقسم ہوا تھا۔ مقاتل رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ چاند دو حصوں میں تقسیم ہو گیا تھا اور پھر جڑ گیا۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا گیا ہے کہ انہوں نے مدائن میں خطبہ دیا اس خطبہ میں انہوں نے فرمایا قیامت قریب آگئی ہے اور چاند تمہارے نبی مکرم ﷺ کے عہد زریں میں دو حصوں میں تقسیم ہوا تھا۔

مواہب میں لکھا ہوا ہے کہ شق قمر کا معجزہ حضور ﷺ کے عظیم معجزات میں سے ایک ہے یہ معجزہ صرف ہمارے رسول مکرم ﷺ کے ساتھ مختص ہے اور کسی نبی کے دست اقدس سے ایسے کسی معجزہ کا ظہور نہیں ہوا تمام مفسرین اور اہل السنت کا اس پر اجماع ہے کہ یہ معجزہ صرف حضور ﷺ کے لئے ہی وقوع پذیر ہوا۔

جب کفار مکہ نے آپ ﷺ کی تکذیب کی اور آپ کی تصدیق نہ کی تو انہوں نے آپ ﷺ سے کوئی معجزہ طلب کیا جو

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کرواتے ہیں۔ وہ مجھے لے کر بارگاہ ربوبیت کی طرف چلے راستہ میں دو اور فرشتے ملے جوان دونوں سے زیادہ نرم دل اور رحیم تھے انہوں نے ان دونوں سے پوچھا تم ان کو کہاں لے جارہے ہو انہوں نے جواب دیا کہ ہم العزیز الامین سے ان کا فیصلہ کروانے جارہے ہیں انہوں نے کہا انہیں چھوڑ دو۔ یہ ان بلند بخت انسانوں میں سے ہیں جن کے بارے میں سعادت مندی اس وقت لکھ دی جاتی ہے جب وہ ماں کے پیٹ میں ہوتے ہیں۔ اس واقعہ کے بعد حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک ماہ تک زندہ رہے پھر وصال فرما گئے۔

ابن ابی الدنیا، الطبرانی اور ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہم نے عرباض بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ صحابہ کرام علیہم الرضوان میں سے ایک بزرگ صحابی تھے وہ پسند کرتے تھے کہ اب ان کی روح کو قبض کر لیا جائے یہ وہ دعا مانگا کرتے تھے:۔

''اے مولا! میری عمر اب بہت زیادہ ہوگئی ہے میری ہڈیاں اب ضعیف ہوگئی ہیں اب مجھے اپنے پاس بلالو'' وہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں نے دمشق کی مسجد میں نماز ادا کی اور اسی طرح دعا مانگی۔ میں نے دیکھا کہ اچانک میرے سامنے ایک نوجوان کھڑا ہے جو حسن و جمال کا پیکر ہے اس نے سبز رنگ کی اونی چادر زیب تن کی ہوئی ہے اس نے مجھ سے مخاطب کر کے کہا آپ یہ کیسی دعا مانگ رہے ہیں میں نے کہا اے میرے بھتیجے! پھر تم ہی بتاؤ میں کیسی دعا مانگوں اس نے کہا کہ بارگاہ ربوبیت میں یوں عرض کرواے مولا! مجھے حسن عمل کی توفیق عطا فرما پھر مجھے موت عطا فرما۔ میں نے کہا اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے مجھے بتاؤ کہ تم کون ہو اس نے کہا میرا نام رتائیل ہے میں مومنین کے سینوں کے غموں کو دور کرتا ہوں پھر میں نے دوبارہ اس کی طرف توجہ کی تو مجھے کوئی چیز نظر نہ آئی۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ﷺ کے عہد زریں میں چاند دو حصوں میں منقسم ہو گیا تھا ایک حصہ ایک پہاڑی پر گرا تھا جبکہ دوسرا حصہ دوسری پہاڑی پر گرا تھا لوگوں نے کہا کہ محمد عربی (ﷺ) نے ہم پر جادو کر دیا ہے۔ انہوں نے مزید یہ بھی کہا کہ اگر انہوں نے ہم پر جادو کر دیا ہے لیکن وہ سارے لوگوں پر تو جادو نہیں کر سکتے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ کے زمانہ اقدس میں چاند دو حصوں میں تقسیم ہو گیا تھا قریش مکہ نے کہا کہ یہ ابن ابی کبشہ (ﷺ) کا جادو ہے انہوں نے کہا کہ مسافروں سے اس کے بارے میں پوچھ لو کیونکہ یہ تمام لوگوں پر تو جادو نہیں کر سکتے جب کچھ مسافران کے پاس آئے تو انہوں نے بھی یہی کہا کہ چاند دو حصوں میں منقسم ہو گیا تھا۔ ابوداؤد اور امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہما نے اسی حدیث کو ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے کہ مکہ مکرمہ میں چاند شق ہو گیا کفار مکہ نے کہا کہ ابن ابی کبشہ (ﷺ) نے ہم پر جادو کر دیا ہے انہوں نے مشاورت کی کہ مسافروں سے پوچھ لیتے ہیں اگر انہوں نے بھی اسی کی تصدیق کر دی تو پھر محمد عربی ﷺ سچے ہیں اور اگر انہوں نے اس واقعہ کی تصدیق نہ کی تو پھر یہ جادو ہے انہوں نے مسافروں سے اس واقعہ کے بارے میں سوال کیا انہوں نے جواب دیا کہ ہم نے دوران سفر چاند کو دو حصوں میں تقسیم ہوتے دیکھا ہے۔

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے کہ بہت سے مشرکین جن میں ولید بن مغیرہ، ابوجہل، عاص بن وائل، اسود بن مطلب اور نضر بن حارث وغیرہ شامل تھے بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے حضور ﷺ سے کہا کہ اگر آپ دعویٰ نبوت میں سچے ہیں تو پھر ہمارے لئے چاند کو دو حصوں میں تقسیم کر دیں حضور ﷺ نے بارگاہ ربوبیت میں دعا کی تو چاند دو حصوں میں منقسم ہو گیا۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی روایت میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب چاند شق ہوا ہم اس وقت منیٰ میں تھے۔

ابواسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے ''معانی القرآن'' میں لکھا ہے کہ بعض اہل البدعت نے انشقاق قمر کا انکار کیا ہے حالانکہ عقل کی رو سے اس معجزہ میں انکار کی کوئی گنجائش نہیں ہے کیونکہ چاند اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہے وہ اسے جس طرح چاہے کر سکتا ہے یہ اسی طرح ہے جس طرح اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن بے نور بنا کر کے فنا کر دے گا۔

بعض قصہ گو لوگوں نے یہ جو کہا ہے کہ چاند حضور اکرم ﷺ کے دامن میں داخل ہو گیا تھا اور آپ ﷺ کی آستین سے نکل آیا تھا اس کی کوئی اصل نہیں ہے۔

علامہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے ''شفاء'' میں لکھا ہے کہ لوگوں کے اس اعتراض کی طرف کوئی توجہ نہیں دینی چاہئے کہ اگر یہ واقعہ رونما ہوتا تو پھر یہ اہل زمین کے لئے مخفی نہ رہتا کیونکہ چاند ایک ایسی چیز ہے جو ہر فرد کے لئے ظاہر ہے کیونکہ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہمیں یہ علم نہیں کہ اس رات تمام لوگ چاند کو دیکھ رہے تھے کہ انہوں نے انشقاق قمر کو نہ دیکھا ہو۔ اگر اتنے لوگ اس سے انکار کریں کہ ان کا جھوٹ پر جمع ہونا محال ہو تو پھر ان کا یہ قول ہمارے خلاف حجت نہیں ہوگا۔ چاند ایک ہی دفعہ تمام اہل زمین پر طلوع نہیں ہوتا بلکہ بعض مقامات پر یہ پہلے طلوع ہو جاتا ہے اور بعض جگہوں پر یہ بعد میں طلوع ہوتا ہے بعض اوقات چاند

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

آپ کے دعویٰ کی صداقت پر دلالت کرتا ہو تو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو ایسا عظیم معجزہ عطا فرمایا جس کو لانے پر کوئی انسان بھی قادر نہیں یہ نہ صرف آپ کی رسالت کی صداقت کی دلیل ہے بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور اس کی ربوبیت کی بھی دلیل ہے نیز یہ معجزہ اس بات کو بھی عیاں کر رہا ہے کہ وہ معبودان باطلہ جن کی تم دن رات پوجا کرتے ہو وہ کسی نفع یا نقصان پر قادر نہیں ہیں عبادت کی مستحق صرف وہ ذات ہی ہے جو وحدہٗ لاشریک ہے۔

علامہ خطابی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ انشقاق قمر ایک عظیم الشان معجزہ ہے دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کے معجزات میں اس جیسی کوئی مثال نہیں ملتی۔ کیونکہ یہ ایک ایسا معجزہ ہے جس کا تعلق ملکوت اعلیٰ کے ساتھ ہے۔ جہاں رنگ و بو کے ساتھ اس کا کوئی تعلق نہیں نہ ہی شق قمر کا معجزہ ان معجزات میں سے ہے جن کو ظاہر کرنے کے لئے کسی بھی حیلہ کے ذریعہ کوشش کی جا سکے اسی وجہ سے یہ رسالت مصطفویہ کی صداقت کی دلیل بن گیا۔

ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ انشقاق قمر کی حدیث بہت سے صحابہ سے روایت کی گئی ہے پھر ان سے اس حدیث کو عظیم الشان تابعین نے روایت کیا پھر تابعین سے ایک جم غفیر نے اسے روایت کیا حتیٰ کہ یہ حدیث ہم تک پہنچ گئی اور آیت کریمہ سے بھی اسی کی تائید ہوتی ہے علامہ ابن سبکی رحمۃ اللہ علیہ اپنی شرح میں فرماتے ہیں "میرے نزدیک صحیح یہ ہے کہ انشقاق قمر کی حدیث متواتر ہے اور یہ معجزہ آیات قرآنیہ سے بھی ثابت ہے۔ حضرت امام بخاری اور حضرت امام مسلم رحمۃ اللہ علیہما نے اس کو روایت کیا ہے ان کے علاوہ دیگر محدثین نے بھی اسے روایت کیا ہے یہ معجزہ اتنی زیادہ اسناد کے ذریعے روایت کیا گیا ہے کہ اس کے متواتر ہونے میں کسی کو کوئی شک نہیں ہو سکتا۔ مثلاً حضرات شعبہ، سلیمان بن ابراہیم، ابو معمر رحمۃ اللہ علیہم وغیرہ سے اسے روایت کیا گیا ہے۔"

انشقاق قمر کا معجزہ صحابہ کی کثیر تعداد سے روایت کیا گیا ہے مثلاً حضرت انس، حضرت ابن مسعود، حضرت ابن عباس، حضرت علی، حضرت حذیفہ، حضرت جبیر بن مطعم، حضرت ابن عمر وغیرہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

امام بخاری اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہما نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اہل مکہ نے حضور ﷺ سے عرض کی کہ آپ ہمیں کوئی معجزہ دکھائیں آپ ﷺ نے انہیں انشقاق قمر کا معجزہ دکھایا چاند دو حصوں میں منقسم ہو گیا مشرکین مکہ نے انہیں علیحدہ علیحدہ دیکھا۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے عہد ہمایوں میں چاند دو حصوں میں تقسیم ہو گیا تھا۔ ایک حصہ ایک پہاڑی پر گرا جبکہ دوسرا حصہ اس کے کچھ فاصلہ پر جا کر گرا حضور ﷺ نے فرمایا گواہ رہو۔

ترمذی میں ہے کہ: اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ۝ (القمر:1) کی تفسیر میں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ حضور ﷺ کے زمانہ اقدس میں چاند دو حصوں میں تقسیم ہو گیا تھا ایک حصہ پہاڑی کے اوپر گرا جبکہ دوسرا حصہ پہاڑی کے نیچے گرا۔ حضور ﷺ نے فرمایا گواہ ہو جاؤ۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت بیان کی ہے انہوں نے کہا ہے کہ حضور اکرم

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پہاڑی پر آ کر رک گیا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اٹھے وضو کیا اور عصر کی نماز ادا کی پھر سورج غروب ہوا۔ حضور ﷺ کا یہ معجزہ مقام صہباء پر رونما ہوا تھا۔

امام الطبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے معجم اوسط میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب حضور ﷺ نے سورج کو حکم دیا تو اس نے غروب ہونے میں کچھ دیر تاخیر کی۔

یونس بن بکیر رحمۃ اللہ علیہ نے ''زیادۃ المغازی'' میں ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے کہ جب حضور ﷺ معراج پر تشریف لے گئے اور قوم قریش کو قافلہ اور اونٹوں کی علامات کے بارے میں بتایا تو انہوں نے پوچھا کہ یہ قافلہ کب واپس آئے گا حضور ﷺ نے فرمایا تمہارا قافلہ بدھ کے روز واپس آجائے گا جب بدھ کا دن آیا تو قریش مکہ پہاڑی پر جا کر قافلہ کا انتظار کرنے لگے سورج غروب ہونے کے قریب تھا لیکن ابھی تک قافلہ نہیں آیا تھا حضور ﷺ نے دعا کے لئے دست اقدس بلند کر دیئے آپ ﷺ کے لئے اس دن کے اوقات میں اضافہ کر دیا گیا اور سورج کو غروب ہونے سے روک دیا گیا۔

اسی طرح یہ بھی روایت کیا گیا ہے کہ غزوۂ خندق کے دن جب آپ ﷺ مصروفیت کی وجہ سے نماز عصر ادا نہ کر سکے تو آپ ﷺ کے لئے سورج کو روک دیا گیا۔ سورج کا روکنا یہ ہمارے نبی کریم ﷺ اور حضرت یوشع علیہ السلام کے لئے مخصوص ہے۔ جس طرح کہ حضرت علامہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا ہے۔

آپ ﷺ کی بعثت کے وقت شیاطین کو شہاب ثاقب مارے جانے کے بارے میں بھی بہت سی روایات منقول ہیں۔

حضرت امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ نے قصیدۃ الہمزیہ میں لکھا ہے:

بَعَثَ اللّٰهُ عِنْدَ مَبْعَثِهِ الشُّهَابَ ۔۔۔ حُرَّاسًا وَضَاقَ عَنْهَا الْفَضَاءُ

''اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کی بعثت کے وقت شہاب کو نگران بنا کر بھیجا جن کی وجہ سے یہ وسیع فضا تنگ ہوگئی۔

تُطْرَدُ الْجِنُّ عَنْ مَقَاعِدَ لِلسَّمْعِ ۔۔۔ كَمَا تَطْرُدُ الذِّئَابَ الرِّعَاءُ

جنات کو سننے والے مقامات سے اس طرح دور پھینکا جاتا تھا جس طرح بھیڑیوں کو چرواہے بھگا دیتے ہیں۔

فَمَحَتْ آيَةَ الْكُهَانَةِ آيَاتٌ ۔۔۔ مِنَ الْوَحْيِ مَا لَهُنَّ امِّحَاءُ

قرآن پاک کی آیات نے کہانت کی علامات کو مٹا دیا حالانکہ پہلے وہ علامات مٹی ہوئی نہ تھیں۔''

اس قصیدہ کے شارح امام علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ ان اشعار کی اصل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے: قُلْ اُوْحِيَ اِلَيَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ...... فَمَنْ يَّسْتَمِعِ الْاٰنَ يَجِدْ لَهٗ شِهَابًا رَّصَدًا ۝ (الجن: 9-1)

جب جنات نے قرآن پاک کی مذکورہ آیت کو سنا تو انہوں نے حق کو پہچان لیا وہ اس پر صدق دل سے ایمان لے آئے اور واپس اپنی قوم کی طرف چلے گئے تاکہ انہیں اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرائیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ الاحقاف کے آخر میں فرمایا ہے سیرت نگاروں نے بھی جو روایت نقل کی ہے وہ بھی اسی کی تائید کرتی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ جب جنات اور آسمان کی خبروں کے درمیان حجابات اور پردے حائل کر دیئے گئے تو انہوں نے کہا کہ پردے کسی ایسے عظیم واقعہ کی وجہ سے

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کے سامنے بادل آ جاتے ہیں۔ یا یہ کسی بلند بالا پہاڑ کی اوٹ میں چلا جاتا ہے اسی وجہ سے چاند گرہن بعض مقامات پر تو نظر آتا ہے لیکن بعض مقامات پر نظر نہیں آتا۔ بعض جگہوں پر جزوی طور پر نظر آتا ہے اور بعض جگہوں پر مکمل نظر آتا ہے۔

شق قمر کا معجزہ رات کے وقت رونما ہوا تھا۔ رات کے وقت عموماً لوگ سکون و آرام کے عادی ہوتے ہیں۔ وہ اپنے دروازوں کو بند کر لیتے ہیں۔ وہ آسمان پر رونما ہونے والے امور کی طرف کوئی توجہ نہیں دیتے۔ سوائے اس شخص کے جو آسمانی امور کے انتظار میں بیٹھا ہو اور انہیں کی طرف توجہ دے رہا ہو اور کوئی آدمی انہیں اتنے غور سے نہیں دیکھتا اسی وجہ سے اکثر لوگوں کو چاند گرہن کا علم نہیں ہوتا۔

شرح ہمزیہ میں ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ انشقاق قمر کا واقعہ ہجرت سے پانچ سال قبل رونما ہوا تھا۔

اسی طرح آپ ﷺ کے لئے سورج کا واپس لوٹ آنا بھی ثابت ہے آئمہ حدیث نے اس معجزہ کو بھی اپنی کتب میں نقل کیا ہے۔

مواہب میں ہے کہ حضور ﷺ کے لئے سورج کے واپس لوٹ آنے کا واقعہ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے انہوں نے کہا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کا سر اقدس حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گود میں تھا۔ آپ ﷺ پر وحی کا نزول ہو رہا تھا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے ابھی تک نماز عصر ادا نہیں کی تھی حتیٰ کہ سورج غروب ہو گیا حضور ﷺ نے کہا اے علی! کیا آپ نے نماز ادا کر لی ہے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی نہیں۔ اس وقت حضور ﷺ نے دعا مانگی ''اے رب العالمین! حضرت علی تیری اطاعت اور تیرے رسول کی اطاعت میں تھے ان پر سورج کو لوٹا دے۔''

حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں میں نے دیکھا کہ سورج غروب ہو چکا تھا پھر وہ طلوع ہو گیا۔ وہ پہاڑ کے سامنے آ کر کھڑا ہو گیا۔ یہ معجزہ صہباء کے مقام پر رونما ہوا تھا۔ اس حدیث کو امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ امام احمد بن صالح رحمۃ اللہ علیہ کہا کرتے تھے کہ کسی بھی اہل علم کو حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث کو حفظ کرنے میں سستی نہیں کرنی چاہئے کیونکہ یہ نبوت کی علامات میں سے ہیں۔

امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے علامہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسے بیان کیا ہے ابن مندہ اور ابن شاہین رحمۃ اللہ علیہما نے اسے حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا ہے اور ابن مردویہ رحمۃ اللہ علیہ نے اسے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔ امام الطبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے معجم کبیر میں حسن سند کے ساتھ اسی طرح روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے صہباء کے مقام پر ظہر کی نماز ادا فرمائی پھر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کسی کام کے لئے بھیج دیا جب وہ واپس تشریف لائے تو حضور ﷺ عصر کی نماز ادا فرما چکے تھے حضور ﷺ نے اپنا سر مبارک حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گود میں رکھا اور استراحت فرما ہو گئے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حرکت تک نہ کی حتیٰ کہ سورج غروب ہو گیا حضور ﷺ نے عرض کی اے مولا! تیرا بندہ حضرت علی تیرے نبی کی اطاعت میں مشغول تھا۔ تو اس کے لئے سورج کو لوٹا دے تا کہ وہ عصر کی نماز ادا کر سکے حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ سورج دوبارہ طلوع ہوا حتیٰ کہ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اسی طرح اوپر بیان کردہ روایت اس بات کا تقاضا کرتی ہیں کہ جنات حضور ﷺ کے پاس حاضر ہوئے تھے لیکن آپ ﷺ کو ان کے حاضر ہونے کا علم نہیں ہوا تھا۔ انہوں نے آپ ﷺ کی تلاوت کو سنا پھر اپنی قوم کو عذاب الٰہی سے ڈرانے کے لئے واپس چلے گئے پھر اس کے بعد وفد کی صورت میں بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے۔ صحیح قول یہ ہے کہ حضور ﷺ کو جنات کے بارے میں اس وقت علم ہوا تھا جب وہ ایک وفد کی صورت میں آپ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور اپنی خوراک کے بارے میں سوال کیا۔ صحیح یہ ہے کہ جس چیز نے نبی اکرم ﷺ کو ان کے بارے میں اطلاع کی جب وہ وفد کی صورت میں آئے وہ ایک درخت تھا انہوں نے زادِ راہ طلب کیا آپ نے ان سے فرمایا ہر ہڈی جس پر اللہ کا نام لیا جائے تمہارے ہاتھ آئے گی۔ اس میں اس شخص کے خلاف بھی دلیل ہے جو یہ کہتا ہے کہ جنات نہ کھاتے ہیں نہ ہی پیتے ہیں۔

علامہ القسطلانی رحمۃ اللہ علیہ نے ''المواھب الدنیہ'' میں خصائص مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء لکھتے ہوئے بیان کیا ہے ''آپ ﷺ کے خصائص میں سے یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ کی بعثت کے ساتھ ہی کہانت کا خاتمہ ہو گیا۔ اب آسمانوں کی حفاظت کی جاتی تھی۔ اب جو بھی غیب کی خبریں سننے کے لئے آسمانوں کا رخ کرتا اسے شہاب کا سامنا کرنا پڑتا۔'' حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ پہلے شیاطین کو آسمانوں پر جانے سے نہیں روکا جاتا تھا۔ وہ آسمانوں میں داخل ہو جاتے تھے وہاں سے غیب کی خبریں حاصل کر کے کاہنوں بتا دیتے تھے۔ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے تو انہیں تین آسمانوں پر جانے سے روک دیا گیا۔ جب حضور ﷺ اس جہان رنگ و بو میں تشریف لائے تو انہیں تمام آسمانوں پر جانے سے روک دیا گیا جو بھی غیب کی خبریں سننے کے لئے آسمانوں کا رخ کرتا اسے شہاب مارے جاتے شہاب آگ کا ایک شعلہ ہوتا ہے۔ یہ کبھی بھی نشانے سے خطا نہیں ہوتا بعض جنات کو تو یہ وہیں خاکستر بنا دیتا ہے۔ کچھ کے منہ جل کر سیاہ ہو جاتے ہیں اور بعض پر مرض جنون طاری ہو جاتا ہے وہ لوگوں کو صحراؤں میں گمراہ کرتا رہتا ہے۔ حضور ﷺ کی بعثت سے قبل یہ بات ظاہر نہ تھی نہ آپ ﷺ کے زمانہ سے قبل کسی نے اس کا تذکرہ نہ کیا تھا آپ ﷺ کی بعثت کے وقت ہی اس کا اظہار ہوا اور یہ آپ ﷺ کی نبوت کی بنیاد تھی۔

حضرت معمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت امام زہری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ کیا زمانہ جاہلیت میں بھی جنات کو شہاب مارے جاتے تھے۔ انہوں نے کہا ہاں میں نے کہا کیا آپ نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کو نہیں پڑھا: وَّاَنَّا كُنَّا نَقْعُدُ مِنْهَا مَقَاعِدَ لِلسَّمْعِ ؕ (الجن:9) ''اور پہلے تو ہم بیٹھ جایا کرتے تھے اس کے بعض مقامات پر سننے کے لئے۔'' حضرت امام زہری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا کہ پہلے بھی ان پر شہاب برسائے جاتے تھے لیکن حضور اکرم ﷺ کی بعثت کے بعد آسمانوں کی بہت زیادہ حفاظت کی جاتی اور ان پر شدت کے ساتھ شہاب پھینکے جاتے۔

ابن قتیبہ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی یہی ذکر کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی بعثت سے پہلے بھی شہاب پھینکے جاتے تھے لیکن آپ ﷺ کی بعثت کے بعد ان میں شدت آ گئی۔

اب میں مناسب سمجھتا ہوں کہ میں حضور ﷺ کے ان معجزات کا ذکر کروں جن کا تعلق جنات کے ساتھ ہے۔ اسی طرح

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حائل ہوئے ہیں جو روئے زمین پر کسی جگہ رونما ہوا ہے انہوں نے زمین کے مشارق و مغارب کو چھان مارا۔ نصیبین کے جنات کا گروہ بھی اسی واقعہ کی جستجو میں نکلا۔ انہوں نے ایک وادی میں حضور اکرم ﷺ کو دیکھا آپ ﷺ اپنے صحابہ کرام کے ساتھ صبح کی نماز ادا فرما رہے تھے حضور ﷺ نماز میں قرآن پاک کی تلاوت کر رہے تھے جنات نے آپ ﷺ کی تلاوت کو غور سے سنا انہوں نے کہا کہ یہی وہ ذات اقدس ہیں جن کی وجہ سے ان کے اور آسمانوں کی خبروں کے درمیان پردے حائل کر دیئے گئے ہیں۔ انہوں نے اسلام قبول کر لیا اور اپنی قوم کے پاس واپس چلے گئے تاکہ وہ انہیں عذاب جہنم سے ڈرائیں۔ اس وقت مذکورہ بالا آیات کا نزول ہوا۔

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا ہے کہ حضور ﷺ اہل طائف کو دین متین کی دعوت دینے کے لئے تشریف لے گئے جب آپ ﷺ وہاں سے واپس تشریف لائے تو آپ نے ایک وادی میں شب بسر کی اس رات آپ ﷺ نے قرآن پاک کی تلاوت کی جس کو نصیبین (1) کے جنات نے سنا۔

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کی یہ روایت صحیح ہے مگر ان کا یہ قول کہ جنات نے قرآن پاک اس رات سنا تھا، اس میں اختلاف ہے کیونکہ جنات ابتدائے بعثت میں بھی قرآن پاک سنتے تھے جس طرح کہ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے کہ جنات وحی کو سن لیتے تھے اگر وہ وحی کا ایک کلمہ سنتے تھے تو اپنی طرف سے دس کلمات کا اضافہ کر دیتے تھے جو کچھ وہ سنتے تھے وہ تو حق ہوتا تھا لیکن جو اپنی طرف سے اضافہ کرتے تھے وہ باطل ہوتا تھا۔ اس سے پہلے جنات کو شہاب بھی نہیں مارے جاتے تھے جب حضور ﷺ مبعوث ہوئے تو جنات میں سے جو بھی غیب کی خبریں سننے کے لئے آسمانوں کا رخ کرتا اسے شہاب کا سامنا کرنا پڑتا۔ جو اسے جلا کر خاکستر بنا دیتا۔ جنات نے اس کی شکایت ابلیس سے کی اس نے انہیں کہا کہ کسی عظیم واقعہ کی وجہ سے ہی ایسا ہوا ہے اس نے اس واقعہ کی جستجو میں اپنے لشکر کو روانہ کیا۔ اس وقت انہوں نے حضور ﷺ کو وادی میں دیکھا آپ ﷺ نماز ادا فرما رہے تھے۔ انہوں نے اس واقعہ کی خبر ابلیس کو دی اس نے کہا اسی عظیم واقعہ کی وجہ سے تمہیں آسمانوں کی طرف جانے سے روک دیا گیا ہے۔ اس روایت کو امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا ہے اور امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو صحیح کہا ہے۔

لیکن حضور ﷺ طائف میں تبلیغ دین کے لئے اپنے چچا ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کے بعد تشریف لے گئے تھے۔

ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جنات حضور ﷺ کے پاس اس وقت حاضر ہوئے جب آپ ﷺ ایک وادی میں قرآن پاک کی تلاوت کر رہے تھے۔ جب انہوں نے لاریب کتاب کی تلاوت کو سنا تو ایک دوسرے کو خاموش ہو جانے کے لئے کہا اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری: وَ اِذْ صَرَفْنَاۤ اِلَیْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ (الاحقاف: 29) ''اور جب ہم نے متوجہ کیا آپ کی طرف جنات کی ایک جماعت کو کہ وہ قرآن سنیں۔'' یہ روایت

1۔ شام میں ایک شہر کا نام ہے۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پاک پڑھ کرسنایا۔حضور ﷺ نے ہمیں جنات اوران کی آگ کے آثار دکھائے۔

ابن جریر، امام بیہقی، حاکم اورابونعیم رحمۃ اللہ علیہم نے ابوعثمان الخزاعی کی سند سے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب سرور دو عالم ﷺ مکہ میں تشریف فرما تھے تو آپ ﷺ نے اپنے صحابہ کرام علیہم الرضوان سے کہا کہ تم میں سے جو بھی جنات کے معاملات کو دیکھنا چاہتا ہے وہ آج رات میرے ساتھ آئے لیکن میرے علاوہ کوئی بھی حضور اکرم ﷺ کے ساتھ نہ آیا۔حضور اکرم ﷺ اور میں روانہ ہوئے حتیٰ کہ ہم مکہ کی بلند ترین جگہ پر آ گئے۔حضور ﷺ نے اپنے پاؤں مبارک سے میرے لئے ایک دائرہ کھینچا اور مجھے حکم دیا کہ میں اس میں بیٹھ جاؤں حضور ﷺ آگے روانہ ہو گئے حتیٰ کہ ایک جگہ پر جا کر حضور ﷺ نے قیام فرمایا اور قرآن پاک کی تلاوت کی حضور ﷺ کو کسی سیاہ چیز نے ڈھانپ لیا۔وہ تعداد میں بہت زیادہ تھی حضور ﷺ میری نگاہوں سے پوشیدہ ہو گئے۔مجھے آپ ﷺ کی آواز بھی سنائی نہیں دیتی تھی۔پھر اس چیز نے آہستہ آہستہ بادل کے ٹکڑوں کی طرح جانا شروع کیا فجر کی نماز تک حضور اکرم ﷺ فارغ ہو گئے اور آپ ﷺ کا جسد اطہر مجھے نظر آنے لگا۔پھر حضور اکرم ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور مجھ سے پوچھا اس قبیلہ نے کیا کیا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم وہ جنات تھے؟حضور اکرم ﷺ نے ہڈی اور لید کو پکڑا اور انہیں دیا اور آپ ﷺ نے منع فرمایا کہ کوئی شخص ہڈی اور لید کے ساتھ استنجاء نہ کرے۔

امام بیہقی اور ابونعیم رحمۃ اللہ علیہما نے علی بن رباح کی سند سے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم نے حضور ﷺ کے پیچھے پیچھے چلنے کی خواہش کی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ آج رات پندرہ جنات کا ایک گروہ میرے ساتھ آئے گا اور میں انہیں قرآن پاک کی تعلیم دوں گا۔میں حضور ﷺ کے ساتھ ساتھ چل پڑا حتیٰ کہ ہم اس جگہ آ گئے جہاں کا حضور ﷺ نے ارادہ فرمایا تھا۔حضور اکرم ﷺ نے میرے لئے ایک خط کھینچا مجھے اس میں بٹھا کر کہا اس خط سے باہر نہ نکلنا میں اسی خط میں ٹھہرا رہا حضور اکرم ﷺ سحری کے وقت میرے پاس تشریف لائے جب صبح ہوئی تو میں نے دل میں عزم کیا کہ میں اس جگہ کو ضرور دیکھوں گا جہاں حضور ﷺ تشریف لے گئے تھے میں اس جگہ پر گیا تو میں نے وہاں ستر اونٹوں کے بیٹھنے کی جگہ دیکھی۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ابن الجوزاء رحمۃ اللہ علیہ کی سند سے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ لیلۃ الجن کو میں حضور ﷺ کے ساتھ روانہ ہوا جب ہم حجون کے مقام تک پہنچے تو حضور ﷺ نے میرے لئے ایک خط کھینچا پھر آپ ﷺ جنات کی طرف تشریف لے گئے۔جنات نے حضور اکرم ﷺ پر بڑی بھیڑ بنا دی ان کے سردار وردان نے عرض کی کہ میں انہیں آپ ﷺ کے پاس سے دور لے جاتا ہوں آپ ﷺ نے فرمایا بروز حشر اللہ تعالیٰ سے مجھ کو کوئی شخص بھی پناہ نہیں دے سکے گا۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ابوعثمان الہندی سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک دفعہ کسی راستے میں زط (1) کے افراد کو دیکھا آپ نے لوگوں سے پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ لوگوں نے آپ کو بتایا کہ یہ زط ہیں آپ نے

1۔سوڈانی۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جنات کا اسلام قبول کرنا اور صحابہ کرام کا جنات کو دیکھنا بھی بیان کروں کیونکہ یہ تمام اشیاء حضور ﷺ کی نبوت کے دلائل ہیں۔

جنات کا اسلام قبول کرنا اور صحابہ کرام کا جنات کو دیکھنا

اللہ رب العزت کا ارشاد ہے: وَ اِذْ صَرَفْنَآ اِلَیْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ (الاحقاف:29) اور جس وقت ہم نے متوجہ کیا آپ کی طرف جنات کی ایک جماعت کو کہ وہ قرآن سنیں۔"

ایک اور جگہ پر اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا: قُلْ اُوْحِیَ اِلَیَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ (الجن:1) "آپ فرمایئے میری طرف وحی کی گئی ہے کہ بڑے غور سے سنا ہے قرآن کو جنوں کی ایک جماعت نے۔"

حضرت امام بخاری اور حضرت امام مسلم رحمۃ اللہ علیہما نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ اپنے کچھ صحابہ کرام کے ساتھ عکاظ کے بازار کی طرف تشریف لے گئے اس وقت شیاطین اور آسمانوں کی خبروں کے درمیان پردے حائل کر دیئے گئے اور شیاطین پر شہاب مارے گئے۔ وہ شیاطین اپنی قوم کے پاس واپس آئے ان کی قوم نے ان سے پوچھا کہ تمہیں کیا ہوا ہے تو انہوں نے کہا کہ ہمارے اور آسمان کی خبروں کے مابین حجابات حائل کر دیئے گئے ہیں اور ہمیں شہاب مارے گئے ہیں۔ ان کی قوم نے کہا کہ ان حجابات اور شہاب کا سبب کوئی اہم واقعہ ہے جو زمین پر رونما ہوا ہے۔ انہوں نے زمین کے مشرق و مغرب میں ہر جگہ اس اہم واقعہ کو تلاش کیا انہیں جنات میں سے ایک گروہ تہامہ کی اس وادی کی طرف آیا جہاں حضور ﷺ اپنے صحابہ کے ساتھ صبح کی نماز ادا فرما رہے تھے۔ جب انہوں نے قرآن پاک کی تلاوت کو سنا تو انہوں نے کہا اللہ کی قسم یہی وہ اہم واقعہ ہے جس کی وجہ سے ہمارے اور آسمان کی خبروں کے مابین پردے حائل کر دیئے گئے ہیں جب وہ جنات اپنی قوم کی طرف واپس گئے تو انہوں نے کہا اے ہماری قوم! اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا ۝ یَّهْدِیْۤ اِلَى الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ ؕ وَ لَنْ نُّشْرِكَ بِرَبِّنَاۤ اَحَدًا ۝ (الجن:1) "ہم نے ایک عجیب قرآن سنا جو راہ دکھاتا ہے ہدایت کی پس ہم (دل سے) اس پر ایمان لے آئے اور ہم ہرگز شریک نہیں بنائیں گے کسی کو اپنے رب کا۔"

امام بخاری اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہما نے حضرت مسروق رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سوال کیا کہ جس رات جنات نے حضور ﷺ سے قرآن پاک سنا تھا اس رات حضور ﷺ کو کس نے جنات کے متعلق بتایا تھا انہوں نے جواب دیا ایک درخت نے حضور ﷺ کو جنات کے متعلق بتایا تھا۔

امام مسلم، امام احمد اور امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہم نے حضرت علقمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کیا تم میں سے کسی نے لیلۃ الجن میں حضور ﷺ کی مصاحبت اختیار کی تھی۔ انہوں نے جواب دیا کہ ہم میں سے کوئی بھی اس رات حضور ﷺ کے ساتھ نہیں تھا لیکن ایک رات ہم نے رسول مکرم ﷺ کو مفقود پایا ہم نے گمان کیا کہ شاید حضور ﷺ کو شہید کر دیا گیا یا آپ ﷺ کو اٹھا لیا گیا ہے۔ ہم نے وہ رات بڑے قلق اور اضطراب میں بسر کی۔ جب صبح ہوئی تو حضور اکرم ﷺ ہمارے پاس تشریف لے آئے ہم نے اپنی بے چینی کے بارے میں آپ ﷺ کو بتایا تو آپ ﷺ نے فرمایا میرے پاس جنات کا داعی آیا میں ان کے پاس چلا گیا اور انہیں قرآن

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جمع ہو گئے ایسے محسوس ہوتا تھا کہ وہ ''زط'' کے آدمی ہیں۔حضور ﷺ نے اردگرد جمع ہونے کی کیفیت وہی تھی جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں فرمایا ہے: كَادُوْا يَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِ لِبَدًا (الجن:19) ''تو لوگ اس پر ہجوم کر کے آ جاتے ہیں۔''میں نے ارادہ کیا کہ ان کے پاس جاؤں اور حتی الامکان حضور ﷺ کا دفاع کروں لیکن پھر مجھے حضور ﷺ کے ساتھ کیا ہوا وعدہ یاد آ گیا اور میں وہیں ٹھہرا رہا پھر وہ لوگ حضور ﷺ سے علیحدہ ہونا شروع ہوئے۔میں نے انہیں سنا وہ بارگاہ رسالت میں یوں عرض کناں تھے یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم ہمارا سفر بہت طویل ہے اب ہم سفر پر روانہ ہونے والے ہیں آپ ﷺ ہمیں زادراہ عطا فرمائیں۔حضور ﷺ نے فرمایا لید تمہارے لئے زادراہ ہے جو ہڈی تمہیں ملے گی اللہ کی قدرت سے اس پر گوشت پیدا ہو جائے گا اور جو لید تمہیں ملے گی وہ کھجور کی مانند ہو جائے گی۔جب وہ مخلوق چلی گئی تو میں نے حضور ﷺ سے پوچھا کہ وہ کون لوگ تھے؟ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا وہ نصیبین کے جنات تھے۔

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے ابوظبیان کی سند سے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ مکہ مکرمہ سے روانہ ہوئے میں بھی آپ کی معیت میں چلا حتیٰ کہ آپ ﷺ ایک بلند جگہ پر تشریف لے گئے۔ وہاں آپ ﷺ نے میرے لئے ایک خط کھینچا اور مجھے فرمایا میرے واپس آنے تک اسی خط کے اندر ہی ٹھہرے رہنا حضور ﷺ وقت سحر تشریف لائے اور فرمایا مجھے جنات کی طرف بھیجا گیا تھا میں نے عرض کی کہ یہ آوازیں کیسی تھیں۔آپ ﷺ نے فرمایا یہ ان جنات کی آوازیں تھیں جب انہوں نے مجھے الوداع کیا تو وہ مجھ پر سلام بھیج رہے تھے۔

امام الطبرانی اور ابونعیم رحمۃ اللہ علیہما نے ابوعبداللہ الجدلی کی سند سے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کے پیچھے پیچھے آنے کی خواہش کا اظہار کیا۔آپ ﷺ مجھے اپنے ساتھ لے کر چل پڑے حتیٰ کہ ہم مکہ کی بلند ترین جگہ پر آ گئے۔آپ ﷺ نے میرے لئے ایک خط کھینچا اور فرمایا اس خط سے باہر نہ نکلنا۔ آپ ﷺ ایک پہاڑ میں تشریف لے گئے۔میں نے لوگوں کو دیکھا کہ وہ پہاڑوں کی چوٹیوں سے اتر کر آپ ﷺ کے پاس حاضر ہو رہے ہیں حتیٰ کہ حضور اکرم ﷺ مجھ سے بالکل پوشیدہ ہو گئے میں نے اپنی تلوار کو بے نیام کیا اور کہا کہ میں آج شمشیر زنی کر کے حضور ﷺ کی ضرور حفاظت کروں گا۔پھر مجھے حضور اکرم ﷺ سے کیا ہوا وعدہ یاد آ گیا۔آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ میرے آنے تک اس خط سے باہر نہ نکلنا میں اس خط کے اندر ہی رہا حتیٰ کہ صبح کا اجالا پھیل گیا حضور نبی کریم ﷺ میرے پاس تشریف لائے تو میں اسی حالت میں ایستادہ تھا نبی کریم ﷺ نے پوچھا کہ تم ابھی تک اسی حالت میں کھڑے ہو میں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم اگر آپ ایک ماہ تک بھی واپس تشریف نہ لاتے تو میں اسی طرح کھڑا رہتا پھر میں نے اپنے ارادہ سے حضور ﷺ کو آگاہ کیا۔آپ ﷺ نے فرمایا اگر تم اس خط سے باہر نکلتے تو پھر ہم قیامت تک آپس میں نہ مل سکتے۔حضور ﷺ نے فرمایا بے شک میرے ساتھ وعدہ کیا گیا ہے کہ انسان اور جنات مجھ پر ایمان لائیں گے۔انسان تو مجھ پر ایمان لے آئے ہیں اور جنات کو بھی آج میں نے اسلام قبول کرتے دیکھ لیا ہے۔

امام الطبرانی اور ابونعیم رحمۃ اللہ علیہما نے عمرو البکالی کی سند سے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فرمایا میں نے لیلۃ الجن میں جنات کو ایسی ہی شکلوں میں دیکھا تھا اگرچہ وہ جدا جدا تھے لیکن وہ ایک دوسرے کی پیروی کرتے تھے۔

الطبرانی اور ابونعیم رحمۃ اللہ علیہما نے ابوزید کی سند سے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم مکہ مکرمہ میں حضور ﷺ کی بارگاہ میں موجود تھے صحابہ کا ایک گروہ بارگاہ رسالت میں حاضر تھا آپ ﷺ نے فرمایا میرے ساتھ ایک آدمی کھڑا ہو جائے لیکن وہ کھڑا نہ ہو جس کے دل میں ذرہ بھر بھی کھوٹ ہو میں حضور ﷺ کے ساتھ کھڑا ہو گیا میں نے آفتابہ کو ہاتھ سے پکڑ لیا۔ میرے گمان کے مطابق اس میں پانی ہی تھا میں آپ ﷺ کی معیت میں نکلا جب ہم مکہ کی بلند چوٹی پر پہنچے تو میں نے دیکھا کہ وہاں کوئی کالی سی مخلوق جمع ہے حضور ﷺ نے میرے لئے ایک خط کھینچا اور فرمایا اس میں کھڑا ہو جا اور اس وقت تک کھڑا رہنا جب تک میں تیرے پاس واپس آ جاؤں۔ حضور ﷺ اس عجیب و غریب مخلوق کی طرف تشریف لے گئے۔ میں نے انہیں دیکھا وہ آپ کی تشریف آوری پر بڑے جوش و جذبہ کا اظہار کر رہے تھے حضور ﷺ نے ساری رات انہیں کے پاس قیام فرمایا صبح کے وقت آپ میرے پاس تشریف لائے اور مجھے فرمایا تو ابھی تک کھڑا ہی ہے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم کیا آپ نے مجھے یہ نہیں فرمایا تھا کہ میرے آنے تک ادھر ہی کھڑا رہنا۔ پھر نبی الثقلین ﷺ نے مجھ سے فرمایا کیا تمہارے پاس پانی ہے میں نے عرض کی ہاں یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میرے پاس پانی ہے جب میں نے اس آفتابہ کو کھولا تو اس میں نبیذ تھی میں نے عرض کی اللہ کی قسم! جب میں نے اس برتن کو اٹھایا تھا تو میں نے یہی گمان کیا تھا کہ اس میں پانی ہے لیکن اس میں تو نبیذ ہے حضور ﷺ نے فرمایا یہ بہترین پھل بھی ہے اور پاکیزہ پانی بھی ہے پھر آپ ﷺ نے اسی کے ساتھ ہی وضو فرما لیا۔ جب آپ ﷺ نماز کے لئے کھڑے ہوئے تو دو شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے ان دونوں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم ہماری خواہش ہے کہ آپ ہم کو امامت کروائیں انہوں نے آپ ﷺ کے پیچھے صف باندھ کر نماز ادا کی پھر حضور ﷺ وہاں سے واپس تشریف لائے میں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم یہ افراد کون تھے آپ ﷺ نے فرمایا وہ نصیبین کے جنات تھے میرے پاس چند امور کا فیصلہ کروانے آئے تھے انہوں نے مجھ سے زادراہ کے بارے میں پوچھا تھا میں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم آپ نے انہیں کیا زادراہ دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں نے انہیں "لید" زادراہ دیا ہے۔ جو وہ لید وغیرہ پائیں گے وہ درحقیقت لید ہی ہوگی لیکن وہ انہیں کھجور کی طرح نظر آئے گی۔ جو وہ ہڈی دیکھیں گے تو وہ انہیں گوشت سے بھرپور نظر آئے گی۔ اس وقت حضور ﷺ نے منع فرما دیا کہ کوئی شخص لید اور ہڈی کے ساتھ استنجا نہ کرے۔

ابونعیم نے ابوالمعلی کی سند سے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ ہجرت سے قبل مکہ مکرمہ کے گردونواح میں تشریف لے گئے۔ آپ ﷺ نے میرے لئے ایک خط کھینچا اور مجھے حکم دیا کہ میرے آنے تک کسی قسم کی گفتگو نہ کروں پھر تجھے نہ تو کوئی چیز ہراساں کرے گی اور نہ تجھے کسی قسم کا خوف لاحق ہوگا۔ یہ فرمانے کے بعد آپ ﷺ تھوڑا سا آگے تشریف لے گئے۔ وہاں آپ بیٹھ گئے اچانک آپ ﷺ کے اردگرد بہت سے کالی رنگت والے لوگ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے صبح کی نماز ہمارے ساتھ مسجد نبوی میں ادا فرمائی۔ نماز کے بعد آپ ﷺ نے پوچھا۔ تم میں سے کون آج رات میرے ساتھ جنات کے وفد کی طرف جائے گا؟ میں حضور ﷺ کی معیت میں نکلا۔ ہم سفر پر رواں دواں رہے حتیٰ کہ مدینہ طیبہ کے تمام پہاڑ ہماری نظروں سے اوجھل ہو گئے ہم "براز" کی زمین تک پہنچ گئے۔ وہاں ہم نے اچانک ایسے آدمیوں کو دیکھا جس کے قد نیزوں کی طرح دراز تھے انہوں نے اپنی ٹانگوں پر لنگوٹ کسے ہوئے تھے۔ جب میں نے انہیں دیکھا تو مجھ پر لرزہ طاری ہو گیا۔ خوف کی وجہ سے میری دونوں ٹانگیں کانپنے لگیں۔ حضور اکرم ﷺ نے میرے لئے ایک خط کھینچا اور مجھے اس کے درمیان بیٹھ جانے کا حکم دیا جب میں اس خط کے وسط میں بیٹھ گیا تو میرا تمام خوف اور ڈر ختم ہو گیا حضور اکرم ﷺ ان لوگوں کے پاس تشریف لے گئے اور انہیں قرآن پاک کی تعلیم دی۔ وہ لوگ صبح تک بارگاہ رسالت میں ہی حاضر رہے پھر حضور ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا میرے ساتھ آؤ میں نے آپ ﷺ کے ساتھ ساتھ چلنا شروع کیا جب ہم تھوڑی ہی دیر چلے تو حضور ﷺ نے مجھے فرمایا ان لوگوں کی طرف دیکھو۔ کیا اب وہ تمہیں نظر آ رہے ہیں۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میں ایسی مخلوق کو دیکھ رہا ہوں جس کا رنگ کالا ہے حضور ﷺ نے اپنا سر مبارک زمین کی طرف جھکایا اور ایک ہڈی کو لید کے ساتھ ملایا پھر اسے ان لوگوں کی طرف پھینک دیا۔ نبی کریم رؤف رحیم ﷺ نے فرمایا انہوں نے مجھ سے زادراہ کے متعلق سوال کیا تھا۔ میں نے انہیں بتایا کہ ہڈی اور لید تمہارے لئے زادراہ ہے۔

امام احمد، البزاز، ابویعلی، امام بیہقی اور ابونعیم رحمۃ اللہ علیہم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے کہ خیبر کا ایک شخص اپنے گھر سے باہر نکلا دو آدمیوں نے اس کا تعاقب کرنا شروع کیا۔ ایک اور آدمی ان دونوں کے پیچھے پیچھے آ رہا تھا۔ وہ انہیں واپس آنے کے لئے کہہ رہا تھا۔ اس شخص نے ان دونوں کو جا کر پکڑ لیا اور واپس لے آیا پھر وہ خیبر کے آدمی کے پاس گیا اور اس سے کہا کہ یہ دونوں شیطان تھے میں ان کے تعاقب میں رہا حتیٰ کہ میں انہیں تجھ سے دور لے گیا جب تو بارگاہ رسالت میں جائے تو حضور ﷺ کو میری طرف سے سلام عرض کرنا اور عرض کرنا کہ میں اپنی قوم کے صدقات جمع کرتا ہوں اگر آپ ﷺ پسند فرمائیں تو ہم وہ صدقات آپ ﷺ کے پاس بھیج دیں گے۔ جب وہ شخص مدینہ طیبہ حاضر ہو کر بارگاہ نبوت میں پیش ہوا تو اس نے حضور ﷺ کو تمام واقعہ سنایا۔ اس وقت حضور ﷺ نے اکیلے باہر نکلنے سے منع فرما دیا۔

ابوشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے "العظمۃ" میں، اور ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے کثیر بن عبداللہ بن عمرو بن عوف سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ حضرت بلال بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ہے کہ ایک سفر میں ہم رسول کریم ﷺ کے ساتھ تھے۔ غروب آفتاب کے وقت ہم نے ایک جگہ قیام کیا جب میں بارگاہ رسالت میں حاضر ہونے کے لئے گیا تو میں نے وہاں بہت زیادہ شور و غوغا اور لوگوں کے جھگڑنے کی آواز کو سنا لیکن مجھے وہاں کوئی آدمی نظر نہیں آ رہا تھا۔ میں اسی جگہ رک گیا۔ کچھ دیر کے بعد حضور نبی کریم ﷺ مسکراتے ہوئے تشریف لائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا میرے پاس مسلمان جن اور مشرک جن ایک جھگڑے کا فیصلہ کروانے کے لئے آئے۔ انہوں نے مجھ سے کہا کہ میں انہیں کسی جگہ سکونت پذیر کروں میں نے مسلمان

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اکرم ﷺ کے پیچھے پیچھے جانے کا اظہار کیا۔ رسول کریم ﷺ اور میں فلاں مقام تک گئے۔ وہاں حضور ﷺ نے ایک خط کھینچا آپ ﷺ نے فرمایا تم نے اس خط کے اندر ہی رہنا ہے باہر نہیں نکلنا۔ اگر تم اس خط سے باہر نکلو گے تو ہلاک ہو جاؤ گے۔ میں اسی خط کے اندر ہی ٹھہرا رہا۔ حضور ﷺ تھوڑا سا آگے تشریف لے گئے۔ وہاں آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں ایسی قوم حاضر ہوئی جو زط کی طرح تھی۔ اگر چہ انہوں نے کپڑے نہیں پہنے ہوئے تھے لیکن مجھے ان کی شرمگاہیں نظر نہیں آ رہی تھیں۔ وہ دراز قد تھے لیکن ان کے جسموں پر برائے نام گوشت تھا جب وہ آپ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے انہیں قرآن پاک کی تعلیم دینا شروع کی۔ ان میں سے کچھ لوگ میرے پاس بھی آئے اور میرے اردگرد جمع ہو گئے جس کی وجہ سے مجھ پر گھبراہٹ طاری ہو گئی۔ جب صبح کا اجالا نمودار ہوا تو انہوں نے جانا شروع کر دیا حضور ﷺ نے اپنا سر مبارک میری گود میں رکھا اور استراحت فرما ہو گئے کچھ دیر کے بعد آپ ﷺ کے پاس ایسی مخلوق آئی جس نے سفید لباس پہنا ہوا تھا۔ ان کے قد بھی دراز تھے انہیں دیکھ کر بھی مجھ پر گھبراہٹ طاری ہو گئی۔ وہ ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ حضور ﷺ کے لئے ضرب الامثال بیان کرو۔ ایک گروہ نے کہا کہ یا تو تم آپ ﷺ کے لئے ضرب المثل بیان کرو اور ہم اس کی تاویل کرتے ہیں اور یا پھر ہم آپ ﷺ کے لئے ضرب المثل بیان کرتے ہیں اور تم اس کی تاویل کرو۔ پھر ان میں سے ایک نے کہا آپ ﷺ کی مثال اس سردار کی طرح ہے جو ایک مضبوط اور مستحکم عمارات میں رات گزارتا ہے پھر وہ لوگوں کو کھانا لانے کے لئے بھیجتا ہے جو کھانا نہیں لاتا وہ اسے عذاب دیتا ہے۔ دوسرے گروہ نے اس ضرب المثل کی تاویل یہ کی کہ سردار سے مراد اللہ تعالیٰ کی ذات کریمانہ ہے مضبوط اور پائیدار عمارت سے مراد اسلام ہے کھانے سے مراد جنت ہے اور حضور ﷺ اس کی طرف دعوت دینے والے ہیں۔ جس شخص نے آپ ﷺ کی اتباع کی وہ جنت کی سدا بہار فضاؤں میں رہے گا اور جب بدبخت نے آپ ﷺ کی اتباع نہ کی اسے سخت عذاب دیا جائے گا۔ پھر آقائے دو جہاں ﷺ نیند سے بیدار ہوئے اور مجھے فرمایا اے ام عبد کے بیٹے! تم نے کیا دیکھا ہے میں نے عرض کی کہ میں نے اس طرح دیکھا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا انہوں نے جو باتیں دیکھی ہیں ان میں سے کوئی بات بھی مجھ سے پوشیدہ نہیں ہے وہ ملائکہ تھے۔

ابو نعیم نے واقدی رحمۃ اللہ علیہما سے روایت کیا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم غزوۂ تبوک کے لئے سفر پر رواں دواں تھے انہوں نے راستہ میں ایک بہت بڑا سانپ دیکھا۔ لوگ اسے دیکھ کر بھاگ گئے۔ وہ سانپ چل کر بارگاہ رسالت میں پہنچا۔ حضور ﷺ اپنے سواری پر ہی تشریف فرما رہے وہ سانپ کھڑا ہو گیا۔ کچھ دیر کے بعد وہ پھر سمٹ گیا اور راستے کی ایک جانب جا کر پھر کھڑا ہو گیا۔ تمام لوگ اسے دیکھ رہے تھے۔ کچھ دیر کے بعد جب لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ یہ کون تھا؟ انہوں نے عرض کی کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مکرم ﷺ ہی بہتر جانتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا یہ ان آٹھ جنات میں سے ایک تھا جو وفد کی صورت میں میرے پاس قرآن پاک سننے آئے تھے اس کا گھر اس کے نواح میں ہے میری آمد کی خبر سن کر یہ سلام کرنے کے لئے حاضر ہوا ہے اب وہ وہاں کھڑے ہو کر تمہیں سلام کر رہا ہے تمام لوگوں نے کہا وَعَلَيْهِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللهِ۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

صحابہ کرام علیہم الرضوان کا جنات کو دیکھنا اوران کا کلام سننا

(اس باب میں ان روایات کو ذکر کیا جائے گا جن کا تذکرہ پہلے نہیں ہوا)

امام بخاری اور امام نسائی نے ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کی سند سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ تاجدار مدینہ ﷺ نے مجھے حکم فرمایا کہ میں رمضان المبارک کی زکوٰۃ (فطرانہ) کی حفاظت کروں۔ جب میں نے اس مال کی نگہبانی شروع کی تو ایک آنے والا میرے پاس آیا اور اس مال میں سے اپنا دامن بھرنا شروع کر دیا۔ میں نے جا کر اس کو پکڑ لیا میں نے اسے کہا میں تجھے بارگاہ رسالت میں ضرور پیش کروں گا۔ وہ کہنے لگا میں ایک مفلس اور کنگال انسان ہوں میں بہت سے اہل و عیال والا ہوں۔ مجھے مال کی بہت زیادہ ضرورت تھی اس لئے یہاں مال چرانے آیا ہوں۔ آپ مہربانی کر کے مجھے چھوڑ دیں۔ میں نے اسے چھوڑ دیا۔ جب صبح ہوئی اور میں بارگاہ نبوت میں حاضر ہوا تو نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا اے ابو ہریرہ! آج رات تیرے قیدی نے تیرے ساتھ کیا کیا میں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم اس نے شدید حاجت کا اظہار کیا تھا اس نے یہ کہا تھا کہ اس کی بہت زیادہ اولاد ہے اس لئے میں نے اس پر رحم کیا اور اسے آزاد کر دیا۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اس نے تم سے جھوٹ بولا ہے وہ عنقریب پھر تمہارے پاس آئے گا۔ اب مجھے یقین ہو گیا تھا کہ وہ چور دوبارہ ضرور آئے گا۔ میں اپنی نگرانی میں پھر مصروف ہو گیا۔ رات کے وقت پھر وہی چور آیا اور اس نے مال کو سمیٹنا شروع کر دیا میں نے اسے پکڑ لیا اور کہا کہ میں آج تجھے بارگاہ رسالت میں ضرور پیش کروں گا اس نے پھر کہا کہ آپ مجھے چھوڑ دیں۔ میں ایک غریب اور عیالدار آدمی ہوں اب میں وعدہ کرتا ہوں کہ دوبارہ نہیں آؤں گا۔ مجھے اس پر رحم آیا اور میں نے اسے آزاد کر دیا جب صبح ہوئی تو رسول مکرم ﷺ نے فرمایا اے ابو ہریرہ! تیرے قیدی نے تیرے ساتھ کیا کیا۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم جب اس نے شدید ضرورت کا اظہار کیا اور یہ کہا کہ وہ ایک عیالدار آدمی ہے تو میں نے اسے آزاد کر دیا۔ آقائے دو جہاں ﷺ نے فرمایا اس نے آج رات پھر تم سے جھوٹ بولا ہے۔ وہ پھر عنقریب آئے گا۔ میں نے تیسری رات بھی اس مال کی دیکھ بھال شروع کی۔ رات کے وقت وہ شخص پھر آیا اس نے مال کو اپنے دامن میں بھرنا شروع کیا۔ میں نے اس کو پکڑ لیا اور کہا کہ آج میں تجھے بارگاہ رسالت میں ضرور پیش کروں گا تو روزانہ وعدہ کر کے جاتا ہے کہ اب نہیں آؤں گا اب تیسری مرتبہ چوری کی نیت سے آیا ہے اس نے مجھ سے کہا آپ مجھے چھوڑ دیں میں آپ کو ایسے کلمات سکھاتا ہوں جن سے اللہ تعالیٰ آپ کو بہت فائدہ دے گا وہ کلمات یہ ہیں کہ جب آپ اپنے بستر پر سونے کے لئے جائیں تو آیت الکرسی پڑھ لیا کریں۔ جب آپ آیۃ الکرسی پڑھ کر سوئیں گے تو اللہ تعالیٰ کی جانب سے آپ پر ایک نگران مقرر کر دیا جائے گا اور صبح تک شیطان آپ کے پاس نہیں جا سکے گا۔ جب صبح ہوئی تو میں نے حضور ﷺ کو اس واقعہ کے متعلق بتایا آپ ﷺ نے فرمایا تمہارے ساتھ اس نے سچ بولا ہے حالانکہ وہ سب سے بڑا جھوٹا ہے۔ اے ابو ہریرہ! کیا تم جانتے ہو کہ تین رات تم کس سے مخاطب رہے۔ میں نے کہا نہیں یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میں نہیں جانتا۔ آپ ﷺ نے فرمایا وہ شیطان تھا۔

امام نسائی، ابن مردویہ اور ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ ان کے پاس اس

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جنوں کو "الحلس" کے مقام پر اقامت گزیں کر دیا اور مشرکین جنوں کو "الغور" میں سکونت پذیر کر دیا۔ کثیر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ الحلس سے مراد بستیاں اور پہاڑ ہیں اور الغور سے مراد پہاڑوں اور سمندروں کے درمیان کا علاقہ ہے۔ علامہ کثیر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ یہ میرا مشاہدہ ہے کہ جو شخص بھی "الحلس" کے مقام پر گیا وہ ضرور مشرف بہ اسلام ہوا لیکن جو "الغور" کے مقام پر گیا اسے اسلام کی دولت نصیب نہ ہوئی۔

خطیب نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اکرم شفیع معظم ﷺ سے تین ایسی اشیاء کو ظہور پذیر ہوتے دیکھا ہے کہ اگر آپ قرآن پاک جیسی عظیم کتاب نہ بھی لے کر آتے تو میں صرف انہیں دیکھ کر ہی ایمان لے آتا۔

حضور اکرم ﷺ نے وضو کے لئے پانی لیا۔ آپ ﷺ نے دو کھجوروں کے درخت دیکھے جو جدا جدا تھے۔ آپ ﷺ نے مجھے فرمایا اے جابر! ان دونوں درختوں کے پاس جاؤ اور انہیں کہو کہ اکٹھے ہو جائیں۔ جب میں ان دونوں درختوں کو رسول اللہ ﷺ کا حکم سنایا تو وہ آپس میں اس طرح مل گئے کہ گویا کہ ان کی جڑ ایک ہی ہے حضور ﷺ نے قضائے حاجت فرمائی میں جلدی جلدی آپ ﷺ کے پاس پانی لے کر گیا میں نے اپنے دل میں سوچا کہ شاید آج اللہ تعالیٰ مجھے اس چیز سے آگاہ فرما دے جو آپ ﷺ کے بطن مبارک سے نکلتی ہے اور میں اسے کھالوں لیکن میں نے اس زمین کو دیکھا کہ وہ چاندی کی طرح سفید ہے۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم کیا آپ نے قضائے حاجت نہیں فرمائی۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں نے قضائے حاجت کی ہے لیکن ہم انبیائے کرام کی یہ خاصیت ہے کہ زمین کو حکم دیا گیا ہے کہ ہمارے جسم سے خارج ہونے والے پیشاب وغیرہ کو اپنے اندر چھپا لے۔ اس لئے میرا پاخانہ زمین نے نگل لیا ہے پھر وہ کھجور کے دونوں درخت علیحدہ علیحدہ ہو گئے۔ ہم اپنے سفر پر روانہ ہو گئے اچانک کہیں سے ایک سانپ نمودار ہوا۔ اس نے اپنا سر حضور اکرم ﷺ کے کان مبارک کے ساتھ لگایا اور حضور نبی کریم ﷺ نے اپنا منہ مبارک اس کے کان کے ساتھ لگایا۔ حضور پر نور ﷺ اور سانپ نے آپس میں سرگوشی کی پھر وہ سانپ اس طرح غائب ہو گیا جیسا کہ اس کو زمین نے نگل لیا ہو۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم ہم تو آپ ﷺ کی وجہ سے بہت زیادہ خوفزدہ ہو گئے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ سانپ جنات کا قاصد تھا وہ قرآن پاک کی ایک سورۃ کو بھول گئے انہوں نے اس کو اپنا قاصد بنا کر میرے پاس بھیجا میں نے اس کو قرآن مجید کی تعلیم دی۔

کچھ دیر کے بعد ہم ایک گاؤں میں پہنچ گئے وہاں کے لوگ ہمارے پاس ایک ایسی دوشیزہ کو لے کر آئے جو حسن و جمال میں یکتا تھی۔ وہ ایسے لگتی تھی جیسا کہ ابھی ابھی چاند کا ٹکڑا بادل کی اوٹ سے نکلا ہو لیکن اس پر جن کا سایہ تھا۔ اس کے گھر والوں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم اس کے لئے دعا فرمائیں۔ آپ ﷺ نے اس کے لئے دعا فرمائی اور اس جن سے مخاطب ہو کر کہا تجھے ہلاکت ہو میں محمد رسول اللہ ہوں تو اس کو چھوڑ کر چلا جا اس کے بعد اس دوشیزہ کو شرم محسوس ہوئی اس نے نقاب کر لیا اور صحیح و سالم ہو کر واپس چلی گئی۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

رات جیسا واقعہ پیش آیا۔ جب اس نے دوبارہ ادھر نہ آنے کا وعدہ کیا تو میں نے اسے چھوڑ دیا جب صبح میں حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو رات کے تمام واقعہ کی آپ کو خبر دی آپ ﷺ نے فرمایا وہ آج رات پھر آئے گا۔ میں نے تیسری رات بھی کھجوروں کی نگرانی کی جب رات کا کچھ حصہ گزر گیا تو وہ چور کھجوریں چرانے کے لئے آ گیا میں نے اس سے کہا اے اللہ کے دشمن! تو نے پہلے مجھ سے دو مرتبہ وعدہ کیا تھا اب تیسری رات تو پھر کھجوریں چرانے آ گیا ہے۔ اس نے کہا میری بہت سی اولاد ہے میں نصیبین کے علاقہ سے تمہارے پاس آیا ہوں اگر ان کھجوروں کے علاوہ مجھے اور کوئی چیز ملتی تو میں کبھی بھی ادھر کا رخ نہ کرتا۔ ہم تمہارے اسی شہر میں ہی سکونت پذیر تھے۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے صاحب ﷺ کو مبعوث فرمایا جب ان پر دو آیتیں نازل ہوئیں تو ان کی وجہ سے ہم یہاں سے چلے گئے اور نصیبین کے علاقہ میں اقامت گزیں ہو گئے۔ جس گھر میں ان آیات کی تلاوت کی جاتی ہے تین دن تک شیطان اس گھر میں داخل نہیں ہو سکتا اگر تم مجھے آزاد کر دو تو میں تمہیں وہ دونوں آیات بتا دیتا ہوں میں نے کہا میں تمہیں آزاد کر دیتا ہوں اس نے کہا ان آیات میں ایک آیۃ الکرسی ہے اور دوسری آیت سورۃ البقرہ کا آخری حصہ ہے۔ میں نے اسے آزاد کر دیا صبح میں بارگاہ نبوت میں حاضر ہوا آپ ﷺ کو تمام واقعہ کی خبر دی آپ ﷺ نے فرمایا اس نے سچ کہا ہے حالانکہ وہ سراپا جھوٹا تھا۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے کہا کہ میرے پاس کچھ کھانا تھا مجھے اس میں سے کچھ کم ہو جانے کا گمان ہوا۔ میں نے رات کے وقت اس کی نگہبانی کی۔ جب رات کا کچھ حصہ گزر گیا تو مجھے ایک جنی آتی ہوئی دکھائی دی۔ میں نے چھلانگ لگا کر اسے پکڑ لیا میں نے کہا کہ میں تجھے بارگاہ مصطفویہ میں ضرور لے کر جاؤں گا اس نے کہا میری بہت سی اولاد ہے۔ میں وعدہ کرتی ہوں کہ میں دوبارہ ادھر نہیں آؤں گی۔ اس نے بہت زیادہ قسمیں اٹھائیں میں نے اسے آزاد کر دیا۔ صبح بارگاہ نبوت میں پیش ہو کر میں نے رات کے واقعہ کی خبر دی حضور اکرم ﷺ نے فرمایا وہ جھوٹی ہے وہ دروغ گو ہے۔ دوسری شب وہی جنی پھر میرا کھانا چرانے کے لئے آئی میں نے اس کو پکڑ لیا جب اس نے دوبارہ نہ آنے کا وعدہ کیا اور قسمیں اٹھائیں تو میں نے اس کو آزاد کر دیا۔ صبح حضور ﷺ کی بارگاہ میں رات کو رونما ہونے والا واقعہ عرض کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا اس نے جھوٹ بولا ہے وہ سراپا جھوٹ ہے۔ تیسری رات پھر وہ چوری کرنے کے لئے آ گئی میں نے اس کو پکڑ کر کہا آج میں تجھے بارگاہ رسالت میں ضرور پیش کروں گا اس نے مجھ سے کہا اگر آپ مجھے چھوڑ دیں گے تو میں آپ کو ایسی کلام بتاؤں گی جس کو آپ اگر پڑھیں گے تو ہم میں سے کوئی بھی آپ کے سامان کے قریب نہیں آ سکے گا وہ یہ ہے کہ جب آپ اپنے بستر پر سونے کے لئے جائیں تو اپنے آپ پر اور اپنے ساز و سامان پر آیۃ الکرسی پڑھ لیا کریں میں نے اس کے بارے میں آقائے دو جہاں سے عرض کی آپ ﷺ نے فرمایا اس نے سچ کہا ہے حالانکہ وہ سرتاپا جھوٹی ہے۔

امام احمد، امام ترمذی، حاکم اور ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہم نے حضرت ابو ایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے ایک خیمہ لگا رکھا تھا جس میں ایک جنی آتی اور مال چرا کر لے جاتی انہوں نے بارگاہ رسالت میں اس کی شکایت کی آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم جنی کو دیکھو تو یہ پڑھ لینا بِاسْمِ اللّٰهِ اَجِیْبِیْ رَسُوْلَ اللّٰهِ۔ جب وہ جنی دوبارہ آئی حضرت

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کمرہ کی چابی تھی جس میں صدقہ کا مال رکھا جاتا تھا اس کمرہ میں کھجوریں تھیں۔ ایک دن حضور ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کمرہ کو کھولا تو آپ نے دیکھا کہ کھجوروں میں سے مٹھی بھر کھجوریں لی گئی ہیں۔ پھر آپ دوسرے دن اس کمرہ میں تشریف لے گئے تو بھی آپ کو ایسے ہی محسوس ہوا کہ مٹھی بھر کھجوریں کسی نے چوری کی ہیں۔ تیسرے دن بھی آپ کو یہی محسوس ہوا کہ کسی شخص نے کچھ کھجوریں چوری کی ہیں۔ انہوں نے اس کی شکایت بارگاہ نبوت میں کی۔ حضور ﷺ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کیا تم پسند کرتے ہو کہ اپنے چور کو پکڑ لو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی ہاں میں اس چور کو پکڑنا چاہتا ہوں آپ ﷺ نے فرمایا اب جب تم اس کمرے کا دروازہ کھولو تو یہ الفاظ کہہ دینا: **سُبْحَانَ مَنْ سَخَّرَکَ لِمُحَمَّدٍ۔** ''پاک ہے وہ ذات جس نے تجھے محمد عربی ﷺ کے لئے مسخر کیا۔'' جب آپ نے نبی کریم ﷺ کا بتایا ہوا یہ جملہ پڑھا تو اچانک آپ کے سامنے ایک شخص کھڑا ہو گیا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا اے اللہ کے دشمن! کیا تو ان کھجوروں کو چوری کرتا ہے۔ اس شخص نے کہا ہاں میں ہی ان کھجوروں کو چوری کرتا ہوں اگر اب مجھے آپ چھوڑ دیں تو میں وعدہ کرتا ہوں کہ میں دوبارہ ادھر کا رخ نہیں کروں گا میں یہ کھجوریں ان جنات کے لئے لیتا ہوں جو غریب اور مفلس ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کو چھوڑ دیا۔ اس کے بعد اس نے دوسری اور تیسری مرتبہ کھجوریں چوری کرنے کا ارادہ کیا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کو پکڑ لیا اور کہا اے بدبخت! کیا تو نے یہ وعدہ نہیں کیا تھا کہ اب میں دوبارہ اس طرف نہیں آؤں گا۔ آج میں تجھے نہیں چھوڑوں گا میں تجھے بارگاہ رسالت میں پیش کروں گا۔ اس نے کہا آپ مجھے بارگاہ رسالت میں پیش نہ کریں میں آپ کو ایسے کلمات سکھاتا ہوں جب آپ انہیں پڑھیں گے تو کوئی جن بھی آپ کے پاس آنے کی جرأت نہیں کرے گا۔ وہ کلمات ''آیۃ الکرسی'' ہیں۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے تاریخ میں، الطبرانی، امام بیہقی اور ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہم نے ثقہ راویوں سے، حضرت معاذ ابن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے صدقہ کی کھجوروں پر مجھے نگران مقرر کیا۔ میں نے ان کھجوروں کو ایک کمرہ میں محفوظ کر دیا۔ لیکن ہر روز ان کھجوروں میں کچھ کمی ہو جاتی۔ میں نے بارگاہ رسالت میں اس نقصان کا تذکرہ کیا حضور ﷺ نے فرمایا یہ شیطان کا عمل ہے۔ اب تم اس کی سختی سے دیکھ بھال کرو۔ میں ساری رات اس کی گھات میں بیٹھا رہا جب رات کا ایک حصہ گزر گیا تو شیطان ہاتھی کی شکل میں متشکل ہو کر آیا جب وہ دروازے کے پاس آیا تو اپنی شکل کو تبدیل کر کے دروازے کے سوراخ میں سے گزر گیا وہ کھجوروں کے پاس گیا اور انہیں کھانا شروع کر دیا میں نے اپنے کپڑوں کو سمیٹا اور اس پر حملہ کر دیا میں نے کہا: **اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔** اے اللہ کے دشمن! تو کھجور کو کھاتا ہے حالانکہ غرباء تجھ سے زیادہ اس کے مستحق ہیں اب میں تجھے ضرور بارگاہ رسالت میں لے جاؤں گا اس نے میرے ساتھ وعدہ کیا کہ اب وہ دوبارہ یہاں نہیں آئے گا۔ میں صبح بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا حضور ﷺ نے مجھے فرمایا تیرے قیدی نے تیرے ساتھ کیا کیا؟ میں نے عرض کی اس نے میرے ساتھ دوبارہ نہ آنے کا وعدہ کیا ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا تم اس کی گھات میں رہنا میں نے دوسری رات پھر ان کھجوروں کی نگہبانی کی۔ دوسری رات بھی تقریباً پہلی

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اٹھاتی ہوں کہ دوبارہ ادھر کارخ نہیں کروں گی میں آپ کو ایک آیت بتاتی ہوں جس کو اگر آپ اپنے برتن پر پڑھیں گے تو اس کا ڈھکنا کوئی بھی نہیں اٹھا سکے گا۔ وہ آیت ''آیۃ الکرسی'' ہے حضور ﷺ نے فرمایا اس نے سچ کہا ہے حالانکہ وہ جھوٹی ہے۔

ابویعلی، حاکم، امام بیہقی اور ابونعیم رحمۃ اللہ علیہم نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ان کے کھلیان میں ان کی کچھ کھجوریں تھیں۔ وہ ان کی حفاظت کیا کرتے تھے۔ لیکن انہوں نے دیکھا کہ آئے دن کھجوروں میں نقصان ہوتا جارہا ہے ایک دن وہ اپنی کھجوروں کی نگرانی کررہے تھے تو انہیں ایک جانور نظر آیا جو ایک بالغ لڑکے کی طرح تھا۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس کو سلام کیا اس نے میرے سلام کا جواب دیا۔ میں نے اس سے کہا کہ کیا تو جن ہے یا انسان۔ اس نے کہا میں جن ہوں میں نے اس سے کہا ذرا مجھے اپنا ہاتھ دکھاؤ۔ جب اس نے مجھے اپنا ہاتھ دکھایا تو میں نے دیکھا کہ اس کا ہاتھ کتے کے ہاتھ کی طرح ہے اور اس پر بال بھی اسی طرح ہیں جس طرح کتے کے ہاتھ پر بال ہوتے ہیں میں نے اس سے پوچھا کہ کیا جنات کی تخلیق اسی طرح کی گئی ہے اس نے کہا کہ میں تمام جنات کو جانتا ہوں لیکن ان میں سے تخلیق کے لحاظ سے مجھ سے کوئی بھی بدشکل نہیں ہے۔ میں نے اس سے کہا کہ تجھے چوری کرنے کی کس چیز نے ترغیب دی ہے۔ اس نے کہا ہمیں معلوم ہوا ہے کہ آپ وہ آدمی ہیں جو صدقہ دینا پسند کرتے ہیں اس لئے ہم نے چاہا کہ آپ کے کھانے سے ہم بھی اپنا حصہ لے لیں میں نے کہا کہ وہ کون سی چیز ہے جو ہمیں تم سے پناہ دے سکتی ہے۔ اس نے کہا آیۃ الکرسی تمہیں ہم سے پناہ دے سکتی ہے۔ صبح کے وقت میں حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں آیا اور آپ ﷺ کو رات کے تمام واقعہ کی خبر دی۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس خبیث نے سچ کہا ہے۔

ابوالشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے ''العظمۃ'' میں ابواسحاق رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک دن اپنے باغ کی طرف تشریف لے گئے آپ کو اپنے باغ میں کچھ غل سنائی دیا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا یہ کیا ہے۔ ایک جن نے کہا ''ہمیں محتاجی اور غربت نے آلیا ہے اس لئے میں نے ارادہ کیا ہے کہ میں آپ کے باغ سے کچھ پھل لے جاؤں آپ ہمیں عمدہ پھل عنایت فرمائیں۔'' حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میں تمہیں عمدہ پھل دیتا ہوں۔ پھر آپ نے فرمایا کیا تو مجھے وہ چیز نہیں بتائے گا جو ہم کو تم سے پناہ دے۔ اس جن نے کہا آیۃ الکرسی وہ کلام ہے جو تم کو ہم سے پناہ دے سکتا ہے۔

ابوعبید رحمۃ اللہ علیہ نے فضائل قرآن میں دارمی، الطبرانی، امام بیہقی اور ابونعیم رحمۃ اللہ علیہم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ مدینہ طیبہ کی گلیوں میں سے ایک گلی میں ایک شخص نے شیطان سے ملاقات کی۔ اس آدمی نے شیطان کو پکڑ لیا شیطان نے کہا اگر تم مجھے چھوڑ دو گے تو میں تمہیں بڑی تعجب خیز چیز بتاؤں گا اس شخص نے شیطان کو چھوڑ دیا۔ اس نے کہا کیا تم سورۃ البقرہ کی تلاوت کرتے ہو۔ اس شخص نے جواب دیا ہاں میں اس سورت کی تلاوت کرتا ہوں۔ اس نے کہا کہ شیطان جب بھی سورۃ البقرہ میں سے کسی آیت کی تلاوت سنتا ہے تو وہ پیٹھ پھیر کر بھاگ جاتا ہے اور وہ اپنے منہ سے گدھے کی طرح کی آواز نکالتا ہے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا گیا کہ وہ شخص کون تھا جو مدینہ منورہ کی گلی

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ابوایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور ﷺ کے فرمان کے مطابق یہ کلام پڑھی اور اس کو پکڑ لیا اس نے وعدہ لیا کہ اب وہ دوبارہ نہیں آئے گی۔ حضرت ابوایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا اے ابوایوب! تمہارے قیدی نے تمہارے ساتھ کیا کیا آپ نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میں نے اس جنی کو پکڑ لیا تھا لیکن جب اس نے دوبارہ نہ آنے کا وعدہ کیا تو میں نے اس کو چھوڑ دیا۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا۔ اب وہ دوبارہ آئے گی۔ حضرت ابوایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس کو دو مرتبہ پکڑا ہر بار وہ یہی کہتی کہ میں دوبارہ نہیں آؤں گی اور سرور کائنات ﷺ فرماتے وہ اب پھر آئے گی۔ جب وہ تیسری مرتبہ آئی تو اس نے کہا کہ اگر آپ مجھے چھوڑ دیں تو میں آپ کو ایسی کلام بتاؤں گی جس کو اگر آپ پڑھیں گے تو تمہارے مال کے پاس کوئی بھی نہیں جاسکے گا۔ وہ کلام آیۃ الکرسی ہے۔ صبح جب میں بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اور آپ ﷺ کو جنی کی یہ بات عرض کی تو آپ ﷺ نے فرمایا اس نے سچ کہا ہے حالانکہ وہ جھوٹی ہے۔

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے ایک اور سند سے حضرت ابوایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک خیمے میں کچھ کھجوریں رکھی ہوئی تھیں میں دیکھتا کہ ہر روز ان میں کمی ہوتی جارہی تھی میں نے اس نقصان کا ذکر بارگاہ رسالت میں کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا تم اس خیمے میں ایک بلی کو پاؤ گے اس کو دیکھ کر اَجِیْبِیْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ کہہ دینا۔ جب صبح ہوئی تو میں نے اس خیمہ میں ایک بلی کو پایا میں نے اس کو کہا اَجِیْبِیْ رَسُوْلَ اللّٰهِ۔ یہ سن کر وہ ایک بڑھیا کی شکل میں متشکل ہوگئی۔ پھر اس کے بعد وہی واقعہ رونما ہوا جو پچھلی روایت میں ذکر ہو چکا ہے۔

حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے عبدالرحمٰن بن ابوعمرہ سے بھی یہی روایت نقل کی ہے۔ انہوں نے ایک اور سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے شفیع المذنبین، رحمۃ للعالمین ﷺ حضرت ابوایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک کمرہ میں تشریف فرما تھے۔ انہوں نے ایک کمرہ میں ٹوکری کے اندر کچھ کھانا رکھا ہوا تھا۔ روشندان سے بلی کی شکل کی کوئی چیز آتی تھی اور اس ٹوکری میں سے کھانے کو لے جاتی تھی۔ انہوں نے اس بات کا ذکر بارگاہ نبوت میں کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا وہ ایک جنی ہے اب جب تجھے وہ نظر آئے تو اس سے کہنا: عَزَمَ عَلَیْکَ رَسُوْلُ اللّٰهِ اَنْ لَّا تَبْرَحِیْ۔ جب بلی نما کوئی چیز آئی تو حضرت ابوایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے سامنے آقائے دوجہاں ﷺ کا فرمان پڑھ دیا اس نے کہا مجھے چھوڑ دیجئے اللہ کی قسم! اب میں دوبارہ نہیں آؤں گی۔ باقی روایت مذکورہ بالا روایت کی طرح ہی ہے۔

الطبرانی اور ابونعیم رحمۃ اللہ علیہما نے جید سند کے ساتھ حضرت ابواسید الساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے اپنے باغ کا پھل توڑا اور اسے ایک کمرہ میں رکھ دیا ایک جنی اس کمرہ میں آتی اور کچھ کھجوریں چرا کر لے جاتی اور بعض کو خراب کر دیتی آپ نے بارگاہِ رسالت میں اس نقصان کا تذکرہ کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا ابواسید! وہ ایک جنی ہے اب تم اس کی نگرانی کرو۔ جب تم اس کی آواز سنو تو بِسْمِ اللّٰهِ اَجِیْبِیْ رَسُوْلَ اللّٰهِ پڑھ لینا۔ حضرت ابواسید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایسا ہی کیا اس جنی نے کہا اے ابواسید! مجھے معاف کر دو مجھے شہنشاہ کونین ﷺ کی بارگاہ میں پیش نہ کرو میں اللہ کی قسم

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

رسالت میں حاضر ہوگیا آپ ﷺ نے پوچھا کیا تجھے کنویں پر کوئی ملا تھا میں نے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تمام واقعہ کے متعلق بتایا آپ ﷺ نے فرمایا۔ وہ شیطان تھا۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم نبی کریم ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں ایک ایسا شخص آیا جو تمام لوگوں سے زیادہ بدصورت تھا۔ اس نے نہایت ہی غلیظ کپڑے پہنے ہوئے تھے۔ اس سے انتہائی گندی بدبو آرہی تھی وہ لوگوں کی گردنوں کو پھلانگتا ہوا آگے بڑھا حتیٰ کہ وہ قائد الغر المحجلین ﷺ کے سامنے بیٹھ گیا اور آپ سے سوالات کرنے لگا۔ اس نے پوچھا آپ ﷺ کو کس نے پیدا کیا ہے؟ حضور پرنور ﷺ نے فرمایا مجھے اللہ رب العزت نے پیدا کیا ہے۔ اس نے پوچھا آسمانوں کو کس نے تخلیق کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا آسمانوں کو بھی اللہ تعالیٰ نے ہی تخلیق کیا ہے اس نے پوچھا زمین کو کس نے بنایا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا زمین کو اللہ تعالیٰ نے بنایا ہے۔ اس نے مزید پوچھا کہ اللہ تعالیٰ کو کس نے پیدا کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا سُبْحَانَ اللّٰہِ (اللہ تعالیٰ پاک ہے) آپ ﷺ کا یہ جواب سن کر وہ ذلیل ہوگیا اپنے سر کو جھکا کر باہر نکل گیا۔ حضور ﷺ نے اپنے سر اقدس کو اوپر اٹھایا اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا اس آدمی کو تلاش کرو۔ ہم نے اس کی بہت زیادہ جستجو کی لیکن وہ ہمیں کہیں نظر نہ آیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ ابلیس لعین تھا جو تمہارے دین میں شکوک وشبہات پیدا کرنے آیا تھا۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابو دجانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کی بارگاہ بے کس پناہ میں عرض کی کہ یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم جب میں اپنے بستر پر لیٹا ہوا تھا تو مجھے چکی کے چلنے کی طرح کی آواز سنائی دی اور شہد کی مکھی کی طرح کی بھنبھناہٹ سنائی دی اور ساتھ ہی بجلی کی طرح کی چمک دکھائی دی جب میں نے گھبرا کر اپنے سر کو اٹھایا تو میں نے دیکھا کہ میرے صحن میں ایک لمبا تڑنگا سایہ لٹکا ہوا ہے میں اس کی جانب گیا اور اس کی جلد کو چھوا اس کی جلد چوہے کی جلد کی طرح تھی اس نے میری طرف آگ کے انگارے کی طرح کی کوئی چیز پھینکی میں نے سمجھا کہ یہ مجھے جلا کر رکھ دے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ دارِ سوء کا رہنے والا (جن) ہے۔ پھر آپ ﷺ نے کاغذ اور دوات لانے کے لئے کہا۔ آپ ﷺ کو دونوں چیزیں پیش کی گئیں۔ آپ ﷺ نے دوات اور کاغذ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عطا فرمائے اور فرمایا لکھو:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

یہ خط محمد رسول اللہ ﷺ کی طرف سے رات کو آنے والے عمار، زوار اور صالحین کی طرف ہے مگر وہ شخص جو رات کے وقت بھلائی لے کر آئے وہ اس سے مستثنیٰ ہے۔ یَا رَحْمٰنُ۔

امابعد! ہمارے اور تمہارے درمیان حق کے متعلق بہت بڑی وسعت ہے اگر تو کوئی عاشق یا محب ہے یا فاسق وفاجر اور گھروں میں زبردستی گھسنے والا ہے یا حق کو جھٹلانے والا ہے تو اللہ تعالیٰ کی یہ کتاب ہمارے اور تمہارے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ کرنے والی ہے۔ ہم لکھ لیتے ہیں جو کچھ تم کرتے ہو اور ملائکہ بھی لکھ لیتے ہیں جو تم مکر وفریب کرتے ہو میرا یہ خط

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

میں شیطان کو ملا تھا انہوں نے کہا وہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔

ابوشیخ اور ابونعیم رحمۃ اللہ علیہما نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک سفر میں ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے حضور ﷺ نے حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا جاؤ اور ہمارے لئے پانی لے کر آؤ۔ جب حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ پانی لینے گئے تو راستے میں انہیں شیطان ملا وہ سیاہ آدمی کی شکل میں متشکل تھا وہ حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور پانی کے درمیان حائل ہو گیا حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شیطان کو پکڑ کر زمین پر پھینک دیا۔ شیطان نے حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا آپ مجھے چھوڑ دیں اب میں تمہارے اور پانی کے درمیان حائل نہیں ہوں گا۔ انہوں نے اسے چھوڑ دیا لیکن شیطان پھر ان کے اور پانی کے درمیان آ گیا۔ حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے پھر پکڑ کر زمین پر پٹخ دیا پھر تیسری مرتبہ بھی ایسا ہی ہوا حضور ﷺ نے فرمایا شیطان حضرت عمار اور پانی کے مابین حائل ہو گیا وہ ایک کالے آدمی کی شکل میں متشکل ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس پر فتح عطا فرمائی ہے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ہم حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ملے اور انہیں حضور ﷺ کا فرمان سنایا انہوں نے فرمایا اللہ کی قسم! اگر مجھے یہ پتہ چل جاتا کہ یہ شیطان ہے تو میں اسے قتل کر دیتا۔

امام بیہقی اور ابونعیم رحمۃ اللہ علیہما نے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ تاجدار رسالت ﷺ نے مجھے پانی لانے کے لئے ایک کنویں پر بھیجا میں نے وہاں شیطان کو دیکھا وہ انسانی شکل میں تھا۔ اس نے میرے ساتھ مقابلہ کیا میں نے اس کو زمین پر دے مارا اور ایک پتھر کے ساتھ اس کے منہ کو توڑنا شروع کر دیا۔ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء نے فرمایا عمار نے کنویں کے پاس شیطان سے ملاقات کی ہے اور وہ اس سے مقابلہ کر رہا ہے۔ جب میں پانی لے کر واپس آیا تو میں نے حضور نبی کریم ﷺ کو تمام واقعہ کی خبر دی۔ آپ ﷺ نے فرمایا وہ شیطان تھا۔ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وہ قول بھی اسی روایت کی تائید کرتا ہے جو انہوں نے اہل عراق سے کہا تھا آپ نے کہا، کیا تم میں حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہما موجود نہیں ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے شیطان سے پناہ دی تھی۔ انہوں نے یہ بشارت حضور ﷺ کی زبان سے سنی تھی۔

حاکم، ابن سعد، ابن راہویہ رحمۃ اللہ علیہم نے حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی الحرمین ﷺ کی معیت میں جن وانس سے جہاد کیا ہے لوگوں نے آپ سے پوچھا آپ نے جنات کے ساتھ کیسے جنگ کی۔ انہوں نے فرمایا ہم نے دوران سفر ایک جگہ قیام کیا حضور ﷺ بھی ہمارے ساتھ تھے میں نے اپنا ڈول اور مشک لی تاکہ میں آپ ﷺ کو پانی پیش کروں جب میں روانہ ہونے لگا تو حضور ﷺ نے مجھ سے فرمایا عنقریب ایک آنے والا تیرے پاس آئے گا اور تجھے پانی حاصل کرنے سے روکے گا جب میں کنویں کے پاس پہنچا تو میں نے وہاں ایک کالا آدمی دیکھا اس نے کہا اللہ کی قسم! آج تم یہاں سے ایک ڈول پانی بھی نہیں لے سکو گے میں نے اس کو پکڑ لیا اس نے مجھے پکڑ لیا میں نے اس کو زمین پر پٹخ دیا۔ پھر پتھر لے کر اس کے ناک اور منہ پر مارنے لگا۔ میں نے سکون سے اپنا مشکیزہ بھرا اور بارگاہ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تعالیٰ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا ایک شخص آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے عرض کی اے امیر المومنین! ہم فلاں صحرا میں تھے۔ وہاں علیحدہ علیحدہ مقامات سے دو بگولے اٹھے پھر وہ آپس میں مل گئے انہوں نے لڑنا شروع کر دیا۔ کچھ دیر کے بعد وہ ایک دوسرے سے جدا ہوئے تو ان میں سے ایک پہلے سے چھوٹا ہو گیا تھا میں اس مقام پر گیا جہاں وہ دونوں بگولے معرکہ آزما ہوئے تھے میں نے وہاں اتنے زیادہ سانپ دیکھے کہ اس سے قبل میں نے اتنے زیادہ سانپ نہیں دیکھے تھے وہ تمام کے تمام مردے تھے ان میں کسی ایک میں سے کستوری کی مہک آ رہی تھی۔ میں نے انہیں الٹ پلٹ کر کے دیکھا کہ اتنی عمدہ مہک کس سانپ سے آ رہی ہے جب میں نے غور سے دیکھا تو مجھے معلوم ہوا کہ یہ خوشبو ایک ایسے سانپ سے آ رہی ہے جس کی رنگت زرد ہے اور اس کو بری طرح کچلا گیا ہے میں نے خیال کیا کہ اس سانپ میں یقیناً کوئی بھلائی ہے میں نے اس کو اپنے عمامہ میں لپیٹا اور دفن کر دیا۔ جب میں وہاں سے روانہ ہوا تو ایک ندا دینے والے نے مجھے آواز دی اے عبداللہ! آپ نے یہ کیا کیا ہے؟ میں نے اس کو اس تمام واقعہ کی خبر دی جو میں نے دیکھا تھا اس نے کہا بلاشبہ آپ ہدایت یافتہ ہیں یہ جنات کے دو قبیلے ہیں ایک کا نام بنو شیبان اور دوسرے کا نام بنو اقیس ہے۔ انہوں نے آپس میں جنگ کی ہے۔ وہ تمام سانپ جو ابھی آپ نے دیکھے ہیں وہ ان کے مقتولین ہیں اور وہ سانپ جس کو آپ نے وہاں سے جدا کر کے دفنایا ہے وہ ان جنات میں سے تھا جنہوں نے حضور ﷺ کی زبان اقدس سے کلام مقدس سنا تھا۔

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابراہیم النخعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کچھ ساتھیوں کے ساتھ روانہ ہوئے۔ جب ہم نے کچھ سفر طے کیا تو ہم نے ایک سانپ کو دیکھا جو راستے میں پڑا ہوا تھا اس کی رنگت سفید تھی اور اس میں سے کستوری کی مہک آ رہی تھی میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا آپ چلیں میں اس وقت یہاں سے کوچ نہیں کروں گا جب تک مجھے اس سانپ کی حقیقت کا پتہ نہیں چل جاتا۔ میں وہاں کچھ ہی دیر ٹھہرا تھا کہ وہ سانپ مر گیا میں نے اپنے تھیلے میں سے سفید رنگ کا کپڑا نکالا۔ اس سانپ کو اس میں لپیٹا اور سڑک کے ایک کنارے پر اسے دفن کر دیا اور سفر کر کے اپنے ساتھیوں سے جا ملا اللہ کی قسم ہم ایک جگہ پر بیٹھے ہوئے تھے کہ مغرب کی سمت سے چار عورتیں آئیں ان میں سے ایک نے کہا تم میں سے عمرو کو کس نے دفن کیا ہے ہم نے پوچھا کون عمرو؟ انہوں نے پوچھا تم میں سے سانپ کو کس نے دفن کیا ہے میں نے کہا میں نے اسے دفن کیا ہے انہوں نے کہا اللہ کی قسم آپ نے ایک بہت زیادہ روزے رکھنے والے اور بہت زیادہ قیام کرنے والے جن کو دفن کیا ہے۔ وہ قرآن کے احکام پر عمل پیرا ہونے کا حکم دیتا تھا۔ وہ آپ کے نبی کریم ﷺ پر ایمان لایا تھا۔ اس نے ان کی بعثت سے چار سو سال پہلے آسمانوں پر ان کے اوصاف سنے تھے۔ ہم نے اس پر اللہ کا شکر ادا کیا۔ پھر ہم نے اپنا حج ادا کیا۔ حج کی ادائیگی کے بعد ہم حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور اس سانپ کا واقعہ عرض کیا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تمام واقعہ سن کر فرمایا آپ نے سچ کہا ہے میں نے رسول مکرم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ یہ جن میری بعثت سے چار سو سال قبل مجھ پر ایمان لایا تھا۔

حاکم اور الطبرانی رحمۃ اللہ علیہما نے حضرت صفوان بن المعطل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ ہم

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کرآنے والے کو چھوڑ دو اور بتوں کی پوجا کرنے والوں کے پاس چلے جاؤ اور اس تیرہ بخت کے پاس چلے جاؤ جو یہ خیال کرتا ہے کہ اللہ کے علاوہ بھی کوئی اور معبود ہے حالانکہ اللہ کے علاوہ کوئی اور معبود نہیں ہے اس کی ذات کے علاوہ ہر چیز ہلاک ہونے والی ہے۔ اسی کا ہی حکم ہے اور اسی کی جانب سب نے لوٹ کر جانا ہے "حٰمٓ" کے ذریعے سے تم پر غلبہ پالیا جائے گا اور حٰمٓعٓسٓقٓ سے تمہاری کوئی مدد نہیں کی جائے گی۔ اللہ کے دشمن الگ الگ ہوگئے۔ اللہ کی حجت غالب آگئی۔ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ۔ "اللہ تعالیٰ تیری طرف سے انہیں کافی ہے اور وہ ہر چیز کا سننے والا اور ہر چیز کو جاننے والا ہے۔"

ابودجانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اس خط کو اپنے گھر لے گیا اور اپنے سرہانے کے نیچے رکھ کر سو گیا۔ اچانک میری آنکھ کھلی تو کوئی چیخنے والا چیخ رہا تھا وہ کہہ رہا تھا اے ابودجانہ! لات وعزیٰ کی قسم! تو نے ہمیں جلا دیا ہے۔ اب ہم تیرے گھر میں دوبارہ نہیں آئیں گے نہ ہی تیرے پڑوس میں آئیں گے۔ صبح ہوئی تو میں نے صبح کی نماز سرور کون ومکان ﷺ کی معیت میں ادا کی۔ میں نے آپ ﷺ کو جنات کی وہ گفتگو سنائی جو میں نے رات کو سنی تھی آپ ﷺ نے فرمایا اے ابودجانہ! اس خط کو وہاں سے اٹھا لو اللہ کی قسم! وہ تا حشر اس عذاب کی تکلیف کو محسوس کرتے رہیں گے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک صحابی سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں ایک تاریک رات میں سیاح لا مکان ﷺ کے ساتھ کہیں جا رہا تھا میں نے ایک شخص کو سورۃ الکافرون کی تلاوت کرتے ہوئے سنا حضور ﷺ نے فرمایا یہ شخص شرک سے بری ہو گیا ہے ہم کچھ دیر اور چلے تو ہم نے ایک شخص کو سورۃ الاخلاص کی تلاوت کرتے ہوئے سنا آپ ﷺ نے فرمایا اس شخص کے تمام گناہوں کو معاف کر دیا گیا ہے میں نے اس ارادہ سے اپنی سواری کو روک لیا کہ دیکھوں وہ بلند قسمت شخص کون ہے جس کے تمام گناہوں کو معاف کر دیا گیا ہے میں نے دائیں بائیں دیکھا لیکن مجھے وہاں کوئی شخص نظر نہ آیا۔

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے ابورجاء سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم ایک سفر میں تھے۔ پانی کے پاس ہم نے قیام کیا اور اپنے خیمے لگا لئے جب میں وہاں آرام کرنے کا ارادہ کر رہا تھا تو میں نے دیکھا کہ ایک سانپ کانپتا ہوا میرے خیمہ میں داخل ہو رہا ہے میں نے اپنا پانی والا برتن لے کر اس پر چھڑکاؤ کرنا شروع کیا جب میں اس پر پانی پھینکتا تو اسے سکون ملتا جب میں پانی کا چھڑکاؤ روک لیتا اس پر کپکپی طاری ہو جاتی۔ نماز عصر کے وقت وہ سانپ مر گیا میں نے اپنی زنبیل سے سفید رنگ کا کپڑا نکالا اس میں اس سانپ کو لپیٹا اور اسے دفن کر دیا۔ پھر ہم نے ایک دن اور ایک رات لگاتار سفر کیا۔ اس کے بعد پانی کے پاس ہم نے پڑاؤ کیا اور اپنے خیمے لگا لئے جب میں اپنے خیمے میں سونے کا ارادہ کر رہا تھا تو میں نے اس قسم کی آوازیں سنی تم پر سلامتی ہو۔

میں نے انہیں پوچھا تم کون ہو؟ انہوں نے کہا ہم جن ہیں اللہ تعالیٰ آپ پر اپنی برکات نازل فرمائے آپ نے ہم پر وہ احسان کیا ہے جس کا ہم بدلا نہیں دے سکتے۔ میں نے کہا میں نے تم پر کیا احسان کیا ہے۔ انہوں نے کہا وہ سانپ جو آپ کے پاس مر گیا تھا وہ ان جنوں میں سے آخری جن تھا جنہوں نے حضور اکرم شفیع محترم ﷺ کے دست اقدس پر بیعت کی تھی۔

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے معاذ بن عبداللہ بن معمر سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جنتی کہ اس دنیا کی عمر ہے اب تو دنیا کی عمر بھی تھوڑی سی باقی رہ گئی ہے جس رات قابیل نے ہابیل کو قتل کیا تھا اس رات میں صرف چند سالوں کا بچہ تھا۔ میں کلام کو سمجھ لیتا تھا اور وادیوں اور ٹیلوں پر احکام جاری کرتا تھا میں کھانوں کو خراب کرنے اور قطعی رحمی کا حکم دیتا تھا۔ حضور ﷺ نے فرمایا بوڑھے کا یہ عمل برا ہے اور جوان کا یہ عمل قابل مذمت ہے۔ اس نے عرض کی آپ ﷺ مجھے کچھ نہ کہیں میں نے بارگاہ ربوبیت میں توبہ کر لی ہے۔ میں حضرت نوح علیہ السلام کے ساتھ ان کی اس کشتی میں موجود تھا جس میں آپ کی وہ قوم موجود تھی جو آپ پر ایمان لائی۔ میں ہمیشہ انہیں وہ بددعا یاد کرواتا رہا جو انہوں نے اپنی قوم کے لئے کی تھی حتیٰ کہ وہ خود بھی گریہ بار ہو جاتے اور مجھے بھی رلا دیتے۔ انہوں نے فرمایا مجھے ہمیشہ اس بددعا کی وجہ سے شرمندگی کا احساس ہوتا ہے اور میں اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگتا ہوں کہ میں جاہلوں میں سے ہو جاؤں۔ میں نے عرض کی اے نوح علیک السلام! آپ تو ان لوگوں کی طرح ہیں جو حضرت ہابیل شہید کے سعید خون میں شریک تھے کہ اب میں بارگاہ ربوبیت میں توبہ کر سکتا ہوں کیا آپ کا رب میری توبہ کو قبول فرمالے گا۔ آپ نے فرمایا اے ہامہ! وہ لوگ تو بھلائی پر تھے تو بھی بھلائی کا ارادہ کر اور ندامت سے پہلے اس پر کاربند ہو جا میں نے اس کتاب میں پڑھا ہے جو اللہ تعالیٰ نے مجھ پر نازل کی ہے جو شخص بھی مولا کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہے خواہ اس کے کتنے ہی زیادہ گناہ ہوں اللہ تعالیٰ اس کی توبہ کو قبول فرمالیتا ہے۔ اٹھو، وضو کرو اور دو سجدے کرو میں اسی وقت حضرت نوح علیہ السلام کے حکم پر عمل پیرا ہوا میں نے وضو کیا اور بارگاہ لم یزل میں سجدہ ریز ہو گیا۔ انہوں نے اسی وقت مجھے آواز دی اے ہامہ اپنے سر کو اٹھالو تمہاری توبہ آسمان سے نازل ہوگئی پھر حضرت نوح علیہ السلام بارگاہ صمدیت میں پورا ایک سال سجدہ ریز رہے۔

میں حضرت ہود علیہ السلام کے ساتھ بھی رہا۔ میں مسجد میں ان لوگوں کے ساتھ تھا جو آپ پر ایمان لائے۔ میں انہیں بھی ہمیشہ وہ بددعا یاد کراتا رہا جو انہوں نے اپنی قوم کے لئے مانگی تھی حتیٰ کہ وہ خود بھی رونے لگتے اور مجھے بھی رلا دیتے۔ میں نے حضرت یعقوب علیہ السلام کی بھی زیارت کی ہے میں حضرت یوسف علیہ السلام کے ساتھ بھی ایک امن والی جگہ میں رہا میں نے حضرت الیاس علیہ السلام سے بھی محبت کی اور اب بھی ان سے پیار کرتا ہوں۔ میں نے حضرت موسیٰ بن عمران علیہ السلام سے بھی ملاقات کا شرف حاصل کیا انہوں نے مجھے تورات کی تعلیم دی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے مجھے فرمایا اگر تم حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام سے ملاقات کرو تو میری طرف سے انہیں سلام دینا میں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے بھی ملاقات کی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا سلام پہنچایا۔ جب میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر تھا تو انہوں نے فرمایا اگر تم محمد عربی، سید المرسلین ﷺ سے ملاقات کرو تو میری طرف سے سلام عرض کرنا حضور اکرم ﷺ نے یہ تمام واقعات سماعت فرما کر رونا شروع کر دیا پھر آپ ﷺ نے فرمایا جب تک دنیا باقی ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر سلامتی ہو اور اے ہامہ تجھ پر بھی سلامتی ہو تم نے کتنے عمدہ انداز سے امانت کو ادا کیا ہے۔ ہامہ نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم آپ بھی مجھے وہی کلام سکھائیں جو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے مجھے سکھایا تھا حضور ﷺ نے اسے سورۃ الواقعہ، سورۃ المرسلات، سورۃ عم یتساءلون، سورۃ اذا الشمس کورت، سورۃ الفلق، سورۃ الاخلاص اور سورۃ الناس کی تعلیم دی۔ حضور ﷺ نے فرمایا اے ہامہ تجھے کسی

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

حج کی نیت سے سفر پر روانہ ہوئے۔ جب ہم "العرج" کے مقام پر پہنچے تو ہم نے وہاں ایک مضطرب سانپ دیکھا۔ تھوڑی دیر گزری تھی کہ وہ سانپ مر گیا ایک شخص نے اس کو کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دیا جب ہم مکہ معظمہ پہنچے ہم مسجد حرام کے پاس کھڑے تھے کہ ہمارے پاس ایک شخص آیا۔ اس نے کہا کہ تم میں سے عمرو بن جابر کا ساتھی کون ہے ہم نے کہا ہم کسی عمرو بن جابر کو نہیں جانتے پھر اس نے ہم سے پوچھا کہ تم میں سے کس نے اس سانپ کو دفن کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ اس شخص نے اس سانپ کو دفنایا تھا۔ اس شخص نے کہا اللہ کی قسم! یہ ان نو جنات میں سے آخری جن تھا جنہوں نے حضور نبی کریم ﷺ کی زبان اقدس سے قرآن پاک سنا تھا۔

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ثابت بن قطبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ ایک شخص حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں آیا اس نے کہا کہ ہم نے دوران سفر ایک مقتول سانپ کو دیکھا اس کے جسم سے خون رواں تھا ہم نے اس سانپ کو دفن کر دیا جب ہم نے ایک جگہ پر قیام کیا تو ہمارے پاس بہت سے مرد اور عورتیں آئیں انہوں نے کہا کہ تم میں سے عمرو کا ساتھی کون ہے؟ ہم نے کہا ہم کسی عمرو کو نہیں جانتے۔ انہوں نے کہا کہ عمرو اس سانپ کا نام تھا جس کو تم نے کل دفن کیا تھا وہ اس جنات میں سے ایک جن تھا جنہوں نے نبی دو جہاں ﷺ کی زبان اقدس سے کلام الٰہی سنا تھا۔ ہم نے پوچھا کہ یہ کیسے شہید ہوئے انہوں نے کہا کہ جنات کے دو گروہوں کے مابین جنگ ہوئی ان میں سے ایک گروہ مسلمان تھا جبکہ دوسرا مشرک تھا اور اسی جنگ میں یہ شہید ہو گئے انہوں نے کہا اگر آپ لوگ پسند کریں تو ہم آپ کو دفنانے کا عوض دیتے ہیں ہم نے کہا نہیں ہم کو کسی بھی عوض کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک قوم مکہ معظمہ کے لئے روانہ ہوئی۔ راستہ میں وہ بھٹک گئے۔ بھوک اور پیاس کی شدت کی وجہ سے انہیں اپنی موت نظر آنے لگی۔ انہوں نے کفن پہن لئے اور موت کا انتظار کرنے لگے۔ اسی اثناء میں ان کے سامنے ایک جن ظاہر ہوا اس نے کہا میں ان سات جنوں میں سے ایک ہوں جنہوں نے محمد عربی ﷺ کی زبان اقدس سے کلام الٰہی سنا تھا میں نے رسول اکرم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ مومن، مومن کا بھائی اور اس کا راہ نما ہے وہ اپنے بھائی کو ذلیل نہیں کرتا۔ یہ پانی ہے اور یہ راستہ ہے پھر اس جن نے ان راہ گم کردہ لوگوں کو راستہ بھی بتایا اور انہیں پانی بھی دیا۔

امام بیہقی اور ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہما نے ابو معشر المدنی کی سند سے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا وہ فرماتے ہیں کہ ہم حضور ﷺ کے ساتھ تہامہ کے ایک پہاڑ پر بیٹھے ہوئے تھے وہاں آپ ﷺ کی خدمت میں ایک بزرگ حاضر ہوا اس کے ہاتھ میں عصا تھا۔ اس نے آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں سلام عرض کیا آپ ﷺ نے سلام کا جواب ارشاد فرمایا اور فرمایا یہ تو کسی جن کی آواز معلوم ہوتی ہے کیونکہ ان کی آواز عموماً ایسی ہی ہوتی ہے۔

حضور ﷺ نے اس سے پوچھا تو کون ہے اس نے عرض کی میں ہامہ بن ہیم بن لاقیس بن ابلیس ہوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا تیرے اور ابلیس کے درمیان صرف دو باپوں کا فرق ہے۔ تیری عمر کتنی ہے اس نے عرض کی میری عمر تقریباً اتنی ہی ہے

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تیسرا باب

اس باب میں حضور ﷺ کے وہ معجزات بیان کیے جائیں گے جن کا تعلق احیائے موتی (مردوں کو زندہ کرنا) کے ساتھ ہے یہ باب دو فصلوں پر مشتمل ہے

پہلی فصل

یہ فصل آپ ﷺ کے والدین کریمین کو زندہ کیا جانا اور ان کا آپ ﷺ پر ایمان لانے کے بارے میں ہے

علامہ القسطلانی نے ''المواھب'' میں لکھا ہے کہ الطبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا ہے وہ فرماتی ہیں کہ حضور پرنور ﷺ نے ''الحجون'' کے مقام پر قیام فرمایا۔ آپ ﷺ افسردہ اور غمگین تھے آپ ﷺ وہاں ہی کچھ دیر تشریف فرما رہے پھر واپس تشریف لائے تو آپ ﷺ کے چہرۂ اقدس سے مسرت اور خوشی کے آثار نمایاں تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں نے اپنے رب سے سوال کیا کہ وہ میری والدہ مکرمہ کو زندہ فرمائے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں زندہ فرمایا وہ مجھ پر ایمان لائیں پھر انہیں ان کی قبر اطہر میں واپس بھیج دیا گیا۔

ابوحفص بن شاہین رحمۃ اللہ علیہ نے اسی روایت کو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے وہ فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ نے ہمارے ساتھ حجۃ الوداع ادا فرمایا۔ پھر آپ ﷺ مجھے ساتھ لے کر ''الحجون'' کی گھاٹی پر تشریف لے گئے حضور ﷺ افسردہ، غمگین اور گریہ بار تھے۔ آپ ﷺ کے رونے کی وجہ سے میں بھی رونے لگی۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے حمیراء! تم یہاں بیٹھو۔ میں نے اونٹ کے پہلو کے ساتھ ٹیک لگا لی اور کافی دیر وہاں ہی بیٹھی رہی۔ پھر حضور ﷺ میرے پاس تشریف لائے آپ ﷺ بہت زیادہ خوش اور مسرور تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں اپنی والدہ محترمہ کی قبر اطہر پر گیا تھا میں نے اپنے رب سے دعا مانگی کہ وہ میری والدہ ماجدہ کو زندہ فرمائے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں زندہ فرمایا اور وہ مجھ پر ایمان لائیں۔

اسی طرح حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا گیا کہ آپ ﷺ کے والدین کریمین کو زندہ کیا گیا وہ آپ پر ایمان لائے۔

امام سہیلی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول مکرم ﷺ نے اپنے رب کی بارگاہ میں عرض کی کہ آپ ﷺ کے والدین کریمین کو زندہ کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی دعا کو قبول فرمایا آپ ﷺ کے والدین کو زندہ فرمایا وہ آپ ﷺ پر ایمان لائے

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بھی چیز کی ضرورت ہوتو ہم سے مانگ لیا کرنا اور کبھی کبھی ہماری ملاقات کے لئے بھی آنا۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا'' پھر تاجدار نبوت ﷺ کا وصال ہو گیا لیکن وہ جن ہمارے پاس نہ آیا۔ میں نہیں جانتا کہ وہ مر چکا ہے یا زندہ ہے۔''

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ابو معشر سے بڑے بڑے آئمہ نے روایت کیا ہے لیکن وہ ضعیف ہے وہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث ایک اور سند سے بھی روایت کی گئی ہے وہ اس سے زیادہ قوی ہے۔ علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی حدیث کو خصائص کبریٰ میں نقل کرنے کے بعد یہی لکھا ہے۔

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے اسی حدیث کو محمد بن برکہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے۔ اسی طرح انہوں نے اس حدیث کو ابوسمہ محمد بن عبداللہ الانصاری کی سند سے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے اور زید بن الزرقاء کی سند سے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی سے روایت کیا ہے۔ حضرت عبداللہ بن احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی کتاب زوائد الزہد میں اسے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ابوراشد سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ ہمارے ہاں حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے جب وہ روانہ ہونے لگے تو میرے آقا نے کہا ان کے ساتھ سوار ہو جاؤ اور ان کی صحبت سے فائدہ حاصل کرو میں ان کے ساتھ سوار ہو گیا۔ دوران سفر ہم ایک وادی میں سے گزرے وہاں ہم نے ایک مردہ سانپ دیکھا جو سر راہ پڑا ہوا تھا۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نیچے تشریف لائے آپ نے اس سانپ کو سڑک کے کنارے دفن کر دیا پھر وہ اپنی سواری پر سوار ہوئے اور ہمارا سفر شروع ہو گیا۔ اسی اثناء میں کہ جب ہم سفر پر رواں دواں تھے ہم نے ایک غیبی آواز سنی کوئی کہہ رہا تھا یا خرقا۔ ہم نے دائیں بائیں دیکھا لیکن ہمیں کوئی شخص نظر نہ آیا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کو مخاطب کر کے کہا اگر تم اس مخلوق میں سے ہو جو ظاہر ہوتی ہے تو ہم پر ظاہر ہو جاؤ اور اگر تم اس مخلوق میں سے نہیں ہو تو ہمیں بتاؤ یہ خرقا کیا ہے؟ اس نے کہا خرقا اس سانپ کا نام تھا جو آپ نے فلاں مقام پر دفن کیا ہے میں نے ایک دن حضور اکرم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا تھا اے خرقا تم ایک صحراء میں مرو گے اور زمین کے مومنین میں سے ایک بہترین مومن تجھے دفن کرے گا۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس سے پوچھا اللہ تم پر رحم فرمائے تم کون ہو؟ اس نے کہا میں ان نو جنات میں سے ایک ہوں جنہوں نے اس مقام پر رسول اللہ ﷺ کے دست اقدس پر بیعت کرنے کا شرف حاصل کیا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس جن سے مخاطب ہو کر کہا تم کو اللہ کی قسم کیا تم نے واقعی رسول مکرم ﷺ کو ایسے فرماتے ہوئے سنا ہے۔ اس جن نے کہا ہاں اللہ کی قسم! میں نے سنا ہے کہ نبی الثقلین ﷺ یہ فرما رہے تھے اس وقت حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ پھر ہم اپنے سفر پر روانہ ہو گئے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے اسید سے روایت کیا ہے کہ جب حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ مکہ معظمہ کی طرف سفر کرتے ہوئے ایک جگہ سے گزرے تو آپ نے ایک مردہ سانپ دیکھا۔ آپ نے فرمایا میرے پاس کدال لے کر آؤ پھر آپ نے اس سانپ کے لئے گڑھا کھودا۔ یہ قصہ اس سے کچھ مختلف ہے۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ان کی دوسری کتاب ''السبل الجلیه'' کی تلخیص کرنے پر ہی اکتفاء کروں گا پھر ان کی کتاب ''المقامه'' سے کچھ چیزیں نقل کروں گا۔ علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے ''السبل الجلیه'' کی ابتداء میں فرمایا ہے'' حضور ﷺ کے والدین کریمین کے ایمان کے بارے میں علماء کرام کے چھ مسالک ہیں۔ میں نے انہیں مختلف علمائے کرام سے نقل کیا ہے:

پہلا مسلک

حضور ﷺ کے والدین کریمین تک اسلام کی دعوت ہی نہیں پہنچی تھی وہ اپنی زندگی کے آغاز میں ہی انتقال فرما گئے تھے آپ ﷺ کے والد ماجد نے اپنی زندگی کے صرف اٹھارہ سال ہی اس جہان رنگ و بو میں گزارے اور آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ بھی تقریباً بیس سال کی عمر میں اس دنیا سے رخصت ہو گئیں۔ جن لوگوں کو حضور ﷺ کی دعوت نہ پہنچی اور اس سے قبل ہی وہ وفات پا گئے ان کے بارے میں یہی حکم ہے کہ وہ نجات یافتہ ہیں انہیں عذاب نہیں دیا جائے گا بلکہ انہیں جنت میں داخل کر دیا جائے گا۔

دوسرا مسلک

دوسرا مسلک یہ ہے کہ وہ اہل فترت میں سے ہیں اور اہل فترت کے بارے میں احادیث میں ذکر ہے کہ قیامت کے دن ان کی آزمائش کی جائے گی جو اس آزمائش میں اطاعت کرے گا اسے جنت میں داخل کر دیا جائے گا اور جس نے نافرمانی کی اسے جہنم کے حوالے کیا جائے گا۔ حافظ العصر ابوالفضل ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے بعض علماء کا یہ مسلک نقل کیا ہے اس کے بعد وہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ کے وہ آباء واجداد جنہوں نے فترت میں وفات پائی ان کے بارے میں غالب گمان یہی ہے کہ وہ اس امتحان اور آزمائش کے وقت اطاعت بجا لائیں گے تا کہ ان کے جنتی ہونے کی وجہ سے حضور ﷺ کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں۔

تیسرا مسلک

علماء کا تیسرا مسلک یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے والدین کریمین کو زندہ کیا حتیٰ کہ وہ آپ ﷺ پر ایمان لائے۔ اکثر علماء کرام اور آئمہ احادیث کا یہی مسلک ہے۔ اس کے بارے میں انہوں نے ان احادیث سے دلیل پکڑی ہے جو آپ ﷺ کے والدین کریمین کے ایمان کے بارے میں وارد ہیں۔ جن آئمہ نے یہ مسلک اختیار کیا ہے ان میں ابوبکر الخطیب بغدادی، حافظ ابوالقاسم ابن عساکر، حافظ ابوالحفص ابن شاہین، الحافظ ابوالقاسم السہیلی، امام القرطبی، الحافظ محب الدین الطبری، علامہ ناصر الدین ابن منیر اور حافظ فتح الدین بن سید الناس رحمۃ اللہ علیہم ہیں۔

علامہ الصلاح الصفدی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے قصیدہ میں یہی مسلک بیان کیا ہے اور حافظ شمس الدین بن ناصر الدین نے بھی اپنے قصائد میں اسی مسلک کو بیان کیا ہے مجھے ایک عالم دین نے بھی یہی بتایا ہے کہ اس نے شیخ الاسلام ابن حجر کے فتاویٰ میں بھی یہی دیکھا ہے کہ انہوں نے ایک فتویٰ کے جواب میں یہی مسلک بیان کیا ہے۔

امام سہیلی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''الروض الانف'' میں یہ حدیث '' کہ حضور ﷺ نے اپنے رب کی بارگاہ میں

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پھر انہیں واپس ان کی قبروں میں لوٹا دیا گیا۔

علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ نے مواہب کی شرح میں ان احادیث کو ذکر کرنے کے بعد لکھا ہے کہ آئمہ کرام نے مذکورہ بالا احادیث کو ان احادیث کا ناسخ قرار دیا ہے جو ان کے مخالف ہیں اور علماء نے اس بات کی بھی وضاحت فرمائی ہے کہ وہ احادیث جن میں نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے والدین کریمین کے ایمان کا تذکرہ ہے وہ متاخر ہیں اس لئے ان تمام احادیث میں کوئی تعارض اور اختلاف نہیں ہے۔

ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''المولد'' اور ''الھمزیہ'' کی شرح میں لکھا ہے کہ مذکورہ بالا احادیث ضعیف نہیں ہیں بلکہ بہت سے حفاظ نے انہیں صحیح قرار دیا ہے۔

ایک عالم اجل نے حضور ﷺ کے والدین کریمین کے بارے میں کتنے عمدہ اشعار کہے ہیں: ۔

اَیْقَنْتُ اَنَّ اَبَا النَّبِیِّ وَاُمَّهٗ اَحْیَا هُمَا الرَّبُّ الْكَرِیْمُ الْبَارِیْ

''مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ جو بڑا اکریم اور ہر چیز کو تخلیق کرنے والا ہے نے حضور ﷺ کے والدین کو زندہ فرمایا تھا۔

حَتّٰی لَهٗ شَهِدَا بِصِدْقِ رِسَالَةٍ سَلِمْ فَتِلْكَ كَرَامَةُ الْمُخْتَارِ

حتیٰ کہ انہوں نے آپ ﷺ کی رسالت کی گواہی دی اور یہ حضور نبی کریم ﷺ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی عزت افزائی اور کرامت کے لئے تھا۔

هٰذَا الْحَدِیْثُ وَمَنْ یَّقُوْلُ بِضُعْفِهٖ فَهُوَ الضَّعِیْفُ عَنِ الْحَقِیْقَةِ عَارِیْ

حضور اکرم ﷺ کے والدین کریمین کا ایمان صحیح احادیث سے ثابت ہے جو ان احادیث کو ضعیف کہتا ہے وہ بذات خود ضعیف ہے اور حقیقت سے نا آشنا ہے۔''

علامہ التلسمانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ حضور ﷺ کی والدہ ماجدہ کا اسلام لانا صحیح سند سے روایت کیا گیا ہے۔ اسی طرح آپ ﷺ کے والد ماجد کا مشرف بہ اسلام ہونا بھی صحیح حدیث سے ثابت ہے۔ ان دونوں کو ان کے انتقال فرما جانے کے بعد زندہ کیا گیا۔ انہیں حیات نو عطا کر کے اسلام کی دولت سے مالا مال کرنا یہ صرف آپ ﷺ کی عزت افزائی اور شرافت و کرامت کے لئے تھا۔ بہت سے علماء نے حضور اکرم ﷺ کے والدین کریمین کی نجات کے بارے میں بہت سی کتابیں لکھی ہیں بالخصوص حضرت علامہ السیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ ﷺ کے والدین کے اہل ایمان ہونے کے بارے میں بہت سی تالیفات لکھی ہیں انہوں نے ان کتابوں میں عمدہ دلائل کے ساتھ آپ کے والدین کا جنتی ہونا ثابت کیا ہے اور جس نے ان کے ایمان کا انکار کیا ہے اس کے خلاف نفیس دلائل دے رہے ہیں مجھے ان کی کتابوں میں سے صرف تین کتابوں کا علم ہوا ہے۔ 1۔ مسالک الحنفاء فی نجاۃ اَبَوَی المصطفیٰ، 2۔ السُّبُلُ الجلیہ فی الآباءِ العَلِیہ، 3۔ المقامۃ السندیسۃ فِی نسبۃ خیر البَرِیَّۃِ۔

پہلی دونوں کتابیں اپنی ضخامت اور حجم کے لحاظ سے تقریباً برابر ہیں ان دونوں کے تقریباً تیس تیس اوراق ہیں لیکن میں

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پاکیزہ ترین ہیں اللہ تعالیٰ نے دو جہانوں کو صرف آپ ﷺ کی ذات کے لئے ہی تخلیق کیا ہے اللہ تعالیٰ نے دارین میں سرداری کا تاج آپ ﷺ کے سر پر سجایا ہے۔ آپ ﷺ کو نبی الانبیاء بنایا ہے۔ آپ ﷺ اس وقت بھی نبی تھے جب حضرت آدم علیہ السلام ابھی مٹی میں گوندھے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ کی فضیلت اور شرافت کا اظہار کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے آپ کا نام نامی عرش پر لکھا جب حضرت آدم علیہ السلام نے آپ ﷺ کا وسیلہ پکڑا تو اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ کو قبول فرمایا۔ اگر آپ ﷺ کی ذات اقدس نہ ہوتی تو اللہ تعالیٰ حضرت آدم علیہ السلام کو بھی پیدا نہ فرماتا۔

نَبِیٌّ خُصَّ بِالتَّقْدِیمِ قِدَمًا وَآدَمُ بَعْدُ فِی طِینٍ وَمَاءٍ

کَرِیمٌ بِالْجَدَاءِ مِنْ رَّاحَتَیْهِ یَجُوْدُ فِی الْحَیَا وَافِی الْحَیَاءِ

”وہ نبی کریم ﷺ جنہیں پہلے ہی مقدم ہونے کے لئے خاص کر دیا گیا تھا جبکہ اس وقت حضرت آدم علیہ السلام مٹی اور پانی کے درمیان تھے اور ایسے سخی ہیں کہ دونوں ہاتھوں سے بے اندازہ عطا کرتے ہیں اور شرم وحیاء میں مرتبہ کمال پر ہیں۔“

آپ ﷺ کے خصائص مبارک کو حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے یوں ذکر کیا ہے:

اللہ رب العزت نے آپ ﷺ کو جنت کا مالک بنا دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اجازت دے دی ہے کہ جنت میں سے جس کو چاہیں جتنا چاہیں عطا فرمائیں۔ آپ ﷺ کی عظمت شان کی وجہ سے آپ ﷺ کو نسب کی پاکیزگی کے ساتھ مخصوص فرمایا ہے۔ آپ ﷺ کی دلیل کو مکمل کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے آپ کے آباء کو ہر قسم کی گندگی اور میل کچیل سے محفوظ رکھا اور آپ ﷺ کے آباء میں سے ہر فرد کو اس کے زمانہ کا بہترین شخص بنایا۔ جیسا کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب میں روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا میں بنی آدم کے بہترین زمانہ میں مبعوث ہوا ہوں۔ ایک زمانے کے بعد دوسرا زمانہ گزرتا رہا حتیٰ کہ میں اس زمانہ میں مبعوث ہوا جس میں میں اب ہوں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا میں نسب، صہر اور حسب کے لحاظ سے تم سب سے افضل ہوں اللہ تعالیٰ مجھے پاکیزہ پشتوں سے پاکیزہ ارحام کی طرف منتقل فرماتا رہا میں ہمیشہ پاک اور صاف رہا۔ جہاں کہیں دو شاخیں پھوٹیں وہاں اللہ تعالیٰ نے مجھے اس شاخ میں منتقل کیا جو ان دونوں میں سے بہتر تھی۔ میں نفس اور آباء واجداد کے لحاظ سے تم سب سے بہتر ہوں۔

وَبَدَا لِلْوُجُوْدِ مِنْکَ کَرِیمٌ مِنْ کَرِیمٍ آبَاءُہٗ کُرَمَاءُ

آپ ﷺ کے وجود کے لئے ہمیشہ ایسے کریم کا اظہار ہوتا رہا جس کے آباء واجداد بھی کریم ہوتے تھے۔

نَسَبٌ تَحْسِبُ الْعُلَاءُ بِحَلَاہٖ قَلَّدَتْهَا نُجُوْمُهَا الْجَوْزَاءُ

یہ ایسا پاکیزہ نسب ہے جس میں رفعتیں خیر و برکت کو شمار کرتی ہیں اور اس کے ستاروں نے جوزاء کو گھیر رکھا ہے۔

حَبَّذَا عَقْدَ سُوْدَدٍ وَفَخَارٍ اَنْتَ فِیْهِ الْیَتِیْمَةُ الْعَصْمَاءُ

یہ سرداری اور قابل فخر نسب کا سلسلہ کتنا عمدہ ہے آپ ﷺ دریتیم ہیں موتیوں کی اسی لڑی میں حافظ العصر ابوالفضل بن حجر کا بھی یہ ارشاد ہے۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

التجا کی کہ وہ آپ ﷺ کے والدین کو زندہ کرے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے والدین کریمین کو زندہ کیا وہ آپ ﷺ پر ایمان لائے پھر انہیں ان کی قبور میں واپس لوٹا دیا گیا'' ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

''اللہ رب العزت ہر چیز پر قادر ہے۔ اس کی قدرت اور رحمت سے کوئی چیز بعید اور دور نہیں ہے اور حضور ﷺ کی شان اقدس بھی اتنی رفیع ہے کہ اللہ تعالیٰ جو عزتیں اور کرامتیں چاہے آپ ﷺ کے ساتھ مختص فرما دے۔ آئمہ کرام نے اس حدیث کو ان احادیث کا ناسخ قرار دیا جن میں آپ ﷺ کے والدین کریمین کے ایمان کی نفی کی گئی ہے اور انہوں نے یہ نص بیان کی ہے یہ حدیث ان سے متاخر ہے اس لئے ان کے مابین کوئی تعارض نہیں ہے۔''

امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ حضور ﷺ کے فضائل لگاتار، پیہم اور مسلسل ہیں انہیں فضائل میں سے اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو ایک فضیلت یہ بھی عطا فرمائی کہ آپ ﷺ کے والدین کو زندہ فرما کر آپ ﷺ پر ایمان لانے کی توفیق عطا فرمائی حضور ﷺ کے والدین کریمین کا زندہ ہونا اور آپ ﷺ پر ایمان لانا نہ ہی عقلاً محال ہے اور نہ ہی شرعاً ممتنع ہے۔ قرآن پاک میں بنی اسرائیل کے اس شخص کے زندہ ہو جانے کا واقعہ مذکور ہے جو قتل ہو گیا تھا پھر اس شخص نے اپنے قاتل کے بارے میں خبر دی تھی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی مردوں کو زندہ کر دیا کرتے تھے۔ اسی طرح حضور ﷺ نے بھی کئی مردوں کو زندہ کیا۔ جب مردوں کا زندہ ہو جانا ثابت ہو گیا تو پھر آپ ﷺ کے والدین کریمین کا زندہ ہونا اور پھر اسلام قبول کرنا بھی ممتنع نہ رہا۔ اس واقعہ کا مقصد صرف حضور اکرم ﷺ کی عزت افزائی اور آپ کی فضیلت کا اظہار تھا۔

چوتھا مسلک

علمائے کرام کا چوتھا مسلک یہ ہے کہ آپ ﷺ کے والدین کریمین دین ابراہیمی پر تھے جس طرح کے بعض افراد مثلاً زید بن عمرو، قس بن ساعدہ، ورقہ بن نوفل اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ وغیرہ دین ابراہیمی پر تھے۔ امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے یہی مسلک اختیار کیا ہے۔ امام رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک آپ کے تمام آباء و اجداد توحید پر تھے۔ السبل الجلیہ کی تلخیص ختم ہوئی۔ المسالک السبیل میں پہلے اور دوسرے مسلک کو ایک مسلک شمار کیا گیا ہے اس طرح یہ کل تین مسالک ہیں۔ جو آدمی زیادہ تفصیل کا خواہش مند ہے وہ مذکورہ بالا دونوں کتابوں کی طرف رجوع کرے۔

علامہ السیوطی علیہ الرحمۃ اپنی کتاب ''المقامہ السندسیۃ'' میں بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ لکھنے کے بعد فرماتے ہیں کہ ارشاد ربانی ہے: لَقَدۡ جَآءَکُمۡ رَسُوۡلٌ مِّنۡ اَنۡفُسِکُمۡ عَزِیۡزٌ عَلَیۡہِ مَا عَنِتُّمۡ حَرِیۡصٌ عَلَیۡکُمۡ بِالۡمُؤۡمِنِیۡنَ رَءُوۡفٌ رَّحِیۡمٌ ۝ (توبہ:128) ''بے شک تشریف لایا ہے تمہارے پاس ایک برگزیدہ رسول تم میں سے گراں گزرتا ہے اس پر تمہارا مشقت میں پڑنا خواہش مند ہے تمہاری بھلائی کا مومنوں کے ساتھ بڑی مہربانی کرنے والا اور رحم فرمانے والا ہے۔''

آپ ﷺ ایک سری نبی ہیں۔ آپ بلند عظمت کے مالک ہیں۔ آپ ﷺ کے دلائل بڑے واضح اور عیاں ہیں آپ ﷺ اپنے آباء و اجداد کے لحاظ سے تمام مخلوق سے بہترین ہیں۔ آپ تمام لوگوں سے حسب اور نسب کے لحاظ سے

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہیں۔امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ سابقہ تمام امم کے بھی رسول ہیں اور تمام انبیائے کرام علیہم السلام اور ان کی امتیں درحقیقت آپ ﷺ کی امت ہیں آپ ﷺ کی نبوت و رسالت تمام اولین و آخرین کو محیط ہے اسی وجہ سے آخری زمانہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام آپ ہی کی شریعت پر تشریف لائیں گے وہ تمام شریعتیں جو سابقہ انبیائے کرام علیہم السلام لے کر دنیا میں آئے وہ درحقیقت آپ ﷺ کے ہی احکام تھے جو پہلے زمانوں کے لئے مختص تھے۔امام سبکی علیہ الرحمۃ نے حضور پرنور ﷺ کی شان اقدس میں اتنی احسن انداز سے مدح سرائی کی ہے کہ زمانہ اس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے انہوں نے حضور اکرم ﷺ کی عظمت اور رفعت میں ایک ایسی کتاب تصنیف کی ہے جو اس قابل ہے کہ اس کو سونے کے ساتھ ریشم کے کپڑے پر رقم کیا جائے۔

امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ کی موافقت کرتے ہوئے آقائے دو عالم ﷺ کی یوں مدح خوانی کی ہے:۔

وَكُلُّ آيٍ اَتَى الرُّسُلُ الْكِرَامُ بِهَا فَاِنَّمَا اتَّصَلَتْ مِنْ نُوْرِهٖ بِهِمِ

''جس قدر معجزات انبیائے کرام دنیا میں لائے فی الحقیقت وہ تمام معجزات انہیں آپ ہی کے نور سے حاصل ہوئے۔

فَاِنَّهٗ شَمْسُ فَضْلٍ هُمْ كَوَاكِبُهَا يُظْهِرْنَ اَنْوَارَهَا لِلنَّاسِ فِي الظُّلَمِ

حضور ﷺ فضل و کرم کے آفتاب ہیں اور باقی انبیاء آپ کے مقابلہ میں بمنزلہ ستاروں کے ہیں جو علم اور ہدایت کی روشنی کو ضلالت اور جہالت کی ظلمت میں اہل دنیا پر ظاہر کرتے ہیں۔

وَكُلُّهُمْ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ مُلْتَمِسٌ غَرْفًا مِّنَ الْبَحْرِ اَوْ رَشْفًا مِّنَ الدِّيَمِ

تمام انبیاء علیہم السلام آپ ﷺ کے دریائے معرفت اور باران رحمت سے چلو یا قطرۂ آب کی درخواست کرتے ہیں۔''

اللہ رب العزت نے آپ ﷺ کے دست اقدس پر ہزار ہا معجزات کا ظہور فرمایا اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو وہ معجزات عطا کئے جو کسی اور نبی یا مرسل کو عطا نہیں کئے گئے۔اللہ تعالیٰ نے جو عظیم معجزات اور خصائص کبریٰ آپ ﷺ کو عطا فرمائے تھے ان میں سے ایک معجزہ یہ بھی تھا کہ اللہ نے آپ ﷺ کے والدین کریمین کو زندہ فرمایا اور وہ آپ ﷺ پر ایمان لائے۔علمائے کرام اور محدثین عظام اس حدیث کو روایت کرتے رہے اور اس پر مسرت کا اظہار کرتے رہے انہوں نے اس حدیث مبارک کو لوگوں میں عام کیا اور اس کو چھپانے کی کوشش نہ کی اور آپ ﷺ کے والدین کریمین کے زندہ ہونے اور ایمان لانے کو آپ ﷺ کا معجزہ شمار کرتے اور آپ ﷺ کی عظمت، رفعت اور شوکت و سطوت کی علامت بتاتے۔علماء فرماتے ہین کہ اگر اس حدیث میں کوئی ضعف بھی ہے تو اس ضعف سے اعراض کیا جائے کیونکہ فضائل اور مناقب میں ضعیف حدیث بھی معتبر ہوتی ہے۔آئمہ احادیث نے مناقب میں ایسی ہی احادیث روایت کی ہیں جو اس حدیث سے بھی ضعیف تر ہیں انہوں نے ایسی احادیث کو قبول کرنے میں نرمی اختیار کی ہے اور مناقب اور فضائل میں ان احادیث کو بھی قبول کیا ہے جو صحیح یا مشہور حدیث کے رتبہ سے کم ہیں اس کی انہوں نے بہت سی وجوہات بیان کی ہیں کیونکہ اس حدیث میں حضور ﷺ کی

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نَبِیُّ الْھُدیٰ الْمُخْتَارِ مِنْ آلِ ھَاشِمٍ   فَعَنْ مَجْدِھِمْ فَلْیَقْعِرِ الْمُتَطَاوِلُ

پیغمبر ہدایت علیہ السلام آل ہاشم سے برگزیدہ ذات ہیں۔آپ علیہ السلام کی خاندانی عظمت کے متعلق کوئی شخص زبان درازی نہ کرے۔

احادیث میں روایت ہے کہ حضور علیہ السلام تخلیق آدم سے دوہزار سال قبل اللہ کے ہاں ایک نور تھے وہ نور حضرت آدم علیہ السلام کی پشت مبارک میں اللہ تعالیٰ حمد وثناء کرتا رہا۔حضورؐ علیہ السلام نے فرمایا پھر میں پاکیزہ پشتوں سے پاکیزہ ارحام کی طرف منتقل ہوتا رہا۔حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جونعت شریف آپ علیہ السلام کی بارگاہ میں پیش کی تھی وہ بھی آپ علیہ السلام کے نسب مبارک کی طہارت کی گواہی دیتی ہے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بارگاہ رسالت میں عرض کی:۔

مِنْ قَبْلِھَا طِبْتَ فِی الظِّلَالِ وَفِیْ   مُسْتَوْدَعٍ حَیْثُ یَخْصِفُ الْوَرَقُ

اس سے قبل آپ سایوں میں تشریف فرمارہے اس مقام پر تشریف فرمارہے جہاں پتے گھنے ہیں۔

ثُمَّ ھَبَطْتَّ الْبِلَادَ لَا بَشَرٌ   اَنْتَ وَلَا مُضْغَۃٌ وَّلَا عَلَقُ

پھر آپ اس جہاں میں تشریف لائے اس وقت آپ نہ بشر تھے نہ ہی مضغہ تھے اور نہ ہی علق تھے۔

بَلْ نُطْفَۃٌ تَرْکَبُ السَّفِیْنَ وَقَدْ   اَلْجَمَ نَسْرًا وَّاَھْلَہُ الْغَرَقُ

بلکہ آپ ایسا نطفہ تھے جو کشتی پر سوار ہوا اس طوفان نے نسر کا منہ بند کر دیا اور اس کے اہل کو غرق کر دیا۔

تَنَقَّلُ مِنْ صَالِبٍ اِلٰی رِحَمٍ   اِذَا مَضٰی عَالَمٌ بَدَا طَبَقُ

آپ ایک پشت سے دوسری رحم میں منتقل ہوتے رہے جب ایک نسل گزر جاتی تو اس کے بعد دوسری نسل آجاتی۔

حَتّٰی اِحْتَوٰی بَیْتُکَ الْمُھَیْمِنُ مِنْ   خِنْدِفٍ عُلْیَا تُحْتَھَا النُّطَقُ

یہاں تک کہ آپ کا کاشانہ اقدس رفعتوں اور عظمتوں کی بلندیوں پر آشیان بند ہوگیا اور قوت گویائی اس سے عاجز ہے۔

وَاَنْتَ لَمَّا وُلِدْتَّ اَشْرَقَتِ الْاَرْ   ضُ وَضَآئَتْ بِنُوْرِکَ الْاُفُقُ

جب آپ علیہ السلام کی ولادت ہوئی تو زمین جگمگا اٹھی اور آپ کے نور سے افق روشن ہوگئے۔

فَنَحْنُ فِیْ ذٰلِکَ الضِّیَاءِ وَفِی النُّوْرِ   وَسُبُلِ الرَّشَادِ نَخْتَرِقُ

ہم اسی نور میں اور اسی روشنی میں ہیں اور ہدایت کے راستہ پر ہم گامزن ہیں۔"

اللہ رب العزت نے انبیائے کرام علیہم السلام سے یہ پختہ عہد لیا کہ اگر ان کے عہد زریں میں نبی الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لائیں تو وہ ان پر ایمان لائیں اور ان کی مدد کریں اور اگر وہ انبیائے کرام علیہم السلام حضور اکرم علیہ السلام کے زمانہ اقدس کو پالیتے تو وہ ضرور آپ علیہ السلام کی اتباع کرتے وہ ضرور آپ علیہ السلام کی عزت وتوقیر کرتے اللہ رب العزت آپ علیہ السلام کو تمام مخلوق کی طرف رسول بنا کر بھیجا ہے آپ علیہ السلام تمام جن وانس اور ملائکہ کے رسول ہیں۔

امام البارزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آپ علیہ السلام کی دعوت میں تمام جمادات،حیوانات،پتھر اور درخت شامل

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وہ ابھی تک پختہ عمر تک نہیں پہنچے تھے کہ وہ علماء سے مختلف باتیں اور خبریں سنتے پھر مختلف مقامات کا سفر کر کے ان کی تحقیق کرتے۔ اہل فترت کے بارے میں بہت سی صحیح اور حسن احادیث منقول ہیں کہ انہیں بروز حشر اللہ تعالیٰ کے سامنے کسی آزمائش اور امتحان میں مبتلا کیا جائے گا۔ جو لوگ سعادت مند ہوں گے وہ اس امتحان میں اطاعت گزار ثابت ہوں گے انہیں جنت میں داخل ہونے کا حکم دیا جائے گا اور جن لوگوں کی قسمت میں شقاوت اور بدبختی ہوگی وہ نافرمانی کریں گے انہیں دوزخ کے حوالے کر دیا جائے گا، ان لوگوں کے لئے یہی قاعدہ ثابت ہے جن تک آپ ﷺ کی دعوت نہیں پہنچی۔ شوافع اور اشاعرہ کا اس بات پر اجماع ہے کہ اہل فترت کو اللہ تعالیٰ نجات عطا فرمائے گا۔ وہ احادیث جو اس مسلک کے خلاف ہیں اور ان میں سے بعض صحیح مسلم میں بھی مذکور ہیں ان کے بارے میں کہا گیا ہے کہ وہ منسوخ ہیں وہ حدیث جو پہلے بیان ہو چکی ہے وہ متاخر ہے اور مذکورہ تمام احادیث کی ناسخ ہے۔

قرآن مجید کی مختلف آیات بھی اسی مسلک کی تائید کرتی ہیں۔ ارشاد ربانی ہے:

وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا ﴿۱۵﴾ (الاسراء:15) ”اور ہم عذاب نازل نہیں کرتے جب تک ہم نہ بھیجیں کسی رسول کو۔“

بعثت سے قبل لوگوں کو نہ ہی عذاب میں مبتلا کیا جائے گا اور نہ ہی انہیں ثواب دیا جائے گا۔ اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَلَوْ اَنَّآ اَهْلَكْنٰهُمْ بِعَذَابٍ مِّنْ قَبْلِهٖ لَقَالُوْا رَبَّنَا لَوْلَآ اَرْسَلْتَ اِلَيْنَا رَسُوْلًا فَنَتَّبِعَ اٰيٰتِكَ مِنْ قَبْلِ اَنْ نَّذِلَّ وَنَخْزٰى ﴿۱۳۴﴾ (طہٰ:134) ”اور اگر ہم انہیں ہلاک کر دیتے کسی عذاب سے اس سے پہلے تو وہ کہتے اے رب! کیوں نہ بھیجا تو نے ہماری طرف کوئی رسول تاکہ ہم پیروی کرتے تیری آیتوں کی اس سے پہلے کہ ہم ذلیل اور رسوا ہوئے۔“

اللہ رب العزت نے سورۃ القصص میں ارشاد فرمایا ہے: وَلَوْلَآ اَنْ تُصِيْبَهُمْ مُّصِيْبَةٌۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ فَيَقُوْلُوْا رَبَّنَا لَوْلَآ اَرْسَلْتَ اِلَيْنَا رَسُوْلًا فَنَتَّبِعَ اٰيٰتِكَ وَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۴۷﴾ (القصص:47) ”اور (اس کی وجہ یہ ہے) کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ جب پہنچے انہیں کوئی مصیبت ان اعمال کے باعث جو انہوں نے کئے ہیں تو وہ یہ نہ کہیں گے کہ اے رب ہمارے کیوں نہ بھیجا تو نے ہماری طرف کوئی رسول تاکہ ہم پیروی کرتے تیری آیات کی اور ہم ہو جاتے ایمان والوں میں سے۔“

اسی سورت میں اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا: وَمَا كَانَ رَبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرٰى حَتّٰى يَبْعَثَ فِيْٓ اُمِّهَا رَسُوْلًا يَّتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا ۚ وَمَا كُنَّا مُهْلِكِي الْقُرٰٓى اِلَّا وَاَهْلُهَا ظٰلِمُوْنَ ﴿۵۹﴾ (القصص:59) ”اور نہیں ہے آپ کا رب ہلاک کرنے والا بستیوں کو یہاں تک کہ بھیجے ان کے مرکزی شہر میں کوئی رسول جو پڑھ کر سنائے وہاں کے رہنے والوں کو ہماری آیتیں اور نہیں ہیں ہم ہلاک کرنے والے بستیوں کو مگر یہ کہ ان کے بسنے والے ظالم ہیں۔“

غافل لوگوں کو عذاب نہ دینے کے بارے میں ارشاد ربانی ہے: ذٰلِكَ اَنْ لَّمْ يَكُنْ رَّبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرٰى بِظُلْمٍ وَّاَهْلُهَا غٰفِلُوْنَ ﴿۱۳۱﴾ (الانعام:131) ”اس لئے کہ نہیں ہے آپ کا رب ہلاک کرنے والا بستیوں کو ظلم سے اس حال میں کہ ان کے

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

شان اور عظمت عیاں ہوتی ہے اس لئے انہوں نے اس حدیث کو قبول کر لیا ہے۔ امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ کے فضائل اور خصائص ہر لحہ ترقی پذیر رہے حتیٰ کہ آپ ﷺ کا وصال ہو گیا۔ آپ ﷺ کے والدین کریمین کا زندہ ہونا بھی آپ ﷺ کی فضیلت اور کرامت ہے اور ان کا دوبارہ زندہ ہونا شرعاً اور عقلاً ممتنع بھی نہیں۔

ابن سید الناس رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بعض اہل علم نے فرمایا ہے کہ حضور ﷺ کے درجات عالیہ اور مقامات سنیہ ہر لحہ فزوں تر ہوتے رہے حتیٰ کہ آپ نے وصال فرمایا ہر لحہ حضور ﷺ کی عظمت و رفعت میں اضافہ ہی ہوتا رہا۔ یہ بھی ممکن ہے کہ آقائے دوجہاں ﷺ کو پہلے یہ فضیلت اور درجہ حاصل نہ ہوا لیکن بعد میں آپ ﷺ کو عطا کر دیا گیا ہو۔ وہ احادیث جن میں حضور اکرم ﷺ کے والدین کریمین کے زندہ ہونے اور ایمان لانے کا تذکرہ ہے وہ متاخر ہیں۔ اس لئے وہ احادیث جو ان کے مخالف ہیں وہ ان سے منسوخ ہو گئیں۔

حافظ شمس الدین بن ناصر الدین الدمشقی فرماتے ہیں:۔

حَبَی اللّٰهُ النَّبِیَّ مَزِیْدَ فَضْلٍ عَلٰی فَضْلٍ وَّکَانَ بِهٖ رَئُوْفًا

''اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو فضیلت پر فضیلت عطا فرمائی اور اللہ تعالیٰ آپ پر بہت زیادہ مہربان تھا۔

فَاَحْیَا اُمَّهٗ وَکَذَا اَبَاهُ لِاِیْمَانٍ بِهٖ فَضْلًا مُّنِیْفًا

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ کو اور اسی طرح آپ ﷺ کے والد ماجد کو زندہ فرمایا وہ آپ ﷺ پر ایمان لائے۔ یہ آپ پر اللہ تعالیٰ کا خصوصی فضل تھا۔

فَسَلِّمْ فَالْاِلٰهُ بِذَا قَدِیْرٌ وَاِنْ کَانَ الْحَدِیْثُ بِهٖ ضَعِیْفًا

یہ تسلیم کر کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں مشرف بہ اسلام فرمایا اللہ تعالیٰ انہیں زندہ کرنے پر قادر ہے اگرچہ یہ حدیث ضعیف بھی ہو۔''

حکماء نے بھی اسی حدیث شریف کی تائید اور تاکید کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ تمام امت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ جو معجزہ یا خاصیت دیگر انبیائے کرام کو عطا ہوئی ہے وہ ہمارے نبی محترم ﷺ کو بھی ضرور عطا کی گئی ہے اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یہ فضیلت بخشی کہ وہ قبروں میں مردوں کو زندہ کر لیا کرتے تھے۔ ضروری تھا کہ آپ ﷺ سے بھی اس قسم کے معجزات ظہور پذیر ہوں۔ اس لئے آپ ﷺ کے والدین کریمین کو زندہ کرنے کا معجزہ مشہور معجزات میں سے ہے۔ اگر آپ ﷺ کے لئے بازو کلام کر سکتا ہے، کھجور کا خشک تنا گریہ وزاری کر سکتا ہے تو پھر آپ ﷺ کے والدین کے زندہ ہونے کا معجزہ بھی تو انہی کے ساتھ مماثلت رکھتا ہے۔ حدیث ضعیف بھی مندرجہ بالا اصول اور قاعدہ سے قوی ہو جاتی ہے۔

علمائے محققین نے آپ ﷺ کے والدین کریمین کے متعلق ایک اور نقطہ نظر اختیار کیا ہے۔ جو تمام مسالک سے صحیح ہے۔ وہ یہ ہے کہ آپ ﷺ کے والدین کریمین کا حکم ان لوگوں کی طرح ہے جو اہل فترت میں سے تھے اور جن تک آپ ﷺ کی دعوت نہیں پہنچی۔ یہ بھی ثابت نہیں کہ انہوں نے کہیں کسی باطل کا دعویٰ کیا ہو یا سرکشی یا بغاوت کی ہو اور ہر بچہ فطرت سلیمہ پر پیدا ہوتا ہے ایک اور دلیل بھی اسی مسلک کی تائید کرتی ہے وہ کہ انہوں نے اپنے شباب کے آغاز میں ہی انتقال کیا تھا

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

علامہ الطبری رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ چچا کے لئے شفاعت سے مراد یہ ہے کہ اس کے عذاب میں تخفیف ہو گی۔ جیسا کہ صحیح مسلم میں مذکور ہے۔ اس کے لئے یہ تاویل کرنا ضروری ہے کیونکہ اس نے آپ ﷺ کی بعثت کا زمانہ تو پایا تھا لیکن اسلام قبول نہیں کیا تھا۔ امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے حضور ﷺ کے والدین کریمین کے بارے میں ایک اور مسلک اختیار کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کے والدین کریمین مشرک نہ تھے بلکہ وہ توحید اور ملت ابراہیمی پر تھے۔ امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے مزید فرمایا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کے تمام آباء واجداد مسلمان اور توحید پرست تھے انہوں نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے استدلال کیا ہے: الَّذِیْ یَرٰىكَ حِیْنَ تَقُوْمُ ﴿۲۱۸﴾ وَ تَقَلُّبَكَ فِی السّٰجِدِیْنَ ﴿۲۱۹﴾ (الشعراء:19-218) "جو آپ کو دیکھتا رہتا ہے جب آپ کھڑے ہوتے ہیں اور دیکھتا رہتا ہے جب آپ چکر لگاتے ہیں سجدہ کرنے والوں کے گھروں کا۔" نیز انہوں نے اللہ تعالیٰ کے فرمان سے دلیل حاصل کی ہے: اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ (توبہ:28) "مشرکین تو نرے ناپاک ہیں۔" اسی طرح حضور ﷺ نے بھی ارشاد فرمایا "میں ہمیشہ پاک پشتوں سے منتقل ہوتا رہا۔"

میں نے حضور ﷺ کے آباء واجداد کے حالات کی جستجو کی ہے۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ ﷺ کے اجداد میں سے حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر مرہ بن کعب بن لوی تک تمام مومن تھے۔ اگر آزر حضرت ابراہیم علیہ السلام کا باپ تھا تو وہ ان سے مستثنیٰ ہے اور اگر وہ آپ علیہ السلام کا چچا تھا۔ جیسا کہ امام رازی رحمۃ اللہ علیہ اور بعض علماء نے اسی قول کو ترجیح دی ہے تو پھر بلا استثناء یقیناً یہ تمام مومنین تھے۔ صحیح احادیث میں ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت نوح علیہ السلام تک کوئی انسان بھی سرکش یا باغی نہ تھا۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان: كَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً (البقرہ:213) "ابتداء میں سب لوگ ایک ہی دین پر تھے۔" کا بھی یہی مفہوم ہے۔ سام بن نوح کے متعلق روایت ہے کہ وہ پیغمبر تھے اور ان کے بیٹے ارفخشد ان کے صدیق تھے انہوں نے اپنے دادا کا زمانہ پایا اور حضرت نوح علیہ السلام نے ان کے حق میں دعا کی تھی کیونکہ وہ ان کی خدمت میں رہا کرتے تھے۔

طبقات ابن سعد میں ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کے زمانہ اقدس تک لوگ اسلام پر ہی رہے حتیٰ کہ جب نمرود بن کوش ان کا بادشاہ بنا تو اس نے لوگوں کو بت پرستی کی طرف بلایا۔

اہل عرب کے متعلق بخاری شریف میں ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے لے کر عمرو بن عامر الخزاعی کے زمانہ تک ان میں سے کسی ایک نے بھی کفر نہیں کیا۔ عمرو بن عامر ہی وہ پہلا شخص تھا جس نے صنم پرستی کی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دین کو تبدیل کیا۔ اسی وجہ سے حضور ﷺ نے اس کو اس حالت میں دیکھا کہ وہ اپنی انتڑیوں کو آگ میں گھسیٹ کر چل رہا تھا۔

ابن حبیب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "تاریخ" میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے "کہ عدنان، معد، ربیعہ، خزیمہ اور اسد ملت ابراہیمی پر تھے اس لئے ان کا ذکر ہمیشہ بھلائی کے ساتھ ہی کرو" اور "الروض الانف" میں ہے کہ الیاس کو برے الفاظ کے ساتھ یاد نہ کیا کرو وہ سچے مومن تھے۔ دلائل النبوۃ میں ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے کہ کعب بن لوی نے اپنے بیٹے کو نبی کریم ﷺ پر ایمان لانے کی وصیت کی تھی۔ وہ یہ شعر پڑھا کرتے تھے:

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

باشندے بے خبر ہوں۔"

اسی سورۃ میں اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا ہے: اَنْ تَقُوْلُوْٓا اِنَّمَآ اُنْزِلَ الْكِتٰبُ عَلٰى طَآىِٕفَتَیْنِ مِنْ قَبْلِنَا۪ وَ اِنْ كُنَّا عَنْ دِرَاسَتِهِمْ لَغٰفِلِیْنَ (الانعام:156) "(ہم نے اسے اتارا ہے) تاکہ یہ نہ کہو کہ اتاری گئی تھی کتاب تو صرف دو گروہوں پر ہم سے پہلے اور ہم ان کے پڑھنے پڑھانے سے بالکل بے خبر تھے۔"

سورۃ الشعراء میں ارشاد ہوتا ہے: وَ مَاۤ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْیَةٍ اِلَّا لَهَا مُنْذِرُوْنَ ذِكْرٰى ﱡ وَ مَا كُنَّا ظٰلِمِیْنَ (الشعراء:9-208) "اور نہیں ہلاک کیا ہم نے کسی بستی کو مگر اس کے لئے ڈرانے والے بھیجے گئے تھے یاددہانی کے لئے اور ہم ظالم نہیں تھے۔"

یہ بیان فرماتے ہوئے کہ آگ میں سے نکالنے کے لئے کفار کے لئے کوئی مددگار نہیں ہوگا اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: وَ هُمْ یَصْطَرِخُوْنَ فِیْهَا ۚ رَبَّنَاۤ اَخْرِجْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا غَیْرَ الَّذِیْ كُنَّا نَعْمَلُ ؕ اَوَ لَمْ نُعَمِّرْكُمْ مَّا یَتَذَكَّرُ فِیْهِ مَنْ تَذَكَّرَ وَ جَآءَكُمُ النَّذِیْرُ ؕ (فاطر:37) "اور وہ اس میں چیختے چلاتے ہوں گے فریاد کریں گے اے ہمارے رب ایک بار ہمیں یہاں سے نکال ہم بڑے نیک کام کریں گے ایسے نہیں جیسے ہم پہلے کیا کرتے تھے اور جواب ملے گا کیا ہم نے اتنی لمبی عمر نہیں دی تھی جس میں بآسانی نصیحت قبول کرسکتا جو نصیحت قبول کرنا چاہتا اور تشریف لے آیا تھا تمہارے پاس ڈرانے والا۔"

ہمارے نزدیک مذکورہ بالا قاعدہ فقہ اور اصول میں قطعی ہے۔ یہ اتنا مشہور ہے کہ اس کے لئے کسی اور نقلی دلیل کی ضرورت نہیں۔ مشرکین کے بچوں کو عذاب نہ ہونا بھی اس کی ایک دلیل ہے۔ اسی طرح اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا ہے: وَ لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ؕ (الاسراء:15) "اور نہیں اٹھائے گا کوئی بوجھ اٹھانے والا کسی دوسرے کا بوجھ۔"

ہمارے نقطہ نظر کی تائید وہ حدیث بھی کرتی ہے جس کو حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے "جب حضور ﷺ سے آپ کے والدین کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے اپنے والدین کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے دعا کی ہے اللہ تعالیٰ نے میری دعا کو قبول فرمایا ہے میں بروز حشر مقام محمود پر کھڑا ہونے والا ہوں۔"

اس حدیث مبارک میں حضور ﷺ نے اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ آپ مقام محمود پر فائز ہو کر اپنے والدین کی شفاعت فرمائیں گے۔ اس شفاعت سے مراد یہ ہے کہ بروز حشر جب اہل فترت کی آزمائش ہوگی تو اللہ تعالیٰ انہیں اطاعت کرنے کی توفیق عطا فرمائے گا۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بھی مروی حدیث بھی اسی بات کی تائید کرتی ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں قیامت کے دن اپنے والدین کریمین اور اپنے چچا کی شفاعت کروں گا۔ میں اپنے اس بھائی کی بھی شفاعت کروں گا جس کے ساتھ رشتہ اخوت زمانہ جاہلیت میں قائم ہوا تھا۔ اس سے مراد آپ ﷺ کا رضاعی بھائی، حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیٹا ہے۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہے۔ نصف ثانی میں سے ہم علامہ السیوطی رحمۃ اللہ علیہ کا صرف یہ قول ہی نقل کرتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ اہل فترت سے مراد وہ لوگ ہیں جو شریعت عیسوی کے گمنام ہونے کے بعد اور ہمارے نبی کریم ﷺ کی بعثت سے قبل اس دنیا میں آئے۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے: يَآ أَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ عَلٰى فَتْرَةٍ مِّنَ الرُّسُلِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا جَآءَنَا مِنْۢ بَشِيْرٍ وَّلَا نَذِيْرٍ ۡ (المائدہ:19) ”اے اہل کتاب! بے شک آگیا ہے تمہارے پاس ہمارا رسول صاف بیان کرتا ہے تمہارے لئے (احکام الٰہی) بعد اس کے کہ رسولوں کا آنا مدتوں بند رہا کہ تم نہ کہو کہ نہیں آیا تھا ہمارے پاس کوئی خوشخبری دینے والا اور نہ کوئی ڈرانے والا۔“

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ جو حضور ﷺ کی بعثت سے دوسو سال بعد پیدا ہوئے فرماتے ہیں کہ اس زمانہ میں بھی ایسے لوگ ہیں جنہیں اسلام کا پیغام نہیں پہنچا۔ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی ان لوگوں سے مراد وہ قوم ہے جو چین کے ملک سے آگے سکونت پذیر ہے۔ جب حضور ﷺ کی بعثت مبارکہ سے دوسو سال بعد بھی ایسے لوگ پائے جاتے تھے جن تک اسلام کا پیغام نہیں پہنچا تھا حالانکہ اس وقت دین اسلام تمام ادیان پر غالب آچکا تھا تو پھر زمانہ جاہلیت کے بارے میں تیرا کیا خیال ہے جس وقت کفر اور جہالت کا دور دورہ تھا۔ المختصر جس شخص تک اسلام کی دعوت نہ پہنچی ہو وہ نجات یافتہ ہے خواہ وہ حضور ﷺ کی بعثت سے پہلے ہو یا بعد میں لیکن وہ شخص جو فترت کے زمانہ میں تھا اور اس کو دین حق کی دعوت پہنچی لیکن اس نے انکار کر دیا سرکشی اور بغاوت کا اظہار کیا تو اس کا ٹھکانہ جہنم ہے۔ اس آخری قسم پر اجماع ہے اس میں کسی کا بھی کوئی اختلاف نہیں۔ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی شرح مسلم میں اسی کی طرف اشارہ کیا ہے۔ جس کا عذر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مکرم ﷺ نے قبول کر لیا ہے وہ یقیناً معذور ہے۔ وَمَنْ يُّهِنِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ مُّكْرِمٍ ؕ (الحج:18) ”(اور دیکھو) جس کو ذلیل کردے اللہ تعالیٰ تو اس کو کوئی عزت دینے والا نہیں ہے۔“

امام الابی رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح مسلم کی شرح میں اس مسئلہ پر بڑی تفصیل سے روشنی ڈالی ہے وہ فرماتے ہیں کہ اہل فترت سے مراد وہ لوگ ہیں جو انبیاء کرام علیہم السلام کے زمانوں کے درمیان دنیا میں آئے نہ تو ان تک ان سے پہلے نبی کا پیغام پہنچا اور نہ ہی انہوں نے دوسرے نبی کا پیغام سنا جیسا کہ وہ اہل عرب جن کی طرف نہ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو معبوث کیا گیا اور نہ ہی انہوں نے حضور ﷺ سے ملاقات کی پھر علامہ الابی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ اہل فترت کی تین اقسام ہیں جیسا کہ حضرت عقیل بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ذکر کیا ہے۔

پہلی قسم

اس قسم میں وہ افراد شامل ہیں جنہوں نے اپنی بصیرت سے توحید کو پالیا خواہ وہ کسی بھی شریعت میں داخل نہ ہوئے جیسا کہ زید بن عمرو بن نفیل یا جس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شریعت کو اختیار کیا۔

دوسری قسم

اس قسم میں وہ لوگ شامل ہیں جنہوں نے نہ ہی شرک کیا نہ ہی توحید اختیار کی۔ نہ ہی وہ کسی شریعت میں داخل ہوئے اور نہ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

یَا لَیْتَنِیْ شَاھِدٌ نَجْوَاءَ دَعْوَتِہٖ　　　اِذَا قُرَیْشٌ تَبْغِی الْحَقَّ خُذْلَانَا

''کاش میں اس وقت موجود ہوتا اور آپ کی دعوت قبول کرتا جب قریش بغاوت کو چھوڑ کر حق پر آمادہ ہوں گے۔''

کلاب، قصی، عبد مناف اور ہاشم کے صحیح حالات مجھے معلوم نہیں ہو سکے اور عبدالمطلب کے بارے میں علماء کا اختلاف ہے۔ قرین قیاس یہی ہے کہ وہ اہل فترت میں سے ہیں۔ بعض علماء نے ان کو ان اشعار کی وجہ سے مؤمن قرار دیا ہے جو انہوں نے اس وقت کہے تھے جب اصحاب فیل کا واقعہ رونما ہوا تھا:

اَللّٰھُمَّ اِنَّ الْمَرْءَ یَمْنَعُ رِحْلَہٗ فَامْنَعْ حَلَالَکَ　　　وَانْصُرْ عَلٰی آلِ الصَّلِیْبِ وَعَابِدِیْہِ الْیَوْمَ آلَکَ

''اے مولا! ہر انسان اپنے گھر کی حفاظت کرتا ہے تو بھی اپنے گھر کی حفاظت فرما آل صلیب اور اس کے پجاریوں کے خلاف اپنی آل (بندوں) کی مدد فرما۔''

مجاہد اور سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہما نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان: وَ اِذْ قَالَ اِبْرٰهِیْمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا وَّ اجْنُبْنِیْ وَ بَنِیَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ ﴿۳۵﴾ (ابراہیم: 35) ''اور اے حبیب یاد کرو جب عرض کی ابراہیم نے اے میرے رب بنا دے اس شہر کو امن والا اور بچا لے مجھے اور میرے بچوں کو کہ ہم پوجا کرنے لگیں بتوں کی۔'' کی تفسیر میں لکھا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سے بعض لوگ توحید پر رہے۔ ابن المنذر رحمۃ اللہ علیہ نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان: رَبِّ اجْعَلْنِیْ مُقِیْمَ الصَّلٰوةِ وَ مِنْ ذُرِّیَّتِیْ ﴿ۖ﴾ (ابراہیم: 40) ''میرے رب! بنا دے مجھے نماز قائم کرنے والا اور میری اولاد کو بھی۔'' کی تفسیر میں لکھا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سے بعض لوگ ایسے بھی رہے جو صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے تھے۔

حضرات ابن عباس، مجاہد، قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے قابل اعتماد سند کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان: وَ جَعَلَهَا كَلِمَةًۢ بَاقِیَةً فِیْ عَقِبِهٖ (الزخرف: 28) کی تفسیر میں لکھا ہے کہ اس سے مراد توحید اور اخلاص ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سے کچھ لوگ ایسے بھی تھے جو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اقرار کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے تھے۔ حافظ ناصر الدین دمشقی نے کیا خوب کہا ہے: ؎

تَنَقَّلَ اَحْمَدُ نُوْرًا عَظِیْمًا　　　تَلَأْلَأَ فِیْ جِبَاهِ السَّاجِدِیْنَ

تَقَلَّبَ فِیْهِمْ قَرْنًا فَقَرْنًا　　　اِلٰی اَنْ جَآءَ خَیْرُ الْمُرْسَلِیْنَا

''احمد مصطفیٰ ﷺ ایک نور مبارک کی شکل میں منتقل ہوتے رہے۔ یہ مبارک نور سجدہ کرنے والوں کی پیشانیوں میں چمکتا رہا۔ زمانہ در زمانہ یہ نور ان میں منتقل ہوتا رہا حتیٰ کہ حضور ﷺ کا ظہور ہو گیا۔''

''المقامة السندسية کی عبارت ختم ہوئی۔''

ہم نے رسالے کا صرف پہلا نصف ہی ذکر کیا ہے۔ نصف ثانی میں علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے ان لوگوں کا رد کیا ہے جنہوں نے حضور ﷺ کے والدین کریمین کے ایمان کا انکار کیا ہے۔ نصف ثانی کو یہاں ذکر کرنے کی کوئی ضرورت نہیں

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

قصیدہ یہ ہے:

مَاتَتْ اُمُّ النَّبِيِّ وَهُوَ ابْنُ سِتٍّ وَاَبُوْهُ وَبَيْتُهُ الْاَحْشَاءُ

جب حضور ﷺ چھ سال کے تھے تو آپ کی والدہ کا انتقال ہو گیا اور آپ ابھی شکم مادر میں ہی تھے کہ آپ کے والد کا بھی وصال ہو گیا۔

ثُمَّ اَحْيَاهُمَا الْقَدِيْرُ فَحَازَا شَرَفَ الدِّيْنِ حَبَّذَا الْاِحْيَاءُ

پھر قادر خدا نے ان دونوں کو زندہ کیا اور انہوں نے دین کی دولت پالی واہ کیا خوب جان بخشی ہے۔

وَهُمَانَا جِيَانِ مِنْ غَيْرِ شَكٍّ فَتْرَةً اَوْحَيَاةً اَوْخُفَاء

حضور ﷺ کے والدین کریمین اہل فترت میں سے ہونے، یا زندہ کئے جانے یا خفاء ہونے کی وجہ سے بلا شک نجات یافتہ ہیں۔

رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا وَكِرَامُ النَّاسِ مِنَّا وَلْتَسْخَطِ اللُّؤَمَاءُ

اللہ تعالیٰ ان دونوں سے بھی اور ہم میں سے کریم لوگوں سے بھی راضی ہوتا کہ لئیم اس سے ناخوش ہوں۔

لَيْسَ يَرْتَابُ فِي نَجَاتِهِمَا اِلَّا رَقِيْعٌ فِي الدِّيْنِ اَوْ رُقَعَاءُ

ان دونوں کی نجات میں کوئی شبہ نہیں صرف وہی شک کر سکتا ہے جو دین کے معاملہ میں بے حیائی کا مرتکب ہوتا ہے۔

كَيْفَ تُرْجِي النَّجَاةَ لِلنَّاسِ مِمَّنْ مَا اَتَى وَالِدَيْهِ مِنْهُ النَّجَاءُ

اس ذات سے نجات کی امید کیسے رکھی جا سکتی ہے جس کے والدین بھی اس کی وجہ سے نجات نہ پا سکے ہوں۔

كَمْ اَتَانَا بِاَمْرِ بِرٍّ وَنَهْيٍ عَنْ عُقُوْقٍ وَهُوَ الْفَتَى الْمَتَاءُ

آپ ہمارے پاس کتنے ہی نیکی اور نہی کے پیغام لے کر آئے جبکہ آپ بھرپور جوان تھے۔

وَمَحَالٌ تَكْلِيْفِهِ النَّاسَ خَيْرًا هُوَ مِنْهُ حَاشَا وَحَاشَا بَرَاءُ

یہ محال ہے کہ آپ لوگوں کو تو بھلائی کا مکلف کریں اور خود معاذ اللہ اس سے خالی ہوں۔

اَيَرَوْنَ الدُّعَاءَ مَا كَانَ مِنْهُ لَهُمَا اَوْدَعَا وَخَابَ الدُّعَاءُ

کیا لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ آپ نے اپنے والدین کے لئے دعا نہیں مانگی یا مانگی تو تھی لیکن وہ قبول نہیں ہوئی۔

بَلْ دَعَا اللّٰهَ وَاسْتَجَابَ لَهُ اللّٰهُ فَحَيَّا تِلْكَ الْقُبُوْرُ الْحَيَاءُ

بلکہ سچ یہ ہے کہ آپ نے اللہ سے دعا کی اور اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا کو قبول کیا اور ان قبروں کو حیاتِ نو عطا فرمائی۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہی انہوں نے اپنے لئے کوئی شریعت ایجاد کی اور نہ ہی انہوں نے اپنے لئے کوئی دین بنایا بلکہ وہ ہر چیز سے غافل ہی رہے زمانہ جاہلیت میں جو شخص اس طرح رہا ہو وہ حقیقت میں اہل فترت میں سے ہے یہی وہ لوگ ہیں جنہیں کوئی عذاب نہیں ہوگا جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔

تیسری قسم

اس قسم میں وہ لوگ شامل ہیں جنہوں نے توحید کو اپنی بصیرت سے پالیا لیکن انہوں نے اس کو اختیار نہ کیا بلکہ وحدانیت میں تبدیلی کی اپنے لئے ایک نئی شریعت ایجاد کر لی وہ خود ہی اشیاء کو حلال اور حرام کرتے رہے۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کے بارے میں احتمال ہے کہ بروز حشر عذاب میں مبتلا کیا جائے گا۔

یا پھر اس کا جواب یہ دیا جائے گا کہ یہ اخبار آحاد ہیں جو دلیل قطعی کا مقابلہ نہیں کر سکتیں جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے اور بعض اہل علم نے یہ بھی اضافہ کیا ہے کہ حضور ﷺ کے والدین کریمین کو اس آخری قسم سے خارج کرنا ضروری ہے۔

بہت سی روایات بھی ایسی موجود ہیں جو اس محل اور موقع کے مناسب ہیں اگرچہ وہ اس مقصد میں نص کے قائم مقام نہیں ہو سکتیں۔ جیسا کہ ابو حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے وہ: وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ ﴿٥﴾ (الضحیٰ:5) ''اور عنقریب آپ کا رب آپ کو اتنا عطا فرمائے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے۔'' کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کی رضا اور خوشی اسی میں ہے کہ آپ ﷺ کے اہل بیت کا کوئی فرد بھی دوزخ میں نہ جائے۔ اس قول کی عمومیت بھی اسی بات کا تقاضا کرتی ہے کہ حضور ﷺ کے والدین کریمین اہل جنت میں سے ہیں۔

ابو سعید رحمۃ اللہ علیہ نے ''شرف النبوۃ'' میں عمران بن حصین سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں نے اپنے رب سے دعا مانگی کہ میرے اہل بیت میں سے کوئی فرد بھی دوزخ میں نہ جائے۔ اس حدیث شریف کی عمومیت کا بھی یہی تقاضا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کے والدین کریمین اہل جنت میں سے ہوں اس کی وجہ ہم نے ''المقامہ'' کی ابتداء میں بیان کردی ہے۔ اس کے بارے میں ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کا قول مذکورہ بالا اصول اور اس حدیث کو جامع ہے وہ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد یہ ہے کہ حضور ﷺ کی وہ آل جن کا تعلق فترت سے ہے وہ اس امتحان اور آزمائش کے وقت اطاعت کریں گے تاکہ انہیں جنت میں دیکھ کر حضور ﷺ کی آنکھوں کو ٹھنڈک ملے۔ اگر ہم بھی وہ نازیبا باتیں کرتے جن کو بعض لوگوں نے کہا ہے تو پھر ہم ضرور حضور ﷺ کے اس فرمان کو پیش کرتے آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر وحی کی ہے وہ فرماتا ہے کہ میں نے ہر اس پشت پر جس نے تجھ کو نازل کیا اور ہر اس پیٹ پر جس نے تجھ کو اٹھایا ہے آگ حرام کر دی ہے لیکن ہم کو اس جیسے دلائل پیش کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ مجھے ایسی اشیاء سے موٹے قطرات والی بارش طلب کرنے کی کوئی ضرورت نہیں بلاشبہ قوی دلائل ان نازیبا کلمات سے مستغنی ہوتے ہیں جن پر کسی اعتراض کی گنجائش ہو جب ماہ تمام ضوفشاں ہو تو پھر ستارے کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ جب پانی موجود ہو تو تیمم باطل ہو جاتا ہے۔

اس موضوع پر میں نے اپنے قصیدۃ ہمزیہ ''طیبه الغراء فی مدح سید الانبیاء'' میں اچھی طرح روشنی ڈالی ہے۔ وہ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حاضر ہوں'' آپ ﷺ نے اس بچی سے پوچھا کہ کیا تو پسند کرتی ہے کہ اس جہان میں واپس آئے اس نے جواب دیا نہیں اللہ کی قسم یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میں نے اپنے رب کو اپنے والدین سے زیادہ مہربان اور شفیق پایا ہے اور میں نے آخرت کو دنیا سے بہتر پایا ہے۔

علامہ قاضی عیاض نے ''شفا'' میں حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص بارگاہ نبوت میں حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میری لڑکی فلاں جنگل میں مرگئی ہے۔ حضور پرنور ﷺ اس کے ساتھ اس وادی میں تشریف لے گئے اور اس لڑکی کو اس کے نام سے یاد فرمایا اے فلانہ! اللہ کے حکم سے زندہ ہو جا وہ لڑکی لَبَّیْکَ وَسَعْدَیْکَ کہتی ہوئی زندہ ہوگئی۔ حضور اکرم ﷺ نے اس سے فرمایا تیرے والدین نے اسلام قبول کرلیا ہے اگر تو پسند کرتی ہے تو میں تمہیں ان کے پاس واپس بھیج دیتا ہوں اس لڑکی نے عرض کی مجھے اس کی ضرورت نہیں میں نے اللہ تعالیٰ کو اپنے والدین سے زیادہ رحیم پایا ہے۔

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ضمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص کے پاس ایک بھیڑ تھی۔ اس شخص کا بیٹا اس کا دودھ دوہتا اور بارگاہ رسالت میں روزانہ دودھ کا ایک پیالہ پیش کرتا۔ کچھ وقت گزرنے کے بعد حضور ﷺ نے اس آدمی کے بیٹے کو ملاحظہ نہ فرمایا۔ اس کا باپ بارگاہ نبوت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ میرا بیٹا مرگیا ہے۔ شافع یوم النشور ﷺ نے فرمایا اگر تو چاہتا ہے تو میں اللہ تعالیٰ کے حضور دعا مانگتا ہوں وہ تیرے لئے تیرے بیٹے کو زندہ کردے گا اور اگر تو صبر کرے گا تو پھر قیامت تک اس کو تیرے لئے مؤخر کردیا جائے گا بروز حشر تیرا بیٹا تیرے پاس آئے گا۔ تیرے ہاتھ کو تھام کر تجھے جنت کے دروازے تک لے جائے گا اور تو جنت کے جس دروازہ سے چاہے گا اس میں سے داخل ہو جائے گا۔ اس آدمی نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم کیا یہ سعادت صرف میرے لئے ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ سعادت تیرے لئے بھی ہے اور اسی طرح ہر مومن کے لئے بھی ہے۔

اس حدیث میں اگرچہ مردہ کو زندہ کرنے کا معجزہ بیان نہیں ہوا لیکن اس سے یہ ضرور ثابت ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کو اس شخص کے بیٹے کو زندہ کرنے کا اختیار دے دیا گیا تھا اگر وہ آدمی پسند کرتا اور آپ ﷺ دعا فرماتے تو اللہ تعالیٰ اس کو آپ کے لئے ضرور زندہ کردیتا۔ اسی طرح اور بہت سی ایسی کرامات ثابت ہیں جن میں صحابہ کرام اور اولیائے عظام نے مردوں کو زندہ کیا۔ ان تمام کرامات کا ذکر اس کتاب کے اختتام میں آئے گا۔ اب میں صرف اس صحابیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا تذکرہ کرتا ہوں جس کے بچے کو اللہ تعالیٰ نے عہد رسالت میں زندہ کردیا تھا۔

ابن عدی، ابن ابی الدنیا، امام بیہقی اور ابونعیم رحمۃ اللہ علیہم نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم بارگاہ نبوت میں حاضر تھے ایک اندھی مہاجرہ بڑھیا آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئی اس کے ساتھ اس کا ایک بیٹا بھی تھا جو بالغ ہو چکا تھا۔ کچھ روز گزرنے کے بعد اس کا بیٹا مدینہ طیبہ کی وباء میں مبتلا ہو گیا اور اسی مرض میں انتقال کرگیا۔ حضور ﷺ نے اس سے چشم پوشی فرمائی اور ہمیں اس کی تجہیز و تدفین کرنے کا حکم دیا۔ جب ہم نے اس کو

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دوسری فصل

اس فصل میں ان بعض اشیاء کا تذکرہ کیا جائے گا جن کو اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم ﷺ کے لئے زندہ کیا

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبدالرحمٰن بن کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضور اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے دیکھا کہ آپ ﷺ کے چہرہ اقدس کا رنگ متغیر ہے وہ اپنی زوجہ محترمہ کے پاس گئے اور ان سے کہا میں نے حضور ﷺ کے چہرۂ اقدس کا رنگ بدلا ہوا دیکھا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ شاید بھوک کی شدت کی وجہ سے آپ ﷺ کے چہرۂ اقدس کا رنگ متغیر ہو گیا ہے۔ کیا تیرے پاس کوئی ایسی چیز ہے جس کو پکا کر بارگاہ رسالت میں پیش کر سکیں۔ اس فرخندہ فال عورت نے کہا اللہ کی قسم! ہمارے پاس اس چھوٹی سی بکری اور تھوڑے سے جو کے علاوہ اور کوئی چیز نہیں ہے۔ میں نے اس بکری کو ذبح کیا اور اس کے گوشت کو پکایا۔ میری زوجہ نے جو پیس کر انہیں گوندھا اور اس کی روٹیاں پکائیں۔ پھر ہم نے ایک بڑے سے پیالے میں ثرید بنائی اور میں اس پیالے کو اٹھا کر بارگاہ رسالت میں لے گیا۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اے جابر! اپنی قوم کو بلاؤ میں نے صحابہ کرام علیہم الرضوان کو آواز دی۔ وہ تمام آپ ﷺ کے پاس جمع ہو گئے حضور ﷺ نے فرمایا۔ میرے پاس مختلف گروہوں کی صورت میں آؤ۔ تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان نے گروہ کی شکل میں کھانا کھانا شروع کیا جب ایک گروہ سیر ہو کر کھا لیتا تو وہ باہر چلا جاتا اس کی جگہ دوسرا گروہ آ جاتا حتیٰ کہ تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان نے خوب جی بھر کر کھانا کھایا اس کے باوجود اس پیالے میں ابھی اتنا ہی کھانا موجود تھا جتنا کہ میں اپنے گھر سے لے کر آیا تھا۔ حضور ﷺ نے صحابہ کرام سے فرمایا کھانا کھاؤ لیکن کسی ہڈی کو نہ توڑنا۔ پھر حضور ﷺ نے اسی پیالے کے درمیان ہڈیوں کو جمع کیا اپنا دست اقدس ان ہڈیوں پر رکھ کر کچھ کلام پڑھا جو مجھے سنائی نہیں دیا۔ میں نے دیکھا کہ اچانک وہ بکری اپنے کانوں کو ہلاتی ہوئی کھڑی ہو گئی۔ حضور ﷺ نے مجھ سے فرمایا اپنی بکری لے جاؤ۔ میں وہ بکری لے کر اپنی بیوی کے پاس گیا اس نے پوچھا یہ کیا ہے؟ میں نے کہا اللہ کی قسم یہ ہماری وہی بکری ہے جو ہم نے ذبح کی تھی حضور ﷺ نے بارگاہ ربوبیت میں دعا مانگی تو اللہ تعالیٰ نے اسے ہمارے لئے زندہ کر دیا۔ میری زوجہ نے کہا میں گواہی دیتی ہوں کہ وہ اللہ کے سچے رسول ہیں۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے دلائل میں روایت کیا کہ سرور کائنات ﷺ نے ایک شخص کو اسلام کی دعوت دی اس نے کہا میں اس وقت تک آپ پر ایمان نہیں لاؤں گا جب تک آپ میری بچی کو زندہ نہیں کریں گے۔ حضور اکرم ﷺ نے اس شخص سے کہا مجھے اس بچی کی قبر دکھاؤ۔ اس شخص نے حضور ﷺ کو اپنی بچی کی قبر دکھائی آپ ﷺ نے فرمایا اے فلانہ! اس بچی نے جواب دیا لَبَّیْکَ وَسَعْدَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ! صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ وَسَلَّمَ'' اے اللہ کے رسول مکرم ﷺ میں

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

چوتھا باب

اس باب میں حضور پرنور شافع یوم النشور ﷺ کے ان معجزات کو بیان کیا جائے گا جن کا تعلق بیماریوں اور وباؤں سے شفا عطا فرمانے اور اخلاق، اعیان اور صفات کو تبدیل کرنے کے ساتھ ہے

یہ باب بھی دو فصلوں پر مشتمل ہے۔

پہلی فصل

اس فصل میں سید مرسلاں ﷺ کے وہ معجزات بیان کئے جائیں گے جن میں آپ ﷺ کی برکت سے لوگوں کو بیماریوں اور وباؤں سے نجات حاصل ہوئی اور ان کے زخم درست ہو گئے

یہ باب اتنا وسیع ہے کہ اس کا احاطہ کرنا ناممکن ہے آپ ﷺ سے اسی قسم کے بہت سے معجزات رونما ہوئے آپ ﷺ نے مختلف بیماریوں سے شفاء عطا فرمائی۔ کبھی آپ ﷺ نے مریضوں کو چھو کر یا انہیں اپنا لعاب دہن لگا کر شفا بخشی اور کبھی اپنے رب کی بارگاہ میں دعا کر کے لوگوں کو تندرستی کی نعمت عطا کی۔ آپ ﷺ کے اس قسم کے معجزات ان گنت اور بے شمار ہیں اور یہ ان دواؤں کے علاوہ ہیں جو حضور ﷺ نے علم طب کے موافق لوگوں کے لئے تجویز فرمائی تھیں وہ دوائیں بھی کثیر ہیں اور علمائے کرام نے اس صنف پر علیحدہ کتب تصنیف کیں ہیں۔ ان کتب کو انہوں نے ''الطب النبوی'' کے نام سے موسوم کیا ہے مثلاً علامہ ابن قیم کی اور علامہ حافظ الذہبی اور علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہما کی کتابیں بہت شہرت کی حامل ہیں۔ آپ ﷺ کا ان دواؤں کو علم طب کے موافق تجویز فرمانا بھی آپ ﷺ کی نبوت کی دلیل اور رسالت کی علامت ہے کیونکہ حضور ﷺ اُمی تھے آپ ﷺ نے طب کا علم نہ ہی کسی طبیب اور حکیم سے سیکھا تھا اور نہ ہی یہ علم کسی اور سے حاصل کیا تھا۔ آپ ﷺ نے ایک ایسی قوم کے درمیان پرورش پائی تھی جو بالکل ان پڑھ تھی آپ ﷺ کو اس ضمن میں جو کچھ بھی عطا کیا گیا وہ آپ ﷺ کے معجزات ہیں اور اللہ رب العزت نے خود اپنے محبوب کریم ﷺ کو اس کی تعلیم دی ہے۔ ارشاد ربانی ہے: وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ۝ (النجم: 3-4) ''وہ تو بولتا ہی نہیں اپنی خواہش سے نہیں ہے یہ مگر وحی جو ان کی طرف کی جاتی ہے۔''

اسی طرح آپ ﷺ کا مختلف بیماریوں کا علاج آیات قرآنیہ، اذکار اور دعاؤں کے ذریعے کرنا بھی آپ ﷺ کی

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

غسل دینے کا ارادہ کیا تو حضور پر نور ﷺ نے مجھ سے فرمایا اے انس! اس کی والدہ کے پاس جاؤ اور اسے اس کے انتقال کی خبر دو میں اس بڑھیا کے پاس گیا اور اسے بتایا کہ تیرا بیٹا مر چکا ہے وہ خاتون اپنے بیٹے کی میت کے پاس آئی اور اس کے قدموں کی طرف بیٹھ گئی اس نے اپنے بیٹے کے دونوں پاؤں کو پکڑ لیا اور ہم سے پوچھا کیا میرا بیٹا مر گیا ہے ہم نے کہا ہاں اب وہ اس دنیا سے رخصت ہو چکا ہے۔ اس بڑھیا نے بارگاہ ربوبیت میں یوں التجا کی اے میرے مولا! تو جانتا ہے کہ میں تجھ پر برضا و رغبت ایمان لائی میں نے بتوں کی پوجا کو چھوڑا اے میرے مالک حقیقی! بتوں کے بچاری میری اس مصیبت پر خوش نہ ہوں نہ ہی مجھ پر اس مصیبت کا بوجھ ڈال جس کو اٹھانے کی مجھ میں ذرا بھی طاقت نہیں ہے۔"

اللہ کی قسم! جونہی اس بڑھیا کی دعا ختم ہوئی اس کے بیٹے کے قدموں میں حرکت پیدا ہوئی اور اس نے اپنے چہرے سے کپڑا اٹھایا۔ اب وہ تندرست وتوانا تھا اس نے کھانا بھی کھایا ہم نے بھی اس کے ساتھ کھانا کھایا پھر اس نے ایک طویل زندگی گزاری حتیٰ کہ حضور ﷺ کا وصال بھی اس کی زندگی میں ہوا اور اس کی زندگی ہی میں اس کی والدہ محترمہ نے بھی اس دنیا سے کوچ کیا۔

http://t.me/Tehqiqat

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک اور سند سے حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہی واقعہ روایت کیا ہے لیکن انہوں نے اس دعا کا بھی اضافہ کیا ہے جو حضور ﷺ نے حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے فرمائی آپ نے اپنے رب سے التجا کی اے میرے رب! قتادہ کو حسن وزیبائی عطا فرما۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت زید بن اسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنکھ کا ڈھیلا ان کے رخسار پر بہہ گیا حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے اپنے دست اقدس سے اسکو حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنکھ میں لگا دیا ان کی وہ آنکھ جس کو حضور اکرم ﷺ نے اپنا دست اقدس لگایا تھا وہ دوسری آنکھ سے کہیں زیادہ درست ہوگئی۔ ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے عبداللہ بن ابی صعصعہ کی سند سے حضرت ابوالسعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ اپنے بھائی حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ غزوۂ بدر کے دن میری دونوں آنکھوں پر زخم آئے جن کی وجہ سے وہ میرے رخساروں پر بہہ گئیں میں انہیں لے کر بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا حضور ﷺ نے میری آنکھوں کو اپنے دست اقدس سے ان کی جگہوں پر رکھ دیا اور ان پر اپنا لعاب دہن لگایا۔ جس کے فوراً بعد میری آنکھیں روشن ہوگئیں۔

امام البیہقی، الطبرانی اور ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہم نے کئی اسناد سے روایت کیا ہے کہ غزوۂ احد کے دن حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنکھ کو زخم لگا۔ اس کا ڈھیلا ان کی آنکھ پر بہہ گیا۔ حضور ﷺ نے اپنے دست اقدس سے ان کی آنکھ کے ڈھیلے کو آنکھ میں رکھ دیا۔ وہ آنکھ جس کو دست مصطفیٰ ﷺ نے چھوا تھا وہ دوسری آنکھ سے زیادہ حسین ہوگئی۔

امام الطبرانی اور ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہما نے حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا وہ فرماتے ہیں کہ غزوۂ احد کے دن میں نے اپنے چہرے کے ذریعے حضور ﷺ کے چہرہ اقدس کا تیروں سے دفاع کر رہا تھا۔ اسی اثناء میں ایک تیر میری آنکھ میں لگا جس کی وجہ سے آنکھ کا ڈھیلا نکل کر رخسار پر گر پڑا۔ میں نے وہ ڈھیلا ہاتھ پر رکھا اور دوڑتا ہوا بارگاہ رسالت میں چلا گیا جب آپ ﷺ نے میرے ہاتھ پر میری آنکھ کے ڈھیلے کو دیکھا تو آپ ﷺ کی آنکھوں میں آنسو آگئے۔ آپ نے دعا مانگی اے مالک الملک! قتادہ کی اسی طرح حفاظت فرما جس طرح اس نے اپنے چہرے کے ذریعے تیرے نبی ﷺ کے چہرے کی حفاظت کی ہے اس کی اس آنکھ کو تیز بین اور حسین بنا دے۔ اس دعا کے بعد حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنکھ اسی طرح ہوگئی جس طرح سید المرسلین ﷺ نے ان کے لئے دعا مانگی تھی۔

ابو یعلیٰ رحمۃ اللہ علیہ نے عبدالرحمٰن بن حارث کی سند سے ان کے دادا سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں غزوۂ احد کے دن حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنکھ کو زخم لگا۔ اس آنکھ پر حضور ﷺ نے اپنا لعاب دہن لگایا جس کی وجہ سے ان کی وہ آنکھ دوسری آنکھ سے کہیں بہتر ہوگئی۔

الزبیر بن بکار اور ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہم نے سعید بن عبید الثقفی سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوسفیان بن حرب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غزوۂ طائف کے دن دیکھا کہ وہ ابن یعلیٰ کے باغ میں بیٹھے ہوئے کھجوریں کھا رہے تھے

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نبوت کی ایک اہم دلیل ہے اور آپ ﷺ کے عظیم معجزات میں سے ہے۔ ایسے معجزات کی تعداد بھی بے شمار ہے میں نے ان معجزات کی کافی تعداد کو اپنی کتاب ''سعادة الدارين فی الصلوة علی سيد الكونين'' میں جمع کیا ہے۔

آپ ﷺ کی روحانی طب اس سے بھی عجیب ترین ہے۔ جسمانی طب کو اس پر قیاس بھی نہیں کیا جا سکتا روح کی شفا جسم کی شفا سے کہیں زیادہ افضل، اکمل، نافع اور بلند ہے۔ اس سے میری مراد یہ ہے کہ جو شخص کفر کی بیماری میں مبتلا تھا اللہ تعالیٰ کے محبوب کریم ﷺ نے اسلام کی دوا کے ساتھ اس کا علاج کیا جس طرح کفر روح کی ایک غلیظ ترین بیماری ہے اسی طرح اسلام روح کی عمدہ ترین صحت ہے۔ ایک اکھڑ اور اجڈ اعرابی جو جہالت کی تاریکیوں میں غرق تھا صرف آپ ﷺ کی ذات پر ایمان لے آنے کی وجہ سے ہی اس کی حالت بدل گئی اس کا دل نور علم سے منور ہو گیا اور اس نے فوراً حکمت و دانائی کی باتیں کرنا شروع کر دیں پھر اس نے اتنی زیادہ ترقی کی کہ میدان علم میں اس نے اپنی عظمت کے جھنڈے گاڑھے اس جہان رنگ و بو میں اس کے ذکر کو دوام نصیب ہوا اس کے علم سے کئی قوموں نے فائدہ حاصل کیا کون سی شفا اس شفا (اسلام) سے عظیم ہو سکتی ہے؟ اور کون سی بیماری اس بیماری (کفر) سے زیادہ غلیظ ہو سکتی ہے؟

اب میں ان معجزات کا ذکر کر رہا ہوں جن میں آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ظاہری بیماری کا علاج فرمایا تھا۔ بیمار لوگ یا تو آپ ﷺ کے صرف چھونے سے یا صرف دعا سے ہی تندرست ہو گئے تھے۔

ابن ابی شیبہ، امام البغوی، الطبرانی اور ابونعیم رحمۃ اللہ علیہم نے حضرت حبیب بن فدیک رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں اپنے والد محترم کو لے کر بارگاہ رسالت میں گیا۔ اس وقت ان کی آنکھیں سفید ہو چکی تھیں اور انہیں کچھ نظر نہیں آتا تھا حضور ﷺ نے میرے والد محترم سے پوچھا تمہیں کیا ہوا ہے میرے والد مکرم نے عرض کی میرا پاؤں سانپ کے انڈے پر آ گیا تھا جس کی وجہ سے میری بصارت چلی گئی اور میں اندھا ہو گیا۔ حضور ﷺ نے اپنا لعاب دہن ان کی آنکھوں سے لگایا جس کی وجہ سے انہیں فوراً بصارت مل گئی اور انہوں نے دیکھنا شروع کر دیا میں نے انہیں دیکھا کہ وہ اسی سال کی عمر میں سوئی میں دھاگہ خود ہی ڈال لیا کرتے تھے۔

ابن اسحاق اور امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہما نے حبیب بن عبدالرحمٰن سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ غزوۂ بدر کے دن میرے دادا حضرت حبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک تلوار لگی جس کی وجہ سے ان کا ایک بازو ڈھلک گیا۔ حضور ﷺ نے اس بازو پر اپنا لعاب مبارک لگا کر اسے اس کی جگہ میں جوڑ دیا۔ آپ ﷺ کے لعاب دہن کی برکت سے وہ بازو اپنی جگہ پر جڑ گیا۔

ابن عدی، ابویعلی اور امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہم نے عاصم بن عمر کی سند سے حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ غزوۂ بدر کے دن ان کی آنکھ کو کوئی چیز لگی جس کی وجہ سے ان کی آنکھ ان کے رخسار پر بہہ گئی۔ لوگوں نے ارادہ کیا کہ ان کی آنکھ کو جدا کر دیں جب انہوں نے حضور اکرم ﷺ سے اس کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا نہیں ان کی آنکھ کو جدا نہ کرو آپ ﷺ نے حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے پاس بلایا اور اپنے دست اقدس سے آنکھ کے ڈھیلے کو اس کی جگہ پر رکھ دیا۔ اس کے بعد حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہیں جانتے تھے کہ ان کی کس آنکھ کو زخم آیا تھا۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نے خیبر کے دن فرمایا کہ کل میں یہ جھنڈا اس شخص کے سپرد کروں گا جس کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ ہمیں فتح عطا فرمائے گا۔ جب صبح ہوئی تو حضور ﷺ نے فرمایا علی کہاں ہیں؟ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی ان کی آنکھوں میں آشوب ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا انہیں میرے پاس لے کر آؤ۔ صحابہ کرام نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آپ ﷺ کی بارگاہ بے کس پناہ میں پیش کیا آپ ﷺ نے ان کی آنکھوں پر اپنا لعاب لگایا اور ان کے لئے دعا فرمائی تو وہ فوراً تندرست ہو گئے ایسے معلوم ہوتا تھا کہ گویا انہیں کبھی آشوب چشم ہوا ہی نہیں۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عاصم الاحول کی سند سے حضرت ابوعثمان النہدی اور حضرت ابوقلابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے کہ جب حضور ﷺ غزوۂ خیبر سے واپس تشریف لائے تو اس وقت کھجوریں پک کر تیار ہو چکی تھیں۔ اس وجہ سے لوگوں نے اس سفر کو جلد از جلد طے کیا جس کی وجہ سے انہیں بخار ہو گیا۔ انہوں نے بارگاہ رسالت میں اپنی بیماری کے بارے میں عرض کی۔ آقائے دوجہاں ﷺ نے فرمایا "پانی کو شنان میں ٹھنڈا کرو پھر فجر کی دو آذانوں کے درمیان اپنے اوپر انڈیل لو جب پانی کو اپنے اوپر پھینکنے لگو تو اللہ کو یاد کرنا۔" انہوں نے ایسا ہی کیا۔ اس کے بعد ان میں ایسی چستی آ گئی کہ گویا انہیں بخار ہوا ہی نہیں تمام لوگ بالکل تندرست وتوانا ہو گئے۔

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے "المعرفۃ" میں حضرت عبدالرحمٰن بن موقع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ جب خیبر فتح ہوا تو یہ کھجوروں کے پکنے کا موسم تھا۔ لوگوں نے جلد از جلد سفر طے کیا تا کہ وہ بروقت کھجوروں کو توڑ سکیں۔ اسی وجہ سے وہ بخار میں مبتلا ہو گئے۔ انہوں نے بارگاہ رسالت میں اپنی بیماری کی شکایت کی۔ حضور ﷺ نے انہیں فرمایا پانی کو شنان میں ٹھنڈا کرو پھر دو نمازوں کے مابین اسے اپنے اوپر انڈیل لو۔ انہوں نے ایسے ہی کیا۔ جس کی وجہ سے تمام لوگوں کا بخار اتر گیا۔

امام واقدی اور امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہما نے حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب میں غزوۂ خیبر کے لئے سفر پر روانہ ہوا تو میرے ساتھ میری زوجہ بھی تھی وہ حاملہ تھی اسے راستے میں ہی دردزہ شروع ہو گیا میں نے بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر تمام صورت حال عرض کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا "کھجوروں کو پانی میں بھگو دو جب وہ نرم اور ملائم ہو جائیں تو وہ کھجوروں والا پانی اپنی زوجہ کو پلا دو۔" حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اسی طرح کیا۔ کھجوروں والا پانی اپنی زوجہ کو پلایا اس کے بعد اس نے کسی بھی ناپسندیدہ چیز کو نہ دیکھا۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے زید بن ابی عبید سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت سلمہ بن ابن الاکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پنڈلی پر زخم کا نشان دیکھا میں نے انہیں پوچھا "یہ کیسا زخم ہے؟ انہوں نے فرمایا یہ زخم مجھے غزوۂ خیبر میں لگا تھا۔ جب مجھے یہ زخم آیا تو لوگوں نے کہا سلمہ کو ایک گہرا زخم آیا ہے۔" میں بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا وسیلہ بے کساں ﷺ نے میرے زخم پر تین مرتبہ پھونک ماری اس دن سے لے کر آج تک مجھے اس زخم میں کبھی بھی درد کی شکایت نہیں ہوئی۔

امام بیہقی اور ابونعیم رحمۃ اللہ علیہما نے حضرت عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سند سے اور حضرت موسیٰ بن عقبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سند سے حضرت ابن شہاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت عبداللہ بن

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

میں نے ان کو تیر مارا جوان کی آنکھ پر جالگا۔ وہ حضور ﷺ کی بارگاہ میں آئے اور عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میری اس آنکھ پر اللہ کی راہ میں زخم لگ گیا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اگر تم چاہتے ہو تو میں تمہارے لئے دعا کر دیتا ہوں اور تیری آنکھ درست ہو جائے گی اور اگر تم چاہتے ہو اس کے بدلے اللہ تعالیٰ تمہیں جنت عطا فرمائے گا۔ انہوں نے عرض کی کہ دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ مجھے اس کے بدلے جنت عطا فرمائے۔

ابن ابی شیبہ، حاکم، امام بیہقی اور ابونعیم رحمۃ اللہ علیہم نے معاذ بن رفاعہ سے روایت کیا ہے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ غزوۂ بدر کے دن میں تیراندازی کر رہا تھا کہ اچانک ایک تیر میری آنکھ پر آ کر لگا۔ میری اس زخمی آنکھ پر حضور اکرم ﷺ نے اپنا لعاب دہن لگایا اور میرے لئے دعا کی۔ اس کے بعد مجھے کسی زخم نے بھی تکلیف نہ دی۔

امام البیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کی سند سے عبداللہ بن المعقب سے روایت کیا ہے کہ حضرت حارث بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کعب بن اشرف کو واصل جہنم کرنے گئے تو انہیں سر پر اور ٹانگ پر تلوار کے کچھ زخم آئے۔ ان کے ساتھیوں نے انہیں اٹھا کر بارگاہ نبوت میں پیش کیا۔ جب حضور ﷺ نے اپنے لعاب دہن ان کے زخموں پر لگایا تو ان کی تمام تکلیف ختم ہوگئی۔

بزاز، امام الطبرانی اور ابونعیم رحمۃ اللہ علیہم نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ غزوۂ ذات الرقاع کے موقع پر ہم رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے ساتھ سفر پر روانہ ہوئے جب ہم حرہ واقم کے مقام پر پہنچے تو ایک عورت اپنے بچے کو لے کر بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئی۔ اس نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میرے اس بچے پر جن نے غلبہ پالیا ہے۔ حضور ﷺ نے اس بچے کا منہ کھول کر اس میں اپنا لعاب دہن ڈالا اور تین مرتبہ آپ ﷺ نے فرمایا "اے اللہ کے دشمن! تو ذلیل ہو جائے۔" پھر آپ ﷺ نے اس عورت کو مخاطب کر کے فرمایا "اب تیرے اس بچے کو کسی بھی جن کا سایہ نہیں ہوگا۔" جب ہم اس غزوۂ سے واپس لوٹے تو وہی عورت پھر حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی آپ ﷺ نے اس سے اس کے بیٹے کے بارے میں پوچھا۔ اس نے عرض کی کہ اس کے بعد اس کے بیٹے کو ایسی کوئی تکلیف نہیں ہوئی۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت البراء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب حضرت عبداللہ ابن عتیک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابورافع کو قتل کیا تو آپ اس کے گھر کے زینے سے اتر رہے تھے کہ آپ اس زینے سے زمین پر گر پڑے اور آپ کی پنڈلی ٹوٹ گئی۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور رحمت عالم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر اپنا حال عرض کیا حضور اکرم شفیع معظم ﷺ نے مجھے فرمایا اپنا پاؤں پھیلاؤ میں نے اپنا پاؤں پھیلایا حضور اکرم ﷺ نے پنڈلی پر اپنا دست شفا پھیر دیا آپ ﷺ کے دست رحمت پھیرتے ہی میری پنڈلی ایسے درست ہوگئی کہ گویا کبھی وہ ٹوٹی ہی نہ تھی (1)۔

امام بخاری اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہما نے حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حبیب مکرم ﷺ

1۔ ہوتی ہے شفا دم میں، دم آتا ہے بے دم میں — محبوب خدا کا ہے کیا خوب شفاخانہ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہیں کہ میں نے بارگاہ رسالت میں عرض کی کہ یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم مجھے قرآن پاک بھول جاتا ہے۔ آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ مبارک میرے سینے پر رکھا اور فرمایا اے شیطان! عثمان کے سینے سے نکل جا۔ اس کے بعد میں جس چیز کو بھی یاد کر لیتا وہ مجھے نہیں بھولتی تھی۔ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی حدیث کو ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے بارگاہ بے کس پناہ میں عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میرا حافظہ کمزور ہے مجھے قرآن پاک یاد نہیں رہتا حضور ﷺ نے فرمایا وہ ایک شیطان ہے جو قرآن پاک آپ کو بھلا دیتا ہے اس کا نام خنزب ہے۔ پھر آپ ﷺ نے مجھے فرمایا ''میرے قریب ہو جاؤ۔'' آپ ﷺ نے اپنا دست اقدس میرے سینے پر رکھا اس کی ٹھنڈک میں نے اپنے کندھوں کے درمیان محسوس کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے شیطان عثمان کے سینے سے نکل جا۔ اس کے بعد میری کیفیت یہ ہوگئی کہ میں جس چیز کو سن لیتا وہ مجھے یاد رہتی۔

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب مجھے رسول اللہ ﷺ نے طائف بھیجا تو کوئی شی میری نماز میں خلل ڈالتی تھی حتیٰ کہ مجھے یہ بھی یاد نہیں رہتا تھا کہ میں نے کتنی رکعتیں ادا کی ہیں۔ میں بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اور تمام صورت حال عرض کی آپ ﷺ نے فرمایا وہ ایک شیطان ہے جو نماز میں خلل اندازی کرتا ہے۔ تم میرے قریب ہو جاؤ میں حضور نبی کریم ﷺ کے قریب ہوا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اپنا منہ کھولو آپ ﷺ نے میرے سینے پر اپنا دست اقدس پھیرا اور میرے منہ میں اپنا لعاب ڈالا آپ نے فرمایا اے اللہ کے دشمن! نکل جا۔ آپ ﷺ نے تین مرتبہ ایسے ہی کیا پھر فرمایا اپنے علم کے ساتھ مل جاؤ۔ اس کے بعد شیطان نے کبھی بھی میرے علم میں خلل اندازی نہیں کی۔

حضرت امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے بارگاہ رسالت میں عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم شیطان میرے، میری نماز اور میری قرآت کے درمیان حائل ہو جاتا ہے حضور ﷺ نے فرمایا یہ ایک خنزب نامی شیطان ہے۔ اب تم اس کو محسوس کرو تو اس سے اللہ تعالیٰ کی پناہ حاصل کر لیا کرو اور اپنی بائیں طرف تین مرتبہ تھوک دیا کرو میں نے ایسے ہی کیا اللہ تعالیٰ نے اس شیطان کو مجھ سے دور کر دیا۔

ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ نے محمد بن جابر کی سند سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے باپ سے سنا وہ میرے دادا حضرت سنان بن طلق الیمامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ بنو حنیفہ میں سے ہمارا ہی پہلا وفد تھا جو بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا۔ حضرت سنان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کی اس حالت میں زیارت کی کہ آپ اپنے سر اقدس کو دھو رہے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے یمامہ کے بھائی! بیٹھ جاؤ اور اپنے سر کو بھی تر لو۔ میں نے آپ ﷺ کے غسل مبارک سے بچے ہوئے پانی سے اپنا سر دھو لیا۔ پھر میں حلقہ اسلام میں داخل ہو گیا پھر ... لک دو جہاں ﷺ نے میرے لئے ایک خط لکھا۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم مجھے اپنی قمیص مبارک کا ٹکڑا عطا فرمائیں جس کے ساتھ میں محبت کیا کروں گا۔ امام الانبیاء ﷺ نے مجھے اپنی قمیص کا ٹکڑا عطا فرمایا۔ محمد بن جابر کہتے ہیں

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قیادت میں تیس سواروں کو بشر بن رزام یہودی کی طرف بھیجا ان مجاہدین میں حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے بشر بن رزام نے حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چہرے پر تلوار ماری جس کی وجہ سے ان کی پیشانی پر زخم آ گیا حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے۔ مجسمہ معجزات، سرور کائنات ﷺ نے ان کی پیشانی پر اپنا لعاب دہن لگایا۔ اس کے بعد ان کے زخم نے انہیں کوئی تکلیف یا اذیت نہ دی۔

حاکم، ابونعیم اور ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہم نے حشرج ابن عبداللہ کی سند سے روایت کیا ہے کہ حضرت عائذ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ غزوۂ حنین کے دن میری پیشانی پر ایک تیر لگا جس کی وجہ سے میرے چہرے اور سینے پر خون بہنے لگا۔ خاتم النبیین ﷺ نے اپنے دست اقدس سے میرے چہرے سے لے کر سینے تک خون کو صاف کیا پھر میرے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور دعا مانگی۔ حضرت عائذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے دیکھا کہ میرے جسم کے جس حصہ پر آپ ﷺ نے اپنا دست اقدس پھیرا وہ چاند کی طرح چمک رہا تھا۔

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے عبدالرحمٰن بن ازہر سے روایت کیا ہے کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غزوۂ حنین کے دن ایک زخم آیا حضور ﷺ نے ان کے زخم پر اپنا لعاب دہن لگایا تو اللہ تعالیٰ نے انہیں شفا عطا فرمائی۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے عبداللہ بن ابی قتادہ کی سند سے روایت کیا ہے وہ اپنے والد محترم سے روایت کرتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ ذوقرد کے دن حضور ﷺ نے میری طرف نظر کرم فرمائی۔ آپ ﷺ نے میری طرف دیکھا اور دعا فرمائی اے مولا! اس کے بالوں اور چہرے میں برکت عطا فرما۔ پھر حضور ﷺ نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا تیرا چہرہ فلاح پا گیا۔ کیا مسعدہ کو تو نے قتل کیا ہے۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم اس کو میں نے ہی قتل کیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا تیرے چہرے پر کس چیز کا زخم ہے میں نے عرض کی میرے چہرے پر دشمن کا تیر لگا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا میرے قریب ہو جا میں آپ ﷺ کے قریب ہو گیا۔ آپ ﷺ نے میرے چہرے پر اپنا لعاب دہن لگایا۔ اس کے بعد نہ ہی مجھے اس زخم نے کوئی اذیت دی اور نہ ہی میری پیشانی پر کبھی زخم لگا۔ جب حضرت ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس دنیا سے کوچ فرمایا تو ان کی عمر مبارک ستر سال تھی لیکن حضور ﷺ کی دعا کی برکت سے ان کے چہرے پر ایسی شادابی اور تروتازگی تھی کہ ان کی عمر پندرہ سال معلوم ہوتی تھی۔

امام بیہقی اور ابونعیم رحمۃ اللہ علیہما نے حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ مجھے اتنا درد ہوا کہ مجھے محسوس ہوا کہ یہ درد ابھی میرا خاتمہ کر دے گا میں بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اور درد کی شکایت کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا اپنا دایاں ہاتھ اپنے درد کی جگہ پر پھیرو اور سات مرتبہ یہ پڑھو: بِاسْمِ اللّٰهِ اَعُوْذُ بِعِزَّةِ اللّٰهِ وَقُدْرَتِهٖ مِنْ شَرِّ مَا اَجِدُ۔ میں نے اپنا دایاں ہاتھ درد کی جگہ پر پھیر کر یہ کلمات پڑھے تو اللہ تعالیٰ نے مجھے اس درد سے شفا عطا فرمائی۔ میرا خاندان اس سے قبل ہی آپ ﷺ پر ایمان لا چکا تھا۔

امام بیہقی اور الطبرانی رحمۃ اللہ علیہما نے حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی سے روایت کیا ہے وہ فرماتے

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول ﷺ کے معیت میں ادائیگی حج کے لئے عازم سفر ہوئے جب ہم وادی ''الروحا'' میں پہنچے تو باعث تخلیق موجودات، منبع کمالات ﷺ نے ایک عورت کو دیکھا جو آپ ﷺ کی جانب آرہی تھی۔ آپ ﷺ نے اپنی سواری کو روک لیا۔ جب وہ عورت آپ ﷺ کے قریب پہنچی تو اس نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم یہ میرا بچہ ہے۔ جس دن یہ پیدا ہوا تھا اس دن سے لے کر آج تک یہ مسلسل بیمار ہے اس کا ایک دن بھی آرام سے نہیں گزرا آپ ﷺ نے اس عورت کا بچہ اپنے دست اقدس میں لیا اور اپنا ہاتھ مبارک اس کے سینے پر پھیرا پھر اس کے منہ میں اپنا لعاب مبارک ڈالا اور فرمایا اے اللہ کے دشمن! نکل جا میں اللہ کا رسول ہوں۔ پھر اس عورت کا بچہ اسے واپس کر دیا آپ ﷺ نے اس عورت سے کہا اپنا بچہ لے لو اب اسے کوئی تکلیف نہیں ہوگی۔ حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضور اکرم شفیع معظم ﷺ حج ادا کر کے واپس تشریف لائے تو آپ ﷺ نے وادی ''الروحاء'' میں قیام فرمایا اس عورت نے آپ ﷺ کی خدمت میں ایک بھنی ہوئی بکری پیش کی حضور اکرم ﷺ نے مجھ سے کہا مجھے اس کا بازو دو میں نے اس بکری کا بازو آپ ﷺ کو پیش کیا۔ پھر آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا مجھے اس کا بازو دو۔ میں نے دوسرا بازو بھی آپ ﷺ کو پیش کر دیا۔ پھر کچھ دیر کے بعد آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا مجھے اس کا بازو دو۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم اس کے صرف دو ہی بازو ہیں میں نے وہ دونوں آپ کو پیش کر دیئے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر تم خاموش رہتے تو جب تک میں تجھ سے اس کا بازو طلب کرتا رہتا تم مجھے اس کا بازو دیتے رہتے۔

پھر راحۃ العاشقین ﷺ نے فرمایا دیکھو یہاں کوئی کھجور کا درخت یا پتھر ہے۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میں نے یہاں کھجور کے بہت سے درخت دیکھے ہیں جو ایک دوسرے کے قریب قریب ہیں اور میں نے پتھروں کے ٹکڑے بھی دیکھے ہیں۔ آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا کھجوروں کے درختوں کے پاس جاؤ اور انہیں کہو کہ رسول اللہ ﷺ تمہیں حکم دے رہے ہیں کہ ایک دوسرے کے قریب ہو جاؤ کیونکہ انہوں نے قضائے حاجت فرمانی ہے میرا یہی حکم پتھروں کو بھی جا کر سنا دو۔ میں ان درختوں کے پاس گیا اور انہیں مالک کون ومکان ﷺ کا حکم سنایا اس ذات کی قسم جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے میں ان کھجوروں کو دیکھ رہا تھا کہ وہ زمین سے اکھڑ کر ایک جگہ جمع ہو رہی تھیں۔ جب میں نے پتھروں کو آپ کا حکم سنایا تو میں نے انہیں بھی دیکھا کہ وہ ایک جگہ پر جمع ہو رہے ہیں حتیٰ کہ ان کھجوروں کے درختوں کے پیچھے جمع ہو گئے۔ جب حضور نبی کریم ﷺ نے قضائے حاجت فرمائی اور آپ واپس آئے تو آپ نے کہا ان درختوں اور پتھروں کے پاس جاؤ اور کہو کہ رسول اللہ ﷺ تمہیں حکم فرما رہے ہیں کہ اپنی جگہوں پر واپس چلے جاؤ جہاں پہلے موجود تھے۔

امام احمد، ابن ابی شیبہ، امام بیہقی، الطبرانی اور ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہم نے سلیمان بن عمر بن الاحوص سے روایت کیا ہے وہ اپنی والدہ محترمہ حضرت اُم جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتی ہیں کہ میں نے سید المرسلین، امام النبیین ﷺ کو جمرۃ العقبہ کے پاس دیکھا آپ ﷺ نے شیطان کو کنکریاں ماریں اور لوگوں نے بھی شیطان کو کنکریاں ماریں۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کہ مجھے میرے والد محترم نے بتایا کہ وہ قمیص کا ٹکڑا ان کے پاس رہا۔ جب بھی کوئی شخص بیمار ہو جاتا تو وہ اس قمیص کے ٹکڑے کو پانی میں بھگو کر مریض کو پلاتے تو اللہ تعالیٰ اسے شفاعطا فرما دیتا۔

امام احمد اور امام الطبرانی رحمۃ اللہ علیہما نے حضرت الوزاع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم ایک وفد کی صورت میں بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے۔ ہمارے ساتھ ایک مصیبت زدہ آدمی بھی تھا۔ میں نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم ہمارے ساتھ ہمارے ایک مصیبت زدہ ماموں ہیں آپ ان کے لئے دعا فرمائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس کو میرے پاس لے آؤ ہم اس کو حضور ﷺ کی بارگاہ میں لے آئے۔ آپ ﷺ نے اپنی چادر مبارک کا ایک ٹکڑا لیا اور اس کو بہت زیادہ بلند کیا حتیٰ کہ ہمیں آپ ﷺ کی بغل مبارک کی سفیدی نظر آنے لگی۔ پھر آپ نے وہ کپڑے کا ٹکڑا اس کی پشت پر پھینک دیا اور فرمایا اے اللہ کے دشمن نکل جا۔ اس کے بعد اس شخص نے (جو پہلے اندھا تھا) صحیح دیکھنا شروع کر دیا پھر رحمۃ للعالمین ﷺ نے اس کو اپنے سامنے بٹھایا اس کے لئے دعا فرمائی اور اس کے چہرے پر اپنا ہاتھ پھیرا۔ اس کے بعد وہ حضور ﷺ کی دعا کی برکت سے تمام وفد سے زیادہ باریک بین ہو گیا۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے ہشام بن محمد سے روایت کیا ہے انہوں نے ولید بن مغیرہ الجعفی سے اور وہ اپنے باپ سے اور وہ اپنے بزرگوں سے روایت کرتے ہیں کہ ابوسبرہ یریذ بن مالک ایک وفد کی شکل میں بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے ان کے ساتھ ان کے دو بیٹے سبرہ اور عزیر بھی تھے۔ ابوسبرہ نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میری ہتھیلی کی پشت پر ایک زخم ہے جس کی وجہ سے مجھے اونٹ کی مہار پکڑنے میں تکلیف ہوتی ہے۔ حضور ﷺ نے ایک پیالہ منگوایا اس میں اپنا دست اقدس ڈالا پھر اسے ابوسبرہ کے زخم پر پھیر دیا۔ جس کے بعد ان کا زخم فوراً مندمل ہو گیا۔

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت جریر البجلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں گھوڑے پر ٹھہر نہیں سکتا تھا۔ میں نے یہ کیفیت بارگاہ رسالت میں عرض کی آپ ﷺ نے میرے سینے پر اپنا دست اقدس پھیرا جس کا اثر میں نے اپنے سینے میں محسوس کیا پھر آپ ﷺ نے فرمایا اے بار الٰہ! اس کو ثابت قدم فرما اور اس کو راہ نما اور ہدایت یافتہ بنا۔ حضرت جریر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد میں کبھی بھی اپنے گھوڑے سے نہیں گرا۔

امام مسلم اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہما نے اسی روایت کو ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے کہ حضرت جریر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے مجھے فرمایا کہ کیا تم مجھے ذوالخلصہ (1) کی طرف سے آرام نہیں پہنچاؤ گے۔ میں نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میں گھوڑے پر نہیں ٹھہر سکتا آپ ﷺ نے اپنا دست اقدس میرے سینے پر مارا اور دعا مانگی اے میرے مولا! اسے ثابت قدم فرما اس کو راہ نما اور ہدایت یافتہ فرما۔ میں مجاہدین میں سے ایک سو پچاس گھڑ سوار لے کر اس بت کی طرف گیا۔ ہم اس کو اٹھا کر لے آئے پھر اسے جلا کر راکھ بنا دیا۔

ابویعلی، امام بیہقی اور ابن حجر رحمۃ اللہ علیہم نے ''**المطالب العالیہ**'' میں ''حسن سند'' کے ساتھ حضرت اسامہ بن زید

1۔ ایک بت کا نام۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

الٹ گئی اور تیرا بازو جل گیا۔ میں تجھے بارگاہ نبوت میں لے کر حاضر ہوئی۔ حضور ﷺ نے جلی ہوئی جگہ پر اپنا لعاب دہن لگایا اور فرمایا:

اَذْهِبِ الْبَأْسَ رَبَّ النَّاسِ اِشْفِ اَنْتَ الشَّافِيْ لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَاءُ كَ شِفَاءً لَّا يُغَادِرُ سَقَمًا

"اے لوگوں کے معبود برحق! اس تکلیف کو دور فرما اور شفا عطا فرما بے شک تو ہی شفا دینے والا ہے تیری عطا کردہ شفا کے علاوہ اور کوئی شفا نہیں ہے اور تیری شفا وہ شفا ہے جو کسی بھی بیماری کو باقی نہیں رہنے دیتی۔"

جونہی میں حضور اکرم ﷺ کی بارگاہ سے اٹھی تو تیرا ہاتھ درست ہو چکا تھا۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ نے اپنی تاریخ میں الطبرانی، ابن السکن اور ابن مندہ نے حضرت شرحبیل الجعفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میرے ہاتھ پر زخم تھا۔ میں اس کی وجہ سے بارگاہ نبوت میں حاضر ہوا اور عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میرے ہاتھ پر ایک زخم ہے اگر میں تلوار کو پکڑتا ہوں تو اس زخم کی وجہ سے مجھے تکلیف ہوتی ہے اور اگر کسی جانور کی لگام کو تھامتا ہوں تو پھر مجھے یہ زخم اذیت دیتا ہے۔ آپ ﷺ نے میرے زخم پر پھونک ماری اور اپنا ہاتھ اس زخم پر رکھ دیا اور اپنے دست اقدس سے اس زخم کو ملتے رہے جب آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ مبارک اٹھایا تو وہاں زخم کا نشان تک بھی نہ تھا۔

ابن سعد، امام بیہقی اور ابونعیم رحمۃ اللہ علیہم نے حضرت ابیض بن جمال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ان کے چہرے پر چیچک کے داغ تھے۔ انہوں نے ان کے تمام چہرے کو ڈھانپ لیا تھا اور ایک راویت کے مطابق ان کے ناک پر بھی یہ داغ تھے حضور اکرم ﷺ نے انہیں اپنے پاس بلایا اور اپنا دست اقدس ان کے چہرے پھر پھیرا اس کے بعد ان کے چہرے سے تمام داغ ختم ہو گئے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حبیب بن یساف رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں حضور ﷺ کی معیت میں کسی غزوہ میں شریک ہوا۔ میرے کندھے پر تلوار کی ضرب لگی جس کی وجہ سے میرا بازو لٹک گیا میں سرور کائنات ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ نے اس بازو پر اپنا لعاب دہن لگا کر اس کو اس کی جگہ پر جوڑ دیا۔ آپ ﷺ کے لعاب دہن کی برکت سے مجھے فوراً شفا مل گئی اور میں نے اس آدمی کو قتل کر دیا جس نے مجھے تلوار ماری تھی۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ان کے سر اور چہرہ پر ورم آ گیا حضور ﷺ نے اپنا دست اقدس کپڑے کے اوپر سے ہی ان کے سر اور چہرے پر رکھا اور اپنی زبان اقدس سے فرمایا:

بِاسْمِ اللّٰهِ اَذْهِبْ عَنْهَا سُوْءَهُ وَفُحْشَهُ بِدَعْوَةِ نَبِيِّكَ الطَّيِّبِ الْمُبَارَكِ الْمَكِيْنِ عِنْدَكَ

"اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں اے میرے مولا! اس کے چہرے سے اس بیماری کو دور فرما اور اپنے

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جب آپ ﷺ وہاں سے تشریف لائے تو آپ ﷺ کی بارگاہ اقدس میں ایک عورت حاضر ہوئی اس کے ساتھ اس کا بچہ بھی تھا جس پر جنات کا سایہ تھا اس عورت نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میرے بچے کو کوئی تکلیف ہے جس کی وجہ سے یہ باتیں نہیں کرتا۔ آپ ﷺ نے اس کو پانی لانے کا حکم دیا وہ عورت پتھر کے برتن میں پانی لے کر آئی آپ ﷺ نے اس برتن سے پانی لے کر منہ میں ڈالا اور اس برتن میں کلی کر دی پھر اس عورت کو حکم دیا کہ اس پانی کے ذریعے اس بچے کو غسل بھی دو اور یہی پانی اس کو پلا بھی دو۔ حضرت اُم جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں اس عورت کے پیچھے گئی اور اسے کہا مجھے بھی اس بابرکت پانی میں سے کچھ دو اس عورت نے کہا آپ بھی اس بابرکت پانی میں سے کچھ لے لو۔ میں نے اس میں سے ایک پیالہ بھر لیا اور اپنے بیٹے حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پلا دیا اللہ تعالیٰ نے میرے بیٹے کو شفا عطا فرما دی آپ فرماتی ہیں کہ میں نے اس عورت سے ملاقات کی۔ اس نے مجھے بتایا کہ اس کا بیٹا اس بابرکت پانی سے شفایاب ہو گیا تھا اور کوئی بچہ بھی خیر و برکت میں اس سے بڑھ کر نہیں ہے۔

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے ان الفاظ سے روایت کیا ہے کہ وہ بچہ فوراً شفایاب ہو گیا اور تمام لوگوں سے زیادہ عاقل اور دانشمند ہو گیا۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے محمد بن ابراہیم سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ بارگاہ رسالت میں ایک شخص حاضر ہوا اس نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میری ٹانگ میں ایک ایسا پھوڑا ہے جس کے علاج سے بڑے بڑے حکیم عاجز آ گئے ہیں حضور ﷺ نے اپنی انگلی پر اپنا لعاب دہن لگایا پھر اپنی اس انگشت مبارک کو مٹی پر رکھا پھر مٹی سے اٹھا کر اس کو اس شخص کے زخم پر رکھا اور یہ دعا مانگی:

بِاسْمِکَ اللّٰھُمَّ رِیْقُ بَعْضِنَا بِتُرْبَۃِ اَرْضِنَا لِیُشْفٰی سَقِیْمُنَا بِاِذْنِ رَبِّنَا۔

''اے مولا تیرے نام کی برکت سے ہم میں سے بعض کا تھوک ہماری مٹی کے ساتھ ملاتا کہ ہمارے رب کے حکم سے ہمارے مریض شفایاب ہوں''

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے رساک بن حرب کی سند سے محمد بن حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میرے ہاتھ پر ہنڈیا گری جس کی وجہ سے میرا ہاتھ جل گیا میری والدہ معظمہ مجھے بارگاہ نبوت میں لے کر حاضر ہوئیں آپ ﷺ نے میرے ہاتھ پر تھوک مبارک لگایا اور اپنی زبان مبارک سے کہا! اَذْھِبِ الْبَاسَ رَبَّ النَّاسِ۔ ''اے لوگوں کے پروردگار! اس تکلیف کو دور فرما۔'' اس کے بعد مجھے مکمل شفا مل گئی۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اپنی ''تاریخ'' میں حضرت محمد بن حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں وہ اپنی والدہ مکرمہ حضرت اُم جمیل رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں وہ آپ کو فرماتی تھی کہ میں تجھے سرزمین حبشہ سے مدینہ منورہ لے کر آئی مدینہ طیبہ کی آب و ہوا تجھے اتنی راس آئی کہ تو تندرست و توانا ہو گیا۔ ایک دن میں نے آگ پر ہنڈیا رکھی ہوئی تھی کہ چولہے میں سے لکڑیاں ختم ہو گئیں میں لکڑیاں تلاش کرنے کے لئے باہر نکلی تو تو نے ہنڈیا کو جا پکڑا وہ گرم ہنڈیا تیرے بازو پر

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

رزام یہودی نے میرے چہرے پر تلوار ماری جس کی وجہ سے میرا چہرہ شدید زخمی ہو گیا میں بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ نے زخموں پر پھونک ماری۔ اس کے بعد مجھے کسی زخم نے کوئی اذیت نہ دی۔

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت وزاع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ اپنے ایک مجنون بیٹے کو لے کر بارگاہ نبوت میں حاضر ہوئے۔ آپ ﷺ نے اس کے چہرے پر اپنا فیض رساں ہاتھ پھیرا اور اس کے لئے دعا مانگی۔ آپ ﷺ کی دعا کے بعد وہ بچہ اس وفد میں موجود تمام لوگوں سے دانا اور عقلمند بن گیا۔

امام واقدی اور ابونعیم رحمۃ اللہ علیہما نے حضرت عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت ملاعب الاسنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیٹ مبارک میں شدید درد تھا۔ انہوں نے حضور ﷺ کی بارگاہ میں ایک شخص کو شفاء کے حصول کے لئے بھیجا۔ جب وہ آدمی آپ کے پاس آیا تو آپ ﷺ نے زمین سے ایک ڈھیلا لیکر اس پر تھوکا اور اسے اس شخص کو دے کر فرمایا اسے پانی میں گھول کر حضرت ملاعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پلا دو۔ اس آدمی نے وہ ڈھیلا پانی میں گھول کر حضرت ملاعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پلا دیا جس کی وجہ سے وہ فوراً صحت یاب ہو گئے۔

دوسری روایت کے مطابق حضور اکرم ﷺ نے حضرت ملاعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جانب شہد بھیجا جونہی انہوں نے اس شہد کو چاٹا تو انہیں فوراً شفا مل گئی۔

امام واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سہل بن سعد الساعدی سے اور وہ اپنے والد محترم سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ میں نے کئی جلیل القدر صحابہ مثلاً ابواسید، ابوحمید اور ابوسہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے سنا ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ "بئر بضاعۃ" (1) پر تشریف لائے۔ آپ ﷺ نے وہاں سے پانی کا ایک ڈول لیا اور وضو فرمایا بقیہ پانی کو دوبارہ کنویں میں ڈال دیا پھر آپ ﷺ نے کنویں میں کلی کی اور اپنا لعاب مبارک پھینکا اور اس کے پانی سے کچھ پانی نوش فرمایا۔ آپ ﷺ کے عہد مبارک میں جب بھی کوئی شخص بیمار ہوتا تو آپ ﷺ فرماتے "اسے بئر بضاعۃ کے پانی کے ساتھ غسل دو" مریض کو جب وہاں غسل دیا جاتا تو وہ فوراً شفایاب ہو جاتا۔

امام بخاری اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہما نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ بیان فرماتے ہیں کہ سرور کائنات ﷺ اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میری عیادت کے لئے قبیلہ بنی سلمہ میں تشریف لے گئے۔ جب آقائے دو جہاں ﷺ نے ملاحظہ فرمایا کہ مجھے کوئی افاقہ نہیں تو آپ ﷺ نے پانی منگوایا اس سے وضوء فرمایا اور کچھ پانی مجھ پر بھی چھڑک دیا۔ اسی وقت مجھے اس بیماری سے شفا مل گئی۔ میرے ذہن میں یہ سوال آیا کہ مجھے اپنی وراثت کو کیسے تقسیم کرنا چاہئے تو اس وقت یہ آیہ مبارکہ کا نزول ہوا یُوْصِیْکُمُ اللّٰہُ...... (النساء:11)

امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی معجم میں، ابن السکن اور ابونعیم رحمۃ اللہ علیہما نے حضرت معاویہ بن الحکم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول مکرم ﷺ کی معیت میں تھے میرے بھائی حضرت علی بن حکم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

1۔ ایک کنویں کا نام۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نبی ﷺ جو طیب، مبارک اور مکین ہیں کی دعا کے طفیل اس کے برے اثرات کو دور فرما۔"

آپ ﷺ نے تین مرتبہ ایسا ہی کیا تو ان کا تمام ورم ختم ہو گیا۔

امام احمد، الدارمی، الطبرانی، البیہقی اور ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ایک عورت اپنے بچے کو بارگاہ رسالت میں لے کر حاضر ہوئی اور عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میرے اس بچے پر جن کا سایہ ہے وہ صبح و شام اس کو تکلیف میں مبتلا کر کے ہمیں اذیت دیتا ہے۔ حضور ﷺ نے اس کے سینے پر اپنا ہاتھ مبارک پھیرا اور اس کے لئے دعا کی۔ اس نے ایک قے کی جس کی وجہ سے اس کے پیٹ میں سے کالے کتے کی مانند کوئی چیز نکلی۔ اللہ تعالیٰ نے اسے شفا عطا فرما دی۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے محمد بن سیرین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک عورت اپنے بچے کو لے کر بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئی اور عرض کی کہ میرے اس بچے کو فلاں فلاں تکلیف ہے جیسا کہ آپ ﷺ ملاحظہ فرما رہے ہیں دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اسے موت دے دے آپ ﷺ نے فرمایا میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس کو شفاء عطا فرمائے۔ یہ ایک نیک اور صالح انسان بنے راہ خدا میں جہاد کرے اور اللہ تعالیٰ اس کو شہادت کے مرتبہ پر فائز کرے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے یزید بن نوح بن ذکوان سے روایت کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میری داڑھ میں شدید تکلیف ہے۔ آپ ﷺ نے اپنا دست اقدس اس کے اس رخسار پر رکھا جس میں درد تھا اور یہ دعا مانگی: اَللّٰھُمَّ اَذْھِبْ عَنْهُ السُّوْءَ مَا یَجِدُ وَفُحْشَهُ بِدَعْوَةِ نَبِیِّکَ الْمُبَارَکِ الْمَکِیْنِ۔ "اے مولا! عبداللہ کا وہ درد اور بیماری دور فرما جو یہ محسوس کر رہا ہے اپنے مبارک، مکین نبی ﷺ کی دعا کے طفیل ان کو شفاء عطا فرما۔" آپ ﷺ نے سات مرتبہ یہی پڑھا۔ جب آپ نے اپنا دست مبارک اٹھایا تو حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ شفایاب ہو چکے تھے۔

امام بیہقی اور ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہما نے رفاعہ بن رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ مجھے کہیں سے چربی ملی۔ جس کو میں نے بہت زیادہ مقدار میں کھالیا۔ اس کی وجہ سے پورا ایک سال میرے پیٹ میں درد رہا۔ میں نے بارگاہ رسالت میں اس درد کے متعلق عرض کی۔ آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ مبارک میرے پیٹ پر پھیرا میں نے سبز رنگ کی قے کی۔ اس ذات کی قسم! جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے اس کے بعد آج تک مجھے پیٹ کے درد کی شکایت نہیں ہوئی۔

امام الطبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت جرہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ اپنے بائیں ہاتھ سے کوئی چیز کھا رہے تھے۔ حضور ﷺ نے انہیں کہا اپنے دائیں ہاتھ سے کھاؤ۔ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میرا یہ ہاتھ تکلیف زدہ ہے۔ آپ ﷺ نے ان کے دائیں ہاتھ پر پھونک ماری پھر تادم واپسیں انہیں اس ہاتھ میں کوئی تکلیف نہیں ہوئی۔

امام الطبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ مستنیر بن

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

امام نسائی، امام ترمذی، الحاکم، امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہم نے حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ حدیث روایت کی ہے کہ ایک اندھا شخص بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اور عرض کی یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ! صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ وَسَلَّمَ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے بصارت عطا فرمائے۔ حضور ﷺ نے اسے فرمایا جاؤ وضو کرو پھر دو رکعتیں نماز ادا کر کے یہ دعا مانگو:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ وَ اَتَوَجَّہُ اِلَیْکَ بِنَبِیِّکَ مُحَمَّدٍ نَبِیِّ الرَّحْمٰنِ یَا مُحَمَّدُ اِنِّیْ اَتَوَجَّہُ اِلٰی رَبِّکَ اَنْ یَّکْشِفَ عَنْ بَصَرِیْ اَللّٰھُمَّ شَفِّعْہُ فِیَّ۔ ”اے مولا! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری بارگاہ بے کس پناہ میں تیرے پیارے نبی حضرت محمد مصطفیٰ نبی الرحمٰن ﷺ کا وسیلہ جلیلہ پیش کرتا ہوں اے محمد مصطفیٰ! صلی اللہ علیک وسلم میں آپ کی بارگاہ میں اللہ تعالیٰ کا واسطہ پیش کرتا ہوں کہ مجھے بصارت عطا ہو اے بار الٰہ! میرے متعلق آپ ﷺ کی شفاعت کو قبول فرما۔“

ابھی لوگ اپنی جگہوں پر ہی بیٹھے ہوئے تھے کہ وہ شخص واپس آیا اللہ تعالیٰ نے اس کو بصارت عطا فرما دی۔ حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے بیٹے لوگوں کو ان کی ضرورت اور حاجت کے وقت یہی دعا سکھاتے تھے۔ لوگ یہ دعا مانگتے تو اللہ تعالیٰ ان کی ضرورت کو پورا فرما دیتا۔

برہان الحلبی نے اسی حدیث کو کئی اسناد سے روایت کیا ہے شہاب الخفاجی نے شرح الشفاء میں فرمایا ہے کہ اس حدیث مبارک میں کوئی شبہ نہیں ہے۔

امام مسلم، ابوداؤد، امام النسائی، ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہم نے حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے ایک طیالسی جبہ نکالا اور فرمایا کہ اس جبے کو حضور ﷺ زیب تن فرمایا کرتے تھے ہم اس کو دھو کر اس کا دھون مریضوں کو پلاتے ہیں جس سے وہ فوراً شفایاب ہو جاتے ہیں۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نے خندق عبور کرنے کے لئے گھوڑے کو ایڑھ لگائی لیکن گھوڑا خندق کو عبور نہ کر سکا جس کی وجہ سے وہ خندق کی دیوار کے ساتھ ٹکرا گئے اور ان کی پنڈلی ٹوٹ گئی۔ ہم انہیں اٹھا کر بارگاہ رسالت میں لے گئے حضور اکرم ﷺ نے ان کی ٹوٹی ہوئی پنڈلی پر اپنا لعاب مبارک لگایا جس کے فوراً بعد ان کی پنڈلی بالکل تندرست ہو گئی۔

حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں بارگاہ رسالت میں حاضر تھا آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں ایک اعرابی آیا اس نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میرے بھائی کو شدید درد ہے آپ ﷺ نے فرمایا اسے کیا تکلیف ہے؟ اس اعرابی نے عرض کی کہ اسے جنون کا مرض لاحق ہے۔ آپ ﷺ نے کہا اسے میری بارگاہ میں پیش کرو۔ اس اعرابی نے اپنا بھائی بارگاہ رسالت میں پیش کیا آقائے دو عالم ﷺ نے اس کو اپنے سامنے بٹھا لیا اور سورۃ الفاتحہ، سورۃ البقرہ کی پہلی چار آیات: وَ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ (البقرہ:163) والی دونوں آیات، آیۃ الکرسی، سورۃ البقرہ کی آخری تین آیات، سورۃ آل عمران کی یہ آیت: شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ (آل عمران:18) سورۃ الاعراف میں سے یہ آیت: اِنَّ رَبَّكُمُ...... (الاعراف:54) سورۃ المومنون کا آخر: فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ (المومنون:116) سورۃ الجن کی یہ آیت: وَّ اَنَّهٗ تَعٰلٰى جَدُّ رَبِّنَا (الجن:3) سورۃ الصافات کی پہلی دس آیات، سورۃ الحشر کی آخری تین آیات، سورۃ الاخلاص، سورۃ الفلق اور سورۃ الناس پڑھ کر اسے دم کیا۔ آپ ﷺ کے دم کرنے کے بعد وہ شخص کھڑا ہو گیا۔ اب وہ بالکل تندرست و توانا تھا۔

عبداللہ بن امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسی روایت کو زوائد المسند میں حسن سند کے ساتھ روایت کیا ہے امام احمد، امام بخاری، ابن سعد، ابو یعلی، امام بغوی، حسن بن سفیان، امام الطبرانی، امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہم نے حضرت حنظلہ بن حذیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور ﷺ نے ان کے سر پر اپنا دست اقدس پھیرا اور ان کے لئے برکت کی دعا کی۔ حضرت ذیال رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت حنظلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت کی ہے ان کی کیفیت یہ تھی کہ جب بھی ان کے پاس کوئی بیمار انسان یا بیمار بکری یا اونٹ لایا جاتا تو وہ اپنے ہاتھ پر لعاب دہن ڈال کر اپنے سر پر رکھتے اور فرماتے: بِسْمِ اللّٰهِ عَلٰى اَثَرِ يَدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ پھر اپنا وہ ہاتھ مریض پر رکھ دیتے اسے فوراً شفا مل جاتی۔

ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے ملاعب الاسنہ عامر بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہیں مرض استسقاء لاحق ہو گیا۔ انہوں نے ایک شخص کو بارگاہ رسالت میں بھیجا اور عرض کی کہ آپ ﷺ میرے لئے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے آپ ﷺ کے طفیل شفا عطا فرمائے۔ تاجدار ختم نبوت ﷺ نے اپنے دست اقدس میں مٹی کا ایک ڈھیلا پکڑا اس پر اپنا لعاب دہن لگایا اور اسے حضرت ملاعب الاسنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قاصد کو عطا فرما دیا وہ قاصد بڑا متعجب ہوا اس نے گمان کیا کہ شاید حضور نبی کریم ﷺ اس کے ساتھ مذاق فرما رہے ہیں قاصد نے مٹی کا وہ ڈھیلا حضرت ملاعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیا۔ انہوں نے مٹی کے اس ڈھیلے کو کچھ دیر کے لئے پانی میں رکھا پھر اس پانی کو پی لیا اللہ تعالیٰ نے حضور نبی مکرم ﷺ کی برکت سے انہیں شفائے کاملہ عطا فرمائی حالانکہ وہ پہلے ایسا محسوس کر رہے تھے کہ وہ موت کے بالکل قریب ہیں۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مکرم ﷺ نے چند صحابہ کو چند بادشاہوں کی طرف اپنا قاصد بنا کر بھیجا اور انہیں حکم دیا کہ وہ اللہ کے بندوں کو نصیحت کریں۔ ہر قاصد نے اسی قوم کی زبان میں گفتگو کرنا شروع کردی جس کی طرف اسے بھیجا گیا تھا۔ جب اس کا تذکرہ بارگاہ رسالت میں کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا۔ یہ اللہ تعالیٰ کے ان چند عظیم حقوق میں سے ہے جن کو اس نے اپنے بندوں کی بہتری کے لئے اپنے ذمہ کرم پر لیا ہے۔

امام بخاری اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہما نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں ایک غزوہ میں حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ نکلا لیکن میرا اونٹ بہت سست ہو گیا جس کی وجہ سے میں اور میرا سامان قافلہ سے بہت پیچھے رہ گئے حضور ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا'' تجھے کیا ہوا ہے کارواں سے اتنے پیچھے کیوں رہ گئے ہو۔'' میں نے عرض کی کہ میرا اونٹ سست ہو گیا ہے جس کی وجہ سے میں پیچھے رہ گیا ہوں۔ آپ ﷺ نے میرے اونٹ پر اپنا دست اقدس پھیرا پھر مجھے حکم فرمایا کہ اب سوار ہو جاؤ میں اس پر سوار ہو گیا۔ آپ ﷺ کے دست اقدس کی برکت سے وہ اونٹ اتنا تیز رفتار ہو گیا کہ میں اسے حضور ﷺ سے آگے نکلنے سے روک رہا تھا۔

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اکرم ﷺ کی معیت میں ایک غزوہ کے لئے نکلا۔ میں ایک اونٹ پر سوار تھا۔ وہ اتنا تھک گیا کہ وہ چل بھی نہ سکتا تھا۔ اس کی وجہ سے میں قافلہ سے پیچھے رہ گیا۔ آقائے دوجہاں ﷺ نے مجھے فرمایا تیرے اونٹ کو کیا ہے یہ اتنا سست رو کیوں ہے؟ میں نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میرا اونٹ بیمار ہے۔ آپ ﷺ نے اس اونٹ کو ڈانٹا اور اس کے لئے برکت کی دعا کی اس کے بعد وہ اونٹ تمام اونٹوں سے تیز رفتار ہو گیا تھا۔ حضور ﷺ نے مجھ سے پوچھا اب تیرے اونٹ کی کیا کیفیت ہے؟ میں نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم آپ ﷺ کی دعا کی برکت سے میرا اونٹ تمام اونٹوں سے زیادہ تیز رفتار ہو گیا ہے۔

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب شہنشاہ دوعالم ﷺ بنو ثعلبہ کے ساتھ جہاد کرنے کے لئے تشریف لے گئے تو ہم بھی آپ ﷺ کے ساتھ تھے میں ایک اونٹ پر سوار تھا وہ اتنا سست رو ہو گیا کہ تمام لوگ مجھ سے آگے نکل گئے۔ میں اس اونٹ کو ڈرا رہا تھا اور اس قافلہ کے ساتھ لے جانا چاہتا تھا۔ میں نے دیکھا کہ مالک کون ومکان ﷺ قافلہ کے آخر میں تشریف لائے اور مجھ سے استفسار فرمایا تجھے کیا ہوا ہے؟ میں نے عرض کی میرا اونٹ سست ہو گیا ہے آپ ﷺ نے اس اونٹ کو پھونک ماری۔ پانی لے کر اس کی گردن پر کلی کی پھر اسے عصا مبارک کے ساتھ اس اونٹ کو مارا اور مجھے اس پر سوار ہونے کا حکم فرمایا میں نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میری خواہش ہے کہ یہ اونٹ قافلہ کے ساتھ ساتھ چلے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس پر سوار ہو جا میں اس پر سوار ہو گیا مجھے اس ذات کی قسم! جس کے دست قدرت میں میری جان ہے وہ اونٹ اتنا تیز ہو گیا تھا کہ میں اسے سرور کائنات ﷺ سے آگے نکل جانے سے روک رہا تھا۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دوسری فصل

حضور نبی کریم علیہ السلام کی برکت سے اجسام، اخلاق اور صفات کا تبدیل ہو جانا

امام واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے عمر بن عثمان الحجبی وہ اپنے باپ اور وہ اپنی پھوپھی سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتی ہیں کہ حضرت عکاشہ بن محصن رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ غزوۂ بدر کے دن میری تلوار ٹوٹ گئی۔ آپ علیہ السلام نے مجھے درخت کی ایک شاخ عطا فرمائی جب وہ شاخ میرے ہاتھ میں پہنچی تو وہ ایک چمکتی ہوئی لمبی تلوار بن گئی میں نے اسی کے ساتھ جہاد کیا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے مشرکین مکہ کو شکست سے دوچار فرمایا وہ تلوار آپ کے وصال تک آپ ہی کے پاس رہی۔ امام بیہقی، ابن عساکر اور ابن سعد رحمۃ اللہ علیہم نے متعدد صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے یہی روایت کیا ہے کہ حضرت عکاشہ بن محصن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تلوار غزوۂ بدر کے دن ٹوٹ گئی رسول کریم علیہ السلام نے انہیں درخت کی ایک شاخ عطا فرمائی۔ وہ شاخ ان کے ہاتھ میں جا کر ایک شمشیر براں بن گئی۔

امام واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے اسامہ بن زید سے اور انہوں نے بنو عبدالاشہل کے کئی افراد سے روایت کیا ہے کہ غزوۂ بدر کے دن حضرت سلمٰی بن اسلم بن حریش کی تلوار ٹوٹ گئی۔ ان کے پاس کوئی اور ہتھیار نہ تھا آپ علیہ السلام نے انہیں ایک کھجور کی شاخ عطا فرمائی اور فرمایا اسی سے دشمن کو واصل جہنم کرو جب وہ کھجور کی شاخ ان کے ہاتھ میں پہنچی تو وہ ایک چمکتی ہوئی تلوار بن گئی۔

عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ نے سعید بن عبدالرحمٰن سے وہ اپنے بعض بزرگوں سے روایت کرتے ہیں کہ غزوۂ احد کے دن حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تلوار ٹوٹ گئی۔ وہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے حضور علیہ السلام نے ان کو کھجور کی ایک شاخ عطا فرمائی جب وہ کھجور کی شاخ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں پہنچی تو وہ تلوار بن گئی۔

زبیر بن بکار نے محمد بن ابراہیم بن حارث سے روایت کیا ہے کہ غزوۂ ذوقرد کے دن حضور علیہ السلام ایک پانی کے پاس سے گزرے اس پانی کا نام ''بیسان'' تھا۔ لوگوں نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم اس کا نام ''بیسان'' ہے اور یہ نمکین پانی ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اس کا نام نعمان ہے اور یہ ایک طیب اور پاکیزہ پانی ہے۔ حضور علیہ السلام نے اس پانی کے نام کو بدلا اللہ تعالیٰ نے اس پانی کے ذائقہ کو تبدیل کر دیا حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس پانی کو خرید کر صدقہ کر دیا۔

ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ نے ''المصنف'' میں جعفر بن عمرو سے روایت کیا ہے کہ حضور علیہ السلام نے چار آدمیوں کو چار بادشاہوں کی طرف قاصد بنا کر بھیجا آپ علیہ السلام نے ایک شخص کو کسریٰ کی طرف، ایک کو قیصر کی جانب، ایک کو مقوقس کی طرف اور حضرت عمرو بن امیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نجاشی کی طرف بھیجا۔ ان چاروں میں سے ہر شخص نے اسی قوم کی زبان میں گفتگو کرنا شروع کر دی جس کی طرف انہیں بھیجا گیا تھا۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے بریدہ، امام زہری، یزید بن رمان اور الشعبی رحمۃ اللہ علیہم سے روایت کیا ہے کہ رسول

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وَالْبَرِّ۔ اس کے بعد ان سواریوں نے لگا تار چلنا شروع کر دیا۔ جب ہم مدینہ میں داخل ہونے لگے تو ہم نے زبردستی انہیں نکیلوں سے روک کر شہر میں داخل کیا۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت جعیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں حضور نبی کریم ﷺ کی معیت میں ایک غزوہ کے لئے گیا میں اپنی ناتواں اور کمزور گھوڑی پر سوار تھا۔ میں اس کی سست روی کی وجہ سے تمام گھوڑوں سے پیچھے تھا میرے پاس تاجدار مدینہ تشریف لائے آپ ﷺ کے دست اقدس میں ایک کوڑا تھا آپ ﷺ نے اسی کے ساتھ اس گھوڑی کو مارا اور ساتھ ہی یہ دعا فرمائی "اے مولا اس میں جعیل کے لئے برکت نازل فرما" حضرت جعیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اس دن کے بعد وہ گھوڑی تمام جانوروں سے آگے نکل جاتی تھی میں نے اس کے پیٹ سے بارہ ہزار دینار کے گھوڑے فروخت کئے۔

امام بخاری اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہما نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ تمام لوگوں سے زیادہ حسین وجمیل، تمام لوگوں سے زیادہ سخی اور تمام لوگوں سے زیادہ بہادر تھے ایک رات اہل مدینہ کسی وجہ سے گھبرا گئے۔ حضور ﷺ حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھوڑے کی ننگی پیٹھ پر ہی سوار ہو گئے اور ادھر کا رخ کیا جہاں سے خوفناک آواز آئی تھی جب لوگ اس سمت آئے تو انہوں نے دیکھا کہ آپ ﷺ واپس آ رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے لوگوں کو فرمایا کہ گھبرانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے آپ ﷺ نے مزید فرمایا کہ ہم نے اس گھوڑے کو سمندر پایا ہے یا یہ گھوڑا سمندر ہے۔ اس کے بعد وہ گھوڑا اتنا تیز رفتار ہو گیا کہ کوئی گھوڑا بھی اس سے آگے نہیں نکل سکتا تھا حالانکہ اس سے پہلے وہ ایک سست رفتار گھوڑا تھا۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے اسحاق بن عبداللہ بن طلحہ سے روایت کیا کہ حضور ﷺ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے۔ جب آپ ﷺ واپس تشریف لانے لگے تو ایک اعرابی نے آپ ﷺ کو ایک سست رفتار گدھا سواری کے لئے پیش کیا لوگوں نے آپ ﷺ کے سوار ہونے سے قبل اس پر ایک چادر بچھا دی تھی۔ آپ ﷺ اس پر کچھ دیر کے لئے سوار ہوئے جب آپ ﷺ نے وہ گدھا اس اعرابی کو واپس کیا تو وہ تیز رفتار ہو چکا تھا۔

امام الطبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عصمہ بن مالک الخطمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حضور نبی کریم ﷺ قبا میں تشریف لائے۔ جب آپ ﷺ نے واپس جانے کا ارادہ فرمایا تو ہم نے آپ کو سواری کے لئے ایک سست رفتار گدھا پیش کیا۔ آپ ﷺ اس پر سوار ہوئے جب آپ نے وہ گدھا واپس کیا تو اس کی رفتار میں سرعت اور تیزی آ چکی تھی۔

کمال الدین الامیری نے "حیاۃ الحیوان" میں لکھا ہے کہ ابن الاثیر فرماتے ہیں کہ حضرت خلاد بن رافع اور ان کے بھائی رفاعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما اپنے کمزور اونٹ پر سوار ہو کر مقام بدر کی طرف گئے۔ جب وہ مقام "الروحاء" تک پہنچے تو ان کا اونٹ بیٹھ گیا اس وقت انہوں نے کہا مولا! اگر یہ اونٹ ہمیں لے کر "بدر" تک پہنچ گیا تو ہم اس کو ذبح کر کے اس کا گوشت

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے یہ حدیث ان الفاظ کے ساتھ بھی روایت کی ہے" پھر حضور ﷺ نے مجھ سے فرمایا بِسْمِ اللّٰہِ پڑھ کر اس پر سوار ہو جاؤ۔ میں اس پر سوار ہو گیا اب وہ اتنا تیز رفتار ہو گیا تھا کہ میں نے اس سے پہلے یا اس کے بعد اتنا تیز رفتار اونٹ نہیں دیکھا تھا۔ وہ اونٹ حضور ﷺ سے آگے نکلنے کی کوشش کر رہا تھا لیکن میں آپ ﷺ سے حیا کرتے ہوئے اس کو آپ ﷺ کے آگے نکلنے سے روک رہا تھا۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک تاریک شب میں میں نے اپنا اونٹ گم کر دیا میں حضور ﷺ کے پاس سے گزرا آپ ﷺ نے فرمایا" تجھے کیا ہوا ہے؟" میں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میرا اونٹ گم ہو گیا ہے آپ ﷺ نے فرمایا تیرا اونٹ وہ ہے جاؤ جا کر اسے پکڑ لو میں اس جانب گیا جس طرف آپ ﷺ نے اشارہ فرمایا تھا میں نے اونٹ کو تلاش کیا لیکن وہ مجھے نہ ملا۔ میں پھر بارگاہ رسالت میں آ گیا۔ آپ ﷺ نے پھر مجھے یہی فرمایا کہ تیرا اونٹ وہ ہے جاؤ اور جا کر اسے پکڑ لو۔ میں پھر اسی سمت گیا جس سمت آپ ﷺ نے اشارہ فرمایا تھا تلاش بسیار کے باوجود مجھے کوئی چیز نہ ملی پھر آپ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو گیا۔ آپ ﷺ میرے ساتھ ہو گئے حتیٰ کہ ہم اس اونٹ کے پاس پہنچ گئے آپ ﷺ نے وہ اونٹ مجھے پکڑوایا اور ہم اپنے سفر پر رواں دواں ہو گئے۔ میرا اونٹ بہت سست تھا۔ میں نے آہستگی سے کہا کہ میرا اونٹ کتنا سست ہے آپ ﷺ نے میرے قریب ہو کر مجھ سے پوچھا" تو نے کیا کہا ہے" جب میں نے اپنی بات کو دہرایا تو آپ ﷺ نے اونٹ کی پشت پر ایک چھڑی ماری جس سے وہ اونٹ اتنا تیز رفتار ہو گیا کہ میں اس سے پہلے اتنے تیز رفتار اونٹ پر سوار نہیں ہوا تھا۔ یہ قصہ پہلے قصے سے مختلف ہے۔

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے کسی شخص کو بلا بھیجا اس شخص نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میری اونٹنی نے مجھے تھکا دیا ہے یہ اٹھنے کا نام ہی نہیں لیتی۔ آپ ﷺ اس اونٹنی کے پاس تشریف لائے اور اپنی ٹانگ مبارک سے اس کو مارا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے میں نے اس اونٹنی کو دیکھا وہ اپنے قائد سے بھی آگے آگے جا رہی تھی۔

ابن حبان، حسن بن سفیان، ابن ابی عاصم، امام بیہقی اور امام الطبرانی رحمۃ اللہ علیہم نے حکم بن ایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں حضور ﷺ کے ساتھ تھا کہ راستہ میں اونٹنی اَڑ گئی وہ اٹھنے کا نام ہی نہیں لیتی تھی۔ حضور اکرم ﷺ اس اونٹنی کے پاس آئے اور اسے جھڑکا۔ اس کے بعد وہ اونٹنی تمام اونٹوں سے آگے بڑھ گئی۔

امام الطبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح سند کے ساتھ حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب حضور ﷺ غزوۂ تبوک پر تشریف لے گئے تو راستہ میں لوگوں کی سواریاں تھک گئیں انہوں نے یہ بات بارگاہ رسالت میں پیش کی آپ ﷺ نے صحابہ کرام کو دیکھا کہ وہ اپنی سواریوں کو ہانک رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے ایک تنگ گھاٹی میں قیام فرمایا لوگ اپنی سواریاں لے کر آپ ﷺ کے پاس سے گزرتے آپ ﷺ انہیں پھونک مارتے اور ساتھ ہی یہ دعا فرماتے:

اَللّٰھُمَّ احْمِلْ عَلَیْھَا فِیْ سَبِیْلِکَ فَاِنَّکَ تَحْمِلُ عَلَی الْقَوِیِّ وَالضَّعِیْفِ وَالرَّطْبِ وَالْیَابِسِ فِی الْبَحْرِ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سے خون صاف کیا پھر آپ ﷺ نے میرے لئے دعا فرمائی میں آپ ﷺ کے ہاتھ مبارک کا اثر اپنے سینے پر دیکھ رہا تھا۔ وہ جگہ جہاں حضور ﷺ نے ہاتھ مبارک پھیرا تھا چودھویں کے چاند کی طرح چمک رہی تھی۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے تاریخ میں، امام بغوی اور ابن مندہ رحمۃ اللہ علیہما نے حضرت بشر بن معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں اپنے والد محترم حضرت معاویہ بن ثور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا حضور نبی کریم ﷺ نے ان کے سر پر اپنا دست اقدس پھیرا اور ان کے لئے دعا فرمائی ان کا وہ چہرہ جہاں آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ پھیرا تھا وہ ماہتاب کامل کی طرح چمکنے لگا۔ حضرت بشر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جس مریض پر بھی اپنا ہاتھ رکھتے اللہ تعالیٰ اس کو شفا عطا فرماتا۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے محمد بن صالح سے روایت کیا ہے کہ ''حجۃ الوداع'' کے سال محارب کا وفد بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا۔ اس وفد میں دس افراد شریک تھے ان میں حضرت ابوالحارث اور ان کے بیٹے حضرت خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی شامل تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سر پر اپنا دست مبارک پھیرا۔ جہاں آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ مبارک پھیرا تھا وہ حصہ چمکنے لگا۔

ابن السکن رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ہمام بن نفید السعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم ہم نے ایک کنواں کھودا ہے لیکن اس کا پانی نمکین ہے۔ آپ ﷺ نے مجھے ایک برتن عطا فرمایا جس میں پانی تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا ''اس پانی کو اپنے کنویں میں انڈیل دو، جب میں نے وہ پانی اپنے کنویں میں پھینکا تو اس کا پانی یمن کے تمام کنوؤں سے شیریں ہو گیا(1)۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت نضلہ بن عمرو الغفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے تاجدار نبوت ﷺ کو ایک برتن میں دودھ پیش کیا۔ آپ ﷺ نے دودھ نوش فرمایا پھر اسی برتن سے حضرت نضلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی دودھ پیا حتیٰ کہ وہ سیراب ہو گئے انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم اس سے پہلے میں اس جیسے دودھ کے سات پیالے بھی پی لیتا تو سیراب نہیں ہوتا تھا لیکن آج آپ کی برکت سے صرف ایک پیالے سے ہی میرا پیٹ بھر گیا۔

امام بیہقی اور ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہما نے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں بارگاہ نبوت میں حاضر تھا حضرت فاطمۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئیں اور آپ کے سامنے بیٹھ گئیں حضور اکرم ﷺ نے ان کے چہرے کی طرف دیکھا آپ ﷺ کو ان کے چہرے کی رنگت بھوک کی شدت کی وجہ سے زرد دکھائی دی آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ مبارک کو اٹھایا اور حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اس جگہ پر رکھا جہاں ہار پہنا جاتا ہے۔ آپ ﷺ نے اپنی انگلیوں کو کھولا اور دعا مانگی ''اے بھوکوں کو سیر کرنے والے! اے معبود برحق! فاطمہ بنت محمد (الصلوٰة والسلام علیٰ ابیھا وعلیھا وعلیٰ بعلھا وعلیٰ ابنیھا) کی بھوک کو مٹا دے۔ حضرت عمران

1۔ جس سے کھارے کنویں شیرۂ جاں بنے ۔۔۔ اس زلال حلاوت پہ لاکھوں سلام

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

صدقہ کر دیں گے۔ وہ فرماتے ہیں اس کے بعد نبی کریم ﷺ نے ہم کو دیکھا اور فرمایا تمہیں کیا ہوا ہے؟ ہم نے اپنی تمام داستان بیان کر دی حضور ﷺ اپنی سواری سے نیچے اترے آپ ﷺ نے وضو فرمایا اور وضو سے بچے ہوئے پانی میں اپنا لعاب دہن ملایا اور حضرت رفاعہ اور خلاد رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو اونٹ کا منہ کھولنے کا حکم دیا انہوں نے اس اونٹ کا منہ کھولا۔ حضور ﷺ نے کچھ پانی اس اونٹ کے منہ میں ڈالا اور کچھ پانی اس کی گردن، کوہان، پیٹھ اور دم پر پھینک دیا پھر دعا مانگی: اَللّٰھُمَّ احْمِلْ رُفَاعَةَ وَخَلَادَ۔ "رفاعہ اور خلاد کو اس پر سوار ہونے کی توفیق عطا فرما۔" حضرات رفاعہ اور خلاد رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں ہم اٹھے اور اونٹ پر سوار ہو گئے۔ وہ اونٹ اتنا تیز رفتار ہو گیا کہ ہم تمام قافلہ سے آگے نکل گئے۔ جب ہم مقام بدر پر پہنچے تو ہم نے اس اونٹ کو ذبح کر کے اس کا گوشت صدقہ کر دیا۔

فائدہ

ابن السبع رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ یہ حضور اکرم ﷺ کی خصوصیت ہے کہ ہر وہ جانور جس پر آپ ﷺ نے سواری کی وہ ہمیشہ اپنی اسی کیفیت میں رہا آپ ﷺ کی برکت سے وہ بوڑھا یا ناتواں نہ ہوا۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے نبو عامر کے بعض بزرگوں سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں حضرت زیاد بن عبداللہ بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ وفد کی صورت میں بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے حضور اکرم ﷺ نے ان کے لئے دعا فرمائی اور اپنا دست اقدس ان کے سر پر رکھا اور پھر ان کے رخسار پر اپنا ہاتھ مبارک پھیرا۔ بنو ہلال کہتے تھے کہ ہم حضرت زیاد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چہرے پر حضور ﷺ کے دست اقدس کی برکت کو دیکھا کرتے تھے۔

ایک شاعر حضرت علی بن زیاد رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے یوں کہتا ہے:

يَا ابْنَ الَّذِیْ مَسَحَ الرَّسُوْلُ بِرَاْسِهٖ   وَدَعَا لَهٗ بِالْخَيْرِ عِنْدَ الْمَسْجِدِ

"اے اس بابرکت انسان کے بیٹے جس کے سر پر حضور ﷺ نے اپنا دست اقدس پھیرا تھا اور آپ ﷺ نے مسجد کے قریب اس کے لئے دعا فرمائی تھی۔

اَعْنِیْ زِيَادًا لَا اُرِيْدُ سِوَاهُ   مِنْ حَاضِرٍ اَوْ مُتْهِمٍ اَوْ مُنْجِدٖ

میری اس شخص سے مراد حضرت زیاد رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ ان کے علاوہ کوئی اور شخص میری مراد نہیں ہے۔ میری مراد صرف آپ ہیں کوئی بزرگ برتر، حاضر یا تہمت لگایا ہوا میری مراد نہیں۔

وَمَا زَالَ ذَاکَ النُّوْرُ فِیْ عُرْنِيْنِهٖ   حَتّٰی تَبَوَّاَ بَيْتَهٗ فِیْ مَلْحِدٖ

وہ نور ان کی پیشانی پر درخشاں رہا حتیٰ کہ ان کا انتقال ہو گیا۔"

حاکم، ابونعیم اور ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہم نے حشرج بن عبداللہ بن حشرج سے روایت کیا ہے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ حضرت عائذ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ غزوہ حنین کے دن میرے چہرے پر تیر لگا۔ جس کی وجہ سے میرے چہرے اور سینے پر خون بہنے لگا۔ حضور ﷺ نے اپنے دست اقدس سے میرے چہرے اور سینے

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

عورتیں محسوس کرتی ہیں آپ محسوس نہ کرتی تھیں۔ یہ حدیث دیگر اسناد سے بھی منقول ہے۔

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ام اسحاق رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راویت کیا ہے آپ فرماتی ہیں کہ میں نے اپنے بھائی کے ساتھ مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کی میرے بھائی نے کہا میں اپنا نفقہ اور مال مکہ معظمہ میں ہی بھول آیا ہوں۔ وہ اپنا مال و اسباب لینے کے لئے مکہ معظمہ گیا۔ میرے خاوند نے اسے قتل کر دیا میں بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئی اور آپ ﷺ سے عرض کی کہ میرے بھائی کو قتل کر دیا گیا ہے آپ ﷺ نے مٹھی بھر پانی لیا اور اسے میرے چہرے پر مار دیا۔ اس کے بعد ان کی کیفیت یہ ہوگئی تھی کہ مصیبت کے وقت ان کی آنکھوں میں تو آنسو دکھائی دیتے تھے لیکن رخساروں پر کوئی آنسو نظر نہیں آتا تھا۔

امام البیہقی، ابونعیم اور ابن عدی رحمۃ اللہ علیہم نے روایت کیا ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک ٹھنڈی صبح کو آذان دی جب سرور مدینہ ﷺ مسجد میں تشریف لائے تو آپ ﷺ نے دیکھا کہ وہاں کوئی آدمی موجود نہیں ہے آپ ﷺ نے فرمایا اے بلال! لوگ کہاں ہیں۔ میں نے عرض کی انہیں سردی نے مسجد میں آنے سے روک رکھا ہے آپ ﷺ نے اسی وقت دست بلند فرمائے ''اے مولا! ان سے سردی دور فرما'' حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے دیکھا کہ اس دعا کے فوراً بعد لوگ دوڑتے ہوئے مسجد میں آرہے ہیں۔

امام احمد، ابن سعد، البیہقی اور ابونعیم رحمۃ اللہ علیہما نے حضرت سفینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا گیا کہ آپ کا نام کیا ہے آپ نے فرمایا حضور ﷺ نے میرا نام ''سفینہ'' رکھا ہے۔ آپ سے پوچھا گیا اس نام کی وجہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ حضور نبی کریم ﷺ اپنے صحابہ کے ساتھ ایک سفر پر تشریف لے گئے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سامان انہیں بھاری لگنے لگا۔ آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا اپنی چادر کو پھیلاؤ۔ میں نے اپنی چادر کو پھیلایا۔ صحابہ کرام نے اس پر اپنا تمام سامان رکھا اور اس چادر کو باندھ کر میرے کندھے پر رکھ دیا آپ ﷺ نے فرمایا اس سامان کو اٹھاؤ بلاشبہ تو ''سفینہ'' (1) ہے اس دن اگر میں ایک اونٹ، دو، تین، چار، پانچ، چھ یا سات اونٹوں کا سامان بھی اٹھاتا تو وہ بھی مجھے بھاری نہ لگتا۔

الطبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک بے حیا عورت تھی جو مردوں سے لڑتی جھگڑتی رہتی تھی۔ ایک مرتبہ وہ عورت نبی کریم ﷺ کے پاس سے گزری آپ اس وقت ثرید تناول فرمارہے تھے۔ اس نے آپ ﷺ سے ثرید مانگی آپ ﷺ نے ثرید والا پیالہ اس کے آگے کر دیا اس عورت نے عرض کی میں نے وہ ثرید کھانی ہے جو آپ کے منہ مبارک میں ہے آپ ﷺ نے اپنے منہ مبارک سے ثرید نکال کر اس عورت کو دی۔ جس کے بعد وہ تمام عورتوں سے زیادہ باحیا خاتون بن گئی۔ پھر اس نے تا وقت مرگ کسی سے جھگڑا نہیں کیا۔

امام بخاری اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہما نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ سے عرض کی کہ میں آپ ﷺ سے احادیث سنتا ہوں لیکن وہ احادیث مجھے بھول جاتی ہیں۔ آپ ﷺ نے

1۔ کشتی۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرف دیکھا۔ میں نے مشاہدہ کیا کہ ان کے چہرے سے زردی ختم ہوگئی ہے۔

قاسم بن ثابت رحمۃ اللہ علیہ نے ''دلائل'' میں موسیٰ بن عقبہ کی سند سے حضرت المسور بن مخزمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ حج کے لئے روانہ ہوئے جب ہم ''العرج'' کے مقام تک پہنچے تو ایک صدا لگانے والے نے صدا لگائی۔ اس نے کہا رک جاؤ ہم رک گئے۔ اس نے پوچھا کیا تم میں رسول کریم ﷺ موجود ہیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کیا تجھے معلوم ہے کہ تو کیا کہہ رہا ہے؟ اس نے کہا ہاں پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا آپ ﷺ کا تو وصال ہوگیا ہے یہ سن کر صدا لگانے والے نے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ کہا۔ اس نے سوال کیا آپ ﷺ کے بعد کسی کو والی بنایا گیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے جواب دیا آپ ﷺ کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آپ کا خلیفہ بنایا گیا اس آواز لگانے والے نے پوچھا کیا وہ تمہارے ساتھ ہیں؟ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا کہ وہ بھی عالم بالا کو کوچ کر چکے ہیں۔ پھر اس نے پوچھا حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد کس کو خلیفہ بنایا گیا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ان کے بعد عمر کو خلیفہ بنایا گیا۔ اس نے استفسار کیا کیا وہ تمہارے ساتھ ہیں۔ آپ نے کہا جس شخص کے ساتھ تو مخاطب ہے وہ عمر ہی ہے یہ سن کر اس شخص نے کہا ''مدد مدد'' حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا تو کون ہے؟ اس شخص نے کہا میں حنش بن عقیل ہوں قبیلہ بنی نفیلہ کے ساتھ میرا تعلق ہے۔ رسول کریم ﷺ مجھے بنو جعال کے تالاب کے پاس ملے تھے۔ آپ ﷺ نے مجھے اسلام کی دعوت دی میں نے اسلام قبول کر لیا۔ آپ ﷺ نے مجھے اپنے جو کا باقی حصہ عطا فرمایا جس کو کھالینے کے بعد مجھے بھوک اور پیاس محسوس نہیں ہوتی تھی پھر میں ''رَاْسُ الْاَبْیَضِ'' چلا گیا۔ میں اور میرے اہل خانہ وہاں دس سال رہے میں ہر روز پانچ نمازیں ادا کرتا ہوں ماہ رمضان کے روزے رکھتا ہوں ذوالحجہ کی دس تاریخ کو قربانی دیتا ہوں مجھے رسول مکرم ﷺ نے یہی تعلیم دی تھی۔ اب مجھے قحط سالی نے آ لیا ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تیرے پاس اب مدد آن پہنچی ہے اب مجھے پانی پر ملو۔ جب ہم حج کر کے واپس آئے تو ہم نے پانی کے مالک سے اس شخص کے بارے میں پوچھا اس نے جواب دیا وہ قبر اس شخص کی ہے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس پر رحم کے جذبات کا اظہار کیا اور اس کے لئے دعائے مغفرت فرمائی۔

امام البیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ابوبکر بن عبدالرحمٰن کی سند سے روایت کیا ہے کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے انہیں بتایا کہ جب رسول مکرم ﷺ نے مجھے شادی کا پیغام دیا تو میں نے کہا کہ مجھ جیسی عورتوں سے شادی کیسے کی جاتی ہے اب نہ تو میرے ہاں اولاد ہوگی میری اولاد بھی ہے اور میں ایک غیور عورت ہوں (میں اپنے خاوند کی دوسری بیوی کو برداشت نہیں کر سکتی) یہ سن کر سرور کائنات مالک کون و مکان ﷺ نے کہا میں تم سے بڑا ہوں تیری غیرت کو اللہ تعالیٰ ختم کر دے گا اور اپنی اولاد کو اللہ اور اس کے رسول کے سپرد کرو۔ آپ ﷺ نے میرے ساتھ عقد نکاح فرمالیا۔ ابوبکر بن عبدالرحمٰن فرماتے ہیں کہ شادی کے بعد آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی کیفیت یہ ہوگئی تھی کہ گویا آپ ان عورتوں میں سے نہیں ہیں اور وہ غیرت جو عموماً

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ﷺ نے میرے چہرے پر اپنا دست اقدس پھیرا۔ حضرت عمرو بن ثعلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک سو سال زندہ رہے آپ کے سر اور چہرے کے وہ بال جن کو دست مصطفیٰ ﷺ نے چھوا تھا ساری زندگی سیاہ ہی رہے۔

امام الطبرانی اور ابن السکن رحمۃ اللہ علیہما نے حضرت مالک بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ سید مرسلاں ﷺ نے ان کے سر اور چہرے پر اپنا دست اقدس پھیرا۔ وہ کافی عمر رسیدہ ہو گئے لیکن ان کے سر اور چہرے کے وہ بال جن پر دست مصطفیٰ ﷺ پھرا تھا وہ ساری زندگی سیاہ رہے۔

ابن عساکر اور اسحاق الرملی رحمۃ اللہ علیہما نے ''فوائد'' میں بشیر بن عقربہ الجہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب غزوۂ احد کے دن میرے والد محترم شہید ہو گئے تو میں روتا ہوا بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا تو کیوں روتا ہے کیا تو اس پر راضی نہیں کہ میں تیرا باپ اور عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تیری ماں ہو۔ پھر آپ ﷺ نے میرے سر پر اپنا دست اقدس پھیرا۔ آپ ﷺ کے دست اقدس کا اثر یہ تھا کہ میرے بال ساری زندگی کالے رہے۔ میری زبان میں گرہ تھی حضور ﷺ نے اس پر اپنا لعاب مبارک لگایا جس سے وہ گرہ کھل گئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا تیرا نام کیا ہے؟ میں نے عرض کی میرا نام بحیر ہے آپ ﷺ نے فرمایا تیرا نام بحیر نہیں بلکہ بشیر ہے۔

امام ترمذی اور امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہما نے علباء بن احمر کی سند سے حضرت ابو زید الانصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے میرے سر اور داڑھی پر اپنا دست اقدس پھیرا اور دعا فرمائی اے مولا! اس کو حسن و جمال عطا فرما۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر سو سال سے زیادہ تھی لیکن آپ کی داڑھی میں ایک بال بھی سفید نہیں تھا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تا دم وصال خوش رو رہے۔ آپ کے چہرے پر ایک بل بھی نہیں تھا۔

ابن ابی شیبہ، حاکم، امام بیہقی اور ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہم نے ابو نہیک الازدی کی سند سے حضرت ابو زید عمرو بن اخطب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے پانی طلب فرمایا میں نے ایک برتن میں آپ کو پانی پیش کیا۔ اس پانی میں ایک بال تھا میں نے اس کو اٹھا کر پھینک دیا۔ آپ ﷺ نے دعا فرمائی اے مالک الملک! اس کو حسن و زیبائی عطا فرما۔ ابو نہیک فرماتے ہیں کہ میں نے انہیں تہتر سال کی عمر میں دیکھا ان کی داڑھی اور سر کا ایک بال بھی سفید نہیں تھا۔

ابی ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ''مسند'' میں، ابو نعیم اور ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہما نے عمرو بن الحمق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے حضور اکرم ﷺ کو دودھ پلایا آپ ﷺ نے ان کے لئے دعا فرمائی اے میرے مولا! ان کو اپنے شباب سے لطف اندوز ہونے کی توفیق عطا فرما۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر اسی سال ہو چکی تھی لیکن ان کا ایک بال بھی سفید نہیں ہوا تھا۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ثمامہ کی سند سے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک یہودی نے آپ ﷺ کی داڑھی مبارک کو پکڑا آپ ﷺ نے اس کے لئے دعا فرمائی اے بار الٰہ! اس کو خوب صورتی عطا فرما۔ اس دعا

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فرمایا اپنے چادر کو پھیلاؤ میں نے چادر پھیلائی۔ آپ ﷺ نے اس چادر پر اپنا دست اقدس پھیرا۔ پھر مجھ سے فرمایا۔ اسے اٹھالو میں نے چادر کو اٹھالیا اس کے بعد مجھے ایک حدیث بھی نہیں بھولی۔

حضرت امام بخاری اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہما نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک دن نبی الحرمین ﷺ احادیث بیان فرمارہے تھے آپ ﷺ نے فرمایا کون ہے وہ شخص جو اپنی چادر کو زمین پر بچھائے حتیٰ کہ میں اپنی حدیث کو ختم کرلوں پھر اسے سمیٹ لے میں نے اپنی چادر کو بچھایا جب آپ ﷺ نے اپنی حدیث مبارک کو مکمل کیا میں نے اپنی چادر کو سمیٹ لیا اس کے بعد میں جو حدیث بھی حضور ﷺ سے سنتا مجھے یاد رہتی۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ''تاریخ'' میں ابن مندہ، امام البیہقی، ابن السکن، ابن سعد اور ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہم نے آمنہ بنت ابی الشعثاء کی سند سے ابوسفیان الفزاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں اپنے غلاموں کے ساتھ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اور اسلام قبول کیا آپ ﷺ نے اپنا دست اقدس میرے سر پر پھیرا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غلام کہتے ہیں کہ ہم نے دیکھا کہ آپ کے سارے بال سفید ہو چکے تھے لیکن آپ کے سر کا وہ حصہ جہاں حضور ﷺ نے اپنا دست اقدس پھیرا تھا وہ ابھی تک کالا تھا۔

ابن سعد، ابن مندہ، امام بغوی، امام البیہقی اور ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہم نے حضرت عطا رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو حضرت سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غلام تھے، سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت سائب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سر کا اگلا حصہ ابھی تک کالا تھا حالانکہ اس کے علاوہ آپ کے سر کے تمام بال سفید ہو چکے تھے میں نے کہا میرے آقا! آپ کے بال کتنے عجیب ہیں۔ میں نے کسی اور شخص کے اتنے تعجب خیز بال نہیں دیکھے انہوں نے کہا اے بیٹے! اس کے بارے میں تجھے کوئی علم نہیں۔ ایک دفعہ میں بچوں کے ساتھ کھیل رہا تھا کہ حضور ﷺ وہاں سے گزرے آپ ﷺ نے مجھ سے پوچھا کہ تو کون ہے میں نے کہا میں سائب بن یزید ہوں آپ ﷺ نے اپنا دست اقدس میرے سر پر پھیرا اور فرمایا اللہ تعالیٰ تجھے بابرکت بنائے۔ سر کے وہ بال جہاں آپ ﷺ کا دست اقدس لگ گیا تھا وہ ابھی تک سفید نہیں ہوئے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ''تاریخ'' میں اور امام البیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے یونس بن محمد بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی سند سے روایت کیا ہے وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ جب حضور اکرم ﷺ مدینہ طیبہ تشریف لائے اس وقت میری عمر دو ہفتے تھی مجھے آپ ﷺ کی بارگاہ میں پیش کیا گیا۔ آپ ﷺ نے میرے سر پر اپنا دست اقدس پھیرا میرے لئے برکت کی دعا کی اور فرمایا میرے نام پر اس کا نام رکھو لیکن میری کنیت پر کنیت نہ رکھنا جب آپ ﷺ نے حجۃ الوداع ادا فرمایا اس وقت میری عمر بیس سال تھی۔ حضرت یونس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے والد صاحب بوڑھے ہو گئے حتیٰ کہ ان کے تمام بال سفید ہو گئے لیکن آپ کے سر اور داڑھی کے وہ بال کالے ہی رہے جس پر دست مصطفیٰ ﷺ لگ گیا تھا۔

امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ نے معجم میں اور امام البیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے عمرو بن ثعلب الجہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ ملاقات کا شرف حاصل کیا آپ کے دست اقدس پر ایمان لایا آپ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

درمیان والی جلد کو پکڑ کر کھینچا۔اس کی کھانسی کی بیماری جاتی رہی اس کے بعد اسے کبھی بھی کھانسی نہیں ہوئی جس جگہ پر حضور ﷺ نے اپنی مبارک انگلیاں لگائی تھیں وہاں ایک بال نکل آیا۔ابوالطفیل فرماتے ہیں کہ میں نے اس بال کو دیکھا مجھے ایسے محسوس ہوا کہ وہ "قُنفُذ" (1) کا بال ہے۔اس شخص نے اہل حروراء کے ساتھ مل کر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ کے خلاف بغاوت کر دی۔اس کے والد نے اس کو پکڑ کر قید کر دیا۔اس کا وہ بال گر گیا جس کا اسے بہت صدمہ ہوا۔اس شخص سے لوگوں نے کہا کہ تیرا یہ بال اس بغاوت کی وجہ سے گرا ہے جو تو نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلاف کی ہے۔اب بھی تیرے لئے موقع ہے کہ تو توبہ کر لے۔اس شخص نے بغاوت سے توبہ کر لی۔حضرت ابوالطفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ توبہ کرنے کے بعد اس کا وہ بال اپنی جگہ پر دوبارہ نکل آیا ہے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک اور سند سے ابوالطفیل ہی سے یہ روایت ان الفاظ میں بیان کی ہے کہ حضور ﷺ کے عہد ہمایوں میں ایک شخص کے ہاں بچے کی ولادت ہوئی۔وہ اپنے بچے کو اٹھا کر بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا۔حضور ﷺ نے اس کے لئے برکت کی دعا فرمائی اور اس کی پیشانی کو پکڑا۔اس کی پیشانی پر ایک بال نکل آیا وہ گھوڑے کی دم کے بالوں کی طرح کا ایک بال تھا۔جب وہ بچہ جوان ہوا تو اس نے خوارج کا ساتھ دیا۔جس کی وجہ سے اس کی پیشانی سے وہ بال گر گیا ہم نے اس کو نصیحت کی اور کہا کہ کیا تجھے معلوم نہیں کہ تیرے چہرے سے حضور ﷺ کی برکت ختم ہوگئی ہے ہماری یہ بات سن کر اس نے توبہ کی۔اللہ تعالیٰ نے وہ بابرکت بال اس کے چہرے پر دوبارہ اگا دیا۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے "طبقات" میں ذکر کیا ہے کہ ہلب بن زید بن عدی وفد کی صورت میں بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے۔حضرت ہلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ گنجے تھے آپ ﷺ نے اپنا دست اقدس ان کے سر پر پھیرا جس کی برکت سے ان کے سر پر بال نکل آئے۔اسی وجہ سے ان کو "ہلب" کے نام سے موسوم کیا گیا۔

ابن عساکر اور مدائنی رحمۃ اللہ علیہما نے روایت کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت اسید بن ابی ایاس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چہرے پر اپنا دست اقدس پھیرا اور ان کے سینے پر اپنا مبارک ہاتھ پھیرا۔اس کے بعد حضرت اسید رضی اللہ تعالیٰ عنہ جس تاریک گھر میں داخل ہوتے وہاں اجالا ہو جاتا۔

حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت حنظلہ بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہیں لے کر بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے۔حضور ﷺ نے ان پر اپنا لعاب دہن لگایا اور ان کو دم کیا انہوں نے آپ ﷺ کے لعاب مبارک کو چاٹنا شروع کر دیا آپ ﷺ نے فرمایا یہ پانی کی طرف راہ نمائی کرنے والا ہے وہ جس زمین کی طرف بھی راہ نمائی کرتے اسی میں ہی پانی نکل آتا۔

"السیرۃ النبویۃ" میں بیان کیا گیا ہے کہ غزوہ بدر کے دن حضرت حارثہ بن سراقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید ہو گئے جب حضور اکرم ﷺ مدینہ طیبہ میں تشریف لائے تو ان کی والدہ محترمہ آپ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئیں اور عرض کی یا رسول

1۔ایک چوہا نما جانور۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کے فوراً بعد اس کی داڑھی سیاہ ہوگئی حالانکہ پہلے اس کی داڑھی سفید تھی۔

عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک یہودی نے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دودھ پلانے کے لئے اپنی اونٹنی کو دوہا۔ آپ ﷺ نے اس کے لئے دعا فرمائی کہ اے میرے پروردگار! اس کو جمال عطا فرما۔ آپ کی دعا کے بعد اس کے بال انتہائی سیاہ ہو گئے۔ حضرت معمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علاوہ ایک اور صحابی سے سنا ہے کہ وہ یہودی ستر سال زندہ رہا لیکن اس کے بال سفید نہ ہوئے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابوالعلاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت قتادہ بن ملحان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عیادت کی ان کے گھر کے سامنے سے ایک شخص گزرا میں نے اس شخص کو حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چہرے میں دیکھ لیا۔ حضور ﷺ نے حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چہرے پر اپنا دست اقدس پھیرا تھا۔ میں نے جب بھی انہیں دیکھا ان کا چہرہ تروتازہ اور شاداب ہی تھا۔

ابن شاہین رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت خزیمہ بن عاصم العکلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کیا۔ حضور ﷺ نے ان کے چہرے پر اپنا دست اقدس پھیرا اس کے بعد ان کا چہرہ ہمیشہ تروتازہ ہی رہا حتیٰ کہ ان کا انتقال ہوگیا۔

امام الطبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے ''الکبیر اور الاوسط'' میں اور امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت اُم عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو حضرت عتبہ بن فرقد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زوجہ تھیں سے روایت کیا ہے وہ فرماتی ہیں کہ حضرت عتبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ہم چار بیویاں تھیں ہم میں سے ہر ایک دوسری سے عمدہ خوشبو لگانے کی کوشش کرتی لیکن پھر بھی جو خوشبو ہمیں عتبہ سے آتی تھی وہ ہماری خوشبو سے کہیں عمدہ اور بہتر تھی۔ حضرت عتبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب بھی لوگوں کے پاس سے گزرتے تو لوگ کہتے کہ ہم نے حضرت عتبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خوشبو سے عمدہ خوشبو آج تک نہیں سونگھی۔ جب ہم نے اس خوشبو کا سبب پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ رسول کریم ﷺ کے عہد زریں میں میرے جسم پر پھنسیاں ظاہر ہوئیں۔ میں بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اور اس بیماری کی شکایت کی آپ ﷺ نے مجھے کپڑے اتارنے کا حکم دیا میں نے کپڑے اتار دیئے اور اپنا ستر چھپا کر آپ ﷺ کے آگے بیٹھ گیا آپ ﷺ نے اپنے دست اقدس پر اپنا لعاب دہن لگا کر میری پشت اور میرے پیٹ پر مل دیا۔ اسی دن سے مجھ میں یہ خوشبو پیدا ہوگئی اور میری بیماری دور ہوگئی۔

امام بیہقی اور ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہما نے حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں حضور ﷺ سے مصافحہ کیا کرتا تھا۔ آپ ﷺ کی مبارک جلد میری جلد سے لگتی تھی۔ ملاقات کے بعد تین دن تک میں اپنے ہاتھ میں ایسی خوشبو محسوس کرتا تھا جو کستوری کی خوشبو سے کہیں بہتر ہوتی تھی۔

امام البیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ابوالطفیل سے روایت کیا ہے کہ قبیلہ بنی لیث کا ایک آدمی تھا اس کا نام فراس ابن عمر تھا اس کو شدید قسم کی کھانسی لاحق ہوگئی اس کے والد نے اسے بارگاہ رسالت میں پیش کیا آپ ﷺ نے اس کی دونوں آنکھوں کے

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ان میں حضرت ابومحذورہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی موجود تھے ان کی آواز اپنے ساتھیوں سے بہت عمدہ تھی جب انہوں نے ازروئے مذاق آذان دی تو ان کی آواز کو نبی کریم ﷺ نے سماعت فرمالیا آپ ﷺ نے ان کو حکم فرمایا کہ میرے سامنے آذان دو۔ حضرت ابومحذورہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا گمان تھا کہ اس گستاخی کی وجہ سے انہیں ابھی قتل کر دیا جائے گا حضور نبی کریم ﷺ نے ان کے چہرے اور سینے پر اپنا دست اقدس پھیرا۔ حضرت ابومحذورہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ کی قسم! اسی وقت میرا دل ایمان اور یقین سے لبریز ہو گیا اور مجھے علم ہو گیا کہ آپ ﷺ اللہ کے سچے رسول ہیں۔ حضور نبی مکرم ﷺ نے انہیں آذان سکھائی اور انہیں کہا کہ وہ مکہ مکرمہ میں آذان دیا کریں۔ اس وقت ان کی عمر سترہ سال تھی ان کے انتقال کے بعد ان کی اولاد مکہ معظمہ میں آذان دیتے رہے، رضی اللہ عنھم اجمعین۔

الحمدللہ حجۃ اللہ علی العالمین فی معجزات سید المرسلین ﷺ کی جلد اول پایہ تکمیل کو پہنچی اور اللہ تعالیٰ کی نصرت اور مدد سے اس کے ساتھ دوسری جلد بھی ہے اور اس کا پہلا باب کتاب کا پانچواں باب ہے۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اللہ! صلی اللہ علیک وسلم مجھے حارثہ کے متعلق بتائیں اگر وہ جنت میں ہے تو میں غمگین تو ہوں گی لیکن آہ وفغاں نہ کروں گی اور اگر وہ جہنم میں ہے تو میں ساری زندگی اس پر روتی رہوں گی۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا اے ام حارثہ! جنت صرف ایک نہیں ہے بلکہ کئی جنتیں ہیں اور حارثہ فردوس اعلیٰ میں ہے۔ جب ام حارثہ بارگاہ رسالت سے واپس آئیں تو وہ مسکرا رہی تھیں اور کہہ رہی تھیں اے حارثہ! تجھے مبارک ہو۔ پھر تاجدار مدینہ علیہ السلام نے پانی کا ایک برتن منگوایا۔ اس میں اپنے ہاتھ مبارک دھوئے اور پانی لے کر اس میں کلی کی۔ حضرت ام حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بیٹی نے وہ پانی لیا اور پی گئی آپ علیہ السلام نے انہیں اپنے گریبانوں میں پانی کے چھینٹے مارنے کا حکم دیا۔ انہوں نے ایسا ہی کیا اور اپنے گھروں کو چلی گئیں۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ اس کے بعد مدینہ طیبہ کی کوئی عورت اس سے زیادہ خوش وخرم نہیں تھی (1)۔

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ان کے گھر میں ایک کنواں تھا حضور نبی مکرم علیہ السلام نے اپنا لعاب دہن اس میں پھینکا۔ اس لعاب کی برکت سے اس کنویں کا پانی اتنا میٹھا تھا کہ مدینہ کا کوئی پانی اس سے شیریں نہ تھا۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک کنویں سے پانی کا ایک ڈول نکالا گیا سرکار دوعالم علیہ السلام نے اس ڈول میں کلی کی پھر اس پانی کو دوبارہ کنویں میں پھینک دیا گیا۔ صرف اس کلی کی برکت سے کنویں سے کستوری جیسی خوشبو آتی تھی۔

ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ نے ''الاستیعاب'' میں روایت کیا ہے کہ حضور علیہ السلام نے زینب بنت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے چہرے پر پانی کا ایک چھینٹا مارا جس کی وجہ سے وہ حسن و جمال میں تمام عورتوں سے فزوں تر ہو گئیں۔ ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئیں اس وقت حضور نبی کریم علیہ السلام غسل فرما رہے تھے آپ علیہ السلام نے پانی کا ایک چھینٹا ان کے چہرے پر مارا جس کی وجہ سے کبرسنی میں بھی ان کا چہرہ حسین و جمیل رہا۔ ان کی شادی حضرت عبداللہ بن زمعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ہوئی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں اولاد بھی عطا فرمائی تھی وہ اپنے زمانے کی تمام عورتوں سے زیادہ ذہین اور دانشمند تھیں۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے کہ چند صحابہ کرام علیہم الرضوان سفر پر روانہ ہونے لگے تو آپ علیہ السلام نے انہیں پانی سے بھرا ہوا مشکیزہ عطا فرمایا۔ اس مشکیزے کا منہ تسمے سے باندھا گیا تھا۔ آپ علیہ السلام نے اس میں برکت کی دعا فرمائی۔ جب دوران سفر نماز کا وقت ہوا تو انہوں نے ایک جگہ قیام کیا اور مشکیزے کا منہ کھولا تو اس میں دودھ تھا اور اس کے منہ پر مکھن کی تہہ جمی ہوئی تھی۔

''السیرۃ النبویۃ'' میں ہے کہ فتح مکہ کے دن حضور علیہ السلام نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آذان دینے کا حکم دیا۔ انہوں نے کعبہ کی چھت پر کھڑے ہو کر آذان دی۔ قریش مکہ کے چند جوان حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نقل اتارنے لگے

1۔ ڈوبی ناؤ تراتے یہ ہیں روتی آنکھ ہنساتے یہ ہیں

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضور ضیاء الامت پیر محمد کرم شاہ الازہری کی

یاد گار تصانیف

تفسیر ضیاء القرآن
جلد ۵

فہم قرآن کا بہترین ذریعہ
اہل دل کے لیے ایک نایاب تحفہ

ترجمۃ القرآن جمال القرآن

قرآن پاک کا انتہائی خوبصورت ترجمہ جس کے ہر
لفظ سے اعجاز قرآن کا حسن نظر آتا ہے

سیرت ﷺ پر کتاب
ضیاء النبی
جلد ۷

درد و سوز اور تحقیق و آگہی سے
معمور تصنیف

سنت خیر الانام
فتنہ انکار سنت پر تحقیقی اور تنقیدی کتاب

مقالات
مختلف علمی روحانی اور معاشی موضوعات پر خاص مقالات کا مجموعہ
۲ جلد

مجموعہ وظائف مع دلائل الخیرات شریف

مشائخ سلسلہ عالیہ چشتیہ نظامیہ اور دیگر سلاسل
کے معمولات اور اوراد و وظائف کا مجموعہ

قصیدہ اطیب النغم

خوبصورت نعتیہ قصیدہ کی پرسوز
اور دلآویز شرح

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

فون:

- گنج بخش روڈ، لاہور 7221953-7220479
فیکس 7238010
- ۹۔ الکریم مارکیٹ اردو بازار، لاہور 7225085-7247350
- ۱۴۔ انفال سنٹر اردو بازار، کراچی 2210212-2212011
2630411

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

http://t.me/Tehqiqat

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

ataunnabi.blogsp

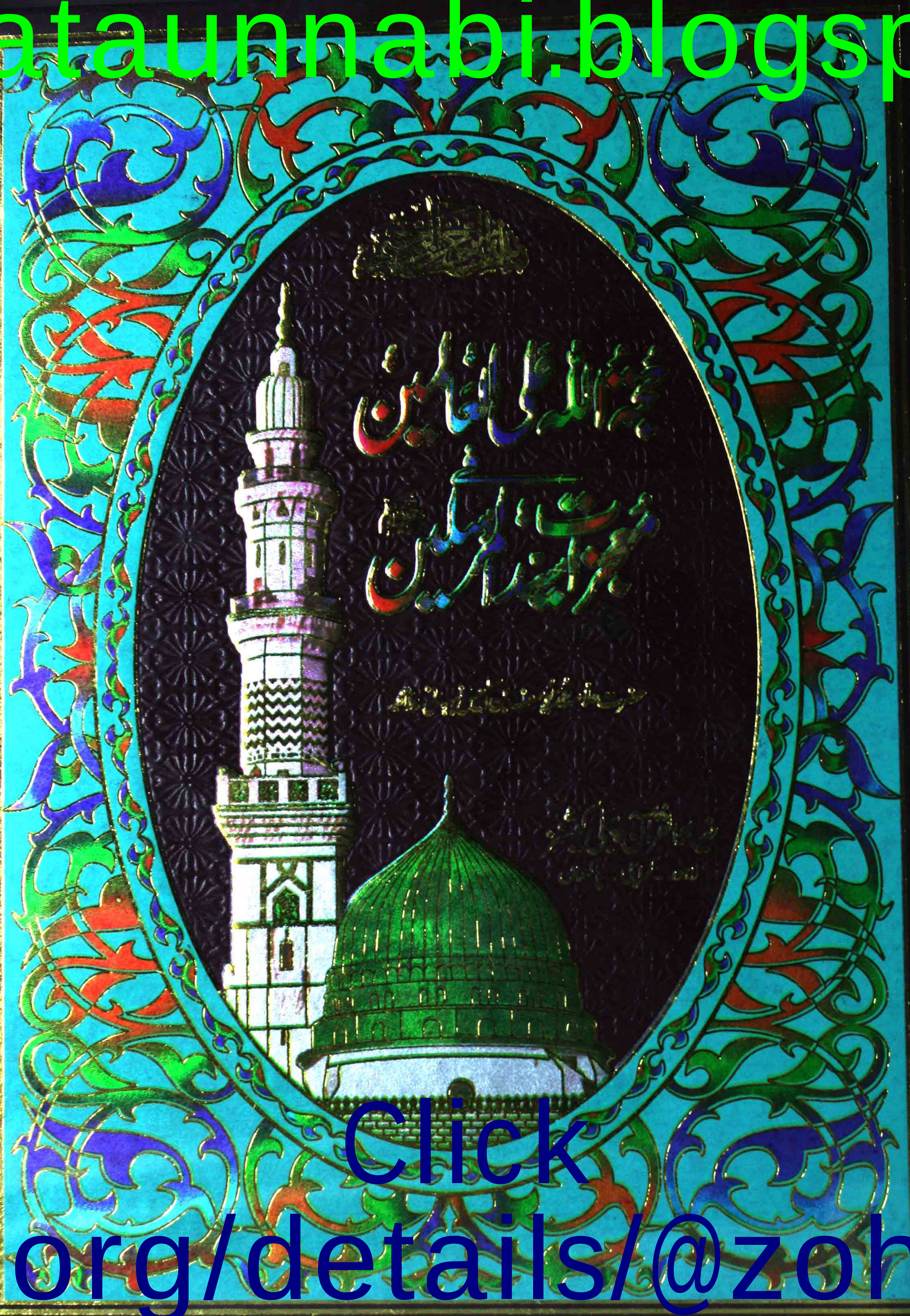

Click
org/details/@zoh

https://ataunnabi.blogspot.com/

قَدْ جَآءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ نُوْرًا مُّبِيْنًا

حُجَّةُ اللّٰہِ عَلَی الْعَالَمِیْنَ

فِی

مُعْجِزَاتِ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

جلد دوم

تصنیف: حضرت علامہ محمد یوسف بن اسمٰعیل نبہانی رحمۃ اللہ علیہ

زیرِ نگرانی: اِدارہ ضیاء المصنفین ٥ بھیرہ شریف

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

لاہور۔ کراچی۔ پاکستان

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فہرست

پانچواں باب

اس باب میں سرور کائنات ﷺ کے ان معجزات کو بیان کیا جائے گا جن میں جمادات نے آپ سے گفتگو کی، آپ کی رسالت کی گواہی دی۔ آپ کی دعوت پر لبیک کہا اور آپ کی پیروی کی۔ 15

کنکریوں اور کھانے کا تسبیح کرنا 25

ستون حنانہ کا فراق رسول اللہ ﷺ میں گریہ بار ہونا 27

در و دیوار کا آمین کہنا 31

پہاڑ کی حرکت 31

منبر کا حرکت کرنا 32

بھونی ہوئی بکری اور زہر آلود بکری کا آپ کو خبر دینا 33

اشارۂ مصطفیٰ ﷺ سے بتوں کا سجدہ ریز ہو جانا 35

چٹان میں آپ ﷺ کے قدموں کے نشان 35

آپ ﷺ کی ضرب سے چٹان کا ٹکڑے ٹکڑے ہونا 36

چھٹا باب

وہ معجزات جن میں جانور آپ ﷺ کے ساتھ ہم کلام ہوئے آپ ﷺ کی رسالت کی گواہی دی، آپ کی آواز پر لبیک کہا اور آپ کی اطاعت بجالائے 37

مکڑی کا جالا بننا اور کبوتری کا انڈا 37

حضور ﷺ کی مبارک اونٹنی 38

گھوڑے کا آپ ﷺ کی اطاعت کرنا 47

خچر کا آپ ﷺ کے حکم کو بجالانا 47

گدھے کا آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہم کلام ہونا 48

بکریوں کا حضور ﷺ کے لئے سجدہ ریز ہونا 49

ایک ہرنی کا بارگاہ رسالت میں فریاد 49

بھیڑیے کا ہم کلام ہونا 51

گوہ کا حضور ﷺ کی رسالت کی گواہی دینا 55

حضرت سفینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور شیر 57

ایک وحشی جانور کا ایمان افروز واقعہ 58

چڑیا کی فریاد 58

کوا بارگاہ رسالت میں 58

ایک پالتو جانور کا عشق مصطفیٰ ﷺ 59

ایک شیر خوار بچے کا آپ ﷺ کی رسالت کی گواہی دینا 59

ساتواں باب

اس باب میں نبی مکرم کے وہ معجزات کا بیان ہے جن کا تعلق غیب کی خبروں کے ساتھ ہے 60

آپ ﷺ کا بعض صحابہ کرام کے متعلق غیب کی خبریں دینا 63

حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے متعلق غیب کی خبریں 63

حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہم کے متعلق جنت کی بشارت 64

حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہم کے لئے جنت کا مژدہ جانفزاء 66

چاروں خلفاء کے لئے جنت کی بشارت 66

حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہم کے متعلق غیب کی خبر 67

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے متعلق غیب کی خبریں 67

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق غیب کی خبریں 68

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے متعلق غیب کی خبریں 70

سیدۃ النساء خاتون جنت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے متعلق بشارت 73

حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کے متعلق غیب کی خبریں 74

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے متعلق مختلف خبریں 74

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے متعلق پیشگوئی 77

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب	حجۃ اللہ علی العالمین فی معجزات سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم (جلد دوم)
مصنف	حضرت علامہ محمد یوسف بن اسمٰعیل نبہانی رحمۃ اللہ علیہ
مترجم	علامہ ذوالفقار علی، فاضل دارالعلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ شریف
ناشر	ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور
تاریخ اشاعت	مارچ 2002ء
تعداد	ایک ہزار
کمپیوٹر کوڈ	1Z318
قیمت	-/500 روپے کامل سیٹ

ملنے کے پتے

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

داتا دربار روڈ، لاہور۔ 7221953

9۔الکریم مارکیٹ، اردو بازار، لاہور۔ 7225085-7247350

فیکس:۔ 042-7238010

14۔انفال سنٹر، اردو بازار، کراچی

فون:۔ 021-2210212-2212011-2630411

e-mail:- zquran@brain.net.pk

Website:- www.ziaulquran.com

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کو غیب کی تین خبریں بتانا 117
حضرت عمرو بن الغفواء الخزاعی رضی اللہ عنہ کو ان کے رفیق راہ کے متعلق خبر 118
حضرت حارث بن سواء رضی اللہ عنہ کے مال میں برکت کی بشارت 118
حضرت مسعود بن الضحاک اللخمی رضی اللہ عنہ کو امارت کی بشارت 119
حضرت مسلمہ الفہری رضی اللہ عنہ کی وفات کی خبر 119
حضرت سراقہ بن مالک رضی اللہ عنہ کو کسریٰ کے کنگن پہننے کی پیش گوئی 119
حضرت قدر بن عمار رضی اللہ عنہ کے لئے امن و آتشی کی پیشگوئی 120
حضرت ذوالجوشن رضی اللہ عنہ کو غلبہ اسلام کی خوشخبری 120
حضرت ابوصفرہ رضی اللہ عنہ کے متعلق ایک غیبی خبر 120
حضرت حارث بن عبد کلال الحمیری رضی اللہ عنہ کی آمد کی خبر 121
حضرت ام ورقہ رضی اللہ عنہا کی شہادت کی خبر 121
حضرت وابصہ الاسدی رضی اللہ عنہ کے دل کی بات بتائی 121
حضرت قیس بن خرشہ رضی اللہ عنہ کے متعلق غیب کی خبر 122
حضرت ابو ریحانہ رضی اللہ عنہ کو غیب کی خبر 122
حضرت عمرو بن الحمق رضی اللہ عنہ کے انتقال کی خبر 123
حضرت الاقرع بن شفی العکی رضی اللہ عنہ کو زندگی اور ہجرت کی بشارت 123
حضرت نضر بن حارث رضی اللہ عنہ کے ارادہ کی خبر 123
حضرت قباث بن اشیم اللیثی کے دل کے ارادہ کی خبر 124
حضرت معاویہ اللیثی رضی اللہ عنہ کے وصال کی خبر 124
حضرت عوف ابن مالک الاشجعی رضی اللہ عنہ کے متعلق غیب کی ایک خبر 125
وفد عبدالقیس کے متعلق غیبی خبریں 125
ایک اعرابی کے وصال کی خبر 127
ایک منافق کی موت کی خبر 128
غزوۂ تبوک میں آپ ﷺ کے علم غیب کا اظہار 128
حضرت حارث بن سوید رضی اللہ عنہ کی موت کی خبر 129
آپ ﷺ نے دو آدمیوں کے دل کی بات بتا دی 130
حضرت عینیہ بن حصن الفزاری رضی اللہ عنہ کی خفیہ سازش کا علم 130
قریش مکہ کے بعض افراد کے قتل کی خبر 130
قریش کی دستاویز کے متعلق نبی اکرم ﷺ کی خبر 136
بعض قبائل کے ساتھ جنگ کرنے اور بعض شہروں کے فتح ہونے کی خبر 138
قیصر و کسریٰ کی ہلاکت اور فارس و روم کی فتح کی بشارت 142
حارث بن ابی شمر الغسانی کی ہلاکت کی خبر 147
مشرکین کے ایک سردار کی ہلاکت کی خبر 148
امت مسلمہ کی خوشحالی کی خبر 148
امت مسلمہ کی خلافت اور کثرت مال کی خبر 153
خلافت کے بعد ملوکیت کی خبر 155
نبی محترم ﷺ کا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے بعد کے حالات کی خبر دینا 156
بنو عباس کے حالات کی خبریں 159
غیب کی بعض خبریں جن کا ذکر پہلے نہیں ہوا 161
حضور ﷺ کا اپنی امت کے احوال کی خبر دینا 179
مدینہ طیبہ کا طاعون سے محفوظ ہونے کی خبر 188
حضرت زید بن صوحان اور حضرت جندب رضی اللہ عنہما کے متعلق پیش گوئی 188
آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ فرمانا کہ ایک مردہ میرے بعد کلام کرے گا 190
حضرت صلہ بن اشیم رضی اللہ عنہ کی شفاعت کا تذکرہ 190
وہب بن منبہ اور غیلان القدری کے متعلق خبر 190
محمد بن کعب القرظی کے متعلق پیشین گوئی 190
حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ 191
عذراء کے مقتولین کے متعلق غیبی خبر 193

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے متعلق ایک عجیب خبر	77
ام المؤمنین حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے متعلق غیب کی خبر	77
ام المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے وصال کی خبر	78
حضرت ریحانہ رضی اللہ عنہا کے اسلام لانے کی بشارت	78
حضرت زبیر بن العوام کے متعلق غیب کی خبر	78
حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے لئے مژدۂ جانفزا	79
حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے متعلق غیب کی خبر	80
حضرت جعفر طیار، حضرت زید اور حضرت ابن رواحہ رضی اللہ عنہم کی شہادت کی خبر	80
حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا راز	84
حضرت ام الفضل رضی اللہ عنہا کو ایک بشارت	84
حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے متعلق غیب کی خبر	84
حضرت نوفل بن حارث رضی اللہ عنہ کے راز کو افشاء کرنا	86
حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے متعلق غیب کی خبر	86
حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما کی شہادت کی پیش گوئی	86
حضور ﷺ کا عیاش بن ابی ربیعہ رضی اللہ عنہ کو غیب کی خبر بتانا	87
حضرت صہیب رضی اللہ عنہ کے منافع بخش سودے کی خبر	88
حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کے متعلق غیب کی خبر	88
حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کے متعلق غیب کی خبر	90
حاطب بن ابی بلتعہ کے متعلق غائبانہ اطلاع	91
حضرت عبداللہ بن سلام کو جنت کی بشارت	92
انصار رضی اللہ عنہم کے متعلق خبریں	92
حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کے متعلق غیب کی خبر	93
حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کو جنت کا مژدہ	93
حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے متعلق غیب کی خبر	94
حضرت براء بن مالک رضی اللہ عنہ کی عظمت	94
حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما کی قابل ستائش زندگی کا بیان	94
حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ کی کامیابی کی خبر	95
حضرت عمیر بن عدی الخطمی رضی اللہ عنہ کے متعلق پیشین گوئی	96
حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کے متعلق غیب کی خبر	97
حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر	98
حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی امارت وثروت	98
حضرت ابوخیثمہ رضی اللہ عنہ کے متعلق غیب کی خبر	99
حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو اکیدر کے حالات بتانا	99
عمرو بن سالم الخزاعی رضی اللہ عنہ کی استعانت	101
حضور ﷺ کو عمیر بن وہب جمی رضی اللہ عنہ کے خفیہ منصوبے کا علم	102
حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی آمد کی خبر	103
حضرت ابوموسیٰ الاشعری اوران کی قوم کی آمد کی خبر	103
حضرت ابوہریرہ، حضرت سمرہ بن جندب اور ایک شخص کے متعلق غیب کی خبر	104
حضرت عتاب، حضرت جبیر، حضرت حکیم اور حضرت سہیل رضی اللہ عنہم کے اسلام لانے کی خبر	105
حضرت سہیل بن عمرو رضی اللہ عنہ کے متعلق غیب کی خبر	105
حضرت ابوسفیان بن حرب رضی اللہ عنہ کی آمد کی خبر	107
حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق غیب کی خبر	109
حضرت عکرمہ بن ابی جہل رضی اللہ عنہ کے متعلق غیب کی خبر	110
حضرت عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ کے متعلق ایک خبر	110
حضرت شیبہ بن عثمان بن ابی طلحہ رضی اللہ عنہ کا اسلام قبول کرنا	111
حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ کو زمین عطا فرمانا	113
حضرت عبداللہ بن بسر کو طویل زندگی کی بشارت	114
حضرت عروہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر	117
حضرت جریر بن عبداللہ البجلی رضی اللہ عنہ کی آمد کی خبر	115
حضرت زید الخیر رضی اللہ عنہ کی موت کی پیشین گوئی	116
حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کے متعلق غیب کی خبر	116
حضرت صرد بن عبداللہ ازدی رضی اللہ عنہ کے متعلق غیب کی خبر	116
ام المؤمنین حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کے والد حضرت حارث رضی اللہ عنہ کو غیب کی خبر بتانا	117

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کے لئے دعا	233
حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کے لئے دعا	235
حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کے لئے دعا	235
حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ کے لئے دعا	235
حضرت عبداللہ ذی البجادین رضی اللہ عنہ کے لئے دعا	235
حضرت ثابت بن یزید رضی اللہ عنہ کے لئے دعا	236
حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے لئے دعا	236
حضرت ابو طلحہ اور ام سلیم رضی اللہ عنہما کے لئے دعا	236
حضرت ابو الیسر کعب بن عمرو رضی اللہ عنہ کے لئے دعا	237
حضرت طفیل بن عمرو الدوسی رضی اللہ عنہ کے لئے دعا	237
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور ان کی والدہ محترمہ کیلئے دعا	239
حضرت عامر بن الاکوع رضی اللہ عنہ کے لئے دعا	240
ثعلبہ بن حاطب کے لئے دعا	240
حضرت عبداللہ بن عتبہ رضی اللہ عنہ کے لئے دعا	241
حضرت مالک بن ربیعہ اسلولی رضی اللہ عنہ کے لئے دعا	241
حضرت بشر بن معاویہ بن ثور رضی اللہ عنہ کے لئے دعا	242
زہیر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ کے لئے دعا	242
حضرت عروہ البارقی رضی اللہ عنہ کے لئے دعا	242
حضرت ضمرہ بن ثعلبہ البہزی رضی اللہ عنہ کے لئے دعا	243
حضرت عبداللہ بن ہشام رضی اللہ عنہ کے لئے دعا	243
حضرت ابو سبرہ اور ان کے بیٹے رضی اللہ عنہما کے لئے دعا	243
حضرت سراقہ بن مالک رضی اللہ عنہ کے لئے دعا	243
حضرت بکر بن شداخ اللیثی رضی اللہ عنہ کے لئے دعا	246
حضرت قیلہ بنت مخرمہ رضی اللہ عنہا کے لئے دعا	247
حضرت ام قیس رضی اللہ عنہا کے لئے دعا	247
حضرت نابغہ بن جعدہ کے لئے دعائے مصطفیٰ ﷺ	247
حضرت عمیر بن سعد رضی اللہ عنہ کے لئے دعا	248
غزوۂ بدر کے دن حضور ﷺ کی دعائیں	248
بکر بن وائل کے لئے دعا	250
مدینہ طیبہ کے لئے خصوصی دعائیں	250
غزوۂ خیبر میں حضور ﷺ کی دعائیں	252
قریش کے لئے دعا	252
اہل طائف کے لئے دعا	253
تجیبی غلام کے لئے دعا	253
دیگر امور میں نبی اکرم ﷺ کی دعائیں	253
وہ افراد جن کے لئے حضور ﷺ نے بددعا فرمائی	257
عتبہ بن ابی لہب کے لئے بددعا	257
قریش کے خلاف بددعا	259
نوفل بن خویلد کے لئے بددعا	261
ابن قمیئہ اور عتبہ بن ابی وقاص کے لئے بددعا	261
غزوۂ بنی انمار میں ایک شخص کے لئے بددعا	262
غزوۂ خندق کے دن حضور ﷺ کی بددعائیں	262
عامر بن طفیل کے لئے بددعا	263
عرنیین کے خلاف بددعا	265
حدیبیہ کے دن مشرکین کے لئے بددعا	265
کسریٰ کے لئے بددعا	266
بنو حارثہ بن قرہ کے لئے بددعا	266
معاویہ بن صیدہ پر بددعا کا اثر	266
محلم بن قیامہ کے لئے بددعا	266
الحکم بن ابی العاص کے لئے بددعا	267
مختلف مقامات پر مختلف بددعائیں	267
حضور ﷺ کے دم، دعائیں اور ان کے اثرات	270
قرض کی ادائیگی کے لئے دعا	270
جنات سے تحفظ کی دعا	271
سانپ اور بچھو کا دم	271
نیند کی دعا	272
رزق میں کشادگی کی دعا	273
سانپ کے ڈسے کا دم	273
پاگل پن کا علاج	273
چوری سے حفاظت کا وظیفہ	274

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مدینہ طیبہ کے عالم حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ 193

قریش کے عالم حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق پیشین گوئی 193

امت مصطفویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے اختلاف کی خبر 193

نبی اکرم ﷺ کا خوارج کے متعلق پیشین گوئی کرنا 196

رافضہ، قدریہ، مرجیہ اور زنادقہ کے متعلق غیب کی خبر دینا 198

فتنۂ انکار حدیث کی خبر 199

نبی اکرم ﷺ کا پولیس کے متعلق خبر دینا 199

حجاج بن یوسف اور مختار بن عبید الثقفی کے متعلق خبر 200

بغداد کی تعمیر کی خبر 201

کوفہ اور بصرہ کے متعلق غیب کی خبریں 201

دوسری فصل

نبی اکرم ﷺ کے خواب اور ان کی تعبیریں 202

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے خواب اور رسول مکرم ﷺ کی تعبیریں 208

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا خواب 208

ابن زمیل الجہنی رضی اللہ عنہ کا خواب 208

عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کا خواب 209

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا خواب 210

حضرت زرارہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کا خواب 211

ایک صحابی رضی اللہ عنہ کا خواب 212

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کا خواب 212

حضور ﷺ کی پھوپھی حضرت عاتکہ بنت عبدالمطلب رضی اللہ عنہا کا خواب 213

حضرت جہیم بن الصلت رضی اللہ عنہ کا خواب 215

ام المومنین حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کا خواب 215

ام المومنین حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کا خواب 215

ام المومنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کا خواب 216

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا خواب 216

حضرت خالد بن سعید بن عاص رضی اللہ عنہ کا خواب 216

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا خواب 218

حضرت عبداللہ بن زید الانصاری کا اذان کے متعلق خواب 218

حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا ابولہب کے متعلق خواب 219

بعض صحابہ کرام کا لیلۃ القدر کو خواب میں دیکھنا 219

حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ کا خواب 219

انصار کے ایک شخص کا خواب 220

حضرت خیثمہ رضی اللہ عنہ کا خواب 220

حضرت محرز بن فضلہ رضی اللہ عنہ کا خواب 220

حضرت حنظلہ کی زوجہ محترمہ رضی اللہ عنہا کا خواب 221

ایک صحابیہ کا خواب جنہوں نے بارہ شہداء کو جنت میں دیکھا 221

حضرت طفیل بن عمرو رضی اللہ عنہ کا خواب 221

کسریٰ کا خواب 222

آٹھواں باب

سرور دو عالم ﷺ کی دعاؤں کی قبولیت کے معجزات 223

صحابہ کرام علیہم الرضوان کیلئے سرور کائنات ﷺ کی دعائیں 223

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کیلئے دعا 223

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے لئے دعا 226

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے لئے دعا 228

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے لئے دعا 229

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کیلئے دعا 229

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما کیلئے دعا 230

حضرت مقداد رضی اللہ عنہ کے لئے دعا 230

ولید بن ولید، سلمہ بن ہشام اور عیاش بن ابی ربیعہ رضی اللہ عنہم کیلئے دعا 230

حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ کے لئے دعا 230

حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ کے لئے دعا 231

حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کے لئے دعا 231

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے لئے دعا 231

حضرت خباب بن الارت رضی اللہ عنہ کے لئے دعا 232

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے لئے دعا 232

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کمال خلق کے چار اوصاف	370
کمال اخلاق	371
حجۃ الاسلام امام غزالی کے فرمودات	381
امام قسطلانی کے ارشادات	382
قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ کے فرمودات	382
ابن تیمیہ کا قول	384
حضرت علامہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ کے ارشادات	388
حضور ﷺ کی مبارک آنکھیں	390
سرور کائنات ﷺ کا دہن مبارک، لعاب مبارک اور دندان مبارک	390
روئے تاباں	392
حضور ﷺ کی مبارک بغلیں	392
حضور ﷺ کی زبان اقدس	393
حضور ﷺ کا دل مبارک	393
حضور ﷺ کی سماعت	397
حضور ﷺ کی آواز مبارک	397
نبی محترم ﷺ کی عقل مبارک	398
رسول مکرم ﷺ کا پسینہ مبارک	398
حضور ﷺ کا قد مبارک	400
حضور ﷺ کے جسم اطہر کا سایہ نہ تھا	400
جسد اطہر پر مکھی کا نہ بیٹھنا	400
نبی مکرم ﷺ کے بال مبارک	400
رسول کریم ﷺ کا خون مبارک	401
حضور ﷺ کا قدم مبارک	401
رسول کریم ﷺ کی رفتار مبارک	401
تاجدار حرم ﷺ کی نیند مبارک	402
حضور ﷺ کی قوت مجامعت	402
احتلام سے حفاظت	402
حضور ﷺ کے بول مبارک اور براز مبارک کی طہارت	403
نبی کریم ﷺ کے پیشاب مبارک سے شفاء	404
حضور ﷺ کا بے مثال حسن	404
الاخلاق المبتولة المضافة من الحضرة المحمدية	412
امام شعرانی کے فرمودات	412
چوتھی قسم	424
وہ معجزات جو حضور ﷺ کے وصال کے بعد رونما ہوئے	424
پہلا باب	
وہ خلاف عادت واقعات جو نبی محترم ﷺ کے وصال کے بعد رونما ہوئے	424
حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا کلام عقیدت	438
حضرت ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے گلہائے عقیدت	439
حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کا نذرانہ عقیدت	440
حضرت صفیہ بنت عبدالمطلب رضی اللہ عنہا کے عقیدت کے پھول	442
مصنف کا بارگاہ رسالت ﷺ میں ہدیہ خلوص	443
حضور ﷺ کے وصال کی غیبی خبر	445
حضور ﷺ کے غسل کے وقت ایک غیبی آواز	446
حضرت خارجہ بن زید رضی اللہ عنہ کی وصال کے بعد گفتگو	447
حضرت علاء رضی اللہ عنہ کی قبر انور	449
حضرت سعد رضی اللہ عنہ کا خواب	452
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا وصی	454
حاکم شام کے قاصد کا قبول اسلام	455
اسکندریہ کے سردار کا اعتراف	456
لکین کا جن	457
کعب نامی جن کا واقعہ	458
سانپ اور بیت اللہ	458
کعبہ معظمہ اور مقام ابراہیم کی ابدی نشانیاں	461
کعبہ معظمہ کے وہ مقامات جہاں دعا قبول ہوتی ہے	462
کعبہ پر حملہ کرنے والوں کا عبرتناک انجام	465
شاہ تبع کا کعبہ شریف پر حملہ کرنے کا ارادہ	465

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نواں باب

وہ معجزات جن کا تعلق کھانے اور پینے کی اشیاء کے ساتھ ہے 275

پہلی فصل

کم کھانے کا حضور ﷺ کی برکت سے زیادہ ہو جانا 275

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے کھانے میں برکت 276

انڈوں میں برکت 278

حیس میں برکت 278

کھجوروں میں برکت 278

کھانے میں برکت 279

غزوۂ تبوک میں کھانے کا زیادہ ہونا 280

حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے کھانے میں برکت 282

ولیمہ کی نرالی دعوت 284

ثرید میں برکت 284

آٹے میں برکت 285

آسمان کا کھانا 286

حضرت ابوایوب انصاری کے کھانے میں برکت 286

بکری کے گوشت میں برکت 286

حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی ہنڈیا میں برکت 287

کھانے میں برکت 287

کھجوروں میں برکت 290

جو میں برکت 292

سو کھجوروں میں برکت 294

دوسری فصل

وہ معجزات جن میں حضور ﷺ کی برکت سے دودھ میں اضافہ ہوا 297

سب سے بابرکت ذات 300

دسواں باب

اس باب میں ان معجزات کا ذکر ہے جن میں آپ ﷺ کی مبارک انگلیوں سے پانی جاری ہوا، آپ ﷺ کی برکت سے پانی زیادہ ہوا اور آپ کی دعا سے رحمت کی بارش نازل ہوئی 304

پہلی فصل

حضور ﷺ کی مبارک انگلیوں سے پانی کا رواں ہونا 304

غزوۂ ذات الرقاع میں پانی کثیر ہونا 305

حدیبیہ کے دن پانی میں برکت 305

دوسری فصل

حضور ﷺ کی برکت سے اور چھونے سے قلیل پانی کا کثیر ہونا 310

غزوۂ تبوک میں پانی کا انتظام 311

قبا کے کنویں میں برکت 313

پانی کی کثرت 315

تیسری فصل

حضور ﷺ کی دعا سے باران رحمت کا نزول 317

گیارہواں باب

ان معجزات کا تذکرہ جن کا ذکر سابقہ ابواب میں نہیں ہوا 327

حضور ﷺ کی لوگوں سے حفاظت 327

ہجرت سے قبل نبی محترم ﷺ کے معجزات 334

ہجرت مصطفی ﷺ میں رونما ہونے والے معجزات 340

بعض غزوات میں ظہور پذیر ہونے والے معجزات 343

غزوۂ احد میں رونما ہونے والے معجزات 347

غزوۂ احزاب میں ظہور پذیر ہونے والے معجزات 348

غزوۂ بنی قریظہ میں حضور ﷺ کے معجزات 349

غزوۂ خیبر میں رونما ہونے والے معجزات 349

فتح مکہ کے دن رونما ہونے والے معجزات 351

غزوۂ حنین میں رونما ہونے والے معجزات 354

غزوۂ تبوک میں رونما ہونے والے معجزات 356

بعض دیگر فوجی مہموں میں رونما ہونے والے معجزات 356

نبوت مصطفی ﷺ کی مزید علامات 357

بارہواں باب

حضور ﷺ کے معنوی معجزات کے بارے میں 369

علامہ الماوردی کی وضاحت 369

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہر مشکل وقت میں حضور ﷺ سے استمداد کرو 549
شیر سے حفاظت 549
ضیافت مصطفیٰ ﷺ 549
کنوئیں کی گہرائی سے نجات 550
حضور ﷺ کے وسیلہ سے نجات 550
میری نیا پار لگا دینا 551
راستے کا خطرہ ٹل گیا 552
نظر کرم سے بینائی مل گئی 552
علالت سے شفاء 552
قید سے نجات 553
داڑھی اُگ آئی 553
دست شفا بخش کی برکت 554
شفا ملتی ہے پل بھر میں 554
بیماری سے شفا 555
وسیلہ کی دعا 556
محبوب خدا ﷺ کا ہے کیا خوب شفاخانہ 557
ہوتی ہے شفا دم میں دم آتا ہے بے دم میں 557
مجوسی کا مشرف باسلام ہونا 558
روتی آنکھ ہنساتے یہ ہیں 559
تم نے فردوس لٹایا ہے سخاوت والے 559
جب پڑے مشکل شاہ مشکل کشا کا ساتھ ہو 560
مظلوم کی دادرسی 560
تاجدار حرم ﷺ کی نظر کرم 561
پانچ آیات کی برکت 562
آپ ﷺ کی برکت سے قرض کی ادائیگی میں آسانی 563
طاہر بنا یحییٰ کا نذرانہ 564
تیسری فصل
بھوک اور پیاس کے عالم میں نبی محترم ﷺ سے استغاثہ 565
بارگاہ رسالت میں دودھ ملنا 565
کھانے کی خواہش پوری ہوگئی 565
آپ ﷺ کے توسل سے ہر روز کھانا ملتا رہا 566
عمدہ کھجوریں مل گئیں 567
آپ ﷺ کی برکت سے کھانا مل گیا 567
بابرکت درہم 568
دریا بہا دیئے ہیں 568
رسول مکرم ﷺ کی ضیافت 569
باران رحمت کے لئے استغاثہ 570
علامہ حلبی بیان فرماتے ہیں 572
تتمہ 573
نبوت مصطفیٰ ﷺ کی صداقت کی ایک اور دلیل 584
تیسرا باب
قیامت کی چھوٹی اور بڑی وہ نشانیاں جن کی خبر حضور نبی محترم ﷺ نے دی تھی 588
پہلی قسم
وہ علامات جو ظاہر ہوئیں اور ختم ہوگئیں 588
حضور ﷺ کا وصال 588
صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا وصال 588
شہادت عثمان غنی رضی اللہ عنہ 589
فتنہ تتار 589
حجاز کی آگ 589
دجال کذابوں کا ظہور 593
بیت المقدس کی فتح 595
مدائن کی فتح 596
عرب کی سلطنت کا زوال 596
مال و دولت کی فراوانی 596
پہاڑوں کا اپنی جگہوں سے حرکت کرنا 596
تین مرتبہ زمین دھنسنا 596
زلزلوں کی کثرت 597
مسخ اور قذف 598
سرخ آندھی اور بڑے بڑے واقعات 599

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حجاج بن یوسف کا کعبہ معظمہ کی بے حرمتی کرنا	465
ابوطاہر قرمطی کا واقعہ	466
حرم کعبہ کی تعظیم کا ایک اور واقعہ	466
حرم کعبہ سے چوری کی سزا	466
حرم کعبہ میں گناہ کی سزا	467
اساف اور نائلہ کا خوفناک انجام	467
ایک شخص کے ہاتھ کا شل ہو جانا	467
ہرن کو پکڑنے کی سزا	467
زمزم	468
منیٰ	473
مزدلفہ	474
عرفات	474
حج میں ایک اور واضح نشانی	475
مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ کے کھانے میں برکت	479
بیت اللہ کا طواف کرنے والے پرندے کی داستان	480
مدد کرنے والے پرندے کی داستان	481
غزوۂ بدر کا ابدی معجزہ	481
وہ خاتون جسے کھانے پینے کی احتیاج نہ تھی	483
نورالدین محمود بن زنگی کے عہد حکومت کا ایک واقعہ	489
ایک اور حیرت انگیز واقعہ	490
رافضیوں کی سازش	491
صالحین اور پاکباز افراد کے خواب	492
حضور ﷺ کی نبوت کی صداقت کے مزید دلائل	513
حضور ﷺ کے وصال شریف کے بعد آپ ﷺ کی نبوت کے دلائل	514
اختلاف امت باعث رحمت	523
حضور ﷺ کی نبوت کے مزید دلائل	528
نبوت مصطفیٰ ﷺ پر ایک اور بین دلیل	529
حضور ﷺ کی رسالت کی صداقت کی ایک اور دلیل	532
دوسرا باب	534
حضور ﷺ کا وصال فرما جانے کے بعد مدد طلب کرنے والے لوگوں کی مدد کرنا	534
پہلی فصل	
بارگاہ رسالت میں گناہوں کی مغفرت کے لئے فریاد	534
شہادت کی آرزو پوری ہوئی	536
بیٹے کی آرزو پوری ہوئی	536
دوسری فصل	
قیدیوں، راہ گم کردہ مسافروں، مصیبت زدہ اور مریضوں کا بارگاہ رسالت میں استغاثہ کرنا	538
امام قسطلانی کا مدد کے لئے پکارنا	538
قید سے نجات مل گئی	538
اسیری سے نجات	538
یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم کی دہائی	540
مصیبت میں حضور ﷺ سے استمداد	541
نعرۂ یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم	541
بارگاہ نبوت میں مدد کی درخواست	542
ادائیگی قرضہ کے لئے استغاثہ	542
متورم پاؤں ٹھیک ہو گئے	543
آنکھ کی شفا کے لئے استغاثہ	544
بیس دراہم کے لئے التجاء	544
وسعت رزق چاہتے ہو تو شام جاؤ	544
ناظرہ تلاوت کے لئے استغاثہ	544
حضور نبی محترم سے استمداد اور سند قرأت کا حصول	545
سب کے مشکل کشا سلام علیک	546
نبی مکرم ﷺ کی حاجت روائی	547
ہاشمیہ خاتون بارگاہ رسالت میں	547
اور مجھے میرا نور نظر مل گیا	547
منکر ونکیر سے نجات مل گئی	548
اونٹ کی دستیاں	548
مدینہ طیبہ کا راستہ مل گیا	548

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضرت عباد بن بشیر اور حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہما کی کرامت 663
حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کی کرامت 663
حضرت انس بن نضر رضی اللہ عنہ کی کرامت 664
حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ کی کرامت 664
حضرت عبداللہ بن عمرو بن حرام رضی اللہ عنہ کی کرامت 664
حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ کی کرامت 665
حضرت غالب بن عبداللہ اللیثی رضی اللہ عنہ کی کرامت 666
حضرت ابوموسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ کی کرامت 666
حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ کی کرامت 666
حضرت ابودرداء اور حضرت سلمان رضی اللہ عنہما کی کرامت 667
حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہما کی کرامت 667
حضرت سفینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامت 667
حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کی کرامت 668
حضرت ابوامامہ الباہلی رضی اللہ عنہ کی کرامت 668
حضرت ذویب بن کلاب رضی اللہ عنہ کی کرامات 668
حضرت ابوعیسیٰ بن جبر رضی اللہ عنہ کی کرامت 669
حضرت یعلیٰ بن مرہ رضی اللہ عنہ کی کرامت 669
حضرت حمزہ اسلمی رضی اللہ عنہ کی کرامت 669
حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا کی کرامت 670
حضرت زنیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی کرامت 670
حضرت ام شریک دوسیہ رضی اللہ عنہا کی کرامت 670
شہداء احد رضی اللہ عنہم کی کرامت 671
ایک صحابی رضی اللہ عنہ کی کرامت 671
ایک انصاری خاتون کی کرامت 672
حضرت ابومسلم الخولانی رضی اللہ عنہ کی کرامت 672
خاتمۃ الکتاب 674
سچ کی تعریف اور جھوٹ کی مذمت 674
پہلی بحث 674
سچ کی مدح اور جھوٹ کی مذمت 674
دوسری بحث 677
اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول محترم ﷺ کی طرف جھوٹ منسوب کرنے کی مذمت 677
تیسری بحث 678
جھوٹی حدیث روایت کرنے پر بحث 678

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حج کے راستے کا مسدود ہونا اور حجر اسود کا اٹھایا جانا 600
آسمان سے ستاروں کا ٹوٹنا 601
اموات کی کثرت 601
بغاوت کی وہ علامات جن کا اظہار تو ہو چکا ہے لیکن وہ ابھی تک
اختتام پذیر نہیں ہوئیں 602
خاتمہ 608
علامات قیامت کی تیسری قسم 610
امام مہدی کا ظہور 610
مسیح دجال کا ظہور 611
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول فرمانا 615
یاجوج اور ماجوج کا ظہور 618
مدینہ طیبہ کی ویرانی 620
کعبہ معظمہ کا گرنا 621
مغرب سے طلوع آفتاب اور دابۃ الارض کا ظہور 621
تنبیہ 622
چوپائے کا ظہور 623
دھواں 625
معطر ہوا اور بت پرستی کا اعادہ 625
مصاحف اور سینوں سے قرآن پاک کا اٹھ جانا 626
عدن سے آگ کا ظہور 627
خاتمہ 629
کرامات اولیاء کا جواز 629
پہلی بحث اولیاء کرام کی کرامات کے جواز پر دلائل 629
دوسری بحث کرامات کی اقسام 639
مردہ کو زندہ کرنا 639
مردوں کا کلام کرنا 640
سمندر کا پھٹنا اور پانی پر رواں ہونا 640
مختلف اشیاء کا تبدیل ہو جانا 640
زمین کا سمٹ جانا 640
حیوانات اور جمادات کا محو کلام ہونا 640
بیماروں کا شفایاب ہونا 641
حیوانات کا اطاعت کرنا 641
زمانے کا پھیل جانا اور سمٹ جانا 641
دعا کی قبولیت 641
مقام تصرف پر فائز ہونا 641
زیادہ کھانا کھانے پر قدرت، حرام کھانے سے اجتناب 641
دور سے دیکھ لینا 642
ہیبت ورعب 642
حفاظت خداوندی 642
شکلیں تبدیل کر لینا 642
زمینی خزائن کا علم ہونا 643
تھوڑے عرصہ میں کثیر تصانیف کا مصنف ہونا 643
زہر اور دیگر مہلک اشیاء کا اثر نہ کرنا 643
تیسری بحث صحابہ کرام کی کرامات 645
حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی کرامات 645
حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی کرامات 646
حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی کرامات 648
حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی کرامات 650
حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی کرامات 651
حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کی کرامات 652
حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی کرامات 652
حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی کرامت 653
حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی کرامات 654
حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ کی کرامات 656
حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی کرامت 657
حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی کرامت 657
حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی کرامت 658
حضرت عاصم بن ثابت اور حضرت خبیب رضی اللہ عنہما کی
کرامات 660
حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ کی کرامت 663

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

پانچواں باب

اس باب میں سرور کائنات ﷺ کے ان معجزات کو بیان کیا جائے گا۔ جن میں جمادات نے آپ سے گفتگو کی، آپ کی رسالت کی گواہی دی، آپ ﷺ کی دعوت پر لبیک کہا اور آپ ﷺ کی پیروی کی

امام بیہقی نے ابن اسحاق کی سند سے بعض علماء سے روایت کیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے سید المرسلین کو عزت و کرامت سے نوازنے کا ارادہ فرمایا تو آپ ﷺ جس پتھر اور جس درخت کے پاس سے گزرتے وہ آپ ﷺ کو سلام عرض کرتا۔ حضور خاتم النبیین ﷺ ان کے سلام کو سنتے۔ جب آپ ﷺ اپنے پیچھے، دائیں اور بائیں نظر فرماتے تو آپ ﷺ کو درختوں اور پتھروں کے علاوہ کوئی اور چیز نظر نہ آتی۔ درخت اور پتھر آپ ﷺ کو یوں سلام عرض کرتے: ''اَلسَّلَامُ عَلَیۡکَ یَارَسُوۡلَ اللّٰہِ''

ابو نعیم نے معمر ابن سلیمان سے اور وہ اپنے والد گرامی قدر سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آپ ﷺ کو پکڑ کر ایک قالین نما چٹائی پر بٹھایا۔ اس قالین پر موتی اور یاقوت لگے ہوئے تھے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آپ ﷺ سے کہا ''اِقۡرَاۡ بِاسۡمِ رَبِّکَ الَّذِیۡ خَلَقَ ...... مَالَمۡ یَعۡلَمۡ (العلق: ۱ تا ۵)'' پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کی اے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیک وسلم خوفزدہ نہ ہوں بلاشبہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ حضور ﷺ وہاں سے واپس تشریف لائے آپ جس درخت یا پتھر کے پاس سے گزرتے وہ جھک کر آپ ﷺ کو یوں سلام عرض کرتا: ''اَلسَّلَامُ عَلَیۡکَ یَارَسُوۡلَ اللّٰہِ'' یہ سن کر آپ ﷺ کا قلب اطہر مطمئن ہو گیا۔ آپ ﷺ نے اس عزت و کرامت کو جان لیا جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو مختص فرمایا تھا۔

امام مسلم، الطیالسی، ترمذی اور امام بیہقی نے حرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی محتشم ﷺ نے فرمایا مکہ میں ایک پتھر ہے جو مجھے بعثت سے قبل سلام کہتا تھا۔ میں اب بھی اس پتھر کو جانتا ہوں۔

بعض علماء فرماتے ہیں اس پتھر سے مراد ''حجر اسود'' ہے۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ یہ پتھر حجر اسود نہیں بلکہ ایک اور پتھر تھا جو مکہ میں زقاق الحجر (گلی کا نام) یا زقاق المرفق (گلی کا نام) میں موجود تھا لوگ اس سے تبرک حاصل کرتے تھے اور وہ کہتے تھے

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جبرائیل علیہ السلام نے بارگاہ رسالت میں عرض کی کیا میں آپ ﷺ کو کوئی نشانی دکھاؤں۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کی آپ ﷺ اس درخت کو پکاریں۔ آپ ﷺ نے اس درخت کو آواز دی وہ زمین کو چیرتا ہوا آیا اور آپ ﷺ کے سامنے آکر کھڑا ہو گیا۔ آپ ﷺ نے اس درخت کو مخاطب کر کے فرمایا، واپس اپنی جگہ پر چلا جا، آپ ﷺ کا یہ فرمان سن کر درخت اپنی پہلی جگہ پر چلا گیا آپ ﷺ نے فرمایا میرے لیے یہی کافی ہے۔ میرے لیے یہی کافی ہے۔

امام بیہقی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اور امام احمد نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے یہی حدیث روایت کی ہے۔ امام بیہقی نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ مکہ کی ایک وادی کی جانب تشریف لے گئے آپ ﷺ اہل مکہ کے جھٹلانے کی وجہ سے ازحد غمگین تھے۔ آپ ﷺ نے بارگاہ ربوبیت میں التجا کی مولا! مجھے ایسی نشانی دکھا جس کو دیکھ کر میرا دل مطمئن ہو جائے اور میرا یہ فکر و اندیشہ اور غم ختم ہو جائے۔ اللہ رب العزت نے آپ کی جانب وحی فرمائی کہ آپ ﷺ اس درخت کی جس شاخ کو چاہیں بلا لیں۔ آپ ﷺ نے ایک شاخ کو آواز دی۔ وہ شاخ اپنے جگہ سے ٹوٹی اور زمین پر چلتی ہوئی بارگاہ رسالت میں حاضر ہوگئی اس کے بعد خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا اے شاخ! اپنی جگہ پر چلی جا۔ وہ دوبارہ زمین پر چلتی ہوئی اسی درخت کے ساتھ متصل ہوگئی۔ یہ معجزہ دیکھ کر سرور کائنات ﷺ بارگاہ صمدیت میں مدح خواں ہوئے۔ آپ ﷺ کا قلب مطمئن ہو گیا اور آپ ﷺ واپس گھر تشریف لے آئے۔

ابن سعد، ابویعلی، البزار، امام بیہقی اور ابونعیم نے حسن سند کے ساتھ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ مقام الحجون پر تشریف فرما تھے۔ مشرکین کی ایذا رسانیوں کی وجہ سے آپ ﷺ بہت غمگین تھے۔ آپ ﷺ نے اللہ رب العزت سے التجا کی مولا! آج مجھے ایک ایسی علامت دکھا جس کے بعد مجھے جھٹلانے والے کی کوئی پرواہ نہ رہے۔ اللہ رب العزت نے فرمایا آپ صلی اللہ علیک وسلم اس درخت کی ٹہنی کو حکم فرمائیں وہ آپ صلی اللہ علیک وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو جائے گی۔ آپ ﷺ نے اس وادی کے اس پار ایک شاخ کو صدا دی وہ شاخ زمین کو چیرتی ہوئی بارگاہ مصطفویہ ﷺ میں حاضر ہوگئی۔ وہ شاخ آپ ﷺ کے سامنے کھڑی ہوگئی اور آپ ﷺ پر سلام عرض کرنے لگے۔ پھر آپ ﷺ نے اس شاخ کو واپس جانے کا حکم دیا۔ آپ ﷺ کا فرمان سن کر وہ شاخ اپنی پہلی جگہ پر چلی گئی۔ آپ ﷺ نے یہ حیرت انگیز نشانی دیکھ کر فرمایا اب میری قوم میں جو آدمی بھی مجھے جھٹلاتا رہے مجھے اس کی کوئی پرواہ نہیں۔

ابونعیم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ مشرکین مکہ نے حضور نبی کریم ﷺ کو بہت زیادہ اذیتیں دیں۔ آپ ﷺ کی بارگاہ میں حضرت جبرائیل علیہ السلام حاضر ہوئے۔ اور آپ ﷺ کو لے کر ایک وادی کے بالائی کنارے کی طرف چلے گئے۔ اس وادی میں بہت زیادہ درخت تھے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی: آپ صلی اللہ علیک وسلم جس درخت کو چاہتے ہیں بلا لیں آپ ﷺ نے ان درختوں میں سے ایک درخت کو بلایا وہ آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور آپ ﷺ کے سامنے کھڑا ہو گیا حضرت جبرائیل نے آپ علیہ الصلوۃ والسلام کو

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کہ یہ وہ پتھر ہے جو حضور ﷺ پر سلام بھیجتا تھا۔ امام ابوحفص المیانشی جو مالکیہ آئمہ میں سے تھے وہ فرماتے تھے کہ میں نے مکہ مکرمہ میں جس شخص سے بھی ملاقات کی اس نے مجھے یہی بتایا کہ وہ پتھر جو حضور ﷺ پر سلام عرض کرتا تھا وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر کے بالمقابل دیوار میں تھا۔ وہ حضور ﷺ سے ہمکلام ہوتا تھا۔

دارمی، ترمذی، حاکم، الطبرانی، ابونعیم اور امام بیہقی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ہم رسول مکرم ﷺ کے ساتھ تھے۔ آپ ﷺ مکہ مکرمہ میں تشریف لے گئے راستہ میں آپ ﷺ جس پتھر درخت یا پہاڑ کے پاس سے گذرتے وہ آپ ﷺ کو یوں سلام عرض کرتا ''اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ'' میں ان اشیاء کے سلام کو سنتا تھا۔

البزار اور ابونعیم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے وہ فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا'' جب مجھ پر وحی کی گئی تو اس وقت میں جس پتھر یا درخت کے پاس سے گذرتا وہ مجھے یوں سلام کرتا ''اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ''

ابوسعد اور ابونعیم نے حضرت برہ بنت ابی تجراہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو عزت وکرامت سے نوازنے کا ارادہ کیا اور آپ کو مبعوث کرنا چاہا تو اس وقت آپ ﷺ قضائے حاجت کے لیے اتنی دور تشریف لے جاتے کہ آپ ﷺ کو کوئی گھر نظر نہ آتا آپ ﷺ گھاٹیوں کی طرف تشریف لے جاتے۔ آپ ﷺ جس پتھر یا درخت کے پاس سے بھی گذرتے وہ آپ ﷺ کو یوں سلام کرتا: ''اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ'' دائیں، بائیں اور پیچھے کی طرف توجہ فرماتے۔ لیکن آپ کو کوئی شخص نظر نہ آتا۔ ابونعیم نے اپنی روایت میں یہ اضافہ کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ ان کے سلام کا جواب ارشاد فرماتے تھے۔ آپ فرماتے: ''وَعَلَیْکَ السَّلَامُ'' حضرت جبرائیل امین نے آپ ﷺ کو سلام سکھایا تھا۔

علامہ سید احمد دحلان رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''السیرۃ النبویۃ'' میں فرمایا ہے۔ وہ روایات جن میں آپ ﷺ کے لیے درختوں کا محو کلام ہونا مذکور ہے وہ کثیر بھی ہیں اور مشہور بھی۔ علماء نے انہیں جلیل القدر صحابہ کرام مثلاً حضرت عمر بن خطاب، حضرت علی بن ابی طالب، حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت جابر بن عبداللہ، حضرت اسامہ بن زید، حضرت انس بن مالک اور حضرت یعلی بن مرہ رضی اللہ عنہم وغیرہم سے روایت کیا ہے۔ ان صحابہ کرام سے یہ روایات کثیر التعداد تابعین نے روایت کی ہیں۔ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے شفا میں فرمایا ہے۔ یہ روایات اپنی وسعت اور انتشار کی وجہ سے قوی ہوگئیں ہیں۔

شہاب خفاجی نے فرمایا ہے یہ روایات بہت سے صحابہ کرام اور کثیر تابعین سے روایت کی گئی ہیں۔ حتی کہ یہ اب تواتر معنوی کے درجہ کو پہنچ گئی ہیں اب یہ اپنے مرتبہ میں اتنی قوت اختیار کر چکی ہیں کہ کوئی بھی عقل مندان میں شک نہیں کر سکتا۔

ابن ابی شیبہ، ابویعلی، دارمی اور ابونعیم نے اعمش کی سند سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ کہ حضور ﷺ مکہ معظمہ سے باہر تشریف فرما تھے۔ مشرکین نے آپ ﷺ کو اتنی اذیتیں دیں۔ کہ آپ ﷺ خون میں لت پت تھے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے بارگاہ رسالت میں عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم آپ کو کیا ہوا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس قوم نے مجھے اذیتیں دے کر لہولہان کر دیا ہے اور میرے ساتھ یہ سلوک کیا ہے۔ حضرت

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تھی۔ جنات نے آپ ﷺ سے عرض کی کہ وہ کون سی چیز ہے جو آپ کی رسالت کی گواہی دے گی۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ درخت میری رسالت کی گواہی دے گا۔ آپ ﷺ نے اس درخت کو گواہی کے لیے بلایا۔ وہ درخت اپنی جڑوں کو گھسیٹتا ہوا آیا اور آپ کی رسالت کی گواہی دی۔

امام بخاری نے تاریخ میں امام بیہقی، دارمی اور امام ترمذی نے صحیح سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے۔ وہ فرماتے ہیں۔ کہ ایک اعرابی بارگاہ رسالت میں آیا اس نے عرض کی میں کس طرح پہچانوں کہ آپ صلی اللہ علیک وسلم اللہ کے سچے نبی ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اگر میں اس کھجور کے خوشے کو بلالوں تو کیا تو مجھ پر ایمان لے آئے گا۔ اس نے عرض کی ہاں۔ آپ ﷺ نے اس کھجور کے خوشہ کو آواز دی وہ خوشہ اچھلتا ہوا آپ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو گیا۔ پھر حضور ﷺ نے فرمایا اپنی جگہ پر چلا جا وہ خوشہ اپنی جگہ پر چلا گیا یہ معجزہ دیکھ کر وہ اعرابی مسلمان ہو گیا۔

ایک روایت میں ہے کہ اس خوشے نے کھجور سے آہستہ آہستہ نیچے آنا شروع کیا حتی کہ وہ زمین پر گر پڑا۔ پھر سجدہ ریزیاں کرتا ہوا بارگاہ رسالت میں حاضر ہو گیا۔ پھر جب آپ ﷺ نے اس کو واپس جانے کے لیے کہا تو وہ واپس چلا گیا۔

امام احمد، الطبرانی، اور امام البیہقی نے حضرت یعلی بن مرہ الثقفی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک سفر میں میں حضور ﷺ کے ساتھ تھا۔ ہم اپنے سفر پر رواں دواں رہے حتی کہ ہم نے ایک جگہ قیام کیا۔ اس جگہ حضور نبی اکرم ﷺ محو استراحت ہو گئے۔ ایک درخت زمین کو چیرتا ہوا آیا اور اس نے آپ ﷺ کا طواف کیا پھر اپنی جگہ پر واپس چلا گیا جب حضور نبی مکرم ﷺ نیند سے بیدار ہوئے تو میں نے آپ ﷺ کو تمام واقعہ عرض کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ وہ درخت تھا۔ جس نے اپنے رب سے مجھے سلام کرنے کی اجازت حاصل کی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو اجازت دے دی۔

امام مسلم نے اپنی صحیح میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک غزوہ میں شرکت کے لیے ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ روانہ ہوئے۔ حتی کہ ہم نے ایک وسیع وادی میں قیام کیا حضور پرنور ﷺ قضائے حاجت کے لیے تشریف لے گئے میں بھی پانی کا برتن لے کر آپ ﷺ کے پیچھے چل پڑا۔ حضور پرنور ﷺ نے دیکھا تو آپ کو کوئی ایسی چیز نظر نہ آئی جس سے آپ ستر پوشی فرمائیں اس وادی کے کنارے پر دو درخت تھے۔ ان دونوں میں سے ایک کی طرف حضور ﷺ تشریف لے گئے۔ آپ ﷺ نے اس درخت کی شاخوں میں سے ایک شاخ کو پکڑا اور فرمایا اللہ کے حکم سے میرے ساتھ جھک جا۔ وہ شاخ فرمانبردار اونٹ کی طرح آپ ﷺ کے ساتھ جھک گئی۔ آپ ﷺ دوسرے درخت کے پاس تشریف لے گئے اسے بھی یہی حکم سنایا پھر آپ نے دونوں شاخوں کو جمع کیا اور فرمایا اللہ کے حکم سے مل جاؤ۔ وہ دونوں درخت آپس میں مل گئے۔ دوسری روایت میں ہے کہ جب نبی المرسلین ﷺ نے ان دونوں درختوں میں سے ایک کی شاخ کو پکڑا تو حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے فرمایا اس درخت سے کہو کہ تمہیں رسول کریم ﷺ فرمار ہے ہیں کہ دوسرے درخت کے ساتھ مل جا حتی کہ میں تم دونوں کے پردہ میں قضائے حاجت کرسکوں حضرت جابر فرماتے ہیں کہ میں نے اس درخت کی ٹہنی کو کھینچا حتی کہ وہ درخت دوسرے درخت کے ساتھ مل گیا۔ حضور ﷺ نے ان کے پردہ میں قضائے حاجت

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مخاطب کر کے کہا'' آپ صلی اللہ علیک وسلم حق پر ہیں۔''

البزار نے حضرت بریدہ نے الخصیب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک اعرابی بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اس نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم آپ کی رسالت کی نشانی کیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے اعرابی! جا اس درخت کو جا کر حکم دے کہ رسول اللہ ﷺ تجھے بلا رہے ہیں۔ اعرابی نے اس درخت کو آپ ﷺ کا حکم سنایا۔ آپ ﷺ کا حکم سن کر وہ درخت پہلے دائیں پھر بائیں پھر آگے اور پیچھے جھکا اس کی جڑیں زمین سے اکھڑ گئیں۔ پھر اپنی جڑوں سمیت زمین کو چیرتا ہوا بارگاہ رسالت میں حاضر ہو گیا اور یوں سلام عرض کرنے لگا: ''اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ'' اعرابی نے کہا اب آپ صلی اللہ علیک وسلم اس درخت کو حکم دیں کہ وہ دوبارہ اپنی جگہ پر چلا جائے۔ آپ ﷺ کا حکم سن کر وہ درخت دوبارہ اپنی جگہ پر چلا گیا۔ اس کی جڑیں زمین میں دھنس گئیں اور وہ سیدھا کھڑا ہو گیا۔ آپ ﷺ کا یہ معجزہ دیکھ کر وہ اعرابی عرض کرنے لگا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! مجھے اجازت دیجئے کہ میں اسلام قبول کرنے کے بعد آپ صلی اللہ علیک وسلم کے سامنے سجدہ ریز ہو جاؤں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اگر میں کسی کو کسی کے لئے سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو میں عورت سے کہتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کیا کرے۔ یہ ممانعت سن کر اعرابی نے کہا آپ ﷺ مجھے حکم فرمائیں کہ میں آپ ﷺ کے ہاتھ اور پاؤں کو بوسہ دوں۔ آپ ﷺ نے اجازت دی اس اعرابی نے آپ ﷺ کے ہاتھ اور پاؤں کو بوسہ دیا۔

ابونعیم نے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک اعرابی بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اس نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میں نے اسلام تو قبول کر لیا ہے۔ آپ ﷺ مجھے کوئی ایسا معجزہ دکھائیں جس سے میرے یقین میں اضافہ ہو جائے۔ آپ ﷺ نے اس اعرابی سے فرمایا تو کس قسم کا معجزہ طلب کرتا ہے۔ اس نے عرض کی آپ ﷺ اس درخت کو حکم دیں۔ وہ آپ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو۔ آپ ﷺ نے فرمایا جاؤ اور اس درخت کو بلاؤ۔ اعرابی اس درخت کے پاس آیا اور اس سے کہنے لگا۔ مصطفیٰ ﷺ کی آواز پر لبیک کہو۔ یہ سن کر وہ درخت ایک جانب جھکا حتی کہ اس کی اس جانب کی تمام جڑیں زمین سے اکھڑ گئیں پھر وہ دوسری جانب جھکا حتی کہ اس طرف کی بھی تمام جڑیں اکھڑ گئیں پھر وہ درخت بارگاہ رسالت میں حاضر ہو گیا اور یوں سلام عرض کرنے لگا: ''اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ'' یہ معجزہ دیکھ کر اعرابی نے کہا میرے لیے یہی کافی ہے۔ میرے لیے یہی کافی ہے۔ حضور نبی مکرم ﷺ نے اس درخت سے کہا اپنی جگہ پر واپس چلا جا، آپ کا یہ فرمان سن کر وہ واپس چلا گیا۔ یہ حیرت انگیز معجزہ دیکھ کر اس اعرابی نے کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم مجھے اجازت دیجئے کہ میں آپ کے سر مبارک اور پاؤں مبارک کو بوسہ دوں۔ اس نے آپ ﷺ کے سر مبارک اور پاؤں مبارک کو بوسہ دیا پھر اس نے آپ کو سجدہ کرنے کی اجازت طلب کی آپ ﷺ نے فرمایا کوئی شخص بھی اپنے خالق کے علاوہ کسی مخلوق کو سجدہ نہ کرے۔

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ جس رات جنات نے آپ ﷺ کی زبان اقدس سے قرآن سنا تھا اس رات ایک درخت نے آپ ﷺ کی رسالت کی گواہی دی

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

آپ مجھے پچھاڑ دیں گے؟ آپ اپنے عزیز اور حکیم رب کو بلالیں کہ وہ میرے خلاف آپ کی اعانت کرے میں بھی لات و عزیٰ کو بلالیتا ہوں۔ اگر آپ نے مجھے پچھاڑ دیا تو پھر میرے ریوڑ سے آپ کو اپنی پسند کی دس بکریاں لینے کی اجازت ہوگی اس وقت نبی کریم ﷺ نے فرمایا اگر تو کشتی لڑنا چاہتا ہے تو میں اس کے لیے تیار ہوں۔ حضور ﷺ نے دعا کے لئے اپنے ہاتھ بلند کیے پھر اس کو پچھاڑ دیا اور اس کے سینے پر بیٹھ گئے رکانہ نے کہا آپ (صلی اللہ علیک وسلم) میرے سینے سے اٹھ جائیں۔ آپ وہ ذات نہیں جس نے مجھے پچھاڑا ہے بلکہ آپ ﷺ کے عزیز اور حکیم رب نے مجھے شکست دی ہے۔ اور لات وعزیٰ نے مجھے ذلیل کردیا ہے۔ آپ سے کشتی لڑنے سے پہلے کسی شخص نے بھی میرا پہلوز مین پر نہیں لگایا تھا۔ رکانہ نے کہا آئیں ہم دوبارہ کشتی لڑتے ہیں۔ اگر آپ نے مجھے اس کشتی میں مغلوب کرلیا پھر آپ ﷺ کو میرے اس ریوڑ سے اپنی پسند کی دس اور بکریاں لینے کی اجازت ہوگی۔ آپ ﷺ نے پھر دعا کے لیے اپنے ہاتھوں کو بلند کردیا۔ حضور ﷺ نے کشتی میں رکانہ کو پھر مغلوب کردیا اور آپ اس کے سینے پر بیٹھ گئے۔ رکانہ نے کہا آپ اٹھ جائیں آپ (صلی اللہ علیک وسلم) نے مجھے مغلوب نہیں کیا بلکہ آپ کے حکیم اور عزیز معبود نے مجھے شکست سے دوچار کیا ہے اور لات وعزیٰ نے مجھ رسوا کردیا ہے۔ آپ سے قبل کوئی شخص بھی میرا یہ پہلوز مین پر نہیں لگا سکا تھا۔ رکانہ نے پھر کہا اگر اب تیسری مرتبہ آپ نے مجھے پچھاڑ دیا تو پھر میں آپ کو اپنے ریوڑ کی دس ایسی بکریاں آپ کو دوں گا جو آپ پسند فرمائیں گے۔

آپ ﷺ نے تیسری مرتبہ بھی رکانہ کو پچھاڑ دیا۔ رکانہ نے کہا آپ (صلی اللہ علیک وسلم) نے مجھے نہیں پچھاڑا آپ (صلی اللہ علیک وسلم) کے عزیز اور حکیم رب نے مجھے مغلوب کیا ہے۔ مجھے لات وعزیٰ نے رسوا کردیا ہے۔ وہ میری بکریاں چر رہی ہیں ان میں سے آپ جو چاہیں پسند کرلیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا میں بکریوں کی خواہش نہیں کرتا۔ میں تو تجھے اسلام کی دعوت دیتا ہوں۔ مجھے یہ پسند نہیں کہ تو آتش جہنم کا ایندھن بنے اگر تو اسلام قبول کرلے گا تو بچ جائے گا۔ رکانہ نے کہا میں اس وقت تک ہرگز اسلام قبول نہیں کروں گا جب تک آپ ﷺ مجھے کوئی نشانی نہ دکھادیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیا تیرا کوئی گواہ ہے کہ اگر میں اپنے رب سے دعا مانگوں اور وہ تجھے کوئی نشانی دکھادے تو تو میری دعوت پر لبیک کہے گا؟ رکانہ نے جواب دیا۔ ہاں، آپ ﷺ کے قریب ہی ایک ببول کا درخت تھا۔ جس کی کئی چھوٹی اور بڑی شاخیں تھیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اس کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا ''اللہ کے حکم سے میری طرف آجا، وہ درخت دو حصوں میں تقسیم ہوگیا اس کا ایک حصہ اپنے تنے اور شاخوں سمیت بارگاہ مصطفویہ ﷺ میں حاضر ہوگیا وہ درخت حضور نبی کریم ﷺ اور رکانہ کے درمیان آکر کھڑا ہوگیا۔ یہ معجزہ دیکھ کر رکانہ نے کہا آپ (صلی اللہ علیک وسلم) نے مجھے ایک عظیم علامت دکھائی ہے اب آپ اس کو حکم دیں کہ یہ دوبارہ اپنی جگہ پر چلا جائے۔ حضور ﷺ نے اس سے کہا کیا تو اللہ کو گواہ بناتا ہے کہ اگر میں اپنے رب سے دعا مانگوں اور یہ درخت واپس اپنی جگہ پر چلا جائے تو تو اسلام قبول کرلے گا۔ رکانہ نے جواب دیا ہاں میں آپ کی دعوت کو قبول کرلوں گا۔ وہ درخت اپنی شاخوں اور تنے سمیت واپس چلا گیا اور دوسرے حصہ کے ساتھ مل گیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا: اے رکانہ! اسلام قبول کرلے تو بچ جائے گا۔ رکانہ نے جواب دیا۔ اگرچہ آپ (صلی اللہ علیک وسلم) نے ایک عظیم معجزہ دکھایا ہے۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فرمائی۔ میں دوڑتا ہوا واپس آ گیا اور ایک مقام پر بیٹھ کر اس عجیب وغریب واقعہ پر غور وفکر کرنے لگا۔ جب میں نے کچھ توجہ کی تو مجھے حضور ﷺ کا پیکر دلربا نظر آیا۔ اب دونوں درخت بھی ایک دوسرے سے جدا ہو چکے تھے۔ ان میں سے ہر درخت اپنے تنے پر کھڑا تھا آقائے نامدار ﷺ نے ذرا توقف کیا پھر اپنے سر سے دائیں بائیں اشارہ فرمایا۔

امام البیہقی اور ابو یعلی نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ایک غزوہ کے سفر کے دوران حضور ﷺ نے فرمایا کیا اس وادی میں قضائے حاجت کے لیے کوئی جگہ ہے میں نے عرض کی یہ وادی تو لوگوں سے بھرپور ہے یہاں تو اس مقصد کے لیے کوئی جگہ خالی نہیں ہے۔ آپ ﷺ نے مجھے فرمایا کیا تجھے کوئی پتھر یا کھجور نظر آتی ہے۔ میں نے عرض کی مجھے بعض کھجوروں کے بعض ایسے درخت نظر آتے ہیں جو ایک دوسرے کے قریب ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا جاؤ اور درختوں سے کہو کہ رسول اللہ ﷺ تمہیں حکم فرماتے ہیں کہ ایک دوسرے کے قریب ہو جاؤ۔ اور میرا یہی حکم پتھروں کو بھی جا کر سنا دو۔ میں نے کھجوروں اور پتھروں کو آپ ﷺ کا حکم سنایا تو تمام کھجوریں ایک جگہ جمع ہو گئیں اور تمام پتھر تہ بہ تہ ہو گئے۔ حضور ﷺ نے قضائے حاجت فرمائی پھر مجھے ارشاد فرمایا کہ اب ان کھجوروں اور پتھروں سے کہہ دو کہ وہ جدا جدا ہو جائیں مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ میں نے انہیں دیکھا کہ وہ علیحدہ علیحدہ ہو رہے ہیں۔ حتی کہ وہ اپنی جگہ پر جاگزین ہو گئے۔

امام احمد اور امام بیہقی، الطبرانی نے صحیح سند کے ساتھ یعلی بن سیابہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ ایک سفر میں میں حضور نبی اکرم ﷺ کی معیت میں تھا۔ آپ ﷺ نے دو کھجوروں کو آپس میں مل جانے کا حکم دیا۔ آپ ﷺ کا حکم سن کر وہ دونوں کھجوریں آپس میں مل گئیں۔

سیرت نگاروں نے روایت کیا ہے کہ جب حضور ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ غار ثور میں داخل ہوئے اور کفار مکہ نے ان کا تعاقب کیا تو اللہ تعالیٰ نے غار کے دہانے پر ''ام غیلان'' کا درخت اگا دیا اس کا قد انسان کے قد کے برابر تھا۔ اس پر کانٹے بھی تھے اور سفید پھول بھی۔ وہ پھول پروں کی طرح نرم ونازک ہوتے ہیں۔ اس کے پھول تکیے میں بھرے جاتے ہیں۔ درخت کفار کے سامنے ایک آڑ بن گیا۔

امام بیہقی اور ابو نعیم نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ بنی ہاشم کا ایک پہلوان تھا، اس کا نام رکانہ تھا، وہ تمام لوگوں سے زیادہ بہادر اور قوی تھا، وہ مشرک تھا اور وادی اضم میں بکریاں چرایا کرتا تھا۔ ایک دن حضور ﷺ اپنے کاشانہ اقدس سے نکلے اور اس وادی میں تشریف لے گئے۔ آپ ﷺ نے رکانہ سے ملاقات کی۔ اس وقت حضور نبی مکرم ﷺ کے ساتھ کوئی اور آدمی نہ تھا۔ رکانہ آپ کے پاس آ کر کہنے لگا۔ اے محمد! (صلی اللہ علیک وسلم) کیا آپ وہ شخص ہیں جو ہمارے بتوں لات وعزیٰ کو دشنام طرازی کرتے ہیں۔ اور اپنے حکیم اور عزیز رب کی طرف دعوت دیتے ہیں۔ اگر ہمارے اور آپ کے درمیان قرابت داری کا تعلق نہ ہوتا تو میں آپ سے کوئی گفتگو نہ کرتا بلکہ آپ کو قتل کر دیتا۔ آج آپ اپنے عزیز اور حکیم رب کو پکار لیں۔ کہ وہ آپ کو مجھ سے بچا لے میں عنقریب آپ پر ایک معاملہ پیش کرنے لگا ہوں وہ یہ کہ کیا

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کہ آپ ﷺ کو کوئی شخص دیکھ نہیں سکتا تھا ہم ایک چٹیل میدان میں فروکش ہوئے اس میں کوئی جھاڑی یا درخت نہ تھا۔ حضور ﷺ نے مجھ سے فرمایا اے جابر! برتن پکڑو اور میرے ساتھ چلو۔ میں نے برتن کو پانی سے بھرا اور آپ ﷺ کے ساتھ ہو گیا۔ ہم اتنی دور نکل گئے کہ ہمیں کوئی شخص بھی دیکھ نہیں سکتا تھا۔ ہم نے دو درخت دیکھے جن کے مابین ایک گز کا فاصلہ تھا۔ حضور ﷺ مجھے فرما رہے ہیں۔ کہ اپنے دوسرے ساتھی کے ساتھ مل جا تاکہ میں تمہارے پیچھے بیٹھ کر قضائے حاجت کر سکوں میں نے اس درخت کو آپ ﷺ کا حکم سنایا وہ درخت دوسرے درخت کے ساتھ مل گیا۔ حضور ﷺ نے ان کے پیچھے بیٹھ کر قضائے حاجت کی پھر ہم واپس قافلہ میں آ گئے اور ہمارا کارواں سفر پر رواں دواں ہو گیا۔ اچانک ایک خاتون بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئی۔ وہ اپنے ننھے بچے کو اٹھائے ہوئے تھی۔ اس نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم شیطان روزانہ تین بار میرے اس بچے پر حملہ آور ہوتا ہے اور اس کو نہیں چھوڑتا۔ حضور نبی مکرم ﷺ نے اس خاتون سے بچہ لیکر اپنے آگے کجاوہ میں بٹھا لیا۔ آپ ﷺ نے تین مرتبہ فرمایا اے اللہ کے دشمن! دفع ہو جا میں اللہ کا رسول ہوں پھر اس خاتون کو اس کا بچہ واپس کر دیا۔ جب ہم سفر سے واپس ہوئے تو پھر ہمیں وہی عورت ملی اس کے پاس دو مینڈھے تھے اور انہیں ہانک کر لا رہی تھی اس نے اپنا بچہ بھی اٹھایا ہوا تھا۔

اس نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم اس ذات کی قسم جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے۔ شیطان اس دن کے بعد میرے بچے کے پاس نہیں آیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا ایک مینڈھا لے لو اور دوسرا واپس کر دو پھر ہم سفر پر روانہ ہو گئے۔ رسول کریم ﷺ بھی ہمارے ساتھ ہی تھے۔ آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں ایک بھاگا ہوا اونٹ حاضر ہوا جب ہم اس وادی کو عبور کرنے ہی والے تھے تو اونٹ آپ ﷺ کے سامنے سجدہ ریز ہو گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس اونٹ کا مالک کون ہے۔ انصار کے ایک نوجوان نے کہا یہ ہمارا اونٹ ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس کو کیا ہوا ہے؟ اس نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم اس کی عمر بیس سال ہو گئی ہے۔ جب یہ ضعیف ہو گیا تو ہم نے ارادہ کیا کہ ہم اس کو ذبح کر کے اس کا گوشت جوانوں میں تقسیم کریں۔ آپ علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کیا تم اسے فروخت کرنا چاہتے ہو؟ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم یہ سب مال آپ ہی کا تو ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس کے ساتھ اچھا سلوک کرو حتی کہ اس کی موت کا وقت آ جائے۔

البزار، الطبرانی اور امام البیہقی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ مکہ معظمہ کی طرف سفر کر رہے تھے۔ میں بھی آپ علیہ الصلوۃ والسلام کے ساتھ تھا۔ (الطبرانی نے مکہ کی جگہ غزوۂ حنین کا ذکر کیا ہے) حضور ﷺ قضائے حاجت کے لیے تشریف لے گئے۔ آپ ﷺ نے ایسی کوئی چیز ملاحظہ نہ فرمائی جس کی آڑ میں آپ قضائے حاجت فرمائیں۔ آپ ﷺ نے دو درخت دیکھے۔ (باقی حدیث حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث کی طرح ہی ہے)

ابو نعیم اور ابن عساکر نے حضرت غیلان بن سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم نے حضور پر نور

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

لیکن میں صرف اس وجہ سے اسلام قبول نہیں کروں گا کہ شہر کی عورتیں اور بچے میرے متعلق کہیں گے کہ میں نے اسلام صرف اس خوف اور ڈر کی وجہ سے قبول کیا ہے جو آپ ﷺ کی وجہ سے میرے دل میں داخل ہو گیا۔ حالانکہ شہر کی تمام عورتیں اور بچے جانتے ہیں کہ آج تک نہ ہی کسی شخص نے مجھے پچھاڑا ہے اور نہ ہی میرا دل مرعوب ہوا ہے۔ اب آپ اپنی بکریاں لے لیجئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اگر تو اسلام قبول نہیں کرتا تو مجھے تیری بکریوں کی کوئی ضرورت نہیں۔ حضور ﷺ واپس تشریف لے آئے۔ حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما بھی آپ ﷺ کو تلاش کرتے کرتے اس مقام پر آ گئے۔ انہیں اطلاع ملی تھی کہ حضور ﷺ وادی اضم کی طرف تشریف لے گئے ہیں۔ یہ بات مشہور تھی کہ رکانہ کی وادی میں کوئی شخص بھولے سے بھی قدم نہیں رکھ سکتا تھا۔ وہ دونوں حضرات آپ ﷺ کی جستجو میں نکلے۔ انہیں یہ خدشہ لاحق ہو گیا کہ حضور ﷺ کی ملاقات رکانہ سے ہو جائے اور وہ آپ ﷺ کو شہید نہ کر دے۔ انہوں نے ہر نشیب و فراز میں آپ ﷺ کو تلاش کرنا شروع کیا۔ اچانک انہوں نے دیکھا کہ نبی محترم ﷺ سامنے سے تشریف لا رہے تھے۔ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم آپ اس وادی میں اکیلے کیسے تشریف لے آئے۔ حالانکہ یہ بات سب لوگ جانتے ہیں کہ یہ رکانہ کی وادی ہے اور وہ تمام لوگوں سے زیادہ بہادر ہے اور آپ ﷺ کو جھٹلانے میں سب سے آگے ہے۔ حضور ﷺ نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ اس کی رسائی مجھ تک ناممکن تھی۔ میرے ساتھ اللہ تعالیٰ ہے۔ حضور ﷺ نے انہیں تمام داستان سنانا شروع کی۔ آپ ﷺ کے معجزہ کے متعلق سن کر ان دونوں نے تعجب کا اظہار کیا انہوں نے حیرت کا اظہار کرتے ہوئے پوچھا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم کیا آپ نے رکانہ کو پچھاڑ دیا تھا۔ ہمیں اس ذات کی قسم جس نے آپ صلی اللہ علیک وسلم کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے، ہم نہیں جانتے کہ کسی انسان نے اس کا پہلو زمین پر لگایا ہو۔ حضور ﷺ نے فرمایا میں نے اپنے رب سے دعا مانگی تھی۔ اسی نے اس کے خلاف میری اعانت کی تھی۔

ابو نعیم نے علقمہ کی سند سے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ غزوۂ خیبر میں ہم حضور ﷺ کی معیت میں تھے۔ آپ ﷺ نے قضائے حاجت کی خواہش فرمائی۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے عبداللہ! دیکھو کیا تمہیں کوئی ایسی چیز نظر آتی ہے جس کے پیچھے میں قضائے حاجت کر لوں میں نے غور سے دیکھا مجھے ایک اکیلا درخت نظر آیا۔ میں نے اس کے متعلق حضور ﷺ کو خبر دی۔ حضور ﷺ نے فرمایا پھر دیکھو کیا تمہیں کوئی چیز نظر آتی ہے۔ میں نے غور سے دیکھا تو مجھے دور ایک اور درخت نظر آیا میں نے اس کے متعلق آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خبر دی۔ حضور ﷺ نے فرمایا تم انہیں جا کر حکم دو کہ حضور ﷺ تمہیں حکم دے رہے ہیں کہ تم دونوں جمع ہو جاؤ میں نے انہیں سرور کائنات ﷺ کا فرمان سنایا تو وہ دونوں درخت جمع ہو گئے۔ حضور ﷺ ان درختوں کے پاس تشریف لائے ان کو اپنے لیے پردہ بنایا پھر آپ ﷺ قضائے حاجت کر کے تشریف لائے تو وہ دونوں درخت اپنی جگہ پر جا چکے تھے۔

ابن راہویہ، دارمی، ابن شیبہ اور امام بیہقی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں ایک سفر میں حضور ﷺ کے ساتھ تھا۔ جب آپ ﷺ قضائے حاجت کا ارادہ فرماتے تو آپ ﷺ اتنی دور تشریف لے جاتے

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بلائیں اور وہ آپ کی دعوت پر لبیک کہتا ہوا آپ کے پاس حاضر ہو۔ آپ ﷺ نے اس درخت کو مخاطب کر کے کہا'' آپ ﷺ کی دلنواز صدا سن کر وہ درخت دائیں بائیں جھکا حتی کہ اس کی جڑیں زمین سے نکل آئیں پھر وہ سیدھا کھڑا ہو گیا اور اپنی جڑوں کو گھسیٹتا ہوا بارگاہ رسالت میں حاضر ہو گیا۔ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اے درخت! تو کس چیز کی گواہی دیتا ہے۔ اس نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپ صلی اللہ علیک وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا تو نے سچ کہا ہے اعرابی نے عرض کی آپ صلی اللہ علیک وسلم اب اس کو حکم فرمائیں یہ اپنی جگہ پر واپس چلا جائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے درخت! اپنی جگہ پر چلا جا اور اپنی پہلی کیفیت میں ہو جا۔ وہ درخت اپنے گڑھے میں چلا گیا اس کی ہر جڑ اسی مقام پر چلی گئی جہاں وہ پہلے تھی۔ پھر ان جڑوں پر زمین ہموار ہو گئی۔ یہ معجزہ دیکھ کر اعرابی نے کہا میں ابھی اپنے گھر والوں اور اپنی قوم کے پاس جاتا ہوں، انہیں اس بھلائی کی خبر دیتا ہوں اور مومنین کے ایک گروہ کو لے کر ابھی آپ صلی اللہ علیک وسلم کی خدمت میں حاضر ہو جاتا ہوں۔

دارمی، ابو نعیم، ابن حبان، امام بیہقی، ابو یعلی، الطبرانی اور البزار نے صحیح سند کے ساتھ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک سفر میں ہم رسول کریم ﷺ کے ساتھ تھے۔ دوران سفر ایک اعرابی بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا۔ جب وہ آپ ﷺ کے قریب ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا کیا تو بھلائی کا طلب گار ہے؟ اعرابی نے عرض کی بھلائی کیا ہے؟ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا یہ گواہی دو کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں وہ یکتا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں۔ اس اعرابی نے عرض کی جو کچھ آپ صلی اللہ علیک وسلم فرما رہے ہیں اس پر کون سی چیز گواہ ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ درخت اس بات کی گواہی دے گا۔ وہ درخت اس وادی کے ایک کنارے پر تھا۔ آپ ﷺ نے اس کو بلایا وہ زمین کو چیرتا ہوا آیا اور آپ ﷺ کے سامنے کھڑا ہو گیا اس نے گواہی دی کہ آپ صلی اللہ علیک وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ اس کے بعد وہ درخت اپنی پہلی جگہ پر چلا گیا۔ وہ اعرابی اپنی قوم کے پاس واپس آیا۔ اس نے بارگاہ رسالت میں عرض کی اگر میری قوم نے میری پیروی کی تو میں اسے لے کر آپ کی بارگاہ میں حاضر ہو جاؤں گا ورنہ میں اکیلا ہی آپ کی خدمت میں حاضر ہو جاؤں گا اور آپ کے ساتھ رہوں گا۔

امام بخاری نے احمد بن محمد کی سند سے حضرت ابو عبد اللہ الصادق سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ جب تاجدار مدینہ ﷺ رکن غربی کے پاس آئے اور اس کے پاس سے گذرے تو رکن نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم کیا میں آپ کے رب کے گھر کی بنیادوں میں سے نہیں ہوں؟ پھر مجھے بوسہ کیوں نہیں دیا جاتا؟ آپ ﷺ اس رکن کے قریب ہوئے اور فرمایا اے رکن! خاموش ہو جا۔ تجھ پر سلامتی ہو اب تجھے ترک نہیں کیا جائے گا۔

کنکریوں اور کھانے کا تسبیح پڑھنا

البزار، الطبرانی، ابو نعیم اور امام بیہقی نے حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ اکیلے ہی تشریف فرما تھے۔ میں آپ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور آپ ﷺ کے ساتھ بیٹھ گیا۔ حضرت ابو بکر صدیق

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ﷺ کی معیت میں سفر کیا۔ ہم نے آپ ﷺ کی طرف سے ایک عجیب چیز کا مشاہدہ کیا۔ دوران سفر ہم ایک ایسی زمین پر سے گذرے جس میں متفرق مقامات پر کھجوریں تھیں۔ آپ ﷺ نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا اے غیلان! ان دو کھجوروں کے پاس جاؤ ان میں سے ایک کو حکم دو کہ وہ دوسری کے ساتھ مل جائے۔ ان دونوں میں سے ایک کھجور زمین کی طرف مائل ہوئی۔ زمین سے اس کی جڑیں نکل آئیں پھر وہ زمین کو چیرتی ہوئی جا کر دوسری کھجور سے مل گئی۔ حضور ﷺ ان دونوں کھجوروں کے پیچھے تشریف لے گئے۔ آپ ﷺ نے ان کے پردہ میں قضائے حاجت فرمائی اور وضو فرمایا پھر آپ ﷺ اپنی سواری پر سوار ہو گئے۔ اس کے بعد وہ کھجور زمین کو چیرتی ہوئی اپنے مقام پر چلی گئی۔ پھر ہم ایک اور منزل پر فروکش ہوئے۔ ایک عورت اپنے نور نظر کو لے کر بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئی اور عرض کرنے لگی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم یہ فرزند دلبند مجھے اپنی تمام اولاد سے پیارا ہے۔ لیکن اس کو مرض جنون لاحق ہو گیا ہے۔ میری خواہش ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو موت دے دے آپ ﷺ اس کے لیے دعا فرمائیں۔ حضور نبی محترم ﷺ نے اس بچے کو اپنی گود میں لیا اور فرمایا: بِسْمِ اللّٰهِ اَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ اُخْرُجْ عَدُوَّ اللّٰهِ ''اللہ کے نام سے شروع، میں اللہ کا رسول ہوں۔ اے اللہ کے دشمن! نکل جا'' (آپ ﷺ نے تین مرتبہ یہ فرمایا) پھر آپ ﷺ نے اس عورت سے فرمایا اپنے لخت جگر کو لے جا ان شاء اللہ اب اسے کوئی تکلیف نہیں ہوگی۔ پھر ہم اپنے سفر پر رواں دواں ہو گئے۔ ہم ایک اور مقام پر ٹھہرے۔ ایک شخص بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اس نے عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میرا ایک باغ ہے۔ جس میں میرا اور میرے عیال کا تمام سامان زیست موجود ہے۔ اس میں دو اونٹ ہیں جو شہوت پرست ہو چکے ہیں۔ انہوں نے مجھے اس باغ میں داخل ہونے سے روک دیا ہے۔ ہم میں سے کوئی بھی ان کے قریب نہیں جا سکتا۔ حضور ﷺ اپنے صحابہ کے ساتھ اس باغ کی جانب تشریف لے گئے۔ باغ کے مالک کو دروازہ کھولنے کے لیے کہا لیکن وہ خوف کی وجہ سے دروازہ نہ کھول سکا۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں دروازہ کھولتا ہوں۔ جب چابی کی وجہ سے دروازے کو حرکت ہوئی تو ان اونٹوں نے آپ ﷺ کے رخ انور کو دیکھا تو وہ اونٹ فوراً وہیں بیٹھ گئے۔ پھر انہوں نے آپ کو سجدہ کیا۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان دونوں کو ان کے سروں سے پکڑا اور ان کے مالک کو دے دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا ان کو کام میں لاؤ اور ان سے اچھا سلوک کرو۔ یہ معجزہ دیکھ کر قوم نے کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم آپ کو جانور سجدہ کرتے ہیں۔ جبکہ ہم اس کے زیادہ مستحق ہیں آپ کو سجدہ کریں۔ آپ ﷺ نے فرمایا سجدہ تو صرف اس ذات کے لیے ہے جو زندہ ہے جسے موت نہیں۔ جب ہم اپنے سفر سے واپس ہوئے تو اس بچے کی والدہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئی اس نے عرض کی مجھے اس ذات کی قسم! جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے۔ وہ بچہ قبیلے کے بچوں کے ساتھ کھیلتا تھا لیکن وہ انہیں کوئی تکلیف نہیں دیتا تھا۔

ابو نعیم نے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک اعرابی بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میں آپ کی خدمت میں حالت اسلام میں آیا ہوں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور آپ صلی اللہ علیک وسلم اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔ میری خواہش ہے کہ آپ اس سرسبز شاداب درخت کو

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ابو الشیخ نے اپنی کتاب ''العظمۃ'' میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ منبع کمالات، مجسمہ معجزات ﷺ کی خدمت اقدس میں کھانا لایا گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ کھانا اللہ تعالیٰ کی حمد کر رہا ہے۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم کیا آپ کھانے کی حمد کو سمجھ رہے ہیں؟ آپ ﷺ فرمایا ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کھانے کا یہ پیالہ اس شخص کے قریب کرو۔ جب کھانا اس شخص کے قریب کیا گیا تو اس نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم یہ کھانا تو واقعی اللہ کی حمد بیان کر رہا ہے۔ پھر یکے بعد دیگرے وہ کھانا تمام افراد کے سامنے پیش کیا گیا۔ تمام لوگوں نے تصدیق کی کہ وہ اللہ کی حمد کے نغمے الاپ رہا ہے۔

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ نبی مکرم ﷺ کی طبیعت ناساز ہوئی تو حضرت جبرائیل علیہ السلام ایک تھال لے کر آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ اس تھال میں انار اور انگور تھے۔ حضور ﷺ نے وہ پھل تناول فرمائے تو ان سے تسبیح کی آواز آرہی تھی۔

ستون حنانہ کا فراق رسول اللہ علیٰ آلہٖ وسلم ﷺ میں گریہ بار ہونا

علامہ التاج السبکی نے فرمایا ہے کہ کھجور کے تنے کا رونا (یہ معجزہ) متواتر ہے۔ کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی کثیر تعداد نے اسے روایت کیا ہے۔ تقریباً بیس صحابہ کرام علیہم الرضوان نے اس معجزہ کو روایت کیا ہے۔ ان تمام روایات کی اسناد بھی صحیح ہیں۔ یہ قطعی علم کا فائدہ دیتی ہیں۔ بعض دیگر علماء نے بھی علامہ سبکی کی پیروی کی ہے۔ انہوں نے اس معجزہ کو تواتر کے ساتھ نقل کیا ہے۔ اور ان علماء کے نزدیک ان لوگوں کو قطعی علم کا فائدہ دیتا ہے جنہیں علم حدیث سے آگاہی ہے۔ علامہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے بھی فرمایا ہے کہ یہ معجزہ متواتر روایت ہے۔ امام بیہقی نے فرمایا ہے کہ کھجور کے تنے کا واقعہ اتنا مشہور اور عیاں ہے کہ جسے ہر زمانہ کے جید علماء نے جید علماء سے روایت کیا ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ مسجد نبوی ﷺ میں کھجور کا ایک تنا تھا۔ جس کے ساتھ کھڑے ہو کر شہریار مدینہ ﷺ خطبہ ارشاد فرماتے تھے۔ جب آپ ﷺ کے لیے منبر رکھا گیا۔ تو ہم نے اس تنے سے رونے کی آواز سنی۔ وہ اونٹنیوں کے بلبلانے کی طرح کی آواز تھی۔ حضور ﷺ منبر شریف سے نیچے تشریف لائے۔ اپنا دست اقدس اس پر رکھا۔ ہاتھ مبارک رکھتے ہی وہ تنا خاموش ہو گیا۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ آنحضور ﷺ کھجور کے تنے کے ساتھ کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرمایا کرتے تھے۔ لوگوں نے آپ ﷺ کے لیے منبر تیار کروایا جب جمعہ کا مبارک دن آیا تو حضور ﷺ منبر پر تشریف فرما ہوئے۔ اس وقت کھجور کا تنا بچے کی طرح چیخ اٹھا۔ نبی مکرم ﷺ منبر سے نیچے تشریف لائے اور اس تنے کو اپنے سینہ اقدس کے ساتھ لگا لیا۔ وہ اس طرح سسکیاں لینے لگا جس طرح ایک روتا ہوا بچہ سسکیاں لیتا ہے اور بالآخر وہ سو جاتا ہے۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

رضی اللہ عنہ وہاں حاضر ہوئے اور آپ ﷺ کو سلام عرض کر کے بیٹھ گئے۔ پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی حاضر ہوئے اور ان کے بعد حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ بھی حاضر خدمت ہوئے۔ آپ ﷺ کے سامنے کنکریاں پڑی ہوئی تھیں۔ آپ ﷺ نے ان کنکریوں کو پکڑا اور اپنی ہتھیلی پر رکھ لیا۔ دست مصطفیٰ ﷺ میں جا کر کنکریاں تسبیح پڑھنے لگیں۔ میں نے ان کی آواز کو سنا ان کی آواز مکھیوں کی بھنبھناہٹ کی طرح تھی۔ جب آپ ﷺ نے ان کنکریوں کو نیچے رکھا تو وہ خاموش ہو گئیں۔ پھر آپ ﷺ نے وہ کنکریاں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر رکھ دیں تو انہوں نے پھر تسبیح پڑھنا شروع کی میں نے ان کنکریوں کی آواز کو سنا ان کی آواز مکھیوں کی بھنبھناہٹ کی طرح تھی۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ان کنکریوں کو نیچے رکھ دیا۔ آپ ﷺ نے ان کنکریوں کو پکڑا اور انہیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر رکھ دیا۔ کنکریوں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دست مبارک میں جا کر تسبیح خوانی کی ان سے مکھیوں کی بھنبھناہٹ کی سی آواز آ رہی تھی۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کنکریوں کو زمین پر رکھا تو وہ خاموش ہو گئیں۔ آپ ﷺ نے پھر ان کو پکڑا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر رکھ دیا۔ کنکریوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں جا کر اللہ کی حمد بیان کی ان سے مکھیوں کی بھنبھناہٹ کی طرح آواز آئی۔ جب انہوں نے ان کو نیچے رکھا تو پھر وہ بھی خاموش ہو گئیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ نبوت کی خلافت ہے۔

ابن عساکر نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی مکرم ﷺ نے اپنے دست اقدس میں سات کنکریاں لیں۔ ان کنکریوں نے تسبیح پڑھنا شروع کی حتی کہ ہم نے ان کنکریوں کی حمد کو سنا پھر آپ ﷺ نے وہ کنکریاں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر رکھ دیں۔ انہوں نے آپ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ مبارک میں بھی تسبیح خوانی کی۔ ہم نے ان کی تسبیح کو بھی سنا۔ پھر آپ ﷺ نے وہ کنکریاں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر رکھ دیں۔ انہوں نے پھر مدح سرائی شروع کی حتی کہ ہم نے ان کی تسبیح کو سنا۔ پھر آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وہ سنگریزے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر رکھ دیے ان سنگریزوں نے پھر حمد سرائی شروع کی حتی کہ ہم نے ان کی آواز کو سنا۔ پھر آپ ﷺ نے وہ کنکریاں ہم میں سے ہر شخص کے ہاتھ پر رکھیں لیکن انہوں نے تسبیح نہ کہی۔

ابونعیم نے السدی کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ کہ حضرموت کے رؤساء کا وفد بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا ان میں حضرت اشعث بن قیس رضی اللہ عنہ موجود تھے۔ انہوں نے کہا ہم نے آپ صلی اللہ علیک وسلم سے ایک چیز چھپا رکھی ہے آپ فرمائیں کہ وہ کیا چیز ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا سبحان اللہ! اس طرح تو کاہنوں کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ بلاشبہ کاہن اور کہانت جہنم میں جائیں گے۔ انہوں نے عرض کی پھر ہم کو کیسے معلوم ہوگا کہ آپ صلی اللہ علیک وسلم اللہ کے سچے رسول ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے ہاتھ میں کنکریاں لیں اور فرمایا "یہ گواہی دیں گی کہ میں اللہ کا سچا رسول ہوں"۔ اور کنکریوں نے آپ ﷺ کے دست اقدس میں تسبیح خوانی کی آپ ﷺ کا یہ معجزہ دیکھ کر انہوں کہا ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ اللہ کے سچے رسول ہیں۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کے قدِ مبارک کے برابر کوئی چیز نہ بنالیں۔آپ ﷺ نے اجازت مرحمت فرمائی۔انہوں نے آپ ﷺ کے لیے ایک منبر بنایا جس کی تین سیڑھیاں تھیں۔ اس پر حضور ﷺ تشریف فرما ہوئے تو وہ تنا حضور ﷺ کے فراق میں اس طرح آواز نکالنے لگا جس طرح گائے آواز نکالتی ہے۔اس تنے کی یہ کیفیت دیکھ کر نبی المرسلین ﷺ اس تنے کے پاس تشریف لے گئے اور اس پر اپنا دست شفقت پھیرتے رہے۔حتی کہ وہ تنا پرسکون ہو گیا۔

امام احمد، دارمی، ابن سعد، ابن ماجہ، ابو نعیم اور امام البیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں۔کہ منبر بنانے سے پہلے حضور ﷺ ایک کھجور کے تنے کے ساتھ کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرماتے تھے۔جب منبر شریف بنا اور حضور ﷺ اس کی طرف تشریف لے گئے۔ تو تنے نے آپ ﷺ کے فراق میں رونا شروع کر دیا۔ حضور ﷺ منبر سے نیچے تشریف لائے اور تنے کو اپنے سینہ اطہر سے لگایا۔جس کے بعد وہ خاموش ہو گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اگر میں اسے اپنے سینے سے نہ لگاتا تو یہ قیامت تک اسی طرح چلاتا رہتا۔

دارمی، امام بیہقی، ترمذی، ابو یعلی اور ابو نعیم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں۔کہ شفیع المذنبین ﷺ ایک تنے کے ساتھ کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرماتے تھے۔ جب آپ ﷺ کے لیے منبر بنایا گیا اور آپ ﷺ منبر پر جلوہ نما ہوئے تو تنے نے رونا شروع کر دیا۔ اس سے بیل کے چلانے کی طرح کی آواز آرہی تھی۔مسجد نبوی اس کی آواز سے گونج اٹھی۔ حضور ﷺ نیچے تشریف لائے اور اس کو اپنے سینہ اقدس سے لگایا۔جس کے بعد وہ پرسکون ہو گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا مجھے اس ذات کی قسم! جس کے دست قدرت میں میری جان ہے۔ اگر میں اس تنے کو اپنا ہاتھ نہ لگاتا تو یہ روز حشر تک فراق رسول ﷺ میں روتا رہتا۔

ابن سعد، امام بیہقی اور ابن راہویہ نے حضرت سہل بن سعد الساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ ایک لکڑی کے ساتھ ٹیک لگا کر خطبہ ارشاد فرماتے تھے۔ جب آپ ﷺ کے لیے منبر تیار کیا گیا اور آپ اس پر جلوہ نما ہوئے تو اس لکڑی نے رونا شروع کر دیا۔صحابہ کرام بھی اس کی آہ و زاری کی وجہ سے رونے لگے۔حضور ﷺ منبر شریف سے نیچے تشریف لائے، اس تنے کے پاس آئے اور اس پر اپنا دست شفقت رکھا جس کے بعد وہ پرسکون ہو گیا۔

امام البیہقی اور ابو نعیم نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے وہ فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ کے لئے ایک لکڑی تھی جس کے ساتھ دوران خطبہ آپ ﷺ ٹیک لگایا کرتے تھے۔ جب آپ ﷺ کے لیے منبر بنایا گیا اور آپ اس پر جلوہ افروز ہوئے تو اس نے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جدائی میں رونا شروع کر دیا۔ بیل کی آواز کی طرح کی آواز اس میں سے آرہی تھی۔ تمام اہل مسجد نے اس کی آواز کو سنا۔ حضور ﷺ نیچے تشریف لائے۔ تنے کو اپنے سینے سے لگایا جس کے بعد وہ پرسکون ہو گیا۔

دارمی، ابن ماجہ، ابن سعد، ابو نعیم، ابو یعلی اور امام البیہقی نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ ایک تنے کے ساتھ کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرماتے تھے۔ آپ ﷺ کے لیے منبر بنایا گیا۔جب مجسمہ کمالات

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دارمی عبداللہ بن بریدکی سند سے روایت کرتے ہیں۔کہ حضور ﷺ کھجور کے تنے کے ساتھ کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرمایا کرتے تھے۔ آپ ﷺ کے لیے منبر تیار کروایا گیا۔ جب آپ ﷺ تنے سے جدا ہوئے اور آپ ﷺ نے منبر پر جانے کا قصد فرمایا تو اس تنے نے اس طرح رونا شروع کر دیا جس طرح اونٹنی بلبلاتی ہے۔ نبی محترم ﷺ واپس تشریف لائے۔ اپنا دست اقدس تنے پر رکھا اور فرمایا اگر تو چاہتا ہے تو میں تجھے اسی مقام میں لگا دیتا ہوں۔ جہاں تو پہلے تھا تو پھر اسی طرح سرسبز و شاداب ہو جائے گا۔ جس طرح تو پہلے تھا اور اگر تو چاہتا ہے تو میں تجھے جنت میں لگا دیتا ہوں تو جنت کی نہروں اور اس کے چشموں سے سیراب ہو گا، تیری نشو ونما عمدگی سے ہوگی، تو زیادہ ثمر آور ہو گا اور اللہ کے دوست تیرے پھل کھائیں گے۔ آپ ﷺ نے اس تنے کی آواز سماعت فرمائی وہ کہہ رہا تھا۔ ہاں میں نے پسند کر لیا، ہاں میں نے پسند کر لیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ ﷺ سے پوچھا کہ تنے نے دنیا اور آخرت میں کس کو پسند کیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس نے یہ پسند کیا ہے کہ میں اس کو جنت میں لگا دوں۔

الطبرانی اور ابونعیم نے یہ بھی یہ واقعہ اسی طرح روایت کیا ہے۔

البغوی، ابونعیم اور ابن عساکر نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ ایک کھجور کے تنے کے ساتھ کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرمایا کرتے تھے۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے منبر تیار کروایا گیا۔ جب آپ ﷺ اس منبر شریف پر کھڑے ہوئے تو اس تنے نے رونا شروع کر دیا آپ ﷺ نے اس سے ارشاد فرمایا خاموش ہو جا۔ اگر تو چاہتا ہے تو میں تجھے جنت میں لگا دیتا ہوں اور اللہ کے نیک بندے تجھ سے پھل کھائیں گے۔ اور اگر تو پسند کرتا ہے تو میں تجھے اس زمین پر لگا دیتا ہوں اور پہلے کی طرح سرسبز و شاداب ہو جائے گا۔ تنے نے آخرت کو دنیا پر ترجیح دی۔

ابن ابی شیبہ، دارمی اور ابونعیم نے حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں۔ کہ حضور ﷺ ایک تنے کے ساتھ کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔ آپ ﷺ کے لئے منبر تعمیر کروایا گیا اور آپ اس منبر پر تشریف لے گئے تو وہ تنا اس طرح رونے لگا جس طرح ایک اونٹنی اپنے بچے کے لیے بلبلاتی ہے۔ نبی کریم ﷺ منبر سے نیچے اترے۔ تنے کو اپنے سینے سے لگایا تو وہ خاموش ہو گیا۔

امام بخاری نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ ایک تنے کے ساتھ کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرمایا کرتے تھے۔ جب آپ ﷺ کے لیے منبر بنایا گیا تو آپ ﷺ منبر پر تشریف لے گئے۔ کھجور کے تنے نے آہ وزاری شروع کر دی۔ حضور ﷺ اس کا شوق دیکھ کر اس کے پاس تشریف لائے۔ اس پر اپنا دست اقدس پھیرا جس کی وجہ سے وہ پرسکون ہو گیا۔

امام احمد نے اپنی سند میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں۔ کہ مسجد نبوی میں ایک کھجور کا تنا تھا حضور ﷺ اس کے ساتھ ٹیک لگایا کرتے تھے۔ جب جمعہ کا دن ہوتا یا کوئی اور عجیب واقعہ رونما ہوتا تو آپ ﷺ اس کے ساتھ کھڑے ہو کر وعظ ارشاد فرماتے تھے۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم کیا ہم آپ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

درودیوار کا آمین کہنا

امام بیہقی، ابونعیم اور ابن ماجہ نے حضرت ابواسید الساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا آپ کل اپنے اہل وعیال سمیت اپنے گھر میں رہیں حتی کہ میں آپ لوگوں کے پاس آجاؤں۔ کیونکہ مجھے آپ سے ایک ضروری کام ہے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور ان کے تمام اہل خانہ حضور ﷺ کا انتظار فرماتے رہے۔ جب سورج کافی بلند ہوا تو حضور ﷺ ان کے گھر تشریف لائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا السلام علیکم حضرت عباس اور ان کے اہل خانہ نے سلام کا جواب یوں دیا۔ ''وَعَلَیْکَ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَیْکَ وَبَرَکَاتُهٗ'' حضور اکرم ﷺ نے ان سے پوچھا۔ آپ لوگ کیسے ہیں۔ انہوں نے جواب دیا۔ ''الحمد للّٰہ'' ہم خیریت سے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا قریب ہو جاؤ۔ جب وہ ایک دوسرے کے قریب ہو گئے۔ حتی کہ وہ ایک دوسرے سے مل گئے تو آپ ﷺ نے اپنی چادر مبارک ان کے اوپر پھیلا دی اور اپنے مولا کی بارگاہ میں یوں عرض کناں ہوئے۔ مولا! یہ میرے چچا ہیں۔ جو میرے باپ کی طرح ہیں اور یہ لوگ میرے اہل بیت ہیں۔ ان کو جہنم کی آگ سے اسی طرح بچا جس طرح میں نے اپنی چادر کو ان پر ڈال کر انہیں محفوظ کر لیا ہے۔ آپ ﷺ کی اس دعا پر درو دیوار سے تین دفعہ آواز آئی۔ آمین۔ آمین۔ آمین۔

ابونعیم نے حضرت عبداللہ بن الغسل رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں۔ کہ میں حضور ﷺ کے ساتھ تھا۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے پاس سے گذرے آپ ﷺ نے فرمایا اے میرے عم محترم! مجھے آپ سے اور آپ کی اولاد سے ایک ضروری کام ہے۔ آپ انہیں لے کر چلے حضور ﷺ نے انہیں ایک گھر میں داخل فرمایا۔ ان پر اپنا عمامہ پھیلایا پھر دعا مانگی۔ مولا! یہ میرے اہل بیت اور میری عزت ہیں۔ ان کو آگ سے اسی طرح محفوظ رکھ جس طرح میں نے انہیں اپنے عمامہ کے نیچے محفوظ کر لیا ہے۔ حضرت عبداللہ فرماتے ہیں۔ کہ گھر کے ہر ڈھیلے اور ہر دروازے نے آپ ﷺ کی دعا پر آمین کہا۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی اولاد مندرجہ ذیل ہے۔

فضل، عبداللہ، قثم، معبد، عبدالرحمٰن اور ام حبیبہ رضی اللہ عنہم۔

پہاڑ کی حرکت

امام مسلم اور امام بخاری نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں۔ سرور کائنات ﷺ کوہ احد یا کوہ حراء پر تشریف لے گئے۔ آپ ﷺ کے ساتھ حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم بھی تھے۔ ان کی وجہ سے پہاڑ حرکت کرنے لگا۔ حضور ﷺ نے اپنا پاؤں مبارک اس پر مارا اور کہا حالت سکون میں ہو جا۔ تجھ پر ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔

ابویعلی اور امام بیہقی نے حضرت سہل بن سعد سے یہی حدیث روایت کی ہے اس میں صرف کوہ احد کا ذکر ہے۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ﷺ اس منبر پر جلوہ افروز ہوئے تو تنا آپ ﷺ کے فراق میں رونے لگا وہ اتنا زیادہ رویا کہ وہ غم واندوہ کی وجہ سے پھٹ گیا۔ حضور ﷺ منبر شریف سے نیچے تشریف لائے اور اپنا دست اقدس اس پر پھیرا جس کی وجہ سے وہ پرسکون ہو گیا۔

ابو اسماعیل ترمذی نے عباس بن سہل بن سعد الساعدی رضی اللہ عنہما سے اور وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ جب خطبہ ارشاد فرماتے تو آپ ﷺ دو چولوں والی لکڑی کے ساتھ ٹیک لگاتے تھے۔ وہ لکڑی مسجد نبوی ﷺ میں رکھی ہوئی تھی۔ جب لوگوں کی تعداد زیادہ ہوئی اور منبر شریف تیار ہوا تو آپ ﷺ منبر شریف پر جلوہ نما ہوئے۔ جب آپ ﷺ لوگوں سے محو کلام ہوئے تو اس لکڑی نے رونا شروع کر دیا۔ اس سے بیل کی آواز کی طرح آواز نکل رہی تھی۔ اس سے سسکیاں لینے اور آہیں بھرنے کی آوازیں بھی آ رہی تھیں۔ حضرت عباس بن سہل نے اپنے ہاتھوں کو اس طرح لمبا کیا جس طرح انہوں نے اپنے والد محترم کو دیکھا تھا کہ وہ یہ معجزہ بیان کرتے ہوئے اپنے ہاتھ کو لمبا کیا کرتے تھے۔ لوگ اس تنے کی آہ وزاری کو دیکھ کر ڈر گئے۔ یہ معجزہ دیکھ کر آپ ﷺ نے فرمایا سبحان اللہ! اے لوگو! کیا تم اس تنے کو نہیں دیکھ رہے ہو اس کو اس جگہ سے نکال کر منبر کے نیچے دفن کر دو۔

زبیر بن بکار نے اخبار مدینہ میں مطلب بن ابی وداعہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ بیان فرماتے ہیں۔ کہ حضور ﷺ کے لیے منبر بنایا گیا اور آپ ﷺ اس پر جلوہ گر ہوئے تو اس نے رونا شروع کر دیا اس میں سے بیل کی آواز کی طرح کی آواز آ رہی تھی۔ آپ ﷺ اس تنے کی طرف تشریف لائے اس کو اپنے سینہ اقدس سے لگایا جس کے بعد وہ پرسکون ہو گیا۔ آپ ﷺ نے اپنے صحابہ کرام کو مخاطب کر کے فرمایا" اسے ملامت نہ کرو جس چیز سے بھی رسول اللہ ﷺ جدا ہوئے اس کو غم واندوہ سے دوچار ہونا پڑا"۔

امام احمد نے یہ معجزہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ اس روایت کے آخر میں ہے کہ انہوں نے اس تنے کے رونے کی آواز کو سنا۔ اونٹنی کے رونے کی طرح کی آواز اس میں سے آ رہی تھی۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ وہ تنا روتا ہی رہا حتی کہ حضور ﷺ منبر شریف سے نیچے تشریف لائے۔ اور اس تنے کی جانب گئے۔ اس کو اپنے سینے سے لگایا جس کے بعد وہ خاموش ہو گیا۔ اس روایت کے آخر میں ہے کہ حضرت حسن بصری جب بھی اس روایت کو بیان فرماتے تو روتے پھر آپ فرماتے، اے اللہ کے بندو! جب ایک خشک لکڑی فراق نبی ﷺ میں روتی ہے۔ تو پھر تم اس بات کے زیادہ مستحق ہو کہ حضور ﷺ کی جدائی میں آہ وزاری کرو۔

امام بیہقی نے حضرت ابو حاتم الرازی کی سند سے روایت کیا ہے کہ عمر بن سواد نے بیان کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ جو معجزات بھی اللہ تعالیٰ نے دیگر انبیاء کو عطا فرمائے ہیں۔ ایسے ہی معجزات اس نے اپنے حبیب مکرم ﷺ کو عطا کیے ہیں۔ میں نے کہا اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مردوں کو زندہ کرنے کا معجزہ عطا کیا انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب لبیب ﷺ کو کھجور کے تنے کے رونے کا معجزہ عطا فرمایا یہ معجزہ مردوں کو زندہ کرنے سے زیادہ عظیم ہے۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وَ مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ۖ وَ الْاَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَ السَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌ بِيَمِيْنِهٖ ؕ (الزمر: ۶۷)

''اور نہ قدر پہچانی انہوں نے اللہ تعالیٰ کی جس طرح پہچاننے کا حق تھا۔ اور (اس کی شان تو یہ ہے) ساری زمین اس مٹھی میں ہوگی قیامت کے دن اور سارے آسمان لپٹے ہوئے اس کے دائیں ہاتھ میں ہوں گے''۔

آپ ﷺ نے فرمایا اللہ فرمائے گا میں جبار ہوں۔ میں ہی ہوں اس دن اللہ رب العزت اپنی ذات کی تعریف فرمائے گا۔ آپ ﷺ کا یہ خطبہ سن کر منبر پر کپکپاہٹ طاری ہوگئی ہم نے کہا یہ منبر آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ابھی گرا دے گا۔

البزار اور ابن عدی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی یہی روایت بیان کی ہے۔

بھونی ہوئی بکری اور زہر آلود بکری کا آپ کو خبر دینا

ابونعیم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ جب رسول کریم ﷺ غزوۂ بدر کے دن مشرکین کو واصل جہنم کر کے واپس تشریف لائے تو اس وقت آپ ﷺ بھوک محسوس فرما رہے تھے۔ ایک یہودی عورت نے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا استقبال کیا اس کے سر پر ایک برتن تھا۔ اس میں بھونی ہوئی بکری تھی۔ اس عورت نے کہا یا محمد! (صلی اللہ علیک وسلم) تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں۔ جس نے آپ (صلی اللہ علیک وسلم) کو سلامتی عطا فرمائی ہے۔ میں نے نذر مانی تھی کہ اگر آپ صحیح و سالم مدینہ تشریف لے آئے تو میں اس بکری کو ذبح کروں گی، اس کے گوشت کو پکاؤں گی اور آپ کو پیش کروں گی۔ تاکہ آپ اس میں سے تناول فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس بکری کو قوت گویائی عطا فرمائی اس نے عرض کی یا محمد! صلی اللہ علیک وسلم مجھے ہرگز نہ کھائیں مجھ میں زہر ملا ہوا ہے۔

امام بخاری نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب خیبر فتح ہوا اس وقت آپ ﷺ کی خدمت میں ایک بھونی ہوئی بکری پیش کی گئی۔ اس میں زہر ملا ہوا تھا۔ حضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا یہاں کے تمام یہودیوں کو جمع کرو۔ جب تمام یہودی جمع ہوگئے تو آپ ﷺ نے انہیں فرمایا میں تم سے ایک چیز کے متعلق سوال کرنے لگا ہوں۔ کیا تم میری تصدیق کرو گے؟ یہودیوں نے کہا ہاں آپ ﷺ نے فرمایا تمہارا باپ کون ہے۔ انہوں نے کہا فلاں شخص ہمارا باپ ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم نے جھوٹ بولا ہے تمہارا باپ تو فلاں شخص ہے۔ انہوں نے کہا آپ (صلی اللہ علیک وسلم) نے صحیح فرمایا ہے۔ حق گوئی آپ کی عادت ہے۔ آپ ﷺ نے پوچھا کیا تم نے اس بکری میں زہر ملایا تھا۔ انہوں نے کہا ہاں۔ آپ ﷺ نے پوچھا تمہیں زہر ملانے پر کس چیز نے ابھارا انہوں نے کہا ہم نے ارادہ کیا تھا۔ کہ اگر آپ جھوٹے (نعوذ باللہ) ہیں۔ تو ہم آپ سے نجات پا جائیں گے اور اگر آپ نبی ہیں تو یہ زہر آپ کو کوئی نقصان نہیں دے سکے گا۔

امام بیہقی اور ابونعیم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک یہودی عورت نے بارگاہ رسالت میں ایک زہر آلود بکری پیش کی۔ آپ ﷺ نے اپنے صحابہ سے فرمایا کھانے سے رک جاؤ۔ یہ زہر آلود ہے۔ آپ ﷺ نے

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

امام مسلم نے اسی حدیث کو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور اس میں موجود ہے کہ وہاں حضرت علی حضرت طلحہ اور حضرت زبیر بھی موجود تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے پہاڑ ٹھہر جا تجھ پر تو نبی ہے یا صدیق ہے یا شہید ہے۔

امام احمد رضی اللہ عنہ نے یہی حدیث حضرت بریدہ سے روایت کی ہے اور اس میں صرف کوہ حراء کا ذکر ہے۔

امام النسائی، امام ترمذی، اور دارقطنی نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ مالک کون و مکان ﷺ کوہ ثبیر پر تشریف لے گئے (یہ پہاڑ مکہ معظمہ میں ہے) آپ ﷺ کے ساتھ حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق اور میں (رضی اللہ عنہم) تھا۔ پہاڑ نے اتنی شدید حرکت کی کہ اس کے پتھر لڑھک کر اس کے دامن میں گرنے لگے۔ آپ ﷺ نے اپنا پاؤں مبارک اس پر مارا اور فرمایا پرسکون ہو جا تجھ پر ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔

امام ترمذی نے حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اس میں کوہ حرا کا ذکر ہے۔ اور اس میں یہ بھی موجود ہے کہ اس پہاڑ پر عشرہ مبشرہ موجود تھے۔ لیکن حضرت ابوعبیدہ وہاں موجود نہ تھے۔ حراء اور ثبیر دو بالمقابل معروف پہاڑ ہیں۔ جو مکہ معظمہ میں ہیں۔ امام الطبری وغیرہ نے بیان کیا ہے کہ ان روایات کے اختلاف کو اس بات پر محمول کیا جائے گا کہ ایسا واقعہ کئی بار رونما ہوا۔

شفا میں ہے کہ جب قریش مکہ نے حضور ﷺ کا تعاقب کیا تو کوہ ثبیر نے آپ ﷺ سے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم مجھ سے نیچے تشریف لے جائیں مجھے خوف ہے کہ کہیں وہ لوگ آپ ﷺ کو مجھ پر شہید نہ کر دیں۔ اور اس وجہ سے اللہ تعالیٰ مجھے عذاب میں مبتلا کر دے۔ کوہ ثبیر کی یہ گفتگو سن کر کوہ حرا نے کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم آپ مجھ پر تشریف لے آئیں۔ کوہ حرا کوہ ثبیر کے بالمقابل ہے اور ان کے درمیان ایک وادی ہے۔ منیٰ کی طرف جاتے ہوئے کوہ ثبیر بائیں طرف ہے اور کوہ حرا کوہ ثبیر سے آگے ہے۔

منبر کا حرکت کرنا

امام احمد، امام مسلم، امام نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کو منبر شریف پر خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا۔ آپ ﷺ فرما رہے تھے۔ جبار (اللہ تعالیٰ) اپنے دست اقدس میں آسمانوں اور زمین کو لے کر فرمائے گا۔ میں جبار ہوں۔ جبار کہاں ہیں۔ تکبر کرنے والے کہاں ہیں۔ اس وقت حضور ﷺ اپنے دائیں اور بائیں جھک رہے تھے۔ اچانک میری نظر منبر پر پڑی میں نے دیکھا کہ وہ خوف الٰہی کی وجہ سے لرزہ بر اندام تھا۔ مجھے ایسے محسوس ہوا کہ اس کی شدید حرکت کی وجہ سے ابھی حضور ﷺ نیچے گر جائیں گے۔

حاکم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے اور اس روایت کو صحیح کہا ہے حضرت ابن عباس بیان فرماتے ہیں کہ مجھے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا ہے۔ کہ میں نے حضور ﷺ کو سنا آپ ﷺ منبر شریف پر آیت تلاوت فرما رہے تھے:

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اشارۂ مصطفےٰ ﷺ سے بتوں کا سجدہ ریز ہو جانا

امام بخاری، امام مسلم، البزار، الطبرانی اور ابویعلی نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ بیت اللہ کے اردگرد تین سو ساٹھ بت تھے۔ ان کو سیسہ کے ساتھ پتھروں میں نصب کیا گیا تھا۔ جب فتح مکہ کے دن حضور ﷺ مسجد حرام میں داخل ہوئے آپ ﷺ نے صرف چھڑی سے ان کی طرف اشارہ فرمایا۔ آپ ﷺ نے ان کو ہاتھ نہیں لگایا آپ ﷺ اپنی زبان مبارک سے فرمارہے تھے:

وَ قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَ زَهَقَ الْبَاطِلُ (بنی اسرائیل:۸۱)

''اور آ گیا ہے حق اور مٹ گیا ہے باطل''۔

آپ ﷺ نے جس بت کے چہرے کی طرف اشارہ کیا۔ وہ پشت کے بل گر پڑا اور جس بت کی پشت کی طرف اشارہ کیا وہ منہ کے بل گر پڑا۔ ان میں سے کوئی بت بھی قائم نہ رہ سکا۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ حضور ﷺ اپنا نیزہ ان کے ساتھ مس کر رہے تھے۔ اور اپنی زبان اقدس سے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمارہے تھے:

جَآءَ الْحَقُّ وَ مَا يُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَ مَا يُعِيْدُ ۝ (سبا:۴۹)

ان دونوں روایات کو اس طرح جمع کیا جائے گا کہ آپ ﷺ نے کبھی تو صرف ہاتھ مبارک سے ان کی طرف اشارہ کیا اور کبھی اپنے نیزے سے ان کو مس کیا۔ کبھی آپ ﷺ نے اس آیت کی تلاوت کی اور کبھی اس آیت کی تلاوت فرمائی۔

چٹان میں آپ ﷺ کے قدموں کے نشان

علامہ شہاب الخفاجی نے ''شفا'' کی شرح میں لکھا ہے۔ یہ بات پورے عالم میں مشہور ہے اور شعراء نے اس کو اپنے کلام میں نظم کیا ہے۔ کہ آپ ﷺ بعض اوقات چلتے تھے تو آپ ﷺ کے قدمین شریفین کے نشانات پتھروں پر پڑ جاتے تھے۔ حتی کہ وہ نشانات ابھی تک موجود ہیں۔ اور یہ ابھی تک جوں کے توں ہیں۔ لوگ ان کی زیارت کرتے ہیں اور ان کی تعظیم کر کے ان سے برکت حاصل کرتے ہیں۔ جیسا کہ ایک نشان ''قدس'' میں ایک پتھر پر تھا۔ پھر یہ پتھر مصر کے مختلف مقامات پر منتقل کیا گیا جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ سلطان قایتبای نے اس کو بیس ہزار دینار میں خریدا تھا اور وصیت کی تھی کہ اس پتھر کو اس کی قبر کے پاس رکھ دیا جائے۔ اب بھی وہ مبارک پتھر سلطان کی قبر کے پاس موجود ہے۔

بعض اوقات جب حضور ﷺ ریت پر چلتے تھے تو آپ ﷺ کے قدموں کے نشانات نہیں پڑتے تھے۔

امام القسطلانی نے المواہب میں فرمایا ہے کہ جب حضور ﷺ کسی چٹان پر چلتے تھے۔ تو وہاں آپ کے قدموں کے نشانات پڑ جاتے تھے۔ جیسا کہ آپ ﷺ کا یہ معجزہ ہر جگہ مشہور ہے۔ ادباء اور شعراء نے اس کا تذکرہ کیا ہے۔ مقام ابراہیم پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاؤں کے نشانات بھی اسی معجزہ کی تائید کرتے ہیں۔ اللہ کے اس فرمان میں اسی طرف اشارہ ہے:

فِيْهِ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰهِيْمَ (آل عمران:۹۷)

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اس عورت سے پوچھا تجھے اس قبیح فعل پر کس نے ابھارا۔ اس نے کہا میں نے یہ معلوم کرنے کی خواہش کی کہ اگر آپ (صلی اللہ علیک وسلم) اللہ کے سچے نبی ہیں تو پھر اللہ تعالیٰ آپ (صلی اللہ علیک وسلم) کو اس کے متعلق بتا دے گا۔ اور اگر آپ جھوٹے (نعوذ باللہ) ہیں تو پھر ہم آپ سے نجات پا جائیں گے۔ آپ ﷺ نے اس عورت سے درگذر فرمایا۔

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک یہودی عورت آپ ﷺ کے پاس ایک زہر آلود بکری لے کر آئی۔ آپ ﷺ نے اس کا گوشت تناول فرمایا۔ پھر اس عورت کو آپ ﷺ کی بارگاہ میں پیش کیا گیا آپ ﷺ نے اس عورت سے اس کے متعلق پوچھا کہ تو نے اس گوشت میں زہر کیوں ملایا۔ اس نے جواب دیا میں آپ (صلی اللہ علیک وسلم) کو شہید کرنا چاہتی تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ تجھے کبھی بھی اس برے کام پر قدرت عطا نہیں فرمائے گا۔

دارمی اور امام البیہقی نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ خیبر کی ایک یہودی عورت نے آپ ﷺ کو ایک بھونی ہوئی زہر آلود بکری پیش کی۔ آپ ﷺ نے اس بکری کے بازو کو تناول فرمایا اور آپ ﷺ کے بعض صحابہ نے بھی اس کو کھایا۔ آپ ﷺ نے اپنے صحابہ سے فرمایا اپنے ہاتھوں کو روک لو آپ ﷺ نے اس یہودی عورت کو بلایا اور فرمایا کیا تو نے اس بکری کے گوشت میں زہر ملایا تھا۔ اس عورت نے کہا آپ کو کس نے بتایا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا مجھے اس بازو نے بتایا ہے۔ اس عورت نے کہا ہاں میں نے زہر ملایا تھا۔ آپ ﷺ نے اس عورت سے پوچھا اس سے تیرا مقصد کیا تھا۔ اس عورت نے کہا میں نے سوچا تھا۔ اگر آپ (صلی اللہ علیک وسلم) نبی ہیں تو یہ زہر آپ کو کوئی نقصان نہیں دے سکے گا اور اگر آپ نبی نہ ہوئے تو پھر ہم آپ سے نجات پا جائیں گے۔ آپ ﷺ نے اس عورت کو معاف کر دیا اور اس کا تعاقب نہ کیا۔

امام بیہقی اور ابونعیم نے ایک اور سند سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اس میں موجود ہے کہ آقائے دو جہاں ﷺ نے اپنے صحابہ کرام سے فرمایا اس گوشت کو کھانے سے رک جاؤ اس کے اعضاء میں سے ایک عضو مجھے بتا رہا ہے کہ اس میں زہر ملا ہوا ہے۔

البزار، حاکم اور ابونعیم نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک یہودی عورت نے بارگاہ رسالت میں ایک بھونی ہوئی زہر آلود بکری پیش کی جب صحابہ کرام نے اس کو کھانے کے لیے اپنے ہاتھ بڑھائے تو آپ ﷺ نے فرمایا اپنے ہاتھ روک لو اس کا ایک عضو مجھے یہ بتا رہا ہے کہ یہ زہر آلود ہے۔ آپ ﷺ نے اس عورت کو بلا کر پوچھا کیا تو نے اس کھانے میں زہر ملایا تھا۔ اس نے جواب دیا "ہاں میں نے خواہش کی تھی کہ اگر آپ (صلی اللہ علیک وسلم) سچے ہوئے تو اللہ تعالیٰ آپ کو اس سے آگاہ کر دے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے میرے صحابہ! اللہ کا نام لیکر کھاؤ۔ تمام صحابہ نے گوشت کھایا اس گوشت نے کسی کو بھی نقصان نہ دیا۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

چھٹا باب

وہ معجزات جن میں جانور آپ ﷺ کے ساتھ ہم کلام ہوئے، آپ ﷺ کی رسالت کی گواہی دی، آپ کی آواز پر لبیک کہا اور آپ ﷺ کی اطاعت بجالائے

مکڑی کا جالا بننا اور کبوتری کا انڈا دینا

ابن سعد، امام بیہقی اور ابونعیم نے حضرت ابومصعب المکی سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت انس بن مالک، حضرت زید بن ارقم اور حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہم سے ملاقات کی وہ تمام بیان فرماتے تھے کہ جب حضور ﷺ نے غار حرا میں قیام فرمایا تو اللہ تعالیٰ نے ایک درخت کو حکم دیا وہ غار کے دہانے پر اگ آیا اور حضور ﷺ کے لیے آڑ بن گیا۔ اللہ تعالیٰ نے دو جنگلی کبوتروں کو حکم دیا۔ انہوں نے غار کے دہانے پر اپنا آشیانہ بنالیا قریش کے نوجوان ڈنڈوں، لاٹھیوں اور تلواروں سے مسلح ہو کر آ گئے۔ حضور ﷺ کے اور قریش کے جوانوں کے مابین صرف چالیس ہاتھ کا فاصلہ رہ گیا۔ ایک شخص نے غار میں دیکھا اس نے غار کے دہانے پر دو جنگلی کبوتر دیکھے وہ اپنے ساتھیوں کے پاس آیا۔ اس کے ساتھیوں نے اس سے پوچھا تو غار کے اندر کیوں دیکھ رہا تھا۔ اس نے کہا میں نے غار کے دہانے پر کبوتروں کو دیکھا ہے انہیں دیکھ کر مجھے معلوم ہو گیا کہ غار کے اندر کوئی آدمی نہیں ہے۔ جب حضور ﷺ نے اس کی گفتگو سنی تو آپ ﷺ کو معلوم ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کبوتروں کے ذریعے آپ ﷺ کی حفاظت فرمائی ہے۔ آپ ﷺ نے ان کے لیے دعا فرمائی اور ان کے لیے جزاء مقرر فرمائی وہ کبوتر حرم کعبہ میں آ گئے۔ انہوں نے وہاں انڈے دیئے۔ اب حرم کعبہ میں تمام کبوتر اسی جوڑے کی اولاد ہیں۔

ابونعیم نے واقدی کی سند سے موسیٰ بن محمد بن ابراہیم سے اور وہ اپنے والد محترم سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضور ﷺ غار حرا میں داخل ہوئے تو ایک مکڑی نے غار کے دہانے پر ایک جالا تن دیا۔ جب قریش مکہ غار کے دہانے تک پہنچے تو ایک کہنے والے نے کہا غار میں داخل ہو جاؤ۔ امیہ بن خلف نے کہا تمہیں غار میں جانے کی کیا ضرورت ہے۔ اس کے دہانے پر ایک جالا نظر آ رہا ہے۔ جو محمد (ﷺ) کی ولادت سے بھی پہلے کا ہے۔ اس دن سے حضور ﷺ نے مکڑی کو ہلاک کرنے سے روک دیا آپ ﷺ نے فرمایا۔ یہ اللہ کی افواج میں سے ایک فوج ہے۔

ابونعیم نے حلیہ میں عطاء بن میسرہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ عنکبوت نے دو مرتبہ جالا تنا تھا۔ ایک مرتبہ حضرت داؤد علیہ السلام کی حفاظت کے لیے ایک مکڑی نے جالا تنا جبکہ طالوت ان کی جستجو میں تھا اور ایک مرتبہ حضور ﷺ کی حفاظت کے لیے غار حرا میں مکڑی نے جالا تنا اس وقت قریش آپ ﷺ کو ڈھونڈ رہے تھے۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

''اس میں روشن نشانیاں ہیں (ان میں سے ایک) مقام ابراہیم ہے''۔

آپ ﷺ کی ضرب سے چٹان کا ٹکڑے ٹکڑے ہونا

امام بخاری نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ غزوۂ خندق میں ہم خندق کھود رہے تھے۔ ہمارے سامنے ایک ایسی چٹان آ گئی جس کو توڑنے سے کدال ناکام تھے۔ لوگ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم خندق کی کھدائی کے دوران ایک سخت چٹان آ گئی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس چٹان پر پانی چھڑکو۔ آپ ﷺ اپنی جگہ سے اٹھے۔ اس وقت آپ ﷺ کے پیٹ پر بھوک کی وجہ سے پتھر بندھے ہوئے تھے۔ صحابہ کرام فرماتے ہیں کہ ہمیں تین دن گذر چکے تھے کہ ہم نے کوئی چیز نہیں چکھی تھی۔ حضور ﷺ نے کدال اپنے دست اقدس میں لی تین مرتبہ بسم اللہ پڑھی پھر اس چٹان پر ضرب لگائی۔ جونہی آپ ﷺ نے ضرب لگائی تو وہ چٹان ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی اس کے ٹکڑے ریت کے ریزوں کی طرح بکھر گئے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ حضور ﷺ نے پانی کا ایک برتن منگوایا اور اس میں اپنا لعاب مبارک پھینکا پھر آپ ﷺ نے دعا مانگی پھر وہ پانی چٹان پر پھینک دیا جو شخص وہاں موجود تھا۔ وہ کہتا ہے کہ مجھے اس ذات کی قسم! جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے وہ چٹان ریت کی طرف ریزہ ریزہ ہو گئی تھی۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جب حضور ﷺ سالم بن عوف کے قبیلہ کے پاس سے گذرے تو حضرت عتبان بن مالک، حضرت نوفل بن عبد اللہ اور عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہم آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم ہمارے ہاں قیام فرمائیں ہمارے پاس مال و دولت بھی ہے، عزت وقدر اور ساز و سامان بھی ہے۔

ایک روایت میں ہے انہوں نے عرض کی ہمارے ہاں تشریف لائیں۔ ہمارے پاس افرادی قوت، ساز و سامان اور اسلحہ کے انبار ہیں۔ کئی قبائل ہمارے حلیف ہیں۔ ہم لوگوں کی حاجات کو پورا کرتے ہیں۔ جب اہل عرب سے کوئی شخص خوفزدہ ہو کر اس سرزمین پر قدم رکھتا ہے تو وہ ہمارے ہاں ہی پناہ ڈھونڈتا ہے۔ آپ ﷺ نے ان کا یہ خلوص دیکھ کر ان کے لیے بھلائی کی دعا کی آپ ﷺ نے ان سے فرمایا اس اونٹنی کا راستہ چھوڑ دو اسے اللہ تعالیٰ نے حکم دے رکھا ہے۔ اس وقت آپ ﷺ کے چہرۂ اقدس پر مسرت کے آثار نمایاں تھے اور آپ ﷺ کے لبوں پر یہ دعا تھی اللہ تعالیٰ تم پر اپنی برکت نازل فرمائے۔ آپ ﷺ کی اونٹنی رواں دواں رہی حتی کہ بنو بیاضہ کا محلہ آ گیا بنو بیاضہ کے سردار حضرت زیاد بن لبید اور حضرت فروہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے انہوں نے بھی اسی طرح عقیدت کا اظہار کیا اور یہ خواہش کی کہ حضور ﷺ ان کے ہاں قدم رنجہ فرمائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس کا راستہ چھوڑ دو اللہ تعالیٰ نے اس کو حکم دے رکھا ہے۔ آپ ﷺ کی اونٹنی چلتی رہی حتی کہ بنو ساعدہ کا محلہ آ گیا ان کے سردار حضرت سعد بن عبادہ، منذر بن عمرو اور ابودجانہ رضی اللہ عنہم آپ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کی کہ آپ ﷺ ہمارے ہاں قیام فرمائیں۔ آپ ﷺ نے انہیں بھی یہی جواب مرحمت فرمایا۔ اونٹنی آگے بڑھتی جا رہی تھی حتی کہ بنی نجار کا محلہ آ گیا بنو نجار آپ ﷺ کے ماموں تھے۔ یعنی آپ ﷺ کے جد امجد حضرت عبد المطلب کے ننھیال تھے۔ بنو عدی بن نجار نے بھی اسی طرح آپ ﷺ سے عرض کی جیسا کہ پہلے گذر چکا ہے ایک روایت میں ہے۔ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم ہم آپ کے ماموں ہیں۔ آپ کا ہمارے ساتھ قریبی تعلق ہے۔ ہمارے ہاں عزت بھی ہے، ہماری افرادی قوت بھی زیادہ ہے اور ہمارے پاس اسلحہ کے بھی ڈھیر ہیں۔ ہمیں چھوڑ کر کسی اور شخص کے پاس تشریف نہ لے جائیں۔ اس قوم میں کوئی اور شخص ایسا نہیں جو آپ کا ہم سے زیادہ مستحق ہو۔ ہماری آپ سے قرابت داری بھی ہے۔ آپ ﷺ نے انہیں بھی یہی جواب دیا۔ اس کا راستہ چھوڑ دو اللہ کی جانب سے اسے حکم دے دیا گیا ہے۔ وہ اونٹنی آگے ہی رواں دواں رہی۔ حتی کہ وہ ایک جگہ بیٹھ گئی۔ وہاں مالک بن النجار کا گھر تھا۔ وہ اونٹنی جہاں بیٹھی تھی۔ وہ حضرت سہل اور حضرت سہیل رضی اللہ عنہما کا مربد تھی۔ حضرت سہیل اور حضرت سہل رافع بن عمرو کے لخت جگر تھے۔ مربد سے مراد وہ جگہ ہے جہاں لوگ اپنی کھجوریں خشک کیا کرتے تھے۔ ابھی تک حضور ﷺ اونٹنی کے اوپر ہی تشریف فرما تھے۔ وہ اپنی جگہ سے اٹھی اور حضرت ابو ایوب خالد بن زید رضی اللہ عنہ کے دروازے کے پاس جا کر بیٹھ گئی۔ پھر وہاں سے اٹھی اور دوبارہ اس جگہ آ کر بیٹھ گئی جہاں پہلے بیٹھی تھی۔

حضرت علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ اس امر کی طرف اشارہ تھا کہ آپ ﷺ کی حیات مطہرہ بھی اسی جگہ بسر ہوگی اور آپ ﷺ کا روضہ اطہر بھی اسی جگہ ہوگا۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضور ﷺ کی مبارک اونٹنی

امام بیہقی نے حضرت عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ جب حضور ﷺ مدینہ طیبہ تشریف لائے اور اپنی اونٹنی کو بٹھانا چاہا تو اہل مدینہ آپ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے انہوں نے عرض کی یارسول اللہ !صلی اللہ علیک وسلم ہمارے ہاں تشریف لائیں۔آپ ﷺ کی اونٹنی سرعت کے ساتھ جارہی تھی۔آپ ﷺ نے فرمایا اس کو چھوڑ دو اس کو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔پھر وہ اونٹنی آپ ﷺ کو لے کر آگے رواں ہوگئی حتی کہ وہ منبر کی جگہ پر بیٹھ گئی۔

امام بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ مدینہ طیبہ تشریف لائے جب آپ ﷺ شہر میں داخل ہوئے تو انصار اپنے مردوں اور عورتوں سمیت آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے عرض کی یارسول اللہ !صلی اللہ علیک وسلم ہمارے ہاں تشریف لائیں آپ ﷺ نے فرمایا میری اونٹنی کو چھوڑ دو اسے اللہ تعالیٰ نے حکم دے دیا ہے۔وہ اونٹنی حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ کے دروازے پر بیٹھ گئی بنونجار کی بچیاں اپنے گھروں سے باہر آگئیں۔وہ دف بجا کر اپنی عقیدت کا یوں اظہار کر رہی تھیں:

نَحنُ جَوَارٌ مِنْ بَنِی النَّجَارِ يَا حَبَّذَا مُحَمَّدٌ مِنْ جَارِ

''ہم بنونجار کی نورنظر ہیں اور محمد عربی ﷺ کتنے اچھے ہمسائے ہیں''۔

اس وقت وہاں کی عورتیں اور بچیاں عقیدت کے پھول یوں نچھاور کر رہی تھیں:

طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَيْنَا مِنْ ثَنِيَّاتِ الْوَدَاعِ

''ماہ تمام ثنیۃ الوداع سے طلوع ہو کر ہمارے ہاں تشریف لایا''۔

وَجَبَ الشُّكْرُ عَلَيْنَا مَا دَعَا لِلّٰهِ دَاعٍ

''ہم پر اللہ کا شکر ادا کرنا واجب ہے اس وقت تک جب تک دعا کرنے والے اللہ کے حضور دعا مانگتے رہیں''۔

السیرۃ النبویہ میں ہے جب حضور ﷺ مدینہ طیبہ میں داخل ہوئے تو آپ ﷺ نے اپنی اونٹنی کی مہار کو چھوڑ دیا۔وہ دائیں بائیں دیکھتی ہوئی آگے کی طرف رواں دواں تھی۔جب حضور ﷺ انصار کے گھروں میں کسی گھر کے پاس سے گذرتے تو وہ آپ ﷺ کو اپنے ہاں قیام کے لیے عرض کرتے وہ یوں عرض کرتے اے ہمارے آقا!صلی اللہ علیک وسلم ہمارے ہاں تشریف لائیں ہمارے ہاں قوت بھی ہے اور ساز و سامان بھی۔آقائے علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا میری اونٹنی کا راستہ چھوڑ دو۔

علامہ دحلان لکھتے ہیں کہ اس میں ایک پیاری سی حکمت پوشیدہ ہے وہ یہ ہے آپ ﷺ جس سعید انسان کے گھر نزول اجلال فرمائیں اس کے لیے آپ ﷺ کی تشریف آوری ایک معجزہ اور نشانی بن جائے۔نفوس کو اس سے مسرت اور شادمانی حاصل ہو اور ان سے منافقت کا خاتمہ ہو اور کسی انسان کے دل میں بھی کوئی برا اندیشہ پیدا نہ ہو۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

چھاؤنی بنالیا۔ وہ جگہ جہاں اونٹنی بیٹھی تھی۔ وہ اہل خیبر اور قبیلہ غطفان کے درمیان تھی۔ اونٹنی کے وہاں بیٹھنے میں یہی حکمت پنہاں تھی کہ غطفان اہل خیبر کی مدد نہ کر سکیں۔ کیونکہ یہ آپس میں ایک دوسرے کے حلیف تھے۔

امام بخاری نے حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں۔ کہ صلح حدیبیہ کے سال حضور ﷺ اپنے صحابہ کرام کے ساتھ روانہ ہوئے جب آپ ﷺ ذوالحلیفہ کے مقام پر آئے تو آپ ﷺ نے قربانی کے جانوروں کو قلادے پہنا دیئے۔ ان پر علامات لگائیں اور وہاں سے عمرے کا احرام باندھا۔ آپ ﷺ نے قبیلہ خزاعہ کے ایک جاسوس کو روانہ فرمایا جب آپ ﷺ ''غدیرالاشطاط'' کے مقام پر خیمہ زن ہوئے تو وہ جاسوس آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس نے عرض کی قریش مکہ نے آپ صلی اللہ علیک وسلم کے لیے ایک عظیم لشکر جمع کیا ہے۔ انہوں نے آپ کے لیے جیشوں کو جمع کیا ہے۔ وہ آپ سے ضرور جنگ کریں گے۔ وہ آپ کو ضرور روکیں گے۔ وہ آپ ﷺ سے ضرور مدافعت کریں گے۔ آپ ﷺ نے صحابہ کرام سے فرمایا مجھے مشورہ دو کیا میں ان لوگوں کے اہل وعیال اور اولاد پر حملہ آور ہوں جو ہم کو بیت اللہ کی زیارت سے روکنے کا ارادہ کر رہے ہیں۔ یا تمہارا یہ خیال ہے کہ ہم بیت اللہ کا ہی ارادہ کریں۔ جو ہم کو روکے ہم اسی کے ساتھ جہاد کریں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم آپ صرف بیت اللہ کا ارادہ فرما کر ہی مدینہ طیبہ سے نکلے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیک وسلم کا ارادہ نہ ہی تو کسی کو قتل کرنے کا تھا اور نہ ہی کسی کے ساتھ نبرد آزما ہونے کا۔ آپ صرف بیت اللہ کا ہی ارادہ فرمائیں جو ہم کو اس سے روکے گا ہم اس سے جہاد کریں گے۔ حضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا تم اللہ کا نام مبارک لے کر روانہ ہو جاؤ۔ جب یہ سعادت سے لبریز کارواں ایک جگہ پہنچا تو حضور ﷺ نے فرمایا خالد بن ولید قریش کے ایک دستہ کے ساتھ آ رہا ہے۔ تم دایاں راستہ اختیار کرلو۔ اللہ کی قسم! خالد کو اس کا شعور بھی نہیں ہوگا۔ خالد بن ولید کو حضور ﷺ کی اس پالیسی اور حکمت عملی کی خبر تک نہ ہوئی۔ حتی کہ انہوں نے لشکر اسلام کے پاؤں سے اٹھنے والا گردوغبار دیکھ لیا۔ پھر وہ قریش مکہ کو خطرہ سے آگاہ کرنے کے لیے ان کی جانب دوڑ گئے۔ ادھر حضور ﷺ اپنے صحابہ کے ساتھ پیش قدمی فرماتے رہے۔ جب آپ ثنیہ کے مقام تک پہنچے تو آپ ﷺ کی اونٹنی بیٹھ گئی۔ لوگوں نے اس کو اٹھانے کی بہت کوشش کی لیکن وہ نہ اٹھی۔ لوگوں نے کہا قصویٰ (آپ ﷺ کی مبارک اونٹنی کا نام) اڑ گئی ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا یہ اڑی نہیں ہے اور نہ ہی اس کی یہ عادت ہے بلکہ اس کو اسی ذات نے روک دیا ہے جس نے ہاتھیوں کو روکا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ اگر انہوں نے مجھ سے کسی بھی ایسی چیز کا مطالبہ کیا جس میں حرمتوں کی تعظیم پائی جاتی ہو تو میں انہیں وہ ضرور عطا کروں گا۔ پھر آپ ﷺ نے اپنی اونٹنی کو جھڑکا وہ اونٹنی کھڑی ہوگئی۔ آپ ﷺ نے اپنا راستہ تبدیل کرلیا۔ حتی کہ آپ ﷺ نے ''حدیبیہ'' کے مقام پر قیام فرمایا اور صلح کی گفتگو ہوئی۔ حدیبیہ کے مقام پر کئی معجزات رونما ہوئے جن کا تذکرہ ان کے متعلقہ ابواب میں کیا جائے گا۔

البزار، الطبرانی اور ابونعیم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ بیان فرماتے ہیں کہ غزوۂ ذات الرقاع میں ہم حضور ﷺ کے ساتھ سفر پر رواں ہوئے۔ پھر انہوں نے اس خاتون کا قصہ بیان فرمایا جو اپنے مجنون بچے کو لے کر بارگاہ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وہاں اونٹنی نے اپنی گردن زمین پر رکھ دی اور اپنا منہ کھولے بغیر آواز نکالنے لگی حضور ﷺ اونٹنی سے نیچے تشریف لائے آپ ﷺ نے فرمایا ان شاء اللہ ہماری یہی قیام گاہ ہے۔ آپ ﷺ سے اجازت لے کر حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کا سامان اٹھایا اور اسے اپنے گھر میں لے جانے کا شرف حاصل کیا۔ حضور ﷺ کے ساتھ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ بنونجار کا محلہ انصار کے تمام محلوں سے بہترین اور افضل تھا۔ وہ آپ ﷺ کے جدامجد حضرت عبدالمطلب کے ننھیال تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں حضور ﷺ کی ابدی رفاقت کا شرف بخشا۔

ایک روایت ہے کہ جب پہلی مرتبہ اونٹنی بیٹھی تو لوگ آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم ہمارے ہاں قیام فرمائیں آپ ﷺ نے فرمایا اس کا راستہ چھوڑ دو وہ اونٹنی اس جگہ سے کھڑی ہوگئی۔ حتی کہ وہ منبر شریف کے پاس بیٹھ گئی۔ اس نے اپنی گردن زمین پر رکھ دی آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام اس سے نیچے اترے اور یہ آیت مبارکہ چار مرتبہ تلاوت فرمائی۔

رَّبِّ اَنْزِلْنِیْ مُنْزَلًا مُّبٰرَكًا وَّ اَنْتَ خَیْرُ الْمُنْزِلِیْنَ (المومنون:۲۹)

''اے میرے رب! اتار مجھے ہر بابرکت منزل پر اور تو ہی سب سے بہتر اتارنے والا ہے''۔

آپ ﷺ پر وحی کی سی کیفیت طاری ہوگئی۔ جب یہ کیفیت ختم ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا ان شاء اللہ یہی جگہ ہماری منزل ہوگی۔ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیک وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کی میرا گھر تمام گھروں سے زیادہ قریب ہے۔ آپ ﷺ مجھے اجازت مرحمت فرمائیں کہ میں آپ ﷺ کا سامان اپنے گھر منتقل کروں۔ آپ ﷺ نے انہیں سامان منتقل کرنے کی اجازت دی۔ انہوں نے آپ ﷺ کا سامان اپنے گھر منتقل کیا۔ آپ ﷺ نے اونٹنی کو سایہ میں بٹھایا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سامان منتقل ہوگیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اَلْمَرْءُ مَعَ رِحْلِہٖ'' آدمی اپنے سامان کے ساتھ ہی ہوتا ہے''۔ پھر حضرت اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اونٹنی کی نکیل تھام لی۔ پھر وہ اونٹنی ان کے پاس ہی رہی۔

''السیرۃ النبویہ'' میں ہے جب حضور ﷺ نے خیبر پر لشکر کشی فرمائی تو آپ ﷺ نے حضرت محمد بن مسلمہ الانصاری رضی اللہ عنہ کو بلایا اور فرمایا۔ ہمارے لیے ایک ایسی قیام گاہ تلاش کرو جو یہودیوں کے قلعوں سے دور ہوتا کہ صحابہ کرام کو اس کے تیر نہ پہنچ سکیں۔ محمد بن مسلمہ الانصاری رضی اللہ عنہ نے جستجو کی تو ان کو ایک ایسی ہی محفوظ جگہ مل گئی وہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میں نے آپ کے لیے ایک ایسی قیام گاہ تلاش کر لی ہے جو محفوظ ہے۔ آپ ﷺ اس جگہ منتقل ہوگئے۔ جب شام ہوئی تو آپ ﷺ نے اپنے صحابہ کو بھی وہاں ہی منتقل ہونے کا حکم فرمایا۔ کچھ دیر بعد آپ ﷺ کی اونٹنی اٹھی اور اپنی مہار کو کھینچتے ہوئے چل پڑی۔ صحابہ کرام نے اس اونٹنی کو واپس لانے کے لیے پکڑ لیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس کو چھوڑ دو۔ اللہ کی طرف سے اسے حکم دیا گیا ہے۔ جب وہ اونٹنی ایک دوسری چٹان کے پاس پہنچی تو وہ وہاں بیٹھ گئی۔ حضور ﷺ بھی اسی جگہ منتقل ہوگئے۔ لوگ بھی آپ ﷺ کے ساتھ وہاں منتقل ہوگئے اور اسی جگہ کو اپنی

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ﷺ نے فرمایا اس کو ذبح نہ کرو۔ اس کو اپنے اونٹوں میں چھوڑ دو۔

امام بیہقی اور ابو نعیم نے یہی روایت ایک اور سند سے بیان کی ہے۔ اس میں ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا یہ اونٹ کہہ رہا ہے کہ میں نے ان کے ہاں نشو ونما پائی۔ یہ مجھے اپنے کام کاج میں استعمال کرتے رہے۔ اب جبکہ میں بوڑھا ہو گیا ہوں تو یہ مجھے ذبح کرنا چاہتے ہیں۔

امام بیہقی اور ابو نعیم نے ایک اور سند سے حضرت یعلیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ سے تین اشیاء کا مشاہدہ کیا۔ ایک دفعہ ہم آپ ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں جارہے تھے۔ ہم ایک اونٹ کے پاس سے گزرے اس پر بہت سا سامان لدا ہوا تھا۔ جب اونٹ نے حضور ﷺ کو دیکھا تو اس نے بلبلانا شروع کر دیا اور اپنی گردن نیچے رکھ دی۔ آپ ﷺ نے اس اونٹ کے مالک کو بلایا اور اس سے فرمایا یہ اونٹ کم چارہ اور زیادہ کام کی شکایت کر رہا ہے۔ اس کے ساتھ عمدہ سلوک کرو۔ پھر ہم اپنے سفر پر رواں ہو گئے۔ حتی کہ ہم ایک جگہ فروکش ہوئے۔ حضور ﷺ محو استراحت ہو گئے۔ ایک درخت زمین کو چیرتا ہوا آیا اس نے آپ ﷺ کو ڈھانپ لیا پھر اپنی جگہ پر چلا گیا۔ جب آپ ﷺ نیند سے بیدار ہوئے تو میں نے آپ ﷺ سے یہ واقعہ عرض کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس درخت نے اپنے رب سے اجازت طلب کی تھی کہ وہ مجھے سلام عرض کرے۔ پھر اسی طرح انہوں نے بچے کا ذکر کیا۔

الطبرانی، ابو نعیم اور حاکم نے حضرت عبداللہ بن قرط رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ عید الاضحیٰ کے دن حضور ﷺ کے پاس پانچ یا چھ اونٹ لائے گئے۔ وہ تمام بارگاہ رسالت میں مسرت کے ساتھ حاضر ہوئے تاکہ آپ جس سے چاہیں ذبح کرنے کی ابتداء کریں۔

امام بیہقی حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ بنی سلمہ کے ایک شخص کا اونٹ پاگل ہو گیا وہ بنی سلمہ پر حملہ آور ہوا اور انہیں اپنے پاس آنے سے روکنے لگا۔ حتی کہ اس کے کھجوروں کے باغات پانی نہ ملنے کی وجہ سے خشک ہونے لگے۔ انہوں نے حضور ﷺ کی بارگاہ میں اونٹ کی شکایت کی۔ حضور ﷺ ادھر تشریف لے گئے۔ حتی کہ آپ ﷺ نخلستان کے دروازے تک پہنچ گئے۔ حضور ﷺ سے عرض کی گئی کہ ہمیں اونٹ کی طرف سے آپ کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا باغ میں داخل ہو جاؤ تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔ جب اونٹ نے حضور ﷺ کو دیکھا تو وہ اپنے سر کو جھکا کر آپ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو گیا۔ حتی کہ وہ آپ ﷺ کے سامنے کھڑا ہو گیا اور اس نے آپ ﷺ کو سجدہ کیا۔ آپ ﷺ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے فرمایا اپنے اونٹ کے پاس آؤ اور اس کو نکیل ڈال لو۔

امام بیہقی او ابو نعیم نے حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک دن ہم حضور ﷺ کے سامنے بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ کے پاس ایک آنے والا آیا اور آپ ﷺ سے عرض کی کہ فلاں قبیلے کا اونٹ بھاگ گیا ہے۔ حضور ﷺ اپنی جگہ سے اٹھے ہم بھی آپ ﷺ کیساتھ ہی کھڑے ہو گئے۔ ہم نے آپ ﷺ سے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم آپ اس اونٹ کے قریب نہ جائیں۔ ہمیں اندیشہ ہے کہ کہیں وہ آپ صلی اللہ علیک

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

رسالت میں حاضر ہوئی۔ حضور ﷺ نے اپنا لعاب دہن اس کے منہ میں ڈالا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو شفا کاملہ عطا فرمائی۔ اسی طرح انہوں نے ان دو درختوں کا بھی قصہ بیان کیا جو آپس میں مل گئے تھے۔ غوث بن الحارث کا قصہ بیان کیا۔ انہوں نے فرمایا کہ غوث بن حارث کے ہاتھ لرز گئے۔ حتیٰ کہ اس کے ہاتھ سے تلوار گر پڑی (جیسا کہ یہ واقعہ پہلے نقل کیا جا چکا ہے) پھر حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہم وہاں سے واپس آ گئے۔ جب ہم مقام حسرہ کے نشیبی علاقہ میں پہنچے تو ایک اونٹ بھاگتا ہوا بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا۔ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ یہ اونٹ کیا کہہ رہا ہے۔ یہ اونٹ میرے پاس اپنے مالک کے خلاف شکایت کر رہا ہے۔ یہ کہتا ہے کہ اس نے کئی سال اپنے مالک کی کھیتی باڑی کی اور اب وہ اسے ذبح کرنا چاہتا ہے اے جابر! اس کے مالک کے پاس جاؤ اور اسے میری بارگاہ میں لے کر آؤ۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میں اس کے مالک کو نہیں جانتا۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ اونٹ تیری راہنمائی کرے گا۔ وہ اونٹ تیزی کے ساتھ میرے آگے آگے چلا اور مجھے اپنے مالک کے پاس لے گیا۔ میں اس کے مالک کو بارگاہ رسالت میں لے آیا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ غزوۂ ذات الرقاع کو غزوۃ الاعاجیب کا نام بھی دیا جا سکتا ہے۔

امام احمد، ابن سعد اور الحاکم نے حضرت یعلی بن حمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں۔ کہ میں نے حضور ﷺ کے ساتھ مکہ کی طرف سفر کیا۔ میں نے آپ ﷺ کی جانب سے عجیب چیز کا مشاہدہ کیا۔ آپ ﷺ نے مجھے فرمایا، ان کھجوروں کی طرف جاؤ اور ان سے کہو کہ رسول اللہ ﷺ تمہیں حکم فرما رہے ہیں کہ تم دونوں اکٹھی ہو جاؤ میں ان کے پاس گیا اور انہیں نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا حکم سنایا۔ ان میں سے ہر کھجور نے اپنی جڑوں کو زمین سے باہر نکالا اور وہ ایک دوسرے کے ساتھ مل گئیں۔ حضور ﷺ نے ان کے پیچھے قضائے حاجت فرمائی۔ پھر آپ ﷺ نے مجھے حکم فرمایا کہ ان کے پاس جاؤ اور انہیں کہو کہ وہ اپنی اپنی جگہ پر چلی جائیں۔ میں ان کھجوروں کے پاس آیا اور انہیں رسول کریم ﷺ کا حکم سنایا۔ آپ ﷺ کا حکم سنتے ہی دونوں کھجوریں اپنی اپنی جگہ پر چلی گئیں۔

ایک عورت بارگاہ مصطفویہ میں حاضر ہوئی۔ اس نے کہا میرے اس نور نظر کو سات سال سے آسیب ہے وہ دن میں دو مرتبہ اس پر حملہ کرتا ہے۔ آپ ﷺ نے اس عورت سے کہا مجھے اپنا بچہ دکھاؤ آپ ﷺ نے اس کے منہ میں اپنا لعاب دہن ڈالا اور فرمایا اے اللہ کے دشمن! نکل جا میں اللہ کا نبی ہوں۔ آپ ﷺ نے اس عورت سے فرمایا۔ جب ہم واپس آئیں تو ہمیں اس بچے کی کیفیت کے متعلق آگاہ کرنا۔ جب آپ ﷺ واپس آئے تو اس عورت کو آپ ﷺ سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا عرض کی مجھے اس ذات کی قسم جس نے آپ صلی اللہ علیک وسلم کو عز و شرف سے نوازا ہے۔ جب سے آپ ہم سے جدا ہوئے ہیں۔ ہم نے دوبارہ اس آسیب کو نہیں دیکھا۔ پھر آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں ایک اونٹ حاضر ہوا وہ آپ ﷺ کے سامنے کھڑا ہو گیا۔ اس کی آنکھوں میں آنسو چھلک رہے تھے۔ آپ ﷺ نے اس کے مالکوں کو بلایا اور فرمایا اس اونٹ کے ساتھ تمہارا رویہ کیسا ہے۔ یہ تمہاری شکایت کر رہا ہے۔ انہوں نے عرض کی، ہم اس اونٹ کو اپنے کام میں لاتے رہے جب یہ بوڑھا ہو گیا اور اس میں کام کرنے کی طاقت نہ رہی تو ہم نے عہد کیا کہ ہم کل اسے ذبح کر دیں گے۔ آپ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مابین ہر چیز جانتی ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ مگر نافرمان انسان اور عصیاں شعار جنات مجھ سے ناآشنا ہیں۔

ابن سعد نے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ زینت عرش معلی ﷺ مسجد نبوی میں تشریف فرما تھے۔ ایک اونٹ بھاگتا ہوا آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے اپنا سر حضور ﷺ کی آغوش میں رکھ دیا اور بلبلانے لگا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ اونٹ کہہ رہا ہے کہ وہ ایک شخص کی ملکیت میں ہے۔ وہ شخص اسے ذبح کر کے اپنے والد کی طرف سے کھانا دینا چاہتا ہے۔ یہ میرے پاس مدد طلب کرنے کے لیے آیا ہے۔ کچھ دیر بعد اس کا مالک بھی آپ ﷺ کے پاس آ گیا۔ آپ ﷺ نے اس کو اسے ذبح نہ کرنے کا حکم دیا۔

امام احمد اور ابونعیم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ اپنے کچھ صحابہ میں تشریف فرما تھے۔ ایک اونٹ آپ ﷺ کی بارگاہ میں آیا وہ آپ ﷺ کے سامنے سجدہ ریز ہو گیا۔

البزار نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ ایک باغ میں تشریف لے گئے۔ آپ ﷺ کے پاس ایک اونٹ آیا۔ وہ آپ ﷺ کے سامنے سجدہ کناں ہو گیا۔

ابونعیم نے حضرت ثعلبہ بن ابی مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ بنی سلمہ کے ایک شخص نے ایک اونٹ خریدا جس پر وہ پانی لایا کرتا تھا۔ ایک دن اس نے اس کو اپنے مربد میں باندھا تا کہ وہ اس پر کچھ سامان لادے۔ وہ اونٹ مست ہو گیا کوئی شخص بھی اس کے قریب جانے کی جرأت نہیں کرتا تھا۔ وہ شخص بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اور تمام داستان بیان کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس اونٹ کو کھول دو۔

لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم ہمیں خطرہ ہے کہ وہ اونٹ کہیں آپ کو کوئی نقصان نہ دے۔ آپ ﷺ نے دوبارہ فرمایا اس کو کھول دو۔ جب اونٹ نے مالک کون ومکان ﷺ کو دیکھا تو وہ فوراً سجدہ ریز ہو گیا۔ اس کی سجدہ ریزی دیکھ کر قوم نے اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کی۔ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم ہم اس اونٹ سے زیادہ مستحق ہیں کہ آپ ﷺ کو سجدہ کریں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اگر اللہ کو چھوڑ کر مخلوق کو سجدہ کرنا جائز ہوتا تو میں عورت کو حکم کرتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے۔

الطبرانی اور ابونعیم نے حضرت یعلیٰ بن مرہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک دن حضور ﷺ باہر تشریف لائے۔ ایک اونٹ بلبلاتا ہوا۔ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس نے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سجدہ کیا۔ مسلمانوں نے کہا ہم اس بات کے زیادہ مستحق ہیں کہ ہم حضور نبی کریم ﷺ کو سجدہ کریں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اگر میں کسی کو حکم دیتا کہ وہ اللہ کے علاوہ کسی اور کو سجدہ کرے تو میں عورت کو حکم کرتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیا تمہیں معلوم ہے کہ یہ اونٹ کیا کہہ رہا ہے؟ یہ اونٹ شکایت کر رہا ہے کہ اس نے اپنے مالکوں کی چالیس سال خدمت کی۔ جب وہ بوڑھا ہو گیا تو انہوں نے اس کے چارہ میں کمی اور اس کے کام میں اضافہ کر دیا۔ اب ان کے ہاں ایک شادی ہے۔ انہوں نے اس کو ذبح کرنے کے لیے چھری پکڑی ہے۔ حضور ﷺ نے اس اونٹ کے مالکوں کی طرف پیغام بھیجا۔ جب وہ آپ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وسلم کونقصان نہ پہنچائے۔حضور ﷺ اونٹ کے قریب گئے۔جب اس نے آپ ﷺ کی زیارت کی تو وہ فوراً سجدہ ریز ہو گیا۔حضور نبی مکرم ﷺ نے اپنا دست اقدس اونٹ کے سر پر رکھا اور فرمایا اس کی مہار لے کر آؤ۔ہم آپ ﷺ کے پاس مہار لے کر آئے۔آپ ﷺ نے اسے مہار ڈالی اور فرمایا اس اونٹ کے مالک کو لاؤ جب اس کا مالک آپ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا ''اس اونٹ کو عمدہ چارہ دیا کرو اور اس کی طاقت سے زیادہ اس پر بوجھ نہ ڈالا کرو''۔

امام البیہقی ،ابونعیم اور الطبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک قوم بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر عرض کناں ہوئی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم ہمارا ایک اونٹ مست ہو کر ہمارے باغ میں بیٹھ گیا ہے۔حضور ﷺ اس اونٹ کے پاس آئے اور فرمایا اے اونٹ! میرے پاس آ۔آپ ﷺ کی آواز پر اونٹ سر جھکاتے ہوئے آپ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو گیا۔حضور ﷺ نے اس کو نکیل ڈالی اور اسے اس کے مالک کے حوالے کر دیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم گویا یہ اونٹ جانتا ہے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔آپ ﷺ نے فرمایا ان دوسخت زمینوں کے درمیان ہر چیز جانتی ہے کہ میں اللہ کا نبی ہوں۔لیکن کافر انسان اور کافر جنات کو یہ علم نہیں۔

امام بیہقی نے حضرت حماد بن سلمہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے بنی قیس کے ایک بزرگ سے سنا ہے۔وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں۔وہ فرماتے ہیں کہ ہمارے پاس ایک سرکش اونٹنی تھی۔سرکشی کی وجہ سے ہم اسے قابو نہیں کر سکتے تھے۔حضور ﷺ اس اونٹنی کے قریب تشریف لے گئے اور اس کی کھیری پر اپنا دست اقدس پھیرا۔آپ ﷺ کے ہاتھ مبارک کی برکت سے اس کی کھیری دودھ سے لبریز ہو گئی۔حضور ﷺ نے اس کا دودھ دوہا اور نوش فرمایا۔

ابن ابی شیبہ، امام البیہقی اور ابونعیم نے حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ انصار کے ایک شخص کے باغ میں تشریف لے گئے۔اس باغ میں ایک اونٹ تھا۔جب اس نے حضور ﷺ کا رخ انور دیکھا تو وہ محبت کے ساتھ آپ ﷺ کی جانب آیا۔اس کی آنکھیں آنسوؤں سے بھر آئیں۔آپ ﷺ نے فرمایا اس اونٹ کا مالک کون ہے انصار کا ایک نوجوان آگے بڑھا۔اس نے عرض کی یہ اونٹ میرا ہے۔آپ ﷺ نے فرمایا کیا تو اس اونٹ کے بارے میں اللہ سے نہیں ڈرتا جس نے تجھے اس کا مالک بنایا ہے۔یہ میرے پاس شکایت کر رہا ہے کہ تم اس کو بھوکا رکھتے ہو اور اس کی طاقت سے زیادہ اس سے کام لیتے ہو۔

امام احمد، ابن ابی شیبہ، دارمی اور ابونعیم نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔وہ فرماتے ہیں کہ ہم حضور نبی محترم ﷺ کے ساتھ بنی نجار کے ایک باغ میں گئے۔ہم نے وہاں ایک اونٹ دیکھا جو شخص بھی باغ میں جاتا وہ اونٹ اس پر حملہ کر دیتا۔حضور نبی کریم ﷺ اس کے پاس آئے اور اس کو اپنی جانب بلایا۔وہ سر جھکا کر آپ ﷺ کی بارگاہ بے کس پناہ میں حاضر ہوا۔وہ آپ ﷺ کے سامنے ادب سے بیٹھ گیا۔آپ ﷺ نے فرمایا اس کی مہار لے کر آؤ۔آپ ﷺ نے اونٹ کو مہار ڈالی اور اسے اس کے مالک کو دے دیا۔پھر آپ ﷺ نے ہماری جانب توجہ فرمائی اور فرمایا زمین اور آسمان کے

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہوا اس نے کہا اس اعرابی نے اس اونٹ کو چوری کیا ہے۔ اسی وقت وہ اونٹ بلبلایا اور حضور ﷺ نے اس کی آواز کو بڑے غور سے سنا پھر اس آدمی کو مخاطب کر کے کہا اس شخص سے اعراض کر لے تیرا اونٹ تیرے خلاف گواہی دے رہا ہے۔ وہ کہہ رہا ہے کہ تو جھوٹا ہے۔

ابن عبد الحکیم نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے انہیں یمن بھیجا۔ آپ ﷺ نے حضرت معاذ کو ایک اونٹنی پر سوار کیا اور فرمایا اے معاذ! اپنے سفر پر روانہ ہو جا حتی کہ جَنَد آ جائے جس جگہ یہ اونٹنی بیٹھ جائے وہاں اذان دینا، نماز ادا کرنا اور اسی جگہ مسجد بنا دینا۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سفر پر روانہ ہوئے۔ حتی کہ جَنَد آ گیا اس جگہ اپنی اونٹنی کو گھمایا لیکن اس نے بیٹھنے سے انکار کر دیا۔ آپ نے وہاں کے لوگوں سے دریافت کیا۔ کیا اس کے علاوہ کوئی اور بھی جَنَد ہے؟ لوگوں نے کہا ہاں ایک اور بھی جَنَد ہے اس کا نام ''جَنَد رکامہ'' ہے۔ جب آپ رضی اللہ عنہ جندر کامہ پہنچے تو وہاں آپ ﷺ کی اونٹنی آسانی سے بیٹھ گئی۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ اپنی اونٹنی سے نیچے اترے۔ اذان دی، اقامت کہی اور نماز ادا کی (جَنَد یمن کا ایک شہر ہے)۔

گھوڑے کا آپ ﷺ کی اطاعت کرنا

قاضی عیاض نے شفا میں فرمایا ہے کہ حضور ﷺ ایک سفر پر روانہ ہوئے۔ آپ ﷺ ایک گھوڑے پر سوار تھے۔ راستہ میں نماز کا وقت ہو گیا۔ آپ ﷺ نے اپنے گھوڑے کو کھلا چھوڑا اور فرمایا اللہ تعالیٰ تجھے بابرکت بنائے۔ اپنی جگہ سے حرکت نہ کرنا حتی کہ ہم نماز سے فارغ ہو جائیں۔ حضور ﷺ نے اس کو قبلہ کی جانب کھڑا کیا۔ حضور ﷺ کے نماز ادا فرمانے تک گھوڑے نے اپنے کسی عضو کو بھی حرکت نہ دی۔ اس واقعہ میں حضور ﷺ کا ایک عظیم معجزہ ہے وہ یہ کہ ایک حیوان نے آپ ﷺ کے کلام کو سمجھا اور آپ ﷺ کے حکم کی اطاعت کی۔

خچر کا آپ ﷺ کے حکم کو بجالانا

ابو القاسم البغوی، امام بیہقی، ابو نعیم اور ابن عساکر نے حضرت شیبہ بن عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں۔ کہ غزوۂ حنین کے دن حضور ﷺ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا، مجھے کچھ سنگریزے زمین سے اٹھا کر دیں۔ آپ ﷺ کے اس کلام کو خچر نے سمجھ لیا۔ وہ نیچے جھکی حتی کہ اس کا پیٹ زمین کے ساتھ چھونے لگا۔ اس نے کچھ کنکریاں آپ ﷺ کو پیش کیں۔ آپ ﷺ نے وہ کنکریاں دشمن کی طرف پھینکیں اور فرمایا:

شَاهَتِ الْوُجُوْهُ حٰمٓ لَا يُنْصَرُوْنَ

ابو نعیم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ غزوۂ حنین میں مسلمانوں میں شکست کے آثار نمودار ہو گئے اس وقت حضور ﷺ اپنی خچر پر سوار تھے۔ اس کا نام دلدل تھا۔ آپ ﷺ نے اپنی خچر کو مخاطب کر کے فرمایا اے۔ خچر! نیچے ہو جا، آپ ﷺ کا حکم سن کر وہ خچر نیچے ہو گئی۔ حتی کہ اس کا پیٹ زمین کے ساتھ لگ گیا۔ آپ ﷺ نے مٹھی بھر مٹی لے کر دشمن کی

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے ان کو اونٹ کی تمام داستان سنائی۔ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم اللہ کی قسم اونٹ نے سچ کہا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم اسے میرے لیے چھوڑ دو۔

ابونعیم نے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ انصار کا ایک شخص بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم! ہمارے گھر ایک اونٹ ہے جو ہم سب کو مارتا ہے۔ ہم میں سے کوئی بھی اس کے پاس جانے کی جرأت نہیں کرتا۔ حضور ﷺ اس شخص کے گھر کے دروازے پر پہنچے اور اونٹ نے آپ ﷺ کا دیدار کیا تو وہ سجدہ ریز ہو گیا اس نے اپنی گردن زمین پر رکھ دی۔ حضور ﷺ نے اس کو سر سے پکڑا اور اپنا دست اقدس اس پر پھیرا۔ پھر آپ ﷺ نے مہار منگوائی اور اونٹ کو ڈال کر اس کے مالک کو دے دیا۔ حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم اس اونٹ کو معلوم ہو گیا تھا کہ آپ ﷺ اللہ کے نبی ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کافر انسانوں اور کافر جنات کے علاوہ ہر چیز جانتی ہے کہ میں اللہ کا سچا نبی ہوں۔

ابونعیم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انصار کے ایک شخص کے پاس ایک اونٹ تھا۔ اس نے اس شخص کے ساتھ سرکشی کی۔ وہ آدمی بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم ﷺ میرا اونٹ سرکش ہو گیا ہے۔ میں اس ڈر سے اس کے قریب نہیں جاتا کہ وہ کہیں مجھ پر حملہ نہ کر دے۔ حضور ﷺ اس اونٹ کے پاس تشریف لے گئے۔ جب اس نے حضور ﷺ کو دیکھا تو وہ بلبلاتا ہوا آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے اپنی گردن زمین پر رکھ دی اور حضور ﷺ کے ساتھ ہی بیٹھ گیا۔ اس کی دونوں آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اے فلاں! تیرا اونٹ تیرے خلاف شکایت کر رہا ہے۔ اس کے ساتھ عمدہ سلوک کیا کر وہ آدمی ایک رسی لے کر آیا اور اپنے اونٹ کے گلے میں ڈال دی۔

ابونعیم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ انصار کے باغات میں سے ایک باغ میں داخل ہوئے۔ وہاں دو اونٹ تھے جو چیخ و پکار کر رہے تھے۔ جب نبی کریم ﷺ ان دونوں کے قریب ہوئے تو انہوں نے اپنی گردن کو زمین پر رکھ دیا۔ اس وقت حضور ﷺ کے ساتھ جو بھی افراد تھے انہوں نے اللہ کی حمد بیان کی۔

حاکم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ایک اعرابی نے بارگاہ رسالت میں شکایت کی کہ لوگ اس پر اونٹنی کو چرانے کا الزام لگاتے ہیں۔ اونٹنی نے دروازہ کے پیچھے سے حضور ﷺ سے عرض کی۔ مجھے قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے۔ کہ اس شخص نے مجھے چوری نہیں کیا اور نہ ہی اس کے علاوہ کوئی اور شخص میرا مالک ہے۔ حاکم نے کہا ہے کہ اس روایت کے تمام راوی ثقہ ہیں۔ البتہ اس میں ایک راوی یحیٰی بن عبد اللہ المصری ہیں جو عبد الرزاق سے روایت کرتے ہیں۔ میں انہیں نہیں جانتا نہ ہی ان پر جرح کی گئی ہے۔ امام ذہبی فرماتے ہیں کہ یہ روایت اسی شخص کی گھڑی ہوئی ہے۔ علامہ سیوطی فرماتے ہیں کہ اس روایت کی ایک اور بھی سند ہے۔

الطبرانی نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص بارگاہ رسالت میں حاضر

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تبدیلی کے ساتھ تھا۔ مثلاً یہ کہ وہ جانور پہلے کمزور تھے حضور ﷺ کے طفیل انہیں طاقت ملی پہلے وہ سست رو تھے۔ لیکن تاجدار حرم ﷺ کی برکت سے وہ تیز رفتار ہو گئے۔ یہ تمام حضور ﷺ کے معجزات ہی تھے۔ میں نے یہ واقعات اس جگہ اس لیے ذکر کیے تھے۔ کیونکہ میرے نزدیک وہاں ان کا تذکرہ زیادہ مناسب تھا۔

بکریوں کا حضور ﷺ کے لیے سجدہ ریز ہونا

ابونعیم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ انصار کے ایک باغ میں تشریف لے گئے۔ حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق اور کچھ انصار رضی اللہ عنہم بھی آپ ﷺ کے ساتھ تھے۔ باغ میں بکریوں کا ایک ریوڑ تھا۔ انہوں نے حضور اکرم ﷺ کو سجدہ کیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم ہم ان بکریوں سے زیادہ اس بات کے مستحق ہیں کہ آپ کو سجدہ کریں۔ آپ ﷺ نے فرمایا میری امت کا کوئی شخص بھی کسی کو سجدہ نہ کرے اگر اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور ذات کو سجدہ کرنا روا ہوتا تو میں عورت کو یہ حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے۔

عبدالرزاق نے مصنف میں روایت کیا ہے۔ الرضین بن عطاء نے فرمایا ہے کہ ایک قصاب نے ایک بکری کو ذبح کرنے کے لیے دروازہ کھولا۔ لیکن وہ بکری وہاں سے بھاگ گئی۔ وہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئی۔ قصاب بھی اس کے پیچھے پیچھے بارگاہ مصطفویہ حاضر ہوا اور اس بکری کو ٹانگوں سے پکڑ کر کھینچنے لگا۔ رسول اللہ ﷺ نے بکری سے فرمایا اللہ کے حکم پر صبر کر اور اے قصاب! تو اسے موت کی جانب نرمی سے لے جا۔

امام بیہقی نے حضرت موسیٰ بن عقبہ اور حضرت عروہ کی سند سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں خیبر کا ایک سیاہ فام حبشی غلام حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ اس کے پاس اس کے آقا کا ریوڑ تھا۔ اس نے نبی مکرم ﷺ سے عرض کی اگر میں نے اسلام قبول کر لیا تو مجھے کیا ملے گا۔ حضور ﷺ نے فرمایا تجھے جنت عطا کی جائے گی۔ وہ حبشی غلام دامن اسلام سے وابستہ ہو گیا۔ پھر اس نے عرض کی۔ یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم یہ ریوڑ میرے پاس امانت ہے۔ آپ ﷺ نے اس کو فرمایا اسے ہمارے لشکر سے نکال کر لے جاؤ۔ پھر اس کی طرف کنکری پھینک کر اس کے مالک کی طرف ہانک دو۔ اللہ تعالیٰ تمہاری طرف سے اس امانت کو ادا فرمائے گا۔ اس غلام نے ایسا ہی کیا۔ وہ ریوڑ صحیح وسالم اپنے مالک کے پاس پہنچ گیا۔ جب یہودی کو معلوم ہوا کہ اس کے غلام نے اسلام قبول کر لیا ہے۔ تو اس نے اس کو شہید کر دیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اس غلام کو عزت عطا فرمائی ہے اور بھلائی کی طرف لے گیا ہے۔ وہ سچا مسلمان تھا۔ میں نے دیکھا ہے کہ اس کے سر پر دو حوریں کھڑی ہیں۔ امام البیہقی نے یہ واقعہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔

ایک ہرنی کی بارگاہ رسالت میں فریاد

الطبرانی نے الکبیر میں اور ابونعیم نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ صحراء

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

طرف پھینکی اور فرمایا: حٰمٓ لَا یُنصَرُوْنَ قوم شکست سے دوچار ہوئی حالانکہ نہ ہی ہم نے شمشیر زنی کی اور نہ ہی کوئی تیر پھینکا۔

گدھے کا آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہم کلام ہونا

ابن عساکر نے ابن منظور سے روایت کیا ہے کہ جب حضور نبی محترم ﷺ نے خیبر فتح کیا تو اس وقت آپ ﷺ کو ایک کالا گدھا ملا۔ حضور ﷺ نے اس گدھے سے گفتگو فرمائی اور اس گدھے نے آپ ﷺ کے ساتھ گفتگو کی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے پوچھا تیرا نام کیا ہے؟ اس نے عرض کی میرا نام یزید بن شہاب ہے۔ اس نے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری نسل میں ساٹھ گدھوں کو پیدا فرمایا ہے۔ ان پر صرف انبیاء علیہم السلام نے ہی سواری کی ہے۔ مجھے امید تھی کہ آپ ﷺ مجھ پر ضرور سواری فرمائیں گے۔ آپ ﷺ آخر الانبیاء ہیں۔ اور میں اپنی نسل میں سب سے آخری ہوں۔ آپ ﷺ سے پہلے میں ایک یہودی کی ملکیت میں تھا۔ ان کو جان بوجھ کر نیچے گرا دیا کرتا تھا۔ وہ مجھے بہت زیادہ بھوکا رکھتا تھا اور میری پیٹھ پر مارا کرتا تھا۔ حضور ﷺ نے اس گدھے سے فرمایا تیرا نام یعفور ہے۔ حضور ﷺ اس گدھے کو کسی شخص کے دروازے پر بھیجتے۔ وہ اس شخص کے دروازے پر آتا اپنے سر سے دروازے پر دستک دیتا۔ جب گھر کا مالک باہر آتا تو گدھا اس کو اشارے سے کہتا تجھے نبی کریم ﷺ یاد فرما رہے ہیں۔ جب حضور ﷺ نے وصال فرمایا تو وہ گدھا ابو ہیثم بن التیہان کے کنویں کی طرف چلا گیا اور حضور ﷺ کی جدائی اور فراق کے غم میں اپنے آپ کو کنویں میں گرا دیا۔

ابو نعیم نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب حضور ﷺ خیبر تشریف لے گئے تو آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں ایک سیاہ گدھا حاضر ہوا۔ وہ نبی کریم ﷺ کے سامنے کھڑا ہو گیا۔ حضور ﷺ نے پوچھا تو کون ہے؟ اس نے کہا میں عمرو بن فلاں ہوں ہم تین بھائی تھے۔ ہمیں یہ شرف حاصل ہے کہ ہم سب پر انبیاء علیہم السلام نے سواری کی ہے۔ میں اپنے بھائیوں میں سے سب سے چھوٹا ہوں۔ مجھے یہ شرف حاصل ہے کہ آپ ﷺ مجھ پر سواری فرمائیں گے اس سے قبل میں ایک یہودی کی ملکیت میں تھا۔ جب بھی میں آپ ﷺ کو یاد کرتا تھا تو میں اسے منہ کے بل گرا دیتا تھا۔ پھر وہ مجھے بہت زیادہ مارتا تھا۔

واقدی کہتے ہیں کہ حضور ﷺ کے حجۃ الوداع سے واپسی پر وہ گدھا مر گیا۔ امام نووی نے ابن الصلاح سے اسی پر جزم کیا ہے۔ (یعنی وہ گدھا اسی سال ہی مرا تھا) اس طرح وہ گدھا حضور ﷺ کے وصال سے پہلے مر چکا تھا۔ ابو نعیم نے یہی حدیث حضرت معاذ بن جبل سے روایت کی ہے۔ ابن حبان وغیرہ نے بھی اس کو روایت کیا ہے۔ یہ حدیث کئی اسناد سے روایت کی گئی ہے۔ علامہ زرقانی فرماتے ہیں کہ اس واقعہ میں کوئی ایسی چیز نہیں جس کا شرعی طور پر انکار کیا جائے اور نہ حضور ﷺ کے لیے اس کا وقوع کوئی انوکھی بات ہے۔

تنبیہ

تیسری قسم کے چوتھے باب میں وہ احادیث گذر چکی ہیں جن کا تعلق حیوانات مثلاً اونٹ، گھوڑے اور گدھے کی صفات کی

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تھوڑی ہی دیر گذری تھی کہ وہ ہرنی اپنے بچے کو دودھ پلا کر واپس آ گئی۔ آپ ﷺ نے دوبارہ اسے خیمے کی رسی کے ساتھ باندھ دیا۔ کچھ دیر بعد ہرنی کو شکار کرنے والے بھی وہاں آ گئے آپ ﷺ نے وہ ہرنی ان سے تحفتاً طلب فرمائی انہوں نے بطور ہدیہ اسے آپ ﷺ کو پیش کر دیا۔ آپ ﷺ نے اس کو آزاد فرما دیا۔

امام بیہقی اور ابونعیم نے حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ مدینہ طیبہ کی ایک گلی میں تشریف لے گئے۔ میں بھی آپ ﷺ کے ساتھ تھا۔ ہم ایک اعرابی کے خیمہ کے پاس سے گذرے۔ اس کے خیمہ کے ساتھ ایک ہرنی بندھی ہوئی تھی۔ اس نے آپ ﷺ سے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم اس اعرابی نے مجھے شکار کیا ہے۔ جنگل میں میرے دو بچے ہیں۔ میری کھیری میں بہت زیادہ دودھ جمع ہو گیا ہے نہ تو یہ اعرابی مجھے ذبح کرتا ہے کہ مجھے آرام آ جائے اور نہ ہی مجھے چھوڑتا ہے کہ میں جنگل میں اپنے بچوں کے پاس جاؤں۔ نبی محترم رحمت عالم ﷺ نے فرمایا اگر میں تجھے آزاد کر دوں۔ تو کیا تو دودھ پلا کر واپس آ جائے گی اس نے کہا۔

اگر میں واپس نہ آؤں تو اللہ تعالیٰ مجھے عشار کے عذاب میں مبتلا کرے۔ حضور ﷺ نے اس کو آزاد فرمایا دیا۔ تھوڑی ہی دیر گذری تھی کہ وہ ہرنی اپنے بچوں کو دودھ پلا کر بارگاہ رسالت میں حاضر ہو گئی۔ آپ ﷺ نے دوبارہ اسے خیمے کے ساتھ باندھ دیا۔ کچھ دیر کے بعد وہ اعرابی بھی وہاں آ گیا اس کے پاس مشک تھی۔ حضور ﷺ نے اس کو فرمایا کیا تو ہرنی مجھے فروخت کرے گا۔ اس نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم یہ ہرنی آپ ہی کی ہے۔ آپ ﷺ نے اس کو آزاد فرما دیا۔ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اللہ کی قسم! میں نے اس ہرنی کو دیکھا وہ چیختی ہوئی جنگل کی طرف جا رہی تھی۔ اور ساتھ ساتھ یہ کہہ رہی تھی۔ ''لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ'' اسی حدیث کو امام بیہقی نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے یہ روایت کئی اسناد سے روایت کی گئی ہے جو ایک دوسرے کو قوی کرتی ہیں اس سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ ان کی کوئی اصل ہے۔ یہ حدیث حسن لغیرہ ہو گئی اور علامہ ابن السبکی نے ابن الحاجب کی شرح میں لکھا ہے۔ کہ سنگریزوں کا تسبیح بیان کرنا اور ہرنی کا کلام کرنا اگرچہ یہ روایات آج متواتر نہیں ہیں۔ لیکن یہ اس زمانہ میں متواتر تھیں۔ علامہ ابن حجر فرماتے ہیں۔ میں یہی کہا کرتا ہوں کہ یہ تمام روایات لوگوں میں مشہور ہیں۔

بھیڑیئے کا ہم کلام ہونا

امام احمد، ابن سعد، البزار، حاکم بیہقی اور ابونعیم نے کئی اسناد سے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ ایک چرواہا ''حرۃ'' کے مقام پر اپنی بکریاں چرا رہا تھا۔ اچانک ایک بھیڑیا اس کی بکریوں میں سے ایک بکری پر حملہ آور ہوا وہ چرواہا بکری اور بھیڑیئے کے درمیان حائل ہو گیا۔ بھیڑیا اپنی دم پر بیٹھ گیا اور چرواہے سے کہنے لگا اے چرواہے! کیا تو اللہ سے نہیں ڈرتا تو میرے اور میرے اس رزق کے درمیان حائل ہوتا ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے میرے لیے بھیجا ہے۔ چرواہے نے کہا یہ بڑا تعجب خیز واقعہ ہے کہ ایک بھیڑیا انسان کی طرح گفتگو کر رہا ہے۔ بھیڑیے نے کہا کیا میں

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

میں موجود تھے۔ اچانک آپ ﷺ کو ایک آواز سنائی دی کسی نے پکارا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم حضور ﷺ نے توجہ فرمائی لیکن آپ ﷺ نے کسی چیز کو ملاحظہ نہ فرمایا۔ پھر آپ ﷺ نے دوسری طرف توجہ فرمائی آپ ﷺ نے ایک بندھی ہوئی ہرنی دیکھی۔ اس نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میرے قریب تشریف لائیں۔ حضور ﷺ اس کے قریب تشریف لے گئے۔ آپ ﷺ نے استفسار فرمایا کہ تو نے مجھے کیوں پکارا ہے۔ اس ہرنی نے عرض کی اس پہاڑ میں میرے دو بچے ہیں۔ آپ ﷺ مجھے اس شکنجے سے آزاد فرمائیں میں انہیں دودھ پلا کر ابھی آپ صلی اللہ علیک وسلم کی خدمت میں حاضر ہو جاتی ہوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کیا تو اپنے وعدے کو نبھائے گی۔ اس نے جواب دیا اگر میں وعدہ شکنی کروں تو اللہ تعالیٰ مجھے عشار کے عذاب میں مبتلا کرے۔

حضور ﷺ نے اس ہرنی کو آزاد فرمایا وہ وہاں سے چلی گئی اور اپنے بچوں کو دودھ پلا کر واپس آ گئی آپ ﷺ نے اس کو دوبارہ وہاں ہی باندھ دیا۔ اسی اثناء میں وہ اعرابی آ گیا حضور ﷺ کو وہاں تشریف فرما دیکھ کر اس نے عرض کی۔ یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم کیا آپ کو مجھ سے کوئی کام ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں اس ہرنی کو آزاد کر دے۔ اس اعرابی نے اس ہرنی کو آزاد کر دیا۔ ہرنی وہاں سے بھاگتی جا رہی تھی اور ساتھ یہ کہتی ہوئی جا رہی تھی:

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّکَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کی سند میں اغلب بن تمیم ہے۔ جو ضعیف ہے۔ لیکن اس روایت کی کئی اور بھی اسناد ہیں جو اس بات کی گواہی دیتی ہیں کہ اس داستان کی کوئی نہ کوئی اصل ہے۔

الطبرانی نے اوسط میں اور ابو نعیم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ کہ حضور ﷺ ایک قوم کے پاس تشریف لے گئے۔ اس نے ایک ہرنی کو پکڑ کر باندھا ہوا تھا۔ اس ہرنی نے بارگاہ رسالت میں عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میرے دو بچے ہیں آپ مجھے اجازت مرحمت فرمائیں تو میں انہیں دودھ پلا کر ابھی واپس آ جاتی ہوں۔ حضور ﷺ نے اس قوم کو فرمایا اس ہرنی چھوڑ دو یہ اپنے بچوں کو دودھ پلا کر واپس آ جائے گی۔ انہوں نے عرض کی کہ اس کا ضامن کون ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں اس کا ضامن ہوں۔ انہوں نے ہرنی کو چھوڑ دیا۔ وہ اپنے بچوں کو دودھ پلا کر واپس آ گئی۔ انہوں نے دوبارہ اس کو باندھ دیا۔ آپ ﷺ نے ان سے فرمایا کیا تم اس ہرنی کو بیچنا چاہو گے۔ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم یہ آپ ہی کی تو ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا پھر تم اس کو آزاد کر دو۔ انہوں نے ہرنی کو آزاد کر دیا۔ وہ واپس چلی گئی۔

امام بیہقی نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ ایک ہرنی کے پاس سے گذرے وہ خیمے کی رسی کے ساتھ باندھی گئی تھی۔ اس نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم آپ مجھے آزاد فرمائیں۔ میں اپنے بچے کو دودھ پلا کر واپس آ جاؤں گی۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس قوم نے تجھے شکار کیا ہے اور تجھے باندھا ہے۔ میرے ساتھ وعدہ کر کہ تو اپنے بچے کو دودھ پلانے کے بعد واپس آ جائے گی۔ اس نے وعدہ کیا آپ ﷺ نے اس کو آزاد فرما دیا۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نے کہا اس سے زیادہ تعجب خیز تو وہ ہستی والا ﷺ ہیں جو ان دو پہاڑوں کے درمیان تشریف فرما ہیں۔ وہ ماضی اور مستقبل کی خبریں بتا رہے ہیں۔ وہ شخص یہودی تھا۔ وہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اور آپ ﷺ کو اس تمام واقعہ کی خبر دی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اس واقعہ کی تصدیق فرمائی۔

ابن عساکر نے محمد بن جعفر الدمشقی سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ لوگوں کا گمان ہے کہ حضرت رافع بن عمیر الطائی سے بھیڑیئے نے گفتگو کی تھی۔ وہ اپنے ریوڑ میں تشریف فرما تھے۔ بھیڑیئے نے ان کو حضور خاتم النبیین ﷺ کے متعلق بتایا اور اسلام قبول کرنے کے لیے کہا۔ حضرت رافع بن عمیر نے اپنے ان اشعار میں اسی واقعہ کی طرف اشارہ کیا ہے:

رَعَيْتُ الضَّانَ وَاَحْمِيهَا زَمَانًا ۔۔۔ مِنَ الضَّبْعِ الْخَمِيعِ وَكُلِّ ذِئْبِ

”میں نے بھیڑوں کو چرایا اور کافی مدت تک انہیں شریر بجوؤں اور بھیڑیوں سے بچاتا رہا۔“

فَلَمَّا اَنْ سَمِعْتُ الذِّئْبَ نَادٰى ۔۔۔ يُبَشِّرُنِىْ بِاَحْمَدَ مِنْ قَرِيْبِ

”جب میں نے سنا کہ ایک بھیڑیا قریب سے میرے ساتھ محو کلام ہے۔ وہ مجھے حضور ﷺ کے متعلق بشارت دے رہا ہے۔“

سَعَيْتُ اِلَيْهِ قَدْ شَمَّرْتُ ثَوْبِىْ ۔۔۔ عَنِ السَّاقَيْنِ اَقْصُدُ لِلرَّكِيْبِ

”میں آپ ﷺ کے پاس بھاگ کر گیا میں نے اپنی پنڈلیوں سے اپنا کپڑا اٹھالیا تھا اور سفر پر رواں دواں تھا۔“

فَاَلْفَيْتُ النَّبِىَّ يَقُوْلُ قَوْلًا ۔۔۔ صَدُوْقًا لَيْسَ بِالْقَوْلِ الْكَذُوْبِ

”میں نے حضور ﷺ سے ملاقات کا شرف حاصل کیا۔ آپ ﷺ اس وقت سچی بات بیان فرمارہے تھے۔ اس میں جھوٹ بالکل نہیں تھا۔“

فَبَشَّرَنِىْ لِدِيْنِ الْحَقِّ حَتّٰى ۔۔۔ تَبَيَّنَتِ الشَّرِيْعَةُ لِلْمُنِيْبِ

”آپ ﷺ نے میرے لیے دین حق کو آسان فرمادیا حتی کہ واضح ہو گیا کہ شریعت لوٹنے والے کے لیے ہے۔“

وَاَبْصَرْتُ الضِّيَاءَ يُضِيْئُ حَوْلِىْ ۔۔۔ اَمَامِىْ اِنْ سَعَيْتُ وَعَنْ جُنُوْبِىْ

”میں نے ایک نور دیکھا جو میرے اردگرد ضوفشاں تھا جب میں چلتا تو میرے آگے پیچھے دائیں اور بائیں مجھے ایک اجالا نظر آتا۔“

اَلَا اَبْلِغْ بَنِىْ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ ۔۔۔ وَاِخْوَتِهِمْ جَدِيْلَةَ اَنْ اَجِيْبِىْ

”اے لوگو! عمرو بن عوف کے قبیلے اور ان کے بھائیوں تک یہ پیغام پہنچادو کہ

دُعَاءَ الْمُصْطَفٰى لَا شَكَّ فِيْهِ ۔۔۔ فَاِنَّكَ اِنْ اَجَبْتَ فَلَنْ تَخِيْبِىْ

تم حضور ﷺ کی دعوت پر لبیک کہو۔ ان کی دعوت ہر شک وشبہ سے بالاتر ہے۔ اگر تم نے ان کی دعوت پر لبیک کہا تو تم خسارے میں نہیں رہو گے۔“

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تجھے اس سے تعجب خیز بات نہ بتاؤں وہ یہ کہ دو سخت چٹانوں کے درمیان حضور ﷺ تشریف لائے ہیں وہ لوگوں کو غیب کی خبریں بیان فرمارہے ہیں۔ اس چرواہے نے اپنی بکریوں کو ہانکا اور مدینہ طیبہ آ گیا۔ وہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اور آپ ﷺ کو بھیڑیے کا قصہ عرض کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس نے سچ کہا ہے۔

انسانوں کے ساتھ درندوں کا ہم کلام ہونا قیامت کی نشانی ہے۔ مجھے اس ذات کی قسم! جس کے دست قدرت میں میری جان ہے۔ قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک درندے انسانوں سے ہم کلام نہ ہوں گے۔ انسان اپنے جوتے کے تسمے اور اپنے عصا سے ہم کلام ہوگا۔ انسان کی ران اس کو بتائے گی کہ اس کے پیچھے اس کے گھر والوں نے کیا کیا۔

امام بخاری نے تاریخ میں، ابونعیم اور امام بیہقی نے اہبان بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ اپنی بکریوں کے ریوڑ میں تھے۔ ان بکریوں میں سے ایک بکری پر بھیڑیے نے حملہ کر دیا۔ حضرت اہبان رضی اللہ عنہ نے بھیڑیے کا پیچھا کیا۔ بھیڑیا اپنی دم پر بیٹھ گیا۔ وہ حضرت اہبان سے یوں ہم کلام ہوا۔ اے اہبان! جس دن آپ ان بھیڑیوں سے غافل ہوں گے۔ اس دن ان کی حفاظت کون کرے گا۔ کیا آپ مجھ سے وہ رزق چھیننا چاہتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے مجھے عطا فرمایا ہے۔ حضرت اہبان فرماتے ہیں میں نے کہا میں نے اس سے زیادہ تعجب خیز چیز نہیں دیکھی کہ ایک بھیڑیا مجھ سے محو گفتگو ہے۔ بھیڑیے نے کہا آپ اس پر تعجب کر رہے ہیں۔ حالانکہ اس سے زیادہ تعجب خیز بات تو یہ ہے کہ ان کھجوروں میں سید مرسلان ﷺ کا ظہور ہوا ہے۔ وہ لوگوں کو غیب کی خبریں سنا رہے ہیں۔ وہ انہیں ماضی اور مستقبل سے آگاہ فرمارہے ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کی عبادت کی طرف بلا رہے ہیں۔ یہ واقعہ دیکھ کر حضرت اہبان رضی اللہ عنہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور دولت اسلام سے مالا مال ہوئے۔ انہوں نے حضور ﷺ سے اس بھیڑیے کے متعلق بھی عرض کی۔

ابن عدی اور امام بیہقی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے وہ بیان فرماتے ہیں کہ حضور نبی مکرم ﷺ کے عہد ہمایوں میں ایک چرواہا اپنی بکریاں چرا رہا تھا۔ ایک بھیڑیا ان بکریوں پر اچانک حملہ آور ہوا اور اس نے ایک بکری پکڑ لی۔ چرواہے نے جھپٹ کر بھیڑیے کے منہ سے بکری کو چھین لیا۔ بھیڑیے نے اس چرواہے کو مخاطب کیا اور کہا ''کیا تو اپنے اللہ سے نہیں ڈرتا تو مجھے اس رزق سے روکتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے مجھے عطا کیا ہے''۔ یہ عجیب واقعہ دیکھ کر چرواہے نے کہا عجیب بات ہے کہ ایک بھیڑیا گفتگو کر رہا ہے۔ بھیڑیے نے کہا میں تجھے اس سے بھی زیادہ تعجب خیز بات بتاتا ہوں۔ کھجوروں والی مبارک زمین پر حضور ﷺ تشریف لا چکے ہیں۔ وہ لوگوں کو اولین و آخرین کی باتیں سنا رہے ہیں۔ وہ چرواہا بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اور دامن اسلام سے وابستہ ہو گیا۔

امام احمد اور ابونعیم نے صحیح سند سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک بھیڑیا کسی چرواہے کے ریوڑ میں آیا اور اس میں سے ایک بکری کو اٹھا لیا۔ چرواہے نے اس بھیڑیے کا پیچھا کر کے اس سے بکری کو چھین لیا۔ بھیڑیا ایک بلند ٹیلے پر چڑھ کر بیٹھ گیا اور کہنے لگا اے چرواہے! تو نے مجھ سے وہ رزق چھین لیا ہے جو اللہ تعالیٰ نے مجھے عطا فرمایا تھا۔ چرواہے نے کہا اللہ کی قسم! میں نے آج تک ایسا بھیڑیا نہیں دیکھا جو انسانوں کی طرح گفتگو کرتا ہو۔ بھیڑیے

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

واقدی اور ابونعیم نے سلیمان بن یسار سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ نبی الثقلین ﷺ "حرہ" تشریف لے گئے۔ آپ ﷺ کی خدمت میں ایک بھیڑیا حاضر ہوا۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ اویس (بھیڑیا) ہے جو ہر ریوڑ سے ایک بکری کا مطالبہ کر رہا ہے۔ لوگوں نے اس کا مطالبہ ماننے سے انکار کر دیا۔ حضور ﷺ نے اپنی مبارک انگلی سے اس کی طرف اشارہ فرمایا یہ دیکھ کر وہ بھیڑیا وہاں سے چلا گیا۔

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے شفا شریف میں لکھا ہے کہ ابن وہب سے روایت کیا گیا ہے کہ ایک بھیڑے نے ابوسفیان بن حرب اور صفوان بن امیہ سے کلام کیا یہ واقعہ ان کے اسلام قبول کرنے سے پہلے کا ہے انہوں نے ایک بھیڑیئے کو دیکھا جو ایک ہرن کو پکڑنا چاہتا تھا۔ بھیڑیے نے حرم کعبہ سے باہر ہرن کا تعاقب کیا وہ ہرن حرم میں داخل ہو گیا۔ بھیڑیا وہاں سے پلٹ آیا۔ انہوں نے اس بات پر تعجب کیا۔ ان کا یہ تعجب دیکھ کر بھیڑیے نے کہا۔ اس سے تعجب خیز بات تو یہ ہے کہ حضرت محمد بن عبداللہ ﷺ مدینہ طیبہ میں جلوہ افروز ہیں وہ تمہیں جنت کی طرف بلا رہے ہیں جبکہ تم آپ ﷺ کو آگ کی طرف دعوت دے رہے ہو۔ ابوسفیان نے صفوان سے کہا۔ اگر تو اس واقعہ کو مکہ میں بیان کرتا تو وہ خلوف کو چھوڑ دیتے۔

گوہ کا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رسالت کی گواہی دینا

امام الطبرانی نے اوسط اور صغیر میں، ابن عدی، حاکم نے معجزات میں، امام بیہقی، ابونعیم اور ابن عساکر نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ شفیع معظم، رحمت عالم ﷺ اپنے صحابہ کے درمیان تشریف فرما تھے۔ بنی سلیم کا ایک اعرابی بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا۔ اس نے ایک گوہ پکڑ رکھی تھی۔ اس نے کہا مجھے لات وعزیٰ کی قسم! میں اس وقت تک آپ پر ایمان نہیں لاؤں گا۔ جب تک یہ گوہ آپ (صلی اللہ علیک وسلم) کی رسالت کی گواہی نہ دے گی۔ حضور ﷺ نے فرمایا اے ضب! گوہ نے فصیح اور واضح عربی میں عرض کیا اور اس کی گفتگو کو تمام اہل محفل نے سمجھا وہ عرض کناں ہوئی:

یا رسول رب العالمین! صلی اللہ علیک وسلم میں حاضر ہوں، میں حاضر ہوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا تو کس کی عبادت کرتی ہے اس نے کہا میں اس ذات کی پرستش کرتی ہوں۔ جس کا عرش آسمانوں میں ہے۔ جس کی سلطنت زمین پر ہے۔ جس کا راستہ سمندر میں ہے۔ جنت میں اس کی رحمت ہے اور آگ میں اس کا عذاب ہے۔ حضور نبی محترم ﷺ نے فرمایا میں کون ہوں۔ وہ عرض کرنے لگی۔ آپ صلی اللہ علیک وسلم رب العالمین کے رسول ہیں۔ آپ خاتم النبیین ہیں۔ جس نے آپ کی تصدیق کی وہ کامیاب ہو گیا اور جس نے آپ کو جھٹلایا وہ خسارہ پانے والوں میں سے ہو گیا۔ جب اعرابی نے یہ حیرت انگیز معجزہ دیکھا تو وہ اسی وقت مسلمان ہو گیا۔

امام بیہقی نے اسی واقعہ کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کئی اسناد سے روایت کیا ہے۔
امام سیوطی فرماتے ہیں کہ مذکورہ بالا معجزہ جو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا گیا ہے۔ ابونعیم نے اس کو ایک اور سند سے بھی روایت کیا ہے۔ ابن عساکر نے اسی طرح کا معجزہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی روایت کیا ہے۔ دار قطنی نے بھی

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ابونعیم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں حضور ﷺ کے ساتھ تھا۔ ہم غزوۂ تبوک کے لیے جارہے تھے۔ ایک بھیڑیا آیا اور ایک بکری کو پکڑ کر بھاگ گیا۔ تمام چرواہے اس بھیڑیے کے تعاقب میں نکلے۔ بھیڑیئے نے کہا کیا تم میرے اس رزق کو مجھ سے چھین لینا چاہتے ہو۔ جو اللہ تعالیٰ نے مجھے عطا فرمایا ہے۔ وہ لوگ اس کے کلام پر تعجب کرنے لگے اس نے کہا کیا تم ایک بھیڑیئے کی گفتگو پر تعجب کر رہے ہو۔ جبکہ حضور ﷺ پر وحی نازل ہو چکی ہے۔

بزار، سعید بن منصور اور امام بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک بھیڑیا بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا وہ آپ ﷺ کے سامنے بیٹھ گیا اور دم ہلانے لگا۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صحابہ کرام کو مخاطب کر کے فرمایا۔ یہ تمام بھیڑیوں کا نمائندہ ہے۔ یہ تمہارے پاس یہ التجا لے کر آیا ہے کہ تم ان کے لیے اپنے مال کا ایک حصہ مقرر کر دو۔

امام بیہقی اور ابونعیم نے امام زہری کی سند سے حضرت حمزہ بن ابی اسید سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ ایک شخص کے جنازہ کے ساتھ تشریف لے گئے۔ راستہ میں آپ ﷺ کی خدمت میں بھیڑیا حاضر ہوا وہ راستہ میں اپنے ہاتھ پھیلا کر بیٹھ گیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا یہ بھیڑیا تم سے اپنے حصے کا مطالبہ کر رہا ہے۔ تم اس کے لیے ایک حصہ مقرر کر دو۔ صحابہ کرام نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم آپ کی کیا رائے ہے اس کے لیے کیا مقرر کیا جائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہر ریوڑ سے سالانہ ایک بکری اس کے لیے مقرر کر لی جائے۔ صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم یہ تو بہت زیادہ ہے۔ آپ ﷺ نے بھیڑیئے کی طرف اشارہ کیا۔ جس کا مطلب یہ تھا کہ تو ان سے چھین لیا کر آپ ﷺ کا یہ فرمان سن کر وہ بھیڑیا چلا گیا۔

ابونعیم اور ابن سعد نے مطلب بن عبداللہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ مدینہ طیبہ میں اپنے صحابہ کرام کے مابین تشریف فرما تھے۔ ایک بھیڑیا آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا وہ آپ ﷺ کے سامنے بیٹھ کر آواز نکالنے لگا۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا یہ بھیڑیا درندوں کا نمائندہ بن کر آیا ہے۔ اگر تم پسند کرو تو ان کے لیے ایک حصہ مقرر کر دو یہ اس سے تجاوز نہیں کریں گے اور اگر تم چاہو تو انہیں چھوڑ دو یہ تمہارے ریوڑ سے اپنے حصے کو چھین لیا کریں گے۔ جو یہ لے لیا کریں گے وہی ان کے لیے رزق ہوگا۔ صحابہ کرام نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم ہمارے نفس ان کے لیے کوئی بھی حصہ مقرر نہیں کرنا چاہتے۔ آپ ﷺ نے اپنی تین انگلیوں سے اس کی طرف اشارہ کیا کہ وہ ان کے ریوڑ سے اپنا حصہ چھین لیا کرے۔ یہ دیکھ کر بھیڑیا بھاگتا ہوا واپس چلا گیا۔

دارمی، ابن منیع اور ابونعیم نے شمر بن عطیہ کی سند سے مزینہ یا جہینہ کے ایک شخص سے روایت کیا ہے وہ کہتا ہے کہ حضور ﷺ نے فجر کی نماز ادا فرمائی۔ آپ ﷺ کی خدمت میں بھیڑیئے حاضر ہوئے۔ وہ تعداد میں تقریباً ایک سو تھے۔ حضور ﷺ نے صحابہ کرام سے فرمایا یہ بھیڑیوں کے نمائندے ہیں۔ تم اپنی خوراک میں سے کوئی چیز ان کے لیے مقرر کر دو۔ پھر دیگر تمام اشیاء ان سے محفوظ ہوں گی۔ صحابہ کرام نے اپنی ضروریات بیان کیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا ''انہیں اجازت دے دو انہیں اجازت دے دو۔ بھیڑیئے آوازیں نکالتے ہوئے وہاں سے چلے گئے۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سنا۔ حضور ﷺ نے فرمایا یہ رب العالمین کا کلام ہے شعر نہیں ہے۔ جب تو نے ''قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ...... الخ'' کو ایک مرتبہ پڑھ لیا تو تو نے گویا ایک تہائی قرآن کو پڑھ لیا اور اگر تو نے اس کو دو مرتبہ پڑھا تو تو نے قرآن پاک کے دو ثلث کو پڑھ لیا اور اگر تو نے اس سورت کو تین مرتبہ پڑھا تو گویا تو نے سارا قرآن پاک ختم کر لیا۔ اعرابی نے کہا اللہ تعالیٰ ہی ہمارا معبود ہے۔ وہ معمولی چیز کو قبول کر لیتا ہے اور بہت زیادہ اجر عطا فرماتا ہے۔ پھر حضور ﷺ نے اس اعرابی سے فرمایا کیا تو مالدار ہے؟ اس نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم بنی سلیم میں مجھ سے زیادہ مفلس اور نادار کوئی شخص نہیں ہے۔ حضور نبی محترم ﷺ نے اپنے صحابہ سے فرمایا اس اعرابی کو مال دو۔ صحابہ کرام نے اس کو اتنا مال دیا کہ وہ مالدار ہو گیا۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میں اس کو وہ اونٹنی دیتا ہوں جو آپ صلی اللہ علیک وسلم نے مجھے غزوۂ تبوک کے دن عطا فرمائی تھی۔ یہ سب اونٹنیوں سے زیادہ تیز رفتار ہے۔ کوئی اونٹنی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی میں اس سے صرف قرب الٰہی کا خواہاں ہوں۔ حضور نبی محتشم ﷺ نے فرمایا جو کچھ تم نے راہ خدا میں دیا ہے تم اس کی تعریف کر چکے ہو۔ اب میں اس کی تعریف کرنے لگا ہوں۔ جو اللہ تعالیٰ تجھے اس کا بدلہ دے گا۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم ضرور اس اجر کی توصیف فرمائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا، قیامت کے دن تجھے درخشاں موتی کی ایک اونٹنی عطا کی جائے گی۔ جس کے پاؤں سبز زمرد کے ہوں گے۔ اس کی گردن سرخ موتی کی ہوگی۔ اس اونٹنی کے اوپر ایک ہودج ہوگا اس ہودج پر سندس و استبرق پھیلا ہوا ہوگا۔ وہ تجھے لے کر بجلی کی سرعت کی طرح پل صراط سے گذر جائے گی۔

اس کے بعد وہ اعرابی بارگاہ رسالت سے رخصت ہو گیا اسے راستہ میں بنی سلیم کے ایک ہزار جوان ملے وہ ایک ہزار جانوروں پر سوار تھے۔ ان کے پاس ایک ہزار نیزے اور ایک ہزار تلواریں تھیں۔ اعرابی نے ان سے پوچھا تم کہاں جا رہے ہو۔ انہوں نے کہا ہم اس شخص سے نبرد آزما ہونے جا رہے ہیں جو یہ گمان کرتا ہے کہ وہ نبی ہے۔ اعرابی نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ یہ کلمہ شہادت سن کر انہوں نے کہا کیا تو بھی بے دین ہو گیا ہے۔ اس نے انہیں تمام واقعہ سنایا۔ وہ تمام کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گئے۔ پھر وہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے۔ حضور ﷺ نے ان کا استقبال کیا وہ اپنی سواریوں سے نیچے اترے وہ اپنی زبانوں سے ''لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ'' کا ورد کر رہے تھے۔ انہوں نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم ہمیں کوئی حکم فرمائیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا تم خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی قیادت میں جہاد کرو۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں۔ کہ حضور ﷺ کی حیات مطہرہ میں اس سے قبل بیک وقت اتنے افراد نے کبھی بھی اسلام قبول نہیں کیا تھا۔

حضرت سفینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور شیر

ابن سعد، ابو یعلیٰ، البزار، ابن مندہ، حاکم، امام بیہقی اور ابو نعیم نے خادم رسول حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

معجزہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے اس طرح روایت کیا ہے۔ کہ حضور نبی مکرم ﷺ اپنے صحابہ کرام کے درمیان تشریف فرما تھے۔ بنی سلیم کا ایک اعرابی آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس نے ایک گوہ کو شکار کر کے اپنی آستین میں ڈال رکھا تھا۔ تاکہ اسے گھر لے جا کر بھون کر کھائے۔ جب اس اعرابی نے صحابہ کرام کی جماعت کو دیکھا تو پوچھنے لگا اس جماعت کا سردار کون ہے۔ اس کو بتایا گیا کہ اس جماعت کی سردار وہ عظیم الشان ہستی ہیں جو اللہ کے محبوب رسول ہیں۔ وہ بارگاہ رسالت میں آیا اور کہنے لگا۔ اے محمد! (صلی اللہ علیک وسلم) اگر مجھے اہل عرب جلد باز نہ کہتے تو میں آپ کو اسی وقت شہید کر دیتا۔ اور آپ کی شہادت کی وجہ سے تمام لوگ خوش ہو جاتے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس کی گستاخانہ گفتگو سن کر عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم آپ مجھے اجازت مرحمت فرمائیں میں اسے واصل جہنم کروں۔ حضور ﷺ نے فرمایا اے عمر کیا تم نہیں جانتے کہ قریب ہے کہ حلیم اور بردبار کے سر پر تاج نبوت سجا دیا جاتا۔ پھر اس اعرابی نے حضور نبی کریم ﷺ کی طرف توجہ کی اپنی آستین سے گوہ نکالی اور کہنے لگا۔ مجھے لات و عزیٰ کی قسم! جس وقت تک یہ گوہ آپ (صلی اللہ علیک وسلم) پر ایمان نہیں لائے گی۔ اس وقت تک میں آپ پر ایمان نہیں لاؤں گا۔ اس نے اس گوہ کو حضور ﷺ کے سامنے پھینک دیا۔ حضور نبی مکرم شفیع معظم ﷺ نے فرمایا اے ضب! آپ ﷺ کا فرمان سن کر وہ فصیح عربی زبان میں گفتگو کرنے لگی اس کی گفتگو کو تمام قوم نے سنا۔ اس نے رحمت عالمیاں ﷺ سے عرض کی میں حاضر ہوں، میں حاضر ہوں۔

حضور ﷺ نے پوچھا اے گوہ! تو کس ہستی والا کی عبادت کرتی ہے۔ اس نے عرض کی میں اس بزرگ و برتر معبود برحق کی پوجا کرتی ہوں جس کا عرش آسمان پر ہے۔ جس کی حکومت اور فرمانروائی زمین پر ہے۔ جس کا راستہ سمندر میں ہے۔ جس کی رحمت جنت میں ہے۔ جس کا عذاب آگ میں ہے۔ تاجدار مدینہ ﷺ نے پوچھا میں کون ہوں؟ اس نے کہا آپ صلی اللہ علیک وسلم عالمین کے پروردگار کے رسول ہیں۔ آپ ﷺ خاتم النبیین ہیں۔ جس نے آپ ﷺ کی تصدیق کی وہ فلاح پا گیا۔

جس نے آپ ﷺ کو جھٹلایا وہ گھاٹے میں رہا۔ اعرابی نے یہ حیرت انگیز معجزہ دیکھ کر کہا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپ صلی اللہ علیک وسلم اللہ کے سچے رسول ہیں۔ جب میں آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اس وقت اس زمین پر کوئی شخص ایسا نہ تھا۔ جو میرے نزدیک آپ سے زیادہ قابل نفرت ہو۔ لیکن اللہ کی قسم! اب آپ مجھے میری جان اور میری اولاد سے بھی زیادہ عزیز ہیں۔ میں دل و جان سے آپ پر ایمان لایا ہوں۔ میں نہاں اور عیاں آپ کا غلام ہوں۔ میرے ظاہر کے مالک بھی آپ ﷺ ہی ہیں اور میرے باطن پر بھی آپ ﷺ ہی کا قبضہ ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا۔ تمام تعریفیں اس پروردگار کیلئے ہیں جس نے تجھے اس دین کی طرف ہدایت دی۔ جو غالب تو ہو سکتا ہے لیکن اس کو مغلوب نہیں کیا جا سکتا۔ اللہ تعالیٰ اس دین کو صرف ادائیگی نماز کے ساتھ ہی قبول فرماتا ہے۔ وہ نماز کو صرف قرآن پاک کے ساتھ ہی قبول کرتا ہے۔ اعرابی نے کہا یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم مجھے کچھ تعلیم دیں۔ حضور ﷺ نے اس کو سورۃ فاتحہ اور سورۂ اخلاص کی تعلیم دی۔ قرآن پاک کو سن کر اس نے کہا یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میں نے شعر اور نثر میں اس جیسا دلنشیں کلام نہیں

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کے لیے تشریف لے گئے۔ آپ ﷺ ایک درخت کے نیچے تشریف فرما ہوئے۔ آپ ﷺ نے اپنے نعلین مبارک اتار لیے کچھ دیر بعد آپ ﷺ نے انہیں پہننا چاہا۔ ابھی آپ ﷺ نے ایک ہی موزہ پہنا تھا کہ ایک پرندہ آیا۔ اس نے دوسرا موزہ اٹھایا اور اسے کافی بلندی تک لے گیا۔ جب اس نے وہ موزہ نیچے پھینکا تو اس میں سے ایک کالا سانپ نکلا حضور ﷺ نے اپنی یہ عزت افزائی دیکھ کر فرمایا۔ یہی وہ عزت و تکریم ہے جس کے ساتھ اللہ نے مجھے نوازا ہے۔

ایک پالتو جانور کا عشق مصطفیٰ ﷺ

امام احمد، البزار اور قاسم بن ثابت اندلسی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے وہ فرماتی ہیں کہ ہمارے ہاں ایک پالتو جانور تھا۔ جب تک ہمارے ہاں حضور ﷺ تشریف فرما رہتے۔ وہ بھی پرسکون رہتا وہ کسی قسم کی حرکت نہ کرتا نہ ہی کسی قسم کی بے چینی کا اظہار کرتا۔ جب حضور ﷺ باہر تشریف لے جاتے تو اس کا چین اور آرام ختم ہو جاتا وہ اچھلنا اور کودنا شروع کر دیتا۔ کیونکہ گھر میں اب کوئی شخص نہ ہوتا جس سے وہ خوفزدہ ہوتا اور اس کا ایک مفہوم یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ حضور ﷺ کا دیدار نہ کرنے کی وجہ سے اس کو قرار نہ آتا تھا۔

ایک شیر خوار بچے کا آپ ﷺ کی رسالت کی گواہی دینا

امام بیہقی، دار قطنی، حاکم اور خطیب بغدادی نے حضرت معرض یمامی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے حجۃ الوداع کے سال حضور ﷺ کی معیت میں حج ادا کیا۔ میں مکہ معظمہ کے ایک گھر میں داخل ہوا۔ وہاں حضور ﷺ تشریف فرما تھے۔ آپ ﷺ کا چہرہ ماہ تمام کی طرح چمک رہا تھا۔ میں نے وہاں ایک عجیب واقعہ دیکھا۔ اہل یمامہ میں سے ایک شخص اپنے بچے کو لے کر بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا۔ وہ بچہ اسی دن ہی اس جہان رنگ و بو میں آیا تھا۔ اس نے اس بچے کو ایک کپڑے میں لپیٹ رکھا تھا۔ مجسمۂ معجزات ﷺ نے فرمایا اے بچے! میں کون ہوں؟۔

اس نے جواب دیا۔ آپ صلی اللہ علیک وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا تو نے سچ کہا ہے اللہ تجھے بابرکت بنائے۔ پھر اس بچے نے جوان ہونے تک کوئی بات نہ کی ہم نے اس کا نام "مبارک الیمامہ" رکھا تھا۔ حضرت علامہ سیوطی نے خصائص کبریٰ میں فرمایا ہے۔ یہ حدیث کئی اسناد سے روایت کی گئی ہے اور یہ حدیث حسن ہے۔

امام بیہقی نے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ کے پاس ایک ایسا شخص لایا گیا جو گفتگو نہیں کر سکتا تھا۔ حالانکہ وہ جوان تھا۔ حضور اکرم ﷺ نے اس کو مخاطب کر کے پوچھا میں کون ہوں۔ اس نے کہا آپ صلی اللہ علیک وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اسے معجزانہ طور پر کلام کرنے پر قدرت عطا فرمائی۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں سمندر میں ایک کشتی پر سوار ہوا وہ کشتی ٹوٹ گئی۔ میں اس کشتی کے ایک تختے پر سوار ہو گیا۔ وہ تختہ مجھے درختوں کے ایک جھنڈ میں لے آیا۔ وہاں ایک شیر تھا جب میں نے شیر کو دیکھا تو میں نے اس سے کہا اے ابوالحارث! میں خادم رسول اللہ ﷺ ہوں میرا نام سفینہ ہے۔ وہ اپنی دم کو ہلاتا ہوا میرے پاس آیا۔ حتی کہ وہ میرے پہلو کے ساتھ آ کر کھڑا ہو گیا۔ پھر وہ میرے ساتھ چلتا رہا۔ حتی کہ اس نے سیدھے راستہ کی طرف میری راہنمائی کی۔ اس کے بعد وہ تھوڑا سا غرایا۔ مجھے معلوم ہو گیا کہ وہ مجھے الوداع کر رہا ہے۔

امام بغوی اور ابن عساکر نے حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ مجھے راستہ میں ایک شیر ملا میں نے کہا میں سفینہ حضور ﷺ کا خادم ہوں۔ شیر نے اپنی دم زمین پر رکھی اور بیٹھ گیا۔

ایک وحشی جانور کا ایمان افروز واقعہ

امام احمد، ابویعلی، البزار، الطبرانی، امام بیہقی اور ابونعیم نے کئی اسناد سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ آل رسول اللہ ﷺ کا ایک وحشی جانور تھا۔ جب حضور ﷺ باہر تشریف لے جاتے تو وہ کھیلتا، کودتا اور اچھلتا تھا۔ جب حضور ﷺ گھر تشریف لاتے تو وہ گھٹنے کے بل بیٹھ جاتا۔ جب تک حضور ﷺ گھر میں رہتے وہ نہایت ادب سے بیٹھا رہتا۔ ہیثمی نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔

چڑیا کی فریاد

امام بیہقی، ابونعیم اور ابوالشیخ نے اپنی کتاب العظمۃ میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک سفر میں ہم حضور ﷺ کے ساتھ تھے۔ ہم ایک درخت کے پاس سے گذرے۔ اس میں چڑیا کے دو بچے تھے۔ ہم نے ان دونوں کو پکڑ لیا۔ وہ چڑیا چہچہاتی ہوئی بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئی۔ آپ ﷺ نے اس کی عرض سن کر فرمایا اس چڑیا کو اس کے دو بچوں کی وجہ سے کس نے تکلیف دی ہے۔ ہم نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم ہم نے ہی اس کے بچوں کو اٹھایا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا انہیں واپس ان کی جگہ پر لوٹا دو ہم نے انہیں اسی آشیانہ میں رکھ دیا۔

کوا بارگاہ رسالت میں

ابونعیم نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں۔ کہ حضور ﷺ نے اپنے نعلین مبارک منگوائے۔ ابھی ایک موزہ پہنا ہی تھا کہ دوسرا موزہ ایک کوا لے اڑا۔ بلندی پر جا کر اس نے اس موزے کو نیچے پھینک دیا۔ جونہی موزہ نیچے گرا اس میں سے ایک سانپ نکل آیا۔ حضور اکرم رحمت عالم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ اور روز آخرت پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہیے کہ وہ جھاڑنے سے پہلے اپنے جوتے نہ پہنے۔

امام بیہقی اور ابونعیم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ جب نبی کریم رؤف رحیم ﷺ قضائے حاجت کا ارادہ فرماتے تو آپ ﷺ بہت دور تشریف لے جاتے۔ ایک دن آپ ﷺ قضائے حاجت

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اَرَانَا الْهُدٰی بَعْدَ الْعَمٰی فَقُلُوْبُنَا　　بِهٖ مُوْقِنَاتٌ اَنَّ مَا قَالَ وَاقِعٗ

"آپ ﷺ نے ہم کو جہالت کے بعد ہدایت کا راستہ دکھایا ہمارے قلوب کو آپ ﷺ پر یہ پورا وثوق ہے کہ آپ ﷺ جو کچھ فرماتے ہیں وہ ہو کر رہتا ہے۔"

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ بارگاہ رسالت میں عقیدت کے پھول یوں پیش کرتے ہیں:

نَبِیٌّ یَّرٰی مَا لَا یَرَی النَّاسُ حَوْلَهٗ　　وَیَتْلُوْ کِتَابَ اللّٰهِ فِیْ کُلِّ مَشْهَدٖ

"آپ ﷺ وہ عظیم الشان نبی ہیں جو اپنے اردگردان اشیاء کو ملاحظہ فرماتے ہیں جو لوگوں کو نظر نہیں آتیں۔ آپ ﷺ ہر محفل میں اللہ رب العزت کی کتاب کی تلاوت فرماتے ہیں۔"

فَاِنْ قَالَ فِیْ یَوْمٍ مَّقَالَةَ غَائِبٍ　　فَتَصْدِیْقُهَا فِیْ ضَحْوَةِ الْیَوْمِ اَوْ غَدٖ

"اگر آپ ﷺ نے کسی دن کوئی غیب کی خبر بیان فرمائی تو اس کی تصدیق یا تو اسی روز چاشت کے وقت ہو جاتی ہے یا پھر اگلے روز وہ واقعہ رونما ہو جاتا ہے"۔

امام بخاری حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں وہ بیان فرماتے ہیں کہ ہم اپنی عورتوں سے دل لگی اور گفتگو کرنے سے اس خوف کی وجہ سے اجتناب کرتے تھے کہ کہیں ہمارے متعلق کوئی وحی ہی نازل نہ ہو جائے۔ جب حضور ﷺ نے وصال فرمایا تو پھر ہم اپنی بیویوں سے بلا جھجک گفتگو کرتے تھے۔

امام بیہقی نے حضرت سہل بن سعد الساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ اللہ کی قسم! ہم میں سے ہر کوئی اپنی بیوی سے محبت کے معاملات کرنے سے رکا رہتا تھا حالانکہ وہ اور اس کی بیوی ایک ہی بستر میں ہوتے تھے اس خوف سے کہ کہیں ان کے بارے میں قرآن کی کوئی آیت نازل نہ ہو جائے۔ اس باب کے معجزات ان گنت ہیں۔ آپ ﷺ سے ایسے واقعات کا ظہور اکثر ہوتا تھا۔ کبھی تو ان معجزات کے بارے میں آپ ﷺ سے سوال کیا جاتا تھا اور کبھی بغیر کسی سوال کے وقت کے تقاضا کے مطابق ایسے معجزات رونما ہوتے تھے۔ یہ معجزات تعداد میں دیگر معجزات سے کہیں زیادہ ہیں۔

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب "الشفا" میں فرماتے ہیں۔ حضور ﷺ کا علم غیب ان معجزات میں سے ہے جن کے بارے میں قطعی علم ہوتا ہے اور جو اپنے راویوں کی کثرت اور معانی کے اتفاق کی وجہ سے متواتر ہیں۔

امام احمد الطبرانی نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ہم کو اس حالت میں چھوڑا کہ جو پرندہ فضا میں اپنے پروں کے ساتھ اڑتا تھا آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہم کو اس کے متعلق بھی بتا دیا تھا۔

امام مسلم نے حضرت عمرو بن اخطب الانصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ہمارے ساتھ فجر کی نماز ادا فرمائی پھر آپ ﷺ منبر پر تشریف لے گئے۔ آپ ﷺ نے ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا حتی کہ ظہر کا وقت ہو گیا۔ آپ ﷺ منبر سے نیچے تشریف لائے۔ نماز ظہر ادا فرمائی پھر منبر پر تشریف لے گئے اور ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا پھر عصر کی نماز کا وقت ہو گیا۔ آپ ﷺ نیچے تشریف لائے عصر کی نماز ادا فرمائی پھر منبر پر تشریف لے گئے۔ پھر ہمیں

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ساتواں باب

اس باب میں نبی مکرم کے وہ معجزات بیان کیے جائیں گے جن کا تعلق غیب کی خبروں کے ساتھ ہے

اس باب میں دو فصلیں ہیں پہلی فصل ان واقعات کے بارے میں ہے جن کے واقعہ ہونے سے پہلے ہی حضور ﷺ نے ان کی خبر دے دی تھی یا پھر حضور ﷺ نے ان واقعات کے ظہور پذیر ہونے کے بعد ان کی خبر دی۔ اس باب میں قیامت کی علامات کا ذکر نہیں کیا جائے گا۔ میں انہیں کتاب کے آخر میں ذکر کروں گا۔

یہ فصل اس کتاب کی سب سے بڑی فصل ہے۔ معجزات کی کئی اقسام کی وجہ سے میں نے اس کو مختلف عنوانات میں تقسیم کیا ہے۔ یہ صرف ایک فصل نہیں بلکہ کئی فصلیں ہیں۔ جو علم غیب کے کئی عظیم فوائد پر مشتمل ہیں۔

یہ بات ذہن نشین رہے کہ علم غیب اللہ رب العزت کے ساتھ مختص ہے وہ غیب کی خبریں جو حضور ﷺ نے بیان فرمائیں یا آپ ﷺ کے علاوہ دیگر انبیاء نے بیان فرمائیں کہ وہ اللہ کی طرف سے ہیں۔ یا تو اللہ نے انہیں ان کی طرف وحی کیا ہے یا پھر الہام کے ذریعے انہیں آگاہ فرمایا ہے حدیث شریف میں ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا اللہ کی قسم میں نہیں جانتا سوائے اس علم کے جو اللہ تعالیٰ نے مجھے سکھایا ہے۔ حضور ﷺ نے جو بھی غیب کی خبریں دی ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے بتانے کی وجہ سے ہی دی ہیں۔ ان کا مقصد آپ ﷺ کی نبوت کی صحت اور رسالت کے ثبوت پر دلالت کرنا ہے۔ غیب کی خبریں دینے کا معاملہ بہت معروف و مشہور ہے۔ حتیٰ کہ لوگ ایک دوسرے سے کہا کرتے تھے۔ خاموش ہو جاؤ اگر ہمارے پاس کوئی ایسا شخص موجود نہ بھی ہو جو حضور ﷺ کو بتائے تو پھر بھی وادی بطحا کے پتھر آپ ﷺ کو بتا دیں گے۔

الطبرانی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے میرے سامنے دنیا کو رکھا ہے۔ میں اس میں روز حشر تک رونما ہونے والے واقعات کو اس طرح ملاحظہ کر رہا ہوں جس طرح میں اپنی اس ہتھیلی کو دیکھ رہا ہوں۔

حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ بارگاہ رسالت میں یوں مدح خوانی کرتے ہیں:

وَفِينَا رَسُولُ اللّٰهِ يَتْلُو كِتَابَهُ ۔۔۔ اِذَا انْشَقَّ مَعْرُوفٌ مِنَ الصُّبْحِ سَاطِعُ

"ہمارے درمیان اللہ کے رسول ﷺ تشریف فرما ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ کی کتاب کی تلاوت فرماتے ہیں۔ جب صبح سے کوئی پھیلنے والی بھلائی نکلتی ہے۔"

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تنبیہ

جان لینا چاہیے کہ غیب کی خبروں کے متعلق بہت سی احادیث ہیں۔ ان کو شمار کرنا ناممکن ہے۔ کیونکہ حضور ﷺ مختلف اسباب کی وجہ سے مختلف امور میں کئی غیب کی خبریں دیا کرتے تھے۔ محدثین نے ان خبروں کو اپنی کتابوں میں ذکر کیا ہے۔ تمام محدثین نے ان خبروں میں سے کچھ کا ہی تذکرہ کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے ان میں سے ایک کثیر مقدار کو جمع کرنے کی توفیق دی ہے۔ میں نے انہیں مختلف کتابوں سے جمع کیا ہے۔ وہ کتابیں میری اس کتاب کی بنیاد ہیں۔ میں نے ان خبروں کو عمدہ ترتیب دی ہے۔ یہ ایک مستقل تالیف بن گئی ہے۔ جو ناظرین کی آنکھوں کو ٹھنڈک بخشتی ہے۔ میں نے قسم ثالث کی بڑی مقدار کو خصائص کبریٰ سے جمع کیا ہے۔ میں نے اس میں بڑی تحقیق کی ہے۔ میں نے تمام معجزات، فضائل اور دلائل کو ان کے متعلقہ باب میں رکھا ہے۔

خصائص کبریٰ انتہائی وسیع اور فائدہ مند کتاب ہے۔ وہ اس ضمن میں تالیف کردہ تمام کتابوں سے زیادہ جامع ہے۔ لیکن میری یہ کتاب پھر بھی اس سے برتر ہے۔ الحمد للہ یہ کتاب ترتیب، وضع، جمع اور ترتیب کے لحاظ سے اس سے کہیں افضل ہے۔ لیکن اس کتاب کی بنیاد اور اساس وہی کتاب ہی ہے۔ اگر خصائص کبریٰ نہ ہوتی تو پھر میری یہ کتاب ان صفات سے کبھی بھی متصف نہیں ہو سکتی تھی۔ اللہ تعالیٰ اس کے مؤلف پر رحم فرمائے اور قیامت کے دن ان کے زمرہ میں حضور سید المرسلین ﷺ کے جھنڈے کے نیچے میرا حشر فرمائے۔ (آمین)

آپ ﷺ کا بعض صحابہ کرام کے متعلق غیب کی خبریں دینا

حضرت امام مسلم اور حضرت امام بخاری نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتی ہیں کہ مجھے حضور نبی محترم ﷺ نے فرمایا اپنے بھائی اور والد محترم کو بلا کر میرے پاس لاؤ تاکہ میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے لیے ایک وصیت لکھ دوں مجھے خطرہ ہے کہ باتیں بنانے والے باتیں بنائیں گے اور خواہش کرنے والے خلافت کی خواہش کریں گے۔ لیکن اللہ رب العزت اور اہل ایمان حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے علاوہ کسی اور کو خلیفہ تسلیم نہیں کریں گے۔

حاکم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور اس روایت کو صحیح کہا ہے۔ وہ فرماتے ہیں۔ کہ حضور ﷺ نے فرمایا ابھی ابھی تمہارے پاس ایک جنتی شخص آئے گا۔ اس وقت حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور سلام کر کے بیٹھ گئے۔ اس بشارت سے پہلے بھی حضور ﷺ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو کئی مرتبہ جنت کا مژدہ جانفزا سنایا تھا۔

حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے متعلق غیب کی خبریں

ابن ماجہ اور حاکم نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا میرے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی اقتدا کرنا۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

خطبہ ارشاد فرمایا حتی کہ سورج غروب ہو گیا آپ ﷺ نے ہم کو قیامت تک رونما ہونے والے واقعات کی خبر دی ہم میں سے جس کو وہ خطبہ زیادہ یاد تھا وہ زیادہ عالم تھا۔

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ سرور کائنات نے ایک جگہ پر کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرمایا۔ آپ ﷺ نے قیامت تک رونما ہونے والے تمام واقعات کی خبر دی۔ جس نے اسے یاد رکھا اس نے یاد رکھا جو بھول گیا سو وہ بھول گیا۔ جب کوئی ایسا واقعہ رونما ہوتا ہے جسے میں بھول چکا ہوتا ہوں تو وہ واقعہ مجھے فوراً یاد آ جاتا ہے جیسا کہ کوئی انسان کسی کے چہرہ کو یاد کر لیتا ہے جب وہ اس سے غائب ہوتا ہے پھر وہ شخص سامنے آتا ہے تو وہ اسے پہچان لیتا ہے۔ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے مجھے قیامت تک ظہور پذیر ہونے والے واقعات کی خبر دی۔ میں نے ہر چیز کے متعلق آپ ﷺ سے سوال کیا۔ لیکن میں نے یہ سوال نہیں کیا کہ اہل مدینہ کو مدینہ طیبہ سے کون سی چیز باہر نکالے گی۔

ابو داؤد نے حضرت حذیفہ ہی سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ اللہ کی قسم! میں نہیں جانتا کہ میرے ساتھی خود بھول گئے ہیں یا انہیں بھلا دیا گیا ہے۔ اللہ کی قسم! حضور ﷺ نے قیامت تک سر اٹھانے والے ہر فتنہ انگیز کے حالات کو کھول کر بیان کیا تھا۔ آپ ﷺ نے ہر اس فتنہ انگیز کے فتنہ کو بیان فرمایا تھا جس کے ساتھ اس کے تین سو یا اس سے زائد ساتھی تھے۔ آپ ﷺ نے ہم کو اس کا نام، اس کے والد اور اس کے قبیلہ کا نام بھی بتایا تھا۔

ابو یعلی نے صحیح سند کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ بیان فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ غصے کی حالت میں باہر تشریف لائے اور لوگوں کو خطبہ ارشاد فرمایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا آج تم مجھ سے جس چیز کے متعلق بھی سوال کرو گے میں تمہیں اس کے بارے مین بتاؤں گا۔

صحابہ کرام فرماتے ہیں۔ ہم دیکھ رہے تھے کہ حضرت جبرائیل حضور ﷺ کے ساتھ ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم ہم ابھی ابھی زمانہ جاہلیت سے نکلے ہیں۔ آپ ہمارے عیوب کو ظاہر نہ فرمائیں۔ آپ ہم سے درگذر فرمائیں اللہ تعالیٰ آپ کو عزتیں اور کرامتیں عطا فرمائے۔

ابو یعلیٰ نے عمدہ سند کے ساتھ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کو سنا آپ ﷺ فرما رہے تھے۔ '' قریش کا یہ قبیلہ حالت ایمان پر ہی رہے گا حتی کہ لوگ انہیں کفر کی طرف لوٹا دیں گے۔ ایک شخص کھڑا ہوا اور عرض کرنے لگا۔ یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم کیا میں جنتی ہوں یا جہنمی، آپ ﷺ نے فرمایا تو جنت میں جائے گا ایک اور شخص کھڑا ہوا اور عرض کی کیا میں جنتی ہوں یا جہنمی تو آپ ﷺ نے فرمایا تو جہنم میں جائے گا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا جب تک میں خاموش رہا کروں تم بھی خاموش رہا کرو۔ اگر مجھے یہ خدشہ نہ ہوتا کہ تم ایک دوسرے کو دفن نہ کرو گے تو میں تمہیں جہنمیوں کے ایک گروہ کے متعلق بتا دیتا حتی کہ تم انہیں جان لیتے۔ اگر مجھے ایسا کرنے کا حکم دیا جاتا تو میں ضرور ایسا کرتا۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پھر ہم اپنے صدقات کس کے حوالے کریں۔ میں نے ان کی یہی بات آپ ﷺ سے عرض کی آپ ﷺ نے فرمایا۔ انہیں کہو میرے بعد صدقات حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حوالے کر دینا۔ میں نے وفد بنی مصطلق کو یہی بات بتائی۔ انہوں نے کہا اگر ہم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بھی ملاقات نہ کر سکیں تو پھر یہ صدقات کس کے سپرد کریں۔ حضور ﷺ نے فرمایا پھر یہ صدقات حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سپرد کر دینا۔ میں نے یہ بات اس وفد کو بتائی انہوں نے کہا بارگاہ رسالت میں عرض کریں کہ اگر ہم حضرت عمر فاروق کو بھی نہ پائیں تو پھر صدقات کس کو دیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا پھر صدقات حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے حوالے کر دینا۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ جس دن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا جائے گا وہ دن لوگوں کے لیے بربادی اور ہلاکت لے کر آئے گا۔

ابویعلیٰ نے صحیح سند کے ساتھ حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کوہ احد پر تشریف لے گئے۔ کوہ احد پر لرزہ طاری ہو گیا۔ حضور ﷺ نے احد سے فرمایا اے احد! ٹھہر جا تجھ پر ایک نبی ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے طبعی موت سے وصال فرمایا اور حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما درجہ شہادت پر فائز ہوئے۔

الطبرانی نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ ایک باغ میں تشریف فرما تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اجازت طلب کی۔ حضور ﷺ نے فرمایا انہیں اجازت دو اور انہیں جنت کی بشارت دو۔ پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اجازت طلب کی آپ ﷺ نے فرمایا، انہیں اجازت دو اور انہیں جنت اور شہادت کی خوش خبری سناؤ۔ پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اجازت طلب کی حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا انہیں بھی اجازت دے دو اور انہیں شہادت اور جنت کا مژدہ سناؤ۔

حضرت امام بخاری اور حضرت امام مسلم نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں۔ کہ حضور ﷺ اریس کے کنویں پر تشریف لے گئے۔ آپ ﷺ کنویں کی منڈیر پر بیٹھ گئے۔ کچھ دیر بعد آپ ﷺ نے اپنی پنڈلیوں سے کپڑا اٹھایا اور اپنی ٹانگوں کو کنویں میں لٹکا دیا۔ میں نے کہا کہ میں آج دربانی کے فرائض سرانجام دوں گا۔ کچھ دیر بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تشریف لائے۔ میں نے کہا رکیے! میں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اجازت طلب کر رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا انہیں اجازت دے دو اور انہیں جنت کی بشارت سناؤ۔ حضرت ابوبکر صدیق وہاں تشریف لائے اور اسی منڈیر پر حضور ﷺ کے ایک پہلو کے ساتھ بیٹھ گئے۔ انہوں نے بھی اپنی ٹانگوں کو لٹکا لیا۔ پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ تشریف لائے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اجازت طلب کر رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا انہیں اجازت بھی دے دو اور جنت کا مژدہ بھی سنا دو۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی وہاں تشریف لے آئے اور حضور ﷺ کے بائیں جانب بیٹھ گئے۔ انہوں نے بھی اپنی ٹانگوں کو نیچے لٹکا لیا۔ کچھ دیر بعد حضرت عثمان رضی اللہ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہم کے متعلق جنت کی بشارت

ابونعیم، البزار، ابویعلیٰ اور ابن ابی خیثمہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں حضور ﷺ کے ساتھ تھا۔ ہم ایک باغ میں تھے۔ ایک آنے والا آیا اس نے دروازے پر دستک دی۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اے انس! جاؤ دروازہ کھولو اور اس کو میرے بعد خلافت اور جنت کی بشارت دو۔ جب میں نے دروازہ کھولا تو میں نے دیکھا کہ وہاں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کھڑے تھے۔ پھر ایک اور شخص آیا اس نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ حضور ﷺ نے فرمایا جاؤ، دروازہ کھولو اور آنے والے کو جنت کی خوشخبری دو اور اسے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بعد خلیفہ بننے کی بشارت دو۔ میں نے دروازہ کھولا۔ وہاں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کھڑے تھے۔ پھر ایک اور آدمی آیا اس نے دروازے پر دستک دی۔ حضور ﷺ نے مجھے فرمایا اس کے لئے دروازہ کھولو اور اسے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بعد خلافت اور پھر جنت کا مژدہ سناؤ۔ اسے یہ بھی خوشخبری دو کہ اسے رتبہ شہادت نصیب ہوگا۔ میں نے دروازہ کھولا، تو وہاں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ موجود تھے۔

حاکم اور امام بیہقی نے حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب حضور ﷺ نے مسجد تعمیر فرمائی تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ایک پتھر لے کر آئے اور اسے رکھ دیا۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک پتھر لے کر آئے اور اسے رکھ دیا۔ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ایک پتھر لے کر آئے اور اسے رکھ دیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا یہ تینوں شخص میرے بعد امر (دین) کے والی ہوں گے۔ یعنی یہ اسی ترتیب سے خلیفہ منتخب ہوں گے۔ بعض روایات میں یہ بات صراحتاً مذکور ہے کہ حضور ﷺ سے خلافت کے متعلق سوال کیا گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ میرے بعد خلفاء ہوں گے۔ ایک دوسری روایت میں اس طرح ہے آپ ﷺ نے فرمایا یہ میرے بعد امر کے والی ہوں گے۔

امام بیہقی اور ابونعیم نے حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا۔ "میرے بعد عنقریب بارہ خلفاء ہوں گے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ میرے بعد تھوڑی دیر ہی زندہ رہیں گے۔ دار عرب کی چکی کا مالک قابل رشک زندگی بسر کرے گا اور اسے شہادت کی موت نصیب ہوگی۔ ایک شخص نے پوچھا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم اس سے کون مراد ہے آپ ﷺ نے فرمایا اس سے مراد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہیں۔ پھر آپ ﷺ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف توجہ فرمائی اور فرمایا اے عثمان! تم سے لوگ مطالبہ کریں گے کہ تم اس قمیص کو اتار دو جسے اللہ تعالیٰ نے تمہیں پہنایا ہوگا۔ مجھے اس ذات کی قسم جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے۔ اگر تم نے وہ قمیص اتار دی تو پھر جنت میں داخل نہیں ہو سکو گے۔ حتیٰ کہ سوئی کے ناکے میں اونٹ داخل ہو جائے۔"

ابن عساکر نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ بنی مصطلق کے وفد نے مجھے بارگاہ رسالت میں بھیجا اور کہا کہ حضور ﷺ سے عرض کریں کہ اگر ہم آئندہ سال آئیں اور ہم آپ ﷺ سے ملاقات نہ کر سکیں تو

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وقت حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ وہاں تشریف لائے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا ابھی اہل جنت میں سے ایک شخص تمہارے پاس آئے گا۔ اے بارالہ! اگر تو چاہتا ہے تو اس کو علی بنادے۔ اسی وقت وہاں حضرت علی رضی اللہ عنہ تشریف لے آئے۔

حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہم کے متعلق غیب کی خبر

امام مسلم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ "حرا" پر تشریف لے گئے۔ آپ ﷺ کے ساتھ حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہم تھے۔ پہاڑ پر لرزہ طاری ہوگیا۔ حضور ﷺ نے پہاڑ کو مخاطب کر کے کہا اے پہاڑ! پرسکون ہوجا۔ تجھ پر یا تو نبی ہے یا صدیق یا شہید ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے علاوہ مذکورہ بالا تمام صحابہ کو شہادت کا رتبہ نصیب ہوا۔ پہاڑ پر لرزہ طاری ہونے کے کئی واقعات ہیں۔ جن میں سے کچھ پانچویں باب میں گذر چکے ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے متعلق غیب کی خبریں

ابن سعد اور ابن ابی شیبہ نے ابوالاشہب سے اور وہ مزینہ کے ایک شخص سے روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ پر ایک کپڑا دیکھا آپ ﷺ نے فرمایا کیا یہ نیا ہے یا دھلا ہوا ہے۔ انہوں نے عرض کی یہ کپڑا دھلا ہوا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے عمر! نئے کپڑے پہنو، قابل ستائش زندگی بسر کرو اور شہادت کے رتبہ پر فائز ہو جاؤ۔

امام مسلم اور امام بخاری نے روایت کیا ہے کہ ایک دن حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے پوچھا تم میں سے کون اس فتنہ کے متعلق جانتا ہے جس کے متعلق حضور ﷺ نے فرمایا تھا کہ وہ سمندر کی طرح موجزن ہوگا۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا، یاامیر المومنین! اس فتنہ سے آپ کو کوئی نقصان نہیں ہوگا۔ آپ کے اور اس فتنہ کے درمیان ابھی ایک بند دروازہ ہے۔ حضرت عمر نے استفسار فرمایا کیا اس دروازے کو کھولا جائے گا یا توڑا جائے گا۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اسے توڑا جائے گا اور پھر اسے کبھی بھی بند نہیں کیا جاسکے گا۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا اس دروازے سے آپ کی مراد کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا اس سے مراد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی ذات ہے ان سے پوچھا گیا کیا حضرت عمر کو اس کا علم ہے۔ فرمایا ہاں وہ اس کے متعلق آگاہ ہیں میں نے انہیں ایسی باتوں سے آگاہ کیا ہے جس غلطی کا شائبہ بھی نہیں ہے۔

البزار، الطبرانی اور ابونعیم نے حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کو سنا آپ ﷺ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے متعلق فرمارہے تھے۔ یہ فتنے کا بند دروازہ ہیں۔ جب تک تمہارے مابین حضرت عمر زندہ رہیں گے۔ فتنے کا دروازہ شدت سے بند رہے گا۔

الطبرانی نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا جب تک یہ (عمر رضی اللہ عنہ) تم میں موجود رہیں گے تم کسی بھی فتنہ میں مبتلا نہیں ہوگے۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

عنہ تشریف لائے اور اذن باریابی چاہا۔ میں نے حضور ﷺ سے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اجازت طلب کر رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا انہیں اجازت بھی دے دو اور انہیں جنت کی خوشخبری بھی سناؤ۔ لیکن انہیں کچھ مصائب کا سامنا کرنا پڑے گا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تشریف لائے۔ لیکن انہیں منڈیر پر بیٹھنے کے لیے جگہ نہ ملی۔ وہ ان حضرات کے سامنے اپنے پاؤں لٹکا کر بیٹھ گئے۔ حضرت سعید ابن میسب فرماتے ہیں کہ میں نے اس کی تعبیر یہ لی ہے کہ حضور ﷺ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی قبور اکٹھی ہوں گی۔ لیکن حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کی قبر مبارک ان سے جدا ہوگی۔

الطبرانی اور بیہقی نے حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے مجھے بلایا اور فرمایا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ وہ تمہیں اس حالت میں ملیں گے کہ وہ اپنے گھر گوٹھ مار کر بیٹھے ہوں گے۔ انہیں جنت کا مژدہ سناؤ پھر ثنیہ جانا وہاں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ملیں گے۔ وہ ایک گدھے پر سوار ہوں گے۔ ان کا گنجاپن چمک رہا ہوگا۔ انہیں بھی جنت کی بشارت دو۔ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس جانا وہ تجھے بازار میں خرید و فروخت کرتے ہوئے ملیں گے۔ انہیں بھی جنت کی خوشخبری دینا اور یہ بھی بتادینا کہ انہیں شدید مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا۔ میں وہاں سے روانہ ہوا میں نے انہیں اسی حالت میں پایا جس طرح حضور ﷺ نے فرمایا تھا۔ میں نے انہیں جنت کی بشارت دی۔

حضرت ابوبکر حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہم کے لیے جنت کا مژدۂ جانفزاء

حاکم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں حضور ﷺ کی معیت میں ایک عورت کے پاس گیا اس نے ہمارے لیے بکری ذبح کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا ابھی ابھی اہل جنت میں سے ایک شخص ضرور داخل ہوگا۔ اس وقت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ وہاں تشریف لے آئے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا ابھی ابھی ایک اور جنتی تمہارے پاس آئے گا۔ اسی وقت حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اس گھر میں داخل ہوئے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا ابھی ابھی تمہارے پاس ایک اور جنتی آدمی آئے گا۔ اے مولا! اگر تو چاہے تو اس کو علی بنادے۔ اس وقت حضرت علی اس گھر میں تشریف لائے۔

چاروں خلفاء کے لیے جنت کی بشارت

امام احمد، البزار اور الطبرانی میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کی ملاقات کے لیے تشریف لے گئے۔ وہاں آپ ﷺ بیٹھ گئے۔ ہم بھی آپ ﷺ کے ساتھ بیٹھ گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ابھی تمہارے پاس اہل جنت میں سے ایک شخص آئے گا۔ اس وقت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تشریف لائے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا ابھی ابھی تمہارے پاس اہل جنت میں سے ایک آدمی آئے گا۔ اس وقت حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ وہاں تشریف لے گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ابھی جنتیوں میں سے ایک اور شخص تمہارے پاس آئے گا۔ اس

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کے وقت آپ کا خون اسی آیت پر ہی گرا۔

حافظ سلفی نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ پہلا فتنہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت ہوگی اور آخری فتنہ دجال کا ظہور ہوگا۔ مجھے اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے۔ جس آدمی کے دل میں قاتلین عثمان کی ذرا سی بھی محبت ہوئی تو اگر اس نے دجال کو پالیا تو وہ اس کی ضرور اتباع کرے گا اور اگر اس نے اس کے زمانہ کو نہ پایا تو وہ قبر میں ضرور اس پر ایمان لائے گا۔ یقیناً حضرت حذیفہ نے یہ بات حضور ﷺ سے ہی سنی ہوگی۔ کیونکہ اپنی طرف سے وہ ایسی بات نہیں کر سکتے تھے۔

الطبرانی نے صحیح سند کے ساتھ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک غزوہ میں میں حضور ﷺ کے ساتھ تھا۔ لوگوں کو خوراک کی کمی کا سامنا کرنا پڑا حتی کہ مسلمانوں کے چہروں پر اس تکلیف کے آثار نمودار ہوئے اور منافقین کے چہروں پر فرحت وانبساط کی علامات ظاہر ہوئیں۔ جب سرور کائنات ﷺ نے اس صورت حال کو ملاحظہ فرمایا تو آپ ﷺ نے فرمایا اللہ کی قسم! آج سورج غروب ہونے سے پہلے ہی تمہارے پاس رزق پہنچ جائیگا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو یقین تھا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مکرم ﷺ کا فرمان عنقریب سچ ثابت ہوگا۔ انہوں نے خوراک کے چودہ اونٹ خرید کر بارگاہ رسالت میں پیش کر دیئے۔ جس سے مسلمانوں کے چہروں پر مسرت وشادمانی کے آثار پیدا ہو گئے اور منافقین کے چہروں پر گرد وغبار چھا گیا میں نے حضور ﷺ کو دیکھا آپ ﷺ نے اپنے ہاتھوں کو بلند فرمایا حتی کہ آپ ﷺ کی مبارک بغلوں کی سفیدی نظر آنے لگی۔ آپ ﷺ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے لئے ایک عظیم دعا فرمائی اس سے قبل میں نے آپ ﷺ کو کسی کے متعلق ایسی دعا فرماتے ہوئے نہیں سنا تھا۔

امام بیہقی نے حضرت عروہ سے روایت کیا ہے کہ جب حضور ﷺ نے حدیبیہ کے مقام پر نزول اجلال فرمایا تو آپ ﷺ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو قریش کے پاس بھیجا۔ آپ ﷺ نے فرمایا انہیں اطلاع دیں کہ ہم جنگ لڑنے نہیں آئے بلکہ عمرہ کرنے کے لیے آئے ہیں۔ انہیں اسلام کی طرف دعوت دو۔ آپ ﷺ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو یہ بھی حکم دیا کہ آپ مکہ معظمہ کے مومن مرد اور مومن عورتوں کے پاس جائیں اور انہیں فتح کی بشارت دیں اور انہیں خبر دیں کہ عنقریب اللہ تعالیٰ مکہ معظمہ میں اپنے دین کو غالب کر دے گا۔ حتی کہ یہاں اپنے ایمان کو چھپانے کی ضرورت باقی نہیں رہے گی۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ مکہ معظمہ تشریف لے گئے اور کفار مکہ کو تمام حقیقت بتائی۔ لیکن انہوں نے اس حقیقت کو تسلیم نہ کیا اور جنگ لڑنے کا قصد کر لیا۔ حضور ﷺ نے بیعت کی طرف بلایا۔ ایک اعلان کرنے والے نے اعلان کیا کہ حضور نبی کریم ﷺ پر روح القدس نازل ہوئے ہیں۔ مسلمانوں نے اس بات پر حضور نبی کریم ﷺ سے بیعت کی کہ وہ میدان جنگ سے کبھی بھی راہ فرار اختیار نہیں کریں گے۔ اللہ تعالیٰ نے مشرکین کے دلوں میں رعب ڈال دیا۔ انہوں نے مکہ معظمہ میں موجود مسلمانوں کو بارگاہ رسالت میں بھیجا اور صلح کی دعوت دی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے واپس آنے سے قبل مسلمانوں نے کہا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے تو بیت اللہ کا طواف کر لیا ہوگا۔ لوگوں کی یہ بات سن کر حضور ﷺ نے فرمایا میں گمان نہیں کرتا کہ انہوں

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ایک مرتبہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے شام میں تقریر کی ایک شخص نے آپ سے کہا اے امیر! صبر کیجئے فتنے ظاہر ہو چکے ہیں۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے فرمایا ابھی فتنے ظاہر نہیں ہوئے۔ ابھی حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ زندہ ہیں۔ فتنوں کی ابتداء ان کے وصال کے بعد ہوگی۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے یہ بات اپنی رائے سے نہیں کہی تھی۔ یقیناً انہوں نے یہ یا تو حضور ﷺ سے سنا ہوگا یا کسی صحابی سے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے متعلق غیب کی خبر

الطبرانی نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ایک دفعہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ میرے پاس سے گذرے۔ اس وقت میرے پاس ایک فرشتہ تھا۔ اس نے کہا یہ شخص درجہ شہادت پر فائز ہوگا۔ اس کی قوم ہی انہیں شہید کرے گی۔ حالانکہ ہم ان سے حیاء کرتے ہیں۔ حاکم اور امام بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے یہ روایت اس وقت بیان کی جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا محاصرہ کیا گیا تھا۔ انہوں نے کہا میں نے حضور ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ عنقریب فتنہ اور اختلاف ہوگا۔ ہم نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم آپ ہم کو کس چیز کا حکم فرماتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم پر امیر اور اس کے ساتھیوں کی اعانت کرنا لازم ہے۔ آپ ﷺ نے اپنے دست اقدس سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ فرمایا۔

ابن ماجہ، امام بیہقی اور ابو نعیم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی محترم ﷺ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو بلایا اور آپ ﷺ نے سرگوشی فرمائی جس کے بعد حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا رنگ متغیر ہو گیا۔ جب ان کے گھر کا محاصرہ کیا گیا تو ہم نے ان سے کہا آپ باغیوں سے جہاد کیوں نہیں فرماتے۔ انہوں نے فرمایا میں ان سے جنگ نہیں کروں گا۔ کیونکہ نبی کریم ﷺ نے مجھ سے ایک امر کے بارے میں عہد لیا تھا۔ میں اس عہد کی پاسداری کروں گا۔

حضور ﷺ نے فرمایا اے عثمان! میرے بعد عنقریب تجھے قبائے خلافت پہنائی جائے گی۔ منافق وہ قبا تجھ سے اتارنے کی کوشش کریں گے۔ لیکن تم اسے ہرگز نہ اتارنا اس دن روزہ رکھ لینا اور اسے میرے پاس آ کر افطار کرنا۔ (ابن عدی وابن عساکر)

حاکم اور ابن ماجہ نے حضرت مرہ بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں بارگاہ رسالت میں حاضر تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ ایک فتنے کا ذکر فرما رہے تھے۔ کپڑا میں لپٹا ہوا ایک شخص وہاں سے گذرا۔ آپ ﷺ نے اس شخص کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ یہ اس دن ہدایت پر ہوں گے۔ میں نے اٹھ کر اسے غور سے دیکھا تو وہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ تھے۔

حاکم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں۔ حضور نبی محترم ﷺ نے خبر دی کہ عنقریب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا خون اللہ تعالیٰ کے اس فرمان **فسیکفیکھم اللہ** (البقرہ:۱۳۸) پر گرے گا آپ کی شہادت

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

رونما ہوں گے اور تجھے اپنی قوم کی ضرورت محسوس ہوگی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ اس وقت آپ صلی اللہ علیک وسلم مجھے کیا کرنے کا حکم دیتے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا اس وقت قرآن پاک کے ساتھ فیصلہ کرنا۔

امام بیہقی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ نبی مکرم ﷺ کے پاس سیدۃ النساء، خاتون جنت حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے رشتے کے پیغام آنے لگے۔ مجھ سے میری خادمہ نے کہا۔ کیا آپ کو معلوم ہے۔ کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے رشتے کے پیغام آنے لگے۔ آپ اس مقصد کے لیے بارگاہ رسالت میں حاضر کیوں نہیں ہوتے۔ حضور ﷺ کی ہیبت اور جلالت بہت زیادہ تھی۔ جب بھی میں آپ ﷺ کے سامنے بیٹھا تو مجھ سے بات نہ ہوسکی۔ حضور نبی محترم ﷺ نے پوچھا اے علی! آپ کس مقصد کے لیے آئے ہیں۔ میں خاموش رہا۔ آپ ﷺ نے فرمایا شاید آپ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے رشتے کا پیغام لے کر آئے ہیں۔ میں نے کہا ''ہاں''

حاکم اور ابونعیم نے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے فرمایا ''بدترین ہے وہ شخص جو آپ کے سر مبارک پر تلوار مارے گا۔ حتی کہ آپ کی داڑھی مبارک خون سے تر ہو جائیگی۔''

حاکم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لے گئے۔ اس وقت وہ علیل تھے۔ وہاں حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما بھی تشریف فرما تھے۔ ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا، اب حضرت علی کی موت تو یقینی نظر آتی ہے۔ ان کی یہ گفتگو سن کر حضور ﷺ نے فرمایا ان کے سر پر شہادت کا تاج سجایا جائے گا۔ اور یہ اس وقت شہید ہوں گے جب یہ غصے سے بھرپور ہوں گے۔

حاکم نے ثور بن مجزاہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ جنگ جمل کے دن میں حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس سے گذرا۔ اس وقت ان کا آخری وقت تھا۔ انہوں نے مجھ سے پوچھا تو کون ہے؟ میں نے کہا میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں میں سے ہوں۔ انہوں نے کہا اپنا ہاتھ آگے بڑھاؤ میں تمہاری بیعت کرنا چاہتا ہوں۔ میں نے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا۔ انہوں نے میری بیعت کی اور ان کی روح جسد عنصری سے پرواز کر گئی۔ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس واقعہ کی خبر دی انہوں نے فرمایا اللہ اکبر! حضور ﷺ نے سچ فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ حضرت طلحہ کو اس وقت تک جنت میں داخل نہیں کرے گا۔ جب تک وہ میری بیعت نہیں کرلیں گے۔

امام بیہقی نے محمد بن کعب سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ کی طرف سے حدیبیہ کی صلح کے کاتب حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے۔ حضور ﷺ نے آپ سے فرمایا لکھو یہ وہ شرائط ہیں جن پر محمد بن عبداللہ (ﷺ) اور سہیل بن عمرو کے درمیان صلح ہوئی ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کا اسم مبارک اس طرح لکھنے سے ہچکچائے آپ محمد رسول اللہ ﷺ لکھنا چاہتے تھے۔ حضور ﷺ نے فرمایا اسی طرح لکھو عنقریب تمہارے ساتھ بھی اسی طرح کی صورت حال پیش آئے گی۔ بعینہٖ اسی طرح کا واقعہ جنگ صفین کے بعد پیش آیا۔ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے درمیان معاہدہ طے پایا تھا۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نے طواف کعبہ کرلیا ہو حالانکہ ہم ادھر محصور ہیں۔ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ واپس آئے تو صحابہ کرام نے ان سے پوچھا کیا آپ نے بیت اللہ کا طواف کیا ہے۔آپ نے فرمایا تم نے میرے متعلق اچھا گمان نہیں کیا۔ مجھے اللہ کی قسم! اگر میں قریش مکہ کے ہاں ایک سال ٹھہرا رہتا اور حضور ﷺ حدیبیہ کے مقام پر تشریف فرما رہتے تو میں اس وقت تک طواف نہ کرتا جب تک حضور ﷺ طواف نہ کر لیتے۔ مجھے قریش نے بیت اللہ کا طواف کرنے کی دعوت دی لیکن میں نے انکار کر دیا یہ واقعہ دیکھ کر مسلمانوں نے کہا۔حضور ﷺ ہم سب سے زیادہ عالم اور ہم سب سے زیادہ حسن ظن رکھنے والے ہیں۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے متعلق غیب کی خبریں

الطبرانی نے حضرت سلمٰی جو حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ کی زوجہ تھیں سے روایت کیا ہے وہ فرماتی ہیں کہ میں حضور ﷺ کے ساتھ تھی۔آپ ﷺ نے فرمایا ابھی تمہارے پاس ایک جنتی شخص آئے گا۔ کچھ دیر بعد کسی کے پاؤں کی آہٹ سنائی دی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اندر تشریف لے آئے۔

حاکم اور بیہقی نے ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک سفر میں ہم سرور کائنات ﷺ کے ساتھ تھے۔آپ ﷺ کے نعلین مبارک کے تسمے ٹوٹ گئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ انہیں درست کرنے کے لیے رک گئے۔ جب ہم تھوڑی دیر چلے تو حضور ﷺ نے فرمایا تم میں ایک ایسا شخص بھی موجود ہے۔جو قرآن کی تاویل پر اسی طرح جہاد کرے گا جس طرح میں نے اس کے نازل ہونے پر جہاد کیا ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی کیا وہ سعادت مند شخص میں ہوں۔آپ ﷺ نے فرمایا نہیں پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کی کیا وہ بلند اقبال آدمی میں ہوں۔آپ ﷺ نے فرمایا نہیں بلکہ وہ فرخندہ فال شخص وہ ہے جو ابھی میرے نعلین درست کر رہا تھا۔

ابویعلیٰ اور حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا اے علی! تمہیں پریشانی اور مصیبت کا سامنا کرنا پڑے گا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، کیا اس مصیبت میں میرا دین سلامت رہے گا۔آپ ﷺ نے فرمایا ہاں۔

الطبرانی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے مجھ سے یہ عہد لیا کہ عہد شکنوں، ظالموں اور ملحدوں سے جہاد کروں۔

حمیدی اور حاکم وغیرہ نے ابوالاسود سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لائے۔آپ رضی اللہ عنہ اس وقت رکاب میں پاؤں رکھ چکے تھے۔ حضرت ابن سلام نے کہا اے علی! عراق کا قصد نہ فرمائیں اگر آپ عراق تشریف لے گئے تو آپ کو تلوار کی دھار برداشت کرنا پڑے گی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ کی قسم! یہی بات آپ سے پہلے مجھے حضور ﷺ بھی بتا چکے ہیں۔

ابونعیم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ مجھے حضور نبی محتشم ﷺ نے فرمایا عنقریب فتنے

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

امام بیہقی اور ابو نعیم نے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے خیبر کے دن فرمایا میں کل جھنڈا اس شخص کو عطا کروں گا۔ جس سے اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ﷺ پیار کرتے ہیں۔ وہ خیبر کے قلعے بزور شمشیر فتح کرے گا۔ اس وقت وہاں حضرت علی رضی اللہ عنہ موجود نہ تھے۔ قریش کے ہر فرد نے اس دن جھنڈا لینے کی خواہش کی۔ اسی اثناء میں حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی وہاں تشریف لے آئے۔ آپ اونٹ پر سوار تھے۔ انہیں آشوب چشم تھا۔ حضور ﷺ نے فرمایا اے علی! میرے قریب ہو جاؤ، آپ ﷺ نے ان کی آنکھوں پر اپنا لعاب لگایا وہ فوراً شفایاب ہو گئیں۔ پھر انہیں جھنڈا عطا فرمایا۔

امام احمد، ابو یعلیٰ، امام بیہقی اور ابو نعیم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں۔ کہ جس دن حضور ﷺ نے میری آنکھوں پر اپنا لعاب دہن لگایا تھا اس دن سے لے کر آج تک نہ تو میری آنکھوں میں کبھی درد ہوا ہے اور نہ ہی کبھی مجھے درد کی شکایت ہوئی ہے۔

ابن اسحاق نے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ غزوۃ العشیرہ میں میں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ دونوں ساتھی تھے۔ جب حضور ﷺ وہاں فروکش ہوئے۔ تو ہم نے وہاں بنی مدلج کے لوگوں کو دیکھا۔ وہ اپنے باغات میں کام کر رہے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے ابو الیقظان! کیا تم پسند کرتے ہو کہ ہم ان لوگوں کے پاس جائیں اور دیکھیں کہ وہ کیسے کام کرتے ہیں۔ میں نے کہا اگر آپ پسند فرماتے ہیں تو ہم ان کے پاس جاتے ہیں۔ ہم ان کے نخلستانوں میں آئے اور کچھ دیر ان کے کام دیکھتے رہے پھر ہم پر نیند کا غلبہ ہو گیا۔ ہم دونوں وہاں سے روانہ ہوئے اور مٹی کے ایک ڈھیر پر سو گئے۔ اللہ کی قسم! ہم بڑے سکون سے محو خرام تھے۔ حتی کہ رسول کریم ﷺ نے ہم کو اپنا پاؤں مبارک مار کر جگایا اس خاک کی وجہ سے ہم مٹی میں لت پت تھے۔ اس دن جب حضور ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مٹی سے لت پت دیکھا تو آپ نے انہیں ''ابوتراب'' کا لقب عطا فرمایا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کیا میں تمہیں دو بدبخت انسانوں کے متعلق نہ بتاؤں۔ ہم نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم آپ ضرور ارشاد فرمائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا پہلا بدقسمت تو وہ شخص احیمر ثمود تھا جس نے اونٹنی کی کونچیں کاٹی تھیں اور دوسرا بدقسمت شخص وہ ہو گا جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سر پر تلوار کا وار کرے گا اور ان کی داڑھی مبارک لہو سے سرخ ہو جائے گی۔ وہ دوسرا تیرہ بخت شخص عبدالرحمٰن بن ملجم المرادی تھا۔ جس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو شہید کیا۔

امام بیہقی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ مجھے حضور نبی مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا عنقریب میرے بعد آپ کے ہاں ایک بچے کی ولادت ہو گی۔ ہم نے اس کو اپنا نام (مبارک) اور اپنی کنیت عطا کر دی ہے۔ (اس سے مراد حضرت محمد بن حنفیہ ہیں)۔

سیدۃ النساء خاتون جنت حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے متعلق بشارات

سیرت کی کتب میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا گیا ہے کہ جب ''سورۃ النصر'' نازل ہوئی تو حضور ﷺ نے حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کو یاد فرمایا اور فرمایا اے فاطمہ! میرے وصال کا وقت قریب آچکا ہے یہ سن کر حضرت فاطمہ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

عبد اللہ بن احمد، البزار، ابو یعلی اور حاکم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں۔ کہ مجھے حضور ﷺ نے فرمایا۔'' اے علی! تمہاری ذات میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرح ایک مثال پائی جاتی ہے۔ یہودیوں نے ان کے ساتھ بغض رکھا حتی کہ ان کی والدہ ماجدہ پر بہتان لگایا اور عیسائیوں نے ان سے محبت کی حتی کہ انہیں اس مقام کا مستحق قرار دیا جوان کے شایان شان نہ تھا۔ میری محبت میں زیادتی کرنے والا بھی ہلاک ہوگا کیونکہ وہ مجھ سے وہ چیزیں منسوب کرے گا جو مجھ میں نہیں ہیں اور مجھ سے بغض رکھنے والا بھی ہلاک ہوگا کیونکہ وہ مجھ پر بہتان لگائے گا۔

طبرانی اور ابونعیم نے حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اے علی تجھے امیر اور خلیفہ بنایا جائے گا اور تو شہادت سے سرخرو ہوگا اور یہاں تک خون سے رنگین ہو جائے گا آپ ﷺ نے حضرت علی کی ڈاڑھی سے لے کر سر مبارک تک اشارہ کیا۔

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ غزوۂ خیبر میں حضرت علی رضی اللہ عنہ حضور ﷺ سے پیچھے رہ گئے۔ انہیں آشوب چشم تھا۔ انہوں نے کہا میں تو حضور ﷺ سے پیچھے رہ گیا ہوں۔ وہ اپنے گھر سے روانہ ہوئے اور حضور ﷺ سے مل گئے۔ جب وہ شام آئی جس سے اگلے دن اللہ تعالیٰ نے مجھے خیبر فتح کرنے کی توفیق دینا تھی۔ تو حضور ﷺ نے فرمایا میں کل جھنڈا اس شخص کو عطا کروں گا۔ جس سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ پیار کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ انہیں فتح عطا فرمائے گا۔ اسی وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ ہمارے کارواں میں تشریف لائے ہمیں ان کے آنے کی کوئی امید نہ تھی۔ صحابہ کرام نے عرض کی حضرت علی رضی اللہ عنہ تشریف لائے ہیں۔ حضور ﷺ نے انہیں علم عطا فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے دست اقدس پر اسلام کو فتح عطا فرمائی۔

امام مسلم نے ایک اور سند سے حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی آنکھوں پر لعاب دہن لگایا جس کے فوراً بعد وہ صحت یاب ہوگئیں۔

حارث اور ابونعیم نے ایک اور سند کے ساتھ حضرت سلمہ سے روایت کیا ہے اس میں یہ اضافہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جھنڈا پکڑا اور اسے قلعے کے نیچے گاڑھ دیا۔ ایک یہودی نے قلعے سے نیچے دیکھا اور کہا۔ تم کون ہو؟ آپ نے فرمایا میں علی رضی اللہ عنہ ہوں۔ یہودی نے کہا مجھے اس کلام کی قسم! جو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل کیا اب تم ہم پر غالب آجاؤ گے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فتح عطا فرمائی۔

ابونعیم کہتے ہیں کہ اس یہودی کی گفتگو سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ اہل کتاب کی کتب میں مذکور تھا کہ خیبر کا قلعہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں فتح ہوگا۔

ابن عمر، ابن عباس، سعد بن ابی وقاص، ابو ہریرہ، ابوسعید خدری، عمران بن حصین، جابر اور ابو لیلیٰ رضی اللہ عنہم نے بھی اس واقعہ کو روایت کیا ہے۔ تمام کی روایات میں یہ ذکر ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی آنکھوں پر لعاب دہن لگایا جس کے بعد وہ تندرست ہوگئیں۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

رنگ کی مٹی تھی۔آپ ﷺ اس کو الٹ پلٹ کر رہے تھے۔میں نے عرض کی یارسول اللہ!صلی اللہ علیک وسلم یہ کیسی مٹی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا مجھے حضرت جبرائیل نے خبر دی ہے کہ میرا بیٹا (امام حسین) سرزمین عراق میں شہید کر دیا جائے گا۔ یہ اس سرزمین کی مٹی ہے۔

ابونعیم نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے وہ فرماتی ہیں۔کہ حضرات حسنین کریمین میرے گھر میں کھیل رہے تھے۔حضرت جبرائیل بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے انہوں نے عرض کی یارسول اللہ!صلی اللہ علیک وسلم آپ کا یہ بیٹا قتل کر دیا جائے گا۔انہوں نے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کیا۔حضرت جبرائیل نے آپ ﷺ کو مٹی پیش کی آپ ﷺ نے اس مٹی کو سونگھا اور فرمایا اس میں کرب و بلا کی خوشبو ہے۔آپ ﷺ نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو مخاطب کر کے فرمایا اے ام سلمہ! جب یہ مٹی خون میں تبدیل ہو جائے تو سمجھ لینا کہ میرا یہ بیٹا شہید کر دیا گیا ہے۔انہوں نے اس مٹی کو ایک شیشی میں رکھ دیا۔

ابن عساکر نے محمد ابن عمر بن حسن سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ کربلا کی نہر پر ہم بھی حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے۔حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے شمر بن ذی الجوشن کی طرف دیکھا اور فرمایا۔اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مکرم ﷺ نے سچ فرمایا ہے۔حضور نبی محترم ﷺ نے فرمایا ''گویا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ ایک سفید داغوں والا کتا میرے اہل بیت کا خون پی رہا ہے۔'' شمر کے چہرے پر برص کے داغ تھے۔

ابن السکن، البغوی اور ابونعیم نے حضرت انس بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور نبی کریم ﷺ کو سنا آپ فرما رہے تھے۔ میرا یہ بیٹا (حسین) کربلا کی زمین پر شہید کر دیا جائے گا۔ جو شخص وہاں موجود ہو اسے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی مدد کرنا چاہیے۔'' حضرت انس بن حارث رضی اللہ عنہ کربلا کی طرف گئے اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ شہید ہو گئے۔

الطبرانی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ مجھے جبرائیل نے خبر دی ہے کہ میرا یہ بیٹا (حسین) میرے بعد طف کی سرزمین پر شہید کر دیا جائے گا۔انہوں نے مجھے مٹی دی ہے۔اور مجھے بتایا ہے کہ یہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت گاہ کی مٹی ہے۔

احمد اور ابن سعد نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ روایت اس طرح بیان کی ہے۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو دریائے فرات کے کنارے قتل کر دیا جائے گا۔

امام بغوی نے اپنی معجم میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ بارش کے فرشتے نے بارگاہ ربوبیت سے حضور ﷺ کی زیارت کرنے کی اجازت طلب کی۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو آپ ﷺ کی زیارت کرنے کی اجازت دے دی۔ اسی دن حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی باری تھی۔ حضور ﷺ نے حضرت ام سلمہ سے فرمایا اے ام سلمہ! دروازے کی نگرانی کرنا کوئی شخص ہمارے پاس نہ آئے۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا دروازے کی نگہبانی میں مصروف تھیں۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

رضی اللہ عنہا نے گریہ فرمایا آپ ﷺ نے فرمایا اے فاطمہ! مت رو! میرے اہل بیت میں سے تم سب سے پہلے مجھ سے ملاقات کروگی۔ یہ بشارت سن کر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے تبسم فرمایا۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا اے فاطمہ! ہم نے آپ کو دیکھا کہ آپ پہلے روئیں اور پھر ہنسیں اس کی کیا وجہ ہے؟ آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا حضور ﷺ نے پہلے مجھے یہ بتایا کہ آپ ﷺ کے وصال کا وقت قریب آچکا ہے۔ یہ سن کر میں صدمے سے رونے لگی۔ میرا رونا دیکھ کر آپ ﷺ نے فرمایا اے فاطمہ! مت روتم میرے اہل خانہ میں سے سب سے پہلے ملوگی۔ یہ سن کر میں مسکرانے لگی۔ حضور ﷺ کے بعد وصال کے چھ ماہ تک حضرت فاطمۃ الزہراء زندہ رہیں۔ صحیح روایت یہی ہے۔

حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کے متعلق غیب کی خبریں

امام بخاری نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے متعلق فرمایا میرا یہ بیٹا سردار ہے۔ اللہ تعالیٰ عنقریب اس کے ذریعے مسلمانوں کے دو گروہوں کے درمیان صلح کروائے گا۔ جس طرح آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا اسی طرح ہوا۔ جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم شہید ہوئے تو لوگوں نے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے دست اقدس پر بیعت کی۔ بیعت کرنے والوں کی تعداد چالیس ہزار سے زیادہ تھی۔ وہ لوگ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں سے زیادہ باوفا تھے۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ عراق، خراسان اور ماوراء النہر پر سات ماہ تک حکمران رہے۔ پھر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ایک عظیم لشکر لے کر حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی طرف روانہ ہوئے۔ جب امام حسن رضی اللہ عنہ نے دو عظیم لشکر آمنے سامنے دیکھے تو آپ کو یقین ہو گیا کہ عنقریب بہت زیادہ خونریزی ہوگی اور بہت سے مسلمان شہید ہوں گے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو بھی اس بات کا احساس ہو گیا۔ ایک جماعت نے دو گروہوں کے مابین صلح کروانے کی کوشش کی۔ جس میں وہ کامیاب ہو گئے۔

اللہ تعالیٰ نے مسلمان کے خون کو محفوظ رکھا اور اپنے نبی کریم ﷺ کے قول کو سچ کر دیا کہ میرا یہ بیٹا مسلمانوں کے دو عظیم گروہوں کے مابین صلح کروائے گا۔

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے متعلق مختلف خبریں

حاکم اور امام بیہقی نے حضرت ام الفضل بنت حارث رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے وہ فرماتی ہیں کہ ایک دن میں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو لے کر بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئی میں نے حضرت امام حسین کو آپ ﷺ کی آغوش میں رکھ دیا۔ کچھ دیر بعد آپ ﷺ نے اپنا رخ انور پھیر لیا۔ میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ کی چشمان مبارک سے آنسو رواں دواں تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ابھی میرے پاس حضرت جبرائیل امین آئے تھے۔ انہوں نے مجھے بتایا کہ عنقریب میری امت میرے اس بچے کو شہید کر دے گی۔ وہ ان کی شہادت گاہ کی سرخ مٹی لے کر میرے پاس آئے۔

ابن راہویہ، امام بیہقی اور ابو نعیم نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے وہ فرماتی ہیں۔ کہ ایک دن آقائے دو جہان ﷺ استراحت فرما تھے۔ کچھ دیر بعد آپ بیدار ہوئے تو آپ پریشان تھے۔ آپ ﷺ کے دست اقدس میں سرخ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کو" الحوأب" کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں واپس جانا مناسب خیال کرتی ہوں۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا آپ پیش قدمی فرمانے کے بعد واپس تشریف نہ لے جائیں لوگ آپ رضی اللہ عنہا کو دیکھیں گے تو اللہ تعالیٰ انہیں صلح کرنے کی توفیق دے گا۔ آپ نے دوبارہ فرمایا میرے نزدیک واپس جانا ہی بہتر ہے۔ میں نے حضور ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا اے امہات المومنین! تم میں سے ایک کی کیفیت اس وقت کیا ہوگی جب اس پر" حوأب" کے کتے بھونکیں گے۔

خطیب اور ابن عساکر نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے ان کو ایک ایسی عورت دیکھنے کے لیے بھیجا جسے آپ ﷺ نے نکاح کا پیغام دیا تھا۔ اس کو دیکھ لینے کے بعد حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی مجھے تو وہ نفع مند نظر نہیں آئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے عائشہ! تم نے اس کے رخسار پر ایک تل دیکھا جس سے تیری مینڈھیاں کانپ گئیں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے عرض کی آپ صلی اللہ علیک وسلم سے تو کوئی بات پوشیدہ نہیں۔ آپ سے کون سی چیز کو چھپا سکتا ہے۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے متعلق ایک عجیب خبر

امام بیہقی اور ابو نعیم نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے وہ فرماتی ہیں کہ کسی شخص نے میرے گھر تحفہ کے طور پر گوشت کا ایک ٹکڑا بھیجا۔ میں نے خادمہ سے کہا اس کو حضور ﷺ کے لیے رکھ دو۔ ایک سائل آیا اس نے دروازے میں کھڑے ہو کر یوں صدا لگائی۔ اللہ تعالیٰ تمہارے گھر برکت نازل فرمائے کچھ صدقہ دو۔ ہم نے اس سائل سے کہا، اللہ تعالیٰ تجھے برکت عطا کرے۔ وہ سائل چلا گیا۔ اتنے میں حضور ﷺ تشریف لائے۔ آپ ﷺ نے خادمہ سے فرمایا گوشت میرے قریب کرو۔ وہ خادمہ گوشت لے کر آپ ﷺ کے پاس آئی۔ جب آپ ﷺ نے اسے ملاحظہ فرمایا تو وہ پتھر بن چکا تھا۔ حضور ﷺ نے فرمایا۔ کیا تمہارے پاس کوئی سائل آیا تھا۔ جسے تم نے خالی ہاتھ واپس بھیج دیا ہو۔ میں نے کہا ہاں ہم نے ایک فقیر کو خالی ہاتھ واپس بھیج دیا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ گوشت اسی وجہ سے پتھر بنا ہے۔ وہ پتھر ان کے گھر کے کونے میں اسی طرح پڑا رہا حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا اس سے چیزیں پیستی تھیں۔ حتی کہ ان کا وصال ہو گیا۔

ام المومنین حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے متعلق غیب کی خبر

امام مسلم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے وہ فرماتی ہیں کہ حضور اکرم شفیع معظم ﷺ نے فرمایا اے امہات المومنین! میرے وصال کے بعد تم میں سے سب سے پہلے مجھے وہ ملے گی جس کے ہاتھ سب سے زیادہ لمبے ہوں گے۔ یہ دیکھنے کے لیے کہ کس کے ہاتھ سب سے زیادہ لمبے ہیں انہوں نے اپنے ہاتھوں کی پیائش کی حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے ہاتھ سب سے زیادہ طویل تھے کیونکہ وہ اپنے ہاتھ سے کام کرتی تھیں اور بہت زیادہ صدقہ دیا کرتی تھیں۔

امام بیہقی نے شعبی سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ امہات المومنین رضی اللہ عنہن نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم آپ کے وصال کے بعد ہم میں سے سب سے پہلے آپ ﷺ سے کون ملاقات کرے گی۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اندر تشریف لائے۔حضور ﷺ نے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو پیار کیا اور ان کا بوسہ لیا۔فرشتے نے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پوچھا کیا آپ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے محبت کرتے ہیں۔آپ ﷺ نے فرمایا ''ہاں'' فرشتے نے کہا آپ صلی اللہ علیک وسلم کی امت عنقریب انہیں قتل کر دے گی۔اگر آپ پسند فرمائیں تو آپ صلی اللہ علیک وسلم کو ان کی شہادت گاہ دکھا سکتا ہوں۔فرشتے نے آپ ﷺ کو حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت گاہ دکھائی۔وہ فرشتہ وہاں کی سرخ مٹی لے کر آیا۔حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے اس مٹی کو لیا اور ایک کپڑے میں باندھ دیا۔

حضرت ثابت بنانی رضی اللہ عنہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔کہ ہم اسے کربلا کی مٹی کہا کرتے تھے۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔پھر حضور ﷺ نے مجھے مٹھی بھر سرخ مٹی عطا فرمائی آپ ﷺ نے فرمایا یہ اس زمین کی مٹی ہے۔جہاں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ شہید ہوں گے جب یہ مٹی خون میں تبدیل ہو جائے تو سمجھ لینا کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا گیا ہے۔آپ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے وہ مٹی ایک شیشی میں رکھ لی۔میں کہا کرتی تھی جب یہ مٹی خون میں تبدیل ہو جائے گی۔وہ دن عظیم ہوگا۔اس دن حضرت امام حسین شہادت کے درجہ پر فائز ہوں گے۔انہیں عراق کی سرزمین میں کربلا کے مقام پر شہید کیا جائے گا۔کوفہ کے قریب ہی کربلا کا مقام ہے۔اسی جگہ کو طف کے نام سے بھی موسوم کیا جاتا ہے۔اسی حدیث میں حضور ﷺ کا ایک اور معجزہ بھی ہے۔وہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ خبر دینا ہے کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد تک زندہ رہیں گی۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے متعلق پیش گوئی

امام حاکم اور امام بیہقی نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے وہ فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ نے بعض امہات المومنین کے خروج کا ذکر فرمایا۔جنہیں سن کر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا مسکرا پڑیں۔آپ ﷺ نے فرمایا اے حمیراء دیکھنا کہیں تم ہی وہ نہ ہو۔پھر آپ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف التفات فرمایا اے علی! اگر ان کا کوئی معاملہ تمہارے سپرد ہو تو ان سے نرمی کرنا۔

امام احمد وغیرہ نے حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔کہ حضور ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔اے علی! تمہارے اور عائشہ کے مابین ایک معاملہ ہوگا۔جب ایسے حالات پیش آجائیں تو انہیں ان کے مقام امن کی طرف لوٹا دینا۔

البزار اور ابونعیم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا اے امہات المومنین! تم میں سے گھنے اور سرخ بالوں والی اونٹنی کی مالک کون ہے۔وہ خروج کرے گی حتی کہ اس پر حواب کے کتے بھونکیں گے۔اس کے اردگرد قتل عام ہوگا لیکن وہ اس جنگ میں سلامت رہے گی۔

امام احمد وغیرہ نے حضرت قیس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں۔کہ جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بنی عامر کے ایک شہر پہنچیں تو ان پر کتے بھونکے۔آپ رضی اللہ عنہا نے استفسار فرمایا ''یہ کون سی جگہ ہے؟۔لوگوں نے کہا اس جگہ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ابن اسحاق نے کئی علماء سے روایت کیا ہے کہ غزوۂ احد کے دن ایک مشرک اپنے اونٹ پر سوار ہوکر نکلا۔ اس نے مقابلہ کی دعوت دی۔ تین مرتبہ چیلنج کرنے کے باوجود کوئی شخص اس سے نبرد آزما ہونے کے لیے نہ آیا۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے اس کے چیلنج کو قبول کیا اور چھلانگ لگا کر اس کے ساتھ ہی اونٹ پر سوار ہو گئے۔ اور وہاں ہی اس کے ساتھ معرکہ آزما ہو گئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا جو شخص پہلے نیچے گر جائے گا وہ قتل ہو جائے گا۔ وہ مشرک اونٹ سے نیچے گر پڑا حضرت زبیر رضی اللہ عنہ اس پر سوار ہو گئے اور اسے ذبح کر دیا، حضور ﷺ نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی بہت زیادہ تعریف فرمائی۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہر نبی کا کوئی نہ کوئی حواری ہوتا ہے۔ میرے حواری حضرت زبیر رضی اللہ عنہ ہیں۔ حضور ﷺ نے ابن صفیہ کے قاتل کو آگ میں جانے کی بشارت سنائی۔ جب ابن صفیہ جنگ جمل کے بعد واپس آرہے تھے۔ تو ابن جرموز نے انہیں دھوکے سے قتل کر دیا۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے لیے مژدۂ جانفزا

امام احمد نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم رحمت عالم ﷺ نے فرمایا جو سب سے پہلے اس دروازے سے داخل ہوگا۔ وہ جنتی ہے۔ اسی وقت حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اس دروازے سے تشریف لائے۔

امام بیہقی اور البزار نے بھی اس روایت کو نقل کیا ہے۔ اس میں یہ اضافہ ہے کہ حضور ﷺ تین دن لگاتار یہی فرماتے رہے۔ کہ جو اس دروازے سے سب سے پہلے داخل ہوگا وہ اہل جنت میں سے ہے۔ مسلسل تین دن حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ ہی اس دروازے سے تشریف لاتے رہے۔

حضرت امام بخاری اور حضرت امام مسلم نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے انہیں فرمایا آپ ابھی زندہ رہیں گے۔ ایک قوم کو آپ سے نفع حاصل ہوگا جبکہ دوسری قوم کو آپ کی وجہ سے نقصان ہوگا۔ اس واقعہ کی تفصیل یہ ہے حضرت سعد رضی اللہ عنہ مکہ معظمہ میں علیل ہو گئے۔ وہ اس شہر میں مرنا ناپسند کرتے تھے۔ جس سے وہ ہجرت کر کے جا چکے تھے۔ ان کا مرض شدت اختیار کر گیا۔ ایسے محسوس ہوتا تھا۔ کہ ان کی موت کا وقت قریب آ گیا ہے۔ حضور نبی مکرم ﷺ عیادت کے لیے ان کے ہاں تشریف لائے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی اولاد نرینہ نہ تھی۔ ان کی صرف ایک بیٹی تھی۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وآلک وسلم میں اپنے تمام مال کی وصیت کرتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں ایک تہائی مال کی وصیت کرو۔ ایک تہائی بھی کثیر ہے پھر آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے فرمایا ابھی تم زندہ رہو گے کچھ لوگ تم سے نفع حاصل کریں گے اور کچھ لوگوں کو تمہاری وجہ سے نقصان ہوگا۔

اللہ رب العزت نے انہیں اس مرض سے شفا عطا فرمائی۔ انہیں عراق فتح کرنے کی توفیق دی اور ان کی وجہ سے بہت سے لوگوں کو ہدایت دی انہوں نے آپ کے دست اقدس پر اسلام قبول کیا اور آپ کے ساتھ مال غنیمت حاصل کیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے ذریعے بہت سے کفار کو نقصان پہنچایا۔ انہوں نے ان کے ساتھ جہاد کیا۔ ان میں سے کچھ کو قتل کیا اور بعض کو قیدی

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مجھ سے سب سے پہلے وہ ام المومنین ملے گی جس کے ہاتھ طویل ہوں گے۔ ہاتھوں کی طوالت دیکھنے کے لیے انہوں نے اپنے ہاتھوں کی پیائش کی حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے ہاتھ سب سے لمبے تھے۔ کیونکہ وہ اپنے ہاتھ سے کام کرتی تھیں اور صدقہ کیا کرتی تھیں۔

امام بیہقی نے شعبی سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں کہ امہات المومنین رضی اللہ عنھن نے بارگاہ رسالت میں عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم سب سے پہلے ہم میں سے آپ سے کون ملاقات کرے گی۔ آپ ﷺ نے فرمایا جس کے ہاتھ لمبے ہوں گے۔ وہ مجھ سے سب سے پہلے ملاقات کرے گی۔ ہاتھ کی طوالت دیکھنے کے لیے انہوں نے اپنے ہاتھوں کی پیائش کی۔ جب حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے انتقال فرمایا تو انہیں معلوم ہوا کہ ہاتھ کی لمبائی سے مراد بھلائی اور صدقات کی زیادتی ہے۔

ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے وصال کے خبر

ابن ابی شیبہ اور امام بیہقی نے حضرت یزید بن الاصم سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں۔ کہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا مکہ معظمہ میں تشریف فرما تھیں آپ علیل ہوگئیں۔ آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا مجھے مکہ مکرمہ سے نکال لو میں اس جگہ نہیں مروں گی کیونکہ حضور ﷺ نے مجھے بتایا تھا کہ میں مکہ مکرمہ میں وصال نہیں کروں گی۔ آپ رضی اللہ عنہا کے گھر والوں نے آپ کو اٹھا لیا اور ''سرف'' کے مقام پر لے آئے۔ جب آپ اس درخت کے پاس پہنچیں جس کے نیچے سرور کائنات ﷺ نے آپ سے عقد نکاح فرمایا تھا تو آپ کا وصال ہوگیا۔

حضرت ریحانہ رضی اللہ عنہا کے اسلام لانے کی بشارت

امام بیہقی نے حضرت عبداللہ بن ابی بکر بن محمد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے بنی قریظہ کی خواتین میں سے ریحانہ بنت عمرو کو اپنی زوجیت کے لیے منتخب فرمایا۔ لیکن اس نے اسلام قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ حضور اکرم ﷺ نے اس کو چھوڑ دیا۔ اس سے آپ کبیدہ خاطر ہوئے۔ اسی اثناء میں کہ حضور ﷺ اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی محفل میں تشریف فرما تھے۔ کہ آپ ﷺ نے اپنے پیچھے جوتوں کی آواز سنی۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ ابن سعنہ کے جوتوں کی آواز ہے وہ مجھے ریحانہ کے اسلام لانے کی بشارت دے رہا ہے۔

حضرت زبیر بن العوام کے متعلق غیب کی خبر

حاکم نے حضرت قیس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے کہا کیا آپ کو وہ دن یاد ہے جب میں اور آپ بارگاہ رسالت میں حاضر تھے۔ حضور ﷺ نے آپ سے پوچھا، کیا تم حضرت علی رضی اللہ عنہ سے محبت کرتے ہو؟ آپ نے جواب دیا مجھے ان سے محبت کرنے سے کیا چیز روک سکتی ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا تم عنقریب حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلاف خروج کرو گے۔ اور ان کے ساتھ جنگ کرو گے۔ اس وقت تمہاری طرف سے ہی زیادتی ہوگی۔ یہ سن کر حضرت زبیر میدان جنگ سے واپس چلے گئے۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تمام شہید ہو جائیں گے۔ بنی اسرائیل کے انبیاء کرام علیہم السلام اگر کسی شخص کو امیر مقرر کرتے اور ساتھ یہ کہتے کہ اگر یہ شہید ہو جائیں تو فلاں امیر ہوگا۔ تو وہ جن کے نام بھی لیتے وہ تمام کے تمام شہید ہو جاتے۔ پھر یہودی نے حضرت زید رضی اللہ عنہ سے کہا وصیت کرلو۔ اگر محمد ﷺ نبی ہوئے تو تم ان کے پاس کبھی بھی نہ آسکو گے۔

حضرت زید رضی اللہ عنہ نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ سچے اور پاکباز ہیں (بیہقی وابونعیم)

امام واقدی اور امام بیہقی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں غزوۂ موتہ میں حاضر تھا۔ میں نے اتنی مقدار میں اسلحہ، دیباج، ریشم اور سونا پہلے نہیں دیکھا تھا۔ یہ تمام اشیاء دیکھ کر میری آنکھیں چندھیا گئیں حضرت ثابت بن اقرم رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا اے ابوہریرہ! آپ کو کیا ہوا ہے شاید آپ اس کثرت کو دیکھ کر تعجب کا اظہار کر رہے ہیں۔ میں نے کہا ''ہاں'' انہوں نے کہا آپ غزوۂ بدر میں ہمارے ساتھ شامل نہ تھے۔ ہمیں کثرت کی بنا پر فتح نہیں ملی تھی۔

امام بیہقی اور ابونعیم نے ابن شہاب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ صحابہ کرام بیان کرتے ہیں۔ کہ حضور ﷺ نے فرمایا ابھی ابھی حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرشتوں کے ساتھ میرے اوپر سے گذرے ہیں وہ فرشتوں کی طرح محو پرواز تھے۔ ان کے دو پر تھے۔ صحابہ کرام فرماتے ہیں۔ اہل موتہ کی خبر دینے کیلئے حضرت یعلی بن منبہ رضی اللہ عنہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے۔ حضور نبی محترم ﷺ نے ان سے فرمایا اگر تم چاہو تو تم مجھے بتاؤ اور اگر تم پسند کرو تو میں تمہیں تمام حالات کی خبر دیتا ہوں۔ انہوں نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم آپ ہی بیان فرمائیں حضور ﷺ نے انہیں موتہ کے تمام واقعات کی خبر دی انہوں نے کہا مجھے اس ذات کی قسم! جس نے آپ صلی اللہ علیک وسلم کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے۔ آپ نے ایک ایسا واقعہ بھی نہیں چھوڑا جس کا تذکرہ نہ کیا ہو۔ تمام واقعات اسی طرح رونما ہوئے جس طرح آپ نے ذکر فرمایا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے زمین کو اٹھا کر میرے سامنے کر دیا تھا۔ میں نے تمام معرکہ کو دیکھا۔

امام بیہقی نے حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے جیش الامراء (سپہ سالاروں کے لشکر) کو روانہ فرمایا تو فرمایا تمہارے امیر حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ ہوں گے۔ اگر وہ شہید ہو گئے تو پھر تمہارے امیر حضرت جعفر رضی اللہ عنہ ہوں گے۔ اگر وہ بھی شہید ہو گئے تو پھر تمہارے سپہ سالار حضرت ابن رواحہ ہوں گے۔ وہ لشکر موتہ کی سمت روانہ ہو گیا۔ کچھ دن بعد حضور اکرم ﷺ منبر پر تشریف فرما ہوئے اور لوگوں کو نماز کے لیے جمع ہونے کا حکم دیا۔ جب تمام لوگ جمع ہو گئے تو حضور ﷺ نے فرمایا میں تمہیں ان مجاہدین کے متعلق بتاتا ہوں، یہاں سے روانہ ہونے کے بعد انہوں نے دشمن کے ساتھ جہاد کیا، پہلے حضرت زید شہید ہوئے، حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے جھنڈے کو تھام لیا۔ انہوں نے دشمن کو بہت نقصان پہنچایا۔ پھر وہ بھی رتبہ شہادت پر فائز ہوئے پھر حضرت عبداللہ ابن رواحہ نے جھنڈے کو تھام لیا انہوں نے بھی ثابت قدمی سے دشمن کو غارت کیا پھر وہ بھی شہادت سے سرخرو ہوئے پھر لوائے اسلام خالد بن ولید نے تھام لیا وہ بذات خود ہی امیر بن گئے۔ پھر نبی محترم ﷺ نے فرمایا اے مولا! خالد تیری تلواروں میں سے ایک تلوار ہے اس کی مدد

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بنایا۔ اس مرض کے بعد حضرت سعد رضی اللہ عنہ پچاس سال زندہ رہے۔ حضرت امام نووی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث بھی حضور ﷺ کے معجزات میں سے ہے کیونکہ اس میں حضور ﷺ نے جو کچھ فرمایا تھا وہ سب سچ ثابت ہوا۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے متعلق غیب کی خبر

امام واقدی اور زبیر بن بکار نے عبدالعزیز الزہری اور وہ اپنے چچاؤں سے روایت کرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو دومہ کے مقام پر بنی کلب کی طرف جہاد کے لیے بھیجا۔ آپ ﷺ نے فرمایا ''اللہ تعالیٰ تم کو فتح عطا فرمائے گا اور فتح کے بعد ان کے سردار کی بیٹی سے شادی کرو گے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ اس جہاد پر روانہ ہوئے۔ حتی کہ آپ بنی کلب تک پہنچ گئے۔ تین دن تک انہیں اسلام کی دعوت دیتے رہے۔ اصبغ ابن عمر الکلبی نے اسلام قبول کر لیا وہ ان کا سردار تھا اور پہلے نصرانی تھا۔ اس کے ساتھ بہت سے لوگوں نے اسلام قبول کیا۔ باقی لوگوں نے جزیہ دینا پسند کیا۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے تمام بنت الاصبغ سے شادی کی اور اسے اپنے ساتھ مدینہ طیبہ لے آئے۔

حضرت جعفر طیار، حضرت زید اور حضرت ابن رواحہ رضی اللہ عنہم کی شہادت کی خبر

امام بخاری نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت زید، حضرت جعفر اور حضرت ابن رواحہ رضی اللہ عنہم کو میدان جہاد کی طرف روانہ فرمایا۔ آپ ﷺ نے حضرت زید رضی اللہ عنہ کو اسلام کا علم عطا فرمایا۔ حضرت زید، حضرت جعفر طیار اور ابن رواحہ رضی اللہ عنہم شہادت سے سرخرو ہوئے۔ حضور ﷺ نے وہاں ان کی شہادت کی خبر آنے سے پہلے ہی لوگوں کو ان کی شہادت کے متعلق بتا دیا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا'' اب اسلام کا جھنڈا حضرت زید رضی اللہ عنہ نے تھام لیا ہے اب وہ شہید ہو گئے ہیں۔ پھر اسلام کا علم حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ نے تھام لیا۔ پھر وہ بھی مرتبہ شہادت پر فائز ہوئے پھر علم اسلام حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے پکڑا وہ بھی شہید ہو گئے۔ پھر اسلام کا جھنڈا حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے پکڑ لیا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں فتح عطا فرمائی۔

حضور ﷺ نے یہ خبر اس دن دی جب سرزمین '' بلغاء'' پر موتہ کے مقام پر جنگ ہو رہی تھی۔ امام بخاری نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں۔ کہ حضور نبی کریم ﷺ نے غزوۂ موتہ میں حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو امیر مقرر فرمایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اگر زید شہید ہو جائیں تو حضرت جعفر امیر ہوں گے اور اگر حضرت جعفر شہید ہو جائیں تو ابن رواحہ امیر ہوں گے۔

واقدی نے روایت کیا ہے کہ نعمان بن رھطی یہودی بارگاہ رسالت میں آیا اس وقت حضور ﷺ لوگوں سے فرما رہے تھے۔ زید بن حارثہ لوگوں کے امیر ہیں۔ اگر وہ شہید ہو جائیں تو حضرت جعفر بن ابی طالب لوگوں کے امیر ہوں گے اگر وہ شہید ہو جائیں تو حضرت عبداللہ بن رواحہ امیر ہوں گے۔ اگر وہ بھی شہید ہو جائیں تو مسلمان جس شخص کو چاہیں اپنا امیر بنا لیں۔ نعمان نے کہا اے ابوالقاسم! صلی اللہ علیک وسلم اگر آپ نبی ہیں تو آپ ﷺ نے جن صحابہ کرام کا بھی نام لیا ہے وہ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نے مجھے بتایا کہ میں نے فلاں دن مشرکین کے ساتھ جہاد کیا تھا۔ نیزے، تلوار اور تیر کے تہتر زخم میرے جسم پر آئے۔ میں نے اسلام کے جھنڈے کو اپنے دائیں ہاتھ میں تھام رکھا تھا۔ میرا وہ ہاتھ کٹ گیا میں نے لوائے اسلام کو بائیں ہاتھ میں پکڑ لیا۔ میرا وہ ہاتھ بھی جدا کر دیا گیا۔ اللہ رب العزت نے مجھے ان ہاتھوں کے بدلے دو پر عطا کر دیئے ہیں۔ جن کے ساتھ میں حضرت جبرائیل اور حضرت میکائیل کے ساتھ محو پرواز رہتا ہوں۔ جنت میں جہاں چاہتا ہوں جاتا ہوں۔ جس پھل سے چاہتا ہوں شاد کام ہوتا ہوں۔

ابن اسحاق، ابن سعد، امام بیہقی اور ابو نعیم نے اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتی ہیں کہ حضور نبی محترم ﷺ میرے گھر تشریف لائے اور فرمایا حضرت جعفر کے بیٹوں کو میرے پاس لاؤ۔ میں نے حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کے فرزندوں کو آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کیا۔ آپ ﷺ نے ان کو اپنے ساتھ چمٹا لیا آپ کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم کس چیز نے آپ کو گریہ بار کیا ہے۔ کیا آپ کے پاس حضرت جعفر اور ان کے ساتھیوں کے متعلق کوئی خبر پہنچی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ''ہاں'' آج وہ شہادت سے سرخرو ہوئے ہیں۔

واقدی، بیہقی اور ابن عساکر نے حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ مجھے اب تک وہ منظر یاد ہے۔ جب حضور ﷺ میری والدہ ماجدہ کے پاس تشریف لائے۔ انہیں میرے والد محترم کی شہادت کی خبر دی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیا میں تمہیں یہ مژدہ نہ سناؤں کہ اللہ رب العزت نے حضرت جعفر کو دو پر عطا کیے ہیں۔ وہ ان سے جنت میں اڑتے رہتے ہیں۔ جب حضور نبی کریم ﷺ ہمارے گھر تشریف لائے اس وقت میں اپنے بھائی کی بکری کا سودا کر رہا تھا۔ آپ ﷺ نے یوں دعا فرمائی، مولا! اس کے سودے میں برکت عطا فرما۔ میں جو چیز بھی خریدتا یا بیچتا وہ سراپا برکت بن جاتی تھی۔

حاکم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا جب میں جنت میں داخل ہوا تو میں نے وہاں جعفر کو محو پرواز دیکھا اور حضرت حمزہ کو دیکھا وہ وہاں پلنگ پر ٹیک لگا کر بیٹھے ہوئے تھے۔

دار قطنی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ آپ ﷺ نے اپنے سر مبارک کو آسمان کی طرف بلند فرمایا اور فرمایا وَعَلَيْكُمُ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهُ لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم یہ کیا ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ابھی حضرت جعفر ملائکہ کی ایک جماعت میں میرے پاس سے گزرے انہوں نے مجھے سلام کیا۔

ابن سعد نے محمد بن عمر بن علی رضی اللہ عنہم سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت جعفر کو فرشتہ کی شکل میں دیکھا وہ جنت میں اڑ رہے تھے۔ ان کے بازوؤں سے خون جاری تھا۔ میں نے حضرت زید رضی اللہ عنہ کو بھی جنت میں دیکھا لیکن وہ مرتبہ میں حضرت جعفر سے کم تھے۔ میں نے کہا میں حضرت زید کو حضرت جعفر سے کم مرتبہ نہیں سمجھتا تھا۔ اتنے میں حضرت جبرائیل امین میرے پاس تشریف لائے انہوں نے کہا۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ مرتبہ میں حضرت جعفر سے کم نہ تھے۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فرمایا۔ اسی دن سے لوگ حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو سیف اللہ کے دل نواز لقب سے یاد کرنے لگے۔

امام واقدی نے عبداللہ بن ابی بکر بن حزم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب صحابہ کرام جنگ موتہ میں نبرد آزما ہوئے تو حضور ﷺ منبر پر جلوہ افروز ہوئے سرزمین شام کو آپ ﷺ کے سامنے رکھ دیا گیا۔ آپ ﷺ مجاہدین کے جہاد کو ملاحظہ فرما رہے تھے۔ حضور ﷺ نے فرمایا، اسلام کے جھنڈے کو حضرت زید نے پکڑ لیا ہے۔ شیطان ان کے پاس آیا اور زندگی کو محبوب بنا کر ان کے سامنے پیش کیا موت کو ناپسند بنا کر ان کے سامنے رکھا۔ انہوں نے کہا اب جبکہ مومنین کے دلوں میں ایمان مضبوط ہو چکا ہے۔ تو مجھے دنیا کی امنگیں دکھا رہا ہے۔ یہ سن کر شیطان وہاں سے بھاگ گیا۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ نے ثابت قدمی کا مظاہرہ کیا حتی کہ وہ شہادت کا بلند مرتبہ حاصل کر گئے اور جنت میں داخل ہو گئے۔ پھر حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے علم اسلام تھام لیا۔ شیطان ان کے پاس بھی آیا زندگی کو محبوب اور موت کو ناگوار بنا کر ان کے سامنے پیش کیا۔ انہیں دنیا کی آرزوئیں یاد دلائیں حضرت جعفر نے فرمایا اب جبکہ ایمان مومنین کے دلوں میں مستحکم ہو چکا ہے۔ تو مجھے دنیا کی آرزوئیں یاد دلا رہا ہے۔ انہوں نے بھی ثابت قدمی دکھائی اور شہادت سے سرخ رو ہوئے۔ وہ جنت میں داخل ہو گئے اب انہیں یاقوت کے دو پر عطا کیے گئے ہیں۔ وہ ان کے ساتھ جنت میں جہاں چاہتے ہیں چلے جاتے ہیں۔ پھر اسلام کا جھنڈا حضرت ابن رواحہ نے تھام لیا۔ وہ بھی شہید ہو گئے۔ وہ کچھ توقف کے ساتھ جنت میں داخل ہو گئے۔ آپ ﷺ کا یہ فرمان سن کر انصار بھی مسرور ہو گئے۔

امام واقدی نے اپنے شیوخ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں جنگ موتہ میں زمین کو اٹھا کر حضور ﷺ کے سامنے رکھ دیا گیا تھا آپ ﷺ نے تمام معرکہ کا اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کیا جب حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے جھنڈا تھاما تو آپ ﷺ نے فرمایا اب جنگ کی بھٹی خوب گرم ہوئی ہے۔

ابن سعد نے حضرت ابو عامر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ کہ حضور ﷺ کو جب حضرت جعفر رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کی شہادت کی خبر ملی تو آپ غمزدہ ہو گئے پھر آپ ﷺ نے تبسم فرمایا، جب آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اس کا سبب پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا مجھے اپنے صحابہ کرام کی شہادت نے غمزدہ کر دیا تھا۔ حتی کہ میں نے انہیں جنت میں ایک دوسرے کے آمنے سامنے پلنگوں پر بیٹھے ہوئے دیکھا ان میں سے کچھ کو میں نے توقف کرتے ہوئے دیکھا گویا کہ انہوں نے تلوار سے ناگواری محسوس کی میں حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کو ملاحظہ کیا۔ وہ ملائکہ کے ساتھ تھے ان کے دو پر تھے ان کے پروں سے خون رواں دواں تھا۔

حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کے قریب ہی بیٹھی ہوئیں تھیں۔ آپ ﷺ نے اچانک سلام کا جواب ارشاد فرمایا۔ آپ ﷺ نے حضرت اسماء کو مخاطب کر کے فرمایا اے اسماء! حضرت جعفر حضرت جبرائیل، حضرت میکائیل اور حضرت اسرافیل کے ساتھ محو پرواز ہیں۔ وہ ہم پر سلام بھیج رہے ہیں۔ تو ان کے سلام کا جواب دے۔ حضرت جعفر

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ایک ضروری کام کے لیے بھیجا۔ حضرت عبد اللہ نے دیکھا کہ ایک اور شخص بھی بارگاہ رسالت میں حاضر ہے۔ جس سے حضور ﷺ محو کلام ہیں۔ انہوں نے گفتگو کرنا مناسب نہ سمجھا اور واپس آ گئے۔ کچھ دیر بعد حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ سے ملاقات کی اور عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میں نے اپنا بیٹا آپ کی خدمت میں بھیجا تھا۔ لیکن آپ ﷺ کے پاس ایک اور شخص تھا۔ جس کی وجہ سے وہ گفتگو نہ کر سکا اور وہ واپس لوٹ گیا۔ حضور نبی مکرم ﷺ نے پوچھا کیا عبد اللہ نے اس شخص کو دیکھا تھا حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کی ہاں۔ حضور ﷺ نے فرمایا وہ حضرت جبرائیل تھے۔ اب عبد اللہ اس وقت تک نہیں مرے گا۔ جب تک وہ نابینا نہ ہو جائے گا اور اس کو وافر مقدار میں علم عطا کیا جائے گا۔

ابونعیم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کے پاس سے گذرا میں نے اس وقت سفید لباس پہنا ہوا تھا۔ میں نے دیکھا کہ حضور ﷺ حضرت دحیہ الکلبی رضی اللہ عنہ سے محو کلام ہیں۔ وہ حضرت جبرائیل تھے۔ لیکن مجھے علم نہ تھا۔ میں نے سلام نہ کیا حضرت جبرائیل نے فرمایا انہوں نے کتنے سفید کپڑے زیب تن کر رکھے ہیں۔ عنقریب ان کی اولاد سیاہ لباس پہنے گی۔ اگر وہ سلام کرتے تو میں ان کے سلام کا جواب دیتا۔ جب میں واپس آیا تو مجھے حضور ﷺ نے فرمایا جب تو نے مجھے دیکھا کہ میں دحیہ الکلبی کے ساتھ ہمکلام ہوں تو تو نے مجھے سلام کیوں نہ کیا۔ میں نے کہا میں آپ ﷺ کی قطع کلامی نہیں کرنا چاہتا تھا۔ حضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا کیا تو نے دحیہ الکلبی کو دیکھا تھا۔ میں نے کہا ہاں میں نے انہیں دیکھا تھا۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا وہ حضرت جبرائیل امین تھے۔ عنقریب تیری بینائی ختم ہو جائے گی۔ تیری موت کے وقت تجھے دوبارہ بینا کر دیا جائے گا۔

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ جب حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے وصال فرمایا اور انہیں چارپائی پر رکھ دیا گیا تو ایک سفید پرندہ آیا اور ان کے کفن میں داخل ہو گیا اس کے بعد وہ نظر نہ آیا۔ حضرت عکرمہ نے فرمایا: یہ رسول کریم ﷺ کی وہ بشارت تھی جو انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو دی تھی۔ جب انہیں لحد مبارک میں رکھ دیا گیا تو قبر کے کنارے موجود لوگوں نے سنا کوئی کہہ رہا تھا:

يَاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ﴿٢٧﴾ ارْجِعِي إِلَى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ﴿٢٨﴾ فَادْخُلِي فِي عِبَادِي ﴿٢٩﴾ وَادْخُلِي جَنَّتِي ﴿٣٠﴾ (الفجر: ۲۸ تا ۳۰)

”اے نفس مطمئن! واپس چلے آؤ اپنے رب کی طرف اس حال میں کہ تو اس سے راضی (اور) وہ تجھ سے راضی۔ پس شامل ہو جاؤ میرے (خاص) بندوں میں اور داخل ہو جاؤ میری جنت میں“۔

ابونعیم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے مجھے فرمایا تھا۔ کہ عنقریب میری بصارت جاتی رہے گی اب میری بینائی چلی گئی آپ ﷺ نے فرمایا تھا۔ عنقریب میں غرق ہوں گا۔ میں ایک دفعہ بحیرہ طبریا میں ڈوب گیا تھا۔ آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا تھا۔ میں فتنہ کے بعد عنقریب ہجرت کروں گا۔ اے میرے مولا! آج میں تجھے گواہ بناتا ہوں کہ میں محمد بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما کی طرف ہجرت کر رہا ہوں۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

لیکن ہم نے حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کو آپ ﷺ کی قرابت اور رشتہ داری کی وجہ سے فضیلت دی ہے۔ حاکم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی یہی روایت بیان کی ہے۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا راز

ابونعیم نے صحیح سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ جب غزوہ بدر کے بعد حضور ﷺ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے فدیہ وصول کیا تو انہوں نے کہا آپ نے تو مجھے تادم واپسیں قریش کا محتاج بنا دیا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا آپ قریش کے محتاج کیسے ہو سکتے ہیں۔ آپ نے تو سونے کے کئی ڈھیر ام الفضل کے سپرد کیے تھے۔ آپ نے کہا تھا اگر میں قتل ہو جاؤں تو پھر پوری زندگی کے لیے تجھے یہ مال کافی ہے حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ نے جس طرح فرمایا ہے بالکل اسی طرح ہے۔ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی شخص اس راز کو کسی پر افشا نہیں کر سکتا۔

ابن اسحاق اور امام بیہقی نے صحابہ کرام کی ایک جماعت سے روایت کیا ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ سے عرض کی میرے پاس ایسی کوئی چیز نہیں جس سے میں فدیہ ادا کروں۔ آپ ﷺ نے فرمایا وہ مال کہاں ہے جس کو تم نے اور ام فضل نے دفن کر دیا تھا۔ تم نے اس سے کہا تھا اگر میں اس سفر میں قتل ہو جاؤں تو یہ مال میرے بیٹوں فضل اور قثم کے لیے کافی ہوگا۔ حضرت عباس نے کہا مجھے یقین ہو گیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیک وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ اللہ کی قسم! ہمارے اس راز کو میرے اور ام فضل کے علاوہ کوئی شخص نہیں جانتا تھا۔

حضرت ام الفضل رضی اللہ عنہا کو ایک بشارت

ابونعیم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ مجھے میری والدہ محترمہ حضرت ام الفضل رضی اللہ عنہا نے بیان کیا ہے کہ حضور نبی محترم ﷺ "حجر" میں تشریف فرما تھے۔ وہ آپ ﷺ کے پاس سے گذریں۔ آپ ﷺ نے حضرت ام فضل سے فرمایا اے ام فضل! تیرے بطن میں ایک بچہ ہے۔ جب وہ پیدا ہو تو اسے میرے پاس لے آنا۔ حضرت ام فضل فرماتی ہیں جب اس بچے کی پیدائش ہوئی تو میں اسے لے کر بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئی۔ آپ ﷺ نے اس بچے کے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہی اپنا لعاب مبارک اس کے منہ میں ڈالا اور اس کا نام عبداللہ رکھنے کے بعد فرمایا "ابوالخلفاء (خلفاء کے باپ) کو لے جاؤ۔ حضرت ام الفضل رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے یہ بات حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو بتائی وہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور عرض کی مجھے ام فضل نے یوں بتایا ہے آپ ﷺ نے فرمایا میں اب تمہیں بھی بتاتا ہوں وہ بچہ ابوالخلفاء ہوگا اس سے سفاح پیدا ہوگا۔ اس سے مہدی پیدا ہوگا۔ حتیٰ کہ اس سے وہ عظیم شخص پیدا ہوگا جو حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام کے ساتھ نماز ادا کرے گا۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے متعلق غیب کی خبر

امام بیہقی اور ابونعیم نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے اپنے بیٹے عبداللہ کو بارگاہ رسالت میں

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نے مجھے بتایا ہے۔ کہ مجھے ایک باغی گروہ شہید کرے گا اور دودھ دنیا میں میری آخری غذا ہوگا۔

حاکم وغیرہ نے روایت کیا ہے کہ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما کے پاس دودھ لایا گیا اس وقت صفین میں تھے۔ دودھ کو دیکھ کر آپ مسکرا دیئے۔ لوگوں نے پوچھا آپ کے مسکرانے کی وجہ کیا ہے۔ آپ نے فرمایا رسول کریم ﷺ نے مجھے فرمایا تھا کہ دنیا میں میرا آخری مشروب دودھ ہوگا۔ دودھ پی کر آپ میدان جہاد میں گھس گئے اور شہادت کے رتبہ پر فائز ہوگئے۔

ابن سعد نے حضرت ہذیل رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ کے پاس ایک شخص آیا اور عرض کرنے لگا کہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ کے اوپر دیوار گری ہے اور وہ فوت ہوگئے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا نہیں عمار فوت نہیں ہوئے۔

امام احمد، الطبرانی اور حاکم نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے آپ نے فرمایا قریش عمار رضی اللہ عنہ کے لیے ویسے ہی آتش پا ہیں ان کا قاتل اور ان پر تلوار سونتنے والا جہنم میں جائے گا۔

حضرت عمار رضی اللہ عنہ جنگ صفین میں شہید ہوئے وہ حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے۔ اور باغی گروہ نے ان کو شہید کیا باغی گروہ سے مراد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا گروہ ہے۔

حضور ﷺ کا عیاش بن ابی ربیعہ رضی اللہ عنہ کو غیب کی خبر بتانا

ابن سعد نے امام زہری سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے حارث مسروح اور نعیم بن عبد کلال کو خط لکھا اور عیاش بن ابی ربیعہ المخزومی کو وہ خط دے کر بھیجا۔ آپ ﷺ نے روانگی کے وقت ان سے فرمایا جب تم ان کی سرزمین پر پہنچو تو وہاں رات کے وقت داخل نہ ہونا۔ جب صبح ہو جائے تو عمدہ طریقے سے طہارت حاصل کرنا، دو رکعتیں نماز ادا کرنا پھر اللہ تعالیٰ سے کامیابی اور قبولیت کی دعا مانگنا۔ اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگنا میرے خط کو دائیں ہاتھ میں پکڑنا انہیں بھی دائیں ہاتھ میں دینا۔ جب وہ میرے خط کو قبول کرلیں تو انہیں یہ آیت پڑھ کر سنانا:

لَمْ يَكُنِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَالْمُشْرِكِيْنَ مُنْفَكِّيْنَ (البینۃ:۱)

جب یہ آیت تلاوت کر چکو تو کہنا میں محمد مصطفیٰ ﷺ پر ایمان لے آیا ہوں۔ اور میں سب سے پہلے ایمان لانے والا ہوں۔ تمہارے پاس جو بھی حجت آئے گی وہ باطل ہو جائے گی۔ جو بھی منور کتاب تمہارے پاس لائی جائے گی اس کا نور ختم ہو جائے گا۔ وہ تم پر کچھ پڑھیں گے جب وہ پڑھ چکیں تو ان کو اس کا ترجمہ کرنے کے لیے کہنا اور خود مندرجہ ذیل آیات تلاوت کرنا:

قُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ (الزمر:۳۸)

اٰمَنْتُ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنْ كِتٰبٍ ۚ وَاُمِرْتُ لِاَعْدِلَ بَيْنَكُمْ ۖ ...... وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ (الشوریٰ:۵)

جب وہ دامن اسلام میں آجائیں تو ان سے ان کی ان تین شاخوں کے متعلق دریافت کرنا جن کے سامنے لاتے ہی وہ سجدہ ریز ہو جاتے ہیں وہ "اسل" کی شاخیں ہوں گی۔ ایک شاخ پر سفید اور زرد رنگ کیا گیا ہوگا۔ ایک شاخ گرہوں والی ہوگی۔ ایسے محسوس ہوگا کہ وہ خیزران کی شاخ ہے۔ ایک شاخ بالکل کالی ہوگی۔ وہ آبنوس کی شاخ محسوس ہوگی۔ پھر ان تمام شاخوں کو نکال کر انہیں سر بازار جلا دینا حضرت عیاش رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، میں سفر پر روانہ ہوا میں نے اسی طرح کیا۔ جس

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضرت نوفل بن حارث رضی اللہ عنہ کے راز کو افشاء کرنا

ابن سعد اور امام بیہقی نے عبداللہ بن حارث بن نوفل سے روایت کیا ہے کہ جب غزوۂ بدر میں نوفل بن حارث ایک قیدی کی حیثیت سے بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے نوفل! اپنی جان کا فدیہ دو۔ انہوں نے عرض کی میرے پاس کوئی ایسی چیز نہیں جس کو میں اپنی جان کے فدیے میں دوں، آپ ﷺ نے فرمایا اس مال کو فدیہ میں دو جو تم نے جدہ میں رکھا ہے یہ سرنہاں سن کر حضرت نوفل نے عرض کی میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیک وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ پھر مال کا فدیہ ادا کیا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے متعلق غیب کی خبر

امام بیہقی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ جب حضور ﷺ نے پوچھا ہماری نگرانی کون کرے گا میں نے کہا میں پہرہ دونگا۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم سو جاؤ گے آپ ﷺ نے دوبارہ استفسار فرمایا کہ ہماری نگہبانی کون کرے گا۔ میں نے کہا ''میں'' میں ساری رات پہرہ دیتا رہا جب طلوع صبح کا وقت ہوا تو رسول مکرم ﷺ کے قول ''تو سو جائے گا'' نے مجھ آلیا اور میں سو گیا سورج کی شعاعوں نے مجھے بیدار کیا جب ہم بیدار ہوئے تو حضور ﷺ نے فرمایا اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو تم نہ سوتے لیکن اس نے ارادہ فرمایا کہ ایسا ہوتا کہ تمہارے بعد آنے والی نسلوں کے لیے سنت قائم ہو جائے۔ پھر حضور ﷺ کھڑے ہو گئے اور آپ ﷺ نے صبح کی نماز پڑھی۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا میری امت میں سے جو شخص سو جائے اور نماز کے وقت بیدار نہ ہو اس کو ایسے ہی کرنا چاہیے اس کے بعد تمام لوگوں نے اپنی سواریوں کو تلاش کیا۔ تمام لوگ اپنی اپنی سواریوں کو لے آئے لیکن سرور کائنات ﷺ کی سواری نہ آئی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے مجھے فرمایا وہاں جاؤ میں اسی سمت گیا جس طرف حضور ﷺ نے مجھے اشارہ فرمایا تھا۔ وہاں اونٹنی موجود تھی اور اس کی مہار ایک درخت کے ساتھ لپٹی ہوئی تھی میں نے اس کی مہار کو کھولا اور اسے بارگاہ رسالت میں لے آیا میں نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میں نے اونٹنی کو دیکھا کہ اس کی مہار درخت کیساتھ اس طرح لپٹی ہوئی تھی کہ وہ صرف ہاتھ سے ہی کھولی جا سکتی تھی۔

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما کی شہادت کی پیش گوئی

حضرت امام بخاری اور حضرت امام مسلم نے حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے نیز یہی حدیث حضرت ام سلمہ اور حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہما سے بھی مروی ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت عمار رضی اللہ عنہ سے فرمایا، تجھے ایک باغی گروہ شہید کرے گا۔ حضرت علامہ سیوطی فرماتے ہیں۔ کہ یہ حدیث متواتر ہے دس سے زیادہ صحابہ نے اس کو روایت کیا ہے۔

امام بیہقی اور ابو نعیم نے حضرت عمار رضی اللہ عنہ کی خادمہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتی ہیں۔ کہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ پر ایک مرض کا حملہ ہوا جس کی وجہ سے ان پر غشی طاری ہو گئی جب انہیں کچھ افاقہ ہوا تو انہوں نے دیکھا کہ ہم ان کے ارد گرد رو رہے ہیں۔ انہوں نے فرمایا کیا تمہیں یہ خوف ہے کہ میں اپنے بستر پر مر جاؤں گا۔ میرے پیارے محبوب رسول کریم ﷺ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کرو میں نے جواب دیا اب لوگ مجھے کیسے ملیں گے۔ حاجی جا چکے ہیں اور راستہ خالی پڑا ہوا ہے۔ اسی اثناء میں مجھے کچھ سوار نظر آئے۔ میں نے انہیں اپنے کپڑے سے اشارہ کیا وہ جلدی سے میرے پاس آ کر کھڑے ہو گئے۔ انہوں نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ ادا کی اور ان کی تکفین کی اس گروہ میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ وصال کے وقت ''زبذ'' کے مقام پر تھے۔ یہ ینبع اور مدینہ منورہ کے درمیان ایک جگہ کا نام ہے۔

ابن ابی شیبہ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے مجھے فرمایا میرے بعد تجھ پر افسوس ہے۔ میں نے یہ سن کر رونا شروع کیا اور عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم کیا میں آپ ﷺ کے بعد زندہ رہوں گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا ''ہاں'' جب دیکھو کہ مدینہ منورہ کی عمارات ''سلع'' سے تجاوز کر گئی ہیں تو اس وقت سرزمین قضاعہ کی طرف چلے جانا۔

ابن سعد نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا اے ابوذر! اس وقت تیری کیفیت کیا ہوگی جب تجھ پر ایسے امراء ہوں گے جو مال غنیمت کو مخصوص کر لیں گے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے عرض کی میں اس وقت تلوار سے جہاد کروں گا۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کیا میں تمہاری راہنمائی اس چیز کی طرف نہ کروں جو اس سے بہتر ہے۔ وہ یہ کہ صبر کرنا حتی کہ تم مجھ سے ملاقات کر لو۔

ابونعیم اور ابن عساکر نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے مجھے بتایا کہ وہ لوگ میرے قتل پر قادر نہیں ہو سکیں گے۔ اور نہ ہی میرے دین میں فتنہ پیدا کر سکیں گے۔ آپ ﷺ نے مجھ کو خبر دی کہ میں نے اکیلے ہی اسلام قبول کیا ہے میں تنہا ہی مروں گا اور بروز حشر اکیلا ہی اٹھایا جاؤں گا۔

ابونعیم نے اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کو مسجد میں سوئے ہوئے دیکھا۔ آپ ﷺ نے پوچھا اے ابوذر! مسجد میں کیوں سو گئے تھے۔ انہوں نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میں اور کہاں آرام کروں اس کے علاوہ میرا اور کوئی گھر نہیں ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس وقت تیرا کیا حال ہوگا جب تجھے یہاں سے نکال دیا جائے گا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے عرض کی میں شام کی طرف چلا جاؤں گا۔ آپ ﷺ نے کہا اس وقت تیری کیفیت کیا ہوگی جب تجھے شام سے بھی نکال دیا جائے گا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے عرض کی میں دوبارہ یہاں آ جاؤں گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اگر یہاں سے دوبارہ تمہیں نکال دیا گیا تو پھر کیا کرو گے؟ میں نے عرض کی میں شمشیر کو بے نیام کر لوں گا اور تامرگ لڑتا رہوں گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیا میں تجھے اس سے بہتر چیز نہ بتاؤں۔ وہ یہ کہ لوگ اس وقت تمہیں جس سمت جانے کو کہیں چلے جانا حتی کہ تم مجھ سے ملاقات کر لو۔

حارث بن اسامہ نے ابوالمثنی الملیکی سے روایت کیا ہے کہ جب رسول کریم ﷺ اپنے صحابہ کرام کی طرف تشریف لے جاتے تو فرماتے عویمر میری امت کے حکیم اور جندب میری امت کے طرید (تنہا) ہیں۔ وہ تنہا زندگی بسر کریں گے۔ تنہا ہی وصال کریں گے۔ تنہا اللہ ان کے لئے کافی ہے۔ عویمر سے مراد حضرت ابوالدرداء اور جندب سے مراد ابوذر رضی اللہ عنہما ہیں۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

طرح حضور ﷺ نے مجھے فرمایا تھا۔ میں ان کے پاس گیا میں نے ان سے کہا میں رسول اللہ ﷺ کا قاصد ہوں۔ میں نے تمام افعال اسی طرح سرانجام دیئے جس طرح رسول اکرم ﷺ نے مجھے حکم دیا تھا۔ تمام قبائل نے اسلام قبول کر لیا تمام واقعات اسی طرح ظہور پذیر ہوئے جس طرح رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا۔

حضرت صہیب رضی اللہ عنہ کے منافع بخش سودے کی خبر

حاکم، امام بیہقی نے حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا میں نے تمہاری ہجرت گاہ کو دیکھا ہے وہ پہاڑوں کے درمیان دلدلی زمین ہے تمہاری ہجرت گاہ یا تو ''ہجر'' ہے یا یثرب۔ حضور ﷺ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ مدینہ طیبہ کی طرف عازم سفر ہوئے۔ میں بھی ان کے ساتھ ہی جانا چاہتا تھا لیکن قریش کے جوانوں نے مجھے روک لیا۔ میں نے وہ رات بڑے قلق اور اضطراب میں گذاری میں نہ بیٹھ سکتا تھا اور نہ ہی کھڑا ہو سکتا تھا۔ نو جوانان قریش نے کہا اللہ نے اس کو پیٹ کی بیماری میں مبتلا کر دیا ہے۔ مگر مجھے کسی قسم کا کوئی درد نہ تھا۔ وہ تمام سو گئے۔ میں رات کے وقت وہاں سے کھسک آیا جب میں نے چار فرسخ کا فاصلہ طے کیا تو قریش نے مجھے پیچھے سے آلیا۔ وہ مجھے واپس لے جانا چاہتے تھے میں نے ان سے کہا میں تمہیں کچھ اوقیہ سونا دوں تو کیا تم مجھے مدینہ طیبہ جانے دو گے۔ انہوں نے وعدہ کیا کہ ہاں ہم تمہیں نہیں روکیں گے میں انہیں لے کر مکہ واپس آ گیا۔ میں نے ان سے کہا اس دروازے کی دہلیز کے نیچے کھدائی کرو یہاں سے تمہیں کئی اوقیہ سونا مل جائے گا۔ میں وہاں سے عازم سفر ہوا اور قبا میں حضور ﷺ کے ساتھ آکر مل گیا جب حضور ﷺ نے مجھے دیکھا تو آپ ﷺ نے فرمایا ابو یحییٰ! تو نے بہت منافع بخش سودا کیا ہے آپ ﷺ نے تین مرتبہ یہ ارشاد فرمایا میں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم مجھ سے پہلے آپ تک اور کوئی آدمی نہیں پہنچا حضرت جبرائیل علیہ السلام نے ہی آپ ﷺ کو اس واقعہ کی خبر دی ہو گی۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کے متعلق غیب کی خبر

حاکم اور امام بیہقی نے حضرت ام ذر رضی اللہ عنہا سے روایت کیا وہ فرماتی ہیں اللہ کی قسم! حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کو جلا وطن نہیں کیا تھا۔ بلکہ حضور نبی محتشم ﷺ نے حضرت ابوذر کو فرمایا تھا۔ جب مدینہ طیبہ کی عمارات سلع تک پہنچ جائیں تو یہاں سے چلے جانا جب مدینہ طیبہ کی عمارات سلع تک پہنچ گئیں تو حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ شام کی طرف تشریف لے گئے۔ سلع مدینہ منورہ کے ایک پہاڑ کا نام ہے۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کے نام مبارک میں علماء کا اختلاف ہے۔ صحیح قول یہ ہے کہ ان کا نام جندب رضی اللہ عنہ ہے۔

حاکم اور ابونعیم نے حضرت ام ذر رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے وہ فرماتی ہیں کہ جب حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کے وصال کا وقت قریب آیا تو انہوں نے فرمایا میں نے نبی کریم ﷺ کو ایک گروہ سے فرماتے ہوئے سنا میں بھی اس گروہ میں شامل تھا۔ تم میں سے ایک شخص چٹیل میدان میں مرے گا۔ اور مومنین کا ایک گروہ اس کو دفن کرے گا۔ اس گروہ کے تمام افراد یا تو اپنے شہر میں فوت ہوئے ہیں یا ان کی اپنی جماعت میں ان کا وصال ہوا ہے۔ صرف میں ہی باقی رہ گیا ہوں۔ اس راہ میں کسی شخص کو تلاش

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

صلی اللہ علیک وسلم مجھے یہ معلوم ہوا ہے کہ آپ نے فرمایا ہے کہ عنقریب کچھ لوگ اسلام لانے کے بعد مرتد ہو جائیں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا" ہاں" لیکن تم ان لوگوں میں سے نہیں ہو۔ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت سے پہلے ہی وصال کر گئے۔

طیالسی نے حضرت یزید بن ابی حبیب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ دو آدمی ایک ہاتھ زمین کا فیصلہ کروانے کے لیے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کے پاس گئے۔ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے حضور اکرم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جب تم کسی ایسے مقام پر ہو جہاں دو شخص ایک ہاتھ زمین پر جھگڑا کرنے لگیں تو اس جگہ سے چلے جانا۔ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ ملک شام کی طرف چلے گئے۔

امام بیہقی اور ابونعیم نے حضرت جبیر بن نفیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوالدرداء ایک بت کی پوجا کرتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن رواحہ اور حضرت محمد بن مسلمہ ان کے گھر داخل ہوئے اور ان کے بت کو توڑ دیا۔ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ جب واپس آئے اور انہوں نے بت کو پاش پاش دیکھا تو کہنے لگے تیرے لیے ہلاکت ہو تو نے اپنی ذات کی بھی حفاظت نہیں کی۔ پھر وہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے جب حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے ان کو آتے ہوئے دیکھا تو کہنے لگے یہ ابوالدرداء ہیں جو ہماری ہی جستجو میں آئے ہیں۔ حضور نبی محترم ﷺ نے فرمایا نہیں یہ تو اسلام قبول کرنے آئے ہیں۔ میرے رب نے میرے ساتھ وعدہ کیا ہے کہ ابودرداء اسلام قبول کر لیں گے۔ حضرت ابودرداء بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور دامن اسلام سے وابستہ ہو گئے۔

حارث بن ابی اسامہ نے ابوالمثنی الملیکی سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا عویمر میری امت کا حکیم اور جندب میری امت کا طرید ہے۔ یہ حدیث پیچھے گزر چکی ہے۔

حاطب بن ابی بلتعہ کے متعلق غائبانہ اطلاع

حضرت امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ سرور کائنات ﷺ نے مجھے، زبیر اور مقداد رضی اللہ عنہم کو ایک جگہ بھیجا اور فرمایا روانہ ہو جاؤ جب تم " روضۃ خاخ" کے مقام تک پہنچو گے تو وہاں تمہیں ایک عورت ملے گی۔ اس کے پاس ایک خط ہو گا۔ وہ اس سے لے لینا حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم روانہ ہو گئے۔ گھوڑے ہمیں لے کر سرپٹ دوڑتے رہے۔ حتیٰ کہ ہم روضۃ کے مقام تک پہنچ گئے۔ ہم نے وہاں اس عورت کو دیکھا ہم نے اس سے کہا" وہ خط نکال کر ہمیں دو" اس نے کہا میرے پاس کوئی مکتوب نہیں ہم نے کہا خط نکال دو ورنہ ہم تمہارے کپڑوں میں سے اسے نکال لیں گے۔ اس نے خوفزدہ ہو کر اپنی چوٹی میں سے ایک خط نکالا اور اسے ہمارے حوالے کر دیا۔ ہم وہ خط لے کر بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے جب خط کھولا گیا تو اس میں لکھا ہوا تھا" حاطب بن ابی بلتعہ کی طرف سے مشرکین مکہ کی طرف" حضرت حاطب نے اس خط میں حضور ﷺ کے بعض پوشیدہ امور کی خبر دی تھی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت حاطب رضی اللہ عنہ سے پوچھا اے حاطب! یہ کیا ہے انہوں نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وآلک وسلم جلدی نہ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ابن سعد نے محمد بن سیرین رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے فرمایا جب عمارات ''سلع'' تک پہنچ جائیں تو یہاں سے نکل جانا۔ آپ ﷺ نے شام کی طرف اشارہ فرمایا۔ میرے خیال کے مطابق امراء تمہیں اس حالت میں نہیں رہنے دیں گے۔ انہوں نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم کیا میں اس شخص سے جہاد نہ کروں جو میرے اور آپ ﷺ کے معاملہ کے درمیان حائل ہو۔ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں بلکہ حکم سنو اور اس پر عمل پیرا ہو جاؤ اگر چہ امیر حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو۔ جب ایسے حالات پیدا ہو گئے تو حضرت ابوذر شام کی طرف چلے گئے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف مکتوب لکھا کہ ابوذر شام میں لوگوں کے مابین فساد ڈال رہے ہیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کو واپس بلا لیا۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ ''زبدہ'' کی طرف تشریف لے گئے۔ جب آپ رضی اللہ عنہ وہاں پہنچے تو جماعت ہونے والی تھی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف سے وہاں امامت پر ایک حبشی غلام مقرر تھا۔ وہ مصلی امامت سے پیچھے ہٹ گیا اور حضرت ابوذر کو جماعت کروانے کے لیے عرض کی گئی۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا آگے آؤ اور جماعت کرواؤ مجھے سننے اور اطاعت بجالانے کا حکم دیا گیا ہے۔ اگر چہ امیر ایک حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو، تو بھی ایک غلام ہے جس کا تعلق حبشہ سے ہے۔

ابن اسحاق اور امام بیہقی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب حضور ﷺ غزوۂ تبوک پر تشریف لے گئے تو کچھ لوگ سفر میں پیچھے رہ گئے۔ ایک آدمی نے دیکھا تو اسے دور سے ایک شخص آتا ہوا دکھائی دیا۔ اس نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم ایک شخص راستہ پر چلتا آ رہا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا ''کُنْ اَبَاذَرٍّ'' (ابو ذر ہو جا)

جب لوگوں نے ذرا غور سے دیکھا تو انہوں نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم اللہ کی قسم وہ ابوذر ہی ہیں آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ ابوذر پر رحم فرمائے وہ اکیلے ہی سفر پر روانہ ہوتے ہیں۔ وہ اکیلے ہی وصال کریں گے اور اکیلے ہی اٹھائے جائیں گے۔ پھر زمانے نے اپنی چال چلی حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ ''زبدہ'' کی طرف تشریف لے گئے۔ وہاں ہی انہوں نے وصال فرمایا وقت وصال ان کے پاس ان کی زوجہ محترمہ اور ان کا غلام تھا۔ انہوں نے ان کے جسد اطہر کو سرراہ رکھ دیا۔ اتنے میں وہاں سے ایک قافلہ گذرا ان میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے۔ انہوں نے پوچھا یہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا، یہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کا جنازہ ہے۔ یہ دیکھ کر حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ رونے لگے اور فرمایا اللہ کے رسول اللہ ﷺ نے سچ فرمایا ہے۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اللہ تعالیٰ ابوذر پر رحم فرمائے وہ اکیلے چلتے ہیں، اکیلے ہی انتقال کریں گے اور اکیلے ہی انہیں اٹھایا جائے گا۔ پھر حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ اپنی سواری سے نیچے تشریف لائے اور حضرت ابوذر کی نماز جنازہ پڑھائی۔

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کے متعلق غیب کی خبر

امام بیہقی اور ابونعیم نے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کی یارسول اللہ!

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حاکم نے حضرت مقسم سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور انہیں اپنی حاجت بیان کی لیکن انہوں نے بے رخی کا اظہار کیا اور اپنا سر بھی اوپر نہ اٹھایا۔ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور ﷺ نے ہمیں بتایا ہے کہ عنقریب ہم کو خود غرضی کا سامنا کرنا پڑے گا۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا حضور اکرم ﷺ نے اس وقت تمہیں کیا کرنے کا حکم فرمایا ہے۔ انہوں نے فرمایا نبی کریم ﷺ نے ہم کو صبر کرنے کا حکم فرمایا ہے۔ حتی کہ ہم آپ ﷺ سے حوض پر ملاقات کرلیں۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا پھر صبر کرو۔ یہ سن کر حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے ناراض ہو گئے اور قسم اٹھائی کہ وہ کبھی بھی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے کلام نہیں کریں گے۔

امام مسلم، طیالسی اور امام بیہقی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انصار رضی اللہ عنہم نے فتح مکہ کے دن کہا ایک انسان کی یہ فطرت ہے کہ وہ اپنے شہر اور قبیلے کی طرف میلان رکھتا ہے۔ جب آپ ﷺ پر نزول وحی کی کیفیت طاری ہوتی تو ہم میں سے کوئی شخص بھی نظر اٹھا کر آپ ﷺ کی جانب نہیں دیکھ سکتا تھا۔ حتی کہ یہ کیفیت ختم ہو جاتی۔ جب نزول وحی ختم ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا اے قبیلہ انصار! تم نے یہ کہا ہے کہ انسان میں اس کے شہر اور قبیلہ کی محبت فطرتاً موجود ہوتی ہے۔ ہرگز نہیں میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔ میرا جینا اور میرا مرنا تمہارے ساتھ ہوگا انصاری روتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کی اللہ کی قسم! ہم نے جو کچھ کہا ہے وہ صرف اس لیے کہ ہم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مکرم ﷺ سے دل کی اتھاہ گہرائیوں سے محبت کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا بیشک اللہ رب العزت اور اس کا رسول (ﷺ) تمہاری تصدیق کرتے ہیں اور تمہاری معذرت کو قبول کرتے ہیں۔

حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کے متعلق غیب کی خبر

حاکم، امام بیہقی اور ابونعیم نے ابن محمد بن ثابت انصاری سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ سے کہا اے ثابت! کیا تم راضی نہیں ہو کہ تم قابل ستائش زندگی بسر کرو، شہادت کا رتبہ حاصل کرو اور جنت میں داخل ہو جاؤ، انہوں نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میں راضی ہوں۔ انہوں نے قابل رشک زندگی بسر کی اور مسیلمہ کذاب کے ساتھ جہاد میں شہادت سے سرخرو ہوئے۔

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کو جنت کا مژدہ

امام بیہقی نے حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ میری عیادت کیلئے ہمارے ہاں تشریف لائے اور فرمایا اس مرض سے آپ کو کوئی تکلیف نہیں ہوگی۔ لیکن اس وقت تیری حالت کیا ہوگی، جب آپ میرے بعد طویل عمر بسر کرو گے اور آپ کی بصارت ختم ہو جائے گی آپ نے عرض کی اس وقت میں ثواب کے حصول کے لیے صبر کروں گا۔ حضور ﷺ نے فرمایا پھر تو آپ حساب کے بغیر جنت میں داخل ہو جائیں گے۔ حضور اکرم ﷺ کے وصال کے بعد وہ نابینا ہو گئے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان کی بصارت کو لوٹا دیا اور وہ انتقال کر گئے۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فرمائیں میری قریش سے کچھ وابستگی تھی۔ میں صرف ان کا حلیف تھا۔ میری ان سے خونی رشتہ داری نہ تھی۔ آپ ﷺ کے ساتھ جو مہاجرین ہیں مکہ معظمہ میں ان کے قریبی رشتہ دار ہیں جو ان کے اموال اور اہل وعیال کی حفاظت کرتے ہیں۔ میں نے یہ چاہا کہ میں ان پر ایک احسان کر دیتا ہوں جس کے زیر بار ہو کر وہ میرے رشتہ داروں کی حفاظت کریں گے۔ میں نے یہ فعل اس لیے سرانجام نہیں دیا کہ میں دین سے مرتد ہو گیا ہوں یا اسلام قبول کر لینے کے بعد میں نے کفر کو پسند کر لیا ہے۔ تمام گفتگو سن کر حضور ﷺ نے فرمایا تو نے سچ کہا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وآلک وسلم مجھے اجازت دیں میں اس منافق کی گردن اڑادوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا حاطب غزوۂ بدر میں شریک ہوئے تھے۔ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اہل بدر کی جانثاری اور فداکاری کو دیکھ کر فرمایا تھا۔ تم جو کچھ چاہو کرو، میں نے تمہیں معاف کر دیا ہے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا عَدُوِّي وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَاءَ تُلْقُونَ إِلَيْهِم بِالْمَوَدَّةِ (الممتحنہ:۱)

ابن اسحاق اور امام بیہقی نے حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب حضور ﷺ نے مکہ معظمہ جانے کا مصمم ارادہ کرلیا تو حضرت حاطب رضی اللہ عنہ نے قریش مکہ کی طرف ایک نامہ لکھا۔ جس میں انہوں نے حضور ﷺ کے ارادے کے متعلق مشرکین مکہ کو آگاہ کیا تھا۔ پھر مزینہ کی ایک عورت کو وہ خط دیا۔ انہوں نے اس عورت کو مناسب اجرت کا لالچ دے کر کہا یہ خط قریش مکہ کی طرف لے جا۔ اس عورت نے اس خط کو اپنی چوٹی میں باندھ لیا اور اسے لے کر عازم سفر ہوئی۔ حضرت حاطب رضی اللہ عنہ نے جو فعل سرانجام دیا تھا اس کے بارے میں حضور ﷺ کو آسمان سے خبر آ گئی حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے فرمایا اس عورت کو پکڑو اس کے پاس حاطب کا خط ہے جس میں ہمارے کئی خفیہ راز ظاہر کیے گئے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن سلام کو جنت کی بشارت

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے مجھے فرمایا تو تادم واپس اسلام پر ہی رہے گا۔ امام بیہقی نے حضرت عبداللہ بن سلام سے روایت کیا ہے۔ کہ حضور اکرم ﷺ نے انہیں فرمایا ”وہ شہداء کا مقام ہے تم اسے حاصل نہیں کرسکو گے۔ ابن سعد اور حاکم نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں ایک پیالہ پیش کیا گیا۔ آپ ﷺ نے اس میں سے کچھ کھانا تناول فرمایا۔ کچھ کھانا بچ گیا آپ ﷺ نے فرمایا، اس گھاٹی کی طرف سے اہل جنت میں سے ایک شخص آئے گا۔ وہ اس بقیہ کھانے کو تناول کرے گا۔ اتنے میں حضرت عبداللہ بن سلام اس گھاٹی کی جانب سے تشریف لائے اور اس پیالے سے کھانا کھایا۔

انصار رضی اللہ عنہم کے متعلق خبریں

حاکم اور ابونعیم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے انصار سے فرمایا ”عنقریب تم میرے بعد تقسیم اور امر میں ناگواری محسوس کرو گے۔ جب تم اس طرح کی کوئی چیز محسوس کرو تو صبر کرو حتی کہ تم مجھ سے حوض پر ملاقات کرلو۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کرے۔آپ ﷺ نے فرمایا اے عمرہ! کیا تو اس بات پر راضی نہیں کہ یہ اسی طرح زندگی گذرا ے جس طرح اس کے ماموں نے زندگی بسر کی تھی حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ نے عمدہ زندگی گذاری اور شہادت کا رتبہ حاصل کر کے جنت میں داخل ہوئے۔

ابن سعد نے عبدالمالک بن عمیر سے روایت کیا ہے کہ بشیر بن سعد رضی اللہ عنہ اپنے بیٹے نعمان بن بشیر کو لے کر بارگاہ مصطفوی میں حاضر ہوئے۔انہوں نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میرے اس بیٹے کے لیے دعا فرمائیں آپ ﷺ نے فرمایا "کیا تو راضی نہیں کہ یہ بھی اس عظمت کو پالے جس عظمت کو تو نے پایا ہے۔پھر یہ ملک شام جائے تو اہل شام میں سے ایک منافق اس کو قتل کر دے۔

مسلمہ بن محارب وغیرہ نے بیان کیا ہے کہ سیرت نگار کہتے ہیں کہ مروان بن حکم کی خلافت کے وقت جب ضحاک بن قیس کو مرج راہط کے مقام پر قتل کر دیا گیا تو حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما نے حمص سے نکل جانے کا ارادہ فرمایا آپ وہاں کے گورنر تھے۔آپ نے مروان بن حکم کی مخالفت کر کے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کی تائید کی تھی۔لیکن اہل حمص نے آپ کو پکڑ کر شہید کر دیا۔انہوں نے آپ کے سر کو تن سے جدا کر دیا۔

حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ کی کامیابی کی خبر

امام بیہقی اور ابونعیم نے حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ مجھے حضور اکرم ﷺ نے اپنی بارگاہ میں طلب فرمایا آپ ﷺ نے فرمایا مجھے معلوم ہوا ہے کہ ابن نبیح الہذلی نخلہ یا عرنہ کے مقام پر لوگوں کو جمع کر رہا ہے۔وہ مجھ سے جنگ کرنا چاہتا ہے تم اس کو قتل کر دو۔میں نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم مجھے اس کا حلیہ بیان فرمائیں تاکہ میں اس کو پہچان لوں۔آپ ﷺ نے فرمایا اس کی ایک علامت یہ ہے کہ جب تم اس کو دیکھو گے تو تم پر لرزہ طاری ہو جائیگا۔میں اس کے قتل کے ارادہ سے مدینہ طیبہ سے روانہ ہوا۔حتیٰ کہ میں اس تک پہنچ گیا جب میں نے اس کو دیکھا تو مجھ پر بالکل اسی طرح کپکپاہٹ طاری ہوگئی۔جس طرح آقائے دو جہاں ﷺ نے بیان فرمایا تھا۔میں اس کے ساتھ ساتھ چلتا رہا جب میرے لیے ممکن ہوا میں نے تلوار کے ساتھ اس پر حملہ کر کے اس کو واصل جہنم کر دیا۔جب میں بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اَفْلَحَ الْوَجْهُ تو اسے قتل کر کے کامیابی سے ہمکنار ہوا ہے۔"میں نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میں نے اس کو قتل کر دیا ہے۔آپ ﷺ نے فرمایا تو نے سچ کہا ہے۔آپ ﷺ نے مجھے عصا مبارک عطا فرمایا آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اسے اپنے پاس محفوظ رکھو میں نے عرض کی اے اللہ کے رسول مکرم! صلی اللہ علیک وسلم آپ نے مجھے یہ عصا مبارک کیوں عطا فرمایا ہے۔آپ ﷺ نے فرمایا یہ عصا قیامت کے دن میرے اور تیرے درمیان نشانی ہے۔آپ ﷺ نے فرمایا اس دن "مُتَخَصِّرُوْن" (اپنے پہلوؤں پر ہاتھ رکھنے والوں) کی تعداد بہت کم ہوگی۔حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ نے اس مبارک عصا کو اپنی تلوار کے ساتھ رکھ لیا۔جب آپ رضی اللہ عنہ کے انتقال کا وقت آیا۔تو آپ نے اپنے اہل خانہ کو اس عصا کو اپنے کفن کے ساتھ رکھنے کی وصیت کی۔آپ کے وصال

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے متعلق غیب کی خبر

امام احمد اور امام بیہقی نے عاصم ابن حمید السکونی سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی محتشم ﷺ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف بھیجا حضور ﷺ ان کو نصیحت فرماتے ہوئے مدینہ طیبہ سے باہر تشریف لے آئے۔ جب آپ ﷺ نصیحت سے فارغ ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا اے معاذ! تم اس سال کے بعد مجھ سے ملاقات کا شرف حاصل نہیں کر سکو گے۔ اس وقت تم میری مسجد اور میری قبر کے پاس سے گزرو گے یہ غمناک خبر سن کر حضرت معاذ رضی اللہ عنہ رونے لگے۔

امام احمد نے اسی روایت کو ایک اور سند کے ساتھ حضرت عاصم بن معاذ رضی اللہ عنہما سے متصلاً روایت کیا امام بیہقی نے امام زہری کی سند سے حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں جب حضور نبی اکرم ﷺ نے حج ادا فرمایا تو آپ ﷺ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف روانہ فرمایا۔ پھر آپ ﷺ کا انتقال ہو گیا۔

حضرت براء بن مالک رضی اللہ عنہ کی عظمت

امام ترمذی، حاکم اور امام بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں مجسمہ کمالات ﷺ نے فرمایا کتنے ہی ایسے شخص ہوتے ہیں۔ جنہیں لوگ ناتواں سمجھتے ہیں۔ وہ صرف دو چادروں میں ملبوس ہوتے ہیں۔ لیکن ان کی شان کا یہ عالم ہوتا ہے کہ اگر وہ کسی چیز پر اللہ تعالیٰ کی قسم اٹھالیں تو اللہ تعالیٰ اسے ضرور پورا کرتا ہے۔ ایسے ہی عظیم لوگوں میں سے ایک حضرت براء بن مالک رضی اللہ عنہ بھی ہیں۔

حضرت براء رضی اللہ عنہ ''تستر'' کے مقام پر دشمن سے نبرد آزما ہوئے۔ مسلمانوں میں ضعف کے آثار نمودار ہوئے۔ انہوں نے عرض کی اے براء! حضور نبی مکرم ﷺ نے آپ کے متعلق فرمایا تھا کہ اگر آپ کسی امر پر اللہ کی قسم اٹھالیں تو اللہ تعالیٰ اسے ضرور پورا فرماتا ہے۔ آپ دشمن کی اس فوج کے متعلق اللہ تعالیٰ سے قسم اٹھائیں آپ نے بارگاہ ایزدی میں عرض کی اے میرے رب میں تجھ پر قسم اٹھاتا ہوں ہمیں ان کی مشکیں کسنے کی توفیق عطا فرما۔ آپ کی دعا کے فوراً بعد دشمنان اسلام کو شکست ہوگئی۔ مسلمان سوس کے پل پر دوبارہ اسی دشمن سے معرکہ آزما ہوئے مسلمانوں میں پھر کمزوری نظر آنے لگی۔ انہوں نے عرض کی اے براء! اپنے رب پر قسم اٹھائیں انہوں نے عرض کی اے میرے پروردگار! ہمیں دشمن پر غلبہ عطا فرما اور مجھے اپنے نبی مکرم ﷺ سے ملنے کی توفیق دے۔ پھر مسلمان نئے جذبے سے ایرانیوں پر حملہ آور ہوئے اور انہیں شکست سے ہمکنار کیا۔ اسی جنگ میں حضرت براء رضی اللہ عنہ کے سر پر شہادت کا تاج سجایا گیا۔

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما کی قابل ستائش زندگی کا بیان

ابن سعد نے عاصم بن عمر بن قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمرہ بنت رواحہ رضی اللہ عنہا اپنے نور نظر نعمان بن بشیر کو لے کر بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئیں۔ انہوں نے اپنے بیٹے کو ایک کپڑے میں لپیٹ رکھا تھا۔ انہوں نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم اللہ رب العزت سے دعا مانگیں کہ وہ میرے بیٹے کو کثیر اولاد اور کثیر مال عطا

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کے متعلق غیب کی خبر

امام بیہقی نے حضرت عبداللہ بن ابوقتادہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ مدینہ طیبہ میں کچھ سواری کے جانور آئے حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے ان جانوروں میں سے ایک گھوڑے کو خرید لیا۔ مسعد الفزاری نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی اور پوچھا اے ابوقتادہ! آپ نے یہ گھوڑا کس لیے خریدا ہے۔ انہوں نے جواباً ارشاد فرمایا میری خواہش ہے کہ میں اس گھوڑے کو خوب تیار کروں۔ پھر حضور اکرم ﷺ کے ساتھ جہاد کروں۔ مسعد نے کہا تمہارا قتل کرنا کتنا آسان اور تمہاری حرارت کتنی شدید ہے۔ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں اللہ تعالیٰ سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ جب میں تجھ سے معرکہ آزما ہوں تو میں اسی گھوڑے پر سوار ہوں۔ مسعد نے آمین کہا۔

ایک دن حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ اپنے کپڑے کے پلو میں اپنے گھوڑے کو کھجور کا چارہ کھلا رہے تھے۔ کہ آپ کے گھوڑے نے اپنے کان کھڑے کر دیئے اور اپنا سر اوپر اٹھایا۔ انہوں نے کہا اللہ کی قسم! اس گھوڑے نے دیگر گھوڑوں کی بو سونگھ لی ہے۔ ان کی والدہ محترمہ نے کہا، اے میرے نور نظر! اللہ کی قسم ہم زمانہ جاہلیت میں بھی بزدل نہ تھے۔ اب تو حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ تشریف لا چکے ہیں اب ہم کیسے ڈرپوک ہو سکتے ہیں۔ گھوڑے نے دوبارہ اپنے سر کو بلند کیا اور اپنے کان کھڑے کر لیے ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا خدا کی قسم! اس نے گھوڑوں کی بو سونگھ لیا ہے انہوں نے زین ڈالی، اپنی تلوار کو پکڑا اور گھر سے نکل آئے۔ انہیں راستہ میں ایک شخص ملا اس نے بتایا کہ حضور اکرم ﷺ کی اونٹنیوں کو پکڑ لیا گیا ہے۔ (یہ غزوۂ ذی قرد کا واقعہ ہے اس کو غزوۂ الغابہ کے نام سے بھی موسوم کیا جاتا ہے) سرور کائنات ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ان کی تلاش میں جا چکے ہیں۔ حضرت ابوقتادہ نے حضور اکرم ﷺ سے ملاقات کی آپ ﷺ نے فرمایا، اے ابوقتادہ! چلو اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ ہے۔ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں وہاں سے روانہ ہوا۔ کچھ دیر بعد میں نے اونٹنیوں کو دیکھا۔ انہیں ہانکا جا رہا تھا۔ میں اس لشکر پر حملہ آور ہوا۔ میرے چہرے پر ایک تیر لگا۔ میں نے اس تیر کو چہرے سے نکال لیا میں سمجھا کہ شاید میں نے اس کا پیکان بھی نکال لیا ہے۔ اس کے بعد ایک گھوڑ سوار میرے سامنے آیا اس نے خود پہن رکھا تھا۔ اس نے مجھ سے کہا ابوقتادہ! اللہ تعالیٰ نے تمہیں میرے ساتھ ملاقات کرنے کا موقع دیا ہے۔ جب اس نے اپنے چہرے سے خود ہٹایا تو وہ مسعد فزاری تھا اس نے مجھ سے کہا ابوقتادہ تم کیا پسند کرو گے؟ شمشیر زنی، نیزہ بازی یا کشتی، میں نے اسے کہا میں تجھے انتخاب کا موقع دیتا ہوں۔ اس نے کہا میں کشتی کو منتخب کرتا ہوں۔ وہ اپنی سواری سے نیچے اتر آیا۔ میں بھی اپنی سواری سے نیچے اترا ہم ایک دوسرے سے زور آزما ہوئے۔ میں اچانک اس کے سینے پر سوار ہو گیا اور میرا ہاتھ اس کی تلوار تک پہنچ گیا۔ جب اسے معلوم ہوا کہ میرا ہاتھ تلوار تک پہنچ چکا ہے تو اس نے التجاء کی ابوقتادہ! میں تجھ سے زندگی کی درخواست کرتا ہوں میں نے کہا اللہ کی قسم! میں تمہیں معاف نہیں کروں گا۔ اس نے کہا میرے بچے کدھر جائیں گے۔ میں نے کہا آگ میں۔ پھر میں نے اس کو قتل کر دیا۔ میں نے اسے اپنی چادر میں لپیٹ کر اس کے کپڑے اتار لیے میں نے اس کے کپڑے پہن لئے اس کے ہتھیار زیب تن کر لئے اور اس کے گھوڑے پر سوار ہو گیا۔ ہماری زور آزمائی کے دوران میرا گھوڑا بھاگ گیا تھا۔ وہ دشمن کے

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کے بعد وہ عصا مبارک آپ کے کفن کے ساتھ رکھ دیا گیا۔

امام بیہقی اور ابونعیم نے موسیٰ بن عقبہ، ابن شہاب اور عروہ رحمہم اللہ وغیرہ سے روایت کیا ہے اس روایت میں ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت عبد اللہ بن انیس رضی اللہ عنہ سے فرمایا جب تم اس کو دیکھو گے تو تم پر لرزہ اور کپکپی طاری ہو جائے گی۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس سے قبل کسی چیز سے بھی میں لرزہ براندام نہیں ہوا تھا۔ جب میں نے اس کو دیکھا تو مجھ پر ہیبت طاری ہوگئی۔ میں نے کہا اللہ رب العزت اور اس کے رسول مکرم ﷺ نے سچ فرمایا ہے۔ پھر میں اس کو قتل کرنے کے لیے چھپ کر بیٹھ گیا۔ جب لوگ نیند میں ڈوب گئے تو میں چپکے سے اس کے پاس گیا اور اس کو واصل جہنم کر دیا صحابہ کرام علیہم الرضوان فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے آنے سے قبل ہی حضور نبی مکرم ﷺ نے ہمیں ابن نبیح کے قتل کی خبر دے دی تھی۔

ابن سعد نے واقدی کی سند سے روایت کیا ہے اس میں ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا جب تم اس کو دیکھو گے تو تم پر کپکپی طاری ہو جائے گی۔ میں کسی بھی شخص سے خوفزدہ نہیں ہوتا تھا۔ لیکن جب میں نے ابن نبیح کو دیکھا تو مجھ پر رعب طاری ہو گیا میں نے کہا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مکرم ﷺ نے سچ کہا ہے۔

حضرت عمیر بن عدی الخطمی رضی اللہ عنہ کے متعلق پیش گوئی

سیرت نگاروں نے عبداللہ بن حارث بن فضل سے اور وہ اپنے والد محترم سے روایت کرتے ہیں وہ بیان فرماتے ہیں کہ عصماء بنت مروان بنی خطمہ کے ایک شخص کی بیوی تھی۔ اس شخص کا نام یزید بن زید تھا۔ وہ عورت اسلام اور اہل اسلام کی عیب جوئی کرتی تھی اور کفار کو سرور دو عالم ﷺ کے خلاف برانگیختہ کرتی تھی۔ جب حضور نبی اکرم ﷺ تک یہ خبر پہنچی تو آپ ﷺ نے فرمایا کیا کوئی ایسا آدمی نہیں جو میری وجہ سے بنت مروان کی خبر لے حضرت عمیر بن عدی الخطمی نے رسول مکرم ﷺ کا یہ قول سن لیا۔ جب رات ہوئی تو حضرت عمیر رضی اللہ عنہ اس عورت کے گھر جا کر اسے قتل کر آئے۔ صبح کے وقت بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میں نے اس عورت کو قتل کر دیا ہے۔ یہ خبر سن کر حضور ﷺ نے فرمایا اے عمیر! تو نے اللہ تعالیٰ اور اس کے نبی مکرم ﷺ کی مدد کی ہے۔ حضرت عمیر رضی اللہ عنہ نے عرض کی کیا اسے قتل کرنے کی وجہ سے مجھے کوئی نقصان ہوگا۔ حضور ﷺ نے فرمایا اس کے قتل کی وجہ سے دو بکریاں بھی آپس میں سر نہیں ٹکرائیں گی۔ حضرت عمیر رضی اللہ عنہ مطمئن ہو کر اپنے قبیلے میں آ گئے۔ اس وقت بنو خطمہ کثیر تعداد میں تھے۔ وہ تمام بنت مروان کی وجہ سے مغموم تھے۔ بنت مروان کے بھی پانچ بیٹے تھے۔ حضرت عمیر رضی اللہ عنہ بارگاہ رسالت میں حاضری دینے کے بعد بنو خطمہ کے پاس گئے اور انہیں کہا اے بنو خطمہ! بنت مروان کو میں نے قتل کیا ہے۔ میرے خلاف تدبیر کر لو اور مجھے بالکل مہلت نہ دو لیکن انہیں اس عورت کو قتل کرنے کی وجہ سے ذرا سا نقصان بھی نہ اٹھانا پڑا۔ حضور ﷺ نے جس طرح فرمایا تھا کہ اس عورت کے قتل کی وجہ سے دو بکریاں بھی آپس میں نہ لڑیں گی۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اور مفلسی کا سامنا کرنا پڑا کہ اس سے قبل ہم نے اس قدر تنگدستی اور ناداری نہیں دیکھی تھی۔ میری بہن نے مجھ سے کہا آپ بارگاہ رسالت میں جائیں اور آپ ﷺ سے سوال کریں۔ جب میں بارگاہ رسالت میں پہنچا تو آپ ﷺ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔ جو شخص عفت اختیار کرنا چاہتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو عفت عطا فرماتا ہے اور جو شخص سوال کرنے سے مستغنی رہتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو غنی کر دیتا ہے۔ میں نے دل میں سوچا کہ یہ بات آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے میرے لیے ہی ارشاد فرمائی ہے۔ اب میں آپ ﷺ سے کوئی سوال نہیں کروں گا۔ میں اپنی بہن کے پاس واپس آ گیا اور اسے تمام صورت حال سے آگاہ کیا۔ اس نے کہا آپ نے اچھا کیا ہے۔ جب دوسرا دن آیا تو اللہ کی قسم! میں لاچار ہو کر ایک دیوار کے سایہ میں لیٹ گیا۔ اچانک ایک یہودی کے کچھ درہم مجھے مل گئے۔ ہم نے اس سے کھانا خریدا اور اس سے کھایا پھر ہمارے ہاں بہت سی دنیا آئی۔ انصار کا کوئی گھرانہ بھی ہم سے زیادہ مالدار نہ تھا۔

حضرت ابو خیثمہ رضی اللہ عنہ کے متعلق غیب کی خبر

امام بیہقی نے ابن اسحاق کی سند سے حضرت عبداللہ بن ابی بکر بن حزم سے روایت کیا ہے کہ جب حضور ﷺ غزوۂ تبوک پر تشریف لے گئے تو حضرت خیثمہ رضی اللہ عنہ پیچھے سے آپ ﷺ کو جا ملے آپ رضی اللہ عنہ ابھی دور ہی تھے کہ لوگوں نے کہا دور راستہ پر ایک سوار آتا ہوا دکھائی دے رہا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: كُنْ اَبَا خَيْثَمَةَ ''ابو خیثمہ ہو جا'' لوگوں نے عرض کی اللہ کی قسم وہ ابو خیثمہ ہی ہیں۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو اکیدر کے حالات بتانا

امام بیہقی اور ابن مندہ نے ابن اسحاق کی سند سے یزید بن رومان اور عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہم سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو اکیدر کی طرف بھیجا۔ اکیدر کندہ کا ایک شخص تھا۔ وہ دومہ کا بادشاہ تھا اس نے نصرانیت اختیار کر رکھی تھی۔ حضور نبی محترم ﷺ نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ سے فرمایا تم اسے اس حالت میں پاؤ گے کہ وہ جنگلی گائے کا شکار کر رہا ہو گا۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ اپنی مہم پر روانہ ہوئے۔ جب آپ اس قلعہ کے قریب تر پہنچ گئے تو وہ اس وقت اپنے قلعے کی چھت پر تھا۔ چاندنی رات تھی اس کے ساتھ اس کی بیوی بھی تھی۔ کچھ دیر بعد ایک جنگلی گائے آئی۔ وہ اپنے سینگ اس کے محل کے دروازے پر مارنے لگی۔ اس کی بیوی نے اس سے کہا! کیا اس سے پہلے کبھی تم نے ایسا منظر دیکھا ہے۔ اکیدر نے کہا اللہ کی قسم! نہیں میں نے پہلے کبھی ایسا منظر نہیں دیکھا اس کی بیوی نے کہا ایسا شکار کون چھوڑ سکتا ہے۔ اکیدر نے جواب دیا کوئی شخص بھی ایسا شکار چھوڑنا پسند نہیں کرتا۔ وہ اپنے قلعے سے نیچے اترا۔ اپنا گھوڑا منگوایا اور اس پر زین کسی اور اپنے شکار کے لیے روانہ ہوا اس کے اہل خانہ کے کچھ لوگ بھی اس کے ہمراہ تھے۔ حضور ﷺ کا کارواں اچانک ان کے سامنے آ گیا۔ انہوں نے اکیدر کو گرفتار کر لیا۔ بجیر بن بجرہ جس کا تعلق قبیلہ طے سے تھا۔ اس نے یہ اشعار اسی مناسبت سے کہے ہیں:

تَبَارَکَ سَائِقُ الْبَقَرَاتِ اِنِّی ۔ رَاَیْتُ اللّٰهَ یَهْدِیْ کُلَّ هَادٍ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

لشکر کی جانب چلا گیا تھا۔انہوں نے اس کی کونچیں کاٹ ڈالی تھیں۔ میں بھی دشمن کے لشکر کی طرف روانہ ہوا میں نے مسعد کے بھتیجے کو دیکھا اس کے ساتھ سترہ گھوڑ سوار تھے میں نے اس کے بھتیجے کو مارا جس سے اس کی کمر ٹوٹ گئی۔ اس کے ساتھی بکھر گئے میں نے اپنے نیزے سے اونٹنیوں کو روک لیا۔ کچھ دیر بعد آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام بھی وہاں پہنچ گئے۔ جب وہ لشکر کے مقام پر پہنچے تو انہوں نے حضرت ابوقتادہ کے گھوڑے کو دیکھا اس کی کونچیں کاٹی گئی تھیں ایک شخص نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کے گھوڑے کی کونچیں کاٹ دی گئی ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا تیری ماں پر افسوس! تیرے کتنے ہی دشمن میدان جنگ میں ہیں (آپ نے یہ دو مرتبہ فرمایا) پھر حضور ﷺ اور آپ کے ساتھی اس جگہ آئے جہاں ہم نے کشتی کی تھی۔ انہوں نے وہاں ایک شخص کو دیکھا جو حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کے کپڑے میں لپٹا ہوا تھا۔ ایک شخص نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم ابوقتادہ شہید ہو گئے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ ابوقتادہ پر رحم فرمائے مجھے اس ذات کی قسم! جس نے مجھے عزو شرف سے نوازا ہے۔ حضرت ابوقتادہ دشمن کے تعاقب میں ہیں۔ حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما لاش سے کپڑا اٹھانے کے لیے گئے انہوں نے کپڑا اٹھا کر دیکھا تو وہ مسعد کی لاش تھی۔ انہوں نے بلند آواز سے کہا، اللہ اکبر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مکرم ﷺ نے سچ فرمایا ہے۔ اتنے میں میں بھی اونٹنیوں کو ہانکتا ہوا وہاں آ گیا۔ حضور اکرم ﷺ نے مجھے دیکھ کر فرمایا اے ابوقتادہ! اے سواروں کے سردار اللہ تعالیٰ تجھے برکت دے۔ وہ تیری اولاد اور اولاد کی اولاد میں برکت کرے۔ آج تو سرخرو ہو گیا ہے۔ آپ ﷺ نے پوچھا تیرے چہرے پر یہ کیسا نشان ہے میں نے عرض کی مجھے تیر کا زخم آیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا میرے قریب ہو جا۔ آپ ﷺ نے بڑی نرمی سے تیر کے پیکان کو نکالا اپنا لعاب مبارک اس پر لگایا اور اپنی ہتھیلی مبارک اس زخم پر رکھی مجھے اس ذات کی قسم! جس نے آپ ﷺ کو نبوت سے نوازا ہے۔ اس کے بعد نہ تو مجھے کبھی چوٹ آئی اور نہ ہی مجھے کبھی زخم لگا۔

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر

طیالسی، ابن سعد اور امام بیہقی نے یحییٰ بن عبدالحمید کی سند سے روایت کیا ہے وہ اپنی دادی سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت رافع رضی اللہ عنہ کو غزوۂ احد یا یوم حنین کے دن سینے پر تیر لگا وہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم یہ تیر نکالیں۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا "اگر تم چاہتے ہو تو میں تیر اور پیکان دونوں کو نکال لیتا ہوں اور اگر تم پسند کرتے ہو تو میں صرف تیر کو نکالتا ہوں اور پیکان کو چھوڑ دیتا ہوں اور بروز حشر تمہاری گواہی دوں گا کہ تم شہید ہوئے۔ حضرت رافع رضی اللہ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ! تیر نکال لیں اور پیکان کو چھوڑ دیں اور بروز حشر میری شہادت کی گواہی دیں۔ حضرت رافع رضی اللہ عنہ اس واقعہ کے بعد عرصہ دراز تک زندہ رہے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے عہد حکومت میں یہ زخم دوبارہ پھوٹ پڑا جس سے آپ کا انتقال ہو گیا۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی امارت و ثروت

امام بیہقی نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم کو اتنی سخت تنگ دستی

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

آئی ہے۔اس نے اس سے قبل کبھی بھی اُدھر کا رخ نہیں کیا۔

امام بیہقی نے بلال بن یحییٰ سے یہی واقعہ روایت کیا ہے۔

ابن سعد نے حضرت عباس بن عبداللہ بن معبد سے روایت کیا ہے کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے مکہ معظمہ جانے کا ارادہ کیا۔انہوں نے بنی بکر کے ایک شخص کو ساتھ لے جانے کے لیے حضور اکرم ﷺ سے اجازت طلب کی۔حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اپنے بکری بھائی کو ساتھ تو لے جاؤ لیکن اس پر اعتماد نہ کرنا۔حضرت خالد رضی اللہ عنہ اس شخص کو ساتھ لے کر عازم سفر ہوئے۔راستہ میں حضرت خالد رضی اللہ عنہ سو گئے۔جب بیدار ہوئے تو آپ نے دیکھا کہ اس شخص نے آپ کو قتل کرنے کے لیے اپنی تلوار سونت رکھی تھی۔آپ نے جلدی سے اس کو قتل کر دیا۔

عمرو بن سالم الخزاعی رضی اللہ عنہ کی استعانت

الطبرانی نے ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے وہ فرماتی ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے میرے پاس شب بسر فرمائی۔آپ ﷺ نے وضو فرمایا دوران وضو میں نے سنا آپ ﷺ فرما رہے تھے: ''لَبَّیۡکَ لَبَّیۡکَ لَبَّیۡکَ نُصِرۡتَ نُصِرۡتَ نُصِرۡتَ'' جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم وضو فرما کر تشریف لائے تو میں نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ میں نے سنا آپ وضو کے دوران فرما رہے تھے ''لَبَّیۡکَ نُصِرۡتَ'' ایسے محسوس ہو رہا تھا کہ آپ ﷺ کسی انسان سے محو کلام ہیں۔کیا آپ ﷺ کے پاس کوئی انسان تھا؟ آپ ﷺ نے فرمایا یہ بنی کعب کا راجز (رجز پڑھنے والا) تھا۔جو مدد کے لیے مجھے پکار رہا تھا۔وہ کہتا تھا کہ قریش نے ان کے خلاف بنی بکر کی مدد کی ہے۔وہ صلح حدیبیہ کے دن بنی بکر کے حلیف بن گئے تھے۔اور قبیلہ خزاعہ حضور نبی کریم ﷺ کا حلیف بن گیا تھا۔وعدہ کے مطابق آپ ﷺ کا خزاعہ کی مدد کرنا لازم تھا۔قریش نے بنی بکر کی مدد کر کے صلح حدیبیہ کی مخالفت کی تھی۔یہی واقعہ فتح مکہ کا سبب بن گیا۔اس کے بعد حضور ﷺ نے فتح مکہ کے لئے تیاری فرمائی اور اسے فتح کر لیا۔

ابن اسحاق نے لکھا ہے کہ جب بنو بکر اور قریش بنو خزاعہ پر حملہ آور ہوئے اور انہیں نقصان پہنچایا تو انہوں نے اس وعدہ کو توڑ دیا جو انہوں نے حضور ﷺ کے ساتھ کیا تھا۔حضرت عمرو بن سالم الخزاعی رضی اللہ عنہ استعانت کے لیے بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے۔اس وقت حضور ﷺ مسجد میں تشریف فرما تھے۔حضرت عمرو رضی اللہ عنہ لوگوں کے سامنے کھڑے ہو گئے اور یوں عرض کرنے لگے:

يَا رَبِّ اِنِّیۡ نَاشِدٌ مُحَمَّدًا حِلۡفَ اَبِيۡنَا وَ اَبِيۡهِ الۡاَتۡلَدَا

''اے میرے مولا! میں محمد مصطفیٰ ﷺ کو وہ عہد یاد دلا رہا ہوں جو ان کے اور ہمارے آباء کے مابین ہوا تھا''۔

قَدۡ كُنۡتَ وَالِدًا وَ كُنَّا وَلَدًا ثُمَّ اَسۡلَمۡنَا فَلَمۡ نَنۡزِعۡ يَدًا

''آپ ﷺ والد ہیں اور ہم اولاد ہیں پھر ہم نے اسلام بھی قبول کر لیا ہے اور ہم نے ہاتھ نہیں کھینچا''۔

فَانۡصُرۡ هَدَاكَ اللّٰهُ اَبَدًا وَادۡعُ عِبَادَ اللّٰهِ يَاۡتُوۡا مَدَدًا

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

''بابرکت ہے وہ ذات جو نیل گائیوں کو ہنکانے والی ہے۔میرا مشاہدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر اس شخص کو ہدایت دیتا ہے جو ہدایت کا خواہاں ہوتا ہے۔''

فَمَنْ یَکُ حَائِدًا عَنْ ذِیْ تَبُوْکٍ فَاِنَّا قَدْ اُمِرْنَا بِالْجِهَادِ

''جو شخص صاحب تبوک ﷺ سے روگرداں ہوتا ہے ہمیں اس کے ساتھ جہاد کا حکم دیا گیا ہے''۔

نبی مکرم ﷺ نے اس شاعر کو یوں دعا دی اللہ تعالیٰ تمہارے منہ کو سدا اسلامت رکھے۔اس شاعر کی عمر نوے سال ہو چکی تھی لیکن اس کی کسی داڑھ یا دانت نے حرکت نہ کی۔

ابن مندہ اور ابن السکن اور ابو نعیم نے ابو المعارک کی سند سے بجیر بن بجرہ سے روایت کیا ہے۔وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے جس لشکر کو اکیدر کی طرف روانہ کیا تھا میں بھی اس میں شامل تھا۔

حضور اکرم رحمت عالم ﷺ نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا۔تم اس کو اس حالت میں پاؤ گے کہ وہ گائے کا شکار کر رہا ہوگا۔ہم چاندنی رات میں اس کے پاس پہنچے ہم نے اس کو اسی حالت میں پایا جس طرح نبی غیب داں ﷺ نے فرمایا تھا۔ہم نے اس کو گرفتار کر لیا۔جب ہم اسے لے کر بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے تو میں نے مندرجہ بالا اشعار آپ کی خدمت میں پیش کیے۔

امام بیہقی نے حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب نبی آخر الزمان ﷺ مدینہ منورہ سے واپس تشریف لائے تو آپ ﷺ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو چار سو بیس مجاہدین کے ساتھ اکیدر دومۃ الجندل کی طرف بھیجا۔حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم دومۃ الجندل اور اکیدر کے متعلق کچھ بیان فرمائیں۔حضور ﷺ نے فرمایا تم اس سے اس حالت میں ملو گے کہ وہ شکار کر رہا ہوگا۔اللہ تعالیٰ تمہیں اس پر غلبہ عطا فرمائے گا۔اور تم اسے گرفتار کر لو گے۔حضرت خالد رضی اللہ عنہ اپنی مہم پر روانہ ہو گئے۔جب آپ رضی اللہ عنہ اس کے قلعے کے قریب گئے۔تو آپ نے قلعے کی پچھلی جانب سے حملہ آور ہونے کا ارادہ کیا کیونکہ حضور ﷺ نے انہیں فرمایا تھا۔تم اسے اس حالت میں ملو گے کہ وہ شکار کر رہا ہوگا۔جب حضرت خالد رضی اللہ عنہ اور آپ کے ساتھی اکیدر کے قلعے کے قریب پہنچے تو ایک جنگلی گائے قلعے کے دروازے کے پاس آ کر رک گئی۔اس وقت اکیدر اپنی بیگمات کے ساتھ لہو ولعب میں مشغول تھا۔اس کی ایک بیوی نے گائے کو دیکھا اور کہا'' چاندنی رات میں گوشت کا مزا فراموش نہیں کیا جا سکتا۔اکیدر نے پوچھا تو نے یہ بات اس وقت کیوں کہی ہے۔اس کی بیوی نے جواب دیا۔میں نے یہ گفتگو اس لیے کی ہے۔کیونکہ اس وقت ہمارے قلعے کے دروازے کے پاس ایک جنگلی گائے کھڑی ہے۔اکیدر اسی وقت گھوڑے پر سوار ہو گیا۔اس کے اہل خانہ اور غلام بھی اس کے ہمراہ ہو گئے۔جب اکیدر اور اس کے ساتھی حضرت خالد رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کے پاس سے گذرے تو انہوں نے ان تمام کو گرفتار کر لیا حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اکیدر کو حضور ﷺ کا یہ فرمان سنایا کہ جب تم اسے گرفتار کرو گے تو وہ جنگلی گائے کا شکار کر رہا ہوگا۔یہ فرمان سن کر اکیدر نے کہا اللہ کی قسم! یہ گائے ہمارے قلعہ میں پہلی مرتبہ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کروں گا۔کوئی چیز بھی مجھے ان کی خدمت سے باز نہیں رکھ سکے گی۔صفوان نے عمیر کو ترغیب دلائی اسے تیار کیا اور اس کی تلوار کو صیقل کر کے اسے زہر آلود کیا۔عمیر نے کہا میرے اس منصوبے کو خفیہ رکھنا۔عمیر اپنے سفر پر روانہ ہوا حتیٰ کہ وہ مدینہ طیبہ پہنچ گیا۔مسجد نبوی کے دروازے کے سامنے اپنی سواری سے اترا، اپنی سواری کو باندھا اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں جانے لگا۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی اسی وقت مسجد میں تشریف لے آئے۔حضور ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو پیچھے ہٹنے کے لیے کہا پھر عمیر کی طرف مخاطب ہو کر کہا اے عمیر! یہاں کیوں آئے ہو، عمیر نے کہا میں اپنے قیدی سے ملاقات کرنے کے لیے آیا ہوں۔نبی محترم ﷺ نے فرمایا سچ بتاؤ تیرا یہاں آنا کس مقصد کے لیے ہے۔عمیر نے پھر کہا، میں اپنے قیدی کی خبر لینے کے لیے آیا ہوں۔

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا وہ کیا شرائط تھیں جو تم نے صفوان کے ساتھ اس وقت طے کی تھیں جب تم حجر میں بیٹھے ہوئے تھے۔یہ سن کر عمیر گھبرا گیا اور کہنے لگا میں نے کیا شرائط طے کی تھیں۔آپ ﷺ نے فرمایا تم اس شرط پر مجھے قتل کرنے کے لیے آئے ہو کہ وہ تمہارے اہل خانہ کی کفالت کرے گا۔اور تیرے قرض کو ادا کرے گا۔اللہ تعالیٰ تمہارے اور تمہارے ارادے کے درمیان حائل ہے۔یہ سن کر عمیر نے کہا اَشْھَدُ اَنَّکَ رَسُوْلُ اللّٰہِ" میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔" یہ تمام گفتگو صرف میرے اور صفوان کے درمیان ہی ہوئی تھی کوئی شخص بھی اس سے آگاہ نہ تھا۔اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اس گفتگو کی خبر دے دی۔میں اللہ رب العزت اور اس کے حبیب مکرم ﷺ پر ایمان لاتا ہوں پھر حضرت عمیر رضی اللہ عنہ اسلام کی دولت سے مالا مال ہو کر واپس مکہ چلے آئے اور لوگوں کو اسلام کی طرف دعوت دی۔بہت سے لوگوں نے آپ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی آمد کی خبر

خطیب بغدادی نے روایت کیا ہے کہ ایک دن نبی مکرم ﷺ نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا آج تمہارے پاس ایک حکیم شخص آئے گا۔اسی دن حضرت عمرو ابن العاص ہجرت فرما کر مدینہ طیبہ تشریف لے آئے۔

حضرت ابوموسیٰ الاشعری اور ان کی قوم (رضی اللہ عنہم) کی آمد کی خبر

ابن سعد اور امام بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا تمہارے پاس ایک ایسی قوم آ رہی ہے جو تم سے زیادہ نرم دل ہے۔کچھ دیر بعد حضرت ابوموسیٰ الاشعری اور ان کی قوم آ گئی۔

علامہ عبدالرزاق فرماتے ہیں کہ ہمیں معمر نے خبر دی ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں معلوم ہوا ہے کہ ایک دن حضور ﷺ اپنے صحابہ کے مابین تشریف فرما تھے۔آپ ﷺ نے کہا کہ "کشتی والوں کو نجات دے دے" پھر کچھ دیر آپ نے توقف فرمایا اور کہا کشتی بخیریت نکل آئی ہے۔جب وہ لوگ مدینہ طیبہ کے قریب پہنچے تو آپ ﷺ نے فرمایا وہ لوگ آ رہے ہیں ان کا قائد ایک صالح آدمی ہے۔راوی کہتے ہیں۔کشتی میں بنو اشعر تھے اور ان کے قائد عمرو بن الحمق خزاعی تھے۔حضور نبی کریم ﷺ نے ان سے فرمایا تم کہاں سے آئے ہو، انہوں نے عرض کی "ہم زبید سے آئے ہیں" آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

''آپ ﷺ ہماری مدد فرمائیں اللہ رب العزت آپ کو ہدایت کے راستہ پر گامزن رکھے۔ اللہ کے بندوں کو بلائیں کہ وہ ہماری مدد کو پہنچیں۔''

فِيهِمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ قَدْ تَجَرَّدَا　اِنْ سِيمَ خَسْفًا وَجْهُهُ تَرَبَّدَا

''ان میں اللہ کے رسول مکرم ﷺ ہیں جو ہر خوبی و وصف میں یکتا ہیں اگر انہیں پریشان کیا جائے تو ان کے چہرہ مبارک کا رنگ تبدیل ہو جاتا ہے۔''

فِیْ نَيْلَقٍ كَالْبَحْرِ تَجْرِیْ مَزْبَدَا　اِنَّ قُرَيْشًا اَخْلَفُوْكَ الْمَوْعِدَا

''ایسے عظیم لشکر کے ہمراہ تشریف لائیں جو سمندر کی طرح موجزن ہو قریش نے آپ ﷺ کے ساتھ کیے ہوئے وعدہ کی خلاف ورزی کی ہے۔''

وَنَقَضُوْا مِيْثَاقَكَ الْمُؤَكَّدَا　وَ جَعَلُوْا لِیْ كَدَاءَ رَصَدَا

''انہوں نے آپ ﷺ کے ساتھ کیا ہوا پختہ وعدہ توڑ دیا ہے۔ اور ''کداء'' میں میرے لیے لوگوں کو گھات میں بٹھا دیا ہے۔''

وَزَعَمُوْا اَنْ لَّسْتُ اَدْعُوْ اَحَدًا　وَ هُمْ اَذَلُّ وَاَقَلُّ عَدَدَا

''ان کا یہ گمان تھا کہ میں کسی کو نہیں پکاروں گا۔ حالانکہ وہ ذلیل بھی ہیں اور تعداد میں بھی کم ہیں۔''

هُمْ بَيَّتُوْنَا بِالْوَتِيْرِ هُجَّدًا　وَقَتَلُوْنَا رُكَّعًا وَّسُجَّدَا

''انہوں کے وتیر کے مقام پر شب خون مارا اور ہمیں رکوع اور سجود کی حالت میں قتل کرنے لگے۔''

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اے عمرو بن سالم! تمہاری مدد ہو چکی ہے۔ اس کے بعد نبی مکرم ﷺ نے ابر کرم کو ملاحظہ فرمایا، آپ ﷺ نے فرمایا، یہ بادل بنو کعب کی مدد لے کر آیا ہے۔ پھر آپ ﷺ نے لشکر کشی فرمائی اور مکہ کو فتح فرمایا۔

حضور ﷺ کو عمیر بن وہب جمحی رضی اللہ عنہ کے خفیہ منصوبے کا علم

امام بیہقی، الطبرانی اور ابونعیم نے حضرت موسیٰ بن عقبہ اور حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب غزوہ بدر کی شکست کے بعد مشرکین مکہ واپس چلے گئے تو عمیر بن وہب جمحی صفوان بن امیہ کے پاس آیا وہ دونوں ''حجر'' میں بیٹھ گئے۔ صفوان نے کہا، بدر کے مقتولین کے بعد زندگی کتنی تلخ ہو گئی ہے۔ عمیر نے کہا ان کے بعد زندگی میں کوئی بھلائی نظر نہیں آتی۔ اگر مجھ پر یہ قرض نہ ہوتا جس سے سبکدوش ہونے کی مجھے کوئی سبیل نظر نہیں آتی اور نہ ہی میں عیالدار ہوتا تو میں محمد (مصطفیٰ ﷺ) کو قتل کر دیتا۔ (نَعُوْذُ بِاللّٰهِ) میری آنکھیں تو اس سے بھر چکی ہیں میرے پاس تو وہاں جانے کے لئے ایک بہانہ بھی ہے۔ میں انہیں کہوں گا کہ میں اپنے قیدی بچے کی خبر گیری کیلئے آیا ہوں۔ عمیر کی یہ گفتگو سن کر صفوان بہت خوش ہوا، اس نے کہا تیرے قرض اور اہل و عیال کی ذمہ داری مجھ پر ہے۔ میں اپنے اہل خانہ کی طرح ہی ان کا خرچہ برداشت

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

گیا ہے بلکہ وہ وہی شخص ہے جس نے یہ گواہی دی ہے۔ حضور ﷺ کے بعد مسیلمہ بھی آپ ﷺ کی رسالت میں شریک ہے۔(نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْہُ) میں نے یہ واقعہ سن کر کہا اللہ کے پیارے حبیب ﷺ نے جو کچھ فرمایا تھا وہ حق ہے۔ ابن عساکر نے کہا ہے کہ رجال (یا رحال) اس شخص کا لقب تھا۔ اس کا نام نہار تھا۔

سیف بن عمرو نے ''الفتوح'' میں مخلد بن قیس البجلی سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں فرات بن حیان رضی اللہ عنہ رجال بن عنفوہ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بارگاہ رسالت سے نکلے تو حضور ﷺ نے فرمایا، ان میں سے ایک شخص کی داڑھ آگ میں کوہ احد سے بڑی ہوگی اس شخص کی گدی بھی دغاباز ہے۔ ان تینوں نے حضور ﷺ کے اس فرمان کو سن لیا۔ حتی کہ جب حضرت ابو ہریرہ اور حضرت فرات بن حیان رضی اللہ عنہ کو رجال کے مرتد ہونے کی خبر پہنچی تو ان دونوں نے اللہ کے حضور سجدہ کیا۔

حضرت عتاب بن اسید، حضرت جبیر بن مطعم، حضرت حکیم بن حزام اور حضرت سہیل بن عمرو رضی اللہ عنہم کے اسلام لانے کی خبر

ابن عساکر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ رحمت عالم شفیع معظم ﷺ نے فرمایا قریش مکہ میں چار ایسے آدمی ہیں جو کفر سے متنفر اور اسلام کی طرف راغب ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم وہ کون ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا وہ عتاب بن اسید، جبیر بن مطعم، حکیم بن حزام اور سہیل بن عمرو ہیں۔ یہ بات آپ ﷺ نے اس وقت ارشاد فرمائی جب آپ ﷺ مکہ فتح کرنے مکہ کے قریب پہنچ چکے تھے۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جن چار افراد کے نام لیے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان تمام کو اسلام قبول کرنے کی سعادت سے بہرہ اندوز فرمایا۔

حضرت سہیل بن عمرو رضی اللہ عنہ کے متعلق غیب کی خبر

یونس بن بکیر رضی اللہ عنہ نے معازی میں اور ابن سعد نے ابن اسحاق کی سند سے محمد بن عمرو بن عطا سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ جب سہیل بن عمرو قیدی بن کر بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم اس کے آگے کے دونوں دانت نکلوا دیجئے تاکہ اس کی زبان باہر نکل آئے اور یہ کتابت کی شرر فشانی نہ کر سکے۔ سہیل کا اوپر والا ہونٹ چرا ہوا تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو جواب ارشاد فرمایا، میں مثلہ ہرگز نہیں کروں گا۔ اگر میں نے مثلہ کر دیا تو پھر اللہ تعالیٰ میرا بھی مثلہ کر دے گا۔ اگرچہ میں نبی ہی ہوں۔ شاید یہ سہیل ایک دن اس مقام پر کھڑا ہو جہاں تمہیں ناپسندیدہ نہ لگے۔ جب سرور کائنات ﷺ نے اس جہان رنگ و بو سے انتقال فرمایا تو حضرت سہیل بن عمرو رضی اللہ عنہ نے مکہ معظمہ میں کھڑے ہو کر ایک روح پرور خطبہ ارشاد فرمایا تھا۔ ایسا محسوس ہوتا تھا کہ حضرت سہیل رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا خطبہ پہلے سے سن رکھا تھا۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت سہیل رضی اللہ عنہ کے اس خطبے کے متعلق سنا تو انہوں نے کہا:

''اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ''

''میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے سچے رسول ہیں''۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

زبید میں برکت عطا فرمائے۔ لوگوں نے عرض کی "زمع میں بھی" آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ زبید میں برکت نازل کرے لوگوں نے کہا "زمع میں بھی" تیسری مرتبہ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ زمع میں بھی برکت کرے۔

ابن سعد نے عیاض الاشعری سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان:

فَسَوْفَ يَأْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗۤ (المائدہ: ۵۴)

حضور ﷺ نے فرمایا اس قوم سے مراد حضرت ابوموسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ کی قوم ہے۔

حضرت ابو ہریرہ، حضرت سمرہ بن جندب اور ایک اور شخص کے متعلق غیب کی خبر

عبدالرزاق نے معمر سے اور وہ ابن طاؤس سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی مکرم ﷺ نے حضرت ابو ہریرہ، حضرت سمرہ بن جندب اور ایک اور آدمی سے فرمایا "تم میں سے آخری شخص آگ میں جلے گا" تیسرا شخص حضرت ابو ہریرہ اور حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے قبل وفات پا گیا اور حضرت ابو ہریرہ اور سمرہ رضی اللہ عنہ باقی رہ گئے۔ جب کوئی شخص حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو غصہ دلانا چاہتا تو وہ یہ کہتا "حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ انتقال کر گئے ہیں" آپ رضی اللہ عنہ کا اتنا سننا ہی ہوتا تھا کہ آپ بے ہوش ہو جاتے اور آپ پر غشی طاری ہو جاتی۔ بالآخر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے پہلے وصال فرمایا۔

ابن وہب نے ابو یزید المدنی سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ کو جب مرض الموت لاحق ہوا تو ایسی شدید سردی لگی۔ ان کے لیے آگ جلائی گئی۔ ایک انگیٹھی ان کے سامنے ایک دائیں، ایک بائیں اور ایک پیچھے رکھی گئی۔ اس طرح بھی انہیں کوئی افاقہ نہ ہوا ان کی یہی کیفیت رہی حتی کہ ان کا انتقال ہو گیا۔

ابن عساکر نے محمد بن سیرین رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ مرض کزاز میں مبتلا ہوئے (اس مرض میں بہت زیادہ سردی لگتی ہے) انہوں نے ایک بہت بڑی دیگ لانے کا حکم دیا۔ اسے پانی سے بھر دیا گیا اس کے نیچے آگ لگائی گئی اور حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ اس کے اوپر بیٹھ کر حرارت حاصل کرنے لگے۔ جب پانی بخارات بن کر ان تک جاتا تو انہیں کچھ آرام آ جاتا۔ ایک دن اسی دیگ میں گر کر پیک اجل کو لبیک کہہ گئے۔

الطبرانی، ابونعیم اور ابن عساکر نے رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رجال بن عنفوہ بڑے خشوع اور خضوع سے نماز ادا کرتا تھا وہ ہر روز تلاوت کلام مقدس کرتا تھا۔ وہ ہر وقت بھلائی کے اعمال سرانجام دینے کے لیے سرگرم رہتا تھا۔ ایک دن حضور ﷺ ہمارے ہاں تشریف لائے۔ اس وقت رجال بھی ہمارے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا، اس گروہ میں سے ایک شخص آگ میں جائیگا۔ حضرت رافع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ "میں نے اس محفل میں دیکھا وہاں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت اروی الدوسی، حضرت طفیل بن عمرو اور رجال بن عنفوہ موجود تھے۔ میں انہیں دیکھتا اور تعجب کا اظہار کرتا رہا میں نے سوچا، ان میں سے ایک تیرہ بخت کون ہو سکتا ہے۔ جب حضور ﷺ نے وصال فرمایا اور قبیلہ بنو حنفیہ مرتد ہو گیا تو میں نے لوگوں سے پوچھا رجال بن عنفوہ کی کیفیت کیا ہے لوگوں نے مجھے بتایا کہ وہ بھی اس فتنہ میں مبتلا ہو

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کی گردن اڑادیں گے۔ حضرت سہیل رضی اللہ عنہ کا یہ خطبہ سن کر لوگ اپنے ارادے سے باز آگئے۔ حضرت سہیل رضی اللہ عنہ کا یہ خطبہ دینا حضور اکرم ﷺ کا معجزہ ہے کیونکہ آپ ﷺ نے کئی سال پہلے اس واقعہ کی خبر دے دی تھی۔ حضور ﷺ نے غزوۂ بدر کے دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا تھا۔

ایک دن یہ سہیل اس مقام پر کھڑے ہوں گے جہاں یہ تمہیں ناگوار نظر نہیں آئیں گے۔

حضرت ابوسفیان بن حرب رضی اللہ عنہ کی آمد کی خبر

الطبرانی نے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے اور ابن ہشام نے ابن اسحاق سے روایت کیا ہے کہ جب قریش نے قبیلہ خزاعہ کے خلاف بنی بکر کی اعانت کر کے حضور ﷺ کے ساتھ کیا ہوا وعدہ توڑ دیا۔ حضور اکرم ﷺ نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم سے کہا، ابوسفیان تمہارے پاس آرہا ہے۔ وہ عہد کی تجدید اور اس کی مدت میں اضافے کا مطالبہ کرے گا۔ لیکن اسے ناکام واپس جانا پڑے گا۔ کچھ دنوں کے بعد ابوسفیان مدینہ طیبہ میں آیا۔ اور عہد کی تجدید اور اس کی مدت میں اضافے کا مطالبہ کیا۔ لیکن حضور ﷺ نے اس کو کوئی جواب نہ دیا۔ اور وہ خائب وخاسر واپس چلا گیا۔

الطبرانی نے ابویعلیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم حضور ﷺ کی معیت میں مرالظہران کے مقام پر فروکش تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا، ابوسفیان ''اراک'' کے مقام پر موجود ہے۔ اس کو پکڑلو۔ ہم نے اس کو پکڑ کر بارگاہ رسالت میں پیش کردیا۔

ابن سعد، امام بیہقی اور ابن عساکر نے ابو اسحاق السبیعی سے روایت کیا ہے کہ فتح مکہ کے بعد ایک دن ابوسفیان بیٹھا ہوا تھا۔ وہ اپنے دل میں کہنے لگا۔ کاش میں محمد (ﷺ) کے مقابلہ میں ایک عظیم لشکر کو جمع کرسکتا۔ ابھی وہ یہ بات اپنے دل میں سوچ رہا تھا کہ حضور اکرم ﷺ نے اس کے کندھوں کے درمیان اپنا دست اقدس مارا اور فرمایا، اللہ تعالیٰ پھر بھی تجھے رسوا ہی کرے گا۔ جب اس نے سر اٹھایا تو اس نے دیکھا کہ حضور ﷺ اس کے سر کے اوپر کھڑے ہیں۔ وہ آپ ﷺ کا یہ معجزہ دیکھ کر کہنے لگا۔ اس سے قبل مجھے یہ یقین نہیں تھا کہ آپ صلی اللہ علیک وسلم اللہ کے نبی ہیں۔ یہ بات جو آپ نے بیان فرمادی ہے۔ یہ تو میں اپنے دل میں کہہ رہا تھا۔

امام بیہقی اور ابن عساکر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ابوسفیان نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا آپ ﷺ چل رہے تھے۔ اور لوگ آپ ﷺ کے پیچھے پیچھے تھے۔ ابوسفیان نے دل میں کہا کاش میں اس شخص سے جنگ لڑسکتا۔ حضور ﷺ ابوسفیان کے پاس تشریف لائے۔ اس کے سینے پر ہاتھ مارا اور فرمایا اللہ تعالیٰ پھر بھی تجھے رسوا کرے گا۔ یہ معجزہ دیکھ کر ابوسفیان نے کہا میں اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرتا ہوں اور اس سے توبہ کی قبولیت کی درخواست کرتا ہوں اس واقعہ سے پہلے مجھے یقین نہ تھا کہ آپ صلی اللہ علیک وسلم اللہ کے نبی ہیں۔ یہ بات جو آپ نے صراحتاً بیان کردی ہے۔ یہ تو میں صرف اپنے دل میں کہہ رہا تھا۔

ابونعیم، امام بیہقی اور ابن عساکر نے حضرت سعید ابن مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ جب

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اور جو کلام مقدس لے کر آپ ﷺ مبعوث ہوئے ہیں وہ سراپا حق ہے۔ یہی وہ مقام ہے جس کی طرف مجھے رسول کریم ﷺ نے اس وقت اشارہ فرمایا تھا۔ جب آپ ﷺ نے مجھے فرمایا تھا۔ شاید یہ سہیل ایک دن اس مقام پر کھڑے ہوں جہاں تمہیں یہ ناگوار نہ لگیں۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے خطبہ سے مراد آپ رضی اللہ عنہ کی وہ تقریر ہے جو آپ نے حضور اکرم ﷺ کے وصال کے وقت فرمائی تھی۔ جس کا آغاز آپ نے اس طرح کیا تھا۔

"جو محمد ﷺ کی عبادت کرتا ہے تو وہ سن لے کہ محمد ﷺ وصال فرما چکے ہیں۔ اور جو خدائے وحدہ لاشریک کی پرستش کرتا ہے۔ اس کو یقین ہونا چاہیے کہ اللہ رب العزت ہمیشہ زندہ رہنے والا ہے اس کو موت نہیں"۔

جب حضور اکرم ﷺ کے وصال مبارک کی خبر مکہ معظمہ میں پہنچی تو حضرت سہیل بن عمرو رضی اللہ عنہ نے بھی وہاں اسی قسم کا خطبہ دیا تھا۔

السیرۃ النبویۃ میں ہے کہ حضرت سہیل رضی اللہ عنہ نے اس سال اسلام قبول کیا تھا جس سال مکہ فتح ہوا تھا۔ آپ نے اپنے اسلام کو عمدہ کیا جلد ہی آپ کا شمار فضلاء صحابہ کرام میں ہونے لگا۔ جب نبی کریم ﷺ کا وصال ہوا تو اکثر اہل مکہ نے اسلام سے رجوع کرنے کا ارادہ کر لیا اس وقت حضرت سہیل بن عمرو رضی اللہ عنہ نے خطبہ ارشاد فرمایا انہوں نے پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کی۔ پھر حضور اکرم ﷺ کے وصال کا ذکر کیا۔ ان کے خطبے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو ثابت قدمی عطا فرمائی ان کا خطبہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اس خطبہ کے مشابہ ہے۔ جو انہوں نے مدینہ طیبہ میں اس وقت ارشاد فرمایا تھا۔ جب حضور ﷺ کا وصال ہوا۔ حضرت سہیل رضی اللہ عنہ نے اپنے خطبہ میں کہا۔

"اے لوگو! جو محمد ﷺ کی عبادت کرتا ہے۔ تو وہ سن لے کہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا وصال ہو چکا ہے اور جو اللہ رب العزت کی عبادت کرتا ہے اسے یقین ہونا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ زندہ رہے گا۔ اسے موت نہیں ہے۔ کیا تم نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّ اِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ (الزمر: ۳۰)

وَ مَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ؕ اَفَاۡئِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰۤى اَعْقَابِكُمْ ؕ وَ مَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْــٴًـا ؕ وَ سَيَجْزِى اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ

(آل عمران: ۱۴۴)

پھر حضرت سہیل رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ کی قسم! میں جانتا ہوں کہ یہ دین اس طرح پھیلے گا جس طرح سورج کا نور مشرق و مغرب کی طرف پھیلتا ہے۔ تم اپنے رب پر توکل کرو۔ اللہ کا دین ہمیشہ قائم رہے گا۔ اللہ کا کلمہ مکمل ہو کر رہے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کا مددگار ہے جو اس کی حمایت کرنے والا ہے۔ اور اس کے دین کو قوت دینے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تمہیں بھلائی (حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ) پر جمع کر دیا ہے۔ وہ اسلام کو تقویت دیں گے۔ جس شخص کو ہم نے دیکھا کہ وہ مرتد ہو گیا ہے ہم اس

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق غیب کی خبر

ابن شیبہ نے عبدالمالک بن عمیر کی سند سے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب سے حضور اکرم ﷺ نے مجھے یہ فرمایا تھا۔ کہ اے معاویہ! جب تمہیں سلطنت ملے تو عمدہ طریقے سے حکمرانی کرنا۔ اس وقت سے میں خلافت کا خواہش مند رہا۔

امام بیہقی نے عبداللہ بن عمیر سے روایت کیا ہے وہ فرماتے تھے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ کی قسم! حضور ﷺ کے اس فرمان نے مجھے خلافت کا آرزومند بنا دیا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے معاویہ! جب تمہیں بادشاہی عطا کی جائے تو اللہ سے ڈرنا اور عدل کا دامن نہ چھوڑنا۔

حضور اکرم ﷺ کے اس فرمان کی وجہ سے مجھے ہمیشہ یہ یقین رہا کہ مجھے کسی عمل سے آزمایا جائے گا۔

الطبرانی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا اس وقت تمہاری کیا کیفیت ہوگی جب اللہ تعالیٰ تجھے خلافت کا پیرہن پہنائے گا۔

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم کیا میرا بھائی خلافت کا لبادہ پہنے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں لیکن اس میں آزمائش، آزمائش، آزمائش ہوگی۔

ابن عساکر نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے کہا اے معاویہ! جب اللہ تعالیٰ تمہیں اس امت کے امر کا والی بنائے تو اس وقت غور کرنا کہ تم کیا کہہ رہے ہو حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم کیا میرے بھائی کو سلطنت عطا کی جائے گی۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں لیکن اس میں آزمائش ہوگی۔

ابن عساکر نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور اکرم ﷺ نے مجھ سے فرمایا عنقریب میرے بعد تمہیں میری امت کا والی بنا دیا جائے گا۔ جب تجھے ولایت عطا کی جائے تو اس وقت میری امت کے صالحین کے ساتھ بھلائی کرنا اور گناہ گاروں سے تجاوز کرنا میں ہمیشہ اس سلطنت کی امید کرتا رہا حتی کہ میں اس مقام پر فائز ہو گیا۔

دیلمی نے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے حضور ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا زیادہ عرصہ نہیں گزرے گا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سلطنت کے مالک بن جائیں گے۔

ابن سعد اور ابن عساکر نے مسلمہ بن مخلد سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی محترم ﷺ کو سنا آپ ﷺ فرما رہے تھے۔ "اے میرے مولا! معاویہ کو کتاب کا علم سکھا، اسے شہر پر تسلط عطا فرما اور اسے عذاب سے بچا"۔

ابن عساکر نے عروہ بن رویم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ ایک اعرابی بارگاہ رسالت میں آیا اور کہنے لگا مجھ سے کشتی کرو۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ فوراً کھڑے ہو گئے اور کہا میں تم سے کشتی لڑوں گا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مسلمانوں نے مکہ معظمہ کو فتح کیا اور حرم کعبہ میں داخل ہوئے تو وہ ساری رات اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول رہے وہ اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کرتے رہے۔ اور بیت اللہ کا طواف کرتے رہے حتی کہ صبح ہوگئی۔ ابوسفیان نے اپنی بیوی ہندہ سے کہا کیا تو گمان کرتی ہے کہ یہ سب کچھ اللہ کی طرف سے ہے۔ صبح کے وقت حضور ﷺ ابوسفیان کے پاس تشریف لے گئے اور اسے کہا تو نے ہند سے یہ کہا ہے کہ کیا وہ یہ گمان کرتی ہے کہ یہ سب کچھ اللہ کی طرف سے ہے۔ ہاں یہ سب کچھ اللہ کی طرف سے ہے۔ ابوسفیان نے کہا:

اَشْهَدُ اَنَّکَ عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ

''میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں''۔

میرے اس قول کو اللہ تعالیٰ اور ہند کے علاوہ کسی اور نے نہیں سنا تھا۔

العقیلی اور ابن عساکر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے نبی کریم ﷺ نے طواف کے دوران ابو سفیان سے ملاقات کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے ابوسفیان! تیرے اور ہندہ کے مابین فلاں فلاں گفتگو ہوئی ہے۔ ابوسفیان نے کہا، ہند نے میرا راز فاش کر دیا ہے۔ میں اسے ضرور اس کی سزا دوں گا۔ جب حضور اکرم ﷺ طواف سے فارغ ہوئے تو آپ ﷺ نے ابوسفیان سے ملاقات کی اور فرمایا اس راز کے متعلق ہند سے کوئی بات نہ کرنا اس نے تیرے راز کو فاش نہیں کیا۔ ابوسفیان نے یہ معجزہ دیکھ کر کہا، میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیک وسلم اللہ کے رسول ہیں۔

ابن سعد، حارث بن ابی اسامہ اور ابن عساکر نے عبد اللہ بن ابی بکر بن حزم سے روایت کیا ہے کہ ابوسفیان مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اتنے میں حضور ﷺ وہاں تشریف لے آئے ابوسفیان نے کہا، میں نہیں جانتا کہ کس چیز کی وجہ سے محمد (ﷺ) ہم پر غالب آگئے ہیں۔ حضور ﷺ ابوسفیان کے پاس آئے ان کے سینے پر اپنا ہاتھ مار کر فرمایا اللہ کی قسم! محمد ﷺ تم پر غالب آہی گئے ہیں۔ ابوسفیان نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ ﷺ اللہ کے سچے نبی ہیں۔

علامہ سیوطی، احمد دحلان رحمۃ اللہ علیہما فرماتے ہیں حاصل کلام یہ ہے کہ ابوسفیان رضی اللہ عنہ کو ابتدا میں یہ انقلاب ناگوار گزرا حضور اکرم ﷺ برابر ان کے ساتھ نرمی اور محبت فرماتے رہے حتی کہ اسلام ان کے دل میں جاگزیں ہوگیا۔ غزوۂ طائف میں ان کی آنکھ نکل آئی وہ اسے اپنے ہاتھ پر رکھ کر بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا ''اگر تم چاہو تو اللہ تعالیٰ تمہاری یہ آنکھ درست کر دیتا ہے اور اگر تم پسند کرتے ہو تو اللہ تعالیٰ جنت میں تمہیں اس سے بہتر آنکھ عطا فرمائے گا۔ حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے وہ آنکھ پھینک دی اور عرض کی دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ مجھے جنت میں اس سے بہتر آنکھ عطا فرمائے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں جنگ یرموک کے دن حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی دوسری آنکھ بھی پھوٹ گئی وہ لوگوں کو جہاد پر برانگیختہ کرتے رہے اور کہتے رہے۔ یہ دن اللہ کے دنوں میں سے ایک ہے۔ اللہ کے دین کی مدد کرو وہ تمہاری مدد کرے گا۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جب مکہ مکرمہ فتح ہوا تو حضور ﷺ نے فرمایا عثمان! کعبہ کی چابی لے کر آؤ۔ آپ ﷺ نے چابی کو اپنے دست اقدس میں پکڑ لیا پھر مجھے عطا فرماتے ہوئے فرمایا۔ یہ لو چابی، اسے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اپنے پاس رکھ لو۔ ایک ظالم کے علاوہ اور کوئی شخص یہ تجھ سے نہیں چھین سکے گا۔ جب میں چابی لے کر واپس آنے لگا تو حضور ﷺ نے مجھے آواز دی۔ میں آپ ﷺ کے پاس آیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کیا میں نے یہ بات تمہیں پہلے بتا نہیں دی تھی۔ مجھے اس وقت نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان یاد آ گیا۔

''ایک دن یہ چابی میرے دست اقدس میں ہوگی میں اسے جسے چاہوں گا عطا کروں گا''۔ میں نے کہا بلاشبہ آپ صلی اللہ علیک وسلم نے اسی طرح فرمایا تھا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔

حضرت شیبہ بن عثمان بن ابی طلحہ رضی اللہ عنہ کا اسلام قبول کرنا

ابن سعد اور ابن عساکر نے عبدالملک بن عبید وغیرہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت شیبہ بن عثمان رضی اللہ عنہ اپنے اسلام لانے کا واقعہ یوں بیان کرتے ہیں وہ کہتے ہیں۔ جس سال مکہ فتح ہوا اور حضور اکرم ﷺ ایک غالب کی حیثیت سے مکہ میں داخل ہوئے تو میں نے کہا میں قریش کے ساتھ ہوازن کی طرف چلا جاؤں گا ممکن ہے یہ آپس میں نبرد آزما ہوں تو میں دھوکے سے محمد (عربی ﷺ) کو قتل کر دوں گا (نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْهُ) اس طرح میں تمام قریش کی طرف سے انتقام لے لوں گا۔ میں کہا کرتا تھا۔ اگر عرب وعجم کے تمام لوگ بھی محمد عربی ﷺ کی اتباع کرنے لگیں تو میں پھر بھی آپ ﷺ کی پیروی نہیں کروں گا۔ میں اپنے عزائم کی تکمیل کے لئے ہمہ وقت تیار رہتا۔ میرے دل میں آپ ﷺ کا بغض وعناد زیادہ ہوتا گیا۔ جب مسلمان اور کفار باہم معرکہ آزما ہوئے اس وقت حضور نبی کریم ﷺ اپنی خچر پر تشریف فرما تھے۔ میں نے اپنی تلوار کو سونتا اور اپنے ارادہ کی تکمیل کے لیے آگے بڑھا میں نے اپنی تلوار اٹھائی ابھی میں تلوار کا وار کرنا ہی چاہتا تھا کہ میرے لیے آگ کے شعلے بلند ہوئے۔ ان شعلوں کی روشنی بجلی کی طرح تیز تھی۔ قریب تھا کہ میری آنکھوں کا نور ختم ہو جاتا۔ میں نے اپنے دونوں ہاتھ اپنی آنکھوں پر رکھ لیے۔ حضور نبی مکرم ﷺ نے میری طرف توجہ فرمائی۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے شیبہ! میرے قریب آؤ میں آپ ﷺ کے قریب ہوا۔ آپ ﷺ نے میرے سینے پر اپنا دست اقدس پھیرا۔ اور فرمایا اَللّٰهُمَّ اَعِذْهُ مِنَ الشَّيْطَانِ ''اے اللہ! اس کو شیطان سے محفوظ فرما''۔ حضرت شیبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اللہ کی قسم! اسی لمحے حضور ﷺ مجھے اپنی سماعت، بصارت اور جان سے بھی پیارے ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے کفر کے اندھیروں کو کافور فرما دیا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا'' جاؤ اور جہاد کرو'' میں حضور اکرم ﷺ کے سامنے شمشیر زنی کرنے لگا۔ مجھے اللہ کی قسم! میری خواہش یہ تھی کہ میں اپنی جان قربان کر کے حضور نبی مکرم ﷺ کا دفاع کروں۔ اگر اس وقت میں اپنے باپ سے بھی ملتا تو میں اسے بھی مار دیتا۔ جب جنگ اختتام پذیر ہوئی۔ تو حضور اکرم ﷺ اپنے لشکر گاہ کی طرف تشریف لائے۔ اور اپنے خیمے کے اندر تشریف لے گئے۔ میں بھی آپ ﷺ کے ساتھ خیمہ میں داخل ہوا آپ ﷺ نے فرمایا اے شیبہ! جو کچھ اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ ارادہ فرمایا ہے وہ اس سے کہیں بہتر ہے جو تو اپنے ساتھ کرنے کا خواہاں تھا۔ پھر آپ ﷺ نے میرے

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

معاویہ کو کبھی بھی مغلوب نہیں کیا جا سکتا۔ انہوں نے اعرابی کو پچھاڑ دیا۔ یوم صفین کو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر مجھے یہ حدیث یاد ہوتی تو میں کبھی بھی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ جنگ نہ کرتا۔

امام بیہقی نے شعبی سے روایت کیا ہے۔ کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ جنگ صفین سے واپس آئے تو فرمایا اے لوگو! حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی امارت کو ناپسندیدگی کی نظر سے مت دیکھو وہ اتنے عظیم شخص ہیں کہ جب تم انہیں کھو دو گے تو تم دیکھو گے کہ لوگوں کے سر ان کے کندھوں سے گر رہے ہیں۔

حضرت عکرمہ بن ابی جہل رضی اللہ عنہ کے متعلق غیب کی خبر

ابن عساکر نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ عکرمہ بن ابی جہل نے اسلام لانے سے پہلے حضرت صحر الانصاری کو قتل کر دیا۔ جب حضور ﷺ کو یہ خبر ملی تو آپ ﷺ مسکرا پڑے انصار نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم کیا آپ صلی اللہ علیک وآلک وسلم اس وجہ سے مسکرا رہے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیک وآلک وسلم کی قوم کے ایک شخص نے ہماری قوم کے ایک شخص کو قتل کر دیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں اس وجہ سے نہیں مسکرا رہا بلکہ میرے مسکرانے کی وجہ یہ ہے کہ عکرمہ نے صحر کو قتل تو کر دیا ہے لیکن وہ جنت میں اسی کے ساتھ ہوگا۔ اس کے بعد حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کر لیا۔

حضرت عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ کے متعلق ایک خبر

ابن سعد نے ابراہیم بن محمد سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ حضرت عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا، میں نے ہجرت سے پہلے مکہ معظمہ میں حضور اکرم ﷺ سے ملاقات کی آپ ﷺ نے مجھے اسلام کی طرف دعوت دی۔ میں نے کہا اے محمد! (صلی اللہ علیک وسلم) مجھے آپ صلی اللہ علیک وسلم پر بہت تعجب ہوتا ہے۔ کیا آپ کی یہ خواہش ہے کہ میں آپ کی اتباع کروں گا۔ حالانکہ آپ نے اپنی قوم کی مخالفت کی ہے اور ایک نیا دین ایجاد کیا ہے۔ ہم زمانہ جاہلیت میں ہفتہ میں دو مرتبہ کعبہ کو کھولا کرتے تھے۔

(۱) سوموار کے دن (۲) جمعرات کے دن

ایک دن حضور اکرم شفیع معظم ﷺ تشریف لائے۔ آپ ﷺ لوگوں کے ساتھ کعبہ میں داخل ہونا چاہتے تھے۔ میں نے آپ ﷺ کے ساتھ سختی کا اظہار کیا اور آپ ﷺ کو نازیبا کلمات کہے۔ لیکن آپ ﷺ نے انتہائی بردباری سے کام لیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے عثمان! تو دیکھے گا عنقریب یہ چابی میرے پاس ہوگی۔ میں جسے چاہوں گا عطا کروں گا۔ میں نے کہا کیا اس دن قریش ہلاک ہو جائیں گے۔ اور اس دن انہیں ذلت و رسوائی کا سامنا کرنا پڑے گا؟۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس دن انہیں حیات نو نصیب ہوگی۔ اور انہیں عزت و توقیر ملے گی۔ یہ فرما کر آپ ﷺ کعبہ کے اندر تشریف لے گئے۔ آپ ﷺ کا فرمان میرے دل میں جاگزین ہو گیا مجھے یقین ہو گیا کہ عنقریب معاملہ اسی طرح ہوگا جس طرح آپ ﷺ نے فرمایا ہے میں اسلام قبول کرنا چاہتا تھا لیکن میری قوم مجھے سختی سے روکتی رہی۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فرمایا اے شیطان! اس کے سینے سے نکل جا اللہ تعالیٰ نے ان کے سینے کو ایمان سے لبریز کر دیا اور وہ دامن اسلام سے وابستہ ہو گئے اور حضور نبی اکرم ﷺ کے ساتھ مل کر جہاد کیا اور استقامت اور پامردی سے مصروف جہاد رہے۔

بعض علماء فرماتے ہیں کہ حضرت شیبہ رضی اللہ عنہ کا حضور ﷺ کو شہید نہ کرنے کی ایک وجہ اور بھی ہے۔ ابن اسحاق سے روایت کیا گیا ہے کہ غزوۂ حنین میں جب مسلمانوں میں شکست کے آثار نمودار ہوئے تو شیبہ بن عثمان نے کہا میں آج اپنا بدلہ ضرور لوں گا۔ ان کا والد عثمان بن ابی طلحہ غزوۂ احد کے دن مسلمانوں کے ہاتھ قتل ہوا تھا۔ شیبہ نے دل میں کہا آج میں محمد (مصطفیٰ ﷺ) کو ضرور قتل کروں گا۔ (نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْہُ)

شیبہ کہتے ہیں کہ میں اس برے ارادے سے نبی کریم ﷺ کے قریب ہوا۔ جب میں آپ ﷺ کے پاس پہنچا تو میرے دل پر کوئی چیز چھا گئی۔ مجھ میں اپنے مذموم ارادہ کو مکمل کرنے کی طاقت نہ تھی۔ مجھے معلوم ہو گیا کہ مجھے اس کام سے روک دیا گیا ہے۔ حضرت شیبہ رضی اللہ عنہ عمدہ مسلمانوں میں سے تھے۔ حضور اکرم ﷺ نے انہیں اور ان کے چچازاد بھائی عثمان طلحہ بن ابی طلحہ رضی اللہ عنہ کو کعبہ مشرفہ کی چابی عنایت فرمائی تھی آپ ﷺ نے چابی عطا کرتے ہوئے فرمایا اے ابوطلحہ کے بیٹو! یہ لو چابی یہ قیامت تک تمہارے پاس رہے گی۔ ایک ظالم کے علاوہ اور کوئی شخص تم سے یہ چابی نہیں چھین سکے گا۔ ابو طلحہ بنو شیبہ کا دادا تھا۔ آج تک کعبہ معظمہ کی چابی انہیں کے خاندان کے افراد کے پاس ہے۔

حضور اکرم رحمت عالم ﷺ کے اس فرمان خَالِدَۃً مُخَلَّدَۃً تَالِدَۃً اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ میں حضور اکرم ﷺ کا ایک اور معجزہ بھی ہے۔ وہ یہ ہے کہ آپ ﷺ کو یہ علم بھی تھا کہ بنو شیبہ باقی رہے گی۔ اور کعبہ کی چابی انہیں کے پاس رہے گی اور ایک ظالم کے علاوہ اور کوئی شخص ان سے یہ چابی چھین نہیں سکے گا۔ آج تک کسی دوسرے خاندان کے کسی فرد کو یہ سعادت حاصل نہیں ہو سکی۔

حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ کو زمین عطا فرمانا

السیرۃ النبویہ میں ہے کہ داریوں کا ایک وفد بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا۔ اس وفد میں تمیم داری، ان کے بھائی نعیم اور چار دیگر افراد تھے۔ وہ پہلے عیسائیت پر تھے۔ بعد میں انہوں نے اسلام قبول کر لیا اور اپنے اسلام کو عمدہ کیا۔ ان کا وفد دو مرتبہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا۔ ایک دفعہ وہ وفد ہجرت سے پہلے مکہ معظمہ میں حاضر ہوا تھا۔ اور دوسری مرتبہ ہجرت کے بعد مدینہ طیبہ میں حاضر ہوا۔ جب وہ پہلی مرتبہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے حضور ﷺ سے عرض کی کہ آپ صلی اللہ علیک وسلم انہیں سرزمین شام سے کچھ علاقہ عطا فرمائیں۔ نبی مکرم ﷺ نے انہیں فرمایا جہاں سے چاہو زمین مانگ لو۔ حضرت ابو ہند جو اس وفد میں شامل تھے نے کہا کہ ہم حضور اکرم ﷺ کے پاس سے اٹھ آئے تاکہ ہم باہم مشاورت کر سکیں کہ ہمیں کون سی زمین لینا ہے۔

تمیم نے کہا ہم بیت المقدس اور اس کے گردونواح کا علاقہ مانگتے ہیں۔ ابو ہند نے کہا یہ علاقہ ایران کے شہنشاہ کے کنٹرول میں ہے۔ عنقریب اہل عرب اس پر قابض ہو جائیں گے۔ ہم اس کی حفاظت نہیں کر سکیں گے۔ یہ سن کر تمیم نے کہا ہم

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دل کی پوشیدہ تمام گفتگو کو بیان فرما دیا۔ اس تمام گفتگو میں سے کوئی چیز بھی میں نے آپ ﷺ کو نہیں بتائی تھی۔ میں نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور آپ صلی اللہ علیک وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ میں نے عرض کی یارسول اللہ! بارگاہ ربوبیت سے میرے لیے مغفرت کی دعا فرمائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا تجھے مغفرت کا مژدہ مل چکا ہے۔

ابوالقاسم، امام بیہقی، ابونعیم اور ابن عساکر نے حضرت عکرمہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں۔ کہ جب نبی آخرالزمان ﷺ نے حنین کے دن لشکر کشی فرمائی تو شیبہ بن عثمان نے کہا، آج مجھے اپنا باپ اور چچا یاد آرہے ہیں۔ جن کو حضرت علی اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہما نے احد کے دن قتل کیا تھا۔ میں نے سوچا'' آج میں محمد (عربی ﷺ) سے اپنا انتقام ضرور لوں گا۔ میں اسی ارادہ سے حضور ﷺ کے پاس آیا۔ پہلے میں نے آپ ﷺ کے دائیں طرف سے حملہ آور ہونا چاہا لیکن وہاں آپ ﷺ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ موجود تھے۔ میں نے سوچا یہ آپ ﷺ کے چچا ہیں جو آپ ﷺ کو کبھی نہیں چھوڑیں گے۔ پھر میں نے آپ ﷺ کے بائیں پہلو سے حملہ آور ہونا چاہا۔ وہاں حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ موجود تھے۔ میں نے کہا یہ آپ ﷺ کے چچازاد ہیں۔ یہ بھی آپ ﷺ کا ساتھ نہیں چھوڑیں گے۔ میں حضور اکرم ﷺ کے پیچھے سے حملہ کرنے کے لیے آیا۔ جب میرے اور حضور نبی کریم ﷺ کے درمیان صرف ایک تلوار جتنا فاصلہ رہ گیا تو وہ وہاں سے آگ کا ایک شعلہ نکلا وہ بجلی کی طرح شعلہ زن تھا۔ میں خوفزدہ ہو کر الٹے پاؤں پیچھے ہٹنے لگا۔ حضور ﷺ نے میری طرف توجہ فرمائی اور فرمایا اے شیبہ! آگے آؤ۔ حضور اکرم ﷺ نے اپنا دست اقدس میرے سینے پر رکھا اللہ تعالیٰ نے شیطان کو میرے دل سے نکال دیا۔ جب میں نے آپ ﷺ کے چہرہ انور پر نگاہ ڈالی تو آپ ﷺ میری سماعت، بصارت اور جان سے بھی محبوب لگے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے شیبہ! کفار کے ساتھ جہاد کرو۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا اے عباس! ان مہاجرین کو آواز دو جنہوں نے درخت کے نیچے بیعت کی تھی۔ اور ان انصار کو بھی صدا دو جنہوں نے ہمیں پناہ دے کر ہماری اعانت کی۔ انصار بارگاہ رسالت میں اس طرح مشتاقانہ انداز سے حاضر ہوئے جس طرح اونٹنی اپنی اولاد کے پاس جاتی ہے۔ انہوں نے آپ ﷺ کا احاطہ کر لیا۔ ایسا محسوس ہوتا تھا کہ حضور اکرم ﷺ درختوں کے جھنڈ کے درمیان ہیں۔ انصار کے نیزے حضور اکرم ﷺ کے اتنے قریب تھے۔ کہ وہ کفار کے نیزوں سے زیادہ خوفناک دکھائی دے رہے تھے۔ پھر آپ ﷺ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو مخاطب کر کے فرمایا اے عباس! مجھے کنکریاں پکڑاؤ۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی خچر کو آپ ﷺ کا کلام سمجھنے کی توفیق دی۔ وہ نیچے جھک گئی حتی کہ اس کا پیٹ زمین کو چھونے لگا۔ حضور اکرم ﷺ نے چند سنگریزے پکڑے اور کفار کی طرف پھینک دیئے اور فرمایا شَاهَتِ الْوُجُوْهُ حٰمٓ لَا یُنْصَرُوْنَ اللہ رب العزت نے مسلمانوں کی اعانت فرمائی اور کفار کو شکست سے دوچار کیا۔

ابن الاثیر نے'' اسد الغابہ'' لکھا ہے۔ غزوہ حنین کے دن حضرت شیبہ، حضور ﷺ کو شہید کرنے کی نیت سے آپ ﷺ کے قریب ہوئے۔ نبی کریم ﷺ نے انہیں دیکھ لیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے شیبہ! میرے پاس آؤ۔ اللہ تعالیٰ نے شیبہ کے دل میں رعب ڈال دیا۔ وہ نبی مکرم ﷺ کے پاس گئے آپ ﷺ نے اپنا دست شفا بخش ان کے سینے پر پھیرا اور

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نے فرمایا وہ تمہیں شہید کر دیں گے۔ حضرت عروہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وآلک وسلم ان میں تو اتنی جرأت بھی نہیں کہ وہ مجھے نیند سے بیدار کر سکیں۔ وہ لوٹ کر اپنی قوم کے پاس واپس آ گئے اور انہیں اسلام کی طرف دعوت دی۔ ان کی قوم نے ان کی نافرمانی کی اور ان کو تکلیف دہ باتیں سنائیں۔ جب صبح طلوع ہوئی تو وہ اپنے گھر کی چھت پر کھڑے ہو گئے اور اذان دی۔ قبیلہ ثقیف کے ایک شخص نے ان کی طرف ایک تیر پھینکا اور انہیں شہید کر دیا۔ جب حضور اکرم ﷺ نے حضرت عروہ رضی اللہ عنہ کی شہادت کے متعلق سنا تو آپ ﷺ نے فرمایا، عروہ کی مثال صاحب یٰسین کی طرح ہے۔ اس نے اپنی قوم کو اللہ کی طرف بلایا۔ لیکن اس کی قوم نے اسے شہید کر دیا۔

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد بنی ثقیف کا ایک وفد بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا۔ اس وفد میں کنانہ بن عبد یالیل اور عثمان بن ابی العاص موجود تھے۔ انہوں نے اسلام قبول کر لیا۔

ابن سعد نے واقدی کی سند سے حضرت عبد اللہ بن یحییٰ سے روایت کیا ہے کہ جب حضرت عروہ رضی اللہ عنہ کو تیر مارا گیا تو انہوں نے کہا:

اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ

''میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں''۔

انہوں ﷺ نے ہی مجھے یہ خبر دی تھی کہ میری قوم مجھے شہید کر دے گی۔

ابونعیم نے واقدی سے روایت کیا ہے کہ جب حضور ﷺ طائف سے واپس تشریف لائے تو عروہ بن مسعود نے غیلان بن مسلمہ سے کہا کیا تو نہیں دیکھتا کہ اللہ تعالیٰ نے اس شخص کے معاملہ کو کتنا قریب کر دیا ہے۔ اب تو تمام لوگ اس کی پیروی کرنے لگے ہیں۔ بعض لوگ رغبت سے اور بعض لوگ خوف سے اس کی اتباع کر رہے ہیں۔ لوگوں کے نزدیک ہم تمام اہل عرب سے زیادہ ذہین ہیں۔ ہم جیسا شخص دعوت محمد یہ سے کیسے ناآشنا رہ سکتا ہے۔ بلاشبہ وہ سچے نبی ہیں۔ میں تمہیں ایک ایسا واقعہ بیان کرنے لگا ہوں۔ جسے میں نے اور کسی شخص کو نہیں بتایا۔ میں حضور اکرم ﷺ کی بعثت سے پہلے تجارت کی غرض سے ملک شام گیا۔ وہاں کا ایک پادری میرا دوست تھا۔ اس پادری نے مجھ سے کہا اے ابو یعفور! تمہارے حرم میں ایک نبی کا ظہور ہونے والا ہے۔ وہ نبی آخر الزمان ہوگا۔ وہ عاد کی طرح اپنی قوم کو قتل کرے گا۔ جب اس کا ظہور ہو اور وہ اللہ کی دعوت دے تو اس کی پکار پر لبیک کہنا۔ میں نے یہ واقعہ بنی ثقیف کے کسی فرد سے بھی بیان نہیں کیا۔ اب میں ان کی اتباع کرنے جا رہا ہوں۔ حضرت عروہ رضی اللہ عنہ مدینہ طیبہ حاضر ہوئے اور دولت اسلام سے مالا مال ہو گئے۔

حضرت جریر بن عبد اللہ البجلی رضی اللہ عنہ کی آمد کی خبر

امام بیہقی نے حضرت جریر بن عبد اللہ البجلی سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا میں نے جبہ پہن رکھا تھا۔ جب میں آپ کی خدمت اقدس میں گیا تو اس وقت آپ ﷺ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔ لوگوں نے نظریں اٹھا کر میری طرف دیکھا میں نے اپنے قریب بیٹھے ہوئے ایک شخص سے کہا کیا حضور ﷺ نے میرے متعلق ارشاد

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

آپ ﷺ سے بیت حبرون اور اس کے اردگرد کا علاقہ مانگتے ہیں۔ہم مشاورت کرنے کے بعد بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور آپ ﷺ سے یہی درخواست کی۔آپ ﷺ نے چمڑے کا ایک ٹکڑا منگوایا اور اس پر لکھا:

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

''یہ وہ خط ہے جس میں ان علاقوں کا تذکرہ ہے جن کو محمد رسول اللہ ﷺ نے داریین کو عطا کیا تھا۔اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم ﷺ کو تمام زمین عطا کر دی ہے۔رسول کریم ﷺ نے انہیں بیت عینون،حبرون،مرطوم اور بیت ابراہیم کا علاقہ ہمیشہ کے لیے عطا کر دیا ہے''۔

حضرت عباس بن عبد المطلب،خزیمہ بن قیس اور شرحبیل بن حسنہ اس خط کے گواہ مقرر کیے گئے آپ ﷺ نے وہ خط ہمیں عطا فرمایا اور کہا یہاں سے چلے جاؤ اور اب اس وقت میرے پاس آنا جب تمہیں معلوم ہو جائے کہ میں یہاں سے ہجرت کر کے جا چکا ہوں۔

ابو ہند کہتے ہیں کہ ہم وہاں سے واپس چلے آئے جب نبی مکرم ﷺ نے ہجرت فرمائی تو ہم مدینہ طیبہ میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور درخواست کی آپ ﷺ ہمارے لیے اس خط کی تجدید فرمائیں۔آپ ﷺ نے ہمارے لیے ایک اور خط لکھا:

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

''اس خط میں ان علاقوں کا ذکر ہے۔جو محمد رسول اللہ ﷺ نے تمیم داری اور ان کے ساتھیوں کو عطا کیے تھے۔میں انہیں بیت عینون،حبرون،مرطوم اور بیت ابراہیم عطا کرتا ہوں۔ان تمام علاقوں میں اب ان کا تصرف ہے۔یہ تا ابد اس علاقے کا انتظام کریں گے۔ان پر کوئی گرفت نہیں ہے۔جنہوں نے ان کو اذیت دی اللہ تعالیٰ انہیں اذیت دے گا۔

حضرت ابو بکر صدیق،حضرت عمر فاروق،حضرت عثمان غنی،حضرت علی اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہم اس خط کے گواہ مقرر ہوئے۔

حضرت عبداللہ بن بسر کو طویل زندگی کی بشارت

حاکم،امام بیہقی اور ابو نعیم نے حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے اپنا دست عطا ان کے سر پر رکھا اور فرمایا ''یہ جوان ایک صدی زندہ رہے گا۔'' انہوں نے ایک سو سال زندگی پائی۔ان کے چہرے پر مسہ تھا۔حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا یہ اس وقت تک نہیں مرے گا جب تک اس کا یہ مسہ ختم نہیں ہو گا۔حضرت عبداللہ بن بسر نے اس وقت انتقال فرمایا جب ان کا مسہ ختم ہو گیا۔

حضرت عروہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر

حاکم،امام بیہقی اور ابو نعیم نے حضرت عروہ ابن زبیر کی سند سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت عروہ بن مسعود الثقفی رضی اللہ عنہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور پھر اپنی قوم کے پاس واپس جانے کی اجازت طلب کی۔حضور ﷺ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

"مولا! اس قوم سے عذاب اٹھالے۔" وہ دونوں شخص بارگاہ رسالت سے نکل کر اپنی قوم کی طرف روانہ ہوئے۔ انہوں نے دیکھا کہ ان کی قوم مصیبت میں مبتلا ہے۔ جس وقت حضور اکرم ﷺ نے انہیں فرمایا تھا کہ وہاں اللہ کی بھیڑیں ذبح ہو رہی ہیں۔ اسی وقت حضرت صرد رضی اللہ عنہ نے ان پر حملہ کر دیا تھا۔

انہوں نے اس واقعہ کا ذکر اپنی قوم سے کیا۔ اس عجیب واقعہ کو سن کر ان کے دل اسلام کی طرف مائل ہو گئے۔ اور ان سب نے اسلام قبول کرلیا۔

ام المومنین حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کے والد حضرت حارث رضی اللہ عنہ کو غیب کی خبر بتانا

ابن عساکر نے ابن عائذ کی سند سے عبداللہ بن زیاد سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو مریسیع کے سال غزوۂ بنی مصطلق میں حضرت جویریہ بنت حارث رضی اللہ عنہما عطا کی۔ ان کے والد حضرت حارث اپنی لخت جگر کا فدیہ لے کر بارگاہ رسالت میں آئے۔ جب وہ عقیق کے مقام پر تھے تو انہوں نے اپنے ان اونٹوں کی طرف دیکھا جنہیں وہ اپنی نور نظر کے فدیہ میں دینے والے تھے۔ انہیں ان اونٹوں میں سے دو اونٹ بہت پسند آئے۔ انہوں نے وادی عقیق کی ایک گھاٹی میں انہیں غائب کر دیا۔ باقی تمام اونٹ لے کر بارگاہ رسالت میں حاضر ہو گئے اور عرض کرنے لگے اے محمد عربی! (صلی اللہ علیک وسلم) آپ نے میری بیٹی کو گرفتار کرلیا تھا۔ میں یہ اونٹ اپنی بیٹی کے لیے بطور فدیہ پیش کرتا ہوں۔ حضور نبی محترم ﷺ نے فرمایا وہ دو اونٹ کہاں ہیں جنہیں تم نے وادی عقیق کی ایک گھاٹی میں غائب کر دیا تھا۔ حضرت حارث رضی اللہ عنہ نے جب آپ ﷺ کے علم کی یہ وسعتیں دیکھیں تو کہنے لگے:

اَشْهَدُ اَنَّکَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

"میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیک وسلم اللہ کے سچے رسول ہیں"۔

اس فدیے میں واقعی دو اونٹ بھی تھے جنہیں میں نے وہاں چھپا دیا تھا۔

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کو غیب کی تین خبریں بتانا

امام بخاری نے حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں بارگاہ رسالت میں حاضر تھا۔ ایک شخص آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس نے آپ ﷺ سے فاقہ کشی کی شکایت کی پھر ایک اور شخص حاضر خدمت ہوا اس نے راہ زنی اور قزاقی کی شکایت کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے عدی بن حاتم! اگر اللہ تعالیٰ نے تمہیں زندگی عطا فرمائی تو تم ضرور دیکھو گے کہ ایک خاتون حیرہ سے روانہ ہوگی اور بیت اللہ کا طواف کر کے واپس چلی جائے گی۔ اس کو اللہ کے علاوہ کسی اور کا کوئی خوف نہ ہوگا۔ میں نے دل میں کہا قبیلہ طے کے وہ قزاق اور لٹیرے کہاں ہوں گے۔ جنہوں نے شہروں میں فساد بپا کر رکھا ہے۔ آپ ﷺ نے مزید پیش گوئی فرمائی۔ آپ ﷺ نے فرمایا اگر اللہ تعالیٰ نے تمہیں لمبی زندگی عطا کی تو پھر تم کسریٰ کے خزانوں کو فتح کرو گے۔ میں نے عرض کی کیا کسریٰ سے مراد کسریٰ بن ہرمز ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں! کسریٰ بن ہرمز کے خزانے ہی فتح ہوں گے۔ آپ ﷺ نے مزید ارشاد فرمایا اگر اللہ تعالیٰ نے تمہیں زندگی دی

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فرمایا ہے۔اس آدمی نے کہا ہاں رسول اللہ ﷺ نے تمہارا ذکر عمدہ انداز سے فرمایا ہے۔آپ ﷺ نے دوران خطبہ فرمایا ابھی ابھی تمہارے پاس اس دروازے سے یا اس گھاٹی سے ایک ایسا شخص آئے گا جو تمام اہل یمن سے بہترین ہے۔اس کا چہرہ اتنا نورانی ہے کہ گویا کسی فرشتے نے اس کے چہرے پر ہاتھ پھیر دیا ہو۔

حضرت زید الخیر رضی اللہ عنہ کی موت کی پیشین گوئی

امام بیہقی نے ابن اسحاق سے روایت کیا ہے کہ بنی طے کا ایک وفد بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا ان میں سے ایک شخص کا نام زید الخیل تھا۔انہوں نے اسلام قبول کرلیا حضور اکرم ﷺ نے حضرت زید الخیل کا نام بدل کر زید الخیر رکھ دیا۔پھر حضرت زید الخیر رضی اللہ عنہ اپنی قوم کے پاس گئے۔حضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا زید مدینہ طیبہ کے بخار سے نہیں بچ سکیں گے۔جب وہ نجد کے علاقے میں پہنچے تو انہیں بخار نے آلیا۔جس میں ان کی موت واقع ہوئی

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کے متعلق غیب کی خبر

امام بخاری نے تاریخ میں اور امام بیہقی نے وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ مجھے حضور ﷺ کے ظہور کی خبر مل گئی۔میں بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے مجھے بتایا کہ میرے وہاں پہنچنے سے تین دن قبل حضور ﷺ نے میری آمد کی بشارت دے دی تھی۔

حضرت صرد بن عبداللہ ازدی رضی اللہ عنہ کے متعلق غیب کی خبر

امام بیہقی اور ابونعیم نے ابن اسحاق سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت صرد بن عبداللہ ازد کے وفد کے ساتھ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور دامن اسلام سے وابستہ ہو گئے۔حضور نبی کریم ﷺ نے انہیں قوم کا امیر مقرر فرمایا اور فرمایا اپنی قوم کے ساتھ مل کر اہل شرک کے ساتھ جہاد کرو۔حضرت صرد رضی اللہ عنہ اپنی قوم کو لے کر نکلے اور ''جرش'' کے مقام پر فروکش ہوئے۔انہوں نے ایک ماہ تک ''جرش'' کا محاصرہ کیا۔پھر وہ محاصرہ اٹھا کر واپس آنے لگے حتی کہ کوہ کشر کے پاس اقامت اختیار کی۔اہل جرش نے سمجھا کہ شاید حضرت صرد رضی اللہ عنہ شکست کھا کر واپس چلے گئے ہیں۔وہ ان کے تعاقب میں نکلے۔جب وہ کوہ کشر کے پاس پہنچے تو حضرت صرد رضی اللہ عنہ نے پلٹ کر ان پر حملہ کر دیا اور ان کے بہت سے افراد کو قتل کیا۔اہل جرش نے اپنے دو آدمیوں کو بارگاہ رسالت میں بھیجا تھا۔تاکہ وہ حضور اکرم ﷺ کے پیغام کا جائزہ لیں۔وہ دونوں شخص عید الفطر کی شام کو بارگاہ مصطفویہ میں پہنچے۔نبی مکرم ﷺ نے ان سے پوچھا اللہ کے شہروں میں سے ''کشر'' کس مقام پر ہے۔ان دو آدمیوں نے کہا ہمارے شہر میں ایک پہاڑ ہے اس کا نام ''کشر'' ہے۔حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اس کے پاس اللہ تعالیٰ کی بھیڑیں ذبح ہو رہی ہیں۔اس کے بعد وہ دونوں آدمی حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہما کے پاس بیٹھ گئے۔انہوں نے ان دو جرشی آدمیوں سے کہا تمہارے لیے ہلاکت ہو نبی کریم ﷺ نے تمہاری قوم کی ہلاکت کی خبر دی ہے۔تم بارگاہ رسالت میں جاؤ اور عرض کرو کہ آپ ﷺ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ تمہاری قوم کو اس عذاب سے نجات دے۔وہ دونوں بارگاہ نبویہ ﷺ میں حاضر ہوئے۔اور یہ درخواست پیش کی۔مجسمہ کمالات ﷺ نے دعا فرمائی۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

گزنہ کہیں۔ نبی کریم ﷺ نے ہمارے والد محترم کو ایک بچھڑی عطا فرمائی تھی اور فرمایا تھا اللہ تعالیٰ تجھے اس میں برکت دے ہم صبح و شام جو مویشی باہر لے کر جاتے ہیں یا وہاں سے لاتے ہیں یہ سب اسی بچھڑی میں سے ہیں۔

حضرت مسعود بن الضحاک اللخمی رضی اللہ عنہ کو امارت کی بشارت

ابونعیم نے مسعود بن الضحاک اللخمی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ نے ان کا نام ''مطاع'' رکھا تھا۔آپ ﷺ نے حضرت ابن الضحاک رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا۔تیری قوم تیری اطاعت کرے گی۔آپ ﷺ نے انہیں فرمایا اپنے ساتھیوں کے پاس جاؤ جو تمہارے اس جھنڈے کے نیچے آجائے گا وہ امن سے رہے گا۔حضرت مسعود رضی اللہ عنہ اپنی قوم کے پاس گئے ان کی ساری قوم نے ان کی اتباع کی اور وہ سب بارگاہ رسالت میں حاضر ہو گئے۔

حضرت مسلمہ الفہری رضی اللہ عنہ کی وفات کی خبر

ابونعیم اور ابن عساکر نے ابو ملیکہ سے روایت کیا ہے حضرت حبیب بن مسلمہ الفہری رضی اللہ عنہما جہاد کی غرض سے بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے ان کے بعد ان کے والد حضرت مسلمہ رضی اللہ عنہ بھی مدینہ طیبہ حاضر ہوئے۔حضرت مسلمہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی اے اللہ کے نبی! صلی اللہ علیک وسلم یہ میرا اکلوتا بیٹا ہے۔اس کے علاوہ میرا اور کوئی بیٹا نہیں جو میرے خاندان، مال اور مویشیوں کی نگرانی کرے۔حضور ﷺ نے حضرت حبیب رضی اللہ عنہ کو ان کے والد کے ہمراہ واپس لوٹا دیا اور فرمایا شاید تمہارا باپ اسی سال دنیا سے رخصت ہو جائے اس لیے اپنے باپ کے ساتھ واپس چلے جاؤ۔حضرت حبیب رضی اللہ عنہ واپس چلے آئے اسی سال حضرت مسلمہ رضی اللہ عنہ کا انتقال ہو گیا۔

ابن سعد، البغوی، ابونعیم اور امام بیہقی نے حضرت حبیب رضی اللہ عنہ سے ہی روایت کیا ہے۔وہ فرماتے ہیں کہ میں حضور ﷺ کی زیارت کیلئے مدینہ طیبہ حاضر ہوا میرے والد محترم بھی میرے پیچھے پیچھے آگئے۔انہوں نے بارگاہ رسالت میں عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وآلک وسلم میرے ہاتھ میرے پاؤں (کتنے ضعیف ہو چکے ہیں) حضور نبی مکرم ﷺ نے حضرت حبیب رضی اللہ عنہ سے فرمایا اپنے والد کے ساتھ واپس لوٹ جاؤ ان کے وصال کا وقت قریب ہے۔اسی سال حضرت مسلمہ رضی اللہ عنہ اس دار فانی سے کوچ کر گئے۔

حضرت سراقہ بن مالک رضی اللہ عنہ کو کسریٰ کے کنگن پہننے کی پیش گوئی

امام بیہقی نے روایت کیا ہے کہ جب حضور ﷺ ہجرت فرما کر مدینہ طیبہ تشریف لے جارہے تھے اور سراقہ کا آپ ﷺ سے سامنا ہوا تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اے سراقہ! اس وقت تیری شان کیا ہوگی جب تو کسریٰ کے کنگن پہنے گا۔حضرت سراقہ رضی اللہ عنہ فتح مکہ کے سال مشرف باسلام ہوئے۔جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں کسریٰ سے اس کا ملک چھین لیا گیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں کسریٰ کے کنگن پیش کیے گئے۔انہوں نے وہ کنگن حضرت سراقہ رضی اللہ عنہ کو پہنا دیئے تاکہ حضور اکرم ﷺ کے اس فرمان کی تصدیق ہو جائے۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تمام تعریفیں اللہ رب العزت کیلئے ہیں جس نے یہ کنگن کسریٰ سے چھین کر بنو مدلج کے ایک اعرابی سراقہ رضی اللہ عنہ کو پہنا دیئے۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تو تم ضرور دیکھو گے کہ ایک شخص سونے اور چاندی کو اپنے ہاتھ میں لے کر نکلے گا لیکن کوئی شخص اس سے وہ مال قبول کرنے کے لیے تیار نہیں ہو گا۔

حضرت عدی رضی اللہ عنہ فرماتے تھے میں نے ایک ایسی خاتون کو دیکھا جو حیرہ سے مکہ معظمہ میں آئی اور بیت اللہ کا طواف کر کے واپس چلی گئی۔ اسے اللہ کے علاوہ کسی اور ذات کا کوئی خوف نہ تھا۔ کسریٰ کے خزانوں کو تو میں نے اپنے ہاتھ سے فتح کیا تھا۔ اور اگر اللہ نے تمہیں زندگی دی تو تم دیکھو گے کہ حضور ﷺ کی تیسری پیش گوئی بھی سچ ثابت ہو گی۔ امام بیہقی فرماتے ہیں۔ تیسری پیش گوئی حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ میں پوری ہوئی تھی۔ انہوں نے حضرت عبد الرحمٰن بن زید بن خطاب رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے صرف اڑھائی سال حکومت کی۔ اللہ کی قسم! ان کے عہد حکومت میں ایک شخص اپنا کثیر مال لے کر ہمارے پاس آیا اور کہنے لگا۔ اس مال کو جن فقراء میں چاہتے ہو تقسیم کر دو۔ لیکن کچھ دیر بعد اس کا مال اسی طرح واپس آ گیا اسے کوئی لینے والا نہیں تھا۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو غنی کر دیا تھا۔

حضرت عمرو بن الغفواء الخزاعی رضی اللہ عنہ کو ان کے رفیق راہ کے متعلق خبر

ابونعیم نے ''معرفہ'' میں اور ابن سعد نے حضرت عمرو بن الغفواء الخزاعی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے مجھے یاد فرمایا۔ آپ ﷺ کی خواہش تھی کہ آپ ﷺ مجھے کچھ مال دے کر حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجیں تاکہ وہ اس مال کو قریش میں تقسیم کر دیں۔ یہ واقعہ فتح مکہ کے بعد کا ہے۔ آپ ﷺ نے مجھے فرمایا اپنے کسی رفیق راہ کو تلاش کر لو۔ میرے پاس عمرو بن امیہ الضمری آیا اس نے کہا مجھے معلوم ہوا ہے کہ تو مکہ معظمہ جانا چاہتا ہے۔ میں تیرے ساتھ جانا چاہتا ہوں۔ جب میں نے نبی کریم ﷺ کو اس کے متعلق بتایا تو آپ ﷺ نے فرمایا جب اس کے قبیلے کے علاقہ میں پہنچنا تو اس سے محتاط رہنا کسی کہنے والے نے کہا ہے اپنے بکری بھائی پر بھی بھروسہ نہ کرو۔ ہم سفر پر روانہ ہوئے۔ جب ہم مقام ''الابواء'' پر پہنچے تو اس نے کہا میں ایک ضروری کام کے لئے اپنی قوم کے پاس جا رہا ہوں تم یہاں میرا انتظار کرو۔ میں نے کہا جاؤ اور جلدی آ جانا۔ جب میرے پاس سے چلا آیا تو مجھے حضور اکرم ﷺ کا فرمان یاد آ گیا۔ میں نے اسی وقت اپنے اونٹ پر سامان لادا اور تیزی سے سفر کرنے لگا۔ جب میں ''اصافر'' پہنچا تو وہ بھی اپنے قبیلے کے چند افراد کے ہمراہ وہاں پہنچ گیا۔ وہ اپنے قبیلے کے افراد کو ساتھ ملا کر مجھ سے جھگڑنے لگا۔ لیکن جب انہوں نے وہاں میری قوت کو دیکھا تو وہ سب واپس آ گئے۔ عمرو بن امیہ میرے پاس آ کر کہنے لگا۔ مجھے اپنی قوم کے ساتھ ایک ضروری کام تھا۔ میں نے کہا ہاں، پھر ہم اپنے سفر پر رواں دواں ہوئے حتی کہ ہم مکہ معظمہ پہنچ گئے۔

حضرت حارث بن سواء رضی اللہ عنہ کے مال میں برکت کی بشارت

ابن شاہین اور ابن مندہ نے مطلب بن عبداللہ سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے بنی حارث سے کہا، تمہارا باپ وہی نہیں تھا۔ جس نے حضور اکرم ﷺ کی بیعت سے انکار کیا تھا۔ حارث رضی اللہ عنہ کے بیٹوں نے مجھ سے کہا آپ ایسا ہر

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کون ہو؟ انہوں نے کہا میں قاطع بن سارق بن ظالم بن عمرو بن شہاب بن مرۃ بن ہلقام بن جلندی بن مستکبر بن جلندی ہوں جو ہر کشتی کو چھین لیا کرتا تھا میں شہزادہ ہوں حضور علیہ السلام نے فرمایا سارق اور ظالم کو چھوڑ و تم ابوصفرہ ہو۔ ابوصفرہ نے یہ سن کر کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور آپ صلی اللہ علیک وسلم اللہ کے سچے رسول ہیں۔ میرے اٹھارہ بیٹے ہیں۔ آخر میں اللہ تعالیٰ نے مجھے بیٹی عطا کی میں نے اس کا نام ''صفرہ'' رکھا ہے۔

حضرت حارث بن عبد کلال الحمیر ی رضی اللہ عنہ کی آمد کی خبر

ہمدانی نے ''انساب'' میں لکھا ہے حارث بن عبد کلال جو یمن کے بادشاہوں میں سے تھے بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے۔ حضور اکرم علیہ السلام نے اس کی آمد سے پہلے ہی صحابہ کرام علیہم الرضوان سے فرمایا اس سمت سے تمہارے پاس ایک شخص آرہا ہے۔ جو کریم الجدین (معزز) ہے۔ کچھ دیر بعد حضرت حارث رضی اللہ عنہ بارگاہ رسالت میں داخل ہوئے اور دامن اسلام سے وابستہ ہو گئے۔

حضرت ام ورقہ رضی اللہ عنہا کی شہادت کی خبر

ابوداؤد اور ابونعیم نے حضرت ام ورقہ بنت نوفل رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ جب نبی کریم علیہ السلام غزوۂ بدر پر تشریف لے گئے تو حضرت ام ورقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی:

یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم مجھے بھی غزوۂ میں شریک ہونے کی اجازت مرحمت فرمائیں۔ شاید اللہ تعالیٰ مجھے مرتبہ شہادت پر فائز کردے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اپنے گھر میں ہی ٹھہری رہو۔ اللہ تعالیٰ تجھے شہادت سے سرخ رو کرے گا۔ آپ علیہ السلام کے اسی فرمان کی وجہ سے ان کا نام شہیدہ پڑ گیا تھا۔ وہ قرآن پاک کی تلاوت عمدہ انداز سے کرتی تھیں۔ ان کے پاس ایک غلام اور ایک لونڈی تھی۔ رات کے وقت انہوں نے حضرت ام ورقہ کو ایک موٹے کپڑے سے ڈھانپ دیا۔ جس کی وجہ سے ان کی موت واقع ہوگئی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں تختہ دار پر لٹکا دینے کا حکم دیا۔ مدینہ طیبہ میں یہ پہلے دو آدمی تھے۔ جنہیں پھانسی دی گئی۔

امام بیہقی نے اسی روایت کو کچھ اضافہ کے ساتھ بیان کیا ہے۔ اس روایت کے آخر میں انہوں نے لکھا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ کے پیارے رسول علیہ السلام نے سچ فرمایا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے۔ چلو شہیدہ کی زیارت کرتے ہیں۔

حضرت وابصہ الاسدی رضی اللہ عنہ کے دل کی بات بتائی

امام احمد وغیرہ نے حضرت وابصہ الاسدی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا تاکہ نیکی اور گناہ کے متعلق سوال کروں۔ حضور اکرم علیہ السلام نے میرے عرض کرنے سے پہلے ہی فرمایا اے وابصہ! کیا میں بتاؤں کہ تم کس لیے میرے پاس آئے ہو۔ میں نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم آپ بتائیں کہ میں کس مقصد کے لیے حاضر ہوا ہوں۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا تم مجھ سے نیکی اور گناہ کے متعلق پوچھنے آئے ہو۔ میں نے کہا

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وہ کنگن سونے کے تھے۔

حضرت قدر بن عمار رضی اللہ عنہ کے لیے امن و آشتی کی پیش گوئی

ابن سعد نے حضرت ہشام بن محمد سے اور وہ بنی سلیم کے ایک شخص سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت قدر بن عمار رضی اللہ عنہ وفد کی صورت میں بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور دولت اسلام سے مالا مال ہوئے انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ سے وعدہ کیا کہ وہ آپ ﷺ کی بارگاہ میں ایک ہزار گھوڑ سوار پیش کریں گے۔ سو سوار اپنے قبیلے میں ہی ٹھہرے رہے۔ حضور نبی محترم ﷺ نے نو سو سواروں کو دیکھ کر فرمایا باقی سو کہاں ہیں۔ حضرت قدر نے عرض کی باقی سو سوار اپنے قبیلہ میں ہی موجود ہیں کیونکہ ہم کو کسی قبیلہ کے حملہ آور ہونے کا خطرہ ہے کیونکہ ہمارے اور بنی کنانہ کے درمیان عداوت ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا باقی سو سواروں کو بھی بلا لو اس سال تمہیں کسی بھی ناپسندیدہ چیز کا سامنا نہیں کرنا پڑے گا۔ حضرت قدر رضی اللہ عنہ نے باقی سواروں کو بھی حاضر ہونے کے لیے پیغام بھیج دیا۔ جب کارواں ''ہداۃ'' کے مقام پر پہنچا تو انہوں نے گھوڑوں کے ٹاپو کی آواز کو سنا۔ انہوں نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وآلک وسلم وہ ہمارے پاس آگئے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا وہ تمہارے ساتھی ہی ہیں۔ تمہارے مخالفین نہیں ہیں۔ یہ بنی سلیم کے جوان ہیں۔

حضرت ذوالجوشن رضی اللہ عنہ کو غلبہ اسلام کی خوشخبری

ابن سعد نے ابواسحاق سبعی سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ ذوالجوشن کلابی بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے آپ ﷺ نے فرمایا کون سی چیز تیرے اسلام لانے کے مانع ہے۔ انہوں نے کہا میں دیکھتا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیک وسلم کی قوم نے آپ کو جھٹلایا ہے۔ انہوں نے آپ کو اپنے شہر سے نکال دیا ہے اور آپ کے ساتھ جنگ کی ہے۔ میں صورت حال کا جائزہ لے رہا ہوں۔ اگر آپ ان پر غالب آجائیں گے تو میں آپ پر ایمان لے آؤں گا۔ اور آپ کی اتباع کروں گا۔ اور اگر انہوں نے آپ کو مغلوب کر دیا تو پھر میں آپ کی اتباع نہیں کروں گا۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اے ذوالجوشن! اگر تو کچھ عرصہ زندہ رہا تو تجھے معلوم ہو جائے گا کہ میں ان پر غالب آگیا ہوں۔ حضرت ذوالجوشن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں بِضَرِیّہ کے مقام پر تھا۔ میرے پاس مکہ معظمہ کی جانب سے ایک سوار آیا۔ میں نے اس سے کہا کوئی نئی خبر سناؤ اس نے کہا محمد (مصطفیٰ ﷺ) اہل مکہ پر غالب آگئے ہیں۔ حضرت ذوالجوشن رضی اللہ عنہ اس بات پر افسوس کرتے تھے کہ انہوں نے اس وقت اسلام قبول کیوں نہ کر لیا۔ جب حضور اکرم ﷺ نے انہیں اسلام کی دعوت دی تھی۔

حضرت ابوصفرہ رضی اللہ عنہ کے متعلق ایک غیبی خبر

ابن مندہ اور ابن عساکر نے محمد بن غالب بن عبدالرحمٰن بن یزید بن مہلب بن ابی صفرہ سے روایت کیا ہے کہ ابوصفرہ رضی اللہ عنہ حضور اکرم ﷺ کی بیعت کرنے کیلئے مدینہ طیبہ میں حاضر ہوئے اس وقت انہوں نے سبز حلہ پہن رکھا تھا۔ وہ اس کے دامن کو زمین پر گھسیٹ رہے تھے۔ وہ دراز قد، حسین وجمیل اور فصیح شخص تھے۔ حضور نبی مکرم ﷺ نے ان سے پوچھا تم

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اس قوم کو اس فعل سے منع فرمایا انہوں نے کہا ہمیں وہ آیت سناؤ جو اس کے متعلق نازل ہوئی ہے اس وقت حضرت ابوریحانہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب ﷺ نے سچ فرمایا ہے۔

حضرت عمرو بن الحمق رضی اللہ عنہ کے انتقال کی خبر

ابن عساکر نے رفاعہ بن شداد البجلی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عمرو بن الحمق رضی اللہ عنہ کو طلب کیا تو میں بھی ان کے ہمراہ گیا۔ حضرت عمرو رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا اے رفاعہ! یہ لوگ مجھے قتل کرنے لگے ہیں۔ مجھے رسول کریم ﷺ نے خبر دی تھی کہ جن وانس میرے خون میں شریک ہوں گے۔ حضرت رفاعہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ابھی انہوں نے اپنی بات مکمل کی ہی تھی کہ میں نے گھوڑوں کی لگاموں کو دیکھا انہوں نے مجھے الوداع کہا۔ ایک سانپ نے ان پر حملہ کیا اور ان کو ڈس لیا۔ گھوڑسواروں نے ان کو پکڑا اور ان کا سرتن سے جدا کر دیا۔ یہ پہلا سر تھا جو اسلام میں ہدیہ دیا گیا۔

حضرت الاقرع بن شفی العکی رضی اللہ عنہ کو زندگی اور ہجرت کی بشارت

ابن السکن، ابن مندہ اور ابن عساکر نے کئی اسناد سے حضرت الاقرع بن شفی العکی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ میری عیادت کے لیے میرے پاس تشریف لائے۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میں اس مرض سے نجات حاصل نہیں کرسکوں گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہرگز نہیں۔ ابھی تم بحیات رہو گے تم سرزمین شام کی طرف ہجرت کرو گے۔ وہاں تمہیں موت آئے گی۔ اور فلسطین کے ایک علاقے رملہ میں تمہیں دفن کیا جائے گا۔ حضرت الاقرع رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں وصال فرما گئے اور ''رملہ'' میں انہیں دفن کیا گیا۔

حضرت نضر بن حارث رضی اللہ عنہ کے ارادہ کی خبر

امام واقدی نے ابراہیم بن محمد سے روایت کیا ہے کہ حضرت نضر بن حارث رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں قریش کے ساتھ حنین کی طرف نکلا۔ ہمارا ارادہ یہ تھا کہ اگر مسلمانوں نے قریش کو شکست دے دی۔ تو ہم قریش کی مدد کریں گے۔ لیکن ہمارے لیے ایسا کرنا ممکن نہ ہوا۔ جب ہم جعرانہ کے مقام تک پہنچے تو میں ابھی تک اپنے ارادے پر ہی قائم تھا۔ وہاں حضور نبی محترم ﷺ نے میرے ساتھ ملاقات فرمائی اور فرمایا اے نضر! میں نے کہا ''لبیک'' آپ ﷺ نے فرمایا کیا یہ بہتر ہے یا وہ بہتر تھا جس کا حنین کے دن تو نے ارادہ کیا تھا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے تیرے ارادے کو پورا نہ کیا۔ میں جلدی سے آپ ﷺ کے قریب ہوا اور کہا ''اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ'' آپ ﷺ نے دعا فرمائی مولا! اسے ثابت قدمی عطا فرما۔ حضرت نضر نے فرمایا مجھے اس ذات کی قسم! جس نے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے۔ دین پر استقامت اور حق کی بصیرت کے لحاظ سے میرا دل پتھر سے بھی زیادہ سخت ہے۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مجھے اس ذات کی قسم! جس نے آپ صلی اللہ علیک وسلم کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے میں اسی وجہ سے حاضر خدمت ہوا ہوں آپ ﷺ نے فرمایا نیکی وہ ہے جس سے تیرا سینہ کھل جائے اور بدی وہ ہے جو تیرے دل میں کھٹکتی رہے۔ اگرچہ لوگ اس کے بارے میں فتویٰ دیں۔

حضرت قیس بن خرشہ رضی اللہ عنہ کے متعلق غیب کی خبر

الطبرانی اور امام بیہقی نے محمد بن یزید بن ابی زیادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت قیس بن خرشہ رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم اللہ کی جانب سے آپ پر جو کلام نازل ہوا ہے۔ اس پر آپ کی بیعت کرتا ہوں۔ نیز میں اس بات پر بھی آپ کی بیعت کرتا ہوں کہ میں حق بات کہوں گا۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اے قیس! ممکن ہے میرے بعد ایک ایسا زمانہ آئے جس میں تم حق بات نہ کہہ سکو۔

حضرت قیس رضی اللہ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میں جس بات پر بھی آپ ﷺ کی بیعت کروں گا۔ اسے ضرور پورا کروں گا۔ حضور ﷺ نے فرمایا پھر کوئی شخص تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکے گا۔

حضرت قیس رضی اللہ عنہ زیاد اور عبداللہ بن زیاد کے عیب نکالتے تھے۔ جب ابن زیاد کو یہ خبر پہنچی تو اس نے حضرت قیس رضی اللہ عنہ کو اپنے پاس بلایا اور کہا کیا تم ہی وہ شخص ہو جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ پر بہتان باندھتے ہو۔ حضرت قیس رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ پر بہتان نہیں باندھتا البتہ اگر تو پسند کرتا ہے تو میں تمہیں اس شخص کے متعلق بتا سکتا ہوں جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مکرم ﷺ پر بہتان باندھتا ہے اور جو اللہ تعالیٰ کی کتاب اور اس کے محبوب ﷺ کی سنت پر عمل پیرا نہیں ہوتا۔ ابن زیاد نے پوچھا وہ کون شخص ہے۔ حضرت قیس رضی اللہ عنہ نے فرمایا وہ آدمی تو اور تیرا باپ ہے اور وہ شخص ہے جس نے تم کو امیر مقرر کیا ہے۔ حضرت قیس رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مکرم ﷺ پر کیا بہتان باندھا ہے؟

ابن زیاد نے کہا تم یہ گمان کرتے ہو کہ کوئی انسان تجھے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں میں ایسا ہی کہتا ہوں۔ ابن زیاد نے کہا آج تجھے معلوم ہو جائے گا کہ تم جھوٹ بولا کرتے تھے۔ پھر اس نے جلاد کو بلانے کا حکم دیا۔ اس وقت حضرت قیس رضی اللہ عنہ ایک جانب جھکے اور ان کی روح عالم بالا کو پرواز کر گئی۔

حضرت ابو ریحانہ رضی اللہ عنہ کو غیب کی خبر

محمد ابن ربیع الجیزی نے حضرت ابو ریحانہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا اے ابو ریحانہ! اس وقت تمہاری کیا کیفیت ہوگی جب تم ایک ایسی قوم کے پاس سے گذرو گے جس نے ایک جانور کو قید کر رکھا ہوگا۔ تم ان سے کہو گے کہ حضور نبی مکرم ﷺ نے اس کام سے منع فرمایا ہے۔ وہ تم سے کہیں گے ہمیں وہ آیت پڑھ کر سناؤ جو اس کے متعلق نازل ہوئی ہے۔

حضرت ابو ریحانہ رضی اللہ عنہ ایک قوم ایسی قوم کے پاس سے گذرے جس نے ایک مرغی کو باندھ رکھا تھا۔ انہوں نے

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دیکھا۔انہوں نے عرض کی۔اس کی وجہ یہ ہے کہ آج حضرت معاویہ ابن معاویہ اللیثی مدینہ طیبہ میں انتقال کر گئے ہیں۔اللہ تعالیٰ نے ستر ہزار ملائکہ کو بھیجا ہے۔وہ ان کی نماز جنازہ ادا کر رہے ہیں۔حضور اکرم ﷺ نے فرمایا انہیں یہ مرتبہ کیسے نصیب ہوا۔حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا وہ صبح وشام اٹھتے، بیٹھتے اور چلتے ہوئے سورۃ اخلاص کی تلاوت کرتے تھے۔اگر آپ صلی اللہ علیک وسلم ان کی نماز جنازہ ادا کرنا چاہیں تو میں آپ کے لئے زمین کو سمیٹ دیتا ہوں۔آپ ﷺ نے ان کی نماز جنازہ ادا فرمائی۔

ابن سعد اور امام بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت جبرائیل بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے انہوں نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم معاویہ بن معاویہ المزنی رضی اللہ عنہ کا انتقال ہو گیا ہے۔کیا آپ ان کی نماز جنازہ ادا کرنا پسند فرمائیں گے۔آپ ﷺ نے فرمایا ہاں حضرت جبرائیل نے اپنے پر کو زمین پر مارا جس سے تمام ٹیلے اور درخت پست ہو گئے۔حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی چارپائی اٹھا کر حضور اکرم ﷺ کے سامنے رکھ دی گئی۔آپ ﷺ نے ان کی نماز جنازہ ادا فرمائی۔آپ ﷺ کے پیچھے ملائکہ کی دو صفیں تھیں۔ہر صف میں ستر ہزار فرشتے تھے۔حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اے جبرائیل! حضرت معاویہ نے یہ رتبہ کیسے حاصل کیا۔حضرت جبرائیل نے کہا وہ سورۃ اخلاص سے پیار کرتے تھے۔وہ اٹھتے بیٹھتے، آتے جاتے اور ہر حال میں اس سورۃ کی تلاوت کرتے تھے۔

حضرت عوف ابن مالک الاشجعی رضی اللہ عنہ کے متعلق غیب کی ایک خبر

ابن اسحاق اور امام بیہقی نے حضرت عوف بن مالک الاشجعی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔وہ فرماتے ہیں۔کہ میں غزوۂ ذات السلاسل میں موجود تھا۔حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ میرے رفیق راہ تھے۔ہم ایک ایسی قوم کے پاس سے گذرے۔جنہوں نے ایک اونٹ کو ذبح کیا ہوا تھا۔لیکن وہ اس کے گوشت کو تقسیم کرنے کی قدرت نہیں رکھتے تھے۔میں گوشت تقسیم کرنے کا ماہر تھا۔میں نے انؓ سے کہا تم مجھے اونٹ کے گوشت کا دسواں حصہ دو میں اس کا گوشت تمہارے درمیان تقسیم کر دیتا ہوں۔انہوں نے مجھے دسواں حصہ دینے کا وعدہ کیا۔میں نے گوشت ان کے مابین تقسیم کیا اور اپنا حصہ لے کر اپنے ہمراہیوں کے پاس آ گیا۔ہم نے اس گوشت کو پکایا اور کھا لیا۔حضرت ابوبکر اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما نے پوچھا اے عوف! تم نے یہ گوشت کہاں سے لیا۔میں نے انہیں تمام واقعہ سنایا۔انہوں نے کہا تم نے ہم کو یہ گوشت کھلا کر اچھا نہیں کیا۔ان دونوں نے قے کر کے اپنے پیٹ کو خالی کر دیا۔جب لوگ اس سفر سے واپس آئے تو میں سب سے پہلے بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا۔آپ ﷺ نے فرمایا عوف! میں نے عرض کی جی ہاں آپ ﷺ نے فرمایا اونٹوں کو تقسیم کرنے والے اس کے علاوہ مزید کچھ ارشاد نہ فرمایا۔

وفد عبدالقیس کے متعلق غیبی خبریں

ابویعلی اور امام بیہقی نے حضرت مزیدہ العغصری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے گفتگو فرما رہے تھے۔آپ ﷺ نے دوران گفتگو فرمایا "عنقریب تمہارے پاس ایک کارواں آ رہا

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضرت قباث بن اشیم اللیثی کے دل کے ارادہ کی خبر

الطبرانی نے ابان بن سلیمان سے اور وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت قباث اللیثی رضی اللہ عنہ کے اسلام قبول کرنے کا سبب یہ تھا کہ عرب کے چند لوگ ان کے پاس آئے اور کہا محمد (ﷺ) کا ظہور ہوا ہے۔ وہ ہمارے اس دین کے علاوہ ایک اور دین کی طرف دعوت دیتے ہیں۔ حضرت قباث رضی اللہ عنہ اسی وقت وہاں سے چل پڑے اور بارگاہ رسالت میں حاضر ہو گئے۔ حضور نبی محترم ﷺ نے فرمایا اے قباث! بیٹھ جاؤ لیکن حضرت قباث حیران و ششدر کھڑے تھے۔ حضور نبی مکرم ﷺ نے اس سے فرمایا اگر قریش کی عورتیں مقابلہ کے لیے نکلتیں تو محمد (ﷺ) اور ان کے ساتھیوں کو شکست کا سامنا کرنا پڑتا۔ قباث نے کہا مجھے اس ذات کی قسم! جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے۔ اس بات کو میری زبان نے ادا نہیں کیا۔ یہ بات میرے ہونٹوں نے نہیں کہی کسی شخص نے مجھ سے یہ بات نہیں سنی۔ یہ بات تو صرف میرے نہاں خانہ دل میں پیدا ہوئی تھی۔

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور آپ ﷺ جو پیغام لے کر آئے ہیں وہ حق ہے۔

امام بیہقی نے امام واقدی سے روایت کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ حضرت قباث بن اشیم رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے۔ کہ میں غزوۂ بدر میں موجود تھا۔ میں نے محمد ﷺ کے ساتھیوں کو دیکھا وہ مجھے قلیل نظر آئے۔ لیکن ہمارے پاس افرادی قوت بھی زیادہ تھی۔ اور ساز و سامان کی بھی کثرت تھی۔ اس کے باوجود قریش مکہ کو شکست سے دوچار ہونا پڑا۔ میں مشرکین کے ہر فرد کے چہرے کی طرف غور سے دیکھتا رہا۔ میں نے دل میں کہا۔ میں نے ساری زندگی اتنا عجیب معاملہ (اس طرح کی شکست) نہیں دیکھا۔ ہم عورتوں کی طرح میدان بدر سے بھاگ رہے تھے۔ غزوۂ خندق کے بعد میرے دل میں اسلام کی محبت جاگزین ہو گئی۔ میں بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اور آپ ﷺ کو سلام عرض کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے قباث! کیا تو نے غزوۂ بدر کے دن یہ نہیں کہا تھا کہ عورتوں کی طرح بھاگنے کا منظر میں نے پہلی دفعہ دیکھا ہے۔ میں نے کہا ''اَشْهَدُ اَنَّکَ رَسُوْلُ اللّٰهِ'' میں نے یہ بات کسی شخص سے نہیں کی تھی اور نہ ہی یہ بات میرے منہ سے نکلی یہ بات تو صرف میرے دل میں پیدا ہوئی تھی۔ اگر آپ صلی اللہ علیک وسلم نبی نہ ہوتے تو پھر اللہ تعالیٰ کبھی بھی آپ کو اس پر مطلع نہ فرماتا۔ آپ ﷺ نے مجھ پر اسلام پیش کیا۔ میں نے اسلام قبول کر لیا۔

حضرت معاویہ اللیثی رضی اللہ عنہ کے وصال کی خبر

ابن سعد اور امام بیہقی نے علاء بن محمد الثقفی رضی اللہ عنہ کی سند سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ غزوۂ تبوک میں ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ سورج بڑی آب و تاب سے طلوع ہوا اس سے پہلے ہم نے سورج کی تابناکیاں اتنی زیادہ نہیں دیکھی تھیں۔ حضرت جبرائیل امین بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پوچھا۔ اے جبرائیل! آج سورج بڑی آب و تاب اور ضیاء پاشیوں کے ساتھ طلوع ہوا ہے۔ میں نے اس سے قبل اس کے نور کو اس طرح نہیں

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم وہ کون سی خصلتیں ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا وہ حلم اور وقار ہیں۔ انہوں نے عرض کی کیا یہ خصلتیں فطری ہیں یا بعد میں پیدا کی گئی ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا یہ تمہاری دونوں خصلتیں فطرتی ہیں۔

حاکم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اہل ہجر سے عبد القیس کا وفد بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا۔ حضور نبی محترم ﷺ ان کے پاس تشریف فرما تھے۔ آپ ﷺ نے اس وفد کی طرف توجہ فرمائی اور فرمایا تمہارے ہاں کئی اقسام کی کھجوریں پیدا ہوتی ہیں۔ جن کا تم نے فلاں فلاں نام رکھا ہوا ہے۔ حتی کہ آپ ﷺ نے ان کی تمام کھجوروں کے رنگ بھی بیان فرمائے۔ اس قوم کے ایک شخص نے عرض کی یارسول! صلی اللہ علیک وسلم میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیک وسلم پر قربان ہوں۔ اللہ کی قسم اگر سرزمین ہجر پر آپ ﷺ کی ولادت ہوتی پھر بھی آپ ان کھجوروں کے متعلق اتنا ہی جانتے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب سے تم یہاں بیٹھے ہو تمہاری زمین کو اٹھا کر میرے سامنے رکھ دیا گیا ہے۔ میں نے اس زمین کے تمام نشیب و فراز کو دیکھا ہے۔ البرنی تمہاری عمدہ ترین کھجور ہے۔ جو ہر بیماری کو ختم کر دیتی ہے۔ لیکن اس میں کوئی بیماری نہیں ہے۔

امام احمد نے شہاب بن عباد سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے عبد القیس کے وفد کے ایک شخص سے سنا وہ کہتا تھا۔ کہ اشج نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم ہماری زمین کی آب و ہوا ثقیل اور مضر صحت ہے۔ اگر ہم شراب نہ پئیں تو ہمارے رنگ تبدیل ہو جاتے ہیں۔ اور ہمارے پیٹ بڑے ہو جاتے ہیں۔ ہمیں کچھ شراب پینے کی اجازت مرحمت فرمائیں۔ انہوں نے اپنے ہاتھ سے چلو کا اشارہ کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اگر میں تمہیں چلو بھر شراب پینے کی اجازت دے دوں تو پھر تم اتنی زیادہ شراب پینا شروع کر دو گے۔ آپ ﷺ نے اپنے ہاتھوں کو کھولا اور انہیں پھیلا دیا۔ حتی کہ تم میں سے کوئی ایک نشے میں لت پت ہو کر اپنے چچازاد بھائی کے پاس جائے گا اور اس کی پنڈلی کو تلوار سے زخمی کر دے گا۔ اس وفد میں ایک شخص موجود تھا۔ اس کا نام حارث تھا۔ اس نے اشعار میں ایک عورت کا تذکرہ کیا تھا۔ ایک شخص نے شراب پی کر اس کی پنڈلی کو زخمی کر دیا تھا۔ حضور ﷺ کا مذکورہ بالا فرمان سن کر اس نے اپنی پنڈلی کو ڈھانپ دیا تا کہ اس کا وہ زخم نظر نہ آئے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی مکرم ﷺ کے لیے اس کو ظاہر کر دیا تھا۔

ایک اعرابی کے وصال کی خبر

ابن خزیمہ، امام بیہقی اور الطبرانی نے کدیر الضبی سے روایت کیا ہے کہ ایک اعرابی بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا: یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم مجھے کسی ایسے عمل کے متعلق بتائیں جو مجھے جنت کے قریب اور آگ سے دور کر دے۔ آپ ﷺ نے فرمایا عدل و انصاف کی بات کیا کرو۔ اور اپنا فالتو مال راہ خدا میں صرف کیا کرو اس اعرابی نے کہا اللہ کی قسم! ہر وقت میں عدل کی بات کہنے کی طاقت نہیں رکھتا اور نہ ہی میں اپنا ضرورت سے زیادہ مال کسی کو دے سکتا ہوں۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا پھر لوگوں کو کھانا کھلایا کرو اور سلام کیا کرو۔ اس اعرابی نے کہا مجھ سے یہ بھی نہیں ہو سکے گا۔ آپ ﷺ نے اس سے پوچھا کیا تمہارے پاس اونٹ ہے اس نے کہا ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اپنے اونٹ اور مشک کے

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہے۔ وہ کارواں ایسے لوگوں پر مشتمل ہے۔ جو تمام اہل مشرق سے بہترین ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور اسی سمت تشریف لے گئے۔ جس طرف حضور ﷺ نے اشارہ فرمایا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ کو تیرہ افراد ملے آپ رضی اللہ عنہ نے پوچھا تمہارا تعلق کس قبیلہ سے ہے۔ انہوں نے کہا ہمارا تعلق بنو عبدالقیس سے ہے۔

ابن شاہین نے صحار بن عباس اور مزیدہ بن مالک سے روایت کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں۔ اشج عبدالقیس دارین کے ایک راہب کا دوست تھا۔ ایک سال عبدالقیس کی اس سے ملاقات ہوئی۔ اس راہب نے اسے بتایا کہ ایک نبی ﷺ کا مکہ میں ظہور ہونے والا ہے۔ وہ ہدیہ تناول فرمالیں گے۔ لیکن صدقہ نہیں کھائیں گے۔ ان کے کندھوں کے درمیان ایک علامت ہوگی۔ وہ تمام دینوں پر غالب آجائیں گے۔ اس کے بعد اس راہب کا انتقال ہوگیا۔ اشج نے اپنے بھانجے کو مکہ معظمہ بھیجا وہ ہجرت کے سال مکہ معظمہ میں آیا اور حضور ﷺ سے ملاقات کی اور تمام علامات کو دیکھا۔ وہ دامن اسلام میں آگیا۔ حضور اکرم ﷺ نے اس کو سورۃ الفاتحہ اور سورۃ العلق کی تعلیم دی اور فرمایا جاؤ اپنے ماموں کو اسلام کی دعوت دو۔ اس آدمی نے واپس آکر اشج کو دعوت اسلام دی۔ اس نے بھی اسلام قبول کرلیا۔

کچھ دیر تک وہ اپنے اسلام کو چھپاتا رہا پھر سولہ افراد کے ساتھ مدینہ طیبہ میں حاضر ہوا۔ جس صبح وفد عبدالقیس بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا۔ اس سے ایک رات پہلے حضور نبی کریم ﷺ اپنے کاشانہ اقدس سے باہر تشریف لائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا مشرق کی سمت سے ایک ایسا کارواں آرہا ہے۔ جو کسی مجبوری کی وجہ سے اسلام کی طرف نہیں آرہے۔ ان کے امیر کی ایک علامت ہے۔ صبح عبدالقیس اپنی قوم کے کچھ افراد کے ساتھ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوگیا۔ یہ کارواں فتح مکہ کے سال بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا تھا۔

ابن سعد نے حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک دفعہ حضور ﷺ نے افق کی طرف دیکھا اور فرمایا مشرق کی سمت سے تمہارے پاس ایک ایسا قافلہ آرہا ہے۔ جس نے کسی مجبوری کی بنا پر اسلام قبول نہیں کیا۔ انہوں نے اپنے جانوروں کو کمزور کردیا ہے۔ ان کا سامان ختم ہوچکا ہے اور ان کے امیر کی ایک خاص نشانی ہے۔ اے مولا! عبدالقیس کے وفد کو معاف فرما وہ میرے پاس مال کا مطالبہ کرنے کے لیے نہیں آرہے۔ وہ اہل مشرق میں سے بہترین ہیں۔ صبح کو بیس افراد کا قافلہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا۔ حضرت عبداللہ بن عوف اشج ان کے امیر تھے۔ اس وقت حضور نبی محترم ﷺ مسجد نبوی میں تشریف فرما تھے۔ اس کارواں نے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سلام عرض کیا۔ آپ ﷺ نے ان کے سلام کا جواب دیا۔ آپ ﷺ نے پوچھا تم میں سے عبداللہ بن عوف کون ہے؟ حضرت عبداللہ نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میں ہی ابن عوف ہوں حضرت عبداللہ بن عوف خوبرو نہ تھے۔ آپ ﷺ نے ان کی طرف دیکھا اور فرمایا! مردوں کی کھال میں پانی نہیں بھرا جاتا۔ انسان میں صرف دو چیزیں لازمی ہوتی ہیں۔

(۱) اس کا دل (۲) اس کی زبان

حضور ﷺ نے فرمایا تم میں دو ایسی خصلتیں ہیں۔ جن سے اللہ تعالیٰ پیار کرتا ہے۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کی اونٹنی کہاں ہے۔حضور اکرم رحمت عالم ﷺ نے فرمایا (اس وقت عمارہ بن حزن بھی وہاں موجود تھا) ایک منافق کہتا ہے کہ محمد (عربی ﷺ) گمان کرتے ہیں کہ وہ اللہ کے نبی ہیں۔وہ تمہیں آسمان کی خبریں دیتے ہیں۔لیکن انہیں اتنا معلوم نہیں کہ ان کی اونٹنی کہاں ہے۔اللہ کی قسم! میں وہی کچھ جانتا ہوں جو کچھ اللہ نے مجھے سکھایا ہے۔اللہ تعالیٰ نے مجھے اس اونٹنی کے متعلق بتایا ہے وہ فلاں گھاٹی میں ہے۔ایک درخت کے ساتھ اس کی نکیل اٹکی ہوئی ہے۔جاؤ اور اسے لے آؤ۔عمارہ اپنے اہل خانہ کے پاس آیا اور انہیں بتایا کہ حضور ﷺ ایک شخص کے متعلق یوں ارشاد فرما رہے تھے۔ایک شخص جو عمارہ کے گھر میں تھا اس نے کہا اللہ کی قسم! میں نے ایک منافق کو سنا وہ ایسی ہی بات کر رہا تھا۔

حضرت حارث بن سوید رضی اللہ عنہ کی موت کی خبر

ابن سعد نے واقدی کی سند سے روایت کیا ہے کہ سوید بن صامت نے زیاد ابو مجدر کو قتل کر دیا۔کچھ عرصہ بعد موقع پا کر مجدر نے سوید کو قتل کر دیا۔یہ واقعہ اسلام کے ظہور سے پہلے کا ہے۔جب حضور ﷺ مدینہ طیبہ تشریف لائے تو حارث بن سوید اور مجدر بن زیاد دونوں نے اسلام قبول کر لیا۔اور غزوۂ بدر میں شرکت کی حارث مجدر کی تلاش میں رہے تا کہ انہیں قتل کر کے اپنے باپ کا بدلہ لے سکیں۔لیکن وہ ایسا نہ کر سکے۔جب غزوۂ احد رونما ہوا اور مسلمان اس مصیبت سے دو چار ہوئے۔تو حارث چپکے سے مجدر کے پیچھے سے آئے اور ان کی گردن اڑا دی جب حضور ﷺ حمراء الاسد سے واپس تشریف لائے تو حضرت جبرائیل علیہ السلام آپ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور خبر دی کہ حارث بن سوید نے مجدر بن زیاد کو دھوکے سے قتل کر دیا ہے۔اسی دن حضور ﷺ قبا کی طرف تشریف لے گئے۔سخت گرمی پڑ رہی تھی۔آپ ﷺ مسجد قباء میں داخل ہوئے اور وہاں نماز ادا فرمائی۔جب انصار نے آپ ﷺ کی آمد کے متعلق سنا تو وہ سلام عرض کرنے کے لیے وہاں حاضر ہونے لگے۔انہوں نے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس وقت وہاں تشریف لانے کو عجیب سمجھا۔حارث بن سوید بھی وہاں آئے۔انہوں نے زرد رنگ کی چادر اوڑھ رکھی تھی۔جب حضور اکرم ﷺ نے انہیں دیکھا تو عویم بن ساعدہ کو بلایا اور فرمایا حارث بن سوید کو مسجد کے دروازے کی طرف لے جاؤ اور مجدر بن زیاد کے قصاص میں ان کی گردن اڑا دو۔انہوں نے اس کو دھوکے سے قتل کیا ہے۔حارث نے کہا اللہ کی قسم! اس کو میں نے ہی قتل کیا ہے۔لیکن میں نے اس کو اس وجہ سے قتل نہیں کیا کہ میں نے اسلام سے رجوع کر لیا ہے یا مجھے اس میں کوئی شک ہوا ہے۔بلکہ یہ قتل شیطان اور نفس کی ترغیب کی وجہ سے ہوا ہے۔اب میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مکرم ﷺ کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں۔اس کی دیت دیتا ہوں۔لگاتار دو ماہ روزے رکھتا ہوں اور غلام آزاد کرتا ہوں۔جب انہوں نے اپنے کلام کو ختم کیا تو حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اے عویم! ان کا سر تن سے جدا کر دو۔آپ ﷺ کا یہ فرمان سن کر انہوں نے حارث کا سر تن سے جدا کر دیا۔

يَا حَارُ فِي سِنَةٍ مِّنْ نَوْمٍ اَوَّلُكُمْ　　اَمْ كُنْتَ وَيْحَكَ مُغْتَرًّا بِجِبْرِيْلَ

اَمْ كَيْفَ بِابْنِ زِيَادٍ حِيْنَ تَقْتُلُهٗ　　بِغِرَّةٍ فِيْ فَضَاءِ الْاَرْضِ مَجْهُوْلِ

اے حارث تو نیند کی وادی میں پڑا رہا اور جبریل کی وحی سے غافل رہا تجھ پر افسوس ہے کہ اس وقت تیری کیا حالت تھی

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ذریعے پانی لایا کرو اور ان لوگوں تک پانی پہنچایا کرو جن تک پانی کی رسائی ممکن نہیں۔ اس سے قبل کہ تیرا اونٹ ہلاک ہو اور تیری مشک پھٹے اللہ تعالیٰ تجھ پر جنت واجب کر دے گا۔ اعرابی چلا گیا۔ وہ حضور ﷺ کے بتائے ہوئے کام میں مشغول ہو گیا۔ ابھی اس کا اونٹ بھی نہ مرا تھا اور نہ ہی اس کی مشک کا کوئی نقصان ہوا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو شہادت کا رتبہ دے دیا۔

امام منذری کہتے ہیں کہ اس کے تمام راوی صحیح ہیں۔ سوائے کدیر تابعی کے یہ حدیث مرسل ہے۔ (اس کی سند سے صحابی ساقط ہے) حضرت علامہ امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ یہ روایت ایک اور سند سے بھی مروی ہے جو متصل ہے۔

ایک منافق کی موت کی خبر

امام بیہقی اور ابو نعیم نے موسیٰ بن عقبہ اور عروہ سے روایت کیا ہے کہ نبی محترم ﷺ غزوہ بنی مصطلق سے واپس تشریف لا رہے تھے۔ جب آپ ﷺ مدینہ طیبہ کے قریب پہنچے تو اتنی شدید آندھی آئی قریب تھا کہ پورا کارواں ریت میں دفن ہو جاتا۔ حضور ﷺ نے فرمایا یہ ہوا ایک منافق کی موت کی خبر لے کر آئی ہے۔ جب ہم مدینہ پہنچے تو منافقین کا ایک سردار جہنم واصل ہو چکا تھا۔ اس کا نام رفاعہ بن زید بن تابوت تھا۔ دن کے آخری حصہ میں ہوا تھم گئی۔ لوگوں نے اپنی سواریوں کو اکٹھا کیا۔ حضور ﷺ کی اونٹنی دوسرے اونٹوں کے ساتھ نہ تھی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ ﷺ کی سواری کی جستجو شروع کی۔ ایک منافق نے انصاری کی محفل میں کہا۔ محمد (ﷺ) اس اونٹنی سے عظیم خبریں تو ہمیں بیان کرتے ہیں۔ کیا اللہ تعالیٰ انہیں یہ نہیں بتا دیتا کہ ان کی اونٹنی کہاں ہے۔ یہ بات کر کے وہ منافق بارگاہ رسالت میں آیا۔ اس نے سنا کہ حضور اکرم ﷺ بیان فرما رہے ہیں۔ کہ ایک منافق طعنہ دے رہا تھا کہ رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی گم ہو گئی ہے۔ کیا اللہ تعالیٰ انہیں یہ نہیں بتا سکتا کہ ان کی اونٹنی کہاں ہے۔ اللہ رب العزت نے مجھے اس کے مقام سے آگاہ کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی شخص بذات خود غیب نہیں جان سکتا۔ میری اونٹنی اس گھاٹی میں ہے جو تمہارے سامنے ہے اس کی نکیل ایک درخت کے ساتھ معلق ہو گئی ہے صحابہ کرام اس اونٹنی کی طرف گئے اور اسے بارگاہ رسالت میں پیش کر دیا۔ وہ منافق دوڑتا ہوا اس گروہ کے پاس آیا جس کے سامنے اس نے یہ بات کی تھی۔ وہ لوگ ابھی تک اپنی جگہ پر ہی بیٹھے ہوئے تھے۔ ان میں ایک بھی اپنی جگہ سے نہیں اٹھا تھا۔ منافق نے ان لوگوں کو مخاطب کر کے کہا میں تمہیں اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا تم میں سے کوئی محمد (ﷺ) کے پاس گیا ہے اور اس نے وہاں گفتگو بتائی ہے۔ جو میں نے کچھ دیر پہلے یہاں کی تھی۔ لوگوں نے کہا نہیں اللہ کی قسم نہیں ہم تو ابھی تک یہاں ہی بیٹھے ہوئے ہیں۔ منافق نے کہا میں حضور ﷺ سے سن کر آیا ہوں۔ آپ ﷺ میری ہی بات کو بیان فرما رہے تھے۔ اس سے قبل میں آپ ﷺ کی نبوت میں شک کرتا تھا۔ اب گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ کے سچے رسول ہیں۔

غزوۂ تبوک میں آپ ﷺ کے علم غیب کا اظہار

امام بیہقی اور ابو نعیم نے ابن اسحاق کی سند سے حضرت عاصم بن عمر بن قتادہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ مجھے انصار نے بتایا کہ غزوۂ تبوک کے دن حضور ﷺ کی اونٹنی گم ہو گئی۔ ایک منافق جس کی منافقت معروف تھی۔ اس نے کہا کیا محمد (ﷺ) یہ نہیں کہتے کہ وہ اللہ کے رسول ہیں۔ اور تمہیں آسمان کی خبریں دیتے ہیں۔ لیکن انہیں تو اتنا بھی معلوم نہیں کہ ان

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے پوچھا قریش حضور اکرم ﷺ سے اکثر عداوت کا اظہار کرتے تھے۔لیکن وہ اہم چیز کیا تھی جس کی وجہ سے وہ آپ ﷺ سے اتنا زیادہ بغض وعناد رکھتے تھے۔انہوں نے کہا میں نے ایک دن دیکھا کہ قریش کے سردار مقام حجر میں جمع تھے۔ انہوں نے رسول کریم ﷺ کا تذکرہ شروع کیا۔انہوں نے کہا جتنا ہم نے اس (محمد ﷺ) پر صبر کا مظاہرہ کیا ہے کسی اور پر اتنا نہیں کیا۔اس نے ہم کو عقل و دانش سے نا آشنا کہا ہمارے آباء کی دشنام طرازی کی ہمارے دین میں عیب نکالے ہماری جماعت میں تفرقہ ڈالا اور ہمارے خداؤں کو سب وشتم کیا۔اس پر ہمارا صبر کتنا عظیم ہے۔ وہ اسی قسم کی گفتگو میں مشغول تھے کہ حضور نبی کریم ﷺ وہاں تشریف لے آئے۔آپ ﷺ نے رکن کو بوسہ دیا پھر بیت اللہ کا طواف کرنے لگے۔

سرداران قریش میں سے ایک نے حضور اکرم ﷺ پر جملہ کسا۔اس کے اثرات حضور ﷺ کے چہرۂ انور پر دیکھے جاسکتے تھے۔لیکن حضور ﷺ طواف میں مشغول رہے۔ جب حضور نبی کریم ﷺ دوسری مرتبہ وہاں سے گزرے تو پھر اس نے آپ ﷺ پر طنز کیا اس کا اثر بھی آپ ﷺ کے رخ زیبا پر دیکھا جاسکتا تھا۔لیکن آپ ﷺ مصروف طواف رہے۔ جب آپ ﷺ تیسری مرتبہ وہاں سے گذرے تو انہوں نے پھر طعن وتشنیع کے تیر آپ پر برسائے آپ ﷺ نے فرمایا اے سرداران قریش! کیا تم سن رہے ہو مجھے اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے۔ میں تمہارے لیے موت کا پیغام لے کر آیا ہوں۔آپ ﷺ کا یہ فرمان سن کر تمام لوگ مبہوت ہو کر رہ گئے۔ایسے محسوس ہوتا تھا کہ ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہوئے تھے۔

ان میں سے ایک نے کہا:

اے ابوالقاسم! (صلی اللہ علیک وسلم) آپ بھلائی کے ساتھ تشریف لے چلیں۔آپ جاہل نہیں ہیں۔ابونعیم نے اسی روایت کو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے اور حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔اس میں ہے۔حضور نبی محترم ﷺ نے فرمایا میں تمہارے لیے موت کا پیغام دے کر بھیجا گیا ہوں۔ابوجہل نے کہا اے محمد! (صلی اللہ علیک وسلم) آپ جاہل نہیں ہیں۔آپ ﷺ نے فرمایا اے ابوجہل تیرے لیے بھی میں موت کا قاصد ہوں۔

المنذر نے حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔وہ فرماتے ہیں کہ بعض قریش مکہ بیت اللہ کے اردگرد بیٹھے ہوئے تھے۔ان میں ابوجہل بھی تھا۔حضور ﷺ وہاں تشریف لائے۔آپ ﷺ کھڑے ہوگئے اور فرمایا "قَبُحَتِ الْوُجُوْہُ" یہ چہرے بگڑ جائیں۔آپ ﷺ کی یہ بددعا سن کر وہ تمام لوگ خاموش ہوگئے ان میں سے کسی نے بھی بات تک نہ کی۔میں نے ابوجہل کو دیکھا وہ حضور ﷺ سے معذرت کر رہا تھا۔اور کہہ رہا تھا۔کہ ہم سے اس عذاب کو روک لیجئے۔ آپ (صلی اللہ علیک وآلک وسلم) اس کی طاقت رکھتے ہیں۔آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ تمہیں قتل کرے گا۔

ابونعیم نے حضرت عروہ کی سند سے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔وہ فرماتے ہیں کہ قریش مکہ حضور ﷺ کو اکثر اذیتیں دیتے رہتے تھے۔میں نے ایک دن دیکھا حضور ﷺ مشغول طواف تھے۔عقبہ بن ابی معیط، ابو

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جب تو نے ابن زیاد کو ایک ایسی زمین میں قتل کر دیا جو معروف نہ تھی۔

آپ ﷺ نے دو آدمیوں کے دل کی بات بتادی

امام بیہقی اور ابونعیم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ مسجد خیف میں میں حضور اکرم ﷺ کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ دو شخص بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے ان میں سے ایک انصاری اور دوسرا ثقفی تھا۔ انہوں نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم ہم آپ سے کچھ پوچھنے آئے ہیں۔ حضور نبی محترم ﷺ نے فرمایا اگر تم پسند کرو تو میں تمہیں بتا دیتا ہوں کہ کیا پوچھنا چاہتے ہو اور اگر تم چاہتے ہو کہ میں خاموش رہوں تو پھر اپنا اپنا سوال کرو۔ انہوں نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم آپ خود ہی بیان فرمائیں اس سے ہمارے ایمان میں اضافہ ہوگا۔ حضور نبی محتشم ﷺ نے ثقفی سے کہا تو رات کے وقت ادائیگی نماز، اپنے رکوع اور سجدے، روزے اور غسل جنابت کے متعلق پوچھنے آیا ہے۔ آپ ﷺ نے انصاری کو مخاطب کر کے کہا، تو اپنے گھر سے نکلنے، بیت اللہ میں قیام کرنے، حج کے واجبات، عرفات میں ٹھہرنے، سر کو منڈوانے، بیت اللہ کا طواف کرنے اور رمی جمار کرنے کے متعلق پوچھنے آیا ہے۔ انہوں نے عرض کی ہمیں اس ذات کی قسم جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے۔ ہم یہی پوچھنے آئے تھے۔ اسی قسم کی روایت حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی نقل کی گئی ہے۔

حضرت عیینہ بن حصن الفزاری رضی اللہ عنہ کی خفیہ سازش کا علم

امام بیہقی اور ابونعیم نے حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ عیینہ بن حصن رضی اللہ عنہ نے بارگاہ رسالت سے طائف جانے کی اجازت طلب کی۔ تاکہ وہ اہل طائف سے بات چیت کریں ممکن ہے اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت مرحمت فرما دے حضور ﷺ نے انہیں اجازت دے دی۔ وہ طائف گئے انہوں نے اہل طائف سے کہا تم اپنے مقام پر برقرار رہو اللہ کی قسم! ہم غلاموں سے بھی بدتر زندگی بسر کر رہے ہیں۔ میں تمہیں اللہ کی قسم دے کر بتاتا ہوں۔ کہ اگر کوئی حادثہ ظہور پذیر ہوا تو اہل عرب دوبارہ عزت و شرافت حاصل کر لیں گے۔ تم اپنے قلعوں میں ٹھہرے رہو۔ اپنے ہاتھ کبھی بھی ان کے ہاتھوں میں نہ دینا۔ کہیں وہ تعداد میں تم سے زیادہ نہ ہو جائیں۔ ورنہ وہ ان درختوں کو بھی کاٹ کر رکھ دیں گے۔

یہ پیغام دے کر وہ واپس مکہ معظمہ آ گئے۔ نبی کریم ﷺ نے ان سے کہا تو نے اہل طائف کو کیا پیغام دیا۔ انہوں نے عرض کی میں نے انہیں اسلام کی طرف دعوت دی انہیں اسلام قبول کرنے کے لیے کہا۔ انہیں آگ سے ڈرایا اور جنت کی طرف ان کی راہنمائی کی۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا تو نے جھوٹ بولا ہے۔ تو نے تو انہیں یہ یہ کہا ہے۔ ابن حصن نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وآلک وسلم آپ نے سچ فرمایا ہے۔ میں بارگاہ ایزدی میں توبہ کرتا ہوں۔

قریش مکہ کے بعض افراد کے قتل کی خبر

ابن اسحاق، امام بیہقی اور ابونعیم نے حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں۔ میں نے حضرت

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

امام بیہقی نے ابن اسحاق سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ ابوسفیان اور ابوجہل کے پاس سے گذرے۔ وہ دونوں بیٹھے ہوئے تھے۔ ابوجہل نے کہا اے بنی عبد مناف! یہ تمہارے نبی ہیں۔ ابوسفیان نے کہا مجھے تو اس بات پر تعجب ہوتا ہے کہ کوئی نبی ہم میں سے ہو۔ ابوجہل نے کہا کیا تمہیں اس بات پر تعجب ہو رہا ہے کہ تمام بزرگوں میں سے ایک نوجوان نبی بن کر ظاہر ہو۔ حضور ﷺ ان کی گفتگو سن رہے تھے۔ آپ ﷺ ان کے پاس تشریف لائے اور فرمایا اے ابوسفیان! تو نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے ناراضگی کا اظہار نہیں کیا بلکہ تو نے قبیلہ کی حمیت کا سہارا لیا ہے۔ لیکن اے ابوالحکم! تو بہت کم ہنسے گا اور بہت زیادہ روئے گا۔ ابوجہل نے کہا اے میرے بھتیجے! آپ صلی اللہ علیک وسلم اپنی نبوت سے مجھے کتنی بری خبر سنا رہے ہیں۔

امام مسلم، ابوداؤد اور امام بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ غزوۂ بدر کی رات حضور ﷺ نے فرمایا یہ فلاں کا مقتل ہے۔ ان شاء اللہ کل فلاں یہاں قتل ہوگا۔ فلاں کی قتل گاہ یہ ہے۔ اللہ کی قسم! تمام مشرکین ان ہی مقامات پر قتل ہوئے۔ جن کی طرف حضور ﷺ نے اشارہ فرمایا تھا۔ جب مشرکین کی لاشوں کو گڑھے میں پھینک دیا گیا تو نبی مکرم ﷺ وہاں تشریف لائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے فلاں ابن فلاں! اے فلاں ابن فلاں! کیا تم نے اس وعدہ کو پورا پایا ہے جو اللہ تعالیٰ نے تم سے کیا تھا۔ میں نے تو اس وعدہ کو سچ پایا ہے جو اللہ تعالیٰ نے میرے ساتھ فرمایا تھا۔ صحابہ کرام نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم آپ ایسے جسموں سے محو کلام ہیں جن میں ارواح نہیں ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم کوئی ان سے زیادہ تو نہیں سن رہے لیکن یہ مجھے جواب دینے کی طاقت نہیں رکھتے۔

امام بیہقی نے حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ کہ جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بدر کی طرف جہاد پر جانے کے لیے مشاورت کی تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اللہ کا مبارک نام لے کر رواں دواں ہو جاؤ میں مشرک قوم کی قتل گاہوں کو دیکھ رہا ہوں۔

ابونعیم نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ جب سرور کائنات ﷺ نے غزوۂ بدر کے دن مشرکین کو دیکھا تو فرمایا اے اللہ کے دشمنو! ایسے محسوس ہوتا ہے کہ اس پہاڑی کے سرخ دامن میں تمہارے لاشے تڑپیں گے۔

امام بخاری نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ عمرہ ادا کرنے کے لیے مکہ معظمہ گئے اور امیہ بن خلف بن صفوان کے ہاں بطور مہمان ٹھہرے۔ امیہ بھی جب شام کا سفر کرتے ہوئے مدینہ طیبہ ٹھہرتا تو ان کے ہاں ہی قیام کرتا تھا۔ امیہ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے کہا انتظار کرو۔ دوپہر کے وقت طواف کر لینا کیونکہ اس وقت لوگ غافل ہو جاتے ہیں اور حرم کعبہ میں رش نہیں ہوتا۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ اسی اثنا میں کہ وہ طواف کعبہ میں مشغول تھے کہ ابوجہل ان کے پاس آیا اور پوچھا یہ طواف کرنے والا کون ہے؟ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں سعد بن معاذ ہوں ابوجہل نے کہا تم کتنے امن سے طواف کعبہ کر رہے ہو۔ حالانکہ تم نے محمد (ﷺ) اور ان کے ساتھیوں کو پناہ دے رکھی ہے۔ وہ دونوں آپس میں تلخ کلامی کرنے لگے۔ امیہ نے حضرت سعد رضی اللہ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جہل اور امیہ بن خلف حجر میں بیٹھے ہوئے تھے۔ جب حضور ﷺ ان کے پاس سے گذرے تو انہوں نے نازیبا کلمات کہے۔ جن کا اثر حضور نبی محترم ﷺ کے چہرۂ اقدس پر دیکھا جا سکتا تھا۔ دوسرے اور تیسرے چکر میں بھی انہوں نے طعنہ زنی کی۔ حضور ﷺ وہاں ہی رک گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ کی قسم! تم اس وقت تک نہیں رکو گے جب تک اللہ تعالیٰ تم پر اپنا عذاب نازل نہیں فرمائے گا۔ حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ اللہ کی قسم! وہاں تمام لوگوں پر کپکپاہٹ طاری ہوگئی۔ پھر حضور ﷺ گھر تشریف لے گئے۔ ہم بھی آپ ﷺ کے پیچھے پیچھے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم خوش ہو جاؤ اللہ تعالیٰ اپنے دین کو غلبہ عطا فرمانے والا ہے۔ اپنے کلمہ کو مکمل کرنے والا ہے۔ اپنے دین کی مدد فرمانے والا ہے۔ یہ تمام لوگ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ تمہارے ہاتھوں سے ذبح فرمائے گا۔ اللہ کی قسم! میں انہیں دیکھ رہا ہوں کہ اللہ تعالیٰ انہیں ہمارے ہاتھوں سے واصل جہنم کرنے والا ہے۔

صحیح مسلم میں ہے کہ غزوۂ بدر کے دن مشرکین سے نبرد آزما ہونے سے پہلے حضور نبی کریم ﷺ اپنی جگہ پر کھڑے ہو گئے اور فرمانے لگے یہ فلاں کے قتل ہونے کی جگہ ہے۔ اس جگہ پر آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ رکھا۔ یہ فلاں کا مقتل ہے۔ اس جگہ پر اپنا ہاتھ مبارک رکھا۔ اسی طرح حضور ﷺ نے تمام مقتولین بدر کی قتل گاہوں کی نشان دہی فرمائی۔ کسی ایک مشرک نے بھی قتل ہونے میں اس جگہ سے تجاوز نہ کیا جس کی طرف نبی محترم ﷺ نے اشارہ فرمایا تھا۔

ابونعیم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ابوجہل نے کہا محمد (مصطفیٰ ﷺ) کہتے ہیں کہ اگر تم نے میری پیروی نہ کی تو پھر میں تمہارے لیے موت کا پیغام ہوں۔ نبی مکرم ﷺ نے فرمایا ہاں میں یہ کہتا ہوں۔ اے ابو جہل! تیرے لیے بھی میں موت کا قاصد ہوں۔ جب حضور ﷺ نے غزوۂ بدر کے دن ابوجہل کو مرا ہوا دیکھا تو عرض کی اے میرے مولا! تو نے میرے ساتھ کیے ہوئے وعدے کو پورا فرما دیا ہے۔

امام احمد، حاکم، امام بیہقی اور ابونعیم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی سند سے حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتی ہیں کہ مشرکین قریش حجر میں جمع تھے۔ انہوں نے مشاورت کی کہ جب محمد (عربی ﷺ) یہاں آئیں تو تم سب انہیں ایک ایک چوٹ لگاؤ۔ ان کا یہ بکواس حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا نے سن لیا اور جا کر اپنی والدہ محترمہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کو سنایا۔ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے یہی بات حضور اکرم ﷺ سے عرض کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے میری نور نظر! پرسکون رہو۔ آپ ﷺ اپنے کاشانہ اقدس سے باہر تشریف لائے اور مسجد حرام میں ان مشرکین کے پاس چلے گئے۔ جب انہوں نے آپ ﷺ کو دیکھا تو وہ کہنے لگے۔ یہ وہی ہیں یہ وہی ہیں۔ انہوں نے اپنی نگاہوں کو جھکا لیا۔

اپنی گردنوں کو اپنے سینوں پر جھکا لیا۔ وہ اپنی محفل میں ہی بیٹھے رہے کسی نے بھی نگاہ اٹھا کر آپ کی طرف نہ دیکھا۔ نبی محترم ﷺ ان کے پاس کھڑے ہو گئے۔ مٹھی بھر کنکریاں لے کر ان کی طرف پھینک دیں۔ اور فرمایا: شَاهَتِ الْوُجُوْهُ ''برباد ہو گئے چہرے'' وہ کنکریاں جس جس شخص کو بھی لگیں وہ غزوۂ بدر کے دن جہنم واصل ہو گیا۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تھا۔ اگر محمد ﷺ نجات پا گئے تو پھر میں نہیں بچ سکوں گا۔ ابی حضور ﷺ کو قتل کرنے کے لیے آپ ﷺ پر حملہ آور ہوا صحابہ کرام درمیان میں آ گئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا اس کو آنے دو اس کا راستہ چھوڑ دو۔ حضور اکرم ﷺ نے زرہ کے سوراخ میں دیکھا۔ آپ ﷺ کو اس کی ہنسلی کی ہڈی نظر آئی۔ آپ ﷺ نے اس ہڈی پر ہی وار کیا۔ جس کی وجہ سے ابی گھوڑے سے نیچے گر گیا۔ لیکن اس کے زخم سے خون نہ نکلا۔ حضرت سعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ اس کی پسلیوں میں سے ایک پسلی ٹوٹ گئی اور

وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى...... (الانفال: ۱۷)

''اور (اے محبوب ﷺ) نہیں پھینکی آپ نے وہ (مشت خاک) جب آپ نے پھینکی بلکہ اللہ تعالیٰ نے پھینکی ہے''۔

اس واقعہ کے متعلق نازل ہوئی اس کے ساتھی اسے اٹھا کر لے آئے۔ وہ بیل کی آواز نکال رہا تھا۔ اس کے ساتھیوں نے کہا تم اتنی آہ و بکا کیوں کر رہے ہو حالانکہ تمہیں صرف ایک خراش آئی ہے۔ اس نے حضور اکرم ﷺ کا یہ قول اپنے ساتھیوں کو سنایا میں ابی کو قتل کروں گا۔ ابی نے کہا مجھے اس ذات کی قسم! جس کے دست قدرت میں میری جان ہے۔ جو چوٹ مجھے لگی ہے اگر وہ اہل ذی المجاز کو لگتی تو وہ تمام اس وقت مر جاتے ابی مکہ آنے سے پہلے راستہ میں ہی جہنم واصل ہو گیا۔

امام بیہقی فرماتے ہیں کہ اسے عبدالرحمٰن بن خالد بن مسافر نے ابن شہاب سے اور وہ حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو ابن سعد اور ابونعیم نے اسی سند سے روایت کیا ہے پھر امام بیہقی اور ابونعیم نے حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اسی طرح روایت کیا ہے لیکن انہوں نے یہ ذکر نہیں کیا کہ ابی کی کوئی پسلی بھی ٹوٹی تھی اور نہ ہی انہوں نے آیت کے نزول کا ذکر کیا ہے۔ امام بیہقی نے ابن اسحاق کی سند سے روایت کیا ہے کہ ابی بن خلف نے حضور ﷺ سے ملاقات کی اور کہنے لگا۔ اے محمد مصطفیٰ ﷺ اگر آپ آج بچ گئے تو میں نہیں بچ سکوں گا۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا۔ یارسول اللہ ﷺ! ہم میں سے کوئی شخص اس کا کام تمام کر دیتا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا اسے چھوڑ دو جب وہ قریب ہوا تو حضور ﷺ نے حضرت حارث بن اصمہ کا نیزہ لیا۔ بعض صحابہ کرام بیان کرتے ہیں کہ جب حضور ﷺ نے اس نیزے کو حرکت دی تو ہمارے بال اس طرح کھڑے ہو گئے جس طرح اونٹ کی پشت سے اس وقت کھڑے ہوتے ہیں۔ جب وہ دودھ پینے کے لئے حرکت کرتا ہے۔ حضور ﷺ نے ابی کی گردن پر نیزہ مارا جس سے وہ اپنے گھوڑے سے لڑکھڑا کر گر پڑا۔ ابونعیم نے کئی اسناد سے معمر بن مقسم سے روایت کیا ہے کہ ابی نے کہا کہ اللہ کی قسم اگر حضور کا لعاب بھی مجھے لگ جاتا تو میں پھر بھی مر جاتا کیا حضور نے یہ نہیں فرمایا تھا کہ میں نے اس کو قتل کر دیا ہے۔

امام واقدی فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے تھے۔ کہ ابی بن خلف ''بطن رابغ'' میں مرا تھا۔ ایک دفعہ میں اسی وادی سے گذر رہا تھا۔ رات کی تاریکی چھا چکی تھی۔ وہاں مجھے آگ نظر آئی اس سے شعلے نکل رہے تھے۔ اس آگ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

عنہ سے کہا اے سعد! ابوالحکم سے اپنی آواز بلند نہ کرو وہ اس وادی کا سردار ہے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے ابوجہل سے کہا اللہ کی قسم! اگر تو نے مجھے طواف کعبہ سے منع کر دیا۔ تو میں تمہارے لیے شاہراہ شام کو بند کر دوں گا۔ امیہ برابر حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو پرسکون کرتا رہا انہیں آواز بلند نہ کرنے کے لیے کہتا رہا لیکن حضرت سعد رضی اللہ عنہ آتش پا رہے۔ انہوں نے فرمایا مجھے چھوڑ دو۔ میں نے اپنے حبیب محمد مصطفیٰ ﷺ سے سنا ہے کہ وہ تمہیں جہنم واصل کر دیں گے۔ امیہ نے کہا کیا محمد ﷺ مجھے قتل کر دیں گے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہاں، اللہ کی قسم! محمد مصطفیٰ ﷺ جھوٹ نہیں بولا کرتے۔ یہ تمام گفتگو سننے کے بعد امیہ اپنے گھر گیا اور اپنی بیوی سے کہنے لگا کیا تو جانتی ہے کہ میرے یثربی بھائی نے کیا کہا ہے۔ اس کی بیوی نے کہا نہیں میں نہیں جانتی اس نے کیا کہا امیہ نے کہا وہ کہتا ہے کہ اس نے محمد (عربی ﷺ) کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ وہ مجھے قتل کر دیں گے۔ امیہ کی بیوی نے کہا اللہ کی قسم محمد (ﷺ) نے کبھی جھوٹ نہیں بولا۔ جب مشرکین مکہ بدر کی لڑائی کے لیے نکلے تو امیہ کی بیوی نے اس سے کہا کیا تمہیں وہ بات یاد نہیں جو تیرے یثربی بھائی نے تمہیں بتائی تھی۔ امیہ نے کہا میں اس جنگ میں ہرگز شرکت نہیں کروں گا۔ ابوجہل نے امیہ سے کہا تو اس وادی کا سردار ہے۔ ایک دو دن تک ہمارے ساتھ چلو پھر واپس چلے آنا۔ امیہ مشرکین کے ساتھ روانہ ہو گیا اور پھر قتل ہو گیا۔

ابونعیم نے صحیح سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ ابن ابی معیط نے حضور ﷺ کی دعوت کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا جب تک تو ایمان نہیں لائے گا۔ میں کھانا نہیں کھاؤں گا۔ اس نے اسی وقت کلمہ پڑھ لیا۔ اس کے بعد اس کا ایک دوست اس سے ملا۔ ایمان لانے کی وجہ سے اس نے ابن ابی معیط کو ملامت کی۔ ابن ابی معیط نے کہا میری طرف سے قریش کے سینے کبھی صاف نہیں ہو سکتے اس کے یار نے اس سے کہا اگر تو ایک کام کرے تو ہمارے سینے تیری طرف سے صاف ہو سکتے ہیں۔ وہ یہ کہ تو محمد (ﷺ) کی محفل میں جائے اور ان کے رخ زیبا پر (خاکم بدہن) تھوکے (نعوذ باللہ منہ) اس بدبخت نے ایسا ہی کیا۔ حضور ﷺ نے اپنے چہرے کو صاف کیا اور فرمایا اگر تو مکہ کے پہاڑوں سے باہر نکلے گا تو میں تمہیں قتل کر دوں گا۔ بدر کی جنگ میں شرکت کے لئے تمام مشرکین مکہ سے باہر آئے لیکن ابن ابی معیط نے مکہ سے باہر جانے سے انکار کر دیا اس نے کہا مجھ سے اس شخص (محمد ﷺ) نے وعدہ کیا تھا۔ کہ اگر وہ مجھے مکہ کے پہاڑوں کے باہر پائیں گے تو وہ مجھے قتل کر دیں گے۔ اس کے ساتھیوں نے کہا تیرے پاس سرخ اونٹ ہے۔ اگر جنگ میں ہمیں شکست ہوگی تو یہ تمہیں لے کر بھاگ جائے گا۔ یہ سن کر وہ کفار مکہ کے ساتھ روانہ ہوا۔ جب مشرکین کو شکست ہوئی تو وہ اپنے اونٹ پر سوار ہو کر بھاگنے لگا لیکن اس کو گرفتار کر لیا گیا۔ حضور ﷺ نے اس کی گردن کو تن سے جدا کر دیا۔

امام بیہقی نے حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب ابی بن خلف فدیہ دے کر رہا ہوا تو اس نے کہا اللہ کی قسم! میرے پاس ایک عمدہ گھوڑا ہے۔ میں اس کو روزانہ چارہ ڈالتا ہوں۔ میں اس پر سوار ہو کر محمد (ﷺ) کو (خاکم بدہن) قتل کروں گا۔ (نعوذ باللہ منہ) جب سرور کائنات ﷺ نے یہ سنا تو آپ ﷺ نے فرمایا ان شاء اللہ میں اسے قتل کروں گا۔ ابی بن خلف اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر آیا اس نے زرہ پہن رکھی تھی۔ اس کی زبان پر

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں۔ کہ عرب کے بدر منیر ﷺ نے فرمایا عنقریب تم مختلف سمتوں میں لشکر روانہ کرو گے ایک لشکر شام کی طرف، ایک لشکر عراق کی طرف اور ایک لشکر یمن کی طرف بھیجا جائے گا۔ حضرت عبداللہ بن حوار رضی اللہ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میرے لیے کسی لشکر کا انتخاب فرمائیں۔ آپ ﷺ نے ان سے فرمایا تم شام کے لشکر میں شرکت کرو گے۔ جو لشکر شام میں شرکت نہ کرنا چاہے وہ یمن کے لشکر میں شرکت کرے اور اس کے تالاب سے پانی پئے اللہ تعالیٰ نے مجھے ملک شام اور وہاں کی عوام کی ضمانت دی ہے۔

ابن سعد نے سعد بن ابراہیم سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے فرمایا حضور ﷺ نے مجھے سرزمین شام پر ایک جاگیر عطا فرمائی۔ اس کو سبیل کے نام سے موسوم کیا جاتا تھا۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تادم وصال میرے لیے کوئی تحریر نہ لکھی آپ ﷺ صرف یہی فرماتے تھے۔ کہ جب اللہ تعالیٰ ہم کو ملک شام فتح کرنے کی توفیق دے گا وہ جاگیر تمہاری ہی ہوگی۔ ابن سعد نے ذوالاصابع رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں۔ میں نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم اگر آپ وصال کے بعد ہمیں زندگی کے امتحانوں میں گذرنا پڑے تو آپ ہمیں کہاں جانے کا حکم دیتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا بیت المقدس چلے جانا اللہ رب العزت تمہیں ایسی اولاد عطا فرمائے گا جو مسجد اقصیٰ کو آباد کرے گی اور صبح وشام اس میں آیا کرے گی۔

امام مسلم نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ نبی مکرم ﷺ نے فرمایا عنقریب تم ایک ایسی زمین کو فتح کرو گے۔ جہاں قیراط کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔ تم وہاں کے رہائشیوں کے ساتھ امن و آشتی سے پیش آنا کیونکہ وہ رحم اور نرمی کے مستحق ہیں۔

تم وہاں دو ایسے افراد دیکھو جو ایک اینٹ بھر زمین پر لڑ رہے ہوں تو وہاں سے نکل جانا حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ ایک دفعہ ربیعہ اور عبدالرحمٰن بن شرحبیل بن حسنہ کے پاس سے گذرے وہ ایک اینٹ بھر زمین پر لڑ رہے تھے۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ اسی وقت سرزمین مصر سے نکل گئے۔

الطبرانی اور حاکم نے حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جب تم مصر فتح کرو تو قبطیوں کے ساتھ بھلائی کرنا۔ ان کے ساتھ ہمارا تعلق اور رشتہ ہے۔ اس سے مراد یہ ہے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی والدہ ماجدہ کا تعلق انہی سے تھا اور ام المومنین حضرت ماریہ رضی اللہ عنہا بھی قبطیہ تھیں۔

ابونعیم نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے اپنے وصال کے وقت وصیت فرمائی آپ ﷺ نے فرمایا مصر کے قبطیوں کے بارے اللہ تعالیٰ سے ڈرنا عنقریب تم ان پر غالب آجاؤ گے۔ وہ اللہ کی راہ میں تمہارے مددگار اور معاون ہوں گے۔

ابن اسحاق رضی اللہ عنہ نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ غزوۂ خندق میں خندق کو کھودتے ہوئے ہمیں ایک ایسی چٹان سے سامنا ہوا جس پر کدال کوئی اثر نہیں کرتے تھے۔ ہم نے اس کی شکایت بارگاہ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

یہ محصوری ماہ محرم میں ہوئی اس وقت حضور ﷺ کی بعثت کو سات سال گزر چکے تھے۔ کھانے کی کوئی چیز بھی گھاٹی کے اندر نہیں جا سکتی تھی۔ بنو ہاشم صرف ایام حج میں ہی اس گھاٹی سے باہر نکل سکتے تھے۔ حتیٰ کہ وہ اس اسیری سے تنگ آ گئے۔

قریش مکہ میں سے جس شخص کو یہ بائیکاٹ برا لگتا وہ کہتا ذرا دیکھو منصور بن عکرمہ کو اپنے کرتوت کی کیا سزا ملی ہے۔ بنو ہاشم تین سال تک شعب ابی طالب میں رہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب لبیب ﷺ کو اس عہد نامہ کے متعلق آگاہ کیا کہ دیمک نے ظلم وستم کی تمام شقوں کو ختم کر دیا ہے۔ صرف اللہ تعالیٰ کا نام باقی رہ گیا ہے۔

ابن سعد نے عکرمہ اور محمد بن علی سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس دستاویز پر ایک ایسا کیڑا مسلط کیا جو اس میں سے ہر چیز کو صاف کر گیا وہاں صرف اللہ تعالیٰ کا نام باقی رہ گیا تھا۔ اس دستاویز میں اللہ تعالیٰ کا نام اس طرح لکھا ہوا تھا۔ ''بِاسْمِکَ اللّٰھُمَّ''

ابن عساکر نے زبیر بن بکار سے روایت کیا ہے کہ ابو طالب نے اس واقعہ کے متعلق بہت سے اشعار لکھے تھے ان میں سے ایک شعر یہ بھی تھا:

اَلَمْ یَاْتِکُمْ اَنَّ الصَّحِیْفَةَ مَزَّقَتْ وَاَنَّ کُلَّ مَا لَمْ یَرْضَهُ اللّٰهُ یَفْسُدُ

''کیا تمہیں یہ خبر نہیں ملی کہ معاشرتی قطع تعلقی کا عہد نامہ ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا ہے۔ ہر وہ شئی جس کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتا وہ تباہ ہو جاتی ہے''۔

ابو نعیم نے عثمان بن ابی سلیمان بن جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہم سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ اس عہد نامے کو منصور بن عکرمہ العبدری نے رقم کیا تھا۔ جس کی وجہ سے اس کا ہاتھ شل ہو کر خشک ہو گیا۔ وہ اس ہاتھ سے کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکتا تھا۔ قریش ایک دوسرے سے کہتے تھے ہم نے بنو ہاشم پر ظلم کیا ہے۔ اس کی سزا اگر دیکھنا چاہتے ہو تو منصور بن عکرمہ کا ہاتھ دیکھ لو۔

بعض قبائل کے ساتھ جنگ کرنے اور بعض شہروں کے فتح ہونے کی خبر

امام بخاری نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی محترم ﷺ نے فرمایا: اس وقت تک قیامت قائم نہ ہوگی جب تک تم خوزا اور کرمان سے جنگ نہ کرو گے۔ خوزا اور کرمان کا تعلق عجمی اقوام سے ہوگا۔ ان کے چہرے سرخ اور ناک چپٹے ہوں گے۔ ان کی آنکھیں چھوٹی ہوں گی۔ انکے چہرے کوٹی ہوئی ڈھالوں کی طرح ہوں گے۔ اور قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک تم ایسی قوم سے معرکہ آزما نہ ہو جاؤ گے۔ جن کے جوتے بالوں کے ہوں گے۔ امام بیہقی فرماتے ہیں کہ نبی مکرم ﷺ کی یہ پیش گوئی سچ ثابت ہو چکی ہے۔ ''رے'' کے گردونواح میں خوارج کے ایک قبیلے نے بغاوت کی۔ ان کے جوتے بالوں کے تھے۔

امام بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ نبی محتشم ﷺ نے ہمارے ساتھ غزوۂ ہند کا وعدہ کیا تھا۔ ابن سعد اور حاکم نے ذو مخبر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کو سنا آپ ﷺ فرما رہے تھے کہ عنقریب تم اہل روم کے ساتھ صلح کرو گے۔ امام بیہقی نے حضرت عبد اللہ بن حوار الازدی رضی اللہ عنہ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نے کلہاڑے سے ایک ضرب لگائی آپ ﷺ نے فرمایا اس ضرب کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے روم کے خزانے کو کھول دیا ہے۔ پھر نبی مکرم ﷺ نے دوسری چوٹ لگائی اور فرمایا اس چوٹ کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے فارس کے خزانوں کو کھول دیا ہے پھر نبی محترم ﷺ نے تیسری ضرب لگائی اور فرمایا اس چوٹ کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے اہل یمن پر تسلط کی بشارت دی ہے۔ لیکن وہ تمہارے مددگار اور معاون ہوں گے۔

امام بیہقی نے ابن اسحاق کی سند سے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں خندق کے ایک کونے کو کھود رہا تھا۔ نبی مکرم ﷺ مجھے دیکھ رہے تھے۔ آپ ﷺ نے ملاحظہ فرمایا کہ میں جس زمین کو کھود رہا ہوں وہ بہت سخت ہے۔ آپ ﷺ میرے پاس تشریف لائے میرے ہاتھ سے کدال لی اور اس زمین پر چوٹ لگائی۔ آپ ﷺ کی ضرب کی وجہ سے کدال کے نیچے سے نور نکلا۔ جب آپ ﷺ نے دوسری ضرب لگائی تو پھر نور خارج ہوا۔ پھر آپ ﷺ نے تیسری ضرب لگائی تو پھر نور ظاہر ہوا۔ میں نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم تین مرتبہ نور کیوں خارج ہوا ہے۔ نبی محتشم ﷺ نے فرمایا پہلی چوٹ کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے یمن کو، دوسری کے ساتھ شام اور مغرب کو اور تیسری ضرب کے ساتھ مشرق کو ہمارے لیے مغلوب کر دیا۔

امام بیہقی اور ابو نعیم نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ غزوۂ خندق کے دن ہمیں ایک سخت چٹان کا سامنا کرنا پڑا۔ کدال اس پر کارگر نہیں ہو سکتی تھی۔ ہم نے اس کی شکایت بارگاہ رسالت میں کی۔ جب آپ ﷺ نے اس چٹان کو ملاحظہ فرمایا تو آپ ﷺ نے کدال اپنے ہاتھ میں لی۔ بسم اللہ پڑھ کر اس چٹان پر ایک ضرب لگائی۔ آپ ﷺ کی اس ضرب سے چٹان کا تہائی حصہ ٹوٹ کر گر پڑا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ اکبر! مجھے شام کی چابیاں عطا کر دی گئی ہیں۔ اللہ کی قسم! میں اس کے سرخ محلات کو دیکھ رہا ہوں۔ پھر آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دوسری ضرب لگائی جس سے اس چٹان کا دوسرا تہائی حصہ بھی جدا ہو گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ اکبر! مجھے فارس کی چابیاں بھی عطا کر دی گئیں ہیں۔ اللہ کی قسم! میں اس جگہ کھڑے ہو کر صنعاء کے دروازوں کو دیکھ رہا ہوں۔

ابن سعد، ابن جریر، ابن حاتم، امام بیہقی اور ابو نعیم نے عبد اللہ بن عمرو بن عوف المزنی سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ غزوۂ خندق کے دن ہمیں اتنی سخت چٹان کا سامنا کرنا پڑا کہ اس نے ہمارے لوہے کے اوزاروں کو توڑ دیا۔ ہم نے بارگاہ رسالت میں اس چٹان کی سختی کے بارے میں عرض کی۔ آپ ﷺ نے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے کدال لی اور چٹان پر چوٹ لگائی جس کی وجہ سے کچھ حصہ جدا ہو گیا۔ اس چٹان سے ایک نور نکلا جس سے مدینہ طیبہ کے پہاڑوں کے دامن روشن ہو گئے۔ ایسا محسوس ہوتا تھا کہ تاریک رات میں چراغ روشن ہو گیا ہے۔ اس وقت عرب کے ماہ تمام ﷺ نے تکبیر بلند فرمائی، پھر آپ ﷺ نے دوسری ضرب لگائی جس سے اس چٹان کا کچھ حصہ علیحدہ ہو گیا۔ اس سے پھر ایک نور نکلا جس سے مدینہ طیبہ کے پہاڑوں کے دامن منور ہو گئے۔ آپ ﷺ نے اللہ اکبر کہا پھر حضور ﷺ نے تیسری ضرب لگائی۔ اب وہ چٹان ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی اس وقت بھی اس سے ایک نور نکلا۔ آپ ﷺ نے تکبیر بلند کی ہم نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

رسالت میں کی۔ آپ ﷺ وہاں تشریف لائے اور حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے کدال لی اور بسم اللہ پڑھ کر اس چٹان پر کدال ماری چٹان کا ایک تہائی حصہ ریزہ ریزہ ہوگیا۔ اس سے ایک ایسا نور نکلا جس سے مدینہ طیبہ کے پہاڑوں کا درمیانی علاقہ جگمگا اٹھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ اکبر! مجھے ملک شام کی چابیاں عطا کر دی گئی ہیں۔ اللہ کی قسم! میں یہاں کھڑے ہوکر وہاں کے سرخ محلات دیکھ رہا ہوں۔ پھر آپ ﷺ نے اس چٹان پر دوسری چوٹ لگائی۔ جس سے اس کا دوسرا تہائی حصہ بھی پاش پاش ہوگیا۔ اس وقت فارس کی جانب سے نور نکلا آپ ﷺ نے فرمایا اللہ اکبر! مجھے فارس کی چابیاں بھی عطا کر دی گئی ہیں۔ اللہ کی قسم! میں حیرہ کے محلات اور مدائن کسریٰ کو دیکھ رہا ہوں۔ وہ کتوں کے جبڑوں کی طرح دکھائی دے رہے ہیں۔ حضرت جبرائیل نے مجھے بتایا ہے کہ ان پر میری امت کا تسلط ہوگا تم مدد اور اعانت پر خوش ہو جاؤ۔ اس پر مسلمانوں نے مسرت وشادمانی کا اظہار کیا۔ پھر آپ ﷺ نے اس چٹان پر تیسری چوٹ لگائی۔ آپ ﷺ نے اپنی زبان اقدس سے فرمایا ''بسم اللہ'' چٹان کا باقی حصہ بھی ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا۔ اس میں سے یمن کی جانب سے ایک نور نکلا جس سے مدینہ طیبہ کے میدان جگمگا اٹھے ایسا محسوس ہوتا تھا کہ رات کی تاریکی میں چراغ ضوفشاں ہوگیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ''اللہ اکبر'' مجھے یمن کی چابیاں بخش دی گئی ہیں۔ اللہ کی قسم! میں اس جگہ کھڑے ہوکر ''صنعاء'' کے دروازے دیکھ رہا ہوں۔ جب منافقین نے حضور اکرم ﷺ کی یہ گفتگو سنی تو انہوں نے آپس میں بکواسات کرنا شروع کر دیئے انہی کی گفتگو سے نقاب کشائی کرتے ہوئے اللہ رب العزت نے فرمایا:

مَّا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُولُهٗۤ اِلَّا غُرُوۡرًا (الاحزاب:۱۲)

''نہیں وعدہ کیا تھا ہم سے (فتح کا) اللہ اور اس کے رسول نے مگر صرف دھوکا دینے کے لیے''۔

ابن اسحاق نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ جب حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہما کی خلافت میں یہ علاقے فتح ہوئے تو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے ان علاقوں کو فتح کرتے چلو اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی جان ہے کہ تم نے جو علاقے بھی فتح کر لیے ہیں یا قیامت تک فتح کرو گے۔ اللہ تعالیٰ نے اس سے پہلے ہی ان علاقوں کی چابیاں حضور اکرم ﷺ کو عطا فرمادی ہیں۔

ابونعیم نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ غزوۂ خندق کے دن ایک چٹان کو کدال کے ساتھ چوٹ لگائی تو اس میں سے نور نکلا۔ نور کی شعاعیں یمن کی سمت بڑھیں۔ پھر آپ ﷺ نے اس چٹان پر ایک اور ضرب لگائی اب اس میں سے فارس کی طرف سے نور نکلا۔ حضور ﷺ نے تیسری بار ضرب لگائی تو اس چٹان میں سے پھر نور نکلا جو روم کی طرف پھیل گیا۔ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے اس پر تعجب کا اظہار کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے سلمان! کیا تم نے اس نور کو دیکھا ہے۔ انہوں نے عرض کی ہاں آپ ﷺ نے فرمایا میرے لیے مدائن روشن ہوگیا۔ اللہ رب العزت نے اسی مقام پر مجھے یمن، روم اور فارس کے فتح ہونے کی خبر دی ہے۔

ابونعیم نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ غزوۂ خندق کے دن حضور اکرم ﷺ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اس کا بندوبست کرنا پڑے گا''۔

صنعاء کے گورنر نے ایک قاصد کو بارگاہ رسالت میں خط دے کر بھیجا۔ جب حضور اکرم ﷺ نے اس خط کو پڑھا تو پندرہ دن تک اس قاصد کو کوئی جواب ارشاد نہ فرمایا پھر فرمایا اپنے گورنر کے پاس جاؤ اور اسے بتاؤ کہ میرے رب نے تیرے مالک کو آج قتل کر دیا ہے۔ وہ قاصد صنعاء واپس چلا گیا اور اپنے گورنر کو آپ ﷺ کا پیغام سنایا۔ حضرت دحیہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بعد میں معلوم ہوا کہ کسریٰ کو اس رات قتل کر دیا گیا تھا۔

ابن اسحاق، ابونعیم، امام بیہقی اور خرائطی نے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک دن کسریٰ اپنے محل میں بیٹھا ہوا تھا۔ ایک آنے والا اس کے پاس آیا اور اس کو حق کا پیغام سنایا۔ کسریٰ نے اچانک دیکھا کہ اس کے سامنے ایک شخص چل رہا ہے۔ اس کے ہاتھ میں عصا ہے۔ اس نے کسریٰ سے کہا اے کسریٰ! اسلام قبول کر لو ورنہ میں اس عصا کو توڑ دوں گا۔ کسریٰ نے کہا اس عصا کو نہ توڑو۔ اس عصا کو نہ توڑو میں اسلام قبول کر لوں گا۔ کسریٰ کا یہ جواب سن کر وہ شخص غائب ہو گیا۔ کسریٰ اپنے نگران کے پاس گیا اور کہنے لگا۔ اس شخص کو کس نے میرے پاس آنے کی اجازت دی تھی۔ اس کے نگران نے کہا ہم نے کسی شخص کو تمہارے پاس آتے ہوئے نہیں دیکھا۔ کسریٰ نے کہا تو نے جھوٹ بولا ہے۔ لیکن آئندہ محتاط رہنا میری اجازت کے بغیر کوئی آدمی میرے پاس نہ آنے پائے۔

ایک سال بعد وہی شخص دوبارہ کسریٰ کے پاس آیا۔ اس کے پاس وہی عصا تھا۔ اس نے کہا اے کسریٰ! اسلام قبول کر لو ورنہ میں اس عصا کو توڑ دوں گا۔ کسریٰ نے کہا اسے نہ توڑنا اسے نہ توڑنا میں ضرور اسلام قبول کروں گا۔ جب وہ شخص غائب ہو گیا تو کسریٰ نے اپنے نگران کو بلایا اور کہا اس شخص کو میرے پاس آنے کی اجازت کس نے دی۔ نگران نے تعجب کا اظہار کیا اور کہا میری اجازت کے بغیر تمہارے پاس کوئی شخص نہیں آیا۔ آئندہ سال پھر وہی شخص ظاہر ہوا۔ اس کے ہاتھ میں وہی عصا تھا اس نے کہا اے کسریٰ! میرے عصا کو توڑنے سے پہلے اسلام لے آؤ۔ اس نے کہا اس عصا کو نہ توڑو اس عصا کو نہ توڑو۔ لیکن اس شخص نے اس عصا کو توڑ دیا اسی وقت اللہ تعالیٰ نے کسریٰ کو ہلاک کر دیا۔

علامہ سیوطی فرماتے ہیں کہ یہ روایت مرسل ہے اور اس کی اسناد صحیح ہیں اور کئی راویوں نے اسے روایت کیا ہے۔ ابونعیم نے اس روایت کو حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے اس میں یہ اضافہ کیا ہے۔ اسی وجہ سے ابن کسریٰ نے باذان گورنر یمن کو لکھا کہ حضور اکرم ﷺ سے کسی قسم کا کوئی تعرض نہ کیا جائے۔ وہ اپنے باپ کے انجام سے خوفزدہ ہو گیا تھا۔

ابونعیم نے ابوامامہ الباہلی سے روایت کیا ہے کہ کسریٰ کے سامنے ایک شخص ظاہر ہوا اس نے دو سبز چادریں اوڑھ رکھی تھیں۔ اس کے پاس ایک سبز چھڑی تھی اس نے کہا اے کسریٰ! اسلام قبول کر لو ورنہ میں تمہارا ملک توڑ دوں گا۔ جس طرح میں عصا توڑ رہا ہوں۔ کسریٰ نے اس شخص سے کہا۔ ایسا نہ کرو۔ اس کے بعد وہ شخص وہاں سے غائب ہو گیا۔

ابونعیم نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ کسریٰ نے باذان گورنر یمن کی طرف لکھا۔ اس شخص کی

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

علیک وسلم ہم نے دیکھا ہے کہ آپ جب بھی چٹان پر ضرب لگاتے ہیں وہاں سے موج کی طرح نور نکلتا ہے۔ پھر آپ تکبیر بلند کرتے ہیں۔اس کی کیا وجہ ہے؟

آپ ﷺ نے فرمایا جب میں نے پہلی چوٹ لگائی میرے لیے حیرہ کے محلات اور مدائن کسریٰ روشن ہو گیا۔ وہ مجھے کتوں کی جبڑوں کی طرح دکھائی دے رہے تھے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے مجھے بتایا ہے کہ عنقریب میری امت ان کے شہر پر غلبہ پائے گی۔ جب میں نے دوسری مرتبہ ضرب لگائی تو اس وقت میرے لیے سرزمین روم کے محلات روشن ہوئے وہ بھی کتوں کے جبڑوں کی طرح نظر آرہے تھے۔ مجھے حضرت جبرائیل نے خبر دی کہ میری امت انہیں بھی فتح کرے گی۔ اے میرے صحابہ! اللہ کی نصرت پر مسرت کا اظہار کرو۔ جب یہ گفتگو منافقین تک پہنچی تو انہوں نے کہا محمد (عربی ﷺ) تمہیں یہ خبر دے رہے ہیں کہ انہوں نے سرزمین یثرب سے حیرہ کے محلات اور مدائن کسریٰ کو دیکھا ہے اور انہوں نے کہا ہے کہ عنقریب تم انہیں فتح کر لو گے۔ حالانکہ اس وقت تم اپنے دفاع کے لیے خندق کھود رہے ہو اور اس سے باہر نکلنے کی قوت نہیں رکھتے۔ جب منافقین نے حضور ﷺ کے علم پر اعتراضات کیے تو اس وقت درج ذیل آیت نازل ہوئی:

وَاِذْ یَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ مَّا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اِلَّا غُرُوْرًا

(الاحزاب:۱۲)

”اور جب کہنے لگے تھے منافق اور جن کے دلوں میں روگ تھا کہ نہیں وعدہ کیا تھا ہم سے (فتح کا) اللہ اور اس کے رسول نے مگر صرف دھوکا دینے کے لیے“۔

امام مسلم اور امام احمد نے حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا عنقریب تمہارے لیے زمین مغلوب کر دی جائے گی۔ اللہ رب العزت تمہارے لیے کافی ہوگا۔ اس وقت تمہیں کوئی عاجز نہیں کر سکے گا۔

الطبرانی نے ابوجحیفہ سے صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا عنقریب تمہارے لیے دنیا کو فتح کر دیا جائے گا تم اپنے گھر کو اس طرح سجاؤ گے جس طرح کعبہ کو آراستہ کیا جاتا ہے۔ تم آج اس دن سے بہتر ہو۔

ابونعیم نے حلیہ میں حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے کہ سرور عالم ﷺ نے فرمایا عنقریب میری امت کے لیے زمین کے مشارق و مغارب کو فتح کر دیا جائے گا۔ لیکن اس کے حکمران آتش جہنم کا ایندھن بنیں گے۔ سوائے ان حکمرانوں کے جنہوں نے تقویٰ اختیار کیا اور امانت میں خیانت نہ کی۔

قیصر و کسریٰ کی ہلاکت اور فارس و روم کی فتح کی بشارت

البزار، ابونعیم اور امام بیہقی نے حضرت دحیہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب سرور کائنات ﷺ نے کسریٰ کی طرف گرامی نامہ لکھا تو کسریٰ نے صنعاء کے گورنر کی طرف خط لکھا اس میں اس نے لکھا ”کیا تو اس شخص کے لیے کافی نہیں ہو سکتا جس کا ظہور تیری زمین سے ہوا ہے۔ جو مجھے اپنے دین کی طرف بلاتا ہے۔ کیا تو اس کے لیے کافی ہو جائے گا یا پھر مجھے

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہی عطا کر دی جائے گی۔

وہ دونوں وہاں سے روانہ ہو کر باذان کے پاس آئے اور اسے تمام حالات سے آگاہ کیا۔ تمام گفتگو سن کر اس نے کہا اللہ کی قسم! یہ کسی بادشاہ کا کلام نہیں جو کچھ انہوں نے کہا ہے ہم اس کی صداقت کے ظہور کا انتظار کریں گے۔ کچھ ہی دن گذرے تھے کہ اس کے پاس شیرویہ کا یہ خط پہنچ گیا۔

''میں نے کسریٰ کو قتل کر دیا ہے۔ میں نے یہ اقدام فارس کے تحفظ کے لیے کیا ہے۔ اس نے فارس کے معزز لوگوں کے خون کو جائز سمجھ رکھا تھا۔ اپنی عوام سے میری شہنشاہی کی بیعت اور اس شخص کے ساتھ کوئی تعرض نہ کرنا جس کے لیے کسریٰ نے تجھے خط لکھا تھا۔''

جب باذان نے شیرویہ کا یہ خط پڑھا تو اس نے کہا بلا شبہ یہ شخص نبی اور مرسل ہے۔ اس نے بھی اسلام قبول کر لیا اور اس کے ساتھ اہل فارس کے کئی لوگ بھی مسلمان ہو گئے۔ باذان نے اپنے منتظم سے پوچھا مدینہ کے تاجدار ﷺ کیسے ہیں۔ اس نے کہا میں نے پہلے ایسے شخص سے کبھی گفتگو نہیں کی جو اتنا رعب اور جلال کا مالک ہو۔ باذان نے پوچھا کیا ان کے پاس دنیاوی مال و دولت تھی۔ منتظم نے کہا نہیں!

امام احمد، ابونعیم، الطبرانی اور بزار نے ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب سرور کائنات ﷺ نے کسریٰ کی طرف مکتوب مبارک لکھا تو کسریٰ نے باذان کی طرف لکھا۔ مجھے خبر ملی ہے کہ تمہاری طرف ایک ایسے شخص کا ظہور ہوا ہے جو اپنے نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔ اسے کہو کہ اپنی رسالت و نبوت سے باز آ جائے ورنہ میں اس کی طرف ایسا لشکر روانہ کروں گا جو اسے اور اس کی قوم کو قتل کر دے گا۔

باذان نے ایک قاصد کو کسریٰ کا پیغام دے کر بارگاہ رسالت میں بھیجا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اگر میں یہ کام اپنی طرف سے سرانجام دے رہا ہوتا تو میں اس سے رک جاتا لیکن مجھے تو اللہ تعالیٰ نے رسول بنا کر بھیجا ہے۔ وہ قاصد کئی دن حضور ﷺ کے پاس ٹھہرا رہا۔ حضور نبی محترم ﷺ نے فرمایا میرے مولا نے کسریٰ کو ہلاک کر دیا ہے۔ آج کے بعد کوئی کسریٰ نہیں ہوگا۔ قیصر بھی مر چکا ہے۔ آج کے بعد کوئی قیصر بھی نہیں ہوگا۔ جب حضور ﷺ نے یہ پیش گوئی فرمائی تو قاصد نے وہ وقت، دن اور مہینہ لکھ لیا۔ پھر باذان کی طرف واپس آیا اسے معلوم ہوا کہ کسریٰ اور قیصر دونوں اس وقت ہلاک ہوئے تھے جس وقت نبی مکرم ﷺ نے ان کی ہلاکت کی خبر دی تھی۔

دیلمی نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے باذان کے قاصد سے فرمایا آج رات میرے رب نے تمہارے مالک کو قتل کر دیا ہے۔ اس کے بیٹے نے اسے قتل کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے بیٹے کو اس پر مسلط کر دیا ہے۔ اپنے صاحب سے کہنا کہ اگر تو نے اسلام قبول کر لیا تو میں تیرا ملک تیرے ہی قبضہ میں رہنے دوں گا۔ اور اگر تو نے اسلام کی دعوت پر لبیک نہ کہا تو اللہ تعالیٰ تجھ پر لعنت برسائے گا۔

امام بیہقی نے عبدالرحمن بن عبد مقاری سے روایت کیا ہے کہ نبی مکرم ﷺ نے اپنا مکتوب مبارک کسریٰ کی طرف

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

طرف قاصد بھیجو اور اسے حکم دو کہ وہ اپنی قوم کے دین کی طرف لوٹ آئے۔ ورنہ ایک دن مقرر کر کے اس کے ساتھ جنگ کرو اور اس کو قتل کر دو۔ باذان نے تاجدار ختم نبوت ﷺ کی طرف دو شخص بھیجے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے انہیں ٹھہرنے کے لیے کہا وہ کچھ دن مدینہ طیبہ میں قیام پذیر رہے۔ پھر ایک دن نبی کریم ﷺ نے ان کو طلب فرمایا اور فرمایا باذان کی طرف جاؤ اور اسے بتاؤ کہ آج رات میرے رب نے تیرے مالک کو قتل کر دیا ہے۔ انہوں نے باذان کو یہی بات بتائی۔ کچھ دنوں کے بعد یہ خبر پھیل چکی تھی کہ کسریٰ اسی رات ہلاک ہو گیا تھا۔

ابن سعد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور دیگر کئی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے روایت کیا ہے کہ جب حضور نبی مکرم ﷺ نے کسریٰ کی طرف خط لکھا تو اس نے اپنے یمن کے گورنر "باذان" کی طرف یہ پیغام بھیجا۔ اپنے دو مضبوط شخص اس آدمی کی طرف بھیجو۔ جو سرزمین حجاز میں ظاہر ہوا ہے۔ تاکہ وہ اسے گرفتار کر کے لے آئیں۔ باذان نے دو شخص مدینہ طیبہ بھیجے۔ ان کے ہمراہ ایک خط بھی بھیجا۔ حضور اکرم ﷺ نے جب اس خط کو پڑھا تو آپ ﷺ نے تبسم فرمایا آپ ﷺ نے ان دونوں کو اسلام کی دعوت دی۔ وہ نبی کریم ﷺ کی ہیبت سے لرزہ براندام تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ آج چلے جاؤ کل میرے پاس آنا میں تمہیں اپنے ارادے سے آگاہ کر دوں گا۔ جب دوسرے دن وہ دونوں حاضر خدمت ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا اپنے صاحب کو بتا دینا کہ آج رات میرے رب نے تمہارے کسریٰ کو اس وقت قتل کر دیا جب رات کی سات گھڑیاں گذر چکی تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس پر اسی کے بیٹے شیرویہ کو مسلط کر دیا۔ اسی نے اپنے باپ کو قتل کر دیا۔ وہ دونوں باذان کے پاس آئے اور اسے تمام واقعہ سنایا۔ اس کے بعد باذان اور اس کے بیٹوں نے اسلام قبول کر لیا۔

ابونعیم اور ابن سعد نے امام زہری کی سند سے حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں۔ جب رسول کریم ﷺ نے کسریٰ کو خط لکھا تو کسریٰ نے یمن کے گورنر باذان کو لکھا۔ حجاز کے اس شخص کی جانب دو مضبوط شخص بھیج جو اسے پکڑ کر میرے پاس لے آئیں۔ اس نے اپنے منتظم اور ایک اور شخص کو مدینہ بھیجا اور نبی اکرم ﷺ کی طرف خط لکھا کہ آپ ﷺ ان دونوں آدمیوں کے ساتھ کسریٰ کے پاس جائیں۔ گورنر یمن نے اپنے منتظم سے کہا اس شخص کے پاس جا کر اس کا جائزہ لو اس سے گفتگو کرو اور پھر مجھے اس کے متعلق آگاہ کرو۔ وہ دونوں بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور کسریٰ اور گورنر یمن کا پیغام دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا ابھی چلے جاؤ صبح میرے پاس آنا۔ جب وہ دونوں صبح آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے کسریٰ کو قتل کر دیا ہے۔ فلاں مہینے کی فلاں رات کو اللہ تعالیٰ نے اس کے بیٹے شیرویہ کو اس پر مسلط کر دیا۔ جب رات کی اتنی ساعتیں گذر چکی تھیں تو اس نے اپنے باپ کو قتل کر دیا۔

ان قاصدوں نے کہا کیا آپ ﷺ کو معلوم ہے کہ آپ کیا فرما رہے ہیں۔ ہم اپنے بادشاہ کو یہ بات بتائیں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اپنے شہنشاہ کے پاس جاؤ اور اسے یہ خبر سناؤ۔ مزید اسے یہ بھی بتانا کہ میرا دین اور میری سلطنت عنقریب اس جگہ تک پہنچ جائے گی۔ جہاں تک کسریٰ کی حکومت پہنچی ہے اور وہاں تک پہنچے گی جہاں تک خف اور حافر (اونٹ اور گھوڑوں کے پاؤں) پہنچ سکیں گے۔ اپنے سلطان کو میرا یہ پیغام بھی دینا کہ اگر تو نے اسلام قبول کر لیا تو پھر تیری مملکت تجھے

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سے کہا'' اپنے صاحب کے پاس جاؤ اور اس سے کہو میرے رب نے آج تمہارے مالک کو قتل کر دیا ہے''۔ اس کے بعد یہ معلوم ہوا کہ کسریٰ اسی رات قتل ہو گیا تھا۔ جس رات نبی مکرم ﷺ نے اس کے قتل کی خبر دی تھی۔ باذان کو شیرویہ کا خط موصول ہوا اس میں مرقوم تھا۔ میں نے کسریٰ کو قتل کر دیا ہے۔ میں نے اسے صرف فارس کے تحفظ کے لیے ہی مارا ہے۔ اس نے لوگوں کے سرداروں کو مار دیا تھا۔ جس کی وجہ سے لوگوں میں انتشار پھیل گیا تھا۔ جونہی میرا خط تمہارے پاس پہنچے اسی وقت لوگوں سے میری بیعت لو اور کسریٰ نے تمہیں جس شخص کی طرف آدمی بھیجنے کے لیے کہا تھا اس سے کوئی تعرض نہ کرنا۔ باذان نے اپنے ساتھیوں سمیت اسلام قبول کیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو کسریٰ کے ملک وقوم اور اس کے خزانوں پر تسلط عطا فرمایا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں حضور اکرم ﷺ کی دعا کی قبولیت پر مہر تحقیق ثبت کرتے ہوئے کسریٰ کے ملک کو پارہ پارہ کر دیا۔

حارث بن ابی شمر الغسانی کی ہلاکت کی خبر

ابن سعد نے واقدی کی سند سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے حضرت شجاع بن وہب الاسدی رضی اللہ عنہ کو حارث بن ابی شمر الغسانی کی طرف اپنا مکتوب دے کر بھیجا۔ حضرت شجاع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ جب میں حارث کے پاس پہنچا اس وقت وہ غوطہ دمشق میں تھا۔ میں حارث کے چوکیدار کے پاس آیا اور کہا میں رسول اکرم ﷺ کا قاصد ہوں اور حارث سے ملاقات کرنا چاہتا ہوں اس نے کہا تم حارث سے فلاں دن مل سکتے ہو کیونکہ وہ صرف اسی دن ہی اپنے محل سے باہر آتا ہے۔ چوکیدار ایک رومی شخص تھا۔ اس کا نام مری تھا۔ وہ مجھ سے حضور ﷺ کے متعلق مختلف سوالات کرنے لگا۔ میں اسے نبی مکرم ﷺ کی صفات بتانے لگا۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعوت کے متعلق معلومات دینے لگا۔ آپ ﷺ کے متعلق سن کر اس پر رقت طاری ہو گئی حتیٰ کہ اس پر گریہ غالب آ گیا۔ اس نے کہا میں نے انجیل میں پڑھا تھا۔ وہاں میں نے نبی آخر الزمان ﷺ کی بالکل یہی صفات پائی تھیں۔ میں آپ ﷺ پر ایمان لاتا ہوں اور آپ ﷺ کی تصدیق کرتا ہوں مجھے یہ بھی ڈر ہے کہ حارث مجھے قتل کر دے گا۔

حارث اپنے محل سے باہر آیا اور اپنے تخت پر بیٹھ گیا۔ اس نے اپنا تاج اپنے سر پر رکھا میں نے حضور ﷺ کا نامہ مبارک اس کو دیا۔ اس نے آپ ﷺ کا خط مبارک پڑھ کر نیچے پھینک دیا اور کہنے لگا۔ میرا ملک مجھ سے کون چھین سکتا ہے۔ میں اس شخص کی طرف جانے لگا ہوں اگرچہ وہ آدمی یمن میں ہی ہو میں اپنی فوج کو لے کر اس کے پاس جاؤں گا۔ وہ اپنے مقام سے اٹھا اور گھوڑوں کو تیار کرنے کا حکم دیا اور کہا اپنے ساتھی کو اس لشکر کشی کی اطلاع دے دو اس نے قیصر کو آگاہ کرنے کے لیے اس کی طرف ایک خط لکھا قیصر نے جواب میں اسے لکھا اس شخص کی طرف نہ جانا اس سے کنارہ کشی اختیار کر لینا ہی بہتر ہے۔ جب اس کے پاس قیصر کا خط پہنچا تو اس نے مجھے بلایا اور کہا تو یہاں سے کب روانہ ہو گا۔ میں نے کہا کل چلا جاؤں گا۔ اس نے مجھے ایک سو سونے کے مثقال عطا کیے اور کہا رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں میرا سلام عرض کرنا جب میں بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا تو میں نے حارث کے تمام حالات عرض کیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا'' حارث نے اپنے وطن کو ہلاک کر دیا ہے۔'' فتح مکہ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

روانہ فرمایا جب اسے گرامی نامہ ملا تو اس نے اسے پھاڑ دیا۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کسریٰ نے اپنے ملک کو لخت لخت کر دیا ہے۔

امام بیہقی نے عمیر بن اسحاق سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے کسریٰ و قیصر کی طرف اپنا نامہ مبارک لکھا۔ قیصر نے آپ ﷺ کے مکتوب مبارک کو پڑھا اور رکھ دیا۔ جبکہ کسریٰ نے آپ ﷺ کے خط مبارک کو چاک کر دیا۔ جب نبی محترم ﷺ تک یہ خبر پہنچی تو آپ ﷺ نے فرمایا اس (کسریٰ) اپنی سلطنت کو پارہ پارہ کر دیا ہے اور جہاں تک قیصر کا تعلق ہے تو اس کا ملک برقرار رہے گا۔

امام بیہقی نے روایت کیا ہے کہ نبی محترم ﷺ نے کسریٰ کے قاصد کو کسریٰ کے مرنے کی خبر دی۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ جب نبی مکرم ﷺ نے کسریٰ کو وہ خط لکھا جس میں اسلام کی طرف دعوت تھی۔ تو کسریٰ نے گورنر یمن باذان کی طرف لکھا۔ قریش مکہ کا ایک شخص یہ گمان کرتا ہے کہ وہ نبی ہے تم اس کے پاس جاؤ اور اسے نبوت سے توبہ کرنے کے لیے کہو اور اگر توبہ نہ کرے تو اس کا (خاکم بدہن) سر لے کر میرے دربار میں حاضر ہو جاؤ۔

دوسری روایت میں ہے کہ کسریٰ نے اپنے گورنر کی طرف لکھا۔ کیا تجھے علم نہیں کہ تیری زمین پر ایک ایسے شخص کا ظہور ہوا ہے جو مجھے اپنے دین کی طرف دعوت دے رہا ہے۔ اگر تو نے اس کا بندوبست نہ کیا تو میں تمہیں عبرت ناک سزا دوں گا۔ اس شخص کے پاس دو شخص بھیجو جو اسے پکڑ کر میرے پاس لے آئیں۔ باذان نے اپنے منتظم اور اپنے ایک شاہ سوار کو بارگاہ رسالت میں کسریٰ کا خط دے کر بھیجا۔ وہ دونوں وہاں سے روانہ ہو کر طائف پہنچے۔ انہیں وہاں قریش کا ایک شخص ملا۔ انہوں نے اس سے حضور ﷺ کے متعلق سوال کیا۔ اس نے ان کو بتایا کہ سرور کائنات ﷺ مدینہ طیبہ میں تشریف فرما ہیں۔ وہ دونوں مدینہ طیبہ پہنچے اور حضور ﷺ سے کہنے لگے۔ کسریٰ نے ہمارے گورنر باذان کو یہ حکم دیا ہے کہ وہ کسی ایسے شخص کو آپ (صلی اللہ علیک وسلم) کے پاس بھیجے جو آپ کو گرفتار کر کے کسریٰ کے پاس لے جائے۔ باذان نے ہمیں آپ کے پاس بھیجا ہے۔ اگر آپ نے وہاں جانے سے انکار کر دیا تو پھر آپ خود بھی ہلاک ہو گئے اور اپنی قوم کو بھی ہلاک کر دیا اور اپنے شہروں کو بھی برباد کر دیا۔ ان قاصدوں نے فارسی لباس پہنا ہوا تھا۔ وہ بے ریش تھے۔ ان کی مونچھیں بڑھی ہوئی تھیں۔ حضور ﷺ نے ان کی طرف دیکھنا ناپسند فرمایا، حضور ﷺ نے فرمایا تم نے یہ حلیہ کیوں بنا رکھا ہے؟ انہوں نے کہا ہمارے مالک کسریٰ نے ہمیں اسی طرح حکم دیا ہے۔ شہنشاہ عرب و عجم ﷺ نے فرمایا لیکن اللہ تعالیٰ نے تو مجھے داڑھی کے لمبا کرنے اور مونچھوں کو کٹوانے کا حکم دیا ہے۔ آپ ﷺ نے انہیں فرمایا اب واپس چلے جاؤ صبح میرے پاس آنا۔

ایک روایت میں ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے باذان کی طرف لکھا میرے پروردگار نے میرے ساتھ وعدہ کیا ہے کہ فلاں مہینے کے فلاں دن کسریٰ قتل کر دیا جائے گا۔ جب باذان کو نبی اکرم ﷺ کا گرامی نامہ موصول ہوا تو اس نے توقف کیا اس نے کہا اگر وہ نبی ہوئے تو ان کا قول سچا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے کسریٰ کو اسی دن قتل کر دیا جس دن کا وعدہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا تھا۔ اس کے بیٹے شیرویہ نے ہی اس کو جہنم واصل کیا تھا۔ دوسری روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے باذان کے قاصد

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کہ تاجدار عرب وعجم کعبہ معظمہ کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھے ہوئے تھے میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا ان ایام میں ہمیں مشرکین کی طرف سے بہت زیادہ تکالیف اور مصائب کا سامنا تھا۔ میں نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم آپ ہمارے لیے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ان ظالموں سے نجات عطا فرمائے میری یہ بات سن کر آپ ﷺ سیدھے ہو کر بیٹھ گئے۔ رخ انور کا رنگ سرخ ہو گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہم سے پہلے ایسے لوگ بھی تھے۔ جن کے جسم سے گوشت لوہے کی کنگھیوں کے ساتھ نوچ لیا جاتا پھر بھی وہ لوگ اپنے دین پر ثابت قدم رہتے ان کے سروں پر آری رکھ کر انہیں دو حصوں میں تقسیم کر دیا جاتا لیکن پھر بھی وہ اپنے مذہب سے منحرف نہ ہوتے اللہ رب العزت اس دین کو ضرور مکمل فرمائے گا۔ حتیٰ کہ ایک سوار صنعاء سے حضر موت تک جائے گا لیکن اسے اللہ کے علاوہ کسی اور ذات کا کوئی خوف نہ ہو گا۔

امام بیہقی اور ابو نعیم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ جب رسول اکرم ﷺ کو حکم ہوا کہ قبائل کو دین حق کی دعوت دیں تو آپ ﷺ مختلف قبائل میں تشریف لے گئے۔ میں اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہما بھی آپ ﷺ کے ساتھ تھے۔ ہم اہل عرب کی ایک محفل میں پہنچے وہاں بنو شیبان کے سردار مفروق بن عمرو اور ہانی بن قبیصہ بیٹھے ہوئے تھے مفروق نے کہا یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم آپ کس چیز کی طرف دعوت دیتے ہیں۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا میں تمہیں اس گواہی کی طرف دعوت دیتا ہوں کہ ''لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ'' میں تمہیں یہ بھی کہتا ہوں کہ تم مجھے پناہ دو اور میری مدد کرو قریش نے تو اللہ کے دین کے خلاف سرکشی کا اظہار کیا ہے۔ اس کے رسل کو جھٹلایا ہے اور حق کے خلاف باطل کی مدد کی ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ غنی اور حمید ہے مفروق نے کہا اللہ کی قسم! میں نے آج تک اتنا عمدہ کلام نہیں سنا اس وقت نبی اکرم ﷺ نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی: ''قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ'' (الانعام: ۱۵۱) یہ شک وشبہ سے بالا کلام سن کر مفروق نے کہا اللہ کی قسم یہ کلام اس زمین پر رہنے والی مخلوق کا نہیں اس کے بعد نبی مکرم ﷺ نے یہ آیت پڑھی: ''اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ'' (النحل: ۹۰) مفروق نے کہا اللہ کی قسم! آپ صلی اللہ علیک وسلم عمدہ اخلاق اور نیک اعمال کی طرف دعوت دیتے ہیں۔ اس قوم کے لیے ہلاکت ہے جس نے آپ کی تکذیب کی اور آپ کے خلاف لوگوں کی اعانت کی حضور ﷺ نے فرمایا اب بالکل تھوڑا عرصہ ہی باقی رہ گیا ہے تم دیکھو گے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں سرزمین کسریٰ، ان کے شہروں اور ان کی عورتوں کا مالک بنا دے گا۔ کیا تم اس وقت اللہ کی حمد وثنا بیان کرو گے؟

امام بخاری نے تاریخ میں، الطبرانی، امام بیہقی اور ابو نعیم نے خزیم بن اوس بن حارثہ بن لام رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب حضور ﷺ غزوۂ تبوک سے واپس تشریف لائے تو میں آپ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا ''یہ حیرہ بیضاء ہے جسے تمام حجابات اٹھا کر میرے سامنے رکھ دیا گیا ہے۔ یہ شہباء بنت نفیلہ الازدیہ ہے جو ایک خچر پر سوار ہے اس نے کالا دوپٹہ اوڑھ رکھا ہے۔ میں نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم اگر ہم حیرہ میں داخل ہوں اور ہم شہباء کو اسی کیفیت میں پائیں جس طرح آپ نے بیان کی ہے تو کیا وہ میری ہو گی آپ ﷺ نے فرمایا ہاں وہ تیری ہو گی۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کے سال حارث مر گیا۔

مشرکین کے ایک سردار کی ہلاکت کی خبر

امام بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی محترم ﷺ نے ایک صحابی کو مشرکین کے ایک سردار کی طرف بھیجا تا کہ وہ اسے اسلام کی طرف دعوت دیں۔ مشرک نے پیغام حق سن کر کہا اے ساتھی! وہ بت جس کی طرف تو مجھے بلا رہا ہے وہ سونے کا یا چاندی کا یا تانبے کا ہے۔ وہ صحابی وہاں سے واپس آ گئے۔ اللہ رب العزت نے آسمان سے بجلی گرائی جس نے اس مشرک کو خاکستر بنا دیا۔ حضور ﷺ کے قاصد کو اس مشرک کی ہلاکت کی کوئی خبر نہ تھی۔ حضور اکرم ﷺ نے اس صحابی سے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اس مشرک کو ہلاک کر دیا ہے جس کی طرف تو پیغام توحید لے کر گیا تھا۔ اسی وقت یہ ارشاد ربانی نازل ہوا:

وَيُرْسِلُ الصَّوَاعِقَ فَيُصِيبُ بِهَا مَنْ يَّشَآءُ (الرعد: ۱۳)

''اور اللہ تعالیٰ کڑکتی بجلیاں بھیجتا ہے پھر گراتا ہے انہیں جس پر چاہتا ہے''۔

امت مسلمہ کی خوشحالی کی خبر

امام بیہقی، ابونعیم اور ثابت نے دلائل میں حضرت عبداللہ ابن حوالہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم بارگاہ رسالت میں حاضر تھے ہم نے وہاں تنگ دستی، غربت اور مفلسی کی شکایت کی آپ ﷺ نے فرمایا تمہیں بشارت ہو اللہ کی قسم! مجھے اشیاء کی قلت سے اتنا خوف نہیں جتنا اشیاء کی کثرت سے ہے۔ اللہ کی قسم! یہ دین برقرار رہے گا حتی کہ اللہ تعالیٰ تمہارے لیے فارس، روم اور حمیر کی زمین کو فتح فرمائے گا۔ تم تین لشکروں میں منقسم ہو جاؤ گے۔ ایک لشکر شام کی طرف، دوسرا عراق کی طرف اور تیسرا یمن کی طرف روانہ ہوگا۔ ایک وقت وہ بھی آئے گا کہ ایک آدمی کو سو دینار دیئے جائیں گے۔ لیکن وہ پھر بھی ناراض ہی رہے گا۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم شام پر حملہ آور ہونے کی جرأت کون کرے گا۔ حالانکہ وہاں رومی سکونت پذیر ہیں جو طاقت وقوت سے بھرپور ہیں۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ تم کو ان پر غلبہ وتسلط عطا فرمائے گا۔ تم ضرور ان پر خلیفہ مقرر کیے جاؤ گے۔ حتی کہ وہ سفید رومی ایک سیاہ فام کے سامنے باندھ کر کھڑے ہوں گے۔

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عبدالرحمٰن بن جبیر بن نضیر کہتے تھے کہ صحابہ کرام کو معلوم تھا کہ اس حدیث کے مصداق حضرت جز بن سہیل السلمی رضی اللہ عنہ ہیں وہ اس وقت عجمیوں پر حاکم مقرر ہوئے۔ جب صحابہ کرام علیہم الرضوان مسجد کی طرف تشریف لے جاتے تو وہ حضرت جز اور رومیوں کی طرف دیکھتے وہ ملاحظہ کرتے کہ رومی ان کے اردگرد کھڑے ہیں وہ نبی محترم ﷺ کی پیش گوئی پر تعجب کا اظہار کرتے۔

حضرت امام بخاری اور حضرت امام مسلم نے حضرت خباب بن الارت رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دو چار نہیں ہو گے۔ جب تک تم فارس وروم پر غلبہ نہیں پالو گے اس وقت تمہاری کیفیت یہ ہو گی کہ تم صبح کے وقت ایک لباس پہنو گے جبکہ وقت شام دوسرا لباس پہن لو گے۔ صبح کے وقت تمہارے پاس ایک کھانا ہو گا۔ جبکہ شام کے وقت تمہارے سامنے دوسرا کھانا موجود ہو گا۔

ابونعیم نے حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ تاجدار مدینہ ﷺ اپنے صحابہ کرام کے درمیان کھڑے ہو گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم تنگ دستی سے خوفزدہ ہو اللہ تعالیٰ تمہارے لیے فارس اور روم کی سر زمین کو فتح فرمانے والا ہے۔ دنیا لونڈی بن کر تمہارے پاس آئے گی۔ میرے بعد جو تم میں کجی پیدا ہو گی وہ صرف اور صرف دنیا کی وجہ سے ہی ہو گی۔

حاکم اور ابونعیم نے حضرت ہاشم بن عتبہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک غزوہ میں میں حضور ﷺ کے ساتھ تھا۔ میں نے سنا آپ ﷺ فرما رہے تھے۔ تم جزیرۂ عرب پر لشکر کشی کرو گے۔ اللہ تعالیٰ تمہیں اس پر غلبہ عطا کرے گا۔ پھر تم فارس پر حملہ آور ہو گے۔ اللہ تعالیٰ اسے بھی تمہارے لیے مغلوب کر دے گا۔ پھر تم اہل روم سے نبرد آزما ہو گے پھر بھی فتح تمہاری ہی ہو گی پھر تم دجال سے جنگ کرو گے پھر بھی اللہ تعالیٰ تمہیں ہی غالب کرے گا۔

امام بیہقی نے حضرت عمر بن شرحبیل رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول مکرم ﷺ نے فرمایا میں نے آج رات دیکھا کہ کالی بھیڑیں میری اتباع کر رہی ہیں۔ پھر ان کے بعد سفید بھیڑیں اتباع کرنے لگیں ان میں ایک بھی کالی بھیڑ نہ تھی۔ تو حضرت ابوبکر نے عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم اس خواب کی تعبیر یہ ہے کہ اہل عرب آپ کی اتباع کریں گے۔ اس کے بعد عجمی آپ کی اتباع کریں گے ان میں ایک بھی عربی نہیں ہو گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا وقت سحر فرشتے نے مجھ سے یہی تعبیر بیان کی ہے۔

امام مسلم اور امام بیہقی نے حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا مسلمانوں کا ایک گروہ کسریٰ کے ان خزانوں پر قبضہ کرے گا جو قصر ابیض (سفید محل) میں ہیں۔ میں اور میرے والد محترم بھی اس لشکر میں شامل تھے جس نے کسریٰ کے محل کے خزانوں کو لوٹا تھا۔ ہمیں وہاں سے ایک ہزار درہم ملے۔ امام احمد، ابویعلی اور الطبرانی نے عفیف الکندی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ میں مکہ معظمہ گیا اور خرید و فروخت کے لیے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے ہاں قیام کیا میں اور حضرت عباس رضی اللہ عنا منیٰ میں بیٹھے ہوئے تھے کہ قریب کے خیمہ سے ایک شخص نکلا اس نے آسمان کی طرف دیکھا جب اس نے دیکھا کہ سورج مائل ہو گیا ہے تو اس نے کھڑے ہو کر نماز ادا کرنا شروع کی پھر ایک عورت بھی اسی خیمہ سے نکلی اس نے بھی اس شخص کے پیچھے نماز ادا کرنا شروع کی پھر ایک بچہ خیمہ سے باہر آیا اس نے اس شخص کے ساتھ کھڑے ہو کر نماز ادا کرنا شروع کی، میں نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے پوچھا یہ کیسا مذہب ہے؟

انہوں نے کہا یہ محمد (ﷺ) ان کی زوجہ خدیجہ رضی اللہ عنہا اور ان کا چچا زاد بھائی علی رضی اللہ عنہ ہیں۔ حضرت محمد ﷺ اپنے آپ کو اللہ کا نبی سمجھتے ہیں۔ ابھی تک ان کی بیوی اور ان کے چچا زاد بھائی علی رضی اللہ عنہ نے ہی ان کی پیروی کی

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں مسیلمہ سے نبرد آزما ہوئے تو ہم حیرہ کی طرف بھی گئے۔ جب ہم شہر میں داخل ہوئے تو سب سے پہلے ہم شہباء بنت سے ملے۔ وہ اسی کیفیت پر تھی جس طرح حضور ﷺ نے فرمایا تھا۔ وہ خچر پر سوار تھی اور اس نے سیاہ دوپٹہ اوڑھ رکھا تھا۔ میں پکار اٹھا یہ وہی خاتون ہے جسے رسول اللہ ﷺ نے مجھے ہبہ فرمایا تھا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے مجھ سے گواہ طلب کیا۔ میں نے حضرت محمد بن مسلمہ اور حضرت محمد بن بشری الانصاری رضی اللہ عنہما کو بطور گواہ پیش کیا۔ انہوں نے شہباء کو میرے حوالے کر دیا۔

شہباء کا بھائی میرے پاس آیا وہ صلح کرنے کا خواہش مند تھا اس نے کہا شہباء کو میرے ہاتھوں فروخت کرو میں نے کہا میں اس کے بدلے دس سو درہم لوں گا اور اس رقم سے کچھ بھی کم نہیں کروں گا اس نے مجھے ایک ہزار درہم دیئے اور شہباء لے گیا لوگوں نے مجھ سے کہا اگر تو شہباء کی قیمت ایک لاکھ درہم بھی بتا دیتا پھر بھی اس کا بھائی وہ رقم تجھے دے دیتا میں نے کہا کہ میں نہیں جانتا تھا کہ دس سو سے زیادہ بھی گنتی ہوتی ہے۔

امام بیہقی اور ابونعیم نے عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا میرے لیے حیرہ کے محلات کو عیاں کیا گیا وہ مجھے کتوں کے جبڑوں کی طرح دکھائی دیئے ہیں۔ عنقریب تم ان محلات کو فتح کر لو گے۔ ایک آدمی کھڑا ہوا اور کہنے لگا۔ یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وآلک وسلم کیا بنت نفیلہ میری ہوگی؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں بنت نفیلہ تیری ہوگی۔ جب حیرہ فتح ہوا تو صحابہ کرام نے بنت نفیلہ کو اسی شخص کے سپرد کر دیا۔ بنت نفیلہ کا باپ آیا اور اس شخص سے کہنے لگا۔ کیا تو اس کو میرے ہاتھوں فروخت کرے گا۔ اس آدمی نے کہا ہاں میں اسے فروخت کر دوں گا۔ اس کے باپ نے کہا تو اس کی کتنی قیمت لے گا۔ اس آدمی نے کہا میں اس کے ایک ہزار درہم وصول کروں گا۔ اس کے باپ نے کہا آج اگر تو تمیں ہزار درہم بھی مانگتا تو میں تجھے دے دیتا۔ یہ سن کر اس شخص نے کہا کیا ایک ہزار سے زیادہ بھی تعداد ہوتی ہے؟

ابونعیم نے عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو سنا آپ ﷺ فرما رہے تھے۔ مسلمانوں کے لئے تین شہر فتح ہوں گے ایک شہر وہاں ہے جہاں دو سمندر آپس میں ملتے ہیں۔ ایک شہر حیرہ میں واقع ہے جبکہ دوسرا شہر شام میں ہے۔

امام بیہقی اور ابونعیم نے حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں محمد (فداہ روحی) ﷺ کی جان ہے تمہارے لیے فارس و روم کو مغلوب کر دیا جائے گا۔ تمہارے پاس کھانے کی کثرت ہو جائے گی۔ لیکن اس پر اللہ کا ذکر نہیں کیا جائے گا۔

ابونعیم اور امام بیہقی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا جب میری امت تکبر سے چلے گی اور فارس و روم کے بیٹے اس کے خادم ہوں گے تو اس کے نیکوکاروں پر فاسق و فاجر حکمران مقرر کر دیئے جائیں گے۔

حاکم نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا تم ایسے حالات سے اس وقت تک

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

"وعدہ فرمایا ہے اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں سے جو ایمان لائے تم میں سے اور نیک عمل کیے کہ وہ ضرور خلیفہ بنائے گا انہیں زمین میں جس طرح اس نے خلیفہ بنایا ان کو جوان سے پہلے تھے اور مستحکم کر دے گا ان کے لیے ان کے دین کو جسے اس نے پسند فرمایا ہے ان کے لئے اور وہ ضرور بدل دے گا انہیں ان کی حالت خوف کو امن سے"۔

مواہب میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول مکرم ﷺ سے یہ وعدہ کیا تھا کہ وہ عنقریب آپ ﷺ کی امت میں سے خلفاء، امام اور والی بنائے گا۔ ان سے شہروں کی اصلاح ہوگی لوگ ان کیلئے سر تسلیم خم کریں گے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول مکرم ﷺ سے کیا ہوا وعدہ پورا فرمایا۔ اللہ رب العزت نے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال سے پہلے ہی مکہ معظمہ، خیبر، بحرین، جزیرۂ عرب اور سرزمین یمن کو فتح فرما دیا تھا۔ آپ ﷺ نے ہجر کے آتش پرستوں سے جزیہ وصول فرمایا، شام کے کچھ علاقوں سے بھی جزیہ وصول کیا۔ ہرقل روم، شہنشاہ مصر، بادشاہ سکندریہ اور ملک عمان نے بارگاہ رسالت میں تحائف بھیجے۔

پھر جب نبی محترم ﷺ نے وصال فرمایا اور اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اپنی بارگاہ سے خاص عزت و کرامات سے نوازا تو آپ ﷺ کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ مقرر ہوئے۔ انہوں نے کچھ اسلامی فوج کو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی قیادت میں فارس کی طرف روانہ فرمایا انہوں نے فارس کے کئی مقامات کو فتح کر لیا۔ ایک لشکر حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کی قیادت میں سرزمین شام کی طرف روانہ کیا گیا اور ایک لشکر حضرت عمرو بن العاص کی زیر کمان مصر کی جانب روانہ کیا اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو بصریٰ اور دمشق جیسے شہروں پر غلبہ عطا فرمایا۔ اس کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی وصال فرما گئے اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر یہ الہام کیا کہ حضرت عمر فاروق کو مسلمانوں کا خلیفہ بنایا جائے دیدۂ فلک نے انبیاء کے بعد کسی ایسے شخص کو نہیں دکھا جو قوت، سیرت اور کمال عدل میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا ہم سر ہو آپ رضی اللہ عنہ کے عہد حکومت میں شام کے تمام شہر فتح ہو گئے۔ مصر کے شہروں پر غلبہ ہوا فارس کی اکثر سلطنت مغلوب ہوئی۔ کسریٰ کی شہنشاہیت ختم ہوئی۔ اس کو ذلت و رسوائی کا سامنا کرنا پڑا وہ سمٹ کر تھوڑے سے علاقے تک محدود ہو گیا۔ قیصر کی سلطنت بھی لخت لخت ہوئی۔ اس کے ہاتھ سے ملک شام نکل گیا وہ صرف قسطنطنیہ تک محدود ہو گیا۔ قیصر و کسریٰ کے خزانوں کو راہ مولا میں صرف کیا گیا جس طرح نبی کریم ﷺ نے پیش گوئی فرمائی تھی۔ پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خلافت کے وقت مملکت اسلامیہ زمین کے مشارق و مغارب تک پھیل گئی مغرب کے کئی شہر مثلاً اندلس، قیروان اور بحراوقیانوس کے کئی علاقے مفتوح ہوئے۔ مشرق میں چین تک کے علاقے مغلوب ہوئے۔ کسریٰ ہلاک ہوا اس کی بادشاہی بالکل ختم ہو گئی۔ مدائن، خراسان اور اہواز کے شہر فتح ہوئے۔ مسلمانوں نے بہت سے عجمیوں کو تہ تیغ کیا اور مشرق و مغرب کے شہروں سے خراج حضرت امیر المومنین عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے دربار میں پہنچنے لگا۔

امت مسلمہ کی خلافت اور کثرت مال کی خبر

امام مسلم نے حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا بے شک دنیا شیریں اور شاداب ہے۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ تمہیں دنیا میں خلافت عطا فرمائے گا۔ تاکہ وہ تمہارے اعمال اور کردار کی آزمائش

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہے وہ گمان کرتے ہیں کہ عنقریب قیصر و کسریٰ کے خزانوں کو ان کے لیے کھول دیا جائے گا۔

امام بیہقی نے حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس کسریٰ کے کنگن لائے گئے۔ انہوں نے وہ کنگن حضرت سراقہ بن مالک رضی اللہ عنہ کو پہنا دیئے۔ وہ کنگن ان کے کندھوں تک پہنچ گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کی یوں حمد بیان کی، تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے کسریٰ بن ہرمز کے کنگن سراقہ بن مالک کو پہنا دیئے۔

علامہ سیوطی فرماتے ہیں کہ حضرت امام شافعی نے فرمایا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سراقہ کو وہ کنگن اس لیے پہنائے تھے کیونکہ حضور اکرم ﷺ نے سراقہ کی کلائیوں کی طرف دیکھا اور فرمایا مجھے ایسے محسوس ہو رہا ہے کہ تو نے کسریٰ کے کنگن اور اس کا تاج پہنا ہوا ہے اور اس کا پٹکا باندھا ہوا ہے۔

امام بیہقی نے حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ ہی سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے سراقہ بن مالک سے کہا اے سراقہ! اس وقت تیری شان کتنی نرالی ہوگی جب تو کسریٰ کے کنگن پہنے گا۔ جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس کسریٰ کے کنگن لائے گئے تو انہوں نے حضرت سراقہ رضی اللہ عنہ کو بلا کر کنگن پہنا دیئے اور فرمایا تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے کسریٰ سے یہ کنگن چھین کر سراقہ کو پہنا دیئے۔

حضرت امام بخاری اور حضرت امام مسلم نے حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا جب کسریٰ ہلاک ہو جائے گا تو اس کے بعد کوئی کسریٰ نہ ہوگا۔ اور جب قیصر ہلاک ہو جائیگا تو اس کے بعد کوئی قیصر نہ ہوگا۔ مجھے اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے۔ تم قیصر و کسریٰ کے خزانوں کو اللہ کی راہ میں خرچ کرو گے۔

امام بخاری نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے حضرت امام شافعی فرماتے ہیں کہ اس حدیث کا معنی یہ ہے کہ عراق میں کوئی کسریٰ اور شام میں کوئی قیصر نہ رہے گا۔ جس طرح کہ حضور ﷺ کے زمانہ میں وہاں کسریٰ اور قیصر موجود تھے۔ آپ ﷺ نے ان دو سلطنتوں کے خاتمہ کی ہمیں خبر دی ہے۔ حضور اکرم ﷺ کا یہ فرمان سچ ثابت ہوا کسریٰ کی شہنشاہیت کا مکمل خاتمہ ہو گیا اس کا تمام ملک ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو گیا۔ جس طرح اس نے حضور اکرم ﷺ کا گرامی نامہ پارہ پارہ کیا تھا۔ اسی طرح اس کا ملک بھی ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔ قیصر کو بھی شام میں شکست سے دوچار ہونا پڑا۔ مسلمانوں نے اس کے شہروں کو فتح کر لیا اس کی حکومت دور کے شہروں تک سمٹ کر رہ گئی۔ مسلمانوں نے اس کے شہروں کو فتح کر لیا اس کی حکومت دور کے شہروں تک سمٹ کر رہ گئی۔ مسلمانوں کو یہ تمام فتوحات حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں حاصل ہوئی تھیں۔ اللہ رب العزت کا یہ فرمان بھی اسی حدیث کی تائید کرتا ہے:

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۠ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ۭ (النور: ۵۵)

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

محبت سے رہتے ہو۔ اس وقت تم ایک دوسرے سے غصے کا اظہار کرو گے۔ اور ایک دوسرے کی گردن کشی کرو گے۔

ابونعیم نے حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول مکرم ﷺ نے فرمایا کیا تم تنگ دستی سے خوف زدہ ہو اللہ تعالیٰ فارس و روم کو تمہارے لیے فتح فرمائے گا۔ بارش کی طرح دنیا تم پر انڈیلی جائے گی۔ میرے بعد اگر تم نے کجی اختیار کر لی تو اس کا سبب دنیا ہی ہوگی۔

امام مسلم اور امام بخاری نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کیا تمہارے پاس قالین ہیں۔ میں نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم ہمارے پاس قالین کہاں سے آئیں گے۔ حضور نبی محترم ﷺ نے فرمایا عنقریب تمہارے پاس قالین ہوں گے۔ اب میں اپنی بیوی سے کہتا ہوں اس قالین کو مجھ سے دور لے جاؤ تو وہ کہتی ہے کیا رسول مکرم ﷺ نے نہیں فرمایا تھا کہ میرے بعد تمہارے پاس قالین ہوں گے۔

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی مکرم ﷺ نے فرمایا اللہ کی قسم! میں تمہارے بارے تنگدستی سے زیادہ خوفزدہ نہیں ہوں۔ مجھے خوف یہ ہے کہ میرے بعد دنیا تم پر اسی طرح فدا ہوگی جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر تھی۔ تم بھی اسی طرح دنیا کے حصول میں مقابلہ کرو گے۔ جس طرح انہوں نے مقابلہ کیا تھا۔ یہ دنیا تمہیں بھی اسی طرح ہلاک کر دے گی۔ جس طرح اس نے تم سے پہلے لوگوں کو ہلاک کر دیا تھا۔

خلافت کے بعد ملوکیت کی خبر

امام مسلم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا بنی اسرائیل کی سیاست ان کے انبیاء کرام کیا کرتے تھے۔ جب ایک نبی کا وصال ہو جاتا تو اس کے بعد دوسرا نبی آ جاتا۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ میرے بعد خلفاء ہوں گے۔ ان خلفاء کی کثرت ہوگی۔ صحابہ کرام نے عرض کی ہمارے لئے کیا حکم ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان خلفاء کی یکے بعد دیگرے بیعت کرو اور ان کے حقوق ادا کرو۔ اللہ تعالیٰ ان کی عوام کے متعلق ضرور پوچھے گا۔

امام مسلم نے حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا " یہ دین متین قائم رہے گا حتی کہ قریش میں سے بارہ خلفاء ظاہر ہوں گے۔ پھر قیامت تک کذاب ظاہر ہوتے رہیں گے۔

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی محترم ﷺ نے فرمایا عنقریب ایسے امور کا اظہار ہوگا۔ جسے تم عجیب سمجھو گے۔ صحابہ کرام نے عرض کی: یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم ہم میں سے جو ایسا زمانہ پائے اسے کیا کرنا چاہیے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اپنے حقوق ادا کیا کرو اور اللہ تعالیٰ سے بھلائی کیا کی دعا کرو۔

ابن ماجہ، حاکم اور امام بیہقی نے حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ہمیں ایک بلیغ خطبہ ارشاد فرمایا اس سے ہمارے دل خوف زدہ ہوئے۔ ہماری آنکھوں سے آنسو بہنے لگے صحابہ کرام نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم آپ کا یہ آخری خطبہ معلوم ہوتا ہے۔ آپ ہمیں کس چیز کی وصیت فرماتے ہیں۔ آپ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کرے۔ دنیا سے بچو اسی طرح عورتوں سے بھی کنارہ کش رہو۔ بنی اسرائیل کا پہلا فتنہ عورتوں میں ہی ظہور پذیر ہوا تھا۔

ابونعیم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص بارگاہ رسالت میں آیا۔ اور عرض کرنے لگا یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم ہمیں قحط سالی نے ختم کر دیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں تمہارے بارے میں قحط سالی کے علاوہ ایک اور چیز سے خوفزدہ ہوں وہ یہ کہ دنیا تمہارے پاس ہاتھ باندھ کر حاضر ہوگی۔

ابوداؤد نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا تمہاری مدد کی جائے گی، تمہارے پاس دنیا لونڈی بن کر آئے گی اور تمہارے لیے کئی ممالک مغلوب کر دیئے جائیں گے۔ جو آدمی یہ زمانہ پائے اس کو چاہیے کہ وہ اللہ سے ڈرے نیکی کا حکم دے اور برائی سے منع کرے۔

امام مسلم نے حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی مکرم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے زمین کو میرے لیے سمیٹ دیا۔ میں نے اس کے مشارق اور مغارب کو دیکھا جہاں تک میں نے زمین کو دیکھا ہے وہاں تک میری امت کی سلطنت ہوگی، مجھے سرخ اور سفید دو خزانے دیئے گئے۔ میں نے اپنے رب سے التجا کی کہ وہ عام قحط سالی سے میری امت کو ہلاک نہ کرے اور نہ ہی ان پر کسی ایسے دشمن کو مسلط کرے (سوائے اس کے کہ وہ خود ایک دوسرے کے دشمن بن جائیں) جو ان کو نیست و نابود کر دے۔ میرے مولا نے مجھے فرمایا اے محمد! صلی اللہ علیک وسلم جب میں کوئی فیصلہ کر لیتا ہوں تو پھر اسے لوٹایا نہیں جا سکتا۔ میں آپ کی امت کے متعلق آپ سے یہ وعدہ کرتا ہوں کہ انہیں عام قحط سالی سے ہلاک نہ کروں گا۔ نہ ان پر ایسا دشمن مسلط کروں گا جو ان کی نسل کو مٹا دے۔ اگر روئے زمین کے تمام لوگ بھی اکٹھے ہو جائیں پھر بھی انہیں مٹا نہ سکیں گے۔ بلکہ وہ خود ہی ایک دوسرے کو ہلاک کریں گے۔

ابونعیم نے حضرت عبداللہ بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہیں کھانے کی دعوت دی گئی۔ جب انہوں نے اس گھر کو مزین دیکھا تو باہر بیٹھ کر رونے لگے جب ان سے اس گریہ زاری کا سبب پوچھا گیا تو انہوں نے کہا حضور اکرم ﷺ نے فرمایا ''دنیا تمہارے پاس آئے گی لیکن آج تم اس وقت سے بہتر ہو صبح کے وقت تم اور کھانا کھاؤ گے شام کے وقت تمہیں اور کھانا پیش کیا جائے گا۔ ایک شخص صبح کے وقت اور لباس پہنے گا شام کے وقت اس نے دوسرا لباس زیب تن کیا ہوگا۔ تم اپنے گھروں میں اس طرح پردے لٹکاؤ گے جس طرح بیت اللہ پر پردے لٹکائے جاتے ہیں۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں گریہ بار کیوں نہ ہوں۔ جبکہ میں دیکھ رہا ہوں کہ تم نے اپنے گھروں میں اسی طرح پردے لٹکا لیے ہیں۔ جس طرح بیت اللہ میں پردے لٹکائے جاتے ہیں۔

حاکم، امام بیہقی اور امام احمد نے حضرت طلحہ نضری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا عنقریب ایسا وقت بھی آئے گا۔ جب صبح کے وقت تمہیں اور کھانا اور شام کے وقت دوسرا کھانا پیش کیا جائے گا۔ تم کعبہ معظمہ کے پردوں کی طرح پردے لٹکا لو گے۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا۔ یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم کیا ہم آج بہتر حالت پر ہیں یا اس دن ہماری کیفیت زیادہ بہتر ہوگی۔ آپ ﷺ نے فرمایا آج تمہاری حالت بہتر ہے۔ آج تم باہم پیا

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ﷺ فرمارہے تھے۔ کہ ساٹھ سال کے بعد ایسے لوگ مسند خلافت پر بیٹھیں گے جو نماز کو ضائع کریں گے۔ خواہشات کی پیروی کریں گے وہ جلدی ہلاک ہو جائیں گے۔ پھر ایسے لوگ خلافت کی مسند پر بیٹھیں گے جو قرآن پاک کی تلاوت کریں گے۔ لیکن قرآن ان کے گلوں سے نیچے نہیں اترے گا۔

امام احمد اور بزار نے صحیح سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ سے ساٹھ سال کے آغاز اور لڑکوں کی حکومت سے پناہ مانگا کرو۔ دنیا ختم نہیں ہوگی حتی کہ ایسے ایسے لوگ حکمران بنیں گے۔

امام بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ بازار مدینہ میں چلتے پھرتے یہ دعا مانگا کرتے تھے۔ ''اے میرے مولا! مجھے ساٹھواں سال دیکھنا نصیب نہ فرما، اے لوگو! معاویہ رضی اللہ عنہ کے وجود کو غنیمت سمجھو۔ اے میرے مالک! مجھے لڑکوں کی امارت دیکھنے کی مہلت عطا نہ فرمانا''۔

ابن ابی شیبہ ابویعلیٰ اور امام بیہقی نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا وہ شخص جو سب سے پہلے میری سنت کو تبدیل کرے گا۔ وہ بنو امیہ میں سے ہوگا۔ امام بیہقی فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں مذکور شخص سے مراد یزید جو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا بیٹا ہے۔

ابونعیم نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا تمہارے پاس فتنے تاریک رات کی طرح آئیں گے۔ ایک فتنہ کے ختم ہوتے ہی دوسرا فتنہ پیدا ہو جائیگا۔ خورشید نبوت ماند پڑ جائے گا۔ ملوکیت کا دور دورہ ہوگا۔ اے معاذ ذرا ٹھہرو اور گنو! جب میں نے پانچ تک تعداد گنی تو آپ ﷺ نے فرمایا'' یزید'' اللہ تعالیٰ یزید میں برکت نازل نہ فرمائے۔ آپ ﷺ کی آنکھیں اشکبار ہو گئیں۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا مجھے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر دی گئی ہے میں نے ان کی شہادت گاہ کی مٹی کو دیکھا ہے مجھے ان کے قاتل سے بھی آگاہ کیا گیا ہے۔ جب میں شمار کرتے کرتے دس تک پہنچا تو آپ ﷺ فرمایا'' ولید'' یہ فرعون کا نام ہے۔ یہ اسلامی شریعت کی بنیادیں منہدم کرے گا۔ اس کے گھرانے کا ایک شخص ہی اسے قتل کرے گا۔

حاکم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی مکرم ﷺ سے روایت کیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اہل عرب پر افسوس ہے۔ ۶۰ ہجری کا سال قریب آ گیا ہے۔ اس وقت امانت مال غنیمت بن جائے گی، صدقہ تاوان ہو جائے گا، گواہی پہچان اور عرفان کی وجہ سے دی جائے گی اور فیصلہ خواہشات نفسانی کے مطابق دیا جائے گا۔

امام بیہقی نے ابن موہب سے روایت کیا ہے کہ وہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے ان کے پاس مروان آیا اور کہنے لگا اے امیر المومنین! میری ضرورت پوری کریں مجھ پر بہت بڑی ذمہ داری ہے۔ میرے دس بیٹے، دس بھتیجے اور دس بھائی ہیں۔ جب مروان وہاں سے رخصت ہو گیا تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا میں تمہیں تقویٰ اختیار کرنے، اچھی بات کو سننے اور اطاعت کرنے کی وصیت کرتا ہوں۔ اگر چہ تمہارا امیر حبشی غلام ہی ہو، عنقریب تم میں بہت زیادہ اختلاف رونما ہوں گے۔ نئی نئی باتیں (امور) بنانے سے بچو، بلاشبہ یہ گمراہی اور ضلالت ہیں۔ تم میں سے جو ایسا شر انگیز زمانہ پائے تو اس پر لازم ہے کہ وہ میری اور خلفاء راشدین کی سنت کو مضبوطی سے پکڑ لے۔

ابن عساکر نے حضرت عبدالرحمٰن بن سہل الانصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا ہر نبوت کے بعد خلافت اور ہر خلافت کے بعد ملوکیت ہوتی ہے اور صدقہ کا نظام ٹیکس کے نظام سے تبدیل ہو جاتا ہے۔

امام ترمذی نے حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی مکرم ﷺ نے فرمایا نبوت کی خلافت تیس سال ہوگی، پھر ملوکیت کا دور دورہ ہوگا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سوا دو سال حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا دور خلافت ساڑھے دس سال حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا دور خلافت تقریباً بارہ سال حضرت علی رضی اللہ عنہ کا دور خلافت پونے پانچ سال اور حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کا دور خلافت چھ ماہ ہے۔ یہ کل عرصہ تیس سال بنتا ہے۔

امام بیہقی نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ نبوت کی خلافت تیس سال ہوگی، پھر اللہ تعالیٰ جسے چاہے گا ملوکیت عطا فرما دے گا۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہم ملوکیت پر بھی راضی ہیں۔

امام بیہقی نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی مکرم ﷺ نے فرمایا جب تک اللہ چاہے گا تم نبوت میں رہو گے پھر جب اللہ چاہے گا وہ نبوت کو اٹھا لے گا وہ خلافت بھی اٹھا لے گا پھر ظلم و جبر کا دور دورہ ہوگا۔ پھر اللہ تعالیٰ اس دور کا بھی خاتمہ فرما دے گا۔ پھر اس کے بعد نبوت کے طریقہ پر خلافت قائم ہوگی۔ جب حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ مقرر ہوئے تو انہیں یہ حدیث سنائی گئی اور ان سے کہا گیا کہ ہم امید کرتے ہیں کہ جبر و تشدد کے بعد دوبارہ خلافت قائم ہوگئی ہے۔ یہ سن کر انہوں نے مسرت کا اظہار کیا۔

نبی محترم ﷺ کا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے بعد کے حالات کی خبر دینا

ابن منیع، ابو یعلی، امام بیہقی اور ابو نعیم نے حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا یہ امر عدل و انصاف پر مبنی رہے گا۔ حتی کہ بنو امیہ کا ایک شخص اس میں بگاڑ پیدا کرے گا۔ اس کا نام یزید ہوگا۔

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ نبی محتشم ﷺ نے فرمایا میری امت کی ہلاکت قریش کے نوجوانوں کے ہاتھوں ہوگی۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ اگر تم پسند کرو تو میں ان کے نام بھی بتا سکتا ہوں کہ وہ بنی فلاں بنی فلاں ہوگا۔

امام بیہقی نے حضرت ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو سنا آپ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

زیادہ فتنہ باز ثابت ہوگا۔ امام اوزاعی فرماتے ہیں کہ لوگ کہا کرتے تھے کہ ولید بن عبدالملک حضور اکرم ﷺ کی اس پیش گوئی کا مصداق ہے۔ پھر ہمیں معلوم ہوا کہ یہ پیش گوئی ولید بن یزید کے متعلق ہے۔ امام بیہقی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث مرسل اور حسن ہے حاکم نے اسی حدیث کو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ یہ حدیث متصل بھی ہے اور صحیح بھی۔

امام احمد نے اسی حدیث کو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

امام بیہقی اور ابو نعیم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ نبی دو جہاں ﷺ نے فرمایا میرے بعد عنقریب تم پر ایسے امراء مسلط ہوں گے جو سنت مصطفویہ کے اجالے کو ختم کر دیں گے، وہ بدعت پیدا کریں گے اور نمازوں کو تاخیر سے ادا کریں گے۔

ابن ماجہ اور امام بیہقی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ سلطان دو عالم ﷺ نے فرمایا عنقریب تم ایسی قوم سے ملو گے۔ جو نماز کو مقررہ وقت پر ادا نہیں کرے گی اگر تم ایسی قوم سے ملو تو نماز کو وقت مقررہ پر اپنے گھر میں ادا کر لینا۔ ان کے ساتھ نفلی نماز ادا کرنا۔

ابن ماجہ نے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا عنقریب ایسے امیر ہوں گے جنہیں مختلف اشیاء دنیا میں مصروف کر دیں گی وہ نماز کو وقت مقررہ سے موخر کر کے ادا کریں گے۔ جب تم ایسے امیروں سے ملو تو پھر ان کے ساتھ نفلی نماز ادا کرنا۔

علامہ سیوطی فرماتے ہیں۔ بنو امیہ کے امراء کی یہی عادت تھی وہ اپنی اس خصلت کی وجہ سے مشہور تھے۔ لیکن جب حضرت عمر بن عبدالعزیز خلیفہ مقرر ہوئے تو انہوں نے تمام نمازوں کو بروقت ادا کیا۔

بنو عباس کے حالات کی خبریں

بزار وغیرہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی محترم ﷺ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا اے عباس! تم میں نبوت اور سلطنت کا امتزاج ہے۔

ابو نعیم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت ام الفضل رضی اللہ عنہا نے بیان کیا ہے۔ وہ فرماتی ہیں کہ میں نبی مکرم ﷺ کے پاس سے گذری آپ ﷺ نے فرمایا تیرے بطن اطہر میں ایک بچہ ہے۔ جب وہ اس جہان رنگ و بو میں آجائے تو اسے میرے پاس لے کر آنا۔ آپ فرماتی ہیں کہ جب میں نے اس بچے کو جنم دیا تو میں اسے لے کر بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئی۔ آپ ﷺ نے اس کے دائیں کان میں اذان دی بائیں کان میں اقامت کہی، اپنا لعاب دہن اس کے منہ میں ڈالا اور اس کا نام عبداللہ رکھا آپ ﷺ نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا ''ابو الخلفاء'' کو لے جاؤ میں نے یہ واقعہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو سنایا انہوں نے بارگاہ رسالت میں اس واقعہ کا ذکر کیا آپ ﷺ نے فرمایا میں تمہیں آگاہ کرتا ہوں کہ یہ بچہ ابو الخلفاء ''خلفا کا باپ'' ہے حتیٰ کہ اس کی نسل سے سفاح پیدا ہوگا۔ اسی کی نسل سے مہدی پیدا ہوگا۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

عنہما سے کہا اے ابن عباس! کیا آپ کو معلوم ہے کہ نبی محترم ﷺ نے فرمایا تھا۔ جب بنو حکم کی تعداد تیس ہو جائے گی۔ تو اس وقت وہ اللہ کے مال (غنیمت) کو ذاتی دولت سمجھیں گے اور اللہ کے بندوں کو اپنا غلام تصور کریں گے اور اللہ کی کتاب (قرآن پاک) کو مصیبت گمان کریں گے۔ جب ان کی تعداد ۴۹۹ ہو جائے تو ان کی تباہی کھجور کو چبانے سے پہلے ہو جائے گی۔ یہ گفتگو سن کر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا، اللہ کی قسم! حضور اکرم ﷺ نے اسی طرح فرمایا تھا۔

مروان نے عبدالمالک کو کسی ضرورت کے لیے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا۔ مروان کے اپنے کام کے متعلق حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے گفتگو کی جب عبدالمالک وہاں سے آ گیا تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے فرمایا اے ابن عباس! کیا آپ کو معلوم نہیں کہ حضور نبی محترم ﷺ نے اس شخص کا ذکر کر کے فرمایا تھا۔ یہ چار جابر بیٹوں کا باپ ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ہاں نبی مکرم ﷺ نے فرمایا تھا۔

ابو یعلیٰ، حاکم اور امام بیہقی نے حضرت عمر بن مرہ الجہنی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ بارگاہ رسالت میں حاضر تھے حکم بن ابی العاص نے درگاہ مصطفویہ میں حاضر ہونے کی اجازت طلب کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا اسے اجازت دے دو وہ سانپ کا بیٹا سانپ ہے۔ اس پر اور اس کی اولاد پر اللہ کی لعنت ہو مگر مومنین اولاد اس لعنت سے بری ہیں۔ لیکن اس کی اولاد میں سے مومن کم ہی ہوں گے۔ دنیا میں انہیں عز و شرف نصیب ہوگا۔ لیکن آخرت میں وہ ذلیل ہوں گے۔ مکر و فریب اور دھوکا دہی ان کی فطرت ہوگی۔ دنیا میں انہیں بہت کچھ عطا کیا جائے گا۔ لیکن آخرت میں ان کے لیے کچھ نہیں ہوگا۔

فاکہی نے امام زہری اور عطاء الخراسانی سے روایت کیا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے حاکم کے متعلق فرمایا، میں اس کے بیٹوں کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ میرے منبر پر چڑھ اور اتر رہے ہیں۔ فاکہی نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے حکم بن ابی العاص کے متعلق فرمایا جب اس کی اولاد کی تعداد تیس یا چالیس ہو جائے گی تو وہ امر (دین) کو تباہ کریں گے۔

ابن نجیب نے حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر تھے۔ حکم بن ابی العاص وہاں سے گذرا نبی مکرم ﷺ نے فرمایا اس کی پشت میں جو کچھ ہے اس کی وجہ سے میری امت ہلاک ہوگی۔

بن ابی اسامہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا بنوامیہ کے جابر حکمرانوں میں سے ایک ظالم حکمران میرے منبر پر نکسیر پھینکے گا۔ عمرو بن سعید بن العاص نے منبر رسول پر نکسیر پھینکی حتی کہ منبر کی سیڑھیوں پر خون بہنے لگا۔

اما[illegible]قی اور ابو نعیم نے حضرت سعید ابن میسب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے [illegible] بھائی کے گھر بچہ پیدا ہوا انہوں نے اس کا نام ولید رکھا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کیا تم اپنے فرعونوں کے ناموں پر اپنے بچوں کے نام رکھ رہے ہو میری امت میں ایک شخص پیدا ہوگا اس کا نام ولید ہوگا۔ وہ میری امت کے لیے فرعون سے بھی

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ﷺ نے مجھے وہ مٹی بھی دکھائی تھی جہاں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے شہادت سے سرخرو ہونا ہے۔

حاکم نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی مکرم ﷺ نے فرمایا، میرے بعد میرے اہل بیت قتل و غارت اور جلاوطنی جیسے مصائب سے دوچار ہوں گے۔

غیب کی بعض خبریں جن کا ذکر پہلے نہیں ہوا

امام بیہقی نے حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ کہ جب نبی کریم ﷺ نے ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے عقد مبارک فرمایا تو آپ ﷺ نے فرمایا میں چند اوقیہ مشک اور ایک حلہ نجاشی کے پاس بھیج رہا ہوں لیکن میں دیکھ رہا ہوں کہ ان اشیاء کے وہاں تک پہنچنے سے پہلے ہی وہ اس دار فانی سے رخصت ہو جائے گا۔ اور میں یہ بھی مشاہدہ کر رہا ہوں کہ میرے یہ تحائف واپس آ جائیں گے۔ امام بیہقی فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کا یہ فرمان ''وَلَا اَرَاهُ اَوْ قَدْ مَاتَ'' اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ نجاشی اس تحفہ کے وہاں پہنچنے سے پہلے ہی فوت ہو جائے گا۔ آپ ﷺ کا یہ فرمان نجاشی کی موت سے پہلے کا ہے۔ جب نجاشی کا انتقال ہوا تو نبی محترم ﷺ نے اسی روز اس کے انتقال کی خبر دی اور اس پر غائبانہ نماز جنازہ پڑھی۔

حضرت امام بخاری اور حضرت امام مسلم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ہم کو اسی روز نجاشی کے انتقال کی خبر دی تھی جس روز وہ اس دنیا سے رخصت ہوا تھا۔ حضور ﷺ اپنے صحابہ کرام کے ساتھ جنازہ گاہ کی طرف تشریف لے گئے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے صفیں باندھ لیں اور حضور نبی مکرم ﷺ نے چار تکبیروں کے ساتھ نماز جنازہ پڑھائی۔

امام بیہقی نے ولید بن عقبہ سے روایت کیا ہے کہ جب سرور کائنات عالم ﷺ نے مکہ معظمہ فتح فرمایا تو اس روز اہل مکہ اپنے بچوں کو لے کر آپ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے آپ ﷺ ان کے سروں پر اپنا دست اقدس پھیرتے اور ان کے لیے دعا فرماتے۔ میری والدہ بھی مجھے لے کر آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئی میں نے اس وقت خلوق کی خوشبو لگا رکھی تھی۔ نبی اکرم ﷺ نے نہ تو میرے سر پر اپنا دست اقدس پھیرا اور نہ ہی مجھے مس کیا۔

امام بیہقی کہتے ہیں کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رسول مکرم ﷺ کو ولید کے مستقبل کے متعلق آگاہ فرمایا تھا۔ اسی وجہ سے وہ نبی مکرم ﷺ کی برکت سے محروم رہا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں اس کی شراب نوشی اور نماز کی تاخیر مشہور تھی۔ اسی وجہ سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر ایک الزام یہ بھی لگایا جاتا ہے۔

خطیب نے حضرت اسلم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے خیبر کے ایک رئیس سے کہا کیا تو یہ سمجھتا ہے کہ مجھے رسول مکرم ﷺ کا فرمان بھول گیا ہے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تھا اس وقت تیری کیا کیفیت ہوگی جب تیرا اونٹ شام کا قصد کرے گا۔ پھر روز بروز فتوحات کا دائرہ وسیع ہو جائے گا۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ابن عدی، امام بیہقی اور ابونعیم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نبی مکرم ﷺ کے پاس سے گذرا، آپ ﷺ کے ساتھ حضرت جبرائیل امین تھے۔ میں نے گمان کیا کہ شاید وہ حضرت دحیہ الکلبی رضی اللہ عنہ ہیں۔ اس وقت میں نے سفید کپڑے پہن رکھے تھے۔ حضرت جبرائیل نے نبی مکرم ﷺ سے عرض کی، انہوں نے تو سفید لباس زیب تن کر رکھا ہے لیکن ان کی اولاد سیاہ لباس پہنے گی۔ جب میں واپس آیا تو میں نے حضور نبی کریم ﷺ سے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم کیا آپ کے پاس حضرت دحیہ الکلبی بیٹھے ہوئے تھے پھر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے تمام واقعہ بیان کیا۔ جس میں ان کی بصارت کے ختم ہو جانے اور وصال کے وقت دوبارہ بصارت کے مل جانے کا بھی تذکرہ ہے۔ یہ روایت پہلے گذر چکی ہے۔

امام بیہقی اور ابونعیم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی محترم ﷺ نے فرمایا، خراسان سے کالے جھنڈے ظاہر ہوں گے۔ انہیں دنیا کی کوئی چیز نہیں روک سکے گی۔ حتی کہ وہ ایلیاء کے مقام پر نصب ہوں گے۔

حاکم اور ابونعیم نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا ہم اہل بیت ہیں اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے آخرت کو پسند فرمایا ہے۔ میرے بعد میرے اہل بیت مصائب اور تکالیف کا سامنا کریں گے۔ حتی کہ اس طرف سے ایک قوم کا ظہور ہوگا۔ آپ ﷺ نے اپنے دست اقدس سے مشرق کی طرف اشارہ فرمایا ان کے جھنڈوں کا رنگ سیاہ ہوگا۔ وہ اپنا حق مانگیں گے لیکن انہیں ان کا حق نہیں دیا جائے گا۔ پھر وہ جنگ کریں گے اور غالب آ جائیں گے۔ حتی کہ انہیں ان کا حق مل جائے گا۔ پھر وہ ایک ایسے شخص کو اپنا امیر منتخب کریں گے جو زمین کو اسی طرح عدل وانصاف سے بھر دے گا جس طرح اس سے پہلے وہ ظلم وستم سے بھری ہوئی تھی۔

امام بیہقی اور ابونعیم نے حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی مکرم ﷺ نے فرمایا جب زمانہ ختم ہونے لگے گا اور فتنوں کا ظہور ہوگا۔ تو اس وقت میرے اہل بیت میں سے ایک شخص کا ظہور ہوگا۔ اس کا نام سفاح ہوگا۔ وہ مال وثروت کو بے دریغ خرچ کرے گا۔

امام بیہقی اور ابونعیم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا ہم میں سفاح، مہدی اور منصور ہوں گے۔ امام بیہقی نے صحیح سند کے ساتھ اس حدیث کو روایت کیا ہے۔

زبیر بن بکار نے حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ جب ابن ملجم ان پر حملہ آور ہوا تو انہوں نے وصیت کی انہوں نے اپنی وصیت میں کہا مجھے حضور ﷺ نے ان اختلافات کے متعلق بتا دیا تھا۔ جو آپ ﷺ کے بعد رونما ہونے تھے۔ آپ ﷺ نے مجھے ناکثین (وعدہ توڑنے والوں) مارقین (دین سے نکل جانے والوں) اور قاسطین (ظلم کرنے والوں) کے خلاف جہاد کرنے کا حکم دیا۔ آپ ﷺ نے مجھے میری شہادت کی بھی خبر دی تھی اور مجھے یہ بھی بتایا تھا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ امیر بن جائیں گے۔ پھر ان کے بعد ان کا بیٹا یزید امیر بن جائے گا۔ پھر یہ حکمرانی بنو مروان کے پاس چلی جائے گی۔ بلاشبہ یہ امر (خلافت) بنوامیہ کے پاس جانے والا ہے پھر یہ اقتدار بنوعباس میں منتقل ہو جائے گا۔ آپ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ربیعہ تھا۔ وہ اپنی قوم کو جنگ کرنے سے روک رہا تھا اور واپس جانے کے لیے کہہ رہا تھا۔ وہ کہہ رہا ہے اے میری قوم! آج کی رسوائی اور ندامت میرے سر پر باندھ دو اور کہو کہ عتبہ بزدل ہے۔ لیکن ابوجہل واپس جانے سے مسلسل انکار کر رہا تھا۔ ایک اور روایت میں ہے کہ نبی مکرم ﷺ نے فرمایا ''اگر وہ عتبہ کی بات مان لیں گے تو کامیاب ہو جائیں گے۔

امام بیہقی اور ابونعیم نے امام زہری اور عروہ بن زبیر کی اسناد سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ نبی محترم ﷺ بنونضیر کے پاس تشریف لے گئے تاکہ کلابیوں کی دیت کے متعلق ان سے گفتگو کریں۔ بنونضیر نے کہا اے ابوالقاسم! (صلی اللہ علیک وسلم) آپ تشریف رکھیں اور کھانا تناول فرمائیں اس کے بعد بات چیت کریں گے۔ حضور ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام ایک دیوار کے سایہ کے نیچے تشریف فرما ہوئے۔ آپ ﷺ یہ انتظار فرما رہے تھے کہ شاید صلح کی کوئی صورت نکل آئے۔ جب یہودی اپنے شیطانوں کے پاس گئے تو انہوں نے نبی محترم ﷺ کو شہید کرنے کا مشورہ دیا انہوں نے کہا، تمہیں آپ ﷺ کو شہید کرنے کا اس سے بہتر موقع نہیں مل سکتا۔ ایک یہودی نے کہا اگر تم پسند کرو تو میں اس گھر کی چھت کے اوپر چڑھ جاتا ہوں جس کے سایہ دیوار کے نیچے حضور ﷺ تشریف فرما ہیں اور آپ ﷺ پر ایک پتھر پھینک کر آپ ﷺ کو خاکم بدہن) کو شہید کر دیتا ہوں۔ (نعوذ باللہ منہ) اللہ تعالیٰ نے نبی محتشم ﷺ پر وحی نازل فرمائی اور آپ ﷺ کو یہودی مشاورت سے آگاہ فرمایا اسی وقت حضور نبی محتشم ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام وہاں سے واپس تشریف لے آئے قرآن پاک کی درج ذیل آیت میں اسی واقعہ کی طرف اشارہ ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ هَمَّ قَوْمٌ أَنْ يَبْسُطُوا إِلَيْكُمْ أَيْدِيَهُمْ فَكَفَّ أَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ (المائدہ:۱۱)

''اے ایمان والو! یاد کرو اللہ کی نعمت جو تم پر ہوئی جب پختہ ارادہ کر لیا تھا ایک قوم نے کہ بڑھائیں تمہاری طرف اپنے ہاتھ تو اللہ نے روک دیا ان کے ہاتھوں کو تم سے''۔

جب اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ان کی خیانت سے آگاہ فرمایا تو آپ ﷺ نے انہیں حکم فرمایا کہ وہ ان شہروں کو چھوڑ کر جہاں چاہیں چلے جائیں۔ جب منافقین کو نبی اکرم ﷺ کے اس ارادہ کا علم ہوا تو انہوں نے یہودیوں کی طرف پیغام بھیجا انہوں نے کہا ہم زندگی اور موت میں تمہارے ساتھ ہیں۔ اگر تم نے مسلمانوں کے ساتھ جنگ کی تو ہم تمہارے ساتھ ہیں اگر تم اپنے گھروں سے نکلو گے تو ہم تم سے پیچھے نہیں رہیں گے۔ جب یہودیوں نے منافقین کے ساتھ پختہ معاہدہ کر لیا اور شیطان نے ان کو غلبہ اور تسلط کی جھوٹی امید دلائی تو ان کے حوصلے بلند ہو گئے۔ انہوں نے حضور ﷺ اور آپ ﷺ کے ساتھیوں کو پیغام بھیجا اللہ کی قسم! ہم اپنے شہروں سے نہیں نکلیں گے اگر تم نے ہمارے ساتھ جنگ کی تو ہم بھی تمہارے ساتھ جنگ کریں گے۔ نبی مکرم ﷺ نے ان کا محاصرہ کر لیا ان کے گھروں کو گرا دیا ان کے باغات کو کاٹ کر نذر آتش کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے یہودیوں اور منافقین کے ہاتھوں کو روکے رکھا منافقین یہودیوں کی کوئی مدد نہ کر سکے اللہ تعالیٰ نے یہودیوں اور منافقین کے دلوں میں رعب ڈال دیا۔ جب یہودی منافقین کی مدد سے مایوس ہو گئے تو انہوں نے نبی اکرم

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سیف نے ''کتاب الردہ'' میں ضحاک بن فیروز سے روایت کیا ہے۔وہ جشیش الدیلمی سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ وبرہ بن یحنس رضی اللہ عنہ ہمارے پاس نبی مکرم ﷺ کا خط مبارک لے کر آئے اس مکتوب میں نبی اکرم ﷺ نے ہمیں دین کو قائم کرنے، جہاد کرنے اور اسود کذاب کے خلاف معرکہ آزما ہونے کا حکم دیا تھا۔ہم نے اسود کے ساتھ جہاد کیا، میں نے اسود کو قتل کر کے اس کا سر اس کے ساتھیوں کی طرف پھینک دیا۔ہم نے نبی مکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں ایک خط لکھا جس میں ہم نے اپنے تمام حالات اور اسود کے قتل کے متعلق لکھا۔اسی رات آپ ﷺ کو اسود کے قتل کی خبر آسمان سے پہنچ گئی اور آپ ﷺ نے اپنے صحابہ کو اس کے متعلق بتایا۔ہمارے قاصد آپ ﷺ کے وصال کے بعد مدینہ طیبہ پہنچے اور انہوں نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی اور آپ رضی اللہ عنہ نے ہی ہمیں اس خط کا جواب لکھا۔

دیلمی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ جس رات اسود قتل ہوا تھا اسی رات آپ ﷺ کو آسمانوں سے یہ خبر پہنچ گئی تھی کہ اسود جہنم واصل ہو گیا ہے۔

حضور ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا آج رات اسود العنسی قتل ہو گیا ہے۔مبارک گھرانے کے مبارک شخص نے اس کو قتل کیا ہے۔آپ ﷺ سے عرض کی گئی کہ وہ مبارک شخص کون ہے آپ ﷺ نے فرمایا اس کے قاتل کا نام فیروز ہے۔فیروز کامیاب وکامران ہو گیا۔

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ خواجہ بدر وحنین ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ مسیلمہ کذاب کو ہلاک کر دے گا۔دوسری روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اسے قتل کر دے گا۔مسیلمہ کذاب نے حضور ﷺ کی حیات مبارکہ کے آخر میں نبوت کا دعویٰ کر دیا تھا۔حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت کے اوائل میں ایک لشکر مسیلمہ کذاب کی طرف روانہ فرمایا، حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو اس کا امیر مقرر کیا مسلمانوں نے مسیلمہ کذاب اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ جہاد کیا۔بالآخر مسیلمہ کو اس وحشی نے واصل جہنم کر دیا جس نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو شہید کیا تھا۔اس وحشی کی معاونت میں دیگر افراد بھی شامل تھے۔

امام شافعی نے ''الام'' میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ نبی مکرم ﷺ نے اہل مدینہ کے لیے ذوالحلیفہ کو اور مصر اور شام کے ساکنین کے لیے ''جحفہ'' کو میقات مقرر فرمایا تھا۔حالانکہ آپ ﷺ کے وصال کے بعد یہ شہر فتح ہوئے اور وہاں کے لوگوں نے اسلام قبول کیا۔

امام بیہقی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب غزوۂ بدر کے دن ہم مشرکین مکہ کے ساتھ نبرد آزما ہونے کے لیے صف آرا ہوئے تو ایک شخص کفار کی فوج میں گھوم رہا تھا۔وہ سرخ اونٹ پر سوار تھا۔نبی دو جہاں ﷺ نے فرمایا سرخ اونٹ پر سوار کون ہے؟ پھر آپ ﷺ نے فرمایا ''اگر اس مشرک قوم میں کوئی بھلائی کا حکم دے سکتا ہے تو پھر وہ یہی آدمی ہے جو سرخ اونٹ پر سوار ہے۔حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اس سوار کے پاس آئے آپ رضی اللہ عنہ نے دیکھا وہ عتبہ بن

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اپنے ہتھیار باندھ لیجئے اور ان کا محاصرہ کیجئے۔ اللہ کی قسم! میں ان کے اس طرح ٹکڑے ٹکڑے کر دوں گا۔ جس طرح انڈا چٹان پر مار کر ریزہ ریزہ کر دیا جاتا ہے۔ سپہ سالار اعظم ﷺ اپنے صحابہ کے ساتھ دوبارہ وہاں تشریف لے گئے اور بنونضیر کو مغلوب کر لیا۔

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک غزوہ میں نبی اکرم ﷺ کفار کے ساتھ نبرد آزما ہوئے۔ سارا دن دونوں لشکر لڑتے رہے۔ شام کے وقت انہوں نے اپنی چھاؤنیوں کا رخ کیا۔ مسلمانوں میں ایسا شخص تھا جو بڑی جرأت اور بہادری سے جنگ لڑ رہا تھا اس کی شمشیر زنی قابل دید تھی۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی، یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم آج فلاں شخص کو جتنا اجر ملے گا اتنا اجر اور کوئی شخص نہیں حاصل کر سکے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں وہ تو جہنمی ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نبی اکرم ﷺ کے اس فرمان کو عجیب گمان کیا انہوں نے کہا اگر وہ جہنمی ہے تو پھر ہم میں سے جنتی کون ہو سکتا ہے۔ ایک شخص نے کہا اللہ کی قسم! میں ہمیشہ اس شخص کے تعاقب میں رہوں گا۔ اب وہ شخص اس آدمی کے پیچھے پیچھے تھا اگر وہ جلدی کرتا تو یہ جلدی کرتا اگر وہ سست رفتار ہو جاتا تو یہ بھی سست رفتار ہو جاتا۔ حتیٰ کہ اس شخص کو زخم آ گیا۔ اس کا زخم شدت اختیار کرتا گیا۔ اس مصیبت سے نجات حاصل کرنے کے لیے وہ جلدی مرنے کا خواہش مند تھا۔ اس نے اپنی تلوار کو زمین پر کھڑا کیا اور اپنا سینہ اس کی نوک پر رکھ کر اوپر سے دباؤ ڈالا۔ اس طرح اس نے خودکشی کر لی۔ تعاقب کرنے والا شخص بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا:

اَشْهَدُ اَنَّکَ رَسُوْلُ اللّٰہِ آپ ﷺ نے فرمایا تیری اس گواہی اور شہادت کا سبب کیا ہے۔ پھر اس شخص نے مذکورہ بالا واقعہ حضور ﷺ کو سنایا۔

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم غزوۂ خیبر میں حضور ﷺ کے ساتھ تھے۔ آپ ﷺ نے ایک شخص کے متعلق کہا کہ وہ جہنمی ہے۔ حالانکہ وہ شخص مسلمان ہونے کا دعویٰ کرتا تھا۔ جب حق و باطل کا معرکہ برپا ہوا تو اس شخص نے خوب جنگ کی حتیٰ کہ وہ شدید زخمی ہو گیا۔ لیکن پھر بھی وہ ثابت قدم رہا۔ ہم نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وآلک وسلم جس شخص کے متعلق آپ ﷺ نے فرمایا ہے کہ وہ جہنمی ہے اس نے جہاد کرنے میں کمال کیا ہے۔ وہ شدید زخمی بھی ہے کیا اب بھی وہ دوزخ میں جائے گا۔ بعض لوگ اس کے متعلق اسی طرح متجسس رہے۔ بالآخر اس شخص نے اپنی ہی تلوار سے خودکشی کر لی اور جہنم کا ایندھن بن گیا۔ اس کی یہ کیفیت دیکھ کر صحابہ کرام نے فرمایا اللہ کے رسول ﷺ نے سچ فرمایا ہے۔

امام بیہقی نے حضرت زید بن خالد الجہنی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ حضور ﷺ کے صحابہ میں سے ایک شخص غزوۂ خیبر کے دن انتقال کر گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اپنے ساتھی کی نماز جنازہ ادا کرو۔ آپ ﷺ کا یہ فرمان سن کر بعض لوگوں کے چہرے متغیر ہوئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا تمہارے اس ساتھی نے راہ خدا میں خیانت کی ہے۔ جب ہم نے اس کے سامان کی تلاشی لی تو وہاں سے ہمیں ایک ہار ملا۔ اس ہار کی قیمت دو درہم بھی نہ تھی۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ﷺ سے پہلی شرائط پر صلح کرنے کی درخواست کی۔ حضور ﷺ نے ان کے لیے جلاوطنی کا فیصلہ فرمااور انہیں اجازت دی کہ وہ ہتھیاروں کے علاوہ اپنا تمام سامان اپنے ساتھ لے جا سکتے ہیں۔

ایک دوسری روایت میں ہے کہ یہودی ایک بہت بڑی چکی کا پاٹ لے کر آئے تا کہ وہ اسے حضور ﷺ پر گرادیں۔لیکن اللہ تعالیٰ نے انہیں ایسا کرنے سے روکے رکھا حتی کہ جبرائیل علیہ السلام بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر ہوئے اور یہودیوں کی اس خفیہ تدبیر سے آپ ﷺ کو آگاہ کیا۔

امام واقدی نے ابراہیم بن جعفر اور وہ اپنے والد محترم سے روایت کرتے ہیں کہ جب بنونضیر کو مدینہ طیبہ سے جلاوطن کر دیا گیا تو عمرو بن سعدی وہاں آیا اس نے بنونضیر کے گھروں کا چکر لگایا ان کے کھنڈرات کو دیکھا۔ پھر وہ بنوقریظہ کے پاس آیا اور کہنے لگا۔ آج میں نے عبرت انگیز منظر دیکھا ہے۔ میں نے دیکھا ہے کہ ہمارے بھائیوں کو شان وشوکت کے بعد جلاوطن کر دیا گیا ہے۔ انہیں عزت وشرف اور قدر ومنزلت سے محروم کر دیا گیا ہے۔ انہوں نے اپنے مال و دولت کو چھوڑ دیا ہے اور ذلیل ہو گئے ہیں مجھے تورات کی قسم! اللہ تعالیٰ نے محمد عربی ﷺ کو بلاوجہ ان پر مسلط نہیں کیا تم سب میری پیروی کرو آؤ ہم محمد مصطفیٰ ﷺ کی اتباع کرتے ہیں۔ اللہ کی قسم! تم جانتے ہو کہ وہ اللہ تعالیٰ کے سچے نبی ہیں۔ ہمیں ان کے متعلق بشارت دی گئی ہے۔ ابن الہیبتان ابوعمر و اور ابن حواش نے ہمیں آپ ﷺ پر ایمان لانے کا حکم دیا تھا۔ وہ یہودیوں کے سب سے بڑے عالم تھے انہوں نے بیت المقدس کو اسی لیے چھوڑا تھا اور ہم کو نبی آخر الزمان ﷺ پر ایمان لانے کا حکم دیا تھا۔ اور انہوں نے ہمیں یہ بھی فرمایا تھا کہ ہم ان کا سلام حضور ﷺ تک پہنچائیں۔ پھر وہ دونوں مر گئے۔ ہم نے انہیں حیرہ (سنگلاخ پہاڑ) میں دفن کر دیا تھا۔

زبیر بن بطہ نے کہا میں نے آپ ﷺ کی صفات اس تورات میں پڑھی تھیں جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی تھی۔ لیکن اب جو نسخہ ہمارے پاس موجود ہے۔ اس میں آپ ﷺ کا تذکرہ نہیں ہے۔ کعب بن اسد نے زبیر سے کہا پھر تو نبی اکرم ﷺ کی اتباع کیوں نہیں کرتا زبیر نے کہا میری آپ ﷺ کی اتباع نہ کرنے کا سب سے بڑا سبب تو ہے۔ کعب نے کہا میں محمد مصطفیٰ ﷺ اور تیرے مابین کبھی رکاوٹ نہیں بنا پھر میں تیرے اسلام قبول نہ کرنے کا سبب کیسے ہو سکتا ہوں۔ زبیر نے کہا تو ہمارا راہبر و راہنما ہے اگر تو نے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اتباع کی تو پھر ہم بھی آپ ﷺ کی اتباع کریں گے اور اگر تو نے اسلام قبول کرنے سے انکار کر دیا تو ہم بھی انکار کر دیں گے۔ اس کے بعد عمرو بن سعدی کعب کے پاس آیا۔ دونوں میں خوب بحث و تکرار ہوا آخر میں کعب نے کہا میرا دل نہیں مانتا کہ میں محمد (عربی ﷺ) کی اتباع کروں۔

ابونعیم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب نبی اکرم ﷺ نے بنونضیر کا محاصرہ کیا اور یہ محاصرہ طوالت اختیار کر گیا۔ آپ ﷺ کی بارگاہ میں حضرت جبرائیل حاضر ہوئے۔ اس وقت سرور دو عالم ﷺ اپنے سر مبارک کو دھو رہے تھے۔ حضرت جبرائیل نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم اللہ تعالیٰ آپ کے مراتب کو بلند فرمائے۔ آپ نے محاصرہ اٹھانے میں جلدی کی ہے۔ اللہ کی قسم! ہم نے تو ابھی تک اپنے ہتھیار نہیں اتارے۔ آپ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مولا! ان پر دبیلہ نازل فرما ہم نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم یہ دبیلہ کیا چیز ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ''یہ آگ کا ایک شعلہ ہے جو ان میں سے ہر ایک کے دل کی رگ پر گرے گا اور انہیں تباہ کر دیگا''۔

امام مسلم نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا میرے ساتھیوں میں بارہ منافق ہیں۔ جو جنت میں نہیں جاسکتے حتی کہ اونٹ سوئی کے سوراخ میں داخل ہو جائے۔ ان میں سے آٹھ کو دبیلہ ہی کافی ہے۔ دبیلہ آگ کا ایک انگارہ ہے جو ان کے کندھوں کے درمیان سے ظاہر ہو کر ان کے سینوں میں داخل ہو جائے گا۔

امام بیہقی نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے ہمیں ایک خطبہ ارشاد فرمایا آپ ﷺ نے اپنے خطبہ میں ارشاد فرمایا اے لوگو! تم میں منافقین موجود ہیں جس شخص کا میں نام لوں وہ کھڑا ہو جائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے فلاں! تو کھڑا ہو جا۔ اے فلاں تو بھی کھڑا ہو جا، اے فلاں تو بھی کھڑا ہو جا، اس طرح آپ ﷺ نے چھتیس آدمیوں کے نام گنے۔

ابن سعد نے حضرت ثابت بنانی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ ایک دفعہ منافقین ایک جگہ جمع ہوئے اور باہم مشاورت کی شہنشاہ عرب وعجم ﷺ نے فرمایا تم میں سے کچھ لوگ فلاں جگہ جمع ہوئے ہیں اور انہوں نے یہ یہ گفتگو کی ہے۔ اے فلاں جگہ اکٹھے ہونے والے لوگو! اٹھو اور اللہ تعالیٰ سے معافی طلب کرو میں بھی تمہارے لیے اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتا ہوں۔ آپ ﷺ نے تین مرتبہ یہی فرمایا لیکن کوئی منافق بھی کھڑا نہ ہوا آپ ﷺ نے فرمایا کھڑے ہو جاؤ ورنہ میں تمہیں تمہارے ناموں سے پکارنے لگا ہوں۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا اے فلاں! تو کھڑا ہو جا، اے فلاں! تو بھی کھڑا ہو جا، تمام منافقین ذلیل ہو کر سر جھکائے کھڑے ہو گئے۔

امام احمد، حاکم اور امام بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ایک دفعہ رسول کریم ﷺ حجر کے سایہ کے نیچے تشریف فرما تھے۔ کچھ مسلمان بھی آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر تھے۔ جب سایہ سمٹ جانے کے قریب تھا۔ تو حضور نبی محترم ﷺ نے فرمایا عنقریب ایک ایسا شخص تمہارے پاس آئے گا۔ جو تمہیں شیطانی نگاہ سے دیکھے گا۔ لیکن تم اس سے کوئی کلام نہ کرنا کچھ دیر بعد وہاں نیلی آنکھوں والا شخص آیا نبی کریم ﷺ نے فرمایا تو، فلاں اور فلاں مجھے برے الفاظ سے کیوں یاد کرتے ہو وہ شخص اپنے ساتھیوں کے پاس چلا گیا اور انہیں لے کر بارگاہ رسالت میں حاضر ہو گیا انہوں نے قسمیں اٹھائیں کہ ہم نے آپ ﷺ کو برے الفاظ سے یاد نہیں کیا اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت مبارکہ نازل فرمائی:

يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا فَيَحْلِفُوْنَ لَهٗ كَمَا يَحْلِفُوْنَ لَكُمْ (المجادلہ:۱۸)

''جس روز اللہ تعالیٰ نے ان سب کو اٹھائے گا تو وہ قسمیں کھائیں گے اللہ کے سامنے جس طرح تمہارے سامنے قسمیں کھاتے ہیں''۔

خطیب نے ابوسلمہ بن عبدالرحمن سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ قیس بن مطاطہ ایک ایسی محفل میں آیا جہاں حضرت

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

امام بیہقی اور ابونعیم نے حضرت عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ جب ہم رسول مکرم ﷺ کے ساتھ طائف کی طرف گئے تو راستہ میں ہم ایک قبر کے پاس سے گذرے۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ ابورغال کی قبر ہے۔ یہی ابو ثقیف ہے۔ اس کا تعلق قوم ثمود سے تھا۔ جب تک وہ حرم شریف میں رہا عذاب الٰہی سے بچا رہا۔ لیکن جونہی وہ حرم سے باہر آیا تو وہ بھی اسی عذاب میں گرفتار ہو گیا۔ جو عذاب اس کی قوم کو ملا تھا۔ جب وہ مر گیا تو اسے اس جگہ دفن کر دیا گیا۔ میری صداقت کی علامت یہ ہے کہ اس کے ساتھ سونے کا ایک ٹکڑا دفن کیا گیا تھا۔ اگر تم اس کی قبر کھودو گے۔ تو تمہیں وہاں سونے کا ٹکڑا مل جائے گا۔ لوگوں نے جلدی جلدی اس کی قبر کو کھودنا شروع کیا۔ کچھ دیر بعد انہیں وہاں سے سونے کا ٹکڑا مل گیا۔

امام بیہقی نے حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ سفر تبوک سے واپس تشریف لا رہے تھے۔ جب آپ ﷺ ایک مقام پر پہنچے تو کچھ منافقین نے آپ ﷺ کے خلاف خفیہ تدبیر کی۔ انہوں نے باہم مشاورت کی کہ حضور ﷺ کو اس گھاٹی سے نیچے گرا دیا جائے۔ اپنے مکروہ مقصد کی تکمیل کے لئے انہوں نے اپنی تیاری مکمل کر لی۔ جب وہ گھاٹی تک پہنچے تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت حذیفہ کو حکم دیا کہ ان منافقین کے منہ پھیر دو۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے اپنی ڈھال کے ساتھ ان کی سواریوں کو روک دیا۔ تمام منافقین نے نقاب پہن رکھے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا۔ جب انہیں معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے اس منصوبہ کے متعلق رسول اللہ ﷺ کو آگاہ کر دیا ہے۔ تو انہوں نے جلدی کی اور لوگوں میں مل گئے۔ جب حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ واپس آئے تو حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کیا تمہیں معلوم ہے کہ وہ حملہ آور کون لوگ تھے اور ان کا مقصد کیا تھا۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی ”نہیں“ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا ان کا منصوبہ یہ تھا کہ وہ میرے ساتھ ساتھ چلیں۔ جب ہم گھاٹی پر پہنچیں تو وہ مجھے گھاٹی سے نیچے گرا دیں۔

امام بیہقی نے یہی روایت ابن اسحاق سے نقل کی ہے اس میں ہے کہ نبی اکرم شفیع معظم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے ان منافقین اور ان کے باپوں کے نام بتا دیئے ہیں۔ میں عنقریب تمہیں ان کے متعلق بتاؤں گا۔ پھر نبی مکرم ﷺ نے بارہ منافقین کے نام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بتا دیئے۔

امام بیہقی نے صحیح سند کے ساتھ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک سفر میں میں نے رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی کی مہار کو پکڑا ہوا تھا۔ اور حضرت عمار رضی اللہ عنہ پیچھے سے اسے ہانک رہے تھے۔ جب ہم ایک بلند گھاٹی پر پہنچے تو میں نے بارہ سواروں کو دیکھا۔ وہ ہمارا راستہ روک کر کھڑے تھے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ان کے متعلق بتایا۔ جب آپ ﷺ نے انہیں جھڑکا تو وہ پیٹھ پھیر کر بھاگ گئے۔ آپ ﷺ نے ہمیں فرمایا! کیا تم ان لوگوں کو جانتے ہو ہم نے کہا نہیں وہ نقاب پوش تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ قیامت تک کے لیے منافق ہیں۔

آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ ان کا ارادہ کیا تھا۔ ہم نے عرض کی نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا ان کا منصوبہ یہ تھا کہ وہ اچانک رسول کریم ﷺ پر حملہ آور ہو کر انہیں گھاٹی میں گرا دیں۔ پھر آپ ﷺ نے بارگاہ ربوبیت میں التجا کی

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

آج رات جو شخص بھی اس ثنیۃ (گھاٹی) سے نیچے اتر جائے گا اللہ تعالیٰ اس کے سارے گناہ بخش دے گا۔ جب ہم اس گھاٹی سے نیچے اتر آئے تو میں نے عرض کی اے رسول الثقلین! صلی اللہ علیک وسلم ممکن ہے کہ قریش ہماری آگ کو دیکھ لیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا وہ تمہیں نہیں دیکھ سکیں گے۔ جب صبح ہوئی تو نبی محترم ﷺ نے ہمیں صبح کی نماز پڑھائی پھر فرمایا مجھے اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے۔ آج سارے کارواں کی بخشش ہوگئی ہے۔ لیکن ایک پست قد ایسا ہے جس کی مغفرت نہیں ہوئی۔ تمام اہل قافلہ نے ایک دوسرے کو غور سے دیکھا لیکن انہیں کوئی پست قد شخص نظر نہ آیا۔ ہم اس شخص کو تلاش کرنے نکل گئے کچھ دیر بعد ہم نے ایک پست قد اعرابی کو دیکھ لیا۔

ابونعیم نے واقدی سے روایت کیا ہے۔ وہ حضرت عمر بن عمیر بن عدی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ ہم "ذات الحنظل" تک پہنچ گئے۔ اس گھاٹی کی تنگی کی وجہ سے میں پریشان تھا۔ پہلے یہ تسمے کی طرح تھی۔ پھر اس میں وسعت آگئی اور اس میں راستے محسوس ہونے لگے لوگ اس گھاٹی کی وسعت کی وجہ سے پرسکون انداز سے چل رہے تھے۔ وہ رات خوب روشن تھی۔ ایسے محسوس ہوتا تھا کہ ماہتاب کامل ضیاء بار ہے۔ جب صبح ہوئی تو نبی مکرم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے آج رات تمام کارواں کو بخش دیا ہے۔ لیکن ایک پست قد آدمی جو سرخ اونٹ پر سوار ہے اس کی مغفرت نہیں ہوئی تمام لوگ ایک دوسرے کو بڑے غور سے دیکھنے لگے۔ لیکن انہیں کوئی پست قد شخص نظر نہ آیا۔ جب لوگوں نے اپنی قیام گاہ کے ارد گرد جستجو کی تو انہیں بنوضمرہ کا ایک شخص ملا وہ "سیف البحر" کا رہنے والا تھا۔ لوگوں نے اس سے کہا بارگاہ رسالت میں جا، تاکہ رسول اکرم ﷺ تیرے لیے بخشش کی دعا کریں۔ اس تیرہ بخت آدمی کا اونٹ گم ہو چکا تھا وہ اپنے اونٹ کی جستجو میں تھا۔ بعد میں ایک پہاڑ سے اس کا پاؤں پھسلا۔ جس کی وجہ سے وہ وہاں گر پڑا اور ہلاک ہوگیا۔ اس کے متعلق کوئی نہ جان سکا حتی کہ درندے اس کو کھا گئے۔

امام بیہقی نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ غزوۂ احزاب کے دن حضور ﷺ نے ہم کو فرمایا آج کے بعد مشرکین تم پر لشکر کشی نہیں کر سکیں گے۔ اس کے بعد قریش کبھی بھی مسلمانوں پر لشکر کشی نہ کر سکے۔

امام بخاری نے سلیمان بن صرد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ غزوۂ خندق کے دن حضور ﷺ نے فرمایا، آج کے بعد ہم ان (کفار) کی طرف لشکر کشی کریں گے۔ وہ ہم پر لشکر کشی نہیں کر سکیں گے۔ بعد میں حضور ﷺ کے فرمان کے مطابق مسلمانوں نے ہی لشکر کشی کی۔

امام بیہقی نے حضرت عامر بن عقبہ الجہنی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اہل کتاب کے چند آدمی مدینہ طیبہ آئے ان کے پاس کچھ کتابیں تھیں۔ انہوں نے بارگاہ رسالت میں حاضر ہونے کی خواہش کی۔ میں بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اور ان لوگوں کے متعلق بتایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا میرا اور ان لوگوں کا کیا تعلق ہے۔ وہ لوگ مجھ سے ان چیزوں کے متعلق پوچھتے ہیں جنہیں میں نہیں جانتا، میں تو اللہ کا بندہ ہوں اور وہی جانتا ہوں جو کچھ مجھے اللہ نے سکھایا ہے۔ پھر آپ ﷺ نے وضو فرمایا اور مسجد کی طرف تشریف لے گئے۔ آپ ﷺ نے دو رکعت نفل ادا فرمائے۔ آپ ﷺ کے چہرۂ انور پر خوشی و

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سلمان فارسی، حضرت صہیب رومی اور حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہم تشریف فرما تھے۔قیس نے کہا یہ اوس اور خزرج تو اس شخص (پیغمبر اسلام ﷺ) کے معاون و مددگار ہیں۔لیکن ان لوگوں (حضرت بلال، حضرت صہیب اور حضرت سلمان رضی اللہ عنہم) کے یہاں آنے کا مقصد کیا ہے؟

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ اسی وقت کھڑے ہوگئے اور قیس کو گریبان سے پکڑ لیا اور اسے بارگاہ رسالت میں لے آئے نبی کریم ﷺ کو اس کے بکواس سے آگاہ کیا۔نبی کریم ﷺ غصے کی حالت میں کھڑے ہو گئے۔آپ ﷺ اپنی چادر کو گھسیٹتے ہوئے تشریف لے جا رہے تھے۔آپ ﷺ مسجد نبوی میں داخل ہو گئے۔پھر صدا لگائی گئی کہ نماز کا وقت ہو گیا ہے۔جب تمام لوگ حاضر ہو گئے تو آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی پھر فرمایا اے لوگو! بے شک اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک ہے۔بلا شبہ باپ ایک ہے۔اس میں بھی شک نہیں کہ دین بھی ایک ہے۔عربیت نہ تو تمہاری ماں ہے نہ ہی تمہارا باپ ہے۔یہ تو صرف ایک زبان ہے۔جس آدمی نے عربی زبان میں گفتگو کی وہ عربی ہے۔

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ، جو ابھی تک قیس کے گریبان کو پکڑے ہوئے تھے، نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم اس منافق کے متعلق آپ صلی اللہ علیک وسلم کا کیا فیصلہ ہے۔آپ ﷺ نے فرمایا اسے آگ کے سپرد کر دو۔بالآخر اس شخص کا انجام یہ ہوا کہ وہ مرتد ہو گیا اور ارتداد کی حالت میں ہی واصل جہنم ہو گیا۔

امام مسلم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا، جو شخص "الثنیہ" یعنی ثنیۃ المرار پر چڑھے گا اس کے اتنے گناہ معاف ہوں گے جتنے گناہ بنی اسرائیل کے معاف ہوئے تھے۔سب سے پہلے بنو خزرج کے قافلہ نے اس چوٹی کو سر کیا پھر تمام لوگ جلدی جلدی وہاں جانے لگے۔حضور ﷺ نے تمام لوگوں کو یہ مژدۂ جانفزاء سنایا ایک سرخ اونٹ والے کے علاوہ تمام لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے معاف کر دیا ہے۔ہم نے سرخ اونٹ والے سے کہا بارگاہ رسالت میں جلدی سے حاضر ہو جاؤ تا کہ رسول کریم ﷺ تیرے لیے مغفرت کی دعا فرما دیں۔اس شخص نے کہا اللہ کی قسم! مجھے اپنے گم شدہ اونٹ کا مل جانا یہ اس سے کہیں پسندیدہ ہے کہ تمہارے صاحب (ﷺ) میرے لیے بخشش کی دعا کریں وہ ایک اعرابی تھا جو اپنی گم شدہ اونٹنی کو تلاش کر رہا تھا۔

ابو نعیم نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ صلح حدیبیہ کے سال ہم نبی اکرم ﷺ کے ساتھ سفر پر رواں دواں ہوئے۔جب ہم عسفان پہنچے تو ہم نے رات کے آخری حصے تک اپنے سفر کو جاری رکھا حتی کہ ہم "ذات الحنظل" کی گھاٹی پر پہنچ گئے۔حضور ﷺ نے فرمایا یہ ثنیہ اسی طرح ہے جس طرح وہ دروازہ تھا جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو فرمایا تھا:

وَّادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّقُوْلُوْا حِطَّةٌ نَّغْفِرْ لَكُمْ خَطٰيٰكُمْ ؕ (البقرہ:۵۸)

"اور داخل ہونا دروازہ سے سر جھکائے ہوئے اور کہتے جانا بخشش دے (ہمیں) ہم بخش دیں گے تمہاری خطائیں"۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

شخص سے منہ موڑ لیا۔ اس شخص نے دوبارہ عرض کی آپ ﷺ نے پھر اعراض فرمایا اس شخص نے تیسری مرتبہ عرض کی لیکن آپ ﷺ نے اس سے روگردانی فرمائی، آپ ﷺ نے فرمایا ان دونوں عورتوں کے پاس جا اور انہیں حکم دے کہ اگر انہوں نے روزہ رکھا تھا تو قے کریں وہ شخص ان دو عورتوں کے پاس گیا اور انہیں نبی اکرم ﷺ کا فرمان سنایا، ان عورتوں نے قے کی تو اس میں گوشت کے لوتھڑے تھے۔ اس شخص نے بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر تمام کیفیت عرض کی آپ ﷺ نے فرمایا مجھے اس ذات کی قسم! جس کے دست قدرت میں میری جان ہے اگر یہ گوشت کے لوتھڑے ان کے پیٹوں میں رہتے تو وہ جہنم کی آگ کا لقمہ بن جاتیں۔

امام احمد وغیرہ نے خادم رسول! حضرت عبید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ دو عورتوں نے روزہ رکھا ایک شخص بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا، یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وآلک وسلم ان دو عورتوں نے روزہ رکھا ہے۔ لیکن اب وہ پیاس کی وجہ سے قریب مرگ ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا ان دونوں عورتوں کو بلاؤ، وہ دونوں عورتیں بارگاہ مصطفویہ میں حاضر ہو گئیں۔ ایک بڑا پیالہ منگوایا گیا آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان میں سے ایک کو اس پیالے میں قے کرنے کے لیے کہا اس نے خون، پیپ اور گوشت کی قے کی۔ یہاں تک کہ نصف پیالہ بھر گیا پھر آپ ﷺ نے دوسری عورت کو قے کے لیے کہا، اس نے بھی خون، پیپ اور گوشت کی قے کی حتی کہ پیالہ بھر گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا، ان دونوں عورتوں نے اللہ تعالیٰ کی حلال کردہ اشیاء سے روزہ رکھا لیکن اسے افطار اس چیز سے کیا جسے اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہوا ہے۔ وہ ایک دوسرے کے پاس بیٹھ گئیں اور لوگوں کا گوشت کھانے لگیں۔ یعنی ایک دوسرے کی غیبت کرنے لگیں۔

حاکم نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ اپنے صحابہ کرام کے ساتھ تشریف فرما تھے۔ کچھ دیر بعد آپ ﷺ اٹھ کر اندر تشریف لے گئے۔ ایک شخص گوشت کا ایک ٹکڑا بارگاہ رسالت میں بطور ہدیہ پیش کرنے کے لیے لایا گیا۔ بعض لوگ کہنے لگے اے زید! آپ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوں اور آپ ﷺ سے گذارش کریں کہ آپ ﷺ گوشت کا یہ ٹکڑا ہمیں عطا فرما دیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے زید! واپس جاؤ انہوں نے تمہارے بعد گوشت کھا لیا ہے۔ میں نے واپس آ کر انہیں آپ ﷺ کی یہ گفتگو سنائی۔ وہ کہنے لگے ہم نے تو کوئی گوشت نہیں کھایا، وہ تمام بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا مجھے ایسے محسوس ہو رہا ہے کہ میں زید رضی اللہ عنہ کے گوشت کے ٹکڑے تمہارے دانتوں میں دیکھ رہا ہوں، انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم ہمارے لیے استغفار کیجئے۔

الضیاء المقدسی نے مختارہ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ اہل عرب سفر میں ایک دوسرے کی مدد کرتے تھے۔ ایک شخص حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت کرتا تھا۔ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما ایک سفر میں سو گئے جب بیدار ہوئے تو ان کے لیے کھانا تیار نہ تھا۔ انہوں نے کہا، یہ ہمارا خادم بہت زیادہ سونے والا ہے، انہوں نے اپنے خادم کو جگایا اور کہا بارگاہ رسالت میں جاؤ اور عرض کرو یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما آپ صلی اللہ علیک وسلم کی خدمت میں سلام پیش کرتے ہیں اور مجھے کچھ لانے کے لیے کہا

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مسرت کے آثار نمودار ہو گئے۔ آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا ان اہل کتاب کو میرے پاس لے آؤ۔ جب وہ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا اگر تم پسند کرو تو میں تمہیں بتا سکتا ہوں کہ تم کس لیے میرے پاس آئے ہو اور تمہارے سوالات کیا ہیں۔ اہل کتاب نے کہا آپ (صلی اللہ علیک وسلم) بیان فرمائیں۔ نبی محترم ﷺ نے فرمایا'' تم مجھ سے ذوالقرنین کے متعلق پوچھنے آئے ہو اور اس کے ابتدائی حالات دریافت کرنے آئے ہو وہ ایک رومی غلام تھا۔ اسے سلطنت عطا کی گئی۔ وہ ایک سفر پر نکلا حتی کہ وہ سرزمین مصر تک پہنچ گیا۔ وہاں اس نے ایک شہر آباد کیا اس شہر کو اسکندریہ کہا جاتا ہے۔ جب وہ اپنے شہر کی تعمیر سے فارغ ہوا تو اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ بھیجا جو ذوالقرنین کو اٹھا کر بلندی تک لے گیا۔ زمین اور آسمان کے درمیان جا کر فرشتے نے ذوالقرنین سے کہا، نیچے دیکھو کیا وہاں تمہیں کوئی چیز نظر آرہی ہے اس نے کہا مجھے دو شہر نظر آرہے ہیں۔ فرشتہ اسے مزید بلندی پر لے گیا اور اس سے کہنے لگا نیچے دیکھو تمہیں نیچے کیا نظر آرہا ہے۔ ذوالقرنین نے کہا اب تو مجھے کوئی چیز نظر نہیں آرہی، فرشتے نے ذوالقرنین سے کہا اللہ تعالیٰ نے تیرے لیے ایک راستہ متعین فرمایا ہے تو اسی راستہ پر گامزن ہوگا۔ تو جاہل کو علم سے آشنا کرائے گا اور عالم کو علم میں مستحکم کرے گا۔ پھر فرشتہ اسے نیچے لے آیا۔ پھر ذوالقرنین نے دو چکنے پہاڑوں کے درمیان ایک دیوار بنائی اس دیوار پر کوئی چیز نہیں ٹھہر سکتی تھی جب وہ دیوار کی تعمیر سے فارغ ہوا تو وہ سیاحت پر نکل پڑا۔ دوران سفر وہ ایک ایسی قوم کے پاس آیا جن کے چہرے کتوں کے چہروں کی طرح تھے ان پر تسلط پا لینے کے بعد وہ ایک ایسی قوم کے پاس پہنچا جو پست قد تھی۔ جب اس نے ان پر بھی غلبہ پا لیا تو وہ ایک ایسی جگہ پہنچا جہاں بڑے بڑے سانپ تھے۔ ان میں سے ایک سانپ ایک عظیم چٹان کو نگل سکتا تھا۔ پھر ذوالقرنین غرانیق کے پاس آیا''۔

یہ تمام قصہ سن کر اہل کتاب نے کہا ہم اس داستان کو اپنی کتاب میں اسی طرح پاتے ہیں۔

امام بیہقی نے ابوالبختری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک فحش گو عورت بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئی جب شام ہوئی تو حضور ﷺ نے اسے کھانا کھانے کی دعوت دی اس نے کہا میں روزہ دار ہوں آپ ﷺ نے فرمایا'' تو نے روزہ نہیں رکھا'' دوسرے دن اس خاتون نے فحش گوئی سے کچھ اجتناب کیا شام کے وقت نبی کریم ﷺ نے فرمایا تو نے جھوٹ بولا ہے۔ تیسرے دن اس عورت نے پھر روزہ رکھا اور فحش گوئی بالکل نہ کی شام کے وقت رسول کریم ﷺ نے اس کو کھانے پر دعوت دی تو اس نے کہا میں روزے سے ہوں تو حضور ﷺ نے فرمایا تیرا روزہ آج درست ہے۔

الطیالسی، امام بیہقی اور ابن ابی الدنیا نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے ایک دن روزہ رکھنے کا حکم دیا اور فرمایا میری اجازت کے بغیر کوئی شخص روزہ نہ کھولے۔ تمام لوگوں نے روزے رکھ لیے جب شام ہوئی تو ایک شخص حاضر خدمت ہوا اس نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میں آج سارا دن روزے سے رہا اب آپ مجھے اجازت مرحمت فرمائیں کہ میں روزہ افطار کرلوں، آپ ﷺ نے اسے روزہ افطار کرنے کی اجازت دے دی۔ ایک اور شخص بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم دو عورتوں نے روزہ رکھا ہے۔ لیکن اب وہ آپ کی بارگاہ میں حاضر ہونے سے شرما رہی ہیں۔ آپ ﷺ انہیں روزہ افطار کرنے کی اجازت دیں۔ آپ ﷺ نے اس

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اپنے پیغام سے آگاہ کیا۔ اس نے عرض کی میں اپنے ساتھیوں سے مشورہ کرنا چاہتا ہوں جب وہ آپ ﷺ کی بارگاہ سے چلا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا خطیم ایک کافر کا چہرہ لے کر آیا تھا اور ایک دھوکے باز کی پشت کے ساتھ یہاں سے گیا ہے۔ جب خطیم مدینہ طیبہ کے اونٹوں کے پاس سے گذرا تو انہیں ہانک کر اپنے ساتھ لے گیا۔

ابن سعد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ جب حضور ﷺ نے خیبر کو مفتوح فرمالیا تو نبی اکرم ﷺ نے ان کے ساتھ اس شرط پر صلح فرمائی کہ وہ اپنے اہل وعیال کو لے کر یہاں سے چلے جائیں لیکن سونے اور چاندی کو وہ اپنے ساتھ نہیں لے جاسکیں گے۔ پھر کنانہ اور ربیع بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے تو حضور نبی مکرم ﷺ نے پوچھا، تمہارے وہ برتن کہاں ہیں جو تم اہل مکہ کو ادھار دیا کرتے تھے۔ انہوں نے جواب دیا ہم یہاں سے افراتفری میں بھاگ گئے ایک زمین نے ہمیں ذلیل کر دیا جبکہ دوسری نے ہمیں عزت بخشی، اس سفر میں ہم نے اپنے تمام مال کو خرچ کر دیا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا اگر تم نے کوئی چیز مجھ سے چھپائی تو مجھے اس پر آگاہی ہو جائے گی، پھر تمہارا خون میرے لیے مباح ہو جائے گا اور میں تمہاری اولاد کو بھی قتل کر دوں گا۔ انہوں نے کہا ہمیں آپ (صلی اللہ علیک وسلم) کا فیصلہ منظور ہے۔ تاجدار مدینہ ﷺ نے ایک انصاری شخص کو بلایا اور فرمایا، فلاں زمین کی طرف جاؤ پھر فلاں کھجوروں کے باغ کی طرف جانا اپنے دائیں بائیں دیکھنا وہاں تمہیں ایک لمبی کھجور نظر آئے گی۔ اس کھجور کے نیچے سے جو کچھ ملے وہ لے آنا وہ صحابی رضی اللہ عنہ اس مقام پر گئے اور وہاں سے بہت سامال اور برتن لے کر آئے۔ حضور اکرم ﷺ نے ان دونوں کی گردنوں کو اڑا دیا اور ان کی اولاد کو قیدی بنالیا۔

ابویعلیٰ حضرت معاویہ ابن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ان کے ایک گورنر کا خط آیا ہے جس میں لکھا ہوا تھا کہ اس نے ترکوں پر حملہ کر کے انہیں شکست سے دوچار کر دیا ہے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اس خط کو پڑھ کر بہت ناراض ہوئے پھر اس گورنر کو خط لکھا جس میں لکھا کہ جب تک میں حکم نہ دوں اس وقت تک جہاد کو بند کر دو کیونکہ میں نے حضور ﷺ سے سنا ہے آپ ﷺ نے فرمایا، ترک اہل عرب پر حملہ آور ہوں گے یہاں تک کہ وہ شیح اور قیسوم کے اگنے کی جگہ تک پہنچ جائیں گے۔ (شیح اور قیسوم دو بوٹیاں ہیں جو عرب میں پائی جاتی ہیں)

حضرت امام بخاری اور حضرت امام مسلم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ آپ فرماتی ہیں کہ نبی مکرم ﷺ پر جادو کیا گیا حتی کہ آپ ﷺ کو ایسا محسوس ہونے لگا کہ آپ ﷺ نے کسی کام کو کر لیا ہے۔ حالانکہ آپ ﷺ نے وہ کام سرانجام نہ دیا ہوتا تھا۔ آپ ﷺ نے اپنی صحت کے لیے اللہ کے حضور التجاء کی پھر آپ ﷺ نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کیا تجھے معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس حقیقت کو مجھ پر منکشف کر دیا ہے۔ جس کے لیے میں نے اس کی بارگاہ میں التجا کی تھی۔ میں نے کہا کیا انکشاف ہوا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا، میرے پاس دو شخص آئے ایک میرے سر کے پاس بیٹھ گیا دوسرا میری ٹانگ کے پاس بیٹھ گیا۔ ایک نے دوسرے سے کہا اس شخص کو کیا ہوا ہے؟ دوسرے نے کہا انہیں جادو کر

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہے۔ جب ان کا خادم حضور نبی اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا "انہوں نے تو سالن کھا لیا ہے۔" جب حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان سنا تو وہ دونوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کی حضور! صلی اللہ علیک وسلم ہم نے کس چیز کا سالن کھایا ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا تم نے اپنے بھائی کا گوشت کھایا ہے۔ مجھے اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے مجھے تمہارے دانتوں میں تمہارے بھائی کا گوشت نظر آ رہا ہے۔ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وآلک وسلم ہمارے لیے استغفار فرمائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ تمہارے گناہوں کو معاف فرمائے۔

ابن عساکر نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص کا انتقال ہو گیا وہ بہت زیادہ صالح اور باعمل نہ تھا۔ خواجہ بدر وحنین ﷺ نے فرمایا اے میرے صحابہ! کیا تمہیں علم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فلاں شخص کو جنت میں داخل فرما دیا ہے۔ حضور ﷺ کے اس فرمان پر صحابہ کرام نے تعجب کا اظہار کیا۔ ان میں سے ایک شخص فوت ہو جانے والے شخص کی زوجہ محترمہ کے پاس گیا اور اس سے اس کے اعمال کے متعلق پوچھا اس خاتون نے کہا میرا خاوند کوئی زیادہ باعمل نہ تھا۔ البتہ اس کی یہ عمدہ عادت تھی کہ وہ شب و روز میں جب بھی موذن کو اذان دیتے ہوئے سنتا تھا۔ تو وہ بھی موذن ہی کی طرح کہتا تھا۔ یہ سن کر وہ شخص دوبارہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہونے کے لیے آیا جب وہ اتنا دور تھا جہاں سے آسانی سے آواز سنی جا سکتی تھی تو حضور ﷺ کے منادی نے کہا تو فلاں شخص کی زوجہ کے پاس گیا تھا۔ تو نے اس کے خاوند کے اعمال کے متعلق سوال کیا اور اس نے تجھے اس کا یہ عمل بتایا۔ اس شخص نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ ﷺ اللہ کے سچے رسول ہیں۔

ابن سعد، ترمذی، حاکم، ابن حبان، دار قطنی اور امام بیہقی نے حضرت حارث بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ میں نے حضور ﷺ کو سنا آپ ﷺ یہ فرما رہے تھے کہ آج کے بعد تا قیامت مکہ معظمہ پر لشکر کشی نہ ہوگی، آپ ﷺ نے فتح مکہ کے دن یہ فرمایا تھا۔ امام بیہقی فرماتے ہیں کہ اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ اہل مکہ کبھی کفر نہیں کریں گے کہ ان پر لشکر کشی کی جائے۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ فرمان سچ ثابت ہوا۔

امام ماوردی نے اپنی کتاب "اعلام النبوۃ" میں لکھا ہے کہ حضور ﷺ نے ایک دن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا، آج اہل عرب کو عجمیوں پر نصرت دے دی گئی ہے۔ ان کی یہ اعانت میری وجہ سے کی گئی ہے۔ جب آپ ﷺ یہ فرما رہے تھے اسی وقت ذی قار کے واقعہ کی خبر پہنچ گئی۔ اس جنگ میں اللہ تعالیٰ نے اہل عرب کو عجمیوں پر فتح عطا فرمائی۔ اسی جنگ میں بنو شیبان اور بکر بن وائل قتل ہوئے۔ یہ پہلا موقع تھا کہ اہل عرب کو عجمیوں پر غلبہ ملا۔ اس تسلط کی خبر اسی دن پہنچ گئی جب نبی اکرم ﷺ نے یہ فرمایا تھا کہ آج اہل عرب کو عجمیوں پر فتح دے دی گئی ہے۔

سدی نے بیان کیا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے اپنے صحابہ سے کہا تمہارے پاس ربیعہ کا ایک شخص آئے گا جو شیطانی زبان سے گفتگو کرے گا۔ کچھ دیر بعد حطیم بن ہند البکری آپ ﷺ کی بارگاہ میں اکیلا حاضر ہوا، وہ اپنے باقی قافلہ کو مدینہ طیبہ کے باہر ہی چھوڑ آیا تھا۔ حطیم نے حضور ﷺ سے پوچھا آپ مجھے کس چیز کی طرف دعوت دیتے ہیں۔ آپ ﷺ نے اسے

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

منافقین بیٹھے ہوئے تھے۔ انہوں نے اس دن کو یاد کرلیا۔ پھر انہوں نے لوگوں سے اس دن کی تصدیق کی لوگوں نے بھی بتایا کہ فلاں دن یہاں بارش ہوئی، آپ ﷺ کا یہ معجزہ دیکھ کر وہ منافقین سچے مسلمان بن گئے جب ان کے ایمان کا تذکرہ بارگاہ رسالت میں کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

زَادَکُمُ اللّٰہُ اِیْمَانًا

"اللہ تعالیٰ تمہارے ایمان کو زیادہ کرے"

امام بیہقی نے انصار کے ایک آدمی سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ ایک عورت نے نبی اکرم ﷺ کو کھانے کی دعوت دی۔ جب آپ ﷺ کے سامنے کھانا رکھا گیا تو نبی اکرم ﷺ نے ایک لقمہ اٹھایا اور اسے چبانا شروع کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا مجھے ایسے معلوم ہوتا ہے کہ گوشت کا یہ ٹکڑا ناجائز ہے۔ جب عورت سے اس کے متعلق پوچھا گیا تو اس نے کہا کہ اس کی خادمہ نے اپنے خاوند کی اجازت بغیر اسے بھیجا ہے۔

امام نسائی اور حاکم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام ایک عورت کے پاس سے گذرے اس خاتون نے آپ ﷺ کے لئے بکری ذبح کی اور کھانا تیار کیا۔ جب آپ ﷺ واپس آئے تو اس عورت نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم ہم نے آپ کے لیے کھانا تیار کیا ہے۔ آپ تشریف لائیں اور کھانا تناول فرمائیں۔ آپ ﷺ اور صحابہ کرام دسترخوان پر تشریف لے گئے۔ آپ ﷺ نے لقمہ اٹھا کر منہ میں ڈالا لیکن آپ ﷺ اس کو نگل نہ سکے آپ ﷺ نے فرمایا یہ بکری اس کے مالکوں کی اجازت کے بغیر ذبح کی گئی ہے اس عورت نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم ہمارے اور آل معاذ کے مابین تکلفات کے پردے ختم ہو گئے ہیں۔ ہم ان کی اشیاء کو استعمال کر لیتے ہیں اور وہ ہماری اشیاء کو تصرف میں لے آتے ہیں۔ وہ ہم سے اشیاء لے لیتے ہیں۔ ہم ان سے اشیاء لے لیتے ہیں۔

حضرت حارث بن حاطب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ کے عہد رزیں میں ایک شخص نے چوری کی اسے بارگاہ رسالت میں پیش کیا گیا۔ نبی مکرم ﷺ نے فرمایا اسے قتل کردو۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وآلک وسلم اس نے صرف چوری کی ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اس کا ہاتھ کاٹ دو اس نے دوبارہ چوری کا ارتکاب کیا اس کا دوسرا ہاتھ بھی کاٹ دیا گیا۔ پھر اس نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں چوری کی تو اس کا ایک پاؤں کاٹ دیا گیا۔ جب اس نے چوتھی بار چوری کی تو اس کا دوسرا پاؤں بھی کاٹ دیا گیا۔ اس کے بعد اس نے پانچویں مرتبہ چوری کی تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم ﷺ اس کے مستقبل کے حالات جانتے تھے۔ اسی لیے آپ ﷺ نے اسے قتل کردینے کا حکم دیا تھا۔ اسے لے جا کر قتل کردو۔

حضرت امام بخاری اور حضرت امام مسلم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا، پانچ نشانیاں تو گذر چکی ہیں۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دیا گیا ہے پہلے نے کہا کس تیرہ بخت نے ان پر جادو کیا ہے؟ دوسرے نے جواب دیا لبید بن الاعصم نے ان پر جادو کیا ہے پہلے شخص نے پوچھا انہیں کس میں جادو کیا گیا ہے؟ دوسرے نے کہا بالوں، کنگھی اور کھجور کے خوشہ میں انہیں جادو کیا گیا ہے۔ پہلے شخص نے استفسار کیا یہ اشیاء کہاں ہیں؟ دوسرے نے جواب دیا۔ تمام اشیاء ذروان کے کنویں میں ہیں۔ حضور ﷺ اس کنویں کے پاس تشریف لائے۔

ابن سعد، حاکم اور ابو نعیم نے حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک انصاری شخص بارگاہ رسالت میں آیا کرتا تھا۔ وہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو امین سمجھتا تھا۔ اس نے آپ ﷺ کے لیے گرہ لگائی اور اسے کنویں میں پھینک دیا۔ اس کی وجہ سے سرور کائنات ﷺ کو تکلیف ہوئی۔

آپ ﷺ کی عیادت کے لیے دو فرشتے آپ ﷺ کی خدمتؔ میں حاضر ہوئے انہوں نے آپ ﷺ کو بتایا کہ فلاں شخص نے آپ ﷺ کے لیے گرہ لگائی ہے اور اسے فلاں کنویں میں پھینک دیا ہے اس گرہ کی شدت کی وجہ سے اس کنویں کا پانی زرد ہو گیا ہے۔ نبی مکرم ﷺ نے ایک شخص کو اس کنویں پر بھیجا اس نے وہاں سے گرہ نکالی اس نے پانی کو دیکھا کہ وہ زرد ہو چکا تھا۔ اس نے گرہ کھولی جس کے بعد نبی مکرم ﷺ آرام سے سو گئے۔ اس کے بعد میں نے اس شخص (جادوگر) کو دیکھا وہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوتا تھا لیکن رحمۃ للعالمین ﷺ نہ تو اس واقعہ کا تذکرہ کرتے تھے۔ اور نہ ہی اس کو عتاب فرماتے تھے۔

ابن سعد نے حضرت عبدالرحمٰن بن کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ کو جادو اعصم کی بیٹیوں نے کیا تھا۔ وہ لبید کی بہنیں تھیں اور لبید نے ان اشیاء کو کنویں میں پتھر کے نیچے رکھ دیا تھا۔

امام بیہقی نے حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اس نے عرض کی ''فلاں شخص فوت ہو گیا ہے۔'' آپ ﷺ نے فرمایا وہ مرا نہیں ہے اس نے دوسری مرتبہ کہا فلاں شخص فوت ہو گیا ہے۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا وہ مرا نہیں ہے جب اس آدمی نے تیسری مرتبہ یہ بات کہی تو آپ ﷺ نے فرمایا وہ فوت نہیں ہوا بلکہ اس نے اپنے ہی تیر کے ساتھ خودکشی کر لی ہے۔ آپ ﷺ نے اس کی نماز جنازہ نہ پڑھائی۔

امام بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم پر بارش کی گھٹا سایہ فگن ہو گئی۔ نبی مکرم ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا اس گھٹا کا موکل فرشتہ ابھی ابھی میرے پاس آیا اس نے مجھے سلام کیا اور بتایا کہ وہ اس بادل کو یمن کی وادی کی طرف لے کر جا رہا ہے اس وادی کو ضریح کہتے ہیں۔ اس کے بعد ہمارے پاس ایک سوار آیا۔ ہم نے اس سے بادل کے متعلق پوچھا اس نے بتایا کہ اس دن ان کے ہاں بارش ہوئی تھی۔

حضرت بکر بن عبداللہ المزنی سے روایت ہے کہ شہنشاہ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ سلم نے فرمایا کہ بادل کے فرشتہ نے مجھے بتایا کہ وہ فلاں شہر سے آ رہا ہے اور فلاں دن وہاں بارش ہوئی ہے نبی اکرم ﷺ نے پوچھا ہمارے شہر میں بارش کب ہوگی اس فرشتے نے کہا فلاں دن یہاں ابر کرم برسے گا۔ جب حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اس وقت آپ ﷺ کے پاس کچھ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جنت کی طرف ہانکا جائے گا۔

امام مسلم، امام بیہقی اور ابونعیم نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ غزوۂ ذات الرقاع میں ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ سفر پر رواں دواں تھے لوگوں نے آپ ﷺ کی بارگاہ میں بھوک کی شکایت کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا، عنقریب اللہ تعالیٰ تمہیں کھلائے گا۔ کچھ دیر بعد ہم سمندر کے کنارے پہنچ گئے۔ سمندر نے ایک بہت بڑا جانور کنارے پر پھینک دیا ہم نے آگ جلائی اس جانور کو بھونا اور خوب سیر ہو کر کھایا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم پانچ آدمی اس کی آنکھ کے سوراخ میں داخل ہو گئے۔ ہم میں سے کوئی ایک بھی نظر نہیں آتا تھا۔ پھر ہم اس سوراخ سے باہر آ گئے۔ ہم نے اس جانور کی پسلیوں میں سے ایک پسلی کو باہر نکالا اور اس کی قوس (کمان) بنائی۔ پھر ہم نے اپنے کارواں کے سب سے بڑے انسان کو بلایا کہ وہ سب سے طویل اونٹ کو لے کر آئے وہ شخص اور وہ اونٹ اس کمان کے نیچے سے گذر گئے۔ وہ کمان اتنی بڑی تھی کہ اس شخص نے اپنا سر بھی نہ جھکایا۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک شخص بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا۔ یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میرا باپ میرا مال لینا چاہتا ہے۔ نبی مکرم ﷺ نے اس کے والد کو بلایا حضرت جبرائیل امین بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور عرض کی اس بوڑھے نے اپنے دل میں وہ بات کہی ہے جس کو اس کے کان بھی نہیں سن سکے۔ حضور اکرم ﷺ نے اس بوڑھے سے کہا تو نے اپنے دل میں وہ بات کہی ہے جس کو تیرے کان بھی نہیں سن سکے۔ اس ضعیف و ناتواں بوڑھے نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم اللہ تعالیٰ آپ کے ذریعہ سے ہمارے یقینوں اور ہماری بصیرت میں اضافہ کرتا رہتا ہے۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اپنی بات بیان کرو تو اس وقت اس کمزور بوڑھے نے یہ اشعار پڑھے:

غَذَوْتُکَ مَوْلُوْدًا وَ مَنْتُکَ یَافِعًا　　تَعُلِ بِمَا اَحْنِیْ عَلَیْکَ وَ تَنْهَلُ

"جب تو بچہ تھا تو میں تجھے خوراک دیتا رہا اور جب تو جوان ہو گیا تو میں نے تیرے ساتھ امیدیں وابستہ کر لیں۔ میری اس محبت کی وجہ سے جو میں تجھ پر نچھاور کرتا رہا تو پروان چڑھتا رہا۔"

اِذَا لَیْلَةٌ ضَاقَتْ بِالسُّقْمِ لَمْ اَبِتْ　　لِسُقْمِکَ اِلَّا سَاهِرًا اَتَمَلْمَلُ

"جب بیماری کی وجہ سے رات تم پر تنگ ہو جاتی تو میں تیرے مرض کی وجہ سے وہ رات بیداری اور اضطراب میں گذارتا۔"

تَخَافُ الرِّدٰی نَفْسِیْ عَلَیْکَ وَاَنَّهَا　　لَتَعْلَمُ اَنَّ الْمَوْتَ حَتْمٌ مُوَکَّلُ

"میرا نفس تیری ہلاکت کی وجہ سے پریشان رہتا بلاشبہ تو جانتا ہے کہ موت یقینی ہے اور وقت مقرر پر ضرور آئے گی۔"

کَاَنِّیْ اَنَا الْمَطْرُوْقُ دُوْنَکَ بِالَّذِیْ　　طُرِقْتَ بِهٖ دُوْنِیْ فَعَیْنَایَ تَهْمِلُ

"مجھے ایسے محسوس ہوتا تھا کہ میں بھی اسی مرض میں مبتلا ہوں جس میں تو گرفتار ہوتا تھا اسی وجہ سے میری آنکھیں اشکبار ہو

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

(۱) لزام (۲) روم (۳) دخان

(۴) بطشہ (۵) قمر

امام بیہقی نے اس قول کی وضاحت کرتے ہوئے لکھا ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ گویا کہ فرمارہے تھے کہ یہ پانچ نشانیاں تو اسی طرح درست ثابت ہوئیں جس طرح نبی اکرم ﷺ نے ان کے ظہور سے پہلے ارشاد فرمایا تھا۔

امام مسلم نے ابو حمید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم نبی اکرم ﷺ کی معیت میں غزوۂ تبوک کے سفر پر رواں دواں ہوئے۔ ہم وادی قریٰ میں پہنچے وہاں ایک عورت کا باغ تھا۔ آپ ﷺ نے ہمیں فرمایا اس باغ کے پھل کا اندازہ لگاؤ ہم نے اس کے پھل کا اندازہ لگایا۔ نبی اکرم ﷺ نے اس کے پھل کا اندازہ دس اوسق لگایا۔ آپ ﷺ نے اس عورت سے کہا اس باغ کے پھل کا حساب رکھنا۔ ہم ان شاء اللہ تیرے پاس واپس آئیں گے۔ پھر ہم اپنے سفر پر رواں ہو گئے حتیٰ کہ ہم مقام تبوک تک پہنچ گئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا آج تم پر شدید آندھی چلے گی۔ اس آندھی میں کوئی شخص باہر نہ نکلے اور تمام لوگ اپنے اپنے اونٹوں کو باندھ کر رکھیں۔ اس رات بہت سخت آندھی چلی ایک شخص اپنی جگہ سے اٹھا آندھی نے اسے کوہ طے پر پھینک دیا۔ پھر ہم اپنے واپسی سفر پر رواں ہوئے جب ہم وادی قریٰ میں پہنچے تو نبی کریم ﷺ نے اس عورت سے اس کے باغ کے پھل کے متعلق پوچھا اس عورت نے عرض کی "اس کا پھل دس اوسق ہی ہوا تھا۔"

ابن اسحاق اور امام بیہقی نے سہل بن سعد الساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب نبی مکرم ﷺ "حجر" کے مقام پر خیمہ زن ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا آج اپنے ساتھی کے بغیر کوئی تنہا باہر نہ نکلے لوگوں نے آپ ﷺ کے حکم کی تعمیل کی لیکن دو شخص آپ ﷺ کے حکم پر عمل پیرا نہ ہوئے۔ ایک شخص اکیلے رفع حاجت کے لیے چلا گیا اور دوسرا تنہا ہی اپنے اونٹ کی جستجو میں نکل گیا۔ وہ شخص جو اونٹ کی تلاش میں نکلا تھا۔ آندھی نے اسے کوہ طے پر پھینک دیا اور جو رفع حاجت کے لیے گیا تھا۔ اس کا گلا گھونٹ دیا گیا۔ جب سرور دو عالم ﷺ کو اس سے آگاہ کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا، کیا میں نے تمہیں منع نہیں کیا تھا کہ کوئی شخص اپنے ساتھی کے بغیر باہر نہ نکلے۔ پھر آپ ﷺ نے اس شخص کے لیے دعا کی جس کا گلا گھونٹ دیا گیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے شفا دی۔ جبکہ اونٹ کا متلاشی حضور اکرم ﷺ کے مدینہ طیبہ میں تشریف لانے کے بعد وہاں پہنچ گیا۔

ابو نعیم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے سرزمین مدینہ کے ایک ٹکڑے کی طرف دیکھا اور فرمایا اس زمین کے ٹکڑے میں کئی ایسی قسمیں ہیں جو اللہ رب العزت کی طرف بلند نہیں ہوتیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ اس زمین کے ٹکڑے میں غلاموں کو بیچنے والے جھوٹی قسمیں اٹھایا کرتے تھے۔

ابو نعیم نے حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم غزوۂ خندق میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ خندق کی کھدائی کرتے ہوئے ایک چٹان سے سامنا ہوا۔ نبی دو جہاں ﷺ اس چٹان کو دیکھ کر مسکرانے لگے۔ صحابہ کرام نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم آپ نے تبسم کیوں فرمایا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا مجھے ان لوگوں کی وجہ سے ہنسی آئی ہے جنہیں زنجیروں میں جکڑ کر مشرق کی سمت سے لایا جائے گا اور ان کے نہ چاہتے ہوئے بھی انہیں

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اس بات پر تعجب کا اظہار کیا اور کہا اس بزرگ کو دیکھو کہ حضور اکرم ﷺ نے اپنے اختیار کی بات کی ہے اور یہ بزرگ کہہ رہے ہیں کہ ہمارے والدین آپ ﷺ پر نثار ہوں۔ وہ بندہ جسے اختیار دیا گیا تھا وہ سرور کائنات ﷺ کی ذات تھی اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہم سب سے زیادہ عالم تھے۔

سیرت شامیہ میں ہے کہ ابن اسحاق نے لکھا ہے کہ حضور ﷺ نے حجۃ الوداع کے دن خطبہ ارشاد فرمایا آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی پھر فرمایا اے لوگو! میرا فرمان غور سے سنو کیونکہ میں نہیں جانتا کہ اس سال کے بعد میں تم سے مل سکوں گا۔ پھر آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خطبہ ارشاد فرمایا۔ حضور ﷺ کی یہ پیش گوئی بھی سچ ثابت ہوئی اور آپ ﷺ نے اس سال کے اختتام سے پہلے ہی وصال فرمایا۔

حضور ﷺ کا اپنی امت کے احوال کی خبر دینا

امام مسلم نے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا میرا زمانہ تمام زمانوں سے بہترین ہے۔ پھر اس کے بعد وہ زمانہ بہتر ہے جو اس کے ساتھ ملا ہوگا۔ پھر وہ زمانہ بہتر ہے جو اس کے ساتھ ملحق ہوگا۔ پھر ان کے بعد ایسی قوم آئے گی جو خیانت کرے گی۔ امانت سے کام نہیں لے گی۔ وہ گواہی خود ہی دینے آئے گی حالانکہ اسے گواہی کے لیے طلب نہیں کیا جائے گا۔ وہ نذر مانے گی لیکن اپنی نذر کو پورا نہیں کرے گی، اس قوم میں موٹاپا ظاہر ہوگا۔

البزار اور حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ نبی مکرم ﷺ نے فرمایا تم اپنے سے پہلے لوگوں کی پیروی کرو گے اور بالکل ان کے پیچھے چلو گے۔ حتی کہ ان میں سے کوئی شخص گوہ کے سوراخ میں داخل ہوا ہوگا تو تم بھی اسی طرح گوہ کے سوراخ میں داخل ہو گے اور حتی کہ اگر ان میں سے کسی نے اپنی ماں سے بدکاری کی ہوگی تو تم بھی یہ فعل بد کرو گے۔

حاکم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا تم اپنے سے پہلے لوگوں کی مکمل پیروی کرو گے۔ حتی کہ اگر ان میں سے کوئی گوہ کے سوراخ میں داخل ہوا ہوگا تو تم بھی اس سوراخ میں ضرور داخل ہو جاؤ گے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم کیا اس قوم سے مراد یہودی اور عیسائی ہیں۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اگر وہ قوم مراد نہیں تو پھر اور کون سی قوم مراد ہو سکتی ہے۔

طبرانی اوسط میں حسن سند کے ساتھ حضرت مستورد بن شداد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ سرور دو عالم ﷺ نے فرمایا یہ امت سابقہ امتوں کے ہر فعل کو اپنائے گی۔

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ مدینہ طیبہ کے ایک قلعے پر کھڑے ہوئے اور فرمایا کیا تمہیں وہ چیز نظر آ رہی ہے جسے میں دیکھ رہا ہوں۔ میں فتنوں کو دیکھ رہا ہوں کہ بارش کے قطرات کی طرح تمہارے گھروں میں گر رہے ہیں۔

الطبرانی نے صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا عنقریب تم میں عجمیوں کی کثرت ہو جائے گی وہ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جاتی تھیں۔''

فَلَمَّا بَلَغْتَ السِّنَّ وَالْغَايَةَ الَّتِیْ اِلَیْکَ مُدٰی مَا کُنْتُ فِیْکَ اُؤَمِّلُ

''جب تو بالغ ہوا اور اس کمال کو پہنچا جس میں میں نے تیرے ساتھ اپنی امنگیں لگا رکھی تھیں۔''

جَعَلْتَ جَزَائِیْ غِلْظَةً وَّ فَظَاظَةً کَاَنَّکَ اَنْتَ الْمُنْعِمُ الْمُتَفَضِّلُ

''تو نے مجھے تشدد اور سختی کے ساتھ جزا دی گویا کہ تو ہی نعمتیں عطا کرنے والا اور فضل و کرم کرنے والا ہے۔''

فَلَیْتَکَ اِذْ لَمْ تَرْعَ حَقَّ اَبُوَتِیْ فَعَلْتَ کَمَا الْجَارُ الْمُجَاوِرُ یَفْعَلُ

''جب تو میرا یہ حق ادا نہیں کرتا کہ میں تیرا باپ ہوں تو پھر میرے ساتھ اس طرح حسن سلوک سے پیش آ جس طرح ایک پڑوسی دوسرے پڑوسی کے ساتھ حسن سلوک کرتا ہے۔''

جب آپ ﷺ نے اس بوڑھے کے دردناک اور کرب انگیز اشعار سنے تو آپ ﷺ رونے لگے آپ ﷺ نے اس بوڑھے کے بیٹے کے گریبان کو پکڑا اور فرمایا:

اَنْتَ وَمَالُکَ لِاَ بِیْکَ

''تو اور تیرا مال سب کچھ تیرے باپ کا ہے''۔

حضرت امام مسلم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا شیطان اب اس بات سے مایوس ہو گیا ہے کہ اب گمراہ جزیرہ عرب میں اس کی عبادت کریں گے۔ لیکن اب بھی اہل عرب کے مابین عداوت رہے گی۔

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ غزوۂ احد کے آٹھ سال بعد آپ ﷺ نے شہدائے احد کے لیے دعا فرمائی ایسے محسوس ہوتا تھا کہ آپ ﷺ زندوں اور مردوں کو الوداع کہہ رہے ہوں۔ پھر آپ ﷺ منبر شریف پر تشریف لائے اور فرمایا اے لوگو! میں تم سے پہلے یہاں سے جانے والا ہوں۔ میں تم پر گواہ ہونگا۔ مجھ سے تم حوض کوثر پر ملو گے۔ میں اس مقام پر کھڑے ہو کر اپنے حوض کو دیکھ رہا ہوں۔ مجھے زمین کے خزانوں کی چابیاں عطا کر دی گئی ہیں۔ مجھے یہ ڈر نہیں کہ تم میرے بعد شرک میں مبتلا ہو گے۔ لیکن مجھے یہ اندیشہ ہے کہ تم دنیا کے حصول میں ایک دوسرے سے مقابلہ کرو گے۔ ایک دوسرے کے خلاف جنگ کرو گے اور اسی طرح ہلاک ہو جاؤ گے جس طرح تم سے پہلے قومیں ہلاک ہوئیں۔

حضرت امام بخاری اور حضرت امام مسلم نے حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ حضور اکرم ﷺ منبر پر تشریف فرما ہوئے اور فرمایا ایک بندے کو اللہ تعالیٰ نے اختیار دیا ہے کہ وہ یا تو دنیا کی نمود و نمائش اور شوکت و سطوت کو پسند کر لے یا پھر اس چیز کو چن لے جو اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔ یہ سن کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے رونا شروع کر دیا۔ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم ہمارے والدین آپ پر فدا ہوں۔ لوگوں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ابن قانع نے حجر بن عدی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا میری امت کا ایک گروہ شراب پیئے گا اوراس کا نام تبدیل کر کے دوسرے نام سے موسوم کرے گا۔

ابویعلیٰ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ خواجہ کونین ﷺ نے فرمایا یہ سلسلہ روز و شب جاری رہے گا۔حتی کہ ایک کھڑا ہونے والا کھڑا ہو جائے گا۔اور کہے گا کہ چند درہموں کے عوض میرا دین کون خریدے گا۔

امام احمد نے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ بصرہ میں آئے وہاں کے گورنر حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما تھے۔وہاں انہوں نے ایک ایسے شخص کو دیکھا جو بار بار صدق اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ کہہ رہا تھا۔حضرت عمران نے اس شخص سے اس کے متعلق سوال کیا تو اس نے کہا میں ایک معزز شخص کا فدیہ لے کر بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ نے فرمایا وہ شخص جس کا تو فدیہ لے کر آیا ہے وہ وہاں ہے اسے اس کے باپ کے پاس لے جاؤ۔میں نے عرض کی یا نبی اللہ! صلی اللہ علیک وسلم یہ اس کا فدیہ ہے۔آپ ﷺ نے فرمایا ہم آل محمد کے لیے جائز نہیں کہ ہم آل اسماعیل میں سے کسی شخص کا فدیہ لیں پھر آپ ﷺ نے فرمایا میں تو اہل قریش کی جانوں سے خوفزدہ ہوں میں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم انہیں کیا ہوگا۔آپ ﷺ نے فرمایا اگر تمہیں طویل عمر ملی تو تم خود مشاہدہ کرو گے کہ لوگ اس طرح ہوں گے جس طرح بکریاں دو حوضوں کے درمیان ہوتی ہیں۔کبھی وہ اس حوض پر جاتی ہیں کبھی وہ دوسرے حوض پر جاتی ہیں۔اب میں لوگوں کو دیکھ رہا ہوں کہ کبھی وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اجازت طلب کر رہے ہوتے ہیں اور کبھی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے اذن باریابی چاہتے ہیں جب میں ان کی یہ کیفیت دیکھتا ہوں تو مجھے حضور ﷺ کا فرمان یاد آجاتا ہے۔

امام احمد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ نبی محترم ﷺ نے فرمایا آخری زمانہ میں کچھ لوگ سیاہ خضاب استعمال کریں گے۔وہ پرندوں کی پوٹوں کی طرح نظر آئیں گے۔وہ جنت کی خوشبو بھی نہیں سونگھ سکیں گے۔

ابن سعد اور ابن ماجہ نے حضرت سلامہ بنت الحر رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے وہ فرماتی ہیں میں نے سرور عالم ﷺ کو سنا آپ ﷺ فرما رہے تھے کہ میری امت پر ایک ایسا وقت بھی آئے گا کہ وہ صف باندھے کھڑے ہوں گے انہیں امامت کروانے کے لیے کوئی آدمی نہیں ملے گا۔

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ لوگوں سے علم چھینے گا نہیں بلکہ وہ علماء کو بار کر علم ختم کر دے گا۔ جب علم ناپید ہو جائے گا تو لوگ جاہلوں کو اپنا راہنما بنالیں گے۔لوگ ان جاہلوں سے سوال کریں گے وہ علم کے بغیر فتوے دیں گے وہ خود بھی گمراہ ہو جائیں گے اور لوگوں کو بھی گمراہ کر دیں گے۔

ابویعلیٰ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی دو جہاں ﷺ نے فرمایا مجھے اپنی امت کے متعلق یہ اندیشہ ہے کہ وہ تقدیر کو جھٹلا دیں گے اور ستاروں کی تصدیق کریں گے۔

الطبرانی نے ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا یہ دین عظمت ورفعت کی بلندیوں تک بھی پہنچے گا اور زوال پذیر بھی ہوگا۔یہ اتنا رفیع الشان ہو جائے گا کہ پورے کا پورا قبیلہ ہی دینی تعلیم سے آشنا ہوگا اس میں

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تمہارے مالوں کو کھا جائیں گے اور تمہیں تہ تیغ کر دیں گے۔ یہ واقعات اسی طرح رونما ہوئے جس طرح حضور ﷺ نے فرمایا تھا۔

امام بغوی وغیرہ نے روایت کیا ہے "یہ امت اپنے انجام کو اس وقت تک نہیں پہنچے گی حتی کہ اس کے بعد آنے والے پہلوؤں کو لعنت کریں گے"۔ بہت سے اہل بدعت صحابہ کرام کو نازیبا کلمات سے یاد کرتے ہیں۔

ابوداؤد اور امام بیہقی نے حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا عنقریب دیگر اقوام تمہارے خلاف اس طرح جمع ہو جائیں گی جس طرح لوگ دسترخوان پر جمع ہوتے ہیں۔ ایک شخص نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وآلک وسلم کیا اس دن ہماری تعداد کم ہو جائے گی آپ ﷺ نے فرمایا نہیں اس دن تمہاری تعداد کثیر ہو گی۔ لیکن تم خس وخاشاک کی طرح ہو جاؤ گے۔ اللہ تعالیٰ تمہارے دشمنوں کے سینوں سے تمہارے رعب کو ختم کر دے گا اور تمہارے دلوں میں "وھن" ڈال دے گا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا۔ یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم یہ وہن کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا وہن سے مراد دنیا کی محبت اور موت سے نفرت ہے۔

امام بخاری نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا لوگوں پر ایک ایسا زمانہ بھی آئے گا جس میں وہ مال کے حصول میں حلال اور حرام کی تمیز نہیں کریں گے۔

ابن ماجہ اور امام بیہقی نے ابوہارون العبدی سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ جب ہم حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے پاس جاتے تھے تو حضور ﷺ کی وصیت کی وجہ سے ہمیں خوش آمدید کہتے تھے۔ وہ فرماتے تھے کہ حضور ﷺ نے ہمیں فرمایا عنقریب آفاق سے لوگ تمہارے پاس علم سیکھنے کے لیے آئیں گے۔ جب وہ تمہارے پاس آئیں تو انہیں بھلائی کی نصیحت کرنا۔

ابونعیم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی مکرم ﷺ نے فرمایا اگر علم ثریا پر بھی ہوتا پھر بھی فارس کے بیٹے اسے حاصل کر لیتے۔ فارس کے بیٹوں سے مراد امام ابوحنیفہ اور فارس کے محدثین اور فقہاء ہیں۔

ابونعیم نے حضرت عباس بن مطلب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا اس دین کا اتنا غلبہ ہو گا کہ وہ سمندروں کو تجاوز کر جائے گا۔ حتی کہ رضائے الٰہی کے لیے گھوڑوں کو سمندروں میں ڈال دیا جائے گا۔ پھر اس کے بعد ایک ایسی قوم آئے گی جو قرآن پاک کی تلاوت کرے گی وہ کہے گی ہم نے قرآن پڑھا ہے ہم سے زیادہ قاری کون ہے؟ ہم سے زیادہ فقیہ کون ہے؟ ہم سے زیادہ عالم کون ہے؟ پھر آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرف توجہ فرمائی اور فرمایا کیا ایسے لوگوں میں کوئی بھلائی ہو گی ایسے لوگ تو آگ کا ایندھن ہوں گے۔

امام احمد، بزار اور الطبرانی نے حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ عنقریب تمہیں عجمیوں پر غلبہ عطا فرمائے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ اہل عجم کو شیر بنا دے گا۔ وہ تمہیں دیکھ کر راہ فرار اختیار نہیں کریں گے۔ وہ تمہارے بہادروں کو قتل کریں گے اور تمہارے مال کھا جائیں گے۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حاکم نے صحیح سند کے ساتھ حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ نبی محترم ﷺ نے فرمایا اس امت کے آخر میں ایسے لوگ آئیں گے جو بلند و بالا سواریوں پر ہوں گے۔ حتی کہ وہ مساجد کے دروازوں پر آئیں گے۔ ان کی عورتیں کپڑے پہننے کے باوجود عریاں ہوں گی۔ بختی اونٹوں کی طرح ان کے سر اوپر کو اٹھے ہوں گے۔

امام احمد، الطبرانی اور حاکم نے حضرت امامہ الباہلی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی مکرم ﷺ نے فرمایا اسلام کی تمام گرہیں ایک ایک کر کے کھل جائیں گی، جب ایک گرہ کھلے گی تو لوگ دوسری گرہ کو پکڑ لیں گے۔ سب سے پہلے فیصلے کرنے کی گرہ کھلے گی اور سب سے آخر میں نماز کی گرہ کھلے گی۔

بزار اور طبرانی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ کہ نبی مکرم ﷺ نے فرمایا تمہارے بعد صبر کرنے کے دن ہوں گے ان ایام میں صبر کرنے والے کو اسی طرح محسوس ہوگا گویا کہ اس نے انگارے کو ہاتھ میں پکڑ رکھا ہے لیکن اس صابر کو پچاس آدمیوں کا ثواب ملے گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی کیا ہم میں سے پچاس افراد کا ثواب اسے ملے گا یا ان میں سے سرور کائنات ﷺ نے فرمایا تم میں سے پچاس آدمیوں کا ثواب اسے عطا ہوگا۔

بزار، طبرانی اور حاکم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول مکرم ﷺ کو سنا آپ ﷺ فرما رہے تھے ایک وقت آئے گا کہ تم کسی شخص کی غربت اور کنگالی پر اسی طرح رشک کرو گے۔ جس طرح آج تم کثرت مال اور کثرت اولاد پر رشک کرتے ہو۔ حتی کہ تم میں سے کوئی ایک جب اپنے بھائی کی قبر کے پاس سے گذرے گا تو وہ اس پر جانور کی طرح لپٹ جائے گا۔ اور کہے گا ہائے کاش! میں تیری جگہ ہوتا اس کی موت کی خواہش اللہ تعالیٰ کی محبت کی وجہ سے نہیں ہوگی نہ ہی اس نے زیادہ عمدہ اعمال آگے بھیجے ہوں گے بلکہ اس خواہش کا سبب صرف مصیبت ہوگی جس میں وہ مبتلا ہوگا۔

الطبرانی نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے وہ فرماتی ہیں کہ میں نے سرور دو عالم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ لوگوں پر ایک ایسا زمانہ بھی آئے گا۔ جس میں سچے کی تکذیب کی جائے گی، جھوٹے کو سچا کہا جائے گا، امین امانت میں خیانت کرے گا، امانتیں خیانت کرنے والے کے حوالے کی جائیں گی، آدمی گواہی دے گا جبکہ اس سے گواہی کا مطالبہ نہیں کیا جائے گا، آدمی قسم اٹھائے گا حالانکہ اس سے قسم کا مطالبہ نہیں کیا جائے گا۔ اور لئیم اور کمینے کو سب سے زیادہ سعادت مند تصور کیا جائے گا۔

الطبرانی نے حضرت ابو امامہ الباہلی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ مجسمہ معجزات ﷺ نے فرمایا آج لوگ ثمر آور درخت ہیں۔ عنقریب لوگ خاردار درخت بن جائیں گے۔ اگر تم ان سے نفرت کرو گے تو وہ تم سے نفرت کریں گے۔ اگر تم انہیں چھوڑ دو گے تو وہ تمہیں نہیں چھوڑیں گے۔ اگر تم ان سے بھاگ جاؤ گے تو وہ تمہیں تلاش کر لیں گے۔ راوی نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم ان لوگوں سے نجات کیسے ممکن ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اپنی عزت بچانے کے لیے انہیں قرض دے دو۔ خواہ اس دن تمہیں فاقہ کشی کرنی پڑے۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

صرف ایک یا دو فاسق تعلیم سے بے بہرہ رہیں گے وہ اپنے قبیلے میں ذلیل وخوار ہوں گے۔ جب بھی وہ گفتگو کریں گے انہیں جھڑک دیا جائے گا۔ اور یہ دین یہاں تک زوال پذیر ہو جائے گا کہ ایک قبیلہ پورے کا پورا جفا پیشہ اور گناہ گار ہو گا۔ اس میں سے صرف ایک یا دو شخص ہی دینی تعلیم سے آشنا ہوں گے۔ وہ بھی اپنے قبیلے میں ذلیل وخوار ہوں گے۔ اگر وہ بات کرنا چاہیں گے تو انہیں ڈانٹ دیا جائے گا۔ اس وقت بعد میں آنے والے پہلے لوگوں پر لعنت کریں گے۔ حالانکہ وہ خود ہی لعنت کے مستحق ہوں گے۔ وہ اعلانیہ شراب نوشی کریں گے۔ اس وقت کیفیت یہ ہو جائے گی کہ ایک عورت ایک قوم کے پاس سے گذرے گی ایک شخص اس کی طرف جا کر اس کے دامن کو اٹھا کر یوں بدکاری کرنا شروع کرے گا۔ جس طرح کہ بھیڑ کی دم کو اٹھایا جاتا ہے۔ ایک کہنے والا اس سے صرف اتنا ہی کہے گا۔ تو اس عورت کو دیوار کے پیچھے ہی لے جاتا۔ وہ کہنے والا اس زمانہ میں اسی شان کا حامل ہو گا جیسے اس دور میں حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما ہیں۔ وہ شخص جو اس وقت نیکی کا حکم دے گا اور برائی سے منع کرے گا اسے پچاس ایسے افراد کا اجر ملے گا جنہوں نے مجھے دیکھا، مجھ پر ایمان لائے، میری اطاعت کی اور میری بیعت کی۔

الطبرانی نے اوسط میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ لوگوں پر ایک ایسا وقت بھی آئے گا جب وہ نہ تو برائی سے روکیں گے نہ بھلائی کا حکم دیں گے۔

ابو یعلیٰ اور الطبرانی نے اوسط میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول مکرم ﷺ نے فرمایا اے لوگو! اس وقت تمہاری کیفیت کیا ہو گی جب تمہاری عورتیں سرکش ہو جائیں گی اور تمہارے نوجوان فاسق وفاجر ہو جائیں گے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم کیا ایسا بھی ہو گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں بلکہ حالات اس سے بھی زیادہ شدت اختیار کر جائیں گے اس وقت تمہاری حالت کیا ہو گی جب تم نیکی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے سے رک جاؤ گے۔ صحابہ کرام نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم کیا ایسا بھی ممکن ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں بلکہ حالات اس سے بھی زیادہ شدت اختیار کر جائیں گے اس وقت تمہاری کیفیت کیا ہو گی جب تم برائی کو بھلائی اور بھلائی کو برائی سمجھو گے۔

حاکم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا جب مسلمان اپنے علماء سے بغض رکھیں گے اپنے بازاروں کو بارونق بنائیں گے اور مال و دولت کے حصول کے لیے نکاح کریں گے۔ تو اللہ تعالیٰ انہیں چار مصائب میں مبتلا کر دے گا۔

(۱) وہ قحط میں مبتلا ہوں گے۔

(۲) ظالم حکمران ان پر مسلط ہوں گے۔

(۳) حکام خیانت کریں گے۔

(۴) دشمن کا دبدبہ ان کے دلوں میں بیٹھ جائے گا۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

الطبرانی نے اوسط میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا عنقریب میری امت کو بھی دیگر امتوں کی بیماری لگ جائے گی۔ صحابہ کرام نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم دیگر امتوں کی بیماری کیا ہے آپ ﷺ نے فرمایا برائی کا اعلانیہ اظہار کرنا، مال پر تکبر کرنا، پیٹھ پیچھے ایک دوسرے سے دشمنی کرنا، مال میں ایک دوسرے سے مقابلہ کرنا، ایک دوسرے سے بغض کرنا اور کنجوسی کرنا حتی کہ بے حیائی عام ہو جائے گی پھر قتل و غارت ہوگی۔

امام احمد اور الطبرانی نے ایک صحابی سے روایت کیا ہے کہ رسول مکرم ﷺ نے فرمایا یہ دنیا ختم نہیں ہوگی حتی کہ کمینہ بن کمینہ اس کا مالک بن جائے گا۔

الطبرانی نے مستورد بن شداد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا صالحین یکے بعد دیگرے ختم ہو جائیں گے۔ گھٹیا لوگ باقی رہ جائیں گے اللہ تعالیٰ کو ان کی کوئی پرواہ نہ ہوگی۔

ابو یعلیٰ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا وہ چیز جو سب سے پہلے اس امت سے اٹھائی جائے گی وہ حیا اور امانت ہے۔ نماز اس امت میں آخر تک رہے گی۔

حاکم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول مکرم ﷺ نے فرمایا آخری زمانہ میں جاہل عبادت گذار اور فاسق قاری ہوں گے۔

حاکم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا وہ چیز جس کے بارے میں میں اپنی امت کے متعلق سب سے زیادہ خوفزدہ ہوں وہ حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کا عمل (لواطت) ہے۔

ابو نعیم نے ''معرفت'' میں حضرت عبداللہ الجہنی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے پاس حضرت جبرائیل امین آئے۔ انہوں نے کہا آپ ﷺ کی امت میں تین ایسے اعمال ہوں گے جو سابقہ امم میں نہ ہوں گے۔

(۱) کفن چور ہوں گے۔

(۲) بڑھے ہوئے پیٹوں والے ہوں گے۔

(۳) عورتیں عورتوں کے ساتھ مباشرت کریں گی۔

امام بیہقی نے ''الشعب'' میں حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لوگوں میں ایک ایسا وقت بھی آئے گا جب وہ مساجد میں دنیاوی گفتگو کیا کریں گے ان کی محفل میں ہرگز نہ بیٹھنا اللہ تعالیٰ کو ان کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

زبیر بن بکار نے ''الموفقیات'' میں حضرت عمر بن حفص رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری امت پر ایک ایسا وقت بھی آئے گا۔ جس میں امیر لوگ حج کو سیر و تفریح، غنی اسے تجارت اور فقیر اسے گداگری بنالیں گے۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

طبرانی نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا اس امر (دین) میں شدت آجائے گی، مال میں اضافہ ہوجائے گا، لوگ بخیل ہوجائیں گے اور شریر لوگوں پر قیامت قائم ہوگی۔

الطبرانی نے اوسط میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے بارگاہ رسالت میں عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم نیکی کا حکم کرنے اور برائی سے منع کرنے کو کب ترک کیا جائے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا جب تم میں بنی اسرائیل جیسا فساد پیدا ہوجائے گا۔ جب تمہارے صالح بدکاروں سے پہلوتہی کریں گے۔ جب دین کی سمجھ بوجھ شریر لوگوں میں ہوگی اور حکمرانی بدکاروں کے پاس چلی جائے گی۔

ابن ماجہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ مجسمہ کمالات ﷺ نے فرمایا جب اس امت کے آخری لوگ اس کے پہلے لوگوں کو نازیبا کلمات سے یاد کریں گے۔ تو جس نے حدیث مصطفیٰ ﷺ کو چھپایا اس نے اللہ تعالیٰ کی وحی کو پوشیدہ رکھا۔

بزار اور طبرانی نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی محتشم ﷺ نے فرمایا آخری وقت میں کئی لوگ ایسے ہوں گے۔ جو اعلانیہ تو بھائی ہونے کا دعویٰ کریں گے لیکن دراصل وہ دشمن ہوں گے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم یہ کیسے ممکن ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کچھ تو ایک دوسرے سے خوف کی وجہ سے ایسا کریں گے اور کچھ ایک دوسرے میں رغبت کرتے ہوئے ایسا کریں گے۔ الطبرانی نے اوسط میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا آخری زمانہ میں ایسے لوگ بھی ہوں گے جن کے چہرے تو انسانوں کی طرح ہوں گے لیکن ان کے دل شیاطین کی طرح ہوں گے۔ وہ کسی بھی برائی کی کوئی پرواہ نہیں کریں گے اگر تو ان کی پیروی کرے گا تو وہ تمہیں ہلاک کردیں گے اور تو ان سے پنہاں رہے گا تو وہ تیری غیبت کریں گے۔ اگر وہ تیرے ساتھ گفتگو کریں گے تو وہ جھوٹ بولیں گے اگر تو انہیں امین بنائے گا تو وہ خیانت کریں گے۔ ان کے بچے بدتمیز ہوں گے۔ ان کے نوجوان چالاک ہوں گے۔ ان کے بزرگ نہ تو بھلائی کا حکم دیں گے اور نہ ہی برائی سے روکیں گے۔ ان سے معذرت کرنا باعث ذلت ہوگا۔ ان سے کچھ طلب کرنا فقر ہوگا۔ ان میں حلیم گمراہ ہوگا۔ نیکی کا حکم دینے والے پر تہمت لگائی جائے گی۔ مومن ان میں کمزور ہوگا۔ فاسق ان میں صاحب شرف ہوگا۔ سنت ان میں بدعت اور بدعت ان میں سنت ہوگی، اس وقت اللہ تعالیٰ ان پر ان کے اشرار کو مسلط فرمادے گا۔ اس قوم کے صالحین دعائیں مانگیں گے لیکن وہ دعائیں قبول نہیں ہوں گی۔

الطبرانی نے اوسط میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول مکرم ﷺ نے فرمایا کہ ایک ایسا وقت آئے گا۔ جس میں لوگ بھیڑیے کی طرح ہوں گے۔ جو بھیڑیے کی طرح نہ ہوگا اسے بھیڑیے کھا جائیں گے۔

امام احمد، ابویعلیٰ اور امام بیہقی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے سیاح لا مکان ﷺ کو سنا آپ ﷺ فرمارہے تھے کہ لوگوں پر ایک ایسا وقت آئے گا۔ جب ایک شخص کو عاجزی اور فسق و فجور میں اختیار دیا جائے گا۔ جو شخص اس وقت کو پائے اسے چاہیے کہ وہ عاجزی کو فسق و فجور پر ترجیح دے۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

امام مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا عراق نے اپنے درہم اور قفیز کو روک لیا۔ شام نے اپنے مد اور دینار کو روک لیا۔ مصر نے اپنے اردب اور دینار کو روک لیا اور تم وہاں ہی چلے گئے جہاں سے تم نے ابتدا کی تھی۔

حضرت علامہ سیوطی نے لکھا ہے کہ حضرت علامہ یحییٰ بن آدم فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے قفیز اور درہم کا ذکر فرما دیا تھا حالانکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں بعد میں رائج کیا۔ علامہ ہروی فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے ان سکوں کی خبر دی جو ابھی ظہور پذیر نہیں ہوئے تھے اور آپ ﷺ نے انہیں ماضی کے صیغہ کے ساتھ تعبیر فرمایا کیونکہ علم الٰہی میں ان کا ہونا متحقق تھا۔

ابوداؤد وغیرہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے اہل عراق کے لیے ذات عرق کو میقات مقرر فرمایا حالانکہ اس وقت عراق کے کسی ایک شخص نے بھی اسلام قبول نہیں کیا تھا اور عراق نبی مکرم ﷺ کے وصال کے بعد فتح ہوا۔

امام بیہقی نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ساٹھ سال بعد ایسے لوگ پیدا ہوں گے۔ جو نماز کو ضائع کریں گے اور خواہشات نفسانی کی پیروی کریں گے وہ گمراہ ہو جائیں گے۔ وہ قرآن پڑھیں گے لیکن قرآن ان کے گلوں سے نیچے نہیں اترے گا۔

اہل حرہ کے قتل کی خبر دینا

امام بیہقی نے حضرت ایوب بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ سرور دو عالم ﷺ ایک سفر پر تشریف لے گئے۔ جب آپ ﷺ حرہ زہرہ کے مقام سے گذرے تو آپ ﷺ رک گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: انا للہ وانا الیہ راجعون جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس کی وجہ پوچھی تو آپ ﷺ نے فرمایا اس جگہ میرے صحابہ کے بعد میری امت کے بہترین لوگ شہید کئے جائیں گے۔

امام بیہقی فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی اسی طرح کی ایک حدیث روایت ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ

وَلَوْ دُخِلَتْ عَلَيْهِمْ مِّنْ أَقْطَارِهَا ثُمَّ سُئِلُوا الْفِتْنَةَ لَآتَوْهَا (الاحزاب: ۱۴)

''اور اگر گھس آتے (کفار کے لشکر) ان پر مدینہ کے اطراف سے پھر ان سے درخواست کی جاتی فتنہ انگیزی میں شرکت کی تو اسے قبول کر لیتے''۔

کی تاویل ہجرت کے ساٹھ سال بعد واضح ہوئی انہوں نے لَآتَوْهَا کو اَعْطَوْهَا کر کے پڑھا ہے۔ یعنی بنو حارثہ نے اہل شام کو مدینہ طیبہ میں داخل کیا۔

امام بیہقی نے حضرت مالک بن انس سے روایت کیا ہے کہ یوم حرہ کو چھ سو حفاظ کرام شہید ہوئے جن میں تین سو صحابہ کرام

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

امام احمد نے ''زہد'' میں حضرت بکر بن سوادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا میری امت میں کچھ ایسے لوگ بھی ہوں گے جو ناز و نعم میں پروان چڑھیں گے، مال و دولت میں جوان ہوں گے، رنگا رنگ کے کپڑے انہیں بہت پسند ہوں گے اور وہ سخت کلام ہوں گے۔ میری امت کے شریر لوگ یہی ہیں۔

امام بیہقی نے ''الزہد'' میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ سرور کائنات ﷺ نے فرمایا لوگوں پر ایک ایسا وقت بھی آئے گا۔ جس میں کسی دین دار کا دین سلامت نہیں رہ سکے گا۔ وہ شخص اپنے دین کی سلامتی کے لیے ایک چوٹی سے دوسری چوٹی تک اور ایک سوراخ سے دوسرے سوراخ کی طرف دوڑے گا۔ جب ایسا وقت آجائے تو اپنی اولاد اور اپنی بیوی کے ہاتھوں ہلاک ہوگا اور اگر اس کی بیوی اور اولاد نہ ہوگی تو وہ اپنے والدین کے ہاتھوں ہلاک ہوگا اور اگر اس کے والدین بھی نہ ہوئے تو وہ اپنے رشتہ داروں اور ہمسایوں کے ہاتھوں ہلاک ہوگا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم یہ کیسے ہوسکتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا وہ اسے معیشت کی تنگی (کم رزق) کی عار دلائیں گے۔ رزق کے حصول کے لیے وہ اپنے آپ کو ایسے امور میں داخل کردے گا جن میں اس کے لیے ہلاکت ہوگی۔

امام بیہقی اور ابو نعیم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جب میری امت میں تکبر پیدا ہوگا اور فارس و روم کے بیٹے اس کے خادم ہوں گے تو اس وقت اللہ تعالیٰ اس کے صالحین پر ان کے شریروں کو مسلط کر دے گا۔

زبیر بن بکار رحمۃ اللہ علیہ نے اخبار مدینہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ تاجدار مدینہ ﷺ نے فرمایا اگر میری مسجد میں صنعاء تک بھی توسیع کردی جائے گی تو پھر بھی یہ میری ہی مسجد رہے گی۔

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ علامہ زرکشی ''احکام المساجد'' میں فرماتے ہیں کہ اگر یہ حدیث صحیح ہے تو پھر یہ نبی اکرم ﷺ کی نبوت کی علامات میں سے ایک علامت ہے۔ کیونکہ یہ اس بات پر دلالت کررہی ہے کہ عنقریب آپ ﷺ کی مسجد میں وسعت کردی جائے گی اور اسے آپ ﷺ کے عہد مبارک سے کھلا کردیا جائے گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں مسجد نبوی کو وسیع کیا گیا۔ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں اسے وسعت دی گئی پھر مختلف ادوار میں اس میں توسیع ہوتی رہی۔

امام بخاری نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی مکرم ﷺ نے فرمایا ایک ایسا وقت آئے گا جس میں لوگ مال کے حرام یا حلال ہونے کی کوئی پرواہ نہیں کریں گے۔

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک مسلمانوں کے دو گروہ آپس میں جنگ نہ کرلیں گے ان کا دعویٰ بھی ایک ہوگا۔

امام احمد اور بزار نے صحیح سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا دنیا اس وقت تک ختم نہ ہوگی حتی کہ یہ کمینے کے بیٹے کمینے کو مل جائے گی۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جس میں وہ ایک میری پوری امت کی مثل ہوگا۔ اور زید وہ شخص ہے جس کا ہاتھ اس کے جسم سے پہلے جنت میں جائے گا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں ولید بن عقبہ گورنر کوفہ بنا تو اس نے ایک شخص کو اپنے پاس بٹھایا تاکہ وہ جادو کر کے لوگوں کو دکھا دے کہ وہ زندہ بھی کر سکتا ہے اور مار بھی سکتا ہے۔ حضرت جندب تلوار لے کر آئے اور اسے جادوگر کی گردن پر مار کر فرمایا اب اپنے آپ کو زندہ کرو۔ حضرت زید بن صوحان کا ہاتھ جنگ قادسیہ میں کاٹا گیا اور جنگ جمل کے دن شہید ہو گئے۔

ابن سعد نے عبید بن لاحق سے روایت کیا ہے کہ سرور کائنات رحمت عالمیان ﷺ ایک سفر پر تھے۔ ایک شخص اپنی سواری سے اترا اور رجز پڑھنے لگا۔ پھر دوسرا شخص بھی اپنی سواری سے اتر کر رجز پڑھنے لگا۔ پھر رسول مکرم ﷺ بھی صحابہ کرام کو تسلی دینے کے لیے اپنی سواری سے نیچے تشریف لے آئے۔ آپ فرمانے لگے جندب کی کیا شان ہے اور زید اقطع الخیر ہے۔ پھر آپ ﷺ اپنی سواری پر تشریف فرما ہوئے۔ صحابہ کرام آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قریب ہوئے اور عرض کرنے لگے۔ یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم آپ کے اس فرمان کا کیا مطلب ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ دونوں شخص اسی امت میں سے ہوں گے۔ ان میں سے ایک شخص ایک ایسی ضرب لگائے گا۔ جس سے وہ حق و باطل میں فرق کر دے گا۔ دوسرے شخص کا ہاتھ اللہ کے راستہ میں کٹ جائے گا اس کا باقی جسم بعد میں جنت میں جائے گا۔ حضرت اجلح فرماتے ہیں حضرت جندب رضی اللہ عنہ نے اس جادوگر کو قتل کر دیا جو ولید بن عقبہ کے پاس رہتا تھا اور حضرت زید رضی اللہ عنہ کا ہاتھ جنگ جلولاء کے دن کٹ گیا اور جنگ جمل کے دن آپ شہید ہوئے۔

حاکم نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے کہ کوفہ کے امیر نے ایک جادوگر کو بلایا جو لوگوں کے سامنے کھیل تماشا کیا کرتا تھا۔ جب حضرت جندب رضی اللہ عنہ کو یہ معلوم ہوا تو آپ تلوار لے کر آئے اور جادوگر پر حملہ کر دیا آپ کا یہ عمل دیکھ کر لوگ ڈر گئے آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے لوگو! نہ ڈرو میں تو صرف جادوگر کو قتل کرنا چاہتا تھا۔

ابن عساکر نے حضرت حارث اعور رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں۔ جب رسول کریم ﷺ زید الخیر کا تذکرہ فرماتے تھے تو اس سے مراد حضرت زید بن صوحان ہوتے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا عنقریب تابعین میں سے ایک شخص ہوگا وہ زید الخیر ہوگا۔ اس کے کچھ اعضاء اس کی وفات کے بیس سال پہلے جنت میں چلے جائیں گے۔ ان کا بایاں ہاتھ کٹ گیا اس کے بعد وہ بیس سال زندہ رہے پھر جنگ جمل کے دن شہید ہو گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے شہادت سے قبل فرمایا میں اپنے ہاتھ کو دیکھ رہا ہوں وہ آسمان سے نکل کر مجھے آنے کے لئے اشارہ کر رہا ہے۔ میں اب اس ہاتھ کے پاس جانے والا ہوں۔

ابویعلیٰ، ابن مندہ اور امام بیہقی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا جسے اس سے خوشی حاصل ہوتی ہو کہ وہ ایک ایسے جنتی شخص کو دیکھے جس کے کچھ اعضاء اس سے پہلے جنت میں جائیں گے تو وہ حضرت زید بن صوحان کو دیکھ لے۔ علامہ سیوطی فرماتے ہیں۔ حضرت زید بن صوحان کے متعلق علماء کا اختلاف ہے کہ کیا

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

رضی اللہ عنہم بھی تھے۔ یہ واقعہ یزید کے دور حکومت میں رونما ہوا۔ لیث بن سعد سے روایت ہے کہ واقعہ حرہ بروز بدھ ستائیس ذی الحجہ ۶۳ ہجری کو پیش آیا۔

مدینہ طیبہ کا طاعون سے محفوظ ہونے کی خبر

امام احمد نے معاذ ابن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی مکرم ﷺ کو سنا آپ ﷺ فرمارہے تھے۔ عنقریب تم سرزمین شام کی طرف جاؤ گے۔ اسے تمہارے لیے مغلوب کردیا جائے گا۔ وہاں ایک بیماری پھیلے گی جو گلٹی کی طرح ہوگی۔ وہ گوشت کے ایک ٹکڑے کی طرح ہوگی۔ اس بیماری کی وجہ سے اللہ تعالیٰ تمہیں مرتبہ شہادت پر فائز فرمائے گا اور تمہارے اعمال کو پاک کرے گا۔

الطبرانی نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول مکرم ﷺ نے فرمایا تم ایک منزل پر فروکش ہوگے۔ جس کا نام جابیہ ہے۔ وہاں تمہیں ایک بیماری لگ جائے گی۔ جو اونٹ کی غدود کی طرح ہوگی اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ تمہیں اور تمہاری اولاد کو رتبہ شہادت سے سرفراز فرمائے گا اور تمہارے اعمال پاک کردے گا۔

حاکم وغیرہ نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا میری امت طعن (نیزے) اور طاعون سے ہلاک ہوگی، صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وآلک وسلم ہم طعن کو تو جانتے ہیں۔ لیکن ہم طاعون سے آشنا نہیں ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ طاعون ان جنات کا کانٹا ہے جو تمہارے دشمن ہیں۔ طعن (نیزے) اور طاعون دونوں سے مرنے والا شہید ہے۔

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ تاجدار مدینہ ﷺ نے فرمایا، مدینہ طیبہ کے دروازوں پر ملائکہ مقرر ہیں وہ یہاں نہ تو طاعون کو آنے دیتے ہیں اور نہ ہی دجال کو آنے دیں گے۔

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ مدینہ طیبہ میں طاعون کا نہ جانا یہ نبی اکرم ﷺ کا معجزہ ہے۔ کیونکہ تمام اطباء مل کر بھی ایک شہر کو کیا ایک گاؤں کو بھی طاعون سے محفوظ نہیں کرسکتے۔ مدینہ طیبہ میں طاعون کے نہ پھیلنے کی وجہ صرف یہ ہے کہ آپ ﷺ نے اس بیماری سے نجات کی دعا فرمائی تھی اور اپنے صحابہ کرام کو خبر دی تھی کہ یہ بیماری مدینہ طیبہ میں نہیں پھیلے گی۔

حضرت علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ۹۱۳ھ میں ہوا۔ لیکن آج ۱۴۱۶ھ ہے۔ ہم نے آج تک نہیں سنا کہ مدینہ طیبہ میں طاعون کی وباء پھیلی ہو یہ سب کچھ سرور دو عالم شفیع معظم ﷺ کی برکت کی وجہ سے ہے۔

حضرت زید بن صوحان اور حضرت جندب رضی اللہ عنہما کے متعلق پیش گوئی

ابن مندہ اور ابن عساکر نے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ نبی مکرم ﷺ اپنے صحابہ کے ساتھ ایک سفر پر رواں دواں تھے۔ آپ ﷺ فرمانے لگے۔ جندب! کیا شان ہے جندب کی، زید، زید تو اقطع الخیر ہے۔ جب صحابہ کرام نے آپ ﷺ سے اس فرمان کے متعلق پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا جندب ایک ایسی چوٹ لگائے گا۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

گا کہ اس کے بعد کوئی اور شخص اتنا عمدہ قرآن پاک نہیں پڑھ سکے گا۔ نافع بن یزید فرماتے ہیں کہ ہم کہا کرتے تھے کہ اس شخص سے مراد محمد بن کعب القرظی ہیں۔ کاہنوں سے مراد دو قبیلے قریظہ اور نضیر ہیں۔

امام بیہقی نے عون بن عبداللہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم نے کوئی ایسا عالم نہیں دیکھا جو تاویل قرآن کو قرظی سے زیادہ جانتا ہو۔

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ

امام مسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا تمہارے پاس یمن کا ایک شخص آئے گا۔ اب اس کے پاس اس کی والدہ ہی ہے۔ اس شخص کے جسم پر برص کے داغ تھے۔ اس نے اپنے رب سے دعا مانگی کہ وہ اس کے داغ کو ختم کر دے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے داغ مٹا دیئے صرف ایک درہم جتنا داغ باقی رہ گیا۔ اس کا نام اویس ہے تم میں سے جو شخص اس سے ملاقات کرے اسے چاہیے کہ اس سے بخشش کی دعا کروائے۔

امام بیہقی نے ایک اور سند سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا تابعین میں سے ایک شخص ہوگا۔ اس کا نام اویس بن عامر ہوگا۔ وہ قرن کا رہائشی ہوگا اس کے جسم پر برص کے داغ ظاہر ہوں گے۔ وہ اللہ تعالیٰ سے ان داغوں کے ختم ہونے کی دعا مانگیں گے۔ اللہ تعالیٰ اس کے داغ کو مٹا دے گا۔ وہ عرض کرے گا مولا! میرے جسم پر اتنا داغ رہنے دے جسے دیکھ کر میں تیری نعمت کو یاد کرسکوں اس کے جسم پر درہم جتنا داغ باقی رہے گا۔ تم میں سے جو شخص اسے پالے اس سے بخشش کی دعا کروائے۔

ابن سعد اور حاکم نے عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ جنگ صفین کے دن شام کے ایک شخص نے پکارا کیا تم میں اویس قرنی موجود ہیں۔ لوگوں نے کہا ہاں موجود ہیں۔ انہوں نے فرمایا میں نے نبی مکرم ﷺ سے سنا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اویس قرنی تابعین میں سے بہترین ہے۔ پھر انہوں نے اپنے گھوڑے کو ایڑھ لگائی اور اس لشکر میں شامل ہو گئے۔

ابن سعد اور حاکم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ سے کہا میرے لیے مغفرت کی دعا کریں۔ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں آپ رضی اللہ عنہ کے لیے کیسے بخشش کی دعا کروں حالانکہ آپ رضی اللہ عنہ رسول کریم ﷺ کے ساتھی ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے حضور ﷺ کو سنا ہے آپ ﷺ فرما رہے تھے کہ تابعین میں سے بہترین وہ شخص ہے جس کا نام اویس قرنی ہوگا۔

سید احمد دحلان سیرۃ نبویہ میں فرماتے ہیں۔ وہ غیب کی خبریں جن کے متعلق نبی اکرم ﷺ نے روایت کیا ہے اس روایت سے حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی شان آشکار ہوتی ہے وہ اپنی والدہ کی خدمت میں مصروفیت کی وجہ سے بارگاہ رسالت میں حاضر نہ ہو سکے۔ حالانکہ انہوں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا تمہارے پاس اویس قرنی آئے گا وہ یمن کی فوج کے ساتھ ہوگا۔ اس کا تعلق بنو قرن سے ہوگا۔ اسے برص کے داغوں سے نجات مل جائے گی لیکن اس کے جسم پر

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

آپ صحابی تھے یا نہیں۔ علامہ ابن حجر نے اس قول کو ترجیح دی ہے کہ وہ مخضرمی تھے۔ انہوں نے حضور اکرم ﷺ کا زمانہ اقدس تو پایا تھا۔ لیکن وہ آپ ﷺ کا دیدار نہ کر سکے تھے۔

آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ فرمانا کہ ایک مردہ میرے بعد کلام کرے گا

الطبرانی نے اوسط میں جید سند کے ساتھ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول مکرم ﷺ نے فرمایا میری امت کا ایک شخص مرنے کے بعد گفتگو کرے گا۔

امام بیہقی ورابونعیم نے حضرت ربعی بن خراش سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میرا بھائی ربیع انتقال کر گیا۔ وہ گرم دنوں میں ہم سب سے زیادہ روزے رکھتا تھا۔ وہ ٹھنڈی راتوں میں ہم سب سے زیادہ قیام کرتا تھا۔ میں نے اسے چادر سے ڈھانپا تو وہ مسکرانے لگا میں نے کہا اے میرے بھائی کیا تو مرنے کے بعد زندہ ہو گیا ہے اس نے کہا نہیں بلکہ میں نے تو اپنے رب سے ملاقات کی ہے اس نے میرے ساتھ روح وریحان کے ساتھ ملاقات کی ہے۔ جب میں نے اپنے مولا سے ملاقات کی تو وہ مجھ سے راضی تھا۔ میں نے کہا اے میرے محترم بھائی! آخرت کیسی ہے اس نے کہا تمہارے گمان سے زیادہ آسان ہے۔ جب حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ واقعہ ذکر کیا گیا تو آپ رضی اللہ عنہا سے فرمایا ''ربعی نے سچ کہا ہے میں نے رسول مکرم ﷺ نے سنا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا میرا ایک امتی مرنے کے بعد گفتگو کرے گا وہ تابعین میں سے بہترین ہوگا۔ علامہ سیوطی فرماتے ہیں کہ اس حدیث کی کئی اسناد ہیں۔ میں نے اپنی کتاب ''البرزخ'' میں ان روایات کو جمع کیا ہے۔ جن میں مردوں کے کلام کرنے کا تذکرہ ہے۔

حضرت صلہ بن اشیم رضی اللہ عنہ کی شفاعت کا تذکرہ

ابن سعد، امام بیہقی اور ابونعیم نے عبدالرحمٰن بن یزید بن جابر سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا میری امت میں ایک شخص ہوگا۔ جس کا نام صلہ بن اشیم ہوگا۔ اس کی شفاعت سے اتنے اتنے شخص جنت میں جائیں۔

وہب بن منبہ اور غیلان القدری کے متعلق خبر

ابن عدی نے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا میری امت میں ایک شخص ہوگا۔ جس کا نام وہب ہوگا اللہ تعالیٰ اسے حکمت ودانائی عطا فرمائے گا۔ ایک اور شخص ہوگا جس کا نام غیلان ہوگا۔ وہ لوگوں کے لیے ابلیس سے زیادہ نقصان دہ ہوگا۔ امام بیہقی فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں غیلان القدری کی طرف اشارہ ہے۔

محمد بن کعب القرظی کے متعلق پیشین گوئی

امام بیہقی اور ابن سعد نے ابو بردہ الظفری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں۔ کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ دو کاہنوں میں سے ایک ایسے شخص کا ظہور ہوگا جو قرآن پاک کو اتنے خوبصورت انداز سے پڑھے

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اس کے بعد دیکھ سکیں گے۔ میں نے کھانے اور لباس کو کیا کرنا ہے۔ پھر وہ اپنی عبادت میں مشغول ہو گئے۔

صحیح احادیث میں ہے کہ اویس قرنی بہترین تابعی ہیں۔

عذراء کے مقتولین کے متعلق غیبی خبر

یعقوب بن سفیان، امام بیہقی اور ابن عساکر نے ابوالاسود سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا آپ نے عذراء حجر کے لوگوں کو کیوں قتل کیا ہے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے ان کے قتل میں امت کی بہتری اور ان کی زندگی میں امت کے فساد کو دیکھا۔ آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا تھا کہ عنقریب عذراء کے مقام پر ایسے لوگ قتل ہوں گے۔ جن کے قتل کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اور اہل آسمان ناراض ہوں گے۔

امام بیہقی اور ابن عساکر نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا اے اہل عراق! عنقریب تم میں سے سات افراد عذراء کے مقام پر قتل ہوں گے۔ وہ اصحاب اخدود کی طرح ہوں گے۔ اس کے بعد حجر اور ان کے ساتھی قتل ہوئے۔ امام بیہقی فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ بات حضور ﷺ سے سن کر ہی ارشاد فرمائی ہوگی۔

مدینہ طیبہ کے عالم حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ

حاکم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی محترم ﷺ نے فرمایا عنقریب لوگ علم کی جستجو میں اونٹوں کے جگر پگھلا دیں گے۔ لیکن انہیں مدینہ طیبہ کے عالم سے زیادہ اہل علم نہیں ملے گا۔ حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ اس سے مراد حضرت امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

قریش کے عالم حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق پیشین گوئی

طیالسی اور امام بیہقی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا قریش کو برے الفاظ سے یاد نہ کرو کیونکہ ان کا ایک عالم روئے زمین کو علم سے بھر دے گا۔ امام احمد وغیرہ فرماتے ہیں کہ اس عالم سے مراد حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ کیونکہ کسی عالم (خواہ اس کا تعلق صحابہ کرام سے ہو یا کسی اور گروہ سے) کا علم روئے زمین پر اتنا نہیں پھیلا جتنا علم حضرت امام شافعی کا پھیلا ہے۔

امت مصطفویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے اختلاف کی خبر

حاکم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا یہودی اکہتر یا بہتر فرقوں میں تقسیم ہوئے۔ لیکن میری امت تہتر فرقوں میں تقسیم ہوگی۔

حاکم اور امام بیہقی نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا اہل کتاب اپنے دین میں بہتر فرقوں میں تقسیم ہوئے۔ لیکن اس امت کے تہتر فرقے ہوں گے۔ ایک فرقہ کے علاوہ تمام فرقے جہنم میں جائیں گے اور

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ایک درہم جتنا داغ باقی رہے گا۔تم میں سے جو شخص اسے ملے وہ اس سے مغفرت کی دعا کروائے۔حضور اکرم ﷺ نے حضرت اویس قرنی کا حلیہ اس طرح بیان کیا تھا۔ان کی سیاہ آنکھوں میں سرخ ڈورے ہوں گے،ان کے بال سفید ہوں گے، کندھوں کے درمیان جگہ چوڑی ہوگی،ان کا رنگ گورا اور گردن نیچے جھکی ہوئی ہوگی،ان کی نظر سجدہ کی جگہ پر ہوگی وہ اپنے نفس کی وجہ سے گریہ بار ہوں گے،وہ چیتھڑوں میں ملبوس ہوں گے،کوئی شخص ان کی خبر گیری کرنے والا نہیں ہوگا اور اہل زمین میں وہ معروف نہیں ہوں گے لیکن اہل آسمان میں وہ مشہور ہوں گے۔اگر وہ اللہ تعالیٰ پر قسم اٹھا دیں گے تو اللہ تعالیٰ ان کی قسم کو ضرور پورا کرے گا۔ان کے بائیں کندھے کے نیچے ایک داغ ہوگا۔جب قیامت کے دن لوگوں سے کہا جائے گا کہ جنت میں داخل ہو جاؤ تو حضرت اویس قرنی سے کہا جائے گا۔رک جاؤ اور شفاعت کرو۔وہ شفاعت کریں گے۔اللہ تعالیٰ ان کی شفاعت کو قبول فرمائیں گے اور ان کی شفاعت سے بنو ربیعہ اور بنو مضر جتنے لوگ جنت میں جائیں گے۔

آپ ﷺ نے فرمایا اے عمر! اے علی! اگر تم ان سے ملاقات کرو تو انہیں مغفرت کی دعا کے لیے کہنا۔حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہما دس سال تک حضرت اویس قرنی کو ڈھونڈتے رہے۔لیکن وہ ان سے ملاقات نہ کر سکے جب وہ سال آیا جس میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وصال فرمایا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کوہ ابی قبیس پر چڑھے اور آواز دی اے اہل یمن! کیا تم میں اویس قرنی موجود ہیں۔اس محفل سے ایک بزرگ کھڑے ہوئے انہوں نے کہا ہم اویس کو نہیں جانتے لیکن میرا ایک گمنام سا بھائی ہے۔لیکن وہ اس قابل نہیں کہ آپ کے پاس اس کا تذکرہ کیا جائے وہ ہمارے اونٹوں کو چراتا ہے۔پھر آپ رضی اللہ عنہ نے پوچھا وہ تمہارا بھائی کہاں ہے اس بزرگ نے جواب دیا وہ اراک عرفات میں ہے۔حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہما سوار ہو کر ان کی طرف روانہ ہوئے۔انہوں نے حضرت اویس قرنی کو اس حال میں دیکھا کہ وہ ادائیگی نماز میں مشغول تھے۔انہوں نے ان کو سلام دیا اور پوچھا آپ کون ہیں۔انہوں نے کہا میں اونٹوں کو اجرت پر چرانے والا ہوں۔ انہوں نے فرمایا اس استفسار سے ہماری مراد یہ نہیں ہم تو آپ کا نام پوچھ رہے ہیں۔انہوں نے کہا میرا نام عبداللہ ہے۔

انہوں نے کہا ہم سب اللہ ہی کے بندے ہیں ہم آپ سے اس نام کے متعلق پوچھ رہے ہیں جسے آپ کی والدہ نے رکھا ہے۔

حضرت اویس رضی اللہ عنہ نے پوچھا تم مجھ سے کیا چاہتے ہو۔انہوں نے حضور ﷺ کا فرمان انہیں سنایا اور ان سے کہا کہ ہمیں وہ سفید داغ دکھائیں جو آپ کے بائیں کندھے کے نیچے ہے تاکہ ہمیں آپ کی مخصوص علامت کا علم ہو جائے۔ جب اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے اپنے کندھے سے کپڑا ہٹایا تو انہوں نے اس داغ کو دیکھا۔وہ داغ بالکل اسی طرح تھا جس طرح رسول مکرم ﷺ نے انہیں فرمایا تھا۔انہوں نے حضرت اویس قرنی سے التجاء کی جس طرح کہ نبی اکرم ﷺ نے انہیں حکم دیا تھا۔پھر حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا تم کون ہو؟ انہوں نے اپنا تعارف کروایا۔ان کے متعلق جان کر حضرت اویس قرنی کھڑے ہو گئے۔ان کی تعظیم بجالائے اور انہیں سلام کیا اور کہا اللہ تعالیٰ تمہیں امت محمدیہ کی جانب سے بہتر جزا دے۔پھر انہوں نے ان کے لیے بخشش کی دعا کی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ تم پر رحم کرے اسی جگہ ٹھہرو تاکہ میں تمہارے لیے کھانے اور لباس کا بندوبست کر سکوں۔حضرت اویس قرنی نے کہا میرا کوئی وعدہ نہیں ہے نہ ہی آپ مجھے

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہاں! عنقریب شام فتح ہو جائے گا۔ اس کی فتح کے بعد فتنوں کا ظہور ہو گا۔

حاکم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی مکرم ﷺ نے فرمایا تم اپنے سے پہلے لوگوں کے طریقوں پر چلو گے اور ٹھیک ٹھیک ان کی پیروی کرو گے۔ اگر ان میں سے کوئی گوہ کے سوراخ میں داخل ہوا ہو گا تم بھی وہاں داخل ہو گے۔ آپ ﷺ سے عرض کی گئی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم کیا پہلی اقوام سے مراد یہود اور نصاریٰ ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا ان کے علاوہ اور کون ہو سکتا ہے؟

شیخ ابراہیم العزیزی ''جامع صغیر'' کی شرح میں حضور ﷺ کے فرمان، کہ میری امت تہتر فرقوں میں تقسیم ہو گی، کی تشریح میں لکھتے ہیں۔ یہ خبر دینا بھی نبی آخر الزمان ﷺ کا معجزہ ہے کیونکہ آپ ﷺ نے غیب کی خبر دی پھر یہ پیش گوئی سچ ثابت ہوئی۔ علامہ علقمی فرماتے ہیں کہ ہمارے بزرگ کہتے تھے کہ امام ابو منصور عبد القاہر بن طاہر التمیمی نے اس حدیث کی شرح میں ایک کتاب رقم کی جس میں انہوں نے لکھا ہے علماء کرام جانتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی مذمومہ فرقوں سے مراد فقہ کے فروعی مسائل میں اختلاف کرنے والے لوگ نہیں ہیں۔ بلکہ اس سے مراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے اہل حق کے ساتھ توحید، تقدیر، شروط نبوت و رسالت اور موالات صحابہ جیسے بنیادی مسائل میں اختلاف کیا۔ کیونکہ ان مسائل میں اختلاف کرنے والے لوگ ایک دوسرے کو کافر و فاسق کہتے تھے۔ جبکہ فقہ کے فروعی مسائل میں اختلاف والے ایک دوسرے پر فسق کا فتویٰ نہیں لگاتے۔ اس لیے اس حدیث کی تاویل امت کے اس اختلاف کی طرف جائے گی۔

بعض صحابہ کرام مثلاً حضرت عبد اللہ بن عمر، حضرت جابر اور حضرت انس رضی اللہ عنہم کی زندگی میں ہی پہلا اختلاف رونما ہو چکا تھا۔ پھر بعد میں کئی فرقوں کا ظہور ہوتا رہا حتی کہ ان کی تعداد بہتر ہو گئی اور تہترواں فرقہ اہل السنت والجماعت ہے۔ یہی فرقہ نجات حاصل کرنے والا ہے۔ بنیادی چھ فرقے یہ ہیں۔

(۱) حروریہ　　(۲) قدریہ　　(۳) جہمیہ

(۴) مرجئہ　　(۵) رافضہ　　(۶) جبریہ

پھر ان میں سے ہر فرقہ بارہ فرقوں میں منقسم ہے۔ اس طرح یہ بہتر فرقے بن جاتے ہیں۔

ابن ارسلان کہتے ہیں۔ اس کی تفصیل میں کہا گیا ہے کہ

روافض...... بیس فرقے، خوارج...... بیس فرقے، قدریہ...... بیس فرقے، مرجئہ...... چھ فرقے، نجاریہ...... ایک فرقہ، جہمیہ...... ایک فرقہ اور کرامیہ...... تین فرقے

قطب ربانی سید عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ یہ اختلاف جس کا ذکر نبی مکرم ﷺ نے فرمایا تھا۔ نبی مکرم ﷺ کے زمانہ میں نہیں تھا۔ اور نہ ہی یہ اختلاف حضرت ابو بکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کے زمانہ میں تھا۔ بلکہ یہ اختلاف تو کئی سال گذر جانے، صحابہ کرام کے انتقال فرما جانے، تابعین سات فقہاء مدینہ اور جید علماء کرام کے انتقال فرما جانے کے بعد رونما ہوا۔ ان کے وصال سے علم ختم ہو گیا اور قلیل تعداد میں علماء کرام باقی رہ گئے۔ ان ہی علماء کا تعلق فرقہ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وہ فرقہ ''جماعت'' ہے۔ میری امت میں کچھ ایسے لوگ ہوں گے جن کے ساتھ خواہشات اس طرح متصل ہوں گی جس طرح کتا اپنے مالک کے ساتھ رہتا ہے۔ ایسے لوگوں کی ہر ہر رگ اور ہر ہر عضو میں خواہشات شامل ہوں گی۔

حاکم نے ابن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ شہریار مدینہ ﷺ نے فرمایا میری امت میں بھی بالکل وہی حالات پیدا ہوں گے۔ جو حالات بنی اسرائیل میں پیدا ہوئے تھے۔ اگر ان میں سے کسی نے اپنی ماں کے ساتھ اعلانیہ نکاح کیا تھا تو میری امت میں بھی ایسا ہو کر رہے گا۔ بنی اسرائیل اکہتر فرقوں میں بٹے تھے۔ لیکن میری امت تہتر فرقوں میں تقسیم ہوگی ایک فرقہ کے علاوہ تمام فرقے جہنم کا ایندھن بنیں گے۔ آپ ﷺ سے عرض کی گئی کہ وہ فرقہ کون سا ہوگا۔ آپ ﷺ نے فرمایا وہ فرقہ میرے اور میرے صحابہ کے طریقہ پر گامزن ہوگا وہ نجات پا جائے گا۔

حاکم نے حضرت عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حبیب مکرم ﷺ نے فرمایا تم پہلے لوگوں کے طریقوں پر چلو گے۔

بزار اور حاکم نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے کہ تم بھی اپنے سے ماقبل امتوں کی پوری پوری پیروی کرو گے اگر ان میں سے کوئی گوہ کے بل میں داخل ہوگا تو تم بھی ایسا ہی کرو گے اور اگر کسی نے اپنی ماں سے بدکاری کی ہوگی تو تم بھی ایسا ہی کرو گے۔

الطبرانی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول معظم ﷺ نے فرمایا تمہارے حالات بھی بنی اسرائیل کی طرح ہو جائیں گے۔ تم پوری طرح ان کی پیروی کرو گے۔ جو چیز ان میں رونما ہوئی تھی وہ تم میں بھی ظہور پذیر ہو گی، حتی کہ ایک قوم کے پاس سے ایک عورت گذرے گی ان میں سے ایک شخص اس عورت کی طرف جائے گا اور اس سے بدکاری کرے گا۔ پھر وہ اپنے ساتھیوں کی طرف آ جائے گا۔ اس کے ساتھی اسے دیکھ کر ہنسیں گے اور وہ اپنے ساتھیوں کو دیکھ کر مسکرائے گا۔

الطبرانی نے اوسط میں حسن سند کے ساتھ مستورد بن شداد سے روایت کیا ہے کہ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا یہ امت پہلی امتوں کے طریقوں کو ترک نہیں کرے گی بلکہ ان پر عمل پیرا ہوگی۔ الطبرانی نے عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ کہ شفیع معظم ﷺ نے فرمایا اس وقت تمہاری کیفیت کیا ہوگی جب یہ امت تہتر فرقوں میں منقسم ہوگی۔ ایک فرقہ جنت میں جائے گا باقی تمام فرقے آگ کا ایندھن بنیں گے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم ایسا کب ہوگا۔ آپ ﷺ نے فرمایا جب پولیس (شرطوں) کی کثرت ہو جائے گی۔ لونڈیاں مالک بن جائیں گی، جاہل منبروں پر بیٹھیں گے، قرآن کو مزامیر بنایا جائے گا، مساجد کی آرائش کی جائے گی، مال غنیمت کو ذاتی دولت اور زکوٰۃ کو ٹیکس سمجھا جائے گا، امانت کو غنیمت جانا جائے گا، دینی تعلیم اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے نہیں ہوگی، مرد اپنی بیوی کی اطاعت اور ماں کی نافرمانی کرے گا، اپنے والد کو اپنے آپ سے دور کر دے گا، اس امت کے بعد میں آنے والے پہلوں پر لعنت کریں گے، فاسق شخص قبیلے کا سردار ہوگا، لوگ پریشان ہو کر شام کی طرف جائیں گے۔ راوی کہتے ہیں میں نے عرض کی کیا شام فتح ہو جائے گا؟ آپ علیہ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

امام مسلم نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا مسلمانوں میں اختلاف کے وقت ان سے ایک گروہ کا ظہور ہوگا۔ جو گروہ اس فرقہ سے جہاد کرے گا۔ وہ حق کے قریب تر ہوگا۔

امام مسلم نے حضرت عبیدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نہروان کی جنگ سے فارغ ہوئے تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ان کی تلاشی لو کیا یہ وہی قوم ہے۔ جس کا تذکرہ نبی اکرم ﷺ نے کیا تھا ان میں ایک ایسا شخص بھی ہوگا جس کا ہاتھ ناقص ہوگا۔ ہم نے اس قوم کی تلاشی لی جب ہم نے مطلوبہ شخص کو ڈھونڈ لیا تو ہم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے عرض کی آپ رضی اللہ عنہ اس کے سر کے اوپر کھڑے ہوگئے اور تین مرتبہ فرمایا ''اَللّٰهُ اَكْبَرُ'' آپ نے فرمایا اگر مجھے تمہارے تکبر میں پڑ جانے کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں تمہیں اس اجر سے ضرور آگاہ کرتا جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول مکرم ﷺ کی زبان اقدس سے ان لوگوں کے لیے بیان کیا تھا جو اس گروہ کے خلاف جہاد کرے گا۔ میں نے کہا کیا آپ نے واقعی رسول مکرم ﷺ کو ایسے فرماتے ہوئے سنا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے تین مرتبہ فرمایا رب کعبہ کی قسم! میں نے واقعی آپ ﷺ سے سنا تھا۔

حاکم نے سعید بن جمہان سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں عبداللہ بن ابی اوفی کے پاس آیا اور ان سے کہا آپ کے والد کو کیا ہوا۔ انہوں نے کہا انہیں ازارقہ نے شہید کر دیا ہے۔ انہوں نے فرمایا اللہ تعالیٰ ازارقہ پر لعنت کرے۔ رسول مکرم ﷺ نے ہمیں بیان فرمایا تھا کہ وہ جہنم کے کتے ہیں۔

ابن ابی شیبہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام نے حضور ﷺ کے پاس ایک شخص کا تذکرہ کیا۔ انہوں نے جہاد میں اس کی قوت اور عبادت میں اس کی توانائی کا ذکر کیا۔ اسی اثناء میں وہ شخص بھی ان کے پاس آ گیا۔ نبی مکرم ﷺ نے فرمایا میں اس کے چہرے پر شیطان کا داغ دیکھ رہا ہوں۔ جب وہ رسول مکرم ﷺ کے پاس آیا تو اس نے سلام کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیا تو دل میں یہ کہتا ہے کہ اس قوم میں مجھ سے بہتر کوئی نہیں اس نے کہا ہاں میں یہ سوچتا ہوں۔ پھر اس نے مسجد میں ایک خط کھینچا اور کھڑے ہو کر نماز ادا کرنے لگا۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کوئی ہے جو اسے جا کر قتل کر دے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور اس کو قتل کرنے کے لیے روانہ ہوئے۔ انہوں نے دیکھا کہ وہ نماز ادا کر رہا تھا وہ واپس آ گئے۔ انہوں نے بارگاہ رسالت میں عرض کی کہ میں نے اس شخص کو دیکھا کہ وہ نماز ادا کر رہا تھا۔ اس لیے میں خوفزدہ ہو گیا کہ میں ایسے انسان کو قتل کروں نبی مکرم ﷺ نے دوسری مرتبہ فرمایا کون ہے جو اس شخص کو قتل کر دے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے لیکن ان کے ساتھ بھی وہی واقعہ پیش آیا جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ پیش آ چکا تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں اسے قتل کروں گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اگر تم نے اسے پا لیا تو تم اسے قتل کر دو گے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ جب اس جگہ پہنچے تو وہ وہاں سے جا چکا تھا۔ وہ واپس آ گئے رسول مکرم ﷺ نے فرمایا یہ شیطان کا پہلا سینگ ہے جو میری امت سے ظاہر ہوگا۔ اگر تم اسے قتل کر دیتے تو میری امت کبھی بھی دو حصوں میں منقسم نہ ہوتی۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ناجیہ سے ہے۔ ان کے ذریعے ہی اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کی حفاظت فرمائی ہے۔ پھر حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے۔ ان تہتر فرقوں کی بنیاد دس فرقے ہیں۔

(۱) اہل سنت (۲) خوارج (۳) شیعہ (۴) معتزلہ (۵) مرجبہ

(۶) مشبہ (۷) جہمیہ (۸) ضراریہ (۹) نجاریہ (۱۰) کلابیہ

اہلسنت کا ایک ہی گروہ ہے۔ خوارج کے پندرہ، معتزلہ کے چھ، مرجبہ کے بارہ، شیعہ کے بتیس، جہمیہ کا ایک، نجاریہ کا ایک، ضراریہ کا ایک اور کلابیہ کا بھی ایک گروہ ہے اور مشبہ کے تین گروہ ہیں یہ کل تہتر فرقے بنتے ہیں۔ نجات پانے والا فرقہ اہلسنت والجماعت ہے۔ پھر حضرت غوث اعظم جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے ان تمام فرقوں کے نام اور ان کے عقائد تفصیل سے بیان کیے ہیں۔ اسی طرح شہرستانی کی کتب ملل اور نحل میں بھی ان کا تذکرہ بڑی تفصیل سے کیا گیا ہے۔

نبی اکرم ﷺ کا خوارج کے متعلق پیش گوئی کرنا

امام مسلم اور امام بخاری نے حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم بارگاہ رسالت میں حاضر تھے۔ نبی مکرم ﷺ مال تقسیم فرما رہے تھے آپ ﷺ کے پاس ذوالخویصرہ آیا اور کہنے لگا یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم عدل فرمائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا تیرے لیے ہلاکت ہو اگر میں عدل نہیں کروں گا تو پھر کون عدل کرے گا۔ اگر میں نے عدل نہ کیا تو خائب وخاسر ہوں گا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم مجھے اجازت دیں میں اس کی گردن اڑادوں۔ نبی مکرم ﷺ نے فرمایا اسے چھوڑ دو اس کے ساتھی ایسے ہوں گے جن کے روزوں اور نمازوں کے سامنے تم اپنے روزوں اور نمازوں کو حقیر سمجھو گے۔ وہ قرآن کی تلاوت کریں گے لیکن قرآن ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔ وہ اسلام سے اس طرح نکل جائیں گے جس طرح تیر کمان سے نکل جاتا ہے۔ ان کی نشانی ایک ایسا شخص ہوگا جس کی رنگت سیاہ ہوگی۔ اس کے ایک بازو پر عورت کے پستان کی طرح گوشت لٹک رہا ہوگا۔ وہ لوگوں میں سے بہترین گروہ کے خلاف بغاوت کریں گے۔ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ فرماتے تھے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ سے یہ فرمان سنا ہے اور میں یہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے ان کے خلاف جہاد کیا ہے۔ انہوں نے اس آدمی کو تلاش کرنے کا حکم دیا۔ جب اس کو ڈھونڈ کر لایا گیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے ملاحظہ فرمایا کہ اس شخص میں وہ تمام علامات پائی جاتی تھیں جنہیں نبی اکرم ﷺ نے بیان فرمایا تھا۔

ابویعلیٰ نے بھی اس روایت کو نقل کیا ہے انہوں نے اضافہ کیا ہے کہ جب اس شخص کو مولا علی رضی اللہ عنہ کے سامنے پیش کیا گیا تو آپ نے فرمایا تم میں سے اس شخص کو کون جانتا ہے۔ ایک شخص نے کہا اس کا نام حرقوص ہے اور اس کی ماں بھی ادھر ہی ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس کی ماں کو بلایا اور فرمایا یہ کس کا بیٹا ہے اس نے کہا میں نہیں جانتی میں زمانہ جاہلیت میں زبدہ کے مقام پر بکریاں چرا رہی تھی کہ مجھ پر تاریک شے چھا گئی۔ اس کے بعد میں اس سے حاملہ ہوئی اور اسے جنم دیا۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دامن دین کو مضبوطی سے تھامے رکھے گی۔حتیٰ کہ وہ تقدیر کو جھٹلائے گی۔اس وقت وہ ہلاک ہو جائے گا۔

فتنۂ انکارحدیث کی خبر

امام بیہقی نے مقدام ابن معدیکرب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی مکرم ﷺ نے فرمایا سن لو! مجھے کتاب الٰہی اور اس کے مثل (حدیث) بھی عطا کیا گیا ہے۔عنقریب ایک شکم سیر شخص تکیے سے ٹیک لگا کر کہے گا کہ تم پر صرف قرآنی احکام پر عمل پیرا ہونا ضروری ہے۔جو اس کتاب میں حلال دیکھو اسے حلال جانو اور جو حرام دیکھو اسے حرام سمجھو۔

ابوداؤد اور امام بیہقی نے حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا تم میں سے کوئی کسی ایک شخص کو نہ پائے جو تکیے کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھا ہوا ہو جب اس کے پاس میرا کوئی حکم یا نہی پہنچے تو وہ کہے ہم اسے نہیں جانتے ہم تو صرف اسے جانتے ہیں۔جو ہم قرآن میں پاتے ہیں۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت نبی محترم ﷺ نے اس آیت کو تلاوت فرمایا: ”هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ مِنْهُ اٰيٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ (ال عمران: ۷)“ وہی ہے جس نے نازل فرمائی آپ پر کتاب اس کی کچھ آیتیں محکم ہیں“۔

پھر فرمایا اگر تم ایسے شخص کو دیکھو جو متشابہ چیزوں کی پیروی کررہا ہو تو سمجھ جاؤ کہ اللہ تعالیٰ نے اسی کا ذکر کیا ہے۔اس سے کنارہ کشی اختیار کرلو۔

امام بیہقی نے اس روایت کو ان الفاظ سے نقل کیا ہے کہ ”جب تم جھگڑا کرنے والے کو دیکھو“ ایوب سختیانی فرماتے ہیں کہ میں نے جس خواہشات نفسانی کے غلام کو بھی دیکھا ہے۔وہ متشابہ آیات میں جھگڑا کرتا ہے۔

نبی اکرم ﷺ کا پولیس کے متعلق خبر دینا

امام مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اگر تمہاری عمر دراز ہوئی تو عنقریب تم ایسی قوم دیکھو گے۔جس کے ہاتھوں میں گائے کی دم کی طرح کے ڈنڈے ہوں گے وہ صبح بھی اللہ کی ناراضگی میں اور شام بھی اللہ کی ناراضگی میں کریں گے۔

امام مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا دو گروہ آگ میں جائیں گے۔

(ا) ایسے لوگ جن کے پاس گائے کی دم کی طرح کے ڈنڈے ہوں گے وہ ان سے لوگوں کو ماریں گے۔

(اا) وہ عورتیں جو لباس پہن کر بھی عریاں ہوں گی، جو خود گناہ گار ہوں گی اور دوسروں کو گناہ کی طرف مائل کریں گی۔ان کے سر بختی اونٹ کی کوہان کی طرح ہوں گے۔

ابو نعیم فرماتے ہیں کہ مذکورہ حدیث میں عورتوں سے مراد عراقی گلوکارائیں ہیں جنہوں نے اپنے سروں پر رومال باندھ کر اوپر ڈوپٹے اوڑھ رکھے ہوتے ہیں۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

رافضہ، قدریہ، مرجیہ اور زنادقہ کے متعلق غیب کی خبر دینا

عبد اللہ ابن احمد نے زوائد المسند میں، بزار، ابویعلیٰ اور حاکم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے علی! تجھ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مثال موجود ہے۔ یہودیوں نے ان سے بغض کیا حتی کہ ان کی والدہ ماجدہ پر بہتان لگایا اور عیسائی ان کی محبت میں اتنا غلو کر گئے کہ انہیں مرتبہ الوہیت تک پہنچا دیا۔ اسی لیے حضرت علی رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے۔ میری وجہ سے دو شخص ہلاک ہوں گے۔

(۱) مجھ سے بہت زیادہ محبت کرنے والا حتی کہ وہ مجھ سے ان چیزوں کو منسوب کرے گا جو مجھ میں نہیں ہیں۔

(۲) مجھ سے بغض رکھنے والا، اس کا بغض اس کو برانگیختہ کرے گا کہ وہ مجھ پر تہمت لگائے۔

امام بیہقی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی مکرم ﷺ نے فرمایا میری امت میں ایک ایسا گروہ ہوگا۔ جسے رافضہ کہا جائے گا۔ وہ اسلام کو ترک کر دیں گے۔

الطبرانی نے حضرت معاذ ابن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی محترم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے جو نبی بھی مبعوث کیا اس کی امت میں جبریہ اور قدریہ تھے جو امت کے معاملہ میں اضطراب پیدا کرتے ہیں۔

الطبرانی نے اوسط میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی الحرمین ﷺ نے فرمایا قدریہ اور مرجیہ اس امت کے آتش پرست ہیں۔

الطبرانی نے حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ نبی مکرم ﷺ نے فرمایا میری امت میں دو ایسے گروہ ہیں۔ جن کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں۔ (۱) قدریہ (۲) مرجیہ

الطبرانی نے کبیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تو میرے بعد زندہ رہے گا اور تو ایسی قوم کو پائے گا۔ جو اللہ تعالیٰ کی تقدیر کو جھٹلائے گی۔ جب تو ایسی قوم سے ملے تو ان سے برآءت کا اظہار کر کے اللہ کی طرف رجوع کرنا۔

امام بیہقی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا عنقریب اس امت میں مسخ ہوگا۔ وہ مسخ تقدیر کو جھٹلانے والوں اور زنادقہ میں ہوگا۔

بزار اور الطبرانی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا تقدیر میں بحث و تکرار اس امت کے شریر لوگوں کے لیے مؤخر کر دیا گیا ہے۔

امام احمد نے صحیح سند کے ساتھ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ میری امت میں مسخ اور قذف ہوگا یہ مسخ اور قذف زنادقہ میں ہوگا۔

الطبرانی نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دے گا۔

بغداد کی تعمیر کی خبر

ابو نعیم نے حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے سرورکائنات ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ دجلہ، دجیل، صراۃ اور قطربل کے درمیان ایک شہر بنایا جائے گا۔ جس میں زمین کے جابر حکمران جمع ہوں گے۔ زمین کا خراج اس کی طرف آئے گا۔ وہ شہر دھنسنے میں شور زدہ زمین سے زیادہ تیز ہوگا۔

ابو نعیم نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ دو دریاؤں کے درمیان ایک شہر بنایا جائے گا۔ روئے زمین کے خزانے اس کی طرف آئیں گے۔ مخلوق خدا میں سے شریر ترین لوگ اس میں رہیں گے۔ تلوار کے ساتھ عذاب دینے کے بعد اللہ تعالیٰ انہیں زمین میں دھنسا دے گا۔ علامہ سیوطی فرماتے ہیں۔ یہ شہر دوسری صدی میں تعمیر ہوا۔ ساتویں صدی میں تاتاری اس پر تلوار کا عذاب بن کر مسلط ہوئے ان کا زمین میں دھنسنا ابھی باقی ہے۔

کوفہ اور بصرہ کے متعلق غیب کی خبریں

ابو نعیم نے حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول کریم ﷺ سے سنا آپ ﷺ فرما رہے تھے کہ میں ایک ایسی زمین سے آشنا ہوں۔ جس کا نام بصرہ ہے۔ وہ قبلہ کے لحاظ سے بالکل درست ہے۔ وہاں مساجد کی کثرت ہوگی۔ وہاں مؤذن کثیر ہوں گے۔ اس شہر سے اتنے مصائب دور کیے جائیں گے اتنے مصائب کسی اور شہر سے دور نہیں کیے جائیں گے۔

عبداللہ بن امام احمد نے حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے اہل کوفہ کا ذکر فرمایا اور فرمایا عنقریب ان پر بہت زیادہ مصائب نازل ہوں گے۔ پھر آپ ﷺ نے اہل بصرہ کا تذکرہ فرمایا اور فرمایا وہ شہر قبلہ کے لحاظ سے تمام شہروں سے درست ہے۔ وہاں مؤذن بہت زیادہ ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ انہیں ناپسندیدہ چیزوں سے دور فرمائے گا۔

ابو نعیم نے حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا مسلمانوں کے لیے تین شہر ہوں گے۔ ایک شہر وہاں ہوگا جہاں دو سمندر ملتے ہیں ایک شہر جیزہ کے مقام پر اور ایک شہر شام میں ہوگا۔

ابو نعیم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا عنقریب تم بہت سے شہروں کو بساؤ گے۔ ان شہروں میں سے ایک شہر کا نام بصرہ ہوگا۔ وہاں خسف اور مسخ ہوگا۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حجاج بن یوسف اور مختار بن عبید الثقفی کے متعلق خبر

امام مسلم نے حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے حجاج سے فرمایا میں نے رسول مکرم ﷺ کو سنا آپ ﷺ فرمارہے تھے۔ ثقیف میں ایک کذاب اور ایک ظالم ہوگا۔ کذاب کو تو ہم نے دیکھ لیا ہے اور ظالم سے مراد تمہاری ہی ذات ہے۔ کذاب سے مراد مختار بن عبید ہے۔

ابن سعد اور امام بیہقی نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک آنے والا ان کے پاس آیا اور انہیں بتایا کہ اہل عراق نے اپنے امام پر پتھر برسائے ہیں ۔ یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ غصے کی حالت میں باہر تشریف لائے ۔ نماز ادا فرمائی پھر یوں دعا گو ہوئے ۔ اے مولا! انہوں نے میرے مسئلہ کو الجھا دیا ہے۔ تو ان کے مسئلہ کو الجھا دے اور اس ثقفی لڑکے کو ان پر جلدی مسلط کر جو زمانہ جاہلیت جیسے فیصلے ان پر نافذ کرے جو ان کے محسن کی کوئی بات نہ سنے اور ان کے گناہ گار سے درگذر نہ کرے ۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ دعا مانگی اس وقت حجاج ابھی پیدا بھی نہیں ہوا تھا۔ ابوالیمان کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو یقین تھا کہ حجاج کا ظہور ضرور ہوگا۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ ناراض ہوئے تو آپ رضی اللہ عنہ نے اس عذاب کے جلد نازل ہونے کی دعا فرمائی جو ان کی تقدیر میں لکھا جا چکا تھا۔

امام احمد، بیہقی نے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کوفہ والوں کے لیے یوں بد دعا فرمائی ۔ اے میرے مالک! جس طرح کہ میں نے ان کے ساتھ امانت کا اظہار کیا انہوں نے مجھ سے خیانت کی ۔ میں نے ان کے لیے خلوص کا اظہار کیا انہوں نے میرے ساتھ فریب کیا۔ تو ان پر ثقفی نوجوان کو مسلط فرما جو ظالم اور متکبر ہوگا۔ جو ان کی شادابی کو کھا جائے گا۔ ان کی عمدہ پوشاکیں پہن لے گا اور ان کے درمیان جاہلیت کی طرح فیصلہ کرے گا۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ دعا فرمائی اس وقت تک حجاج پیدا نہیں ہوا تھا۔

امام بیہقی نے مالک بن اوس سے روایت کیا ہے وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا وہ جوان ہوگا، تکبر کی وجہ سے اس کا دامن طویل ہوگا، وہ اہل مصر کا امیر ہوگا، وہ اس کے لباس پہنے گا۔ اس کی شادابی ختم کر دے گا، وہ معزز لوگوں کو قتل کر دے گا اور اس سے لوگوں کا خوف زیادہ ہو جائے گا۔

امام بیہقی نے حضرت صہیب بن ابی ثابت سے روایت کیا ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے ایک آدمی سے فرمایا تو اس وقت تک نہیں مرے گا حتی کہ تو ایک ثقفی نوجوان سے ملاقات نہ کر لے گا۔ آپ سے عرض کی گئی کہ ثقفی نوجوان کیا ہے؟ آپ نے فرمایا اسے بروز حشر کہا جائے گا کہ جہنم کے زاویوں میں سے ایک زاویہ کو منتخب کر لے۔ وہ بیس سال یا اس سے کچھ زائد عرصہ حکومت کرے گا۔ وہ ہر قسم کی معصیت کا ارتکاب کرے گا۔ صرف ایک گناہ کا ارتکاب نہ کر سکے گا۔ اس کے اور اس گناہ کے درمیان ایک بند دروازہ ہوگا۔ وہ اس دروازے کو توڑ کر اس گناہ کا مرتکب ہوگا۔ وہ نافرمان اور مطیع دونوں کو قتل کر

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

امام بخاری نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ''میں نے خواب میں ایک عورت دیکھی جس کے بال بکھرے ہوئے تھے۔ وہ مدینہ منورہ سے نکل کر جحفہ کی طرف چلی گئی۔ میں نے اسکی تعبیر یہ کی ہے کہ مدینہ منورہ کی وباجحفہ کی طرف منتقل ہوگئی۔ میں نے دیکھا کہ مکہ معظمہ سے ہجرت کر کے کھجوروں والی زمین کی طرف جارہا ہوں مجھے گمان ہوا کہ وہ زمین شاید یمامہ یا ہجر کی ہو۔لیکن وہ زمین تو مدینہ طیبہ کی تھی۔

ابونعیم نے کندہ کے ایک شخص سے روایت کیا ہے کہ رسول مکرم ﷺ نے خواب میں دیکھا کہ کھجوروں والے اور ڈھیلے والے لوگ آپ ﷺ کی مدد کررہے ہیں۔

امام مسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا میں نے ایک رات خواب میں دیکھا کہ میں عقبہ بن رافع کے گھر میں ہوں۔ میرے پاس ابن طاب کی تر کھجوریں لائی گئیں۔ میں نے اس خواب کی تعبیر یہ کی ہے کہ ہمیں دنیا میں رفعت نصیب ہوگی اور آخرت میں ہمیں عاقبت نصیب ہوگی اور ہمارا دین پھلے پھولے گا۔

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے اور وہ اپنی خالہ حضرت ام حرام بنت ملحان رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ ایک رات سرور دو عالم ﷺ استراحت فرما ہوئے۔ جب آپ ﷺ بیدار ہوئے تو آپ تبسم فرما رہے تھے۔انہوں نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم آپ کیوں مسکرا رہے ہیں۔آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا مجھ پر میری امت کے ایسے لوگ پیش کیے گئے جو جہاد کے لیے سمندر کے وسط میں سفر کریں گے وہ اس طرح نظر آئیں گے جس طرح بادشاہ اپنے تخت پر بیٹھے ہوئے ہوں۔حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے ان میں سے بنادے۔آپ ﷺ نے ان کے لیے دعا فرمائی۔ پھر آپ ﷺ استراحت فرما ہو گئے۔خواب میں پھر وہی منظر دیکھا۔ میں نے آپ ﷺ سے پوچھا آپ ﷺ نے مجھے وہی جواب ارشاد فرمایا میں نے عرض کی آپ ﷺ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے ان میں سے بنادے۔آپ ﷺ نے فرمایا تم ان میں سے پہلے دستے میں ہو۔حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا اپنے خاوند کے ساتھ اس لشکر کے ساتھ روانہ ہوئیں جس کے امیر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ تھے۔وہ سمندر پر رواں دواں ہوئے۔ جب لشکر اسلام واپس آیا تو لوگوں نے حضرت ام حرام کے لیے سواری پیش کی تا کہ آپ اس پر سوار ہو جائیں۔ جب آپ سوار ہونے لگیں تو آپ نیچے گر پڑیں جس سے آپ کی شہادت واقع ہوئی۔

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا میں نے خواب میں دو مرتبہ ایسے شخص کو دیکھا جس نے تجھے ریشمی کپڑے میں لپیٹ کر اٹھا رکھا تھا۔ وہ مجھ سے کہہ رہا تھا۔ ''یہ آپ ﷺ کی زوجہ ہیں'' جب میں نے ریشم کے کپڑے کو کھولا تو اس سے تم نکلیں۔ مجھے یقین ہو گیا کہ یہ خواب اللہ کی طرف سے ہے اور یہ بشارت پوری ہو کر رہے گی۔

امام بیہقی نے مجاہد سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے حدیبیہ کے مقام پر خواب میں دیکھا کہ آپ ﷺ اور

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دوسری فصل

نبی اکرم ﷺ کے خواب اور ان کی تعبیریں

امام بخاری نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ سرور دو عالم ﷺ نے مجھے فرمایا: ''اسی اثناء میں کہ میں سویا ہوا تھا میں نے خواب میں دیکھا کہ میرے ہاتھ میں دو سونے کے کنگن پہنائے گئے۔ میں نے انہیں اتار دیا اور ناپسندیدگی کا اظہار کیا مجھے کہا گیا کہ انہیں پھونک سے اڑا دو میں نے انہیں پھونک ماری تو وہ دونوں کنگن اڑ گئے۔ میں نے اس کی تعبیر یہ کی ہے کہ دو جھوٹے مدعیان نبوت کا ظہور ہوگا''۔

امام مسلم اور امام بخاری نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی مکرم ﷺ نے فرمایا'' اسی اثناء میں کہ میں سویا ہوا تھا تو مجھے زمین کے خزانے عطا کیے گئے۔ میرے ہاتھ میں دو سونے کے کنگن ڈالے گئے۔ میں نے انہیں دیکھ کر ناگواری کا اظہار کیا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر وحی کی کہ ان دونوں کو پھونک مارو۔ میں نے انہیں پھونک ماری تو وہ دونوں کنگن غائب ہوگئے۔ میں نے اس خواب کی تعبیر یہ کی ہے کہ میری زندگی میں دو جھوٹے نبی نبوت کا دعوی کریں گے''۔ ان میں سے ایک اسود عنسی ہے۔ جس کو فیروز نے حضور ﷺ کے وصال سے ایک دن قبل واصل جہنم کیا تھا حضرت جبرائیل نے آپ ﷺ کو اس کے قتل کی خبر دی تھی۔ پھر آپ ﷺ کے وصال کے بعد یمن سے اس خبر کی تصدیق ہوگئی۔ اور دوسرا مسیلمہ کذاب جس کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں قتل کیا گیا۔

امام مسلم اور امام بخاری نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ مسیلمہ کذاب مدینہ طیبہ آیا اس کے ساتھ اس کی قوم کے بہت سے لوگ تھے۔ وہ کہنے لگا اگر محمد (عربی ﷺ) اپنے بعد معاملہ میرے سپرد کر دیں تو میں آپ ﷺ کی اتباع کروں گا۔ اس وقت نبی مکرم ﷺ کے دست اقدس میں کھجور کی ایک شاخ تھی۔ آپ ﷺ نے مسیلمہ کذاب کے سامنے کھڑے ہو کر فرمایا اگر تو مجھ سے یہ شاخ بھی مانگے گا تو میں تجھے نہیں دوں گا۔ یہ معاملہ تیرے سپرد نہیں ہوگا۔ اگر تو نے پیٹھ پھیری تو وہ تیری کونچیں کاٹ دے گا۔ میں تجھے وہی دیکھ رہا ہوں جو مجھے خواب میں دکھایا گیا ہے۔ یہ ثابت بن قیس ہیں جو میری طرف سے تجھے جواب دیں گے۔ پھر آپ ﷺ واپس تشریف لے گئے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کے فرمان'' میں تجھے وہی دیکھ رہا ہوں جو مجھے خواب میں دکھایا گیا ہے'' کے متعلق سوال کیا تو مجھے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا'' اسی اثناء میں کہ میں سویا ہوا تھا۔ میں نے دیکھا کہ میرے ہاتھ میں سونے کے دو کنگن ہیں۔ یہ بات مجھے ناگوار گذری۔ خواب میں مجھ پر وحی کی گئی کہ انہیں پھونک مارو جب میں نے انہیں پھونک ماری تو وہ اڑ گئے۔ میں نے اس کی تاویل یہ کی ہے کہ میرے بعد دو جھوٹے نبی ظاہر ہوں گے'' ان میں سے ایک اسود عنسی اور دوسرا مسیلمہ کذاب ہے۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

امام بیہقی نے ابن شہاب اور عروہ سے روایت کیا ہے کہ غزوہ بدر کے دن نبی اکرم ﷺ آرام فرما ہوئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا جب تک میں حکم نہ دوں اس وقت تک لڑائی شروع نہ کی جائے۔ آپ ﷺ سو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کو خواب میں مشرکین کم تعداد میں دکھائے اور مشرکین کی نظر میں مسلمانوں کو زیادہ تعداد میں ظاہر کیا۔ حتیٰ کہ مسلمانوں نے مشرکین کو قتل کرنے میں بڑی رغبت کا اظہار کیا۔

ابن اسحاق فرماتے ہیں کہ مجھے یہ روایت پہنچی ہے کہ جب سپہ سالار اعظم ﷺ نے بنو ثقیف کا محاصرہ کیا تو آپ ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے فرمایا میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ مجھے مکھن کا ایک بھرا ہوا پیالہ دیا گیا ایک مرغ نے پیالے میں چونچ مار کر اس کا تمام مکھن نیچے گرا دیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم آج ان پر غلبہ نہیں پایا جا سکے گا۔ حضور ﷺ نے فرمایا میرا بھی یہی خیال ہے۔

حاکم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ رسول مکرم ﷺ نے فرمایا میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ ابوجہل میری بیعت کر رہا ہے۔ جب خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا تو صحابہ کرام نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے خواب کو سچ کر دکھایا ہے۔ نبی مکرم ﷺ نے فرمایا اس خواب کی ایک اور تعبیر ہوگی۔ جب عکرمہ بن ابی جہل رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا تو اس وقت نبی اکرم ﷺ کے خواب کی تعبیر سامنے آئی۔

حاکم نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا میں نے ابوجہل کو خواب میں دیکھا وہ جنت کی کھجوروں کی دیکھ بھال کر رہا تھا۔ اس کی تعبیر یہ تھی کہ عکرمہ نے اسلام قبول کیا۔

امام بخاری نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا میں نے خواب میں دیکھا کہ میں ایک کنویں پر ہوں اس کنویں پر ایک ڈول تھا۔ میں نے اس میں سے اتنا پانی نکالا جتنا اللہ نے چاہا پھر ابن ابی قحافہ (حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ) نے وہ ڈول پکڑ لیا۔ انہوں نے کنویں سے پانی کے دو ڈول نکالے ان کے ڈول نکالنے میں کمزوری تھی اللہ تعالیٰ انہیں معاف فرمائے پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس ڈول کو تھام لیا۔ انہوں نے اتنی تیزی سے پانی کے ڈول نکالے کہ میں نے کسی جوان کو اتنی تیزی سے ڈول نکالتے ہوئے نہیں دیکھا۔ انہوں نے اتنا پانی نکالا کہ تمام لوگوں نے اپنے اپنے حوضوں کو بھر لیا۔

اس حدیث شریف کی شرح میں امام نووی فرماتے ہیں اس مثال میں حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کی عظمت کی علامات موجود ہیں۔ نیز اس میں یہ بھی اشارہ ہے کہ لوگ کس قدر ان سے مستفید ہوں گے۔ یہ تمام نبی اکرم ﷺ کا ہی فیض ہے کیونکہ آپ ﷺ ہی صاحب الامر ہیں۔ آپ ﷺ نے دین کو قائم کیا اور اس کی بنیادوں کو استحکام بخشا۔ پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ مقرر ہوئے۔ انہوں نے مرتدین کو قتل کیا ان کی جڑوں کو اکھیڑ دیا۔ پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ خلیفہ مقرر ہوئے۔ ان کے زمانہ میں اسلام کو وسعتیں نصیب ہوئیں۔

آپ ﷺ کے ارشاد، کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پانی نکالنے میں ضعف تھا۔ میں ان کی مدت خلافت کم ہونے کی

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

آپ ﷺ کے صحابہ کرام امن وآشتی کے ساتھ سر منڈا کر مکہ معظمہ میں داخل ہو رہے ہیں۔ جب حدیبیہ میں ہی جانوروں کو ذبح کر دیا گیا تو صحابہ کرام نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم آپ کے خواب کی تعبیر کیا نکلی اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّءْيَا بِالْحَقِّ ۚ ...... فَتْحًا قَرِيْبًا (الفتح: ۲۷)

حضور اکرم ﷺ اور صحابہ کرام حدیبیہ سے واپس آئے خیبر کو فتح کیا پھر آئندہ سال عمرہ ادا کرنے کے لیے مکہ معظمہ آئے۔

امام احمد وغیرہ نے صحیح سند کے ساتھ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں نے خواب میں اپنے آپ کو دیکھا کہ میں ایک محفوظ زرہ میں ہوں۔ میں نے ایک گائے کو دیکھا جسے ذبح کیا جا رہا تھا۔ میں نے محفوظ زرہ سے مراد مدینہ طیبہ لیا ہے اور گائے کے ذبح سے میں نے اس کا پھٹ جانا مراد لیا ہے۔ اس سے مراد وہ تکلیف تھی جو مسلمانوں کو غزوۂ احد کے دن اٹھانی پڑی۔

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا میں نے خواب میں ایک تلوار لہرائی جس سے اس کا اگلا حصہ ٹوٹ کر نیچے گر پڑا۔ اس سے مراد وہ مصیبت ہے جو غزوۂ احد کے دن مسلمانوں کو اٹھانی پڑی۔ پھر میں نے دوبارہ تلوار لہرائی تو وہ تلوار پہلے کی طرح مکمل اور خوبصورت ہو گئی اس کی تعبیر مسلمانوں کی فتح اور ان کا جمع ہونا ہے۔ میں نے خواب میں ایک گائے کو دیکھا اور اس کے بعد بھلائی کو دیکھا۔ گائے سے مراد غزوۂ احد میں مسلمانوں کا شہید ہونا ہے اور بھلائی سے مراد فتوحات ہیں جو مسلمان بعد میں حاصل کریں گے۔

امام احمد وغیرہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے غزوۂ بدر کے دن اپنے صحابہ سے کہا میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں ایک مضبوط زرہ میں ہوں میں نے اس مضبوط زرہ کی تعبیر مدینہ منورہ سے کی ہے میں نے خواب میں دیکھا کہ میں نے اپنے پیچھے ایک مینڈھے کو بٹھا رکھا ہے۔ میں نے اس کی تاویل لشکر کے مینڈھے سے کی ہے۔ نیز میں نے خواب میں دیکھا کہ میری تلوار ذوالفقار کند ہو گئی۔ میں نے اس کی تعبیر یہ کی ہے کہ تمہیں نقصان اٹھانا پڑے گا۔ میں نے ایک گائے کو بھی ذبح ہوتے ہوئے دیکھا ہے۔ اللہ کی قسم اس میں بھلائی ہی بھلائی ہے۔

امام احمد، حاکم، بزار اور امام بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ سرور دو عالم ﷺ نے فرمایا میں نے خواب میں دیکھا کہ میں نے ایک مینڈھے کو پیچھے بٹھا رکھا ہے۔ میری تلوار کی دھار ٹوٹ گئی ہے۔ میں نے اس کی تعبیر یہ کی ہے کہ میں قوم کے سپہ سالار کو قتل کروں گا۔ اور دھار ٹوٹنے سے مراد یہ ہے کہ میرے خاندان کا ایک شخص شہید ہو گا غزوۂ احد میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے۔ اور رسول اللہ ﷺ (کے صحابہ کرام) نے قبیلہ عبدالدار کے طلحہ کو قتل کیا۔ اس نے لشکر کفار کا جھنڈا اٹھا رکھا تھا۔

امام بیہقی نے ابن شہاب سے روایت کیا ہے کہ بعض علماء تلوار کے کند ہونے سے آپ ﷺ کے رخ انور کا زخمی ہونا مراد لیتے ہیں۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نے اس خواب کی یہی تعبیر بیان کی ہے۔

ابویعلیٰ اور حاکم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ بنوحکم میرے منبر پر بندروں کی طرح اچھل رہے تھے۔ اس خواب کے بعد تا وصال نبی اکرم ﷺ نہیں مسکرائے۔

امام بیہقی نے حضرت ابن مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے خواب میں دیکھا کہ بنوامیہ آپ ﷺ کے منبر پر اچھل رہے تھے۔ آپ ﷺ کو یہ بات بڑی ناگوار گذری۔ اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر وحی نازل فرمائی وہ یہ جو انہیں دیا گیا ہے وہ دنیا ہے۔ آپ ﷺ کی آنکھوں کو ٹھنڈک مل گی۔

امام ترمذی، حاکم اور امام بیہقی نے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ نبی مکرم ﷺ نے خواب میں بنوامیہ کو دیکھا کہ وہ ایک ایک کر کے آپ ﷺ کے منبر پر خطبے دے رہے تھے۔ آپ ﷺ کو اس بات سے تکلیف ہوئی۔ اس وقت یہ آیات نازل ہوئیں۔

اِنَّآ اَعْطَیْنٰكَ الْكَوْثَرَ (الکوثر:۱)

"بے شک ہم نے آپ کو (جو کچھ عطا کیا) بے حد و بے حساب عطا کیا"۔

اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ ۝ وَ مَآ اَدْرٰىكَ مَا لَیْلَةُ الْقَدْرِ ۝ لَیْلَةُ الْقَدْرِ ۙ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ ۝ (القدر:۱ تا ۳)

"بے شک ہم نے اس (قرآن) کو اتارا ہے شب قدر میں۔ اور آپ کچھ جانتے ہیں کہ شب قدر کیا ہے۔ شب قدر بہتر ہے ہزار مہینوں سے"۔

یعنی لیلۃ القدران ہزار مہینوں سے بہتر ہے جن ہزار مہینوں میں بنوامیہ نے بادشاہت کی۔ القاسم ابن الفضل کہتے ہیں۔ جب ہم نے بنوامیہ کے عہد حکومت کا حساب لگایا تو وہ ایک ہزار مہینہ نکلی۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

طرف اشارہ ہے۔اور آپ ﷺ کے فرمان، کہ اللہ تعالیٰ انہیں معاف فرمائے میں کوئی عیب نہیں ہے۔ کیونکہ اہل عرب کا انداز تکلم تھا۔حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت کی مدت کافی طویل تھی،لوگوں نے اس میں خوب فائدہ اٹھایا اسلام کا دائرہ وسیع ہوا،فتوحات کثرت سے ہوئیں اور نئے شہر بسائے گئے۔

امام بیہقی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول مکرم ﷺ نے فرمایا میں نے خواب میں دیکھا کہ میں کالی بھیڑوں کو پانی پلا رہا ہوں۔ پھر ان بھیڑوں میں کچھ خاکستری بھیڑیں بھی شامل ہوگئیں۔ کچھ دیر بعد حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ آئے انہوں نے دو ڈول پانی نکالا۔ان میں کچھ کمزوری تھی۔ پھر وہ ڈول حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پکڑ لیا۔انہوں نے کنویں سے بہت سا پانی نکالا حتی کہ لوگ سیراب ہوگئے اور جانوروں نے بھی پانی پی لیا۔ نبی مکرم ﷺ نے فرمایا میں نے اس خواب کی تعبیر یہ کی ہے کہ کالی بھیڑوں سے مراد اہل عرب ہیں۔خاکستری بھیڑوں سے مراد تمہارے عجمی بھائی ہیں۔

امام شافعی فرماتے ہیں کہ انبیاء کرام علیہم السلام کے خواب وحی ہوتے ہیں اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی کمزوری سے مراد آپ رضی اللہ عنہ کی خلافت کی کم مدت کی طرف اشارہ ہے۔

حاکم اور امام بیہقی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ سرور کائنات ﷺ نے فرمایا، آج رات ایک صالح شخص نے یہ خواب دیکھا ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ رسول مکرم ﷺ سے وابستہ ہوگئے ہیں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے وابستہ ہوگئے ہیں اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ مربوط ہوگئے ہیں۔حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب ہم بارگاہ رسالت سے واپس آئے تو ہم نے اس خواب کی یہ تعبیر کی کہ مرد صالح سے مراد خود نبی مکرم ﷺ کی ذات مقدس ہے اور جو آپ ﷺ نے حضرت ابو بکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کو ایک دوسرے کے ساتھ مربوط دیکھا ہے۔اس سے مراد یہ ہے کہ وہ اس دین اسلام کی اسی طرح نیابت کریں گے جیسے اللہ کے پیارے رسول ﷺ لے کر تشریف لائے ہیں۔

ابن سعد نے ابن شہاب سے روایت کیا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ایک خواب دیکھا۔ پھر آپ ﷺ نے وہ خواب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو سنایا۔آپ ﷺ نے فرمایا اے ابو بکر! میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میرا اور تمہارا ایک سیڑھی پر چڑھنے میں مقابلہ ہوا ہے۔لیکن میں تجھ سے اڑھائی درجے آگے نکل گیا ہوں۔حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم آپ ﷺ مجھ سے پہلے جوار رحمت و مغفرت میں تشریف لے جائیں گے اور میں آپ ﷺ کے وصال کے بعد اڑھائی سال زندہ رہوں گا۔

امام بیہقی نے عمرو بن شرحبیل سے روایت کیا ہے کہ رسول مکرم ﷺ نے فرمایا آج رات میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ کالی بھیڑیں میری اتباع کر رہی ہیں۔ پھر ان کے بعد سفید بھیڑیں آگئیں۔حتی کہ کالی بھیڑیں ان میں گم ہوگئیں۔حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم پہلی سیاہ بھیڑوں سے مراد اہل عرب ہیں جو آپ ﷺ کی پیروی کریں گے۔ پھر ان کے بعد اہل عجم آپ ﷺ کی پیروی کریں گے۔آپ ﷺ نے فرمایا وقت سحر ایک فرشتے

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تھے۔اس کے بال انتہائی سیاہ تھے۔ جب وہ گفتگو کرتا تو تمام بڑے غور سے اس کی گفتگو سنتے۔ پھر میں نے آپ کے سامنے ایک بزرگ دیکھا جو شکل وصورت میں آپ کے ساتھ مشابہت رکھتا تھا۔ تمام لوگ اس کے ہر حکم پر عمل پیرا ہوتے پھر میں نے دیکھا کہ اس بزرگ کے سامنے ایک کمزور سی اونٹنی ہے۔ آپ صلی اللہ علیک وسلم اس اونٹنی کو ہانک رہے تھے۔ جب حضور نبی اکرم ﷺ نے اس خواب کو سنا تو آپ ﷺ کے چہرے کا رنگ متغیر ہو گیا۔ کچھ وقت بعد یہ کیفیت ختم ہو گئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

''اے ابن زمیل! تو نے جو کشادہ اور وسیع راستہ دیکھا ہے وہ ہدایت کا راستہ ہے جس پر میں نے تمہیں گامزن کیا ہے۔اور وہ چراگاہ جو تو نے خواب میں دیکھی ہے وہ دنیا اور اس کی عیش وعشرت ہے۔ میں اور میرے صحابہ اس چراگاہ میں سے گزر گئے۔ ہم نے اس کے ساتھ کوئی تعلق نہ جوڑا اور نہ دنیا نے ہمارے ساتھ واسطہ رکھا۔ پھر ہمارے بعد دوسرا کارواں آیا۔ جو تعداد میں ہم سے زیادہ تھا ان میں سے بعض نے جانور چرائے اور بعض نے گھاس کے گٹھے بنائے وہ بھی نجات پا گئے۔ پھر لوگ بہت زیادہ کثیر تعداد میں وہاں آئے۔ وہ اس چراگاہ میں دائیں بائیں پھیل گئے۔ جہاں تک تیرا تعلق ہے تو تو صراط مستقیم پر گامزن ہے اور اسی پر رواں دواں رہے گا حتی کہ تو مجھ سے ملاقات کرلے گا اور جو تو نے منبر دیکھا ہے۔ جس کے سات زینے تھے اور میں سب سے بلند زینے پر تھا۔ یہ دنیا کی تمثیل تھی۔ جس کی عمر سات ہزار سال ہے اور میں اس کے آخری ہزار سال میں ہوں اور وہ شخص جسے تو نے میرے دائیں طرف دیکھا ہے وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں وہ جب گفتگو کرتے ہیں تو لوگوں پر چھا جاتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ انہیں اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہم کلام ہونے کا شرف ملا ہے۔ جس شخص کو تو نے بائیں طرف دیکھا ہے وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تھے۔ ہم ان کی عزت کرتے ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کی عزت وتکریم کی اور جس بزرگ کو تو نے دیکھا ہے وہ ہمارے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام تھے۔ ہم سب ان کو اپنا امام تسلیم کرتے ہیں اور ان کی اقتداء کرتے ہیں۔ جو تو نے اونٹنی دیکھی ہے وہ قیامت ہے۔ جو ہم پر قائم ہوگی میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا اور میری امت کے بعد کوئی امت نہیں ہوگی۔

عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کا خواب

امام بخاری نے حضرت قیس بن عباد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں ایک محفل میں تھا۔ اس میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بھی موجود تھے۔ وہاں سے حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کا گزر ہوا۔ انہوں نے فرمایا یہ شخص اہل جنت میں سے ہے۔ میں نے ابن سلام رضی اللہ عنہ سے کہا کہ فلاں فلاں شخص آپ کے متعلق یہ بات کر رہے تھے۔ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے فرمایا انہیں ایسی گفتگو نہیں کرنی چاہیے تھی جس کے متعلق انہیں علم نہیں ہے۔ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ سبز وشاداب باغ میں ایک ستون نصب کیا گیا ہے۔ اس ستون کے سر پر ایک حلقہ ہے اس کے نیچے ایک خادم کھڑا ہے۔ اس نے مجھے ستون پر چڑھنے کے لیے کہا۔ میں نے اس ستون پر

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے خواب اور رسول مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعبیریں

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا خواب

امام بیہقی نے ابن شہاب سے روایت کیا ہے کہ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ یوم فتح مکہ کو مکہ معظمہ کی طرف عازم سفر تھے۔تو آپ نے رسول مکرم ﷺ سے عرض کی: یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ ہم مکہ مشرفہ کے قریب پہنچ گئے ہیں۔وہاں سے ایک غراتی ہوئی کتیا نکلی ہے۔جب ہم اسکے قریب ہوئے ہیں تو وہ پیٹھ کے بل لیٹ گئی ہے اور اس کے تھنوں سے دودھ رواں دواں ہے۔حضور ﷺ نے فرمایا ان کا کتا چلا گیا ہے۔ان کی خوش حالی ہماری طرف آگئی ہے۔اب وہ تم سے اپنی رشتہ داری کا واسطہ دے کر سوال کریں گے۔ان میں سے بعض افراد کے ساتھ تم ملو گے۔ اگر تم ابوسفیان سے ملو تو اسے قتل نہ کرنا۔صحابہ کرام نے ابوسفیان اور حکیم بن حزام سے ''مرالظہران'' کے مقام پر ملاقات کی۔ آپ ﷺ کی یہ پیش گوئی سچ ثابت ہوئی۔

ابن زمیل الجہنی رضی اللہ عنہ کا خواب

الطبرانی اور امام بیہقی نے ابن زمیل الجہنی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔وہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک خواب دیکھا میں نے اس کا تذکرہ بارگاہ رسالت میں کیا میں نے عرض کی میں نے تمام لوگوں کو دیکھا ہے کہ وہ ایک وسیع اور آسان راستے پر گامزن ہیں وہ اسی طرح رواں دواں رہے حتی کہ وہ ایک چراگاہ پر پہنچ گئے۔وہ چراگاہ اتنی حسین تھی کہ اتنی حسین چراگاہ میری آنکھوں نے نہیں دیکھی تھی۔وہاں گھاس کی مختلف اقسام تھیں۔جن پر شبنم کے قطرات جگمگا رہے تھے۔جب وہ چراگاہ پر پہنچے تو مجھے معلوم ہوا کہ میں ان کے پہلے دستہ میں ہوں۔لوگوں نے وہاں ایک نعرۂ تکبیر بلند کیا پھر راستہ پر ہی ڈیرہ لگا لیا۔وہ اس راستہ سے دائیں یا بائیں نہ ہٹے۔گویا کہ اب بھی ان لوگوں کو آتے ہوئے دیکھ رہا ہوں۔پھر دوسرا کارواں وہاں پہنچ آیا وہ تعداد میں پہلے کارواں سے کہیں زیادہ تھا۔جب وہ اس چراگاہ پر پہنچے تو انہوں نے نعرۂ تکبیر بلند کیا اور اسی راستہ پر ہی اپنا ڈیرہ جما لیا۔ان میں سے بعض نے اس چراگاہ میں اپنے جانور چرائے اور بعض نے گھاس کے گٹھے بنائے۔پھر وہ سفر پر روانہ ہوگئے۔پھر لوگوں کا تیسرا قافلہ بھی وہاں پہنچ گیا وہ کارواں بہت عظیم تھا۔انہوں نے کہا یہ منزل کتنی عمدہ ہے۔مجھے ایسے محسوس ہو رہا تھا کہ میں اب بھی انہیں دیکھ رہا ہوں وہ دائیں بائیں جھک رہے تھے۔جب میں نے اس قافلہ کو دیکھا تو میں بھی اسی راستہ پر گامزن ہوگیا۔حتی کہ میں اس چراگاہ کے آخری کنارہ تک پہنچ گیا۔یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم وہاں میں نے آپ کا دیدار کیا۔آپ ایک ایسے منبر پر تشریف فرما تھے۔جس کے سات درجے تھے۔آپ سب سے بلند درجے پر تشریف فرما تھے آپ کے دائیں طرف ایک گندم گوں اور ستواں ناک والا نوجوان ایستادہ تھا جب وہ محوکلام ہوتا تھا تو وہ سب پر غالب آجاتا تھا۔آپ کے بائیں جانب ایک میانہ قد سرخ رنگ اور چھریرے بدن والا نوجوان دیکھا اس کے چہرے پر بہت زیادہ تل

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ایک کے ہاتھ میں لوہے کا ایک گرز تھا۔ وہ مجھے جہنم کی طرف لے گئے۔ اسی دوران میں دعا کرتا رہا۔ اے مولا! میں جہنم سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ پھر مجھے ایک اور فرشتہ ملا جس کے ہاتھ میں لوہے کا گرز تھا۔ اس نے مجھ سے کہا تو خوفزدہ نہ ہو تو ایک عمدہ انسان ہے۔ کاش تو زیادہ نوافل ادا کرتا۔ پھر وہ فرشتے مجھے لے کر چلے انہوں نے مجھے جہنم کے کنارے پر کھڑا کر دیا۔ میں نے دیکھا کہ جہنم کنویں کی طرح گہری تھی اور کنویں کی طرح ہی اس کے قرون (لکڑی رکھنے کی جگہیں) تھے۔ ہر دو قرنوں کے درمیان ایک فرشتہ تھا۔ جس کے ہاتھ میں لوہے کا گرز تھا۔ میں نے وہاں لوگوں کو دیکھا وہ زنجیروں سے الٹے لٹکے ہوئے تھے۔ میں نے وہاں قریش کے کئی افراد دیکھے پھر وہ فرشتے مجھے دائیں طرف لے گئے۔ میں نے یہ خواب حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو سنایا اور انہوں نے بارگاہ رسالت میں اس کا تذکرہ کیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا عبداللہ ایک صالح آدمی ہے۔

امام بخاری نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میرے ہاتھ میں ریشم کا ایک ٹکڑا ہے۔ میں جنت میں جہاں چاہتا ہوں وہاں مجھے وہ لے جاتا ہے۔ میں نے وہ خواب حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو سنایا انہوں نے حضور ﷺ کو سنایا آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تیرا بھائی ایک نیک آدمی ہے۔

حضرت زرارہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کے خواب

ابن سعد اور ابن شاہین نے ابوالحسن المدائنی سے اور وہ اپنے بزرگوں سے روایت کرتے ہیں۔ ماہ محرم ہجری کو نخع کا وفد بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا۔ وہ وفد دوسو افراد پر مشتمل تھا۔ ان سب نے اسلام قبول کرلیا۔ اس وفد میں حضرت زرارہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ انہوں نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میں نے اس سفر میں ایک عجیب اور ہیبت ناک خواب دیکھا ہے۔ نبی مکرم ﷺ نے فرمایا تو نے کیا دیکھا ہے۔ انہوں نے عرض کی میں نے خواب میں اس گدھی کو دیکھا جو میں قبیلے میں چھوڑ آیا تھا۔ اس نے سرخی مائل کالا بچہ جنا۔ نبی مکرم ﷺ نے فرمایا کیا تو اپنے پیچھے کوئی حاملہ لونڈی چھوڑ آیا ہے۔ انہوں نے کہا ''ہاں'' آپ ﷺ نے فرمایا اس لونڈی نے بچہ جنا ہے۔ وہ تیرا بیٹا ہے حضرت زرارہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم اس کا رنگ سرخی مائل کالا کیوں تھا۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا میرے قریب ہو جا۔ جب زرارہ رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کے قریب ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا کیا تیرے جسم پر برص کا داغ ہے جسے تو لوگوں سے پوشیدہ رکھتا ہے۔ حضرت زرارہ رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے اس ذات کی قسم! جس نے آپ صلی اللہ علیک وسلم کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے۔ اس داغ کا کسی شخص کو کوئی علم نہ تھا۔ نہ ہی آپ کے علاوہ اس سے کوئی مطلع ہوا آپ ﷺ نے فرمایا اس کی یہ رنگت اس وجہ سے ہے۔ حضرت زرارہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میں نے خواب میں نعمان بن منذر کو دیکھا ہے۔ اس کے جسم پر دو لباس، دو بازو بند اور دو انگوٹھیاں تھیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا وہ عرب کا بادشاہ ہے۔ اس نے بہترین لباس اور حسن و آرائش کی طرف رجوع کیا ہے۔

حضرت زرارہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میں نے ایک ضعیف اور ناتواں بڑھیا کو دیکھا جو زمین سے ظاہر ہوئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ دنیا کی باقی عمر ہے۔ پھر انہوں نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میں

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

چڑھ کر اس حلقہ کو پکڑ لیا۔ میں نے یہ خواب حضور ﷺ کے سامنے بیان کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا وہ باغ گلشن اسلام ہے اور وہ ستون اسلام کا ستون ہے۔ اور وہ حلقہ عروۃ الوثقیٰ ہے اور تو تادم واپسیں اسلام پر ہی رہے گا۔

امام مسلم نے حضرت خرشہ بن الحر الغزاری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا میں تمہیں بتاتا ہوں کہ لوگ مجھے جنتی کیوں کہتے ہیں۔ اسی اثناء میں کہ میں محو خواب تھا۔ میرے پاس ایک شخص آیا۔ اس نے مجھ سے کہا "اٹھو" اس نے میرا بازو پکڑ لیا۔ میں اس کے ساتھ روانہ ہو گیا۔ اچانک میں اس جگہ پہنچ گیا۔ جہاں میرے بائیں طرف کئی راستے تھے۔ میں نے ان میں سے ایک راستہ پر چلنے کا ارادہ کیا۔ اس شخص نے مجھ سے کہا اس راستہ پر نہ چلو یہ اصحاب شمال (وہ لوگ جن کے اعمال نامے ان کے بائیں ہاتھ میں پکڑائے جائیں گے) کا راستہ ہے۔ پھر میں نے اپنی دائیں طرف ایک راستہ دیکھا۔ اس نے کہا یہ راستہ اختیار کرو۔ میں اس راستہ پر رواں دواں ہو گیا۔ میں ایک پہاڑ پر پہنچا۔ اس نے مجھے پہاڑ پر چڑھنے کے لیے کہا، میں پہاڑ پر چڑھنے لگا۔ لیکن جونہی میں کچھ بلند ہوتا۔ میں نیچے گر پڑتا۔ میں نے یہ عمل کئی بار دہرایا۔ پھر وہ شخص مجھے ایک ستون کے پاس لے آیا۔ جس کا سرا آسمان تک بلند تھا اور جو زمین کے اندر دبایا گیا تھا۔ اس نے مجھ سے کہا اس کے اوپر چڑھو میں نے کہا میں اس کے اوپر کیسے چڑھ سکتا ہوں اس کا سرا تو فلک بوس ہے۔ اس شخص نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے بلند کیا میں نے فوراً اس ستون کے حلقہ کو تھام لیا۔ پھر اس آدمی نے ستون پر ضرب لگائی۔ جس سے وہ نیچے گر پڑا میں اس حلقہ کے ساتھ ہی لٹکا رہا حتی کہ صبح ہو گئی۔ صبح میں بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اور اپنا خواب بیان کیا۔

امام نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت خرشہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے حضور نبی اکرم ﷺ کے سامنے اپنا خواب بیان کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا تم نے بھلائی کو دیکھا ہے۔ وہ راستہ جو تم نے خواب میں دیکھا ہے وہ راہ محترم تھا وہ پہاڑ شہداء کی منزل تھی۔

امام مسلم کی روایت میں یہ اضافہ ہے کہ تم وہ منزل حاصل نہیں کر سکو گے۔

مواہب میں ہے کہ یہ پیش گوئی نبی کریم ﷺ کی نبوت کی علامات میں سے ایک علامت ہے۔ حضرت عبداللہ بن سلام کو شہادت حاصل نہ ہو سکی انہوں نے مدینہ منورہ میں بستر مرگ پر ہی وصال فرمایا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا خواب

امام بخاری نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ کہ نبی اکرم ﷺ کے عہد رزیں میں صحابہ کرام خواب دیکھا کرتے تھے۔ پھر انہیں بارگاہ رسالت میں سناتے تھے اور حضور اکرم ﷺ ان خوابوں کی تعبیریں فرمایا کرتے تھے۔ میں اس وقت اپنے لڑکپن میں تھا اور شادی سے پہلے مسجد میں میرا گھر تھا۔ میں نے دل میں کہا اگر تجھ میں کوئی بھلائی ہوئی تو تو بھی اسی طرح کا خواب دیکھے گا۔ جس طرح کے خواب صحابہ کرام دیکھتے ہیں۔ جب رات کو میں سونے لگا تو میں نے دعا مانگی مولا! اگر مجھ میں کوئی بھلائی ہے تو مجھے خواب دکھا۔ اسی رات خواب میں میرے پاس دو فرشتے آئے ان میں سے ہر

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

خواب میں دیکھا کہ میں جنت کے دروازے کے پاس کھڑا ہوں مجھے وہاں دونوں ساتھی بھی نظر آئے۔ ایک شخص جنت سے باہر آیا۔ اس نے بعد میں مرنے والے کو جنت میں جانے کی اجازت دے دی پھر وہ واپس آیا اور اس نے شہید ہونے والے کو بھی جنت میں جانے کی اجازت دے دی۔ پھر وہ میری طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا۔ آپ واپس لوٹ جائیں آپ کو ابھی جنت میں جانے کی اجازت نہیں۔

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے صبح کے وقت لوگوں کو یہ خواب بیان کیا لوگوں نے تعجب کیا رسول مکرم ﷺ نے فرمایا بعد میں مرنے والے نے اتنی نمازیں ادا نہیں کی تھیں۔ اس نے اتنے سجدے نہیں کیے تھے۔ اس نے رمضان المبارک کے روزے نہیں رکھے تھے۔

اب میں مناسب سمجھتا ہوں کہ ان خوابوں کا بھی کچھ تذکرہ کروں۔ جو حضور ﷺ کے علم غیب پر دلالت کرتے ہیں۔ خواہ ان خوابوں کو آپ ﷺ نے خود دیکھا ہو یا کسی دوسرے شخص نے دیکھا ہو اور آپ ﷺ نے اس کی تعبیر کی ہو۔ پھر وہ واقعات اسی طرح ظہور پذیر ہوئے جس طرح آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کی تعبیر فرمائی تھی۔ آئندہ بیان کردہ خوابوں کا تعلق اگرچہ اس صنف سے نہیں ہے۔ لیکن ان تمام خوابوں میں ایک چیز مشترک ہے وہ یہ کہ یہ تمام نبی اکرم ﷺ کی نبوت کی صحت پر دلالت کرتے ہیں۔

حضور ﷺ کی پھوپھی حضرت عاتکہ بنت عبدالمطلب رضی اللہ عنہا کا خواب

حاکم اور امام بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اور ابن اسحاق نے ابن عباس اور عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہم سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ ضمضم (الغفاری) کے مکہ معظمہ آنے سے تین راتیں پہلے حضرت عاتکہ بنت عبدالمطلب نے ایک خوفناک خواب دیکھا۔ انہوں نے اپنے بھائی حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کو بلا بھیجا۔ جب وہ آ گئے تو کہنے لگیں اے میرے بھائی! آج رات میں نے ایک خوفناک خواب دیکھا ہے۔ اس خواب نے مجھے خوفزدہ کر دیا ہے۔ مجھے خطرہ ہے کہ کہیں آپ کی قوم پر کوئی مصیبت اور شر نازل نہ ہو۔ میں جو خواب آپ کو بیان کرنے لگی ہوں۔ اسے پوشیدہ رکھنا حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت عاتکہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا تم نے کیا خواب دیکھا ہے انہوں نے کہا میں نے ایک سوار دیکھا جو اپنے اونٹ پر سوار ہو کر آیا۔ وہ وادیٔ بطحا میں کھڑا ہو گیا۔ پھر وہ بلند آواز سے چلانے لگا۔ اے دھوکا بازوں کی اولاد! اپنی قتل گاہوں کی طرف نکلو۔ اس نے تین مرتبہ ایسا ہی کہا۔ میں نے دیکھا کہ لوگ اس کے ارد گرد جمع ہو گئے ہیں۔ پھر وہ سوار مسجد میں داخل ہو گیا۔ لوگ اس کے پیچھے پیچھے تھے۔ پھر اس کا اونٹ کعبہ کی چھت کے اوپر چڑھ گیا۔ پھر اس نے کہا اے دغا بازوں کی اولاد! اپنی قتل گاہوں کی طرف نکلو پھر اس کا اونٹ کوہ ابی قبیس پر چڑھ گیا اس نے وہاں بھی یہ اعلان کیا۔ پھر اس نے چٹان کو پکڑ کر نیچے کھینچا وہ چٹان نیچے گرتی گئی۔ جب وہ چٹان دامن تک پہنچی تو وہ ریزہ ریزہ ہو گئی۔ مکہ کے ہر گھر اور ہر خیمہ میں اس کے ٹکڑے پہنچے۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ کی قسم! یہ خواب بڑا ہولناک ہے۔ اس کو پوشیدہ رکھنا اور کسی شخص سے اس کا تذکرہ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نے خواب میں آگ کو دیکھا جو زمین سے ظاہر ہوئی وہ میرے اور میرے بیٹے کے درمیان حائل ہوگئی۔ میرے اس بیٹے کا نام عمرو ہے۔ وہ آگ پکار رہی تھی۔ '' آگ بھڑکی ہے، آگ بھڑکی ہے وہ بینا اور اندھی ہے۔ مجھے کھلاؤ میں تمہیں، تمہارے اہل و عیال اور تمہارے مال کھا جاؤں گی'' نبی اکرم ﷺ نے فرمایا یہ ایک فتنہ ہے۔ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم یہ کیسا فتنہ ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا لوگ اپنے امام کو قتل کر دیں گے۔ لوگوں کے سر ایک دوسرے کے ساتھ یوں مل جائیں گے۔ آپ ﷺ نے ایک ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈال کر وضاحت فرمائی۔ اس فتنہ میں گناہ گار اپنے آپ کو محسن شمار کرے گا۔ مومن کے نزدیک مومن کا خون ٹھنڈے پانی سے بھی زیادہ شیریں ہوگا۔ اگر تیرا بیٹا وفات پا گیا تو تو اس فتنہ کو پالے گا اور اگر تو مر گیا تو تیرا بیٹا اسے پالے گا۔ حضرت زرارہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میرے لیے دعا فرمائیں کہ میں اس فتنے کو نہ پاؤں نبی مکرم ﷺ نے دعا فرمائی اے مولا! زرارہ اس فتنہ کو نہ پائے۔ حضرت زرارہ رضی اللہ عنہ انتقال کر گئے اور ان کا بیٹا زندہ رہا وہ ان لوگوں میں سے تھا۔ جنہوں نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے بیعت توڑ دی تھی۔

ایک صحابی رضی اللہ عنہ کا خواب

امام احمد اور ابوداؤد نے حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میں نے ایک خواب دیکھا ہے کہ ایک ڈول کو آسمان سے لٹکایا گیا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور انہوں نے اس میں سے کچھ پانی پیا۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ تشریف لائے انہوں نے خوب سیر ہو کر پانی پیا۔ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تشریف لائے۔ انہوں نے بھی اس سے کافی پانی پیا۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو اس ڈول کو اوپر کھینچ لیا گیا۔ البتہ اس ڈول میں سے چند قطرات ان کے اوپر گر پڑے۔

اس خواب میں ان فتنوں اور اختلافات کی طرف اشارہ ہے۔ جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں رونما ہوئے۔ لوگوں نے آپ رضی اللہ عنہ کی خلافت پر اجماع کیا۔ پھر اہل جمل نے ان کے خلاف بغاوت کی۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اہل شام کے ہمراہ ان کی بیعت توڑ دی۔ پھر مقام صفین میں ان کے خلاف معرکہ آرا ہوئے۔ پھر مصر پر قبضہ کر لیا۔ پھر حروریہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلاف بغاوت کی اسی طرح آپ کرم اللہ وجہہ الکریم کو اپنی خلافت کے زمانہ میں کسی قسم کا سکون حاصل نہ ہوا۔

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کا خواب

امام بیہقی نے حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ دو شخص مقام بلی سے بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے انہوں نے اکٹھا اسلام قبول کیا۔ ان میں سے ایک جدو جہد میں دوسرے سے برتر تھا۔ وہ جنگ میں شریک ہوا اور شہادت سے سرخرو ہوا۔ پھر اس کے بعد اس کا ساتھی ایک سال تک زندہ رہا۔ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضرت جہیم بن الصلت رضی اللہ عنہ کا خواب

امام بیہقی نے ابن شہاب اور عروہ بن زبیر سے روایت کیا ہے کہ جب قریش مکہ بدر کی طرف روانہ ہوئے تو انہوں نے ایک شام جحفہ کے مقام پر قیام کیا۔ ان میں بنو عبدالمطلب بن عبد مناف کا بھی ایک شخص تھا۔ اس کا نام جہیم بن الصلت بن مخزمہ تھا۔ جہیم نے سونے کے لیے سربستر پر رکھا سے اونگھ آ گئی۔ لیکن وہ فوراً گھبرا کر اٹھ گیا۔ اس نے اپنے ساتھیوں سے کہا کیا تم نے ابھی اس سوار کو دیکھا ہے جو میرے سر پر کھڑا تھا۔ انہوں نے کہا نہیں ہم نے تو کسی ایسے سوار کو نہیں دیکھا کیا تو پاگل ہو گیا ہے۔ اس نے کہا ابھی ایک سوار میرے سر پر کھڑا تھا اس نے کہا ابوجہل، عتبہ، شیبہ، زمعہ، ابوالبختری اور امیہ بن خلف قتل ہو گئے ہیں۔ اس نے قریش کے تمام سرداروں کے نام گنے۔ اس کے ساتھیوں نے اس سے کہا تیرے ساتھ شیطان کھیل رہا ہے۔ جب ابوجہل کو اس خواب کے متعلق معلوم ہوا تو اس نے کہا بنی عبدالمطلب کے ساتھ اب بنو ہاشم کا جھوٹ بھی میرے پاس آنے لگا ہے کل معلوم ہو جائے گا کہ کون قتل ہوتا ہے۔ غزوۂ بدر میں وہ تمام سردار واصل جہنم ہوئے جن کے نام اس سوار نے لیے تھے۔

ام المومنین حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کا خواب

ابن سعد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا سکران بن عمرو کے نکاح میں تھیں۔ انہوں نے خواب میں دیکھا کہ نبی اکرم ﷺ ان کی طرف چلتے ہوئے تشریف لائے اور ان کی گردن کو روند ا حضرت سودہ رضی اللہ عنہا نے یہ خواب اپنے شوہر کو سنایا اس نے کہا اگر تمہارا یہ خواب سچا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ میں مر جاؤں گا اور تم محمد (ﷺ) سے شادی کر لوگی۔

پھر انہوں نے ایک اور خواب دیکھا چاند آسمان سے ٹوٹ کر ان کی آغوش میں آ گیا ہے۔ اس وقت حضرت سودہ رضی اللہ عنہا لیٹی ہوئی تھیں۔ انہوں نے یہ خواب بھی اپنے خاوند کو بتایا اس نے کہا اگر تمہارا خواب سچا ہے تو پھر میں تھوڑا عرصہ ہی زندہ رہوں گا۔ اور تم میرے بعد نکاح کر لوگی۔ اسی دن سکران بیمار ہو گیا اور کچھ مدت بعد مر گیا۔ حضور ﷺ نے حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کو عقد نکاح میں لے لیا۔

ام المومنین حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کا خواب

امام بیہقی نے واقدی سے وہ حرام بن ہشام سے اور وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا حضور اکرم ﷺ کی تشریف آوری سے تین رات قبل میں نے خواب دیکھا کہ ایک چاند یثرب سے چل کر میری آغوش میں آ گیا ہے۔ میں نے ناپسند کیا کہ میں کسی کو اس خواب کے متعلق بتاؤں۔ حتی کہ رسول مکرم ﷺ ہمارے پاس تشریف لے آئے۔ جب انہوں نے ہمیں قید کر لیا تو اس خواب کی وجہ سے مجھے رہائی کی توقع تھی۔ نبی اکرم ﷺ نے مجھے آزاد فرما کر میرے ساتھ عقد نکاح فرما لیا۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نہ کرنا۔ پھر حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے ولید بن عتبہ سے ملاقات کی وہ ان کا دوست تھا۔ انہوں نے اس سے اس خواب کا تذکرہ کیا اور اسے پوشیدہ رکھنے کا وعدہ لیا۔ ولید نے وہ خواب اپنے باپ عتبہ سے بیان کیا اس طرح یہ خواب مکہ معظمہ میں پھیل گیا۔ قریش کی ہر محفل میں اس کا تذکرہ ہونے لگا۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں بیت اللہ کا طواف کرنے کے لیے خانہ کعبہ میں گیا۔ وہاں قریش کی مجلس میں ابوجہل بیٹھا ہوا تھا۔ تمام قریش عاتکہ رضی اللہ عنہا کے خواب کے متعلق گفتگو کر رہے تھے۔ جب ابوجہل نے مجھے دیکھا تو کہنے لگا۔ اے ابوالفضل! طواف سے فارغ ہو کر ہمارے پاس آنا۔ میں طواف سے فارغ ہو کر اس کے پاس آیا۔ ابوجہل نے مجھ سے کہا اے بنو عبدالمطلب! تم میں یہ نبیہ کب پیدا ہوئی ہے۔ کیا تم اس بات پر راضی نہ تھے کہ تمہارے مرد ہی نبوت کا دعویٰ کرتے تمہاری عورتوں نے بھی نبوت کا دعویٰ کرنا شروع کر دیا ہے۔ میں نے پوچھا بات کیا ہے؟ اس نے حضرت عاتکہ رضی اللہ عنہا کا خواب بیان کیا۔ اور کہا عاتکہ خیال کرتی ہے کہ اس نے اپنے خواب میں ایک کہنے والے کو یوں کہتے ہوئے سنا۔ ''تین دن میں اپنی قتل گاہوں کی طرف نکل جاؤ'' ہم آئندہ تین دن تک انتظار کریں گے۔ اگر اس کا یہ خواب سچا ہو تو وہ ظاہر ہو جائے گا۔ اور اگر تین دن گذر گئے اور کوئی بات ظاہر نہ ہوئی تو ہم ایک تحریر لکھ دیں گے کہ تم تمام اہل عرب سے جھوٹے ہو۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ کی قسم! میں ابوجہل کی اس گستاخی کا زیادہ ردعمل نہ کر سکا۔ میں نے صرف انکار کیا کہ حضرت عاتکہ نے کوئی ایسا خواب نہیں دیکھا۔ پھر ہماری محفل برخاست ہوگئی۔ جب شام ہوئی تو بنو عبدالمطلب کی ہر خاتون میرے پاس آئی اور کہنے لگی، کیا تم نے برداشت کر لیا ہے کہ وہ خبیث تمہارے مردوں کی بے عزتی کرے اور تمہاری خواتین کی توہین کرے اور تم خاموشی سے سب کچھ سنتے رہے۔ کیا اس وقت تمہاری غیرت نہ جاگی۔ میں نے کہا اللہ کی قسم! میں اس کا ردعمل زیادہ نہ کر سکا۔ اللہ کی قسم! اگر اب وہ میرے سامنے آگیا اور اس نے اس بات کو دہرایا تو میں اسے کافی ہو جاؤں گا۔

جب حضرت عاتکہ رضی اللہ عنہا کے خواب کو تین دن گذر گئے تو میں بہت غصے میں تھا۔ میں نے محسوس کیا کہ میں نے ایک اہم موقع ضائع کر دیا ہے۔ میں مسجد میں داخل ہوا مجھے ایسے محسوس ہو رہا تھا کہ میں بے خود ہو کر اسکی سمت بڑھ رہا ہوں۔ ابوجہل ایک چست و چالاک، تیز زبان اور تیز بین تھا۔ وہ دوڑ کر مسجد کے دروازے سے باہر نکل گیا میں نے اپنے دل میں کہا، اللہ اس پر لعنت کرے اس کی یہ تمام کوشش اس لیے ہے کہ میں اسے گالیاں دوں۔ اسی اثناء میں ابوجہل نے ضمضم بن عمرو الغفاری کی آواز کو سنا لیکن میں اس کی آواز کو نہ سن سکا۔ وہ وادی کے وسط میں کھڑا تھا۔ اس نے اپنے اونٹ کی ناک کاٹ دی تھی۔ اس کے کجاوہ کو الٹ دیا تھا۔ اپنی قمیض کو پھاڑ دیا تھا۔ وہ کہہ رہا تھا۔ اے قوم قریش! اپنے تجارتی قافلہ کی خبر لو۔ اپنے اس تجارتی قافلہ کی خبر لو جو ابوسفیان کی قیادت میں روانہ ہوا تھا۔ محمد (ﷺ) اپنے صحابہ کے ساتھ اس کے مقابلہ کے لیے روانہ ہو چکے ہیں۔ میرے گمان کے مطابق اب تم اس قافلے کو نہیں مل سکو گے۔ المدد المدد! حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ خبر سن کر میں ابوجہل کو بھول گیا اور اسے میری کچھ خبر نہ رہی لوگوں نے جلدی جلدی تیاری کی اور بدر کی طرف روانہ ہو گئے۔

وہاں جو حالت سرداران قریش کی ہوئی تاریخ اس پر شاہد ہے۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

خواب میں دیکھا کہ ان کا باپ انہیں اس گڑھے میں پھینک رہا ہے۔ جبکہ سرور کائنات ﷺ نے انہیں دامن سے پکڑ رکھا ہے تا کہ وہ گڑھے میں نہ گر پڑیں۔ آپ گھبرا کر بیدار ہوئے اور کہا میں اللہ کی قسم اٹھاتا ہوں کہ یہ خواب سچا ہے وہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور انہیں اپنا خواب بیان کیا انہوں نے کہا تمہارے ساتھ بھلائی کا ارادہ کیا گیا ہے۔ یہ نبی مکرم ﷺ ہیں تم ان کی پیروی کرو۔ حضرت خالد بن سعید رضی اللہ عنہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم آپ کس چیز کی طرف دعوت دیتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں دعوت دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ وحدہ لا شریک ہے اور محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں۔ اور تم ان پتھروں کی پرستش چھوڑ دو۔ یہ نہ سن سکتے ہیں نہ دیکھ سکتے ہیں نہ نقصان دے سکتے ہیں نہ نفع پہنچا سکتے ہیں۔ یہ تو اتنا بھی نہیں جانتے کہ کس نے ان کی پوجا کی ہے اور کون ان کی عبادت سے انکار کر رہا ہے۔ یہ اثر انگیز گفتگو سن کر حضرت خالد نے اسلام قبول کر لیا۔ جب ان کے باپ کو علم ہوا تو اس نے آپ کی جستجو میں اپنے آدمیوں کو روانہ کیا۔ وہ آپ کو تلاش کر کے آپ کے والد کے پاس لے آئے آپ کے والد نے آپ کو سخت مارا اور کہنے لگا۔ میں تیرا کھانا بند کر دوں گا۔ حضرت خالد نے فرمایا اگر تو میرا کھانا بند کر دے گا تو اللہ تعالیٰ مجھے کھانا دے گا۔ جس سے میں زندگی بسر کر لوں گا۔

ابن سعد نے صالح بن کیسان سے روایت کیا ہے کہ حضرت خالد بن سعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کی بعثت سے پہلے خواب میں دیکھا کہ مکہ معظمہ پر ایک تاریکی چھا گئی ہے۔ وہ ظلمت اتنی شدید ہوگئی کہ مکہ معظمہ کا کوئی پہاڑ یا میدان نظر نہیں آرہا تھا۔ پھر میں نے ایک نور دیکھا جو زمزم سے خارج ہوا وہ چراغ کی روشنی کی طرح تھا۔ جوں جوں وہ نور بلند ہو رہا تھا وہ پہلے سے عظیم تر ہوتا جا رہا تھا۔ جب وہ نور کافی بلند ہو گیا تو سب سے پہلے بیت اللہ جگمگا اٹھا پھر تمام پہاڑ اور تمام میدان اس نور سے منور ہو گئے۔ پھر وہ نور آسمان کی سمت پھیل گیا۔ پھر وہ آہستہ آہستہ نیچے آتا گیا۔ حتی کہ میں نے یثرب کے نخلستانوں کو دیکھا۔ میں نے ایک کہنے والے کو سنا وہ کہہ رہا تھا پاک ہے وہ ذات پاک ہے وہ ذات اللہ کا کلمہ مکمل ہو گیا۔ ابن مارقہ اورج اور اکمہ کے درمیان ہلاک ہو گیا یہ امت سعادت مند ہوگی امیین (ان پڑھ لوگوں) کا نبی آگیا کتاب اپنی مقررہ مدت تک پہنچ گئی اس بستی والوں نے نبی مکرم ﷺ کی تکذیب کی۔ اسے دو مرتبہ عذاب میں مبتلا کیا جائے گا۔ تیسری مرتبہ انہیں توبہ کرنے کی توفیق نصیب ہوگی۔ تین عذاب باقی رہ گئے ہیں۔ دو عذاب مشرق میں اور ایک مغرب میں۔

حضرت خالد بن سعید رضی اللہ عنہ نے یہ خواب اپنے بھائی کو بیان کیا اس نے کہا تم نے بڑا عجیب خواب دیکھا ہے۔ میری رائے کے مطابق اس امر کا ظہور بنو عبد المطلب میں سے ہوگا۔ کیونکہ تو نے نور کو زمزم سے نکلتے ہوئے دیکھا ہے۔

دار قطنی نے افراد، میں اور ابن عساکر نے موسیٰ بن عقبہ سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے ام خالد، جو خالد بن سعید کی بیٹی تھی کو کہتے ہوئے سنا ہے۔ پھر انہوں نے مندرجہ بالا روایت ذکر کی اس روایت کے آخر میں ہے کہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے فرمایا اسی خواب کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے مجھے ہدایت کی توفیق عطا فرمائی۔

حضرت ام خالد فرماتی ہیں سب سے پہلے میرے باپ نے اسلام قبول کیا تھا کیونکہ انہوں نے اپنا ایک خواب بارگاہ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ام المومنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کا خواب

امام بیہقی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ سرور کائنات ﷺ نے جب حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کی آنکھ میں سبز رنگ ملاحظہ فرمایا تو فرمایا یہ رنگ سبز کس لیے ہے۔ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی۔ ایک دن میرا سر ابن ابی حقیق (میرے شوہر) کی گود میں تھا۔ میں سوئی ہوئی تھی۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ چاند میری آغوش میں آ گیا ہے۔ میں نے یہ خواب اپنے خاوند کو سنایا اس نے مجھے تھپڑ مارا اور کہا کیا تو یثرب کے بادشاہ کی تمنا کرتی ہے؟

ابن سعد نے حمید بن ہلال سے روایت کیا ہے کہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ابھی میں اپنی قوم میں ہی تھی کہ میں نے خواب دیکھا کہ مجھ پر اور اس نبی ﷺ پر ایک فرشتہ سایہ فگن تھا۔ جب میں نے یہ خواب اپنی قوم کو سنایا تو اس نے شدید ردعمل کا اظہار کیا اور مجھے برا بھلا کہا۔

ابویعلیٰ نے حمید بن ہلال سے روایت کیا ہے کہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جب میں نبی اکرم ﷺ کے پاس پہنچی تو اس وقت مجھے سب سے زیادہ نفرت آپ ﷺ سے تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا تیری قوم نے اس طرح کیا ہے اس نے فلاں کام کیا ہے۔ جب میں آپ ﷺ کے پاس سے اٹھی تو اس وقت آپ ﷺ میرے لیے تمام دنیا سے محبوب ترین شخص بن چکے تھے۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا خواب

ابن ابی الدنیا اور ابن عساکر نے حضرت سعد بن ابی وقاص سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ اسلام قبول کرنے سے پہلے میں نے خواب میں دیکھا کہ میں ایک ظلمت میں ہوں وہاں مجھے کوئی چیز بھی دکھائی نہیں دیتی۔ اچانک میرے لیے ایک چاند نور فشاں ہو گیا۔ میں اس چاند کے پیچھے پیچھے چلنے لگا۔ میں ان لوگوں کو دیکھ رہا تھا جو اس چاند تک پہنچنے میں مجھ سے سبقت لے گئے تھے۔ میں نے خواب میں حضرت زید بن حارثہ، حضرت علی اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہم کو دیکھا میں نے ان سے سوال کیا، تم یہاں کب پہنچے ہو؟ انہوں نے جواب دیا۔ ابھی۔ اس کے بعد مجھے معلوم ہوا کہ نبی اکرم ﷺ خفیہ اسلام کی دعوت دے رہے ہیں۔ میں نے اجیاد کی گھاٹی میں نبی اکرم ﷺ سے ملاقات کی میں نے عرض کی، یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم آپ کس چیز کی طرف دعوت دیتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم یہ گواہی دو کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں۔ میں نے یہ گواہی دی اور دامن اسلام سے وابستہ ہو گیا۔

حضرت خالد بن سعید بن عاص رضی اللہ عنہ کا خواب

ابن سعد اور امام بیہقی نے محمد بن عبداللہ بن عمرو بن عثمان سے روایت کیا ہے کہ حضرت خالد بن سعید رضی اللہ عنہ قدیم الاسلام تھے۔ آپ نے اپنے تمام بھائیوں سے پہلے اسلام قبول کیا۔ انہوں نے قبولیت اسلام سے پہلے خواب دیکھا کہ وہ آگ کے گڑھے کے کنارے پر کھڑے ہیں۔ وہ گڑھا اتنا وسیع ہے کہ اس کی حدود صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ انہوں نے

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

والا آیا اور اسے اذان سکھلائی۔حضور ﷺ نے فرمایا تم نے اسی طرح بیان کیا ہے جس طرح حضرت ابوبکر پہلے بیان کر چکے ہیں۔حضرت بلال کو حکم دو کہ وہ اذان دیں۔

ابوداؤد نے مراسیل میں عبید بن عمیر سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب خواب میں اذان کو سنا تو بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے تاکہ حضور اکرم ﷺ کو اپنے خواب کے متعلق بتائیں لیکن آپ کی آمد سے پہلے وحی نازل ہو چکی تھی۔ حضور ﷺ نے فرمایا اس میں وحی تجھ سے سبقت لے گئی ہے۔احادیث معراج میں بیان ہو چکا ہے کہ شب معراج اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ پر اذان وحی کی تھی۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا ابولہب کے متعلق خواب

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت عروہ سے روایت کیا ہے کہ ابولہب نے ثویبہ کو آزاد کیا اور اس نے سرور دو عالم ﷺ کو دودھ پلایا۔ابولہب کے مرنے کے بعد اس کے گھر کے کسی شخص نے اس کو خواب میں دیکھا وہ بڑا مفلوک الحال تھا۔اس نے ابولہب سے پوچھا تو کن حالات سے دوچار ہوا اس نے کہا تمہارے بعد میں نے سکون اور آرام نہیں پایا۔سوائے اس کے کہ مجھے اس انگلی کے ذریعے پانی پلایا جاتا ہے جس انگلی سے اشارہ کر کے میں نے مصطفی ﷺ کی ولادت کی خوشی میں ثویبہ کو آزاد کیا تھا۔ثویبہ ابولہب کی لونڈی تھی اس نے ابولہب کو حضور ﷺ کی ولادت کی بشارت دی تھی۔اسی خوشی میں ابولہب نے اسے آزاد کر دیا تھا۔روایت ہے کہ ابولہب نے سوموار کی رات کو ثویبہ کو آزاد کیا تھا اور اس میلاد کی خوشی میں ہر سوموار کو اس کے عذاب میں تخفیف ہوتی ہے۔یہ بھی روایت ہے کہ اس خواب کو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے دیکھا تھا۔

بعض صحابہ کرام کا لیلۃ القدر کو خواب میں دیکھنا

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ کچھ صحابہ کرام نے لیلۃ القدر کو خواب میں دیکھا۔انہوں نے دیکھا کہ لیلۃ القدر رمضان المبارک کی آخری سات راتوں میں ہے۔نبی اکرم ﷺ نے فرمایا تمہارے خواب اس پر متفق ہیں کہ لیلۃ القدر ماہ رمضان کی آخری سات راتوں میں ہے۔جو لیلۃ القدر کا متلاشی ہو اسے آخری سات راتوں میں اسے تلاش کرنا چاہیے۔

حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ کا خواب

امام بیہقی نے حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں سورۃ ''ص'' کی تلاوت کر رہا ہوں۔جب میں آیت سجدہ پر پہنچا تو ہر چیز سجدہ ریز ہو گئی۔میں نے دوات لوح اور قلم کو سجدہ کناں دیکھا میں صبح بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اور آپ ﷺ سے اپنا خواب بیان کیا۔آپ ﷺ نے اس سورت میں سجدہ کرنے کا حکم دیا۔

ابن ماجہ اور امام بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اس

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

رسالت میں بیان کیا آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اے خالد اللہ کی قسم میں ہی وہ نور ہوں اور میں اللہ کا رسول ہوں۔اس کے بعد حضرت خالد نے اسلام قبول کرلیا۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا خواب

ابن سعد اور امام بیہقی نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں ایک تنگ اور قحط زدہ علاقے میں ہوں۔پھر میں وہاں سے نکل کر ایک وسیع اور سبز و شاداب علاقے میں آ گیا ہوں میں نے اپنے آپ سے کہا یہ عجیب خواب ہے۔جب میں مدینہ طیبہ آیا تو میں نے کہا میں اس خواب کو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے سامنے ضرور بیان کروں گا۔جب میں نے آپ کے سامنے خواب بیان کیا تو انہوں نے فرمایا اس تنگی سے تیرے نکل جانے سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں اسلام قبول کرنے کی توفیق دی ہے اور تنگی سے مراد مشرکانہ زندگی ہے۔

حضرت عبداللہ بن زید الانصاری کا اذان کے متعلق خواب

ابن ماجہ نے حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب تاجدار مدینہ نے ناقوس یا بوق کے ذریعے لوگوں کو نماز کے لیے جمع فرمانے کا ارادہ فرمایا تو میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص نے دو سبز چادریں اوڑھ رکھیں ہیں۔اس نے ناقوس اٹھایا ہوا ہے۔میں نے اس آدمی سے کہا اے اللہ کے بندے! کیا تو ناقوس فروخت کرے گا؟ اس نے کہا تو اس کے ساتھ کیا کرے گا؟ میں نے کہا میں اس کے ذریعے لوگوں کو نماز کی طرف بلاؤں گا۔اس نے کہا کیا میں تمہاری راہنمائی اس چیز کی طرف نہ کروں جو اس سے بہتر ہے وہ یہ ہے کہ تو یہ کہے اَللّٰہُ اَکْبَرُ اللّٰہُ اَکْبَرُ۔پھر اس نے تمام اذان بیان کر دی۔میں بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اور اس خواب کا تذکرہ کیا۔اتنے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی وہاں آئے۔انہوں نے عرض کی اللہ کی قسم! میں نے بھی اسی قسم کا خواب دیکھا ہے۔

ابوداؤد اور امام بیہقی نے ابن ابی لیلیٰ کی سند سے روایت کیا ہے۔وہ فرماتے ہیں کہ مجھے اپنے کچھ ساتھیوں نے بتایا ہے کہ رسول مکرم ﷺ نے فرمایا میں نے ارادہ کیا کہ میں آدمیوں کو لوگوں کے گھروں میں بھیجوں تاکہ وہ نماز کے وقت لوگوں کو بلائیں جب میں نے یہ ارادہ کیا ہی تھا تو میرے پاس انصار میں سے ایک شخص آیا۔اس نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم جب میں نے آپ کا یہ ارادہ دیکھا تو میں نے خواب میں ایک شخص کو دیکھا اس نے دو سبز کپڑے پہن رکھے تھے۔وہ شخص مسجد میں آیا اس نے اذان کہی۔پھر ذرا توقف کیا پھر اذان کی طرح اقامت کہی۔لیکن اس نے'' قَدْقَامَتِ الصَّلٰوۃُ'' کا اضافہ کیا۔پھر اس شخص نے کہا تم اس طرح اذان اور اقامت کیوں نہیں کہتے۔اس وقت مجھے ایسے محسوس ہو رہا تھا کہ میں بیداری کے عالم میں ہوں۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے تجھے بھلائی دکھائی ہے۔بلال کو حکم دو کہ وہ اذان دیں۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے بھی اسی قسم کا خواب دیکھا تھا لیکن جب وہ مجھ سے سبقت لے گئے تو پھر مجھے حیا آئی کہ میں اسے بیان کروں۔

الطبرانی نے اوسط میں حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انصار کے ایک شخص کے خواب میں ایک آنے

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ساتویں آسمان تک پہنچ گیا۔ پھر میں سدرۃ المنتہیٰ تک گیا۔ مجھ سے کہا گیا تیری منزل یہی ہے۔ میں نے یہ خواب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو بتایا۔ انہوں نے فرمایا تجھے شہادت کی بشارت ہو۔ اس واقعہ کے ایک دن بعد غزوۂ ذی قرد میں حضرت محرز بن نضلہ رضی اللہ عنہ شہادت کے مرتبہ پر فائز ہو گئے۔

حضرت حنظلہ کی زوجہ محترمہ رضی اللہ عنہما کا خواب

ابن سعد نے حضرت ہشام بن عروہ کی سند سے سے روایت کیا ہے کہ جب حضرت حنظلہ بن عامر انصاری رضی اللہ عنہ غزوۂ احد میں حالت جنابت میں شہید ہو گئے۔ تو ان کی زوجہ محترمہ نے فرمایا۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ کے لیے آسمان کھول دیا گیا۔ جب وہ آسمان میں داخل ہو گئے تو پھر اسے بند کر دیا گیا وہ فرمانے لگیں میں نے کہا کہ یہ حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ کی شہادت کی طرف اشارہ تھا۔

ایک صحابیہ کا خواب جنہوں نے بارہ شہداء کو جنت میں دیکھا

امام احمد اور امام بیہقی نے صحیح سند کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک خاتون بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئی اس نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میں نے خواب میں دیکھا کہ میں جنت میں داخل ہوگئی ہوں۔ میں نے وہاں دھماکہ کی آواز سنی۔ اس دھماکہ کی وجہ سے جنت کانپ گئی۔ میں نے دیکھا وہاں فلاں ابن فلاں اور فلاں ابن فلاں کو لایا گیا۔ اس طرح اس خاتون نے بارہ افراد کے نام شمار کیے ان لوگوں کو حضور ﷺ نے ایک سریہ پر بھیجا تھا۔ اس خاتون نے اپنے خواب کو جاری رکھتے ہوئے عرض کی۔ ان افراد نے خاکستری کپڑے پہن رکھے تھے۔ ان کی رگوں سے خون رواں دواں تھا۔ کہا گیا کہ ان آدمیوں کو نہر بیدخ کی طرف لے جاؤ اور انہیں غسل دو۔ وہ جب نہر بیدخ میں غسل کرنے کے بعد واپس آئے تو ان کے چہرے ماہتاب کامل کی طرح درخشاں تھے۔ پھر ان کے پاس سونے کی کرسیاں لائی گئیں وہ ان پر بیٹھ گئے۔ ان کے پاس سونے کے طشت لائے گئے۔ ان میں تر و تازہ کھجوریں تھیں۔ انہوں نے وہاں سے حسب منشاء کھجوریں کھائیں۔ میں نے بھی ان کے ساتھ کھجوریں کھائیں۔ کچھ دیر بعد اس سریہ سے ایک شخص واپس آیا۔ اس نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم وہاں ہمیں اس طرح تکالیف کا سامنا کرنا پڑا اور فلاں فلاں شخص شہید ہوا۔ اس نے بھی انہیں افراد کے نام شمار کیے جنہیں وہ خاتون پہلے گن چکی تھی۔

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اس خاتون کو میرے پاس لاؤ۔ جب وہ خاتون حاضر خدمت ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا اس شخص کے سامنے اپنا خواب بیان کرو۔ جب اس نے اپنا خواب بیان کر لیا تو اس شخص نے جواب دیا۔ یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم واقعات بالکل اسی طرح ظہور پذیر ہوئے ہیں۔

حضرت طفیل بن عمرو رضی اللہ عنہ کا خواب

حاکم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ طفیل بن عمرو رضی اللہ عنہ نے ہجرت کی تو ان کے ساتھ ان کے

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم آج رات میں نے خواب دیکھا کہ میں ایک درخت کے پیچھے نماز ادا کر رہا ہوں۔ میں نے نماز میں سورۃ ''ص'' کی تلاوت کی جب میں آیت سجدہ پر پہنچا تو میں نے سجدہ کیا میرے ساتھ درخت بھی سجدہ ریز ہو گیا میں نے درخت کی آواز کو سنا وہ یوں عرض کناں تھا مولا! میرے اس سجدہ کو اپنے پاس میرے لیے ذکر لکھ دے اپنے پاس اسے میرے لیے ذخیرہ بنا اور اس پر مجھے اجر عظیم عطا فرما۔ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو سنا آپ ﷺ نے سورۃ ''ص'' تلاوت فرمائی۔ جب آپ ﷺ آیت سجدہ پر پہنچے تو آپ ﷺ نے سجدہ کیا۔ میں نے سنا کہ آپ ﷺ بھی سجدہ میں وہی دعا کر رہے تھے۔ جو اس درخت نے بارگاہ ایزدی میں کی تھی۔

انصار کے ایک شخص کا خواب

امام بیہقی نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ رحمت عالم ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم ہر نماز کے بعد تینتیس مرتبہ سبحان اللہ تینتیس مرتبہ الحمد للہ اور تینتیس مرتبہ اللہ اکبر کہیں۔ اس وقت ایک انصاری شخص نے خواب دیکھا اس سے کہا گیا کہ رسول مکرم ﷺ نے تمہیں حکم دیا ہے کہ تم ہر نماز کے بعد یوں تسبیح خوانی کرو۔ اس شخص نے کہا ہاں، خواب میں آنے والے نے کہا ان تسبیحات کی تعداد پچیس پچیس کرلو اور ان میں ''لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ'' کا اضافہ کرلو۔ صبح کے وقت وہ شخص بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اور اپنا خواب بیان کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا ایسا ہی کرلو۔

حضرت خیثمہ رضی اللہ عنہ کا خواب

امام بیہقی نے حضرت خیثمہ رضی اللہ عنہ کے واقعہ میں ذکر کیا ہے کہ انہوں نے غزوۂ احد کے دن بارگاہ مصطفویہ میں عرض کی۔ یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میں غزوۂ بدر میں شرکت نہ کرسکا حالانکہ مجھے وہاں جہاد کرنے کا بڑا شوق تھا۔ حتی کہ میں نے غزوۂ بدر میں جانے کے لیے اپنے بیٹے کے ساتھ قرعہ اندازی کی۔ قرعہ میں اس کا نام نکل آیا اللہ تعالیٰ نے اس کو شہادت سے بہرہ مند فرمایا، میں نے آج رات خواب میں اپنے بیٹے کو دیکھا ہے وہ بڑی حسین شکل میں تھا۔ وہ جنت کے پھلوں سے لطف اندوز ہو رہا تھا۔ وہ اس کی نہروں پر چہل قدمی کر رہا تھا۔ میرے بیٹے نے مجھ سے کہا، ہمارے ساتھ رفاقت اختیار کرو ہم جنت میں اکٹھے رہیں گے۔ میں نے اپنے رب کے وعدے کو سچ پایا ہے یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میں اپنے بیٹے کی رفاقت کا بہت مشتاق ہو گیا ہوں۔ میرے لیے دعا مانگیں اللہ تعالیٰ مجھے شہادت سے سعادت اندوز فرمائے۔ اور مجھے جنت میں اپنے بیٹے سعد کی رفاقت عطا فرمائے۔ رسول مکرم ﷺ نے ان کے لیے یہی دعا فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے غزوۂ احد میں انہیں شہادت سے سرخرو فرمایا۔

حضرت محرز بن نضلہ رضی اللہ عنہ کا خواب

ابن سعد نے صالح بن کیسان سے روایت کیا ہے کہ حضرت محرز بن نضلہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے خواب میں دیکھا کہ آسمان دنیا میرے لیے کھول دیا گیا۔ حتی کہ میں اس میں داخل ہو گیا۔ پھر میں ہر آسمان میں داخل ہوتا گیا۔ حتی کہ میں

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

آٹھواں باب

سرورِ دو عالم ﷺ کی دعاؤں کی قبولیت کے معجزات

وہ احادیث جن میں حضور ﷺ کی دعاؤں کی قبولیت کا تذکرہ ہے بے شمار ہیں ان کو شمار کرنا ناممکن ہے۔ قاضی عیاض 'شفا'' میں فرماتے ہیں۔ کسی قوم کے لیے نبی آخر الزمان ﷺ کی دعا یا بددعا کا قبول ہو جانا متواتر اور مشہور ہے۔ امام احمد نے حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ شہر یار مدینہ ﷺ جب کسی شخص کے لیے دعا فرماتے تو اس کا اثر اس کی اولاد اور پوتوں تک ہوتا میں نے سرور کائنات ﷺ کے ایسے معجزات اس باب کے علاوہ دیگر مناسب مقامات پر ذکر کیے ہیں۔ بالخصوص آپ ﷺ کی برکت سے بیماروں کا شفایاب ہونا، کھانے اور پانی کا کثیر ہونا اور ابر کرم کا برسنا وغیرہ کئی معجزات ذکر کیے گئے ہیں۔ یہ تمام معجزات اپنے اپنے مناسب مقام پر ذکر کیے گئے ہیں۔ میں نے انہیں عمدہ ترتیب سے رکھا ہے جیسا کہ عنقریب ان کا تذکرہ آئے گا۔

صحابہ کرام علیہم الرضوان کے لیے سرور کائنات ﷺ کی دعائیں

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے لیے دعا

الطبرانی اور حاکم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی الثقلین ﷺ نے عرض کی: اَللّٰهُمَّ اَعِزَّ الْاِسْلَامَ بِعُمَرَ اَوْ بِاَبِیْ جَهْلٍ ''مولا! عمر یا ابوجہل کے ذریعے اسلام کو عزت وتوقیر عطا فرما''۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے متعلق حضور ﷺ کی دعا کو شرف قبولیت عطا کیا اور سلطنت اسلام کی بنیاد ان کے ایمان پر رکھی گئی۔

ابن سعد نے حضرت عثمان بن الارقم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے دعا کی مولا عمر بن خطاب اور عمرو بن ہشام میں سے جو تجھے پسندیدہ ہے اس کے ذریعے اسلام کو عزت عطا فرما۔ اس دعا کے بعد اگلی صبح حضرت عمر رضی اللہ عنہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کیا۔

الطبرانی نے اوسط میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ حضور نبی مکرم ﷺ نے جمعرات کی شام کو دعا مانگی مولا! عمر بن خطاب یا عمرو بن ہشام کے ذریعے اسلام کو تکریم عطا فرما۔ جمعہ کے دن صبح صبح حضرت عمر رضی اللہ عنہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کیا۔

ابن سعد، ابویعلیٰ، حاکم اور امام بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ایک ساتھی نے بھی ہجرت کی۔ ان کا رفیقِ راہ بیمار ہوگیا۔ اس نے تیر کے پیکان سے اپنی انگلیوں کے پورے کاٹ ڈالے اور مر گیا حضرت طفیل بن عمرو رضی اللہ عنہ نے اسے خواب میں دیکھا اور پوچھا اللہ تعالیٰ نے تیرے ساتھ کیا سلوک کیا ہے۔ اس نے کہا اللہ تعالیٰ نے مجھے میری ہجرت کی وجہ سے معاف کر دیا ہے۔ انہوں نے پوچھا تیرے ہاتھ کی کیا کیفیت ہے اس نے کہا مجھ سے کہا گیا۔ ہم تیرے ان اعضاء کو درست نہیں کریں گے۔ جنہیں تو نے خود بگاڑا ہے۔ حضرت طفیل رضی اللہ عنہ نے یہ خواب حضور ﷺ کے سامنے بیان کیا۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے دعا فرمائی اے مولا! اس کے ہاتھ کو بھی بخش دے۔

کسریٰ کا خواب

ابونعیم نے محمد بن کعب القرظی سے روایت کیا ہے کہ مدائن میں ایک بزرگ نے انہیں روایت بیان کی کہ کسریٰ نے خواب میں دیکھا کہ زمین سے لے کر آسمان تک ایک سیڑھی لگا دی گئی ہے۔ لوگ اس کے ارد گرد جمع ہیں۔ ایک شخص اس سیڑھی کے پاس آیا اس نے عمامہ، ازار اور چادر زیب تن کر رکھی تھی وہ سیڑھی پر چڑھنے لگا۔ جب کچھ بلند ہوا تو آواز آئی فارس کہاں ہے، اس کے مرد اور عورتیں کہاں ہیں، ان کی لونڈیاں اور خزانے کہاں ہیں۔ لوگوں نے یہ تمام اشیاء بوروں میں بھریں اور اس شخص کے حوالے کر دیں۔ جب کسریٰ نے یہ خواب دیکھا تو وہ پریشان ہوگیا۔ اس نے اپنے وزراء سے اس خواب کا تذکرہ کیا انہوں نے کہا یہ خواب اتنی اہمیت کا حامل نہیں ہے۔ لیکن کسریٰ لگاتار مضطرب اور پریشان رہا۔ حتیٰ کہ اس کے پاس سرورِ دو عالم ﷺ کا نامہ مبارک پہنچ گیا۔ ابونعیم نے اس روایت کو حضرت سعید بن جبیر سے روایت کیا ہے۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اسلام قبول کرلیا ہے حضرت عمر فرماتے ہیں کہ میں غصے کی حالت میں وہاں سے واپس آ گیا اور اپنی بہن کے دروازے پر دستک دی۔ جب کوئی ایک یا دو غریب شخص اسلام قبول کر لیتے تو رسول کریم ﷺ انہیں کسی صاحب حیثیت شخص کے ساتھ ملا دیتے تا کہ انہیں وہاں کھانا وغیرہ بآسانی مل سکے۔ رسول کریم ﷺ نے میرے بہنوئی کے ساتھ بھی دو شخص ملا دیئے تھے۔ جب میں نے دروازے پر دستک دی تو اندر سے آواز آئی کون؟ میں نے کہا عمر۔ ان افراد نے جلدی کی اور مجھ سے روپوش ہو گئے۔ حالانکہ اس سے پہلے وہ اس کتاب کی تلاوت کر رہے تھے جو ان کے سامنے پڑی ہوئی تھی۔ انہوں نے اس کتاب کو وہیں چھوڑ دیا یا وہ بھول گئے۔ میری بہن نے دروازہ کھولا میں نے اس سے کہا اے اپنی جان کی دشمن! تو صابی بن گئی ہے۔ میرے ہاتھ میں کوئی چیز تھی میں نے وہ چیز اس کے سر پر ماری اس کے سر سے خون جاری ہو گیا۔ جب اس نے خون کو دیکھا تو وہ رونے لگی۔ اس نے کہا اے ابن خطاب! میں نے اسلام قبول کر لیا ہے۔ جو تو کرنا چاہتا ہے کر لے۔ میں اندر داخل ہو گیا۔ جب میں چارپائی پر بیٹھ گیا تو مجھے وہ صحیفہ نظر آیا جو گھر کے وسط میں پڑا ہوا تھا۔ میں نے اپنی بہن سے کہا یہ صحیفہ مجھے دو تا کہ میں اسے پڑھ سکوں۔ اس نے کہا تم اس صحیفے کو نہیں پڑھ سکتے۔ کیونکہ تم جنابت سے غسل نہیں کرتے۔ اس صحیفے کو صرف پاک لوگ ہی چھو سکتے ہیں۔ میں لگاتار اصرار کرتا رہا حتی کہ اس نے وہ صحیفہ مجھے دیا۔ میں نے اسے کھولا تو وہاں لکھا ہوا تھا۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۔ جب میں نے اللہ تعالیٰ کے اسماء کو دیکھا تو میں مرعوب ہو گیا۔ میں نے اس کو رکھ دیا اور غور وفکر کیا۔ پھر میں نے صحیفہ کھولا تو میری نظر اس آیت پر پڑی۔

”سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ“ (الحدید: ۱) جب میں نے اللہ تعالیٰ کا نام پڑھا تو مجھ پر گھبراہٹ طاری ہوئی میں نے پھر صحیفہ بند کر کے خوب غور کیا میں نے تیسری مرتبہ اس کتاب کو کھولا اور اسے پڑھنے لگا۔ حتی کہ میں ”اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ“ (الحدید: ۷) ” تک پہنچ گیا۔ میں نے کہا ” اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ“ پوشیدہ ہونے والے لوگ جلدی سے میرے پاس پہنچے اور انہوں نے نعرۂ تکبیر بلند کیا۔ انہوں نے کہا اے ابن خطاب! تمہیں مبارک ہو حضور ﷺ نے اپنے رب سے یہ دعا مانگی تھی اے مولا! عمر بن خطاب یا عمرو بن ہشام میں سے پسندیدہ شخص کے ذریعے اسلام کو عزت عطا فرما ہمیں امید ہے کہ حضور ﷺ کی یہ دعا بارگاہ صمدیت میں قبول ہوئی ہے۔

امام احمد نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں حبیب لبیب ﷺ کو تنگ کرنے کے لیے نکلا میں نے دیکھا آپ ﷺ مجھ سے پہلے مسجد میں پہنچ چکے تھے۔ میں آپ ﷺ کے پیچھے کھڑا ہو گیا۔ آپ ﷺ نے سورۃ ”الحاقہ“ کی تلاوت شروع کی۔ میں قرآن پاک کی تالیف پر تعجب کرنے لگا۔ میں نے کہا اللہ کی قسم! یہ تو شاعر ہیں جس طرح قریش کہتے ہیں اس وقت نبی مکرم ﷺ نے اس آیت کی تلاوت کی:

اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ ۝ وَّمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ ؕ قَلِيْلًا مَّا تُؤْمِنُوْنَ ۝ (الحاقہ: ۴۰۔۴۱)

” بے شک یہ قول ہے ایک عزت والے رسول کا، اور یہ کسی شاعر کا کلام نہیں (لیکن) تم بہت کم ایمان لائے ہو“

میں نے کہا یہ تو کاہن ہیں اس وقت آپ ﷺ نے اس آیت کی تلاوت کی:

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تلوار حمائل کیے گھر سے نکلے۔ انہیں بنو زہرہ کا ایک شخص ملا۔ اس نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہاں کا ارادہ ہے؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا۔ میں محمد (مصطفیٰ ﷺ) کو قتل (خاکم بدہن) کرنے جا رہا ہوں۔ اس شخص نے کہا، پھر تم بنو ہاشم اور بنو زہرہ سے کیسے بچ سکو گے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے لگتا ہے کہ تو بھی صابی ہو گیا ہے اور تو نے اپنے دین کو چھوڑ دیا ہے۔ اس شخص نے کہا کیا میں تجھے اس سے عجیب تر بات نہ بتاؤں؟ تیرا بہنوئی اور تیری بہن بھی صحابی ہو گئے ہیں۔ انہوں نے اپنا دین ترک کر دیا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ غصے کی حالت میں چل پڑے وہ اپنی بہن اور بہنوئی کے پاس آئے۔ ان کے پاس حضرت خباب رضی اللہ عنہ موجود تھے۔ جب انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاؤں کی آہٹ سنی تو وہیں چھپ گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی بہن اور بہنوئی سے پوچھا یہ گنگناہٹ کیسی تھی۔ جو میں نے ابھی ابھی سنی ہے۔ اس وقت وہ سورۂ طٰہٰ کی تلاوت کر رہے تھے۔ انہوں نے کہا ہم ویسے ہی گفتگو میں مصروف تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا شاید تم صابی ہو گئے ہو ان کے بہنوئی سعید بن زید رضی اللہ عنہ نے کہا اے عمر! اگر چہ حق تیرے دین کے علاوہ ہو۔ یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے بہنوئی حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ پر جھپٹ پڑے اور انہیں بہت زیادہ مارا۔ جب ان کی بہن اپنے خاوند کو بچانے کے لیے آئی تو انہیں بھی مکا رسید کیا۔ جس سے ان کا چہرہ لہولہان ہو گیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تمہارے پاس جو کتاب ہے مجھے بھی دکھاؤ تاکہ میں بھی اسے پڑھوں ان کی بہن نے کہا آپ ابھی ناپاک ہیں جبکہ قرآن پاک کو پاکیزہ لوگ ہی چھو سکتے ہیں۔ پہلے وضو کریں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وضو کیا اپنی بہن سے قرآن پاک لیا اور سورۂ طٰہٰ کی تلاوت کرنا شروع کی۔ جب اس آیت پر پہنچے:

اِنَّنِیْۤ اَنَا اللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنَا فَاعْبُدْنِیْ ۙ وَ اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِیْ (طٰہٰ: ۱۴)

''یقیناً میں ہی اللہ ہوں نہیں ہے کوئی معبود میرے سوا پس تو میری عبادت کیا کر اور ادا کیا کر نماز مجھے یاد کرنے کے لئے''۔

تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھے محمد مصطفیٰ ﷺ کے پاس لے چلو، حضرت خباب رضی اللہ عنہ نے جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بات سنی تو کمرے سے باہر آئے اور کہا اے عمر! بشارت ہو مجھے یقین ہے کہ آپ رسول مکرم ﷺ کی وہ دعا بن گئے ہیں جو انہوں نے جمعرات کو مانگی تھی۔ انہوں نے دعا مانگی تھی اے میرے مالک! عمر بن خطاب یا عمرو بن ہشام کے ذریعے اسلام کو عزت عطا فرما حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اپنی بہن کے گھر سے چل کر بارگاہ رسالت میں حاضر ہو گئے۔

بزار، امام بیہقی اور الطبرانی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ قبول اسلام سے پہلے میں حضور ﷺ سے شدید عداوت رکھتا تھا۔ موسم گرما کے ایک گرم دن میں مکہ کے ایک راستہ پر چل رہا تھا۔ مجھے وہاں ایک شخص ملا اس نے مجھ سے کہا اے ابن خطاب! کہاں جا رہے ہو میں نے کہا میں اس شخص کو (خاکم بدہن) قتل کرنے جا رہا ہوں اس شخص نے کہا اے عمر ابن خطاب! تیری کیفیت کتنی تعجب خیز ہے۔ تو یہ گمان کر رہا ہے کہ تو اس شخص (ﷺ) کو (خاکم بدہن) قتل کر دے گا حالانکہ ان کا دین تیرے گھر میں داخل ہو گیا ہے۔ میں نے کہا تو کیا کہنا چاہتا ہے۔ اس نے کہا تیری بہن نے

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وسلم میں اس کا مقابلہ کرنے کے لیے جاتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا بیٹھ جاؤ وہ عمرو ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کی اگر چہ وہ عمرو ہی ہو۔ حضور ﷺ نے ان کو مبارزت کی اجازت دے دی۔ انہیں اپنی تلوار ذوالفقار عطا فرمائی۔ اپنی لوہے کی زرہ انہیں پہنائی اور اپنا عمامہ مبارک انہیں دیا اور دعا کی اے میرے مالک! عمرو پر حضرت علی کی مدد فرما، یہ میرا بھائی ہے میرا چچازاد ہے تو مجھے تنہا نہ چھوڑ، تو بہترین وارث ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ مقابلہ کے لیے تشریف لے گئے اللہ تعالیٰ نے ان کی نصرت فرمائی انہوں نے ابن عبدود کو جہنم رسید کیا۔

ایک روایت میں ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے اپنا عمامہ شریف آسمان کی طرف بلند فرمایا اور عرض کی اے مولا! غزوۂ بدر کے دن تو نے مجھ سے عبیدہ رضی اللہ عنہ لے لیا۔ غزوۂ احد کے دن حمزہ رضی اللہ عنہ کو لے لیا۔ یہ میرا بھائی علی ہے یہ میرا چچازاد ہے مجھے تنہا نہ چھوڑ تو بہترین وارث ہے۔

تفسیر کبیر میں ہے کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عمرو کو قتل کیا تو حضور ﷺ نے پوچھا تم نے اس کے ساتھ اپنے آپ کو کیسے پایا؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کی اس وقت میری کیفیت یہ تھی کہ اگر تمام اہل مدینہ ایک طرف ہوتے اور میں دوسری طرف ہوتا تو میں انہیں مغلوب کر سکتا تھا۔

امام بیہقی، ابونعیم اور الطبرانی نے عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے روایت کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ شدید گرمی میں کھردری اونی قبا زیب تن فرمایا کرتے تھے لیکن گرمی کی کوئی پرواہ نہیں ہوتی تھی اور سخت سردی میں دو ہلکے کپڑے پہنا کرتے تھے انہیں سردی بھی نہیں لگتی تھی۔ جب ان سے اس کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا حضور ﷺ نے خیبر کے دن فرمایا" میں یہ علم ایسے شخص کو عطا کروں گا جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اکرم ﷺ سے محبت کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کے ہاتھوں اس قلعہ کو فتح فرمائے گا۔ حضور نبی محترم ﷺ نے مجھے بلایا اور جھنڈا عطا فرمایا پھر دعا مانگی اے میرے پروردگار! علی کو گرمی اور سردی سے بچا۔ نبی محترم ﷺ کی اس دعا کے بعد میں نے کبھی گرمی یا سردی محسوس نہیں کی۔

ابونعیم شبرمہ بن طفیل سے روایت کرتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں۔ میں نے حضرت علی کو ذوقارن کے مقام پر دیکھا اس وقت آپ نے صرف ایک ازار اور ایک چادر زیب تن فرما رکھی تھی آپ اونٹ پر قطران مل رہے تھے۔ میں نے دیکھا کہ سخت سردی میں بھی آپ کی پیشانی پر پسینے کے قطرات بہہ رہے تھے۔

الطبرانی نے اوسط میں سوید بن غفلہ سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں ہم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی اس وقت سخت سردی تھی آپ نے صرف دو کپڑے پہن رکھے تھے۔ ہم نے کہا ہمارا علاقہ آپ کو دھوکے میں نہ ڈال دے یہ سخت ٹھنڈا علاقہ ہے۔ یہ زمین آپ کی زمین کی طرح نہیں ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں گرمی اور سردی سے محفوظ ہوں۔ جب رسول کریم ﷺ نے مجھے خیبر کی طرف روانہ کیا تو میں نے آشوب چشم کی شکایت کی آپ ﷺ نے میری آنکھوں پر لعاب دہن لگایا۔ اس دن سے نہ تو کبھی میری آنکھوں میں تکلیف ہوئی اور نہ ہی میں نے گرمی اور سردی کو محسوس کیا۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وَلَا بِقَوْلِ كَاهِنٍ ؕ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ؕ (الحاقہ: ۴۲)

''اور نہ ہی یہ کسی کاہن کا قول ہے۔ تم لوگ بہت کم توجہ کرتے ہو''

اس وقت اسلام میرے دل میں پوری طرح جاگزیں ہو گیا۔

ابن ابی شیبہ نے مسند میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ایک رات میری بہن دردزہ میں مبتلا تھی۔ میں اپنے گھر سے نکل کر خانہ کعبہ میں آ گیا۔ حضور اکرم ﷺ بیت اللہ میں تشریف لائے۔ آپ ﷺ نے نماز ادا فرمائی۔ میں نے آپ ﷺ سے وہ کلام سنا جسے میں نے پہلے نہیں سنا تھا۔ پھر آپ ﷺ بیت اللہ سے واپس تشریف لائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے عمر! شب و روز مجھے کیوں نہیں چھوڑتے؟ میں ڈر گیا کہ کہیں آپ ﷺ میرے لئے بددعا نہ فرمائیں میں نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور آپ صلی اللہ علیک وسلم اللہ کے رسول ہیں۔

الطبرانی نے اوسط میں حسن سند کے ساتھ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا حضور ﷺ نے ان کے سینے پر اپنا دست اقدس پھیرا اور دعا کی مولا! عمر کے سینے سے کھوٹ کو نکال دے اور ان کے ایمان کو مداومت عطا فرما۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے لیے دعا

ابن سعد نے واقدی کی سند سے ان کے شیوخ سے روایت کیا ہے کہ غزوۂ خندق کے دن عمرو بن عبدود نے مبارزت کی دعوت دی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں اس کے ساتھ نبرد آزما ہوں گا۔ حضور ﷺ نے انہیں اپنی مبارک تلوار اور عمامہ شریف عطا فرمایا اور دعا کی مولا! ابن عبدود پر ان کی اعانت فرما پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ عمرو بن عبدود کے مقابلہ کے لیے تشریف لے گئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور عمرو ایک دوسرے کے قریب ہوئے اور ایک دوسرے سے زور آزمائی کرنے لگے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تلوار کے ایک ہی وار سے اس کو واصل جہنم کر دیا۔ یہ عبرت ناک انجام دیکھ کر اسکے ساتھی بھاگ گئے۔

سیرۃ نبویہ میں ہے کہ جب مشرکین کے گروہ حضور ﷺ سے جنگ لڑنے کے لیے جمع ہوئے تو نبی اکرم ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام نے خندق کھود لی۔ نبی کریم ﷺ اور آپ کے صحابہ خندق کے اندر تھے۔ جبکہ اہل شرک خندق کے باہر تھے۔ مشرکین کی ایک جماعت نے خندق کو ایک تنگ جگہ سے عبور کر لیا۔ وہ گھوڑوں پر سوار تھے ان میں عمرو بن عبدود بھی تھا۔ وہ عرب کے مشہور بہادروں میں سے تھا۔ اس نے مقابلہ کی دعوت دی۔ حضرت علی کھڑے ہوئے اور کہا میں اس کے ساتھ مقابلہ کے لیے جاتا ہوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا بیٹھ جاؤ وہ عمرو ہے۔ عمرو نے دوبارہ یہی صدا لگائی۔ اس نے مسلمانوں کو غیرت دلائی اس نے کہا کہاں ہے تمہاری جنت جس کے متعلق تم گمان کرتے ہو کہ قتل ہونے کے بعد وہاں داخل ہو جاؤ گے۔ میرا مقابلہ کرنے کے لیے کون آئے گا؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ دوبارہ کھڑے ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بیویوں میں سے ہر بیوی نے آٹھویں حصے میں سے چوتھا حصہ اسی ہزار دینار حاصل کیے اور ایک اور روایت کے مطابق ان میں سے ہر ایک کا حصہ ایک لاکھ دینار تھا ان میں سے ایک بیوی نے اسی ہزار دینار سے زیادہ لے کر صلح کر لی۔ انہوں نے ایک ہزار گھوڑے اور پانچ ہزار دینار راہ خدا میں خیرات کرنے کی وصیت کی۔ اپنا ایک باغ امہات المومنین رضی اللہ عنہن کو دینے کی وصیت کی وہ باغ چار لاکھ دینار میں فروخت کیا گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ہر بدری صحابی کو چار ہزار دینار دینے کی وصیت کی اس وقت بدری صحابہ کی تعداد ایک سو تھی ان تمام نے یہ دینار حاصل کیے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بھی یہ دینار حاصل کیے۔ یہ تمام اشیاء ان صدقات کے علاوہ ہے جو وہ اپنی زندگی میں دیا کرتے تھے۔

ایک دن آپ نے تیس غلام آزاد کیے۔ ایک دفعہ آپ نے ایک کارواں تجارت پر روانہ کیا۔ وہ قافلہ سات سو اونٹوں پر مشتمل تھا۔ جب وہ کارواں واپس آیا تو وہ ہر قسم کی اشیاء پر مشتمل تھا۔ آپ نے وہ تمام اونٹ اور تمام اشیاء فی سبیل اللہ صدقہ کر دیں۔ ایک دفعہ انہوں نے اپنے مال کا ایک حصہ اللہ کے راستہ میں دے دیا وہ حصہ چار ہزار دینار پر مشتمل تھا۔ پھر چالیس ہزار درہم صدقہ کیے پھر چالیس ہزار دینار صدقہ کیے۔ پانچ سو اونٹ اللہ تعالیٰ کے راستہ میں دیئے پھر پانچ سو اونٹ صدقہ کیے۔

روایت میں ہے کہ جب حضور ﷺ نے صدقہ کی ترغیب دلائی تو وہ چار ہزار درہم لے کر بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میرے پاس آٹھ ہزار درہم تھے۔ میں نے چار ہزار درہم اپنے رب کو قرض دے دیئے ہیں اور چار ہزار درہم اپنے اہل خانہ کے لیے رکھ لیے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ تیرے اس مال میں بھی برکت دے جو تو نے اللہ کی راہ میں صدقہ کیا ہے اور تیرے اس مال کو بھی بابرکت کرے جو تو نے اپنے گھر میں رکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے مال میں برکت دی۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے لیے دعا

ترمذی اور حاکم نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا اے میرے مولا! سعد جب بھی تجھ سے دعا کرے اس کی دعا کو قبول فرما یہ اس دعا کا ہی ثمرہ تھا کہ وہ جب بھی دعا کرتے تھے ان کی دعا قبول ہوتی تھی۔ طبرانی نے اسے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔

ابن سعد نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا اے مولا! حضرت سعد کے تیر کو نشانے پر لگا ان کی ہر دعا کو قبول فرما۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی ہر دعا کو شرف قبولیت عطا فرمایا آپ ﷺ کی دعا کے طفیل وہ محبوب ہو گئے۔ ان کا تیر نشانے سے خطا نہیں ہوتا تھا اور ان کی دعا رد نہیں ہوتی تھی۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے لیے دعا

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے میرے لیے یوں دعا فرمائی:

اَللّٰهُمَّ فَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ ''اے مولا! اسے دین کی سمجھ عطا فرما''۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حاکم اور امام بیہقی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور سید عالم ﷺ نے مجھے یمن کی طرف قاضی بنا کر بھیجا تو میں عرض کی کہ حضور صلی اللہ علیک وسلم آپ مجھے یمن کی طرف روانہ فرما رہے ہیں تاکہ میں ان میں جج کے فرائض انجام دوں حالانکہ میں ابھی جوان ہوں اور میں نہیں جانتا کہ فیصلہ کیسے کیا جاتا ہے۔ حضور ﷺ نے اپنا دست اقدس میرے سینے پر مارا اور دعا کی اے میرے مالک! اس کے دل کو ہدایت نصیب فرما اور اس کی زبان کو استقامت عطا فرما۔ مجھے اس ذات کی قسم جو دانے کو پھاڑتا ہے۔ اس دعا کے بعد میں نے کبھی بھی دو آدمیوں میں فیصلہ کرتے ہوئے تردد محسوس نہیں کیا۔

ابن سعد نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ مجھے سرور کائنات ﷺ نے یمن کی طرف بھیجا میں نے عرض کیا یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم آپ مجھے بزرگ لوگوں میں بھیج رہے ہیں۔ مجھے اندیشہ ہے کہ میں ان میں فیصلہ نہیں کرسکوں گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ تیری زبان کو استحکام اور دل کو ہدایت نصیب فرمائے گا۔

حاکم، امام بیہقی اور ابو نعیم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں بیمار ہو گیا رسول مکرم ﷺ میری عیادت کے لیے تشریف لائے اس وقت میں یہ دعا مانگ رہا تھا۔ اے میرے پروردگار! اگر میری وفات کا وقت قریب آگیا ہے تو تو مجھ پر رحم فرما اور اگر میری وفات متاخر ہے تو مجھے اس بیماری سے نجات عطا فرما اور اگر یہ آزمائش ہے تو مجھے صبر کرنے کی توفیق دے۔ حضور ﷺ نے فرمایا مولا! اسے شفا عطا فرما اسے عافیت عطا فرما۔ پھر آپ ﷺ نے مجھے فرمایا اٹھو میں اسی وقت کھڑا ہو گیا۔ اس کے بعد وہ درد مجھے کبھی نہیں ہوا۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے لیے دعا

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی مکرم ﷺ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف سے کہا اللہ تعالیٰ تجھے بابرکت کرے۔

ابن سعد اور امام بیہقی نے روایت کیا ہے اس دعا کے بعد حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے۔ اب میری کیفیت یہ ہے کہ اگر میں کسی پتھر کو بھی اٹھاؤں تو مجھے امید ہے کہ مجھے اس کے نیچے سے بھی سونا یا چاندی ملے گا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے خیرات و بھلائی کے دروازوں کو کھول دیا۔ جب آپ رضی اللہ عنہ مدینہ طیبہ تشریف لائے تو آپ کے پاس کوئی چیز نہ تھی۔ حضور ﷺ نے انہیں حضرت سعد بن الربیع انصاری رضی اللہ عنہ کا بھائی بنا دیا۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے ارادہ کیا کہ وہ اپنی دو بیویوں میں سے ایک کو طلاق دے دیتے ہیں تاکہ حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ اس سے نکاح کر لیں اور اپنا آدھا مال بھی انہیں دینے کا ارادہ کیا۔ حضرت عبدالرحمٰن نے حضرت سعد سے فرمایا مجھے اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے اللہ تعالیٰ تیری بیویوں اور تیری مال میں برکت فرمائے۔ آپ صرف مجھے بازار کا راستہ بتا دیجئے۔ انہوں نے تجارت کا پیشہ اختیار کیا۔ حضور ﷺ کی دعا کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے انہیں وافر مال عطا فرمایا۔ جب ۳۱ ہجری یا ۳۲ ہجری میں آپ نے مدینہ طیبہ میں انتقال فرمایا تو آپ کے ورثہ میں سے سونے کو کدالوں سے کھودا گیا کئی ہزار مزدوروں کے ہاتھ زخمی ہو گئے ان کی

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حزام کو ایک دینار دے کر بھیجا تا کہ وہ آپ ﷺ کے لیے قربانی کا جانور لے کر آئیں۔ انہوں نے پہلے ایک دینار کا ایک جانور خریدا پھر اسے دو دینار میں فروخت کر دیا۔ پھر ایک دینار کا ایک اور جانور خریدا وہ جانور بھی اور وہ دینار بھی بارگاہ رسالت میں پیش کر دیا۔ حضور اکرم ﷺ نے دعا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ ان کی تجارت میں برکت کرے۔

حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ تجارت میں ایک خوش قسمت آدمی تھے جب بھی کوئی چیز بیچتے انہیں نفع ہوتا۔

حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ کے لیے دعا

امام بخاری نے جعید بن عبدالرحمٰن سے روایت کیا ہے کہ حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ نے چورانوے سال کی عمر میں انتقال کیا۔ اس وقت بھی وہ ایک مضبوط اور تندرست و توانا شخص تھے۔ وہ کہتے تھے میں جانتا ہوں کہ مجھے یہ تمام نعمتیں حضور ﷺ کی دعا کے طفیل ملی ہیں۔

حضرت ابوسفیان رضی اللہ کے لیے دعا

امام سیوطی نے ''تحفۃ الابد'' میں لکھا ہے کہ قزوینی نے اپنی تاریخ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ بعثت نبوی ﷺ کے آغاز میں ابوجہل نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو تھپڑ مارا۔ انہوں نے بارگاہ رسالت میں اس کی شکایت کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا ابوسفیان کے پاس جاؤ اور انہیں بتاؤ۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا ابوسفیان کے پاس آئیں اور انہیں بتایا۔ ابوسفیان نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا ہاتھ پکڑا اور انہیں ابوجہل کے پاس لے گئے اور کہا جس طرح اس نے آپ کو تھپڑ مارا ہے۔ آپ بھی اسی طرح اسے تھپڑ ماریں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے ایسے ہی کیا۔ پھر آپ رضی اللہ عنہا بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئیں اور یہ واقعہ عرض کیا آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعا کے لئے ہاتھ بلند فرمائے اور عرض کی مولا! ابوسفیان کو اپنی رحمت سے محروم نہ کرنا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ مجھے اس میں کوئی شک نہیں کہ ان کا اسلام قبول کرنا حضور اکرم ﷺ کی دعا کی وجہ سے تھا۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے لیے دعا

امام مسلم اور امام بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ سرور دو عالم ﷺ نے مجھے فرمایا معاویہ کو بلاؤ میں نے عرض کی کہ وہ کھانا کھا رہے ہیں۔ جب میں نے تیسری مرتبہ بھی یہی عرض کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ معاویہ کے پیٹ کو نہ بھرے اس دعا کے بعد وہ کبھی شکم سیر نہیں ہوئے۔

امام بخاری نے تاریخ میں وحشی سے روایت کیا ہے کہ ایک دفعہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کے پیچھے بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ نے پوچھا تیرے جسم کا کون سا حصہ میرے ساتھ ملا ہوا ہے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی پیٹ۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعا فرمائی اے مولا! اس کے پیٹ کو علم اور حلم سے بھر دے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حاکم، امام بیہقی اور ابونعیم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہی اس روایت کو نقل کیا ہے اس میں یہ اضافہ ہے۔ عَلِّمْهُ التَّاوِيْلَ ''اے مولا! اسے تاویل کا علم بھی عطا فرما''۔ یہ اسی دعا کا نتیجہ ہی تھا کہ آپ اس امت کے جید عالم ہوئے خصوصاً علم تفسیر میں آپ لاثانی تھے۔

امام احمد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول مکرم ﷺ نے میرے سر پر اپنا دست اقدس پھیرا اور میرے لیے حکمت کی دعا فرمائی، حضور ﷺ کی دعا نے دراجابت پر شرف قبولیت حاصل کیا۔

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما کے لیے دعا

ابن ابی شیبہ، ابویعلیٰ اور امام بیہقی نے حسن سند کے ساتھ عمرو بن حریث رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے پاس سے اس وقت گذرے جب وہ کوئی چیز بیچ رہے تھے۔ حضور نبی محترم ﷺ نے دعا فرمائی، اے میرے مولا! ان کی ہر تجارت میں برکت دے۔ اسی دعا کی وجہ سے انہیں بہت زیادہ نفع حاصل ہوتا تھا۔

حضرت مقداد رضی اللہ عنہ کے لیے دعا

ابونعیم نے حضرت ضباعہ بنت الزبیر بن عبدالمطلب، جو حضرت مقداد رضی اللہ عنہ کی زوجہ تھیں، سے روایت کیا ہے وہ فرماتی ہیں کہ ایک دن حضرت مقداد رضی اللہ عنہ ضروری کام کے لیے بقیع کی طرف گئے۔ اسی اثناء میں کہ وہ وہاں بیٹھے ہوئے تھے ایک چوہے نے ایک سوراخ سے ایک دینار نکالا پھر وہ یکے بعد دیگرے دینار نکالتا رہا حتی کہ ان کی تعداد ستر ہوگئی۔ وہ انہیں لے کر بارگاہ رسالت میں حاضر ہوگئے اور تمام واقعہ عرض کیا آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کیا تم نے اپنا ہاتھ اس کے سوراخ میں ڈالا تھا۔ انہوں نے کہا نہیں حضور ﷺ نے فرمایا یہ صدقہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے تجھے عطا کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ تجھے اس میں برکت عطا کرے۔ حضرت ضباعہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں پھر وہ دینار ختم نہ ہوئے۔ حتی کہ میں نے حضرت مقداد رضی اللہ عنہ کے گھر چاندی کے بورے دیکھے۔

ولید بن ولید، سلمہ بن ہشام اور عیاش بن ابی ربیعہ رضی اللہ عنہم کے لیے دعا

امام بیہقی اور ابونعیم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ جب عشاء کی نماز ادا فرماتے تو آخری رکعت میں یہ دعا مانگتے مولا! ولید بن ولید کو نجات عطا فرما مولا! سلمہ بن ہشام کو نجات دے مولا! عیاش بن ابی ربیعہ کو نجات دے۔ میرے مالک! کمزور مومنین کو نجات دے مولا مضر پر اپنی گرفت سخت کر مولا! ان پر ایسا قحط نازل فرما جیسا قحط حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانہ میں نازل ہوا تھا۔ پھر وہ ''علہز'' کھائیں۔ نبی اکرم ﷺ کمزور مسلمانوں کے لیے لگاتار دعا کرتے رہے حتی کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں نجات عطا فرمائی۔ پھر آپ ﷺ نے دعا کرنا ترک کردی۔

حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ کے لیے دعا

ابن سعد نے ابوحصین کی سند سے مدینہ طیبہ کے ایک بزرگ سے روایت کیا ہے سرور کائنات ﷺ نے حضرت حکیم بن

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وقت میں، میری امی جان اور میری خالہ محترمہ ہی گھر میں تھے۔ میری والدہ محترمہ نے کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم اپنے چھوٹے خادم انس کے لیے دعا فرمائیں۔ آپ ﷺ نے ان کے لیے ہر قسم کی دعا فرمائی، آخری دعا یہ تھی مولا! ان کے مال اور ان کی اولاد کو کثیر فرما ان کی ہر چیز میں برکت نازل فرما ان کی عمر کو طویل اور جنت میں انہیں میرا رفیق بنا۔

امام مسلم اور امام بخاری نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ نبی مکرم ﷺ نے میرے لیے دعا فرمائی اے میرے مالک! انس کے مال اور اس کی اولاد کو زیادہ فرما اور ان کے رزق میں برکت فرما۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اللہ کی قسم! مجھے کثیر مال عطا ہوا، میرے بیٹے اور میرے پوتے سو سے زائد ہیں۔ میری لخت جگر آمنہ کہتی ہیں کہ میں نے ایک سو انتیس بیٹوں کو دفن کیا۔

ابن سعد نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے میرے لیے کثیر مال، کثیر اولاد، طویل عمر اور مغفرت کی دعا فرمائی میں نے اپنے ایک سو بیس بیٹوں کو سپرد خاک کیا ہے۔ میرا باغ سال میں دو دفعہ ثمر آور ہوتا ہے۔ میں نے اتنی طویل زندگی گذاری ہے کہ اب میں اس سے تنگ آ گیا ہوں۔ مجھے حضور ﷺ کی چوتھی دعا (مغفرت) کی قبولیت کی بھی امید ہے۔

ابن سعد نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ مجھے اب بھی وہ دعا یاد ہے۔ جو حضور ﷺ نے میرے لیے، میرے مال اور میری اولاد کے لیے مانگی تھی۔

امام بیہقی نے حمیہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت انس نے ننانوے سال زندگی بسر فرمائی اور 91 ہجری میں وصال فرمایا۔ ترمذی اور بیہقی نے ابوالعالیہ سے روایت کی ہے کہ حضرت انس کا ایک ایسا باغ تھا جو سال میں دو مرتبہ پھل دیتا تھا۔ اس باغ میں ریحان تھا جس سے کستوری کی خوشبو آتی تھی۔

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کے لیے دعا

امام بیہقی نے حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ بیان فرماتے ہیں کہ غزوۂ خندق کی رات ہم حضور ﷺ کے ساتھ تھے۔ اس رات بہت شدید آندھی تھی۔ حضور ﷺ نے فرمایا کوئی ایسا آدمی ہے۔ جو مشرک قوم کی خبر لے کر آئے وہ قیامت کے دن میرے ساتھ ہوگا۔ لیکن ہم سے کسی نے بھی جواب نہ دیا آپ ﷺ نے دوسری اور تیسری مرتبہ یہی ارشاد فرمایا پھر فرمایا اے حذیفہ! اٹھو اور اس قوم کی خبر لے کر آؤ میں مشرکین کی خبر لینے چلا گیا مجھے ایسے محسوس ہو رہا تھا کہ میں موت کی راہ پر گامزن ہوں۔ جب میں واپس آیا اس وقت بھی میری یہی کیفیت تھی۔ جب میں اپنے کام سے فارغ ہوا تو مجھے شدید سردی لگی۔ دوسری روایت میں ہے کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم اتنی شدید سردی میں میں صرف آپ کے شرم وحیا کے لیے جا رہا ہوں۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا جاؤ سردی یا گرمی کا تجھ پر کوئی اثر نہیں ہوگا حتی کہ تو میرے پاس واپس آجائے۔

ایک اور سند سے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب میں وہاں جانے کے لیے کھڑا ہوا

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

علم اور حلم کسی سے پوشیدہ نہیں۔

ابن سعد نے روایت کیا ہے کہ سرور دو عالم ﷺ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے لیے دعا فرمائی:

اَللّٰهُمَّ عَلِّمْهُ الْكِتَابَ وَ مَكِّنْ لَهُ الْبِلَادَ وَقِهِ الْعَذَابَ

''اے مولا! ان کو کتاب کی تعلیم دے اور ان کی سلطنت کو استحکام عطا فرما اور انہیں عذاب سے بچا۔''

سب سے پہلے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ امیر مقرر ہوئے۔ پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں امیر رہے وہ بیس سال تک شام کے امیر رہے۔ پھر بیس سال تک خلیفہ رہے۔ جب حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ خلافت سے کنارہ کش ہوئے تو ان کی خلافت پر امت کا اجماع ہو گیا اور لوگوں نے ان کی بیعت کی۔

حضرت خباب بن الارت رضی اللہ عنہ کے لیے دعا

سیرت نبوی ﷺ میں ہے کہ حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ ان صحابہ کرام میں سے تھے۔ جنہیں مشرکین اذیتیں دیا کرتے تھے وہ اپنے حالات خود بیان کرتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں نے دیکھا کہ لوگوں نے میرے لیے آگ جلائی پھر مجھے اس پر پشت کے بل لٹا دیا میری پیٹھ کی چربی کی وجہ سے وہ آگ بجھ گئی۔

حضرت خباب رضی اللہ عنہ آہن گر تھے۔ زمانہ جاہلیت میں انہیں قیدی بنایا گیا ام انمار نے انہیں خرید لیا۔ جب آپ نے اسلام قبول کیا تو وہ آپ کو بہت اذیتیں دیا کرتی تھی۔ وہ لوہا لیتی اسے آگ میں گرم کرتی پھر اسے حضرت خباب رضی اللہ عنہ کے سر پر رکھ دیتی۔ انہوں نے بارگاہ رسالت میں اس کی شکایت کی آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعا فرمائی مولا! خباب کی مدد فرما۔ ان کی مالکہ کے سر میں کوئی تکلیف ہوگئی جس کی وجہ سے وہ کتوں کے ساتھ بھونکا کرتی تھی۔ بعض لوگوں نے اسے داغ لگوانے کا مشورہ دیا۔ اس نے حضرت خباب رضی اللہ عنہ کو داغ لگانے کا حکم دیا۔ آپ لوہے کو گرم کر کے اس کے سر کو داغ لگاتے تھے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے لیے دعا

امام بخاری نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میری والدہ محترمہ نے بارگاہ رسالت میں عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم اپنے خادم انس کے لیے دعا فرمائیں حضور ﷺ نے دعا فرمائی مولا! اس کے مال اور اس کی اولاد کو زیادہ فرما اور جو نعمت تو اسے عطا کرے اس میں برکت فرما۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے اللہ کی قسم! میرے پاس بہت زیادہ مال ہے اور آج میرے بیٹے اور پوتے ایک سو سے زائد ہیں۔ ایک روایت میں ہے آپ نے فرمایا زندگی کی جتنی سہولت مجھے میسر رہی کسی اور شخص کو اتنی آسائش نہ مل سکی۔ میں نے اپنے ان ہاتھوں سے ایک سو بیٹوں کو دفن کیا ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے طاعون جارف میں وصال فرمایا اس وقت ان کے ستر بیٹے تھے۔

امام مسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ ہمارے گھر تشریف لائے اس

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کے لیے دعا

امام بیہقی نے دلائل میں روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کے لیے دعا فرمائی۔

اَفْلَحَ وَجْھُکَ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَہٗ فِیْ شَعْرِہٖ وَ بَشَرِہٖ

"اللہ تعالیٰ تمہارے چہرے کو کامیاب و کامران کرے۔ اے میرے مولا اس کے بالوں اور اس کی جلد میں برکت عطا کر۔"

حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کے لیے دعا

ابن اسحاق، حاکم اور امام بیہقی نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ مرحب قلعہ خیبر سے باہر آیا اور مبارزت کی دعوت دینے لگا۔ حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں اسے واصل جہنم کروں گا۔ آپ ﷺ نے انہیں جانے کی اجازت دی پھر بارگاہ ایزدی میں دعا کے لیے ہاتھ بلند کیے۔ مولا! مرحب پر اس کی اعانت فرما۔ حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے مرحب کو قتل کر دیا۔

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ کے لیے دعا

ابویعلیٰ اور امام بیہقی نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ نبی محترم ﷺ ایک غزوہ پر تشریف لے گئے۔ میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میرے لیے شہادت کی دعا فرمائیں۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعا فرمائی مولا! انہیں سلامتی عطا فرما اور انہیں مال غنیمت دے جب ہم نے جہاد کیا تو اللہ تعالیٰ نے ہمیں سلامتی بخشی اور مال غنیمت عطا فرمایا پھر آپ ﷺ ایک اور غزوہ پر تشریف لے گئے۔ میں پھر آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میرے لیے شہادت کی دعا فرمائیں۔ آپ ﷺ نے دعا فرمائی مولا انہیں سلامتی عطا فرما اور مال غنیمت عطا فرما۔ اس غزوہ میں اللہ تعالیٰ نے نہ صرف ہمیں فتح عطا فرمائی بلکہ سلامتی اور مال غنیمت سے بھی نوازا۔

حضرت عبداللہ ذی البجادین رضی اللہ عنہ کے لیے دعا

ابونعیم نے واقدی سے روایت کیا ہے کہ حضرت عبداللہ ذوالبجادین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ جب رسول کریم ﷺ تبوک کی طرف تشریف لے گئے۔ تو میں نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میرے لیے شہادت کی دعا فرمائیں۔

آپ ﷺ نے فرمایا اے میرے مالک! میں اس کا خون کفار پر حرام کرتا ہوں۔ تو جب بھی راہ خدا میں نکلے گا تجھے بخار ہو جائے گا تجھے بخار کی وجہ سے موت آئے گی لیکن تجھے شہادت کا مرتبہ ملے گا۔ جب صحابہ کرام تبوک پہنچے تو وہاں حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ کو بخار ہو گیا اور اسی بخار میں ہی ان کا انتقال ہو گیا۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تو آپ ﷺ نے فرمایا مشرکین کے لشکر میں ایک اہم واقعہ رونما ہوا ہے۔ جاؤ اور پھر مجھے اس واقعہ کے متعلق بتاؤ میں بہت زیادہ ڈرپوک تھا۔ سردی کا احساس بھی مجھے بہت زیادہ ہوتا تھا۔ جب میں باہر نکلنے لگا تو نبی مکرم ﷺ نے دعا فرمائی آپ ﷺ نے فرمایا مولا! سامنے سے، پیچھے سے، دائیں سے، بائیں سے، اوپر سے، نیچے سے اس کی حفاظت فرما۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ اللہ کی قسم! میرا تمام خوف ختم ہوگیا میں دشمن کی فوج میں گھس گیا وہاں لوگ بلند آواز سے پکار رہے تھے۔ ''کوچ، کوچ'' اب یہاں قیام کرنے کا کوئی فائدہ نہیں۔ اس وقت آندھی بڑی شدت سے چل رہی تھی۔ میں ان کے کجاووں پر پتھر گرنے کی آواز سن رہا تھا۔ انہیں سخت آندھی کا سامنا تھا۔ پھر میں وہاں سے واپس آنے لگا۔ جب میں نے آدھا راستہ طے کیا تو مجھے بیس شاہ سوار ملے۔ انہوں نے عمامے باندھ رکھے تھے۔ انہوں نے کہا اپنے صاحب ﷺ کو بتانا کہ اللہ تعالیٰ اس قوم کو کافی ہوگیا ہے۔ پھر میں اپنی قیام گاہ میں واپس آگیا۔ اللہ کی قسم! مجھے سردی کا بالکل احساس نہ ہوا اس وقت اللہ تعالیٰ اس آیت کو نازل فرمایا:

يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ جَآءَتْكُمْ جُنُوْدٌ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا وَّ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرًا ۚ (الاحزاب:۹)

''اے ایمان والو! یاد کرو اللہ تعالیٰ کے احسان کو جو اس نے تم پر کیا۔ جب (حملہ آور ہوکر) آگئے تھے تم پر (کفار کے) لشکر پس ہم نے بھیج دی ان پر آندھی اور ایسی فوجیں جنہیں تم دیکھ نہیں سکے تھے''۔

ایک اور روایت میں ہے کہ حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا انہیں شدید آندھی نے آلیا تیز ہوا نے ان کے سامان کو الٹ پلٹ کر دیا۔ جب میں واپس آیا تو مجھے شاہ سواروں کا ایک دستہ ملا ان میں سے دو افراد میرے پاس آئے اور کہنے لگے۔ رسول مکرم ﷺ کے پاس جاؤ اور انہیں بتاؤ کہ اللہ تعالیٰ لشکر اور ہوا کے ساتھ انہیں کافی ہوگیا ہے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ رسول کریم ﷺ نے حضرت حذیفہ سے فرمایا کیا تم اس لشکر میں جاؤ گے؟ انہوں نے کہا اللہ کی قسم مجھے قتل ہو جانے کی کوئی پرواہ نہیں لیکن میں قیدی بن جانے سے ڈرتا ہوں۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا تجھے قیدی نہیں بنایا جاسکے گا اللہ تعالیٰ نے ان پر تیز آندھی کو مسلط کیا جس نے ان کے تمام خیموں کو اکھیڑ دیا اور تمام برتنوں کو اوندھا کر دیا۔

ابونعیم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ غزوۂ خندق کے دن نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جو شخص دشمن کے لشکر کی خبر لے کر آئے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں میرا رفیق بنائے گا۔ آپ ﷺ نے تین مرتبہ ایسے فرمایا لیکن کسی شخص نے جواب نہ دیا پھر آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اے حذیفہ! انہوں نے عرض کی لبیک میں حاضر ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیا تو نے میری آواز نہیں سنی، انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میں نے آپ کی آواز کو سنا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا پھر تو نے مجھے جواب کیوں نہیں دیا انہوں نے عرض کی سردی بہت شدید ہے آپ ﷺ نے فرمایا تمہیں سردی نہیں لگے گی۔ پھر حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ دشمن کی فوج کی خبر لینے چلے گئے۔ انہیں بالکل سردی محسوس نہ ہوئی اور جب وہ واپس آگئے تو انہیں سردی محسوس ہونے لگی۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضرت ابوطلحہ نے فرمایانہیں حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا اللہ تعالیٰ نے آپ کو عاریتاً بیٹا عطا فرمایا تھا۔ اب اس نے وہ واپس لے لیا ہے۔ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور اپنی بیوی کے یہ کلمات حضور ﷺ کو بتائے۔ اس رات حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے حقوق زوجیت ادا کیے تھے۔ حضور ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ تمہاری اس رات میں برکت فرمائے۔ پھران کے ہاں بچہ ہوا۔ انہوں نے اس کا نام عبداللہ رکھا۔ صحابہ کرام بیان فرماتے تھے کہ وہ اپنے زمانہ کا بہترین جوان تھا۔

ابن سعد نے روایت کیا ہے کہ انصار کا کوئی جوان بھی اس سے افضل نہ تھا۔

امام بیہقی نے اسی روایت کو حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اس میں یہ اضافہ ہے کہ اس بچے کو بارگاہ رسالت میں پیش کیا گیا۔ آپ ﷺ نے اس کو گھٹی دی۔ اس کی پیشانی پر اپنا ہاتھ پھیرا اور اس کا نام عبداللہ رکھا۔ حضور ﷺ کے دست اقدس کی برکت سے ان کی پیشانی پر ایک نورانی داغ بن گیا۔

حضرت ابوالیسر کعب بن عمرو رضی اللہ عنہ کے لیے دعا

ابن اسحاق نے حضرت بریدہ سے اور انہوں نے سفیان اسلمی سے اور وہ بنوسلمہ کے بعض افراد سے روایت کرتے ہیں۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ کی قسم! ہم اس وقت حضور ﷺ کے ساتھ خیبر کے مقام پر موجود تھے۔ جب یہود کی بھیڑیں آئیں وہ اپنے قلعے میں جانا چاہتی تھیں۔ حالانکہ ہم نے ان کا محاصرہ کر رکھا تھا۔ حضور ﷺ نے فرمایا ہمیں اس بھیڑ کا گوشت کون کھلائے گا۔ ابوالیسر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ میں نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میں آپ کو اس کا گوشت کھلاؤں گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا پھر جاؤ اور اسے پکڑ کر لے آؤ۔ میں شترمرغ کی طرح بھاگتا ہوا گیا۔ جب حضور ﷺ نے مجھے جاتے ہوئے دیکھا تو آپ ﷺ نے دعا فرمائی مولا! ہمیں اس لطف اندوز فرما۔ حضرت ابوالیسر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ میں نے بھیڑوں کو اس وقت جالیا جب ان کا ابتدائی حصہ قلعے میں داخل ہو رہا تھا۔ میں نے ریوڑ کے آخری حصہ سے دو بکریاں اٹھائیں۔ انہیں اپنی بغل میں دبایا اور اس طرح دوڑتا ہوا آیا گویا کہ میں خالی ہاتھ ہوں۔ میں نے حضور ﷺ کے سامنے انہیں پھینک دیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے انہیں ذبح کیا اور ان کا گوشت تناول کیا۔ ابوالیسر رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام میں سے سب سے آخر میں انتقال فرمایا جب وہ یہ واقعہ بیان کرتے تو رونے لگتے اور کہتے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے میری زندگی سے فائدہ اٹھایا میں ان سب کے آخر میں انتقال کرنے والا ہوں۔

حضرت طفیل بن عمرو الدوسی رضی اللہ عنہ کے لیے دعا

امام بیہقی نے ابن اسحاق سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ حضرت طفیل بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان فرماتے تھے کہ جب رسول مکرم ﷺ مکہ معظمہ میں تشریف فرما تھے اس وقت میں مکہ مکرمہ میں آیا۔ قریش مکہ طفیل بن عمرو کے پاس گئے۔ طفیل ایک صاحب شرف انسان اور عمدہ شاعر تھے۔ انہوں نے ان سے کہا تم ہمارے شہر میں آئے ہو تو سن لو وہ شخص جو سامنے ہے اس نے ہماری جماعت میں انتشار پیدا کر دیا ہے اور ہمارے معاملہ میں افتراق پیدا کر دیا ہے۔ اس کا کلام جادو کی طرح ہے۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضرت ثابت بن یزید رضی اللہ عنہ کے لیے دعا

الطبرانی نے مسند الشامیین میں ابن مندہ اور الباوردی نے ''المعرفہ'' میں ابن عائذ سے روایت کیا ہے کہ حضرت ثابت بن یزید نے بارگاہ رسالت میں عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میرے پاؤں میں لنگڑا پن ہے۔ جس کی وجہ سے میرا پاؤں زمین پر نہیں لگ سکتا۔ آپ ﷺ نے میرے لیے دعا فرمائی حتی کہ میرا پاؤں دوسرے پاؤں کی طرح ہو گیا۔

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے لیے دعا

امام بیہقی نے سلیمان بن صرد سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ دو آدمیوں کو لے کر بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے۔ ان دونوں میں قرآت کا اختلاف تھا۔ ان میں سے ہر ایک یہ دعویٰ کرتا تھا کہ میں نے حضور ﷺ سے قرآن پاک پڑھا ہے۔ حضور ﷺ نے دونوں کی قرآت کو سنا اور فرمایا تم دونوں نے عمدہ قرآت کی ہے۔ حضرت ابی بن کعب فرماتے ہیں کہ اس سے میرے دل میں زمانہ جاہلیت سے بھی زیادہ شک اور تردد پیدا ہوا۔ حضور ﷺ نے اپنا دست اقدس میرے سینے پر مارا اور دعا مانگی مولا! اس سے شیطان کو دور فرما میں اس وقت پسینے سے شرابور ہو گیا۔ مجھے ایسے محسوس ہوا کہ میں اپنے رب کی طرف دیکھ رہا ہوں۔

حضرت ابوطلحہ اور ام سلیم رضی اللہ عنہما کے لیے دعا

امام بخاری اور امام مسلم نے اسحاق بن عبد بن ابی طلحہ کی سند سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے نور نظر کو مرض لاحق ہوا جس میں ان کا انتقال ہو گیا۔ اس وقت حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ گھر میں موجود نہ تھے۔ جب ان کی زوجہ محترمہ نے دیکھا کہ ان کا لخت جگر وفات پا چکا ہے۔ تو انہوں نے اس کے کپڑے ڈھانپ کر گھر کے ایک کونے میں رکھ دیا۔ جب حضرت ابوطلحہ آئے تو انہوں نے پوچھا میرا نور نظر کیسا ہے۔ اس کی زوجہ نے جواب دیا اب وہ بڑا پرسکون ہے۔ میں امید کرتی ہوں کہ اب اسے آرام آ گیا ہوگا۔

ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سمجھے کہ ان کی بیوی سچ کہہ رہی ہے۔ انہوں نے شب بسری کی صبح کے وقت غسل فرمایا جب وہ گھر سے باہر جانے لگے تو ان کی زوجہ نے انہیں تمام حالات بتائے کہ ان کا نور نظر انتقال کر گیا ہے۔ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کے ساتھ نماز جنازہ ادا کی اور پھر آپ ﷺ کو یہ واقعہ سنایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ تمہاری اس رات میں برکت دے۔ حضرت سفیان فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ ایک انصاری شخص کے سات بیٹے تھے۔ وہ تمام کے تمام قرآن کے قراء تھے۔ وہ شخص حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ تھے۔

امام بیہقی نے حضرت ثابت کی سند سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوطلحہ اور حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہما کا ایک فرزند تھا وہ انتقال کر گیا۔ جب حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ گھر آئے تو آپ نے پوچھا میرے بچے نے آج شام کیسے گذاری ہے؟ ان کی زوجہ نے کہا وہ بڑا پرسکون ہے۔ پھر کہنے لگیں۔ کہ آپ کا کیا خیال ہے کہ اگر کوئی شخص آپ کو کوئی چیز عاریتاً دے پھر وہ آپ سے وہ چیز واپس لے لے تو کیا آپ اس آدمی سے جھگڑا کریں گے۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اسلام کی طرف بلایا انہوں نے اسلام قبول کیا۔ وہ ایک تاریک رات میں قوم کے پاس پہنچے۔ انہیں اپنا راستہ دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ اچانک ان کے عصا کے ایک کونے سے نور نکلنے لگا ان کی قوم ان کے پاس آئی اور ان سے وہ ڈنڈا پکڑ لیا۔ پھر وہ نور ان کی انگلیوں سے نکلنے لگا۔ انہوں نے اپنے والدین کو اسلام کی دعوت دی ان کی والدہ نے اسلام قبول کر لیا لیکن باپ نے انکار کر دیا۔ پھر انہوں نے اپنی قوم کو اسلام کی دعوت دی۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے علاوہ کسی اور شخص نے اسلام قبول نہ کیا۔ پھر حضرت طفیل رضی اللہ عنہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور آپ ﷺ کو قوم دوس کی ہدایت کی دعا کے لیے عرض کی۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے ان کی ہدایت کے لیے دعا کی۔ حضرت طفیل رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میری قوم کا کفر پر اصرار کرنا مجھے برا لگتا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا ان میں بہت سے لوگ تمہاری طرح ہوں گے۔

ابن جریر نے کلبی سے روایت کیا ہے کہ اسی واقعہ کی وجہ سے حضرت طفیل رضی اللہ عنہ کو ذوالنور کے لقب سے پکارا جاتا تھا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور ان کی والدہ محترمہ رضی اللہ عنہا کے لیے دعا

امام مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا روئے زمین پر ہر مومن مرد اور مومن عورت مجھ سے پیار کرتے ہیں۔ راوی کہتے ہیں میں نے کہا آپ کو یہ کیسے علم ہوا۔ انہوں نے فرمایا میں اپنی والدہ کو اسلام کی دعوت دیتا تھا۔ لیکن وہ انکار کرتی تھیں۔ ایک دفعہ میں نے بارگاہ رسالت میں عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم اللہ تعالیٰ سے دعا مانگیں کہ وہ ابو ہریرہ کی ماں کو اسلام قبول کرنے کی توفیق دے۔ حضور ﷺ نے میری والدہ کے لیے دعا فرمائی جب میں گھر میں داخل ہوا تو میری والدہ نے اسلام قبول کر لیا۔ میں واپس بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا میں خوشی سے اسی طرح گریہ زار تھا جس طرح میں پہلے غم سے روتا تھا۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا کو قبول فرما لیا ہے اور ابو ہریرہ کی والدہ کو ہدایت دی ہے۔ اب اللہ تعالیٰ سے یہ دعا مانگیں کہ وہ مجھے اور میری والدہ کو تمام مومنین کے نزدیک محبوب بنا دے اور انہیں ہمارے نزدیک پسندیدہ بنا دے۔ آپ ﷺ نے دعا فرمائی اے میرے مولا! اپنے اس بندے کو اور اس کی والدہ کو تمام لوگوں کے نزدیک محبوب بنا دے۔ اور تمام لوگوں کو ان کے نزدیک پسندیدہ بنا دے۔ میں جس مومن یا مومنہ کو جانتا ہوں وہ مجھ سے محبت کرتا ہے۔ میں اس سے پیار کرتا ہوں۔

حاکم نے محمد بن قیس ابن مخرمہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور ان سے کسی چیز کے متعلق پوچھا انہوں نے فرمایا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ۔ وہ، میں اور فلاں مسجد دعا کر رہے تھے کہ ہمارے پاس رسول اکرم ﷺ تشریف لائے ہم نے دعا کی اور نبی محترم ﷺ نے ہماری دعا پر آمین کہا پھر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے دعا کی مولا! میں تجھ سے وہ سب کچھ طلب کرتا ہوں جو میرے ساتھی نے طلب کیا ہے اور علاوہ ازیں میں تجھ سے نہ بھولنے والے علم کا سوال کرتا ہوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا آمین! ہم نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم ہم بھی اللہ تعالیٰ سے ایسے علم کے لیے دعا کرتے ہیں جو نہ بھولنے والا ہو حضور ﷺ نے فرمایا دوسی (حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ) تم سے سبقت لے گیا ہے۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وہ آدمی کو اس کے باپ، اس کے بھائی اور اس کی بیوی سے جدا کر دیتا ہے۔ ہمیں تمہارے متعلق اور تمہاری قوم کے متعلق بھی یہی خطرہ ہے۔ جب وہ شخص تمہارے پاس آئے تو نہ اس کی بات سننا اور نہ ہی اس سے گفتگو کرنا۔ وہ مجھ سے برابر یہی اصرار کرتے رہے حتی کہ میں نے ان سے وعدہ کر لیا کہ میں اس سے نہ کوئی کلام سنوں گا اور نہ اس سے کوئی بات کروں گا۔ حتی کہ میری کیفیت یہ تھی کہ جب میں مسجد جاتا تو اپنے کانوں میں روئی ٹھونس لیتا تاکہ میں آپ ﷺ کا کلام نہ سن سکوں۔ ایک دفعہ میں مسجد حرام میں گیا۔ حضور ﷺ کعبہ مشرفہ کے قریب نماز ادا فرما رہے تھے۔ میں آپ ﷺ کے قریب ہوا اور آپ ﷺ کا کلام کسی نہ کسی طرح میرے کانوں تک پہنچ گیا۔ وہ بہت عمدہ کلام تھا۔ میں نے دل میں کہا میں ایک شاعر ہوں۔ میں کلام کی اچھی اور بری صفات سے آشنا ہوں۔ مجھے اس شخص کے کلام کو سننا چاہیے کہ یہ کیا کہتا ہے اگر یہ کلام اچھا ہوا تو میں اسے قبول کر لوں گا اور اگر عمدہ نہ ہوا تو اسے چھوڑ دوں گا۔ جب نبی کریم ﷺ گھر واپس آنے لگے تو میں بھی آپ ﷺ کے پیچھے پیچھے آیا۔ میں نے عرض کی آپ ﷺ کی قوم نے مجھے آپ (صلی اللہ علیک وسلم) کے متعلق اس طرح کہا ہے۔ آپ مجھے اپنے معاملہ کے متعلق بتائیں۔ نبی کریم نے مجھ پر اسلام پیش کیا۔ قرآن پاک پڑھا، اللہ کی قسم! اس سے عمدہ کلام میں نے آج تک نہیں سنا تھا۔ اس سے زیادہ عادل معاملہ میں نے آج تک نہیں دیکھا تھا۔ میں نے اسلام قبول کر لیا۔ میں نے کہا یا نبی اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میری قوم میری اطاعت کرتی ہے۔ میں ان کی طرف جا رہا ہوں میں انہیں اسلام کی دعوت دوں گا۔ آپ میرے لیے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے کوئی علامت عطا فرما دے آپ ﷺ نے دعا فرمائی مولا! اسے کوئی علامت عطا فرما میں اپنی قوم کے پاس جانے کے لیے روانہ ہوا جب میں ثنیہ کداء پر پہنچا تو میری آنکھوں کے درمیان ایک نور ضوفشاں ہو گیا۔ وہ چراغ کی طرح تھا۔ میں نے دعا کی اے میرے پروردگار! اس کو میرے چہرے کے علاوہ کسی اور جگہ منتقل کر دے۔ ورنہ وہ سمجھیں گے کہ یہ مثلہ ہے جو میرے چہرے پر ظاہر ہوا ہے۔ وہ نور میرے عصا کے سرے پر منتقل ہو گیا وہ ایک معلق قندیل کی طرح تھا۔ میں نے اپنی قوم کو اسلام کی طرف بلایا لیکن انہوں نے میری اس دعوت میں دلچسپی نہ لی۔ میں بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا میں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم دوس کا قبیلہ مجھ پر غالب آ گیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اپنی قوم کی طرف جاؤ ان کو اسلام کی طرف دعوت دو اور ان کے ساتھ نرمی اختیار کرو میں اپنی قیام گاہ میں آ گیا میں قبیلہ دوس کو لگاتار دعوت اسلام دیتا رہا حتی کہ رسول کریم ﷺ نے ہجرت فرمائی، جب میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اس وقت آپ ﷺ خیبر کے مقام پر تشریف فرما تھے۔ اس وقت میرے ساتھ قبیلہ دوس کے ستر یا اسی گھرانوں کے افراد تھے

ابو الفرج الاصبہانی نے الاغانی میں روایت کیا ہے کہ حضرت طفیل دوسی رضی اللہ عنہ مکہ مکرمہ میں آئے تو اس وقت حضور ﷺ مبعوث ہو چکے تھے۔ قریش نے انہیں بارگاہ رسالت میں بھیجا تاکہ وہ حضور ﷺ کا جائزہ لیں۔ جب وہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے تو حضور ﷺ نے انہیں اسلام پیش کیا۔ حضرت طفیل نے کہا میں ایک شاعر ہوں آپ میرا کلام سنیں نبی مکرم ﷺ نے فرمایا اپنا کلام سناؤ انہوں نے اپنا کلام سنا بعد میں حضور نبی محتشم ﷺ نے فرمایا اب میں جو کچھ پڑھتا ہوں اسے غور سے سنو۔ آپ ﷺ نے اعوذ باللہ اور بسم اللہ کے بعد سورۃ اخلاص اور سورۃ فلق کی تلاوت فرمائی اور انہیں

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کی زمین ان کے لیے تنگ ہو گئی۔ وہ انہیں مدینہ منورہ سے باہر لے گیا۔ وہ دن کے وقت حضور ﷺ کے ساتھ نماز ادا کرتا تھا لیکن رات کے وقت مسجد نبوی میں نماز کے لیے نہیں آتا تھا۔ پھر اس کے ریوڑ میں اور اضافہ ہوا وہ اپنی بکریوں کو مدینہ طیبہ سے اور دور لے گیا۔ اب وہ دن اور رات کی کسی نماز میں بھی حضور ﷺ کے ساتھ شرکت نہیں کر سکتا تھا۔ صرف جمعہ کے دن مسجد نبوی میں آیا کرتا تھا۔ پھر اس کے ریوڑ میں اور اضافہ ہوا وہ اپنی بکریوں کو اور دور لے گیا۔ اب نہ وہ جمعہ کے دن حاضر ہو سکتا تھا اور نہ ہی جنازہ میں شرکت کرتا۔ حضور ﷺ نے فرمایا ثعلبہ ہلاک ہو گیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول مکرم ﷺ کو صدقات لینے کا حکم دیا۔ آپ ﷺ نے اونٹ اور بکریوں کا نصاب لکھا اور اسے دو آدمیوں کو دے کر روانہ فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں حکم فرمایا کہ وہ ثعلبہ کے پاس جائیں اور اس سے زکوٰۃ کا مطالبہ کریں۔ وہ دونوں شخص روانہ ہوئے۔ جب وہ ثعلبہ کے پاس پہنچے اور اس سے زکوٰۃ کا مطالبہ کیا۔ ثعلبہ نے کہا مجھے دستاویز دکھاؤ۔ جب انہوں نے وہ حکم نامہ دکھایا تو وہ کہنے لگے یہ تو جزیہ ہے تم ابھی چلے جاؤ اور فارغ ہو کر میرے پاس آنا۔ وہ دونوں شخص فارغ ہونے کے بعد اس کے پاس آئے اور اسے زکوٰۃ دینے کا حکم دیا۔ اس نے کہا یہ تو جزیہ ہے۔ تم ابھی چلے جاؤ تا کہ میں غور و فکر کر سکوں۔ وہ دونوں وہاں سے چلے آئے۔ جب وہ بارگاہ رسالت میں پہنچے تو حضور ﷺ نے ان کے کلام کرنے سے پہلے ہی فرمایا ثعلبہ ہلاک ہو گیا۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت مبارکہ نازل فرمائی:

وَمِنْهُمْ مَّنْ عٰهَدَ اللّٰهَ لَئِنْ اٰتٰىنَا مِنْ فَضْلِهٖ ......الخ (التوبہ:۷۵)

"اور کچھ ان میں سے وہ ہیں جنہوں نے وعدہ کیا اللہ کے ساتھ کہ اگر اس نے دیا ہمیں اپنے فضل سے تو ہم دل کھول کر خیرات دیں گے اور ضرور ہو جائیں گے نیکوکاروں میں"۔

جب ثعلبہ نے ان آیات کے متعلق سنا تو وہ اپنا صدقہ لے کر بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے تمہارا صدقہ لینے سے منع فرمایا ہے۔ ثعلبہ رونے لگا اپنے سر پر خاک ڈالنے لگا۔ حضور ﷺ نے فرمایا یہ تیرا اپنا ہی عمل ہے۔ میں نے تجھے حکم دیا تھا لیکن تو نے میری اطاعت نہیں کی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بھی اس کا صدقہ قبول نہ کیا۔ حتیٰ کہ وہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خلافت کے وقت ہلاک ہو گیا۔

حضرت عبداللہ بن عتبہ رضی اللہ عنہ کے لیے دعا

امام بیہقی نے حضرت عبداللہ بن عتبہ رضی اللہ عنہ کی ام ولد سے روایت کیا ہے۔ وہ کہتی ہیں کہ میں نے اپنے آقا حضرت عبداللہ بن عتبہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا آپ کو حضور ﷺ کا کوئی تذکرہ یاد ہے۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھے یاد ہے کہ میں ابھی پانچ یا چھ سال کا بچہ تھا۔ نبی اکرم ﷺ نے مجھے اپنی گود مبارک میں بٹھایا اور میرے لیے اور میری اولاد کے لیے برکت کی دعا کی۔ ام ولد کہتی ہیں ہم جانتے تھے کہ ہم پر بڑھاپا نہ آنے کی وجہ یہی دعا ہے۔

حضرت مالک بن ربیعہ السلولی رضی اللہ عنہ کے لیے دعا

ابن مندہ اور ابن عساکر نے مالک بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے ان کی اولاد میں برکت

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضرت عامر بن الاکوع رضی اللہ عنہ کے لیے دعا

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ غزوۂ خیبر کے دن ہم رسول کریم ﷺ کے ساتھ نکلے ہم نے رات کے وقت سفر کیا ایک شخص نے حضرت عامر رضی اللہ عنہ سے کہا کیا تم ہمیں حدی خوانی نہیں سناؤ گے۔ حضرت عامر رضی اللہ عنہ شاعر تھے۔ فوراً اپنی سواری سے نیچے اترے اور یہ اشعار پڑھنے لگے:

اَللّٰھُمَّ لَوْلَا اَنْتَ مَا اھْتَدَیْنَا وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّیْنَا

"اے میرے مالک! اگر تو نہ ہوتا تو ہم نہ ہدایت کی راہ پر گامزن ہو سکتے نہ صدقہ کر سکتے اور نہ ہی نماز ادا کر سکتے۔"

فَاغْفِرْ فِدَاءً لَکَ مَا اقْتَفَیْنَا وَثَبِّتِ الْاَقْدَامَ اِنْ لَاقَیْنَا

"اے مولا! ہمیں بخش دے ہم تجھ پر فدا ہوں اور اگر ہم دشمنوں کے ساتھ نبرد آزما ہوں تو ہمیں ثابت قدم فرما۔"

حضور ﷺ نے فرمایا یہ حدی خوان کون ہے۔ صحابہ کرام نے عرض کی یہ حضرت عامر رضی اللہ عنہ ہیں۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرمائے۔ ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم اب وہ شہادت سے ضرور سرخرو ہوں گے۔ آپ ﷺ نے ہمیں ان سے مزید لطف اندوز نہیں ہونے دیا۔ جب مسلمان دشمن کے ساتھ معرکہ آزما ہوئے۔ حضرت عامر رضی اللہ عنہ نے تلوار لہرائی تاکہ یہودی کی پنڈلی پر وار کرے لیکن وہ تلوار ان کے اپنے ہی گھٹنے پر لگی۔ جس سے وہ مرتبہ شہادت پر فائز ہوئے۔

امام مسلم نے ایک اور سند سے روایت کیا ہے۔ جس میں ہے کہ نبی مکرم ﷺ نے پوچھا یہ حدی خوان کون ہے۔ صحابہ کرام نے عرض کی یہ عامر رضی اللہ عنہ ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا تمہارا رب تمہیں معاف فرمائے راوی کہتے ہیں کہ جس شخص کے لیے نبی مکرم ﷺ نے یہ الفاظ فرمائے اسے مرتبہ شہادت ملا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم آپ نے تادیر ہمیں عامر رضی اللہ عنہ سے لطف اندوز ہونے نہیں دیا۔

ثعلبہ بن حاطب کے لیے دعا

برودی، ابن شاہین، ابن سکن اور امام بیہقی نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ثعلبہ بن حاطب بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میرے لیے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے مال وثروت اور اولاد عطا فرمائے۔ حضور ﷺ نے فرمایا اے ثعلبہ! تیرے لیے ہلاکت ہو وہ کم مال جس کا تو شکریہ ادا کر سکے اس کثیر مال سے کہیں بہتر ہے جس کا تو شکریہ ادا کر نہ سکے۔ لیکن اس نے انکار کر دیا۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اے ثعلبہ! کیا تو میری طرح نہیں ہونا چاہتا۔ اگر میں چاہتا تو یہ پہاڑ سونے کے بن کر میرے ساتھ رواں ہو جاتے ثعلبہ نے پھر یہی اصرار کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میرے لیے مال و دولت اور اولاد کی دعا فرمائیں مجھے اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے مال عطا فرمایا تو میں ہر حق دار کا حق ادا کروں گا۔ نبی مکرم ﷺ نے اس کے لیے دعا فرمائی اس نے ایک بکری خریدی جس میں بہت برکت پیدا ہوئی۔ اس کی بکریاں کیڑوں کی طرح بڑھنے لگیں حتی کہ مدینہ طیبہ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فرمائی، اس کے بعد اگر وہ مٹی بھی خرید لیتے تو انہیں نفع ہوتا۔ ابونعیم نے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ نبی محترم ﷺ نے میری خرید و فروخت میں برکت کے لیے دعا فرمائی اس کے بعد میں جو بھی سودا کرتا مجھے نفع ہوتا۔ ایک اور روایت کے مطابق حضور ﷺ نے ان کی خرید و فروخت میں برکت کے لیے دعا فرمائی وہ فرماتے ہیں کہ میں کناسہ کے مقام پر تھا۔ جب میں گھر واپس آیا تو مجھے چالیس ہزار دینار کا نفع ہو چکا تھا۔

حضرت ضمرہ بن ثعلبہ البہزی رضی اللہ عنہ کے لیے دعا

الطبرانی نے حضرت بن ثعلبہ البہزی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میرے لیے شہادت کی دعا فرمائیں آپ ﷺ نے فرمایا مولا! میں مشرکین پر ابن ثعلبہ کا خون حرام کرتا ہوں۔ اس دعا کے بعد وہ ایک طویل عرصہ زندہ رہے وہ دشمن قوم پر حملہ آور ہوتے اور ان کی صفیں چیر کر واپس آ جاتے۔

حضرت عبداللہ بن ہشام رضی اللہ عنہ کے لیے دعا

امام بخاری نے ابوعقیل سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ان کے دادا حضرت عبداللہ بن ہشام بازار میں غلہ وغیرہ فروخت کرنے کے لیے جاتے تو راستے میں انہیں حضرت ابن زبیر اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہم ملتے وہ کہتے ہمیں بھی اپنے سودے میں شریک کر لو۔ رسول کریم ﷺ نے تمہارے لیے برکت کی دعا کی تھی۔ وہ انہیں بھی اپنے سودے میں شریک کر لیتے بعض اوقات انہیں اتنا نفع ہوتا کہ وہ پورے کا پورا اونٹ ہی بعینہٖ گھر واپس بھیج دیتے۔

حضرت ابوسبرہ اور ان کے بیٹے رضی اللہ عنہما کے لیے دعا

الطبرانی نے حضرت سبرہ سے روایت کیا ہے کہ ان کے والد محترم بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے حضور ﷺ نے ان کے بیٹے کے لیے دعا فرمائی۔ اسی دعا کی برکت ہے کہ ان کی ساری اولاد آج تک شان و شوکت کی زندگی بسر کر رہی ہے۔ ابن اثیر اسد الغابہ میں فرماتے ہیں کہ ابوسبرہ کا نام یزید بن مالک الجعفی ہے۔ وہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے۔ حضور ﷺ نے ان سے پوچھا تمہاری اولاد کتنی ہے۔ انہوں نے عرض کی میرے تین بیٹے حارث، سبرۃ اور عبدالعزیٰ ہیں۔ آپ ﷺ نے عبدالعزیٰ کا نام تبدیل کر کے عبدالرحمٰن رکھا۔ حضور ﷺ نے ان کے لیے اور ان کی اولاد کے لیے برکت کی دعا فرمائی۔

حضرت سراقہ بن مالک رضی اللہ عنہ کے لیے دعا

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ ہجرت کے وقت لوگوں نے ہماری جستجو کی لیکن وہ ہمیں تلاش نہ کر سکے لیکن سراقہ نے ہمیں ڈھونڈ لیا۔ وہ ایک گھوڑے پر سوار تھا۔ میں نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم سراقہ تلاش کرتے کرتے ہمارے قریب آ گیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا غم نہ کرو اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے۔ جب ہمارے اور سراقہ کے درمیان دو تین نیزوں کا فاصلہ رہ گیا تو حضور ﷺ نے اس کے لیے بددعا کی آپ ﷺ نے بارگاہ ایزدی میں عرض کی مولا! اپنی منشاء کے مطابق تو اسے کافی ہو جا۔ سراقہ کا گھوڑا پیٹ تک زمین میں دھنس

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کے لیے دعا فرمائی اللہ تعالیٰ نے انہیں اسی بچے عطا فرمائے۔

حضرت بشر بن معاویہ بن ثور رضی اللہ عنہ کے لیے دعا

ابن سعد، ابن شاہین اور ثابت نے دلائل میں جعد بن عبد اللہ بن عامر البکائی سے روایت کیا ہے وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ تین افراد معاویہ بن ثور، ان کا بیٹا بشر اور نجیع بن عبد اللہ ۹ ہجری کو بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے۔ اور ان کے ساتھ عبد عمرو بھی تھے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میں تو آپ صلی اللہ علیک وسلم کو چھو کر برکت حاصل کر لیتا ہوں۔ میرے فرزند ارجمند بشر کے چہرے پر اپنا دست اقدس پھیریں۔ حضور ﷺ نے اس کے چہرے پر اپنا دست اقدس پھیرا۔ اسے خاکستری رنگ کی بکریاں عطا کیں اور ان میں برکت کی دعا فرمائی۔ حضرت جعد فرماتے ہیں کہ بنو بکاء پر اکثر قحط سالی ہوتی تھی لیکن بشر بن معاویہ رضی اللہ عنہ اس کے اثرات سے محفوظ رہتے تھے۔ محمد بن بشر بن معاویہ رضی اللہ عنہم کے درج ذیل اشعار اسی واقعہ کے متعلق ہیں:

وَاَبِی الَّذِیْ مَسَحَ الرَّسُوْلُ بِرَاْسِہٖ   وَدَعَا لَہٗ بِالْخَیْرِ وَالْبَرَکَاتِ

''میرے والد محترم وہ عظیم انسان تھے جن کے سر پر رسول اللہ ﷺ نے اپنا دست مبارک پھیرا تھا اور ان کے لئے خیر و برکت کی دعا فرمائی تھی۔''

اَعْطَاہُ اَحْمَدُ اِذْ اَتَاہُ اَعْنُزًا   عَفَرًا نَوَاجِلَ لَسْنَ بِاللُّجَبَاتِ

''جب وہ حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے انہیں خاکستری رنگ کی عمدہ بکریاں عطا فرمائیں بکریاں کم دودھ دینے والی نہیں تھیں۔''

یَمْلَأَنَ وَفْدَ الْحَیِّ کُلَّ عَشِیَّۃٍ   وَ یَعُوْدُ ذَالِکَ الْمَلِیُّ بِالْغُدُوَاتِ

''وہ ہر شام قبیلے کے برتن کو بھر دیتی تھیں اور اسی طرح صبح کے وقت بھی پیالہ ان کے دودھ سے لبریز ہوتا تھا۔''

بُوْرِکْنَ مِنْ مَّنْحٍ وَّ بُوْرِکَ مَانِحًا   وَعَلَیْہِ مِنِّیْ مَا حُیِّیْتُ صَلَاتِیْ

''وہ عطیہ کتنا مبارک تھا اور عطیہ دینے والے بھی کتنے بابرکت تھے۔ جب تک میں زندہ ہوں میری طرف سے ان پر سلام ہو''۔

زہیر بن ابی سلمی رضی اللہ عنہ کے لیے دعا

ابو الفرج نے اغانی میں ابراہیم بن محمد الزہری سے روایت کیا ہے کہ سرور کائنات ﷺ نے زہیر بن ابی سلمی رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھا۔ اس وقت ان کی عمر ایک سو سال تھی۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعا فرمائی مولا! اسے شیطان سے محفوظ رکھ۔ اس دعا کے بعد حضرت زہیر رضی اللہ عنہ نے شعر نہیں کہے حتی کہ ان کا انتقال ہو گیا۔

حضرت عروہ البارقی رضی اللہ عنہ کے لیے دعا

امام بیہقی اور ابو نعیم نے عروہ بارقی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے ان کی تنگ دو میں برکت کی دعا

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

عرض کی اللہ کی قسم! میں اپنی جان کی وجہ سے نہیں رو رہا۔ میرا رونا تو صرف آپ صلی اللہ علیک وسلم کے لیے ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا۔ اے میرے مولا! اس کو کافی ہو جا۔ اس کے گھوڑے کے سم زمین میں دھنسنے لگے حتی کہ وہ گھٹنوں تک زمین میں دھنس گیا۔ ایک روایت کے مطابق وہ پیٹ تک زمین میں دھنس گیا۔ بعض تفاسیر میں ہے کہ حضرت سراقہ نے سات مرتبہ اللہ تعالیٰ سے عہد کیا اور سات مرتبہ اس عہد کو توڑا۔ جب وہ عہد کو توڑتے ان کا گھوڑا زمین میں دھنس جاتا۔ ایک روایت میں ہے کہ جب سراقہ حضور ﷺ کے قریب ہوئے تو بلند آواز سے کہنے لگے۔ (اے محمد! صلی اللہ علیک وسلم) آج آپ (صلی اللہ علیک وسلم) کو مجھ سے کون بچائے گا۔ حضور ﷺ نے فرمایا مجھے واحد، جبار، قہار بچائے گا۔ حضرت جبرائیل امین وحی لے کر حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ زمین آپ کے تابع کر دی گئی ہے۔ جو چاہیں اسے حکم فرمائیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا اے زمین اسے پکڑ لے۔ زمین نے سراقہ کے گھوڑے کو پکڑ لیا۔ ان کا گھوڑا گھٹنوں تک زمین میں دھنس گیا۔ سراقہ نے گھوڑے کو نکالنے کی کوشش کی لیکن کامیاب نہ ہو سکے۔ انہوں نے عرض کی اے محمد! (صلی اللہ علیک وسلم) مجھے امان عطا فرمائیں۔ اگر آپ نے مجھے امان دی تو میں آپ کا معاون و مددگار ثابت ہوں گا۔ آپ سے عداوت ہرگز نہیں کروں گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے زمین! اسے چھوڑ دو۔ زمین نے ان کے گھوڑے کو چھوڑ دیا۔ جب سراقہ مایوس ہو گئے اور انہوں نے اس معجزے کا مشاہدہ کر لیا تو کہنے لگے۔ آپ (صلی اللہ علیک وسلم) مجھے بات کرنے کی مہلت دیں۔ اللہ کی قسم! اب آپ میرے لیے دعا فرمائیں۔ ایک روایت میں ہے کہ حضرت سراقہ نے کہا یا محمد! میں جانتا ہوں کہ یہ سب کچھ آپ کی دعا کی وجہ سے ہے۔ آپ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے اس تکلیف سے نجات دے۔ میں خود بھی آپ کو کوئی تکلیف نہیں دوں گا اور لوگوں کو بھی آپ کا تعاقب کرنے سے روکوں گا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت میں ہے کہ سراقہ نے عرض کی میں آپ کے لیے فائدہ مند ہوں گا۔ میں آپ کو نقصان نہیں پہنچاؤں گا۔ شاید میرا قبیلہ میرے اس اچانک سفر سے گھبرا گیا ہو اور میرے پیچھے آ رہا ہو اب میں انہیں بھی واپس لے جاؤں گا۔ نبی محترم ﷺ نے ان کے لیے دعا فرمائی اللہ تعالیٰ نے ان کو نجات دی۔ حضرت سراقہ کہتے ہیں۔ میں اپنے گھوڑے پر سوار ہوا۔ جب میں نے اپنے ساتھ پیش آنے والے واقعات میں غور کیا تو مجھے یقین ہو گیا۔ کہ عنقریب آپ ﷺ کے دین کو غلبہ نصیب ہو گا۔ میں نے حضور ﷺ کو لوگوں کے لالچ اور حرص کے متعلق بھی بتایا جو لوگوں کے دلوں میں موجود تھا کہ وہ آپ (صلی اللہ علیک وسلم) کو گرفتار کریں اور ایک سو سرخ اونٹ انعام پائیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت میں ہے۔ حضرت سراقہ نے وعدہ کیا کہ وہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ جنگ نہیں کرے گا اور نہ ہی کسی کو آپ ﷺ کے متعلق بتائے گا۔ حضرت سراقہ نے فرمایا میں نے حضور ﷺ کو زادِ راہ اور سامان پیش کیا۔ لیکن آپ ﷺ نے میری کسی بھی چیز میں دلچسپی نہ لی۔ میں نے عرض کیا یہ میرا ترکش ہے اس سے تیر لے لیں۔ آپ صلی اللہ علیک وسلم میرے اونٹوں اور بکریوں کے پاس سے گزریں گے۔ آپ صلی اللہ علیک وسلم اپنی ضروریات کے مطابق وہاں سے اونٹ اور بکریاں حاصل کر لینا۔ حضور ﷺ نے فرمایا ہمیں تمہارے اونٹوں کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کے لیے دعا خیر فرمائی۔ ایک روایت

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

گیا۔ سراقہ نے کہا اے محمد (مصطفیٰ صلی اللہ علیک وسلم) میں جانتا ہوں کہ یہ آپ کا عمل ہے۔ آپ (صلی اللہ علیک وسلم) دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے اس مصیبت سے نجات عطا فرمائے۔ اللہ کی قسم! میں اپنے پیچھے آنے والے لوگوں کو آپ کے متعلق نہیں بتاؤں گا۔ نبی محترم ﷺ نے ان کے لیے دعا فرمائی وہ اس مصیبت سے نجات حاصل کر کے واپس چلا گیا۔

ابن سعد، ابونعیم اور امام بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب سرور کائنات دو عالم ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کے لیے روانہ ہوئے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ دائیں بائیں متوجہ ہوئے تو انہیں ایک گھوڑ سوار نظر آیا جوان کے بالکل قریب پہنچ چکا تھا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم ایک گھوڑ سوار بالکل ہمارے قریب پہنچ چکا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا مولا! اسے پچھاڑ دے۔ وہ فوراً اپنے گھوڑے سے نیچے گر پڑا۔ سراقہ نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم مجھے حکم فرمائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اسی جگہ ٹھہر جاؤ اور ہمارے تعاقب میں نکلنے والوں کو روکو۔ وہ دن کے ابتدائی حصہ میں حضور ﷺ کو گرفتار کرنے کے لیے کوشش کر رہا تھا اور دن کے آخری حصہ میں وہ آپ ﷺ کا دفاع کرنے والوں میں سے تھا۔

السیرۃ النبویہ میں سراقہ کا قصہ بڑی تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ جب حضور ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہجرت کے سفر پر رواں دواں تھے تو انہیں راستہ میں سراقہ بن مالک ملا۔ سراقہ نے بعد میں اسلام قبول کر لیا تھا۔

امام بخاری کی نقل کردہ روایت میں وہ سبب بھی مذکور ہے جس کی وجہ سے اس نے حضور ﷺ کا تعاقب کیا تھا۔ امام بخاری نے حضرت سراقہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ہمارے پاس قریش کے قاصد آئے انہوں نے کہا قریش نے حضور ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے قتل یا گرفتاری کا انعام ایک سو اونٹ مقرر کیا ہے۔ میں اس وقت اپنی قوم بنی مدلج کی محفل میں بیٹھا ہوا تھا۔ ایک شخص ہمارے پاس آیا اس نے کہا اے سراقہ! میں نے ساحل کے قریب چند افراد دیکھے ہیں۔ میں گمان کرتا ہوں کہ وہ محمد ﷺ اور ان کے ساتھی ہیں۔ سراقہ کہتے ہیں کہ مجھے یقین ہو گیا کہ وہ وہی ہیں۔ لیکن میں نے اس شخص سے کہا وہ لوگ محمد ﷺ اور ان کے ساتھی نہیں ہیں۔ وہ تو فلاں فلاں آدمی ہیں۔ جو ہمارے سامنے سے گزرے ہیں۔ پھر میں وہاں سے اٹھا اور اپنے گھر چلا گیا میں نے اپنی لونڈی کو حکم دیا کہ وہ میرے گھوڑے کو فلاں ٹیلے کے پیچھے لے جائے اور وہاں میرا انتظار کرے۔ میں نے اپنا نیزہ لیا اور چپکے سے گھر کے پچھلے حصہ سے نکل گیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ جب سراقہ نے ہمارا تعاقب کیا اس وقت ہم سخت زمین پر تھے۔ میں نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم ایک شخص ہمارا تعاقب کرتے ہوئے ہمارے بالکل قریب پہنچ چکا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا (التوبہ: ۴۰) "نہ غم کرو اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے" حضور ﷺ دائیں بائیں توجہ نہیں فرما رہے تھے۔ جبکہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بار بار بائیں دائیں دیکھ رہے تھے۔ آپ فرماتے ہیں۔ جب سراقہ ہمارے قریب تر ہو گیا ہمارے اور اس کے درمیان دو یا تین نیزوں کا فاصلہ رہ گیا تو میں نے پھر آپ ﷺ سے عرض کی کہ ڈھونڈنے والا بالکل قریب پہنچ چکا ہے۔ اس کے ساتھ ہی میری آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ حضور نبی محترم ﷺ نے پوچھا تجھے کس چیز نے رلایا ہے۔ میں نے

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضرت بکر بن شداخ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور کہا اس یہودی کو میں نے قتل کیا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ اکبر! اب تو ان کا خون بہا ادا کیا جائے۔ حضرت بکر بن شداخ نے کہا اے امیر المومنین! فلاں شخص جہاد پر گیا اور اپنے اہل و عیال کو میرے سپرد کر گیا۔ جب میں اس مجاہد کے دروازے پر آیا تو میں نے دیکھا کہ یہ یہودی وہاں موجود تھا اور یہ اشعار پڑھ رہا تھا:

وَاَشْعَثَ غَرَّہٗ الْاِسْلَامُ حَتّٰی خَلَوْتُ بِعِرْسِہٖ لَیْلَ التَّمَام

''اور وہ پراگندہ بال شخص جس کو اسلام نے دھوکا میں رکھا ہے میں نے اس کی بیوی کے پاس تمام رات گزار دی''۔

اَبِیْتُ عَلٰی تَرَائِبِھَا وَیُمْسِیْ عَلٰی قَوْدِ الْاَعِنَّۃِ وَالْحِزَام

''میں اس کی بیوی کے سینے پر رات بسر کرتا ہوں اور وہ شخص گھوڑے کی لگام اور اس کی پشت پر سوار رہتا ہے''۔

کَاَنَّ مُجَامِعُ الرَّبَلَاتِ مِنْھَا قِیَامٌ یَسْمَعُ اِلٰی قِیَامِ

گویا کہ اس کی رانوں میں جماع کرنے والا ایک نگہبان ہے جو دوسرے نگہبان کی آواز سنتا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت بکر رضی اللہ عنہ کے قول کی تصدیق کی اور اس یہودی کے قتل کو باطل قرار دیا۔ یہ سب کچھ حضور ﷺ کی دعا کی وجہ سے ہی تھا۔

حضرت قیلہ بنت مخرمہ رضی اللہ عنہا کے لیے دعا

ابن سعد نے حضرت قیلہ بنت مخرمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتی ہیں کہ میں بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئی اس وقت حضور ﷺ اکڑوں تشریف فرما تھے۔ جب میں نے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف دیکھا تو مجھ پر کپکپاہٹ طاری ہوگئی۔ آپ ﷺ کے ایک ساتھی نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم یہ مسکینہ آپ کو دیکھ کر کانپنے لگی ہے۔ اس وقت میں حضور ﷺ کے پیچھے تھی۔ آپ ﷺ نے مجھے دیکھے بغیر فرمایا یامِسْکِیْنَۃُ عَلَیْکِ السَّکِیْنَۃُ ''اے مسکینہ پرسکون ہو جا''۔ جب آپ ﷺ نے یہ فرمایا اسی وقت میرا تمام خوف اور دل سے رعب جاتا رہا۔

حضرت ام قیس رضی اللہ عنہا کے لیے دعا

امام بخاری نے ادب میں اور امام نسائی نے روایت کیا ہے کہ حضرت ام قیس رضی اللہ عنہا کا بیٹا فوت ہو گیا وہ فرماتی ہیں جب میرا لخت جگر فوت ہو گیا۔ تو میں نے بہت آہ وزاری کی میں نے اسے غسل دینے والے سے کہا میرے بیٹے کو ٹھنڈے پانی سے غسل نہ دینا ورنہ وہ مرجائے گا۔ حضرت عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور یہ واقعہ سنایا۔ آپ ﷺ یہ واقعہ سن کر مسکرائے اور فرمایا اللہ تعالیٰ اس کی عمر دراز کرے اس دعا کے طفیل حضرت ام قیس رضی اللہ عنہا نے اتنی عمر پائی کہ کوئی عورت ان کی عمر کے متعلق نہیں جانتی تھی۔

حضرت نابغہ بن جعدہ رضی اللہ عنہ کے لیے دعائے مصطفےٰ ﷺ

امام بیہقی اور ابو نعیم نے یعلیٰ بن الاشدق کی سند سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے نابغہ بن جعدہ رضی اللہ عنہ کو سنا

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

میں ہے کہ میں نے آپ ﷺ کو زادراہ اور سامان پیش کیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا اے سراقہ! جب تو دین اسلام میں رغبت نہیں رکھتا تو ہمیں بھی تیرے جانوروں میں کوئی رغبت نہیں ہے۔ سراقہ کہتے ہیں کہ مجھے یقین ہو گیا تھا کہ جہاں رنگ و بو میں آپ ﷺ کے دین کو غلبہ نصیب ہو گا اور آپ ﷺ لوگوں کی گردنوں کے مالک بن جائیں گے۔ میں نے آپ ﷺ سے وعدہ لیا کہ جب آپ ﷺ کو تسلط اور غلبہ نصیب ہو گا اور میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوں گا تو آپ ﷺ میری عزت افزائی فرمائیں گے۔ آپ ﷺ نے حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ کو ایک عہد نامہ لکھنے کے لیے کہا۔ جب سراقہ اپنی قوم کے پاس گئے تو انہوں نے کہا میں نے تمام راستوں میں تلاش کیا ہے۔ میں نے وہاں کوئی چیز نہیں دیکھی یہ سن کر ان کی قوم واپس آ گئی۔ جب سراقہ مکہ معظمہ پہنچے تو لوگ ان کے ارد گرد جمع ہو گئے۔ انہوں نے کہا میں نے رسول کریم ﷺ کو نہیں دیکھا مگر ابوجہل برابر اصرار کرتا رہا۔ حتی کہ انہوں نے تمام واقعہ سنایا ابوجہل کو یہ بات سن کر بری لگی کہ سراقہ نے حضور ﷺ کو چھوڑ دیا ہے۔ اس وقت سراقہ نے یہ شعر پڑھے:

اَبَا حَکَمٍ وَاللَّاتِ لَوْ کُنْتَ شَاھِدًا لِاَمْرِ جَوَادِیْ اِذْ تَسِیْخُ قَوَائِمُہٗ

''اے ابوجہل! اگر تو میرے گھوڑے کو دیکھ لیتا کہ اس کے پاؤں کس طرح زمین میں دھنس گئے تھے تو تیرے غصے کی آگ ٹھنڈی ہو جاتی۔''

عَلِمْتَ وَلَمْ تُشْکِکْ بِاَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلٌ بِبُرْھَانٍ فَمَنْ ذَا یُقَاوِمُہٗ

''تو یہ بھی یقین کر لیتا اور تجھے کوئی شک نہ رہتا کہ محمد عربی ﷺ اللہ کے رسول ہیں جو ایک عظیم دلیل لیکر تشریف لائے ہیں اب کون ان سے مقابلہ کر سکتا ہے۔''

عَلَیْکَ بِکَفِّ الْقَوْمِ عَنْہُ فَاِنَّنِیْ اَرٰی اَمْرَہٗ یَوْمًا سَتَبْدُوْ مَعَالِمُہٗ

''تجھ پر لازم ہے کہ اپنی قوم کو ان سے روک لے میں دیکھ رہا ہوں کہ ایک دن ان کے دین کو رفعت نصیب ہو گی''۔

حضرت بکر بن شداخ اللیثی رضی اللہ عنہ کے لیے دعا

ابن مندہ اور ابن عساکر نے عبدالملک بن یعلیٰ اللیثی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت بکر رضی اللہ عنہ ان افراد میں سے تھے جنہوں نے بچپن میں حضور ﷺ کی خدمت کی سعادت حاصل کی۔ جب بالغ ہوئے تو وہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میں آپ کے شانہ اقدس میں بچپن میں داخل ہوا اور یہاں تک کہ عالم شباب کو پہنچ چکا ہوں تو آپ ﷺ نے ان کے لیے دعا کی اے میرے مولا! اس کے قول کو سچ فرما اور اسے کامیابی سے ہم کنار فرما۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں انہوں نے ایک یہودی کو قتل کر دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو یہ بات بڑی ناگوار گزری۔ آپ پریشانی کے عالم میں منبر پر تشریف لے گئے اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے اس لیے خلیفہ نہیں بنایا کہ لوگ قتل ہوتے رہیں۔ میں تمہیں اللہ کا واسطہ دیتا ہوں کہ جس شخص کے پاس اس قتل کے متعلق کوئی علم ہے وہ مجھے بتائے۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

چکے تھے۔

امام بیہقی نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ غزوۂ بدر کے دن جس طرح حضور ﷺ نے واسطہ دیا تھا اس طرح واسطہ دیتے ہوئے میں نے کسی شخص کو نہیں سنا۔ آپ فرما رہے تھے: ''مولا! میں تجھے تیرے عہد کا واسطہ دیتا ہوں۔ مولا! میں تجھے تیرے وعدے کا واسطہ دیتا ہوں۔ اے میرے پروردگار! اگر یہ گروہ ہلاک ہو گیا تو پھر تیری عبادت نہیں کی جائے گی۔''

پھر جب آپ ﷺ نے ہماری طرف رخ انور پھیرا تو آپ ﷺ کا چہرہ ماہتاب کامل کی طرح درخشاں تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں مشرکین کی قتل گاہوں کو دیکھ رہا ہوں۔

امام بخاری نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ غزوۂ بدر کے دن حضور ﷺ اپنے قبہ میں تشریف فرما تھے۔ آپ ﷺ بارگاہ ایزدی میں یوں دعا کر رہے تھے: ''مولا! میں تجھے تیرے وعدہ اور عہد کا واسطہ دیتا ہوں۔ مولا! اگر یہ گروہ ہلاک ہو گیا تو پھر روئے زمین پر تیری عبادت نہیں کی جائے گی۔

حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کے دست اقدس کو تھام لیا اور عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم آپ نے آہ وزاری کی انتہا کر دی ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی دعاؤں کو قبول فرمائے گا۔

پھر نبی کریم ﷺ اپنے خیمہ سے باہر تشریف لائے۔ آپ ﷺ نے اس وقت زرہ پہن رکھی تھی۔ آپ ﷺ اس آیت کی تلاوت فرما رہے تھے:

سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّونَ الدُّبُرَ (القمر: ۴۵)

''عنقریب پسپا ہو گی یہ جماعت اور پیٹھ پھیر کر بھاگ جائیں گے''۔

امام مسلم اور امام بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ غزوۂ بدر کے دن حضور ﷺ نے مشرکین مکہ کی طرف دیکھا اس وقت ان کی تعداد ایک ہزار تھی۔ حضور ﷺ کے صحابہ کرام کی تعداد تین سو سترہ تھی۔ حضور ﷺ قبلہ رو ہو گئے اور اپنے ہاتھوں کو بلند فرما کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگنے لگے۔ اسی محویت میں آپ کی چادر مبارک آپ کے کندھوں سے گر پڑی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حاضر خدمت ہوئے۔ آپ ﷺ کی چادر کو اٹھایا اور آپ ﷺ کے کندھے پر رکھ دی۔ پھر آپ ﷺ کو پیچھے سے چمٹ گئے اور عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم آج آپ نے واسطہ دینے کی انتہا کر دی ہے۔ آج اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ کیے ہوئے وعدے کو ضرور پورا کرے گا۔ اس وقت یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی:

إِذْ تَسْتَغِيثُونَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ أَنِّي مُمِدُّكُم بِأَلْفٍ مِّنَ الْمَلَائِكَةِ مُرْدِفِينَ (الانفال: ۹)

''یاد کرو جب تم فریاد کر رہے تھے۔ اپنے رب سے تو سن لی اس نے تمہاری (اور فرمایا) یقیناً میں مدد کرنے والا ہوں تمہاری ایک ہزار فرشتوں کے ساتھ تو جو پے در پے آنے والے ہیں۔''

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وہ کہہ رہے تھے کہ میں نے سرور کائنات ﷺ کو شعر سنائے آپ ﷺ نے ان اشعار کو بہت پسند فرمایا اور دعا فرمائی "اللہ تعالیٰ تمہارے منہ کو سلامت رکھے" یعلیٰ فرماتے ہیں کہ جب میں نے انہیں دیکھا اس وقت ان کی عمر ایک سو سال سے زائد تھی۔ لیکن ان کے تمام دانت سلامت تھے۔

امام بیہقی نے ابو اسامہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت نابغہ رضی اللہ عنہ کے دانت تمام لوگوں سے حسین تھے۔ جب ان کا کوئی دانت گر جاتا اس کی جگہ نیا دانت اگ آتا۔ ابن سکن کی روایت کے مطابق حضرت یعلیٰ نے فرمایا کہ میں نے نابغہ رضی اللہ عنہ کے دانتوں کو دیکھا وہ برف سے زیادہ سفید تھے۔ یہ سب کچھ حضور ﷺ کی دعا کی برکت کی وجہ سے تھا۔

سیرت النبی میں ہے کہ نابغہ الجعدی کا اصل نام قیس بن عبداللہ ہے۔ ایک دن وہ نبی اکرم ﷺ کی مدح سرائی کر رہے تھے جب وہ ان اشعار پر پہنچے:

فَلَا خَيْرَ فِيْ حِلْمٍ اِذَا لَمْ يَكُنْ لَهٗ بَوَادِرُ تَحْمِيْ صَفْوَهٗ اَنْ يُكَدَّرَا

"حلم میں اس وقت تک کوئی بھلائی نہیں جب تک اس کے ساتھ ایسی تلواریں نہ ہوں جو اسے گندہ ہونے سے بچالیں"۔

وَلَا خَيْرَ فِيْ جَهْلٍ اِذَا لَمْ يَكُنْ لَهٗ حَلِيْمٌ اِذَا مَا اَوْرَدَ الْاَمْرَ اَصْدَرَا

"نہ ہی جہالت میں اس وقت تک بھلائی ہے جب تک اس میں ایسا حلیم نہ ہو جو جب بھی جہالت کوئی فساد پیدا کرنے لگے اس کا منہ پھیر دے"۔

یہ اشعار سن کر حضور ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ تمہارے منہ کو سلامت رکھے اس دعائے مصطفیٰ ﷺ کی برکت سے ان کا ایک دانت بھی نہیں گرا تھا۔ آپ کے دانت تمام لوگوں کے دانتوں سے حسین تھے۔ جب بھی کوئی دانت گرتا اس کی جگہ نیا دانت نکل آتا۔ آپ نے ایک سو بیس یا ایک سو چالیس یا دو سو اسی سال عمر پائی۔ روایات میں اختلاف ہے۔

حضرت عمیر بن سعد رضی اللہ عنہ کے لیے دعا

شفاء میں ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے حضرت عمیر بن سعد کے سر پر اپنا دست شفقت پھیرا اور ان کے لیے برکت کی دعا کی۔ ان کے لیے صحت اور تندرستی کی دعا کی۔ حضرت عمیر رضی اللہ عنہ نے اسی سال کی عمر میں وفات پائی اس وقت بھی ان کا چہرہ تروتازہ تھا۔

غزوۂ بدر کے دن حضور ﷺ کی دعائیں

ابن سعد اور امام بیہقی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ غزوۂ بدر کے دن حضور ﷺ طالوت کی طرح تین سو تیرہ مجاہدین لے کر مقام بدر کی طرف روانہ ہوئے۔ نبی اکرم ﷺ نے ان کے لیے دعا فرمائی۔ آپ ﷺ نے بارگاہ ایزدی میں عرض کی مولا! یہ مجاہدین ننگے پاؤں ہیں انہیں سواریاں عطا کر۔ مالک! یہ ننگے ہیں انہیں لباس دے۔ پروردگار! یہ بھوکے ہیں انہیں شکم سیر کر۔ اللہ تعالیٰ نے غزوۂ بدر کے دن مسلمانوں کو فتح عطا فرمائی۔ جب وہ میدان بدر سے واپس آئے تو ان میں سے ہر شخص کے پاس ایک یا دو سواریاں ضرور تھیں، انہیں لباس بھی مل چکے تھے اور ان کے پیٹ بھی بھر

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

محبوب بنا دے جس طرح مکہ معظمہ ہمارے لیے محبوب ہے یا اس کو اس سے بھی زیادہ محبوب بنا دے۔ مولا! ہمارے صاع اور ہمارے مد میں برکت فرما اور اس کے بخار کو جحفہ کی طرف منتقل فرما دے۔

امام بیہقی نے حضرت ہشام بن عروہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ زمانہ جاہلیت میں مدینہ طیبہ کی وبا مشہور تھی۔ حضور ﷺ نے دعا فرمائی کہ اس کے بخار کو جحفہ کی طرف منتقل کر دیا جائے۔ جحفہ میں پیدا ہونے والے ہر بچے کو بلوغت سے قبل ایک مرتبہ بخار ضرور آتا تھا۔

زبیر بن بکار نے موسیٰ بن محمد سے روایت کیا ہے کہ جب تاجدار کائنات ﷺ مدینہ طیبہ میں تشریف لائے تو آپ کے صحابہ کرام بخار میں مبتلا ہو گئے مہاجرین کے ساتھ ایک شخص ایسا بھی آیا تھا جس نے ایک مہاجرہ خاتون سے شادی کی تھی۔ حضور ﷺ منبر پر تشریف فرما ہوئے اور فرمایا اے لوگو! اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔ آپ ﷺ نے تین مرتبہ یہ ارشاد فرمایا جس کی ہجرت اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے لیے ہوگی اس کی ہجرت اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کریم ﷺ کے لیے ہی ہو گی اور جس کی ہجرت دنیا کے لیے یا کسی عورت کے لیے ہوگی تو پھر اس کی ہجرت اسی چیز کے لیے ہوگی جس کا اس نے قصد کیا۔ پھر آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ بلند فرمائے اور عرض کی مولا! اس وبا کو ہم سے دور فرما صبح ہوئی تو حضور ﷺ نے فرمایا آج رات میرے پاس بخار کو لایا گیا وہ ایک کالی بڑھیا کی شکل میں تھا۔ اس کو ایک شخص نے پکڑ رکھا تھا۔ اس نے مجھ سے کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم یہ بخار ہے۔ اس کے متعلق آپ کا فیصلہ کیا ہے۔ میں نے کہا اس کو تالاب میں پھینک دو۔

ہشام بن عروہ ہی سے روایت ہے کہ ایک دن ایک شخص مکہ معظمہ کے راستے سے مدینہ طیبہ آیا نبی محترم ﷺ نے اس سے پوچھا کیا تو نے راستہ میں کسی سے ملاقات کی ہے۔ اس نے عرض کی نہیں میں نے راستہ میں کسی سے ملاقات نہیں کی البتہ ایک کالی اور ضعیف بڑھیا کو دیکھا ہے جس کے بال بکھرے ہوئے تھے۔ حضور ﷺ نے فرمایا وہ بخار تھا آج کے بعد وہ کبھی بھی واپس نہیں آئے گا۔

امام بخاری اور امام مسلم نے عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مکہ معظمہ کو حرم بنایا تھا۔ میں مدینہ طیبہ کو حرم بناتا ہوں اور جس طرح انہوں نے مکہ کے صاع اور مد میں برکت کے لیے دعا کی تھی میں بھی مدینہ طیبہ کے صاع اور مد میں برکت کے لیے دعا کرتا ہوں۔

امام بخاری نے تاریخ میں عبداللہ بن فضل بن عباس رضی اللہ عنہم سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے دعا کی مولا! میں تجھ سے اہل مدینہ کے لیے وہی بھلائیاں مانگتا ہوں جن سے تو نے اہل مکہ کو نوازا ہے۔ عبداللہ کہتے ہیں کہ ہم جانتے ہیں کہ مدینہ طیبہ کا صاع اور مد بھی وہی کام کرتے تھے جو مکہ معظمہ کے صاع اور مد کرتے تھے۔

زبیر بن بکار نے اخبار مدینہ میں اسماعیل بن النعمان سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے مدینہ طیبہ میں چرنے والی بکریوں کے لیے دعا فرمائی آپ ﷺ نے عرض کی مولا! ان کے آدھے پیٹ میں وہی برکتیں دے جو برکتیں تو نے دوسرے شہر کی بکریوں کے پورے میں دی ہیں۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اللہ تعالیٰ نے ملائکہ کے ذریعے اپنے محبوب ﷺ کی مدد فرمائی۔

امام بیہقی، حاکم، ابن سعد اور نسائی نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں غزوۂ بدر کے دن میں نے کافی دیر تک جہاد کیا۔ پھر میں جلدی جلدی بارگاہ رسالت میں آیا تاکہ دیکھوں کہ آپ ﷺ کیا کر رہے ہیں۔ میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ سجدہ ریز ہیں اور یَاحَیُّ یَا قَیُّوْمُ کی صدائیں بلند فرما رہے ہیں۔ پھر میں وہاں سے واپس آیا کافی دیر مصروف جہاد رہا۔ پھر آپ ﷺ کا دیدار کرنے کے لیے آیا۔ میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ ابھی تک سجدہ ریز تھے اور یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ کی صدائیں لگا رہے تھے۔ جب میں چوتھی مرتبہ چہرۂ مصطفیٰ ﷺ دیکھنے کے لیے حاضر ہوا تو اللہ تعالیٰ نے ہمیں فتح عطا فرمادی۔

امام بیہقی نے حضرت ابن عباس اور حکیم بن حزام رضی اللہ عنہم سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں جب غزوۂ بدر رونما ہوا تو حضور ﷺ اپنے ہاتھوں کو بلند فرما کر دعا مانگنے لگے۔ آپ ﷺ نے عرض کی مولا! اگر یہ گروہ ہلاک ہو گیا تو شرک غالب آ جائے گا اور تیرا دین قائم نہیں رہ سکے گا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ عرض کناں تھے۔ یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم اللہ تعالیٰ ضرور آپ کی مدد فرمائے گا۔ وہ آپ ﷺ کے چہرۂ اقدس کو ضرور منور فرمائے گا۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے ایک ہزار ملائکہ کو نازل فرمایا۔ حضور ﷺ نے فرمایا اے ابوبکر! آپ کو بشارت ہو یہ حضرت جبرائیل آ گئے ہیں۔ انہوں نے زرد عمامہ پہن رکھا ہے۔ وہ اپنے گھوڑے کی لگام تھامے ہوئے زمین و آسمان کے درمیان کھڑے ہیں۔ جب وہ زمین پر نازل ہوئے تو کچھ دیر کے لیے مجھ سے غائب ہو گئے۔ پھر وہ ظاہر ہوئے تو ان کے پاؤں گرد آلود تھے۔ وہ کہہ رہے تھے آپ صلی اللہ علیک وسلم نے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی اللہ تعالیٰ کی مدد آپ کے پاس پہنچ چکی ہے۔

بکر بن وائل کے لیے دعا

حضرت علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ خصائص کبریٰ میں فرماتے ہیں کہ میں نے دیوان اعشیٰ میں پڑھا ہے کہ ذی قار کی جنگ حضور ﷺ کی بعثت کے بعد ہوئی۔ حضرت جبرائیل نے حضور ﷺ کو یہ جنگ دکھائی۔ حضور نبی محترم ﷺ نے دو مرتبہ فرمایا اے بارالہ! بکر بن وائل کی مدد فرما۔ نبی محترم ﷺ اس کے لیے تیسری مرتبہ یہ دعا کرنا چاہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ ان کی ہمیشہ مدد فرمائے تو حضرت جبرائیل نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم آپ کی دعا قبول ہو گئی ہے۔ اگر آپ نے ان کے لیے ابدی نصرت کی دعا فرمادی تو ان کی یہ نصرت ایک واقعہ کی وجہ سے دائمی نہیں رہ سکے گی۔ جب حضور ﷺ نے ان کے لیے دعا فرمائی تو اہل فارس کو شکست ہوئی۔ یہ منظر دیکھ کر حضور ﷺ نے تبسم فرمایا اور فرمایا یہ پہلا موقع ہے کہ اہل عرب نے عجموں کو شکست دی اور میری وجہ سے ان کی مدد کی گئی۔

مدینہ طیبہ کے لیے خصوصی دعائیں

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے وہ فرماتی ہیں کہ جب حضور ﷺ مدینہ طیبہ تشریف لائے تو یہ زمین وباؤں کا مرکز تھا۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعا فرمائی مولا! مدینہ طیبہ ہمیں اسی طرح

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اہل طائف کے لیے دعا

امام بیہقی اور ابونعیم نے عروہ سے روایت کیا ہے کہ جب حضور ﷺ نے طائف کا محاصرہ کیا تو فرمایا نہ تو ہمیں اہل طائف کا محاصرہ کرنے کی اجازت دی گئی ہے اور نہ ہی ہم گمان کرتے ہیں کہ ہم اس کو فتح کرلیں گے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بارگاہ رسالت میں عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم آپ اہل طائف کے لیے بددعا کیوں نہیں فرماتے اور نہ ہی آپ پیش قدمی فرماتے ہیں شاید ہم اسے فتح کرلیں حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہمیں ان کے ساتھ جنگ کرنے کی اجازت نہیں دی گئی۔ پھر حضور ﷺ طائف کا محاصرہ اٹھا کر واپس آ گئے واپسی پر آپ ﷺ نے دعا کی اے میرے مالک! اہل طائف کو ہدایت دے اور ہمیں اس ذمہ داری کو نبھانے کی توفیق دے۔ امام بیہقی نے روایت کیا ہے کہ ماہ رمضان میں اہل طائف کا وفد آیا اور انہوں نے اسلام قبول کرلیا۔

تجیبی غلام کے لیے دعا

ابن سعد نے ابوالحویرث سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ تجیب کا وفد بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا ان کے ساتھ ایک غلام بھی تھا۔ اس غلام نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میرا ایک کام کردیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کون سا کام؟ اس غلام نے عرض کی آپ اللہ سے دعا کریں کہ وہ مجھے بخش دے، مجھ پر رحم فرمائے اور مجھے دل کا غنا عطا فرمائے۔ حضور ﷺ نے دعا فرمائی مولا! اس کو بخش دے، اس پر رحم فرما اور اس کو دل کا غنا عطا فرما۔ اس کے بعد وہ وفد واپس آ گیا۔ آئندہ سال وہ وفد دوبارہ رسالت میں حاضر ہوا۔ حضور ﷺ نے ان سے اس غلام کے متعلق پوچھا انہوں نے عرض کی کہ ہم نے اس سے زیادہ قناعت شعار شخص نہیں دیکھا۔

دیگر امور میں نبی اکرم ﷺ کی دعائیں

سیرت نگاروں نے لکھا ہے کہ جب سرور کائنات ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ غار ثور میں تشریف لے گئے تو مشرکین نے ان کا تعاقب کیا۔ جب وہ غار کے دہانے تک پہنچ گئے تو حضور ﷺ نے دعا کی اے مولا! ان کی بصارت ختم کردے تاکہ وہ ہمیں نہ دیکھ سکیں۔ اسی وجہ سے وہ حضور ﷺ کو نہ دیکھ سکے اور دائیں بائیں دیکھ کر چلے گئے۔

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے دعا مانگی اے مولا! آل محمد کو قُوْت (وہ رزق جس سے گذارہ ہو سکے) عطا فرما۔ امام بیہقی فرماتے ہیں کہ انہیں قوت ہی عطا ہوا اور انہوں نے صبر اور شکر کا مظاہرہ کیا۔

امام بیہقی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ حضور ﷺ کے ہاں ایک مہمان آیا۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ازواج مطہرات سے کھانا لانے کے لیے کسی شخص کو بھیجا۔ لیکن ان میں سے کسی کے پاس بھی کھانے کی کوئی چیز نہ تھی۔ حضور اکرم ﷺ نے دعا فرمائی:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ وَ رَحْمَتِکَ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

غزوۂ خیبر میں حضور ﷺ کی دعائیں

امام بیہقی نے ابن اسحاق کی سند سے بنو اسلم کے بعض افراد سے روایت کیا ہے کہ وہ خیبر کے مقام پر بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور عرض کی ہم نے بہت کوشش کی لیکن ہمارے ہاتھ کچھ نہ آیا۔ حضور ﷺ نے دعا فرمائی مولا! تو ان کے حالات سے آشنا ہے ان کے پاس قوت و توانائی بھی نہیں ہے۔ میرے پاس بھی ایسی کوئی چیز نہیں جو انہیں عطا کروں۔ اے بار الٰہ! ان کے لیے ایسا قلعہ فتح فرما جس میں زیادہ مال و دولت اور کثیر غلہ ہو۔

ایک اور روایت میں ہے کہ غزوۂ خیبر میں قلعوں کو فتح کرنے سے قبل مسلمانوں کو بھوک نے ستایا بنو اسلم نے اسماء بن حارثہ اور ان کی بیوی کو بارگاہ رسالت میں بھیجا۔ انہوں نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم بنو اسلم سلام پیش کرتے ہیں اور عرض کرتے ہیں کہ ہمیں بھوک نے تنگ کیا ہوا ہے۔ ایک شخص نے انہیں ملامت کی کہ اہل عرب میں سے صرف تم نے ہی بھوک کی شکایت کی ہے۔ ہند بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ کی قسم! مجھے یقین ہے کہ رسول کریم ﷺ کی طرف ان کا جانا یہ کامیابی کی کنجی ہے۔ اس وقت حضور ﷺ نے دعا فرمائی اے میرے مالک! تو ان کے حال سے خوب آشنا ہے ان کے پاس قوت و طاقت کی کمی ہے۔ میرے ہاتھ میں بھی کوئی ایسی چیز نہیں جو انہیں عطا کروں۔ مولا! ان کے لیے وہ قلعہ فتح فرما جس میں کثیر غلہ اور زیادہ کھانا ہو۔ پھر آپ ﷺ نے حضرت حباب بن منذر رضی اللہ عنہ کو جھنڈا عطا فرمایا اور لوگوں کو جہاد کی دعوت دی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی مکرم ﷺ کی دعا کو قبول کیا اور صعب کے قلعہ کو ان کے لیے غروب آفتاب سے پہلے فتح فرمادیا حالانکہ انہوں نے دو دن سے اس کا محاصرہ کیا ہوا تھا۔ یہ قلعہ دوسرے تمام قلعوں سے زیادہ سامان زیست رکھتا تھا۔

ابن سعد نے ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے میری طرف لکھا کہ میں کثیبہ کے متعلق تحقیق کروں کہ کیا وہ خمس میں سے تھا یا حضور اکرم ﷺ کے لیے خاص تھا۔ میں نے اس کے متعلق عمرہ بنت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہا سے پوچھا انہوں نے فرمایا جب حضور ﷺ نے بنو حقیق سے صلح کی تو حضور ﷺ نے نطاۃ اور شق کے پانچ حصے کیے۔ کثیبہ بھی ان حصوں میں سے ایک حصہ تھا۔ پھر حضور ﷺ نے ان حصوں میں قرعہ اندازی فرمائی اور دعا مانگی مولا! اپنا حصہ کثیبہ میں بنا وہ قرعہ جو پہلے حصے کا نام نکلا اس پر لکھا ہوا تھا۔ لِلّٰهِ عَلَى الْكَثِيبَةِ کثیبہ اللہ کے لیے ہے''۔ کثیبہ حضور ﷺ کا خمس تھا۔ دو حصوں پر کوئی علامت نہیں رکھی گئی تھی۔ ان کے اٹھارہ حصے کر کے انہیں مسلمانوں میں تقسیم کر دیا گیا۔ ابوبکر فرماتے ہیں کہ میں نے یہی تحقیق حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو لکھی۔

قریش کے لیے دعا

امام بخاری نے تاریخ میں، ابن ابی اسامہ، ابویعلیٰ اور ابونعیم نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے عرض کی مولا! جس طرح تو نے قریش کے پہلے لوگوں کو عذاب کا مزہ چکھایا ہے اب اس قبیلے کے بعد والے لوگوں کو نعمت کا مزہ چکھا۔ یہ امر مخفی نہیں کہ اس کے بعد قریش کو نعمتیں ملیں اور ان کے ہاتھوں کئی علاقے فتح ہوئے۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نے فرمایا کیا تو پسند کرتا ہے کہ کوئی شخص تیری خالہ کے ساتھ بدکاری کرے اس نے عرض کی میری جان آپ پر نثار میں یہ پسند نہیں کرتا کہ کوئی شخص میری خالہ سے بدکاری کرے۔ آپ ﷺ نے فرمایا لوگ بھی یہ پسند نہیں کرتے کہ ان کی خالاؤں کے ساتھ کوئی بدکاری کرے۔ پھر آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ اس نوجوان پر رکھا اور دعا مانگی:

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ ذَنْبَهٗ وَطَهِّرْ قَلْبَهٗ وَاحْصِنْ فَرْجَهٗ

''اے میرے مولا! اس جوان کے گناہ معاف فرما، اس کے دل کو صاف فرما اور اس کی شرم گاہ کی حفاظت فرما۔''

اس دعا کے بعد وہ جوان بدکاری کے متعلق سوچتا بھی نہیں تھا۔

امام احمد، ابن حزیمہ اور امام بیہقی نے صخر الغامدی سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے یہ دعا مانگی:

اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لِاُمَّتِیْ فِیْ بُکُوْرِھَا

''اے مولا! میری امت کی صبح میں برکت فرما''۔

صخر الغامدی تاجر پیشہ تھے۔ وہ صبح سویرے اپنے بیٹوں کو کام پر بھیجتے تھے۔ انہیں اتنا کثیر مال حاصل ہوتا کہ وہ نہیں جانتے تھے کہ وہ اسے کہاں رکھیں۔

امام بیہقی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ایک عورت نے بارگاہ رسالت میں اپنے خاوند کی شکایت کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیا تو اس سے نفرت کرتی ہے۔ اس عورت نے عرض کی ہاں۔ آپ ﷺ نے اس عورت اور اس کے خاوند سے کہا تم دونوں اپنے سر میرے قریب کرو۔ آپ ﷺ نے اس عورت کی پیشانی کو اس مرد کی پیشانی پر رکھا اور یہ دعا کی۔

''اے میرے پروردگار! ان کے درمیان محبت ڈال دے اور انہیں ایک دوسرے کا محبوب بنا دے۔''

کچھ عرصہ بعد آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو وہ عورت ملی، آپ ﷺ نے فرمایا اب تیرے اور تیرے خاوند کے تعلقات کیسے ہیں۔ اس نے عرض کی کہ کوئی مال و دولت اور اولاد مجھے اپنے خاوند سے محبوب نہیں ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں گواہی دیتا ہوں کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا، میں بھی یہ گواہی دیتا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیک وسلم اللہ کے رسول ہیں۔

امام بیہقی نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے یمن کی طرف دیکھا تو دعا کی مولا! ان کے دلوں کو متوجہ فرما پھر آپ ﷺ نے شام کی طرف دیکھا اور دعا مانگی مولا! ان کے دلوں کو بھی متوجہ کر۔ پھر آپ ﷺ نے اپنی نظر مبارک عراق کی طرف کی اور عرض کیا مولا! ان کے دلوں کو بھی متوجہ کر یہ تینوں سلطنتیں جس قدر تیزی سے فتح ہوئیں اور جتنی تیزی سے ان میں اسلام پھیلا یہ سب کچھ حضور ﷺ کی دعا کا ہی ثمرہ تھا۔

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ایک عورت بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئی اور عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم مجھے مرگی ہے۔ جس کی وجہ سے میں گر پڑتی ہوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا اگر تو صبر کرے گی تو تجھے جنت ملے گی اور اگر تجھے یہ پسند ہے کہ تجھے صحت ملے تو میں تیرے لیے دعا کر دیتا ہوں۔ اس عورت نے عرض کی میں صبر کر لیتی ہوں۔ لیکن جب گرتی ہوں تو میرا جسم عریاں ہو جاتا ہے۔ آپ ﷺ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ میری

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

''اے مولا! میں تجھ سے تیرے فضل اور رحمت کا سوال کرتا ہوں''۔
اسی وقت ایک شخص نے ایک بھونی ہوئی بکری بطور ہدیہ بھیجی حضور ﷺ نے فرمایا، یہ اللہ کا فضل ہے۔ اب ہم اس کی رحمت کے منتظر ہیں۔
امام بیہقی نے بھی یہ روایت نقل کی ہے۔ اس میں یہ اضافہ ہے کہ تمام صحابہ کرام نے اس بکری کو خوب سیر ہو کر کھایا۔ حضور ﷺ نے فرمایا ہم نے اللہ تعالیٰ سے اس کے فضل اور رحمت کا سوال کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنا فضل تو عطا کر دیا ہے اور رحمت کو ہمارے لیے ذخیرہ کر دیا ہے۔
امام بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ کے سامنے ایک یہودی بیٹھا ہوا تھا۔ حضور ﷺ کو چھینک آئی، یہودی نے کہا یَرْحَمُکَ اللّٰہُ ''اللہ تعالیٰ آپ ﷺ پر رحم کرے''۔ جواب میں آپ ﷺ ارشاد فرمایا ھَدَاکَ اللّٰہُ ''اللہ تعالیٰ تجھے ہدایت دے''۔ اس یہودی نے اسلام قبول کر لیا۔
ابن سعد نے عبدالحمید بن سلمہ سے وہ اپنے باپ اور وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے والدین میں رنجش پیدا ہو گئی وہ اپنے جھگڑے کا فیصلہ کروانے کے لیے بارگاہ رسالت میں گئے۔ ان میں سے ایک مسلمان تھا۔ جبکہ دوسرا کافر تھا۔ حضور ﷺ نے کافر کی طرف توجہ فرمائی اور دعا کی مولا! اسے ہدایت دے پھر مسلمان کی طرف توجہ کی تو اس کے حق میں فیصلہ کر دیا۔
امام احمد اور امام بیہقی نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک جوان بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم مجھے بدکاری کی اجازت دے دیں۔ اس کی یہ بات سن کر صحابہ کرام اس کو جھڑکنے لگے۔ حضور ﷺ نے اس جوان سے کہا میرے قریب ہو جا۔ وہ حضور اکرم ﷺ کے قریب ہو گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا بیٹھ جا وہ بیٹھ گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیا تو پسند کرتا ہے کہ کوئی شخص تیری ماں سے بدکاری کرے اس جوان نے عرض کی میری جان آپ صلی اللہ علیک وسلم پر فدا ہو ''نہیں'' آپ ﷺ نے فرمایا دوسرے لوگ بھی یہ پسند نہیں کرتے کہ کوئی شخص ان کی ماں سے بدکاری کرے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کیا تو پسند کرتا ہے کہ کوئی شخص تیری بیٹی سے یہ فعل کرے؟ اس جوان نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میری جان آپ پر نثار ''نہیں میں یہ پسند نہیں کرتا'' آپ ﷺ نے فرمایا لوگ بھی یہ پسند نہیں کرتے کہ کوئی شخص ان کی بیٹیوں سے بدفعلی کرے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کیا تو پسند کرتا ہے کہ کوئی شخص تیری بہن کے ساتھ بدکاری کرے اس جوان نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میری جان آپ پر قربان! نہیں میں یہ پسند نہیں کرتا کہ کوئی شخص میری بہن کے ساتھ بدکاری کرے۔ آپ ﷺ نے فرمایا لوگ بھی یہ پسند نہیں کرتے کہ کوئی شخص ان کی بہن کے ساتھ بدکاری کرے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کیا تو پسند کرتا ہے کوئی شخص تیری پھوپھی کے ساتھ فعل شنیع کرے اس جوان نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میری جان آپ پر فدا میں یہ پسند نہیں کرتا کہ کوئی شخص میری پھوپھی کے ساتھ بدکاری کرے۔ آپ ﷺ نے فرمایا لوگ بھی یہ پسند نہیں کرتے کہ کوئی شخص ان کی پھوپھیوں سے بدفعلی کرے۔ پھر آپ ﷺ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وہ افراد جن کے لیے حضور ﷺ نے بددعا فرمائی

عتبہ بن ابی لہب کے لیے بددعا

امام بیہقی اور ابونعیم نے ابونوفل کی سند سے روایت کیا ہے کہ عتبہ حضور ﷺ کے پاس آیا اور آپ ﷺ کو برے الفاظ سے یاد کیا۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کے لیے بددعا فرمائی:

اَللّٰھُمَّ سَلِّطْ عَلَیْہِ کَلْبًا

''اے میرے معبود! اس پر کوئی کتا مسلط فرما۔''

ابولہب شام سے اونی کپڑا لایا کرتا تھا وہ اپنے لڑکے کے ساتھ اپنے وکیل اور غلام بھیجا کرتا تھا۔ وہ کہتا مجھے اپنے بیٹے کے متعلق حضور (ﷺ) کی بددعا کا خطرہ ہے۔ لیکن وہ اس سے عتبہ کی حفاظت کرنے کا وعدہ کرتے۔ جب وہ کسی جگہ پر قیام کرتے تو وہ عتبہ کو دیوار کے ساتھ لگاتے اور اس پر اپنے کپڑے اور دیگر سامان پھینک دیتے۔ کافی عرصہ تک وہ یہی کرتے رہے۔ پھر ایک دن ایک درندہ آیا اس نے عتبہ کو ہلاک کر دیا۔ جب یہ خبر ابولہب تک پہنچی تو اس نے کہا میں نہیں کہا کرتا تھا کہ مجھے اپنے بیٹے کے متعلق محمد عربی (ﷺ) کی بددعا کا خطرہ ہے۔

امام بیہقی نے قتادہ سے روایت کیا ہے کہ عتبہ بن ابی لہب نے بارگاہ رسالت میں گستاخی کی تو حضور اکرم ﷺ نے فرمایا میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس پر اپنا کتا مسلط فرمائے۔ وہ قریش کے ایک قافلہ کے ساتھ نکلا مقام زرقاء پر وہ قافلہ قیام پذیر ہوا۔ ایک شیر نے ان کے گرد گھومنا شروع کیا۔ عتبہ نے کہا، ہائے ہلاکت! یہ شیر تو مجھے کھا جائے گا۔ جس طرح محمد (ﷺ) نے مجھے بددعا دی تھی۔ محمد (ﷺ) نے مجھے قتل کر دیا ہے۔ حالانکہ وہ مکہ میں ہیں اور میں شام میں ہوں۔ عتبہ اس کارواں کے وسط میں تھا۔ شیر نے وہاں سے اسے اٹھایا اور اس کا سر کچل کر اسے موت کے گھاٹ اتار دیا۔

امام بیہقی نے عروہ سے روایت کیا ہے کہ اس رات شیر اس کارواں کے اردگرد چکر لگا کر چلا گیا۔ لوگوں نے عتبہ کو اپنے درمیان سلایا رات کو شیر آیا اور عتبہ کو وسط سے اٹھا کر چلا گیا۔ اس کے سر کو دانتوں میں چبا کر اسے ہلاک کر دیا۔

ابونعیم نے اور ابن عساکر نے جبار بن الاسود سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ابولہب اور اس کے بیٹے عتبہ نے شام جانے کی تیاری کی۔ میں بھی ان کے ساتھ جانے کے لیے تیار ہوا۔ عتبہ بن ابی لہب نے کہا اللہ کی قسم! میں ضرور محمد (عربی ﷺ) کے پاس جاؤں گا۔ میں ضرور انہیں تکلیف دوں گا۔ وہ حضور ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ وہ اس ذات کا انکار کرتا ہے۔ جو قریب ہوئی پھر اور قریب ہوئی۔ حتیٰ کہ دو کمانوں کا فاصلہ رہ گیا یا اس سے بھی کم فاصلہ رہ گیا۔ حضور ﷺ نے دعا مانگی مولا! اپنے کتوں میں سے ایک کتا اس پر مسلط فرما پھر عتبہ وہاں سے واپس آ گیا ابولہب نے عتبہ سے کہا اے بیٹے! تو نے محمد (ﷺ) سے کیا کہا اور انہوں نے تجھے کیا جواب دیا۔ عتبہ نے اپنی گفتگو اور حضور ﷺ کی بددعا کے متعلق بتا دیا۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ستر پوشی فرمائے۔آپ ﷺ نے اس عورت کے لیے دعا فرمائی۔

امام بیہقی نے حضرت مجاہد سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے ایک اونٹ خریدا وہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اور عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میں نے ایک اونٹ خریدا ہے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس میں برکت دے۔آپ ﷺ نے دعا کی اے اللہ! اس کے اونٹ میں برکت دے۔ کچھ دیر کے بعد وہ اونٹ مر گیا۔ پھر اس شخص نے ایک اور اونٹ خریدا اور حضور ﷺ سے دعا کی التجا کی۔ نبی اکرم ﷺ نے اس میں برکت کی دعا کی۔ وہ اونٹ بھی کچھ مدت کے بعد مر گیا۔ پھر اس شخص نے ایک اور اونٹ خریدا اور حضور ﷺ سے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم آپ اس پر سواری فرمائیں آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام اس اونٹ پر سوار ہوئے۔ وہ اونٹ بیس سال اس شخص کے پاس رہا۔

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تاجدار مدینہ ﷺ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ اس شخص کو شاداب رکھے۔ جس نے میرا فرمان سنا اس کو یاد کیا۔ پھر کسی اور شخص کو اسی طرح سنا دیا جس طرح سنا تھا۔

علماء فرماتے ہیں کہ تمام محدثین کے چہروں پر رونق اور شادابی ہوتی ہے۔ اس کی وجہ حضور ﷺ کی یہ دعا ہے۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ابونعیم نے حضرت طاوس سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے وَ النَّجْمِ اِذَا هَوٰی (النجم:۱) تلاوت فرمائی عتبہ نے کہا میں نجم کے رب کا انکار کرتا ہوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اپنے کتوں میں سے ایک کتا تجھ پر مسلط فرمائے گا۔ وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ شام کی طرف عازم سفر ہوا۔ راستہ میں اس نے شیر دیکھا۔ جس سے اس کے اعضاء کانپنے لگے۔ اس کے ساتھیوں نے کہا تیرے اعضاء پر لرزہ کیوں طاری ہو گیا ہے۔ ہم بھی تو تیرے ساتھ ہیں۔ عتبہ نے کہا محمد (ﷺ) نے میرے خلاف بد دعا کی تھی۔ اللہ کی قسم! اس آسمان کے نیچے کوئی شخص بھی محمد (ﷺ) سے زیادہ سچا نہیں ہے۔ پھر عتبہ کے ساتھیوں نے اس کے سامنے کھانا رکھا۔ لیکن اس نے کھانے کو ہاتھ تک نہ لگایا۔ جب سونے کا وقت آیا تو انہوں نے اپنے اردگرد ساز و سامان رکھا اور وسط میں بستر لگائے اور سو گئے۔ کچھ دیر بعد شیر آیا اس نے ہر شخص کو الگ الگ سونگھا۔ حتیٰ کہ وہ عتبہ تک پہنچ گیا اسے اپنے دانتوں میں لے کر چبا ڈالا۔ عتبہ نے جو سب سے آخر میں الفاظ کہے وہ یہ تھے۔ ''کیا میں نہیں کہتا تھا کہ محمد (ﷺ) تمام لوگوں سے زیادہ سچے ہیں۔''

قریش کے خلاف بد دعا

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب قریش نے نبی اکرم ﷺ کی نافرمانی کی اور اسلام سے کنارہ کش رہے تو حضور ﷺ نے ان کے لیے بد دعا کی۔ اے میرے مولا! ان پر اس طرح سات سال کا قحط مسلط فرما۔ جس طرح حضرت یوسف علیہ السلام کے وقت شدید قحط پڑا تھا۔ حضور ﷺ کی یہ بد دعا قبول ہوئی قریش کو سخت قحط کا سامنا کرنا پڑا حتیٰ کہ ہر چیز کا خاتمہ ہو گیا۔ لوگ مردار کھانے پر مجبور ہو گئے۔ بھوک کی وجہ سے انہیں زمین اور آسمان کے درمیان دھواں سا دکھائی دیتا تھا۔ پھر انہوں نے دعا کی:

رَبَّنَا اكْشِفْ عَنَّا الْعَذَابَ اِنَّا مُؤْمِنُوْنَ۝ (الدخان:۱۲)

''اے مولا! ہم سے عذاب دور فرما ہم ایمان لے آئیں گے۔''

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی مکرم ﷺ پر وحی فرمائی کہ اگر ہم ان سے عذاب دور کر بھی دیں تو پھر یہ دوبارہ بغاوت و سرکشی کا مظاہرہ کریں گے۔ جب اللہ تعالیٰ نے ان سے عذاب دور فرمایا تو انہوں نے پھر سرکشی و عناد کو اپنا وطیرہ بنا لیا۔ غزوۂ بدر کے دن اللہ تعالیٰ نے ان سے انتقام لیا۔

امام بیہقی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب حضور ﷺ نے قریش مکہ کی اسلام سے روگردانی دیکھی تو بارگاہ ایزدی میں عرض کی مولا! ان پر اتنا سخت قحط نازل فرما جس قدر سخت قحط حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانہ میں آیا تھا۔ قریش پر اتنا سخت قحط آیا کہ وہ مردار، چمڑے اور ہڈیاں کھانے پر مجبور ہو گئے۔ ابوسفیان اور قریش کے دوسرے سردار بارگاہ رسالت میں آئے اور کہنے لگے اے محمد! (صلی اللہ علیک وسلم) آپ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجا ہے۔ آپ ﷺ کی قوم قحط سالی سے ہلاک ہو گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں کہ وہ ہمیں اس مصیبت سے نجات عطا فرمائے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے دعا کی تو باران رحمت امڈ کر آیا۔ مسلسل سات دن تک بارش ہوتی

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ابولہب نے کہا اللہ کی قسم! مجھے تجھ پر محمد (ﷺ) کی بد دعا کا خطرہ ہے۔ پھر ہم اپنے سفر پر روانہ ہوئے۔ دوران سفر ہم الشراۃ کے مقام پر خیمہ زن ہوئے۔ یہ جگہ شیروں کی آماجگاہ تھی۔ ابولہب نے ہم سے کہا تم میری عمر اور میرے حق کو جانتے ہو اور یہ بھی جانتے ہو کہ محمد (ﷺ) نے میرے بیٹے کو بد دعا دی ہے۔ اللہ کی قسم! اب میں اپنے بیٹے کو محفوظ نہیں سمجھتا تم سب اس عبادت گاہ کے قریب اپنا سامان اکٹھا کرو۔ پھر اس پر میرے بیٹے کے لیے بستر بچھاؤ پھر اس کے ارد گرد اپنے بستر لگا دو۔ ہم نے ایسے ہی کیا عتبہ سامان کے اوپر تھا اور ہم اس کے ارد گرد تھے۔ ایک شیر آیا اس نے ہمیں سونگھا جب اسے اپنا شکار نہ ملا تو وہ اچھل کر سامان پر چڑھ گیا اور عتبہ کے منہ کو سونگھا اور اس کا سر کچل کر چلا گیا۔ ابولہب نے کہا اللہ کی قسم! میں جانتا ہوں کہ محمد (حضور اکرم ﷺ) کی دعا ضرور قبول ہوتی ہے۔

ابن اسحاق اور ابونعیم نے ایک اور سند سے محمد بن کعب القرظی سے روایت کیا ہے اور اس میں حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے درج ذیل اشعار کا اضافہ کیا ہے:

سَائِلْ بَنِیْ الْاَشْقَرِ اِنْ جِئْتَهُمْ مَا كَانَ اَنْبَاءُ اَبِیْ وَاسِعِ

''اگر تمہارا گذر بنوالاشقر کے پاس سے ہو تو ان سے پوچھو کہ ابوواسع کے متعلق کیا خبریں ہیں۔''

لَاوَسَّعَ اللّٰهُ قَبْرَهُ بَلْ ضَيَّقَ اللّٰهُ عَلَى الْقَاطِعِ

''اللہ تعالیٰ اس کی قبر کو وسیع نہ کرے۔ بلکہ اس قاطع رحم کی قبر کو اور تنگ کرے۔''

رَحِمَ بَنِیْ اَجْدَادِهٖ ثَابِتٍ يَدْعُوْ اِلٰى نُوْرٍ لَهٗ سَاطِعِ

''اس نے اپنے آباء کے بیٹوں سے قطع تعلقی کی اور اس نبی مکرم ﷺ سے بھی رشتہ توڑا جو ایک عظیم نور کی طرف دعوت دیتے ہیں۔''

اَسْبَلَ بِالْحَجَرِ لِتَكْذِيْبِهٖ دُوْنَ قُرَيْشٍ فَهْزَةَ الْفَادِعِ

''وہ نبی مکرم ﷺ کی تکذیب کے لیے حجر میں آیا۔''

فَاسْتَوْجَبَ الدَّعْوَةَ مِنْهُ بِمَا بَيَّنَ لِلنَّاظِرِ وَالسَّامِعِ

''وہ حضور ﷺ کی جانب سے ایسی بد دعا کا سزاوار ٹھہرا جو دیکھنے والے اور سننے والے کے لیے عیاں تھی۔''

اِذْ سَلَّطَ اللّٰهُ بِهَا كَلْبَهٗ يَمْشِيْ الْهُوَيْنَا مِشْيَةَ الْخَادِعِ

''اس بد دعا کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اس پر ایک کتا مسلط فرمایا جو اس پر ایک دھوکا کرنے والے کی طرح حملہ آور ہوا۔''

حَتّٰى اَتَاهُ وَسْطَ اَصْحَابِهٖ وَقَدْ عَلَتْهُمْ سِنَةُ الْهَاجِعِ

''جب ان پر گہری نیند کا غلبہ ہوا تو کتا اس کے ساتھیوں کے وسط میں پہنچ گیا۔''

فَالْتَقَمَ الرَّاْسَ بِيَافُوْخِهٖ وَالنَّحْرَ مِنْهُ فَغْرَةَ الْجَائِعِ

''پس اس درندے نے اس کا سر اور گلا پکڑ لیا اور ایک بھوکے آدمی کی طرح اس کو ہڑپ کر گیا۔''

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

"اے میرے مولا! قریش کو تباہ کر۔"

جب قریش مکہ نے آپ ﷺ کی آواز سنی تو ان کی مسکراہٹ ختم ہوگئی وہ آپ ﷺ کی دعا سے خوفزدہ ہو گئے۔آپ ﷺ نے عرض کی مولا! ابوجہل کو ہلاک فرما۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے جن جن مشرکوں کے نام لیے تھے۔وہ غزوۂ بدر میں واصل جہنم ہوئے پھران کی لاشوں کو ایک گڑھے میں پھینک دیا گیا۔حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے قول کا مفہوم یہ ہے کہ ان میں سے اکثر اسی دن موت کے گھاٹ اترے۔کیونکہ عمارہ بن ولید حبشہ میں مرا تھا۔عتبہ بن ابی معیط غزوۂ بدر کے دن قید ہوا تھا اور عرق ظبیہ کے مقام پر واصل جہنم ہوا۔امیہ غزوۂ بدر کے دن قتل تو ہوا تھا لیکن اسے گڑھے میں نہیں پھینکا گیا تھا۔کیونکہ اس کی لاش متعفن ہوگئی تھی۔اس لیے اس پر ویسے ہی مٹی پھینک دی گئی۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کی قحط سالی کی بددعا کو بھی قبول کرلیا۔انہیں شدید قحط سالی سے دوچار ہونا پڑا۔وہ مردار، چمڑے، ہڈیاں اور گندگی کے کھانے پر مجبور ہو گئے۔انہیں شدت بھوک کی وجہ سے زمین و آسمان کے درمیان دھواں نظر آتا تھا۔ان کی ایک جماعت بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئی۔انہوں نے کہا اے محمد! (مصطفیٰ ﷺ) آپ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ (صلی اللہ علیک وسلم) کو رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجا ہے۔آپ کی قوم برباد ہوگئی ہے۔آپ ان کے لیے دعا فرمائیں۔ حضور ﷺ نے ان کے لیے دعا فرمائی اور ان پر بارش نازل ہوئی۔مسلسل سات دن تک بارش ہوتی رہی لوگوں نے زیادہ بارش کی شکایت کی تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بارگاہ ایزدی میں عرض کی مولا! ہم پر اب بارش نہ برسا ہمارے گردونواح میں برسا نبی کریم ﷺ کی اس دعا کے بعد آسمان صاف ہوگیا۔

امام بیہقی کہتے ہیں کہ ابوسفیان کے قصہ سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہ قحط ہجرت کے بعد پڑا تھا۔شاید قریش مکہ کو دو مرتبہ قحط سالی سے سامنا کرنا پڑا ہو۔ایک مرتبہ ہجرت سے پہلے اور دوسری مرتبہ ہجرت کے بعد کیونکہ یہ دونوں روایتیں صحیح ہیں۔

یہ روایت امام بخاری اور امام مسلم نے بھی نقل کی ہے۔

نوفل بن خویلد کے لیے بددعا

امام واقدی اور امام بیہقی نے امام زہری سے روایت کیا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے غزوۂ بدر کے دن دعا فرمائی اے میرے مولا! نوفل بن خویلد کو کافی ہو جا۔پھر آپ ﷺ نے پوچھا نوفل کو کون جانتا ہے۔حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کی میں نے اس کو قتل کیا ہے۔حضور ﷺ نے نعرہ تکبیر بلند فرمایا اور کہا الحمد للہ! اللہ تعالیٰ نے میری دعا کو شرف قبولیت بخشا۔ایک روایت میں ہے کہ جب مقام بدر پر حق و باطل کا معرکہ رونما ہوا تو نوفل نے بلند آواز سے کہا اے قوم قریش! آج رفعت اور سرفرازی کا دن ہے۔اس وقت حضور ﷺ نے فرمایا مولا! نوفل کو کافی ہو جا۔

ابن قمیئہ اور عتبہ بن ابی وقاص کے لیے بددعا

سیرت نبویہ میں ہے کہ غزوۂ احد کے دن عبداللہ بن قمیئہ نے حضور ﷺ کی طرف تیر پھینکا اور کہا لیجئے میں ابن قمیئہ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

رہی لوگوں نے زیادہ بارش کی شکایت کی حضور ﷺ نے دعا کی:

اَللّٰھُمَّ حَوَالَیْنَا وَلَا عَلَیْنَا

"مولا! ہم پر اب بارش نہ برسا ہمارے گرد ونواح میں برسا نبی اکرم ﷺ کی اس دعا کے فوراً بعد آسمان صاف ہوگیا۔"

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ دھواں کا معجزہ گذر چکا ہے۔ اس سے مراد وہ قحط سالی سے جس سے قریش مکہ دوچار ہوئے۔ اسی طرح روم کا غلبہ، بطشہ کبریٰ (بڑی پکڑ) اور چاند کے شق ہونے کا معجزہ گذر چکا ہے۔

امام نسائی، حاکم اور ابونعیم بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ابوسفیان بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا اے محمد! (صلی اللہ علیک وسلم) میں تمہیں اللہ تعالیٰ اور اپنی رشتہ داری کا واسطہ دیتا ہوں۔ آپ اس قحط سے نجات کے لیے دعا فرمائیں۔ کیونکہ اب مردار اور گندگی کھانے پر مجبور ہوگئے ہیں۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

وَلَقَدْ اَخَذْنٰهُمْ بِالْعَذَابِ فَمَا اسْتَكَانُوْا لِرَبِّهِمْ وَمَا يَتَضَرَّعُوْنَ ۝ (المومنون:٧٦)

"اور ہم نے پکڑ لیا انہیں عذاب سے پھر بھی وہ نہ جھکے اپنے رب کی بارگاہ میں اور نہ وہ اب گڑگڑا کر (توبہ کرتے) ہیں"۔

حضور ﷺ نے دعا کی اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب لبیب ﷺ کی دعا کے صدقے انہیں قحط سالی سے نجات دی۔

السیرۃ النبویہ میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول کریم ﷺ کے ساتھ مسجد حرام میں تھے۔ نبی اکرم ﷺ نماز میں مصروف تھے۔ ایک شخص نے اونٹ ذبح کیا تھا۔ اس کا اوجھ پڑا ہوا تھا۔ ابوجہل نے کہا کیا کوئی شخص یہ جرأت کرسکتا ہے کہ اس اونٹ کی اوجھ کو لے کر آئے اور جب محمد (ﷺ) سجدہ ریز ہوں تو ان کے اوپر پھینک دے۔ قوم قریش میں سے سب سے بدبخت عقبہ بن ابی معیط اٹھا اور وہ اوجھ اٹھا کر لے آیا اور جب حضور ﷺ نے بارگاہ صمدیت میں جبین نیاز جھکائی تو اس نے اس گندگی کو آپ ﷺ پر پھینک دیا۔ کفار مکہ یہ کیفیت دیکھ کر ہنسنے لگے۔

حضرت ابن مسعود فرماتے ہیں کہ میں وہاں کھڑے ہو کر یہ منظر دیکھ رہا تھا اگر مجھ میں طاقت ہوتی تو میں یہ اوجھ نبی اکرم ﷺ کی پشت مبارک سے اتار پھینکتا۔ ایک شخص حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس واقعہ کی خبر دی۔ وہ مسجد حرام میں تشریف لائیں۔ حضور ﷺ ابھی تک اللہ کے حضور سجدہ ریز ہی تھے۔ حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا نے وہ اوجھ اتاری اور قریش مکہ کی مجلس میں آکر انہیں برا بھلا کہا۔ حضور ﷺ کھڑے ہوگئے۔ آپ ﷺ نے بددعا کی اے میرے مالک! ان پر اپنا عذاب سخت کردے۔ مولا! ان پر سخت قحط نازل فرما۔ اے میرے پروردگار! ابوجہل، عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، ولید بن عقبہ، عقبہ بن ابی معیط، عمارہ بن ولید اور امیہ بن خلف کی خبر لے۔

ایک روایت میں ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے نماز ادا فرمانے کے بعد اپنے ہاتھوں کو بلند فرمایا اور ان کے لیے بددعا کی۔

حضور ﷺ جب دعا فرماتے تو تین مرتبہ دعا فرماتے آپ ﷺ نے تین مرتبہ التجا کی:

اَللّٰھُمَّ عَلَیْکَ بِقُرَیْشٍ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کے رخ انور سے اس بشارت کے اثرات محسوس کر لیے۔ السیرۃ النبویہ میں ہے کہ حضور ﷺ نے ان الفاظ سے دعا مانگی:

یَا صَرِیْخَ الْمَکْرُوْبِیْنَ یَا مُجِیْبَ الْمُضْطَرِّیْنَ اکْشِفْ هَمِّیْ وَغَمِّیْ وَ کُرْبِیْ فَاِنَّکَ تَرٰی مَا نَزَلَ بِیْ وَاَصْحَابِیْ

"اے مصیبت زدوں کے فریاد رس، اے پریشان لوگوں کی دعا کو قبول کرنے والے میرے غم، پریشانی اور دکھ کو دور فرما تو دیکھ رہا ہے کہ میں اور میرے ساتھی کس مصیبت سے دوچار ہیں۔"

مسلمانوں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم کیا ہم بھی بارگاہ ایزدی میں عرض کریں۔ اب تو روح گلے تک آ گئی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں اس طرح عرض کرو، اے مولا! ہماری غلطیوں کی پردہ پوشی فرما اور ہمیں خطرات سے محفوظ فرما۔ حضرت جبرائیل امین حاضر خدمت ہوئے اور بشارت دی کہ اللہ تعالیٰ نے مشرکین کے لیے آندھی اور لشکر بھیجا ہے۔ جب حضور ﷺ نے یہ بشارت اپنے صحابہ کو سنائی تو انہوں نے اپنے ہاتھ بلند کیے اور اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کیا۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول مکرم ﷺ کی دعا کو قبول فرمایا اور مشرکین کے لیے تیز آندھی اور لشکر بھیجے اور بغیر جنگ کے انہیں شکست دی اس کے بعد حضرت عمرو بن العاص اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہما نے اسلام قبول کیا۔ وہ مشرکین کی فوج کے درمیان اس لیے کھڑے رہے کہ کہیں انہیں تلاش نہ کر لیا جائے۔ مشرکین پر آنے والی آندھی کا نام "ریح الصبا" تھا۔ اس آندھی نے ان کے خیموں کو اکھیڑ دیا، ان کی آگ بجھا دی اور ان کی ہنڈیوں کو اوندھا کر دیا۔ ان کے چہروں پر مٹی پڑی اور انہیں سنگریزوں کا سامنا کرنا پڑا۔ انہوں نے لشکر کی ایک سمت سے نعرہ تکبیر اور ہتھیاروں کی آواز سنی۔ جس کی وجہ سے وہ بھاگ گئے اور اپنا بہت سا سامان چھوڑ گئے۔ جسے بعد میں مسلمانوں نے بطور مال غنیمت حاصل کر لیا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ اِذْ جَآءَتْكُمْ جُنُوْدٌ فَاَرْسَلْنَا عَلَیْهِمْ رِیْحًا وَّ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا (الاحزاب:۹)

"اے ایمان والو! یاد کرو اللہ تعالیٰ کے احسان کو جو اس نے تم پر کیا۔ جب (حملہ آور ہو کر) آ گئے تھے تم پر (کفار کے) لشکر پس ہم نے بھیج دی ان پر آندھی اور ایسی فوجیں جنہیں تم دیکھ نہیں سکتے تھے۔"

وَرَدَّ اللّٰهُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِغَیْظِهِمْ لَمْ یَنَالُوْا خَیْرًا ؕ وَكَفَى اللّٰهُ الْمُؤْمِنِیْنَ الْقِتَالَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ قَوِیًّا عَزِیْزًا ﴿۲۵﴾ (الاحزاب:۲۵)

"اور (ناکام) لوٹا دیا اللہ تعالیٰ نے کفار کو درآنحالیکہ اپنے غصہ میں (پیچ و تاب کھا رہے) تھے۔ (اس لشکر کشی سے) انہیں کوئی فائدہ نہ ہوا اور بچا لیا اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو جنگ سے۔ اور اللہ تعالیٰ بڑا طاقتور ہر چیز پر غالب ہے۔"

عامر بن طفیل کے لیے بددعا

امام بیہقی نے حضرت عبد اللہ بن ابی طلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ تین روز صبح کے وقت عامر بن طفیل

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہوں حضور ﷺ نے اپنے چہرۂ انور سے خون صاف کرتے ہوئے فرمایا اَقْمَأکَ اللّٰہُ ”اللہ تجھے ذلیل کرے“۔ اللہ تعالیٰ نے ابن قمیئہ پر ایک پہاڑی بیل کو مسلط فرمایا اس نے اس کو سینگ مار مار کر ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی مصیبت، رسوائی اور عذاب میں اضافہ کر دیا۔ عبد الرزاق نے مقسم سے روایت کیا ہے کہ جب عتبہ بن ابی وقاص نے غزوۂ احد کے دن حضور ﷺ کے دانت مبارک شہید کیے اور آپ ﷺ کے رخ انور کو زخمی کیا تو حضور ﷺ نے اس کے لیے بددعا کی اے مولا! ایک سال میں یہ حالت کفر میں مرجائے۔ ابھی ایک سال گذرنے نہیں پایا کہ وہ حالت کفر میں مر گیا۔

غزوۂ بنی انمار میں ایک شخص کے لیے دعا

امام بیہقی نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول کریم ﷺ کی معیت میں غزوۂ بنی انمار کے لیے روانہ ہوئے۔ راستہ میں نبی اکرم ﷺ نے ایک شخص کے متعلق فرمایا اللہ تعالیٰ اس کی گردن اڑا دے اس شخص نے آپ ﷺ کی یہ بات سن لی اس نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم کیا میری گردن اللہ کی راہ میں جدا ہوگی۔ حضور ﷺ نے فرمایا ہاں راہ خدا میں تیری گردن اڑے گی۔ وہ شخص غزوۂ بنی انمار میں شہید ہو گیا۔ غزوۂ بنی انمار سے مراد غزوۂ ذات الرقاع ہے۔

غزوۂ خندق کے دن حضور ﷺ کی بددعائیں

امام مسلم اور امام بخاری نے حضرت عبد اللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ غزوۂ خندق کے دن حضور ﷺ نے مشرکین کے گروہوں کے لیے یہ دعا فرمائی: ”اے کتاب کو نازل کرنے والے! اے جلدی حساب لینے والے! ان گروہوں کو شکست سے دوچار فرما اور انہیں ہلاکت کے گڑھے میں پھینک دے۔“

امام مسلم اور امام بخاری نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ اَعَزَّ جُنْدَهٗ وَنَصَرَ عَبْدَهٗ وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ فَلَا شَيْئَ بَعْدَهٗ

”اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ یکتا ہے اس نے اپنی فوج کو عزت دی۔ اپنے بندے کی اعانت فرمائی مختلف گروہوں کو شکست سے دوچار کیا۔ وہ وحدہ لاشریک ہے اس کے بعد کوئی چیز نہیں۔“

ابن سعد نے ابن مسیب سے روایت کیا ہے کہ غزوۂ احزاب کے موقع پر حضور ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو دس دن تک محصور رہنا پڑا جس کی وجہ سے انہیں شدید مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ نبی اکرم ﷺ نے یہ دعا کی:

”مولا! میں تجھے تیرے عہد کا واسطہ دیتا ہوں۔ میں تجھے تیرے وعدے کا واسطہ دیتا ہوں مولا! اگر یہ گروہ ہلاک ہو گیا تو پھر تیری عبادت نہیں کی جائے گی۔“

ابن سعد نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے مسجد احزاب میں سوموار، منگل اور بدھ کے روز دعا فرمائی۔ بدھ کے دن ظہر اور عصر کی نماز کے درمیان آپ ﷺ کی دعا کو قبولیت کا شرف ملا۔ ہم نے حضور ﷺ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہلاک ہو گیا۔

عرنیین کے خلاف بددعا

امام بیہقی نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ قبیلہ عکل اور عرینہ کا ایک وفد بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اور اسلام کے متعلق گفتگو کی۔ انہوں نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم ہم دیہاتی لوگ ہیں شہری زندگی سے ناآشنا ہیں۔ ہم کو مدینہ طیبہ میں قیام کرنے کی اجازت دی جائے۔ حضور ﷺ نے انہیں اپنے پاس ٹھہرا لیا۔ کچھ عرصہ بعد انہیں مدینہ طیبہ کی وبا نے آلیا۔ حضور ﷺ نے انہیں مدینہ سے باہر جانے کا حکم دیا اور وہاں کی اونٹنیوں کا دودھ اور پیشاب پینے کا حکم دیا کیونکہ ان کو استسقاء کی بیماری لگ گئی تھی۔ وہ تمام روانہ ہوئے۔ جب وہ حرہ کے ایک کنارے پر پہنچے تو مرتد ہو گئے اور نبی اکرم ﷺ کے چرواہے کو قتل کر دیا اور تمام اونٹنیوں کو ہانک کر لے گئے۔ جب نبی اکرم ﷺ کو اس واقعہ کا علم ہوا تو آپ ﷺ نے صحابہ کرام کو ان کے تعاقب میں روانہ کیا اور ان کے لیے بددعا کی مولا انہیں گمراہ کر دے اور غور و فکر کی صلاحیتیں سلب کر لے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں راستہ سے بھٹکا دیا۔ صحابہ کرام نے انہیں پکڑ لیا اور بارگاہ رسالت میں انہیں پیش کر دیا۔ ان کے ہاتھ اور ٹانگیں کاٹ دی گئیں اور ان کی آنکھوں میں سلائیاں پھیر دی گئیں۔

حدیبیہ کے دن مشرکین کے لیے بددعا

امام احمد، نسائی اور حاکم نے عبداللہ بن مغفل سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم حضور ﷺ کے ساتھ اس درخت کے نیچے تھے جس کا تذکرہ قرآن پاک میں ہوا ہے۔ اس درخت کی شاخیں حضور ﷺ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مبارک پشتوں کو چھو رہی تھیں۔ سہیل بن عمرو حضور ﷺ کے سامنے بیٹھا ہوا تھا۔ حضور نبی محترم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا اے علی! لکھو "بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ" سہیل نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ کو پکڑ لیا اس نے کہا ہم کسی رحمان اور کسی رحیم کو نہیں جانتے۔ ان شرائط کے اوپر وہ نام لکھو جس سے ہم آشنا ہوں۔ حضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا لکھو۔ "باسمک اللّٰهم"

یہ لکھ کر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے لکھا۔ یہ وہ شرائط ہیں جن پر محمد رسول اللہ ﷺ نے اہل مکہ سے مصالحت کی ہے۔ سہیل نے پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ کو پکڑ لیا اور کہا اگر آپ اللہ کے رسول ہیں تو پھر ہم نے ظلم کیا ان شرائط کے اوپر وہ نام لکھو جو ہم جانتے ہیں۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا لکھو یہ وہ شرائط ہیں جن پر محمد بن عبداللہ (ﷺ) نے قریش مکہ کے ساتھ مصالحت کی ہے۔ ہم اسی کیفیت میں تھے کہ ہم پر تیس جوان حملہ آور ہوئے اور شور کرنے لگے۔ حضور ﷺ نے ان کے خلاف بددعا کی۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں بہرہ کر دیا۔ دوسری روایت کے مطابق انہیں اندھا کر دیا۔ ہم ان کی طرف گئے اور انہیں قید کر لیا۔ حضور ﷺ نے ان سے فرمایا کیا تم کسی کے ساتھ وعدہ کر کے آئے ہو یا کسی کی امان میں آئے ہو انہوں نے عرض کی نہیں۔ حضور ﷺ نے انہیں آزاد کر دیا۔ اس وقت یہ آیت مبارکہ اتری:

وَهُوَ الَّذِيْ كَفَّ اَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ (الفتح:۲۴)

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کے لیے بددعا فرماتے رہے:

اَللّٰھُمَّ اکْفِنِیْ عَامِرَ ابْنَ الطُّفَیْلِ بِمَا شِئْتَ وَابْعَثْ عَلَیْہِ دَاءً یَّقْتُلُہٗ

''مولا! عامر بن طفیل کو اپنی منشاء کے مطابق میری طرف سے کافی ہو جا اور اس پر ایسی بیماری مسلط فرما جو اس کو ہلاک کر دے۔''

اللہ تعالیٰ نے اس کو طاعون میں مبتلا کیا اور اسے ہلاک کر دیا۔

امام بیہقی نے ابن اسحاق سے روایت کیا ہے کہ بنی عامر کا وفد بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اس وفد میں عامر بن طفیل، اربد بن قیس اور خالد بن جعفر بھی تھے۔ یہ تینوں اس قوم کے سردار اور ان کے شیطان تھے۔ عامر بن طفیل حضور نبی اکرم ﷺ کے پاس آیا۔ وہ حضور ﷺ سے فریب کرنا چاہتا تھا۔ اس نے اربد سے کہا جب میں اس شخص کے ساتھ محو کلام ہوں اور میں اپنا چہرہ تیری سمت سے پھیر لوں تو اس وقت تلوار سے اس پر حملہ کر دینا۔ جب یہ تمام بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے تو عامر نے کہا اے محمد! (صلی اللہ علیک وسلم) مجھے اپنا دوست بنا لو۔ آپ ﷺ نے فرمایا جب تک تو خدا وحدہ لاشریک پر ایمان نہیں لاتا میں تجھے اپنا دوست نہیں بنا سکتا۔ جب نبی آخر الزمان ﷺ نے اس کو اپنا دوست بنانے سے انکار کیا تو اس نے کہا اللہ کی قسم! میں آپ کے خلاف پیادہ لوگوں اور گھڑ سواروں کا ایک عظیم لشکر لے کر آؤں گا۔ جب وہ چلا گیا تو حضور ﷺ نے دعا کی اے میرے مالک! عامر بن طفیل پر لعنت بھیج۔ جب وہ وفد چلا گیا تو عامر نے اربد سے کہا اے اربد! تجھے ہلاکت ہو میں نے تجھے کیا حکم دیا تھا۔ اربد نے کہا جب میں نے اپنے ارادہ پر عمل پیرا ہونا چاہا تو اس وقت میرے اور اس شخص کے درمیان تو آ گیا کیا اب میں تجھ پر تلوار چلاتا؟ وہ اپنے شہر کی طرف چلے گئے۔ ابھی وہ راستے میں ہی تھے کہ اللہ تعالیٰ نے عامر کو طاعون کی مرض میں مبتلا کر دیا اور بنوسلول کی ایک عورت کے گھر اس کو ہلاک کر دیا۔ جب اس کے ساتھی بنو عامر کے علاقے میں پہنچے تو اس کی قوم نے کہا اے اربد! اپنے پیچھے کیا چھوڑ آئے ہو اربد نے کہا اس شخص نے ایک ایسی ذات کی عبادت کی طرف دعوت دی ہے جس کے متعلق میں نے سوچا کہ میں اسے اپنے نیزے سے قتل کر دوں اپنی اس گستاخانہ گفتگو کے ایک یا دو دن بعد وہ اپنا اونٹ فروخت کرنے کے لیے گیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس پر اور اس کے اونٹ پر بجلی گرائی جس نے ان دونوں کو خاکستر بنا دیا۔

امام بیہقی نے مؤمد بن جمیل سے روایت کیا ہے کہ عامر بن طفیل بارگاہ رسالت میں آیا۔ نبی محترم ﷺ نے فرمایا اے عامر! اسلام قبول کر لو اس نے کہا میں اس شرط پر ایمان لاتا ہوں کہ شہری علاقہ آپ کا اور دیہاتی علاقہ میرا ہو۔ لیکن سرور کائنات ﷺ نے انکار کر دیا۔ عامر نے واپس جاتے ہو کہا اے محمد! (صلی اللہ علیک وسلم) اللہ کی قسم! میں آپ کے خلاف سپہ سالاروں اور گھوڑوں سے اس وادی کو بھر دوں گا حتی کہ اس وادی کی ہر کھجور کے تنے کے ساتھ ایک گھوڑا نظر آئے گا۔ حضور نبی محترم ﷺ نے دعا کی مولا! عامر کو کافی ہو جا اور اس کی قوم کو ہدایت دے۔ عامر بن طفیل مدینہ طیبہ سے روانہ ہو گیا۔ جب وہ بنوسلول کی ایک عورت کے گھر آیا تو اس کی گردن پر ایک گلٹی نکل آئی۔ وہ چھلانگ لگا کر اپنے گھوڑے پر سوار ہو گیا۔ اپنا نیزہ لیا اور چکر لگانے لگا وہ کہہ رہا تھا۔ طاعون طاعون اور سلولی عورت کے گھر موت۔ یہی کہتے کہتے وہ اپنے گھوڑے سے گرا اور

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

لیے بھیجا اس نے واپس آ کر حضور ﷺ سے کذب بیانی کی۔ نبی محترم ﷺ نے اس کے لیے بددعا فرمائی کچھ عرصہ بعد اس کا پیٹ پھٹ گیا اور زمین نے اس کو قبول نہ کیا۔

الحکم بن ابی العاص کے لیے بددعا

امام بیہقی نے مالک بن دینار سے روایت کیا ہے کہ مجھے ہند بن خدیجہ رضی اللہ عنہما نے بیان فرمایا ہے۔ جب حضور ﷺ حکم کے پاس سے گذرے وہ اپنی آنکھوں سے نبی اکرم ﷺ کی طرف اشارے کرتا۔ حضور ﷺ نے اس کے لیے بددعا فرمائی مولا! اسے رعشہ کی بیماری میں مبتلا کر دے۔ وہ اسی جگہ اس بیماری میں مبتلا ہو گیا۔ امام بغوی فرماتے ہیں کہ حکم سے مراد ابومروان ہے۔

عبداللہ بن احمد نے زوائد الزہد میں یہ یہی روایت بیان کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ حکم سے مراد بن ابی العاص ہے۔

امام بیہقی نے صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے حکم بن ابی العاص کے لیے بددعا کی وہ نبی اکرم ﷺ کا مذاق اڑاتے ہوئے اپنے چہرے، ابروؤں اور اپنے ہونٹوں کو عجیب طرح حرکت دیتا تھا۔ حضور ﷺ نے اس کے لیے بددعا فرمائی ''تو اسی طرح ہو جا''۔ پھر وہ تادم مرگ رعشہ کی بیماری میں مبتلا رہا۔

مختلف مقامات پر مختلف بددعائیں

ابونعیم نے عطیہ السعدی سے روایت کیا ہے عطیہ ان افراد میں شامل تھے۔ جنہوں نے ہوازن کے قیدیوں کے متعلق حضور ﷺ سے گفتگو کی تھی۔ رسول مکرم ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام نے ان سے گفتگو کی تمام لوگوں نے اپنے اپنے قیدی واپس کر دیئے۔ لیکن ایک شخص نے قیدی لوٹانے سے انکار کر دیا۔ حضور ﷺ نے اس کے لیے بددعا کی مولا! اس کے حصہ کو کھوٹا کر دے۔ وہ ایک دوشیزہ اور ایک لڑکے کے پاس سے گذرا تھا لیکن اس نے ان کو چھوڑ دیا۔ پھر وہ ایک بڑھیا کے پاس سے گذرا اور کہنے لگا میں اس بڑھیا کو لوں گا۔ یہ قبیلے کی ماں ہے وہ بہت بڑا فدیہ دے کر اسے آزاد کروائیں گے۔ اسی وقت حضرت عطیہ نے نعرۂ تکبیر بلند کیا اور کہا اللہ کی قسم! اس نے اس بڑھیا کو حاصل کیا ہے جس کے ہونٹ ٹھنڈے ہیں جس کے سینے میں کوئی ابھار نہیں اور اس کی سرین بھی دلکش نہیں ہے۔ انہوں نے بارگاہ رسالت میں عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم وہ تو ایک بڑھیا ہے جس کے پاس نہ حسین شکل ہے اور نہ ہی کثیر مال، جب اس شخص نے دیکھا کہ کوئی شخص اس بڑھیا کو چھڑانے کے لیے نہیں آیا تو اس نے خود ہی اسے چھوڑ دیا۔ اس طرح نبی محترم ﷺ کی دعا قبول ہوئی۔

ابوداؤد اور امام بیہقی نے غزوان سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے تبوک میں ایک اپاہج شخص کو دیکھا وہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس سے اپاہج ہونے کا سبب پوچھا اس نے کہا ایک دفعہ رسول معظم ﷺ مقام تبوک پر تشریف لائے۔ آپ ﷺ نماز ادا فرمانے کے لیے ایک کھجور کی طرف چلے گئے۔ میں بھی آپ ﷺ کی طرف چلا گیا۔ میں اس وقت اپنے لڑکپن میں تھا۔ میں دوڑتا ہوا حضور ﷺ کے سامنے سے گذر گیا آپ ﷺ نے بددعا فرمائی، جس نے ہماری نماز کو قطع کیا اللہ تعالیٰ اس کے پیچھے کو قطع کرے۔ اس دن سے لے کر آج تک میری یہی کیفیت ہے۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

''اور اللہ وہی ہے جس نے روک دیا تھا ان کے ہاتھوں کو تم سے۔''

کسریٰ کے لیے بددعا

امام بخاری نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی محتشم ﷺ نے کسریٰ کی طرف اپنا خط مبارک بھیجا۔ کسریٰ نے اس خط کو پڑھ کر پھاڑ دیا۔ حضور ﷺ نے بددعا کی کہ اللہ تعالیٰ انکی سلطنت کو ٹکڑے ٹکڑے کر دے۔

بنو حارثہ بن قرہ کے لیے بددعا

ابونعیم نے واقدی کی سند سے ان کے شیوخ سے روایت کیا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے بنی حارثہ بن قرہ کی طرف گرامی نامہ لکھا اور انہیں اسلام کی طرف دعوت دی۔ انہوں نے خط مبارک لیا اس کو دھو کر اپنے ڈول کے ساتھ لگا دیا۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ان کی عقلوں کو کیا ہو گیا تھا۔ وہ لوگ کتنے جلد باز، ڈرپوک، بے وقوف اور زبان کی لکنت والے ہیں۔ واقدی کہتے ہیں کہ میں نے اس قبیلے کے کئی افراد کو دیکھا کہ وہ اچھی طرح گفتگو نہیں کر سکتے تھے۔

معاویہ بن حیدہ پر بددعا کا اثر

امام بیہقی نے معاویہ بن حیدہ سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ میں بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ وہ ان تلواروں سے تمہارے خلاف میری مدد کرے جو تمہیں نیست و نابود کر دیں اور تمہارے دلوں میں میرا رعب ڈال دے میں نے کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم یہ تمام باتیں سچ ثابت ہو چکی ہیں۔ میں نے قسمیں اٹھا کر عہد کیا تھا کہ میں نہ تو آپ پر ایمان لاؤں گا اور نہ آپ کی پیروی کروں گا لیکن میرے دل پر آپ صلی اللہ علیک وسلم کا رعب اور دبدبہ مسلسل چھایا رہا حتی کہ میں آپ کی بارگاہ میں حاضر ہو گیا۔

محلم بن جثامہ کے لیے بددعا

ابن جریر اور امام بیہقی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ نبی مکرم ﷺ نے محلم بن جثامہ الکنانی اللیثی کے لیے بددعا کی وہ آپ ﷺ کی بددعا فرمانے کے سات دن بعد مر گیا۔ جب لوگوں نے اس کو زمین میں دفن کیا تو زمین نے اسے باہر پھینک دیا۔ لوگوں نے اسے دوبارہ دفنایا لیکن زمین نے اسے پھر باہر نکال پھینکا اسی طرح کئی بار ہوا۔ بالآخر لوگوں نے اس کو الگ گھاٹی میں پھینک کر اوپر پتھر جوڑ دیئے۔ حضور ﷺ کی بددعا کا سبب یہ تھا کہ حضور ﷺ نے اسے ایک فوجی دستے کے ساتھ بھیجا عامر بن الاضبط اس کا امیر تھا۔ جب دستہ وادی کے دامن میں پہنچا تو محلم نے عامر کو دھوکے سے قتل کر دیا۔ جب حضور ﷺ تک یہ خبر پہنچی تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کے لیے بددعا فرمائی۔ جب لوگوں نے حضور ﷺ کو یہ بات بتائی کہ زمین نے اس کو قبول نہیں کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا زمین اس سے بھی بدکردار لوگوں کو قبول کر لیتی ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ اسے تمہارے لیے عبرت بنانا چاہتا تھا۔

امام بیہقی نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ نے ایک شخص کو کسی کام کے

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فرمایاہاں میں وہی شخص ہوں۔ابوثروان نے کہا آپ میرے اونٹوں میں سے نکل جائیں۔کیونکہ جن اونٹوں میں آپ ہوں وہ عمدہ نشو ونما نہیں پاتے۔حضور ﷺ نے اس کے لیے بددعا کی مولا! اس کی عمر اور بدبختی میں اضافہ فرما۔اس حدیث کے راوی حضرت ہارون کہتے ہیں کہ میں نے ابوثروان کو دیکھا وہ ایک بوڑھا آدمی تھا۔جو ہر وقت مرنے کی تمنا کرتا رہتا تھا۔لوگوں نے اس سے کہا تیری اس ہلاکت کا سبب وہ بددعا ہے۔جو حضور ﷺ نے تیرے لیے کی تھی وہ کہتا نہیں۔جب اسلام کو غلبہ نصیب ہوا تو میں حضور نبی محترم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔آپ ﷺ نے میرے لیے دعا فرمائی اور بخشش کی دعا مانگی۔لیکن نبی اکرم ﷺ کی بددعا سبقت لے گئی۔

ابن سعد اور ابن عساکر نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ لیلیٰ بنت خطیم بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئی اس وقت آپ ﷺ دھوپ کی طرف پشت مبارک کیے ہوئے تھے۔لیلیٰ نے آپ ﷺ کے شانہ اقدس پر ہاتھ مارا۔حضور ﷺ نے فرمایا یہ کون ہے؟ اسے درندے کھائیں! اس نے کہا میں اس شخص کی بیٹی ہوں جو پرندوں کو کھلاتا ہے اور ہوا کے ساتھ مقابلہ کرتا ہے۔میں لیلیٰ بنت خطیم ہوں۔میں آپ ﷺ کی بارگاہ میں اس لیے حاضر ہوئی ہوں کہ آپ ﷺ مجھ سے نکاح فرمالیں۔حضور ﷺ نے فرمایا میں تجھ سے نکاح کرتا ہوں۔لیلیٰ اپنی قوم کے پاس گئی اور کہنے لگی۔حضور ﷺ نے مجھ سے نکاح کرلیا ہے۔لوگوں نے اس سے کہا تو نے یہ اچھا نہیں کیا۔تو ایک غیرت والی عورت ہے اور حضور ﷺ کی کئی بیویاں ہیں۔جب تجھے غیرت آئے گی تو حضور ﷺ تیرے لیے بددعا کریں گے۔اب بھی تیرے لیے یہی بہتر ہے کہ تو نکاح کو فسخ کرلے۔لیلیٰ بارگاہ رسالت میں گئی اور کہنے لگی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میں نکاح ختم کرنا چاہتی ہوں۔حضور ﷺ نے فرمایا میں اس نکاح کو فسخ کرتا ہوں۔بعد میں مسعود بن اوس نے اس سے شادی کی۔ایک دفعہ مدینہ طیبہ کے ایک باغ میں غسل کررہی تھی کہ ایک بھیڑیے نے اس پر حملہ کرکے ہلاک کردیا۔

ابوالفرج الاصبہانی نے الاغانی میں ابراہیم بن مہدی سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ عبیدہ بن اشعب نے اپنے والد سے روایت کیا ہے کہ وہ ۹ ہجری کو پیدا ہوئے ان کی والدہ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کی باتیں ایک دوسری کو بتاتی تھی اور ان کے مابین فتنہ وفساد بپا کرتی تھی۔حضور ﷺ نے اس کے لیے بددعا کی۔جس کی وجہ سے وہ مرگئی۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ابن ابی شیبہ نے مصنف میں یزید بن نمر سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک معذور شخص کو دیکھا جب میں نے اس سے اس کی معذوری کا سبب پوچھا تو اس نے کہا میں اپنے گدھے پر سوار ہو کر حضور ﷺ کے سامنے سے گذرا اس وقت حضور ﷺ نماز ادا فرمارہے تھے۔ اس وقت نبی اکرم ﷺ نے بددعا فرمائی کہ اس کی پشت کو کاٹ دے۔ اس دن سے لے کر آج تک میں چل نہیں سکا۔

ابن فتحوان نے الطبرانی کے حوالے سے ذکر کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے حارث بن ابی حارثہ کو اس کی بیٹی کے رشتہ کا پیغام دیا۔ اس نے کہا میری بیٹی بیمار ہے حالانکہ اس وقت وہ بالکل ٹھیک تھی جب وہ اپنے گھر واپس آیا تو اس نے دیکھا کہ اس کی بیٹی کے چہرے پر برص کے داغ بن چکے تھے۔

امام مسلم نے حضرت سلمہ بن اکوع سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ کے سامنے ایک شخص نے اپنے بائیں ہاتھ سے کھایا۔ آپ ﷺ نے اس کو فرمایا اپنے دائیں ہاتھ سے کھاؤ اس نے کہا میں اس ہاتھ سے کھانے کی قدرت نہیں رکھتا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ کرے تو ساری زندگی اس ہاتھ سے نہ کھا سکے۔ اس کے بعد وہ کبھی بھی اپنے دائیں ہاتھ کو اپنے منہ تک نہ لے جا سکا۔

امام بیہقی نے حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ سرور دو عالم ﷺ نے سبیعہ الاسلمیہ کہ دیکھا وہ بائیں ہاتھ سے کچھ کھا رہی تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ کرے اسے غزہ کی بیماری لگ جائے جب وہ غزہ کے مقام سے گزری تو وہ طاعون میں مبتلا ہوگئی جس نے اسے ہلاک کر دیا۔

امام بیہقی نے حضرت بریدہ سے روایت کیا ہے کہ نبی محترم ﷺ نے ایک شخص سے پوچھا کہ تیرا مسکن کہاں ہے اس نے کہا میں کسی جگہ نہیں ٹھہرتا۔ اس گستاخانہ جواب کے بعد اسے کسی جگہ بھی ٹھہرنا نصیب نہ ہوا وہ جس مقام پر بھی جاتا وہاں سے اسے نکلنا پڑتا۔

امام بیہقی نے ابو یحییٰ سے وہ فروخ جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے غلام تھے، سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے عرض کی گئی کہ آپ کا فلاں غلام آپ کے کھانے کو ذخیرہ کرتا ہے۔ انہوں نے فرمایا میں نے رسول کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا۔ جو مسلمانوں کے کھانے کو ذخیرہ کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو جذام یا افلاس کی بیماری میں مبتلا کر دیتا ہے۔ جب اس غلام کو یہ معلوم ہوا تو اس نے کہا ہم اپنے مال سے خریدتے اور فروخت کرتے ہیں۔ ابو یحییٰ کہتے ہیں کہ میں نے اس غلام کو دیکھا وہ جذام کی بیماری میں مبتلا تھا۔

ابو نعیم نے حضرت ابو ثروان سے روایت کیا ہے جو ایک چرواہا تھا وہ بنی عمرو بن تمیم کے اونٹ چرایا کرتا تھا۔ ایک دفعہ حضور ﷺ قریش کی اذیتوں سے تنگ آ کر ان اونٹوں میں تشریف لے گئے۔ جب ابو ثروان نے آپ ﷺ کو دیکھا تو کہنے لگا۔ آپ (صلی اللہ علیک وسلم) کون ہیں؟ آپ (ﷺ) نے فرمایا میں ایک آدمی ہوں۔ میں تمہارے اونٹوں سے انس حاصل کرنا چاہتا ہوں ابو ثروان نے کہا مجھے تو لگتا ہے کہ آپ وہ شخص ہیں جو نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔ آپ ﷺ نے

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مانگی کچھ مدت بعد اللہ تعالیٰ نے مجھے مال عطا کیا۔ جس سے میرا تمام قرض اتر گیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کا مجھ پر قرض تھا۔ جب میں اسے دیکھتی تو مجھے شرم آتی۔ میں اللہ تعالیٰ سے یہ دعا مانگا کرتی تھی۔ کچھ مدت بعد اللہ تعالیٰ نے مجھے وہ رزق عطا فرمایا جو نہ صدقہ تھا اور نہ ہی میراث۔ اس مال سے میں نے حضرت اسماء کا قرض ادا کر دیا۔

جنات سے تحفظ کی دعا

ابن سعد اور امام بیہقی نے ابو عالیہ الریاحی سے روایت کیا ہے کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم ایک جن مجھ سے دھوکا کرتا ہے آپ ﷺ نے فرمایا یہ دعا مانگو:

اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ الَّتِیْ لَا یُجَاوِزُهُنَّ بِرٌّ وَّلَا فَاجِرٌ مِنْ شَرِّمَا ذَرَأَ فِی الْاَرْضِ وَ مِنْ شَرِّمَا یَخْرُجُ مِنْهَا وَ مِنْ شَرِّمَا یَعْرُجُ فِی السَّمَآءِ وَمَا یَنْزِلُ فِیْهَا وَمِنْ كُلِّ طَارِقَةٍ اِلَّا طَارِقًا یَّطْرُقُ بِخَیْرٍ یَا رَحْمٰنُ۔

”میں اللہ تعالیٰ کی پناہ ان مکمل کلمات کے ذریعے حاصل کرتا ہوں جن کو کوئی صالح یا بدکار تجاوز نہیں کر سکتا میں اس شر سے پناہ مانگتا ہوں جو زمین میں پھیلتا ہے۔ میں اس شر سے پناہ مانگتا ہوں جو زمین سے نکلتا ہے۔ میں اس شر سے پناہ مانگتا ہوں جو آسمان کی طرف بلند ہوتا ہے اور جو زمین میں نیچے اترتا ہے اور ہر رات کے وقت آنے والے سے میں پناہ مانگتا ہوں سوائے اس کے جو رات کو بھلائی کے ساتھ آئے۔ اے رحمٰن!“

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے یہ کلمات پڑھے اللہ تعالیٰ نے مجھے اس مصیبت سے نجات عطا فرمائی۔

ابن سعد نے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے وہ اپنے والد محترم سے روایت کرتے ہیں کہ وہ بارگاہ رسالت میں آئے جب وہ واپس جانے لگے تو حضور ﷺ نے فرمایا یوں کہو:

اَللّٰهُمَّ قِنِیْ شَرَّ نَفْسِیْ وَاعْزِمْ لِیْ عَلٰی رُشْدِیْ

”مولا! مجھے میرے نفس کے شر سے بچا اور میری ہدایت کا ارادہ فرما“۔

انہوں نے ابھی تک اسلام قبول نہیں کیا تھا۔ جلد ہی وہ مشرف بہ اسلام ہو گئے وہ بارگاہ رسالت میں آئے اور عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم آپ نے مجھے یوں کہنے کے لیے فرمایا تھا۔ میں نے یہ کلمات پڑھے اللہ تعالیٰ نے مجھے اسلام قبول کرنے کی توفیق دی۔

سانپ اور بچھو کا دم

امام بیہقی نے سہیل بن ابی صالح کی سند سے بنو اسلم کے ایک شخص سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ ایک شخص کو بچھو نے کاٹ لیا جب حضور ﷺ کو اس کے بارے میں علم ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا اگر وہ شام کے وقت یہ کلمات کہہ لیتا تو بچھو کا زہر اسے نقصان نہ دیتا:

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دم، دعائیں اوران کے اثرات

امام بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہاں تشریف لائے اس وقت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بخار میں مبتلا تھیں وہ بخار کو برا بھلا کہہ رہی تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، بخار کو برے الفاظ سے یاد نہ کرو اسے حکم دیا گیا ہے۔ لیکن اگر تو پسند کرے تو میں تمہیں وہ کلمات بتاتا ہوں جن کے پڑھنے سے اللہ تعالیٰ تمہیں بخار سے نجات دے گا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی آپ صلی اللہ علیک وسلم مجھے ضرور ایسے کلمات سکھائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بارگاہ ایزدی میں یوں عرض کرو:

اَللّٰھُمَّ ارْحَمْ جِلْدِی الرَّقِیْقَ وَعَظْمِی الدَّقِیْقَ مِنْ شِدَّۃِ الْحَرِیْقِ یَا اُمَّ مِلْدَمٍ اِنْ کُنْتِ اٰمَنْتِ بِاللّٰہِ الْعَظِیْمِ فَلَا تُصَدِّعِی الرَّاسَ وَلَا تُنْتِنِی الْفَمَ وَلَا تَاْکُلِی اللَّحْمَ وَلَا تَشْرَبِی الدَّمَ وَتَحَوَّلِی اِلٰی مَنِ اتَّخَذَ مَعَ اللّٰہِ اِلٰـھًا اٰخَرَ

"اے مولا میری نرم جلد پر رحم فرما۔ اور میری کمزور ہڈی سے بخار دور فرما کر مجھ پر رحم فرما اے ام ملدم! اگر تو اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتی ہے تو پھر میرے سر کو تکلیف میں مبتلا نہ کر میرے منہ کو بدبودار نہ کر، میرا گوشت نہ کھا میرا خون نہ پی اور تو اس شخص کی طرف منتقل ہو جا جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی دوسرے کو شریک کرتا ہے۔"

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے یہ کلمات کہے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں بخار سے نجات دی۔

قرض کی ادائیگی کے لیے دعا

امام بیہقی نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ ان کے والد محترم ان کے پاس تشریف لائے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں نے رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک ایسی دعا سنی ہے کہ اگر کسی پر سونے کے پہاڑ جتنا بھی قرض ہو تو اللہ تعالیٰ اس دعا کے پڑھنے سے اس کا قرض ادا فرماتا ہے۔ وہ دعا یہ ہے:

اَللّٰھُمَّ فَارِجَ الْھَمِّ کَاشِفَ الْغَمِّ مُجِیْبَ دَعْوَۃِ الْمُضْطَرِّیْنَ رَحْمٰنَ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَرَحِیْمَھُمَا اَنْتَ تَرْحَمُنِی فَارْحَمْنِی بِرَحْمَۃٍ تُغْنِیْنِی بِھَا عَنْ رَّحْمَۃِ مَنْ سِوَاکَ

"اے مالک! اے غم کو دور کرنے والے! اے مجبور لوگوں کی دعا کو سننے والے! اے دنیا و آخرت کے رحمٰن! اے دنیا و آخرت کے رحیم تو ہی مجھ پر رحم فرماتا ہے! تو مجھ پر رحم فرما! مجھ پر وہ رحمت نازل فرما جو مجھے تیرے علاوہ دیگر افراد کی رحمت سے مستغنی کر دے۔"

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھ پر کسی شخص کا قرض تھا۔ مجھے مقروض ہونا سخت ناپسند تھا۔ میں نے یہ دعا

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تَوَکَّلْتُ اَللّٰهُ اَللّٰهُ لَا اُشْرِکُ بِهٖ اَحَدًا اَسْئَلُکَ اَللّٰهُمَّ بِخَیْرِکَ مِنْ خَیْرِکَ الَّذِیْ لَا یُعْطِیْهِ غَیْرُکَ عَزَّجَارُکَ وَجَلَّ ثَنَائُکَ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اجْعَلْنِیْ فِیْ عِیَاذِکَ وَجِوَارِکَ مِنْ کُلِّ سُوْءٍ وَّمِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْتَجِیْرُکَ مِنْ جَمِیْعِ کُلِّ شَیْءٍ خَلَقْتَ وَاَحْتَرِسُ بِکَ مِنْهُنَّ وَاُقَدِّمُ بَیْنَ یَدَیَّ.

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ ۝ وَلَمْ یَکُنْ لَّهٗ کُفُوًا اَحَدٌ ۝ مِنْ خَلْفِیْ وَمِنْ اَمَامِیْ وَعَنْ یَمِیْنِیْ وَعَنْ شِمَالِیْ وَمِنْ فَوْقِیْ وَمِنْ تَحْتِیْ (اس میں چھ بار سورہ اخلاص پڑھی جائے۔)

رزق میں کشادگی کی دعا

خطیب نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم دنیا مجھ سے پیٹھ پھیر گئی ہے اور مجھ سے روگرداں ہوگئی ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے اس کو فرمایا کیا تجھ کو ملائکہ کی وہ دعا اور مخلوق کی وہ تسبیح یاد نہیں جس کے طفیل تمام مخلوق کو رزق دیا جاتا ہے۔ طلوع فجر کے وقت یہ وظیفہ ایک سو بار پڑھا کرو۔ دنیا تیرے پاس ذلیل ہو کر آئے گی۔ وہ شخص یہ وظیفہ یاد کر کے بارگاہ رسالت سے چلا گیا کچھ مدت گزرنے کے بعد وہ دوبارہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میرے پاس اتنی دنیا آگئی ہے کہ میں نہیں جانتا کہ اسے کہاں رکھوں۔

وہ وظیفہ یہ ہے:

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ بِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِیْمِ

سانپ کے ڈسے کا دم

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ کچھ صحابہ کرام اپنے سفر پر رواں دواں تھے۔ راستہ میں وہ عرب کے قبیلوں میں سے ایک قبیلے کے پاس سے گذرے اس قبیلے کے ایک شخص کو سانپ نے ڈس لیا تھا صحابہ کرام میں سے ایک شخص نے سورۃ الفاتحہ پڑھ کر اسے دم کیا اسے فوراً شفا مل گئی۔

پاگل پن کا علاج

امام بیہقی نے خارجہ بن الصلت التمیمی سے روایت کیا ہے وہ اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں کہ وہ ایک قوم کے پاس سے گذرے اس قوم میں ایک پاگل تھا۔ جسے انہوں نے زنجیروں سے باندھ رکھا تھا۔ کچھ افراد نے مجھ سے کہا کیا تمہارے پاس کوئی ایسی چیز ہے جس سے ہم اس کا علاج کر سکیں کیونکہ تمہارے نبی مکرم ﷺ تو وہ کلام لے کر آئے ہیں جو سراپا بھلائی ہے۔ انہوں نے اس پاگل کو روزانہ تین دفعہ سورۂ فاتحہ کے ساتھ دم کیا۔ انہوں نے تین دن مسلسل دم کیا تو اس پاگل کو شفا مل گئی

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّامَّۃِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ

''میں اللہ تعالیٰ کے مکمل کلمات سے ہر اس چیز کے شر سے پناہ مانگتا ہوں جسے اس نے تخلیق فرمایا''۔

راوی کہتے ہیں کہ میرے گھر کی ایک خاتون کو سانپ نے ڈس لیا۔ اس نے یہ کلمات پڑھے تو سانپ کے زہر نے اس پر اثر نہ کیا۔

نیند کی دعا

ابن سعد نے عبدالرحمٰن بن سابط سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو نیند نہ آنے کی بیماری لاحق ہوگئی حضور ﷺ نے انہیں فرمایا کیا میں تمہیں ایسے کلمات نہ سکھا دوں۔ جب تم انہیں پڑھو تو تمہیں فوراً نیند آجائے۔ تم یہ دعا مانگا کرو:

اَللّٰھُمَّ رَبَّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَ مَا اَظَلَّتْ وَرَبَّ الْاَرْضِیْنَ وَمَا اَقَلَّتْ وَرَبَّ الشَّیَاطِیْنِ وَمَا اَضَلَّتْ کُنْ جَارِیْ مِنْ شَرِّ خَلْقِکَ کُلِّھِمْ جَمِیْعًا اَنْ یَّفْرُطَ عَلَیَّ اَحَدٌ مِّنْھُمْ اَوْ اَنْ یَّطْغٰی عَزَّ جَارُکَ وَلَا اِلٰہَ غَیْرُکَ

''اے میرے مالک! جو ساتوں آسمانوں اور ہر اس چیز کا رب ہے جس پر وہ سایہ فگن ہیں۔ اے زمینوں اور ہر اس چیز کے رب جس کو انہوں نے اٹھا رکھا ہے۔ اے شیطانوں کے رب اور اس چیز کے رب جس سے وہ گمراہ کرتے ہیں۔ تمام مخلوق کے شر سے میری پناہ گاہ بن جا تا کہ ان میں سے کوئی مجھ پر زیادتی نہ کرے یا میرے ساتھ سرکشی نہ کرے۔ تیری پناہ بڑی محفوظ اور تیرے علاوہ کوئی معبود نہیں۔''

ابن سعد نے ابان بن ابی عیاش سے روایت کیا ہے کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے حجاج سے گفتگو کی۔ حجاج نے کہا اگر آپ رسول مکرم ﷺ کے خادم نہ ہوتے اور امیر المومنین کا آپ کے متعلق خط نہ ہوتا تو پھر میں تمہارے ساتھ اور سلوک کرتا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے حجاج کی اس بات پر تعجب کیا اور فرمایا جب میری ناک موٹی ہوئی اور میری آواز میں تبدیلی پیدا ہوئی (جب میں جوان ہوا) تو حضور ﷺ نے مجھے وہ کلمات سکھائے جن کی وجہ سے کسی سرکش حکمران کی زیادتی مجھے کوئی نقصان نہیں دیتی۔ اور ان کلمات کی برکت سے میری مشکلات بھی آسان ہو جاتی ہیں۔ حجاج نے کہا کیا آپ مجھے وہ کلمات سکھائیں گے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا تو ان کا اہل نہیں ہے۔ حجاج نے اپنے بیٹوں کو دو لاکھ درہم دے کر حضرت انس رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا اور ان سے کہا اس بزرگ کے ساتھ نرمی اختیار کرنا ممکن ہے کہ وہ تمہیں وہ کلمات سکھا دیں۔ لیکن حضرت انس نے اس کے بیٹوں کو بھی وہ کلمات نہ سکھائے۔ وہ کلمات یہ ہیں:

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اللّٰہُ اَکْبَرُ اللّٰہُ اَکْبَرُ بِسْمِ اللّٰہِ عَلٰی نَفْسِیْ وَ دِیْنِیْ بِسْمِ اللّٰہِ عَلٰی اَھْلِیْ وَمَالِیْ بِسْمِ اللّٰہِ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ اَعْطَانِیْ رَبِّیْ بِسْمِ اللّٰہِ خَیْرِ الْاَسْمَاءِ بِسْمِ اللّٰہِ رَبِّ الْاَرْضِ وَرَبِّ السَّمَاءِ بِسْمِ اللّٰہِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِہٖ دَاءٌ بِسْمِ اللّٰہِ افْتَتَحْتُ وَعَلَی اللّٰہِ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نواں باب

وہ معجزات جن کا تعلق کھانے اور پینے کی اشیاء کے ساتھ ہے

اس باب کی دو فصلیں ہیں

پہلی فصل

کم کھانے کا حضور ﷺ کی برکت سے زیادہ ہو جانا

ابن اسحاق اور امام بیہقی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب یہ آیت مبارکہ اتری:

وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَکَ الْاَقْرَبِیْنَ ﴿۲۱۴﴾ (الشعراء: ۲۱۴)

''اور آپ ڈرایا کریں اپنے قریبی رشتہ داروں کو۔''

تو حضور ﷺ نے فرمایا اے علی! ایک بکری کے گوشت اور ایک صاع غلہ سے ہمارے لیے کھانا تیار کرو۔ ہمارے لیے ایک بڑا پیالہ دودھ کا مہیا کرو۔ پھر بنو عبد المطلب کو جمع کرو۔ میں نے پہلے کھانا تیار کیا پھر بنو عبد المطلب کو جمع کیا اس وقت وہ چالیس افراد تھے۔ ان میں عباس رضی اللہ عنہ، حمزہ رضی اللہ عنہ، ابو طالب اور ابولہب بھی شامل تھے۔ میں نے کھانے کا برتن ان کے سامنے رکھا۔ حضور ﷺ نے اس کھانے میں سے ایک لقمہ اٹھایا اس کو منہ مبارک میں ڈال کر اسے دوبارہ اس برتن میں پھینک دیا۔ اور اہل محفل سے کہا، بسم اللہ پڑھ کر شروع کرو۔ بنو عبد المطلب نے وہ کھانا خوب سیر ہو کر کھایا۔ کھانے میں حضور ﷺ کی انگلیوں کے نشانات نظر آ رہے تھے۔ اللہ کی قسم! وہ کھانا صرف اتنا تھا جس سے ایک آدمی اپنا پیٹ بھر سکتا تھا۔ پھر آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اے علی! انہیں دودھ پلاؤ۔ میں وہ دودھ کا پیالہ لے کر آیا۔ تمام بنو عبد المطلب نے خوب سیر ہو کر دودھ پیا حالانکہ وہ دودھ صرف اتنی مقدار میں تھا جس سے صرف ایک شخص اپنی پیاس بجھا سکتا تھا۔ جب نبی محترم ﷺ نے گفتگو کرنا چاہی تو ابولہب نے کہا تمہارے صاحب نے تمہیں جادو کر دیا تھا۔ یہ سن کر تمام اہل محفل وہاں سے چلے گئے اور حضور ﷺ ان تک اپنا پیغام نہ پہنچا سکے۔ دوسرے روز حضور ﷺ نے پھر مجھے فرمایا اے علی! وہی کھانا اور وہی دودھ تیار کرو جو کل تیار کیا تھا۔ میں نے اسی طرح کھانا بنایا اور دودھ جمع کیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا اے بنو عبد المطلب! اللہ کی قسم! میں کسی ایک جوان کو نہیں جانتا جو میرے اس پیغام سے افضل پیغام لے کر آیا ہو۔ میں تمہارے پاس دنیا و آخرت کی بھلائی لے کر آیا ہوں۔

ابن سعد نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ان لوگوں نے انہیں سو بکریاں دیں وہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور تمام واقعہ عرض کیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا تم نے تو حق دم کا ہدیہ کھایا ہے جبکہ لوگ باطل دم کا ہدیہ بھی کھا جاتے ہیں۔

چوری سے حفاظت کا وظیفہ

حضور ﷺ نے فرمایا قرآن پاک میں ایک ایسی آیت ہے جس کو پڑھ لینے سے چوری سے امان مل جاتی ہے وہ آیت یہ ہے: ''قُلِ ادْعُوا اللّٰہَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ اَیًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَہُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی وَلَا تَجْہَرْ بِصَلَاتِکَ وَلَا تُخَافِتْ بِہَا وَابْتَغِ بَیْنَ ذٰلِکَ سَبِیْلًا'' (بنی اسرائیل:۱۱۰) یا اللہ کہہ کر پکارو یا رحمٰن کہہ کر پکارو۔

ایک صحابی رضی اللہ عنہ ہر رات سونے سے قبل اس آیت کو پڑھ لیتے تھے۔ ایک دفعہ ان کے گھر ایک چور داخل ہوا اس نے گھر کا تمام مال و متاع جمع کیا اور اس کو اٹھا لیا۔ وہ صحابی اس وقت جاگ رہے تھے۔ جب چور دروازے تک پہنچا تو اس نے دیکھ کہ دروازہ بند تھا۔ جب اس نے سامان رکھا تو دروازہ کھل گیا۔ تین مرتبہ ایسا ہی ہوا۔ وہ صحابی مسکرانے لگے انہوں نے کہا میں نے اپنے گھر کو محفوظ کر دیا تھا۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ایک اور روایت میں ہے میں نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم ہم نے آپ کے لیے کھانا تیار کیا ہے۔ اپنے ایک یا دو صحابہ کے ساتھ تشریف لائیں۔ میری خواہش تھی کہ حضور ﷺ تنہا تشریف لے چلیں۔ نبی محترم ﷺ نے مجھ سے پوچھا کتنا کھانا ہے۔ میں نے کھانے کی مقدار بتائی آپ ﷺ نے فرمایا بہت ہے عمدہ ہے۔ اپنی بیوی سے کہو کہ جب تک میں نہ آؤں ہنڈیا کو آگ سے نہ اتارے اور روٹی کو تنور سے نہ نکالے حضور نبی محترم ﷺ نے بلند آواز سے پکارا۔ اے اہل خندق! جابر نے تمہارے لیے ضیافت کا بندوبست کیا ہے تم جلدی سے اس کے گھر پہنچو۔ ایک اور روایت میں ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کھڑے ہو جاؤ مہاجرین وانصار کھڑے ہو گئے جب حضرت جابر اپنی بیوی کے پاس آئے تو کہنے لگے حضور ﷺ مہاجرین اور انصار کے ساتھ تشریف لا رہے ہیں۔ ان کی بیوی نے کہا کیا آپ نے نبی محترم ﷺ کو کھانے کی مقدار کے متعلق بتا دیا تھا؟ میں نے کہا ہاں میں نے عرض کی تھی۔

ایک اور روایت میں ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضور ﷺ نے تمام مہاجرین اور انصار کو دعوت میں شرکت کے لیے بلایا تو مجھے بہت حیا آئی۔ میں نے سوچا کہ ایک صاع جو اور ایک بکری کے بچے کو کھانے کے لیے اتنی کثیر مخلوق آ رہی ہے۔ میں اپنی بیوی کے پاس آیا میں نے اس سے کہا آج بہت ندامت ہوگی۔ نبی محترم ﷺ اپنے لشکر سمیت تشریف لا رہے ہیں۔ اس نے مجھ سے پوچھا کیا آپ نے کھانے کے متعلق حضور ﷺ کو بتا دیا تھا؟ میں نے کہا ہاں اس خاتون نے کہا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول معظم ﷺ ہی بہتر جانتے ہیں۔ ہم نے تو حضور ﷺ کو اس کھانے کے متعلق بتا دیا ہے جو ہمارے پاس موجود ہے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ پہلے تو حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی زوجہ محترمہ نے ان سے جھگڑا کیا اور کہا آپ کو جب تمام حالات کا علم تھا تو آپ نے حضور ﷺ سے عرض کیوں نہیں کی؟ جب حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے نبی محترم ﷺ کو تمام حالات بتا دیئے ہیں۔ تو اس وقت ان کی بیوی نے کہا اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ "اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم بہتر جانتے ہیں"۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی زوجہ محترمہ کا یہ جملہ اس بات کی عکاسی کرتا ہے کہ انہیں حضور ﷺ کے معجزہ کے ظہور کا امکان نظر آ رہا تھا۔ یہ چیز ان کی ذہانت اور فضیلت پر دلالت کرتی ہے۔ ان کا نام مبارک سہیلہ بنت معوذ رضی اللہ عنہا تھا۔

حضور ﷺ نے فرمایا میرے آنے سے پہلے ہنڈیا بھی نہ اتارنا اور نہ ہی آٹے کی روٹیاں پکانا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ ہمارے غریب خانہ میں تشریف لائے۔ میری بیوی نے آپ ﷺ کے سامنے آٹا رکھا۔ آپ ﷺ نے اپنا لعاب مبارک اس میں ملایا اور برکت کی دعا کی پھر حضور نبی محتشم ﷺ ہماری ہنڈیا کی طرف تشریف لے گئے۔ اس میں بھی اپنا لعاب مبارک ڈالا اور برکت کی دعا کی پھر آپ ﷺ نے فرمایا روٹی پکانے والی کو بلا لو تاکہ وہ تمہاری بیوی کے ساتھ مل کر روٹیاں پکائے حضور ﷺ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی بیوی سے فرمایا تم ہنڈیا کو آگ کے اوپر ہی رہنے دو اور اس سے سالن نکالتی رہو۔ وہ صحابہ کرام جو حضور ﷺ کے ساتھ کاشانہ جابر میں تشریف لائے تھے۔ ان کی تعداد ایک ہزار تھی۔ حضور ﷺ انہیں دس دس کے گروپ میں بٹھاتے رہے اور وہ کھانا کھاتے رہے۔ اللہ کی قسم! وہ لوگ جی بھر کر

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کو کھانا تیار کرنے کے لیے کہا پھر آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا بنو عبد المطلب کو بلاؤ۔ میں نے انہیں بلایا وہ چالیس افراد تھے۔ حضور ﷺ نے مجھے فرمایا ان کے سامنے کھانا رکھو میں ان کے پاس اتنا ثرید لے کر آیا جسے ایک شخص آسانی سے کھا سکتا تھا۔ لیکن ان تمام افراد نے اسے خوب سیر ہو کر کھایا۔ پھر آپ ﷺ نے دودھ لانے کے لیے کہا میں صرف اتنا دودھ لے کر آیا جسے ایک شخص پی سکتا تھا۔ لیکن ان تمام نے خوب جی بھر کر دودھ پیا۔ ابولہب نے کہا محمد (ﷺ) نے تم پر جادو کر دیا ہے۔ لوگ منتشر ہو گئے۔ حضور ﷺ انہیں اسلام کی دعوت نہ دے سکے کچھ دنوں کے بعد پھر اسی طرح کا کھانا تیار کیا گیا۔ نبی محترم ﷺ نے مجھے بنو عبد المطلب کو جمع کرنے کے لیے کہا تمام بنو عبد المطلب آئے انہوں نے جی بھر کر کھانا کھایا پھر آپ ﷺ نے ان سے فرمایا میرے اس دین پر میری حمایت کون کرے گا؟ میں نے کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میں آپ کی اعانت کروں گا۔ اگرچہ میں اس قوم میں سب سے کم عمر ہوں تمام لوگ خاموش رہے۔ پھر وہ لوگ ابو طالب کی طرف متوجہ ہوئے اور کہنے لگے۔ اے ابو طالب! کیا تم اپنے بیٹے کو نہیں دیکھ رہے۔ ابو طالب نے کہا اسے چھوڑ دو وہ اپنے چچا زاد کی بھلائی سے نہیں رکے گا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے کھانے میں برکت

امام بخاری اور امام مسلم وغیرہ نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے خندق کی کھدائی کے قصہ میں یہ واقعہ بیان کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ حضور ﷺ نے بھوک کی شدت کی وجہ سے پیٹ پر پتھر باندھ رکھے تھے۔ نبی مکرم ﷺ کی یہ حالت دیکھ کر میں گھر آیا۔ میں نے گھر سے ایک تھیلا نکالا۔ اس میں ایک صاع جو تھے۔ میرے پاس بکری کا ایک چھوٹا سا بچہ تھا۔ میں نے اسے بھی ذبح کیا۔

دوسری روایت میں ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب ہم خندق کھود رہے تھے تو ہمیں ایک سخت چٹان کا سامنا کرنا پڑا اصحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم ہمیں ایک سخت چٹان کا سامنا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا چلو میں تمہارے ساتھ چلتا ہوں۔ جب حضور ﷺ اٹھے تو مجھے آپ ﷺ کے بطن مبارک پر ایک بندھا ہوا پتھر نظر آیا۔ تین دن سے ہم نے کچھ نہیں کھایا تھا۔ حضور نبی محترم ﷺ نے کدال لے کر چٹان پر ایک ضرب لگائی۔ جس سے وہ چٹان ریزہ ریزہ ہو گئی۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم مجھے گھر جانے کی اجازت مرحمت فرمائیں۔ آپ ﷺ نے مجھے اجازت دی میں گھر آیا۔ میں نے اپنی زوجہ سے کہا میں نے حضور ﷺ کی وہ کیفیت دیکھی ہے جو میں برداشت نہیں کر سکتا۔ کیا تمہارے پاس کوئی چیز ہے۔ اس نے کہا میرے پاس جو اور بکری کا ایک بچہ ہے۔ میں نے بکری کو ذبح کیا میری بیوی نے آٹا گوندھا جب کھانا تیار ہو گیا۔ تو میں نے اسے ایک بڑے پیالے میں رکھا میری بیوی نے مجھ سے کہا۔ مجھے حضور ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ کے سامنے شرمندہ نہ کرنا۔ میں بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اور سرگوشی کے انداز میں کہا۔ یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم ہم نے ایک بکری کا بچہ ذبح کیا ہے اور ایک صاع جو کے آٹے کی روٹیاں پکائی ہیں۔ آپ ﷺ اپنے چند صحابہ کے ساتھ تشریف لائیں اور کھانا تناول فرمائیں۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کھجوریں کھانے کا حکم دیا۔ کھجوریں کپڑے کی اطراف سے گرتی جارہی تھیں اور صحابہ کرام انہیں کھاتے جارہے تھے۔ حتی کہ وہ خوب سیر ہو گئے۔

امام مسلم نے سلمہ بن الاکوع سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم نے حضور ﷺ کی معیت میں ایک غزوہ کے لیے نکلے ہمیں راستہ میں بہت تکالیف کا سامنا کرنا پڑا۔ خوراک کی شدید کمی ہوگئی ہم نے ارادہ کیا کہ ہم ایک اونٹ کو ذبح کرلیں۔ حضور اکرم ﷺ نے ہمیں اپنے اپنے زادراہ اکٹھا کرنے کا حکم دیا۔ تمام لوگوں نے ایک چادر پر اپنا اپنا زادراہ رکھ دیا۔ میں نے اندازہ لگایا وہ سامان ایک بکری کے بچے جتنا تھا۔ صحابہ کرام کی تعداد چودہ سو کے برابر تھی۔ ہم نے اس کھانے کو خوب سیر ہو کر کھایا پھر ہم نے اپنے توشہ دانوں کو بھی بھرلیا۔ پھر رسول کریم ﷺ نے فرمایا کیا کسی شخص کے پاس پانی ہے؟ ایک آدمی پانی کا برتن لے کر بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا۔ اس برتن میں تھوڑا سا پانی تھا۔ حضور اکرم ﷺ نے اس پانی کو بڑے برتن میں ڈال دیا۔ ہم سب نے اس پانی سے وضو بھی کیا اور دیگر ضروریات بھی پوری کیں۔ وہ پانی چودہ سو افراد کو کافی ہو گیا۔

کھانے میں برکت

امام بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ جب رسول معظم ﷺ حدیبیہ سے واپس آئے تو بعض صحابہ کرام نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم ہمیں سخت بھوک لگی ہے۔ ہمارے لیے اونٹ ذبح فرمائیں تاکہ ہم اس کا گوشت کھائیں، اس کی چربی سے تیل بنائیں اور اس کے چمڑے سے جوتے بنائیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم ایسا نہ کریں اگر لوگوں کے پاس زائد سواریاں ہونگی تو بہتر ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا اپنے دسترخوان اور اپنی چادریں بچھا دیں۔ صحابہ کرام آپ ﷺ کے حکم پر عمل پیرا ہوئے۔ پھر حضور ﷺ نے پوچھا کیا تمہارے پاس کچھ زادراہ ہے؟ جس کے پاس کھانے کا سامان ہے وہ ان چادروں پر بکھیر دے۔ نبی محترم ﷺ نے ان کے کھانے میں برکت کی دعا مانگی۔ تمام صحابہ کرام اپنے اپنے برتن لے آئے اور حسب توفیق زادراہ حاصل کرلیا۔

امام احمد اور امام بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے عمرہ کے سفر میں ''مرالظہر ان'' پر نزول فرمایا۔ آپ ﷺ کے صحابہ کو معلوم ہوا کہ قریش مکہ کہہ رہے ہیں کہ رسول کریم ﷺ کے ساتھی کمزوری کی وجہ سے اٹھ بھی نہیں سکتے۔ صحابہ کرام نے کہا اگر ہم اپنی سواریوں کو ذبح کرلیں ان کا گوشت کھائیں اور صبح ان کا شوربا پی کر دشمن پر حملہ آور ہوں تو ہم میں قوت وطاقت ہوگی۔ حضور ﷺ نے فرمایا ایسا نہ کرو۔ بلکہ تم اپنے زادراہ کو ایک چادر پر جمع کرلو۔ تمام صحابہ کرام نے اپنا اپنا زادراہ ایک چادر پر جمع کیا آپ علیہ الصلوۃ والسلام نے برکت کی دعا فرمائی تمام نے خوب جی بھر کر کھانا کھایا ہر ایک شخص نے اپنا توشہ دان بھی بھرلیا۔ جب سرور کائنات ﷺ مسجد حرام میں داخل ہوئے تو آپ ﷺ نے صحابہ کرام کو رمل کرنے کا حکم دیا۔ یہ عجیب چال دیکھ کر قریش مکہ نے کہا یہ لوگ کیسی چال پسند کرتے ہیں یہ ہرن کی طرح اچھل اچھل کر چل رہے ہیں۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کھاتے رہے۔لیکن ہماری ہنڈیا اسی طرح لبریز رہی اور ہمارا آٹا بھی اسی طرح رہا۔

ایک اور روایت میں ہے کہ حضور ﷺ نے صحابہ کرام سے فرمایا اندر داخل ہو جاؤ لیکن بھیڑ نہ بنانا حضور ﷺ روٹیوں کو توڑ توڑ کر صحابہ کو دیتے رہے حتی کہ تمام صحابہ کرام سیر ہو گئے۔ پھر آپ ﷺ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی زوجہ محترمہ سے فرمایا خود بھی کھاؤ اور دیگر افراد کو بھی ہدیہ دو۔تمام لوگ کھانا کھاتے رہے لیکن ہنڈیا اور تنور اسی طرح بھرے رہے۔حضرت جابر فرماتے ہیں کہ ہم نے خود بھی خوب کھایا اور اہل محلہ کو دیا۔ جب حضور ﷺ ہمارے گھر سے تشریف لے گئے تو ساتھ ہی کھانے کی برکت بھی ختم ہوگئی۔

انڈوں میں برکت

امام واقدی اور ابونعیم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب سپہ سالار اعظم ﷺ غزوۂ ذات الرقاع کے لیے روانہ ہوئے تو عِلُیَتہ ابن زید حارثی رضی اللہ عنہ شتر مرغ کے تین انڈے لے کر حاضر خدمت ہوئے۔انہوں نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میں نے یہ انڈے شتر مرغ کے گھونسلے سے حاصل کیے ہیں۔حضور ﷺ نے فرمایا اے جابر! ان انڈوں کو پکاؤ۔ میں نے ان انڈوں کو پکایا پھر انہیں ایک پلیٹ میں رکھ کر حضور ﷺ کو پیش کیا۔لیکن مجھے روٹی نہ ملی۔حضور ﷺ اور صحابہ کرام نے ان انڈوں کو روٹی کے بغیر ہی کھانا شروع کیا۔حتی کہ وہ تمام سیر ہو گئے۔ پھر تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تشریف لائے انہوں نے بھی ان انڈوں میں سے کھایا پھر ہم خوشی خوشی اپنے سفر پر روانہ ہوئے۔

حیس میں برکت

امام واقدی اور ابن عساکر نے عبداللہ بن مغیث بن ابی بردہ الانصاری سے روایت کیا ہے کہ ام عامر رضی اللہ عنہا نے ایک پیالہ بارگاہ رسالت میں بھیجا۔اس پیالے میں حیس (کھجور، پنیر اور گھی سے تیار کیا ہوا کھانا) تھا۔اس وقت حضور ﷺ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے خیمہ میں تشریف فرما تھے۔حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے اس پیالے سے خوب سیر ہو کر کھایا۔حضور ﷺ باقی کھانا لے کر خیمہ سے باہر تشریف لائے اور بلند آواز سے کھانے کی دعوت دی۔تمام اہل خندق نے اسے جی بھر کر کھایا۔

کھجوروں میں برکت

امام بیہقی اور ابونعیم نے بشیر بن سعد کی بیٹی سے روایت کیا ہے۔ وہ بیان کرتی ہیں کہ جب میرے والد اور خالو خندق کھود رہے تھے۔تو میری امی نے مجھے کچھ کھجوریں دے کر ان کی طرف بھیجا۔ میں رسول مکرم ﷺ کے پاس سے گذری تو آپ ﷺ نے مجھے آواز دی۔ جب میں حاضر خدمت ہوئی تو آپ ﷺ نے کھجوریں میرے ہاتھ سے لے لیں اور اپنے دست اقدس پر رکھ لیں۔ پھر آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک کپڑا بچھایا اور ان پر ان کھجوروں کو بکھیر دیا کھجوریں اس کپڑے کے اطراف سے گرنے لگیں۔ پھر آپ ﷺ نے تمام اہل خندق کو بلایا تمام صحابہ کرام جمع ہو گئے۔ آپ ﷺ نے انہیں

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

امام واقدی، ابونعیم اور ابن عساکر نے حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں۔ کہ غزوۂ تبوک میں میں حضور ﷺ کے ساتھ تھا۔ ایک رات نبی مکرم ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا کیا تمہارے پاس کوئی کھانے کی چیز ہے؟ انہوں نے عرض کی اس ذات کی قسم جس نے آپ صلی اللہ علیک وسلم کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے۔ ہمارے توشہ دان خالی ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اپنے اپنے توشہ دان میں غور سے دیکھو شاید تمہیں کوئی چیز مل جائے۔ ہم سب نے اپنے اپنے توشہ دان جھاڑے کسی میں سے ایک اور کسی میں سے دو کھجوریں گریں۔ حتی کہ مجھے تاجدار مدینہ ﷺ کے دست اقدس پر سات کھجوریں نظر آئیں۔ پھر حضور ﷺ نے ایک طشت منگوایا اور اس میں کھجوریں رکھیں۔ ان کھجوروں پر اپنا ہاتھ رکھا اور فرمایا اللہ کا نام لے کر کھاؤ۔ ہم تینوں نے کھجوریں کھانا شروع کیں۔ میرے حصے میں چوّن کھجوریں آئیں ان کی گٹھلیاں میرے ہاتھ میں تھیں۔ میرے دونوں ساتھیوں نے بھی اتنی اتنی کھجوریں کھائیں۔ ہم خوب سیر ہو گئے تھے۔ جب ہم نے اپنے ہاتھ اٹھائے تو وہاں سات ہی کھجوریں باقی تھیں۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اے بلال! ان کھجوروں کو اٹھالو جو بھوکا بھی ان میں سے ایک کھائے گا وہ سیر ہو جائے گا۔

دوسرے دن پھر حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت بلال سے فرمایا وہ کھجوریں لے کر آؤ جب وہ کھجوریں لے کر حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے ان پر اپنا ہاتھ مبارک رکھا پھر فرمایا اللہ کا نام لے کر کھاؤ اس دن ہم تعداد میں دس تھے ہم نے کھجوریں جی بھر کر کھائیں۔ جب ہم نے ہاتھ اٹھائے تو کھجوریں بعینہٖ اسی طرح موجود تھیں۔ نبی مکرم ﷺ نے فرمایا اگر مجھے اپنے رب سے حیا نہ ہوتی تو مدینہ طیبہ جانے تک ہم انہیں کھجوروں کو کھاتے رہتے۔ آپ ﷺ نے وہ کھجوریں ایک بچے کو عطا کیں۔ وہ انہیں چباتا ہوا کھا گیا۔

ابونعیم نے واقدی سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ بنو سعد کے ایک شخص نے کہا میں غزوۂ تبوک کے موقع پر بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اس وقت حضور ﷺ اپنے صحابہ کرام میں تشریف فرما تھے۔ اس وقت نبی محترم ﷺ کے ہمراہ سات صحابہ کرام تھے۔ میں نے اسلام قبول کیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا اے بلال! ہمیں کھانا کھلاؤ انہوں نے دسترخوان بچھایا پھر اپنے توشہ دان سے کھجوریں نکالنا شروع کیں۔ ان کھجوروں میں گھی اور پنیر ملا ہوا تھا۔ نبی مکرم ﷺ نے فرمایا انہیں کھاؤ ہم نے وہ کھجوریں کھانا شروع کیں۔ حتی کہ ہم سیراب ہو گئے میں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم یہ کھجوریں تو اتنی تھوڑی تھیں کہ میں اکیلا ہی ان سے سیراب ہو سکتا تھا۔

دوسرے دن میں پھر حاضر خدمت ہوا اس وقت بارگاہ رسالت میں دس صحابہ کرام موجود تھے۔ حضور ﷺ نے فرمایا اے بلال! ہمیں کھانا کھلاؤ۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اپنے توشہ دان سے مٹھی بھر کھجوریں نکالیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کھلے دل سے کھجوریں نکالو اور اللہ تعالیٰ سے کمی کا فکر نہ کرو۔ پھر حضرت بلال رضی اللہ عنہ اپنا دسترخوان لے کر آئے اور ان پر کھجوریں رکھ دیں۔ میں اندازہ لگایا وہ کھجوریں دو مد تھیں۔ حضور ﷺ نے اپنا ہاتھ مبارک ان کھجوروں پر رکھا اور فرمایا اللہ کا نام لے کر کھاؤ۔ ساری قوم نے وہ کھجوریں کھائیں میں بھی ان میں شامل تھا۔ شکم سیر ہو چکے تھے لیکن دسترخوان پر ابھی اتنی ہی

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

غزوۂ تبوک میں کھانے کا زیادہ ہونا

حضرت امام مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ غزوۂ تبوک کے دن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بہت زیادہ بھوک کا سامنا کرنا پڑا۔ صحابہ کرام نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم اگر آپ اجازت مرحمت فرمائیں تو ہم اپنی سواریوں کو ذبح کرلیں۔ ہم ان کا گوشت کھائیں اوران کی چربی سے تیل بنائیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم اگر آپ نے ایسا کرنے کی اجازت دے دی تو پھر سواریاں کم ہو جائیں گی۔ آپ ان کے زاد راہ کو جمع فرمائیں پھر اس پر برکت کی دعا فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ اس کھانے میں برکت دے گا۔ حضور ﷺ نے فرمایا یہ بالکل ٹھیک ہے۔ آپ ﷺ نے ایک دستر خوان بچھانے کا حکم دیا اور لوگوں کو اپنا اپنا زاد راہ لانے کے لیے کہا۔ آپ ﷺ کا حکم سن کر کوئی شخص مٹھی بھر مکئی لا رہا تھا اور کوئی روٹی کا ٹکڑا پیش کر رہا تھا حتی کہ دستر خوان پر تھوڑا سا کھانا جمع ہو گیا۔ حضور ﷺ نے برکت کی دعا کی پھر فرمایا اپنے اپنے توشہ دانوں کو لے آؤ اور کھانا لے جاؤ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم برتن لے آئے اور انہیں کھانے سے بھر لیا حتی کہ پورے لشکر میں ایک برتن بھی خالی نہ رہا۔ تمام لوگ اس کھانے کو کھا کر خوب سیر ہوئے۔ لیکن کھانا ابھی تک باقی تھا۔ حضور ﷺ نے فرمایا: اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ جو شخص بھی توحید و رسالت پر یقین رکھ کر اللہ تعالیٰ سے ملے گا۔ اللہ اسے جنت میں داخل فرمائے گا۔

ابن راہویہ، ابو یعلیٰ، ابو نعیم اور ابن عسا کر نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ غزوۂ تبوک میں ہم رسول مکرم ﷺ کے ساتھ عازم سفر ہوئے۔ راستے میں ہمیں شدید بھوک لگی میں نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم ہم نے رومیوں کے ساتھ معرکہ آزما ہونا ہے۔ وہ شکم سیر ہیں جبکہ ہم بھوکے ہیں۔ انصار نے اپنے اونٹوں کو ذبح کرنے کا ارادہ کر لیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا جس شخص کے پاس جو بھی زاد راہ ہے وہ اسے لے کر ہمارے پاس آئے۔ ہم نے ان کا تمام زاد راہ جمع کر لیا۔ وہ کل تقریباً ستائیس صاع ہوا۔ حضور ﷺ اس کھانے کے پاس تشریف فرما ہو گئے اور اس میں برکت کی دعا کی پھر آپ ﷺ نے فرمایا لو گو اپنا اپنا کھانا لے جاؤ اور چھینا جھپٹی نہ کرنا۔ لوگوں نے اپنے دستر خوان اور توشہ دان طعام سے بھر لیے حتی کہ بعض لوگوں نے اپنی قمیصوں میں بھی کھانا بھر لیا۔ لوگ خوب سیر ہو کر اپنے اپنے خیموں میں چلے گئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا ''میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں''۔ جو شخص بھی صدق دل سے یہ گواہی دے گا اللہ تعالیٰ اس کو جہنم کی آگ سے بچالے گا۔

ابو نعیم نے محمد بن حمزہ بن عمرو اسلمی سے وہ اپنے باپ سے اور وہ اپنے والد محترم سے روایت کرتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ سرور کائنات ﷺ غزوۂ تبوک پر تشریف لے گئے۔ میری ڈیوٹی یہ تھی کہ میں گھی کے مشکیزہ کی حفاظت کروں جب میں نے اس مشکیزہ کو دیکھا تو مجھے یوں محسوس ہوا کہ گھی مسلسل کم ہو رہا ہے۔ اتنے میں نبی محترم ﷺ کے لیے کھانا تیار ہو گیا۔ میں نے مشکیزے کو دھوپ میں رکھا اور سو گیا۔ مجھے گھی کے بہنے کی آواز سنائی دی۔ میں نے بیدار ہو کر مشکیزہ کے منہ کو پکڑ لیا۔ نبی مکرم ﷺ مجھے دیکھ رہے تھے۔ آپ ﷺ نے مجھے فرمایا اگر تو مشکیزہ کا منہ کھلا چھوڑ دیتا تو پوری وادی گھی سے بھر جاتی۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ساتھ کوئی ایک شخص بھی ہوا تو یہ کھانا کم ہو جائے گا۔ مجھ سے ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا اے انس! بارگاہ رسالت میں جاؤ اور حضور ﷺ کے قریب کھڑے ہو جاؤ جب آپ ﷺ کھڑے ہو جائیں اور صحابہ کرام اپنے اپنے گھروں کو جانے لگیں تو تم حضور ﷺ کے پیچھے چلنا جب آپ ﷺ اپنے کاشانہ اقدس کی دہلیز تک پہنچیں تو عرض کرنا میرے والد عرض کر رہے ہیں کہ ہمارے غریب خانہ میں قدم رنجہ فرمائیں میں نے ایسے ہی کیا جب میں نے عرض کی کہ میرے والد عرض کر رہے ہیں کہ ہمارے گھر تشریف لائیں تو آپ ﷺ نے اپنے صحابہ سے فرمایا اے صحابہ! آؤ ابوطلحہ کے گھر چلیں۔ آپ ﷺ نے میرا ہاتھ سختی سے پکڑ لیا اور اپنے صحابہ سمیت ہمارے گھر تشریف لائے۔ جب گھر کے قریب پہنچے تو آپ ﷺ نے میرا ہاتھ چھوڑ دیا میں گھر میں داخل ہوا میں کثیر تعداد صحابہ کرام کی وجہ سے پریشان تھا۔ میں نے کہا اے میرے والد محترم! میں نے حضور ﷺ سے اسی طرح عرض کی تھی۔ جس طرح آپ نے مجھے کہا تھا۔ لیکن آپ ﷺ نے اپنے صحابہ کو دعوت میں شامل کر لیا ہے اور اب حضور ﷺ مع صحابہ کرام تشریف لا رہے ہیں۔ حضرت ابوطلحہ باہر تشریف لائے اور عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میں نے انس کو اس لیے بھیجا تھا کہ وہ تنہا آپ ﷺ کو دعوت دے۔ صحابہ کرام کو کھلانے کے لیے میرے پاس کچھ نہیں ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اپنا تمام کھانا اکٹھا کر کے میرے پاس لے آؤ۔ ہم نے روٹی کے چند ٹکڑے اور کچھ کھجوریں آپ ﷺ کے سامنے رکھیں۔ حضور ﷺ نے ان میں برکت کے لیے دعا فرمائی۔ حضور ﷺ نے فرمایا آٹھ آدمیوں کو اندر لے آؤ۔ میں نے آٹھ افراد اندر داخل کیے۔ حضور ﷺ نے کھانے کے اوپر ہاتھ مبارک رکھ لیا اور فرمایا اللہ کا نام لے کر کھانا کھاؤ صحابہ کرام نے حضور ﷺ کی مبارک انگلیوں کے درمیان سے کھانا شروع کیا۔ حتی کہ وہ خوب سیر ہو گئے۔ پھر حضور نبی محترم ﷺ نے مجھے اور آٹھ صحابہ کو اندر بھیجنے کے لیے کہا۔ اس طرح آٹھ آٹھ صحابہ کرام اندر جاتے رہے اور کھانا کھاتے رہے۔ حتی کہ تمام صحابہ کرام جن کی تعداد اسی تھی، نے کھانا کھا لیا۔ پھر حضور ﷺ نے مجھے میری والدہ اور ابوطلحہ کو بلایا اور فرمایا کھاؤ ہم نے جی بھر کر کھانا کھایا پھر آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ مبارک اٹھا لیا فرمایا اے ام سلیم! وہ کھانا کہاں ہے جو تو نے پیش کیا تھا؟ میری امی نے کہا میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیک وسلم پر فدا! اگر میں صحابہ کرام کو اپنی نگاہوں سے کھانا کھاتے ہوئے نہ دیکھتی تو میں کہتی کہ ہمارے کھانے میں کوئی کمی واقع نہیں ہوئی۔

امام مسلم اور امام بخاری نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا سے کہا میں نے رسول مکرم ﷺ کی آواز کو سنا ہے۔ مجھے آواز میں کمزوری کا احساس ہوا ہے۔ کیا تمہارے پاس کھانے کو کچھ ہے۔ انہوں نے کہا ہاں میرے پاس جو کی روٹی کے چند ٹکڑے ہیں۔ انہوں نے وہ ٹکڑے مجھے دیئے اور میں انہیں لے کر بارگاہ رسالت میں حاضر ہو گیا۔ آپ ﷺ نے مجھے فرمایا کیا تمہیں ابوطلحہ نے بھیجا ہے۔ میں نے عرض کی ہاں۔ حضور ﷺ نے صحابہ کرام سے فرمایا اٹھو ابوطلحہ کے گھر دعوت پر چلتے ہیں۔ میں نے حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کو خبر دی انہوں نے حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا سے کہا اے ام سلیم! حضور ﷺ اپنے صحابہ سمیت ہمارے گھر تشریف لا رہے ہیں۔ لیکن ہمارے پاس انہیں کھلانے کے لئے کچھ نہیں ہے۔ ام سلیم نے کہا اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ﷺ بہتر جانتے ہیں اتنے میں

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کھجوریں باقی تھیں۔ایسے محسوس ہوتا تھا کہ ہم نے بالکل کھجوریں نہیں کھائیں۔پھر میں تیسرے دن بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اس وقت بارگاہ رسالت میں دس، گیارہ یا بارہ افراد تھے۔حضور ﷺ نے فرمایا اے بلال! کھانا کھلاؤ۔حضرت بلال بعینہ وہی توشہ دان لے کر آئے اور اسے پھیلا دیا۔حضور ﷺ نے اس پر اپنا ہاتھ مبارک رکھا اور فرمایا اللہ کا نام لے کر کھاؤ۔جب ہم کھجوریں کھا چکے تو آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ مبارک اٹھا لیا۔ہم سب نے جی بھر کر کھجوریں کھائی تھیں۔لیکن ان میں ذرہ بھر بھی کمی نہیں ہوئی تھی۔حضور ﷺ نے تین دن ایسے ہی کیا۔

امام احمد، الطبرانی اور امام بیہقی نے حضرت نعمان بن مقرن رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم قبیلہ مزینہ اور جہینہ کے چار سو افراد بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے۔آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہم کو اسلام کی دعوت دی۔پھر فرمایا اے عمر! ان کو زادراہ دو۔انہوں نے عرض کی میرے پاس بقیہ کھجوروں کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے۔آپ ﷺ نے دوبارہ فرمایا اے عمر! انہیں زادراہ دو۔آپ کا یہ حکم سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک بورا کھولا اس میں سے چار سو سواروں کو زادراہ دیا۔راوی کہتے ہیں کہ میں سب سے آخر میں زادراہ لینے والا تھا۔جب میں نے پلٹ کر بورے کو دیکھا تو اس میں سے ایک کھجور بھی کم نہیں ہوئی تھی۔

امام احمد، الطبرانی اور ابونعیم نے دکین بن سعد سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم ایک کارواں کی شکل میں بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے ہماری تعداد چار سو تھی۔ہم خوراک کی التجا لے کر حاضر ہوئے تھے۔آپ ﷺ نے فرمایا اے عمر! انہیں جی بھر کر کھلاؤ اور انہیں زادراہ بھی دو۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میرے پاس تو صرف اتنی کھجوریں ہیں جس سے میرے اہل خانہ کا گذارہ ہو سکتا ہے۔حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے عمر فاروق! حضور سید عالم ﷺ کا فرمان غور سے سنو اور اطاعت کرو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے غور سے سنا اور اطاعت کی۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ کھجوروں کے ڈھیر کے پاس تشریف لے آئے اور قوم سے کہا داخل ہوتے جاؤ اور کھجوریں لیتے جاؤ۔ہر شخص نے اپنی خواہش کے مطابق کھجوریں لیں۔میں نے سب سے آخر میں کھجوریں لیں۔میں پلٹ کر ڈھیر کو دیکھا تو مجھے ایسے محسوس ہوا کہ ہم نے اس میں سے ایک کھجور بھی نہیں لی۔

حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے کھانے میں برکت

امام مسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں ایک دن میں بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا میں نے دیکھا کہ حضور ﷺ اپنے صحابہ کرام کے ساتھ تشریف فرما ہیں اور محو گفتگو ہیں۔آپ ﷺ نے اپنے بطن مبارک کو باندھ رکھا تھا۔میں نے ایک صحابی سے پوچھا کہ حضور ﷺ نے اپنا پیٹ مبارک کیوں باندھ رکھا ہے۔انہوں نے جواب دیا بھوک کی وجہ سے یہ سن کر میں حضرت ابوطلحہ رضی اللہ کے پاس آیا اور انہیں حضور ﷺ کی کیفیت بتائی وہ میری والدہ محترمہ کے پاس تشریف لائے اور پوچھا کیا تمہارے پاس کھانے کو کچھ ہے۔انہوں نے کہا ہاں میرے پاس روٹی کے چند ٹکڑے اور کھجوریں ہیں۔اگر حضور ﷺ ہمارے پاس اکیلے تشریف لائیں تو یہ کھانا آپ کو کافی ہو جائے گا اور اگر آپ ﷺ کے

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بھوک تھے، نے بارگاہ رسالت میں بھیجا اور بھوک کی شکایت کی حضور ﷺ نے اپنے کاشانہ اقدس کی طرف توجہ فرمائی اور فرمایا کیا کھانے کو کچھ ہے۔ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن نے عرض کی روٹی کے چند ٹکڑے اور کچھ دودھ ہے۔ وہ روٹی اور دودھ آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کیا گیا۔

نبی رحمت ﷺ نے روٹی کے مزید ٹکڑے کیے۔ پھر ان پر دودھ انڈیلا پھر اپنے دست مبارک سے انہیں مل کر ثرید کی طرح بنا دیا۔ مجھے فرمایا اے واثلہ! اپنے ساتھیوں کو دس دس کر کے بلاؤ۔ میں نے ایسے ہی کیا۔ پہلے دس صحابہ کرام حاضر خدمت ہوئے حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اللہ کا نام لے کر اس کے اردگرد سے کھاؤ اس کے وسط کو چھوڑ دینا کیونکہ برکت اس میں آرہی ہے۔ پھر وہ پھیل رہی ہے۔ میں اصحاب صفہ کو دیکھ رہا تھا وہ اپنی انگلیوں کو صاف کر رہے تھے۔ جب پہلے دس خوب سیر ہو گئے تو دوسرے دس آ گئے حضور ﷺ نے انہیں بھی اسی طرح ہدایت کی حتی کہ انہوں نے بھی جی بھر کر کھایا۔ لیکن ابھی اس برتن میں اتنا ہی کھانا موجود تھا۔ میں تعجب کرتا ہوا کھڑا ہو گیا اور کاشانہ اقدس سے باہر نکل آیا۔

الطبرانی اور ابونعیم نے حضرت واثلہ بن اسقع سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں اصحاب صفہ میں سے تھا۔ میرے ساتھیوں نے بھوک کی شکایت کی اور مجھے کہا اے واثلہ بارگاہ رسالت میں جاؤ اور کھانا لے کر آؤ میں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی میرے ساتھی بھوک کی شکایت کر رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے عائشہ! کیا تمہارے پاس کھانے کے لیے کچھ ہے۔ انہوں نے عرض کی روٹی کے چند ٹکڑوں کے علاوہ میرے پاس کھانے کو کچھ نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا انہیں میرے پاس لے آؤ۔ آپ ﷺ نے روٹی کے ٹکڑوں کو ایک ٹرے میں رکھا اور ثرید بنانے لگے وہ کھانا مسلسل بڑھتا رہا حتی کہ وہ ٹرے بھر گیا۔ نبی محترم ﷺ نے مجھے فرمایا جاؤ اپنے دس ساتھیوں کو بلا کر لے آؤ۔ میں دس صحابہ کرام کو بلا لایا حضور ﷺ نے مجھے فرمایا بسم اللہ پڑھ کر اس کے کناروں سے کھاؤ اس کے اوپر سے نہ کھانا کیونکہ برکت اس کے اوپر نازل ہو رہی ہے۔ ان صحابہ نے خوب جی بھر کر کھانا تناول کیا۔ پھر وہ چلے گئے۔ ٹرے میں پہلے جتنا کھانا موجود تھا۔ آپ ﷺ نے پھر اپنے ہاتھوں سے ثرید بنانا شروع کی وہ کھانا پھر بڑھنے لگا۔ حتی کہ ٹرے بھر گیا۔ پھر دس صحابہ آئے انہوں نے شکم سیر ہو کر کھانا کھایا۔ آپ ﷺ نے پھر ثرید بنائی کھانا اور زیادہ ہو گیا۔ آپ ﷺ نے پوچھا کیا کوئی آدمی کھانا کھانے سے رہ گیا ہے؟ میں نے کہا "ہاں" میں اور دس صحابہ کو بلا کر لے آیا۔ انہوں نے خوب کھانا کھایا آپ ﷺ نے پھر ثرید بنائی اور فرمایا کیا کوئی شخص رہ گیا ہے؟ میں نے کہا ہاں میں بقیہ دس صحابہ کو بلا کر لے کر آیا۔ انہوں نے خوب جی بھر کر کھانا کھایا۔ لیکن ٹرے میں ابھی تک اتنا ہی کھانا موجود تھا۔ حضور ﷺ نے فرمایا یہ کھانا عائشہ رضی اللہ عنہا کو دے آؤ۔

آٹے میں برکت

الطبرانی نے ام المومنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے وہ فرماتی ہیں کہ نبی محترم ﷺ میرے حجرہ میں تشریف لائے اور مجھے فرمایا کیا تیرے پاس کھانے کی کوئی چیز ہے۔ مجھے بھوک لگی ہے۔ میں نے کہا میرے پاس ایک مد آٹے کے علاوہ اور کوئی چیز نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس کو پکاؤ میں نے اس آٹے کو ہنڈیا میں ڈال کر پکایا پھر میں نے عرض کی کہ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضور ﷺ ہمارے گھر تشریف لائے آپ ﷺ نے فرمایا اے ام سلیم! وہ کھانا میرے پاس لے آؤ۔ حضرت ام سلیم نے وہ روٹی کے چند ٹکڑے حضور ﷺ کو پیش کر دیئے۔ حضور نبی محترم ﷺ نے ان کے مزید ٹکڑے بنائے۔ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے ان پر سرکہ ڈال دیا۔ حضور ﷺ نے ان ٹکڑوں پر کچھ کلام پڑھا۔ پھر مجھے فرمایا دس افراد کو اندر لے آؤ۔ میں دس آدمی اندر لے گیا۔ انہوں نے جی بھر کر کھانا کھایا پھر مجھے فرمایا دس اور آدمیوں کو اندر لے آؤ۔ انہوں نے بھی خوب سیر ہو کر کھانا کھایا۔ اسی طرح تمام صحابہ کرام نے شکم سیر ہو کر کھانا کھایا ان کی تعداد ستر یا اسی تھی۔

امام مسلم کی روایت میں ہے کہ صحابہ کرام کے بعد حضور ﷺ نے کھانا کھایا پھر اہل بیت نے کھانا کھایا اور باقی کھانا پڑوسیوں کو بھی بھیجا گیا۔ بعض روایت میں ہے۔ حضور ﷺ نے کھانے پر یہ دعا پڑھی تھی:

بِسْمِ اللّٰهِ اللّٰهُمَّ عَظِّمْ فِيْهِ الْبَرَكَةَ

''اللہ کے نام سے شروع اے میرے مولا! اس کھانے میں بہت بڑی برکت نازل فرما''۔

ولیمہ کی نرالی دعوت

ابونعیم اور ابن عساکر نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب سرور دو عالم ﷺ نے حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا تو میری والدہ محترمہ نے مجھ سے کہا انس! نبی مکرم ﷺ آج دولہا ہیں۔ لیکن میرے خیال کے مطابق آپ ﷺ نے ابھی تک ناشتہ نہیں کیا۔ وہ سرکہ اور کھجوریں میرے پاس لے کر آؤ۔ میں نے سرکہ اور کھجوریں پیش کیں۔ میری امی جان نے ان کا حیس تیار کیا اور مجھ سے کہا اسے بارگاہ رسالت میں لے جاؤ۔ حضور ﷺ اور آپ ﷺ کی زوجہ محترمہ رضی اللہ عنہا کو پیش کرو۔ میں وہ حیس پتھر کے ایک برتن میں لے کر بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اسے گھر کے کونے میں رکھ دو۔ جاؤ ابوبکر، عمر، عثمان وعلی اور دیگر صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم اجمعین) کو بلاؤ۔ پھر مسجد نبوی میں موجود صحابہ کو بھی بلا لینا۔ جو آدمی راستے میں ملے اسے بھی دعوت دینا۔ میں کھانے کی قلت اور مدعوین کی کثرت پر تعجب کرنے لگا۔ میں نے صحابہ کرام کو بلایا حتی کہ سارا گھر اور حجرہ مبارک لوگوں سے بھر گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے انس! میرے پاس وہ کھانے کا برتن لے کر آؤ۔ میں نے وہ برتن پیش کیا آپ ﷺ نے تین انگلیاں کھانے میں ڈالیں وہ کھانا بڑھنے لگا۔ لوگ کھانا کھاتے جاتے تھے اور باہر نکلتے جاتے تھے۔ جب تمام لوگ کھانے سے فارغ ہوئے تو اس برتن میں اب بھی اتنا ہی کھانا تھا۔ جتنا میں لے کر آیا تھا۔ حضور ﷺ نے مجھ سے فرمایا اس کھانے کو زینب رضی اللہ عنہا کے سامنے رکھ دو۔ حضرت ثابت رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے انس! تمہارے اندازے کے مطابق کتنے افراد نے وہ کھانا کھایا تھا حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا وہ ستر یا اسی افراد تھے۔

ثرید میں برکت

الطبرانی، ابونعیم اور ابن عساکر نے واثلہ بن الاسقع رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ مجھے اصحاب صفہ جو بیس کے لگ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

گوندھا گیا۔ پھر ایک شخص ایک بکری لے کر آیا۔ حضور ﷺ نے وہ بکری خریدی اس کو ذبح کر کے اس کا گوشت بنایا گیا۔ آپ ﷺ نے حکم فرمایا اس بکری کی کلیجی کو بھونا جائے۔ اللہ کی قسم! ایک سوتیس افراد میں حضور ﷺ نے اس کلیجی کو تقسیم کیا۔ اگر کوئی شخص وہاں موجود تھا تو نبی اکرم ﷺ نے اس کو اس کا حصہ عطا کیا اور اگر کوئی غائب تھا۔ اس کے لیے اس کا حصہ رکھ دیا گیا۔ پھر نبی اکرم ﷺ نے حکم فرمایا کہ اس بکری کے گوشت کو دو علیحدہ علیحدہ برتنوں میں ڈالا جائے۔ ایک برتن سے ہم سب نے خوب سیر ہو کر کھایا دوسرے برتن کو ہم نے اپنے اونٹ پر رکھ لیا۔

حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی ہنڈیا میں برکت

ابن سعد نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم نے ایک رات بغیر کھانے کے گذاری۔ صبح میں روزگار کی تلاش میں نکلا۔ مجھے کچھ درہم ملے۔ میں نے ان میں سے ایک درہم کا کھانا اور گوشت خریدا اور اسے لے کر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس آیا۔ انہوں نے گوشت اور روٹیاں پکائیں۔ جب وہ فارغ ہوئیں تو انہوں نے فرمایا کاش آپ میرے والد محترم ﷺ کو بھی بلا لیتے۔ میں کھانے کی دعوت دینے کے لیے بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اس وقت حضور ﷺ لیٹے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ فرما رہے تھے۔

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الْجُوْعِ ''میں بھوک سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں''۔

میں نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میرے پاس کھانا ہے۔ جب حضور اکرم ﷺ ہمارے گھر تشریف لائے تو ہنڈیا ابل رہی تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا عائشہ کے لیے کھانا نکال لو۔ میں نے ایک پیالے میں ان کے لیے کھانا نکالا۔ پھر فرمایا حفصہ کے لیے کھانا نکال لو۔ میں نے ان کے لیے بھی ایک پیالے میں کھانا نکالا اسی طرح آپ ﷺ نے اپنی تمام ازواج کے لیے کھانا نکلوایا۔ پھر فرمایا اپنے والد (ﷺ) اور اپنے شوہر کے لیے بھی کھانا نکال لو۔ پھر مجھے فرمایا اپنے لیے بھی کھانا نکال لو۔ میں نے اپنے لیے بھی کھانا نکال لیا۔ جب میں نے ہنڈیا کو اٹھایا تو وہ اسی طرح بھری ہوئی تھی۔ ہم نے اس میں اتنا کھایا جتنا اللہ نے چاہا۔

کھانے میں برکت

ابن سعد، ابن ابی شیبہ، الطبرانی اور ابونعیم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کاشانۂ اقدس سے باہر تشریف لائے اور مجھے فرمایا اصحاب صفہ کو بلاؤ۔ میں نے اصحاب صفہ کو بلایا حضور ﷺ نے ہمارے سامنے ایک پیالہ رکھا اس میں جو کا بنایا ہوا کھانا تھا۔ میرے اندازے کے مطابق اس کی مقدار ایک مد تھی۔ نبی محترم ﷺ نے اپنا دست مبارک اس پر رکھا اور فرمایا اللہ کا نام لے کر کھاؤ۔ ہم نے اس میں سے حسب ضرورت کھایا۔ اس وقت ہماری تعداد ستر اور اسی کے درمیان تھی۔ جب ہم نے اپنے ہاتھ اٹھائے تو اس وقت کھانا جوں کا توں تھا۔ اس پر صرف انگلیوں کے نشانات نظر آ رہے تھے۔

الطبرانی نے اوسط میں حسن سند کے ساتھ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میری

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

آٹا پک گیا ہے۔ پھر آپ ﷺ نے تیل کی شیشی منگوائی اس میں تھوڑا سا تیل تھا۔ آپ ﷺ نے اس کو ہنڈیا میں نچوڑا اور نیچے اتار لیا اور فرمایا اپنی بہنوں کو بلاؤ میں جانتا ہوں کہ وہ بھی میری طرح بھوکی ہیں۔ میں نے تمام ازواج مطہرات کو بلایا انہوں نے وہ کھانا کھایا حتی کہ وہ خوب سیر ہو گئیں۔ پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تشریف لائے۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور ایک اور صحابی آئے ان سب نے جی بھر کر کھانا کھایا لیکن کھانا پھر بھی باقی تھا۔

امام احمد، البزار اور امام بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک اعرابی بارگاہ رسالت میں بطور مہمان آیا۔ حضور ﷺ نے ان ٹکڑوں کو لیا ان کے مزید ٹکڑے کیے ان پر اپنا دست اقدس رکھا اور فرمایا انہیں کھاؤ اعرابی نے ان ٹکڑوں کو کھانا شروع کیا حتی کہ وہ خوب سیر ہو گیا کھانا پھر بھی باقی تھا۔ اعرابی بقیہ کھانے کی طرف دیکھ رہا تھا۔ اس نے کہا آپ صلی اللہ علیک وسلم ایک صالح انسان ہیں۔

آسمان کا کھانا

دارمی، ابن ابی شیبہ، ترمذی، حاکم، امام بیہقی اور ابو نعیم نے حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول مکرم ﷺ ایک پیالہ لے کر آئے اس میں کھانا تھا۔ لوگ صبح سے لے کر شام تک اس میں سے کھانا کھاتے رہے ایک قوم کے بعد دوسری قوم آتی رہی اور کھانا کھاتی رہی ایک شخص نے حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے کہا کیا وہ کھانا زیادہ ہو رہا ہوتا ہے؟ انہوں نے فرمایا ہاں اس کھانے میں وہاں سے اضافہ ہوتا رہا انہوں نے آسمان کی طرف اشارہ کیا۔

حضرت ابوایوب انصاری کے کھانے میں برکت

امام بیہقی، الطبرانی اور ابو نعیم نے حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے سرور دو عالم ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے لیے اتنا کھانا تیار کروایا جو ان کے لیے کافی تھا۔ میں نے وہ کھانا بارگاہ رسالت میں پیش کیا۔ حضور ﷺ نے مجھے فرمایا جاؤ اور انصار کے تیس معزز افراد کو بلاؤ مجھ پر یہ بات بڑی گراں گزری میں نے کہا میرے پاس تو اور کوئی چیز بھی نہیں جسے میں آپ ﷺ کو پیش کر سکوں۔ میں نے جان بوجھ کر سستی کی آپ ﷺ نے مجھے دوبارہ فرمایا جاؤ اور انصار کے تیس معزز افراد کو بلاؤ۔ وہ تمام افراد بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے انہوں نے خوب جی بھر کر کھانا کھایا پھر گواہی دی کہ حضور ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ باہر نکلنے سے پہلے انہوں نے حضور ﷺ کی بیعت کی۔ پھر آپ ﷺ نے مجھے فرمایا جاؤ اور ساٹھ افراد کو بلا لاؤ میں انہیں بلا لایا۔ اسی طرح انصار کے لوگ آتے رہے اور کھانا کھاتے رہے۔ اس کھانے کو ایک سو اسی افراد نے کھایا۔

بکری کے گوشت میں برکت

امام بخاری نے حضرت عبدالرحمان بن ابی بکر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ ایک سو تیس افراد تھے۔ حضور ﷺ نے فرمایا تم میں سے کسی کے پاس کھانا ہے۔ ایک شخص کے پاس ایک صاع آٹا تھا اس کو

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فرمایا۔آپ ﷺ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لائے اور فرمایا اے میری لخت جگر! کیا تمہارے پاس کھانے کے لیے کوئی چیز ہے۔انہوں نے عرض کی نہیں۔ جب حضور ﷺ حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا نے کاشانہ اقدس سے تشریف لے گئے تو آپ رضی اللہ عنہا نے دو روٹیاں اور گوشت کا ایک ٹکڑا ایک برتن میں رکھا اور اسے ڈھانپ کر بارگاہ رسالت میں بھیج دیا۔حضور ﷺ دوبارہ خاتون جنت کے گھر تشریف لائے انہوں نے عرض کی اللہ نے یہ کھانا بھیجا ہے جسے میں نے آپ ﷺ کے لیے تیار کیا ہے۔حضور ﷺ نے فرمایا اسے میرے پاس لے آؤ سیدۃ النساء رضی اللہ عنہا وہ برتن لے کر حاضر خدمت ہوئیں۔وہ برتن روٹیوں اور گوشت سے بھرا ہوا تھا۔ جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اسے ملاحظہ فرمایا تو ششدر رہ گئیں۔انہیں معلوم ہو گیا کہ یہ اللہ کی طرف سے برکت ہے۔حضور ﷺ نے پوچھا اے میری نور نظر! یہ کھانا کہاں سے آیا ہے؟انہوں نے عرض کی اے میرے والد محترم !صلی اللہ علیک وسلم یہ کھانا اللہ کی طرف سے ہے۔اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے بے حساب رزق عطا کرتا ہے۔حضور ﷺ نے فرمایا تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے تمہیں حضرت مریم رضی اللہ عنہا کے مشابہ بنایا۔انہیں بھی جب رزق دیا جاتا اور لوگ اس رزق کے متعلق سوال کرتے تو وہ بھی یہی کہتیں یہ اللہ کی طرف سے ہے۔اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے بے حساب رزق عطا کرتا ہے۔حضور ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف بھی پیغام بھیجا۔پھر اس کھانے کو حضور ﷺ ،حضرت علی ،حضرت فاطمہ ،حضرت امام حسن ،حضرت امام حسین اور تمام ازواج مطہرات رضی اللہ عنہم وعنہن نے کھایا آپ ﷺ کے تمام اہل بیت نے اسے کھایا حتی کہ سب شکم سیر ہو گئے۔لیکن کھانا پھر بھی بچا رہا۔پھر وہ کھانا پڑوسیوں میں تقسیم کیا گیا۔اللہ تعالیٰ نے اس کھانے میں بہت سی برکت نازل فرمائی۔

ابن سعد نے حضرت ام عامر اسماء بنت یزید بن سکن رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول مکرم ﷺ کو دیکھا آپ ہماری مسجد میں مغرب کی نماز ادا فرما رہے تھے۔میں اپنے گھر آئی اور گوشت اور روٹیاں لے کر بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئی۔میں نے کہا میری ماں اور باپ آپ ﷺ پر فدا! شام کا کھانا تناول فرمائیں۔حضور ﷺ نے اپنے صحابہ کرام سے فرمایا اللہ کا نام لے کر کھاؤ۔نبی محترم ﷺ اور صحابہ نے کھانا کھایا تمام حاضرین نے کھانا کھایا لیکن اللہ کی قسم! مجھے ایسے محسوس ہو رہا تھا کہ گوشت اور روٹیوں کو کسی نے ہاتھ نہیں لگایا۔اس کھانے کو چالیس افراد نے کھایا پھر حضور ﷺ نے ہمارے ایک مشکیزہ سے پانی نوش فرمایا۔پھر آپ ﷺ وہاں سے تشریف لے آئے میں نے اس مشکیزے کا منہ باندھ دیا۔ہم وہ پانی مریضوں کو پلاتے اللہ تعالیٰ انہیں شفا عطا فرما دیتا۔

امام بیہقی نے حضرت خالد بن عبد العزیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے بھتیجے،مقام جعرانہ پر رہائش پذیر تھے۔ایک مرتبہ حضور ﷺ وہاں سے گذرے۔حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کی ضیافت کے لیے ایک بکری پیش کی تاکہ آپ ﷺ اس بکری کو ذبح کریں اور اس کا گوشت تناول فرمائیں۔حضرت خالد رضی اللہ عنہ کثیر اولاد والے تھے۔وہ اپنی اولاد کے لیے اگر ایک بکری بھی ذبح کرتے تو انہیں ایک ایک بوٹی بھی نہیں آتی تھی۔نبی مکرم ﷺ نے اس بکری کے گوشت میں سے کچھ تناول فرمایا اور باقی گوشت حضرت خالد رضی اللہ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

والدہ محترمہ نے کھانا تیار کیا اور مجھے حکم دیا کہ میں حضور ﷺ کو کھانے کی دعوت دوں۔ میں بارگاہ رسالت میں آیا اور آپ ﷺ کو سرگوشی کر کے کھانے کی دعوت دی۔ حضور نبی محترم ﷺ نے اپنے صحابہ کرام سے فرمایا آؤ چلیں۔ نبی اکرم ﷺ کے ساتھ پچاس افراد آئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا دس دس افراد اندر داخل ہوتے جاؤ اور کھانا کھاتے جاؤ۔ تمام لوگوں نے کھانا کھالیا لیکن وہ کھانا ابھی تک ویسے ہی تھا۔ اس میں کسی قسم کی کوئی کمی نہیں ہوئی تھی۔

ابونعیم نے حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کے لیے کھانا تیار کیا۔ جب میں کھانے کی دعوت دینے کے لیے بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا تو اس وقت حضور ﷺ اپنے صحابہ کے درمیان تشریف فرما تھے۔ میں حیا کی وجہ سے کھڑا ہو گیا۔ جب حضور ﷺ نے میری طرف نظر کرم کی تو میں نے اشارہ کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ لوگ؟ آپ ﷺ نے دو یا تین مرتبہ ایسے ہی کہا میں نے عرض کی یہ لوگ بھی تشریف لے آئیں۔ میں نے صرف آپ ﷺ کے لیے کھانا تیار کیا ہے۔ پھر تمام صحابہ کرام نے وہ کھانا کھایا لیکن پھر بھی بچا رہا۔

امام احمد، ابن سعد اور ابونعیم نے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سے اور وہ عبداللہ بن طہفہ سے وہ اپنے والد محترم سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کی یہ عادت مبارکہ تھی کہ جب مسلمان جمع ہو جاتے تو آپ ﷺ اپنے صحابہ سے کہتے کہ ہر شخص ایک مہمان کو لے جائے۔ ایک رات مسجد نبوی میں بہت سے مہمان جمع ہو گئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا ہر شخص ایک مہمان کو لے جائے۔ مجھے حضور ﷺ کے ساتھ جانے کا شرف ملا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے عائشہ! کیا تمہارے پاس کھانے کی کوئی چیز ہے۔ انہوں نے کہا ہاں میرے پاس حریسہ ہے۔ میں نے اسے افطاری کے لیے رکھا ہے وہ ایک پیالہ میں حریسہ کو رکھ کر حاضر خدمت ہوئیں۔ حضور ﷺ نے اس میں سے کچھ تناول فرمایا پھر ہمیں عطا کرتے ہوئے فرمایا ''بسم اللہ پڑھ کر کھاؤ'' ہم نے اس میں سے جی بھر کر کھایا۔ حتی کہ ہماری آنکھیں سیر ہو گئیں۔ پھر نبی اکرم ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے استفسار فرمایا کیا پینے کے لیے کوئی چیز ہے۔ انہوں نے عرض کی میرے پاس دودھ ہے جو میں نے آپ صلی اللہ علیک وسلم کی افطاری کے لیے رکھا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا دودھ لے کر آئیں۔ آپ ﷺ نے اس میں سے حسب منشاء نوش فرمایا پھر دودھ کا پیالہ ہمیں دیتے ہوئے فرمایا اللہ کا نام لے کر پیو۔ ہم نے اس پیالے سے خوب دودھ پیا حتی کہ ہم سیر ہو گئے۔

ابونعیم نے یعیش بن طہفہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میرے والد محترم اصحاب صفہ میں سے تھے۔ وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ صحابہ کرام سے فرماتے اصحاب صفہ میں سے ایک ایک شخص کو اپنے ساتھ لے جاؤ اور انہیں کھانا کھلاؤ۔ میں ان خوش نصیب لوگوں میں سے تھا جو حضور ﷺ کے مہمان بنے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے عائشہ! ہمیں کھانا کھلاؤ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حریسہ لے کر حاضر خدمت ہوئیں۔ ہم نے وہ جی بھر کر کھایا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا اے عائشہ ہمیں پلاؤ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا دودھ کا ایک چھوٹا سا پیالہ لے کر آئیں ہم نے اس میں سے دودھ پیا۔

ابویعلیٰ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ کئی روز گزر گئے لیکن تاجدار مدینہ ﷺ نے کھانا تناول نہ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ان سے لینا چاہو تو توشہ دان میں اپنا ہاتھ داخل کر کے کھجوریں لے لینا۔ انہیں باہر نہ بکھیرنا، حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ ان کھجوروں میں سے اتنے وسق میں نے راہ خدا میں صدقہ دیئے۔ ابن سعد کی روایت کے مطابق حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے ان میں سے کئی اونٹ اللہ کی راہ میں صدقہ کیے۔ میں خود بھی وہ کھجوریں کھاتا تھا۔ لوگوں کو بھی کھلاتا تھا۔ جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ شہید ہوئے وہ توشہ دان کہیں گر گیا اور ساری برکتیں ختم ہو گئیں۔

امام بیہقی اور ابو نعیم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ ایک غزوہ میں تھے تمام لشکر کو غذائی قلت کا سامنا ہو گیا۔ حضور نبی محترم ﷺ نے فرمایا اے ابو ہریرہ کیا تمہارے پاس کوئی کھانے کی چیز ہے۔ میں نے عرض کی میرے توشہ دان میں کوئی چیز ہو گی۔ آپ ﷺ نے مجھے توشہ دان لانے کا حکم دیا۔ جب میں توشہ دان لے کر آیا تو آپ ﷺ نے فرمایا دستر خوان بچھا دو۔ میں نے دستر خوان بچھا دیا۔ حضور ﷺ نے توشہ دان میں اپنا ہاتھ داخل کیا اور تمام کھجوریں نکال لیں۔ توشہ دان میں اکیس کھجوریں تھیں۔ پھر نبی محترم ﷺ نے ہر کھجور پر بسم اللہ پڑھی اور کھجوروں کو اکٹھا کر کے فرمایا فلاں فلاں صحابہ کرام کو بلاؤ وہ صحابہ کرام حاضر خدمت ہوئے اور جی بھر کر کھجوریں کھا کر چلے گئے۔ پھر فرمایا اب فلاں فلاں صحابہ کرام کو بلاؤ وہ صحابہ بھی حاضر ہوئے اور پیٹ بھر کر چلے گئے۔ اسی طرح تمام صحابہ کرام آتے رہے اور کھجوروں سے شکم سیر ہو کر جاتے رہے۔ لیکن توشہ دان میں کھجوریں اب بھی باقی تھیں آپ ﷺ نے فرمایا بیٹھ جاؤ۔ میں بیٹھ گیا میں نے بھی کھجوریں کھائیں اور آپ ﷺ نے بھی کھجوریں تناول فرمائیں۔ لیکن وہ کھجوریں پھر بھی ختم نہ ہوئیں۔ نبی اکرم ﷺ نے بقیہ کھجوروں کو پکڑ کر توشہ دان میں ڈال دیا۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجھے فرمایا جب تم کھجوریں کھانے کا ارادہ کرو تو اپنا ہاتھ توشہ دان میں ڈال لینا اور کھجوریں لے لینا۔ لیکن اس توشہ دان کو الٹانا نہیں جب مجھے کھجوروں کی خواہش ہوتی میں اپنا ہاتھ توشہ دان میں داخل کرتا اور کھجوریں حاصل کر لیتا۔ میں نے ان کھجوروں میں سے پچاس وسق صدقہ کیں۔ وہ توشہ دان میری سواری کے پیچھے بندھا رہتا تھا۔ لیکن حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں وہ کہیں گر گیا۔

امام بیہقی اور ابو نعیم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ مجھے اسلام میں تین سخت مصائب کا سامنا کرنا پڑا۔

(۱) سرور کائنات ﷺ کا وصال

(۲) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت

(۳) توشہ دان کا گم ہونا

لوگوں نے پوچھا اے ابو ہریرہ وہ توشہ دان کیسا تھا۔ جس کے گم ہونے کا آپ کو اتنا صدمہ ہوا۔ وہ فرماتے ہیں ایک سفر میں ہم حضور ﷺ کے ساتھ تھے۔ آپ ﷺ نے پوچھا اے ابو ہریرہ! کیا تمہارے پاس کھانے کی کوئی چیز ہے۔ میں نے عرض کی میرے توشہ دان میں کچھ کھجوریں ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا انہیں میرے پاس لے کر آؤ۔ میں نے توشہ دان میں سے کھجوریں نکالیں اور انہیں بارگاہ رسالت میں پیش کر دیا۔ نبی محترم ﷺ نے انہیں مس فرمایا اور ان میں برکت کی دعا کی

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

عنہ کے ڈول میں ڈال دیا۔ آپ ﷺ نے ان کے لیے برکت کی دعا کی پھر اس گوشت کو ان کے خاندان کے لیے پھیلا دیا۔ ان کے تمام خاندان نے وہ گوشت کھایا۔ لیکن حضور ﷺ کی دعا کی برکت سے وہ گوشت پھر بھی بچا رہا۔

الطبرانی نے یہی روایت حضرت ابن سعد رضی اللہ عنہ سے ان الفاظ میں بیان کی ہے کہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کی بارگاہ میں ایک بکری بھیجی پھر خود بھی کسی ضرورت کے لیے بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا۔ حضور ﷺ نے گوشت کا کچھ حصہ میرے خاندان کے لیے واپس بھیج دیا۔ جب میں گھر واپس آیا تو میں نے گوشت دیکھ کر ام خناس سے پوچھا اے ام خناس! یہ گوشت کہاں سے آیا ہے؟ اس نے کہا نبی محترم ﷺ نے ہمیں یہ گوشت واپس بھیجا ہے۔ یہ اسی بکری کا گوشت ہے جو ہم نے بارگاہ رسالت میں پیش کی تھی۔ میں نے کہا تو یہ بابرکت گوشت اپنے خاندان کو کیوں نہیں دیتی اس نے کہا تمام اہل خانہ اس گوشت کو کھا چکے ہیں۔ یہ ان کا بقیہ حصہ ہے۔ حالانکہ اس سے پہلے وہ دو یا تین بکریاں ذبح کرتے تھے۔ پھر بھی وہ گوشت ان کے لیے ناکافی ہوتا تھا۔

کھجوروں میں برکت

طبرانی نے اوسط میں حسن سند کے ساتھ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے مجھے طلب فرمایا۔ آپ ﷺ نے حکم فرمایا گھر جا کر کہو کہ جو طعام تمہارے پاس موجود ہے وہ مجھے دو۔ اہل خانہ نے مجھے ایک پیالہ دیا۔ اس میں کھجور کا عصیدہ تھا۔ میں اسے لے کر بارگاہ رسالت میں حاضر ہو گیا۔ نبی اکرم ﷺ نے مجھے فرمایا اہل مسجد کو بلاؤ۔ میں نے دل میں کہا میرے لیے ہلاکت ہو یہ کھانا کتنا کم نظر آ رہا ہے۔ میں حضور ﷺ کی نافرمانی بھی نہیں کر سکتا تھا۔ میں نے تمام اہل مسجد کو بلایا نبی محترم ﷺ نے اپنی انگلیوں کو پیالہ میں رکھا اور پیالے کے اطراف کو حرکت دی اور فرمایا اللہ کا نام لے کر شروع کرو۔ تمام اہل مسجد نے بھی وہ کھانا کھایا میں نے بھی وہ کھانا کھایا حتی کہ ہم سب سیر ہو گئے۔ جب حضور ﷺ نے اپنا ہاتھ مبارک اٹھایا تو وہ کھانا بالکل پہلے کی طرح تھا۔ اس میں کوئی کمی نہیں ہوئی تھی اس پر نبی اکرم ﷺ کی انگلیوں کے نشانات موجود تھے۔

ابن سعد نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں اپنے گھر سے نکل کر مسجد کی طرف آیا میں اپنے گھر سے بھوک کی شدت کی وجہ سے نکلا تھا۔ راستہ میں میں نے کئی افراد دیکھے ان تمام نے یہی بتایا کہ وہ بھوک کی وجہ سے ہی باہر آئے ہیں۔ سب بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور آپ ﷺ کو اپنی بھوک کے متعلق بتایا۔ نبی اکرم ﷺ نے ایک ٹرے منگوایا اس میں کھجوریں تھیں۔ آپ ﷺ نے ہم میں سے ہر شخص کو دو دو کھجوریں دیں اور فرمایا یہ دو دو کھجوریں کھا لو اور پھر پانی پی لو آج کے دن کے لیے تمہیں یہی کافی ہیں۔

ابن سعد، امام بیہقی اور ابو نعیم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں چند کھجوریں لے کر بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم ان میں برکت کے لیے دعا فرمائیں۔ حضور ﷺ نے وہ کھجوریں اپنے دست اقدس پر رکھیں اور برکت کی دعا کی آپ ﷺ نے فرمایا، انہیں اپنے توشہ دان میں رکھ لو۔ جب تم

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اپنے پیچھے چھ بیٹیاں چھوڑیں۔ ان پر بہت زیادہ قرض تھا۔ جب کھجوروں کو توڑنے کا وقت آیا میں نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم آپ کو معلوم ہے کہ میرے والد محترم شہید ہو چکے ہیں۔ ان پر بہت زیادہ قرض ہے۔ آپ میرے ساتھ میرے باغ میں تشریف لے چلیں۔ تاکہ قرض خواہ آپ کو دیکھ لیں اور مجھ پر سختی نہ کریں۔ آپ ﷺ نے فرمایا جاؤ اور تمام کھجوروں کو ایک کونے میں جمع کرو۔ میں نے تمام کھجوریں ایک کونے میں جمع کیں اور سرور کائنات ﷺ کو اپنے باغ میں تشریف لانے کے لیے عرض کی۔ نبی محترم ﷺ نے کھجوروں کے ڈھیر کے اردگرد تین چکر لگائے۔ پھر آپ ﷺ اس ڈھیر پر تشریف فرما ہو گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اپنے قرض خواہوں کو بلاؤ۔ میں نے اپنے قرض خواہوں کو بلایا اور ان کے قرض کے مطابق انہیں کھجوریں دیتا رہا یہاں تک کہ میرے والد مکرم کا تمام قرض ختم ہو گیا۔ میں اس بات پر بھی راضی تھا کہ میرے والد محترم کا سارا قرض ادا ہو جائے خواہ میں اپنی بہنوں کے پاس ایک کھجور بھی نہ لے جا سکوں۔ اللہ کی قسم! جب میں نے ڈھیر کی طرف دیکھا وہ جوں کا توں پڑا ہوا تھا۔ اس میں سے ایک کھجور بھی کم نہ ہوئی۔

امام مسلم اور امام بخاری نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ان کے والد محترم انتقال فرما گئے۔ ان کے ذمہ ایک یہودی کا تیس وسق کھجور قرض تھا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے تاکہ آپ ﷺ اس یہودی سے سفارش کریں۔ حضور ﷺ نے یہودی سے کہا کہ وہ حضرت جابر کے والد کے قرض کے بدلے آپ کے باغ کی کھجوریں لے لے۔ لیکن اس نے انکار کر دیا۔ حضور ﷺ ان کے باغ میں تشریف لے گئے اور اس میں سیر کی اور فرمایا اے جابر! ان کھجوروں کو جلدی توڑو اور اس یہودی کا قرض ادا کرو۔ حضور ﷺ کی روانگی کے بعد حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے وہ کھجوریں توڑلیں اور اس یہودی کے تیس وسق ادا کیے۔ ابھی تک کھجوروں کے سترہ وسق باقی تھے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے اس کے متعلق حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بتایا۔ انہوں نے فرمایا جب حضور ﷺ نے اس میں سیر فرمائی تو مجھے معلوم ہو گیا تھا کہ اب اللہ تعالیٰ اس میں برکت نازل فرمائے گا۔

امام بیہقی فرماتے ہیں کہ اس روایت اور اس سے پہلی روایت میں کوئی اختلاف نہیں ہے وہ روایت ان قرض خواہوں کے متعلق ہے۔ جو پہلے آئے اور انہوں نے حضور ﷺ کی موجودگی میں اپنا اپنا قرض لیا۔ یہ یہودی حضور نبی محترم ﷺ کے بعد آیا اور اپنے قرض کا مطالبہ کیا۔ حضور ﷺ نے باقی کھجوروں کو جلدی توڑ کر اس کو قرض ادا کرنے کے لیے کہا۔

حاکم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اس میں یہ اضافہ ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی بیوی سے کہا آج دوپہر کے وقت سرور دو عالم ﷺ ہمارے ہاں تشریف لائیں گے۔ جب نبی محترم ﷺ ہمارے ہاں تشریف لائے تو میری بیوی نے آپ ﷺ کے لیے بستر بچھا دیا اور میں نے آپ ﷺ کے لیے ایک بکری ذبح کی۔ جب نبی محتشم ﷺ نیند سے بیدار ہوئے تو میں نے آپ ﷺ کے سامنے گوشت رکھا۔ آپ ﷺ نے مجھے فرمایا ابو بکر اور ان کے ساتھیوں کو بلاؤ میں نے ان سب کو بلایا انہوں نے جی بھر کر کھانا کھایا لیکن گوشت پھر بھی باقی بچا رہا۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

آپ ﷺ نے فرمایا اپنے دس ساتھیوں کو بلاؤ میں نے دس افراد کو بلایا انہوں نے جی بھر کر کھجوریں کھائیں اسی طرح دس دس افراد آتے رہے اور کھجوریں کھاتے رہے۔ حتی کہ تمام لشکر سیر ہو گیا۔ توشہ دان میں اب بھی کھجوریں باقی تھیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا اے ابو ہریرہ! جب بھی تم اس میں سے کھجوریں لینا چاہو توشہ دان میں اپنا ہاتھ ڈال کر کھجوریں لے لینا۔ لیکن توشہ دان کو الٹا نہیں کرنا۔ میں حضور ﷺ کے عہد ہمایوں میں، حضرت ابو بکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کی خلافت میں اس توشہ دان سے کھجوریں حاصل کرتا رہا۔ جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو وہ توشہ دان کہیں گر گیا کیا میں تمہیں نہ بتاؤں کہ میں نے کتنی کھجوریں کھائی تھیں۔ میں نے اس میں سے دو سو وسق کھجوریں کھائی تھیں۔

جو میں برکت

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے وہ فرماتی ہیں کہ جب سرور دو عالم ﷺ نے وصال فرمایا تو میرے گھر میں صرف چند وسق جو تھے میں عرصہ دراز تک انہیں کھاتی رہی ایک دن میں نے انہیں ماپ لیا تو وہ ختم ہو گئے۔

امام مسلم، امام بیہقی اور بزار نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص بارگاہ رسالت میں آیا اور کھانے کی التجا کی حضور ﷺ نے اسے کچھ اوسق جو عطا کیے۔ وہ شخص، اس کی بیوی اور ان کے مہمان اسی میں سے کھاتے رہے۔ ایک دن اس شخص نے جو ماپ لیے پھر بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا۔ حضور ﷺ نے فرمایا اگر تم ان کو نہ ماپتے تو ساری عمر انہیں کھاتے رہتے۔ پھر بھی وہ ختم نہ ہوتے۔

امام حاکم اور امام بیہقی نے نوفل بن حارث بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے اپنی شادی پر نبی محترم ﷺ سے مدد طلب کی حضور ﷺ نے انہیں تیس صاع جو دیئے حضرت نوفل فرماتے ہیں کہ ہم آدھے سال تک وہ جو کھاتے رہے۔ پھر ہم نے ان کو ماپا تو وہ ختم ہو گئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا اگر تم ان کو نہ ماپتے تو پھر تم انہیں ساری زندگی کھاتے رہتے۔

امام احمد اور بزار نے حضرت عبد اللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم بارگاہ رسالت میں حاضر تھے۔ آپ ﷺ کی بارگاہ میں ایک بچہ حاضر ہوا اس نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میرے ماں باپ آپ پر فدا! میں یتیم ہوں میری ایک بیوہ ماں ہے اور ایک یتیم بہن ہے۔ ہمیں کھانے کو کچھ دیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اجر عطا کرے گا۔ حضور ﷺ نے اسے فرمایا ہمارے اہل خانہ کے پاس جاؤ اور تمہیں جو کچھ ملے اسے ہمارے پاس لے آؤ۔ وہ بچہ اکیس کھجوریں لے کر آیا۔ حضور ﷺ نے ان کھجوروں کو اپنے دست اقدس میں لیا اور پھر اپنے منہ کی طرف اشارہ کیا ہمیں معلوم ہو گیا کہ نبی مکرم ﷺ برکت کی دعا فرما رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے بچے! سات تیرے لیے ہیں۔ سات تیری والدہ کے لیے اور سات تیری بہن کے لیے ہیں۔ ایک ایک صبح کے وقت کھا لینا اور ایک ایک شام کو۔

امام بخاری نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ان کے والد محترم غزوۂ احد کے دن شہید ہو گئے انہوں نے

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کر آؤ۔ وہ اس شیشی کو حضور ﷺ کے پاس لے گئی صحابہ کرام نے اس شیشی کو پکڑا اوراس کا تمام تیل نکال لیا۔ حضور ﷺ نے خادمہ کو شیشی واپس کرتے ہوئے کہا اس شیشی کو لٹکا دینا اوراس کا منہ بند نہ کرنا۔ خادمہ نے اس کو اس جگہ پر لٹکا دیا۔ جب حضرت ام شریک رضی اللہ عنہا تشریف لائیں تو انہوں نے دیکھا کہ وہ شیشی تیل سے لبریز تھی انہوں نے پوچھا اے خادمہ! کیا میں نے تمہیں نہیں کہا تھا کہ اس شیشی کو بارگاہ رسالت میں بطور ہدیہ دے آنا۔ خادمہ نے کہا اللہ کی قسم! میں آپ کے فرمان کے مطابق اسے بارگاہ رسالت میں لے کر گئی تھی۔ پھر میں اسے واپس لے کر آئی اس وقت اس میں تیل کا ایک قطرہ بھی نہیں تھا۔ لیکن سرور کائنات ﷺ نے فرمایا اس کو لٹکا دینا اوراس کا ڈھکنا بند نہ کرنا۔ اس لیے میں نے اس کو اپنی جگہ پر لٹکا دیا ہے۔ وہ سارا خاندان اسی شیشی سے کھاتا رہا۔ حتی کہ حضرت ام شریک رضی اللہ عنہا کا انتقال ہو گیا۔

امام مسلم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت ام مالک رضی اللہ عنہا ایک برتن میں رسول مکرم ﷺ کو گھی بھیجا کرتی تھیں۔ ان کے بیٹے ان کے پاس آتے اور سالن کا مطالبہ کرتے۔ جب ان کے پاس کوئی چیز نہ ہوتی تو وہ انہیں اس برتن کی طرف لے جاتیں۔ انہیں وہاں سے اتنا گھی حاصل ہو جاتا جو ان کے لیے کافی ہوتا۔ ایک دن ان کے اہل خانہ کے پاس سالن نہ تھا۔ حضرت ام مالک رضی اللہ عنہا تیل کے برتن کے پاس آئیں۔ انہوں نے دیکھا کہ اس میں حسب ضرورت تیل موجود ہے۔ انہوں نے تمام تیل نچوڑ لیا۔ پھر حضرت ام مالک رضی اللہ عنہا بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئیں۔ حضور ﷺ نے پوچھا کیا تو نے اس کو نچوڑ لیا ہے۔ انہوں نے عرض کی ہاں نبی محترم ﷺ نے فرمایا اگر تم اسے نہ نچوڑتی تو تمہیں وہاں سے ہمیشہ تیل ملتا رہتا۔

ابن ابی شیبہ، الطبرانی اور ابو نعیم نے یحیٰی بن جعدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ حضرت ام مالک انصاریہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ ایک شیشی میں کچھ تیل لے کر بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئیں۔ حضور ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا۔ انہوں نے تمام تیل نچوڑ کر شیشی واپس کر دی۔ حضرت ام مالک رضی اللہ عنہا جب شیشی لے کر واپس آنے لگیں تو انہوں نے دیکھا کہ وہ شیشی اسی طرح لبریز ہے۔ انہوں نے حضور ﷺ کو بتایا آپ ﷺ نے فرمایا یہ وہ برکت ہے جس کا ثواب اللہ تعالیٰ نے جلدی دیا ہے۔

امام الطبرانی اور امام بیہقی نے حضرت ام اوس البہزیہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے وہ فرماتی ہیں میں نے گھی گرم کیا اور اسے ایک برتن میں ڈالا اور بارگاہ رسالت میں بطور ہدیہ پیش کیا۔ نبی اکرم ﷺ نے اس تحفہ کو قبول کر لیا۔ لیکن تھوڑا سا تیل اس برتن میں رہنے دیا۔ حضور ﷺ نے اس پر پھونک ماری اور برکت کی دعا کی پھر فرمایا ام اوس کو اس کا برتن واپس کر دو صحابہ کرام نے ان کا برتن واپس کیا وہ اسی طرح تیل سے بھرا ہوا تھا۔ انہوں نے سمجھا کہ شاید نبی اکرم ﷺ نے ان کا ہدیہ قبول نہیں کیا۔ وہ روتی ہوئی بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئیں اور عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میں نے آپ کے لیے تیل گرم کیا تاکہ آپ اسے نوش فرمائیں۔ نبی محترم ﷺ کو یقین ہو گیا کہ ان کی دعا قبول ہو گئی ہے۔ حضور ﷺ نے صحابہ کرام سے فرمایا اسے لے جاؤ اور اسے کہو کہ یہ اس تیل کو کھائے بھی اور اس میں برکت کی دعا بھی کرے۔ حضرت ام اوس رضی اللہ عنہا اسی برتن میں سے کھاتی رہیں۔ حتی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے مابین ناخوشگوار واقعات ظہور پذیر ہوئے۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سو کھجوروں میں برکت

الطبرانی، ابونعیم اور ابن عساکر نے حضرت ابورجاء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ نبی محترم ﷺ اپنے کاشانۂ اقدس سے باہر تشریف لائے اور ایک انصاری کے باغ میں تشریف لے گئے وہ اپنے باغ کو سیراب کر رہے تھے۔ حضور ﷺ نے فرمایا اگر میں تمہارے باغ کو سیراب کردوں تو تم مجھے کیا اجرت دو گے۔ اس انصاری نے کہا میں بڑی محنت کر رہا ہوں لیکن یہ باغ پھر بھی مجھ سے سیراب نہیں ہو رہا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اگر میں نے اس کو سیراب کر دیا تو کیا تم مجھے ایک سو کھجوریں دو گے۔ اس نے کہا ہاں، حضور نبی محترم ﷺ نے اس کے ڈول کو پکڑا اور تھوڑی دیر بعد سارے باغ کو سیراب کر دیا۔ اس باغ میں اتنی کثیر مقدار میں پانی تھا کہ اس انصاری نے کہا ابھی میرا باغ غرق ہو جائے گا۔ حضور ﷺ نے اس سے ایک سو کھجوریں لیں آپ ﷺ کے صحابہ نے انہیں جی بھر کر کھایا، کھجوریں پھر بھی ایک سو پوری تھیں۔ نبی اکرم ﷺ نے وہ کھجوریں اس انصاری کو واپس کر دیں۔

امام بیہقی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ قبیلہ دوس کی ایک عورت تھی اس کا نام ام شریک تھا۔ اس نے اسلام قبول کر لیا۔ وہ ایسے شخص کی جستجو میں تھی جو اسے بارگاہ رسالت میں لے جائے وہ ایک یہودی شخص سے ملی اس نے کہا آؤ میرے ساتھ چلو میں تمہیں حضور ﷺ کی بارگاہ تک پہنچا دوں گا۔ اس خاتون نے کہا کچھ دیر انتظار کرو تا کہ میں اپنے مشکیزے کو پانی سے بھر لوں یہودی نے کہا میرے پاس کافی مقدار میں پانی ہے وہ خاتون اس یہودی کے ساتھ عازم سفر ہوئی اس کے ساتھ اس کی بیوی بھی تھی۔ وہ سارا دن سفر پر رواں دواں رہے۔ وقت شام وہ اپنی سواریوں سے نیچے آئے۔ یہودی نے اپنا دستر خوان بچھایا اور کہا اے ام شریک! آؤ ہمارے ساتھ کھانا کھاؤ ام شریک رضی اللہ عنہا نے کہا پہلے مجھے پانی پلاؤ مجھے بہت شدید پیاس لگی ہے۔ پانی پینے سے پہلے میں کھانے کی طاقت نہیں رکھتی۔ یہودی نے کہا میں تمہیں ایک قطرہ بھی پانی نہیں دوں گا۔ حتی کہ تو یہودیت اختیار کر لے اس خاتون محترمہ نے کہا میں ہرگز یہودیت اختیار نہیں کروں گی وہ اپنے اونٹ کے پاس آئی اس کو باندھا اس کے گھٹنے کے ساتھ سر رکھ کر سو گئی۔ وہ فرماتی ہیں جب میری آنکھ کھلی تو مجھے ٹھنڈک سی محسوس ہوئی کوئی سرد چیز میری پیشانی پر گر رہی تھی۔ میں نے سر اٹھایا تو میں نے پانی دیکھا جو دودھ سے بھی زیادہ سفید تھا۔ شہد سے زیادہ میٹھا تھا۔ میں نے اسے پیا حتی کہ خوب سیر ہو گئی۔ میں نے اس پانی سے اپنا مشکیزہ بھی بھر لیا پھر وہ پانی میری نگاہوں کے سامنے آسمان کی طرف چلا گیا۔ صبح کے وقت یہودی آیا اس نے کہا اے ام شریک میں نے کہا اللہ کی قسم مجھے اللہ نے پانی پلایا ہے یہودی نے پوچھا کیا تم پر آسمان سے پانی نازل ہوا میں نے کہا ہاں، اللہ تعالیٰ نے میرے سامنے آسمان سے پانی نازل کیا۔ پھر میری نگاہوں کے سامنے وہ پانی آسمان کی طرف چلا گیا۔ حتی کہ وہ آسمان میں پوشیدہ ہو گیا۔ پھر حضرت ام شریک رضی اللہ عنہا بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئیں اور اپنا آپ پیش کر دیا۔ حضور ﷺ نے حضرت زید رضی اللہ عنہ کے ساتھ ان کی شادی کر دی۔ انہیں تیس صاع جو عطا کیے اور فرمایا انہیں کھاؤ ان کا ماپ ہرگز نہ کرنا۔ حضرت ام شریک رضی اللہ عنہا کے پاس تیل کی ایک شیشی تھی۔ انہوں نے اس کو بارگاہ رسالت میں بطور ہدیہ بھیجا۔ اپنی خادمہ سے کہا یہ تیل کی شیشی بارگاہ رسالت میں پیش

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دوسری فصل

وہ معجزات جن میں حضور ﷺ کی برکت سے دودھ میں اضافہ ہوا

امام بغوی، ابن شاہین، ابن سکن، ابن مندہ، الطبرانی، الحاکم، امام بیہقی اور ابونعیم نے روایت کیا ہے کہ جب سرور کائنات ﷺ نے مکہ معظمہ سے مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت فرمائی تو اس وقت آپ ﷺ کے ساتھ حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عامر بن فہیرہ اور حضرت عبداللہ بن الاریقط رضی اللہ عنہم تھے۔ وہ حضرت ام معبد خزاعیہ رضی اللہ عنہا کے خیمہ کے پاس سے گذرے وہ ایک عمر رسیدہ خاتون تھیں جو اپنے خیمہ سے باہر بیٹھی رہتی تھیں اور مہمانوں کی ضیافت کرتی تھیں۔ انہوں نے ام معبد سے گوشت اور کھجور کے متعلق پوچھا تا کہ وہ ان سے خرید لیں لیکن انہیں وہاں سے کوئی چیز نہ ملی رسول مکرم ﷺ نے خیمہ کے کونے میں ایک بکری کو دیکھا آپ ﷺ نے فرمایا اے ام معبد! یہ بکری کیسی ہے؟ انہوں نے عرض کی یہ بکری اپنی کمزوری اور لاغری کی وجہ سے پیچھے رہ گئی ہے۔ حضور ﷺ نے پوچھا کیا یہ دودھ دیتی ہے۔ انہوں نے عرض کی یہ دودھ دینے سے بھی عاجز ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کیا تو مجھے اجازت دیتی ہے کہ میں اس کا دودھ دوہ لوں۔ حضرت ام معبد نے عرض کی آپ صلی اللہ علیک وسلم کو اجازت ہے حضور ﷺ نے اس بکری کو بلایا اور اپنے دست اقدس سے اس کی کھیری کو مس کیا۔ اللہ کا نام لیا بکری نے ٹانگیں پھیلا دیں۔ اس کی کھیری میں دودھ اتر آیا۔ حضور ﷺ نے ایک ایسا برتن منگوایا جو تمام قافلہ کے لیے کافی ہو۔ آپ ﷺ نے وہ دودھ اپنے ساتھیوں کو پلایا انہوں نے بھی جی بھر کر دودھ پیا سب سے آخر میں نبی مکرم ﷺ نے خود دودھ نوش فرمایا۔ پھر نبی مکرم ﷺ نے بکری کا دوبارہ دودھ دوہا یہاں تک کہ ام معبد کے گھر کے تمام برتن بھر گئے۔ اس بکری کو حضرت ام معبد کے پاس چھوڑا اس کو بیعت کیا اور وہاں سے روانہ ہوئے۔ کچھ دیر بعد ابو معبد بھی بکریوں کو ہانکتا ہوا آ گیا۔ جب اس نے گھر کے تمام برتن دودھ سے لبریز دیکھے تو اس نے تعجب کا اظہار کیا اس نے ام معبد سے پوچھا یہ دودھ کہاں سے آیا؟ گھر میں تو دودھ دینے والا کوئی جانور نہیں۔ ام معبد نے کہا اے ابو معبد! اللہ کی قسم واقعی گھر میں کوئی دودھ دینے والا جانور نہ تھا۔ لیکن ابھی یہاں سے ایک مبارک شخص گذرا ہے۔ ابو معبد نے کہا ذرا اس بابرکت شخص کا حلیہ تو بیان کرو ام معبد نے کہا۔

"میں نے ایک ایسا شخص دیکھا جس کا حسن نمایاں تھا۔ جس کی ساخت بڑی خوبصورت اور چہرہ ملیح تھا۔ نہ بڑھی ہوئی تو ند اسے معیوب بنا رہی تھی نہ پتلی گردن اور چھوٹا سر اس میں نقص پیدا کر رہا تھا۔ بڑا حسین، بہت خوبرو، آنکھیں سیاہ اور بڑی اور پلکیں لانبی اس کی آواز گونج دار تھی، سیاہ چشم سرگیں، دونوں ابرو باریک اور ملے ہوئے۔ گردن چمکدار تھی ریش مبارک گھنی تھی۔ جب وہ خاموش ہوتے تو پر وقار ہوتے۔ جب گفتگو فرماتے تو چہرہ پرنور اور بارونق ہوتا۔ شیریں گفتار، گفتگو واضح ہوتی نہ بے فائدہ نہ بیہودہ، گفتگو موتیوں کی لڑی ہوتی جس سے موتی جھڑ رہے ہوتے۔ دور سے دیکھنے پر سب سے زیادہ بارعب اور

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ابویعلیٰ، الطبرانی، ابونعیم اور ابن عساکر نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ان کی والدہ محترمہ ام سلیم ایک برتن میں بکری کا گھی جمع کرتی رہیں۔ پھر اسے بارگہ رسالت میں بطور ہدیہ بھیجا حضور ﷺ نے گھی نکال لیا اور وہ برتن ام سلیم کو واپس کر دیا۔ انہوں نے وہ برتن ایک کیل کے ساتھ لٹکا دیا جب وہ دوبارہ اس برتن کے پاس آئیں تو انہوں نے دیکھا کہ وہ برتن گھی سے بھرا ہوا ہے اور اس میں سے گھی کے قطرات گر رہے تھے وہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئیں اور اس عجیب واقعہ کے متعلق عرض کی، آپ ﷺ نے فرمایا کیا تو تعجب کر رہی ہے اللہ تعالیٰ نے تمہیں اس طرح کھلایا ہے جس طرح تو نے اس کے نبی مکرم ﷺ کو کھلایا۔ اب اس میں سے خود بھی کھاؤ اور دیگر افراد کو بھی کھلاؤ۔ وہ واپس تشریف لائیں اور اپنے کئی برتن اس گھی سے بھر لیے اب بھی اس برتن میں اتنا گھی تھا۔ جو انہیں ایک یا دو ماہ کے لیے کافی تھا۔

الطبرانی، البیہقی اور ابونعیم نے کثیر بن زید کی سند سے محمد بن عمرو بن حمزہ الاسلمی سے روایت کیا ہے وہ اپنے باپ اور وہ اپنے باپ اور وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ صحابہ کرام باری باری حضور ﷺ کی ضیافت کرتے تھے۔ کبھی کسی کو یہ شرف اور کبھی کسی اور کو یہ سعادت نصیب ہوتی ایک دفعہ یہ مجھے سعادت حاصل ہوئی میں نے تاجدار مدینہ ﷺ کا کھانا تیار کیا اور اسے لے کر بارگاہ رسالت میں حاضر ہو گیا۔ مجھ سے گھی والا برتن گر پڑا اور اس کا تمام گھی زمین پر گر گیا مجھے افسوس ہوا کہ میرے ہاتھ سے حضور ﷺ کا کھانا گر پڑا ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے مجھے فرمایا قریب ہو جاؤ۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میں قریب نہیں ہو سکتا۔ جب میں واپس آیا تو اس برتن سے قب قب کی آواز آ رہی تھی۔ میں نے کہا شاید یہ تیل گرنے سے بچ گیا ہے۔ جب میں نے اس برتن کو غور سے دیکھا تو وہ بھرا ہوا تھا۔ میں پھر اسے بارگاہ رسالت میں لے گیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا اگر تم اس کو کچھ دیر اور وہیں رہنے دیتے تو یہ کناروں تک بھر جاتا۔

ابن سعد نے سالم بن ابی جعد سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے دو افراد کو کسی کام کے لیے بھیجا انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم ہمارے پاس زاد راہ نہیں ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا میرے پاس مشکیزے لے کر آؤ۔ انہوں نے اپنے مشکیزے بارگاہ رسالت میں پیش کر دیئے۔ حضور ﷺ نے انہیں مشکیزوں کو پانی سے بھرنے کا حکم دیا۔ انہوں نے مشکیزوں کو پانی سے بھر لیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا روانہ ہو جاؤ جب تم فلاں مقام تک پہنچو گے تو اللہ تعالیٰ اسے تمہارے لیے رزق بنا دے گا۔ وہ دونوں روانہ ہوئے جب وہ اس مقام تک پہنچے تو انہوں نے اپنے مشکیزوں کو کھولا۔ انہوں نے دیکھا کہ اس میں دودھ اور مکھن ہے انہوں نے مکھن سیر ہو کر کھایا اور دودھ جی بھر کر پیا۔

ابونعیم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک مرتبہ حضور ﷺ نے اپنی بکری کو ذبح کیا اور فرمایا اے غلام! میرے لیے بکری کا بازو لے کر آؤ۔ غلام نے آپ ﷺ کو بکری کا بازو پیش کیا۔ آپ ﷺ نے پھر دوسرا بازو لانے کے لیے کہا غلام نے دوسرا بازو بھی پیش کر دیا۔ پھر تیسری مرتبہ آپ ﷺ نے بازو طلب کیا غلام نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم ایک بکری کے دو ہی بازو ہوتے ہیں وہ میں آپ ﷺ کو پیش کر چکا ہوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا اگر تو خاموش رہتا تو جب تک میں بازو مانگتا رہتا تو مجھے پیش کرتا رہتا۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بکری کو صبح وشام دو مرتبہ دوہتا تھا۔''

ابو یعلی، الطبرانی، الحاکم، البیہقی اور ابو نعیم نے حضرت قیس بن نعمان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب تاجدار مدینہ ﷺ اور یار غار حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سفر ہجرت پر رواں ہوئے وہ ایک غلام کے پاس سے گزرے جو بکریاں چرا رہا تھا۔ انہوں نے اس غلام سے دودھ مانگا۔ اس نے کہا میرے پاس کوئی دودھ دینے والی بکری نہیں ہے۔ البتہ ایک بکری ہے جو موسم سرما کے آغاز میں حاملہ ہوئی تھی۔ پھر اس نے حمل گرا دیا اور اس کا دودھ بھی ختم ہو گیا۔ نبی محترم ﷺ نے فرمایا اسی بکری کو بلاؤ۔ اس نے وہ بکری بلائی سرور کائنات ﷺ نے اس کو باندھا اس کی کھیری پر اپنا دست مبارک لگایا اور دعا کی۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو پلایا پھر دوہا اور اس غلام کو پلایا اور پھر خود دودھ نوش فرمایا چرواہے نے پوچھا، آپ صلی اللہ علیک وسلم کون ہیں اللہ کی قسم! میں نے آپ جیسا انسان نہیں دیکھا آپ ﷺ نے فرمایا میں محمد رسول اللہ ﷺ ہوں۔ چرواہے نے کہا کیا آپ صلی اللہ علیک وسلم وہی ہیں۔ جن کے متعلق قریش کہتے ہیں کہ وہ اپنے دین سے نکل گیا ہے۔ آپ نے فرمایا قریش ایسے ہی کہتے ہیں۔ اس غلام نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں اور آپ کا پیغام حق ہے اور جو معجزہ آپ سے ظہور پذیر ہوا ہے اور وہ ایک نبی سے ہی رونما ہو سکتا ہے۔

ابن سعد، امام بیہقی، ابو نعیم اور ابن سکن نے حضرت نافع بن حارث بن کلدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم ایک سفر میں رسول مکرم ﷺ کے ساتھ تھے۔ ہم ایک ایسے مقام پر خیمہ زن ہوئے جہاں پانی کا نام ونشان بھی نہ تھا۔ لوگوں کو شدید پیاس لگی ہم نے دیکھا کہ ایک بکری چلتی ہوئی آ رہی تھی۔ وہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئی۔ نبی اکرم ﷺ نے اس کا دودھ نکالا اور تمام لشکر کو پلایا۔ مجاہدین کی تعداد چار سو تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے نافع! یہ بکری لے لو، لیکن یہ تمہارے پاس ٹھہرے گی نہیں میں نے ایک لکڑی لی اور اس کو زمین میں ٹھونکا اور ایک رسی لے کر بکری کو باندھ دیا۔ رسول اکرم ﷺ استراحت فرما ہو گئے۔ لوگ بھی سو گئے اور میری بھی آنکھ لگ گئی۔ جب میں بیدار ہوا تو رسی کھل چکی تھی اور بکری بھاگ گئی تھی۔ میں نے رسول مکرم ﷺ کو اس بکری کے متعلق بتایا آپ ﷺ نے فرمایا، میں نے تجھے بتایا نہیں تھا کہ تو اس بکری کا مالک نہیں بن سکے گا۔ جو ذات اسے یہاں لے کر آئی تھی وہی اس کو یہاں سے لے کر گئی ہے۔

ابن عدی، امام بیہقی، الطبرانی اور ابو نعیم نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ جو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے غلام تھے، سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ ایک سفر میں ہم رسول مکرم ﷺ کے ساتھ تھے ہم ایک جگہ فروکش ہوئے۔ نبی اکرم ﷺ نے مجھے فرمایا اے سعد! اس بکری کا دودھ نکال کر لے آؤ قسم بخدا اس مقام پر کوئی بکری نظر نہیں آ رہی تھی۔ جب میں وہاں پہنچا تو وہاں مجھے ایک دودھ دینے والی بکری نظر آئی، میں نے اس کا دودھ نکالا اور کئی مرتبہ نکالا۔ میں نے خود بھی اس بکری پر نظر رکھی اور لوگوں سے بھی کہا کہ وہ اس کی نگرانی کریں۔ جب ہم اپنی سواریوں کی طرف مشغول ہوئے تو وہ بکری غائب ہو گئی۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم وہ بکری تو غائب ہو گئی ہے۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اس کا رب اس کو یہاں سے لے گیا ہے۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جمیل نظر آتے اور قریب سے دیکھا جائے تو سب سے زیادہ خوبرو اور حسین دکھائی دیتے، قد میانہ تھا۔ نہ اتنا طویل کہ آنکھوں کو برا لگے نہ اتنا پست کہ آنکھیں حقیر سمجھنے لگیں۔ آپ دو شاخوں کے درمیان ایک شاخ کی مانند تھے۔ جو سب سے زیادہ سرسبز و شاداب اور قد آور ہو۔ ان کے ساتھی ایسے تھے۔ جو ان کے گرد حلقہ بنائے ہوئے تھے۔ اگر آپ انہیں کچھ کہتے تو فوراً اس کی تعمیل کرتے۔ اگر آپ انہیں حکم دیتے تو وہ فوراً اس کو بجالاتے۔ سب کے مخدوم، سب کے محترم، نہ وہ ترش رو تھے۔ نہ ان کے فرمان کی مخالفت کی جاتی تھی۔

ابو معبد نے اپنی زوجہ ام معبد سے جب سرور خوبان شاہ حسیناں ﷺ کا یہ دلکش اور دل آویز حلیہ سنا تو وہ کہنے لگا۔ بخدا یہ تو وہی شخص ہے۔ جس کی جستجو میں قریش مارے مارے پھر رہے ہیں۔ صبح مکہ معظمہ کی ایک بلند چوٹی پر آواز سنائی دی۔ لوگ صدا تو سن سکتے تھے۔ لیکن صدا دینے والا دکھائی نہیں دیتا تھا۔ وہ کہہ رہا تھا:

جَزَى اللّٰهُ رَبُّ النَّاسِ خَيْرَ جَزَائِهٖ رَفِيْقَيْنِ حَلَّا خَيْمَتَىْ اُمِّ مَعْبَدٖ

"اللہ رب العزت جو لوگوں کا پروردگار ہے وہ ان دو ساتھیوں کو بہترین جزا دے جو ام معبد کے خیمہ میں تشریف فرما ہوئے۔"

هُمَا نَزَلَا بِالْهُدٰى وَاهْتَدَتْ بِهٖ فَقَدْ فَازَ مَنْ اَمْسٰى رَفِيْقَ مُحَمَّدٖ

"وہ دونوں ہدایت کے ساتھ تشریف فرما ہوئے اور ام معبد بھی ہدایت پا گئیں اور جو شخص بھی محمد مصطفیٰ ﷺ کا ساتھی ہو گیا وہ فلاح و کامرانی پا گیا۔"

فَيَا لِقُصَيٍّ مَّا زَوَى اللّٰهُ عَنْكُمْ بِهٖ مِنْ فَعَالٍ لَّا تُجَارٰى وَ سُؤْدُدٖ

"اے قصی! اللہ تعالیٰ نے تمہیں کس قدر عالی شان اور بے مثال کارناموں سے محروم کر دیا ہے۔"

لِيَهْنِ بَنِىْ كَعْبٍ مَقَامُ فَتَاتِهِمْ وَمَقْعَدُهَا لِلْمُؤْمِنِيْنَ بِمَرْصَدٖ

"بنو کعب اس خاتون محترمہ کے مقام و مرتبہ کی وجہ سے مبارکباد کے مستحق ہیں۔ جو مومنین کے راستہ پر خیمہ زن تھی۔"

سَلُوْا اُخْتَكُمْ عَنْ شَاتِهَا وَاِنَائِهَا فَاِنَّكُمْ اِنْ تَسْاَلُوا الشَّاةَ تَشْهَدٖ

"اے بنو کعب! تم اپنی بہن ام معبد سے اس کی بکری اور اس کے برتن کے متعلق پوچھو اگر تم بکری سے پوچھو گے تو وہ بھی تمہیں گواہی دے گی۔"

دَعَاهَا بِشَاةٍ حَائِلٍ فَتَحَلَّبَتْ لَهٗ بِصَرِيْحٍ ضَرَّةُ الشَّاةِ مُزْبَدٖ

"حضور ﷺ نے حضرت ام معبد سے ایک کمزور بکری مانگی پھر اس بکری کی کھیری نے ایسا دودھ پیش کیا جو مکھن سے بھرپور تھا۔"

فَغَادَرَهَا رَهْنًا لَدَيْهَا بِحَالِبٍ يُرَدِّدُهَا فِىْ مَصْدَرٍ ثُمَّ مَوْرِدٖ

"آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وہ بکری ام معبد کے پاس ہی چھوڑ دی۔ آپ ﷺ کی برکت سے دودھ دینے والا اس

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دودھ تقسیم فرمادیتے تھے۔ ہم حضور ﷺ کا حصہ رکھ لیتے تھے۔ حضور ﷺ اتنے دھیمے لہجے سے سلام کرتے جو بیدار شخص تو سن لیتا لیکن سونے والے کی نیند میں کوئی خلل نہ ہوتا۔ شیطان نے مجھ سے کہا اگر تو یہ گھونٹ دودھ جو حضور ﷺ کے لیے رکھا ہے پی لے تو پھر کیا حرج ہے۔ حضور ﷺ انصار کے پاس تشریف لے جاتے ہیں اور وہ آپ ﷺ کی خدمت بجالاتے ہیں۔ شیطان مجھے ترغیب دلاتا رہا حتی کہ میں نے وہ دودھ پی لیا۔ بعد میں مجھے ندامت ہوئی میں نے اپنے آپ سے کہا یہ تو نے کیا کیا ہے۔ ابھی رسول مکرم ﷺ آئیں گے وہ دودھ کو نہیں پائیں گے تو تیرے لیے بددعا کریں گے۔ جس سے تو ہلاک ہو جائے گا۔ حضور ﷺ اپنے معمول کے مطابق تشریف لائے اور حسب توفیق نماز ادا کی پھر اپنے دودھ کی طرف دیکھا لیکن آپ کو برتن خالی نظر آیا آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ دعا کے لیے بلند کر دیئے میں نے کہا آپ ﷺ میرے لیے بددعا فرمائیں گے اور میں ہلاک ہو جاؤں گا۔ حضور ﷺ نے دعا کی مولا! جو مجھے کھلائے اس کو کھلا جو مجھے پلائے اس کو پلا۔ میں نے چھری پکڑی اور بکری کی طرف گیا تا کہ میں سب سے موٹی بکری حضور ﷺ کے لیے ذبح کروں میں نے دیکھا کہ ان تمام کی کھیریاں دودھ سے لبریز تھیں۔ میں نے آل محمد ﷺ کا وہ برتن لیا۔ جس کو دودھ سے بھر نہیں سکتے تھے۔ میں نے ان بکریوں کا دودھ دوہا حتی کہ وہ برتن بھر گیا۔

امام بیہقی نے ابو عالیہ سے روایت کیا ہے کہ ایک دفعہ سرور دو عالم ﷺ نے ازواج مطہرات کے پاس ایک شخص کو کھانا لانے کے لیے بھیجا۔ لیکن کسی ام المومنین رضی اللہ عنہا کے پاس کوئی کھانے کی چیز نہ تھی۔ حضور ﷺ نے ایک بکری کی طرف دیکھا اس کی کھیری پر اپنا ہاتھ مبارک رکھا تو اس کی کھیری دودھ سے بھر گئی۔ حضور ﷺ نے ایک برتن منگوایا اس میں بکری کا دودھ نکالا اور ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کو ایک ایک پیالہ بھیجا۔ پھر دوبارہ دودھ نکالا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو پلایا۔

امام بیہقی نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی بکری کا قصہ روایت کیا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بچپن میں عقبہ بن ابی معیط کی بکریاں چرایا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ حضور ﷺ اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ان کے پاس سے گذرے۔ حضور ﷺ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہا کیا تمہارے پاس دودھ ہے؟ انہوں نے عرض کی دودھ تو ہے لیکن وہ امانت ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا میرے پاس وہ بکری لے کر آؤ جس کے ساتھ بکرے نے جفتی نہ کی ہو۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ایک ایسی ہی بکری لے کر حاضر ہوا۔ نبی محترم ﷺ نے اس کی کھیری کو مس کیا اور اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ایک پیالہ لے کر آئے۔ آپ ﷺ نے اس میں دودھ نکالا اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو پینے کے لیے کہا، پھر بکری کی کھیری سے فرمایا پہلے کی طرح سکڑ جا۔ یہی واقعہ حضرت عبداللہ بن مسعود کے اسلام لانے کا سبب بنا۔ امام احمد نے اس روایت کو عمدہ سند کے ساتھ روایت کیا ہے الطبرانی نے اس کو المعجم الصغیر میں روایت کیا ہے اس میں حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے اس قول کا اضافہ ہے۔ وہ فرماتے ہیں۔ جب میں نے حضور ﷺ کا یہ معجزہ دیکھا میں نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم مجھے علم سکھائیں۔ آپ ﷺ نے میرے سر پر دست اقدس پھیرا اور فرمایا اللہ تعالیٰ تجھ میں برکت دے۔ تو ایک استاذ (معلم) غلام ہے۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سب سے بابرکت ذات

طیالسی، ابن سعد اور امام بیہقی نے حضرت خباب بن الارت کی نور نظر رضی اللہ عنہا وعن والدیہا سے روایت کیا ہے وہ فرماتی ہیں کہ وہ ایک بکری لے کر بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئیں نبی محترم ﷺ نے اس کو باندھا اور اس کا دودھ نکالا آپ ﷺ نے فرمایا بہت بڑا برتن لے کر آؤ میں آٹے والا ٹب لے کر حاضر ہوئی آپ ﷺ نے اس میں دودھ نکالا یہاں تک کہ وہ ٹب بھر گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم بھی پیو اور اپنے پڑوسیوں کو بھی پلاؤ۔ ہم کبھی کبھی اس بکری کو بارگاہ رسالت میں لے جاتے اور اس کا دودھ نکلواتے۔ ایک دن میرے والد محترم آئے انہوں نے بکری کو پکڑا اور اس کا دودھ نکالا۔ بکری اپنا دودھ کم کر گئی۔ میری امی جان نے کہا آپ نے تو ہماری بکری کو خراب کر دیا ہے۔ میرے والد نے پوچھا وہ کیسے؟ امی جان نے کہا، ہم تو اس سے یہ ٹب دودھ نکالا کرتے تھے۔ میرے باپ نے کہا کیا تم نے مجھے رسول مکرم ﷺ کے برابر سمجھ لیا ہے۔ اللہ کی قسم! وہ تو سب سے زیادہ بابرکت ذات ہے۔

ایک اور روایت میں ہے حضرت خباب رضی اللہ عنہ کی لخت جگر بیان کرتی ہیں کہ حضور ﷺ کے عہد رزیں میں والد محترم ایک محاذ پر تشریف لے گئے۔ نبی محترم ﷺ ہمارے گھر تشریف لاتے اور ہماری بکری کا دودھ نکالتے۔ آپ ﷺ جس بڑے ٹب میں دودھ نکالتے وہ دودھ سے لبریز ہو جاتا جب حضرت خباب رضی اللہ عنہ میدان جنگ سے واپس آئے تو انہوں نے بکری کو دوہا۔ اب دودھ پہلی حالت پر آ گیا۔

ابونعیم نے حضرت ابوقرصافہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ آغاز اسلام میں، میں یتیم تھا۔ میں اپنی والدہ اور خالہ کا اکلوتا تھا۔ میں اپنی بکریاں چرایا کرتا تھا۔ میری خالہ مجھ سے اکثر کہتی اے میرے بیٹے! اس شخص (نبی محترم ﷺ) کے پاس کبھی نہ جانا وہ تمہیں گمراہ کر دیں گے اور راہ راست سے بھٹکا دیں گے۔ میں چراگاہ کی طرف گیا وہاں اپنی بکریوں کو چھوڑ اور بارگاہ رسالت میں حاضر ہو گیا۔ میں سارا دن بارگاہ رسالت میں موجود رہا شام کے وقت میں اپنی بکریاں واپس لے گیا۔ اس وقت ان کی کھیریاں دودھ سے خشک تھیں۔ میری خالہ نے مجھ سے کہا بیٹے! تیری بکریوں کو کیا ہو گیا ہے۔ ان کی کھیریاں خشک ہو گئی ہیں۔ میں نے کہا میں نہیں جانتا میں دوسرے اور تیسرے دن بھی بارگار رسالت میں حاضر ہوا پھر اسلام قبول کر لیا۔ میں نے اپنی بکریوں اور اپنی خالہ کا معاملہ بارگاہ رسالت میں پیش کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا میرے پاس اپنی بکریاں لے کر آنا۔ میں بکریاں لے کر حاضر ہوا۔ آپ ﷺ نے ان کے پٹھوں پر اور کھیریوں پر اپنا ہاتھ مبارک پھیرا اور ان کے لیے برکت کی دعا کی۔ اسی وقت وہ موٹی ہو گئیں اور ان کا دودھ اتر آیا۔ میں انہیں لے کر اپنی خالہ کے پاس گیا۔ اس نے کہا بیٹے اسی طرح بکریاں چرایا کرو، میں نے اسے تمام حالات بتائے اسی وقت میری امی اور میری خالہ اسلام لے آئیں۔

امام مسلم نے حضرت مقداد بن الاسود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں اور میرے دو ساتھی مدینہ طیبہ حاضر ہوئے بھوک اور پیاس کی وجہ سے ہماری بصارت اور سماعت زائل ہونے کے قریب تھی۔ حضور ﷺ نے ہمیں اپنا مہمان ٹھہرایا، آل محمد ﷺ کے گھر تین بکریاں تھیں۔ وہ ان کا دودھ نکالتے اور پیتے تھے۔ حضور ﷺ ہمارے درمیان

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

آپ ﷺ نے اپنے اہل خانہ سے پوچھا یہ دودھ کہاں سے آیا ہے۔ انہوں نے عرض کی فلاں شخص یا فلاں عورت نے آپ صلی اللہ علیک وسلم کے لیے تحفہ بھیجا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا اے ابو ہریرہ! رضی اللہ عنک میں نے کہا لبیک یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم آپ نے فرمایا اہل صفہ کے پاس جاؤ اور انہیں بلا کر لے آؤ۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اہل صفہ اسلام کے مہمان تھے ان کے پاس مال و دولت تھی نہ اہل وعیال۔ جب حضور ﷺ کے پاس صدقہ آتا تو آپ ﷺ اسے اہل صفہ کے پاس بھیج دیتے اور خود تناول نہ فرماتے۔ جب آپ ﷺ کے پاس ہدیہ آتا تو آپ ﷺ خود بھی نوش فرمالیتے اور اہل صفہ کو بھی عطا فرماتے۔ سرور کائنات ﷺ کا یہ فرمان مجھے بڑا عجیب لگا میں نے دل میں کہا اتنا قلیل مقدار دودھ اہل صفہ کو کیسے پورا ہوگا۔ میں آرزو کر رہا تھا کہ میں ہی اس دودھ کو پی لوں تا کہ میں کچھ تو سیر ہو سکوں۔ لیکن میں سرور دو عالم ﷺ کے حکم سے سرتابی نہیں کر سکتا تھا۔ جب تمام اہل صفہ آگئے تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں انہیں دودھ کا پیالہ دوں۔ میں تو امید کر رہا تھا کہ یہ دودھ کا پیالہ مجھے ملے گا۔ لیکن اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مکرم ﷺ کے حکم سے سرتابی کی مجال کس کو تھی۔ میں نے ان میں سے ہر شخص کو وہ دودھ کا پیالہ پیش کیا ان سب نے جی بھر کر دودھ پیا۔ بالآخر میں نے وہ پیالہ حضور ﷺ کو پیش کر دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے ابو ہریرہ! میں نے عرض کی لبیک یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم آپ ﷺ نے فرمایا بیٹھ جاؤ اور دودھ پیو میں نے دودھ پیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اور پیو میں نے اور دودھ پیا پھر حضور ﷺ فرماتے رہے اور پیو اور میں دودھ پیتا رہا۔ حتیٰ کہ میں نے عرض کی اب مزید دودھ پینے کی گنجائش نہیں ہے۔ میں نے آپ ﷺ کو وہ دودھ کا پیالہ پیش کیا۔ آپ ﷺ نے اللہ کی تعریف بیان کی، بسم اللہ پڑھی اور بقیہ دودھ نوش فرمالیا۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

امام بیہقی نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں تاجدار حرم ﷺ کے ساتھ مکہ معظمہ سے نکلا۔ ہم عرب کے قبیلوں میں سے ایک قبیلہ کے پاس پہنچے۔ حضور ﷺ نے ایک گھر دیکھا جو تمام گھروں سے جدا تھا۔ آپ ﷺ نے اس طرف قصد فرمایا۔ جب ہم اس گھر میں پہنچے تو وہاں صرف ایک عورت تھی۔ اس نے کہا اے عبداللہ! میں ایک تنہا عورت ہوں۔ میرے ساتھ اور کوئی نہیں ہے۔ تم اس قبیلے کے سردار کے پاس جاؤ۔ حضرت ابوبکر صدیق فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے اس عورت کو کوئی جواب نہ دیا۔ شام کے وقت اس خاتون کا بیٹا بکریاں ہانکتا ہوا آ گیا۔ اس عورت نے کہا اے میرے نور نظر! یہ چھری لو اور اس بکری کو ان دو افراد کے پاس لے جاؤ اور کہو کہ میری امی کہہ رہی ہیں کہ اس بکری کو ذبح کریں خود بھی کھائیں اور ہمیں بھی کھلائیں۔ جب وہ لڑکا نبی محترم ﷺ کے پاس آیا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا میرے پاس پیالہ لے کر آؤ۔ اس نے عرض کی یہ بکری دودھ نہیں دیتی۔ حضور ﷺ نے فرمایا پیالہ تو لے کر آؤ۔ وہ لڑکا پیالہ لے آیا حضور ﷺ نے اس بکری کی کھیری کو ہاتھ مبارک لگایا پھر اس کا دودھ نکالنا شروع کیا حتی کہ پیالہ بھر گیا۔ پھر اس لڑکے سے فرمایا اسے اپنی ماں کے پاس لے جاؤ اور اسے پینے کے لیے کہو اس خاتون نے دودھ پیا حتی کہ وہ سیر ہو گئی۔ پھر وہ لڑکا پیالہ لے کر آیا حضور ﷺ نے دودھ نکال کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو پلایا پھر خود دودھ نوش فرمایا ہم نے وہ رات وہاں بسر کی پھر ہم اپنے سفر پر روانہ ہوئے۔ اس خاتون نے حضور ﷺ کا نام "مبارک" رکھا اس کی بکریاں اتنی زیادہ ہو گئیں کہ وہ مدینہ طیبہ تک پہنچ گئیں۔ ایک دفعہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ وہاں سے گذرے اس عورت کے بیٹے نے انہیں دیکھ کر پہچان لیا۔ اس نے اپنی ماں سے کہا امی جان یہ وہی شخص ہیں۔ جو اس مبارک شخص کے ساتھ تھے۔ وہ خاتون حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس آئیں اور کہا آپ کے ساتھ وہ مبارک شخص کون تھا۔ انہوں نے فرمایا کیا تو انہیں نہیں جانتی کہ وہ کون ہیں۔ عورت نے کہا نہیں آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا وہ نبی کریم ﷺ تھے۔ خاتون نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہا مجھے ان کی خدمت میں لے چلیے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں اس خاتون کو بارگاہ رسالت میں لے گیا۔ اس نے کچھ اشیاء بارگاہ رسالت میں بطور ہدیہ پیش کیں اور اسلام قبول کر لیا۔

امام بخاری نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ مجھے اس ذات کی قسم! جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں میں بھوک کی وجہ سے اپنے پیٹ کو زمین پر نہیں لگا سکتا تھا۔ اور اگر بھوک زیادہ تنگ کرتی تو میں اپنے پیٹ پر پتھر باندھ لیتا ایک دن میں سر راہ بیٹھ گیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ وہاں سے گذرے میں نے ان سے قرآن پاک کی ایک آیت کے متعلق پوچھا۔ میں نے یہ سوال اس لیے کیا تھا تا کہ وہ میری حالت زار کو سمجھ سکیں۔ لیکن وہ گذر گئے انہوں نے کوئی توجہ نہ کی پھر حضور ﷺ کا وہاں سے گذر ہوا آپ ﷺ نے مجھے دیکھ کر تبسم فرمایا اور میری کیفیت کو سمجھ لیا۔ پھر فرمایا اے ابو ہریرہ! میں نے کہا لبیک یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم آپ ﷺ نے فرمایا میرے ساتھ آؤ میں حضور ﷺ کے پیچھے پیچھے آنے لگا۔ آپ ﷺ اپنے کاشانہ اقدس میں تشریف لے گئے۔ میں نے اجازت طلب کی آپ ﷺ نے مجھے اندر آنے کی اجازت دے دی میں اندر داخل ہوا۔ سرور کائنات ﷺ نے ایک پیالہ دیکھا وہ دودھ سے لبریز تھا۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

علامہ قرطبی فرماتے ہیں کہ پانی حضور ﷺ کی مبارک انگلیوں سے ہی جاری ہوا تھا۔ امام نووی نے شرح مسلم میں بھی اسی قول کی تائید کی ہے اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا قول بھی اسی نکتہ نظر کی تائید کرتا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ پانی نبی محترم ﷺ کی مبارک انگلیوں سے رواں دواں ہے۔ یہ دونوں صورتیں نبی اکرم ﷺ کے لیے معجزہ ہیں۔ نبی مکرم ﷺ نے اپنے معجزہ کے لیے اس انداز کو منتخب فرمایا اور بغیر مس کیے اور بغیر برتن رکھے پانی جاری نہ کیا اس کی وجہ یہ ہے کہ معدوم چیز کو ابتدأ پیدا فرمانا اللہ رب العزت کے ساتھ مخصوص ہے اور اشیاء کو بغیر کسی اصل کے ایجاد کرنا اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے۔ امام بیہقی فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کی مبارک انگلیوں سے پانی نکلنے کا معجزہ کئی مرتبہ رونما ہوا۔

غزوۂ ذات الرقاع میں پانی کثیر ہونا

امام مسلم، امام بیہقی اور ابونعیم نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ غزوۂ ذات الرقاع کے وقت ہم حضور ﷺ کے ساتھ روانہ ہوئے۔ نبی مکرم ﷺ نے فرمایا اے جابر! پانی لے کر آؤ میں نے کارواں میں صدا لگائی کسی کے پاس پانی ہے؟ کسی کے پاس پانی ہے؟ لیکن مجھے کسی سمت سے جواب نہ ملا میں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم کارواں میں کسی شخص کے پاس پانی کا ایک قطرہ بھی نہیں ہے۔ ایک انصاری صحابی رسول مکرم ﷺ کے لیے پانی ٹھنڈا کیا کرتے تھے۔ حضور ﷺ نے مجھے فرمایا فلاں صحابی کے پاس جاؤ اور دیکھو کہ ان کے برتن میں کچھ پانی ہے؟ میں اس صحابی کے پاس گیا میں نے ان کا مشکیزہ دیکھا مجھے اس کی تہہ میں پانی کا ایک قطرہ نظر آیا۔ میں بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اور آپ ﷺ کو تمام صورت حال بتائی آپ ﷺ نے فرمایا جاؤ اور وہ قطرہ ہی میرے پاس لے آؤ میں وہ قطرہ آپ لے کر بارگاہ رسالت میں حاضر ہو گیا۔ اس قطرے کو اپنے ہاتھ مبارک پر رکھا اور کچھ پڑھنا شروع کیا پھر وہ قطرہ مجھے عطا فرمایا اور فرمایا اے جابر! اہل قافلہ سے پوچھو کہ کسی شخص کے پاس بڑا سا پیالہ ہے۔ میں نے اہل کارواں سے بڑے پیالے کے متعلق سوال کیا مجھے ایک پیالہ مل گیا۔ میں اسے نبی محترم ﷺ کے پاس لے آیا۔ نبی اکرم ﷺ نے اپنا دست اقدس پیالے میں رکھا اور اپنی مبارک انگلیوں کو پھیلایا اور فرمایا اے جابر! وہ پانی کا قطرہ میرے ہاتھ پر رکھ دو اور صدا لگاؤ کہ اہل قافلہ میں سے جس کو بھی پانی کی ضرورت ہو وہ آکر لے جائے۔ تمام لوگ آئے انہوں نے پانی پیا حتی کہ وہ سیراب ہو گئے۔ جب حضور ﷺ نے اپنا ہاتھ مبارک پیالے سے اٹھایا تو وہ ابھی تک بھرا ہوا تھا۔

حدیبیہ کے دن پانی میں برکت

امام بخاری نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ صلح حدیبیہ کے دن لوگوں کو شدید پیاس لگ گئی۔ حضور ﷺ کے سامنے پانی کا ایک برتن پڑا ہوا تھا آپ ﷺ نے اس سے وضو فرمایا پھر لوگوں کی طرف توجہ فرمائی اور فرمایا اے لوگو! تمہیں کیا ہو گیا ہے انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم ہمارے پاس پانی نہیں ہے۔ جس سے ہم وضو کر سکیں یا اسے پی سکیں۔ ہمارے پاس صرف وہی پانی ہے جو اس برتن میں ہے۔ نبی محترم ﷺ نے اس برتن میں اپنا دست مبارک رکھا۔ پانی آپ ﷺ کی مبارک انگلیوں سے چشموں کی طرح رواں دواں ہو گیا۔ ہم نے خوب سیر ہو کر پانی پیا

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دسواں باب

اس باب میں ان معجزات کا ذکر ہے۔ جن میں آپ ﷺ کی مبارک انگلیوں سے پانی جاری ہوا، آپ ﷺ کی برکت سے پانی زیادہ ہوا اور آپ ﷺ کی دعا سے رحمت کی بارش نازل ہوئی

اس باب میں تین فصلیں ہیں۔

پہلی فصل

حضور ﷺ کی مبارک انگلیوں سے پانی کا رواں ہونا

امام قرطبی فرماتے ہیں کہ نبی محترم ﷺ کی مبارک انگلیوں سے پانی کے رواں ہونے کے معجزے کو کثیر افراد نے دیکھا۔ یہ معجزہ کئی اسناد سے روایت ہے ان کا مجموعہ ہمیں اس قطعی علم کا فائدہ دیتا ہے جو تواتر معنوی سے حاصل ہوتا ہے۔ علماء فرماتے ہیں یہ معجزہ ہمارے نبی محترم ﷺ کے علاوہ کسی اور نبی سے ثابت نہیں ہے۔ اس معجزہ میں پانی آپ ﷺ کے گوشت، پٹھوں، ہڈیوں اور خون کے درمیان سے جاری ہوا۔

ابن عبدالبر نے علامہ مزنی سے روایت کیا ہے کہ سرور کائنات ﷺ کی مبارک انگلیوں سے پانی کے جاری ہونے کا معجزہ پتھر سے پانی جاری ہو جانے کے معجزہ سے زیادہ ابلغ ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پتھر پر اپنا عصا مبارک مارا تو پتھر سے پانی کے کئی چشمے بہہ نکلے۔ کیونکہ یہ ایک فطرتی امر ہے کہ پتھر سے پانی نکلتا رہتا ہے۔ جبکہ گوشت اور خون سے پانی کا جاری ہونا یہ فطرت نہیں ہے۔

نبی اکرم ﷺ کا یہ معجزہ کثیر صحابہ کرام نے روایت کیا ہے۔ حضرت انس، حضرت جابر، حضرت ابن مسعود، حضرت ابن عباس، حضرت ابو لیلیٰ، حضرت ابو رافع، حضرت عبداللہ بن حطب، حضرت حبان بن بح اور حضرت زیاد بن حارث الصدائی رضی اللہ عنہم سے روایت کیا گیا ہے۔

امام القسطلانی فرماتے ہیں ظاہر ہے کہ حضور ﷺ کی مبارک انگلیوں سے پانی کا جاری ہونا دیکھنے والے کی نظر کی نسبت کے لحاظ سے تھا۔ یہ اس برکت کی وجہ سے تھا جو پانی کو فوراً میسر ہوئی۔ جب حضور ﷺ کا مبارک ہاتھ پانی میں گیا تو دیکھنے والے نے دیکھا کہ پانی حضور ﷺ کی مبارک انگلیوں سے جاری ہو گیا ہے۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے کہا اے صحابہ! پانی لے جاؤ۔ حضرت انس فرماتے ہیں میں نے اپنی ظاہری آنکھوں سے دیکھا کہ پانی آپ ﷺ کی انگلیوں کے درمیان سے جاری ہے۔ صحابہ کرام اسی پیالے سے پانی پیتے رہے۔ حتی کہ تمام سیراب ہو گئے۔ اس وقت وہاں موجود صحابہ کرام کی تعداد اسی سے زائد تھی۔

امام بیہقی فرماتے ہیں یہ تمام روایات اس بات کی عکاسی کرتی ہیں کہ ان میں ایک ہی معجزہ کا بیان ہے۔ وہ معجزہ اس وقت رونما ہوا تھا جب تاجدار مدینہ ﷺ قبا کی طرف تشریف لے گئے تھے اور حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کی سند سے جو روایت حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نقل کی گئی ہے اس میں ایک اور واقعہ کی طرف اشارہ ہے۔ امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کی سند سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ اور صحابہ کرام ''زوار'' کی طرف تشریف لے گئے۔ حضور ﷺ نے ایک پیالہ منگوایا اس میں کچھ پانی تھا۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنا ہاتھ مبارک اس پیالے میں رکھا پانی آپ ﷺ کی انگلیوں اور ان کی اطراف سے رواں دواں ہو گیا۔ تمام صحابہ کرام نے اسی پانی سے وضو کیا۔ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا اس دن حضور ﷺ کی رفاقت میں کتنے صحابہ کرام تھے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''تین سو''

حارث بن ابی اسامہ امام بیہقی اور ابونعیم نے حضرت زیاد بن حارث الصدائی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک سفر میں ہم رسول مکرم ﷺ کے ساتھ تھے۔ طلوع فجر کے وقت آپ ﷺ ایک جگہ پر خیمہ زن ہوئے۔ آپ ﷺ نے میری طرف توجہ فرمائی اور فرمایا اے صدائی بھائی! کیا تمہارے پاس پانی ہے میں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میرے پاس تھوڑا سا پانی ہے جو آپ کے لئے کافی نہ ہوگا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس پانی کو کسی برتن میں ڈال کر میرے پاس لے آؤ۔ میں نے وہ پانی ایک برتن میں آپ ﷺ کو پیش کر دیا۔ آپ ﷺ نے اپنا دست اقدس اس پانی میں رکھا میں نے دیکھا آپ ﷺ کی مبارک انگلیوں کے درمیان سے پانی کا ایک چشمہ ابل رہا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا میرے صحابہ میں صدا لگاؤ کہ جسے پانی کی ضرورت ہو وہ آکر پانی لے جائے۔ میں نے آواز دی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حسب ضرورت پانی لے لیا۔ ہم نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم ہمارے ہاں ایک کنواں ہے موسم سرما میں اس کا پانی زیادہ ہو جاتا ہے۔ ہم اس سے پانی حاصل کر لیتے ہیں۔ موسم گرما میں اس کا پانی قلیل ہو جاتا ہے۔ اس وقت دوسرے کنوؤں پر جانا پڑتا ہے۔ ہم سب نے اسلام قبول کر لیا ہے ہمارے اردگرد تمام کے تمام دشمن ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا مانگیں کہ ہمارے کنویں کے پانی کو زیادہ کرے تاکہ ہم گرمیوں اور سردیوں میں اس سے پانی حاصل کر سکیں۔ آپ ﷺ نے سات سنگریزے منگوائے انہیں اپنے دست اقدس میں رکھا اور ان پر کچھ پڑھا آپ ﷺ نے فرمایا ان کنکریوں کو کنویں پر لے جاؤ اور اللہ کا نام لے کر ایک ایک کر کے پھینکتے جاؤ۔ حضرت حارث صدائی فرماتے ہیں ہم نے ایسے ہی کیا۔ آپ ﷺ کی برکت سے کنویں میں اتنا پانی ہوا کہ ہمیں اس کا پیندہ نظر نہیں آتا تھا۔

امام احمد، البزار، ابونعیم، امام بیہقی اور الطبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ ایک دفعہ حضور

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اور اس سے وضو بھی کیا۔ راوی کہتے ہیں میں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ اس دن وہاں کتنے لوگ موجود تھے۔ انہوں نے فرمایا اس دن ہماری تعداد پندرہ سو تھی۔ اگر ہم اس دن ایک لاکھ بھی ہوتے پھر بھی وہ پانی کافی ہو جاتا۔

امام بخاری نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما ہی سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک سفر میں میں رسول مکرم ﷺ کے ساتھ تھا۔ دوران سفر عصر کی نماز کا وقت ہو گیا۔ اس وقت ہمارے پاس تھوڑا سا پانی تھا۔ میں نے اس پانی کو ایک برتن میں ڈالا اور حضور ﷺ کی بارگاہ میں پیش کر دیا۔ حضور ﷺ نے اس پانی میں اپنا ہاتھ مبارک ڈالا اور اپنی انگلیوں کو کھولا آپ ﷺ نے فرمایا لوگو! وضو کے لیے پانی حاصل کر لو۔ لوگو! اللہ کی برکت کی طرف بھاگو! میں نے دیکھا کہ پانی حضور ﷺ کی مبارک انگلیوں سے جاری تھا۔ لوگوں نے اس پانی سے وضو بھی کیا اور خوب سیر ہو کر پانی پیا اس دن ہماری تعداد چودہ سو تھی۔

امام احمد نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پیاس کی شکایت کی حضور ﷺ نے ایک برتن منگوایا اور اس میں تھوڑا سا پانی ڈالا اور اپنا دست اقدس اس میں رکھا اور لوگوں سے فرمایا پانی پی لو۔ تمام لوگوں نے پانی پیا۔ میں دیکھ رہا تھا کہ سرور کائنات ﷺ کی مبارک انگلیوں سے پانی کے چشمے رواں دواں تھے۔ دوسری روایت میں ہے کہ حضور ﷺ نے اپنا مبارک ہاتھ برتن میں ڈالا اور اللہ کا نام لیا اور فرمایا لوگو وضو کر لو۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مجھے اس ذات کی قسم جس نے مجھے بصارت دی ہے۔ مجھے ایسے محسوس ہو رہا تھا کہ حضور ﷺ کی مبارک انگلیوں سے پانی کے چشمے رواں دواں ہیں۔ نبی محترم ﷺ نے اپنا ہاتھ اسی برتن میں رکھا حتی کہ تمام لوگوں نے وضو کر لیا۔

امام مسلم اور امام بخاری نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں میں نے رسول مکرم ﷺ کو دیکھا عصر کی نماز کا وقت قریب آ چکا تھا۔ لوگوں نے وضو کرنے کے لیے پانی تلاش کیا۔ لیکن انہیں پانی نہ مل سکا۔ بارگاہ رسالت میں پانی کا ایک برتن پیش کیا گیا۔ سرور کائنات ﷺ نے اپنا دست اقدس اس برتن میں رکھا اور لوگوں کو اس پانی سے وضو کرنے کا حکم دیا۔ میں نے دیکھا کہ پانی آپ ﷺ کی انگلیوں کے نیچے سے نکل رہا تھا۔ تمام لوگوں نے وضو کر لیا۔ حتی کہ اس قافلہ کے سب سے آخری شخص نے بھی وضو کر لیا۔

امام مسلم اور امام بخاری نے حضرت ثابت رضی اللہ عنہ کی سند سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے پانی طلب فرمایا۔ آپ ﷺ کو ایک چھوٹا سا پیالہ پیش کیا گیا جس میں تھوڑا سا دودھ تھا۔ آپ ﷺ نے اپنی مبارک انگلیاں اس پیالے میں رکھیں۔ میں دیکھ رہا تھا کہ پانی حضور ﷺ کی مبارک انگلیوں سے رواں دواں ہے۔ تمام لوگ اس پانی سے وضو کرنے لگے۔ ان لوگوں کی تعداد ستر اور اسی کے درمیان تھی۔

امام بیہقی نے ایک اور سند سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ قبا کی طرف تشریف لے گئے۔ کسی گھرانے سے ایک چھوٹا سا پیالہ بارگاہ رسالت میں پیش کیا گیا۔ آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ مبارک اس میں داخل کیا وہ پیالہ تنگ تھا۔ اس لیے آپ ﷺ کی چار انگلیاں تو اس مین داخل ہو گئیں۔ لیکن انگوٹھا اندر نہ جا سکا۔ پھر آپ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ساتھ تھے۔لوگوں کو پیاس لگ گئی۔آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک مشکیزہ منگوایا اسے اپنے سامنے رکھا پھر پانی طلب فرمایا اس سے کلی کی اور پانی کو اس مشکیزہ میں ڈال لیا۔پھر آپ ﷺ نے کچھ کلام پڑھا پھر اپنی دو انگلیاں اس مشکیزہ میں ڈال دیں۔حضرت ابوعمرو فرماتے ہیں مجھے اللہ کی قسم! میں نے دیکھا کہ پانی حضور ﷺ کی مبارک انگلیوں سے رواں دواں ہے۔پھر آپ ﷺ نے لوگوں کو حکم فرمایا انہوں نے خوب سیر ہو کر پانی پیا اپنی سواریوں کو پانی پلایا اور اپنے برتنوں کو بھی بھر لیا۔یہ معجزہ دیکھ کر حضور ﷺ مسکرانے لگے یہاں تک کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مبارک داڑھیں نظر آنے لگیں۔آپ ﷺ نے فرمایا''اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ''جو شخص بھی توحید و رسالت کا اقرار کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرے گا۔اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل فرمائے گا۔

امام بغوی،ابن ابی شیبہ،باوردی اور الطبرانی نے حبان بن بج رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میری قوم نے اسلام قبول کر لیا۔مجھے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ نے میری قوم کے خلاف اپنے صحابہ کو تیاری کرنے کا حکم دیا ہے۔میں بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا۔میں نے عرض کی کہ میری قوم مسلمان ہے۔آپ ﷺ نے فرمایا کیا یہ حقیقت ہے۔میں نے کہا ہاں،میں نے وہ رات حضور ﷺ کے کاشانہ اقدس میں بسر کی میں نے اذان دی جب نماز کا وقت ہوا۔تو حضور ﷺ نے مجھے ایک برتن دیا میں نے اس سے وضو کیا حضور ﷺ نے اپنی مبارک انگلیاں اس برتن میں رکھیں۔انگلیوں سے پانی کے چشمے بہہ نکلے آپ ﷺ نے فرمایا جو وضو کرنا چاہتا ہے وہ وضو کرلے۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ﷺ نے مجاہدین اسلام کے ساتھ اس حالت میں صبح کی کہ لشکر اسلام میں پانی نہ تھا۔ ایک شخص نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم لشکر میں پانی نہیں ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیا تمہارے پاس تھوڑا سا پانی ہے۔ اس شخص نے کہا ہاں وہ ایک برتن میں تھوڑا سا پانی لے کر آیا۔ حضور ﷺ نے اس برتن میں اپنی مبارک انگلیاں ڈالیں میں نے دیکھا کہ حضور ﷺ کی مبارک انگلیوں سے پانی کے چشمے رواں دواں تھے۔ آپ ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ لوگوں میں اعلان کریں کہ وہ مبارک پانی لے جائیں۔

دارمی اور ابونعیم نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو طلب فرمایا اور کہا کیا تمہارے پاس پانی ہے۔ انہوں نے عرض کی قسم بخدا میرے پاس تو پانی نہیں ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کیا کسی کے پاس چھاگل ہے۔ بارگاہ رسالت میں ایک چھاگل پیش کی گئی۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس میں اپنا ہاتھ مبارک پھیلایا۔ اس کے نیچے سے پانی کا چشمہ بہہ نکلا۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے وہ پانی پیا اور دیگر صحابہ کرام نے اس پانی سے وضو کیا۔

امام بخاری نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ آج تم علامات اور نشانیوں کو عذاب کہتے ہو جبکہ ہم عہد مصطفیٰ ﷺ میں ان کو برکت کہا کرتے تھے۔ ہم حضور ﷺ کے ساتھ کھانا کھایا کرتے تھے۔ تو ہم کھانے کی تسبیح سنا کرتے تھے۔ جب حضور ﷺ کسی چھوٹے برتن میں اپنا مبارک ہاتھ ڈالتے تو آپ ﷺ کی مبارک انگلیوں سے پانی نکلنے لگتا تھا۔ حضور ﷺ فرماتے مبارک پانی کی طرف آؤ اللہ کی برکت حاصل کرو۔ ہم سب اسی پانی سے وضو کر لیتے۔

طبرانی اور ابونعیم نے ابولیلیٰ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک سفر میں ہم رسول کریم ﷺ کے ساتھ تھے۔ ہمیں پیاس لگ گئی۔ ہم نے بارگاہ رسالت میں شکوہ کیا۔ آپ ﷺ نے ایک مشکیزہ لانے کا حکم دیا۔ مشکیزہ لایا گیا۔ آپ ﷺ نے اس پر چمڑے کا ایک ٹکڑا رکھا اور اس ٹکڑے پر اپنا دست مبارک رکھا۔ پھر فرمایا کیا تھوڑا سا پانی میسر ہے۔ تھوڑا سا پانی پیش کیا گیا۔ آپ ﷺ نے اس برتن والے سے کہا میرے ہاتھ پر پانی انڈیلو اور بسم اللہ پڑھو۔ اس نے ایسے ہی کیا۔ ابولیلیٰ فرماتے ہیں۔ میں نے دیکھا کہ پانی حضور ﷺ کی مبارک انگلیوں سے رواں دواں ہے۔ تمام صحابہ کرام نے خود بھی پانی پیا اور اپنی سواریوں کو سیراب کیا۔

ابونعیم نے حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم ایک سفر میں حضور ﷺ کی معیت میں روانہ ہوئے۔ ایک مقام پر ہم نے رات بسر کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا لوگو! ہر شخص اپنے اپنے برتن میں پانی تلاش کرے۔ ایک برتن کے علاوہ کسی اور برتن سے پانی نہ مل سکا۔ آپ ﷺ نے اس برتن میں ہاتھ ڈالا اور فرمایا صحابہ! وضو کر لو۔ میں نے دیکھا کہ پانی نبی اکرم ﷺ کی انگلیوں سے رواں دواں ہے۔ یہاں تک کہ تمام کارواں نے وضو کیا۔ جب آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ مبارک اٹھایا تو اس میں صرف وہی پانی تھا جو پہلے موجود تھا۔

ابونعیم نے حضرت ابوعمرو انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک سفر میں ہم حضور ﷺ کے

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ﷺ نے پانی کا ایک برتن منگوایا۔ ایک ڈول میں وضو کیا اس میں کلی کی اور اس ڈول کو کنویں میں انڈیل دیا۔ آپ ﷺ کی برکت سے پانی جوش مارنے لگا۔ کنواں کناروں تک بھر گیا۔ صحابہ کرام کناروں پر بیٹھ کر پانی کے چلو بھرنے لگے۔

ابونعیم نے واقدی سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ناجیہ بن انجم کہا کرتے تھے جب لوگوں نے پانی کی قلت کی شکایت کی تو حضور ﷺ نے مجھے بلایا آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے ترکش سے ایک تیر نکالا اور مجھے عطا کیا۔ کنویں کے پانی کا ایک ڈول منگوایا۔ آپ ﷺ نے وضو فرمایا اور ڈول میں کلی کی آپ ﷺ نے مجھے فرمایا اس ڈول اور اس تیر کو لے کر کنویں میں اتر جاؤ۔ اس ڈول کو کنویں کے اندر انڈیل دینا اور اس تیر سے کنویں کا پانی نکالنا۔ میں نے ایسے ہی کیا مجھے اس ذات کی قسم جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا وہ پانی اتنا کثیر ہو گیا کہ میرے لیے باہر نکلنا مشکل ہو گیا قریب تھا کہ میں اسی پانی میں ڈوب جاتا وہ پانی اس طرح جوش مار رہا تھا۔ جس طرح ہنڈیا ابلتی ہے۔ حتیٰ کہ وہ کنواں بھر گیا۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان کنویں کی منڈیر پر بیٹھ کر پانی کے چلو بھرنے لگے۔ اس وقت اس کنویں پر چند منافقین بھی موجود تھے وہ اس پانی کو دیکھ رہے تھے جس نے پورے لشکر کو سیراب کر دیا تھا۔ حضرت اوس بن خولی رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن ابی سے کہا، اے ابوالحباب! کیا اب مناسب وقت نہیں ہے کہ تو اپنی منافقت پر نظر ثانی کرے کیا یہ دلیل حضور ﷺ کی نبوت کے لیے کافی نہیں ہے کہ ہم ایک ایسے کنویں پر آئے جس میں چند گھونٹ پانی تھا۔ حضور ﷺ نے وضو فرمایا اور کلی کی پھر اس پانی کو کنویں میں انڈیل دیا گیا۔ اس کی برکت سے وہ پانی موجزن ہو گیا حتیٰ کہ تمام لشکر سیراب ہو گیا۔ ابن ابی نے کہا ہم اس قسم کے کئی واقعات دیکھتے رہتے ہیں۔ یہ جواب سن کر حضرت اوس رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ تعالیٰ تجھے بھی ہلاک کرے اور تیری رائے کو بھی تباہ کرے۔ ابن ابی بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا۔ حضور ﷺ نے اس سے فرمایا تو نے آج کیسا معجزہ دیکھا ہے۔ اس نے عرض کی اس سے قبل میں نے اتنا عظیم الشان معجزہ نہیں دیکھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا پھر تو نے وہ بات کیوں کی ابن ابی نے کہا میں اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرتا ہوں۔ ابن ابی کے بیٹے نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میرے باپ کے لیے مغفرت طلب کریں۔ آپ ﷺ نے اس کے لیے مغفرت طلب کی۔

ابونعیم نے حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم حضور ﷺ کی معیت میں غزوۂ ہوازن میں شریک ہوئے ہمیں زیادہ پیاس لگ گئی۔ حضور ﷺ نے ایک برتن میں تھوڑا سا پانی منگوایا۔ آپ ﷺ نے اس پر کچھ پڑھا پھر اسے ایک بڑے برتن میں انڈیل دیا۔ ہم سب نے اسی پانی سے وضو کیا حتیٰ کہ تمام لوگ باوضو ہو گئے۔ اس وقت ہماری تعداد کئی ہزار تھی۔

غزوۂ تبوک میں پانی کا انتظام

امام بیہقی اور ابونعیم نے حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ جب حضور ﷺ نے مقام تبوک پر نزول فرمایا تو وہاں کے چشمے کا پانی کم تھا۔ آپ ﷺ نے وہاں سے چلو بھر پانی لیا اس کی کلی کی پھر اسے چشمے پر پھینک دیا۔ اس چشمہ سے اسی وقت پانی ابلنے لگا حتیٰ کہ وہ پانی سے بھر گیا وہ چشمہ قیامت تک اسی طرح رہے گا۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دوسری فصل

حضور ﷺ کی برکت سے اور چھونے سے قلیل پانی کا کثیر ہونا

امام بخاری نے حضرت مسود بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ حدیبیہ میں ایک ایسے کنویں کے پاس خیمہ زن ہوئے جس کا پانی بہت کم تھا۔ لوگوں نے اس کنویں سے پانی نکالنا شروع کیا۔ تھوڑی دیر کے بعد سارا پانی ختم ہو چکا تھا۔ صحابہ کرام نے بارگاہ رسالت میں پیاس کی شکایت کی۔ نبی محترم ﷺ نے اپنے ترکش سے ایک تیر نکالا اور صحابہ کرام کو حکم فرمایا کہ اسے کنویں میں گاڑھ دیں۔ اللہ کی قسم اس تیر کی برکت سے کنویں سے اتنا کثیر پانی نکلا کہ تمام لشکر سیراب ہوگیا۔ اس وقت وہاں ایک ہزار سے زائد مجاہدین موجود تھے۔

امام بخاری نے حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے تھے۔ تم تو الفتح سے مراد فتح مکہ لیتے ہو۔ فتح مکہ بھی ایک شاندار فتح ہے۔ لیکن ہم الفتح سے مراد بیعت رضوان لیتے ہیں۔ حدیبیہ کے دن ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ ہماری تعداد چودہ سو تھی۔ حدیبیہ ایک کنویں کا نام تھا۔ ہم وہاں فروکش ہوئے ہم نے اس کنویں سے سارا پانی نکال لیا۔ ہم نے اس میں پانی کا ایک قطرہ بھی نہ چھوڑا۔ جب یہ خبر سرور کائنات ﷺ تک پہنچی تو آپ ﷺ اس کنویں پر تشریف لائے اور اس کے کنارے پر بیٹھ گئے۔ آپ ﷺ نے پانی کا ایک برتن منگوایا اس سے وضو فرمایا پھر دعا فرمائی اور بقیہ پانی کنویں میں پھینک دیا۔ کچھ دیر کے لیے ہم نے کنویں کو چھوڑ دیا۔ پھر اس میں اتنا پانی ہوا کہ ہم نے بھی جی بھر کر پیا اور ہمارے جانور بھی سیر ہو گئے اس دن ہماری تعداد چودہ سو یا اس سے کچھ زائد تھی۔

امام احمد، الطبرانی اور ابونعیم نے حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اس میں ہے کہ میں ایک ڈول حضور ﷺ کے پاس لے گیا۔ حضور ﷺ نے اپنے مبارک ہاتھ اس میں ڈالے پھر کچھ کلام پڑھا پھر میں نے ڈول کے پانی کو کنویں میں پھینک دیا۔ کنویں سے پانی کی نہریں جاری ہوگئیں۔ ہم نے ایک شخص کو کنویں سے جلدی جلدی نکال لیا تا کہ وہ ڈوب نہ جائے۔

امام مسلم نے حضرت سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حدیبیہ کے مقام پر خیمہ زن ہوئے۔ ہم تعداد میں چودہ سو تھے۔ اس کنویں میں صرف اتنا پانی تھا جس سے پچاس بکریاں سیراب ہوسکتی تھیں۔ رسول مکرم ﷺ اس کنویں کے کنارے پر بیٹھ گئے۔ آپ ﷺ نے یا تو دعا فرمائی یا اپنا لعاب دہن مبارک کنویں میں پھینکا۔ کنویں میں پانی موجزن ہوگیا۔ ہم نے خود بھی پانی پیا اور جانوروں کو بھی پلایا۔ امام بیہقی کی روایت کے مطابق پانی اتنا کثیر ہوگیا کہ صحابہ کرام وہاں سے اپنے چلو بھرنے لگے حالانکہ وہ کنارے پر بیٹھے ہوئے تھے۔

ابونعیم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے سرور کائنات ﷺ کو دیکھا آپ ﷺ نے حدیبیہ کے مقام پر نزول اجلال فرمایا۔ اس وقت شدید گرمی تھی۔ لوگ بھی کثیر تعداد میں تھے۔ نبی محترم

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فرمایا آؤ میں تمہیں سیراب کروں۔ لوگوں نے اپنے تمام مشکیزوں کو بھر لیا۔ انہوں نے اپنے گھوڑوں اور اونٹوں کو بھی پانی پلایا۔

دوسری روایت میں ہے کہ حضرت اسید رضی اللہ عنہ کچھ پانی لے کر آئے۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس پانی کو ایک بڑے برتن میں انڈیل دیا۔ اپنا ہاتھ مبارک اس میں ڈالا اس سے وضو کیا اور دو رکعت نماز ادا کی پھر دعا کے لیے اپنے ہاتھ بلند فرمائے۔ جب آپ ﷺ نماز ادا کر کے واپس تشریف لائے تو وہ برتن پانی سے ابل رہا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا لوگو! آؤ اور پانی لے جاؤ۔ لوگوں نے ایک ایک سو اور دو دو سو کی صفیں بنالیں۔ انہوں نے جی بھر کر پانی پیا لیکن وہ برتن پانی سے اسی طرح لبریز رہا۔

قبا کے کنویں میں برکت

امام بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ان سے قبا کے کنویں کے متعلق سوال کیا گیا انہوں نے فرمایا اس کنویں میں اتنا پانی تھا کہ ایک شخص اسے اپنے گدھے پر سوار کر سکتا تھا۔ نبی محترم ﷺ اس کنویں پر تشریف لائے۔ آپ ﷺ نے ایک بہت بڑا ڈول منگوایا پھر اسے پانی سے بھر کر اس سے وضو فرمایا یا اس میں اپنا لعاب دہن پھینکا پھر اس ڈول کو کنویں میں پھینک دینے کا حکم دیا۔ اس کے بعد اس کنویں سے کبھی پانی ختم نہیں ہوا۔

ابن سعد نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم نبی محترم ﷺ کے ہمراہ قبا کی طرف آئے۔ حضور ﷺ بئر غرس کی طرف تشریف لے گئے۔ اس کا پانی اتنا تھا کہ اسے ایک گدھے پر لادا جا سکتا تھا۔ حضور ﷺ نے پانی کا ڈول منگوایا اس میں کلی کی اور پھر پانی کو کنویں میں پھینکنے کا حکم دیا۔ اس پانی کے پھینکتے ہی وہ کنواں پانی سے موجزن ہو گیا۔

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک سفر میں ہم رسول اکرم ﷺ کے ہمراہ تھے۔ لوگوں نے پیاس کی شکایت کی۔ حضور اکرم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ایک اور شخص کو بلایا اور فرمایا پانی تلاش کر کے میرے پاس لاؤ۔ وہ دونوں پانی کی جستجو میں نکلے۔ انہوں نے ایک عورت کو دیکھا جو اپنے اونٹ پر پانی کے دو مشکیزے اٹھائے آ رہی تھی۔ ان دونوں نے اس عورت سے پوچھا پانی کہاں ہے؟ اس عورت نے بتایا پانی یہاں کہیں بھی موجود نہیں ہے۔ انہوں نے اس عورت کو بارگاہ رسالت میں پیش کیا۔ نبی اکرم ﷺ نے ایک برتن منگوایا ان مشکیزوں سے تھوڑا تھوڑا پانی اس برتن میں ڈالا اور مشکیزوں کے منہ بند کر دیئے آپ ﷺ نے لوگوں کو آواز دی لوگو! پانی پی لو اور لے بھی جاؤ۔ جس شخص نے چاہا اس نے پانی پی لیا اور جس نے چاہا وہ حسب ضرورت لے گیا وہ عورت حیرت زدہ ہو کر دیکھ رہی تھی کہ اس کے پانی کے ساتھ کیا ہو رہا ہے۔ اللہ کی قسم! تمام لوگوں نے جی بھر پانی پیا اور ادھر برتن کی کیفیت یہ تھی کہ وہ پہلے سے بھی زیادہ لبریز نظر آتا تھا۔ حضور ﷺ نے فرمایا اس عورت کے لیے کچھ جمع کرو۔ لوگوں نے کچھ مقدار میں آٹا، کھجور اور جو جمع کیے۔ حضور ﷺ نے اس عورت سے کہا تو جانتی ہے کہ ہم نے تیرے پانی میں کوئی کمی نہیں کی۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ہم سب کو پانی پلایا ہے۔ اب تو اپنے گھر جا سکتی ہے۔ اس کے گھر والے کافی پریشان تھے۔ جب وہ گھر پہنچی تو انہوں نے کہا تو اتنی دیر کہاں رہی اس نے یہ عجیب واقعہ سنایا اس نے کہا راستہ میں مجھے دو شخص ملے وہ مجھے اس آدمی کے پاس لے گئے

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ غزوۂ تبوک کے سال ہم حضور ﷺ کی معیت میں عازم سفر ہوئے۔آپ ﷺ نے فرمایا ان شاء اللہ کل تم تبوک کے چشمے پر پہنچو گے۔تم چاشت کے وقت وہاں پہنچو گے۔تم میں سے جو شخص وہاں پہلے پہنچے وہ اس چشمے کو ہاتھ نہ لگائے۔جب سرور کائنات ﷺ اس چشمے پر پہنچے تو اس سے تھوڑا تھوڑا پانی رس رہا تھا۔نبی محترم ﷺ نے اس چشمے سے تھوڑا تھوڑا پانی جمع کیا۔جب کچھ پانی جمع ہو گیا تو آپ ﷺ نے اس سے اپنا چہرۂ انور اور ہاتھ مبارک دھوئے۔پھر وہ پانی اسی چشمے پر پھینک دیا۔اب اس چشمے سے بہت زیادہ پانی نکلنے لگا۔جس سے لوگوں نے خوب پیاس بجھائی۔حضور ﷺ نے فرمایا اے معاذ! اگر تمہیں طویل زندگی ملی تو تم دیکھو گے کہ یہ علاقہ سرسبز و شاداب ہو جائے گا۔

امام مسلم کی روایت میں ہے کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب ہم تبوک کے چشمے پر پہنچے تو دو شخص پہلے ہی وہاں پہنچ چکے تھے۔اس چشمے کا پانی جوتے کے تسمے کی طرح آہستہ آہستہ رواں تھا۔حضور ﷺ نے ان دونوں سے پوچھا کیا تم نے پانی کو مس کیا ہے۔انہوں نے عرض کی ہاں۔حضور ﷺ نے انہیں سخت سست کہا پھر اس چشمے سے تھوڑا تھوڑا پانی جمع کیا۔آپ ﷺ نے اس پانی سے چہرۂ انور اور دست مبارک دھوئے اور کلی کی پھر اس پانی کو اسی چشمے پر پھینک دیا۔اس سے بہت زیادہ پانی نکلنے لگا۔لوگوں نے خوب جی بھر کر پیاس بجھائی۔آپ ﷺ نے فرمایا اے معاذ! اگر تمہیں لمبی زندگی عطا ہوئی تو تم دیکھو گے کہ یہ علاقہ باغات سے بھر جائے گا۔حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے اپنی نگاہوں سے مشاہدہ کیا کہ وہ علاقہ سرسبز و شاداب باغات سے بھر گیا۔

ابن عبد البر سے روایت کیا گیا ہے وہ فرماتے تھے کہ میں نے وہ علاقہ دیکھا ہے وہ ہرے بھرے باغات سے بھرپور تھا۔ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے شفا میں ابن اسحاق کی سند سے روایت کیا ہے کہ چشمۂ تبوک سے زیادہ پانی نکلا تو اس طرح آواز آئی جس طرح بجلی کے کڑکنے کی آواز آتی ہے۔

واقدی اور ابو نعیم نے حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہمارا لشکر حضور ﷺ کے ہمراہ رواں دواں تھا۔راستہ میں ہمیں اتنی شدید پیاس لگ گئی کہ قریب تھا کہ لوگ، اونٹ اور گھوڑے مر جائیں۔حضور ﷺ نے ایک مشکیزہ منگوایا جس میں تھوڑا سا پانی تھا۔آپ ﷺ نے اپنی مبارک انگلیاں مشکیزے پر رکھیں پانی آپ ﷺ کی مبارک انگلیوں سے رواں دواں ہو گیا۔تمام لوگوں نے پیاس بجھائی پانی اسی طرح بہتا رہا لوگوں نے اپنے گھوڑوں اور اونٹوں کو بھی پانی پلایا اس وقت لشکر اسلام میں بارہ ہزار اونٹ، بتیس ہزار لوگ اور بارہ ہزار گھوڑے تھے۔جب حضور ﷺ واپس مدینہ طیبہ کی طرف رجوع فرما رہے تھے تو راستہ میں لشکر کو تیسری مرتبہ پیاس لگ گئی۔کسی شخص کے پاس تھوڑا بہت پانی بھی نہ تھا۔حضور ﷺ نے اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ کو پانی کی تلاش میں بھیجا۔وہ پانی کی جستجو کے لیے تبوک اور حجر کی طرف تشریف لے گئے۔انہوں نے ہر جگہ پانی تلاش کیا۔بالآخر انہوں نے ایک عورت کے پاس پانی کا مشکیزہ دیکھ لیا۔انہوں نے اس کے ساتھ گفتگو کی اور اسے بارگاہ رسالت میں لے آئے۔حضور ﷺ نے اس مشکیزہ میں برکت کے لیے دعا کی آپ ﷺ نے

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

میں غور کریں جب حضرت علی، آپ کے ساتھی اور عورت بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میرے والدین آپ صلی اللہ علیک وسلم پر فدا ہم نے اس عورت کو فلاں مقام پر دیکھا ہم نے اس سے پانی کے متعلق پوچھا اس نے ہمیں بتایا کہ پانی یہاں سے ایک دن اور ایک رات کی مسافت پر ہے۔ باقی حدیث اسی طرح ہے جو پہلے بیان ہو چکی ہے۔

پانی کی کثرت

امام مسلم نے حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ سرور دو عالم ﷺ ایک سفر پر روانہ ہوئے۔ آپ ﷺ رات بھر محو سفر رہے پھر آپ آرام فرما ہو گئے۔ جب آپ ﷺ بیدار ہوئے تو سورج کافی بلند ہو چکا تھا حضور ﷺ نے پانی طلب فرمایا میرے پاس تھوڑا سا پانی تھا میں نے وہ پانی بارگاہ رسالت میں پیش کر دیا آپ ﷺ نے اس پانی سے وضو فرمایا پھر مجھے فرمایا اپنے اس برتن کی حفاظت کرو۔ عنقریب اس سے عجیب واقعہ رونما ہوگا۔ پھر حضور ﷺ عازم سفر ہوئے لوگوں نے کہا ہم پیاس سے ہلاک ہو گئے۔ نبی محترم ﷺ نے فرمایا تم ہلاک نہیں ہو گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کے چھوٹے سے پیالے کی طرف آؤ۔ حضور ﷺ اس پیالے سے پانی انڈیل رہے تھے اور حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ لوگوں کو پانی پلا رہے تھے آپ ﷺ نے فرمایا اپنے اپنے برتن بھر لو عنقریب یہ تمہیں سیراب کر دیں گے۔ تمام نے خوب سیر ہو کر پانی پیا ایک شخص بھی پیاسا نہ رہا۔

ابن عدی، ابویعلی اور امام بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے مشرکین کے لیے ایک لشکر تیار کیا۔ اس لشکر میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے۔ حضور ﷺ نے ان سے کہا اپنی رفتار تیز کر لو تمہارے اور مشرکین کے درمیان پانی کا ایک چشمہ ہے۔ اگر مشرکین نے اس چشمے پر قبضہ کر لیا تو پھر لوگوں کو بڑی مشکل کا سامنا کرنا پڑے گا۔ انہیں شدید پیاس سے دوچار ہونا پڑے گا۔ حضور ﷺ اپنے آٹھ صحابہ سمیت پیچھے رہ گئے۔ میں ان میں نواں تھا۔ حضور ﷺ نے اپنے صحابہ سے کہا کیا ہم تھوڑی دیر کے لیے آرام نہ کر لیں؟ پھر ہم دوسرے لوگوں سے جا ملیں گے۔ صحابہ کرام نے عرض کی بہت اچھا۔ حضور ﷺ اور صحابہ کرام آرام فرما ہو گئے۔ سورج کی حرارت نے انہیں بیدار کیا۔ حضور ﷺ نے صحابہ کرام سے فرمایا آگے بڑھ چلو انہوں نے آپ ﷺ کے حکم پر عمل کیا۔ لیکن کچھ دیر بعد پھر بارگاہ رسالت میں واپس آ گئے۔ نبی محترم ﷺ نے پوچھا کیا تم میں سے کسی کے پاس پانی ہے؟ ایک صحابی نے عرض کی میرے برتن میں تھوڑا سا پانی ہے۔ آپ ﷺ نے اسے پانی لانے کے لیے کہا وہ پانی لے کر حاضر خدمت ہوئے۔ حضور ﷺ نے پانی کا برتن لے کر پانی کو مس کیا اور برکت کے لیے دعا کی حضور ﷺ نے اپنے صحابہ سے کہا آؤ وضو کرو۔ صحابہ کرام آئے حضور ﷺ پانی انڈیلنے لگے حتی کہ تمام صحابہ نے وضو کر لیا اور حضور ﷺ نے انہیں امامت کروائی۔ حضور ﷺ نے برتن والے صحابی سے کہا اپنے برتن کی حفاظت کرو عنقریب اس سے ایک عجیب واقعہ ظہور پذیر ہوگا۔ حضور ﷺ اپنی سواری پر تشریف فرما ہو گئے۔ آپ ﷺ نے اپنے صحابہ سے فرمایا کیا تمہیں معلوم ہے کہ لوگوں کو کیا ہوا صحابہ کرام نے عرض کی اللہ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جنہیں لوگ صابی کہتے ہیں۔ اس نے میرے پانی کے ساتھ اس طرح کیا اللہ کی قسم! یا تو وہ شخص اللہ کے سچے رسول ہیں یا پھر زمین اور آسمان کا سب سے بڑا جادوگر ہے۔ اس واقعہ کے بعد مسلمان اردگرد کے مشرکین کے ساتھ معرکہ آزما رہے۔ لیکن وہ اس قوم سے کبھی نبرد آزما نہ ہوئے جس میں وہ عورت تھی اس عورت نے ایک دن اپنی قوم سے کہا میری رائے کے مطابق وہ رسول مکرم ﷺ تمہیں عمدہ چیز کی طرف دعوت دے رہے ہیں۔ کیا تم اسلام نہیں لے آتے۔ اس کی قوم نے اس عورت کی بات مان لی اور اسلام قبول کر لیا۔

امام بیہقی نے ایک اور سند سے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ اپنے ستر صحابہ کے ساتھ ایک سفر پر روانہ ہوئے۔ راستے میں ایک جگہ قیام فرمایا جب رسول مکرم ﷺ اور صحابہ کرام بیدار ہوئے تو سورج طلوع ہو چکا تھا۔ سب سے پہلے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جاگے جب انہوں نے سورج کو دیکھا کہ طلوع ہو چکا ہے تو انہوں نے تسبیح و تکبیر بیان کی۔ انہوں نے حضور ﷺ کو بیدار کرنا مناسب نہ سمجھا ان کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیدار ہوئے پھر ایک ایسا شخص جاگا جس کی آواز بہت بلند تھی۔ اس نے بلند آواز سے تسبیح اور تکبیر کی حتی کہ حضور ﷺ بیدار ہو گئے۔ ایک شخص نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم ہماری نماز فوت ہو چکی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں تمہاری نماز فوت نہیں ہوئی۔ پھر حضور ﷺ نے اہل قافلہ کو سوار ہونے کا حکم دیا۔ کچھ دیر چلنے کے بعد نبی محترم ﷺ اپنی سواری سے اتر آئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی آپ ﷺ کے ساتھ ہی اپنی اپنی سواریوں سے اتر آئے۔ آپ ﷺ نے ناپسند فرمایا کہ اس جگہ نماز ادا کی جائے۔ جہاں آپ ﷺ سو گئے تھے۔ آپ ﷺ نے پانی لانے کا حکم دیا آپ ﷺ کو ایک برتن میں پانی پیش کیا گیا۔ آپ ﷺ نے اس پانی کو ایک کھلے برتن میں انڈیل دیا۔ اپنا دست اقدس اس برتن میں رکھا اور اپنے صحابہ سے فرمایا وضو کرو تقریباً ستر افراد نے اس پانی سے وضو کیا۔ پھر آپ ﷺ نے اذان دینے کا حکم دیا۔ اذان دی گئی سرور کائنات ﷺ نے دو رکعت نماز ادا فرمائی۔ پھر جماعت کروانے کا حکم دیا۔ اقامت کہی گئی اور حضور اکرم ﷺ نے جماعت کروائی۔ جب آپ ﷺ نماز ادا فرما کر واپس آئے تو آپ ﷺ نے دیکھا کہ ایک صحابی وہیں کھڑے تھے۔ آپ ﷺ نے ان سے فرمایا تم نے نماز کیوں نہیں پڑھی؟ انہوں نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میں جنبی ہو گیا تھا۔ نبی محترم ﷺ نے ان سے فرمایا مٹی سے تیمم کر کے نماز پڑھ لو۔ جب پانی مل جائے تو غسل کر لینا۔ حضور ﷺ اور صحابہ کرام نے اس حالت میں صبح کی کہ ان کے پاس پانی نہیں تھا۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی معیت میں چند صحابہ کرام کو پانی کی جستجو میں بھیجا۔ وہ ایک دن اور ایک رات محو سفر رہے۔ پھر انہوں نے ایک عورت کو دیکھا وہ اپنے اونٹ پر سوار تھی۔ اس کے پاس دو مشکیزے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس عورت سے پوچھا تو کہاں سے آرہی ہے۔ اس نے جواب دیا میں یتیموں کے لیے پانی لے کر آرہی ہوں۔ اس عورت نے بتایا کہ پانی یہاں سے ایک رات سے زیادہ کی مسافت پر ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ کی قسم! اگر پانی کی جستجو میں ہم آگے گئے تو پھر ہم بھی اور ہمارے جانور بھی پیاس سے ہلاک ہو جائیں گے۔ انہوں نے کہا ہم یہ دو مشکیزے لے کر بارگاہ رسالت میں حاضر ہوتے ہیں۔ تاکہ آپ ﷺ اس

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تیسری فصل

حضور ﷺ کی دعا سے باران رحمت کا نزول

حاکم، امام بیہقی اور ابونعیم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے گذارش کی گئی کہ ہمیں ساعة العسرة "مشکل گھڑی" کے متعلق بتائیں۔ انہوں نے فرمایا ہم سخت گرمی کے موسم میں تبوک کی طرف روانہ ہوئے۔ ہم ایک جگہ فروکش ہوئے۔ ہمیں شدید پیاس نے آلیا۔ ہمیں محسوس ہوا کہ پیاس کی شدت ہم کو ہلاک کردے گی۔ حتیٰ کہ کیفیت یہ ہوگئی کہ لوگ اپنے اونٹوں کو ذبح کر کے ان کے پانی نکال کر پینے لگے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیک وسلم کی دعا قبول کرنے کا وعدہ کیا ہے۔ اللہ کی بارگاہ میں دعا مانگیں کہ وہ رحمت کی بارش نازل کرے۔ حضور ﷺ نے اپنے ہاتھ دعا کے لیے بلند کردیئے۔ ابھی آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ اپنے رخ انور پر پھیرے ہی تھے کہ آسمان سے گرج کی آواز سنائی دی۔ بادل سایہ فگن ہو گیا پھر ابر کرم برسنے لگا۔ لوگوں نے اپنے برتن پانی سے بھر لیے جب ہم بارش کی کیفیت دیکھنے گئے تو ہم حیران رہ گئے کہ بارش صرف اتنی جگہ پر ہی ہوئی تھی۔ جہاں تک ہمارے لشکر کا پڑاؤ تھا۔

ابونعیم نے حضرت عیاش بن سہل رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ لوگوں نے اس حالت میں صبح کی کہ ان کے پاس پانی نہ تھا۔ انہوں نے بارگاہ رسالت میں عرض کی حضور ﷺ نے بارگاہ صمدیت میں دعا کی۔ اسی وقت آسمان پر بادل چھا گئے اور باران رحمت کا نزول شروع ہوا۔ یہاں تک کہ لوگ خوب سیر ہو گئے اور انہوں نے اپنی ضرورت کے مطابق پانی اکٹھا کرلیا۔

ابن ابی حاتم نے حضرت ابوحزرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت "وَ تَجْعَلُوْنَ رِزْقَكُمْ اَنَّكُمْ تُكَذِّبُوْنَ" (الواقعہ: ۸۲) ایک انصاری شخص کے بارے میں نازل ہوئی غزوۂ تبوک کا موقع تھا۔ صحابہ کرام حجر کے مقام پر خیمہ زن ہوئے۔ حضور ﷺ نے حکم فرمایا کہ اس مقام کا پانی استعمال نہ کرنا کیونکہ وہ قوم ثمود کا پانی تھا اور اس قوم پر اللہ تعالیٰ کا غضب نازل ہوا تھا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وہاں سے عازم سفر ہوئے اور ایک جگہ پر پڑاؤ کیا۔ ان کے پاس پانی نہ تھا۔ انہوں نے رسول مکرم ﷺ سے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم پانی نہیں ہے۔ حضور ﷺ نے دو رکعت نماز ادا فرمائی اور اللہ تعالیٰ کے حضور بارش کے لیے عرض کی۔ اسی وقت آسمان پر بادل چھا گئے اور بہت زیادہ بارش ہوئی۔ حتیٰ کہ لوگ سیراب ہو گئے۔ ایک انصاری شخص نے ایک دوسرے آدمی سے کہا (یہ آدمی منافق تھا) تیرے لیے ہلاکت ہو اب تو اسلام قبول کر لے کیا تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کی دعا کے طفیل ہم پر بارش نازل کی ہے۔ اس آدمی نے جواب دیا۔ یہ بارش تو فلاں ستارے کی وجہ سے ہوئی ہے۔ اس وقت مندرجہ بالا آیت نازل ہوئی۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تعالیٰ اور اس کے رسول مکرم ﷺ ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس لشکر میں حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما بھی ہیں۔ وہ لوگوں کی راہنمائی کریں گے۔ مشرکین نے اس پانی کے چشمہ پر قبضہ کرلیا ہے۔ لوگوں کو بڑی تکلیف کا سامنا ہے۔ انہیں سخت پیاس لگی ہے۔ ان کے گھوڑوں اور اونٹوں کو بھی شدید پیاس لگی ہے۔ حضور ﷺ نے اس برتن والے شخص سے کہا، میرے پاس وہ برتن لے کر آؤ وہ برتن لے کر بارگاہ رسالت میں حاضر ہو گئے۔ اس برتن میں تھوڑا سا پانی تھا۔ حضور ﷺ نے صحابہ کرام سے فرمایا آؤ اور پانی پیو سرور کائنات ﷺ نے انڈیلنا شروع کیا حتی کہ تمام لوگ سیراب ہو گئے۔ ان کے گھوڑوں اور اونٹوں نے بھی جی بھر کر پانی پیا۔ تمام لوگوں نے اپنے مشکیزوں، چھاگلوں اور برتنوں کو بھرلیا۔ پھر حضور ﷺ اور صحابہ کرام اٹھے اور مشرکین کی طرف چلے گئے۔ اللہ تعالیٰ نے ہوا بھیجی جس نے مشرکین کے چہروں کو پھیر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی نصرت بھیجی۔ مسلمانوں کو کفار پر مسلط فرمایا مسلمانوں نے ان کا قتل عام کیا۔ بہت سے مشرکین کو پابند سلاسل کیا اور بہت سامال غنیمت اکٹھا کیا۔ حضور ﷺ اور صحابہ کرام فتح یاب ہو کر خوش وخرم واپس لوٹے۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہو۔ تاخیر کرنے والی نہ ہو، نافع ہو، نقصان دہ نہ ہو۔ اے مولا! وہ رحمت کی بارش ہو عذاب کی بارش نہ ہو۔ نہ ہی اس میں عذاب ہو نہ ہی کسی مکان کا گرنا ہو نہ کسی کا غرق ہونا ہو نہ ہی کسی کا مٹنا ہو۔ اے مولا رحمت کی بارش کر اور دشمن پر ہماری مدد فرما۔"

حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ اسی وقت کھڑے ہو کر عرض کرتے ہیں یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم کھجوریں مربد میں ہیں۔ حضور ﷺ نے پھر دعا کی مولا! رحمت کی بارش کر، حضرت ابولبابہ نے پھر عرض کی لیکن نبی محترم ﷺ نے پھر رحمت کی بارش کی دعا کی۔ تین مرتبہ ایسا ہی ہوا۔ ابولبابہ ننگے پاؤں اٹھ کر مربد کی طرف بھاگے تاکہ اس کی نالی کو کپڑے سے بند کر دیں۔ راوی کہتے ہیں اللہ کی قسم! اس وقت آسمان پر نہ کوئی گھٹا تھی نہ ہی بادل کا ٹکڑا تھا۔ مسجد نبوی اور سلع کے مابین کوئی عمارت اور گھر بھی نہ تھا۔ سلع پہاڑ کے پیچھے سے سیاہ گھٹائیں اٹھیں۔ جب وہ آسمان کے وسط میں پہنچیں تو پھیل گئیں لوگ سیاہ بادلوں کی طرف دیکھ رہے تھے۔ پھر موسلا دھار بارش ہوئی اللہ کی قسم! لوگوں نے ایک ہفتہ تک سورج کو نہ دیکھا وہی شخص اٹھا جس نے بارش کی دعا کے لیے عرض کی تھی۔ اس نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم مال و مویشی ہلاک ہو گئے اور راستے منقطع ہو گئے۔ حضور ﷺ منبر پر جلوہ نما ہوئے۔ دعا مانگی آپ ﷺ نے اپنے ہاتھوں کو اتنا بلند کیا کہ بغلوں کی سفیدی نظر آنے لگی۔ آپ ﷺ نے یہ دعا مانگی مولا! اب ہم پر بارش نہ برسا ہمارے اردگرد بارش برسا، ٹیلوں پر، پہاڑوں پر، دامن کوہ پر اور درختوں کے اگنے کی جگہ پر بارش برسا، مدینہ طیبہ سے بادل اس طرح چھٹ گئے جس طرح کپڑا پھٹ جاتا ہے۔ امام بیہقی اور ابونعیم نے یہی روایت حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔

ابونعیم نے حضرت کعب بن مرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے مضر کے خلاف بددعا کی میں بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم اللہ تعالیٰ نے آپ کی مدد فرمائی ہے۔ آپ کو بخشش و عطا سے نوازا ہے۔ آپ کی دعا کو قبولیت کا شرف بخشا ہے۔ آپ کی قوم قحط سالی سے ہلاک ہو گئی ہے۔ آپ صلی اللہ علیک وسلم ان کے لیے رحمت کی بارش کی دعا فرمائیں۔ آپ ﷺ نے دعا فرمائی:

اَللّٰھُمَّ اسْقِنَا غَیْثًا مُغِیْثًا ھَنِیْئًا مَرِیْئًا مُرِیْعًا غَدَقًا طَبَقًا نَافِعًا غَیْرَ ضَارٍ

حضرت کعب فرماتے ہیں کہ ابھی تک جمعہ کا دن نہیں آیا تھا کہ اللہ رب العزت نے ہم پر رحمت کی بارش نازل کر دی۔ ابو نعیم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ قبیلہ مضر کے کچھ لوگ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم آپ اللہ تعالیٰ سے دعا مانگیں کہ وہ ہم پر رحمت کی بارش کرے۔ حضور ﷺ نے اوپر مذکور دعا پڑھی اسی وقت کالی گھٹا آسمان پر چھا گئی اور لگاتار سات روز تک بارش ہوتی رہی۔

ابن سعد اور ابونعیم نے واقدی کی سند سے روایت کیا ہے کہ بنی مرہ کا وفد بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اس سال ہجرت کا نواں سال تھا اور حضور ﷺ غزوۂ تبوک سے واپس تشریف لے آئے تھے۔ نبی محترم ﷺ نے ان سے شہروں کے متعلق پوچھا انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم ہمارا علاقہ قحط زدہ ہے۔ جانوروں کی ہڈیوں سے گودا ختم ہو گیا ہے۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

امام بیہقی اور ابو نعیم نے بنو عبد الاشہل کے چند افراد سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ لوگوں نے اس حالت میں صبح کی کہ ان کے پاس پانی کا نام و نشان تک بھی نہ تھا۔ انہوں نے بارگاہ رسالت میں شکایت کی۔ حضور نبی محترم ﷺ نے بارگاہ ایزدی میں دعا کی اللہ تعالیٰ نے رحمت کی بارش فرمائی حتی کہ سب لوگ سیراب ہو گئے اور انہوں نے اپنے برتن بھی پانی سے بھر لیے۔ حضرت عاصم کہتے ہیں کہ مجھے اپنی قوم کے بعض افراد نے بتایا ایک منافق آدمی تھا۔ اس کا نفاق معروف تھا۔ جب باران رحمت کا نزول ہوا اور لوگ سیراب ہوئے تو ہم نے اس سے کہا تیرے لیے ہلاکت ہو۔ کیا اس واضح دلیل کے بعد بھی تجھے کسی اور دلیل کی ضرورت ہے۔ اس نے جواب دیا۔ بادل تو چلتے پھرتے رہتے ہیں۔

امام بیہقی نے دلائل میں ابو وجزہ یزید بن عبید السلمی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب حضور ﷺ غزوۂ تبوک سے واپس تشریف لائے تو بنی فزارہ کا وفد آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ یہ وفد دس افراد پر مشتمل تھا۔ ان میں خارجہ بن حصن رضی اللہ عنہ اور حر بن قیس رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ وہ حضرت رملہ بنت حارث رضی اللہ عنہا کے گھر اپنی سواریوں سے اترے وہ کمزور اور چھوٹے چھوٹے اونٹوں پر سوار تھے۔ ان پر شدید قحط سالی طاری تھی۔ وہ مسلمان ہو کر بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے۔ حضور ﷺ نے ان سے ان کے شہروں کے متعلق پوچھا انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم ہمارے شہر قحط زدہ ہیں۔ ہمارے باغ خشک ہو گئے ہیں۔ ہمارے اہل و عیال عریاں ہو گئے ہیں۔ ہمارے مویشی ہلاک ہو گئے ہیں۔ آپ اپنے رب سے دعا مانگیں کہ وہ ہم پر رحمت کی بارش نازل کرے۔ آپ صلی اللہ علیک وسلم اپنے رب کی بارگاہ میں ہمارے شافع بن جائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کی شفاعت کو قبول فرمائے گا۔ حضور ﷺ نے فرمایا سبحان اللہ میں اللہ کی بارگاہ میں شفاعت کروں گا؟ کون ہے جو ہمارے رب کی بارگاہ میں شفاعت کرنے کی جرأت کرے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ عظیم ہے اس کی کرسی زمین و آسمان کو محیط ہے اس کی کرسی اس کے جلال اور عظمت کے سامنے اس طرح بے بس ہے جس طرح انسان لوہے کو روندتا ہے۔ اللہ تعالیٰ تمہارے اس ڈر سے اور تمہاری جلدی جلدی بارش طلب کرنے کی وجہ سے مسکرا رہا ہے۔ اعرابی نے کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم کیا ہمارا رب مسکراتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں۔

حضور ﷺ منبر پر تشریف فرما ہوئے اور چند کلمے ارشاد فرمائے۔ اپنے ہاتھوں کو بلند فرمایا۔ حضور نبی محترم ﷺ کا یہ معمول مبارک تھا کہ آپ ﷺ بارش کے لیے دعا کے علاوہ کسی دعا میں ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے ہاتھ اتنے بلند کیے کہ آپ ﷺ کے بغلوں کی سفیدی نظر آنے لگی۔ آپ ﷺ نے یہ دعا کی:

اَللّٰهُمَّ اسْقِ بَلَدَکَ وَبَهِيْمَتَکَ وَانْشُرْ رَحْمَتَکَ وَاَحْيِ بَلَدَکَ الْمَيِّتَ اَللّٰهُمَّ اسْقِنَا غَيْثًا مُّغِيْثًا مَّرِيْئًا مَّرِيْعًا طَبَقًا وَّاسِعًا عَاجِلًا غَيْرَ آجِلٍ نَّافِعًا غَيْرَ ضَارٍّ اَللّٰهُمَّ سُقْيَا رَحْمَةٍ لَّا سُقْيَا عَذَابٍ وَّلَا هَدْمٍ وَّلَا غَرَقٍ وَّلَا مَحْقٍ اَللّٰهُمَّ اسْقِنَا الْغَيْثَ وَانْصُرْنَا عَلَى الْاَعْدَاءِ

”اے مولا! اپنے اس شہر پر بارش برسا، اپنے مویشیوں پر ابر کرم نازل فرما، اپنی رحمت کو پھیلا، اپنے مردہ شہر کو زندہ فرما، اے مولا! ایسی بارش برسا جو مددگار ہو، خوشگوار اور سیراب کرنے والی ہو۔ جو وسیع اور جلدی آنے والی

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تین مرتبہ یہ فرمایا حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اللہ کی قسم! اس دعا سے قبل ہم کو آسمان پر نہ بادل اور نہ ہی گھٹا نظر آ رہی تھی۔ ہمارے درمیان اور سلع پہاڑ کے درمیان کوئی گھر یا کوئی عمارت بھی نظر نہیں آ رہی تھی۔ اس پہاڑ کے پیچھے سے ڈھال کی طرح بادل نمودار ہوئے۔ جب وہ آسمان کے وسط میں پہنچے تو پھیل گئے۔ پھر موسلا دھار بارش ہوگئی۔ اللہ کی قسم! ہم نے پورا ہفتہ سورج نہ دیکھا۔ دوسرے جمعہ کو وہی شخص اسی دروازے سے داخل ہوا اس وقت بھی سرور کائنات، مجسمہ معجزات ﷺ کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔ اس نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم ہمارے مویشی ہلاک ہو گئے اور ہمارے راستے بند ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا مانگیں کہ وہ اس بارش کو بند کرے۔ حضور ﷺ نے اپنے ہاتھ بلند فرمائے اور عرض کی مولا! ہمارے ارد گرد بارش نازل فرما اب ہم پر مزید بارش نہ کر مولا اب ٹیلوں پہاڑیوں، دامن کوہ اور درختوں کے اگنے کی جگہ پر بارش برسا حضرت انس فرماتے ہیں کہ اسی وقت بادل چھٹ گئے ہم دھوپ میں چلنے لگے حضرت شریک نے حضرت انس سے پوچھا کیا بارش کے بند ہونے کی دعا کے لیے اسی شخص نے عرض کی تھی۔ جس نے پہلے بارش برسنے کی دعا کے لیے التجا کی تھی۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھے معلوم نہیں۔

امام بیہقی اور ابو نعیم نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ چاشت کے وقت مسجد نبوی میں کھڑے ہو گئے۔ آپ ﷺ نے تین تکبیریں کہیں۔ پھر تین مرتبہ دعا کی:

اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا سَمَنًا وَّلَبَنًا وَّشَحْمًا وَّلَحْمًا

"مولا! ہمیں جانور کے موٹا ہونے، ان کے دودھ، ان کی چربی اور ان کے گوشت سے رزق عطا فرما۔"

اس وقت آسمان پر کوئی بادل نہ تھا۔ اسی وقت گرد و غبار اڑنے لگا پھر بادل اکٹھے ہو گئے اور خوب بارش ہوئی۔ اہل بازار چیخ اٹھے حضور ﷺ کھڑے تھے۔ وادیاں بہہ پڑیں وہ سال دودھ، جانور کے موٹے ہونے، چربی اور گوشت کی کثرت کے لحاظ سے ایک منفرد سال تھا۔ لوگ بازاروں میں یہ چیزیں فروخت کرتے تھے۔ لیکن انہیں خریدنے والا کوئی نہ تھا۔

ابو نعیم نے حضرت ربیع بنت معوذ بن عفراء رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے وہ فرماتی ہیں کہ ایک سفر میں ہم رسول مکرم ﷺ کے ساتھ تھے۔ لوگوں کو وضو کرنے کے لیے پانی کی ضرورت پڑی۔ انہوں نے قافلہ میں پانی ڈھونڈا لیکن انہیں پانی نہ ملا۔ حضور ﷺ نے دعا فرمائی خوب بارش نازل ہوئی۔ حتیٰ کہ لوگ خود بھی سیراب ہو گئے اور اپنے جانوروں کو بھی پانی پلایا۔

ابو نعیم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے وہ فرماتی ہیں کہ لوگوں نے حضور ﷺ کی بارگاہ میں بارش کے نہ ہونے کی شکایت کی۔ حضور ﷺ عید گاہ کی طرف تشریف لے گئے اور منبر پر جلوہ نما ہوئے۔ اپنے ہاتھ بلند کیے۔ حتیٰ کہ آپ ﷺ کی مبارک بغلوں کی سفیدی نظر آنے لگی۔ اسی وقت بادل نمودار ہوئے۔ پھر گرج اور چمک ہوئی اور خوب بارش برسی حضور ﷺ ابھی تک مسجد میں تشریف نہیں لائے تھے کہ راستے پانی سے بہہ پڑے، حضور ﷺ نے فرمایا میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے اور میں اس کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔

ابن ماجہ اور امام بیہقی نے کعب بن مرہ البہزی سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے مضر کے لیے بددعا

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اللہ تعالیٰ سے دعا مانگیں کہ وہ ہم پر رحمت کی بارش نازل فرمائے۔ آپ ﷺ نے بارگاہ ایزدی میں دعا مانگی مولا! ان پر باران رحمت کا نزول فرما جب وہ اپنے شہر پہنچے تو انہیں معلوم ہوا کہ اسی روز ان پر رحمت کی بارش ہوگئی تھی۔ جس روز سرور دو عالم ﷺ نے ان کے لیے دعا مانگی تھی۔ پھر ایک آنے والا بارگاہ رسالت میں آیا۔ اس نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم جب ہم اپنے علاقے میں پہنچے تو ہم نے دیکھا کہ زمین گیلی تھی۔ ہمیں معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اسی روز رحمت کی بارش فرمادی تھی۔ جس روز آپ نے رحمت کی بارش کی دعا کی تھی۔ حضور ﷺ نے فرمایا:

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ ھُوَ صَنَعَ ذَالِکَ "تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے ہم پر رحمت کی بارش نازل کی"۔

ابونعیم نے واقدی کی سند سے روایت کیا ہے کہ سلامان کا وفد شوال ۱۰ ہجری کو بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا۔ حضور ﷺ نے ان سے شہروں کی کیفیت پوچھی انہوں نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم ہم سخت قحط سالی کا شکار ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا مانگیں کہ ہم پر ابر کرم برسائے۔ انہوں نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم اپنے ہاتھوں کو بلند فرما کر دعا فرمائیں اس طرح عمدہ اور کثیر بارش ہوتی ہے۔ نبی محترم ﷺ نے تبسم فرمایا اپنے ہاتھوں کو بلند فرمایا یہاں تک کہ آپ ﷺ کی مبارک بغلوں کی سفیدی نظر آنے لگی پھر وہ اپنے علاقے میں آئے تو انہیں معلوم ہوا کہ وہاں اسی روز بارش ہوگئی تھی۔ جس روز سرور کائنات ﷺ نے بارش کی دعا کی تھی۔

امام بخاری نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کے عہد رزیں میں قحط سالی ہوگئی۔ جمعہ کے دن حضور ﷺ منبر پر جلوہ نما ہوکر خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ ایک اعرابی کھڑا ہوگیا۔ اس نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم مال ہلاک ہوگیا اور اہل وعیال بھوکے مر گئے۔ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ رحمت کی بارش نازل کرے۔ حضور ﷺ نے دعا کے لیے اپنے ہاتھ بلند کیے اس وقت آسمان پر بادل کا نام ونشان بھی نہیں تھا۔ اللہ کی قسم! ابھی تک حضور ﷺ منبر شریف پر ہی تھے۔ کہ سحاب کرم برسنا شروع ہوگیا۔ بارش کے قطرات آپ ﷺ کی داڑھی مبارک سے ٹپکنے لگے۔ پھر اگلے جمعۃ المبارک تک لگا تار بارش ہوتی رہی۔ جمعہ کے روز وہی بدو کھڑا ہوگیا اس نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم عمارات گر گئی ہیں۔ حضور ﷺ نے اپنے ہاتھ بلند فرمائے اور دعا کی:

اَللّٰھُمَّ حَوَالَیْنَا وَلَا عَلَیْنَا "مولا! ہم پر بارش نہ برسا ہمارے اردگرد بارش برسا"۔

جونہی حضور ﷺ نے اپنے دست اقدس سے بادل کی سمت اشارہ کیا اسی وقت وہ گھٹا پھٹ گئی۔ مدینہ طیبہ کا مطلع صاف ہوگیا۔ ایک ماہ تک مدینہ طیبہ کی وادیاں بہتی رہیں۔ گردونواح سے جو شخص بھی آتا وہ بارش کی خبر دیتا۔

امام مسلم نے اس روایت کو حضرت انس رضی اللہ عنہ سے اس طرح روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ جمعہ کے روز ایک شخص اس دروازے سے داخل ہوا جو دار قضاء کی طرف تھا۔ اس وقت حضور ﷺ منبر پر کھڑے ہوکر خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔ اس نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم مال ہلاک ہوگئے راستے مسدود ہوگئے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا مانگیں کہ وہ ہم پر رحمت کی بارش نازل کرے۔ حضور ﷺ نے دست اقدس بلند فرمائے اور دعا کی "اَللّٰھُمَّ اَغِثْنَا" آپ ﷺ نے

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کرنے والا ہے۔ ہم تجھ سے اپنے تمام گناہوں کی معافی مانگتے ہیں اور اپنے عظیم گناہوں سے تیری ہی بارگاہ میں توبہ کرتے ہیں۔ اے میرے پروردگار! آسمان سے موسلا دھار بارش نازل فرما، اپنے عرش کے نیچے سے ہم پر باران رحمت نازل فرما ایسی بارش نازل فرما جو ہمیں نفع دے۔ ہمارے لیے مددگار ثابت ہو۔ وہ بارش جو گھاس اگانے والی اور خوشحالی لانے والی ہو وہ سطح زمین کا احاطہ کرنے والی ہو اور عام فیض رساں ہو جس سے ہمارے لیے چارہ زیادہ ہو۔ برکات کثیر ہوں اور جس سے ہماری بھلائیاں تیری بارگاہ میں مقبول ہوں۔ اے بارالٰہ! بے شک تو نے اپنی کتاب میں فرمایا میں نے ہر چیز کو پانی سے زندہ کیا ہے۔ اے مولا! جو چیز پانی سے پیدا کی گئی ہو اس کی زندگی کا دارومدار بھی پانی پر ہوتا ہے۔ اے خالق اعصار و دہور! لوگ مایوس ہو چکے ہیں وہ بدگمانی کا شکار ہو چکے ہیں۔ ان کے جانور پیاس سے جاں بلب ہیں۔ وہ اس طرح چلا رہے ہیں جس طرح والدہ اپنے بچوں کے لیے چلاتی ہے۔ مولا! جب سے یہ بارش رک گئی ہے۔ ان کی ہڈیاں کمزور ہوگئی ہیں۔ ان کا گوشت ختم ہو کر رہ گیا ہے۔ ان کی چربی ختم ہوگئی ہے۔ اے میرے معبود برحق! آہ و بکا کرنے والوں پر رحم فرما۔ روزے والوں پر ترس کر۔ تیرے علاوہ انہیں کون رزق دینے والا ہے۔ اے میرے مالک حقیقی! پیاسے جانوروں پر، چرنے والے جانوروں پر اور پیاسے بچوں پر رحم فرما۔ مولا! جھکے ہوئے بوڑھوں پر رحم فرما۔ شیرخوار بچوں پر رحم فرما مولا! ہماری قوت میں اضافہ فرما مولا ہمیں محروم نہ فرما بلاشبہ تو دعاؤں کو سننے والا ہے۔ اے ارحم الراحمین! اپنی رحمت کے صدقے ہماری دعاؤں کو قبول فرما''۔ جونہی نبی محترم ﷺ اس رقت انگیز دعا سے فارغ ہوئے اسی وقت آسمان پر رحمت کے بادل چھا گئے۔ ہر شخص یہ سوچ کر پریشان ہو گیا کہ وہ گھر کیسے جائے گا۔ اس بارش کے بعد جانوروں کو حیات نو نصیب ہوئی۔ زمین کو شادابی ملی اور لوگ پھر زندگی کے مشاغل میں مصروف ہو گئے۔ یہ سب کچھ حضور ﷺ کی برکت کی وجہ سے ہی تھا۔

امام بیہقی اور ابن عساکر نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک اعرابی بارگاہ رسالت میں آیا۔ اس نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم قحط سالی کی وجہ سے ہمارے بچوں کی آوازیں نہیں نکلتیں اور ہمارے اونٹ چلنے کی قوت سے محروم ہو گئے ہیں۔ پھر اس اعرابی نے یہ شعر پڑھے:

اَتَیْنَاکَ وَالْعَذْرَاءُ تَدْمِیْ لِسَانُھَا ۔۔۔ وَقَدْ شَغَلَتْ اُمُّ الصَّبِیِّ عَنِ الطِّفْلِ

''یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم ہم اس حالت میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں۔ کہ کنواری لڑکیوں کی زبانوں سے خون جاری ہے اور ماں نے اپنے بچوں کو بھلا دیا ہے۔''

اَلْقٰی بِکَفَّیْہِ الْفَتٰی لِاِسْتِکَانَۃٍ ۔۔۔ مِنَ الْجُوْعِ ضُعْفًا مَا یُمِرُّ وَلَا یُحْلِیْ

''کمزوری کی وجہ سے نوجوان سرِراہ گزر رہے ہیں اور ان میں اتنی ہمت نہیں کہ وہ کوئی تلخ و شیریں گفتگو کر سکیں۔''

وَلَا شَیْئَ مِمَّا یَاْکُلُ النَّاسُ عِنْدَنَا ۔۔۔ سِوَی الْحَنْظَلِ الْقَانِیْ وَالْعِلْھِزِ الْفَسْلِ

''یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم ہمارے پاس وہ اشیاء بالکل نہیں رہیں جو لوگوں کی خوراک ہوتی ہیں۔ ہمارے پاس کھانے کے لیے یا تو اندرائن ہے یا پھر مردار ہیں۔''

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کی ابوسفیان بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم آپ کی قوم ہلاک ہوگئی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کے لیے دعا کی: "اَللّٰهُمَّ اسْقِنَا غَيْثًا مُّغِيْثًا غَدَقًا طَبَقًا مُّرِيْعًا نَّافِعًا غَيْرَ ضَارٍّ عَاجِلًا غَيْرَ رَائِثٍ" اس دعا کے بعد ابھی جمعہ بھی نہیں آیا تھی کہ خوب کھل کر بارش ہوئی۔ پھر وہ لوگ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور بارش کی زیادتی کی شکایت کی اور عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم ہمارے گھر گر گئے ہیں۔ آپ ﷺ نے دعا فرمائی مولا ہمارے اردگرد بارش برسا ہم پر بارش نہ برسا اسی وقت بادل دائیں بائیں پھر گیا۔

ابن ماجہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ایک اعرابی بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اس نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میں ایک ایسی قوم کے پاس سے آیا ہوں جن کے چرواہے نہ تو اپنے ریوڑ چرا سکتے ہیں اور نہ ہی قحط سالی کی وجہ سے ان کی کھجوریں ثمر آور ہوتی ہیں۔ حضور ﷺ منبر پر جلوہ افروز ہوئے۔ اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی پھر یہ دعا مانگی:

"اَللّٰهُمَّ اسْقِنَا غَيْثًا مُّغِيْثًا مَّرِيْئًا طَبَقًا مُّرِيْعًا غَدَقًا عَاجِلًا غَيْرَ رَائِثٍ"

پھر آپ ﷺ منبر سے نیچے تشریف لے آئے۔ جو شخص بھی جس سمت سے آتا وہ یہی کہتا ہمیں اس بارش سے حیات نصیب ہوتی ہے۔

امام بخاری نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ جب بھی منبر شریف پر جلوہ افروز ہو کر بارش کے لیے دعا کرتے ہیں اور میں آپ ﷺ کے رخ زیبا کی طرف دیکھتا ہوں تو مجھے کسی (حضرت ابو طالب) شاعر کا یہ شعر یاد آجاتا ہے۔

وَاَبْيَضَ يُسْتَسْقَى الْغَمَامُ بِوَجْهِهٖ ثِمَالُ الْيَتَامٰى عِصْمَةٌ لِّلْاَرَامِلِ

"وہ سفید رنگ والے ہیں ان کے چہرۂ اقدس کا واسطہ دے کر باران رحمت طلب کی جاتی ہے وہ یتیموں کی پناہ گاہ اور بیواؤں کی عصمت کے محافظ ہیں۔"

خطابی اور ابن عساکر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول مکرم ﷺ کے عہد ہمایوں میں لوگ قحط سالی کا شکار ہوئے۔ حضور ﷺ مدینہ طیبہ سے بقیع الغرقد کی طرف تشریف لے گئے۔ آپ ﷺ نے کالا عمامہ باندھا ہوا تھا اس کا ایک پلو سامنے اور دوسرا کندھوں کے درمیان لٹکایا ہوا تھا۔ کندھے پر عربی کمان لٹک رہی تھی۔ آپ ﷺ نے قبلہ کی طرف رخ انور کیا، تکبیر کہی اور صحابہ کرام کو دو رکعت نماز پڑھائی۔ ان دونوں رکعتوں میں بلند آواز سے قرأت کی پہلی۔ رکعت میں "اذا الشمس کورت" اور دوسری رکعت میں سورۂ والضحیٰ کی تلاوت کی پھر آپ ﷺ نے اپنی چادر مبارک پلٹ دی تاکہ قحط سالی خوشحالی میں تبدیل ہو جائے۔ پھر اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی اپنے ہاتھ بلند فرما کر یہ دعا کی:

"اے میرے مولا! ہمارے شہر ویران ہو گئے ہیں۔ ہماری زمین بنجر ہو گئی ہے۔ ہمارے جانور ہلاک ہو گئے ہیں۔ اے مولا! اے برکات نازل فرمانے والے! اے رحمت پھیلانے والے! ہم تجھ سے بارش کی التجا کرتے ہیں۔ تو ہی گناہوں کو معاف

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

"اللہ کی قسم! یہ تم نے جھوٹ بولا ہے کہ ہم محمد مصطفیٰ ﷺ کو تمہارے حوالے کر دیں گے۔ حالانکہ ہم نے ان کے اردگرد ابھی تک نہ نیزہ بازی کی ہے اور نہ ہی تیر اندازی کے جوہر دکھائے ہیں۔"

وَنُسَلِّمُهُ حَتّٰى نُصَرَّعَ حَوْلَهُ وَنَذْهَلُ عَنْ اَبْنَائِنَا وَالْحَلَائِلِ

"ہم ان کو اس وقت تک تمہارے حوالے نہیں کریں گے جب تک ہم ان کے اردگرد قتل نہ ہو جائیں اور ہم اپنے فرزندوں اور بیویوں کو بھول نہ جائیں۔"

حضور ﷺ نے یہ اشعار سن کر فرمایا ہاں میری مراد یہی اشعار تھے۔ اس وقت بنو کنانہ میں سے ایک شخص اٹھا اور اس نے درج ذیل اشعار کہے:

لَکَ الْحَمْدُ وَالْحَمْدُ مِمَّنْ شَکَرْ سُقِيْنَا بِوَجْهِ النَّبِيِّ الْمَطَرْ

"اے مولا! تیرے لیے حمد و ثنا ہے اور یہ حمد ہر اس فرد کی طرف سے ہے جس نے تیرا شکر یہ ادا کیا۔ تو نے ہمیں حضور ﷺ کے رخ زیبا کے طفیل بارش سے نوازا۔"

دَعَا اللّٰهَ خَالِقَهُ دَعْوَةً اِلَيْهِ وَاَشْخَصَ مِنْهُ الْبَصَرْ

"حضور ﷺ نے اپنے خالق کریم، اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی وہ ذات جس کے دیدار سے آنکھیں چندھیا جاتی ہیں۔"

فَلَمْ يَکُ اِلَّا کَمَا سَاعَةً وَاَسْرَعَ حَتّٰى رَاَيْنَا الدُّرَرْ

"ایک لمحہ میں یا اس سے بھی کم مدت میں ہم نے دیکھا کہ آسمان سے موتی گر رہے ہیں۔"

دِفَاقُ الْعَزَالِيْ کَثِيْرُ الْبُعَاقِ اَغَاثَ بِهِ اللّٰهُ عُلْيَا مُضَرْ

"ایسے محسوس ہوتا تھا کہ مشک کا منہ کھل گیا ہے اور کئی جگہ سے وہ پھٹ گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس بارش کے ذریعے مضر کے بلند علاقوں کی مدد کی۔"

فَکَانَ کَمَا قَالَهُ عَمُّهُ اَبُوْطَالِبٍ ذَا رُوَاءٍ اَغَرْ

"آپ ﷺ خندہ رو اور روشن جبیں ہیں۔ بالکل اسی طرح جس طرح حضرت ابو طالب نے فرمایا ہے۔"

فَمَنْ يَّشْکُرِ اللّٰهَ يُلْقِي الْمَزِيْدَ وَمَنْ يَّکْفُرِ اللّٰهَ يُلْقِي الْغِرَرْ

"جو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہے وہ مزید نعمتوں سے نوازا جاتا ہے اور جو ناشکری کرتا ہے اس کو نقصان اٹھانا پڑتا ہے"۔

یہ اشعار سن کر حضور ﷺ نے فرمایا اگر شعراء عمدہ کلام کہہ سکتے ہیں تو پھر تم نے اچھا کلام کہا ہے۔

ابو نعیم نے بدیع بن سدرہ سے روایت کیا ہے۔ وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا ہم حضور ﷺ کی معیت میں ایک سفر پر روانہ ہوئے ہم نے "قاحہ" کے مقام پر قیام کیا۔ آج کل اس جگہ کو سقیا کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ اس وقت وہاں پانی کا نام و نشان تک نہ تھا۔ حضور ﷺ نے اپنے چند صحابہ کو پانی لینے کے لیے بنو غفار کے پاس بھیجا یہ علاقہ قاحہ سے ایک میل دور تھا۔ حضور ﷺ اس وادی کے وسط میں خیمہ زن ہوئے کچھ صحابہ کرام دامن کوہ میں آرام فرمانے

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وَلَیسَ لَنَا اِلَّا اِلَیکَ فِرَارُنَا وَاَینَ فِرَارُ النَّاسِ اِلَّا اِلَی الرُّسُلِ

"آپ صلی اللہ علیک وسلم کی بارگاہ کے علاوہ ہم بھاگ کر کہاں جائیں اور لوگ اپنے رسل علیہم السلام سے بھاگ کر کہاں جا سکتے ہیں۔"

حضور ﷺ اپنی چادر مبارک کو گھسیٹتے ہوئے اٹھے۔ آپ ﷺ منبر شریف پر جلوہ نما ہوئے اپنے ہاتھوں کو بلند فرمایا اور یہ دعا کی:

اَللّٰھُمَّ اسقِنَا غَیثًا مَّرِیعًا غَدَقًا طَبَقًا نَّافِعًا غَیرَ ضَارٍ عَاجِلًا غَیرَ رَائِثٍ تَملَأُ بِہِ الضَّرعُ وَ تَنبُتُ بِہِ الزَّرعُ وَتُحیِ بِہِ الاَرضَ بَعدَ مَوتِھَا وَ کَذٰلِکَ تُخرَجُونَ

"اے میرے مولا! ہم پر ایسی بارش برسا جو ہماری مددگار ہو۔ جو ہمیں خوشحال بنانے والی ہو وہ کثیر ہو وہ بارش ہمارے لیے فائدہ مند ہو۔ نقصان دہ نہ ہو۔ اس باران رحمت کی وجہ سے کھیریاں دودھ سے لبریز ہو جائیں۔ کھیتیاں اس کی وجہ سے زمین سے اگ آئیں اور زمین کو مرنے کے بعد حیات نو نصیب ہو اور اے لوگو! اسی طرح تمہیں بھی زمین سے نکالا جائے گا۔"

راوی کہتے ہیں اللہ کی قسم! حضور ﷺ نے ابھی تک اپنے ہاتھ اپنے رخ زیبا پر نہیں پھیرے تھے کہ آسمان سیاہ بادلوں سے بھر گیا۔ خوب بارش ہوئی یہاں تک کہ دامن کوہ میں رہنے والے لوگ بارگاہ رسالت میں حاضر ہو گئے۔ وہ اَلْغَرَقُ اَلْغَرَقُ "ڈوب گئے، ڈوب گئے" کی صدا لگا رہے تھے۔ حضور ﷺ نے اپنے ہاتھ آسمان کی طرف بلند فرمائے اور عرض کی:

اَللّٰھُمَّ حَوَالَینَا وَلَا عَلَینَا "مولا! ہم پر بارش نازل نہ فرما ہمارے اردگرد بارش برسا۔"

اسی وقت مدینہ طیبہ سے بادل چھٹ گئے۔ اس کی فضا مہر عالم تاب سے پرنور ہوگئی۔ اسی وقت حضور ﷺ مسکرا پڑے۔ آپ ﷺ کے دندان مبارک نظر آنے لگے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ کی شان! حضرت ابوطالب نے کیا خوب کہا تھا۔ اگر آج وہ زندہ ہوتے تو ان کی آنکھوں کو ٹھنڈک نصیب ہوتی۔ کون ہے جو ان کے اشعار مجھے سنائے حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم کیا آپ ان کے درج ذیل اشعار سننے کا ارادہ رکھتے ہیں:

وَاَبیَضَ یُستَسقَی الغَمَامُ بِوَجھِہٖ ثِمَالُ الیَتَامٰی عِصمَۃٌ لِّلاَرَامِلِ

"ان کی رنگت سفید ہے ان کے رخ انور کا واسطہ دے کر بارش کی بھیک مانگی جاتی ہے وہ یتیموں کی پناہ ہیں اور بیواؤں کی عصمت کی محافظ ہیں۔"

یُطِیفُ بِہِ الھُلَّاکُ مِن آلِ ھَاشِمٍ فَھُم عِندَہٗ فِی نِعمَۃٍ وَّ فَوَاضِلِ

"خاندان ہاشم کے مسکین ہلاک ہونے سے ان کے دامن کرم میں پناہ لیتے ہیں وہ لوگ آپ ﷺ کے پاس ہر قسم کے انعامات اور احسانات سے مالا مال کر دیئے جاتے ہیں۔"

کَذَبتُم وَبَیتِ اللّٰہِ نُبرِی مُحَمَّدًا وَلَمَّا نُطَاعِنُ حَولَہٗ وَ نُنَاضِلِ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

گیارھواں باب

ان معجزات کا تذکرہ جن کا ذکر سابقہ ابواب میں نہیں ہوا

حضور ﷺ کی لوگوں سے حفاظت

ترمذی، حاکم، امام بیہقی اور ابونعیم سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے وہ فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ کی حفاظت کی جاتی تھی۔ حتی کہ یہ آیت مبارک نازل ہوئی ''وَاللّٰہُ یَعۡصِمُکَ مِنَ النَّاسِ ؕ'' (المائدہ:٦٧)

آپ ﷺ نے خیمہ مبارک سے اپنا سر باہر نکالا، اور فرمایا اے لوگو! چلے جاؤ اللہ تعالیٰ نے میری حفاظت فرمانے کا وعدہ کیا ہے۔

امام احمد، الطبرانی اور ابونعیم نے حضرت جعدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ کے پاس ایک شخص حاضر کیا گیا۔ آپ ﷺ سے عرض کی گئی کہ یہ شخص آپ صلی اللہ علیک وسلم کو شہید کرنا چاہتا تھا۔ نبی محترم ﷺ نے فرمایا نہ گھبراؤ اگر اس نے ارادہ کر بھی لیا تو اللہ تعالیٰ اس کو یہ قوت عطا نہیں کرے گا۔

واقدی نے حضرت خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم غزوہ انمار کے لیے حضور ﷺ کی معیت میں روانہ ہوئے۔ جب لوگوں نے حضور ﷺ کے متعلق سنا تو وہ دوڑتے ہوئے پہاڑوں کی چوٹیوں سے اترتے ہوئے دیدار مصطفیٰ ﷺ کے لیے حاضر ہوئے۔ حضور ﷺ ''ذوامر'' کے مقام پر خیمہ زن ہوئے۔ حضور ﷺ رفع حاجت کے لیے تشریف لے گئے۔ راستہ میں بارش شروع ہوگئی جس سے آپ ﷺ کے مبارک کپڑے گیلے ہو گئے آپ ﷺ نے وہ کپڑے ایک درخت پر لٹکا دیئے تا کہ وہ خشک ہو جائیں۔ قبیلہ غطفان کے لوگوں نے دعثور بن حارث سے کہا محمد (ﷺ) اس وقت بالکل اکیلے ہیں۔ ان کے ساتھ ان کا کوئی بھی ساتھی نہیں ہے۔ اس سے بہتر لمحہ پھر تجھے نہیں مل سکے گا۔ دعثور نے شمشیر بے نیام لی پھر گھاٹی سے نیچے اتر گیا۔ اس وقت سرور کائنات ﷺ لیٹے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ اپنے کپڑوں کے خشک ہونے کا انتظار فرما رہے تھے۔ آپ ﷺ نے دیکھا کہ دعثور آپ ﷺ کے سر پر کھڑا تھا وہ اپنی تلوار لہرا رہا تھا۔ اس نے کہا اے محمد! (صلی اللہ علیک وسلم) آج آپ کو مجھ سے کون بچائے گا؟ حضور ﷺ نے فرمایا ''اللہ'' حضرت جبرائیل امین نے دعثور کے سینے پر مکا مارا جس کی وجہ سے اس کی تلوار اس کے ہاتھ سے گر پڑی۔ حضور ﷺ نے اس کی تلوار تھامی اور اس کے سر پر کھڑے ہو کر کہا اب تجھے مجھ سے کون بچائے گا؟ دعثور نے کہا کوئی نہیں حضور ﷺ نے فرمایا اٹھو اور اپنا کام کرو۔ جب وہ واپس جانے لگا تو اس نے کہا آپ ﷺ مجھ سے بہتر ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں اس عفو و درگذر کا تم سے زیادہ حقدار

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

لگے۔حضور نبی محترم ﷺ نے اس وادی کی زمین کو کریدنا شروع کیا۔اچانک وہاں سے ایک چشمہ بہہ نکلا۔حضور ﷺ اور تمام صحابہ کرام نے جی بھر کر پانی پیا۔حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا یہ سُقْیَا ہے سُقْیَا۔ یہ نعمت اللہ تعالیٰ نے تمہیں عطا کی ہے۔اسی وجہ سے اس چشمے کا نام سقیا پڑ گیا۔

ابن سعد اور ابن عساکر نے عمر بن شعیب سے روایت کیا ہے۔کہ حضرت ابو طالب نے فرمایا میں اپنے بھتیجے محمد مصطفیٰ ﷺ کے ساتھ محو سفر تھا۔ہم نے ذوالمجاز کے مقام پر قیام کیا۔مجھے سخت پیاس لگ گئی۔میں نے نبی کریم ﷺ سے شکایت کی۔میں نے عرض کی اے میرے بھتیجے! مجھے شدید پیاس لگی ہے۔میں اس وقت یہ ہی سمجھ رہا تھا کہ میرا بھتیجا میرے لیے کچھ نہیں کر سکے گا۔انہوں نے مجھ سے فرمایا اے میرے چچا جان! کیا آپ کو پیاس لگی ہے؟ میں نے کہا ہاں،حضور ﷺ نے اپنی ایڑھی مبارک زمین پر ماری اچانک وہاں سے پانی کا چشمہ بہہ نکلا،آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا چچا جان! پانی نوش کریں۔پس انہوں نے پانی پیا۔اس قسم کے (ارہاصات) واقعات جن کا تعلق بعثت سے پہلے کا ہے،پیچھے گزر چکے ہیں۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وادی میں پھیل گئے تا کہ درختوں کے سایہ میں آرام کر سکیں حضور ﷺ نے ایک درخت پر اپنی تلوار لٹکائی اور ہم سب سو گئے اچانک حضور ﷺ ہمیں یاد فرمانے لگے جب ہم آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے ہم نے دیکھا کہ آپ کی خدمت میں ایک اعرابی بیٹھا ہوا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اسی دوران کہ میں سویا ہوا تھا اس نے میری تلوار اٹھائی۔ جب میری آنکھ کھلی تو یہ تلوار اس کے ہاتھ میں تھی۔ اس نے تلوار کو سونتا اور مجھ سے کہا آج آپ کو مجھ سے کون بچا سکتا ہے؟ میں نے کہا ''اللہ'' اس کے بعد تلوار اس کے ہاتھ سے گر پڑی اور وہ خوفزدہ ہو کر بیٹھ گیا۔ حضور ﷺ نے اس اعرابی کو معاف کر دیا۔

امام مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا ابو جہل نے کہا کیا محمد (ﷺ) تمہارے سامنے غبار آلود چہرہ کرتے ہیں؟ اس سے کہا گیا ہاں، ابو جہل نے کہا مجھے لات وعزیٰ کی قسم اب اگر میں نے ان کو اس طرح کرتے ہوئے دیکھ لیا تو میں ان کی گردن کو (خاکم بدہن) گرد آلود کر دوں گا۔ جب حضور ﷺ نماز ادا فرما رہے تھے۔ تو ابو جہل آپ ﷺ کی گردن کو (خاکم بدہن) پامال کرنے کے لیے آیا۔ جونہی وہ آپ ﷺ کے قریب پہنچا تو وہ الٹے پاؤں واپس بھاگا۔ وہ اپنے ہاتھوں سے کسی چیز سے اپنا دفاع کر رہا تھا۔ اس سے پوچھا گیا تجھے کیا ہوا ہے۔ اس نے کہا میں نے دیکھا کہ نبی محترم (ﷺ) اور میرے درمیان آگ کی ایک خندق ہے اور وہاں پرندے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا اگر وہ مجھے ہاتھ لگاتا تو فرشتے اسے اچک لیتے پھر اس کے اعضاء جدا جدا کر دیتے اس وقت یہ آیت نازل ہوئی:

كَلَّآ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَيَطْغٰٓى ۙ﴿۶﴾ (العلق:۶)

''ہاں ہاں بے شک انسان سرکشی کرنے لگتا ہے۔''

ابن اسحاق، امام بیہقی اور ابو نعیم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ابو جہل نے کہا اے قوم قریش! تم دیکھتے ہو کہ محمد (ﷺ) ہمارے دین میں عیب نکال رہے ہیں۔ ہمارے آباء کو برا بھلا کہہ رہے ہیں۔ ہم کو بے وقوف اور احمق کہہ رہے ہیں۔ ہمارے معبودوں کو دشنام طرازی کر رہے ہیں۔ میں نے عہد کر لیا ہے۔ میں کل ایک پتھر لے کر بیٹھ جاؤں گا۔ جب وہ اپنی نماز میں مشغول ہوں گے تو میں ان کا سر کچل دوں گا۔ اس کے بعد بنو عبد مناف سے جو ہو سکے وہ کر لیں۔ صبح کے وقت اس نے پتھر لیا اور خانہ کعبہ میں بیٹھ گیا۔ حضور ﷺ کھڑے ہو کر نماز ادا فرمانے لگے۔ قریش ابو جہل کا کارنامہ دیکھنے کے لیے اپنی اپنی مجالس میں بیٹھ گئے۔ جب حضور ﷺ بارگاہ صمدیت میں سجدہ ریز ہوئے تو ابو جہل نے پتھر اٹھایا اور حضور ﷺ کی طرف بڑھنے لگا۔ جب وہ نبی محترم ﷺ کے قریب ہوا تو فوراً واپس پلٹا وہ کانپ رہا تھا اس کا رنگ اڑا ہوا تھا۔ اس پر رعب چھایا ہوا تھا اس کا پتھر والا ہاتھ شل ہو چکا تھا۔ اس نے اپنے ہاتھ سے پتھر پھینک دیا۔ قریش کے آدمی اس کے پاس گئے اور اس سے پوچھنے لگے تمہیں کیا ہوا ہے؟ ابو جہل نے کہا جب میں حضور (ﷺ) کے قریب گیا تو ان کے اور میرے درمیان ایک اونٹ حائل ہو گیا اللہ کی قسم میں نے اس جتنا بڑا اونٹ نہیں دیکھا اس کی کوہان جتنی بڑی کوہان نہیں دیکھی اور اس کے جبڑوں جتنے بڑے جبڑے نہیں دیکھے۔ وہ اونٹ مجھے کھا لینا چاہتا تھا۔

حضور ﷺ نے فرمایا وہ حضرت جبرائیل امین تھے۔ اگر ابو جہل میرے قریب ہوتا تو وہ اسے پکڑ لیتے۔ امام بخاری نے

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہوں۔ جب دعثور اپنی قوم کے پاس واپس آیا تو اس کی قوم نے کہا اللہ کی قسم! آج تو نے بڑا عجیب کام کیا ہے۔ تو تلوار لے کر ان کے سر پر کھڑا رہا۔ لیکن تو نے ان کا کام تمام نہ کیا۔ دعثور نے کہا میں ان کے خلاف کبھی بھی لشکر کشی نہیں کروں گا۔ اس واقعہ کے بعد دعثور نے اسلام قبول کر لیا۔ اس واقعہ کو ابن اثیر نے ''اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ'' میں ذکر کیا ہے اور اس کے بعد لکھا ہے کہ اسے ابوموسیٰ نے روایت کیا ہے۔ اسی طرح ابوسعید النقاش نے بھی اس واقعہ کو روایت کیا ہے۔ مشہور یہ ہے کہ اس شخص کا نام غورث بن حارث تھا۔ اس روایت کے علاوہ اور کسی روایت میں اس کے اسلام لانے کا ذکر نہیں ہے۔ ابواحمد العسکری نے اس روایت کو اسی طرح نقل کیا ہے جس طرح اسے ابوسعید نقاش نے روایت کیا ہے۔ انہوں نے اس شخص کا نام دعثور لکھا ہے۔ حضرت علامہ السیوطی یہی روایت خصائص کبریٰ میں نقل کی ہے۔ اس میں یہ اضافہ ہے کہ اس وقت نبی محترم ﷺ کے ساتھ ۴۵۰ چار سو پچاس صحابہ کرام تھے۔ ان کے پاس گھوڑے بھی تھے۔ جب حضور ﷺ اس درخت کے نیچے آرام فرمانے لگے اور اس درخت کی شاخوں کے ساتھ اپنے کپڑے لٹکائے اس وقت نبی مکرم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان وادی ذی امر تھی۔ جب اعرابیوں نے دیکھا کہ حضور ﷺ تنہا ہیں انہوں نے اپنے سردار دعثور کو حضور ﷺ کو شہید کرنے پر برانگیختہ کیا۔ انہوں نے کہا اب تیرے لیے محمد ﷺ کو قتل کرنا ممکن ہے۔ اب وہ بالکل تنہا ہیں۔ صحابہ کرام ان کی کوئی مدد نہیں کر سکیں گے۔ جب حضرت جبرائیل نے دعثور کے سینے پر مکا مارا تو اس کے ہاتھ سے تلوار گر پڑی۔ حضور ﷺ نے اس تلوار کر پکڑ لیا اور دعثور کے سر پر کھڑے ہو گئے اور فرمایا اب مجھ سے تجھے کون بچائے گا۔ اس نے کہا اب مجھے آپ سے کوئی نہیں بچا سکتا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ میں ان کے خلاف کبھی بھی لشکر کشی نہیں کروں گا۔ جب دعثور کی قوم نے اس کو ملامت کی تو اس نے کہا، میں نے ایک سفید، لمبے انسان کو دیکھا اس نے میرے سینے پر مکا مارا جس سے میں پشت کے بل کے گر پڑا میں نے پہچان لیا کہ وہ فرشتہ ہے اور میں نے یہ بھی گواہی دی ہے کہ وہ اللہ کے رسول ہیں۔ اس نے اپنی قوم کو اسلام کی طرف بلانا شروع کیا اس وقت یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی:

يَآأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ هَمَّ قَوْمٌ اَنْ يَّبْسُطُوْٓا اِلَيْكُمْ اَيْدِيَهُمْ فَكَفَّ اَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ ۚ (المائدہ:۱۱)

''اے ایمان والو! یاد کرو اللہ کی نعمت جو تم پر ہوئی جب پختہ ارادہ کر لیا تھا ایک قوم نے کہ بڑھائیں تمہاری طرف اپنے ہاتھ تو اللہ نے روک دیا ان کے ہاتھوں کو تم سے۔''

امام بیہقی نے بھی اسی واقعہ کو روایت کیا ہے۔ اسی طرح کا واقعہ غزوۂ ذات الرقاع میں بھی رونما ہوا تھا اگر امام واقدی نے صحت کے ساتھ اس واقعہ کو اس غزوہ میں بیان کیا ہے تو پھر گویا کہ یہ دو واقعات ہیں۔

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم رسول مکرم ﷺ کی قیادت میں نجد کی طرف جہاد کرنے گئے جب رسول کریم ﷺ واپس تشریف لا رہے تھے تو راستہ میں ایک ایسی وادی میں آرام فرما ہوئے جس میں بہت زیادہ درخت تھے۔ حضور ﷺ ایک درخت کے نیچے اترے لوگ بھی اس

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کوئی بھی نہیں سنے گا۔ رات کے وقت وہ شخص اپنی سواری پر روانہ ہوا وہ پانچ یا چھ دن کے لگا تار سفر کے بعد مدینہ طیبہ پہنچا۔ جب وہ بارگاہ رسالت میں پہنچا تو حضور ﷺ نے اسے دیکھتے ہی فرمایا یہ شخص مجھے دھوکے سے قتل کرنا چاہتا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ اس کے اور اس کے ارادہ کے مابین حائل ہے۔ پھر آپ ﷺ نے اس سے فرمایا مجھے سچ سچ بتا کہ تو کون ہے اور یہاں کس لیے آیا ہے؟ اگر تو نے سچ بولا تو یہ سچ تمہیں نفع دے گا اور اگر تو نے جھوٹ بولا تو میں تیرے عزم سے آگاہ ہو چکا ہوں اس شخص نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم کیا؟ آپ ﷺ مجھے امان عطا فرماتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں تجھے امان ہے۔ اس آدمی نے اپنے اور ابوسفیان کے درمیان ہونے والی تمام گفتگو عرض کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا اب میں تمہیں امان دے چکا ہوں۔ جہاں چاہتا ہے چلا جا لیکن ایک اور چیز تیرے لیے اس سے بہتر ہے۔ اس اعرابی نے کہا یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم وہ کیا آپ ﷺ نے فرمایا وہ یہ کہ تم گواہی دو کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں وہ شخص اسلام کی دولت سے مالا مال ہو گیا۔ پھر اس نے عرض کی اللہ کی قسم! میں بہت بہادر شخص تھا۔ میں لوگوں سے بالکل نہیں ڈرا کرتا تھا۔ لیکن جونہی میں نے آپ ﷺ کو دیکھا میری عقل مبہوت ہوگئی میرا نفس کمزور ہو گیا۔ مجھے ایسے محسوس ہو رہا تھا کہ میرے اس راز نہاں سے کئی شہ سوار آگاہ ہو جائیں گے۔ حالانکہ اس راز سے کوئی شخص واقف نہ تھا مجھے معلوم ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیک وسلم کی حفاظت فرما رہا ہے اور آپ حق پر ہیں۔

ابویعلی، ابن ابی حاتم، امام بیہقی اور ابونعیم نے حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتی ہیں کہ جب سورۃ ''تبت یدا ابی لھب'' نازل ہوئی تو ابولہب کی بیوی عوراء بنت حرب مسجد حرام میں آئی وہ آتش پا تھی اس نے اپنے ہاتھ میں پتھر پکڑ رکھا تھا۔ نبی محترم ﷺ بھی مسجد حرام میں تشریف فرما تھے۔ آپ ﷺ کے ساتھ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عوراء کو دیکھا تو انہوں نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم عوراء آگئی ہے مجھے اندیشہ ہے کہ وہ آپ کو تکلیف نہ دے۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا وہ مجھے نہیں دیکھ سکے گی۔ آپ ﷺ نے تلاوت قرآن پاک شروع فرمائی۔ عوراء حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آکر کھڑی ہوگئی اس نے رسول مکرم ﷺ کو نہ دیکھا اس نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے کہا مجھے معلوم ہوا ہے کہ تمہارے صاحب (ﷺ) نے میری ہجو کی ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے کہا رب کعبہ کی قسم! انہوں نے تیری ہجو نہیں کہی۔ یہ سن کر وہ واپس چلی گئی۔ دوسری روایت میں ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عوراء سے کہا، اللہ کی قسم! میرے صاحب ﷺ نہ تو شاعر ہیں اور نہ ہی وہ جانتے ہیں کہ شاعری کیا ہے۔ حضور ﷺ نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے فرمایا اس سے پوچھو کیا تجھے میرے پاس کوئی شخص نظر آرہا ہے۔ وہ مجھے نہیں دیکھ رہی اللہ تعالیٰ نے اس کے اور میرے درمیان ایک پردہ حائل کر دیا ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عوراء سے یہی سوال کیا۔ عوراء نے کہا تم مجھ سے مذاق کر رہے ہو۔ اللہ کی قسم! مجھے تو تمہارے پاس کوئی شخص بھی نظر نہیں آرہا۔ ایک اور روایت کے مطابق حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم عوراء آپ صلی اللہ علیک وسلم کو نہ دیکھ سکی۔ آپ ﷺ نے فرمایا میرے اور اس کے درمیان ایک فرشتہ تھا۔ جس

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ابو جہل نے کہا اب اگر میں نے محمد (ﷺ) کو کعبہ کے پاس دیکھ لیا تو میں ان کی گردن کو (خاکم بدہن) روند ڈالوں گا۔ جب حضور ﷺ نے ابو جہل کی یہ یاوہ گوئی سنی تو آپ ﷺ نے فرمایا اگر ابو جہل نے اس طرح کیا تو اسے ملائکہ سرعام پکڑ لیں گے اور ذلیل و رسوا کر دیں گے۔ حضور ﷺ غصے میں کاشانۂ اقدس سے باہر تشریف لائے۔ جب مسجد حرام میں داخل ہونے لگے تو آپ ﷺ کا سر مبارک دروازے سے ٹکرا گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ برا دن ہے۔

البزار، الطبرانی، حاکم اور امام بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی سند سے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں مسجد حرام میں تھا۔ ابو جہل نے کہا اللہ کی قسم! اگر میں نے محمد (ﷺ) کو سجدہ ریز دیکھا تو میں ان کی گردن کو (خاکم بدہن) پامال کر دوں گا۔ میں بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اور ابو جہل کے اس بکواس سے حضور ﷺ کو آگاہ کیا۔ حضور ﷺ غصے کی حالت میں باہر تشریف لائے۔ جب آپ ﷺ مسجد میں داخل ہونا چاہتے تھے تو آپ ﷺ کا سر مبارک دروازے سے ٹکرا گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا آج برا دن ہے۔ اس وقت حضور ﷺ نے سورۃ اقرا کی تلاوت شروع کی۔ جب حضور ﷺ اس آیت پر پہنچے: كَلَّآ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَيَطْغٰٓى ۝ (العلق:٦) تو کسی شخص نے ابو جہل سے کہا یہ محمد ﷺ ہیں۔ ابو جہل نے کہا تمہیں وہ سب کچھ نظر نہیں آ رہا جو میں دیکھ رہا ہوں۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ کسی چیز نے افق کو گھیر لیا ہے۔

واقدی اور امام بیہقی نے حضرت نافع بن جبیر سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک مہاجر صحابی سے سنا وہ کہہ رہے تھے میں نے غزوۂ احد میں شرکت کی میں نے دیکھا کہ حضور ﷺ پر ہر سمت سے تیر برسائے جا رہے تھے۔ حضور ﷺ وسط میں تھے۔ میں دیکھ رہا تھا کہ تیر حضور ﷺ تک پہنچنے سے پہلے ہی مڑ جاتے تھے۔ میں نے غزوۂ احد کے دن عبداللہ بن شہاب کو دیکھا وہ کہہ رہا تھا۔ محمد (ﷺ) تک میری راہنمائی کرو۔ اگر وہ بچ گئے تو پھر میں نہیں بچ سکوں گا۔ اس وقت حضور ﷺ اس کے پہلو میں تھے۔ اس وقت سرور دو عالم ﷺ تنہا تھے۔ عبداللہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس سے گذر گیا۔ صفوان نے اس پر ناراضگی کا اظہار کیا۔ عبداللہ نے کہا اللہ کی قسم! محمد ﷺ مجھے نظر نہیں آ رہے۔ ہم کو حضور ﷺ تک پہنچنے سے روک دیا گیا تھا۔ ہم چار فرد تھے۔ ہم نے نبی محترم ﷺ کو شہید کرنے کا پختہ عہد کیا لیکن ہم اس بات پر قادر نہ ہو سکے۔

امام واقدی روایت کرتے ہیں کہ ایک دن ابو سفیان نے قریش مکہ سے کہا مجھے ایسا شخص نہیں ملتا جو محمد ﷺ کو دھوکے سے قتل کر دے۔ وہ بازاروں میں گھومتے رہتے ہیں۔ کوئی شخص انہیں قتل کر کے ہمارا بدلہ لے لے۔ ایک اعرابی ابو سفیان کے پاس آیا اور اس سے کہنے لگا اگر تو میرا بوجھ اٹھا لے تو پھر میں محمد (ﷺ) کے پاس جاتا ہوں اور انہیں شہید کر دیتا ہوں۔ میں راستہ سے خوب آشنا ہوں اور میرے پاس ایک تیز خنجر بھی ہے۔ ابو سفیان نے کہا پھر تو تو ہمارا ساتھی ہے۔ ابو سفیان نے اس کو اونٹ اور زاد راہ دیا اور کہا اپنے خفیہ منصوبہ پر روانہ ہو جاؤ۔ لیکن مجھے اطمینان نہیں ہے۔ ممکن ہے کہ ہماری یہ گفتگو کوئی شخص سن لے اور محمد (ﷺ) کو آگاہ کر دے اس اعرابی نے کہا میں تجھے یقین دلاتا ہوں کہ ہماری یہ گفتگو صیغۂ راز میں رہے گی اسے

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اظہار کیا۔ انہوں نے دیکھا کہ اس کے ہاتھ خشک ہو چکے تھے اور ابھی تک پتھر اس کے ہاتھ میں ہی تھا۔ انہوں نے اس ساتھی کا علاج کیا جس سے وہ تندرست ہو گیا۔ انہوں نے کہا ہمیں اسی چیز کی جستجو تھی۔ یعنی ہمیں ایک دلیل درکار تھی۔ جس سے ہم ثابت کر سکیں کہ حضور (ﷺ) جادوگر ہیں۔ (نعوذ باللہ منہ)

واقدی اور ابونعیم نے عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ نضر بن حارث رسول اللہ ﷺ کو اذیت دیا کرتا تھا۔ وہ آپ ﷺ کو بہت زیادہ تنگ کرتا تھا۔ ایک دن رسول مکرم ﷺ رفع حاجت کے لیے تشریف لے گئے۔ سخت گرمی تھی دوپہر کا وقت تھا۔ حضور ﷺ رفع حاجت کے لیے بہت دور تشریف لے جاتے تھے۔ جب آپ ﷺ "ثنیۃ الحجون" کے نیچے پہنچے تو نضر نے آپ ﷺ کو دیکھ لیا۔ اس نے کہا اس سے بہتر موقع مجھے نہیں مل سکے گا۔ وہ کسی حیلہ سے نبی کریم ﷺ کے قریب پہنچا۔ پھر وہ خوفزدہ اور مرعوب ہو کر واپس آ گیا۔ راستہ میں اسے ابوجہل ملا اس نے کہا نضر! کہاں گئے تھے؟ اس نے کہا میں محمد (ﷺ) کو دھوکے سے قتل کرنا چاہتا تھا۔ وہ اس وقت اکیلے تھے۔ جب میں آپ (ﷺ) کی طرف بڑھا تو میں نے بہت سے شیر دیکھے وہ اپنے جبڑوں کو کھول کر مجھے نگل لینا چاہتے تھے۔ یہ دیکھ کر میں خوفزدہ ہو گیا میں بھاگ کر واپس چلا آیا۔ تمام واقعہ سن کر ابوجہل نے کہا یہ حیرت انگیز قصہ بھی ان کے جادو کا ایک حصہ ہے۔

الطبرانی، ابن مندہ اور ابونعیم نے حضرت حکم رضی اللہ عنہ کی بیٹی سے روایت کیا ہے وہ فرماتی ہیں کہ مجھے حکم نے کہا، اے میری نور نظر! کیا میں تمہیں وہ واقعہ نہ سناؤں جو میں نے ان آنکھوں سے دیکھا ہے۔ ایک دن ہم رسول مکرم ﷺ کو قتل کرنے کے ارادے سے باہر نکلے۔ جب ہم آپ ﷺ کے پاس آئے تو ہم نے ایک خوفناک آواز سنی ہمیں محسوس ہوا کہ تہامہ کے تمام پہاڑ ریزہ ریزہ ہو گئے ہیں۔ ہم سب بے ہوش ہو گئے۔ جب ہم ہوش میں آئے تو حضور ﷺ نماز ادا فرما کر گھر چلے گئے تھے۔ پھر دوسرے روز ہم نے یہی برا ارادہ کیا۔ جب ہم آپ ﷺ کے قریب پہنچے تو ہم نے دیکھا کہ صفا اور مروہ ایک دوسرے کے ساتھ مل کر ہمارے درمیان حائل ہو گئے ہیں۔ اللہ کی قسم! ہمیں اپنے مذموم مقصد کو عملی جامہ پہنانے کا کبھی موقع نہ ملا۔ حتیٰ کہ ہم دولت اسلام سے مالا مال ہو گئے۔

ابونعیم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ آل مغیرہ کے ایک شخص نے غزوۂ خندق کے دن کہا میں محمد (ﷺ) کو ضرور قتل کر دوں گا۔ وہ گھوڑے کے ذریعے خندق کو عبور کرنا چاہتا تھا۔ لیکن وہ خندق میں گر پڑا اور اس کی گردن ٹوٹ گئی۔ اس کے ساتھیوں نے کہا اے محمد (صلی اللہ علیک وسلم) اس شخص کو ہمارے حوالے کریں تاکہ ہم اس کو دفنا دیں۔ ہم آپ (ﷺ) کو اس کی دیت دے دیں گے۔ حضور ﷺ نے فرمایا اسے لے جاؤ یہ بھی خبیث ہے اور اس کی دیت بھی خبیث ہے۔

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک یہودی عورت زہر آلود بھونی ہوئی بکری لے کر بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئی۔ حضور ﷺ نے اس کے گوشت کو تناول فرمایا بعد میں اس عورت کو گرفتار کر کے بارگاہ رسالت میں پیش کیا گیا۔ حضور ﷺ نے اس سے اس کے اس برے فعل کے متعلق پوچھا اس نے کہا میں آپ ﷺ کو قتل کر

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نے میرے اور عوراء کے مابین اپنے پروں کو حائل کر دیا۔ اس لیے وہ مجھے نہ دیکھ سکی۔

امام بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وَ جَعَلْنَا مِنْۢ بَیْنِ اَیْدِیْهِمْ سَدًّا (یٰسین: ۹) کی تفسیر میں روایت کیا ہے کہ بنی مخزوم کے کچھ افراد نے حضور ﷺ کو شہید کرنے کا عزم کیا۔ ان افراد میں ابو جہل اور ولید بن مغیرہ بھی تھے۔ نبی کریم ﷺ کھڑے ہو کر نماز ادا فرما رہے تھے۔ انہوں نے آپ ﷺ کی قرآءت کو سنا، انہوں نے اپنے مذموم ارادہ کی تکمیل کے لیے ولید کو حضور ﷺ کی طرف بھیجا۔ وہ اس جگہ آیا جہاں آپ ﷺ نماز ادا فرما رہے تھے۔ اس نے آپ ﷺ کی قرآءت کو تو سنا لیکن آپ ﷺ کو نہ دیکھ سکا۔ وہ اپنے ساتھیوں کے پاس آیا اور انہیں تمام صورت حال بتائی وہ ولید کو لے کر اس مقام پر آئے جہاں آپ ﷺ مصروف نماز تھے اور جہاں سے آواز آ رہی تھی اس طرف گئے اچانک انہیں محسوس ہوا کہ آواز تو ان کے پیچھے سے آ رہی ہے۔ جب وہ آواز کی سمت بڑھے تو پھر انہیں یہی محسوس ہوا کہ آواز ان کے پیچھے سے آ رہی ہے وہ جدھر جاتے آواز ان کے پیچھے ہی سے آتی لیکن وہ نبی محترم ﷺ تک پہنچنے میں کامیاب نہ ہو سکے۔ اس وقت یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی۔

امام بیہقی فرماتے ہیں کہ عکرمہ کی روایت سے بھی اسی کی تائید ہوتی ہے۔ علامہ سیوطی فرماتے ہیں کہ امام بیہقی نے اس روایت کی طرف اشارہ کیا ہے جسے ابن جریر نے اپنی تفسیر میں حضرت عکرمہ سے روایت کیا ہے۔ جب ابو جہل نے کہا اگر میں نے محمد (ﷺ) کو دیکھ لیا تو میں انہیں یوں کر دوں گا۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی: " اِنَّا جَعَلْنَا فِیْۤ اَعْنَاقِهِمْ اَغْلٰلًا فَهِیَ اِلَى الْاَذْقَانِ فَهُمْ مُّقْمَحُوْنَ۝ وَ جَعَلْنَا مِنْۢ بَیْنِ اَیْدِیْهِمْ سَدًّا (یٰسین: ۸-۹) " لوگ ابو جہل سے کہتے۔ یہ ہیں محمد ﷺ۔ وہ جواب دیتا کہاں ہیں؟ وہ کہاں ہیں لیکن آپ ﷺ کو نہ دیکھ سکتا۔

ابو نعیم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ وہ بیان فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ مسجد حرام میں قرآن پاک کی تلاوت کرتے تھے آپ ﷺ بلند آواز سے قرآءت فرماتے تھے آپ ﷺ کی قرآءت سے قریش تنگ آ جاتے تھے ایک دن انہوں نے حضور ﷺ کو پکڑنے کی کوشش کی۔ جونہی وہ اس ارادے سے اٹھے ان کے ہاتھ ان کے گردنوں کے ساتھ لگ گئے اور وہ سب اندھے ہو گئے۔ پھر وہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور عرض کی۔ اے محمد! (صلی اللہ علیک وسلم) ہم آپ کو اللہ تعالیٰ اور صلہ رحمی کا واسطہ دیتے ہیں کہ آپ ﷺ ہمارے لیے دعا فرمائیں۔ حضور نبی محترم ﷺ نے دعا فرمائی تو اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھوں کو بھی ٹھیک کر دیا اور ان کی بصارت بھی لوٹ آئی۔ اس وقت سورۂ یٰسین کا نزول ہوا۔

ابو نعیم نے معتمر بن سلیمان کی سند سے ان کے والد محترم سے روایت کیا ہے کہ بنو مخزوم کا ایک شخص رسول مکرم ﷺ کی طرف گیا اس کے ہاتھ میں پتھر تھا وہ رسول کریم ﷺ کو پتھر مارنا چاہتا تھا۔ جب نبی اکرم ﷺ بارگاہ رب العزت میں سجدہ ریز ہوئے تو وہ آپ ﷺ کی طرف برے ارادے سے بڑھا جونہی اس نے اپنا ہاتھ اٹھایا اس کے ہاتھ شل ہو گئے وہ اپنے ہاتھ سے پتھر بھی نہیں پھینک سکتا تھا۔ جب وہ اپنے ساتھیوں کے پاس آیا تو انہوں نے پوچھا کیا تو اس شخص سے ڈر گیا تھا۔ اس نے کہا نہیں میرے ہاتھ میں اتنی قوت ہی نہ رہی کہ میں اس پر پتھر پھینک سکوں۔ انہوں نے آپ ﷺ کے اس معجزہ پر تعجب کا

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کہتے ہیں میں کہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سے ملا میں نے کہا میں جھاڑ پھونک کا کام کرتا ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے میرے ہاتھ شفا دے دیتا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

"تمام ستائش اللہ کے لیے ہے۔ ہم اسی کی ثناء بیان کرتے ہیں اور اسی سے مدد طلب کرتے ہیں اور اسی پر ایمان لاتے ہیں اور اسی پر توکل کرتے ہیں۔ ہم اپنے نفسوں کی شرارتوں سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں۔ اپنے اعمال کی برائیوں سے اسی کی پناہ حاصل کرتے ہیں۔ جسے اللہ تعالیٰ ہدایت دیتا ہے اسے کوئی گمراہ نہیں کر سکتا اور جسے وہ گمراہ کر دیتا ہے اسے کوئی ہدایت نہیں دے سکتا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں وہ یکتا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور محمد (ﷺ) اس کے بندے اور رسول ہیں"۔

ضماد نے عرض کی یہ کلمات مجھے پھر سنائیں نبی محترم ﷺ نے ان کلمات کو دوبارہ دہرایا۔ ضماد نے کہا اللہ کی قسم! اس طرح کے کلمات میں نے نہ کاہنوں، نہ جادوگروں اور نہ ہی شاعروں سے سنے ہیں۔ یہ کلمات سمندر کی پہنائیوں کو محیط ہیں۔ دست مبارک بڑھائیں میں آپ صلی اللہ علیک وسلم کی بیعت کروں۔ حضور ﷺ نے اپنا ہاتھ مبارک آگے بڑھایا۔ حضرت ضماد نے بیعت کر لی اور دامن اسلام سے وابستہ ہو گئے۔

امام بخاری نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ نبی مکرم ﷺ نے فرمایا کیا تم تعجب نہیں کرتے ہو کہ اللہ تعالیٰ کس طرح قریش کی دشنام طرازی اور لعنت کو مجھ سے پھیر دیتا ہے۔ وہ مذمم (مذمت کیا ہوا) کو سب و شتم کرتے ہیں اور اسی کو لعنت کرتے ہیں۔ میں تو محمد صلی اللہ علی وآلی وسلم (تعریف کیا گیا) ہوں۔

علامہ حلبی نے السیرۃ النبویۃ میں لکھا ہے اسی اثناء میں کہ تاجدار حرم ﷺ مسجد حرام میں تشریف فرما تھے۔ آپ ﷺ کے ساتھ کچھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی موجود تھے۔ قبیلہ زبید کا ایک شخص مسجد میں داخل ہوا وہ کبھی قریش کی ایک محفل میں جاتا کبھی دوسری میں، وہ بلند آواز سے کہہ رہا تھا۔ اے گروہ قریش! تمہارے پاس سامان کی کثرت کیسے ہو، تمہیں نفع کیسے حاصل ہو، تمہارے پاس تاجر کیسے آئیں۔ حالانکہ تم اس شخص پر ظلم کرتے ہو جو تمہارے حرم میں آتا ہے۔ وہ اسی طرح ہر مجلس میں جاتا رہا حتی کہ وہ نبی محترم ﷺ کی بارگاہ میں آیا۔ آپ ﷺ اس وقت اپنے صحابہ کرام میں تشریف فرما تھے۔ نبی مکرم ﷺ نے اس سے پوچھا کس نے تجھ پر ظلم کیا؟ اس نے عرض کی کہ وہ تین خوبصورت اونٹ لے کر مکہ معظمہ آیا۔ ابو جہل نے ان تینوں کا سودا کر لیا۔ لیکن قیمت کا ذکر نہیں کیا۔ جس کی وجہ سے میرے مال کو نقصان پہنچا ہے۔ اس نے مجھ پر ظلم کیا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا تیرے اونٹ کہاں ہیں؟ اس نے عرض کی وہ "الحزورہ" میں ہیں۔ حضور ﷺ وہاں تشریف لے گئے۔ آپ ﷺ نے اس کے اونٹوں کو دیکھا اونٹ واقعی خوبصورت تھے۔ حضور ﷺ نے اس شخص کے وہ اونٹ خرید لیے اور اسے

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ناچاہتی تھی۔ حضور ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ تمہیں یہ توفیق کبھی نہیں دے گا۔

ابونعیم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ بنی فزارہ کی ایک عورت تھی۔ اس کا نام ام قرفہ تھا۔ اس نے اپنے بیٹوں اور پوتوں میں سے تیس جوان تیار کیے اور انہیں بارگاہ رسالت میں بھیجا۔ تاکہ وہ آپ ﷺ کو قتل کر دیں۔ جب حضور ﷺ نے یہ خبر سنی تو آپ ﷺ نے بددعا کی۔ مولا! اس کو اس کی تمام اولاد سے محروم کر دے۔ پھر حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو ان کی سرکوبی کے لیے بھیجا۔ انہوں نے ام قرفہ اور اس کی تمام اولاد کو قتل کر دیا۔

ابونعیم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ اربد بن قیس اور عامر بن طفیل بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے۔ عامر نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم اگر میں اسلام قبول کرلوں تو کیا آپ اپنے بعد مجھے مسلمانوں کا امیر بنا دیں گے۔ حضور ﷺ نے کہا امارت نہ تو تیرے لیے ہے اور نہ ہی تیری قوم کے لیے ہے۔ اس نے کہا اللہ کی قسم! میں آپ کے خلاف اتنا لشکر جمع کروں گا کہ یہ وادی جوانوں اور گھوڑوں سے بھر جائے گی۔ حضور ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ تمہیں یہ توفیق کبھی بھی عطا نہیں کرے گا۔ جب وہ دونوں بارگاہ رسالت سے نکلے تو عامر نے اربد سے کہا اے اربد! میں محمد ﷺ کو گفتگو میں مصروف رکھوں گا۔ جبکہ تم اپنی تلوار سے ان کا کام تمام کر دینا جب اربد نے اپنے مذموم مقصد کی تکمیل کے لیے اپنا ہاتھ تلوار پر رکھا تو اس کا ہاتھ وہیں خشک ہو گیا اور وہ کامیاب نہ ہو سکا۔ جب وہ دونوں الرقم کے مقام پر پہنچے تو اللہ رب العزت نے اربد پر بجلی گرا کر اسے ہلاک کر دیا اور عامر کو پھوڑے (کینسر) میں مبتلا کر دیا جس سے وہ مر گیا۔ اس وقت یہ آیات مبارکہ اتریں:

اَللّٰهُ یَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ اُنْثٰى ...... شَدِیْدُ الْمِحَالِ ﴿۱۳﴾ (الرعد: ۸ تا ۱۳)

''اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو (شکم میں) اٹھائے ہوتی ہے کوئی مادہ ...... اور اس کی پکڑ بہت سخت ہے۔''

عامر نے وقت مرگ کہا یہ مصائب اللہ کی طرف سے ہیں جو محمد (ﷺ) کی حفاظت کرتے ہیں۔

حاکم اور الطبرانی نے حضرت سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ بارگاہ رسالت میں حاضر تھے۔ ایک شخص حضور ﷺ کے پاس آیا اور عرض کی آپ (صلی اللہ علیک وسلم) کون ہیں؟ آپ نے فرمایا میں اللہ کا نبی ہوں۔ اس آدمی نے عرض کی نبی کیا ہوتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا وہ اللہ تعالیٰ کا رسول ہوتا ہے اس نے پوچھا قیامت کب آئے گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا یہ غیب ہے اور غیب کا علم صرف اللہ تعالیٰ جانتا ہے اس نے کہا ذرا مجھے اپنی تلوار تو دکھائیں۔ حضور ﷺ نے اس کو اپنی تلوار دی اس نے وہ تلوار ہوا میں لہرائی پھر نبی محترم ﷺ کو واپس کر دی۔ حضور ﷺ نے فرمایا تو اپنے ارادہ میں کامیاب ہونے کی طاقت نہیں رکھتا۔ اس شخص نے کہا ایسے ہی ہوا ہے۔

ہجرت سے قبل نبی محترم ﷺ کے معجزات

امام احمد، امام مسلم اور امام بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ضماد مکہ معظمہ میں آئے ان کا تعلق قبیلہ بنو ازد شنوءہ کے ساتھ تھا۔ وہ جھاڑ پھونک کا کام کرتے تھے۔ انہوں نے مکہ مشرفہ کے بے وقوفوں سے سنا کہ محمد (ﷺ) مجنون ہیں۔ یہ سن کر ضماد کہنے لگے میں ان کے پاس جاتا ہوں شاید اللہ تعالیٰ انہیں میرے ہاتھ پر شفا دے دے وہ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

• https://ataunnabi.blogspot.com/

اس مسافر کو لے کر ابوجہل کے گھر آئے اور دروازے پر دستک دی۔ اس نے پوچھا کون؟ آپ ﷺ نے فرمایا میں محمد (فداہ روحی) ہوں۔ جب ابوجہل باہر آیا تو اس کا رنگ فق تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس غریب کا حق ادا کرو۔ ابوجہل نے کہا میں ابھی اس کا حق ادا کرتا ہوں۔ اسی وقت ابوجہل نے اس پردیسی کو قیمت ادا کر دی۔ پھر وہ اجنبی قریش کی مجالس میں آیا اور کہنے لگا۔ اللہ تعالیٰ اس شخص (نبی مکرم ﷺ) کو اجر عظیم عطا فرمائے اللہ کی قسم! اس نے مجھے حق لے کر دیا ہے۔ حضور ﷺ ابوجہل کی طرف روانہ ہوئے تو قریش نے اپنا ایک شخص حضور ﷺ کے پیچھے بھیجا اور اس سے کہا دیکھو نبی اکرم (ﷺ) کیا کرتے ہیں۔ جب وہ شخص واپس آیا تو قریش مکہ نے پوچھا تو نے کیا دیکھا ہے۔ اس نے کہا میں نے بہت ہی تعجب خیز واقعہ دیکھا ہے۔ اللہ کی قسم! جونہی نبی محترم (ﷺ) نے ابوجہل کے دروازے پر دستک دی تو وہ خوفزدہ، گھبرایا ہوا باہر آیا۔ ایسے محسوس ہوتا تھا کہ وہ ایک جسد بے روح ہے۔ حضور (ﷺ) نے اس سے فرمایا اس کو اس کا حق دے۔ اس نے کہا میں ابھی اس کا حق لے کر آتا ہوں وہ اپنے گھر گیا اور اسی وقت اس پردیسی کا حق لے آیا۔ قریش مکہ نے ابوجہل سے کہا آج تو نے عجیب ردعمل کا اظہار کیا ہے۔ اس نے کہا تمہارے لیے بربادی ہو۔ اللہ کی قسم! جونہی آپ (ﷺ) نے میرے دروازے پر دستک دی اور میں نے آپ ﷺ کی آواز کو سنا تو میں رعب و دبدبہ سے بھر گیا۔ جب میں باہر آیا تو میں نے دیکھا کہ میرے سر پر ایک نر اونٹ کھڑا تھا۔ مجھے ایسے محسوس ہوا کہ اگر میں نے انکار کیا تو یہ اونٹ ابھی مجھے کھا جائے گا۔

حضرت خاتون جنت سیدۃ نساء العالمین فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں ایک دن مشرکین مکہ حجر میں جمع ہوئے اور کہنے لگے۔ جب محمد ﷺ ادھر سے گزریں تو ہم میں سے ہر ایک ان پر تلوار کا وار کرے۔ اس طرح ہم ان کو قتل کر دیں گے۔ میں نے ان کی اس منصوبہ بندی کو سن لیا۔ میں روتی ہوئی والد محترم ﷺ کے پاس آئی، میں عرض کناں ہوئی۔ اے والد مکرم! میں ابھی ابھی قریش کے ایک گروہ کے پاس سے گذری ہوں۔ وہ حجر میں جمع ہیں۔ وہ لات و عزیٰ و منات و اساف اور نائلہ کی قسمیں اٹھا رہے ہیں کہ وہ جب آپ ﷺ کو دیکھیں گے تو وہ اپنی تلواروں سے آپ ﷺ کو شہید کر دیں گے۔

حضور ﷺ نے فرمایا اے میری نور نظر! گریہ بار نہ ہو۔ آپ ﷺ وضو فرمانے کے بعد مسجد میں تشریف لے گئے۔ قریش مکہ نے اپنے سروں کو اٹھایا پھر جھکا لیا۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مٹھی بھر مٹی لی اور اسے کفار قریش کی طرف پھینکا اور فرمایا: شَاهَتِ الْوُجُوْهُ ''چہرے برباد ہو جائیں'' وہ مٹھی جس شخص پر بھی پڑی وہ غزوۂ بدر میں واصل جہنم ہوا۔

علامہ حلبی نے بیان کیا ہے کہ حضور ﷺ عقبہ بن ابی معیط کے پاس اکثر بیٹھا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ عقبہ ایک سفر سے واپس آیا اس نے کھانا تیار کروایا اور سرداران قریش کو دعوت دی۔ اس نے نبی محترم ﷺ کو بھی دعوت دی۔ جب سرور کائنات ﷺ کے سامنے کھانا رکھا گیا تو آپ ﷺ نے کھانا کھانے سے انکار کر دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں اس وقت تک تیرا کھانا نہیں کھاؤں گا۔ جب تک تو توحید و رسالت کی گواہی نہ دے گا۔ اس نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ حضور ﷺ نے کھانا تناول فرمایا۔ لوگ کھانا کھا کر چلے گئے۔ عقبہ، ابی بن

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اس کی مرضی کے مطابق رقم ادا کی۔ پھر آپ ﷺ نے دو اونٹوں کو اتنی قیمت پر فروخت کر دیا۔ جو آپ ﷺ نے اس شخص کو ادا کی تھی۔ پھر تیسرا اونٹ بیچا اور اس کی قیمت بنو عبد المطلب کی بیواؤں میں تقسیم کر دی۔

ابو جہل بازار کے ایک کونے میں بیٹھ کر سارا منظر دیکھ رہا تھا۔ وہ حضور ﷺ کی ہیبت کی وجہ سے گفتگو بھی نہیں کر سکتا تھا۔ حضور نبی محترم ﷺ نے ابو جہل سے کہا اے ابو عمرو! پھر کسی شخص کے ساتھ اس طرح کا سلوک نہ کرنا۔ جس طرح کا سلوک تو نے اس شخص کے ساتھ کیا ہے۔ ورنہ میری طرف سے تجھے ناپسندیدہ رویے کا سامنا کرنا پڑے گا۔ ابو جہل کہنے لگا۔ **لَا اَعُوْدُ یَا مُحَمَّدُ لَا اَعُوْدُ یَا مُحَمَّدُ** ''اے محمد! (صلی اللہ علیک وسلم) میں پھر ایسی حرکت نہیں کروں گا۔ پھر نبی محترم ﷺ واپس آ گئے۔ امیہ بن خلف اور اس کے ساتھی ابو جہل کے پاس آئے اور کہنے لگے۔ آج تو محمد ﷺ کے ہاتھوں میں ذلیل ورسوا ہو گیا ہے۔ کیا تو ان کی اتباع کرنا چاہتا ہے یا تو ان سے مرعوب ہو گیا تھا۔ ابو جہل نے کہا میں کبھی بھی ان کی اتباع نہیں کروں گا اور جو واقعہ تم نے ابھی دیکھا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ میں نے دو آدمی دیکھے ایک محمد ﷺ کے دائیں طرف اور دوسرا ان کے بائیں طرف تھا۔ ان کے ہاتھ میں نیزے تھے وہ مجھے اشارہ کر رہے تھے کہ اگر تو نے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نافرمانی کی تو ہم تیری جان نکال لیں گے۔

ابو جہل ایک یتیم کا سرپرست تھا اس نے اس یتیم کا مال ہضم کر لیا اور اس کو گھر سے نکال دیا۔ وہ اپنی شکایت لے کر قریش مکہ کے پاس آیا۔ انہوں نے اس کو از راہ مذاق بارگاہ رسالت میں بھیج دیا اور کہا صرف محمد ﷺ ہی تمہیں ابو جہل کے ظلم سے نجات دلا سکتے ہیں۔ وہ بارگاہ مصطفویہ میں حاضر ہوا اور اپنی داستان ظلم عرض کی حضور ﷺ اس کے ساتھ ابو جہل کے پاس تشریف لے گئے اور اس کا مال واپس لے کر دیا۔ جب ابو جہل سے کہا گیا کہ تو آپ ﷺ سے مرعوب ہو گیا تھا۔ اس نے کہا میں ان دو نیزوں سے ڈر گیا تھا۔ جو آپ ﷺ کے دائیں بائیں تھے۔ اگر میں وہ مال دینے سے انکار کر دیتا تو وہ نیزے مجھے چیر کر رکھ دیتے۔

ان عجیب معجزات میں سے اراشی کا بھی قصہ ہے اس کی تفصیل یہ ہے کہ ابو جہل نے اراشہ کے ایک آدمی سے کوئی چیز خریدی۔ لیکن ابو جہل نے اس کی قیمت ادا نہ کی، قریش نے اس کو بارگاہ نبوت میں بھیجا۔ تاکہ آپ ﷺ اسے ابو جہل سے قیمت دلوائیں۔ انہوں نے نبی آخر الزمان ﷺ سے مذاق کیا تھا۔ کیونکہ وہ گمان کرتے تھے کہ نبی اکرم ﷺ میں اتنی استطاعت نہیں کہ آپ ﷺ ابو جہل سے قیمت دلا سکیں۔ جب ابو جہل نے اس شخص کو قیمت ادا نہ کی تو وہ قریش کی مجالس میں کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا اے گروہ قریش! ابوالحکم بن ہشام کے خلاف کون میری مدد کرے گا۔ میں مسافر اور اجنبی ہوں۔ اس نے مجھ سے میرا حق چھین لیا ہے۔ قریش نے کہا کیا تمہیں وہ شخص نظر آ رہا ہے۔ اس کے پاس جاؤ وہ تمہاری اعانت کرے گا۔ وہ شخص حضور نبی محترم ﷺ کے پاس آیا اور اپنے تمام حالات بیان کیے۔ اس نے حضور ﷺ کو مخاطب کر کے عرض کی اے عبد اللہ! ابوالحکم نے مجھ سے میرا حق چھین لیا ہے۔ میں مسافر اور اجنبی ہوں۔ میں نے قوم قریش سے کہا کہ میرا حق واپس دلوا دو۔ انہوں نے آپ ﷺ کی طرف اشارہ کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ پر رحم فرمائے مجھے میرا حق دلوا دیں۔ حضور ﷺ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

امام بیہقی نے ابن شہاب اور موسیٰ بن عقبہ کی سند سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حج کے ایام میں حضور ﷺ مختلف قبائل کے پاس تشریف لے جاتے اور انہیں اسلام کی دعوت دیتے۔ آپ ﷺ قبیلہ ثقیف کے پاس تشریف لے گئے اور انہیں اسلام کی دعوت دی۔ لیکن انہوں نے آپ ﷺ کی دعوت پر لبیک نہ کہا۔ آپ ﷺ وہاں سے واپس تشریف لائے۔ آپ ﷺ انتہائی غمزدہ تھے۔ آپ ﷺ نے عتبہ بن ربیعہ اور شیبہ بن ربیعہ کے باغ میں آرام فرمایا۔ جب انہوں نے آپ ﷺ کو دیکھا تو انہوں نے اپنے غلام کو آپ ﷺ کی طرف بھیجا اس غلام کا نام عداس تھا۔ وہ نینویٰ کا باشندہ تھا اور نصرانی تھا۔ جب وہ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے پوچھا تیرا تعلق کس علاقے سے ہے۔ اس نے عرض کی میں نینویٰ کا رہنے والا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیا تو مرد صالح حضرت یونس بن متی علیہ السلام کے شہر کا باشندہ ہے؟ عداس نے عرض کی آپ صلی اللہ علیک وسلم کو یونس بن متی علیہ السلام کے متعلق کیسے علم ہوا۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں اللہ کا رسول ہوں اور اس ذات نے مجھے بتایا ہے۔ اسی وقت عداس حضور ﷺ کے لیے سجدہ ریز ہو گیا اور آپ ﷺ کے قدمین شریفین چومنے لگا۔ جب عتبہ اور شیبہ نے اپنے غلام کی ان حرکات کو دیکھا تو وہ دونوں خاموش ہو گئے۔ جب عداس ان کے پاس آیا۔ انہوں نے پوچھا تو محمد (ﷺ) کے لیے سجدہ ریز کیوں ہو گیا تھا۔ اور ان کے قدموں کو چومنے لگا تھا۔ اس سے پہلے تو تو اس طرح کی حرکت نہیں کرتا تھا۔ عداس نے کہا یہ ایک صالح شخص ہیں۔ انہوں نے مجھے ایک ایسی خبر بتائی ہے جو ایک رسول ہی بتا سکتا ہے۔ انہوں نے مجھے حضرت یونس بن متی علیہ السلام کے متعلق بتایا ہے۔ یہ سن کر وہ دونوں مسکرانے لگے انہوں نے کہا یہ ایک (خاکم بدہن) مکار شخص ہے کہیں تمہیں عیسائیت سے بیزار نہ کر دے۔

ابونعیم نے خالد بن سعید سے وہ اپنے باپ اور وہ اپنے والد محترم سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ بکر بن وائل کا قافلہ ایام حج میں مکہ مکرمہ آیا۔ حضور ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا ان کے پاس جاؤ اور انہیں اسلام کی دعوت دو۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ان کے پاس آئے اور ان کو اسلام کی دعوت دی۔ انہوں نے کہا ہمارے سردار حارثہ کے آنے تک ہم اس پیغام میں غور و فکر نہیں کر سکتے۔ جب حارثہ آیا تو اس نے کہا ہمارے اور فارس کے مابین معرکہ بپا ہے۔ جب ہم اس جنگ سے فارغ ہوئے تو ہم آکر اس پیغام میں غور و فکر کریں گے جب وہ اور اہل فارس ذی قار کے مقام پر نبرد آزما ہوئے تو ان کے سردار نے ان سے پوچھا اس شخص کا نام کیا ہے۔ جو خود کو پیغمبر اسلام کہتا ہے۔ لوگوں نے بتایا اس کا نام محمد (فداہ روحی ﷺ) ہے۔ حارثہ نے کہا آج تمہارا نعرہ وہی ہے۔ اسی نعرہ کے صدقے وہ اہل فارس پر فتح یاب ہوئے۔ نبی محترم ﷺ نے فرمایا آج انہیں میرے صدقے اعانت ملی۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے بارگاہ رسالت میں ذی قار کے واقعہ کا ذکر کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا وہ پہلا دن تھا۔ جب عربی عجمیوں پر غالب آئے اور انہیں میرے صدقے فتح نصیب ہوئی۔

واقدی اور ابونعیم نے عبداللہ بن وابصہ عبسی سے وہ اپنے باپ اور وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ مقام منیٰ میں رسول مکرم ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور ہمیں اسلام کی دعوت دی۔ لیکن ہم نے آپ ﷺ کی

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

خلف کا دوست تھا۔ لوگوں نے ابی کو عقبہ کے ایمان لے آنے کے متعلق بتایا۔ وہ عقبہ کے پاس آیا اس نے کہا اے عقبہ! میں نے سنا ہے کہ تو بے دین ہو گیا ہے۔ اس نے کہا اللہ کی قسم! میں بے دین نہیں ہوا۔ بات یہ ہے کہ میرے گھر میں ایک شریف شخص آیا۔ اس نے کھانے سے انکار کر دیا۔ تاوقتیکہ میں توحید و رسالت کی گواہی دوں۔ مجھے شرم آئی کہ وہ کھانا کھائے بغیر میرے گھر سے چلا جائے۔ میں نے اس کا دل رکھنے کے لیے یہ شہادت دی۔ میں نے یہ شہادت دل سے نہیں دی۔ ابی نے عقبہ سے کہا تیرا چہرہ دیکھنا اس وقت تک مجھ پر حرام ہے جب تک تو محمد (ﷺ) کو روندتا نہیں ان پر (خاکم بدہن) تھوک نہیں پھینکتا اور ان کی آنکھوں کے درمیان تھپڑ نہ مارے (نعوذ باللہ منہ) عقبہ نے ابی سے یہ وعدہ کر لیا۔ عقبہ حضور ﷺ سے ملا اور اس نے یہ قبیح حرکت کی۔ حضرت ضحاک فرماتے ہیں جب عقبہ نے تھوکا تو اسکا تھوک حضور ﷺ کے رخ زیبا تک نہ پہنچا۔ بلکہ وہ آگ کا انگارہ بن کر عقبہ کے چہرے پر گرا اور اس کے چہرے کو جلا دیا۔ یہ نشان تادم مرگ اس کے چہرے پر رہا۔ قرآن پاک کی یہ آیت اسی کے متعلق نازل ہوئی:

وَ يَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰى يَدَيْهِ يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِي اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ سَبِيْلًا ﴿۲۷﴾ يٰوَيْلَتٰى لَيْتَنِيْ لَمْ اَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيْلًا ﴿۲۸﴾ لَقَدْ اَضَلَّنِيْ عَنِ الذِّكْرِ بَعْدَ اِذْ جَآءَنِيْ ؕ وَ كَانَ الشَّيْطٰنُ لِلْاِنْسَانِ خَذُوْلًا ﴿۲۹﴾ (الفرقان: ۲۷-۲۸)

''اور اس روز ظالم (فرط ندامت سے) کاٹے گا اپنے ہاتھوں کو (اور) کہے گا کاش! میں نے اختیار کیا ہوتا رسول (مکرم) کی معیت میں (نجات کا) راستہ۔ ہائے افسوس! کاش نہ بنایا ہوتا میں نے فلاں کو اپنا دوست۔''

حاکم نے حضرت رفاعہ بن رافع الزرقی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ چھ انصار کے اسلام لانے سے پہلے وہ اور ان کے خالہ زاد بھائی معاذ بن عفراء مکہ معظمہ کے لیے روانہ ہوئے۔ جب ہم مکہ پہنچے تو حضور ﷺ نے رفاعہ کو دیکھا اور انہیں اسلام کی دعوت دی۔ آپ ﷺ نے فرمایا آسمانوں، زمین اور پہاڑوں کو کس نے تخلیق کیا ہے؟ ہم نے کہا اللہ تعالیٰ نے۔ آپ ﷺ نے فرمایا تمہارا خالق کون ہے؟ ہم نے کہا اللہ تعالیٰ، آپ ﷺ نے پوچھا ان بتوں کو کس نے بنایا ہے؟ ہم نے کہا ہم نے ان کو تراشا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیا خالق عبادت کا زیادہ مستحق ہے یا کہ مخلوق۔ تم اس بات کے زیادہ سزاوار ہو کہ تمہاری پوجا کی جائے کیونکہ تم نے بتوں کو گھڑا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان بتوں سے زیادہ عبادت کا مستحق ہے جنہیں تم نے تراشا ہے۔ میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کی طرف دعوت دیتا ہوں۔ میں اس گواہی کی طرف دعوت دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور میں اس کا رسول ہوں۔ میں صلہ رحمی اور ترک ظلم کی دعوت دیتا ہوں۔ ہم نے کہا جس دین کی طرف آپ صلی اللہ علیک وسلم دعوت دے رہے ہیں اگر وہ باطل بھی ہو تو پھر بھی وہ بلند امور اور عمدہ اخلاق میں سے ہے۔ اس کے بعد میں بیت اللہ گیا اور خانہ کعبہ کا طواف کیا میں نے فال نکالنے کے لیے سات تیر نکالے پھر ان میں سے ایک تیر کھینچ لیا میں نے بارگاہ ایزدی سے دعا مانگی مولا! وہ پیغام جس کی طرف محمد ﷺ دعوت دے رہے ہیں۔ اگر حق ہے تو ساتوں مرتبہ اسی تیر کو نکال میں نے سات مرتبہ فال نکالی تو وہی تیر نکلا میں نے اسی وقت پڑھا: اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

عنہما سے روایت کیا ہے کہ قریش مکہ دارندوہ میں جمع ہوئے اور حضور ﷺ کے قتل پر اتفاق کیا حضرت جبرائیل امین بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ آپ صلی اللہ علیک وسلم آج رات اس جگہ شب بسر نہ فرمائیں جہاں آپ استراحت فرما ہوتے ہیں۔ انہوں نے آپ ﷺ کو قریش مکہ کی خفیہ سازش کے متعلق بھی بتایا اور مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کرنے کے لیے عرض کی۔

امام بیہقی نے ابن اسحاق سے روایت کیا ہے کہ شب ہجرت حضور ﷺ مشرکین مکہ کے پاس سے گذرے اس وقت وہ حضور ﷺ کے دروازے پر کھڑے تھے۔ حضور ﷺ کے دست مبارک میں مٹھی بھر مٹی تھی۔ آپ ﷺ نے اسے مشرکین کی طرف پھینکا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی مکرم ﷺ کو ان کی نگاہوں سے پوشیدہ کر دیا۔ اس وقت حضور ﷺ سورۃ یٰسین کی تلاوت کر رہے تھے۔

ابن سعد نے حضرت ابن عباس، حضرت علی، حضرت عائشہ صدیقہ، حضرت عائشہ بنت قدامہ اور حضرت سراقہ بن مالک بن جعشم رضی اللہ عنہم سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ اس وقت اپنے کاشانہ اقدس سے باہر تشریف لائے۔ جب مشرکین مکہ آپ ﷺ کے گھر کے دروازے پر بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ نے مٹھی بھر مٹی لی اور ان کے سروں پر پھینکی اور سورۃ یٰسین کی تلاوت فرمائی ایک پوچھنے والے نے مشرکین سے پوچھا تم کس کے منتظر ہو انہوں نے کہا ہم محمد (ﷺ) کا انتظار کر رہے ہیں۔ اس نے کہا وہ تو ابھی ابھی تمہارے پاس سے گذرے ہیں۔ یہ سن کر مشرکین نے کہا اللہ کی قسم! ہم نے تو انہیں نہیں دیکھا وہ کھڑے ہو کر اپنے سروں سے مٹی جھاڑنے لگے۔ حضور ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ غار ثور کی طرف تشریف لے گئے اور غار ثور میں داخل ہو گئے۔ مکڑے نے غار کے دہانے پر جالا تن دیا۔ قریش مکہ نے آپ ﷺ کی بہت جستجو کی حتی کہ وہ غار کے دہانے تک پہنچ گئے۔ ان میں سے ایک نے کہا یہ جالا تو محمد (ﷺ) کی ولادت سے بھی پہلے کا ہے۔ پھر وہ واپس پلٹ آئے۔

امام واقدی اور ابونعیم نے حضرت عائشہ بنت قدامہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا ہجرت کی رات میں گھر کی کھڑکی سے باہر نکلا۔ مجھے سب سے پہلے ابوجہل ملا۔ لیکن وہ مجھے اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو نہ دیکھ سکا۔ ہم اس کے پاس سے گذر گئے۔

امام بیہقی نے شہاب اور عروہ بن زبیر سے روایت کیا ہے کہ قریش مکہ نے حضور ﷺ کی جستجو کے لیے ہر جگہ سواروں کو بھیجا۔ انہوں نے کنوؤں اور چشموں کے مالکوں کے پاس بھی پیغام بھیجا اور آپ ﷺ کو گرفتار کرنے والے کے لیے بہت بڑا انعام مقرر کیا۔ قریش مکہ اس پہاڑ پر آ گئے جس میں وہ غار تھا۔ جس کے اندر حضور ﷺ اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ موجود تھے۔ وہ اس غار کے قریب آ گئے۔ نبی محترم ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کی آوازیں سنیں۔ حضرت ابوبکر صدیق ڈر گئے ان پر خوف و حزن کی کیفیت طاری ہو گئی۔ اس وقت حضور نبی محترم ﷺ نے ان سے فرمایا:

لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا ۚ (التوبہ: ۴۰) "غم نہ کرو اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے"۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دعوت پر لبیک نہ کہا ہمارے سردار میسرہ بن مسروق العبسی تھے۔ انہوں نے کہا میں اللہ کی قسم اٹھا کر کہتا ہوں کہ اگر یہ شخص ہم سے سچ کہہ رہے ہیں تو ہمیں چاہیے کہ ہم انہیں اپنے گاؤں لے جائیں اور سب سے عمدہ گھر میں جگہ دیں تو یہ بات ہم سب کے لیے بہت عمدہ ہے۔ میں قسم اٹھا کر کہتا ہوں ان کا معاملہ غالب ہو کر رہے گا۔ وہ ہر سو پھیل جائے گا۔ لیکن قوم نے انکار کر دیا اور وہ واپس آ گئے۔ میسرہ نے ہم سے کہا آؤ ہم فدک کے راستہ واپس جاتے ہیں۔ وہاں یہودی رہتے ہیں ہم ان سے اس شخص کے متعلق گفتگو کریں گے۔ راستہ میں انہیں یہودی ملے۔ انہوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق ان سے پوچھا انہوں نے اپنی کتاب کو سامنے رکھا اور اس مقام سے پڑھنے لگے جہاں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تذکرہ تھا۔ وہ لکھا ہوا تھا۔ "وہ نبی امی عربی ہوں گے وہ گدھے پر سواری فرمائیں گے۔ وہ نہ تو دراز قد ہوں گے نہ ہی کوتاہ قد، ان کے بال نہ گھنگریالے ہوں گے نہ بالکل سیدھے، ان کی آنکھوں میں سرخی ہوگی اور ان کی رنگت بہت عمدہ ہوگی۔"

جس شخص نے تمہیں دعوت دی ہے اگر اس کا حلیہ وہی ہے جو اس کتاب میں مذکور ہے تو پھر اس کی دعوت کو قبول کر لو۔ اور اس کے دین میں داخل ہو جاؤ۔ ہم تو اس شخص سے حسد کرتے ہیں اور اس کی اتباع نہیں کریں گے۔ ہماری اس شخص کے ساتھ بہت سی جنگیں ہوں گی۔ اہل عرب میں سے ہر شخص یا تو اس کی اتباع کرے گا یا پھر قتل ہو جائے گا۔ یہ گفتگو سن کر میسرہ نے کہا اے میری قوم! اب تو یہ معاملہ خوب واضح ہو چکا ہے۔ حجۃ الوداع کے سال میسرہ مشرف باسلام ہو گئے۔

ابونعیم اور امام واقدی نے ابن رومان اور عبداللہ بن ابی بکر وغیرہ سے روایت کیا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام "کندہ" میں ان کے ہاں تشریف لائے اور انہیں اسلام کی دعوت دی۔ لیکن انہوں نے انکار کر دیا۔ قوم کے ایک نوجوان نے کہا اے میری قوم! اس شخص کی طرف جلدی جلدی جاؤ قبل اس کے کہ تمہیں مجبوراً وہاں لے جایا جائے۔ اللہ کی قسم! اہل کتاب بیان کرتے ہیں کہ ایک نبی مکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام حرم سے ظہور فرمائیں گے۔ ان کا زمانہ قریب آ چکا ہے۔

ابونعیم نے عروہ سے روایت کیا ہے کہ جب عقبہ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انصار سے بیعت لی تو شیطان پہاڑ کی چوٹی پر بلند آواز سے چیخا اس نے کہا اے قوم قریش! یہ بنو اوس اور بنو خزرج ہیں۔ انہوں نے تمہارے ساتھ جہاد کرنے کا عہد کر لیا ہے۔ یہ صدا سن کر انصار گھبرا گئے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا یہ آواز تمہیں خوفزدہ نہ کر دے۔ یہ صدا اللہ کے دشمن نے لگائی ہے۔ وہ لوگ جن سے تم خوفزدہ ہو وہ اس کی آواز کو نہ سن سکیں گے۔ جب یہ بات قریش مکہ تک پہنچی تو وہ صحابہ کرام کے ساز و سامان کو روندنے کے لیے آئے۔ لیکن انہیں کوئی چیز دکھائی نہ دی وہ ناکام ہو کر واپس لوٹ گئے۔

ہجرت مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام میں رونما ہونے والے معجزات

امام بخاری نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ نبی محترم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مسلمانوں سے فرمایا مجھے تمہاری ہجرت گاہ خواب میں دکھائی گئی ہے۔ میں نے دو سنگلاخ چٹانوں کے درمیان کھجوروں والی زمین کو دیکھا ہے۔ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ ذکر فرمایا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ہجرت کے لیے تیاری کی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اے ابوبکر! ٹھہر جاؤ میں امید کرتا ہوں کہ مجھے بھی ہجرت کرنے کی اجازت دے دی جائے گی۔ امام بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ﷺ کے ساتھ تھے۔انہیں شدید پیاس محسوس ہوئی۔حضور ﷺ نے انہیں فرمایا غار کے منہ کے پاس جاؤ اور پانی پی لو۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ غار کے دھانے کے پاس آئے اور وہ پانی نوش فرمایا جو شہد سے زیادہ میٹھا دودھ سے زیادہ سفید اور کستوری سے زیادہ خوشبودار تھا۔ پھر وہ حضور ﷺ کے پاس آ گئے۔حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اس فرشتے کو حکم دیا جو جنت کی نہروں کا نگران تھا کہ وہ جنت الفردوس کی ایک نہر کو اس غار کے منہ پر جاری کر دے تا کہ تم پانی پی سکو۔

بعض غزوات میں ظہور پذیر ہونے والے معجزات

ارشادِ ربانی ہے:

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ (آل عمران: ۱۲۳) اِذْ تَسْتَغِيْثُوْنَ رَبَّكُمْ (الانفال: ۹) وَاِذْ يُرِيْكُمُوْهُمْ اِذِ الْتَقَيْتُمْ فِيْٓ اَعْيُنِكُمْ قَلِيْلًا (الانفال: ۴۴)

"اور بے شک مدد کی تھی تمہاری اللہ تعالیٰ نے (میدان) بدر میں۔ یاد کرو جب تم فریاد کر رہے تھے اپنے رب سے۔اور یاد کرو جب اللہ نے دکھایا تمہیں لشکرِ کفار جب تمہارا مقابلہ ہوا تمہاری نگاہوں میں قلیل۔"

امام بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ اہل مکہ کا ایک کارواں شام سے آ رہا تھا۔ جب اہل مدینہ کو اس کی خبر پہنچی تو وہ کارواں کے تعاقب میں نکلے۔ان کے ساتھ رسول مکرم ﷺ بھی تھے۔ جب اہل مکہ کو یہ خبر ملی کہ صحابہ کرام قافلہ کے تعاقب میں روانہ ہو چکے ہیں۔تو وہ بڑی سرعت سے نکلے تا کہ اپنے قافلہ کی مدد کر سکیں اور نبی محترم ﷺ اور صحابہ کرام اس قافلہ پر غلبہ نہ پا سکیں۔لیکن وہ قافلہ مسلمانوں کی دسترس سے باہر نکل گیا۔ اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ تھا کہ وہ مسلمانوں کو دونوں گروہوں میں سے ایک پر غلبہ عطا کرے گا۔مسلمانوں کے لیے اہل کارواں کے ساتھ نبرد آزما ہونا آسان بھی تھا۔ان کی خواہش بھی یہی تھی اور وہ قافلہ مال غنیمت سے بھی بھرا ہوا تھا۔ جب وہ قافلہ نکل گیا اور مسلمان اس تک نہ پہنچ سکے تو مسلمانوں نے کفار مکہ کا ارادہ کیا۔لیکن ان کی طرف قصد کرنا مسلمانوں کے لیے اتنا پسندیدہ نہ تھا۔حضور ﷺ اور صحابہ کرام مقام بدر پر خیمہ زن ہوئے۔صحابہ کرام اور پانی کے چشمہ کے مابین ریت کا ایک ٹیلہ تھا۔مسلمانوں میں شدید کمزوری کا احساس پیدا ہوا۔شیطان نے بھی ان کے دلوں میں وسوسہ سازی شروع کی کہ تم یہ گمان کرتے ہو کہ تم اللہ کے دوست ہو اور تم میں اس کے رسول ﷺ موجود ہیں۔اب مشرکین پانی پر قابض ہو چکے ہیں اور تمہاری کیفیت بہت کمزور ہے۔ اللہ رب العزت نے شدید بارش نازل فرمائی۔ جس سے مسلمانوں نے جی بھر کر پانی پیا اور پاکیزگی حاصل کی۔ اللہ تعالیٰ نے ان سے شیطان کے اثرات زائل فرمائے۔ بارش سے ریت ہموار ہو گئی۔لوگوں کے لیے اور ان کی سواریوں کے لیے اس پر چلنا آسان ہو گیا وہ اس ریت پر چل کر مشرکین کے ساتھ معرکہ آزما ہونے کے لیے گئے۔ اللہ تعالیٰ نے نبی مکرم ﷺ اور مسلمانوں کی ایک ہزار ملائکہ سے مدد فرمائی۔ آپ ﷺ کے ایک پہلو میں حضرت جبرائیل امین پانچ سو ملائکہ لیے حاضر تھے۔ جب کہ دوسرے پہلو میں حضرت میکائیل پانچ سو فرشتے لیے کھڑے تھے۔شیطان بھی اپنے لشکر سمیت وہاں آ گیا شیطان سراقہ بن مالک کی شکل میں متشکل تھا۔ شیطان نے مشرکین سے کہا، آج تم پر کوئی بھی غلبہ نہیں پا سکتا۔ میں تمہارا

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضور ﷺ نے دعا فرمائی اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر سکون نازل فرمایا۔

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے انہیں بیان فرمایا کہ میں غار میں حضور ﷺ کے ساتھ تھا۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم اگر ان میں سے کوئی اپنے پاؤں کی طرف دیکھ لے تو ان کی نظر ہم پر پڑ سکتی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے ابوبکر! ان دونوں کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے۔ جن کے ساتھ تیسرا اللہ ہو۔

ابونعیم نے حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو دیکھا جو غار میں جھانک رہا تھا۔ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم وہ ہمیں دیکھ لے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں وہ ہمیں نہیں دیکھ سکتا۔ ملائکہ نے اپنے پروں کے ساتھ ہمیں چھپا رکھا ہے۔ کچھ دیر بعد وہ شخص ہماری طرف منہ کر کے پیشاب کرنے لگا۔ حضور ﷺ نے فرمایا اے ابوبکر! اگر یہ تمہیں دیکھ لیتا تو پھر وہ یہ حرکت نہ کرتا۔

امام احمد، ابونعیم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ مشرکین مکہ نے ایک رات باہم مشاورت کی ایک شخص نے کہا صبح کے وقت نبی کریم ﷺ کو زنجیروں کے ساتھ باندھ دیا جائے۔ بعض نے آپ ﷺ کو قتل کرنے کی تجویز دی۔ بعض نے آپ ﷺ کو مکہ معظمہ سے نکال دینے کے لیے کہا اللہ تعالیٰ نے ان کی اس خفیہ سازش کے متعلق اپنے حبیب لبیب ﷺ کو آگاہ فرمایا۔ حضور ﷺ اس رات اپنے کاشانہ اقدس سے نکل کر غار حرا میں تشریف لے گئے۔ صبح کے وقت قریش مکہ نے آپ ﷺ کے نقش پا کا تعاقب کیا۔ لیکن جب وہ اس پہاڑ پر پہنچے تو ان کے لیے وہ نقش خلط ملط ہو گیا۔ وہ پہاڑ کے اوپر چڑھ گئے اور غار ثور کے پاس سے گذر گئے۔ انہوں نے غار کے دہانے پر ایک مکڑے کا جالا دیکھا۔ اسے دیکھ کر انہوں نے کہا کہ اگر محمد ﷺ اس غار میں ہوتے تو اس کے دہانے پر جالا نہ ہوتا۔

ابن سعد نے حضرت انس رضی اللہ عنہ وغیرہ سے روایت کیا ہے کہ قریش مکہ نے غار کے منہ پر دو کبوتروں کو دیکھا انہیں محسوس ہوا کہ غار کے اندر کوئی آدمی نہیں ہے۔

امام بخاری نے حضرت سراقہ بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ میں حضور ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تلاش میں نکلا۔ جب میں ان کے قریب ہوا تو میرے گھوڑے نے مجھے نیچے گرا دیا۔ میں اٹھا اور اپنے گھوڑے پر سوار ہو گیا میں نے حضور ﷺ کو قرأت کرتے ہوئے سنا۔ آپ ﷺ میری طرف بالکل توجہ نہیں فرما رہے تھے۔ جبکہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بار بار میری طرف دیکھ رہے تھے۔ اچانک میرا گھوڑا زمین کے اندر دھنس گیا۔ میں گھوڑے سے نیچے اترا اس کو ڈانٹا لیکن اس کے پاؤں زمین سے نہ نکل سکے۔ جب گھوڑا سیدھا کھڑا ہوا تو اس کے پاؤں سے بہت زیادہ گرد و غبار نکلا۔ میں نے حضور ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو آواز دے کر امان طلب کی۔ وہ دونوں رک گئے۔ یہ بڑا عجیب واقعہ دیکھ کر مجھے یقین ہو گیا کہ عنقریب حضور ﷺ غالب ہو جائیں گے۔

ابن عساکر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ غار ثور میں حضور

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

انہیں مشرکین کی طرف پھینکا۔ اللہ تعالیٰ نے ان چند سنگریزوں کو تعداد میں زیادہ کر دیا۔ وہ کنکریاں ہر مشرک آدمی کی آنکھوں میں پڑیں۔ وہ جدھر بھی جاتے انہیں ان کنکریوں کا سامنا کرنا پڑتا۔

ابونعیم نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ غزوۂ بدر کے دن وہ کنکریاں آسمان سے آئی تھیں۔ میں نے ان کے گرنے کی آواز کو سنا ایسے محسوس ہوتا تھا کہ وہ کنکریاں کسی طشت میں گری ہوں۔ جب دو افواج باہم صف آرا ہوئیں تو آپ ﷺ نے وہ کنکریاں مشرکین کی طرف پھینکیں اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد اسی کے متعلق ہے:

وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ رَمَىٰ (الانفال: ۱۷)

اور (اے محبوب!) نہیں پھینکی آپ نے (وہ مشت خاک) جب آپ نے پھینکی۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے پھینکی۔"

حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے بھی اسی قسم کی روایت منقول ہے۔ امام واقدی اور امام بیہقی نے نوفل بن معاویہ الدیلی سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ غزوۂ بدر کے دن ہمیں شکست ہوئی۔ ہمیں ایسی آواز سنائی دے رہی تھی۔ گویا کہ کنکریاں کسی طشت میں گر رہی ہوں اس آواز سے ہم مرعوب ہو گئے۔ امام بیہقی نے صحیح سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ غزوۂ بدر کے دن مشرکین کو ایک خطرناک آندھی نے گھیر لیا۔

ابن اسحٰق، حاکم اور امام بیہقی نے حضرت عبداللہ بن ثعلبہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ غزوۂ بدر کے دن ابوجہل نے فتح کی دعا مانگی جب دونوں لشکر نبرد آزما ہوئے تو اس نے کہا اے میرے مولا! انہوں (مسلمانوں) نے ہمارے ساتھ قطع رحمی کی ہے اور ایک ایسا دین لے کر آئے ہیں جس سے ہم نا آشنا ہیں۔ مولا انہیں کل ذلیل فرما۔ پھر وہ اسی دن خود واصل جہنم ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان اسی واقعہ کے متعلق ہے:

إِن تَسْتَفْتِحُوا فَقَدْ جَاءَكُمُ الْفَتْحُ (الانفال: ۱۹)

"(اے کفار!) اگر تم فیصلہ کے طلبگار تھے تو (لو) آ گیا تمہارے پاس فیصلہ۔"

امام بیہقی نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ درج ذیل آیت کے نزول کے فوراً بعد ہی مشرکین کو غزوۂ بدر میں ذلیل ہونا پڑا۔

وَذَرْنِي وَالْمُكَذِّبِينَ أُولِي النَّعْمَةِ وَمَهِّلْهُمْ قَلِيلًا (المزمل: ۱۱)

"آپ چھوڑ دیں مجھے اور جھٹلانے والے مال داروں کو اور انہیں تھوڑی سی مہلت دیں۔"

امام بیہقی اور ابن ابی دنیا نے امام شعبی سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے نبی مکرم ﷺ سے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میں بدر کے مقام سے گذرا میں نے ایک شخص کو دیکھا جو زمین سے نکلتا تھا۔ دوسرا شخص اس کو گرز سے مارتا تھا۔ پہلا شخص زمین میں چلا جاتا وہ جب بھی زمین سے باہر نکلنا چاہتا دوسرا شخص اس کو گرز مارتا۔ آپ ﷺ نے فرمایا وہ ابوجہل ہے۔ وہ قیامت تک اسی عذاب میں مبتلا رہے گا۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

معاون و مددگار ہوں۔ جب صف بندی ہوئی تو ابو جہل نے کہا اے بار الہ! ہم میں سے جو حق کے قریب تر ہے اس کی مدد فرما۔ حضور ﷺ نے بھی دعا کے لیے اپنے ہاتھ مبارک بلند فرمائے اور عرض کی اے میرے رب! اگر یہ گروہ ہلاک ہو گیا تو تیری پوجا کبھی بھی نہیں کی جائے گی۔

حضرت جبرائیل امین نے عرض کی اے اللہ کے رسول! صلی اللہ علیک وسلم مٹھی بھر مٹی لیں اور اسے مشرکین کی طرف پھینکیں۔ آپ ﷺ نے ایسے ہی کیا۔ ہر مشرک کی آنکھوں، نتھنوں اور منہ میں وہ مٹی پہنچی اور وہ پیٹھ پھیر کر بھاگ گئے۔

امام بیہقی نے ابن شہاب اور عروہ کی سند سے روایت کیا ہے کہ غزوۂ بدر کے دن اللہ تعالیٰ نے بارش نازل فرمائی۔ جس سے مشرکین کو شدید مصائب کا سامنا کرنا پڑا اور انہیں چلنے میں سخت دشواری ہوئی مسلمانوں کے لیے یہ بارش باران رحمت ثابت ہوئی ان کے لیے ریت پر چلنا آسان ہو گیا اور آسانی سے خیمہ زن ہوئے حضور ﷺ نے فرمایا انشاء اللہ ان مشرکین کی قتل گاہیں یہ یہ ہیں۔

ابن سعد نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اس روز مسلمان نیند سے اونگھ رہے تھے۔ وہ ایک بلند ٹیلے پر خیمہ زن ہوئے آسمان سے ابر کرم برسا، جس سے وہ ٹیلہ صاف ہو گیا۔ مسلمانوں کے لیے اس پر چلنا آسان ہو گیا۔ اس وقت یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی:

اِذْ یُغَشِّیْكُمُ النُّعَاسَ اَمَنَةً (الانفال:۱۱) ''یاد کرو جب اللہ نے ڈھانپ دیا تمہیں غنودگی سے تاکہ باعث تسکین ہو اس کی''

ابن سعد، ابن راہویہ، ابن منیع اور امام بیہقی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ غزوۂ بدر کے دن مشرکین ہمیں کم نظر آرہے تھے۔ میں نے ایک شخص سے پوچھا کیا تمہیں ستر کے لگ بھگ دکھائی دے رہے ہیں۔ اس نے کہا مجھے وہ ایک سو کے لگ بھگ دکھائی دے رہے ہیں۔ ہم نے مشرکین کے ایک شخص کو گرفتار کر لیا اس سے پوچھا تم تعداد میں کتنے ہو اس نے کہا ایک ہزار۔

امام بیہقی نے حضرت عروہ اور حضرت ابن شہاب کی سند سے روایت کیا ہے کہ غزوۂ بدر کے دن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب استراحت فرما ہونے لگے تو آپ ﷺ نے صحابہ کرام سے فرمایا اس وقت تک جنگ شروع نہ کرنا جب تک میں تمہیں اجازت نہ دوں۔ حضور ﷺ سو گئے خواب میں آپ ﷺ کو مشرکین تعداد میں کم دکھائے گئے اسی طرح مشرکین کو مسلمان بھی تعداد میں کم دکھائے گئے تاکہ وہ ایک دوسرے کو قتل کرنے میں رغبت کریں۔

امام احمد، الطبرانی اور امام بیہقی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ غزوۂ بدر کے دن ہم رسول کریم ﷺ کی پناہ میں مشرکین سے بچے رہے۔ حضور ﷺ تمام لوگوں سے زیادہ بہادر تھے۔ آپ ﷺ مشرکین کے سب سے زیادہ قریب تھے۔

امام بیہقی اور ابو نعیم نے موسیٰ بن عقبہ اور عروہ کی سند سے روایت کیا ہے کہ رسول مکرم ﷺ نے مٹھی بھر سنگریزے لیے اور

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ ۙ مَّا لَهٗ مِنْ دَافِعٍ ۙ (الطور: ۷۔۸)

"یقیناً آپ کے رب کا عذاب واقع ہو کر رہے گا۔ اسے کوئی ٹالنے والا نہیں۔"

یہ آیت سن کر مجھے محسوس ہوا کہ میرا دل ابھی پارہ پارہ ہو جائے گا۔

غزوۂ احد میں رونما ہونے والے معجزات

حاکم نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب مسلمان غزوۂ احد کے دن انتشار کا شکار ہوئے تو میں نے کہا میں آج اپنے نفس کو قربان کر دوں گا۔ یا تو مقام شہادت پر فائز ہو جاؤں گا یا پھر رسول کریم ﷺ سے ملاقات کروں گا۔ میں اسی کیفیت میں تھا کہ میں نے ایک شخص کو دیکھا وہ نقاب پوش تھا۔ میں نہیں جانتا تھا کہ وہ کون تھا۔ مشرکین اس شخص کی طرف متوجہ ہوئے میں نے کہا مشرکین ابھی اس شخص کو پکڑ لیں گے۔ اس شخص نے اپنے ہاتھ میں کنکریاں لیں اور انہیں مشرکین کی طرف پھینکا۔ جونہی کنکریاں ان کے چہروں پر پڑیں وہ الٹے پاؤں بھاگ گئے حتیٰ کہ وہ پہاڑ کے پاس آ کر رکے۔ اس شخص نے یہ عمل کئی مرتبہ کیا میں نہیں جانتا کہ وہ شخص کون تھا۔ میرے درمیان اور اس شخص کے درمیان حضرت مقداد رضی اللہ عنہ تھے۔ میں حضرت مقداد سے اس شخص کے متعلق پوچھنا ہی چاہتا تھا کہ انہوں نے کہا اے سعد! وہ رسول مکرم ﷺ ہیں آپ کو یاد فرما رہے ہیں۔ میں نے کہا آپ ﷺ کہاں ہیں۔ انہوں نے حضور ﷺ کی طرف اشارہ کیا میں فوراً اٹھا مجھے ایسے محسوس ہوتا تھا کہ مجھے کوئی تکلیف نہیں ہے۔ آپ ﷺ نے مجھے اپنے سامنے بٹھایا میں نے تیراندازی شروع کی میں نے دعا مانگی اے میرے مالک! یہ تیر تیرا ہی ہے اس کو دشمن پر مار حضور ﷺ نے عرض کی مولا! سعد کی دعا کو قبول فرما۔ اس کے تیر نشانے پر لگا اس کے بعد حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی ہر دعا قبول ہوتی تھی۔ بعض روایات میں ہے کہ حضور نبی محترم ﷺ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے کہا اے سعد! مشرکین کا منہ پھیر دو۔ حضرت سعد نے رضی اللہ عنہ نے ترکش سے تیر نکالا یہ بالکل وہی تیر تھا۔ جو میں پہلے پھینک چکا تھا۔ میں نے اسے دشمن پر پھینکا اور اسے ہلاک کر دیا۔ پھر میں نے ایک اور تیر نکالا وہ بھی بالکل پہلے تیر کی طرح تھا۔ میں نے اسے بھی پھینک کر ایک اور شخص کو واصل جہنم کیا۔ دشمن اپنی جگہ سے پیچھے ہٹ گئے میں نے کہا یہ تو ایک مبارک تیر ہے۔ وہ تیر ہمیشہ میرے ترکش میں رہتا۔ پھر وہ تیر حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے بعد ان کے بیٹوں کے پاس رہا۔

ابن اسحاق بیان کرتے ہیں کہ امام زہری نے بیان کیا ہے کہ قریش مکہ ایک بلند پہاڑ پر چڑھ گئے۔ حضور ﷺ نے عرض کی مولا! وہ ہم سے بلند مقام حاصل نہ کر سکیں۔ حضرت عمر بن خطاب اور کچھ مہاجرین رضی اللہ عنہم نے مشرکین کے ساتھ جہاد کیا۔ حتیٰ کہ وہ سب اس پہاڑ سے واپس آ گئے۔

ابن اسحاق نے عبداللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم سے روایت کیا ہے کہ جب ابوسفیان غزوۂ احد کے بعد واپس جا رہا تھا۔ تو راستہ میں اسے عبدالقیس کا وفد ملا وہ مدینہ طیبہ جا رہے تھے۔ ابوسفیان نے ان سے کہا محمد (ﷺ) کو میرا پیغام پہنچا دینا کہ ہم اپنے ساتھیوں سمیت واپس آئیں گے اور انہیں تباہ و برباد کر دیں گے۔ جب وہ قافلہ رسول مکرم ﷺ کے

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ابن ابی دنیا اور الطبرانی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ اسی اثناء میں کہ میں مقام بدر کے قریب سے گذر رہا تھا کہ اچانک ایک شخص ایک گڑھے میں سے نکلا اس کے گلے میں ایک زنجیر تھی۔ اس نے مجھے پکارا اے عبداللہ! میں نہیں جانتا کہ وہ میرا نام جانتا تھا۔ یا کہ اس نے اہل عرب کے انداز تکلم سے مجھے خطاب کیا۔ اسی گڑھے سے ایک اور شخص نکلا اس کے ہاتھ میں درہ تھا۔ اس نے مجھے صدا دی اے عبداللہ! اسے پانی نہ پلانا یہ کافر ہے۔ پھر وہ اسے درے سے مارنے لگا۔ حتی کہ وہ اس گڑھے میں واپس چلا گیا۔ میں بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اور آپ ﷺ کو اس واقعہ کی خبر دی۔ آپ ﷺ نے مجھے فرمایا کیا تو نے واقعی اس شخص کو دیکھا ہے۔ میں نے کہا ہاں، آپ ﷺ نے فرمایا وہ اللہ کا دشمن ابو جہل ہے اور اس کو تا قیامت اسی عذاب میں مبتلا رکھا جائے گا۔

امام بیہقی نے ابن شہاب اور عروہ کی سند سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے غزوۂ بدر کے بعد تمام مشرکین اور منافقین کو رسوا کر دیا۔ مدینہ طیبہ کے ہر منافق اور ہر یہودی نے اس واقعہ کے بعد اپنے سر کو جھکا لیا تھا۔ یہ دن ''یوم الفرقان'' ہے۔ اسی دن ایمان اور شرک کے درمیان فرق ہوا تھا۔ یہود نے کہا ہمیں یقین آ گیا ہے کہ یہ وہی نبی مکرم ﷺ ہیں۔ جن کے اوصاف تورات میں موجود ہیں۔ اللہ کی قسم! یہ جس سمت بھی علم بلند فرمائیں گے کامیابی ان کے قدم چومے گی۔

ابن سعد نے عکرمہ سے روایت کیا ہے کہ غزوۂ بدر کے دن حضور ﷺ اپنے صحابہ کرام میں تشریف فرما تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس جنت کی طرف بڑھو جس کی چوڑائی آسمان اور زمین جتنی ہے اور جو متقین کے لیے تیار کی گئی ہے۔ حضرت عمیر بن الحمام رضی اللہ عنہ نے کہا واہ واہ! آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پوچھا اے عمیر! تو نے واہ واہ کیوں کہا ہے۔ انہوں نے عرض کی مجھے بھی اہل جنت میں سے ہونے کی امید پیدا ہو گئی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے عمیر تو جنتی ہے۔ یہ مژدۂ جانفزا سن کر انہوں نے اپنی کھجوریں منہ میں ڈال لیں اور انہیں جلدی جلدی چبانے لگے پھر کہنے لگے اللہ کی قسم! اگر میں ان کے چبانے تک زندہ رہا تو پھر یہ ایک لمبی زندگی بن جائے گی انہوں نے اسی وقت کھجوریں پھینک دیں اور خوب جہاد کیا حتی کہ شہادت سے سرخرو ہو گئے۔

امام بیہقی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے غزوۂ بدر کے قیدیوں کے متعلق فرمایا اے میرے صحابہ! اگر چاہو تو انہیں قتل کر دو اور اگر چاہو تو فدیہ لے کر انہیں رہا کر دو۔ اس فدیہ سے لطف اندوز ہو جاؤ اور ان کی تعداد کے مطابق شہادت کے مرتبہ پر فائز ہو جاؤ۔ صحابہ کرام نے فدیہ پسند کیا اور ان میں سے بعد (احد) میں ستر صحابہ رتبہ شہادت پر فائز ہوئے کیونکہ بدر کے قیدیوں کی تعداد ستر تھی۔ آخری قیدی ثابت بن قیس تھے۔ جو جنگ یمامہ میں شہید ہوئے تھے۔

ابو نعیم نے حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ غزوۂ بدر کے قیدیوں کے متعلق گفتگو کرنے کے لیے میں بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اس وقت حضور ﷺ امامت کروا رہے تھے۔ میں نے سنا آپ ﷺ اس آیت کی تلاوت کر رہے تھے:

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ساتھ صلح کرلوں اور بنی نضیر کو ان کے گھروں میں بھیج دوں اور ان کے اموال بھی انہیں واپس کر دوں۔ حضرت نعیم رضی اللہ عنہ بنوغطفان کے پاس گئے اور کہنے لگے میں تمہارا خیر خواہ بن کر آیا ہوں۔ میں یہودیوں کے مکروفریب سے آگاہ ہو چکا ہوں۔ جان لو کہ محمد عربی ﷺ نے کبھی جھوٹ نہیں بولا میں نے سنا ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمار ہے تھے کہ بنی قریظہ نے آپ ﷺ سے صلح کر لی ہے۔ اس شرط پر کہ آپ ﷺ بنی نضیر کو ان کے گھر بھیج دیں اور ان کے اموال واپس کر دیں۔

ابونعیم فرماتے ہیں کہ اس واقعہ میں اس بات کی دلیل ہے کہ ان کے مسلمان اور کافر دونوں خوب جانتے تھے کہ محمد مصطفیٰ ﷺ سچے ہیں۔ انہوں نے کبھی جھوٹ نہیں بولا۔

امام طحاوی نے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے غزوۂ خندق کے دن نبی محترم ﷺ کے لیے سورج کو روک دیا۔ جب آپ ﷺ نماز عصر ادا نہ کر سکے یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا۔ اللہ رب العزت نے سورج کو لوٹا دیا۔ حتی کہ حضور ﷺ نے نماز عصر ادا فرمائی۔ امام نووی شرح مسلم میں فرماتے ہیں کہ اس روایت کے تمام راوی ثقہ ہیں۔

غزوۂ بنی قریظہ میں حضور ﷺ کے معجزات

ابن سعد نے یزید بن رومان اور عاصم بن عمرو سے روایت کیا ہے۔ جب سپہ سالار اعظم ﷺ نے بنوقریظہ کے قلعوں کا محاصرہ فرمایا تو کعب بن سعد نے بنی قریظہ سے کہا اے قوم یہود! اس شخص کی پیروی کرلو قسم بخدا! یہ نبی ہیں یہ بات تمہارے لیے عیاں ہو چکی ہے کہ وہ نبی مرسل ہیں۔ یہ وہی ہیں جن کے اوصاف تمام کتب میں موجود ہیں۔ یہ وہی ہیں جن کی بشارت حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دی تھی۔ تم ان کے اوصاف جانتے ہو۔ انہوں نے کہا یہ وہی ہیں لیکن ہم تورات کے حکم سے جدا نہیں ہو سکتے۔

ابن سعد نے ثعلبہ بن ابی مالک سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ثعلبہ، اسید اور اسد بن عبید نے کہا اے بنوقریظہ! اللہ کی قسم! تم خوب جانتے ہو کہ وہ اللہ رب العزت کے رسول ہیں۔ ان کے جمیع اوصاف ہمارے پاس موجود ہیں۔ ہمارے علماء ان کے ہی اوصاف ہم سے بیان کرتے ہیں۔ بنونضیر کے علماء بھی ان کی خوبیاں بیان کرتے ہیں۔ یہ حی بن اخطب جو یہودیوں کے راہبر و راہنما ہیں۔ انہوں نے بھی ہم کو ان کے متعلق بتایا ہے۔ ابن ہیبان جو تمام لوگوں سے سچے تھے۔ انہوں نے بھی وقت مرگ ان کی خبر دی ہے۔ یہ سن کر یہودیوں نے کہا ہم تورات کے احکام کو نہیں چھوڑ سکتے۔ جب ان تینوں نے اپنی قوم کا مسلسل انکار دیکھا تو وہ اس رات قلعے سے نیچے اترے اور اسلام کے دامن سے وابستہ ہو گئے۔ جس رات کی صبح کو بنو قریظہ کو مجبوراً اس قلعے سے نیچے اتارا گیا۔

غزوۂ خیبر میں رونما ہونے والے معجزات

امام حاکم اور امام بیہقی نے شداد بن ہاد سے روایت کیا ہے کہ عرب میں ایک بدو نے اسلام قبول کیا اور ہجرت کی۔ جب غزوۂ خیبر کا کارزار گرم ہوا اور حضور ﷺ نے مال غنیمت حاصل کیا تو آپ ﷺ نے وہ مال صحابہ کرام میں تقسیم فرمایا اس بدو کو بھی اس کا حصہ عطا فرمایا اس نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میں نے آپ کی پیروی اس مال کی وجہ سے نہیں

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پاس سے گذرا تو اس وقت آپ ﷺ ابوسفیان کے لشکر کا تعاقب کر رہے تھے۔ وفد عبدالقیس نے آپ ﷺ کو ابوسفیان کا پیغام دیا۔ حضور ﷺ اور صحابہ کرام نے فرمایا: حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ (آل عمران: ۱۷۳)

''ہمیں اللہ تعالیٰ کافی ہے اور وہ کتنا اچھا وکیل ہے۔''

اسی وقت ان آیات کا نزول ہوا:

قَالَ لَهُمُ النَّاسُ .... (آل عمران: ۱۷۳)

غزوۂ احزاب میں ظہور پذیر ہونے والے معجزات

امام بیہقی نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَاْتِكُمْ مَّثَلُ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ ؕ مَسَّتْهُمُ الْبَاْسَآءُ وَالضَّرَّآءُ (البقرۃ: ۲۱۴)

''کیا تم خیال کر رہے ہو کہ (یونہی) داخل ہو جاؤ گے جنت میں حالانکہ نہیں گزرے تم پر وہ حالات جو گزرے ان لوگوں پر جو تم سے پہلے ہوئے پہنچی انہیں سختی اور مصیبت''

وَلَمَّا رَاَ الْمُؤْمِنُوْنَ الْاَحْزَابَ ۙ قَالُوْا هٰذَا مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَصَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ (الاحزاب: ۲۲)

''(منافقین کا حال آپ پڑھ چکے) اور جب ایمان والوں نے (کفار کے) لشکروں کو دیکھا تو (فرط جوش سے) پکار اٹھے یہ ہے وہ لشکر جس کا وعدہ ہم سے اللہ اور اس کے رسول نے فرمایا تھا اور سچ فرمایا تھا اللہ اور اس کے رسول نے۔''

ابونعیم اور ابن حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ غزوۂ احزاب کی رات شمالی ہوا جنوبی ہوا کی طرف آئی اور اس سے کہنے لگی تو رواں دواں ہو جا اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مکرم ﷺ کی مدد کر۔ جنوبی ہوا نے کہا ''حرہ'' رات کے وقت نہیں چلتی اللہ تعالیٰ نے مشرکین پر ''صبا'' کو بھیجا۔ اس نے ان کی آگ کو بجھا دیا اور ان کے خیموں کو اکھیڑ پھینکا۔ حضور ﷺ نے فرمایا میری مدد ''صبا'' کے ذریعے کی گئی ہے۔ جبکہ قوم عاد کو ''دبور'' کے ذریعے ہلاک کیا گیا۔

ابونعیم نے حضرت عروہ اور حضرت ابن شہاب سے روایت کیا ہے کہ حضرت نعیم بن مسعود رضی اللہ عنہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ قریش مکہ آپ ﷺ کے خلاف جنگ کرنے کے انتظامات کر رہے ہیں۔ انہوں نے بنوقریظہ کی طرف پیغام بھیجا ہے کہ ان کا محاصرہ طویل ہو گیا ہے اور سامان رسد بھی ختم ہونے کے قریب ہے۔ ہم محمد (ﷺ) اور آپ کے صحابہ کرام سے جلد از جلد معرکہ آزما ہونا چاہتے ہیں اور ان سے چھٹکارا حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ بنوقریظہ نے ان کی طرف پیغام بھیجا کہ تمہاری رائے بہت عمدہ ہے۔ اگر تم چاہو تو کوئی چیز بطور رہن رکھ دو جو تمہیں میدان جنگ میں لڑائی کرنے پر مجبور کرے۔ حضور نبی محترم ﷺ نے حضرت نعیم رضی اللہ عنہ سے فرمایا بنوقریظہ نے میری طرف پیغام بھیجا ہے کہ میں ان

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

میں نے سلام سے پوچھا کیا وہ ساری زمین کے مالک بن جائیں گے۔ اس نے کہا ہاں مجھے تورات کی قسم! وہ ساری زمین پر تسلط جمالیں گے۔

امام مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب حضور ﷺ خیبر سے واپس عازم سفر ہوئے تو ساری رات سفر پر رواں دواں رہے۔ رات کے آخری حصہ میں ہم پر نیند غالب ہوگئی۔ آپ ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا آج رات ہمارے لیے پہرہ دو۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ پر نیند کا غلبہ ہوگیا۔ انہوں نے اپنے کجاوے کے ساتھ ٹیک لگائی اور سو گئے۔ حضور ﷺ اور صحابہ میں سے کوئی بھی بیدار نہ ہوا۔ حتی کہ سورج کی کرنیں ان پر پڑنے لگیں۔

امام بیہقی نے زید بن اسلم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے اوپر مذکورہ قصہ کے متعلق حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا حضرت بلال کھڑے ہو کر نماز ادا کر رہے تھے کہ شیطان ان کے پاس آیا اور ان کو تھپکی دینے لگا وہ انہیں تھپکی دے کر پر سکون کرنے لگا جس طرح کہ بچے کو تھپکی دے کر سلایا جاتا ہے حتی کہ وہ سو گئے۔ پھر حضور ﷺ نے حضرت بلال کو بلایا انہوں نے بھی اسی طرح بیان کیا جس طرح نبی محترم ﷺ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بیان فرما چکے تھے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے تمام واقعہ سن کر عرض کی میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیک وسلم اللہ کے رسول ہیں۔

امام واقدی نے محمد بن سہل ابن ابی خیثمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب حضور ﷺ نے خیبر کے مقام پر اہل شق سے جہاد فرمایا تو اس وقت ان کے پاس کئی قلعے تھے۔ وہ قلعہ مزار میں قلعہ بند ہوگئے۔ اور اس کی حفاظت کی پوری کوشش کی۔ حتی کہ ایک تیر رسول مکرم ﷺ کے کپڑوں پر آ کر لگا۔ حضور نبی محترم ﷺ نے مٹھی بھر کنکریاں لیں اور انہیں ان کے قلعے کی طرف پھینکا۔ ان کنکریوں سے قلعہ لرز اٹھا اور وہ زمین میں دھنسنے لگا۔ یہاں تک کہ مسلمان وہاں پہنچ گئے۔ انہوں نے قلعہ کے مکینوں کو گرفتار کر لیا۔

فتح مکہ کے دن رونما ہونے والے معجزات

ابن اسحاق، ابن راہویہ، حاکم اور امام بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ فتح مکہ کے دن حضور ﷺ عازم سفر ہوئے۔ آپ ﷺ مرالظہر ان کے مقام پر خیمہ زن ہوئے۔ آپ ﷺ کے ساتھ دس ہزار صحابہ کرام تھے۔ قریش مکہ کو حضور ﷺ کے متعلق کوئی خبر نہ تھی کہ آپ ﷺ کے ارادے کیا ہیں۔

حاکم اور امام بیہقی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے نبی محترم ﷺ کے ساتھ گفتگو کی۔ رعب و دبدبہ کی وجہ سے اس پر کپکپی طاری ہوگئی۔ حضور ﷺ نے فرمایا، نہ گھبراؤ میں ایک قریشی خاتون کا بیٹا ہوں وہ خاتون قدید بڑے شوق سے کھایا کرتی تھیں۔

امام بیہقی نے قیس بن ابی حازم سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا میں کوئی بادشاہ نہیں ہوں۔ میں تو اس عورت کا بیٹا ہوں جو قدید کے ٹکڑے کھایا کرتی تھی۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کی میں نے تو آپ کی اتباع صرف اس لیے کی ہے کہ دشمن کا تیر میرے حلق پر لگے اور میں شہادت سے سرخرو ہو جاؤں اور میں جنت میں داخل ہو جاؤں۔ حضور ﷺ نے فرمایا اگر تو سچ بول رہا ہے تو اللہ تعالیٰ تیری اس آرزو کو پورا فرمادے گا۔ پھر صحابہ کرام دشمن کے ساتھ معرکہ آزما ہوئے ایک تیر اس بدو کے وہیں آکر لگا جہاں اس نے اشارہ کیا تھا۔ نبی محترم ﷺ نے فرمایا اس نے اللہ تعالیٰ سے سچ کہا اللہ تعالیٰ نے اس کی آرزو کو پورا کر دیا۔

ابن قانع، امام بغوی اور ابو نعیم نے ''صحابہ'' میں سعید بن شیم جن کا تعلق بنو سہم سے تھا، سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ مجھے میرے باپ نے بیان کیا کہ جب عیینہ ابن حصن خیبر کے یہودیوں کی مدد کے لیے آیا تو وہ بھی اس کے لشکر میں موجود تھا۔ ہم نے عیینہ کے لشکر میں ایک آواز سنی کوئی کہنے والا کہہ رہا تھا اے لوگو! تمہارے بعد تمہارے اہل خانہ نے تمہاری مخالفت کی ہے۔ ہم گھبرا کر واپس آئے ہم نے دیکھا کہ وہاں حالات بالکل معمول کے مطابق تھے۔ ہم نے یہی اندازہ لگایا کہ یہ آواز آسمان سے تھی۔''

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ نے اندھیرے میں صبح کی نماز ادا فرمائی پھر اپنی سواری پر سوار ہو کر فرمایا: ''اللہ اکبر! خیبر برباد ہو گیا جب ہم کسی قوم کے صحن میں اترتے ہیں تو ڈرائے جانے والوں کی صبح بہت بری ہوتی ہے۔''

امام بیہقی نے واقدی کی سند سے ان کے شیوخ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ابو شیم المزنی نے اسلام قبول کر لیا تھا اور ان کی اسلامی زندگی بہت عمدہ تھی۔ انہوں نے ہی بیان کیا کہ ہم عیینہ بن حصن کے لشکر میں تھے۔ ہم خیبر میں یہودیوں کی اعانت کے لیے روانہ ہوئے۔ خیبر پہنچنے سے پہلے ہم نے راستہ میں ایک شب بسر کی اس رات ہم پر بہت زیادہ گھبراہٹ طاری ہوئی۔ عیینہ نے ہم سے کہا تمہیں بشارت ہو میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ خیبر کا بلند و بالا پہاڑ میرے حوالے کر دیا گیا ہے اور اللہ کی قسم! میں نے محمد ﷺ کی گردن کو پکڑ لیا ہے۔ جب ہم خیبر پہنچے تو رسول مکرم ﷺ خیبر کو فتح کر چکے تھے۔ عیینہ نے کہا اے محمد! (صلی اللہ علیک وسلم) آپ نے جو مال غنیمت میرے حلیفوں سے حاصل کیا ہے اس میں سے مجھے بھی کچھ عطا فرمائیں میں نے اس جنگ میں آپ (صلی اللہ علیک وسلم) کے خلاف شرکت نہیں کی۔ حضور ﷺ نے فرمایا تو نے جھوٹ بولا ہے۔ تو ان کی چیخ و پکار سن کر آیا ہے۔ عیینہ نے کہا اے محمد! (صلی اللہ علیک وسلم) مجھے کچھ عطا فرمائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا تیرے لیے ذوالرقبہ ہے۔ عیینہ نے عرض کی ذوالرقبہ کیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ وہ پہاڑ ہے۔ جو تو نے خواب میں دیکھا تھا اور جسے تو نے حاصل کر لیا تھا۔ اس کے بعد عیینہ اپنے گھر واپس آ گیا۔ حارث بن عوف اس کے پاس آیا اور کہا کیا میں نے تمہیں نہیں کہا تھا کہ تو غیر معقول کام کر رہا ہے۔ اللہ کی قسم! محمد ﷺ مشرق و مغرب پر غلبہ پا جائیں گے۔ یہودی ہمیں آپ ﷺ کے متعلق بتایا کرتے تھے۔ میں نے ابو رافع سلام بن ابی الحقیق کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے۔ ہم محمد ﷺ سے اس لیے حسد کرتے ہیں کیونکہ نبوت اب بنی ہارون کے گھرانے سے نکل گئی ہے۔ ورنہ وہ نبی مرسل ہیں۔ لیکن یہودی میری بات تسلیم نہیں کرتے وہ ہمیں دو مرتبہ ذبح کریں گے۔ ایک مرتبہ مدینہ طیبہ میں اور دوسری مرتبہ خیبر کے مقام پر۔ حارث نے کہا

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہے جو اپنے چہرے کو پیٹ رہی تھی اور بددعائیں دے رہی تھی آپ ﷺ نے فرمایا وہ نائلہ تھی وہ اس بات سے مایوس ہو چکی ہے کہ اب تمہارے اس شہر میں اس کی عبادت کی جائے۔ نائلہ مشرکین کے ایک بت کا نام تھا۔

ابن سعد نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ فتح مکہ کے دن ایک دھواں بلند ہوا اسی آیت میں اسی دھواں کا ذکر ہے:

فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِينٍ ۝ (الدخان:۱۰)

''پس آپ انتظار کریں اس دن کا جب ظاہر ہوگا آسمان پر صاف نظر آنے والا دھواں''

امام بیہقی نے ابوالطفیل سے روایت کیا ہے کہ جب رسول مکرم ﷺ نے مکہ فتح فرمایا تو آپ ﷺ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو نخلہ کی طرف بھیجا۔ وہاں عزیٰ نامی بت نصب تھا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اس کے پاس آئے۔ وہ بت تین کیلوں کے ساتھ نصب تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ان کیلوں کو کاٹا اور اس کے کمرہ کو گرا دیا۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے۔ اور آپ ﷺ کو تمام واقعہ کی خبر دی۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے خالد! ابھی تک کام مکمل نہیں ہوا۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ وہاں دوبارہ تشریف لے گئے۔ جب اس بت کے پجاریوں نے آپ کو دیکھا تو وہ پہاڑ پر چڑھ گئے۔ وہ بلند آواز سے پکارنے لگے اے عزیٰ! اس کی عقل و دانش کو چھین لے اے عزیٰ! اسے عریاں کر دے اگر تو ایسا نہیں کر سکتی تو پھر ذلت و رسوائی کے ساتھ مر جا۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک عریاں عورت کو دیکھا اس کے بال بکھرے ہوئے تھے وہ اپنے سر پر مٹی ڈال رہی تھی۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے اسے تلوار مار کر ہلاک کر دیا۔ پھر بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور تمام واقعہ کی خبر دی۔ آپ ﷺ نے فرمایا وہ عورت ہی تو عزیٰ تھی۔

ابن سعد کی روایت میں ہے کہ ایک ننگی، سیاہ خاتون حضرت خالد بن ولید کی طرف گئی۔ انہوں نے اسے تلوار سے ہلاک کر دیا۔ انہوں نے یہ واقعہ حضور ﷺ کو سنایا تو آپ ﷺ نے فرمایا وہ عزیٰ تھی۔ اب وہ اس بات سے مایوس ہو چکی ہے کہ تمہارے شہر میں اب اس کی عبادت کی جائے۔

دوسری روایت میں ہے کہ نبی محترم ﷺ نے اس بت کو گرانے کے لیے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو بھیجا۔ ان کے ساتھ تیس شہ سوار تھے۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے جب اس پر ضرب لگائی تو یہ شعر پڑھا:

يَا عُزَّ كُفْرَانَكِ لَا سُبْحَانَكِ   اِنِّي رَأَيْتُ اللّٰهَ قَدْ اَهَانَكِ

''اے عزیٰ! ہم تیرا انکار کرتے ہیں۔ تیری پاکیزگی کو تسلیم نہیں کرتے میں دیکھ رہا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے تجھے رسوا کر دیا ہے۔''

ابن سعد نے امام واقدی سے روایت کیا ہے کہ فتح مکہ کے دن حضور ﷺ نے حضرت سعد بن زید الاشہلی رضی اللہ عنہ کو مناۃ کی طرف بھیجا وہ بت المشلل کے مقام پر نصب تھا۔ وہ بیس گھڑ سواروں کے ساتھ نکلے۔ حتی کہ وہ مناۃ تک پہنچ گئے۔ وہاں ایک پروہت بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے پوچھا تیرا کیا ارادہ ہے۔ انہوں نے کہا میں اس بت کو گرانے آیا ہوں۔ اس نے کہا یہ تیرا اور اس بت کا معاملہ ہے۔ حضرت چلتے ہوئے اس کی طرف آئے وہاں سے ایک عریاں،

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

امام بیہقی اور ابو نعیم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا۔ جب حضور ﷺ مکہ معظمہ میں داخل ہوئے تو اس وقت بیت اللہ میں تین سو ساٹھ بت تھے۔ حضور ﷺ نے اپنے عصا مبارک سے ان تمام بتوں کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا:

وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ۖ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا ﴿٨١﴾ (بنی اسرائیل: ۸۱)

''اور آپ (اعلان) فرما دیجئے آ گیا ہے حق اور مٹ گیا ہے باطل۔ بے شک باطل تھا ہی مٹنے والا۔''

آپ ﷺ جس بت کی طرف بھی اشارہ کرتے وہ بغیر چھوئے نیچے گر پڑتا۔

ابو نعیم نے یہی روایت ان الفاظ میں نقل کی ہے کہ بیت اللہ کے اردگرد تین سو ساٹھ بت تھے۔ شیاطین نے انہیں تانبے اور پیتل سے چسپاں کر رکھا تھا۔ جب آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اشارہ کیا تو وہ تمام کے تمام منہ کے بل گر پڑے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہے کہ تمیم بن اسد الخزاعی نے اس شعر میں اسی واقعہ کی طرف اشارہ کیا ہے:

وَ فِي الْأَصْنَامِ مُعْتَبَرٌ وَ عَلَمٌ لِمَنْ يَرْجُو الثَّوَابَ اَوِ الْعِقَابَ

''ان پتھر کے بتوں کے گرنے میں عبرتیں اور نشانیاں ہیں۔ ان لوگوں کے لیے جو ثواب اور عذاب کی امید رکھتے ہیں۔''

حاکم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ مجھے لے کر روانہ ہوئے کچھ دیر بعد ہم کعبہ مشرفہ میں پہنچ گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا بیٹھ جاؤ میں کعبہ کے ساتھ بیٹھ گیا۔ حضور ﷺ میرے کندھوں پر چڑھ گئے۔ پھر آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا اٹھو میں اٹھنے لگا۔ جب آپ ﷺ نے میرے کمزوری ملاحظہ فرمائی تو فرمایا بیٹھ جاؤ پھر فرمایا اے علی! میرے کندھے پر سوار ہو جاؤ۔ جب میں حضور ﷺ کے مبارک شانے پر سوار ہو گیا تو آپ ﷺ کھڑے ہو گئے۔ مجھے ایسے محسوس ہو رہا تھا کہ اگر میں چاہوں تو آسمان کو چھو سکتا ہوں۔ میں کعبہ کی چھت پر چڑھ گیا۔ حضور ﷺ نیچے سے ہٹ گئے۔ آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا ان کے بڑے بت کو نیچے پھینک دو۔ وہ تانبے کا بت تھا۔ جو لوہے کے کیلوں کے ساتھ نصب کیا گیا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اسے ہلا کر اکھیڑ پھینکو میں اسے مسلسل ہلاتا رہا حتی کہ وہ اکھڑ گیا میں نے اسے زمین پر پھینک کر ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ آپ ﷺ مسلسل اس آیت کی تلاوت فرماتے رہے:

وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ۖ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا ﴿٨١﴾ (بنی اسرائیل: ۸۱)

''اور آپ (اعلان) فرما دیجئے آ گیا ہے حق اور مٹ گیا ہے باطل۔ بے شک باطل تھا ہی مٹنے والا۔''

الطبرانی نے اوسط میں ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فتح مکہ کے دن فرمایا اللہ تعالیٰ نے اسی فتح کا میرے ساتھ وعدہ کیا تھا۔ پھر آپ ﷺ نے اس آیت مبارکہ کی تلاوت فرمائی:

إِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ ﴿١﴾ (النصر: ۱)

''جب اللہ کی مدد آ پہنچے اور فتح (نصیب ہو جائے)''

امام بیہقی نے ابن ابزی سے روایت کیا ہے کہ جب حضور ﷺ نے مکہ فتح فرمایا تو ایک سیاہ عورت اپنے چہرے کو پیٹتی ہوئی اور بددعائیں دیتی ہوئی آئی صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم ہم نے ایک بوڑھی حبشی عورت کو دیکھا

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جو اللہ تعالیٰ نے غزوۂ حنین کے دن ان کے دلوں میں ڈالا تھا۔ انہوں نے فرمایا غزوۂ حنین کے دن رسول مکرم ﷺ نے کنکریاں لیں اور انہیں ایک طشت میں پھینکا۔ اس میں زبردست گونج پیدا ہوئی۔ ہمیں ایسے محسوس ہوا تھا کہ وہ گونج ہمارے ہی اندر پیدا ہوئی ہے۔

امام بغوی، امام بیہقی اور ابونعیم نے حضرت شیبہ بن عثمان الحجبی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا اے عباس! مجھے کنکریاں پکڑاؤ۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی یہ گفتگو خچر کو سمجھا دی۔ وہ خچر نیچے جھکی حتیٰ کہ اس کا پیٹ زمین کو چھونے لگا۔ نبی اکرم ﷺ نے زمین سے کچھ کنکریاں اٹھائیں اور انہیں مشرکین کی طرف پھینکتے ہوئے فرمایا:

شَاهَتِ الْوُجُوْهُ حٰمٓ لَا يُنْصَرُوْنَ

ابونعیم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ غزوۂ حنین کے دن مسلمانوں میں شکست کے آثار نمودار ہوئے۔ اس وقت نبی مکرم ﷺ اپنی خچر پر سوار تھے۔ اس کا نام دلدل تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا نیچے جھک جا۔ دلدل نیچے جھک گئی اس کا پیٹ زمین کو چھونے لگا۔ آپ ﷺ نے مٹھی بھر مٹی لی اور اسے مشرکین کی طرف پھینکا اور فرمایا حٰمٓ لَا يُنْصَرُوْنَ اس وقت مشرکین کو شکست ہوگئی۔ حالانکہ ہم نے اس وقت نہ تو تیراندازی کی تھی اور نہ ہی نیزہ بازی کی تھی۔

ابن سعد نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ صفوان بن امیہ نبی اکرم ﷺ کے ساتھ غزوۂ حنین میں شریک ہوا۔ اس وقت صفوان کافر تھا۔ پھر وہ جعرانہ کی طرف لوٹ آیا۔ اس وقت رسول مکرم ﷺ مال غنیمت کا مشاہدہ فرما رہے تھے۔ آپ ﷺ کے ساتھ اس وقت صفوان بھی تھا۔ وہ اس گھاٹی کو حیرت سے دیکھ رہا تھا۔ جو بھیڑوں اور بکریوں سے بھری ہوئی تھیں۔ اس نے اپنی نظریں انہیں میں گاڑھ دیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا اے ابو وہب! کیا یہ گھاٹی تمہیں بھلی لگ رہی ہے۔ اس نے کہا ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہم تمہیں یہ گھاٹی ان بھیڑ بکریوں سمیت عطا کرتے ہیں۔ اس وقت صفوان نے کہا جود وسخا کے یہ دریا ایک نبی ہی بہا سکتے ہیں۔ اس وقت وہ اسلام سے وابستہ ہو گیا۔

سیرت نگاروں اور محدثین نے روایت کیا ہے کہ غزوۂ حنین میں حضور ﷺ ایک خچر پر سوار تھے۔ دشمن کی تعداد بہت زیادہ تھی۔ ابتدا میں مسلمانوں میں شکست کی علامات ظاہر ہوئیں۔ لیکن سپہ سالار اعظم ﷺ ثابت قدم رہے۔ آپ ﷺ اپنی خچر پر سوار ہو کر دشمن کی طرف تشریف لے گئے۔ آپ ﷺ اپنی تعریف یوں فرما رہے تھے:

اَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبْ اَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ

''میں اللہ کا سچا نبی ہوں اس میں ذرہ بھر جھوٹ نہیں ہے اور میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں۔''

حضور نبی محترم ﷺ کا میدان جنگ جیسے خطرناک مقام پر خچر پر سواری فرمانا اپنے نام مبارک کا اعلان فرمانا اور اپنی ذات کی تعریف کرنا آپ ﷺ کی رسالت اور نبوت کا ایک عظیم معجزہ ہے۔ حالانکہ اس وقت دشمن کثیر تعداد میں تھے اور صحابہ کرام میں شکست کے آثار عیاں ہو چکے تھے۔ خچر کو امن اور اطمینان کی سواری سمجھا جاتا تھا۔ رزم گاہ اور میدان جنگ میں

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سیاہ عورت نکلی اس کا سر خاک آلود تھا۔ وہ اپنا سینہ پیٹ رہی تھی اور بد دعائیں کر رہی تھی۔ اس پروہت نے کہا اے مناۃ! اپنے غضب کی آگ میں اسے جلا دے۔ حضرت سعد نے اس عورت کو تلوار کا وار کر کے ہلاک کر دیا۔ پھر اس بت کے پاس آئے اسے بھی گرا دیا۔

غزوۂ حنین میں رونما ہونے والے معجزات

امام مسلم، ابوعوانہ اور امام نسائی نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول مکرم ﷺ نے غزوۂ حنین کے دن مٹھی بھر کنکریاں لیں اور انہیں کفار کی طرف پھینک دیا۔ پھر فرمایا وہ شکست کھا گئے۔ رب محمد ﷺ کی قسم! جو نہی آپ ﷺ نے وہ کنکریاں پھینکیں وہ کفار شکست کھا کر واپس جانے لگے۔

امام مسلم نے سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ غزوۂ حنین کے دن جب کفار نے حضور ﷺ کا گھیراؤ کر لیا تو آپ ﷺ اپنی خچر سے نیچے تشریف لے آئے پھر مٹھی بھر مٹی لی اور اسے کفار کی طرف پھینک دیا۔ اور فرمایا: شَاهَتِ الْوُجُوْهُ "چہرے برباد ہو گئے۔" وہاں موجود تمام کفار کی آنکھیں مٹی سے بھر گئیں اور وہ پیٹھ پھیر کر بھاگ گئے۔

امام احمد، ابن سعد اور امام بیہقی نے ابوعبدالرحمٰن الفہری سے روایت کیا ہے کہ غزوۂ حنین کے دن رسول کریم ﷺ نے مٹھی بھر مٹی لی اور اسے کافروں کی طرف پھینک دیا اور زبان اقدس سے فرمایا: شَاهَتِ الْوُجُوْهُ تمام کافروں کے چہرے اور آنکھیں اس مٹی سے بھر گئیں۔ ہم نے زمین و آسمان کے درمیان ایک زبردست آواز سنی۔ اللہ تعالیٰ نے اسی وقت انہیں شکست سے دوچار کر دیا۔ ابونعیم اور امام بیہقی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ غزوۂ حنین میں، میں حضور ﷺ کے ساتھ تھا۔ لوگ آپ ﷺ سے دور چلے گئے۔ آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا مجھے مٹھی بھر مٹی پکڑاؤ میں نے آپ ﷺ کو مٹھی بھر مٹی پکڑائی آپ ﷺ نے اسے مشرکین کی طرف پھینکا۔ جس سے ان کی آنکھیں مٹی سے بھر گئیں۔ مشرکین پیٹھ پھیر کر بھاگ گئے۔

امام بخاری نے تاریخ میں، ابن سعد، حاکم اور امام بیہقی نے عیاض بن حارث سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ غزوۂ حنین کے دن حضور ﷺ نے مٹھی بھر کنکریاں لیں اور انہیں ہماری طرف پھینکا۔ اسی وقت ہمیں شکست ہو گئی۔ عمرو بن سفیان سے روایت ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ غزوۂ حنین کے دن حضور ﷺ نے مٹھی بھر کنکریاں لے کر ہماری طرف پھینکیں۔ اسی وقت ہمیں شکست ہو گئی ایسے محسوس ہوتا تھا کہ ہر پتھر اور ہر درخت ایک سوار ہے جو ہمارے تعاقب میں ہے۔

عبد بن حمید اور امام بیہقی نے حضرت یزید بن عامر السوائی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ حضرت یزید بن عامر غزوۂ حنین میں مشرکین کے لشکر میں شامل تھے پھر دامن اسلام سے وابستہ ہو گئے۔ وہ فرماتے ہیں کہ غزوۂ حنین کے دن حضور ﷺ نے مٹھی بھر مٹی لی اور اسے مشرکین کی طرف پھینکا اور فرمایا: اِرْجِعُوْا شَاهَتِ الْوُجُوْهُ مشرکین میں سے جو شخص بھی اپنے ساتھی سے ملتا وہ اپنی آنکھوں کو ملتا اور یہی کہتا کہ اس کی آنکھوں میں تنکے پڑ گئے ہیں۔

ابن حمید اور امام بیہقی نے حضرت یزید بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ان سے اس رعب کے متعلق پوچھا گیا

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

شخص بآسانی وہاں سے گذر گیا۔

نبوت مصطفیٰ ﷺ کی مزید علامات

ابن ابی الدنیا، حاکم، امام بیہقی اور ابو شیخ نے ''العظمہ'' میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ وہ بیان فرماتے ہیں کہ ہمیں ایک غزوہ میں حضور ﷺ کی معیت کا شرف حاصل ہوا۔ جب ہم مقام حجر پر پہنچے تو ہمیں ایک آواز سنائی دی کوئی کہہ رہا تھا۔ اے میرے مالک! مجھے امت محمدیہ میں سے کردے۔ وہ امت محمدیہ جس پر رحم کیا گیا ہے۔ جس کے گناہ بخش دیئے گئے ہیں اور جس کی دعاؤں کو درجہ قبولیت حاصل ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا اے انس! ذرا دیکھو یہ کیسی آواز ہے۔ میں پہاڑ کے اندر داخل ہوگیا میں نے وہاں ایک شخص دیکھا اس نے سفید کپڑے زیب تن کر رکھے تھے۔ اس کی داڑھی اور سر کے بال سفید تھے۔ جب اس نے مجھے دیکھا تو کہنے لگا کیا تو رسول مکرم ﷺ کا قاصد ہے۔ میں نے کہا ہاں، اس نے کہا آپ ﷺ کے پاس جاؤ اور میرا سلام عرض کرو اور یہ بھی گذارش کرو کہ آپ ﷺ کا بھائی حضرت الیاس علیہ السلام آپ سے ملاقات کرنا چاہتا ہے۔ میں بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اور تمام واقعہ عرض کیا۔ آپ ﷺ اس پہاڑ کی طرف تشریف لے گئے اور میں پیچھے رہ گیا۔ حضور ﷺ اور حضرت الیاس علیہ السلام کافی دیر محو گفتگو رہے۔ پھر آسمان سے دستر خوان کی مانند کوئی چیز آئی تو انہوں نے مجھے بلا لیا۔ میں نے ان کے ساتھ کھانا کھانے کا شرف حاصل کیا۔ اس دستر خوان پر پھل، کھجوریں اور مچھلی کا گوشت تھا۔ میں کھانا کھانے کے بعد ایک طرف ہو کر کھڑا ہو گیا۔ پھر ایک بادل آیا اور حضرت الیاس علیہ السلام کو اٹھا کر لے گیا۔ میں ان کے کپڑوں کی سفیدی دیکھ رہا تھا۔

ابن شاہین اور ابن عساکر نے حضرت واثلہ بن الاسقع رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم نے حضور ﷺ کی معیت میں غزوۂ تبوک میں شرکت کی۔ جب ہم جذام کے علاقے میں پہنچے تو ہمیں شدید پیاس لگ گئی۔ اچانک ہم نے دیکھا تو ہمارے سامنے برتن اور انگور آگئے۔ جب ہم نے ایک میل اور سفر کیا تو ہم نے ایک کنواں دیکھا جب رات کا تیسرا حصہ گذرا تو ہم نے ایک آواز سنی۔ (پھر انہوں نے اس طرح کا واقعہ بیان کیا جو پچھلی حدیث میں گذر چکا ہے)

ابن عدی اور امام بیہقی نے کثیر بن عبداللہ بن عمرو بن عون سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی محترم ﷺ مسجد نبوی میں تشریف فرما تھے آپ ﷺ نے اپنے پیچھے سے آواز سنی کوئی کہنے والا کہہ رہا تھا۔ مولا! ایسی چیز سے میری مدد فرما جو مجھے اس چیز سے نجات دے دے۔ جس سے میں خوفزدہ ہوں۔ جب نبی مکرم ﷺ نے یہ دعا سنی تو آپ ﷺ نے فرمایا اس دعا کے ساتھ وہ دعا کیوں نہیں ملا لیتے جو اس کی بہن ہے۔ اس شخص نے کہا اے میرے مولا! مجھے صالحین کا شوق عطا فرما۔ اس چیز کا شوق جس کا تو نے انہیں مشتاق بنایا ہے۔ حضور ﷺ نے حضرت انس سے فرمایا اے انس! اس آدمی کی طرف جاؤ اور اسے کہو کہ حضور ﷺ تجھ سے فرما رہے ہیں کہ میرے لیے بخشش کی دعا کرو۔ حضرت انس اس شخص کے پاس آئے اور اسے حضور ﷺ کا پیغام سنایا اس شخص نے کہا اے انس! کیا تو رسول مکرم ﷺ کا قاصد ہے۔ انہوں نے کہا ہاں، اس شخص نے کہا آپ ﷺ کی خدمت میں جاؤ اور عرض کرو کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو تمام انبیاء علیہم السلام پر اس طرح فضیلت دی ہے

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

گھوڑے پر سواری کی جاتی تھی۔ کیونکہ وہ تیز دوڑ سکتا ہے۔ جبکہ اونٹ اور خچر سست رو ہیں۔ یہ اس بات کی بین دلیل ہے کہ آپ ﷺ کے نزدیک جنگ بھی حالت امن ہی کی طرح تھی۔ اللہ تعالیٰ کی ذات پر آپ ﷺ کو پورا اعتماد اور بھروسہ تھا۔ آپ ﷺ کو یقین تھا کہ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کی حفاظت فرمائے گا۔ اسی وقت سے آپ ﷺ نے نبوت اور رسالت کے حقوق صحیح طریقے سے ادا فرمائے۔ آپ ﷺ کی ثابت قدمی ہی صحابہ کرام کے واپس آجانے کا سبب بنی ورنہ وہ شکست خوردہ ہو کر بھاگ جاتے۔ ان میں شکست کے آثار اس لیے نمودار ہوئے تھے کہ وہ اپنی کثرت پر اترائے تھے اور کسی شخص نے یہ بھی کہا تھا کہ آج ہم پر کوئی غالب نہیں آسکتا۔ اللہ تعالیٰ نے ان میں شکست کے آثار پیدا فرما کر ان کی تربیت کی تھی۔ حضور ﷺ نے حضرت عباس کو حکم فرمایا کہ صحابہ کرام کو واپس بلاؤ انہوں نے آواز دی۔ تمام صحابہ ان کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے واپس آگئے۔ نبی محترم ﷺ نے دشمن کی طرف کنکریاں پھینکیں جس سے مشرکین شکست سے دوچار ہوئے اور نبی اکرم ﷺ اور صحابہ کرام کی نصرت کی تکمیل ہوئی۔

غزوۂ تبوک میں رونما ہونے والے معجزات

ابن سعد نے حمزہ بن عمرو الاسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب ہم تبوک کے مقام پر تھے تو منافقین نے حضور ﷺ کی مبارک اونٹنی کو گھاٹی کی طرف ہانک دیا۔ جس سے اس کے کجاوے میں سے کچھ سامان بکھر گیا۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب ہم اس سامان کی تلاش میں نکلے تو میری پانچوں انگلیاں روشن ہوگئیں۔ ان کی نورانیت میں ہم نے اس اونٹنی کا سارا سامان تلاش کر لیا۔ حتیٰ کہ ہمیں عصا مبارک اور رسی بھی مل گئی۔

بعض دیگر فوجی مہموں میں رونما ہونے والے معجزات

ابن سعد نے امام واقدی کی سند سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت قطبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کو بیس سواروں کے ساتھ خثعم کی طرف بھیجا اور ان پر خوب غارت گری کرنے کا حکم دیا۔ حضرت قطبہ اور ان کے ساتھی خثعم کی طرف گئے اور خوب غارت گری کی ان کا قتل عام کیا اور ان کی بھیڑوں، بکریوں اور عورتوں کو مدینہ طیبہ کی طرف ہانک کر لے آئے۔ اہل خثعم نے حضرت قطبہ کا تعاقب کیا۔ لیکن ان کے مابین ایک زبردست سیلاب حائل ہو گیا اور وہ ان تک جانے کے لیے کوئی راہ نہ پا سکے۔

امام مسلم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ہمیں ایک مہم پر روانہ فرمایا اور حضرت ابوعبیدہ بن الجراح کو ہم پر امیر مقرر فرمایا اور ہمیں حکم دیا کہ ہم قریش کے قافلہ کے ساتھ نبرد آزما ہوں۔ آپ ﷺ نے ہمیں ایک بوری کھجوروں کی زادِ راہ دی۔ اس کے علاوہ ہم کوئی زادِ راہ نہیں رکھتے تھے۔ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ ہمیں ایک ایک کھجور دیتے۔ ہم اس کھجور کو چبا کر پانی پی لیتے۔ وہ ایک کھجور ہی ہمیں رات تک کافی ہو جاتی۔ سمندر نے ہمارے لیے ایک بہت بڑا جانور ساحل پر پھینک دیا۔ اس جانور کا نام عنبر تھا۔ ہم نے ایک ماہ تک اس کا گوشت کھایا حتیٰ کہ ہم خوب موٹے ہو گئے۔ امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اس مہم پر تین سو سوار روانہ ہوئے۔ حضرت ابوعبیدہ نے اس جانور کی ایک پسلی لی۔ پھر ایک طویل شخص کو دراز قد اونٹ پر بٹھا کر اس پسلی کے اندر سے گذارا تو وہ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تین دن مسلسل میرے ساتھ یہی سلوک کیا۔ حتی کہ میری عقل، قوت سماعت اور قوت بصارت ختم ہوگئی۔ تیسرے دن انہوں نے مجھ سے کہا، اس دین کو چھوڑ جو تو نے اختیار کر رکھا ہے۔ ام شریک رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ مجھے ان کی گفتگو کی سمجھ نہیں آرہی تھی۔ صرف کلمات سنائی دے رہے تھے۔ میں نے اپنی ایک انگلی سے آسمان کی طرف اشارہ کیا اور توحید کا اقرار کیا میں نے کہا اللہ کی قسم! میں اسی دین پر ہوں۔ اللہ کی قسم! میں اسی اذیت سے دوچار تھی کہ اچانک میں نے ڈول کی ٹھنڈک اپنے سینے میں محسوس کی میں نے اس ڈول کو پکڑا اور اس سے ایک گھونٹ پانی پیا پھر وہ ڈول مجھ سے دور چلا گیا وہ ڈول زمین اور آسمان کے درمیان معلق ہوگیا پھر میرے پاس دوسرا ڈول آگیا۔ میں نے اس سے بھی ایک گھونٹ پانی پیا پھر وہ بھی مجھ سے دور جا کر زمین اور آسمان کے درمیان معلق ہوگیا۔ اس کے بعد تیسرا ڈول میرے پاس آیا میں نے اس سے جی بھر کر پانی پیا اپنے چہرے، سینے اور سر پر پانی انڈیلا۔ مجھے قید کرنے والے باہر آئے اور میری کیفیت دیکھی انہوں نے مجھ سے پوچھا یہ پانی کہاں سے آیا ہے۔ میں نے کہا یہ اللہ کی طرف سے ہے۔ اس نے مجھے رزق دیا ہے۔ وہ جلدی جلدی اپنی مشکیزوں اور چھاگلوں کی طرف گئے۔ انہوں نے دیکھا کہ ان کے مشکیزے اور چھاگل بدستور بند تھے۔ انہوں نے کہا ہم گواہی دیتے ہیں کہ تیرا پروردگار ہی ہمارا رب ہے اور یہ رزق تجھے اللہ تعالیٰ نے ہی عطا کیا ہے۔ ان تمام نے اسلام قبول کر لیا اور مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کی اس واقعہ کے بعد وہ میری فضیلت تسلیم کرتے تھے۔

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ام شریک رضی اللہ عنہا وہی خاتون محترمہ ہیں جنہوں نے اپنے آپ کو نبی اکرم ﷺ کے لیے ہبہ کیا تھا۔ اس وقت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جب کوئی عورت اپنے آپ کو کسی مرد کے لیے پیش کرتی ہے تو اس میں کوئی بھلائی نہیں ہوتی اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت مبارکہ نازل فرمائی:

وَامْرَاَةً مُّؤْمِنَةً اِنْ وَّهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ .... (الاحزاب:۵۰)

''اور مومن عورت اگر وہ اپنی جان نبی کی نذر کر دے''

اس وقت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کی خواہش کی تکمیل کتنی جلدی کرتا ہے۔

الطبرانی اور ابن عساکر نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک سفر میں ہم رسول مکرم ﷺ کے ساتھ تھے۔ جب ہم ایک مقام پر پہنچے تو حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہما کے رونے کی آواز سنائی دی۔ آپ ﷺ نے حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا سے پوچھا میرے بیٹے کیوں رو رہے ہیں؟ انہوں نے عرض کی یہ پیاس کی وجہ سے گریہ بار ہیں۔ آپ ﷺ نے آواز دی لوگو! کیا تم میں سے کسی کے پاس پانی ہے؟ کسی شخص سے پانی کا ایک قطرہ بھی نہ نکلا۔ آپ ﷺ نے حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا سے فرمایا میرا ایک نور نظر مجھے پکڑا دو۔ انہوں نے اپنے فرزند کو حضور ﷺ کے پاس بھیج دیا۔ آپ ﷺ نے اسے پکڑا اور اپنے سینہ اقدس سے لگایا وہ بچہ اسی وقت پرسکون ہوگیا۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی زبان مبارک ان کے منہ میں ڈالی انہوں نے زبان مبارک کو چوسنا شروع کیا۔ اب ہمیں اس بچے کے رونے کی آواز نہیں آرہی تھی۔ دوسرا بچہ ابھی تک اسی طرح رو رہا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اب مجھے میرا

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جس طرح اس نے ماہ رمضان کو تمام مہینوں پر فضیلت دی ہے۔ اور آپ ﷺ کی امت دیگر امتوں پر اسی طرح فضیلت رکھتی ہے۔ جس طرح جمعہ کا دن تمام ایام پر فضیلت رکھتا ہے۔ حضرت انس نے اس شخص پر نگاہ ڈالی اور وہاں سے واپس آ گئے۔ وہ آدمی حضرت خضر علیہ السلام تھے۔

دار قطنی نے افراد میں، الطبرانی نے اوسط میں اور ابن عساکر نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں۔ میں ایک رات حضور ﷺ کے ہمراہ نکلا میں نے وضو کے لیے پانی اٹھا رکھا تھا۔ ہم نے ایک شخص کی آواز سنی وہ کہہ رہا تھا۔ اے میرے رب! میری اس چیز سے مدد فرما جو مجھے اس شے سے نجات دے جس سے میں خوفزدہ ہوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا اے انس! پانی والے برتن کو رکھ دو اور اس شخص کے پاس جاؤ اور اسے کہو کہ رسول اللہ ﷺ کے لیے دعا کرے کہ اللہ تعالیٰ ان کی بعثت کے مقاصد کی تکمیل میں ان کی مدد کرے اور ان کی امت کو ان کے پیغام حق کو قبول کرنے کی توفیق دے۔ میں اس شخص کے پاس آیا۔ اور اس سے دعا کے لیے کہا اس نے کہا میں رسول مکرم ﷺ کے قاصد کے خوش آمدید کہتا ہوں۔ یہ میرا فرض بنتا تھا کہ میں خود بارگاہ رسالت میں حاضر ہوتا۔ میری طرف سے آپ ﷺ کو سلام عرض کرنا۔ آپ ﷺ سے عرض کرنا کہ خضر (علیہ السلام) آپ ﷺ کی بارگاہ میں ہدیۂ سلام پیش کرتا ہے اور عرض کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو تمام انبیاء علیہم السلام پر اس طرح فضیلت دی ہے جس طرح اس نے ماہ رمضان کو تمام مہینوں پر فضیلت دی ہے اور آپ ﷺ کی امت دیگر امتوں سے اسی طرح افضل ہے جس طرح جمعہ کا دن تمام ایام سے افضل ہے۔ جب میں وہاں سے واپس ہوا تو حضرت خضر علیہ السلام یہ دعا مانگ رہے تھے۔ مولا! مجھے اس امت مرحومہ میں سے کر دے۔ جس کی توبہ تو نے اپنی بارگاہ میں قبول کر لی ہے۔

ابن عدی اور ابن عساکر نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم حضور ﷺ کے ساتھ تھے کہ ہمیں ایک چادر اور ایک ہاتھ نظر آیا۔ ہم نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم وہ ہاتھ اور چادر کیسی تھی۔ جو ابھی ہمیں نظر آئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم نے چادر اور ہاتھ کو دیکھا ہے۔ ہم نے عرض کی ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تھے جو مجھے سلام کرنے آئے تھے۔

ابن سعد واقدی سے اور وہ منیر بن عبداللہ الدوسی سے روایت کرتے ہیں وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ام شریک دوسی رضی اللہ عنہا کے خاوند نے اسلام قبول کر لیا۔ ان کا نام ابو العکر تھا۔ جب صحابہ کرام نے مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کی تو انہوں نے بھی ان کے ساتھ ہی ہجرت کی۔ حضرت ام شریک رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ابو العکر رضی اللہ عنہ کے رشتہ دار میرے پاس آئے اور کہنے لگے شاید تو بھی اپنے خاوند کے دین پر ہے۔ میں نے کہا اللہ کی قسم میں نے بھی وہی دین اختیار کر لیا ہے۔ انہوں نے مجھ سے کہا ہم تمہیں عبرتناک اذیتیں دیتے رہیں گے۔ وہ مجھے اونٹ پر سوار کر کے لے گئے۔ انہوں نے مجھے رسیوں کے ساتھ باندھ رکھا تھا وہ مجھے شہد کے ساتھ روٹی دیتے اور پانی کا ایک قطرہ بھی نہ دیتے۔ جب دوپہر کا وقت ہوتا تو وہ مجھے سخت دھوپ میں پھینک دیتے۔ جب وہ کسی جگہ فروکش ہوتے تو اپنے لیے خیمے لگا لیتے اور مجھے دھوپ میں پھینک دیتے۔ انہوں نے

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ﷺ نے بخار کو رعل، ذکوان اور عصیہ کی طرف جانے کا حکم دیا۔ کیونکہ انہوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مکرم ﷺ کی نافرمانی کی تھی۔ بخار ان کے پاس آیا اور ان کے سات سو آدمیوں کو ہلاک کر دیا۔ یعنی ایک صحابی کے بدلے دس افراد کو موت کے گھاٹ اتارا۔

نبی اکرم ﷺ اہل عرب کی زبانوں کے اختلاف، الفاظ کی تراکیب اور کلمات کے اسلوب کے اختلاف کے باوجود ہر لغت میں گفتگو فرماتے تھے۔ کوئی شخص بھی آپ ﷺ سے آگے نہیں نکل سکتا تھا۔ حالانکہ اگر وہ کسی دوسرے کی زبان سنتے تھے تو اسے عربی نہیں سمجھتے تھے بلکہ عجمی گمان کرتے تھے۔ حضور ﷺ کے لیے یہ نعمت عطیہ خداوندی اور قوت الٰہیہ کی وجہ سے تھی۔ کیونکہ آپ ﷺ تمام لوگوں کی طرف مبعوث کیے گئے تھے۔ آپ ﷺ ہر گورے اور کالے کی طرف رسول بنا کر بھیجے گئے تھے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو تمام زبانوں کا علم سکھایا تھا۔ ارشاد ربانی ہے:

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ (ابراہیم: ۴)

''اور ہم نے نہیں بھیجا کسی رسول کو مگر اس قوم کی زبان کے ساتھ''

جب اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو تمام اقوام کے لیے بھیجا ہے تو اس نے آپ ﷺ کو تمام زبانیں بھی سکھا دی تھیں۔ تاکہ آپ ﷺ لوگوں کے اعمال کے متعلق گفتگو کر سکیں اور یہ حضور ﷺ کا معجزہ تھا۔

ہر زبان میں آپ ﷺ کی گفتگو ان اہل زبان سے فصیح ہوتی تھی اور آپ ﷺ اس کے مستحق بھی تھے۔ کیونکہ آپ ﷺ کو ہر عضو بشری میں فضیلت اور فوقیت حاصل تھی۔ آپ ﷺ نے بعض حبشیوں سے ان کی زبان میں گفتگو فرمائی اسی طرح بعض اہل فارس کے ساتھ ان کی زبان میں گفتگو کی۔

شفاء کی شرح نسیم الریاض از شہاب خفاجی میں ہے کہ جب حضور ﷺ مبعوث ہوئے تو ایک وفد آپ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا جب وہ مسجد حرام میں داخل ہوئے تو وہ حضور ﷺ کو نہ پہچان سکے وہ لغت عربی سے ناآشنا تھا ان میں سے ایک شخص نے اپنی زبان میں کہا ''من ابون اسران'' یعنی تم میں سے اللہ کے رسول کون ہیں حاضرین میں سے کوئی بھی اس کا کلام نہ سمجھ سکا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا ''اشکد اور'' اشکد کا معنی ہے (آؤ) اور ''اور'' کا معنی ہے (یہاں)۔ نبی کریم ﷺ نے ان کی زبان میں انہیں جواب دیا۔ جبکہ دوسرے افراد ان کی زبان کو نہ سمجھ سکے۔ اس وفد نے اسلام قبول کیا۔ حضور ﷺ کی بیعت کی اور واپس چلے گئے۔ حضور ﷺ نے صحابہ کرام کو اس واقعہ کے متعلق بتایا۔ فَسُبْحَانَ مَنْ عَلَّمَهٗ ذَالِکَ اِنَّهُ الْمُنْعِمُ الْکَرِیْمُ ''پاک ہے وہ ذات جس نے آپ ﷺ کو یہ علم دیا وہ نعمتیں دینے والا کریم ہے۔''

حضور ﷺ کی روزمرہ کی گفتگو، مشہور بلاغت، جوامع الکلم اور حکمت سے لبریز باتوں کے متعلق علماء نے بہت کتب رقم کی ہیں۔ الفاظ اور ان کے معانی کو جمع کیا ہے۔ آپ ﷺ کی فصاحت بھی لاثانی ہے اور بلاغت بھی بے مثل ہے۔

امام بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ رات کی تاریکی میں بھی اسی طرح دیکھ لیتے تھے۔ جس طرح دن کے اجالے میں دیکھتے تھے۔ امام بیہقی اور ابن عدی نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بھی یہ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دوسرا نور نظر بھی پکڑا دو۔ خاتون جنت رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کو دوسرا لخت جگر بھی پیش کر دیا۔ آپ ﷺ نے اسے بھی اپنے مبارک سینے سے لگا کر ان کے منہ میں زبان مبارک ڈالی۔ وہ بھی پرسکون ہو گیا اور اب اس کے رونے کی بھی آواز نہیں آ رہی تھی۔

امام بیہقی نے حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ قبیلہ اسلم کے لوگوں کے پاس سے گذرے اس وقت وہ تیر اندازی کر رہے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا تیر اندازی عمدہ کھیل ہے۔ تم تیر پھینکو میں ابن الاکوع کے ساتھ ہوں۔ لوگوں نے تیر اندازی سے ہاتھ روک لیے۔ انہوں نے کہا نہیں اللہ کی قسم! ہم تیر نہیں پھینکیں گے۔ جبکہ آپ ﷺ ابن الاکوع کے ساتھ ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم سب تیر پھینکو میں تم سب کے ساتھ ہوں۔ بنو اسلم سارا دن تیر اندازی کرتے رہے۔ پھر وہ جدا ہو گئے۔ ان میں سے نہ کوئی ہارا تھا نہ ہی کوئی جیتا تھا۔

امام بیہقی نے ابو امامہ بن سہل بن حنیف سے روایت کیا ہے کہ انصار میں سے چند صحابہ کرام نے بارگاہ رسالت میں عرض کی کہ آج رات ایک شخص نے قیام کیا وہ ایک سورت کی قرأت کرنا چاہتا تھا۔ لیکن وہ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ کے علاوہ اس سورت میں سے ایک آیت کی بھی تلاوت نہ کر سکا۔ کچھ صحابہ کرام کے ساتھ یہی واقعہ پیش آیا۔ صبح کے وقت انہوں نے حضور ﷺ سے اس سورت کے متعلق پوچھا کچھ دیر آپ ﷺ خاموش رہے پھر آپ ﷺ نے فرمایا آج رات یہ سورت منسوخ ہو چکی ہے۔ وہ سورت نہ صرف صحابہ کرام کے سینوں سے نکل گئی بلکہ ہر اس چیز سے محو ہو گئی جہاں وہ لکھی ہوئی تھی۔ امام بیہقی فرماتے ہیں کہ اس واقعہ میں حضور ﷺ کی نبوت کی بہت بڑی نشانی ہے۔

امام بیہقی اور ابو نعیم نے قبیضہ بن ذویب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک سریہ میں کچھ صحابہ کرام مشرکین پر حملہ آور ہوئے اور مشرکین کو مغلوب کر دیا۔ ایک مومن نے ایک مشرک کے ساتھ معرکہ آزمائی کی جب مشرک مغلوب ہو گیا اور مسلمان نے اس کا سر تن سے جدا کرنا چاہا تو اس نے ''لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ'' پڑھ لیا۔ لیکن اس شخص نے اسے پھر بھی قتل کر دیا۔ لیکن پھر اس قتل پر مضطرب اور بے چین ہو گیا اور حضور ﷺ سے اپنا واقعہ عرض کیا آپ ﷺ نے فرمایا کیا تو نے اس کا دل چیر کر دیکھا تھا۔ کچھ وقت گزرنے کے بعد وہ شخص انتقال کر گیا۔ لوگوں نے اسے دفن کیا لیکن زمین نے اس کو قبول نہ کیا اور باہر پھینک دیا۔ اس کے گھر والے بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور تمام واقعہ بیان کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اسے دفن کر دو۔ جب انہوں نے دوبارہ دفنایا تو زمین نے پھر اسے باہر پھینک دیا۔ تین مرتبہ ایسا ہی ہوا۔ نبی محترم ﷺ نے فرمایا زمین نے اس کو قبول کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ لوگوں نے اس کی لاش کو ایک غار میں پھینک دیا۔ دوسری روایت میں ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا زمین تو اس سے بھی برے لوگوں کو چھپا لیتی ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کو تمہارے لیے عبرت بنا دیا ہے۔ تا کہ تم میں سے کوئی اس شخص کو قتل نہ کرے جو لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی گواہی دیتا ہو یا یہ کہے کہ میں مسلمان ہوں۔ بنو فلاں کی گھاٹی میں اسے پھینک دو اب اس کو زمین قبول کرے گی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس قاتل کا نام محلم بن جثامہ تھا۔

علامہ زرقانی فرماتے ہیں کہ جب بئر معونہ پر لوگوں نے ستر صحابہ کو شہید کر دیا تو بخار بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا۔ نبی مکرم

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

امام بیہقی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے خطبہ ارشاد فرمایا۔ ایک شخص پیچھے سے آپ ﷺ کی نقلیں اتار رہا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا تو اسی طرح ہو جا۔ اس کے بعد وہ دو ماہ تک مرض جنون میں مبتلا رہا۔ پھر اسے افاقہ ہوا تو وہ ہمہ وقت نقلیں اتارتا رہتا۔

ابن سعد نے عمرو بن میمون سے روایت کیا ہے کہ مشرکین حضرت عمار بن یاسر کو آگ میں جلا رہے تھے۔ اس وقت حضور نبی کریم ﷺ وہاں سے گذرے۔ آپ ﷺ نے اپنا دست اقدس ان کے سر پر رکھا اور فرمایا:

يَا نَارُ كُوْنِىْ بَرْدًا وَّسَلَامًا عَلٰى عَمَّارٍ كَمَا كُنْتِ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ تَقْتُلُكَ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ

''اے آگ! تو عمار پر اسی طرح ٹھنڈی اور سلامتی والی ہو جا۔ جس طرح تو حضرت ابراہیم پر ٹھنڈی ہوگئی تھی اے عمار! ایک باغی گروہ تجھے قتل کرے گا''۔

ابونعیم نے عباد بن عبد الصمد سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے ہاں بطور مہمان ٹھہرے انہوں نے کہا اے خادمہ! دستر خوان لے کر آؤ تا کہ ہم کھانا کھالیں۔ خادمہ دستر خوان لے کر حاضر ہوئی پھر انہوں نے فرمایا اس رومال کو آگ میں پھینک دو۔ خادمہ نے رومال آگ میں پھینک دیا۔ کچھ دیر کے بعد آگ سے اسے نکالا گیا تو وہ دودھ کی طرح سفید تھا۔ ہم نے تعجب سے پوچھا یہ کیا ماجرا ہے۔ انہوں نے کہا یہ حضور ﷺ کا رومال تھا۔ اس سے آپ ﷺ اپنے رخ انور کو پونچھتے تھے۔ جب یہ صاف نہیں رہتا تو ہم اسے اسی طرح آگ میں پھینکتے ہیں۔ یہ صاف ہو جاتا ہے۔ آگ اسے کوئی نقصان نہیں پہنچاتی۔

ابونعیم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاں تشریف لائے رات گئے تک راز و نیاز کی باتیں ہوتی رہیں۔ پھر وہ دونوں گھر سے باہر تشریف لائے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی ان کے ساتھ باہر تشریف لائے۔ تینوں حضرات تاریک رات میں چلنے لگے۔ ان میں سے کسی ایک کے پاس عصا تھا۔ کچھ دیر بعد عصا روشن ہو گیا اور نور بکھرنے لگا۔ حتیٰ کہ وہ اپنے اپنے گھر تشریف لے آئے۔

امام احمد نے حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے۔ حضور ﷺ کے ساتھ عشاء کی نماز ادا فرمائی وہ رات بڑی تاریک اور ابر آلود تھا۔ حضور ﷺ نے انہیں کھجور کی ایک شاخ عطا فرمائی اور ان سے فرمایا اس شاخ کو لے لو یہ دس گز تمہارے آگے اور دس گز تمہارے پیچھے اجالا کرے گی۔ جب تم اپنے گھر میں داخل ہو جاؤ گے تو وہاں تمہیں ایک کالی چیز نظر آئے گی اسے مار کر گھر سے باہر نکال دینا وہ شیطان ہوگا۔ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ بارگاہ رسالت سے روانہ ہوئے ان کے لیے وہ کھجور کی شاخ ضوفشاں ہوگئی۔ حتیٰ کہ وہ اپنے گھر آ گئے۔ انہوں نے ایک کالی چیز دیکھی اسے مار کر گھر سے باہر نکال دیا۔

ابونعیم نے حضرت ابوسعید خدری سے یہی روایت نقل کی ہے وہ بیان فرماتے ہیں کہ اس رات بادل چھائے ہوئے تھے۔ جب حضور ﷺ عشاء کی نماز ادا فرمانے کے لیے تشریف لائے تو آپ ﷺ نے بجلی کی چمک دیکھی آپ ﷺ نے فرمایا

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

روایت نقل کی ہے۔

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا اے صحابہ! کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ میرا قبلہ ادھر ہے اللہ کی قسم! مجھ پر تمہارے رکوع اور سجود مخفی نہیں ہیں۔ میں تمہیں اپنی پشت کے پیچھے سے بھی دیکھ رہا ہوں۔ حضرت امام مسلم کی روایت میں ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا اے لوگو! میں تمہارا امام ہوں رکوع اور سجدہ مجھ سے پہلے نہ کیا کرو۔ میں اپنے پیچھے سے بھی اس طرح دیکھ لیتا ہوں جس طرح میں اپنے آگے سے دیکھتا ہوں۔ مجاہد سے روایت ہے کہ حضور ﷺ اپنے پیچھے صفوں کا اسی طرح مشاہدہ فرماتے تھے جس طرح آپ ﷺ آگے سے دیکھتے تھے۔

علماء کہتے ہیں آپ کا یہ مشاہدہ ادراک کا مشاہدہ تھا۔ آپ ﷺ کا یہ دیکھنا حقیقی دیکھنا تھا۔ یہ حضور ﷺ کے ساتھ خاص تھا اور یہ آپ ﷺ کا معجزہ تھا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ وہ اپنے ساتھیوں سے کہتے تھے کہ تم کہتے ہو کہ ابو ہریرہ حضور ﷺ سے بہت زیادہ احادیث روایت کرتے ہیں اللہ کی قسم! میرے مہاجر بھائی اپنے کاروبار میں مصروف رہتے تھے اور میرے انصاری بھائی اپنے مال ومویشی میں مشغول رہتے تھے۔ میں ایک مسکین آدمی تھا۔ میں ہمہ وقت حضور ﷺ کے ساتھ رہتا تھا۔ اگرچہ مجھے بھوک اور پیاس برداشت کرنا پڑتی۔ ایک دن حضور ﷺ نے فرمایا تم میں سے جو شخص اپنے کپڑے کو پھیلائے گا اور اسے میری گفتگو مکمل ہونے تک پھیلائے رکھے گا۔ پھر اس چادر کو سمیٹ کر اپنے سینے سے لگائے گا وہ میری احادیث نہیں بھولے گا۔ میں نے اپنی چادر پھیلا دی اس چادر کے علاوہ میرے پاس کوئی اور کپڑا نہ تھا۔ میں نے اس چادر کو پڑے رہنے دیا حتی کہ حضور ﷺ نے اپنی بات مکمل فرمائی۔ پھر میں نے اسے سمیٹ کر اپنے سینے سے لگا لیا۔ مجھے اس ذات کی قسم! جس نے حضور ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے۔ اس دن سے لے کر آج تک میں حضور ﷺ کی کوئی حدیث نہیں بھول سکا۔ (بخاری ومسلم)

عبدالرزاق نے مصنف میں اور امام بیہقی نے حضرت سعید بن جبیر سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص انصار کی بستیوں میں سے ایک بستی میں گیا اس نے کہا مجھے رسول اللہ ﷺ نے تمہارے پاس بھیجا ہے اور حکم فرمایا ہے کہ فلاں عورت کی شادی مجھ سے کردو۔ حالانکہ حضور ﷺ نے اسے نہیں بھیجا تھا۔ حضور ﷺ تک بھی یہ بات پہنچ گئی۔ آپ ﷺ نے حضرت علی اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما کو بھیجا انہیں فرمایا جاؤ اگر تم اس کو پالو تو اسے قتل کر دینا۔ لیکن میرے خیال میں تم اسے پا نہ سکو گے۔ جب حضرت علی اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما اس جگہ پہنچے تو انہیں معلوم ہوا کہ اس شخص کو سانپ نے ڈس لیا ہے جس سے اس کی موت واقع ہوگئی ہے۔

حاکم اور امام بیہقی نے حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حکم بن ابی العاص حضور ﷺ کی محفل میں شرکت کرتا۔ جب حضور ﷺ محو کلام ہوتے تو وہ اپنے منہ کو ٹیڑھا کرتا۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تو اسی طرح ہو جا۔ اسی وقت اس کا منہ ٹیڑھا ہو گیا اور وہ تادم مرگ اسی طرح رہا۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

امام بیہقی نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے وہ بیان فرماتی ہیں کہ رسول مکرم ﷺ میرے پاس ایک ڈھال لے کر تشریف لائے اس میں عقاب کی تصویر پرتھی۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس تصویر پر اپنا دست اقدس رکھا اللہ تعالیٰ نے اس تصویر کو مٹا دیا۔

ابن سعد، ابن ابی شیبہ اور ابن عساکر نے حضرت مکحول رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے اس تصویر کو سخت ناپسند فرمایا صبح کے وقت اللہ تعالیٰ نے اس تصویر کو مٹا دیا تھا۔

ابن عساکر نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بلایا اور فرمایا میری اس چاندی کی انگوٹھی پر محمد بن عبداللہ نقش کروالاؤ۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نقاش کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا اس انگوٹھی پر محمد بن عبداللہ (ﷺ) نقش کر دو۔ اس نے کہا میں نقش کر دیتا ہوں نقاشی کی قیمت طے ہوگئی۔ جب وہ نقش کرنے لگا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے ہاتھ سے محمد رسول اللہ ﷺ لکھوا دیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے تمہیں اس کا حکم تو نہیں دیا تھا۔ نقاش نے کہا اللہ تعالیٰ نے اسے میرے ہاتھ سے لکھوایا ہے۔ اللہ کی قسم! میں نہیں جانتا کہ میں نے یہ کیسے لکھا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا تو نے سچ کہا ہے۔ انہوں نے بارگاہ رسالت میں یہ واقعہ عرض کیا۔ آپ ﷺ نے تبسم فرمایا اور فرمایا میں اللہ کا رسول ہوں۔ حاکم نے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ ایک ایسے گروہ میں تھے۔ جو اللہ کے ذکر میں مشغول تھا۔ جب حضور ﷺ ان کے پاس سے گذرے تو آپ ﷺ ارادتاً ان کے پاس آنے لگے حتی کہ آپ ﷺ اس گروہ کے بالکل قریب ہوگئے۔ وہ لوگ آپ ﷺ کا احترام کرتے ہوئے ذکر سے رک گئے۔ آپ ﷺ نے ان سے فرمایا تم کیا کہہ رہے تھے۔ میں نے دیکھا ہے کہ اللہ کی رحمت تم پر نازل ہو رہی تھی۔ میں نے چاہا کہ میں بھی تمہارے ساتھ اس رحمت میں شریک ہو جاؤں۔

امام بخاری نے تاریخ میں، امام بیہقی، ابونعیم اور ابن مردویہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں حضور ﷺ کی معیت میں مسجد کی طرف گیا۔ مسجد میں کچھ لوگ تھے جو اپنے ہاتھ اٹھا کر دعا مانگ رہے تھے۔ حضور ﷺ نے مجھ سے پوچھا کیا تمہیں ان کے ہاتھوں میں وہ چیز نظر آرہی ہے۔ جسے میں دیکھ رہا ہوں۔ میں نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم ان کے ہاتھوں میں کیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ان کے ہاتھوں میں نور ہے۔ میں نے عرض کی اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں کہ وہ مجھے اس نور کو دیکھنے کی سعادت نصیب فرمائے۔ آپ ﷺ نے دعا فرمائی تو میں نے اس نور کو دیکھا۔

ابن سعد اور امام بیہقی نے ام طارق، حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی لونڈی سے روایت کیا ہے وہ فرماتی ہیں کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے انہیں بارگاہ رسالت میں بھیجا۔ وہ کہتی ہیں کہ میں نے در مصطفیٰ ﷺ پر کسی کی آواز سنی لیکن مجھے کوئی وجود نظر نہ آیا۔ کوئی چیز آپ ﷺ سے اجازت طلب کر رہی تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا تو کون ہے؟ اس نے کہا میں ام ملدم (بخار) ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہم تمہیں خوش آمدید نہیں کہتے۔ کیا تو اہل قبا کے پاس نہیں جانا چاہتی۔ اس نے عرض کی ہاں میں ان کے پاس جانا چاہتی ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا پھر تو انکی طرف چلی جا۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اے قتادہ! نماز ادا کرنے کے بعد ٹھہر جانا۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد آپ ﷺ نے انہیں کھجور کی ایک شاخ عطا فرمائی۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس کو پکڑ لو یہ دس گز تمہارے آگے اور دس گز تمہارے پیچھے ضوفشاں ہو گی۔

ابو نعیم نے "حلیہ" میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ آپ بیان فرماتی ہیں کہ سرور کائنات ﷺ نے میرے پہلو میں رات بسر کی کچھ دیر بعد آپ ﷺ بیدار ہو گئے۔ میں آپ ﷺ کو وہاں نہ دیکھ کر پریشان ہو گئی۔ میں نے محسوس کیا کہ آپ ﷺ نوافل ادا فرما رہے ہیں۔ میں نے بھی وضو کیا اور آپ ﷺ کے پیچھے نماز ادا کرنے لگی۔ آپ ﷺ نے رات کو اتنی دعا مانگی جتنی اللہ نے چاہا۔ پھر اچانک ایک نور آیا جس سے سارا گھر جگمگا اٹھا۔ کچھ دیر کے بعد وہ نور ختم ہو گیا۔ حضور ﷺ مصروف دعا رہے کچھ دیر کے بعد ایک اور نور آیا وہ پہلے نور سے زیادہ شدید تھا۔ وہ نور اتنے اجالے والا تھا کہ اس میں رائی کا دانہ بھی نظر آتا تھا پھر وہ نور چلا گیا۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم یہ کیسا نور تھا؟ آپ ﷺ نے فرمایا اے عائشہ! کیا تم نے وہ نور دیکھا ہے۔ میں نے کہا ہاں آپ ﷺ نے فرمایا میں نے اپنے پروردگار سے اپنی امت کی بخشش کے لیے عرض کی تھی۔ میرے رب نے میری امت میں سے ایک تہائی حصہ بخشنے کا وعدہ کیا۔ اس نعمت پر میں نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کی۔ پھر میں نے باقی امت کی مغفرت کے لیے بارگاہ ربوبیت میں عرض کی۔ اللہ رب العزت نے میری امت کے دو تہائی حصے اور بخشنے کا وعدہ کیا اس نعمت پر میں نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کی۔ پھر میں نے بقیہ امت کی مغفرت کے لیے بارگاہ صمدیت میں عرض کی اللہ نے میری باقی امت کو بھی بخش دیا۔ اس احسان عظیم پر میں نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کی۔

حاکم، امام بیہقی اور ابو نعیم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم نے رسول مکرم ﷺ کے ساتھ عشاء کی نماز ادا کی نماز ادا فرماتے ہوئے جب آپ ﷺ سجدہ میں جاتے تو حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہما اچھل کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک پشت پر بیٹھ جاتے۔ جب آپ ﷺ سجدے سے سر اٹھاتے تو انہیں بڑی نرمی سے اتار دیتے۔ جب آپ ﷺ دوبارہ سجدہ ریز ہوتے تو حسنین کریمین دوبارہ آپ ﷺ کی پشت مبارک پر بیٹھ جاتے۔ آپ ﷺ نے نماز ادا فرمانے کے بعد انہیں اپنے پاس بٹھا لیا۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میں انہیں ان کی والدہ محترمہ کے پاس نہ پہنچا آؤں۔ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں۔ پھر ایک نور ضوفشاں ہوا۔ وہ دونوں اس نور میں چلتے ہوئے خاتون جنت رضی اللہ عنہا کے پاس پہنچ گئے۔

ابو نعیم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک تاریک رات حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کے پاس تھے۔ آپ ﷺ ان سے بہت زیادہ پیار کرتے تھے۔ انہوں نے عرض کی میں اپنی والدہ ماجدہ کے پاس جانا چاہتا ہوں۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میں انہیں سیدۃ النساء رضی اللہ عنہا کے پاس لے جاتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں۔ اچانک آسمان سے ایک نور اترا۔ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ اس نور میں چلتے ہوئے اپنی والدہ مکرمہ کے پاس پہنچ گئے۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

آپ ﷺ کے انتقال کے بعد لگاتار فتنے رونما ہوئے تاکہ آپ ﷺ کے مشاہدہ کی تصدیق ہو سکے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں یہ فتنے لگاتار رونما ہوئے۔ ہم بارگاہ ایزدی میں دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ان سے عافیت عطا فرمائے۔

ابن ماجہ نے حضرت فاطمہ بنت حسین رضی اللہ عنہما سے اور وہ اپنے والد محترم سے روایت کرتی ہیں۔ جب رسول مکرم ﷺ کے فرزند ارجمند حضرت قاسم رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی میری خواہش تھی کہ یہ نور نظر زندہ رہتا تاکہ اپنی رضاعت کو مکمل کر سکتا۔ حضور ﷺ نے فرمایا اب جنت میں اس کی رضاعت مکمل ہوگی۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی اگر مجھے یہ علم ہوتا تو پھر مجھے اس کا صدمہ برداشت کرنا آسان ہوتا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اگر آپ پسند کرتی ہیں تو میں اللہ تعالیٰ سے دعا فرماتا ہوں کہ وہ آپ کو حضرت قاسم کی آواز سنا دے۔ حضرت خدیجہ نے عرض کی میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مکرم ﷺ کی تصدیق کرتی ہوں۔

امام واقدی نے روایت کیا ہے کہ جب سرور کائنات ﷺ نے مختلف ممالک کی طرف اپنے قاصد روانہ کیے تو ایک ہی دن چھ قاصد مختلف ممالک کی طرف روانہ ہوئے۔ ان میں سے ہر ایک نے اس قوم کی زبان بولنا شروع کر دی جس کی طرف اسے بھیجا گیا تھا۔

السیرۃ النبویہ میں ہے کہ ایک دفعہ آپ ﷺ نے اپنے دست اقدس سے ایک بکری کو پکڑا پھر اسے چھوڑ دیا۔ جہاں سے آپ ﷺ نے اسے پکڑا تھا وہاں ایک نشان پڑ گیا۔ جو بعد میں اس بکری کی نسل میں بھی برقرار رہا۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کے واقعہ میں یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ حضور ﷺ نے انہیں مرغی کے انڈے کے برابر سونا عطا فرمایا تھا اور فرمایا اس سے اپنا قرض ادا کرو۔ ان پر یہودیوں کا چالیس اوقیہ قرض تھا۔ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے عرض کی اس تھوڑے سے سونے سے ان کا اتنا قرض کیسے ادا ہوگا۔ حضور ﷺ نے اس سونے کو لیا اور اپنی زبان پر رکھ کر اسے الٹ پلٹ کیا اور فرمایا اب اسے لے لو اللہ تعالیٰ اسی کے ذریعے تمہارا قرض اتار دے گا حضرت سلمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے اس سونے سے چالیس اوقیہ قرض ادا کیا۔ لیکن ابھی تک میرے پاس اتنا ہی سونا باقی تھا۔

امام بیہقی اور ابن اثیر نے "اسد الغابہ" میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم نے رسول مکرم ﷺ کی معیت میں عمرہ کی سعادت حاصل کی آپ ﷺ نے اپنے سر اقدس سے اپنے بال مبارک اتروائے۔ لوگ آپ ﷺ کے بال مبارک حاصل کرنے کے لیے ٹوٹ پڑے۔ میں نے حضور ﷺ کی پیشانی مبارک کے بال حاصل کر لیے اور انہیں اپنی ٹوپی میں رکھ لیا۔ ان بالوں کی برکت تھی کہ میں جہاں بھی جاتا اللہ تعالیٰ مجھے فتح عطا فرماتا۔ امام بیہقی نے روایت کیا ہے کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی ٹوپی میں کچھ بال مبارک تھے۔ وہ جس جنگ میں شرکت کرتے اللہ تعالیٰ انہیں کامیاب فرماتا۔

امام بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ایک یہودی کی یہ عادت تھی کہ وہ جب بھی اذان سنتا تو

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

امام بیہقی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا کہ بخار بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اور اجازت طلب کی آپ ﷺ نے فرمایا تو کون ہے؟ اس نے عرض کی میں ام ملدم ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیا تو اہل قبا کے پاس نہیں جانا چاہتی۔ اس نے عرض کی میں ان کے پاس چلی جاتی ہوں۔ اس کے بعد تمام اہل قبا شدید بخار میں مبتلا ہو گئے انہوں نے اس بیماری کی شکایت بارگاہ رسالت میں کی انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم ہم سب بخار میں مبتلا ہو گئے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اگر تم پسند کرو تو میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں وہ تم سے اس بیماری کو دور فرما دے گا اور اگر تم چاہو تو یہ تمہارے لیے طہارت اور پاکیزگی کا سبب بن جائے گی۔ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم ہم چاہتے ہیں کہ یہ مرض ہمارے لیے طہارت اور پاکیزگی کا سبب بن جائے۔

امام بیہقی نے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ بخار نے بارگاہ رسالت سے اجازت طلب کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا تو کون ہے اس نے کہا میں بخار ہوں۔ میں گوشت کو گھلا دیتا ہوں اور خون چوس لیتا ہوں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اس کو اہل قبا کی طرف جانے کا حکم دیا۔ وہ بخار ان کی طرف چلا گیا۔ اہل قبا بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اس کے چہرے زرد تھے اور وہ بخار کی شکایت کر رہے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اگر تم پسند کرو تو میں تمہارے لیے دعا کر دیتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ تمہیں اس سے نجات دے گا اور اگر تم چاہو تو تم اسے یونہی رہنے دو یہ تمہارے گناہوں کا کفارہ بن جائے گا۔ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم اسے رہنے دیں تا کہ یہ ہمارے گناہوں کو ختم کر دے۔

امام بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ بخار بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم مجھے اپنی پسندیدہ قوم کی طرف بھیج دیجیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا تو انصار کی طرف چلا جا۔ وہ بخار انصار کی طرف گیا وہ تمام شدید بخار میں مبتلا ہو گئے۔ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم ہمارے لیے شفا کی دعا فرمائیں۔ حضور ﷺ نے دعا فرمائی اللہ تعالیٰ نے انہیں اس بیماری سے نجات عطا فرمائی۔ امام بیہقی فرماتے ہیں شاید یہ واقعہ اہل قبا کے علاوہ دیگر انصار کے ساتھ پیش آیا ہو۔

سعید بن منصور نے اپنی ''سنن'' میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے سنا حضور ﷺ اپنی دعائے قنوت میں فرما رہے تھے ام ملدم! تو بنی عصیہ کی طرف چلی جا انہوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی ہے۔ اس کے بعد تمام بنو عصیہ بخار میں مبتلا ہو گئے۔

امام مسلم اور امام بخاری نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ نبی محترم ﷺ نے مدینہ منورہ کے ایک ٹیلے پر جھانکا اور فرمایا کیا تمہیں وہ اشیاء نظر آ رہی ہیں۔ جنہیں میں دیکھ رہا ہوں۔ میں فتنوں کو ظہور پذیر ہوتے دیکھ رہا ہوں۔

الطبرانی نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی محترم ﷺ نے آسمان کی طرف نگاہ بلند فرمائی اور فرمایا:

سُبۡحَانَ الَّذِیۡ یُرۡسِلُ عَلَیۡهِمُ الۡفِتَنَ اِرۡسَالَ الۡقَطۡرِ

''پاک ہے وہ ذات جو ان پر بارش کے قطرات کی طرح فتنے ظاہر کرتی ہے''۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بارہواں باب

حضور ﷺ کے معنوی معجزات کے بارے میں

اس باب میں نبی محترم ﷺ کے خلق اور خُلق کے کمال اور آپ ﷺ کے اقوال، افعال اور احوال کی فضیلت کو بیان کیا جائے گا

علامہ الماوردی کی وضاحت

علامہ ماوردی نے ''اعلام نبوت'' میں فرمایا ہے کہ اخلاق حمیدہ اور افعال جمیلہ سے متصف شخص ہی بلند و بالا مراتب کا مستحق ہوسکتا ہے۔ کیونکہ یہ ایسے اصول ہوتے ہیں جو اپنے مناسبات اور موافقات کی طرف راجع ہوتے ہیں اور اپنے متضاد افعال سے مخالفت رکھتے ہیں۔ جہان رنگ و بو میں نبوت سے بلندتر کوئی مقام نہیں ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ اور اس کے بندوں کے مابین پیغام رسانی ہے۔ اس کا مقصد خالق کی اطاعت اور مخلوق کی مصلحت ہوتا ہے اس لیے اس مرتبہ کے ساتھ اس شخص کو مختص کیا جاتا ہے جو اخلاق میں سب سے افضل ہو جو نبوت کی شروط کو سب سے زیادہ پورا کرتا ہے وہ ہی اس کا زیادہ مستحق ہوتا ہے۔ یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ حضور ﷺ کے زمانہ اقدس میں یا اس سے مابعد کوئی شخص بھی حضور ﷺ کا ہم پلہ نہیں ہے۔ آپ ﷺ ہر کمال میں یکتا ہیں۔ ہر فضیلت میں بے مثال ہیں۔ خلق، قول اور فعل میں لاثانی ہیں۔ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی مدح یوں فرمائی ہے:

وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ (القلم:۴)

''اور بے شک آپ عظیم الشان خلق کے مالک ہیں۔''

اگر یہ کہا جائے کہ آپ ﷺ کے یہ فضائل اور کمالات آپ ﷺ کی نبوت کی دلیل نہیں ہوسکتے اور نہ ہی کسی نبی کے متعلق معلوم ہوا ہے کہ اس نے اپنی امت کے لیے ان کمالات کو دلیل بنایا ہو یا اپنی رسالت کی قبولیت کے لیے ان پر اعتماد کیا ہو۔ کیونکہ بعض اوقات یہ کمالات و فضائل اس شخص میں بھی پائے جاتے ہیں جو نبی نہیں ہوتا بلکہ نبی کو وہ معجزہ پیش کرنا پڑتا جو خلاف عادت ہوتا اور اس معجزہ سے ہی اس بات کا علم ہوتا کہ وہ نبی ہے نہ کہ فضل و کمال سے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ یہ فضیلت اور کمالات نبوت کی علامات میں سے ہے اگرچہ یہ اس کے معجزات میں سے نہیں ہے۔ کیونکہ فضل و کمال کی انتہاء تک رسائی ناممکن ہے اس لیے یہ فضل و کمال بھی ایک معجزہ کی طرح ہوگیا۔ دوسری بات یہ ہے کہ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کہتا ''اللہ تعالیٰ جھوٹے کو جلا دے'' اس کی یہی عادت برقرار رہی حتیٰ کہ ایک دن اس کی لونڈی آگ لے کر اس کے کمرہ میں داخل ہوئی۔ آگ کا ایک شعلہ گر پڑا جس سے گھر میں آگ لگ گئی اور وہ یہودی بھی اسی آگ میں خاکستر ہو گیا۔

امام مسلم نے حضرت سہیل بن ابی صالح سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ والد محترم نے مجھے بنو حارثہ کی طرف بھیجا۔ میرے ساتھ ہمارا خادم تھا۔ ایک باغ سے ایک آواز آئی کوئی اس غلام کو پکار رہا تھا۔ لیکن ہمیں کوئی شخص نظر نہ آیا۔ میں نے یہ واقعہ اپنے باپ سے بیان کیا انہوں نے فرمایا جب ایسی آواز سنو تو فوراً اذان دینا شروع کر دو۔ کیونکہ میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو یہ حدیث مبارک بیان کرتے ہوئے سنا ہے کہ جب اذان دی جاتی ہے تو شیطان گوز مارتا ہوا بھاگ جاتا ہے۔

امام بیہقی نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب کسی شخص کو بدروحوں سے واسطہ پڑے تو فوراً اذان دینا شروع کر دے اس طرح بدروحیں اس کو کوئی نقصان نہ دے سکیں گی۔

امام بیہقی نے حضرت حسن سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی طرف بھیجا راستہ میں اسے ایک بدروح سے واسطہ پڑا۔ انہوں نے یہ واقعہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے بیان کیا۔ انہوں نے کہا ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ جب ہم کو بدروحیں سے سامنا ہو تو ہم اذان دیں۔ جب وہ وہاں سے واپس آنے لگا تو راستہ میں پھر اسے ایک بدروح ملی اس نے اذان دی۔ وہ بدروح فوراً وہاں سے غائب ہو گئی۔ جب وہ شخص خاموش ہوا تو وہ پھر آ گئی پھر اس نے اذان دی تو وہ بدروح چلی گئی۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

محترم ﷺ میں بدرجہ اتم پائی جاتی تھیں۔اس وجہ سے آپ ﷺ نبوت کے تقاضوں کے کما حقہ مستحق تھے۔

کمال اخلاق

دوسری وجہ حضور ﷺ کے کمال اخلاق کے متعلق ہے اور یہ چھ خصائل پر مبنی ہے۔

(۱) ان میں سے پہلی خصلت یہ ہے کہ حضور ﷺ میں عقل ودانش، فہم وفراست اور سچ گوئی نقطہ کمال پر پہنچی ہوئی تھی۔یہی اوصاف اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ عمدہ رائے اور اچھے انتظام کے ماہر تھے۔آپ ﷺ اپنے فرض سے لحہ بھر بھی غافل نہیں ہوئے اور نہ ہی کسی مشکل میں عاجزی کا اظہار کیا۔آپ ﷺ کسی کام کے آغاز میں ہی اس میں خوب غور وفکر کر لیتے اس کے اسرار ورموز کو منکشف کرتے اور اس کی مشکلات کو آسان کر لیتے یہ انتظامات صرف وہی شخص کر سکتا ہے جو عمدہ ذہنی صلاحیتوں اور بہت زیادہ احتیاط کا مالک ہو۔

(۲) دوسری خصلت آپ ﷺ کا مصائب کے کوہ گراں میں ثابت قدم رہنا ہے۔نقصان اور مشکل میں صبر کا دامن مضبوطی سے تھام لینا ہے مختلف حالات میں آپ ﷺ کا نفس پرسکون رہتا وہ کسی بھی شدید مشکل میں مضطرب نہ ہوتا۔وہ جانتا تھا کہ مشکلات سے چھٹکارا کیسے حاصل کیا جاسکتا ہے۔مصائب کا بحر پر آشوب اس کے صبر و استقامت میں اضافہ کرتا۔حضور ﷺ کو قریش سے ان اذیتوں کا سامنا کرنا پڑا جن سے انسان کے بال سفید ہو جاتے ہیں۔جن سے مضبوط قلعوں پر لرزہ طاری ہو جاتا ہے۔لیکن سرور کائنات ﷺ نے صبر اور ثابت قدمی کا دامن کسی وقت اور جگہ بھی ہاتھ سے نہیں چھوڑا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی محترم ﷺ نے فرمایا میں نے لوگوں کو اللہ تعالیٰ سے ڈرایا لیکن کسی کے دل میں اللہ تعالیٰ کا خوف پیدا نہ ہوا میں راہ خدا میں اتنا ستایا گیا کہ کسی اور کو اتنا تنگ نہ کیا گیا۔مجھ پر تیس شب وروز ایسے بھی گذرے کہ میرے لیے اور حضرت بلال کے لیے کھانے کو کچھ نہ تھا۔سوائے اس چیز کے جس کو بلال رضی اللہ عنہ اپنی بغل کے نیچے چھپا کر رکھتے تھے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ آل محمد ﷺ نے ایک دن بھی جو کی روٹی پیٹ بھر کر نہیں کھائی حتی کہ حضور ﷺ کا وصال ہو گیا۔اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دینے میں جو اتنے شدید مصائب پر صبر کرتا ہے تو پھر محال ہے کہ وہ دنیا کا خواہش مند ہو حالانکہ دنیا آپ ﷺ کے سامنے ہاتھ باندھے کھڑی تھی۔اس سے یہی واضح ہوتا ہے کہ حضور ﷺ کی تمام تگ ودو آخرت کے حصول کے لیے تھی۔

(۳) تیسری خصلت دنیا سے کنارہ کشی اور اس سے اعراض ہے۔آپ ﷺ ہمیشہ دنیا کی حلاوت اور شیرینی سے کنارہ کش رہے آپ ﷺ نے اس کی لذتوں کی طرف کبھی بھی توجہ نہیں فرمائی۔حضرت خیثمہ بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ سے کہا گیا کہ اگر آپ صلی اللہ علیک وسلم پسند کریں تو آپ کو زمین کے اتنے خزانے عطا کر دیئے جاتے ہیں جو آپ سے پہلے کسی کو عطا کیے گئے نہ آپ کے بعد کسی کو عطا کیے جائیں گے اور ان کی وجہ سے آپ کے آخرت کے اجر میں بھی کوئی کمی نہیں کی جائے گی آپ ﷺ نے عرض کی ان تمام خزانوں کو میرے لیے آخرت کا ذخیرہ بنا دیا جائے۔اس وقت یہ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جھوٹ سے اجتناب کمال فضل کی علامت ہے۔ جو دعویٰ نبوت میں جھوٹا ہو وہ فضل وکمالات میں مکمل کیسے ہوسکتا ہے۔ پس فضل وکمال سچ بولنے کا سبب بن گیا اور سچ اس کے قول کی قبولیت کا سبب بن گیا۔ اس لیے جائز ہے کہ اس کو رسالت کے دلائل میں شامل کرلیا جائے۔ جب یہ وضاحت مکمل ہوگئی۔ تو ثابت ہوا کہ انسانی اعتبار چار وجوہات کی وجہ سے ہوتا ہے۔

(۱) کمال خَلق (۲) کمال خُلق (۳) اقوال کا کمال (۴) اعمال کا کمال

کمال خلق کے چار اوصاف

انسانی صورت کے معتدل ہونے کے بعد انسان کی صورت کے کمال کا انحصار چار اوصاف پر ہے:

(۱) وقار اس سے مراد ایسی سکینت اور وقار ہے جو انسان کو اس کی تعظیم اور اس کے رعب کا مستحق بنا دیتا ہے۔ یہ اس انسان کی امامت اور راہبری کا داعی ہوتا ہے۔ نبی اکرم ﷺ میں یہ وصف بدرجہ اتم پایا جاتا تھا۔ لوگوں کے دلوں میں آپ ﷺ کا رعب و دبدبہ بہت زیادہ ہوتا حتی کہ جب کسریٰ کا قاصد آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں آیا تو اس پر کپکپی طاری ہوگئی۔ حالانکہ وہ کسریٰ کی شان وشوکت اور بادشاہوں کے ظلم وستم سے خوب آشنا تھا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دلوں میں آپ ﷺ کا رعب بہت زیادہ تھا۔ اور ان کی نگاہوں میں آپ ﷺ کی عظمت مسلمہ تھی۔ حالانکہ نبی محترم ﷺ نے کبھی بھی اپنے رعب اور دبدبہ کا اظہار نہیں فرمایا بلکہ عجز وانکساری ہی آپ ﷺ کا نمایاں وصف رہا۔

(۲) خندہ پیشانی اس سے مراد وہ خندہ روئی ہے جو اخلاص کا سبب ہوتی ہے اور ایسی محبت ہے جو پیار اور عقیدت کا سبب بنتی ہے حضور ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں حد درجہ محبوب تھے۔ خندہ پیشانی کی وجہ سے اس محبت اور عقیدت کی جڑیں اس قدر گہری تھیں کہ آپ ﷺ کی رفاقت میں رہنے والا کبھی آپ سے ناراض نہ ہوا۔ اور قرب حاصل کرنے والے کو دوری اور بعد نہ ملا۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام صحابہ کرام کے نزدیک ان کے باپوں اور بیٹوں سے زیادہ محبوب تھے اور اس ٹھنڈے پانی سے کہیں عزیز تھے۔ جسے ایک پیاسا ہر چیز سے پیارا سمجھتا ہے۔

(۳) وصف قبولیت اس سے مراد وہ عظیم الشان وصف ہے۔ جو دلوں کو اپنی طرف جذب کرنے کی طاقت رکھتا ہے۔ دل اس کی اطاعت میں جلدی کرتے ہیں اور اس کی موافقت کرنے میں دیر نہیں کرتے۔ آپ ﷺ کے اس وصف کا عالم یہ تھا کہ لوگوں کے دل ہمہ وقت آپ ﷺ کے لیے مغلوب رہتے۔ لوگوں میں آپ ﷺ کی رفاقت کا جذبہ مضبوط تھا۔ حتی کہ آپ ﷺ کا دشمن بھی آپ ﷺ سے نفرت نہیں کرتا تھا اور نہ دور رہنے والا وحشت محسوس کرتا تھا۔ لیکن اگر کوئی حسد اور محرومی کی وجہ سے آپ ﷺ کی مخالفت پر کمربستہ ہو تو پھر اس کا معاملہ جداگانہ ہے۔

(۴) اطاعت کا رجحان اس سے مراد لوگوں کا وہ رجحان ہے جو انہیں آپ ﷺ کی اطاعت پر برانگیختہ کرتا۔ آپ ﷺ کی موافقت پر مجبور کرتا۔ راہ اسلام میں مصائب پر استقامت دیتا اور مشکلات کے کوہ گراں پر صبر کا دامن مضبوطی سے پکڑنے کی تلقین کرتا۔ یہی وجہ ہے کہ کوئی مخلص آپ ﷺ کو چھوڑ کر نہ گیا۔

یہی چار خصلتیں ہیں جو انسان کو سعادت کا مستحق بنا دیتی ہیں اور قوانین رسالت کی طرف داعی ہیں۔ یہ چار خصلتیں نبی

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جاتے تھے۔ صحابہ کرام کے ساتھ گھل مل جاتے تھے۔ آپ ﷺ صرف اپنی عاجزی اور حیا کی وجہ سے صحابہ کرام سے ممتاز نظر آتے تھے۔ آپ ﷺ عاجزی کی وجہ سے ممتاز اور انکساری کی وجہ سے صاحب شرف بنے۔ ایک اعرابی بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا۔ وہ آپ ﷺ کی ہیبت اور رعب سے کانپنے لگا۔ حضور ﷺ نے اس سے فرمایا پرسکون ہو۔ میں اس محترمہ خاتون کا فرزند ہوں جو مکہ معظمہ میں سوکھے گوشت کے ٹکڑے کھایا کرتی تھی۔ آپ ﷺ کا یہ فرمانا آپ ﷺ کی اخلاقی شرافت اور کریمانہ عادات کی دلیل ہے۔ یہ عمدہ خصائل آپ ﷺ کی طبیعت میں داخل تھے۔ نہ تو یہ اتنے نادر اور کمیاب تھے کہ انہیں شمار کیا جاسکے اور نہ ہی اتنے قلیل تھے کہ انہیں شمار کیا جاسکے۔

(۵) حضور نبی محترم ﷺ کی پانچویں خصلت آپ ﷺ کا حلم اور وقار ہے۔ آپ ﷺ امن کے وقت ہر حلیم سے زیادہ حلم والے اور لڑائی اور جنگ میں ہر سلیم العقل سے زیادہ سلیم العقل تھے۔ آپ ﷺ کو جاہل اعرابیوں کی جہالت سے واسطہ پڑا لیکن آپ ﷺ نے کبھی بھی ایسی حرکت نہیں کی جس کی وجہ سے آپ ﷺ کی چادر تطہیر پر کوئی داغ آئے کئی ایسے مواقع آئے جہاں بڑے بڑے حلیم اور بردبار حلم اور بردباری کا دامن چھوڑ دیتے ہیں۔ لیکن آپ ﷺ کے حلم اور وقار میں ہمیشہ اضافہ ہی ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو نفس کے جھگڑنے، طیش میں آکر شب وستم کرنے اور غلیظ الفاظ استعمال کرنے سے ہمیشہ محفوظ رکھا۔ تاکہ آپ ﷺ اپنی امت کے لیے رحیم اور رؤف ہو جائیں اور مخلوق پر بے حد مہربان اور شفیق بن جائیں۔ قریش مکہ نے آپ ﷺ کو ہر قسم کی تکلیف دی اور مصیبت سے دوچار کیا۔ لیکن آپ ﷺ نے ہمیشہ صبر کا مظاہرہ کیا اور ان سے روگرداں رہے۔ آپ ﷺ کے ساتھ یہ برا سلوک کرنے میں صرف اہل مکہ کے بے وقوف ہی شامل نہ تھے۔ بلکہ عقل و دانش والے بھی کسی سے پیچھے نہ تھے۔ صرف گھٹیا اور ذلیل لوگ ہی آپ کو نہ ستاتے تھے بلکہ ان کے سردار بھی آپ ﷺ کو ستانا اپنا فرض سمجھتے تھے۔ وہ جس قدر آپ ﷺ کو زیادہ دکھ اور تکلیف دیتے آپ ﷺ اسی قدر زیادہ حلم اور بردباری کا مظاہرہ فرماتے۔ جب آپ ﷺ نے ان پر غلبہ اور قدرت حاصل کی تو انہیں معاف فرما دیا۔ جب فتح مکہ کے دن آپ ﷺ کو کامیابی و کامرانی ملی اور تمام کفار مکہ آپ ﷺ کے سامنے کھڑے تھے تو آپ ﷺ نے فرمایا اب میرے متعلق تمہارا کیا گمان ہے انہوں نے کہا آپ صلی اللہ علیک وسلم ایک کریم اور مہربان چچا کے لخت جگر ہیں۔ اگر آپ معاف فرما دیں تو یہ درگذر اور معافی ہمارے گمان کے عین مطابق ہوگی اور اگر آپ انتقام لے لیں تو یقیناً ہم نے بھی آپ کے ساتھ برا سلوک کیا ہے۔ نبی مکرم رحمۃ للعالمین نے فرمایا میں تمہیں اسی طرح کہتا ہوں جس طرح حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں سے کہا تھا:

قَالَ لَا تَثْرِيبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ ۖ يَغْفِرُ اللَّهُ لَكُمْ ۖ وَهُوَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ (یوسف: ۹۲)

''نہیں کوئی گرفت تم پر آج کے دن معاف فرمادے اللہ تعالیٰ تمہارے (قصوروں) کو اور وہ سب مہربانوں سے زیادہ مہربان ہے''۔

آپ ﷺ نے اس کے بعد یہ دعا فرمائی۔ مولا! تو نے قریش کے پہلے لوگوں کو عذاب کا مزہ چکھایا اب اس کے بعد

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

آیت کریمہ نازل ہوئی:

تَبٰرَکَ الَّذِیْٓ اِنْ شَآءَ جَعَلَ لَکَ خَیْرًا مِّنْ ذٰلِکَ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ وَ یَجْعَلْ لَّکَ قُصُوْرًا (الفرقان:۱۰)

''بڑی (خیرو) برکت والا ہے اللہ تعالیٰ جو اگر چاہے تو بنا دے آپ کے لئے بہتر اس سے (یعنی ایسے) باغات رواں ہوں جن کے نیچے نہریں اور بنا دے آپ کے لئے بڑے بڑے محلات۔''

''بڑی (خیرو) برکت والا ہے اللہ تعالیٰ جو اگر چاہے تو بنا دے آپ کے لئے بہتر اس سے (یعنی ایسے) باغات ہوں رواں جن کے نیچے نہریں اور بنا دے آپ کیلئے بڑے بڑے محلات''۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اس وقت آپ ﷺ ایک کھجور کی چٹائی پر تشریف فرما تھے۔ اس چٹائی کے نشانات آپ ﷺ کے جسم پر پڑ چکے تھے۔ یہ دل گداز منظر دیکھ کر انہوں نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم کاش کہ آپ اس چٹائی سے نرم بستر اختیار فرمالیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا میرا دنیا سے کیا تعلق ہے میرا دنیا سے کیا واسطہ ہے۔ مجھے اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے میری اور دنیا کی مثال اسی طرح ہے۔ جس طرح ایک سوار شدید دوپہر میں ایک درخت کے نیچے کچھ دیر آرام کرتا ہے۔ پھر وہ روانہ ہو جاتا ہے اور اس درخت کو چھوڑ دیتا ہے۔

حمید بن بلال بن ابی بردہ سے روایت ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ہمارے پاس تشریف لائیں ان کے پاس ایک موٹی چادر اور ایک کھردرا کمبل تھا۔ انہوں نے فرمایا حضور ﷺ نے ان دو کپڑوں میں وصال فرمایا، حالانکہ اس وقت آپ ﷺ حجاز کے آخری کنارے سے لے کر عراق تک اور یمن سے لے کر عمان کے جنگلات تک کے مالک تھے۔ آپ ﷺ تمام لوگوں سے زیادہ زاہد تھے۔ آپ ﷺ نے نہ تو کبھی مال کو جمع کیا اور نہ ہی کبھی ذخیرہ اندوزی کی بلکہ ہمیشہ اس سے کنارہ کشی اختیار کی۔ آپ ﷺ نے اپنے پیچھے نہ کوئی مال و دولت چھوڑی اور نہ قرض چھوڑا اور نہ ہی کوئی نہر کھدوائی اور نہ محل تعمیر کروایا۔ آپ ﷺ کی اولاد اور اہل بیت بھی کسی مال و متاع یا ساز و سامان کے مالک نہ بنے تا کہ وہ بھی دنیا سے اسی طرح کنارہ کش رہیں جس طرح آپ ﷺ دنیا سے کنارہ کش رہے اور ترک دنیا میں وہ بھی حضور ﷺ کی طرح ہو جائیں۔ بہت سی احادیث میں نبی محترم ﷺ نے دنیا سے کنارہ کشی اور اس سے اعراض کرنے کے متعلق ارشاد فرمایا ہے۔ دنیا سے پہلو تہی کرنے میں آپ ﷺ کے خلفاء نے بھی آپ ﷺ کی پیروی کی۔ وہ شخص جو دنیا سے اتنا زیادہ کنارہ کش رہے اور اپنے احباب اور عزیز و اقرباء کو بھی اس سے اجتناب کرنے کا حکم دے وہ اس امر کا مستحق ہوتا ہے کہ اس پر طلب دنیا کا الزام نہ لگایا جائے۔ وہ دنیا کے بدلے آخرت کے حصول کے لیے اللہ تعالیٰ کی ذات پر جھوٹ کیسے بول سکتا ہے۔

(۴) آپ ﷺ کی چوتھی صفت آپ ﷺ کی اپنے غلاموں کے لیے تواضع اور عاجزی تھی اور ان کے لیے اپنی رحمت کے پروں کو بچھانا تھا۔ حضور ﷺ صحابہ کرام کے امام اور راہبر تھے اس کے باوجود آپ بازاروں میں چلا کرتے تھے۔ مٹی پر بیٹھ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

(3) آپ ﷺ کا شریعت کو واضح دلیل کے ساتھ مضبوط کرنا اور اس کی بین علتیں بیان کرنا حتی کہ اس سے کسی ایسی بات کا ظہور نہ ہو جسے عقل انسانی غیر مناسب کا فتوی دے اور نہ کوئی ایسی چیز شامل ہو جسے عقل انسانی مسترد کرتی ہو۔ اسی وجہ سے سرور کائنات ﷺ نے فرمایا مجھے جوامع الکلمات عطا کیے گئے ہیں اور مجھے حکمت و دانائی سے نوازا گیا ہے کیونکہ سرور دو عالم ﷺ نے تھوڑے الفاظ کے ساتھ کثیر معانی سے آگاہ فرمایا طویل کلام سے اجتناب فرمایا، جہالت کے چہرے سے نقاب ہٹایا۔ آپ ﷺ کے لیے یہ سب کچھ اس لیے آسان تھا کیونکہ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور مدد ہمہ وقت آپ ﷺ کے ساتھ تھی۔

(4) آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عمدہ اخلاق اور بہترین آداب کا حکم دیا۔ صلہ رحمی پر ابھارا کمزوروں پر رحم کرنے کے لیے کہا یتیموں پر شفقت کرنے کا حکم دیا۔ باہمی بغض اور حسد سے منع کیا۔ قطع رحمی اور دوری سے منع فرمایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا لوگو! آپس میں تعلقات منقطع نہ کرو۔ نہ ایک دوسرے سے بے رخی اختیار کرو۔ نہ ایک دوسرے سے بغض کرو۔ اللہ تعالیٰ کے بندے بن جاؤ۔

آپ ﷺ نے اخلاق حسنہ کی تبلیغ اس لیے فرمائی تا کہ اس امت میں فضائل کی کثرت ہو عمدہ اخلاق کی نشو ونما ہو، بہترین آداب ظاہر ہوں۔ یہ امت بھلائی کی طرف جلدی کرے شر سے رک جائے اور اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی پوری طرح متحمل ہو جائے:

كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ (ال عمران ۱۱۰)

''ہو تم بہترین امت جو ظاہر کی گئی ہے لوگوں (کی ہدایت و بھلائی) کے لئے تم حکم دیتے ہو نیکی کا اور روکتے ہو برائی سے''۔

امت مصطفویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام نے اللہ تعالیٰ کے احکام کو مضبوطی سے پکڑ لیا اور ان باتوں سے اجتناب کرنے لگی جن سے اللہ تعالیٰ نے انہیں منع فرمایا تھا۔ دین و دنیا کی مصلحتیں ان سے تکمیل پذیر ہوئیں اسلام کو کمزوری کے بعد قوت ملی اور شرک کو ذلت ملی۔ اس امت کے لوگ پاکباز لوگوں کے امام اور عمدہ ترین لوگوں کے پیشوا بن گئے۔

(5) آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے جب کوئی سوال کیا جاتا تو آپ ﷺ اس کا واضح جواب ارشاد فرماتے جب آپ ﷺ سے بحث کی جاتی تو آپ ﷺ دلائل کو خوب بین فرماتے نہ تو آپ ﷺ کی زبان رکتی تھی اور نہ ہی کہیں عاجزی کا اظہار ہوتا تھا۔ کوئی دشمن بھی بحث و تکرار کے وقت دلائل کو رد نہیں کر سکتا تھا۔ آپ ﷺ کا جواب ہمیشہ واضح اور آپ ﷺ کے دلائل ہمیشہ راجح ہوتے تھے۔

ایک دفعہ ابی بن خلف ایک پرانی سی ہڈی لے کر بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا وہ ہڈی کسی بہت ہی پرانے قبرستان سے حاصل کی گئی تھی اور بہت زیادہ بوسیدہ ہو چکی تھی۔ اس نے اس ہڈی کو کوٹ کر اس کا برادہ بنا لیا پھر کہنے لگا اے محمد! (صلی اللہ علیک وسلم) کیا آپ یہ گمان کرتے ہیں کہ ہم اور ہمارے آباء دوبارہ زندہ ہوں گے حالانکہ ہم اس وقت اس طرح بن چکے ہوں

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

والے لوگوں کو انعام واکرام کی لذت سے شاد کام فرما۔

(۶) چھٹی خصلت وعدہ پورا کرنا اور عہد کی پاسداری ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے کسی وعدہ کو توڑا تھا نہ کسی عہد کی خلاف ورزی کی تھی۔ آپ ﷺ وعدہ شکنی کو گناہ عظیم شمار کرتے تھے۔ آپ ﷺ وعدہ خلافی کے متعلق انتہائی سخت رویہ رکھتے تھے اور وعدہ کی پاسداری میں انتہائی نامساعدہ حالات بھی برداشت کر لیتے تھے۔ آپ ﷺ ہر صورت میں وعدہ کو پورا کرنے کی کوشش کرتے۔ جب تک عہد کرنے والا عہد نہ توڑتا آپ ﷺ اس کی پاسداری کرتے اگر وہ معاہدہ توڑ لیتا تو پھر اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کے لیے کوئی بہتر راستہ نکال لیتا۔ جیسا کہ بنی قریظہ اور بنی نضیر کے یہودیوں نے خلاف ورزی کی تھی اور جس طرح قریش مکہ نے صلح حدیبیہ کو ختم کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے عہد توڑنے میں ہی حضور ﷺ کے لیے بہتری رکھ دی۔

یہ تمام اخلاق حضور ﷺ کی ذات میں بدرجہ اتم پائے جاتے تھے اور اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو تمام مخلوق پر فضیلت عطا فرمائی تھی۔

تیسری وجہ فضائل اقوال میں آٹھ خصلتوں کا اعتبار کیا جاتا ہے۔

(1) اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو حکمت و دانائی سے نوازا تھا اور آپ ﷺ کو عظیم علوم عطا کیے تھے۔ حالانکہ آپ ﷺ امی تھے۔ آپ ﷺ نے نہ کوئی کتاب پڑھی تھی اور نہ علم پڑھا تھا نہ کسی عالم کی مصاحبت اختیار کی تھی اور نہ کسی استاذ کے پاس زانوئے تلمذ طے کیا تھا لیکن اس کے باوجود آپ ﷺ سے کبھی کوئی خطا سرزد نہیں ہوئی تھی۔ آپ ﷺ نے چار احادیث پر شریعت کی بنیاد رکھی اور اس سے مقصود حاصل کیا اور ان سے اجتہاد کی بنیادیں مستحکم کیں۔

(1) اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے اور ہر شخص کے لیے وہی ہے جو اس نے نیت کی۔

(2) حلال بھی واضح ہے اور حرام بھی واضح ہے ان کے درمیان کچھ مشتبہ امور ہیں جو چراگاہ کے اردگرد چراتا ہے اس کے لیے خطرہ ہے کہ وہ کسی روز چراگاہ میں داخل ہو جائے گا۔

(3) انسان کے اسلام کا حسن یہ ہے کہ انسان بے مقصد امور کو ترک کر دے۔

(4) جو بات تمہیں شک میں ڈالے اس کو چھوڑ کر اس چیز کو اختیار کر لو جو تمہیں شک میں نہ ڈالے۔

(2) حضور ﷺ کا ان تمام باتوں کی حفاظت کرنا جن پر اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو مطلع فرمایا تھا۔ مثلاً دیگر انبیائے کرام اور ان کی اقوام کی داستانیں اور زمانہ ماضی میں دنیا کی حکایتیں وغیرہ۔ حتی کہ آپ ﷺ سے کوئی چھوٹی یا بڑی چیز پوشیدہ نہ رہی اور نہ ہی کوئی چھوٹی بڑی چیز آپ ﷺ کے علم کے بحر محیط سے باہر رہی۔ حالانکہ آپ ﷺ نے ان حالات کو نہ تو کسی کتاب میں پڑھا اور نہ ہی آنکھوں سے ان کا مشاہدہ کیا۔ یہ سارا کمال آپ ﷺ کے تندرست ذہن، کشادہ سینہ اور قلب سلیم کا تھا۔ یہی تینوں آلات ہیں جن کی وجہ سے کسی کو رسالت کا مستحق بنایا جاتا ہے اور نبوت کا بوجھ اٹھایا جا سکتا ہے۔ اس تمام تفصیل سے یہی عیاں ہوتا ہے کہ آپ ﷺ منصب نبوت و رسالت کے کما حقہ اہل تھے۔ اسی وجہ سے اس کی ذمہ داری آپ ﷺ پر ڈالی گئی۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کوشادابی عطا فرماتا ہے۔ جو کم گو ہوتا ہے اور صرف بوقت ضرورت گفتگو کرتا ہے۔

(8) آپ ﷺ تمام لوگوں سے فصیح تھے۔ آپ ﷺ کی گفتگو بہت زیادہ واضح ہوتی تھی۔ آپ ﷺ کے کلام میں اختصار پایا جاتا تھا۔ کلام میں عمدہ الفاظ اور بہترین معانی ہوتے تھے۔ وہاں تکلیف اور بناوٹ کا شائبہ تک نہ ہوتا تھا۔ وہ فصاحت کی تمام شروط کو جامع تھا اور اپنی فصاحت کی وجہ سے جداگانہ نظر آتا تھا۔ اگر یہ کلام کسی اور شخص کے کلام سے ملایا جائے تو یہ اپنے اسلوب کی وجہ سے ممتاز نظر آتا ہے۔ اور اس میں نمایاں ہونے کی علامات واضح ہوتی ہیں۔ آپ ﷺ کا کلام دوسرے شخص کے کلام سے مل نہیں سکتا۔ آپ ﷺ کے کلام کی صداقت اور دوسرے فرد کے کلام کا کذب فوراً ظاہر ہو جاتا ہے۔ حالانکہ آپ ﷺ نے بلاغت کے حصول کے لیے کوشش نہیں کی اور نہ ہی اہل بلاغت مثلاً خطباء، شعراء اور فصحاء سے کبھی میل جول رکھا۔ بلکہ آپ ﷺ کے کلام کی فصاحت آپ ﷺ کی طبعی فطرت کی وجہ سے تھی اور اس فصاحت و بلاغت کا مقصد صرف ایک مقصد کی تکمیل تھا:

چوتھی وجہ کمالات نبوت و رسالت پر دلالت کرنے والی چوتھی وجہ کا انحصار آٹھ خصلتوں پر ہے:

(1) پہلی خصلت حضور ﷺ کی سیرت کا حسن اور سیاست کی عمدگی ہے۔ اسی وجہ سے دین کو استحکام نصیب ہوا۔ یہ دین آپ ﷺ کی حسن تدبیر کی وجہ سے آج تک شان و شوکت کے ساتھ سلامت ہے۔ آپ ﷺ نے حسن تدبیر کی وجہ سے ہی لوگوں کو مرغوب اور محبوب چیزوں سے ہٹا کر غیر محبوب اشیاء کی طرف لگا دیا۔ انہیں معروف اشیاء سے غیر معروف کی طرف پھیر دیا۔ آپ ﷺ کی وجہ سے لوگوں نے ان نئی اشیاء کی خوشی خوشی قبول کر لیا۔ (عذاب کے) خوف اور (جنت اور اس کی نعمتوں کے) لالچ کی وجہ سے نفوس نے سر تسلیم خم کیا یہ شاندار کامیابی صرف اسی کو نصیب ہوتی ہے جس کو عزم مصمم اور حسن انتظام کے ساتھ ساتھ تائید الٰہی بھی حاصل ہو۔ آپ ﷺ نے جو شریعت نافذ فرمائی اگر وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مامور تھی تو پھر وہ حجت قاہرہ ہے اور اگر اس میں حضور ﷺ کا اجتہاد تھا تو پھر وہ ایک واضح نشانی تھی۔ آپ ﷺ نے جو قوانین نافذ فرمائے ان کی صداقت کی دلیل صرف یہی کافی ہے کہ وہ اب تک برقرار ہیں۔ اولین نے انہیں آخرین کی طرف منتقل کیا ان کی حلاوت اور جدت میں اضافہ ہی ہوا۔ ان ضابطوں پر ہمہ وقت نئی بہار رہتی ہے۔ اگرچہ زمانے تبدیل ہو گئے ہیں اور اس کے تقاضے بدل چکے ہیں۔ جو شخص دین مصطفیٰ ﷺ پر قائم ہے مذکورہ بالا وضاحت اس کے لیے ایک واضح دلیل ہے اور جو شک و شبہ کا شکار ہے اس کے لیے یہ روشن بیان ہے۔

(2) حضور ﷺ نے دین اسلام کو ترغیب اور ترہیب کے ساتھ بیان کیا۔ حتیٰ کہ دعوت کے یہ دونوں طریقے آپ ﷺ کی نصرت پر متفق ہو گئے۔ بعض لوگوں نے جلدی ملنے والی اور دیر سے ملنے والی نعمتوں میں رغبت کی وجہ سے اسلام قبول کیا اور بعض نے عذاب اور نعمتوں کے زوال کے خوف کی وجہ سے اس دعوت پر لبیک کہا کیونکہ طبیعتوں اور عادات میں اختلاف ہوتا ہے۔ اس لیے ان دونوں میں سے کسی ایک کے ساتھ کامیابی کے امکانات کم تھے۔ اس لیے ان دونوں طریقوں کو ضروری سمجھا گیا۔ اسی وجہ سے دین حنیف کو استقرار نصیب ہوا اور فلاح و بہبود کو دوام ملا۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

گے۔آپ نے بہت بڑی بات کہی ہے۔آپ کے علاوہ کسی اور شخص نے نہیں کہا کہ ہڈیوں کو بوسیدہ ہونے کے بعد دوبارہ اٹھایا جائے گا۔اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کی زبان پر حق کو یوں جاری فرمایا:

قُلْ يُحْيِيهَا الَّذِي أَنشَأَهَا أَوَّلَ مَرَّةٍ ۖ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيمٌ ﴿٧٩﴾ (یٰسین:۷۹)

''زندہ فرمائے گا انہیں وہی جس نے انہیں پہلی بار پیدا کیا تھا اور وہ ہر مخلوق کو خوب جانتا ہے''۔

یہ دندان شکن جواب سن کر ابی مبہوت ہو کر رہ گیا۔اس سے کوئی جواب نہ بن پڑا وہ منہ لٹکا کر واپس چلا گیا۔ایک دفعہ سرور دو عالم ﷺ نے فرمایا: لَا عَدْوٰی وَلَا طِیَرَۃَ ''نہ تو کوئی مرض متعدی ہوتی ہے اور نہ ہی بدفالی نام کی کوئی چیز ہے''۔یہ سن کر ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم ہم دیکھتے ہیں کہ اونٹ کے ہونٹوں پر پہلے معمولی سی خارش ظاہر ہوتی ہے۔پھر یہ بیماری تمام اونٹوں میں پھیل جاتی ہے۔آپ ﷺ نے فوراً جواب دیا۔پہلے اونٹ کو کس نے بیمار کیا تھا۔یہ سن کر وہ شخص وہیں خاموش ہو گیا۔

(6) آپ ﷺ کی زبان ہر قسم کی فحش گوئی اور جھوٹ سے محفوظ تھی وہ جھوٹ سے بالکل اجتناب کرنے والی اور ہمیشہ سچ بولنے والی تھی۔آپ ﷺ بچپن میں ہی اپنے سچ کی وجہ سے مشہور ہو چکے تھے۔حتی کہ آپ ﷺ کو صادق اور امین کے دلنواز لقب سے یاد کیا جانے لگا۔آپ ﷺ کے اسلام کی طرف دعوت دینے سے پہلے قریش کو آپ ﷺ کی صداقت کا یقین تھا۔جب آپ ﷺ نے اسلام کی طرف دعوت دی تو انہوں نے آپ ﷺ کو جھٹلایا ان کا یہ جھٹلانا کئی وجوہات کی بنا پر تھا۔بعض نے آپ ﷺ سے حسد کرتے ہوئے جھٹلایا۔بعض نے دشمنی اور عداوت کی وجہ سے آپ ﷺ کی تکذیب کی۔بعض لوگوں نے صرف اس وجہ سے جھٹلایا کیونکہ وہ آپ ﷺ کو منصب نبوت اور رسالت سے بعید تر سمجھتے تھے۔اگر انہیں حضور ﷺ کی رسالت کے علاوہ کسی اور جھوٹ کا علم ہوتا تو وہ آپ ﷺ کی رسالت و نبوت کو جھٹلانے کے لیے اسے ضرور پیش کرتے۔(کیونکہ وہ حضور ﷺ کی رسالت کو جھوٹ سمجھتے تھے۔نعوذ باللہ منہ) جو شخص بچپن میں سچائی کو اپنا وطیرہ بنا لیتا ہے وہ بڑا ہو کر بھی ضرور سچ بولتا ہے۔جو شخص اپنے حقوق کی حفاظت کرتا ہے۔وہ اللہ تعالیٰ کے حقوق کی اس سے کہیں زیادہ حفاظت کرتا ہے۔

(7) حضور ﷺ خاص ضرورت کے وقت گفتگو فرماتے اور گفتگو بھی اسی مقدار میں فرماتے جس کی ضرورت ہوتی نہ فضول باتیں کرتے اور نہ ہی بالکل خاموش رہتے۔اسی وجہ سے آپ ﷺ جب خاموش ہوتے تو پھر بھی حسین نظر آتے اور جب محو کلام ہوتے پھر بھی جمیل دکھائی دیتے اسی وجہ سے آپ ﷺ کا کلام ہر قسم کے عیوب اور نقائص سے پاک رہا چہرۂ مبارک ہمیشہ بارونق اور دلکش رہا تمام آپ ﷺ کے کلام کو میٹھا سمجھتے تھے۔اسی وجہ سے وہ کلام دلوں میں محفوظ ہو گیا اور کتابیں اس سے بھر گئیں لیکن گفتگو کرنے والا خطا اور غلطی سے محفوظ نہیں ہوتا۔ایک اعرابی نے حضور ﷺ کے سامنے زیادہ گفتگو کی آپ ﷺ نے فرمایا اے اعرابی! تمہاری زبان کے سامنے کتنے پردے حائل ہیں۔اس نے کہا دو یعنی میرے ہونٹ اور میرے دانت ہیں آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کلام کی زیادتی کو ناپسند فرماتا ہے اللہ تعالیٰ اس شخص کے چہرے

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بھی گئی۔

(۶) آپ ﷺ کو دشمن کے ساتھ مسلسل جہاد کا حکم دیا گیا حتی کہ آپ ﷺ اپنے دشمن پر غالب آ گئے۔

ان دونوں خصوصیات کا جمع ہونا محال ہے۔ البتہ اللہ تعالیٰ جس ذات کی خصوصی تائید فرمائے اور اپنی مہربانی اور لطف و کرم سے اس کی مدد فرمائے تو اس کو یہ مقام رفیع مل سکتا ہے۔

(7) آپ ﷺ نے تمام غزوات میں خصوصی شجاعت اور بہادری کا مظاہرہ کیا اور دشمن سے نبرد آزمائی کرتے وقت پامردی کا مظاہرہ کیا آپ ﷺ نے جس جنگ میں بھی شرکت فرمائی اس میں بہت زیادہ صبر کا مظاہرہ کیا۔ پھر یا تو آپ ﷺ کو فتح و کامرانی نصیب ہوئی یا پھر آپ ﷺ نے اپنا مضبوط دفاع کیا۔ آپ ﷺ اپنی جگہ پر ہی تشریف فرما رہے کسی میدان جنگ میں نہ تو راہ فرار اختیار کی اور نہ ہی مرعوب ہوئے بلکہ ہمیشہ ایک مضبوط دل کے ساتھ ثابت قدمی کا مظاہرہ کیا۔

غزوۂ حنین کے دن آپ ﷺ بالکل تنہا رہ گئے۔ آپ ﷺ دشمن کے جم غفیر میں اکیلے ڈٹ گئے۔ اس وقت آپ ﷺ کے اردگرد اہل بیت اور صحابہ کرام میں سے صرف نو افراد موجود تھے۔ آپ ﷺ ایک خچر پر سوار تھے۔ آپ ﷺ اپنے آپ کو واضح فرما کر یہ فرما رہے تھے اے اللہ کے بندو! میری طرف آؤ میں نبی برحق ہوں۔ اس میں ذرہ بھر بھی جھوٹ نہیں ہے اور میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں۔ یہ سن کر لوگ آپ ﷺ کے اردگرد جمع ہو گئے۔ بنو ہوازن آپ ﷺ کو دیکھ رہے تھے۔ لیکن قریب آنے سے ہچکچاہٹ محسوس کر رہے تھے۔ آپ ﷺ نہ تو دشمن کی کثرت سے ہراساں ہوئے اور نہ ہی ان کے زور آور حملوں سے پسپائی اختیار فرمائی۔ اللہ رب العزت نے آپ ﷺ کی مدد فرمائی۔ آپ ﷺ نے صبر کیا حتی کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی تائید فرمائی۔ ایسی بے مثال شجاعت کی نظیر کہاں سے مل سکتی ہے؟۔

ایک دفعہ مدینہ طیبہ میں ایک ہیبت ناک آواز سنائی دی۔ لوگ اس آواز کی طرف دوڑے۔ لوگوں کو معلوم ہوا کہ حضور ﷺ اس آواز کی طرف پہلے ہی تشریف لے جا چکے ہیں۔ انہوں نے دیکھا کہ آپ ﷺ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کے گھوڑے پر سوار ہیں اور واپس تشریف لا رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے شمشیر بے نیام پکڑ رکھی تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے لوگو! نہ ڈرو! پھر آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ کی ذات پر بھرپور اعتماد تھا کہ وہ آپ ﷺ کی عنقریب مدد فرمائے گا۔ آپ ﷺ کے دین کو غلبہ عطا فرمائے گا۔ اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد بھی اسی بات کی طرف اشارہ کرتا ہے:

لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ (الفتح:۲۸)

"تا کہ وہ دین اسلام کو تمام ادیان پر غالب کر دے" اور حضور ﷺ نے بھی ارشاد فرمایا:

زُوِيَتْ لِيَ الْاَرْضُ فَرَاَيْتُ مَشَارِقَهَا وَمَغَارِبَهَا وَيَبْلُغُ مُلْكُ اُمَّتِيْ مَازُوِيَ لِيْ مِنْهَا

"میرے لیے زمین کو سمیٹ دیا گیا میں نے اس کے مشارق اور مغارب کو دیکھا عنقریب میری امت کا غلبہ اور اقتدار وہاں تک پہنچ جائے گا۔ جہاں تک میرے لیے زمین سمیٹی گئی"۔

(8) اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو جود و سخا کی نعمت سے نوازا تھا۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ ہر چیز کو راہ خدا میں لٹا دیتے

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

(3) آپ ﷺ کی شریعت معتدل شریعت ہے۔ یہ عیسائیوں کے غلو اور یہودیوں کی تقصیر سے بالکل پاک ہے۔ کیونکہ امور میں سے بہترین ان کا وسط ہے۔ یہ زیادتی اور کمی کے مابین ہے۔ کیونکہ جو کام راہ اعتدال سے ہٹ جاتا ہے تو اس میں بھلائی اور درستی نہیں آسکتی۔

(4) حضور ﷺ نے صحابہ کرام کو دنیا کی لذتوں میں منہمک ہونے کی ترغیب نہیں دلائی۔ جس طرح کہ یہودی دنیاوی لذتوں میں منہمک ہو گئے تھے اور نہ ہی آپ ﷺ نے ترک دنیا کا حکم دیا تھا جس طرح کہ نصاریٰ نے رہبانیت اختیار کر لی تھی۔ آپ ﷺ نے اعتدال کرنے کا حکم دیا کہ دنیا کو اتنا طلب کرو جو تمہارے لیے کافی ہو اور اس کے زائد سامان سے اعراض کرلو۔ آپ ﷺ نے فرمایا، تم میں سے بہتر وہ ہے جو دنیا سے بھی حصہ لے اور آخرت میں بھی۔

(5) نبی محترم ﷺ نے دینی علوم اور شرعی احکام کی طرف توجہ فرمائی۔ آپ ﷺ نے تمام احکام کو اپنی امت کے لیے واضح کر دیا۔ ان کے لیے حلال اور حرام چیزیں بیان کیں۔ ان کے لیے جائز اور ممتنع اشیاء بیان فرمائیں مثلاً نکاح اور دیگر معاملات کے احکام وغیرہ بیان کیے۔ یہاں تک کہ یہود و نصاریٰ نے بہت سے معاملات میں نبی محترم ﷺ کی اتباع کی۔ لیکن آپ ﷺ کی شریعت کسی دوسری شریعت کی محتاج نہیں۔ پھر آپ ﷺ نے ایسے اصول مقرر فرمائے جو ان حادثات پر دلالت کرتے تھے۔ جن سے دنیا آگاہ نہ تھی اور ان قواعد سے ایسے احکام مستنبط کیے گئے جو کسی علت یا سبب پر مبنی تھے۔ پھر آپ ﷺ نے اپنے صحابہ کرام سے فرمایا تم میں سے مشاہد (دیکھنے والا) میری باتوں کو غائب تک پہنچائے تاکہ آپ ﷺ کا انذار (ڈرانا) عام ہو اور اس کے اظہار سے محبت قائم ہو نبی مکرم ﷺ نے فرمایا، میری طرف سے پیغام لوگوں تک پہنچاؤ اور مجھ سے جھوٹی بات منسوب نہ کرو۔ کیونکہ کتنے ہی ایسے مبلغ (جن تک پیغام پہنچایا جائے) ہوں گے جو سامع (براہ راست کلام سننے والا) سے زیادہ یاد رکھنے والے ہوں گے۔ بعض اوقات وہ لوگ جن کی طرف پیغام اسلام لے جایا جائے گا وہ پیغام لانے والوں سے زیادہ فقیہ ثابت ہوں گے۔ حضور ﷺ نے اپنی شریعت کو نص کے ساتھ مضبوط کیا اور اپنے پیغام کو حاضر اور غائب کے لیے عام کر دیا تاکہ آپ ﷺ کا شریعت پہنچانے کا فرض پورا ہو جائے اور امت کے حقوق ادا ہو جائیں۔ تاکہ نہ تو اللہ تعالیٰ کے حقوق میں کوئی خلل رہ جائے اور نہ ہی امت کی مصلحتوں میں کوئی کوتاہی رہے۔ نبی اکرم ﷺ نے یہ تمام کام ایک قلیل مدت میں انجام دیئے۔ کیونکہ آپ ﷺ نے طویل زمانہ نہیں پایا تھا۔

(6) آپ ﷺ دشمن کے ساتھ جہاد کرنے کے لیے ہمیشہ کوشاں رہے۔ حالانکہ انہوں نے آپ ﷺ کو ہر سمت سے گھیر رکھا تھا اور ہر طرف سے آپ ﷺ کا احاطہ کر رکھا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس اس وقت ساز و سامان کی بھی قلت تھی اور آپ ﷺ کے ساتھیوں کی تعداد بھی بہت کم تھی۔ آپ ﷺ کی برکت سے قلت کو کثرت نصیب ہوئی ذلت کے بعد عزت نصیب ہوئی۔ آپ ﷺ نے اپنی قوت سے دشمن کو کچل کر رکھ دیا اور رعب سے آپ ﷺ کی مدد کی گئی۔ اس طرح نبی محترم ﷺ کے لیے دو چیزیں جمع کر دی گئیں۔

(۱) آپ ﷺ کی شریعت کے لیے خصوصی اہتمام کیا گیا یہاں تک کہ وہ تمام شریعتوں پر غلبہ بھی پا گئی اور آفاق میں پھیل

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حجۃ الاسلام امام غزالی کے فرمودات

امام غزالی اپنی شہرہ آفاق تصنیف احیاء العلوم میں فرماتے ہیں جو شخص حضور نبی محترم ﷺ کے احوال کو دیکھے اور آپ ﷺ کی ان احادیث کوغور سے سنے جو آپ ﷺ کے اخلاق، احوال، عادات اور خصائل پر مشتمل ہیں۔ آپ ﷺ کے اخلاق کو ملاحظہ کرے۔ آپ ﷺ کے اس نظم وضبط کو دیکھے جس سے مخلوق کو ہدایت نصیب ہوئی اور مختلف اقوام یکجا ہو گئیں اور انہیں کس طرح آپ ﷺ نے اپنی اطاعت کی طرف مائل کیا وہ آپ ﷺ کے ان جوابات کو دیکھے جو آپ ﷺ نے مختلف سوالات کے دیئے تھے۔ مخلوق کی مصلحتوں کے لیے آپ ﷺ کی عجیب تدابیر کو دیکھے شریعت کو ظاہر کرنے کے لیے آپ ﷺ کے ان عجیب اشاروں کو دیکھے جنہوں کے فضلاء اور عقلاء کی عقل و دانش کو حیران کر دیا۔ انہوں نے ساری زندگی اسی دشت کی سیاحی میں گذار دی۔ لیکن ان سے دقائق کے اوائل ہی کے راز نہ کھل سکے۔ جو شخص ان تمام امور میں غور و فکر کرے گا اسے اس میں ذرہ بھر بھی شک و شبہ نہیں رہے گا کہ یہ امور صرف اس حیلہ سے حاصل نہیں کیے جا سکتے جو انسان کی قوت کے اختیار میں ہوتا ہے۔ یہ تمام اشیاء اس وقت حاصل ہو سکتی ہیں جب کسی ذات کو آسمانی تائید اور اللہ تعالیٰ کی مدد شامل حال ہو۔ یہ تمام اشیاء کسی کذاب کے لیے تصور بھی نہیں کی جا سکتیں۔

نبی محترم ﷺ کے شمائل اور احوال آپ ﷺ کی صداقت کی بین دلیل ہیں۔ حتیٰ کہ ایک اعرابی آپ ﷺ کو دیکھ کر پکار اٹھتا ہے۔ اللہ کی قسم! اتنا حسین چہرہ کسی جھوٹے کا نہیں ہو سکتا۔ وہ آپ ﷺ کی حسین صورت دیکھ کر ہی اسلام قبول کر لیتا ہے۔ یہ صرف اس شخص کی کیفیت تھی جس نے آپ ﷺ کی ظاہری صورت دیکھی تھی۔ ذرا تصور تو کرو کہ اس شخص کی کیفیت کیا ہوتی ہوگی۔ جو آپ ﷺ کے اخلاق یا آپ ﷺ کے احوال کا مشاہدہ کر لیتا۔ ہم نے آپ ﷺ کے بعض اخلاق کا تذکرہ کیا ہے تا کہ ہم آپ ﷺ کے بلند اخلاق سے آگاہ ہو سکیں اور ہم اس بلند منصب اور ارفع مقام سے آشنا ہو سکیں جو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو عطا فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو بلند مراتب عطا فرمائے۔ حالانکہ آپ ﷺ امی تھے۔ نہ علم حاصل کیا تھا اور نہ ہی کتب کا مطالعہ کیا تھا اور نہ طلب علم میں کہیں سفر کیا تھا۔ آپ ﷺ عرب کے جاہل لوگوں میں رہے۔ آپ ﷺ نے یتیمی کی حالت میں نشو و نما پائی۔ آپ ﷺ کو محاسن اخلاق، عمدہ آداب اور فقہ کی مصلحتیں کہاں سے حاصل ہو سکتی تھیں۔ اگر آپ ﷺ پر نزول وحی کا سلسلہ نہ ہوتا تو پھر معرفت الٰہیہ، ملائکہ اور دیگر کتب کا علم آپ ﷺ کو کیسے حاصل ہو سکتا تھا۔ اگر حضور ﷺ کے لیے صرف یہی امور ظاہر ہوتے تو یہ آپ ﷺ کی نبوت کے لیے بطور دلیل کافی تھے۔ لیکن آپ ﷺ کے دست اقدس سے تو اتنے معجزات اور دلائل کا ظہور ہوا کہ آپ ﷺ کی نبوت میں کسی کو شک نہیں ہو سکتا۔

اس کے بعد حضرت امام غزالی فرماتے ہیں۔ وہ کتنا احمق اور پاگل ہے جو آپ ﷺ کے احوال، اقوال، افعال، اخلاق اور آپ ﷺ کے معجزات دیکھتا ہے پھر کے بعد آپ ﷺ کی شریعت کو دیکھتا ہے کہ وہ ہمہ وقت ترقی پذیر ہے۔ حتیٰ کہ وہ دنیا کے کونے کونے میں پھیل چکی ہے۔ وہ یہ بھی دیکھتا ہے کہ آپ ﷺ کے عہد زریں میں بھی اور آپ کے ظاہری دور مبارک کے بعد بھی بادشاہان وقت آپ ﷺ کی غلامی کرتے رہے۔ حالانکہ آپ ﷺ ابتدا میں کمزور اور یتیم تھے۔ وہ ان

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اور اپنی ہر محبوب اور پسندیدہ چیز کو دوسروں کے لیے ترجیح دیتے تھے۔ جب آپ ﷺ نے وصال فرمایا اس وقت بھی آپ ﷺ کی زرہ مبارک چند کلو جو کے بدلے ایک یہودی کے ہاں رہن پڑی تھی۔ حالانکہ اس وقت پورا جزیرۂ عرب آپ ﷺ کے زیر تصرف تھا۔ اس وقت جزیرۂ عرب میں ایسے سردار اور قبائل بھی تھے۔ جن کے پاس خزانوں اور مال کی بہتات تھی۔ وہ اپنی دولت وثروت اور ذخیروں پر فخر کرتے تھے اور ان کی وجہ سے عیش وعشرت کی زندگی بسر کرتے تھے آپ ﷺ نے ان تمام علاقوں کو فتح کیا۔ لیکن شان استغناء کا عالم یہ تھا کہ ایک دینار یا ایک درہم بھی جمع نہ کیا۔ بلکہ آپ ﷺ سخت خوراک اور موٹے کپڑے زیب تن فرماتے۔ آپ ﷺ کی جود وسخا کا سمندر بے کراں تھا۔ کثیر لوگ آپ ﷺ کے فیض کرم سے لطف اندوز ہوتے لیکن خود فاقوں کی تلخی برداشت کرتے اور ہر قسم کے حالات پر صبر کرتے آپ ﷺ نے بنو ہوازن سے درج ذیل مال غنیمت حاصل کیا۔

(۱) چھ ہزار قیدی (۲) چوبیس ہزار اونٹ (۳) چالیس ہزار بکریاں (۴) چار ہزار اوقیہ چاندی

آپ ﷺ نے یہ تمام مال تقسیم فرما دیا اور خود خالی ہاتھ واپس آ گئے کیا پوری دنیا میں ایسے جود وکرم کی مثال موجود ہے؟

حضور ﷺ کے فضائل میں سے میں نے چند بیان کیے ہیں یہ آپ ﷺ کے محاسن اور اوصاف میں سے چند ہیں ان کا پوری طرح احاطہ کرنا ناممکن ہے۔ آپ ﷺ کے محامد کا بحر بے کراں ساحل سے آشنا نہیں ہے۔ ہر منافق، دشمن، زندیق اور ملحد نے پوری کوشش کی کہ وہ آپ ﷺ کے اقوال یا افعال میں کوئی عیب نکال سکے یا کسی خطا یا لغزش کو تلاش کر سکے۔ لیکن اسے اپنے ناپاک عزم میں ہمیشہ ناکامی کا سامنا کرنا پڑا۔ جو شخص ان فضائل کے کمال کو حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا اور ان اوصاف کے بلند درجہ پر فائز ہو گیا۔ وہی دنیا کی قیادت کا اہل ہے اور مخلوق کی مصلحتوں کی ذمہ داری اٹھانے کے قابل ہے۔ انسانیت کے لئے نبوت ورسالت کے بعد کوئی غایت نہیں جس کے ذریعے اصلاح ہو سکے اور فساد کو ختم کیا جائے۔ اس تمام بحث کا مطلب یہ ہے کہ سرور کائنات ﷺ نبوت ورسالت کی ذمہ داریوں کو اٹھانے کے اہل تھے۔ اسی وجہ سے جب آپ ﷺ مبعوث ہوئے تو نبوت کو استقرار نصیب ہوا آپ ﷺ نے اس کے حقوق کو کما حقہ ادا کیا۔ آپ ﷺ ہی اس منصب رفیع اور رتبہ علیا کے اہل تھے۔ آپ ﷺ نے ان ذمہ داریوں میں ذرہ بھر بھی کوتاہی نہ کی۔

جب دو اشیاء باہم متناسب ہوتی ہیں تو وہ ہم شکل بھی ہوتی ہیں۔ جو آپس میں ہم شکل ہوں انہیں ایک دوسرے سے محبت ہوتی ہے۔ دو اشیاء جو باہم محبت کرتی ہیں وہ متفق ہوتی ہیں۔ یہی اتفاق ہر قسم کے انتظام کی بنیاد اور اساس ہے۔ یہ قانون حضور ﷺ کی نبوت کی صحت کی واضح ترین دلیل ہے اور آپ ﷺ کی رسالت کی صداقت عیاں ترین نشانی ہے۔ اس وضاحت اور تفصیل کے بعد آپ ﷺ کی رسالت اور نبوت سے وہی انکار کر سکتا ہے جو شرف انسانیت سے عاری ہو۔

تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں۔ جس نے ہمیں حضور ﷺ کی اطاعت کی توفیق دی اور آپ ﷺ کی رسالت کی تصدیق کرنے کی توفیق ارزانی فرمائی۔

(علامہ الماوردی کا کلام اختتام پذیر ہوا)

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

میں فوراً پکار اٹھا یہ کسی جھوٹے کا چہرہ نہیں ہو سکتا۔

ابو رمثہ التیمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں اپنے بیٹے کے ساتھ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا میں نبی محترم ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوا۔ جب میں نے آپ ﷺ کو دیکھا تو میں نے فوراً کہا یہ اللہ کے سچے نبی ہیں۔

امام مسلم وغیرہ نے روایت کیا ہے کہ جب حضرت ضماد رضی اللہ عنہ اپنا وفد لے کر بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے ان کو یہ دلنشین خطبہ ارشاد فرمایا:

اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ فَمَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِیَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

حضرت ضماد نے یہ دل کو موہ لینے والے کلمات سن کر عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم ان کلمات کو دوبارہ ارشاد فرمائیں۔ ان کلمات میں معانی کا ایک سمندر موجزن ہے۔ اپنا دست اقدس بڑھائیں تا کہ میں آپ صلی اللہ علیک وسلم کی بیعت کروں۔

حضرت جامع بن شداد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمارے پاس ایک طارق نامی شخص تھا۔ وہ بیان کرتا ہے کہ اس نے مدینہ منورہ میں حضور ﷺ کی زیارت کی۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کیا تمہارے پاس بیچنے کے لیے کوئی چیز ہے۔ ہم نے کہا ہم یہ اونٹ بیچنا چاہتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم اس کی کیا قیمت لو گے۔ ہم نے کہا ہم اس کی قیمت میں اتنے وسق کھجوریں لیں گے۔ حضور ﷺ نے اس اونٹ کی مہار کو پکڑا اور مدینہ طیبہ کی طرف عازم سفر ہوئے۔ ہم نے کہا ہم نے اونٹ ایک ایسے شخص کے ہاتھوں فروخت کیا ہے۔ جسے ہم نہیں جانتے ہمارے ساتھ ایک باپردہ خاتون تھی۔ اس نے کہا میں تمہارے اونٹ کی قیمت کی ضامن ہوں۔ میں نے دیکھا ہے کہ اس شخص کا چہرہ ماہ کامل کی طرح تھا وہ تمہارے ساتھ فریب نہیں کرے گا۔ صبح کے وقت ایک شخص ہمارے پاس کھجوریں لے کر آیا۔ اس نے کہا میں رسول مکرم ﷺ کا نمائندہ ہوں۔ آپ ﷺ نے یہ کھجوریں بھیجی ہیں اور فرمایا ہے کہ ان میں سے خود بھی کھالو اور اپنے اونٹ کی قیمت بھی پوری کرلو۔ ہم نے ایسے ہی کیا۔

عمان کے بادشاہ جلندی کو جب اسلام کی دعوت کے متعلق علم ہوا تو اس نے کہا اللہ کی قسم! میں جانتا ہوں کہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ہیں۔ آپ ﷺ جس بھی عمدہ کام کا حکم دیتے ہیں سب سے پہلے خود اس پر عمل پیرا ہوتے ہیں اور جس چیز سے منع فرماتے ہیں سب سے پہلے اس کو ترک کر دیتے ہیں۔ جب آپ ﷺ غالب آتے ہیں تو تکبر نہیں کرتے۔ جب مغلوب ہوتے ہیں تو گھبراہٹ کا اظہار نہیں کرتے۔ وہ وعدہ کو پورا کرتے ہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے سچے نبی ہیں۔ نفطویہ نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان

يَكَادُ زَيْتُهَا يُضِیْٓءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ ؕ (النور:۳۵)

"قریب ہے اس کا تیل روشن ہو جائے اگرچہ اسے آگ نہ چھوئے"۔

کی تفسیر میں لکھا ہے۔ یہ وہ مثال ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی محترم ﷺ کے لیے ارشاد فرمائی ہے اس کا مفہوم یہ ہے

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تمام امور میں غور وفکر کرنے کے بعد آپ ﷺ کی صداقت میں شک وشبہ کرتا ہے۔ اور وہ شخص کتنا بلند بخت ہے جو آپ ﷺ پر ایمان لایا آپ ﷺ کی تصدیق کی پھر آپ ﷺ کی مکمل پیروی کی۔ ہم اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتے ہیں کہ وہ ہمیں اخلاق، افعال، احوال اور اقوال میں نبی محترم ﷺ کی اتباع کرنے کی توفیق دے۔ (آمین ثم آمین)

امام قسطلانی کے ارشادات

حضرت امام القسطلانی ''مواہب'' میں فرماتے ہیں۔ کسی شخص کے لیے یہ ممکن نہیں کہ وہ حضور ﷺ کے علوم کے سمندروں میں سے ایک قطرے کا احاطہ کر سکے یا آپ ﷺ کے عرفان کے ابر کرم کی ایک بوند کی پہچان کر سکے۔ اگر تو ان نعمتوں میں غور وفکر کرے گا۔ جو اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب لبیب ﷺ کو عطا فرمائی تھیں۔ مثلاً جوامع الکلم، عمدہ حکمت، حسن سیرت، سابقہ امتوں کے متعلق آگاہی، سابقہ شریعتوں اور داستانوں سے آگاہی مثلاً حضرت موسیٰ اور حضرت خضر علیہما السلام کا واقعہ، حضرت یوسف علیہ السلام اور آپ علیہ السلام کے بھائیوں کی حکایت اور اصحاب کہف اور ذوالقرنین کی داستانیں وغیرہ، آخرت کے متعلق خبریں، تورات، انجیل، زبور اور حضرت ابراہیم اور حضرت موسیٰ علیہما السلام کے صحف کا علم، انبیاء کا علم اور دیگر علوم جن کی علماء بنی اسرائیل نے بھی تصدیق کی اور آپ ﷺ کی بیان کردہ کسی ایک چیز کی بھی تکذیب نہ کی۔ بلکہ ان تمام اشیاء کو تسلیم کیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو جن علوم، حسن ادب، عمدہ عادات، مواعظ، حکم، عقلی دلائل دینے کے اسلوب سے آگاہی، مخالف اقوام کے دلائل کا واضح براہین کے ساتھ رد، ایسے علوم کی طرف اشارہ جن کے ماہرین نے آپ ﷺ کے کلام کو حجت اور آپ ﷺ کے اشارہ کو قائد تسلیم کیا ہے۔ مثلاً لغت، معانی، بیان، احکام شرعیہ کے قوانین، عقلی سیاست کے ضابطے، قلبی حقائق کا عرفان نیز دیگر علوم وفنون جو آپ ﷺ کی امت کی مصلحتوں کو محیط تھے۔ مثلاً طب، خوابوں کی تعبیریں اور حساب وغیرہ اور علاوہ ازیں ان علوم کو دیکھے جن کا احاطہ ناممکن ہے تو پھر یہ فیصلہ کرے گا کہ نبی محترم ﷺ کا یہ میدان اتنا وسیع ہے کہ اس کی وسعتوں کی پیمائش ممکن نہیں اور نہ ہی آپ کے علم وعرفان کے بحر بے کراں کو ڈول گدلا کر سکتے ہیں۔ نیز یہ بھی ثابت ہوگا کہ ایک بشر میں اتنے کمالات اللہ تعالیٰ کی خاص عنایت اور خصوصی لطف کے بغیر ناممکن ہیں۔

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ کے فرمودات

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ شفاء شریف میں فرماتے ہیں جب ایک منصف مزاج شخص نبی محترم ﷺ کی بلند پایہ عادات، قابل ستائش سیرت، علم کی وسعت، عقل ودانش کی فوقیت اور حلم وغیرہ میں غور وفکر کرے گا۔ نیز اگر وہ آپ ﷺ کے تمام کمالات اور جمیع عادات کو دیکھے گا۔ آپ ﷺ کے حالات اور گفتگو کا مشاہدہ کرے گا تو اس کو آپ ﷺ کی نبوت کی صحت میں کوئی شک نہیں رہے گا اور نہ ہی اسے آپ ﷺ کی دعوت کی صداقت میں کوئی شبہ رہے گا۔ آپ ﷺ کے یہ اوصاف حمیدہ ہی کئی افراد کے اسلام لانے کا سبب بنے۔

امام ترمذی، ابن قانع وغیرہ نے حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب سرور دو عالم ﷺ مدینہ طیبہ تشریف لائے۔ تو میں آپ ﷺ کی زیارت کے لیے حاضر ہوا۔ جب میں نے آپ ﷺ کے رخ انور کو دیکھا تو

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کرتے تھے۔آپ ﷺ خود بھی امی تھے اور امیوں (ان پڑھوں) کی قوم میں سے تھے۔نہ تو آپ ﷺ اور نہ آپ ﷺ کی قوم ان امور سے واقف تھی جنہیں اہل کتاب جانتے تھے۔

آپ ﷺ نے نہ تو کبھی کوئی علم حاصل کیا تھا اور نہ ہی کبھی علماء کی مجلس اختیار فرمائی تھی۔چالیس سال کی عمر سے پہلے آپ ﷺ نے دعویٰ نبوت نہ کیا۔پھر آپ ﷺ نے ایک عجیب ترین اور عظیم ترین امر کا اظہار فرمایا۔آپ ﷺ ایک ایسا کلام لے کر تشریف لائے جس جیسا کلام نہ تو پہلے لوگوں نے سنا تھا نہ بعد والوں نے سنا۔آپ ﷺ نے ایک ایسا امر پیش کیا جس سے آپ ﷺ کی قوم اور آپ ﷺ کے اہل شہر بالکل نا آشنا تھے۔جس کو نہ آپ ﷺ سے پہلے کوئی جانتا تھا نہ ہی بعد میں کسی کو معلوم ہوا نہ تو کسی شہر میں اس شخص کا ظہور ہوا اور نہ ہی کسی زمانہ میں وہ رونما ہوا جو وہ چیز لے کر آتا جو آپ ﷺ نے اپنی قوم کے سامنے پیش کی۔نہ تو آپ ﷺ کے ظہور کی طرح کسی نے ظہور کیا اور نہ ہی آپ ﷺ کے معجزات کی طرح کوئی معجزات لے کر آیا۔نہ ہی کسی نے اپنی مکمل ترین شریعت کی طرف دعوت دی اور نہ کسی نے اپنے دین کو تمام ادیان پر غالب کیا۔علم، دلائل، قوت و توانائی اور طاقت کے لحاظ سے آپ ﷺ کے دین کو غلبہ نصیب ہوا۔انبیائے کرام کے پیروکاروں نے آپ ﷺ کی اتباع کی۔حالانکہ وہ معاشرے کے کمزور افراد تھے۔اہل سلطنت نے آپ ﷺ کو جھٹلایا، آپ ﷺ کے ساتھ دشمنی کی۔وہ آپ ﷺ کے قتل اور آپ ﷺ کے ساتھیوں کی ہلاکت کے لیے اسی طرح کوشاں رہے۔جس طرح کافر سابقہ انبیائے کرام اور ان کے پیروکاروں کی ہلاکت کے لیے کوشش کرتے رہے۔جنہوں نے آپ ﷺ کی اتباع کی انہوں نے کسی خوف یا رغبت کی وجہ سے اتباع نہیں کی کیونکہ آپ ﷺ کے پاس نہ تو مال تھا۔جو آپ ﷺ انہیں عطا فرماتے نہ ہی آپ ﷺ کے پاس بادشاہی تھی کہ آپ ﷺ انہیں بھی ایک سلطنت کا والی بنا دیتے اور نہ ہی آپ ﷺ کے پاس تلوار کی قوت تھی۔بلکہ تلوار، مال و ثروت اور جاہ و منصب تو آپ ﷺ کے دشمنوں کے پاس تھے۔انہوں نے آپ ﷺ کے پیروکاروں کو ہر قسم کی اذیت دی۔لیکن صحابہ کرام ہمہ وقت صابر و شاکر رہے۔کیونکہ ایمان و عرفان کی حلاوت ان کے دلوں میں بس چکی تھی۔اس لیے وہ اپنے دین سے مرتد نہ ہوئے۔مکہ معظمہ ایک ایسا شہر تھا کہ اہل عرب عہد ابراہیمی سے اس کا حج کرتے آئے تھے۔ایام حج میں وہاں تمام قبائل جمع ہوتے۔نبی محترم ﷺ ان قبائل کے پاس تشریف لے جاتے اور انہیں تبلیغ فرماتے۔آپ ﷺ انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف بلاتے۔جھٹلانے والے کی اذیت پر، ظالم کے ظلم پر اور روگردانی کرنے والے کے اعراض پر آپ ﷺ صبر کا مظاہرہ فرماتے یہاں تک کہ یثرب کے چند افراد وہاں جمع ہوئے وہ یہودیوں کے پڑوسی تھے۔ان سے انہوں نے حضور ﷺ کے متعلق سن رکھا تھا اور آپ ﷺ سے آشنا تھے آپ ﷺ نے جب ان کو دعوت دی تو انہیں فوراً معلوم ہو گیا کہ آپ ﷺ ہی وہ نبی ہیں جن کا انتظار کیا جا رہا ہے۔اور آپ ﷺ وہی ہیں جن کے متعلق یہودی انہیں بتایا کرتے تھے۔وہ آپ ﷺ کے متعلق ایسی باتیں سن چکے تھے جن سے وہ آپ ﷺ کی قدر و منزلت سے آگاہ ہو چکے تھے آپ ﷺ کا دین پھیلتا رہا۔اور آئندہ کچھ سالوں میں اسے کافی غلبہ نصیب ہو چکا تھا۔وہ لوگ آپ ﷺ پر ایمان لائے۔انہوں نے آپ ﷺ کے دست اقدس پر بیعت کی۔انہوں نے

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کہ اگر آپ قرآن پاک کی تلاوت نہ بھی فرماتے پھر بھی صرف آپ ﷺ کا رخ انور ہی اس بات کی گواہی دیتا کہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے سچے نبی ہیں۔ جیسا کہ حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

لَوْ لَمْ تَكُنْ فِيهِ آيَاتٌ مُبَيِّنَةٌ   لَكَانَ مَنْظَرُهُ يُنْبِيكَ بِالْخَبَرِ

''اگر نبی مکرم ﷺ کی ذات میں دیگر واضح معجزات نہ بھی ہوتے تو آپ کا حسن ہی آپ ﷺ کی نبوت کی گواہی دینے کے لیے کافی تھا''۔

ابن تیمیہ کا قول

ابن تیمیہ اپنی ''الجواب الصحیح''میں تحریر کرتے ہیں۔ حضور نبی محترم ﷺ کی پاکیزہ سیرت، آپ ﷺ کے معجزات، اخلاق، اقوال اور افعال آپ ﷺ کی نبوت کی صداقت کی دلیل ہیں۔ آپ ﷺ کی شریعت آپ ﷺ کا معجزہ ہے۔ آپ ﷺ کی امت کے اولیاء کی کرامات بھی آپ ﷺ کے معجزات ہیں۔

اگر ہم آپ ﷺ کی ولادت باسعادت سے لے کر آپ ﷺ کی بعثت مبارکہ تک اور پھر وصال تک کی حیات مبارکہ میں غور وفکر کریں تو آپ ﷺ کی نبوت کی صداقت عیاں ہو جاتی ہے۔ اسی طرح اگر ہم آپ ﷺ کے نسب، اصل اور فضل میں تدبر کریں تو پھر بھی آپ ﷺ کی نبوت کی صداقت واضح ہو جاتی ہے۔ نسب کے لحاظ سے آپ ﷺ تمام اہل زمین سے افضل ہیں۔ آپ ﷺ حضرت ابراہیم کی نسل میں سے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی اولاد میں ہی نبوت اور کتاب کو بھیجا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بعد جو بھی نبی آیا وہ آپ علیہ السلام کی اولاد میں سے ہی تھا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کے دو بیٹوں حضرت اسماعیل اور حضرت اسحاق علیہما السلام کو نبوت سے سرفراز فرمایا۔ ان کا تورات میں تذکرہ کیا اللہ تعالیٰ نے تورات میں بیان فرمایا کہ اولاد اسماعیل میں ایک عظیم الشان نبی ظاہر ہوں گے۔ حضور ﷺ کے علاوہ اولاد اسماعیل میں اور کوئی نبی ظاہر نہیں ہوا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد کے لیے دعا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ ان میں ایک برگذیدہ رسول مبعوث فرمائے۔ بنو ابراہیم میں سے قریش افضل اور قریش میں سے بنو ہاشم افضل ہیں اور مکہ معظمہ تمام شہروں کا مرکز ہے اور اس میں وہ پاکیزہ گھر ہے جس کو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے ہاتھوں سے تعمیر فرمایا اور لوگوں کو اس کا حج کرنے کی دعوت دی۔ آپ علیہ السلام کے زمانہ اقدس سے لے کر آج تک لوگ اس مقدس گھر کا حج کرتے رہے ہیں۔ اور یہ بات انبیائے کرام کی کتابوں میں موجود ہے۔

حضور ﷺ تربیت کے لحاظ سے تمام لوگوں میں سے اکمل تھے۔ آپ ﷺ سچائی، پاکبازی، عدل وانصاف اور مکارم اخلاق کی وجہ سے مشہور تھے۔ آپ ﷺ ہر برائی ظلم وستم اور ہر برے وصف سے کنارہ کش رہے۔ آپ ﷺ کے اعلان نبوت سے پہلے بھی اور بعد بھی لوگ آپ ﷺ کی تعریف کرتے رہے۔ آپ ﷺ کے اقوال، افعال اور اخلاق میں کوئی بھی ایسی چیز نہ تھی جس میں سے کوئی عیب نکالا جا سکے۔ آپ ﷺ جھوٹ، ظلم اور برائی سے پہلو تہی فرماتے رہے۔ آپ ﷺ کی شکل مبارک تمام شکلوں سے مکمل تھی۔ آپ ﷺ ان اوصاف میں اکمل تھے جو آپ ﷺ کے کمال پر دلالت

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فرمایا جیسا بعض سابقہ شریعتوں میں بعض خبیث اشیاء حلال تھیں۔ آپ ﷺ نے تمام سابقہ امتوں کے تمام محاسن کو جمع فرمایا۔ اللہ رب العزت، ملائکہ اور آخرت کے دن کے متعلق دیگر کتب مثلاً تورات، انجیل اور زبور میں بہت کچھ بیان کیا گیا ہے۔ لیکن حضور ﷺ نے ان اشیاء کو بڑے نرالے اور عجیب انداز میں بیان کیا۔ سابقہ کتب میں عدل وانصاف کی اہمیت فضل وکرم کا فائدہ اور نیکیوں کی ترغیب موجود ہے۔ لیکن نبی محترم ﷺ کا ان اشیاء کو بیان کرنے کا انداز بڑا احسن ہے۔ جب ایک عقلمند اسلام کی عبادات کے نظام کو اور دیگر امتوں کی عبادات کے نظام کو دیکھے گا تو اسے اسلامی عبادات کی فضیلت واہمیت واضح نظر آئے گی۔ اسلامی حدود، احکام اور شریعت کی کیفیت بالکل یہی ہے۔ آپ ﷺ کی امت ہر فضیلت میں تمام امتوں سے افضل ہے۔ اگر اس امت کے علم کا اندازہ لگایا جائے تو اس کا علم تمام سے افضل ہوگا۔ اسی طرح یہ امت اپنے دین، اپنی عبادات اور اپنی اطاعت کے لحاظ سے تمام امتوں سے افضل ہے۔ جب اس کی شجاعت، راہ خدا میں جہاد اور جنگ میں ان کا صبر دیکھا جائے تو پھر بھی یہ امت ہی تمام امتوں سے فائق نظر آئے گی۔ ان کا جہاد سب سے عظیم اور ان کے دل سب سے بہادر ہیں۔ یہ امت سخاوت اور دریا دلی میں بھی سب سے بہتر ہے۔ یہ تمام فضائل انہیں بارگاہ رسالت میں ہی حاصل ہوئے اور نبی محترم ﷺ ہی سے سیکھے اور آپ ﷺ نے ہی انہیں ان مکارم اخلاق کا حکم دیا۔ آپ ﷺ کی امت آپ ﷺ سے پہلے کسی ایسی کتاب کی پیروکار نہ تھی۔ جس کی تکمیل کے لیے آپ ﷺ تشریف لائے ہوں۔ جس طرح کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تورات کی شریعت کو مکمل کرنے کے لیے تشریف لائے تھے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پیروکاروں کے کچھ علوم اور فضائل تورات سے ماخوذ تھے۔ بعض علوم زبور سے اور کچھ دیگر انبیاء سے لیے گئے تھے۔ ان کے علوم میں کچھ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات تھیں اور کچھ حواریوں کے اضافے تھے اور فلسفیوں کا کچھ کلام بھی ان کے علوم میں شامل ہو چکا تھا۔ حتیٰ کہ دین عیسوی میں بہت سی ایسی باتیں شامل ہوگئیں جو عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات میں سے نہ تھیں۔ حضور ﷺ سے پہلے آپ ﷺ کی امت نہ تو کوئی کتاب پڑھی ہوئی تھی بلکہ ان میں سے اکثر حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت عیسیٰ علیہ السلام، حضرت داؤد علیہ السلام، تورات، انجیل اور زبور پر ایمان بھی آپ ﷺ کے وسیلہ سے ہی لے کر آئے تھے۔ آپ ﷺ نے ہی انہیں حکم دیا کہ وہ تمام انبیاء پر ایمان لائیں۔ تمام الہامی کتب کا اقرار کریں۔ آپ ﷺ نے اپنی امت کو رسل علیہم السلام کے درمیان تفریق کرنے سے منع فرمایا۔ امت مصطفویہ علیٰ صاحبھا الصلوٰۃ والسلام حضور ﷺ کی لائی ہوئی شریعت کے علاوہ کسی چیز کو جائز نہیں سمجھتی نہ ہی وہ کسی ایسی بدعت کا آغاز کرنا مناسب سمجھتی ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے کوئی دلیل نازل نہیں فرمائی۔ نہ ہی وہ دین میں کسی ایسی چیز کی ابتدا کرنے کی خواہشمند ہے جس کا حکم اللہ تعالیٰ نے نہیں فرمایا لیکن سابقہ انبیاء کے وہ قصے اور ان کی امتوں کی وہ داستانیں جنہیں قرآن وحدیث میں بیان کیا گیا ہے وہ انہیں سچ سمجھتے اور وہ حکایتیں اور داستانیں جو اہل کتاب بیان کرتے ہیں اگر وہ قرآن وحدیث کے موافق ہوتے ہیں تو ان کی تصدیق کرتی ہے اور جو قرآن اور سنت سے مطابقت نہیں رکھتے یہ امت ان پر خاموشی اختیار کر لیتی ہے۔ جس چیز کا اسے یقین ہو جاتا ہے کہ وہ باطل ہے وہ اس کی تکذیب کرتی ہے جو شخص دین اسلام میں ہندوستان، فارس اور یونان کے فلاسفہ کے نظریات کو شامل کرتا ہے وہ ان کے

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

خواہش کی کہ آپ ﷺ اور صحابہ کرام ان کے شہر کی طرف ہجرت کریں۔ انہوں نے آپ ﷺ کے ساتھ جہاد کرنے کا عہد کیا۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور تمام صحابہ کرام نے مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کی وہاں مہاجرین بھی تھے اور انصار بھی۔ لیکن ان میں سے کسی ایک نے بھی کسی دنیوی لالچ یا خوف کی وجہ سے اسلام قبول نہیں کیا۔ سوائے چند ایک انصار کے انہوں نے پہلے بظاہر اسلام قبول کیا پھر اپنے اسلام کو عمدہ کیا۔ اس کے بعد نبی محترم ﷺ کو جہاد کا اذن ملا آپ ﷺ ہمہ وقت مصروف پیکار رہے۔ آپ ﷺ صدق وصفا، عدل وانصاف اور وفا پر گامزن رہے۔ آپ ﷺ تمام لوگوں سے زیادہ سچے تھے۔ تمام لوگوں سے زیادہ عادل اور وعدہ کو وفا کرنے والے تھے۔ حالانکہ آپ ﷺ کبھی حالت امن میں ہوتے اور کبھی دشمن کے ساتھ نبرد آزما ہوتے کبھی غنا کی کیفیت میں ہوتے اور کبھی فقر سے دوچار ہوتے۔ کبھی کثیر ہوتے اور کبھی قلیل، کبھی دشمن پر غالب ہوتے اور کبھی عارضی طور پر مغلوب ہوتے۔ ہر حالت میں آپ ﷺ صراط مستقیم پر ہی گامزن رہے۔ حتی کہ دین اسلام کو اسی سرزمین میں غلبہ نصیب ہوا جو پہلے بتوں کے بچاریوں، کاہنوں کی خبروں، مخلوق کی اطاعت، خالق، کفر، خونریزی اور قطع رحمی سے بھری ہوئی تھی۔ وہ قیامت اور آخرت سے ناواقف تھے۔ وہ لوگ تمام دنیا سے زیادہ عالم، فاضل اور عدل پسند ہو گئے حتی کہ جب شام کے عیسائیوں نے انہیں دیکھا تو انہوں نے کہا حضرت عیسٰی علیہ السلام کے ساتھی صحابہ کرام سے افضل نہ تھے۔ ان کے علم اور عمل کے آثار دنیا میں موجود ہیں۔ ان کے علاوہ دیگر اقوام کی علامات بھی دنیا میں موجود ہیں۔ اہل عقل ودانش ان کے مابین واضح فرق دیکھ سکتے ہیں۔ اگرچہ نبی محترم ﷺ کا دین غلبہ پا چکا تھا۔ مخلوق بھی آپ ﷺ کی اطاعت کرتی تھی اور وہ آپ ﷺ کو اپنے مال اور جانوں سے مقدم سمجھتے تھے۔ لیکن پھر بھی جب آپ ﷺ نے وصال فرمایا تو آپ ﷺ نے کوئی درہم، دینار، بکری یا اونٹ پیچھے نہ چھوڑا۔ اس وقت آپ ﷺ کے پاس صرف ایک خچر، چند ہتھیار اور ایک وہ زرہ تھی جو تیس صاع جو کے عوض ایک یہودی کے پاس بطور رہن پڑی ہوئی تھی۔

آپ ﷺ کے پاس زمین کا ایک ٹکڑا تھا۔ جس سے آپ اہل بیت پر خرچ فرماتے تھے۔ باقی سب کچھ مسلمانوں کی فلاح و بہبود کے لیے خرچ ہوتا تھا۔ آپ ﷺ نے حکم فرمایا کہ آپ ﷺ کی وراثت تقسیم نہیں ہوگی اور آپ ﷺ کے ورثاء وراثت میں سے کوئی حصہ نہیں لیں گے۔ ہمہ وقت آپ ﷺ کے دست اقدس پر معجزات کا ظہور ہوتا رہتا تھا۔ آپ لوگوں کو مستقبل اور ماضی کی خبریں سناتے تھے۔ انہیں نیکی کا حکم دیتے تھے اور برائی سے منع فرماتے تھے۔ پاکیزہ اشیاء ان کے لیے حلال فرماتے تھے اور خبیث چیزوں کو حرام فرماتے تھے۔ آپ ﷺ نے آہستہ آہستہ شریعت کو نافذ فرمایا حتی کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے دین کو مکمل فرما دیا۔ آپ ﷺ ایک مکمل ترین شریعت لے کر تشریف لائے۔ عقول نے جس کام کو نیکی کا نام دیا آپ ﷺ نے اس کام کا حکم فرمایا اور عقول نے جس کام کو برا سمجھا آپ ﷺ نے اس سے روک دیا۔ آپ ﷺ نے کسی ایسی چیز کا حکم نہ دیا جس کے متعلق کہا جاتا کہ کاش آپ ﷺ اس کا حکم نہ فرماتے۔ آپ ﷺ نے نہ ہی کسی ایسی چیز سے روکا جس کے متعلق کہا جاتا کہ کاش آپ ﷺ اس سے نہ روکتے آپ ﷺ نے پاکیزہ اشیاء کو حلال فرمایا جیسا کہ سابقہ شریعتوں میں بعض پاکیزہ اشیاء حرام تھیں آپ ﷺ نے ناپاک اشیاء کو حرام فرمایا اور ان میں سے کسی چیز کو حلال نہیں

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اکتسابی نہیں ہیں بلکہ وہ تمام آپ ﷺ کی فطرت اور جبلت میں شامل تھے آپ ﷺ کے تمام خصائل اور شمائل آپ ﷺ میں اس طرح جمع کر دیئے گئے تھے کہ کوئی خصلت بھی آپ ﷺ کے احاطہ سے باہر نہ تھی۔ ان کو نقل کرنے میں احادیث کے راویوں کے درمیان کوئی اختلاف نہیں یہ تمام روایتیں ہم کو علم یقینی کا فائدہ دیتی ہیں۔

جہاں تک آپ ﷺ کی من موہنی صورت اور حسن و جمال اور تناسب اعضاء کا تعلق ہے تو اس میں بہت سی صحیح اور مشہور احادیث آئی ہیں۔ حضرت علی، حضرت انس بن مالک، حضرت ابو ہریرہ، ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ، حضرت ابن ابی ہالہ، حضرت ابو جحیفہ، حضرت جابر بن سمرہ، حضرت براء بن عازب، حضرت ابن عباس، حضرت ام معبد، حضرت معرض بن معیقیب، حضرت ابو الطفیل، حضرت العداء بن خالد، حضرت خریم ابن فاتک اور حضرت حکیم ابن حزام رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ

نبی محترم ﷺ اجلے رنگ والے سیاہ اور گہری آنکھوں والے تھے۔ آپ ﷺ کی آنکھیں سرخی مائل تھیں۔ آپ ﷺ کی ناک مبارک باریک اور بلند تھی۔ آپ ﷺ کے دانتوں میں مناسب وسعت تھی چہرہ انور گول اور پیشانی کشادہ تھی داڑھی مبارک گھنی تھی جو سینہ اقدس کو ڈھانپ لیتی تھی سینہ مبارک اور پیٹ مبارک متناسب اور ہموار تھے۔ سینہ مبارک کشادہ تھا جوڑ نہایت مضبوط اور بازو انتہائی سفید تھے۔ آپ ﷺ کی کلائیاں بڑی بڑی اور ہتھلیاں کشادہ تھیں۔ ہتھلیاں اور قدم نرم اور گوشت سے بھر پور تھے۔ ہاتھ اور پاؤں کی انگلیاں مناسب حد تک طویل تھیں۔ جب آپ ﷺ پوشاک مبارک اتارتے تھے تو بدن مبارک کی نورانیت نظر آتی تھی۔ سینے سے ناف تک بالوں کی باریک لکیر تھی۔ آپ ﷺ کا قد معتدل تھا نہ زیادہ لمبا تھا اور نہ ہی زیادہ چھوٹا، جب کسی شخص کے ہمراہ رواں دواں ہوتے تو آپ ﷺ ہی بلند نظر آتے تھے۔ آپ ﷺ کے بال مبارک قدرے خم دار تھے۔ جب مسکرانے کے لیے منہ مبارک کھولتے تو دندان مبارک سے بجلی کی سی چمک اٹھتی اور اولوں کی طرح دانتوں کی سفیدی نظر آتی جب محو گفتگو ہوتے تو سامنے کے دانتوں سے نور ظاہر ہوتا۔ آپ ﷺ کی گردن انتہائی حسین تھی۔ آپ ﷺ کا جسم مبارک بھاری بھرکم نہ تھا۔ چہرہ انور بھی زیادہ گول نہ تھا۔ آپ ﷺ کا بدن مبارک انتہائی چست تھا۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ میں نے کسی زلفوں والے کو سرخ جبہ میں اتنا حسین نہیں دیکھا جتنے حسین حضور ﷺ تھے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے کسی شخص کو نہیں دیکھا جو حضور ﷺ سے زیادہ حسین ہو۔ ایسے محسوس ہوتا تھا کہ آپ ﷺ کے چہرہ انور میں آفتاب رواں دواں تھا۔ جب آپ ﷺ مسکراتے تو دیواریں منور ہو جاتی۔ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہما سے کسی شخص نے پوچھا کیا نبی محترم ﷺ کا چہرۂ اقدس تلوار کی طرح تھا۔ انہوں نے کہا نہیں بلکہ آپ ﷺ کا رخ انور شمس و قمر کی طرح تھا۔

حضرت ام معبد رضی اللہ عنہا حضور ﷺ کے اوصاف بیان کرتے ہوئے فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ دور سے تمام لوگوں میں سے خوبصورت نظر آتے تھے۔ قریب سے بھی سب سے زیادہ حسین اور شیریں دکھائی دیتے تھے۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نزدیک ملحد اور بدعتی ہے۔ یہی وہ دین تھا۔ جس کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین نے اختیار فرمایا تھا۔ تمام آئمہ کرام کا بھی یہ دین ہے اور جماعت المسلمین اور عام مسلمانوں کا بھی یہی مذہب ہے۔ اہل السنت والجماعت کا بھی یہی مذہب ہے۔ جو شخص اس دین سے نکلے گا وہ ان کے نزدیک قابل مذمت ہوگا۔ یہی جماعت روز حشر تک غالب رہے گی اور ان کے متعلق ہی نبی محترم ﷺ نے فرمایا میری امت کا ایک گروہ حق پر گامزن رہے گا۔ ان کے مخالفین اور بداندیش ان کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکیں گے۔ بعض مسلمانوں نے آپس میں جھگڑا کیا لیکن ان کا اس بات پر اتفاق تھا کہ یہ دین ہی عموماً تمام رسل کا دین ہے اور خصوصاً حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اس دین کے ساتھ مبعوث ہوئے ہیں۔ جو اس دین کی مخالفت کرتا ہے وہ ان کے نزدیک قابل مذمت اور ملحد ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے تمام رسولوں کو علم نافع اور اعمال صالحہ کے ساتھ مبعوث فرمایا جس شخص نے انبیاء اور رسل علیہم السلام کی اتباع کی اسے دنیا و آخرت کی سعادتیں حاصل ہوگئیں۔ جو شخص علم اور عمل میں انبیائے کرام کی اتباع کرنے سے قاصر رہا وہ بدعت اختیار کر گیا۔ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے تو مسلمانوں نے تمام ہدایت اور دین نبی محترم ﷺ سے ہی حاصل کیا ہے۔ امت مسلمہ کا تمام علم نافع اور صالح اعمال ان کے نبی ﷺ کا ہی فیض ہیں۔ علاوہ ازیں ہر دانش مند آدمی اس بات کو جانتا ہے کہ آپ ﷺ عملی اور علمی فضائل میں تمام امم سے افضل ہیں اور یہ بات بھی روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ شاگرد کا ہر کمال درحقیقت اس کے استاذ کا کمال ہوتا ہے۔ یہ اصول اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ نبی محترم ﷺ علم اور دین کے لحاظ سے تمام انسانوں سے کامل ترین تھے یہ تمام امور اس علم ضروری کا فائدہ دیتے ہیں کہ آپ ﷺ اپنے دعویٰ میں انتہائی سچے تھے:

یَاَیُّھَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا (الاعراف:۱۵۸)

''اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں''۔

(ابن تیمیہ کا کلام ختم ہوا)

آپ ﷺ کے تمام خصائل، آپ ﷺ کی تخلیق اور خلق عظیم آپ ﷺ کی نبوت کے دلائل ہیں۔ یہ تمام شمائل آپ ﷺ کے علاوہ کسی شخص میں جمع نہیں ہوئے۔ اللہ تعالیٰ کا ان تمام خصائص کو آپ ﷺ کی ذات کریمانہ کے ساتھ مختص فرمانا اس بات کی دلیل ہے کہ آپ ﷺ اپنے دعویٰ رسالت میں سچے تھے۔

حضرت علامہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ کے ارشادات

حضرت علامہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ شفا میں آپ ﷺ کے بہت سے اوصاف لکھنے کے بعد فرماتے ہیں:

اے مخاطب! اگر تو یہ کہے کہ حضور ﷺ قدر و منزلت کے لحاظ سے تمام مخلوق سے بلند تر تھے مقام و مرتبہ کے لحاظ سے عظیم تھے، محاسن اور فضیلت کی رو سے مکمل تھے۔ میں نے نبی محترم ﷺ کے شمائل کو اختصار کے ساتھ تو جان لیا ہے۔ اب میں انہیں تفصیل سے جاننا چاہتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ تیرے اور میرے دل کو منور کرے اور تجھے اور مجھے آپ ﷺ کی محبت عطا فرمائے۔ جب تو نبی محترم ﷺ کے خصائل حمیدہ میں غور و فکر کرے گا۔ تو تجھے معلوم ہوگا کہ آپ ﷺ کے تمام خصائل

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مبارک ڈالا اس کا پانی اتنا میٹھا اور شیریں ہو گیا کہ مدینہ طیبہ کا کوئی کنواں بھی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا تھا۔

ابونعیم نے نبی اکرم ﷺ کی خادمہ حضرت رزینہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ نبی محترم ﷺ کا یہ معمول مبارک تھا کہ آپ ﷺ عاشوراء کے دن تمام بچوں کو اپنے پاس بلاتے (ان بچوں میں حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما بھی ہوتے تھے) اور ان کے مونہوں میں اپنا لعاب مبارک ڈالتے پھر ان بچوں کی ماؤں سے فرماتے۔ اب رات تک انہیں دودھ نہیں پلانا۔ رات تک بچوں کو آپ ﷺ کا لعاب مبارک ہی کافی ہو جاتا۔

الطبرانی نے حضرت عمیرہ بنت مسعود رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ وہ اور ان کی بہنیں بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئیں اور حضور ﷺ کے دست اقدس پر بیعت کی۔ آپ ﷺ اس وقت ''قدید'' (سوکھا گوشت) تناول فرما رہے تھے۔ آپ ﷺ نے کچھ قدید چبایا اور ان خواتین کو دے دیا۔ انہوں نے وہ کھایا اس کے بعد ان کے مونہوں سے کستوری کی طرح کی مہک آتی تھی۔

الطبرانی نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک فحش گو عورت بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئی اس وقت آپ ﷺ قدید کھا رہے تھے۔ اس نے عرض کی یارسول اللہ! ﷺ کیا آپ مجھے قدید عطا نہیں فرمائیں گے آپ ﷺ نے اپنے منہ مبارک سے قدید نکالا اور اس عورت کو عطا فرمایا اس نے اسے اپنے منہ میں ڈال لیا۔ اس کے بعد وہ عورت بڑی باحیا ہو گئی اور فحش گوئی سے رک گئی۔

امام بیہقی نے عامر بن کریز رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ اپنے بیٹے عبداللہ کو بارگاہ رسالت میں لے کر آئے اس وقت ان کے بیٹے کی عمر پانچ سال تھی۔ نبی محترم ﷺ نے اس کے منہ میں اپنا لعاب دہن ڈالا۔ اس کے بعد وہ بچہ اتنا بابرکت ہو گیا کہ اگر وہ کسی پتھر کو بھی ہاتھ لگاتا تو اس میں پانی جاری ہو جاتا۔

امام بیہقی نے محمد بن ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ان کے والد محترم نے جمیلہ بنت عبداللہ بن ابی کو طلاق دے دی۔ اس وقت وہ حاملہ تھی۔ جب اس نے بچے کو جنم دیا تو اس نے قسم اٹھائی کہ وہ اس بچے کو اپنا دودھ نہیں پلائے گی۔ نبی محترم ﷺ نے اس بچے کو اپنے پاس طلب فرمایا اور اس کے منہ میں لعاب دہن ڈالا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس بچے کو لے جاؤ اللہ تعالیٰ اس کا رازق ہے۔ حضرت ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اس بچے کو اپنے گھر لے آیا اور تین دن اپنے پاس رکھا۔ تیسرے دن ایک عرب خاتون میرے پاس آئی اور مجھ سے ثابت بن قیس کے متعلق پوچھا۔ میں نے اس سے کہا تجھے ثابت سے کیا کام ہے؟ اس نے کہا میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں ثابت کے بیٹے محمد کو دودھ پلا رہی ہوں۔ انہوں نے کہا میں ثابت ہوں اور یہ میرا نور نظر محمد ہے۔

ابن عساکر نے حضرت ابوجعفر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کے پاس تھے۔ انہیں شدید پیاس محسوس ہوئی۔ آپ ﷺ نے ان کے لیے پانی طلب فرمایا لیکن پانی دستیاب نہ ہو سکا۔ آپ ﷺ نے اپنی زبان مبارک ان کے منہ میں ڈال دی۔ انہوں نے اس کو چوسنا شروع کیا کچھ دیر بعد وہ خوب سیراب ہو گئے۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ابن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ حضور ﷺ کا چہرہ ماہ کامل کی طرح درخشاں تھا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کو جو شخص آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اچانک ملتا وہ مرعوب ہو جاتا اور آپ ﷺ سے اکثر ملنے والا آپ ﷺ کا مشتاق ہو جاتا اسے یہی کہنا پڑتا کہ میں نے آپ ﷺ سے پہلے اور آپ ﷺ کے بعد آپ ﷺ جیسا حسین نہیں دیکھا۔

حضور ﷺ کی مبارک آنکھیں

ابن عدی، امام بیہقی اور ابن عساکر نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے وہ فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ اندھیرے میں اسی طرح دیکھتے تھے جس طرح روشنی میں دیکھتے تھے۔

امام مسلم اور امام بخاری نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی محترم شفیع معظم ﷺ نے صحابہ کرام سے فرمایا اللہ کی قسم! مجھ سے نہ تو تمہارے رکوع پوشیدہ ہیں اور نہ ہی تمہارے سجدے مخفی ہیں کیونکہ میں اپنی پشت مبارک کے پیچھے سے بھی تمہیں دیکھتا ہوں۔

امام مسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی آخر الزمان ﷺ نے فرمایا اے لوگو! میں تمہارا امام ہوں۔ رکوع اور سجود میں مجھ سے پہل نہ کیا کرو۔ میں اپنے سامنے سے بھی دیکھتا ہوں اور اپنے پیچھے سے بھی۔

عبد الرزاق، حاکم اور ابو نعیم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی محتشم ﷺ نے فرمایا میں اپنے پیچھے سے اس طرح دیکھتا ہوں جس طرح میں اپنے سامنے سے دیکھتا ہوں۔

حضرت العلام امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ علماء نے کہا ہے کہ نبی مکرم ﷺ کا یہ مشاہدہ حقیقی ادراک تھا اور یہ آپ ﷺ کے ساتھ مختص تھا۔ یہ آپ ﷺ کا معجزہ تھا۔ یہ بھی جائز ہے کہ آپ ﷺ کا یہ مشاہدہ آنکھوں کا مشاہدہ ہو۔ یہ بھی نبی اکرم ﷺ کا معجزہ ہی تھا کیونکہ آپ ﷺ بغیر کسی سمت اور مقابلہ کے دیکھ لیتے تھے۔ کیونکہ اہل السنت والجماعت کے نزدیک رویت کے لیے تقابل شرط نہیں ہے۔ اسی وجہ سے انہوں نے آخرت میں اللہ تعالیٰ کے دیدار کو جائز کہا ہے۔

ایک اور قول کے مطابق آپ ﷺ کے پشت مبارک کے پیچھے ایک آنکھ تھی۔ جس سے آپ ﷺ اپنے پیچھے سے مشاہدہ فرماتے تھے۔ ایک قول کے مطابق آپ ﷺ کے دونوں شانوں کے درمیان سوئی کے ناکے کے برابر دو آنکھیں تھیں۔ آپ ﷺ ان کے ذریعے مشاہدہ فرماتے تھے۔ کپڑا وغیرہ ان کے لیے حجاب نہیں ہوا کرتا تھا۔

سرور کائنات ﷺ کا دہن مبارک، لعاب مبارک اور دندان مبارک

امام احمد، ابن ماجہ، امام بیہقی اور ابو نعیم نے حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ بارگاہ رسالت میں پانی کا ایک ڈول پیش کیا گیا۔ آپ ﷺ نے اس ڈول سے کچھ پانی نوش فرمایا۔ باقی پانی اس کنویں میں انڈیل دیا۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کنویں میں کلی کی۔ اس کنویں سے کستوری کی طرح عمدہ خوشبو آنے لگی۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کے گھر میں ایک کنواں تھا۔ نبی محترم ﷺ نے اس میں اپنا لعاب

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ابن سعد نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ مجسمہ معجزات ﷺ جب سجدہ ریز ہوتے تھے۔ تو آپ ﷺ کی بغلوں کی سفیدی نظر آتی تھی۔

حضرت العلام الحافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کی بغلوں کی سفیدی کے متعلق کئی احادیث بیان کی گئی ہیں۔ الطبری کہتے ہیں کہ مبارک بغلوں کا سفید ہونا یہ حضور ﷺ کے خصائص میں سے ہے۔ دیگر تمام لوگوں کی بغلوں کا رنگ متغیر ہوتا ہے۔ علامہ قرطبی یہ لکھنے کے بعد لکھتے ہیں کہ آپ ﷺ کی مبارک بغلوں میں بال نہ تھے۔

حضور ﷺ کی زبان اقدس

ابواحمد الغطریف، ابن مندہ، ابونعیم اور ابن عساکر نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں میں نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم آپ ہم سب سے زیادہ فصیح کیوں ہیں؟ حالانکہ آپ کہیں بھی تشریف نہیں لے گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا حضرت اسماعیل علیہ السلام کی لغت مٹ چکی تھی۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام اس لغت کو لے کر میرے پاس آئے اور مجھے یاد کرادی۔

امام بیہقی، ابن ابی دنیا ابن ابی حاتم، خطیب اور ابن عساکر محمد بن ابراہیم التیمی سے روایت کرتے ہیں کہ صحابہ کرام نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم ہم نے کوئی ایسا شخص نہیں دیکھا جو آپ سے زیادہ فصیح ہو۔ آپ نے فرمایا مجھے فصاحت وبلاغت سے کیا چیز روک سکتی ہے۔ جبکہ قرآن پاک مجھ پر عربی مبین میں نازل ہوا ہے۔

ابن عساکر نے محمد بن عبدالرحمٰن زہری سے وہ اپنے باپ اور وہ اپنے والد محترم سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اور عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم اَیُدَالِکُ الرَّجُلُ اِمْرَاَتَہٗ ''کیا ایک شخص اپنی بیوی سے ٹال مٹول کرسکتا ہے'' آپ ﷺ نے فرمایا اِذَا کَانَ مُفْلَجًا ''ہاں جب وہ کنگال ہو تو وہ ایسا کرسکتا ہے''۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم آپ نے اس شخص سے کیا فرمایا اور اس شخص نے کیا عرض کی؟ آپ ﷺ نے فرمایا اس شخص نے عرض کی اَیُمَاطِلُ الرَّجُلُ اَھْلَہٗ ''کوئی شخص اپنی زوجہ سے ٹال مٹول کرسکتا ہے'' میں نے کہا نَعَمْ اِذَا کَانَ مُفْلِسًا ''ہاں جب وہ مفلس ہو تو وہ ایسا کرسکتا ہے''۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میں پورے عرب میں گھوما ہوں۔ میں نے اہل عرب کے فصحاء کی گفتگو سنی ہے۔ لیکن میں نے آپ ﷺ سے زیادہ فصیح کسی شخص کو نہیں دیکھا۔ آپ نے فرمایا میرے رب نے میری تربیت فرمائی ہے اور میں نے بنوسعد میں نشوونما پائی ہے۔

الطبرانی نے ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ سرور دوعالم ﷺ نے فرمایا میں اہل عرب میں سب سے زیادہ فصیح ہوں۔ کیونکہ میں قریش میں پیدا ہوا ہوں اور بنوسعد میں میں نے نشوونما پائی ہے۔ میری زبان میں سقم کیسے پیدا ہوسکتا ہے؟

حضور ﷺ کا دل مبارک

ارشاد ربانی ہے:

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

الطبرانی اور ابن عساکر نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول مکرم ﷺ کے ساتھ عازم سفر ہوئے۔ راستہ میں آپ ﷺ نے حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کی آواز سنی وہ رو رہے تھے۔ وہ اپنی والدہ محترمہ حضرت خاتون جنت رضی اللہ عنہا کے پاس تھے۔ آپ ﷺ جلدی جلدی حضرت سیدۃ النساء رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے اور فرمایا میرے بیٹے کیوں رو رہے ہیں۔ انہوں نے عرض کی یہ پیاس کی وجہ سے بلک رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے پانی طلب فرمایا لیکن پانی کہیں سے بھی نہ ملا۔ آپ ﷺ نے ان سے کہا ایک بچہ مجھے دو۔ انہوں نے چادر کے نیچے سے ایک بچہ سرور کائنات ﷺ کے حوالے کیا۔ آپ ﷺ نے اسے سینہ اقدس سے لگایا۔ لیکن وہ بچہ لگا تار روتا رہا۔ پھر آپ ﷺ نے اپنی زبان مبارک اس کے منہ میں ڈال دی۔ وہ بچہ زبان اطہر کو چوسنے لگا اور پرسکون ہو گیا۔ اس کے رونے کی آواز نہیں آ رہی تھی۔ لیکن دوسرا بچہ ابھی تک اسی طرح رو رہا تھا۔ آپ ﷺ نے حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا سے فرمایا اب یہ بچہ مجھے دو۔ انہوں نے اپنا لخت جگر حضور ﷺ کے حوالے کیا۔ آپ ﷺ نے اسے بھی سینے سے لگایا اور اپنی زبان مبارک اس کے منہ میں ڈالی وہ بھی پرسکون ہو گیا۔ اب ان دونوں میں سے کسی کے رونے کی آواز بھی نہیں آ رہی تھی۔

امام بیہقی، الطبرانی اور ابن عساکر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ کے سامنے کے دو دانتوں میں کشادگی تھی۔ جب آپ ﷺ گفتگو فرماتے تھے تو ایسے محسوس ہوتا تھا کہ آپ ﷺ کے مبارک دانتوں سے نور نکل رہا ہے۔

امام الطبرانی نے حضرت ابوقرصافہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میری والدہ محترمہ، خالہ جان اور میں نے حضور ﷺ کی بیعت کی۔ جب ہم واپس آئے تو میری امی اور خالہ نے مجھ سے کہا اے بیٹے! ہم نے آپ ﷺ سے زیادہ حسین شخص آج تک نہیں دیکھا آپ ﷺ انتہائی پاک اور صاف اور آپ ﷺ بہت زیادہ شیریں گفتار تھے۔ ہم نے دیکھا کہ جب آپ ﷺ محو کلام ہوتے تو آپ ﷺ کے دندان مبارک سے نور نکلتا۔

روئے تاباں

ابن عساکر نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے وہ فرماتی ہیں کہ میں کپڑے سی رہی تھی۔ اچانک میرے ہاتھ سے سوئی گر پڑی میں نے اس کی بہت جستجو کی لیکن وہ مجھے نہ مل سکی کچھ دیر بعد نبی مکرم ﷺ حجرے میں تشریف لائے آپ ﷺ کے رخ انور کی نورانیت میں مجھے وہ سوئی نظر آ گئی میں نے آپ ﷺ کو یہ واقعہ عرض کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہلاکت ہو، ہلاکت ہو، ہلاکت ہو اس شخص کے لیے جو میرے رخ زیبا کے دیدار سے محروم ہو گا۔

حضور ﷺ کی مبارک بغلیں

امام مسلم اور امام بخاری نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی محترم ﷺ کو دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے ہوئے دیکھا۔ حتی کہ آپ ﷺ کی مبارک بغلوں کی سفیدی نظر آنے لگی۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کیا خود میرے پیچھے بیٹھ گئیں۔ حتی کہ ہم مکہ معظمہ میں اپنی امی جان کے پاس آگئے۔ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا نے کہا اے آمنہ! میں نے اپنی امانت ادا کر دی ہے۔ میں اپنی ذمہ داری سے سبکدوش ہو چکی ہوں۔ انہوں نے میری والدہ محترمہ سے وہ واقعہ عرض کیا جو میرے ساتھ پیش آچکا تھا۔ لیکن وہ واقعہ سن کر بالکل خوفزدہ نہ ہوئیں۔ انہوں نے فرمایا میں نے اپنے نور نظر کی ولادت کے وقت ایک نور دیکھا جس سے شام کے محلات روشن ہو گئے۔

عبداللہ بن امام احمد، ابن حبان، حاکم، ابونعیم، ابن عساکر اور ضیاء نے ''مختارہ'' میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم نبوت کے معاملہ میں کون سی چیز آپ پر عیاں ہوئی۔ آپ صلی اللہ علیک وسلم نے فرمایا میں صحراء میں رواں دواں تھا۔ اس وقت میری عمر دس سال تھی۔ اچانک میں نے اپنے سر پر دو آدمی دیکھے۔ ایک نے دوسرے سے کہا کیا یہ وہی ہیں۔ اس نے جواب دیا ہاں یہ وہی ہیں۔ ان دونوں نے مجھے پکڑ کر گدی کے بل لٹایا۔ انہوں نے میرے پیٹ کو شق کیا۔ ان میں سے ایک سونے کے ٹرے میں پانی لاتا رہا۔ جب کہ دوسرے نے میرے بطن مبارک کو دھویا۔ پھر ایک نے دوسرے سے کہا ان کا سینہ اقدس چاک کرو اچانک میں نے دیکھا کہ میرا سینہ شق ہے۔ مجھے ذرا بھی درد نہ ہوا۔ پھر اس نے کہا اب ان کا قلب مبارک چاک کرو۔ اس نے میرا دل شق کیا۔ ایک نے اپنے ساتھی سے کہا ان کے سینہ اقدس سے حسد اور کینہ نکال دو۔ اس نے وہاں سے ایک لوتھڑا نکالا اور اسے پھینک دیا۔ پھر اس نے کہا اب ان کے سینے میں شفقت اور رحمت بھر دو۔ اس نے میرے دل میں چاندی کی مانند کوئی چیز داخل کی۔ پھر اس نے ایک سفوف سا نکالا اور اسے میرے سینے پر چھڑک دیا۔ میرے انگوٹھے کو پکڑا اور کہا اٹھو! میں اٹھ کر واپس آ گیا اس وقت میرا قلب مبارک چھوٹوں کے لیے رحمت اور بڑوں کے لیے رافت سے لبریز تھا۔

دارمی، البزار، ابونعیم اور ابن عساکر نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں۔ میں نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ آپ اللہ کے نبی ہیں اور آپ کو کیسے یقین ہوا کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں وادی بطحا میں تھا کہ میرے پاس دو آنے والے آئے۔ ان میں سے ایک زمین پر اتر آیا۔ جبکہ دوسرا زمین و آسمان کے مابین تھا۔ ایک نے دوسرے سے کہا کیا یہ وہی ہیں۔ اس نے جواب دیا ہاں یہ وہی ہیں۔ اس نے کہا ان کا ایک آدمی کے ساتھ وزن کرو۔ اس نے میرا ایک آدمی کے ساتھ وزن کیا۔ میرا وزن زیادہ تھا۔ پھر اس نے اپنے ساتھی سے کہا اب ان کا وزن دس افراد کے ساتھ کرو۔ اس نے دس افراد کے ساتھ میرا وزن کیا۔ میرا پلڑا پھر بھی بھاری تھا۔ اب اس نے کہا اب سو افراد کے ساتھ ان کا وزن کرو۔ اس نے سو افراد کے ساتھ میرا وزن کیا پھر بھی میرا وزن ہی زیادہ تھا۔ پھر اس نے کہا اب ایک ہزار آدمیوں کے ساتھ ان کا وزن کرو۔ اس نے ایک ہزار افراد کے ساتھ میرا وزن کیا۔ پھر بھی میں ہی وزن میں بھاری تھا۔ وہ افراد ترازو کے پلڑے سے مجھ پر گرنے لگے۔ ایک نے اپنے ساتھی سے کہا ان کا بطن مبارک شق کرو۔ اس نے میرا پیٹ چاک کیا اور اس میں سے شیطان کا حصہ اور گوشت کا لوتھڑا نکال کر باہر پھینک دیا۔ پھر اس نے اپنے ساتھی سے کہا ان کا بطن مبارک اس طرح دھوؤ جس طرح برتن دھویا جاتا ہے۔ اس نے میرا دل دھویا۔ پھر اس نے اپنے ساتھی سے کہا

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ﴿۱﴾ (الم نشرح:۱) ''کیا ہم نے آپ کی خاطر آپ کا سینہ کشادہ نہیں کر دیا''۔

امام بیہقی نے ابراہیم بن طہمان سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے حضرت سعد سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ حضور ﷺ کا سینہ اقدس چیرا گیا اور آپ ﷺ کے قلب اطہر کو باہر نکالا گیا۔ اسے سونے کی ایک ٹرے میں دھو کر حکمت اور ایمان سے لبریز کیا گیا پھر اسے اپنی جگہ پر لوٹا دیا گیا۔

امام احمد اور امام مسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک دن حضور ﷺ بچوں کے ساتھ کھیل رہے تھے کہ حضرت جبرائیل امین آپ ﷺ کے پاس آئے۔ آپ ﷺ کو پکڑا اور زمین پر لٹا دیا۔ انہوں نے آپ ﷺ کے بطن مبارک کو چیر کر قلب انور کو نکالا پھر قلب انور کو چیر کر اس میں سے علقہ کو باہر نکالا انہوں نے کہا یہ شیطان کا حصہ ہے۔ پھر قلب اقدس کو سونے کی ایک ٹرے میں آب زمزم سے دھویا۔ پھر دل مبارک کو اس کے مقام پر رکھ کر پیٹ مبارک کو سی دیا۔ بچے دوڑتے ہوئے حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور کہنے لگے۔ بلاشبہ محمد (ﷺ) کو قتل کر دیا گیا ہے۔ وہ دوڑتی ہوئی آئیں تو اس وقت بھی حضور ﷺ کا رنگ متغیر تھا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضور ﷺ کے سینۂ اقدس پر سوئی کے نشانات دیکھا کرتا تھا۔

امام احمد، دارمی، امام بیہقی، الطبرانی اور ابونعیم نے حضرت عتبہ بن عبدان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا میری رضاعی ماں کا تعلق بنو سعد سے تھا۔ میں اور میرا رضاعی بھائی بکریاں چرانے کے لیے گئے ہم نے اپنے ساتھ کھانے پینے کا سامان بھی نہ لیا۔ میں نے رضاعی بھائی سے کہا اے میرے بھائی! امی جان کے پاس جاؤ اور کھانا لے کر آؤ۔ میرا بھائی کھانا لینے چلا گیا۔ میں ریوڑ کے پاس ٹھہر گیا دو سفید پرندے میرے پاس آئے وہ چیلوں کی طرح تھے۔ ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا کیا یہ وہی ہیں۔ اس نے جواب دیا، ہاں یہ وہی ہیں۔ وہ جلدی جلدی میرے پاس آئے مجھے منہ کے بل لٹایا۔ میرے پیٹ کو چاک کیا اور میرا دل باہر نکال لیا۔ پھر اس کو چیر کر اس میں سے دو کالے لوتھڑے باہر نکالے۔ ان میں سے ایک نے اپنے ساتھی سے کہا برف کا پانی لے کر آؤ، انہوں نے اس پانی سے میرے پیٹ کو دھویا اس نے اپنے ساتھی سے کہا اب ٹھنڈا پانی لے کر آؤ۔ انہوں نے اس پانی کے ساتھ میرے دل کو دھویا پھر اس نے اپنے ساتھی سے کہا اب سکینت لے کر آؤ۔ انہوں نے سکینت کو میرے دل میں انڈیلا۔ اس نے اپنے ساتھی سے کہا اس دل کو سی دو اس نے دل کو سی کر اوپر ''ختم نبوت'' لگا دی۔ پھر اس نے اپنے ساتھی سے کہا اب انہیں ترازو کے ایک بڑے پلڑے میں رکھو اور دوسرے پلڑے میں ان کی امت کے ایک ہزار افراد رکھو۔ میں نے اچانک ایک ہزار آدمی دیکھے مجھے خوف لگا کہ کہیں یہ ایک ہزار آدمی مجھ پر نہ گر پڑیں۔ ان دونوں نے کہا اگر ان کی پوری امت کے ساتھ بھی ان کا وزن کیا جائے پھر بھی ان کا پلڑا ہی بھاری ہوگا۔ پھر وہ دونوں مجھے چھوڑ کر چلے گئے۔ مجھ کو بہت زیادہ ڈر لگ رہا تھا۔ پھر میں اپنی رضاعی ماں کے پاس آیا اور ان سے یہ واقعہ بیان کیا۔ انہوں نے کہا میں تجھے اللہ تعالیٰ کی پناہ میں دیتی ہوں۔ انہوں نے ایک اونٹ تیار کیا مجھے اونٹ پر سوار

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ﷺ اللہ تعالیٰ سے راز و نیاز اور مناجات کے لیے تیار ہو جائیں۔

اس میں علماء کا اختلاف ہے کہ کیا شق صدر حضور ﷺ کے ساتھ ہی خاص تھا یا دیگر انبیاء کے لیے بھی ہے۔

ابن منیر کہتے ہیں کہ شق صدر نبی محترم ﷺ کے ساتھ خاص ہے اور اس پر آپ ﷺ کا صبر اسی طرح ہے جس طرح حضرت اسماعیل علیہ السلام نے ذبح کے وقت صبر کیا تھا۔ بلکہ حضور ﷺ کا صبر اور بھی زیادہ مشکل اور عظیم تھا۔ کیونکہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کا امتحان عارضی تھا۔ جبکہ شق صدر ایک حقیت تھی۔ پھر یہ واقعہ کئی مرتبہ ظہور پذیر ہوا۔ پہلی مرتبہ تو آپ ﷺ بالکل کمسن اور در یتیم تھے اور اپنے اہل خانہ سے بھی دور تھے۔

حضور ﷺ کی شیطان سے محفوظ ہونے کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ نے کبھی جمائی نہیں لی۔ جیسا کہ امام بخاری نے تاریخ میں، ابن ابی شیبہ اور ابن سعد نے یزید بن الاصم سے روایت کیا ہے۔ ابن ابی شیبہ نے مسلمہ بن عبدالملک بن مروان سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے کبھی جمائی نہیں لی۔

حضور ﷺ کی سماعت

امام ترمذی، ابن ماجہ اور ابو نعیم نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا میں وہ باتیں سنتا ہوں جو تم نہیں سن سکتے اور میں وہ اشیاء دیکھتا ہوں۔ جنہیں تم نہیں دیکھ سکتے۔ میں آسمان کے چرچرانے کی آواز سنتا ہوں اور چرچرانا اس کا حق ہے۔ کیونکہ آسمان پر کوئی ایسی جگہ نہیں جہاں کوئی فرشتہ سجدہ ریز نہ ہو۔

ابو نعیم نے حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اسی اثناء میں کہ حضور ﷺ اپنے صحابہ کرام کے درمیان تشریف فرما تھے کہ آپ ﷺ نے ان سے فرمایا کیا تم وہ کچھ سن رہے ہو جو میں سن رہا ہوں۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم ہمیں تو کوئی چیز سنائی نہیں دے رہی آپ ﷺ نے فرمایا میں آسمانوں کے چرچرانے کی آواز سن رہا ہوں۔ اس چرچراہٹ کی وجہ سے اس پر ملامت نہیں کی جاسکتی۔ کیونکہ اس میں ایک بالشت بھر بھی جگہ ایسی نہیں۔ جہاں کوئی فرشتہ سجدہ ریز نہ ہو یا قیام میں نہ ہو۔

حضور ﷺ کی آواز مبارک

امام بیہقی اور ابو نعیم نے حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے ایک دن خطبہ ارشاد فرمایا حتی کہ آپ ﷺ کا یہ خطبہ پردہ نشین عورتوں نے بھی سنا۔

ابو نعیم نے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے ایک دن نماز ادا کی پھر خطبہ ارشاد فرمایا آپ ﷺ نے اتنی بلند آواز سے خطبہ ارشاد فرمایا کہ اسے پردہ نشین خواتین نے بھی سنا۔

ابو نعیم نے حضرت ابی برزہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ دوپہر کے وقت ہمارے ہاں تشریف لائے آپ ﷺ نے بلند آواز سے خطبہ ارشاد فرمایا اس خطبہ کو پردہ نشین عورتوں نے سنا۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اب ان کا بطن مبارک سی دو اس نے میرا بطن مبارک سی دیا اور میرے کندھوں کے مابین ایک مہر لگا دی۔ یہ مہر آج تک موجود ہے۔ پھر وہ دونوں چلے گئے۔ مجھے اب بھی ایسے محسوس ہوتا ہے کہ میں اس منظر کو دیکھ رہا ہے۔

ابونعیم نے حضرت یونس بن میسرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا ایک فرشتہ سونے کا ٹرے لے کر میرے پاس آیا اس نے میرے بطن کو چاک کیا پھر اس نے میرے پیٹ کا کچھ حصہ باہر نکالا اسے دھویا اور اس پر کچھ سفوف چھڑکا پھر اس نے عرض کی آپ صلی اللہ علیک وسلم کا قلب مبارک مضبوط ہے جو کچھ اس پر القاء کیا جاتا ہے یہ اسے یاد رکھتا ہے۔ آپ کی دونوں آنکھیں مشاہدہ کرتی ہیں اور دونوں کان سنتے ہیں۔ آپ محمد رسول اللہ ہیں۔ المقفی اور الحاشر آپ صلی اللہ علیک وسلم کے لقب ہیں۔ آپ قلب سلیم اور صادق زبان کے مالک ہیں۔ آپ کا نفس نفس مطمئنہ ہے۔ آپ کی تخلیق مستحکم ہے۔ آپ بہت زیادہ رحیم اور شفیق ہیں۔

ابن عساکر اور دارمی نے حضرت ابن غنم سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت جبرائیل امین رسول مکرم ﷺ کے پاس آئے۔ انہوں نے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیٹ مبارک کو چاک کیا۔ اور کہا آپ صلی اللہ علیک وسلم کا قلب مبارک مضبوط ہے۔ اس میں دو کان ہیں۔ جو ہر بات سن لیتے ہیں۔ اس میں دو آنکھیں ہیں جو ہر چیز کو دیکھ لیتی ہیں۔ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ مقفی اور حاشر ہیں۔ آپ قلب سلیم، زبان صادق اور نفس مطمئنہ کے مالک ہیں۔

امام مسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا میرے پاس ایک فرشتہ آیا۔ اس وقت میں اپنے اہل خانہ میں موجود تھا۔ وہ مجھے زمزم کے کنویں کے پاس لے گیا۔ اس نے میرا سینہ چیرا پھر اسے آب زمزم سے دھویا پھر سونے کا ایک طشت لایا گیا وہ حکمت اور ایمان سے لبریز تھا۔ اس نے وہ طشت میرے سینے میں انڈیل دیا۔ حضرت انس فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے مجھے سوئی کے نشانات دکھائے۔

امام بیہقی فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کا شق صدر کئی مرتبہ ہوا۔ ایک مرتبہ شق صدر اس وقت ہوا جب آپ ﷺ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھے۔ پھر بعثت کے وقت شق صدر ہوا اور تیسری مرتبہ اس وقت شق صدر ہوا۔ جب آپ ﷺ معراج پر تشریف لے گئے۔

علامہ سیوطی فرماتے ہیں۔ ان مختلف روایات کو اس طرح جمع کیا جائے گا کہ حضور ﷺ کا شق صدر کئی مرتبہ ہوا۔ اکثر علماء کے نزدیک شق صدر تین مرتبہ ہوا۔ لیکن امام سہیلی، ابن دحیہ اور ابن منیر نے کہا ہے کہ شق صدر دو مرتبہ ہوا اور ابن حجر فرماتے ہیں کہ شق صدر تین مرتبہ ہوا۔ انہوں نے اس میں ایک لطیف حکمت بیان کی ہے۔ وہ یہ کہ شق صدر تین مرتبہ اس لیے ہوا تھا تاکہ پاکیزگی اور نظافت میں خوب زیادتی ہو۔ جس طرح کہ آپ ﷺ کی شریعت میں اعضاء کو تین مرتبہ دھویا جاتا ہے۔ اس طرح تین مختلف اوقات میں شق صدر ہونے کی بھی کئی حکمتیں ہیں۔ پہلی مرتبہ شق صدر بچپن میں ہوا تاکہ نبی اکرم ﷺ بچپن کے احوال سے اس طرح گذریں کہ آپ ﷺ شیطان سے بالکل محفوظ ہوں۔ دوسری مرتبہ بعثت کے وقت شق صدر ہوا۔ تاکہ آپ ﷺ کا قلب مبارک خوب قوی ہو جائے اور تیسری مرتبہ شق صدر معراج کے وقت ہوا تاکہ آپ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ﷺ جوتا مرمت فرما رہے تھے اور میں سوت کات رہی تھی اس وقت آپ ﷺ کی مبارک پیشانی سے پسینے کے قطرات ٹپکنے لگے۔ ان سے نور کی شعاعیں نکل رہی تھیں۔ میں یہ عجیب منظر دیکھ کر حیران ہوگئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا عائشہ! تمہیں کیا ہوگیا ہے آج ششدر ہو کر رہ گئی ہو۔ میں نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم آپ کی جبین مبارک پر پسینے کے قطرات بہہ رہے ہیں۔ ان قطرات سے نور کی شعاعیں نکل رہی ہیں۔ اگر ابوکبیر الھذلی آپ کو دیکھ لیتا تو اس کو یقین ہو جاتا کہ اس کے اس شعر کے صرف آپ ﷺ ہی مصداق ہیں:

وَ مُبَرَّأً مِّنْ كُلِّ غُبَّرِ حَيْضَةٍ   وَفَسَادِ مُرْضِعَةٍ وَدَاءِ مُغِيْلٍ

وَاِذَا نَظَرْتَ اِلٰى اَسِرَّةِ وَجْهِهٖ   بَرِقَتْ بُرُوْقُ الْعَارِضِ الْمُتَهَلِّلِ

"وہ بلند مرتبت ذات کہ وہ کسی حیض والی عورت کی گندگی، دودھ پلانے والی کے فساد اور مدت رضاعت کی حاملہ کی بیماری سے پاک ہے۔ جب تو ان کے رخ انور کی لکیریں دیکھے تو تجھے محسوس ہو کہ وہاں بادل کی بجلیاں ضوفشاں ہیں"۔

حضور ﷺ نے اپنے دست اقدس سے اپنا مبارک جوتا رکھ دیا۔ میرے پاس تشریف لائے اور میری دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا اور فرمایا اے عائشہ! اللہ تعالیٰ تجھے جزا دے مجھے یاد نہیں کہ میں کبھی اتنا خوش ہوا ہوں جتنا آج میں تمہارے اس کلام سے مسرور ہوا ہوں۔

ابونعیم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ کا رخ انور تمام لوگوں سے زیادہ حسین تھا۔ آپ ﷺ کی رنگت تمام لوگوں سے زیادہ درخشاں تھی۔ جو بھی آپ ﷺ کی تعریف کرتا وہ آپ ﷺ کو چودھویں کے چاند کے ساتھ تشبیہ دیتا۔ آپ ﷺ کی مبارک پیشانی پر پسینے کے قطرات موتیوں کی طرح دکھائی دیتے تھے اور ان سے کستوری سے عمدہ مہک آتی تھی۔

ابویعلیٰ، الطبرانی اور ابن عساکر نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اور عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میں نے اپنی بیٹی کی شادی کرنی ہے۔ آپ ﷺ میری کچھ مدد فرمائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس وقت تو میرے پاس کوئی چیز نہیں۔ لیکن میرے پاس ایک کھلے منہ والی شیشی اور درخت کی ایک ٹہنی لے کر آؤ وہ یہ اشیاء لے کر حاضر خدمت ہوا۔ حضور ﷺ نے اپنی مبارک کلائیوں سے پسینے کے قطرات جمع کر کے اس شیشی کو بھر دیا اور آپ ﷺ نے اس شخص سے فرمایا یہ شیشی اور لکڑی اپنی بیٹی کے پاس لے جاؤ اور اس سے کہو کہ اس لکڑی کو اس شیشی میں ڈبو کر خوشبو لگا لیا کرے۔

وہ لڑکی جب وہ خوشبو استعمال کرتی تو تمام اہل مدینہ اس کی خوشبو سونگھتے۔ اسی وجہ سے لوگ ان کے گھر کو "بیت المطیبین" کے نام سے یاد کرتے۔

دارمی نے بنو حریش کے ایک شخص سے روایت کیا ہے وہ بیان کرتا ہے جب نبی محترم ﷺ نے حضرت ماعز بن مالک کو سنگسار کیا تو میں اپنے باپ کے ساتھ تھا۔ جب ان پر پتھروں کی بارش ہونے لگی تو میں خوف سے کانپنے لگا آپ ﷺ نے

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

امام بیہقی اور ابو نعیم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ جمعہ کے دن حضور ﷺ منبر پر جلوہ افروز ہوئے اور فرمایا اے لوگو! بیٹھ جاؤ۔ آپ ﷺ کی آواز کو حضرت عبداللہ بن رواحہ نے سنا حالانکہ وہ اس وقت بنو غنم میں تھے۔ آپ ﷺ کی آواز کو سن کر وہ وہیں بیٹھ گئے۔

ابن سعد ا ، ابو نعیم نے عبدالرحمٰن ابن معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے منیٰ میں خطبہ ارشاد فرمایا۔ ہمارے کانوں میں اتنی قوت پیدا ہوگئی کہ ہم نے دور سے آپ ﷺ کے خطبہ کو سنا۔

ابن ماجہ اور امام بیہقی نے حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے وہ فرماتی ہیں کہ ہم رات کے وقت حضور ﷺ کی قرآءت سن لیتے تھے۔ حالانکہ اس وقت حضور ﷺ کعبہ مشرفہ میں موجود ہوتے تھے۔ اور میں اپنے عریش میں ہوتی تھی۔

نبی محترم ﷺ کی عقل مبارک

ابو نعیم نے حلیہ میں اور ابن عساکر نے حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں میں نے اکہتر 71 کتابیں پڑھیں۔ ان سب میں یہ موجود تھا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو سب سے زیادہ عقل و دانش عطا فرمائی۔ آپ ﷺ ساری دنیا کے لوگوں سے زیادہ عقلمند تھے۔ آپ ﷺ کی مبارک عقل اور پوری دنیا کی عقل کے ساتھ وہی نسبت ہے۔ جو ایک ذرہ ریت کو ریگستان کے ساتھ ہے۔ آپ ﷺ رائے اور عقل میں بے مثل تھے۔

رسول مکرم ﷺ کا پسینہ مبارک

امام مسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ ہمارے گھر تشریف لائے آپ ﷺ وہیں استراحت فرما ہو گئے کچھ دیر بعد آپ ﷺ کے جسد اطہر پر پسینے کے قطرات نمودار ہوئے۔ میری والدہ محترمہ ایک شیشی لے کر آئیں اور اس میں پسینے کے قطرات جمع کرنے لگیں۔ اسی دوران حضور ﷺ بیدار ہو گئے۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اے ام سلیم! تم یہ کیا کر رہی ہو؟ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم یہ آپ کا مبارک پسینہ ہے۔ جس کو ہم اپنے لیے بطور خوشبو استعمال کریں گے۔ یہ تمام خوشبوؤں سے زیادہ عمدہ اور لطیف خوشبو ہے۔

دارمی، ابو نعیم، امام بیہقی نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ نبی مکرم ﷺ کی مخصوص علامات تھیں۔ جب آپ ﷺ کسی راستہ سے گذر جاتے تو آپ ﷺ کے بعد آنے والا فوراً پہچان جاتا کہ اس راہ سے سرور کائنات ﷺ کا گذر ہوا ہے۔ کیونکہ وہ راستہ آپ ﷺ کی خوشبو سے مہک رہا ہوتا۔ آپ ﷺ جس پتھر یا درخت کے پاس سے گذرتے وہ آپ ﷺ کے لیے سجدہ ریز ہو جاتا۔

البزار اور ابو یعلیٰ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب سرور دو عالم ﷺ مدینہ طیبہ کے راستوں میں سے کسی راستہ سے گذرتے تو لوگ آپ ﷺ کی دلکش خوشبو کو محسوس کر کے کہتے اس راستہ سے نبی مکرم ﷺ کا گذر ہوا ہے۔

دارمی نے حضرت ابراہیم النخعی سے روایت کیا ہے کہ نبی مکرم ﷺ رات کے وقت عمدہ خوشبو سے پہچان لیے جاتے تھے۔

خطیب، ابن عساکر، ابو نعیم اور دیلمی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے وہ فرماتی ہیں کہ ایک دفعہ حضور

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حاصل کر لیے اور انہیں اس ٹوپی میں رکھ لیا۔ اس کے بعد جب بھی یہ ٹوپی میرے پاس ہو اور میں جنگ میں شرکت کروں تو اللہ تعالیٰ مجھے فتح عطا فرماتا ہے۔

رسول کریم ﷺ کا خون مبارک

حاکم وغیرہ نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ وہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے۔ اس وقت حضور ﷺ پچھنے لگوا رہے تھے۔ جب آپ ﷺ فارغ ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا اے عبداللہ! اس خون کو لے جاؤ اور اسے اس جگہ انڈیلو جہاں تجھے کوئی نہ دیکھے۔ انہوں نے آپ ﷺ کے خون مبارک کو پی لیا۔ جب وہ واپس آئے تو حضور ﷺ نے پوچھا اے عبداللہ! تو نے خون کہاں پھینکا ہے۔ انہوں نے عرض کی میں نے اسے پوشیدہ ترین جگہ پر پھینکا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ وہ لوگوں سے مخفی رہے گا۔ حضور ﷺ نے فرمایا شاید تو نے خون پی لیا ہے۔ انہوں نے عرض کی ہاں، حضور ﷺ نے فرمایا: وَیْلٌ لِّلنَّاسِ مِنْکَ وَوَیْلٌ لَّکَ مِنَ النَّاسِ'' لوگ کہتے تھے کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی تمام طاقت و توانائی اس خون کی وجہ سے ہی تھی۔

حضور ﷺ کا قدم مبارک

امام بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ سے اور ابن عساکر نے حضرت ابو امامہ الباہلی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ پورا قدم مبارک زمین پر رکھ کر چلا کرتے تھے۔ اور آپ ﷺ کا پورا قدم مبارک زمین پر لگتا تھا۔

امام بیہقی نے حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ نبی محترم ﷺ کے قدم مبارک کی چھوٹی انگلی مبارک دوسری مبارک انگلیوں سے بلند تھی۔

امام احمد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ قریش مکہ ایک کاہنہ کے پاس گئے اور اس سے کہنے لگے۔ بتا ہم میں سے کس کے پاؤں مقام ابراہیم سے زیادہ مشابہت رکھتے ہیں۔ اس نے کہا اگر تم اس ریت پر چادر کھینچو پھر اس پر چلو تو میں تمہیں بتا سکتی ہوں۔ انہوں نے ریت کو ہموار کیا اور اس پر چلے۔ اس کاہنہ نے حضور ﷺ کے قدم مبارک کا نقش دیکھا اور کہا کہ یہ قدم مبارک مقام ابراہیم سے زیادہ مشابہت رکھتا ہے۔ اس واقعہ کے بیس سال بعد نبی محترم ﷺ مبعوث ہوئے۔

نبی محترم ﷺ کی رفتار مبارک

ابن سعد نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ ایک جنازہ میں میں حضور ﷺ کے ساتھ تھا۔ جونہی میں آگے قدم بڑھاتا حضور ﷺ مجھ سے آگے نکل جاتے۔ میرے پہلو میں ایک شخص تھا۔ میں نے اس سے کہا حضور ﷺ کے لیے زمین کو سمیٹا جا رہا ہے۔ ابن سعد نے یزید بن مرثد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب حضور ﷺ چلتے تو تیز تیز چلتے اگر انسان پیچھے سے بھاگ کر بھی آپ ﷺ کے ساتھ ملنا چاہتا تو نہ مل سکتا تھا۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مجھے اپنے ساتھ چمٹا لیا آپ ﷺ کی بغل مبارک کا پسینہ مجھ پر بہنے لگا اس سے کستوری جیسی مہک آ رہی تھی۔

البزار نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں حضور ﷺ کی معیت میں چل رہا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا میرے قریب ہو جاؤ۔ جب میں نبی محترم ﷺ کے قریب ہوا تو مجھے آپ ﷺ سے ایسی خوشبو آئی جو مشک اور عنبر سے زیادہ لطیف تھی۔

حضور ﷺ کا قد مبارک

ابن ابی خیثمہ نے تاریخ میں امام بیہقی اور ابن عساکر نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ آپ فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ نہ تو بہت زیادہ دراز قد تھے اور نہ ہی کوتاہ قد تھے۔ آپ ﷺ کی قامت معتدل تھی۔ لیکن جب آپ ﷺ لوگوں کے درمیان چلتے تو آپ ﷺ سب سے زیادہ دراز قد لگتے جب آپ ﷺ دو آدمیوں میں چلتے تو آپ ﷺ ان دونوں سے بلند قامت نظر آتے جب وہ جدا ہو جاتے تو پھر آپ ﷺ معتدل القامت دکھائی دیتے۔

علامہ سیوطی بیان کرتے ہیں کہ ابن سبع نے اس روایت کو خصائص میں ذکر کیا ہے اور اس میں یہ اضافہ ہے جب آپ ﷺ کسی محفل میں تشریف فرما ہوتے تو آپ ﷺ کا شانہ مبارک تمام اہل محفل سے بلند ہوتا۔

حضور ﷺ کے جسم اطہر کا سایہ نہ تھا

حکیم ترمذی نے حضرت ذکوان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ دھوپ یا چاندنی میں حضور ﷺ کا سایہ نظر نہیں آتا تھا۔ ابن سبع فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کا سایہ زمین پر نہیں پڑتا تھا۔ آپ ﷺ نور تھے۔ جب آپ ﷺ دھوپ یا چاندنی میں چلتے تھے تو آپ ﷺ کا سایہ نظر نہیں آتا تھا۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کے سایہ نہ ہونے کی شاہد وہ حدیث بھی ہے جس میں آپ ﷺ نے اپنے رب سے یہ دعا کی ہے:

وَاجْعَلْنِیْ نُوْرًا ''مولا! مجھے سراپا نور بنا دے''۔

جسد اطہر پر مکھی کا نہ بیٹھنا

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے شفاء میں اور العزفی نے ''مولد'' میں ذکر کیا ہے کہ نبی محترم ﷺ کے خصائص میں سے ہے کہ آپ ﷺ کے جسم مقدس پر مکھی نہیں بیٹھتی تھی اور ابن سبع نے خصائص میں ذکر کیا ہے کہ حضور ﷺ کے مبارک کپڑوں پر کبھی مکھی نہیں بیٹھی تھی۔ انہوں نے یہ اضافہ کیا ہے۔ کہ کھٹمل نے کبھی نبی محترم ﷺ کو اذیت نہیں دی تھی۔

نبی مکرم ﷺ کے بال مبارک

حاکم وغیرہ نے روایت کیا ہے کہ جنگ یرموک کے دن حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی ٹوپی گم ہو گئی انہوں نے اسے تلاش کیا حتی کہ وہ مل گئی انہوں نے فرمایا حضور ﷺ نے عمرہ ادا فرمایا اور آپ ﷺ نے سر کے بال مبارک منڈوائے۔ آپ ﷺ کے بالوں کو حاصل کرنے کے لیے تمام لوگ ٹوٹ پڑے۔ میں نے حضور ﷺ کی پیشانی مبارک کے بال

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضور علیہ السلام کے بول مبارک اور براز مبارک کی طہارت

امام بیہقی نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتی ہیں کہ جب حضور ﷺ بیت الخلاء کی طرف تشریف لے جاتے۔ آپ ﷺ کی فراغت کے بعد میں بیت الخلاء میں جاتی تو مجھے وہاں کوئی چیز دکھائی نہ دیتی وہاں میں صرف کستوری کی خوشبو سونگھتی میں نے اس کا تذکرہ نبی محترم ﷺ سے کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے عائشہ! کیا تمہیں معلوم نہیں کہ ہمارے (انبیاء کرام کے) اجسام اہل جنت کی ارواح کی طرح ہیں۔ جو کچھ ان سے نکلتا ہے۔ زمین اسے فوراً نگل جاتی ہے۔

علامہ سیوطی فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو ابن سعد نے ام سعد کی سند سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے وہ فرماتی ہیں۔ کہ میں نے حضور ﷺ سے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم آپ بیت الخلا میں تشریف لے جاتے ہیں۔ لیکن وہاں آپ کے اثرات (بول و براز) دکھائی نہیں دیتے۔ آپ ﷺ نے مجھے فرمایا کیا تجھے معلوم نہیں کہ انبیاء کرام سے جو کچھ نکلتا ہے زمین اسے نگل جاتی ہے اور کوئی چیز نظر نہیں آتی۔

ابونعیم نے اسی روایت کی ایک اور سند بھی بیان کی ہے۔ وہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خادمہ حضرت لیلیٰ رضی اللہ عنہا کی سند سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں۔ وہ فرماتی ہیں۔ میں نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم آپ صلی اللہ علیک وسلم بیت الخلاء میں تشریف لے جاتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیک وسلم کی فراغت کے بعد میں بھی وہاں جاتی ہوں۔ لیکن مجھے آپ کے کوئی اثرات دکھائی نہیں دیتے سوائے اس کے کہ مجھے وہاں سے کستوری کی مہک آتی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہم گروہ انبیاء علیہم السلام کے اجسام اہل جنت کی ارواح کی طرح ہیں۔ جو کچھ ان سے نکلتا ہے زمین فوراً اسے نگل لیتی ہے۔

اس حدیث کی ایک چوتھی سند بھی ہے۔ جسے حاکم نے مستدرک میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خادمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ سرور کائنات ﷺ قضائے حاجت کے لیے بیت الخلاء میں تشریف لے گئے۔ آپ ﷺ کے بعد میں بیت الخلاء میں داخل ہوئی تو مجھے وہاں کوئی چیز نظر نہ آئی۔ میں نے وہاں کستوری کی مہک پائی۔ میں نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میں نے بیت الخلاء میں کوئی چیز نہیں دیکھی آپ ﷺ نے فرمایا زمین کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ وہ ہمارے جسم سے خارج ہونے والی ہر چیز کو نگل لے۔

اس حدیث کی ایک پانچویں سند بھی ہے۔ وہ یہ کہ دارقطنی نے ''افراد'' میں حضرت ہشام بن عروہ کی سند سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے وہ فرماتی ہیں میں نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میں نے آپ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ (کے بول مبارک اور براز مبارک) کے اثرات دکھائی نہ دیئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے عائشہ! کیا تمہیں معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے زمین کو حکم دیا ہے کہ انبیاء کرام کے اجسام سے نکلنے والی ہر چیز کو نگل لے۔

حضرت علامہ سیوطی فرماتے ہیں کہ یہ سند باقی اسناد سے زیادہ قوی ہے۔ حضرت ابن دحیہ فرماتے ہیں کہ یہ سند ثابت ہے۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تاجدارِ حرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نیند مبارک

امام مسلم اور امام بخاری نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے وہ فرماتی ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم کیا آپ وتر ادا فرمانے سے پہلے ہی سو جاتے ہیں؟۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عائشہ! میری آنکھیں تو سوتی ہیں لیکن میرا دل بیدار رہتا ہے۔ امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انبیائے کرام کی آنکھیں سوتی ہیں لیکن ان کا دل بیدار رہتا ہے۔

ابن سعد نے اس روایت کو ان الفاظ سے نقل کیا ہے۔ ہم گروہ انبیاء علیہم السلام کی آنکھیں تو سو جاتی ہیں لیکن دل بیدار رہتے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قوت مجامعت

حارث ابن ابی اسامہ نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے گرفت اور مجامعت میں چالیس افراد کی قوت عطا کی گئی ہے۔

الطبرانی، اسماعیلی اور ابن عساکر نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ نبی الحرمین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے چار چیزوں میں لوگوں پر فضیلت دی گئی ہے۔

(۱) شجاعت (۲) جود وسخا

(۳) کثرت جماع (۴) گرفت کی سختی

امام بخاری نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی گیارہ ازواج مطہرات تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم یکے بعد دیگرے ان تمام کے پاس جاتے تھے اور وظیفہ زوجیت ادا فرماتے تھے۔ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اتنی قوت تھی۔ انہوں نے کہا ہم کہا کرتے تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تیس مردوں کی قوت عطا فرمائی گئی ہے۔ ابن سعد نے حضرت صفوان بن سلیم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حضرت جبرائیل امین میرے پاس ایک ہنڈیا لے کر آئے۔ میں نے اس میں سے کچھ کھایا جس سے مجھے چالیس افراد کی قوت دی گئی۔

ابن سعد نے مجاہد اور طاؤس سے روایت کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے چالیس افراد کی قوت مجامعت عطا کی گئی ہے۔

ابن ابی اسامہ نے مجاہد سے روایت کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے چالیس اور کچھ جنتی مردوں کی قوت کے برابر قوت دی گئی ہے۔

احتلام سے حفاظت

الطبرانی اور الدینوری نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ کسی بھی نبی کو کبھی بھی احتلام نہیں ہوا کیونکہ احتلام شیطان کی طرف سے ہوتا ہے۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تو آپ ﷺ کے چہرے سے نور نکلتا۔ آپ ﷺ کا رخ انور چاند کا ٹکڑا دکھائی دیتا تھا۔ ہمیں اس ضوفشانی سے آپ ﷺ کی مسرت کا علم ہو جاتا تھا۔

ابونعیم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ کا رخ زیبا چاند کی طرح گول تھا۔

امام بیہقی نے ابواسحاق سے اور وہ ایک ہمدانی عورت سے روایت کرتے ہیں۔ اس عورت نے کہا مجھے حضور ﷺ کے ساتھ حج کرنے کی سعادت نصیب ہوئی ہے۔ میں نے اس خاتون سے کہا، مجھے حضور ﷺ کا حلیہ بیان کرو۔ اس عورت نے کہا حضور ﷺ چودھویں کے چاند کی طرح تھے۔ میں نے آپ ﷺ سے پہلے اور آپ ﷺ کے بعد آپ ﷺ جیسا حسین نہیں دیکھا۔

دارمی، امام بیہقی، الطبرانی اور ابونعیم نے حضرت ابوعبیدہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا سے کہا میرے لیے حضور ﷺ کے اوصاف بیان کرو۔ انہوں نے کہا اگر تم آپ ﷺ کی زیارت کرتے تو تجھے محسوس ہوتا کہ آفتاب درخشاں طلوع ہو گیا ہے۔

امام مسلم نے حضرت ابوطفیل رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ان سے کہا گیا ہمیں حضور ﷺ کا حلیہ بیان کرو۔ انہوں نے فرمایا آپ ﷺ کی رنگت سفید اور چہرہ ملیح تھا۔

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ کا قد درمیانہ تھا۔ آپ ﷺ نہ تو کوتاہ قد تھے نہ ہی دراز قد۔ آپ ﷺ کی رنگت گوری تھی۔ آپ ﷺ گندم گوں نہ تھے۔ آپ ﷺ کے بال مبارک گھنے اور لٹکے ہوئے تھے گھنگریالے نہ تھے۔

امام بیہقی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ کی رنگت سفید تھی اور اس میں سرخی تھی۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے کوئی ایسی شی نہیں دیکھی۔ جو حضور ﷺ سے بڑھ کر حسین ہو۔ ایسے محسوس ہوتا تھا کہ آپ ﷺ کے چہرۂ انور میں سورج رواں دواں ہو۔ میں نے کسی ایسے شخص کو نہیں دیکھا جو حضور ﷺ سے زیادہ تیز رفتار ہو۔ ایسے محسوس ہوتا تھا کہ زمین آپ ﷺ کے لیے سمٹی جاتی ہے۔ ہم کوشش کے باوجود آپ ﷺ کے ساتھ نہ مل پاتے تھے۔ حالانکہ حضور ﷺ معمول کے مطابق چل رہے ہوتے تھے۔

ابن سعد اور ابن عساکر نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کو خوبصورت چہرے اور حسین آواز کے ساتھ مبعوث فرمایا، جب حضور ﷺ کی بعثت کا وقت آیا تو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو بھی رخ انور اور خوبصورت آواز کے ساتھ مبعوث کیا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو بھی نبی بھیجا وہ خوبصورت چہرے، عمدہ نسب اور بہترین آواز والا ہوتا تھا۔ اسی طرح تمہارے نبی مکرم ﷺ بھی خوبصورت چہرے، عمدہ نسب اور عمدہ آواز والے تھے۔

دارمی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور نبی کریم ﷺ سے زیادہ بہادر،

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اسی حدیث کی ایک مرسل سند بھی ہے۔ جسے حکیم ترمذی نے حضرت ذکوان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ دھوپ یا چاندنی میں حضور ﷺ کا سایہ دکھائی نہیں دیتا تھا۔ اور نہ ہی آپ کی قضائے حاجت کے اثرات دکھائی دیتے تھے۔

انہوں نے ہی کہا ہے کہ اس حدیث کی ایک ساتویں سند بھی ہے۔ جو "جن کے وفد" والے باب میں ذکر کی جائے گی۔

نبی کریم ﷺ کے پیشاب مبارک سے شفاء

حاکم وغیرہ نے حضرت ام یمن رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے وہ فرماتی ہیں کہ رات کے وقت نبی کریم ﷺ بیدار ہوئے اور اس پیالے کی طرف تشریف لے گئے جو گھر کے ایک کونے میں پڑا ہوا تھا۔ اس میں آپ ﷺ نے پیشاب فرمایا رات کے وقت میں جاگی تو مجھے شدید پیاس محسوس ہوئی، میں آپ ﷺ کے پیشاب مبارک کو پی گئی۔ صبح کے وقت میں نے حضور ﷺ کو یہ بات بتائی آپ ﷺ مسکرائے اور فرمایا آج کے بعد تجھے کبھی بھی پیٹ کے درد کی شکایت نہیں ہوگی۔

عبدالرزاق نے ابن جریج سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ حضور ﷺ لکڑی کے ایک پیالے میں پیشاب فرمایا کرتے تھے۔ پھر اس پیالے کو آپ ﷺ کی چارپائی کے نیچے رکھ دیا جاتا تھا۔ ایک دن آپ ﷺ تشریف لائے تو آپ ﷺ کا پیالہ خالی تھا۔ آپ ﷺ نے حضرتِ برکت رضی اللہ عنہا سے فرمایا وہ پیشاب کہاں ہے جو اس پیالے میں موجود تھا انہوں نے عرض میں نے اسے پی لیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے ام یوسف! تو صحت یاب ہوگئی ہے۔ اس پیشاب کی برکت سے سوائے مرض الموت کے انہیں اور کوئی مرض لاحق نہ ہوا۔ حضرت ابن دحیہ فرماتے ہیں کہ یہ واقعہ اور ہے اور حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا کا واقعہ اور ہے۔

حضور ﷺ کا بے مثال حسن

امام مسلم اور امام بخاری نے حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ تمام لوگوں سے زیادہ خوبرو تھے۔ آپ ﷺ تخلیق کے لحاظ سے بھی تمام لوگوں سے حسین ترین تھے۔ آپ ﷺ نہ تو دراز قد تھے اور نہ ہی کوتاہ قد تھے۔ بلکہ آپ ﷺ کی قامت معتدل تھی۔

امام بخاری نے حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ان سے پوچھا گیا کہ کیا سرور دو عالم ﷺ کا چہرہ تلوار کی طرح تھا انہوں نے کہا نہیں بلکہ چاند کی مانند تھا۔

امام مسلم نے حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ان سے سوال کیا گیا کہ کیا حضور ﷺ کا چہرہ تلوار کی طرح تھا انہوں نے فرمایا نہیں بلکہ آپ ﷺ کا چہرہ سورج اور چاند کی طرح گول تھا۔

دارمی اور امام بیہقی نے حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے سرور دو عالم ﷺ کو چاندنی رات میں دیکھا آپ ﷺ نے سرخ حلہ زیب تن فرما رکھا تھا۔ میں کبھی حضور ﷺ کی طرف دیکھتا اور کبھی چاند کی طرف دیکھتا اللہ کی قسم! مجھے حضور ﷺ چاند سے کہیں زیادہ حسین نظر آئے۔

امام بخاری نے حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب حضور ﷺ مسرور ہوتے

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سترہ یا اٹھارہ بال سفید تھے۔

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کا قد مبارک درمیانہ اور دونوں شانوں کے درمیان کافی فاصلہ تھا۔ آپ ﷺ کے بال مبارک کانوں کی لو تک تھے۔ میں نے آپ ﷺ سے زیادہ حسین و جمیل کسی کو نہیں دیکھا۔

امام احمد اور امام بیہقی نے حضرت محرش الکعبی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے جعرانہ کے مقام سے عمرہ کی نیت کی۔ میں نے آپ ﷺ کی پشت مبارک کی زیارت کی گویا کہ وہ چاندی کا ایک ٹکڑا تھی۔

الطیالسی، ابن سعد، الطبرانی اور ابن عساکر نے حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے وہ فرماتی ہیں کہ میں نے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بطن مبارک دیکھا وہ تہہ در تہہ کاغذ کی طرح تھا۔

امام ترمذی اور امام بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کا رنگ مبارک سفید تھا۔ ایسے محسوس ہوتا تھا کہ آپ ﷺ چاندی میں ڈھلے ہوئے ہوں۔ بال گھنگریالے اور بطن مبارک ہموار تھا۔ مبارک کندھوں کی ہڈیاں چوڑی تھیں۔ جب آپ چلتے تھے تو پورا قدم زمین پر لگ جاتا تھا۔ جب کسی کی طرف توجہ فرماتے تو پوری طرح توجہ فرماتے اور جب کسی کی طرف سے پھرتے تو پوری طرح پھر جاتے تھے۔ امام بخاری نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی محترم کا سر مبارک اور قدمین شریفین بڑے اور ہتھیلیاں چوڑی تھیں۔

امام بخاری نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ کے قدم مبارک بڑے تھے اور رخ زیبا حسین تھا۔ میں نے آپ ﷺ کے بعد آپ ﷺ جیسا حسین نہیں دیکھا۔

طبرانی اور امام بیہقی نے حضرت میمونہ بنت کردم رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے وہ فرماتی ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کی زیارت کی۔ میں آپ ﷺ کے پاؤں مبارک کی انگلیوں میں سے سبابہ (انگوٹھے کے ساتھ متصل انگلی) کی طوالت نہیں بھولی۔

امام بیہقی نے بلعدویہ کے ایک صحابی سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا میں نے حضور ﷺ کی زیارت کی۔ آپ ﷺ کا جسم اطہر انتہائی خوب صورت تھا۔ پیشانی مبارک چوڑی تھی۔ ناک مبارک بلند اور باریک اور دونوں ابرو باہم ملے ہوئے تھے۔ گردن مبارک سے لے کر ناف تک بالوں کی ایک لکیر تھی۔

امام بیہقی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کا قد مبارک نہ تو بہت زیادہ لمبا تھا اور نہ ہی چھوٹا تھا۔ بلکہ مائل بہ طوالت تھا۔ آپ ﷺ کی مبارک ہتھیلیاں اور قدم مبارک گوشت سے بھرپور تھے۔ آپ ﷺ کے سینہ اقدس پر بالوں کی ایک لکیر تھی۔ آپ ﷺ کا پسینہ مبارک موتیوں کی طرح درخشاں تھا۔ جب آپ ﷺ چلتے تو آپ ﷺ کا میلان آگے کی طرف ہوتا گویا کہ بلندی پر چڑھ رہے ہوں۔

عبداللہ بن امام احمد اور امام بیہقی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی محترم ﷺ کا قد مبارک درمیانہ مائل بہ طوالت تھا۔ جب آپ ﷺ لوگوں میں چلتے تو سب سے دراز قد نظر آتے۔ آپ ﷺ کی رنگت سفید تھی۔ سر مبارک

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

آپ ﷺ سے زیادہ سخی اور آپ ﷺ سے بڑھ کر حسین نہیں دیکھا۔

امام مسلم نے حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ کا منہ مبارک کشادہ، آنکھیں سرخی مائل اور ایڑیاں کم گوشت تھیں۔

امام بیہقی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ کی آنکھیں مبارک بڑی، پلکیں دراز اور آنکھوں میں سرخ ڈورے تھے۔

امام بیہقی اور امام ترمذی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے حضور ﷺ کے اوصاف بیان کرتے ہوئے کہا، حضور ﷺ نہ تو بہت زیادہ دراز قد تھے اور نہ ہی آپ ﷺ پست قد تھے۔ بلکہ آپ ﷺ معتدل القامت تھے۔ آپ ﷺ کی زلفیں عنبریں نہ تو بالکل سیدھی اور نہ ہی گھنگھریالی تھیں بلکہ ان میں کچھ خم تھا۔ آپ ﷺ کا رخ انور نہ بالکل گول تھا اور نہ ہی گوشت مبارک لٹکا ہوا تھا۔ البتہ چہرۂ اقدس ایک حد تک گول تھا۔ آپ ﷺ کا رنگ مبارک انتہائی سفید تھا اور سرخی مائل تھا۔ آنکھیں سیاہ اور پلکیں دراز تھیں۔ جوڑ کی ہڈیاں بڑی اور کندھے مبارک چوڑے تھے۔ آپ ﷺ کے جسد اطہر پر بال مبارک نہ تھے۔ البتہ سینہ اقدس اور ناف مبارک کے مابین بالوں کا ایک خط نظر آتا تھا۔ آپ ﷺ کے ہاتھ مبارک اور قدم اقدس گوشت سے بھرے ہوئے تھے۔ جب آپ ﷺ چلتے تو ایسے محسوس ہوتا کہ آپ ﷺ بلندی سے پستی کی طرف رواں دواں ہیں۔ جب آپ ﷺ کسی آدمی کی طرف توجہ فرماتے تو پوری توجہ فرماتے۔ آپ ﷺ کے دونوں کندھوں کے مابین مہر نبوت تھی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ نبی محترم ﷺ کا چہرۂ اقدس کشادہ اور پلکیں طویل تھیں۔

طیالسی، امام ترمذی اور امام بیہقی نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی مکرم ﷺ نہ تو بہت زیادہ دراز قد تھے اور نہ ہی پست قد، سر مبارک بڑا اور داڑھی مبارک گھنی تھی۔ قدمین شریفین اور ہتھیلیاں گوشت سے بھری ہوئی تھیں۔ جوڑوں کی ہڈیاں مضبوط تھیں۔ آپ ﷺ کا رنگ مبارک سفید مائل بہ سرخی تھا۔ جب آپ ﷺ چلتے تو ایسے محسوس ہوتا تھا کہ آپ بلندی سے پستی کی طرف جا رہے ہیں۔ میں نے آپ ﷺ سے نہ پہلے اور نہ ہی بعد آپ ﷺ کی مثل دیکھا۔

طیالسی، امام احمد اور امام بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ کی کلائیاں مبارک طویل تھیں۔ دونوں شانوں کے درمیان فاصلہ تھا۔ آپ ﷺ کی پلکیں طویل تھیں۔ آپ ﷺ نہ تو بازاروں میں شور و غوغا کرتے تھے اور نہ فحش گوئی کرتے تھے۔ جب آپ ﷺ کسی کی طرف توجہ کرتے تو پوری توجہ کرتے جب آپ ﷺ کسی کی طرف پشت مبارک پھیرتے تو پوری طرح پشت مبارک پھیر لیتے۔

امام بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ کی داڑھی مبارک سیاہ اور بال انتہائی حسین تھے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے کسی نے پوچھا کہ کیا نبی محترم ﷺ پر بڑھاپے کے اثرات ظاہر ہوئے تھے۔ انہوں نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو بڑھاپے کے عیب سے بچا لیا تھا۔ آپ ﷺ کے سر مبارک اور داڑھی مبارک میں صرف

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

ابو موسیٰ المدینی نے اپنی کتاب ''صحابہ'' میں حضرت امد بن ابد الحضرمی سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کی زیارت کی ہے۔ آپ ﷺ بہت زیادہ حسین تھے۔ میں نے آپ ﷺ سے پہلے اور آپ ﷺ کے بعد آپ ﷺ جیسا حسین نہیں دیکھا۔

ابن سعد نے حضرت عبداللہ بن بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ قدموں کے لحاظ سے تمام انسانوں سے بہترین تھے۔

ابن سعد اور ابن عساکر نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ نبی محترم ﷺ کی رنگت سرخی مائل سفید تھی۔ آپ ﷺ کی آنکھیں سیاہ اور پلکیں دراز تھیں۔ آپ ﷺ کے رخسار مبارک نرم و نازک تھے۔ گردن مبارک چاندی کی طرح سفید تھی۔ حلق مبارک سے لے کر ناف تک بالوں کی ایک لکیر تھی اس کے علاوہ آپ ﷺ کے پیٹ مبارک پر یا سینے مبارک پر بال نہ تھے۔ آپ ﷺ کے چہرہ انور پر پسینے کے قطرات موتیوں کی طرح نظر آتے تھے۔ آپ ﷺ کا پسینہ کستوری سے زیادہ خوشبودار تھا۔

ابن سعد اور ابن عساکر نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ مجھے نبی مکرم ﷺ نے یمن کی طرف بھیجا۔ وہاں ایک دن میں لوگوں کو خطبہ دے رہا تھا۔ اچانک میرے سامنے ایک یہودی عالم کھڑا ہو گیا۔ اس کے ہاتھ میں ایک کتاب تھی۔ اس نے مجھ سے کہا ابو القاسم ﷺ کے اوصاف بیان کرو، میں نے کہا:

'' آپ ﷺ نہ تو بہت دراز قد ہیں اور نہ ہی پست قد، آپ ﷺ کے بال مبارک نہ تو گھنگھریالے ہیں اور نہ بالکل سیدھے۔ آپ ﷺ کی زلفیں بالکل سیاہ ہیں۔ سر مبارک بڑا ہے آپ ﷺ کا رنگ گورا مائل بہ سرخی ہے۔ آپ ﷺ کے اعضاء مبارکہ مضبوط ہیں۔ آپ ﷺ ٹخنے اور قدم گوشت سے بھرے ہوئے ہیں حلق سے ناف تک بالوں کی ایک لکیر ہے آپ ﷺ کی پلکیں دراز اور ابرو باہم ملے ہوئے ہیں۔ پیشانی مبارک چوڑی اور شانوں کے درمیان کافی فاصلہ ہے۔ میں نے آج تک آپ ﷺ کی مثل کوئی شخص نہیں دیکھا''۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد میں خاموش ہو گیا اس عالم نے کہا، حضور ﷺ کے یہ اوصاف تو مجھے زبانی یاد ہیں۔ آپ ﷺ کی آنکھوں میں سرخ ڈورے ہیں۔ آپ ﷺ کی مبارک داڑھی بھی خوبصورت ہے اور منہ بھی حسین ہے۔ دونوں کان مبارک تخلیق میں مکمل ہیں۔ اگر آپ ﷺ کسی کی توجہ فرماتے ہیں تو بھرپور توجہ فرماتے ہیں اور اگر کسی کی طرف پشت مبارک پھیرتے ہیں تو پوری طرح پھر جاتے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ کی قسم! یہ تو آپ ﷺ کے اوصاف ہیں اس عالم نے کہا میرے پاس آپ ﷺ کا ایک اور وصف بھی ہے وہ یہ کہ آپ ﷺ میں کچھ خمیدگی ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا آپ ﷺ کا یہ وصف تو میں پہلے بیان کر چکا ہوں کہ چلتے وقت یوں لگتا ہے جیسا کہ آپ ﷺ کسی بلندی سے اتر رہے ہوں۔

اس عالم نے کہا آپ ﷺ کے یہ اوصاف میں نے اپنے آباء کی کتاب میں پائے ہیں۔ اس کے علاوہ وہاں آپ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بڑا تھا۔ آپ ﷺ روشن جبیں تھے۔ پلکیں دراز تھیں۔ ہتھیلیوں اور قدموں پر گوشت تھا۔ جب آپ ﷺ چلتے تھے تو میلان آگے کی طرف ہوتا تھا۔ گویا کہ آپ ﷺ بلندی سے اتر رہے ہوں۔ روئے زیبا پر پسینے کے قطرات اس طرح لگتے تھے کہ گویا کہ وہ درخشاں موتی ہوں۔ میں نے آپ ﷺ سے پہلے اور بعد آپ ﷺ جیسا حسین نہیں دیکھا۔ امام مسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ کی رنگت سفید مائل بہ سرخی تھی۔ آپ ﷺ کا پسینہ مبارک موتیوں کی طرح تھا۔ جب آپ ﷺ چلتے تھے تو آپ ﷺ کا میلان آگے کی طرف ہوتا تھا۔

البزار، امام بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ سب لوگوں سے زیادہ حسین تھے۔ آپ ﷺ کا قد مبارک درمیانہ تھا۔ آپ ﷺ کے شانے مبارک چوڑے تھے۔ رخسار مبارک نرم و نازک اور زلفیں بالکل سیاہ تھیں۔ آنکھیں سرمگیں اور پلکیں دراز تھیں۔ جب ﷺ چلتے تو آپ ﷺ کا پورا قدم زمین پر لگتا۔ جب اپنی چادر مبارک زمین پر رکھتے تو جسم اطہر چاندی کا ٹکڑا محسوس ہوتا تھا۔ جب آپ ﷺ مسکراتے تو در و دیوار نور سے جگمگا اٹھتے۔ میں نے آپ ﷺ جیسا حسین نہ آپ ﷺ سے پہلے دیکھا نہ بعد میں۔

حضرت امام بخاری اور حضرت امام مسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کا ہاتھ مبارک ریشم و دیباج سے زیادہ نرم تھا اور احمد مجتبیٰ ﷺ کی مبارک خوشبو کستوری اور عنبر سے عمدہ تھی۔

امام مسلم نے حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے اپنا دست اقدس میرے رخسار پر پھیرا میں نے آپ ﷺ کے مبارک ہاتھ کی خوشبو اور ٹھنڈک محسوس کی۔ ایسا محسوس ہوتا تھا کہ آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ مبارک کو ابھی ابھی خوشبودان سے نکالا ہے۔

امام بیہقی نے حضرت یزید بن اسود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول مکرم ﷺ نے مجھے اپنا دست اقدس پکڑایا۔ وہ برف سے زیادہ ٹھنڈا اور کستوری سے زیادہ خوشبودار تھا۔

الطبرانی نے المستورد بن شداد سے اور وہ اپنے والد محترم سے روایت کرتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اور حضور ﷺ کے دست اقدس کو پکڑنے کی سعادت حاصل کی۔ آپ ﷺ کا ہاتھ مبارک ریشم سے زیادہ نرم اور برف سے زیادہ ٹھنڈا تھا۔

امام احمد نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں مکہ معظمہ میں بیمار ہو گیا نبی محترم ﷺ میری عیادت کے لیے تشریف لائے۔ آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ مبارک میری پیشانی پر رکھا۔ میرے چہرے اور سینے پر اپنا دست اقدس پھیرا۔ میں آج تک آپ ﷺ کے ہاتھ مبارک کی ٹھنڈک محسوس کرتا ہوں۔

ابن سعد اور ابن عساکر نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کا رنگ سرخی مائل سفید تھا۔ آپ ﷺ نہ تو دراز قد تھے اور نہ ہی کوتاہ قد۔ آپ ﷺ کے بال مبارک نہ تو بالکل سیدھے تھے اور نہ ہی گھنگھریالے تھے۔ جب آپ ﷺ چلتے تو لوگ بھاگ کر آپ ﷺ کو ملنے کی کوشش کرتے۔ آپ ﷺ لاثانی تھے۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

چشمان مبارک انتہائی سیاہ اور پلکیں طویل ہوں گی۔ان کی ناک مبارک باریک اور بلند ہوگی۔آپ ﷺ کے رخسار مبارک واضح اور داڑھی مبارک گھنی ہوگی۔ان کے رخ زیبا پر پسینے مبارک کے قطرات موتیوں کی طرح درخشاں ہوں گے اور اس سے کستوری سے عمدہ مہک آئے گی ان کی گردن مبارک چاندی کی صراحی کی طرح ہوگی۔ان کے حلق مبارک سے لے کر ناف مبارک تک بالوں کی ایک لکیر ہوگی۔اس کے علاوہ ان کے سینہ اقدس پر یا پیٹ مبارک پر بال نہیں ہوں گے۔ان کی ہتھلیاں مبارک اور قدم مبارک گوشت سے بھرپور ہوں گے۔جب وہ لوگوں میں چلیں گے تو ان سے بلند تر نظر آئیں گے۔جب وہ رواں ہوں گے تو اس طرح نظر آئیں گے گویا کہ وہ کسی پہاڑ سے اتر رہے ہوں اور ان کی اولاد کم ہوگی''۔

امام ترمذی نے شمائل میں حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میرے ماموں حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ حلیہ بیان کرنے کے ماہر تھے۔میں نے ان سے نبی محترم ﷺ کے حلیہ مبارک کے متعلق پوچھا انہوں نے کہا:

''آپ ﷺ مجسمہ حسن تھے،لوگ آپ ﷺ کے حسن و جمال میں مستغرق ہو جاتے،آپ ﷺ کا چہرۂ انور ماہ تمام کی طرح درخشاں تھا،آپ ﷺ کا قد مبارک معتدل قامت سے تھوڑا طویل تھا۔آپ ﷺ کا سر مبارک بڑا تھا اور بال مبارک قدرے خم دار تھے۔اگر زلفوں میں اتفاقاً مانگ نکل آتی تو اسے یوں ہی رہنے دیتے ورنہ ارادۃً اس کا اہتمام نہ فرماتے،بال مبارک کانوں کی لو سے متجاوز نہ ہوئے۔آپ ﷺ کا رنگ سفید تھا،جبیں مبارک کشادہ تھی،ابرو باریک،خمیدہ اور باہم متصل تھے۔دونوں ابروؤں کے مابین ایک رگ تھی۔جو غصہ کے وقت ابھر آتی تھی۔بینی مبارک بلند اور باریک تھی۔ ناک مبارک پر نور کا غلبہ رہتا۔داڑھی مبارک گھنی اور بھرپور تھی۔چشمان مبارک انتہائی سیاہ تھیں۔رخسار مبارک نرم اور نازک تھے۔دہن مبارک کچھ کشادہ تھا۔دانت مبارک انتہائی سفید تھے۔حلق سے لے کر ناف تک بالوں کی ایک لکیر سی تھی۔گردن مبارک صفائی اور نزاکت میں صراحی کی طرح تھی۔جسد اطہر بالکل معتدل تھا۔پیٹ مبارک اور سینۂ اقدس ہموار اور چوڑا تھا۔ دونوں شانوں کے مابین کافی فاصلہ تھا۔جوڑوں کی ہڈیاں مضبوط اور بڑی بڑی تھیں۔جب آپ ﷺ قمیص مبارک اتارتے تو جسم کی نورانیت عیاں تر ہو جاتی۔آپ ﷺ کے دونوں بازوؤں،کندھوں اور سینۂ اقدس کے بالائی حصہ پر بال تھے۔ آپ ﷺ کی کلائیاں طویل اور ہتھیلیاں کشادہ تھیں۔ہاتھ مبارک اور قدم مبارک گوشت سے بھرے ہوئے تھے۔ہاتھ اور پاؤں کی مبارک انگلیاں قدرے طویل تھیں اور تلوے قدرے گہرے تھے۔آپ ﷺ جب چلتے تو قوت کے ساتھ قدم اٹھاتے اور آگے کی طرف جھک کر جاتے زمین پر آہستہ آہستہ محو خرام ہوتے۔جب کسی کی طرف توجہ فرماتے تو پورا جسم پھیر کر اس کی طرف توجہ فرماتے۔نظریں ہمیشہ نیچی رہتیں اور انہیں زیادہ زمین کی طرف رکھتے شرم و حیا کی وجہ سے گوشۂ چشم سے دیکھتے۔صحابہ کرام کو آگے چلنے کا حکم دیتے اور خود ان کے پیچھے چلتے،آپ ﷺ جسے ملتے اسے سلام کہتے''۔

میں نے اپنے ماموں سے کہا نبی محترم ﷺ کی گفتگو کے متعلق کچھ فرمائیں انہوں نے کہا''حضور ﷺ ہمیشہ غمگین رہتے۔بغیر کسی ضرورت کے گفتگو نہ فرماتے۔گفتگو اس انداز سے فرماتے کہ سامع کو کوئی تشنگی باقی نہ رہتی۔گفتگو انتہائی جامع

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ﷺ کے یہ اوصاف بھی مذکور ہیں:

"آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے حرم سے مبعوث ہوں گے۔ یعنی وہ جگہ جہاں مقام امن ہے اور جہاں اللہ تعالیٰ کا گھر ہے۔ پھر آپ ﷺ ایک ایسی جگہ کی طرف ہجرت فرمائیں گے۔ جسے آپ ﷺ حرم قرار دیں گے۔ آپ ﷺ کا یہ حرم مقام و مرتبہ اور پاکیزگی و طہارت میں اللہ تعالیٰ کے حرم کی طرح ہوگا۔ عمرو بن عامر کی نسل کے لوگ آپ ﷺ کے انصار ہوں گے۔ وہ کھجوروں والے اور زمین والے ہوں گے۔ وہاں پہلے یہودیوں کی ملکیت ہوگی۔" حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ اوصاف تو ہمارے نبی محترم ﷺ کے ہیں۔ یہ سن کر اس عالم نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ نبی برحق ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ہیں۔

ابن عساکر نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ یہودیوں کا ایک وفد حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور ان سے کہنے لگا۔ ہمارے لیے اپنے چچازاد بھائی (ﷺ) کے اوصاف بیان کرو۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا محمد ﷺ نہ تو دراز قد ہیں اور نہ ہی پست قد۔ آپ ﷺ کا قد مبارک درمیانہ ہے۔ آپ ﷺ گورے رنگ کے ہیں۔ سفیدی میں تھوڑی سی سرخی بھی ہے۔ آپ ﷺ کے بال مبارک کانوں کی لوتک ہیں۔ پیشانی مبارک کشادہ ہے۔ رخسار مبارک گوشت سے بھرپور ہیں۔ چشمان مبارک سیاہ اور ابرویں باہم متصل ہیں۔ بینی مبارک باریک اور بلند ہے۔ حلق سے لے کر سینہ اقدس تک بالوں کی ایک لکیر ہے۔ دندان مبارک انتہائی سفید اور داڑھی مبارک گھنی ہے۔ گردن مبارک چاندی کی صراحی کی طرح ہے۔ آپ ﷺ کے مبارک شانوں کے درمیان ماہ کامل کی طرح گول دائرہ ہے۔ اس پرنور کے ساتھ دوسطروں میں لکھا ہوا ہے۔ پہلی سطر میں لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اور دوسری سطر میں مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ہے۔

ابن عساکر نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی محترم ﷺ کے انتقال مبارک کے بعد بیت المقدس سے یہودیت کا ایک عالم حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پاس آیا اور کہنے لگا اے علی! میرے لیے نبی مکرم ﷺ کا حلیہ مبارک بیان کرو۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے آپ ﷺ کا وہی حلیہ بیان کیا جو اوپر گزر چکا ہے۔ آپ ﷺ کا حلیہ مبارک سن کر اس عالم نے کہا میں نے تورات میں بھی آپ ﷺ کا بعینہ یہی حلیہ مبارک پڑھا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ ﷺ اللہ کے سچے رسول ہیں۔

امام بیہقی اور ابن عساکر نے مقاتل بن حیان سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی: "میرے معاملہ میں خوب سعی کرو اور اس میں سستی نہ کرو، سنو اور اطاعت بجالاؤ، اے پاکباز، کنواری اور بتول کے نور نظر! میں نے تجھے بغیر باپ کے پیدا کیا ہے اور تجھے تمام جہانوں کے لیے نشانی بنایا ہے اس لیے صرف میری ہی عبادت کرو اور صرف مجھ پر ہی بھروسہ رکھو۔ اہل سوران کے پاس جاؤ اور انہیں بتاؤ میں اللہ ہوں، حی و قیوم ہوں، مجھے کبھی زوال نہیں اور اس نبی ﷺ کی تصدیق کرو جو اونٹ پر سواری فرمائیں گے۔ وہ عمامہ مبارک پہنیں گے اور عصا مبارک پکڑیں گے۔ ان کے بال مبارک نہ گھنگھریالے ہوں گے اور نہ ہی سیدھے ہوں گے۔ ان کی مبارک جبیں کشادہ اور ابرویں باہم ملی ہوں گی

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ﷺ آنکھوں کی خیانت سے معصوم تھے۔آپ ﷺ ہمیشہ پردہ فرما کر غسل فرماتے ۔اللہ تعالیٰ سے حیا کرتے ہوئے کبھی بھی عریاں غسل نہ فرمایا۔

آپ ﷺ کو جب رفع حاجت کی ضرورت پیش آتی تو لوگوں سے بہت دور تشریف لے جاتے یا کسی دیوار وغیرہ کی اوٹ میں تشریف لے جاتے۔حتیٰ کہ آپ ﷺ کے وجود مسعود کو کوئی شخص نہ دیکھ سکتا۔ پہننے کے لیے جو کچھ میسر آتا اسے پہن لیتے کبھی شملہ باندھ لیتے ۔کبھی یمنی چادر اوڑھ لیتے اور کبھی جبہ مبارک زیب تن فرمالیتے ۔ جب کوئی شخص آپ علیہ الصلوٰ والسلام کو کوئی لباس تحفہ دیتا تو آپ ﷺ اس کی وسعت اور تنگی میں کوئی کمی بیشی نہ فرماتے ایک دفعہ آپ ﷺ نے ایسا جبہ زیب تن کیا۔جس کی آستینیں بہت تنگ تھیں ۔اس کی آستین سے ہاتھ نکالنے میں دقت محسوس فرماتے ۔جب آپ ﷺ وضو فرمانا چاہتے تو بازو مبارک اس کے دامن سے نکال لیتے۔

نبی محترم ﷺ کبھی کسی غلام یا ساتھی کو اپنی سواری پر اپنے پیچھے بٹھا لیتے اور کبھی خود ان کے پیچھے بیٹھ جاتے ۔لیکن حضرات حسنین کریمین اور حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہم کی اولاد کو ہمیشہ اپنے آگے سوار کیا۔اس سے یہ ثابت ہوا کہ جب سواری بوجھ برداشت کرسکتی ہو تو اپنے پیچھے کسی کو بٹھانا جائز ہے۔آپ ﷺ جو سواری پاتے اسی پر سوار ہو جاتے ۔کبھی آپ ﷺ گھوڑے پر سواری فرماتے اور کبھی اونٹ پر، کبھی گدھے پر سوار ہو جاتے اور کبھی خچر پر۔کبھی بغیر چادر اور ٹوپی کے ننگے پاؤں چلتے اور مدینہ طیبہ سے باہر دور تک لوگوں کی عیادت کے لیے تشریف لے جاتے ۔آپ ﷺ خوشبو پسند فرماتے اور بدبو سے انتہائی نفرت تھی۔آپ ﷺ فقراء مساکین اور اپنے خدام کے ساتھ مل کر کھانا تناول فرمالیتے اور مساکین کے کپڑوں، داڑھیوں اور سروں میں جوئیں تلاش کرتے ۔آپ ﷺ اہل فضل کی تعظیم ان کے درجات کے مطابق فرماتے ۔ اہل شرف پر احسان فرما کر تالیف قلبی فرماتے ۔آپ ﷺ اپنے رشتہ داروں کی بہت زیادہ عزت کرتے ۔کسی کی قطع کلامی نہ فرماتے ۔اپنے کلام اور فعل سے کسی کو دکھ نہ دیتے اگرچہ اس نے آپ ﷺ پر زیادتی ہی کی ہو۔عذر کرنے والے کے عذر کو قبول فرمالیتے اگرچہ وہ اپنی معذرت میں جھوٹا ہی ہوتا۔آپ ﷺ نے فرمایا جس شخص کے پاس اس کا گناہ گار بھائی آئے تو وہ اس کے عذر کو قبول کرلے خواہ وہ اپنے عذر میں جھوٹا ہو یا سچا۔جس نے ایسا نہ کیا وہ میرے حوض پر نہ آئے۔

نبی مکرم ﷺ عورتوں اور بچوں سے مذاق بھی فرمالیتے تھے۔لیکن آپ ﷺ ہمیشہ حق کہتے ۔مثلاً ایک دفعہ آپ ﷺ نے مسکراتے ہوئے ایک بڑھیا سے فرمایا کوئی بوڑھی عورت جنت میں نہیں جائے گی ۔یعنی جنت کی تمام عورتیں نوجوان دوشیزائیں ہوں گی۔آپ ﷺ کا مسکرانا صرف تبسم ہوتا تھا۔قہقہے کی آواز نہیں آتی تھی۔آپ ﷺ کھیل کود کو مباح سمجھتے تھے اور اس کا انکار نہیں فرماتے تھے۔بعض دفعہ کئی اعرابی آپ ﷺ کے ساتھ درشت کلامی کرتے لیکن آپ ﷺ برداشت فرمالیتے ۔آپ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دیتے تھے ۔ بلکہ معاف اور درگزر فرما دیتے تھے۔آپ ﷺ نے اپنے خادموں اور لونڈیوں سے علیحدہ اپنے لیے کوئی خاص برتن منتخب نہیں فرمایا تھا۔بلکہ ان کے ساتھ ایک ہی برتن میں کھانا کھالیتے اس عمل مبارک کا مقصد ان کے ساتھ عاجزی کرنا اور امت کے متکبرین کے لیے مثال دینا تھا۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہوتی۔ اس میں کوئی فضول بات نہ ہوتی آپ ﷺ نہ تو ظالم و جابر تھے اور نہ ہی کسی کو ذلیل کرتے تھے۔ نعمت خداوندی کی قدر فرماتے اگرچہ وہ تھوڑی ہی ہوتی۔ اس کی مذمت نہ فرماتے۔ کھانے والی اشیاء میں عیب نہ نکالتے نہ ہی ان کی تعریف کرتے۔ دنیاوی معاملات کی وجہ سے آپ ﷺ کو کبھی غصہ نہ آتا۔ لیکن اگر کوئی حق سے تعرض کرتا تو آپ ﷺ انتہائی ناراضگی کا اظہار فرماتے۔ آپ ﷺ اپنے نفس کے لیے نہ تو ناراض ہوتے اور نہ ہی کسی سے انتقام لیتے۔ جب اشارہ فرماتے تو پورے ہاتھ مبارک سے اشارہ فرماتے۔ جب آپ ﷺ متعجب ہوتے تو ہاتھ مبارک کو اُلٹا کر لیتے۔ کبھی گفتگو کے دوان بائیں ہاتھ کی ہتھیلی دائیں ہاتھ کے انگوٹھے کے اندرونی حصے پر مارتے۔ جب کسی سے ناراض ہوتے تو اس سے رخ انور پھیر لیتے اور روگرداں ہو جاتے۔ آپ ﷺ جب مسرور ہوتے تو نگاہیں جھکا لیتے۔ آپ ﷺ کی ہنسی صرف تبسم تھا۔ جب تبسم ریز ہوتے تو دانت مبارک اولوں کی طرح سفید ہوتے۔ (الخصائص الکبریٰ کی عبارت اختتام پذیر ہوئی) ۔

یہ ان اشیاء کا تذکرہ تھا۔ جن کا تعلق حضور ﷺ کی ظاہری شکل و صورت سے تھا۔ جہاں تک آپ ﷺ کے اخلاق حمیدہ کا تعلق ہے تو اس کے لیے میں امام کبیر، عارف شہیر، سیدی عبدالوہاب الشعرانی کی کتاب ''الاخلاق المتبولية المفاضة من الحضرة المحمدية'' کو نقل کر رہا ہوں۔

اَلْاَخْلَاقُ الْمَتْبُوْلِيَّةُ الْمُفَاضَةُ مِنَ الْحَضْرَةِ الْمُحَمَّدِيَّةِ

''وہ اخلاق عالیہ جو آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ بے کس پناہ سے حاصل کیے گئے''

امام شعرانی کے فرمودات

حضرت علامہ امام عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ نبی مکرم ﷺ تمام لوگوں سے زیادہ پاکیزہ، زاہد، پاکباز، عالم، کریم، حلیم، عبادت گذار اور مشکوک مقامات سے سب سے زیادہ دور رہنے والے تھے۔ آپ ﷺ نے کبھی بھی غیر محرم عورت کو ہاتھ نہیں لگایا۔ اس احتیاط کا مقصد صرف اور صرف امت کو تعلیم دینا تھا۔ نبی محترم ﷺ جب وعظ فرماتے تو سب لوگوں کے لیے اجتماعی بات کرتے۔ اپنے وعظ میں کسی مخصوص فرد کا نام نہ لیتے تاکہ وہ لوگوں میں شرمندہ نہ ہو۔ اس وقت آپ ﷺ کا انداز گفتگو اس طرح ہوتا لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ وہ اس طرح کرتے ہیں۔ آپ ﷺ تمام لوگوں سے زیادہ قناعت شعار تھے۔ دنیا کے بالکل تھوڑے سے حصہ پر آپ ﷺ نے قناعت فرمائی تھی۔ بالکل معمولی غذا پر کفایت فرما لیتے۔ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ سے بہت حیا فرماتے تھے۔ جب آپ ﷺ بیت الخلاء میں تشریف لے جاتے تو شدت حیا کی وجہ سے اپنے اردگرد چادر لپیٹ لیتے۔ نبی محترم ﷺ کے بطن اطہر سے جو کچھ خارج ہوتا زمین اسے فوراً نگل لیتی۔ آپ ﷺ اپنی امت پر انتہائی شفقت فرماتے۔ آپ ﷺ بارگاہ ایزدی میں عرض کیا کرتے مولا! مجھے اپنی امت کی کوئی مصیبت نہ دکھانا اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی دعا کو قبول فرمایا اور آپ ﷺ کو اس امت کی کوئی تکلیف نہ دکھائی۔ حتی کہ آپ ﷺ کا وصال ہو گیا۔ دنیاوی زیب و آرائش سے کنارہ کشی اختیار فرمائی اس کی زینت و زیبائش کی طرف کبھی آنکھ اٹھا کر نہ دیکھا۔ آپ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حاضر خدمت ہوتا۔ لیکن وہ آپ ﷺ کو پہچان نہ سکتا اس وقت آپ ﷺ صحابہ کرام سے کسی کام کے متعلق گفتگو شروع فرما دیتے۔ تاکہ اعرابی کو آپ ﷺ کی شناخت ہو سکے اور وہ آپ ﷺ سے مسئلہ پوچھ سکے۔ یہ کیفیت دیکھ کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اتفاق کیا کہ حضور ﷺ کے لیے مٹی کا ایک چبوترہ بنا دیا جائے۔ پھر اس پر کھجور کے پتوں کی چٹائی بچھا دی جائے۔ پھر حضور ﷺ تادم وصال اسی چبوترے پر تشریف فرما رہے۔

حضور ﷺ اکثر قبلہ رو ہو کر تشریف فرما ہوتے۔ آپ ﷺ فرماتے یہ "سید المجالس" ہے۔ صحابہ کرام آپ ﷺ کے اردگرد حلقہ بنا کر بیٹھا کرتے تھے۔ آپ ﷺ ہر مہمان کی عزت و توقیر کرتے اور اسے اپنا تکیہ دیتے۔ اگر وہ لینے سے انکار کرتا تو برابر اصرار فرماتے رہتے حتیٰ کہ وہ لینے پر مجبور ہو جاتا بعض اوقات مہمان کے لیے اپنی چادر یا اپنا کپڑا بھی بچھا دیتے تھے۔ تاکہ اس کے لئے تالیف قلب ہو آپ ﷺ مہمان کے لئے کوئی چیز چھپا کر نہیں رکھتے تھے۔ بلکہ جو کچھ موجود ہوتا اس کے سامنے رکھ دیتے اور اگر کوئی ایسی چیز نہ ہوتی جس سے مہمان کی تواضع کرتے تو پھر اس سے معذرت کر لیتے۔ اکثر صحابہ کرام کے گھروں میں بغیر دعوت کے ہی تشریف لے جاتے۔ جب وہ آپ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر نہ ہوتے تو ان کی خبر گیری کرتے۔ اگر کسی کی طرف سے بے رخی اور جفا کا مشاہدہ فرماتے تو اس کی طرف تحفہ بھیجتے۔

نبی محترم ﷺ حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہما کے ساتھ کھیل کود اور ملاعبت فرماتے تھے۔ بعض اوقات انہیں اپنی پشت پر بٹھا لیتے اور خود اپنے مبارک پاؤں اور مبارک ہاتھوں سے چلتے اور فرماتے، تمہارا اونٹ کتنا عمدہ ہے۔ اور تم کتنے عمدہ سوار ہو۔ حضور ﷺ نے ایک دفعہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں کو پکڑا اور ان کی دونوں ٹانگیں اپنے گھٹنوں پر رکھیں اور فرمایا "حُزُقَّةٌ، حُزُقَّةٌ، تَرَقَّهْ، عَيْنَ بَقَّهْ" آپ ﷺ اسی طرح فرماتے رہتے اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو آہستہ آہستہ آگے لے جاتے۔ حتیٰ کہ ان کے قدم حضور ﷺ کے سینہ اقدس تک پہنچ جاتے۔ آپ ﷺ تمام اہل محفل سے خندہ روی اور خوش مزاجی سے پیش آتے۔ حتیٰ کہ ہر کوئی یہ سمجھتا تھا کہ اسے نبی محترم ﷺ تمام صحابہ سے زیادہ پیار کرتے ہیں۔ آپ ﷺ صحابہ کرام کو کنیت سے پکارا کرتے تھے۔ آپ ﷺ نے کئی صحابہ کرام کی کنیتیں رکھیں اور انہیں انہی کنیتوں کے ساتھ یاد فرماتے تاکہ ان سے عزت افزائی اور دلی محبت کا اظہار ہو۔ آپ ﷺ ان خواتین کو بھی کنیت سے یاد فرماتے جن کی اولاد ہوتی اور ان خواتین کو بھی کنیت سے پکارتے جن کی اولاد نہ ہوتی بچوں کو بھی ان کی کنیت ہی سے پکارا کرتے تھے تاکہ ان کے دل میں محبت پیدا ہو۔ آپ ﷺ تمام لوگوں سے زیادہ غصے سے دور تھے اور سب سے زیادہ جلدی راضی ہو جاتے تھے۔ آپ ﷺ لوگوں کے لیے سراپا نرمی، نفع کا پیکر اور بھلائی کا مجسمہ تھے۔ آپ ﷺ جب کسی محفل سے اٹھتے تو یہ کلمات پڑھتے: "سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ" آپ ﷺ فرماتے یہ کلمات مجھے حضرت جبرائیل نے سکھائے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ یہ کلمات کسی محفل میں سرزد ہونے والے گناہوں کا کفارہ ہیں۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام بہت کم گو تھے۔ انتہائی نرمی سے گفتگو فرماتے دو یا زائد مرتبہ بات کو دہراتے تاکہ سامع آپ ﷺ کا کلام اچھی طرح سمجھ لے آپ ﷺ کا کلام موتیوں کی مالا کی مانند ہوتا۔ قبیح امور سے

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

آپ ﷺ ہر شخص کے ولیمہ کی دعوت کو قبول فرما لیتے۔ مسلمانوں کے جنازہ میں شرکت فرماتے۔ نبی محترم ﷺ کی کئی لونڈیاں اور خادم تھے۔ آپ ﷺ کھانے، پینے اور لباس میں ان سے کوئی امتیاز نہ کرتے تھے۔ آپ ﷺ شب و روز اپنے رب کی عبادت میں مشغول رہتے۔ کوئی وقت ایسا نہیں گزرتا تھا جس میں آپ ﷺ اپنے رب کی اطاعت میں مصروف نہ ہوتے یا پھر کسی ایسے کام میں مصروف ہوتے جس کا نفع آپ ﷺ کو اور مسلمانوں کو ملتا۔ آپ ﷺ کسی غریب کو اس کی غربت کی وجہ سے حقیر نہ سمجھتے اور نہ کسی بادشاہ سے اس کی سلطنت کی وجہ سے مرعوب ہوتے۔ بلکہ سب کو اللہ رب العزت کے پیغام کی طرف دعوت دیتے۔

آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کی ساری مخلوق سے رحیم تھے۔ اپنی امت پر سب سے زیادہ شفیق تھے۔ اگر کبھی سبقت لسانی سے کسی کے لیے برا کلمہ نکل جاتا تو اس کے لیے یوں دعا کرتے مولا! اسے اس کے لیے پاکیزگی، کفارہ اور رحمت بنا۔ آپ ﷺ نے ساری زندگی کسی معینہ عورت، خادم یا اونٹ پر لعنت نہیں کی۔ جب آپ ﷺ سے کسی کے لیے بددعا کرنے کے لیے کہا جاتا تو آپ ﷺ اس کے لیے بددعا نہ فرماتے بلکہ دعا کرتے۔ آپ ﷺ نے کبھی بھی کسی عورت یا خادم وغیرہ کو نہیں مارا تھا۔ سوائے جہاد کے یا حدود اللہ کو قائم کرنے کے لیے۔ آپ ﷺ جلاد کو سزا دینے کے لیے کہتے تا کہ مجلود (جس کو کوڑے لگائے جائیں) کے لیے خوب پاکیزگی حاصل ہو جائے۔ ایک دفعہ آپ ﷺ نے ایک خادم کو بلایا، لیکن اس نے کوئی جواب نہ دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ کی قسم! اگر بروز حشر مجھے قصاص کا احساس نہ ہوتا۔ تو میں تجھے اس مسواک سے مارتا۔ آپ ﷺ کی بارگاہ میں جو آزاد، غلام، مسکین یا وفد کوئی حاجت لے کر آتا تو آپ ﷺ اس کی ضرورت کو پورا فرماتے۔ خواہ اس کے لیے آپ ﷺ کو مدینہ طیبہ سے کہیں دور یا کسی دوسری بستی میں جانا پڑتا۔ حضور ﷺ کسی کچھونے میں عیب نہ نکالتے آپ ﷺ تمام صحابہ کرام سے نرمی اور شفقت سے پیش آتے۔ آپ ﷺ تند خو اور درشت رو نہ تھے۔ بازاروں میں شور نہ مچاتے تھے۔ جو مسلمان بھی آپ ﷺ سے ملتا۔ آپ ﷺ سلام میں پہل فرماتے۔ جب کوئی شخص آپ ﷺ کے ہاتھ مبارک کو تھام لیتا تو آپ ﷺ اس وقت اس کا ہاتھ نہ چھوڑتے جب تک وہ خود نہ چھوڑ دیتا۔ آپ ﷺ جب کسی صحابی سے ملتے تو اس سے مصافحہ فرماتے اور اہل عرب کی عادت کے مطابق اس کا ہاتھ دباتے۔ آپ ﷺ کسی جگہ بیٹھتے یا اٹھتے تو اللہ کا ذکر کرتے۔ اگر نماز کے دوران کوئی شخص آ جاتا تو اس کے لیے نماز مختصر کر دیتے۔ سلام پھیر کر اس سے فرماتے کیا تمہیں کوئی کام ہے۔ اگر وہ کہتا نہیں تو دوبارہ نماز میں مشغول ہو جاتے اور اگر وہ عرض کرتا کہ ہاں مجھے حاجت ہے تو پھر یا تو خود اس کی ضرورت پوری فرما دیتے یا کسی شخص کو اس کے ساتھ بھیجتے۔ آپ ﷺ کے بیٹھنے کا انداز یہ تھا کہ اپنی دونوں مبارک پنڈلیوں کو کھڑا کر لیتے اور اپنے دست اقدس سے ان دونوں کو پکڑ لیتے۔ مجلس میں جہاں جگہ ملتی وہاں بیٹھ جاتے اور صحابہ کرام میں اتنا گھل مل جاتے کہ عام آدمی آپ ﷺ کو پہچان نہ سکتا تھا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور ﷺ پاؤں پھیلا کر نہ بیٹھتے تھے۔ تا کہ صحابہ کرام کے لیے جگہ تنگ نہ ہو جائے اور اگر جگہ کشادہ ہوتی تو بعض اوقات پاؤں پھیلا لیتے تھے۔ بعض اوقات کوئی اعرابی کوئی مسئلہ دریافت کرنے کے لیے

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کیونکہ یہ قلب حزیں کو قوت دیتا ہے۔آپ ﷺ لونڈی اور مسکین کی دعوت کو بھی قبول فرما لیتے تھے۔آپ ﷺ کبھی اپنی ذات کے لئے کسی سے ناراض نہ ہوتے لیکن اگر حدود اللہ کو تجاوز کیا جاتا تو سخت ناراضگی کا اظہار فرماتے۔آپ ﷺ ہمیشہ حق کا پیغام پہنچاتے خواہ اس سے آپ ﷺ یا صحابہ کرام کو نقصان پہنچتا۔شدت بھوک کی وجہ سے اپنے پیٹ مبارک پر پتھر باندھ لیتے اور اسے اپنے صحابہ اور اہل بیت سے چھپاتے تا کہ وہ آپ ﷺ کی تکلیف کو دیکھ کر دکھی نہ ہوں۔آپ ﷺ جو کچھ پاتے اسے تناول فرما لیتے۔آپ ﷺ کے سامنے جو حلال کھانا پیش کیا جاتا اس کو رد نہ فرماتے۔آپ ﷺ نے کبھی بھی حلال کھانے سے پرہیز نہیں فرمایا بلکہ امت کے لئے آسانی اور وسعت پیدا کرنے کے لئے اسے تناول فرما لیتے۔آپ ﷺ اگر کھجور روٹی کے بغیر پاتے تو اسے بھی تناول فرما لیتے۔بھونا ہوا گوشت ملتا اسے بھی کھا لیتے۔گندم اور جو کی روٹی بھی تناول فرماتے۔شہد اور حلوہ بھی پسند تھا۔بعض اوقات صرف دودھ پر ہی اکتفاء فرماتے اور فرماتے دودھ کا کوئی نعم البدل نہیں ہے۔آپ ﷺ کو تربوز، کھجور، مرغی کا گوشت اور شکار کیے ہوئے پرندے کا گوشت بہت پسند تھا۔آپ ﷺ نہ تو خود شکار کرتے اور نہ ہی شکار کیے ہوئے جانور کا گوشت خریدتے۔بلکہ یہ پسند فرماتے کہ جانور کا شکار کر کے اس کا گوشت آپ ﷺ کو پیش کیا جائے۔آپ ﷺ جب گوشت تناول فرماتے تو اپنے سر مبارک کو نیچے نہ جھکاتے بلکہ اسے اٹھا کر اپنے منہ مبارک تک لے جاتے۔آپ ﷺ کو روٹی اور گھی بھی پسند تھا۔

آپ ﷺ بکری کے کندھے اور بازوں کا گوشت بہت پسند فرماتے۔حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ کو بکری کے شانے اور بازوں کا گوشت اس لیے پسند تھا کیونکہ وہ پک کر جلد تیار ہو جاتا تھا۔اور آپ ﷺ کی بارگاہ میں جلد پیش کر دیا جاتا تھا۔کیونکہ آپ ﷺ کو گوشت کبھی کبھار ملتا تھا۔آپ ﷺ کو سبزیوں میں کدو اور کھجوروں میں سے "عجوہ" کھجور پسند تھی۔آپ ﷺ نے عجوہ میں برکت کے لیے دعا بھی فرمائی۔آپ ﷺ فرماتے یہ جنتی کھجور ہے اور بیماری اور جادو سے شفاء ہے۔آپ ﷺ کو کاسنی شمار اور خرفہ کا ساگ پسند تھا۔کسی جانور کے گردے کھانا ناپسند فرماتے تھے۔کسی جانور (بکری یا بکرا) کے درج ذیل اعضاء نہ خود تناول فرماتے نہ دوسروں کے لیے پسند فرماتے۔

(۱) ذکر (۲) خصیتین (۳) فرج (۴) پتا (۶) غدودیں

آپ ﷺ فرماتے پشت کا گوشت بہترین ہوتا ہے۔تھوم، پیاز اور گیندنا تناول نہ فرماتے۔

آپ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔اے علی! لہسن کھایا کرو اس میں ستر بیماروں کی شفاء ہے۔اگر میرے پاس فرشتہ نہ آتا تو میں اسے کھاتا، آپ ﷺ نے کبھی بھی کسی کھانے کی برائی بیان نہیں کی۔اگر کھانے کی خواہش ہوتی تو تناول فرما لیتے ورنہ چھوڑ دیتے۔آپ ﷺ کے پاس ایک پیالہ تھا۔جسے الغراء کے نام سے موسوم کیا جاتا تھا۔اس کے چار حلقے تھے اور چار آدمی اسے اٹھایا کرتے تھے۔آپ ﷺ کے پاس ایک ڈبہ تھا۔آپ ﷺ اس میں آئینہ، کنگھی، مسواک اور قینچی رکھا کرتے تھے۔آپ ﷺ کے پاس سات دودھ دینے والی بکریاں تھیں۔انہیں چرانے کی سعادت ام یمن رضی اللہ عنہا کے حصہ میں آئی۔آپ ﷺ تلی اور گوہ کے گوشت سے اجتناب فرماتے۔آپ ﷺ اپنی مبارک انگلیوں سے برتن

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہمیشہ کنارہ کش رہتے۔ اگر ناگوار باتوں کا اظہار کرنا پڑتا تو بات اشاروں سے فرماتے۔ جب سلام کرتے تو تین مرتبہ سلام کرتے۔ آپ ﷺ بہت زیادہ زاری فرماتے۔ آپ ﷺ کی آنکھوں سے ہمیشہ آنسو بہتے رہتے ایسا لگتا تھا کہ آپ ﷺ ابھی ابھی کسی مصیبت سے دوچار ہوئے ہیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ سورج گرہن لگ گیا۔ آپ ﷺ نے نماز میں ہی رونا اور آہیں بھرنا شروع کر دیا اور یہ دعا مانگی اے مولا! کیا تو نے میرے ساتھ وعدہ نہیں فرمایا کہ جب تک میں ان میں موجود ہوں تو ان کو عذاب میں مبتلا نہیں کرے گا اور جب تک وہ استغفار کرتے رہیں گے تو انہیں عذاب نہیں دے گا۔ اے مولا! ہم تجھ سے مغفرت طلب کرتے ہیں۔ آپ ﷺ کی بارگاہ عالیہ میں صحابہ کرام بھی بغیر آواز کے تبسم کناں ہوتے تھے تا کہ نبی محترم ﷺ کی پیروی اور آپ ﷺ کی عزت و احترام کا اظہار ہو۔ جب وہ نبی مکرم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوتے تو ہیبت اور وقار کی وجہ سے ان کی کیفیت اس طرح ہوتی گویا کہ ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہیں۔ حضور ﷺ اکثر تبسم کناں رہے۔ البتہ اگر قرآن نازل ہو رہا ہوتا یا قیامت کا تذکرہ ہوتا یا خطبہ ارشاد فرماتے تو پھر آپ ﷺ کی کیفیت اور ہوتی۔ آپ ﷺ کو جب کوئی معاملہ درپیش ہوتا تو اسے اللہ کے سپرد کر دیتے۔ اللہ تعالیٰ سے ہدایت، اتباع، گمراہی سے بُعد اور ضلالت سے اجتناب کا سوال کرتے۔ اللہ تعالیٰ سے ان کی قوت اور پناہ کا سوال کرتے۔

آپ ﷺ کے نزدیک سب سے پسندیدہ کھانا وہ ہوتا جس میں شرکت کرنے والے کثیر ہوتے۔ آپ ﷺ ایک عبد (بندے) کی طرح کھانے بیٹھتے اور نماز کی طرح اپنے گھٹنوں اور قدموں کو جمع کر لیتے البتہ گھٹنا گھٹنے کے اوپر اور قدم قدم کے اوپر ہوتا۔ آپ ﷺ اکثر فرمایا کرتے تھے۔ میں ایک عبد ہوں۔ میں اسی طرح کھاتا ہوں جس طرح بندے کھاتے ہیں۔ اور اسی طرح بیٹھتا ہوں جس طرح بندے بیٹھتے ہیں۔ آپ ﷺ گرم کھانا تناول نہیں فرماتے تھے۔ آپ ﷺ فرماتے گرم کھانا کھانے سے برکت ختم ہو جاتی ہے۔ اس لیے کھانا ٹھنڈا کر کے کھایا کرو اور اللہ تعالیٰ ہم کو آگ نہیں کھلائے گا۔ حضور ﷺ ہمیشہ اپنے سامنے سے کھانا کھاتے۔ اکثر تین انگلیوں سے کھانا کھاتے اور کبھی کبھی چوتھی انگلی کو بھی ساتھ ملا لیتے۔ آپ ﷺ نے دو انگلیوں سے کبھی کھانا نہیں کھایا۔ آپ ﷺ فرماتے اس طرح کھانا شیطانی فعل ہے۔ آپ ﷺ ککڑی کو تر کھجور اور نمک لگا کر تناول فرماتے تھے۔ تر کھجور اور انگور پسندیدہ پھل تھے۔ بعض اوقات خربوزہ روٹی کے ساتھ تناول فرماتے تھے اور دونوں ہاتھوں سے کھانا تناول فرماتے تھے۔

آپ ﷺ کھجور اور پانی اکثر تناول فرماتے۔ حضور ﷺ کھجور اور دودھ کو جمع فرماتے اور فرماتے یہ عمدہ غذا ہیں۔ گوشت آپ ﷺ کی پسندیدہ غذا تھا۔ آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے یہ قوت سماعت میں اضافہ کرتا ہے۔ دنیا اور آخرت کے تمام کھانوں کا سردار ہے۔ لیکن لگاتار گوشت کھانا ناپسند فرماتے۔ آپ ﷺ فرماتے لگاتار گوشت کھانے سے دل سخت ہو جاتا ہے۔ آپ ﷺ کدو اور گوشت کے ساتھ ثرید تناول فرماتے اور فرماتے یہ میرے بھائی حضرت یونس علیہ السلام کا درخت ہے۔ آپ ﷺ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اکثر فرمایا کرتے تھے جب کدو پکاؤ تو اس کا شوربہ زیادہ رکھا کرو۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہاتھ بٹاتے تھے۔آپ ﷺ حسن خلق اور حسن معاشرت کا اعلیٰ نمونہ تھے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ کوئی شخص بھی حضور ﷺ سے زیادہ عمدہ اخلاق کا مالک نہ تھا۔جب میں کسی چیز کی خواہش کرتی تو نبی مکرم ﷺ فوراً اسے پورا فرما دیتے۔آپ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب میں پیالے سے پانی پیتی تو نبی مکرم ﷺ اس پیالے کو میرے ہاتھ سے لے لیتے اور اپنا منہ مبارک وہاں رکھتے جہاں میں نے اپنا منہ رکھا ہوتا تھا اور پانی نوش فرماتے حالانکہ بعض اوقات میں حیض کی حالت میں ہوتی۔اگر میں کسی ہڈی سے گوشت اتار رہی ہوتی تو آپ ﷺ مجھ سے اس ہڈی کو لے کر اس سے گوشت اتار کر کھانا شروع کر دیتے۔آپ ﷺ میری گود میں سر رکھ دیتے اور قرآن پاک کی تلاوت فرماتے حالانکہ بعض اوقات میں حیض کی کیفیت میں ہوتی۔

حضور ﷺ کے پاس بکریوں کا ایک ریوڑ تھا۔آپ ﷺ پسند نہ فرماتے تھے کہ بکریوں کی تعداد ایک سو سے زیادہ ہو۔ اور اگر کوئی بکری زائد ہو جاتی تو آپ ﷺ فوراً اسے ذبح فرما دیتے۔آپ ﷺ خرید و فروخت کیا کرتے تھے۔لیکن خرید نے کا عمل زیادہ ہوتا تھا۔آپ ﷺ نے اعلان نبوت سے پہلے اجرت پر بکریاں چرائیں۔اسی طرح آپ ﷺ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کا سامان تجارت لے کر شام کی طرف گئے۔آپ ﷺ کبھی رہن رکھ کر اور کبھی بغیر رہن کے قرض لیتے تھے۔کبھی کوئی چیز عاریۃً لے لیتے۔کبھی کسی کو ضامن بنا لیتے آپ ﷺ کے لیے کچھ زمین بھی وقف کی گئی۔آپ ﷺ نے اسی سے زیادہ مرتبہ اللہ تعالیٰ کی قسم اٹھائی۔اس قسم کا مقصد امت کے لیے سہولت اور وسعت پیدا کرنا تھا۔آپ ﷺ تمام مخلوق سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی تعظیم کرتے تھے۔اگر آپ ﷺ کو اپنی امت کی سہولت پیش نظر نہ ہوتی تو کبھی بھی اللہ تعالیٰ کی قسم نہ اٹھاتے۔کبھی کبھی اپنی قسم میں استثناء بھی فرماتے تھے۔کبھی قسم کا کفارہ ادا فرما لیتے اور کبھی اسے پورا کرتے۔ شعراء کو ان اشعار پر انہیں نوازتے۔دیگر افراد کو منع فرماتے کہ وہ اپنی تعریف کے لئے شعراء کو کچھ نہ دیں۔کیونکہ اس طرح شعراء کی یہ فطرت بن جائے گی کہ وہ کسی کی مدح وستائش میں مبالغہ کریں گے اور اس کی طرف جھوٹ منسوب کرنے سے بھی دریغ نہیں کریں گے۔آپ ﷺ نے فرمایا کہ تعریف کرنے والے کے منہ میں خاک ڈالو۔اس کی تفصیل یہ ہے کہ ممدوح اپنے ہاتھوں سے زمین سے مٹی اٹھائے پھر اسے تعریف کرنے والے کے سامنے پھیلا دے اور اس سے کہے کیا تو اس چیز کی تعریف کر رہا ہے جس کو اس مٹی سے پیدا کیا گیا ہے۔اس حدیث کا مطلب یہ نہیں کہ شاعر کے منہ میں مٹی ڈال کر اسے تکلیف دی جائے۔جیسا کہ بعض لوگ سمجھتے ہیں۔

آپ ﷺ جنگی تدابیر کو سمجھنے کے لیے کشتی بھی لڑتے تھے اور ایک دفعہ آپ ﷺ نے رکانہ سے بھی کشتی لڑی تھی۔آپ ﷺ اپنے کپڑوں سے جوئیں بھی اٹھا لیتے تھے۔جو فقراء اور مساکین سے ملنے کی وجہ سے آپ ﷺ کے کپڑوں پر آجاتی تھیں۔لیکن آپ ﷺ کے کپڑوں میں کبھی جوئیں پیدا نہیں ہوئی تھیں۔آپ ﷺ کی چال تمام لوگوں سے زیادہ خوبصورت تھی۔جب آپ ﷺ نماز کے لیے جاتے تو آپ ﷺ تمام لوگوں سے تیز چلتے اس رفتار میں کوئی تھکاوٹ یا اکتاہٹ نہ ہوتی۔ایسے محسوس ہوتا تھا کہ آپ ﷺ بلندی سے نیچے اتر رہے ہیں۔صحابہ کرام آپ ﷺ کے آگے آگے چلتے تھے۔آپ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کوصاف فرماتے اور فرماتے اکثر برکت کھانے کے آخر میں ہوتی ہے۔ کھانے کے بعد انگلیوں کو رومال سے اس وقت تک صاف نہ فرماتے جب تک انہیں ایک ایک کر کے چاٹ نہ لیتے۔ آپ ﷺ فرماتے معلوم نہیں کس انگلی میں برکت ہو۔ جب آپ ﷺ گوشت اور روٹی تناول فرماتے تو ہاتھوں کو ضرور دھوتے۔ پھر بقیہ پانی سے اپنے چہرے پر مسح کر لیتے۔ جب پانی نوش فرماتے تو اس برتن میں سانس نہ لیتے بلکہ سانس لیتے وقت برتن اپنے منہ سے ہٹا لیتے۔ ایک مرتبہ آپ ﷺ کو ایک برتن پیش کیا گیا اس میں دودھ اور شہد تھا۔ لیکن آپ ﷺ نے اسے تناول فرمانے سے انکار کر دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا ایک برتن میں دو مشروب کی مجھے کوئی ضرورت نہیں۔ لیکن میں اُسے حرام بھی نہیں کرتا۔ لیکن میں سامان دنیا پر اور اس کو جمع کرنے اور گننے پر فخر کرنے کو ناپسند کرتا ہوں۔ میں ہر حالت میں اللہ تعالیٰ کے سامنے عاجزی کرنا ہی پسند کرتا ہوں۔ کیونکہ جو اللہ تعالیٰ کے لیے عاجزی اختیار فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے بلند مرتبہ عطا فرماتا ہے۔

نبی محترم ﷺ اپنے کاشانہ اقدس میں کنواری دوشیزہ سے بھی زیادہ باحیا تھے۔ آپ ﷺ نے نہ تو کبھی کھانے کا مطالبہ کیا اور نہ ہی اس کی خواہش کی۔ اگر اہل خانہ کھانا پیش کر دیتے تو خود بھی تناول فرما لیتے اور اپنے ساتھ دیگر افراد کو بھی شریک کرتے۔ اہل خانہ جو کچھ پیش کرتے اسے قبول فرما لیتے۔ خواہ وہ قلیل ہوتا یا کثیر، آپ ﷺ بذات خود اٹھ کر کھانے پینے کی اشیاء لینے کے عادی نہ تھے۔ آپ ﷺ جب عمامہ شریف باندھتے تو دونوں پلوؤں کو اپنے کندھوں کے درمیان لٹکاتے۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ بعض اوقات آپ ﷺ عمامہ شریف کے پلو نہیں لٹکاتے تھے۔ لیکن جمہور علماء فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ ہمیشہ عمامہ شریف کے پلو نکالتے تھے۔ آپ ﷺ کی آستین ہتھیلی اور کہنی کے درمیان تک ہوتی تھی۔ نبی محترم ﷺ نے دوران سفر قباء، فرجیہ اور تنگ آستینوں والا جبہ زیب تن فرمایا۔ آپ ﷺ کے پاس ایک چادر مبارک تھی۔ جس کی لمبائی چھ ہاتھ اور چوڑائی تین ہاتھ اور ایک بالشت تھی۔ آپ ﷺ کا تہہ بند شریف چار ہاتھ اور ایک بالشت لمبا اور دو ہاتھ اور ایک بالشت چوڑا تھا۔ آپ ﷺ ایسی چادریں بھی پہنتے تھے۔ جن میں سبز اور سرخ دھاریاں ہوتیں۔ لیکن آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خالص سرخ لباس پہننے سے منع فرمایا۔ آپ ﷺ کے پاس ایک پاجامہ بھی تھا۔ آپ ﷺ نعلین بھی پہنتے لوگ انہیں ''تاسومہ'' کے نام سے تعبیر کرتے۔ آپ ﷺ کے پاس سبز رنگ کی دو چادریں تھیں۔ آپ ﷺ ان میں نماز جمعہ اور نماز عیدین ادا فرماتے۔ بعض علماء فرماتے ہیں۔ کہ نبی محترم ﷺ نے خالص سبز رنگ کی چادر کبھی استعمال نہ کی۔ جمعہ کے دن آپ ﷺ اکثر سفید لباس زیب تن فرماتے۔ حضور ﷺ انگوٹھی پہنا کرتے تھے۔ اور اس کا نگینہ ہتھیلی مبارک کی طرف رکھتے تھے۔ نبی محترم ﷺ کبھی چادر مبارک اوڑھ لیتے۔ کبھی اسے ترک کر دیتے۔ آج لوگ اس چادر کو طیلسان کے نام سے تعبیر کرتے ہیں۔ حضور ﷺ اور صحابہ کرام اکثر روئی کا لباس پہنتے تھے۔ آپ ﷺ کے پاس روئی کا بنا ہوا ایک موٹا سا عمامہ ہوتا تھا۔ آپ ﷺ نے ایک دفعہ اون کی بنی ہوئی چادر استعمال فرمائی، لیکن اس میں بھیڑ کی بو پا کر اسے ترک فرما دیا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ جب حضور ﷺ نے وصال فرمایا تو اس وقت آپ ﷺ کے لیے ایک چادر جولاہے کے پاس بنی جا رہی تھی۔ آپ ﷺ بھونی ہوئی کلیجی کھا لیتے تھے۔ آپ ﷺ کام کاج میں اپنے اہل بیت کا

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دہرا کر کے نیچے بچھا لیتے اور خود اس کے اوپر تشریف فرما ہو جاتے۔ ایک مرتبہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اس کو چار تہوں میں لپیٹ کر نبی محترم ﷺ کے نیچے بچھایا۔ آپ ﷺ بڑی پرسکون نیند سوئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس کو دو تہوں میں کر دو قریب تھا کہ اس کی نرمی مجھے شب بیداری سے روک دیتی۔ آپ ﷺ اکثر چٹائی پر آرام فرماتے۔ اس کے اوپر کوئی چیز بچھاتے۔ آپ ﷺ کے پاس ایک پیالہ تھا۔ جس سے آپ ﷺ پانی نوش فرماتے اور اسی سے وضو کرتے۔ لوگ اپنے نابالغ بچے بارگاہ رسالت میں بھیجتے۔ وہ آپ ﷺ کے کاشانۂ اقدس میں داخل ہو جاتے۔ آپ ﷺ انہیں منع نہ فرماتے۔ وہ بچے جب اس پیالے میں کچھ پانی پاتے تو اس سے پی بھی لیتے اور اس سے اپنے چہروں اور جسموں پر مسح بھی کرتے۔ اس طرح وہ برکتیں لوٹتے۔ آپ ﷺ صبح کی نماز ادا فرما کر اپنی جگہ پر بیٹھے رہتے۔ مدینہ طیبہ کے خدام آپ ﷺ کے پاس اپنے برتن لے کر آتے اور حضور ﷺ سے عرض کرتے کہ وہ اپنا دست اقدس اس میں رکھیں۔ آپ ﷺ اپنا ہاتھ مبارک اس میں ڈال دیتے۔ بعض اوقات وہ سخت سردی میں صبح کے وقت ٹھنڈا پانی لے کر بارگاہ رسالت میں حاضر ہوتے۔ آپ ﷺ ان کی دلجوئی کے لیے اپنا ہاتھ مبارک اس میں ڈال دیتے۔ جب تاجدار مدینہ ﷺ اپنا لعاب مبارک پھینکنے کا ارادہ فرماتے تو صحابہ کرام لعاب دہن کو حاصل کرنے کے لیے جلدی کرتے وہ آپ ﷺ کا لعاب مبارک زمین پر نہ پڑنے دیتے۔ پھر حصول برکت کے لیے اپنے چہروں اور اجسام پر مل لیتے۔ انہیں یقین تھا کہ بروز حشر اس لعاب مبارک کی برکت سے آتش جہنم ان کے قریب نہیں آئے گی۔ صحابہ کرام حضور ﷺ کے وضو کے استعمال شدہ پانی کے لیے بہت کوشش کرتے۔ آپ ﷺ کی بارگاہ عالیہ میں صحابہ کرام بالکل آہستگی سے گفتگو کرتے تھے۔ آپ ﷺ کی ہیبت اور وقار کی وجہ سے ان کا سر ہمیشہ جھکا رہتا تھا۔ آپ ﷺ کو جو تنگ کرتا۔ آپ ﷺ اسے معاف فرما دیتے۔ آپ ﷺ فضول گفتگو نہ فرماتے۔ نہ ہی کسی کی غیبت فرماتے نہ ہی کسی مصیبت میں دشنام طرازی کرتے۔ جب کوئی انتہائی تنگ کرتا پھر بھی صبر و تحمل کرتے اور اس سے اس جیسا سلوک نہ کرتے۔ بعض اوقات آپ ﷺ فرماتے اللہ تعالیٰ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر رحم فرمائے۔ انہیں اس سے بھی زیادہ ستایا گیا۔ لیکن انہوں نے صبر کیا۔ اپنے صحابہ کرام کی برائی سننا آپ ﷺ کو سخت ناپسند تھا۔ آپ ﷺ فرماتے مجھے اپنے صحابہ کے متعلق اچھی خبریں سنایا کرو۔ میں ایک انسان ہوں۔ مجھے اسی طرح غصہ آتا ہے جس طرح انسانوں کو غصہ آتا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ میں صاف سینہ لے کر تمہارے پاس آؤں۔ ایک دفعہ آپ ﷺ نے صحابہ کے درمیان مال غنیمت تقسیم فرمایا۔ اس کے بعد ایک شخص نے کہا یہ ایک ایسی تقسیم ہے جس میں اللہ کی رضا کو پیش نظر نہیں رکھا گیا۔ کسی نہ کسی طرح یہ بات حضور ﷺ تک پہنچ گئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا میرے پاس میرے صحابہ کے متعلق اچھی خبر لے کر آیا کرو۔ آپ ﷺ اگر کسی کی کوئی نازیبا حرکت دیکھتے تو فوراً اسے منع نہ فرماتے بلکہ توقف فرماتے اور حالات کا جائزہ لیتے۔ اگر غلطی کرنے والا جاہل ہوتا تو اسے نرمی سے اور شفقت سے سمجھاتے۔ جیسا کہ ایک اعرابی نے مسجد نبوی ﷺ میں پیشاب کر دیا۔ صحابہ کرام نے اسے برا بھلا کہنے کا ارادہ کیا۔ لیکن آپ ﷺ نے منع فرما دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا تمہیں آسانیاں پیدا کرنے کے لیے بھیجا گیا ہے۔ تمہیں مشکلات پیدا کرنے کے لیے نہیں بھیجا گیا۔ جب اعرابی پیشاب کرنے سے

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ﷺ فرماتے میرے پیچھے فرشتوں کے لیے جگہ چھوڑ دو۔ حالت سفر میں صحابہ کرام علیہم الرضوان کو آگے بھیج دیتے اور خود ان سے پیچھے رہتے تا کہ آپ ﷺ پیچھے رہ جانے والے لوگوں، ان کے سامان اور ان کے حالات کی خبر گیری کر سکیں۔

آپ ﷺ کا تہہ بند مبارک آپ ﷺ کے ٹخنوں سے اوپر ہوتا تھا۔ جب تہبند لمبا ہوتا تو اسے درمیان سے باندھ لیتے۔ آپ ﷺ کا تہبند اکثر چھوٹا ہی ہوتا تھا۔ اس لیے اس کو سمیٹ کر اوپر کرنے کی نوبت نہ آتی۔ قمیص مبارک تہبند کے ساتھ متصل ہوتی۔ بعض اوقات انہیں سی کر ملا دیا جاتا اور بعض اوقات انہیں بکسوئے یا کانٹے کے ساتھ ٹانک دیا جاتا۔ آپ ﷺ کے پاس ایک رداء مبارک تھی۔ جس کو زعفران سے رنگ دیا گیا تھا۔ صحابہ کرام کو اکثر اسی میں نماز پڑھاتے اور خود بھی اسی میں ہی نماز ادا فرماتے۔ کبھی کالی چادر اوڑھ لیتے اور کبھی دھاری دار چادر زیب تن فرماتے۔ بعض اوقات ایسی چادر اوڑھ لیتے جس پر کئی پیوند لگے ہوتے۔ آپ ﷺ فرماتے میں اللہ کا بندہ ہوں اور بندوں کی طرح لباس پہنتا ہوں۔ آپ ﷺ کے لیے جمعۃ المبارک کے لیے دو مخصوص کپڑے تھے۔ کبھی ایک تہبند ہی زیب تن فرما لیتے اس کے اوپر کوئی کپڑا نہ ہوتا۔ اس کے دونوں کونوں کو اپنے شانہ اقدس کے پیچھے سے باندھ لیتے۔ بعض اوقات اسی کپڑے میں لوگوں کا نماز جنازہ ادا فرماتے اور اسی میں گھر میں نماز ادا فرما لیتے۔ اگر وہ چادر طویل ہوتی تو اسے رات کو اپنے اوپر اوڑھ لیتے۔ بعض اوقات ایک تہبند باندھ کر رات کو نماز ادا فرماتے اور اس کا کچھ حصہ اپنی کسی زوجہ محترمہ کے اوپر ڈال دیتے۔ اس حالت میں آپ ﷺ رکوع یا سجدہ کرنے کے لیے زیادہ حرکت نہ کرتے۔ آپ ﷺ کے پاس ایک مرتبہ کالی چادر تھی۔ اس کے علاوہ کوئی اور چادر نہ تھی ایک شخص نے آپ ﷺ سے وہ چادر مانگ لی۔ آپ ﷺ نے انکار نہ کیا اور وہ چادر اسے عطا فرما دی۔

آپ ﷺ کے پاس ایک اور چادر بھی تھی۔ جسے زعفران میں رنگا گیا تھا۔ آپ ﷺ اسے لے کر ازواج مطہرات کے پاس جاتے اور رات کے وقت ان پر اوڑھ دیتے پانی چھڑکنے سے اس سے خوشبو آنے لگتی۔

آپ ﷺ اسی چادر میں اپنی زوجہ محترمہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ محو استراحت ہو جاتے۔ آپ ﷺ کی مبارک انگوٹھی کے ساتھ ایک دھاگا بندھا ہوتا تھا۔ جس سے آپ ﷺ کو مختلف اشیاء یاد آ جاتی تھیں۔ آپ ﷺ اپنی انگوٹھی سے خطوط پر مہریں لگاتے تھے۔ آپ ﷺ فرماتے خط پر مہر لگانا تہمت سے بہتر ہے۔ آپ ﷺ عمامے کے نیچے ٹوپی پہنتے تھے۔ بعض اوقات عمامہ کے بغیر ہی ٹوپی پہن لیتے تھے اور بعض اوقات اپنے سر سے ٹوپی اتار دیتے۔ بعض اوقات ٹوپی کو اپنے لیے بطور سترہ استعمال فرماتے۔ یہ ٹوپی عموماً اون کی ہوتی تھی اور کبھی سوت کی ٹوپی بھی استعمال فرماتے۔ علماء فرماتے ہیں کہ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کی ٹوپی دو تہائی ہاتھ ہوتی تھی۔ اس لیے آپ ﷺ اس کو بطور سترہ استعمال فرماتے تھے۔

آپ ﷺ کے پاس ایک عمامہ شریف تھا۔ اس کا نام سحاب تھا۔ آپ ﷺ نے وہ عمامہ مبارک حضرت علی رضی اللہ عنہ کو عطا فرمایا۔ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ اس عمامہ کو پہن کر بارگاہ رسالت میں حاضر ہوتے۔ حضور ﷺ صحابہ کرام سے فرماتے، علی تمہارے پاس سحاب میں آئے ہیں۔ آپ ﷺ کے پاس چمڑے کا ایک بستر مبارک تھا۔ جس میں کھجور کے پتے بھرے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ کے پاس ایک جبہ مبارک تھا۔ آپ ﷺ جہاں جاتے اسے اپنے ساتھ لے جاتے اس کو

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہیں۔ان پر بدبختی اور شقاوت غالب آچکی ہے۔اللہ تعالیٰ نے انہیں یہ سعادت نصیب نہیں فرمائی کہ وہ سید المرسلین خاتم النبیین ﷺ پر ایمان لائیں۔اللہ تعالیٰ حضور ﷺ کے دین ''حق مبین'' پر ہمارا خاتمہ فرمائے اور ہم کو قیامت کے دن حزب مصطفیٰ ﷺ میں سے اٹھائے۔(آمین)

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ صَلَاةً وَّسَلَامًا دَائِمَيْنِ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فارغ ہوا تو آپ ﷺ نے اس سے نرم لہجہ سے گفتگو فرمائی۔ آپ ﷺ نے فرمایا ''مساجد کو اس لیے بنایا گیا ہے تاکہ ان میں نماز ادا کی جائے۔ یہ پیشاب کرنے کے لیے نہیں ہیں۔ آپ ﷺ گدھے پر کپڑا ڈال کر سواری فرماتے۔ آپ ﷺ جب بچوں کے پاس سے گذرتے تو انہیں سلام کرتے اور ان سے مزاح فرماتے۔ ایک دفعہ ایک شخص بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا۔ وہ آپ ﷺ کی ہیبت سے کانپنے لگا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے میری بھائی! پرسکون ہو جا، میں نہ تو کوئی بادشاہ ہوں اور نہ ہی ظالم ہوں۔ میں تو ایک قریشی خاتون کا بیٹا ہوں جو خشک گوشت کے ٹکڑے کھایا کرتی تھیں۔

آپ ﷺ کی تواضع کا عالم یہ تھا کہ جو بھی صحابہ کرام میں سے آپ ﷺ کو بلاتا آپ ﷺ جواب میں ''لبیک'' میں حاضر ہوں کہتے۔ آپ ﷺ صحابہ کرام کے ساتھ اسی کیفیت میں رہتے جس طرح وہ چاہتے اور پسند کرتے۔ اگر وہ آخرت کے متعلق گفتگو کر رہے ہوتے تو آپ ﷺ ان کے ساتھ آخرت کے متعلق گفتگو شروع فرما دیتے اور اگر وہ کسی دنیاوی معاملہ، کھانے یا پینے کے متعلق گفتگو کر رہے ہوتے تو آپ ﷺ بھی ان کی اسی گفتگو میں شمولیت اختیار فرماتے اس سے نبی محترم ﷺ کی رحمت اور شفقت کا اظہار ہوتا ہے۔ آپ ﷺ انتہائی متحمل مزاج اور نرم خو تھے۔ آپ ﷺ صحابہ کرام کو ڈانٹتے نہیں تھے۔ البتہ اگر وہ کسی حرام یا مکروہ کام میں مشغول ہونے لگتے تو آپ ﷺ انہیں جھڑکتے۔ آپ ﷺ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ دوڑنے کا مقابلہ کرتے تھے۔ آپ ﷺ ان سے سبقت لے جاتے تھے۔ اگر آپ ﷺ محسوس فرماتے کہ وہ ناراض ہو رہی ہیں تو آپ ﷺ سست رفتار ہو جاتے۔ حتی کہ وہ آپ ﷺ سے آگے نکل جاتیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی محترم ﷺ ظاہری حیات طیبہ کے آخری ایام میں رات کو بہت زیادہ نوافل ادا فرماتے تھے۔ جب آپ ﷺ تھک جاتے تو آپ ﷺ بیٹھ جاتے اور بیٹھ کر قرآن پاک پڑھتے پھر رکوع فرماتے۔ آپ ﷺ رات کے نوافل کا آغاز دو ہلکی سی رکعتوں سے فرماتے۔ اس کے بعد طویل رکعتیں ادا فرماتے۔ ان میں بہت زیادہ توبہ و استغفار کرتے۔ اس توبہ اور استغفار کا مقصد یہ تھا۔ تاکہ آپ ﷺ کی امت کے لیے توبہ اور استغفار کرنا آپ ﷺ کی سنت ہو جائے۔

(امام شعرانی کی عبارت ختم ہوئی)

سابقہ ابواب بالخصوص باب البشارات میں نبی محترم ﷺ کے اوصاف جمیلہ اور اخلاق عالیہ کا تذکرہ گزر چکا ہے۔ جن سے کم از کم نبی محترم ﷺ کی نبوت کی صحت کا یقین ضرور حاصل ہو جاتا ہے۔ کیونکہ اتنے اوصاف نہ تو آپ ﷺ سے پہلے کسی شخص میں جمع ہوئے اور نہ ہی بعد میں جمع ہوں گے۔ اور نہ ہی تا قیامت کسی آدمی میں یہ اوصاف جمع ہو سکیں گے۔ ہر دانش مند مصنف اس بات کا اقرار کرتا ہے خواہ اس کا تعلق کسی بھی قوم سے ہو۔ تمام اقوام کے علماء اس بات پر متفق ہیں کہ آپ ﷺ ہر زمانے کے عقلاء سے زیادہ عقلمند تھے۔ اس میں دو افراد کا بھی اختلاف نہیں ہے۔ آپ ﷺ کے طفیل ہی علم کو حیات نو نصیب ہوئی۔ جہالت کا خاتمہ ہوا جہاں کو ہدایت ملی نوع انسانی کو عظیم بھلائی ملی۔ آپ ﷺ سے پہلے اور بعد میں اس کی کوئی مثال نہیں ملتی۔ اس سلسلہ میں اہل باطل اور ان گمراہ لوگوں کا اعتبار نہیں کیا جائے گا۔ جو راہ حق سے بھٹک چکے

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

داخل ہونے لگے اور کئی قبائل نے اسلام قبول کیا۔ جب حضور ﷺ نے اسلام کی یہ پذیرائی مشاہدہ فرمائی، تو آپ ﷺ کو یقین ہو گیا کہ اب وصال کا وقت قریب آ چکا ہے۔ آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرنے کی از حد مسرت ہوئی یہ سورۃ مبارکہ نزول کے اعتبار سے آخری سورتوں میں سے ہے۔ اس میں حضور ﷺ کے وصال مبارک کی خبر ہے۔

الطبرانی نے اوسط میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ جب سورۃ النصر نازل ہوئی تو اس میں حضور ﷺ کے وصال مبارک کی خبر پنہاں تھی۔ آپ ﷺ سے کہا گیا آپ صلی اللہ علیک وسلم کے وصال کا وقت قریب آ چکا ہے۔ اپنے رب سے زیادہ سے زیادہ استغفار کیجئے۔

امام مسلم اور امام بخاری نے بھی اسی مفہوم کی ایک روایت نقل کی ہے۔ حضرت مقاتل نے سورۃ النصر کی تفسیر میں لکھا ہے کہ اس سورۃ کے نزول کے اسی دن بعد تک سرور دو عالم ﷺ (حیات ظاہری کے ساتھ) زندہ رہے۔ ہارون بن ابی وکیع نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ کہ جب یہ آیت اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَ رَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا (المائدہ: ۳) ''آج میں نے مکمل کر دیا ہے تمہارے لئے تمہارا دین اور پوری کر دی ہے تم پر اپنی نعمت اور میں نے پسند کر لیا ہے تمہارے لئے اسلام کو بطور دین''۔ نازل ہوئی تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ رونے لگے انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم ہمارے دین میں روز بروز اضافہ ہو رہا تھا۔ حتی کہ یہ مکمل ہو گیا۔ اب کمال کے بعد زوال اور نقصان ہی ہوتا ہے۔ حضور نبی محترم ﷺ نے فرمایا تم نے سچ کہا ہے۔

اس آیت کے نزول کے بعد حضور ﷺ حجۃ الوداع سے واپس مدینہ طیبہ تشریف لائے۔ ایک دن آپ نے سر مبارک میں درد محسوس فرمایا اور اپنے جسد اطہر میں کمزوری محسوس فرمائی گویا کہ آپ ﷺ پر سفر کے اثرات تھے۔ پھر یہ کیفیت زائل ہو گی۔ پھر ۱۱ ہجری صفر کے مہینہ میں دوبارہ مرض لاحق ہو گیا۔

ابو محمد المعتمر بن سلیمان نے روایت کیا ہے کہ سرور کائنات ﷺ ماہ صفر کی بائیس تاریخ کو بیمار ہوئے۔ درد کا آغاز ''ولیدہ'' کے ہاں ہوا۔ جن کو ریحانہ کے نام سے موسوم کیا جاتا تھا اور وہ یہودیوں کے قیدیوں میں سے تھی۔ آپ ﷺ ہفتہ کے دن بیمار ہوئے اور اسی رات کو جنت البقیع کی طرف تشریف لے گئے اور اہل قبور کے لیے بخشش کی دعا فرمائی۔

سیف بن عمر نے ''الفتوح'' میں حضرت ابو مویہبہ خادم رسول سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ آدھی رات کے وقت رسول کریم ﷺ نے مجھے بلا بھیجا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے ابو مویہبہ! مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں اہل بقیع کے لیے استغفار کروں۔ میرے ساتھ قبرستان تک چلو۔ میں حضور ﷺ کی معیت میں ہو گیا۔ جب آپ ﷺ بقیع کے قبرستان پہنچے تو آپ ﷺ نے فرمایا اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا اَھْلَ الْقُبُوْرِ! مبارک ہوں تمہیں وہ نعمتیں جن میں تم صبح کرتے ہو۔ وہ نعمتیں ان نعمتوں سے کتنی اچھی ہیں جن میں اس دنیا کے لوگ صبح کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے تمہیں کتنے عظیم فتنوں سے نجات دی ہے۔ لوگوں پر یہ فتنے تاریک رات کی طرح آئیں گے۔ وہ فتنے یکے بعد دیگرے ہوں گے۔ دوسرا فتنہ پہلے سے شدید تر ہوگا۔ پھر آپ ﷺ نے میری طرف توجہ فرمائی اور فرمایا اے ابو مویہبہ! کیا تمہیں معلوم ہے کہ مجھے دنیا کے خزانوں کی چابیاں عطا کی

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

چوتھی قسم

اس قسم میں وہ معجزات بیان کیے جائیں گے جو حضور ﷺ کے وصال کے بعد رونما ہوئے یہ معجزات بھی حضور ﷺ کی نبوت کی صحت اور رسالت کی صداقت پر دلالت کرتے ہیں

یہ قسم تین ابواب پر مشتمل ہے

پہلا باب

وہ خلاف عادت واقعات جو نبی محترم ﷺ کے وصال کے بعد رونما ہوئے

میں نبی کریم ﷺ کے وصال، اس کے متعلقہ معجزات اور مناسبات حافظ شمس الدین ابن ناصر الدین دمشقی کی کتاب سلوۃ الکئیب بوفاۃ الحبیب ﷺ سے اختصار کے ساتھ نقل کر رہا ہوں۔ وہ فرماتے ہیں کہ اللہ رب العزت نے رسول اللہ ﷺ کو مخاطب کر کے فرمایا:

اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَ الْفَتْحُ ۙ﴿۱﴾ وَ رَاَیْتَ النَّاسَ یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا ۙ﴿۲﴾ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَ اسْتَغْفِرْهُ ؕ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا ﴿۳﴾ (النصر:3-1)

''جب اللہ کی مدد آپہنچے اور فتح نصیب ہو جائے اور آپ دیکھیں لوگوں کو کہ وہ داخل ہو رہے ہیں اللہ کے دین میں فوج در فوج تو (اس وقت) اپنے رب کی حمد کرتے ہوئے اس کی پاکی بیان کیجئے اور (اپنی امت کے لئے) اس سے مغفرت طلب کیجئے۔ بیشک وہ بہت توبہ قبول کرنے والا ہے۔''

فتح سے مراد فتح مکہ اور اس کے قریب تر رونما ہونے والے واقعات ہیں۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ اس سے مراد اہل یمن ہیں وہ فرماتے ہیں کہ جب اہل یمن کو فتح مکہ کی خبر پہنچی تو انہوں نے کہا اگر محمد ﷺ رب العالمین کی طرف سے رسول ﷺ نہ ہوتے تو اللہ تعالیٰ انہیں اسی طرح بیت اللہ سے روک دیتا جس طرح اس نے تبع اور اصحاب فیل (ہاتھیوں والوں) کو اس سے روک دیا تھا۔ یہ واقعہ دیکھ کر انہوں نے نبی محترم ﷺ کی رسالت کا یقین کر لیا۔ وہ اللہ تعالیٰ کے دین میں گروہ در گروہ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دارمی نے اپنی مسند میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب حضور ﷺ بیمار ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا میں اب بھی اس زہر کا اثر محسوس کرتا ہوں جو مجھے غزوۂ خیبر کے دن دیا گیا تھا۔ ایک یہودی عورت نے بکری کے گوشت کو بھونا اور اس میں زہر ملا کر حضور ﷺ کے سامنے پیش کر دیا۔ آپ ﷺ نے اسے تناول فرمایا۔

امام احمد نے اپنی مسند میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے، مجھے نو بار قسم اٹھا کر یہ کہنا کہ حضور ﷺ شہید ہوئے ایک بار قسم اٹھا کر کہنے سے زیادہ پسندیدہ ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو نبی اور شہید بنایا ہے۔ ابن سعد نے طبقات میں، یعقوب بن ابی شیبہ نے اپنی مسند میں امام احمد اور الطبرانی نے بھی اس روایت کو نقل کیا ہے اور اس کے راوی ثقہ ہیں۔

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کے پاس سات دینار تھے۔ آپ ﷺ نے انہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس رکھا ہوا تھا۔ جب آپ ﷺ علیل ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا اے عائشہ! یہ دینار حضرت علی کے پاس بھیج دو۔ اس کے بعد آپ ﷺ پر غشی طاری ہو گئی اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کی تیمارداری میں مشغول ہو گئیں۔ تین مرتبہ آپ ﷺ نے یہ فرمان دہرایا اور تین مرتبہ ہی آپ ﷺ پر غشی طاری ہوئی اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کی تیمارداری میں مصروف ہو جاتیں۔ پھر انہوں نے وہ دینار حضرت علی کے پاس بھیج دیئے۔ انہوں نے انہیں راہ خدا میں صدقہ کر دیا۔ پھر پیر کی شب آپ ﷺ کے وصال کی علامات ظاہر ہوئیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اپنا چراغ ایک عورت کے پاس بھیجا اور کہا اپنے چراغ سے کچھ گھی اس چراغ میں انڈیل دو۔ حضور ﷺ پر وصال کے آثار عیاں ہو چکے ہیں۔

ابن سعد نے طبقات میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے وہ فرماتی ہیں کہ پیر کی شب حضور ﷺ کی تکلیف میں اضافہ ہو گیا۔ اس رات تمام مرد اور عورتیں مسجد نبوی شریف میں جمع ہو گئے۔ موذن نے صبح کی اذان دی۔ آپ ﷺ نے فرمایا ابو بکر سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جماعت کروانا شروع کی۔ جب انہوں نے پہلی تکبیر کہی تو آپ ﷺ نے اپنے کاشانۂ اقدس کا پردہ اٹھایا اور لوگوں کو نماز ادا کرتے ہوئے دیکھا آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں رکھ دی ہے۔ سوموار کی صبح کو آپ ﷺ کو کچھ افاقہ ہوا۔ حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کا سہارا لے کر آپ ﷺ کاشانۂ اقدس سے باہر تشریف لائے اور مسجد میں تشریف لے گئے اس وقت لوگ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی امامت میں صبح کی ایک رکعت پڑھ چکے تھے اور دوسری رکعت کے لیے قیام کر رہے تھے۔ جب صحابہ کرام نے حضور ﷺ کا دیدار کیا تو وہ بہت خوش ہوئے۔ آپ ﷺ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس کھڑے ہو گئے۔ جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ پیچھے ہونے لگے تو حضور ﷺ نے ان کے ہاتھ کو پکڑ کر انہیں آگے کر دیا۔ حضور ﷺ نیچے بیٹھ گئے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کھڑے تھے۔ انہوں نے اپنی قرآءت کو جاری رکھا۔ جب انہوں نے سورۃ ختم کی تو انہوں نے دو سجدے کیے۔ پھر تشہد بیٹھ گئے

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

گئی ہیں۔ مجھے دنیا میں ہمیشہ رہنے پھر جنت میں جانے اور اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرنے پھر جنت میں جانے میں اختیار دیا گیا ہے۔ میں نے اللہ تعالیٰ سے ملاقات اور پھر جنت میں جانے کو پسند کیا ہے۔ میں نے کہا میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیک وسلم پر نثار ہوں۔ آپ دنیا کے خزانوں کی چابیاں لے لیں، اس میں مداومت اختیار فرمائیں پھر جنت میں تشریف لے جائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں اللہ کی قسم نہیں اے ابومویہبہ! میں نے اللہ تعالیٰ کی ملاقات اور جنت کو اختیار کیا ہے۔ پھر آپ ﷺ نے اہل بقیع کے لیے استغفار کی اور واپس تشریف لے آئے۔ صبح کے وقت آپ ﷺ کو وہ درد شروع ہو گیا جس میں آپ ﷺ نے وصال فرمایا۔

دارمی نے ابن اسحاق سے اور امام احمد نے ابن ابی ملیکہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جب سرور کائنات ﷺ بیمار ہوئے تو میں نے اپنا ہاتھ آپ ﷺ کے سینہ اقدس پر رکھا اور یہ دعا مانگی ''اَذْھِبِ الْبَاسَ رَبَّ النَّاسِ اَنْتَ الطَّبِیْبُ وَاَنْتَ الشَّافِیْ'' اس وقت حضور ﷺ یہ دعا عرض کر رہے تھے: اَلْحِقْنِیْ بِالرَّفِیْقِ الْاَعْلٰی، اَلْحِقْنِیْ بِالرَّفِیْقِ الْاَعْلٰی۔ ''اے مولا! مجھے رفیق اعلیٰ سے ملا دے''۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے صحیح روایت ہے۔ وہ فرماتی ہیں کہ ہم تمام ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن بارگاہ رسالت میں حاضر تھیں۔ اتنے میں حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا بھی وہاں حاضر ہوئیں اللہ کی قسم! ان کی چال مبارک حضور ﷺ کی چال مبارک سے بہت مشابہت رکھتی تھی۔ جب حضور ﷺ نے خاتون جنت رضی اللہ عنہا کو دیکھا تو آپ ﷺ نے انہیں خوش آمدید کہا۔ پھر انہیں اپنے دائیں یا بائیں جانب بٹھا لیا۔ آپ ﷺ نے ان سے کوئی سرگوشی کی جس کے بعد حضرت سیدۃ النساء رضی اللہ عنہا بڑی شدت سے رونے لگیں۔ جب حضور ﷺ نے ان کے غم و حزن کو ملاحظہ فرمایا تو پھر دوبارہ ان سے سرگوشی فرمائی، اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہا مسکرانے لگیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اے خاتون جنت! رضی اللہ عنکِ میں بھی اس وقت ازواج مطہرات میں موجود تھی۔ لیکن حضور ﷺ نے سرگوشی کے لئے تمہیں منتخب فرمایا پھر بھی آپ رضی اللہ عنکِ گریہ بار ہیں۔ جب حضور ﷺ اٹھ کر چلے گئے تو میں نے حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا سے پوچھا رسول کریم ﷺ نے کیا سرگوشی فرمائی ہے۔ انہوں نے فرمایا میں حضور ﷺ کے راز کو افشا نہیں کرنا چاہتی جب تاجدار مدینہ وصال فرما گئے تو میں نے حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا سے کہا میں تمہیں اس حق کا واسطہ دلاتی ہوں جو میرا آپ پر ہے کہ آپ مجھے اس سرگوشی کے متعلق بتائیں جو حضور ﷺ نے آپ سے فرمائی تھی۔ آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ہاں اب مناسب وقت ہے کہ میں اس راز سے پردہ اٹھاؤں۔ جب آپ ﷺ نے پہلی سرگوشی کی تو آپ ﷺ نے فرمایا حضرت جبرائیل ہر سال مجھ سے ایک مرتبہ قرآن کا دور کرتے تھے۔ اس سال انہوں نے دو مرتبہ دور کیا ہے۔ میں خیال کرتا ہوں کہ میرے وصال کا وقت قریب آ چکا ہے۔ پس تقویٰ اختیار کرنا اور اللہ سے ڈرنا۔ یہ سن کر میں رونے لگی۔ جب آپ ﷺ نے میرا رونا ملاحظہ فرمایا تو آپ ﷺ نے مجھ سے دوبارہ سرگوشی فرمائی۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے فاطمہ! کیا تو راضی نہیں ہے کہ تم مومنین کی عورتوں کی سردار بنو (یا یہ فرمایا اس امت کی عورتوں کی سردار بنو)

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ﷺ اپنے دست اقدس پانی میں داخل فرماتے پھرانہیں اپنے چہرہ انور پر پھیر لیتے۔آپ ﷺ اپنی زبان اقدس سے ''لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ'' کا ورد فرمارہے تھے۔آپ ﷺ نے فرمایا بلاشبہ موت کے لیے سکرات ہیں۔پھر ہاتھ بلند کر کے عرض کی: ''اَللّٰهُمَّ الرَّفِيْقَ الْاَعْلٰى'' حتی کہ آپ ﷺ کا وصال ہو گیا اور دست اقدس نیچے ڈھل گیا۔ابن اثیر نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے آپ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کو وصال کے وقت سنا۔آپ ﷺ فرما رہے تھے۔بَلِ الرَّفِيْقِ الْاَعْلٰى۔اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ ﷺ کو اختیار دیا گیا تھا کہ یا تو آپ ﷺ دنیا میں ہمیشہ رہنا پسند فرمالیں یا اس اجروثواب کو پسند فرمالیں جو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے لئے اللہ تعالیٰ نے تیار فرمایا ہے آپ نے رفیق اعلیٰ کو اختیار فرمایا بعض روایات کے مطابق آپ ﷺ نے یہ فرمایا''اَلْحِقْنِىْ بِالرَّفِيْقِ الْاَعْلٰى'' الرفیق انبیائے کرام علیہم السلام کے اس گروہ کو کہتے ہیں جو اعلیٰ علیین میں رہتے ہیں۔اور بعض علماء فرماتے ہیں۔رفیق اعلیٰ سے مراد اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔یہ رفق سے مشتق ہے اور رفیق،رافق کے معنی میں ہے۔یعنی بہت زیادہ مہربان۔

ابن سعد نے طبقات میں محمد باقر رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب حضور ﷺ کے وصال مبارک میں تین دن رہ گئے تو حضرت جبرائیل علیہ السلام آپ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔انہوں نے عرض کی اے احمد مجتبیٰ! صلی اللہ علیک وسلم اللہ تعالیٰ نے اس عزت واحترام کی وجہ سے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے جو آپ کے ساتھ خاص ہے۔وہ آپ کے متعلق پوچھتا ہے۔حالانکہ وہ آپ کی حالت سے خوب آگاہ ہے۔یارسول اللہ!صلی اللہ علیک وسلم آپ کا کیا حال ہے۔آپ ﷺ نے فرمایا اے جبرائیل! میں درد والم محسوس کرتا ہوں۔دوسرے دن حضرت جبرائیل دوبارہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور عرض کی اے احمد مجتبیٰ!صلی اللہ علیک وسلم اللہ تعالیٰ نے مجھے آپ کی عزت وتکریم کی خاطر بھیجا ہے۔وہ آپ کی صحت کے متعلق پوچھ رہا ہے۔اگرچہ وہ ہر چیز سے آگاہ ہے۔آپ ﷺ کا کیا حال ہے۔آپ ﷺ نے فرمایا اے جبرائیل! میں درد وغم محسوس کرتا ہوں۔تیسرے دن پھر حضرت جبرائیل بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے ان کے ساتھ ملک الموت تھے۔ان کے ساتھ ایک اور بھی فرشتہ تھا۔اس کا نام اسماعیل تھا۔ہوا اس کا مسکن تھی۔وہ نہ تو کبھی آسمان کی طرف گیا اور نہ ہی کبھی زمین پر اترا وہ ستر ہزار فرشتوں کا سردار تھا۔ان ستر ہزار میں سے ہر ایک فرشتے کے ماتحت ستر ہزار فرشتے تھے۔حضرت جبرائیل سب سے پہلے بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور عرض کی اے احمد مجتبیٰ! آپ صلی اللہ علیک وسلم کی عزت و توقیر کی خاطر مجھے آپ کی بارگاہ میں بھیجا ہے۔اگرچہ وہ آپ کی حالت سے خوب آشنا ہے۔لیکن وہ آپ ﷺ کی صحت کے متعلق پوچھ رہا ہے۔اب آپ ﷺ کی کیا حالت ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا اے جبرائیل میں غم واندوہ محسوس کرتا ہوں۔اس کے بعد ملک الموت نے اجازت طلب کی۔حضرت جبرائیل نے عرض کی اے احمد مجتبیٰ!صلی اللہ علیک وسلم یہ ملک الموت ہیں اور آپ سے اذن باریابی کے خواہاں ہیں۔آپ سے پہلے اور آپ کے بعد اس نے کسی شخص سے اجازت طلب نہیں کی۔آپ ﷺ نے فرمایا''اسے اجازت ہے''ملک الموت حجرۂ مبارکہ میں داخل ہوا اور حضور ﷺ کے سامنے کھڑا ہو گیا اور عرض کناں ہوا۔یارسول اللہ!صلی اللہ علیک وسلم اللہ تعالیٰ نے مجھے آپ کی بارگاہ میں بھیجا ہے اور مجھے آپ کا ہر حکم بجالانے کا

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جب انہوں نے سلام پھیرا تو حضور ﷺ نے اپنی آخری رکعت مکمل کی۔ پھر آپ ﷺ اپنے کاشانہ اقدس میں تشریف لے گئے۔

خیثمہ بن سلیمان نے اپنی کتاب ''فضائل صحابہ'' میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو حکم فرمایا کہ وہ لوگوں کو صبح کی نماز پڑھائیں۔ پھر حضور ﷺ نے کچھ آرام محسوس فرمایا، آپ ﷺ کاشانہ اقدس سے باہر تشریف لائے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنی صفوں میں سے حضور ﷺ کے لیے راستہ بنا دیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا یہ معمول مبارک تھا کہ وہ نماز کے دوران دائیں بائیں توجہ نہیں فرماتے تھے۔ جب انہوں نے پیچھے سے آواز سنی تو انہوں نے یہی سمجھا کہ رسول کریم ﷺ تشریف لائے ہیں کیونکہ انہیں معلوم تھا کہ نبی اکرم ﷺ کے سوا اور کوئی شخص اس جگہ تک نہیں آسکتا۔ آپ رضی اللہ عنہ مصلی امامت سے پیچھے ہٹ گئے۔ آپ ﷺ مصلی امامت پر تشریف لے گئے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پہلو میں بیٹھ گئے اور نماز کی ابتدا فرمائی۔ اب صورت حال یہ تھی کہ حضور ﷺ نماز ادا فرما رہے تھے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کی اقتداء کر رہے تھے۔ جبکہ باقی صحابہ کرام حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اقتداء کر رہے تھے۔ جب سرور کائنات ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو اپنے حجرۂ مبارکہ میں تشریف لے گئے اور اہل خانہ کو فتنوں سے ڈرانے لگے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے فاطمہ بنت محمد! صلی اللہ علی ابیھا وعلیھا وسلم۔ اے صفیہ! (رسول مکرم ﷺ کی پھوپھی) بارگاہ ایزدی میں نیک اعمال بھیجو۔ میں تمہیں اللہ تعالیٰ سے مستغنی نہیں کر سکتا۔ حتی کہ آپ ﷺ کی یہ آواز حجرہ سے نکل کر مسجد میں سنائی دینے لگی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم آج آپ کی صحت مبارکہ بہتر ہے اور آج بنت خارجہ کا دن ہے۔ حضور ﷺ نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو گھر جانے کی اجازت دے دی۔ وہ اپنے اہل خانہ کے پاس چلے گئے۔ اسی دن دوپہر کے وقت حضور ﷺ نے وصال فرمایا۔

یہ صحیح روایت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے۔ آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھ پر بہت سی نوازشیں کیں۔ حضور ﷺ نے میرے حجرہ میں انتقال فرمایا۔ اس دن میری ہی باری تھی۔ وقت وصال آپ ﷺ کا سر مبارک میری گود میں تھا۔ وصال کے وقت اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لعاب دہن اور میرے تھوک کو جمع فرمایا۔ میرے بھائی حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ میرے پاس آئے۔ ان کے ہاتھ میں مسواک تھی۔ اس وقت میں نے رسول مکرم ﷺ کو سہارا دے رکھا تھا۔ میں نے دیکھا کہ حضور ﷺ مسواک کی طرف دیکھ رہے تھے۔ میں نے محسوس کیا کہ حضور ﷺ مسواک کی خواہش کر رہے ہیں۔ میں نے عرض کی کیا میں آپ ﷺ کو مسواک پیش کروں؟ آپ ﷺ نے اپنے سر اقدس سے اشارہ فرمایا ''ہاں'' میں نے آپ ﷺ کو مسواک پیش کی۔ وہ سخت تھی۔ آپ ﷺ اسے چبا نہ سکے میں نے عرض کی کیا میں اسے نرم کر دوں؟ آپ ﷺ نے سر انور سے اشارہ فرمایا ''ہاں'' میں نے مسواک نرم کر کے آپ ﷺ کی خدمت عالیہ میں پیش کی آپ ﷺ نے مسواک فرمائی۔ آپ ﷺ کے سامنے ایک پانی سے بھرا ہوا برتن پڑا ہوا تھا۔ آپ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ابھی تمہارے پاس آ جائیں گے۔ اگر میں نے کسی کی زبان سے یہ سنا کہ حضور ﷺ وصال فرما گئے ہیں تو میں تلوار سے اس کی خبر لوں گا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اس حادثہ فاجعہ پر مبہوت ہو کر رہ گئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی ایک گوشہ میں خاموش بیٹھ گئے حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عباس رضی اللہ عنہما کی طرح صبر کا مظاہرہ کسی نے نہ کیا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں حوصلہ اور توفیق عطا فرمائی۔ پہلے حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو سمجھانے کی کوشش کی لیکن لوگوں نے ان کی بات پر کوئی توجہ نہ دی۔ اس کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو خطاب کیا۔ لوگوں نے ان کی گفتگو بڑے غور سے سنی اور اس کے بعد منتشر ہو گئے۔

امام بیہقی نے ''دلائل'' میں حضرت عروہ سے روایت کیا ہے کہ اس وقت حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے جس نے یہ کہا کہ حضور ﷺ وصال فرما گئے ہیں میں اسے قتل کر دوں گا۔ حضور ﷺ پر تو غشی طاری ہے اس وقت حضرت عمرو بن قیس مسجد کے کونے میں اس آیت کی تلاوت کر رہے تھے:

وَ مَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ؕ اَفَاۡىِٕنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰۤى اَعْقَابِكُمْ ؕ وَ مَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْـًٔا ؕ وَ سَيَجْزِى اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ۝

(آل عمران: ۱۴۴)

''اور نہیں محمد ﷺ مگر اللہ کے رسول گزر چکے ہیں آپ سے پہلے کئی رسول۔ تو کیا اگر وہ انتقال فرمائیں یا شہید کر دیئے جائیں پھر جاؤ گے تم الٹے پاؤں (دین اسلام سے) اور جو پھرتا ہے الٹے پاؤں تو نہیں بگاڑ سکے گا اللہ کا کچھ بھی اور جلدی اجر دے گا اللہ تعالیٰ شکر کرنے والوں کو''۔

اس وقت مسجد نبوی لوگوں سے بھر چکی تھی وہ آہ وزاری کر رہے تھے وہ کسی کی کوئی بات نہیں سن رہے تھے۔ حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ لوگوں کے پاس آئے اور کہنے لگے اے لوگو! کیا تمہارے پاس رسول مکرم ﷺ کے وصال کے متعلق کوئی عہد ہے۔ اگر کسی کے پاس کوئی خبر ہے تو وہ ہمیں بتائے۔ لوگوں نے کہا ہمارے پاس کوئی خبر نہیں ہے۔ انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو مخاطب کر کے کہا اے عمر! کیا تمہیں کسی حدیث کا علم ہے۔ انہوں نے کہا نہیں حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا اے لوگو! تم میں سے کسی کے پاس بھی حضور ﷺ کے وصال کے متعلق کوئی عہد نہیں ہے۔ مجھے اس ذات کی قسم جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے۔ حضور ﷺ نے موت کو چکھ لیا ہے۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ مقام سخ سے تشریف لے آئے۔ مسجد کے دروازے کے پاس وہ اپنی سواری سے اترے وہ انتہائی غمگین اور حزین تھے۔ انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے حجرہ مبارکہ میں داخل ہونے کی اجازت طلب کی۔ اجازت ملنے پر وہ حضور ﷺ کے کاشانہ اقدس میں داخل ہوئے۔ اس وقت حضور ﷺ انتقال فرما چکے تھے۔ عورتیں آپ ﷺ کی چارپائی کے ارد گرد بیٹھی ہوئی تھیں۔ انہوں نے اپنے چہروں کو ڈھانپ لیا۔ انہوں نے حضور ﷺ کے چہرہ اقدس سے کپڑا اٹھایا اور جھک کر رخ انور کو بوسہ دیا اور روتے ہوئے فرمایا ابن خطاب رضی اللہ عنہ کی بات درست نہیں ہے۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حکم دیا ہے۔ اگر آپ اجازت فرمائیں تو آپ کی روح مبارک کو قبض کرلوں۔ اور اگر آپ مجھے اس کو چھوڑنے کا حکم فرمائیں تو میں اسے چھوڑ دوں۔ آپ نے فرمایا اے ملک الموت! اپنا کام مکمل کرو۔ ملک الموت نے عرض کی مجھے آپ کے ہر حکم پر عمل پیرا ہونے کے لیے کہا گیا ہے۔ حضرت جبرائیل نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم اللہ تعالیٰ آپ کا مشتاق ہے۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اے ملک الموت! اپنا کام جلدی کرو۔ حضرت جبرائیل نے عرض کی اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ آج میرا زمین پر آنا آخری بار تھا۔ اس جہاں میں میرا آنا آپ صلی اللہ علیک وسلم ہی کی وجہ سے تھا۔ جس وقت حضور ﷺ نے وصال فرمایا اس وقت صحابہ کرام کسی کی تعزیت کرنے کی آواز تو سنتے تھے لیکن انہیں کوئی وجود نظر نہیں آتا تھا۔ کوئی کہنے والا یوں کہہ رہا تھا:

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا اَھْلَ الْبَیْتِ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ وَاِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَکُمْ یَوْمَ الْقِیَامَةِ اِنَّ فِی اللّٰہِ عَزَاءً مِّنْ کُلِّ مُصِیْبَةٍ وَخَلَفًا مِّنْ کُلِّ ھَالِکٍ وَّدَرَکًا مِّنْ کُلِّ مَا فَاتَ فَبِاللّٰہِ فَثِقُوْا وَاِیَّاہُ فَارْجُوْا اِنَّمَا الْمُصَابُ مَنْ حُرِمَ الثَّوَابَ۔ وَالسَّلَامُ عَلَیْکُمْ

''ہر نفس نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔ بروز حشر تمہیں پورا پورا اجر دیا جائے گا۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ (کے نام) میں ہر مصیبت سے اطمینان ہے۔ ہر پیش رو کا جانشیں اور ہر فوت شدہ چیز کا تدارک ہے۔ اللہ کی ذات پر بھروسہ کرو اور اسی سے امید رکھو۔ مصیبت زدہ تو وہ ہے جسے ثواب سے محروم کر دیا گیا ہو''۔

امام بیہقی نے دلائل میں اسی روایت کو حضرت محمد باقر رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرنے کے بعد لکھا ہے۔ کہ اس حدیث کی اسناد صحیح ہیں۔

حضرت جبرائیل کے قول ''اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کا مشتاق ہے'' کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ سے ملاقات کرنے کا ارادہ فرمایا ہے اور آپ کو دنیا سے عقبیٰ کی طرف لے جانے کا مقصد یہ ہے کہ آپ ﷺ کی عزت و توقیر اور قربت میں اضافہ کیا جائے۔

علامہ ابو بکر الآجری نے ''کتاب الشریعہ'' میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہی روایت نقل کی ہے امام بیہقی اور ابن سعد نے طبقات میں اسی روایت کو درج کیا ہے۔ انہوں نے آخر میں یہ اضافہ کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ یہ تعزیت کرنے والا کون تھا۔ لوگوں نے عرض کی نہیں آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا وہ حضرت خضر علیہ السلام تھے۔

سیف بن عمر نے ''الفتوح'' میں حضرت کعب بن مالک سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ کے وصال پر صحابہ کرام بہت زیادہ غمگین ہو گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ رسول مکرم ﷺ کے وصال مبارک کو تسلیم کرنے کے لیے تیار نہ تھے۔ انہوں نے کہا اے لوگو! رسول کریم ﷺ کے متعلق ایسی گفتگو کرنے سے رک جاؤ۔ آپ ﷺ نے انتقال نہیں فرمایا بلکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنی ملاقات کے لیے بلایا ہے۔ جس طرح اس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اپنی ملاقات کے لیے بلایا تھا۔ آپ ﷺ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سزامل جائے گی۔ پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مہاجرین کے ساتھ رسول کریم ﷺ کے حجرۂ مبارکہ میں آئے۔

اس کے بعد حضرت امام بیہقی نے حضور ﷺ کو غسل دینے، کفن دینے اور آپ ﷺ پر نماز جنازہ کے حالات بیان کیے۔

امام واقدی نے اپنے شیوخ سے روایت کیا ہے کہ جب صحابہ کرام کو وصال نبوی میں تردد ہوا تو حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کے شانوں کے درمیان اپنا ہاتھ رکھا اور کہا حضور ﷺ وصال فرما چکے ہیں اور آپ ﷺ کے کندھوں کے درمیان سے ختم نبوت کی مہر اٹھ گئی ہے۔

ابن ماجہ نے ''سنن'' میں ابوبردہ سے روایت کیا ہے کہ جب صحابہ کرام رسول مکرم ﷺ کو غسل دینے لگے تو انہوں نے باہر سے ایک آواز سنی۔ رسول اللہ ﷺ کی قمیص مبارک نہ اتارو۔ حضرت عائشہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم سے بھی اسی قسم کی روایات منقول ہیں۔ امام حاکم نے اس روایت کو صحیح کہا ہے۔ کیونکہ یہ امام مسلم، امام بخاری کی شرائط پر ہیں۔

امام واقدی فرماتے ہیں۔ موسیٰ بن محمد نے اپنے والد محترم سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد محترم کے صحیفہ میں یہ لکھا ہوا پایا ہے۔ جب رسول مکرم ﷺ کو کفن پہنا دیا گیا اور آپ ﷺ کو چارپائی پر رکھ دیا گیا تو حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما حجرۂ مبارکہ میں داخل ہوئے اور یوں سلام عرض کیا: اَلسَّلَامُ عَلَيْکَ اَيُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ ان کے ساتھ کافی تعداد میں مہاجرین اور انصار بھی تھے۔ حتیٰ کہ حجرۂ مبارکہ تنگ ہوگیا۔ انہوں نے بھی اسی طرح سلام عرض کیا جس طرح حضرت ابوبکر اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما نے سلام عرض کیا تھا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے صفیں تو باندھ لی تھیں۔ لیکن امامت کسی نے بھی نہیں کروائی تھی۔ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما پہلی صف میں تھے۔ انہوں نے عرض کی:

یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم اللہ تعالیٰ آپ پر سلام اور درود بھیجے۔ اے بارالٰہ! ہم گواہی دیتے ہیں کہ حضور ﷺ نے اس پیغام کو پہنچا دیا ہے جو ان پر نازل کیا گیا۔ آپ ﷺ نے اپنی امت کے ساتھ خیرخواہی کی اور آپ ﷺ نے اللہ کی راہ میں جہاد کیا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے دین کو غلبہ عطا فرمایا اور اس کا کلمہ مکمل ہوگیا۔ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کی ذات پر ایمان لائے۔

اے ہمارے رب! ہم کو ان لوگوں میں سے کر جو اس کلام کی اتباع کریں جو تو نے حبیب لبیب ﷺ پر نازل فرمایا رسول مکرم ﷺ کو اور ہمیں جمع فرما۔ حتیٰ کہ آپ ﷺ ہمیں اور ہم آپ ﷺ کو پہچان لیں۔ آپ ﷺ مومنین کے لیے رؤف اور رحیم تھے۔ ہم اپنے ایمان کا نہ تو کوئی بدل چاہتے ہیں اور نہ ہی اس کی قیمت کے خواہاں ہیں۔ اس دعا پر تمام لوگ آمین آمین کہتے۔ اس کے بعد وہ لوگ حجرۂ مبارکہ سے باہر نکل جاتے اور دیگر لوگ حاضر ہو جاتے۔ یہاں تک کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر مردوں، عورت اور بچوں نے نماز جنازہ پڑھ لی۔

ابن سعد نے طبقات میں امام واقدی سے اسی طرح روایت کیا ہے۔ امام شافعی فرماتے ہیں۔ میرے ماں اور باپ حضور ﷺ پر نثار ہوں۔ آپ ﷺ پر اس طرح نماز جنازہ پڑھنا آپ ﷺ کی بلندیٔ مرتبت اور اعلیٰ شان کے لیے تھا اور تاکہ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اللہ کی قسم! حضور ﷺ وصال فرما چکے ہیں۔ آپ نے بارگاہ رسالت میں یوں سلام عرض کیا۔ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ آپ ﷺ کی زندگی کتنی پاکیزہ تھی اور آپ ﷺ کی وفات کتنی عمدہ ہے۔ پھر انہوں نے آپ ﷺ کے رخ زیبا کو ڈھانپ دیا اور جلدی جلدی مسجد کی طرف آئے وہ لوگوں کی گردنیں پھلانگتے ہوئے مسجد کی طرف آئے۔ جب منبر شریف کے پاس پہنچے تو اس وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ نیچے بیٹھ گئے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ منبر کی ایک طرف کھڑے ہو گئے اور لوگوں کو بلانے لگے۔ جب لوگ اپنی اپنی جگہوں پر بیٹھ گئے تو آپ رضی اللہ عنہ نے شہادت کے کلمات کہنے کے بعد فرمایا۔

جب سرور کائنات ﷺ تم میں موجود تھے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے انہیں ان کے وصال کی خبر دی تھی اور تمہیں بھی تمہارے مرنے کی خبر دی۔ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی زندہ نہیں رہے گا۔ پھر انہوں نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی:

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ...... الشّٰكِرِيْنَ اس وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کیا یہ آیت بھی قرآن میں موجود ہے؟ مجھے یقین نہیں آتا کہ یہ آیت آج سے پہلے اتری ہو۔

پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو مخاطب کر کے فرمایا ہے: اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّ اِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ (الزمر: ۳۰) ''بیشک آپ نے بھی (دنیا سے) انتقال فرمانا ہے اور انہوں نے بھی مرنا ہے'' كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ ؕ لَهُ الْحُكْمُ وَ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ (القصص: ۸۸)۔ ''ہر چیز ہلاک ہونے والی ہے سوائے اس کی ذات کے اسی کی حکمرانی ہے اور اسی کی طرف تمہیں لوٹایا جائے گا''۔ كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ۞ وَّ يَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَ الْاِكْرَامِ (الرحمٰن: ۲۶۔۲۷) ''جو کچھ زمین پر ہے فنا ہونے والا ہے اور باقی رہے گی آپ کے رب کی ذات جو بڑی عظمت اور احسان والی ہے''۔ كُلُّ نَفْسٍ ذَآىِٕقَةُ الْمَوْتِ ؕ (الانبیاء: ۳۵) ''ہر ایک موت کا مزہ چکھنے والا ہے''۔

اس کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو عمر و بقا عطا فرمائی حتیٰ کہ انہوں نے اللہ کے دین کو قائم فرمایا اللہ تعالیٰ کے امر کو غلبہ عطا کیا پیغام الٰہی کی تبلیغ کی اور راہ خدا میں جہاد کیا پھر اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اپنے پاس بلا لیا۔ جس کا پروردگار اللہ ہے وہ جان لے کہ اللہ رب العزت ہمیشہ زندہ ہے۔ اسے موت نہیں اور جو محمد مصطفیٰ ﷺ کی عبادت کرتا تھا یا انہیں اپنا معبود سمجھتا تھا تو اسے سمجھ لینا چاہئے کہ رسول مکرم ﷺ وصال فرما چکے ہیں۔ اے لوگو! تقویٰ اختیار کرو۔ اپنے دین کو مضبوطی سے تھام لو اپنے رب پر اعتماد کرو۔ بلاشبہ اللہ کا دین قائم ہے۔ اللہ کا کلمہ مکمل ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی مدد کرتا ہے۔ جو اس کی مدد کرتا ہے اور اس کے دین کو غالب کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی کتاب ''قرآن پاک'' ہمارے سامنے ہے۔ وہ سراپا نور اور مکمل شفا ہے۔ اسی کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کی راہنمائی فرمائی اس میں اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ اشیاء اور حلال کردہ اشیاء کا ذکر ہے۔ ہمیں کوئی پرواہ نہیں کہ کون ہمارے ساتھ نبرد آزما ہوتا ہے۔ ہماری شمشیریں بے نیام ہیں۔ ہم نے انہیں ابھی تک اپنے ہاتھ سے نہیں رکھا۔ ہم اس سے جہاد کریں گے جس نے ہماری مخالفت کی۔ ہم اسی طرح جہاد کریں گے جس طرح ہم رسول مکرم ﷺ کی معیت میں جہاد کرتے تھے۔ ہم سے جو بغاوت کرے گا اس کو اس کی

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہوگئی ہو۔ دلائل النبوۃ میں یہی لکھا ہے۔ لیکن ''سنن'' میں قاسم بن محمد نے ''مسطح'' والی روایت کی صحت بیان کی ہے۔

امام بیہقی نے دلائل میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کی قبرانور پر پانی کا چھڑکاؤ کیا گیا۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے پانی چھڑکا انہوں نے قبرانور کی دائیں جانب سے سراقدس کی طرف سے پانی چھڑکنا شروع کیا۔ حتی کہ وہ پانی چھڑکتے ہوئے پاؤں مبارک تک پہنچ گئے۔

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے قبرانور پر پانی چھڑکا تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا قبراطہر پر حاضر ہوئیں۔ انہوں نے قبرانور سے مٹھی بھر مٹی لی اور اسے اپنی آنکھوں پر رکھا وہ گریہ بار تھیں اور یہ اشعار پڑھ رہی تھیں:

مَا ذَا عَلٰی مَنْ شَمَّ تُرْبَةَ اَحْمَدَ ۔ اَنْ لَّا يَشُمَّ مُدَی الزَّمَانِ غَوَالِيَا

''جس نے حضور ﷺ کی قبر کی مٹی کو سونگھ لیا اگر وہ اس کے علاوہ اور کوئی خوشبو نہ سونگھے تو اس پر کوئی تعجب نہیں۔''

صُبَّتْ عَلَیَّ مَصَائِبُ لَوْ اَنَّهَا ۔ صُبَّتْ عَلَی الْاَيَّامِ عُدْنَ لَيَالِيَا

''مجھ پر اتنے زیادہ مصائب نازل ہوئے کہ اگر وہ مصائب دنوں پر نازل ہوتے تو وہ تکلیف کی وجہ سے راتوں میں تبدیل ہو جاتے''۔

ابوبکر محمد بن الحسین الآجری اپنی کتاب الشریعہ میں لکھتے ہیں۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ جب تاجدار مدینہ ﷺ کو دفن کر دیا گیا۔ تو حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا تشریف لائیں اور انہوں نے قبرانور پر کھڑے ہو کر یہ اشعار پڑھے:

اَمْسٰی بِخَدِّیْ لِلدُّمُوْعِ رُسُوْمٌ ۔ اَسَفًا عَلَيْکَ فِی الْفُؤَادِ کُلُوْمٌ

''آپ صلی اللہ علیک وسلم کے فراق اور جدائی میں روتے ہوئے میرے رخساروں پر آنسوؤں کے نشانات پڑ چکے ہیں۔ اور میرے دل پر آپ ﷺ کی جدائی کا گہرا زخم ہے۔''

وَالصَّبْرُ يَحْسُنُ فِی الْمَوَاطِنِ کُلِّهَا ۔ اِلَّا عَلَيْکَ فَاِنَّهٗ مَذْمُوْمٌ

''مصیبت کے تمام مقامات پر صبر کرنا عمدہ ہے۔ سوائے آپ صلی اللہ علیک وسلم پر یہاں صبر کرنا مذموم ہے۔''

لَا عَتَبَ حُزْنِیْ عَلَيْکَ لَوْ اَنَّهٗ ۔ کَانَ الْبُکَاءُ لِمُقْلَتِیْ يَدُوْمُ

''آپ صلی اللہ علیک وسلم کے فراق میں میرا جو غم ہے اس پر کوئی عتاب نہیں ہے۔ کاش! میری آنکھیں ہمیشہ اشکبار رہیں''۔

نبی محترم ﷺ کے وصال کے بعد حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کو کبھی مسکراتے ہوئے نہیں دیکھا گیا حتی کہ آپ ﷺ کے وصال کے چھ ماہ بعد وہ بھی اس جہان فانی کو الوداع کہہ گئیں۔

روایت کیا گیا ہے کہ جب نبی مکرم ﷺ کو دفنایا جا رہا تھا تو اس وقت ایک اعرابی نے یہ اشعار پڑھے:

هَلَّا دَفَنْتُمْ رَسُوْلَ اللّٰهِ فِیْ سَفَطٍ ۔ مِنَ الْاَلُوَّةِ اَحْوٰی مُلَبَّسًا ذَهَبًا

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

لوگ امامت میں ایک دوسرے سے مقابلہ نہ کریں۔ امام بیہقی نے سنن کبریٰ میں اسے روایت کیا ہے۔ بعض روایات کے مطابق حضور ﷺ نے اپنی حیات مبارکہ کے آخری لمحات میں یہ وصیت فرمائی تھی۔ اس لیے ہر کوئی چاہتا تھا کہ وہ حضور ﷺ پر یہ مخصوص درود خود پڑھے کسی کی اتباع نہ کرے۔ تا کہ اسے زیادہ سے زیادہ برکات وفیوض حاصل ہوں۔

اسد بن موسیٰ نے حضرت غفرہ کے خادم حضرت عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ صحابہ کرام حضور ﷺ کو دفن کرنے کے لیے باہم مشاورت کرنے لگے۔ ایک شخص نے کہا ہم رسول مکرم ﷺ کو اس جگہ دفن کریں گے جہاں آپ ﷺ نماز ادا فرماتے تھے۔ یہ رائے سن کر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ کی پناہ! ہم رسول مکرم ﷺ کو ایسا بت نہیں بنانا چاہتے جس کی پرستش کی جائے۔ دوسرے شخص نے رائے دی ہم رسول مکرم ﷺ کو جنت البقیع میں دفن کرتے ہیں۔ جہاں آپ ﷺ کے مہاجر بھائی دفن ہیں۔ آپ نے فرمایا ہم بقیع میں حضور ﷺ کی قبر انور بنانا پسند نہیں کرتے۔ تا کہ لوگوں سے پناہ حاصل کرنے والا آپ ﷺ کی پناہ نہ لے کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کا حق ہے۔ اللہ کا حق رسول مکرم ﷺ سے فائق ہے۔ اگر ہم اس کا اجراء کریں گے تو پھر ہم اللہ تعالیٰ کا حق ضائع کر دیں گے۔

صحابہ کرام نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے پوچھا پھر اس کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے۔ انہوں نے کہا میں نے حضور ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے۔ جس جگہ اللہ کے نبی کی روح قبض ہوتی ہے اسی جگہ اس کو دفنایا جاتا ہے۔ تمام صحابہ کرام نے کہا اللہ کی قسم! ہمیں آپ رضی اللہ عنک کی رائے سے اتفاق ہے۔ پھر صحابہ کرام نے حضور ﷺ کی چارپائی کے ارد گرد ایک خط کھینچا۔ حضرت علی، حضرت عباس اور حضرت فضل رضی اللہ عنہم نے حضور ﷺ کی چارپائی کو اٹھا کر دوسری جگہ رکھ دیا اور صحابہ کرام قبر انور کی کھدائی میں مشغول ہو گئے۔

ابراہیم بن سعد کہتے ہیں کہ ابن اسحاق نے فرمایا ہے کہ مندرجہ ذیل صحابہ کرام حضور ﷺ کی قبر انور میں اترے۔

(۱) حضرت علی بن ابی طالب

(۲) حضرت فضل بن عباس

(۳) حضرت قثم بن عباس

(۴) حضرت شقران جو حضور ﷺ کے غلام تھے۔

امام بیہقی نے "السنن" میں ابو بردہ سے اور وہ اپنے والد محترم سے روایت کرتے ہیں کہ نبی محترم ﷺ کو قبلہ کی طرف سے قبر انور میں داخل کیا گیا۔ آپ ﷺ کی قبر انور کو بطرز لحد بنایا گیا اور اس کے اوپر اینٹیں نصب کی گئیں۔

امام بیہقی فرماتے ہیں کہ مجھ تک یہ روایت پہنچی کہ آپ ﷺ کی لحد مبارک پر اینٹیں لگائی گئیں اور کہا جاتا ہے کہ وہ اینٹیں تعداد میں نو تھیں۔ ابن حبان فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کی قبر انور کو ایک بالشت بلند رکھا گیا۔ ابو بکر بن عیاش، سفیان التمار سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے قبر انور کی زیارت کی وہ کوہان نما تھی۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ کی قبر انور "مسطح" بنائی گئی۔ امام بیہقی فرماتے ہیں کہ ممکن ہے کہ حضور ﷺ کی قبر انور پہلے تو کوہان نما ہو اور پھر کنکریوں کی وجہ سے مسطح

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

خاموش رہے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میرے ماں باپ آپ پر فدا یہ کیسے ممکن ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا حَیَاتِیْ خَیْرٌ لَّکُمْ یہ ہے کہ آسمان سے مجھ پر وحی نازل ہوتی ہے۔ میں تمہیں حلال اور حرام اشیاء کے متعلق بتاتا ہوں اور مَمَاتِیْ خَیْرٌ لَّکُمْ سے مراد یہ ہے کہ تمہارے اعمال ہر جمعرات کو میری بارگاہ میں پیش کیے جائیں گے۔ اگر وہ اعمال اچھے ہوں گے تو میں اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کروں گا اور اگر وہ اعمال اچھے نہ ہوئے تو میں تمہارے لیے مغفرت کی دعا کروں گا۔

ابوبکر بن ابی عاصم نے اپنی کتاب ''الصلوٰۃ علی النبی'' میں ابن حمیرہ سے روایت کی ہے۔ انہوں نے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما سے کہا کیا میں تمہیں وہ حدیث نہ سناؤں جو مجھے رسول مکرم ﷺ نے سنائی تھی۔ سرور کائنات ﷺ نے مجھے فرمایا، اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتے کو تمام مخلوق کی آوازیں سننے کی توفیق عطا فرمائی ہے۔ وہ قیامت تک میری قبر انور پر کھڑا رہے گا۔ جب میرا کوئی امتی مجھ پر درود پڑھے گا تو وہ فرشتہ کہے گا احمد مجتبیٰ! صلی اللہ علیک وسلم فلاں بن فلاں نے آپ صلی اللہ علیک وسلم پر سلام عرض کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود وسلام پڑھے گا۔ اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ رحمت نازل فرمائے گا۔ اگر اس نے درود شریف میں اضافہ کیا تو اللہ تعالیٰ بھی اس پر رحمت میں اضافہ فرمائے گا۔ اس حدیث کو رویانی، البزار، الطبرانی، ابوشیخ نے ثواب الاعمال میں اور امام بخاری نے تاریخ میں روایت کیا ہے۔

الطبرانی نے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم اللہ تعالیٰ کے اس فرمان '' اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ۚ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا (احزاب:۵۶)'' کے متعلق آپ ﷺ کی کیا رائے ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ ایک سر مکتوم تھا۔ اگر تم مجھ سے اس کے متعلق سوال نہ کرتے تو میں تمہیں کبھی نہ بتاتا۔ اللہ تعالیٰ نے میرے ساتھ دو فرشتے لگا دیئے ہیں۔ جب بھی کوئی شخص میرا تذکرہ کرتا ہے اور مجھ پر درود شریف پڑھتا ہے تو وہ فرشتے اسی وقت اس کے لیے دعا کرتے ہیں'' اللہ تعالیٰ تیری بخشش فرمائے'' اللہ تعالیٰ اور فرشتے اس کے جواب میں آمین کہتے ہیں۔

ابوالشیخ الاصبہانی نے'' ثواب اعمال'' میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول مکرم ﷺ نے فرمایا جو شخص میری قبر انور کے پاس درود شریف پڑھتا ہے اس کو میں خود سنتا ہوں اور اگر کوئی شخص دور سے مجھ پر درود شریف پڑھتا ہے تو ملائکہ مجھے بتا دیتے ہیں۔

الطبرانی نے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول مکرم ﷺ نے فرمایا مجھ پر جمعہ کے دن کثرت سے درود شریف پڑھا کرو۔ جمعہ یوم مشہود ہے۔ یعنی اس دن فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔ میرا جو امتی بھی درود شریف پڑھتا ہے۔ اس کی آواز مجھ تک پہنچتی ہے خواہ وہ کہیں بھی ہو۔ ہم نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم کیا آپ کی وفات کے بعد بھی آپ کو علم ہو جایا کرے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں میری وفات کے بعد بھی مجھ پر جو آدمی درود شریف پڑھے گا۔ میں اس کے متعلق جان لوں گا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام فرمایا ہے کہ وہ انبیائے کرام کے اجسام کو کھائے

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

"تم نے رسول کریم ﷺ کو لکڑی کے بنے ہوئے ایسے تابوت میں داخل کیوں نہیں کیا جو سرخی مائل ہو اور جس پر سونا چڑھایا گیا ہو۔"

اَوْ فِیْ سَحِیْقٍ مِنَ الْمِسْکِ الذَّکِیِّ وَلَمْ   تَرْضَوْا لِجَنْبِ رَسُوْلِ اللّٰہِ مُتْرَبًا

"یا پھر نبی کریم ﷺ کو باریک پسی ہوئی پاکیزہ کستوری میں دفن کیوں نہ کیا۔ کیا تم نے یہ برداشت کر لیا کہ حضور ﷺ کا پہلو مٹی کے ساتھ لگے۔"

خَیْرُ الْبَرِیَّةِ اَتْقَاهَا وَاَکْرَمُهَا   عِنْدَ الْاِلٰهِ اِذَا مَا یُنْسَبُوْنَ اَبَا

"آپ ﷺ تمام مخلوق سے زیادہ متقی اور معزز ہیں۔ اللہ کی بارگاہ میں سب سے زیادہ محترم ہیں۔ جب لوگوں کو ان کے باپوں کی طرف منسوب کیا جائے"۔

یہ اشعار سن کر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس اعرابی سے کہا مجھے امید ہے کہ تیرے اس ہدیۂ عقیدت کی وجہ سے تیرے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ لیکن اس طرح دفن کرنا ہمارا طریقہ ہے۔ تریسٹھ سال کی عمر میں سے حضور ﷺ نے وصال فرمایا۔ جمہور علماء کا یہی قول ہے اور امام بخاری وغیرہ نے اسے ہی صحیح قرار دیا ہے۔ آپ ﷺ کا وصال ربیع الاول میں ہوا۔ گیارہ ہجری بروز سوموار دوپہر کے وقت آپ ﷺ نے وصال فرمایا۔ امام اوزاعی فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کا انتقال دوپہر سے پہلے ہوا۔ ابن اسحاق فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کا وصال ۱۲ ربیع الاول کو ہوا۔ حضرات عروہ بن زبیر، طاؤس اور امام واقدی رحمۃ اللہ علیہم سے بھی یہی روایت ہے۔ جمہور علماء کا یہی قول ہے اور اسی پر امت کا اجماع ہے۔

ابو حسان بن عثمان فرماتے ہیں کہ یہ قول تمام اقوال سے صحیح ہے اور ابن جوزی، ابن صلاح، امام نووی اور ذہبی نے اسی کو صحیح کہا ہے۔

قاضی اسماعیل بن اسحاق نے اپنی کتاب "فضل الصلوٰۃ علی النبی ﷺ" میں منبہ بن وہب کی سند سے روایت کیا ہے کہ ایک دفعہ حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا، ہر روز بوقت فجر ستر ہزار فرشتے روضہ مصطفیٰ ﷺ پر حاضر ہوتے ہیں۔ وہ اپنے نورانی پروں سے روضہ اطہر کو ڈھانپ لیتے ہیں اور شام تک آپ ﷺ پر صلوٰۃ والسلام پڑھتے ہیں۔ شام کے وقت یہ فرشتے چلے جاتے ہیں۔ ان کی جگہ اور ستر ہزار آ جاتے ہیں وہ قبر انور کو گھیر لیتے ہیں اور ساری رات بارگاہ مصطفویہ میں سلام عرض کرتے رہتے ہیں۔

ستر ہزار صبح کے وقت اور ستر ہزار شام کے وقت حاضر خدمت ہوتے ہیں حتیٰ کہ جب آپ ﷺ کے لیے زمین شق ہوگی۔ اس وقت بھی آپ ﷺ کے ساتھ ستر ہزار ملائکہ ہوں گے۔

ابن المبارک نے "زہد" میں اور ابو نعیم نے "حلیہ" میں اسے روایت کو نقل کیا ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے تین مرتبہ فرمایا: حَیَاتِیْ خَیْرٌ لَّکُمْ وَ وَفَاتِیْ خَیْرٌ لَّکُمْ "میری زندگی بھی تمہارے لیے ہے اور میرا وصال بھی تمہارے لیے بہتر ہے۔" یہ سن کر تمام صحابہ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فَلَيْتَ الْمَمَاتُ لَنَا كُلِّنَا وَكُنَّا جَمِيْعًا مَعَ الْمُهْتَدِیْ

"ہائے کاش! ہم سب کے سب اس وقت ہی اس جہاں کو خیر آباد کہہ دیتے اور ہم سب نبی مکرم ﷺ کے ساتھ ہوتے"۔

حضرت ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے گلہائے عقیدت

اَرِقْتُ وَبَاتَ لَيْلِىْ لَا يَزُوْلُ وَلَيْلُ اَخِى الْمُصِيْبَةِ فِيْهِ طُوْلُ

"میری آنکھوں سے نیند اڑگئی۔ میری رات ختم ہونے میں نہیں آرہی مصیبت زدہ شخص کی رات طویل ہوتی ہے۔"

اَسْعَدَنِىْ الْبُكَاءُ وَذَاكَ فِيْمَا اُصِيْبَ الْمُسْلِمُوْنَ بِهٖ قَلِيْلُ

"اگرچہ میں نے کثرت سے گریہ زاری کی ہے۔ لیکن پھر بھی مسلمانوں کو پہنچنے والی تکلیف کے مقابلہ میں کم ہے۔"

فَقَدْ عَظُمَتْ مُصِيْبَتُنَا وَ جَلَّتْ عَشِيَّةَ قِيْلَ قَدْ قُبِضَ الرَّسُوْلُ

"جب یہ کہا گیا کہ سرورکائنات ﷺ وصال فرما گئے ہیں۔ اس رات ہماری مصیبت بہت بڑی اور فزوں تر ہوگئی۔"

فَقَدْنَا الْوَحْىَ وَالتَّنْزِيْلَ فِيْنَا يَرُوْحُ بِهٖ وَيَغْدُوْ جِبْرِيْلُ

"وحی آنے اور قرآن اترنے کا سلسلہ منقطع ہوگیا۔ وہ وحی جس کو لے کر جبرائیل صبح وشام بارگاہ رسالت میں آتے تھے۔"

فَظَلَّ النَّاسُ مُنْقَطِعِيْنَ فِيْهَا كَاَنَّ النَّاسَ لَيْسَ لَهُمْ حَوِيْلُ

"لوگ آپ ﷺ کے وصال کی وجہ سے منقطع ہوگئے ایسا لگتا تھا کہ ان کا کوئی نگہبان نہیں رہا۔"

كَاَنَّ النَّاسَ اِذْ فَقَدُوْهُ عُمْىٌ اَضَرَّ بِلُبِّ حَازِمِهِمْ عَلِيْلُ

"جب لوگوں نے آپ کو نہ پایا تو وہ گویا کہ نابینے ہوگئے ایسے لگتا تھا کہ ان کے دور اندیش کی عقل کو بیماری نے آلیا ہے۔"

وَحَقٌّ لِتِلْكَ مَرْزِئَةٌ عَلَيْنَا وَحَقٌّ لَهَا تَطِيْرُلَهَا الْعُقُوْلُ

"اس مصیبت کا ہم پر آجانا بھی حق ہے اور اس کی وجہ سے ہماری عقلوں کو زائل ہوجانا بھی حق ہے۔"

وَلَقَبْحُ اَرْضُنَا مِمَّا عَرَاهَا تَكَادُ بِنَا جَوَانِبُهَا تَمِيْلُ

"اور اس تکلیف کی وجہ سے جو زمین پر پہنچی ہے قریب ہے کہ زمین کے اطراف بھی ہمارے ساتھ لرزاں ہوں۔"

وَذَاكَ اَحَقُّ مَا سَالَتْ عَلَيْهِ نُفُوْسُ النَّاسِ اَوْكَرَبَتْ تَسِيْلُ

"اور یہ ہی حق ہے کہ آپ ﷺ کے وصال کی وجہ سے لوگوں کی روحیں پرواز کرگئی ہوں یا قریب ہے کہ وہ پرواز کر جائیں۔"

اُصِبْنَا بِالنَّبِىِّ وَقَدْ رُزِئْنَا مُصِيْبَتَنَا فَمَحْمَلُهَا ثَقِيْلُ

"نبی مکرم ﷺ کے وصال کی وجہ سے ہم پر مصائب کا ایسا کوہ گراں گرا جس کا اٹھانا مشکل ہے۔"

نَبِىٌّ كَانَ يَجْلُوْ الشَّكَّ عَنَّا بِمَا يُوْحٰى اِلَيْهِ وَمَا يَقُوْلُ

"وہ ایسے عظیم الشان نبی ﷺ تھے جو وحی خدا اور اپنے فرامین سے ہم سے شک کے اندھیرے دور فرماتے تھے۔"

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

امام احمد وغیرہ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول کرم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے کچھ ایسے فرشتے ہیں جو ہمہ وقت رواں دواں رہتے ہیں۔ وہ مجھ تک میری امت کا سلام پہنچاتے ہیں۔

ابن ابی الدنیا نے سلیمان بن سحیم سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں نبی اکرم ﷺ کی زیارت کی میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم لوگ روضۂ انور پر حاضری دیتے ہیں اور سلام عرض کرتے ہیں کیا آپ صلی اللہ علیک وسلم ان کے سلام کو سمجھتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں میں ان کے سلام کا جواب بھی دیتا ہوں۔

روضۂ انور کے خصائص

دار قطنی نے سنن میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کے لیے میری شفاعت واجب ہوگئی۔ ابو علی بن السکن نے بھی اپنی صحیح میں اس روایت کو نقل کیا ہے۔ الطبرانی نے معجم کبیر میں اور ضیاء مقدسی نے اس کو ''الاحادیث المختارہ'' میں روایت کیا ہے۔ یہ حدیث صحیح ہے۔

دار قطنی نے ایک اور سند سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا جس نے میری وفات کے بعد حج کیا اور میری قبر کی زیارت کی گویا کہ اس نے میری زندگی میں میری زیارت کی۔

میرے علم کے مطابق سب سے پہلے جس ہستی نے قبر انور کی زیارت کی وہ خاتون جنت حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا تھیں۔ جب حضور ﷺ کو دفنا دیا گیا تو وہ قبر انور پر حاضر ہوئیں قبر انور سے مٹھی بھر مٹی لے کر آنکھوں سے لگائی اور وہ اشعار پڑھے جو پہلے گزر چکے ہیں۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا کلام عقیدت

يَا عَيْنُ بَكِي وَلَا تَسَامِي وَحَقُّ الْبُكَاءِ عَلَى السَّيِدِ

''اے میری چشم گریاں! تو رو اور رونے میں اکتاہٹ محسوس نہ کر۔ کیونکہ سید دو عالم ﷺ پر رونا ان کا حق ہے۔''

عَلَى ذِي الْفَضَائِلِ وَالْمُكْرُمَا تِ وَ مِحْضَ الضَرِيْبَةِ وَالْمُحْتَدِ

''اس ہستی پر گریہ بار ہو جو فضیلتوں اور کرامتوں والی ہے۔ جو اصل الذات اور خالص ہیں۔''

عَلَى خَيْرِ خِنْدَفِ عِنْدَ الْبَلَا اَمْسٰى يَغِيْبُ فِي الْمَلْحَدِ

''اے چشم اشک بار! تو خندف کے بہترین شخص پر رولے وہ جو سر شام اپنے روضۂ انور میں چلا گیا۔''

فَصَلّٰى الْمَلِيْكُ وَلِيُّ الْعِبَادِ وَرَبُّ الْبِلَادِ عَلٰى اَحْمَدِ

''مالک الملک، لوگوں کا رب اور شہروں کا پروردگار احمد مجتبیٰ ﷺ پر درود و سلام بھیجے۔''

فَكَيْفَ الْاِقَامَةُ بَعْدَ الْحَبِيْبِ وَزَيْنِ الْمَحَافِلِ وَالْمَشْهَدِ

''حبیب لبیب محافل کی زینت اور مجالس کی آرائش کے چلے جانے کے بعد زندگی میں کوئی لذت نہیں رہی اب یہاں ٹھہرنا کیسا۔''

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جَزْعًا عَلَى الْمَهْدِيِّ اَصْبَحَ ثَاوِيًا　　یَا خَیْرَ مَنْ وَطِئَ الْحَصٰی لَا تَبْعُدِ

"میری ان آنکھوں کی اشکباری اس ہدایت یافتہ ہستی کی وجہ سے ہے۔ جو اپنی قبر انور میں آرام فرما ہوگئی ہے۔ اے تمام مخلوق سے بہترین! کاش آپ ﷺ ہم سے دور نہ جاتے۔"

یَا وَیْحَ اَنْصَارَ النَّبِیِّ وَنَسْلَهُمْ　　بَعْدَ الْمَغِیْبِ فِیْ سَوَاءِ الْمَسْجِدِ

"حضور ﷺ کے مسجد نبوی کے ساتھ پردہ فرما جانے کے بعد انصار اور ان کی اولاد کی حالت کتنی بری ہوگئی ہے۔"

جَنْبِیْ یَقِیْکَ التُّرْبَ لَهْفِیْ وَلَیْتَنِیْ　　غُیِّبْتُ قَبْلَکَ فِیْ بَقِیْعِ الْغَرْقَدِ

"میرا پہلو آپ ﷺ کو مٹی سے بچائے کاش! میں آپ ﷺ سے پہلے ہی بقیع الغرقد کے قبرستان میں دفن ہوگیا ہوتا۔"

أَ أُقِیْمُ بَعْدَکَ فِی الْمَدِیْنَةِ بَیْنَهُمْ　　یَا لَهْفَ نَفْسِیْ لَیْتَنِیْ لَمْ اُوْلَدِ

"کیا میں حضور ﷺ کے وصال فرما جانے کے بعد مدینہ طیبہ میں صحابہ کرام کے درمیان رہ سکوں گا۔ ہائے اپنے آپ پر افسوس کاش! میں پیدا ہی نہ ہوتا۔"

بِاَبِیْ وَاُمِّیْ مَنْ شَهِدْتُ وَفَاتَهُ　　فِیْ یَوْمِ الْاِثْنَیْنِ النَّبِیِّ الْمُهْتَدِیْ

"نبی مکرم ﷺ پر میرے والدین فدا ہوں وہ نبی مہتدی ﷺ جنہوں نے پیر کے دن وصال فرمایا اور میں اس وقت وہاں موجود تھا۔"

وَظَلَلْتُ بَعْدَ وَفَاتِهٖ مُتَبَلِّدًا　　یَا لَیْتَنِیْ صُبِّحْتُ سَمَّ الْاَسْوَدِ

"میں نے حضور ﷺ کی وفات کے بعد بڑی ناگفتہ بہ حالت میں دن گزارا کاش صبح کے وقت ہی مجھے کالے ناگ کا زہر پلا دیا جاتا۔"

اَوْ حَلَّ اَمْرُ اللّٰهِ فِیْنَا عَاجِلًا　　مَنْ یَّوْمِنَا فِیْ رَوْحَةٍ اَوْ مِنْ غَدِ

"یا پھر اللہ کا کوئی امر ہمارے درمیان جلدی جلدی نازل ہوتا۔ یہ امر آج کی صبح یا کل شام کو نازل ہوتا۔"

فَتَقُوْمُ سَاعَتُنَا فَنَلْقٰی طَیِّبًا　　مَحْضًا ضَرِیْبَتُهٗ کَرِیْمَ الْمَحْتَدِ

"کاش کہ ہماری قیامت قائم ہو جائے اور ہم طیب و پاکیزہ ہستی سے ملاقات کریں جو پاکیزہ فطرت اور شریف النسل ہے۔"

یَا بِکْرَ اٰمِنَةَ الْمُبَارَکَ بِکْرُهَا　　وَلَدَتْهُ مُحْصَنَةٌ بِسَعْدِ الْاَسْعَدِ

"اے حضرت آمنہ کے مبارک نور نظر! اس خاتون کے لخت جگر جس نے اپنے بچے کو ہزاروں سعادتوں کے ساتھ جنم دیا۔"

نُوْرًا اَضَاءَ عَلَی الْبَرِیَّةِ کُلِّهَا　　مَنْ یُّهْدَ لِلنُّوْرِ الْمُبَارَکِ یَهْتَدِیْ

"ایسا مبارک نور جنم دیا جس نے تمام کائنات کو روشن کر دیا جسے اس مبارک نور سے ہدایت دی جاتی ہے ہدایت پا جاتا ہے۔"

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وَیَھْدِیْنَا فَلَا نَخْشٰی ضَلَالًا عَلَیْنَا وَالرَّسُوْلُ لَنَا دَلِیْلُ

"وہ ہمیں راہ ہدایت پر گامزن کرتے تھے۔ اس کے بعد ہمیں کسی گمراہی کا خوف نہ تھا۔ کیونکہ رسول مکرم ﷺ ہمارے راہنما تھے۔"

یُخْبِرُنَا بِظَھْرِ الْغَیْبِ عَمَّا یَکُوْنُ فَلَا یَخُوْنُ وَلَا یَحُوْلُ

"آپ ﷺ ہمیں آئندہ رونما ہونے والی غیب کی خبریں دیتے تھے۔ اس میں آپ ﷺ نہ تو خیانت کرتے اور نہ ہی کوئی تبدیلی کرتے۔"

فَلَمْ نَرَ مِثْلَہٗ فِی النَّاسِ حَیًّا وَلَیْسَ لَہٗ مِنَ الْمَوْتٰی عَدِیْلُ

"نہ تو زندہ لوگوں میں کوئی آپ ﷺ کا مثل ہے اور نہ ہی مردوں میں آپ ﷺ کا کوئی ثانی ہے۔"

أَفَاطِمُ اِنْ جَزِعْتِ فَذَاکَ عُذْرٌ وَاِنْ لَّمْ تَجْزِعِیْ فَھُوَ السَّبِیْلُ

"اے خاتون جنت! سیدۃ نساء العالمین! اگر آپ جزع فزع کریں تو آپ معذور ہیں۔ لیکن اگر آپ دامن صبر کو مضبوطی سے تھامے رکھیں تو صحیح راستہ یہی ہے۔"

فَعُوْذِیْ بِالْعَزَاءِ فَاِنَّ فِیْہِ ثَوَابُ اللّٰہِ وَالْفَضْلُ الْجَزِیْلُ

"آپ رضی اللہ عنک صبر پر ہی عمل پیرا رہیں۔ کیونکہ صبر کرنے میں اللہ تعالیٰ کا ثواب اور اجر عظیم ہے۔"

فَقُوْلِیْ فِیْ اَبِیْکِ وَلَا تُمَلِّیْ وَھَلْ یَجْزِیْ بِفِعْلِ اَبِیْکِ قِیْلُ

"اپنے والد محترم (ﷺ) کی تعریف میں رطب اللسان رہیں اور اس میں اکتاہٹ محسوس نہ کریں کیا کوئی تعریف و ثنا آپ کے والد محتشم ﷺ کے کارہائے نمایاں کا بدل ہو سکتی ہے؟"

فَقَبْرُ اَبِیْکِ سَیِّدُ کُلِّ قَبْرٍ وَفِیْہِ سَیِّدُ النَّاسِ الرَّسُوْلُ

"آپ رضی اللہ عنکِ کے پدر بزرگوار ﷺ کی قبر انور تمام قبروں کی سردار ہے۔ اس میں لوگوں کے سردار رسول مکرم ﷺ تشریف فرما ہیں۔"

صَلٰوۃُ اللّٰہِ مِنْ رَّبٍّ رَّحِیْمٍ عَلَیْہِ لَا تَحُوْلُ وَلَا تَزُوْلُ

"ہمیشہ رحم فرمانے والے پروردگار کی طرف سے آپ ﷺ پر درود و سلام ہو۔ ایسا درود و سلام جو مسلسل ہو اور زائل ہونے والا نہ ہو۔"

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کا نذرانہ عقیدت

مَا بَالُ عَیْنِکَ لَا تَنَامُ کَاَنَّھَا کُحِلَتْ مَآقِیْھَا بِکُحْلِ الْاَرْمَدٖ

"اے حسان! تیری آنکھوں کو کیا ہو گیا ہے وہ بالکل سوتی ہی نہیں ہیں۔ ایسے محسوس ہوتا ہے کہ ان کی پلکوں پر آشوب چشم کا سرمہ لگا دیا گیا ہے۔"

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

"رسول مکرم ﷺ کی ذات پر میری والدہ محترمہ، خالہ، چچا جان، میرا نفس اور میرا خالو نثار ہو۔"

صَبَرْتَ وَبَلَّغْتَ الرِّسَالَةَ صَادِقًا   وَقَوَّمْتَ صُلْبَ الدِّيْنِ اَبْلَجَ صَافِيًا

"آپ صلی اللہ علیک وسلم نے صبر کا مظاہرہ کیا اور اللہ تعالیٰ کا پیغام صحیح صحیح پہنچا دیا۔ دین کی پشت کو کھڑا کر کے اس کو مستحکم کر دیا۔"

فَلَوْ اَنَّ رَبَّ الْعَرْشِ اَبْقَاکَ بَيْنَنَا   سَعِدْنَا وَلٰكِنْ اَمْرُهٗ كَانَ مَاضِيًا

"اگر رب العرش آپ صلی اللہ علیک وسلم کو ہمارے درمیان باقی رہنے دیتا تو ہم اور زیادہ سعادت سے بہرہ اندوز ہو جاتے۔ لیکن اللہ کا حکم ہو کر رہتا ہے۔"

عَلَيْکَ مِنَ اللّٰهِ السَّلَامُ تَحِيَّةً   وَاُدْخِلْتَ جَنَّاتٍ مِّنَ الْعَدْلِ رَاضِيًا

"اللہ رب العزت کی طرف سے آپ پر درود و سلام ہو اور آپ جنت کے سدا بہار باغوں میں ہمیشہ خوش و خرم رہیں"۔

(سلوۃ الکئیب بوفاۃ الحبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عبارت اختتام پذیر ہوئی)

مصنف کا بارگاہ رسالت میں ہدیہ خلوص

ثُمَّ مَاتَ النَّبِيُّ بَلْ اَفَلَتْ شَمْـ   ـسُ الْهُدٰى وَاسْتَمَرَّتِ الظَّلْمَاءُ

"پھر نبی محترم ﷺ کا وصال ہو گیا۔ بلکہ آفتاب ہدایت غروب ہو گیا اور مسلسل تاریکی چھا گئی۔"

فَجَمِيْعُ الْاَنَامِ مِنْهُ اِلَى الْحَشْـ   ـرِ بِلَيْلٍ نُّجُوْمُهُ الْاَوْلِيَاءُ

"سارا جہان حشر تک ایک ظلمت میں ہے۔ اور اس کے ستارے اولیاء ہیں۔"

كَانَتِ الْكَائِنَاتُ تَفْدِيْهِ لَوْ   يُقْبَلُ مِنْهَا عَنْهُ لَدَيْهِ الْفِدَاءُ

"اگر حضور ﷺ کی طرف سے فدیہ قبول کیا جاتا تو پھر ساری کائنات بطور فدیہ حاضر تھی۔"

خَيَّرُوْهُ فَاخْتَارَ اَعْلٰى رَفِيْقٍ   لَوْ اَرَادَ الْبَقَاءَ كَانَ الْبَقَاءُ

"انہوں نے آپ ﷺ کو اختیار دیا آپ ﷺ نے رفیق اعلیٰ کو اختیار فرمایا اگر آپ زندگی کو پسند فرماتے تو آپ کو باقی رکھا جاتا۔"

وَهُوَ بَاقٍ فِي اللّٰهِ فِيْ كُلِّ حَالٍ   قَبْلَ مَوْتٍ وَّ بَعْدَ مَوْتٍ سَوَاءُ

"آپ ہر حالت میں موت سے پہلے بھی اور بعد میں بھی درگاہ الوہیت میں برابر حاضر ہیں۔"

لَقِيَ اللّٰهَ دُوْنَ سَبْقِ فِرَاقٍ   اِنَّمَا اَكَّدَ اللِّقَاءَ لِقَاءُ

"آپ ﷺ نے بغیر کسی جدائی کے اللہ تعالیٰ سے ملاقات کی بعد والی ملاقات نے پہلی ملاقات کو مؤکد کر دیا۔"

مَوْتُهٗ نَقْلُهٗ لِاَعْلٰى فَاَعْلٰى   كُلُّ عُلْيَاءَ فَوْقَهَا عُلْيَاءُ

"آپ ﷺ کا وصال بلند سے بلند تر مقام کی طرف منتقل ہونا ہے۔ کیونکہ ہر بلندی کے بعد ایک بلندی ہے۔"

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

يَا رَبِّ فَاجْمَعْنَا مَعًا وَ نَبِيَّنَا فِيْ جَنَّةٍ تُثْنِيْ عُيُوْنَ الْحُسَّدِ

"اے مولا! ہمارے نبی ﷺ کو ایسی جنت میں جمع فرمایا جو حاسدوں کی نگاہوں کو پھیر دے۔"

فِيْ جَنَّةِ الْفِرْدَوْسِ فَاكْتُبْهَا لَنَا يَا ذَاالْجَلَالِ وَذَاالْعُلَا وَالسُّوْدَدِ

"اے بزرگ و برتر! اے ارفع و اعلیٰ ہمارے لیے جنت الفردوس کو لکھ دے۔"

وَاللّٰهِ اَسْمَعُ مَا بَقِيْتُ بِمَيِّتٍ اِلَّا بَكَيْتُ عَلَى النَّبِيِّ مُحَمَّدٍ

"اللہ کی قسم! میں جب بھی کسی مرنے والے کی موت کے متعلق سنوں گا تو مجھے حضور ﷺ پر رونا آئے گا۔"

فَاللّٰهُ اَهْدَاهُ لَنَا وَهُدٰى بِهٖ اَنْصَارُهٗ فِيْ كُلِّ سَاعَةِ مَشْهَدٍ

"اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو ہمارے لئے بطور تحفہ بھیجا اور آپ ہی کے طفیل آپ کے انصار کی ہر جنگ کی ہر گھڑی میں مدد کی گئی۔"

صَلَّى الْاِلٰهُ وَمَنْ يَّحُفُّ بِعَرْشِهٖ وَالصَّالِحُوْنَ عَلَى الْمُبَارَكِ اَحْمَدِ

"اللہ تعالیٰ، اس کی وہ مخلوق (فرشتے) جس نے اس کے عرش کو گھیر رکھا ہے اور صالحین نبی رحمت ﷺ پر درود و سلام بھیجیں۔"

حضرت صفیہ بنت عبدالمطلب رضی اللہ عنہا کے عقیدت کے پھول

اَلَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كُنْتَ رَجَاءَنَا وَكُنْتَ بِنَا بَرًّا وَلَمْ تَكُ جَافِيًا

"یارسول اللہ! آپ صلی اللہ علیک وسلم ہماری امیدوں کے مرکز تھے۔ آپ ہمارے ساتھ نرم دل تھے اور ظالم نہ تھے۔"

وَكُنْتَ بِنَا رَءُوْفًا رَحِيْمًا نَبِيَّنَا لِيَبْكِ عَلَيْكَ الْيَوْمَ مَنْ كَانَ بَاكِيًا

"آپ صلی اللہ علیک وسلم ہمارے ساتھ رؤف اور رحیم تھے۔ رونے والا آج آپ پر رولے۔"

لَعَمْرُكَ مَا اَبْكِي النَّبِيَّ لِمَوْتِهٖ وَلٰكِنْ لِهَرْجٍ كَانَ بَعْدَكَ اٰتِيًا

"مجھے آپ کی زندگی کی قسم! میں حضور ﷺ کے وصال کی وجہ سے نہیں رو رہی لیکن میں اس مصیبت کی وجہ سے رو رہی ہوں جو آپ کے بعد آنے والی ہے۔"

كَاَنَّ عَلٰى قَلْبِيْ لِذِكْرٰى مُحَمَّدٍ وَمَا خِفْتُ مِنْ بَعْدِ النَّبِيِّ الْمُكَاوِيَا

"میرا دل یاد مصطفیٰ ﷺ اور ان کے بعد رونما ہونے والے واقعات کے غم میں داغ داغ ہے۔"

اَرٰى حَسَنًا اَيْتَمْتَهٗ وَتَرَكْتَهٗ يَبْكِيْ وَيَدْعُوْ جَدَّهُ الْيَوْمَ نَائِيًا

"آپ ﷺ حضرت حسن کو یتیم کر گئے ہیں اور اس کو اس حالت میں چھوڑ گئے ہیں کہ وہ رو رہا ہے اور اپنے نانا جان کو بلا رہا ہے۔"

فِدًى لِرَسُوْلِ اللّٰهِ اُمِّيْ وَخَالَتِيْ وَعَمِّيْ وَ نَفْسِيْ قَصْرَةً ثُمَّ خَالِيَا

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

واقعات کو ذکر کیا ہے۔ جس میں آئمہ کرام نے حضور ﷺ کی حالت بیداری یا حالت خواب میں زیارت کی ہے۔

حضور ﷺ کے وصال کی غیبی خبر

امام کمال الدمیری نے اپنی کتاب کے آخر میں ''باب الشین'' میں ''شیہم'' پر بحث کرتے ہوئے لکھا ہے۔ مشہور شاعر ابو ذویب الھذلی کہتے ہیں کہ جب ہم کو یہ خبر ملی کہ حضور نبی محترم ﷺ علیل ہیں تو ہم کو بہت زیادہ تکلیف پہنچی۔ ہم نے دکھ کی ایک طویل رات بسر کی اس رات کی ظلمت کافور ہونے میں نہیں آتی تھی اور نہ ہی کسی مطلع سے نور کا ظہور ہوتا تھا۔ جب سحر ہوئی تو میں نے ایک آواز دینے والے کی آواز کو سنا وہ یہ اشعار پڑھ رہا ہے:

خَطَبَ اَجَلُ اَنَاخَ بِالْاِسْلَامِ   بَیْنَ النَّخِیْلِ وَمَقْعَدِ الْآطَامِ

''وہ مصیبت جو کھجوروں اور ٹیلوں کے درمیان اسلام پر آئی ہے وہ کتنی بڑی ہے۔''

قُبِضَ النَّبِیُّ مُحَمَّدٌ فَعُیُوْنُنَا   تَذْرِی الدُّمُوْعَ عَلَیْهِ بِالتَّسْجَامِ

''وہ خبر یہ ہے کہ نبی محترم ﷺ وصال فرما چکے ہیں۔ جس کی وجہ سے ہماری آنکھیں مسلسل گریہ بار ہیں''۔

ابو ذویب کہتے ہیں جب میں نے یہ خبر سنی تو گھبرا کر بیدار ہو گیا۔ میں نے آسمان کی طرف دیکھا مجھے سعد الذابح ستارے کے علاوہ کوئی چیز دکھائی نہ دی۔ میں نے اس خواب کی یہ تعبیر کی کہ عنقریب اہل عرب میں جنگ اور فساد ہو گا اور مجھے یہ بھی علم ہو گیا کہ نبی مکرم ﷺ کا وصال ہو چکا ہے۔ یا آپ ﷺ عنقریب وصال فرما جائیں گے۔ میں اسی وقت اپنی اونٹنی پر سوار ہو کر عازم سفر ہوا۔ صبح کے وقت میں نے کسی ایک چیز کو تلاش کرنا شروع کیا جس سے میں فال پکڑ سکوں۔ میں نے ''شیہم'' کو دیکھا۔ اس نے ایک سانپ کو مغلوب کر رکھا تھا اور سانپ نے اس کے ارد گرد بل ڈال رکھے تھے اور وہ جانور اسے مسلسل کھا رہا تھا۔ حتی کہ اس نے وہ تمام کھا لیا۔ میں نے اس سے فال پکڑی میں نے کہا یہ جانور تو شیہم ہے۔ یعنی شی ہم (ان کی چیز) اور سانپ کے بل کھانے سے مراد یہ ہے کہ حضور ﷺ کے بعد لوگ حق سے منحرف ہو جائیں گے۔ میں نے شیہم کے سانپ کو کھا جانے سے یہ تعبیر لی کہ آپ ﷺ کے انتقال کے بعد خلیفہ فسادات پر غلبہ پالیں گے۔ میں نے اپنی اونٹنی کو تیز دوڑایا۔ جب میں ''غابہ'' کے مقام پر پہنچا میں نے پرندے سے فال نکالی اس نے مجھے نبی مکرم ﷺ کے وصال کی خبر دی اس وقت ایک کوا بولا اس نے بھی اس قسم کی گفتگو کی۔ میں نے آئندہ رونما ہونے والے واقعات سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگی۔ حتی کہ میں مدینہ منورہ پہنچ گیا۔ مجھے اس طرح رونے کی آواز سنائی دی جس طرح ایام حج میں حاجیوں کی آواز سنائی دیتی ہے۔ میں نے لوگوں سے پوچھا کیا ہوا ہے۔ انہوں نے مجھے بتایا کہ حضور ﷺ کا وصال ہو گیا ہے۔ میں مسجد نبوی ﷺ میں آیا میں نے دیکھا کہ مسجد خالی تھی۔ میں کاشانہ نبوی میں حاضر ہوا۔ میں نے دیکھا کہ اس کا دروازہ بند تھا۔ وہاں حضور ﷺ کے اہل خانہ موجود تھے۔ میں نے ان سے عرض کی کہ لوگ کہاں ہیں؟ انہوں نے کہا کہ تمام لوگ سقیفہ بنی ساعدہ کی طرف تشریف لے گئے ہیں۔ جب میں سقیفہ بنی ساعدہ پہنچا تو میں نے وہاں ابو بکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت ابو عبیدہ بن الجراح اور قریش کی ایک جماعت (رضی اللہ عنہم) کو دیکھا۔ میں نے انصار کو بھی دیکھا ان میں حضرت سعد بن عبادہ، حضرت حسان بن ثابت اور

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مَا اَصَبْنَا بِمِثْلِهٖ وَالْبَرَايَا لَنْ يُصَابُوْا وَهَلْ لَهٗ مِثْلَاءٗ

"نہ تو ہم نے آپ کی مثل دیکھا ہے اور نہ ہی مخلوق آپ کی مثل دیکھ سکے گی۔ کیا آپ کا کوئی ہم مثل ہو سکتا ہے؟"

هُوَ حَيٌّ فِيْ قَبْرِهٖ وَلِهٰذَا حُرِمَتْ مِنْ تُرَاثِهٖ الزَّهْرَاءُ

"آپ اپنی قبر انور میں زندہ ہیں۔ اسی لیے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو آپ کی وراثت نہ مل سکی۔"

وَرَّثَ الْعِلْمَ وَالشَّرِيْعَةَ لَا الْمَالَ وَوُرَّاثُهٗ هُمُ الْعُلَمَاءُ

"آپ نے علم اور شریعت کے ورثاء بنائے مال کے ورثاء بنائے۔ آپ کے ورثاء علماء ہیں۔"

خَصَّهُ اللّٰهُ بِالْحَيَاةِ عَلٰى اَكْمَلِ حَالٍ يَسِيْرُ حَيْثُ يَشَاءُ

"اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو مکمل ترین زندگی کے ساتھ مخصوص فرمایا آپ جہاں چاہتے ہیں تشریف لے جاتے ہیں۔"

كَمْ رَاٰهُ بِيَقْظَةٍ وَّ مَنَامٍ مِّنْ مُّحِبِّيْهِ سَادَةٌ اَصْفِيَاءُ

"آپ کے کتنے ہی محبوں اور صوفیاء نے حالت بیدار اور حالت نیند میں آپ کی زیارت کی۔"

لَيْسَ تَبْدُوْ لِلْعَيْنِ شَمْسٌ بِمَاءٍ اَوْ هَوَاءٍ اِلَّا وَ ثَمَّ صِفَاءُ

"اگر آنکھ میں صفائی نہ ہو تو اسے پانی میں یا فضا میں سورج دکھائی نہیں دیتا۔"

وَهُوَ سَارٍ بَيْنَ الْعَوَالِمِ لَمْ تَحْصِدْهُ مِنْ رَوْضِ قَبْرِهٖ اَرْجَاءُ

"آپ ﷺ تمام عالم میں سفر فرماتے رہتے ہیں۔ روضۂ انور کی دیواریں اس سفر میں رکاوٹ نہیں بنتیں۔"

فَلَدَيْهِ فَوْقَ السَّمَاءِ وَتَحْتَ الْاَرْضِ وَالْعَرْشِ وَالْحَضِيْضِ سَوَاءٌ

"آپ ﷺ کے نزدیک آسمان کی بلندی، زمین کی پستی، عرش اور فرش برابر ہیں۔"

هُوَ حَيٌّ فِيْ قَبْرِهٖ بِحَيَاةٍ كُلُّ حَيٍّ مِّنْهَا لَهُ اسْتِمْلَاءٌ

"آپ ﷺ اپنی مرقد انور میں اسی طرح بحیات ہیں کہ ہر زندہ چیز اپنی استطاعت کے مطابق فیض حاصل کر رہی ہے۔"

مَلَاَ الْكَوْنَ رُوْحُهٗ وَهُوَ نُوْرٌ وَبِهٖ لِلْجِنَانِ بَعْدُ امْتِلَاءٌ

"آپ ﷺ کی مبارک روح نے تمام کائنات کو بھر دیا ہے حالانکہ آپ ﷺ نور ہیں اور جنت کی رونقیں بھی انہی کے دم قدم سے ہیں"۔

میں نے اس قصیدہ کے حاشیہ میں لکھا ہے کہ آپ ﷺ کی روح مبارک نے تمام کائنات کو بھر دیا ہے۔ کیونکہ تمام مخلوق آپ ﷺ کے نور سے ہی پیدا کی گئی ہے۔ جیسا کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث شریف سے ثابت ہے۔ علامہ نور الدین حلبی نے ایک رسالہ بھی اسی موضوع پر رقم فرمایا ہے۔ انہوں نے اس کا نام "تَعْرِيْفُ اَهْلِ الْاِسْلَامِ وَالْاِيْمَانِ بِاَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهٖ وَسَلَّمَ لَا يَخْلُوْمِنْهُ مَكَانٌ وَّلَا زَمَانٌ" رکھا ہے۔ اس میں انہوں نے اس حقیقت کو کثیر دلائل سے ثابت کیا ہے۔ میں نے اپنی کتاب "سعادۃ الدارین" میں اسکا خلاصہ پیش کیا ہے۔ میں نے اس کتاب میں ان

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وہ خلاف عادت واقعات جو حضور ﷺ کے وصال کے بعد رونما ہوئے

حضرت خارجہ بن زید رضی اللہ عنہ کی وصال کے بعد گفتگو

وہ خلاف عادت واقعات جو نبی محترم ﷺ کے وصال کے بعد رونما ہوئے ان میں ایک وہ واقعہ بھی ہے جس کو الطبرانی نے حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت خارجہ بن زید رضی اللہ عنہ کا تعلق قبیلہ انصار سے تھا۔ ایک دفعہ وہ مدینہ طیبہ کی ایک گلی میں چل رہے تھے کہ وہ اچانک گر پڑے اور ان کی روح عالم بالا کو پرواز کر گئی۔ جب انصار کو ان کی وفات کے متعلق علم ہوا تو وہ آئے اور انہیں اٹھا کر ان کے گھر لے گئے اور انہیں دو چادروں سے لپیٹ دیا۔ انصار کے مرد اور خواتین ان پر رو رہے تھے۔ انہیں ان کی وفات پر شک تھا۔ اس لیے انہوں نے انہیں اسی حالت پر رہنے دیا۔ انہوں نے ان کی تجہیز و تکفین میں بھی تاخیر کر دی۔ مغرب اور عشاء کے درمیان انہوں نے ایک کہنے والے کی آواز کو سنا۔ وہ کہہ رہا تھا۔ خاموش ہو جاؤ خاموش ہو جاؤ۔ جب انہوں نے غور سے وہ آواز سنی تو انہیں محسوس ہوا کہ وہ آواز انہیں چادروں کے اندر سے آ رہی تھی۔ لوگوں نے ان کے چہرے سے کپڑا ہٹایا وہ کہہ رہے تھے:

"محمد ﷺ نبی امی اور خاتم النبیین ہیں۔ ان کے بعد کوئی نبی نہیں۔ پہلی کتب میں ان کا تذکرہ موجود تھا۔ پھر انہوں نے کہا یہ سچ ہے۔ یہ سچ ہے۔ یہ سچ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کے رسول مکرم ﷺ برحق ہیں۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ یہ کہنے کے بعد حضرت خارجہ رضی اللہ عنہ دوبارہ پہلی کیفیت میں ہو گئے۔ انہوں نے اس وقت نبی مکرم ﷺ کی روح مبارک کو اپنے پاس موجود دیکھا۔ کیونکہ ان کا یہ واقعہ حضور ﷺ کے وصال کے بعد کا ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ انہوں نے حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہم کا بھی ذکر کیا۔ انہوں نے ان کے کارناموں پر ان کی تعریف کی۔ لیکن انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا تذکرہ نہیں کیا کیونکہ اس وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ خلیفہ تھے۔

امام بیہقی نے حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور اس روایت کو صحیح کہا ہے کہ حضرت خارجہ بن زید انصاری، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں انتقال کر گئے۔ لوگوں نے آپ کو لپیٹ دیا۔ لوگوں نے ان کے سینے سے کوئی آواز سنی پھر وہ یوں محو کلام ہوئے۔" احمد، احمد ﷺ، آپ ﷺ کا تذکرہ پہلی کتب میں مذکور ہے۔ یہ سچ ہے یہ سچ ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اگرچہ اپنی ذات میں تو کمزور تھے لیکن اللہ تعالیٰ کے معاملہ میں بڑی قوی تھے۔ ان کا تذکرہ بھی سابقہ کتاب میں ہے۔ یہ سچ ہے یہ سچ ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ قوی اور امین تھے ان کا ذکر بھی پہلی کتب میں ہے۔ یہ سچ ہے یہ سچ ہے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ بھی ان کے راستہ پر ہی گامزن ہیں۔ ان کی خلافت کے چار سال گذر چکے ہیں اور دو سال باقی رہ گئے ہیں۔ فتنوں کا دور آ رہا ہے۔ طاقتور کمزور کو کھا جائے گا اور قیامت قائم ہو جائے گی۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہم تھے۔ میں قریش کی جانب چلا گیا۔ پہلے انصار نے طویل گفتگو کی پھر ان کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے تقریر کی۔ اللہ کی قسم! وہ گفتگو کرنے کے ماہر تھے۔ جس نے بھی وہ گفتگو سنی اس نے سر تسلیم خم کر دیا۔ اس کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بھی تقریر فرمائی۔ پھر انہوں نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہا، اپنا ہاتھ آگے بڑھائیں تاکہ میں بیعت کروں۔ انہوں نے اپنا ہاتھ آگے کیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سب سے پہلے بیعت کی ان کے بعد تمام لوگوں نے بیعت کی اس کے بعد حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ واپس آ گئے میں بھی ان کے ساتھ ہی وہاں سے لوٹ آیا۔

ابو ذویب کہتے ہیں۔ میں نے حضور ﷺ کی نماز جنازہ بھی ادا کی اور آپ کو دفن کرنے کی بھی سعادت حاصل ہوئی۔

حضور ﷺ کے غسل کے وقت ایک غیبی آواز

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ جب آپ ﷺ کے اہل خانہ نے آپ ﷺ کو غسل دینے کا ارادہ کیا تو انہوں نے کہا ہم نہیں جانتے کہ حضور ﷺ کو غسل دیتے وقت اسی طرح کپڑے اتارنے ہیں جس طرح عام مردوں کے کپڑے اتار دیئے جاتے ہیں یا آپ ﷺ کو کپڑوں میں ہی غسل دینا ہے۔ جب انہوں نے اس مسئلہ میں اختلاف کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان پر نیند طاری کر دی۔ تمام اہل خانہ اپنی گردنوں کو اپنے سینوں کی طرف جھکائے ہوئے تھے۔ گھر کے کونے سے کسی پکارنے والے نے آواز دی۔ کیا تم حضور ﷺ کی رفعت شان سے آشنا نہیں ہو۔ انہیں ان کے کپڑوں میں ہی غسل دو۔ اس وقت آپ ﷺ کے اہل خانہ بیدار ہوئے اور آپ ﷺ کو کپڑوں سمیت ہی غسل دیا۔ انہوں نے آپ ﷺ کی قمیص مبارک کے اوپر سے ہی پانی بہایا۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بالغ ہونے کے قریب تھا۔ کچھ عرصہ بعد اس کو مدینہ کی وبا لگی اور کچھ دن بیمار رہنے کے بعد مر گیا۔ حضور ﷺ نے اس کی آنکھیں بند کیں اور اس کی تجہیز و تکفین کی تیاری کا حکم فرمایا۔ جب ہم اس کو غسل دینے لگے تو آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا اے انس! اس بچے کی والدہ کے پاس جاؤ اور اسے اس کی موت کے متعلق بتاؤ۔ میں نے اس خاتون کو اس کے نورِ نظر کی موت کے متعلق بتایا وہ اپنے بیٹے کے پاس آئی اور اس کے قدموں کی طرف بیٹھ گئی۔ اس نے اپنے بیٹے کے قدم پکڑ کر یہ دعا مانگی:

"اے میرے مالک! میں تجھ پر برضا و رغبت ایمان لائی۔ میں نے بتوں سے کنارہ کشی اختیار کی۔ میں نے تیری رضا کے لئے بخوشی ہجرت کی۔ تو مجھے اس حالت میں مبتلا نہ کر کہ بتوں کے پجاری میرا انداق کریں اور مجھ پر اس مصیبت کا بارِ گراں نہ ڈال جسے اٹھانے کی مجھ میں ہمت نہیں ہے۔"

حضرت انس فرماتے ہیں اللہ کی قسم! جونہی اس خاتون نے اپنی دعا کو ختم کیا اسی وقت اس کے لڑکے نے اپنے پاؤں کو حرکت دی اور اپنے چہرے سے کپڑا ہٹا دیا وہ پھر نبی محترم ﷺ کے وصال تک زندہ رہا حتی کہ اس کی والدہ بھی اس سے پہلے ہی فوت ہو گئی۔

حضرت علاء رضی اللہ عنہ کی قبر انور

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں۔ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک لشکر کو تیاری کا حکم دیا اور حضرت علاء بن الحضرمی رضی اللہ عنہ کو امیر لشکر مقرر فرمایا۔ میں بھی اس فوج میں شامل تھا۔ جب ہم میدان جنگ میں پہنچے تو ہم نے دیکھا کہ دشمن کی فوج ہم سے پہلے ہی وہاں موجود تھی۔ انہوں نے وہاں پانی کے نشانات مٹا دیئے تھے۔ اس دن گرمی بہت شدید تھی۔ ہمیں اور جانوروں کو سخت پیاس محسوس ہوئی۔ جب سورج ڈھلا تو حضرت علاء رضی اللہ عنہ نے ہمیں دو رکعتیں نماز پڑھائی پھر دعا کے لیے اپنے ہاتھ بلند کیے۔ اس وقت آسمان بالکل صاف تھا۔ اللہ کی قسم! جونہی انہوں نے اپنے ہاتھ اپنے چہرے پر پھیرے اسی وقت تیز ہوا چلنے لگی۔ بادل آسمان پر چھا گئے موسلا دھار بارش ہوئی۔ حتی کہ تمام تالاب اور گھاٹیاں پانی سے بھر گئیں۔ ہم نے خود بھی جی بھر کر پانی پیا اور اپنے جانوروں کو بھی خوب سیراب کیا۔ پھر ہم نے دشمن کا تعاقب کیا۔ اس وقت وہ خلیج کو عبور کر کے جزیرے تک پہنچ چکے تھے۔ حضرت علاء رضی اللہ عنہ خلیج کے کنارے پر کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے۔ یا علی، یا عظیم، یا کریم۔ پھر ہم سے فرمایا اللہ کا نام لے کر خلیج کو عبور کرو۔ اللہ کی قسم! ہم نے خلیج کو عبور کر لیا۔ لیکن ہمارے گھوڑوں کے پاؤں بھی تر نہیں ہوئے تھے۔ اس کے بعد حضرت علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ انتقال فرما گئے اور ہم نے ان کو دفن کر دیا۔ جب ہم ان کو دفنا چکے تو ہمارے پاس ایک شخص آیا۔ اس نے پوچھا یہ کس کی قبر ہے؟ ہم نے کہا یہ مرقد ایک بہترین انسان کی ہے۔ یہ ابن حضرمی ہیں۔ اس شخص نے کہا یہ زمین مردوں کو نکال کر باہر پھینک دیتی ہے۔ انہیں اس زمین سے نکال لو اور یہاں سے ایک یا دو میل دور لے جا کر دفن کرو۔ ہم نے باہم مشاورت کی کہ اگر ہم نے اپنے ساتھی کو یہاں چھوڑ دیا تو درندے انہیں کھا جائیں گے۔ ہم نے اتفاق کیا ہم انہیں نکال کر کسی اور جگہ لے جائیں۔ جب ہم نے ان کی قبر کھودی تو ہم نے دیکھا کہ ابن حضرمی رضی اللہ عنہ وہاں موجود نہ تھے وہ قبر نور سے بھرپور تھی اور ہر طرف نور کا اجالا پھیلا ہوا تھا۔ ہم نے قبر پر دوبارہ مٹی ڈال

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

عنقریب تمہارے پاس بئر اریس کی خبر آجائے گی۔ کیا تم جانتے ہو کہ بئر اریس کیا ہے؟"

اس کے بعد بنو خطمہ کا ایک اور شخص مر گیا۔ لوگوں نے اس کو بھی کپڑے سے ڈھانپ دیا۔ پہلے اس کے بھی سینے سے آواز پیدا ہوئی پھر وہ یوں کلام کرنے لگا۔ "میرے اس بھائی نے سچ کہا ہے"۔

امام بیہقی کہتے ہیں کہ بئر اریس کا واقعہ یہ ہے کہ حضور ﷺ نے ایک انگوٹھی بنوائی وہ ہر وقت آپ ﷺ کی انگلی مبارک پر رہتی تھی۔ پھر وہ مبارک انگوٹھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس رہی۔ پھر اسے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے پہلے رکھا۔ پھر وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس رہی۔ جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خلافت کے چھ سال گذر گئے تو وہ انگوٹھی بئر اریس میں گر پڑی۔ اس وقت ان کے عمال (گورنرز) کے رویے تبدیل ہو گئے اور فتنوں کا دروازہ کھل گیا۔ جس طرح حضرت خارجہ بن زید رضی اللہ عنہ نے پیش گوئی کی تھی۔

امام بخاری نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کے پاس ایک انگوٹھی تھی۔ جو ہر وقت آپ ﷺ کی مبارک انگلی پر رہتی تھی۔ اس کے بعد وہ انگوٹھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پہن لی۔ ان کی وفات کے بعد وہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس چلی گئی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد وہ انگوٹھی حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پاس رہی۔ ایک مرتبہ آپ بئر اریس پر بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ نے انگوٹھی نکالی اور اس سے کھیلنے لگے۔ اچانک وہ انگوٹھی اس کنویں میں گر پڑی۔ لوگوں نے مسلسل تین دن انگوٹھی کو تلاش کیا لیکن وہ نہ ملی۔

خصائص کبریٰ میں ہے کہ بعض علماء فرماتے ہیں کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی کی طرح آپ ﷺ کی انگوٹھی میں بھی کوئی راز تھا کیونکہ حضرت سلیمان علیہ السلام سے جب انگوٹھی گم ہو گئی تو ان کی سلطنت بھی ختم ہو گئی۔ اسی طرح جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے بھی وہ انگوٹھی گم ہو گئی تو ان کے حالات بھی دگرگوں ہو گئے اور باغیوں نے آپ کے خلاف بغاوت کی۔ یہ اس فتنہ کی ابتداء تھی۔ جس میں آپ کی شہادت ہوئی پھر یہ فتنہ تا قیامت قائم رہے گا۔

امام بیہقی نے حضرت عبداللہ بن عبید اللہ انصاری سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ مجھے ان لوگوں کے ساتھ شامل ہونے کی سعادت حاصل ہے۔ جنہوں نے حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کو دفن کیا وہ انصار کے خطیب تھے اور جنگ یمامہ میں رتبۂ شہادت پر فائز ہوئے۔ حضور ﷺ نے ان کے لیے جنت کی خوشخبری سنائی تھی۔ جب ہم نے ان کو قبر میں داخل کیا تو ہم نے ان کو سنا وہ کہہ رہے تھے۔

"مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ اَبُوْ بَکْرِنِ الصِّدِّیْقُ عُمَرُ الشَّھِیْدُ عُثْمَانُ الْبَرُّ الرَّحِیْمُ"

جب ہم نے ان کو دیکھا تو ان کی روح پرواز کر چکی تھی۔ "شفاء میں بھی یہ واقعہ مذکور ہے"

امام بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ اس امت میں تین ایسی خصوصیات ہیں کہ اگر وہ خصوصیات بنی اسرائیل میں ہوتیں تو وہ فرقوں میں تقسیم نہ ہوتے۔ ہم نے کہا وہ خصوصیات کون سی ہیں۔ انہوں نے فرمایا ہم صفہ میں حضور ﷺ کے پاس تھے۔ آپ ﷺ کے پاس ایک مہاجرہ خاتون حاضر ہوئی اس کے پاس اس کا ایک بچہ تھا جو

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

منہمک ہو گئے۔ لوگوں نے دور سے ایک سراب دیکھا۔ لیکن لوگوں نے اپنی توجہ دعا کی طرف ہی مبذول رکھی۔ انہیں پھر اسی سراب کی چمک دکھائی دی۔ جاسوس نے کہا کیا یہ پانی نظر آ رہا ہے؟ حضرت علاء وہاں سے اٹھے اور لوگ بھی ان کے پیچھے پیچھے چل دیئے۔ حتی کہ وہ پانی تک پہنچ گئے۔ ہم نے وہاں خوب سیر ہو کر پانی پیا اور غسل کیا۔ جب سورج ذرا بلند ہوا تو ہمارے اونٹ بھی وہیں پہنچ گئے۔ ہر شخص نے اپنا اونٹ پکڑ لیا اور اپنا زاد راہ حاصل کر لیا۔ پھر خوب سیر ہو کر کھانا کھایا اور پیاس بجھائی۔

اس سفر میں میرے رفیق راہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ تھے۔ جب ہم اس مکان سے کافی دور پہنچ گئے تو انہوں نے مجھ سے کہا اس جگہ کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے۔ جہاں سے ہمیں پانی ملا میں نے انہیں کہا میں تمام لوگوں سے زیادہ ان شہروں سے آشنا ہوں۔ انہوں نے مجھ سے فرمایا میرے ساتھ اس مقام تک چلو۔ میں ان کے ساتھ اسی مقام پر آیا اور بعینہٖ اسی جگہ اپنے اونٹوں کو بٹھایا جہاں پہلے بٹھایا تھا۔ اب وہاں نہ تو کوئی پانی تھا اور نہ ہی کہیں پانی کے آثار تھے۔ میں نے ان سے کہا اللہ کی قسم! یہ جگہ تو بالکل وہی ہے۔ جہاں ہم نے قیام کیا تھا۔ لیکن اب یہاں پانی نظر نہیں آ رہا اور میں نے اس سے پہلے بھی کبھی یہاں پانی نہیں دیکھا تھا۔ اچانک ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ایک بھرا ہوا مشکیزہ دیکھا انہوں نے فرمایا اے سہم! اللہ کی قسم! یہ وہی جگہ ہے۔ میں تجھے ساتھ لے کر اسی لیے یہاں آیا ہوں۔ کیونکہ میں نے اپنے مشکیزے کو بھر کر اس وادی کے کنارے پر رکھ دیا تھا۔ میں نے کہا یہ تو اللہ تعالیٰ کا خاص احسان ہے۔ یہ ایک کرامت ہے جس کو میں نے پہچان لیا ہے۔ میں نے اس وقت اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کی۔ پھر ہم اپنے سفر پر رواں دواں ہوئے۔ ہم نے مقام ہجر میں پڑاؤ کیا۔ پھر حضرت سہم نے لوگوں کی جنگ اور کفار کو شکست دینے کا تذکرہ کیا۔ انہوں نے کہا، پھر کفار کشتیوں پر سوار ہو کر دارین کی طرف بھاگ گئے۔ اللہ تعالیٰ نے سب کو وہاں جمع فرمایا۔ حضرت علاء رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو دارین کی طرف بلایا اور انہیں خطبہ دیا۔ انہوں نے فرمایا:

"اے لوگو! تمہارے لیے شیطانی گروہ جمع ہو چکے ہیں۔ وہ فنون جنگ میں بڑے ماہر ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے خشکی میں تمہیں اپنی نشانیاں دکھائیں تا کہ سمندر میں تم ان سے عبرت حاصل کر سکو۔ اپنے دشمن پر حملہ آور ہو جاؤ اور اس سمندر کو عبور کر کے ان کے ساتھ معرکہ آزما ہو جاؤ۔ اللہ تعالیٰ نے دشمن کو دارین میں جمع فرما دیا ہے"۔ لوگوں نے کہا ہم ایسا ہی کریں گے۔ ہم خوفزدہ نہیں ہوں گے۔ اس کے بعد حضرت علاء اور تمام مجاہدین اپنے سفر پر روانہ ہوئے۔ حتی کہ وہ ساحل سمندر تک پہنچ گئے۔ انہوں نے اپنے گھوڑے، خچر، اونٹ، پیادہ اور سواروں کو سمندر میں ڈال دیا۔ حضرت علاء نے بھی دعا مانگی اور تمام مجاہدین نے بھی دعا مانگی ان کے لبوں پر یہ دعا تھی۔ "یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِینَ یَا کَرِیمُ یَا حَلِیمُ یَا صَمَدُ یَا حَیُّ یَا مُحیَ الْمَوْتیٰ یَا حَیُّ یَا قَیُّومُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنتَ یَا رَبَّنَا"

انہوں نے اس خلیج کو عبور کر لیا۔ وہ پانی کی سطح پر ایسے چل رہے تھے گویا کہ وہ ریت پر رواں دواں ہوں۔ ان کی سواریوں کے صرف پاؤں ہی تر ہوئے تھے۔ اس ساحل اور دارین کے مابین ایک دن اور ایک رات کی مسافت تھی۔ لوگ اس مسافت کو کشتیوں پر طے کرتے تھے۔ لیکن مسلمان جلد ہی وہاں پہنچ گئے۔ انہوں نے کسی مشرک کو بھی زندہ نہ چھوڑا۔ ان کی اولاد کو قیدی بنا لیا اور ان کے اموال ہانک کر لے آئے اس مال غنیمت میں سے ہر سوار کو چھ ہزار اور ہر پیادے کو دو ہزار ملے۔ جہاد

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دی اور وہاں سے لوٹ آئے۔

اسی روایت کو ابو نعیم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس طرح نقل کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں میں حضرت علاء رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک سفر پر روانہ ہوا میں نے مشاہدہ کیا کہ وہ ایک عمدہ عادات اور اچھے خصائل کے مالک تھے۔ ہم اپنے سفر پر رواں دواں رہے حتی کہ ہم ساحل سمندر تک پہنچ گئے۔ انہوں نے فرمایا اللہ کا نام لیتے ہوئے سمندر میں کود جاؤ۔ ہم نے سمندر کو عبور کر لیا۔ اللہ کی قسم! ہمارے اونٹوں کے پاؤں بھی پانی سے تر نہیں ہوئے تھے۔ پھر ہم ایک جنگل میں پہنچے۔ پانی کا ذخیرہ ختم ہو چکا تھا ہم نے ان سے پیاس کی شکایت کی۔ انہوں نے دو رکعت نماز ادا کی پھر دعا مانگی اچانک ابر کرم اٹھا اور چھم چھم برسا۔ ہم نے انہیں بھی پانی پلایا اور خود بھی خوب سیراب ہو کر پانی پیا۔ اس کے بعد حضرت علاء رضی اللہ عنہ انتقال کر گئے۔ ہم نے ان کو ریت میں دفن کر دیا۔ جب ہم ذرا دور گئے تو ہم نے کہا کہ ابھی درندے آئیں گے اور حضرت علاء کو کھا جائیں گے۔ ہم واپس آئے تا کہ انہیں کسی دوسری جگہ دفن کریں۔ لیکن ہم نے وہاں ان کا نام ونشان بھی نہ دیکھا۔

میں (یوسف نبہانی) نے حضرت ابو الفرج الاصبہانی کی کتاب ''کتاب الاغانی'' میں یہ قصہ تفصیل سے پڑھا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اس قصہ کو وہاں سے تفصیل کے ساتھ نقل کروں۔

وہ حضرت منجاب بن راشد سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق نے بحرین کے مرتدین کی سرکوبی کے لیے حضرت علاء بن حضرمی کو روانہ کیا۔ ان کے ساتھ وہ مسلمان بھی مل گئے جنہوں نے ارتداد نہیں کیا تھا۔ حضرت علاء رضی اللہ عنہ ہمیں ایک چٹیل میدان میں لے کر چلے۔ جب ہم بیابان میں پہنچے تو اللہ تعالیٰ نے ہمیں آیت (نشانی) دکھانے کا ارادہ کیا۔ حضرت علاء رضی اللہ عنہ اپنی سواری سے اتر آئے اور انہوں نے لوگوں کو بھی سواریوں سے نیچے اترنے کا حکم دیا۔ رات کے وقت ہمارے اونٹ بھاگ گئے۔

اس وقت ہمارے پاس نہ تو ہمارا زاد راہ تھا اور نہ ہی کوئی اونٹ باقی رہا اور نہ ہی کوئی خیمہ ہمارے پاس تھا۔ کوئی لشکر بھی اتنا مصیبت زدہ نہ ہوا۔ جتنے مصائب ہمیں برداشت کرنے پڑے۔ سب کو موت سامنے دکھائی دینے لگی۔ لوگوں نے ایک دوسرے کو وصیتیں کر لیں۔ اتنے میں حضرت علاء رضی اللہ عنہ کے اعلان کرنے والے نے اعلان کیا۔ اے لوگو! جمع ہو جاؤ۔ ہم سب حضرت علاء کے پاس جمع ہو گئے۔ انہوں نے کہا تم ایک دوسرے کو یہ وصیتیں کیوں کرنے لگے ہو اور تم پر مایوسی کیوں غالب آ گئی ہے۔ لوگوں نے کہا ہماری حالت اتنی خراب ہو چکی ہے کہ ہماری اس جزع وفزع پر ہمیں ملامت نہیں کی جا سکتی اگر ہم کل تک زندہ بھی رہے تو سورج چمکنے تک ہم داستان ماضی بن چکے ہوں گے۔ انہوں نے فرمایا اے لوگو! نہ گھبراؤ۔ کیا تم مسلمان نہیں ہو کیا تم راہ خدا میں نہیں ہو۔ کیا تم اللہ کے مددگار نہیں ہو۔ لوگوں نے کہا ہاں! انہوں نے فرمایا خوش ہو جاؤ۔ اللہ تعالیٰ تمہیں ذلیل ورسوا نہیں فرمائے گا۔ جب فجر ہوئی تو مؤذن نے اذان دی۔ حضرت علاء رضی اللہ عنہ نے ہم کو نماز پڑھائی۔ ہم میں سے بعض نے رات کے وضو کے ساتھ نماز پڑھی اور بعض نے تیمم کر لیا۔ جب نماز ادا ہوئی تو وہ گھٹنوں کے بل بیٹھ گئے۔ تمام لوگ بھی اسی کیفیت میں بیٹھ گئے۔ حضرت علاء رضی اللہ عنہ بھی دعا میں مشغول ہو گئے اور لوگ بھی دعا میں

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

''نَسْتَعِیْنُ بِاللّٰہِ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ''

یہ دعا مانگنے کے بعد مسلمانوں نے دریا میں گھوڑے دوڑا دیئے۔ اس وقت دریا خوب موجزن تھا۔ لوگ اس وقت باہم اس طرح گفتگو کر رہے تھے۔ جس طرح لوگ خشکی پر گفتگو کرتے ہیں۔ یہ عجیب واقعہ دیکھ کر اہل فارس ششدر رہ گئے۔ یہ بات ان کے وہم وگمان میں بھی نہ تھی۔ اہل فارس اپنے اپنے مال جمع کر کے بھاگنے لگے۔ ۱۶ ہجری کو مسلمان مدائن کسریٰ میں داخل ہو گئے اور کسریٰ کے محلات پر قبضہ کر لیا۔

ابونعیم نے حضرت عثمان النہدی سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو دعا مانگنے اور دریا کو عبور کرنے کا حکم دیا تو ہم اپنی سواریوں سمیت دریا میں کود پڑے۔ جب ہم دریا کے وسط میں پہنچے تو ہمیں کوئی بھی کنارہ نظر نہیں آتا تھا۔ بالآخر ہم نے اپنی سواریوں پر بیٹھ کر دریا کو عبور کر لیا۔ جب اہل فارس نے مسلمانوں کو دیکھا تو وہ بھاگ گئے کسی کو پیچھے مڑ کر دیکھنے کی جرأت نہ ہوئی۔ جب مسلمانوں نے دریا کو عبور کیا تو اس وقت ان کا کچھ بھی نقصان نہ ہوا۔ سوائے ایک پیالے کے وہ ایک رسی سے بندھا ہوا تھا۔ جب اس کی رسی ٹوٹ گئی تو وہ پانی کے ساتھ بہہ گیا۔ لیکن پانی اور ہوا نے اس کو بھی کنارے پر پھینک دیا اور اس کے مالک نے اس کو پکڑ لیا۔

ابونعیم نے ابوبکر بن حفص بن عمر سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں۔ وہ ہستی جس نے حضرت سعد کو دریا کو عبور کرنے کا مشورہ دیا تھا۔ وہ حضرت سلمان فارسی تھے۔ گھوڑے مسلمانوں کو لے کر پانی میں کود پڑے۔ اس وقت حضرت سعد رضی اللہ عنہ یہ کہہ رہے تھے:

''حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ وَاللّٰہِ لَیَنْصُرَنَّ اللّٰہُ وَلِیَّہٗ وَلَیُظْھِرَنَّ دِیْنَہٗ وَلَیَھْزِمَنَّ عَدُوَّہٗ اِنْ لَّمْ یَکُنْ فِی الْجَیْشِ بَغْیٌ اَوْ ذُنُوْبٌ''

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے کہا ''اسلام ایک نیا مذہب ہے۔ اللہ کی قسم! مسلمانوں کے لیے سمندروں کو مسخر کر دیا گیا ہے جس طرح کہ ان کے لیے زمین کو پامال کر دیا گیا ہے''۔ چنانچہ مسلمان دریا میں کود پڑے اس وقت انہیں دوسرا کنارہ نظر نہیں آتا تھا۔ وہ خشکی سے زیادہ پانی کی سطح پر محو کلام تھے۔ مسلمانوں نے عافیت کے ساتھ دریا کو عبور کر لیا نہ تو ان کی کوئی چیز گم ہوئی اور نہ ہی کوئی شخص غرق ہوا۔

ابونعیم نے حضرت عمیر الصائدی سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ جب مسلمان دریائے دجلہ میں کود پڑے تو وہ ایک دوسرے کے قریب ہو گئے۔ اس وقت حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ ایک دوسرے کے قریب تھے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ اس آیت کی تلاوت فرما رہے تھے:

''ذٰلِکَ تَقْدِیْرُ الْعَزِیْزِ الْعَلِیْمِ (یٰسین: ۳۸)'' یہ اندازہ مقرر کیا ہوا ہے (اس) عزیز (اور) علیم (خدا) کا''

پانی مجاہدین کو لے کر رواں دواں تھا۔ گھوڑے پانی پر ایستادہ تھے۔ جب وہ تھک جاتے تو ان کے لیے ریت کے نیچے

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سے فارغ ہونے کے بعد مسلمان واپس لوٹ آئے۔اسی کے متعلق عتیق کہتے ہیں:

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ ذَلَّلَ بَحْرَهٗ وَاَنْزَلَ الْكُفَّارَ اِحْدَى الْجَلَائِلِ

''کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے بحرِ بے کراں کو پایاب کیا اور کفار پر ایک بہت بڑی مصیبت نازل کی۔''

دَعَوْنَا الَّذِیْ شَقَّ الْبِحَارَ فَجَائَنَا بِاَعْجَبَ مِنْ شَقِّ الْبِحَارِ الْاَوَائِلِ

''ہم نے اس ذات کے دربار میں دست دعا بلند کیے جس نے سمندروں کو پھاڑ دیا تھا۔لیکن ہمارے لیے اس سمندر کا پھٹنا پہلے سمندروں کے پھٹنے سے زیادہ تعجب خیز تھا''۔

اس کے بعد حضرت علاء رضی اللہ عنہ لوگوں کو لے کر واپس آ گئے۔جس نے وہاں رہنا چاہا اس کو اجازت دے دی گئی۔

''ہجر'' میں ایک راہب رہتا تھا اس نے اسلام قبول کر لیا۔لوگوں نے اس سے پوچھا تو نے اسلام کیوں قبول کیا۔اس نے کہا ایسی تین چیزوں کا ظہور ہوا کہ اگر میں اسلام قبول نہ کرتا تو ممکن تھا کہ میری شکل مسخ ہو جاتی۔

(۱) ریت سے پانی کا جاری ہونا

(۲) سمندر کی موجوں کا زیر ہونا

(۳) وہ دعا جو میں نے مسلمانوں کے لشکر میں وقت سحر سنی تھی۔

لوگوں نے کہا وہ کیا دعا تھی اس نے کہا وہ دعا یہ تھی:

''اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ لَا اِلٰهَ غَيْرُكَ وَالْبَدِيْعُ لَيْسَ قَبْلَكَ شَیْءٌ وَالدَّائِمُ غَيْرُ الْغَافِلِ وَالْحَیُّ الَّذِیْ لَايَمُوْتُ وَ خَالِقُ مَا يُرٰى وَ مَا لَا يُرٰى وَ كُلَّ يَوْمٍ اَنْتَ فِیْ شَاْنٍ وَعَلِمْتَ اللّٰهُمَّ كُلَّ شَیْءٍ بِغَيْرِ تَعْلِيْمٍ فَعَلِمْتُ اَنَّ الْقَوْمَ لَمْ يُعَاوَنُوْا بِالْمَلَائِكَةِ اِلَّا وَهُمْ عَلٰى اَمْرِ اللّٰهِ''

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس کے بعد اس راہب سے یہ داستان سنا کرتے تھے۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کا خواب

ابونعیم نے ابن الدقیل سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت سعد بن ابی وقاص دریائے شیر کے کنارے خیمہ زن ہوئے تو انہوں نے کشتیاں طلب کیں تا کہ لوگ اس دریا کو عبور کر سکیں لیکن انہیں کشتیاں نہ مل سکیں۔انہیں معلوم ہوا کہ لوگوں نے اپنی کشتیاں چھپا دی ہیں۔ماہ صفر کے کچھ ایام وہ وہیں اقامت گزیں رہے۔اسی دوران حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے خواب دیکھا کہ مسلمانوں کے گھوڑے دریا میں کود پڑے ہیں اور انہوں نے دریا کو عبور کر لیا ہے۔حالانکہ اس وقت دریائے دجلہ میں شدید طغیانی تھی۔حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے اس خواب کی یہ تعبیر لی کہ ہمیں اس کو عبور کرنا چاہیے۔انہوں نے لوگوں کو جمع فرمایا اور ان سے فرمایا میں نے اس دریا کو عبور کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔لوگوں نے ان کی صدا پر لبیک کہا اور دریا میں کود پڑے۔اس وقت حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ دعا مانگو:

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فرمائیں کیونکہ قیامت قریب آچکی ہے۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے یہ پیغام حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی طرف لکھا۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو جواب دیا اے سعد! تم نے سچ کہا ہے۔ میں نے رسول مکرم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اس پہاڑ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وصی ہیں۔ علامہ سیوطی فرماتے ہیں کہ اس واقعہ کی اور بھی کئی اسناد ہیں۔

حاکم شام کے قاصد کا قبول اسلام

ابونعیم نے حضرت حارث بن عبداللہ ازدی سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت ابوعبیدہ بن الجراح یرموک کے مقام پر خیمہ زن ہوئے تو رومیوں کے سپہ سالار نے ان کی طرف اپنا ایک اہم قاصد بھیجا۔ اس قاصد کا نام جرجیر تھا۔ وہ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آیا اور کہنے لگا میں ہامان کا قاصد ہوں۔ شاہ روم نے اس کو شام کا گورنر مقرر کیا تھا۔ اس نے آپ کی طرف پیغام بھیجا ہے کہ آپ ایک دانشمند آدمی کو ہمارے پاس بھیج دیں تا کہ ہم اس سے آپ کے آنے کا مقصد پوچھ سکیں۔ حضرت ابوعبیدہ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے کہا آپ ہامان کے پاس جائیں۔ اس وقت سورج غروب ہو رہا تھا۔ انہوں نے جواب دیا۔ میں صبح کے وقت اس کے پاس جاؤں گا۔ کچھ دیر بعد نماز کا وقت ہو گیا۔ مسلمان نماز ادا کرنے میں مشغول ہو گئے اور وہ رومی قاصد مسلمانوں کی طرف دیکھنے لگا۔ مسلمان نماز ادا کرنے اور دعا مانگنے میں مصروف رہے۔ جب مسلمان فارغ ہوئے تو اس نے حضرت ابوعبیدہ سے سوال کیا تم اس دین میں کب داخل ہوئے اور کب سے اس دین کی طرف دعوت دے رہے ہو۔ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا۔ ہمیں اس دین میں داخل ہوئے بیس سال گذر چکے ہیں۔ ہم میں سے کچھ نے تو حضور ﷺ کی مبارک زندگی میں ہی اسلام قبول کر لیا تھا اور کچھ نے آپ ﷺ کے بعد اسلام قبول کیا۔ پھر قاصد نے پوچھا کیا تمہارے نبی ﷺ نے تمہیں بتایا ہے کہ ان کے بعد بھی کوئی نبی آئے گا۔ حضرت ابوعبیدہ نے فرمایا رسول کریم ﷺ نے فرمایا تھا کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو بشارت دی تھی کہ ایک نبی مکرم ﷺ تشریف لائیں گے۔ اس رومی قاصد نے کہا میں اس پر گواہ ہوں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ہمیں ایک ''اونٹ سوار'' کی بشارت دی تھی۔ میں خیال کرتا ہوں کہ اس بشارت سے مراد تمہارے صاحب (نبی) ہیں۔ کیا تمہارے نبی کریم ﷺ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق کچھ بیان فرمایا ہے اور تمہارا ان کے متعلق کیا عقیدہ ہے۔ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ارشاد باری تعالیٰ ہے:

إِنَّ مَثَلَ عِيسَىٰ عِندَ اللَّهِ كَمَثَلِ آدَمَ ۖ خَلَقَهُ مِن تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهُ كُن فَيَكُونُ (ال عمران: ۵۹)

''بے شک مثال عیسیٰ (علیہ السلام) کی اللہ تعالیٰ کے نزدیک آدم (علیہ السلام) کی مانند ہے۔ بنایا اسے مٹی سے پھر فرمایا اسے ہو جا تو وہ ہو گیا''۔

يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لَا تَغْلُوا فِي دِينِكُمْ وَلَا تَقُولُوا عَلَى اللَّهِ إِلَّا الْحَقَّ ۚ إِنَّمَا الْمَسِيحُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَسُولُ اللَّهِ وَكَلِمَتُهُ أَلْقَاهَا إِلَىٰ مَرْيَمَ وَرُوحٌ مِّنْهُ ۖ فَآمِنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ ۖ وَلَا تَقُولُوا

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ظاہر ہو جاتے جن پر وہ آرام کر لیتے مدائن میں اس سے زیادہ تعجب خیز واقعہ رونما نہیں ہوا تھا۔ اسی وجہ سے اس دن کو یوم الجراثیم کہا جاتا ہے۔ کیونکہ ریت کے ٹیلے کو جرثومہ کہتے ہیں۔ ابونعیم نے قیس بن ابی حازم سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ جب ہم دریائے دجلہ میں اترے تو اس وقت وہ موجزن تھا۔ جب ہم گہرے پانی تک پہنچے تو پانی گھوڑوں کی زینوں تک نہ آیا۔ بلکہ ان کی زینوں سے نیچے ہی رہا۔

ابونعیم نے حبیب بن الصہبان سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب یوم مدائن کو مسلمانوں نے دریائے دجلہ کو عبور کیا تو اہل فارس نے کہا مسلمان انسان تو نہیں ہیں یہ تو جنات معلوم ہوتے ہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا وصی

امام بیہقی اور ابونعیم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت سعد بن ابی وقاص کو عراق کی طرف بھیجا۔ وہ اپنے سفر پر روانہ ہوئے۔ جب وہ ''حلوان'' پہنچے تو عصر کی نماز کا وقت ہو گیا۔ انہوں نے اپنے مؤذن کو اذان دینے کے لیے کہا، حضرت نضلہ رضی اللہ عنہ نے اذان شروع کی۔ جب انہوں نے اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہا تو کسی جواب دینے والے نے پہاڑی میں سے جواب دیا۔ اے نضلہ! تم نے ایک بہت بڑی تکبیر کہی ہے۔ جب انہوں نے ''اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ'' کہا تو اس نے کہا یہ اخلاص کا کلمہ ہے۔ جب حضرت نضلہ نے ''اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ'' کہا تو اس جواب دینے والے نے جواب دیا۔ نبی مکرم ﷺ مبعوث ہو چکے ہیں۔ جب انہوں نے ''حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ'' کہا تو اس نے جواب دیا۔ مقبول عمل یہی ہے۔ جب انہوں نے ''حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ'' کہا تو پہاڑ میں سے آواز آئی امت مصطفویہ کو بقاء حاصل ہے۔ حضرت نضلہ رضی اللہ عنہ نے کہا اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَر۔ جواب دینے والے نے کہا تو نے ایک عظیم تکبیر کہی ہے۔ پھر انہوں نے ''لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ'' کہا تو پہاڑ میں سے آواز آئی۔ یہ حق کا کلمہ ہے۔ اور آگ کو حرام کر دیا گیا ہے۔

اذان ختم کرنے کے بعد حضرت نضلہ رضی اللہ عنہ نے کہا اے شخص! میں نے تمہارا کلام سن لیا ہے اب مجھے اپنا چہرہ دکھا۔ اس وقت پہاڑ پھٹ گیا۔ اس میں سے ایک شخص نمودار ہوا۔ اس کا سر اور داڑھی سفید تھی۔ اس کا سر چکی کی طرح تھا۔ حضرت نضلہ رضی اللہ عنہ نے کہا اے بزرگ آپ کون ہیں۔ انہوں نے جواب دیا میرا نام زریب ہے۔ میں عبد صالح حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کا وصی ہوں۔ انہوں نے میرے لیے طویل زندگی کی دعا مانگی تھی۔ اور اپنے آسمان سے نزول تک مجھے اس پہاڑ میں اقامت گزین فرمایا تھا۔ نبی محترم ﷺ کا کیا حال ہے۔ ہم نے کہا آپ ﷺ تو وصال فرما چکے ہیں۔ آپ ﷺ کی وفات کے متعلق سن کر وہ بزرگ تادیر گریہ بار رہے۔ پھر انہوں نے پوچھا آپ ﷺ کے بعد نائب کون بنا۔ ہم نے کہا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خلافت سونپی گئی۔ انہوں نے پوچھا ان کا کیا حال ہے۔ ہم نے کہا وہ بھی اس دار فانی کو خیر آباد کہہ چکے ہیں۔ پھر وصی مسیح نے پوچھا اس کے بعد امر کا والی کون بنا ہم نے کہا ان کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو خلیفہ مقرر کیا گیا۔ انہوں نے کہا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو میرا پیغام دینا کہ راہ استقامت پر قائم رہیں اور میانہ روی اختیار

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

امام بیہقی نے حضرت حبیب بن مسلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہیں ایک لشکر پر امیر بنایا گیا۔ جب وہ دشمن کے پاس پہنچے تو انہوں نے کہا۔ میں نے حضور ﷺ کو سنا آپ ﷺ فرمارہے تھے۔ کہ جب کوئی قوم ایک جگہ جمع ہوتی ہے ان میں سے بعض افراد دعا مانگتے ہیں اور بعض ان کی دعا پر آمین کہتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کی دعا کو شرف قبولیت عطا فرماتا ہے۔ اس کے بعد ابن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ستائش کی پھر یہ دعا مانگی:

اَللّٰهُمَّ احْقِنْ دِمَاءَ نَا وَاجْعَلْ اُجُوْرَنَا اُجُوْرَ الشُّهَدَاءِ

''مولا! ہمارے خون محفوظ فرما اور ہمیں شہداء کا اجر عطا فرما''۔

اس دعا کے فوراً بعد دشمن کا سپہ سالار حضرت حبیب رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور بغیر جنگ کے صلح کر لی ابن ابی الدنیا اور امام بیہقی نے حضرت حبیب رضی اللہ عنہ سے ہی روایت کیا ہے کہ ایک دفعہ وہ ایک قلعہ پر حملہ آور ہوئے۔ اس وقت انہوں نے ''لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ'' پڑھا۔ مسلمانوں نے بھی یہ پڑھا اس کے فوراً بعد وہ قلعہ پھٹ گیا۔

ابن ابی الدنیا اور امام بیہقی نے ابن عجلان سے روایت کیا ہے کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے بنو عذرہ کی ایک عورت سے شادی کی۔ ایک دن وہ اپنی زوجہ کے پاس آئے تو انہوں نے ان کے بستر پر ایک سانپ دیکھا ان کی زوجہ نے ان سے کہا کیا آپ یہ سانپ دیکھ رہے ہیں۔ یہ اس وقت سے میرا پیچھا کر رہا ہے جب میں اپنے گھر والوں کے پاس تھی۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے اس سانپ سے کہا کیا تو سن رہا ہے کہ یہ عورت میری بیوی ہے۔ میں نے اپنے مال کے عوض اس سے شادی کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے میرے لیے حلال فرمایا ہے۔ اس میں سے کوئی چیز بھی تیرے لیے حلال نہیں ہے۔ یہاں سے فوراً چلا جا اگر تو دوبارہ یہاں آیا تو میں تجھے قتل کر دوں گا۔ پھر وہ سانپ آہستہ آہستہ کھسکنے لگا۔ یہاں تک کہ وہ گھر کے دروازے سے باہر نکل گیا اور اس کے بعد کبھی واپس نہ آیا۔ درحقیقت وہ ایک جن تھا۔ جس نے سانپ کی شکل اختیار کر لی تھی۔

لکین کا جن

امام بیہقی نے حضرت عائشہ بنت انس بن مالک رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے وہ اپنی والدہ محترمہ حضرت ربیع بنت معوذ بن عفراء رضی اللہ عنہا سے روایت کرتی ہیں۔ وہ فرماتی ہیں کہ اسی دوران کہ میں قیلولہ کر رہی تھی۔ میں نے چادر اوڑھ رکھی تھی کہ اچانک ایک کالا شخص میرے پاس آیا اور مجھے تنگ کرنے لگا۔ اسی اثناء میں آسمان سے ایک زرد رنگ کا ورق اترا اور اس کے پاس گر پڑا۔ اس شخص نے ورق کو اٹھا کر پڑھا اس میں لکھا ہوا تھا:

''رب لکین کی طرف سے لکین کی طرف!

امابعد! تو میری اس بندی کو چھوڑ دے یہ میرے صالح بندے کی نور نظر ہے میں نے تجھے اس پر کوئی اختیار نہیں دیا''۔

پھر اس کے بعد اس سیاہ آدمی نے میرے جسم پر ایک چٹکی لی اور کہا تیرے لیے یہی کافی ہے۔ پھر تادم مرگ اس چٹکی کا نشان ان کے جسم پر رہا۔

ابن ابی الدنیا اور امام بیہقی نے ایک اور سند سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ثَلٰثَةٌ ؕ اِنْتَهُوْا خَیْرًا لَّکُمْ ؕ اِنَّمَا اللّٰهُ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ؕ سُبْحٰنَهٗۤ اَنْ یَّكُوْنَ لَهٗ وَلَدٌ ۘ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الْاَرْضِ ؕ وَ كَفٰی بِاللّٰهِ وَكِیْلًا (النساء:۱۷۱)

''اے اہل کتاب! نہ غلو کرو اپنے دین میں اور نہ کہو اللہ تعالیٰ کے متعلق مگر سچی بات بے شک مسیح عیسیٰ پسر مریم تو صرف اللہ کے رسول ہیں اور اس کا کلمہ جسے اللہ نے پہنچایا تھا مریم کی طرف اور ایک روح تھی۔ اس کی طرف سے پس ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسولوں پر اور نہ کہو تین (خدا ہیں) باز آ جاؤ (ایسا کہنے سے) یہ بہتر ہے تمہارے لئے بے شک اللہ تو معبود واحد ہی ہے۔ پاک ہے وہ اس سے کہ ہو اس کا کوئی لڑکا اسی کا (ملک) ہے جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے اور کافی ہے اللہ تعالیٰ کارساز''۔

ترجمان نے رومی زبان میں اس آیت کا ترجمہ کیا قاصد نے ترجمہ سن کر کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بالکل یہی اوصاف ہیں اور میں یہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ تمہارے نبی (ﷺ) سچے ہیں اور وہ وہی ہیں جن کی بشارت حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دی تھی۔ پھر اس نے اسلام قبول کر لیا۔

اسکندریہ کے سردار کا اعتراف

ابو یعلیٰ نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ لشکر اسلام جہاد کے لیے روانہ ہوا میں ان کا امیر تھا حتی کہ ہم اسکندریہ پہنچ گئے۔ اسکندریہ کے سرداروں میں سے ایک سردار نے کہا میرے پاس ایک شخص بھیجو تا کہ میں اس سے کچھ بات چیت کروں۔ میں خود ہی اس سردار کے پاس گیا میں نے کہا:

''ہم اہل عرب ہیں ہم اللہ کے گھر اور اس کے حرم کے رہائشی ہیں۔ ہماری زمین تمام لوگوں سے تنگ اور ہماری زندگی سب لوگوں سے شدید تھی۔ ہم خون پیتے تھے۔ مردار کھاتے تھے۔ ہم ایک دوسرے پر عیب لگاتے تھے۔ حتی کہ ہم میں سے ایک شخص ظہور ہوا جو ہم میں سے امیر نہ تھا۔ اس شخص نے کہا میں اللہ کا رسول ہوں۔ اس نے ہم کو ایسی اشیاء کا حکم دیا جن سے ہم آشنا نہ تھے۔ وہ بری عادات جو ہم نے اور ہمارے آباء نے اپنا رکھی تھیں اس نے ان سے ہمیں منع فرمایا لیکن ہم نے اس کی دعوت کو ٹھکرا دیا۔ اس پر سختی کی اور اس کو جھٹلایا حتی کہ ایک اور قوم اس کے پاس آئی۔ اس نے کہا ہم تمہاری تصدیق کرتے ہیں، تم پر ایمان لاتے ہیں تمہاری اتباع کرتے ہیں اور جو تمہارے ساتھ جنگ کرے گا۔ ہم اس کے ساتھ جنگ کریں گے۔ وہ ہجرت فرما کر ان کی طرف چلا گیا ہم نے اس کے خلاف بغاوت کی اور اس کے خلاف جنگ لڑی لیکن اس نے ہم کو شکست دے کر ہم پر غلبہ پا لیا''۔ یہ سن کر اس سردار نے کہا بلاشبہ اللہ کے رسول ﷺ سچے ہیں۔ ان کا پیغام بعینہ وہی ہے جو پیغام ہمارے رسل لے کر آئے ہیں۔ ہم بھی اسی دین پر عمل پیرا تھے۔ یہاں تک کہ ہم میں سے ایک ایسی نسل کا ظہور ہوا جس نے اپنی خواہشات انسانی پر عمل کیا اور انبیائے کرام کے احکامات کو رد کر دیا۔ اگر تم نے نبی محترم ﷺ کے دین کو مضبوطی سے پکڑ لیا تو پھر تم جس قوم سے بھی جہاد کرو گے تمہیں فتح نصیب ہوگی۔ ہر فساد کرنے والے پر تم غالب آ جاؤ گے۔ لیکن اگر تم بھی خواہشات نفسانی پر عمل کرنے لگے تو پھر تم تعداد اور قوت میں ہم سے زیادہ نہیں ہو سکو گے۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اس قصہ کو شیخ اکبر نے ''مسامرات'' میں ایک اور سند کے ساتھ حضرت طلق بن حبیب سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما کے ساتھ مقام حجر میں بیٹھے ہوئے تھے۔ جب سایہ سمٹنے لگا اور لوگ اپنی اپنی محافل ختم کرنے لگے تو اچانک باب بنی شیبہ کی سمت سے ایک سانپ آیا تمام لوگوں نے اسے دیکھا اس نے خانہ کعبہ کے اردگرد سات چکر لگائے اور مقام ابراہیم کے پیچھے دو رکعت نماز ادا کی۔ اس کے بعد ہم اس سانپ کے پاس گئے اور اس سے کہا اے معتمر! اللہ تعالیٰ نے تیری عبادت کو پورا فرما دیا ہے۔ ہمارے پاس بے وقوف اور احمق جوان ہیں۔ ہمیں اندیشہ ہے کہ وہ کہیں تجھے نقصان نہ دیں۔ اس کے بعد وہ سانپ تھوڑا سا سمٹا اور آسمان کی طرف چلا گیا۔

ابوالطفیل سے روایت ہے کہ ایک جنی عورت ''ذاطوی'' میں رہتی تھی اس کا صرف ایک ہی بیٹا تھا۔ وہ اس سے بہت زیادہ پیار کرتی تھی۔ وہ اپنی قوم کا سردار تھا۔ پھر اس کی والدہ نے اس کی شادی کر دی۔ شادی سے سات دن بعد وہ اپنی ماں کے پاس آیا اور کہنے لگا اے والدہ محترمہ! میں دن کے وقت بیت اللہ کے اردگرد سات چکر لگانا چاہتا ہوں۔ اس کی ماں نے کہا اے میرے لخت جگر! مجھے خطرہ ہے کہ کہیں قریش کے احمق تجھے نقصان نہ پہنچائیں۔ اس نے کہا امی جان! میں اللہ تعالیٰ سے سلامتی کی امید رکھتا ہوں۔ اس کی ماں نے اس کو اجازت دے دی۔ جب وہ عازم سفر ہونے لگا تو اس کی ماں نے یہ اشعار پڑھ کر اس کو دم کیا:

اُعِیْذُہٗ بِالْکَعْبَةِ الْمَسْتُوْرَةِ وَ دَعْوَاتِ ابْنِ اَبِیْ مَحْذُوْرَہ

وَمَا تَلَا مُحَمَّدٌ مِنْ سُوْرَةِ اِنِّیْ اِلٰی حَیَاتِہٖ فَقِیْرَہ

وَاِنَّنِیْ بِعَیْشِہٖ مَسْرُوْرَہ

''میں پردہ پوش کعبہ کے واسطہ سے اس کے لیے پناہ طلب کرتی ہوں۔ میں ابن ابی محذورہ اور محمد مصطفیٰ ﷺ کی تلاوت کردہ سورتوں کے طفیل اس کے لیے پناہ کی خواہاں ہوں۔ مجھے اس کی زندگی کی ضرورت ہے۔ مجھے اس کی زندگی سے راحت نصیب ہوتی ہے''۔

پھر وہ جن بیت اللہ کی طرف چلا گیا۔ اس نے خانہ کعبہ کا سات مرتبہ طواف کیا۔ مقام ابراہیم کے پیچھے دو رکعت نماز ادا کی۔ پھر وہ واپس آنے لگا۔ جب وہ بنوسہم کے گھروں کے پاس پہنچا تو اسے گورے رنگ کا ایک بھینگا نوجوان ملا اس نے اسے قتل کر دیا۔ اس وقت مکہ معظمہ میں شدید گرد و غبار اٹھا۔ حتیٰ کہ پہاڑ نظروں سے اوجھل ہو گئے۔ ابوالطفیل کہتے ہیں کہ ہمیں معلوم ہوا کہ یہ گرد و غبار ایک سردار جن کے قتل ہو جانے کی وجہ سے اٹھا ہے۔ صبح کے وقت بنوسہم کے بہت سے افراد چارپائیوں پر مردہ حالت میں پائے گئے۔ ان میں نوجوانوں کے علاوہ ستر بوڑھے بھی شامل تھے۔ اس وقت بنوسہم، ان کے حلیف اس کے غلام اور موالی اٹھ کھڑے ہوئے۔ وہ پہاڑوں کی چوٹیوں اور گھاٹیوں پر چھا گئے۔ انہوں نے کوئی سانپ، بچھو یا ایسا کیڑا مکوڑا زندہ نہ چھوڑا جو زمین پر رینگ کر چلتا تھا۔ وہ تین دن مسلسل اسی کام میں مشغول رہے۔ تیسری رات کو ابی قبیس سے ایک آواز سنائی دی۔ اے قوم قریش! تم بڑے دانشمند اور عقلمند ہو۔ اللہ سے کچھ خوف کرو۔ ہمیں بنوسہم سے بچاؤ۔ انہوں

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بنت عفراء اپنے بستر پر لیٹی ہوئی تھی کہ اچانک اس نے ایک سیاہ شخص دیکھا جو اچھل کر اس کے سینے پر چڑھ گیا اور اس کے حلق پر ہاتھ رکھ دیا۔ حضرت بنت عفراء کہتی ہیں کہ جب وہ میرے سینے پر تھا اس وقت آسمان کی طرف سے ایک زرد ورق نیچے گرا۔ اس حبشی نے اس ورق کو پکڑ کر پڑھا اس میں لکھا تھا:

''لکین کے رب کی طرف سے لکین کی طرف!

میرے صالح شخص کی بیٹی سے دور ہو جا۔ تجھے اس پر کوئی اختیار نہیں ہے''

وہ حبشی اٹھا اور اپنا ہاتھ میرے حلق سے ہٹا لیا۔ میرے گھٹنے پر ایک ہاتھ مارا جس سے بکری کے سر کی مانند ایک نشان پڑ گیا۔

کعب نامی جن کا واقعہ

ابن ابی الدنیا اور امام بیہقی نے حضرت یحییٰ بن سعید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت عمرہ بنت عبد الرحمٰن رضی اللہ عنہما کی وفات کا وقت قریب آیا تو ان کے اردگرد بہت سے جلیل القدر تابعین جمع تھے۔ انہوں نے چھت کی طرف سے کوئی آواز سنی پھر اوپر سے ایک کالا ناگ گرا وہ اپنے جسم میں کھجور کے تنے کی طرح تھا۔ وہ چلتا ہوا حضرت عمرہ رضی اللہ عنہا کی طرف آیا۔ اچانک آسمان کی طرف سے ایک سفید ورق گرا جس پر یہ عبارت مکتوب تھی:

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

رب کعب کی طرف سے کعب کی طرف!

تجھے صالحین کی بیٹیوں پر کوئی اختیار نہیں ہے''

سانپ نے جب یہ خط دیکھا تو وہ آہستہ آہستہ کھسکنے لگا حتی کہ وہ نظروں سے اوجھل ہو گیا۔

سانپ اور بیت اللہ

ابو نعیم نے حضرت طلق سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ اس وقت وہ زمزم کے پاس تشریف فرما تھے۔ اچانک ایک سانپ ادھر آنکلا اس نے بیت اللہ کے اردگرد سات چکر لگائے۔ پھر وہ مقام ابراہیم پر آیا اور دو رکعت نماز ادا کی۔ پھر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کی طرف یہ پیغام بھیجا۔ اللہ تعالیٰ نے تیری عبادت پوری کر دی ہے۔ اب دیگر افراد نے بھی عبادت کرنی ہے۔ مجھے خطرہ ہے کہ وہ کہیں تجھے کوئی تکلیف نہ دیں۔ یہ پیغام سن کر وہ تھوڑا سا سمٹا پھر آسمان کی طرف چلا گیا۔

ابو نعیم نے حضرت عطاء بن ابی رباح سے بھی اسی قسم کا واقعہ منقول کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں مسجد حرام میں حضرت عبد اللہ بن عمر و رضی اللہ عنہما کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ اچانک ہمیں ایک سیاہ ناگ نظر آیا۔ وہ بیت اللہ کے پاس آیا اور سات مرتبہ طواف کیا پھر وہ مقام ابراہیم پر آیا ایسے محسوس ہو رہا تھا کہ وہ نماز ادا کرنے میں مشغول ہے۔ کچھ دیر بعد حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ اس سانپ کے پاس آئے اور اس کے پاس کھڑے ہو کر کہنے لگے۔ ''شاید تو نے اپنی عبادت مکمل کر لی ہے۔ مجھے خطرہ ہے کہ شہر کے احمق لوگ تجھے نقصان دیں گے''۔ یہ سن کر وہ سانپ آسمان کی طرف چلا گیا۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کعبہ معظمہ اور مقام ابراہیم کی ابدی نشانیاں

اِنَّ اَوَّلَ بَیۡتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیۡ بِبَکَّةَ مُبٰرَکًا وَّهُدًی لِّلۡعٰلَمِیۡنَ ۞ فِیۡهِ اٰیٰتٌۢ بَیِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبۡرٰهِیۡمَ ۚ وَمَنۡ دَخَلَهٗ کَانَ اٰمِنًا ؕ (آل عمران:۹۶-۹۷)

''بے شک پہلا (عبادت) خانہ جو بنایا گیا لوگوں کے لئے وہی ہے جو مکہ میں ہے بڑا برکت والا ہدایت (کا سرچشمہ) ہے۔ سب جہانوں کے لئے اس میں روشن نشانیاں ہیں۔ (ان میں سے ایک) مقام ابراہیم ہے اور جو بھی داخل ہوا اس میں ہو جاتا ہے (ہر خطرہ سے) محفوظ''۔

اس آیت کی تفسیر میں علامہ بیضاوی فرماتے ہیں۔ بیت اللہ میں کئی واضح نشانیاں ہیں۔ مثلاً پرندوں کا اس کے اوپر پرواز نہ کرنا۔ درندوں کا حرم کعبہ میں اپنے شکار سے تعرض نہ کرنا اور جس ظالم نے بھی بری نیت سے اس کا قصد کیا اس کا نیست و نابود ہو جانا مثلاً اصحاب فیل کا عبرتناک انجام۔

مقام ابراہیم مبتدا ہے اس کی خبر محذوف ہے۔ اصل میں '' مِنۡهَا مَقَامُ اِبۡرَاهِیۡمَ '' تھا۔ یا پھر آیات (نشانیاں) کا بدل بعض ہے۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ یہ عطف بیان ہے۔ یعنی آیات سے مراد یہ ہے کہ تخت پتھر پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاؤں مبارک کی نشان لگ جانا، ان کا ٹخنوں تک نیچے چلا جانا، تمام پتھروں کو چھوڑ کر اس پتھر کی تخصیص کرنا، اس کا ہمیشہ کے لیے باقی رہنا۔ جبکہ دیگر انبیائے کرام علیہم السلام کے آثار ختم ہو گئے ہیں اور دشمنوں کی کثرت کے باوجود اس کا محفوظ رہنا۔

''اٰیَةٌ بَیِّنَةٌ'' (واحد کے صیغہ کے ساتھ) پڑھنا بھی اسی کی تائید کرتا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قدم مبارک لگنے کی وجہ یہ ہے کہ جب وہ کعبہ مشرفہ کی بنیادیں بلند فرما رہے تھے تو آپ اس پتھر پر کھڑے تھے تاکہ اوپر پتھر رکھنا ممکن ہو جائے۔ اسی وجہ سے آپ علیہ السلام کے قدم مبارک اس پتھر پر لگ گئے۔

''مَنۡ دَخَلَهٗ کَانَ آمِنًا'' یہ جملہ یا تو ابتدائیہ ہے یا شرطیہ ہے اور معنی کے اعتبار سے ''مقام'' پر اس کا عطف ہے کیونکہ اس کا معنی یہ ہے '' وَمِنۡهَا اَمۡنُ مَنۡ دَخَلَهٗ اَوۡ فِیۡهِ آیَاتٌ بَیِّنَاتٌ مَقَامُ اِبۡرَاهِیۡمَ وَ اَمۡنُ مَنۡ دَخَلَهٗ''

اللہ تعالیٰ نے کعبہ معظمہ کی بے شمار آیات میں صرف دو کا تذکرہ کیا یہ حضور ﷺ کی اس حدیث کی طرح ہے:

حُبِّبَ اِلَیَّ مِنۡ دُنۡیَا کُمۡ ثَلَاثٌ اَلطِّیۡبُ وَالنِّسَاءُ وَ قُرَّةُ عَیۡنِیۡ فِی الصَّلٰوةِ''

ان دو نشانیوں کا ذکر اس لیے کیا کیونکہ ان کا اثر قیامت تک باقی رہے گا اور اس کی پناہ میں آنے والا بروز حشر عذاب الٰہی سے محفوظ رہے گا۔

شہاب خفاجی اپنے حاشیہ میں لکھتے ہیں۔ پرندوں کا بیت اللہ کے اوپر سے نہ گذرنا اب بھی باقی ہے۔ بیت اللہ کے اوپر سے صرف وہی پرندہ گذرتا ہے جو بیمار ہو۔ اور اس کا مقصد شفا حاصل کرنا ہوتا ہے۔ لیکن محدثین اس پر اعتراض کرتے ہیں کیونکہ جب جاحظ نے کہا کہ پرندے صرف شفا کے حصول کے لیے ہی بیت اللہ کے اوپر سے گذرتے ہیں تو ابن عطیہ نے ان پر اعتراض کیا۔ انہوں نے کہا یہ بات عام حالات کے خلاف ہے۔ عقاب سانپ کو پکڑنے کے لیے اس کے اوپر آیا تھا۔ بعض

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نے اپنے مقتولین سے دوگنا ہمارے افراد کو قتل کر دیا ہے۔ ہمارے اور ان کے مابین صلح کرا دو۔ ہم عہد و میثاق کرتے ہیں کہ ہم ایک دوسرے کو تکلیف نہیں دیں گے۔ قریش نے ان کے درمیان صلح کرا دی۔ اسی وجہ سے بنو سہم کو "العیاطلہ قتلۃ الجن" کے نام سے یاد کیا جاتا تھا۔

شیخ اکبر نے "مسامرات" میں ابراہیم بن سلیمان الصوفی سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں ذی نصر کے مقام پر تھا۔ ایک شخص جنگل میں گیا تا کہ اہل خانہ کے لیے ایندھن جمع کرے۔ وہ شخص اسی جنگل میں غائب ہو گیا۔ جس کی وجہ سے اس کے اہل خانہ بہت پریشان ہوئے۔ کچھ عرصہ بعد وہ شخص واپس آ گیا۔ وہ اس وقت انتہائی کمزور تھا۔ اس کا رنگ اڑا ہوا تھا۔ اس کے بال بکھرے ہوئے تھے۔ رعب اور گھبراہٹ کے اثرات اس پر نمایاں تھے۔ ہم نے اس کی اس کیفیت کے متعلق سوال کیا تو اس نے اپنے ساتھ پیش آنے والے حالات کی تفصیل یوں بیان کی۔

اسی اثناء میں کہ میں جنگل میں سے لکڑیاں اکٹھی کر رہا تھا کہ اچانک میرے سامنے ایک سانپ آ گیا میں نے اس کو قتل کر دیا۔ اسی وقت مجھ پر بے ہوشی طاری ہو گئی۔ جب میں ہوش میں آیا تو میں نے اپنے آپ کو ایک ایسی جگہ پایا جسے میں جانتا نہ تھا اور میں ان لوگوں کے مابین تھا جن سے میں آشنا نہ تھا۔ ان کے کچھ افراد نے مجھے پکڑا اور اپنے ایک بزرگ کے سامنے پیش کر دیا۔ وہ بزرگ ان کا سردار تھا۔ اس شیخ نے ان سے پوچھا کیا معاملہ ہے۔ ان لوگوں نے کہا اس شخص نے ہمارے چچازاد کو قتل کر دیا ہے۔

اس بزرگ نے مجھ سے کہا اس کے متعلق تم کیا کہتے ہو۔ میں نے کہا میں ان کی بات نہیں سمجھ سکا۔ میں جنگل میں اپنے اہل خانہ کے لیے لکڑیاں اکٹھی کر رہا تھا کہ میرے سامنے ایک سانپ آ گیا۔ میں نے اس کو ہلاک کر دیا۔ یہ سن کر وہ لوگ کہنے لگے وہ ہی تو ہمارا چچازاد بھائی تھا۔ تمام واقعہ سن کر بزرگ نے کہا اس کو اپنے پاس بطور قیدی رکھو اور اس کے ساتھ عمدہ سلوک کرو۔ تا کہ میں تمہارے معاملہ میں غور و خوض کر لوں۔ میں صرف دودھ پیتا۔ میں نے سارا عرصہ اسی پر گذارہ کیا۔ کچھ مدت گزرنے کے بعد انہوں نے دوبارہ مجھے اس بزرگ کے سامنے پیش کر دیا اور دوبارہ اپنا دعویٰ بیان کیا۔ بزرگ نے مجھ سے سوال کیا میں نے بھی اپنی پہلی بات دہرا دی اس بزرگ نے اس قوم سے کہا اس شخص پر تمہارا کوئی حق نہیں ہے۔ میں نے رسول مکرم ﷺ کو سنا۔ آپ ﷺ فرما رہے تھے۔ جو اپنی شکل کے علاوہ کسی اور صورت میں متشکل ہوا اور وہ قتل ہو گیا تو پھر نہ تو اس کا قصاص ہو گا اور نہ ہی بدلہ۔ تمہارے ساتھی نے بھی سانپ کی شکل اختیار کر لی تھی۔ لہٰذا تم اس کو آزاد کر دو۔ میں نے اس بزرگ سے کہا اے شیخ محترم! کیا آپ نے حضور ﷺ کی زیارت کرنے کا شرف حاصل کیا ہے؟ انہوں نے کہا! جب نصیبین کے جنات کا وفد بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا تو میں بھی ان میں شامل تھا۔ اس وقت اس وفد میں سے میرے علاوہ اور کوئی جن زندہ نہیں ہے۔ یہ جنات ہماری قوم ہیں۔ وہ مجھی سے اپنے معاملات کا فیصلہ کروانے آتے ہیں۔ میں ان کے جھگڑوں کا فیصلہ کرتا ہوں۔ اس کے بعد اس شیخ نے جنات سے کہا اس شخص کو وہیں پہنچا دو جہاں سے تم نے اس کو اٹھایا تھا۔ پھر مجھے کچھ محسوس ہی نہ ہوا۔ میں نے اپنے آپ کو اسی جگہ دیکھا جہاں میں اپنے اہل خانہ کے لیے لکڑیاں جمع کرنے گیا تھا۔ میں اپنے گھر واپس آ گیا۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دعا کو قبول فرما لیتا ہے۔ حضرت محمد بن ادریس فرماتے ہیں کہ جب سے میں نے یہ روایت حمیدی سے سنی ہے اس وقت سے لے کر آج تک میں نے جو دعا بھی ملتزم میں مانگی اللہ تعالیٰ نے اس کو قبول کر لیا۔ محمد بن حسن فرماتے ہیں کہ جب سے میں نے یہ روایت محمد بن ادریس سے سنی ہے۔ اس وقت سے لے کر آج تک میں نے ملتزم میں جو دعا بھی کی اللہ تعالیٰ نے اس کو قبول فرما لیا اسامہ فرماتے ہیں کہ رشیق نے اس کے متعلق کچھ نہیں کہا۔ اسامہ کہتے ہیں کہ جب سے میں نے یہ روایت حضرت رشیق سے سنی ہے اس وقت سے لے کر آج تک ملتزم میں میں نے دنیاوی امور کے متعلق جو بھی دعا کی وہ پوری ہوئی اور مجھے یقین ہے کہ میری وہ دعائیں بھی قبول ہوں گی۔ جو میں نے ملتزم میں آخرت کے بارے میں کی ہیں۔ ابو علی کہتے ہیں کہ ملتزم میں کی گئی میری اکثر دعائیں قبول ہوئیں اور جو رہ گئی ہیں ان کے متعلق مجھے یقین ہے کہ وہ بھی ضرور قبول ہوں گی۔ (مذکورہ بالا تمام حضرات اس حدیث کے راوی ہیں)

محب الدین الطبری نے اسی روایت کو محمد بن حسن سے نقل کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب سے میں نے یہ حدیث سنی ہے۔ میری دعا قبول ہوئی جو میں نے ملتزم میں کی۔ محمد بن ادریس، عبداللہ بن محمد، حمزہ، ابوالفتح الغزنوی، ابوطاہر الاصبہانی، ابو عبداللہ نفیسی اور محمد بن مسدی وغیرہ سب نے یہی دعویٰ کیا ہے کہ وہاں ان کی تمام دعائیں قبول ہوئیں۔

اس کے بعد علامہ الطبری کہتے ہیں کہ یہاں میری ہر دعا کو بھی شرف قبولیت نصیب ہوا۔ صاحب البحر العمیق نے بھی اس روایت کو نقل کیا ہے۔ پھر فرمایا ابن جماعۃ نے کہا ہے کہ میرے والد محترم قاضی شہاب الدین احمد بن الضیاء نے فرمایا ہے کہ ملتزم میں کی ہوئی میری ہر دعا کو شرف قبولیت ملا۔ ابن جماعۃ فرماتے ہیں کہ میں نے جو بھی یہاں دعا مانگی وہ قبول ہوئی۔

قاضی نورالدین نے محمد بن خلیل، انہوں نے عثمان بن محمد سے انہوں نے ابن مسدی سے، سعد الدین نے محمود بن علی سے انہوں نے عبدالصمد بن احمد سے انہوں نے محمد بن یوسف سے وہ اپنے والد سے وہ محمد بن ناصر سے وہ محمد بن احمد سے وہ عبدالرحمٰن السلمی سے وہ عبداللہ بن ابی غالب سے وہ محمد بن حسین سے وہ محمد بن ادریس سے وہ سفیان بن عیینہ سے وہ عمرو بن دینار سے اور وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ نبی محترم ﷺ نے فرمایا ملتزم ایک ایسی جگہ ہے جہاں دعا قبول ہوتی ہے۔ جو بندہ بھی اس جگہ دعا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی دعا کو قبول فرما لیتا ہے۔ اس حدیث کے تمام راوی بھی یہی کہتے ہیں کہ ہم نے ملتزم میں دعا مانگی اللہ تعالیٰ نے ہماری دعا کو شرف قبولیت سے نوازا۔

عمرو بن شعیب اپنے والد محترم سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ بیت اللہ کا طواف کیا۔ جب میں کعبہ شریف کے پیچھے کی طرف گیا تو انہوں نے فرمایا کیا تم پناہ نہیں مانگو گے۔ میں نے کہا میں اللہ تعالیٰ سے آگ سے پناہ مانگتا ہوں۔ پھر حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما آگے بڑھ گئے۔ جب وہ حجر اسود کے پاس پہنچے تو اس کو بوسہ دیا رکن اور دروازے کے سامنے کھڑے ہو گئے اپنا سینہ، چہرہ، ہتھیلیاں اور بازوں کو پھیلا کر کعبہ کے ساتھ لگا دیئے۔ انہوں نے فرمایا میں نے سرور کائنات ﷺ کو دیکھا انہوں نے اسی طرح کیا تھا۔

حضرت شعیب ہی سے روایت ہے کہ محمد بن عبداللہ بن عمرو نے اپنے والد عبداللہ بن عمرو بن العاص کے ساتھ طواف

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

علماء فرماتے ہیں کہ اس کے اوپر سے صرف وہی پرندہ گزرتا ہے جس کا خون رائیگاں ہوتا ہے۔ حالانکہ کبوتر وہاں بے شمار ہوتے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود کبھی بھی بیت اللہ کے اوپر محو پرواز نہیں ہوئے۔

میں کہتا ہوں کہ صاحب علم و دانش کے لیے عقاب کا بیت اللہ کے اوپر آنا اور سانپ کو پکڑنا یہ بیت اللہ کی عزت وتوقیر کے خلاف نہیں ہے۔ اس واقعہ کے علاوہ اور کہیں بھی ثابت نہیں ہے کہ عقاب بیت اللہ کے اوپر محو پرواز ہوا ہو۔ اب نہ تو ابن عطیہ کا اعتراض باقی رہا اور نہ ہی اس قول کا ضرورت باقی رہی کہ صرف وہی پرندے بیت اللہ کے اوپر محو پرواز ہوتے ہیں جن کا خون رائیگاں ہوتا ہے۔ نیز اس سے یہ ثابت ہو گیا کہ بیت اللہ کے اوپر کوئی پرندہ بھی محو پرواز نہیں ہوتا۔ سوائے اس پرندے کے لیے جو حصول شفا کے لیے اس کے اوپر اڑتا ہے۔

علامہ شہاب نے بھی لکھا ہے اور کشاف کی شرح میں بھی ہے کہ بیت اللہ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ بھی ہے کہ بیت اللہ کے ارکان میں سے جس رکن پر بھی بارش ہو اس سمت میں واقع تمام شہروں اور علاقوں میں سرسبزی اور شادابی ہوگی۔

علامہ شہاب نے حضور نبی محترم ﷺ کی مذکورہ بالا حدیث ''حُبِّبَ اِلَیَّ مِنْ دُنْیَا کُمْ...... الخ'' کے متعلق لکھا ہے کہ ایک قصہ گو نے یہ دعویٰ کیا کہ خواہشات نفسانی سے کوئی بھی محفوظ نہیں حتیٰ کہ محمد عربی (ﷺ) بھی اس سے محفوظ نہیں ہیں (نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْهُ) اس نے مذکورہ بالا حدیث بطور دلیل پیش کی۔ بعض عارفین نے اس کا شدید رد کیا اور اس پر کفر کا فتویٰ لگایا ایک عارف کامل کو رات کے وقت حضور ﷺ کی زیارت ہوئی آپ ﷺ نے اس سے فرمایا غم نہ کرو۔ ہم نے اس شخص کو قتل کر دیا ہے۔ اس کے بعد ایک ڈاکو نے اس پر حملہ کر کے اسے واصل جہنم کر دیا۔

کعبہ معظّمہ کے وہ مقامات جہاں دعا قبول ہوتی ہے

ملتزم

ملتزم کو مدعیٰ (دعا قبول ہونے کی جگہ) اور متعوذ (پناہ حاصل کرنے کی جگہ) بھی کہتے ہیں۔ ازرقی کی روایت کے مطابق دروازے اور حجر اسود کا درمیانی حصہ ملتزم کہلاتا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے وہاں دعا مانگی اللہ تعالیٰ نے میری دعا کو شرف قبولیت عطا فرمایا۔ اس روایت کو ابن عدن نے مثیر شوق الانام میں ذکر کیا ہے۔ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے ''شفا'' میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص ملتزم میں دعا مانگے گا اس کی دعا قبول کی جائے گی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کے اس فرمان کے بعد میں نے ملتزم میں جو بھی دعا مانگی اللہ تعالیٰ نے اس کو قبول کر لیا۔ حضرت عمرو بن دینار فرماتے ہیں کہ جب سے میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت سنی ہے۔ میں نے ملتزم میں جو بھی دعا کی اللہ تعالیٰ نے میری اس دعا کو قبول فرمایا۔ حضرت سفیان بن عیینہ فرماتے ہیں کہ جب سے میں نے یہ روایت حضرت عمرو بن دینار سے سنی ہے اس وقت سے لے کر آج تک میں نے جو دعا بھی ملتزم میں کی اللہ تعالیٰ نے اس کو قبول فرما لیا۔ حمیدی فرماتے ہیں کہ میں نے جب سے یہ روایت حضرت سفیان بن عیینہ سے سنی ہے اس وقت سے میں جو دعا بھی ملتزم میں کھڑے ہو کر کرتا ہوں اللہ تعالیٰ میری اس

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بہترین ہے۔ اسی مقام سے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کیا جا سکتا ہے۔

کعبہ پر حملہ کرنے والوں کا عبرت ناک انجام

ان عبرتناک داستانوں میں سے ایک اصحاب فیل کی داستان ہے۔ یہ قصہ مشہور و معروف ہے اور سورۃ فیل میں اسی واقعہ کا تذکرہ ہے۔

شاہ تبع کا کعبہ شریف پر حملہ کرنے کا ارادہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں۔ شاہ تبع کعبہ مشرفہ پر حملہ کی غرض سے روانہ ہوا۔ جب وہ ''کراع الغمیم'' کے مقام پر پہنچا تو اللہ تعالیٰ نے اس پر سخت آندھی کو مسلط فرما دیا وہ آندھی اتنی شدید تھی کہ اس میں کھڑا ہونے والا کھڑا نہیں رہ سکتا تھا۔ اور اگر وہ بیٹھنے کی کوشش کرتا تو نیچے گر جاتا۔ اس آندھی نے تبع کو سخت مشکل میں ڈال دیا اس نے اپنے دو جید علماء بلائے اور ان سے اس مصیبت کے متعلق پوچھا۔ انہوں نے کہا اگر ہم سچ بتا دیں تو کیا ہمیں جان کی امان حاصل ہوگی۔ تبع نے کہا تمہیں امان حاصل ہوگی۔ ان دونوں نے کہا'' تو اس گھر کو گرانا چاہتا ہے۔ جس کی حفاظت اللہ تعالیٰ نے ہر شخص سے فرمائی جو اس کی طرف بری نیت سے آیا۔ اس نے کہا اب غلطی کا ازالہ کیسے ہو سکتا ہے۔ علماء نے کہا اب اس کے ازالے کی صرف ایک صورت ہے کہ تو صرف دو کپڑے پہن لے اور اپنی زبان سے لبیک لبیک کی صدائیں لگاتا ہوا اس گھر کی طرف جائے۔ اس گھر کا طواف کرے اور اس کے رہنے والوں میں سے کسی کو کوئی تکلیف نہ دے۔ بادشاہ نے کہا اگر میں نے یہ عمل کیا تو کیا یہ مصیبت ٹل جائے گی۔ انہوں نے کہا ہاں، اس کے بعد اس نے دو چادریں پہنیں اور لبیک لبیک کی صدائیں لگاتا ہوا حرم کعبہ کی سمت آیا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں۔ اسی وقت تیز آندھی ختم ہوگئی۔ جس طرح طلوع آفتاب کے بعد شدید ظلمت کافور ہو جاتی ہے۔

حجاج بن یوسف کا کعبہ معظمہ کی بے حرمتی کرنا

حجاج بن یوسف نے منجنیق کو کوہ ابی قبیس پر نصب کر کے کعبہ معظمہ پر آگ اور پتھر برسائے۔ کعبہ مشرفہ کے پردوں کو آگ لگ گئی۔ پھر جدہ کی طرف سے بادل اٹھا اس میں گرج اور چمک سنائی دیتی تھی۔ بیت اللہ اور اس کے اردگرد بارش ہوئی۔ جس سے آگ بجھ گئی۔ اللہ تعالیٰ نے لشکر حجاج پر بھی بجلی گرائی جس سے ان کی منجنیق جل کر سیاہ ہوگئی۔ حضرت عکرمہ کے خیال کے مطابق منجنیق کے ساتھ چار آدمی بھی جل گئے۔ یہ گرج و چمک دیکھ کر حجاج نے کہا یہ بجلی تمہیں خوفزدہ نہ کردے یہ بجلیوں کی زمین ہے۔ پھر ایک اور بجلی گری۔ جس سے چالیس آدمی جل گئے یہ واقعہ عبدالملک بن مروان کے عہد حکومت ۷۳ ہجری کا ہے۔

دینوری نے ''المجالسہ'' میں محمد بن عبداللہ بن عمرو سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ میں اس وقت کوہ ابی قبیس پر تھا۔ جب انہوں نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما پر سنگ باری کے لیے منجنیق نصب کی اچانک آسمان سے بجلی گری گویا کہ میں اب بھی اسے دیکھ رہا ہوں وہ سرخ گدھوں کی طرح چکر لگا رہی تھی اس نے منجنیق کے اردگرد پچاس آدمیوں کو خاکستر بنا دیا۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کیا۔ جب ساتواں چکر لگاتے ہوئے وہ کعبہ کے پیچھے پہنچے تو انہوں نے کہا پناہ مانگو ایک نے کہا" اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ النَّارِ" دوسرے نے کہا" اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطَانِ" پھر وہ طواف کرنے میں مشغول ہو گئے۔ جب وہ رکن تک پہنچے تو اسے بوسہ دیا اور رکن اور دروازے کے درمیان کھڑے ہو گئے اور اپنے چہرے اور سینے کو بیت اللہ کے ساتھ لگایا۔ انہوں نے کہا میں نے رسول مکرم ﷺ کو دیکھا آپ ﷺ نے اسی طرح کیا تھا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ رکن اور دروازے کے درمیانی حصہ کو ملتزم کہتے ہیں۔ اس کو ملتزم اس لیے کہتے ہیں کہ لوگ اس کے ساتھ لپٹ جاتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن حسن بن صفوان سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کو رکن اور دروازے کے پاس دیکھا۔ آپ ﷺ اپنے رخ انور کو بیت اللہ کے ساتھ لگائے ہوئے تھے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول مکرم ﷺ نے فرمایا رکن اور مقام کے مابین ملتزم ہے۔ جو مریض بھی اس جگہ دعا مانگے گا اس کو شفا ملے گی۔ آپ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا جس نے بھی ملتزم میں دعا مانگی اس کی دعا کو شرف قبولیت سے نوازا گیا۔ ان سے ہی روایت ہے کہ سرور کائنات ﷺ نے فرمایا جس مصیبت زدہ یا غمزدہ نے ملتزم میں دعا مانگی اللہ تعالیٰ نے اس سے اس غم اور مصیبت کو دور کر دیا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ دروازے اور حجر کے درمیان یہ دعا مانگا کرتے تھے: "اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ ثَوَابَ الشَّاکِرِیْنَ وَنُزُلَ الْمُقَرَّبِیْنَ وَ یَقِیْنَ الصِّدِّیْقِیْنَ وَخُلَّةَ الْمُتَّقِیْنَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ"

ابوسلیمان دارانی سے روایت ہے کہ ایک شخص حج سے فارغ ہو کر کعبہ کے دروازے میں کھڑا ہوا اور اس نے یہ حمد و ثناء کی۔ سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں وہ حمد و ثنا جس سے میں آشنا ہوں اور جس سے میں آگاہ نہیں ہوں وہ تمام اللہ کے لیے ہے۔ میں ان تمام نعمتوں پر جنہیں میں جانتا ہوں یا جن سے میں واقف نہیں ہوں۔ اللہ تعالیٰ کی ہی تعریف اور حمد بیان کرتا ہوں۔ میں یہ ستائش اللہ تعالیٰ کی اس مخلوق کی تعداد کے برابر کرتا ہوں جس کو میں جانتا ہوں یا جن سے میں آگاہ نہیں ہوں۔ حمد و ثنا کا یہ ترانہ الاپ کر وہ اپنے شہر واپس چلا گیا۔ دوسرے سال اس نے پھر حج کیا فراغت کے بعد وہ باب کعبہ پر کھڑا ہو کر یہی حمد و ثناء کرنے لگا۔ اس وقت ایک صدا آئی اے عبداللہ! تو نے پچھلے سال بھی نیکیوں کو لکھنے والے فرشتوں کو تھکا دیا تھا۔ وہ آج تک تیرے لیے اس حمد کا ثواب قلمبند کر رہے ہیں۔

حضرت معروف کرخی سے روایت ہے کہ ایک شخص نے بیت اللہ کا حج کیا۔ رخصت ہوتے وقت اس نے یہ دعا مانگی۔ اے میرے مالک تیرے لیے حمد و ثناء ہے۔ یہ ستائش تعداد میں اتنی ہے جتنی مرتبہ تو اپنی مخلوق سے درگذر کرتا ہے پھر اس نے دوسرے سال حج کیا۔ فراغت کے بعد اس نے یہی کلمات دہرائے۔ اس نے آواز سنی اے عبداللہ! ہم ابھی تک تیری اس حمد و ثناء کے ثواب کو بھی شمار نہیں کر سکے جو تو نے پچھلے سال کی تھی۔

حضرت حسن بصری کے رسالہ میں ہے کہ رسول مکرم ﷺ نے فرمایا رکن اور مقام کا درمیانی حصہ روئے زمین سے

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اوپر الٹ دیا۔ جس سے وہ ہلاک ہوگیا۔ باقی چار نے راہ فرار اختیار کی۔

حرم کعبہ میں گناہ کی سزا

علقمہ بن مرثد سے روایت ہے کہ ایک شخص بیت اللہ کا طواف کر رہا تھا اس نے اچانک ایک عورت کی کلائی دیکھی حصول لذت کے لیے اس نے اپنی کلائی عورت کی کلائی پر رکھ دی۔ اس گناہ کی وجہ سے ان کی کلائیاں باہم جڑ گئیں وہ ایک بزرگ کے پاس آئے اور اپنا قصہ بیان کیا۔ بزرگ نے کہا اسی جگہ چلے جاؤ جہاں تم نے اس گناہ کا ارتکاب کیا ہے اور اللہ رب العزت سے وعدہ کرو تم دوبارہ اس گناہ کا ارتکاب نہیں کرو گے۔ انہوں نے بیت اللہ کے پاس جا کر آئندہ گناہ نہ کرنے کا عہد کیا۔ جس کی وجہ سے ان کی کلائیاں علیحدہ علیحدہ ہوگئیں۔

اساف اور نائلہ کا خوفناک انجام

ابونجیح سے روایت ہے کہ ایک مرد اور عورت تھے۔ ان کا نام اساف اور نائلہ تھا۔ وہ شام کے علاقہ سے حج کرنے کے لیے آئے۔ دوران طواف مرد نے عورت کا بوسہ لیا۔ جس کی سزا میں وہ دونوں مسخ ہو کر پتھر بن گئے۔ وہ دونوں مسجد حرام کے ایک گوشے میں پڑے رہے۔ جب اسلام کا بول بالا ہوا تو انہیں اٹھا کر باہر پھینک دیا گیا۔

ایک شخص کے ہاتھ کا شل ہوجانا

خویطب بن عبدالعزیٰ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم کعبہ معظمہ کے صحن میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اچانک ایک عورت بیت اللہ کی طرف آئی۔ وہ اپنے خاوند سے پناہ طلب کر رہی تھی۔ کچھ دیر بعد اس کا خاوند بھی آ گیا۔ جب اس نے عورت کو پکڑنے کے لیے اپنا ہاتھ بڑھایا اسی وقت اس کا ہاتھ خشک ہوگیا۔ میں اس شخص کو اسلام کے بعد بھی دیکھا کرتا تھا۔ اس کا ہاتھ اسی طرح شل رہا۔

ہرن کو پکڑنے کی سزا

عبدالعزیز بن ابی رواد سے روایت ہے کہ ایک قوم ذی طویٰ کے مقام پر خیمہ زن ہوئی۔ ایک ہرن ان کے قریب آ گیا ان میں سے ایک شخص نے اس کو پاؤں سے پکڑ لیا۔ اس کے ساتھیوں نے اس سے کہا تیرے لیے ہلاکت ہو ہرن کو چھوڑ دے وہ مسکرانے لگا اور ہرن کو چھوڑنے سے انکار کر دیا۔ ہرن مینگنیاں اور پیشاب کرنے لگا۔ پھر اس نے ہرن کو آزاد کر دیا۔ تمام اہل قافلہ قیلولہ کے لیے سو گئے۔ ایک شخص کی آنکھ کھلی تو اس نے دیکھا کہ ایک سانپ ہرن پکڑنے والے شخص کے پیٹ پر کنڈل مار کر بیٹھا ہے۔ اس کے ساتھی نے اس سے کہا حرکت نہ کرنا ذرا دیکھو تمہارے پیٹ پر کیا ہے۔ وہ سانپ اس شخص کے پیٹ پر ہی رہا حتی کہ اس نے بھی ہرن کی طرح بول اور براز کر دیا۔

مجاہد سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ زمانہ جاہلیت میں کچھ لوگ مکہ معظمہ آئے وہ ذی طویٰ کے مقام پر کیکر کے درختوں کے نیچے خیمہ زن ہوئے۔ انہوں نے روٹیاں تو پکا لیں لیکن ان کے پاس سالن نہ تھا۔ ان میں سے ایک شخص اٹھا اپنی کمان میں

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ابوطاہر قرمطی کا واقعہ

جب ابوطاہر قرمطی نے حجر اسود کو اکھیڑ لیا اور میزاب کو اکھیڑنے کے لیے ایک شخص کو کعبہ معظمہ کی چھت پر چڑھایا۔ وہ شخص سر کے بل نیچے گرا اور اسی وقت مر گیا۔ ابوطاہر حجر اسود کو لے کر واپس آ گیا۔ اس نے بارہ سال حجر اسود کو اپنے پاس رکھا۔ پھر اس سے یہ مبارک پتھر مطیع اللہ نے خرید لیا۔ جب ابوطاہر اس کو لے جا رہا تھا تو اس کے نیچے چالیس اونٹ ہلاک ہوئے۔ ایک روایت کے مطابق تین سو اور بعض راوی کہتے ہیں کہ پانچ سو اونٹ ہلاک ہوئے۔ جب حجر اسود کو مکہ معظّمہ کی طرف واپس بھیجا جانے لگا تو اس کو کمزور اونٹوں پر لادا گیا وہ اسکی برکت سے وہ اونٹ طاقتور ہو گئے۔

حرم کعبہ کی تعظیم کا ایک اور واقعہ

عبدالاعلیٰ بن عبداللہ بن عامر کہتے ہیں کہ انہوں نے اپنی دادی کے ہمراہ عمرہ ادا کیا۔ میری دادی کے پاس صفیہ بنت شیبہ آئیں۔ انہوں نے ان کی بہت عزت وتوقیر کی اور انہیں انعامات سے نوازا۔ صفیہ نے کہا اب میں اس خاتون کی تکریم کیسے کروں۔ دنیاوی مال تو اس کے پاس بے شمار ہے۔ انہوں نے ایک کنکری دیکھی جو رکن اسود سے اس وقت گری تھی۔ جب اس کو آگ لگی تھی۔ انہوں نے اس کنکری کو ایک ڈبیہ میں رکھا اور میری دادی کو دیتے ہوئے کہا اس کنکری کی حفاظت کرو۔ یہ رکن اسود کی کنکری ہے۔ اس کو دھو کر اس کا پانی مریضوں کو پلا دینا۔ اللہ تعالیٰ انہیں شفا دے گا۔ میری دادی جان اپنے ساتھیوں کے ہمراہ واپسی کے لیے عازم سفر ہوئیں۔ جب وہ حرم شریف سے باہر نکلیں اور ایک جگہ خیمہ زن ہوئیں۔ تو ان کے سارے ساتھی بخار میں مبتلا ہو گئے۔ وہ اٹھیں، نماز ادا کی اور دعا کی۔ پھر وہ اہل کارواں کی طرف متوجہ ہوئیں اور کہنے لگیں۔ تمہارے لیے ہلاکت ہو اپنے کجاوں کو دیکھو تم نے کعبہ مشرفہ سے کوئی چیز تو چوری نہیں کی یہ مصیبت تمہیں کسی گناہ کی وجہ سے ہی آئی ہے اہل قافلہ نے کہا ہم نے تو حرم پاک سے کوئی چیز نہیں لی۔ اس کے بعد دادی جان نے کہا میں نے ہی اس گناہ کا ارتکاب کیا ہے۔ تم کسی تیز رفتار اور طاقتور سوار کو دیکھو انہوں نے کہا عبدالاعلیٰ سے زیادہ قوی اور سریع سوار اور کوئی نہیں ہے۔ دادی جان نے کہا اس کے لیے ایک سواری کا بندوبست کرو۔ انہوں نے فوراً ایک سواری کا انتظام کر دیا۔ دادی جان نے پھر عبدالاعلیٰ کو بلایا اور اس سے کہا یہ ڈبیہ لے لو اس میں ایک کنکری ہے اسے صفیہ بنت شیبہ کے پاس لے جاؤ۔ اس سے کہو کہ اللہ تعالیٰ نے اس کنکری کو اپنے حرم میں رکھا ہے۔ کسی کو وہاں سے لے جانے کی اجازت نہیں۔ ہم اس کنکری کو لے کر گئے تھے۔ اس کی وجہ سے ہم کو ایک عظیم آزمائش کا سامنا کرنا پڑا۔ ہمارے ساتھی بخار میں مبتلا ہو گئے۔ اب دوبارہ اس سنگریزے کو حرم سے نکالنے سے پرہیز کرنا۔ عبدالاعلیٰ کہتے ہیں۔ جونہی میں نے اس سنگریزے کو حرم کعبہ میں رکھا تمام اہل کارواں ایک ایک کر کے صحت یاب ہونے لگے۔

حرم کعبہ سے چوری کی سزا

روایت کیا ہے کہ قبیلہ جرہم کے پانچ افراد نے کعبہ شریف کے خزانے میں زیورات چوری کرنے کا قصد کیا۔ ہر کونے میں ایک ایک شخص نگرانی کے لیے کھڑا ہو گیا۔ اور پانچواں خزانے والی جگہ میں گھس گیا۔ اللہ تعالیٰ نے خزانے والا بکس اس کے

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نے فرمایا آب زمزم جس مقصد کے لیے بھی پیا جائے وہ مقصد پورا ہو جاتا ہے۔ اگر تو اسے حصول شفا کے لیے پئے گا تو اللہ تعالیٰ تجھے شفا دے گا۔ اگر تو پناہ حاصل کرنے کے لیے پئے گا تو اللہ تعالیٰ تجھے پناہ دے گا اور اگر تو اسے پیاس بجھانے کے لیے پئے گا تو یہ تیری پیاس بجھا دے گا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما جب آب زمزم پیتے تو یہ دعا مانگتے ''اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَسْئَلُکَ عِلْمًا نَافِعًا وَرِزْقًا وَّاسِعًا وَّشِفَاءً مِّنْ کُلِّ دَاءٍ'' (حاکم) لیکن دار قطنی نے اس روایت میں یہ اضافہ کیا اگر تو یہ پاکیزہ پانی سیر ہونے کے لیے پئے گا تو اللہ تعالیٰ تجھے سیر کر دے گا۔ یہ حضرت جبرائیل کا چشمہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کے لیے اسے رواں فرمایا۔

ابن عربی فرماتے ہیں آب زمزم میں علم، رزق اور شفا دینے کی خاصیت قیامت تک برقرار رہے گی۔ لیکن ان کا حصول صرف اس آدمی کے لیے ممکن ہوگا۔ جس کی نیت درست اور اس کا ضمیر صاف ہوگا اور اس کی خصوصیات کا انکار کرنے والا نہ ہوگا۔ بے شک اللہ تعالیٰ توکل کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ اللہ تعالیٰ خارش زدہ ذہنوں کو ذلیل فرماتا ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا آب زمزم جس مقصد کے لیے پیا جاتا ہے اللہ تعالیٰ نے اس مقصد کو پورا فرما دیتا ہے۔ جس نے مرض سے شفایاب ہونے کے لیے پیا اللہ تعالیٰ نے اس کو شفا دی۔ جس نے بھوک مٹانے کے لیے پیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی بھوک کو مٹا دیا۔ اور اگر کسی نے کسی ضرورت کو پورا ہونے کے لیے پیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کی ضرورت کو پورا فرما دیا۔

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا آب زمزم ہر بیماری سے شفا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول مکرم ﷺ نے فرمایا بخار جہنم کی گرمی سے ہے۔ اسے آب زمزم سے ٹھنڈا کیا کرو۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ اہل مکہ میں اتنی قوت و توانائی تھی کہ دوڑ میں ان سے کوئی آگے نہیں نکل سکتا تھا اور نہ ہی کشتی میں کوئی انہیں پچھاڑ سکتا تھا۔ یہاں تک کہ انہوں نے آب زمزم سے منہ موڑ لیا۔ پھر ان کے پاؤں میں بیماری پیدا ہوگئی۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا آب زمزم اسی مقصد کے لیے ہے جس مقصد کے لیے اس کو استعمال کیا جاتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مبارک سے روایت ہے کہ وہ آب زمزم کے کنویں کے پاس آئے اور اس میں سے پانی نکالا پھر دعا مانگی ''اے میرے مولا! ابن ابی ملیکہ، ابن محمد بن المنکدر سے اور وہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول مکرم ﷺ نے فرمایا آب زمزم نے وہی مقصد پورا ہو جاتا ہے جس مقصد کے لیے اس کو استعمال کیا جاتا ہے۔ میں اسے قیامت کے دن کی پیاس کے لیے پیتا ہوں۔''

علمائے کرام نے آب زمزم کو دینی اور دنیاوی احتیاجات کے لیے پیا ہے اور اس کو خوب آزمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ان کے تمام مقاصد پورے ہوئے۔ بحر عمیق میں ہے کہ جو شخص آب زمزم کو مغفرت کے لیے پینا چاہے وہ یہ عرض

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تیر رکھا اور اسے حرم شریف کے ایک ہرن پر پھینکا جس سے وہ ہلاک ہو گیا۔ باقی قافلہ والوں نے اس کی کھال اتاری اور اس کو پکانے لگے۔ اسی اثناء میں کہ ان کی وہ دیگ آگ پر تھی اور گوشت بھونا جا رہا تھا۔ اس دیگ کے نیچے سے آگ کی ایک بہت بڑی گردن نکلی۔ اس نے تمام قافلہ والوں کو خاکستر بنا دیا۔ آگ نے ان کے کپڑوں، ساز و سامان اور درختوں کو کوئی نقصان نہ پہنچایا۔ اس روایت کو ازرقی نے بیان کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ اسی قسم کا واقعہ وادی محسر میں ایک شکاری کے لیے بھی ظاہر ہو چکا ہے۔

ایک شخص نے حرم کعبہ کو گستاخانہ نگاہ سے دیکھا اسی وقت اس کی آنکھ اس کے رخسار پر بہہ پڑی روایت ہے کہ بنو عامر کے پانچ آدمیوں نے بیت اللہ کے پاس جھوٹی قسم اٹھائی۔ پھر وہ اپنے سفر پر روانہ ہو گئے۔ راستہ میں ایک چٹان کے نیچے اقامت گزیں ہوئے۔ ابھی وہ قیلولہ کرنے ہی لگے تھے کہ انہیں چٹان اپنے اوپر گرتی ہوئی نظر آئی وہ بھاگتے ہوئے چٹان کے نیچے سے نکلے۔ وہ چٹان پانچ حصوں میں منقسم ہو گئی۔ ہر حصے نے ایک شخص کو ہلاک کر دیا۔

زمزم

کعبہ معظمہ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی آب زمزم ہے۔ حضرت ابن خیثم سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہمارے پاس وہب بن منبہ تشریف لائے تو وہ بیمار ہو گئے ہم ان کی عیادت کے لیے گئے۔ ان کے پاس آب زمزم پڑا ہوا تھا۔ ہم نے ان سے عرض کی یہ پانی کافی گاڑھا ہے۔ آپ اس میں کوئی میٹھی چیز ملا کر استعمال فرمائیں۔ انہوں نے فرمایا میں اس میں کوئی اور چیز ملا کر استعمال نہیں کرنا چاہتا۔ مجھے اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے اس مبارک پانی کو اللہ تعالیٰ کی کتاب میں زمزم کے نام سے یاد کیا گیا ہے۔ یہ نہ تو کبھی ختم ہو گا اور نہ ہی اس کی مذمت کی جائے گی۔ اس کو اللہ تعالیٰ کی کتاب میں برہ کے نام سے بھی موسوم کیا گیا ہے۔ یہ پاکباز انسانوں کا مشروب ہے۔ اللہ کی کتاب میں اس کو مضنونہ کے نام سے بھی تعبیر فرمایا گیا ہے۔ اس کتاب میں یہ بھی فرمایا گیا ہے۔ کہ یہ پانی کھانے کے قائم مقام اور بیماری سے شفاء ہے۔ اللہ کی قسم! جو شخص بھی اس پانی کو استعمال فرمائے گا اس کی تمام بیماریاں دور ہو جائیں گی اور اسے شفا نصیب ہو گی (سفیان بن منصور اور ازرقی نے اسے روایت کیا ہے)۔

روایت کیا جاتا ہے کہ بعض الہامی کتابوں میں ہے کہ آب زمزم کا چشمہ کبھی ختم نہ ہو گا۔ نہ ہی اس کی مذمت کی جائے گی۔ جو انسان اس کو سیر ہو کر پیئے گا۔ اس میں برکت ہو گی۔ اس کی ساری بیماریاں دور ہو جائیں گی اور اسے کامل شفا حاصل ہو گی۔ اس کی طرف دیکھنا عبادت ہے اور اس سے پاکیزگی حاصل کرنا گناہوں کو مٹانا ہے۔ جو بندہ بھی اپنے پیٹ کو آب زمزم سے بھرے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کے پیٹ کو علم اور نیکی سے بھر دے گا۔ (البحر العمیق)

حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ سابقہ کتب میں آب زمزم کا نام مضنونہ تھا۔ سب سے پہلے حضرت اسماعیل علیہ السلام نے اس پانی کو نوش فرمایا تھا۔ یہ کھانے کے قائم مقام اور بیماریوں سے شفا ہے۔ مضنونہ اس کا نام اس لیے رکھا گیا ہے کہ اس کی وجہ سے غیر مومن پر بخل کیا جاتا ہے۔ کوئی منافق اس بابرکت پانی کو سیر ہو کر نہیں پی سکتا۔ کہا گیا ہے کہ حضرت عبدالمطلب کو خواب میں کہا گیا۔ مضنونہ کو کھودو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور ﷺ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

زمزم پیا۔ پھر اس کی یہی کیفیت ہوئی۔ جب تیسری مرتبہ اس کو اسہال آئے تو اللہ تعالیٰ نے اس کو مکمل شفا عطا فرمائی۔

صحیح البخاری میں ہے کہ جب حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ اسلام قبول کرنے کے لیے مکہ معظمہ میں تشریف لائے تو تین شب و روز مسجد حرام میں ٹھہرے رہے وہ صرف آب زمزم پیتے رہے۔ جس کی وجہ سے وہ موٹے ہو گئے اور ان کے پیٹ کی سلوٹیں ختم ہو گئیں جب انہوں نے یہ واقعہ بارگاہ رسالت میں پیش کیا تو حضور ﷺ نے فرمایا آب زمزم مبارک پانی ہے اور یہ کھانے کے قائم مقام ہے۔ بعض روایات میں ہے کہ یہ بیماری سے شفا ہے۔

حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ سرور دو عالم ﷺ نے کبھی بھی بھوک یا پیاس کی شکایت نہیں کی۔ آپ ﷺ صبح کے وقت آب زمزم نوش فرما لیتے۔ اکثر اوقات جب ہم آپ ﷺ کو صبح کا ناشتہ پیش کرتے تو آپ ﷺ فرماتے "میں سیر ہوں"

ابوالطفیل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ زمانہ جاہلیت میں زمزم کو "شباعہ" کہا جاتا تھا اور کہا جاتا تھا کہ یہ مبارک پانی اولاد کی کفالت کے لیے بہت مددگار ہے۔

حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ زمانہ جاہلیت میں لوگ آب زمزم پینے میں مقابلہ کرتے تھے۔ یہاں تک کہ لوگ صبح سویرے اپنے اہل و عیال کو آب زمزم کے پاس لے آتے اور ان کو خوب پانی پلاتے یہی ان کا ناشتہ ہوتا تھا۔ ہم کہتے تھے کہ آب زمزم ہمارے اہل و عیال کی کفالت کے لیے ہمارا بہترین مددگار ہے۔

زنباع بن اسود سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں بیابان میں اپنے اہل و عیال کے ساتھ رہتا تھا۔ میں مکہ معظمہ میں آیا مجھے تین دن مسلسل کھانے کے لیے کوئی چیز نہ ملی میں نے کہا میں آب زمزم ہی پی لیتا ہوں۔ میں یہ ارادہ لے کر آب زمزم کے کنویں کے پاس آیا۔ میں گھٹنے کے بل گرا تا کہ مجھ پر پانی کے قطرے نہ گریں میں نے تھوڑا تھوڑا کر کے پانی نکالا حتی کہ ڈول بھر گیا پھر میں نے پانی پینا شروع کیا ایسے محسوس ہوتا تھا گویا کہ میرے دانتوں میں سے دودھ گذر رہا ہے۔ مجھے اونگھ محسوس ہوئی میں نے اپنے چہرے پر پانی کے چھینٹے مارے جب میں واپس آیا تو میں خوب سیر تھا ایسے لگتا تھا کہ میں نے بہت سا دودھ پیا ہے۔

ایک چرواہا تھا جب وہ پیاسا ہوتا تو اسے آب زمزم دودھ کی طرح لذت دیتا۔ جب وہ وضو کرنے لگتا تو وہ اس میں پانی کی خصوصیات پاتا۔

آپ ﷺ نے فرمایا مسلمان اور منافق میں فرق یہی ہے کہ منافق آب زمزم سے سیراب نہیں ہوتا۔ آپ ﷺ نے فرمایا آب زمزم اور آتش جہنم ایک بندے کے پیٹ میں جمع نہیں ہو سکتے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا روئے زمین پر بہترین پانی "آب زمزم" ہے۔ ابن حبان اور الطبرانی نے اس روایت کو ثقہ راویوں سے روایت کیا ہے انہوں نے لکھا ہے کہ آب زمزم دل کو تقویت دیتا ہے اور گھبراہٹ میں سکون بخشتا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک دفعہ حضور ﷺ "سقایہ" کے پاس تشریف لائے اور پانی طلب فرمایا حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے حضرت فضل رضی اللہ عنہ سے فرمایا اے فضل! اپنی والدہ کے پاس جاؤ اور حضور

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کرے اے میرے مولا! میں اس کو مغفرت کے لیے پیتا ہوں میرے گناہوں کو معاف فرما۔ اور اگر کوئی شخص کسی مرض سے شفا یاب ہونے کے لیے پینا چاہے تو وہ اس طرح عرض کرے مولا! میں آب زمزم شفا کے حصول کے لیے پی رہا ہوں۔ مجھے شفا عطا فرما۔

حضور ﷺ نے اپنے عم محترم حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی اور فرمایا اے چچا جان! کیا آپ آب زمزم پیتے ہیں انہوں نے عرض کی ہاں لیکن اس کے پینے کا صحیح طریقہ کیا ہے۔ حضور ﷺ نے ان سے فرمایا اپنے لیے ایک ڈول نکال لیں۔ اگر خود نہ نکال سکیں تو کسی دوسرے شخص سے مدد لے لیں۔ پھر ڈول کے ساتھ منہ لگا کر پی لیں۔ ابتدا میں تین مرتبہ ''اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ'' پڑھیں اور آخر میں یہ دعا پڑھیں: ''اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ لِّیْ فِیْہِ عِلْمًا نَافِعًا وَّرِزْقًا وَّاسِعًا وَّشِفَاءً لِکُلِّ سُقْمٍ''

ایک کتاب میں ہے کہ ایک عالم دین نے فرمایا ایک تاریک رات میں طواف میں میں مشغول تھا کہ مجھے پیشاب کی سخت حاجت ہوئی۔ میں نے اس پیشاب کو روکنا چاہا۔ جس سے مجھے شدید اذیت ہوئی۔ مجھے خدشہ لاحق ہوا کہ اگر میں مسجد حرام سے باہر نکلا تو میرا پاؤں گندگی پر پڑ جائے گا۔ وہ حج کے دن تھے۔ مجھے سرور کائنات ﷺ کا یہ فرمان یاد آ گیا۔ آب زمزم سے وہی مقصد پورا ہو جاتا ہے جس کے لیے اس کو پیا جاتا ہے۔ میں آب زمزم کے پاس آیا اور پیٹ بھر کر پانی پیا۔ پھر صبح تک مجھے پیشاب کی حاجت نہ ہوئی۔

امام شافعی نے علم اور تیر اندازی کے لیے آب زمزم پیا۔ انہیں علم میں اعلیٰ مقام نصیب ہوا اور تیر اندازی میں دس میں سے دس تیر نشانے پر لگتے تھے۔ یا پھر ایک تیر خطا ہوتا اور نو تیر نشانے پر لگتے۔

ایک شخص نے ستو پیے ان میں سوئی تھی۔ لیکن اسے محسوس نہ ہوا اور وہ سوئی اس کے حلق میں پھنس گئی۔ شدت تکلیف کی وجہ سے وہ اپنا منہ بھی بند نہ کر سکتا تھا۔ جب وہ مرنے کے قریب ہو گیا تو لوگوں نے اس کو آب زمزم پینے کا مشورہ دیا اور اللہ تعالیٰ سے شفا مانگنے کے لیے کہا۔ اس نے کچھ آب زمزم پیا اور مسجد کے ستون کے پاس بیٹھ گیا۔ اس پر نیند کا غلبہ ہو گیا۔ جب بیدار ہوا تو اس کے حلق میں نہ تو کوئی سوئی تھی اور نہ ہی کسی تکلیف کا احساس تھا۔

ایک یمنی شخص کو مرض استسقاء لاحق ہو گیا اور اپنے علاج سے مایوس ہو گیا اسے معلوم ہوا کہ مکہ معظمہ میں ایک ماہر طبیب ہے۔ جب وہ آدمی اس طبیب کے پاس آیا تو اس نے اس کا علاج کرنے سے انکار کر دیا اور اس سے ترش کلامی بھی کی۔ جب اس حکیم سے اس کے متعلق پوچھا گیا تو اس نے کہا یہ مریض تین دن میں مر جائے گا۔ میں نے اس اندیشے سے اس کا علاج شروع نہ کیا کہ کہیں اس کی موت کی وجہ سے مجھ پر کوئی قدغن نہ لگے انتہائی مایوسی کے عالم میں وہ مریض آب زمزم کے کنویں کے پاس آیا۔ اور پانی کا ایک ڈول نکالا اور اس کو منہ لگا کر پانی پیا۔ جب آب زمزم اس کے پیٹ میں پہنچا تو اس نے محسوس کیا کہ کوئی چیز اس کے پیٹ میں گردش کر رہی ہے اور باہر نکلنا چاہتی ہے وہ شخص جلدی جلدی مسجد حرام کے دروازے کی طرف گیا تا کہ مسجد میں گندگی نہ پھیلے جونہی وہ مسجد سے باہر گیا اسے زبردست اسہال لگے۔ کچھ دیر بعد وہ شخص دوبارہ واپس آیا اور خوب سیر ہو کر آب

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضرت سہیل اس وقت مکہ معظمہ میں تھے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ آب زمزم ہمیشہ اپنے پاس رکھتی تھیں وہ بیان فرماتی تھیں کہ رسول کریم ﷺ بھی ہمہ وقت اپنے پاس آب زمزم رکھتے۔ اس میں سے مریضوں کو پلاتے اور ان پر چھڑکتے تھے۔ (ترمذی)

مکحول سے روایت ہے کہ حضرت کعب الاحبار رضی اللہ عنہ اپنے پاس ہر وقت آب زمزم رکھتے تھے۔ جب شام کی طرف تشریف لے جاتے تو آب زمزم کو ہی بطور زادراہ لیتے۔

ضحاک بن مزاحم سے روایت ہے کہ پانی کو سیراب ہو کر پینا منافقت سے بری ہونے کی علامت ہے۔ اس کا مبارک پانی سردرد کو ختم کر دیتا ہے اور اس کی زیارت آنکھوں کو جلا بخشتی ہے۔ عنقریب ایک ایسا وقت بھی آئے گا کہ یہ پاکیزہ پانی نیل و فرات سے زیادہ شیریں ہو جائے گا۔ ابو محمد الخزاعی فرماتے ہیں کہ 281 ہجری میں ہم نے یہ منظر دیکھا تھا۔ اس سال مکہ معظمہ میں بہت زیادہ بارشیں ہوئیں۔ جس سے وادیاں سیلاب سے لبریز ہو گئیں۔ آب زمزم کثیر ہو گیا اور کنارے سے صرف سات ہاتھ نیچے رہ گیا۔ اس سے پہلے کبھی بھی یہ پانی اتنا بلند نہیں ہوا تھا۔ وہ پانی انتہائی میٹھا ہو گیا۔ یہاں تک کہ مکہ معظمہ کے تمام پانیوں سے شیریں ہو گیا۔ میں اور مکہ مشرفہ کے بہت سے لوگ اسی پانی کو پیتے تھے۔ میں نے کسی بزرگ سے نہیں سنا کہ آب زمزم اس سے پہلے اتنا میٹھا ہوا ہو۔

عکرمہ بن خالد کہتے ہیں آدھی رات کے وقت میں زمزم کے کنویں کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ اچانک میں نے چند افراد دیکھے انہوں نے سفید کپڑے پہن رکھے تھے۔ وہ آدمی محو طواف تھے۔ جب وہ طواف سے فارغ ہوئے تو انہوں نے میرے قریب نماز ادا کی۔ نماز ادا کرنے کے بعد ایک شخص نے کہا آؤ اب ہم صالحین کا مشروب پیتے ہیں۔ اس کے بعد وہ چاہ زمزم کے پاس چلے گئے۔ میں نے کہا اللہ کی قسم! میں ان افراد کے پاس جاؤں گا اور ان سے سوالات کروں گا۔ جب میں اٹھ کر وہاں گیا تو مجھے وہاں کوئی انسان نظر نہ آیا۔

منیٰ

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔ منیٰ حضور ﷺ کے عہد ہمایوں سے لے کر آج تک مسلسل اللہ تعالیٰ کی ایک نشانی ہے۔ ابو نعیم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا جس شخص کا حج مقبول ہوتا ہے اس کی کنکریاں اٹھالی جاتی ہیں۔

ابو نعیم اور امام بیہقی نے ''سنن'' میں حضرت ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ سے ان سے کنکریوں کے متعلق عرض کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا جس شخص کا حج قبول ہو جاتا ہے اس کی کنکریاں اٹھالی جاتی ہیں۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو پھر تجھے یہاں کنکریوں کا ایک عظیم پہاڑ نظر آتا۔

ابو نعیم اور امام بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ان سے کنکریوں کے متعلق سوال کیا گیا۔ انہوں نے فرمایا جو کنکریاں قبول ہوتی ہیں۔ انہیں اٹھالیا جاتا ہے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو یہاں ثبیر جتنا پہاڑ ہوتا۔ امام بیہقی نے

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ﷺ کے لیے پانی لے کر آؤ۔ آپ ﷺ نے فرمایا مجھے ادھر سے ہی پانی پلا دو (آب زمزم پلا دو) انہوں نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم لوگ اس پانی میں اپنے ہاتھ ڈالتے رہتے ہیں۔ آپ ﷺ نے سہ بارہ فرمایا مجھے یہی پانی پلاؤ۔ پھر آپ ﷺ زمزم کے کنویں کے پاس آئے اس وقت لوگ وہاں پانی نکال رہے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اپنا کام جاری رکھو تم ایک اچھے عمل میں مصروف ہو۔ پھر فرمایا اگر مجھے یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ تم اس پر غلبہ پالو گے تو پھر میں اس کنویں میں اتر جاتا اور ڈول کی رسی اپنے کندھے پر رکھتا۔ (بخاری)

ابن حزم فرماتے ہیں کہ یہ واقعہ حجۃ الوداع کا ہے۔

ان جریج سے روایت ہے کہ حضور نبی محترم ﷺ نے اپنے دست مبارک سے آب زمزم کا ایک ڈول نکالا اس سے نوش بھی فرمایا اور اپنے سر پر بھی انڈیلا۔

محمد بن عبد الرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس تھا۔ ایک شخص ہمارے پاس آیا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس سے فرمایا تو کہاں سے آیا ہے۔ اس نے جواب دیا میں زمزم سے آیا ہوں۔ انہوں نے فرمایا کیا تمہیں معلوم ہے کہ آب زمزم کیسے پیا جاتا ہے۔ اس نے عرض کی آپ بیان فرما دیں تو بہتر ہے۔ انہوں نے فرمایا جب تم پانی پینے لگو تو قبلہ رو ہو جاؤ۔ اور اللہ تعالیٰ کا اسم مبارک لو۔ تین سانس لے کر خوب سیر ہو کر پانی پیو۔ جب پانی پی چکو تو اللہ تعالیٰ کی تعریف بیان کرو۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہمارے اور منافقین کے مابین فرق یہ ہے کہ منافقین آب زمزم سے سیر نہیں ہوتے۔ دار قطنی، حاکم اور مستدرک نے اس کو روایت کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ یہ روایت امام مسلم اور امام بخاری کی شرائط پر ہے۔ امام الطبری کہتے ہیں "تضلع" کا معنی ہے کہ اتنا پیٹ بھر کر پینا کہ پسلیاں باہر نکلنے لگیں۔ تین مرتبہ سانس لیا جائے۔ ہر مرتبہ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ سے ابتداء کی جائے اور اختتام اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ سے کیا جائے۔ نیز برتن میں سانس نہ لینے کا مطلب یہ ہے کہ برتن میں سانس لینے سے ممانعت آئی ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ نبی محترم ﷺ ہمارے ساتھ زمزم کے کنویں کے پاس تشریف فرما تھے۔ آپ ﷺ نے آب زمزم کا ایک ڈول نکالنے کا حکم دیا میں نے آپ ﷺ کے لئے کنویں سے پانی نکالا آپ ﷺ نے ڈول کے کنارے پر ہاتھ رکھا اور کافی دیر پانی نوش فرماتے رہے۔ پھر آپ ﷺ نے اپنے سر مبارک کو اٹھایا اور اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کہا پھر اپنا منہ مبارک برتن سے لگایا اور کافی دیر پانی پیتے رہے لیکن یہ پہلے عرصے سے کم تھا۔ پھر آپ ﷺ نے اپنا منہ مبارک جدا کیا اور اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کہا پھر تیسری مرتبہ اس ڈول میں سے پانی نوش فرمانا شروع کیا اور کافی دیر تک پانی پیتے رہے لیکن یہ عرصہ پہلے عرصہ سے کم تھا۔ پھر سر مبارک کو اٹھایا اور فرمایا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ پھر فرمایا ہمارے اور منافقین کے درمیان فرق یہی ہے کہ منافق کبھی بھی آب زمزم سیر ہو کر نہیں پی سکتے۔

حضرت ابن عباس اور حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے سہیل بن عمرو سے آب زمزم طلب فرمایا انہوں نے آب زمزم سے لبریز دو مشکیزے آپ ﷺ کو بھیجے آپ ﷺ اس وقت مدینہ طیبہ میں تھے اور

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نصیب ہوتی ہے۔ان کی ارواح ہلکی پھلکی محسوس ہوتی ہیں۔لیکن انہیں اس فرحت وشادمانی کا کوئی ظاہری سبب نظر نہیں آتا۔ میں نے بذات خود یہ کیفیت سرور محسوس کیا ہے اور میرے تمام رفقاء نے بھی اسی قسم کی کیفیت محسوس کی ہے۔انہوں نے مجھے اس کے متعلق آگاہ کیا اوران کی ظاہری کیفیت بھی ان کی صداقت کی غماز تھی۔اسی طرح بعض مشائخ نے مجھے فرمایا ہے کہ وہ شخص جو عید الفطر کے دن مسرت وشادمانی محسوس کرے وہ بھی جہنم سے آزاد کیا ہوا اور مغفور ومرحوم ہے۔

ابن علان مکی نے اپنی کتاب ''مثیر شوق الانام'' میں حضرت سفیان ثوری سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں نے حج کیا میں نے کہا میں عرفات سے ہی واپس چلا جاؤں گا اور پھر حج ادا کرنے کے لیے نہیں آؤں گا۔اچانک میں نے ایک بزرگ دیکھے جو اپنے عصا کے ساتھ ٹیک لگائے ہوئے تھے۔وہ میری طرف لگاتار دیکھ رہے تھے۔میں نے ان سے کہا ''اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا شَیْخُ'' انہوں نے کہا ''وَعَلَیْکَ السَّلَامُ یَا سُفْیَانُ'' اپنی نیت سے رجوع کرلو۔میں نے کہا سبحان اللہ! آپ کو میری نیت کا کیسے علم ہوا۔انہوں نے کہا یہ میرے رب نے مجھ پر الہام کیا ہے۔اللہ کی قسم! میں نے پینتیس حج کیے ہیں۔میں پینتیسویں حج کے موقع پر میدان عرفات میں کھڑا تھا۔میں حجاج اور اپنے معاملہ میں اللہ تعالیٰ کی رحمت کا مشاہدہ کررہا تھا میں نے کہا کیا اللہ رب العزت نے میرا اور دیگر لوگوں کا حج قبول کرلیا ہے؟ میں اسی سوچ میں مستغرق تھا کہ سورج غروب ہوگیا۔لوگ عرفات سے مزدلفہ کی طرف جانے لگے۔میرے ساتھ کوئی ایک شخص بھی نہ تھا۔تاریکی چھاگئی اور میں وہیں سوگیا۔میں نے خواب میں دیکھا کہ قیامت قائم ہوچکی ہے۔لوگ جمع ہیں۔اعمال نامے اڑ رہے ہیں۔میزان اور صراط نصب ہے۔جنت اور دوزخ کے دروازے کھل چکے ہیں۔میں نے آتش جہنم کی صدا سنی وہ کہہ رہی تھی۔اے میرے مولا! حجاج کرام کو میری تپش اور سردی سے بچا۔آواز آئی اے آتش جہنم! ان کے علاوہ دوسرے لوگوں کے متعلق سوال کر۔یہ لوگ تو بیابان کی پیاس اور عرفات کی گرمی کا مزہ چکھ چکے ہیں۔اس لیے یہ قیامت کی پیاس سے نجات پاگئے ہیں اور انہیں شفاعت دی گئی ہے۔انہوں نے میری رضا کو تلاش کیا۔ان کا سفر اموال اور اپنے نفسوں کے لیے نہیں تھا۔وہ بزرگ فرماتے ہیں کہ میں نیند سے بیدار ہوا میں نے دو رکعتیں نماز ادا کی اور پھر سوگیا دوبارہ اسی خواب کا سلسلہ شروع ہوگیا میں نے نیند میں کہا کیا یہ خواب رحمان کی طرف سے ہے یا شیطان کی طرف سے، مجھے بتایا گیا کہ یہ خواب اللہ کی طرف سے ہے تو اپنا دایاں ہاتھ آگے بڑھا۔میں نے اپنا ہاتھ آگے کیا تو میرے کندھے پر لکھا تھا۔جس نے عرفات میں قیام کیا اور بیت اللہ کی زیارت کی میں اس کے گھرانے کے ستر افراد کے متعلق اس کی شفاعت قبول کروں گا۔میں نے خود یہ تحریر پڑھی۔پھر اس بزرگ نے کہا اس سال کے بعد ہر سال حج کرتا ہوں۔حتی کہ میرے تہتر حج مکمل ہوچکے ہیں۔

حج میں ایک اور واضح نشانی

حج کی واضح نشانیوں میں ایک نشانی یہ بھی ہے کہ فقر،غنی،قوت وضعف اور قرب وبعد کے اختلاف کے باوجود جن لوگوں کے مقدر اور نصیب میں حج ہوتا ہے وہ اپنے وجود میں محبت اور شوق کی وہ کیفیت پاتے ہیں کہ انہیں کسی لحہ قرار اور سکون نصیب نہیں ہوتا۔اس کی راہ میں کتنی ہی ایسی رکاوٹیں ہوتی ہیں جو ہمتوں کو پست اور دکھوں میں اضافہ کردیتی ہیں۔لیکن ان کی آتش

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ یہ کام ایک فرشتے کے سپرد ہے جو کنکریاں بارگاہ صمدیت میں قبول ہو جاتی ہیں وہ انہیں اٹھا لیتا ہے اور جو مقبول نہیں ہوتیں انہیں وہیں رہنے دیتا ہے۔

ابو نعیم فرماتے ہیں یہ ایک واضح نشانی ہے جو ہمارے نبی کریم ﷺ کی نبوت کی صحت پر دلالت کرتی ہے۔ کیونکہ بیت اللہ کا حج شریعت محمدیہ نے ہی واجب قرار دیا ہے۔

الطبرانی نے اوسط میں ابو داؤد سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا منیٰ اپنی تنگی میں رحم مادر کی طرح ہے۔ جو جب حاملہ ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو وسعت بخشتا ہے یعنی منیٰ میں جس قدر بھی زیادہ حجاج کرام اپنی سواریوں اور ساز و سامان سمیت آ جائیں وہ اس میں سما جاتے ہیں۔ جس طرح بچہ جوں جوں بڑا ہوتا جاتا ہے۔ رحم مادر بھی وسیع ہوتی جاتی ہے۔ مسجد حرام اور مسجد نبوی پھیلتی جاتی ہے۔ حالانکہ عموماً اتنے کم رقبے میں اتنے کثیر لوگ نہیں سما سکتے۔ اکثر سالوں میں حجاج کرام کی تعداد ایک لاکھ سے زیادہ ہوتی ہے اور اکثر اوقات یہ تعداد کئی لاکھ تک پہنچ جاتی ہے۔ اکثر حاجی ایک ایک قربانی دیتے ہیں۔ بعض دو دو تین تین قربانیاں بھی پیش کرتے ہیں۔ صرف بھیڑ اور بکریوں کی تعداد کئی لاکھ ہو جاتی ہے۔ گائیں اور اونٹ اس کے علاوہ ہیں۔ ایام حج میں بھی قصاب ان جانوروں کا گوشت فروخت کرتے ہیں۔ لطف کی بات یہ ہے کہ ان ایام میں جانوروں کی قیمتیں کم ہو جاتیں ہیں۔ اہل عرب اور دیگر لوگ اتنے جانور مکہ معظمہ میں کیوں لے کر آتے ہیں؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ اہل عرب میں مشہور ہے کہ وہ اگر ایام حج میں اپنے جانور فروخت کرنے کے لیے پیش نہ کریں تو ان کے جانور مرنے لگتے ہیں۔ وہ کچھ جانور ایام حج میں فروخت کر دیتے ہیں اور باقی واپس لے جاتے ہیں۔

مزدلفہ

مزدلفہ بھی واضح نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔ یہ ایک تنگ سا ریتلہ میدان ہے۔ جس میں پتھر بہت کم ہیں۔ اس کے باوجود حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ کنکریاں یہاں سے اٹھائی جائیں۔ ہر حاجی کو ستر کنکریوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ ہر سال حاجی لاکھوں کنکریاں جمع کرتے ہیں اور وہ تمام کنکریاں اسی میدان سے اٹھائی جاتی ہیں۔ حضور ﷺ کے عہد ہمایوں سے لے کر آج تک اٹھائے جانے والی کنکریوں کو اگر جمع کیا جائے تو ان سے ایک عظیم پہاڑ بن سکتا ہے۔ میں نے 1310 ہجری میں حج ادا کرنے کی سعادت حاصل کی اور مجھے خود اس بات کا مشاہدہ ہوا۔ جب میں مزدلفہ سے کنکریاں لینے گیا تو میں نے ریت کے ڈھیر میں ہاتھ ڈالا۔ جس کی لمبائی اور چوڑائی ایک ہاتھ تھی۔ میں نے وہاں سے صرف ایک کنکری نکالی۔ اس وقت مجھے کوئی دوسری کنکری محسوس نہ ہوئی میں نے دوسری مرتبہ پھر ہاتھ ڈالا مجھے ایک اور کنکری ملتی رہی۔ میں اسی ڈھیر میں ہاتھ ڈالتا رہا اور مجھے ایک ایک کنکری ملتی رہی یہاں تک کہ ان کنکریوں کی تعداد ستر ہو گئی۔ میں نے ریت کے اس ڈھیر سے کچھ زیادہ تجاوز نہ کیا۔

عرفات

ایک نشانی یہ بھی ہے کہ جن حاجیوں کا حج قبول ہوتا ہے۔ انہیں عرفات سے روانگی کے وقت ایک روحانی خوشی اور راحت

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وَاَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ یَاْتُوْكَ رِجَالًا وَّعَلٰی كُلِّ ضَامِرٍ یَّاْتِیْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ (الحج: ۲۷)

"اور اعلان عام کردو لوگوں میں حج کا وہ آئیں گے آپ کے پاس پیادہ اور ہر دبلی اونٹنی پر سوار ہو کر جو آتی ہیں ہر دور دراز راستہ سے"۔

اس آیت کی تفسیر میں علامہ سیوطی اپنی تفسیر درمنثور میں فرماتے ہیں حاکم وغیرہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام تعمیر کعبہ سے فارغ ہوئے تو انہوں نے عرض کی مولا! میں کعبہ معظمہ کی تعمیر سے فارغ ہو چکا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے ابراہیم! لوگوں میں حج کا اعلان کرو۔ انہوں نے عرض کی مولا! میری آواز تمام لوگوں تک کیسے پہنچے گی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا آواز کا پہنچانا میرے ذمہ کرم پر ہے۔ انہوں نے عرض کی مولا! میں کیسے اعلان کروں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہو اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے تم پر بیت اللہ العتیق کا حج فرض کر دیا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اس صدا کو زمین و آسمان کے مابین ہر چیز نے سنا یہی وجہ ہے کہ لوگ دنیا کے گوشے گوشے سے لبیک لبیک کی صدائیں لگاتے ہوئے آتے ہیں۔

ابن جریر وغیرہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بیت اللہ کی تعمیر کو مکمل فرمایا تو اللہ تعالیٰ نے انہیں حکم فرمایا کہ لوگوں میں حج کا اعلان کرو انہوں نے یوں اعلان کیا اے لوگو! سنو اللہ تعالیٰ نے ایک گھر مقرر فرمایا ہے اور تمہیں اس کا حج کرنے کا حکم دیا ہے۔ ان کی صدائے دلنواز کو جس چیز مثلاً پتھر، درخت، ریت اور مٹی وغیرہ نے سنا تو اس نے لَبَّیْکَ اللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ کہا۔

دیلمی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حج کے اعلان کے لیے صدا دی تو جس نے آپ کی صدا پر ایک دفعہ لبیک کہا اس نے ایک حج کیا جس نے دو مرتبہ لبیک کہا اس نے دو مرتبہ حج کیا جس نے دو سے زائد مرتبہ لبیک کہا اس نے دو سے زائد مرتبہ حج کرنے کی سعادت حاصل کی۔

ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم کو حج کا اعلان کرنے کا حکم دیا تو وہ حجر پر کھڑے ہو گئے اور یوں صدا دی اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے تم پر حج فرض کر دیا ہے۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ صدا مبارک ان لوگوں نے بھی سنی جو ابھی تک اپنے باپوں کی پشتوں اور ماؤں کی رحموں میں تھے۔ اہل ایمان میں سے ان افراد نے "لَبَّیْکَ اللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ" کہا جن کے متعلق اللہ تعالیٰ کو علم تھا کہ وہ قیامت تک حج ادا کریں گے۔

ابن جریر نے حضرت سعید بن جبیر سے روایت کیا ہے کہ جب حضرت ابراہیم تعمیر کعبہ سے فارغ ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف وحی فرمائی کہ لوگوں میں حج کا اعلان کریں آپ بیت اللہ سے باہر تشریف لائے اور یوں صدا لگائی اے لوگو! تمہارے پروردگار نے ایک گھر مقرر فرمایا ہے۔ تم سب اس گھر کا حج کرو۔ جس جن و انس، شجر و حجر، ریت کے ٹیلے یا مٹی کے ڈھیلے، پہاڑ یا پانی یا کسی بھی چیز نے یہ صدا سنی اس نے کہا "لَبَّیْکَ اللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ" ابو شیخ نے کتاب الاذان میں حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں۔ اذان حضرت ابراہیم کی اذان (صدائے حج) سے ماخوذ ہے۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

شوق ہر آن فزوں تر ہوتی ہے۔ اکثر بیماریاں حجاج کرام کا راستہ روک دیتی ہیں۔ وہ کئی سال ان وباؤں میں مبتلا رہتے ہیں۔ بعض حاجیوں کو ایک طویل مدت ان اذیتوں کو برداشت کرنا پڑتا ہے۔ لیکن ان کے شوق فراواں میں کبھی کمی نہیں ہوتی۔ حالانکہ اس سفر کے لیے انہیں بہت سارو پیہ خرچ کرنا پڑتا ہے اور بعض اوقات انہیں مالی نقصان بھی اٹھانا پڑتا ہے۔ جیسا کہ میں نے 1310 ہجری میں مشاہدہ کیا تھا۔ اتنی تکالیف اور اذیتوں کے باوجود میں نے بہت سے حجاج کرام کو دیکھا وہ آپس میں حج کے متعلق گفتگو کر رہے تھے کوئی کہہ رہا تھا۔ اب میں خشکی کے راستے ایک اور حج کروں گا کوئی کہہ رہا تھا۔ اب میں سمندری راستہ سے ایک اور حج ادا کروں گا۔ انہیں حج کی لذت اور روضۂ رسول ﷺ کی زیارت کی تسکین کیسے بھول سکتی تھی۔ شدید ترین مشکلات اور سخت ترین حالات کے باوجود ان کی ارواح ان مقامات مقدسہ کے ساتھ ہی معلق تھیں۔ ایسی خبریں بہت مشہور و معروف ہیں کیونکہ قریب و بعید ممالک میں ان کا شہرہ بہت عام ہے۔ مگر ان کے حج کے ارادہ میں کبھی خلل پیدا نہیں ہوا۔ جب وہ اپنے ملک سے حج کی نیت سے روانہ ہونے لگتے ہیں تو وہ طاعون اور مختلف وباؤں کے متعلق سنتے ہیں۔ مگر ان کے دل میں حج کو مؤخر کرنے کا خیال پیدا نہیں ہوتا۔ بہت سے لوگ ان تکالیف کے باوجود ہر سال حج کرتے ہیں۔ 1310ھ میں حج کرتے ہوئے ایک شامی صالح مرد حضرت سعید الحبال ہمارے رفیق راہ تھے۔ انہوں نے بتایا کہ وہ ان کا چھتیسواں حج تھا۔ اس وقت ان کی عمر 80 سال کے لگ بھگ تھی۔ قویٰ کی ناتوانی اور کبرسنی کے باوجود وہ اپنے حجوں کی وجہ سے خاصی شہرت کے حامل تھے۔ وہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں نے کمزوری کی وجہ سے حج نہ کرنے کا عزم کیا۔ جب حج کا موسم آیا تو مجھے ایسے محسوس ہوا کہ کوئی ہانکنے والا بے اختیار مجھے ہانک کر ان مقدس مقامات کی طرف لے جا رہا ہے۔ جب ہم حج سے واپس آئے اور طور کے مقام پر پہنچے تو میں نے اس بزرگ کی صداقت کا مشاہدہ کر لیا وہاں وہ مرض اسہال میں مبتلا ہو گئے۔ ان کی یہ بیماری اتنی شدت اختیار کر گئی کہ وہ شفایاب ہونے سے ناامید ہو گئے۔ وہ اسی کمزوری اور ناتوانی کی کیفیت پر رہے۔ حتیٰ کہ ہم بیروت پہنچ گئے۔ پھر وہ شام کی طرف عازم سفر ہوئے۔ آئندہ سال انہوں نے حسب عادت حج کیا اس بزرگ نے مجھے بتایا کہ انہوں نے صحیحین اور احادیث کی دیگر کتب شام کے جید علماء سے پڑھی ہیں۔ ان میں سے الشیخ عبد الرحمٰن الکزبری کا نام بڑا نمایاں ہے۔ ان علماء سے انہوں نے احادیث روایت کرنے کی اجازت حاصل کی۔

اب ہم دوبارہ اس شوق فراواں کی طرف آتے ہیں جو حاجیوں کو اتنی زیادہ رکاوٹوں کے باوجود سفر حج پر برانگیختہ کرتا ہے۔ یہ شوق انسانی اختیار سے باہر ہوتا ہے۔ بہت سے ایسے اسباب ہوتے ہیں جو انسان کو اپنے شوق اور عشق کی اتباع کرنے سے روکتے ہیں۔ وہ اس کو سب سے پسندیدہ مقام اور سب سے افضل مقامات کی زیارت سے باز رکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ کیا اس عجیب شوق کا عرفان ممکن ہے یہ اللہ تعالیٰ کا راز ہے جو ہماری عقل و دانش سے ماوراء ہے۔ حالانکہ دل میں اتنے زیادہ دنیوی اور فطرتی اسباب ہوتے ہیں لیکن اگر ان سب کو جمع بھی کر لیا جائے پھر بھی وہ شوق ان تمام اسباب پر غالب ہی رہے گا۔ اللہ کی قسم! اس کا سبب صرف یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک دین اسلام ہی برحق دین ہے اور آقائے دو جہاں ﷺ کا پیغام صحیح اور سچا ہے۔ نیز وہ سورۃ الحج کی اس آیت کی صحت پر بھی دلالت کرتا ہے:

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کہا گیا لوگوں میں حج کا اعلان کرو۔ انہوں نے عرض کی اے میرے مولا! میں کیسے اعلان کروں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہو ''لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ'' سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ہی تلبیہ کہا تھا۔

ابن منذر نے حضرت عکرمہ سے روایت کیا ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حج کا اعلان کرنے کا حکم دیا گیا تو آپ مقام ابراہیم پر کھڑے ہو گئے آپ نے آواز دی اس صدا کو تمام اہل زمین نے سنا۔ آپ نے فرمایا اے لوگو! تمہارے رب نے ایک گھر مقرر فرمایا ہے اور تمہیں حکم دیا ہے کہ تم اس کا حج کرو۔ اس وقت اس پتھر پر آپ کے پاؤں مبارک کے نشان پڑ گئے۔ عبد بن حمید نے عطاء سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام صفا پر چڑھ گئے اور فرمایا اے لوگو! اپنے رب کی دعوت پر لبیک کہو۔ ہر زندہ چیز نے آپ کی آواز کو سنا اور جو ابھی اپنے باپوں کی پشتوں میں تھے انہوں نے بھی یہ صدا سنی۔

عبد بن حمید نے سعید بن جبیر سے روایت کیا ہے کہ ہر جن وانس اور ہر شجر و حجر نے آپ کی صدا پر لبیک کہا۔

الطبرانی وغیرہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حج کا اعلان کرنے کے لیے فرمایا گیا تو ان کے لیے پہاڑوں کو پست اور زمین کو بلند کر دیا گیا۔ آپ کھڑے ہو کر فرمانے لگے۔ اے لوگو! اپنے رب کی دعوت پر لبیک کہو۔

ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابراہیم کوہ ابی قبیس پر تشریف لے گئے اور فرمایا'' اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ اِبْرَاهِيْمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ'' اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم فرمایا ہے کہ میں لوگوں میں حج کا اعلان کروں۔ تم اپنے رب کی دعوت پر لبیک کہو۔ جس نے آپ کی دعوت پر لبیک کہا اس کو حج کی سعادت نصیب ہوگی۔

ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ'' وَاَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ (الحج: ۲۷)'' میں الناس سے مراد اہل قبلہ ہیں۔ کیا تم نے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان نہیں سنا۔ اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ الخ (آل عمران: ۲۷) اور ''يَاْتُوْكَ رِجَالًا (الحج: ۲۷)'' سے مراد پیدل آنے والے'' وَّعَلٰى كُلِّ ضَامِرٍ'' سے مراد وہ اونٹ ہیں جو دور دراز کے علاقے سے حج ادا کرنے کے لیے آتے ہیں۔ حضرت قتادہ سے روایت ہے کہ ضامر سے مراد وہ اونٹنیاں ہیں جو طویل مسافت کی وجہ سے دبلی ہو جاتی ہیں۔ مجاہد فرماتے ہیں'' فَجٍّ عَمِيْقٍ (الحج ۲۷)'' سے مراد دور دراز کا علاقہ ہے۔ ابو العالیہ فرماتے ہیں اس سے مراد دور کی جگہ ہے۔

مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ کے کھانے میں برکت

مکہ معظمہ میں ایک اور نشانی کا بھی مشاہدہ کیا جاتا ہے وہ یہ کہ یہاں قلیل کھانا بھی کثیر افراد کو کافی ہو جاتا ہے۔ اور مدینہ طیبہ عَلٰى صَاحِبِهَا اَفْضَلُ الصَّلٰوةِ وَالسَّلَامُ کے کھانے میں اس سے بھی زیادہ برکت ہے۔ جیسا کہ امام ترمذی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ حضور ﷺ نے یوں دعا مانگی اے مولا! حضرت ابراہیم علیہ السلام تیرے بندے اور خلیل تھے۔ انہوں نے مکہ معظمہ میں برکت کے لیے دعا مانگی تھی۔ میں محمد (ﷺ) تیرا بندہ اور رسول ہوں۔ میں

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

انہوں نے لوگوں میں حج کا اعلان کیا اور حضور ﷺ نے لوگوں میں نماز کے لیے اذان دی۔

ابن ابی حاتم نے عبید بن عمیر سے روایت کیا ہے جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو یہ حکم دیا گیا کہ وہ لوگوں کو حج کی طرف دعوت دیں تو انہوں نے اپنا رخ مشرق کی طرف کیا اور لوگوں کو بلایا پھر مغرب کی طرف منہ کر کے صدا لگائی پھر شام اور پھر یمن کی طرف منہ کر کے آواز دی۔ آپ علیہ السلام کو ہر طرف سے ''لبیک لبیک'' کی صدا آئی۔ ابن ابی حاتم نے علی بن ابی طلحہ سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف وحی کی کہ لوگوں میں حج کا اعلان کرو۔ آپ علیہ السلام ایک پتھر پر کھڑے ہو گئے اور صدا دی اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے تمہیں حج کا حکم دیا ہے۔ اس وقت زمین میں موجود تمام مخلوق نے جواب دیا۔ وہ لوگ جو ابھی ماؤں کی رحموں اور باپوں کی پشتوں میں تھے یا وہ جانور جو سمندر کی پنہائیوں میں تھے سب نے ''لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ'' کہا۔

عبد بن حمید نے حضرت مجاہد سے روایت کیا ہے کہ حضرت جبرائیل نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کہا لوگوں میں حج کا اعلان کریں۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا میں کیسے اعلان کروں۔ انہوں نے کہا آپ فرمائیں اے لوگو! اپنے رب کی دعوت پر لبیک کہو آپ تین مرتبہ یہ کہیں۔ جب آپ نے تین مرتبہ یہ کہا تو لوگوں نے جواب دیا ''لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ رَبَّنَا لَبَّیْکَ لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا لَبَّیْکَ'' مخلوق میں سے جس نے بھی آپ کی آواز پر لبیک کہا اس کو حج کی سعادت نصیب ہوئی۔

حضرت مجاہد سے روایت ہے کہ جب حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما السلام تعمیر کعبہ سے فارغ ہوئے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حکم دیا گیا کہ وہ لوگوں میں حج کا اعلان کریں۔ وہ کوہ صفا پر چڑھ گئے۔ آپ نے ایسی آواز میں صدا دی جس کو مشرق و مغرب میں سنا گیا۔ آپ نے فرمایا اے لوگو! اپنے رب کی دعوت پر لبیک کہو۔ وہ لوگ جو ابھی اپنے باپوں کی پشتوں میں تھے۔ انہوں نے آپ کی صدا پر لبیک کہا حضرت مجاہد نے فرمایا اب ہر وہ شخص حج کی سعادت سے بہرہ اندوز ہوگا۔ جس نے اس دن حضرت ابراہیم کی صدا پر لبیک کہا۔

ابن ابی حاتم نے مجاہد سے روایت کیا ہے کہ جب حضرت ابراہیم نے حج کا اعلان کیا تو انہوں نے فرمایا اے لوگو اپنے رب کی دعوت پر لبیک کہو آپ مقام ابراہیم پر کھڑے ہو گئے اور بلند آواز میں صدا دی اے لوگو! اپنے رب کی دعوت پر لبیک کہو۔

سعید بن منصور نے حضرت مجاہد سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا میں کیسے اعلان کروں حضرت جبرائیل نے کہا یوں کہو اے لوگو! اپنے رب کی دعوت پر لبیک کہو جب آپ نے یہ صدا دی تو اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سے پہاڑ، درختوں اور ہر فرماں بردار شئے نے ''لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ'' کہا اور یہی حاجیوں کا تلبیہ بن گیا۔ حضرت مجاہد فرماتے ہیں وہ پتھر جس پر کھڑے ہو کر حضرت ابراہیم نے یہ اعلان فرمایا تھا وہ بلند ترین پہاڑوں سے بھی بلند ہو گیا۔ آپ نے اس پتھر پر کھڑے ہو کر حج کا اعلان فرمایا، وہ مخلوق جو سات سمندر کے نیچے تھی اس نے بھی آپ کی صدا کو سنا اور کہا ''لَبَّیْکَ اَطَعْنَا لَبَّیْکَ اَجَبْنَا'' جس نے آپ کی صدا پر لبیک کہا وہ قیامت تک ضرور حج کرلے گا۔ عبد بن حمید نے مجاہد سے روایت کیا ہے

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سے ایک جوان آیا اس نے اپنا ہاتھ اس پرندے پر رکھا اور اس کو پکڑ لیا تا کہ وہ اسے اس شخص کو دکھائے جو مقام ابراہیم کے پیچھے نماز ادا کر رہا تھا جب پرندہ اس شخص کے ہاتھ میں پہنچا تو اس نے بہت زیادہ شور وغل مچایا اس کی آواز کسی پرندے سے مشابہت نہیں رکھتی تھی۔ وہ جوان ڈر گیا اور اس نے پرندے کو چھوڑ دیا۔ پھر وہ پرندہ دار الندوہ کے قریب بیٹھ گیا۔ لوگ اس کو دیکھنے کے لیے جمع ہو گئے وہ بھی لوگوں سے مانوس ہو گیا۔ پھر وہ اپنی مرضی کے مطابق اڑا اور دار ندوہ اور دار عجلہ کے درمیانی دروازے سے اڑ گیا۔ اس کی پرواز قعیقان کی طرف تھی۔

مدد کرنے والے پرندے کی داستان

یہ واقعہ ذکر کرنے کے بعد شیخ اکبر نے ایک اور پرندہ کی حکایت رقم کی ہے وہ فرماتے ہیں۔ 600 ہجری میں مجاہدین میں سے ایک شخص مصر کی طرف عازم سفر ہوا۔ اس نے اپنے سفر کے لیے بحر عیذاب کو اختیار کیا دوران سفر رات کو خوشگوار ہوا چلنے لگی۔ اس شخص کے علاوہ تمام مسافرین کھڑے ہو گئے اور موسم سے لطف اندوز ہونے لگے۔ اس وقت اس شخص کو رفع حاجت کی ضرورت محسوس ہوئی وہ رفع حاجت کے لیے جہاز کی اگلی طرف آیا اس کا قدم پھسلا اور وہ سمندر میں گر پڑا۔ موجوں نے اس کو ڈھانپ لیا جہاز کا کپتان سب کچھ دیکھ رہا تھا۔ پھر جہاز اتنی دور نکل گیا کہ وہ لوگوں کی نظروں سے بالکل پوشیدہ ہو گیا کپتان نے اس شخص کے متعلق کسی کو نہ بتایا تا کہ مسافروں میں اضطراب پیدا نہ ہو۔ علاوہ ازیں انہیں بتانے کا کوئی فائدہ بھی نہ تھا۔ کچھ دیر بعد کپتان نے ایک پرندہ دیکھا جس نے اس ڈوبنے والے کو پانی سے نکالا اور اس کو اٹھا کر جہاز میں رکھ دیا اور خود بادبان کے اوپر بیٹھ گیا وہ پرندہ کبھی اپنی چونچ لمبی کر لیتا اور کبھی سمیٹ لیتا پھر اس نے اس شخص کے کانوں میں کچھ کہا اور اڑ گیا۔ یہ حیرت انگیز واقعہ دیکھ کر کپتان اس شخص سے بہت زیادہ حسن ظن رکھنے لگا اور اس کی عزت وتوقیر کرنے لگا وہ شخص سمجھ گیا اس نے کپتان سے کہا اے میرے بھائی! میں وہ نہیں ہوں جو تو مجھے گمان کر رہا ہے۔ یہ تو کوئی اللہ کا امر تھا۔ اس میں میرا اور تیرا علم برابر ہے۔ مجھے تو صرف اتنا علم ہے کہ مجھے موجوں نے پکڑ لیا تھا۔ مجھے موت کا یقین ہو چکا تھا۔ میں نے اپنے آپ کو اللہ کے سپرد کر دیا۔ اس وقت میں نے کہا ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ (یٰسین: ۳۸) اچانک یہ پرندہ ظاہر ہوا باقی واقعہ سے تم بھی آگاہ ہو۔ کپتان نے کہا میں نے دیکھا کہ پرندے نے اپنی چونچ سے تمہیں سرگوشی کی ہے۔ کیا اس نے تجھ سے کوئی بات کی ہے۔ اس شخص نے کہا ہاں میں دل میں کہہ رہا تھا کہ یہ پرندہ کیسا ہے۔ جو میرا معاون ومددگار ثابت ہوا اس پرندے نے اپنی چونچ میرے کان کے قریب لے جا کر کہا: ''اَنَا تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ''

غزوۂ بدر کا ابدی معجزہ

امام قسطلانی نے ''مواہب'' میں ابن مرزوق سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ غزوہ بدر کا معجزہ ابھی تک باقی ہے۔ میں نے کئی حاجیوں سے سنا کہ وہ جب بدر کے مقام سے گذرتے ہیں تو وہ بادشاہوں کے طبل کی مانند آواز سنتے ہیں وہ یہی سمجھتے کہ یہ مسلمانوں کی مدد اور اعانت کی علامت ہے۔ میں جب یہ واقعہ سنتا تو بعض اوقات تو اس کا انکار کر دیتا اور بعض اوقات اس کی تاویل یہ کرتا کہ مقام بدر ایک غیر ہموار جگہ ہے وہاں جانوروں کے پاؤں سے آواز پیدا ہوتی ہوگی۔ وہ حاجی

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تجھ سے اہل مدینہ کے لیے دعا مانگتا ہوں۔ تو ان کے مد اور صاع میں برکت ڈال۔ جس طرح کہ تو نے مکہ معظمہ کے مد اور صاع میں برکت دی۔ بلکہ اس سے دوگنی برکت عطا فرما۔

مسلم اور بخاری میں ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے یوں دعا فرمائی اے پروردگار! مدینہ طیبہ میں مکہ معظمہ سے دوگنی برکت عطا فرما۔ اے مولا! اس کے ناپ، مد اور صاع میں برکت دے۔

امام سمہودی خلاصۃ الوفاء میں یہ حدیث نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ یہ برکت دینی اور دنیوی امور میں مطلوب تھی۔ کیونکہ اس سے مراد زیادتی اور نمو ہے۔ اہل مدینہ کے ناپ کو برکت حاصل ہے۔ کیونکہ ان کا مد وہ کفایت کرتا ہے کہ کسی اور جگہ کا اتنی کفایت نہیں کرتا۔ اور یہ بات ہر اس شخص کو محسوس ہوتی ہے جس کو مدینہ طیبہ میں رہنے کی سعادت حاصل ہوتی ہے۔ اسی وجہ سے ان کے ایمان میں اضافہ ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں دیار حبیب ﷺ میں رہنے کی توفیق دے۔ ہمیں اس حالت میں موت دے کہ وہ ہم سے راضی ہو اس حال میں کہ ہم مسلمان ہوں، ہمارا اور ہمارے اہل واحباب کا حشر سید المرسلین ﷺ کے جھنڈے کے نیچے کرے۔ (آمین)

بیت اللہ کا طواف کرنے والے پرندے کی داستان

شیخ اکبر نے مسامرات میں ذکر کیا ہے کہ علامہ ازرقی کتاب مکہ میں فرماتے ہیں کہ مکہ معظمہ میں ایک پرندہ آیا۔ اس کا رنگ زرد تھا۔ اس کے کچھ پر سرخ اور کچھ کالے تھے۔ اس کی پنڈلیاں بڑی نرم و نازک تھیں۔ گردن اور چونچ طویل تھی۔ وہ سمندری پرندوں کے مشابہ تھا۔ وہ پرندہ بروز ہفتہ ستائیس ذی القعدہ 226 ہجری کو مکہ مکرمہ میں آیا۔ اس وقت آفتاب طلوع ہو رہا تھا اور بہت سے لوگ مصروف طواف تھے۔ وہ زمزم کے چراغ کے پاس رکن اور حجر اسود کے بالمقابل کافی دیر ٹھہرا رہا۔ پھر رکن یمانی اور رکن اسود کے وسط کی طرف اڑ گیا۔ پھر رکن اسود کے پاس ایک شخص کے کندھے پر بیٹھ گیا وہ شخص طواف میں مصروف تھا۔ پھر ایک خراسانی شخص کے کندھے پر بیٹھ گیا۔ اس شخص نے اپنا طواف مکمل کیا۔ لوگ اس پرندے کے قریب جاتے اور اسے غور سے دیکھتے۔ وہ بالکل خوفزدہ نہ ہوا بلکہ پرسکون رہا۔ یہ ایک عجیب منظر تھا کہ ایک آدمی لوگوں میں مصروف طواف تھا۔ اس کے کندھے پر ایک پرندہ بیٹھا ہوا تھا۔ وہ لوگ اسے دیکھ کر محو حیرت تھے وہ شخص گریہ بار تھا۔ اس کے رخسار اور داڑھی آنسوؤں سے تر تھے۔

ابو الولید الازرقی فرماتے ہیں مجھے محمد بن ابی عبد اللہ بن ربیعہ نے بیان کیا ہے میں نے وہ پرندہ خود دیکھا وہ اس شخص کے دائیں کندھے پر بیٹھا ہوا تھا۔ لوگ اس کے قریب جا کر اسے دیکھ رہے تھے۔ وہ نہ لوگوں سے خوفزدہ تھا اور نہ ہی محو پرواز ہوتا تھا۔ میں نے تین طواف مکمل کیے جب بھی میں طواف مکمل کرتا تو میں مقام ابراہیم پر آ کر نوافل ادا کرتا۔ پھر میں پرندہ دیکھنے جاتا تو وہ ابھی تک اس شخص کے کندھے پر ہی موجود ہوتا۔ پھر طواف کرنے والوں میں سے ایک شخص آیا۔ اس نے پرندے پر اپنا ہاتھ رکھا۔ لیکن وہ نہ اڑا کچھ دیر بعد وہ اڑ کر مقام ابراہیم کے دائیں جانب بیٹھ گیا کبھی وہ اپنی چونچ کو لمبا کر لیتا اور کبھی اپنے پروں کی طرف سمیٹ لیتا۔ لوگ اس کی طرف بڑے غور سے دیکھ رہے تھے اور متعجب ہو رہے تھے۔ کچھ دیر بعد حاجیوں میں

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ایسی آواز سنائی دیتی ہے۔لیکن آئمہ متاخرین کہتے ہیں کہ اس معجزہ کی حقیقت ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم خود اس مقام پر فروکش ہوئے اور اس آواز کو سنا اس وقت ہوا بالکل معمولی تھی نہ ہونے کے برابر تھی۔ہم نے وہ آواز کئی مرتبہ سنی۔تقریباً ہم جب بھی وہاں سے گذرے ہم نے وہ آواز سنی۔اس وقت نہ تو وہاں ہوا تھی۔اور نہ ہی اور کسی قسم کی کوئی متحرک شئے تھی۔نہ وہاں کوئی جانور تھا اور نہ ہی کوئی پیادہ نظر آتا تھا۔ایک سفر میں میرے ساتھ مکہ کے رؤسا، معززین، علمائے مالکیہ اور حنفیہ کا جم غفیر تھا۔اس آواز کے متعلق بحث ہونے لگی۔بعض علماء نے اس کا اقرار کیا اور بعض نے انکار کیا۔پھر ہم سب نے اتفاق کیا کہ ہمیں اس مقام پر جانا چاہیے جہاں سے آواز آرہی ہے اور ایک پہاڑ پر چڑھ کر آواز کا جائزہ لینا چاہیے۔ہم سب وہاں سے روانہ ہوئے اور تقریباً چوتھائی دن اس پہاڑ پر گذارا لیکن اس وقت ہمیں کوئی آواز سنائی نہ دی۔اس وقت ہوا بھی ساکن تھی اور کوئی متحرک شئے بھی نظر نہیں آرہی تھی۔اچانک ہم نے ایک خوفناک آواز سنی پھر ہم واپس آگئے انکار کرنے والے علماء میں سے بعض نے رجوع کرلیا اور بعض اپنے انکار پر ہی ڈٹے رہے۔کچھ دیر بعد وہاں سے ایک عالم دین کا گذر ہوا۔وہ وہاں کی مسجد کا خطیب اور امام تھا۔ہم نے اس سے اس آواز کے متعلق پوچھا اس نے قسم اٹھائی کہ وہ پیر اور جمعہ کے علاوہ ہمیں کبھی کبھی ہی یہ آواز سنائی دیتی ہے۔حقیقت حال سے اللہ تعالیٰ ہی آگاہ ہے۔

وہ خاتون جسے کھانے پینے کی احتیاج نہ تھی

یہ داستان بھی ان نشانیوں میں سے ہے جو حضور ﷺ کی نبوت اور آپ کے دین کی صداقت پر دلالت کرتی ہے۔اس قصہ کو علامہ تاج سبکی نے طبقات کبریٰ میں ذکر کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حاکم نے کہا ہے کہ میں نے ابوزکریا یحییٰ بن محمد سے سنا وہ کہتے ہیں کہ میں نے ابوعباس عیسیٰ بن محمد بن عیسیٰ الطہمانی سے سنا وہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جب چاہتا ہے اپنی مخلوق میں سے ان نشانیوں کا اظہار فرما دیتا ہے۔جس سے اسلام کی صداقت میں اضافہ ہوتا ہے اس کی عزت وتکریم بڑھتی ہے اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ آیات اور ہدایت کو تقویت ملتی ہے۔نبوت کی علامات فزوں تر اور رسالت کے دلائل زیادہ ہوتے ہیں۔اسلام کی گرہیں مضبوط اور ایمان کے حقائق ثابت ہوتے ہیں۔ان کی برہان کو قوت نصیب ہوتی ہے۔یہ نشانیاں نہ صرف دشمنان اسلام کے لیے حجت ہیں بلکہ الحاد پسند طبیعت کے لیے بھی دلیل ہیں۔تاکہ جو وادیٔ ہلاکت میں گرے وہ بھی دلیل کے ساتھ گرے اور جو زندہ رہے وہ بھی دلیل کے ساتھ زندہ رہے تمام تعریف وستائش اللہ رب العزت کے لیے ہے وہی صاحب حجت بالغہ ہے۔عزت قاہرہ اور قوت باہرہ کا مالک وہی ہے۔

صَلیَ اللّٰهُ علی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ نَبِیِّ الرَّحْمَةِ وَرَسُوْلِ الْهُدٰی وَعَلٰی آلِهِ الطَّاهِرِیْنَ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ

ہم نے اپنے زمانہ میں ایک ایسا واقعہ دیکھا۔جس نے ہمارے علم ویقین میں اضافہ کیا اور دین حق کی تصدیق کی میں زیادتی کا باعث بنا اور اس سے شہداء کی فضیلت کو بھی تقویت ملی۔

ارشاد ربانی ہے:

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مجھے جواب دیتے کہ بدر ایک ہموار جگہ ہے وہاں کوئی گڑھا وغیرہ بھی نہیں جس سے آواز پیدا ہو مزید یہ کہ وہاں اکثر اونٹ محو سفر ہوتے ہیں۔ جن کے پاؤں کی آواز سنائی نہیں دیتی۔ پھر جب اللہ تعالیٰ نے مجھ پر احسان فرمایا اور میں وہاں پہنچا تو میں نے دیکھا کہ وہ جگہ نور سے ضوفشاں ہے۔ میں اپنی سواری سے نیچے اتر آیا اور پیدل چلنے لگا۔ میرے ہاتھ میں ام غیلان کی ایک لمبی شاخ تھی۔ اس وقت مجھے وہ عجیب خبر بالکل یاد نہ تھی جو حاجی مجھے بتایا کرتے تھے۔ دو پہر کا وقت تھا۔ میں میدان بدر میں رواں دواں تھا۔ اچانک سار بان نے کہا کیا تمہیں طبل کی آواز سنائی دے رہی ہے۔ اس وقت مجھے حاجیوں کی خبر یاد آ گئی مجھ پر لرزہ طاری ہو گیا۔ معمولی ہوا چل رہی تھی۔ میں نے خود بھی طبل کی آواز سن لی فرحت وہیبت کی وجہ سے میں مدہوش ہو گیا مجھے گمان ہوا کہ شاید یہ آواز اس ہوا کی وجہ سے ہو جو میرے ڈنڈے سے ٹکرا رہی ہے۔ میں وہیں بیٹھ گیا پھر اچانک اٹھا۔ مجھے یقین ہو گیا کہ یہ آواز طبل ہی کی ہے۔ اب مجھے کوئی شبہ نہ تھا۔ وہ آواز یمن کی طرف سے آ رہی تھی اور ہم مکہ کی سمت عازم سفر تھے۔ پھر ہم مقام بدر میں خیمہ زن ہو گئے سارا دن مجھے یہ آواز سنائی دیتی رہی۔ مجھے یہ بھی بتایا گیا تھا کہ یہ آواز تمام لوگ نہیں سن سکتے۔

صاحب تاریخ الخمیس ''مواہب'' سے ابن مرزوق کی یہ عبارت نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں۔ میں نے 936 ہجری کو حج ادا کرنے کی سعادت حاصل کی۔ جب میں مقام بدر سے گذرا تو میں نے بھی یہ آواز سنی۔ اس وقت ہم مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ کی طرف آ رہے تھے۔ ہم بدر کے مقام پر خیمہ زن ہوئے اور ایک دن وہاں گذارا۔ یکم شوال اور بدھ کا دن تھا۔ میں نے صبح کی نماز ادا کی اور صبح سویرے اس آواز کی طرف چلا گیا وہ آواز بدر کے شمال کی طرف سے ایک بلند ٹیلے سے آ رہی تھی۔ میں اس ٹیلے پر چڑھا میرے پیچھے دوسرے لوگ بھی ٹیلے پر چڑھنے لگے۔ اس وقت وہاں سو کے قریب افراد تھے۔ میں نے اس ٹیلے کی چوٹی سے کوئی آواز نہ سنی میں ٹیلے سے نیچے اتر آیا جب دامن میں پہنچا تو مجھے پھر وہی آواز سنائی دینے لگی۔ وہ ایک بڑے طبل کی آواز کی طرح کی آواز تھی۔ وہ لگا تار کئی مرتبہ سنائی دیتی رہی۔ تمام لوگوں نے اسے سنا وہ آواز کبھی ہمارے پیچھے سے، کبھی دائیں اور کبھی بائیں، کبھی شمال اور جنوب سے آ رہی تھی۔ اگر میں بیٹھ جاتا پھر بھی وہ آواز سنائی دیتی۔ اگر کھڑا ہو جاتا پھر بھی وہ آواز سماعتوں سے ٹکراتی۔ اس وقت تمام ماحول بالکل پر سکون تھا اور ہوا آہستہ آہستہ محو خرام تھی۔

علامہ زرقانی نے مواہب کی شرح میں بھی اس واقعہ کا تذکرہ کیا ہے۔ امام مرجانی نے بھی اس کی تصریح کی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ یہ آواز نصرت واعانت کے طبل کی ہے اور تا قیامت سنائی دیتی رہے گی۔ علامہ شامی نے بھی اس کا اقرار کیا ہے۔

علامہ شہاب الدین ابن حجر مکی فرماتے ہیں۔ بدر کے قریب حضور ﷺ کے معجزات میں سے ایک معجزہ اب بھی باقی ہے وہ معجزہ ایک خوفناک آواز کا سننا ہے۔ وہ آواز میدان جنگ میں طبل کی آواز کی طرح ہے۔ یہ معجزہ خاص وعام کی زبان پر ہے۔ یہ حضور ﷺ کی نصرت اور فتح وشادمانی کا اعلان ہے۔ ایک قوم نے اس بات سے انکار کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ اس آواز کی کوئی حقیقت نہیں ہے وہ کہتے ہیں کہ یہ آواز اس ہوا کی ہے جو اس وادی سے بڑی تیزی سے گذرتی ہے۔ جب ہوا پہلے دو بڑے پہاڑوں کے درمیان سے گذرتی ہے تو آواز پیدا ہوتی ہے۔ جب انسان ان دو پہاڑوں کے وسط سے گذرتا ہے تو اسے

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

یا پیتے ہوئے نہ دیکھا نہ ہی اس پر پیشاب وغیرہ کے اثرات دیکھے۔ حقیقت سے آشنا ہو کر انہوں نے اس کو چھوڑ دیا۔ جب تمام لوگوں نے اس کی عجیب داستان پر اتفاق کر لیا تو میں نے اس خاتون سے اس داستان کے متعلق سوال کیا اور اس سے اس کا نام اور تمام تفصیل پوچھی اس خاتون نے کہا "اس کا نام رحمت بنت ابراہیم ہے۔ اس کا خاوند ایک غریب بڑھئی تھا۔ جو اپنے ہاتھ سے رزق کما کر بڑی مشکل سے گذارہ کرتا تھا۔ وہ ہر روز اتنا ہی کما سکتا جو دن بھر کے لیے کافی ہوتا۔ اس کے بچے کافی تعداد میں تھے۔

اقطع ظالم اور کافر بادشاہ تھا اس نے تین ہزار سپاہیوں کے ہمراہ وادی کو عبور کیا اور اس بستی پر حملہ کر دیا اہل خوارزم اس بادشاہ کو کسریٰ کے نام سے تعبیر کرتے تھے۔ ابوالعباس کہتے ہیں کہ اقطع ایک جابر اور ظالم حکمران تھا۔ مسلمان کی عداوت اس کے دل میں کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ اس نے سرحدوں پر حملہ آور ہو کر اہل خوارزم کو خوب تباہ کیا ان کی عورتوں کو قیدی بنا لیا اور جوانوں کو قتل کر دیا۔ خراسان کے بادشاہ اس حکمران اور دیگر عجمی سرداروں کی بہت دلجوئی کرتے تھے تا کہ عوام کو ان کی قتل و غارت سے بچا سکیں اور مسلمانوں کے خون محفوظ رہیں۔ وہ ان میں سے ہر ایک کی طرف دولت و ثروت، تحائف اور لباس فاخرہ بھیجتے تھے۔ ایک دفعہ اس بادشاہ نے اس بستی پر حملہ کر دیا۔ اس حملہ کی وجوہات معلوم نہیں ہو سکیں یا تو اس کو تحائف پہنچانے میں دیر ہو گئی تھی یا پھر اسے اپنے تحائف حقیر نظر آئے۔ وہ اپنے لشکر سمیت اس بستی پر حملہ آور ہوا تمام راستوں کو بند کر دیا۔ خوب قتل و غارت کی خوارزم کے سپاہی اس کا مقابلہ کرنے سے عاجز آ گئے۔ ابوالعباس عبداللہ بن طاہر کو اس ظالمانہ کارروائی کی خبر ملی۔ اس نے چار سپہ سالار طاہر بن ابراہیم، یعقوب بن منصور، میکال اور ہارون العارض کو خوارزم روانہ کیا انہوں نے شہر کو مجاہدین اور اسلحہ سے بھر دیا اور شہر پر چاروں اطراف سے حملہ کر کے اس کا دفاع کیا۔

وادیٔ جیحون نہر بلخ کے بالائی علاقہ میں ہے۔ جب سردی شدید ہو جاتی ہے تو اس وادی کا پانی جم جاتا ہے۔ یہ ایک عظیم وادی ہے۔ اس کی طغیانی شدید اور اس کی آفات کثیر ہیں۔ جب زیادہ سیلاب آتا ہے تو پانی ایک فرسخ تک پھیل جاتا ہے۔ جب برف جمتی ہے تو پانی کی ایک بوند بھی نہیں ملتی۔ برف کھود کر پانی نکالا جاتا ہے۔ میں نے دیکھا کہ دس دس ہاتھ تک برف جمی ہوئی تھی مجھے یہ بھی معلوم ہوا کہ بعض اوقات برف بیس ہاتھ سے بھی زیادہ ہو جاتی ہے۔ جب برف خوب جمتی ہے تو یہ اہل شہر کے لئے ایک پل کا کام دیتی ہے۔ اس پر لشکر، چھکڑے اور کاروان چلتے ہیں اور وادی کے دونوں کناروں کے درمیان ایک رابطہ بن جاتا ہے۔ بعض اوقات یہ برف 120 دن تک جمی رہتی ہے اور بعض اوقات تین ماہ یا ستر 70 دن تک یہ برف جمی رہتی ہے۔

اس خاتون نے اپنا قصہ بیان کیا کہ وہ بادشاہ کسی طرح قلعے کے دروازے تک پہنچ گیا اس وقت لوگ قلعہ بند ہو چکے تھے اور انہوں نے اپنا ساز و سامان بھی وہیں جمع کر لیا تھا۔ بادشاہ نے قلعے کا محاصرہ کر لیا۔ مسلمانوں نے باہر نکل کر لڑنے کا ارادہ کیا۔ لیکن گورنر نے اس وقت تک منع کر دیا جب تک سلطان کا لشکر نہ پہنچ جائے۔ یہ بات نوجوانوں پر شاق گزری وہ قلعے کی فصیل پر چڑھے اور اسلحہ لے کر کافروں پر حملہ کر دیا۔ کافروں نے بھی جوابی حملہ کیا اور مسلمانوں کو فصیل سے نیچے اترنے کے

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًاؕ بَلْ اَحْیَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ یُرْزَقُوْنَ(۱۶۹) فَرِحِیْنَ

(ال عمران: ۱۷۰-۱۶۹)

''اور ہرگز یہ خیال نہ کرو کہ وہ جو قتل کئے گئے ہیں اللہ کی راہ میں وہ مردہ ہیں بلکہ وہ زندہ ہیں۔ اپنے رب کے پاس (اور) رزق دیئے جاتے ہیں شاد ہیں''۔

مجھے 238 ھ میں خوارزم کے ایک شہر ہزار نیف جانے کا اتفاق ہوا یہ شہر وادی جیجون کی مغربی سمت میں واقع ہے اور یہاں سے بڑے شہر کی مسافت نصف دن کی ہے۔ مجھے معلوم ہوا کہ وہاں شہداء کی ازواج میں سے ایک خاتون ہے اس خاتون نے ایک خواب دیکھا اس کو خواب میں کوئی چیز کھلائی گئی۔ جس کی وجہ سے وہ والی خراسان ابوالعباس بن الطاہر کے دور حکومت سے لے کر آج تک کوئی چیز کھاتی پیتی نہ تھی۔ حالانکہ اب تو ابوالعباس کو فوت ہوئے بھی آٹھ سال گزر چکے تھے۔ 242 ہجری میں مجھے دوبارہ اسی شہر میں جانے کا اتفاق ہوا مجھے پھر اس خاتون کے متعلق بتایا گیا۔ لیکن کم عمری کی وجہ سے میں اس کی داستان سے کوئی نتیجہ اخذ نہ کر سکا۔ 252 ہجری کے آخر میں سہ بارہ خوارزم کے شہر میں آیا۔ میں نے دیکھا کہ وہ ابھی تک بقید حیات تھی اور اس کی یہ حیرت انگیز داستان کو بہ کو پھیل چکی تھی۔ یہ شہر سر راہ واقع تھا۔ جب لوگ اس خاتون کا دلچسپ قصہ سنتے تو وہ اس کی زیارت کے لیے وہاں آتے وہ جس مرد، عورت یا بچے سے اس خاتون کے متعلق پوچھتے وہ انہیں اس عورت تک پہنچا آتے۔ جب مجھے اس شہر جانے کا اتفاق ہوا تو میں نے بھی اس کی جستجو کی۔ مجھے معلوم ہوا کہ وہ کئی سال سے غائب ہے۔ میں گاؤں سے گاؤں تک اس کے تعاقب میں رہا۔ بالآخر میں نے اس کو ڈھونڈ نکالا اس وقت وہ دو گاؤں کے وسط میں محو سفر تھی۔ وہ ایک ادھیڑ عمر، خوش قامت اور خوبرو خاتون تھی۔ وہ پاکباز اور پاکدل تھی۔ وہ پیادہ تھی۔ جبکہ میں اپنی سواری پر سوار تھا۔ میں نے اپنی سواری پیش کی لیکن اس نے انکار کر دیا۔ وہ میرے ہمراہ قوت و توانائی کے ساتھ چلتی رہی۔ تجار اور سوداگروں کی ایک جماعت میرے پاس آتی تھی۔ ان میں ایک عظیم فقیہ بھی تھے۔ جن کا اسم مبارک محمد بن حمدیہ الحارثی تھا۔ مکہ معظمہ میں موسیٰ بن ہارون نے ان سے احادیث روایت کی تھیں۔ عبادت و ریاضت اور روایت حدیث نے ان کو کمزور بنا دیا تھا۔ اسی قافلہ میں ایک حسین و جمیل نوجوان بھی تھا جس کا نام عبداللہ بن عبدالرحمٰن تھا۔ وہ اپنے گاؤں کے مظلوم افراد کی دادرسی کرتا تھا۔ میں نے ان تمام سے اس خاتون کے متعلق پوچھا انہوں نے اسے عمدہ الفاظ سے یاد کیا اور اس کے متعلق بھلائی کی باتیں کیں انہوں نے کہا۔ اس خاتون کا معاملہ اتنا عیاں ہے کہ ہم میں سے کسی کو بھی اس میں اختلاف نہیں عبداللہ بن عبدالرحمٰن نے کہا میں بچپن ہی سے اس کی حیران کن حکایت کو سن رہا ہوں۔ جب جوان ہوا تو لوگ پھر بھی اس کی تعریف میں رطب اللسان تھے۔ جب مجھے فرصت میسر ہوئی تو میں نے اس کی جستجو کی مجھے اس خاتون کو ملنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ میں نے اس کو دیکھا وہ ایک پاکباز اور ایک باپردہ خاتون تھی۔ اس کی حکایت میں نہ تو جھوٹ کی آمیزش نظر آتی تھی اور نہ ہی وہم و گمان کا شک کیا جا سکتا تھا۔ عبداللہ نے مزید بیان کیا کہ جو حکمران بھی خوارزم کا شہنشاہ بنا اس نے ہی اس خاتون کو قید تنہائی میں رکھا۔ ایک یا دو ماہ اس کو بند کمرے میں رکھ کر اس پر پہرے دار بٹھائے رکھے۔ لیکن انہوں نے کبھی بھی اس کو کھاتے ہوئے

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

میں اسے کوئی چیز دوں تا کہ یہ کھالے انہوں نے میرے خاوند کو اجازت دے دی اس نے مجھے روٹی کا ایک ٹکڑا دیا۔ اس وقت میں نے یہی سمجھا کہ یہ روٹی ہے لیکن مجھے اس کی کیفیت معلوم نہ تھی وہ روٹی دودھ اور برف سے زیادہ سفید، چینی اور شہد سے زیادہ میٹھی تھی۔ وہ مکھن اور پنیر سے زیادہ نرم تھی۔ میں نے اس روٹی کو کھالیا میرے خاوند نے کہا اب یہاں سے چلی جا۔ جب تک تو زندہ رہے گی یہ روٹی تیرے لئے کافی رہے گی۔ جب میں نیند سے بیدار ہوئی تو میں سیراب و سیر تھی۔ مجھے کھانے اور پانی کی ضرورت نہ تھی۔ اس دن سے لے کر آج تک میں نے کھانے اور پانی کو چکھا بھی نہیں۔

ابو العباس فرماتے ہیں وہ خاتون محترمہ کبھی کبھی ہمارے ہاں تشریف لایا کرتی تھی۔ جب ہم کھانا کھانے لگتے تو وہ ایک طرف ہو کر بیٹھ جاتی اور اپنے ناک کو ڈھانپ لیتی وہ کہتی تھی کہ اس کھانے کی خوشبو سے اس کو اذیت ہوتی ہے۔ میں نے اس عورت سے سوال کیا کیا تو پانی کے علاوہ کوئی اور چیز کھاتی یا پیتی ہے۔ اس نے جواب دیا نہیں۔ میں نے اس سے پوچھا کیا اس کی ہوا خارج ہوتی ہے یا پیشاب وغیرہ کی حاجت ہوتی ہے۔ اس نے کہا نہیں میں نے استفسار کیا، کیا تجھے حیض آتا ہے۔ اس نے کہا جب سے کھانا چھوڑا ہے اس جیسی تکلیف نہیں ہوتی۔ میں نے کہا کیا مردوں کی طرف میلان ہوتا ہے۔ اس نے جواب دیا کیا تجھے شرم نہیں آتی تم مجھ سے کیسے فحش سوال کر رہے ہو۔ میں نے کہا شاید تمہاری یہ عجیب داستان مجھے لوگوں کو سنانی پڑے اس لیے مجھے اس قصے کی تمام تفصیلات مطلوب ہیں اس نے کہا مجھ میں کبھی اس میلان کی خواہش نہیں ہوئی۔ میں نے سوال کیا، کیا تجھے نیند بھی آتی ہے اس نے کہا میں بڑی میٹھی نیند سوتی ہوں۔ میں نے کہا تجھے کیسے خواب آتے ہیں۔ اس نے کہا میں بھی اسی طرح خواب دیکھتی ہوں۔ جس طرح عام لوگ خواب دیکھتے ہیں۔ میں نے سوال کیا کیا کھانا نہ کھانے کی وجہ سے تجھے کبھی کمزوری محسوس ہوئی ہے۔ اس نے کہا نہیں جنتی کھانا کھالینے کے بعد مجھے کبھی بھوک بھی محسوس نہیں ہوئی۔ وہ خاتون صدقہ قبول کر لیتی تھی۔ میں نے اس سے پوچھا تو اس صدقہ سے کیا کرتی ہے۔ اس نے کہا میں اس سے اپنا اور اپنے بچوں کا لباس بناتی ہوں۔ میں نے اس سے پوچھا کیا تو گرمی اور سردی محسوس کرتی ہے اس نے کہا ہاں میں نے کہا کیا چلنے سے تھکاوٹ ہوتی ہے۔ اس نے کہا ہاں کیا میں انسان نہیں ہوں۔ میں نے کہا کیا تم نماز کے لیے وضو کرتی ہو؟ اس نے کہا ہاں۔ میں نے اس کا سبب پوچھا تو اس نے جواب دیا۔ مجھے فقہاء نے یہی بتایا تھا۔ انہوں نے درج ذیل حدیث پر مجھے یہ فتویٰ دیا تھا ''لَا وُضُوْءَ اِلَّا مِنْ حَدَثٍ اَوْ نَوْمٍ'' نیند یا حدث کے علاوہ وضو نہیں مجھے یہ بھی بتایا گیا کہ اس خاتون کا پیٹ اس کی کمر کے ساتھ مل چکا تھا۔ میں نے اپنی ایک عورت کو اس کا پیٹ دیکھنے کے لیے کہا۔ اس نے پیٹ کا معائنہ کیا اور کہا کہ اس کا پیٹ سمٹ کر اس کی کمر کے ساتھ لگ گیا ہے۔ اس عورت نے روئی کی ایک موٹی چادر اپنے پیٹ کے اوپر باندھ رکھی تھی۔ تا کہ چلتے وقت اس کی کمر دوہری نہ ہو اس ملاقات کے بعد میں کئی مرتبہ ہزار نیف گیا۔ میں اس عظیم خاتون سے ملاقات کرتا اور اپنے سوالات دہراتا تو وہ مجھے وہی جواب دیتی جو وہ پہلے بیان کر چکی تھی۔ اس میں ذرہ بھر بھی کمی بیشی نہ ہوتی۔ میں نے یہ واقعہ مشہور فقیہ عبداللہ بن عبد الرحمان کو سنایا۔ انہوں نے کہا میں اپنے بچپن سے یہ واقعہ سن رہا ہوں۔ میں نے تمام افراد سے یہی سنا کہ وہ نہ تو کچھ کھاتی ہے اور نہ ہی پیتی ہے اور نہ ہی اس کو بول و براز کی حاجت ہوتی ہے۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

لیے کہا جب مسلمان قلعے سے نیچے اترے تو وہاں کثیر تعداد میں کافر جمع تھے۔ مسلمانوں کی حالت بکریوں کے ریوڑ کی طرح ہو گئی۔ ان کے اور قلعے کے درمیان رابطہ منقطع ہو گیا۔ انہیں بروقت مدد نہ مل سکی اس کے باوجود انہوں نے شدید لڑائی کی اور ثابت قدمی کا مظاہرہ کیا۔ انہیں شدید بھوک اور سخت پیاس کا سامنا کرنا پڑا ان کے سردار قتل ہو چکے تھے اور ان کے زخمی پابند سلاسل ہو گئے۔ جب شب کی ظلمت چھا گئی تو دونوں لشکر جدا ہو گئے۔

اس خاتون نے کہا، جب میناروں پر آگ لگائی گئی تو اس معرکہ کی خبر جرجانیہ پہنچ گئی۔ جرجانیہ ایک عظیم شہر ہے جو خوارزم کے قریب ہی واقع ہے۔ وہاں میکال کا لشکر خیمہ زن تھا۔ میکال نے جب یہ منظر دیکھا تو وہ امیر العباس عبداللہ بن طاہر سے خوفزدہ ہو گیا اس نے ہزار نیف کی طرف ایک دن اور ایک رات میں چالیس فرسخ فاصلہ طے کیا۔ اگلی صبح جب دشمن معرکہ آزما ہونے کے لیے اپنی فوج کو ترتیب دے رہا تھا تو انہوں نے سیاہ جھنڈے دیکھے اور طبلوں کی آواز سنی اس کے بعد دشمن بھاگ گیا۔ میکال نے میدان جنگ میں پہنچ کر شہداء کو دفن کیا اور زخمیوں کو علاج کے لیے بھیجا۔ اس دن ہمارے قلعے میں چار سو شہداء کی نماز جنازہ ادا کی گئی۔ ہر گھر کا کوئی نہ کوئی فرد شہید ہوا تھا۔ اس دن کے مصائب نے ہمیں اندھا کر دیا ہر طرف آہ و بکا کی آواز سنائی دے رہی تھی۔ میرا خاوند بھی شہید ہو چکا تھا اس کی لاش میرے سامنے پڑی تھی۔ میں اس دن اتنی ہی شدید روئی جس قدر ایک جوان عورت اپنے جوان خاوند کی لاش پر روتی ہے۔ ہمارے کئی بچے تھے۔ محلّہ کی عورتیں ہمارے گھر جمع ہو گئیں۔ میرے بچے میرے اردگرد جمع ہو گئے وہ اس آفت سے بالکل آشنا نہ تھے۔ وہ روٹی مانگنے لگے لیکن اس وقت میرے پاس کھانے کی کوئی چیز نہ تھی۔ جس کی وجہ سے میری پریشانی میں اور اضافہ ہو گیا۔ کچھ دیر بعد مجھے مغرب کی اذان سنائی دی۔ میں نے نماز ادا کی پھر سجدہ میں پڑ کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگنے لگی۔ میں نے بارگاہ ربوبیت میں آہ وزاری کی اور صبر کی توفیق مانگی اور یتیم بچوں کی چارہ سازی کے لیے دعا مانگی۔ سجدے میں ہی مجھ پر نیند کا غلبہ ہو گیا۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں سنگلاخ زمین پر اپنے خاوند کو تلاش کر رہی ہوں۔ مجھے ایک شخص نے آواز دی اے پاکباز! تو کس کی جستجو میں ہے۔ میں نے کہا میں اپنے خاوند کی جستجو میں ہوں۔ اس نے مجھے کہا دایاں راستہ اختیار کر میں دائیں سمت چل پڑی کچھ دیر بعد میں نے سرسبز و شاداب اور نرم زمین دیکھی۔ وہاں سبزہ، بند محلات اور حسین و جمیل عمارات نظر آتی تھیں۔ ان کا حسن و جمال بیان سے وراء ہے۔ میں نے ایسی شادابی پہلے نہ دیکھی تھی۔ سطح زمین پر نہریں رواں دواں تھیں۔ چلتی چلتی میں ایک ایسی قوم کے پاس پہنچی جو گروہوں کی شکل میں بیٹھی ہوئی تھی۔ انہوں نے سبز پوشاک زیب تن کر رکھے تھے۔ نور نے ان کو ڈھانپ رکھا تھا۔ جب میں نے ذرا غور سے دیکھا تو وہ بعینہ وہ لوگ تھے۔ جو اس معرکہ میں شہید ہوئے تھے ان کے سامنے دسترخوان بچھے ہوئے تھے اور وہ کوئی چیز تناول کر رہے تھے۔ کچھ دیر تک میں ہر چیز کو بڑی غور سے تکتی رہی۔ اچانک میرے خاوند نے مجھے دیکھ لیا اس نے بلند آواز سے مجھے پکارا اے رحمت! اے رحمت! میں اس سمت گئی جس طرف سے مجھے آواز سنائی دی اچانک میں نے اپنے خاوند کو دیکھا۔ وہ دوسرے شہدا کی طرح خوش وخرم تھا۔ اسکا چہرہ ماہ تمام کی طرح درخشاں تھا۔ وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ کھانا کھانے میں مصروف تھا۔ اس نے اپنے دوستوں سے کہا یہ مسکینہ آج سارا دن بھوکی رہی ہے۔ کیا تم مجھے اجازت دیتے ہو کہ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

باہر نکل آتا ہے اس نے کہا نہیں اللہ تعالیٰ اس کے اکثر حصہ کو غذا بنا دیتا ہے۔ پھر اس سے کہا گیا اگر دنیا میں یہ کیفیت ہے تو کیا اللہ تعالیٰ سے یہ ناممکن ہے کہ وہ اہل جنت کے تمام کھانے اور پینے کو جسم کی غذا بنا دے۔

نورالدین محمود بن زنگی کے عہد حکومت کا ایک واقعہ

وہ واقعات جو نبی محترم ﷺ کی رسالت کی صداقت کی گواہی دیتے ہیں۔ ان میں سے ایک واقعہ وہ بھی ہے۔ جو نورالدین شہید کے دور حکومت میں رونما ہوا سمہودی نے خلاصۃ الوفاء میں اس واقعہ کا تذکرہ کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ نورالدین زنگی نے ایک رات میں تین مرتبہ حضور پرنور ﷺ کی زیارت کی۔ ہر مرتبہ آپ ﷺ نے دو بدبخت آدمیوں کی طرف اشارہ فرمایا اور فرمایا کیا تو مجھے ان دونوں کے شر سے نہیں بچائے گا؟ بادشاہ اسی وقت نیند سے بیدار ہوا اور اپنے وزیر کو سفر کی تیاری کرنے کا حکم دیا۔ بادشاہ نے اپنے ساتھ بیس افراد اور بہت سا مال و دولت لے لیا اور سولہ دن کی مسافت کے بعد مدینہ طیبہ پہنچ گیا۔ پہلے روضۂ اطہر کی زیارت کی پھر اہل مدینہ کو اپنے پاس آنے کا حکم دیا۔ بادشاہ نے اہل مدینہ پر عطیات و صدقات کی بارش کردی۔ جو شخص بھی بادشاہ کے پاس آتا وہ اسے بڑے غور سے دیکھتا جب عطیات و صدقات تمام لوگوں میں تقسیم ہو چکے تو بادشاہ نے اہل مدینہ سے پوچھا کیا تم میں سے کوئی ایسا شخص باقی رہ گیا ہے جس کو اس کا حصہ نہ ملا ہو۔ لوگوں نے اس کو بتایا دو شخص باقی رہ گئے ہیں۔ ان کا تعلق مغرب سے ہے وہ بڑے صالح اور پاکباز ہیں۔ وہ خود شب و روز صدقات دیتے رہتے ہیں۔ بادشاہ نے ان دونوں کو اپنے دربار میں بلایا۔ جب وہ بادشاہ کے دربار میں داخل ہوئے تو اس نے انہیں فوراً پہچان لیا وہ وہی شخص تھے جن کی طرف نبی محترم ﷺ نے اس کو خواب میں اشارہ فرمایا تھا۔ بادشاہ نے ان سے ان کے مسکن کے متعلق پوچھا، انہوں نے بتایا کہ حجرۂ مقدسہ کے قریب ایک ویران مکان میں اقامت گزیں ہیں۔ بادشاہ نے انہیں وہیں چھوڑا اور خود ان کی قیام گاہ کی طرف چلا گیا۔ بادشاہ نے وہاں دو خیموں، چند کتب اور کثیر مال کے علاوہ کسی اور چیز کا مشاہدہ نہ کیا۔ اہل مدینہ نے ان دو افراد کی بہت تعریف کی، بادشاہ نے وہاں سے ایک چٹائی کو اٹھایا اسے وہاں ایک سرنگ نظر آئی جو حجرۂ مقدسہ کی سمت جاتی تھی۔ یہ حیرت ناک واقعہ دیکھ کر لوگ لرزہ براندام ہو گئے۔ بادشاہ نے انہیں سخت سزا دی اور سچ بولنے کا حکم دیا۔ انہوں نے اعتراف کیا کہ وہ دونوں نصرانی ہیں۔ عیسائی بادشاہ نے انہیں مغربی حاجیوں کے لباس میں یہاں بھیجا اور انہیں وافر مقدار میں مال و دولت عطا کیا تاکہ وہ حضور ﷺ کے جسد اطہر تک رسائی حاصل کریں اور اسے نکال کر اپنے ملک لے جائیں۔ انہوں نے روضۂ انور کے قریب ایک ویران مکان کو اپنا مسکن بنایا وہ رات کے وقت سرنگ کھودتے رہتے اور جو مٹی نکلتی اسے لے کر جنت البقیع کی طرف جاتے اور وہاں پھینک آتے وہ حجرۂ شریفہ کے قریب پہنچے تو آسمان کانپ اٹھا، زبردست گرج و چمک ہوئی۔ اسی روز بادشاہ نورالدین بھی وہاں پہنچ گیا۔ جب اس کو یہ اندوہ ناک حقیقت معلوم ہوئی تو اس پر رقت طاری ہوگئی۔ بادشاہ نے انہیں قتل کرنے کا حکم دیا۔ انہیں حجرۂ مبارکہ کی جالی کے سامنے قتل کر دیا گیا۔ پھر بادشاہ نے سیسہ لانے کا حکم دیا۔ روضۂ انور کے اردگرد پانی تک گہری خندق کھودی گئی۔ سیسہ پگھلا کر خندق میں ڈال دیا۔ اس طرح روضۂ انور کے اردگرد سیسہ کی ایک مضبوط دیوار بن گئی۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

(طبقات سبکی کی عبارت ختم ہوئی)

اس کتاب میں ہے کہ شیخ عزالدین فاروثی نے عراق میں ایک ایسے شخص کو دیکھا جس نے کئی سالوں سے نہ کچھ کھایا تھا اور نہ ہی پیا تھا۔ ان کے استاذ حافظ عبداللہ الذہبی سے روایت ہے کہ اندلس میں ایک عورت تھی جس نے بیس سال سے کچھ نہیں کھایا تھا۔ اس کا یہ معاملہ مشہور و معروف تھا۔ ابوعبداللہ الحافظ نے تاریخ نیشاپور میں اس عورت کا قصہ بیان کیا ہے۔ جو کچھ کھاتی پیتی نہ تھی۔

شہاب احمد مقری کی تصنیف لطیف ''نفح الطیب'' میں ہے۔ رندی خاتون کا گم ہو جانا ایک عظیم سانحہ ہے۔ اس واقعہ کی تفصیل یہ ہے کہ آٹھویں صدی کے پانچویں عشرے میں ایک عورت رند سے تلمسان میں آئی وہ نہ تو کچھ کھاتی پیتی تھی اور نہ ہی اسے بول و براز کی حاجت ہوتی تھی اور نہ ہی اسے حیض آتا تھا۔ جب اس کا یہ معاملہ مشہور ہو گیا۔ تو فقیہ ابوموسیٰ ابن الامام نے اس کا انکار کیا اور انہوں نے یہ آیت تلاوت کی ''كَانَا يَأْكُلٰنِ الطَّعَامَ'' (المائدہ:۷۵) ''وہ دونوں کھانا کھایا کرتے تھے''

لوگ اس خاتون کے پاس اپنی زیرک و دانا خواتین بھیجتے وہ ہر ممکن کوشش کرتیں کہ اس کا راز معلوم ہو جائے لیکن وہ کامیاب نہ ہو سکتیں۔ اس عورت سے پوچھا گیا کیا تجھے کھانے کی ضرورت محسوس ہوتی ہے؟ اس نے جواب دیا کیا تم جانوروں کا چارہ کھانا پسند کرو گے۔ پھر اس سے استفسار کیا گیا کیا تمہارے پاس کوئی چیز آتی ہے اس نے بتایا کہ ایک دن اس نے روزہ رکھا۔ جس کی وجہ سے اسے شدید بھوک اور پیاس محسوس ہوئی وہ اس کیفیت میں سوگئی خواب میں ایک آنے والا اس کے پاس آیا۔ اس کے پاس پانی اور کھانا تھا۔ میں نے وہ پانی پی لیا اور وہ کھانا کھالیا۔ جب میں نیند سے بیدار ہوئی تو مجھے محسوس ہوا کہ میں کھانے پینے سے مستغنی ہو چکی ہوں۔ یہ کیفیت اس خواب سے لے کر آج تک بدستور برقرار ہے۔ سلطان وقت نے اپنے محل میں اس خاتون کے لیے ایک جگہ مخصوص کی اور اس کے تمام حالات سے آگاہ ہونے کے لیے اس پر عادل نگران مقرر کیے۔ چالیس دن بیت گئے لیکن اس خاتون کے راز سے آشنائی نہ ہو سکی۔ بادشاہ نے کہا میری خواہش ہے کہ نگہبانوں کی تعداد میں اضافہ کر دیا جائے اور اس خاتون کے پاس علماء اور اطباء کو بھی جمع کیا جائے۔ ذہین خواتین کو بھی وہاں مقرر کیا جائے۔ تاکہ یہ سربستہ راز منکشف ہو سکے۔ اس خاتون کو تنہا نہ چھوڑا جائے تاکہ کسی کو تنہائی میں اس کے پاس جانے کا موقع نہ مل سکے۔ یہ تمام لوگ ایک سال تک اس کی کڑی نگرانی کریں۔ کیونکہ ممکن ہے کہ کبھی کبھی اس پر ایسی کیفیت کا غلبہ ہوتا ہو کہ وہ کئی دن بغیر کھائے پیئے گزار سکتی ہو اور ایک موسم میں تو اسے کھانے کی ضرورت ہوتی ہو۔ لیکن دوسرے موسم میں وہ اس سے بے نیاز رہتی ہو۔ پھر اس خاتون کے تمام حالات کو قلمبند کیا جائے اور عالم میں منتشر کیا جائے۔

یہ بھی ذکر کیا گیا ہے کہ اس خاتون کے ساتھ ایک اور عورت بھی تھی۔ جس کی کیفیت بھی یہی تھی جن لوگوں نے عائشہ الجزیریہ کی زیارت کی ہے وہ بھی بیان کرتے ہیں کہ عائشہ کی کیفیت بھی یہی تھی اور اسی طرح عائشہ بنت ابی یحییٰ کو بھی چالیس روز تک آزمایا گیا ایک ایاس نامی یہودی تھا۔ وہ کہتا تھا کہ مسلمان کتنے احمق ہیں وہ یہ گمان کرتے ہیں کہ اہل جنت کھائیں اور پیئیں گے تو سہی لیکن وہ بول و براز نہیں کریں گے۔ اس سے پوچھا گیا کیا تو جو کچھ بھی کھاتا ہے وہ سب کچھ فضلہ کی صورت میں

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پیشواؤں سے بیشک ان لوگوں کی کوئی قسمیں نہیں ہیں (ایسوں سے جنگ کرو) تاکہ یہ لوگ (عہد شکنی سے) باز آجائیں۔ کیا نہیں جنگ کرو گے تم اس قوم کے ساتھ جنہوں نے توڑ ڈالا اپنی قسموں کو اور ارادہ کیا انہوں نے رسول کو نکال دینے کا اور اُنہی نے آغاز کیا تھا تم پر (زیادتی کا) پہلی مرتبہ۔ کیا تم ڈرتے ہو ان سے۔ (سنو!) اللہ تعالیٰ زیادہ حق دار ہے کہ تم اس سے ڈرو، اگر ہو تم (سچے) ایماندار۔''

یہ ایمان افروز آیت سن کر لوگوں کا دینی جذبہ بھڑک اٹھا قریب تھا کہ وہ ابوالفتوح اور اس کے ساتھیوں کو قتل کر دیتے۔ لیکن جب انہوں نے یہ سوچا کہ تمام شہر پر ان کی حکومت ہے تو پھر انہوں نے اپنے ہاتھ روک لیے۔ جب ابوالفتوح نے یہ صورت حال دیکھی تو اس نے کہا اللہ تعالیٰ کی ذات اس بات کی زیادہ مستحق ہے کہ اس سے ڈرا جائے۔ اللہ کی قسم! اگر حاکم مجھے قتل کرنے کا بھی حکم دے دے پھر بھی میں روضۂ رسول سے تعرض نہیں کروں گا۔ اس کو شرح صدر نصیب ہوا اور رسوا کن کام کرنے سے تائب ہو گیا۔ اسی شام اللہ رب العزت نے اتنی تیز آندھی بھیجی جس نے زمین کو ہلا کر رکھ دیا۔ اونٹ اپنے پالانوں اور گھوڑے اپنی زینوں سمیت گیند کی طرح لڑھکتے تھے۔ اکثر جانور ہلاک ہو گئے۔ بہت سے لوگ بھی مر گئے۔ بادشاہ کے خوف میں اضافہ ہو گیا اور وہ واپس اپنے وطن چلا گیا۔

رافضیوں کی سازش

اسی طرح کا ایک اور واقعہ خلاصۃ الوفاء میں علامہ الطبری کے حوالہ سے منقول ہے۔ صاحب خلاصۃ الوفاء نے بیان کیا ہے کہ مجھے ہارون بن عمر بن رغب (جو کہ ایک ثقہ عالم دین ہیں) نے بیان کیا ہے وہ اپنے والد محترم سے روایت کرتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ مجھے شمس الدین صواب اللمطی جو کہ خدام النبی کے سردار تھے نے بیان کیا ہے۔ انہوں نے مجھے بتایا کہ آج میں تمہیں ایک عجیب واقعہ بیان کرتا ہوں۔ میرا ایک ساتھی تھا جو بادشاہ کی مجلس میں جایا کرتا تھا اور میرے لیے اہم خبریں لے کر آتا تھا۔ ایک دن وہ میرے پاس آیا اور کہنے لگا آج ایک عظیم واقعہ رونما ہوا ہے۔ حلب سے کچھ لوگ آئے انہوں نے امیر کو بہت سا مال دیا۔ تاکہ وہ ان کے لیے حجرۂ مبارکہ کا دروازہ کھول دے اور وہاں سے حضرت ابوبکر و حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے مبارک جسموں کو نکال کر لے جائیں۔ کچھ دیر بعد میرے پاس امیر کا قاصد آیا اور مجھے بلا کر لے گیا امیر نے مجھ سے کہا اے صواب! آج رات کچھ لوگ مسجد نبوی کے دروازے پر دستک دیں گے۔ تم ان کے لیے دروازہ کھول دینا اور ان کے ارادہ کی تکمیل کے لیے ہر ممکن تعاون کرنا میں نے کہا آپ کی ہر بات پر عمل کیا جائے گا۔ یہ سننے کے بعد میں روضۂ رسول ﷺ کے پیچھے چلا گیا اور جی بھر کر رویا۔ پھر میں نے عشاء کی نماز ادا کی اور تمام دروازوں کو بند کر دیا تھوڑی ہی دیر بعد باب السلام پر دستک ہوئی۔ میں نے دروازہ کھول دیا ایک ایک کر کے چالیس افراد اندر آئے ان کے پاس اسلحہ، کدالیں، شمعیں اور کھودنے کے آلات تھے۔ وہ سیدھے حجرۂ مبارکہ کی سمت بڑھنے لگے۔ اللہ کی قسم! وہ لوگ جونہی منبر رسول تک پہنچے تو زمین نے ان کو نگل لیا ان کے ساتھ ان کا ساز و سامان بھی زمین میں دھنس گیا۔ امیر تک بھی ان کی ہلاکت کی خبر پہنچ گئی اس نے مجھے بلایا اور کہا اے صواب! کیا تیرے پاس وہ لوگ نہیں آئے تھے۔ میں نے کہا وہ لوگ آئے تھے لیکن تمام کے تمام زمین میں

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

المطری نے بھی اس واقعہ کو بیان کیا ہے۔لیکن اس نے سیسہ کا ذکر نہیں کیا اس نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ سلطان نور الدین محمود بن زنگی بن اقسنقر نے ایک حیرت انگیز خواب دیکھا جس کی وجہ سے وہ 557 ہجری کو مدینہ طیبہ پہنچ گیا۔ میں نے یہ واقعہ الفقیہ علم الدین یعقوب بن ابی بکر سے سنا ہے وہ فرماتے ہیں کہ سلطان نور الدین کو ایک رات میں تین مرتبہ نبی مکرم ﷺ کا دیدار ہوا آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہر مرتبہ فرمایا اے سلطان! مجھے ان دو بدبخت آدمیوں سے بچا۔طلوع صبح سے پہلے ہی بادشاہ نے اپنے وزیر کو طلب کیا اور اس سے یہ واقعہ بیان کیا۔وزیر نے کہا مدینہ طیبہ میں کوئی واقعہ رونما ہوا ہے۔بادشاہ نے فوراً ایک ہزار سواریوں کو تیار کرنے کا حکم دیا۔اور وہ برق رفتار گھوڑوں پر سوار ہو کر مدینہ طیبہ پہنچ گیا۔(پھر علم الدین نے سخاوت کے زمرہ میں لکھا ہے) لوگوں نے بادشاہ کو بتایا کہ صرف دو افراد رہ گئے ہیں۔جنہوں نے عطیات نہیں لئے وہ روضہ انور کے نئے مجاور ہیں اور ان کا تعلق اندلس سے ہے۔حجرۂ مصطفیٰ کے قریب ہی ان کی اقامت گاہ ہے۔بادشاہ نے ان کو اپنے پاس طلب فرمایا جب بادشاہ نے انہیں دیکھا تو اس نے اپنے وزیر سے کہا یہ دونوں وہی بدبخت شخص ہیں۔جن کے متعلق مجھے حضور ﷺ نے خواب میں اشارہ فرمایا تھا۔بادشاہ نے ان سے سوالات کیے۔انہوں نے کہا ہم مجاورت کے لیے آئے ہیں اور ان کا یہاں آنے کا مقصد یہ ہے کہ وہ حجرۂ شریفہ میں سے جسد اطہر کو اپنے ملک میں لے جائیں۔اس مقصد کے لیے وہ مسجد نبوی کے نیچے سے سرنگ کھود رہے تھے اور آہستہ آہستہ حجرۂ مقدسہ کی سمت بڑھ رہے تھے۔بادشاہ نے جالی کے نیچے ان کا سرتن سے جدا کروا دیا۔پھر ان کی لاشوں کو آگ میں پھینک کر خاکستر بنا دیا اپنے کام سے فارغ ہو کر سلطان شام کی طرف عازم سفر ہوا۔

میں کہتا ہوں کہ ان بدبختوں کو کسی اور ذریعہ سے بھی ہلاک کیا جا سکتا تھا۔لیکن اللہ تعالیٰ نے اس شرف کے لیے سلطان نور الدین زنگی شہید رحمۃ اللہ علیہ کو مختص فرمایا کیونکہ وہ جہاد فی سبیل اللہ اور صلاح فی الناس جیسی بلند صفات سے متصف تھا۔

ایک اور حیرت انگیز واقعہ

خلاصۃ الوفاء میں ہے اور تاریخ بغداد میں ابن النجار نے بھی اس واقعہ کو روایت کیا ہے کہ بعض زنادقہ نے حاکم عبیدی کو مشورہ دیا کہ حضور ﷺ حضرت ابو بکر اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے اجسام مبارکہ کو مدینہ طیبہ سے مصر منتقل کر دیا جائے۔انہوں نے مزید کہا کہ جب تمہارا یہ منصوبہ مکمل ہو جائے گا۔تو لوگ دور دراز سے مصر کا رخ کریں گے اور اہل مصر کے لیے بھی یہ ایک عظیم اعزاز ہوگا۔حاکم نے اس ناپاک منصوبے کو عملی جامہ پہنانے کے لیے انتھک کوشش کی۔ایک بلند و بالا عمارت بھی تعمیر کر دی اور ابو الفتوح کو اس مبارک جگہ کی کھدائی کے لیے بھیج دیا۔جب ابو الفتوح مدینہ طیبہ پہنچا تو وہاں کے معززین کی ایک جماعت اس کے پاس آئی ان میں ایک قاری قرآن بھی تھا۔اس نے وہاں اس آیت کی تلاوت کی:

وَاِنْ نَّكَثُوْۤا اَیْمَانَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ عَهْدِهِمْ وَطَعَنُوْا فِیْ دِیْنِكُمْ...... اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ﴿۱۳﴾

(التوبہ:۱۲۔۱۳)

”اور اگر یہ لوگ توڑ دیں اپنی قسمیں اپنے معاہدہ کے بعد اور طعن کریں تمہارے دین پر تو جنگ کرو کفر کے

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

قاسم رضی اللہ عنہ کی آواز سنا دے گا انہوں نے عرض کی میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مکرم ﷺ کی تصدیق کرتی ہوں۔

وہ خواب جو سلف صالحین سے مروی ہیں ان کی تعداد بے شمار ہے۔ میں کچھ خواب احیاء العلوم اور بعض خواب شرح الصدور سے نقل کر رہا ہوں۔

ابونعیم نے ''حلیۃ الاولیاء'' میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ مجھے خواب میں حضور ﷺ کے دیدار کا شرف ملا۔ میں نے دیکھا کہ حضور ﷺ میری طرف التفات نہیں فرما رہے تھے۔ میں نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم مجھ سے کیا خطا سرزد ہوئی ہے کہ آپ صلی اللہ علیک وسلم نظر کرم نہیں فرما رہے آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم نے روزہ کی حالت میں اپنی زوجہ کا بوسہ نہیں لیا۔ میں نے عرض کی مجھے اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے اب میں روزہ کی حالت میں کبھی بھی اپنی زوجہ کا بوسہ نہیں لوں گا۔

امام احمد وغیرہ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ میرے دوست تھے۔ میں نے خواہش کی کہ میں ان کی شہادت کے بعد انہیں خواب میں دیکھوں۔ جب ان کی شہادت کو ایک سال گزر گیا تو میں نے انہیں خواب میں دیکھا۔ میں نے انہیں اس حالت میں دیکھا کہ وہ اپنی پیشانی سے پسینہ صاف فرما رہے تھے۔ میں نے کہا اے امیر المومنین! اللہ تعالیٰ نے آپ سے کیسا سلوک کیا؟ انہوں نے فرمایا میں ابھی حساب کتاب سے فارغ ہوا ہوں اگر میرا رب رؤف رحیم نہ ہوتا تو یقیناً میرا تخت ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا۔

ابن سعد نے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ مجھے والد محترم نے بیان فرمایا کہ مجھے خواب میں رسول مکرم ﷺ کی زیارت ہوئی میں نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم آپ کی امت کی طرف سے مجھے بہت سے مصائب کا سامنا کرنا پڑا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے علی! ان کے لیے بددعا کرو۔ میں نے دعا کی اے مولا! مجھے ان کے بدلے وہ لوگ عطا فرما جو ان سے بہتر ہوں اور انہیں میرے بدلے وہ شخص دے جو مجھ سے برا ہو۔ اس خواب کے بعد آپ صبح کی نماز ادا فرمانے کے لیے گھر سے نکلے تو ابن ملجم نے آپ پر حملہ کر دیا۔

امام حاکم اور امام بیہقی نے کثیر بن صلت سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ جس دن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے شہید ہونا تھا اس دن آپ پر نیند کا غلبہ ہوا جب بیدار ہوئے تو آپ نے فرمایا میں نے خواب میں حضور ﷺ کی زیارت کی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے عثمان! تم جمعہ کی نماز ہمارے ساتھ ادا کرو گے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے صبح کے وقت یہ خواب بیان کیا کہ میں نے خواب میں حضور ﷺ کی زیارت کی آپ ﷺ نے فرمایا اے عثمان! تم ہمارے ساتھ روزہ افطار کرو گے۔ اسی روز آپ کو روزہ کی حالت میں شہید کر دیا گیا۔

ابن عساکر نے مطرف سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے خواب میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی زیارت کی وہ فرماتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے سبز پوشاک زیب تن کر رکھی تھی۔ میں نے عرض کی اے امیر المومنین! اللہ تعالیٰ نے آپ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دھنس گئے۔ امیر نے مجھ سے کہا غور کرو تم کیا کہہ رہے ہو۔ میں نے کہا ان کی تباہی ایک حقیقت ہے۔ اس نے کہا اٹھو اور مجھے وہ جگہ دکھاؤ جہاں ان کو زمین نے نگل لیا۔ اگر یہ جھوٹا واقعہ ہوا تو میں تمہیں قتل کر دوں گا۔

مطری کہتے ہیں کہ میں نے یہ واقعہ ثقہ کے سامنے بیان کیا اس نے کہا ایک دن میں شیخ ابو عبداللہ القرطبی کے پاس تھا۔ شیخ شمس الدین صواب نے وہاں یہ واقعہ بیان کیا ابو محمد عبداللہ بن ابی عبداللہ نے ''تاریخ مدینہ'' میں اس واقعہ کو اختصار کے ساتھ لکھا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس واقعہ کو اپنے والد محترم سے سنا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے یہ واقعہ حجرۂ مبارکہ کے خادم سے سنا ہے۔

سعید بن عبدالعزیز سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایام حرہ میں لگاتار تین دن تک مسجد نبوی میں نہ تو اذان ہوئی نہ ہی اقامت، حضرت سعید بن مسیب مسجد نبوی میں ہی رہے۔ انہیں گنبد خضریٰ سے اذان کی آواز آتی تھی۔ جس سے ان کو نماز کے وقت کا علم ہوتا تھا۔

صالحین اور پاکباز افراد کے خواب

اس سے پہلے بہت سے ان خوابوں کا تذکرہ ہو چکا ہے۔ جو حضور ﷺ کے عہد نبوت میں دیکھے گئے۔ وہ خواب آپ ﷺ کی نبوت، صداقت اور آپ کے دین کی صحت پر دلالت کرتے ہیں۔ اب میں ان خوابوں کا تذکرہ کروں گا۔ جن میں زندہ لوگوں نے مردوں کو دیکھا اور مردوں نے ان کو ایسی خبریں دیں جو حضور ﷺ کی نبوت کی صداقت اور دین متین کی حقانیت پر شاہد عادل ہیں۔

امام ابن سیرین وغیرہ نے بیان فرمایا ہے کہ جس چیز کے متعلق میت خواب میں خبر دیتی ہے۔ وہ سچ ہوتی ہے کیونکہ میت اس وقت سچائی کے گھر میں ہوتی ہے۔ حضور ﷺ اپنے عہد ہمایوں میں صحابہ کرام کو برزخ کے احوال سے آگاہ فرمایا کرتے تھے۔

امام بیہقی نے حضرت یعلیٰ بن مرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم حضور ﷺ کے ساتھ ایک قبرستان سے گزرے میں نے ایک قبر سے عجیب آواز سنی میں نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میں نے اس قبر سے ایک ہیبت ناک آواز سنی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے یعلیٰ! کیا تو نے اس آواز کو سنا ہے۔ میں نے عرض کی ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ مردہ معمولی سی بات کی وجہ سے عذاب میں مبتلا ہے۔ میں نے عرض کی وہ معمولی بات کیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس کے عذاب میں مبتلا ہونے کی وجہ چغل خوری اور پیشاب سے نہ بچنا ہے۔

ابن ماجہ نے حضرت فاطمہ بنت حسین رضی اللہ عنہما سے وہ اپنے والد محترم سے روایت کرتی ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ جب حضور ﷺ کے نور نظر حضرت قاسم رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی میری خواہش تھی کہ اللہ تعالیٰ ہمارے بیٹے کو زندگی عطا فرماتا حتی کہ وہ رضاعت مکمل کر لیتا حضور ﷺ نے فرمایا اس کی رضاعت جنت میں ہی مکمل ہوگی۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم اگر مجھے یہ معلوم ہو جاتا تو پھر میرے لیے اپنے نور نظر کی جدائی برداشت کرنا بہت آسان ہو جاتا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اگر تم چاہتی ہو تو میں اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتا ہوں وہ تمہیں

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ﷺ) ہوں تمہارا باپ مجھ پر کثرت سے درود شریف پڑھا کرتا تھا۔ میں اسی وقت نیند سے بیدار ہو گیا میں نے اپنے والد کے چہرہ سے کپڑا ہٹا کر دیکھا تو اس کا چہرہ بالکل سفید تھا۔ اس واقعہ کے بعد میں نے حضور ﷺ کی ذات اقدس پر درود بھیجنا کبھی ترک نہیں کیا۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں نبی کریم ﷺ کی زیارت کی حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما بھی آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے۔ میں نے آپ ﷺ کو سلام عرض کیا اور وہیں بیٹھ گیا۔ حضرت علی اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما بھی وہاں حاضر ہوئے۔ انہیں ایک کمرہ میں داخل کر کے دروازہ بند کر دیا گیا۔ میں تمام صورت حال ملاحظہ کر رہا تھا۔ زیادہ دیر نہیں گزری تھی کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم باہر تشریف لائے وہ فرما رہے تھے رب کعبہ کی قسم! میرے حق میں فیصلہ ہو گیا ہے۔ پھر جلد ہی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بھی باہر تشریف لے آئے وہ فرما رہے تھے۔ رب کعبہ کی قسم! مجھے معاف فرما دیا گیا ہے۔

ابونعیم نے ''حلیہ'' میں حضرت عمر بن عبدالعزیز سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول مکرم ﷺ کو خواب میں دیکھا آپ ﷺ نے فرمایا اے عمر! میرے قریب ہو جاؤ۔ میں آپ ﷺ کے اتنا قریب ہو گیا کہ میں مصافحہ کر سکتا تھا۔ آپ ﷺ کی بغل میں دو عمر رسیدہ شخص تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا جب تو میری امت کا والی بنے تو ان بزرگوں کے طرز عمل کی طرح کا رویہ اختیار کرنا۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم یہ کون ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ ابو بکر اور یہ عمر رضی اللہ عنہما ہیں۔

ابن سعد نے الطبقات میں عمرو بن شرحبیل سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں میں نے خواب میں دیکھا مجھے ایسے محسوس ہوا کہ میں جنت میں داخل ہو گیا ہوں میں نے وہاں گنبد دیکھے میں نے پوچھا یہ گنبد کن لوگوں کے ہیں۔ مجھے بتایا گیا کہ یہ گنبد قبیلہ کلاع اور حوشب کے لوگوں کے ہیں۔ یہ دو قبائل تھے۔ جنہوں نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ جنگ کی تھی۔ میں نے پوچھا عمار اور ان کے ساتھی کہاں گئے۔ مجھے بتایا گیا کہ ان کے مکانات ذرا آگے ہیں۔ میں نے پوچھا ان لوگوں نے تو ایک دوسرے کو قتل کیا تھا مجھے بتایا گیا کہ جب ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ سے ملاقات کی تو انہوں نے اللہ تعالیٰ کو وسیع بخشش والا پایا۔ میں نے پوچھا خوارج کے ساتھ کیا سلوک کیا گیا مجھے بتایا گیا کہ ان کے ساتھ سختی کی گئی۔

ابن ابی الدنیا نے محمد بن سیرین سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں ابن فلح یا بشر بن فلح کو دیکھا وہ حرہ کے واقعہ میں شہید ہوئے تھے۔ میں نے ان سے پوچھا کیا تجھے قتل نہیں کر دیا گیا۔ انہوں نے فرمایا ہاں میں نے پوچھا آپ کے ساتھ کیسا سلوک ہوا؟ انہوں نے فرمایا میرے ساتھ بھلائی کی گئی ہیں نے پوچھا کیا آپ شہداء میں سے ہیں۔ انہوں نے فرمایا نہیں جب مسلمان باہم لڑائی کرتے ہیں تو ان کے جو افراد قتل ہوتے ہیں۔ وہ شہدا نہیں ہوتے بلکہ ان کو ندماء کہتے ہیں۔

ابن ابی الدنیا نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے وہ ایک مرتبہ نیند سے بیدار ہوئے اور ''اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ'' پڑھا اور فرمایا امام حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا گیا ہے۔ یہ واقعہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کی

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سے کیسا سلوک کیا؟ انہوں نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے میرے ساتھ بھلائی کا سلوک کیا۔ میں نے کہا کون سا دین بہتر ہے؟ انہوں نے فرمایا دین قیم بہتر ہے جس میں خونریزی نہ ہو۔

ابن ابی الدنیا نے ''کتاب المنامات'' میں بعض شیوخ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ مجھے خواب میں حضور ﷺ کی زیارت ہوئی۔ میں نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میرے لیے مغفرت طلب فرمائیں۔ آپ ﷺ نے مجھ سے اعراض فرمایا۔ میں نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم سفیان بن عیینہ نے محمد بن المنکدر سے اور انہوں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیک وسلم سے جب بھی سوال کیا گیا آپ نے اس کے جواب میں ''لا'' (نہیں) نہیں کہا۔ آپ ﷺ نے میری طرف توجہ فرمائی اور فرمایا غَفَرَ اللّٰهُ لَکَ ''اللہ تجھے معاف فرمائے''

ابن ابی الدنیا نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں کہ میں ابولہب کا دوست تھا۔ جب وہ مر گیا اور اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق خبر دی تو میں حزین اور غمگین ہو گیا میں پورا سال دعا مانگتا رہا کہ اللہ تعالیٰ مجھے خواب میں ابولہب دکھائے۔ کچھ مدت بعد میں نے اس کو خواب میں دیکھا اس کے اردگرد آگ شعلہ بار تھی۔ میں نے اس سے اس کی حالت کے متعلق پوچھا اس نے کہا میں جہنم کی آگ کے عذاب میں مبتلا ہوں۔ نہ تو عذاب میں کمی کی جاتی ہے اور نہ ہی کسی پہلو مجھے آرام آتا ہے۔ لیکن پیر کی شب کو میرے عذاب میں تخفیف کی جاتی ہے۔ میں نے پوچھا اس تخفیف کی کیا وجہ ہے۔ اس نے کہا اس شب جس میں محمد مصطفیٰ ﷺ دنیا میں تشریف لائے تھے۔ میرے پاس میری لونڈی آئی اس نے مجھے آمنہ کے نور نظر کی ولادت کی خبر دی۔ میں نے اس بشارت پر بہت زیادہ مسرت کا اظہار کیا اور اسی خوشی میں اپنی لونڈی کو آزاد کر دیا۔ اللہ تعالیٰ اس خوشی اور شادمانی کے بدلے ہر سوموار کو میرے عذاب میں تخفیف فرماتا ہے۔

ابن ابی الدنیا اور حافظ سخاوی نے ''القول البدیع'' میں عبدالواحد بن زید تابعی سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں حج کے ارادہ سے عازم سفر ہوا۔ مجھے ایک ایسا رفیق راہ ملا جو اٹھتے، بیٹھتے، متحرک اور ساکن ہر حالت میں حضور ﷺ کی ذات اقدس پر درود شریف پڑھتا تھا۔ میں نے اس سے اس کے متعلق سوال کیا۔ اس نے اپنی داستان یوں بیان کی۔ ابتداء میں میں اور میرا والد مکہ معظمہ کی طرف عازم سفر ہوئے۔ جب حج کر کے ہم واپس لوٹ رہے تھے تو راستہ میں مجھ پر نیند کا غلبہ ہو گیا۔ ایک آنے والا میرے خواب میں آیا اس نے کہا اٹھ۔ تیرا باپ مر گیا ہے اور اس کا چہرہ سیاہ ہو گیا ہے میں گھبرا کا اٹھ بیٹھا میں نے اپنے باپ کے چہرے سے کپڑا ہٹایا میں نے اس کو مردہ حالت میں پایا۔ اس کا چہرہ واقعی سیاہ ہو چکا تھا۔ اس عجیب واقعہ کی وجہ سے مجھ پر گھبراہٹ طاری ہو گئی۔ میں اسی غم وحزن میں تھا کہ مجھ پر دوبارہ نیند کا غلبہ ہو گیا۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ چار حبشی میرے والد کے سرہانے کھڑے تھے۔ انہوں نے لوہے کے ڈنڈے پکڑ رکھے تھے۔ اسی دوران ایک حسین و جمیل شخص وہاں آ گیا۔ اس نے سبز لباس زیب تن کر رکھا تھا اس نے ان حبشیوں سے کہا ہٹ جاؤ اس شخص نے اپنا دست اقدس میرے والد کے چہرے پر پھیرا۔ پھر وہ شخص میرے پاس آیا اور مجھ سے کہنے لگا اٹھ اللہ تعالیٰ نے تیرے باپ کو سفید کر دیا ہے۔ میں نے اس شخص سے عرض کی آپ پر میرے والدین فدا ہوں آپ کون ہیں؟ انہوں نے فرمایا میں محمد (مصطفیٰ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کے احوال کے متعلق نہیں بتائیں گے۔ انہوں نے فرمایا ہم نجات پا گئے ہیں۔ حالانکہ نجات پانا مشکل تھا۔ ہمیں زہرہ گداز حالات سے دوچار ہونا پڑا۔ ہم نے اپنے پروردگار کو بہت غفور اور رحیم پایا اس نے ہمارے گناہ معاف کر دیئے ہیں۔ ہماری برائیوں سے درگذر فرمایا ہے۔ لیکن اس نے ''احراض'' کو معاف نہیں فرمایا میں نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے گذارش کی۔ یہ احراض کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا یہ وہ بری باتیں ہیں۔ جن کی برائی کی وجہ سے انگلی اٹھائی جا سکے۔

ابن ابی الدنیا نے ابوزاہریہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں عبدالاعلیٰ نے عدی بن ابی بلال الخزاعی کی عیادت کی۔ اور ان سے کہا وفات کے بعد بارگاہ رسالت میں میرا سلام عرض کرنا اور اگر ہو سکے تو ہمیں ان کے متعلق آگاہ کر دینا۔ ام عبداللہ جو کہ ابوزاہریہ کی بہن تھیں وہ ابن ابی بلال کی زوجہ محترمہ تھیں۔ انہوں نے اپنے خاوند کی وفات کے تین دن بعد انہیں خواب میں دیکھا انہوں نے فرمایا تین دن بعد میری بچی مجھ سے آملے گی۔ کیا تو عبدالاعلیٰ کو جانتی ہے۔ ان کی زوجہ نے کہا نہیں انہوں نے فرمایا اس کو تلاش کر کے اسے میرا پیغام دینا کہ میں نے اس کا سلام بارگاہ رسالت میں پہنچا دیا تھا اور حضور ﷺ نے اس کا جواب بھی ارشاد فرمایا تھا۔ انہوں نے یہ خواب اپنے بھائی ابوزاہریہ کو سنایا اور انہوں نے یہ پیغام عبدالاعلیٰ تک پہنچا دیا۔

ابن ابی دنیا نے حضرت یحییٰ بن ایوب سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ دو شخص تھے انہوں نے ایک دوسرے سے وعدہ کیا کہ ان میں سے جو پہلے انتقال کرے گا وہ اپنے ساتھی کو برزخ کے احوال بتائے گا۔ ان میں سے ایک پہلے مر گیا۔ دوسرے نے اس کو خواب میں دیکھا تو پوچھا اے برادر محترم! حضرت حسن بصری کا کیا حال ہے۔ اس نے جواب دیا وہ تو جنت کے سرداروں میں سے ہیں۔ پھر پوچھا ابن سیرین کی حالت کیا ہے اس نے جواب دیا وہ جس کی خواہش کرتے ہیں وہ انہیں مل جاتا ہے۔ لیکن ان دونوں کے مراتب میں بہت فرق ہے۔ زندہ دوست نے پوچھا حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ مرتبہ کیسے حاصل کیا۔ دوسرے نے جواب دیا ''خوف الٰہی کی وجہ سے''

ابن عدی اور ابن عساکر نے تاریخ میں محمد بن یحییٰ الحدری سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں۔ کہ ابن اجلح نے سلمہ بن کہیل سے کہا اگر تم مجھ سے پہلے وصال کر جاؤ اور میرے خواب میں آنے کی قدرت رکھو تو پھر جو کچھ تم دیکھو مجھے اس سے آگاہ کرنا سلمہ نے بھی ابن اجلح سے اسی طرح کا عہد لیا۔ سلمہ، ابن اجلح سے پہلے انتقال کر گئے۔ ابن اجلح نے مجھ سے کہا اے میرے بیٹے! کیا تجھے معلوم ہے کہ سلمہ میرے خواب میں آئے۔ میں نے ان سے پوچھا کیا آپ تو وصال نہیں فرما چکے۔ انہوں نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے حیات نو عطا فرمائی ہے۔ میں نے ان سے پوچھا آپ نے اپنے رب کو کیسا پایا ہے؟ انہوں نے فرمایا ہمارا پروردگار بہت رحیم اور غفور ہے۔ میں نے پوچھا وہ پاکیزہ عمل کیا ہے جس سے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کیا جا سکتا ہے انہوں نے فرمایا میں نے ''رات کی نماز'' سے بڑھ کر کوئی عمدہ عمل نہیں دیکھا۔ میں نے پوچھا آپ نے آخرت کے احوال کو کیسے پایا انہوں نے جواب دیا۔ بہت آسان لیکن صرف اسی پر اعتماد نہ کر لینا۔

حفص الموہبی سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت داؤد طائی کو خواب میں دیکھا۔ میں نے عرض کی اے ابو سلیمان! آپ نے آخرت کی بھلائی کو کیسے پایا ہے۔ انہوں نے فرمایا میں نے آخرت کی بھلائی کو بہت زیادہ پایا ہے۔ میں نے

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

خبر پہنچنے سے پہلے کا ہے۔ حضرت ابن عباس کے ساتھیوں نے آپ کی اس پیشین گوئی کو بڑا عجیب سمجھا انہوں نے فرمایا میں نے خواب میں رسول مکرم ﷺ کی زیارت کی آپ ﷺ کے پاس خون سے بھری ہوئی ایک شیشی تھی۔ آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا کیا تو نہیں جانتا کہ میرے بعد میری امت نے کیا کیا ہے۔ میری امت نے میرے بیٹے حسین کو قتل کر دیا ہے۔ اس شیشی میں ان کا اوران کے ساتھیوں کا خون ہے۔ میں اس خون کو بارگاہ ربوبیت میں پیش کر رہا ہوں۔ اس خواب کے چوبیس دن بعد خبر آگئی کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اسی دن شہید ہو گئے تھے۔ جس دن حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ خواب دیکھا تھا۔

ابن ابی الدنیا نے روایت کیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خواب میں دیکھا گیا۔ آپ سے عرض کی گئی کہ آپ کہا کرتے تھے کہ مجھے اس زبان نے ہلاکت میں ڈالا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ سے کیا سلوک کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا میں اس زبان سے ''لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ'' کہا کرتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اسی کے طفیل مجھے جنت عطا فرما دی ہے۔

ابوالشیخ، حاکم، امام بیہقی اور ابونعیم نے عطاء الخراسانی سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے حضرت ثابت بن قیس کی بیٹی نے بیان کیا ہے کہ جنگ یمامہ کے دن حضرت ثابت بن قیس شہادت سے سرخرو ہوئے۔ اس وقت انہوں نے ایک نفیس زرہ پہن رکھی تھی۔ ایک مسلمان ان کے پاس سے گذرا اس نے وہ زرہ ان سے اتارلی۔ اس وقت ایک مسلمان سو رہا تھا۔ حضرت ثابت رضی اللہ عنہ اس کی خواب میں آئے اور فرمانے لگے میں تمہیں وصیت کرتا ہوں۔ خبردار اس کو صرف خواب نہ سمجھنا بلکہ یہ حقیقت ہے۔ اس لیے اس کو خوب ذہن نشین کرلو۔ کل جب میں شہید ہو گیا تو ایک مسلمان میرے پاس سے گذرا۔ اس نے میرے جسم سے زرہ اتارلی۔ اس کا خیمہ تمام لوگوں سے دور ہے۔ اس کے خیمے کے پاس ایک گھوڑا چر رہا ہے۔ جس کے پاؤں میں ایک لمبی رسی ہے۔ اس نے میری زرہ کو ایک دیگچے کے نیچے رکھا ہوا ہے اور دیگچے کے اوپر کجاوہ رکھا ہوا ہے۔ تم حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ اوران سے کہو کہ وہ یہ زرہ اس شخص سے لے لیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ جب تم مدینہ طیبہ پہنچو تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں جانا اور عرض کرنا کہ مجھ پر اتنا قرض ہے وہ ادا فرما دیں اور میرے فلاں غلام کو آزاد فرما دیں۔

وہ شخص حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اوران کو زرہ کے متعلق بتایا۔ انہوں نے اس جگہ سے زرہ حاصل کرلی۔ پھر وہ شخص حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور حضرت ثابت رضی اللہ عنہ کی وصیت عرض کی۔ انہوں نے ان کی وصیت پوری کردی۔ ہم حضرت ثابت کے علاوہ کسی اور ایسے شخص کو نہیں جانتے جس کی وفات کے بعد کی گئی وصیت کو پورا کیا گیا ہو۔

ابن ابی الدنیا نے ''مناما ت'' میں اور ابن سعد نے ''طبقات'' میں محمد بن زیاد سے روایت کیا ہے کہ حضرت عفیف بن حارث نے حضرت عبداللہ بن عائذ کو ان کی وفات کے وقت کہا اگر بعد از وفات ہم سے مل سکیں تو ہمیں وہاں کے حالات کی خبر دینا۔ کچھ مدت بعد حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ ان کی خواب میں آئے۔ حضرت عفیف نے ان سے کہا کیا آپ ہم کو وہاں

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فریب میں مبتلا کر دیا۔ میں مسجد کی طرف گیا۔ نماز ادا کی اور ذکر و دعا میں مشغول ہو گیا۔ کچھ دیر بعد مجھ پر نیند غالب آ گئی خواب میں میں نے ایک جماعت دیکھی جہاں تک مجھے علم ہے وہ انسانوں کی جماعت نہ تھی۔ ان کے ہاتھوں میں ٹرے تھے۔ جن میں چار روٹیاں تھیں وہ برف کی طرح سفید تھیں۔ ہر روٹی پر انار کے دانوں کی مانند موتی تھے۔ انہوں نے مجھ سے کہا کھاؤ۔ میں نے کہا میں روزے سے ہوں انہوں نے کہا اس گھر کا مالک حکم دے رہا ہے کہ کھاؤ میں کھانا کھانے لگا۔ پھر میں وہ موتی اٹھانے لگا۔ انہوں نے مجھ سے کہا اس کو چھوڑ دو اسے ہم تمہارے لیے درخت لگائیں گے جس سے تمہارے لیے بھلائی اگے گی۔ میں نے پوچھا آپ کہاں درخت لگائیں گے۔ انہوں نے کہا ہم ایسے گھر میں لگائیں گے جو نہ خراب ہو گا جس کا پھل متغیر نہ ہو گا۔ جس کی سلطنت اختتام پذیر نہ ہو۔ وہاں کے کپڑے بوسیدہ نہیں ہوں گے۔ وہاں رضائے الٰہی ہے۔ حوران بہشتی ہیں۔ آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔ وہاں حسین و جمیل بیویاں ہیں۔ لہٰذا تم اپنے معاملات سمیٹ لو یہ زندگی ایک لحظہ بھر ہے۔ حتی کہ تو عازم سفر ہو جائے گا اور دار آخرت تیرا مسکن بن جائے گا۔ کہا جاتا ہے کہ اس کے بعد صرف دو جمعے حضرت ابو مریم بحیات رہے۔ نضر فرماتے ہیں۔ جس رات انہوں نے وصال فرمایا میں نے اسی رات انہیں خواب میں دیکھا انہوں نے فرمایا کیا تو اس درخت پر تعجب نہیں کرتا جو میرے لیے اس دن لگایا گیا تھا۔ جس دن میں نے تمہیں وہ خواب سنایا۔ اب وہ ثمر آور ہو چکا ہے۔ میں نے پوچھا اس درخت کا پھل کیسا ہے۔ انہوں نے فرمایا اس پھل کی خصوصیات نہ پوچھو کوئی شخص بھی اس کے اوصاف بیان کرنے کی قدرت نہیں رکھتا۔ ہم نے اپنے رب جیسا کریم نہیں دیکھا۔ عبدالوہاب بن یزید الکندی فرماتے ہیں میں نے ابو عمر الضریر کو خواب میں دیکھا میں نے ان سے پوچھا آپ سے کیا سلوک ہوا ہے۔ انہوں نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھ پر رحم فرمایا ہے اور مجھے معاف کر دیا ہے۔ میں نے سوال کیا کون سا عمل افضل ہے۔ انہوں نے فرمایا سنت اور علم جس پر تم عمل پیرا ہو میں نے استفسار کیا کون سا عمل برا ہے۔ انہوں نے فرمایا اسماء سے بچو۔ میں نے عرض کی اسماء سے کیا مراد ہے۔ انہوں نے فرمایا اس سے مراد قدری، معتزلی اور مرجئی ہیں۔ اسی طرح انہوں نے تمام اہل ہویٰ کے نام شمار کیے۔

حضرت شیخ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میرا پڑوسی ہمیشہ فضول بحثوں میں مصروف رہتا تھا۔ جب وہ مر گیا تو میں نے اس کو خواب میں دیکھا وہ ایک آنکھ سے محروم تھا۔ میں نے پوچھا اے فلاں تیرے ساتھ کیا ہوا ہے۔ اس نے کہا میں حضور ﷺ کے صحابہ کی گستاخیاں کرتا تھا جس کی سزا میں مجھے کانا بنا دیا گیا ہے۔ پھر اس نے اپنی آنکھ پر ہاتھ رکھ لیا۔

ابن ابی الدنیا اور امام بیہقی نے ''الشعب'' میں مطرف بن عبداللہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں قبرستان میں تھا۔ میں نے ایک قبر کے پاس دو ہلکی سی رکعتیں ادا کیں۔ پھر مجھے اونگھ آ گئی۔ میں نے دیکھا کہ وہ قبر والا مجھ سے محو کلام تھا۔ اس نے کہا تم نے دو رکعتیں ادا کی ہیں۔ لیکن انہیں صحیح ادا نہیں کیا، میں نے کہا ہاں مجھ سے یہ غلطی ہوئی ہے۔ اس شخص نے کہا تم عمل کرتے ہو لیکن اپنے اعمال کی جزا سے نا آشنا ہو ہم اعمال کی جزا کو جانتے ہیں لیکن اب عمل نہیں کر سکتے میرے لیے ایک رکعت نماز دنیا سے زیادہ محبوب ہے۔ میں نے پوچھا اس قبرستان میں کون لوگ مدفون ہیں۔ انہوں نے بتایا یہاں سب مسلمان دفن کیے گئے ہیں۔ ان میں سے ہر ایک نے بھلائی کو حاصل کر لیا ہے۔ میں نے پوچھا ان سب میں سے افضل کون ہے۔ انہوں

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پوچھا آپ کا انجام کیا ہوا۔ انہوں نے فرمایا الحمد للہ میں نے بھلائی کو پالیا ہے۔ میں نے عرض کی کیا آپ کو سفیان بن سعید کا کچھ علم ہے۔ وہ خیر اور اہل خیر کو بہت پسند کرتے تھے۔ یہ سن کر انہوں نے تبسم فرمایا اور فرمایا خیر کی محبت نے انہیں اہل خیر تک پہنچا دیا ہے۔

عتبہ بن ضمرہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے فرمایا میں نے اپنی چچی کو خواب میں دیکھا میں نے ان سے پوچھا'' آپ کیسی ہیں'' انہوں نے فرمایا مجھے تمام نیک اعمال کا ثواب مل گیا ہے۔ حتی کہ مجھے خلاط (دودھ اور سبزی) کا بھی ثواب عطا کیا گیا۔

عبدالمالک اللیثی سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے عامر بن عبدالقیس کو خواب میں دیکھا اور پوچھا آپ نے آخرت کے امور کو کیسے پایا ہے۔ انہوں نے فرمایا امور آخرت سراپا خیر ہیں۔ میں نے پوچھا کون سا عمل تمام اعمال سے عمدہ ہے۔ انہوں نے فرمایا ہر وہ عمل جس سے رضائے الٰہی مقصود ہو وہ تمام اعمال سے بہترین ہے۔

ابوعبداللہ البجری سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میرے ایک چچا کا انتقال ہو گیا میں نے انہیں خواب میں دیکھا انہوں نے فرمایا دنیا سراپا فریب ہے۔ پاکبازوں کے لیے آخرت میں سکون وسرور ہے۔ ہم نے یقین، اللہ تعالیٰ اور مسلمانوں کے لیے خلوص کی سی چیز نہیں دیکھی۔ کسی بھی بھلائی کی حقیر نہ جانو اس شخص کی طرح عمل کرو جو یہ جانتا ہے کہ وہ انتہائی گنا گار ہے۔

اہل کوفہ کے ایک شخص سے روایت ہے وہ کہتا ہے کہ میں نے سوید بن عمرو الکلبی کو خواب میں دیکھا ان کی حالت بہت اچھی تھی میں نے ان سے پوچھا آپ کی اتنی عمدہ حالت کس وجہ سے ہے۔ انہوں نے فرمایا میں اکثر'' لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ'' کا ورد کیا کرتا تھا۔ داؤد طائی اور محمد بن نصر حارثی نے گوہر مقصود کو پالیا ہے۔

ابراہیم بن منذر الحرانی سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے ضحاک بن عثمان کو خواب میں دیکھا میں نے پوچھا اللہ تعالیٰ نے آپ سے کیا سلوک کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا آسمان پر کئی شاخیں ہیں۔ جس نے'' لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ'' کہہ دیا اس نے ان شاخوں کو پکڑ لیا اور جس کو یہ کلمہ کہنے کی توفیق نہ ہوئی وہ نیچے گر پڑا۔

محمد بن عبدالرحمٰن مخزومی سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے ابن عائشہ التیمی کو خواب میں دیکھا۔ اس نے ان سے پوچھا اللہ تعالیٰ نے آپ سے کیا سلوک کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے اس محبت کے طفیل بخش دیا ہے جو میں اس سے کرتا تھا۔

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ کے ایک دوست سے روایت ہے کہ کسی شخص نے حضرت مالک کو خواب میں دیکھا اس نے ان سے پوچھا اللہ تعالیٰ نے آپ سے کیا سلوک کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا مجھ سے بھلائی کا سلوک ہوا ہے۔ میں نے عمل صالح کی طرح کوئی چیز نہیں دیکھی صحابہ کرام کی طرح کسی کو پاکباز نہیں دیکھا نہ ہی اسلاف کی طرح کسی کو صالح دیکھا ہے۔ نہ صالحین کی محفل کی طرح کی کوئی محفل دیکھی ہے۔

نضر بن یحییٰ سے روایت کیا ہے کہ ابو مریم بن عیسیٰ ایک نیک آدمی تھے وہ فرماتے ہیں کہ ایک شب چاندنی رات نے مجھے

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فرمایا عبدالرزاق نے سچ کہا ہے۔ معمر نے سچ کہا ہے ابن شہاب نے سچ کہا ہے۔ انس نے سچ کہا ہے۔ میرے نبی محترم ﷺ نے سچ فرمایا ہے۔ جبرائیل نے سچ کہا ہے واقعی یہ میرا فرمان ہے۔ فرشتو! اس بوڑھے کو جنت میں لے چلو۔

ابن عساکر نے تاریخ دمشق ابوبکر الغزاری سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے ایک بھائی نے انہیں خواب میں دیکھا انہوں نے کہا اے احمد! اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے سامنے کھڑا کیا اور مجھ سے فرمایا اے احمد! تو نے مار اور زدوکوب تو برداشت کر لی لیکن اپنے اس قول سے رجوع نہ کیا میرا کلام منزّل ہے مخلوق نہیں ہے۔ مجھے اپنی عزت کی قسم! میں تجھے قیامت تک اپنا کلام سناؤں گا۔ اب میں اپنے رب کا کلام سنتا رہتا ہوں۔

محمد بن عوف سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے محمد بن الصفی الحمصی کو خواب میں دیکھا میں نے پوچھا آپ کا انجام کیا ہوا۔ انہوں نے فرمایا میں نے بھلائی کو پالیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ہم ہر روز دو مرتبہ اپنے رب کا دیدار کرتے ہیں۔ میں نے کہا اے ابوعبداللہ! آپ دنیا میں سنت پر عمل پیرا رہے اور آخرت میں بھی سنت پر عمل پیرا ہو۔ یہ سن کر وہ مسکرانے لگے۔

محمد بن مفضل سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے منصور بن عمار کو ان کی وفات کے بعد خواب میں دیکھا میں نے پوچھا اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا سلوک کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے سامنے کھڑا کیا اور فرمایا تیرے اعمال تو مختلط ہیں۔ لیکن میں نے تجھے معاف کر دیا ہے۔ کیونکہ تو مخلوق کے دلوں میں میری محبت ڈالا کرتا تھا۔ اب اٹھو اور فرشتوں کے سامنے میری عظمت بیان کر جس طرح تو دنیا میں میری عظمت بیان کیا کرتا تھا۔ میرے لئے ایک منبر بچھا دیا گیا اور میں نے فرشتوں کے سامنے اللہ تعالیٰ کی عظمت بیان کی۔

ابوالحسن شعرانی فرماتے ہیں کہ میں نے منصور بن عمار کو خواب میں دیکھا میں نے ان سے پوچھا اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا برتاؤ کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھ سے فرمایا کیا تو منصور بن عمار ہے میں نے عرض کی اے میرے رب! ہاں میں منصور بن عمار ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیا تو وہی نہیں جو لوگوں کو دنیا سے کنارہ کشی کی تعلیم دیتا تھا اور خود اس میں رغبت رکھتا تھا۔ میں نے عرض کی حقیقت اسی طرح ہے۔ لیکن میں ہر جلسے کی ابتدا تیری ثناء اور تیرے حبیب مکرم ﷺ پر درود و سلام سے کرتا تھا۔ علاوہ ازیں میں تیرے بندوں کے ساتھ خلوص کا اظہار بھی کرتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تو نے سچ کہا ہے۔ اے ملائکہ! اس کے لیے منبر بچھا دو تا کہ یہ میری تعریف میں اسی طرح رطب اللسان ہو جس طرح یہ دنیا میں میری حمد و ثناء کرتا تھا۔

سلمہ بن عفان سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے وکیع کو خواب میں دیکھا میں نے ان سے پوچھا اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھ کو جنت میں داخل کیا۔ میں نے پوچھا اس کا سبب کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا علم کی وجہ سے۔

ابویحییٰ مستملی فرماتے ہیں کہ میں نے ابوہمام کو ان کے وصال کے بعد خواب میں دیکھا ان کے سر پر قندیلیں (شمعیں)

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نے ایک قبر کی طرف اشارہ کیا میں نے دل میں دعا مانگی مولا! اس کو میرے لیے قبر سے باہر نکال دے تاکہ میں اس سے ہم کلام ہوسکوں۔ میری یہ دعا قبول ہوئی اور اس قبر سے ایک نوجوان باہر نکلا میں نے اس سے پوچھا کیا آپ اس قبرستان والوں میں سے سب سے افضل ہیں۔ اس نے کہا لوگ اسی طرح کہتے ہیں میں نے پوچھا آپ نے یہ مقام کیسے حاصل کیا ہے۔ آپ کی عمر کو بالکل کم ہے اس لیے یہ ناممکن ہے کہ آپ نے یہ مقام زیادہ عمرے، حج یا راہ خدا میں جہاد کی وجہ سے حاصل کیا ہو اس نے کہا مجھے مصائب میں مبتلاء کیا گیا پھر مجھے ان مصائب پر صبر کرنے کی توفیق بھی دی گئی۔ یہ تمام فضیلت اسی وجہ سے ہے۔

المنکدر ربن محمد بن المنکدر رسے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ مجھے مسجد نبوی میں جانے کی سعادت حاصل ہوئی ہے وہاں ایک شخص بیٹھا ہوا تھا۔ جس کے اردگرد لوگ جمع تھے۔ میں نے لوگوں سے پوچھا یہ شخص کون ہے۔ لوگوں نے مجھے بتایا یہ شخص آخرت سے آیا ہے تاکہ لوگوں کو ان کے مردوں کے متعلق بتائے۔ میں بھی اس شخص کے پاس آیا۔ میں نے غور سے دیکھا تو وہ حضرت صفوان بن سلیم تھے۔ لوگ ان سے مختلف سوال کر رہے تھے اور وہ ان کو جواب ارشاد فرما رہے تھے۔ پھر انہوں نے کہا کیا یہاں کوئی ایسا آدمی ہے جو مجھ سے محمد بن منکدر رکے متعلق پوچھے لوگوں نے میری طرف اشارہ کر کے کہا یہ ان کا بیٹا ہے میں لوگوں کو چیرتا ہوا آگے بڑھا اور عرض کی اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے ہمیں ان کے حالات سے آگاہ فرمائیں انہوں نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ان کو جنت عطا فرمائی ہے۔ انہیں فلاں مرتبہ عطا فرمایا گیا ہے۔ ان کے سر پر رضا کا تاج زریں سجایا گیا ہے۔ جنت کے محلات ان کے مسکن ہیں۔ وہاں نہ انہیں موت آئے گی اور نہ ہی وہ وہاں سے کوچ کریں گے۔

یزید بن ہارون فرماتے ہیں کہ میں نے محمد بن یزید واسطی کو خواب میں دیکھا میں نے ان سے پوچھا اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا جمعہ کے دن عصر کی نماز کے بعد ہم ابوعمرو بصری کی محفل میں گئے انہوں نے دعا مانگی ہم نے آمین کہی۔ اس مجلس سے اٹھنے سے پہلے اللہ تعالیٰ نے ہم سب کو معاف فرما دیا خطیب نے تاریخ بغداد میں محمد بن سالم صالح خواص سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے یحیٰی بن اکثم قاضی کو خواب میں دیکھا میں نے ان سے پوچھا اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا اللہ رب العزت نے مجھے اپنے سامنے کھڑا کر لیا اور فرمایا اے گناہ گار بوڑھے! اگر مجھے تمہارے بڑھاپے کا لحاظ نہ ہوتا تو میں تمہیں آگ میں جلا کر راکھ بنا دیتا۔ مجھ پر لرزہ طاری ہو گیا جب ذرا افاقہ ہوا تو اللہ تعالیٰ نے پھر انہی الفاظ سے خطاب فرمایا میں پھر خوف الٰہی سے کانپنے لگا۔ جب میں پرسکون ہوا تو میں نے عرض کی مولا! میں نے تجھ سے اس طرح تو روایت نہیں کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تو نے مجھ سے کیا روایت کیا تھا۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ اس سے خوب آگاہ تھا۔ میں نے عرض کی مجھے عبدالرزاق بن ہمام نے انہوں نے معمر بن راشد سے انہوں نے ابن شہاب سے انہوں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے انہوں نے حضور ﷺ سے اور آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت جبرائیل سے اور حضرت جبرائیل نے (اے خدائے عظیم و برتر) تجھ سے روایت کیا ہے۔ اے مولا! تو نے فرمایا جو شخص اسلام میں بوڑھا ہوتا ہے۔ مجھے حیاء آتی ہے کہ اس کو عذاب آتش میں مبتلا کروں۔ یہ حدیث قدسی سن کر اللہ تعالیٰ نے

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

درختوں کے درمیان محوخرام تھا اور مجھے کوئی حس وحرکت سنائی نہ دے رہی تھی کہ میں نے ایک آواز سنی اے سفیان بن سعید! کیا تو جانتا ہے کہ تو نے اللہ تعالیٰ کو اپنی ذات پر ترجیح دی تھی۔ میں نے کہا اللہ کی قسم ہاں پھر مجھے ہر سو سے موتیوں کے بھرے ہوئے تھالوں نے گھیر لیا۔

امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں امام شافعی کی زیارت کی میں نے ان سے پوچھا اللہ تعالیٰ نے آپ سے کیا برتاؤ کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے معاف کر دیا ہے۔ میری طرف خصوصی توجہ فرمائی ہے اور حوران جنت سے میرا نکاح کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے فرمایا یہ تمام انعامات اس لیے تجھے عطا فرمائے گئے ہیں کیونکہ تو دنیا میں نہ تو اپنی نعمتوں کی وجہ سے اِتراتا تھا اور نہ ہی مال و دولت کی وجہ سے تکبر کرتا تھا۔

ربیع بن سلیمان سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں حضرت امام شافعی کی زیارت کی میں نے ان سے پوچھا اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیسا سلوک کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے میرے لیے سونے کی کرسی کو بچھانے کا حکم دیا اور مجھ پر گوہر ہائے آبدار کی بارش کر دی۔

اسماعیل بن ابراہیم الفقیہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں۔ میں نے حافظ ابو احمد الحاکم کو ان کی وفات کے بعد خواب میں دیکھا میں نے پوچھا آپ کے نزدیک کس فرقہ کے زیادہ لوگ نجات یافتہ ہیں۔ انہوں نے فرمایا "اہل السنت والجماعت کے"

خیثمہ بن سلیمان سے روایت ہے کہ میں نے عاصم طرابلسی کو خواب میں دیکھا میں نے ان سے پوچھا اے ابوعلی! آپ کا کیا حال ہے؟ انہوں نے فرمایا مرنے کے بعد ہمیں کنیتوں سے نہیں پکارا جاتا نہ ہی ہم اس کو پسند کرتے ہیں۔ میں نے کہا اے عاصم! آپ کا کیا حال ہے اور آپ کا مرتبہ کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا میں رحمت عظیمہ کی جانب پہنچا ہوں اور جنت عالیہ میں مجھے مقام ملا ہے۔ میں نے کہا اس کا سبب کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا اس کا سبب سمندر میں میرا کثرت سے جہاد کرنا ہے۔

حضرت مالک بن دینار سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے مسلم بن یسار کو خواب میں دیکھا میں نے ان سے استفسار کیا کہ آپ نے موت کے بعد کس سے ملاقات کی ہے۔ انہوں نے فرمایا ہمیں زہرہ گداز حالات اور شدید زلزلوں کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ میں نے کہا اس کے بعد کیا ہوا انہوں نے فرمایا اس کے بعد وہ نعمتیں ملیں جو آپ دیکھ رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہماری نیکیوں کو قبول کر لیا۔ ہماری کوتاہیوں سے درگذر کیا۔

حسن بن عبدالعزیز ہاشمی عباسی سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابو جعفر محمد بن جریر کو خواب میں دیکھا میں نے ان سے پوچھا آپ نے موت کو کیسے پایا۔ انہوں نے فرمایا میں نے موت کو سراپا خیر پایا ہے۔ میں نے استفسار کیا آپ نے ہول مطلع کو کیسے پایا؟ انہوں نے فرمایا وہ بھی مجسمہ بھلائی تھا۔ میں نے پوچھا آپ نے منکر اور نکیر کو کیسے پایا؟ انہوں نے فرمایا وہ بھی سراپا بھلائی تھے۔ تمام حالات سن کر میں نے کہا آپ کا رب آپ پر بہت مہربان ہے۔ اپنے رب کے پاس ہمارا تذکرہ بھی کرنا۔ انہوں نے فرمایا اے ابوعلی آپ یہ کہتے ہیں کہ میں اپنے رب کے پاس آپ کا تذکرہ کروں حالانکہ ہم بارگاہ رسالت میں آپ کا وسیلہ پکڑتے ہیں۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فروزاں تھیں۔ میں نے پوچھا اے ابو ہمام! آپ کو یہ قندیلیں کس لیے عطا ہوئیں۔ انہوں نے فرمایا یہ قندیل حدیث حوض کی وجہ سے ملی، یہ قندیل حدیث شفاعت کے سبب عطا ہوئی اور یہ قندیل فلاں حدیث کی وجہ سے ملی۔

سہیل اخی حزم سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں حضرت مالک بن دینار کی زیارت کی میں نے کہا آپ بارگاہ ربوبیت میں کیا لے کر حاضر ہوئے انہوں نے فرمایا میں کثیر گناہ لے کر بارگاہ ربوبیت میں حاضر ہوا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے میرے تمام گناہوں کو مٹادیا کیونکہ میں اس ذات کے متعلق حسن ظن رکھتا تھا۔

اہل یمن میں سے ایک خاتون سے روایت ہے وہ کہتی ہیں کہ میں نے رجاء بن حیوٰۃ کو خواب میں دیکھا میں نے ان سے پوچھا کیا آپ انتقال نہیں فرما گئے؟ انہوں نے فرمایا ہاں اہل جنت میں صدا لگائی گئی کہ تم جراح بن عبداللہ کا استقبال کرو۔ یہ خواب حضرت جراح کی شہادت کی خبر وہاں تک پہنچنے سے پہلے کا ہے کچھ عرصہ بعد جراح کی شہادت کی خبر پہنچ گئی۔ جب حساب لگایا گیا تو معلوم ہوا کہ حضرت جراح کو اسی روز آذربائیجان میں شہید کردیا گیا تھا۔

اصمعی اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے جریر خطفی کو خواب میں دیکھا اس نے اس سے پوچھا اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا ہے۔ اس نے کہا میرے مولا نے مجھے معاف فرمادیا ہے۔ اس شخص نے پوچھا اس معافی کا سبب کیا ہے۔ اس نے کہا کہ ایک دفعہ میں نے جنگل میں پانی کا ایک چشمہ دیکھا اس پر میں نے اللہ اکبر کہا اسی وجہ سے میرے گناہ معاف کردیئے گئے۔ اس شخص نے پوچھا تیرے بھائی فرزدق کا کیا حال ہے۔ اس نے کہا پاک دامن عورت پر بہتان طرازی نے اس کو ہلاک کردیا ہے۔ ثور بن یزید الشامی سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے کمیت بن زید کو خواب میں دیکھا میں نے ان سے پوچھا اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا برتاؤ کیا ہے۔ انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ نے مجھے معاف کردیا ہے۔ میرے لیے ایک منبر بچھایا گیا۔ مجھے اس پر بٹھایا گیا اور مجھے اشعار پڑھنے کا حکم دیا گیا۔ جب میں اس شعر پر پہنچا:

حَنَانَیکَ رَبَّ النَّاسِ مِنْ اَنْ یَّغُرَّنِیْ   کَمَا غَرَّھُمْ شُرْبُ الْحَیَاۃِ الْمُصَرَّدِ

''اے میرے پروردگار! میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں کہ مجھے تھوڑی سی زندگی کی سیرابی اسی طرح فریب میں مبتلا نہ کردے۔ جس طرح اس نے دیگر لوگوں کو دھوکے میں ڈال دیا ہے''۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے کمیت! تجھے اس چیز نے دھوکے میں نہیں ڈالا جس چیز نے ان لوگوں کو دھوکے میں ڈالا تھا۔ اے کمیت! میں نے تجھے اس ذات کی مدح خوانی کی وجہ سے معاف کردیا ہے جو تمام مخلوق سے بہترین اور برگزیدہ ہے اور وہ اشعار جو تو نے اہل بیت کی مدح میں کہے ہیں۔ ان میں سے ہر شعر کے بدلے جنت میں تجھے ایک رتبہ عطا فرمادیا ہے اور تا قیامت تجھے بلندیوں سے نوازتا رہوں گا۔ کمیت اہل بیت مصطفیٰ علیٰ صاحبہم الصلوٰۃ والسلام کا مداح تھا۔

عبدالرحمٰن بن مہدی سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سفیان ثوری کو خواب میں دیکھا میں نے ان سے پوچھا اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیسا برتاؤ کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا جونہی مجھے لحد میں اتارا گیا تو مجھے بارگاہ ربوبیت میں پیش کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے میرا آسان سا حساب لیا۔ پھر مجھے جنت میں جانے کا حکم فرمایا اسی دوران کہ میں جنت کے پھولوں اور

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نے ایک لمبی سی ٹوپی پہن رکھی تھی۔ میں نے ان سے پوچھا اللہ تعالیٰ نے آپ سے کیسا سلوک کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے زینت علم سے آراستہ فرمایا ہے۔ میں نے پوچھا حضرت مالک بن انس کا رتبہ کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا اوپر، اوپر وہ اسی طرح اوپر اوپر کہتے رہے اور اپنے سر کو بلند کرتے رہے۔ حتیٰ کہ وہ ٹوپی ان کے سر سے نیچے گر گئی۔

حسین بن اسماعیل المحاملی سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے قاشانی کو خواب میں دیکھا میں نے پوچھا اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیسا سلوک کیا ہے؟ انہوں نے اشارہ کیا ''بڑی مشکل سے نجات ملی ہے''میں نے پوچھا امام احمد بن حنبل کا کیا حال ہے۔ انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ نے انہیں معاف کر دیا ہے۔ میں نے پوچھا حضرت بشر حافی کا کیا حال ہے۔ انہوں نے کہا روزانہ دو مرتبہ انہیں عزت و کرامت سے نوازا جاتا ہے۔

عاصم جہنی سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ مجھے خواب میں یوں محسوس ہوا کہ میں ہشام کی گلی میں جا رہا ہوں مجھے وہاں حضرت بشر حافی سے ملاقات کرنے کا شرف حاصل ہوا۔ میں نے عرض کی آپ کہاں سے تشریف لائے ہیں۔ انہوں نے فرمایا علیین سے میں نے پوچھا اللہ تعالیٰ نے امام احمد بن حنبل کے ساتھ کیسا سلوک کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا میں نے ابھی احمد بن حنبل اور عبدالوہاب وراق کو بارگاہ ربوبیت میں چھوڑا ہے وہ وہاں کھا پی رہے تھے اور عیش کر رہے تھے۔ میں نے پوچھا آپ کو کیا مرتبہ ملا ہے۔ انہوں نے فرمایا اللہ تعالیٰ کو علم تھا کہ میں کھانے پینے میں رغبت نہیں رکھتا اس لیے اس نے مجھے اپنے دیدار سے سعادت مند ہونے کی توفیق بخشی ہے

ابوجعفر السقا سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت بشر حافی اور حضرت معروف کرخی کو خواب میں دیکھا ایسا محسوس ہوتا تھا کہ وہ کہیں سے آ رہے تھے۔ میں نے عرض کی آپ کہاں سے تشریف لائے ہیں انہوں نے فرمایا ہم جنت الفردوس سے آئے ہیں۔ ہم نے موسیٰ کلیم الرحمٰن کی زیارت کی ہے۔

ایک شخص سے روایت ہے کہ اس نے حضرت بشر حافی کو خواب میں دیکھا اس نے عرض کی اللہ تعالیٰ نے آپ سے کیا سلوک کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے معاف فرما دیا ہے۔ اس نے مجھ سے فرمایا اے بشر! اگر تم آگ کے انگاروں پر بھی سجدے ریزیاں کرتے پھر بھی میرے اس احسان کا بدلہ نہ چکا سکتے جو میں نے لوگوں کے دلوں میں تمہاری محبت پیدا کر کے تم پر کیا ہے۔

حضرت محمد بن خزیمہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب امام احمد بن حنبل نے انتقال فرمایا تو میں بہت زیادہ مغموم ہو گیا میں نے وہ رات بڑے غم واندوہ میں گذاری میں نے رات کو انہیں خواب میں دیکھا وہ بڑے پیارے انداز سے محوخرام تھے۔ میں نے عرض کی اے ابوعبداللہ! یہ کیسی چال ہے انہوں نے فرمایا یہ چال دارالسلام کے خدام کی ہے۔ میں نے عرض کی اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیسا رویہ اختیار کیا؟ انہوں نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے معاف فرما دیا ہے۔ اس نے مجھ پر خصوصی نظر کرم فرمائی۔ مجھے سونے کے جوتے پہنائے اور فرمایا اے احمد! یہ تمام نوازشات صرف تیرے اس قول کی وجہ سے ہیں۔'' قرآن اللہ تعالیٰ کا کلام ہے'' اے احمد! مجھ سے وہ دعائیں مانگ جو تو دنیا میں مجھ سے مانگا کرتا تھا۔ میں نے عرض کی مولا! کیا

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جیش بن مبشر سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت یحییٰ بن معین کو خواب میں دیکھا میں نے ان سے پوچھا اللہ تعالیٰ نے آپ سے کیا سلوک کیا؟ انہوں نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنا قرب عطا فرمایا مجھے نعمتوں سے نوازا۔ میرے ساتھ محبت اور پیار کا اظہار فرمایا تین سو حوروں کے ساتھ میری شادی کی۔ اور دو مرتبہ اپنی بارگاہ صمدیت میں حاضر ہونے کی توفیق بخشی میں نے سوال کیا اتنی نوازشات کا سبب کیا ہے؟ انہوں نے اپنی آستین سے کوئی چیز نکالی اور فرمایا اس (حدیث) کی خدمت کی وجہ سے۔ سلیمان عمری سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابوجعفر قاری یزید بن قعقاع کو مرنے کے بعد خواب میں دیکھا انہوں نے فرمایا میرے بھائیوں کو میری طرف سلام کہنا اور انہیں بتا دینا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے شہداء کے درجہ پر فائز کیا ہے۔ ہم زندہ ہیں اور ہمیں رزق دیا جاتا ہے ابوحازم کو بھی میرا سلام دینا اور اس سے کہنا احتیاط کرو احتیاط کرو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے تمہاری شام کی مجلسوں کو دیکھتے ہیں۔

زکریا بن عدی سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن مبارک کو خواب میں دیکھا میں نے پوچھا کون سا عمل افضل ہے انہوں نے فرمایا وہ عمل جس میں آپ کوشش کر رہے ہیں میں نے کہا جہاد اور جہاد کی تیاری؟ انہوں نے فرمایا ہاں۔

عبدالعزیز بن عمر بن عبدالعزیز سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے خواب میں اپنے والد محترم کو دیکھا میں نے ان سے عرض کی ''کون سا عمل افضل ہے'' انہوں نے فرمایا'' استغفار''

عبداللہ بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ خلیفہ متوکل کے مرنے کے بعد میں نے اس کو خواب میں دیکھا میں نے اس سے پوچھا اللہ تعالیٰ نے تیرے ساتھ کیسا سلوک کیا؟ اس نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے بخش دیا ہے۔ میں نے پوچھا اس مغفرت کا سبب کیا ہے۔ حالانکہ تیرے اعمال تو اچھے نہ تھے۔ اس نے کہا میری بخشش کا سبب سنت پر وہ تھوڑا سا عمل پیرا ہونا ہے جس کو میں ظاہر کرتا تھا۔

حجاج بن خمیلہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت حسن اور فرزدق ایک قبر کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ حضرت حسن نے فرزدق سے پوچھا اے فرزدق! تو نے اس دن کے لیے کیا تیاری کر رکھی ہے۔ فرزدق نے کہا میں ستر سال سے ''لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ'' کی شہادت دے رہا ہوں۔ یہ جواب سن کر حضرت حسن خاموش ہو گئے۔ لبطہ بن فرزدق کہتے ہیں میں نے اپنے والد کو مرنے کے بعد خواب میں دیکھا انہوں نے کہا اے بیٹے! اس کلمے نے مجھے بہت نفع دیا ہے جس کا ذکر میں نے حضرت حسن کے پاس کیا تھا۔

عبداللہ بن صالح صوفی سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک محدث کو خواب میں دیکھا گیا اور اس سے پوچھا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے کیا سلوک کیا ہے۔ انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ نے مجھے معاف کر دیا ہے۔ سوال کیا گیا اس مغفرت کا سبب کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا اس کا سبب یہ ہے کہ میں اپنی کتابوں میں حضور ﷺ پر درود لکھا کرتا تھا۔

عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد کو مرنے کے بعد خواب میں دیکھا انہوں

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا اس کی وجہ یہ ہے کہ میں نے حاجیوں اور مسلمانوں کے لیے راستے محفوظ کیے تھے۔

ابونصر بن ماکول سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا گویا کہ میں ابوالحسن دارقطنی کے متعلق سوال کر رہا ہوں۔ مجھے بتایا گیا کہ انہیں جنت میں "امام" کے لقب سے پکارا جاتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن صالح فرماتے ہیں کہ میں نے ابونواس کو خواب میں دیکھا وہ بڑی نعمتوں اور آسائشوں میں تھے۔ ان سے پوچھا گیا اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا سلوک کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا اس ذات نے مجھے معاف کر دیا ہے اور مجھے یہ نعمتیں عطا فرمائی ہیں۔ جب اس مغفرت کا سبب پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا میرے نامۂ اعمال میں اچھے اور برے افعال تھے۔ ایک رات ایک بزرگ اس قبرستان میں آیا۔ اس نے اپنی چادر کو بچھایا اور دو رکعتیں نماز ادا کی۔ اس میں اس نے دو ہزار مرتبہ سورۃ اخلاص پڑھی اور اس کا ثواب اس قبرستان والوں کو بخش دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس قبرستان میں دفن ہونے والے تمام مردوں کو بخش دیا۔ میں بھی ان مردوں میں شامل تھا۔

عبداللہ بن محمد المروزی سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے یعقوب بن سفیان الحافظ کو خواب میں دیکھا میں نے ان سے پوچھا اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیسا سلوک کیا؟ انہوں نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے معاف فرما دیا اور مجھے حکم فرمایا کہ آسمان میں اسی طرح احادیث بیان کروں جس طرح دنیا میں درس حدیث دیتا تھا۔ میں نے چوتھے آسمان پر احادیث بیان کیں۔ حضرت جبرائیل نے احادیث کو لکھنے کی خواہش کا اظہار کیا تمام ملائکہ نے ان احادیث کو سونے کی اقلام کے ساتھ لکھا۔

ابوالقاسم ثابت بن احمد بن حسین البغدادی سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابوالقاسم سعد بن محمد زنجانی کو خواب میں دیکھا وہ خواب میں مجھ سے بار بار یہ فرما رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ محدثین کی ہر محفل حدیث کے بدلے جنت میں محل تیار کرتا ہے۔

حفص بن عبداللہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابوزرعہ کو خواب میں دیکھا وہ آسمان دنیا میں فرشتوں کی امامت کروا رہے تھے۔ میں نے عرض کی آپ نے یہ مقام کیسے حاصل کیا انہوں نے فرمایا میں نے اپنے ہاتھ سے ایک لاکھ احادیث لکھیں۔ میں نے جب بھی نبی محترم ﷺ کا اسم مبارک لکھا تو ساتھ ﷺ ضرور لکھا۔ حضور ﷺ نے فرمایا جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود شریف بھیجتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل کرتا ہے۔

یزید بن مخلد الطرسوی سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابوزرعہ کو ان کی وفات کے بعد خواب میں دیکھا وہ آسمان دنیا میں ایسی قوم کی امامت کروا رہے تھے؟ جنہوں نے سفید لباس پہن رکھے تھے۔ وہ نماز میں رفع یدین کر رہے تھے۔ میں نے ابوزرعہ سے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے فرمایا یہ ملائکہ ہیں۔ میں نے ان سے پوچھا آپکو یہ مقام کیسے ملا۔ انہوں نے فرمایا نماز میں رفع یدین کرنے کی وجہ سے میں نے عرض کی جہمیہ نے ہمارے ساتھیوں کو رے کے مقام پر بہت اذیتیں دی ہیں۔ انہوں نے فرمایا خاموش رہو امام احمد بن حنبل نے آسمان سے ان کے لیے پانی روک دیا ہے۔

ابوالعباس المرادی سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں ابوزرعہ کو دیکھا اور ان سے پوچھا آپ کے رب

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

میں ہر چیز کی خواہش کروں۔اس نے فرمایا ہاں میں نے عرض کی مولا! تو ہر چیز عطا کرنے پر قادر ہے۔رب تعالیٰ نے فرمایا تو نے سچ کہا ہے۔میں نے عرض کی مولا۔میرے تمام گناہوں کو معاف فرما دے اس نے فرمایا اے احمد! میں نے تمہارے تمام گناہوں کو بخش دیا ہے۔اے احمد! یہ ہے میری جنت اٹھ اور جنت میں داخل ہو جا۔جب میں جنت میں داخل ہوا تو وہاں میں نے حضرت سفیان ثوری کو دیکھا ان کے دو سبز پر تھے وہ ایک کھجور سے دوسری کھجور پر جا رہے تھے وہ اپنی زبان سے یوں حمد و ثنا بیان کر رہے تھے:

وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ صَدَقَنَا وَعْدَهٗ وَاَوْرَثَنَا الْاَرْضَ نَتَبَوَّاُ مِنَ الْجَنَّةِ حَیْثُ نَشَآءُ ۚ فَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِیْنَ (الزمر:۷۴)

"ساری تعریفیں اس اللہ (کریم) کے لئے جس نے پورا فرمایا ہمارے ساتھ اپنا وعدہ اور وارث بنا دیا ہمیں اس (پاک) زمین کا اب ہم ٹھہریں گے جنت میں جہاں چاہیں گے۔پس کتنا عمدہ اجر ہے نیک کام کرنے والوں کا"۔

میں نے امام احمد سے عرض کی عبدالوہاب الوراق کے ساتھ کیسا سلوک ہوا ہے؟ انہوں نے فرمایا میں نے انہیں نور کے سمندر میں دیکھا ہے۔وہ زیارت خداوندی میں محو تھے۔میں نے عرض کی حضرت بشر حافی کس حالت میں ہیں؟ انہوں نے فرمایا واہ واہ بشر کی مانند کون ہو سکتا ہے۔میں نے اسے بارگاہ ربوبیت میں موجود دیکھا ہے۔ان کے سامنے کھانا پڑا ہوا ہے۔رب جلیل ان سے فرما رہا ہے۔اے وہ شخص! جس نے دنیا میں نہیں کھایا اب کھا لے۔اے وہ شخص جس نے دنیا میں کچھ نہیں پیا اب پی لے۔اے وہ شخص جو دنیاوی نعمتوں سے لطف اندوز نہ ہوا اب ان نعمتوں سے مزے لوٹ لے۔

اہل مکہ میں سے ایک شخص سے روایت ہے اس نے کہا ہے کہ میں نے سعید بن سالم القداح کو خواب میں دیکھا میں نے ان سے پوچھا ان اہل قبور میں افضل کون ہے؟ انہوں نے فرمایا یہ قبر والا سب سے افضل ہے۔میں نے عرض کی اس شخص کو یہ فضیلت کیسے ملی انہوں نے فرمایا اس کو مصیبت میں مبتلا کیا گیا لیکن اس نے صبر کیا میں نے ان سے پوچھا حضرت فضیل بن عیاض کس حالت میں ہیں؟ انہوں نے فرمایا انہیں ایک ایسا حلہ زیب تن کروایا گیا ہے جس کی قیمت ساری دنیا بھی نہیں ہو سکتی۔

ابو الفرج غیث بن علی سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں میں نے ابو الحسن العاقولی المقری کو خواب میں بہت اچھی حالت میں دیکھا۔میں نے ان کی اس حالت کے متعلق پوچھا انہوں نے فرمایا میں نے بھلائی کو پا لیا ہے۔میں نے پوچھا کیا آپ کا وصال نہیں ہو گیا؟ انہوں نے فرمایا ہاں میں نے پوچھا آپ نے موت کو کیسے پایا؟ انہوں نے فرمایا بہت عمدہ بہت جید، خوشی کے آثار ان کے چہرے پر عیاں تھے۔میں نے سوال کیا کیا آپ کے گناہ معاف کر دیئے گئے ہیں اور آپ کو جنت مل گئی ہے؟ انہوں نے فرمایا ہاں میں نے استفسار کیا۔افضل عمل کون سا ہے؟ انہوں نے فرمایا استغفار سے زیادہ نفع بخش اور کوئی چیز نہیں ہے۔زیادہ سے زیادہ مغفرت طلب کیجئے۔

حسن بن یونس الحرانی سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے ہاجور امیر کو خواب میں دیکھا میں نے ان سے پوچھا اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیسا سلوک کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے بخش دیا ہے۔میں نے پوچھا اس بخشش کا سبب

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کے بدلے طویل راحت اور ابدی سرور عطا فرمایا ہے میں نے عرض کی آپ کس درجہ میں ہیں۔ انہوں نے فرمایا میں انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین چاروں کے ساتھ ہوں۔

ابن ابی دنیا نے روایت ہے کہ زرارہ بن اوفی کو خواب میں دیکھا گیا اور ان سے پوچھا گیا تمہارے نزدیک افضل عمل کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا رضا اور اپنی امیدوں کو قلیل رکھنا۔

ابن عساکر نے تاریخ میں یزید بن مذعور سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں میں نے امام اوزاعی کو خواب میں دیکھا میں عرض کی اے ابو عمرو کوئی ایسا عمل بتائیں جس سے میں اللہ کا قرب حاصل کر سکوں۔ انہوں نے فرمایا میں نے یہاں علماء سے بلند تر درجہ کسی کا نہیں دیکھا اس کے بعد اہل غم وحزن کا درجہ ہے۔ ابن عساکر نے لکھا ہے کہ یزید بن مذعور ایک بہت بڑے بزرگ تھے۔ وہ ہمیشہ روتے رہتے حتی کہ ان کی آنکھوں کی بینائی جاتی رہی۔

ابن ابی الدینا نے حضرت سفیان بن عیینہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے بھائی محمد کو خواب میں دیکھا میں نے پوچھا اے میرے بھائی! اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا سلوک کیا ہے؟ انہوں نے کہا جس گناہ پر میں نے استغفار پڑھا وہ معاف ہو گیا اور جس پر میں استغفار نہ پڑھ سکا وہ معاف نہ ہوا۔

ابن ابی دنیا اور امام قشیری نے ''الرسالہ'' میں روایت کیا ہے کہ ابراہیم ابن اسحاق حربی فرماتے ہیں کہ میں نے ملکہ زبیدہ کو خواب میں دیکھا میں نے اس سے پوچھا اللہ تعالیٰ نے تیرے ساتھ کیا رویہ اختیار کیا؟ اس نے کہا اللہ تعالیٰ نے مجھے معاف کر دیا ہے۔ میں نے پوچھا کیا اس بخشش کا سبب وہ مال ہے جو تو نے راہ مکہ میں صرف کیا تھا۔ اس نے کہا اس مال کا اجر تو ان لوگوں کو ملا جن کا وہ مال تھا۔ لیکن مجھے حسن نیت کی وجہ سے معاف کر دیا گیا۔

امام قشیری نے روایت کیا ہے کہ استاذ ابو علی دقاق کہتے تھے کہ جریری نے حضرت جنید کو خواب میں دیکھا تو پوچھا اے ابو القاسم! کیا حال ہے؟ انہوں نے فرمایا وہ اشارے مٹ گئے۔ وہ عبارات ختم ہو گئیں۔ ہمیں تو ان تسبیحات نے فائدہ دیا جو ہم صبح کے وقت پڑھا کرتے تھے۔

احیاء العلوم میں ہے ابو بکر الکتانی کہتے ہیں کہ میں نے جنید بغدادی کو خواب میں دیکھا میں نے پوچھا اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا سلوک کیا؟ انہوں نے فرمایا وہ سب اشارے مٹ گئے وہ عبارات ختم ہو گئیں۔ ہمیں تو ان دو رکعتوں نے فائدہ دیا۔ جو ہم رات کی تاریکی میں پڑھا کرتے تھے۔

ملکہ زبیدہ کو خواب میں دیکھا گیا اس سے پوچھا گیا آپ کے ساتھ کیا سلوک ہوا اس نے جواب دیا ان چار کلمات کی وجہ سے مجھے بخش دیا گیا ہے۔:

(۱) لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کے ساتھ عمر گذاروں گی (۲) لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کے ساتھ قبر میں داخل ہوں گی

(۳) لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کے ساتھ تنہا ہوں گی (۴) لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کے ساتھ اپنے رب سے ملاقات کروں گی

امام قشیری نے ابو سعید الخراز سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں میں نے شیطان کو خواب میں اپنے اوپر جھپٹتے ہوئے

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نے آپ کے ساتھ کیسا سلوک کیا؟ انہوں نے فرمایا میں نے اپنے رب سے ملاقات کی تو اس نے فرمایا اے ابوزرعہ! جب میرے پاس کوئی بچہ لایا جاتا ہے تو میں اسے بھی جنت میں لے جانے کا حکم دیتا ہوں۔ پھر میں ان لوگوں کو جنت کیوں نہ عطا کروں گا جو میرے نبی ﷺ کی سنت کے محافظ رہے۔ تم جنت میں جہاں چاہو رہو۔

امام قشیری نے اپنے شیخ منصور بن اسماعیل المغربی سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابوعبداللہ زرّاد کو خواب میں دیکھا میں نے ان سے پوچھا آپ کے رب نے آپ کے ساتھ کیا کیا؟ انہوں نے فرمایا میرے رب نے مجھے اپنے سامنے بٹھایا اور میرا ہر وہ گناہ معاف کر دیا جس کا میں نے اقرار کیا۔ لیکن ایک گناہ معاف نہ ہوا۔ مجھے اس کے اقرار سے شرم آئی اللہ تعالیٰ نے مجھے پسینے کی کیفیت میں کھڑا کر دیا۔ حتیٰ کہ میرے چہرے سے گوشت گرنے لگا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے میرا وہ گناہ بھی معاف کر دیا۔ میں نے پوچھا آپ کا وہ گناہ کیا تھا۔ انہوں نے فرمایا ایک دفعہ میں نے ایک خوبرو لڑکے کی طرف دیکھا جو مجھے بہت اچھا لگا۔ بارگاہ ربوبیت میں مجھے اس بات کا ذکر کرنے سے حیا آئی۔

امام قشیری نے رسالہ میں ذکر کیا ہے کہ ایک شخص نے کہا میں نے سرور دو عالم ﷺ کو خواب میں دیکھا آپ کے اردگرد فقراء کی ایک جماعت بیٹھی ہوئی تھی۔ ہم اسی حالت میں تھے کہ اچانک آسمان پھٹ گیا اوپر سے دو فرشتے نازل ہوئے۔ ایک فرشتے کے ہاتھ میں طشت تھا۔ جبکہ دوسرے فرشتے نے لوٹا پکڑ رکھا تھا۔ انہوں نے اس طشت کو نبی اکرم ﷺ کے سامنے رکھا اور آپ ﷺ نے دست مبارک دھوئے۔ پھر آپ ﷺ نے تمام فقراء کو ہاتھ دھونے کا حکم دیا۔ پھر وہ طشت میرے سامنے رکھ دیا گیا ایک فرشتے نے دوسرے سے کہا اس شخص کے ہاتھ نہ دھلاؤ یہ اس جماعت میں سے نہیں ہے میں نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم کیا آپ ﷺ سے یہ روایت نہیں کیا گیا:

اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ ''آدمی اس کے ساتھ ہوتا جس سے وہ پیار کرتا ہے''۔

آپ ﷺ نے فرمایا ہاں یہ میرا ارشاد ہے۔ میں نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میں آپ سے اور ان فقراء سے پیار کرتا ہوں۔ آپ ﷺ نے اس فرشتے سے کہا اس کے ہاتھ پر بھی پانی ڈالو یہ بھی اسی جماعت میں سے ہے۔

حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے خواب دیکھا مجھے ایسے محسوس ہوا کہ میں لوگوں کے ساتھ محو تکلم ہوں اسی دوران ایک فرشتہ میرے سامنے کھڑا ہو گیا اس نے کہا ایسا عمل پیش کرو جو مقربین بارگاہ ربوبیت میں پیش کرتے ہیں۔ میں نے کہا وہ عمل تو پوشیدہ ہے لیکن میزان کو بھر دینے والا ہے۔ وہ فرشتہ اسی وقت وہاں سے یہ کہتا ہوا چلا گیا۔ اللہ کی قسم! حضرت جنید نے کتنی عمدہ بات کہی ہے۔

ابن ابی الدنیا نے روایت کیا ہے کہ مجمع التیمی کو خواب میں دیکھا گیا ان سے عرض کی گئی آپ نے معاملہ کو کیسے پایا؟ انہوں نے فرمایا دنیا سے کنارہ کشی اختیار کرنے والے دنیا و آخرت کی بھلائی لے گئے۔

امام قشیری فرماتے ہیں کہ صالح بن بشر نے کہا میں نے عطا سلمی کو خواب میں دیکھا میں نے ان سے عرض کی اللہ آپ پر رحم فرمائے۔ دنیا میں آپ بڑے بڑے دکھ اور غم میں مبتلا رہتے تھے۔ انہوں نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اب ان دکھوں اور غموں

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کہا اے ورقاء! تیرے ساتھ کیسا سلوک ہوا؟ انہوں نے فرمایا بڑی مشکل سے نجات پائی ہے۔ میں نے پوچھا تم نے کون سا عمل سب سے افضل پایا ہے؟ انہوں نے فرمایا خوف الٰہی سے رونا سب سے افضل عمل ہے۔

ابن ابی الدنیا نے یزید بن نعامہ التابعی سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ طاعون جارف میں ایک لڑکی ہلاک ہوگئی۔ اس کے باپ نے اسے خواب میں دیکھا انہوں نے کہا اے میری لخت جگر! مجھے آخرت کے متعلق کچھ بتا۔ اس لڑکی نے کہا اے والد محترم! ہم ایک بہت بڑی حقیقت سے آگاہ ہوئے ہیں۔ ہم اس کو جانتے ہیں لیکن اس پر عمل پیرا نہیں ہو سکتے۔ تم اس پر عمل پیرا ہوتے ہو لیکن اس سے واقف نہیں ہو۔ ایک تسبیح یا دو تسبیحیں، ایک رکعت یا دو رکعتیں مجھے دنیا اور اس کی تمام اشیاء سے پسندیدہ ہیں۔

ابونعیم نے حلیہ میں عتبہ کے ایک دوست سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے خواب میں عتبہ کو دیکھا میں نے ان سے پوچھا اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا سلوک کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے اس دعا کے صدقے معاف کر دیا ہے جو تمہارے گھر میں لکھی ہوئی ہے۔ صبح کے وقت جب میں گھر آیا تو گھر کی دیوار کے اوپر یہ دعا مکتوب تھی:

''اے بھٹکے ہوؤں کے راہنما، اے گناہ گاروں پر رحم فرمانے والے! اے خطاؤں کو معاف کرنے والے اے مولا! اس بندے پر اور تمام مسلمانوں پر رحم فرما۔ ہمیں ان میں سے بنا جو زندہ ہیں جنہیں رزق دیا جاتا ہے۔ جن لوگوں پر تو نے انعام فرمایا یعنی ہمیں انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین میں سے بنا۔ آمین یارب العالمین''۔

امام بیہقی نے ''الذہد'' میں عبدالعزیز بن ابی رواد سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے خواب میں نبی محترم ﷺ کی زیارت کی انہوں نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم مجھے نصیحت فرمائیں۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جس کے دو دن برابر ہوگئے وہ خسارے میں ہے۔ جو نقصان میں ہو تو موت اس کے لیے بہتر ہے۔ جو جنت کا مشتاق ہو تو وہ نیکیوں کی طرف جلدی کرے۔

امام بیہقی مناقب میں حضرت امام شافعی سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ مجھے ایک سخت معاملہ درپیش ہوا۔ میرے اس معاملے سے اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی شخص آگاہ نہ تھا۔ جب رات ہوئی تو ایک آنے والا خواب میں آیا اس نے کہا اے شافعی! یہ دعا مانگ: ''اے میرے پروردگار! میں اپنے آپ کے لیے نہ تو نفع ونقصان کا مالک ہوں اور نہ ہی موت و حیات اور مر کر جی اٹھنے کا۔ میں یہ بھی طاقت نہیں رکھتا کہ کچھ حاصل کروں سوائے اس کے جو تو مجھے عطا فرمائے اور نہ ہی میں بچ سکتا ہوں سوائے اس کے کہ تو بچالے۔ اے مولا! مجھے عافیت میں اس قول و عمل کی توفیق عطا فرما''۔ صبح کے وقت میں نے یہی دعا پڑھی۔ جب سورج بلند ہوا۔ تو اللہ تعالیٰ نے مجھے اس مشکل سے نجات عطا فرمائی اس لیے تم بھی یہ دعا پڑھا کرو اور اس میں غفلت نہ کرو۔

رسالہ قشیریہ میں ہے کہ ابوبکر آجری نے خواب میں اللہ تعالیٰ کی زیارت کی اللہ تعالیٰ نے ان سے فرمایا اپنی حاجت طلب کرو۔ انہوں نے عرض کی مولا! امت مصطفویہ کے تمام گناہ گاروں کو بخش دے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں تجھ سے زیادہ اس

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دیکھا۔ میں نے اس کو مارنے کے لیے ڈنڈا پکڑلیا۔ وہ مجھ سے خوف زدہ نہ ہوا مجھے غیبی آواز سنائی دی۔ شیطان ڈنڈے سے نہیں ڈرتا یہ اس نور سے ڈرتا ہے جو دل میں موجود ہوتا ہے۔

احیاء العلوم میں ہے کہ ابوعلی المسوحی نے کہا میں نے خواب میں شیطان کو دیکھا وہ ننگے بدن چل رہا تھا۔ میں نے اس سے کہا کیا تجھے لوگوں سے شرم نہیں آتی۔ اس نے کہا قسم بخدا! یہ لوگ انسان نہیں ہیں۔ اگر یہ انسان ہوتے تو میں ان سے شب وروز اس طرح نہ کھیلتا جس طرح بچے گیند سے کھیلتے ہیں۔ بلکہ انسان تو ان کے علاوہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے میرے جسم کو کمزور کر دیا ہے۔ اس نے اپنے ہاتھ سے ہمارے اصحاب (صوفیاء) کی طرف اشارہ کیا۔

ابوسعید خراز فرماتے ہیں کہ میں دمشق میں تھا میں نے خواب میں سرور کائنات ﷺ کی زیارت کی آپ ﷺ نے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے کندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے تھے۔ آپ نے میرے پاس آکر توقف فرمایا اس وقت میں کوئی آواز نکال رہا تھا۔ جس سے میرا سینہ تنگ ہو رہا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس کا شر اس کے خیر سے زیادہ ہے۔

امام قشیری اور امام غزالی سے روایت ہے کہ حضرت انس بن مالک کو خواب میں دیکھا گیا۔ ان سے عرض کی گئی کہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے کیا سلوک کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک کلمہ کے طفیل معاف کر دیا ہے وہ کلمہ جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پڑھتے تھے۔ جب آپ جنازہ دیکھتے تھے۔ وہ کلمات یہ ہیں: ''سُبْحَانَ الْحَیِّ الَّذِیْ لَا یَمُوْتُ''

الرسالہ اور احیاء میں ہے کہ ابوایوب السختیانی نے ایک گناہ گار کا جنازہ دیکھا تو اپنے گھر داخل ہو گئے تا کہ اس کا نماز جنازہ نہ پڑھنا پڑے۔ ایک شخص نے اس مرد کو خواب میں دیکھا اس نے اس سے پوچھا اللہ تعالیٰ نے تیرے ساتھ کیسا سلوک کیا ہے؟ اس نے کہا اس نے میرے گناہ معاف کر دیئے ہیں۔ تم ابوایوب سے کہنا:

قُلْ لَّوْ اَنْتُمْ تَمْلِكُوْنَ خَزَآىِٕنَ رَحْمَةِ رَبِّیْۤ اِذًا لَّاَمْسَكْتُمْ خَشْیَةَ الْاِنْفَاقِ ؕ (بنی اسرائیل:۱۰۰)

''فرمایئے اگر تم مالک ہوتے میرے رب کی رحمت کے خزانوں کے تو اس وقت تم ضرور ہاتھ روک لیتے اس خوف سے کہ کہیں (سارے خزانے) ختم ہی نہ ہو جائیں''۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ کی رحمت کی وسعت کی طرف اشارہ ہے۔

ابن ابی الدنیا نے ابویعقوب القاری سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں ایک طویل گندم گوں شخص کو دیکھا۔ لوگ اس شخص کے پیچھے پیچھے تھے۔ میں نے لوگوں سے پوچھا یہ کون ہیں؟ لوگوں نے مجھے بتایا کہ یہ حضرت اویس قرنی ہیں میں ان کے پیچھے گیا میں نے کہا مجھے نصیحت فرمائیں۔ آپ نے غصے کا اظہار فرمایا میں نے عرض کی میں طالب ہدایت ہوں۔ آپ کو تنگ کرنے کے لیے نہیں آیا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو صراط مستقیم پر گامزن رکھے مجھے ہدایت دیں۔ آپ نے میری طرف توجہ فرمائی اور فرمایا اللہ تعالیٰ کی محبت کے وقت اس کی رحمت کی اتباع کر اس کی معصیت کے وقت اس عذاب سے بچ اور ان تمام حالات میں دامن امید نہ چھوڑ۔ یہ فرما کر حضرت اویس قرنی چلے گئے۔

ابوبکر بن ابی مریم سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے ورقاء بن بشر الحضرمی کو خواب میں دیکھا میں نے ان سے

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

''اے ابن موفق! کیا تو فقر سے خوفزدہ ہے۔ حالانکہ میں تیرا رب ہوں''

صبح کے دھندلکے میں میرے پاس ایک شخص آیا اس کے پاس پانچ ہزار دینار تھے۔ اس نے مجھ سے کہا اے کمزور یقین والے! اسے لے لو یہ تیرے لیے ہیں۔

ابوعبداللہ بن خفیف سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں رسول مکرم ﷺ کی زیارت کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا جس نے اللہ تعالیٰ کے سیدھے راستے کو پہچان لیا پھر اس پر گامزن رہا۔ اگر کچھ مدت بعد اس سے منحرف ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اس کو ایسا عذاب دے گا کہ ایسا عذاب کسی اور کو نہ ملا ہوگا۔

ابوالفضل الاصبہانی سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں رسول مکرم ﷺ کی زیارت کی۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں کہ وہ میرے ایمان کو سلب نہ کرے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس چیز سے فارغ ہو چکا ہے۔

ابن عساکر نے تاریخ میں ابن شعشاع مصری سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابوبکر نابلسی کو خواب میں دیکھا۔ بنوعبید نے انہیں ایک سال قبل قتل کر دیا تھا۔ وہ عمدہ کیفیت میں تھے۔ میں نے ان سے پوچھا اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا برتاؤ کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے ابدی عزت کے ساتھ زندگی عطا کی ہے۔ اس نے اپنی مدد کا یقین دلایا ہے اور اپنا قرب خاص عطا فرمایا ہے اور مجھے فرمایا میرے جوار رحمت میں عیش و عشرت کی زندگی بسر کرو۔

میں نے اپنی تصنیف سعادۃ الدارین فی الصلوٰۃ علی سید الکونین کے باب اللطائف میں بیداری اور خواب میں دیدار مصطفیٰ ﷺ کے متعلق بہت سے ایسے واقعات کا ذکر کیا ہے جو دین اسلام کی صحت و صداقت اور نبوت محمدیہ کے عمدہ دلائل میں سے ہیں دیگر کئی کتابیں بھی ایسے خوابوں سے لبریز ہیں پھر یہ تمام ایک کتاب میں کیسے سما سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ ہر زمان اور ہر مکان میں ایسی خوابوں کا وقوع ہوتا رہا لیکن وہ لکھی نہ جا سکیں وہ حد و شمار سے ماوراء ہیں۔

حضور ﷺ کی نبوت کی صداقت کے مزید دلائل

اولیاء کاملین کا حضور ﷺ کو نیند اور عالم بیداری میں دیکھنا بھی حضور نبی محترم ﷺ کی نبوت کی ایک دلیل ہے۔ یہ امر پایۂ ثبوت کو پہنچ چکا ہے۔ اور تمام اہل علم اس کا اعتراف کرتے ہیں اور صرف وہ لوگ اس کا انکار کرتے ہیں جو کوتاہ علم ہیں۔ ایسے بہت سے واقعات میں نے سعادۃ الدارین میں رقم کیے ہیں۔ ایک فاضل اور صاحب توفیق کے لیے ان کو تسلیم کر لینے کے علاوہ اور کوئی چارہ کار نہیں۔ ہر اہل علم سے بڑھ کر عالم ہوتا ہے۔ درحقیقت اس امر پر صرف وہ اولیاء کاملین ہی آگاہ ہوتے ہیں جن کی روحانیت ان کی جسمانیت پر غالب ہوتی ہے۔ ملک ملکوت کے اسرار ان پر منکشف ہوتے ہیں وہ امور غیب سے آگاہ ہوتے ہیں۔ دنیا و آخرت کے احوال اور برزخ کے حالات سے واقف ہوتے ہیں۔ اولیائے کاملین کے علاوہ اور کوئی جتنا بھی بڑا عالم ہو وہ ان احوال کا ادراک نہیں کر سکتا۔ وہ نہ تو ان مقامات تک رسائی حاصل کر سکتا ہے اور نہ ہی ان اسرار و رموز سے آگاہ ہو سکتا ہے۔ ایسے شخص کے لیے ضروری ہے کہ وہ ان کے احوال کو تسلیم کرے۔ وہ ان کی صداقت کو بھی تسلیم کرے۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بات کا سزاوار ہوں۔تو اپنی ضرورت بیان کر۔

امام کتانی فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں نبی محترم ﷺ کی زیارت کی تو آپ ﷺ نے فرمایا جس شخص نے لوگوں کے لیے ایسی چیز سے زینت حاصل کی جو اس کی شخصیت کے خلاف ہو تو اللہ تعالیٰ اسے اس کے لیے عیب بنادے گا۔

امام الکتانی سے ہی روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں خواب میں نبی مکرم ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوا۔ میں نے عرض کی یارسول اللہ!صلی اللہ علیک وسلم اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں کہ میرا دل نہ مرے۔آپ ﷺ نے فرمایا ہر روز چار مرتبہ ورد کیا کرو: ''یَاحَیُّ یَا قَیُّوْمُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ'' تیرا دل مرے گا نہیں بلکہ حیات ابدی پا جائے گا۔

امام حسن بن عاصم شیبانی کو خواب میں دیکھا گیا ان سے پوچھا گیا اللہ تعالیٰ نے آپ سے کیا سلوک کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا بھلا کریم سے کرم کے علاوہ اور کیا توقع کی جاسکتی ہے۔

امام قشیری فرماتے ہیں میں نے ابوبکر بن شکیب کو سنا وہ فرمارہے تھے کہ میں نے استاذ ابوسہل الصعلوکی کو خواب میں عمدہ حالت میں دیکھا میں نے پوچھا اے استاذ محترم! آپ کو یہ نعمت کیسے ملی؟ انہوں نے فرمایا اپنے رب سے حسن ظن کی وجہ سے۔

البناجی کہتے ہیں کہ مجھے کسی چیز کی شدید ضرورت پڑی میں نے خواب میں کسی کو دیکھا وہ کہہ رہا تھا کیا آزاد بندے کے لیے یہ مناسب ہے کہ وہ غلام کے سامنے اپنی حاجت کا اظہار کر کے ذلیل ہو جبکہ اس کا مولا اتنا کریم ہے کہ وہ جو مانگتا ہے وہ اسے عطا فرمادیتا ہے۔

ابن الجلاء فرماتے ہیں کہ میں مدینہ طیبہ میں حاضر ہوا۔اس وقت مجھے شدید بھوک لگی ہوئی تھی میں روضۂ اطہر کے قریب گیا۔میں نے عرض کی یارسول اللہ!صلی اللہ علیک وسلم میں آپ کا مہمان ہوں پھر مجھے اونگھ آگئی۔میں نے خواب میں نبی کریم ﷺ کی زیارت کی۔آپ ﷺ نے مجھے روٹی عطا فرمائی میں نے نصف کھائی۔جب میں بیدار ہوا تو باقی نصف میرے ہاتھ میں تھی۔

ایک شخص کہتا ہے کہ میں خواب میں نبی اکرم ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوا۔آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ابن عوف کی زیارت کیا کرو۔وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مکرم ﷺ سے پیار کرتا ہے۔البناجی کہتے ہیں کہ مجھے خواب میں کہا گیا جو شخص رزق کے معاملہ میں اللہ پر بھروسہ کرتا ہے اس کے حسن خلق میں اضافہ ہو جاتا ہے۔اس کا دل سخی ہو جاتا ہے اور نماز میں اس کے وسوسے کم ہو جاتے ہیں۔

یزید الرقاشی نے خواب میں نبی اکرم ﷺ کی زیارت کی وہ کہتے ہیں میں نے آپ ﷺ کے سامنے قرآن پاک کی تلاوت کی۔آپ ﷺ نے فرمایا یہ تو قرأت ہے۔آہ و بکاء کہاں ہے؟

علی بن موفق فرماتے ہیں کہ ایک دن میں اپنے اہل وعیال اور ان کی تنگدستی کے متعلق متفکر تھا۔میں نے خواب میں ایک رقعہ دیکھا جس میں یہ لکھا ہوا تھا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہاتھوں کئی سلطنتوں کو مغلوب فرمایا اپنے دین متین کو پھیلایا ان ممالک کے اکثر لوگوں نے اس دین کو قبول کیا اور ان کے دور دراز علاقوں میں اس کی شریعت کے احکام پھیل گئے۔ حالانکہ عموماً اتنے قلیل عرصہ میں اتنا زیادہ غلبہ حاصل کرنا ناممکن ہے۔ عربی زبان تمام زبانوں پر غلبہ پاگئی۔

آپ ﷺ کی نبوت کی صداقت کی ایک نشانی یہ بھی ہے کہ صحابہ کرام (بالخصوص وہ صحابہ جو بارگاہ نبوت میں اکثر حاضر رہے) آپ پر ایمان لانے سے پہلے جہالت و بغاوت کی انتہا پر تھے۔ وہ دولت ایمان کی وجہ سے عدل و عرفان کی رفعتوں پر آشیاں بند ہوئے۔ اور کم مدت میں علم و عرفان کے دریا بہنے لگے۔ انہیں دنیا کی امامت ملی حتی کہ کیفیت یہ ہوگئی کہ ایک جاہل و گنوار بدو بارگاہ رسالت میں حاضر ہوتا۔ جب دولت ایمان سے مالا مال ہو کر باہر نکلتا تو اس کی زبان سے علم و حکمت کے چشمے رواں ہوتے۔ یہ صرف اور صرف نبی محترم ﷺ کی نگاہ فیض رساں کا اثر تھا۔ صحابہ کرام کے بعد تمام علماء اسلام ان کے مراتب رفیعہ کو نہ پاسکے۔ خلفائے راشدین کا مرتبہ تو بہت بلند ہے۔ صغار صحابہ مثلاً عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن عمر، عبداللہ بن عمرو اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہم کے رتبہ کو بھی حاصل نہیں کیا جاسکتا۔ اسی طرح حضرت عبداللہ بن مسعود، ابی بن کعب، معاذ بن جبل اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہم کے مراتب تک بھی رسائی ناممکن ہے۔

آپ ﷺ کی نبوت کی صداقت کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے وصال کے بعد صحابہ کرام کو اس قرآن عظیم کو جمع کرنے کی توفیق دی۔ جس کے متعلق ارشاد ربانی ہے:

لَّا يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِ ۖ تَنْزِيلٌ مِّنْ حَكِيمٍ حَمِيدٍ (حم سجدہ: ۴۲)

"اس کے نزدیک نہیں آسکتا باطل نہ اس کے سامنے سے اور نہ پیچھے سے۔ یہ اتری ہوئی ہے بڑے حکمت والے سب خوبیاں سراہے کی طرف سے"۔

إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ (الحجر: ۹)

"بیشک ہم ہی نے اتارا ہے اس ذکر (قرآن مجید) کو اور یقیناً ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔"

یہی جمع و تدوین قرآن پاک کی حفاظت کا سب سے اہم سبب ہے۔ قرآن شریعت کا رکن اعظم اور صراط مستقیم ہے۔

حضور ﷺ کی نبوت کی صحت کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ائمہ کرام اور علمائے کرام کو احادیث کے جمع کرنے اور کتب احادیث کو مدون کرنے کی توفیق دی۔ کیونکہ قرآن پاک کے بعد احکام اسلامی کا انحصار حدیث مبارک پر ہی ہے۔ یہ شریعت اسلامیہ کا دوسرا رکن ہے۔ اس میں حضور ﷺ کے دین و ملت کا ذکر ہے۔ اسی وجہ سے آئمہ حدیث نے اس میدان میں انتھک کوششیں کیں انہوں نے اپنے اوپر نیند و راحت کی لذتوں کو حرام کیا احادیث کی جستجو میں دور دراز پہنچے اس کے حصول کے لیے میدانوں اور جنگلات کو عبور کیا۔ احادیث کے گوہر ہائے آبدار کے حصول کے لیے سمندروں کو پایاب کیا۔ حتی کہ کم مرتبہ آئمہ نے آئمہ کبار سے احادیث سیکھیں اور بعض اوقات آئمہ کبار نے کم درجہ کے علماء سے احادیث حاصل کیں اور بغیر کسی تردد کے ان کے سامنے زانوئے تلمذ طے کیا۔ راویوں کے حالات جاننے میں بڑی عرق ریزی کی صدق و کذب، حفظ و نسیان،

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

یقیناً یہ چیز حضور ﷺ اور آپ ﷺ کی امت کے خصائص میں سے ہے۔ اس امت کے علاوہ ہم نے کسی اور نبی کے کسی امتی سے بھی نہیں سنا کہ اس نے اپنے نبی کو خواب میں دیکھا ہو۔ چہ جائے کہ انہیں عالم بیداری میں یہ شرف ملے۔ خصوصاً جب کہ حضور ﷺ کے دین سے باقی تمام ادیان منسوخ ہو چکے ہیں۔ یہ ممکن ہے کہ ان کے دین کی منسوخی اور تبدیلی سے پہلے ان کے علماء کو یہ شرف ملا ہو لیکن ہم اس سے آگاہ نہ ہوں۔ البتہ امت مسلمہ کے اولیائے کاملین مثلاً محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کا اس بات پر اجماع ہے کہ شب معراج حضور ﷺ اور دیگر انبیائے کرام علیہم السلام کی ارواح مختلف آسمانوں پر جمع ہوئیں تھیں اور حضور نبی کریم ﷺ نے انہیں بیت مقدس میں امامت کروائی۔

حضور ﷺ کے وصال شریف کے بعد آپ ﷺ کی نبوت کے دلائل

ان دلائل میں سے ایک دلیل حضور ﷺ کی شریعت کی جامعیت ہے۔ یہ شریعت ان تمام دلائل، آیات اور فضائل پر مشتمل ہے۔ جو نبی مکرم ﷺ کو عطا کیے گئے۔ علاوہ ازیں آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اولین و آخرین کے وہ علوم عطا کیے گئے جو دیگر انبیاء علیہم السلام کو عطا نہیں کیے گئے۔ بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ اگر انبیائے کرام کے تمام علوم کو جمع بھی کر لیا جائے پھر بھی آپ ﷺ کے علوم ان کے علوم سے کئی گنا زیادہ ہوں گے۔ حالانکہ حضور ﷺ کی (ظاہری) عمر مبارک دیگر انبیاء سے کم تھی۔ آپ ﷺ اکثر دشمنوں کے ساتھ معرکہ آزما رہتے تھے۔ آپ ﷺ کے دشمن قوی تھے اور وہ آپ ﷺ کو اذیت دینے کی تمام کوششیں کرتے تھے۔ آپ ﷺ امی تھے اور آپ ﷺ کی نشو ونما بھی ان پڑھوں میں ہوئی تھی۔ قابل غور بات تو یہ ہے کہ اس طرح کا ایک آدمی ایسے دین متین کے ساتھ کیسے آسکتا ہے اور ایسی عمدہ شریعت کیسے لاسکتا ہے کہ تمام انبیاء اور مرسلین جس کی مثل لے کر نہ آئے۔ وہ شخص جس کے پاس تھوڑی سی بھی عقل و شعور ہے اور وہ حق و باطل کے مابین تمیز کر سکتا ہے۔ وہ جب حضور ﷺ اور آپ ﷺ کے دین کے احوال سمجھے گا۔ تو کیا اسے یہ یقین حاصل نہیں ہو جائے گا کہ یہ دین اللہ کی طرف سے ہے اور تمام بشر مل کر بھی ایسا دین پیش نہیں کر سکتے۔ چہ جائے کہ ان میں سے صرف ایک انسان اس دین کو پیش کرے اگر چہ اس میں دنیا کے تمام علوم بھی جمع ہو جائیں تیرا کیا خیال ہے اس شخص کے متعلق جس نے ان پڑھوں کے مابین نشو ونما پائی ہو۔ وہ اپنی بعثت سے لے کر تادم وصال شدید ترین دشمنوں کے ساتھ نبرد آزما رہا ہو۔ آپ ﷺ کے وصال کے وقت صحابہ کرام علیہم الرضوان کی تعداد ایک لاکھ بیس ہزار سے زائد تھی۔ صحابہ کرام میں سے ہر صحابی نے نبی محترم ﷺ سے ایسے معجزات دیکھے۔ جو آپ ﷺ کی نبوت کی صداقت پر دلالت کرتے ہیں اس وقت آپ ﷺ کے پاس مال و دولت کے انبار نہ تھے۔ جس کی وجہ سے آپ ﷺ اتنے صحابہ کو اپنے دین پر جمع فرما لیتے۔ اگر چہ آپ ﷺ کا تعلق اہل عرب کے معزز ترین قبیلے سے تھا۔ لیکن اس قبیلے نے اللہ کے دین کے اظہار غلبہ اور آپ ﷺ کی رسالت کی تبلیغ میں آپ ﷺ کی اعانت نہ کی بلکہ انہوں نے شدید عداوت کا اظہار کیا۔ پھر انہوں نے صرف اسی عداوت پر ہی اکتفا نہیں کیا۔ بلکہ عرب کے تمام قبائل کو آپ ﷺ کے خلاف جمع کیا۔ حتی کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو رسوا کر کے مسلمانوں اور مومنین کو فتح عطا فرمائی۔

اسی طرح آپ ﷺ کے دلائل میں سے یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قلیل مدت میں خلفائے راشدین اور صحابہ کرام کے

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کے برابر کرسکتا ہوں۔یعنی یہ تفسیر اتنے اوراق پر مشتمل ہوگی جنہیں اسی اونٹ بمشکل اٹھا سکیں گے۔

امام لیث بن سعد فرماتے ہیں کہ میں اپنے سینے کا تمام علم املاء کردوں تو اسے کوئی سواری نہ اٹھا سکے۔ اس بحث سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ قرون اولیٰ میں شریعت اسلامیہ کی صحیح تدوین اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان آئمہ کرام کو اس دین مبین کی حفاظت کا مظہر بنا دیا اور سید المرسلین ﷺ کی شریعت منورہ کو ضبط کرنے کا منبع بنا دیا۔ جب تمام اشیاء پایہ تکمیل تک پہنچ گئیں اور شریعت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کتابوں میں جمع ہوگئی تو یہ حکمت بھی پایہ تکمیل کو پہنچی۔ پھر ان علماء کرام کا ہم پایہ کوئی عالم پیدا نہ ہوسکا۔ اگرچہ الحمد للہ ہر زمان و مکان میں بلند مرتبت علماء اور رفیع منزلت محدثین تشریف لاتے رہے۔

حضور ﷺ کی نبوت کی صداقت کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے شریعت محمدیہ کو محفوظ کرنے کا اہتمام کیا کہ اسے بیدار مغز آئمہ کرام عطا فرمائے اسی طرح اس نے فقہ کے لیے آئمہ مجتہدین کو بھی پیدا فرمایا علم میں ان کا مرتبہ محدثین سے بالاتر ہے۔ اگر کوئی قسم اٹھانے والا یہ قسم اٹھائے کہ ان میں سے ہر ایک امتوں میں سے ایک امت کے برابر ہے تو وہ حانث نہیں ہوگا۔ ان آئمہ کرام نے فقہ کے لیے اجتہاد کیا اس کے اسرار و رموز سے نقاب کشائی کی۔ اس کے پوشیدہ معانی کو بے نقاب کیا اور اپنے مذاہب کے مطابق لوگوں کے لیے صراط مستقیم واضح کیا۔

محدثین کے رتبہ سے بلند تر رتبہ نبوت کے علاوہ کوئی اور نہیں ہے کیونکہ وہ شریعت کے حامل اور اس کی تبلیغ کے امین ہیں۔ مگر آئمہ مجتہدین کو محدثین پر یک گونہ فضیلت حاصل ہے۔ کیونکہ وہ حفظ اور دیگر اوصاف جمیلہ وجلیلہ میں تو ان محدثین کے ساتھ شریک ہیں مگر وہ اجتہاد قوت ادراک اور عقل و دانش کی کثرت کی وجہ سے ان سے بلند مرتبہ ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں کتاب وسنت اور دیگر مآخذوں کی سمجھ عطا فرمائی ہے۔ اہل السنت والجماعت کے مآخذ یہ اشیاء ہیں۔ سلف صالحین کے زمانہ میں ان آئمہ کی تعداد کثیر تھی۔ مگر اللہ تعالیٰ کی مشیت یہی تھی کہ اس امت مرحومہ کو چار آئمہ کی تقلید میں جمع کردیا جائے۔

ان میں سے ایک امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت الکوفی ہیں۔ علماء کرام حضور ﷺ کے اس فرمان کا مصداق آپ کو ہی بناتے ہیں کہ اگر علم ثریا ستارے پر بھی ہوتا تو فارس کے بیٹے اسے حاصل کرلیتے۔ دوسرے امام مالک بن انس الاصبحی المدنی ہیں۔ جن پر علماء کرام حضور ﷺ کے اس فرمان کو محمول کرتے ہیں۔ عنقریب لوگ اپنے اونٹوں کے جگر پگھلا دیں گے۔ لیکن انہیں عالم مدینہ سے زیادہ علم والا نہ مل سکے گا۔ تیسرے امام محمد بن ادریس الشافعی ہیں۔ جن پر نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان محمول کیا جاتا ہے۔ عنقریب قریش کا ایک عالم روئے زمین کو علم سے بھر دے گا۔ اور چوتھے امام احمد بن حنبل ہیں وہ ایک بہت بڑی مسند کے مؤلف ہیں۔ ان کے پاس سب سے زیادہ علم حدیث کا ذخیرہ تھا۔ رضی اللہ عنہم اجمعین

ان آئمہ کرام نے اپنے اپنے فقہی مذاہب کو مدون فرمایا۔ لیکن ان کے علاوہ باقی آئمہ کے فقہی مذاہب مدون نہ ہوسکے۔ کیونکہ انہیں ایسے شاگرد میسر نہ آسکے جو ان کے مذاہب کی حفاظت کرتے، ان کی تشریح کرتے اور نسل در نسل آگے منتقل کرتے جیسے شاگردان چار آئمہ کو میسر آئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان چاروں آئمہ کرام کو بلند پایہ شاگرد عطا فرمائے۔ جنہوں نے ان کے

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

غفلت و بیداری جیسے اوصاف محمودہ اور اوصاف مذمومہ کی تمیز کی اور انہی اوصاف کو بنیاد بنا کر احادیث کو مختلف اقسام مثلاً صحیح، حسن اور ضعیف وغیرہ میں منقسم کیا۔ پھر ان اقسام کی بھی کئی قسمیں بنائیں۔ انہوں نے احادیث کی اصطلاحات اور راویوں کے حالات پر کتابیں لکھیں۔ آقائے دو جہاں ﷺ کی احادیث کو جمع کیا ان کو ترتیب دیا ان میں فصلوں اور ابواب کی تقسیم بندی کی اور معروف اسانید کے ساتھ ان کا سلسلہ نبی محترم ﷺ تک پہنچایا۔ حضور ﷺ کی احادیث کی تعداد ہزاروں تک پہنچ گئی۔ علماء احادیث نے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اقوال، افعال اور احوال کو جمع کیا اس طرح انہوں نے شریعت مطہرہ کو احسن انداز سے منضبط کیا۔ انہوں نے انتہائی کوشش کی کہ احادیث مبارکہ میں کسی جھوٹے کا کذاب یا کسی ملحد کی تحریف شامل نہ ہو سکے۔ حالانکہ اہل کتاب اور زنادقہ نے کثرت کے ساتھ احادیث گھڑنے کی کوشش کی لیکن وہ ناکام رہے۔

احادیث نبویہ کا یہ ضبط و اتقان ایک عظیم امر ہے۔ یہ حیطۂ انسانی سے ماوراء ہے۔ اللہ تعالیٰ نے امت مصطفویہ کے افراد کو یہ ہمت دی اللہ تعالیٰ نے عرب و عجم کے علماء کو کثرت عقل، سرعت فہم، نعمت حفظ و امانت، قوت دین اور کوشش پیہم جیسی عظیم خصوصیات سے نوازا انہیں وہ بلند ہمت عطا فرمائی جس کی مثال ناممکن ہے۔ ان علماء احادیث کی علو ہمتی کی عظمت یہ ہے کہ ایک محدث صرف ایک حدیث کے حصول کے لیے از شرق تا غرب سفر کرتا تھا۔ جس کسی محدث کو یہ معلوم ہوتا کہ فلاں شیخ کے پاس ایک حدیث ہے تو وہ ان سے بالواسطہ حدیث حاصل نہ کرتا۔ بلکہ براہ راست وہ حدیث سننے کے لیے طویل سفر اختیار کرتا۔ مثلاً امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ۔

بعض اوقات ایک محدث ایک حدیث کے حصول کے لیے طویل سفر کرتا لیکن اگر اسے یہ معلوم ہو جاتا کہ شیخ کو دینی استقامت حاصل نہیں یا وہ آداب شریعت کے خلاف کوئی بات ملاحظہ کرتا وہ اس شیخ سے کوئی حدیث حاصل نہیں کرتا بلکہ اسے چھوڑ دیتا۔ بعض علماء نے ایک ہزار اساتذہ سے علم حاصل کیا۔ مثلاً امام طبرانی وغیرہ ایسے بعض محدثین کو لاکھوں احادیث اسناد، راویوں کے حالات اور ان کے درجات سمیت یاد تھیں۔ مثلاً امام احمد وغیرہ۔

امام شعرانی سنن کبریٰ کے چھٹے باب میں فرماتے ہیں کہ ابن السبکی نے ''طبقات الشافعیۃ الکبریٰ'' میں لکھا ہے کہ ایک دفعہ دار العلوم نظامیہ کی لائبریری کی کتب جل گئیں۔ نظام الملک کو یہ بات بڑی شاق گزری علماء نے فرمایا اے شاہ والا! آپ پریشان نہ ہوں۔ بلاشبہ ابن الحداد جلی ہوئی تمام کتابوں کو دوبارہ لکھوا سکتے ہیں۔ بادشاہ نے ابن حداد کے پاس اپنا کاتب بھیجا۔ انہوں نے تین سال کے قلیل عرصہ میں وہ تمام کتابیں لکھوا دیں۔ حالانکہ اس لائبریری میں تفسیر، حدیث، فقہ، اصول وغیرہ تمام اصناف کی کتب موجود تھیں۔

علامہ جلال الدین السیوطی نے امام محمد بن جریر الطبری سے روایت کیا ہے کہ انہیں اسی اونٹوں کے بوجھ کے برابر کتابیں یاد تھیں۔ شیخ تقی الدین السبکی سے روایت ہے کہ محمد بن الانباری ہر جمعہ کو دس ہزار اوراق یاد کرتے تھے۔ امام واخدی کا علم ایک سو بیس اونٹوں کے بوجھ کے برابر تھا۔ امام شافعی فرماتے ہیں جس چیز کو ایک بار سن لیتا ہوں وہ مجھے ساری زندگی نہیں بھولتی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ وکرم اللہ وجہہ سے روایت ہے وہ فرماتے اگر میں چاہوں تو ''ب'' کی تفسیر اسی اونٹوں کے بوجھ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سے آگاہ ہوا سے یہ بھی معلوم ہو کہ امام نے اس وقت کس طرح قیاس کیا تھا جس وقت وہ اس حدیث سے آگاہ نہ تھا۔ جو اس مسئلہ کی دلیل بن سکتی تھی۔ امام کے استنباط کیے ہوئے مسئلے کے بعد اگر شاگردوں کو کوئی ایسی حدیث مل جائے جو صحیح ہو اور وہ امام کے مسئلہ کے خلاف ہو تو وہ شاگرد اس ترجیح کی وجہ سے امام کے مذہب سے خارج نہیں ہوں گے۔ بلکہ وہ اس کے تابع ہی رہیں گے اسی سے مذاہب میں ائمہ کے بعض اقوال پر اعتماد کی حکمت ظاہر ہوتی ہے۔ حالانکہ وہ اقوال اصل مذہب کے برعکس ہوتے ہیں۔ اسی سے فقہائے متاخرین کی کتب پر اعتماد کرنے کی حکمت اور علمائے متقدمین کی کتب پر ان کی ترجیح کی حکمت واضح ہوتی ہے۔ علمائے متاخرین بعض اوقات احکام کے ان دلائل اور ان کی صحت سے آگاہ ہوتے ہیں جن سے علمائے متقدمین آگاہ نہیں ہوسکتے۔ اس طرح ان کی کتب کی ترجیح واضح ہو جاتی ہے۔ جب تمام ضروری شرائط پوری ہوگئیں تو راجح وہی ہوگا جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مکرم ﷺ کے حکم کے موافق ہوگا۔ اس سے یہی عیاں ہوتا ہے کہ راجح احکام وہی ہیں جو مجتہدین مطلق پھر مجتہدین مذاہب پر اصحاب فتاویٰ کی کوششوں سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مکرم ﷺ کے حکم سے آگاہ ہوئے۔ کیونکہ عوام الناس کی ان احکام تک رسائی ناممکن تھی اس لیے انہوں نے اپنے اپنے امام کی تقلید کی۔ ارشاد ربانی ہے:

فَسْـَٔلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۴۳﴾ (النحل: ۴۳)

"پس (اے منکرو) پوچھو اہل علم سے اگر تم (خود حقیقت حال کو) نہیں جانتے"۔

وَلَوْ رَدُّوْهُ اِلَى الرَّسُوْلِ وَاِلٰٓى اُولِى الْاَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِيْنَ يَسْتَنْۢبِطُوْنَهٗ مِنْهُمْ ؕ

(النساء: ۸۳)

"اور اگر لوٹا دیتے اسے رسول (کریم) کی طرف اور بااقتدار لوگوں کی طرف اپنی جماعت سے تو جان لیتے اس خبر (کی حقیقت کو) وہ لوگ جو نتیجہ اخذ کر سکتے ہیں بات کا ان میں سے"۔

جب تیرے لیے یہ حقیقت واضح ہوگئی تو تجھے جان لینا چاہیے کہ شریعت محمدیہ کا آئمہ مجتہدین کے ساتھ اختصاص، ان کے مذاہب کی تدوین اور امت مسلمہ کا ان پر اجماع حضور ﷺ کی نبوت کی صداقت کی ایک عظیم ترین نشانی ہے۔

اسی طرح عقائد کے متعلق اللہ تعالیٰ نے اس امت کو ایسے امام عطا فرمائے۔ جنہوں نے عقائد کو زنادقہ کی گمراہی اور دیگر گروہوں کی ضلالت سے محفوظ کیا اور اسلام کو ان عقائد سے پاک کیا جنہیں سرکش اور جاہل اللہ کی طرف منسوب کرتے تھے۔

ان چاروں آئمہ کرام کے پیروکاروں کے پھر دو گروہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی توفیق سے وہ دونوں ہدایت پر ہیں۔ ایک گروہ کے امام ابوالحسن الاشعری الشافعی ہیں۔ ان کے پیروکاروں میں سے اکثر شافعی اور مالکی ہیں۔ دوسرے گروہ کے امام ابومنصور الماتریدی ہیں اور حنفی اور دیگر آئمہ کرام کے اَتباع ان کے پیروکار ہیں اگر اللہ تعالیٰ اس امت مرحومہ کو اتنے بلند پایہ آئمہ کرام عطا نہ فرماتا اور ان کے ان مذاہب کی وجہ سے ان پر احسان نہ فرماتا جن میں انہوں نے دین اسلام کو منضبط کیا۔ اور اس دین متین کو ہر اس چیز سے بچایا جو اس میں سے نہ تھی تو یہ دین کمینے دشمنوں اور احمق جاہلوں کے ہاتھوں ایک کھلونا بن کر رہ جاتا جیسا کہ سابقہ ادیان اور سابقہ کتب میں تبدیل وتغیر، زیادتی وکمی اور تبدیلی وتحریف کی گئی ہے۔ حتیٰ کہ ان کی اصلی شکل ہی مسخ ہو کر رہ گئی۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مذاہب کی تشریح وتوضیح کی اور ان کے بعد ان کی فقہ کو نسل در نسل منتقل کیا۔

حاصل کلام یہ ہے کہ یہ آئمہ کرام جب کتاب اللہ سے احکام کو مستنبط نہ کر سکے تو سنت رسول ﷺ نے ان کی راہنمائی کی۔ یہ سنت بھی درحقیقت اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ۝ (النجم: ۳۔۴)

"اور وہ تو بولتا ہی نہیں اپنی خواہش سے نہیں ہے یہ مگر وحی جو ان کی طرف کی جاتی ہے"۔

جس طرح کتاب اللہ کی صحیح تشریح رسول اللہ ﷺ کے علاوہ اور کوئی نہ کر سکا اسی طرح کتاب وسنت کی تشریح اور احکام شرعیہ کے استنباط پر آئمہ مجتہدین کے علاوہ اور کوئی شخص قدرت نہیں رکھتا اللہ تعالیٰ نے آئمہ مجتہدین کو یہ توفیق عطا فرمائی۔ انہوں نے اپنی قوت اور طاقت کے مطابق کتاب وسنت کے معانی بیان کیے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں علوم عقلیہ ونقلیہ، قوت ادراک اور عقل ودانش کی فراوانی سے نوازا۔ ان تمام اوصاف کی بنیاد وہ تقویٰ تھا۔ جس میں انہیں ایک ممتاز مقام حاصل تھا اور وہ نور ہے جس کے ساتھ اللہ رب العزت نے انہیں مخصوص فرمایا تھا۔ کیونکہ یہ علم الٰہی میں تھا کہ وہ انہیں احکام شرعیہ کو سمجھنے اور قرآن وسنت میں سے احکام شرعیہ کے استنباط کرنے میں امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا امام بنائے گا۔ ہر امام مجتہد نے اپنی رائے کی دخل اندازی سے بیزاری کا اعلان کیا ہے یہ انہیں کا ہی قول ہے کہ جب صحیح حدیث مل جائے تو وہی میرا مذہب ہے۔ جب صحیح حدیث کو پالو تو پھر میرے قول کو دیوار پر دے مارو۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ان آئمہ کرام میں سے کوئی امام بھی قانون ساز نہ تھا۔ قانون ساز تو صرف رسول مکرم ﷺ کی ذات ہی تھی۔ آپ ﷺ کتاب الٰہی اور اپنی سنت مطہرہ سے قانون سازی کرتے تھے۔ جب آپ ﷺ سے ایسی صحیح حدیث مل جائے جو کسی امام کے قول کے مخالف ہو تو امام کے قول کو ترک کر دیا جائے گا۔ اور حدیث پر عمل کیا جائے گا۔ کیونکہ حدیث کی صحت اس بات کی غماز ہے کہ اس امام کا قول ضعیف ہے۔ اس وقت یہ سمجھا جائے گا کہ امام صاحب کو اس صحیح حدیث کا علم نہ تھا اور یہ حدیث ان کے قول کے بعد ظاہر ہوئی۔

امام صاحب کے اس قول "جب صحیح حدیث مل جائے تو وہی میرا مذہب ہے" کے مخاطب کوئی عام لوگ نہ تھے بلکہ وہ ان کے وہ قابل فخر شاگرد تھے جو علم معقول ومنقول کے جامع تھے۔ بلکہ وہ حدیث رسول مختار ﷺ کے حافظ تھے۔ وہ تمام مذاہب کے دلائل سے آگاہ تھے۔ وہ علوم عقلیہ ونقلیہ کے بحر ذخار کے شناور تھے۔ وہ اصول وفروع سے واقف تھے۔ وہ تمام مذاہب کے مجتہد تھے۔ وہ خود مفتیٔ اعظم تھے اور کتاب وسنت کے دلائل کی روشنی میں وہ اپنے امام کے قول کو راجح قرار دے سکتے تھے وہ مسئلہ جو قرآن وسنت میں نظر نہ آتا وہ اپنے امام کے اس قول "اِذَا صَحَّ الْحَدِيْثُ فَهُوَ مَذْهَبِىْ" پر پرکھتے کیونکہ وہ یہ اہلیت رکھتے تھے کہ وہ اس حدیث کے درمیان جس سے امام نے مسئلہ مستنبط کیا تھا اور بعد میں ظاہر ہونے والی صحیح حدیث کے مابین تطبیق کر سکیں کہ سند کے اعتبار سے کون سی حدیث صحیح ہے۔ کس حدیث کے راوی ثقہ ہیں۔ دونوں احادیث میں سے آخری کون سی ہے تاکہ متاخر کو ناسخ اور مقدم کو منسوخ قرار دیا جا سکے وغیرہ۔

اسی طرح دو اقوال میں سے ایک کو دوسرے پر ترجیح دینے والے کے لیے ضروری ہے کہ وہ احکام کے دلائل کے اوصاف

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سکتی ہے؟ آئمہ کرام تو امام رویانی کے متعلق بھی لکھتے ہیں کہ وہ بھی اصحاب وجوہ میں سے نہ تھے۔ حالانکہ امام رویانی کا یہ قول ہے ”اگر امام شافعی کی تمام نصوص ضائع ہو جائیں تو میں انہیں اپنے سینے سے لکھوا سکتا ہوں“۔ جب اتنے عظیم علماء اجتہاد مذہبی کے مرتبہ پر فائز ہونے کے اہل نہیں تو پھر اس شخص کی طرف یہ نسبت کیسے کی جا سکتی ہے جو آئمہ کرام کی عبارات کو بھی نہ سمجھ سکے کہ وہ اجتہاد مطلق کے مقام پر فائز ہے۔

سُبۡحٰنَكَ هٰذَا بُهۡتَانٌ عَظِيۡمٌ (النور:١٦) ”اے اللہ! تو پاک ہے۔ یہ بہت بڑا بہتان ہے“۔

”الانوار“ میں ہے کہ امام رافعی الشافعی فرماتے ہیں کہ پوری امت کا اتفاق ہے کہ آج کوئی شخص بھی مجتہد نہیں ہے۔ سلطنت شام کے بلند پایہ عالم حضرت ابن ابی الدم مطلق اجتہاد کی شروط لکھنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں۔ ہمارے زمانے میں یہ شرائط کسی ایک شخص میں بھی نہیں پائی جاتیں کہ اس کو مجتہد مطلق کہا جا سکے۔ بلکہ موجودہ زمانہ میں تو مجتہد فی المذہب کا وجود بھی نایاب ہے۔ جو اپنے امام کے اقوال میں نظر ثانی کر کے کسی مسئلہ کی تخریج کر سکے۔ اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو عاجز کر دیا ہے کہ وہ علم کا یہ بلند رتبہ حاصل کر سکیں تاکہ لوگوں کو یہ احساس ہو کہ قیامت قریب آ چکی ہے کیونکہ علم کا اٹھ جانا بھی قیامت کی ایک نشانی ہے۔

امام قفال کے ایک شاگرد فرماتے ہیں کہ فتویٰ کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) فتویٰ میں اجتہاد کی تمام شرائط پائی جائیں یہ قسم اب نایاب ہو چکی ہے۔

(۲) وہ فتویٰ آئمہ مذاہب میں سے کسی ایک امام کی طرف منسوب ہو مثلاً امام شافعی وغیرہ مفتی اس مذہب کو خوب جانتا ہو اس کو اس میں اس طرح مہارت حاصل ہو کہ اس کے اصولوں میں سے کوئی چیز بھی اس سے پوشیدہ نہ ہو۔ جب اس سے کسی مسئلہ کے متعلق پوچھا جائے تو اگر وہ اس کے متعلق اپنے امام کی کوئی نص جانتا ہو تو اس سے جواب دے ورنہ امام کے مذہب کے مطابق اس میں اجتہاد کرے اور اپنے امام کے اصول کے مطابق اس مسئلہ کا حل نکالے۔ لیکن یہ قسم بھی کبریت احمر سے زیادہ نایاب ہے۔

غور کرنے کا مقام ہے جب امام قفال کا یہ قول ہے جن کی عظمت و مرتبہ عیاں ہے جن کے شاگرد بھی اصحاب وجوہ میں سے ہیں تو پھر ہمارے زمانے کے علماء کو مجتہد ہونے کا دعویٰ کیسے زیب دیتا ہے۔ قاضی حسین ”الفورانی“ امام الحرمین کے والد محترم، الصیدلانی اور البوشنجی وغیرہ امام قفال کے شاگردوں میں سے ہیں۔ جب ان حضرات کے انتقال اور امام غزالی کے وصال کے ساتھ ہی اجتہاد ختم ہو گیا اور مذہب شافعی میں تخریج الوجود کا اعزاز برقرار نہ رہا۔ صرف نقل اور حفظ باقی رہ گیا تو پھر اس زمانہ میں جب کہ دنیا علم سے خالی ہو چکی ہے۔ اجتہاد کا دعویٰ کیسے درست ہو سکتا ہے۔ حجۃ الاسلام امام غزالی نے اس مسئلہ کی وضاحت یوں فرمائی ہے:

”جسے مرتبہ اجتہاد حاصل نہ ہو اور وہ اپنے عصر کا مفتی ہو تو وہ اپنے امام کے مذہب سے نقل کر کے فتویٰ دے گا۔ اور اگر اسے اپنے امام کے نکتہ نظر کا ضعف بھی معلوم ہو جائے تو وہ پھر بھی اسے ترک نہیں کرے گا“

وسیط میں فرمایا اجتہاد کی وہ شرائط جو قاضی میں معتبر ہوتی ہیں۔ وہ ہمارے زمانے میں نایاب ہیں۔ جو شخص اس مسئلہ میں

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَالْمُجْتَهِدِیْنَ وَاَتْبَاعِهِمْ بِحَقٍّ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ

یہ بھی جان لینا چاہیے کہ علمائے کرام کے اتفاق سے اجتہاد کا دروازہ کئی صدیوں سے بند ہو چکا ہے۔ اب ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ وہ ان چار مذاہب میں سے کسی ایک کی اتباع کرے۔ کیونکہ وہ بذات خود قرآن وسنت کو سمجھنے سے عاجز ہے۔ اس نے اس امام کی تقلید کر کے گویا کتاب وسنت کی اتباع کی وہ اس امام کے بعد ان علمائے کرام کی تقلید کرے گا۔ جنہوں نے اس امام کے اقوال کی وضاحت کی اور قرآن وسنت کے مطابق ان کی تطبیق کی۔ انہوں نے امام کے جس قول کو کتاب وسنت کے موافق پایا اس پر اعتماد کیا اور اس کو قبول کر لیا اور جس قول کو قرآن وسنت کے مخالف پایا اس کو ضعیف سمجھا اور اس کی کمزوری ظاہر کی۔ اس تمام بحث سے واضح ہو گیا کہ الحمد للہ! امت محمدیہ ان آئمہ کرام کی تقلید کر کے کتاب وسنت کی اتباع سے خارج نہیں ہوئی۔

جہاں تک اجتہاد کرنے کا تعلق ہے تو آج مجتہد ہونے کا دعویٰ صرف وہی کر سکتا ہے۔ جس کی عقل اور دین میں خلل ہو۔ البتہ اولیاء کاملین کے لیے بطریق ولایت اس کی گنجائش ہے۔ جیسا کہ شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی وضاحت کی ہے۔

امام مناوی نے جامع صغیر کی شرح میں یہ بات بڑی وضاحت سے بیان کی ہے۔

علامہ ابن حجر فرماتے ہیں کہ جب علامہ جلال الدین سیوطی نے اجتہاد کا دعوی کیا تو ان کے ہم عصر علمائے کرام ان کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے اور ان کے خلاف اتحاد کر لیا۔ علماء نے ان کے لیے ایک ایک سوالنامہ تیار کیا۔ اس سوالنامے میں وہ سوالات تھے۔ جن میں آئمہ نے دونوں وجوہات کو مطلق رکھا تھا اور کسی ایک کو بھی ترجیح نہ دی تھی۔ ان علماء نے امام سیوطی سے مطالبہ کیا کہ اگر وہ اجتہاد کے ادنیٰ درجے (اجتہاد فتویٰ) پر فائز ہیں تو وہ ان وجوہات میں سے کسی ایک کو راجح قرار دیں اور مجتہدین کے ضوابط پر اس کے دلائل بھی دیں۔ حضرت امام سیوطی نے وہ سوالنامہ واپس لوٹا دیا اور معذرت کی کہ ان کے پاس اتنا وقت نہیں کہ وہ ان مسائل میں غور وفکر کر سکیں۔ علامہ الشہاب فرماتے ہیں کہ ذرا اجتہاد الفتویٰ جو کہ اجتہاد کا کم ترین درجہ ہے، کی مشکلات کا اندازہ کرو تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ اس کا دعویٰ کرنے والا جس قدر پریشانی اور اضطراب کا شکار ہوتا ہے ایسے محسوس ہو گا کہ مدعی اندھی سواری پر سوار ہے اور راستے کے ہر گام پر ٹھوکریں کھا رہا ہے۔ جو شخص اجتہاد مطلق کے مرتبہ سے آگاہ ہوا سے چاہیے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے شرم وحیا کرے اور اس زمانہ میں کسی شخص کی طرف بھی مجتہد ہونے کی نسبت نہ کرے۔ ابن الصلاح کہتے تھے کہ اجتہاد کا دروازہ تین صدیوں سے بند ہو چکا ہے۔ ابن صلاح کا زمانہ چھٹی صدی ہجری کا تھا۔ ابن صلاح تو یہاں تک کہتے ہیں کہ امام شافعی کے بعد کوئی مستقل مجتہد پیدا نہیں ہوا۔

اس کے بعد علامہ ابن حجر فرماتے ہیں۔ جب اس مسئلہ میں آئمہ کا اختلاف ہے کہ کیا امام الحرمین اور حجۃ الاسلام امام غزالی رحمۃ اللہ علیہما اصحاب وجوہ میں سے تھے یا نہیں تو پھر ان کے علاوہ اور کسی عالم کی طرف مجتہد ہونے کی نسبت کیسے کی جا

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہے۔ جب تم ان احادیث میں سے کسی صحیح حدیث کو دیکھو کہ وہ تمہارے مذہب سے مطابقت نہیں رکھتی تو پھر اس حدیث پر عمل پیرا ہونے کے لیے اس امام کی تقلید کرلو۔ جس نے اس حدیث سے استنباط کیا ہو۔ تم کسی صحیح حدیث کو نہ پاؤ گے مگر یہ کہ کسی نہ کسی امام نے اس سے استدلال کیا ہوگا۔ ممکن ہے کہ تمہارے امام کو اس حدیث کا علم ہو لیکن انہیں اس کے مقابلہ میں وہ حدیث مل گئی ہو جو اس حدیث سے اصح (زیادہ صحیح) ہو۔ یا وہ حدیث اپنے سے متاخر حدیث سے منسوخ ہو یا امام صاحب نے کسی اور دلیل کی وجہ سے اس پر عمل نہ کیا ہو اور اس دلیل سے صرف مجتہد ہی آگاہ ہوں۔ اگر تم اس حدیث پر عمل پیرا ہونا چاہو تو بہت بہتر ہے۔ لیکن تم اس امام کی تقلید ضرور کرو۔ جس نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے کیونکہ اس امام نے صرف اسی صورت میں ہی اس سے استدلال کیا ہے کہ ان کے نزدیک اس حدیث سے استدلال کرنے کی ممانعت ختم ہوگئی۔ علاوہ ازیں وہ امام احکام کے ان دلائل سے بھی آگاہ ہیں جن سے تم ناواقف ہو۔ اب اگر تم اپنے مذہب کے حکم پر عمل پیرا ہو تو پھر بھی تم پر کوئی حرج نہیں کیونکہ تمہارے امام کے پاس یقیناً کوئی ایسی دلیل ہوگی جس سے تم آگاہ نہیں ہو۔ کیونکہ آئمہ مجتہدین انتہائی متقی اور پرہیزگار ہوتے تھے اس لیے وہ قرآن و سنت کی دلیل کے بغیر معمولی مسئلہ بھی مستنبط نہیں کرتے تھے۔ انہوں نے تو اپنے فقہی مذاہب کے ذریعے صرف اور صرف کتاب و سنت کی تشریح کی ہے۔ لوگوں کے لیے ان کے معانی اور احکام بیان کیے ہیں۔ ان کے مطالب کو لوگوں کے ذہنوں کے قریب تر کیا ہے اور احکام کو مدون کرنے کی سعادت حاصل کی ہے۔ اگر توفیق الٰہی ان کے شامل حال نہ ہوتی تو پھر کوئی انسان بھی یہ کارنامہ سرانجام نہیں دے سکتا تھا۔ اس لیے یہ کہنا درست ہے کہ آئمہ کے مذاہب سید المرسلین ﷺ کی نبوت کی صحت اور آپ ﷺ کے دین متین کی صداقت کی دلیل ہے۔

اختلاف امت باعث رحمت

آئمہ کرام کا یہ اختلاف اصول دین اور توحید کے ان عقائد میں نہیں ہے جس میں اختلاف ممنوع قرار دیا گیا ہے اور نہ ہی ان مسائل میں ہے جن کے متعلق متواتر احادیث روایت ہیں۔ بلکہ یہ اختلاف تو بعض فروع میں ہے۔ ہر امام کے پاس اپنی دلیل کی قوت و طاقت ہے جس سے وہ اپنے نظریہ کی وضاحت کرتا ہے آئمہ کا یہ اختلاف امت کے لیے باعث رحمت ہے۔ تم جس امام کی چاہو بغیر کسی حرج اور تنگی کے تقلید کرلو۔ جیسا کہ نبی محترم ﷺ نے فرمایا تھا:

اِخْتِلَافُ اُمَّتِیْ رَحْمَةٌ ''میری امت کا اختلاف باعث رحمت ہے'' (بیہقی)

علامہ مناوی اپنی شرح ''الکبیر'' میں فرماتے ہیں: '' آئمہ کا یہ اختلاف امت کی سہولت کے لیے ہے۔ یہ مذاہب اسی طرح ہیں جس طرح کہ ایک منزل کے کئی راستے ہوں۔ ان تمام مذاہب کے ساتھ نبی اکرم ﷺ مبعوث ہوئے ہیں تاکہ لوگوں کو اپنے معاملات میں تنگی کا سامنا نہ کرنا پڑے اور انہیں ان احکام کا مکلف نہ بنایا جائے جو ان کی طاقت سے باہر ہوں شریعت کی یہ وسعت امت کے لیے سہولت ہے مذاہب کا یہ اختلاف بہت بڑی نعمت ہے اور یہ امت محمدیہ علی صاحبھا الصلوۃ والسلام کی خصوصیت ہے اس اختلاف کے رونما ہونے کی خبر دے دی گئی تھی۔ اس لیے یہ بھی نبی آخر الزمان ﷺ کے معجزات میں سے ہے۔''

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مزید تفصیل کا خواہشمند ہو وہ اصول اور فقہ کی کتب کی طرح رجوع کرے۔

جب یہ حقیقت اظہر من الشمس ہو چکی ہے کہ اجتہاد کا دروازہ بند ہو چکا ہے تو پھر بعض وہ علماء جو اجتہاد مطلق کے رتبہ پر فائز ہونے کا دعوی کرتے ہیں وہ یہ کہتے ہیں کہ وہ بذات خود کتب و سنت سے احکام مستنبط کر سکتے ہیں اور انہیں آئمہ اربعہ کی تقلید کی کوئی ضرورت نہیں۔ وہ ان کے مذاہب کو چھوڑ دیتے ہیں اور اپنے بیمار اذہان سے ان پر اعتراض کرنے کی جرأت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ ہم آدمیوں کی آرا پر عمل پیرا نہیں ہوتے وغیرہ وغیرہ یہ تمام شیطانی وسواس ہیں۔ ان کی کم فہمی، بے دینی اور جہالت نے انہیں ایسے قول کرنے پر ابھارا ہے۔ اسی چیز نے ان کے عیوب کو پوشیدہ کر دیا ہے۔ خواہشات نفسانی، حماقت اور جہالت کی وجہ سے ان کا معاملہ برعکس ہو چکا ہے وہ اپنے مطلوب (لوگوں کے نزدیک مرتبت) کو حاصل نہ کر سکے۔ البتہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کو ضرور حاصل کر لیا اور وہ لوگوں کے مذاق کا نشانہ بن گئے۔

وَمَنْ جَهِلَتْ نَفْسُهُ قَدْرَهُ رَاَى غَيْرُهُ مِنْهُ مَا لَا يَرىٰ

'' جس شخص کا اپنا نفس اپنی قدر و منزلت نہیں پہچان سکتا دوسرا شخص اس سے عیوب ملاحظہ کرتا ہے۔ جس کی اسے خبر نہیں ہوتی''۔

میں نے بعض غیر مقلدین کو دیکھا ہے وہ براہ راست قرآن حکیم اور صحیح البخاری سے مسائل مستنبط کرنے کی لوگوں کو دعوت دیتے ہیں۔ ذرا اس عظیم جہالت اور واضح گمراہی کا مشاہدہ تو کرو۔ اے میرے بھائی! ان سے بچو ایسے بے وقوفوں کے اجتماع سے اجتناب کرو، اپنے مذہب کو لازم پکڑو۔ آئمہ اربعہ میں سے جس امام کی چاہو تقلید کر لو اور احکام میں رخصت اور تلفیق کے پیچھے نہ پڑو۔

اگر تم نے احادیث نبویہ پڑھنے کی استطاعت حاصل کر لی ہے تو پھر تمہارا مقصد یہ ہونا چاہئے کہ تمہیں اپنے مذہب کے دلائل معلوم ہوں، تم ترغیب و ترہیب کی احادیث پر عمل کر سکو۔ دین اسلام کی عظمت کو پہچان سکو۔ اس کے عقائد سے آشنا ہو سکو۔ اللہ تعالیٰ کے کمالات، اس کے اسماء اور صفات سے آشنائی حاصل کر سکو۔ نبی محترم ﷺ کی سیرت مطہرہ، آپ کے فضائل اور معجزات سے آگاہ ہو سکو۔ دنیا، آخرت، بعث، نشور، جنت، دوزخ، ملائکہ کے حالات، جنات کے متعلق معلومات حاصل کر سکو۔ تمہیں حضور ﷺ کی دیگر انبیاء کرام پر فضیلت اور قرآن پاک کی دیگر الہامی کتب پر برتری کے متعلق علم ہو سکے۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اولاد اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کے فضائل معلوم ہو سکیں۔ قیامت کی نشانیاں اور دینی و دنیاوی آداب اور علوم سے تمہیں آگاہی ہو سکے۔ نبی اکرم ﷺ کی احادیث میں اولین و آخرین کے علوم ہیں۔ جب ان تمام امور کے متعلق تمہیں علم حاصل ہو جائے گا۔ تو اس وقت تجھے اس شخص کی جہالت کا شدت سے احساس ہوگا۔ جو یہ کہتا ہے کہ اگر ہم احادیث سے شرعی احکام حاصل نہیں کر سکتے تو پھر احادیث کا فائدہ ہی کیا ہے احادیث کے فوائد اعداد و شمار سے ماوراء ہیں۔ یہ دین اسلام کے بہت بڑے حصے پر مشتمل ہیں۔

وہ احادیث جو نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ اور معاملات کے احکام کے متعلقہ ہیں۔ ان کی تعداد (ایک قول کے مطابق) پانچ سو

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بہترین جزائے خیر دے۔ اگر وہ کتاب وسنت سے احکام مستنبط نہ کرتے تو ان کے علاوہ کسی اور شخص کے بس کا یہ کام نہ تھا۔

وہ یواقیت وجواہر میں فرماتے ہیں میں نے سیدی علی الخواص کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ہمارے لیے ہر قول کی اصل کتاب وسنت میں موجود ہے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو اللہ تعالیٰ حضور ﷺ سے یہ نہ فرماتا

لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ (النحل: ۴۴)

"تاکہ آپ کھول کر بیان کریں لوگوں کے لئے (اس ذکر کو) جو نازل کیا گیا ہے ان کی طرف"۔

بلکہ حضور ﷺ کے لیے قرآن کی تبلیغ ہی کافی ہوتی۔ یہ بات عیاں ہے کہ تمام رسل اللہ تعالیٰ کے کلام میں اسی کے نائب ہوتے ہیں وہ اپنی کتاب کے مجمل مقامات کی تفصیل بیان کرتے ہیں۔ اسی طرح علمائے مجتہدین اپنے رسولوں کے نائب ہوتے ہیں وہ ان کے فرامین کے اجمال کی تفصیل بیان کرتے ہیں۔ اسی طرح وہ علماء جو مجتہدین نہیں ہوتے وہ آئمہ مجتہدین کے نائب ہوتے ہیں اور ان کے کلام کی تشریح کرتے ہیں۔ اسی طرح ہر زمانے میں مجمل کلام کی تفصیل بیان ہوتی رہی اگر اس حقیقت سے انکار کر دیا جاتا تو پھر نہ تو کتب کی شرحیں لکھی جاتیں نہ ہی ایک زبان سے دوسری زبان میں ان کا ترجمہ کیا جاتا نہ علمائے کرام کی تفاسیر پر شروح اور حواشی لکھے جاتے بلکہ بعض اوقات تو حاشیوں پر بھی حاشیے لکھے جاتے ہیں۔ اس بحث سے یہی عیاں ہوتا ہے کہ ہر دور اپنے سے پہلے دور کے لیے رحمت ہے اگر حضور ﷺ قرآن پاک کے مجمل مقامات کی وضاحت احادیث سے نہ فرماتے تو اس وقت تک قرآن پاک اپنے اجمال پر ہی رہتا ہم نہ تو نماز کی ادائیگی کے متعلق جان سکتے نہ ہی طہارت حاصل کرنے کے طریقے سمجھ سکتے۔ نہ ہی ہم طہارت کو توڑنے والی اشیاء سمجھ سکتے اور نہ ہی زکوۃ کے نصابوں اور اسکی شرائط سے واقف ہو سکتے۔ نہ روزہ اور حج کے واجبات سے آگاہ ہو سکتے اور نہ ہی معاملات اور عقود کی کیفیت کو سمجھ سکتے گویا کہ ہمیں کسی چیز کا بھی علم نہ ہوتا۔ اسی طرح اگر آئمہ مجتہدین شریعت کو اپنے مقلدین کے لیے بیان نہ کرتے تو سنت اپنے اجمال پر باقی رہتی اسی طرح تا قیامت ہر زمانہ میں ہر اجمال کی تفصیل بیان ہوتی رہے گی۔

امام شعرانی "میزان خضریہ" میں شیخ اکبر سیدی محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے لکھتے ہیں۔ بلاشبہ علماء رسل علیہم السلام کے راستے کے راہ رو ہوتے ہیں۔ جس طرح ہم پر واجب ہے کہ ہم ہر اس چیز پر ایمان لائیں اور اس کی تصدیق کریں جو انبیائے کرام لے کر تشریف لائے خواہ ہم اسے سمجھیں یا نہ سمجھیں اسی طرح آئمہ کی وضاحت کو ماننا اور ان کی تصدیق کرنا ہم پر واجب ہے۔ اگرچہ ہم ان کے کلام نہ بھی سمجھیں حتی کہ وہ کوئی ایسی چیز بیان نہ کریں جو حضور ﷺ کے فرمان کے مخالف ہو۔ تمام رسل کی شریعتوں پر ایمان لانے اور ان کی تصدیق کرنے پر علماء کا اجماع ہے۔ یہ اپنے اختلاف و تباین کے باوجود حق ہیں۔ آئمہ مجتہدین کے مذاہب میں بھی یہی حکم ہے۔ ان تمام کے اقوال کے صحیح ہونے پر ایمان رکھنا ضروری ہے۔

وہ شخص جس کی بصیرت کو اللہ تعالیٰ نے منور فرمایا ہے وہ جب تمام مذاہب کو اس میزان پر پرکھتا ہے تو اسے ان میں کوئی اختلاف یا تناقض نظر نہیں آتا وہ دیکھتا ہے کہ تمام اقوال شریعت مطہرہ کی طرف ہی راجع ہیں اور ایک قول بھی شریعت مطہرہ سے

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

عقائد میں اجتہاد کرنا گمراہی اور ضلالت ہے۔ سچے عقائد وہی ہیں جن پر اہل السنت والجماعت کار بند ہیں۔ احادیث میں احکام کے اختلاف کا تذکرہ ہے۔ روایت ہے کہ جب خلیفہ ہارون الرشید نے حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ کو عراق لے جانے کا ارادہ کیا تا کہ لوگوں کو موطا امام مالک کا پابند بنایا جائے۔ جس طرح حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے قرآن جمع کر کے لوگوں کو اس کا پابند بنایا تھا تو اس وقت حضرت امام مالک نے فرمایا لوگوں کو موطا کے احکام کا پابند بنانا ممکن نہیں کیونکہ حضور نبی اکرم ﷺ کے وصال کے بعد صحابہ کرام مختلف شہروں میں پھیل گئے انہوں نے ہر شہر میں علم پھیلایا حضور نبی اکرم شفیع معظم ﷺ کا ارشاد پاک بھی ہے کہ میری امت کا اختلاف رحمت ہے۔

علامہ مناوی فرماتے ہیں کہ اس حدیث مبارک میں ان متعصب مقلدین کا بھی رد ہے جو اپنے امام کے علاوہ دیگر آئمہ پر اعتراض کرتے ہیں بالخصوص موجودہ زمانے میں یہ مرض عام پھیل چکا ہے۔ ہم پر لازم ہے کہ ہم یہ اعتقاد رکھیں کہ چاروں امام، سفیان، اوزاعی داود ظاہری، اسحاق ابن راہویہ اور تمام آئمہ ہدایت پر تھے۔ فروعی مسائل میں ان میں سے صرف ایک ہی صحیح رائے تک پہنچنے والا تھا۔ جو مصیب (صحیح اجتہاد کرنے والے) کے لیے دوگنا اور خطا کرنے والے کے لیے صرف ایک گنا اجر ہوگا۔ وہ شخص جو مجتہد نہیں ہے اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ کسی معین مذہب کی تقلید کرے۔ یہ حدیث اس بات کی طرف بھی اشارہ کر رہی ہے کہ ایک مذہب سے دوسرے مذہب میں منتقل ہونا بھی جائز ہے۔ شوافع کے نزدیک اس میں جواز کا فتویٰ ہے لیکن صحابہ کرام اور تابعین عظام کی تقلید جائز نہیں ہے۔

امام الحرمین فرماتے ہیں۔ جن آئمہ کرام کا مذہب مدون نہیں ہوا۔ فیصلہ کرنے اور فتویٰ دینے میں چاروں آئمہ کو چھوڑ کر ان کی تقلید کرنا ممنوع ہے۔ کیونکہ یہ چاروں مذاہب آفاق عالم میں پھیل چکے ہیں۔ ان کے مطلق کی تقیید اور عام کی تخصیص ہو چکی ہے۔ جبکہ دیگر مذاہب کی صورت حال اس طرح نہیں ہے۔ کیونکہ ان کے پیروکار اسی وقت ختم ہو گئے تھے۔

امام رازی نے اس بات پر محققین علماء کا اجماع نقل کیا ہے کہ عوام کو صحابہ کرام کی تقلید سے منع کیا جائے گا۔ درجۂ اجتہاد پر فائز شخص کو اس کے ذاتی عمل کے لیے ان چاروں آئمہ کے علاوہ کسی اور امام کی تقلید سے نہیں روکا جائے گا بشرطیکہ وہ جانتا ہو کہ کس کی تقلید کرنا اس کے لیے جائز ہے اور اس کے نزدیک اس امام میں مجتہد ہونے کی تمام شرائط بھی پائی جائیں لیکن شرط یہ ہے کہ وہ فقیہ رخصت پر عمل پیرا نہیں ہوگا اس طرح کہ وہ ہر مذہب سے آسان ترین مسئلہ اختیار کرے۔ کیونکہ ایسا کرنے سے تکلیف شرعی کی گرہ کھل جائے گی جو کہ جائز نہیں ہے۔

اس سلسلے میں امام شعرانی کی کتب المیزان الکبریٰ اور المیزان الخضریہ کا مطالعہ بہت مفید رہے گا۔ ان کتب کو تفصیل سے تو نقل نہیں کیا جا سکتا البتہ چیدہ چیدہ مقامات سے نقل کرتا ہوں۔

امام شعرانی میزان کبریٰ میں فرماتے ہیں۔ اے میرے بھائی! تجھے جان لینا چاہیے کہ آئمہ کو مجتہدین کے نام سے اس لیے موسوم کیا جاتا ہے کیونکہ وہ کتاب وسنت سے احکام مستنبط کرنے میں از حد کوشش کرتے ہیں کیونکہ اجتہاد جہد سے نکلا ہے۔ جس کا معنی ہے بہت غور وفکر کرنا اور دلائل کو بہت باریک بینی سے دیکھنا۔ اللہ تعالیٰ تمام امت کی طرف سے ان مجتہدین کو

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

احادیث بھی شریعت ہیں اور علماء کے اقوال بھی شریعت ہیں۔ یہ تمام ایک بنے ہوئے کپڑے کی طرح ہیں۔ اگر ہم ان میں سے ایک امام کا قول بھی نکال دیں تو اس کی کیفیت اس کپڑے کی طرح ہوگی۔ جس سے ایک دھاگا نکال دیا گیا ہو۔ اے محترم بھائی! تمام احادیث شریعت ہیں اور علماء کے اقوال بھی اسی شریعت کا حصہ ہیں۔ اگر تو اس طرح غور وفکر کرے گا۔ تو تیرے لیے شریعت کی عظمت آشکارہ ہوگی اور تجھے معلوم ہوگا کہ شریعت دو مرتبوں (تشدید وتخفیف) سے باہر نہیں نکلی۔

شیخ محی الدین فتوحات مکیہ میں خفین پر مسح کے متعلق گفتگو کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ اس کے متعلق جو بھی رائے ہو اس کی وجہ سے مجتہد امام پر اعتراض نہیں کرنا چاہیے۔ کیونکہ شرع درحقیقت اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔ مجتہد نے تو صرف اس حکم کو ثابت کیا ہے۔ موزوں کے مسح سے بہت سے آئمہ کرام نے منع فرمایا ہے اس کی وجہ استحضار کا نہ ہونا ہے بے علمی نہیں ہے۔ جس شخص نے کسی مجتہد کو غلط سمجھا تو گویا اس نے شارع کے حکم کو خطا شمار کیا کیونکہ امام مجتہد نے تو صرف ان کے حکم کو ہی ثابت کیا ہے۔

''باب الوصایا'' میں فرماتے ہیں۔ کسی امام پر بھی اعتراض کرنے سے اجتناب کرو تم کہتے ہو کہ وہ اسرار و رموز سے نا آشنا تھے۔ جیسا کہ بعض صوفیاء کہتے ہیں اس کی وجہ مقام آئمہ سے نا آشنا ہونا ہے۔ بلاشبہ آئمہ کا قدم غیبی علوم میں مستحکم تھا۔ اگر چہ وہ فیصلہ ظن سے کرتے تھے۔ ظن بھی علم ہے۔

آئمہ مجتہدین اور اہل کشف کے درمیان صرف طریق کا فرق ہے۔ آئمہ اس قانون سازی میں انبیاء کے نائب ہیں یہ اپنے اجتہاد سے امت کے لیے اسی طرح قانون سازی کرتے ہیں جس طرح انبیاء کرام علیہ السلام نے اپنی اپنی امم کے لیے قانون سازی کی۔

امام شعرانی فرماتے ہیں۔ اہل کشف کا اجماع ہے کہ شریعت محمدیہ کے علماء کے اقوال میں سے ہر قول سابقہ انبیاء میں سے کسی نہ کسی نبی کی شریعت میں تھا۔ اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل وکرم کی وجہ سے اس امت کو یہ فضیلت بھی بخشی کہ اسے اس شخص کی طرح اجر بھی ملے جو ہر نبی کی شریعت پر عمل کرتا ہے۔

''میزان کبریٰ'' میں فرماتے ہیں:

اَصْحَابِیْ کَالنُّجُوْمِ بِاَیِّهِمْ اقْتَدَیْتُمْ اهْتَدَیْتُمْ ''میرے تمام صحابہ ضوفشاں ستاروں کی مانند ہیں۔ تم نے جس کی بھی اقتداء کر لی ہدایت پا جاؤ گے'' سے معلوم ہوتا ہے۔ تمام آئمہ مجتہدین جادۂ صحابہ پر گامزن ہیں۔ ہر ایک امام کسی نہ کسی صحابی کے سلسلہ کے ساتھ متصل ہے۔ اس کا قول یا تو کسی ایک صحابی کے قول کی طرح ہے یا صحابی کی ایک پوری جماعت کے قول کی طرح ہے۔ اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ جب تمام آئمہ مجتہدین صحابہ کی فروع ہیں تو پھر بعض اوقات آئمہ مجتہدین (جو کہ غیر صحابہ ہیں) کے اقوال کو صحابہ کے آحاد (کسی ایک صحابی کا قول) پر کیوں ترجیح دی جاتی ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ بعض اوقات علماء نے آئمہ مجتہدین کے اقوال کو بعض صحابہ کے اقوال پر ترجیح دی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مجتہد کا زمانہ صحابہ کرام کے زمانہ سے متاخر ہے۔ اس کا علم صحابہ کے تمام اقوال کو محیط ہے یا صحابہ میں سے اکثریت کے قول کو محیط ہے اس طرح یہ مسئلہ میزان کے دونوں مرتبوں (تخفیف وتشدید) کی طرف لوٹ جاتا ہے کیونکہ وہ قول جس پر جمہور صحابہ ہوں یا ان کی بعض تعداد

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

خارج نہیں ہے اور مقلدین کے اقوال بھی شریعت کے دونوں درجوں (تشدید اور تخفیف) کے مابین ہیں۔ پھر اس کے بعد علامہ ابن عربی فرماتے ہیں اے برادر محترم! ہم یہ بات کئی بار ثابت کر چکے ہیں کہ تمام آئمہ کرام کا شریعت مطہرہ کے ساتھ مکمل اتفاق ہے وہ اللہ کے دین میں اپنی رائے سے بات کرنے سے مکمل پاک ہیں ان کے مذاہب شریعت مطہرہ کے دائرہ سے باہر نہیں ہیں وہ قرآن وسنت کے نور سے منور ہیں۔ اب تیرے لیے تقلید نہ کرنے کا کوئی عذر باقی نہیں ہے تو جس امام کی چاہے پیروی کر لے تمام آئمہ اپنے رب کی توفیق سے عادل اور ہدایت پر گامزن ہیں۔ مثلاً اگر تو کسی ایسے شخص کے پیچھے صبح کی نماز ادا کرتا ہے جو اس نماز میں دعائے قنوت پڑھنے کا قائل نہیں یا اس کا قائل تو ہے۔ لیکن رکوع سے پہلے پڑھتا ہے۔ تو حدیث پر عمل پیرا ہوتے ہوئے اس کی موافقت کر لے اور اس امام سے اختلاف نہ کرو ورنہ تمہارے دلوں میں اختلاف پیدا ہو جائے گا۔

ہم آئمہ کرام کے مقلد ہیں اور یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ وہ اپنے رب کی توفیق سے ہدایت پر ہیں اگر کوئی شخص کسی امام کے مذہب پر اعتراض کرتا ہے تو اس کی وجہ یا تو اس کی جہالت ہے یا وہ امام کے دلائل سے بے خبر ہے۔ تمام آئمہ مجتہدین نے اپنے پیروکاروں کو کتاب وسنت پر عمل پیرا ہونے کی ترغیب دی ہے۔ انہوں نے اس بات کی بھی وضاحت کی ہے کہ جب ان کا کلام کتاب وسنت کے مخالف ہو تو اس کے کلام کو چھوڑ کر کتاب وسنت پر عمل کرو، اپنے نفس کی عاجزی، احتیاط اور شارع علیہ السلام کا ادب کرتے ہوئے اپنی رائے سے برآءت کا اظہار کیا ہے رائے اور بدعت اس وقت مذموم ہوتی ہیں جب یہ مطلق ہوں اور وہ اصول شریعت میں سے کسی اصل اور قواعد شریعت میں سے کسی قاعدہ کی تحت نہ ہوں۔ ہر وہ کلام جس کے صحیح ہونے کی شریعت گواہی دے اور قواعد کے مطابق ہو وہ سنت ہے۔ اس میں رائے کی کوئی دخل اندازی نہیں ہے۔

اے اخی المکرم! اسی بحث سے سمجھ لے کہ وہ تمام مسائل جن کو آئمہ مجتہدین اور ان کے مقلدین نے مستنبط کیا ہے وہ تمام شریعت مطہرہ کے موافق ہیں۔ کیونکہ شریعت ان کے صحیح ہونے کی شاہد عادل ہے اور ان کے اقوال کے اقتباس شریعت کے نور کی شعاع ہیں۔ اور وہ شخص جو قول کرتا ہے کہ سنت صرف وہی ہے جو واضح طور پر احادیث میں موجود ہے تو گویا اس نے تمام آئمہ مجتہدین کے مذاہب کو ٹھکرا دیا ہے اس نے اجماع کی مخالفت کی ہے اس کا سوء ظن مخفی نہیں ہم اللہ تعالیٰ سے عافیت کا سوال کرتے ہیں۔

یواقیت و جواہر اور میزان خضریہ میں شیخ الاسلام علامہ زکریا سے منقول ہے وہ فرماتے ہیں الحمد للہ! میں نے تمام آئمہ مجتہدین کے تمام دلائل کی چھان بین کی ہے۔ میں نے اس کی فروع میں سے کسی فرع کو نہیں پایا مگر یہ کہ وہ کسی آیت، حدیث، اثر یا قیاس صحیح کا سہارا لئے ہوئے ہے۔ آئمہ کرام کے بعض اقوال تو کسی آیت، حدیث یا کسی اثر سے ماخوذ ہیں اور بعض اقوال ان کے مفہوم سے ماخوذ ہیں۔ یا پھر ان کے معانی اور مفہوم سے ماخوذ ہیں ان کے اقوال میں سے کچھ قریب یا اقرب ہیں اور کچھ بعید یا ابعد ہیں۔ وہ نور شریعت کی کرن سے ضوفشاں ہیں اور شریعت ہی ان کی اصل ہے اور یہ ناممکن ہے کہ کوئی فرع اصل کے بغیر پائی گئی ہو۔

ہم یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ شریعت کے تمام احکام تمام احادیث اور مذاہب کو ملانے سے مکمل ہوتے ہیں۔ اس طرح

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کی نبوت کی صداقت کے دلائل ہیں۔ وہ کرامات اور مختلف انواع کے خوارق عادات امور جو سابقہ انبیاء سے معجزۃ صادر ہوتے تھے وہ تمام کے تمام درحقیقت ہمارے نبی کریم ﷺ کے معجزات ہی ہیں۔ یہ سب ہمارے نبی محترم ﷺ کی نبوت کی صداقت اور آپ کے دین کی صحت پر دلالت کرتے ہیں۔ (کرامات کی تفصیل عنقریب آرہی ہے)۔

صوفیائے کرام اور کاملین عارفین پر جو احوال حسنہ طاری ہوتے ہیں۔ جن اخلاق کریمہ پر وہ فائز ہوتے ہیں جن کرامات عجیبہ کا ان سے ظہور ہوتا ہے۔ جن عجیب وغریب علوم کی انہیں بخشش ہوتی ہے اور وہ کمالات ظاہرہ باہرہ جن کا انکار صرف وہی کرسکتا ہے جو مکمل طور پر بصیرت سے نابینا ہو۔ یہ تمام برکات صرف اسی لیے ہیں کہ وہ لوگ شریعت محمدیہ پر عمل پیرا ہوئے انہوں نے مکمل طور پر آقائے دوجہاں ﷺ کی اتباع کی انہیں یہ سب عطائیں اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب محترم ﷺ کی محبت کے طفیل ملا۔ جیسا کہ ارشاد ربانی ہے:

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ (ال عمران: ۳۱)

"(اے محبوب) آپ فرمایئے (اے مومنین کہ) اگر تم (واقعی) محبت کرتے ہو اللہ سے تو میری پیروی کرو (تب) محبت فرمانے لگے گا تم سے اللہ۔"

جب ذات خداوندی نے ان سے پیار کیا تو انہیں مختلف کمالات اور گوناگوں کرامات سے نوازا جیسا کہ آئے دن اس بات کا مشاہدہ کیا جاتا ہے۔ یہ کمالات وکرامات حضور ﷺ کی رسالت کی ایک اہم دلیل ہے۔

صوفیاء نے اپنی کتب میں ذکر الٰہی پر مداومت اختیار کرنے کے فوائد بیان کیے اور شریعت کے طریقے کے آداب بیان کیے۔ جو بھی ان کی راہ پر صدق واستقامت سے گامزن ہوا اس نے اس کا مشاہدہ کرلیا بالخصوص جب اسے کسی ایسے مرشد کامل کی صحبت نصیب ہوئی۔ جس کی تربیت بھی کسی عارف کامل نے کی ہو۔

نبوت مصطفیٰ ﷺ پر ایک اور بین دلیل

وہ دلائل جو نبی محترم ﷺ کی نبوت کی صحت پر دلالت کرتے ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ جب کوئی دانش مند مذہب اسلام میں غور وفکر کرتا ہے، اس کے معانی کو سمجھنے کی سعی کرتا ہے۔ اس کے احکام، فروع اور اصول کو سمجھنے کے لیے غوطہ زن ہوتا ہے اور اس کے معقول ومنقول کے درمیان تطبیق کرتا ہے۔ تو اس کی محبت، الفت اور عقیدے میں اضافہ ہوتا ہے۔ اسی لیے تو امت محمدیہ کے فضلاء وعلماء کو دیکھے گا۔ (جن میں خدام شریعت بھی ہیں اور محدثین کرام بھی، فقہاء عظام بھی ہیں اور صوفیاء بھی) کہ یہ ہزاروں کی تعداد میں ہیں۔ ان کو شمار کرنا ناممکن ہے۔ ان کی دینی کتب مثلاً تفسیر، حدیث، عقائد فقہ اور تصوف سے دنیا لبریز ہے اور ان کی غیر دینی کتب اس کے علاوہ ہیں۔ تمام امتوں کے فضلاء اور تمام ملتوں کے عقلاء ان علماء کی تمام اصناف کی تمام کتب کو حاصل کرکے ان پر فخر کرتے ہیں۔ ان کتب کے حصول میں ایک دوسرے سے مقابلہ کرتے ہیں۔ وہ یہ بھی یقین رکھتے ہیں کہ یہ کتب نفیس ترین ذخائر اور عمدہ ترین مطالب ہیں۔ وہ ان کتب کو مختلف ممالک سے جمع کرتے ہیں ان کتب کو مہنگے ترین داموں سے خرید کر اپنی لائبریریوں کی زینت بناتے ہیں۔ حتیٰ کہ ان کے پاس ہم سے زیادہ کتب ہیں۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہو وہ اس سے خارج نہیں ہو سکتا۔

میں نے اپنے استاذ محترم شیخ الاسلام زکریا رحمۃ اللہ علیہ کو فرماتے ہوئے سنا "شریعت کا چشمہ ایک بحر بے پایاں ہے۔ تم جس سمت سے بھی غوطہ زنی کرو گے۔ معاملہ ایک ہی ہے۔ تم کسی امام مجتہد کے قول سے انکار نہ کرو یا اس کے قول کو غلط نہ کہو تاوقتیکہ تم شریعت کے تمام دلائل کا احاطہ نہ کرلو۔ عربی کی تمام لغات سمجھ نہ لو اوران کے معانی اور طرق سے آگاہ نہ ہولو۔ کیونکہ یہ سب کچھ کرلینا تم سے ممکن نہیں اس لیے کسی امام کے کسی قول پر اعتراض نہ کرو۔

طبرانی نے روایت کیا ہے حضور ﷺ نے فرمایا میری شریعت کے تین سو ساٹھ طرق (رستے) ہیں جو کسی ایک طریقہ پر چل پڑا وہ کامیاب ہو گیا۔

امام شعرانی میزان خضریہ میں فرماتے ہیں۔ ان احادیث پر عمل پیرا ہو جاؤ جو آئمہ کے نزدیک صحیح ہیں اگرچہ تمہارے امام نے ان سے استنباط نہ بھی کیا ہو۔ اپنے دونوں ہاتھوں سے بھلائی سمیٹو اور یہ نہ کہو کہ میرے امام نے ان احادیث سے استدلال نہیں کیا اس لیے میں ان پر عمل پیرا نہیں ہوں گا۔ کیونکہ تمام آئمہ کرام شریعت کے سخت پابند تھے اور اس سے بالکل منحرف نہ ہوتے تھے ان تمام نے اللہ کے دین میں اپنی اس رائے سے برآءت کا اعلان کیا ہے جو شریعت کے دلائل میں سے کسی اصل کے تحت نہ آئے۔ اے برادر مکرم! تیرے لیے لازم ہے کہ تو اپنے امام کے متعلق یہ حسن ظن رکھے کہ ممکن ہے کہ یہ احادیث ان کو نہ ملی ہوں۔ یا ملی تو ہوں لیکن ان کے نزدیک صحیح نہ ہوں۔ ایک مذہب شریعت کی تمام احادیث کا احاطہ نہیں کرسکتا۔ تیرے امام صاحب کا یہ قول بھی ہے جب کوئی صحیح حدیث مل جائے تو وہی میرا مذہب ہے۔ کتنے ہی ایسے مقلدین ہیں۔ جنہوں نے اپنے امام کے بعد بہت احادیث کو چھوڑ دیا ہے۔ حالانکہ وہ احادیث صحیح ہیں۔ ان لوگوں کے لیے بہتر تو یہ تھا کہ وہ اپنے امام کی وصیت پر عمل کرتے ہوئے ان کو قبول کر لیتے آئمہ کے متعلق ہمارا اعتقاد تو یہ ہے کہ ان میں سے کوئی ایک زندہ ہوتا اور اس صحیح حدیث سے آگاہ ہو جاتا تو اس پر ضرور عمل پیرا ہوتا۔

امام شعرانی فرماتے ہیں" ہمارا مذکورہ بالا قول علماء کے اس قول کے منافی نہیں ہے۔ جس میں انہوں نے عوام الناس کو ایک معین مذہب پر عمل پیرا ہونے کا حکم دیا ہے اگرچہ شریعت میں اس تخصص کے لیے کوئی دلیل نہیں کیونکہ علماء نے یہ قول عوام کی سہولت کے لیے کیا ہے تا کہ وہ دو مفسدوں میں سے خفیف تر کا انتخاب کریں۔ اگر علمائے کرام یہ نہ فرماتے تو عوام راہ ہدایت سے بھٹک جاتے کیونکہ وہ بغیر کسی راہنما کے چلنے سے عاجز ہیں۔

امام شعرانی کا یہ قول ہے کہ جو صحیح حدیث پر عمل پیرا ہونا چاہتا ہے وہ اس امام کی تقلید کرے جس نے اس حدیث سے استنباط کیا ہے۔

حضور ﷺ کی نبوت کے مزید دلائل

صوفیاء کے لیے ہمہ وقت محبوب کریم ﷺ کی اطاعت میں سرگرداں رہنے اور ذکر وفکر میں مشغول رہنے کی وجہ سے جو سربستہ راز کھلتے ہیں۔ علوم وہبیہ عطا ہوتے ہیں اور پوشیدہ امور کے حقائق سے نقاب کشائی ہوتی ہے۔ یہ تمام نبی محترم ﷺ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہے۔ جہاں وہ وقف کرتے ہیں وہاں ان کے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مابین تیس زمانوں سے زیادہ عرصہ ہے۔ جہاں تک عیسائیوں کا تعلق ہے تو ان کے ہاں اس قسم کی کوئی روایت موجود ہی نہیں ہے۔ سوائے تحریم طلاق اور تابعین عظام تک کے اقوال محفوظ ہیں جو ان کے کسی نبی یا اس کے ساتھ تک متصل پہنچی ہو۔ عیسائیوں کی کوئی سند شمعون اور بولس سے اوپر تک نہیں جاتی۔

سابقہ زمانوں میں یہ ادیان جاہلوں، مطلب پرستوں اور عیاش پسند لوگوں کے ہاتھوں میں کھلونا بنے رہے ان میں کمی بیشی ہوتی رہی۔ بالآخران میں اتنا اضافہ ہوا کہ ان کے ماننے والے بھی ان سے تنگ آ گئے۔ اہل مذاہب کئی حصوں میں منقسم ہو گئے ان میں سے اکثریت نے دین کے اس حصے کو بھی چھوڑ دیا جس پر ان کے جمہور اسلاف متفق تھے۔ کیونکہ ان میں علوم عقلیہ کی بہتات ہوگئی تھی اس لیے ان میں سے اکثر نے مذہب کو خیر آباد کہہ دیا۔ ان دانشمندوں کی کیفیت کہ ہوگئی کہ وہ جوں جوں اپنے ادیان کا بدقت نظر مشاہدہ کرتے، اپنے عقائد میں غور وخوض کرتے عقائد کے اصول وفروع کو بنظر عمیق دیکھتے تو انہیں اپنے ادیان مشکوک نظر آنے لگے اور ان کی محبت کے متعلق ان کے عقیدے میں نقص پیدا ہونے لگا۔ حتی کہ ان کے دلوں سے اپنے دین کا اثر بالکل مٹ گیا۔ عقائد کا ذرہ بھر اثر بھی ان کے قلوب پر نہ رہا اعتراض اور انکار ان کا وطیرہ بن گیا اس کی تائید کے لیے انہوں نے کئی کتب لکھیں اور ان میں سے جس کا تعلق دین سے نہ ہوتا وہ ان کے نزدیک سب سے زیادہ عقلمند ہوتا وہ اپنے علمائے دین کو اہل عقل ودانش میں شمار نہ کرتے، انہوں نے انہیں صرف اور صرف مذہبی رسوم کے لیے خاص کر رکھا تھا۔ اور یہ صرف اس لیے تھا تا کہ ان کا کچھ نہ کچھ تعلق اپنے دین کے ساتھ بھی رہے۔ اور وہ دین سے بالکل بیگانے نہ ہو جائیں۔

کیونکہ یہ چیز ان کی مصلحت عامہ کے خلاف تھی۔ ان میں سے بعض اہل دانش دین اسلام کی خصوصیات اور محاسن سے آگاہ ہوئے انہوں نے اپنے شہروں کے لوگوں کو اسلام کی طرف بلایا اور بہت سے لوگوں نے ان کی اتباع کی کیونکہ دین اسلام ان کے لیے اپنی تمام تر تجلیات سمیت واضح ہو گیا اور وہ اس کے بعض اسرار سے آگاہ ہو گئے۔ کئی غیر مسلم مفکرین نے دین اسلام کی فضیلت اور سارے ادیان پر اس کی ترجیح کا اقرار کیا ہے۔ ایک غیر مسلم مفکر نے تمام ادیان پر فاضلانہ بحث کرنے کے بعد کہا اگر میں کسی دین کو اختیار کرتا تو اسلام کو اختیار کرتا۔ یہ امر مخفی نہیں ہے کہ حق کی معرفت سے اس کی اتباع لازم نہیں ہوتی۔ ہم بہت سے ایسے لوگوں کو جانتے ہیں جو صرف عداوت اور حسد کی وجہ سے حق کا انکار کر دیتے ہیں اور باطل کا دامن پکڑے رکھتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق میں جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ جو ارادہ کرتا ہے اس کا حکم فرماتا ہے جیسا کہ ارشاد ربانی ہے:

اِنَّكَ لَا تَهْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ (القصص:۵۶)

"بیشک آپ ہدایت نہیں دے سکتے جس کو آپ پسند کریں۔ البتہ اللہ تعالیٰ ہدایت دیتا ہے جسے چاہتا ہے"۔

وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ لَجَعَلَ النَّاسَ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلَا یَزَالُوْنَ مُخْتَلِفِیْنَ ۝ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ رَبُّكَ وَلِذٰلِكَ خَلَقَهُمْ وَتَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ لَاَمْلَـَٔنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ ۝

(ہود:۱۱۸-۱۱۹)

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ان لوگوں نے مسلمان مصنفین کی ہزاروں کتابرڈ کو اپنی ذاتی لائبریریوں اور پبلک لائبریریوں میں رکھا ہوا ہے۔ مسلمانوں کے اس علم کے پھیلاؤ کی وجہ یہ ہے تا کہ غیر مسلموں میں نبی محترم ﷺ کا دین متین زیادہ سے زیادہ پھیلے اور یہی چیز بروز حشر ان کے خلاف دلیل بن جائے۔ اسی پنہاں حکمت کی وجہ سے غیر مسلم بھی قرآن پاک کی اشاعت پر بڑی توجہ دیتے ہیں اور اس کی طباعت میں بڑی جانفشانی کرتے ہیں اور اس کا ترجمہ اپنی اپنی زبان میں کرتے ہیں ان کی اپنی دینی کتب اور ان کے علماء کی تالیفات طباعت کے اعتبار سے مسلمانوں کی کتب کا عشر عشیر بھی نہیں ہیں۔ اگر ہم آئمہ کرام میں سے کسی ایک امام کی تصنیفات کا مقابلہ کسی دوسرے دین کے تمام علماء کی جمیع تصنیفات سے کریں تو یقیناً ہمارے امام کی کتابیں زیادہ ہوں گی۔ متاخرین اور متقدمین علماء نے ہزاروں کی تعداد میں کتابیں لکھی ہیں اگر ان کی تالیفات کو گننا شروع کریں تو ان کا شمار ناممکن ہے یہ ہزاروں ہزاروں ہزاروں......کی تعداد میں ہیں۔

صرف امام جلال الدین سیوطی کی کتابوں کی تعداد پانچ سو ہے۔ ان میں سے اکثر دینی ہیں اور کئی جلدوں پر مشتمل ہیں۔ اسی طرح علامہ ابن حجر کی تالیفات بھی تعداد میں کافی تھیں اسی طرح ابن القیم بھی کثیر تالیفات کے مؤلف تھے۔ امام نووی نے بھی کئی کتابیں تحریر فرمائیں۔ ان عربی کی کتابوں کی تعداد بھی دو سو کے قریب ہے اور ان میں سے اکثر کئی جلدوں پر مشتمل ہیں۔ یہ تمام دینی کتابیں ہیں اسی طرح امام غزالی، امام شعرانی، ابن حجر المکی، المناوی، علی القاری اور ابن کمال پاشا کی تصنیفات کثیر تعداد میں ہیں۔ اگر ہم صرف ان علماء کی کتابوں کو شمار کریں جنہیں ہم جانتے ہیں تو یہ ہزاروں بلکہ لاکھوں کی تعداد میں ہوں گی اس کے علاوہ بعض علماء ایسے ہیں جنہیں ہم جانتے نہیں ہیں اور نہ ہی ہم ان کی کتابوں سے شناسا ہیں۔ میں تو یہاں تک کہتا ہوں کہ اسلام کے علاوہ کسی دوسرے مذہب کی تمام کتابیں ایک مسلمان عالم کی ایک کتاب کا بھی مقابلہ نہیں کر سکتیں۔ مثلاً شیخ اکبر کی تفسیر، اس کی ایک سو جلدیں ہیں۔ اسی طرح ابن تیمیہ اور ابن نقیب المقدسی کی تفسیر۔

اور اس سے بھی عظیم فضیلت وہ ہے جسے سیدی عبدالوہاب شعرانی نے سنن کبریٰ کے چھٹے باب میں ذکر فرمایا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ اصحاب طبقات نے نقل کیا ہے کہ حافظ ابن شاہین نے تین سو تین موضوعات پر کتابیں لکھیں ان کتب میں سے ایک تفسیر قرآن بھی ہے جس کی ایک ہزار جلدیں ہیں۔ اور ایک مسند ہے جس کی سولہ سو جلدیں ہیں۔ ابن شاہین جب آخری عمر کو پہنچے تو ان کی استعمال شدہ سیاہی کا اندازہ لگایا گیا تو اس کا وزن اٹھارہ سو رطل تھا۔ شیخ عبدالغفار القوصی نے مذہب شافعی میں ایک کتاب لکھی جس کی ایک ہزار جلدیں تھیں۔ امام سیوطی فرماتے ہیں کہ شیخ ابوالحسن الاشعری نے ایک تفسیر لکھی جو چھ سو جلدوں پر مشتمل تھی۔ وہ تفسیر بغداد میں جامعہ نظامیہ کی لائبریری میں اب بھی موجود ہے۔

علاوہ ازیں دیگر مذاہب کی زیادہ تر خدمت عوام نے کی علماء عظام نے انہیں مفصل اسناد کے ساتھ نقل نہیں کیا۔ یہ سعادت بھی صرف دین اسلام کے حصہ میں آئی۔ شیخ عبدالقادر جیلانی شرح بخاری کے مقدمہ میں لکھتے ہیں۔ ایک ثقہ راوی کا دوسرے ثقہ راوی سے نقل کرنا یہاں تک کہ حدیث نبی مکرم ﷺ تک پہنچ جائے یہ فضیلت صرف امت محمدیہ کو حاصل ہے۔ مرسل اسناد کے ساتھ کسی نبی کے اقوال کو نقل کرنا یہودیوں کی عادت ہے پھر بھی اسناد میں انہیں وہ قرب میسر نہیں جو قرب ہمیں

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

یہی وجہ ہے کہ یہ دین متین بعثت مصطفیٰ ﷺ سے لے کر آج تک ترقی کی طرف گامزن ہے اور تمام ممالک میں روز بروز ترقی کر رہا ہے ہم دیکھتے ہیں کہ ہر زمان و مکان میں عرب و عجم کے لوگ اس کے انوار سے نور ہدایت پا رہے ہیں اور بغیر کسی رغبت و رہبت کے وہ گروہ در گروہ اس میں داخل ہو رہے ہیں۔ جبکہ دوسرے ادیان کی صورت حال اس کے برعکس ہے ان میں شاذ و نادر کوئی جاہل ہی داخل ہوتا ہے بہت سی ترغیبات اور تربیات سے اسے بہکایا جاتا ہے اور مال و دولت کے لیے وہ اپنے ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے۔ جبکہ ہم ان ادیان کے بہت سے لوگوں کو دیکھتے ہیں کہ وہ گروہ در گروہ اس دین مبین کی طرف کھنچے چلے آرہے ہیں۔ بعض لوگ دہریت اختیار کر رہے ہیں ان کا نہ تو کوئی دین ہے اور نہ ہی کوئی عقیدہ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ اپنے دین میں اتنے اختلافات اور تناقضات دیکھتے ہیں جن کا انکار ہر وہ شخص کرتا ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے عقل سلیم سے نوازا ہو۔ جو ابھی تک اپنے اپنے دین پر برقرار ہیں تو اس کی وجہ وہ فطری تعصب ہے جس میں وہ پل کر جوان ہوئے ہیں۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ جَعَلَنَا مِنْ اَهْلِ دِیْنِهٖ دِیْنِ الْاِسْلَامِ وَاُمَّةِ نَبِیِّهٖ مُحَمَّدٍ عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

''اور اگر چاہتا آپ کا رب تو بنا دیتا سب لوگوں کو ایک ہی امت (لیکن حکمت کا یہ تقاضا نہیں اس لیے) وہ ہمیشہ آپس میں اختلاف کرتے رہیں گے۔ مگر وہ جن پر آپ کے رب نے رحم فرمایا (وہ اس فتنہ سے محفوظ رہیں گے) اسی (رحمت) کے لئے انہیں پیدا فرمایا ہے اور پوری ہوگئی آپ کے رب کی (یہ) بات کہ میں ضرور بھر دونگا جہنم کو جن وانسان (دونوں) سے''۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رسالت کی صداقت کی ایک اور دلیل

امت مصطفویہ کے وہ پاکباز اور پاک دل افراد جو ہمہ وقت اطاعت خداوندی میں مشغول رہتے ہیں اور گناہوں سے کنارہ کشی اختیار کرتے ہیں ان کے چہروں سے نور، رونق اور محبت کی ایسی شعاعیں نکلتی ہیں جن میں ہر کوئی دیکھ سکتا ہے۔ مومن تو مومن ہے کافر بھی اس بات کا اقرار کرتا ہے۔ امت مسلمہ کے صلحاء کے علاوہ کسی اور امت کے صلحاء کے چہروں پر یہ رونق و نورانیت نظر نہیں آتی۔ عصیاں شعاروں اور گناہ گاروں کے چہروں پر تو ہمہ وقت تاریکی اور بے رونقی چھائی رہتی ہے۔ لیکن یہ اثرات پکی اور سچی توبہ سے زائل ہو سکتے ہیں۔ اہل بدعت کی حالت اس سے بھی شدید ہے۔ وہ گمان کرتے ہیں کہ وہ بھی اہل اسلام میں سے ہیں۔ حالانکہ وہ اپنی بدعات کی وجہ سے دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتے ہیں اور اسلام کی بہت سی شرائط سے کنارہ کش ہوتے ہیں اس سے بھی شدید ترین حالت ان لوگوں کی ہوتی ہے۔ جو اپنی ساری زندگی کفر میں بسر کرتے ہیں کفر کے آثار ان کے چہروں پر عیاں ہوتے ہیں۔ بالخصوص ان کی زندگی کے آخری ایام میں ان کے چہروں کی تاریکی اور بدبختی کو وہ مسلمان دیکھ سکتا ہے جس کے دل میں ذرہ بھر بھی ایمان ہو۔ اللہ تعالیٰ کی توحید کے دلائل ان گنت، بے شمار اور لامحدود ہیں۔

وَفِی كُلِّ شَیْءٍ لَهُ اٰیَةٌ تَدُلُّ عَلٰی اَنَّهُ وَاحِدٌ

''ہر شے میں اللہ رب العزت کے لیے نشانی ہے جو اس کی شاہد عادل ہے کہ وہ یکتا ہے''۔

اسی طرح وہ دلائل جو حضور نبی کریم علیہ السلام کی رسالت کی صداقت اور دین اسلام کی صحت پر دلالت کرتے ہیں۔ وہ بھی ان گنت اور لامحدود ہیں وہ بڑی شہرت کے حامل ہیں جیسا کہ میں نے اپنے ایک قصیدہ میں اس حقیقت کی طرف یوں اشارہ کیا ہے:

لَمْ یَجْحَدِ اللّٰهَ لَمْ یَجْحَدْ نُبُوَّتَهُ اِلَّا عَمٍ عَنْ طَرِیْقِ الرُّشْدِ ضَلِیْلٌ

''جو اللہ تعالیٰ کی توحید کا انکار نہیں کرتا وہ نبوت مصطفیٰ علیہ السلام کا بھی انکار نہیں کر سکتا مگر وہ جسے صراط مستقیم کی ہدایت نصیب نہ ہوگی وہ توحید ورسالت کا منکر ہوگا''۔

فَكُلُّ ذَرَّاتِ كُلِّ الْخَلْقِ شَاهِدَةٌ اَنْ لَّا اِلٰهَ سِوَى الرَّحْمٰنِ مَقْبُوْلٌ

''تمام مخلوق کا ذرہ ذرہ اس بات کا شاہد ہے کہ رحمٰن کے علاوہ اور کوئی معبود برحق نہیں ہے''۔

وَاَنَّ اَحْمَدَ خَیْرُ الرُّسُلِ رَحْمَتُهُ لِلْعَالَمِیْنَ فَفِیْهَا الْكُلُّ مَشْمُوْلٌ

''اور یہ کہ احمد مجتبیٰ علیہ السلام تمام رسولوں سے بہترین ہیں اور ان کی رحمت سارے جہانوں کے لیے ہے اور ان کی رحمت ہر چیز کو شامل ہے''۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نہایت رحم کرنے والا"۔

یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میں نے اپنی جان پر بہت ظلم کیا ہے۔ میں آپ ﷺ کی بارگاہ میں اس لیے حاضر ہوا ہوں کہ آپ میرے لیے مغفرت کی دعا فرمائیں۔ اسی وقت قبر انور سے آواز آئی: قَدْ غُفِرَلَکَ "اے اعرابی! تیرے گناہ معاف کر دیئے گئے ہیں"۔

محمد بن حرب الباہلی سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں مدینہ طیبہ حاضر ہوا اور روضۂ رسول کی زیارت کے لیے مسجد نبوی گیا۔ میں نے وہاں ایک اعرابی دیکھا وہ اپنے اونٹ سے نیچے اترا۔ اس نے اونٹ کو باندھا اور روضۂ اطہر میں داخل ہو گیا اس نے نہایت ادب سے سلام عرض کیا اور خوبصورت انداز سے دعا مانگی پھر اس نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو وحی کے لیے مخصوص فرمایا آپ پر قرآن حکیم نازل فرمایا۔ آپ کے لیے اس میں اولین و آخرین کے علوم جمع فرمائے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا "وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ...... تَوَّابًا رَّحِيْمًا (النساء: ٦٤)" میں آپ صلی اللہ علیک وسلم کی بارگاہ بے کس پناہ میں حاضر ہوا ہوں۔ میں اپنے گناہوں کا اعتراف کرتا ہوں۔ میں آپ کو اپنے مولا کی بارگاہ میں شفیع بناتا ہوں۔ پھر وہ قبر انور کی طرف متوجہ ہوا اس نے یہ اشعار پڑھے:

يَا خَيْرَ مَنْ دُفِنَتْ فِي الْاَرْضِ اَعْظُمُهُ فَطَابَ مِنْ طِيبِهِنَّ الْقَاعُ الْاَكَمُ

"اے وہ بہترین انسان! جس کے اعضائے جسمانی کو زمین میں دفن کیا گیا تو ان کی خوشبو سے میدان اور ٹیلے مہک اٹھے"۔

اَنْتَ النَّبِيُّ الَّذِيْ تُرْجٰى شَفَاعَتُهُ عِنْدَ الصِّرَاطِ اِذَا مَا زَلَّتِ الْقَدَمُ

"آپ صلی اللہ علیک وسلم ہی وہ نبی مکرم ہیں۔ جن کی شفاعت کی امید اس وقت پل صراط پر کی جائے گی۔ جب قدم ڈگمگا رہے ہوں گے"۔

نَفْسِي الْفِدَاءُ لِقَبْرٍ اَنْتَ سَاكِنُهُ فِيْهِ الْعَفَافُ وَفِيْهِ الْجُوْدُ وَالْكَرَمُ

"میری جان فدا ہو اس قبر انور پر جس میں آپ صلی اللہ علیک وسلم تشریف فرما ہیں۔ اس قبر نے پاکدامنی اور جود و کرم کو سمیٹ رکھا ہے"۔

یہ اشعار پڑھ کر وہ اپنے اونٹ پر سوار ہوا اور وہاں سے چلا گیا مجھے یقین ہے کہ اس اعرابی کو بخشش و مغفرت کا مژدہ سنا دیا گیا ہوگا۔ میں نے اس کے کلام جیسا بلیغ کلام پہلے نہیں سنا تھا۔

محمد بن عبداللہ العتبی سے بھی یہی واقعہ روایت ہے انہوں نے آخر میں اضافہ کیا ہے کہ میری آنکھ لگ گئی۔ میں نے خواب میں رسول مکرم ﷺ کی زیارت کی آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا اے عتبی! اس اعرابی کے پاس جاؤ اور اسے بشارت دو کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے گناہوں کو معاف فرما دیا ہے۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دوسرا باب

حضور علیہ السلام کا وصال فرما جانے کے بعد مدد طلب کرنے والے لوگوں کی مدد کرنا

میں اس باب میں امام، علامہ شیخ اسلام شمس الدین محمد بن موسیٰ بن نعمان الفاسی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''مصباح الظلام فی المستغیثین بخیر الانام فی الیقظۃ والمنام'' کا خلاصہ پیش کروں گا۔ وہ اکابر علماء اور محدثین میں سے ہیں۔ وہ العزبن عبدالسلام اور حافظ منذری وغیرہ کے شاگرد ہیں۔ یہ کتاب، اس موضوع پر لکھی جانے والی تمام کتب سے نفیس ترین ہے۔ امام قسطلانی نے المواہب اللدنیہ میں اس کے بہت سے حوالے دیئے ہیں۔ میرے پاس اس کے دو صحیح نسخے ہیں۔ ایک نسخہ تو حضرت مؤلف کے زمانہ میں بروز جمعرات 25 رمضان المبارک 677 ہجری کو لکھا گیا۔ حضرت العلام کی وفات 683 ہجری کو ہوئی میں اس کتاب میں سے صرف وہی اشیاء ترک کروں گا۔ جن کا موضوع کے ساتھ کوئی تعلق نہ ہوگا۔ جب میں کوئی واقعہ کسی اور کتاب سے نقل کروں گا تو اس کا بھی حوالہ دوں گا۔ یہ واقعات حضرت مصنف نے بلا واسطہ سنے ہیں اور بعض واقعات میں صرف چند راوی ہیں اور آخر میں شیخ علامہ نورالدین علی الحلبی کی کتاب ''سیرت'' کا بھی ایک اقتباس پیش کروں گا۔ یہ باب تین فصلوں پر مشتمل ہے۔

پہلی فصل

بارگاہ رسالت میں گناہوں کی مغفرت کے لیے فریاد

ابوسعد السمعانی نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب رسول محترم علیہ السلام کو دفن ہوئے تین دن بیت گئے تو ایک اعرابی ہمارے پاس آیا۔ اس نے اپنے آپ کو قبر انور کے اوپر گرا لیا اور اپنے سر پر مٹی ڈالنے لگا اس نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم ہم نے آپ کے فرمان کو سنا اور اسے یاد کیا یہ آیت مبارکہ بھی آپ پر ہی اتری ہے:

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا (النساء:٦٤)

''اور اگر یہ لوگ جب ظلم کر بیٹھے تھے اپنے آپ پر حاضر ہوتے آپ کے پاس اور مغفرت طلب کرتے اللہ تعالیٰ سے نیز مغفرت طلب کرتا ان کے لئے رسول (کریم) بھی تو وہ ضرور پاتے اللہ تعالیٰ کو بہت توبہ قبول فرمانے والا

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تعالیٰ سے دعا مانگی کہ وہ مجھے اولا دِ نرینہ عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ نے میری وہ دعا قبول فرمائی اور مجھے ایک خوبرو بیٹا عطا فرمایا۔ وہ بیٹا اس دن میرے پہلو میں بیٹھا ہوا تھا۔ جب تو حج پر روانہ ہوا تو میں نے وہ رقعہ لکھا جس میں میں نے بارگاہ رسالت میں یہ عرض پیش کی تھی کہ آپ صلی اللہ علیک وسلم اللہ تعالیٰ سے دعا مانگیں کے وہ میرے اس لختِ جگر کو قبول کرلے تا کہ میرا یہ نورِ نظر حشر کے دن میرے کام آئے۔ تمہاری روانگی کے بعد فلاں دن یہ بچہ بیمار ہو گیا اور رات کے وقت اس کی روح عالم بالا کو کوچ کر گئی۔ مجھے یقین ہو گیا کہ میری آرزو پوری ہو چکی ہے اور میرا یہ رقعہ آنحضور ﷺ کو مل چکا ہے۔ جس دن اس دوست کا بچہ بیمار ہوا تھا۔ وہ بعینہٖ وہی دن تھا۔ جس روز میں بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا تھا اور اپنے دوست کا رقعہ پیش کیا تھا۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

شہادت کی آرزو پوری ہوئی

حافظ ابو محمد عبد العظیم بن عبد القوی المنذری فرماتے ہیں کہ مجھے یہ خبر ملی ہے کہ فقیہ ابو علی الحسین بن عبد اللہ بن رواحہ بن ابراہیم بن عبد اللہ بن رواحہ الحموی نے ایک قصیدہ لکھا اور اسے بارگاہ رسالت میں پیش کیا انہوں نے اس قصیدے کا انعام یہ مانگا کہ انہیں درجۂ شہادت ملے۔ کچھ عرصہ بعد وہ شہادت سے سرخرو ہوئے۔ ابن عساکر فرماتے ہیں۔ فقیہ ابو علی مرج عکا کے مقام پر بروز بدھ 585ہجری ماہ شعبان میں شہید ہوئے۔

بیٹے کی آرزو پوری ہوئی

قیروان کے بعض ثقہ شیوخ سے مروی ہے کہ ان کے شہر کے ایک شخص نے حج پر جانے کا ارادہ کیا۔ اس شخص کے دوست نے کہا اے میرے بھائی! مجھے تم سے ایک ضروری کام ہے۔ میری خواہش ہے کہ تم میرا وہ کام کرو۔ اس نے کہا تمہارا کیا کام ہے۔ اس کے دوست نے کہا میری خواہش ہے کہ تم میرا یہ رقعہ بارگاہ رسالت میں لے جاؤ۔ آپ ﷺ کو میرا اسلام کہنا اور یہ رقعہ آپ ﷺ کے سر مبارک کی طرف دفن کر دینا۔ میری یہی سب سے بڑی ضرورت ہے اور اس کے علاوہ میرے ساتھ وعدہ کرو کہ تم نہ تو اس رقعے کو کھولو گے اور نہ ہی اس کو پڑھو گے۔

وہ شخص کہتا ہے میں نے ایسے ہی کیا جب میں قبر انور کے پاس پہنچا تو میں نے سلام عرض کیا اور اپنی حاجات پیش کیں۔ پھر اپنے دوست کا بھی سلام عرض کیا اور اس کے رقعہ کو آپ ﷺ کے سر مبارک کی جانب دفن کر دیا۔ جب میں ادائیگی حج کے بعد واپس آیا تو شہر سے باہر ہی مجھے میرا دوست مل گیا۔ اس نے مجھے اللہ تعالیٰ کی قسم دی کہ میں اس کے ہاں بطور مہمان ٹھہروں۔ اس نے میری مہمان نوازی میں عمدہ ذوق کا مظاہرہ کیا۔ میرے اہل خانہ کی بھی خوب تواضع کی۔ پھر اس نے مجھ سے کہا اللہ تعالیٰ تجھے بہترین جزا دے تم نے میرا رقعہ بارگاہ رسالت میں پیش کر دیا تھا۔ میں نے اس دوست کے اس قول پر تعجب کا اظہار کیا۔ حالانکہ ابھی تک اس نے مجھ سے اپنے رقعہ کے متعلق پوچھا بھی نہ تھا۔ پھر اس کو اس کے متعلق کیسے علم ہو گیا۔ جب میں اپنے سفر حج پر روانہ ہوا تو میرے اس دوست کا ایک ننھا سا بیٹا بھی تھا۔ میں نے اپنے دوست سے پوچھا تجھے کیسے علم ہو گیا ہے کہ میں نے تمہارا رقعہ بارگاہ رسالت میں پیش کر دیا تھا۔ اس دوست نے کہا اب میری داستان غور سے سنو۔ میرا ایک بھائی فوت ہو گیا۔ اس نے اپنے پیچھے ایک چھوٹا سا بچہ چھوڑا۔ میں نے اپنے بھتیجے کی عمدہ تربیت کی پھر میرا وہ بھتیجا بھی بچپن میں ہی فوت ہو گیا۔ میں نے اسی رات خواب میں دیکھا مجھے ایسے محسوس ہوا گویا کہ قیامت قائم ہو چکی ہے۔ حشر بپا ہے۔ کوشش پیہم کی وجہ سے لوگ پیاسے ہیں۔ میں اسی کیفیت میں تھا کہ وہاں مجھے اپنا بھتیجا نظر آیا۔ اس کے ہاتھ میں پانی تھا۔ میں نے اسے پانی پلانے کے لیے کہا اس نے کہا میرے والد کا آپ سے زیادہ حق ہے۔ یہ بات مجھے بڑی گراں گزری۔ جب میں بیدار ہوا تو قیامت کے منظر سے دہشت زدہ اور اپنے بھتیجے کے رویے سے متعجب تھا۔ میرے لیے وہ رات بڑی طویل ہو گئی۔ صبح تھی کہ ہونے میں نہ آتی تھی۔ جب صبح ہوئی تو میں نے اپنے تمام دینار اللہ کی راہ میں صدقہ کر دیئے اور اللہ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حال شخص ملا۔ اس نے اس سے پوچھا کہاں کا ارادہ ہے۔ اس نے جواب دیا میں بارگاہ رسالت میں حاضری کے لیے جارہا ہوں۔ میں وہاں عرض کروں گا کہ اہل روم نے میرے بیٹے کو گرفتار کرلیا ہے اور اس کی رہائی کے لیے معاوضہ تین سو دینار مقرر کیا ہے۔ لیکن میں مفلس ہوں اتنی بڑی رقم ادا نہیں کرسکتا۔ اس شخص نے کہا بارگاہ رسالت میں استمداد کے لیے عرض تو ہر جگہ سے کی جاسکتی ہے لیکن اس بزرگ نے اس شخص کی بات نہ مانی اور بارگاہ نبوت میں حاضر ہونے کے لیے اپنے سفر پر رواں دواں رہا۔ جب وہ مدینہ طیبہ پہنچا تو گنبد خضریٰ کے پاس آیا اور اپنی داستان الم سنائی اور استغاثہ پیش کیا۔ اس نے رات کو خواب میں نبی کریم ﷺ کی زیارت کی۔ نبی محترم ﷺ نے فرمایا اپنے شہر کی طرف لوٹ جا۔ جب وہ اپنے وطن آیا تو اس نے دیکھا کہ اس کے فرزند کو اللہ تعالیٰ نے نجات عطا فرمائی ہے۔ جب اس نے اپنے بیٹے سے رہائی کے متعلق پوچھا تو اس نے بتایا فلاں رات اللہ تعالیٰ نے مجھے اور بہت سے دیگر قیدیوں کو رہائی عطا فرمائی۔ جب حساب لگایا گیا تو یہ رات بعینہٖ وہی شب تھی۔ جب اس کا والد استمداد کے لیے بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا تھا۔

اسیری سے نجات

ابن سمحون الناسخ سے روایت ہے کہ اہل روم نے انہیں گرفتار کرلیا اور وہ کئی سال ان کی قید میں رہے۔ انہوں نے اپنے دل میں سوچا میرے پاس نہ تو مال ہے کہ میں فدیہ دے کر آزاد ہو جاؤں اور نہ ہی میرے اہل خانہ ہیں جو مجھے اس قید و بند کی صعوبتوں سے بچالیں میرے لیے صرف ایک ہی چارہ کار ہے کہ میں ایک خط لکھوں۔ جس میں اپنی حکایت غم بیان کروں اور اسے بارگاہ رسالت میں بھیج دوں۔ میں نے ایک ورق میں اپنی داستان غم لکھی اور اس شہر کے ایک تاجر کے ہاتھ اسے بارگاہ رسالت میں بھیج دیا۔ میں نے اس سے کہا جب تجھے روضۂ رسول علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام پر حاضر ہونے کی سعادت ملے تو اس خط کو قبر انور کے پاس لٹکا دینا۔ اس شخص نے ایسا ہی کیا۔ پھر جب لوگ حج ادا کرنے کے بعد واپس آئے تو ایک تاجر اس شہر میں آیا جہاں میں اسیر تھا اور بادشاہ سے میرا مطالبہ کیا۔ ایک دن میں اسی قید خانے میں تھا کہ میرے پاس بادشاہ کا قاصد آیا۔ اس نے مجھے پکڑا اور اپنے بادشاہ کے پاس لے گیا۔ جب میں بادشاہ کے دربار میں گیا وہاں ایک شخص بیٹھا ہوا تھا وہ مجھے عجمی لگتا تھا۔ بادشاہ نے اس شخص سے پوچھا کیا یہ وہی شخص ہے اس شخص نے کہا مجھے کچھ معلوم نہیں بادشاہ نے مجھ سے میرا نام پوچھا میں نے اس کو اپنا نام بتایا اس نے مجھ سے کہا کچھ لکھو تاکہ میں تمہارا خط دیکھ سکوں۔ جب میں نے کچھ لکھا اور اس عجمی نے میرا خط دیکھا تو وہ فوراً بول اٹھا یہ شخص بالکل وہی ہے۔ اس شخص نے مجھے خریدا اور مجھے پکڑ کر اس کفرستان سے باہر لے آیا میں نے اس سے پوچھا تو نے میرے ساتھ یہ عمدہ سلوک کیوں کیا ہے۔ اس نے کہا میں نے اس سال ہی حج ادا کیا اور گنبد خضریٰ کی زیارت کے لیے مدینہ طیبہ حاضر ہوا۔ جب میں نے روضۂ رسول علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کی تو میں وہیں بیٹھ گیا میں نے دل میں سوچا کاش سرور کائنات ظاہری حیات میں تشریف فرما ہوتے اور مجھے کسی کام کا حکم فرماتے مجھے وہ کام کرکے کتنی خوشی ہوتی میں اسی سوچ و بچار میں تھا کہ مجھے ایک ورق نظر آیا جو ہواء میں معلق تھا میں نے دل میں کہا میری آرزو پوری ہوگئی ہے اور مجھے رسول مکرم ﷺ نے اس خط پر عمل کرنے کا حکم دیا ہے۔ میں نے وہ خط لیا اور اس کو کھول کر پڑھا۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دوسری فصل

قیدیوں، راہ گم کردہ مسافروں، مصیبت زدوں اور مریضوں کا بارگاہ رسالت میں استغاثہ کرنا

امام قسطلانی کا مدد کے لیے پکارنا

امام قسطلانی اپنی کتاب مواہب لدنیہ کے دسویں مقصد کی دوسری فصل میں فرماتے ہیں۔ حضور ﷺ کے وصال کے بعد عالم برزخ میں آپ ﷺ سے مدد طلب کرنے کے واقعات ان گنت اور بے شمار ہیں۔ ابوعبداللہ بن نعمان نے اپنی کتاب ''مصباح الظلام'' میں ان واقعات کا کچھ حصہ درج کیا ہے۔

ایک دفعہ مجھے ایک ایسی بیماری لاحق ہوئی جس نے تمام اطباء کو عاجز کر دیا۔ میں کئی سال اس بیماری میں مبتلا رہا۔ مجھے 28 جمادی الاولیٰ 893 ہجری کو مکہ معظمہ حاضر ہونے کی سعادت حاصل ہوئی میں نے بارگاہ رسالت میں مدد کے لیے التجاء کی۔ اسی دوران کہ میں سویا ہوا تھا خواب میں ایک شخص آیا اس کے پاس ایک کاغذ تھا۔ جس میں یہ عبارت مرقوم تھی:

هٰذَا دَوَاءُ دَاءِ اَحْمَدَ بْنَ الْقَسْطَلَانِىْ مِنَ الْحَضْرَةِ الشَّرِيْفَةِ بَعْدَ الْاِذْنِ الشَّرِيْفِ ''یہ دوا بارگاہ رسالت سے احمد بن القسطلانی کی بیماری کے لیے ہے اذن شریف کے بعد''۔

جب میں بیدار ہوا تو مجھے کوئی بھی بیماری نہ تھی۔ اللہ کی قسم! میرا مرض ختم ہو چکا تھا اور مجھے نبی محترم ﷺ کی برکت سے مکمل شفا حاصل ہو گئی تھی۔

885 ہجری میں، میں مکہ معظمہ کی زیارت کے بعد مصر کی طرف عازم سفر تھا۔ راستہ میں ہماری خادمہ غزال حبشیہ کو آسیب نے آلیا۔ وہ کئی دن اس بیماری میں مبتلا رہی۔ میں نے اس کی شفا کے لیے بارگاہ رسالت میں عرض کی۔ میرے خواب میں آنے والا آیا۔ اس کے ساتھ وہ جن بھی تھا جس نے ہماری خادمہ کو زیر اثر کیا تھا۔ اس شخص نے مجھ سے کہا نبی کریم ﷺ نے اس جن کو تمہارے پاس بھیجا ہے۔ میں اس جن سے ناراض ہوا اس نے وعدہ کیا کہ اب وہ دوبارہ ادھر نہیں آئے گا۔ جب میں بیدار ہوا تو میں نے دیکھا کہ وہ خادمہ بالکل پرسکون تھی۔ اب وہ مکمل طور پر صحت یاب تھی۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

(المواہب کی عبارت ختم ہوئی)

قید سے نجات مل گئی

ابو محمد عبداللہ بن ازدی الکحال الاندلسی فرماتے ہیں۔ اندلس کا ایک شخص تھا جس کے لڑکے کو گرفتار کر لیا گیا۔ وہ اپنے شہر سے مدینہ طیبہ کی طرف عازم سفر ہوا تا کہ اپنے بیٹے کا معاملہ بارگاہ رسالت میں پیش کرے۔ راستہ میں اسے ایک صاحب

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وقت قریب آیا۔ تو میں جونہی نیند سے بیدار ہوتا میرے ہاتھ خود بخود دعا کے لیے اٹھ جاتے۔ میں لگاتار دعائیں مانگتا۔ پھر جب ماہ رجب 166 ہجری کی پہلی جمعرات آئی تو میں نے چھوٹے بچوں کو روزہ رکھنے کے لیے کہا افطاری کے وقت ہم نے روزہ افطار کیا اور مغرب کی نماز ادا کی پھر صلوٰۃ الرغائب ادا کی پھر میں دعا میں مصروف ہو گیا۔ چھوٹے بچے بھی آہ و فغاں کرنے لگے۔ اسی رات اس جزیرہ سے دشمن کا زور ٹوٹ گیا۔ جمعہ کے دن دشمن ہم سے پوری طرح مغلوب تھا اور اسی ماہ رجب کی انیس تاریخ کو مسلمانوں نے اس پورے علاقے کو فتح کر لیا۔

جب افرنسیس نے دمیاط پر قبضہ کر لیا اور یہ خبر مدینہ طیبہ پہنچی تو وہاں کے لوگوں نے آہ و فغاں شروع کی وہ بار بار فریاد لے کر بارگاہ رسالت میں حاضر ہوتے ایک صالح بزرگ فرماتے ہیں کہ جب یہ خبر مدینہ طیبہ پہنچی اس وقت میں بھی وہاں حاضر تھا۔ وہاں اہل سادات میں سے ایک شخص تھے۔ ان کا تعلق مغرب کے ممالک سے تھا اور وہ روضۂ رسول کے مجاور تھے۔ وہ روتے ہوئے قبر رسول علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے پاس آئے اس وقت وہ یہ کہہ رہے تھے۔ یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم دشمن نے دمیاط پر قبضہ کر لیا ہے۔ اب سید صاحب نے کھانا پینا بھی چھوڑ دیا۔ کئی اور افراد نے بھی خواب میں نبی مکرم ﷺ کی زیارت کی اور دشمن کی شکایت کی۔ آپ ﷺ نے دشمن کی ہلاکت کی اسی طرح خبر دی جس طرح پہلے بھی ایک مرتبہ یہ بشارت سنائی تھی۔

مصیبت میں حضور ﷺ سے استمداد

استاذ ابو العباس احمد بن محمد الجرخی فرماتے ہیں۔ میں نے دیویہ کے ایک شخص کو دیکھا جو فارس میں سیمون البیجاوی کے نام سے معروف تھا۔ وہ دمیاط کی سرحد پر بادشاہ کے دربار میں آیا اور دولت اسلام سے مالا مال ہوا وہ بیان کرتا ہے کہ اس کے اور اہل دیویہ کے درمیان کچھ اختلافات پیدا ہو گئے۔ اس نے ان کے خلاف بغاوت کی وہ کہتا ہے میں نے اپنے ہاتھ میں اپنا گھوڑا پکڑا اہل دیویہ نے میرا تعاقب شروع کیا۔ میں ان سے بہت خوفزدہ ہوا راستے میں میرا گھوڑا بھی بھاگ گیا۔ میں نے بارگاہ رسالت میں عرض کی اے محمد بن عبداللہ! صلی اللہ علیک وسلم اگر میرا گھوڑا میرے پاس آ گیا تو میں آپ صلی اللہ علیک وسلم پر صدق دل سے ایمان لے آؤں گا۔ اسی وقت گھوڑا میرے پاس آ گیا وہ میرے اردگرد چکر لگانے لگا میں نے اپنا گھوڑا پکڑا اور بادشاہ کے دربار میں حاضر ہو گیا۔ پھر وہ شخص حضور ﷺ کی برکت سے اسلام بھی لے آیا اور راہ خدا میں جہاد کرتے ہوئے مرتبہ شہادت پر فائز ہو گیا۔ وقت نزع اس کے لبوں پر سرکار دو عالم ﷺ کا ذکر مبارک تھا۔

نعرۂ یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم

ایک صالح بزرگ جو کسی کافر بادشاہ کی قید میں تھے۔ وہ فرماتے ہیں وہ شہر جس میں، میں پابہ زنجیر تھا۔ اس شہر کے بادشاہ یا اس کے بھائی کا بحری بیڑہ ساحل سمندر کے ساتھ لنگر انداز ہوا انہوں نے تمام قیدیوں کو اکٹھا کیا ان کی اپنی تعداد بھی تین ہزار کے قریب تھی۔ لیکن وہ بحری بیڑے کو کھینچ کر کنارے تک نہ لے جا سکے ایک شخص بادشاہ کے پاس آیا۔ اس نے اس سے کہا اس بیڑے کو مسلمانوں کے علاوہ اور کوئی سمندر سے نہیں نکال سکتا۔ لیکن شرط یہ ہے کہ وہ جو کچھ کہیں انہیں منع نہ کیا جائے۔ انہوں

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وہاں تیرا نام لکھا ہوا تھا۔ تو نے اسیری سے نجات پانے کے لیے بارگاہ رسالت میں استغاثہ کیا تھا۔ میں نے وہاں سے اس شہر کا قصد کیا جس کا تذکرہ تو نے اپنے خط میں کیا تھا کہ تو وہاں قید ہے۔ میں اس شہر میں آیا اور بادشاہ سے تیری رہائی کے متعلق گفتگو کی۔ جب تو بادشاہ کے دربار میں آیا تھا اور میں نے تجھ سے سوال کیا تھا۔ اس وقت مجھے یقین ہو گیا تھا کہ تو ہی وہ شخص ہے جس نے یہ خط لکھا تھا۔ میں نے تجھ کو خرید لیا۔ میں نے یہ تمام تگ و دو نبی محترم ﷺ کی رضا کے لیے کی ہے۔

یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم کی دہائی

ابراہیم بن مرزوق البیانی فرماتے ہیں کہ جزیرہ شقر کا ایک شخص گرفتار ہو گیا۔ اسے لوہے کی سلاخوں کے پیچھے پھینک دیا گیا۔ وہ حضور ﷺ کو مدد کے لیے پکارتا رہتا ہمہ وقت اس کی زبان یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم کے ترانے الاپتی رہتی۔ دشمن کے سردار نے اس سے کہا اپنے رسول (مکرم ﷺ) سے کہو کہ وہ تمہیں رہنمائی دے۔ جب رات ہوئی تو ایک شخص نے اس قیدی کو جھنجوڑ کر جگایا اور اسے کہا اذان دو۔ قیدی نے کہا کیا تجھے نظر نہیں آ رہا کہ میں کس مصیبت میں گرفتار ہوں۔ اس نے اذان دینا شروع کی جب وہ اشھد ان محمد رسول اللہ پر پہنچا تو اس نے دیکھا کہ اس کے قید خانے کی لوہے کی سلاخیں ٹوٹ گئی ہیں اور اس کے سامنے ایک گلشن نمودار ہوا ہے۔ وہ اس گلستان میں ٹہلتا رہا۔ پھر اس کے لیے ایک غار ظاہر ہوا وہ اس میں سفر کرتا رہا حتی کہ جلد ہی وہ جزیرہ شقر تک پہنچ گیا۔ اس کا حیرت انگیز واقعہ تمام شہروں میں مشہور تھا۔ علی بن عبدون السبتی فرماتے ہیں کہ دشمن نے ہم کو گرفتار کر لیا۔ دشمن نے مجھے پکڑا اور پابند سلاسل کر دیا۔ اس وقت یہ دو اشعار میری زبان پر جاری ہو گئے۔

اَوْقَفَنِیْ حُبُّکَ فِیْمَنْ یَزِیْدُ ۔۔۔ فِیْ شُکْلَةِ الذُّلِّ وَ نَعْتِ الْعَبِیْدِ

"یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم آپ کی محبت نے مجھے ان لوگوں کے سامنے کھڑا کر دیا ہے جن کے وصف ذلت اور صفت غلامی میں اضافہ ہو رہا ہے۔"

قَدْ حَضَرَ الْبَائِعُ وَالْمُشْتَرِیْ ۔۔۔ عَبْدُکَ مَوْقُوْفٌ فَمَا ذَا تُرِیْدُ

"خریدنے والے اور بیچنے والے جمع ہیں۔ آپ صلی اللہ علیک وسلم کا غلام کھڑا ہے۔ فرمایئے کیا ارادہ ہے"۔

میں نے اپنے حبیب لبیب ﷺ کا تصور کیا اور بارگاہ خداوندی میں دعا کی۔ اے مولا! تجھے واسطہ اس فضل و کرم اور عظمت و کرامت کا جو تو نے اپنے محبوب مکرم ﷺ کو عطا فرمائی ہے۔ مجھے اس مصیبت سے نجات عطا فرما۔ چنانچہ اگلی رات ہمیں حضور ﷺ کی برکت سے نجات مل گئی۔

ابوالحسن علی بن ابی قاسم عرف ابن قفل فرماتے ہیں جب ہم دمیاط کی سرحدوں پر گرفتار تھے تو ابوالبرکات عبدالرحمٰن بن معد میرے پاس آئے انہوں نے مجھ سے کہا آج رات میں نے نبی محترم ﷺ کی خواب میں زیارت کی میں نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم کیا آپ ملاحظہ نہیں فرما رہے کہ ہم کس مصیبت سے دوچار ہیں۔ آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا ابن قفل کا دامن پکڑ لو۔ ابن قفل کہتے ہیں میں اس وقت دعا کی کوشش کرتا تھا لیکن اس پر قدرت نہ پاتا تھا۔ لیکن جب فتح کا

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وقت ایک شخص میرے والد کے پاس آیا اور کہنے لگا اے محمد! یہ پکڑو۔ انہوں نے ہاتھ بڑھا کر ایک تھیلی پکڑ لی اس میں اسی دینار تھے جب صبح قرض خواہ ان کے پاس آیا تو انہوں نے وہ تھیلی اس کے سپرد کر دی۔

ابوالقاسم عبیداللہ بن منصور المقری فرماتے ہیں میرے والد صاحب مجھ سے سارا ہفتہ قرض لیتے رہتے۔ جب ایک سو یا اس سے کچھ زائد دینار قرض ہو جاتا تو میں ان سے واپسی کا مطالبہ کرتا۔ وہ فرماتے اللہ کی قسم! میں ہفتے کے دن تمہارا سارا قرض چکا دوں گا۔ انہوں نے کئی مرتبہ مجھ سے یہی وعدہ کیا ہر مرتبہ وہ ہفتہ کے روز میرا قرض ادا کر دیتے۔ ایک دن میں نے ان سے سوال کیا۔ آپ کو یہ رقم کہاں سے ملتی ہے۔ میرا یہ سوال سن کر وہ رونے لگے انہوں نے فرمایا اے میرے بیٹے! میں اپنی تلاوت اور وظائف کا ثواب جمع کرتا رہتا ہوں۔ پھر جمعہ کے روز اسے بارگاہ رسالت میں پیش کر کے عرض کرتا ہوں یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم مجھ پر اتنا قرض ہے۔ مجھے وہاں سے مطلوبہ رقم مل جاتی ہے۔ جہاں سے مجھے وہم و گمان بھی نہیں ہوتا۔ اس رقم سے میں اپنا سارا قرض ادا کر لیتا ہوں۔

حرم مصطفیٰ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے مجاور یوسف بن علی فرماتے ہیں مجھ پر قرضہ کا بوجھ بہت زیادہ ہو گیا۔ جس کی وجہ سے میں نے مدینہ طیبہ چھوڑنے کا قصد کر لیا۔ میں گنبد خضریٰ کے پاس آیا اور ادائیگی قرض کے لیے استمداد کی میں نے خواب میں نبی مکرم ﷺ کی زیارت کی۔ آپ ﷺ نے مجھے مدینہ طیبہ میں ہی ٹھہرنے کا اشارہ فرمایا۔ اس کے بعد جلد ہی میں سارے قرض سے سبکدوش ہو گیا۔

متورم پاؤں ٹھیک ہو گئے

ام فاطمہ اسکندریہ فرماتی ہیں کہ جب وہ مدینہ طیبہ پہنچیں ان کے پاؤں سوج گئے۔ یہ تکلیف اتنی بڑھ گئی کہ وہ چلنے پھرنے سے عاجز آ گئیں۔ اسی کیفیت میں وہ روضۂ رسول ﷺ کے اردگرد چکر لگاتیں اور عرض کرتیں یا حبیبی! یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم تمام لوگ اپنے اپنے گھروں کو روانہ ہو چکے ہیں۔ میں یہاں اکیلی رہ گئی ہوں۔ میں واپس جانے کی قدرت نہیں رکھتی یا تو یہ انتظام فرمائیں کہ میں اپنے اہل و عیال کے پاس پہنچ جاؤں یا پھر یہ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے اسی حرم میں موت عطا فرمائے۔ وہ بار بار یہ دعا مانگ رہی تھیں۔ اسی اثناء میں کہ وہ روضۂ انور کے پاس اسی کیفیت میں بیٹھی ہوئی تھیں کہ اچانک تین عربی جوان وہاں آئے۔ انہوں نے بلند آواز سے کہا مکہ معظمہ کون جانا چاہتا ہے؟ ام فاطمہ جلدی سے ان جوانوں کے پاس گئیں اور کہنے لگیں میں مکہ مشرفہ جانے کی خواہش مند ہوں۔ ان میں سے ایک نے کہا اٹھو ام فاطمہ فرماتی ہیں میں نے کہا میں اٹھ نہیں سکتی۔ اس جوان نے کہا اپنے پاؤں پھیلاؤ میں نے اپنے پاؤں پھیلائے میری کیفیت دیکھ کر اس جوان نے کہا یہ وہی ہے۔ انہوں نے مجھے اپنی سواری پر بٹھایا اور مجھے مکہ معظمہ لے آئے جب ایک جوان سے اس واقعہ کے متعلق پوچھا گیا تو اس نے کہا میں نے خواب میں نبی مکرم ﷺ کی زیارت کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس خاتون کو لے جاؤ جو اپنے پاؤں کی تکلیف کی وجہ سے یہاں بیٹھی ہوئی ہے۔ یہ کئی روز سے میری بارگاہ میں استغاثہ کر رہی ہے۔ ام فاطمہ فرماتی ہیں۔ میں بڑی آسانی سے مکہ معظمہ پہنچ گئی۔ میرے پاؤں کے ورم بھی ختم ہو چکے تھے۔ میں اسکندریہ بھی پہنچ گئی لیکن مجھے تھکاوٹ کا

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نے ہمیں جمع کیا اور ہم کو اجازت دی کہ ہم جو چاہیں نعرہ لگا لیں۔ اس وقت ہماری تعداد ساڑھے چار سو تھی۔ ہم نے بیک آواز کہا ''یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم'' اور ایک ہی جھٹکے میں بیڑے کو کنارے پر لے آئے۔ یہ ساری برکت اس لیے تھی کیونکہ ہم نے حضور ﷺ سے استمداد کی تھی۔

بارگاہ نبوت میں مدد کی درخواست

ابوالقاسم بن تمام فرماتے ہیں ہم دس آدمی قصر طوبیٰ میں ابویونس کے پاس گئے۔ ہم نے اس سے کہا ''ہمیں امیر کی ماں کے نام ایک خط لکھ دو زیادۃ اللہ الامیری نے ہمارے ایک سو علماء اور قراء کو گرفتار کر لیا ہے اس نے انہیں اپنے لشکر میں بھیج دیا ہے۔ ابویونس نے ہم سے کہا میں کسی امیر یا اس کی ماں کو نہیں جانتا۔ میں صرف اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مکرم ﷺ کو جانتا ہوں آج رات ہم اللہ تعالیٰ سے دعا مانگیں گے اور وہ قیدی ان شاء اللہ نجات پا جائیں گے۔ وہ جمعہ کی رات تھی۔ جب رات کی تاریکی چھا گئی تو ابویونس کھڑے ہو گئے انہوں نے عرض کی اے احمد، اے محمد، اے ابوالقاسم، اے خاتم النبیین، اے سید المرسلین، اے وہ ہستی پاک جس کو اللہ تعالیٰ نے رحمۃ للعالمین کا تاج پہنا کر بھیجا ہے۔ (صلی اللہ علیک وآلک واصحابک وسلم) آپ صلی اللہ علیک وسلم کی امت میں سے ایک گروہ میرے پاس آیا ہے۔ اور اس نے مجھے ایک پاکباز قوم کی رہائی کے لیے کہا ہے۔ میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ اپنے رب سے دعا مانگیں کہ وہ انہیں رہائی عطا فرمائے۔ پھر ابویونس نے اپنے وظائف کیے اور وہیں سو گئے۔ وہ خواب میں حضور ﷺ کے دیدار سے مشرف ہوئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے ابویونس! میں نے ان علماء کی رہائی کے لیے بارگاہ ربوبیت میں التجا کی ہے۔ ان شاء اللہ وہ کل آزاد ہو جائیں گے۔ ابن تمام فرماتے ہیں جب صبح ہوئی تو ہم نے ابویونس سے کہا اے ہمارے سردار! ہم آپ کے پاس ایک حاجت لے کر حاضر ہوئے تھے۔ انہوں نے فرمایا میں نے ان کی رہائی کے متعلق حضور ﷺ سے گذارش کی تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا ان شاء اللہ کل وہ آزاد ہو جائیں گے۔ جمعہ کے روز وہ تمام زیادۃ اللہ بن اغلب کے دربار میں گئے اور اسے سلام کیا اس نے انہیں سلام کا جواب دیا۔ انہیں خوش آمدید کہا اس نے انہیں کہا اے اہل علم! اسے اہل قرآن! اللہ تعالیٰ ابن صائغ پر لعنت کرے۔ جس نے تمہیں قیدی بنا کر میرے سامنے پیش کیا۔ میں تمہیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مکرم ﷺ کے لیے آزاد کرتا ہوں۔

ادائیگی قرضہ کے لیے استغاثہ

ابن محمد بن منکدر فرماتے ہیں کہ اہل یمن کے ایک شخص نے ان کے والد صاحب کو اسی دینار دیئے اور خود جہاد کے لیے روانہ ہو گیا۔ اس شخص نے میرے والد صاحب سے کہا اگر تجھے ضرورت پڑے تو یہ دینار خرچ کر لینا۔ ان شاء اللہ میں واپس آ کر تم سے یہ رقم لے لوں گا۔ اس کے بعد وہ شخص جہاد کے لیے روانہ ہو گیا۔ اس کے جانے کے بعد اہل مدینہ کو سخت قحط سالی کا سامنا کرنا پڑا۔ میرے باپ نے وہ دینار اہل مدینہ میں تقسیم کر دیئے۔ کچھ مدت ہی گزری تھی کہ وہ شخص میرے والد صاحب کے پاس آیا اور اپنی رقم کا تقاضا کیا۔ میرے والد صاحب نے کہا میں کل تمہاری رقم واپس کر دوں گا میرے باپ نے وہ ساری رات مسجد نبوی میں گذاری کبھی وہ حضور ﷺ کی قبر انور کے ساتھ لپٹ جاتے اور کبھی منبر شریف کے ساتھ لپٹتے۔ سحری کے

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اوراوپر سے دیکھ کر پڑھنا شروع کیا۔اب یہ میرا معمول بن گیا تھا کہ میں قرآن پاک کو دیکھ کر ہی پڑھتا تھا۔جب مجھ سے غلطی ہو جاتی تو خواب میں اشارہ کر دیا جاتا تاکہ تو نے فلاں جگہ غلطی کی ہے۔

حضور نبی محترم سے استمداد اور سند قرأت کا حصول

جامع عتیق مصر کے ایک قاری نے تین طلاقوں کی قسم اٹھائی کہ میں اس وقت تک کسی شاگرد کو سند اجازت نہیں دوں گا۔ جب تک وہ مجھے دس دینار نہیں دے گا اتفاق سے ایک نادار شخص نے اس قاری سے قرأت پڑھی جب اس کا کورس مکمل ہو گیا تو اس نے اپنے استاذ سے سند اجازت طلب کی قاری صاحب نے اس مفلس کو اپنی قسم کے متعلق بتایا جسے سن کر اسے بہت دکھ ہوا۔اس نے اپنے دوستوں سے پانچ دینار جمع کئے اور قاری کی خدمت میں پیش کیے۔لیکن اس نے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔انتہائی دکھ کے عالم میں وہ کنگال شخص اس شہر سے باہر نکلا اس نے ایک قافلہ دیکھا جو حج کے لیے عام سفر تھا۔اس آدمی نے کہا اللہ کی قسم! میں یہ دینار حج پر صرف کروں گا۔اس نے اپنا زادراہ خریدا اور قافلہ کے ساتھ روانہ ہو گیا۔حتی کہ وہ مکہ معظمہ پہنچ گیا۔حج ادا کرنے کے بعد وہ مدینہ طیبہ حاضر ہوا۔جب اس نے قبرانور کی زیارت کی تو اس نے حضور ﷺ کی بارگاہ میں یوں سلام عرض کیا۔''اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ وَآلِکَ وَسَلَّمَ'' پھر دس یا سات ائمہ کی قرأت کے مطابق تلاوت کی پھر عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم یہ قرأت اللہ رب العزت سے حضرت جبرائیل کے واسطہ سے آپ ﷺ تک اور پھر فلاں قاری کے واسطہ سے مجھ تک پہنچی ہے۔میں نے اپنے شیخ سے سند اجازت طلب کی۔ لیکن انہوں نے انکار کر دیا۔یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم اس قرأت کی سند کے حصول کے لیے میں آپ کی بارگاہ میں سراپا فریاد ہوں۔پھر وہ سو گیا۔خواب میں رحمت عالم ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوا۔آپ ﷺ نے اس سے فرمایا اپنے استاذ کو میرا سلام دینا اور اسے حکم دینا کہ رسول مکرم ﷺ تجھے حکم فرماتے ہیں کہ مجھے بلا معاوضہ سند اجازت دے دے۔اگر اسے کوئی تردد ہو تو اسے کہنا کہ میرے اس خواب کی صداقت کی علامت ''زُمَرًا زُمَرًا'' ہے۔جب وہ غریب شخص مصر آیا۔تو وہ اپنے استاذ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اسے نبی مکرم ﷺ کا پیغام سنایا۔لیکن اس نے اس خواب کی تصدیق نہ کی اس شخص نے استاذ سے کہا جناب! اس خواب کی صداقت کی دلیل ''زُمَرًا زُمَرًا'' ہے اس وقت استاذ نے بلند چیخ ماری اور بے ہوش ہو کر گر پڑا۔جب اسے ذرا افاقہ ہوا تو اس کے دوستوں نے پوچھا اے استاذ محترم! یہ کیا معاملہ ہے؟ استاذ نے کہا میں اکثر تلاوت قرآن میں مشغول رہتا تھا۔ایک دن میں نے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان پڑھا:

وَمِنْهُمْ اُمِّيُّوْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ الْكِتٰبَ اِلَّآ اَمَانِيَّ وَاِنْ هُمْ اِلَّا يَظُنُّوْنَ (البقرہ:۷۸)

''اوران میں کچھ ان پڑھ ہیں جو نہیں جانتے کتاب کو بجز جھوٹی امیدوں کے اور وہ تو محض وہم و گمان ہی کرتے رہتے ہیں''۔

میں نے قسم اٹھائی کہ اب میں قرآن پاک کو پڑھتے ہوئے خوب غور و فکر کروں گا۔اب میں قرآن کو خوب سمجھ کر پڑھتا۔ قرآن پڑھنے کی رفتار کم ہو گئی۔حتی کہ مجھے قرآن پاک بھولنے لگا۔میں نے اپنی قسم کا کفارہ ادا کیا اور قرآن پاک کو دوبارہ حفظ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

احساس تک نہ ہوا۔

آنکھ کی شفا کے لیے استغاثہ

عبدالرحمٰن الجزولی فرماتے ہیں ہر سال میری آنکھ خراب ہو جاتی تھی۔ جب مجھے مدینہ طیبہ حاضر ہونے کی سعادت ملی تو میں حضور ﷺ کی قبر انور کے پاس آیا اور عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میں آپ کی پناہ میں ہوں اور میری آنکھ خراب ہے۔ حضور ﷺ کی برکت سے اسی وقت میری آنکھ ٹھیک ہوگئی اور اس کے بعد آج تک میری آنکھ کو تکلیف نہیں ہوئی۔

بیس دراہم کے لیے التجاء

ابوعبداللہ محمد بن ابراہیم الرندی فرماتے ہیں میں مدینہ طیبہ میں حاضر تھا۔ جب میں وہاں سے جانے لگا تو کچھ درویش بھی میرے ہمراہ ہو گئے۔ میں گنبد خضریٰ کے پاس آیا۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم مجھے بیس درہموں کی ضرورت ہے۔ کچھ دیر بعد ایک شخص مجھے ملا جس نے مجھے بیس درہم دیئے۔

وسعت رزق چاہتے ہو تو شام جاؤ

ابوموسیٰ عیسیٰ بن سلامہ کہتے ہیں کہ ابومروان عبدالملک بن حزب اللہ تیرہ سال مدینہ طیبہ میں ٹھہرے اسی دوران اہل مدینہ کو شدید قحط سالی کا سامنا کرنا پڑا۔ وہ فرماتے ہیں میں نے اپنے معاملہ میں اللہ تعالیٰ سے استخارہ کیا۔ میں نے خواب میں نبی محترم ﷺ کی زیارت کی اور اپنی ضرورت عرض کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا شام کی طرف چلے جاؤ۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم آپ سے جدائی کیسے برداشت کروں گا۔ آپ ﷺ نے دوبارہ یہی فرمایا شام کی طرف چلے جاؤ۔ میں نے عرض کی آپ سے جدائی ناقابل برداشت ہے۔ آپ ﷺ نے سہ بارہ یہی فرمایا حضرت ابراہیم خلیل الرحمٰن علیہ السلام کی قبر انور کی طرف سفر کرو۔ (شام کی طرف چلے جاؤ) وہ فرماتے ہیں۔ میں شام کی طرف عازم سفر ہوا راستہ میں مجھے بہت سے برکات ملیں۔

ناظرہ تلاوت کے لیے استغاثہ

ابوموسیٰ فرماتے ہیں مجھے معلوم ہوا کہ ہمارے شیخ ابوغیث ربیع ماردینی قرآن پاک کو اوپر سے دیکھ کر پڑھتے ہیں کیونکہ پہلے وہ حروف کی شناخت نہیں کر سکتے تھے۔ اس لیے میں نے اس کا انکار کر دیا۔ جب میں مکہ معظمہ میں ان کے پاس حاضر ہوا۔ میں نے انہیں دیکھا وہ قرآن پاک کو دیکھ کر پڑھ رہے تھے۔ جب میں نے اس کی وجہ پوچھی تو انہوں نے فرمایا جب مجھے مدینہ طیبہ جانے کی سعادت ملی تو میں رات مسجد نبوی علی صاحبہ الصلوٰۃ والسلام میں بسر کرتا تھا۔ جب میں قبر انور کے پاس تنہا ہوتا تو میں بارگاہ ایزدی میں حضور ﷺ کے وسیلے سے دعا مانگتا۔ مولا! میرے لیے قرآن پاک کو دیکھ کر پڑھنا آسان فرما دے۔ ایک شب میں وہیں بیٹھ گیا۔ مجھ پر اونگھ طاری ہوگئی۔ میں نے نبی محترم ﷺ کی زیارت کی۔ آپ ﷺ فرما رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے تمہاری دعا کو شرف قبولیت بخشا ہے۔ اب قرآن مجید کھولو اور اس سے دیکھ کر پڑھو۔ صبح میں نے قرآن کھولا

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مجھے نبی مکرم ﷺ کے پاس چھوڑ کر آ گئے تھے۔ان میں سے بعض نے مجھے سچا سمجھا اور بعض نے میری تکذیب کی۔ چند ماہ بعد میرے ساتھی بھی وہاں پہنچ گئے۔انہوں نے بھی لوگوں کو یہی واقعہ سنایا۔

نبی مکرم ﷺ کی حاجت روائی

ابوالقاسم ثابت بن احمد البغدادی فرماتے ہیں کہ انہوں نے مدینۃ النبی میں ایک شخص دیکھا۔اس نے قبر انور کے پاس کھڑے ہو کر صبح کی اذان دی۔اذان میں اس نے ''اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ'' کہا مسجد نبوی کے خدام میں سے ایک خادم اس کے پاس آیا اور اسے تھپڑ رسید کیا۔وہ آدمی رونے لگا اس نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم ذرا ملاحظہ تو فرمائیں آپ کی بارگاہ میں مجھ سے کیسا سلوک ہو رہا ہے۔اس کے فوراً بعد اس خادم کو فالج ہو گیا اسے فوراً اپنے گھر پہنچایا گیا۔تین دن کے بعد وہ وہیں مر گیا۔

ہاشمیہ خاتون بارگاہ رسالت میں

بیان کیا جاتا ہے کہ ایک ہاشمیہ خاتون روضہ رسول علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام پر مجاورہ تھی۔کچھ خدام اسے ستاتے تھے۔وہ فرماتی ہیں ایک روز میں نے بارگاہ مصطفیٰ ﷺ میں استغاثہ کیا۔مجھے حجرۂ مبارکہ سے آپ کی صدا مبارک سنائی دی۔آپ ﷺ نے فرمایا کیا میری زندگی تمہارے لیے نمونہ نہیں ہے۔اسی طرح صبر کرو جس طرح میں نے صبر کیا۔وہ خاتون فرماتی ہیں میرا غم و دکھ اسی وقت ختم ہو گیا۔ابھی تین دن نہیں گزرے تھے کہ وہ تینوں خادم جو مجھے ستاتے تھے مر گئے۔اس ہاشمیہ خاتون کے مدینہ طیبہ میں ہی وفات پائی۔

اور مجھے میرا نور نظر مل گیا

شیخ ابوالقاسم بن یوسف الاسکندرانی فرماتے ہیں میں مدینہ طیبہ میں موجود تھا۔میں نے بارگاہ نبوت میں ایک شخص دیکھا وہ استغاثہ کر رہا تھا وہ عرض کر رہا تھا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میں آپ کے دامن کرم سے لپٹ کر عرض کرتا ہوں کہ میرا لخت جگر مجھے مل جائے۔میں نے اس سے اس کے بیٹے کے متعلق پوچھا اس شخص نے کہا جدہ سے وہ میرے ساتھ روانہ ہوا تھا راستہ میں ایک جگہ وہ قضائے حاجت کے لیے اپنی سواری سے اترا اس کے بعد میں نے اسے نہیں دیکھا۔ابوالقاسم فرماتے ہیں اس واقعہ کے دو سال بعد میں نے اسی شخص کو مصر میں دیکھا میں نے اس سے اس کے بیٹے کے متعلق پوچھا اس نے کہا اللہ تعالیٰ نے مجھے میرا بیٹا ملا دیا تھا۔وہ گم ہو جانے کے بعد بنو شعبہ کے اونٹ چراتا رہا۔اسی دوران ایک معزز خاتون نے خواب میں نبی محترم ﷺ کی زیارت کی۔آپ ﷺ نے اس عورت سے فرمایا تم اس مصری شخص کو بنو شعبہ کی قید سے آزاد کرواؤ اور اسے اس کے اہل و عیال تک پہنچانے کا بندوبست کرو۔حضور ﷺ کی بارگاہ بے کس پناہ میں استغاثہ کی وجہ سے ہی یہ مسئلہ حل ہوا۔

ابو عبد اللہ محمد بن ابی الامان فرماتے ہیں کہ جب ابو عزیز قتادہ مدینہ طیبہ پر قبضہ کرنے کی ناپاک خواہش لے کر آیا تو وہ باب بلاط سے داخل ہو کر باب حدید کی طرف گیا اور مدینہ طیبہ کے بعض مقامات پر قبضہ کر لیا۔ایک بشریٰ نامی خادمہ نے

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کرنے لگا۔ تھوڑی مدت میں مجھے قرآن حکیم دوبارہ یاد ہو گیا۔ تلاوت کرتے ہوئے ایک روز میں نے یہ آیت پڑھی:

ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ الَّذِیْنَ اصْطَفَیْنَا مِنْ عِبَادِنَا ۚ فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ ۚ وَ مِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ ۚ وَ مِنْهُمْ سَابِقٌۢ بِالْخَیْرٰتِ (فاطر:۳۲)

''پھر ہم نے وارث بنایا اس کتاب کا ان کو جنہیں ہم نے چن لیا تھا۔ اپنے بندوں سے پس بعض ان میں سے اپنے نفس پر ظلم کرنے والے ہیں اور بعض درمیانہ رو ہیں اور بعض سبقت لے جانے والے ہیں نیکیوں میں''۔

میں دل میں سوچنے لگا نہ جانے میرا انجام کس گروہ میں سے ہو گا۔ میں لیٹے ہوئے سوچتا رہا یقیناً میں نہ دوسرے گروہ میں سے ہوں نہ تیسرے میں سے اس لیے میرا شمار پہلے گروہ میں سے ہی ہو گا۔ اس رات میں اسی غم و حزن میں سو گیا۔ خواب میں رسول محترم ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوا۔ آپ ﷺ نے فرمایا قرآن پاک کے قاریوں کو بشارت ہو وہ جنت میں ''زُمَرًا زُمَرًا'' گروہ در گروہ داخل ہوں گے۔

پھر اس استاذ نے اپنے مفلس شاگرد کی طرف توجہ کی۔ اس کی پیشانی کو چوما اور اپنے دوستوں کو مخاطب کر کے کہنے لگے۔ میں تمہیں اس بات کا گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اپنے شاگرد کو سند اجازت دے دی ہے۔ وہ خود بھی پڑھے اور لوگوں کو بھی پڑھائے۔ قرأت کی سند اجازت بارگاہ رسالت میں استغاثہ کی وجہ سے ملی۔

سب کے مشکل کشا سلام علیک

شیخ ابو ابراہیم ایک بلند پایہ ولی تھے۔ ان کی کرامات پورے مغرب میں مشہور تھیں۔ ایک مرتبہ انہوں نے اپنے چند دوستوں کے ساتھ فریضۂ حج ادا کیا۔ کیونکہ وہ مفلس تھے اس لیے ان کے رفقاء انہیں مکہ معظمہ چھوڑ کر واپس چلے آئے۔ شیخ ابو ابراہیم مدینہ طیبہ حاضر ہوئے اور مکین گنبد خضریٰ کے حضور یوں عرض کناں ہوئے۔ یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم کیا آپ نے مشاہدہ نہیں فرمایا کہ میرے ساتھی مجھے تنہا چھوڑ کر چلے گئے ہیں۔ انہوں نے خواب میں حضور ﷺ کی زیارت کی۔ نبی اکرم ﷺ نے انہیں فرمایا مکہ معظمہ چلے جاؤ جب تم آب زمزم کے کنویں کے پاس پہنچو گے تو وہاں تمہیں ایک شخص ملے گا۔ جو لوگوں کو پانی پلا رہا ہو گا۔ اسے کہنا کہ رسول مکرم ﷺ تمہیں فرما رہے ہیں کہ مجھے میرے گھر تک چھوڑ آؤ۔ ابو ابراہیم فرماتے ہیں میں مکہ معظمہ آیا۔ جب میں چاہ زمزم کے پاس آیا تو میں نے وہاں اسی شخص کو دیکھا جس کی طرف نبی اکرم ﷺ نے خواب میں اشارہ فرمایا تھا۔ میرے کچھ کہنے سے پہلے ہی اس نے مجھ سے کہا ذرا ٹھہرو! میں لوگوں کو پانی پلانے سے فارغ ہو جاؤں۔ جب وہ فارغ ہوا تو رات کی تاریکی چھا چکی تھی۔ وہ بیت اللہ سے نکلا اور مکہ معظمہ کے بلند پہاڑوں کی طرف آیا۔ میں بھی اس کے پیچھے پیچھے تھا۔ صبح کے وقت ہم ایک ایسی وادی میں پہنچے۔ جہاں سر سبز شاداب درخت تھے۔ وہاں پانی کے چشمے رواں دواں تھے۔ میں نے کہا یہ خوبصورت جگہ وادی شفشاوہ سے کتنی مشابہت رکھتی ہے جوں جوں صبح کا اجالا پھیلتا گیا مجھے یقین ہوتا گیا کہ وہ وادی شفشاوہ ہی ہے۔ میں اپنے اہل خانہ کے پاس آیا اور انہیں عجیب واقعہ کے متعلق بتایا انہوں نے بھی تعجب کا اظہار کیا۔ یہ واقعہ سن کر لوگ بھی متعجب ہوئے۔ انہوں نے مجھ سے قافلہ کے متعلق پوچھا۔ میں نے انہیں بتایا کہ وہ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مجھے اپنے پیچھے پیچھے آنے کا اشارہ کیا۔ میں اس کے پیچھے پیچھے چلتا رہا حتی کہ میں مدینہ طیبہ پہنچ گیا۔

ابوالحجاج فرماتے ہیں میں نے ایک بزرگ دیکھا وہ نبی محترم ﷺ کے دربار گوہر بار کی زیارت کے لیے مدینہ طیبہ حاضر ہوا۔ راستہ میں وہ بھٹک گیا اس نے بارگاہ رسالت میں استغاثہ کیا اسے اسی وقت حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا روضہ نظر آیا۔ حالانکہ اس کے درمیان اور مدینہ طیبہ کے درمیان ابھی دو دن کا فاصلہ تھا۔

ہر مشکل وقت میں حضور ﷺ سے استمداد کرو

ابوعبداللہ سالم فرماتے ہیں میں نے خواب میں دیکھا کہ میں بحرنیل کے ایک جزیرے میں ہوں۔ میں نے وہاں ایک مگرمچھ دیکھا جو مجھے نگل لینا چاہتا تھا۔ اسے دیکھ کر میں خوف زدہ ہو گیا۔ پھر اچانک ایک خوبرو شخص ظاہر ہوا۔ مجھے یقین ہو گیا کہ وہ نبی اکرم ﷺ تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

اِذَا کُنْتَ فِیْ شِدَّةٍ فَقُلْ اَنَا مُسْتَجِیْرٌ بِکَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْکَ وَسَلَّمَ

”جب تو کسی مشکل میں پڑ جائے تو یہ کہا کر یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں۔“

میرا ایک بھائی روضہ اطہر کی زیارت کے لیے سفر پر روانہ ہوا۔ وہ نابینا تھا۔ میں نے اس سے یہ خواب بیان کیا میں نے اس کو کہا جب بھی مشکل پڑے یہی کہو ”اَنَا مُسْتَجِیْرٌ بِکَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ“ دوران سفر وہ رابغ کے مقام پر پہنچا وہاں پانی قلت تھی۔ اس کا خادم پانی کی جستجو کے لیے نکلا۔ وہ بیان کرتا ہے۔ مجھے شدید پیاس لگی تھی۔ میرے ہاتھ میں خالی مشکیزہ تھا۔ اس وقت مجھے نبی محترم ﷺ کا فرمان یاد آ گیا۔ میں نے ”اَنَا مُسْتَجِیْرٌ بِکَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ“ کہا اسی اثناء میں میں نے ایک شخص کی آواز سنی وہ مجھ سے کہہ رہا تھا۔ اپنا مشکیزہ قریب کرو میں نے اپنے مشکیزہ میں پانی کے گرنے کی آواز سنی۔ حتی کہ وہ مشکیزہ پانی سے لبریز ہو گیا۔ میں نہیں جانتا تھا کہ وہ شخص کہاں سے آیا تھا۔

شیر سے حفاظت

شیخ صالح ابوالحسن علی بن یوسف البقوی فرماتے ہیں۔ ایک رات میں نے خواب میں ایک بہت بڑا شیر دیکھا وہ میرے آگے سے مجھ پر حملہ آور ہوا۔ میں نے پکارا ”محمد“ ﷺ جونہی یہ مبارک اسم میرے لبوں سے نکلا۔ شیر مجھ سے دور ہو گیا۔ پھر وہ میری دائیں طرف سے مجھ پر حملہ آور ہوا۔ میں نے پھر پکارا ”محمد“ ﷺ وہ مجھ سے دور ہو گیا۔ پھر میرے بائیں پہلو سے مجھ پر حملہ آور ہوا میں نے پھر ”محمد“ ﷺ کہا ایک شخص اچانک نمودار ہوا وہ میرے اور اس شیر کے مابین حائل ہو گیا اس کے بعد وہ شیر مجھے نظر نہ آیا۔ پھر میں بیدار ہو گیا۔

ضیافت مصطفیٰ ﷺ

ابو محمد عبدالواحد ابن علی الصنہاجی فرماتے ہیں میں ملک شام میں تھا۔ میں تقریباً چھ ماہ مریض رہا۔ میں نے ایک قافلہ دیکھا جو مدینہ طیبہ کی طرف عازم سفر تھا۔ میں نے بھی سفر کرنے کا عزم مصمم کر لیا۔ اہل کارواں نے صدا لگائی ”تین ایام کا پانی

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مدرسہ کے چند بچوں کو ہمراہ لیا اور بارگاہ رسالت میں حاضری دی ان بچوں نے اپنے گلوں میں عمامے لٹکا رکھے تھے۔ وہ اپنی زبانوں سے یوں گویا تھے:

اِستَجرْنَابِکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ

''یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم ہم آپ کی پناہ کے لیے حاضر ہوئے ہیں''۔

اس استمداد کے بعد صرف دو آدمیوں شریف اور مولیٰ نے پورے لشکر کو مغلوب کر لیا یہاں تک کہ وہ مدینہ طیبہ سے باہر نکل گیا۔

منکر و نکیر سے نجات مل گئی

ابو العباس احمد بن محمد فرماتے ہیں فاس کے ایک شہر میں ایک عورت رہتی تھی۔ وہ جب کوئی حیرت انگیز معاملہ دیکھتی یا کوئی خوف افزا چیز دیکھتی تو وہ اپنی آنکھوں کو بند کر لیتی، اپنے چہرے کو ڈھانپ لیتی اور اپنی زبان سے ''محمد'' ﷺ کہتی۔ جب وہ اس دار فانی کو خیر آباد کہہ گئی تو اس کے ایک قریبی عزیز نے اس کو خواب میں دیکھا وہ کہتا ہے میں نے اس خاتون سے پوچھا اے پھوپھی! کیا تم نے ان دو فرشتوں (منکر و نکیر) کو دیکھا ہے۔ اس نے کہا ہاں وہ دونوں میرے پاس آئے۔ جب میں نے انہیں دیکھا تو میں نے اپنی آنکھوں کو بند کر لیا۔ اپنے چہرے کو ڈھانپ کر ''محمد'' کہا جب میں نے اپنے چہرے سے ہاتھ ہٹایا تو وہ دونوں وہاں سے جا چکے تھے۔

اونٹ کی دستیابی

ابو اسحٰق ابراہیم بن عیسیٰ فرماتے ہیں کہ میں مدینہ منورہ اور شام کے مابین عازم سفر تھا۔ اسی دوران ہمارا ایک اونٹ گم ہو گیا۔ میں نے الشیخ احمد رفاعی کا ایک فرمان سن رکھا تھا۔ انہوں نے فرمایا تھا جسے کوئی ضرورت پیش آئے وہ عبادان کی طرف منہ کر کے سات قدم چلے پھر مجھ سے استمداد کرے تو اس کی ضرورت کو پورا کر دیا جائے گا۔ جب میں نے عبادان کی طرف منہ کیا اور استغاثہ کرنے کا ارادہ کیا تو مجھے ہاتف غیبی سنائی دی۔ کیا تجھے شرم نہیں آتی تم حضور ﷺ کے علاوہ دوسروں سے مدد طلب کر رہے ہو۔ پھر میں نے مدینہ طیبہ کی طرف رخ کیا اور عرض کی: یَا سَیِّدِیْ! یَارَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ وَآلِکَ وَسَلَّمَ اَنَا مُسْتَغِیْثٌ بِکَ ''اے میرے سردار! اے اللہ تعالیٰ کے رسول مکرم! صلی اللہ علیک وسلم میں آپ کے دربار دُربار کی پناہ کا خواہاں ہوں۔ میں نے ابھی تک اپنی عرض مکمل بھی نہیں کی تھی کہ میرے پاس اونٹوں کا نگران آیا اس نے بتایا ہمیں اونٹ مل گیا ہے۔

مدینہ طیبہ کا راستہ مل گیا

ابو الحجاج یوسف بن علی فرماتے ہیں۔ میں مدینہ طیبہ حاضر ہونے کے لیے مکہ مکرمہ سے روانہ ہوا۔ میں راستے میں بھٹک گیا۔ میں نے بارگاہ نبوت میں استغاثہ کیا۔ اچانک میں نے ایک عورت دیکھی جو مدینہ طیبہ کی طرف عازم سفر تھی۔ اس نے

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ﷺ کی حرمت کے طفیل ہمیں اس عذاب سے نجات عطا فرما اور سلامتی کے ساتھ ساحل آشنا کر۔ ابوالعباس فرماتے ہیں کہ ابھی تک میں نے اپنی دعا کو مکمل نہیں کیا تھا کہ میں نے ملائکہ کو دیکھا انہوں نے ہمارے جہاز کو گھیر رکھا تھا اور ہمیں سلامتی کی نویدیں سنا رہے تھے۔ میں نے اپنے ساتھیوں کو بشارت دی کہ ان شاء اللہ کل ہم سلامتی کے ساتھ مرسی پہنچ جائیں گے۔

صالح بن شوشا البلنسی فرماتے ہیں ہم اپنے جہاز پر سوار ہو کر بحری سفر پر رواں دواں تھے۔ اچانک ہمیں دشمن کا جہاز نظر آیا وہ ہمارے تعاقب میں تھا۔ جب وہ جہاز ہمارے قریب تر پہنچ گیا۔ تو میں نے بارگاہ رسالت میں یوں استمداد کی۔ اے محمد! صلی اللہ علیک وسلم ہم آج آپ کے مہمان ہیں۔ اس استغاثہ کے فوراً بعد ہم نے اس جہاز میں دھماکے کی آواز سنی۔ جس کے بعد وہ کئی ٹکڑوں میں منقسم ہو گیا۔ انہیں اپنی جان کے لالے پڑ گئے اور ہم نبی مکرم ﷺ کی برکت سے بخیر وعافیت تونس چلے گئے۔

میری نیا پار لگا دینا

علی بن مصطفیٰ العسقلانی فرماتے ہیں۔ ہم بحر عیذاب میں عازم سفر تھے۔ ہم جدہ پہنچنا چاہتے تھے راستہ میں ہمیں شدید طوفان کا سامنا کرنا پڑا ہم نے خوف وہراس کے عالم میں اپنا سامان زیست سمندر میں پھینک دیا اور موت کا انتظار کرنے لگے۔ ہم نے بارگاہ رسالت میں استغاثہ کرنا شروع کیا۔ ہماری زبان پر یا محمد !صلی اللہ علیک وسلم یا محمد!صلی اللہ علیک وسلم کے کلمات تھے۔ ہمارے ساتھ مغرب کے ایک بزرگ تھے۔ انہوں نے فرمایا اے حجاج !پرسکون ہو جاؤ۔ تم خیریت کے ساتھ ساحل تک پہنچ جاؤ گے۔ میں نے نبی محترم ﷺ کا خواب میں دیدار کیا ہے۔ میں نے عرض کی یارسول اللہ !صلی اللہ علیک وسلم آپ کی امت آپ سے مدد طلب کر رہی ہے۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرف توجہ فرمائی اور فرمایا اے ابوبکر! انہیں خیریت سے کنارے تک پہنچا آؤ۔ میری آنکھ اب یہ نظارہ کر رہی ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سمندر میں اتر چکے ہیں اور وہ جہاز کو اگلے حصے سے پکڑ کر کھینچ رہے ہیں۔ حتی کہ انہوں نے اسے خشکی پر لنگر انداز کر دیا۔ اے لوگو! تمہیں یہ نجات اس وجہ سے ملی ہے کہ تم نے بارگاہ رسالت میں استغاثہ کیا تھا۔ اب تم تمام سفر سلامتی کے ساتھ کرو گے۔ ہمارا یہ سارا سفر برکات وفیوض سے بھرپور رہا۔

ابوعبداللہ محمد بن علی الخزرجی فرماتے ہیں میں "جرجر" میں تھا۔ وہاں سے میں بحری سفر پر روانہ ہوا اچانک مجھے طغیانی کا سامنا کرنا پڑا۔ جب مجھے غرق ہو جانے کا یقین ہو گیا تو میں نے بارگاہ رسالت سے مدد چاہتے ہوئے پکارا یارسول اللہ !صلی اللہ علیک وسلم اچانک مجھے ایک لکڑی مل گئی۔ میں اس پر بیٹھ گیا اس طرح اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کی برکت سے مجھے نجات عطا فرمائی۔ فقیہ امام قاسم بن فقیہ امام شہید عبدالرحمٰن بن القاسم فرماتے ہیں جب 645 ہجری میں ہم قصیر سے مکہ معظمہ کی طرف عازم سفر ہوئے تو ہم نے جزیرۂ سرناقہ کی طرف سے سمندر کو عبور کرنے کا قصد کیا ہم عصر کے بعد سمندری کشتیوں پر سوار ہو گئے۔ اس وقت سمندر میں شدید طوفان تھا۔ ہوا تیز ہو چکی تھی اور سورج بھی غروب ہو چکا تھا۔ ہم ساحل تک نہیں پہنچ سکتے تھے۔ نہ ہی ہمیں اپنی سمت کا علم تھا اسی دوران کشتی کے تختے ٹوٹ گئے۔ ہم نے اپنے معاملات کو اللہ کے سپرد کیا جب رات کا تہائی حصہ گزر گیا تو طوفان میں شدت آ گئی۔ میں نے بارگاہ رسالت میں استغاثہ کیا اس استغاثہ کو

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

لے لو" رات کے وقت میں نے سورہ طٰہٰ کی تلاوت کی اور پھر بارگاہ رسالت میں عرض کی اَنَا فِیْ ضِیَافَتِکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ وَآلِکَ وَسَلَّمَ۔ "اے رسول مکرم! صلی اللہ علیک وسلم میں آپ کا مہمان ہوں"۔ میں نے بارگاہ ربوبیت میں التجا کی کہ مجھے حضور ﷺ کی زیارت نصیب ہوتا کہ میں اپنے معاملہ میں آپ سے مشاورت کرسکوں۔ میں سو گیا خواب میں نبی مکرم ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی۔ میں نے آپ ﷺ کی بارگاہ میں سلام عرض کیا۔ آپ ﷺ نے مجھے پکڑا اور اپنے سینۂ اقدس سے چمٹا لیا اور فرمایا تجھے اپنی کامیابی پر بشارت ہو کسی قسم کا خوف نہ رکھو۔ نبی محترم ﷺ کی برکت سے ہم صبح کے وقت پانی کے چشمہ پر خیمہ زن تھے۔ سارے کارواں نے خوب سیر ہو کر پانی پیا میں نے بھی اپنے جسم میں قوت وتوانائی محسوس کی۔ لوگوں نے مجھے سواری کے لیے اپنے جانور پیش کیے۔ لیکن میں نے انکار کر دیا۔ اب حضور ﷺ کی برکت سے میں سارے قافلہ سے آگے تھا۔

ابوعبداللہ محمد بن سالم السجلماسی فرماتے ہیں جب میں نے تاجدار مدینہ ﷺ کی زیارت کا ارادہ کیا تو میں پیدل ہی عازم سفر ہو گیا۔ جب مجھے کمزوری کا احساس ہوتا تو میں کہتا یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میں آپ کا مہمان ہوں۔ جونہی میں یہ عرض کرتا میری تمام کمزوری اور ناتوانائی ختم ہو جاتی۔

کنویں کی گہرائی سے نجات

احمد بن محمد السلاوی فرماتے ہیں جب میں بارگاہ نبوت سے رخصت ہونے لگا تو میں نے عرض کی یا حبیبی، یا محمد یا سید الکونین صلی اللہ علیک وسلم میں صحراء میں عازم سفر ہونے لگا ہوں۔ دوران سفر جب مجھے کسی مشکل کا سامنا کرنا پڑے گا۔ تو اللہ تعالیٰ سے دعا مانگوں گا۔ آپ کا وسیلہ پکڑوں گا۔ پھر میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے مزار اقدس پر آیا اور یہی کلمات عرض کیے میں سات دن تک جنگل میں عازم سفر رہا دوران سفر میں ایک کنویں میں گر پڑا صبح سے لیکر شام تک میں اسی کنویں میں رہا مجھے موت آنکھوں کے سامنے دکھائی دے رہی تھی۔ مجھے اچانک وہ کلمات یاد آ گئے جو میں نے وقت رخصت بارگاہ رسالت میں عرض کیے تھے۔ میں نے عرض کیا۔ یا حبیبی، یا محمد صلی اللہ علیک وسلم ملاحظہ فرمائیں میں کس مصیبت میں مبتلا ہوں۔ پھر میں نے حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے اسماء یاد کر کے یہی کلمات عرض کیے۔ اچانک میں نے دیکھا کہ کوئی شخص مجھے کنویں سے باہر نکال رہا تھا۔ نبی محترم ﷺ کی برکت سے میں نے کنویں سے نجات حاصل کی۔

حضور ﷺ کے وسیلہ سے نجات

ابوالعباس المری فرماتے ہیں میں ایک دفعہ ایک سمندری جہاز پر سوار ہوا۔ ہمیں اچانک تند و تیز طوفان کا سامنا کرنا پڑا۔ یہ طوفان اتنا شدید تھا کہ ہمیں اپنی ہلاکت کا یقین ہو گیا۔ میں نے سنا کوئی کہنے والا کہہ رہا تھا۔ اے دشمنو! اے دشمن کی اولاد! تم کس لیے یہاں آئے ہو۔ یہ کلمات سنتے ہی میں نے اپنے ہاتھوں کو بلند کر دیا اور یہ دعا مانگی۔ مولا! اپنے پیارے نبی محترم

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

انہیں خواب میں نبی مکرم ﷺ کا دیدار نصیب ہوا۔ انہوں نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میں ایک خطرناک بیماری میں مبتلا ہوں آپ ﷺ نے فرمایا تمہاری اس تکلیف کو دور کر دیا گیا ہے اور تمہارا مدعا پورا ہو گیا ہے۔ اس کے بعد انہیں نبی اکرم ﷺ کی برکت سے شفا مل گئی۔

ابن بونی فرماتے ہیں کہ میرے والد تنگی نفس کی بیماری میں مبتلا ہو گئے۔ یہ تکلیف اتنی شدید تھی کہ وہ بالا خانے سے نیچے نہیں اتر سکتے تھے۔ لوگ ان کے پاس زانوئے تلمذ طے کرنے کے لیے بھی آتے تھے۔ میں بھی بیمار تھا اور پہلی منزل میں میرا بستر تھا۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ نبی محترم ﷺ ہمارے غریب خانے میں تشریف لائے۔ میں نے تکیہ پیش کیا آپ ﷺ ٹیک لگا کر بیٹھ گئے میں نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میرے والد محترم ضعیف و ناتواں ہیں۔ وہ ضیق النفس کی بیماری میں مبتلا ہیں۔ وہ بالا خانے سے نیچے تشریف نہیں لا سکتے اور میں اپنی علالت کی وجہ سے ان کی خدمت میں حاضر نہیں ہو سکتا۔ میری یہ عرض سن کر نبی محترم ﷺ میرے والد کے پاس تشریف لے گئے۔ صبح کی نماز کے وقت میں نے سیڑھیوں پر آہ آہ کی آواز سنی۔ میرے والد محترم سیڑھیوں سے نیچے تشریف لا رہے تھے۔ انہوں نے میرے پاس آ کر فرمایا اے میرے نور نظر! آج شب نبی محترم ﷺ میرے پاس تشریف لائے میں نے جواب دیا نبی اکرم ﷺ پہلے میرے پاس تشریف لائے اور اس کے بعد آپ کے پاس تشریف لے گئے۔ اس کے فوراً بعد ہم دونوں شفایاب ہو کر کھڑے ہو گئے۔

قید سے نجات

صالح بزرگ ابو محمد عبدالرحمان میدانی فرماتے ہیں میں ایک رات بحر اسکندریہ کے کنارے پر قیام پذیر تھا۔ مجھے اچانک خیال آیا کہ ملک صالح کرک قید میں ہے۔ مجھے اس کی رہائی کے لیے دعا مانگنی چاہیے میں شیخ مغاوری کی قبر انور پر حاضر ہوا۔ چند رکعت نماز ادا کی پھر نبی محترم ﷺ کے توسل سے اس کی رہائی کے لیے دعا کی پھر میں وہیں سو گیا میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک آدمی فوجیوں کی قید میں ہے اور وہ ان کے گھیراؤ سے نکلنے کے لیے سعی پیہم کر رہا ہے۔ مگر کامیاب نہیں ہو رہا اچانک نبی مکرم ﷺ وہاں تشریف لے آئے آپ ﷺ نے سبز حلہ زیب تن فرما رکھا تھا۔ آپ ﷺ کے دائیں بائیں نور کے دو مینار تھے۔ یہ مینار آسمان تک بلند تھے۔ جونہی حضور ﷺ ان فوجیوں کے قریب پہنچے وہ گھیراؤ توڑ کر چلے گئے اس خواب کے بعد میں بیدار ہو گیا چند دن بعد مجھے خبر ملی کہ ملک صالح رہا ہو کر مصر چلا گیا ہے۔

داڑھی اُگ آئی

شیخ ابومدین فرماتے ہیں کہ ایک شام میں غسل خانے میں گیا وہاں مجھے تیل نظر آیا جسے میں نے اپنی داڑھی پر مل لیا۔ جب میں غسل خانے سے باہر نکلا تو میں نے دیکھا کہ میری داڑھی کے تمام بال جھڑ چکے تھے۔ میں نے اسی وقت دعا کے لیے اپنے ہاتھ بلند کر دیئے۔ میں نے بارگاہ صمدیت میں عرض کی مولا! میں نبی اکرم ﷺ کے وسیلہ سے دعا کرتا ہوں کہ میری داڑھی اُگ آئے۔ میری یہ دعا فوراً قبول ہوئی اور اسی رات میری داڑھی اُگ آئی وہ پہلے سے زیادہ حسین تھی۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ابھی چند ساعتیں ہی گذری تھیں کہ ایک بزرگ نیند سے بیدار ہوا۔ اس نے تین حج کیے تھے اور ''الحاج'' کے نام سے مشہور تھا۔ اس نے خوشی سے ہم سے کہا تمہیں خوشخبری ہو میں نے خواب میں نبی مکرم ﷺ کی زیارت کی ہے۔ آپ ﷺ نے ہمیں سلامتی کی نوید سنائی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہے تم سوموار کے دن مکہ معظمہ میں داخل ہو جاؤ گے۔ اس کے بعد وہ سفر بخیر وخوبی پایۂ تکمیل کو پہنچا۔ سفر کے دوران ہم نے بہت سی برکات کا مشاہدہ کیا۔ پیر کے روز ہم مکہ معظمہ پہنچ گئے۔

راستے کا خطرہ ٹل گیا

صفی الدین ابو عبداللہ حسین بن ابی منصور فرماتے ہیں کہ میں شام کے شہر حمص میں قیام پذیر تھا میں مصر جانا چاہتا تھا مگر راستے میں فرنگیوں، عربوں اور غاجریوں کی وجہ سے خطرہ تھا ان کی وجہ سے آمد و رفت کا سلسلہ بھی منقطع تھا۔ اسی پریشانی کے عالم میں مجھے نیند آ گئی خواب میں حضور ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میں آپ کی پناہ میں ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا تمہیں خوفزدہ ہونے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ میں نے دوبارہ عرض کی تو آپ ﷺ نے فرمایا تمہیں کس کا خطرہ ہے تم کسی چیز سے خوف نہ رکھو میں نے تیسری بار عرض کی کہ دشمن بہت زیادہ ہیں آپ ﷺ نے فرمایا تمہیں کس چیز کا خطرہ ہے اس کے بعد میں بیدار ہو گیا۔ پھر حمص سے مصر کی طرف عازم سفر ہوا۔ مصر پہنچنے تک میں نے اور میرے ساتھیوں نے کوئی پریشانی نہ دیکھی حالانکہ ہر طرف قتل و غارت جاری تھی۔

نظر کرم سے بینائی مل گئی

محمد بن مبارک حربی فرماتے ہیں کہ ابو الکبیر علی نابینا تھے۔ انہیں خواب میں حضور ﷺ کی زیارت ہوئی۔ آپ ﷺ نے ان کی آنکھوں پر اپنا دست اقدس پھیرا۔ جب وہ صبح بیدار ہوئے تو اس کو بینائی مل چکی تھی۔

ابو القاسم بن یوسف اسکندری فرماتے ہیں ہمارا ایک ساتھی نابینا ہو گیا تمام حکیموں نے اس کا علاج کرنے کی بھرپور کوشش کی لیکن وہ ناکام رہے۔ ایک شب وہ زیارت مصطفیٰ ﷺ سے مشرف ہوا۔ اس نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میں آپ کے دامن کرم سے وابستہ ہوتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا تمہیں بینائی عطا کر دی جائے گی۔ اس بشارت کے بعد وہ نیند سے بیدار ہو گیا۔ پندرہ دن کے بعد اسے دوبارہ نبی اکرم ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی۔ اس نے آپ ﷺ کو وعدہ یاد دلایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا سیہی کے خون اور لومڑ کے پتا کی سلائی آنکھوں میں لگاؤ تمہیں صحت مل جائے گی۔ انہوں نے صبح اٹھ کر سیہی کو شکار کیا اور لومڑ کو پکڑ کر اس کا پتا حاصل کیا پھر ان کی ایک ایک سلائی آنکھوں میں لگائی۔ تو اللہ تعالیٰ نے بینائی عطا فرما دی۔ ابو القاسم فرماتے ہیں۔ میں نے ان کی آنکھوں کا خود مشاہدہ کیا ہے وہ ایسی تھیں گویا کہ انہیں کوئی مرض لاحق ہی نہیں ہوا۔

علالت سے شفاء

ابو محمد عبدالسلام فرماتے ہیں کہ میرے بھائی کے گلے میں گلٹیاں نکل آئیں جن سے انہیں سخت تکلیف ہوئی ایک دفعہ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نے فرمایا بیٹی! میں تمہارا باپ محمد عربی ﷺ ہوں۔ میں نے رو کر عرض کی۔ یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ مجھے صحت عطا فرمائے۔ میری اس گذارش پر آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے لبوں کو حرکت دی اور فرمایا کہ اپنا ہاتھ میرے ہاتھ میں دو۔ جب میں نے اپنا ہاتھ آگے کیا تو آپ ﷺ نے میرے ہاتھ کو کھینچا اور مجھے نیچے بٹھا لیا پھر فرمایا اللہ کا نام لے کر کھڑی ہو جا۔ میں نے عرض کی مجھ میں اٹھنے کی سکت نہیں ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اپنا ہاتھ آگے کرو۔ جب میں نے اپنا ہاتھ آگے کیا تو آپ ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑ کر کھینچا میں بالکل سیدھی کھڑی ہوگئی۔ آپ ﷺ نے تین بار ایسے ہی کیا اور فرمایا اللہ رب العزت نے تجھے صحت عطا فرمائی ہے۔ اس ذات والا کا شکر ادا کرو اور تقویٰ اختیار کرو۔ اس کے بعد آپ ﷺ تشریف لے گئے۔ جب میں صبح بیدار ہوئی تو میں بالکل شفایاب تھی۔ اس علویہ خاتون کا یہ حیرت انگیز واقعہ سارے بغداد میں مشہور ہے۔

بیماری سے شفا

امام ابو محمد عبدالحق الاشبیلی فرماتے ہیں میں غرناطہ گیا وہاں ایک ایسے شخص کا مہمان بنا جو ایک لاعلاج بیماری میں مبتلا تھا۔ اطباء اس کے علاج سے عاجز آ چکے تھے۔ اس کی طرف سے وزیر ادیب ابو عبداللہ محمد بن ابی الخصال نے بارگاہ رسالت میں ایک عریضہ پیش کیا۔ اس خط میں شفایاب ہونے کی درخواست تھی۔ اس خط میں درج ذیل اشعار بھی مرقوم تھے:

كِتَابُ وَقِيْذٍ فِيْ زَمَانَتِهٖ مُشْفِيْ　　بِقَبْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ اَحْمَدَ يَسْتَشْفِيْ

"یہ اس ضعیف ونزار علیل کا خط ہے جو عرصہ دراز سے بیمار ہے اور وہ نبی مکرم، احمد مجتبیٰ ﷺ سے طالب شفا ہے۔"

لَهٗ قَدَمٌ قَيَّدَ الدَّهْرُ خُطْوَهَا　　فَلَمْ يَسْتَطِعْ اِلَّا الْاِشَارَةَ بِالْكَفِّ

"اس کے قدم تو ہیں لیکن زمانے نے انہیں چلنے سے روک رکھا ہے۔ وہ سوائے ہاتھ سے اشارہ کرنے سے اور کسی چیز پر قادر نہیں ہے۔"

وَلَمَّا رَاَى الزُّوَّارَ يَبْتَدِرُوْنَهٗ　　وَقَدْ عَاقَهٗ عَنْ قَصْدِهٖ عَائِقُ الضُّعْفِ

"جب اس نے عشاق کو مدینہ طیبہ کی طرف رواں دواں دیکھا اس حال میں کہ اس کو انتہائی کمزوری اور ناتوانی نے ایسا قصد کرنے سے روک رکھا تھا۔"

بَكٰى اَسَفًا وَاسْتَوْدَعَ الرَّكْبَ اِذْ غَدَا　　تَحِيَّةَ صِدْقٍ تعبق الرَّكْبَ بِالْعَرْفِ

"تو وہ انہیں دیکھ کر رونے لگا اس نے قافلہ عشق ومستی کو صبح کے وقت الوداع کیا اور اس کو صدق وصفا کا ایک سلام دے کر بھیجا جس نے تمام قافلہ کو معنبر ومعطر کر دیا۔"

فَيَا خَاتَمَ الرُّسْلِ الشَّفِيْعِ لِرَبِّهٖ　　دُعَاءَ مَهِيْضٍ خَاشِعِ الْقَلْبِ وَالطَّرْفِ

"اے خاتم النبیین! اے اپنے مولا کی طرف سے منصب شفاعت پر فائز ہونے والے! اس آفت زدہ شخص کی طرف نظر کرم فرمائیں جس کا دل خشوع سے لبریز اور جس کی نگاہ جھکی ہوئی ہے۔"

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دستِ شفا بخش کی برکت

ابوالفرج عبدالرحمان بن علی فرماتے ہیں کہ حضرت حماد کے ہاتھ پر آبلے نکل آئے۔ جس کی وجہ سے ان کا ہاتھ پھٹ گیا۔ تمام حکیموں نے رائے دی کہ اگر اس ہاتھ کو کاٹ دیا جائے تو بہتر ہے۔ حضرت حماد فرماتے ہیں میں نے وہ شب انتہائی قلق و اضطراب میں گذاری میں اپنے گھر کی چھت پر چلا گیا اور بارگاہ ربوبیت میں عرض کی اے سلطنت عظیم کے مالک! مجھے شفاء عطا فرما۔ پھر نیند کی حالت میں مجھے حضور ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی میں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میرے ہاتھ کی طرف نظر التفات فرمائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اپنا ہاتھ میری طرف بڑھاؤ۔ جب میں نے اپنا ہاتھ آگے کیا تو آپ ﷺ نے اپنا دست شفا بخش اس پر پھیرا اور فرمایا کھڑے ہو جاؤ۔ جب میں کھڑا ہوا تو آپ ﷺ کی برکت سے میری تمام بیماری ختم ہو چکی تھی۔

سید شریف قاسم بن زید بن جعفر الحسینی فرماتے ہیں میرا دایاں ہاتھ ٹوٹ گیا اور بائیں ہاتھ کا جوڑ نکل گیا دو ماہ تک میرے ہاتھ میری گردن کے ساتھ بندھے رہے۔ شدید سردی تھی مجھے اتنی تکلیف تھی کہ میں رات بھر سو بھی نہ سکتا تھا۔ ایک رات میری آنکھ لگی تو خواب میں مجھے تین آدمی نظر آئے میں نے ان سے ان کے متعلق پوچھا ان میں سے ایک نے فرمایا میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہوں یہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہیں اور یہ نبی مکرم ﷺ ہیں۔ میں نے جونہی تاجدار مدینہ ﷺ کی زیارت کی۔ میں آپ ﷺ کی جانب دوڑ کر گیا میں نے رو کر عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم آپ صلی اللہ علیک وسلم میری حالت زار ملاحظہ فرمایئے؟ آپ ﷺ نے میرا شکستہ ہاتھ اپنے دست مبارک میں پکڑ لیا اور ہاتھ مبارک اس کے اوپر پھیرا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کھانے میں زیتون کا تیل استعمال کیا کرو اور اس کی مالش کیا کرو۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ میری مفلسی دور فرمائے۔ آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ آسمان کی طرف بلند فرمائے اور فرمایا میرا اور میرے اہل بیت کا وسیلہ پکڑا کرو۔ صبح کے وقت میں نے اپنے ہاتھوں کی طرف دیکھا اور پٹیاں کھول دیں۔ نبی کریم ﷺ کی برکت سے میرے دونوں ہاتھ ٹھیک ہو چکے تھے۔ میں نے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حکم کے مطابق زیتون کا تیل استعمال کیا۔

شفا ملتی ہے پل بھر میں

بغداد میں ایک خاتون رہتی تھی اس کا تعلق خاندان علویہ سے تھا۔ وہ پندرہ سال سے مسلسل بیمار تھی ایک رات وہ سو کر اٹھی تو وہ بالکل تندرست و توانا تھی۔ اب وہ چل پھر بھی سکتی تھی۔ جب اس کی اس شفایابی کے متعلق سوال کیا گیا تو اس نے جواب دیا میں عرصہ طویل سے علیل تھی۔ ایک رات میں نے گھبرا کر دعا مانگی مولا! یا تو میری اس تکلیف کو دور کر دے یا مجھے موت آ جائے۔ اس رات میں نے خوب آہ و زاری کی اور پھر سو گئی۔ خواب میں ایک شخص میرے پاس آیا۔ میں نے خوفزدہ ہو کر اس سے پوچھا اے شخص! تمہارا میری طرف دیکھنا کیسے جائز ہے۔ اس شخص نے کہا میں تمہارا باپ ہوں۔ میں سمجھی کہ شاید وہ شخص حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں۔ میں نے عرض کی اے امیر المومنین! کیا آپ میری اس علالت کو ملاحظہ نہیں فرما رہے۔ اس شخص

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

یہ دعا مانگنے کے بعد وہ شخص لوٹ کر عبد الملک کے پاس آیا۔عبد الملک نے دوبارہ اس کے پیٹ کو چیک کیا اور کہا اب تم مکمل صحت یاب ہو چکے ہو۔اس وقت تمہیں کوئی مرض لاحق نہیں ہے۔

محبوب خدا ﷺ کا ہے کیا خوب شفا خانہ

ابوالحسن علی بن ابوبکر اپنی کتاب ''الاشارات'' میں رقم فرماتے ہیں کہ جزیرہ میں ''تونہ'' نامی ایک شہر ہے۔وہاں نبی محترم ﷺ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی زیارت گاہیں موجود ہیں۔میں نے اس شہر کے لوگوں سے پوچھا کیا ان زیارت گاہوں کی تعمیر حضور ﷺ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نام پر ہوتی ہے۔انہوں نے کہا ان کے متعلق درد و سوز سے لبریز ایک داستان ہے۔پھر انہوں نے ایک نورانی بزرگ کو بلایا اور کہا یہ بزرگ جذام میں مبتلا ہو گئے تھے۔لوگوں نے انہیں جزیرے کے ایک گوشے میں پھینک دیا تاکہ یہ مرض پھیل نہ جائے۔ایک رات انہوں نے ایک خوفناک چیخ ماری۔لوگ دوڑ کر ان کے پاس پہنچے لوگ انہیں دیکھ کر حیران رہ گئے۔وہ بالکل سیدھے کھڑے تھے اور ان کا مرض بھی ختم ہو چکا تھا۔جب لوگوں نے ان سے ان کی صحت اور تندرستی کے متعلق سوال کیا تو انہوں نے فرمایا اس جگہ مجھے نبی اکرم ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی۔آپ ﷺ نے مجھے حکم فرمایا یہاں مسجد تعمیر کرو۔میں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میں مرض جذام میں مبتلا ہوں۔لوگ میری بات کو سچا نہیں سمجھیں گے۔آپ ﷺ کے پاس ایک اور شخص کھڑا تھا آپ ﷺ نے اس کی طرف توجہ فرمائی اور فرمایا اے علی! اس شخص کا ہاتھ تھام لو۔انہوں نے اپنا دست اقدس میری طرف بڑھایا جس کی برکت سے میں فوراً اٹھ کھڑا ہوا جیسا کہ تم ملاحظہ کر رہے ہو۔

ابن نعمان فرماتے ہیں میں نے اس مسجد کی زیارت کی ہے اور میں نے اپنے شیوخ سے بھی سنا ہے وہ بھی اس بابرکت مسجد کا تذکرہ کرتے رہتے تھے۔وہ سب اس بات کے قائل تھے کہ اس شخص کو نبی اکرم ﷺ کی برکت سے شفا نصیب ہوئی۔وہ مسجد مسجد النبوی کے نام سے معروف ہے۔

ہوتی ہے شفا دم میں دم آتا ہے بے دم میں

شیخ ابواسحٰق فرماتے ہیں کہ میرے کندھے پر برص کا داغ نکل آیا مجھے خواب میں نبی محترم ﷺ کی زیارت کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔میں نے آپ ﷺ سے برص کی شکایت کی آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے میرے کندھے پر اپنا دست اقدس پھیرا جب میں صبح بیدار ہوا تو میرے کندھے پر برص کا نام و نشان بھی نہ تھا۔

شیخ عبد اللہ محمد بن محمود بیان کرتے ہیں کہ مجھے باری کے بخار کی شکایت ہوگئی جب ایک روز بخار چڑھنے لگا تو میں نے ''کتاب الشفانی شرف المصطفیٰ'' کو اٹھایا اور اپنے سینے اور کندھے پر رکھا اور بارگاہ رسالت میں عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میں آپ کی پناہ میں ہوں۔جونہی میں نے یہ عرض کی میرا تمام بخار جاتا رہا اور مجھے مکمل شفا مل گئی۔

ایک صالح بزرگ بیان کرتے ہیں ایک دفعہ جونہی رمضان المبارک کا چاند طلوع ہوا میں بخار میں مبتلا ہو گیا۔مجھے یقین

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دَعَاکَ لِضُرٍّ اَعْجَزَ النَّاسَ کَشْفُهٗ ۔ لِیَصْدِرَ دَاعِیْهِ بِمَا شَاءَ مِنْ کَشْفٖ

''اس مریض نے آپ صلی اللہ علیک وسلم کو اس مرض کے لیے پکارا ہے جس کے علاج نے لوگوں کو عاجز کر دیا ہے۔ اس کی اس عرض کا مقصد یہ ہے کہ اسے شفاء کامل نصیب ہو۔''

لِرَجُلٍ رَمٰی فِیْهَا الزَّمَانُ فَقَصَّرَتْ ۔ خُطَاهَا عَنِ الصَّفِّ الْمُقَدَّمِ فِی الزَّحْفٖ

''یہ اس مرد میدان کی گذارش ہے جس کو زمانہ نے آگ کی بھٹی میں ڈال دیا۔ لیکن اس کے قدم اس مرض کی وجہ سے صف اول میں جانے سے قاصر ہیں۔''

وَاِنِّیْ لَاَرْجُوْ اَنْ تَعُوْدَ سَوِیَّةً ۔ بِقُدْرَةِ مَنْ یُّحْیِ الْعِظَامَ وَمَنْ یَّشْفِیْ

''مجھے اس ذات کی بارگاہ سے تندرستی و توانائی کی بھرپور امید ہے جو ہڈیوں کو زندہ کرتی ہے اور بیماروں کو شفا دیتی ہے۔''

فَاَنْتَ الَّذِیْ نَرْجُوْهُ حَیًّا وَّ مَیِّتًا ۔ لِصَرْفِ خُطُوْبٍ لَا تَزِیْغُ اِلٰی صَرْفٖ

''آپ صلی اللہ علیک وسلم ہی وہ ذات ہیں جس سے ہم زندگی اور موت میں ان مصائب کے ٹلنے کی امید رکھتے ہیں جو کسی صورت میں بھی ٹلنے کا نام نہیں لیتے۔''

عَلَیْکَ سَلَامُ اللّٰهِ عِدَّةَ خَلْقِهٖ ۔ وَمَا تَقْتَضِیْهِ مِنْ مَّزِیْدٍ وَّ مِنْ ضَعْفٖ

''آپ صلی اللہ علیک وسلم پر اللہ تعالیٰ کا سلام مخلوق کی تعداد کے برابر ہو۔ بلکہ اتنا زیادہ اور اتنا دگنا سلام ہو جس کا آپ تقاضا کریں''۔

جب یہ قافلہ روضۂ انور پر حاضر ہوا اور یہ اشعار وہاں پیش کیے گئے تو اس علیل کو شفا مل گئی۔ اس کے بعد جب یہ خط لے جانے والا شخص واپس آیا اور اس نے اس مریض کو دیکھا تو اسے یوں محسوس ہوا کہ اسے کوئی بیماری لاحق ہوئی ہی نہیں تھی۔

وسیلہ کی دعا

کثیر بن محمد بن کثیر بن رفاعہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی عبدالملک بن سعید بن خیار بن ابجر کے پاس آیا۔ اس نے اس کے پیٹ پر ہاتھ رکھا اور کہا تم ایک لاعلاج بیماری میں مبتلا ہو۔ اس شخص نے پوچھا میں کس بیماری میں مبتلا ہوں۔ اس نے کہا تجھے دبیلہ کی شکایت ہے۔ وہ شخص اپنے گھر واپس چلا گیا اور تین مرتبہ دعا کی:

اَللّٰهُ، اَللّٰهُ، اَللّٰهُ رَبِّیْ لَا اُشْرِکُ بِهٖ شَیْاً اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَتَوَجَّهُ اِلَیْکَ بِنَبِیِّکَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَبِیِّ الرَّحْمَةِ یَا مُحَمَّدُ اِنِّیْ اَتَوَجَّهُ بِکَ اِلٰی رَبِّکَ وَرَبِّیْ اَنْ یَّرْحَمَنِیْ مِمَّا بِیْ رَحْمَةً یُّغْنِیْنِیْ بِهَا عَنْ رَّحْمَةِ مَنْ سِوَاهُ

''اللہ، اللہ، اللہ ہی میرا رب ہے۔ میں اس ذات کے ساتھ کسی کو شریک نہیں بناتا۔ اے مولا! میں تیرے نبی مکرم محمد سراپا رحمت ﷺ کے وسیلہ جلیلہ سے آپ ﷺ کے پروردگار کی طرف توجہ کرتا ہوں وہ مجھے ایسی رحمت سے نواز دے جو مجھے دوسروں کی رحمت سے مستغنی کر دے''۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دروازے پر میرا انتظار کر رہا تھا۔اس نے اپنے دامن میں کوئی چیز چھپا رکھی تھی۔اس نے مجھ سے مخاطب کر کے کہا کہ اے شیخ کیا آپ کسی دکھ میں مبتلا ہیں۔حالانکہ وہ اس سے قبل مجھ سے آشنا نہ تھا۔میں نے کہا ہاں! مجھے رسول مکرم ﷺ نے تمہارے پاس بھیجا ہے اور آپ ﷺ نے تمہیں حکم دیا ہے کہ تم بیس درہم مجھ کو دے دو۔یہ سن کر اس نے اپنے دامن سے بیس درہم نکالے اور میرے سپرد کر دیئے۔میں نے وہ درہم لے لیے اور اس مجوسی سے پوچھا اے شخص! مجھے تو تمہارے متعلق علم تھا اس لیے میں تمہارے پاس آ گیا۔ذرا یہ تو بتاؤ کہ تمہیں میرے متعلق کیسے علم ہوا اس نے جواب دیا میں نے گذشتہ رات اس طرح کی نورانی صورت خواب میں دیکھی اس شخص نے مجھ سے فرمایا صبح اگر اس حلیے کا شخص تمہارے پاس آئے تو اس کو بیس درہم دے دینا۔رات کے وقت میں نے جو علامت دیکھی تھی اسی کی وجہ سے تمہیں پہچان لیا۔میں نے اس مجوسی سے کہا وہ نورانی شکل کے بزرگ ہمارے رسول محمد عربی ﷺ ہیں۔وہ مجوسی کچھ دیر سوچ و بچار کرتا رہا پھر مجھ سے کہنے لگا۔مجھے اپنے گھر لے چلو۔میں اسے اپنے گھر لے آیا وہ دامن اسلام سے وابستہ ہو گیا اس کی بہن اور بیٹے نے بھی اسلام قبول کر لیا۔پھر حسن و خلوص سے زندگیاں بسر کیں۔

روتی آنکھ ہنساتے یہ ہیں

ایک شخص نے نبی محترم ﷺ کی زیارت خواب میں کی۔غربت و مفلسی کا شکوہ کیا آپ ﷺ نے فرمایا عیسیٰ بن موسیٰ کے پاس جاؤ اور اس سے کہو کہ وہ تمہیں اتنی رقم دے دے جس سے تم اپنی زندگی بسر کر سکو۔اس شخص نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم مجھے کوئی نشانی عطا فرمائیں۔آپ ﷺ نے فرمایا اس شخص سے کہنا تم نے سنگلاخ نشیبی زمین میں میرا دیدار کیا۔اس وقت میں بلند جگہ پر تھا۔میں نیچے اتر آیا تم بھی میرے قریب آ گئے پھر میں نے تم سے کہا کہ اب تم واپس چلے جاؤ وہ شخص عیسیٰ بن موسیٰ کے پاس آیا اور اس خواب کا تذکرہ اور اپنی حاجت بیان کی۔عیسیٰ بن موسیٰ نے کہا تم نے سچ کہا ہے۔انہوں نے اس شخص کو چار سو دینار قرض کی ادائیگی کے لیے دیا پھر چار سو اور دیئے اور کہا اسے اپنے لیے زادہ راہ بنا لو جب یہ ختم ہو جائیں تو میرے پاس چلے آنا۔

تم نے فردوس لٹایا ہے سخاوت والے

ابو الفضل عبد الواحد بن عبد العزیز فرماتے ہیں ایک وقت ہم پر ایسا بھی آیا کہ میرے والد صاحب بالکل تہی دست ہو گئے۔ہر طرف مفلسی اور ناداری کا دور دورہ تھا۔عید کا دن قریب تر تھا۔جب چاند رات آئی تو ہمارے پاس پہننے کے لیے کپڑے تک نہ تھے۔وہ شب ہم نے بڑے قلق و اضطراب میں گذاری۔رات کے ابھی دو پہر ہی گذرے ہوں گے تو باہر شور سنائی دیا۔دروازے پر دستک ہوئی جب ہم نے دروازہ کھول کر دیکھا تو ہمیں کافی چراغ نظر آئے۔ہمارے دروازے پر بہت سے لوگ کھڑے تھے۔جب انہوں نے اندر آنے کی اجازت طلب کی میرے والد محترم نے انہیں اندر آنے کی اجازت دی۔ابن ابی عمیر اندر آئے انہوں نے کہا مجھے ابھی ابھی سرور کائنات ﷺ کا دیدار نصیب ہوا ہے۔آپ ﷺ نے فرمایا ابو الحسن تمیمی اور ان کی اولاد ناداری اور غربت کی حالت میں ہیں۔تم ان کے لیے کپڑے اور کھانے پینے کا سامان لے جاؤ۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہوگیا کہ اس بار میں رمضان المبارک کے روزے رکھنے کی سعادت سے محروم رہوں گا۔ میں نے بارگاہ رسالت میں استغاثہ کیا اور اپنی مرض کی شکایت کی۔ اللہ رب العزت نے اسی وقت میری بیماری کو دور فرمادیا اور میں نے رمضان المبارک کے سارے مہینے کے روزے رکھے امام ابوعبداللہ محمد بن محمد قرطبی فرماتے ہیں۔ میرے والد محترم علیل ہو گئے اور وہ لگا تار تین ماہ اسی مرض میں مبتلا رہے۔ وہ اتنے کمزور ہو گئے کہ اپنے بستر سے اٹھ بھی نہیں سکتے تھے۔ انہیں یقین ہو گیا تھا کہ اب انہیں شفا نہیں ملے گی۔ ان کے علاج کی وجہ سے ہم بہت زیادہ نادار اور مفلس ہو چکے تھے۔ انہیں خواب میں شہر یار مدینہ ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی۔ والد محترم نے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے تنگ دستی کی شکایت کی آپ ﷺ نے فرمایا یہ دعا مانگو:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیٓ اَسْئَلُکَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَہَ وَالْمُعَافَاۃَ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ

''اے مولا! میں تجھ سے دنیاو آخرت میں عفو، عافیت اور معافات کا سوال کرتا ہوں''۔

میرے والد محترم نے خواب میں ہی یہ دعا مانگی جب وہ صبح بیدار ہوئے تو وہ بالکل تندرست و توانا تھے۔ ایسے محسوس ہوتا تھا کہ وہ کسی مرض میں مبتلا ہی نہ تھے۔ جب لوگ ان کی عیادت کے لیے آئے تو انہیں صحیح وسالم دیکھ کر حیران رہ گئے۔ جب ان کی اس شفایابی کے متعلق سوال کیا گیا تو انہوں نے تمام داستان بیان فرمادی۔ اسی دوران سلطان ملک الاشرف مسجد اقصیٰ کی زیارت کے لئے آیا جب اس نے ہمارے گھر لوگوں کا ہجوم دیکھا تو اس نے پوچھا یہ بھیڑ کیوں ہے؟ لوگوں نے کہا کہ فلاں شخص بیمار ہے لوگ اس کی عیادت کے لئے آرہے ہیں سلطان وقت بھی میرے باپ کی عیادت کے لئے آیا والد صاحب نے اپنی صحت یابی کی ساری داستان انہیں سنائی جب وہ سلطان واپس گیا تو اس نے اس قدر مال بھیج دیا کہ ایک طویل عرصہ تک ہم خوش حال رہے۔

مجوسی کا مشرف باسلام ہونا

شیراز کے ایک بزرگ فارس حذاء کے ساتھ ایک عجیب وغریب واقعہ پیش آیا۔ وہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ سخت سردی کا موسم تھا۔ تاریک رات تھی آسمان ابر آلود تھا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک نور نظر عطا فرمایا اس وقت میں بالکل تہی دامن تھا۔ نہ تو میرے گھر میں لکڑیاں تھیں اور نہ ہی چراغ میں تیل تھا اور نہ ہی ہمارے پاس کھانے کے لیے کوئی چیز تھی۔ اس غربت اور ناداری کو دیکھ کر طبیعت سخت بے چین ہوگئی۔ اسی دوران میری آنکھ لگ گئی خواب میں حضور ﷺ کا دیدار کیا۔ آپ ﷺ نے سلام کیا اور فرمایا تجھے کیا پریشانی ہے؟ میں نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میں بڑے پریشان کن حالات سے دوچار ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا جب صبح ہو تو فلاں آتش پرست کے پاس جانا (میں اس مجوسی کا نام جانتا تھا) اور اس کو میرا حکم دینا۔ اس سے کہنا کہ رسول مکرم ﷺ تمہیں حکم فرماتے ہیں کہ مجھے بیس درہم دو۔

جب میں بیدار ہوا تو میں نے کہا یہ بڑا عجیب وغریب معاملہ ہے۔ شیطان کو یہ قدرت نہیں کہ وہ نبی اکرم ﷺ کی صورت کریمانہ کو اختیار کر سکے میں اسی کیفیت میں دوبارہ سوگیا پھر حضور ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوا۔ آپ ﷺ نے حکم فرمایا۔ سستی نہ کرو اور اس آتش پرست کے پاس ضرور جاؤ۔ جب صبح ہوئی میں اس مجوسی کے پاس آیا میں نے دیکھا وہ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

خانے سے نکال کر میرے سامنے پیش کیا جائے۔ جب جمال کو خلیفہ کے سامنے لایا گیا تو خلیفہ نے اس سے سوال کیا تم کب سے ہماری قید میں ہو۔ اس نے جواب دیا میں تین سال سے قید وبند کی سختیاں جھیل رہا ہوں۔ خلیفہ نے سوال کیا وہ جرم کیا تھا۔ جس کی پاداش میں تم گرفتار ہوئے۔ جمال نے جواب دیا۔ موصل میرا مسکن تھا۔ میرے پاس ایک اونٹ تھا۔ جس پر میں محنت مزدوری کر کے اپنے اہل وعیال کا پیٹ پالتا تھا۔ جب موصل میں معاشی حالات درست نہ رہے تو میں نے سوچا معیشت کی تلاش میں کہیں اور جانا چاہیے۔ جب میں اس ارادے سے موصل سے روانہ ہوا تو راستے میں مجھے راہزنوں کا تعاقب کرنے والا فوجی دستہ ملا۔ اس دستے نے دس راہزنوں کو گرفتار کر رکھا تھا۔ نگران نے مرکز کو اطلاع دی کہ فوجی دستے نے دس راہزنوں کو پکڑ رکھا ہے۔ بعد میں ایک ڈاکو نے مال دے کر رہائی حاصل کر لی۔ اس دستے نے اپنی تعداد کو پورا کرنے کے لیے مجھے گرفتار کر لیا۔ انہوں نے میرا اونٹ بھی چھین لیا میں نے انہیں اللہ تعالیٰ کا واسطہ دیا۔ لیکن وہ نہ مانے اور مجھے پابند سلاسل کر دیا کچھ مدت بعد کچھ راہزن مر گئے اور بعض نے رہائی پالی۔ قید خانے میں اکیلا میں ہی رہ گیا۔ یہ دردناک داستان سن کر خلیفہ نے خازن کو حکم دیا۔ خزانے سے پانچ سو دینار لے کر آؤ۔ خلیفہ نے وہ دینار مجھے دیئے اور تیس دینار ماہانہ تنخواہ مقرر کر کے مجھے اونٹوں کی نگرانی پر مامور کر دیا۔ پھر خلیفہ نے ہماری طرف توجہ کی اور کہا میں نے ابھی ابھی سرور کائنات ﷺ کو خواب میں دیکھا آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا اے احمد! اسی وقت منصور جمال کو قید سے نجات دو اور اس کے ساتھ احسان کرو کیونکہ وہ مظلوم ہے۔

تاجدار حرم ﷺ کی نظر کرم

خراسان کے ایک شخص نے حج کا ارادہ کیا۔ اس نے دس ہزار درہم کی ایک تھیلی ابوحسان زیدی کے پاس رکھی۔ اسی دوران اس کو اپنے باپ کی وفات کی خبر ملی جس کی وجہ سے اس نے حج کرنے کا ارادہ ترک کر دیا۔ وہ ابوحسان کے پاس آیا اور اپنی رقم کا مطالبہ کیا۔ ابوحسان بہت مقروض تھا۔ اس نے اسی شب وہ رقم اپنے قرض خواہوں میں تقسیم کر دی تھی۔ اسے اس شخص کے تقاضا سے بڑی پریشانی ہوئی۔ اسی دوران خلیفہ مامون نے ایک شخص ابوحسان کے پاس بھیجا۔ جب وہ اس کے دربار میں آیا تو خلیفہ نے کہا مجھے اپنا قصہ سناؤ۔ ابوحسان نے اپنا تمام واقعہ بیان کر دیا۔ دردناک حکایت سن کر مامون رونے لگا اس نے کہا اے ابوحسان تم پر افسوس ہے تمہاری وجہ سے ساری رات سرور کائنات ﷺ نے مجھے سونے نہیں دیا۔

نبی اکرم ﷺ رات کے پہلے حصے میں میرے پاس تشریف لائے اور مجھے حکم دیا ابوحسان کی مدد کرو میں نیند سے بیدار ہوا تمہاری بہت جستجو کی لیکن تم نہ مل سکے۔ میں نے تمہارا نسب نامہ یاد کیا اور دوبارہ سو گیا۔ حضور ﷺ دوبارہ خواب میں تشریف لائے اور وہی حکم دیا میں گھبرا کر بیدار ہو گیا مگر کچھ دیر بعد پھر سو گیا۔ تیسری مرتبہ حضور اکرم ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوا آپ ﷺ نے زور دے کر فرمایا ابوحسان کی فوراً مدد کرو۔ میں نے تمہاری تلاش میں لوگوں کو روانہ کیا اور خود ساری رات جاگ کر گزاری۔ خلیفہ نے ابوحسان کو دس ہزار درہم دیئے اور کہا یہ خراسانی قرض خواہ کو دے دو۔ پھر مزید دس ہزار درہم دیئے اور کہا ان دراہم سے اپنی مفلسی کو دور کرو اور گھر کی تعمیر کرو۔ پھر خلیفہ نے ابوحسان کو مزید تیس ہزار درہم عطا کیے اور کہا اس رقم سے اپنی بیٹیوں کے لیے جہیز اور ان کی شادیوں کا انتظام کرو اور اپنی بیٹیوں کی شادیوں سے فراغت کے بعد میرے پاس آؤ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اب میں تمہارے لیے کپڑے لایا ہوں۔ میں اپنے ساتھ درزی بھی لے کر آیا ہوں۔ والد محترم ہمیں باہر لے آئے درزیوں نے ہمارا ناپ لیا اور وہ کپڑے سینے کے لیے وہاں ہی بیٹھ گئے ابن ابی عمیر اور دیگر لوگ صبح تک میرے والد صاحب کے پاس ہی رہے۔ جب تمام کپڑے مکمل ہو گئے تو وہ چلے گئے۔

جب پڑے مشکل شاہ مشکل کشا کا ساتھ ہو

خلیفہ مہدی ایک شب محو استراحت تھا۔ وہ اچانک گھبرا کر اٹھا اور اپنے پولیس کے آفیسر کو حکم دیا فلاں علوی حسینی کو قید سے رہائی دے دو اور اسے بتاؤ کہ اسے اختیار ہے۔ خواہ وہ اپنے اہل وعیال کے پاس چلا جائے اور خواہ ہمارے پاس قابل رشک زندگی بسر کرے۔ وہ علوی اس قید خانے میں عرصہ دراز سے مقید تھا۔ اس کا جسم سوکھ پرانی مشک کی طرح ہو چکا تھا۔ جب افسر کا حکم نامہ علوی نے سنا تو اس نے اپنے اہل خانہ کے پاس جانے کو ترجیح دی۔ جب وہ عازم سفر ہونے لگا تو اس افسر نے اسے قسم دے کر پوچھا کیا تمہیں معلوم ہے کہ امیر المومنین نے تمہیں کیوں رہائی دی ہے؟ علوی نے جواب دیا ہاں۔ اللہ کی قسم مجھے معلوم ہے۔ مجھے اس رات خواب میں حضور پر نور ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے میرے لخت جگر! ان لوگوں نے تم پر ظلم کیا ہے؟ میں نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم ہاں مجھ پر زیادتی ہوئی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اٹھ اور دو رکعتیں نماز ادا کر کے یہ دعا مانگو۔

يَا سَابِقَ الْفَوْتِ وَيَا سَامِعَ الصَّوْتِ وَيَا كَاسِيَ الْعِظَامِ بَعْدَ الْمَوْتِ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ وَّاجْعَلْ لِّيْ مِنْ اَمْرِيْ فَرَجًا وَّمَخْرَجًا اِنَّكَ تَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَتَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ

''اے وہ ذات! جس کی اجازت کے بغیر کوئی کام رونما نہیں ہوتا۔ اے آہ وزاری کو سننے والے، اے وہ ذات جو موت کے بعد ہڈیوں کو گوشت پہناتی ہے۔ محمد ﷺ اور آل محمد پر درود بھیج مجھے اس قید سے رہائی پانے کی کوئی سبیل اور اس مصیبت سے نکلنے کا کوئی راستہ دکھا۔ بلاشبہ تجھے ہر چیز کا علم ہے جبکہ میں نہیں جانتا۔ تو ہر چیز پر قادر ہے اور میں کسی چیز پر قدرت نہیں رکھتا اور تو علام الغیوب ہے۔ اے ارحم الراحمین!''

وہ علوی کہتا ہے کہ میں نے دو رکعت نماز ادا کی اور ابھی ان کلمات کا ورد کر ہی رہا تھا کہ تم نے آ کر دروازہ پر دستک دی اور قید سے نجات دی۔ وہ پولیس افسر کہتا ہے۔ جب میں خلیفہ مہدی کے پاس آیا اور اس علوی کی ساری داستان بیان کی تو خلیفہ نے کہا اللہ کی قسم! اس علوی نے سچ کہا ہے میں نے خواب میں ایک حبشی دیکھا وہ لوہے کا گرز پکڑ کر میرے سرہانے کھڑا تھا۔ اس نے مجھ سے کہا اے خلیفہ! فلاں علوی کو رہا کر دو ورنہ میں تمہیں ہلاک کر دوں گا۔ اسی اضطراب میں میں بیدار ہو گیا اور جب تک تم اسے رہا کر کے نہیں آئے میں سو نہیں سکا۔

مظلوم کی دادرسی

ایک رات خلیفہ معتمد علی اللہ بڑی پرسکون نیند سو رہا تھا وہ اچانک گھبرا کر اٹھ بیٹھا۔ اس نے حکم دیا۔ جمال نامی شخص کو فوراً قید

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وَذَا النُّوْنِ اِذْ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ عَلَيْهِ فَنَادٰى فِی الظُّلُمٰتِ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ ۖ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۸۷﴾ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ ۙ وَ نَجَّیْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ ؕ وَ كَذٰلِكَ نُـْۨجِی الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۸۸﴾ (الانبیاء: ۸۷۔۹۹)

فَسَتَذْكُرُوْنَ مَاۤ اَقُوْلُ لَكُمْ ؕ وَ اُفَوِّضُ اَمْرِیْۤ اِلَى اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بَصِیْرٌۢ بِالْعِبَادِ ﴿۴۴﴾ فَوَقٰىهُ اللّٰهُ سَیِّاٰتِ مَا مَكَرُوْا وَ حَاقَ بِاٰلِ فِرْعَوْنَ سُوْٓءُ الْعَذَابِ ﴿۴۵﴾ (المومن: ۴۴۔۴۵)

ابن طباطبا فرماتے ہیں جب میں بیدار ہوا تو مجھے یہ پانچ آیات یاد تھیں۔ صبح مسجد کا دروازہ کھلا چند لوگ میرے پاس آئے۔ میں ان لوگوں سے آشنا نہ تھا۔ وہ مجھے ولی عہد کے پاس لے گئے ولی عہد نے مجھ سے سوال کیا، کیا تم نے حضور ﷺ کی بارگاہ میں میری شکایت کی ہے؟ میں نے اس سے کہا اللہ کی قسم! میں نے آپ ﷺ سے ایسی کوئی شکایت نہیں کی۔ اس نے کہا نبی محترم ﷺ نے مجھے تمہارے متعلق ایک خصوصی حکم دیا ہے۔ ولی عہد نے مقروض افراد کی فہرست منگوائی اور وہاں سے میرے نام کو کاٹ دیا اور میرا احساب ختم کر دیا۔ میری ناداری کو دیکھ کر اس نے مجھے ایک ہزار دینار دیئے اور مجھے قید وبند کی سختیوں سے رہائی دی۔ اس طرح میں نے مذکورہ بالا پانچ آیات کی برکت خود ملاحظہ کی۔

آپ ﷺ کی برکت سے قرض کی ادائیگی میں آسانی

کرخ کا ایک عطار بغداد میں اقامت گزیں تھا۔ وہ امانت داری اور پردہ پوشی میں مشہور تھا۔ وہ مقروض تھا اور اسی پریشانی کی وجہ سے ہمہ وقت گھر میں ہی رہتا۔ ہر وقت نماز اور دعا میں مشغول رہتا۔ جب جمعہ کی رات آئی تو وہ حسب عادت نماز اور دعا میں مشغول ہو گیا وہ کہتا ہے کہ اس رات مجھے سرور دو عالم ﷺ کی زیارت ہوئی۔ آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا علی بن عیسیٰ کے پاس جاؤ اور اسے میرا حکم دو کہ وہ تمہیں چار سو دینار دے۔ تم ان سے اپنی ضروریات پوری کر لو۔ اس وقت مجھ پر چھ سو دینار قرض تھے۔ جب میں علی بن عیسیٰ کے مکان کے پاس پہنچا تو چوکیدار نے دروازے پر ہی مجھے روک دیا۔ کچھ دیر بعد اس کا سیکرٹری باہر آیا وہ مجھے جانتا تھا۔ میں نے اسے اپنی ساری داستان بیان کی تو وہ کہنے لگا علی بن عیسیٰ صبح سے تمہیں تلاش کر رہے ہیں۔ انہوں نے مجھ سے بھی تمہارے متعلق پوچھا لیکن میں تمہیں بھول گیا تھا۔ پھر وہ شخص اندر چلا گیا اور علی بن عیسیٰ کو میرے متعلق بتایا اس نے جلد ہی مجھے اندر بلا لیا۔ اس نے پوچھا تمہارا نام کیا ہے؟ میں نے کہا میں عطار ہوں۔ علی نے پوچھا تمہارا تعلق کس علاقے سے ہے میں نے کہا میں کرخ کا رہائشی ہوں۔ اس نے کہا اے اللہ کے بندے خدا کی قسم! میں تمہاری وجہ سے شب بھر نہیں سو سکا۔ رات کو میرا بخت جاگا۔ رسول عربی ﷺ میرے پاس تشریف لائے آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا فلاں عطار کو چار سو دینار دے دینا۔ تاکہ وہ اپنے قرض سے سبکدوش ہو سکے۔ میں نے کہا رسول محترم ﷺ میرے پاس بھی تشریف لائے تھے اور آپ ﷺ نے مجھے تمہارے پاس آنے کا حکم دیا۔ حضور ﷺ کی خاص نظر عنایت ہے۔ پھر انہوں نے اپنے خازن کو ایک ہزار دینار لانے کا حکم دیا۔ جب دینار آ گئے تو انہوں نے مجھ سے کہا چار سو دینار تو اس لیے ہیں۔ کیونکہ حضور ﷺ نے ان کا حکم دیا ہے اور باقی چھ سو دینار میری طرف سے بطور تحفہ قبول کر لیں۔ میں نے کہا اے وزیر محترم!

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تا کہ میں تمہیں مزید انعامات سے نوازوں اور تمہیں اپنی مملکت کی اہم ذمہ داری سونپ دوں۔

جب ابوحسان زیادی گھر آئے تو خراسانی قرض خواہ ان کے انتظار میں تھا۔ انہوں نے اس کو وہ تھیلی دی۔ جس میں دس ہزار درہم تھے۔ جب خراسانی نے تھیلی دیکھی تو اس نے کہا یہ تھیلی وہ تو نہیں جو میں تمہیں دے کر گیا تھا۔ یہ سن کر ابوحسان رونے لگے اور روتے روتے اپنی داستان بیان کر دی۔

جب خراسانی نے تمام قصہ سنا تو کہنے لگے اے ابوحسان! اگر تم مجھے پہلے ہی صورت حال سے آگاہ کر دیتے تو میں تم سے اس رقم کا مطالبہ ہی نہ کرتا اللہ کی قسم! یہ مال اب میرے لئے جائز نہیں ہے۔ اس کے اب تم ہی مالک ہو۔

جب ابوحسان کی بیٹیوں کی شادی کا دن آیا تو وہ صبح سویرے ہی خلیفہ کے پاس پہنچ گئے۔ خلیفہ نے ابوحسان کو اپنے پاس بلایا اور کہا میں تمہیں مدینہ السلام کے مغربی حصہ پر قاضی مقرر کرتا ہوں۔ تمہیں اتنا ماہانہ وظیفہ دیا جائے گا جس سے تم تقویٰ اختیار کر سکو۔ حضور ﷺ کی چشم کرم ہمہ وقت تمہارے شامل حال رہے گی۔

پانچ آیات کی برکت

عزیز باللہ نے اپنے ولی عہد کو حکم دیا۔ مصر کے مقروض گورنر سے فوراً قرضہ وصول کیا جائے۔ شریف ابن طباطبا پر بھی تین ہزار قرض تھا۔ وہ اپنا قرض ادا نہ کر سکا۔ ولی عہد نے اسے مسجد میں قید کر کے اس پر نگران مقرر کر دیئے۔ شریف نے وہ رات انتہائی پریشانی کے عالم میں گذاری۔ خواب میں سرکار دوعالم ﷺ کا دیدار نصیب ہوا۔ آپ ﷺ نے پوچھا کیا ولی عہد نے تم پر نگران مقرر کر دیئے ہیں۔ شریف نے عرض کی ہاں یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم آپ ﷺ نے فرمایا وہ پانچ آیات تلاوت کیوں نہیں کرتے جنہیں بارگاہ ربوبیت میں پہنچنے سے کوئی چیز نہیں روک سکتی۔ ان آیات کے طفیل ہی تمہیں رہائی نصیب ہو جائے گی۔ شریف نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم وہ کون سی آیات ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا وہ آیات درج ذیل ہیں:

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ ؕ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۵۵﴾ الَّذِيْنَ اِذَاۤ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ ۙ قَالُوْۤا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّاۤ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ﴿۱۵۶﴾ اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ ۫ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ ﴿۱۵۷﴾ (بقرہ: ۱۵۵-۱۵۶-۱۵۷)

اَلَّذِيْنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ اِيْمَانًا ۖۗ وَّقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ ﴿۱۷۳﴾ فَانْقَلَبُوْا بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ لَّمْ يَمْسَسْهُمْ سُوْٓءٌ ۙ وَّاتَّبَعُوْا رِضْوَانَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَظِيْمٍ ﴿۱۷۴﴾ (آل عمران: ۱۷۳-۱۷۴)

وَاَيُّوْبَ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗۤ اَنِّىْ مَسَّنِىَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿۸۳﴾ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ فَكَشَفْنَا مَا بِهٖ مِنْ ضُرٍّ وَّاٰتَيْنٰهُ اَهْلَهٗ وَمِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَذِكْرٰى لِلْعٰبِدِيْنَ ﴿۸۴﴾

(الانبیاء: ۸۳-۸۴)

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تیسری فصل

بھوک اور پیاس کے عالم میں نبی محترم ﷺ سے استغاثہ

شریف ابومحمد عبدالسلام بن عبدالرحمان حسینی فرماتے ہیں۔ میں تین دن تک مدینہ منورہ میں اقامت گزیں رہا۔ اس تمام عرصہ میں مجھے کھانے پینے کے لیے کچھ نہ ملا۔ میں منبر رسول ﷺ کے پاس آیا دو رکعت نماز ادا کی اور پھر بارگاہ رسالت میں یوں عرض گذار ہوا۔ اے نانا محترم! میں بھوکا ہوں۔ میں آپ صلی اللہ علیک وسلم سے ثرید کا طلب گار ہوں۔ پھر مجھ پر نیند غالب آگئی اور میں وہیں سو گیا۔ ابھی تھوڑی دیر ہی گذری تھی کہ ایک شخص نے مجھے جگایا اس شخص کے پاس لکڑی کا ایک پیالہ تھا۔ جو ثرید، گھی، گوشت اور مصالحہ سے لبریز تھا۔ اس نے مجھ سے کھانے کی درخواست کی میں نے اس شخص سے سوال کیا۔ آپ یہ کھانا کہاں سے لائے ہیں اس شخص نے جواب دیا۔ میرے معصوم بچے تین دن سے اس کھانے کی خواہش کر رہے تھے۔ آج اللہ تعالیٰ نے مجھے وہ سامان مہیا کیا جس سے میں اپنے بچوں کو یہ کھانا کھلا سکوں۔ جب یہ کھانا تیار ہوا تو میں سو گیا خواب میں حضور ﷺ کی زیارت ہوئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا میری مسجد میں تمہارا ایک بھائی سویا ہوا ہے۔ اس کو اس کھانے کی ضرورت ہے اسے یہ کھانا فوراً پیش کرو۔ آپ ﷺ کے حکم کے مطابق میں یہ کھانا لے کر تمہارے پاس آیا ہوں۔

بارگاہ رسالت سے دودھ ملنا

شیخ ابوعبداللہ بن ابی الامان فرماتے ہیں میں مدینہ طیبہ میں محراب فاطمہ کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا۔ اس وقت شریف مکثر القاسمی تہہ محراب سو رہے تھے۔ کچھ دیر بعد وہ بیدار ہوئے بارگاہ رسالت میں گئے اور سلام عرض کیا پھر مسکراتے ہوئے ہماری طرف آئے روضۂ اطہر کے خادم شمس الدین صواب نے مسکراہٹ کا سبب پوچھا شیخ نے فرمایا میں بھوکا تھا گھر سے نکلا اور حضرت فاطمۃ الزہراء کے کاشانۂ اقدس کی طرف آیا۔ میں نے بارگاہ رسالت میں عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میں بھوکا ہوں۔ پھر میں وہیں سو گیا۔ خواب میں نبی کریم ﷺ کا دیدار ہوا۔ آپ ﷺ نے مجھے دودھ کا پیالہ عطا فرمایا جسے میں نے خوب سیر ہو کر پیا جب شیخ نے اپنا لعاب اپنی ہتھیلی پر رکھا تو وہاں دودھ ہی دودھ تھا اور ان کے منہ میں ابھی تک دودھ کے اثرات بھی عیاں تھے۔

کھانے کی خواہش پوری ہوگئی

شیخ صالح عبدالقادر تنیسی فرماتے ہیں۔ جب میں مدینہ طیبہ پہنچا تو میں نے بارگاہ رسالت میں سلام عرض کیا اور بھوک کی شکایت کی۔ کھانے میں گندم کی روٹی، گوشت اور کھجوروں کی خواہش کی۔ پھر نماز پڑھنے کے بعد سو گیا۔ اچانک ایک شخص میرے پاس آیا۔ اس نے مجھے بیدار کیا اور اپنے ساتھ چلنے کے لیے کہا۔ وہ شخص ایک جوان آدمی تھا اور حسن سیرت وصورت میں رعنائی کا پیکر تھا۔ اس نے ایک بڑا سا پیالہ میرے سامنے رکھا اس میں بکری کے گوشت کی ثرید تھی۔ اس نے میرے سامنے

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

میں حضور نبی اکرم ﷺ کے حکم سے زیادہ لینے کا خواہاں نہیں ہوں۔ مجھے امید واثق ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں میں برکت دے گا۔ میرے اس سلوک کو دیکھ کر علی بن عیسیٰ رونے لگے انہوں نے کہا تمہارا حسن اعتقاد کتنا عمدہ ہے۔ جو تمہاری منشاء ہے وہ لے لو۔ میں نے چار سو دینار لے لیے ان میں سے کچھ کے ساتھ اپنا قرض ادا کیا اور باقی رقم سے دکان کھول لی۔ ابھی ایک سال بھی نہ گزرا تھا کہ میرے پاس ایک ہزار درہم جمع ہو گئے۔ میں نے ان سے اپنا سارا قرض اتار دیا۔ اب آئے روز میرے مال میں اضافہ ہوتا گیا اور میرے حالات سدھرتے گئے۔ یہ سب فیضان نظر مصطفیٰ ﷺ تھا۔

طاہر بن یحییٰ کا نذرانہ

خراسان کا ایک شخص ہر سال حج کرتا تھا وہ جب بھی مدینہ طیبہ حاضر ہوتا تو وہ طاہر بن یحییٰ کے پاس جاتا اور انہیں نذرانہ پیش کرتا۔ مدینہ طیبہ کے ایک شخص نے خراسانی سے کہا تم اپنا مال طاہر کو دے کر برباد کرتے ہو وہ اپنے مال کو ان مقامات پر خرچ کرتا ہے جنہیں اللہ تعالیٰ ناپسند کرتا ہے۔ چنانچہ خراسانی نے اس سال طاہر بن یحییٰ کو کچھ نہ دیا۔ اگلے سال بھی نہ تو اس سے ملاقات کی اور نہ ہی نذرانہ بھیجا۔ وہ خراسانی کہتا ہے۔ جب میں تیسرے سال حج کے سفر پر روانہ ہوا۔ تو خواب میں حضور ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے خراسانی! تم پر افسوس ہے کہ تم نے طاہر کے متعلق اس کے دشمنوں کی بات مان لی ہے اور اس کے ساتھ قطع رحمی کر لی ہے۔ میرا یہ حکم ہے کہ تم نہ صرف اس کے ساتھ اپنے تعلق بحال کرو۔ بلکہ گذشتہ غلطیوں کی تلافی بھی کرو۔ میں گھبرا کر نیند سے بیدار ہوا اور آئندہ اسے نذرانہ دینے کا عزم کیا۔ وقت روانگی ایک تھیلی بھی اپنے ساتھ لے لی اس میں چھ سو دینار تھے۔ جب میں مدینہ منورہ پہنچا تو سب سے پہلے طاہر بن یحییٰ کے گھر گیا۔ ان کے گھر ایک محفل منعقد تھی۔ جب انہوں نے مجھے دیکھا تو فرمایا اے فلاں! اگر رسول مکرم ﷺ تمہیں میرے پاس نہ بھیجتے تو تم کبھی بھی یہاں نہ آتے۔ تو نے میرے خلاف میرے دشمنوں کی باتیں مان لی تھیں اور اپنی فیاضی کو ترک کر دیا تھا۔ پھر سرور کائنات ﷺ نے خواب میں تمہیں سرزنش کی اور مجھے چھ سو دینار دینے کا حکم دیا۔ پھر طاہر بن یحییٰ نے میری طرف ہاتھ بڑھایا تاکہ میں انہیں تھیلی پیش کروں۔ میں نے جب ان کی گفتگو سنی تو مجھ پر گھبراہٹ طاری ہو گئی۔ میں نے ان سے کہا آپ نے سب کچھ سچ فرمایا ہے مگر آپ کو ان تمام حالات کا پتہ کیسے چلا۔ طاہر بن یحییٰ نے کہا تمہارے حالات کا علم تو مجھے پہلے سال سے ہی ہے۔ مجھے تمہاری وہ کیفیت بھی معلوم ہے۔ جب تم نے نذرانہ روک لیا تھا۔ جب تم دوسرے سال یہاں آئے۔ لیکن تم نے میرے پاس آنا گوارا نہ کیا تو مجھے بہت دکھ ہوا۔ میں نے خواب میں نبی اکرم ﷺ کی زیارت کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم اس خراسانی کے متعلق غم نہ کرو۔ میں نے اسے خواب میں خوب جھڑکا ہے اور اس کو حکم دیا ہے کہ وہ تمہیں نذرانے سے محروم نہ کرے۔ وہ آئندہ تمہاری مالی اعانت کرتا رہے گا۔ اب جب میں نے تمہیں دیکھا تو میں نے اللہ کا شکر ادا کیا۔ جس نے میرے خواب کی تعبیر پوری کر دی۔ خراسانی کہتا ہے میں نے وہ تھیلی نکالی اور طاہر بن یحییٰ کو پیش کی۔ اس کا ہاتھ اور منہ چوما اور اس سے التجا کی کہ وہ میری غلطی معاف فرما دے۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

عمدہ کھجوریں مل گئیں

ابو اسحاق ابراہیم بن سعید فرماتے ہیں مجھے مدینہ طیبہ حاضر ہونے کی سعادت نصیب ہوئی میرے ہمراہ تین درویش بھی تھے۔ہمیں وہاں کئی روز بھوکا رہنا پڑا میں بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اور عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم ہمارے پاس کھانے کے لیے کچھ نہیں کسی بھی چیز کے تین مد ہمارے لیے کافی ہوں گے۔ابھی میں نے یہ درخواست پیش کی تھی کہ میرے پاس ایک شخص آیا اس نے عمدہ کھجوروں کے تین مد مجھے پیش کیے۔

آپ ﷺ کی برکت سے کھانا مل گیا

امام ابوبکر بن مقری فرماتے ہیں امام طبرانی اور ابوشیخ میرے ساتھ مسجد نبوی میں تھے۔ہم کئی روز سے بھوکے تھے۔بھوک کے اثرات ہمارے چہروں پر عیاں تھے۔ہم نے وہ دن صوم وصال کی طرح بسر کیا۔عشاء کے وقت میں نے بارگاہ رسالت میں عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم ہم سخت فاقہ کشی کی کیفیت میں ہیں۔یہ عرض کر کے میں واپس آ گیا۔مجھ سے ابو القاسم نے کہا تم بیٹھ جاؤ یا تو رزق ملے گا یا موت آئے گی۔امام ابوبکر فرماتے ہیں اسی دوران میں اور ابوشیخ سو گئے جبکہ امام طبرانی کسی مسئلہ کے متعلق سوچنے لگے اسی اثناء میں ایک علوی جوان نے دروازے پر دستک دی ہم نے دروازہ کھولا۔اس کے ہمراہ دو غلام بھی تھے۔ان دونوں میں ہر ایک کے پاس ایک ایک زنبیل تھی۔وہ زنبیلیں کھانے سے بھرپور تھیں۔ہم نے وہیں بیٹھ کر کھانا کھایا ہم نے سوچا شاید بقیہ کھانا غلام اٹھا کر لے جائیں گے۔جب ہم نے جی بھر کر کھا لیا تو انہوں نے باقی کھانا وہیں رہنے دیا۔علوی نوجوان نے کہا اے شیوخ! کیا آپ نے بارگاہ رسالت میں بھوک کی شکایت کی تھی۔کیونکہ نبی محترم ﷺ خواب میں تشریف لائے اور مجھے آپ کے پاس کھانا لانے کا حکم دیا۔

ابن الجلاء فرماتے ہیں مجھے مدینہ طیبہ میں حاضری دینے کی سعادت نصیب ہوئی۔اس وقت مجھے شدید بھوک لگی ہوئی تھی۔میں نے روضۂ اطہر پر حاضر ہو کر عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میں آپ کا مہمان ہوں۔اسی اثناء میں سو گیا خواب میں نبی اکرم ﷺ کے دیدار سے مشرف ہوا۔آپ ﷺ نے مجھے روٹی عطا فرمائی۔میں نے اس روٹی کا آدھا حصہ خواب میں کھا لیا جب بیدار ہوا تو دوسرا آدھا حصہ میرے ہاتھ میں تھا۔

ابوالخیر اقطع بیان کرتے ہیں۔میں بھوک کی حالت میں مدینہ طیبہ حاضر ہوا۔وہاں پانچ دن فاقہ کشی میں ہی گذر گئے چھٹے دن میں بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا پہلے آپ ﷺ کی بارگاہ میں صلوٰۃ وسلام کا نذرانہ پیش کیا۔پھر عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میں آپ کا مہمان ہوں۔صرف اتنا عرض کر کے میں منبر شریف کے پاس سو گیا۔خواب میں مقدر جاگا نبی کریم ﷺ کی زیارت ہوئی۔آپ ﷺ کے دائیں جانب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور بائیں سمت حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ تھے۔جبکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے آگے آگے رواں دواں تھے۔حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مجھے جھنجھوڑا اور فرمایا اٹھو! دیکھو نبی محترم ﷺ تمہارے پاس تشریف لائے ہیں۔میں نے اٹھ کر فرط محبت میں آپ ﷺ کی پیشانی مبارک پر بوسہ دیا۔آپ ﷺ نے مجھے روٹی عطا فرمائی جس میں سے نصف میں نے کھا لی جب میں بیدار ہوا تو باقی

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

صیحانی کھجوروں سے لبریز ایک تھال بھی رکھا۔ اس نے بہت سی روٹیاں بھی مجھے پیش کیں۔ جب میں جی بھر کر کھانا کھا چکا تو اس نے میرا توشہ دان بھی گوشت، روٹی اور کھجوروں سے بھر دیا۔ اس نے بیان کیا۔ میں نماز چاشت ادا کرنے کے بعد سو رہا تھا کہ خواب میں نبی محترم ﷺ تشریف لائے۔ آپ ﷺ نے مجھے یہ کھانا تیار کرنے کا حکم دیا۔ آپ ﷺ نے تمہارا پتہ بھی بتایا اور فرمایا ''اسے اس کھانے کی شدید طلب ہے۔''

آپ ﷺ کے توسل سے ہر روز کھانا ملتا رہا

ایک بزرگ بیان فرماتے ہیں میں مدینہ منورہ میں حاضر تھا۔ میں بالکل تہی دامن تھا۔ کئی دن کچھ نہ کھانے کی وجہ سے میں بہت کمزور ہو گیا۔ فاقہ کشی سے مجبور ہو کر میں روضۂ اطہر کے سامنے آیا اور عرض کی اے اولین و آخرین کے سردار! مصر میرا وطن ہے۔ پانچ ماہ سے آپ صلی اللہ علیک وسلم کے پڑوس میں ہوں۔ بھوک کی وجہ سے بہت کمزور ہو گیا ہوں۔ میں اللہ رب العزت سے اور آپ سے عرض کناں ہوں کہ میرے لیے کسی ایسے آدمی کا انتظام ہو جائے جو مجھے پیٹ بھر کر کھانا کھلائے یا پھر مجھے اپنے وطن واپس لے جائے۔ پھر میں منبر شریف کے پاس جا کر بیٹھ گیا۔ اچانک ایک شخص روضۂ انور کی سمت سے آیا۔ اس کی زبان پر یا جداہ! یا جداہ! تھا وہ میرے پاس آیا اس نے میرا ہاتھ تھام لیا اور مجھ اٹھنے کے لیے کہا میں اس کے ہمراہ ہو گیا وہ مجھے باب جبرائیل سے نکال کر بقیع کی طرف لے گیا۔ باہر ایک خیمہ لگایا گیا تھا جس میں ایک لونڈی اور ایک غلام موجود تھے۔ اس شخص نے ان دونوں کو حکم دیا اٹھو اور اپنے مہمان کے لیے کھانا تیار کرو۔ غلام نے لکڑیاں اکٹھی کیں۔ آگ جلائی جبکہ لونڈی نے آٹا گوندھا اور گوشت کے ٹکڑے آگ پر بھونے اسی دوران وہ شخص مجھ سے محو گفتگو رہا پھر لونڈی نے کھانا پیش کیا کھانے کو دو حصوں میں منقسم کیا گیا پھر کھانے پر گھی ڈالا گیا اور اس کے ساتھ صیحانی کھجوریں بھی پیش کی گئیں۔ میرے میزبان نے مجھ کو کھانا کھانے کے لیے کہا میں نے تھوڑا سا کھانا کھایا اور اپنا ہاتھ روک لیا۔ اس نے مزید کھانے کو کہا میں نے کچھ اور کھایا لیکن میرا میزبان برابر اصرار کرتا رہا میں نے کہا جناب! میں نے کئی ماہ سے نہ تو گندم کی روٹی کھائی ہے اور نہ ہی اور کوئی چیز تناول کی ہے لہٰذا اب مجھ میں اتنی سکت نہیں کہ میں مزید کھا سکوں۔ اس نے بقیہ کھانا اور کھجوریں میرے توشہ دان میں ڈال دیں۔ پھر اس نے مجھ سے میرا نام پوچھا میں نے کہا میں فلاں بن فلاں ہوں۔ اس نے کہا خدا کے لیے آئندہ بارگاہ رسالت میں شکایت نہ کرنا۔ آپ ﷺ پر یہ بات بہت گراں گزرتی ہے۔ جب تک تمہارے واپس جانے کا انتظام نہیں ہو جاتا تمہیں ہر روز کھانا ملتا رہے گا۔ پھر اس نے اپنے غلام سے کہا اس شخص کو روضہ انور کے پاس چھوڑ آؤ۔ میں اس غلام کے ساتھ ہو گیا جب ہم بقیع تک پہنچے تو میں نے اس سے کہا اب تم واپس چلے جاؤ میں روضۂ اطہر تک پہنچ جاؤں گا اس غلام نے کہا جناب محترم! میں اس وقت تک واپس نہیں جا سکتا جب تک میں تمہیں روضۂ انور کے پاس نہ چھوڑ آؤں۔ کیونکہ اگر میں نے ایسا نہ کیا تو حضور ﷺ میرے مالک کو میرے متعلق بتا دیں گے۔ وہ غلام روضۂ انور تک مجھے چھوڑ کر واپس آ گیا۔ کھانے کا یہ سلسلہ برقرار رہا حتی کہ اللہ تعالیٰ نے مصر جانے والی ایک جماعت کا انتظام کر دیا جس کے ہمراہ میں بخیریت وطن واپس پہنچ گیا۔ یہ سب حضور ﷺ کی برکت تھی۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اسی دوران خواب میں حضور ﷺ کا دیدار نصیب ہوا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے ابوالعباس! تم نے تو ہم کو وحشت میں مبتلا کر دیا ہے اس کی وجہ یہ تھی کہ میں روضۂ رسول علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے پاس کثرت سے تلاوت کرتا تھا۔ علامہ باجی فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوالعباس سے پوچھا آپ نے روضۂ انور کے پاس کتنے قرآن پاک ختم کیے انہوں نے فرمایا مجھے وہاں ایک ہزار قرآن پاک ختم کرنے کی سعادت نصیب ہوئی ہے۔ حضرت ابوالعباس فرماتے ہیں ایک مرتبہ میں فاقہ کشی سے تنگ آ گیا میں روضۂ انور پر حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میں بھوکا ہوں۔ پھر میں وہیں سو گیا اسی دوران ایک جوان آیا اس نے مجھے اٹھنے کے لیے کہا میں اٹھ کر اس کے ہمراہ ہو لیا جب میں اس کے گھر پہنچا تو اس نے کھجوروں، گندم کی روٹی اور گھی سے میری تواضع کی۔ اس جوان نے مجھ سے کہا خوب جی بھر کر کھائیے کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے مجھے تمہاری میزبانی کا حکم دیا ہے۔ آئندہ جب بھی بھوک لگے ہمارے گھر آ جایا کریں۔

عبدالعظیم وکالی فرماتے ہیں ہم دس درویش وکال سے مدینہ طیبہ پہنچے جب ہم وہاں سے روانہ ہونے لگے تو ہم نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم ہم زیارت گاہ خلیل تک آپ کے مہمان ہیں۔ جب ہم وادی قریٰ میں پہنچے تو وہاں سے ایک درویش کو تین دینار ملے ہم ان تین دیناروں کو صرف کرتے ہوئے زیارت گاہ خلیل تک پہنچے۔ یہ سب حضور ﷺ کی برکت تھی۔

رسول مکرم ﷺ کی ضیافت

ابو عمران موسیٰ بن محمد نبروتی فرماتے ہیں میں مدینہ طیبہ میں تھا۔ وہاں مجھے سخت تنگ دستی نے آ لیا۔ میں روضۂ رسول علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام پر حاضر ہوا اور عرض کی یا حبیبی! یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میں اللہ رب العزت اور آپ کا مہمان ہوں۔ پھر عصر کی نماز کا انتظار کرتے کرتے وہیں اونگھ گیا خواب میں دیکھتا ہوں کہ روضۂ انور کا دروازہ کھل گیا ہے۔ وہاں سے تین اشخاص باہر تشریف لائے۔ میں انہیں سلام کرنے کے لیے کھڑا ہو گیا ایک شخص نے مجھ سے کہا بیٹھے رہو ابھی رسول مکرم ﷺ حاجیوں کو سلام سے سعادت اندوز کرنے کے لیے تشریف لا رہے ہیں اور وہ حجاج کرام جن کے پاس سامان زیست نہیں ہے۔ حضور ﷺ ان میں سامان بھی تقسیم فرمائیں گے۔ میں نے سوچا میں بھی تو بے سروسامانی کی کیفیت میں ہوں۔ کچھ دیر بعد نبی اکرم ﷺ تشریف لائے آپ ﷺ نے حاجیوں کو سلام سے مشرف فرمایا میں نے بھی دست بوسی اور مصافحہ کرنے کی سعادت حاصل کی۔ آپ ﷺ نے مجھے کوئی میٹھی چیز عنایت فرمائی میں نے فوراً وہ چیز اپنے منہ میں ڈال لی۔ جب میں بیدار ہوا تو وہ میٹھی چیز ابھی تک میرے منہ میں تھی اور میں اسے نگلنے کے لیے منہ ہلا رہا تھا۔ میں جب مسجد نبوی سے باہر آیا تو اللہ تعالیٰ نے بلا اجرت سواری کا اہتمام فرما دیا۔ اس نے اپنے دوست کو حکم دیا کہ وہ مجھے بلا معاوضہ مکہ مکرمہ چھوڑ آئے۔ یہ سب کچھ حضور ﷺ کی نگاہ لطف وعطا کا صدقہ تھا۔

یٰسین بن ابو محمد فرماتے ہیں ہم بارگاہ رسالت میں حاضری دینے کے بعد واپس جا رہے تھے جب ہم وادیٔ قریٰ میں پہنچے تو ایک درویش کو شدید بھوک لگ گئی۔ میں نے اس سے کہا بارگاہ رسالت سے روانہ ہوتے ہی تمہیں بھوک نے ستا لیا ہے۔ اس نے وہیں سے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم ہم بھوکے ہیں اور آپ کے مہمان ہیں۔ اس درخواست کے فوراً بعد

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نصف میرے ہاتھ میں تھی۔

بابرکت درہم

ابن ابی زرعہ فرماتے ہیں میں اپنے والد محترم اور ابوعبداللہ بن خفیف کے ہمراہ مکہ معظمہ میں حاضر ہوا۔ ہمیں وہاں سخت فاقہ کشی کا سامنا کرنا پڑا۔ اس کے بعد مدینہ طیبہ حاضری کی سعادت ملی وہاں بھی ایک شب بھوک کی حالت میں گذاری۔ اس وقت میں نابالغ تھا۔ کئی مرتبہ اپنے والد سے بھوک کی شکایت کی۔ بالآخر وہ مجھے ساتھ لے کر روضۂ اطہر پر حاضر ہوئے۔ انہوں نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میں آج رات آپ ﷺ کا مہمان ہوں۔ اس کے بعد وہ مراقبہ کرنے لگے۔ کچھ دیر بعد مراقبہ سے سر اٹھایا کبھی ہنسنے لگ جاتے اور کبھی رو پڑتے جب اس کا سبب پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا ابھی ابھی حضور نبی اکرم ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی آپ ﷺ نے کچھ درہم عطا فرمائے جب میں نے اپنا ہاتھ کھولا تو وہ درہم میرے ہاتھ میں موجود تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان دراہم میں اس قدر برکت فرمائی کہ ہم شیراز پہنچنے تک انہیں خرچ کرتے رہے۔

احمد بن محمد صوفی فرماتے ہیں میں تین ماہ تک جنگل میں پھرتا رہا حتی کہ پاؤں کی جلد اتر گئی پھر مدینہ طیبہ حاضر ہوا نبی مکرم ﷺ حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر ہوا، سلام عرض کیا اور وہیں سو گیا۔ خواب میں نبی محترم ﷺ کا دیدار نصیب ہوا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے احمد! تم آگئے ہو۔ میں نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم ہاں مجھے سخت بھوک لگی ہے۔ میں آپ صلی اللہ علیک وسلم کا مہمان ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اپنی ہتھیلی کھولو۔ جب میں نے اپنی ہتھیلی کھولی تو آپ ﷺ نے اسے درہموں سے بھر دیا۔ جب میں بیدار ہوا تو وہ درہم میری ہتھیلی پر موجود تھے۔ میں نے ان سے میدہ کی سفید روٹی اور فالودہ خریدا اور اسے کھا کر جنگل کی سمت چل دیا۔

دریا بہا دیئے ہیں در، بے بہا دیئے ہیں

ایک بزرگ صالح مدینہ طیبہ میں اقامت گزیں تھے۔ جب انہیں شدید بھوک لگی تو وہ روضۂ انور پر حاضر ہوئے اور عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میں بھوکا ہوں۔ پھر وہ روضۂ انور کے پاس ہی بیٹھ گئے اسی دوران ایک سید بزرگ ان کے پاس آئے اور ان سے کہنے لگے چلئے انہوں نے پوچھا کہاں سید صاحب نے جواب دیا میرے گھر چلو وہاں کھانا کھاتے ہیں۔ وہ بزرگ ان کے ہمراہ ہو لئے۔ سید صاحب نے بزرگ کے سامنے ایک بڑا سا پیالہ رکھا جس میں ثرید، گوشت اور زیتون کا تیل تھا۔ پھر انہوں نے کھانے کے لیے کہا بزرگ صالح نے خوب سیر ہو کر کھانا کھایا۔ جب وہ جانے لگے تو سید صاحب نے کہا جناب! اور کھا لیجئے وہ بزرگ پھر بیٹھ گئے اور کھانا تناول کیا جب وہ واپس جانے لگے تو انہوں نے فرمایا بھائی! تم میں سے ایک شخص دور دراز کی مسافتیں طے کر کے آتا ہے۔ جنگل و بیاباں کو عبور کرتا ہے۔ خویش و اقارب کی جدائی برداشت کرتا ہے۔ مگر یہاں آ کر وہ صرف یہ مانگتا ہے کہ اسے روٹی کا ایک ٹکڑا مل جائے۔ میرے بردار محترم بارگاہ رسالت میں کسی چیز کی قلت نہیں اگر تم یہاں سے جنت، مغفرت اور رضا طلب کرتے تو یہ سب کچھ تمہیں مل جاتا۔

ابوالعباس احمد بن نفیس تونسی بیان کرتے ہیں کہ میں حجاز مقدس سے مصر آیا وہاں سے مغرب کی طرف جانے کا ارادہ کیا

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سطح بلند ہو جائے گی۔

تین دن کے بعد دریائے نیل میں پانی کی سطح 15 پندرہ انگلیاں بلند ہو گئی۔ پھر سرورِ دو عالم ﷺ کی برکت سے اس میں اضافہ ہوتا رہا حتی کہ یہ دریا اپنے معمول کے مطابق بہنے لگا۔

صحیح بخاری میں روایت منقول ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ باران رحمت کے لیے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا وسیلہ پیش کرتے تھے۔ کیونکہ وہ حضور نبی محترم ﷺ کے چچا تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کے طفیل رحمت کی بارش برساتا زبیر بن بکار سے روایت ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ بارگاہ ایزدی میں یوں عرض کناں ہوتے:

''اے میرے مولا! میری قوم تیری بارگاہ بے کس پناہ میں میرا وسیلہ پیش کرتی ہے۔ کیونکہ مجھے تیرے محبوب اکرم ﷺ کے ساتھ نسبی تعلق کا شرف حاصل ہے۔ اس لیے ہم پر ابر کرم نازل فرما'' آپ رضی اللہ عنہ کے دعا کرتے ہی پہاڑوں کی مانند بادل اٹھتے اور چھم چھم برسنے لگتے جس سے زمین سرسبز و شاداب ہو جاتی۔

شیخ کامل عارف عتیق فرماتے ہیں ہمارا کارواں حج کے لیے رواں دواں تھا۔ راستہ میں اہل قافلہ کو شدید پیاس محسوس ہوئی لیکن پانی ضرورت سے کم تھا۔ اس قافلہ میں سے چند لوگ شیخ ابو النجاء سالم بن علی کے پاس گئے اور ان سے بارش کی دعا مانگنے کی درخواست کی وہ فوراً تنہائی میں چلے گئے اور نبی اکرم ﷺ کا وسیلہ پیش کر کے دعا مانگی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول فرماتے ہوئے فوراً بارش نازل فرمائی جس سے اہل قافلہ کی تشنگی ختم ہو گئی۔

شیخ ابو عبد اللہ المتہدی فرماتے ہیں۔ میں نے بیت اللہ کا حج کیا۔ دوران حج میں نے ایک ایسے شخص سے ملاقات کی جس کے متعلق مشہور تھا کہ وہ پانی نہیں پیتا میں نے اس سے یہ سوال کیا تو اس نے بتایا کہ میرا تعلق حلہ کے ایک شیعہ گروہ سے تھا۔ ایک رات میں سویا تو میں نے خواب میں دیکھا کہ قیامت قائم ہو چکی ہے۔ لوگ سخت تکلیف میں ہیں۔ انہیں شدید پیاس کا سامنا ہے۔ میں بھی پیاسا ہوں۔ میں اسی کیفیت میں حضور ﷺ کے حوض پر آیا۔ وہاں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہم تشریف فرما تھے۔ وہ لوگوں کو آب کوثر پلا رہے تھے۔ کیونکہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو افضل سمجھتا تھا اور ان کی محبت میں انتہائی خود رفتہ تھا اس لیے میں ان کے پاس حاضر ہوا تا کہ وہ مجھے پانی پلائیں۔ مگر انہوں نے میری طرف کوئی توجہ نہ دی۔ پھر میں حضرت ابو بکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کے پاس آیا۔ لیکن انہوں نے بھی روگردانی کا مظاہرہ کیا اس وقت سرور دو عالم ﷺ میدان حشر میں تشریف فرما تھے۔ آپ ﷺ بعض تیرہ بختوں کو پیچھے کی جانب دھکیل رہے تھے۔ میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میں بہت پیاسا ہوں پہلے میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ انہوں نے بے اعتنائی برتی۔ آپ ﷺ نے فرمایا علی تجھے پانی کیسے پلا سکتے ہیں۔ حالانکہ تو میرے اصحاب سے بغض و عداوت رکھتا ہے۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم کیا میری توبہ قبول ہو سکتی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کیوں نہیں توبہ کرو پھر نئے سرے سے اسلام قبول کرو۔ میں تمہیں ایسا شربت پلاؤں گا کہ تو کبھی بھی پیاس محسوس نہیں کرے گا۔ میں نے اسی وقت توبہ کی اور حضور ﷺ کے ہاتھ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہمیں تیار کھانا مل گیا۔ اس کھانے کو ہم لگا تار تین دن تک کھاتے رہے اس پر ابھی تک تازگی کے نشانات تھے۔

باران رحمت کے لیے استغاثہ

علامہ سمہودی خلاصۃ الوفا میں امام بیہقی اور ابن شیبہ کے حوالے سے صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے خازن ملک الدار سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد ہمایوں میں لوگوں کو سخت قحط سالی کا سامنا کرنا پڑا۔ ایک شخص نے روضۂ رسول پر حاضری دی اور عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم آپ کے امتی ہلاکت کے قریب ہیں۔ ان کے لیے بارش کی دعا فرمائیں۔

رسول مکرم ﷺ نے اسے خواب میں اپنے دیدار سے مشرف فرمایا اور فرمایا عمر کو میرا اسلام کہنا اور اسے بتانا کہ باران رحمت آنے والی ہے اور مزید حکمت و دانائی سے کام لو۔ وہ شخص حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں آیا اور تمام واقعہ عرض کیا تمام قصہ سن کر حضرت عمر گریہ بار ہو گئے۔ روتے ہوئے التجا کی اے میرے مولا! میں اپنے معاملات میں حتی الامکان سستی و کاہلی نہیں کرتا۔ لیکن اگر عاجز آ جاؤں تو میں تیرا ہی بندہ ہوں۔

ابو الجوزاء سے روایت ہے کہ ایک دفعہ اہل مدینہ کو سخت قحط سالی کا سامنا کرنا پڑا تمام اہل مدینہ اکٹھے ہو کر ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے اور خشک سالی کی شکایت کی۔ آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا حضور نبی اکرم ﷺ کے روضہ انور کا بالائی حصہ تھوڑا سا کھول دو تاکہ روضۂ اطہر اور آسمان کے مابین کوئی حجاب نہ رہے۔ اہل مدینہ نے نبی مکرم ﷺ کے روضۂ انور کی چھت میں ایک سوراخ کر دیا۔ اس سال اتنی زیادہ بارش ہوئی کہ ہر جگہ سبزہ ہی سبزہ لہلہانے لگا اور اس سال اونٹ اتنے موٹے ہو گئے کہ چربی کی وجہ سے ان کی کوہانیں پھٹنے لگیں۔ اسی وجہ سے اس سال کو "عام الفتق" کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔

فقیہ مقری ابو العباس احمد بن علی فرماتے ہیں کہ 650 ہجری میں دریائے نیل خشک ہو گیا۔ جس کی وجہ سے مہنگائی آسمان سے باتیں کرنے لگی۔ لوگ اس صورت حال سے سخت پریشان ہو گئے۔ میں نے 24 جمادی الآخری جمعہ کی رات انتہائی اضطراب میں گذاری۔ اسی بے چینی میں دو رکعت نماز ادا کی پہلی رکعت میں سورۃ الفاتحہ کے بعد سَنُرِيهِمْ اٰيٰتِنَا فِي الْاٰفَاقِ وَفِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُ الْحَقُّ ۭ اَوَلَمْ يَكْفِ بِرَبِّكَ اَنَّهٗ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ﮍ اَلَآ اِنَّهُمْ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْ لِّقَاۗءِ رَبِّهِمْ ۭ اَلَآ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطٌ ﮎ (حم سجدہ: ۵۳۔۵۴) کی تلاوت کی اور دوسری رکعت میں مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۭ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّاۗءُ عَلَي الْكُفَّارِ رُحَمَاۗءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا ۡ سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ۭ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ ۚ وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ ۚ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْــــَٔهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰي سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ۭ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا ﮒ (الفتح: ۲۹) کی تلاوت کی پھر بارگاہ رسالت میں استغاثہ کیا اور سو گیا۔ خواب میں ہاتف غیبی کو سنا وہ کہہ رہا تھا کہ بارگاہ رسالت میں تمہارا استغاثہ قبول ہو گیا ہے۔ تین دن کے بعد دریائے نیل میں پانی کی

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مجھ پر کپکپی طاری ہوگئی۔ مجھے فوراً خیال آیا اگر یہ میرے بھائی کے ان دوستوں میں سے ہوتا جن کو میں نے اپنے بھائی کے متعلق لکھا تھا تو اسے میرے یہاں آنے کا مقصد معلوم ہوتا۔ میں نے سراپا سوال بن کر استفسار کیا میرے بھائی نے آپ کو کتنے دینار دینے کا لکھا ہے؟ اس نے مجھ سے پوچھا تمہارا بھائی کون ہے؟ میں نے اس سے کہا میرے بھائی کا نام ابو یعقوب بن ارزق انباری ہے اور وہ مصر میں خلیفہ کا کاتب ہے۔ اس شخص نے کہا اللہ کی قسم! میں تو اس شخص کے نام سے بھی نا آشنا ہوں۔ اس کے اس جواب سے میں بہت پریشان ہوگیا۔ میں نے اس شخص سے کہا میں تو تمہیں اپنے بھائی کا دوست سمجھتا رہا اور اس حسن سلوک کو اس دوستی کا نتیجہ سمجھتا رہا۔ اب خود ہی بتائیں اس حسن سلوک کا سبب کیا تھا۔ اس نے کہا میرے اس حسن سلوک کا سبب تمہارے بھائی کی دوستی سے زیادہ اہم ہے۔ میں یہ بیان کر کے تمہاری مسرت وشادمانی میں ضرور اضافہ کروں گا۔ حقیقت یہ ہے کہ جب اس قافلے کے لٹ جانے کی خبر دمشق پہنچی تو ہر شخص پر قیامت ٹوٹ پڑی۔ کسی کو اس کے مال کے لٹ جانے کا غم تھا۔ کوئی دوست یا رشتہ دار کی وجہ سے پریشان تھا۔ کسی کو کسی عزیز کی یاد ستا رہی تھی۔ لیکن میں مطمئن تھا میرا کوئی عزیز یا رشتہ دار اس قافلہ میں نہ تھا اور نہ ہی اس میں میرا کوئی مال اسباب تھا۔ جب وہ قافلہ یہاں پہنچا تو لوگ اس کے حالات دریافت کرنے کے لیے باہر آئے لیکن میں گھر سے باہر نہ آیا۔ جب رات کو سویا تو خواب میں نبی اکرم ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوا۔ آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا ابو محمد بن ارزق کے پاس جاؤ اس کی مدد کرو اور اس کے لیے ایسی سواری کا بندوبست کرو کہ وہ آرام سے اپنی منزل تک پہنچ جائے۔ اس وقت میں لوگوں کے پاس آیا اور تمہارے متعلق پوچھا میرے تمام حسن سلوک اور غم خواری کا یہی سبب تھا۔ اب تم بتاؤ کہ تم کہاں جا رہے ہو؟ ابو محمد کہتے ہیں میں حضور ﷺ کی اس ذرہ نوازی پر زار زار رونے لگا اور ہچکیوں کی وجہ سے تادیر بات نہ کر سکا پھر میں نے مصر تک کی تمام ضروریات سے اپنے میزبان کو آگاہ کیا اس نے میری تمام ضروریات پوری کیں۔ بعد میں میں نے اس شخص سے تعارف پوچھا اس شخص نے کہا میں ابن الصابونی کے نام سے مشہور ہوں۔ میں جب مصر پہنچا تو میں نے اپنے بھائی سے ملاقات کی جب میں نے اس کو اپنی داستان سفر سنائی تو وہ بھی رونے لگا۔ اس کے بعد ابن الصابونی کے ساتھ خط وکتابت ہوتی رہی۔ ایک دفعہ مجھے دمشق آنے کا اتفاق ہوا تو اس وقت ابن الصابونی کے حالات بگڑ چکے تھے۔ مصائب نے اس کو گھیر رکھا تھا۔ میرے بھائی نے اس سابقہ حسن سلوک کی وجہ سے اسے دمشق میں ایک جاگیر دی جس سے اسے معقول آمدنی حاصل ہوتی تھی۔

آل سلجوق کا شہنشاہ اول طغرل بیگ جب موصل کی طرف روانہ ہوا تو اس وقت اس کے ساتھ ایک لشکر عظیم تھا۔ اس کے سپاہی راستے میں غارت گری کرتے جا رہے تھے۔ جس سے دیہاتوں کے باشندوں کو بہت پریشانی لاحق ہوئی۔ طغرل بیگ خواب میں نبی اکرم ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوا۔ جب اس نے سلام عرض کیا تو حضور ﷺ نے روگردانی فرمائی۔ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے تمہیں اقتدار بخشا ہے۔ اس کے باوجود تم مخلوق خدا پر رحم نہیں کرتے اور اللہ تعالیٰ کی عظمت اور اس کے جلال سے خوفزدہ نہیں ہوتے۔ یہ خواب دیکھ کر وہ خوفزدہ ہوگیا اس نے اپنے وزیر کو بلایا اور کہا آج سے عدل و انصاف کا اعلان کر دو اور یہ بھی اعلان کر دو کہ کوئی کسی پر ظلم نہ کرے۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مبارک پر اسلام قبول کرلیا۔ آپ ﷺ نے مجھے جام کوثر عطا فرمایا جسے میں نے پی لیا۔ جب میں بیدار ہوا تو مجھے بالکل پیاس نہ تھی۔ پھر میری یہی کیفیت رہی میں کبھی پانی پی لیتا اور کبھی پانی نہ پیتا۔ پھر میں اپنے شہر حلہ میں آیا۔ میں نے اپنے تمام شیعہ رشتہ داروں سے لاتعلقی قائم کر لی۔ البتہ جن لوگوں نے میری دعوت کو قبول کرلیا اور اپنے فاسد عقائد سے توبہ کی ان سے میں نے تعلقات مزید مستحکم کر لئے۔

نوٹ: اس موضوع پر علامہ شیخ علی حلبی شافعی نے ایک مستقل کتاب رقم کی ہے۔ انہوں نے اپنی کتاب کا نام "بُغیۃُ الْاَحْلَامِ بِاَخْبَارِ مَنْ فَرِحَ بِرُؤْیَا الْمُصْطَفٰی فِی الْمَنَامِ" رکھا میں اس کتاب سے وہ حکایات نقل کر رہا ہوں۔ جنہیں مصنف مصباح نے ذکر نہیں کیا۔

علامہ حلبی بیان فرماتے ہیں

ایک شخص نے بیان کیا ہے۔ میں بغداد سے مصر کی طرف عازم سفر ہوا تاکہ اپنے بھائی سے ملاقات کرسکوں۔ میرے بھائی کی بیوی اور اس کی بیٹی بھی میرے ساتھ تھیں۔ ہم ایک بہت بڑے کارواں میں محوسفر تھے۔ جب ہم دمشق کے ایک گاؤں کے پاس پہنچے تو ڈاکوؤں نے ہمیں روک لیا۔ انہوں نے لوگوں سے ساز وسامان چھین لیا۔ اس وقت ہم ایک چشمے پر خیمہ زن تھے۔ میں نے ساتھیوں سے کہا موت ہر حالت میں آنی ہے۔ یہ ٹل نہیں سکتی یہاں اقامت گزین رہنے سے بہتر ہے کہ ہم اپنے آپ کو بچانے کے لیے چل پڑیں۔ اللہ ہم پر ضرور رحم فرمائے گا اور ہم اس مصیبت سے نجات پالیں گے۔ ہم مسلسل دو دن اور دو راتیں چلتے رہے۔ کیونکہ میری بھابھی بالکل تھک چکی تھی۔ اس لیے میری بھتیجی میرے کندھے پر تھی۔ ہمارے پاس کھانے پینے کے لیے کچھ نہ تھا۔ ہمارے کئی ساتھی راستے میں ہی پیک اجل کو لبیک کہہ گئے۔ تین دن بعد ہم ایک گاؤں میں پہنچے وہاں ایک خاتون ملی ہم نے اس سے کہا کہ اے خاتون! ہم تمہاری پناہ میں ہیں۔ میں نے تلاوت کلام مقدس شروع کر دی۔ جس سے اس عورت کے خاوند کا دل پسیج گیا۔ اس نے ہم سے پوچھا تمہیں کیا چاہیے۔ ہم نے کہا مہربانی کر کے ایک سواری کا بندوبست کر دیں اور دمشق تک ہمارے ہمراہ چلیں۔ وہاں پہنچ کر ہم آپ کے احسانات کا بدلہ اتار دیں گے۔ وہ ہمارے ساتھ چلنے کے لیے تیار ہو گیا۔ اس نے ہم تینوں کو نئے کپڑے پہنائے، سواری کا بندوبست کیا اور زادراہ لے کر ہمارے ساتھ چل دیا۔ چند دن کے سفر کے بعد ہم دمشق پہنچ گئے۔ اہل شہر نے باہر نکل کر ہمارا استقبال کیا۔ ہر شخص اپنے رشتہ دار کے متعلق پوچھتا کیونکہ اس قافلہ کی تباہی کی خبر ان تک پہنچ چکی تھی۔ مجھے ایسا محسوس ہوا کہ کوئی شخص میرے متعلق پوچھ رہا ہے۔ میں نے بلند آواز سے کہا میں یہاں ہوں۔ اس شخص نے میری سواری کی مہار پکڑ لی اور مجھے اپنے گھر لے گیا اس کا گھر بڑا آراستہ و پیراستہ تھا۔ مجھے یقین ہو گیا کہ وہ میرے بھائی کا دوست ہے۔ ہم تین دن تک اس کے مہمان رہے دو دن تک یونہی گفتگو ہوتی رہی۔ تیسرے دن اس نے مجھ سے داستان سفر دریافت کی جب میں نے اس کو حکایت غم بیان کی تو اس نے کہا تم جتنے دینار چاہتے ہو مجھ سے لے لو۔ اس نے مجھے میری ضرورت کے مطابق دینار دے دیئے۔ میں نے وہ دینار اپنے دیہاتی راہنما کے حوالے کیے اور اس کو بہت سا سامان بھی دیا۔ پھر اس دمشق کے باشندے نے مجھ سے پوچھا تمہیں کتنا زادراہ چاہیے اور تم کس شہر میں جانا چاہتے ہو اس سوال کی وجہ سے

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وہ لڑکی اتنی حسین نظر آتی تھی کہ اس کی طرف نظر اٹھا کر دیکھنا ناممکن تھا۔

ایک دن وہ لڑکی کھڑکی میں بیٹھ کر باہر کا نظارہ کر رہی تھی۔ اس نے اچانک ایک فقیر کی یہ صدا سنی۔ جو حضور ﷺ کی محبت میں مجھے گراں قدر چیز دے گا حضور ﷺ اس کی شفاعت فرمائیں گے۔ اس لڑکی نے سوچا میرے پاس ایسی کوئی چیز نہیں جو اس تاج سے زیادہ گراں قیمت ہو قسم بخدا میں یہ تاج ہی اس فقیر کو دوں گی۔ جب امیر مجھ سے اس کے متعلق پوچھے گا تو میں اسے گول سا جواب دوں گی۔ اس نے سائل کو رکنے کے لیے کہا وہ باہر گئی اپنے سر سے تاج اتارا اور اس گداگر کو دے دیا۔

کئی دن بیت گئے لیکن امیر نے اس لڑکی کے سر پر اس تاج کو نہ دیکھا۔ وہ تاج اسے حد درجہ مسرت و شادمانی بخشتا تھا۔ ایک دن اس امیر نے اس لڑکی سے کہا تم وہ تاج کیوں نہیں پہنتی۔ لڑکی خاموش رہی۔ امیر نے دوبارہ یہی سوال کیا۔ لڑکی نے پھر کوئی جواب نہ دیا۔ امیر نے تیسری مرتبہ یہی سوال کیا اور تاکید کی کہ اس سوال کا جواب ضرور ملنا چاہیے۔ لڑکی نے اب اسے تمام داستان سنا دی۔ بادشاہ نے اس کے چہرے پر تھپڑ رسید کیا۔ اس سے تمام فاخرانہ لباس چھین لیے اور اسے کھردرے کپڑے پہنائے اس نے ایک چھری منگوائی جس سے اس لڑکی کا ایک ہاتھ کاٹ دیا۔ بادشاہ نے اس لڑکی کو طلاق بھی دے دی اور اس کا کاٹا ہوا ہاتھ بھی اسے دے دیا اور اسے اپنے محل سے نکل جانے کا حکم دیا۔ لڑکی محل سے نکل کر اپنے باپ کی دکان پر آئی۔ اس کے باپ کی دکان کے سامنے ایک سرائے تھی وہ اس کے اندر چلی گئی اسی سرائے کا نگران ایک بزرگ آدمی تھا۔ لڑکی نے اس نگران سے کہا چچا جان! میرے والد صاحب کہاں چلے گئے ہیں۔ اس بزرگ نے لڑکی سے سوال کیا تو کہاں تھی لڑکی نے گول سا جواب دیا۔ بزرگ نے کہا میں نے فلاں دن سے تمہارے باپ کو نہیں دیکھا اور نہ ہی میں اس کے مسکن کو جانتا ہوں۔ اس نے لڑکی سے کہا اے میری بچی! میں ایک بوڑھا اور کمزور شخص ہوں۔ میری خواہش ہے تم میرے ساتھ ہی رہو۔ اس طرح تم محل کے حالات سے بھی آگاہ ہوتی رہو گی۔ لڑکی نے سر تسلیم خم کر دیا لڑکی نے بوڑھے سے کہا میری خواہش ہے کہ آپ میرے لیے کچھ تیل، ایندھن اور آگ لے کر آئیں۔ بوڑھے نے اسے تمام اشیاء مہیا کیں اس لڑکی نے اس تیل کو خوب گرم کیا پھر اپنا ہاتھ اس تیل میں ڈال دیا۔ اس نے یہ سارا معاملہ بزرگ نگران سے مخفی رکھا۔

وہ لڑکی کئی دن اس نگران کے ہاں ٹھہری رہی۔ ایک دن شہر حلب کا ایک کارواں اس سرائے میں آکر ٹھہرا۔ اس قافلہ میں ایک تاجر بھی تھا۔ وہ اس سرائے میں کئی دن مقیم رہا۔ ایک دن اس تاجر نے اس لڑکی کو دیکھ لیا اس کے حسن و جمال کو دیکھ کر وہ مبہوت ہو گیا۔ اس نے بوڑھے نگران کو بلایا اور پوچھا اس لڑکی کا تمہارے ساتھ کیا رشتہ ہے۔ بزرگ نے کہا یہ میری بیٹی ہے۔ تاجر نے کہا میں اس سے شادی کرنا چاہتا ہوں۔ میں اس کو اس کی خواہش کے مطابق مال و ثروت دوں گا۔ بوڑھے نے کہا میں ابھی جا کر اپنی بیٹی سے اجازت لیتا ہوں۔ اس لڑکی نے اس بزرگ کو اس شرط پر اجازت دے دی کہ وہ تاجر اپنے شہر پہنچنے سے قبل میرے ساتھ وظیفۂ زوجیت ادا نہیں کرے گا۔ تاجر نے یہ شرط قبول کر لی اور انہیں تحریری ضمانت دے دی۔ بادشاہ نے اس لڑکی کے لیے بہت سے تحائف بھیجے۔ اسے ایک عظیم الشان محل میں ٹھہرایا۔ لونڈیوں اور خدام کو اس کی خدمت پر مامور کیا اس لڑکی کی ہر سمت نعمتوں کی ریل پیل تھی۔ جب تاجر وہاں سے روانہ ہونے لگا تو اس نے لڑکی کے لئے ایک محمل تیار کروایا۔ لڑکی

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اسی طرح کا ایک اور واقعہ بھی ہے کہ ایک امیر شخص اپنے دوست کے ساتھ سفر کر رہا تھا دوران سفر وہ ایک دکان کے پاس سے گذرے، وہاں انہوں نے لڑکی دیکھی جو حسن و جمال کا پیکر تھی۔ امیر شخص نے اپنے دوست سے کہا اس دکان کے مالک کے متعلق معلومات حاصل کرو اس نے معتمد خاص نے اس دکان کے مالک کے متعلق تمام معلومات فراہم کیں پھر اپنے دوست کے پاس آ کر سب کچھ گوش گذار کر دیا۔ اس امیر شخص نے کہا میں اس لڑکی سے ضرور شادی کروں گا۔ اس کا دوست دوبارہ سبزی فروش (مالک دکان) کے پاس گیا۔ اس نے اس سے کہا امیر تجھے اپنے دربار میں طلب کر رہے ہیں وہ تمہیں بھلائی سے نوازنا چاہتے ہیں۔ سبزی فروش نے سر تسلیم خم کر دیا امیر کے دوست نے اس کو اپنے ہمراہ لیا جب وہ امیر کے پاس پہنچے تو اس کے دوست نے اس کو سبزی فروش کے آ جانے کی خبر دی۔ امیر نے اس کو تنہائی میں بلایا اور اپنے دوست سے کہا اس سے پوچھو کہ وہ لڑکی جو تمہاری دکان میں موجود تھی کیا وہ تمہاری بیٹی ہے۔ اس دکاندار نے کہا ہاں وہ میری نور نظر ہے۔ امیر نے پوچھا کیا اس کی والدہ بحیات ہے۔ اس دوست نے کہا ہمارے آقا اس لڑکی سے شادی کرنے کے خواہش مند ہیں اس دکاندار نے کہا میری قسمت میں یہ اقبال مندی کیسے ہو سکتی ہے۔ امیر کے دوست نے کہا جاؤ اور اپنی بیٹی کو یہاں بھیج دو۔ دکاندار نے اپنی بیٹی کو اس کے محل میں داخل کر دیا۔ قاضی اور گواہ آ گئے۔ امیر نے ان سب کی موجودگی میں اس لڑکی سے نکاح کر لیا۔ پھر امیر نے اس کے باپ سے مخاطب ہو کر کہا میں اس شرط پر نکاح کر رہا ہوں کہ تو اس شہر میں نہیں رہے گا۔ تم مجھ سے ایک ہزار دینار لے لو اور کسی شہر میں چاہو اقامت اختیار کر لو۔ لیکن ان تمام امور کو پوشیدہ رکھنا اور کسی کو بھی کچھ نہ بتانا۔ اس دکاندار نے اپنے لئے ایک شہر کو پسند کر لیا۔ امیر نے اس شہر کے گورنر کو لکھا کہ اس شخص کو خصوصی مراعات سے نوازا جائے اور اس کے قیام و طعام کا فوراً بندوبست کیا جائے۔ اس شخص نے اپنا سامان زیست جمع کیا اور اس شہر کی طرف چلا گیا۔ اس کی اس نقل مکانی کے متعلق کسی شخص کو خبر تک نہ ہوئی۔ اس نے وہاں کے گورنر سے ملاقات کی اس نے اسے بہترین گھر دیا۔ اس کو خادم دیئے اور اس کی تمام ضروریات پوری کیں۔ پھر امیر نے بیوٹی پارلر خاتون کو بلایا اور اس سے کہا اس لڑکی کا بہترین میک اپ کرو۔ اس عورت نے امیر سے کہا اے امیر محترم! اللہ کی قسم! یہ لڑکی سراپا فتنہ ہے۔ پھر وہ اسے اپنے بیوٹی پارلر میں لے گئی۔ اس کا میک اپ کیا امراء کی عورتوں کا لباس اس کو پہنایا۔ اب اس لڑکی کی کیفیت یہ ہو گئی کہ کوئی شخص نظر بھر کر اس کی طرف نہیں دیکھ سکتا تھا۔ پھر وہ عورت اس لڑکی کو امیر کے پاس لے گئی۔ اس کا حسن و جمال دیکھ کر قریب تھا کہ امیر کے ہوش اڑ جاتے۔ وہ لڑکی ہمہ وقت امیر کے حواس پر سوار رہتی۔ اس نے مظلوم لوگوں کی داستانیں سننا بند کر دیں۔ لیکن اس کے ایک دوست نے اس کو سمجھایا کہ اس کی محبت میں اتنا انہماک درست نہیں ورنہ مملکت کے معاملات درست نہیں رہیں گے۔ لیکن امیر اب بھی اس کی محبت میں خود رفتہ ہوتا جا رہا تھا۔ وہ ہر روز اسے تحائف دے کر اس کا مزید قرب حاصل کرنے کے لیے کوشاں ہوتا۔

ایک دن امیر کو اچانک یاد آیا کہ اس کے پاس ایک تاج اور ایک گلوبند ہے یہ وہ عظیم تحفہ تھا جو اس کے والد نے اس کی والدہ کو دیا تھا۔ وہ اپنے پہننے والے کے حسن کو چار چاند لگا دیتا تھا۔ بادشاہ نے وہ صندوق لانے کا حکم دیا۔ جس میں وہ تاج اور گلوبند تھے بادشاہ نے اس میں سے تاج اور گلوبند نکالے۔ اسے لڑکی کے حوالے کیا اور اسے انہیں زیب تن کرنے کا حکم دیا اب

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

قیمت بھی ادا کی۔ اس کی حتی الامکان اعانت کی۔ لڑکی بھی گاہے بگاہے اسے احسان وامتنان سے نوازتی رہی۔

ایک شخص بیان کرتا ہے کہ میں تین سال اللہ تعالیٰ سے یہ دعا مانگتا رہا کہ وہ مجھے حج کرنے کی سعادت سے بہرہ اندوز کرے۔ میں نے خواب میں نبی مکرم ﷺ کی زیارت کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم اسی سال حج کرو گے۔ میں نے آپ ﷺ سے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میرے پاس اتنا زادہ راہ نہیں کہ میں حج کر سکوں۔ میں نے دوبارہ آپ ﷺ کی زیارت کی آپ نے مجھ سے یہی فرمایا میں نے یہی گذارش کی کہ میں ابھی استطاعت نہیں رکھتا۔ تیسری مرتبہ پھر زیارت سے مشرف ہوا آپ ﷺ نے وہی حکم دیا۔ میں نے وہی گذارش کی تو آپ ﷺ نے فرمایا اپنے گھر کی فلاں جگہ کھودو، وہاں سے تمہیں اپنے آباء کی ایک زرہ ملے گی۔ میں نے نماز صبح ادا کی اور اس مقام کو کھودا مجھے وہاں سے ایک زرہ ملی میں نے اس کو چار سو دراہم میں بیچ دیا۔ میں نے اونٹنی خریدی اور حج کے لیے عازم سفر ہوا۔ جب میں نے حج کے اعمال مکمل کر لیے تو میں نے خواب میں نبی اکرم ﷺ کی زیارت کی آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے تیری کوشش کو قبول کر لیا ہے۔ تم عمر بن عبدالعزیز کے پاس جاؤ اور اسے کہو کہ ہمارے پاس تمہارے تین نام ہیں۔ عمر، امیر المومنین اور ابو لیتامیٰ میں نیند سے بیدار ہوا اپنے ساتھیوں کے پاس آیا اور ان سے کہا اللہ کا نام لے کر تم وطن کو سدھار جاؤ میں تو شام جانے کا خواہش مند ہوں میں شام جانے والے قافلہ کے ہمراہ ہو گیا۔ حتی کہ میں دمشق پہنچ گیا میں حضرت عمر بن عبدالعزیز کے دربار میں آیا اور اجازت طلب کی۔ انہوں نے اندر آنے کی اجازت دی۔ میں نے انہیں اپنا ایمان افروز خواب سنایا۔ خواب سن کر وہ اپنے کمرہ خاص میں چلے گئے اور میرے لئے ایک تھیلی لے کر آئے جس میں چالیس دینار تھے۔ انہوں نے مجھ سے فرمایا میں نے اپنا سارا مال ومتاع راہ خدا میں صدقہ کر دیا ہے۔ میرے پاس صرف یہی تھیلی رہ گئی ہے۔ تم اسے قبول کر لو میں نے کہا نہیں اللہ کی قسم میں رسول اکرم ﷺ کی پیغام رسانی پر کوئی چیز قبول نہیں کروں گا۔ پھر میں ان کے دربار سے نکلا۔ انہوں نے مجھے الوداع کہا میرے ساتھ معانقہ کیا اور دروازے تک میرے ساتھ آئے وقت رخصت ان کی آنکھیں آنسوؤں سے لبریز تھیں۔

امام واقدی فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ مجھے شدید ناداری کا سامنا کرنا پڑا۔ رمضان المبارک آ گیا۔ لیکن میں بالکل خالی دامن تھا۔ میں نے ایک علوی دوست کی طرف خط لکھا اور اس سے ایک ہزار درہم بطور قرض مانگے اس نے وہ درہم ایک تھیلی میں مجھے بھیج دیئے۔ میں ابھی نیند سے بیدار نہیں ہوا تھا کہ مجھے اپنے ایک دوست کا خط ملا اس نے مجھ سے ایک ہزار درہم مانگے تھے۔ میں نے وہی تھیلی اپنے اس دوست کو دے دی۔ دوسرے دن صبح کے وقت میرے پاس وہ دوست بھی آیا جس کو میں نے قرض دیا تھا اور وہ علوی بھی آ گیا تھا۔ جس نے مجھے قرض دیا تھا۔ انہوں نے وہ تھیلی مجھے واپس کر دی۔ علوی دوست نے مجھ سے کہا پیارے دوست! رمضان المبارک کا مہینہ ہم پر سایہ فگن ہوا چاہتا ہے۔ میری پونجی صرف وہی درہم تھے جو اس تھیلی میں تھے جو میں نے تمہیں بھیج دی۔ میں نے تمہیں اپنے آپ پر ترجیح دی۔ میں نے اپنے اس دوست کو خط لکھا اور ایک ہزار درہم بطور قرض طلب کیے۔ اس نے یہی تھیلی میرے پاس بھیج دی۔ جسے دیکھ کر مجھے بہت تعجب ہوا۔ میں نے اسے تمام داستان سنا دی ہے۔ اب ہم نے یہ فیصلہ کر لیا ہے کہ ہم ان دراہم کو تین حصوں میں منقسم کر لیں گے اور ہر شخص اپنا حصہ لے کر

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کو اس میں بٹھایا اور خادموں کو حکم دیا کہ وہ اسے اٹھالیں۔ جب کارواں شام پہنچا تو لڑکی نے پوچھا یہاں سے میرے خاوند کا شہر کتنا دور ہے۔ اسے بتایا گیا کہ ہم اتنے ایام میں پہنچ جائیں گے۔ اسی وقت وہ لڑکی آہ وزاری میں مشغول ہو گئی۔ اس نے بارگاہ ایزدی میں عرض کی مولا! تجھے واسطہ اس نبی محترم ﷺ کا جس کی محبت میں میں نے گراں قدر تاج فقیر کو دیا تھا میری پردہ پوشی فرما۔ میرا یہ ہاتھ کٹا ہوا ہے۔ لیکن میرا خاوند نہیں جانتا۔ میں اس ہاتھ کو لے کر اپنے خاوند کے گھر کیسے جاؤں گی۔ پھر اس پر نیند کا غلبہ ہو گیا۔ اسے خواب میں حضور ﷺ کی زیارت ہوئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے فلانہ! تیرا ہاتھ کہاں ہے اس لڑکی نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم یہ ہے میرا ہاتھ۔ نبی محترم ﷺ نے اس کے ہاتھ کو پکڑا۔ اس کو اس کے بازو کے ساتھ لگایا پھر اس کے اردگرد اپنا لعاب دہن لگایا۔ وہ ہاتھ فوراً جڑ گیا۔ آپ ﷺ نے جس جگہ اپنا لعاب مبارک لگایا تھا وہ جگہ نور فشاں ہو گئی۔ جب وہ لڑکی نیند سے بیدار ہوئی تو اس نے دیکھا اس کا ہاتھ اپنی جگہ پر جڑ چکا تھا۔ اس کو اتنی خوشی اور مسرت ہوئی کہ وہ بے ساختہ گنگنانے لگی۔ تاجر نے اس کا سبب دریافت کرنے کے لیے ایک آدمی اس کے پاس بھیجا۔ لیکن اس لڑکی نے کوئی جواب نہ دیا۔

حتی کہ اس تاجر کا گھر آ گیا۔ اس کے اہل وعیال محل سے باہر آئے۔ انہوں نے اس لڑکی کا استقبال کیا۔ جس کے حسن و جمال نے انہیں مبہوت کر دیا۔ پھر اس تاجر نے اس لڑکی کے ساتھ حقوق زوجیت ادا کیے۔ دن خوشی اور مسرت کے ساتھ گزرتے گئے۔ ایک دن تاجر اس لڑکی کے ساتھ کھڑکی میں بیٹھ کر باہر کا نظارہ کر رہا تھا کہ انہیں اچانک ایک سائل کی صدا سنائی دی۔ وہ سائل یہ آواز لگا رہا تھا۔ جو شخص نبی محترم ﷺ کی محبت میں اپنی پسندیدہ چیز مجھے دے گا۔ بروز حشر نبی کریم ﷺ اس کی شفاعت فرمائیں گے۔ اس لڑکی نے اپنے خاوند سے کہا اے میرے آقا! اگر آپ کو مجھ سے محبت ہے تو پھر دیکھیں کہ تمہیں سب سے پیاری کیا چیز ہے۔ وہ چیز اس گداگر کو عطا کر دیں۔ میں اس وقت تک سائل کو یہاں روکتی ہوں۔ تاجر نے اس لڑکی سے کہا یہ فقیر تو حقیر سی چیز پر خوش ہو جائے گا۔ لڑکی نے کہا اللہ کی قسم! میں کسی حقیر چیز پر راضی نہیں ہوں گی۔ تاجر نے کہا مجھے اللہ کی قسم! میں اس وقت تک اس سائل کو کچھ عطا نہیں کروں گا۔ جب تک تم مجھے یہ نہیں بتاؤ گی کہ تم نے محمل میں پہلے آہ وبکاء پھر مسرت وشادمانی کا اظہار کیوں کیا تھا۔ لڑکی نے اپنی حکایت غم شروع کی نیچے سائل بھی اس کی داستان کو سن رہا تھا تمام قصہ سن کر تاجر نے کہا اللہ کی قسم! میں وہی سائل ہوں۔ جس نے اس محل کے نیچے صدا لگائی تھی۔ نیچے سے فقیر نے کہا اللہ کی قسم میں وہی امیر ہوں۔ جس نے اس لڑکی کا ہاتھ کاٹا تھا۔ تاجر اپنے محل سے نیچے اترا۔ اس سائل کو اپنے پاس لے آیا اور اس کے حالات دریافت کیے اس نے کہا۔

جب میں نے اس لڑکی کا ہاتھ کاٹا تو مجھے بہت زیادہ افسوس ہوا۔ میں ہمہ وقت اس کی جدائی اور فراق میں آہیں بھرتا رہتا۔ میرے دشمنوں نے میری یہ کیفیت دیکھ کر مجھے امارت سے محروم کر دیا۔ میں موت کے خوف سے وہاں سے بھاگ نکلا میں نے عجلت میں اپنے ساتھ کوئی چیز نہ لی۔ اسی وجہ سے آج میری یہ حالت ہو گئی ہے۔ تاجر نے کہا اے میرے آقا! اللہ کی قسم میں نے تمہارے تاج سے ایک نگینے سے زیادہ کچھ نہیں لیا تھا۔ تاجر نے اس امیر کا تاج اسے واپس کر دیا۔ اس کے نگینے کی

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اس کو اپنا خواب بیان کیا۔ جب میں نے اپنی کاپی دیکھی تو وہاں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نام کوئی رقم بھی لکھی ہوئی نہ تھی۔

ابراہیم بن اسحٰق بن مصعب سے روایت ہے کہ وہ بغداد میں ایک پولیس آفیسر تھا۔ اس نے خواب میں رسول مکرم ﷺ کی زیارت کی۔ آپ ﷺ نے اس سے فرمایا فلاں قاتل کو چھوڑ دو۔ یہ خواب دیکھ کر وہ افسر گھبرا کر بیدار ہو گیا اور اپنے ساتھیوں سے اس قاتل کے متعلق پوچھا۔ انہوں نے بتایا ہمارے پاس ایک شخص ہے جو قتل کے جرم میں گرفتار ہوا ہے۔ اس نے اس شخص کو اپنے پاس بلایا اور اس سے کہا مجھے اپنی داستان سچ سچ بتاؤ۔ اس نے اپنی داستان شروع کی۔ کہ ہمارا ایک باقاعدہ گروپ تھا۔ جو ہر روز بدکاری کے لئے جمع ہوتا تھا۔ ایک بڑھیا ہماری دلالہ تھی۔ وہ ہر روز ایک عورت لے کر ہمارے پاس آتی تھی۔ ایک دفعہ وہ ایک عورت لے کر ہمارے پاس آئی جب اس عورت کو ہمارے ارادے معلوم ہوئے تو اس نے ایک بلند چیخ ماری اور وہیں بے ہوش ہو گئی۔ میں نے اس عورت کو اسی گھر کے ایک کمرہ میں رکھ دیا۔ جب اس کو ہوش آئی تو میں نے اس کے متعلق پوچھا اس نے مجھ سے کہا اے جوانو! میرے متعلق اللہ کا خوف کرو۔ اس بوڑھی نے مجھے دھوکا دیا ہے۔ اس نے مجھے بتایا کہ اس کے پاس ایک لاثانی موزہ ہے۔ جسے وہ اپنے گھر سے باہر نہیں نکال سکتی۔ مجھے شوق پیدا ہوا کہ میں اس کے موزے کو دیکھوں۔ اسی مقصد کے لیے جب میں یہاں آئی تو تم نے مجھ پر حملہ کر دیا۔ میرا تعلق ایک شریف خاندان سے ہے۔ رسول مکرم ﷺ میرے جد امجد ہیں اور آپ ﷺ کی لخت جگر حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا میری ماں ہیں۔ میرے اس نسب کا خیال کرو۔ اس شخص نے اپنی داستان کو جاری رکھتے ہوئے کہا

میں نے جب اس کی یہ دلخراش گفتگو سنی تو میں اپنے ساتھیوں کے پاس آیا اور انہیں ساری صورت حال بتائی۔ میں نے انہیں کہا بہتر ہے کہ ہم اس خاتون سے کوئی تعرض نہ کریں اور اسے چھوڑ دیں۔ میری یہ گفتگو سن کر وہ میری طرف لپکے انہوں نے کہا تم نے اپنی حاجت تو پوری کر لی ہے اور اب چاہتا ہے کہ ہم اس سے اعراض کریں۔ میں بھی ان کے بالمقابل کھڑا ہو گیا میں نے کہا اللہ کی قسم! تم میں سے کوئی بھی اس خاتون تک جانے کی ہمت نہیں کر سکتا۔ ہمارے درمیان لڑائی ہونے لگی۔ اسی دوران میں زخمی ہو گیا میں نے اس شخص کی طرف اپنا ہاتھ بڑھایا جو سب سے زیادہ فعل شنیع کا حریص تھا اور اسے قتل کر دیا۔ پھر اس خاتون کو مکمل حفاظت کے ساتھ گھر سے باہر لے آیا۔ جب پڑوسیوں نے ہمارا شور و غوغا سنا تو وہ وہاں جمع ہو گئے۔ جب انہوں نے میرے ہاتھ میں چھری دیکھی اور میرے سامنے پڑا ہوا مقتول دیکھا تو انہوں نے مجھے گرفتار کر لیا اور تمہارے پاس لے آئے۔ تمام داستان سن کر اسحاق نے اس قاتل سے کہا میں تجھے اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول مکرم ﷺ اور اس عورت کی حفاظت کرنے کی وجہ سے آزاد کرتا ہوں۔ پھر اس شخص نے توبہ کی اور ساری زندگی اپنی توبہ پر پختہ رہا۔

علی بن عیسیٰ فرماتے ہیں میں خاندان علویہ کے افراد سے احسان سے پیش آتا تھا۔ جب رمضان المبارک آتا تو میں اس خاندان کے ہر فرد کو طعام اور لباس وغیرہ میں سے اتنا کچھ عطا کرتا جو اس کے لیے سال بھر کے لیے کافی ہو جاتا۔ خاندان علویہ میں سے ایک بوڑھا تھا۔ وہ حضرت امام موسیٰ کاظم رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد میں سے تھا۔ میں اسے ہر سال پانچ ہزار درہم عطا کرتا تھا۔ ایک دن میں نے اس کو نشہ کی حالت میں دیکھا وہ مٹی میں لت پت تھا اور لگاتار قے کر رہا تھا۔ میں نے دل میں سوچا میں

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

خرچ کریگا۔ حتی کہ اللہ رب العزت ہمیں فراخی عطا فرمائے۔

امام واقدی فرماتے ہیں۔ ہم نے ان دراہم کو تین حصوں میں بانٹ لیا۔ میں نے جلد ہی اپنا حصہ صرف کر ڈالا میرے پاس صرف چند درہم رہ گئے۔ میں اپنے حالات کے متعلق پریشان ہو گیا۔ میں نے خواب میں نبی اکرم ﷺ کی زیارت کی۔ آپ ﷺ نے مجھے خوشحالی کی بشارت دی۔ اسی شب سحری کے وقت یحییٰ بن خالد برمکی کا قاصد میرے پاس آیا۔ اس نے مجھے اپنے پاس طلب کیا۔ جب میں اس کے پاس پہنچا تو اس نے مجھ سے کہا اے واقدی! آج رات میں نے خواب میں تمہیں پریشان کن حالت میں دیکھا ہے۔ میں یہی سمجھا ہوں کہ تم کسی مصیبت میں گرفتار ہو۔ مجھے اپنے حالات بتاؤ۔ میں نے اسے تمام حالات بتائے۔ ہماری سبق آموز حکایت سن کر اس نے کہا میں نہیں جانتا کہ تم میں سے سب سے زیادہ کریم اور فیاض کس کو کہوں۔ اس نے مجھے تیس ہزار درہم دیئے اور میرے دوسرے ساتھیوں کو بیس بیس ہزار درہم دینے کا حکم دیا اور مجھے جج کے منصب پر فائز کیا۔

ابراہیم بن مہران فرماتے ہیں۔ کوفہ کے شہر میں ہمارے پڑوس میں ایک قاضی رہتا تھا۔ وہ ابو جعفر کے نام سے مشہور تھا۔ اس کے معاملات حد درجہ عمدہ تھے۔ جب اس کے پاس خاندان علوی کا کوئی شخص آتا اور کسی چیز کا مطالبہ کرتا تو وہ کبھی بھی انکار نہ کرتا۔ اگر وہ قیمت دے سکتا تو اس سے رقم وصول کر لیتا ورنہ اپنے غلاموں سے کہتا اس رقم کو حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے کھاتے میں لکھ لو۔ تادیر اس کا یہی دستور رہا۔ پھر اس پر ناداری کا دور آ گیا۔ وہ اپنے گھر میں بیٹھ گیا اور اپنی کاپی کو دیکھنے لگا۔ اگر اس کا کوئی مقروض زندہ ہوتا تو اس سے قرض مانگنے کے لیے کسی شخص کو روانہ کر دیتا اور اگر مقروض زندہ نہ ہوتا تو اس کے نام کو مٹا دیتا۔ ایک دن وہ اسی کیفیت میں اپنے گھر کے دروازے میں بیٹھا تھا اور اپنی اس کاپی میں غور و خوض کر رہا تھا کہ ایک شخص اس کے پاس سے گزرا اس نے از روئے مذاق کہا تیرے اس بڑے مقروض (حضرت علی رضی اللہ عنہ) کا کیا بنا۔ طعن و تشنیع کے اس تیر نے اس شخص کو افسردہ کر دیا۔ وہ شخص خاموشی سے اپنے گھر میں داخل ہو گیا۔ رات کو اس کا بخت جاگا۔ خواب میں نبی مکرم ﷺ کے دیدار سے مشرف ہوا۔ اس نے دیکھا کہ حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہما حضور ﷺ کے آگے آگے چل رہے تھے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے ان سے فرمایا تمہارے والد محترم نے کیا کیا پیچھے سے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا۔ یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میں یہاں ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے علی! تم اس شخص کا حق کیوں ادا نہیں کرتے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے گذارش کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میں ابھی اس کا حق ادا کر دیتا ہوں۔

وہ قاضی کہتا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے مجھے ایک تھیلی عطا کی اور فرمایا یہ تمہارا حق ہے۔ حضور ﷺ نے مجھ سے فرمایا اپنا حق لے لو اور اولاد علی میں سے جو آدمی بھی تمہارے پاس آئے وہ جس چیز کا مطالبہ کرے اسے وہ چیز ضرور عطا کرنا عیش سے زندگی گزار اب تمہیں فقر و فاقہ کا کوئی ڈر نہیں۔ میں اسی وقت بیدار ہو گیا وہ تھیلی میرے ہاتھ میں تھی میں نے اپنی بیوی کو آواز دی۔ میں نے اس سے پوچھا کیا میں نیند میں ہوں یا کہ عالم بیداری میں اس نے مجھ سے کہا تم عالم بیداری میں ہو۔ میں نے

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

رَسُوْلُ اللّٰہِ'' میں نے جان لیا کہ تو اپنے نام کے ساتھ صرف اسی ذات کا نام ملاتا ہے جو تجھے سب سے زیادہ پیاری ہے۔ اللہ رب العزت نے فرمایا اے آدم! تو نے سچ کہا ہے۔ محمد ﷺ مجھے تمام مخلوق سے زیادہ محبوب ہیں۔ جب تو نے ان کے وسیلہ سے مجھ سے دعا مانگی ہے تو میں تجھے معاف کر دیتا ہوں۔ اگر محمد ﷺ نہ ہوتے تو میں تجھے پیدا ہی نہ فرماتا۔

امام نسائی، امام ترمذی نے حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک اندھا بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا۔ اس نے آپ ﷺ سے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں کہ وہ مجھے نور بصارت عطا فرمائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اگر چاہو تو میں تمہارے لیے دعا کر دیتا ہوں اور اگر صبر کر لو تو تمہارے لیے بہتر ہے۔ اس صحابی نے عرض کی آپ ﷺ اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں۔ آپ ﷺ نے اس سے فرمایا عمدہ طریقے سے وضو کرو پھر یہ دعا مانگو:

''اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ وَاَتَوَجَّہُ اِلَیْکَ بِنَبِیِّکَ مُحَمَّدٍ نَبِیِّ الرَّحْمَةِ یَا مُحَمَّدُ اِنِّیْ اَتَوَجَّہُ بِکَ اِلٰی رَبِّیْ فِیْ حَاجَتِیْ لِیُقْضٰی اَللّٰھُمَّ شَفِّعْہُ فِیَّ''

''اے میرے مولا! میں تیری بارگاہ میں دست سوال دراز کرتا ہوں اور میں تیری بارگاہ میں محمد نبی الرحمۃ ﷺ کا وسیلہ پکڑتا ہوں۔ اے محمد! صلی اللہ علیک وسلم میں آپ ﷺ کے وسیلہ کے ساتھ اپنے رب کی بارگاہ میں اپنی حاجت پیش کرتا ہوں تاکہ میری ضرورت پوری ہو جائے۔ اے مولا! اپنے محبوب کی میرے متعلق شفاعت قبول فرما''۔ (یہ حدیث حسن صحیح ہے)

امام بیہقی نے بھی اس حدیث کو صحیح کہا ہے انہوں نے یہ اضافہ کیا ہے یہ دعا مانگ کر جب وہ اندھا اٹھا تو اسے نور بصارت مل چکا تھا۔

الطبرانی نے حضرت عثمان بن حنیف سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص گاہے بگاہے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوتا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نہ تو اس کی طرف توجہ فرماتے اور نہ ہی اس کی ضرورت پوری فرماتے۔ اس نے اس بات کی شکایت حضرت عثمان بن حنیف سے کی انہوں نے فرمایا پہلے اچھے طریقے سے وضو کرو۔ پھر مسجد جاؤ اور دو رکعت نماز ادا کرو پھر یہ دعا مانگو:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ وَاَتَوَجَّہُ اِلَیْکَ بِنَبِیِّکَ مُحَمَّدٍ .... الخ

پھر اپنی حاجت بیان کرنا وہ شخص گیا اس نے وضو کیا مسجد میں دو رکعت نماز ادا کرنے کے بعد یہ دعا مانگی پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پاس گیا۔ ابھی وہ دروازے پر ہی تھا کہ دربان آیا۔ اس نے اس شخص کا بازو پکڑا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس لے گیا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اسے اپنے پاس چٹائی پر بٹھایا اور فرمایا اپنی حاجت بیان کرو۔ اس شخص نے اپنی حاجت بیان کی حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اس کی حاجت کو پورا فرمانے کے بعد فرمایا تو نے آج تک اپنی ضرورت بیان کیوں نہیں کی۔ تجھے جب بھی کوئی ضرورت پڑے میرے پاس آجایا کرو۔

پھر وہ شخص حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی بارگاہ سے اٹھا اور حضرت ابن حنیف رضی اللہ عنہ سے ملا ان سے کہنے لگا اللہ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اس فاسق کو ہر سال پانچ ہزار درہم دیتا ہوں وہ انہیں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں صرف کرتا ہے۔ میں نے عزم کیا کہ اب میں اسے کوئی چیز نہیں دوں گا۔ جب رمضان المبارک آیا تو وہ بوڑھا میرے پاس آیا۔ مجھے سلام کیا میں نے اس کے سلام کا جواب نہ دیا۔ میں نے اس سے کہا اب تیرے لیے کوئی عزت و کرامت نہیں ہے۔ میں تمہیں درہم دیتا تھا اور تو اسے اللہ تعالیٰ کی معصیت میں خرچ کرتا تھا۔ میں نے تجھے خود دیکھا ہے کہ تو نشے کی حالت میں تھا۔ میری یہ گفتگو سن کر وہ بوڑھا چلا گیا اور اس کے بعد میرے پاس نہ آیا۔

علی کہتے ہیں جب میں اس شب محو استراحت ہوا تو خواب میں نبی محترم ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوا۔ لوگ آپ ﷺ کے اردگرد جمع تھے۔ میں بھی آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ لیکن آپ ﷺ نے مجھ سے اعراض فرمایا۔ مجھ پر یہ بات بڑی گراں گزری میں نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم آپ نے میرے ساتھ یہ رویہ کیوں اختیار فرمایا ہے۔ حالانکہ میں آپ ﷺ کی ذات اقدس پر کثرت سے صلوٰۃ وسلام پڑھتا ہوں اور آپ صلی اللہ علیک وسلم کی اولاد پر بھی احسان کرتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا تو نے میرے فلاں بیٹے کو اپنے دروازے سے واپس کیوں لوٹا دیا تھا اور اس کو عزت و کرامت سے محروم کیوں کر دیا تھا۔ میں نے عرض کیا۔ میں نے اس کو حالت نشہ میں دیکھا میں نے چاہا کہ درہم دے کر میں اللہ کی معصیت میں اس کی اعانت نہ کروں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کیا تو یہ رقم اسے اس کی ذات کے لیے دیتا تھا یا میرے لیے؟ (علامہ حلبی کی کتاب بغیۃ الاعلام اختتام پذیر ہوئی)

تتمہ

حضور پرنور ﷺ کے عہد ہمایوں سے لے کر آج تک تمام آئمہ کرام، عارفین کاملین اور شیوخ کا اتفاق ہے کہ حضور ﷺ کی حیات ظاہری میں اور آپ ﷺ کے وصال کے بعد اپنی ضروریات اور مشکلات کے حل کے لیے اللہ کی بارگاہ میں حضور ﷺ کا وسیلہ جلیلہ پیش کرنا جائز ہے اور یہ حقیقت تجربہ سے بھی ثابت ہے کہ جس شخص نے بھی خلوص اور صداقت و یقین سے بارگاہ رسالت میں استغاثہ کیا اس کی مشکل ضرور حل ہوگئی اگر کسی کی ضرورت پوری نہ ہوسکی تو اس میں اس کے ضعف یقین، تردد اور عدم خلوص کا عمل دخل ہے۔ استغاثہ کے متعلق بہت سے دلائل ہیں۔ جو اس کتاب میں بھی موجود ہیں اور اس کے علاوہ دیگر کتب بھی ان سے بھرپور ہیں۔

خلاصہ کلام "جیسا کہ سید السمہودی نے خلاصۃ الوفاء میں ذکر کیا ہے" یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ کا وسیلہ پیش کرنا، آپ ﷺ کے جاہ و منصب اور برکت سے دعا مانگنا یہ مرسلین عظام اور سلف صالحین کی سنت مطہرہ ہے۔

حاکم نے صحیح حدیث روایت کی ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام سے خطا سرزد ہوگئی تو انہوں نے بارگاہ خدائے لم یزل میں عرض کی مولا! مجھے محمد ﷺ کے طفیل معاف فرما اللہ رب العزت نے فرمایا اے آدم! تو نے محمد ﷺ کو کیسے پہچان لیا۔ حالانکہ میں نے انہیں ابھی تک پیدا ہی نہیں کیا۔ انہوں نے عرض کی اے میرے پروردگار! جب تو نے مجھے اپنے دست قدرت سے بنایا اور مجھ میں اپنی روح پھونکی تو میں نے اپنا سر اٹھایا میں نے دیکھا عرش کے پایوں پر لکھا تھا "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضور ﷺ کی حرمت وتکریم بعد از وصال بھی اسی طرح ہے جس طرح آپ ﷺ کی ظاہری حیات میں تھی۔

یہ دلائل سن کر ابوجعفر نے سر جھکا لیا۔ اس نے کہا اے ابوعبداللہ! میں دعا کرتے ہوئے قبلہ رو ہو جاؤں یا نبی اکرم ﷺ کی طرف رخ کروں۔ امام مالک نے فرمایا حضور نبی اکرم ﷺ سے روگردانی کیوں کرتے ہو۔ حالانکہ آپ ﷺ تیرے بھی اور تیرے محترم باپ حضرت آدم علیہ السلام کے بھی بروز حشر بارگاہ ربوبیت میں وسیلہ ہوں گے۔ تم حضور ﷺ کے روضہ اطہر کی طرف منہ کر کے دعا مانگو اور بارگاہ صمدیت میں آپ ﷺ کا وسیلہ پکڑو۔

جیسا کہ ارشاد ربانی ہے:

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا (النساء: ۶۴)

"اور اگر یہ لوگ جب ظلم کر بیٹھے تھے اپنے آپ پر حاضر ہوتے آپ کے پاس اور مغفرت طلب کرتے اللہ تعالیٰ سے نیز مغفرت طلب کرتا ان کے لئے رسول (کریم) بھی تو وہ ضرور پاتے اللہ تعالیٰ کو بہت توبہ قبول فرمانے والا نہایت رحم کرنے والا۔"

امام ابن حجر مکی نے "مناسک امام نووی" پر حاشیہ لکھا ہے وہ علامہ سمہودی کی وہ عبادت جو پہلے گزر چکی ہے نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں۔ بہتر یہ ہے کہ آدمی مصنف کے ذکر کردہ سلام کے ساتھ اس آیت کی بھی تلاوت کرے:

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ؕ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا (الاحزاب: ۵۶)

پھر ستر مرتبہ یہ عرض کرے صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْکَ یَا مُحَمَّدُ (ﷺ)

کیونکہ ہمیں بعض قدیم علماء سے یہ روایت پہنچی ہے کہ اس وقت ایک فرشتہ ندا دیتا ہے:

صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْکَ یَا فُلَانُ لَمْ تَسْقُطْ لَکَ الْیَوْمَ حَاجَةٌ

"اے فلاں! تجھ پر بھی اللہ کی طرف سے سلام ہو آج تیری تمام حاجات پوری کر دی گئیں ہیں"۔

بہتر ہے کہ انسان سلام میں یا محمد (ﷺ) کی بجائے یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم عرض کرے۔ کیونکہ حضور ﷺ کو آپ ﷺ کے اسم مبارک سے ندا دینا حرام ہے۔

بعض علماء فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کے نام مبارک کے ساتھ اگر درود نہ ملا ہو تو نام لے کر پکارنا حرام ہے۔ لیکن یہ قول مردود ہے اور سابقہ نابینا صحابی کی حدیث سے یہ استدلال کرنا درست نہیں کیونکہ وہاں آپ ﷺ نے اجازت دی تھی۔

میں نے الشہاب الرملی کے فتاویٰ میں پڑھا ہے کہ حضور ﷺ کو نام مبارک سے پکارنا اس وقت حرام ہے جب اس کے ساتھ ایسا کوئی قرینہ ملا ہوا نہ ہو جو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عزت و توقیر پر دلالت کرتا ہو۔

امام نووی نے "المناسک" میں لکھا ہے کہ حضور ﷺ کے روضہ اطہر کی زیارت کرنے والا یوں کہے:

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

رب العزت آپ کو جزائے خیر دے۔ آپ نے جب تک مجھے یہ کلمات نہیں سکھائے تھے۔ حضرت عثمان غنی میری التجا کی طرف توجہ نہ فرماتے تھے۔ حضرت ابن حنیف رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ کی قسم میں نے یہ دعا تمہیں اپنی طرف سے نہیں سکھائی بلکہ ایک دفعہ میں بارگاہ رسالت میں حاضر تھا کہ ایک اندھا آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور اپنے اندھے پن کی شکایت کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیا تو اس پر صبر نہیں کرتا اس نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میرے پاس کوئی ایسا شخص نہیں جس کو ساتھ لے کر میں چل پھر سکوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا وضو کرو پھر دو رکعت نماز ادا کرو پھر یہ دعا مانگو اللہ کی قسم! تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ وہ شخص دوبارہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اب وہ بالکل بینا ہو چکا تھا ایسے محسوس ہوتا تھا کہ اس کی آنکھوں کو کبھی کوئی تکلیف ہوئی ہی نہیں تھی۔ حضور ﷺ نے حضرت فاطمہ بنت اسد کے لیے دعا فرمائی تو فرمایا:

بِحَقِّ نَبِیِّکَ وَالْاَنْبِیَاءِ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِہٖ (اس حدیث کی سند جید ہے)

مولا! اپنے نبی اور سابقہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے طفیل ان کی بخشش فرما"۔

کسی محبوب یا بزرگ ہستی کا تذکرہ کرنا دعا کی قبولیت کا سبب ہوتا ہے۔ عادت یہی ہے کہ اگر کسی شخص کے سامنے کسی ایسے شخص کے وسیلہ سے التجا کی جائے جو اس کے نزدیک قدر و منزلت والا ہو تو وہ شخص اس آدمی کی عزت و توقیر کی خاطر اس درخواست کو رد نہیں کرتا۔ کبھی کبھی کسی صاحب جاہ و منصب کے وسیلہ سے اس ذات کی توجہ حاصل کی جاتی ہے جو مقام و منصب میں اس سے اعلیٰ ہوتا ہے۔ جب اعمال کے ساتھ وسیلہ پکڑنا جائز ہے (جیسا کہ حدیث غار سے ثابت ہے) تو نبی کریم ﷺ سے وسیلہ پکڑنا بدرجہ اولیٰ جائز ہے اور اس کو توسل، استغاثہ، تشفع اور توجہ جیسے الفاظ سے تعبیر کرنے میں کوئی حرج نہیں اور کبھی اس کو دعا کے لیے التجاء کرنے سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے اور یہ طلب اور مانگنے کے معنی میں استعمال ہوتا ہے کیونکہ اگر سائل کو یہ معلوم ہو کہ وہ کس سے مانگ رہا ہے پھر مانگنا ممتنع نہیں ہے۔

امام سبکی نے تو تمام صالحین سے توسل کو جائز قرار دیا ہے۔ جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بارش کے لیے دعا میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا وسیلہ پکڑا۔

شفا میں جید سند کے ساتھ ابن حمید سے روایت ہے کہ ابو جعفر نے حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے مسجد نبوی میں مناظرہ کیا۔ امام مالک نے فرمایا اے امیر المومنین! اس مسجد میں اپنی آواز کو بلند نہ کرو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام کو ادب سکھاتے ہوئے فرمایا تھا:

لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ (الحجرات:۲)

"نہ بلند کیا کرو اپنی آوازوں کو نبی (کریم) کی آواز سے"۔

اللہ تعالیٰ نے ایک قوم کی مذمت کرتے ہوئے فرمایا:

اِنَّ الَّذِیْنَ یُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ (الحجرات:۴)

"بے شک جو لوگ پکارتے ہیں آپ کو حجروں کے باہر سے"۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

شریف میں جس قدر خلوص اور توجہ ہوگی اسی قدر اس کے فوائد ملیں گے۔

عارف باللہ عبدالوہاب الشعرانی فرماتے ہیں۔ میں نے حضرت علی خواص رحمۃ اللہ علیہ کو سنا وہ فرما رہے تھے کہ جس کو کوئی ضرورت پیش آئے وہ پوری توجہ کے ساتھ بارگاہ رسالت میں ایک ہزار مرتبہ درود شریف پیش کرے۔ پھر بارگاہ صمدیت میں اپنی ضرورت بیان کرے۔ ان شاء اللہ اس کی حاجت ضرور پوری ہوگی۔

امام شعرانی اپنی کتاب ''العہود الکبریٰ'' میں فرماتے ہیں ہمیں چاہیے کہ ہم اس وقت تک اللہ تعالیٰ سے کسی چیز کا سوال نہ کریں جب تک ہم اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء اور حضور ﷺ پر درود شریف نہ پڑھ لیں گویا کہ یہ اپنی ضرورت پیش کرنے سے پہلے ہدیہ دینا ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی تھیں حاجت کو پورا کرنے کی چابی یہ ہے کہ اس سے پہلے ہدیہ پیش کیا جائے۔ جب ہم پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرتے ہیں اور نبی محترم ﷺ پر درود پڑھتے ہیں تو آپ ﷺ اس ضرورت کے پورا ہونے کی بارگاہ ربوبیت میں شفاعت فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وَابْتَغُوْٓا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ (المائدہ:۳۵)

ذرا دنیا کے بادشاہوں کے متعلق غور و فکر کرو۔ تو واضح ہوگا کہ بادشاہ کے قریب جانے کے لیے کسی قریبی واسطہ کی ضرورت ہوتی ہے اور ایسے راہنما کی ضرورت ہوتی ہے۔ جو حاجت کے پورا ہونے کے لیے تمہارے ساتھ چلے اگر تم بلاواسطہ بادشاہوں کے درباروں تک رسائی حاصل کرنا چاہو گے تو یہ ناممکن ہے۔ اس کی وضاحت یہ ہے کہ بادشاہ کا قریبی شخص ان الفاظ سے آشنا ہوتا ہے۔ جن سے بادشاہ کو مخاطب کیا جاتا ہے۔ وہ ان اوقات کو بھی جانتا ہے جن میں ان کے سامنے اپنی مشکلات بیان کی جاتی ہیں۔ جب ہم بادشاہوں سے ملاقات کرتے وقت واسطوں کے محتاج ہوتے ہیں تاکہ ان کے ساتھ ادب سے پیش آئیں اور ہماری ضروریات جلد پوری ہوں تو پھر ہم جیسے کم ہمت لوگ بارگاہ ایزدی کے آداب سے کیسے آشنا ہو سکتے ہیں۔ میں نے اپنے آقا علی الخواص کو بیان فرماتے ہوئے سنا ہے انہوں نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ سے کوئی چیز مانگو تو حضور ﷺ کے صدقے سے مانگو اور یوں کہو:

اَللّٰهُمَّ نَسْأَلُکَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ اَنْ تَفْعَلَ لَنَا کَذَا وَکَذَا

''اے مولا! ہم حضور نبی رحمت ﷺ کے وسیلہ سے دعا کرتے ہیں کہ ہماری فلاں مشکل حل فرما دے''۔

اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ مقرر کر رکھا ہے۔ جو ہماری یہ التجاء بارگاہ رسالت میں پیش کرتا ہے وہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عرض کرتا ہے۔ یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم فلاں شخص نے اپنی مشکل کے حل کے لیے آپ ﷺ کے طفیل اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی ہے۔ حضور ﷺ بھی اس مشکل کی حل کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتے ہیں۔ آپ ﷺ کی دعا درِ اجابت پر قبول ہو جاتی ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کی دعا کو رد نہیں فرماتا۔

علامہ شہاب احمد المقری نے ''نفع الطیب'' میں ادیب اندلس ابو بحر صفوان بن ادریس سے روایت کیا ہے کہ ان کی لخت جگر شادی کی عمر کو پہنچ گئی جہیز کی تیاری کے سلسلہ میں انہوں نے مراکش کا سفر کیا وہ مدح خوانی کرتے ہوئے دارالخلافہ میں

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَانَبِیَّ اللّٰہِ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا خَیْرَۃَ اللّٰہِ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا خَیْرَ خَلْقِ اللّٰہِ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا نَذِیْرُ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَانَبِیَّ الرَّحْمَۃِ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا نَبِیَّ الْاُمَّۃِ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اَبَا الْقَاسِمِ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا سَیِّدَ الْمُرْسَلِیْنَ وَ خَاتَمَ النَّبِیِّیْنَ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَاخَیْرَ الْخَلَائِقِ اَجْمَعِیْنَ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا قَائِدَ الْغُرِّ الْمُحَجَّلِیْنَ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَھْلِ بَیْتِکَ وَاَزْوَاجِکَ وَذُرِّیَّتِکَ وَاَصْحَابِکَ اَجْمَعِیْنَ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ وَ عَلٰی سَائِرِ الْاَنْبِیَاءِ وَجَمِیْعِ عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ

یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم اللہ تعالیٰ آپ کو ہماری طرف سے اس جزاء سے کہیں افضل جزا دے جو اس نے کسی امت کی طرف سے اس کے نبی یا رسول کو دی۔ اللہ تعالیٰ آپ کی ذات پر اس وقت بھی درود بھیجے۔ جب کوئی ذکر کرنے والا آپ کی ذات پر اس وقت بھی درود بھیجے۔ جب کوئی غافل آپ ﷺ کے ذکر سے غافل رہے۔ اَفْضَلَ وَاَکْمَلَ وَاَطْیَبَ مَا صَلّٰی عَلٰی اَحَدٍ مِّنَ الْخَلْقِ اَجْمَعِیْنَ

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ وحدہ لاشریک ہے۔ میں یہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ آپ ﷺ اس کے عبد، اس کے رسول اور اس کی تمام مخلوق سے بہترین ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ ﷺ نے اللہ کا پیغام پہنچا دیا۔ امانت کو ادا کر دیا۔ امت کے لیے خیر خواہی کا اظہار کیا اور راہ خدا میں کما حقہ جہاد کیا۔

اے میرے مولا! آپ ﷺ کو وسیلہ اور فضیلت عطا فرما اور آپ ﷺ کو اس مقام محمود پر فائز فرما۔ جس کا تو نے ان کے ساتھ وعدہ کیا ہے اور انہیں اس رتبے کی رفعتیں عطا فرما جو مانگنے والے آپ ﷺ کے متعلق سوال کرتے ہیں۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِکَ وَرَسُوْلِکَ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ وَّاَزْوَاجِہٖ وَذُرِّیَّتِہٖ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی آلِ اِبْرَاھِیْمَ وَبَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدِ نِ النَّبِیِّ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ وَّاَزْوَاجِہٖ وَذُرِّیَّتِہٖ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی آلِ اِبْرَاھِیْمَ فِی الْعَالَمِیْنَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

نبوت مصطفیٰ ﷺ کی صداقت کی ایک اور دلیل

جو شخص حضور ﷺ کی ذات کریمانہ پر کثرت سے درود شریف پڑھتا ہے اس کو بہت سے دینی اور دنیوی فوائد حاصل ہوتے ہیں۔ درود شریف کو جس صیغے اور جس کیفیت سے بھی ادا کیا جائے اس کے اثرات ضرور مرتب ہوتے ہیں۔ میں نے اپنی کتاب سعادت الدارین اور افضل الصلوات میں بہت سے صیغوں کا تذکرہ کیا ہے۔ درود شریف کے فوائد اسی طرح حاصل ہوتے ہیں جس طرح بارگاہ رب العزت میں نبی اکرم ﷺ کا وسیلہ پیش کرنے سے حاجات پوری ہوتی ہیں۔ درود

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

الکریم بن شیخ احمد شراباتی حلبی کے ثبت میں بھی دیکھا ہے لیکن انہوں نے وہاں اس کو مخصوص عدد کے ساتھ مقید کیا ہے اور اس میں کچھ تبدیلی بھی ہے۔ انہوں نے اپنے ثبت میں فرمایا ہے۔ درود شریف کی وہ اقسام جن کی اجازت میرے استاذ محترم عارف شیخ عبد القادر البغدادی الصدیقی نے مجھے عطا فرمائی ہے۔ ان میں سے ایک درود شریف یہ بھی ہے۔ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا سَیِّدِیْ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ قَلَّتْ حِیْلَتِیْ اَدْرِکْنِیْ

اس درود شریف کو شب و روز میں ایک مرتبہ اور مصائب کے وقت ایک ہزار مرتبہ پڑھنا چاہیے۔ یہ ہر زہر کا تریاق ہے اور بہت مجرب ہے۔

میں (محمد یوسف نبہانی) نے پہلے صیغے کے ساتھ اس درود شریف کا تجربہ کیا ہے وہ درود شریف یہ ہے:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ قَدْ ضَاقَتْ حِیْلَتِیْ اَدْرِکْنِیْ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ

اس کی صداقت صبح کے اجالے کی مانند ظاہر ہوئی۔ میرے اس واقعہ کی تفصیل یہ ہے۔ کہ ۱۳۱۷ ہجری میں تقریباً چھ ماہ قبل میں ایک شدید مشکل میں پھنس گیا۔ مجھے اس مصیبت کی خبر جمعرات کو ملی میں اس وقت بیروت میں تھا۔ جب جمعہ کی رات کا ایک تہائی حصہ گذر گیا تو میں قبلہ رو ہو گیا۔ میں نے ایک ہزار مرتبہ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ پڑھا۔ میں نے یہ ورد اس طرح کیا۔ ''اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الْعَظِیْمَ'' پھر تین سو پچاس مرتبہ اسی درود شریف کا ورد کیا پھر مجھ پر نیند کا غلبہ ہو گیا میں سو گیا۔ پھر رات کے آخری حصہ میں بیدار ہوا۔ میں نے وضو کیا اور مذکورہ درود شریف ایک ہزار مرتبہ پڑھا۔ اگلے روز اس مصیبت کے دور ہونے کی خبر مجھے مل گئی۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ مجھے بھی معلوم ہے اور میرے آشنا بھی جانتے ہیں کہ اس مصیبت کا اسی وقت دور ہو جانا اللہ تعالیٰ کا فضل اور حضور ﷺ کی برکت کی وجہ سے تھا۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پہنچے لیکن وہ اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہو سکے۔ جب انہوں نے غور وفکر کیا تو انہیں اپنا یہ ارادہ درست نظر نہ آیا۔ انہوں نے سوچا کاش میں اللہ تعالیٰ سے لو لگاتا۔ میں اس کے نبی مکرم ﷺ کی مدح وستائش کرتا۔ نبی محترم ﷺ کے اہل بیت کی تعریف کرتا تو میں اپنے مقصد کو ضرور پالیتا۔

پھر انہوں نے اپنے اس ارادہ سے توبہ کی انہیں معلوم ہو گیا۔ صرف اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مکرم ﷺ کا سہارا کافی ہے اور ان ہی کی طرف قصد کرنے سے کامیابی کی راہیں روشن ہوتی ہیں۔ انہوں نے پختہ عزم کیا کہ اب میں اللہ تعالیٰ اور رسول مکرم ﷺ کے علاوہ کسی اور طرف توجہ نہیں دوں گا۔

پھر جب وہ خلیفہ کے دربار میں پہنچے تو اس نے ان کی آمد کا مقصد پوچھا انہوں نے اپنے آنے کی غرض وغایت بتائی تو خلیفہ نے انہیں مال وثروت سے نوازا اور انہیں بتایا یہ سب کچھ اس لیے ہے کہ سرور کائنات ﷺ نے خواب میں مجھے حکم دیا تھا کہ میں ادیب اندلس کی بھر پور مدد کروں۔ یوں وہ خلیفہ کے دربار سے کامران واپس پلٹے۔ پھر انہوں نے ساری زندگی اہل بیت کی مدح خوانی میں گزاری اور اسی گھرانے کی برکت سے انہیں شہرت دوام ملی۔

میں نے اپنی دونوں کتابوں میں درود شریف کے بہت سے ایسے صیغے لکھے ہیں۔ جو مصائب کو ٹالنے اور مشکلات کے حل کے وقت پڑھے جاتے ہیں۔ ان میں ایک درود شریف یہ بھی ہے:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ قَدْ ضَاقَتْ حِيْلَتِىْ اَدْرِكْنِىْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ یہ درود شریف کتاب ''افضل الصلوات'' پر مذکور ہے۔ اور اس کا نمبر 58 ہے۔ اور وہاں یہ اس طرح مذکور ہے۔

''ابن عابدین نے اپنی ''ثبت'' میں اپنے استاذ سید محمد شاکر العقاد سے، وہ عبد صالح شیخ احمد حلبی قاطن سے اور وہ مفتی دمشق علامہ حامد آفندی العمادی سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ دمشق کے ایک وزیر نے انہیں گرفتار کرنے کا ارادہ کیا۔ انہوں نے وہ شب قلق واضطراب میں گذاری انہوں نے رسول مکرم ﷺ کو خواب میں دیکھا آپ ﷺ نے ان کو تسلی دی اور یہ درود شریف لکھایا اور فرمایا جب یہ درود شریف پڑھو گے اللہ تعالیٰ تمہاری مشکلات آسان فرمادے گا۔ جب وہ نیند سے بیدار ہوئے اور انہوں نے یہ درود شریف پڑھا تو اللہ تعالیٰ نے نبی محترم ﷺ کی برکت سے ان کی مشکل کو آسان کر دیا۔

ابن عابدین فرماتے ہیں مجھے اسی استاذ محترم نے بیان فرمایا ہے کہ انہیں ایک اور مصیبت سے واسطہ پڑا۔ انہوں نے چلتے چلتے اسی درود شریف کا ورد کیا۔ ابھی انہوں نے سو قدم ہی طے کیے ہوں گے کہ ان کی وہ مصیبت فوراً دور ہو گئی۔

ایک دفعہ ان کے ہاں ایک مصیبت آن پڑی۔ انہوں نے اسی درود شریف کا ورد کیا جلد ہی اللہ تعالیٰ نے ان سے اس مصیبت کو دور کر دیا۔

ابن عابدین فرماتے ہیں۔ میں نے بھی اس درود شریف کو ایک بہت بڑی مصیبت کے وقت پڑھا تھا۔ اس مصیبت نے پورے دمشق کا گھیراؤ کیا ہوا تھا۔ میں نے ابھی یہ درود شریف صرف دو سو مرتبہ ہی پڑھا ہو گا کہ میرے پاس ایک شخص آیا۔ اس نے مجھے بتایا کہ وہ مصیبت ٹل گئی ہے۔ میں جو کچھ کہہ رہا ہوں۔ اللہ تعالیٰ اس پر گواہ ہے۔ میں نے اس درود شریف کو شیخ عبد

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

شہادت عثمان غنی رضی اللہ عنہ

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت بھی قیامت کی علامات میں سے ہے۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں پہلا فتنہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت ہے اور آخری فتنہ دجال کا خروج ہے۔

فتنہ تتار

تا تاریوں کا فتنہ بھی علامات قیامت میں سے ہے۔ امام نسائی کے علاوہ صحاح ستہ کی تمام کتب میں یہ حدیث موجود ہے۔ کہ قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک تم ایسی قوم سے جنگ نہیں کرو گے جن کے جوتے بالوں کے ہوں گے اور قیامت قائم نہیں ہوگی جب تک تم ایسی قوم سے جنگ نہ کرو گے۔ جن کی آنکھیں چھوٹی، چہرے سرخ اور ناک چپٹے ہوں گے۔ ان کے چہرے ڈھال کی مانند چوڑے ہوں گے۔

بخاری کی روایت ہے اس وقت تک قیامت قائم نہ ہوگی جب تک تم خوز اور کرمان (عجمیوں) سے نبرد آزما نہیں ہو جاتے ان کے چہرے سرخ، ناک چپٹے اور آنکھیں چھوٹی ہوں گی۔ ان کے چہرے ڈھال کی مانند ہوں گی۔ ان کے جوتے بالوں کے ہوں گے۔

امام نووی فرماتے ہیں۔ مندرجہ ذیل تمام احادیث حضور ﷺ کا معجزہ ہیں۔ یہ قوم اپنی انہیں صفتوں کی وجہ سے مشہور تھی جن کا تذکرہ نبی اکرم ﷺ نے کیا تھا اور مسلمانوں نے کئی بار ان سے جنگ کی۔

علامہ تاج السبکی فرماتے ہیں۔ جب سے اللہ تعالیٰ نے دنیا تخلیق کی ہے اس وقت سے لے کر آج تک کوئی ایسا فتنہ ظہور پذیر نہیں ہوا جو فتنہ تا تار سے زیادہ عظیم ہو۔ امام سخاوی فرماتے ہیں۔ تا تاریوں کا خروج جاری رہا حتی کہ ان سب کے آخر میں تیمور الاعرج کا ظہور ہوا۔ حضور ﷺ کی یہ پیشین گوئی بھی سچ ثابت ہوئی آپ ﷺ نے فرمایا تھا۔ سب سے پہلے جو لوگ میری امت سے بادشاہی چھینیں گے ان کا تعلق بنو قنطورا سے ہوگا۔ قنطورا حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی لونڈی تھی اور تمام تارتاری اسی کی اولاد میں سے ہیں۔ انہوں نے ہی بغداد میں فساد کی آگ بھڑکائی تھی اور بنو عباس کا آخری خلیفہ معتصم انہیں کے ہاتھوں ہلاک ہوا تھا۔ یہ تمام واقعات 656 ہجری میں رونما ہوئے۔

خطیب نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا فرات اور دجلہ کے مابین ایک شہر آباد ہوگا۔ جس میں بنو عباس کی حکومت قائم ہوگی اس شہر کا نام الزوراء ہوگا۔ اس شہر میں ایک عظیم معرکہ بپا ہوگا۔ جس میں عورتوں کو پابہ زنجیر کیا جائے گا۔ مردوں کو اس طرح ذبح کیا جائے گا۔ جس طرح بھیڑیں بکریاں ذبح کی جاتی ہیں۔

حجاز کی آگ

اس سے مراد وہ آگ ہے جس سے مقام بصریٰ میں اونٹوں کی گردنیں چمک اٹھیں جیسا کہ سرور کائنات ﷺ نے اس کی پیشین گوئی فرمائی تھی۔ امام بخاری اور حاکم نے مستدرک میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اس وقت تک قیامت قائم نہ ہوگی حتی کہ سرزمین حجاز سے ایک آگ ظاہر ہوگی جس سے بصریٰ کے اونٹوں کی گردنیں چمک اٹھیں گی۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تیسرا باب

قیامت کی چھوٹی اور بڑی وہ نشانیاں جن کی خبر حضور نبی محترم ﷺ نے دی تھی

میں نے اس باب میں علامہ سید محمد بن عبدالرسول الحسینی البرزنجی کی تصنیف "کتاب الاشاعۃ لاشراط الساعۃ" کا خلاصہ پیش کیا ہے اور اس میں کچھ اضافے بھی کیے ہیں۔ یہ تالیف اس صنف پر نفیس ترین کتاب ہے۔ میں نے اس کو نقل کرنے میں امام شعرانی کی کتاب "الیواقیت والجواہر" کی پیروی کی ہے۔

علامہ برزنجی فرماتے ہیں۔ قیامت کو علامات تین حصوں میں منقسم ہیں۔

(۱) وہ قسم جو ظاہر ہوئی اور پھر ختم ہوگئی۔ اس قسم کی علامات بعیدہ کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔

(۲) وہ قسم جو ظہور پذیر ہوئی لیکن ختم نہیں ہوئی بلکہ آئے روز اس میں اضافہ ہو رہا ہے۔ اور یہ قسم مکمل ہونے کے لیے کوشاں ہے۔ جب یہ نکتہ کمال کو پہنچ جائے گی تو پھر تیسری قسم کی علامات ظاہر ہوں گی۔

(۳) تیسری قسم میں وہ بڑی بڑی علامات ہیں جن کے فوراً بعد قیامت قائم ہو جائے گی اور یہ اس طرح مسلسل ہوں گی۔ جس طرح کسی لڑی کے ٹوٹ جانے سے موتی پیہم گرنے لگتے ہیں۔

پہلی قسم

وہ علامات جو ظاہر ہوئیں اور ختم ہوگئیں

حضور ﷺ کا وصال

روایت ہے کہ نبی محترم ﷺ کا وصال بھی قیامت کی علامات میں سے ایک علامت ہے۔ اس حدیث کو صحابہ کرام کی ایک جماعت نے روایت کیا ہے۔ ان میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بھی شامل ہیں۔ اس حدیث کو الطبرانی نے روایت کیا ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا وصال

قیامت کی علامات میں سے ایک علامت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا وصال بھی ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے رسول مکرم ﷺ سے روایت کیا ہے آپ ﷺ نے فرمایا قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی۔ جب تک میرے صحابہ میں سے ایک شخص کو اس طرح تلاش کیا جائے گا۔ جس طرح ایک گم شدہ چیز کو تلاش کیا جاتا ہے۔ لیکن وہ چیز نہیں ملتی۔ (رواہ احمد)

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کے زمانہ میں ہوا یہ واقعہ 654 ہجری جمادی الآخریٰ کا ہے۔اس کی ابتداء زلزلے کے ہلکے سے جھٹکے سے ہوئی۔ پھر اس زلزلے کے ہلکے ہلکے جھٹکے لگا تار آتے رہے۔لیکن انہیں بہت کم لوگوں نے محسوس کیا۔منگل کے روز ان زلزلوں میں شدت آگئی۔ پھر بدھ کو بہت بڑا زلزلہ آیا۔لوگ اس سے ڈر گئے۔ پھر جمعۃ المبارک تک یہ جھٹکے مسلسل محسوس ہوتے رہے۔اس زلزلے کی آواز کڑک سے بھی زیادہ تھی۔زمین متحرک لگتی تھی دیواروں میں بھی حرکت ہو رہی تھی۔حتیٰ کہ اس ایک دن میں اٹھارہ زلزلے آئے۔جیسا کہ علامہ قطب القسطلانی نے اپنی کتاب میں لکھا ہے۔یہ آگ انہیں کے زمانہ میں ظہور پذیر ہوئی اس وقت وہ مکہ معظمہ میں تھے۔

ابوشامہ نے سنان قاضی المدینہ کی کتاب ''مشاہدہ'' اور قاشانی وغیرہ سے اس آگ کے بہت سے عجائب نقل کیے ہیں۔
علامہ قاشانی فرماتے ہیں۔جمعہ کے روز زمین پر ایک بہت بڑا زلزلہ آیا۔حتیٰ کہ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کے مینار کانپ گئے۔اس کی چھت سے بہت سا شور سنائی دیا۔

علامہ قسطلانی فرماتے ہیں جمعہ کے روز دوپہر کے وقت وہ آگ ظاہر ہوئی۔ پہلے اس جگہ سے دھواں نکلا جس نے افق کو ڈھانپ لیا اور ہر طرف اندھیرا چھا گیا۔جب اس کی تاریکی گہری ہوگئی اور رات بھی چھانے لگی تو اس وقت وہاں سے آگ کی شعاع ظاہر ہوئی۔مشرق کی سمت وہ آگ ظاہر ہوئی۔ایسے محسوس ہوتا تھا کہ وہاں ایک بہت بڑا شہر آباد ہے۔

علامہ قرطبی فرماتے ہیں آتش حجاز مدینہ طیبہ سے ظاہر ہوئی۔جمادی الآخریٰ بروز بدھ شام کو وہاں ایک عظیم زلزلہ آیا۔جمعہ کے دن چاشت تک زلزلے کے جھٹکے برابر محسوس کیے جاتے رہے پھر یہ زلزلہ تھا تو آگ کا ظہور ہوا۔یہ آگ اس عظیم شہر کی مانند دکھائی دیتی تھی جس کو فصیل نے گھیر رکھا ہو۔جس کے کنگرے،برج اور مینار دور سے نظر آتے ہوں۔ایسے محسوس ہوتا تھا کہ کچھ آدمی اس آگ کو کھینچ رہے ہیں۔وہ جس پہاڑ پر گذرتی اسے پیس کر رکھ دیتی۔وہ پہاڑ اس کے سامنے پگھل جاتا ہے اس آگ سے نیلے اور سرخ انگارے نکلتے تھے۔وہ بجلی کی طرح کڑکتی تھی۔وہ چٹانوں کو نگلتی ہوئی دکھائی دے رہی تھی۔پھر وہ ایک عظیم پہاڑ کی مانند ہوگئی۔جب وہ آگ مدینہ طیبہ کے قریب پہنچی تو وہ رک گئی۔لطف کی بات یہ ہے کہ مدینہ طیبہ کی سمت ٹھنڈی ہوا آرہی تھی حالانکہ یہ آگ سمندر کی طرح موجزن تھی میرے ایک دوست نے مجھے بتایا میں نے اس آگ کو پانچ دن کی مسافت سے دیکھا مکہ معظمہ سے بھی اس آگ کا مشاہدہ کیا گیا اور بصریٰ کے پہاڑوں سے بھی اس کو دیکھا گیا۔

القطب القسطلانی فرماتے ہیں ہر نشیب وفراز پر اس آگ کی روشنی غالب تھی حرم کعبہ اور مدینہ منورہ کی زمین روشن ہوگئی۔اس آگ سے بہت سے شعلے نکلتے تھے۔زمین پر سورج کی روشنی کا رنگ زرد ہوگیا۔سورج سرخ نظر آنے لگا اور چاند ایسے محسوس ہوتا تھا کہ اس گرہن لگ گیا ہے۔

ابوشامہ نے سنان کی کتاب سے نقل کیا ہے کہ یہ آگ مکہ معظمہ سے بھی دکھائی دی ہر بیاباں سے اس کو دیکھا جاسکتا تھا۔
مجھے ایک قابل اعتماد شخص نے بیان کیا ہے کہ اس نے مدینہ منورہ میں اس آگ کا مشاہدہ کیا تھا اور اس کی نورانیت میں مقام تیماء میں ایک کتاب لکھی جب تک وہ آگ ضوفشاں رہی آفتاب و ماہتاب گہن زدہ ہو کر طلوع ہوتے رہے۔سورج گرہن اور چاند

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ابن ابی شیبہ، امام احمد، حاکم نے صحیح سند کے ساتھ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کاش میں جان لیتا کہ وراق کے پہاڑ سے وہ آگ کب نمودار ہوگی جس سے بصری کے اونٹوں کی گردنیں جگمگا اٹھیں گی۔

الطبرانی نے عاصم بن عدی الانصاری سے روایت کیا ہے کہ جب تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم ہجرت فرما کر مدینہ طیبہ تشریف لائے تو آپ ﷺ نے پوچھا "حبس سیل" کہاں ہے۔ ہم نے لاعلمی کا اظہار کیا میرے پاس سے بنوسلیم کا ایک شخص گذرا میں نے اس سے پوچھا تو کہاں سے آرہا ہے۔ اس نے کہا میں حبس سیل سے آرہا ہوں۔ میں نے اپنے جوتے پہنے اور بارگاہ رسالت میں حاضر ہوگیا۔ میں نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم آپ نے ہم سے حبس سیل کے متعلق دریافت فرمایا تھا۔ لیکن ہم نے لاعلمی کا اظہار کیا تھا۔ ابھی میرے پاس سے ایک شخص گذرا ہے میں نے اس سے اس کا مسکن پوچھا تو اس نے بتایا کہ وہ حبس سیل کا رہنے والا ہے۔ حضور ﷺ نے اس شخص کو طلب فرمایا اس سے پوچھا تیرا گھر کہاں ہے۔ اس نے عرض کی میرا گھر حبس سیل میں ہے۔ آپ ﷺ نے اس سے فرمایا وہاں سے اپنے اہل خانہ کو نکال کر لے جا۔ عنقریب وہاں سے ایسی آگ کا ظہور ہوگا۔ جس سے بصریٰ کے اونٹوں کی گردنیں روشن ہو جائیں گی۔

ابویعلیٰ اور امام احمد نے رافع بن بسر السلمی سے روایت کیا ہے وہ اپنے والد محترم سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا عنقریب حبس سیل سے ایسی آگ کا ظہور ہوگا جو سست رفتار اونٹوں کی طرح چلے گی۔ وہ دن کے وقت رواں ہوگی اور رات کو تھم جائے گی۔

مسند فردوس میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور ﷺ نے فرمایا اس وقت تک قیامت قائم نہ ہوگی۔ جب تک حجاز کی وادیوں میں سے ایک وادی میں آگ کا ظہور نہ ہوگا اس آگ میں بصری کے اونٹوں کی گردنیں جگمگا اٹھیں گی۔

علامہ نورالدین سمہودی سابقہ تمام احادیث کو لکھنے کے بعد رقم طراز ہیں۔ اس آگ کا ظہور ہو چکا ہے یہ مدینہ طیبہ کی مشرقی جانب سوارقیہ کی طرف سے نمودار ہوئی بنوسلیم کے شہر بھی اسی طرف تھے۔

بدر بن فرحون فرماتے ہیں یہ آگ وادی احیلین میں بہنے لگی۔ علامہ القطب القسطلانی فرماتے ہیں یہ آگ مدینہ طیبہ کے قریب قاع الہیلی کے مقام سے ظہور پذیر ہوئی اسی جگہ کے قریب بنوقریظہ کے گھر تھے۔ پھر یہ آگ پھیلتی رہی حتی کہ یہ احیلین کے قریب پہنچ گئی اس آگ کے ظہور سے پہلے کئی ہولناک زلزلے آئے۔ جیسا کہ ارشاد ربانی ہے:

وَمَا نُرْسِلُ بِالْاٰيٰتِ اِلَّا تَخْوِيْفًا (بنی اسرائیل:۵۹)

"اور ہم نہیں بھیجتے ایسی نشانیاں مگر لوگوں کو (عذاب سے) خوفزدہ کرنے کے لئے"۔

اس آگ کے ظہور کے وقت اہل مدینہ کے اپنے نبی رحمت ﷺ کے دامن کرم میں پناہ لی پھر اس آگ نے شمال کی طرف رخ کرلیا۔ جب وہ آگ در رحمت کے سامنے آئی تو وہ بھی ٹھنڈی اور سراپا سلامتی بن گئی۔ اس طرح حضور ﷺ کے روضہ اطہر کی خاک پاک کی برکت عیاں ہوئی۔

امام نووی فرماتے ہیں تمام اہل شام اس آگ کے ظہور پر متفق ہیں۔ علامہ سمہودی فرماتے ہیں کہ اس آگ کا ظہور ان

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اس کی تپش کو محسوس نہ کیا میں اپنے گھوڑے سے نیچے اترا۔ میں پیدل چلتا ہوا آگ کے قریب تر پہنچ گیا میں نے دیکھا وہ چٹانوں اور پتھروں کو کھا رہی تھی۔ میں نے اپنے ترکش سے ایک تیر لیا اور اس کو آگ کی طرف بڑھایا حتی کہ اس کا پھل آگ تک پہنچ گیا میں اس وجہ سے کوئی تکلیف محسوس نہ ہوئی اور نہ ہی میں نے حرارت محسوس کی پھل جل گیا لیکن لکڑی کو کوئی نقصان نہ پہنچا۔

المطری فرماتے ہیں یہ آگ پہاڑ یا پتھر میں سے جس کے اوپر سے بھی گذرتی اس کو کھا جاتی لیکن وہ درختوں کو کوئی نقصان نہیں پہنچاتی تھی۔ میرے نزدیک اس کی وجہ یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے مدینہ منورہ کے درختوں کو حرم میں شامل کیا تھا۔ کیونکہ آپ ﷺ کی اطاعت ہر مخلوق پر واجب ہے اس لیے آگ نے درختوں کا کوئی نقصان نہ کیا۔

لیکن علامہ قسطلانی کا بیان اس کا رد کرتا ہے وہ فرماتے ہیں یہ آگ آگے کی جانب رواں دواں رہی جو چیز اس کے سامنے آتی اس کو راکھ بنا دیتی وہ سرسبز شاداب درختوں اور پتھروں کو پگھلا کر رکھ دیتی۔

علامہ قسطلانی فرماتے ہیں کہ انہیں ایک قابل اعتماد شخص نے بتایا کہ اس نے حرم کے پتھروں میں سے ایک بڑے پتھر کو دیکھا اس کا کچھ حصہ حرم سے باہر تھا۔ وہ حصہ جو حرم سے باہر تھا آگ نے اس کو جلایا لیکن جب آگ پتھر کے اس حصے تک پہنچی جو حرم میں شامل تھا تو وہ بجھ گئی۔

ایک اور جگہ علامہ القسطلانی فرماتے ہیں۔ جب آگ کا رخ شام کی طرف ہوا تو وہ آگے بڑھنے لگی حتی کہ وہ قرین الارنب تک پہنچ گئی یہ مقام کوہ احد کے قریب ہے۔ یہاں آ کر وہ آگ بالکل بجھ گئی۔ علامہ سمہودی فرماتے ہیں۔ یہ قول زیادہ قابل اعتماد ہے اور اسی سے حضور ﷺ کے معجزہ کا زیادہ اظہار ہوتا ہے۔

ابوشامہ نے ''سنان'' میں جو روایت نقل کی ہے وہ بھی مذکورہ بالا کلام کی تائید کرتی ہے۔ وہ فرماتے ہیں اس آگ کا سیل رواں وادی الشظاۃ میں اترا اور کوہ احد کی طرف بڑھا جب وہ حرۃ العریض کی طرف پہنچا تو وہ تھم گیا۔ پھر مدینہ طیبہ کی طرف بڑھنے والا لاوہ پرسکون ہو گیا اور حرۃ العریض کی آگ بھی بجھ گئی۔

مورخین کہتے ہیں یہ آگ ایک سیل رواں کی طرح وادی میں بہنے لگی۔ اس کا طول چار فرسخ عرض چار میل اور اونچائی ڈیڑھ قامت کے برابر تھی۔ یہ سیلاب آتش سطح زمین پر چل رہا تھا۔ چٹانیں اس کے سامنے سیسے کی طرح پگھلتی جا رہی تھیں۔ یہ لاوہ بہتا رہا حتی کہ وہ وادی کے آخری کنارے پر جمع ہو گیا اور یہ وادی شظا سے لے کر جبل وغیرہ تک ایک رکاوٹ بن گیا پگھلے ہوئے پتھروں کا ایک بہت بڑا بند بن گیا۔ علامہ سمہودی فرماتے ہیں اس بند کے آثار آج تک موجود ہیں لوگ اسے حبس کہتے ہیں۔

علامہ قسطلانی فرماتے ہیں۔ مجھے لوگوں کی ایک جماعت نے بتایا ہے کہ اس آگ نے بلند و بالا پہاڑوں کو چھوڑ دیا تھا اور اسی وجہ سے وادی الشظاۃ کا راستہ منقطع ہو گیا پھر مذکورہ بند کے پیچھے اتنا پانی جمع ہو جاتا کہ وہ طول و عرض میں تاحد نظر ایک سمندر معلوم ہوتا تھا۔

دجال کذابوں کا ظہور

جھوٹے مدعیان نبوت کا ظہور بھی قیامت کی علامات میں سے ایک علامت ہے۔ ان میں سے ہر ایک یہ دعوی کرے گا

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

گرہن کے اثرات دمشق میں بھی ظاہر ہوئے۔ ہم حیران تھے کہ شمس وقمر کی روشنی کمزور کیوں ہوگئی ہے۔ جب ہم کو اس آگ کی اطلاع ملی تو ہم مطمئن ہو گئے۔

علامہ قطب قسطلانی فرماتے ہیں ایک جماعت نے بیان کیا ہے کہ انہوں نے جبل سایہ سے اس آگ کا مشاہدہ کیا تھا اور بعض افراد نے اس آگ کو تیماء اور بصری سے دیکھنے کا دعویٰ کیا یہ دونوں مقامات مدینہ منورہ سے یکساں مسافت پر تھے۔

عماد بن کثیر فرماتے ہیں کہ مجھے قاضی القضاۃ صدر الدین حنفی نے بیان فرمایا ہے کہ میرے والد محترم شیخ صفی الدین جو کہ بصری کے ایک مدرسہ میں مدرس تھے القضاۃ نے بیان فرمایا جب آتش حجاز کا ظہور ہوا تو اس صبح مجھے کئی صحرانشینوں نے بتایا کہ انہوں نے اس آگ کی روشنی میں اپنے اونٹوں کی گردنیں دیکھی تھیں۔

اس سے حضور ﷺ کی پیشین گوئی کی صداقت ظاہر ہوگئی اور اسی سے نبی اکرم ﷺ کا معجزہ مکمل ہوگیا۔ یہ آگ دور دراز کے علاقوں سے اس لیے نظر آتی رہی تا کہ انذار (اللہ تعالیٰ سے ڈرانا) مکمل ہو جائے۔ یہ امر بھی مخفی نہیں کہ اس آگ کا ظہور جمعہ کے دن ہوا تھا۔ یہ آگ عذاب کی شکل میں نعمت تھی۔ دل اس سے خوفزدہ ہو گئے۔ امیر مدینہ عزالدین منیف بن شیحہ نے اپنے تمام غلام آزاد کر دیئے۔ لوگوں سے دست تعدی روک لیا۔ ٹیکس ختم کر دیئے۔ وہ بارگاہ نبویہ میں آئے جمعہ کی رات اور ہفتہ مسجد نبوی میں بسر کیا اس کے ساتھ تمام مرد و خواتین حتی کہ کم سن بچے بھی تھے۔ ان کے سر جھکے ہوئے تھے وہ اپنے گناہوں کا اقرار کرتے ہوئے سروں کو جھکائے ہوئے تھے۔ وہ اپنے نبی مکرم ﷺ سے پناہ کے خواستگار تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آگ کا رخ بدل کر شمال کی جانب کر دیا۔ وہ وادی احیلین سے شمال کی طرف چلی گئی مورخین بیان کرتے ہیں کہ وہ آگ تین ماہ تک برقرار رہی یہ اتنی طویل مدت اس لیے ضوفشاں رہی تا کہ یہ معاملہ ہر جگہ معروف ہو جائے۔ عوام الناس اس سے آگاہ ہو جائیں اور انہیں یہ معاملہ عظیم لگے تا کہ وہ اس سے آخرت کی آگ کو یاد کر سکیں۔

قطب القسطلانی نے ایک قابل اعتماد شخص سے روایت کیا ہے کہ امیر مدینہ نے کئی سواروں کو اس آگ کی طرف بھیجا ان کے گھوڑے اس کے قریب جانے کی جرأت نہ کر سکے وہ سوار گھوڑوں سے اتر پڑے اور آگ کے پاس گئے وہ بیان کرتے ہیں کہ وہ آگ محلات کی طرح بڑے بڑے انگارے پھینکتی تھی۔ لیکن وہ اس کا سبب معلوم کرنے سے ناکام رہے۔ امیر مدینہ نے تنہا اس آگ کے پاس جانے کا ارادہ کیا وہ صرف دو تیروں کی مقدار ہی آگے بڑھ سکا۔ وہ آگ کی حرارت کی وجہ سے آگے نہ بڑھ سکا۔ وہ پتھر لوہے کی طرح دہکتے تھے ان کے نیچے آگ رواں تھی۔ وہ پتھروں کو اس طرح پھینکتی تھی جس طرح سمندر میں طلاطم خیز موجیں ابھرتی ہیں۔ اس آگ کے شعلے اتنے بلند تھے کہ انہوں نے افق کو گھیر لیا گمان کرنے والا یہ سمجھتا تھا کہ شمس وقمر گہن زدہ ہو گئے تھے۔ ان کی وجہ سے آفاق سے رونق ختم ہو گئی تھی۔

آگ کی مندرجہ بالا کیفیت اس واقعہ سے مختلف ہے جس کو علم الدین مصری سے روایت کیا گیا ہے۔ علم الدین مصری کہتے ہیں کہ انہیں امیر مدینہ نے ایک عربی شخص کے ساتھ اس آگ کی طرف بھیجا۔ اس نے ہم کو حکم دیا کہ اس آگ کے قریب جانا اور دیکھنا کہ کیا کوئی شخص اس کے قریب جا سکتا ہے کیونکہ لوگ اس سے بہت خوفزدہ ہیں۔ ہم اس آگ کے قریب گئے لیکن ہم نے

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

(۵)بنو عباس کے دور میں ایک گروہ نے بغاوت کی خلیفہ معتمد کے زمانہ میں فتنۃ الزنج کے قائد بہبود کا ظہور ہوا۔اس نے عراق میں فساد کی آگ بھڑکائی اور آل رسول ﷺ کی اہانت کی وہ دعوی کرتا تھا کہ اسے مخلوق کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہے اور وہ علم غیب جانتا ہے۔

(۶) مستکفی کے عہد حکومت میں یحییٰ بن ذکرویہ القرمطی نے پھر اس کے بعد اس کے بھائی حسین نے نبوت کا دعویٰ کیا اسکے چہرے پر ایک تل نکل آیا اس نے گمان کیا کہ اس کی نبوت کی یہی علامت ہے۔ پھر اس کے بھتیجے عیسیٰ بن مہرویہ نے بھی نبوت کا دعویٰ کیا اور اپنا لقب مدثر رکھا اس نے کہا سورۃ مدثر میں اسی کا تذکرہ ہے۔اس نے اپنے غلام کا لقب مطوق بالنور رکھا اس نے شام پر غلبہ پالیا وہاں بہت زیادہ فساد بپا کیا۔حتی کہ منبروں پر خطبوں میں اس کا نام لیا جانے لگا۔بالآخر وہ قتل ہو کر واصل جہنم ہوا۔

(۷)مقتدر کی خلافت میں ابوالطاہر القرمطی نے نبوت کا دعویٰ کیا۔

(۸)الراضی کی حکومت میں محمد بن علی کا ظہور ہوا اس نے خدا ہونے کا دعویٰ کیا۔اس نے مردہ کو زندہ کرنے اور زندوں کو مارنے کا بھی دعوی کیا بالآخر اسے قتل کر دیا گیا اور اپنے ساتھیوں سمیت تختہ دار پر چڑھ گیا۔

(۹) مطیع کے عہد حکومت میں ایک گروپ نے تناسخ کا دعویٰ کیا ایک نوجوان کہا کرتا تھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روح اس میں منتقل ہوگئی ہے۔اس کی بیوی کا گمان تھا کہ اس میں حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی روح حلول کرگئی ہے۔ایک اور شخص نے جبرائیل ہونے کا دعویٰ کر دیا۔اسے پابند سلاسل کر دیا گیا لیکن اہل بیت کے ساتھ تعلق ہونے کی وجہ سے رہا کر دیا گیا۔بالآخر قتل ہو کر اپنے انجام کو پہنچ گیا۔

(۱۰)مستظہر باللہ کے عہد میں نہاوند کے ایک شخص نے نبوت کا دعوی کر دیا۔ بہت سے لوگ اس کی پیروی کرنے لگے بالآخر اسے گرفتار کر کے واصل جہنم کیا گیا۔

(۱۱)اہل مغرب میں سے بہت سے مردوں اور عورتوں نے نبوت کا دعوی کیا۔ان میں سے ایک شخص ''لا'' کے نام سے مشہور تھا۔وہ اپنی نبوت کا استدلال لا نبی بعدی سے کرتا تھا وہ کہتا ہے میرا نام ''لا'' ہے اور اس حدیث میں یہی ارشاد ہے۔اس حدیث میں لا مبتدا اور نبی اسکی خبر ہے۔

(۱۲)ایک اور عورت نے نبوت کا دعوی کر دیا جب اس کے سامنے ''لا نبی بعدی'' حدیث بیان کی گئی تو اس نے کہا اس حدیث میں کسی مرد کے نبی ہونے کی نفی ہے کسی عورت کے نبی ہونے کی نفی نہیں ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ ستائیس کی تعداد یا تو پوری ہو چکی ہے یا پوری ہونے کے قریب ہے۔مطلق کذاب تو بے شمار گزرے ہیں ان میں سے بعض نے امام مہدی ہونے کا دعوی کیا۔بعض نے صحابی ہونے کا دعویٰ کیا۔مثلاً معمر اور رتن ہندی وغیرہ کوئی شک نہیں کہ نبی اکرم ﷺ کی یہ پیشین گوئی سچ ثابت ہوئی۔

بیت المقدس کی فتح

بیت المقدس کی فتح بھی ان علامات میں سے ایک علامت ہے۔جیسا کہ حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ کی حدیث

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کہ وہ اللہ کا رسول ہے۔ امام بخاری کی روایت ہے حضور ﷺ نے فرمایا اس وقت تک قیامت قائم نہ ہوگی حتی کہ دو عظیم گروہ آپس میں جنگ نہ کرلیں گے ان کا دعویٰ ایک ہی ہوگا اور اس وقت تک قیامت قائم نہ ہوگی جب تک تقریباً تیس دجال اللہ کا رسول ہونے کا دعویٰ نہ کرلیں گے۔

حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قیامت قائم ہونے تک تیس کذابوں کا ظہور ہوگا۔ اسود عنسی اور مسیلمہ کذاب کا تعلق انہیں کے ساتھ ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں تیس یا اس سے زائد کذاب ہوں گے۔ میں نے پوچھا ان کی نشانی کیا ہے فرمایا وہ نیا طریقہ ایجاد کریں گے۔ وہ طریقہ تمہارے طریقے سے جدا ہوگا۔ وہ تمہارے طریقے کو بدلنے کی کوشش کریں گے۔ جب تم ان کو دیکھو تو ان سے اجتناب کرو۔

امام احمد نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے جید سند کے ساتھ روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا عنقریب میری امت میں ستائیس کذاب دجال ہوں گے۔ ان میں چار عورتیں بھی شامل ہوں گی۔ حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

حافظ ابن حجر فرماتے ہیں یہ اس بات کی دلیل ہے کہ تیس کا عدد جزم کے ساتھ ذکر کرنا کسر کی تلافی کے لیے ہے۔ امام بخاری کی حدیث بھی اسی کی تائید کرتی ہے۔

الطبرانی میں حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک تیس کذابوں کا ظہور نہ ہو جائے گا۔ اسی طرح کی ایک حدیث ابویعلی نے حضرت انس سے روایت کی ہے۔ حافظ ابن حجر فرماتے ہیں ممکن ہے جن احادیث میں تیس کذابوں کا ذکر ہے ان سے مراد مدعیان نبوت ہوں اور جن میں اس سے زائد کا تذکرہ ہے اس سے مراد وہ لوگ ہوں جو گمراہی کی دعوت دیتے ہیں۔ مثلاً غالی، رافضی، باطنی، حلولی اور دیگر تمام گمراہ فرقے۔ یقیناً ان کے عقائد اور شریعت حضور ﷺ کے عقائد اور شریعت کے خلاف ہیں۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں طلیحہ بن خویلد نے نبوت کا دعوی کیا۔ پھر اس نے توبہ کر کے اسلام قبول کرلیا۔

(۲) سجاح نامی عورت نے نبوت کا دعوی کیا۔

(۳) ابن زبیر کے زمانہ میں مختار ثقفی نے دعوی نبوت کیا۔ وہ کہتا تھا کہ اس کی طرف وحی کی جاتی ہے وہ اپنے خطوط میں مختار رسول اللہ لکھا کرتا تھا۔ نبی محترم ﷺ نے اپنی امت کو نہ صرف اس کا نام لے کر اس سے بچنے کے لیے فرمایا بلکہ اس کے اوصاف بھی ذکر کیے۔ ابن خزیمہ، حاکم، الطبرانی نے حضرت اسماء بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا قبیلہ ثقیف سے ایک کذاب کا ظہور ہوگا اور اسی قبیلے سے ایک ظالم کا بھی ظہور ہوگا۔ علماء فرماتے ہیں کذاب سے مراد مختار بن عبید اور ظالم سے مراد حجاج بن یوسف ہے۔

(۴) مشہور شاعر متنبی نے بھی نبوت کا دعوی کیا پھر اسے توبہ کی توفیق نصیب ہوئی۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہوں گے۔ایک مشرق میں ایک مغرب میں اور ایک جزیرۃ العرب میں۔آپ ﷺ سے عرض کی گئی کیا صالحین کی موجودگی میں زمین دھنس جائے گی۔آپ ﷺ نے فرمایا اس وقت اکثریت خبیث لوگوں کی ہوگی۔

حضرت حذیفہ بن اسید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حضور ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اس وقت ہم قیامت کے متعلق بحث کر رہے تھے۔آپ ﷺ نے فرمایا قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی حتی کہ تم اس سے پہلے دس نشانیاں نہ دیکھ لو گے۔آپ ﷺ نے ان نشانیوں میں تین خسوف کا ذکر فرمایا ایک خسف مشرق میں ایک خسف مغرب میں اور ایک خسف جزیرۃ العرب میں۔

یہ تینوں خسوف رونما ہو چکے ہیں۔208 ہجری میں مغرب میں تیرہ گاؤں زمین میں دھنس گئے۔346 ہجری مطیع کے عہد حکومت میں رے اور اس کے گردونواح میں ایک عظیم زلزلہ آیا۔جس سے شہر'' طالقان'' زمین میں دھنس گیا۔اس شہر کے صرف تیس افراد اپنی جان بچا سکے۔رے کے ایک سو پچاس گاؤں زمین میں دھنس گئے۔حلوان کا اکثر حصہ بھی زیر زمین چلا گیا جس سے مردوں کی ہڈیاں قبروں سے باہر نکل آئیں اور زمین سے پانی نکلنے لگا۔رے کا ایک پہاڑ ریزہ ریزہ ہو گیا اور اس کا ایک گاؤں زمین اور آسمان کے درمیان معلق ہو گیا دو پہر کے بعد وہ گاؤں زمین میں دھنس گیا۔جن سے زمین میں بڑے بڑے شگاف پڑ گئے اور اس سے بدبودار پانی نکلنے لگا اور دھوئیں کے بادل اٹھنے لگے۔597 ہجری میں بصری کا ایک گاؤں زمین میں دھنس گیا۔533 ہجری میں بجیرہ کا ایک گاؤں زمین میں دھنسا اور اس کی جگہ سیاہ پانی کھڑا ہو گیا۔علامہ برزنجی فرماتے ہیں ہمارے زمانے میں آذر بائیجان کی سات بستیاں زیر زمین چلی گئیں۔

زلزلوں کی کثرت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ قیامت قائم نہ ہوگی حتی کہ علم اٹھا لیا جائے گا۔بہت زیادہ زلزلے آئیں گے۔زمانہ سمٹ جائے گا۔فتنے ظاہر ہوں گے اور قتل و غارت بہت زیادہ ہو جائے گی۔

ابن عساکر نے حضرت عروہ بن رویم انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا عنقریب میری امت میں زلزلے آئیں گے۔جن میں دس ہزار بیس ہزار اور بعض اوقات تیس ہزار تک آدمی مر جائیں گے۔اللہ تعالیٰ انہیں متقین کے لیے عبرت،مومنین کے لیے رحمت اور کافروں کے لیے عذاب بنائے گا۔

232 ہجری میں خلیفہ متوکل کے عہد حکومت میں دمشق میں ایک ہولناک زلزلہ آیا جس سے کئی مکانات گر پڑے اور ہزاروں لوگ ان کے نیچے آکر مر گئے۔انطاکیہ میں بھی اس کے جھٹکے محسوس کیے گئے اور وہاں بھی بعض گھروں کو نقصان پہنچا جزیرہ میں بھی اس کے جھٹکے محسوس کیے گئے۔جس سے وہاں آگ بھڑک اٹھی۔اس کی وجہ سے موصل میں 500 افراد ہلاک ہوئے۔

242 ہجری میں تونس،اس کے مضافات،رے،خراسان،نیشاپور،طبرستان اور اصبہان میں ایک بڑا زلزلہ آیا۔زمین میں اتنے بڑے بڑے شگاف پڑ گئے جن میں آدمی آسانی سے داخل ہو سکتا تھا۔ان دونوں زلزلوں کے درمیان دس سال کا

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سے ثابت ہے بیت المقدس دو دفعہ فتح ہو چکا ہے ایک دفعہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں اور دوسری دفعہ صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ علیہ نے فتح کیا۔

مدائن کی فتح

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی محترم ﷺ نے فرمایا اس وقت تک قیامت قائم نہ ہوگی جب تک مدائن کا قصر ابیض فتح نہ ہو جائے اور اس وقت تک قیامت قائم نہ ہوگی جب تک ایک اونٹ سوار عورت حجاز سے لے کر عراق تک کا سفر امن و سلامتی کے ساتھ نہ کرے گی اسے کسی چیز کا خوف نہ ہوگا۔ حضرت عدی رضی اللہ عنہ فرماتے تھے۔ میں نے ان دو علامات کا مشاہدہ کر لیا ہے۔ یہ دونوں نشانیاں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد ہمایوں میں وقوع پذیر ہوئیں۔

عرب کی سلطنت کا زوال

قیامت کی ایک نشانی یہ بھی ہے کہ عرب سلطنت رو بہ زوال ہو جائے گی۔ حضرت طلحہ بن مالک سے روایت ہے کہ قیامت کے قریب آنے کی ایک نشانی عربوں کی ہلاکت ہے۔ (ترمذی)

بنو عباس کی سلطنت کے زوال کے ساتھ ہی اہل عرب کی حکومت کا زوال شروع ہو گیا۔

مال و دولت کی فراوانی

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ قیامت قائم نہیں ہوگی حتی کہ مال و دولت کی کثرت ہو جائے گی۔ مال و ثروت کی اتنی کثرت ہو جائے گی کہ مال کا مالک صدقہ دینے کے لیے کسی شخص کو ڈھونڈے گا لیکن اسے کوئی ایسا شخص نہ مل سکے گا جو صدقہ کا مستحق ہو۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے عہد زریں میں جب فتوحات کثرت سے ہوئیں تو یہ پیشین گوئی سچ ثابت ہوئی۔ اس وقت فارس و روم کے اموال کو تقسیم کیا گیا۔ حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ کے دور حکومت میں بھی یہ پیشین گوئی سچ ثابت ہو چکی ہے۔ ایک شخص اپنے صدقہ کا مال ہاتھ میں لیے پھرتا تھا۔ لیکن اسے قبول کرنے والا کوئی نہ تھا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں بھی ایسا ہی ہوگا۔

پہاڑوں کا اپنی جگہوں سے حرکت

الطبرانی نے حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قیامت قائم نہیں ہوگی حتی کہ پہاڑ اپنی جگہوں سے حرکت کرنے لگیں گے۔ امام سیوطی نے تاریخ الخلفاء میں ذکر کیا ہے کہ 242 ہجری متوکل کے عہد حکومت میں ایک پہاڑ یمن کی طرف سرک گیا جس پر کاشتکاروں نے بسیرا کر لیا۔ المقتدر کے عہد حکومت 300 ہجری میں دینور کا پہاڑ زمین میں دھنس گیا اس کے نیچے سے بہت زیادہ پانی نکلا جس سے کئی بستیاں ڈوب گئیں۔

تین مرتبہ زمین دھنسنا

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا میرے بعد تین خسوف (زمین میں دھنس جانا)

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پھر غمزدہ ہو کر مسجد کے دروازے کے پاس بیٹھ گیا۔ وہیں وہ سو گیا اس نے خواب میں تاجدار حرم ﷺ اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی زیارت کی حضور ﷺ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا تمہاری محبت میں لوگوں نے اس کی زبان کاٹ دی ہے اسکی زبان درست کر دو انہوں نے اس شخص کے ہاتھ سے زبان لی اور اس کے منہ میں رکھ دی۔ جب وہ شخص بیدار ہوا تو اس کی زبان پہلے کی طرح بالکل درست تھی۔ بلکہ پہلے سے زیادہ حسین تھی۔ اس نے کسی شخص کو نہ بتایا اور اپنے شہر واپس لوٹ گیا۔ آئندہ سال وہ دوبارہ مدینہ طیبہ حاضر ہوا اور عاشورا کے دن قبہ عباس میں گیا اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی محبت میں کوئی چیز طلب کی۔ اس کی طرف ایک نوجوان آیا اور اس کو اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کیا۔

وہ اسے اپنے گھر لے گیا وہ بعینہٖ وہی گھر تھا۔ جہاں اس کی زبان کٹی تھی اس جوان نے اسکی بہت عزت افزائی کی۔ اپنی یہ عزت واکرام دیکھ کر اس شخص کو تعجب ہوا اس نے سوچا پچھلے سال اسی گھر میں میری زبان کٹی تھی اور اس سال مجھے احترام سے نوازا جا رہا ہے۔ اس نے اس جوان سے حقیقت دریافت کی۔ وہ جوان فوراً اس شخص کے قدموں میں گر گیا اور کہنے لگا وہ بد نصیب شخص میرا باپ ہی تھا۔ اس کی شکل بندر سے تبدیل ہو چکی ہے۔ جب اس جوان نے پردہ اٹھایا تو اس شخص نے وہاں ایک بندر دیکھا جس کو زنجیر کے ساتھ باندھا گیا تھا۔ اس نوجوان نے اپنے مذہب سے توبہ کی اور اس شخص سے التجا کی کہ وہ اس کے والد کے معاملہ کو پوشیدہ رکھے۔

اس قصہ کو علامہ سمہودی اور علامہ قسطلانی وغیرہ نے ذکر کیا ہے۔ زواجر میں ہے کہ حلب میں ایک شخص تھا وہ شیخین کریمین کو برا بھلا کہتا تھا۔ جب وہ مر گیا تو لوگوں نے اسے قبر سے نکال کر باہر پھینکنے پر اتفاق کیا۔ جب انہوں نے قبر کھولی تو اس کی شکل مسخ ہو چکی تھی وہ خنزیر کی شکل میں تھا۔ لوگوں نے اسے قبر سے باہر نکالا اور اسے آگ میں جلا دیا۔

علامہ سیوطی نے تاریخ الخلفاء میں لکھا ہے خلیفہ متوکل کے زمانہ میں ایک شخص جماعت کروا رہا تھا۔ اسے ایک مقتدی نماز میں اسے تنگ کرتا رہا۔ لیکن امام نے نماز نہ توڑی۔ جب اس نے سلام پھیرا تو اس تنگ کرنے والے شخص کی شکل مسخ ہو چکی تھی وہ خنزیر بن کر جنگل کی طرف بھاگ گیا۔

جہاں تک قذف (پتھر برسنے) کا تعلق ہے تو اس کے متعلق علامہ سیوطی نے تاریخ الخلفاء میں لکھا ہے کہ 285 ہجری میں بصرہ پر کالے پتھروں کی بارش ہوئی۔ اور اتنی سخت ژالہ باری ہوئی کہ ہر ژالے کا وزن ایک سو پچاس درہم کے برابر تھا۔ 242 ہجری میں سویدا پر پتھر برسائے گئے ہر پتھر کا وزن دس رطل تھا۔ 478 ہجری میں بغداد میں سیاہ آندھی چلی۔ شدید گرج چمک ہوئی۔ وہاں بارش کی طرح ریت اور خاک برسی۔ علامہ برزنجی فرماتے ہیں کہ مجھے ایک قابل اعتماد شخص نے بیان کیا ہے کہ تقریباً 1060 ہجری میں کردوں کے علاقہ میں سیاہ پتھروں کی بارش ہوئی ان پتھروں کا حجم مرغی کے انڈے کے برابر تھا۔ ان پتھروں کی آواز اتنی زیادہ تھی کہ لوگ ایک دن کی مسافت سے ان کا شور سنتے تھے۔

سرخ آندھی اور بڑے بڑے واقعات

حضرت ابو ہریرہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا جب مال فئے کو ذاتی دولت، امانت

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

عرصہ تھا۔

245 ہجری میں ایک عالم گیر زلزلہ آیا جس سے شہر مسمار ہو گئے، قلعے تباہ ہو گئے، پل گر گئے اور انطا کیہ کا ایک پہاڑ سمندر میں جا گرا۔

280 ہجری معتضد کے دور حکومت میں دبیل میں ایک زبردست زلزلہ آیا جس سے شہر کا اکثر حصہ پیوند زمین ہو گیا اور ملبہ سے ایک لاکھ پچاس ہزار لاشیں نکالی گئیں۔

460 ہجری میں رملہ میں ایک خوفناک زلزلہ آیا جس نے پورے شہر کو تباہ کر دیا۔ حتی کہ کنوؤں کے دھانوں سے پانی نکلنے لگا۔ پچیس ہزار شہری لقمہ اجل بن گئے۔ سمندر اپنے ساحل سے ایک دن کی مسافت پر چلا گیا لوگ چیزوں کو اکٹھا کرنے کے لیے خشکی پر چلے گئے۔ اچانک پانی واپس آ گیا جس سے تمام لوگ ہلاک ہو گئے۔

460 ہجری میں ایک عظیم زلزلہ آیا جس سے بغداد کو دس جھٹکے لگے اور حلوان کا پہاڑ پارہ پارہ ہو گیا۔

460 ہجری میں مصر، شام اور جزیرہ میں ایک بڑا زلزلہ آیا۔ جس نے کئی شہروں اور قلعوں کو تباہ کر دیا۔ 662 ہجری میں مصر میں ایک عظیم زلزلہ آیا۔ 433 ہجری میں بخارا میں ایک زلزلہ آیا جس سے کثیر مخلوق ہلاک ہوئی۔ 922 ہجری میں آذربائیجان میں ایک بڑا زلزلہ آیا جس سے بہت سی دنیا تباہ ہوئی۔

922 ہجری ؔں شہر لار میں ایک خوفناک زلزلہ آیا جس سے تمام گھر گر پڑے اور وہ یوں تباہ ہوئے کہ لوگوں کو اپنے گھروں کے محل وقوع بھی بھول گئے۔ اس بڑے زلزلے سے پہلے چھوٹے چھوٹے جھٹکے محسوس ہوتے رہے۔ جس سے بہت سے لوگ شہر چھوڑ کر چلے گئے۔ جو وہاں سے چلے گئے وہ بچ گئے اور جو نہ جا سکے وہ ہلاک ہو گئے۔

علامہ برزنجی فرماتے ہیں۔ کتاب الاشاعۃ کو تالیف کرنے کے چھ ماہ بعد ایک ہولناک زلزلہ آیا جس سے بہت کم لوگ بچ سکے۔ یہ وہ عظیم زلزلے ہیں جنہیں کتابوں نے اپنے اندر محفوظ کر لیا ہے۔ لیکن چھوٹے چھوٹے زلزلے آئے روز آتے رہتے ہیں اور ان کی تعداد بے شمار ہے۔ اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔

مسخ اور قذف

امام احمد، مسلم اور حاکم نے روایت کیا ہے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی محترم ﷺ نے فرمایا عنقریب میری امت میں خسف، قذف اور مسخ ہوگا۔ خسف کا ذکر تو پہلے گزر چکا ہے۔ مسخ تو کئی افراد کا ہو چکا ہے۔ کئی آدمیوں نے بیان کیا ہے کہ فاطمیہ مصر کے عہد حکومت میں شیعہ عاشوراء کے دن قبۃ العباس میں جمع ہوتے۔ شیخین کریمین اور صحابہ کرام کو برے الفاظ سے یاد کرتے ایک شخص ان کی مجلس میں آیا اس نے کہا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی محبت میں مجھے کھانا کون کھلائے گا۔ ایک بوڑھا اس کے پاس آیا اور ہاتھ سے اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کیا۔ وہ بوڑھا اس سائل کو اپنے گھر لے گیا اور اس کی زبان کاٹ کر اس کے ہاتھ پر رکھ دی اور کہا یہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی محبت کا صلہ ہے۔ اس سائل نے اپنی زبان اپنے ہاتھ پر رکھی اور مسجد نبوی ﷺ میں حاضر ہو گیا۔ اس نے حضور ﷺ اور شیخین کریمین کی قبور پر حاضری دی۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اٹھالیا جائے گا۔

یہ دونوں علامات پوری ہو چکی ہیں۔ 320 ہجری سے لے کر 327 ہجری تک بغداد کے لوگ فتنہ قرامطہ کی وجہ سے حج نہ کر سکے۔ 384 ہجری کو عراقی حجاج راستے ہی سے واپس آ گئے۔ اصفر اعرابی نے انہیں راستے میں روک دیا اور ٹیکس لیے بغیر آگے نہ جانے دیا۔ لوگ فریضہ حج ادا نہ کر سکے اور وہاں سے واپس آ گئے۔ اہل شام اور اہل یمن بھی حج نہ کر سکے صرف اہل مصر نے حج کیا۔ شیخ علوان الحموی کے زمانہ میں اہل شام کئی سال حج نہ کر سکے۔

حجر اسود کو اٹھانے کا واقعہ خلیفہ مقتدر کے دور حکومت میں رونما ہو چکا ہے۔ اس واقعہ کی تفصیل یہ ہے کہ خلیفہ مقتدر نے حاجیوں کا ایک قافلہ منصور دیلمی کی قیادت میں مکہ معظمہ روانہ کیا وہ کارواں مکہ معظمہ تو صحیح و سالم پہنچ گیا۔ لیکن ترویہ کے دن دشمن خدا ابو طاہر قرامطی نے انہیں دیکھ لیا اور ان سب کو مسجد حرام میں ہی قتل کر دیا۔ انہوں نے حجر اسود کو توڑ کر اکھیڑا اور اسے اپنے ساتھ لے گئے۔ یہ مبارک پتھر بیس سال ان کے پاس رہا اور مطیع کے عہد حکومت میں واپس لایا گیا۔ روایت کیا جاتا ہے کہ جب قرامطہ اس پتھر کو لے کر گئے تھے تو مکہ معظمہ سے لے کر ہجر تک چالیس اونٹ اس کے نیچے ہلاک ہوئے۔ جب اسے واپس لایا گیا تو اس مبارک پتھر کو ایک اونٹ بآسانی واپس لے آیا وہ اونٹ اس کی برکت سے موٹا ہو گیا محمد بن ربیع بن سلمان کہتے ہیں۔ اس سال میں بھی مکہ معظمہ میں موجود تھا ایک شخص بیت اللہ کے اوپر چڑھا تا کہ میزاب کو اکھیڑے۔ میں اس وقت اسے دیکھ رہا تھا۔ میرے صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا۔ میں نے بارگاہ ایزدی میں عرض کی مولا! تو کس قدر حلیم ہے۔ اسی وقت وہ شخص سر کے بل نیچے گرا اور واصل جہنم ہوا قرامطی اسی وقت منبر پر چڑھا اور کہنے لگا میں اللہ کے ساتھ ہوں۔ اللہ کی قسم! میں ہی مخلوق کو بناتا ہوں۔ اور میں ہی انہیں فنا کرتا ہوں۔

اس کے بعد ابو طاہر قرامطی بھی سکون نہ پا سکا چیچک کی وجہ سے اس کا جسم پاش پاش ہو گیا۔ محمد بن نافع الخزاعی کہتے ہیں۔ جب میں نے حجر اسود کی زیارت کی تو اس وقت وہ اپنی جگہ سے اکھیڑا جا چکا تھا۔ وہ سارا سفید تھا۔ صرف سر کی جانب تھوڑی سی سفیدی تھی۔ اس کی طوالت ایک ہاتھ سے زیادہ تھی۔

آسمان سے ستاروں کا ٹوٹنا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ قیامت قائم نہ ہو گی حتی کہ بعض اقوام کے سروں پر آسمان سے ستارے ٹوٹیں گے۔ کیونکہ وہ لواطت کو حلال سمجھیں گے۔ (دیلمی)

323 ہجری راضی کے عہد حکومت میں یہ پیشین گوئی بھی سچ ثابت ہو چکی ہے۔ ذوالقعدہ کی ایک شب رات بھر ستارے ٹوٹتے رہے۔ اتنے کثیر ستارے پہلے کبھی نہیں ٹوٹے تھے۔ اس کے بعد بھی ستارے اور شہاب کثرت سے گرتے رہے اور لوگوں کو ہلاک کرتے رہے۔

اموات کی کثرت

بخاری میں حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا قیامت سے قبل چھ نشانیاں

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کو مال غنیمت، زکوۃ کو ٹیکس سمجھا جانے لگے۔ تعلیم دنیا کے حصول کے لیے سیکھی جانے لگے۔ آدمی اپنی ماں کی نافرمانی اور اپنی بیوی کی فرمانبرداری کرے، اپنے دوست کو قریب اور اپنے والد کو دور کرے۔ مسجد میں شور و غوغا بلند ہونے لگے۔ قبیلہ میں سے فاسق آدمی اس کا سردار بن جائے۔ قوم میں سے ذلیل ترین شخص اس کا سردار ہو۔ انسان کے شر سے بچنے کے لیے اس کی عزت کی جائے۔ گلوکارائیں عام اور آلات موسیقی کی بہتات ہو جائے۔ شراب سرعام پی جانے لگے۔ اس امت کے بعد والے لوگ پہلے لوگوں پر لعنت کریں گے تو اس وقت سرخ آندھی، زلزلے، خسف، مسخ اور قذف کا انتظار کرو۔ (ترمذی)

حضرت عبداللہ بن حوالہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علی وآلہ وسلم نے فرمایا جب دیکھو کہ خلافت ارض مقدسہ میں آگئی ہے اور زلزلے، مصائب اور بڑے بڑے حیران کن واقعات رونما ہونے لگے ہیں تو اس وقت قیامت اس سے بھی زیادہ قریب ہوگی۔ آپ ﷺ نے اپنے دست مبارک اور سر مبارک کی طرف اشارہ فرمایا۔

ابوداؤد اور حاکم نے لکھا ہے کہ اگر اس خلافت سے مراد بنوامیہ کی حکومت ہے تو اس میں تو بہت حیران کن واقعات رونما ہو چکے ہیں اور اگر اس سے مراد امام مہدی کی خلافت ہے تو بڑے بڑے واقعات سے مراد وہ امور ہوں گے جو قرب قیامت رونما ہوں گے۔ مثلاً دابہ کا نکلنا اور سورج کا مغرب سے طلوع ہونا وغیرہ۔

جہاں تک آندھی کا تعلق ہے تو 232 ہجری متوکل کے زمانہ میں عراق میں سخت آندھی آئی اس نے کوفہ، بصرہ اور بغداد کی کھیتیوں کو جلا دیا۔ یہ آندھی لگاتار پچاس دن چلتی رہی کئی مسافر مارے گئے۔ حتی کہ یہ آندھی ہمدان جا پہنچی اس کی کھیتیوں اور جانوروں کو تباہ کر دیا۔ پھر اس کا رخ موصل اور سنجار کی طرف ہو گیا وہاں لوگوں کا کاروبار تجارت بند ہو گیا راستوں پر چلنا مشکل ہو گیا اور اس کی وجہ سے بہت سی مخلوق لقمہ اجل بنی۔

280 ہجری ماہ شوال معتضد کی خلافت میں عصر تک دنیا میں تاریکی چھائی رہی، کالی آندھی چلی۔ یہ آندھی تین رات مسلسل چلتی رہی اس کے بعد ایک عظیم زلزلہ آیا جس نے دبیل شہر کی اکثریت کو تباہ کر دیا۔ 285 ہجری میں بصرہ میں زرد آندھی چلی کچھ دیر بعد سبز پھر کالی ہو گئی۔ پھر یہ کئی شہروں میں پھیلتی چلی گئی۔

مقتدر کے دور حکومت میں بغداد میں کالی آندھی چلی اور اتنی شدید گرج و چمک ہوئی کہ گمان ہونے لگا کہ قیامت آگئی ہے۔ مستظہر کے دور حکومت میں بھی کالی سیاہ آندھی چلی اتنی تاریکی پھیل گئی کہ آدمی کو اپنا ہاتھ دکھائی نہیں دیتا تھا۔ پھر لوگوں پر ریت برسنے لگی۔ انہیں اپنی ہلاکت کا یقین ہو گیا۔ پھر آسمان صاف ہو گیا اور ہر طرف زردی چھانے لگی۔

596 ہجری مکہ معظمہ میں کالی آندھی چلی جس نے پوری دنیا کو تاریک کر دیا لوگوں پر سرخ ریت برسنے لگی اور رکن یمانی کا ایک حصہ گر پڑا۔

حج کے راستے کا مسدود ہونا اور حجر اسود کا اٹھایا جانا

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا قیامت قائم نہ ہوگی۔ حتی کہ ایک ایسا وقت آئے گا کہ بیت اللہ کا حج نہ ہو سکے گا۔ (حاکم) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ قیامت قائم نہ ہوگی حتی کہ رکن کو

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ابو نعیم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ قیامت قائم نہ ہوگی حتی کہ زہد رسم ورواج اور تقویٰ بناوٹ بن جائے گا۔

الطبرانی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ قیامت کی نشانی یہ ہے کہ قبیلے کا سردار منافق اور گناہ گار اس کا راہنما ہو جائے گا۔ اور ایک علامت یہ بھی ہے کہ مومن اپنے قبیلے میں بھیڑ بکریوں سے زیادہ ذلیل ہوگا۔

امام بخاری نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ قیامت کے قریب تجارت عام ہو جائے گی حتی کہ عورت تجارتی معاملات میں اپنے خاوند کی معاونت کرے گی۔ قطع رحمی عام ہوگی۔ کتابت بہت زیادہ ہوگی۔ علماء کی قلت ہو جائے گی۔ جھوٹی گواہی عام ہوگی اور سچی شہادت کو مخفی رکھا جائے گا۔

امام ترمذی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے علامات قیامت میں سے ایک یہ ہے کہ امانت کو مال غنیمت اور زکوٰۃ کو ٹیکس سمجھا جائے گا اور دنیاوی مقاصد کے حصول کے لئے علم سیکھا جائے گا۔

امام مسلم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ قیامت کی علامات میں سے ہے کہ شیطان ایک شخص کی شکل میں ایک قوم کے پاس آئے گا۔ اور ان کے ساتھ جھوٹی باتیں کر کے ان میں تفرقہ ڈال دے گا۔ ان میں سے ایک شخص کہے گا میں نے یہ باتیں ایک ایسے شخص سے سنی ہیں جس کا چہرہ تو میں جانتا ہوں لیکن اس کے نام سے آشنا نہیں ہوں۔

حاکم نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ قرب قیامت کی علامات میں سے ہے کہ انسان کتے کے بچے کو پالنا اچھا سمجھے گا۔ لیکن انسانی بچہ کی تربیت مشکل ہوگی۔ بڑے کی عزت نہیں کی جائے گی۔ چھوٹے پر رحم نہیں کیا جائے گا۔ حرامی بچے عام ہوں گے۔ مرد اپنی عورت سے راستہ میں ہی حقوق زوجیت ادا کرنے لگے گا۔ لوگ نرمی سے گفتگو کریں گے وہ عمدہ افعال ریاء کرتے ہوئے سرانجام دیں گے۔

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ننگے، مفلس اور برہنہ پا چرواہے عمارات تقسیم کرنے لگیں تو اس وقت قیامت کا انتظار کرنا۔

امام بخاری نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے جب کوئی عہدہ نااہل کو دیا جائے تو اس وقت قیامت کا منتظر رہنا۔

امام احمد، ابوداؤد نے حضرت سلامہ بنت حران سے روایت کیا ہے کہ قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ بھی ہے کہ نمازی مصلی امامت پر ایک دوسرے کو کھڑا کرنے کی کوشش کریں گے۔ انہیں ایسا شخص نہیں ملے گا جو انہیں نماز پڑھائے۔

الطبرانی نے ابوامیہ الجمحی سے روایت کیا ہے قرب قیامت کی ایک علامت یہ بھی ہے کہ علم چھوٹوں سے حاصل کیا جائے گا۔

الطبرانی نے ابوامامہ سے روایت کیا ہے کہ قیامت قائم نہ ہوگی حتی کہ آدمی نبطی عورت سے مال و دولت کی وجہ سے شادی کرے گا اور اپنی چچازاد کو چھوڑ دے گا اسے دیکھے گا بھی نہیں۔ اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ آدمی کمینی عورت سے اس کی ثروت کی وجہ سے شادی کرے گا اور اپنی چچازاد کو اس کی مفلسی کی وجہ سے ترک کر دے گا۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

شمار کرلو۔

(۱) میرا وصال (۲) بیت المقدس کی فتح (۳) دو موتیں۔ لوگ ان میں اس طرح مریں گے۔ جس طرح وبازدہ بھیڑیں مرتی ہیں۔

یہ پیشین گوئی بھی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد ہمایوں میں اس وقت پوری ہوئی جب طاعون عمواس پھیلا۔ اس کے بعد طاعون جارف میں بھی کثیر اموات واقع ہوئیں۔ دنیائے عالم میں آئے روز طاعون اور وبائیں پھیلتی رہتی ہیں۔

دیلمی اور ابن عساکر نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے ''ایک ایسا وقت بھی آئے گا جس میں علماء کو کتوں کی طرح قتل کیا جائے گا۔ کاش! اس وقت کے علماء جان بوجھ کر احمق بن جائیں۔

ابونعیم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ علماء پر ایک ایسا وقت بھی گزرے گا جب موت ان کو سرخ سونے سے بھی زیادہ پیاری لگے گی۔

مامون اور اس کے بھائی معتصم کے زمانہ میں جب علماء پر دنیا تنگ کردی گئی اور انہیں شہید کیا گیا تو یہ پیشن گوئی بھی سچ ثابت ہوگئی۔

قیامت کی وہ علامات جن کا اظہار تو ہو چکا ہے لیکن وہ ابھی تک اختتام پذیر نہیں ہوئیں

قیامت کی علامات کی دوسری قسم وہ ہے جو ظاہر تو ہو چکی ہے لیکن وہ ابھی تک ختم نہیں ہوئی۔ بلکہ نقطہ کمال تک پہنچنے کے لیے ہر لحہ اس میں اضافہ ہو رہا ہے۔ تیسری قسم کی علامات کے ساتھ ملنے تک اس قسم کی نشانیوں میں اضافہ ہی ہوتا رہے گا۔ یہاں میں ان احادیث کا تذکرہ کر رہا ہوں جن میں وہ علامات پائی جاتی ہیں۔

حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا قیامت قائم نہ ہوگی حتی کہ کمینے انسان دنیا میں سب سے زیادہ سعادت مند بن جائیں گے۔ اس حدیث کو امام احمد نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

ابونعیم اور حاکم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا لوگوں پر ایک ایسا زمانہ بھی آئے گا جس میں دین پر صبر کرنے والا ہاتھ میں انگارے پکڑنے والے کی طرح ہوگا۔ آخری جاہل عبادت گزار اور قراء فاسق ہوں گے۔

امام احمد نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی حتی کہ لوگ مساجد میں لوگوں پر فخر کرنے لگیں گے۔

الطبرانی نے حضرت ابن مسعود اور حضرت انس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے قیامت کے قریب آنے کی ایک علامت یہ بھی ہے کہ چاند بڑا لگے گا جب وہ طلوع ہوگا تو کہا جائے گا کہ یہ تو دو دن کا ہے۔

الطبرانی نے مرداس الاسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ زیادہ بارشیں، کم سبزہ، زیادہ عبادت گزار، کم فقہاء، کثیر امراء اور امانت داروں کی کمی قیامت کی نشانیاں ہیں۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

میں سے ایک بھی اللہ سے ڈرنے والا نہ ہو تو سمجھ لو کہ قیامت قریب ہے۔

ابوداؤد نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا قیامت کی ایک علامت یہ ہے کہ ایک انسان مسجد سے بغیر دو رکعت نماز ادا کیے گزر جائے گا۔

دار قطنی نے حضرت ابی سے روایت کیا ہے کہ قیامت کے قریب اس امت میں چند چیزیں رونما ہوں گی۔

(۱) آدمی اپنی بیوی یا لونڈی کی مقعد میں وطی کرے گا۔ حالانکہ اسے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مکرم ﷺ نے حرام قرار دیا ہے اور یہ فعل شنیع اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مکرم ﷺ کی ناراضگی کا سبب ہے۔

(۲) مرد، مرد سے نکاح کرے گا۔ یہ فعل بھی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مکرم ﷺ کا حرام کردہ ہے اور اس میں ان کی ناراضگی ہے۔ ایسے آدمی جب تک یہ فعل شنیع کرتے رہیں گے۔ ان کی کوئی نماز بھی قبول نہ ہوگی حتی کہ وہ سچے دل سے توبہ کر لیں۔

ابن ابی شیبہ نے حضرت ابوامامہ سے روایت کیا ہے قیامت قائم نہ ہوگی حتی کہ شام کے شریر لوگ عراق اور عراق کے پاکباز لوگ شام چلے جائیں گے۔

امام بیہقی نے حضرت ابن مسعود سے روایت کیا ہے کہ ایسا وقت آ گے گا کہ آدمی کا دین صرف اسی صورت میں سلامت رہ سکے گا۔ جب وہ ایک چوٹی سے دوسری چوٹی کی طرف یا ایک سوراخ سے دوسرے سوراخ کی طرف بھاگ نکلے گا۔ جس طرح لومڑی اپنے بچوں کو لے کر بھاگتی ہے۔ انسان کی یہ کیفیت آخری زمانہ میں ہوگی۔ جب معیشت اللہ کی معصیت سے ہی حاصل ہوگی۔ جب حالات ایسے ہو جائیں گے۔ تو اسوقت کنج تنہائی بہتر ہے۔ اس وقت انسان کی ہلاکت اس کے والدین کے ہاتھوں ہوگی۔ اگر اس کے اس وقت والدین ہوں گے۔ ورنہ اس کی تباہی اس کی بیوی اور اولاد کے ہاتھوں ہوگی۔ اگر وہ بھی نہ ہوئے تو اس کی ہلاکت اس کے قریبی رشتہ داروں اور پڑوسیوں سے ہوگی۔ وہ اسے رزق کے کم ہونے کی عار دلائیں گے اور اس سے وہ مطالبات کریں گے جن کی اس میں استطاعت نہ ہوگی۔ حتی کہ وہ ان مہلک اشیاء میں گر کر ہلاک ہو جائے گا۔

ایک ایسا وقت بھی آئے گا کہ لوگ مسجد میں دنیاوی گفتگو کریں گے۔ ایسی محفل ہرگز اختیار نہ کرنا اللہ تعالیٰ کو ان کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ (بیہقی از حسن)

ابن السنی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک وقت ایسا آئے گا کہ مومن کو اس طرح مخفی رہنا پڑے گا جس طرح تمہارے مابین منافق پوشیدہ رہتا ہے۔

دیلمی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ لوگوں پر ایک ایسا وقت آئے گا۔ جب اہل علم کی بات کو تسلیم نہ کیا جائے گا۔ نہ کسی حلیم شخص سے حیا کی جائے گی۔ نہ ہی بڑے کا احترام اور چھوٹے پر رحم کیا جائے گا۔ لوگ ایک دوسرے کو دنیا کے حصول کے لیے قتل کریں گے۔ ان کے دل عجمیوں کی طرح اور زبانیں عربیوں کی طرح ہوں گی۔ وہ نہ کسی نیک عمل سے آشنا ہوں گے اور نہ ہی برائی سے منع کریں گے۔ پاکباز ان سے چھپ کر زندگی گذاریں گے۔ وہ اللہ کی مخلوق میں سے سب سے شریر لوگ ہیں۔ بروز حشر اللہ تعالیٰ ان کی طرف نظر کرم نہیں فرمائے گا۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ قیامت کی علامات میں سے ہے کہ قطعی رحمی ہوگی، ناجائز مال اکٹھا کیا جائے گا۔ خونریزی عام ہوگی۔ رشتہ دار دیگر رشتہ داروں کی شکایت کریں گے۔ ایک سائل گھومتا رہے گا لیکن ہر جگہ سے اسے خالی ہاتھ لوٹا دیا جائے گا۔

الطبرانی نے ابوموسیٰ سے جید سند کے ساتھ روایت کیا ہے کہ قیامت قائم نہ ہوگی حتی کہ کتاب اللہ کو باعث عار سمجھا جائے گا۔ اسلام غریب الدیار ہوگا۔ لوگوں کے مابین عداوت کا ظہور ہوگا۔ علم کو اٹھا لیا جائے گا اور وقت برکت سے محروم ہو جائے گا۔ انسان کی عمر کم ہو جائے گی سال اور پھل کم ہو جائیں گے۔ امین لوگوں پر الزام اور ملزموں کو امین ٹھہرایا جائے گا۔ جھوٹے کی تصدیق کی جائے گی اور سچے کو جھٹلایا جائے گا۔ قتل عام ہوگا۔ محلات تعمیر کیے جائیں گے۔ اولاد والی عورتیں اپنی اولاد کی نافرمانی کی وجہ سے غمگین ہوں گی۔ بانجھ خوشی کا اظہار کریں گی۔ حسد بغاوت اور بخل عام ہو جائے گا۔ کثیر لوگ ہلاک ہوں گے۔ جھوٹ زیادہ ہوگا۔ سچ معدوم ہو جائے گا۔ لوگوں میں باہمی اختلاف پیدا ہوگا۔ خواہشات نفسانی کی پیروی کی جائے گی۔ گمان کے ساتھ فیصلہ کیا جائے گا۔ بارشیں زیادہ ہوگی۔ پھل کم ہوں گے۔ جہالت عام ہوگی۔ علم کم ہو جائے گا۔ بچہ آتش پا اور گرمی کی شدت ہوگی۔ خطباء غلط بیان کریں گے۔ وہ حق امت کے شریر لوگوں کے حوالے کر دیں گے۔ جس نے ان کی تصدیق کی اور ان سے راضی ہوا۔ وہ جنت کی خوشبو بھی نہیں سونگھ سکے گا۔

امام احمد نے سعید بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ قیامت قائم نہ ہوگی حتی کہ ایک ایسی قوم کا ظہور ہوگا جو اپنی زبانوں سے اس طرح کھائیں گے جس طرح گائے اپنی زبان سے کھاتی ہے۔ یعنی وہ لوگوں کی جھوٹی ستائش کریں گے۔ تاکہ وہ ان سے مال وثروت حاصل کر سکیں۔

الطبرانی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ قیامت قائم نہ ہوگی حتی کہ لوگ جانوروں کی طرح سرعام بدکاری کا ارتکاب کریں گے۔

دیلمی نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قیامت قائم نہیں ہوگی حتی کہ اللہ تعالیٰ تین اشیاء کو قلیل الوجود فرما دے گا۔

(۱) رزق حلال (۲) نافع علم (۳) اللہ کی رضا کے لیے اخوت بھائی چارہ

عبدالرزاق اور طبرانی نے حضرت عبداللہ بن زینب الجندی سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا جب دیکھو کہ صدقہ پوشیدہ ہو گیا ہے۔ جہاد اجرت پر ہو رہا ہے۔ آباد مقامات ویران ہو گئے ہیں اور ویران جگہیں آباد ہو گئی ہیں اور لوگ اپنی امانت (یا اپنے دین) سے اس طرح کھیلیں جس طرح اونٹ درخت کی شاخوں پر منہ مارتا ہے تو سمجھ لو کہ قیامت قریب آ گئی ہے۔

بزار نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ قیامت کی علامات میں سے ہے کہ حکام کا ظلم وستم فزوں ہو جائے گا۔ نجومیوں کی تصدیق کی جائے گی اور تقدیر کو جھٹلایا جائے گا۔

امام بیہقی اور ابن عساکر نے حضرت عبداللہ بن بشیر سے روایت کیا ہے کہ اگر بیس یا اس سے کم وبیش آدمی جمع ہوں اور ان

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اے سلمان! اس وقت زکوٰۃ ایک ٹیکس محسوس ہوگی۔ مال فئے مال غنیمت بنالیا جائے گا۔ جھوٹے کی تصدیق اور سچے کی تکذیب کی جائے گی۔ خیانت کرنے والے کو امین اور امین کو خائن سمجھا جائے گا۔ رو بیضہ گفتگو کرے گا۔ صحابہ کرام نے عرض کی رو بیضہ کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا لوگوں میں سے وہ شخص محو تکلم ہوگا جسے گفتگو کرنے کا طریقہ نہ آتا ہوگا۔ اسلام کا صرف نام باقی رہ جائے گا۔ قرآن پاک کے صرف نقوش رہ جائیں گے۔ قرآن پاک پر سونے سے نقش و نگاری ہوگی۔ میری امت کے مردوں کے پیٹ بڑھ جائیں گے۔ مشاورت عورتوں کے لیے ہوگی۔ بچے منبروں پر خطبے دیں گے۔ عورتیں گفتگو کے ڈھنگ سیکھیں گی۔ مساجد کو کنیسوں ورگرجوں کی طرح سجایا جائے گا۔ منبر طویل ہوں گے۔ صفیں بہت ہوں گی۔ لیکن دل بغض و عناد سے بھرپور ہوں گے۔ زبانوں میں اختلاف ہوگا۔ لیکن خواہشات یکساں ہوگی۔ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم کیا ایسا ہوگا۔ آپ نے فرمایا اے سلمان! مجھے اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں محمد ﷺ کی جان ہے ایسا ضرور ہوگا۔

اس وقت مومن امت میں سے ذلیل ترین شخص ہو جائے گا۔ اس کا دل اس کے پیٹ میں اس طرح پگھلتا رہے گا جس طرح نمک پانی میں پگھلتا ہے۔ اس کی یہ کیفیت معاشرہ میں برائیوں کو دیکھنے کی وجہ سے ہوگی۔ لیکن اس میں یہ طاقت نہ ہوگی کہ وہ ان برائیوں کا قلع قمع کر سکے۔ مرد، مرد پر اور عورت، عورت پر اکتفاء کرے گی۔ لڑکوں پر اس طرح غیرت کا مظاہرہ کیا جائے گا جس طرح جوان دوشیزہ پر غیرت کا مظاہرہ کیا جاتا ہے۔ اے سلمان! اس وقت امراء فاسق، وزراء فاجر، امین خیانت کرنے والے ہوں گے۔ وہ نماز کو ضائع کریں گے۔ خواہشات نفسانی کی پیروی کریں گے۔ اگر تم انہیں پالو تو اپنی نماز بروقت ادا کرنا۔ اے سلمان! کچھ قیدی مشرق سے آئیں گے۔ اور کچھ مغرب سے۔ ان کے اجسام تو انسانوں کی طرح ہوں گے لیکن ان کے دل شیاطین کے دلوں کی طرح ہوں گے۔ وہ چھوٹوں پر رحم نہیں کریں گے۔ بڑے کی تعظیم نہیں کریں گے۔ اس وقت بھی لوگ بیت اللہ کا حج کریں گے۔ لیکن ان کے انداز مختلف ہوں گے۔ ان کے بادشاہ خواہشات نفسانی کی تکمیل اور سیر کے لیے حج کریں گے۔ ان کے اغنیاء تجارت کے لیے اور فقراء گداگری کے لیے یہاں آئیں گے۔ ان کے قاری ریاکاری کریں گے وہ شہرت خواہاں ہوں گے۔ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم کیا ایسا ہوگا۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں سلمان! ایسا ہوگا مجھے اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے ایسا ضرور ہوگا۔

اس وقت جھوٹ کا بازار گرم ہوگا۔ دمدار ستارہ طلوع ہوگا۔ عورت تجارت میں اپنے خاوند کی معاونت کرے گی۔ بازار قریب قریب ہوں گے۔ لیکن وہاں کساد بازاری ہوگی۔ منافع کم ہو جائے گا۔ اے سلمان! اس وقت اللہ تعالیٰ ایک ہوا بھیجے گا۔ جس میں زرد سانپ ہوں گے وہ علماء کے سروں پر ڈسیں گے۔ کیونکہ وہ برائی کو دیکھ کر اسے روکتے نہ تھے۔ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم کیا ایسا ہوگا۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں مجھے اس ذات کی قسم! جس نے محمد ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے ایسا ضرور ہوگا۔ (ابن مردویہ)

ابو شیخ دیلمی نے امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اس وقت قیامت قریب سمجھو جب دیکھو کے

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ابو شیخ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ قرب قیامت کی ایک علامت یہ بھی ہے کہ پچاس آدمی نماز قائم کریں گے۔لیکن ان میں سے کسی ایک کی بھی نماز قبول نہ ہوگی۔یعنی وہ لوگ نماز کو اس کی شرائط اور ارکان کے مطابق ادا نہ کریں گے جس کی وجہ سے ان کی نماز قبول نہ ہوگی۔

امام مسلم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ قیامت قائم نہ ہوگی حتی کہ نہ تو میراث کو تقسیم کیا جائے گا اور نہ ہی لوگ مال غنیمت پر خوش ہوں گے۔

ابن مردویہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ہمسایوں سے بدسلوکی، قطع رحمی، تلوار کا جہاز کے لئے نیام نہ ہونا اور دنیا کی وجہ سے دین میں بگاڑ قیامت کی نشانیوں میں سے ہیں۔ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ قریب قیامت بے حیائی، فحاشی، بدخلقی اور ہمسایوں سے بدسلوکی عام ہو جائے گی۔

اس امت کے آخری زمانہ میں ایسے لوگ ہوں گے جو گاڑیوں پر سوار ہو کر مسجد کے دروازوں تک آئیں گے۔ان کی عورتیں لباس پہننے کے باوجود عریاں ہوں گی۔وہ اپنے سروں پر جوڑا باندھ کر اونٹ کی کوہان کی مانند نظر آئیں گی۔ان پر ہمہ وقت لعنت برستی رہتی ہے۔اگر تمہارے بعد کوئی امت ہوتی تو وہ اس امت کی لونڈیاں بنتیں وہ اس کی اسی طرح خدمت کرتیں جیسا کہ تم سے پہلی عورتیں تمہاری خدمت کرتی ہیں۔(امام احمد، حاکم)

امام مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے حضور ﷺ نے فرمایا میری امت کے دو گروہ جہنمی ہیں۔ میں نے ابھی تک انہیں نہیں دیکھا۔

(۱) ایک وہ گروہ جس کے پاس گائے کی دم کی طرح ڈنڈے ہوں گے۔وہ ان سے لوگوں کو ماریں گے۔

(۲) وہ عورتیں جو لباس پہننے کے باوجود عریاں رہیں گی۔وہ اجنبی مردوں کو اپنی طرف مائل کریں گی اور خود ان کی طرف رغبت رکھیں گی۔ان کے سر بختی اونٹوں کی کوہان کی طرح ہوں گے۔یہ دونوں گروہ نہ تو جنت میں داخل ہوں گے اور نہ ہی اس کی خوشبو سونگھ سکیں گے۔حالانکہ جنت کی خوشبو اتنی مسافت سے محسوس کی جاسکے گی۔

امام نووی ریاض الصالحین میں فرماتے ہیں اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ ان عورتوں کے سر بڑے بڑے ہوں گے وہ اپنے سروں پر دوپٹہ اور چادر وغیرہ باندھ کر بڑا بنالیں گی۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سرور دو عالم ﷺ نے حجۃ الوداع ادا فرمایا پھر باب کعبہ کے حلقہ کو پکڑا اور فرمایا اے لوگو! کیا میں تمہیں قیامت کی علامات نہ بتاؤں۔حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے اور عرض کی یارسول اللہ ﷺ! ہمارے والدین آپ ﷺ پر فدا آپ ضرور بیان فرمائیں۔آپ ﷺ نے فرمایا علامات قیامت میں سے ہے کہ نماز ضائع کی جائے گی، خواہشات نفسانی کی طرف رغبت ہوگی۔صاحب ثروت شخص کی تعظیم کی جائے گی۔حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم کیا ایسا ہوگا۔ ﷺ نے فرمایا ہاں مجھے اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں محمد ﷺ کی جان ہے ایسا ضرور ہوگا۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سے ملاقات کرلو گے۔ میں نے اپنے نبی محترم ﷺ سے یہی سنا ہے۔

الطبرانی نے حضرت عتبہ بن غزوان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا اے صحابہ! تمہارے بعد صبر کرنے کے دن ہوں گے۔ جوان ایام میں صبر کرے گا اسے تمہارے زمانہ کے پچاس آدمیوں کے برابر ثواب ملے گا۔

ابوداؤد وغیرہ نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا اے میرے صحابہ! اس وقت تمہاری کیا حالت ہوگی جب تم ایسے آدمیوں میں رہو گے۔ جنہیں اپنی امانتوں اور وعدوں کا کوئی پاس نہ ہوگا۔ ان میں باہمی اختلاف پیدا ہو جائے گا۔ حالانکہ وہ پہلے اس طرح تھے۔ آپ ﷺ نے دونوں ہاتھوں کی مبارک انگلیاں ایک دوسری میں ڈال کر ان کے اتحاد کی وضاحت کی۔ صحابہ کرام نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم ہم اس وقت کیا کریں؟ آپ ﷺ نے فرمایا اس وقت اپنے گھر میں ٹھہرو۔ اپنی زبان کی حفاظت کرو۔ جسے اچھا سمجھو اسے کر گزرو اور جو برا لگے اس کو ترک کر دو۔ اپنے کام سے کام رکھو اور دوسروں کے معاملات میں دخل اندازی نہ کرو۔

ابونعیم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا آخری زمانہ میں میری امت کو سخت مصائب کا سامنا کرنا پڑے گا۔ ان سے کوئی آدمی محفوظ نہ رہ سکے گا۔ سوائے اس شخص کے جو دین سے آشنا ہوگا اور دل و جان سے کوشش کر کے دین پر کاربند ہوگا۔ ایسے ہی شخص کو وہ انعامات دیئے جائیں گے جو سابقین کے لیے مقرر ہیں اور ایک وہ شخص بھی اسی زمرہ میں شامل ہے۔ جس نے اللہ کے دین کو پہچانا اور اس کی تصدیق کی۔

حضرت امام مسلم نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ سے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم کیا اس خیر کے بعد شر ہوگا۔ آپ صلی اللہ علیک وسلم نے فرمایا ہاں! جہنم کے دروازوں کی طرف بلانے والے ہوں گے۔ جو لوگ ان کی پیروی کریں گے وہ انہیں دوزخ میں پھینک دیں گے۔ میں نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم ان لوگوں کے اوصاف بیان کریں۔ آپ ﷺ نے فرمایا ان کے اجسام ہمارے اجسام کی طرح اور ان کی زبانیں ہماری زبانوں کی مانند ہوں گی۔ میں نے عرض کی اس وقت میں کیا کروں۔ آپ ﷺ نے فرمایا مسلمانوں کی جماعت کو لازم پکڑو اور ان کے امام کے ساتھ چمٹ جاؤ۔ میں نے عرض کی اگر اس وقت نہ کوئی جماعت ہو اور نہ ہی کوئی امام ہو تو اس وقت میں کیا کروں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس وقت تمام فرقوں کو چھوڑ دینا۔ اگر تجھے درخت کے تنے کے ساتھ بھی چمٹنا پڑے تو پھر بھی ان میں شامل نہ ہونا حتی کہ تجھے موت آجائے۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ ﷺ نے فرمایا عنقریب ایسے حکام ہوں گے۔ جو نہ تو میری راہ ہدایت پر گامزن ہوں گے اور نہ ہی میری سنت پر عمل پیرا ہوں گے۔ عنقریب ان میں ایسے افراد پیدا ہوں گے جن کے جسم تو انسان کی طرح لیکن دل شیطانوں کی طرح ہوں گے۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ اگر میں ان کا زمانہ پالوں تو میرے لیے کیا حکم ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اپنے امیر کی باتیں سنو اور ان پر عمل کرو۔ اگرچہ وہ تمہارا مال چھین لے اور تمہاری پیٹھ پر مارے۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

لوگ نمازیں ضائع کررہے ہیں۔ امانت میں خیانت ہو رہی ہے کبیرہ گناہوں کو حلال سمجھا جارہا ہے۔ لوگ سود خور ہیں۔ وہ رشوت کو حلال سمجھ رہے ہیں۔ وہ بلند و بالا عمارات تعمیر کررہے ہیں۔ جب وہ خواہشات نفسانی کی پیروی میں مشغول ہوں۔ دین کو دنیا کے بدلے فروخت کردیں۔ قرآن کو مزامیر بنادیں۔ درندوں کی کھالوں کو بطور قالین استعمال کرنے لگیں۔ مساجد کو گذرگاہیں بنالیں وہ ریشم پہننے لگیں۔ ظلم وستم اور زنا عام ہو جائے، طلاق کے معاملہ میں سستی ہونے لگے خیانت کرنے والے امین اور امین خائن ہو جائیں۔ بارش مسلسل اور اولاد نافرمان ہو جائے۔

امراء فاجر، وزراء جھوٹے، امین خائن اور حکام ظالم ہو جائیں، جب علماء کم اور قاری زیادہ ہو جائیں، جب فقہاء کی قلت ہو جائے، جب قرآن پاک کو سنوارا جانے لگے، مساجد کو آراستہ کیا جانے لگے، منبر طویل ہو جائیں، دل بگڑ جائیں، لوگ گلوکاراؤں کو اہمیت دینے لگیں، آلات موسیقی حلال سمجھے جانے لگیں، شراب سرعام پی جانے لگے، حدود معطل ہو جائیں گواہیاں ختم ہو جائیں، وعدے ٹوٹ جائیں، عورت تجارت میں اپنے خاوند کی مدد کرے، لوگ بڑی بڑی سواریوں پر سوار ہوں، عورتیں مردوں کی اور مرد عورتوں کی مشابہت کرنے لگیں، اللہ کے علاوہ کسی اور کی قسم اٹھائی جانے لگے، انسان گواہی طلب کیے بغیر گواہی دینے لگے۔

اس وقت زکوۃ ایک ٹیکس کی طرح لگے، امانت کو مال غنیمت سمجھا جائے، آدمی اپنی بیوی کی اطاعت اور اپنی ماں کی نافرمانی کرے، وہ اپنے دوست کو قریب اور اپنے باپ کو دور کرے، جب حکمرانی موروثی ہو جائے، امت کے بعد والے لوگ اپنے سے پہلے لوگوں کو برے الفاظ سے یاد کریں، آدمی کے شر سے بچنے کے لیے اس کی عزت کی جائے، سپاہیوں کی کثرت ہو جائے، جاہل منبر نشیں ہو جائیں گے، مرد تاج پہننے لگیں، راستے تنگ ہو جائیں، پختہ عمارات بنائی جائیں، مرد، مرد کے ساتھ اور عورت، عورت کے ساتھ ہم جنسی کرے، خطیب بہت زیادہ ہو جائیں، امراء بادشاہوں کی طرف میلان رکھیں گے وہ ان کے لیے حرام کو حلال اور حلال کو حرام ٹھہرائیں، وہ ان کی خواہشات کے مطابق فتوے دیں۔

علماء دینار و دراہم کے لیے علم حاصل کریں، قرآن کو ذریعہ تجارت بنالیا جائے، تم اپنے اموال میں اللہ کے حق کو ضائع کرو، جب تمہارے مال تم میں سے شریر لوگوں کے پاس ہوں، تم قطع رحمی کرو، اپنی محافل میں شراب نوشی کرو، جوئے سے دل بہلاؤ، آلات موسیقی سے لطف اندوز ہوں، محتاجوں کے لیے اپنی زکوۃ روک لو، تم اسے جرمانہ سمجھو، عام الناس میں اضطراب و اشتعال پیدا کرنے کے لیے تم بے گناہوں کو قتل کرو، تمہاری خواہشات مختلف ہو جائیں، جب بخشش وعطا صرف غلاموں اور مسکین لوگوں میں رہ جائے، ماپ اور تول کے پیمانوں میں کمی کردی جائے، جب تم میں سے احمق تمہارے امور کے والی بن جائیں گے۔ تو قیامت کی راہ دیکھنا۔

خاتمہ

امام بخاری نے حضرت زبیر بن عدی سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم نے حجاج بن یوسف کے مظالم کی شکایت حضرت انس رضی اللہ عنہ سے کی۔ انہوں نے فرمایا صبر کرو ہر آنے والا زمانہ پہلے زمانے سے خراب ہوگا حتی کہ تم اپنے رب

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہاتھ ماریں گے۔ عمر مبارک چالیس سال، بارگاہ ربوبیت میں سراپا عاجزی وانکساری، قسطوانی عبائیں زیب تن کیے ہوئے۔ وہ اخلاق میں تو سرور کائنات ﷺ کے مشابہ لیکن تخلیق میں آپ ﷺ سے جدا ہوں گے۔ امام مہدی رضی اللہ عنہ کے ظہور سے پہلے یزید بن ابی سفیان کی نسل کا ایک شخص زمین میں بغاوت سرکشی اور فساد پیدا کرے گا اور کفر کو غالب کرے گا۔

مسیح دجال کا ظہور

امام مسلم، ابوداؤد اور ترمذی نے فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے وہ فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا تمیم داری ایک عیسائی تھا۔ وہ میرے پاس آیا، میری بیعت کی اور دولت اسلام سے مالا مال ہو گیا اس نے مجھے وہ بات بتائی جو اس گفتگو سے مشابہت رکھتی تھی جو میں تمہیں مسیح دجال کے متعلق بتایا کرتا ہوں۔ اس نے مجھے بتایا۔ وہ قبیلہ لخم اور جذام کے تیس افراد کے ساتھ ایک سمندری کشتی پر سوار ہوئے۔ ایک ماہ تک سمندری موجیں ان کے ساتھ ٹکراتی رہیں۔ پھر غروب آفتاب کے وقت وہ ایک جزیرے پر پہنچے جب وہ جزیرہ میں داخل ہوئے تو انہوں نے وہاں ایک جانور دیکھا جس کے جسم پر بہت زیادہ بال تھے۔ اس کی شرمگاہ ان میں پوشیدہ تھی۔ انہوں نے اس جانور سے کہا تیرے لئے تباہی ہو تو کون ہے۔ اس جانور نے کہا میں جاسوس ہوں۔ انہوں نے پوچھا یہ جاسوس کیا چیز ہوتی ہے۔ اس نے کہا اے قوم! اس دیر کی طرف جاؤ وہاں ایک شخص ہے جو تمہاری گفتگو سننے کا بڑا شوقین ہے۔ ہم جلدی جلدی اس کی طرف گئے اور دیر میں داخل ہو گئے وہاں ایک عظیم انسان دیکھا۔ ہم نے اتنا عظیم شخص پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ اس کے ہاتھ گردن کے ساتھ بندھے ہوئے تھے۔ وہ گھٹنے اور ٹخنوں تک آہنی زنجیروں کے ساتھ بندھا ہوا تھا۔ ہم نے اس سے پوچھا تو کون ہے؟ اس نے جواب دیا میرے متعلق تو تم کچھ نہ کچھ جان چکے ہو اب مجھے اپنے متعلق بتاؤ ہم نے اسے بتایا ہم عربی ہیں ہم سمندری کشتی میں سوار تھے۔ ایک ماہ تک موجیں ہم سے شوخیاں کرتی رہیں پھر انہوں نے ہمیں تمہارے جزیرے پر پھینک دیا۔ ہم نے اس جزیرہ میں ایک چوپایہ دیکھا جس کے جسم پر کثیر بال تھے۔ ہم نے اس سے پوچھا تو کون ہے اس نے کہا میں جاسوس ہوں ہم نے استفسار کیا یہ جاسوس کیا ہوتا ہے۔ اس نے کہا اس شخص کی طرف چلے جاؤ جو اس دیر میں مقیم ہے بلاشبہ وہ تمہاری گفتگو کا بڑا شوقین ہے۔ ہم تمہاری طرف جلدی سے آئے۔ اس قیدی نے کہا مجھے بیسان کے نخلستان کے متعلق بتاؤ۔ ہم نے اس سے پوچھا تم کس چیز سے آگاہی چاہتے ہو۔ اس نے کہا کیا وہاں کی کھجوریں ثمر آور ہوئیں۔ ہم نے کہا جی ہاں اس نے کہا عنقریب وہ ثمر آور نہیں ہوں گی۔ اس نے کہا! مجھے بحیرہ طبریہ کے متعلق بتاؤ کہ کیا اس میں پانی ہے۔ ہم نے کہا! ہاں اس میں بہت زیادہ پانی ہے۔ لوگ اس کے پانی سے اپنی فصلوں کو سیراب کرتے ہیں۔ اس اسیر نے کہا! مجھے ان پڑھوں کے نبی ﷺ کے متعلق بتائیں کہ انہوں نے کیا کیا۔ ہم نے اسے کہا! کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام مکہ معظمہ سے ہجرت فرما کر مدینہ تشریف لے جا چکے ہیں۔ اس نے پوچھا! کیا اہل عرب ان کے ساتھ معرکہ آزما ہوتے رہے؟ ہم نے کہا جی ہاں وہ نبی محترم ﷺ سے نبرد آزما ہوتے رہے۔ اس نے پوچھا اس جنگ کا نتیجہ کیا رہا۔ ہم نے اسے بتایا کہ نبی اکرم ﷺ اہل عرب پر غلبہ پا چکے ہیں اور انہوں نے آپ کے سامنے سر تسلیم خم کیا ہے۔ اس قیدی نے کہا! اہل عرب کے لئے بہتر یہی ہے کہ وہ نبی اکرم ﷺ کی اطاعت کریں۔ اب میں تمہیں اپنے متعلق بتاتا ہوں

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حاکم اور بیہقی نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اے ابوذر اس وقت تمہاری کیا حالت ہوگی جب تم گھٹیا انسانوں میں زندگی بسر کرو گے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم آپ مجھے کیا حکم فرماتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا صبر کرنا، صبر کرنا، صبر کرنا، لوگوں کے ساتھ عمدہ اخلاق سے پیش آنا مگر ان کے اعمال اپنانے سے اجتناب کرنا۔

امام احمد نے حضرت خالد بن عرفطہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ نے ان سے فرمایا اے خالد! میرے بعد عنقریب حادثات، فتنے، اختلافات اور فرقے ہوں گے اگر تمہیں یہ توفیق ہو کہ تم اللہ کا مقتول بندہ بنو قاتل نہ بنو تو ایسا کر گزرنا۔

امام ترمذی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اب وہ زمانہ ہے کہ تم میں سے جو احکام اسلامیہ کا دسواں حصہ ترک کرے گا وہ ہلاک ہو جائے گا۔ پھر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ ان احکام کے دسویں حصے پر عمل پیرا ہونے والا بھی نجات پا جائے گا۔

امام مسلم نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھ سے پہلے جو نبی بھی مبعوث کیا اس کی امت میں اس کے ایسے حواری اور ساتھی تھے جو ان کی سنتوں پر عمل پیرا ہوتے اور ان کی سنتوں کو محفوظ کر لیتے۔ پھر ان کے بعد ایسے ناخلف آتے جو وہ باتیں کہتے جن پر وہ خود عمل نہ کرتے اور وہ اعمال سرانجام دیتے۔ جن کا انہیں حکم نہ دیا جاتا۔ جس نے ان کے ساتھ ہاتھ کے ساتھ جہاد کیا وہ بھی مومن ہے۔ جس نے اپنی زبان کے ساتھ جہاد کیا وہ بھی مومن ہے۔ جس نے اپنے دل کے ساتھ جہاد کیا وہ بھی مومن ہے۔ اس کے بعد ایمان کا کوئی درجہ نہیں۔

امام بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ جس شخص نے میری امت کے بگاڑ کے وقت میری سنت کو لازم پکڑا اس کے لیے سو شہیدوں کا اجر ہوگا۔

علامات قیامت کی تیسری قسم

ان علامات سے مراد وہ بڑی بڑی نشانیاں ہیں جن کے فوراً بعد قیامت قائم ہو جائے گی۔ یہ علامات بھی بہت زیادہ ہیں۔ ان میں سے کچھ درج ذیل ہیں۔

امام مہدی کا ظہور

یہ قرب قیامت کی پہلی علامت ہے حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ کے بارے میں اتنی کثیر احادیث ہیں کہ ان کا شمار نا ممکن ہے۔ ان کا نام مبارک محمد بن عبداللہ اور لقب جابر ہوگا۔ اس لقب کی وجہ یہ ہے کہ وہ امت مصطفویہ کے ٹوٹے ہوئے دلوں کو جوڑیں گے۔ ان کی کنیت ابو عبداللہ ہوگی۔ وہ حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی اولاد میں سے ہوں گے۔ وہ گندم گوں، درمیانہ قد، روشن جبیں، ستواں ناک، قوس دار باہم نہ ملی ہوئیں ابرو، سرگیں اوز بڑی بڑی آنکھیں، روشن اور کھلے دانت، دائیں گال پر سیاہ تل، نورانی ستارے کی طرح درخشاں جبیں، گھنی داڑھی، ان کے کندھوں کے مابین مہر نبوت کی طرح علامت، وسیع رانیں، عربی رنگت، اسرائیلی جسم، زبان میں گرہ اور جب زبان میں رکاوٹ ہوگی تو اپنی بائیں ران پر دایاں

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مابین کافر لکھا ہوا ہوگا جس کو ہر مومن خواہ وہ خواندہ ہو یا ناخواندہ پڑھ لے گا یعنی وہاں کافر حروف تہجی میں اس طرح لکھا ہوا ہوگا۔ک۔ا۔ف۔ر۔

دجال کے فتنے بے شمار ہوں گے اس کے ساتھ دوزخ اور جنت بھی ہوگی اس کی دوزخ جنت اور اس کی جنت آگ ہوگی۔جس شخص کو دجال اپنی آگ میں پھینک دے وہ اللہ رب العزت سے استغاثہ کرے۔سورہ کہف کی ابتدائی آیات کی تلاوت کرے اس کلام پاک کے صدقے وہ آگ اس پر ٹھنڈی اور سراپا سلامتی بن جائے گی۔جس طرح کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام پر آگ ٹھنڈی ہوگئی تھی۔اس کے لئے زمین کو اس طرح لپیٹ دیا جائے گا جس طرح مینڈھے کی کھال کو لپیٹا جاتا ہے۔چالیس دن میں وہ ساری زمین کی سیر کرے گا۔مکہ معظمہ اور مدینہ کے علاوہ ہر شہر، ہر گاؤں اور ہر قریہ جائے گا۔سرعت رفتاری میں اس بادل کی طرح ہوگا جسے آندھی اپنے آگے آگے دھکیل رہی ہو۔وہ تین چیخیں مارے گا۔جسے اہل مشرق اور اہل مغرب سنیں گے۔وہ فضا سے پرندے کو اچک لے گا اور سورج کی دھوپ میں بھونے گا۔وہ سمندر میں تین غوطے لگائے گا۔مگر پانی صرف اس کے ٹخنوں تک پہنچ سکے گا۔اس کا ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ سے لمبا ہوگا۔طویل ہاتھ کو وہ سمندر میں ڈالے گا اس کا وہ ہاتھ سمندر کی گہرائیوں تک پہنچ جائے گا اور وہ اپنی منشا کے مطابق وہاں سے مچھلیاں نکالے گا۔اس وقت دینی علم ناپید ہو چکا ہوگا۔دنیا علم سے ناآشنا ہوگی۔روئے زمین پر کوئی ایک شخص بھی نہ ہوگا جو اس کے مقابلہ کے لئے تیار ہو لوگ اس کے ذکر کو بھول چکے ہوں گے وہ ایک اعرابی کے پاس آئے گا اور اس سے کہے گا تیرا کیا خیال ہے اگر میں تیری ماں اور تیرے باپ کو زندہ کر دوں تو کیا تو گواہی دے گا کہ میں تیرا رب ہوں وہ کہے گا ہاں ایک شیطان اس کے باپ کی شکل بنالے گا اور دوسرا اس کی والدہ کی شکل میں متشکل ہو جائے گا وہ دونوں اس اعرابی کے پاس آئیں گے اور اس سے کہیں گے اے بیٹے! اس کی اتباع کرو یہ تمہارا رب ہے۔پھر اعرابی اس کی اتباع کرنا شروع کر دے گا۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اگر دجال تمہارے زمانے میں ظاہر ہوا تو بچے پتھر مار کر اسے ہلاک کر دیں گے۔ لیکن وہ اس زمانے میں ظہور کرے گا جب دنیا دینی علوم سے ناآشنا ہوگی۔مسیح الدجال بنجر زمین سے گذرے گا تو اسے کہے گا اپنے خزانے نکال کر باہر پھینک دے۔اس زمین کے خزانے اس طرح اس کے پیچھے پیچھے ہوں گے جس طرح شہد کی مکھیاں اپنی ملکہ کی پیروی کرتی ہیں۔مسیح الدجال دریا پر آئے گا اور اسے رواں ہونے کا حکم دے گا۔دریا اسی وقت رواں دواں ہو جائے گا پھر وہ اسے خشک ہو جانے کا حکم دے گا اسی وقت دریا کا تمام پانی سوکھ جائے گا۔وہ ہوا کو حکم کرے گا کہ سمندر سے بادل کو اٹھا اور زمین پر بارش برسا ہوا اس کے حکم پر عمل کرے گی۔وہ کہے گا میں رب العالمین ہوں یہ سورج میرے اذن سے چلتا ہے کیا تم چاہتے ہو کہ میں اس سورج کو روک دوں۔لوگ کہیں گے ہاں وہ سورج کو روک دے گا حتی کہ لوگوں کو شدید بھوک کا سامنا کرنا پڑے گا ایک دن مہینے کی طرح طویل ہوگا اور ایک ہفتہ سال کی مانند لمبا ہو جائے گا پھر وہ کہے گا کیا تم چاہتے ہو کہ میں اس سورج کو رواں کروں وہ کہیں گے ہاں وہ سورج کو اتنی تیزی سے چلائے گا کہ ایک دن ایک گھڑی کی طرح گزر جائے گا اس کے ظہور سے پہلے تین سال شدید قحط سالی ہوگی۔اللہ تعالیٰ آسمان کو حکم فرمائے گا کہ وہ اپنے بادل کے تہائی حصے کو روک

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

میں مسیح الدجال ہوں۔عنقریب مجھے اس جزیرہ سے آزاد ہونے کی اجازت مل جائے گی۔تمام روئے زمین پر چلوں گا۔مکہ معظمہ اور طیبہ (مدینہ منورہ) کے علاوہ ہر قریہ ہر شہر جاؤں گا۔ میں یہ تمام مسافت چالیس راتوں میں طے کرونگا مکہ معظمہ اور مدینہ طیبہ مجھ پر حرام کر دیئے گئے ہیں۔ جب بھی میں ان میں سے کسی ایک شہر میں داخل ہونے کی کوشش کرونگا تو میرا سامنا ایک ایسا فرشتہ کرے گا جس کے ہاتھ میں شمشیر بے نیام ہوگی۔ وہ اس کے ساتھ مجھ پر حملہ آور ہوگا۔ان شہروں کے ہر جانب ملائکہ مقرر ہیں۔ جو ان کی حفاظت کرتے ہیں۔

پھر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا یہ طیبہ ہے کیا میں تم سے مسیح الدجال کے متعلق گفتگو نہیں کرتا تھا۔لوگوں نے عرض کی ہاں یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم آپ نے فرمایا مجھے اس تمیمی شخص کی گفتگو نے تعجب میں ڈال دیا ہے۔ اس کا ہر تعجب خیز واقعہ اس گفتگو کے بالکل مطابق ہے جو میں تم سے کیا کرتا تھا۔مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے بارے میں بھی میں تم سے اسی قسم کی گفتگو کرتا تھا۔سن لو مسیح الدجال یا تو شام کے سمندر میں ہے یا یمن کے سمندر میں مشرق کی جانب ہے۔

علامہ البرزنجی فرماتے ہیں کہ اس کے متعلق امام مسلم نے اپنی صحیح میں ''النواس'' کی حدیث ذکر کی ہے۔ ابن ماجہ نے ابو امامہ سے حکم نے ابن مسعود سے، امام مسلم نے ابوسعید سے حاکم نے بھی ابوسعید سے اسی قسم کی روایت نقل کی ہیں۔اب میں اللہ تعالیٰ کی ذات پر بھروسہ کرتے ہوئے اور اسی سے توفیق چاہتے ہوئے ان روایات کو اختلاف کی اور بیشی سمیت بیان کرتا ہوں۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے فرمایا کہ ایک دفعہ نبی اکرم ﷺ نے خطبہ ارشاد فرمایا آپ نے فرمایا جب سے اللہ رب العزت نے اولاد آدم کو پیدا فرمایا ہے اس وقت سے لے کر آج تک فتنہ دجال سے زیادہ بڑا فتنہ پیدا نہیں ہوا۔اللہ تعالیٰ کے ہر نبی نے اپنی امت کو دجال سے ڈرایا۔ میں آخری نبی ہوں اور تم آخری امت ہو۔ وہ یقیناً تم سے ہی ظہور کرے گا۔ پھر نبی اکرم ﷺ نیچے جھکے پھر بلند ہوئے۔ پھر آپ وہاں سے تشریف لے گئے۔ ہم نے گمان کیا کہ شاید آپ کھجوروں کے باغ میں تشریف لے گئے ہیں۔ جب ہم وہاں حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا اب مجھے تمہارے متعلق فتنہ دجال کے بارے کوئی تشویش نہیں۔ اگر اس نے میری موجودگی میں ہی ظہور کیا تو میں اسے روک لوں گا۔ میں ہر مسلمان کے لئے اس کے سامنے رکاوٹ بن کر کھڑا ہو جاؤں گا اور اگر اس نے میرے بعد ظہور کیا تو ہر شخص اپنے نفس کا نگہبان ہے اور میرے بعد اللہ تعالیٰ ہر مومن کا کفیل ہے۔ مسیح الدجال شام اور عراق کے درمیان سے ظہور کرے گا۔ وہ فساد ریزی کرے گا۔ دائیں بائیں اپنے لشکر بھیجے گا۔ اس کے لشکر کا ہراول دستہ اصبہان کے یہودی ہوں گے۔ ان کا راہنما ایسا شخص ہوگا۔ جس کے بال گھنے ہوں گے اور وہ کہہ رہا ہوگا۔ پیش قدمی کرو پیش قدمی کرو۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اے اللہ کے بندو! ثابت قدم رہو میں تمہارے لئے دجال کے اوصاف اتنے واضح کرونگا کہ اس سے قبل کسی نبی نے بھی اپنی امت کے لیے اتنے واضح اوصاف بیان نہ کئے ہوں گے۔ جب دجال ظہور کرے گا تو وہ کہہ رہا ہوگا میں نبی ہوں میں نبی ہوں حالانکہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ پھر وہ کہے گا میں تمہارا رب ہوں۔ حالانکہ تم مرنے سے پہلے اپنے رب کا دیدار نہ کر سکو گے۔ وہ ایک آنکھ سے کانا ہوگا اور تمہارا رب اس عیب سے پاک ہے۔ اس کی آنکھ کے

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اسے سفید چونا کیا جائے گا۔ حضور ﷺ کے زمانہ میں مسجد نبوی کھجور کی شاخوں اور کھجور کے پتوں سے بنی ہوئی تھی۔ حضور ﷺ کی یہ پیشین گوئی سچ ثابت ہوئی مسجد نبوی کو سفید رنگ کیا گیا ہے وہ دور سے دکھائی دیتی ہے اور اس کے مینار دلکش منظر پیش کرتے ہیں۔

فائدہ

ابن ماجہ فرماتے ہیں کہ میں نے الطنافسی کو فرماتے ہوئے سنا وہ فرماتے ہیں میں نے محاربی سے سنا وہ فرمارہے تھے۔ حدیث دجال کو نصابی کتب میں شامل کرنا چاہیے تاکہ طلباء اس کو جان سکیں۔

جہاں تک اس سے نجات پانے کا تعلق ہے تو اس سے نجات دو اسباب سے پائی جاسکتی ہے۔ (۱) علم (۲) عمل

(۱) علم

یہ علم ہونا چاہیے کہ وہ کھائے گا پئے گا جبکہ ذات باری تعالیٰ کھانے پینے سے منزہ ہے۔ دجال ایک آنکھ سے کانا ہوگا۔ جبکہ اللہ تعالیٰ ایسے عیوب سے پاک ہے۔ مرنے سے قبل کوئی شخص اپنے رب کا دیدار نہ کر سکے گا جبکہ اسے لوگ مرنے سے پہلے ہی دیکھ لیں گے۔ وغیرہ۔

(۲) عمل

انسان کو چاہیے کہ وہ اس وقت حرمین شریفین میں پناہ لے کیونکہ وہ مدینہ طیبہ اور مکہ معظمہ میں داخل نہیں ہو سکے گا۔ بعض روایات کے مطابق وہ مسجد اقصیٰ اور مسجد طور میں بھی داخل نہ ہو سکے گا۔ انسان اس وقت سورۃ الکھف کی پہلی دس آیات تلاوت کرے۔ وہ صحراؤں اور پہاڑوں کی طرف بھاگ جائے کیونکہ وہ اکثر شہروں اور بستیوں کا رخ کرے گا۔

عبید بن عمر سے روایت ہے کہ بعض لوگ دجال کا ساتھ دیں گے وہ کہیں گے۔ ہم دجال کا ساتھ دے رہے ہیں حالانکہ ہم جانتے ہیں کہ وہ کافر ہے۔ ہماری رفاقت کی وجہ یہ ہے کہ ہم اس کا کھانا کھاتے ہیں اور اس کی چراگاہوں میں جانور چراتے ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ کا غضب نازل ہوگا تو وہ سب ہلاک ہو جائیں گے۔

نعیم بن حماد نے روایت کیا ہے کہ دجال کے چہرے پر تھوک پھینکنے سے بھی اس سے نجات مل جائے گی۔ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جو تم میں سے دجال کو ملے اسے چاہیے کہ وہ اس کے چہرے پر تھوک دے۔ تسبیح و تکبیر و تہلیل سے بھی اس سے نجات ممکن ہے۔ کیونکہ اس قحط کے زمانہ میں وہی مومنین کی خوراک ہوگا۔ جو شخص اس وقت کسی آزمائش میں مبتلا ہوا سے ثابت قدمی اور صبر کا مظاہرہ کرنا چاہیے اگر دجال اسے آگ میں پھینک دے تو وہ اپنی آنکھیں بند کرے اور اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرے وہ آگ اس کے لیے ٹھنڈی اور سراپا سلامتی بن جائے گی۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول فرمانا

امام بخاری اور اور امام مسلم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا اس

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

لے زمین کو حکم دیا جائے گا کہ وہ اپنی نباتات کے تہائی حصے کو روک لے۔ پھر دوسرے سال اللہ تعالیٰ آسمان کو دو تہائی بارش اور زمین کو دو تہائی نباتات روکنے کا حکم فرمائیں گے۔ تیسرے سال آسمان کو حکم دیا جائے گا کہ ایک قطرہ بھی بارش نہ برساؤ اور زمین کو حکم دیا جائے گا کہ کوئی سبزہ نہ اگاؤ۔ ہر کھر والا جانور ہلاک ہو جائے گا۔ **الا ماشاء اللہ۔**

عرض کیا گیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم اس وقت لوگ زندگی کیسے گزاریں گے آپ ﷺ نے فرمایا وقت لوگوں کی غذا تسبیح و تکبیر ہوگی۔ اور یہی ذکر ان کے کھانے کے قائم مقام ہوگا۔ مسیح الدجال ایک شخص پر غلبہ پا کر اس کو آری سے چیر دے گا اور خود اس کے دونوں ٹکڑوں کے درمیان سے گزر جائے گا۔ پھر لوگوں سے کہے گا اسے دیکھو میں ابھی اسے زندہ کرتا ہوں پھر بھی یہ یہی گمان کرے گا کہ میں اس کا پروردگار نہیں ہوں اللہ تعالیٰ مردے کو زندگی عطا فرمائیں گے پھر وہ خبیث اس شخص سے کہے گا کہ تیرا پروردگار کون ہے۔ وہ جواب دے گا اللہ میرا رب ہے تو اللہ کا دشمن دجال ہے۔ اللہ کی قسم اب میں تجھے صحیح طرح پہچان چکا ہوں۔ دجال اس شخص کو دوبارہ قتل کرنے کی کوشش کرے گا۔ لیکن وہ اس پر غلبہ نہ پاسکے گا۔ وہ شخص حضرت خضر علیہ السلام ہوں گے۔ ان کیساتھ حضرت یسع علیہ السلام ہوں گے وہ لوگوں کو ڈرائیں گے وہ فرمائیں گے یہ مسیح کذاب ہے اس سے بچو اللہ رب العزت اس پر لعنت کرے۔ اللہ تعالیٰ انہیں اتنی سرعت رفتاری عطا فرمائے گا کہ دجال ان کو پکڑ نہ سکے گا۔

ایک روایت میں ہے کہ دجال کے آگے آگے دو شخص ہوں گے جو لوگوں کو اس سے ڈرائیں گے۔ جب بھی وہ کسی بستی میں جائیں گے تو وہاں کے لوگوں کو دجال سے آگاہ کریں گے۔ جب وہ اس بستی سے نکلیں گے۔ تو دجال کے ساتھی اس بستی میں داخل ہو جائیں گے۔ مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے علاوہ وہ تمام شہروں میں جائے گا۔ جب وہ مکہ سے گزرے گا تو اسے ایک عظیم ذات کا سامنا کرنا پڑے گا۔ دجال اس ہستی سے پوچھے گا کہ تو کون ہے وہ کہیں گے۔ میں میکائیلؑ ہوں اللہ تعالیٰ نے مجھے بھیجا ہے تاکہ میں تجھے اس کے حرم سے روک دوں۔ جب وہ مدینہ طیبہ سے گزرنے لگے گا۔ تو اسے ایک عظیم ہستی کا سامنا ہوگا۔ دجال اس سے پوچھے گا کہ تو کون ہے وہ کہے گا میں جبرائیل ہوں اللہ تعالیٰ نے مجھے اس لئے بھیجا ہے کہ میں اس کے رسول ﷺ کے حرم سے تجھے روک دوں۔ اس وقت وہ ایک چیخ بلند کرے گا۔ مکہ کے تمام منافق اس کے ساتھ مل جائیں گے۔ اور مدینہ منورہ تین دفعہ لرز جائے گا تمام منافق دجال کیساتھ مل جائیں گے۔ مدینہ طیبہ اس دن اپنے خبیثوں کو اس طرح باہر نکال دے گا جس طرح بھٹی لوہے کے ناکارہ حصوں کو باہر نکال دیتی ہے۔ اس دن کو یوم الخلاص کہا جائے گا۔ سب سے آخر میں عورتیں مسیح الدجال کیساتھ مل جائیں گی حتی کہ ایک شخص اپنے گھر آئے گا وہ اپنی ماں۔ بیٹی۔ بہن اور پھوپھی کو زنجیروں سے باندھ دے گا تاکہ وہ دجال کے پاس نہ جاسکیں۔

حضور ﷺ نے تین مرتبہ فرمایا یوم الخلاص، یوم الخلاص، یوم الخلاص۔ کیا تم جانتے ہو کہ یوم الخلاص کیا ہے۔ دجال آئے گا وہ کوہ احد پر چڑھے گا۔ مدینہ طیبہ کی طرف دیکھے گا اور اپنے ساتھیوں سے کہے گا کیا تمہیں سفید محل نظر نہیں آرہا یہ احمد مجتبیٰ ﷺ کی مسجد ہے۔

علامہ برزنجی فرماتے ہیں کہ یہ حضور ﷺ کا معجزہ ہے کہ آپ نے خبر دی کہ عنقریب آپ کی مسجد کو بلند کیا جائے گا اور

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اذان کہے گا۔ یہود ونصاریٰ مسجد سے نکل جائیں گے۔ مسلمان عصر کی نماز ادا فرمائیں گے۔ پھر وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ دجال کی جستجو میں نکلیں گے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر وقار طاری ہوگا۔ زمین ان کے لیے سمیٹ دی جائے گی۔ جہاں کسی کافر کا سامنا ہوگا۔ وہ اسے واصل جہنم فرمائیں گے۔ جس چیز پر آپ کی نظر پڑے گی آپ اس کا ادراک کرلیں گے۔ وہ قلعوں اور بستیوں کو روندتے ہوئے بیت المقدس تشریف لائیں گے۔ ان کا مقصد مسلمانوں کی نصرت واعانت کرنا ہوگا۔ اس وقت بیت المقدس کے دروازے بند ہوں گے۔ دجال بیت المقدس کا محاصرہ کر چکا ہوگا۔ صبح کی نماز کا وقت ہوگا۔ امام مہدی رضی اللہ عنہ نماز کی نیت باندھ چکے ہوں گے۔ اس وقت کچھ مقتدی تکبیر تحریمہ کہہ چکے ہوں گے اور کچھ کہنے ہی والے ہوں گے۔ وہ مقتدی جنہوں نے ابھی تک نیت نہ باندھی ہوگی وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف آئیں گے۔ حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ بھی نماز میں پیچھے ہٹنے کی کوشش کریں گے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام لوگوں کو نماز کی نیت باندھ لینے کا حکم فرمائیں گے۔ جب آپ حضرت امام مہدی کو پیچھے ہٹتے ہوئے دیکھیں گے تو آپ ان کے کندھے پر ہاتھ رکھیں گے اور فرمائیں گے۔ امامت کے فرائض آپ ہی سرانجام دیں۔ حضرت امام مہدی امامت کروائیں گے۔ صبح کے وقت دجال کا لشکر بکھر جائے گا۔ زمین اپنی تمام تر وسعتوں کے باوجود ان پر تنگ ہو جائے گی۔ آپ دجال کو لد کے دروازے پر جالیں گے۔ اس وقت ظہر کی نماز کا وقت ہوگا۔ دجال لعین نماز کی مصروفیت دیکھ کر بھاگنے کی کوشش کرے گا۔ لیکن جب اسے یقین ہو جائے گا کہ بھاگنے کی تمام کوششیں لاحاصل ہیں تو وہ خوف کے مارے نمک کی طرح پگھل جائے گا۔ حضرت عیسی علیہ السلام اس کو گرفتار کر کے قتل کر دیں گے۔ اللہ تعالیٰ یہودیوں اور دجال کے لشکر کو ہزیمت سے دوچار فرمائے گا۔ یہودی اللہ رب العزت کی جس مخلوق کی بھی پناہ لے گا۔ اللہ تعالیٰ اسے قوت گویائی عطا فرمائے گا۔ ہر شجر وحجر اور ہر دیوار اور جانور مسلمان سے کہیں گے اے عبداللہ! یہ یہودی چھپا بیٹھا ہے۔ (یا یہ دجالی ہے) آؤ اور اس کو قتل کرو لیکن غرقد کا درخت ایسا نہیں کہے گا۔ کیونکہ وہ یہودیوں کا درخت ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے قوت گویائی عطا نہیں فرمائے گا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نزول کے بعد عقد نکاح فرمائیں گے۔ ان کی اولاد ہوگی پھر وہ مدینہ طیبہ میں وصال فرمائیں گے وہ بیت المقدس سے بیت اللہ کا حج کرنے کے لیے تشریف لائیں گے۔ پھر روضہ رسول ﷺ کی زیارت کے لیے مدینہ طیبہ جائیں گے تو وہیں ان کا وصال ہوگا۔

ابوالشیخ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کا نزول ہوگا۔ وہ دجال کو قتل کریں گے۔ وہ چالیس سال تک دنیا میں تشریف فرما رہیں گے۔ وہ قرآن پاک اور میری سنت پر عمل پیرا ہوں گے۔ پھر ان کا وصال ہو جائے گا۔ بنو تمیم کے ایک شخص کو آپ علیہ السلام کا خلیفہ بنایا جائے گا۔ اس کا نام مقعد ہوگا۔ اس کی وفات کے تیس سال بعد لوگوں کی کیفیت یہ ہو جائے گی کہ قرآن ان کے سینوں سے اٹھالیا جائے گا۔

امام ترمذی اور ابن عساکر نے حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا تورات میں نبی اکرم ﷺ کے اوصاف مرقوم ہیں۔ وہاں یہ بھی تذکرہ ہے کہ حضرت عیسیٰ بن مریم آپ ﷺ کے ساتھ ہی دفن ہوں گے۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے۔ عنقریب ابن مریم علیہما السلام تمہارے درمیان عادل حکمران بن کر تشریف لائیں گے۔ وہ صلیب کو توڑ دیں گے۔ خنزیر کو قتل کریں گے اور خنزیر کو ساقط فرمائیں گے۔

امام مسلم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا میری امت کا ایک گروہ غالب ہو کر تا قیامت حق کے لیے معرکہ آزما ہوتا رہے گا۔ پھر حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام تشریف لائیں گے۔ مسلمانوں کا امیران سے عرض کرے گا آئیں تشریف لائیں ہمیں امامت کروائیں وہ فرمائیں گے نہیں تم آپس میں ایک دوسرے کے امیر ہو۔ یہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے اس امت مرحومہ کی عزت وتوقیر کے لیے ہے۔ امام بخاری کی روایت کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا حلیہ مبارک یہ ہے۔

عقیل بن خالد سے روایت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سرخ رنگت والے گھنگھریالے بالوں والے اور کشادہ سینے والے ہوں گے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے۔ میں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھا ہے۔ آپ کی قامت معتدل سرخ وسفید رنگت اور بال خمیدہ تھے۔

آپ علیہ السلام کی سیرت مطہرہ کی واضح خوبیاں یہ ہوں گی۔ آپ علیہ السلام صلیب کو توڑیں گے۔ خنزیر اور بندر کو قتل کریں گے۔ جزیہ ساقط فرمائیں گے۔ اس وقت صرف دین اسلام ہی قبول کیا جائے گا۔ دین ایک ہی ہوگا۔ صرف خداوند کریم کی عبادت کی جائے گی۔ کوئی شخص زکوٰۃ لینے والا نہ ہوگا۔ اس لیے اسے ختم کر دیا جائے گا۔ اس زمانے کے خزانے ظاہر ہو جائیں گے۔ مال کو اکٹھا کرنے کی طرف کوئی رغبت نہ رہے گی۔ بخل اور بغض ختم ہو جائیں گے۔ ہر زہریلی چیز سے زہر نکال لیا جائے گا۔ حتیٰ کہ بچے سانپوں اور بچھوؤں کے ساتھ کھیلیں گے۔ وہ انہیں کوئی نقصان نہ پہنچائیں گے۔ بھیڑیا بھیڑ کے ساتھ چرے گا لیکن وہ اسے کوئی ضرر نہ پہنچائے گا۔ دنیا امن وآتشی سے لبریز ہو جائے گی۔ جنگ وجدل معدوم ہو جائے گا۔ زمین حضرت آدم علیہ السلام کے عہد کی طرح سبزہ اگائے گی۔ حتیٰ کہ ایک گروہ انگور کے ایک خوشے سے سیر شکم ہو جائے گا۔ انار کی کیفیت بھی یہی ہوگی۔ جہاد ختم ہو جانے کی وجہ سے گھوڑے سستے ہو جائیں گے۔ بیل مہنگے ہو جائیں گے۔ کیونکہ تمام زمین پر کاشتکاری ہوگی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس امت کے رسول بن کر تشریف نہیں لائیں گے۔ بلکہ وہ اسی شریعت کی تائید و تصدیق کے لیے آئیں گے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے امر کے متعلق نزول سے قبل آسمان پر ہی جانتے ہوں گے۔ وہ نبی بھی ہوں گے اس کے ساتھ ساتھ امت محمدیہ کے ایک فرد بھی ہوں گے۔ وہ صحابی بھی ہوں گے۔ کیونکہ انہوں نے شب معراج حضور ﷺ کی زیارت کی اس وقت وہ تمام صحابہ سے افضل ہوں گے۔

روایات کا حاصل کلام یہ ہے کہ وہ مشرقی دمشق کے مینارہ بیضاء پر نزول فرمائیں گے۔ یہ مینار آج بھی موجود ہے۔ اس وقت ان کے ہاتھ ملائکہ کے پروں پر ہوں گے۔ ان کی تشریف آوری کے وقت دن کے چھ پہر گذر چکے ہوں گے۔ آپ علیہ السلام مسجد دمشق میں داخل ہو کر منبر پر تشریف رکھیں گے۔ اس وقت مسلمانوں کا مؤذن، یہودیوں کا بگل بجانے والا اور عیسائیوں کا ناقوس بجانے والا آئے گا۔ قرعہ اندازی کی جائے گی قرعہ مسلمانوں کے نام نکل آئے گا اس وقت ان کا موذن

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سرداران ہیں حکم دے گا کہ آج واپس جاؤ کل ان شاء اللہ ہم اس دیوار میں شگاف ڈال دیں گے اس وقت وہ ان شاء اللہ کہے گا۔ یاجوج و ماجوج واپس چلے جائیں گے صبح جب آئیں گے تو دیوار کو اس حالت میں پائیں گے جس حالت میں وہ چھوڑ کر گئے تھے۔ اس وقت وہ لوگوں پر حملہ آور ہوں گے۔

ابونعیم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول مکرم ﷺ نے فرمایا کہ شب معراج اللہ رب العزت نے مجھے یاجوج و ماجوج کی طرف بھیجا۔ میں نے انہیں اللہ کی عبادت اور اسلام کی طرف دعوت دی۔ لیکن انہوں نے میری دعوت کو قبول نہ کیا۔

جہاں تک ان کے خروج، فساد اور ہلاکت کا تعلق ہے۔ اسے امام مسلم نے یوں بیان کیا ہے۔ وہ اپنی صحیح میں دجال اور اس کی ہلاکت کا ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس ایک ایسی قوم آئے گی۔ جسے اللہ تعالیٰ نے دجال سے محفوظ رکھا ہوگا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کے چہروں پر اپنا دست اقدس پھیریں گے اور جنت میں ان کے درجات کی بلندی کیلئے دعا فرمائیں گے۔ اس وقت اللہ رب العزت حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر وحی فرمائے گا کہ میں نے ان بندوں کو ظاہر کر دیا ہے۔ جن کے ساتھ کوئی شخص لڑ نہیں سکتا تم میرے بندوں کو لے کر کوہ طور پر چلے جاؤ۔ اللہ رب العزت یاجوج و ماجوج کو بھیجے گا۔ وہ لوگوں پر حملہ آور ہوں گے وہ ان کا پانی پی جائیں گے جو لوگ اپنے قلعوں میں قلعہ بند ہوں گے یاجوج و ماجوج ان کے مویشیوں کو کھا جائیں گے۔ سطح زمین کا سارا پانی پی جائیں گے۔ ان کے پانی پینے کی کیفیت یہ ہوگی کہ ان میں سے چند آدمی پورے دریا کو خشک کر دیں گے۔ پھر ایک شخص وہاں سے گزرے گا۔ وہ کہے گا یہاں تو کبھی پانی ہوا کرتا تھا۔ جب صرف وہی لوگ باقی رہ جائیں گے۔ جنہوں نے قلعوں یا شہروں میں پناہ لی ہوگی تو اس وقت یاجوج و ماجوج بحیرہ طبریہ سے گزریں گے وہ اس کا سارا پانی پی جائیں گے۔ ان کا آخری فرد کہے گا کہ یہاں تو کبھی پانی ہوا کرتا تھا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی کوہ طور پر محفوظ ہوں گے۔ بیل یا گدھے کا سر ان کے نزدیک ایک سو دینار سے بہتر ہوگا۔

امام مسلم کی روایت کے مطابق یاجوج و ماجوج کہیں گے ہم نے تمام اہل زمین کو تو قتل کر دیا ہے۔ آؤ اب ہم اہل آسمان کو بھی قتل کرتے ہیں۔ وہ اپنے تیر آسمان کی طرف پھینکیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کے تیروں کو خون سے رنگین بنا کر واپس بھیجے گا۔ ایک اور روایت کے مطابق ایک شخص اپنا نیزہ پکڑے گا پھر وہ اسے آسمان کی طرف پھینکے گا۔ جب نیزہ واپس آئے گا تو مصائب اور فتنے کی وجہ سے سرخ خون سے رنگین ہوگا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے ساتھیوں کو بارگاہ ربوبیت میں دعا گو ہونے کیلئے فرمائیں گے۔ تمام مسلمان دعا مانگیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کی دعا کو شرف قبولیت سے نوازے گا۔ یاجوج اور ماجوج کی گردنوں میں وہ کیڑا پیدا ہو جائے گا جو اونٹوں اور بھیڑوں کی ناک میں پیدا ہو کر ان کی ہلاکت کا سبب بنتا ہے۔ صبح کے وقت وہ تمام مردہ پڑے ہوئے ہوں گے۔ ان میں کوئی حس و حرکت دکھائی نہ دے گی۔ مسلمان کہیں گے کیا کوئی ایسا دشمن ہے جو اپنی جان کو خطرے میں ڈال کر ہمیں اس شخص کے متعلق خبر لا کر دے۔ ایک شخص اٹھے گا اگرچہ اسے اپنی موت کا یقین ہوگا۔ پھر بھی وہ مسلمانوں کو خبردار کرنے کے لئے کوہ طور سے اترے گا لیکن وہ یہ دیکھ کر حیران رہ جائے گا کہ تمام یاجوج اور ماجوج مر

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

امام بخاری نے تاریخ میں الطبرانی اور ابن عساکر نے حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے ہی روایت کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضور ﷺ اور شیخین کریمین کے ساتھ مدفون ہوں گے اس طرح گنبد خضریٰ میں چار قبریں ہوں گی۔

یاجوج اور ماجوج کا ظہور

ارشاد ربانی ہے:

حَتّٰٓى اِذَا فُتِحَتْ يَاْجُوْجُ وَمَاْجُوْجُ وَهُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ يَّنْسِلُوْنَ ﴿۹۶﴾ (الانبیاء:۹۶)

"یہاں تک کہ جب کھول دیئے جائیں گے یاجوج اور ماجوج اور وہ ہر بلندی سے بڑی تیزی کیساتھ نیچے اترنے لگیں گے"۔

حضور ﷺ نے فرمایا دس علامات کے ظہور سے پہلے قیامت قائم نہ ہوگی۔

(۱) سورج کا مغرب سے طلوع ہونا (۲) دھوآں (۳) دابۃ الارض (۴) یاجوج وماجوج

(۵) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول (۶۔۷۔۸) تین مرتبہ خسوف (۹) عدن سے آگ کا ظہور

(۱۰) دجال کا ظہور {ابن ماجہ}

یاجوج ماجوج کے متعلق بہت سی احادیث وارد ہیں۔ یہ اولاد آدم سے ہی ہوں گے۔ یہ یافث بن نوح کی نسل سے ہوں گے۔ ان کی تین اقسام ہوں گی۔ ایک قسم ارز (بہت بڑا درخت) کی مانند ہوگی۔ ایک قسم چار ہاتھ لمبی اور چار ہاتھ چوڑی ہوگی۔ ایک قسم اپنا ایک کان نیچے بچھائے گی اور دوسرے کان کو اپنے اوپر اوڑھ لے گی۔

حاکم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ یاجوج اور ماجوج میں سے بعض ایک بالشت بعض دو بالشت اور بعض تین بالشت طویل ہوں گے۔

امام احمد اور طبرانی نے حضرت خالد بن عبداللہ سے روایت کیا ہے کہ تم تو کہتے ہو کہ اب ہمارا کوئی دشمن نہیں ہے۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ تم اپنے دشمن کیساتھ جہاد کرتے رہو گے حتیٰ کہ تم یاجوج وماجوج سے نبرد آزما ہو گے۔ وہ چوڑے چہرے والے، چھوٹی آنکھوں والے ہوں گے۔ ہر بلندی سے نیچے کی جانب آرہے ہوں گے ان کے چہرے ڈھال کی مانند ہوں گے۔

ابن حبان نے اپنی صحیح میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ یاجوج وماجوج میں سے ہر ایک کی کم از کم ایک ہزار فرد اولاد ہوگی۔

ابن ابی حاتم نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی سند سے روایت کیا ہے کہ روئے زمین پر جن وانس کے دس اجزا ہیں۔ جن میں سے نو اجزا یاجوج وماجوج ہیں اور ایک جز انسانوں پر مشتمل ہے۔ ابن حبان اور حاکم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ یاجوج اور ماجوج ہر روز ایک دیوار کو کھودتے ہیں جب دیوار میں سوراخ ہونے لگتے ہیں تو ان کا سردار انہیں حکم دیتا ہے اب کام ختم کرو کل ہم اس کو مٹا دیں گے۔ جب صبح ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس دیوار کو پہلے سے زیادہ مضبوط فرما دیتا ہے۔ جب ان کی مدت تکمیل پذیر ہوگی اور اللہ تعالیٰ انہیں لوگوں پر مسلط فرمانے کا ارادہ فرمائے گا تو ان کا

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کے بعد ایک اور ہجرت ہوگی اس وقت بہترین لوگ وہ ہوں گے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ہجرت گاہ کی طرف عازم سفر ہوں گے۔

جو لوگ مدینہ طیبہ میں اقامت گزیں رہیں گے ایک خوش گوار ہوا چلے گی جو ان کی ارواح کو قبض کرے گی۔ پھر یہ شہر خوبان بالکل خالی ہوجائے گا۔ دوسرے شہر سے پہلے اس کی ویرانی کی یہی حکمت ہے۔

کعبہ معظّمہ کا گرنا

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ کمزور ٹانگوں والے افراد کعبہ معظمہ کو گرادیں گے۔ امام احمد نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہی حدیث روایت کی ہے۔ لیکن اس میں یہ اضافہ ہے۔ وہ پتلی ٹانگوں والے اس کی تزئین وآرائش کو چھین لیں گے اور اس کے غلاف کو اتار کرلے جائیں گے۔ گویا کہ میں گنجے سر اور ٹیڑھی ٹانگوں والے شخص کو دیکھ رہا ہوں جو اپنے کدال اور ہتھوڑے سے اس عمارت پر ضربیں لگا رہا ہے۔

صحیحین میں ہے گویا کہ وہ ایک سیاہ، چوڑی رانوں والا حبشی ہے جو کعبہ مشرفہ کا ایک ایک پتھر گرا رہا ہے۔

کعبہ معظمہ کے انہدام میں علماء کا اختلاف ہے کہ کیا یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں گرے گا یا قیامت کے قریب اسے منہدم کیا جائے گا۔ اس وقت جب کہ ''اللہ، اللہ'' کہنے والا کوئی شخص نہ ہوگا۔

حضرت کعب سے روایت ہے کہ کعبہ مشرفہ یاجوج وماجوج کی ہلاکت کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں گرایا جائے گا۔ اس عرصہ میں لوگ حج کی سعادت حاصل کرتے رہیں اور عمرے کی برکات کو سمیٹتے رہیں گے۔ جیسا کہ یہ بھی ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام یا تو بیت اللہ کا حج کریں گے یا عمرہ ادا فرمائیں گے یا دونوں سعادتوں سے بہرہ مند ہوں گے۔

مغرب سے طلوع آفتاب اور دابۃ الارض کا ظہور

ان دونوں علامات میں جو بھی پہلے ظہور پذیر ہوگی دوسری اس کے فوراً بعد رونما ہوجائے گی اگر پہلے سورج مغرب سے طلوع ہوگیا تو اسی روز چاشت کے وقت اس جانور کا ظہور ہوگا اور اگر پہلے جانور کا خروج ہوگیا تو اگلے ہی روز سورج مغرب سے طلوع ہوجائے گا۔

امام احمد نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ مجھے نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان یاد ہے کہ قیامت کی سب سے پہلی علامت یہ ہے کہ سورج مغرب سے طلوع ہوگا اور اسی روز وقت چاشت جانور کا ظہور ہوگا۔ دونوں میں سے جو علامت بھی پہلے رونما ہوگی دوسری اس کے فوراً بعد ظاہر ہوجائے گی۔ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ جو سابقہ کتب کے عالم تھے فرماتے ہیں کہ میرے خیال میں پہلے سورج مغرب سے طلوع ہوگا۔ حافظ ابن حجر فرماتے ہیں اس کی حکمت یہ ہے کہ مغرب سے طلوع آفتاب توبہ کے دروازے کو بند کردے گا۔ پھر جانور کا ظہور ہوگا۔ جو مؤمن اور کافر کے مابین تمیز کرکے توبہ کے دروازے کے بند ہونے کے مقصد کو پورا کرے گا۔

جہاں تک سورج کے مغرب سے طلوع ہونے کا تعلق ہے تو اس کے بارے میں امام احمد وغیرہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

چکے ہیں۔ اس وقت وہ بلند آواز سے پکارے گا۔ ارے مسلمانو! تمہیں خوش خبری ہو اللہ تعالیٰ نے تمہارے دشمن کو ختم کر دیا ہے۔ یہ صدائے دلنواز سن کر وہ اپنے شہروں اور قلعوں سے باہر نکل آئیں گے۔ وہ اپنے جانوروں کو بھی اپنے ہمراہ لے آئیں گے تمام چراگاہیں گوشت سے بھری ہوئی ہوں گی جانور وہ گوشت کھا کر خوب موٹے ہو جائیں گے۔ سب مل کر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں گے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے ساتھیوں سمیت کوہ طور سے نیچے تشریف لائیں گے۔ وہ دیکھیں گے کہ تمام روئے زمین یاجوج و ماجوج کی لاشوں اور ان کی بدبو سے بھر چکی ہے۔ ان کی گندی بدبو سے لوگ تنگ ہو کر اللہ کی بارگاہ میں التجا کریں گے۔ اللہ رب العزت یمن کی ہوا کو بھیجے گا۔ لوگوں پر غشی اور دھواں چھا جائے گا۔ وہ کام میں مبتلا ہوں گے۔ تین دن کے بعد جب وہ صحت یاب ہوں گے۔ تو وہ دیکھ کر حیران رہ جائیں گے کہ تمام لاشوں کو سمندر میں پھینکا جا چکا ہے۔

ایک اور روایت کے مطابق جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی بارگاہ ربوبیت میں دعا گو ہوں گے۔ تو اللہ تعالیٰ ایسے پرندے بھیجے گا۔ جو کہ بختی اونٹوں کی گردنوں کی طرح ہوں گے۔ وہ ان لاشوں کو اٹھا کر دور دراز پھینک دیں گے۔ پھر باران رحمت کا نزول ہوگا۔ ہر گھر، ہر ٹیلہ اور ہر خیمے پر ابر کرم برسے گا۔ جو زمین کو دھو کر آئینے کی طرح صاف کر دے گا۔ پھر زمین کو حکم ہوگا۔ اے زمین! اپنے پھل پیدا کر اور اپنی تمام برکات کو لٹا دے زمین کے پھلوں میں اتنی برکت ہوگی کہ ایک انار ایک جماعت کے لئے کافی ہوگا۔ مسلمان یاجوج و ماجوج کے تیر، کمانیں اور ترکش سات سال تک بطور ایندھن استعمال کرتے رہیں گے۔

مدینہ طیبہ کی ویرانی

قیامت کے قائم ہونے سے چالیس سال قبل مدینہ منورہ ویران ہو جائے گا اس کے شہری وہاں سے نکل جائیں گے۔

ابوداؤد نے حضرت معاذ سے روایت کیا ہے کہ بیت المقدس کا آباد ہونا مدینہ طیبہ کی ویرانی کا سبب ہوگا اور مدینہ طیبہ کا ویران ہونا کشت وخون کا سبب ہوگا۔

الطبرانی نے روایت کیا ہے۔ عنقریب مدینہ طیبہ کی عمارات سلع تک پہنچ جائیں گی۔ اس کے بعد مدینہ طیبہ پر ایک ایسا دور بھی آئے گا۔ جب ایک مسافر اس کے بعض مقامات سے گذرے گا۔ تو وہ کہے گا یہ بستی بھی کبھی آباد ہوا کرتی تھی۔

امام احمد نے روایت کیا ہے جب مدینہ طیبہ کے شہری اسے چھوڑیں گے تو اس وقت وہاں پھلوں کی فراوانی ہوگی۔ لوگوں نے پوچھا پھر ان پھلوں کو کون کھائے گا۔ انہوں نے فرمایا پرندے اور درندے کھا جائیں گے۔ امام بخاری اور امام مسلم نے روایت کیا ہے کہ تم مدینہ طیبہ کو اس وقت خیر آباد کہو گے جب یہ پھلوں سے لبریز ہوگا۔ پھر پرندے اور درندے ان پھلوں کو کھا جائیں گے۔ قبیلہ مزینہ کے دو چرواہے سب کے آخر میں اپنی قبروں سے اٹھائے جائیں گے۔

علامہ برزنجی فرماتے ہیں مدینہ طیبہ کی ویرانی کا سبب یہ ہوگا کہ وہاں کے تمام باشندے امام مہدی رضی اللہ عنہ کے ساتھ جہاد کے لیے روانہ ہو جائیں گے۔ پھر یہ شہر منافقین کی وجہ سے لرز اٹھے گا۔ پھر یہ منافقین کو نکال کر دجال کی طرف پھینک دے گا اور مخلص مومن وہاں رہ جائیں گے وہ بیت المقدس کی طرف ہجرت کر جائیں گے۔ حدیث شریف میں ہے عنقریب ہجرت

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہوگا۔سورج کا مغرب سے طلوع ہونا اور دابہ کا ظاہر ہونا گویا کہ ایک ہی علامت ہے کیونکہ ان کا ظہور یکے بعد دیگرے فوراً ہوگا۔اسی طرح آگ قیام قیامت کی پہلی نشانی ہے۔

ابونعیم نے وہب بن منبہ سے روایت کیا ہے کہ قیامت کی علامت کی ترتیب یوں ہوگی۔

(۱)اہل روم کا خروج (۲)دجال (۳)یاجوج وماجوج (۴)حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول

(۵)دھواں (۶)دابۃ الارض کا ظہور

یہ ترتیب زمینی نشانیوں کے لحاظ سے ہے اسی وجہ سے سورج ان میں شامل نہیں ہے۔

حاکم وغیرہ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ یاجوج وماجوج کے بعد لوگ زیادہ دیر نہیں ٹھہریں گے کہ سورج مغرب سے طلوع ہو جائے گا اس وقت قلم خشک ہو جائیں گے، اعمال نامے لپیٹ لیے جائیں گے، کسی کی توبہ قبول نہ ہوگی، ابلیس فوراً سجدہ ریز ہو جائے گا۔ وہ عرض کرے گا مولا! مجھے حکم دے تو جسے چاہتا ہے میں اسے سجدہ کرتا ہوں اس کے پاس دیگر شیاطین جمع ہوں گے۔ وہ کہیں گے اے ہمارے سردار تو کس کی بارگاہ میں آہ وزاری کر رہا ہے۔ وہ کہے گا میں اپنے پروردگار سے عرض کناں ہوں۔ میں نے اس سے کہا تھا کہ وہ مجھے قیامت تک مہلت دے دے۔ اس نے مجھے قیامت تک مہلت دے دی۔ اب سورج مغرب سے طلوع ہو چکا ہے۔ یہی مقررہ مدت ہے۔ اس وقت تمام شیاطین سطح زمین پر ظاہر ہو جائیں گے۔ ایک آدمی آسانی سے بتا سکے گا کہ یہ ہی میرا ساتھی تھا۔ جو مجھے بہکایا کرتا تھا تمام ستائش اسی خدا کے لیے ہے۔ جس نے اس کو ذلیل ورسوا کیا۔ ابلیس آہ وزاری کرتا ہوا سجدہ ریز رہے گا۔ حتیٰ کہ دابۃ الارض (جانور) کا ظہور ہوگا۔ وہ حالت سجدہ میں ہی اس کو قتل کر دے گا اس کے بعد چالیس سال تک مومن لطف اندوز ہوتے رہیں گے وہ جس چیز کی تمنا کریں گے وہ فوراً دستیاب ہوگی۔

چوپائے کا ظہور

ارشاد ربانی ہے:

وَ اِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَیْهِمْ اَخْرَجْنَا لَهُمْ دَآبَّةً مِّنَ الْاَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ (النمل:۸۲)

"اور جب ہماری بات کے ان پر پورا ہونے کا وقت آجائے گا تو ہم نکالیں گے ان کے لئے ایک چوپایہ زمین سے جو ان سے گفتگو کرے گا"۔

مفسرین کرام اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں جب لوگ نیکی کا حکم نہ دیں گے اور برائی سے منع نہ کریں گے تو ہم ان کے لیے جانوروں کا ظہور فرمائیں گے۔

ابوالعالیہ فرماتے ہیں قول کے واقع ہونے سے مراد ایمان اور توبہ کے دروازے کا بند ہو جانا ہے

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ تہامہ کی ایک وادی سے ظاہر ہوگا۔ حضرت ابن عباس اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہم سے روایت ہے۔ کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اسی اثناء میں کہ لوگ پاکیزہ گھر مسجد حرام میں بیٹھے ہوئے

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا قیامت قائم نہ ہوگی حتی کہ سورج مغرب سے طلوع ہو جائے گا۔ جب مغرب سے طلوع شمس ہوگا اور لوگ اسے دیکھیں گے تو وہ سب ایمان لے آئیں گے۔ لیکن اس وقت کسی کا ایمان لانا اس کے لیے فائدہ مند نہ ہوگا۔ سوائے ان لوگوں کے جو اس سے قبل ہی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مکرم ﷺ پر ایمان لا چکے ہوں گے۔

ابن مردویہ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں میں نے منبع کمالات ﷺ سے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم سورج کے مغرب سے طلوع ہونے کی نشانی کیا ہوگی۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس وقت ایک رات طوالت میں دو راتوں کے برابر ہو جائے گی۔ امام بیہقی کی روایت کے مطابق وہ رات دو یا تین راتوں کے مساوی ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کا خوف رکھنے والے لوگ بیدار ہوں گے۔ نماز ادا کریں گے اور حسب معمول اپنے فرائض سرانجام دیں گے۔ جب دیکھیں گے کہ ستارے ابھی ٹمٹمار ہے ہیں وہ پھر محو استراحت ہو جائیں گے۔ کچھ دیر بعد وہ پھر بیدار ہو جائیں گے۔ اپنی نماز ادا فرمائیں گے۔ رات کی تاریکی اسی طرح چھائی ہوگی کہ گویا ابھی تک اس کا کچھ حصہ بھی نہیں گزرا وہ پھر سو جائیں گے شب تارا بھی تک برقرار ہوگی۔ وہ رات ختم ہونے میں نہ آئے گی۔ جب اہل ایمان یہ کیفیت دیکھیں گے تو وہ خوفزدہ ہو جائیں گے۔ وہ اسے کسی خطرہ کا آلارم سمجھیں گے۔ لوگ گھبرا جائیں گے وہ اس کے متعلق ایک دوسرے سے سوالات کریں گے۔ وہ تمام مساجد کی طرف دوڑ پڑیں گے۔ صبح کے وقت سورج تاخیر سے طلوع ہوگا وہ ابھی منتظر ہوں گے کہ سورج مشرق سے طلوع ہو کہ اچانک سورج مغرب سے طلوع ہو جائے گا۔

ابوالشیخ اور ابن مردویہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جس صبح سورج مغرب سے طلوع ہوگا۔ اس وقت اس امت کے کئی افراد کی شکلیں بگڑ جائیں گی۔ وہ بندر اور خنزیر کی صورتوں میں متشکل ہو جائیں گے۔ اعمال ناموں کو لپیٹ دیا جائے گا۔ اس میں نہ کسی نیکی کا اضافہ اور نہ کسی بدی میں کمی ہو سکے گی۔ کسی کافر کا ایمان اسے نفع نہ دے گا۔

عبد بن حمید ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ بدکار لوگ مغرب سے طلوع شمس کے بعد ایک سو بیس سال تک زندہ رہیں گے۔

تنبیہ

بعض روایات میں ہے کہ قیامت کی پہلی نشانی دجال کا ظہور ہے۔ بعض روایات کے مطابق قیامت کی پہلی علامت سورج کا مغرب سے طلوع ہونا ہے اور بعض روایات کے مطابق ایسی آگ کا ظہور قیامت کی پہلی علامت ہے جو لوگوں کو محشر میں جمع کر دے گی۔ علامہ ابن حجر فرماتے ہیں ان مختلف روایات میں تطبیق یوں دی جا سکتی ہے کہ دجال کا ظہور ان بڑی بڑی علامات میں سے پہلی نشانی ہے جو لوگوں کو آگاہ کریں گی کہ زمین کے عام حالات تبدیل ہو چکے ہیں اور حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ کا اس سے قبل ظہور اس کے منافی نہیں ہے۔ یہ سلسلہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وصال پر اختتام پذیر ہوگا اور اس کے بعد قحطانی وغیرہ کا ظہور ہوگا۔

مغرب سے طلوع شمس اس بات کی پہلی نشانی ہوگا کہ عالم علوی تبدیل ہو چکا ہے اور یہ سلسلہ قیامت کے قائم ہونے پر ختم

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دھواں

حضرت حذیفہ بن اسید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ باہر ہمارے پاس تشریف لائے اس وقت ہم قیامت کا تذکرہ کر رہے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم کس کا تذکرہ کر رہے ہو ہم نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم ہم قیامت کا تذکرہ کر رہے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا جب تک دس علامات کا ظہور نہ ہو جائے اس وقت تک قیامت قائم نہ ہوگی۔ پھر آپ ﷺ نے دھواں کا ذکر کیا۔ (مسلم، ترمذی، ابن ماجہ)

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ سے روایت کیا ہے کہ دھواں چالیس روز تک روئے زمین پر چھایا رہے گا۔ اس دھواں سے کفار بے ہوش اور مومنین کو زکام کی شکایت ہو جائے گی۔

معطر ہوا اور بت پرستی کا اعادہ

امام مسلم وغیرہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ یہ شب و روز ختم نہ ہوں گے حتی کہ لوگ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کو لات وعزیٰ کی پرستش کرنے لگیں گے۔ اللہ رب العزت معطر ہوا کو بھیجے گا۔ جس سے ہر مومن انتقال کر جائے گا۔ خواہ اس کے دل میں ذرہ بھر بھی ایمان ہوگا۔ روئے زمین پر صرف وہ لوگ رہ جائیں گے جن میں ذرہ بھر بھی خیر و برکت نہ ہوگی۔ وہ دوبارہ اپنے آباء واجداد کے دین کو اپنالیں گے۔

امام احمد اور امام مسلم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وصال کے بعد شام کی جانب سے ٹھنڈی ہوا چلے گی۔ جس کے دل میں ذرہ بھر بھی ایمان ہوگا وہ ہوا اس کی روح کو قبض کرے گی۔ اگر کوئی شخص پہاڑ کے غار میں پناہ گزین ہوگا تو یہ ہوا وہاں بھی داخل ہو جائے گی اور اس کی روح کو قبض کر لے گی۔ دنیا میں صرف بدکار لوگ رہ جائیں گے۔ وہ نہ تو کسی بھلائی سے آشنا ہوں گے اور نہ ہی کسی برائی کا انکار کریں گے۔ شیطان شکل انسانی میں ان کے پاس آئے گا۔ ان سے کہے گا کیا تم میری بات نہیں مانو گے وہ لوگ کہیں گے تو ہمیں کس چیز کا حکم دیتا ہے۔ شیطان انہیں بتوں کی پرستش کا حکم دے گا۔ وہ لوگ بتوں کو پوجنا شروع کر دیں گے۔ ان کی اس کیفیت میں بھی انہیں رزق ملتا رہے گا۔ انہیں زندگی کی تمام آسائشیں حاصل ہوں گی پھر صور پھونکا جائے گا۔

حاکم نے حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے صحیح روایت نقل کی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا، میری امت کا ایک گروہ اللہ کے دین کی حفاظت کے لیے دشمن کے ساتھ برسر پیکار رہے گا۔ اسے دشمن پر غلبہ نصیب ہوتا رہے گا اور اس کا مخالف اس کا کچھ نہ بگاڑ سکے گا حتی کہ قیامت قائم ہو جائے گی۔ یہ روایت سن کر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا جی ہاں! اللہ تعالیٰ ایسی ہوا بھیجے گا۔ جو کستوری کی طرح معنبر اور ابریشم کی طرح نرم ہوگی۔ وہ ہر مومن کی روح کو قبض کر لے گی خواہ اس کے دل میں ذرہ بھر بھی ایمان ہوگا۔ پھر صرف برے لوگ رہ جائیں گے جن پر قیامت قائم ہوگی۔

امام احمد، ترمذی اور امام مسلم نے حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ لوگ اسی

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہوں گے کہ یہ جانور رکن اور مقام کے درمیان رونما ہوگا۔ یہ اپنے سر سے مٹی جھاڑتا ہوا ظاہر ہوگا۔ اسے دیکھ کر لوگ منتشر ہو جائیں گے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اس جانور کی گردن طویل ہوگی جسے مشرق و مغرب کے لوگ ہر جانب سے یکساں دیکھ سکیں گے۔ اس کا چہرہ انسان کے چہرہ کی طرح، چونچ پرندے کی چونچ کی طرح ہوگی۔ اس کے جسم پر بال و پر ہوں گے۔ جن میں ہر رنگ ہوگا۔ اس کی چار ٹانگیں ہوں گی۔

آپ ہی سے روایت ہے کہ اس میں ہر جانور کا رنگ ہوگا اور ہر امت کی ایک علامت ہوگی امت محمدیہ کی اس میں علامت یہ ہوگی کہ یہ فصیح عربی زبان میں گفتگو کرے گا۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس جانور کے بال و پر ہوں گے۔ نہ کوئی پکڑنے والا اس کو پکڑ سکے گا اور نہ کوئی بھاگنے والا اس سے بھاگ سکے گا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اس جانور میں ہر رنگ ہوگا اور اس کے سینگوں کے مابین بیٹھنے کی جگہ ہوگی۔ حضرت ابن الزبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس جانور میں ہر جانور کی خوبی ہوگی۔ اس کا سر بیل کے سر کی طرح، اس کی آنکھ خنزیر کی آنکھ کی طرح، اس کے کان ہاتھی کے کان کی طرح، اس کے سینگ بیل کے سینگوں کی طرح، اس کی گردن شترمرغ کی گردن کی طرح، اس کا سینہ شیر کے سینے کی طرح، اس کا رنگ چیتے کے رنگ کی طرح، اس کا پہلو بلی کے پہلو کی طرح، اس کی دم مینڈھے کی دم کی طرح، اس کی ٹانگیں اونٹ کی ٹانگوں کی طرح اور اس کے دو جوڑوں کے درمیان بارہ ہاتھ کا فاصلہ ہوگا۔ اس کے پاس حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا اور حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی ہوگی۔ وہ بلند آواز سے پکارے گا۔ بلاشبہ لوگ ہماری نشانیوں پر یقین نہیں رکھتے تھے۔ مومن اور کافر دونوں کے چہروں پر نشان لگائے گا۔ جس کی وجہ سے مومن کا چہرہ درخشاں ستارے کی طرح ہو جائے گا۔ وہ اس کی دونوں آنکھوں کے مابین "مومن" لکھا جائے گا۔ وہ کافر کی دونوں آنکھوں کے درمیان سیاہ نقطہ لگائے گا اور وہاں "کافر" لکھا جائے گا۔

ایک اور روایت کے مطابق لوگ اس کو دیکھ کر بھاگنے لگیں گے۔ لیکن مومنین کا ایک گروہ ثابت قدم رہے گا۔ وہ یہ سمجھ جائیں گے کہ وہ اللہ کو عاجز نہیں کر سکتے۔ وہ مومنین کے چہروں پر نشان لگائے گا۔ جس سے ان کے چہرے ستارے کی طرح درخشاں ہو جائیں گے۔ وہ اتنی سرعت رفتاری سے بھاگے گا کہ کوئی پکڑنے والا اس کو پکڑ نہ سکے گا اور کوئی بھاگنے والا اس سے نجات نہ پا سکے گا۔ حتی کہ ایک شخص جانور سے بچنے کے لیے نماز میں مشغول ہو جائے گا۔ یہ جانور اس کے پیچھے سے آئے گا اور کہے گا اے فلاں! اب تو نماز پڑھنے لگ گیا ہے۔ نمازی اس کی طرف توجہ کرے گا تو وہ اس کے چہرے پر نشان لگا جائے گا۔ اس وقت لوگوں کی کیفیت یہ ہوگی کہ مال و دولت میں ایک دوسرے کے شریک ہوں گے۔ شہروں میں مل جل کر رہیں گے۔ مومن کافر سے آشنا ہوگا اور کافر مومن کو جانتا ہوگا۔ حتی کہ مومن کافر سے کہے گا اے کافر! میرا حق ادا کر اور کافر کہے گا اے مومن! میرا حق ادا کر۔

ایک روایت کے مطابق جب یہ جانور ظاہر ہوگا تو وہ تین چیخیں بلند کرے گا۔ جن کو تمام لوگ سن لیں گے۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

عدن سے آگ کا ظہور

امام مسلم وغیرہ نے حضرت حذیفہ ابن اسید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول محترم ﷺ نے فرمایا کہ جب تک تم دس علامات نہ دیکھ لو گے اس وقت تک قیامت قائم نہ ہوگی اور سب سے آخری علامت یہ ہے کہ یمن سے آگ کا ظہور ہوگا جو لوگوں کو محشر کی طرف ہانک کر لے جائے گی۔

روایت کیا جاتا ہے کہ یہ آگ عدن سے نکلے گی اور لوگوں کو محشر کی طرف لے جائے گی امام احمد وغیرہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ عنقریب ہجرت کے بعد ہجرت ہوگی۔ اس وقت اہل زمین میں سے بہترین لوگ وہ ہوں گے جو حضرت ابراہیم کی ہجرت گاہ کو لازم پکڑیں گے۔ اس وقت زمین پر صرف بدکار لوگ ہی سکونت پذیر ہوں گے۔ آگ انہیں بندروں اور خنزیروں کے ساتھ جمع کر دے گی۔ وہ انہیں کے ساتھ رات بسر کریں گے انہیں کے ساتھ دو پہر گزاریں گے اور پیچھے رہ جانے والوں کو درندے ہڑپ کر جائیں گے۔

امام احمد اور امام ترمذی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ عنقریب حضر موت سے یا حضر موت کے سمندر سے آگ کا ظہور ہوگا یہ لوگوں کو ایک جگہ جمع کر دے گی۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم اس وقت ہمیں کیا کرنا چاہیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس وقت شام کی طرف ہجرت کر جانا۔ یہی ہجرت گاہ ابراہیم علیہ السلام ہے۔

طبرانی اور ابن عساکر نے حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا عنقریب آگ تمہارا قصد کرے گی۔ آج یہ ادیہال کی وادی میں خاموش ہے۔ قیام قیامت سے پہلے یہ لوگوں پر چھا جائے گی۔ اس میں دردناک عذاب ہوگا۔ یہ مال و دولت اور جانوں کو خاکستر بنا دے گی۔ آٹھ دنوں میں پوری دنیا کا چکر لگائے گی۔ ہوا و بادل کی طرح اڑتی جائے گی اس کی رات کی گرمی، دن کی گرمی سے زیادہ شدید ہوگی۔ زمین و آسمان کے مابین اس کی گرج اور کڑک سنائی دے گی۔ یہ لوگوں کے سروں کے قریب تر ہوگی۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم کیا یہ آگ اس دن مومنین اور مومنات کے لئے سلامتی کا پیغام لے کر آئے گی۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس وقت روئے زمین پر کوئی مومن یا مومنہ نہیں ہوگی۔ اس وقت کے انسان گدھوں سے زیادہ برے ہوں گے۔ وہ جانوروں کی طرح سر راہ بدکاری کریں گے۔ ان میں سے ایک شخص بھی ایسا نہ ہوگا جو انہیں اس فعل شنیع سے روک دے۔

یہ وہ خلاصہ کلام ہے جو میں نے علامہ برزنجی کی تالیف ''کتاب الاشاعۃ لاشراط الساعۃ'' سے نقل کیا ہے۔ حضرت العلام نے ایک ہزار چھتر 1076 ہجری کو یہ کتاب مدینہ منورہ میں مکمل فرمائی۔ علی صاحبہا افضل الصلاۃ واکمل السلام۔

امام عارف باللہ عبدالوہاب شعرانی اپنی کتاب ''الیواقیت والجواہر'' کی 65 ویں بحث میں فرماتے ہیں کہ قیامت کی وہ تمام علامات جن کی خبر آقائے دو عالم ﷺ نے دی ہے وہ حق ہیں اور وہ قیامت کے ظہور سے قبل ضرور رونما ہوں گی اور وہ علامات درج ذیل ہیں۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کیفیت پر ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ ان کے لیے خوشگوار ہوا بھیجے گا۔ وہ ان کی بغلوں کو مس کرے گی اور ہر مومن اور ہر مسلمان کی روح کو قبض کر لے گی۔ سطح زمین پر صرف بدکار لوگ ہی رہ جائیں گے۔ وہ گدھے کی طرح سر عام بدکاری کریں گے۔ ان لوگوں پر ہی قیامت قائم ہوگی۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ لوگوں میں بدکاری کا رواج بڑھتا جائے گا حتی کہ ایسا وقت آجائے گا کہ کوئی بچہ بھی نکاح سے پیدا نہیں ہوگا۔ پھر تیس سال تک اللہ تعالیٰ عورتوں کو بانجھ کر دے گا۔ وہ لوگ جن پر قیامت قائم ہوگی وہ سب کے سب حرام کی اولاد اور شریر لوگ ہوں گے۔

ابن ماجہ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اس وقت اسلام کا نام ونشان اس طرح مٹ جائے گا جس طرح کپڑے سے داغ ختم ہو جاتا ہے۔ کسی کو بھی روزے، نماز، حج اور صدقے کا علم نہ ہوگا۔ لوگوں میں بوڑھے مرد اور بوڑھی عورتیں ہی ایسی رہ جائیں گی۔ جو یہ کہیں گے کہ ہم نے اپنے آباء واجداد کو دیکھا تھا وہ یہ کلمہ پڑھا کرتے تھے۔ اس لیے ہم بھی یہی کلمہ پڑھتے ہیں۔ ایک شخص نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کیا یہ کلمہ انہیں کسی قسم کا فائدہ دے گا۔ آپ نے سوال کرنے والے سے اعراض فرمایا اس نے دوبارہ یہی سوال کیا آپ نے اس کی طرف توجہ نہ دی جب سائل نے تیسری مرتبہ پوچھا تو فرمایا ہاں یہ کلمہ انہیں آتش جہنم سے بچائے گا۔

امام احمد نے قوی سند کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ قیامت قائم نہ ہوگی حتی کہ سطح زمین پر لا الہ الا اللہ کہنے والا ایک شخص بھی نہ رہے گا۔ امام مسلم کی روایت میں لا الہ الا اللہ کی جگہ لفظ اللہ، اللہ ہے۔

یہ احادیث اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ شریر لوگوں سے مراد وہ افراد ہوں گے جو لا الہ الا اللہ کی گواہی نہ دیں گے جب تک نوع انسانی میں یہ گواہی دینے والا ایک شخص بھی موجود رہے گا قیامت قائم نہ ہوگی۔ قیامت ان کفار پر قائم ہوگی جو نکاح سے ناآشنا ہوں گے اور نہ ہی ان کی اولاد نکاح سے پیدا ہوگی۔ وہ حقیقت میں انسان نہیں ہوں گے بلکہ انسان کی شکل میں جانور ہوں گے بلکہ ان سے بھی زیادہ احمق ہوں گے۔

مصاحف اور سینوں سے قرآن پاک کا اٹھ جانا

دیلمی نے حضرت حذیفہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ قرآن پاک پر ایک شب ایسی گزرے گی کہ اس کی صبح کے وقت قرآن پاک کے الفاظ مصاحف اور لوگوں کے سینوں سے مٹ چکے ہوں گے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ قیامت قائم نہ ہوگی حتی کہ قرآن اسی جگہ لوٹ جائے گا۔ عرش الٰہی کے ارد گرد شہد کی مکھیوں کی بھنبھناہٹ کی طرح آواز نکالے گا۔ اللہ رب العزت ارشاد فرمائیں گے۔ اے کلام پاک تجھے کیا ہو گیا ہے۔ وہ عرض کرے گا مولا میں تجھی سے ہی نکلا ہوں اور تیری ہی طرف لوٹ کر آگیا ہوں۔ اب میری تلاوت تو کی جاتی ہے۔ لیکن کوئی شخص مجھ پر عمل پیرا ہونے کی کوشش نہیں کرتا۔ اس وقت قرآن پاک اٹھا لیا جائے گا۔

الازرقی نے تاریخ مکہ میں لکھا ہے کہ سب سے پہلے رکن قرآن پاک اور نبی محترم ﷺ کی خوابوں کو اٹھایا جائے گا۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

خاتمہ

کرامات اولیاء کا جواز

اس باب میں یہ ثابت کیا جائے گا کہ ہر وہ فعل جو کسی نبی کے لیے معجزہ بن سکتا ہے وہ کسی ولی کے لیے کرامت بھی بن سکتا ہے۔ حضور ﷺ کی امت کے اولیاء عظام کی کرامات آپ ﷺ کے زندہ جاوید معجزات ہیں۔

اس طرح آپ ﷺ کے معجزات کی تعداد کئی گنا ہو کر حد و شمار سے ماوراء ہو جاتی ہے۔

خاتمہ تین بحثوں پر مشتمل ہوگا۔

پہلی بحث

اس بحث میں اولیاء کرام کی کرامات کے جواز پر دلائل دیے جائیں گے نیز یہ ثابت کیا جائے گا کہ ہر ولی کی کرامت دراصل اس کے نبی کا معجزہ ہوتا ہے

اللہ رب العزت کا ارشاد ہے:

اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿٦٢﴾ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ﴿٦٣﴾ لَهُمُ الْبُشْرٰى فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِى الْاٰخِرَةِ ۭ لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ۭ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿٦٤﴾

(یونس: ۶۲۔۶۳۔۶۴)

"سنو! بیشک اولیاء اللہ کو نہ کوئی خوف ہے اور نہ غمگین ہوں گے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور عمر بھر پرہیزگاری کرتے رہے۔ انہیں کے لئے بشارت ہے دنیوی زندگی میں اور آخرت میں نہیں بدلتی اللہ تعالیٰ کی باتیں یہی بڑی کامیابی ہے"۔

ارشاد ربانی ہے:

وَهُزِّيْٓ اِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسٰقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا ﴿٢٥﴾ فَكُلِيْ وَاشْرَبِيْ (مریم: ۲۵۔۲۶)

"اور ہلاؤ اپنی طرف کھجور کے تنے کو گرنے لگیں گی تم پر پکی ہوئی کھجوریں۔ (میٹھے میٹھے خرمے) کھاؤ اور (ٹھنڈا پانی) پیو"۔

پھر ارشاد فرمایا:

كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ ۙ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا ۚ قَالَ يٰمَرْيَمُ اَنّٰى لَكِ هٰذَا ۭ قَالَتْ هُوَ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

(۱)امام مہدی کا خروج (۲)دجال کا خروج (۳)حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول
(۴)جانور کا ظاہر ہونا (۵)آفتاب کا مغرب سے طلوع ہونا (۶)قرآن پاک کا اٹھ جانا
(۷)یاجوج و ماجوج کا خروج

اگر دنیا کی عمر ایک دن بھی باقی ہے تو یہ علامات ضرور ظہور پذیر ہوں گی۔ شیخ تقی الدین ابن ابی منصور نے اپنی کتاب ''عقیدۃ'' میں فرمایا ہے کہ درج ذیل تمام علامات قیامت کے قریب اس دن ضرور رونما ہوں گی جس کا وعدہ نبی اکرم ﷺ نے اپنی امت سے فرمایا ہے۔ آپ نے فرمایا اگر میری امت پاک باز رہی تو اس کی شان وشوکت کا ایک دن ہوگا۔ اور اگر اس نے فساد برپا کیا تو اس کی عظمت وسطوت کا آدھا دن رہ جائے گا۔ اس حدیث شریف میں دن سے مراد وہ یوم ہے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں کیا۔

وَاِنَّ يَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَاَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ (الحج:۴۷)

''اور بیشک ایک دن تیرے رب کے ہاں ایک ہزار سال کی طرح ہوتا ہے جس حساب سے تم گنتی کرتے ہو''۔

بعض عارفین فرماتے ہیں کہ پہلے ہزار سال کا شمار حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی شہادت کے بعد کیا جائے گا اور خلفائے راشدین کی خلافت کی تمام مدت حضور ﷺ کے دور رسالت ونبوت میں ہی شمار ہوگی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان چاروں خلفاء کے عہد زریں میں شہروں کو فتح فرمایا آپ ﷺ کے اس ارشاد پاک کا مفہوم یہ ہے ایک ہزار سال تک ہر سو شریعت کا اجالا ہوگا۔ پھر آہستہ آہستہ اعمال میں ضعف اور کمزوری آتی جائے گی۔ حتیٰ کہ یہ دین اسی طرح اجنبی ہو جائے گا جس طرح یہ آغاز میں تھا اس دینی ضعف کا اظہار گیارہویں صدی کے ابتدائی تیس سال گذرنے کے بعد ہو چکا ہے۔

اس کے بعد علامہ شعرانی نے امام مہدی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ظہور کے متعلق تفصیل سے بحث کی ہے اور ان کے اوصاف اور خوبیاں رقم کی ہیں۔ پھر دیگر علامات قیامت کا بھی تذکرہ کیا ہے۔ انہوں نے یہ تمام تفصیل ''فتوحات مکیہ'' سے نقل کی ہے۔ وہ شخص جو ان علامات کا تفصیل سے مطالعہ کرنے کا خواہاں ہو وہ ''فتوحات مکیہ'' اور ''الیواقیت والجواہر'' کی طرف رجوع کرے۔ میں نے بھی علامات قیامت پر ایک علیحدہ کتاب تحریر کی ہے۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

رونما ہونا اس ولی کی صداقت کی دلیل ہے کیونکہ جو ولی سچا نہیں ہوتا۔ اس سے ایسی کرامات کا ظہور ناممکن ہے۔ اللہ رب العزت نے ہمارے لیے کرامات کے ظہور کو ایسا آلہ بنایا ہے جس سے ہم جھوٹے شخص اور سچے ولی کی پہچان کر سکتے ہیں۔ کیونکہ کرامت اللہ کے ولی کے ساتھ خاص ہے اور وہ شخص جو ولایت کا صرف دعویٰ کرتا ہے وہ ایسی خصوصیت سے عاری ہوتا ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ ولی سے رونما ہونے والی کرامت نہ صرف خلاف عادت افعال میں سے ہو بلکہ اس کے لئے یہ بھی لازمی ہے کہ یہ کرامت اس ولی سے اس وقت ظاہر ہو جب وہ احکام الٰہیہ کا مکلف ہوتا کہ ہم اس کے احوال کے متعلق اپنا نکتہ نظر بیان کر سکیں۔

اہل حق کے بہت سے علماء نے معجزہ اور کرامت کے درمیان فرق کو بیان کیا ہے۔

ابو اسحق الاسفرائینی فرماتے ہیں معجزات انبیاء کرام کی صداقت پر دلالت کرتے ہیں اور نبوت کی دلیل نبی کے علاوہ کسی اور کے پاس نہیں ہو سکتی۔ امام ابو اسحاق فرماتے ہیں۔ اولیاء عظام سے کرامات کا ظاہر ہونا جائز ہے یہ کرامات دعا کی قبولیت کے مشابہ ہوتی ہیں۔ لیکن جنس کے اعتبار سے یہ انبیاء کے معجزات سے مختلف ہوتی ہیں۔

امام ابوبکر بن فورک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ معجزات صداقت کے دلائل ہیں۔ اگر وہ شخص جس سے خلاف عادت فعل کا ظہور ہو رہا ہے اگر وہ نبوت کا دعویٰ کرے تو یہ معجزہ اس بات کی دلیل ہوگا کہ وہ اپنے قول میں سچا ہے اور اگر وہ شخص ولایت کا دعویٰ کر رہا ہو تو یہ خلاف عادت فعل اس کی ولایت کی دلیل ہوگا اسی وجہ سے اس کو کرامت کے نام سے موسوم کرتے ہیں اسے معجزہ نہیں کہتے۔ خواہ وہ فعل معجزہ کی جنس میں سے ہی ہو۔

علامہ قشیری فرماتے ہیں" یکتائے روزگار قاضی ابوبکر الاشعری نے فرمایا ہے معجزات انبیائے کرام کے ساتھ اور کرامات اولیاء کے ساتھ مختص ہیں اولیاء سے صادر ہونے والی کرامات کو معجزہ کے نام سے تعبیر نہیں کیا جا سکتا کیونکہ معجزہ کے ساتھ دعویٰ نبوت کا متصل ہونا ضروری ہے۔ کوئی معجزہ بھی اپنے وجود کی وجہ سے معجزہ نہیں ہوتا۔ بلکہ وہ بہت سے ایسے اوصاف پر مشتمل ہے۔ جو اسے معجزہ بناتے ہیں۔ اگر وہ شرائط اور خوبیاں نہ پائی جائیں۔ تو ہم اسے معجزہ نہیں کہیں گے ان شرائط میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اس کے ساتھ نبوت کا دعویٰ متصل ہو۔ جبکہ ولی نبوت کا دعویٰ نہیں کرتا اس لیے اس کے دست اقدس سے رونما ہونے والے خلاف عادت واقعہ کو ہم معجزہ نہیں کہہ سکتے۔

امام قشیری فرماتے ہیں۔ اسی قول پر ہم اعتماد کرتے ہیں اور اسی کے ہم قائل ہیں۔ معجزات کی تمام شرائط یا اکثر شرائط کرامات میں بھی پائی جاتی ہیں۔ سوائے ایک شرط کے وہ شرط یہ ہے کہ معجزہ کے ساتھ دعویٰ نبوت کا متصل ہونا ضروری ہے۔

کرامت ایک ایسا خلاف عادت فعل ہے جو ابدی نہیں بلکہ اختتام پذیر ہونے والا ہے اس لیے یہ کسی ایک شخص کے ساتھ مختص نہیں ہوتا۔ یہ فعل خلاف عادت ہوتا ہے اور ولی کے زمانہ تکلیف میں اس سے صادر ہوتا ہے یہ کسی شخص کی خصوصیت اور فضیلت کے اظہار کے لیے رونما ہوتا ہے۔ یہ فعل کبھی اس ولی کے اختیار اور اس کی دعا سے رونما ہوتا ہے اور بعض اوقات اس کے اختیار یا دعا سے صادر نہیں ہوتا۔ اس کے ساتھ ساتھ ولی کو یہ اجازت بھی نہیں ہوتی کہ وہ اپنی کرامت کے ساتھ ولایت کا

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ یَرْزُقُ مَنْ یَّشَآءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ ﴿۳۷﴾ (آل عمران:۳۷)

''جب بھی جاتے مریم کے پاس زکریا (اس کی) عبادت گاہ میں (تو) موجود پاتے اس کے پاس کھانے کی چیزیں (ایک بار) بولے اے مریم! کہاں سے تمہارے لئے آتا ہے یہ (رزق) مریم بولیں یہ اللہ تعالیٰ کے پاس سے آتا ہے بے شک اللہ تعالیٰ رزق دیتا ہے جسے چاہتا ہے بے حساب''۔

قرآن مجید میں مزید ارشاد ہے:

وَ اِذِ اعْتَزَلْتُمُوْهُمْ وَ مَا یَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ فَاْوٗۤا اِلَى الْكَهْفِ یَنْشُرْ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِّنْ رَّحْمَتِهٖ وَ یُهَیِّئْ لَكُمْ مِّنْ اَمْرِكُمْ مِّرْفَقًا ﴿۱۶﴾ وَ تَرَى الشَّمْسَ اِذَا طَلَعَتْ تَّزٰوَرُ عَنْ كَهْفِهِمْ (کہف:۱۶-۱۷)

''اور جب تم الگ ہو گئے ہو ان (کفار) سے اور ان معبودوں سے جن کی یہ پوجا کرتے ہیں اللہ رب تعالیٰ کے سوا۔ تو اب پناہ لو غار میں پھیلا دے گا تمہارے لئے رب اپنی رحمت (کا دامن) اور مہیا کر دے گا تمہارے لئے تمہارے اس کام میں آسانیاں، اور تو دیکھے گا سورج کو جب وہ ابھرتا ہے تو ہٹ کر گزرتا ہے ان کے غار سے دائیں جانب اور جب وہ ڈوبتا ہے تو بائیں طرف کتراتا ہوا ڈوبتا ہے''۔

امام یافعی نے اپنی کتاب ''نشر المحاسن الغالیۃ'' میں اہل السنت والجماعت کے جید آئمہ کرام اور مشائخ اسلام سے کرامات کے جواز پر مختلف اقوال نقل کیے ہیں۔ ان سب سے اولیاء کی کرامات کا اثبات ہوتا ہے وہ علماء

(۱) امام الحرمین (۲) ابوبکر الباقلانی (۳) ابوبکر بن فورک (۴) امام غزالی (۵) امام رازی

(۶) امام بیضاوی (۷) محمد بن عبدالملک السلمی (۸) ناصرالدین الطوسی (۹) حافظ نسفی

(۱۰) ابوالقاسم القشیری رحمہم اللہ اجمعین ہیں۔

امام یافعی ان ائمہ کرام کی عبارات نقل فرمانے کے بعد فرماتے ہیں۔

یہ وہ علمائے کرام ہیں۔ جنہوں نے اپنی تصانیف میں تحقیق کا حق ادا کر دیا ہے۔ اہل السنت والجماعت کے نزدیک عقائد میں ان کی گفتگو معتبر ہے میں نے صرف انہیں علماء کے تذکرے پر اکتفاء کیا ہے۔ کیونکہ یہ ایسے عظیم علماء ہیں کہ ان کے ہوتے ہوئے علماء کی کثیر تعداد کو ذکر کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ ان سب نے یہی قول فرمایا ہے کہ معجزہ اور کرامت میں صرف یہی فرق ہے کہ معجزہ کے ساتھ کسی نبی کا چیلنج متصل ہوتا ہے۔ کسی امام نے بھی یہ شرط نہیں لگائی کہ کرامت کے لیے جنس و عظمت میں معجزہ سے اختلاف ہونا ضروری ہے۔

امام قشیری اپنی کتاب ''رسالہ'' میں فرماتے ہیں۔ اولیاء کرام کی کرامات کا ظہور جائز ہے۔ کیونکہ یہ ایک ایسا امر ہے جس کے رونما ہونے کا عقل بھی فتوی دیتا ہے اور اس کے ظہور پذیر ہونے کی وجہ سے اصول دین میں سے کسی اصل پر بھی کوئی زد نہیں پڑتی۔ لہٰذا ضروری ہے کہ یہ یقین رکھا جائے کہ اللہ رب العزت اس پر قادر ہے کہ وہ کسی ولی سے کرامت کا ظہور کرے۔ جب اللہ تعالیٰ کی قدرت پر یقین ہو جائے گا تو پھر کوئی چیز کرامت کے صادر ہونے کے مانع نہ رہے گی۔ کسی ولی سے کرامت کا

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اپنے اسلام میں سچا نہ ہو اس سے کرامات کا ظہور نہیں ہو سکتا۔ اگر کسی نبی کے کسی ایک امتی سے صرف ایک کرامت کا بھی ظہور ہوا سے بھی اس نبی کے معجزات کے زمرہ میں شامل کیا جائے گا۔ کیونکہ اگر وہ نبی سچا نہ ہوتا تو پھر اس کے پیروکار سے ایسی کرامت کا ظہور نہ ہوتا۔

اولیاء درجہ اور مرتبہ میں کبھی بھی انبیاء ورسل کے درجہ ومرتبہ تک نہیں پہنچ سکتے۔ اس بات پر امت کا اجماع ہے۔ پھر یہ کرامات کبھی تو دعا کی قبولیت کی صورت میں ظاہر ہوتی ہیں اور کبھی کسی خالی برتن میں کسی ظاہری سبب کے بغیر کھانا موجود ہوتا ہے۔ کبھی پیاسوں کی پیاس بجھانے کے لیے پانی دستیاب ہو جاتا ہے کبھی طویل فاصلے قلیل مدت میں طے ہو جاتے ہیں۔ کبھی دشمن سے نجات مل جاتی ہے اور کبھی غیب کی صدا سنائی دیتی ہے وغیرہ۔

بہت سے افعال (مقدورات) ایسے ہیں۔ جن کے متعلق یقینی علم ہے کہ وہ بطور کرامت کسی ولی سے صادر نہیں ہو سکتے۔ مثلاً انسان کا والدین کے بغیر پیدا ہونا، جمادات کا جانور میں تبدیل ہو جانا اور کسی ٹھوس چیز کا حیوان میں متغیر ہو جانا وغیرہ۔

ولی وہ ہوتا ہے جو اطاعت الٰہیہ پر کار بند رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ خود اس کی حفاظت وحراست کا نگران ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے نافرمانی کی رسوائی سے بچا لیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے ابدی توفیق عطا فرماتا ہے جس کی وجہ سے وہ ہمیشہ اطاعت خداوندی بجالاتا ہے۔ جیسا کہ ارشاد ربانی ہے:

وَهُوَ يَتَوَلَّى الصّٰلِحِيْنَ ’’اور وہ حمایت کیا کرتا ہے نیک بندوں کی‘‘ (الاعراف:۱۹۶)

اولیاء کرام انبیاء عظام کی طرح معصوم نہیں ہوتے بلکہ اللہ تعالیٰ ان کی اس طرح حفاظت فرماتا ہے کہ وہ گناہوں پر اصرار نہیں کرتے۔ حضرت سہل بن عبداللہ فرماتے ہیں جس شخص نے چالیس روز تک صدق دل سے دنیا سے کنارہ کشی اختیار کی اس کے دست اقدس سے کرامات کا ظہور شروع ہو جاتا ہے اور اگر اس سے کرامات کا ظہور نہ ہو تو یہی سمجھا جائے گا کہ ابھی اس کے اخلاص وصدق میں کچھ کمی ہے۔ حضرت سہل سے گذارش کی گئی کہ اس شخص کے لیے کرامت کا ظہور کس انداز سے ہوگا۔ انہوں نے فرمایا وہ آدمی جیسے چاہے، جو چاہے اور جہاں سے چاہے کرامت کا ظہور ہوگا۔ اولیائے کرام کی کرامات کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ انہیں اطاعت الٰہی بجالانے کی سرمدی توفیق حاصل ہوتی ہے اور دوسری وجہ یہ ہے کہ گناہوں اور برے کاموں سے وہ محفوظ کر دیے جاتے ہیں۔

شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ’’مواقع النجوم ومطالع اھل الاسرار والعلوم‘‘ میں فرماتے ہیں۔ مردوں کو زندہ کرنے، اندھوں کو بینا کرنے اور کوڑھیوں کو تندرست کرنے میں بلاشبہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا رتبہ بہت بلند اور عظیم تھا۔ لیکن ان معجزات کا ظہور اللہ تعالیٰ کے اذن سے ہی ہوا۔ اسی طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مختلف پرندوں کو جمع فرمانا، پھر ان کے اجزاء بنا کر مختلف پہاڑوں پر بکھیر دینا، پھر ان کو آواز دینا اور ان پرندوں کا زندہ ہو کر آپ علیہ السلام کے پاس دوڑے دوڑے آنا۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کی اجازت اور اذن سے ہی ہوا اور عقل ودانش سے یہ بھی بعید نہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء میں سے کسی ولی کو ایسی کرامت سے نواز دے اور اس کے دست اقدس سے ایسے خلاف عادت فعل کو ظاہر فرما دے وہ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دعویٰ کرے اور اگر وہ کسی ایک شخص کے پاس اس خصوصیت کا اظہار کر دے جو اس کا اہل ہو تو پھر جائز ہے۔

ضروری نہیں کہ جو کرامت کسی ایک ولی کے ہاتھوں رونما ہو اس کا ظہور دوسرے اولیاء سے بھی ہو بلکہ اگر کسی ولی سے دنیا میں کوئی کرامت بھی ظاہر نہ ہو تو پھر بھی ہم اس کی ولایت پر اعتراض نہیں کر سکتے۔ لیکن انبیاء کا معاملہ اس کے برعکس ہے۔ ان کے لیے معجزات کا رونما ہونا ضروری ہے۔ کیونکہ نبی کو مخلوق کی طرف مبعوث کیا جاتا ہے اور لوگوں کو اس کی صداقت کا عرفان ضروری ہے اور یہ عرفان صرف معجزہ کے ظہور سے ہی ہو سکتا ہے۔ لیکن ولی کا معاملہ اس طرح نہیں ہے کیونکہ مخلوق کے لیے یہ جاننا ضروری نہیں کہ وہ ولی ہے بلکہ بعض اوقات اسے خود بھی اس کا یقین نہیں ہوتا۔

ولی کو اس کرامت پر مطمئن نہیں ہونا چاہیے جو اس سے رونما ہو اور نہ ہی صرف اس پر نظر رکھنا چاہیے۔ کیونکہ اس جیسے واقعات تو صرف اس کے یقین میں اضافہ اور اس کی بصیرت کو زیادہ کرتے ہیں تاکہ انہیں یہ یقین ہو جائے کہ ایسے افعال اللہ رب العزت کی طرف سے صادر ہوتے ہیں۔ وہ ایسی کرامات سے اپنے عقائد وغیرہ کے صحیح ہونے پر دلیل پکڑتے ہیں۔ اس تمام بحث سے یہی واضح ہوتا ہے کہ اولیائے کرام کی کرامت کو ماننا لازم ہے۔ جمہور اہل عرفان کا یہی نکتہ نظر ہے اور واقعات و حکایات کی کثرت بھی اسی پر دلالت کرتی ہے۔ اس طرح شکوک وشبہات کے تمام بادل چھٹ جاتے ہیں اور حقیقت روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے۔

کرامات کے جواز کے دلائل میں سے قرآن پاک کا بیان کردہ وہ واقعہ بھی ہے جس میں حضرت سلیمان علیہ السلام کے صحابی کا تذکرہ ہے اس نے کہا تھا:

اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ يَّرْتَدَّ اِلَيْكَ طَرْفُكَ (النمل:۴۰)

''میں لے آتا ہوں اسے آپ کے پاس اس سے پہلے کہ آپ کی آنکھ جھپکے''۔

حالانکہ وہ صحابی نبی نہ تھا۔

اسی طرح امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے متعلق روایت میں ہے کہ انہوں نے جمعہ کے روز خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے فرمایا یَاسَارِيَةُ الْجَبَلَ ''اے ساریہ! پہاڑ کی جانب ہو جاؤ'' ان کی یہ آواز حضرت ساریہ رضی اللہ عنہ تک پہنچی اور انہوں نے اس پر عمل کیا اور وہ پہاڑ کے دامن کی طرف چلے گئے۔

سوال

یہ کرامات اولیاء جو انبیاء ورسل کے معجزات سے معانی ومفہوم میں زائد ہوتی ہیں کیا ان کا ظہور ممکن ہے۔ کیا اولیاء کو انبیاء سے افضل قرار دینا جائز ہے؟

جواب

اس سوال کا جواب یہ ہے کہ یہ تمام کرامات ہمارے نبی محترم ﷺ کے معجزات کے ساتھ ملحق ہیں۔ کیونکہ ہر وہ شخص جو

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دوسری وجہ

حضرت مریم علیہا السلام کی تعجب خیز داستان بھی کرامات کے جواز کی دلیل قاطع ہے۔ آپ کو بغیر کسی بشر کے مس کیے حمل ہونا، کھجور کے خشک تنے سے تروتازہ کھجوریں ملنا ان کے پاس بے موسم پھل آنا۔ جیسا کہ اللہ کے اس ارشاد میں ہے:

كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ ۙ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا ۚ قَالَ يٰمَرْيَمُ اَنّٰى لَكِ هٰذَا ۖ قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۖ (آل عمران: ۳۷)

"جب بھی جاتے مریم کے پاس زکریا (اس کی) عبادت گاہ میں (تو) موجود پاتے اس کے پاس کھانے کی چیز (ایک بار) بولے اے مریم کہاں سے تمہارے لئے آتا ہے۔ یہ (رزق) مریم بولیں یہ اللہ تعالیٰ کے پاس سے آتا ہے"۔

حضرت مریم علیہا السلام سے ایسے ہی خلاف عادت افعال کا ظہور ہوا حالانکہ آپ نبیہ نہ تھیں۔

تیسری وجہ

اصحاب کہف کا قصہ بھی کرامت کے جواز کی دلیل ہے۔ وہ تین سو نو سال تک غار میں رہے وہ زندہ اور سلامت کسی آفت کے بغیر سوئے رہے۔ انہیں کوئی غذا یا پانی نہیں ملتا تھا اس کے باوجود ان کی سابقہ قوت برقرار رہی حالانکہ وہ انبیاء نہ تھے اس لیے ہم اس خلاف عادت فعل کو معجزہ نہیں کہیں گے بلکہ کرامت کے نام سے موسوم کریں گے۔

چوتھی وجہ

آصف بن برخیا کی حکایتِ دلنشیں بھی کرامت کے جواز کی اہم دلیل ہے۔ وہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے ساتھی تھے اور انہوں نے آنکھ جھپکنے سے پہلے بلقیس کے تخت کو اٹھا کر حضرت سلیمان علیہ السلام کے دربار میں حاضر کیا تھا۔ اکثر مفسرین نے اللہ کے فرمان "الَّذِیْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ" (النمل: ۴۰) سے آصف بن برخیا کی ذات ہی مراد لی ہے۔

ہم نے پہلے صحابہ کرام کی مختلف کرامات کا تذکرہ کیا ہے اور ان کے عہد ہمایوں کے بعد بھی کرامات کا سلسلہ جاری رہا۔ کوئی شخص ان کرامات کو شمار نہیں کرسکتا اہل کرامات سابقہ زمانہ میں بھی رہے اور آئندہ بھی ان کے وجود مسعود سے دنیا سعادت مند ہوتی رہے گی۔ ہمیں یہ دلیل ہی کافی ہے کہ ان منکرین سے پہلے بھی لوگ کرامات کا ذکر کرتے رہے۔ بنو اسرائیل عمران کے زمانہ کے بعد کے اولیاء کی کرامات تو کتب میں بھی موجود ہیں۔ صحابہ کرام بڑی دلچسپی سے ان کرامات کے تذکرے کرتے تھے۔

پانچویں وجہ

کرامات کے جواز کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس امت کے اولیاء اور علماء کو علوم کثیرہ سے نوازا حتی کہ انہوں نے بہت سی کتب تصنیف کیں اگر اندازہ لگایا جائے تو کوئی اور شخص اتنی کم مدت میں ان کتابوں جیسی ایک کتاب بھی نہیں لکھ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کرامت جو کسی بھی ولی سے ظہور پذیر ہوتی ہے۔ یا اسے عطا ہوتا ہے تو یقیناً اس کی عزت و شرف نبی اکرم ﷺ کی طرف ہی راجع ہے کیونکہ وہ ولی آپ ﷺ کے پیروکاروں میں سے ہی ہے اور احکام شریعت کی پیروی کرنے سے ہی اس کو یہ رفیع مرتبہ ملا۔

اس مسئلہ میں علماء کا اختلاف ہے۔ بعض علماء ولی کی کرامت، نبی کا معجزہ ثابت کرتے ہیں اور بعض اس سے انکار فرماتے ہیں اور بعض ولی کے لیے اس فعل کرامت کو ثابت کرتے ہیں۔ جو نبی کے لیے بطور معجزہ رونما نہ ہو چکا ہو۔ لیکن ہمارے صوفیائے کرام اس کی نفی نہیں کرتے کیونکہ وہ ایسی کرامات کا اپنی ذات میں اور دیگر صوفیاء کرام کے ہاتھوں پر ہر روز مشاہدہ کرتے رہتے ہیں وہ اصحاب کشف اور باذوق ہوتے ہیں۔ اگر ہم ان کرامات کا ذکر کریں جن کا ہم نے مشاہدہ کیا ہے اور ان کرامات کا بھی تذکرہ کریں جو ہم نے ثقہ راویوں سے سنی ہیں تو سننے والا ششدر رہ جائے اور یہ بھی ممکن ہے کہ وہ ان کا انکار کردے۔ یہ صرف اس کی نظر کا قصور ہوگا۔ کیونکہ اس نے اس شخص کو ہی دیکھا جس کے ہاتھوں کرامت کا ظہور ہوا اس نے اس ذات کی طرف دھیان دیا جو قادر مطلق اور مختار کل ہے اور جس نے اس ولی کے دست اقدس پر ایسی کرامت کا ظہور کروایا۔ میں نے اپنے زمانے کے ایک فقیہ کو دیکھا وہ کہتا تھا اگر میں کسی شخص کے ہاتھوں ایسے امور (کرامات) کو صادر ہوتے ہوئے دیکھ لوں تو میں یہی کہوں گا کہ یہ میرے دماغ کا فساد ہے کرامت کا ظہور اگرچہ میرے نزدیک جائز ہے میں پھر بھی اسے تسلیم نہیں کروں گا۔

اللہ رب العزت کی یہ شان ہے کہ وہ جس شخص کے ہاتھوں چاہے اپنی منشاء کے مطابق کرامت کا ظہور کرسکتا ہے۔ اے نور نظر! ذرا دیکھو یہ حجاب کتنا کثیف ہے اس شخص کی جہالت کتنی بڑی اور اس کا انکار کتنا شدید ہے۔ اللہ رب العزت ہی ہماری دستگیری فرمائے اور اس کی بھی راہنمائی کرے اور ہمارے نور بصیرت کو عام کردے۔

امام تاج الدین السبکی نے اپنی کتاب "طبقات" میں کرامات کے جواز پر طویل گفتگو تحریر فرمائی ہے اور منکرین کو شافی و کافی جوابات ارشاد فرمائے ہیں پھر بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی کرامات کو رقم فرمانے کے بعد لکھتے ہیں۔ یہ واقعات جو میں نے ابھی ذکر کیے ہیں یہ اس شخص کے لیے تو کافی ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے تھوڑی سی بصیرت بھی عطا فرمائی ہے۔ پھر بھی اگر کوئی انکار ہی کرے اور اثبات کرامات کے لیے کسی خاص دلیل اور عمدہ برہان کا متلاشی ہو تو ہم اس سے کہیں گے کہ کرامات کے ثبوت کی دلیل کئی وجوہات پر مشتمل ہے۔

پہلی وجہ

یہ وجہ اتنی مشہور و معروف ہے کہ اس کا انکار صرف جاہل ہی کرسکتا ہے علماء اور صالحین کے ہاتھوں رونما ہونے والی کرامات اتنی ہی مشہور ہیں جتنی حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شجاعت اور حاتم کی سخاوت مشہور ہے۔ بلکہ کرامات کا انکار کرنا شجاعت علی رضی اللہ عنہ اور سخاوت حاتم کے انکار سے زیادہ حیرت انگیز ہے کیونکہ کرامات کا شہرہ ان کے ان اوصاف سے بھی زیادہ ہیں کرامات کا انکار صرف وہی شخص کرسکتا ہے جس کا دل مسخ ہو چکا ہو اللہ تعالیٰ پناہ دے۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

علامہ شارح فرماتے ہیں۔اس کا مفہوم یہ ہے کہ نبی کے بعد اگر کسی ولی سے کرامت ظاہر ہوتی ہے تو وہ کرامت اس نبی کے معجزات کا تتمہ ہوتی ہے۔اس امت مرحومہ کے صالحین کی کرامات نبی محترم ﷺ کے معجزات کا تکملہ ہیں اولیاء کا وجود مسعود بھی نبی محترم ﷺ کی مستقل کرامات میں سے ہے۔کیونکہ انہی کے صدقے بندوں کی حاجات پوری ہوتی ہیں۔ شہروں سے بلائیں ٹلتی ہیں۔رحمت کا نزول ہوتا ہے اور عذاب ٹل جاتا ہے۔

امام محمد یوسف بن اسماعیل النبہانی فرماتے ہیں۔امت محمدیہ کے اولیاء کی کرامات کی کثرت کی وجہ یہ ہے تاکہ سارے انبیاء ورسل پر حضور ﷺ کی سیادت وسرداری کا اظہار ہو جائے کیونکہ آپ ﷺ خاتم النبیین اور حبیب رب العالمین ﷺ ہیں۔آپ ﷺ کے دین مبین کو تا قیامت دوام حاصل ہے۔اسی وجہ سے ایسے اسباب کی بھی ضرورت ہے جو لگا تار اس کی تصدیق کرتے رہیں ان اسباب میں سے سب سے قوی ترین سبب اولیاء کی کرامات ہیں جو درحقیقت آپ ﷺ کے معجزات ہیں۔قرآن پاک جو تمام معجزات کا سردار ہے وہ ان کے علاوہ ہے یہ کتاب لاریب آیات بینات کی جامع ہے۔یہ اللہ تعالیٰ کا کلام قدیم اور ذکر حکیم ہے۔

لَّا يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ مِنۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِۦ ۖ تَنزِيلٌ مِّنْ حَكِيمٍ حَمِيدٍ (حم سجدہ:۴۲)

''اس کے نزدیک نہیں آسکتا باطل نہ اس کے سامنے سے اور نہ پیچھے سے، یہ اتری ہوئی ہے بڑی حکمت والے سب خوبیاں سراہے کی طرف سے''۔

اسی طرح ان معجزات میں قیامت کی وہ نشانیاں بھی شامل ہیں جن کا اظہار آہستہ آہستہ ہو رہا ہے۔ایسے محسوس ہوتا ہے کہ آپ ﷺ اپنی امت میں موجود ہیں اور آپ ﷺ کی امت آپ ﷺ کے وصال کے بعد آپ ﷺ کے معجزات کا اسی طرح مشاہدہ کر رہی ہے۔جس طرح لوگ آپ کی حیات ظاہری میں معجزات کا مشاہدہ کرتے تھے۔تاکہ اللہ تعالیٰ اہل ایمان میں اضافہ فرمائے۔اور کفار میں سے جس کو چاہے دولت اسلام سے مالا مال فرمائے۔کرامات کی کثرت اس بات پر شاہد ہے کہ حضور ﷺ کی امت میں اولیاء کثرت سے ہیں اور ان کا ظہور ہر زمانہ میں ہوتا رہتا ہے۔جیسا کہ علامہ ابن عربی وغیرہ نے بیان کیا ہے صحیح کشف کے مطابق امت محمدیہ میں اولیاء کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار یعنی انبیاء کرام کی تعداد کے برابر ہے۔یقیناً ان سے کثیر کرامات رونما ہوتی رہتی ہیں۔یہ تمام کرامات نبی محترم ﷺ کے معجزات ہی ہیں ان کی وجہ سے آپ ﷺ کے معجزات کئی گنا ہو کر اتنے ہو گئے ہیں کہ ان کو شمار کرنا ناممکن ہے صحابہ کرام کے ہاتھوں زیادہ کرامات رونما نہ ہونے میں بھی یہی حکمت کارفرما تھی کیونکہ ان کے عہد رزیں میں حضور ﷺ کے معجزات کی وجہ سے نور ایمان کا اجالا اور ہدایت کی روشنی عام تھی وہ ہمہ وقت آپ ﷺ کے معجزات کا مشاہدہ کرتے رہتے تھے۔کرامات صحابہ بھی اگرچہ اولیاء کی کرامات کی طرح آپ ﷺ کے معجزات ہیں۔لیکن وہ کم ظہور پذیر ہوئیں۔کیونکہ اس وقت ان کی ضرورت بالکل کم تھی۔

سوال

علامہ تاج الدین ''الطبقات'' میں ایک سوال اٹھاتے ہیں کہ صحابہ کرام کی کرامات اگرچہ کثیر ہیں لیکن یہ ان کرامات سے

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سکتا۔ پھر ان علماء نے اپنی کتابوں کو لطیف نکتوں اور عمدہ دلائل سے لبریز کر دیا ہے کہ اہل عقل ششدر رہ جاتے ہیں۔ انہوں نے اپنی تصنیفات میں کتاب وسنت سے عجیب حکمتیں بیان کی ہیں۔ حق کو ثابت، باطل کا بطلان کیا ہے۔ پھر انکا مجاہدات کرنا اور اللہ کی طرف دعوت دینے پر صبر کرنا مختلف اذیتوں کو برداشت کرنا انتہائی ذہین وفطین ہونے کے باوجود ان کا اپنے آپ کو دنیاوی آسائشوں سے دور رکھنا اسی طرح اپنے آپ کو علوم کے حصول کے لیے وقف کرنا۔ اگر کوئی غور وفکر کرنے والا ان انتہائی عظیم امور میں غور وفکر کرے گا تو اسے معلوم ہوگا کہ یہ نعمتیں (کرامتیں) بیابان میں پارۂ ناں ملنے اور چٹیل میدان میں پانی کا پیالہ ملنے سے کتنی عظیم ہیں۔

امام شعرانی اپنی کتاب ''الیواقیت والجواہر'' کے انتیسویں باب میں لکھتے ہیں:

''جمہور علماء کا قول ہے کہ وہ خلاف عادت فعل جو کبھی نبی کے لیے بطور معجزہ رونما ہو کسی ولی کے لیے بطور کرامت رونما ہوسکتا ہے۔ اس نظریہ میں معتزلہ اور ابواسحٰق الاسفرائینی کا اختلاف ہے۔ معتزلہ کہتے ہیں وہ خلاف عادت واقعہ جو کسی نبی کے لیے بطور معجزہ رونما ہو وہ کسی ولی کے لیے بطور کرامت ظہور پذیر نہیں ہوسکتا۔ ولی کی زیادہ سے زیادہ کرامت یہ ہوسکتی ہے کہ اس کی دعا کو شرف قبولیت سے نواز اجائے بیابان میں اس کو پانی وغیرہ مل جائے وغیرہ

شیخ محی الدین ابن عربی فتوحات مکیہ کے ایک سوستائیسویں باب میں لکھتے ہیں۔

استاذ محترم ابواسحٰق کا نکتہ نظر بالکل درست ہے۔ لیکن میں اس کے ساتھ ایک اور شرط کا اضافہ کرتا ہوں وہ یہ کہ ہمیں کہنا چاہیے کہ کسی نبی کا معجزہ کسی ولی کی کرامت نہیں ہوسکتا۔ سوائے اس کے کہ وہ ولی اس معجزہ واقعہ سے اپنے نبی کی تصدیق وتائید کرے وہ اسے اپنی طرف سے بطور کرامت ظاہر نہ کر رہا ہو۔ جیسا کہ اولیاء کے مابین مشہور ہے۔ اگر وہ نبی چیلنج کے وقت کسی خاص وقت میں اس خلاف عادت فعل سے روک دے یا اپنی ظاہری زندگی تک منع کر دے تو پھر اس مشروط زمانہ کے گذرنے کے بعد کسی ولی کے لیے اس واقعہ کا بطور معجزہ رونما ہونا جائز ہے۔ اور اگر اس نبی نے اس معجزہ کو مطلق رکھا اور کوئی قید نہ لگائی تو پھر اسی طرح ہے جس طرح استاذ محترم نے بیان فرمایا ہے۔

امام شیخ محمد بن علی امام سبکی کے اس شعر کی تشریح میں فرماتے ہیں۔

وَفِیْ كُلِّ وَقْتٍ اِنْ تَاَمَّلَ ذُوالنُّهٰی
يُشَاهِدُ حُدُوْثَ الْمُعْجِزَاتِ الْجَدِيْدَةِ

''اگر کوئی عقلمند تامل کرے تو اس کو ہر لمحہ نئے معجزات رونما ہوتے ہوئے دکھائی دیں گے''۔

امام عارف شہاب الدین سہروردی فرماتے ہیں کہ اولیاء کی کرامات کی کئی اقسام ہیں کبھی وہ فضا میں سے غیب کی صدا سنتے ہیں۔ انہیں اپنے اندر سے آواز آتی ہے۔ بعض اوقات ان کے لیے زمین لپیٹ دی جاتی ہے۔ اور کبھی وہ بعض حادثات کے رونما ہونے سے قبل ہی ان کی خبر دیتے ہیں۔ انہیں یہ سعادت حضور ﷺ کی مکمل اتباع کرنے کی وجہ سے حاصل ہوتی ہے۔ اولیاء کی [illegible] ت انبیاء کے معجزات کا تتمہ ہے''۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دوسری بحث

کرامات کی اقسام

علامہ تاج الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کرامات کی کئی اقسام ہیں

(۱) مردہ کو زندہ کرنا

ایک دفعہ ابو عبید البسری رحمۃ اللہ علیہ نے راہ خدا میں جہاد کیا۔ دوران جہاد ان کی سواری مرگئی۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ سے التجاء کی کہ وہ اسے زندہ فرمادے تاکہ وہ بسر واپس جاسکیں۔ اسی وقت ان کی سواری کان جھاڑتے ہوئے کھڑی ہوگئی۔ جب وہ جہاد سے فارغ ہوکر واپس بسر تشریف لے گئے تو خادم کو حکم فرمایا ''اس سواری سے زین اتارلو' جب اس نے اس کی زین اتاری تو وہ فوراً مرکر نیچے گر پڑی۔

اس طرح کی اور بھی بہت سی حکایات ہیں۔ حضرت مفرج الامامینی رحمۃ اللہ علیہ اللہ تعالیٰ کے عظیم ولی تھے ایک دفعہ ان کے سامنے بھونا ہوا چوزہ پیش کیا گیا۔ آپ نے اسے اڑنے کا حکم دیا وہ اسی وقت اللہ تعالیٰ کے حکم سے زندہ ہوکر محو پرواز ہوگیا۔

شیخ محترم حضرت الاھدل رحمۃ اللہ علیہ نے ایک بلی پال رکھی تھی ایک دن ان کے خادم نے اسے مارا جس کی وجہ سے وہ مرگئی۔ خادم نے بلی کو باہر پھینک دیا۔ دو یا تین راتوں کے بعد شیخ نے خادم سے بلی کے متعلق پوچھا خادم نے کہا ''میں نہیں جانتا'' انہوں نے فرمایا کیا تو نہیں جانتا پھر شیخ نے بلی کو آواز دی۔ وہ فوراً ان کے پاس آگئی۔

غوث الثقلین حضور غوث اعظم سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی بھی اس قسم کی حکایت مشہور ہے ایک دفعہ آپ نے مرغی کا گوشت تناول فرمایا پھر اس کی ہڈیوں کو جمع کر کے اپنا دست اقدس ان پر رکھا اور فرمایا، اللہ تعالیٰ کے اذن سے زندہ ہوجا جو بوسیدہ ہڈیوں کو زندہ فرماتا ہے۔ اسی وقت وہ مرغی زندہ ہوگئی۔

اسی طرح روایت ہے کہ شیخ ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کا ایک ساتھی فوت ہوگیا اس کے اہل وعیال نے اس پر آہ و بکا شروع کی جب شیخ نے ان کی گھبراہٹ دیکھی تو وہ اس مردہ کے پاس گئے اور فرمایا ''قُمْ بِاِذْنِ اللّٰهِ'' اللہ کے حکم سے کھڑا ہوجا۔ وہ مردہ اسی وقت کھڑا ہوگیا اور پھر عرصہ طویل تک زندہ رہا۔

شیخ زین الدین الفاروقی الشافعی رحمۃ اللہ علیہ مدرس مدرسہ الشامیہ کے متعلق مشہور ہے کہ ایک دفعہ ایک بچہ چھت کے نیچے آکر فوت ہوگیا۔ انہوں نے اس کی زندگی کے لیے دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے انہیں حیات نو عطا فرمائی۔

اس قسم کی کرامات بے شمار ہیں اور میرا ان پر ایمان ہے لیکن میرے نزدیک یہ ثابت نہیں کہ کسی ولی نے کسی ایسے مردہ کو زندہ کیا ہو جو عرصہ دراز سے مرچکا ہو اور اس کی ہڈیاں بوسیدہ ہوگئی ہوں۔ پھر وہ حیات نو ملنے کے بعد کافی عرصہ زندہ رہا ہو۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پھر بھی کم ہیں جو ان کے زمانہ کے بعد رونما ہوئیں اس کی کیا وجہ ہے؟

پہلا جواب

امام جلیل، احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اس سوال کا جواب ارشاد فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ایمان قوی تھا۔ اس لیے انہیں کسی ایسی چیز کی ضرورت نہ تھی جو ان کے ایمان کو زیادہ کرتی ان کے زمانے کے بعد مرور وقت کے ساتھ ساتھ ایمان کمزور ہوتا گیا اس لیے ایمان کو تقویت دینے کے لیے کرامات کو ظاہر کیا گیا۔

شیخ سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کا قول بھی امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے نقطہ نظر کی تائید کرتا تھا۔ وہ فرماتے ہیں۔ خلاف عادت واقعہ کا ظہور اس لیے ہوتا ہے تاکہ اس سے صاحب کشف کے یقین کے ضعف کا علاج کیا جا سکے۔ یہ ظہور عبادت گذار بندوں کے لیے ثواب معجّل (جلدی ملنے والے ثواب) کی طرح ہے۔ لیکن اس گروہ سے بلند تر ایک ایسی قوم بھی ہے جن کے دلوں سے حجابات اٹھا دیئے جاتے ہیں اس لیے انہیں ایسے واقعات کے ظہور کی کوئی حاجت نہیں ہوتی۔

دوسرا جواب

صحابہ کرام کے ہاتھوں رونما ہونے والی کرامات ان کے مقام رفیع اور عظمت کے سامنے ہیچ تھیں۔ کیونکہ وہ لوگ اتنے سعادت مند تھے کہ انہوں نے طلعت مصطفیٰ ﷺ کی زیارت کی تھی وہ راہ استقامت پر گامزن تھے اور یہ سب سے بڑی کرامت ہے۔ دنیا ان کے سامنے مغلوب تھی لیکن انہوں نے اسے نگاہ غلط سے بھی نہ دیکھا اس کی طرف ذرا بھر بھی میلان نہ رکھا۔ اللہ رب العزت نے ان کے سر پر اپنی رضا کا تاج سجایا ان کے پاس دنیاوی ساز و سامان آج ہمارے دنیاوی ساز و سامان سے کہیں زیادہ تھا اس لیے ان کا اعراض بھی شدید تھا اور یہی سب سے بڑی کرامت ہے انہیں ایک ہی شوق بے چین رکھتا تھا کہ اللہ تعالیٰ کا کلمہ بلند ہو اور لوگوں کو بارگاہ ربوبیت کی طرف دعوت دی جائے۔

امام قشیری رسالہ میں فرماتے ہیں۔ اگر کسی ولی کی کوئی کرامت دنیا میں ظاہر نہ بھی ہو تو اس کی وجہ سے اس پر یہ الزام نہیں لگایا جائے گا کہ وہ ولی نہیں ہے۔ شیخ اسلام زکریا انصاری اس قول کی شرح میں فرماتے ہیں۔ بعض اوقات وہ ولی جس کی کرامات ظاہر نہ ہوں وہ اس ولی سے افضل ہوتا ہے جس کے دست اقدس سے کرامات کا ظہور ہوتا ہے۔ کیونکہ افضلیت کا انحصار یقین کی زیادتی پر ہے نہ کہ کرامت کے ظہور پر۔

امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ یہ ضروری نہیں کہ وہ ولی جس کے ہاتھوں کرامات کا ظہور ہوتا ہو اس ولی سے افضل ہو جس کے دست اقدس پر کرامات کا ظہور نہ ہوتا ہو۔ بعض اوقات صاحب کرامت ولی سے وہ ولی افضل ہوتا ہے۔ جس سے کوئی کرامت صادر نہ ہو۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

انجیر کا درخت دیکھا میں نے اس کا پھل حاصل کرنے کے لیے آگے ہاتھ بڑھایا اس وقت اس درخت سے آواز آئی اپنی قسم کی حفاظت کریں اور میرا پھل نہ کھائیں کیونکہ میں ایک یہودی کی ملکیت میں ہوں۔ میں نے اسی وقت اپنا ہاتھ روک لیا۔

بیماروں کا شفایاب ہونا

حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ ایک شخص کے متعلق بیان فرماتے ہیں کہ وہ پہاڑوں پر ایک ایسے شخص سے ملے جو کوڑھیوں، اندھوں اور مریضوں کو تندرست کرتا تھا اسی طرح حکایت بیان کی جاتی ہے کہ حضرت عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے ایک اپاہج، مفلوج اور جذامی لڑکے سے فرمایا: قُمْ بِاِذْنِ اللّٰهِ ''اللہ کے حکم سے کھڑا ہو جا'' وہ فوراً کھڑا ہو گیا اور ایسے محسوس ہوتا تھا کہ اسے کوئی مرض لاحق ہی نہیں۔

حیوانات کا اطاعت کرنا

جیسا کہ شیر حضرت ابوسعید بن ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ کا حکم بجالایا تھا اور اسی قسم کا واقعہ حضرت ابراہیم الخواص رحمۃ اللہ علیہ سے بھی منقول ہے۔ نہ صرف حیوانات بلکہ جمادات بھی اولیاء کی اطاعت کرتے ہیں۔ جیسا کہ سلطان العلماء، شیخ الاسلام عزالدین بن عبدالسلام رحمۃ اللہ علیہ نے فرنگیوں کے واقعہ کے روز فرمایا تھا اے ہوا! انہیں پکڑ لے۔

زمانے کا پھیل جانا اور سمٹ جانا

عقل و دانش کے لیے ایسی کرامات کو سمجھنا از حد دشوار ہے اس لیے اس مسئلہ کو اولیاء کرام کے سپرد کرنا ہی بہتر ہے۔ اس قسم کی کرامات بھی بے شمار ہیں۔

دعا کی قبولیت

اس قسم کی کرامات بھی ان گنت ہیں اور ایک جماعت نے ان کا مشاہدہ کیا ہے۔

زبان کا کلام کرنے سے رک جانا یا زبان کی گرہ کا کھل جانا۔ نفرت سے بھرپور دلوں کو ایک ہی نظر میں اپنا گرویدہ بنالینا۔ غیب کی بعض خبریں دینا۔ اس کا ظہور بھی زیادہ ہے۔ عرصہ طویل تک کھانے پینے سے پرہیز کرنا

مقام تصرف پر فائز ہونا

اولیاء کرام کے ہاتھوں اس قسم کی بہت سی کرامات کا ظہور ہوا ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ شیخ ابوالعباس الشاطر بارش کو درہم و دینار سے فروخت کرتے تھے۔ اس قسم کی روایات اتنی کثرت سے منقول ہیں کہ سننے والے کے ذہن کے لیے انکار کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہتی۔

زیادہ کھانا کھانے پر قدرت، حرام کھانے سے اجتناب

حضرت حارث المحاسبی کے متعلق حکایت ہے کہ وہ کھانے کو سونگھ کر معلوم کر لیتے کہ وہ حرام ہے یا حلال اگر کھانا حلال کا ہوتا تو کھا لیتے ورنہ ترک کر دیتے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ ان کی ایک رگ پھڑکتی تھی جس سے وہ معلوم کر لیتے تھے کہ یہ کھانا

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کسی ولی کے بارے منقول نہیں کہ اس سے اس قسم کی کرامت رونما ہوئی ہو۔ البتہ انبیائے کرام علیہم السلام کے اس قسم کے معجزات ہیں۔ لیکن ایسے معجزہ تک کرامت کی رسائی نہیں ہو سکتی۔ یہ ممکن ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام میں سے کوئی نبی سابقہ امم کے افراد کو زندہ کر دیتا پھر وہ تا دیر زندہ رہتے۔ لیکن میرا یہ اعتقاد نہیں کہ کوئی ولی ہمارے لیے امام شافعی یا امام ابوحنیفہ رحمہما اللہ علیہ کو زندہ کر دے اور وہ ہمارے پاس طویل عرصہ زندہ رہیں اور وہ اسی طرح لوگوں میں مل کر رہیں جس طرح وہ وفات سے پہلے لوگوں میں مل جل کر رہتے تھے۔

مردوں کا کلام کرنا

کرامات کی یہ قسم، پہلی قسم کی کرامات سے زیادہ رونما ہوتی ہے۔ مثلاً حضرت ابوسعید الخراز رضی اللہ عنہ اور حضرت عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ سے اور دیگر کئی اولیائے کرام سے اس قسم کی کرامات ظہور پذیر ہوئیں۔

سمندر کا پھٹنا اور پانی پر رواں ہونا

اس قسم کی کرامات بھی کثرت سے رونما ہوتی ہیں۔ مثلاً شیخ الاسلام تقی الدین بن دقیق العبد رحمۃ اللہ علیہ سے ایسی ہی کرامات کا ظہور رہا۔

مختلف اشیاء کا تبدیل ہو جانا

شیخ ہتار الیمنی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک شخص نے ازروئے مذاق دو ایسے برتن بھیجے جو شراب سے بھرے ہوئے تھے۔ انہوں نے ایک برتن کو دوسرے میں انڈیلا اور فرمایا اللہ کا نام لے کر کھاؤ جب لوگوں نے کھانا شروع کیا تو وہ شراب گھی میں تبدیل ہو چکا تھا اس کی رنگت بھی بے مثال تھی اور اس کی خوشبو بھی بے نظیر تھی۔

زمین کا سمٹ جانا

ایک بزرگ جامع طرسوس میں تھے ان کے دل میں حرم پاک کی زیارت کا شوق پیدا ہوا انہوں نے اپنا سر گریبان میں ڈالا جب سر باہر نکالا تو وہ حرم کعبہ میں موجود تھے۔ اس قسم کی روایات تواتر کے ساتھ منقول ہیں کوئی احمق ہی ان کا انکار کر سکتا ہے۔

حیوانات اور جمادات کا محو کلام ہونا

یہ کرامات بھی کثرت سے وقوع پذیر ہوتی ہیں۔ حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ بیت المقدس کے راستہ میں انار کے ایک درخت کے نیچے بیٹھے ہوئے تھے۔ اس درخت نے عرض کی اے ابواسحٰق! مجھ سے کچھ تناول فرما کر مجھے عزت بخشیں۔ اس درخت نے تین بار یہی عرض کیا اس وقت وہ ایک چھوٹا سا درخت تھا اور اس کے انار بھی کڑوے تھے۔ جب حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ نے اس میں سے ایک انار کھایا تو اس وقت درخت بھی بڑا ہو گیا اور اس کے انار بھی میٹھے ہو گئے۔ وہ درخت سال میں دو بار ثمر آور ہوتا اسی وجہ سے اس کا نام "رمانۃ العابدین" پڑ گیا۔

حضرت شبلی فرماتے ہیں میں نے قسم اٹھائی کہ صرف حلال چیزیں ہی کھاؤں گا۔ میں صحراء میں عازم سفر تھا میں نے وہاں

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

زمینی خزائن کا علم ہونا

حضرت ابوتراب رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ انہوں نے زمین پر اپنا پاؤں مارا جس سے شفاف پانی کا چشمہ بہہ نکلا۔ ایک اور شخص سے روایت ہے کہ اسے حج کے راستہ میں شدید پیاس لگی لیکن اسے پانی دستیاب نہ ہو سکا اس نے ایک فقیر دیکھا جس نے اپنا عصا زمین کے اندر گاڑھ رکھا تھا اور عصا کے نیچے سے پانی کا چشمہ رواں تھا۔ اس نے نہ صرف اپنا مشکیزہ پانی سے بھرا بلکہ دیگر حاجیوں کو بھی اس کے متعلق بتایا انہوں نے بھی اس پانی سے اپنے برتن بھر لیے۔

تھوڑے عرصہ میں کثیر تصانیف کا مصنف ہونا

اس قسم کی کرامات کا تعلق نشر زمان کے ساتھ ہے۔ علماء کا اتفاق ہے کہ اگر امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی عمر کا حساب کیا جائے تو ان کی عمر ان کی تصانیف کے دسویں حصہ پر بھی پوری نہیں ہوتی۔ حالانکہ انہیں کتابیں لکھنے کے علاوہ اور بھی بہت سی مصروفیات تھیں۔ مثلاً غور و فکر کر کے قرآن پاک کی تلاوت کرنا، رمضان المبارک میں دو دفعہ قرآن پاک پڑھنا، درس و تدریس اور فتویٰ نویسی میں مصروفیت، ذکر و فکر کرنا اور امراض کی اتنی کثرت کہ ہر وقت انہیں ایک یا دو بیماری ضرور لاحق ہوتی تھیں۔ ایک دفعہ انہیں لگا تار تیس بیماریوں کا سامنا کرنا پڑا۔

امام الحرمین ابوالمعالی الجوینی رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف کی بھی یہی حالت ہے۔ اگرچہ وہ طلبہ کو پڑھانے، ذکر کی مجالس اور وعظ کی محافل میں مصروف رہتے تھے پھر بھی ان کی تصانیف کی تعداد بے شمار ہے۔ اسی طرح امام نووی کی تصانیف بھی ان گنت ہیں۔

زہر اور دیگر مہلک اشیاء کا اثر نہ کرنا

ایک بادشاہ نے کسی بزرگ سے کہا میرے لیے کسی کرامت کو ظاہر کر، ورنہ میں تمام فقراء کو تہ تیغ کر دوں گا۔ بادشاہ کے قریب اونٹوں کی لید پڑی ہوئی تھی۔ بزرگ نے بادشاہ سے کہا ادھر دیکھو جب بادشاہ نے ادھر دیکھا تو تمام لید سونے کی بن چکی تھی۔ بادشاہ کے پاس ایک پیالہ تھا جس میں پانی کا ایک قطرہ بھی نہ تھا اس بزرگ نے وہ پیالہ لیا اسے ہوا میں اچھالا جب اس نے اسے دوبارہ پکڑا تو وہ پانی سے لبریز تھا۔ انہوں نے پانی کے پیالے کو الٹا کر دیا۔ لیکن اس میں سے پانی کا ایک قطرہ بھی نیچے نہ گرا۔ یہ تمام کرامات دیکھ کر بادشاہ نے کہا یہ جادو ہے۔ اس بزرگ نے آگ کا بہت بڑا الاؤ روشن کرنے کے لیے کہا پھر سماع کا حکم دیا۔ جب تمام درویش وجد میں آ گئے تو وہ بزرگ اپنے درویشوں سمیت آگ میں کود پڑے۔ پھر وہ بزرگ باہر آئے انہوں نے بادشاہ کے نور نظر کو پکڑا اور اس کو لے کر آگ میں داخل ہو گئے۔ پھر جب بادشاہ بے حد مضطرب ہوا تو وہ بچے کو لے کر آگ سے باہر نکل آئے۔ بچے کے ایک ہاتھ میں سیب اور دوسرے ہاتھ میں انار تھا۔ بادشاہ نے اپنے بیٹے سے پوچھا تم کہاں تھے۔ اس نے کہا میں ایک گلشن میں تھا۔ بادشاہ کے درباری نے کہا یہ سب کچھ شعبدہ بازی ہے۔ اس کی کوئی حقیقت نہیں۔ بادشاہ نے بزرگ سے کہا اگر تو زہر سے بھرا ہوا یہ پیالہ پی لے گا تو میں تجھے ولی تسلیم کر لوں گا۔ بزرگ نے زہر کا پیالہ نوش کر لیا۔ اس کی تاثیر کی وجہ سے ان کے کپڑے پھٹ گئے۔ لوگوں نے انہیں نئے کپڑے دیئے وہ بھی ریزہ ریزہ ہو گئے۔ اسی طرح انہوں نے کئی جوڑے پھاڑ دیئے۔ بالآخر ان کے اپنے ہی کپڑوں کو استحکام نصیب ہوا۔ وہ بزرگ پسینے سے شرابور ہو

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حلال ہے یا حرام، شیخ ابوالعباس المرسی کے متعلق حکایت ہے کہ ایک دفعہ لوگوں نے انہیں آزمانے کے لیے ان کے سامنے حرام کھانا رکھ دیا۔ انہوں نے فوراً بتا دیا کہ یہ کھانا حرام ہے۔ انہوں نے فرمایا اگر محاسبی کی حرام کھاتے وقت ایک رگ پھڑکتی تھی تو میری ستر رگیں پھڑک کر مجھے یہ بتا دیتی ہیں کہ یہ کھانا حرام ہے۔

دور سے دیکھ لینا

حضرت ابواسحٰق شیرازی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق مشہور ہے کہ وہ بغداد میں بیٹھ کر کعبہ مشرفہ کو دیکھ لیتے تھے۔

ہیبت ورعب

بعض اولیاء کو اللہ تعالیٰ نے اتنا رعب اور دبدبہ عطا فرمایا کہ آدمی صرف دیکھنے سے ہی مر جاتا۔ مثلاً حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ اسی طرح بعض اولیاء کے رعب کی وجہ سے انسان کی زبان گنگ ہو جاتی ہے اور بعض اولیاء کی ہیبت کی وجہ سے انسان اپنا عیب بھی بیان کر دیتا ہے۔ ایسی کرامات کثرت سے صادر ہوتی رہتی ہیں۔

حفاظت خداوندی

اللہ رب العزت بعض اولیاء کو ایسے شخص سے بچا لیتا ہے جو انہیں تکلیف دینے کا ارادہ کرتا ہے۔ وہ اس کے برے ارادے کو بھلائی میں بدل دیتے ہیں۔ جیسا کہ امام شافعی کا واقعہ وغیرہ۔

شکلیں تبدیل کر لینا

اس کو صوفیاء عالم امثال کے نام سے موسوم کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ عالم امثال عالم ارواح سے کثیف اور عالم اجسام سے لطیف ہوتا ہے وہ ارواح کے مختلف اجساد اختیار کرنے کی بنیاد اسی پر رکھتے ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے دلیل پکڑتے ہیں:

فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا (مریم:17)

”حضرت جبرائیل علیہ السلام حضرت مریم کے سامنے ایک بشر کے روپ میں ظاہر ہوئے“۔

حضرت قضیب البان موصلی وقت کے ابدال تھے۔ ایک شخص نے ان پر الزام لگایا کہ وہ نماز نہیں پڑھتے۔ انہوں نے فوراً مختلف شکلیں اپنائیں اور فرمایا تم نے مجھے کس شکل میں نماز پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا۔ اسی قسم کے اور بھی بہت سے واقعات ہیں۔

ایک شخص کہتا ہے کہ اس نے قاہرہ کے مدرسہ ”السیوفیہ“ میں ایک ضعیف شخص کو بلا ترتیب وضو کرتے ہوئے دیکھا اس شخص نے کہا اے شیخ! آپ ترتیب کے بغیر وضو کر رہے ہیں۔ انہوں نے فرمایا میں تو ترتیب سے وضو کر رہا ہوں لیکن تجھے نظر نہیں آ رہا۔ اگر تجھے قوت بصارت ہوتی تو یوں دیکھ لیتا۔ انہوں نے اس شخص کے ہاتھ کو پکڑا اور اسے کعبہ شریف کی زیارت کرا دی۔ پھر فوراً اسے مکہ معظمہ میں پہنچا دیا وہ کئی سال وہاں مقیم رہا۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تیسری بحث

صحابہ کرام کی کرامات

صحابہ کرام کے زمانہ اقدس کے بعد سے لے کر عصر حاضر تک بے شمار کرامات ظاہر ہوئی ہیں۔ یہ اتنی ان گنت ہیں کہ اگر صرف ایک دن رونما ہونے والی کرامات کو جمع کیا جائے تو پھر بھی کئی کتابیں مرتب ہو جائیں۔ علماء کرام نے اس صنف پر مفصل اور مختصر تصنیفات لکھی ہیں۔ بعض علماء نے ان کرامات کو مختلف کتب مثلاً تصوف، مواعظ، مناقب، طبقات اور تاریخ کی تالیفات میں پھیلا دیا ہے۔ ہر آنے والی نسل اپنے آباء سے کرامات روایت کرتی رہی۔ اور ہر زمانہ میں نئی کرامات کا ظہور ہوتا رہا۔ ان کرامات کا مشاہدہ صرف ایک انسان نہیں کرتا بلکہ لوگوں کا جم غفیر ان پر شاہد ہوتا ہے۔ وہ اپنی مجالس و محافل میں ان کے تذکرے کرتے ہیں۔ خواتین و مرد اور چھوٹے، بڑے ایک دوسرے سے انہیں روایت کرتے ہیں۔ ہر وقت اور ہر جگہ ان کو یاد کر کے رحمت الٰہی کو اپنی طرف متوجہ کیا جاتا ہے۔ میں نے اس باب میں صرف صحابہ کرام کی کرامات کو جمع کیا ہے۔ میں نے انہیں خصائص کبریٰ اور دیگر کتب سے نقل کیا ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی کرامات

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت عبدالرحمان بن ابی بکر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق کے گھر تین مہمان آگئے۔ آپ بارگاہ رسالت میں کھانا کھانے کے لیے جا چکے تھے۔ آپ نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں ہی حاضر رہے۔ جب رات کافی گذر گئی تو اپنے کاشانہ اقدس میں تشریف لائے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی زوجہ محترمہ نے عرض کی آپ اپنے مہمانوں کے لیے جلد گھر تشریف نہ لائے کیا وجہ ہے؟ آپ نے استفسار کیا، کیا انہوں نے کھانا کھالیا ہے؟ ان کی اہلیہ نے کہا مہمانوں نے کھانا کھانے سے انکار کر دیا تھا۔ انہوں نے کہا جب تک حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ گھر تشریف نہیں لائیں گے ہم کھانا نہیں کھائیں گے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ کی قسم! اب میں کھانا نہیں کھاؤں گا۔ پھر انہوں نے اپنے مہمانوں سے کہا کھانا شروع کرو۔ ان مہمانوں میں سے ایک کا بیان ہے۔ اللہ کی قسم! ہم جو لقمہ بھی اٹھاتے اس کے نیچے سے کھانا مزید اوپر آجاتا اور کھانے میں اضافہ ہو جاتا ہم خوب سیر ہو چکے تھے۔ لیکن کھانا پہلے سے بھی زیادہ تھا۔ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کھانے کو ملاحظہ کیا تو وہ پہلے کی نسبت زیادہ تھا۔ انہوں نے اپنی اہلیہ محترمہ سے پوچھا اے بنو فراس کی بہن! اس کی حقیقت کیا ہے۔ انہوں نے کہا اللہ کی قسم! میں اس سے ناآشنا ہوں۔ یہ کھانا تو پہلے سے تین گنا ہے۔ یہ تو ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔ پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بھی کھانا تناول فرمایا انہوں نے فرمایا میرا قسم اٹھانا تو شیطان کی طرف سے تھا۔ پھر انہوں نے کچھ کھانا نبی محترم ﷺ کو بھی پیش کیا۔ آپ ﷺ کے پاس صبح تک وہ کھانا پڑا رہا۔ ہمارے اور ایک قوم کے درمیان ایک عہد تھا جس کی مدت ختم ہو گئی۔ حضور ﷺ نے بارہ افراد کو مختلف مہمات پر بھیجا

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

گئے۔لیکن زہر نے ان پر کوئی اثر نہ کیا۔

علامہ سبکی فرماتے ہیں۔کرامات کی اقسام ایک سو سے بھی زائد ہیں۔میں نے کرامات کی جو اقسام تحریر کی ہیں وہ ان اقسام کے جواز کی دلیل ہیں جو تحریر نہیں کیں۔یہ اقسام ان حضرات کی تسلی کے لیے کافی ہیں جو غفلت کے خول سے باہر آ چکے ہیں۔میں نے کرامات کی جو اقسام بیان کی ہیں ان میں سے ہر قسم کے متعلقہ بہت سے واقعات و حکایات ہیں۔حق کے بعد صرف گمراہی ہے۔ہدایت کے دلنشین بیان کے بعد امر محال کے علاوہ اور کیا رہ جاتا ہے۔اہل تسلیم تو سر تسلیم خم کرتے ہیں۔

میں بارگاہ ایزدی میں دست بدعا ہوں کہ وہ ہمیں صالحین کے راستہ پر چلنے کی توفیق دے۔کیونکہ صراط مستقیم ان کا ہی راستہ ہے۔اگر ہم اولیاء کی تمام کرامات کو لکھیں تو ہمارے نفس ختم ہو جائیں اور بے شمار کاغذ لکھنے پڑیں۔(علامہ تاج السبکی کی عبارت ختم ہوئی)

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ ﴿٤٦﴾ (رحمٰن:۴٦)

''اور جو ڈرتا ہے اپنے رب کے روبرو کھڑا ہونے سے تو اس کو دو باغ ملیں گے''۔

قبر کے اندر سے جوان نے کہا اے عمر! اللہ تعالیٰ نے مجھے جنت میں اس نعمت سے دو مرتبہ سرفراز فرمایا ہے۔ علامہ تاج سبکی فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے متعلق فرمایا صحابہ! تم سے سابقہ امتوں میں محدث ہوا کرتے تھے۔ میری امت میں اگر کوئی محدث ہے تو وہ عمر ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اس مقام رفیع کی دلیل یہ کرامت ہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت ساریہ کو مسلمانوں کے ایک لشکر کا امیر مقرر کیا اور انہیں ایران کے شہروں کو فتح کرنے پر مامور فرمایا جب انہوں نے نہاوند کا محاصرہ کیا تو اس کے دروازے پر انہیں سخت مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ دشمن کی تعداد بہت زیادہ تھی۔ قریب تھا کہ مسلمانوں کو شکست ہو جاتی۔ اس وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ مدینہ طیبہ میں منبر پر تشریف فرما ہو کر خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔ آپ نے دوران خطبہ بلند آواز سے کہا: یَا سَارِیَۃُ الْجَبَلَ'' اے ساریہ پہاڑ کی طرف پناہ لے لو''۔ جس نے بھیڑوں کو چرانے کے لئے بھیڑیے کو نگران مقرر کیا اس نے ظلم کیا۔ اللہ رب العزت نے حضرت عمر کا یہ فرمان حضرت ساریہ تک پہنچا دیا ان کے لشکر نے بھی یہ آواز سنی اس وقت وہ پہاڑ کے دامن میں آ گئے۔ سب نے کہا یہ آواز امیر المومنین رضی اللہ عنہ کی ہے۔ اس طرح آپ کے فرمان پر عمل کرنے کی وجہ سے مسلمان مصائب سے نجات پا گئے اور بعد میں انہیں کامیابی نصیب ہوئی۔

امام تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس محفل میں حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے ان سے عرض کی گئی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ساریہ کو آواز کیوں دی حالانکہ اس وقت ساریہ ہماری محفل میں موجود نہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا حضرت عمر کا معاملہ انہیں پر چھوڑ دو وہ جس مسئلہ میں داخل ہوتے ہیں اس سے نکلنے کی راہ بھی ڈھونڈ لیتے ہیں۔

علامہ تاج سبکی فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ساریہ رضی اللہ عنہ کو جب یہ حکم فرمایا تو اس وقت آپ کا مقصد یہ نہیں تھا کہ میری کرامت کا اظہار ہو جائے بلکہ آپ کو اس وقت کشف ہوا۔ آپ نے میدان نہاوند میں مسلمانوں کا اسی طرح مشاہدہ کیا گویا کہ وہ آپ کے سامنے تھے۔ وہ اس وقت مدینہ طیبہ میں اپنی مجلس میں موجود نہ تھے۔ آپ کے تمام حواس میدان نہاوند میں لشکر اسلام میں مشغول تھے۔ آپ نے نہ صرف ان کے امیر کو خطاب کیا بلکہ پورے لشکر کو پہاڑ کی طرف جانے کا حکم فرمایا۔

اللہ رب العزت جب اولیاء کی زبان سے ایسے امور کا اظہار فرماتا ہے جن میں احتمال یہ ہے کہ وہ ان امور سے آگاہ ہوتے ہیں اور اگر یہ احتمال نہ بھی ہو پھر بھی یہ واقعہ ان کے لئے کرامت ہی ہوگا۔

امام الحرمین رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب'' الشامل'' میں فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ اقدس میں زلزلہ آیا آپ نے اللہ رب العزت کی حمد و ثنا بیان کی لیکن زمین پر بدستور لرزہ طاری رہا۔ آپ نے اپنا درہ زمین پر مارا اور فرمایا پرسکون

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اور ہر شخص کے ساتھ بہت سے افراد تھے۔ حضور ﷺ نے وہ کھانا تمام کے ساتھ بھیجا انہوں نے خوب جی بھر کر کھایا۔

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس ''مقام غابہ'' میں کچھ مال تھا۔ آپ نے اس میں بیس وسق کھجوریں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو عطا فرمائیں۔ جب آپ کے وصال کا وقت قریب آیا تو آپ نے فرمایا اے میری لخت جگر! میں اپنے وصال کے بعد نہ تو تم سے کسی کے زیادہ مالدار ہونے کا خواہاں ہوں اور نہ ہی تم سے زیادہ کسی کی تنگ دستی کی فکر ہے۔ میں نے تمہیں بیس وسق کھجوریں دی تھیں اگر تم اس پر قبضہ کر لیتی تو وہ تمہاری تھیں۔ لیکن اب تو وہ مال ورثاء میں تقسیم ہوگا۔ تمہارے دو بھائی اور دو بہنیں ورثاء میں شامل ہیں۔ تمام وراثت کو اللہ تعالیٰ کی کتاب کے مطابق تقسیم کر لینا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی میرے والد محترم! اگر میرے پاس مال و دولت کی کثرت ہوتی پھر بھی میں اس سے کنارہ کش ہو جاتی لیکن تعجب کی بات تو یہ ہے کہ میری صرف ایک بہن حضرت اسماء ہے اور آپ دو کا ذکر فرما رہے ہیں۔ دوسری کون ہے؟ آپ نے فرمایا وہ ابھی ماں کے پیٹ میں ہے۔ میرے علم کے مطابق وہ لڑکی ہے۔ ان کے وصال کے بعد ان کے ہاں بچی کی ولادت ہوئی۔

علامہ تاج سبکی فرماتے ہیں۔ اس واقعہ میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی دو کرامات ہیں۔ ایک یہ خبر دینا کہ اس مرض میں ان کا وصال ہو جائے گا۔ اسی وجہ سے آپ نے فرمایا یہ مال اب ورثاء کا ہے۔ دوسری کرامت یہ ہے کہ انہوں نے اپنے ہاں ایک بچی ہونے کی خبر دی۔ یہ خبر دینے میں حکمت یہ تھی۔ کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا وہ مال واپس کر دیں جو انہیں ہبہ کیا گیا۔ لیکن انہوں نے اس پر قبضہ نہ کیا۔ اس لیے انہوں نے فرمایا یہ مال اب ورثاء کا ہے اور ان کے ساتھ دو بہنیں اور دو بھائی ہیں۔ اس انداز گفتگو سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اپنی نور نظر کی رضا اور خوشی کتنی عزیز تھی۔ اس لیے انہوں نے فرمایا اے میری نور نظر! مجھے تمہاری ثروت مندی بڑی عزیز ہے اور تمہاری تنگ دستی مجھ پر کتنی گراں گزرتی ہے۔ پھر فرمایا اے عائشہ! ورثاء تمہارے بھائی اور بہن ہی ہیں اور اجنبی نہیں ہیں اور نہ ہی کوئی دور کا رشتہ دار ہے۔ اس گفتگو میں وہ نرمی اور شفقت ہے جو کسی سے مخفی نہیں ہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی کرامات

ابن ابی الدنیا نے کتاب القبور میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک دفعہ آپ بقیع کے قبرستان سے گذرے۔ آپ نے فرمایا: اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَااَھْلَ الْقُبُوْرِ ہمارے پاس اور تمہارے متعلق خبریں یہ ہیں کہ تمہاری بیویوں نے شادیاں کر لی ہیں۔ تمہارے گھروں کو لوگوں نے بسا لیا ہے اور تمہارے اموال تقسیم ہو چکے ہیں۔ ایک غیبی صدا نے حضرت عمر فاروق کو جواب دیا اے عمر بن خطاب! ہمارے پاس خبریں یہ ہیں کہ جو کچھ ہم نے آگے بھیجا تھا وہ ہمیں مل گیا ہے۔ جو ہم نے راہ خدا میں خرچ کیا تھا۔ اس کا نفع ہمیں مل گیا ہے جو کچھ ہم نے پیچھے چھوڑا ہے وہ سراپا نقصان ہے۔

ابن عساکر نے حضرت یحییٰ بن ایوب سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے سنا ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ایک جوان کی قبر کی طرف تشریف لے گئے۔ وہاں بلند آواز سے صدا لگائی۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

میں ایک عورت کو نگاہ غلط سے دیکھا تھا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا'' تم میں سے ایک شخص اس حالت میں میرے پاس آتا ہے کہ اس کی آنکھوں میں بدکاری کا اثر ہوتا ہے''

اس شخص نے کہا کہ کیا نبی اکرم ﷺ کے وصال کے بعد دوبارہ سلسلہ وحی شروع ہو گیا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا نہیں بلکہ یہ تو مومن کی فراست ہے۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اس شخص کو ڈانٹنے اور اسے تادیب سکھانے کے لیے اپنی اس کرامت کا اظہار فرمایا

علامہ تاج فرماتے ہیں، جب انسان کا دل صاف ہو جاتا ہے تو پھر وہ اللہ کے نور سے دیکھنے لگتا ہے۔ جب اس کی نگاہ کسی گندی چیز پر پڑتی ہے تو وہ فوراً پہچان جاتا ہے۔ پھر اس مقام کے بھی کئی درجات ہیں۔ بعض اولیاء تو یہ سمجھ سکتے ہیں کہ فلاں جگہ گندگی ہے۔ لیکن وہ اس کی حقیقت سے آگاہ نہیں ہو سکتے اور بعض اولیاء کا مرتبہ اس سے بھی بلند ہوتا ہے وہ اس چیز کی گندگی کو بھی پہچان جاتے ہیں اور اس کی حقیقت سے بھی آگاہ ہو جاتے ہیں۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اسی درجہ عالیہ پر فائز تھے۔

جب ایک مرد نے عورت کو نظر بد سے دیکھا تو اس کی نظر گندی ہو گئی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس شخص کی نگاہوں کی کدورت کو بھی دیکھا اور اس کا سبب بھی معلوم کر لیا۔

یہاں ایک اور بات بھی پیش نظر رہے کہ ہر معصیت اور گناہ دل پر سیاہ نقطہ لگا دیتا ہے وہ نقطہ دل کے لیے زنگ بن جاتا ہے۔ جس طرح کہ كَلَّا بَلْ ۜ رَانَ عَلَىٰ قُلُوبِهِم مَّا كَانُوا يَكْسِبُونَ (المطففین: ۱۴)

''نہیں نہیں درحقیقت زنگ چڑھ گیا ہے ان کے دلوں پر ان کے کرتوتوں کے باعث جو وہ کیا کرتے تھے''۔

پھر وہ نقطۂ سیاہ قرار پکڑ لیتا ہے سارا دل ظلمت سے بھر جاتا ہے نور واجالے کے دروازے بند ہو جاتے ہیں اس پر مہر لگ جاتی ہے۔ اس کے لیے در توبہ بند ہو جاتا ہے جیسا کہ اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا:

رَضُوا بِأَن يَكُونُوا مَعَ الْخَوَالِفِ وَطُبِعَ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُونَ ۝ (توبہ: ۸۷)

''انہوں نے یہ پسند کیا کہ ہو جائیں پیچھے رہ جانے والوں کے ساتھ اور مہر لگا دی گئی ان کے دلوں پر تو وہ کچھ نہیں سمجھتے''۔

اے برادر محترم! جب تو اس حقیقت سے آگاہ ہو گیا ہے تو تجھے جان لینا چاہیے کہ گناہ صغیرہ دل کو اپنی مقدار کے مطابق تھوڑا گندہ کرتے ہیں اور وہ استغفار سے مٹ جاتے ہیں اور اس گناہ کا ادراک صرف وہی مومن کر سکتا ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے فراست ایمانی بخشی ہو جیسا کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اس شخص کا گناہ معلوم کر لیا تھا۔ مرد کا عورت کو نظر بد سے دیکھنا صغیرہ گناہ ہے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے نہ صرف اس کا ادراک کر لیا بلکہ اس کی حقیقت بھی جان لی۔ یہ درجہ بہت بلند ہے۔ بہت سے درجات اس کے سامنے سرنگوں ہیں۔

جب ایک صغیرہ گناہ پر دوسرا صغیرہ گناہ کیا جاتا ہے۔ تو دل کی کدورت اور گندگی میں اضافہ ہوتا ہے۔ جب گناہوں کی کثرت ہو جاتی ہے تو دل بالکل تاریک ہو جاتا ہے۔ پھر اس کی ظلمت کو ہر صاحب بصیرت شخص دیکھ سکتا ہے۔ اور اگر کوئی شخص اس کا ادراک نہ کر سکے تو اسے بھی سمجھ لینا چاہیے کہ وہ بھی گناہوں کی کثرت کی وجہ سے بصیرت سے محروم ہو چکا ہے کیونکہ اگر

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہو جا کیا میں نے تجھ پر عدل نہیں کیا اسی وقت زمین پر سکون ہو گئی۔

علامہ تاج سبکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ حقیقت میں ہر ظاہری اور باطنی چیز پر اللہ کے خلیفہ تھے۔ وہ زمین کو بھی اسی طرح ادب سکھا سکتے تھے جس طرح لوگوں کو ان کی خطاؤں پر سزا دے کر ادب سکھایا جاتا ہے۔

روایت ہے کہ زمانہ جاہلیت میں دریائے نیل اس وقت تک رواں نہ ہوتا تھا۔ جب تک اس میں ایک کنواری دوشیزہ کو نہ پھینکا جاتا تھا۔ جب اسلام کا اجالا پھیلا دریائے نیل کے جاری ہونے کا وقت آیا تو وہ رواں نہ ہوا اہل مصر حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور انہیں آگاہ کیا کہ دریائے نیل کا معمول یہ ہے کہ یہ اس وقت تک رواں نہیں ہوتا جب تک ایک دوشیزہ کو زیورات اور ملبوسات سے مزین کر کے اس کے والدین کے سامنے دریا میں نہیں پھینکا جاتا، حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے کہا اب ایسا نہیں ہو سکتا اسلام تو جاہلیت کی رسوم کو مٹانے کے لئے آیا ہے۔ لوگوں نے تین ماہ انتظار کیا لیکن دریا میں کوئی پانی نہ آیا حتی کہ لوگوں نے مصر کو چھوڑ دینے کا ارادہ کیا حضرت عمرو بن عاص نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو خط لکھ کر تمام صورت حال بیان کی۔ جواب میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے عمرو! رضی اللہ عنہ آپ کی رائے درست ہے۔ اسلام جاہلیت کی رسوم کو مٹانے کے لئے آیا ہے میں تمہیں ایک رقعہ بھیج رہا ہوں۔ اسے دریائے نیل میں پھینک دینا حضرت عمرو رضی اللہ عنہ نے جب رقعہ پڑھا تو اس پر لکھا تھا۔

"امیر المومنین عمر کی طرف سے دریائے نیل کی طرف

اما بعد اے دریا اگر تو اپنی مرضی سے چلتا ہے تو ہمیں تیری کوئی ضرورت نہیں ہے اور اگر الواحد القہار رب تجھے چلاتا ہے تو ہم اسی کی بارگاہ میں عرض کرتے ہیں کہ وہ تجھے جاری فرما دے۔"

حضرت عمرو رضی اللہ عنہ نے وہ رقعہ دریائے نیل میں پھینکا اس وقت اہل مصر مصر سے جانے ہی والے تھے۔ صبح کے وقت انہوں نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے پانی کو جاری فرما دیا تھا۔ دریائے نیل میں سولہ ہاتھ بلند پانی تھا جو تسلسل کے ساتھ رواں دواں تھا۔

ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک لشکر کو طلب کیا تا کہ انہیں شام کی سرحد کی طرف بھیجا جائے۔ آپ کے سامنے ایک گروہ پیش ہوا لیکن آپ نے اس سے اعراض فرمایا وہی گروہ دوبارہ حاضر خدمت ہوا، آپ نے پھر بھی اس سے روگردانی فرمائی وہ گروہ تیسری مرتبہ حاضر خدمت ہوا آپ نے پھر بھی کوئی توجہ نہ کی بالآخر معلوم ہوا کہ اس گروہ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے قاتل تھے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں میں نے کبھی بھی حضرت عمر کو کسی چیز کے متعلق یہ فرماتے ہوئے نہیں سنا کہ یہ چیز ایسی ہوگی مگر وہ چیز ایسی ہی ہوتی جیسے کہ حضرت عمر گمان کرتے تھے۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی کرامات

علامہ تاج السبکی نے "الطبقات" میں لکھا ہے ایک دفعہ ایک شخص حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آیا جس نے راستہ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

"اے مولا! تیرا وفد تو بیت اللہ کے ارد گرد سو گیا پھر بیدار ہو گیا۔ لیکن اے حی و قیوم ذات تجھے کوئی نیند نہیں آتی۔"

هَبْ لِيْ بِجُوْدِكَ فَضْلَ الْعَفْوِ عَنْ زُلَلِيْ   يَا مَنْ اِلَيْهِ رِجَاءُ الْخَلْقِ فِي الْحَرَمِ

"اپنے فضل و کرم کے طفیل میری لغزشوں سے درگزر فرما اے وہ ذات جس کی طرف لوگ حرم میں پناہ حاصل کرتے ہیں۔"

اِنْ كَانَ عَفْوُكَ لَا يَرْجُوْهُ ذُوْخَطَاً   فَمَنْ يَّجُوْدُ عَلَى الْعَاصِيْنَ بِالنِّعَمِ

"اگر گناہ گار شخص تیرے عفو و درگذر سے امید نہ رکھتا تو پھر نافرمانوں پر رحمت و کرم کی سخاوت کون کرتا"۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے کو فرمایا اس رقت آمیز دعا مانگنے والے کو تلاش کرو۔ اسے ڈھونڈ کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سامنے پیش کیا گیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس سے فرمایا میں نے تمہاری دعا کو سنا ہے۔ مجھے بتاؤ کہ تم کس غم میں مبتلا ہو۔ اس شخص نے اپنی حکایت غم کو یوں بیان کیا۔ میں ایک ایسا آدمی تھا جو ہمہ وقت عیش و طرب میں مستغرق رہتا تھا۔ میرے والد محترم مجھے نصیحت فرماتے رہتے وہ فرمایا کرتے تھے۔ اللہ کی سزا بہت سخت ہے۔ اس کا انتقام بہت شدید ہے۔ وہ ظالمین سے دور نہیں ہے۔ وہ مجھے لگاتار نصیحتیں کرتے رہتے ایک دن مجھے طیش آیا۔ میں نے انہیں سخت زدوکوب کیا۔ انہوں نے قسم اٹھائی کہ وہ میرے لیے ضرور بددعا کریں گے۔ انہوں نے بتایا کہ وہ مکہ معظمہ میں جا کر بیت اللہ شریف میں بیٹھ کر بارگاہ ایزدی میں میرے خلاف گلہ کریں گے۔ انہوں نے ایسے ہی کیا اور مکہ معظمہ میں جا کر مجھے بددعا دی۔ انہوں نے اپنی دعا مکمل نہ کی ہو گی کہ میرا دایاں پہلو مفلوج ہو گیا۔ میں اپنے اس رویئے سے سخت نادم ہوا۔ میں نے ان کی منت کی اور انہیں راضی کرنے کی کوشش کرتا رہا۔ حتی کہ انہوں نے وعدہ فرمالیا کہ وہ میرے لیے اسی طرح دعا کریں گے۔ جس طرح انہوں نے میرے لیے بددعا کی تھی۔ میں نے انہیں اونٹنی پیش کی اور انہیں اس پر سوار کرایا۔ راستہ میں اونٹنی بدک گئی اس نے والد محترم کو دو چٹانوں کے درمیان گرا دیا اور وہ ملک عدم کے راہی ہو گئے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس کی داستان غم سن کر فرمایا کیا تمہارا باپ تم سے راضی تھا۔ اس نے کہا ہاں اللہ کی قسم! وہ جب اس دنیا سے رخصت ہوئے وہ مجھ سے راضی تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اسی وقت کھڑے ہو گئے دو رکعت نماز ادا کی پھر دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے پھر فرمایا اے مجسمہ برکت! اٹھ اور قدم اٹھا وہ آدمی اٹھ کر بالکل تندرست شخص کی طرح چلنے لگا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر تو قسم نہ اٹھاتا کہ تیرا باپ تجھ سے راضی تھا تو میں تیرے لئے ہرگز دعا نہ کرتا۔

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی کرامات

حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ حالت جنابت میں شہید ہوئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ملائکہ نے انہیں غسل دے دیا ہے۔

ابن سعد نے حضرت حسن سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا میں نے ملائکہ کو دیکھا وہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو غسل دے رہے تھے۔

امام بیہقی نے واقدی سے روایت کیا ہے کہ حضرت فاطمہ خزاعیہ رضی اللہ عنہا فرماتی تھیں۔ میں نے حضرت حمزہ رضی اللہ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اس کونور بصیرت ملا ہوتا تو وہ ضرور اس تاریک ظلمت کو دیکھ لیتا۔ ہر شخص اپنی بصیرت کے مطابق اسے دیکھ سکتا ہے۔ اس بات کو خوب ذہن نشین کرلو۔

البارودی اور ابن سکن نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ منبر پر تشریف فرما تھے۔ کہ جہجاہ غفاری آپ کے سامنے کھڑا ہوگیا۔ اس نے آپ کے عصا کو پکڑا اور اسے توڑ دیا۔ اس واقعہ کو ایک سال بھی نہ گزرا تھا کہ جہجاہ کے ہاتھ پر پھوڑا نکل آیا۔ جس سے وہ مرگیا۔

ابن سکن نے خلیج بن سلیمان کی سند سے وہ اپنی پھوپھی سے اور وہ اپنے باپ اور چچا سے روایت کرتے ہیں وہ دونوں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پاس تھے کہ جہجاہ غفاری حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پاس آیا آپ کے عصا کو پکڑا اور اسے اپنے گھٹنے پر رکھ کر توڑ دیا۔ اس وقت لوگ شور مچانے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے جہجاہ کے گھٹنے میں پھوڑا پیدا فرما دیا اس واقعہ کو ایک سال بھی نہ گزرا تھا کہ وہ مرگیا۔

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی کرامات

امام بیہقی نے حضرت سعید بن میّب سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ مدینہ طیبہ کے ایک قبرستان میں گئے۔ آپ نے فرمایا اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ یَا اَهْلَ الْقُبُوْرِ تم اپنے متعلق ہمیں بتاؤ گے یا ہم تمہیں بتائیں۔ حضرت ابن میّب فرماتے ہیں۔ ہم نے وہاں سے آواز سنی ''اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ ہمیں بتائیں کہ ہمارے بعد کیا واقعات رونما ہوئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا تمہارے بعد تمہاری بیویوں نے نئی شادیاں کرلی ہیں۔ تمہارے اموال تقسیم ہو چکے ہیں۔ تمہاری اولاد یتیم بن چکی ہے۔ وہ بلند و بالا عمارات جس میں تم رہتے تھے وہ تمہارے دشمنوں کے پاس ہیں۔ یہ تو وہ واقعات تھے جن سے ہم آگاہ تھے۔ اب کچھ تم بھی بتاؤ کچھ خبر اس دیس کی جہاں رہتے ہو تم۔

اس مرد نے جواب دیا، کفن جل چکے ہیں، شعور منتشر ہو چکے ہیں، جلدیں پھٹ چکی ہیں، آنکھیں رخساروں پر بہہ چکی ہیں، ناک نتھنوں سے پیپ اور پانی بہہ رہا ہے، جو کچھ ہم نے آگے بھیجا تھا وہ ہمیں مل چکا ہے اور ہمیں اس پر حسرت ہے جو باقی رہ گیا ہے۔

علامہ تاج الدین سبکی نے ''طبقات'' میں روایت کیا ہے کہ ایک دفعہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہما نے رات کی تاریکی میں کسی کو سنا وہ یوں صدا بلند کررہا ہے:

یَا مَنْ یُّجِیْبُ دُعَا الْمُضْطَرِّ فِی الظُّلَمِ   یَا کَاشِفَ الضُّرِّ وَ الْبَلْوٰی مَعَ السَّقَمِ

''اے وہ ہستی والا جو مجبور و مضطر کی دعا کو تاریک ظلمت میں شرف قبولیت سے نوازتا ہے اے وہ ذات جو غم، مصائب اور بیماریوں سے نجات عطا فرماتی ہے۔''

قَدْ نَامَ وَفْدُکَ حَوْلَ الْبَیْتِ انْتَبَهُوْا   وَاَنْتَ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ لَمْ تَنَمِ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ابن سعد امام بیہقی اور ابونعیم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے میدان احد میں نہر جاری کی تو ہم بھی شہداء کی زیارت کیلئے وہاں گئے۔ جب ہم نے شہداء کے اجسام کو باہر نکالا تو ان کے جسم بالکل تر وتازہ تھے۔ ان کے اطراف کو مروڑا جاسکتا تھا۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے قدم مبارک پر کدال لگ گیا جس کی وجہ سے وہاں سے خون بہنے لگا۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ مبارک ایک زخم پر تھا۔ حضرت جابر فرماتے ہیں جب میں نے اس ہاتھ کو ہٹایا تو وہاں سے خون بہنے لگا اور جب ہاتھ کو اپنی جگہ رکھ دیا گیا تو خون رک گیا حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے اپنے والد محترم کو ان کی قبر انور میں دیکھا ایسے محسوس ہوتا تھا کہ وہ سو رہے ہیں۔ ان کی وہ چادر جس میں انہیں کفن دیا گیا تھا۔ وہ بالکل اصلی حالت میں تھی اور وہ گھاس جو ان کی ٹانگوں پر رکھی گئی تھی وہ بھی تر وتازہ تھی۔ یہ واقعہ غزوۂ احد سے چالیس سال کے بعد کا ہے۔ ان میں سے ایک شخص کے پاؤں پر کدال لگ گیا۔ جس سے خون بہنے لگا۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس واقعہ کے بعد کسی شخص کو حیات الشہداء سے انکار نہیں کرنا چاہیے۔ جب لوگ قبر کو کھود رہے تھے تو اس کے ایک حصے سے کستوری کی خوشبو آنے لگی۔ جس سے پوری فضا مہک اٹھی۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی کرامت

حضرت علامہ تاج السبکی وغیرہ نے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ایک دفعہ زمین پر قحط سالی طاری ہوگئی۔ باران رحمت کی دعا مانگنے کے لیے حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو ساتھ لے کر باہر تشریف لائے۔ پھر حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے بازو کو تھام کر آسمان کی طرف نگاہ امید سے دیکھا پھر عرض کیا مولا! ہم حضور ﷺ کے چچا محترم کے وسیلہ سے تیری بارگاہ میں قرب حاصل کرتے ہی۔ بلاشبہ یہ تیرا ہی قول ہے:

وَاَمَّا الْجِدَارُ فَكَانَ لِغُلٰمَيْنِ يَتِيْمَيْنِ فِي الْمَدِيْنَةِ وَكَانَ تَحْتَهٗ كَنْزٌ لَّهُمَا وَكَانَ اَبُوْهُمَا صَالِحًا ۚ

(الکہف: ۸۲)

"باقی رہی دیوار (تو اس کی حقیقت یہ ہے کہ) وہ شہر کے دو یتیم بچوں کی تھی اور اس کے نیچے ان کا خزانہ (دفن) تھا اور ان کا باپ بڑا نیک شخص تھا"۔

اے پروردگار! تو نے ان لڑکوں کے خزانے کی حفاظت اس لیے کی کہ ان کا باپ صالح تھا۔ اے رب! اپنے نبی محترم ﷺ کے حق کی حفاظت ان کے محترم چچا کی وجہ سے فرما ہم تیری بارگاہ میں ان کا وسیلہ پیش کرتے ہیں اور مغفرت طلب کرتے ہیں۔

پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کی طرف توجہ فرمائی اور یہ آیت مبارکہ پڑھی:

اِسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا ۙ﴿۱۰﴾ يُّرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا ۙ﴿۱۱﴾ وَّيُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّيَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا ؕ﴿۱۲﴾ (نوح: ۱۰۔۱۱۔۱۲)

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

عنہ کی قبر انور کی زیارت کی۔ میں نے آپ کو یوں سلام عرض کیا: اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا عَمَّ رَسُوْلِ اللّٰہِ'' اے رسول کریم ﷺ کے محترم چچا! آپ کو سلام ہو۔ میں نے سنا وہ فرما رہے تھے: وَعَلَیْکُمُ السَّلَامُ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ

میں نے عارف باللہ شیخ محمود الکردی الشیخانی کی تصنیف لطیف ''الباقیات الصالحات'' میں پڑھا ہے کہ انہوں نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی تربت انور کی زیارت کی۔ جب انہوں نے سلام عرض کیا تو حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے انہیں سلام کا جواب ارشاد فرمایا اور انہیں حکم فرمایا کہ وہ اپنے بیٹے کا نام حمزہ رکھیں ان کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا انہوں نے اس کا نام ''حمزہ'' رکھا۔ انہوں نے اپنی کتاب میں تحریر کیا ہے کہ انہوں نے روضہ رسول ﷺ کی جالی کے سامنے کھڑے ہو کر سلام عرض کیا۔ انہوں نے بڑے واضح انداز میں نبی اکرم ﷺ کا جواب سنا۔

شیخ عبدالغنی النابلسی ''صلوٰۃ الغوث الجیلانی'' کی شرح میں رقمطراز ہیں کہ انہوں نے 1205 ہجری میں شیخ محمود الکردی کی مدینہ طیبہ میں زیارت کی۔ انہیں اپنے گھر آنے کی دعوت دی اور ان کا حد درجہ احترام کیا۔ کیونکہ انہوں نے سن رکھا تھا کہ انہیں کئی مرتبہ حالت بیداری میں حضور ﷺ کی زیارت کرنے کا شرف حاصل ہوا ہے۔ جب انہوں نے اس بزرگ میں صداقت کی علامات ملاحظہ کیں تو ان کے اس دعویٰ کی انہوں نے تصدیق کر دی۔

حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کی کرامت

ابن سعد، حاکم اور امام بیہقی نے حضرت سعید ابن مسیب سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے غزوۂ احد سے ایک دن قبل حضرت عبداللہ بن جحش کو سنا وہ بارگاہ صمدیت میں عرض کناں تھے۔ مولا! تجھے اپنی عزت وجلال کی قسم! جب کل میں دشمن سے نبرد آزما ہوں تو وہ مجھے شہید کر دے۔ پھر وہ میرے پیٹ کو چاک کر دے۔ میری ناک اور کان کاٹ دے۔ پھر تو مجھ سے سوال کرے۔ تمہاری یہ حالت کیوں ہوئی۔ میں عرض کروں مولا! یہ سب کچھ تیری رضا کے حصول کے لیے ہوا۔

جب وہ دشمن سے معرکہ آزما ہوئے تو انہیں شہید کر دیا گیا ان کا پیٹ چاک کیا گیا ان کے کان اور ناک کاٹے گئے ان کی دعا سننے والا شخص کہتا ہے کہ مجھے یقین ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا کے پہلے حصہ کو شرف قبولیت سے نوازا اس دعا کا دوسرا حصہ ضرور قبول ہو گا۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی کرامات

حضرت امام بخاری اور حضرت امام مسلم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب غزوۂ احد کے دن میرے والد محترم شہادت سے سرخرو ہوئے تو میری پھوپھی نے ان کی لاش پر گریہ وزاری شروع کی۔ حضور ﷺ نے فرمایا اے خاتون! نہ چلا فرشتے لگا تار اپنے پروں کے ساتھ ان پر سایہ کرتے رہے یہاں تک کہ تم نے انہیں اٹھا دیا۔ امام بیہقی نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ جب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور حکومت میں میرے والد محترم کو قبر سے نکالا گیا تو میں بھی ان کی زیارت کیلئے وہاں آیا۔ میں نے دیکھا کہ وہ بالکل اسی حالت میں تھے جس میں انہیں دفنایا گیا تھا۔ ان کے جسم میں ذرہ بھر بھی تبدیلی رونما نہ ہوئی تھی۔ پھر انہیں دوبارہ دفنا دیا گیا۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

عنہ کے پاس حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی شکایت کی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اصل صورت حال معلوم کرنے کے لیے ایک شخص کو کوفہ بھیجا۔ اس شخص کو کوفہ کی ہر مسجد میں لے جایا گیا۔ اس نے ہر طرف سے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے متعلق بھلائی کے کلمات سنے۔ جب وہ آخری مسجد میں پہنچے تو اس کو ابو سعدہ نامی ایک شخص ملا جب اس سے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے متعلق پوچھا گیا تو اس نے کہا سعد مال کی مساویانہ تقسیم نہیں فرماتے نہ ہی لشکر کے ساتھ میدان جہاد میں جاتے ہیں اور نہ ہی وہ عدل وانصاف کے ساتھ فیصلہ فرماتے ہیں۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے اس کے خلاف بد دعا کی۔

''اگر وہ جھوٹا ہے تو اس کی عمر میں اضافہ فرما اس کو تنگ دستی میں مبتلا فرما اور اس کو فتنوں میں مبتلا فرما'' ابن عمیر فرماتے ہیں جس شخص کے لیے حضرت سعد نے بد دعا کی تھی میں نے اس شخص کو دیکھا وہ بہت بوڑھا ہو چکا تھا اس ابروئیں بڑھاپے کی وجہ سے اس کی آنکھوں پر گر چکی تھیں۔ وہ مفلسی میں مبتلا تھا۔ اگرچہ وہ بوڑھا تھا لیکن وہ راستہ میں بیٹھ کر دوشیزاؤں سے چھیڑ خانی کرتا تھا۔ جب اس سے پوچھا جاتا کہ تو کیسا ہے وہ کہتا میں بہت بوڑھا ہو چکا ہوں۔ مجھے حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کی بد دعا لگ چکی ہے۔

ابن عساکر نے حضرت مصعب بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کوفہ میں خطبہ ارشاد فرمایا دوران خطبہ آپ نے فرمایا میں تمہارے لیے کیسا امیر ہوں۔ ایک شخص نے کہا اے سعد! تم عوام الناس میں عدل نہیں کرتے، نہ مال کی مساویانہ تقسیم کرتے ہو اور نہ ہی جہاد کے لیے لشکر کے ساتھ جاتے ہو۔ حضرت سعد نے دعا مانگی اے پروردگار! اگر یہ جھوٹا ہے تو اس کو نابینا کر دے اور اس کو جلدی جلدی کنگال کر دے۔ اس کی عمر طویل فرما اور اسے فتنوں میں مبتلا فرما پھر وہ شخص نابینا ہو کر مرا اس کی ناداری کی یہ کیفیت تھی کہ وہ لوگوں سے مانگا کرتا تھا وہ مختار کذاب کے فتنہ میں مبتلا ہوا اور اسی فتنہ میں اس کی موت واقع ہوئی۔

الطبرانی، ابونعیم اور ابن عساکر نے حضرت قبیصہ بن جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی ہجو بیان کی۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے عرض کی مولا! اس کی زبان اور اس کے ہاتھ کو مجھ سے روک لے۔ جنگ قادسیہ کے دن اس شخص کو ایک تیر لگا۔ جس کی وجہ سے اس کی زبان اور ہاتھ کٹ گئے۔ اس نے ایک بات بھی نہ کی کہ وہ مر گیا۔

ابن ابی الدنیا اور ابن عساکر نے مغیرہ سے اور وہ اپنی ماں سے روایت کرتے ہیں کہ ایک عورت جس کا قد بچوں کی طرح تھا۔ لوگ کہتے تھے یہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی بیٹی ہے اس نے ان کے وضو کے پانی میں ہاتھ ڈالا، انہوں نے فرمایا اللہ تعالیٰ تجھ سے تیری قوت چھین لے۔ اس بد دعا کے بعد اس کے قد میں اضافہ نہ ہو سکا۔

ابن ابی الدنیا اور ابن عساکر نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک عورت حضرت سعد کو جھانکا کرتی تھی۔ انہوں نے اسے منع فرمایا لیکن وہ باز نہ آئی ایک دن اس نے آپ کو بری نظر سے دیکھا آپ نے فرمایا تیرا چہرہ تباہ ہو جائے۔ اسی وقت اس کا چہرہ گدی کی طرف ہو گیا۔

حاکم نے حضرت قیس سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو برے الفاظ سے یاد کیا۔ جب حضرت

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ادھر حضرت عباس رضی اللہ عنہ غم واندوہ میں مستغرق تھے ان کی آنکھوں سے آنسو رواں دواں تھے ان کی شہادت کی انگلی ان کے سینے پر تھی۔ وہ بارگاہ ربوبیت میں یوں عرض کر رہے تھے:

''مولا! گم شدہ کو ضائع نہ فرما، شکستہ کو ہلاکت کے حوالے نہ کر۔ چھوٹے پریشان ہیں، بڑے مضطرب ہیں۔ وہ فریاد کناں ہیں تو ظاہر و پوشیدہ سے واقف ہے۔ مولا! ان پر ابر کرم برسا انہوں نے تیری بارگاہ میں میرا وسیلہ پیش کیا ہے کیونکہ میں نبی اکرم ﷺ کا چچا ہوں''۔

اس دعا کے فوراً بعد آسمان پر بادل کے ٹکڑے نمودار ہونے لگے۔ لوگوں نے ایک دوسرے سے کہا وہ بارش وہ بارش، دیکھو وہ سحاب رحمت، پھر بادل کے ٹکڑے باہم مل گئے پھر ہوا چلنے لگی پھر موسلا دھار بارش کا آغاز ہوا۔ جب مسلمان وہاں سے واپس آرہے تھے تو انہوں نے اپنے تہہ بند اٹھا رکھے تھے۔ پانی ان کے گھٹنوں تک تھا۔ لوگ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے ساتھ چمٹ گئے وہ تبرک کے حصول کے لیے آپ کی چادر مبارک کو چھو رہے تھے۔ وہ سب پکار رہے تھے۔ اے ساقی الحرمین! آپ کو مبارک ہو۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے وسیلہ سے باران رحمت نازل فرمائی، شہروں کو شاداب کر دیا اور اپنے بندوں پر رحم فرمایا۔

ابن الاثیر اسد الغابہ میں رقمطراز ہیں عام الرمادہ (ہلاکت کے سال) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے وسیلہ سے رحمت کی بارش کی دعا کی اس سال قحط بہت سخت تھا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے صدقے رحمت کی بارش برسائی۔ جس سے زمین سرسبز و شاداب ہو گئی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ کی قسم! یہ سب وسیلے کی برکتیں ہیں۔ حضرت حسان بن ثابت فرماتے ہیں:

سَالَ الْاِمَامُ وَقَدْ تَتَابَعَ جَدْبُنَا   فَسَقَى الْغَمَامُ بِغُرَّةِ الْعَبَّاسِ

''جب ہم پر قحط سالی کا دور دورہ تھا تو خلیفہ برحق حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے باران رحمت کے لیے دست سوال دراز کیا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے نورانی چہرے کے صدقے ہم پر بارش نازل کی۔''

عَمّ النَّبِيّ وَ صِنْوَ وَالِدِهِ الَّذِیْ   وَرِثَ النَّبِیَّ بِذَاکَ دُوْنَ النَّاسِ

''وہ حضور ﷺ کے محترم چچا اور ان کے والد مکرم کے بھائی ہیں۔ تمام لوگوں کو چھوڑ صرف وہی اس معاملہ میں حضور ﷺ کے وارث ہوئے ہیں۔''

اَحْیَا الْاِلٰهُ بِهِ الْبِلَادَ فَاَصْبَحَتْ   مُخْضَرَّةَ الْاَجْنَابِ بَعْدَ الْیَاسِ

''اللہ تعالیٰ نے ان کے وسیلہ سے شہروں کو حیات نو بخشی، وہ شہر سرسبز و شاداب ہو گئے۔ حالانکہ وہاں انتہائی مایوسی کا عالم تھا''۔

جب لوگوں پر رحمت کی بارش ہوئی تو وہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے مبارک جسم کو چھونے لگے اور کہنے لگے اے ساقی حرمین! آپ رضی اللہ عنک کو مبارک ہو۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی کرامات

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ کوفہ کے لوگوں نے حضرت عمر رضی اللہ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

زید کے خلاف مروان کے پاس مقدمہ دائر کروایا کہ انہوں نے اس کی کچھ زمین پر قبضہ کرلیا ہے۔ حضرت سعید رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں حضور نبی اکرم ﷺ کا فرمان سن لینے کے بعد کسی کی زمین پر کیسے قبضہ کرسکتا ہوں۔ مروان نے پوچھا آپ نے حضور نبی اکرم ﷺ سے کیا سنا ہے۔ انہوں نے فرمایا میں نے حضور ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا جس شخص نے کسی کی بالشت بھر زمین پر ظلماً قبضہ کیا اللہ تعالیٰ اس کے گلے میں سات زمینوں کا طوق پہنائے گا۔ یہ حدیث سن کر مروان نے کہا مجھے اس حدیث کے سن لینے کے بعد کسی دوسری گواہی کی ضرورت نہیں۔ حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ نے دعا مانگی اے مولا! اگر وہ عورت جھوٹی ہے تو اس کو نابینا کردے اور اسے اس کی زمین میں ہلاک کردے۔ حضرت سعید رضی اللہ عنہ کی یہ دعا قبول ہوئی۔ اس کے آخری ایام میں اس کی نظر جاتی رہی۔ ایک دن وہ اپنی زمین میں چل رہی تھی کہ ایک گڑھے میں گر پڑی اور وہیں مرگئی۔

امام مسلم نے محمد بن زید سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں میں نے بذات خود اس عورت کا مشاہدہ کیا ہے وہ دیوار کو ٹٹول ٹٹول کر چلتی تھی وہ کہتی تھی سعید کی بددعا نے میرا کام کردیا ہے۔ وہ اس گھر کے کنویں میں گر کر مرگئی جس کے متعلق اس نے مقدمہ دائر کروایا تھا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی کرامت

امام سبکی نے "طبقات" میں لکھا ہے کہ ایک شیر راستہ میں بیٹھ کر لوگوں کو تنگ کرتا تھا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اس کو چلے جانے کا حکم دیا وہ شیر دم ہلاتا ہوا وہاں سے چلا گیا۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی کرامات

ابویعلیٰ، امام بیہقی اور ابونعیم نے ابوالسفر سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ حیرہ کے مقام پر خیمہ زن ہوئے۔ لوگوں نے عرض کی آپ عجمیوں سے بچ کر رہیں وہ کہیں آپ کو زہر نہ دے دیں۔ آپ نے فرمایا میرے پاس زہر لے کر آؤ۔ جب لوگوں نے زہر پیش کیا آپ نے اس کو اپنے ہاتھ پر رکھا اور بسم اللہ پڑھ کر کھالیا۔ اس زہر نے آپ کو کوئی تکلیف نہ دی۔

الکلبی سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہد ہمایوں میں جب حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے حیرہ پر لشکر کشی فرمائی تو لوگوں نے عبدالمسیح کو زہر دے کر حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا زہر لاؤ، جب اس نے زہر پیش کیا تو آپ نے اس کو اپنے ہاتھ پر رکھا اور یہ دعا پڑھی:

بِسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ رَبِّ الْاَرْضِ وَالسَّمَاءِ بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ دَاءٌ

پھر زہر کھالیا، عبدالمسیح اپنی قوم کے پاس گیا اور اس سے کہنے لگا اے میری قوم! خالد تو زہر بھی کھا گئے ہیں ان کو کچھ بھی نہیں ہوا۔ فتح ان کے مقدر میں لکھ دی گئی ہے۔ تم ان کے ساتھ صلح کرلو۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سعد رضی اللہ عنہ نے سنا تو آپ نے فرمایا مولا! یہ شخص تیرے اولیاء میں سے ایک ولی کو برے الفاظ سے یاد کرتا ہے۔ یہ اس جگہ سے اٹھنے نہ پائے کہ یہ تیری قدرت کا نظارہ کرلے۔ اللہ کی قسم اسی جگہ اس کی اونٹنی زمین میں دھنسنے لگی اور اسے منہ کے بل پتھروں پر گرا کر موت کے گھاٹ اتار دیا۔ حاکم نے حضرت مصعب بن سعد سے روایت کیا ہے کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو بددعا دی۔ اسی وقت اونٹنی نے اسے پاؤں میں روند ڈالا۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے ایک غلام آزاد فرمایا اور قسم اٹھائی کہ اس کے بعد وہ کسی کو بددعا نہیں دیں گے۔

حاکم نے حضرت ابن مسیب سے روایت کیا ہے کہ مروان نے کہا، یہ مال ہمارا اپنا ہے ہم جس کو چاہیں گے مال دیں گے۔ اس وقت حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے بددعا کے لیے ہاتھ بلند کیے اور فرمایا میں بددعا کرنے لگا ہوں مروان دوڑ کر گیا اور ان کے گلے سے لپٹ گیا اس نے کہا اے ابو اسحاق! میں تجھے اللہ کا واسطہ دے کر کہتا ہوں۔ میرے لیے بددعا نہ کرو۔ یہ مال اللہ کا ہے۔

امام بیہقی اور ابن عساکر نے یحییٰ بن عبدالرحمٰن بن لبیبہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے دعا کی اے میرے پروردگار! میرے بچے چھوٹے چھوٹے ہیں۔ موت کو کچھ موخر کردے حتی کہ وہ بالغ ہو جائیں۔ آپ اس وقت شدید بیمار تھے۔ پھر اس مرض کے بعد آپ بیس سال زندہ رہے۔

الطبرانی نے حضرت عامر بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت سعد چلتے چلتے ایک ایسے شخص کے پاس سے گذرے جو حضرت علی، حضرت زبیر اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہم کو برے الفاظ سے یاد کر رہا تھا۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے اس کو کہا تو ایسے عظیم لوگوں کو برے الفاظ سے یاد کر رہا ہے جنہیں اللہ تعالیٰ نے بہت سی بشارات سے نوازا ہے۔ اللہ کی قسم! تو ان کو برے الفاظ سے یاد کرنا چھوڑ دے ورنہ میں تمہیں بددعا دوں گا۔ اس شخص نے کہا تم تو مجھے ایسے ڈرا رہے ہو گویا کہ تم نبی ہو۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے اسی وقت بددعا کے لیے ہاتھ بلند کر دیئے عرض کی مولا! یہ شخص ان لوگوں کو برے الفاظ سے یاد کرتا ہے جنہیں تو نے بہت سی عظمتوں اور بشارتوں سے نوازا ہے۔ تو اسے لوگوں کے لیے عبرت بنا دے۔ اسی وقت ایک اونٹنی دوڑتی ہوئی آئی لوگوں نے اس کا راستہ چھوڑ دیا۔ اس نے اس شخص روند کر مار ڈالا جب لوگوں نے یہ حیرت انگیز منظر دیکھا تو وہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے پیچھے پیچھے آنے لگے۔ وہ آپ رضی اللہ عنہ سے کہہ رہے تھے اے ابو اسحاق! اللہ تعالیٰ نے تمہاری دعا کو قبول کر لیا ہے۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ اس لیے مستجاب الدعوات تھے کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے ان کے لیے دعا مانگی تھی۔ امام ترمذی اور حاکم نے یہ صحیح حدیث روایت کی ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت سعد کے لیے دعا کی مولا! سعد جب بھی تجھ سے دعا مانگے اس کی دعا کو قبول فرما۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ جو بھی دعا مانگتے وہ ضرور شرف قبولیت سے نوازی جاتی۔

حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ کی کرامت

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ اروی بنت اوس نے حضرت سعید بن

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فیصلہ یہ ہے کہ بنوقریظہ کے تمام مردوں کو قتل کر دیا جائے۔ ان کی عورتوں اور بچوں کو قیدی بنالیا جائے اور ان کے اموال کو باہم تقسیم کرلیا جائے۔ پھر حضرت سعد رضی اللہ عنہ بارگاہ صمدیت میں یوں عرض کناں ہوئے۔

مولا! تو جانتا ہے کہ مجھے اس سے پسندیدہ کوئی عمل نہیں کہ میں تیری راہ میں ان لوگوں سے جہاد کروں جنہوں نے تیرے رسول مکرم ﷺ کی تکذیب کی اور انہیں مکہ معظمہ سے نکالا۔ میرا گمان ہے کہ ہمارے اور ان کے مابین جنگ ہو کر رہے گی اگر قریش کے ساتھ کوئی جنگ باقی رہ گئی ہے تو پھر ابھی زندہ رکھ تاکہ میں تیری رضا کے لیے ان کے ساتھ برسر پیکار ہوں اور اگر جنگ کا سلسلہ رک گیا ہے تو پھر اسے دوبارہ شروع فرما اور مجھے اس میں شہادت سے سرخ رو فرما، اسی رات جنگ ہونے لگی اور اس میں وہ مرتبہ شہادت پر فائز ہوئے۔

امام بیہقی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ غزوۂ خندق کے دن حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو تیر لگا جس سے ان کی رگ اکحل پھٹ گئی۔ انہوں نے عرض کی مولا! اس وقت تک میری روح قبض نہ کرنا حتی کہ میں بنوقریظہ کا حشر دیکھ کر اپنی آنکھوں کو ٹھنڈا نہ کرلوں۔ ان کی رگ سے خون اسی وقت رک گیا ایک قطرہ بھی نہ نکلا پھر بنوقریظہ نے انہیں اپنا ثالث مقرر کیا۔ جب صحابہ کرام ان کے قتل سے فارغ ہوئے تو ان کی رگ پھٹ گئی اور وہ شہید ہوگئے۔

امام بیہقی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے وصال کی وجہ سے عرش الٰہی لرز اٹھا اور ان کے جنازہ میں ستر ہزار فرشتوں نے شرکت کی۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور عرض کی آج کس مرد صالح کا وصال ہوا ہے؟ آج اس کے لیے آسمان کے دروازے کھول دیئے گئے ہیں اور ان کے لیے عرش الٰہی کانپ اٹھا ہے۔ جب حضور نبی اکرم ﷺ کاشانہ اقدس سے باہر تشریف لائے تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ کا وصال ہو چکا تھا۔

امام بیہقی نے رافع الزرقی سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں۔ مجھے میری قوم کے ایک شخص نے بتایا کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام آدھی رات کے وقت حضور ﷺ کے پاس تشریف لائے انہوں نے ریشم کا عمامہ باندھ رکھا تھا۔ انہوں نے پوچھا یہ کس انسان کی میت ہے۔ جس کے لیے آسمان کے دروازے کھول دیئے گئے ہیں اور عرش لرز اٹھا ہے۔ حضور ﷺ تیزی سے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی طرف تشریف لے گئے اس وقت ان کی روح عالم بالا کو پرواز کر چکی تھی۔

امام بیہقی نے حضرت حسن بصری سے روایت کیا ہے کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی روح کی آمد پر خوشی کا اظہار کرنے کے لیے عرش الٰہی لرزنے لگا۔

ابن سعد حضرت سلمہ بن اسلم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب حضور ﷺ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لے گئے تو گھر میں حضرت سعد کے علاوہ اور کوئی شخص نہ تھا وہ اپنی چادر اوڑھے ہوئے تھے۔ آپ نے رکنے کا اشارہ کیا، میں رک گیا۔ آپ ﷺ وہاں سے کہیں تشریف لے گئے میں کچھ دیر وہاں بیٹھا رہا پھر آپ ﷺ واپس تشریف لے آئے میں نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میں نے کسی شخص کو نہیں دیکھا پھر بھی آپ ﷺ اپنے دامن کو بچا بچا کر چل رہے

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ابن ابی الدنیا نے صحیح سند سے حضرت خیثمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے پاس ایک شخص آیا۔ اس کے پاس شراب سے لبریز مشکیزہ تھا۔ انہوں نے دعا مانگی اے پروردگار! اس کو شہد بنا دے وہ شراب اسی وقت شہد میں تبدیل ہوگئی۔

ایک شخص حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے پاس سے گذرا اس کے پاس ایک مشکیزہ تھا جو شراب سے بھرا ہوا تھا۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے پوچھا یہ کیا ہے اس نے کہا یہ سرکہ ہے حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے عرض کی اے مولا! اسے سرکہ ہی بنا دے۔ وہ شراب فوراً سرکہ میں تبدیل ہوگئی۔

ابن سعد نے محارب بن دثار سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو بتایا گیا کہ آپ کے لشکر میں بعض لوگ شراب نوشی کرتے ہیں۔ آپ نے لشکر کا معائنہ کیا۔ دوران معائنہ ایک ایسا شخص ملا جس کے پاس شراب سے بھرا ہوا مشکیزہ تھا۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے اس سے پوچھا یہ کیا ہے۔ اس نے جواباً کہا اس میں سرکہ ہے۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے دعا مانگی اے اللہ! اس کو سرکہ بنا دے۔ جب اس شخص نے اپنا مشکیزہ کھولا تو وہ شراب سرکہ میں تبدیل ہو چکی تھی۔ اس شخص نے کہا یہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی دعا کا نتیجہ ہے۔

حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی کرامات

ابونعیم نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب غزوۂ خندق کے بعد حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا تو نبی اکرم ﷺ تیزی سے باہر تشریف لائے حتی کہ آپ ﷺ کے جوتوں کے تسمے ٹوٹ گئے۔ لیکن آپ ﷺ انہیں درست کرنے کے لیے نہ رکے۔ آپ ﷺ کی مبارک چادر شانہ اقدس سے گرنے لگی۔ لیکن آپ ﷺ نے پھر بھی توجہ نہ فرمائی۔ آپ ﷺ نے کسی طرف بھی التفات نہ فرمایا صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم آپ صلی اللہ علیک وسلم اتنی سرعت سے تشریف لے جارہے ہیں کہ قریب ہے کہ آپ ہم سب کو پیچھے چھوڑ کر آگے تشریف لے جائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں ان کو غسل دینے میں فرشتے اس طرح سبقت نہ لے جائیں جس طرح انہوں نے حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ کو ہم سے پہلے غسل دیا تھا۔

امام بخاری و امام مسلم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ غزوۂ خندق کے روز حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو ایک کاری زخم آیا۔ حبان بن عرفہ نے ان کی رگ اکحل پر تیر مارا حضور ﷺ نے مسجد میں خیمہ نصب کرلیا تاکہ بآسانی ان کی عیادت کی جاسکے۔ جب نبی محترم ﷺ غزوۂ خندق سے واپس تشریف لائے۔ ہتھیار اتارے اور غسل فرمانے لگے تو حضرت جبرائیل علیہ السلام آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے وہ اپنے سر مبارک سے گرد و غبار جھاڑ رہے تھے۔ انہوں نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم آپ نے ہتھیار اتار بھی دیئے ہیں۔ اللہ کی قسم! میں نے ابھی تک ہتھیار نہیں اتارے آئیں ہم ان کی طرف تشریف لے چلیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہاں؟ انہوں نے بنو قریظہ کی سمت اشارہ کیا۔ حضور ﷺ بنو قریظہ کے ہاں تشریف لے گئے۔ بنو قریظہ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو اپنا ثالث مقرر کیا۔ انہوں نے فرمایا میرا

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تمہارے ساتھ نہیں جاؤں گا۔ دشمن نے اسے اپنے ساتھ لے جانے پر مجبور کیا لیکن وہ نہ مانا بالآخر انہوں نے اس کو بھی شہید کر دیا۔ اور حضرت خبیب اور حضرت زید رضی اللہ عنہما کو لے کر چلے گئے مکہ معظمہ پہنچ کر ان دونوں کو فروخت کر دیا گیا۔

بنو حارث نے حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کو خرید لیا کیونکہ انہوں نے غزوۂ بدر کے روز حارث کو واصل جہنم کیا تھا وہ ان کے ہاں ایک قیدی کی حیثیت سے ٹھہرے رہے۔ جب وہ ان کے قتل پر متفق ہو گئے تو انہوں نے حارث کی ایک بیٹی سے استرا منگوایا تاکہ زیر ناف بال صاف کریں۔ اس عورت نے انہیں استرا دیا۔ وہ عورت کہتی ہے میں اپنے بچے سے غافل ہو گئی۔ وہ آہستہ آہستہ حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کے پاس چلا گیا انہوں نے اسے اپنی ران پر بٹھا لیا جب میں نے اپنے بچے کو ان کی ران پر دیکھا تو گھبرا گئی۔ انہوں نے میری گھبراہٹ دیکھ کر فرمایا کیا تجھے یہ خوف ہے کہ میں اس بچے کو قتل کر دوں گا۔ ان شاء اللہ میں ایسے برے فعل کا ارتکاب نہیں کروں گا۔ وہ عورت کہا کرتی تھی میں نے حضرت خبیب رضی اللہ عنہ سے عمدہ قیدی نہیں دیکھا۔ میں نے انہیں دیکھا وہ انگور کے گچھے سے انگور کھایا کرتے تھے۔ حالانکہ مکہ معظمہ میں اس وقت یہ پھل موجود نہ تھا۔ وہ پابند سلاسل تھے۔ یقیناً یہ وہ رزق تھا جو اللہ تعالیٰ انہیں عطا کرتا تھا۔

جب بنو حارث انہیں حرم سے باہر لے کر گئے تو انہوں نے فرمایا مجھے اجازت دو کہ دو رکعت نماز ادا کر لوں پھر انہوں نے دو رکعت نماز ادا کی اور یہ دعا مانگی اے میرے پروردگار! ان کو گن لے، پھر انہیں علیحدہ علیحدہ ہلاک فرما اور ان میں سے کسی ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑ۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت عاصم رضی اللہ عنہ کی دعا کو قبول فرمایا اس نے ان کی شہادت کی خبر حضور ﷺ تک پہنچا دی۔ قریش نے چند افراد حضرت عاصم رضی اللہ عنہ کی لاش مبارک کی طرف بھیجے تاکہ وہ ان کے جسم کے چند ایسے اعضاء لے کر آئیں جن سے ان کی پہچان ہو سکے۔ کیونکہ انہوں نے غزوۂ بدر کے دن ان کے سرداروں کو قتل کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے شہد کی مکھیوں کو بھیج دیا وہ ان کی لاش پر سائبان کی طرح سایہ فگن ہو گئیں۔ جس کی وجہ سے قریش کے نمائندے ان کے جسد اطہر کا کوئی حصہ بھی نہ کاٹ سکے۔

امام بیہقی اور ابو نعیم نے عروہ اور موسیٰ بن عقبہ کی سند سے بھی یہ روایت نقل کی ہے۔ انہوں نے اس میں اضافہ کیا ہے حضرت خبیب رضی اللہ عنہ نے وقت شہادت دعا مانگی اے میرے رب! اس وقت میرے پاس کوئی ایسا شخص نہیں جسے میں رسول مکرم ﷺ کی بارگاہ میں بھیج سکوں۔ تو ہی انہیں میری طرف سے سلام بھیج دے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور ان کی شہادت کی آپ ﷺ کو خبر دی اور ان کا سلام بھی پیش کیا۔ اس وقت حضور ﷺ اپنے صحابہ کرام کے ہمراہ تشریف فرما تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: وَعَلَيْهِ السَّلَامُ ’’خبیب کو قریش نے شہید کر دیا ہے۔

امام بیہقی نے ابن اسحٰق کی سند سے عاصم بن عمر سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت عاصم رضی اللہ عنہ کو شہید کیا گیا تو بنو ہذیل نے ان کا سر اتارنے کی کوشش کی تاکہ اسے سلافہ بنت سعد کے ہاتھوں فروخت کریں۔ جب اس کا بیٹا غزوۂ احد میں مارا گیا تو اس نے نذر مانی تھی کہ اگر میں عاصم کے سر کو حاصل کر سکی تو میں اس کی کھوپڑی میں شراب پیوں گی۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہیں۔اس کی وجہ کیا ہے۔آپ ﷺ نے فرمایا اس محفل میں کوئی جگہ نہ تھی۔حتی کہ ایک فرشتے نے اپنے پر کو سمیٹ کر میرے لیے جگہ بنائی۔

حضرت الاشعث سے روایت ہے کہ اس دن حضور ﷺ نے اپنے گھٹنوں کو پکڑ لیا۔آپ ﷺ نے فرمایا ابھی ابھی ایک فرشتہ آیا اس کے لیے بیٹھنے کی کوئی جگہ نہ تھی۔میں نے اس کے لئے جگہ بنادی۔حضرت سعد رضی اللہ عنہ طویل القامت اور بھاری انسان تھے۔جب ان کے جنازہ کو اٹھایا گیا تو ایک منافق نے کہا،حضرت سعد کے جنازے سے ہلکا جنازہ ہم نے آج تک نہیں اٹھایا،آپ ﷺ نے فرمایا آج آسمان سے ستر ہزار ایسے فرشتے اترے ہیں جو پہلے کبھی نازل نہیں ہوئے۔

ابن سعد محمود بن لبید سے روایت کیا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی یارسول اللہ!صلی اللہ علیک وسلم حضرت سعد کا جنازہ کتنا ہلکا تھا۔ہم نے آج تک اتنا ہلکا جنازہ نہیں دیکھا۔آپ ﷺ نے فرمایا یہ جنازہ ہلکا کیوں نہ ہوتا،آج آسمان سے اتنے کثیر ملائکہ اترے تھے کہ اس سے پہلے اتنے زیادہ فرشتے کبھی نازل نہ ہوئے تھے۔انہوں نے تمہارے ساتھ جنازہ کو اٹھا رکھا تھا۔

ابن سعد اور ابونعیم نے محمد بن شرحبیل سے روایت کیا ہے کہ ایک دن ایک شخص نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی قبر انور سے مٹھی بھر مٹی اٹھائی جب اسے گھر لے جا کر دیکھا تو وہ کستوری بن چکی تھی۔حضور ﷺ نے فرمایا سبحان اللہ،سبحان اللہ!اس کی وجہ سے آپ ﷺ کا چہرہ کھل اٹھا اور فرمایا الحمد للہ!اگر کوئی شخص قبر کے دبانے سے بچ سکتا تو حضرت سعد یقیناً بچ جاتے ان کی قبر نے بھی انہیں دبایا پھر اللہ تعالیٰ نے ان کی قبر کو کشادہ فرمایا۔

ابن سعد نے حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں جن لوگوں نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی قبر انور کو کھودا میں بھی ان میں شامل تھا۔جب بھی ہم مٹی کھودنے کے لیے ضرب لگاتے نیچے سے کستوری کی نئی مہک اٹھتی۔

حضرت عاصم بن ثابت اور حضرت خبیب رضی اللہ عنہما کی کرامات

امام بخاری اور امام بیہقی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ایک وفد روانہ فرمایا حضرت عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ کو ان کا امیر مقرر کیا۔جب وہ عسقان اور مکہ معظمہ کے درمیان پہنچا تو ہذیل کے قبیلے کو ان کی اطلاع ملی ان میں سے کئی افراد نے ان کا تعاقب کیا وہ آثار پر سفر کرتے رہے حتی کہ ان کو جالیا،حضرت عاصم رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں نے ایک ٹیلے پر پناہ لی۔دشمن نے ان کا محاصرہ کر لیا۔انہوں نے مسلمانوں سے عہد کیا اگر تم نیچے اتر آؤ گے تو ہم تم میں سے کسی شخص کو بھی قتل نہیں کریں گے۔حضرت عاصم رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں کسی کافر کی پناہ میں نہیں آنا چاہتا۔انہوں نے دعا مانگی مولا!اپنے نبی اکرم ﷺ کو ہمارے حالات سے آگاہ فرمادے۔دشمن نے ان پر تیراندازی شروع کر دی حتی کہ حضرت عاصم اور ان کے سات ساتھی شہید ہو گئے۔حضرت خبیب،حضرت زید بن دثنہ اور ایک اور شخص رضی اللہ عنہم زندہ رہ گئے۔دشمن نے انہیں اپنے عہدو پیمان کا یقین دلایا۔جب یہ تینوں صحابہ کرام ٹیلے سے اتر آئے تو ہذیل کے افراد نے انہیں رسیوں کے ساتھ باندھنا چاہا۔تیسرے شخص نے انکار کر دیا اس نے کہا یہ تمہارا پہلا فریب ہے۔میں

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ کی کرامت

ابن الاثیر نے ''اسد الغابہ'' میں حضرت اسید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ قرآن پاک کو خوب صورت آواز میں پڑھا کرتے تھے۔ وہ فرماتے ہیں ایک شب میں سورۃ البقرہ کی تلاوت کر رہا تھا میرے ساتھ ہی میرا گھوڑا بندھا ہوا تھا اور میرا لخت جگر یحییٰ بھی میرے پاس ہی لیٹا ہوا تھا۔ گھوڑے نے چکر لگانے شروع کیے میں نے تلاوت بند کر دی۔ مجھے اپنے بیٹے کی فکر تھی۔ پھر میں نے قرأت شروع کی گھوڑے نے پھر چکر لگانے شروع کیے۔ مجھے پھر اپنے بیٹے کی فکر دامن گیر ہوئی میں نے پڑھنا بند کر دیا کچھ دیر بعد سہ بارہ تلاوت قرآن پاک شروع کی گھوڑا پھر گردش کر رہا تھا۔ میں نے سر اٹھا کر اوپر دیکھا مجھے اوپر سائبان سا نظر آیا۔ اس عجیب منظر نے مجھے دہشت زدہ کر دیا۔ صبح کے وقت میں بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اور تمام واقعہ عرض کیا آپ ﷺ نے فرمایا وہ ملائکہ تھے وہ تمہاری خوبصورت آواز سننے کے آئے تھے۔ اگر تم صبح تک تلاوت میں مشغول رہتے تو لوگ اپنی آنکھوں سے فرشتوں کو دیکھ لیتے۔

حضرت عباد بن بشیر اور حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہما کی کرامت

ابن سعد، حاکم، امام بیہقی اور ابو نعیم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت عباد بن بشیر اور حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہما ضروری کام کے لیے بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے وہ رات گئے تک بارگاہ رسالت حاضر رہے۔ وہ رات انتہائی تاریک تھی۔ جب وہ بارگاہ رسالت سے رخصت ہوئے تو ان دونوں کے ہاتھوں میں چھڑیاں تھیں ان میں سے ایک چھڑی ضوفشاں ہوگئی۔ جب راستہ میں وہ ایک دوسرے سے جدا ہوئے تو دوسرے صحابی کی چھڑی بھی روشن ہوگئی وہ اپنی اپنی چھڑی کے اجالے میں اپنے اپنے گھر پہنچ گئے۔

امام بخاری نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ کے دو صحابہ ایک تاریک شب میں بارگاہ رسالت سے رخصت ہوئے۔ ان کے ساتھ دو چراغ تھے۔ جو ان کے آگے آگے نور افشانی کر رہے تھے۔ جب وہ جدا ہوئے تو ان میں سے ہر ایک کے ساتھ اس کا چراغ جلنے لگا۔ حتیٰ کہ وہ دونوں اپنے اپنے گھر پہنچ گئے۔

حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کی کرامت

حاکم اور امام بیہقی نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ مجھے سرور دو عالم ﷺ نے غزوۂ احد کے دن حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کی تلاش میں بھیجا۔ آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا اگر تم انہیں تلاش کر لو تو میری طرف سے انہیں سلام کہنا اور ان سے کہنا کہ آپ کیسے محسوس کر رہے ہیں۔ میں نے انہیں ڈھونڈ لیا۔ اس وقت وہ نزع کے عالم میں تھے۔ ان کے جسم پر شمشیر، نیزے اور تلوار کے ستر زخم تھے۔ انہوں نے مجھ سے فرمایا بارگاہ رسالت میں عرض کرنا یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میں جنت کی خوشبو محسوس کر رہا ہوں۔ نیز میری قوم کو یہ پیغام دینا کہ اگر دشمن حضور ﷺ تک پہنچ گیا اور تم میں سے کوئی ایک شخص بھی زندہ رہا تو پھر تمہارے لیے کوئی عذر نہ ہوگا۔ یہ پیغام دے کر ان کی روح عالم بالا کو

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

لیکن شہد کی مکھیوں نے حضرت عاصم کی لاش کو ڈھانپ لیا اور بنو ہذیل اپنے ارادے کو عملی جامہ نہ پہنا سکے۔ انہوں نے شام تک مکھیوں کے چلے جانے کا انتظار کیا۔ جب رات گئے تک مکھیوں نے انہیں موقع نہ دیا تو وہ چلے گئے رات کو اللہ رب العزت نے وادی میں سیلاب بھیج دیا جو حضرت عاصم رضی اللہ عنہ کی لاش مبارک کو بہا کر لے گیا۔ حضرت عاصم رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی تھی کہ نہ تو وہ کسی مشرک کو چھوئیں اور نہ کوئی مشرک ان کو مس کر سکے۔ اللہ تعالیٰ نے نہ صرف ان کی زندگی میں بلکہ وصال کے بعد بھی انہیں مشرکین کے ہاتھوں کی نجاست سے محفوظ رکھا۔

امام بیہقی اور ابونعیم نے حضرت بریدہ بن سفیان الاسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب قریش مکہ نے حضرت عاصم کے سر مبارک کو اتارنے کی کوشش کی تو اللہ تعالیٰ نے شہد کی مکھیوں کو بھیج دیا۔ مکھیوں نے ان کی لاش مبارک کو ڈھانپ لیا اور وہ ان کے سر کو نہ لے جا سکے۔ حضرت خبیب رضی اللہ عنہ نے دعا مانگی اے مولا! مجھے ایسا کوئی شخص نہیں مل رہا جو میرا اسلام بارگاہ رسالت میں پہنچا دے۔ اپنے رسول مکرم ﷺ کو میری طرف سے سلام پہنچا دے۔ جب حضرت جبرائیل علیہ السلام نے ان کا سلام بارگاہ رسالت میں پیش کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا "وَعَلَيْهِ السَّلَامُ" صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم آپ کس کے سلام کا جواب ارشاد فرما رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا تمہارے بھائی خبیب کو شہید کر دیا گیا ہے۔ حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کو جب سولی پر چڑھایا جا رہا تھا تو آپ نے دعا کے لئے ہاتھ بلند کئے ایک شخص کا بیان ہے کہ جب میں نے انہیں دعا میں مشغول دیکھا تو میں زمین کے ساتھ چپک گیا۔ ابھی ان کی شہادت کو ایک سال بھی نہ گزرا تھا کہ ان کو شہید کرنے والے تمام افراد مر گئے صرف وہ شخص زندہ رہ گیا جو وقت دعا زمین کے ساتھ چپک گیا تھا۔

ابن ابی شیبہ اور امام بیہقی نے جعفر بن عمرو بن امیہ کی سند سے روایت کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ ان کے والد محترم نے انہیں بتایا کہ رسول مکرم ﷺ نے انہیں جاسوس بنا کر بھیجا۔ میں اس سولی کے پاس آیا جہاں حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کو پھانسی دی گئی تھی۔ میں سولی کے اوپر چڑھا اس وقت میں دشمن سے ڈر رہا تھا۔ میں نے حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کو سولی کے پھندے سے آزاد کیا وہ زمین پر گر پڑے اور زمین نے انہیں دور پھینک دیا۔ پھر جب میں نے دیکھا تو مجھے ان کی لاش نظر نہ آئی زمین نے انہیں نگل لیا تھا۔ آج تک ہمیں ان کی ہڈی بھی نظر نہیں آئی۔

ابو یوسف نے اپنی کتاب "اللطائف" میں ضحاک سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت مقداد اور حضرت زبیر کو بھیجا تا کہ وہ حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کو تختہ دار سے اتار دیں وہ دونوں قبیلہ تنعیم کے پاس پہنچے۔ انہوں نے دیکھا کہ حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کے ارد گرد چالیس افراد تھے۔ وہ تمام نشہ میں مدہوش تھے۔ انہوں نے حضرت خبیب کو سولی سے اتارا اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے ان کو اپنے گھوڑے پر بٹھا لیا وقت ان کا جسم تر و تازہ تھا۔ جب مشرکین نے ان کا تعاقب کیا تو حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے ان کی لاش مبارک کو زمین پر پھینک دیا۔ زمین نے فوراً انہیں نگل لیا اسی وجہ سے ان کو "بَلِيعُ الْاَرْضِ" کے دلنواز لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ کی کرامت

امام بخاری نے ہشام بن عروہ کی سند سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے میرے والد نے بیان کیا کہ جب کچھ صحابہ کرام بئر معونہ پر مرتبہ شہادت پر فائز ہوئے اور عمرو بن امیہ الضمری کو گرفتار کرلیا گیا تو عامر بن طفیل نے ایک شہید کی طرف اشارہ کرکے پوچھا یہ کون ہے انہوں نے فرمایا یہ حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ ہیں عامر بن طفیل نے کہا میں نے انہیں شہادت کے بعد دیکھا انہیں آسمان کی طرف لے جایا گیا حتی کہ یہ میری نظروں سے اوجھل ہوگئے پھر انہیں زمین پر رکھ دیا گیا۔

جب نبی اکرم ﷺ کو ان کی شہادت کی خبر ملی آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا تمہارے ساتھی مرتبہ شہادت پر فائز ہوچکے ہیں۔ انہوں نے اپنے رب سے التجا کی تھی انہوں نے عرض کیا اے مولا! ہمارے بھائیوں کو بتادے کہ ہم تجھ سے راضی تھے اور تو بھی ہم سے راضی تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا کو قبول فرمایا ہے اور مجھے ان کی شہادت کے متعلق بتایا ہے۔

امام بیہقی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے تبلیغ کے لیے صحابہ کرام کو روانہ فرمایا پھر کچھ مدت بعد آپ ﷺ نے اللہ کی تعریف فرمائی اور اس کی حمد و ثناء بیان کی۔ پھر صحابہ کرام سے فرمایا تمہارے بھائی مشرکین سے معرکہ آزما ہوئے۔ وہ سب مرتبہ شہادت پر فائز ہوچکے ہیں ان میں سے کوئی ایک بھی باقی نہیں بچا۔ انہوں نے اپنے پروردگار سے عرض کی تھی مولا! ہماری قوم کو ہماری طرف سے پیغام پہنچادے کہ ہم تجھ سے راضی ہیں اور تو ہم سے راضی ہے اور میں (محمد ﷺ) ان کی جانب رسول ﷺ ہوں۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ ان سے راضی اور وہ اپنے رب سے راضی ہیں۔

امام واقدی نے حضرت عروہ سے روایت کیا ہے کہ ایک قوم نے نبی اکرم ﷺ سے ایسے افراد طلب کیے جو انہیں قرآن وسنت کی تعلیم دیں۔ اس قوم میں عامر بن طفیل بھی تھا۔ اس نے حضرت عمرو بن امیہ سے پوچھا کیا آپ اپنے ساتھیوں کو جانتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا ہاں۔ وہ انہیں لے کر تمام شہداء کے پاس گیا اور ان کے نسب کے متعلق سوال کیا۔ پھر اس نے پوچھا کیا ان میں سے کوئی غائب بھی ہے۔ حضرت عمرو نے فرمایا ہاں! حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے غلام عامر بن فہیرہ مفقود ہیں۔ اس نے پوچھا تم میں اس کا مرتبہ کیا تھا۔ میں نے کہا وہ ہم سب میں سے افضل تھے۔ عامر نے کہا کیا میں تمہیں ان کے متعلق حیرت انگیز بات نہ بتاؤں۔ ایک شخص نے انہیں نیزہ مارا پھر اپنا نیزہ کھینچ لیا۔ پھر آسمان سے کچھ آدمی آئے جو انہیں اٹھا کر لے گئے حتی کہ وہ میری نظروں سے اوجھل ہوگئے۔ جس شخص نے انہیں نیزہ مارا تھا اس کا نام جبار بن سلمٰی تھا وہ کہتا ہے کہ جب میں نے انہیں نیزہ مارا تو انہوں نے یہ نعرۂ دلنواز بلند کیا۔ فُزْتُ بِرَبِّ الْكَعْبَةِ "رب کعبہ کی قسم! میں نے کامیابی پالی ہے۔" میں ضحاک بن سفیان الکلابی کے پاس آیا اور انہیں اس واقعہ کی خبر دی انہوں نے مجھے اسلام قبول کرنے کی دعوت دی۔ میں نے جب حضرت عامر بن فہیرہ کا یہ واقعہ دیکھا تو دولت اسلام سے مالا مال ہوگیا۔ ضحاک نے نبی اکرم ﷺ کو لکھا کہ ملائکہ نے ان کے جسد اطہر کو چھپالیا تھا وہ انہیں علیین میں لے کر گئے تھے۔

احتمال یہ ہے کہ حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ کے جسم مبارک کو پہلے اٹھالیا گیا ہو پھر رکھا گیا ہو اور دوبارہ غائب کردیا

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پرواز کر گئی۔

حضرت انس بن نضر رضی اللہ عنہ کی کرامت

امام مسلم اور امام بخاری نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ان کے چچا حضرت انس بن نضر رضی اللہ عنہ نے غزوۂ احد کے دن فرمایا اللہ کی قسم! میں کوہ احد کے پیچھے سے جنت کی خوشبو سونگھ رہا ہوں۔ پھر وہ دلجمعی سے لڑے اور مرتبہ شہادت پر فائز ہو گئے۔

حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ کی کرامت

ابن اسحاق نے روایت کیا ہے کہ عاصم بن عمر بن قتادہ نے مجھ سے بیان کیا ہے کہ حضور ﷺ نے غزوۂ احد کے دن فرمایا حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ کو ملائکہ غسل دے رہے ہیں۔ ان کے اہل خانہ سے ان کے متعلق پوچھو ان کی زوجہ محترمہ سے سوال کیا گیا تو انہوں نے فرمایا جب جہاد کا اعلان ہوا تو اس وقت حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ حالت جنابت میں تھے۔ وہ اسی حالت میں جہاد پر روانہ ہو گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اسی وجہ سے ملائکہ انہیں غسل دے رہے ہیں۔

امام بیہقی نے بھی اس روایت کو بیان کیا ہے۔

ابن سعد نے ہشام بن عروہ سے روایت کیا ہے وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں۔ میں نے زمین اور آسمان کے درمیان ملائکہ کو دیکھا وہ چاندی کے برتنوں میں بارش کے پانی کے ساتھ حضرت حنظلہ کو غسل دے رہے تھے۔ ابو اسید ساعدی فرماتے ہیں۔ جب ہم نے حضرت حنظلہ کی زیارت کی تو ان کے سر مبارک سے پانی کے قطرات بہہ رہے تھے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن حرام رضی اللہ عنہ کی کرامت

ابن مندہ نے حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں ''الغابہ'' میں اپنے مویشی چرا رہا تھا۔ وہاں رات کی تاریکی چھا گئی میں نے حضرت عبداللہ بن عمرو کی قبر کی جانب پناہ لی میں نے سنا قبر میں سے قرآن پاک پڑھنے کی آواز آ رہی تھی اتنی حسین آواز میں نے آج تک نہیں سنی تھی۔ جب میں بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا تو میں نے تمام واقعہ عرض کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا وہ حضرت عبداللہ ہیں۔ کیا تجھے معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی ارواح کو قبض فرمایا پھر انہیں زبرجد اور یاقوت کی قندیلوں میں رکھ کر جنت کے وسط میں لٹکا دیا۔ رات کے وقت ان کی ارواح کو ان کے اجسام میں منتقل کر دیا جاتا ہے۔ پھر فجر تک وہ روحیں جسموں میں ہی رہتی ہیں۔ صبح کے وقت دوبارہ وہ جنت میں چلی جاتی ہیں۔

امام ترمذی اور امام بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک صحابی نے ایک قبر پر خیمہ نصب کیا۔ انہیں معلوم نہ تھا کہ یہاں قبر ہے۔ اچانک اندر سے انہیں انسان کی آواز سنائی دی کوئی شخص سورۃ الملک کی تلاوت کر رہا تھا وہ اپنی تلاوت میں مشغول رہا حتی کہ اس نے اس مبارک سورۃ کو ختم کیا۔ وہ شخص بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اور تمام واقعہ عرض کیا حضور ﷺ نے فرمایا یہ سورۃ عذاب کو روکنے والی اور عذاب سے نجات دینے والی ہے۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضرت عمر کے ساتھ چلنے لگے۔ میں بھی ان کے پیچھے پیچھے تھا۔ وہ دونوں اس آگ کی طرف گئے۔ حضرت تمیم نے اپنے دست اقدس سے اس آگ کو پیچھے دھکیلنا شروع کیا۔ وہ آگ ایک گھاٹی میں داخل ہوگئی۔ حضرت تمیم بھی اس آگ کے پیچھے چلے گئے۔ حضرت عمر فرمانے لگے مشاہدہ کرنے والا اس آدمی کی طرح نہیں ہے جس نے مشاہدہ نہ کیا ہو۔ آپ نے یہ تین مرتبہ فرمایا۔

ابونعیم نے حضرت مرزوق سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ اقدس میں آگ کا ظہور ہوا۔ حضرت تمیم داری نے اپنی چادر مبارک کے ساتھ اس آگ کو پیچھے دھکیلا۔ بالآخر وہ آگ ایک غار میں داخل ہوگئی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے تمیم! ہم ایسے ہی کاموں کے لئے آپ کا انتخاب کرتے ہیں۔

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ اور حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامت

امام بیہقی اور ابونعیم نے حضرت قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابودرداء اور حضرت سلمان ایک پیالہ میں سے کھانا کھا رہے تھے۔ اچانک وہ پیالہ اور کھانا تسبیح پڑھنے لگے۔

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہما کی کرامت

امام سبکی وغیرہ نے فرمایا ہے کہ حضرت عمران رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق مشہور تھا کہ وہ ملائکہ کی تسبیحات سنتے تھے۔ حتی کہ انہوں نے داغ لگوالئے۔ پھر یہ سلسلہ کچھ دیر کے لئے موقوف ہوگیا۔ جب انہوں نے داغ لگوانے بند کئے تو انہیں پھر یہ سعادت نصیب ہوگئی۔

ابن اثیر نے اسد الغابہ میں حضرت عمران رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے داغ لگوانے سے منع فرمایا ہم نے داغ لگوائے لیکن ہم کامیابی اور کامرانی نہ پاسکے۔ حضرت عمران رضی اللہ عنہ کی بیماری میں ملائکہ انہیں سلام کرتے تھے۔ پھر انہوں نے داغ لگوائے تو سلام کا آنا بند ہوگیا۔ کچھ دیر بعد پھر انہیں یہ سعادت میسر آگئی۔ انہیں استسقاء کا مرض لاحق تھا۔ کئی سال وہ اسی مرض میں مبتلا رہے لیکن انہوں نے صبر کیا۔ ایک دفعہ ان کے پیٹ کو چیرا گیا۔ اندر سے چربی نکالی گئی اور ان کے لئے چارپائی میں سوراخ کئے گئے۔ اس حالت میں تیس 30 سال تک زندہ رہے۔ ایک شخص ان کے پاس آیا اور کہنے لگا۔ اے ابونعیم! اللہ کی قسم میں تمہاری عیادت کے لئے اس لئے نہیں آتا کہ مجھ سے تمہاری تکلیف برداشت نہیں ہوتی۔ حضرت عمران نے کہا اے میرے بھتیجے! بے شک تم میرے پاس نہ بیٹھو اللہ کی قسم میں اس چیز کو پسند کرتا ہوں جسے اللہ رب العزت نے میرے لیے پسند کیا ہو۔

حضرت سفینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامت

ابن اثیر نے ''اسد الغابہ'' میں لکھا ہے کہ محمد بن المنکدر حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے فرمایا میں ایک کشتی میں سوار ہوا۔ وہ کشتی ٹوٹ گئی۔ میں نے ایک تختہ پکڑا اور اس پر سوار ہو کر ایک ساحل تک پہنچ گیا۔ وہاں مجھے ایک شیر ملا میں نے اس سے کہا اے ابوالحارث! میں غلام مصطفیٰ سفینہ ہوں۔ میری یہ بات سن کر شیر نے سر جھکا لیا۔ اپنے پہلو یا

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہو۔ حضرت امام بخاری کی سابقہ روایت کے ساتھ حضرت عروہ کی روایت بھی مطابقت رکھتی ہے اس روایت میں ہے پھر وہ جسم اقدس رکھا گیا، ہم نے ''مغازی عقبہ بن موسیٰ'' میں یہ قصہ اسی طرح روایت کیا ہے حضرت عروہ فرماتے ہیں حضرت عامر رضی اللہ عنہ کا جسم وہاں موجود نہ تھا ممکن ہے ملائکہ نے ان کے جسم کو چھپا دیا ہو۔

امام بیہقی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ ان کی شہادت کے بعد میں نے دیکھا انہیں آسمان کی طرف اٹھایا جا رہا تھا۔ حتی کہ میں نے انہیں دیکھا وہ زمین و آسمان کے درمیان تھے۔ اس روایت میں یہ نہیں'' پھر انہیں زمین پر رکھ دیا گیا''۔ ان کے آسمان میں غائب ہونے کی روایت کئی اسناد کی وجہ سے قوی ہوگئی۔ امام بیہقی نے بھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتی ہیں حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ کو آسمان کی طرف اٹھا لیا گیا۔ اس کے بعد ان کا جسم غائب تھا۔ گمان کیا جاتا ہے کہ ملائکہ نے ان کے جسم کو چھپا دیا تھا۔

حضرت غالب بن عبداللہ اللیثی رضی اللہ عنہ کی کرامت

ابن سعد نے جندب بن مکیث الجہنی سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ سپہ سالار اعظم ﷺ نے حضرت غالب بن عبداللہ اللیثی رضی اللہ عنہ کو ایک دستے کی قیادت عطا فرمائی۔ میں بھی اس دستہ میں موجود تھا۔ آپ ﷺ نے حکم فرمایا'' کدیہ'' میں بنوملوح پر غارت گری کرو۔ ہم نے ان پر شبخون مارا اور ان کے جانور ہانک کر لے آئے۔ ایک آواز دینے والے نے آواز دی جس کی وجہ سے ان کی قوم کے اتنے کثیر افراد جمع ہو گئے جن کے ساتھ ہم مقابلہ نہ کر سکتے تھے۔ انہوں نے ہمارا تعاقب کیا اور ہمیں پیچھے سے جا لیا حتی کہ ہمارے اور ان کے مابین صرف ایک وادی رہ گئی۔ ہم وادی کے دوسرے کونے پر محو سفر تھے۔ اچانک ہم نے دیکھا کہ وہ وادی سیلاب سے بھر گئی حالانکہ اس دن نہ تو بارش کا نام ونشان تھا اور نہ ہی آسمان پر بادل تھے۔ وہ سیلاب اتنا زیادہ تھا کہ اس کو کوئی شخص بھی عبور نہ کر سکتا تھا وہ تو وادی کے کنارے کھڑے ہو کر ہمیں دیکھتے رہے اور ہمیں گرفتار نہ کر سکے۔

حضرت ابوموسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ کی کرامت

حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے حضرت ابوموسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ کو ایک سمندری دستے کا امیر مقرر کیا۔ رات کے وقت ان کی کشتی سطح آب پر رواں دواں تھی کہ اچانک انہوں نے اوپر سے آواز سنی کوئی کہہ رہا تھا کیا میں تمہیں اس فیصلے سے آگاہ نہ کروں جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ وہ فیصلہ یہ ہے کہ جو شخص شدید گرمی والے دن اللہ کی رضا کے لیے پیاسا رہے گا۔ اللہ تعالیٰ کے ذمہ کرم پر ہے کہ وہ اس شخص کو روز حشر پانی پلائے گا۔

حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ کی کرامت

امام بیہقی اور ابونعیم نے معاویہ بن حرمل سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں مقام'' حرہ'' سے آگ کا ظہور ہوا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لائے اور فرمایا آؤ آگ کی طرف چلیں۔ حضرت تمیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضرت ذویب رضی اللہ عنہ کو پکڑا اور انہیں آگ میں ڈال دیا۔انہیں نبی اکرم ﷺ پر ایمان لانے کی سزا دی گئی۔لیکن آگ نے ان کا کچھ نہ بگاڑا۔حضور ﷺ نے یہ واقعہ اپنے صحابہ کرام سے بیان فرمایا۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے امت محمدیہ میں ایک شخص کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مثل پیدا کیا۔

حضرت ذویب، ربیعہ خولانی کے بیٹے تھے اور اہل یمن میں سے سب سے پہلے دولت اسلام سے مالا مال ہوئے۔

ابن عساکر نے روایت کیا ہے کہ خولان کے ایک شخص نے اسلام قبول کیا جبکہ اس کی قوم کفر پر ڈٹی رہی۔اسلام لانے کی پاداش میں اس شخص کو آگ میں پھینک دیا گیا۔لیکن آگ نے ان کا کچھ نہ بگاڑا۔وہ شخص حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوا اور عرض کی آپ میرے لئے بخشش کی دعا مانگیں۔حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تو اس بات کا زیادہ مستحق ہے کہ تجھ سے دعا مانگنے کے لئے کہا جائے کیونکہ تجھے تو آگ میں پھینکا گیا۔لیکن آگ نے تجھے کوئی نقصان نہ پہنچایا۔حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس کے لئے بخشش کی دعا کی۔پھر وہ شخص شام کی طرف چلا گیا۔لوگ اسے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے تشبیہ دیا کرتے تھے۔

حضرت ابوعیسیٰ بن جبر رضی اللہ عنہ کی کرامت

حاکم، بیہقی اور ابونعیم نے حضرت ابوعیسیٰ بن جبر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ تمام نمازیں حضور ﷺ کے ساتھ پڑھتے تھے۔پھر وہ بنو حارثہ کی طرف تشریف لے جاتے۔ایک دفعہ رات تاریک تھی۔جب حضرت ابوعیسیٰ رضی اللہ عنہ بارگاہ رسالت سے نکلے تو ان کا عصا مبارک روشن ہو گیا حتی کہ وہ بنو حارثہ کے پاس چلے گئے۔

حضرت یعلیٰ بن مرہ رضی اللہ عنہ کی کرامت

امام بیہقی نے حضرت یعلیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں ایک دفعہ ہم حضور ﷺ کی معیت میں ایک قبرستان کے پاس سے گذرے۔میں نے قبر میں شور و غوغا سنا میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبر سے چیخنے کی آواز آ رہی ہے؟ آپ ﷺ سے فرمایا اے یعلیٰ! کیا تجھے بھی یہ آواز سنائی دے رہی ہے۔میں نے عرض کی ہاں۔آپ ﷺ نے فرمایا اس میت کو بالکل معمولی گناہ کی وجہ سے سزا ہو رہی ہے۔میں نے عرض کیا اس کا گناہ کیا ہے۔آپ ﷺ نے فرمایا ایک گناہ تو یہ تھا کہ یہ چغل خور تھا اور دوسرا گناہ یہ کہ پیشاب سے بچتا نہ تھا۔

حضرت حمزہ اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامت

امام بخاری نے تاریخ میں امام بیہقی اور ابونعیم نے حضرت حمزہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں ایک سفر میں ہم رسول اللہ ﷺ کیساتھ تھے۔ایک تاریک شب میں ہم ایک دوسرے سے جدا ہو گئے۔اچانک میری انگلیاں نور فشاں ہو گئیں۔صحابہ کرام نے ان کے اجالے میں اپنی سواریوں کو جمع کیا اور ان میں سے کسی کو بھی ہلاکت کا سامنا نہ کرنا پڑا۔اس تمام عرصہ میں میری انگلیاں ضوفشاں رہیں۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کندھے کے ساتھ مجھے آگے دھکیلنے لگا۔ یہاں تک کہ مجھے ایک راستے تک لے آیا۔ جب میں اس راستے پر چلنے لگا تو اس نے آواز نکالی۔ میں سمجھ گیا کہ اب وہ مجھے الوداع کہہ رہا ہے۔

حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کی کرامت

ابن سعد نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ طلوع فجر کا اندازہ لگا لیتے تھے۔ ان کو اس اندازہ میں کبھی غلطی نہیں ہوئی تھی حالانکہ وہ نابینا تھے۔ حضرت ابن مکتوم رضی اللہ عنہ کو یہ سعادت حاصل ہے کہ وہ حضور ﷺ کے موذن تھے۔

حضرت ابو امامہ الباہلی رضی اللہ عنہ کی کرامات

ابویعلی، امام بیہقی اور ابن عساکر نے ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے اپنی قوم میں مبلغ بنا کر بھیجا۔ جب میں ان کے پاس پہنچا تو مجھے شدید بھوک لگی تھی۔ اس وقت وہ خون کھا رہے تھے۔ انہوں نے مجھے بھی دعوت دی۔ میں نے کہا میں تو تمہیں اس برے فعل سے روکنے کے لئے آیا ہوں۔ انہوں نے میرا مذاق اڑایا۔ میری تکذیب کی اور اپنی مجلس سے نکال دیا۔ اس وقت میں بھوکا اور پیاسا تھا۔ مجھے شدید مشکل کا سامنا تھا۔ میں سو گیا ایک آنے والا خواب میں آیا اور مجھے دودھ کا برتن پیش کیا۔ میں نے وہ برتن پکڑا اور دودھ پی لیا۔ میں خوب شکم سیر ہو گیا حتی کہ میرا پیٹ باہر نکل آیا۔ ایک شخص نے میرے قبیلے سے کہا تمہاری قوم کا سردار تمہارے پاس آیا تھا۔ لیکن تم نے اسے اپنی مرضی سے نکال دیا۔ اب اس کے پاس جاؤ اور اسے کھانا پیش کرو۔ وہ اپنا کھانا لے کر میرے پاس آئے۔ میں نے انہیں کہا کہ مجھے تمہارے کھانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ میری قوم نے کہا پہلے تو تجھے بھوک کی وجہ سے سخت مشکل کا سامنا تھا۔ میں نے کہا اللہ رب العزت نے مجھے کھلایا بھی ہے اور پلایا بھی دیا ہے۔ میں نے انہیں اپنا پیٹ دکھایا۔ جب انہوں نے میری یہ کرامت دیکھی تو وہ سب نور ایمان سے منور ہو گئے۔

ابن عساکر نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ میں انہیں اسلام کی طرف بلاتا رہا لیکن وہ انکار کرتے رہے میں نے ان سے کہا تمہارے لئے ہلاکت ہو۔ مجھے پانی پلاؤ میں شدید پیاسا ہوں۔ میری قوم نے کہا نہیں ہم تجھے پانی نہیں پلائیں گے۔ ہم تجھے چھوڑ دیں گے حتی کہ تو پیاسا مر جائے گا۔ ان کے اسی رویہ کی وجہ سے مجھے شدید غصہ آیا میں نے اپنا سر عباء میں ڈالا اور شدید گرمی میں سو گیا ایک آنے والا میرے خواب میں آیا۔ اس کے ہاتھ میں شیشے کا جام تھا۔ وہ اتنا حسین اور جمیل تھا کہ لوگوں نے اس جیسا برتن آج تک نہ دیکھا ہوگا۔ اس میں اتنا لذیذ شربت تھا کہ لوگوں نے اتنا لذیذ شربت آج تک نہ چکھا ہوگا۔ اس نے وہ جام مجھے پیش کیا جس سے میں نے خوب سیر ہو کر پانی پیا۔ پھر میں بیدار ہو گیا۔ اللہ کی قسم اس شربت کو پی لینے کے بعد کبھی نہ تو مجھے پیاس محسوس ہوئی ہے اور نہ ہی بھوک کا احساس ہوا ہے۔

حضرت ذؤیب بن کلاب رضی اللہ عنہ کی کرامات

ابن وہب نے ابن لہیعہ سے روایت کیا ہے کہ اسود عنسی نے جب نبوت کا دعوی کیا اور صنعاء پر غالب آ گیا تو اس نے

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

شہداءِ احد رضی اللہ عنہم کی کرامت

امام بیہقی اور حاکم نے عبدالعلی سے اور وہ اپنے والد محترم سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ غزوۂ احد کے شہداء کی قبروں کی زیارت کے لئے تشریف لائے۔ آپ نے بارگاہ ربوبیت میں عرض کی مولا تیرا بندہ اور تیرا نبی گواہی دیتا ہے کہ یہ تمام لوگ شہید ہیں۔ جو بھی ان کی زیارت کرے گا اور ان کو سلام کہے گا یہ اس کا جواب لوٹاتے رہیں گے۔ حضرت عطا فرماتے ہیں میری خالہ نے مجھے بیان کیا کہ انہوں نے شہداء کی قبروں کی زیارت کی وہ فرماتی ہیں کہ اس وقت میرے ساتھ صرف دو بچے تھے جو میری سواری کی حفاظت کرتے تھے۔ جب میں نے شہداء کو سلام کیا تو انہوں نے مجھے سلام کا جواب دیا۔ انہوں نے کہا اللہ کی قسم ہم تمہیں اس طرح جانتے ہیں جس طرح ہم ایک دوسرے سے آگاہ ہیں۔ وہ فرماتی ہیں کہ یہ جواب سن کر مجھ پر لرزہ طاری ہو گیا اور میں واپس آ گئی۔

ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامت

امام بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں ایک شخص اپنے اہل خانہ کے پاس آیا۔ اس نے دیکھا کہ گھر والوں کو شدید بھوک کا سامنا تھا۔ وہ شخص جنگل کی طرف نکل گیا۔ اس نے دعا مانگی اے پروردگار! ہمیں ایسا رزق عطا فرما کہ ہم آٹا گوندھیں اور روٹیاں پکائیں اچانک ان کا پیالہ آٹے سے بھر گیا۔ چکی چلنے لگی اور تنور میں روٹیاں لگنے لگیں۔ جب وہ گھر آیا تو اس نے اپنی بیوی سے کہا کیا تمہارے پاس کھانے کے لئے کوئی چیز ہے۔ اس عورت نے جواب دیا جی ہاں اللہ تعالیٰ ہمیں رزق عطا فرمایا ہے۔ اس کے بعد چکی کو اٹھا دیا گیا اور اس کے ارد گرد جھاڑو دے دیا گیا۔ جب یہ واقعہ بارگاہ رسالت میں عرض کیا گیا تو حضور ﷺ نے فرمایا اگر وہ اسی چکی کو چھوڑ دیتے تو وہ قیامت تک چلتی رہتی۔

امام بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ قبیلہ انصار کا ایک شخص نادار تھا۔ ایک دن وہ اپنے گھر سے نکلا اس وقت اس کے اہل خانہ کے پاس کوئی چیز نہ تھی اس کی بیوی نے کہا کہ کاش! میں بھی چکی چلا سکوں اور اپنے تنور میں روٹیاں پکا سکوں۔ اچانک ہمسایوں نے چکی چلنے کی آواز سنی دھویں کو اٹھتے دیکھا۔ انہوں نے یہ گمان کیا کہ شاید ہمارے پاس خصوصی کھانا ہے۔ وہ عورت اپنے تنور کے پاس گئی۔ اس کی چکی پہلے ہی رواں دواں تھی۔ جب اس کا خاوند آیا اس نے چکی کی آواز سنی تو اس نے اس سے پوچھا تم کیا پکا رہی ہو۔ اس خاتون نے تمام واقعہ بتایا جب وہ اندر داخل ہوا تو اس نے دیکھا کہ ان کی چکی چل رہی تھی۔ آٹا بن رہا تھا اور گھر کے تمام برتن آٹے سے لبریز تھے۔ پھر وہ تنور کی طرف گیا وہ بھی روٹیوں سے بھرا ہوا تھا پھر وہ شخص بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اور یہ عجیب واقعہ عرض کیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا تم نے چکی کے ساتھ کیا کیا ہے۔ اس نے عرض کی میں نے اسے صاف کر کے اٹھا دیا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا اگر تم چکی کو اسی طرح رہنے دیتے تو یہ تمہاری ساری زندگی کے لئے کافی ہو جاتی۔

علامہ سیوطی فرماتے ہیں کہ اس حدیث کی سند صحیح ہے۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضرت ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی کرامت

امام بیہقی نے حضرت ثابت، ابوعمران الجونی اور ہشام بن حسام سے روایت کیا ہے کہ حضرت ام یمن رضی اللہ عنہا نے مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی ان کے پاس سامان زیست نہ تھا۔ جب وہ روحاء کے مقام تک پہنچیں تو انہیں شدید پیاس لگی۔ وہ فرماتی ہیں میں نے اپنے سر کے اوپر ایک صدا سنی۔ جب میں نے اوپر دیکھا تو مجھے ایک ڈول نظر آیا جو آسمان کی طرف سے سفید رسی کے ساتھ باندھ کر لٹکایا گیا تھا۔ میں نے اس کو مضبوطی سے پکڑ لیا اور جی بھر کر پانی پیا۔ اس کے بعد میں شدید گرم دن میں بھی روزہ رکھتی تھی اور دھوپ میں چلتی تھی۔ لیکن مجھے پیاس کا احساس نہ ہوتا تھا۔ ابوشیخ نے حضرت خیثمہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابودرداء ہنڈیا پکا رہے تھے کہ اچانک وہ ہنڈیا حضرت ام ایمن پر گر پڑی۔ جوں ہی ہنڈیا ان کے جسم پر پڑی وہ تسبیح خوانی کرنے لگ گئی۔

حضرت زنیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی کرامت

امام بیہقی نے حضرت عروہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق نے سات ایسے غلاموں کو آزاد فرمایا جنہیں اللہ کی راہ میں شدید مصائب کا سامنا کرنا پڑتا تھا۔ ان میں سے ایک حضرت زنیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی تھیں۔ انہیں اللہ کی راہ میں اتنی اذیتوں کا سامنا کرنا پڑا کہ وہ نابینا ہوگئیں لیکن پھر بھی انکار کرتی رہیں مشرکین نے دعویٰ کیا کہ لات وعزیٰ نے اس کی نظر کو چھین لیا ہے۔ انہوں نے فرمایا نہیں اللہ کی قسم ہرگز نہیں لات وعزی نے میرا نور بصارت نہیں چھینا جلد ہی اللہ رب العزت نے انہیں بینا کر دیا۔

حضرت ام شریک دوسیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی کرامت

ابن سعد نے یحییٰ بن سعید سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ جب ام شریک دوسیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا راہ خدا میں ہجرت کے لیے عازم سفر ہوئیں تو ایک یہودی نے ان کے ساتھ سفر کیا۔ حضرت ام شریک رضی اللہ عنہا روزہ سے تھیں۔ افطاری کے وقت یہودی نے اپنی بیوی سے کہا اگر تو نے اسے پانی دیا تو میں تیرے ساتھ برا سلوک کرونگا۔ حضرت ام شریک رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پیاس کی حالت میں رات گزار دی۔ رات کے آخری حصہ میں انہیں محسوس ہوا کہ ان کے سینے پر ایک ڈول ہے۔ انہوں نے اس ڈول سے پانی نوش کیا پھر کارواں کو روانہ ہونے کا حکم دیا۔ یہودی نے اپنی بیوی سے کہا میں نے اس عورت کی آواز سنی ہے وہ پانی پی رہی تھی۔ اس کی بیوی نے جواب دیا۔ اللہ کی قسم میں نے اس کو پانی نہیں پلایا۔ حضرت ام شریک کے پاس ایک چھوٹا سا مشکیزہ تھا۔ جو شخص بھی آپ کے پاس آتا اور وہ مشکیزہ طلب کرتا تو آپ اسے عطا فرما دیتیں۔ ایک دفعہ ایک شخص نے اسے خریدنا چاہا آپ نے فرمایا میں اس مشکیزے کو کیسے فروخت کر سکتی ہوں۔ جب میں اس میں پھونک بھر کر اسے دھوپ میں لٹکاتی ہوں تو یہ فوراً گھی سے بھر جاتا ہے۔ کہا جاتا تھا کہ ام شریک کا مشکیزہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہے۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حال ہے۔ جس کو کذاب نے آگ میں پھینکا تھا۔ ابو مسلم رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں ہی وہ شخص ہوں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں تمہیں اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ تم وہی خوش نصیب ہو انہوں نے کہا ہاں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرط مسرت سے انہیں گلے سے لگا لیا اور رونے لگے۔ پھر وہ ابو مسلم خولانی رضی اللہ عنہ کو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس لے آئے اور انہیں اپنے سامنے بٹھا کر فرمایا "اللہ کا شکر ہے جس نے مجھے زندگی عطا فرمائی حتی کہ میں نے امت محمدیہ کا ایسا خوش نصیب شخص دیکھا جس کے ساتھ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام جیسا واقعہ پیش آیا"۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں میں نے قبیلہ خولان کے بزرگوں کو دیکھا وہ بنو عنس کے بزرگوں سے کہا کرتے تھے تمہارے کذاب نے ہمارے دوست کو آگ میں پھینکا لیکن آگ نے اس کو کوئی نقصان نہ دیا۔

یہ واقعہ نبی اکرم ﷺ کا عظیم معجزہ ہے اور حضرت ابو مسلم خولانی کی بہت بڑی کرامت ہے امام احمد اور امام بیہقی نے حمید سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابو مسلم خولانی رضی اللہ عنہ دریائے دجلہ کی طرف تشریف لے گئے دریا میں اتنی طغیانی تھی کہ وہ لکڑیوں کو کناروں پر پھینک رہا تھا۔ لیکن ابو مسلم خولانی رضی اللہ عنہ پانی کے اوپر چلنے لگے۔

امام احمد کی روایت کے مطابق انہوں نے کنارے پر کچھ توقف کیا اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی۔ بنی اسرائیل کے لیے سمندر کے پایاب ہونے کا تذکرہ کیا۔ پھر اپنی سواری کو ڈانٹا وہ پانی کی سطح پر چلنے لگی لوگ آپ کے پیچھے پیچھے تھے حتی کہ سب نے دریا کو عبور کر لیا۔ پھر انہوں نے اپنے ساتھیوں کی طرف توجہ کی اور فرمایا کیا تمہاری کوئی چیز گم تو نہیں ہوئی؟ تاکہ میں اللہ تعالیٰ سے دعا مانگوں اور وہ تمہاری اس چیز کو واپس لوٹا دے۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ایک انصاری خاتون کی کرامت

ابن عدی، ابن ابی الدنیا، امام بیہقی اور ابونعیم! حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک انصاری نوجوان شدید بیمار تھا۔ ہم اس کی عیادت کے لیے گئے اس کے پاس اس کی بوڑھی، اندھی والدہ بیٹھی ہوئی تھی۔ تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ نوجوان کی روح عالم بالا کو پرواز کر گئی۔ ہم نے اس کی آنکھوں کو بند کر دیا اور اس کا چہرہ کپڑے سے ڈھانپ دیا۔ ہم نے اس کی والدہ ماجدہ سے کہا صبر کا دامن مضبوطی سے تھامے رکھنا۔ اس نے پوچھا کیا میرا بیٹا انتقال کر گیا ہے۔ ہم نے کہا ہاں یہ سن کر اس نے اپنے ہاتھ آسمان کی طرف بلند کر دیئے اور عرض کرنے لگی مولا! میں نے تیرے لیے اور تیرے نبی محترم ﷺ کے لیے یہ امید کرتے ہوئے ہجرت کی کہ تو ہر مشکل میں ہماری مدد کرے گا۔ پروردگار! مجھ پر اس مصیبت کا بارگراں نہ ڈال۔ حضرت انس فرماتے ہیں اللہ کی قسم! ابھی اس کی دعا کو چند لمحات ہی گزر رہے تھے کہ اس نوجوان نے اپنے چہرے سے کپڑا اٹھا دیا۔ ہم نے اس کے ساتھ مل کر کھانا کھایا۔

حضرت ابومسلم الخولانی رضی اللہ عنہ کی کرامات

حضرت ابومسلم رضی اللہ عنہ اگرچہ تابعین میں سے ہیں۔ لیکن حضور ﷺ کی ظاہری حیات مطہرہ میں شرف اسلام سے مشرف ہو چکے تھے۔ اس لیے میں نے مناسب سمجھا کہ کرامات صحابہ رضی اللہ عنہم کا سلسلہ ان کی کرامات پر ختم کیا جائے۔ حضرت ذؤیب بن کلاب رضی اللہ عنہ کی داستان اور حضرت ابومسلم رضی اللہ عنہ کا واقعہ تقریباً ایک جیسے ہیں۔ سید احمد دحلان ''سیرت نبویہ'' میں فرماتے ہیں حضرت ابومسلم خولانی کا قصہ مشہور و معروف ہے۔ کئی سیرت نگاروں نے اسے صحابہ کرام علیہم الرضوان کی ایک جماعت سے روایت کیا ہے۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ یہ قصہ مشہور و مستفیض ہے۔

اس واقعہ کا خلاصہ کلام یہ ہے جب اسود عنسی نے ''صنعاء'' میں نبوت کا دعویٰ کیا تو اس نے ابومسلم خولانی کی طرف اپنا ایک قاصد بھیجا اور انہیں اپنے پاس بلا لیا پھر ان سے پوچھا کیا تم یہ گواہی دیتے ہو کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ انہوں نے فرمایا'' میں نے یہ نہیں سنا'' اسود عنسی نے پوچھا کیا تم یہ گواہی دیتے ہو کہ محمد (عربی فداہ روحی ﷺ) اللہ کے رسول ہیں۔ انہوں نے فرمایا ہاں میں گواہی دیتا ہوں کہ (جان عالم) محمد (مصطفیٰ ﷺ) اللہ کے رسول ہیں۔ اسود نے کئی مرتبہ یہ سوال دہرایا حضرت ابومسلم رضی اللہ عنہ نے اسے ہر بار ایک ہی جواب ارشاد فرمایا، اسود نے آگ کا الاؤ روشن کرنے کا حکم دیا۔ جب آگ کے شعلے بلند ہونے لگے تو اس نے حضرت ابومسلم رضی اللہ عنہ کو آگ میں پھینک دیا۔ لیکن آگ نے انہیں کوئی نقصان نہ دیا۔ اسود کے مشیروں نے اس کو مشورہ دیا کہ اس خولانی شخص کو جلاوطن کر دے ورنہ یہ فساد بپا کر دے گا۔ حضرت ابومسلم خولانی کو وہاں سے نکل جانے کا حکم دیا گیا۔ وہ مدینہ طیبہ حاضر ہوئے اس وقت نبی محترم ﷺ وصال فرما چکے تھے۔ خلافت کا بارگراں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے شانوں پر آ چکا تھا۔ ابومسلم رضی اللہ عنہ نے مسجد نبوی کے دروازہ پر اپنی سواری کو بٹھایا اور ایک ستون کے ساتھ کھڑے ہو کر نماز میں مشغول ہو گئے۔ اچانک حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے انہیں دیکھ لیا۔ آپ نے پوچھا تم کون ہو۔ انہوں نے کہا میرا تعلق یمن سے ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا ہمارے اس دوست کا کیا

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ف لے جاتا ہے۔ فسق و فجور جہنم کی طرف لے جاتے ہیں۔ انسان جھوٹ بولتا رہتا ہے وہ جھوٹ بولنے کی سعی کرتا رہتا ہے حتی کہ بارگاہ صمدیت میں اس کو "کذاب" لکھ دیا جاتا ہے۔

ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے حضور اکرم ﷺ نے فرمایا سچ بولا کرو کیونکہ یہ تقویٰ کے ساتھ ہے۔ یہ دونوں جنت میں ہوں گے۔ جھوٹ سے اجتناب کرو بے شک جھوٹ فسق و فجور کے ساتھ ہے اور یہ دونوں جہنم میں جائیں گے۔

امام احمد ابن لہیعہ سے روایت کرتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ سے پوچھا گیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم ہم کون سا عمل سرانجام دیں کہ ہمیں جنت مل جائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا سچ بولا کرو۔ جب انسان سچ بولتا ہے تو وہ تقویٰ شعار بن جاتا ہے۔ جب تقویٰ شعار ہو جاتا ہے تو صاحب ایمان ہو جاتا ہے۔ جب صاحب ایمان ہو جاتا ہے تو وہ جنت میں داخل ہو جاتا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم کون سا عمل آتش جہنم کی طرف لے جاتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا "جھوٹ"۔ جب انسان جھوٹ بولتا ہے تو وہ فاسق بن جاتا ہے۔ فسق کا انجام کفر ہے اور جب انسان کفر اختیار کرتا ہے تو وہ آگ میں داخل ہو جاتا ہے۔

امام مسلم اور امام بخاری نے روایت کیا ہے کہ منافق کی تین نشانیاں ہیں۔

(۱) جب گفتگو کرتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے۔

(۲) جب وعدہ کرتا ہے تو وعدہ خلافی کرتا ہے۔

(۳) جب کسی سے عہد و میثاق کرتا ہے تو دھوکا دیتا ہے۔

امام مسلم نے یہ اضافہ کیا ہے۔ اگر چہ وہ روزہ رکھتا ہو نماز ادا کرتا ہو اور یہ گمان کرتا ہو کہ وہ مسلمان ہے۔

امام مسلم اور امام بخاری وغیرہ نے روایت کیا ہے۔ جس شخص میں چار خصلتیں ہوں گی وہ خالص منافق ہے اور جس میں ان میں سے ایک خصلت ہوگی اس میں منافقت کی بھی ایک خصلت ہوگی۔ حتی کہ وہ اس کو ترک کر دے۔

(۱) جب اسے امین بنایا جائے تو وہ خیانت کرے۔

(۲) جب گفتگو کرے تو وہ جھوٹ بولے۔

(۳) جب عہد کرے تو خلاف ورزی کرے۔

(۴) لڑائی کرے تو گالی گلوچ پر اتر آئے۔

ابو یعلیٰ نے روایت کیا ہے۔ جس میں تین خصلتیں پائی جاتی ہیں وہ منافق ہے اگر چہ وہ نماز پڑھے، روزہ رکھے، حج اور عمرہ ادا کرے اور یہ دعویٰ کرتا ہو کہ میں مسلمان ہوں۔

(۱) جب گفتگو کرے تو جھوٹ بولے۔

(۲) جب وہ وعدہ کرے تو وعدہ خلافی کرے۔

(۳) جب اس کو امین بنایا جائے تو خیانت کا ارتکاب کرے۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

خاتمۃ الکتاب

سچ کی تعریف اور جھوٹ کی مذمت

اس عظیم تالیف کو ہم سچ کی تعریف اور جھوٹ کی مذمت پر ختم کرتے ہیں بالخصوص اس جھوٹ کا تذکرہ کریں گے جو اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب لبیب ﷺ کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔ کیونکہ یہ کبیرہ گناہوں سے بڑا گناہ ہے۔ تاکہ اس کتاب کے پڑھنے والے کو حضور ﷺ کے معجزات اور آپ ﷺ کی نبوت کا یقین ہو جائے اور غیر مسلموں کے دل میں یہ خدشہ بھی نہ رہے کہ ان معجزات کو صحابہ کرام علیہم الرضوان اور نبی اکرم ﷺ کی امت کے علماء نے روایت کیا ہے ممکن ہے انہوں نے یہ واقعات اپنی طرف سے گھڑ لیے ہوں۔ لیکن ایک عقلمند شخص ایسے فعل کا ارتکاب نہیں کر سکتا اور تمام صحابہ کرام اور علماء عظام عقلمند، دانا اور امین تھے وہ جانتے تھے کہ جھوٹ بولنا کبیرہ گناہ ہے اور یہ حضور ﷺ کی شریعت میں حرام ہے۔ پھر نبی محترم ﷺ کی طرف جھوٹ منسوب کرنا اور بھی شدید گناہ ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا جو شخص جان بوجھ کر میری طرف جھوٹ منسوب کرے۔ اسے چاہیے کہ وہ جہنم میں اپنا ٹھکانا بنالے۔ صحابہ کرام اور علماء نے نبی اکرم ﷺ کی اتباع صرف اس لیے کی تھی تاکہ وہ آتش جہنم سے نجات پا جائیں۔ وہ نبی محترم ﷺ کی طرف جھوٹ منسوب کر کے آگ اور شرمندگی کے مستحق کیسے ہو سکتے تھے۔ ”حَاشَا لِلّٰہِ حَاشَا لِلّٰہِ“! وہ پاکیزہ لوگ ایسے نہ تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے سروں پر اپنی رضا کا تاج سجا دیا تھا وہ ہر حالت میں اپنے رب سے راضی تھے۔

میں نے اس موضوع کو تین بحثوں میں منقسم کیا ہے۔

پہلی بحث

سچ کی مدح اور جھوٹ کی مذمت

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ ﴿۶۱﴾ (ال عمران:۶۱)

”پھر بھیجیں ہم اللہ تعالیٰ کی لعنت جھوٹوں پر“۔

ابوداؤد اور امام ترمذی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے حضور ﷺ نے فرمایا ہمیشہ سچ بولا کرو بلاشبہ سچ تقویٰ کی طرف لے جاتا ہے اور تقویٰ جنت کی طرف لے جاتا ہے انسان سچ بولتا رہتا ہے اور سچ بولنے کے لیے کوشاں رہتا ہے حتی کہ بارگاہ ربوبیت میں اس کو ”صدیق“ لکھ دیا جاتا ہے۔ جھوٹ سے بچا کرو بلاشبہ جھوٹ فسق و فجور کی طر

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

محترمہ نے مجھے اپنے پاس بلایا۔ اس وقت رسول مکرم ﷺ ہمارے غریب خانہ میں تشریف فرما تھے۔ میری والدہ محترمہ نے مجھے فرمایا آؤ میں تمہیں کچھ دیتی ہوں۔ رسول محترم ﷺ نے فرمایا کہ تو اسے کیا دینا چاہتی ہے۔ انہوں نے عرض کیا میں اسے ایک کھجور دینا چاہتی ہوں آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر تو نے اسے کوئی چیز نہ دی تو پھر یہ بھی تیرے لئے جھوٹ لکھا جائے گا۔

ابوداؤد، امام ترمذی، امام نسائی اور امام بیہقی نے روایت کیا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا ہلاکت ہو اس شخص کے لیے جو اپنی قوم کو ہنسانے کے لیے جھوٹ بولتا ہے۔ اس کے لیے ہلاکت ہو اس کے لیے ہلاکت ہو۔

امام مسلم وغیرہ نے روایت کیا ہے تین ایسے آدمی ہیں جن کی طرف اللہ تعالیٰ بروز حشر نظر کرم سے نہ دیکھے گا نہ ہی ان کا تزکیہ کرے گا اور انہیں دردناک عذاب میں مبتلا کرے گا۔ بوڑھا زانی، دروغ گو حکمران اور ایسا غریب جو متکبر ہو۔

دوسری بحث

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول محترم ﷺ کی طرف جھوٹ منسوب کرنے کی مذمت

ابن الحجر الہیتمی ''الزواجر'' میں فرماتے ہیں:

ارشاد ربانی ہے:

وَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ تَرَى الَّذِيْنَ كَذَبُوْا عَلَى اللّٰهِ وُجُوْهُهُمْ مُّسْوَدَّةٌ ؕ اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْمُتَكَبِّرِيْنَ۝۶۰ (الزمر: ۶۰)

''اور روز قیامت آپ دیکھیں گے انہیں جو اللہ پر جھوٹ باندھتے تھے، اس حال میں کہ ان کے چہرے سیاہ ہوں گے کیا نہیں ہے جہنم میں ٹھکانا تکبر کرنے والوں کا؟''

امام مسلم اور امام بخاری نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جس شخص نے جان بوجھ کر جھوٹ میری طرف منسوب کیا اسے چاہیے کہ وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے۔

ابن حجر فرماتے ہیں ''اس حدیث کی کئی اسناد ہیں جو تواتر کی حد تک پہنچی ہوئی ہیں''۔

امام مسلم وغیرہ نے روایت کیا ہے کہ حضور نبی محترم ﷺ نے فرمایا جس شخص نے مجھ سے کوئی حدیث روایت کی جبکہ وہ جانتا ہو کہ وہ جھوٹا ہے تو وہ بھی جھوٹوں میں سے ہے۔

امام مسلم نے روایت کیا ہے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا میری طرف جھوٹ منسوب کرنا اس طرح نہیں جس طرح تم میں سے کسی شخص کی طرف جھوٹ منسوب کرنا ہے۔ بلکہ (میری شان تو یہ ہے کہ) جس نے جان بوجھ کر میری طرف جھوٹ منسوب کیا اسے چاہیے کہ وہ اپنا ٹھکانہ آتش جہنم بنالے۔

امام الطبرانی نے حضرت واثلہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی دو جہاں ﷺ نے فرمایا کبیرہ گناہوں میں سے سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ آدمی میری طرف وہ بات منسوب کرے جو میں نے نہیں کہی۔

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

امام احمد، الطبرانی نے روایت کیا ہے کہ انسان اس وقت تک مکمل ایماندار نہیں ہو سکتا جب تک وہ مزاح اور لڑائی جھگڑے میں جھوٹ کو ترک نہ کر دے۔

ابویعلیٰ روایت کرتے ہیں کہ انسان کا ایمان اس وقت تک مکمل نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ مزاح، جھوٹ اور لڑائی جھگڑے کو نہ چھوڑ دے اگرچہ وہ سچا ہی کیوں نہ ہو۔

امام احمد روایت کرتے ہیں کہ ایک ایماندار کی تمام خصلتیں ہو سکتی ہیں۔ لیکن خیانت اور جھوٹ اس کی خصلت نہیں بن سکتے۔

امام مالک نے روایت کیا ہے بارگاہ رسالت میں عرض کیا گیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم کیا مومن بزدل ہو سکتا ہے۔ آپ نے فرمایا ہاں، پھر عرض کیا گیا۔ کیا مومن بخیل ہو سکتا ہے۔ آپ نے فرمایا ہاں۔ پھر عرض کی گئی کیا مومن جھوٹا ہو سکتا ہے۔ آپ نے فرمایا نہیں۔ امام احمد فرماتے ہیں کفر اور ایمان ایک شخص کے دل میں جمع نہیں ہو سکتے نہ ہی سچ اور جھوٹ باہم مل سکتے ہیں اور نہ ہی امانت اور خیانت اکٹھی ہو سکتی ہیں۔

امام احمد اور ابوداؤد نے روایت کیا ہے کہ سب سے بڑی خیانت یہ ہے کہ تو اپنے بھائی سے ایسی بات کرے جس میں وہ تیری تصدیق کر رہا ہو۔ حالانکہ تو جانتا ہے کہ تیری وہ بات سچی نہیں ہے۔

ابویعلیٰ، الطبرانی، ابن حبان اور امام بیہقی نے روایت کیا ہے ارے سنو، جھوٹ چہرے کو سیاہ کر دیتا ہے اور چغل خوری سے عذاب قبر ہوتا ہے۔ امام اصبہانی فرماتے ہیں۔ والدین سے حسن سلوک میں میں اضافہ جھوٹ سے رزق میں کمی اور دعا سے قضا رد ہو جاتی ہے۔

امام ترمذی فرماتے ہیں کہ جب انسان جھوٹ بولتا ہے تو اس سے اتنی گندی بد بو آتی ہے کہ فرشتہ اسے چھوڑ کر ایک میل دور چلا جاتا ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضور ﷺ کے نزدیک جھوٹ بولنا سب سے زیادہ قابل نفرت تھا۔ اگر آپ کو کسی کے متعلق یہ معلوم ہو جاتا کہ وہ جھوٹا ہے تو اس کو اپنے قلب انور سے نکال دیتے۔ حتیٰ کہ آپ کو معلوم ہو جاتا کہ اس نے توبہ کر لی ہے۔

امام احمد، ابن ابی الدنیا، امام بیہقی نے حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا ہے انہوں نے بارگاہ رسالت میں عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم اگر کوئی شخص کسی ایسی چیز کے متعلق یہ کہے کہ مجھے اس کی خواہش نہیں حالانکہ وہ اسی کا طلبگار ہو۔ کیا اسے بھی جھوٹ شمار کیا جائے گا۔ آپ نے فرمایا بلاشبہ جھوٹ کو جھوٹ ہی لکھا جاتا ہے اگرچہ وہ بالکل معمولی ہو۔

امام احمد اور ابن ابی الدنیا نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول مکرم ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے اپنے بچے سے کہا کہ میرے پاس آؤ میں تمہیں یہ چیز دیتا ہوں اگر اس نے وہ چیز اسے نہ دی تو وہ جھوٹا ہے۔

ابوداؤد اور امام بیہقی نے حضرت عبداللہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ ایک دن میری والدہ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فرماتے ہیں کہ محدث کو چاہیے کہ وہ من گھڑت روایات اور جھوٹی احادیث سے کوئی چیز بھی روایت نہ کرے۔ کیونکہ جو ایسا کرے گا وہ سخت گناہ گار ہوگا اور جھوٹوں کے زمرہ میں شامل کیا جائے گا۔

امام بخاری نے موضوع حدیث پر گفتگو کرتے ہوئے فرمایا جس نے جھوٹی روایت کو بیان کیا اس کی سزا یہ ہے کہ اسے سخت مارا جائے اور عرصہ دراز تک قید میں رکھا جائے۔ لیکن یہ سزا اس شخص کے لئے ہے۔ جو اس روایت کی حقیقت کو بیان نہ کرے۔ مثلاً وہ یہ نہ کہے کہ یہ جھوٹ ہے۔ یہ روایت باطل ہے یا یہ موضوع ہے وغیرہ وغیرہ۔

علامہ خطیب فرماتے ہیں کہ جو موضوع حدیث کو درج ذیل مقاصد کے لئے روایت کرے۔

(۱) گھڑنے والے کے حالات بیان کرنے کے لئے

(۲) اس کی سازش اور فتنہ سے نقاب کشائی کرنے کے لئے

(۳) اس سے تعجب کرتے ہوئے۔

(۴) اس سے نفرت دلاتے ہوئے۔

تو یہ اس کے لئے جائز ہے۔ یہ اسی طرح ہے جس طرح کہ گواہ کے حالات معلوم کرنے کے لئے اس پر جرح وقدح کی جاتی ہے۔

ابن حجر ''زواجر'' میں فرماتے ہیں کہ امام شافعی نے ''الرسالہ'' میں فرمایا ہے ''جھوٹ کی ایک قسم کذب خفی بھی ہے'' وہ یہ ہے کہ انسان ایسے شخص سے روایت بیان کرے جس کے سچے یا جھوٹے ہونے کا اسے علم نہ ہو۔ اس کی شرح میں علامہ صیرفی فرماتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ ثقہ کی خبر میں نفس کو تسکین ملتی ہے۔ وہ اس کی حدیث کی تصدیق کرتا ہے۔ اب اگر اس شخص کی روایت جھوٹی ہوئی تو یہ بھی اس کے جھوٹ میں شریک ہو جائے گا۔ یہ ریاء کی طرح ہے جس کو شرک خفی کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔

محدثین نے کئی ایسی کتب تصنیف کی ہیں جن میں انہوں نے جھوٹے راویوں کے متعلق لکھا ہے۔ انہوں نے موضوع احادیث کو علیحدہ کتب میں جمع کیا ہے تاکہ لوگوں کو ان کا علم ہو جائے اور وہ ان احادیث کو حضور ﷺ کی طرف منسوب نہ کریں۔ ہمیں اس موضوع پر طویل بحث کرنے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ ہماری اس تالیف کا مقصد و مدعا یہ نہیں ہے۔ ہمارا مقصد تو یہ ہے کہ اس شخص کے شک کو دور کیا جائے جو دین اسلام کے احکام سے ناآشنا ہے اور اس کو جھوٹے شخص کی مذمت کے متعلق معلوم ہو جائے۔ وہ بالخصوص اس عبرت ناک وعید کو جان لے جو اللہ تعالیٰ اور حضور ﷺ کی طرف جھوٹی بات منسوب کرنے والے کے لیے سنائی گئی ہے اور اس کو اللہ تعالیٰ دولت یقین عطا فرمائے کہ نبی اکرم ﷺ کے وہ معجزات اور دلائل جو صحابہ کرام اور علماء امت سے روایت کیے گئے ہیں یہ وہ امور ہیں جو فی الحقیقت رونما ہوئے تھے اور یہ ثابت شدہ حقائق ہیں۔ ان میں صرف وہی شخص شک کر سکتا ہے۔ جس کے دل پر اللہ نے مہر لگا دی ہو۔ جس کے آنکھوں اور کانوں پر ایسے پردے ہوں جو اس کو اس آفتاب ضیاء بار اور انوار ساطع کی زیارت سے محروم کر دیتے ہیں۔ میں گمان نہیں کرتا کہ دنیا میں کوئی ایک بھی ایسا

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

علامہ الجلال البلقینی فرماتے ہیں ایسی بہت سی احادیث ہیں جن میں ذکر ہے کہ حضور ﷺ کی طرف جھوٹی بات منسوب کرنے والے کا ٹھکانہ جہنم ہے۔ علماء فرماتے ہیں کہ یہ حدیث متواتر ہے۔ امام البزار نے اس حدیث کو چالیس صحابہ کرام علیہم الرضوان سے روایت کیا ہے۔ علامہ ابن الصلاح فرماتے ہیں۔ یہ حدیث حد تواتر تک پہنچی ہوئی ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت نے اسے روایت کیا ہے بعض علماء نے انہیں ''اسی'' شمار کیا ہے۔ علامہ ابن حجر العسقلانی نے اس حدیث کی تمام اسناد کو ایک رسالہ میں جمع کیا ہے بعض علماء فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو روایت کرنے والے صحابہ کرام کی تعداد ستر سے زائد ہے۔ ان روایوں میں حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے علاوہ تمام عشرہ مبشرہ شامل ہیں۔

امام الطبرانی نے ان راویوں کی تعداد ستاسی بیان کی ہے۔

تیسری بحث

جھوٹی حدیث روایت کرنے پر بحث

اما حافظ سیوطی نووی کی شرح ''تدریب راوی'' میں فرماتے ہیں:

موضوع روایت وہ ہوتی ہے جو جھوٹی، خود گھڑی ہوئی اور بناوٹی ہو یہ ضعیف حدیث کی بدترین قسم ہے۔ اگر اس روایت کے موضوع ہونے کا علم ہو تو اس کو آگے روایت کرنا حرام ہے۔ خواہ اس روایت کا تعلق احکام اور حکایات سے ہو یا ترغیب و ترہیب سے ہو۔ البتہ اگر ساتھ یہ بیان کر دیا جائے کہ یہ روایت موضوع اور من گھڑت ہے تو پھر کوئی حرج نہیں۔ کیونکہ امام مسلم نے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا جس نے مجھ سے کوئی حدیث روایت کی حالانکہ وہ جانتا ہو کہ وہ جھوٹ ہے تو پھر وہ بھی جھوٹوں میں سے ہے۔

شَرُّ الضَّعِیفِ الْخَبَرُ الْمَوْضُوعُ الْکَذِبُ الْمُخْتَلِقُ الْمَصْنُوعُ

''ضعیف روایت کی بدترین قسم وہ ہے جو موضوع، جھوٹی، من گھڑت اور بناوٹی ہو۔

کَیْفَ کَانَ لَمْ یُجِیزُوْا ذِکْرَهٗ لِمَنْ عَلِمَ مَا لَمْ یُبَیِّنَ اَمْرَهٗ

حدیث کی یہ قسم بری کیوں نہ ہو جبکہ علماء نے اس کو روایت کرنا ہی ناجائز قرار دیا ہے سوائے اس شخص کے جس کو اس روایت کے من گھڑت اور موضوع ہونے کا علم ہو اور وہ اسے بیان کر دے''۔

حافظ السخاوی حضور ﷺ کے فرمان ''مَنْ حَدَّثَ عَنِّیْ بِحَدِیْثٍ یَرٰی اَنَّهٗ کَذِبٌ فَهُوَ اَحَدُ الْکَذَّابِیْنَ'' کی شرح میں فرماتے ہیں کہ یہ حدیث اس شخص کے لئے شدید وعید رکھتی ہے جو جان بوجھ کر جھوٹی روایت بیان کرتا ہے۔ چہ جائیکہ وہ حدیث اس کے نزدیک جھوٹی ثابت ہو اور وہ اس کو بیان نہ کرے۔ کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے ایسے محدث کو جھوٹا قرار دیا ہے۔ کیونکہ وہ بھی اس کے گھڑنے میں شریک ہے۔

امام ثوری فرماتے ہیں کہ حبیب بن ابی ثابت نے فرمایا کہ جس نے جھوٹ روایت کیا وہ کذاب ہے۔ حضرت خطیب

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دانشمند اور عاقل ہو جو حضور ﷺ کے معجزات سے آگاہ ہو پھر بھی اسے یہ شک رہے کہ حضور ﷺ اللہ کے سچے رسول نہیں ہیں۔ ہم ہر روز مشاہدہ کرتے ہیں کہ تمام اہل کتاب اپنے انبیاء علیہم السلام کی تصدیق کرتے ہیں۔ حالانکہ وہ اپنے انبیاء علیہم السلام کے بہت کم معجزات سے آشنا ہوتے ہیں۔ پھر ان کے مابین طویل زمانہ، جہالت، انقلاب کی کثرت اور ان کے علماء میں اختلاف کی وجہ سے ان کے معجزات کی نہ تو سند متصل ہوتی ہے اور نہ ہی ان کو روایت کرنے کا طریقہ درست ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے ان کی کتب میں بھی تحریف و تبدل ہو چکا ہے۔ وہ ایک دوسرے کے مخالف ہیں۔ ان کے دین بھی آپس میں مخالف ہیں۔ حالانکہ ان کے انبیاء کرام کے زمانہ اقدس میں ان کے ادیان کے مابین اس قسم کے اختلاف نہ تھے۔ لیکن جب ہم سرور انبیاء ﷺ کے معجزات اور آپ ﷺ کی نبوت کے دلائل دیکھتے ہیں تو عقل ششدر رہ جاتی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزات سابقہ انبیاء کے معجزات سے کئی گناہ زیادہ ہیں۔ ان کی اسناد نہ صرف بہت زیادہ ہیں بلکہ متصل بھی ہیں۔ انہیں ثقہ علماء نے صرف ثقہ علماء سے ہی روایت کیا ہے۔ حتی کہ ان کی سند ان سعادت مند لوگوں تک پہنچ جاتی ہے۔ جنہوں نے سرور کائنات ﷺ کی زیارت کی اور ان معجزات کے ظہور اور وقوع کا اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کیا۔ اور آپ ﷺ کے بعض معجزات کو ابھی تک استحکام حاصل ہے اور آئے روز ان کا مشاہدہ کیا جا سکتا ہے۔ ایک منصف مزاج دانشمند کے لیے یہ کیسے ممکن ہے کہ وہ دیگر انبیائے کرام علیہم السلام کے معجزات کی تو تصدیق کرے ان کے ادیان کو بھی سچا سمجھے حالانکہ ان کے معجزات میں بہت سے ایسے اسباب اور وجوہات ہیں جن کی وجہ سے ان کی صحت میں شک کا گمان ہوتا ہے۔ لیکن وہ نبی آخر الزمان ﷺ کے دین متین اور معجزات کی تصدیق نہ کرے۔ حالانکہ ان میں بہت سے ایسے اسباب اور وجوہات ہیں جو یقین کامل کی دولت سے مالا مال کرتے ہیں۔

ایسا رویہ صرف وہی شخص اختیار کر سکتا ہے جو گمراہ ہو اور اسے راہ ہدایت پر گامزن ہونے کی توفیق نہ دی گئی ہو۔ اللہ تعالیٰ تو حق فرماتا ہے۔ صراط مستقیم کی ہدایت فرماتا ہے۔

هُوَ حَسْبُنَا وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ

یہ عظیم تصنیف جس کا نام مبارک ”حجۃ اللہ علی العالمین فی معجزات سید المرسلین“ ہے۔ امیر المومنین سلطان غازی عبد الحمید خان کے دور حکومت 1317 ہجری ذی القعدہ الحرام کو اختتام پذیر ہوئی۔ اس کے آغاز و اختتام میں بے حد و بے شمار تعریف ہو اللہ رب العزت کے لیے جو سب جہانوں کا رب ہے۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ

يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari